اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیانی ۔ دو بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر ۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ ۔ خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر کے ... والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ...

نمبر ۱ قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء مطابق ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۲۴ھ

تازہ الہامات و رؤیا

۳ جنوری ۱۹۰۷ء (۱) سَاُکْرِمُکَ اِکْرَامًا عَجَبًا وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُقْتَدِرًا

ترجمہ ۔ عنقریب میں تیری عجیب عزت ظاہر کروں گا ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے

(۲) رؤیا ۔ شریف احمد کو خواب میں دیکھا ... اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے ۔ اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں ۔ ایک نے شریف احمد ... اشارہ کرکے کہا ۔ کہ وہ بادشاہ ... دوسرے نے کہا ۔ کہ ابھی تو اس نے ... قاضی بننا ہے ۔ فقط

... فرمایا ۔ قاضی حَکَم کو بھی کہتے ہیں ۔ قاضی وہ ہے ۔ جو تائید حق کرے ۔ اور باطل کو رد کرے ۔ چند سال ہوئے ۔ ایک دفعہ ہم نے عالم کشف میں اسی لڑکے شریف احمد کے متعلق کہا تھا ۔ کہ اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں ... اور جب یہ پیدا ہوا تھا ۔ تو اس وقت الہام ... ف میں آسمان پر ایک ستارہ دیکھا ... جیسا کہ ... تھا ۔ مُعِمُّ اللّٰہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نالہ پابند نَے نہیں ہے ۔ فریاد کی کوئی لَے نہیں ہے

[یہ نظم ہے جو مولوی محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی ضلع گجرات پنجاب نے ۲ جنوری کو بوقت ظہر مسجد میں پڑھ کر سنائی جو حضور نے بہت پسند فرمائی (بقیہ کا لفیہ)]

آتش فرقت محبوب نے جب گرمایا
کیا کہوں ہجر کی گھڑیاں ہیں گذاریں کیونکر
دل جو رہتا متوجہ بدیار محبوب
مرغ دل جو کہ تڑپتا ہی رہا کرتا تھا
پھوٹے وہ آنکھ نہ جس میں ہو ترا شوق دید
دل وہ کیا دل ہو جس میں تیری کچھ بھی الفت
یوسفِ مصرِ نبوت کے حضور اک نادار
دی صدا اَوْفِ لَنَا الْکَیْل کی اس نے آکر
میرا پیمانہ معارف سے خدارا بھر دے
کچھ نہ اس کو بھی محبوب ازل کا دینا
اک جھلک اپنے سوالی کو بھی دکھلا دینا
کون سی راہ سے دلبر کی طرف چلتے ہیں
تیرے چہرہ سے نظر آئے خدا کا چہرہ
تیرہ چشموں کو دکھلائی وہ دینا کیونکر
قلزمِ عشق سے نکلے ہوئے سچے موتی
آرزو ہے ترے قدموں میں رہوں کچھ مدت
اپنے مولیٰ سے دعا ہے یہی دن رات میری

جذبۂ شوق زیارت مجھے پھر لے آیا
دلِ شیدا کو تیری یاد نے کیا تڑپایا
قبلۂ دیں کے لئے قبلہ نما بن آیا
قطب دوراں کے لئے قطب نما بن آیا
ٹوٹے وہ ہاتھ جو بیعت کو نہ تیری آیا
سر وہ کیا سر ہے نہ جس میں تیرا سودا آیا
اپنی کم مائگی کو لے کے خریدار آیا
مَسَّنَا الضُّرُّ کی عرضی کو وہ لے کر آیا
کاسۂ عجز لئے ایک سوالی آیا
ایک سرگشتۂ وادیٔ محبت آیا
اسی محبوب کی جس کا تو نشاں بن آیا
رستہ پوچھنے گم کردہ منزل آیا
حق نما آئینہ واللہ یہی ہے آیا
افقِ وحی پہ جو مہرِ رسالت آیا
... کے طور پہ لیکر تیرا خادم آیا
بس اسی واسطے پردیس میں اکمل آیا
تیرے سایہ میں رہوں تو ہے خدا کا سایا

نئے سال کے تمہیدی نوٹ

ناظرین و سرپرستان الحکم کو نیا سال مبارک ہو (آمین)

الحمد للہ کہ اس تحریر کے ساتھ الحکم کی گیارہویں جلد کا آغاز ہوتا ہے یہ محض اللہ ہی کا فضل اور کرم ہے کہ اس نے دس سال تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کے کام [illegible] مجھ [illegible] دیا اور آئندہ بھی اسی [illegible] سے کہ وہ جب تک اس کا چاہے اس خدمت کی توفیق دے

[illegible] الحکم کے ذریعہ کس قدر کام ہوا ہے ایک تفصیل [illegible] حدیث [illegible] اس کے [illegible] الحکم [illegible] ناظرین [illegible] پہنچینگے گویا یہ دس سالہ رپورٹ ہوگی ۔

سال گذشتہ میں کاغذ کی قلت نے مجھے اکثر اوقات بہت بڑے مشکلات میں ڈالا۔ جس کی وجہ سے ناظرین کو عموماً شکایت کا موقع ملا اگر یہ شکایت رہی مگر دلچسپی اور محبت جو الحکم سے اس کے معزز سرپرستوں کو ہے وہ کم نہیں ہوئی بلکہ بڑھی ہے۔ ایسا ہی پریس کی بعض دقتوں نے [illegible] دکھایا لیکن جس طرح پر ہو سکا سال گذر گیا ۔

گیارہویں جلد کا پہلا نمبر الحکم کی اسی اصلی تقطیع پر شائع ہوتا ہے جو بہت مقبول اور پسند ہو چکی ہے۔ اس تقطیع کا تبدیل کرنا احباب کے سخت اصرار کا نتیجہ ہے جس کو میں نے بادل ناشاد قبول کیا ہے اور مجبور ہو کر بھی۔ بہت بڑی تقطیع پر چھپوائی کا عمدہ انتظام نہیں ہو سکتا اور جبتک کوئی مستقل اور کافی انتظام نہ ہو لے میں اس تقطیع کو بدلنے کے لئے آمادہ نہیں ہوں۔ خصوصاً اس سال تو۔

اس سال میں نے مصمم ارادہ کیا ہے کہ الحکم کو اپنی مشین پر چھاپنے کا انتظام کیا جاوے چنانچہ اس کے متعلق ولایت میں آرڈر دینے کے لئے لاہور میں ایک معزز معصر کو بھی لکھ دیا تھا۔ ہاں بعد انھوں نے لاہور میں ہی ایک مشین کے خرید کر دینے کا انتظام کیا میں نے انھیں خرید مشین کے لئے پورا اختیار دینا چاہا مگر انھوں نے اپنی ذمہ واری سے دست کشی کی اور لاہور ہی سے ایک معزز بھائی نے جو ایک مشہور سٹیم پریس میں کام کرتا ہے اپنی ذاتی تحقیقات سے اس مشین کو ناقابل بنایا اس لئے میں ڈر گیا اور اس معاملہ کو دوسرے وقت پر ملتوی کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو جلدی ہی انتظام ہو جاوے۔ کیونکہ اب یہاں قادیان میں مشین پریس کی ضرورت بہت محسوس ہو رہی ہے ۔

مشین پریس کے ذکر کے ساتھ ہی اس امر کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جب میں نے اوایل میں اس کا ذکر کیا اور ناظرین الحکم کو توجہ دلائی کہ اگر خریداران الحکم اس کام کی اعانت کے لئے بطور قرض حسنہ دس دس روپیہ ہی دیں تو اکیلا کارخانہ الحکم اپنے سرپرستوں کی ایسی اعانت سے سٹیم پریس قائم کر سکتا ہے۔ اس پر اکثر دوستوں نے مجھے لکھا کہ مشترکہ سرمایہ سے اس کو قائم کر دیا جاوے ہم روپیہ دینے کو آمادہ ہیں۔ مشترکہ سرمایہ سے کام کرنا ہر چند ایک مفید اور عمدہ چیز ہے لیکن میں اپنی ذمہ واریوں کو دیکھ کر ایسی تجویز سے ڈر گیا اور انھیں یہی صلاح دی کہ میں اس کے لئے طیار نہیں ہوں۔ اور اب بھی میں یہی کہتا ہوں۔ ہاں اگر کوئی صاحب اس کام میں اپنا روپیہ لگانا چاہیں تو میں ان کو اپنے تجربہ اور اندازہ کی بنا پر یہ مشورہ دے سکتا ہوں کہ تین ہزار روپیہ کے سرمایہ سے سردست وہ مشین پریس قادیان میں عمدہ پیمانہ پر قائم کر سکتے ہیں۔ اور اگر چار ہزار روپیہ لگا دیں تو سٹیم پریس ہو سکتا ہے جس کے ساتھ ایک آٹا پیسنے کی چکی لگ سکتی ہے اور اس طرح پر وہ یہاں ایک معقول فائدہ انشاء اللہ حاصل کریں گے۔ میں اپنے ہاتھ میں مشترکہ سرمایہ لیکر ایسا کام کرنے کو ہرگز آمادہ نہیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس کے سوا جس قسم کی مدد وہ مجھ سے چاہیں میں انشاء اللہ ضرور دوں گا۔

اسی ضمن میں مجھے اپنے محترم پردیسی بھائی بابو محمد صدیق صاحب [illegible] اسسٹنٹ چین کی قابل قدر ہمدردی کا شکریہ ادا کرنا ہے جنھوں نے چین میں اتنے میلوں کے فاصلہ پر میری آواز کو سنا اور مشین پریس کی امداد میں چالیس روپیہ بھیجدیا اور اس پر اس کو حقیر رقم [illegible] قبول کرنے پر شکر گذار ہونے کی خواہش کی۔ اس سے ان کی اس محبت کا پتہ ملتا ہے جو انھیں خادم قوم الحکم سے ہے میں ایسے مخلص محب اور نادیدہ سرپرست الحکم کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے حفظ و امن میں رکھے اور بہت بڑی نیکیوں کی توفیق دے اور اپنے فضل کے سایہ میں واپس لائے آمین ۔

ایسا ہی ڈاکٹر چودہری ممتاز علی خان نے سمالی لینڈ سے مجھے لکھا ہے کہ وہ مشین کے لئے بیس روپیہ بطور امداد دینے کو طیار ہیں ۔

بہرحال چھپائی کی مشکلات اور دقتوں کا خاتمہ انشاء اللہ العزیز مشین ہی کے آنے پر منحصر ہے۔ اور میں اس کے لئے مصمم ارادہ کر چکا ہوں ہاں اس کا پورا ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے ۔

سال کے شروع میں علی العموم ہر انسان کے دل میں نئے ارادے اور نئی امنگیں جوش زن ہوتی ہیں۔ اس لئے میں اپنے ناظرین سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنے ناچیز خادم کے لئے دل سے دعا کریں کہ اس کی آرزوں اور امنگوں کا میدان اللہ تعالیٰ وسیع ہو اور وہ خدا کے اس فضل کو پا سکے جو اس کا بالخیر ہو اور وہ خدا کی رضا کے مقام پر اپنے سید و مولیٰ امام کے خدام میں اٹھایا جاوے۔ اس کی زندگی جس مبارک خدمت میں گذر رہی ہے اس میں اخلاص کی توفیق اس کے شامل حال ہو اور اس کی لاانتہا خطا کاریوں پر قلم عفو پھیرا جاوے۔ (آمین)

دعا بحضور رب العلیٰ

اے خدا۔ اے بندوں کے مالک کہ تیری قدرت کا زبردست ہاتھ ہر ایک کی گردن پر ہے۔ اے دروازہ ہائے رحمت کے کھولنے

اسلئے ہر طرح کے اسبابوں کے مہیا کردینے والے ہمارے واسطے وہ سبب اور ایسا سامان مہیا فرما جو ہماری طاقت درخواست و طلب سے بڑھکر ہے ❖

خدایا ہم کو خاص اپنے کام میں مشغول ہونے کی توفیق عنایت فرما کہ ہم تیرے ہی انصاف و داد سے تسلّی یاب ہوں۔ تیری مخلوق سے کوئی تمنا اور آرزو ہم کو نہ رہے۔ ہمارا انس و محبت اگر ہو تو تجھ سے ہو تیرے غیر سے تعلق خاطر ہمیں وبال جان ہو تیری تقدیر پر رضامندی ہماری خوشی ہو تیری طرف سے کسی زحمت و بلا کے آنے پر ہمیں صبر آجائے۔ صرف تیرے ہی عطا پر ہم قناعت کرنے والے ہوں۔ اور تیری ہی نعمتوں کے شکرگذار محض تیری ہی یاد سے ہمیں لذت ملے اور تیری ہی سچی کتاب ہمارے لئے راحت و شادمانی کا باعث ہو۔ رات کی درمیانی سنسان گھڑیوں اور دن کے آغاز و انجام پر ہمیں تیری ہی ذات پاک کے ساتھ رازگوئی کی عزت حاصل ہو وہ دنیا جو تیری پاک یاد سے غافل کرنے والی ہے اس سے ہم کنارہ کش ہو جائیں۔ اور آخرت سے دوستی اور محبت کا لگاؤ پیدا ہو۔ تیری ملاقات کا شوق غالب ہو۔ تیری ہی جناب کی طرف ہر وقت متوجہ رہیں۔ گویا کہ ہم ہر وقت موت کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ اور سمجھیں کہ یہ ہی ایک سچی راہ ہے جس راہ سے ہم نے تیرے حضور میں حاضر ہونا ہے۔

اے ہمارے پروردگار جو وعدہ تونے ہمارے حق میں اپنے پیارے رسولوں کی زبان پر فرمایا ہے وہ ہمیں عنایت فرما ہم کو روز قیامت کی رسوائی سے بچا بے شک تیری ذات سے ہرگز خلاف وعدہ نہیں ہوتا

الٰہی اپنی توفیق کو ہماری رفیق اور راہ راست کو ہمارا طریق مقرر فرما خدا [illegible] ہمارے مقصدوں میں ہم کو تو کامیاب کر اور ہماری توبہ قبول [illegible] بے شک توبہ قبول کرنے والا مہربان تو ہی ہے ❖

الٰہی ہماری صبح کا آغاز تیرے ہی نام پاک سے ہو اور اختتام شام پر بھی تیرا ہی نام پاک منہ سے نکلے تیرے ہی نام سے ہماری زندگی ہو اور تیری ہی نام سے ہماری موت ہمارا رجوع آخری تیری ہی جناب کی طرف ہے ❖

خدایا۔ اپنے روئے مبارک کی لذت دیدار ہمیں عطا فرما اور اپنی ملاقات پاک کا ذوق و شوق ہمارے دلوں میں پیدا کر ❖

بار الٰہا۔ ہمیں سچ کو سچ کر دکھا اور اسی سچ کی تابعداری پر قایم رکھ۔ اور جھوٹ ہمیں جھوٹ ہی نظر آوے۔ اور اس سے ہمیشہ ہم کو نفرت اور پرہیز ہی حاصل رہے ❖

الٰہی۔ ہمیں ہر ایک چیز کی اصلیت اور حقیقت سے آگاہ کر دے اور ہم کو ایسی حالت میں موت نصیب کر کہ ہم تیرے فرمانبردار مسلمان ہوں اور ہم کو اپنے خاص نیک بندوں کی جماعت میں شامل فرما۔ ظالموں بے انصافوں کی بدی کو ہم سے دور کر۔ اور اپنے صادق ایمان داروں کی دعا میں ہم کو شریک کر اپنی یاد کی غافلوں اور غفلت کی نیند میں سونے والوں کی نیند سے ہمیں جگا دے اور ہم کو اپنے پیارے برگزیدہ رسول کریم کی شفاعت سے بہرہ مند کر۔ اور اس حال میں کہ ہم تیری عطا کردہ سلامتی سے امن پانے والے ہوں۔ ہم کو جنت میں داخل فرما۔ اپنے خالص پرہیزگاروں کی جماعت میں قیامت کے دن ہمیں اٹھا اور اپنے پناہ دینے والے آتش دوزخ سے ہم کو نجات دے ❖

خداوندا۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی بخشش اور اپنا رحم نازل فرما ❖

خداوندا۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی خاص مدد اور نصرت عنایت فرما ❖

خداوندا۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بند ہوئے کام کھولدے ❖

خداوندا۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو صلاحیت عطا کر ❖

خداوندا۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کشادگی مرحمت فرما ❖

خداوندا۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے اقران و امثال پر عزت و بزرگی سے سرفراز کر ❖

خداوندا۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گناہوں خطاؤں لغزشوں سے درگذر کر۔

اے۔ توبہ کرنے والوں کے سچے دوست ہماری توبہ قبول کر ❖

اے۔ ڈرے ہوئے اور خوف زدہ ہوئے ہوؤں کے امان دینے والے ہم کو امن دے ❖

اے۔ حیرت میں بھٹکتے پھرنے والوں کے رہنما ہماری رہنمائی کر ❖

اے۔ فریادیوں کے فریادرس ہماری فریاد کو پہنچ۔ مایوسوں کے امیدگاہ ہماری امیدوں کو منقطع نہ کر۔ اے گنہگاروں پر رحم کرنے والے ہم پر رحم کر۔ خطاکاروں کے بخشنے والے ہماری خطا معاف کر۔ سب قسم کی بدیوں کو ہم سے دور فرما اور اپنے نیکوکار بندوں کے ساتھ ہمارا انجام بخیر کر ❖

الٰہی۔ ہمارے گناہوں کو بخش۔ ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی کر ہمارے سینے کو کھولدے۔ ہمارے دلوں کی نگہبانی کر۔ ہمارے دلوں کو اپنی ہدایت کے نور سے روشن فرما۔ ہمارے کاموں کو آسان کر۔ ہماری مراد و حاجات کو حصول کا درجہ عطا فرما ❖

الٰہی۔ ہم کو بھی ہمارے والدین کو بھی ہمارے بزرگوں اور استادوں کو بھی ہمارے دوستوں اور آشناؤں کو بھی۔ ہمارے خویشوں اور قرابتیوں کو بھی اور اُن لوگوں کو بھی کہ جن کا حق ہم پر ہے اور جمیع امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اپنے خالص رحم و کرم سے بخشدے ❖

الٰہی۔ کسی بدی سے جو ہم پر آنے والی ہو۔ ہم کو بچا لینا۔ عذاب دوزخ عذاب قبر اور قیامت کے دن کے عذاب سے ہم کو محفوظ رکھنا اور اپنے نیکوکار و پرہیزگار بندوں کی جماعت میں ہم کو اٹھانا ❖

الٰہی۔ اپنے ذکر پاک کی عزت سے عنایتوں اور کرامتوں کے دروازے ہم پر کھولدے اپنی عبادت اور اطاعت کی توفیق عنایت کر۔ آفتوں اور مصیبتوں سے ہماری حفاظت فرما۔ رزق حلال اور جمیع نیکیوں میں ہم کو برکت دے ❖

اے فیاض۔ سب بلاؤں اور بیماریوں سے ہم کو نگاہ رکھ۔ سب خلقت کے برگزیدہ رسول صلعم اور اُن کی آل و اصحاب پر اپنی کامل رحمت نازل فرما ❖

اے رحیم و کریم مولا۔ اے راست بازوں کے حامی
حزب اللہ کے ناصر اسلام اور مسلمانوں کی تائید فرما
اپنے امام حکم موعود کے ذریعہ ؎

الٰہی درود و سلام نازل فرما ہمارے سید و مولا محمدؐ پر کہ
تیری رحمت کے نزول کا اولین و آخرین سب معلوم کریں ؎

الٰہی رحمت و درود ہمارے اس سردار پر نازل کر کہ روز
قیامت تک [illegible] والوں میں اسکا چرچا ہے ؎

الٰہی۔ آلِ تیری رحمت و انعام کا ظہور ہمارے سید و مولا
[illegible] ہر وقت اور ہر زبان میں ہو ؎

الٰہی تیرے سب نبیوں پر اور کل رسولوں پر اور فرشتگان
مقربین پر اور تیرے کل برگزیدہ نیکوکار بندوں پر اور سب تیرے
فرمانبرداروں پر تیری رحمت نازل
اے سب سے [illegible] زیادہ رحم کرنے والے۔
کل مہربانوں سے مہربان ہم کو بھی ایسے ہی نیکوکاروں کے ساتھ
اپنی رحمت اور مہربانی میں شامل فرما۔ آمین ؎

سالانہ جلسہ اور اُس کے ضروری حالات

دسمبر کا آخری ہفتہ ہندوستان میں جلسوں اور کانفرنسوں کا ہفتہ کہلاتا
ہے۔ اسی ہفتہ میں قادیان سلسلہ عالیہ احمدیہ کا بھی ایک عظیم الشان
جلسہ دار الامان قادیان میں جو سلسلہ کا مرکز ہے ہوتا ہے۔ اس جلسہ کی
غرض و غایت دنیا کے دوسرے جلسوں کے مقابلہ میں بالکل نرالی اور
نئی ہوتی ہے۔ اس کا ایک ہی لاتبدیل اور لاتحویل مقصد ہے جو دوسرے
جلسوں میں قطعاً مقصود نہیں ہوتا وہ کیا؟

عبودیت اور الوہیت میں سچا تعلق پیدا کرنا

یہ تھا مقصد اس جلسہ کی غایت کا۔ میری اپنی رائے میں یہ امر ہرگز نامناسب
نہیں اگر میں اس جلسہ کی غرض و غایت کو خود حضرت حجۃ اللہ علی الارض
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں پیش کر دوں
اور وہ یہ ہے:۔ تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر
ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولٰے
کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی
حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس
غرض کے حصول کیلئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں
خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری
اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا
ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دعا کرنا چاہیئے کہ خدا
تعالیٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے۔
کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت
سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر یک کے لئے
باعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ
وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کیلئے آوے کیونکہ
اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کیلئے بڑی بڑی تکالیف اور
بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ
سال میں تین روز ایسے جلسہ کیلئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ
چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں
سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک قرار پائے یعنی آج کے
دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی ہو تو ۲۷ دسمبر کی تاریخ
آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے
اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے
حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو
ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں
اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی
کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف انکو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے۔ اور پاک تبدیلی ان میں
بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر
نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہونگے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے
منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا
اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے
لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے
اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت
عزت جل شانہ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد
اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے ؎

ان سطور کو پڑھ لینے کے بعد بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے کہ اس جلسہ کی جو غرض ہے
وہ نہایت اہم اور ضروری ہے اور دوسرے جلسوں میں جو دسمبر کے انہیں ایام میں
ہوتے ہیں یہ بات پائی نہیں جاتی بلکہ ان کا مقصود اصلی دنیا اور اس کے
حصول کی راہیں ہیں اور اس لحاظ سے سلسلہ احمدیہ کے سالانہ
جلسہ اور دوسری قوموں کے سالانہ جلسوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے
میں اپنے ذوق کے موافق اس جلسہ کے انعقاد کو وحی الٰہی کے ماتحت یقین
کیا کرتا ہوں۔ اس لئے کہ حضرت حجۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ
وحی یأتون من کل فج عمیق اور لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس
ہر چند عام ہے اور ہر آنے والا فرد اس کو پورا کر رہا ہے۔ لیکن دسمبر کے ان
آخری ایام میں اسکا ظہور خصوصیت سے قابل دید ہوتا ہے یہی وجہ ہے
کہ رسالہ الہامیہ کی اشاعت کی ان پانچ شاخوں میں سے تیسری
شاخ ہے۔ جن کا ذکر خود حضرت مسیح موعود نے رسالہ فتح
اسلام میں کیا ہے۔ اس جلسہ کی بنیاد ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو پڑی
جس کے لحاظ سے یہ پندرھواں سالانہ جلسہ کہلا سکتا ہے۔
پندرہ سال کے اندر اس درخت نے کس قدر ترقی کی اور اس کے
بار و بر نے دنیا میں کیا انقلاب پیدا کیا یہ معمولی اور مختصر بات
نہیں بلکہ ایک طویل واقعہ ہے جسکو میں اس سلسلہ کی تاریخ
لکھنے والے کے لئے چھوڑ دیتا ہوں ؎ ہاں ہر شخص غور کر سکتا
ہے کہ وہ بیج جو صرف اسّی سے بھی کم آدمیوں کی موجودگی میں
لگایا گیا تھا۔ پندرہ سال کے اندر اسقدر نشو و نما پا چکا ہے کہ اسّی
سے زیادہ آدمی اس کے سائے میں بیٹھنے والوں کی خدمت کے
لئے ملتفی نہیں ہیں ؎ اور جس جلسہ کے مہمان ایک معمولی کمرے
میں سما سکتے تھے وہ اب پندرہ بڑے بڑے کمروں میں بھی گنجائش
نہیں پا سکے۔ اس پر نظر کر کے

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

کہنا پڑتا ہے بہرحال پندرھواں سالانہ جلسہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۶ء
سے شروع ہوا۔ اس تاریخ سے اس کا آغاز اس لئے بیان کیا گیا
ہے۔ کہ اسی تاریخ سے مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ مہمانوں کے
اترنے کے لئے نئے اور پرانے مہمان خانوں کے علاوہ مدرسہ تعلیم الاسلام
کی عمارت اور باغ کا ایک وسیع ہال تجویز کر لیا گیا تھا۔ باغ کا
ہال صرف ضلع سیالکوٹ کی جماعت کے لئے مخصوص

کیا گیا تھا۔ خاص سیالکوٹ کی جماعت تو مدرسہ ہی کے کمرہ میں اُتاری گئی مگر ضلع کی جماعت اس لحاظ سے کہ اس میں مہمانوں کی تعداد سب جماعتوں سے بہت بڑھکر تھی وہاں ٹھہرائی گئی اور چودھری مولا بخش صاحب جو اپنے ضلع کی جماعت کے سکرٹری ہیں انھوں نے بھی وہاں ہی قیام کرنا پسند فرمایا ٭

جلسہ کے متعلق عام انتظام قادیان کی مقامی انجمن احمدیہ نے صدر انجمن احمدیہ کے سکرٹری صاحب کے مشورہ پر سال گذشتہ کی طرح اپنے ذمہ لیا۔ اور یہ خدا کے فضل کی بات ہے کہ انجمن احمدیہ قادیان اس انتظام کو نباہ سکی اور خدا کے فضل پر اُمید کی جاتی ہے آئندہ اس میں اور بھی ترقی ہو سکے گی۔

۲۳ اور ۲۴ دسمبر ۱۹۰۶ء کو کوئی خاص کارروائی نہیں ہوئی اس لئے کہ یہ دن مہمانوں کی آمد اور نزول میں گذرے۔ ۲۴ دسمبر تک سیالکوٹ۔ جہلم۔ ڈیرہ غازی خان۔ امرتسر۔ پشاور۔ لاہور۔ شاہ پور۔ گجرات۔ ایبٹ آباد۔ ضلع جالندھر۔ کی جماعتیں دارالامان میں پہنچیں ٭ جس سے اس امر کا اندازہ ہوتا ہے کہ کس قدر کشش قلوب میں پیدا ہو چکی ہے ورنہ وہ ایام جو رخصت کے دُنیا کے ہزاروں دھندوں کے لئے بمشکل میسر آتے ہیں اس طرح پر اُن سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہ ہوتی کہ ایک منٹ بھی قادیان کے خیال سے باہر نہ گذارا جاتا۔

جس وقت کسی کو فرصت اور رخصت ملی اُسی وقت دارالامان کا راستہ لیا ٭ انبیاء علیہم السلام میں یہ جذب اور کشش ان کی سچائی کا ایک بیّن ثبوت ہوا کرتا ہے ٭ اسی جذب کی بنا پر خدا کا برگزیدہ موعود پکار کر کہتا ہے۔

وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس
اک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس

ایسا ہی مردان۔ علی گڈھ۔ لودیانہ۔ لالہ موسیٰ۔ آگرہ۔ کشمیر۔ ضلع ہوشیارپور۔ لائل پور۔ اور بہت سے مقامات سے کثرت کے ساتھ لوگ آئے۔ اور کل تعداد مہمانوں کی کسی صورت میں ڈیڑھ ہزار سے کم نہ تھی۔ مہمانوں کی خدمت اور ان کی ضروریات کے بہم پہنچانے کے متعلق انجمن احمدیہ قادیان نے جس قدر انتظام کیا تھا وہ میں اوپر کہہ آیا ہوں کہ ہر طرح سے قابل اطمینان ثابت ہوا ٭ جلسہ کے لئے تام چینی کے برتنوں کا انتظام کیا گیا تھا مگر وہ وقت پر نہ پہنچ سکے اس وقت کہ میں یہ مضمون لکھ رہا ہوں وہ برتن قادیان میں پہنچ چکے ہیں۔ احباب کی سہولت کے لئے بعض ضروری ہدایات پہلے سے چھپا کر چسپاں کر دی تھیں اور حسب ضرورت کے موافق بعض ضروری اُمور کے پروگرام بھی شایع ہوتے رہے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام علی العموم ہر روز سیر کو نکلتے رہے میں چونکہ مہمانوں کے لئے کھانے وغیرہ کے اہتمام میں مصروف تھا سیر کے وقت کے حالات نہیں لکھ سکا۔ اس لئے جو کچھ اس کے متعلق لکھوں گا اپنے صادق بھائی ایڈیٹر بدر کی یادداشت کی بنا پر ہوگا۔ ورنہ جلسہ کے تفصیلی حالات کی ضرورت نہ سمجھکر مختصر طور پر اجمالی حالات پیش کروں گا۔

انجمن تشحیذ الاذہان کا جلسہ

جیسا کہ قبل از وقت اعلان کیا جا چکا تھا ۲۵ دسمبر کو قبل دوپہر کی بجائے بعد دوپہر انجمن تشحیذ الاذہان کا جلسہ شروع ہوا۔ یہ جلسہ مہمان خانہ جدید کے سامنے والے میدان میں ہوا جہاں مہمانوں کے لئے کھانا کھلانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ بیچ میں دریوں کا فرش تھا اور گرد اگرد بینچ رکھے گئے تھے اور ایک طرف کرسیاں تھیں۔ حضرت حکیم الامۃ اس جلسہ کے صدر مجلس تھے۔

جلسہ کا افتتاح قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا۔ جو حافظ روشن علی صاحب نے کی۔ بعد ازاں بعد جناب صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب نے مختصر تقریر میں انجمن کے اغراض اور وہ کیونکر پورے ہو سکتے ہیں کے مضمون پر ضرورت وقت کے مناسب تقریر کی۔ یہ تقریریں دوسرے وقت الحکم میں انشاء اللہ چھاپ دوں گا۔ ان کے بعد سکرٹری صاحب حافظ عبدالرحیم صاحب نے شکریہ احباب کیا جنھوں نے کسی نہ کسی رنگ میں انجمن مذکور کو مدد دی تھی۔ ان کے بعد شیخ عبدالحکیم صاحب طالب علم میڈیکل سکول لاہور نے بہ حیثیت ڈیلی گیٹ انجمن الاخوان لاہور مختصر سی تقریر کی جس میں اُنھوں نے وحدت ارادی کی ضرورت اور اس کے پیدا کرنے کی مختلف صورتوں پر زور دیا اور سلسلہ کے مقاصد کی اشاعت کے لئے لائبریریوں کے قیام سے سلسلہ کو مفید بتایا۔ ان تقریروں کے بعد آخری اور بے نظیر تقریر حضرت حکیم الامۃ کی تھی۔ آپ کی تقریر بھی چھاپی جاویگی آپ کی تقریر قرآن مجید کی آیت اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض کی تفسیر تھی۔

اس جلسہ کا باقی حصہ ۲۶ دسمبر کو ہونے والا تھا لیکن ۲۶ دسمبر کو بعد دوپہر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریر مسجد اقصیٰ میں ہونے والی تھی اس لئے ممبران انجمن تشحیذ الاذہان نے ۲۶ تاریخ کو جلسہ ملتوی کر دیا اور ایسا ہی ۲۷ دسمبر کو بعد دوپہر حضرت حجۃ اللہ کی تقریر ہوئی۔

حضرت حجۃ اللہ کی پہلی تقریر پنج ارکان اسلام پر تھی یہ تقریر ۱۷ جنوری کے الحکم میں پوری شایع ہو جاویگی اور دوسری تقریر جو اسی تقریر کا تتمہ تھی گورنمنٹ انگلشیہ کے برکات پر تھی۔ جس میں آپ نے مسلمانوں اور خصوصاً اپنی جماعت کو پُرزور نصیحت کی کہ وہ اپنے مذہبی فرض کی طرح گورنمنٹ کی شکر گذاری اور وفاداری اپنا شعار بنالیں۔ آپ نے اس گورنمنٹ کے عہد میں مبعوث ہونے پر فخر کیا۔

عجیب لطف اور فرق کی بات تھی کہ ایک طرف کلکتہ میں جہاں پولیٹیکل مجلس کانگرس کا جلسہ ہو رہا تھا گورنمنٹ انگلشیہ کے برکات کو چھوڑ کر اس کے وعدوں اور عدم ایفا پر زور دیا جاتا تھا۔ وہاں اس کے مقابل قادیان کے مقام پر وہ شخص جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے اپنی جماعت کو گورنمنٹ کے برکات اور احسانات جتا کر شکر گذاری کی روح نفخ کر رہا ہے۔

کانگرس کے مقاصد اور اغراض پر بحث یا ان کا مفید یا مضر ہونا اس وقت ہمارے زیر بحث نہیں اور نہ اس کی ضرورت اور نہ یہ امر ہمارے مقاصد میں داخل۔

3

اس امر کے بیان سے مجھے صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ جیسے زمین اور آسمان میں فرق ہے ویسے ہی زمینی اور آسمانی لیڈروں کے خیالات میں فرق ہے دونو ایک ہی مضمون پر بول رہے ہیں زمینی لیڈر اپنے حقوق اور مطالبات پیش کرتے ہیں - مگر آسمانی مصلح عطا شدہ مہربانیوں کے لئے شکر گذاری کی تحریک کرتا ہے - اور گذشتہ سلطنت سے اس کا مقابلہ کر کے اپنے اندر وہ جوش وفاداری پاتا ہے جو دوسروں میں نہیں -

۲۸ دسمبر کی صبح کو صدر انجمن احمدیہ کا عام جلسہ ہوا - اسی جلسہ میں مولوی محمد علی صاحب سکرٹری انجمن مذکور نے مدرسہ - میگزین - اور انجمن کار پرداز مصالح قبرستان کی سالانہ رپورٹ پیش کی - اور ۱۹۰۷ء کے لئے بجٹ پیش کیا - میری اپنی رائے میں قومی پہلو کے لحاظ سے اس سارے جلسہ کا یہ حصہ زیادہ قابل غور ہے - اس لئے کہ یہ قومی ضرورتوں اور قومی مقاصد کا مشترکہ پہلو ہے - اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس حصہ کو کسی قدر تفصیل سے لکھوں اور سالانہ رپورٹ کے بعض ضروری حصص درج ہوں لیکن اس مرتبہ عدم گنجائش کی وجہ سے اس حصہ کو اگلی اشاعت پر ملتوی کرنا پڑا -

اب ان قواعد کا اندراج ضروری ہے جو مجلس معتمدین نے قادیان دارالامان کی ضروری الشٹی ٹیوشنز کے متعلق پاس کئے ہیں ان قواعد میں جو خاص عہدہ داروں یا ممبروں کے نام لکھے گئے ہیں اس سے یہ غرض نہیں کہ ان کے نام خط و کتابت ہو بلکہ اس کے متعلق جو اطلاع پہلے شائع ہو چکی یا ہوتی ہے اس کی پابندی کرنی چاہیئے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ جلسہ کی نسبت!

جلسہ دسمبر کی رپورٹ تو شیخ صاحب مکرم خود لکھینگے مگر میں ایک ایسی بات لکھتا ہوں جسے میرے مکرم دوست خود ظاہر نہیں کر سکتے وہ کیا ہے ان حسن خدمات کا ذکر جو شیخ یعقوب علی صاحب نے بہ حیثیت منتظم جلسہ ادا کیں - میں نے سنا ہوا تھا کہ ابوالفضل باوجود اعلیٰ درجہ کا انشا پرداز ہونے کے سپاہیانہ پارٹ کو بڑی خوبی سے ادا کیا کرتا تھا - مگر یہاں ان سنی ہوئی باتوں کو واقعات کے رنگ میں دیکھ لیا - جو شخص لکھنے والا ہو اس کی نسبت عام خیال یہ ہے کہ وہ کسی دوسرے کام کا نہیں ہوتا مگر شیخ صاحب میں انتظامی مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے آپ نے اپنی ان تھک کوششوں سے کسی مہمان کو شکایت کا موقعہ نہیں دیا - میں تو جس وقت دیکھتا - آپ کھڑے ہوئے نظر آتے اور اکثر اوقات تو رات کے بارہ بارہ بجے گھر جا کر کھانا کھایا ہے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے ؛

(تقریر محمود) برج نبوت کا روشن ستارا - درج رسالت کا درخشندہ گوہر محمود سلمہ رب الودود

شرک پر تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوا -

میں ان کی تقریر ایک خاص توجہ سے سنتا رہا کیا بتاؤں فصاحت کا ایک سیلاب تھا - جو اپنے پورے زور سے بہ رہا تھا -

واقعی اتنی چھوٹی سی عمر میں خیالات کی پختگی اعجاز سے کم نہیں - میرے خیال میں یہ بھی حضور علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہے اور اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ مسیحیت مآب کی تربیت کا جوہر کس درجہ کمال پر پہنچا ہوا ہے آپ نے سورہ لقمان کی وہ آیات پڑھیں جن میں حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں - کہ شرک سے پرہیز کر فرمایا کہ یہی شرک تمام گناہوں کی جڑ ہے اگر اس سے کنارہ کشی ہو تو پھر انسان نجات یافتہ ہو سکتا ہے :-

آدمی جو عدول حکمی کرتا ہے اس میں ایک نوع شرک کی پوشیدہ ہے پس اس سے بچو - پھر آپ نے روحانی کمالات پر عجیب طرز سے بحث کی - اور بتایا کہ انسان جب نماز کو قائم کر لیتا ہے اور شرک سے بکلی مجتنب ہو جاتا ہے - تو اُسے مامور کیا جاتا ہے - اور وہ لوگوں کو امر بالمعروف نہی عن المنکر کرتا ہے - اس وقت اس کی نہایت مخالفت کی جاتی ہے - مگر ارشاد ہوتا ہے کہ صبر و استقامت سے کام لے - کیونکہ اولوالعزموں کے یہی کام ہیں - پھر صبر کے بعد ایک ایسا زمانہ آتا ہے - جبکہ خلائق کا رجوع اس کی طرف ہوتا ہے - تو ایسی حالت میں یہ حکم دیا گیا کہ ولا تصعر خدک للناس جیسا کہ ہمارے حضرت کو بھی الہام ہو چکا ہے یعنی اژدحام وانبوہ خلق سے گھبراؤ نہیں اور نہ بے رخی اختیار کرو - اور پھر اس ترقی پر نازاں بھی نہ ہو کہ یہ سب خدا کے فضل سے ہے اور کسی پر بلند آواز بھی نہ نکالے کہ مبادا کسی کی دل شکنی ہو بلکہ ہر امر میں میانہ رو رہے - غرض کہ یا بنی اقم الصلوٰۃ الایۃ کی عجیب بے مثل تفسیر کی ؛ (اکمل آف گولیکی ضلع گجرات)

ضروری اطلاع

تحفہ آریہ سماج یا آریہ سماج کی پول کی قیمت ۸؍ ہونے کے باعث کم حیثیت والے لوگوں نے اس سے بہت ہی کم فایدہ اٹھایا ہے - اس لئے اب ہر مضمون کا الگ الگ ٹریکٹ بنا دیا گیا ہے - جو ہر ایک ۲؍ - ۳؍ - ۴؍ - ۵؍ - ۶؍ - پر مندرجہ ذیل پتہ سے مل سکتا ہے - (مسئلہ نیوگ و بد منتروں پر لال بجھکڑ کی اور تردید خدمات مادہ وغیرہ قابل دید ہیں -

المشتھر

عبدالعزیز المعروف جگد مبا پرشاد درما فیت شاہی آنترم لاہور

مختصر نوٹ

یادگار مفید ہونی چاہئے؟

امرتسر کے رامباغ میں ایک عالی شان نوارہ بطور یادگار تشریف آوری پرنس آف ویلز بنایا جائیگا یہ ایک خبر ہے جو اخبارات میں نکلی ہے شاہی خاندان اور سلطنت کی خوشی کی تقریبوں پر اظہار مسرت ایک ضروری فرض ہے لیکن اس خوشی کے اظہار کا طریق کم از کم ایسا ہونا چاہئے جو ملک اور قوم کے لئے مفید ہو۔ رامباغ میں ایک فوارہ کا بنادینا اس میں شک نہیں باغ کی مناسبت سے عمدہ چیز ہے لیکن پبلک کو اس سے کیا فائدہ؟ یہ روپیہ اگر امرتسر کی میونسپلٹی خرچ کرتی تو اسے اس کو بہترین مصرف میں لگانے کی سعی کرنی چاہئے کیوں وہ امرتسر کے صنعتی سکول میں مزید ترقی کر کے اس یادگار کو مفید نہیں بناتی؟

جادو سر چڑھ بولا

آریہ سماج کی تحریک نے جہاں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان افتراق کی کئی راہیں اختیار کیں ان میں اس نے ہندو لفظ کو بھی مسلمانوں کی ایجاد بتایا اور ظاہر کیا کہ یہ لفظ مسلمانوں نے محض تحقیر کے لئے اختیار کیا تھا چنانچہ ہندو اور آریہ کے عنوان سے ان کے اخبارات میں متعدد بحثیں شائع ہوئیں اور جدا گانہ ٹریکٹ لکھے گئے۔ مسلمانوں نے اپنے ذمہ سے اس الزام کو دور کرنے کی سعی کی اور وہ تحقیقات جو انھوں نے پیش کی فی الواقع صحیح اور قابل قدر بھی مگر دلی عناد اور بغض کچھ ماننے نہیں دیا کرتا۔ اب جبکہ پنڈت رام بھجدت چودھری سابق پردھان آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب نے ہندو سبھا ایک سبھا قائم کی تو اس نام کی وقعت کو سب تسلیم کر لیا۔ اور اسے قومی نام قرار دیا۔ مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی ہے کیونکہ مسلمانوں کے سر سے ایک بیجا الزام خود بخود دور ہو گیا اس جلسہ میں جو اس سبھا کے قیام کے لئے کیا گیا۔ پنڈت رام بھجدت صاحب نے یہ نام تجویز کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندو سبھا کی بجائے اس کا نام ہندو مہا سبھا رکھا جاوے تا کہ جو لوگ اپنے آپ کو اپنی غلطی سے ہندو کہلانے میں اعتراض کرتے ہیں وہ بھی اس میں شامل ہو سکیں۔ اس پر پنجاب براہمو سماج کے مشہور ممبر اور سابق سکرٹری پروفیسر روچی رام صاحب ایم اے نے کہا کہ ایسے لوگ ہماری سبھا سے دور رہنے کی ہی کوشش کریں تو اچھا ہوگا جس پر کل حاضرین نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔ یہ تقریریں آریہ سماج کی اندرونی سپرٹ کے اثر کو بخوبی ظاہر کر رہی ہیں۔ بہر حال خوشی کا مقام ہے کہ صبح کا بھولا ہوا شام کو گھر آپہنچا۔

محبت تو دوئے ہزار بیماری است

روح اور جسم کے تقاضاؤں اور خواہشوں میں اسی قدر فرق ہے جسقدر ان الفاظ کی بناوٹ اور مفہوم میں پایا جاتا ہے۔ جسمانی خواہشیں در اصل انسانی ہستی اور روح کی خواہشوں کے حقیقی منشا کو ظاہر نہیں کر سکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ مادی دنیا روحانی ضرورتوں کی سیری کا سامان بہم پہنچا نہیں سکتی ہیں بلکہ جس قدر مادی ترقی انسان کرتا جاتا ہے اسی قدر اس کی بھوک پیاس بڑھتی جاتی ہے اور اسپر مزید غور بتا دیتا ہے کہ اس سکھ میں ایک دکھ اور اس سرور میں ایک بے لطفی پیدا ہوتی ہے پس اے دل والو! سوچو اور غور کرو کہ دل تو محبت کا بھوکا پیاسا ہے وہ ایک محبوب چاہتا ہے جسکے بعد اس کی خواہشوں کا دائرہ ختم ہو جاوے اور اس کی بیماریوں کا مداوا مل جاوے۔ اس کی ایک راہ قرآن کریم کی ایک آیت میں یوں بتائی ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی

اگر چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بنو تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں فنا ہو جاؤ۔ یہ فنا ہمیں زندہ جاوید کرے گی اور ایسی راحت بخش ہوگی کہ اسکے بعد دکھ نہ ہوگا ایسی بصیرت دیگی کہ پھر حجاب اٹھ جائیں گے۔

یہ اکسیر ہے جسکو ملے اور فضل عظیم ہے جسے میسر ہو۔ اسی کے ہم متمنی ہیں یہ خدا کے ہی فضل سے ملتی ہے اور اسی سے ہم سب چاہتے ہیں۔

سچی خیرات

عفو تقصیرات اور دفع بلا کے لئے صدقات اور خیرات کو دخل عظیم ہے اور کل انسانوں کا اس کلیہ کو اپنا دستور العمل بنالینا اور بالطبع فطرت میں اس تقاضا کا پایا جانا اس صداقت کو ثابت کر رہا ہے اور فی الحقیقت روحانی عالم کے ان قوانین میں سے یہ ضروری قاعدہ ہے جو روحانی ترقی کے لئے ضروری ہیں اس سے انسانی دل نوع انسان کی بھلائی کے لئے دردمند ہونے کی قابلیت کو نشوونما دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کے لئے اس میں انشراح اور جوش پیدا ہوتا ہے یہی وجہ ہے جو قرآن کریم نے

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون

فرمایا۔ مگر سچی خیرات کا یہ منشا نہیں کہ ناجائز طریقوں سے روپیہ کمایا جاوے اور پھر اس میں سے کچھ خیرات کر کے یہ سمجھا جاوے کہ یہ گناہوں کا کفارہ ہو جاویگا۔ قرآن مجید اس کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے وہ تو یہ ارشاد کرتا ہے

انفقوا من طیبات ما کسبتم

اب خیرات کا ایک اور بیہودہ پہلو بھی ترقی کر رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ مختلف سوسائٹیوں اور مجلسوں میں قومی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے روپیہ دیا جاتا ہے اور دینے والوں کی خواہشیں صرف یہ ہوتی ہیں کہ ان کی خوب دل کھول کر تعریف کی جاوے۔ اس روپیہ کے دینے سے ان کا مقصد اگر اسی قدر ہے تو یہ بہت ہی بیہودہ مقصد ہے یا یہ کہو کہ فانی اور آنی مقصد ہے حقیقی مقصد ہمارا وہی ہونا چاہئے جو

لن تنالوا البر

میں فرمایا گیا ہے یعنے حصول بر اصل غرض ہو۔ چونکہ اعلان بھی بسا اوقات الدال علی الخیر ہوتا ہے اس لئے یہ طریق اس نیت اور عزم سے مذموم نہیں بلکہ محمود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ کی دو صورتیں قرآن مجید نے بیان کر دی ہیں سراً و علانیۃ یعنے مخفی طور پر اور ظاہر کر کے کھلے طور پر دینے کی اصل غرض یہ ہے تا دوسروں کو تحریک ہو اور وہ نیکی کے کام میں سبقت کریں۔

اصلاح کا اصل طریق کیا ہے؟

مسلمانوں کے تنزل

اور ادبار کا قضیہ ایک مسلّم قضیہ ہے اس کی اصلاح اور درستی کیلئے جتنے مُنہ اتنی ہی باتیں ہیں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقدس و محترم بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سوال کا حل ابنائے دُنیا کے بالکل خلاف پیش کیا کہ مسلمانوں نے جب ترقی کی خدا پرستی اور دینداری سے کی ہے اور اب ایسی گری ہوئی حالت سے جب وہ نکلینگے اسی مقدس اور مجرّب اسوہ حسنہ کو اختیار کرکے نکلینگے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت کا تھا۔ اسپر عموماً مادی ترقی کے خواہشمند ناک بھوں چڑھاتے رہے اور عصر جدید کے ایڈیٹر صاحب جو اصلاح تمدن کے سکرٹری تھے اور جو مسلمانوں کی بہتری کی ایک ہی راہ سمجھے ہوئے تھے کہ انھیں کفایت شعار قوم بنایا جاوے۔ اور وہ دوسروں کو بھی اسکا مشورہ دیتے تھے۔ لیکن اب دسمبر کے رسالہ میں انھوں نے اس صیغہ کی سکرٹری شپ سے استعفیٰ دیدیا ہے۔

اس استعفیٰ سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب تک ایک شخص اصلاح عالم کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور نہ ہو وہ استقلال اور ثبات قدم اس میں پیدا نہیں ہوسکتا کہ ہزاروں مصائب اور مشکلات کے پہاڑ بھی اسکے ارادہ اور ہمت کو پست نہ کرسکیں۔ دوسرے یہ ثابت ہوگیا کہ مسلمانوں کی اصلاح کا جو طریق حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام پیش کرتے ہیں وہی طریق کامیابی کا طریق ہے۔ بہرحال عصر جدید کے ایڈیٹر کے استعفیٰ سے چند فقرے ناظرین الحکم کی دلچسپی کا موجب ہونگے اس لئے بھی کہ عصر جدید کے ایڈیٹر کو اس سلسلہ کے ساتھ خاص بغض ہے اور انھوں نے متعدد مرتبہ جری اللہ کی اہانت کا عزم کیا اور خود اس کا شکار ہوا ہے۔ میں ان فقروں کو جو خاص توجہ طلب ہیں جلی قلم سے لکھتا ہوں۔

اس عریضہ کے بعد آپ کو وہ خط ملے گا جسکے ذریعہ سے میں نے صیغہ اصلاح تمدن کی سکرٹری شپ سے استعفا دیدیا ہے۔

درحقیقت یہ صیغہ سال رواں میں نہایت دھیمی چال چلتا رہا۔ ممبروں نے بجز چالیس صاحبوں کے [illegible] سال بھی چندہ نہیں دیا۔ **عملی کام** جس قدر چاہیئے تھا **نہیں ہوا** اگرچہ ہمارے خیالات کا اثر پچھلے چار سال میں اس قدر عام ہوگیا ہے کہ محض ممبران صیغہ ہی اس کام کو انجام نہیں دینے کا نفرنس کی کمیٹی نے کسی وجہ سے کوئی مالی مدد نہیں دی اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ **تبدیل مقام کی پریشانیوں اور ایک غمناک حادثہ** اور اپنے پیشہ اور مطالعہ کی مصروفیت نے مجھکو کافی وقت نہیں دیا کہ لوگوں سے خط و کتابت کروں اور ممبروں سے دوستی اور ذاتی اثر سے کام لوں۔ ہم مسلمانوں میں ابھی تک کام کرنے اور کام کرانے کیلئے معمولی تحریک سے کچھ نہیں ہوتا۔ بہت غل شور اور تحریر و تقریر سے لوگ چوکنا ہوتے ہیں اور ایک ایسے بڑے کام کے لئے جیسا اصلاح تمدن کی تحریک ہے کم از کم ایک شخص ایسا ہونا چاہیئے جو اپنا پورا وقت دے سکے اس لئے جب تک میں خود اپنا پورا یا تقریباً کل وقت اس کام کے لئے نہ دوں مجھکو دوسرے ممبروں پر تقاضا کرنے یا اُن سے شکایت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے اور مجھے اس امر میں ذرا بھی شک نہیں کہ جو شخص اپنی زندگی اس نیک کام کے لئے عاقلانہ وقف کردیگا وہ ضرور ہی چند سال میں کافی چندہ فراہم کرسکے گا اور مسلمانوں کی تمدنی بیداری کے لئے ایک دفتر اور باقاعدہ تحریک جاری کرسکے گا۔

خدا سے امید ہے کہ وہ مجھکو یا کسی بہتر شخص کو یہ مقدرت اور توفیق دے کہ اس بڑے کام کو چلا سکے۔ یعنی مسلمانوں کو عملی۔ سنجیدہ۔ کفایت شعار اور خدا ترس قوم بنا سکے اور انکو اخلاقی حالت کی طرف متوجہ کرے۔

اس استعفے سے یہ نہ سمجھا جائے کہ میں اپنی بساط اور لیاقت کے مطابق اصلاح تمدن کے کام کو انجام نہ دوں گا۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ضرور ہوگا کہ اس صیغہ کا باضابطہ سکرٹری وہ ہوگا جسکو کانفرنس (اگر ایک وہ اس صیغہ کو ضروری سمجھے) اس قومی خدمت کے لئے مقرر کرے اور طریقہ کارروائی بھی سکرٹری کی رائے کے موافق ہوگا اور جب تک مجھکو کامل فرصت نہ ہو اور پبلک کل خیالات سے جو مجھکو عرض کرنے ہیں واقف نہ ہوجائے اس وقت تک میری خدمات عصر جدید کے مضامین اور گاہے ماہے کسی لکچر تک محدود رہیں گی (۱) البتہ سکرٹری اصلاح تمدن کی امداد بحیثیت ایک ممبر کے میں فخر و اطاعت کے ساتھ کروں گا۔

اس چند سالہ رخصت کے وقت میں آپ صاحبان سے جنھوں نے شروع سے اس معاملہ میں بہت دلچسپی کا اظہار کیا ہے اس امر کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے خیالات میں ان چند سال میں ایک انقلاب واقع ہوگیا ہے اور یہ بالکل ممکن ہے کہ آپ میں سے ایک گروہ میرے خیالات سے متفق نہ ہو۔ وہ انقلاب یہ **ہے کہ میری رائے میں خشیۃ اللہ۔ اور روحانی ترقی کا درجہ تمدنی ترقی۔ اور دنیاوی نمو سے بالاتر ہے اور وہ قوم اور وہ افراد انجام کار تباہی کی طرف جاتے ہیں جو اپنی سعی محض دُنیا ہی میں محدود کرتے** ہیں۔ اس اصول کی وجہ سے میں نئی روشنی کے اکثر اصحاب کے دائرہ سے شاید نکلا ہوا سمجھا جاؤں گا۔ دوسری طرف ظاہری اعمال اور باطنی شقاوت ریاکاری اور تقوی اعمال غیر صالحہ اور ایمان۔ لفظ پرستی اور خدا پرستی کا مرکب نمونہ جو مذہبی گروہ عموماً پیش کرتا ہے اور اس سے مجھکو اس قدر دوری اور تباین ہے کہ جو مذہبی گروہ کہلاتا ہے اس میں سے دو چار آدمیوں سے موافقت کی امید ہے۔ اور یہ ممکن نہیں کہ خیالات بالا غلط یا صحیح جو کچھ کہ میرے ہیں وہ ہر تحریر یا تقریر میں ظاہر نہ ہوں پس مجھ جیسے داعی کو کیا حق حاصل ہے کہ ایک دُنیا دار جماعت کا جو دیندار گروہ کو راضی رکھنا بھی چاہتی ہے قائمقام بنے۔ ہمدردیاں مختلف۔ خیالات مختلف۔ غایت نظر مختلف۔ امیدیں جدا۔ مسلک مخالف۔ ایک طرف تو اس حیات کے بعد کوئی منزل مقصود ہی نہیں اور دوسری طرف دُنیاوی ترقی بھی قرب الٰہی کے واسطے مطلوب سمجھی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں موافقت کیسے ہوسکتی ہے۔

بہرحال میں آپ حضرات کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہوں۔
اللھم احیینی مسکیناً و امتنی مسکیناً۔ واحشرنی فی زمرۃ المساکین۔

مذہبی دُنیا پر سرسری نظر

فرانس میں شرک عظیم کی شکست

عیسائیت [illegible]

نزع کی حالت میں ہے اور [illegible]

یہ دردناک منظر بہت ہی مؤثر اور عجیب ہے - اصل یہ ہے کہ اس شرک عظیم کے بُت کے چکنا چور ہونے کے لئے یہ وقت ازل سے مقرر ہو چکا تھا یہی وجہ ہے کہ ہر پہلو سے اس کی حالت بگڑ رہی ہے مشن کے احاطوں میں رہنے والے اور پادریوں کی کوٹھیوں کو دیکھنے والے شاید اس مذہب کی موجودہ حالت کو صحیح صحیح ملاحظہ نہ کر سکیں لیکن جو آنکھیں انڈیا سے باہر عیسائی دُنیا کو دیکھ رہی ہیں اُنھیں اس مذہب کے مٹنے میں اب کوئی بھی شک باقی نہیں رہا - فرانس میں گورنمنٹ اور رومن کیتھلک چرچ کا جو جھگڑا کچھ عرصہ سے چلا آتا تھا ۱۱ دسمبر ۱۹۰۶ء کو عملی رنگ میں اُس کا خاتمہ ہو گیا ہے اگرچہ اس جھگڑے کا اب ایک اور پہلو شروع ہو گا لیکن جس قدر وہ لمبا ہو گا اُسی قدر عیسائی مذہب کے لئے زیادہ خطرناک اور رخنوں بار ہو گا - **جیون تت** نے اس قضیہ کے حالات یوں بیان کئے ہیں -

"۱۱ دسمبر کا دن ملک فرانس کی مذہبی تاریخ میں ایک عجیب تبدیلی کا دن تھا - اُس دن سے گورنمنٹ فرانس کے اُس قانون پر عملدرآمد شروع ہوا - کہ جس کے رو سے فرانس کے کل لیسے رومن کیتھولک گرجوں کی جائداد ضبط کی جا رہی ہے کہ جو مسئلہ تعلیم اور پبلک ٹیکس کے متعلق فرانس کی گورنمنٹ کے قانون کی پابندی کرنے کے بجائے ایک غیر قوم کے حکمران یعنی روم کے پوپ کے قوانین کی پیروی کرنا چاہتے ہیں - کثرت سے پادری اس وقت تک گرجوں سے اور تعلیمی انجمنوں سے اور ان کے متعلق رہنے کے عالی شان مکانوں سے بیدخل کئے جا چکے ہیں - اور خود پوپ صاحب کے سفیر کو گرفتار کر کے ملک سے باہر کر دیا گیا ہے - کہ جس کے قبضہ میں بیان کیا گیا ہے کہ کئی ایسے کاغذات تھے - کہ جن میں پادری صاحبان کو گورنمنٹ فرانس کے قوانین کی پیروی نہ کرنے کی ہدایت پوپ صاحب کی طرف سے موجود تھی - کئی پادری صاحبان اپنی عبادت وغیرہ کے جلسے کھلے میدانوں اور [illegible] گاہوں میں کر رہے ہیں اور جیسا کہ امید کی جاتی ہے - ان سب خبروں سے روم کے پوپ صاحب کے دربار [illegible] میں ایک عجیب کولاہل مچا ہوا ہے - اور بیان کیا گیا ہے کہ پوپ صاحب نے زور کے ساتھ یہ کہا ہے - کہ گو چاہے ہم کو [illegible] تہ تیغ کیا جائے - اور چاہے ہم لوگوں کو شہید ہونا پڑے - ہم دھرم رکھنا کا کام ترک نہیں کر سکتے - ہمارا کام خدا کا کام ہے - طرفین کی کشمکش جاری ہے - اور یہ دیکھنا باقی ہے کہ آخر کار نتیجہ کیا ہوتا ہے گورنمنٹ فرانس اپنی طرف سے یہ کوشش کر رہی ہے - کہ ایک طرف خواہ مخواہ لوگوں کی مذہبی آزادی میں مداخلت نہ کی جاوے - وہاں رعایا کی کثرت رائے سے پاس شدہ قوانین کی پورے زور کے ساتھ پابندی کی جاوے - اور اس سے اگر [illegible] سخت وسائل اختیار کرنے پڑیں تو اُن کے اختیار کرنے میں بھی گریز نہ کریں گے - ادھر پوپ کے پیرو اپنی ضد پر قائم ہیں [illegible] بعض جگہ خاص کر بغاوت کا اندیشہ ہے -

[illegible] تمہ یہ ہے :- ۱۱ دسمبر ۱۹۰۶ء فرانس میں کلیسا اور ریاست [illegible] [illegible] پوپ [illegible] [illegible] [illegible] اور وہ گرفتار کیا گیا - اور آج [illegible] [illegible] جلد پہنچایا جائے گا -

[illegible] کے وقت [illegible] ایک کونسل منعقد ہوئی - اس میں [illegible] کیا گیا - کہ کلیسیا کے مال کی جلد سے باقی [illegible] [illegible] طلباء کے مدارس المبارک کو فوج میں بھرتی ہونے کی ہدایت کی جا سکے -

حضرت پوپ روم کے محل میں بہت جوش پھیلا ہوا ہے - اس معاملہ پر بحث کرتے وقت حضرت پوپ نے کہا - ہمیں افسوس ہے کہ سخت نتیجا ویز اختیار کرنے پر مجبور ہوئے ہیں - لیکن ان کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے - "مذہبی جور اور شہادت بھی ہمیں مذہب کی حفاظت سے باز نہیں رکھ سکتے - ہمارا کام خدا کا کام ہے "

(امریکہ کی خبر) فرانچ چیمبر میں ایم کلے منکو نے کہا - ایم مانگ کو اسی وجہ سے خارج کیا گیا تھا - کہ اُس نے ایک اجنبی یعنی "پوپ" کی ہدایات فرنچ پادریوں کو دی تھیں - اور یہ ہدایات فرانسیسی قانون کی خلاف ورزی کے متعلق تھیں - اگر کلیسیا جنگ چاہتی ہے تو یہ اسے ملجائیگی - مگر قانون کی فرمانبرداری اسے جنگ سے بچا سکتی ہے -
کیمبی آرچ بشپوں اور بشپوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے اپنے مکانات خالی کر دیں ؛

انگلستان میں صلیب پرستی کے خلاف جدال

انگلستان میں تعلیمی بل کے متعلق جو شور و شر پچھلے دنوں رہا - اور ابھی تک جاری ہے اسکے متعلق سال گذشتہ میں مذہبی دنیا پر سرسری نظر کرتے ہوئے ایک نوٹ میں نے لکھدیا تھا - اور یہ بل مسترد کر دیا گیا تھا کہ انگلینڈ کے پرانے عیسائی چرچ کی تعلیم کو عام مدارس میں لازمی قرار دئے جانے کے خلاف لوگوں میں سخت جوش پھیل گیا تھا - اس بنا پر ہیئت العوام یعنی ہوس آف کامنز نے لوگوں کی عام رائے کے موافق جو بل تجویز کیا اسے ہوس آف لارڈز نے [illegible] نامناسب تبدیلیوں سے مسترد کر دیا - آخر دونوں کے لئے جھگڑے کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بل فی الحال رُک گیا ہے چونکہ اس بل کی وجہ سے ہوس آف کامنز اور ہوس آف لارڈز میں ناچاقی پھیل [illegible] اس [illegible] اپنی جلسے میں یسوع کا یہ قول اسپر خوب صادق [illegible] کہ میں صلح کرانے نہیں آیا بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں [illegible] عیسائی تعلیم کی خطرناک مخالفت کر رہے ہیں اور اس مخالفت کا اثر جہاں تک پہنچا ہے کہ کثرت کے ساتھ لوگ اس کی خلاف ورزی کی وجہ سے سزائیں بھگت رہے ہیں وہ لوگ اور سزا پانا منظور کرتے ہیں مگر نہیں پسند کرتے تو اس تعلیم کا پانا -
یہ دردناک جدال جو مسیحی تعلیم کے خلاف انگلستان میں شروع ہوا ہے اور اس کا نتیجہ جو کچھ ہوتا ہے وہ ظاہر ہے پھر یہ امر کس کے لئے باعث مسرت ہے ؟ اور کون ہے جو اس کشمکش سے خاص ذوق اور حظ حاصل کر رہا ہے ؟ وہی جو

یکسر الصلیب

کا منصب لیکر آیا ہے اور وہ قوم جو اس پہلو میں اسکے کامیاب ہوتا ہوا دیکھ رہی ہے -

ضرورت دعا

[illegible] [illegible] کا امتحان ونیکولرمڈل ۸ جنوری سے شروع ہے ناظرین کامیابی کے لئے دعا کریں -

چکڑالوی راستبازی کا نمونہ

شیخ محمد چٹو صاحب جو کچھ عرصے سے مولوی عبداللہ چکڑالوی کے مرید یا خلیفہ بنے ہوئے ہیں اُنکا نام الحکم کے ناظرین کے لئے غالباً نیا نام ہوگا۔ یہ بزرگ سن رسیدہ آدمی ہیں۔ میں ان کی عمر کا صحیح اندازہ تو نہیں بتا سکتا مگر اس میں شک نہیں کہ آپ کے منہ میں اب دانت قریباً نہیں رہے۔ پہلے یہ فرقہ اہلحدیث میں شامل تھے مگر استعداد زمانہ کی وجہ سے انہوں نے اس مسلک کو خیرباد کہا اور چکڑالوی زمرہ میں داخل ہوئے۔ میرا پہلے خیال تھا کہ ان کو تحقیق حق کا شوق اور جوش ہے لیکن اب جبکہ انکے رسالہ میں انکے سفر قادیان کے حالات چھپے تو مجھے یقین ہوگیا کہ تلاش حق سے اس شخص کو کوئی نسبت معلوم نہیں ہوتی ورنہ وہ اپنے رسالہ میں ایک نامناسب پیرایہ میں غلط واقعات کو بیان کرنے سے اس پیرانہ سالی میں پرہیز کرتے۔

ایڈیٹر الحکم کو شیخ صاحب سے ذاتی نیاز حاصل ہے اور آج سے نہیں قریباً ۱۴ برس سے جبکہ ابھی ایڈیٹر الحکم ایک نوعمر طالب علم تھا۔ اور اسے خوب معلوم ہے کہ شیخ چٹو صاحب [illegible] کے اور کچھ پڑھے ہوئے نہیں ہیں اور جو تحریریں ان کے نام سے شائع ہوتی ہیں انکے لکھنے والے اور ہوتے ہیں گویا شیخ صاحب کی زبان دوسروں کے منہ میں ہوتی ہے اور دوسروں کا ہاتھ اور قلم شیخ صاحب کے دل و دماغ میں کام کرتا ہے۔

شیخ صاحب کے خاندان میں سے [illegible] عزیز حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام میں اور نہایت ارادتمند اور مخلص مریدوں میں منجملہ ان کے حکیم محمد حسین قریشی کا نام مشہور ہے [illegible] آخر تک آگئے ہیں وہ جب اس بزرگ کو تبلیغ کرتے رہتے ہیں انہوں نے انکو بہت کچھ [illegible] قادیان لانے کے لئے آمادہ کیا غرض یہ بھی کہ وہ یہاں آکر حضرت اقدس کی باتوں سے مستفید ہوں مگر وہ آتے ہوئے اپنے ساتھ مددگار اور رفیق بھی لے آئے جن میں سے ایک سید محمد یوسف سیاح کہلاتے تھے اور دوسرے کا نام میاں احمد دین جلد ساز ہے۔

شیخ صاحب نے اپنے قادیان آنے کے حالات [illegible] رسالہ میں چھپوائے ہیں [illegible] ابھی تک اس سلسلہ کو ختم نہیں کیا [illegible] مدار آخر مباہلہ پر [illegible] اور امتحان پر جس کی ابھی تک اشاعت نہیں ہوئی [illegible] ضروری کام [illegible] کر کے نہایت [illegible] شائع کیا ہے اور ایک غلط فہمی پھیلانی چاہی ہے [illegible] اصل واقعات پبلک کے سامنے رکھ دوں۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے پہلے وہ واقعات جو شیخ صاحب بیان کرتے ہیں اور جس طرح بیان کرتے ہیں ان کو درج کیا جاوے۔ اسکے بعد اصل واقعات مع ریمارکس کے دیدوں اور شیخ صاحب نے جو کچھ بیان کیا وہ یہ ہے۔

اب سنئے:۔ ہم بتاریخ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق ۸ رمضان المبارک کو یہاں سے بخاطر اپنے پوتے حکیم محمد حسین قریشی احمدی جو کہ ہم سے آکر کہا کرتے تھے کہ آپ نے جس طریقہ کو پسند کیا ہے یہ بالکل عبث ہے اور جو کچھ اپنا روپیہ پیسہ ہے اس پر برباد کرتے ہیں۔ یہ بھی محض بے سود ہے لہذا آپ ایک دفعہ ضرور میرے ساتھ قادیان چلیں۔ اور امام مفترض الطاعۃ سے ملیں اور جو آپ کا دل چاہتے اُن سے سوال کریں وہ آپ کی ہر طرح سے تسلی و تشفی و اطمینان کر دینگے مختصر میں انکی ہمراہ بمعیت حکیم مولوی محمد یوسف صاحب سیاح و احمد الدین صاحب جلد ساز ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء کی رات کو وہاں پہنچے۔ اور مرزا [illegible] کی امت روزہ خوار و مرزا صاحب کو سرخ رو پان کھاتے ہوئے اندر سے آتے دیکھا لوگوں نے مجھ کو سب کے آگے کردیا مرزا صاحب نے بعد ملاقات کہا چلو سیر کریں۔ میں نے عذر کیا کہ میں ضعیف ہوں اور روزہ دار ہوں۔ آپ نے فوراً ایک حدیث پڑھی اور کہا کہ آپ کو روزہ رکھنے کا کس نے حکم دیا میں نے کہا چونکہ حالت اضطرار کسی قسم کی نہیں۔ آپ نے ہنسکر کہا میں بھی روزہ سے نہیں ہوں۔ بلکہ جتنے یہاں آئے ہوئے ہیں علاوہ مقیمین کے وہ بھی روزہ دار نہیں ہیں۔ اور میں بیمار ہوں۔ یہ کہکر سیر کو روانہ ہوگئے اب جو دیکھا تو مرزا صاحب ڈاک کے انجن سے بھی شائد تیز رفتار تھے۔ کہ ان کی امت پیچھے پیچھے بھاگتی ہوئی جا رہی تھی بلکہ اکثر ہمراہ [illegible] نہ کر سکے۔ جو آج کی بیماری کا پورا پورا ثبوت تھا۔ مختصر بعد نماز ظہر خاص [illegible] کی مسجد میں مجھکو بلا بھیجا تو میں نے پہلے اس اشتہار کا تذکرہ کیا جو رسالہ ہذا کے صفحہ (ج) پر درج کردیا گیا ہے۔ ناظرین ملاحظہ کرلیں۔ پھر میں نے کہا کہ اگر آپ اپنے امام مفترض الطاعۃ ہونے کا ثبوت قرآن مجید سے پیش کردیں۔ تو اب بھی میں اپنے وعدہ کا پابند ہوں۔ عوض اس کے کہ آپ کوئی آیت قرآن مجید پیش کرتے۔ آئیں بائیں شائیں کرنا شروع کردیا۔ اور وہی اپنا پہلا پڑھا ہوا سبق۔ یعنی طاعون و کسوف و خسوف کو بطور شاہد ثبوت پیش کرتا چاہا۔ تھا مجبوراً پھر کہنا پڑا کہ میں اس آپکے بے سرو پا قصہ کو نہیں سننا چاہتا۔ ہاں اگر کوئی ثبوت قرآنی و برہان ربانی ہو تو مہربانی فرما کر پیش کریں آپ نے مقتضائے بشریت فوراً بغیر خیال ہاں کہدیا کہ ایک قرآن تو محمد صاحب پر نازل ہوا ہے اور دوسرا وہ بھی تو قرآن ہی ہے۔ جو مجھ پر نازل ہوا ہے۔ بس یہ اُن کے معتقدین نے نعرہ سبحان اللہ کیا میں نے کہا جب میں آپ کو جیسا آپ کا دعویٰ ہے مانتا ہی نہیں۔ تو آپ کے نازل شدہ قرآن کو کس طرح مانونگا۔ تو اسکے جواب میں مرزا صاحب نے کہا کہ تو آپ اپنے قرآن کا ثبوت دیں جس کو آپ مانتے ہیں۔ پھر میں اپنی امامت کا ثبوت دونگا۔ اور اس بات کو ٹیڑھا کر اور الجھا دے میں ڈالدیا۔ آخر ہمارے حکیم مولوی محمد یوسف صاحب آگے بڑھے اور کہا مرزا صاحب یا صاحب کا مطلب شاید آپ سمجھے نہیں۔ اگر مجھکو اجازت ہو تو میں عرض کروں۔ غرض پھر انہوں نے بہر چہار جانب سے مرزا صاحب کے منہ کا انسداد کرکے کہا کہ یا تو آپ یہ کہدیں کہ میں قرآن کو کلام الٰہی نہیں مانتا۔ تو پھر میں ثبوت دوں گا۔ یا آپ کوئی آیت اپنے ثبوت میں پیش کریں بیکار طولانی تقریر سے کچھ فائدہ نہیں۔ تو مرزا صاحب گھبرا کر کہنے لگے کہ آئیے مباہلہ کریں۔ ہمارے نوجوان شیر دل حکیم محمد یوسف صاحب سیاح فوراً اس پر بھی آمادہ ہوگئے مرزا صاحب فوراً اندر تشریف لے گئے۔ اور دروازہ بند کرلیا۔ بعد تھوڑی دیر کے ایک کتاب لیکر آئے۔ اور وہی اقرار نامہ لکھوانا شروع کیا۔ جو ہدیہ ناظرین ہوچکا ہے۔ غرض پھر کتاب بھی لے لی۔ اور تین اور پانچ روز کے بعد لاہور میں بھیجنے کا وعدہ کیا۔ ہنوز ایفا وعدہ نشدہ است۔

(باقی آئندہ) تصدیق کنندہ۔

Syed S. Mohd Yusaf Syah of Baghdad

الاستخلاف

اس نام کا ایک مختصر جامع رسالہ مولوی قاضی محمد ظہور الدین اکمل کی تالیف ہے جس کو سید عبدالحی عرب نے چھاپا ہے۔ رسالہ کا مضمون نام سے ظاہر ہے قرآن مجید کے رو سے شیعوں پر اتمام حجت کیا گیا ہے قیمت ۳؍ سید عبدالحی عرب قادیان سے ملیگا۔

ہدیۂ قاسم

(یعنے وہ نظم جو میر قاسم علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان نے بتقریب جلسہ سالانہ پیش کی)

مبارک ہو مسیحائے زماں کو بزم آرائی — غلامانِ مسیحا کو مبارک ہو یہ یکجائی
یہ جلسہ قادیاں میں آج ہم سب کو مبارک ہو — ملائک کی طرف سے بھی مبارکباد ہے آئی
جمع ہیں آج وہ خادم مسیحائے زماں تیرے — جنھوں نے آ کر دارالامان میں ہے اماں پائی
کہاں ہیں آج وہ امرتسری و غزنوی سارے — کہاں ہے سیالکوٹی ہو کہ ہو لاہوری سودائی
کہاں ہیں آریہ ہندو سناتن دھرم کے ممبر (ثناء اللہ، عبد الحق) — کہ حشر شیعہ و بابی ہیں کہاں ہیں تم عیسائی (ابراہیم)
کہاں ہیں آج جو دیتے تھے لاکھوں گالیاں تجھکو — بہکتے کس جگہ پھرتے ہیں اب نانک کے شیدائی
خدا کا خوف کر کے وہ اگر جلسہ میں شامل ہوں — یہاں وہ آ کر دیکھیں سنیں وہ تیری گویائی
تو ہے امید یہ مجھکو کئے پر اپنے نادم ہوں — ہے ممکن یہ خدا پھر بخشدے ان کو بینائی
سبق دنیات تھا جنکا کہ اب مرزا ہوا ایسا — وہ دیکھیں آ کر اس جلسہ کی نصرت کی گھٹا چھائی
بہت سی بھبکیاں دیکر تجھے سب نے ڈرایا تھا — نہ کی پروا کچھ تو نے نہ تیرے دل پہ سل آئی
بہت اٹھے تھے یہ کہکر کہ ہم تجھکو گرائینگے — وہ اٹھتے ہی گرے ایسے کہ ٹھوکر منہ کی ہی کھائی
ترے دشمن بہت سے گر گئے دنیا کو ہیں خالی — جو کچھ دو چار ہیں باقی تو شامت انکی اب آئی
کہاں ہے آریہ مت کا وہ پنڈت جو کہ لیڈر تھا — بتاوے تو کوئی آ کر کہاں ہے آتھم عیسائی
کہاں ہے وہ قصوری بدزباں اور دہلوی مردہ (مقبول بیگ) — نہ ہے لدھیانوی جسکی کہ مدت سے خبر آئی
کہاں ہے آج گنگوہی جسے تھا سانپ نے کاٹا (رشید احمد) — کہاں ہے وہ رسل بابا جو تھا اسکا بڑا بھائی
کہاں عیسائیوں کا آج جلتا ہے چراغ الدین — کہ اپنے کی جس نے سامنے سب کے سزا پائی
غرض کس کس کو گنواؤں سامی وار یا حضرت — ہوئی برباد سب دشمن کسے نے لی نہ انگڑائی
مگر ہاں آجکل اک اور مرتد راجہ شاہی نے (عبد الحکیم) — بروزِ انبیا کے ہو مقابل کشتی ٹھہرائی
ترا دشمن نہیں وہ دشمنِ حق ہے زمانے میں — ترے انکار پر جسنے کتاب اپنی ہے چھپوائی
زمانہ دیکھ لیگا ہوگا جو انجام اب اسکا — نہ کہنے کی ہے کچھ حاجت سمجھ لو تم یہ دانائی
بروزِ مصطفےٰ ہے تو مثیل ابن مریم ہے — خدا نے تجھکو بخشی ہے بہت خوبی و رعنائی
تری معجز بیانی سے ہیں عاجز آج دنیا میں — نصاریٰ آریہ سکھ گبر و ترسا ہم عیسائی
خدا نے تیرا وہ سکہ بٹھایا سارے عالم میں — کسی سے سامنے تیرے نہ کوئی بات بن آئی
جہاں میں ہے لقب مشہور سلطان القلم تیرا — مخالف آج کرتے ہیں ترا اقرار یکتائی
کیا اتمام حجت تو نے ہر مذہب کے لوگوں پر — نہ چھوڑا کوئی شہری اور نہ چھوڑا کوئی صحرائی
مقابل میں بلایا ہر مخالف نام لے لے کر — مگر آیا وہی آگے کہ جسکی موت تھی آئی
کیا اسلام کو تو نے مسیحا دم سے ہے زندہ — بہار بے خزاں گلزار میں اسلام کی آئی
ترے اوصاف مجھ سے ناتواں سے کیا بیاں ہوویں — خدا نے آپ تیری عرش پر تعریف فرمائی
قسم مجھکو خدائے پاک کی سچ بات تو یہ ہے — تجھے کو زیب دیتی ہے مرے آقا مسیحائی
بڑا دھونی رمائے تیرے در پر نوردیں جیسا — کہ ہے جسکی زمانہ کو مسلم علم و دانائی
حلیم و بے عدیل و بے مثیل و با عمل ناصح — شفیق و غمگسار و امت احمد کا شیدائی
کروں تعریف کیا اسکی کہ ہے میری زباں قاصر — بیاں اوصاف ہوں اسکے کہاں ہے مجھ میں گویائی
مگر ہاں مختصر سی بات جامع اک سناتا ہوں — مثیل ابن مریم نے جو اسکے حق میں فرمائی
چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نوردیں بودے — اب اس تعریف سے بڑھکر کہیگا کیا کوئی بھائی
مکرم اور معظم ہیں یہاں جو فاضل احسن — مناظر بے مثیل ہیں وہ نہیں جھوٹ اسمیں اک رائی
یہی ہیں وہ جنھوں نے گولڑی کی کھوئی ہے رونق — یہی ہیں وہ جنہوں نے کی ہے اسپر خامہ فرسائی
یہی فاضل ہیں یارو یہی شمس بازغہ جن کی — انھیں کو دیکھکر جاتی ہے دشمن کی توانائی
مخالف لرزتے ہیں جن کا لوہا یہ یہی تو ہیں — انھیں سے ملہم لاہوری نے شکست بھی پہلے ہی کھائی
یہاں اک اور عالم با عمل اور جوان صالح ہیں — کہ جن سے آج امریکہ کو ہے یورپ شناسائی
وہ ایم اے ایل ایل بی ہیں اور ایڈیٹر ہیں رسالے کے — جنھوں نے آج یورپ کو ہے حق کی راہ دکھلائی
کیا ہے راز طشت از بام جس نے عیسویت کا — یہی وہ ہیں یہی وہ ہیں یہی ہیں یکہ مرزائی
خدا علم و عمل میں عمر میں اس کی ترقی دے — کہ تحریروں سے اس کی عقل ہے یورپ کی [illegible]
غرض تعریف ہو کیا تیری اراکان مجالس کی — کوئی صدیق کا ثانی کوئی فاروق کا بھائی
بہت مدت سی تھی یہ آرزو دل میں میرے مولیٰ — کبھی جلسہ میں حاضر ہو کے دیکھوں بزم آرائی
خدا کا شکر ہے جس نے مجھے یہ روز دکھلایا — ہوا میں حاضر جلسہ میری امید بر آئی
تجھے معلوم ہے یہ تو میرے ہادی میرے آقا — کہ میں رہتا ہوں دہلی میں جہاں ہے سخت گمراہی
میری اک عرض ہے تیرے حضور میں میرے پیارے — تیری سرکار ہے عالی تیرا دربار ہے شاہی
خدا کیلئے دہلی میں پھر تشریف لے چلئے — کہ ہو اتمام حجت اور مٹے سب انکی گمراہی
عریضہ طول ہے میرا اگرچہ یہ خیال آیا — کرینگے اور بھی کچھ عرض جو موجود ہیں بھائی
لہذا اب دعا پر ختم کرتا ہوں عریضہ کو — کہیں آمین سب ملکر جو ہیں احمد کے شیدائی
خداوندا تو اپنے فضل سے وہ دن ہمیں دکھلا — کہ ہو اسلام کا چرچا اٹھے دنیا سے بدراہی
میرے ناصر امام قادیاں کی جلد نصرت کر — میری ہی زندگی میں اسکی دکھلا عزت افزائی
ترے قادر جو ہیں وعدے مسیحا سے کئے تو نے — وہ ایسے پورے کر دکھلا کہ دیکھیں ساری دنیا ہی
دعا کر میرے حق میں بھی خدا سے اے میرے مہدی — ہدایت پر رہوں قائم کبھی دیکھوں نہ گمراہی
رہیں دلشاد جتنے ہیں تیرے خدام یا حضرت — نصیب دشمنانِ دین ہو خواری و رسوائی
منم یک خادم ناچیز از خدام آنحضرت — خدارا یک نظر بر حال قاسم ہم بفرمائی

۲۸ دسمبر ۱۹۰۶ء یوم جمعہ مسجد اقصیٰ

استفسار اور اُن کے جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ گذارش یہ ہے کہ سوالات مفصلہ ذیل کے جواب اخبار الحکم یا بدر میں شایع کرا دیں عین عنایت ہوگی۔

(۱) غیر احمدی جنازہ ہو اُس کی نماز احمدی امام پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔

(۲) مکان کا دخلی رہن (رہن با قبضہ) یعنے زر رہن کا کرایہ نہ مرتہن کا منافع جائز ہے یا نہیں۔

(۳) جو شخص حضرت اقدس کی بیعت میں داخل ہو مگر اُس کی بی بی شیعہ یا غیر احمدی ہو تو وہ احمدی رہ سکتا ہے یا نہیں۔

(حاجی عبد المجید احمدی)

دوسرا خط

مخدوم مکرم حضرت مولانا مولوی حکیم فضل دین صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بذریعہ ہذا ملتمس ہوں کہ مندرجہ ذیل استفسارات کے جواب سے معزز فرماویں۔

(۱) جب بیمار حالت نزع میں ہو تو اُس کے بالین پر سورہ یٰسین یا کوئی اور سورہ پڑھنا سنت صحیحہ سے ثابت ہے حضرت امام ہمام علیہ السلام کا کیا عملدرآمد ہے۔

(۲) مُردہ مرد اور مُردہ عورت کے غسل کا طریقہ مسنون کیا ہے آیا بیری کے پتے وغیرہ ڈال کر پانی گرم کرنا ضروری ہے کیا کمہار کے یہاں کے کورے برتن مٹکے کے لینے لازمی ہیں جن میں پانی گرم کیا جاوے۔

(۳) مرد اور عورت کے کفن کے لئے کس کس کپڑے کا استعمال کرنا سنت ہے۔

(۴) نماز جنازہ میں کونسی دعا پڑھنی چاہئے دعا ماثورہ کے علاوہ اپنی زبان میں بھی دعا کر سکتا ہے۔

(۵) غیر احمدی جنازہ کی نماز احمدی پڑھا سکتا ہے جبکہ وہ غیر احمدی رشتہ دار قریبی ہو اور مخالف سلسلہ نہ ہو۔

(۶) غیر احمدی کے پیچھے نماز جنازہ احمدی پڑھ سکتا ہے۔

(۷) مُردہ کے دفن کا طریقہ سنت کیا ہے۔ تختہ بنانا یا کتبہ یا نشانہ

اس غرض سے بنانا کہ لوگ دعائے مغفرت کریں جائز ہے یا نہیں۔
(۸) قبر پہ کیا پڑھنا چاہئے آیا قرآنی آیات یا اپنی زبان میں دعا۔ رواج ہے کہ جب قبر تیار ہو جاتی ہے تو سورہ بقر کے اول آخر رکوع قبر کے ہر دو جانب دو شخص اپنی انگشت شہادت رکھکر پڑھتے ہیں آیا اس کی کچھ اصل ہے۔
(۹) مُردہ کو ثواب پہنچانے کا مسنون طریقہ کیا ہے سوم دسواں بیسواں چہلم کی کچھ اصل ہے قبر پہ قرآن خوانی کرانا کیسا ہے۔ مُردہ کا سوگ کب تک ہونا چاہیے۔
(۱۰) سماع موتے کی نسبت کیا حکم ہے۔
(۱۱) کیا نماز جنازہ تنہا ایک شخص بھی پڑھ سکتا ہے۔ نماز جنازہ غائب میں مُردہ کا نام یا تصور ہونا چاہئے۔ قبر پر بھی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟ (مرسلہ محمد سلیمان) **الجواب** وباللہ التوفیق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ س۱ غیر احمدی جنازہ ہو اُس کی نماز جنازہ احمدی پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔
ج۱ پڑھا سکتا ہے جبکہ رشتہ دار ہو اور مخالف سلسلہ نہ ہو۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نزول ہذہ الایۃ الکریمۃ (ولا تصل علے احد منہم مات ابدا ولا تقم علے قبرہ الآ) علیہ اذا دعی الے جنازۃ سأل عنہا فان اثنے علیہ خیر قام فصلے علیہا وان کان غیر ذلک قال لاہلہا شأنکم بہا ولم یصل علیہا ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۵۲ یعنے جب آیت ولا تصل علے احد منہم مات ابدا نازل ہوئی اسکے بعد رسول صلے اللہ علیہ وسلم اُس شخص کا جنازہ پڑھتے جس کے ایمان کی تعریف کی جاتی مجہول یا مذموم کا جنازہ نہ پڑھتے اور آپ میت کے رشتہ داروں کو فرما دیتے تم جانو یعنے جنازہ کی اجازت اُن کو دیدیتے۔

س۲۔ کیا رہن با قبضہ جبکہ کرایہ مکان و منافع زر رہن لینا دینا نہ ہو جائز ہے یا نہیں۔
ج۲۔ جائز ہے بشرطیکہ خرچ مرمت شکست ریخت لپائی وغیرہ بذمہ مرتہن ہو۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظہر یرکب بنفقتہ اذا کان مرہونا ولبن الدر یشرب بنفقتہ اذا کان مرہونا وعلی الذی یرکب ویشرب النفقۃ رواہ البخاری مشکوۃ باب السلم والرہن یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سواری والے جانور کی سواری کی جاوے اسکے خرچ کے عوض اور دودھ والے جانور کا دودھ پیا جاوے اس کے خرچ کے عوض جبکہ یہ جانور رہن ہوں اور سواری اور دودھ کا فایدہ اُٹھانے والا ان کے خرچ کا ذمہ وار ہے۔

س۳ جو شخص حضرت اقدس کی بیعت میں داخل ہو اُس کی بی بی شیعہ یا غیر احمدی ہو تو وہ احمدی رہ سکتا ہے یا نہیں۔
ج۳ احمدی رہ سکتا ہے۔ وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لہم والمحصنات من المومنات والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم اذا آتیتموہن اجورہن پ۶ اہل کتاب کا کھانا تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کو حلال ہے اور آزاد مومن عورتیں اور آزاد اہل کتاب کی عورتیں بھی تم کو حلال ہیں جب تم اُن کے مہر ادا کر دو۔ جبکہ اہل کتاب عورت کے نکاح سے مومن رہ سکتا ہے تو ہمارے مخالف مسلمان بھی ایک طرح کے اہل کتاب ہی ہیں

س۴ کیا قریب المرگ پر سورہ یٰسین یا کوئی اور سورہ پڑھنا سنت سے ثابت ہے۔
ج۴ ثابت ہے۔ عن ابی سعید وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقنوا موتاکم لا الہ الا اللہ رواہ مسلم مشکوۃ کتاب الجنایز یعنے جب کوئی مرنے لگے تو اُس کو تلقین کیا کرو لا الہ الا اللہ کے ساتھ وعنہا (ام سلمۃ) قالت دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علے ابی سلمۃ وقد شق بصرہ فاغمضہ ثم قال ان الروح اذا قبض تبعہ البصر فضج ناس من اہلہ فقال لاتدعوا علے انفسکم الا بخیر فان الملائکۃ یؤمنون علے ما تقولون ثم قال اللہم اغفر لابی سلمۃ وارفع درجتہ فی المہدیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین واغفر لنا ولہ یا رب العالمین وافسح لہ فی قبرہ ونور لہ فیہ رواہ مسلم مشکوۃ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ پر اس وقت داخل ہوئے جبکہ اُس کی نظر پھٹ چکی تھی یعنے قریب المرگ تھا اُس کی آنکھ کو میٹ دیا پھر فرمایا جب روح قبض کیا جاتا ہے تو بصارت بھی پیچھے جاتی ہے۔ ابو سلمہ کے گھر والے اس آخری حالت کو دیکھکر چلّائے پھر فرمایا اپنے آپ پر نیک دعا کرو بد دعا نہ کرو اس لئے کہ ملائک آمین کہتے ہیں تمہارے قول پر پھر ابو سلمہ کے لئے یہ دعا فرمائی۔ وعن معقل بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرأوا سورۃ یٰسین علے موتاکم مشکوۃ کتاب الجنایز یعنے جو قریب المرگ ہوں اُنپر سورہ یٰسین پڑھا کرو۔

س۵ غسل میت کا کیا طریق ہے۔ آیا بیری کے پتے پانی میں ڈالنا مسنون ...... ہیں۔ یا نئے برتن ضروری ہیں؟ ج۵ نئے برتن کی حاجت نہیں۔ بیری کے پتے مسنون ہیں: ام عطیۃ۔

قالت دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نغسل ابنتہ فقال اغسلنہا ثلاثا او خمسا او اکثر من ذلک ان رأیتن ذلک بماء وسدر واجعلن فی الآخرۃ کافورا او شیئا من کافور فاذا فرغتن فآذننی فلما فرغنا آذناہ فالقی الینا حقوہ فقال اشعرنہا ایاہ وفی روایۃ اغسلنہا وترا ثلاثا او خمسا او سبعا وابدأن بمیامنہا ومواضع الوضوء منہا وقالت فضفرنا شعرہا ثلاثۃ قرون فالقینا خلفہا متفق علیہ مشکوۃ یعنے ام عطیہ کہتی ہیں جب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں تو آپ تشریف لائے اور فرمایا اس کو تین یا پانچ دفعہ بلکہ اگر ضرورت ہو تو اس سے بھی زیادہ دفعہ دھو بیری کے پتے اور پانی سے اور آخر دفعہ میں کچھ کافور بھی ڈال لینا اور غسل سے فارغ ہو کر مجھے اطلاع دینا۔ ہم نے فارغ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی تو آپ نے اپنا تہبند دیدیا کہ اسے پہنا دو اور ایک روایت میں ہے کہ نہلاؤ اسکو طاق تین یا پانچ یا سات بار اور دہنی طرف اور مواضع وضو سے شروع کرو۔ ام عطیہ کہتی ہیں پھر ہم نے سر کے بالوں کی تین لٹیں گوند دیں اور اُن کو پس پشت ڈالدیا۔

س۶ مرد و عورت کے کفن کے لئے کس کس کپڑے کا استعمال کرنا سنت ہے۔
ج۶ عن ابن عباس رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا من ثیابکم البیاض فانہا من خیر ثیابکم وکفنوا فیہا موتاکم الحدیث مشکوۃ یعنے لباس سفید پہنا کرو کہ وہ اچھا ہے اور اُسی سے اپنے موتے کے

کفن بنایا کرو۔ عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتغالوا فی الکفن فانہ یسلب سلبا سریعاً رواہ ابو داؤد کفن بہت عمدہ نہ بنایا کرو یعنے بہت قیمتی کپڑے کا کیونکہ وہ تو بہت جلد گل سڑ جاتا ہے۔ عن عایشۃ رضی اللہ عنہا قالت کفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلاثۃ اثواب بیض سحولیۃ من کرسف لیس فیہا قمیص ولا عمامۃ بلوغ المرام یعنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا گیا تین سفید کپڑوں سحولی سوتی کا جن میں نہ عمامہ تھا نہ قمیص۔

س۶ نماز جنازہ میں کونسی دعا پڑھنی چاہیئے۔ علاوہ دعاے ماثورہ کے اپنی زبان میں بھی دعا جائز ہے یا نہیں۔

ج اللہم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ بالماء والثلج والبرد ونقہ من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا من دارہ واہلا خیرا من اہلہ وزوجا خیرا من زوجہ وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب القبر ومن عذاب النار دوسرے اللہم اغفر لحینا ومیتنا وشاہدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا اللہم من احییتہ منا فاحیہ علے الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علے الایمان اللہم لاتحرمنا اجرہ ولاتفتنا بعدہ تیسرے اللہم ان فلاں ابن فلاں فی ذمتک وحبل جوارک فقہ من فتنۃ القبر وعذاب النار وانت اہل الوفاء والحق اللہم اغفر لہ وارحمہ انک انت الغفور الرحیم۔ چوتھی اللہم انت ربہا وانت خلقتہا وانت ہدیتہا الی الاسلام وانت قبضت روحہا وانت اعلم بسرہا وعلانیتہا جئنا شفعاء فاغفر لہ مشکوٰۃ اور اگر میت بچہ ہو تو اللہم اجعلہ لنا سلفا وفرطا وذخرا واجرا اللہم اعذہ من عذاب القبر۔ مشکوٰۃ۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ بلکہ اب بھی عرب کے لوگ اپنی ہی زبان (عربی) انہیں نماز میں پڑھتے ہیں ہاں ادعیہ ماثورہ سے فارغ ہو کر جس قدر چاہے اپنی مادری زبان میں دعائیں کریں بلکہ اپنی مادری زبان میں جوش زیادہ ہوتا ہے جو دعا کے اوپر جانے کے لئے ایک ضروری چیز ہے۔

س۸ غیر احمدی کا جنازہ احمدی رشتہ دار پڑھا سکتا ہے۔

ج پڑھا سکتا ہے دیکھو جواب س۱ اول۔

س۹ غیر احمدی کے پیچھے احمدی نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔

ج احمدی کسی غیر احمدی کے پیچھے کوئی نماز بھی نہیں پڑھ سکتا ہے دیکھو الحکم ۱۳ جولائی سنہ ۶ صلا کالم ۲ سوال ۳ ضمن ۲ اور ۲۴ مئی سنہ ۶ صنا کالم اول وہاں میں نے مفصل جواب لکھدیا ہے۔

س۱۰ طریق دفن کیا ہے۔ پختہ قبر۔ کتبہ۔ نشان لگانا جائز ہے یا نہیں

ج۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضعتم موتاکم فی القبور فقولوا بسم اللہ وعلے ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنے جب تم اپنے موتا کو قبر میں رکھو تو کہو بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلوغ المرام۔ عن ابی اسحاق ان عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ ادخل المیت من قبل رجل القبر وقال ہذا من السنۃ بلوغ المرام یعنے عبد اللہ بن یزید نے ایک میت کو قبر کے پانو کی طرف سے داخل کیا اور کہا کہ یہ سنت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ وعنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل قبرا لیلا فاسرج لہ بسراج فاخذ من قبل القبلۃ مشکوٰۃ۔ یعنے ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر میں ایک میت کے دفن کرنے کے لئے داخل ہوے اور ان کے لئے چراغ روشن کیا گیا تھا اور میت کو قبلہ کی طرف سے داخل کیا تھا۔ اور ایک حدیث میں ہے مشکوٰۃ میں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قبر میں سر کی طرف سے داخل کئے گئے یعنے قبر کے پانو کی طرف سے۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کی قبر پر ایک بڑا بھاری پتھر رکھدیا تھا تاکہ علامت ہو میرے بھائی کی قبر کی اور میرے لوگ اس کے پاس دفن کئے جاویں۔ بلوغ المرام میں ہے سعد بن ابی وقاص نے کہا میری قبر کی لحد بنانا اور میرے پر کچی اینٹیں کھڑی کردینا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا گیا۔

س۱۱ کیا قبر پر سورہ بقرہ پڑھنا چاہیئے؟

ج مشکوٰۃ باب دفن المیت میں ہے سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا مات احدکم فلاتحبسوہ واسرعوا بہ الی قبرہ ولیقرء عند راسہ فاتحۃ البقرۃ وعند رجلیہ بخاتمۃ البقرۃ رواہ البیہقی فی شعب الایمان وقال والصحیح انہ موقوف علیہ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جب کوئی تم میں سے مرجاے اس کو دفن میں نہ روکو بلکہ اس کو جلدی دفن کرو اور اس کی قبر کے سر کی جانب ابتداے سورہ بقرہ اور پانوں کی جانب آخر سورہ بقرہ پڑھا جاوے۔ انگشت شہادت قبر پر رکھنی کی کوئی اصل نہیں بلوغ المرام میں ہے کہ وقت دفن تین لپیں یعنے تین دفعہ مٹی قبر میں ڈالنا اور بعد دفن قبر پر پانی چھڑکنا مسنون ہے اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دفن میت سے فارغ ہوتے تو وہاں کھڑے ہوتے اور فرماتے معافی مانگو اپنے بھائی کے لئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ اس وقت ثابت قدم رہے کیونکہ اس وقت اس سے سوال کیا جاویگا اور صحابہ مستحب سمجھتے تھے کہ جب لوگ بعد از دفن چلے جاتے تو قبر کے پاس کھڑے رہتے اور تین بار کہتے اے فلاں (اس کا نام لیکر) کہہ لا الٰہ الا اللہ اور کہہ میرا رب اللہ ہے میرا دین اسلام ہے نبی میرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

س۱۲ مُردہ کو ثواب پہنچانا سوم چہلم وغیرہ قبر پر قرآن خوانی کرانا ان کا کوئی اصل ہے۔ سوگ کب تک ہے۔

ج۱۲ اگر اس کی طرف سے صدقہ دیا جاوے تو میّت کو فایدہ ہے مگر اس میں رسوم عادات۔ کسی خصوصیت کی پابندی ریا وغیرہ نہ ہوں۔ قبر پر قرآن خوانی سواے ابتدا و انتہاے سورہ بقرہ کے کوئی ثبوت نہیں جس کا ذکر جواب س۱۱ میں گذرا۔ عن ام حبیبۃ وزینب بنت جحش عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لایحل لامرءۃ تؤمن باللہ والیوم الاخر ان تحد علے میت فوق ثلاث لیال الا علی زوج اربعۃ اشہر وعشرا مشکوٰۃ باب العدۃ۔ حضرت ام حبیبہ زینب رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت مومنہ کو حلال نہیں کہ وہ کسی میت پر سوگ کرے تین دن سے زیادہ ہاں اگر اس کا خاوند مرجاوے تو چار ماہ دس روز سوگ کرے۔

س۱۳ سماع موتے کی نسبت کیا حکم ہے۔

ج۱۳ ابتداءً سُنتے ہیں عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقف علے قلیب بدر من المشرکین فقال قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فہل وجدتم ما وعد ربکم حقاً فقال لہ الناس اتسمع امواتا فقال انہم یسمعون کما تسمعون تفسیر در منثور ص۱۶۵ جلد ۳ یعنے بعد فتح بدر جب مشرکین کی لاشیں چاہ بدر میں پھینکی گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہ بدر پر کھڑے ہو کر فرمایا ہم نے تو اپنے رب کا وعدہ سچا پالیا کیا تم نے بھی اپنے رب کا وعدہ سچا پالیا

صحابہ نے عرض کیا کہ کیا یہ لوگ مُردہ نہیں تو حضور نے فرمایا وہ تو ایسا سُن رہے ہیں جیسا تم سن رہے ہو۔

سؤال کیا نماز جنازہ تنہا ایک شخص بھی پڑھ سکتا ہے؟ میت غائب ہو تو نام لینا تصور کرنا چاہئیے؟ اور تکبیر پر بھی جائز ہے؟

ج مشکوٰۃ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خادمہ مسجد کا جنازہ جبکہ وہ دفن ہو چکی تھی تنہا اُس کی قبر پر پڑھا۔ تصور ضروری نہیں اور شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ اور ایک دعا سوال کے جواب میں لکھی گئی ہے جس میں نام میت لیا گیا ہے۔ (فضل دین حکیم از قادیان)

لوکل معاملات پر بحث

قادیان کی مقامی ضروریات پر ایڈیٹر الحکم کو لکھتے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا ہے۔ اور مَیں مسرت سے ظاہر کرتا ہوں کہ اس کی تحریروں پر مناسب وقت نوٹس ہمیشہ لیا گیا ہے۔ اگرچہ جس حد تک چاہئیے وہ اصلاح نہیں ہوئی لیکن اس میں کوئی کلام نہیں کہ توجہ ہوئی ضرور ہے پچھلے دنوں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور سے ایڈیٹر الحکم کو حصول نیاز کا موقع ملا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نہایت خوش اخلاقی سے پیش آئے اور بڑی توجہ سے اُن معاملات کو سنا جن پر ایڈیٹر الحکم اپنے اخبار میں بحث کرتا رہا ہے اور صاحب بہادر نے یہ بھی وعدہ فرمایا کہ وہ عنقریب غالباً اسی مہینے میں بہ نفس نفیس قادیان تشریف لائینگے اور موقعہ پر ان تمام ضروریات پر غور کرینگے۔

مَیں نے جن معاملات پر صاحب موصوف کی توجہ کو منعطف کرایا اُن میں سے بعض اہم یہ ہیں۔

اوّل قادیان اور بٹالہ کے درمیان سڑک پختہ ہونی چاہئیے۔ اس سڑک پر آمد و رفت کثرت سے ہو رہی ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ بٹالہ بجائے خود ایک تجارت کی منڈی ہے اور اس سڑک کے ذریعہ دور دور سے مال آتا ہے۔ اور **قادیان** چونکہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا ہیڈ کوارٹر ہے اور آپ کے مُرید کثرت سے آتے رہتے ہیں۔ اور خود قادیان میں بھی مردم شماری کے بڑھنے کی وجہ سے اور ہائی سکول قائم ہو جانے کے سبب اور مختلف کارخانجات کے قیام نے تجارت میں غیر معمولی تبدیلی کر دی ہے اس لئے اس سڑک کا پختہ ہونا ضروری ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ گورنمنٹ پنجاب نے ڈسٹرکٹ بورڈوں کو ایک معقول رقم سڑکوں کی درستی کے لئے عطا فرمائی ہے اور کثرت کاروبار کا پتہ محکمہ ڈاک سے ملتا ہے جس نے قادیان کی ڈاک کی ضرورت کو محسوس کر کے قادیان اور بٹالہ کے درمیان یکہ لائن کو قائم کیا ہے جو اس ضلع میں شکر گڑھ اور گورداسپور کے درمیان کے سوا اور کسی جگہ نہیں ہے۔

دوم۔ قادیان کی حفظ صحت اور صفائی کے اصولوں کو مدنظر رکھکر ضروری ہے کہ مستقل انتظام اس کا کیا جاوے۔ صاحب موصوف بڑی خوشی سے چاہتے ہیں کہ وہ قادیان کے باشندوں کی ان ضروریات میں انھیں مدد دیں۔

سوم۔ ایسا ہی مَیں نے ان کی توجہ ایک **ڈسپنسری** کی ضروریات پر دلائی مَیں نے انھیں یاد دلایا ہے کہ اگرچہ قادیان کے باشندوں کو ایک اعلیٰ درجہ کے شاہی طبیب مولوی حکیم نوردین صاحب سلمہ ربّہ کی خدمات بغیر کسی محنت اور صرف کے میسر ہیں اور وہ اپنے شفاخانہ سے مفت ادویات دیتے ہیں لیکن شفاخانہ **فضل رحمانی** خصوصیت سے امداد کا مستحق ہے اور نہیں تو اس شفاخانہ کو ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے ادویات کی امداد ہی ملے۔

اس قسم کے ضروری امور پر مَیں صاحب موصوف کو توجہ دلا چکا ہوں اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ وہ بہت جلد توجہ کرینگے۔

ایسا ہی بٹالہ کے نیکدل اور منصف مزاج تحصیلدار ملک **جیون مل** صاحب نے ۲۳ دسمبر کو قادیان آکر اسکے حالات سے آگاہی حاصل کی اور صفائی کی حالت کو خود معائنہ کیا اور اس معاملہ میں بہت کچھ مدد دینے کا وعدہ فرمایا۔ صاحب موصوف کو مَیں نے یہاں کی شراب کی دوکان کے بند کرنے کے متعلق بھی توجہ دلائی ہے اور ان کو موقعہ بھی دکھا دیا گیا ہے باشندے چاہتے ہیں کہ یہ دوکان بالکل اٹھا دی جاوے اور گورنمنٹ یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ جہاں کے باشندے ایسی دوکان نہ چاہیں اُسے اُٹھا دیا جاوے۔ مَیں نے اسکے متعلق باضابطہ درخواست دے دی ہوئی ہے جس کی تحقیقات ملک صاحب کر چکے ہیں میرا یقین ہے کہ بہت جلد اس کے متعلق بھی قادیان کی پبلک ملک صاحب کی مہربانی کا شکریہ ادا کرنے کے قابل ہوگی۔

روڑیوں کے متعلق ملک صاحب چونکہ دیکھ چکے ہیں اور یہ موسم طاعون کا ہے اس لئے انھیں جس قدر جلد ممکن ہے اُن کے اُٹھوانے کے لئے تاکیدی احکام صادر کر دینے ضروری ہیں۔ مَیں اس تحریر کے ذریعہ ملک صاحب کو توجہ دلاتا ہوں۔

خوش خبری

۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء کے الحکم میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی وہ تقریر شایع ہوگی جو ۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء کو بعد نماز ظہر و عصر آپ نے مسجد اقصیٰ میں بیان فرمائی۔ یہ تقریر **پنج ارکانِ اسلام** کی حقیقت پر مشتمل ہے اس لئے اس کا عنوان **پنج ارکانِ اسلام** ہی ہوگا۔ مَیں چاہتا ہوں کہ یہ تقریر عام طور پر شایع ہو اس لئے ۱۷ جنوری کا الحکم **۱۶۰۰** چھاپا جاویگا۔ جو صاحب مفت تقسیم کے لئے اسکے نسخے حاصل کرنا چاہیں وہ ۱۰ر کے ٹکٹ بھیجدیں۔ ۶۰۰ کاپیاں زاید چھپینگی۔ اگر ۲۰ آدمی بیس تیس کاپیاں منگوالیں تو کوئی بڑی بات نہیں۔ ایڈیٹر الحکم قادیان

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

(ایک نشان پورا ہوا)

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ ہر چشم نشانے است کبیر

الحکم کے ناظرین لودہانہ کے مشہور زبان دراز مخالف سلسلہ عالیہ احمدیہ منشی سعد اللہ نو مسلم مدرس ہائی سکول کے نام سے خوب واقف ہیں - یہ وہی شخص ہے جس نے اپنی بدزبانی اور دشنام دہی سے سلسلہ کی مخالفت میں خاص شہرت حاصل کی تھی - اور یہ وہی شخص ہے جس نے آتھم عیسائی کی پیشگوئی کی میعاد گذرنے پر بہت شور مچایا اور اپنی بدزبانی سے حزب اللہ کو دکھ دیا تھا - اور عیسائیت اور باطل کی حمایت کرتے ہوئے حضرت حکیم الامۃ سلمہ اللہ تعالیٰ کے ایک بچہ کے فوت ہو جانے پر خوشی کا اظہار کیا اور اسے عیسائیت کی تائید کی دلیل ٹھیرایا تھا جس پر حی و قیوم اور غیور خدا نے حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مولوی صاحب کے گھر میں ایک خوشرو اور زندہ رہنے والے کی بشارت دی جو رسالہ انوار الاسلام کے صفحہ ۲۶ کے حاشیہ میں چھپی اور آخر ایک مدت کے ۱۵ فروری ۱۸۹۶ء کو رات کے ۱۰ بجے عبد الحی سلمہ ربہ پیدا ہوا اور یوں خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہو کر اس ہندو زادہ کی ندامت کا موجب ہوئی غیور خدا نے جہاں ہمارے امام کو یہ رحمت کا نشان دیا وہاں اس مخالف دین اور عدو اللہ کے لئے اسی رنگ میں ایک خاص نشان دیا اس نے حضرت حکیم الامۃ کے لئے گویا ابتر ہونے کی آرزو کی تھی - لیکن خدا تعالیٰ کے صادق بندوں پر اعتراض کرنے والے خالی نہیں رہا کرتے وہ خدا کے عذاب کا مزا چکھ لیا کرتے ہیں اشتہار انعامی تین ہزار متنہ ۵ - اکتوبر ۱۸۹۴ء کے صفحہ ۱۲ پر حضرت امام علیہ السلام نے سعد اللہ کو مخاطب کر کے یہ پیشگوئی شایع کی -

حق سے لڑتا رہ آخر اے مردود دیکھے گا کہ تیرا کیا انجام ہوگا - اے عدو اللہ تو مجھ سے نہیں خدا سے لڑ رہا ہے بخدا مجھے اسی وقت ۲۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کو تیری نسبت الہام ہوا ہے اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر اور ہم نے اس طرح پر آتھم کا رجوع بحق ہونا بے ثبوت نہیں کہا -

یہ وہ پیشگوئی ہے جس کو شایع ہوئے آج ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء تک ۱۲ برس ۳ مہینے اور ۱۲ دن ہو چکے ہیں اسکے بعد متواتر یہ وحی شایع ہوتی رہی یہ اتنی لمبی مدت ہے کہ اس میں سعد اللہ جیسا نوجوان اور مضبوط قوی کا آدمی ایک اور شادی کر کے بھی اولاد پیدا کر سکتا تھا مگر خدا تعالیٰ کی باتیں ٹلا نہیں کرتیں - اور وہ پوری ہو کر رہتی ہیں - سعد اللہ کا ایک بیٹا موجود ہے لیکن اب تک اس کی کوئی اولاد نہیں قطع نظر اس سوال کے کہ اس نے شادی کی یا کیوں نہیں کی ؟ پس سلسلہ نسل کا ختم ہو جانا ابتر ہونے کو پورے طور پر ثابت کرتا ہے اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے سعد اللہ دو نو طرح سے ابتر سلسلہ اولاد کے لحاظ سے بھی اور اس لحاظ سے بھی کہ وہ حضرت اقدس کے مقابلہ میں مخالفت کے لئے اٹھا مگر ناکام اور نامراد رہا -

اور پوری نامرادی کے ساتھ جنوری کے پہلے ہی ہفتہ میں فوت ہو گیا -

اور اس طرح پر اپنے انجام نامرادی کے ساتھ حضرت اقدس کی سچائی پر مُہر کر گیا اس پیشگوئی میں جو اوپر دکھلائی یہ بھی لکھا گیا ہے کہ سعد اللہ کا ابتر رہنا - اس امر پر بھی ایک دلیل ہوگا کہ آتھم کے رجوع کے متعلق بھی جو کچھ کہا گیا تھا وہ خدا تعالیٰ کے اعلام اور وحی سے تھا - سو آج آتھم کا نشان پھر روشن ہوا - پھر اس پیشگوئی میں سعد اللہ کے انجام کی خبر اس پیشگوئی میں موجود ہے -

آخر اے مردار دیکھے گا کہ تیرا کیا انجام ہوگا ان الفاظ میں مردار کا لفظ بتا رہا ہے کہ وہ حضرت ہی کی زندگی میں فوت ہوگا - یہ تیسری پیشگوئی ہے جو اسی سلسلہ میں پوری ہوئی - پھر **انجام آتھم** میں جہاں حضرت اقدس نے مباہلہ کے لئے مخالفوں کو بلایا ہے وہاں نمبر (۱۰) پر **سعد اللہ نو مسلم مدرس لودہانہ** لکھا ہوا ہے اور گویا اس سے مباہلہ ہو گیا ہے کیونکہ اسی جگہ یہ لکھا ہے کہ

"گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا
کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے
کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو - اور نہ توہین اور
تکفیر کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں
سے الگ ہو اور اے مومنو برائے خدا کہو آمین"

اب بتاؤ کہ اس سے بڑھکر اس دعا کی قبولیت کا کیا اثر ہوگا کہ وہ ایک **مضبوط تندرست قوی الجسہ اور کم عمر** تھا اور حضرت اقدس اسکے مقابلہ میں ہمیشہ بیمار رہنے والے اور بسبب عمر کا اور بقول مخالفوں کے خیال میں معاذ اللہ مفتری علی اللہ پھر یہ بات کیا ہے کہ جو اس کے مقابلہ میں آتا ہے اسکے سامنے اس جہان سے چل بستا ہے - یہ خدا کے بزرگ برتر کے نشانات ہیں جنکی آنکھیں دیکھنے کی ہوں دیکھے اور جس کے سننے کے کان ہوں سنے -

مجھے اس امر کا ذکر بھی کرنا ضروری ہے کہ تھوڑے ہی دنوں کا ذکر ہے کہ سعد اللہ کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے متعلق ایک مجلس میں ذکر تھا کہ چونکہ اس کی اولاد کا آگے سلسلہ شروع نہیں ہوا اس لئے پوری ہو گئی اس پر ایک نہایت محتاط اور دور اندیش خادم نے عرض کیا کہ یہ امر شاید قبل از وقت ہو - اس پر حضرت اقدس نے بزور کہا کہ یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے اور ہمیں اس میں کوئی تامل نہیں ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا اس بات کو جھوٹا نہیں کریگا اور اس میں فتح ہماری ہے اس پر حضرت کو الہام ہوا جو الحکم میں مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۶ء کو چھاپ دیا گیا

لَو اَقسَمَ عَلَی اللہِ لَاَبَرَّہٗ

اور ابھی اس الہام پر تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ ۴ جنوری کی شب کو لودہانہ کے ایک تار نے خبر دی کہ سعد اللہ فوت ہو گیا -

میں یقینا کہتا ہوں کہ کسی دشمن یا مخالف سلسلہ کے فوت ہونے پر ہمیں نہ ہمارے حضرت کو کوئی خوشی نہیں بلکہ اگر وہ ہدایت پا جاوے تو زیادہ خوشی کا موجب ہوتا ہے لیکن الٰہی ارادوں اور تقادیر میں کون دخل دے سکتا ہے خدا تعالیٰ نے پہلے سے جو خبر دی تھی وہ پوری ہوئی - سعد اللہ مر گیا اور ناکام مرا - ہاں خدا تعالیٰ کے مرسل کے نشانوں کے پورا کرنے والا ٹھہرا - اسکی قبر عبرت کا سبق دیتی ہے اور اسکی لاش کیسے ہم مشربوں کو حضرت مسیح موعود کی مخالفت سے توبہ کرنیکی ہدایت کر رہی ہے کہ

رموز مملکت خویش خسرواں دانند
من نکردم شما حذر بکنید

اس کا معاملہ اب اللہ تعالیٰ سے ہے ہمیں افسوس ہے اور دیکھنے والوں کے لئے عبرت ہے

٭ ہمیں خدا کرے کہ جلد باز اور بدزبان مخالف اس سے سبق سیکھیں ٭ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی حمد اور اسکے رسول پر درود ... جس کی باتیں پوری ہو رہی ہیں اسی طرح جو کہی تھی [illegible]

نمبر ۲ قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء مطابق ذی الحجہ

دارالامان قادیان کا ہفتہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الوف الصلوٰۃ والسلام باوجود بیماری و ضعف و نقاہت کے اپنے مذہبی کام میں برابر مصروف ہیں۔ آجکل آپ حقیقت الوحی کا ایک ضمیمہ استفتاء عربی زبان میں لکھ رہے ہیں ... کاتب الحکم چھاپ رہا ہے اور مضمون بھی برابر آ رہا ہے باوجودیکہ آپ کو مدام دوران سر و کثرت پیشاب ... کی سخت خطرناک بیماریاں شامل حال رہتی ہیں تو بھی آپ تھوڑا سا افاقہ ہونے پر لکھنا شروع کر دیتے ہیں جس سے آپ کو بیماری کا دورہ جلدی آ جاتا ہے آپ جانتے ہیں کہ دماغی محنت سے بیماری کا دورہ جلدی رجوع کرے گا اور جس کا ہزار بار تجربہ بھی ہو چکا ہے مگر پھر بھی آپ کو اپنے وجود کا اتنا غم نہیں جتنا کہ آپ کو مخلوق اللہ کا غم ہے آپ مدام یہی چاہتے ہیں کہ دنیا کے لوگ غفلت سے بیدار ہو جاویں اور کوئی متنفس غفلت میں ہلاک نہ ہو جاوے۔ بخدا ہم نے آپ کے قول و دعوے کو آپ کے حال کے موافق موازنہ کیا اور صحیح پایا۔ آپ فرماتے ہیں ؎

بدل دردے کہ دارم از برائے طالبان حق
نمے گردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم
دل و جانم چناں مستغرق اندر فکر اوشان است
کہ نے از دل خبر دارم نہ از جان خود آگاہم
بدیں نازم کہ غم از بہر مخلوق خدا دارم
ازیں در لذتم کز درد مے خیزد ز دل آہم
مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم
نہ من از خود نہم در کوچہ پند و نصیحت پا
کہ ہمدردی برد آنجا بہ جبر و زور و اکراہم
غم خلق خدا از زہر خوردن ہم چکار آید
گرش صد جاں بپا ریزم ہنوزش عذر میخواہم
بجوش آمد پر غبار دیدہ حال عالمے بینم
خدا بر روئے زود آرد دعائے سحر گاہم

بیماری سے کچھ افاقہ ہونے پر آپ یا مضمون لکھنا شروع کر دیتے ہیں یا گھر سے باہر تشریف لے آتے ہیں۔ احباب کی خاطر دوسرے تیسرے روز آپ مع احباب باہر سیر کو تشریف لے جاتے ہیں دو تین میل تک آپ چلے جاتے ہیں اور اس سے بیماری کا دورہ جلدی نہیں آتا اور نئے مہمان بھی آپ کے کلمات سے مستفیض ہو جاتے ہیں گھر میں بھی آپ مدام کھڑے ہو کر ٹہلتے ہوئے لکھتے ہیں اور یہ پتا ہے آپ نے اپنی تمام تصنیفات اسی طرح کھڑے ہو کر لکھی ہیں آپ کو یہ بیماریاں عین شباب سے لاحق ہیں جب آپ نے چالیس سال کی عمر میں حکم ایزدی دعوے تجدید اسلام کا کیا تو آپ کو غم ہوا کہ مجھے خطرناک بیماریاں لاحق ہیں مبادا میں جس کام کے لئے بھیجا گیا ہوں وہ کامل نہ ہو اور میری موت پہلے آ جاوے تو آپ نے دعا کی جس پر آپ کو اللہ تعالیٰ نے اطمینان دلایا کہ تجھے اسی سال کے قریب عمر دی جاوے گی یا کچھ زیادہ اور تیرا وقت ضائع نہ ہوگا۔ اور تو اپنے کام کو پورا کر کے دنیا سے رخصت ہوگا۔ اللہم صلی علیہ الوف الصلوٰۃ والسلام۔ مکذبو! تم پر افسوس کہ تم نے ایسے بزرگ انسان کی تکذیب کی۔

نماز کسوف

مورخہ ۱۴ جنوری کو نو بجے کے بعد سورج گرہن ہوا۔ حضرت حکیم الامۃ نے دو رکعت نماز کسوف پڑھائی۔ چونکہ اس موقعہ پر بہت تضرع و ابتہال و دراز نماز کا حکم ہے آپ نے لمبی قرأت پڑھی اور ہر رکعت میں دو دو رکوع کئے۔ ایک ستارہ بھی دکھائی دیا۔ اور نماز سے فارغ ہو کر ایک خطبہ پڑھا جو انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

دیگر بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کیلئے راحت افزا ہے۔

سوا لاکھ روپیہ جمع کرو

ہماری قوم کے ہر فرد کا جہاں یہ غرض اور مقصد ہے کہ وہ اپنے نفس کی تکمیل اصلاح کے لئے ہر وقت ساعی رہے وہاں اس کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اصلاح قوم کے پہلو کو ہر وقت مدنظر رکھے۔ اصلاح نفس اور اصلاح قوم کا مفہوم درحقیقت لازم ملزوم ہیں اور ایک میں دوسرا داخل ہے۔ اپنی ذاتی اصلاح بھی دراصل قوم کی اصلاح ہے اس لئے کہ ہر شخص قوم کا ایک فرد ہے اور قومی اصلاح بھی ذاتی اصلاح ہے کیونکہ قوم میں وہ داخل ہے۔ بہر حال اس وقت اس مضمون پر کچھ لکھنے کا ارادہ نہیں کرتا کہ اصلاح نفس اور اصلاح قوم سے کیا مراد ہے؟ بلکہ میری غرض اس وقت یہ ہے کہ میں قوم کو اس امر اہم کی طرف توجہ دلاؤں جو اسکے اصلاح قوم کے میدان میں ہر سال پیش آتا ہے اور وہ سال بسال کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق اخراجات شاخوں کے

اخراجات

کا سوال ہے۔ جو لوگ سالانہ جلسہ پر آئے ہوئے تھے انھوں نے صدر انجمن احمدیہ کے گرامی قدر سکرٹری حضرت مولوی محمد علی صاحب کی رپورٹ سے معلوم کیا ہوگا کہ ۱۹۰۷ء کے لئے ۸۶ ہزار سے زاید رقم لنگرخانہ کے علاوہ دوسری شاخوں کے اخراجات کیلئے درکار ہوگی **لنگرخانہ** کے متعلق کوئی بجٹ اس لئے پیش نہیں کیا گیا کہ اُس کا تعلق براہ راست اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیساتھ ہے اور باقی مدّات اور شاخوں کا انصرام صدر انجمن احمدیہ کے متعلق ہے لیکن اسکے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ **لنگرخانہ** کی ضروریات کا علم قوم کو نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ میری اپنی رائے میں سب سے زیادہ فکر اسی شاخ کا ہونا چاہیئے کیونکہ لنگرخانہ کے متعلق حضرت اقدسؑ کے افکار آپ کے اوقات گرامی میں زیادہ حارج ہو جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات آپ کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ لنگرخانہ کے اخراجات دن بدن بڑھ رہے ہیں اور کسی صورت میں لنگرخانہ کا خرچ **تین ہزار** روپیہ ماہوار سے کم نہیں ہے اس لئے یہ رقم براہ راست ماہوار حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پہنچنی چاہیئے۔ اس کے لئے مناسب انتظام یہی ہے کہ ضلع وار انجمنیں قائم ہو کر اپنے ضلع سے چندہ وصول کرکے پہنچایئں۔

جب تک تین ہزار روپیہ ماہوار کے لئے کافی انتظام قوم نہیں کر لیتی اُس وقت تک اسے سمجھنا چاہیئے کہ وہ ایک بڑے **فرض** کے ادا کرنے سے ابھی قاصر ہے۔

اس ۳۶ ہزار کی رقم کے علاوہ وہ ۸۶ ہزار سے زاید کی رقم ہے جو مدرسہ میگزین۔ بہشتی مقبرہ وغیرہ کی شاخوں میں خرچ ہوگی اور اس میں سے ۲۰ ہزار کی وہ رقم ہے جو اس سال مدرسہ کی عمارت کے ایک حصہ پر خرچ ہونے والی ہے۔ مدرسہ کی ضروریات بھی اس کی ترقی کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہیں اور میں **اپنی قوم** کو اس امر خاص میں **مبارکباد** دیتا ہوں کہ وہ برابر ۹ سال سے مدرسہ کو اپنے ذاتی اخراجات سے چلا رہی ہے۔

مدرسہ کی ضرورت اسکے فوائد اور نتایج پر کلام کرنے کی کوئی حاجت نہیں اسکے لئے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنے مقاصد کی تکمیل کا ایک ذریعہ آپ قرار دیا ہے اور اسکے وجود کے بقا کے لئے لنگرخانہ کے چندہ میں سے وضع کرکے دینے کی اجازت بھی ان لوگوں کو دی جو جُداگانہ چندہ نہ دے سکتے تھے اسکے بعد میرے پاس اور کوئی الفاظ اس کی ضروریات پر قوم کو توجہ دلانے کے لئے زیادہ موثر اور کارگر نہیں ہو سکتے۔ ایسا ہی ممالک غیر میں اشاعت اسلام اور کسر صلیب کا کام جو حضرت حجۃ اللہ کی بعثت کی غرض اولیٰ ہے اس کی تکمیل میں ساعی ہونے کی ضرورت پر کسی بحث اور زمانہ کے عرفی الفاظ کی حاجت حقایق پسند قوم کے سامنے نہیں۔ پس یہ ضروریات تو مسلمہ ضروریات ہیں ہاں اتنا کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اکثر حصہ قوم کا ناواقف ہے کہ ممالک غیر میں ان کے میگزین نے کیا کام کیا ہے؟ میں مختصر الفاظ میں یہ کہونگا کہ میگزین کے ذریعہ

عیسویت کے محل کی بنیادیں ہل چکی ہیں

اور خود عیسائی مشنریوں کو اس کا تھامنا اور قائم رکھنا مشکل ہو رہا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں قوم کی متفق اور مجموعی قوت انسان پرستی کے اس قلعہ کو فتح کرکے **خداشناسی اور خداپرستی** کا رواج قائم کرنے کے لئے انشاء اللہ کافی ہوگی۔

یورپ اور امریکہ کے لوگ نیک کاموں میں جس ہمت اور فراخدلی سے اپنا روپیہ صرف کرنے کے عادی ہیں وہ بھی ہماری سمجھدار اور اخبار بین پبلک خوب جانتی ہے پس جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یورپ اور امریکہ کے زیرک اور فہیم انسانوں پر اس **حق** کو کھولدیا جسکی بہت جلد امید ہے تو پھر تمھارے چند پیسوں اور آنوں اور روپیوں کی حاجت ہی نہ ہوگی وہ خود ان شاخوں پر لاکھوں نثار کردینگے۔ مگر باوجودیکہ وہ لاکھوں اور کروڑوں نثار کریں گے لیکن انکے وہ لاکھوں اور کروڑوں تمھارے چند پیسوں اور دو آنوں کے برابر بھی قیمت نہ رکھینگے۔ کیونکہ ان لاکھوں اور کروڑوں کا بیج دراصل تمھارے ہی وہ پیسے ہونگے جو آج تم خرچ کروگے۔

اس لئے

اِن **ضرورتوں** کی تکمیل کیلئے سعی کرو یہ اخراجات ضروری اور اشد ضروری ہاں خدا تعالیٰ اور اسکے **موعود** کے منشاء کی تکمیل کیلئے ضروری ہیں پھر سوچو کہ یہ رقم اس سال کے لئے کیونکر پوری کیجاوے یعنے ۳۶ ہزار روپیہ تو صرف لنگرخانہ کے سالانہ مصارف کیلئے مطلوب ہے اور ۸۶ ہزار سے زیادہ مدرسہ۔ میگزین اور دوسری **مدّات** کیلئے۔ اس میں **اخبارات** کی ضروریات کا بجٹ بھی شامل نہیں اسلئے کہ وہ شخصی ملکیت کے نیچے ہیں تاہم انکی **اہمیت** بجائے خود ظاہر ہے میرے اس مختصر نوٹ کا یہ منشا نہیں ہونا چاہیئے کہ قوم کے معزز اور سمجھدار افراد اسکو پڑھ لیں اور بس نہیں بلکہ وہ لوگ جو قوم میں معزز اور سربرآوردہ ہیں اپنی ضلع تحصیل اور شہر میں اپنی جماعت پر ایک خاص اثر رکھتے ہیں وہ ایسی **عملی تجاویز** پیش کریں جو پہلی ہی ششماہی کے اندر یہ رقم جمع ہو جاوے اور کام کرنیوالی جماعت اطمینان کیساتھ اپنے کام میں لگجاوے میں خصوصیت سے چند دوستوں کے نام لے دیتا کہ وہ عملی تجاویز پیش کریں لیکن اس خیال سے کہ ہر شخص کچھ کہ سکے میں اسے محدود نہیں کرتا مختلف صورتیں اس رقم کے جمع کرنے کی میرے ذہن میں آتی ہیں جن کو میں خود اگلی اشاعت میں **بزرگانِ ملت** سے مشورہ کرنے کے بعد عرض کردوں گا۔

میں اپنے معزز معاصرین بدر اور میگزین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس ضرورت کا احساس قوم میں پیدا کرنے کے لئے قلم اُٹھائیں اس لئے کہ کام کرنے والی جماعت میں خود اُن کا اپنا ہاتھ بھی ہے اور یہ فکر آخر ان کو بھی کرنا ہی پڑے گا۔ اسی لئے یہ تحریک متواتر جاری رہے۔ آخر جو ہوگا وہ تو اللہ ہی کے فضل سے ہوگا لیکن سعی اور استقلال اور دعائیں اسکے فضل کو جذب کرتی ہیں۔

ختم کرنے سے پہلے میں اپنی مزعومہ تجاویز میں سے ایک اس لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی تقریب قریب ہے اور وہ **عید فنڈ** ہے اگر اس تقریب پر اس فنڈ کو باضابطہ جمع کیا جاوے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ مدرسہ کی عام **اغراض** کے لئے کافی سے زیادہ رقم جمع ہو سکتی ہے اس لئے سب احباب اس موقع پر بیش از پیش سعی کریں۔ خدا ان کا مددگار ہو (آمین)

پنج ارکان اسلام

[جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء کو بعد نماز ظہر و عصر جامع مسجد میں کھڑے ہو کر فرمائی۔ ایڈیٹر]

جوشِ تبلیغ

اب صاحبو آرام سے سن لو۔ اگرچہ میری طبیعت بیمار ہے اور میں اس لائق نہ تھا کہ کھڑا ہو کر ایک لمبی تقریر کرتا۔ تاہم میں نے خیال کیا کہ لوگ دور دور سے آئے ہیں تا کہ ہماری باتیں سنیں ایسی صورت میں کچھ نہ کہنا معصیت میں داخل ہو گا لہذا باوجود حالت بیماری کے میں نے مناسب جانا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے جو ہدایت دی ہے میں اس سے سب لوگوں کو اطلاع دوں۔

کلمہ طیبہ کی حقیقت

میں کئی بار ظاہر کر چکا ہوں کہ نہیں صرف اتنے پر خوش نہیں ہونا چاہئے کہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہیں جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف زبانی قیل و قال سے کبھی راضی نہیں ہوتا اور نہ نری زبانی باتوں سے کوئی خوبی انسان کے اندر پیدا ہو سکتی ہے جب تک عملی حالت درست نہ ہو کچھ بھی نہیں بنتا۔ یہودیوں پر بھی ایک زمانہ ایسا آیا تھا کہ ان میں نری زبان ہی زبان رہ گئی تھی اور انہوں نے صرف زبانی باتوں پر ہی کفایت کر لی تھی۔ زبان سے تو وہ بہت کچھ کہتے تھے مگر دل میں طرح طرح کے گندے خیالات اور زہریلے مواد بھرے ہوئے تھے یہی وجہ تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر طرح طرح کے عذاب نازل کئے اور ان کو مختلف مصیبتوں میں ڈالا اور ذلیل کیا یہاں تک کہ انہیں سؤر اور بندر بنایا۔ اب غور کا مقام ہے کیا وہ توریت کو نہیں مانتے تھے وہ ضرور مانتے تھے اور نبیوں کے بھی ماننے والے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی بات کو پسند نہ کیا کہ وہ نرے زبان سے ماننے والے ہوں اور ان کے دل زبان سے متفق نہ ہوں۔

خوب یاد رکھنا چاہئے اگر کوئی شخص زبان سے کہتا ہے کہ میں خدا کو وحدہٗ لا شریک مانتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں۔ اور ایسا ہی اور ایمانی امور کا قائل ہوں۔ لیکن اگر یہ اقرار صرف زبان ہی تک ہے اور دل معترف نہیں تو یہ زبانی باتیں ہوں گی اور نجات اس سے نہیں مل سکے گی۔ جب تک انسان کامل ایمان نہ لائے۔ اور اس کا ایمان لانا یہی ہو گا کہ وہ عملی حالت میں ان امور کو ظاہر کر دے اس وقت تک کوئی بات بنتی نہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اصل مراد تب ہی حاصل ہوتی ہے جب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خدا کی طرف متوجہ ہو اور در حقیقت دنیا پر دین کو مقدم کر دے۔

یاد رکھو

مخلوق کو انسان دھوکا دے سکتا ہے اور لوگ یہ دیکھ کر کہ پنج وقتہ نماز پڑھتا ہے یا اور نیکی کے کام کرتا ہے دھوکا کھا سکتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ دھوکہ نہیں کھا سکتا اس لئے اعمال میں ایک خاص اخلاص ہونا چاہئے۔ یہی ایک چیز ہے جو اعمال میں صلاحیت اور خوبصورتی پیدا کرتا ہے۔ اب یاد رکھنا چاہئے کہ کلمہ* جو ہم ہر روز پڑھتے ہیں اس کے کیا معنے ہیں؟ کلمہ کے یہ معنے ہیں کہ انسان زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق کہ میرا معبود۔ محبوب اور مقصود خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ اِلٰہ کا لفظ محبوب اور اصل مقصود اور معبود کے لئے آتا ہے یہ کلمہ قرآن شریف کی ساری تعلیم کا خلاصہ ہے جو مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے۔ چونکہ ایک بڑی اور مبسوط کتاب کا یاد کرنا آسان نہیں اس لئے یہ کلمہ سکھا دیا گیا تا کہ ہر وقت انسان اسلامی تعلیم کے مغز کو مدنظر رکھے۔ اور جب تک یہ حقیقت انسان کے اندر پیدا نہ ہو جاوے سچ یہی ہے کہ نجات نہیں۔ اسی لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَدَخَلَ الْجَنَّۃَ

یعنے جس نے صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ کو مان لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ لوگ دھوکا کھاتے ہیں اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ طوطے کی طرح لفظاً کہہ دینے سے انسان جنت میں داخل ہو جاتا ہے اگر اتنی ہی حقیقت اس کے اندر ہوتی تو پھر سب اعمال بے کار اور نکمے ہو جاتے اور شریعت (معاذ اللہ) لغو ٹھہرتی۔ نہیں بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مفہوم جو اسی میں رکھا گیا ہے وہ عملی رنگ میں انسان کے دل میں داخل ہو جاوے جب یہ بات پیدا ہو جاتی ہے تو ایسا انسان فی الحقیقت جنت میں داخل ہو جاتا ہے نہ صرف مرنے کے بعد بلکہ اسی زندگی میں وہ جنت میں ہوتا ہے۔

یہ سچی بات ہے اور جلد سمجھ میں آ جاتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے سوا انسان کا کوئی محبوب اور مقصود نہ رہے تو پھر کوئی دکھ یا تکلیف اسے ستا ہی نہیں سکتی۔ یہ وہ مقام ہے جو ابدال اور قطبوں کو ملتا ہے۔

آپ یہ خیال نہ کریں کہ ہم کب بتوں کی پرستش کرتے ہیں ہم بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ یاد رکھو یہ تو ادنیٰ درجہ کی بات ہے کہ انسان بتوں کی پرستش نہ کرے۔ ہندو لوگ جن کو حقیقتوں کی کوئی خبر نہیں اب بتوں کی پرستش چھوڑ رہے ہیں۔

---

* فٹ نوٹ۔ کلمہ کی حقیقت پر حضرت حجۃ اللہ علی الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ فتح مسیح میں ایک لطیف نوٹ لکھا ہے وہ اس مقام کے حسب حال ہے اس لئے تکمیل مضمون کی خاطر میں اسے یہاں حاشیہ میں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے:۔

اور آپ کا یہ کہنا کہ حضرت مقدس نبوی کی تعلیم یہ ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے سے گناہ دور ہو جاتے ہیں یہ بالکل سچ ہے اور یہی واقعی حقیقت ہے کہ جو شخص خدا کو واحد لا شریک جانتا ہے اور ایمان لاتا ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی قادر یکتا نے بھیجا ہے تو بیشک اگر اس کلمہ پر اس کا خاتمہ ہو تو نجات پا جائیگا۔ آسمان کے نیچے کسی کی خودکشی سے نجات نہیں ہرگز نہیں اور اس سے زیادہ کون پاگل ہو گا کہ ایسا خیال بھی کرے مگر خدا کو واحد لا شریک سمجھنا اور ایسا مہربان خیال کرنا کہ اس نے نہایت رحم کر کے دنیا کو ضلالت سے چھڑانے کے لئے اپنا رسول بھیجا جس کا نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ ایک ایسا اعتقاد ہے کہ جس پر یقین کرنے سے روح کی

معبود کا مفہوم اسی حد تک نہیں کہ انسان پرستی یا بت پرستی تک ہو۔ اور یہی معبود ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ہوائے **نفس** اور **ہوس** بھی معبود ہیں جو شخص **نفس پرستی** کرتا ہے یا اپنی ہوا و ہوس کی اطاعت کرتا ہے اور اس کے لئے مر رہا ہے وہ بھی **بُت پرست** اور **مشرک** ہے یہ **لا** نفی جنس ہی نہیں کرتا بلکہ ہر قسم کے معبودوں کی نفی کرتا ہے خواہ وہ **انفسی** ہوں یا **آفاقی**۔ خواہ وہ دل میں چھپے ہوئے بُت ہیں یا ظاہری بت ہیں مثلاً ایک شخص بالکل اسباب ہی پر توکل کرتا ہے تو یہ بھی ایک قسم کا **بُت** ہے اس قسم کی بت پرستی **تپ دق** کی طرح ہوتی ہے جو اندر ہی اندر ہلاک کر دیتا ہے موٹی قسم کے بُت تو جھٹ پٹ پہچانے جاتے ہیں اور ان سے مخلصی حاصل کرنا بھی سہل ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ لاکھوں ہزاروں انسان ان سے الگ ہوگئے اور ہو رہے ہیں یہ ملک جو ہندوؤں سے بھرا ہوا تھا کیا سب مسلمان ان میں سے ہی نہیں ہوئے؟ پھر انھوں نے بُت پرستی کو چھوڑا یا نہیں اور خود ہندوؤں میں بھی ایسے فرقے نکلتے آتے ہیں جو اب بُت پرستی نہیں کرتے لیکن یہاں تک ہی بُت پرستی کا مفہوم نہیں ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ موٹی بت پرستی چھوڑ دی ہے مگر ابھی تو ہزاروں بت انسان **بغل** میں لئے پھرتا ہے اور وہ لوگ بھی جو **فلسفی** اور **منطقی** کہلاتے ہیں وہ بھی ان کو اندر سے نکال نہیں سکتے۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے سوا یہ کیڑے اندر سے نکل نہیں سکتے یہ بہت ہی باریک کیڑے ہیں اور سب سے زیادہ ضرر اور نقصان ان کا ہی ہے جو لوگ جذبات نفسانی سے متاثر ہو کر اللہ تعالیٰ کے حقوق اور حدود سے باہر ہو جاتے ہیں اور اسی طرح پر حقوق العباد کو بھی تلف کرتے ہیں وہ ایسے نہیں کہ پڑھے لکھے نہیں بلکہ ان میں ہزاروں کو مولوی فاضل اور عالم پاؤ گے اور بہت ہونگے جو فقیہ اور صوفی کہلاتے ہونگے مگر باوجود ان باتوں کے وہ بھی ان امراض میں مبتلا نکلیں گے۔ ان بتوں سے پرہیز کرنا ہی تو بہادری ہے اور ان کو شناخت کرنا ہی کمال دانائی اور دانشمندی ہے۔ یہی بُت ہیں جن کی وجہ سے آپس میں **نفاق** پڑتا ہے اور ہزاروں کشت و خون ہو جاتے ہیں ایک بھائی دوسرے کا حق مارتا ہے اور اسی طرح ہزاروں ہزار بدیاں ان کے سبب سے ہوتی ہیں۔ ہر روز اور ہر آن ہوتی ہیں اور اسباب پر اسقدر بھروسہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو محض ایک عضو معطل قرار دے رکھا ہے۔ بہت ہی کم لوگ ہیں جنھوں نے توحید کے اصل مفہوم کو سمجھا ہے اور اگر انھیں کہا جاوے تو جھٹ کہدیتے ہیں کیا ہم مسلمان نہیں اور کلمہ نہیں پڑھتے مگر افسوس تو یہ ہے کہ انھوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ بس کلمہ منہ سے پڑھ دیا اور یہ کافی ہے۔

میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر انسان **کلمہ طیبہ** کی حقیقت سے واقف ہو جاوے اور عملی طور پر اس پر کاربند ہو جاوے تو وہ بہت بڑی ترقی کر سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

یہ امر خوب سمجھ لو کہ **میں جو اس مقام پر کھڑا ہوں میں معمولی واعظ کی حیثیت سے نہیں کھڑا ہوں اور کوئی کہانی سُنانے کے لئے نہیں کھڑا ہوں بلکہ میں تو ادائے شہادت کے لئے کھڑا ہوں میں نے وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے پہنچا دینا ہے** اس امر کی مجھے پروا نہیں کہ کوئی اسے سُنتا ہے یا نہیں سُنتا اور مانتا ہے یا نہیں مانتا۔ اس کا جواب تم خود دو گے میں نے **فرض ادا کرنا ہے** میں جانتا ہوں بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل تو ہیں اور وہ توحید کا اقرار بھی کرتے ہیں مگر میں افسوس سے کہتا ہوں کہ وہ **مانتے نہیں**۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق مارتا ہے یا خیانت کرتا ہے یا دوسری قسم کی بدیوں سے باز نہیں آتا میں یقین نہیں کرتا کہ وہ توحید کا ماننے والا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی **نعمت** ہے کہ اس کو پاتے ہی انسان میں ایک **خارق عادت** تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اس میں بغض۔ کینہ۔ حسد۔ ریا وغیرہ کے بت نہیں رہتے اور خدا تعالیٰ سے اس کا قرب ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی اُسی وقت ہوتی ہے اور اسی وقت وہ سچا **موحد** بنتا ہے جب یہ اندرونی بت۔ تکبر۔ خود پسندی۔ ریاکاری۔ کینہ و عداوت۔ حسد و بخل نفاق و بدعہدی وغیرہ کے دور ہو جاویں۔

جب تک یہ بت اندر ہی ہیں اس وقت تک **لا الٰہ الا اللہ** کہنے میں کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے؟ کیونکہ اس میں تو کل کی نفی مقصود ہے۔ پس یہ پکی بات ہے کہ صرف منہ سے کہدینا کہ خدا کو وحدہ لاشریک مانتا ہوں کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ ابھی منہ سے کلمہ پڑھتا ہے اور ابھی کوئی امر ذرا مخالف مزاج ہوا اور

تاریکی دور ہوتی ہے اور نفسانیت دور ہو کر اس کی جگہ توحید لے لیتی ہے آخر توحید کا زبردست جوش تمام دل پر محیط ہو کر اسی جہان میں بہشتی زندگی شروع ہو جاتی ہے جیسا تم دیکھتے ہو کہ نور کے آنے سے ظلمت قائم نہیں رہ سکتی ایسا ہی جب **لا الٰہ الا اللہ** کا نورانی پرتوہ دل پر پڑتا ہے تو نفسانی ظلمت کے جذبات کالعدم ہو جاتے ہیں گناہ کی حقیقت بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ سرکشی کی ملونی سے نفسانی جذبات کا شور و غوغا ہو جس کی متابعت کی حالت میں ایک شخص کا نام گنہگار رکھا جاتا ہے اور **لا الٰہ الا اللہ** کے معنے جو لغت عرب کے موارد استعمال سے معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہے کہ **لا مطلوب لی ولا محبوب لی ولا معبود لی ولا مطاع لی الا اللہ** یعنی بجز اللہ کے اور کوئی میرا مطلوب نہیں اور محبوب نہیں اور معبود نہیں اور مطاع نہیں۔

اب ظاہر ہے کہ یہ معنے گناہ کی حقیقت اور گناہ کی اصل منبع سے بالکل مخالف پڑے ہیں پس جو شخص ان معنی کو خلوص دل کے ساتھ اپنی جان میں جگہ دیگا تو بالضرورت مفہوم مخالف اس کے دل سے نکل جائیگا کیونکہ ضدین ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں پس جب نفسانی جذبات نکل گئے تو یہی وہ حالت ہے جسکو سچی پاکیزگی اور حقیقی راست بازی کہتے ہیں اور خدا کے بھیجے ہوئے پر ایمان لانا جو دوسرے جز کلمہ کا مفہوم ہے اس کی ضرورت یہ ہے کہ تا خدا کے کلام پر بھی ایمان حاصل ہو جائے کیونکہ جو شخص یہ اقرار کرتا ہے کہ میں خدا کا فرمانبردار بننا چاہتا ہوں اس کے لئے ضروری ہے کہ اسکے فرمانوں پر ایمان بھی لاوے اور فرمان پر ایمان لانا بجز اس کے ممکن نہیں کہ اُس پر ایمان لاوے جسکے ذریعہ سے دُنیا میں فرمان آیا پس یہ حقیقت کلمہ کی ہے اور آپ کے یسوع صاحب نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہی مدار نجات ٹھیرایا ہے کہ خدا پر اور اُس کے بھیجے ہوئے یسوع پر ایمان لایا جائے مگر چونکہ آپ لوگ اندھے ہیں اس لئے جوش تعصب سے انجیل کی باتیں بھی آپ کو نظر نہیں آتیں "

غصہ اور غضب کو خدا بنا لیا۔

مَیں بار بار کہتا ہوں کہ اس امر کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جنتک یہ مخفی معبود موجود ہوں ہرگز توقع نہ کرو کہ تم اس مقام کو حاصل کر سکے جو ایک سچے **موحد** کو ملتا ہے۔ جیسے جب تک چوہے زمین میں ہیں مت خیال کرو کہ طاعون سے محفوظ ہو۔ اسی طرح پر جب تک یہ چوہے اندر ہیں اس وقت تک ایمان خطرہ میں ہے جو کچھ مَیں کہتا ہوں اس کو خوب غور سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے قدم اٹھاؤ۔ مَیں نہیں جانتا کہ اس مجمع میں جو لوگ موجود ہیں آیندہ ان میں سے کون ہوگا اور کون نہیں یہی وجہ ہے کہ مَیں نے تکلیف اٹھا کر اس وقت کچھ کہنا ضروری سمجھا ہے تا مَیں اپنا فرض ادا کر دوں۔

پس کلمہ کے متعلق خلاصہ تقریر کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا **معبود اور محبوب اور مقصود** ہو اور یہ مقام اسی وقت ملیگا جب ہر قسم کی اندرونی بدیوں سے پاک ہو جاؤ گے اور ان کو جو تمہارے دل میں ہیں نکال دو گے۔

نماز کی حقیقت

بعد اس کے سنو دوسرا امر نماز ہے جس کی پابندی کے لئے بار بار قرآن شریف میں کہا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھو کہ اسی قرآن مجید نے ان **مصلیوں** پر لعنت کی ہے جو نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور اپنے بھائیوں سے بخل کرتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ **نماز** اللہ تعالیٰ کے حضور ایک **سوال** ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی **بدیوں** اور **بدکاریوں** سے محفوظ کر دے۔ انسان **درد** اور **رقت** میں پڑا ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا **قرب** اسے حاصل ہو جس سے وہ **اطمینان** اور **سکینت** اسے ملے جو **نجات** کا نتیجہ ہے مگر یہ بات اپنی کسی چالاکی یا خوبی سے نہیں مل سکتی جب تک خدا نہ بلاوے یہ جا نہیں سکتا جب تک وہ پاک نہ کرے یہ پاک نہیں ہو سکتا۔ بہتیرے لوگ اس پر گواہ ہیں کہ بارہا یہ جوش طبیعتوں میں پیدا ہوتا ہے۔ کہ فلاں گناہ دور ہو جاوے، جس میں وہ مبتلا ہیں لیکن ہزار کوشش کریں دور نہیں ہوتا باوجودیکہ نفس **لوامہ** ملامت کرتا ہے لیکن پھر بھی لغزش ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ سے پاک کرنا خدا تعالیٰ ہی کا کام ہے اپنی طاقت سے کوئی نہیں ہو سکتا ہاں یہ سچ ہے کہ اس کے لئے سعی کرنا ضروری امر ہے۔

غرض وہ اندر جو گناہوں سے بھرا ہوا ہے اور جو خدا تعالیٰ کی **معرفت** اور **قرب** سے دور جا پڑا ہے اس کو پاک کرنے اور دور سے قریب کرنے کے لئے **نماز** ہے اس ذریعہ سے ان بدیوں کو دور کیا جاتا ہے اور اس کی بجائے پاک جذبات بھر دیئے جاتے ہیں یہی سِرّ ہے جو کہا گیا ہے کہ نماز بدیوں کو دور کر دیتی ہے یا نماز فحشا اور منکر سے روکتی ہے۔

پھر نماز کیا ہے؟

یہ ایک دعا ہے جس میں پورا **درد** اور **سوزش** ہو اسی لئے اس کا نام **صلوٰۃ** ہے کیونکہ **سوزش** اور **رقت** اور درد سے طلب کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بد ارادوں اور بُرے **جذبات** کو اندر سے دور کرے اور پاک محبت اس کی جگہ اپنے فیض عام کے ماتحت پیدا کر دے

صلوٰۃ کا لفظ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ نرے **الفاظ** اور دعا ہی کافی نہیں بلکہ اسکے ساتھ ضروری ہے کہ ایک سوزش رقت اور سوز ساتھ ہو۔ خدا تعالیٰ کسی دعا کو نہیں سنتا جبتک دعا کرنیوالا موت تک نہ پہنچ جاوے۔ دعا مانگنا ایک مشکل امر ہے اور لوگ اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں بہت سے لوگ مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہم نے فلاں وقت فلاں امر کے لئے دعا کی تھی مگر اس کا اثر نہ ہوا۔ اور اس طرح پر وہ خدا تعالیٰ سے بدظنی کر لیتے ہیں اور مایوس ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ جب تک دعا کے لوازم ساتھ نہ ہوں وہ دعا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

دعا کے لوازم میں سے یہ ہے کہ دل **پگھل** جاوے اور **روح** پانی کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرے۔ اور ایک کرب اور اضطراب اس میں پیدا ہو۔ اور ساتھ ہی انسان بے صبر اور جلد باز نہ ہو بلکہ صبر اور استقامت کے ساتھ **دعا** میں لگا رہے پھر توقع کی جاتی ہے کہ وہ **دعا قبول** ہوگی۔

نماز بڑی اعلیٰ درجہ کی دعا ہے مگر افسوس لوگ اس کی قدر نہیں جانتے اور اس کی حقیقت صرف اتنا ہی سمجھتے ہیں کہ رسمی طور پر قیام رکوع سجود کر لیا اور چند فقرے طوطے کی طرح رٹ لئے۔ خواہ اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ ایک اور افسوسناک امر پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے ہی مسلمان نماز کی حقیقت سے ناواقف تھے اور اس پر توجہ نہیں کرتے تھے اس پر بہت سے فرقے ایسے پیدا ہو گئے جنھوں نے نماز کی پابندیوں کو اڑا کر اس کی جگہ چند **وظیفے** اور **ورد** قرار دے لئے۔ کوئی نوشاہی ہے کوئی چشتی ہے کوئی کچھ ہے کوئی کچھ۔ یہ لوگ اندرونی طور پر اسلام اور احکام الٰہی پر حملہ کرتے ہیں۔ اور شریعت کی پابندیوں کو توڑ کر ایک نئی شریعت قائم کرتے ہیں یقیناً یاد رکھو کہ ہمیں اور ہر ایک طالب حق کو نماز ایسی نعمت کے ہوتے ہوئے کسی اور **بدعت** کی ضرورت نہیں ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی تکلیف یا ابتلا کو دیکھتے تو فوراً **نماز** میں کھڑے ہو جاتے تھے اور ہمارا اپنا اور ان راستبازوں کا جو پہلے ہو گذرے ہیں ان سب کا تجربہ ہے کہ

نماز سے بڑھکر خدا کی طرف لیجانیوالی کوئی چیز نہیں

جب انسان **قیام** کرتا ہے تو وہ ایک ادب کا طریق اختیار کرتا ہے ایک غلام جب اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ دست بستہ کھڑا ہوتا ہے پھر **رکوع** بھی ادب ہے جو قیام سے بڑھکر ہے اور **سجدہ** ادب کا انتہائی مقام ہے جب انسان اپنے آپ کو فنا کی حالت میں ڈالدیتا ہے اس وقت سجدہ میں گر پڑتا ہے افسوس ان نادانوں اور دنیا پرستوں پر جو نماز کی ترمیم کرنا چاہتے ہیں اور **رکوع سجود** پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ تو کمال درجہ کی خوبی کی باتیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان اس **عالم** سے حصہ نہ رکھتا ہو جہاں سے نماز آئی ہے نماز ایسی چیز ہے جو کہ جامع **حسنات** ہے اور دافع **سیئات** ہے مَیں نے پہلے بھی کئی مرتبہ بیان کیا

ہے کہ نماز کے جو پانچ وقت مقرر کئے ہیں اس میں ایک حقیقت اور حکمت ہے نماز اس لئے ہے کہ جس عذاب شدید میں پڑنے والا مبتلا ہے وہ اس سے نجات پالیوے۔ اوقات نماز کے لئے لکھا ہے کہ وہ زوال کے وقت سے شروع ہوتی ہے یہ اس امر کیطرف اشارہ ہے کہ جب انسان غنی ہوتا ہے تو وہ طاغی ہوجاتا ہے اور حدود اللہ سے نکل جاتا ہے لیکن جب اسکو کوئی دُکھ اور درد پہنچے تو پھر یہ فطرتاً دوسرے کی مدد چاہتا ہے اور اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے بس جب اسیر ابتدائے مصیبت ہوا اسی وقت سے گویا نماز شروع ہوجاتی ہے مثلاً ایک شخص پر غیر متوقع گورنمنٹ کی طرف سے وارنٹ گرفتاری جاری ہوگیا کہ فلاں امر کے متعلق تم اپنا جواب دو۔ یہ پہلا مرحلہ ہے جو مصیبت کا آغاز ہوا اور اسکے امن و سکون میں زوال شروع ہوگیا یہ وقت ظہر کی نماز سے مشابہ ہے پھر بعد اس کے جب وہ عدالت میں حاضر ہوا۔ اور بیانات ہونے کے بعد اسیر فرد قرارداد جرم لگ گئی اور شہادت گذر گئی تو اس کی مصیبت اور کرب پہلے سے زیادہ بڑھ گیا۔ یہ گویا عصر کا وقت ہے۔ کیونکہ عصر کی نماز کا وہ وقت ہے جب سورج کی روشنی بہت ہی کم ہوجاوے یہ عصر کا وقت اسیر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس کی عزت و توقیر بہت گھٹ گئی اور اب وہ مجرم قرار پا گیا۔ اسکے بعد مغرب کا وقت آتا ہے یہ وہ وقت ہے جب آفتاب غروب ہوجاتا ہے اور یہ اسوقت سے مشابہ ہے جب حاکم نے اپنا آخری حکم اسکے لئے سُنا دیا اور عشاء کا وقت اس سے مشابہ ہے کہ جب وہ جیل میں چلا جاوے۔ اور پھر فجر کا وقت وہ ہے جب اس کی رہائی ہوجاوے۔ ان حالات کے ماتحت ایسے انسان کا درد و سوزش ہر آن بڑھتی جاوے یہاں تک کہ آخر اس کی سوزش و اضطراب اسکے لئے وہ وقت لے آوے کہ وہ نجات پا جاوے۔

اور یہ جو پہلے میں نے بیان کیا ہے۔ قیام۔ رکوع اور سجود کے متعلق اس میں انسانی تضرع کی ہیئت کا نقشہ دکھایا گیا ہے۔ پہلے قیام کرتا ہے جب اسیر ترقی کرتا ہے تو پھر رکوع کرتا ہے اور جب بالکل فنا ہوجاتا ہے تو پھر سجدہ میں گر پڑتا ہے۔

میں جو کچھ کہتا ہوں صرف تقلیداً اور رسم کے طور پر نہیں بلکہ اپنے تجربہ سے کہتا ہوں بلکہ ہر کوئی اس کو اس طرح پر پڑھکر اور آزما کر دیکھ لے۔

اس نسخہ کو ہمیشہ یاد رکھو اور اس سے فائدہ اُٹھاؤ کہ جب کوئی دُکھ یا مُصیبت پیش آوے۔ تو فوراً نماز میں کھڑے ہوجاؤ۔ اور جو مصائب اور مشکلات ہوں ان کو کھول کھولکر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرو۔ کیونکہ یقیناً خدا ہے اور وہی ہے جو ہر قسم کی مشکلات اور مصائب سے انسان کو نکالتا ہے وہ پکارنے والے کی پکار کو سُنتا ہے اسکے سوا کوئی نہیں جو مددگار ہوسکے بہت ہی ناقص ہیں وہ لوگ کہ جب انکو مشکلات پیش آتے ہیں تو وکیل طبیب یا اور لوگوں کی طرف تو رجوع کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کا خانہ بالکل خالی چھوڑ دیتے ہیں۔

مومن وہی ہے جو سب سے اول خدا تعالیٰ کی طرف دوڑے

یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ ہو اور رجوع نہ کرو تو اس سے اس کی ذات میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوسکتا اور وہ تمہاری کچھ بھی پروا نہیں رکھتا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے

قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاؤکم

یعنے ان کو کہدو کہ میرا رب تمہاری پروا کیا رکھتا ہے اگر تم سچّے دل سے اس کی عبادت نہ کرو۔ جیسا کہ وہ رحیم و کریم ہے ویسا ہی وہ غنی بے نیاز بھی ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ طاعون نے کیا کیا اور زلزلوں نے کیا دکھایا گھروں کے گھر اور شہروں کے شہر تباہ ہوگئے اور لاکھوں ہزاروں خاندان ہمیشہ کیلئے مٹ گئے مگر اللہ تعالیٰ کو اس کی کیا پروا۔ باوجود اسکے کہ وہ بہت ہی رحم کرنے والا ہے مگر بے نیاز بھی ہے نوحؑ کے وقت۔ لوطؑ کے وقت موسیٰؑ کے وقت کیا ہوا۔ کیا جو قومیں اور بستیاں اُس وقت ہلاک ہوئیں وہ انسان نہ تھے؟ وہ بھی انسان تھے اور تم بھی انسان ہو لیکن جب اس نے دیکھا کہ وہ باز نہیں آتے اور حق کا انکار کرتے ہیں تو آخر خدا تعالیٰ کا قہر نازل ہوا۔ اور آن کی آن میں اُنھیں مٹا دیا۔

مگر یاد رکھو اور خوب یاد رکھو صرف اتنی ہی بات کہ ہم نے مان لیا ہے کافی نہیں ہے خدا تعالیٰ مجرد اقرار نہیں چاہتا وہ چاہتا ہے کہ جو اقرار تم نے کیا ہے اسے کرکے دکھادو۔ بعض لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص بیعت میں داخل تھا پھر وہ طاعون سے کیوں مر گیا؟ میں کہتا ہوں میں اس کا ذمہ وار ہوں کہ وہ کیوں مر گیا؟ اپنے اندر کے طاعون سے مر گیا۔ اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز ظالم نہیں ہے وہ اپنے سچے بندوں کو محفوظ رکھتا ہے اور ان میں اور ان کے غیروں میں فرق رکھ دیتا ہے۔

مجھے اُن لوگوں پر بہت ہی تعجب آتا ہے کہ جب اُنپر کوئی مُصیبت آتی ہے تو کہدیتے ہیں کہ ہم نے بیعت کی ہوئی تھی ہم پر یہ مصیبت کیوں آئی؟ وہ نادان نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ نے اُنپر ظلم نہیں کیا نری بیعت اور زبانی اقرار کیا بنا سکتا ہے جبتک دل صاف نہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے سچا پیوند قائم نہ ہو۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیرے اہل کو بچا لونگا لیکن جب ان کا بیٹا ہلاک ہونے لگا تو نوح علیہ السلام نے دعا کی اور اس امر کو پیش کیا۔ خدا تعالیٰ نے اسکا کیا جواب دیا یہی کہ تو جاہل مت بن۔ وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے کیونکہ اُس کے اعمال صالح نہیں ہیں۔ گویا وہ چھپا ہوا مرتد تھا۔ پھر جب انھیں اپنے ایسے بیٹے کے لئے دعا کرنے پر یہ جواب ملا تو اور کون ہوسکتا ہے جو خدا تعالیٰ سے تو سچا تعلق پیدا نہیں کرتا اور اپنے اعمال اور حال میں اصلاح نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ اسکے ساتھ وہ معاملہ ہو جو اسکے مخلص اور وفادار بندوں سے ہوتا ہے؟ یہ سخت نادانی اور غلطی ہے۔

مقام خوف اللّٰھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا۔ میں جانتا ہوں بہت سے لوگ ہیں جو چھپے ہوئے مرتد ہیں بہت سے ایسے ہیں جو یا ہر چند اس کے کہ وہ بیعت میں داخل ہیں اور پھر مجھے خط لکھتے ہیں کہ فلاں شخص نے مجھے کہا کہ جبتک تیرے گھر بیٹا نہ ہو وہ کیونکر سچا ہوسکتا ہے۔ یہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ کیا خدا نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں لوگوں کو بیٹے دوں۔ کسی کے گھر بیٹا ہو یا بیٹی مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں اور نہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں تو اس

آیا ہوں کہ تا لوگوں کے ایمان درست ہوں پس جو لوگ جانتے ہیں کہ ان کے ایمان درست ہوں اور خدا تعالیٰ سے ان کا سچا تعلق پیدا ہو ان کو میرے ساتھ تعلق رکھنا چاہیئے۔ خواہ بیٹے مریں یا جئیں۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ

جو لوگ ایسے خطوط لکھتے ہیں یا اپنے دل میں ایسے خیالات رکھتے ہیں وہ یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں کہ وہ مجھ پر نہیں خدا تعالیٰ پر اعتراض کرتے ہیں۔ یقیناً سمجھو کہ میرے پیچھے آنا ہے اور سچے مسلمان بننا ہے تو پہلے بیٹوں کو مار لو۔ ✗

بابا فرید کا مقولہ بہت صحیح ہے کہ جب کوئی بیٹا مر جاتا تو لوگوں سے کہتے کہ ایک کتورہ (کتی کا بچہ) مر گیا ہے اس کو دفن کر دو۔

پس کوئی شخص اللہ تعالیٰ کیساتھ سچا تعلق پیدا نہیں کر سکتا جبتک باوجود اولاد کے بے اولاد نہ ہو اور باوجود مال کے دل میں مفلس و محتاج نہ ہو اور باوجود دوستوں کے بے یار و مددگار نہ ہو۔

یہ ایک مشکل مقام ہے جو انسان کو حاصل کرنا چاہیئے۔ اسی مقام پر پہنچکر وہ سچا خدا پرست بنتا ہے۔ یہ جو قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ میں شرک نہیں بخشوں گا۔ اس کا مفہوم نادانوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ اس سے بت پرستی مراد ہے۔ نہیں اتنی ہی بات نہیں بلکہ اس سے وہ سب محبوب مراد ہیں جو انسان اپنے لئے بنا لیتا ہے۔ ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں کہ جب انھیں ذرا بھی تکلیف یا مصیبت پہنچے یا کوئی اولاد مر جاوے تو فوراً خدا تعالیٰ سے تعلق توڑ بیٹھتے ہیں اور شکوہ اور شکایت کرنے لگتے ہیں یہ سخت مشرک اور اپنی جان پر ظلم کرنیوالے ہیں پس تم ایسے مت بنو اور اس قسم کے خیالات کو دل سے نکال دو۔ اور اس کی ترکیب یہی ہے کہ نہایت خشوع اور خضوع کیساتھ اپنی نمازوں میں دعائیں کرو۔ اور اس کی توفیق چاہو۔

میں کھول کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری بیعت اسلئے کرتا ہے کہ مجھے بیٹا ملے یا فلاں عہدہ ملے یعنی شرطی باتوں پر بیعت کرتا ہے تو وہ آج نہیں کل نہیں ابھی الگ ہو جاوے اور چلا جاوے مجھے ایسے آدمیوں کی ضرورت نہیں اور نہ خدا کو اُن کی پرواہ۔

یقیناً سمجھو اس دنیا کے بعد ایک اور جہان ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ اسکے لئے تمھیں اپنے آپ کو طیار کرنا چاہئے یہ دُنیا اور اسکی شوکتیں یہاں ہی ختم ہو جاتی ہیں مگر اس کی نعمتوں اور خوشیوں کا بھی انتہا نہیں ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جو شخص ان سب باتوں سے الگ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف آتا ہے وہی مومن ہے اور جب ایک شخص خدا کا ہو جاتا ہے تو پھر یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ اسے چھوڑ دے یہ مت سمجھو کہ خدا ظالم ہے جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے کچھ کھوتا ہے وہ اسے کہیں زیادہ پا لیتا ہے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم کر لو۔ اور اولاد کی خواہش نہ کرو۔ تو یقیناً اور ضروری سمجھو کہ اولاد مل جاویگی۔

اور اگر مال کی خواہش نہ ہو تو وہ ضرور دیدیگا۔ تم دو کوششیں مت کرو۔ کیونکہ ایک وقت دو کوششیں نہیں ہو سکتی ہیں۔ ایک ہی کوشش کرو جس سے سب کچھ ملجاوے۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو پانے کی سعی کرو۔

میں پھر کہتا ہوں کہ اسلام کی اصل جڑ توحید ہے یعنے خدا تعالیٰ کے سوا کوئی چیز انسان کے اندر نہ ہو۔ اور خدا اور اسکے رسولوں پر طعن کرنے والا نہ ہو۔ خواہ کوئی بلا یا مصیبت اسپر آئے۔ کوئی دکھ یا تکلیف یہ اٹھائے مگر اسکے مُنہ سے شکایت نہ نکلے۔

بلا جو انسان پر آتی ہے وہ اُس کے نفس کی وجہ سے آتی ہے خدا تعالیٰ ظلم نہیں کرتا۔ ہاں کبھی کبھی صادقوں پر بھی بلا آتی ہے مگر دوسرے لوگ اسے بلا سمجھتے ہیں درحقیقت وہ بلا نہیں ہوتی وہ ایلام برنگ انعام ہوتا ہے اس سے خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کا تعلق بڑھتا ہے اور ان کا مقام بلند ہوتا ہے۔ جس کو دوسرے لوگ سمجھ ہی نہیں سکتے۔

لیکن جن لوگوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں ہوتا اور انکی شامت اعمال انپر کوئی بلا لاتی ہے تو وہ اور بھی گمراہ ہوتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے

فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا

پس ہمیشہ ڈرتے رہو اور خدا تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرو تا ایسا نہ ہو کہ تم خدا سے قطع تعلق کرنے والوں میں ہو جاؤ۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے قائم کردہ جماعت میں داخل ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ پر کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اُس نے اسکو ایسی توفیق عطا کی۔ وہ اسبات پر قادر ہے کہ ایک قوم کو فنا کر کے دوسری پیدا کرے۔ یہ زمانہ لوط اور نوح کے زمانہ سے ملتا ہے بجائے اسکے کہ کوئی شدید عذاب آتا اور دنیا کا فنا کر دیتا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم سے اصلاح چاہی ہے اور اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔

یہ بھی مت سمجھو کہ ہم خود ہی بدیوں سے باز آسکتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عیسائی اور یہودی موجود تھے اور توریت اور انجیل بھی موجود تھی پھر تم خود ہی بتاؤ کہ کیا وہ لوگ فسق و فجور اور ہر قسم کے جرائم اور معاصی سے باز آگئے تھے؟ نہیں بلکہ باوجود ان کتابوں کے موجود ہونے کے بھی وہ حدود اللہ سے نکل گئے تھے۔ سنت اللہ یہی ہے کہ جب زمین فسق و فجور سے بھر جاتی ہے تو اسکے روکنے والی قوت آسمان سے آتی ہے اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھیج دیتا ہے جسکے ذریعہ لوگوں کو توبہ کی توفیق ملتی ہے۔ جو یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت موجود تھے وہ ہزار سال سے ویسے ہی رہے تھے لیکن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں داخل ہو گئے وہ فرشتے بن گئے۔

فٹ نوٹ:- یہ ایک لطیف اور اعلیٰ درجہ کا نکتہ ہے کہ جبتک انسان دُنیا اور اس کی خواہشوں کو ترک نہ کرلے وہ میرے پیچھے نہیں آسکتا۔ یعنے مال اولاد یا اور دُنیا کے اغراض و مقاصد کو اپنا معبود بنا کر میرے پاس نہ آؤ۔ بلکہ اپنے اوپر فنا کلی طاری کر کے آؤ حضرت امام اپنی جماعت کو کامل بنانا چاہتے ہیں وہ دُنیادار بنانا نہیں چاہتے بلکہ وہ کامل جن کے لئے فرماتے ہیں ؎

کاملان کز شوق دلبر مے روند۔ باد و صد بارے گسک ترمے روند۔ ایں کمال آمد کہ با فرزند و زن۔ از ہمہ فرزند و زن یکسو شدن۔ درجہان و باز بیرون از جہاں۔ بس ہمیں آمد نشانِ کاملاں۔ کاملے گر زن بدارد صد ہزار۔ صد کنیزک صد ہزاراں کار و بار۔ پس گرفتند و حضور او فتور۔ نیست آں کامل ز قربت ہست دور۔ کامل آن باشد کہ با فرزند و زن۔ با عیال و جملہ مشغولی تن۔ با تجارت باہمہ بیع و شرا۔ یکزماں غافل نگردد از خدا۔

اگر انسان خود ہی کر سکتا تو بگڑتا ہی کیوں اور پھر نبیوں کی ضرورت ہی کیا تھی؟ خدا تعالیٰ کے مرسل اسی غرض کیلئے تو آیا کرتے ہیں اور ضرور آتے ہیں ہاں سنت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ جب خزاں کا وقت آجاتا ہے تو درختوں کے پتے گر جاتے ہیں نہ پھل ہوتا ہے نہ پھول نہ خوشنما بلکہ خوشبو کی جگہ بدبو ہوتی ہے اور خوبصورتی کی بجائے بدصورتی ہوتی ہے لیکن پھر یکدفعہ جب بہار کا موسم آتا ہے تو پھر تدریجی طور پر سب کچھ بحال ہو جاتا ہے۔ یہی سلسلہ روحانی عالم میں ہے جب دیکھو کہ ایمان اور اعمال صالحہ میں خزاں کا دور شروع ہے اور ہر طرف پھل پھول اور پتے تک گر رہے ہیں تب سمجھو کہ بہار آئی۔ انبیاء علیہم السلام کا وقت بہار سے مشابہ ہے میں نے سب کتابیں دیکھی ہیں توریت اور انجیل کو خوب پڑھا ہے مگر میں حلفاً کہتا ہوں کہ جو ثبوت قرآن مجید نے دیا ہے ہرگز ہرگز کسی دوسری کتاب نے نہیں دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جسقدر قصے شریروں اور بدکاروں کے بیان کئے ہیں ساتھ ہی بیان کیا کہ یہ اس وقت موجود ہیں اس سے غرض کیا تھی؟ اصل غرض یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ جب ایک یا دو قسم کی بدیوں کے دور کرنے کے لئے رسولوں کا آنا ضروری تھا۔ پھر جہاں اسقدر بدیاں پھیل رہی ہوں۔ اور تمام شرارتیں جمع ہوگئی ہوں وہاں کیوں ضروری نہیں؟ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت حق تھی۔ اور عین ضرورت کے وقت تھی یہ اُن لوگوں پر حجت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں وہ سوچیں کہ جو بداعمالیاں کبھی کسی زمانہ میں پیدا ہوئیں اور ان کے لئے رسول آیا۔ پھر جب انکا مجموعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوگیا۔ یہاں تک کہ کہنا پڑا کہ بحر و بر میں فساد پیدا ہو گیا۔ اس زمانہ میں ایسی ہوا چلی ہوئی تھی کہ سب بگڑ چکے تھے۔ آریہ ورت کے لئے پنڈت دیانند نے شہادت دی ہے کہ وہ بھی بگڑا ہوا تھا جگناتھ اور سومناتھ وغیرہ بت خانے اسی وقت کے ہیں گویا ایسی بڑی خزاں تھی کہ اس کی نظیر نہیں ملتی اور وہ وقت بالطبع چاہتا تھا کہ عظیم الشان مصلح پیدا ہو جو ان تمام فسادوں کی اصلاح کرے۔ چنانچہ اسوقت کے حسب حال آپ پیدا ہوئے یہ بڑا نشان ہے۔ پھر یہ دیکھنا چاہیئے کہ آپ نے آکر کیا کیا؟ اس وقت جو حالت ملک اور قوم بلکہ دنیا کی ہورہی تھی اس کی تفصیل کی حاجت نہیں سب شہادت دیتے ہیں۔ اور خود قرآن مجید نے شہادت دی ہے وہ انہیں شایع ہوتا تھا اگر کوئی امر جو ان کے حالات کے متعلق اس میں بیان کیا گیا ہے خلاف واقعہ ہوتا تو وہ شور مچا دیتے کہ جھوٹ کہا ہے لیکن کسی کو انکار کی گنجائش ہی نہ تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے بہت بڑی خزاں کا وقت تھا۔ اور اسی کے مقابل میں بہار بھی وہ آئی کہ اس کی نظیر نہ پہلے ملتی ہے اور نہ آئندہ ہوگی۔ اس لئے کہ آئندہ تو اسی بہار کا سماں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قریب کا زمانہ تھا۔ اور وہ بھی ایک بہار کا وقت تھا مگر اسی وقت جو ترقی یا تبدیلی ہوئی وہ اس سے ہی ظاہر ہے کہ آپ نے ۱۲ آدمی طیار کئے جو بارہ حواری مشہور ہیں ان میں سے ایک نے جو بڑا مخلص سمجھا جاتا تھا تیس روپے لیکر گرفتار کرا دیا۔ اور دوسرے نے جسکو بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں تین مرتبہ لعنت کی اور باقی بھاگ گئے مگر اسکے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت طیار کی وہ صدق و اخلاص میں ایسی وفادار تھی کہ اس نے بھیڑ بکری کی طرح سر کٹوا دیئے۔ اس سے بڑھکر حیرانگیز تبدیلی کیا ہوگی۔ وہ جو ہر قسم کے عیبوں اور معاصی میں مصروف رہنے والی قوم تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کے نیچے آئے تو انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ مخلصانہ پیوند کیا کہ اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اللہ ہی سے محبت کرتے تھے۔

یہ دو نشان ایسے زبردست ہیں کہ جو شخص تعصب سے خالی ہوکر ان پر تدبر کریگا اور ضرور کرنا چاہیئے اس کو ایک دفعہ اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی تھے۔

اب یہ زمانہ جس میں ہم ہیں اس کی حالت پر نظر کرو کون کہہ سکتا ہے کہ اس میں مسلمانوں کی اندرونی حالت میں تغیر نہیں ہوا۔ ان کی عملی اور اعتقادی حالت بگڑ گئی ہے انکی اخلاقی حالت تباہ ہو گئی ہے جس پہلو سے دیکھو اور جس حیثیت سے نظر کرو اسے دیکھکر رونا آتا ہے بیرونی حالت دیکھتے ہیں تو وہ اور بھی قابل افسوس ہے اسی ملک میں لاکھوں مرتد ہو گئے ہیں۔ یہ وہ دین تھا کہ ایک بھی مرتد ہو جاتا تو قیامت آجاتی مگر اب یہ حالت ہے کہ دو چار روپیہ کے لالچ میں آکر گرجا میں جاکر مرتد ہو جاتے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق تلف کرتے ہیں قرضہ لیکر دینے کا نام نہیں لیتے طرح طرح کے معاصی اور فسق و فجور میں مبتلا ہیں اب کیا یہ حالت زمانہ ایسی تھی کہ خدا تعالیٰ چپ رہتا اور اسکی اصلاح کے لئے کسی کو نہ بھیجتا؟ اگر وہ چپ رہتا تو پھر عذاب آتا اور اس کو تباہ کر دیتا مگر نہیں اسنے اپنی رحمت سے ایک شخص کو بھیج دیا ہے جو تم ہی میں سے آیا ہے۔ اس کے آنے کی غرض یہی ہے کہ تا وہ فساد مٹا دیئے جاویں جو اسلام میں اور مسلمانوں میں پیدا ہو چکے ہیں۔ اور جنھوں نے انکو اس ذلیل حالت تک پہنچا دیا ہے۔

لیکن یاد رکھو اس کا آنا فضول ہو جاتا ہے اگر لوگ اسباب کو مضبوط نہ پکڑیں جو وہ لیکر آیا ہے۔ صرف اتنی بات پر خوش ہو جانا کہ ہم میں ایک رسول آیا ہے کافی نہیں جب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا کیا وہ اسوقت زندہ نہ تھے یا موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اسرائیلیوں پر بعض عذاب آئے تو وہ ان کے ساتھ نہ تھے۔ اتنے پر خوش نہ ہو کہ ہمارے پاس خدا کا مرسل ہے جو شخص اس دھوکہ میں ہے قریب ہے کہ وہ ہلاک ہو جاوے خدا تعالیٰ کسی کی رعایت نہیں کرتا۔

یاد رکھو اسلام ایک موت ہے جبتک کوئی شخص نفسانی جذبات پر موت وارد کرکے نئی زندگی نہیں پاتا اور خدا ہی کے ساتھ بولتا۔ چلتا۔ پھرتا۔ سنتا۔ دیکھتا نہیں وہ مسلمان نہیں ہوتا۔

دیکھو! یہ چھوٹی سی بات نہیں اور معمولی امر نہیں کہ اس نے ایک شخص کو بھیجا اور تمھیں آنے والے عذاب سے ڈرایا یہ اس کا بڑا بھاری فضل اور رحمت کا نشان ہے اسکو حقیر مت سمجھو اس کی قدر کرو۔

مجھے اس شہادت کو ادا کرنا پڑتا ہے جو میرے ذمہ ہے سنو!

مجھے دکھایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے قہری نشان نازل ہونگے زلزلے آئیں گے اور طاعون کی موتیں ہونگی اس لئے میں تمہیں اس سے ہوشیار کرتا ہوں کہ خدا کا عذاب نازل ہو تمہیں اور ہر سننے والے کو متنبہ اور آگاہ کرتا ہوں کہ توبہ کرو ہر شخص جو عذاب سے پہلے توبہ کرتا ہے اور اپنی اصلاح کے لئے تبدیلی کر لیتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے رحم کا امیدوار ہو سکتا ہے لیکن جب عذاب نازل ہو گیا پھر توبہ کا دروازہ بند ہو گا۔

اس وقت جو امن کی حالت ہے توبہ کرو۔ اور اصلاح کے لئے قدم بڑھاؤ۔ میری باتوں کو اس طرح مت سنو جس طرح پر لڑکے کہانیاں سنا کرتے ہیں تم سمجھو اور تبدیلیاں کرو۔

جب مصیبت آگئی پھر خواہ کوئی ہزار کہے کہ دعا کرو کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ عذاب تو آچکا۔ ہاں اب وقت ہے۔ تبدیلی اور اصلاح کس طرح ہو؟ اسکا جواب وہی ہے کہ نماز سے جو اصل دعا ہے قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔

انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا اس کی تعلیم اس زمانہ کے حسب حال ہو تو ہو لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔

روزہ کے متعلق

پھر تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اسکے حالات کیا بیان کرے۔

روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اسکا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔

ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کے لئے تسلی اور سیری کا باعث ہے۔

اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں۔ جس سے دوسری غذا انہیں ملجاوے۔

حج

ایسا ہی حج بھی ہے حج سے صرف اتنا ہی مطلب نہیں کہ ایک شخص گھر سے نکلے اور سمندر چیر کر چلا جاوے اور رسمی طور پر کچھ لفظ مُنہ سے بولکر ایک رسم ادا کر کے چلا آوے

اصل بات یہ ہے کہ حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے سمجھنا چاہئے کہ انسان کا اپنے نفس سے انقطاع کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں کھویا جاوے اور تعشق باللہ اور محبت الٰہی ایسی پیدا ہو جاوے کہ اسکے مقابلہ میں نہ اسے کسی سفر کی تکلیف ہو اور نہ جان و مال کی پروا ہو نہ عزیز و اقارب سے جدائی کا فکر ہو۔ جیسے عاشق اور محب اپنے محبوب پر جان قربان کرنے کو طیار ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی کرنے سے دریغ نہ کرے اس کا نمونہ حج میں رکھا ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کے گرد طواف کرتا ہے اسی طرح حج میں بھی طواف رکھا ہے یہ ایک باریک نکتہ ہے جیسا بیت اللہ ہے ایک اس سے بھی اوپر ہے جب تک اسکا طواف٭ نہ ہو یہ طواف مفید نہیں اور ثواب نہیں۔ اس کے طواف کرنے والوں کی بھی یہی حالت ہونی چاہئے جو یہاں دیکھتے ہو کہ ایک مختصر سا کپڑا رکھ لیتے ہیں اسی طرح اسکا طواف کرنے والوں کو چاہئے کہ دُنیا کے کپڑے اُتار کر فروتنی اور انکساری اختیار کرے اور عاشقانہ رنگ میں پھر طواف کرے۔ طواف عشق الٰہی کی نشانی ہے اور اسکے معنے یہ ہیں کہ گویا مرضات اللہ ہی کے گرد طواف کرنا چاہئے۔ اور کوئی غرض باقی نہیں۔

زکواۃ

اسی طرح پر زکواۃ ہے بہت سے لوگ زکواۃ دیدیتے ہیں مگر وہ اتنا بھی نہیں سوچتے اور سمجھتے کہ یہ کس کی زکواۃ ہے اگر کتے کو ذبح کر دیا جاوے یا سوئر کو ذبح کر ڈالو تو وہ صرف ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو جائیگا۔ زکواۃ تزکیہ سے نکلی ہے مال کو پاک کرو۔ اور پھر اس میں سے زکواۃ دو۔ جو اس میں سے دیتا ہے اسکا صدق قائم ہے لیکن جو حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتا وہ اسکے اصل مفہوم سے دور پڑا ہوا ہے اس قسم کی غلطیوں سے دست بردار ہونا چاہئے اور ان ارکان کی حقیقت کو بخوبی سمجھ لینا چاہئے تب یہ ارکان نجات دیتے ہیں ورنہ نہیں اور انسان کہیں کا کہیں چلا جاتا ہے یقیناً سمجھو کہ مجھ کرنے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا کوئی انفسی یا آفاقی شریک نہ ٹھہراؤ اور اعمال صالحہ بجا لاؤ۔ مال سے محبت نہ کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون

یعنے تم بر تک نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ مال خرچ نہ کرو۔ جسکو تم عزیز رکھتے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو اپنا اسوہ بناؤ۔ اور سمجھو کہ وہ زمانہ تھا جب صحابہ نے نہ اپنی جان کو عزیز سمجھا نہ اولاد اور بیویوں کو بلکہ ہر ایک ان میں سے اسبات کا حریص تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں شہید ہو جاؤں۔ تم حاشا بیان کرو کیا تمہارے اندر یہ بات ہے؟ جب ذرا سا بھی ابتلا آجاوے تو گھبرا جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ہی کی شکایت کرنے لگتے ہیں ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کبھی مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ میں بار بار یہی کہتا ہوں کہ تمہارا اسوہ حسنہ وہی ہو جو صحابہ کا تھا

٭ فٹ نوٹ۔ اس نکتہ کو لکھتے ہوئے میرے دل میں یہ بات گذری کہ اس نکتہ معرفت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اس آیت میں بیان فرمایا ہے فلیعبدوا رب ھذا البیت۔ یہ طواف جو حضرت حجۃ الاسلام نے فرمایا ایک ظہر ہے اور اس کا بطن وہ ہے جو آپ نے فرمایا کہ جب تک اس کا طواف نہ ہو کچھ چیز نہیں۔ ایڈیٹر

میرا کہنا تو صرف کہدینا ہے توفیق کا عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل کی بات ہے۔ اس بات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو کہ تمہارے اعمال اور افعال میں اخلاص ہو ریاکاری اور بناوٹ نہ ہو۔ کیونکہ تم جانتے ہو اگر کوئی شخص سونے کی بجائے پیتل لیکر بازار میں جاوے تو وہ فوراً پکڑا جاویگا اور آخر اُسے جیل میں جاکر اپنی جعل سازی کی سزا بھگتنی پڑیگی۔ پس اسی طرح پر خدا تعالیٰ کے حضور دھوکا نہیں چل سکتا۔ انسان کو دھوکا لگ سکتا ہے مگر وہاں نہیں ہو سکتا۔ جو چاہتا ہے کہ وہ خدا کا اور خدا اسکا ہو جاوے۔ ایسے چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ننگا ہو جاوے یہ مت سمجھو کہ میں تمہیں اس امر سے منع کرتا ہوں کہ تم تجارت نکرو۔ یا زراعت اور نوکری یا دوسرے ذرائع معاش سے روکتا ہوں۔ ہرگز نہیں میرا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ میرا مطلب یہ ہے

دل بیار دست بکار

تمہارا اسوہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی تجارت اور بیع و شرا انہیں ذکر اللہ سے نہیں روکتا۔ ہزاروں لاکھوں کی تجارت میں بھی وہ خدا تعالیٰ سے ایک لحظہ کے لئے جدا نہیں ہوتے۔ اس لئے تمہارا فخر اور دستاویز ایسے اعمال ہو جانے چاہئیں جو حقیقی ایمان کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔

میں اس امر کا افسوس سے ذکر کرتا ہوں کہ بعض لوگ بیٹھے دیکھتے ہیں جن کی زندگی کا بڑا مقصد یہی ہوتا ہے کہ انہیں خواب آجاتے ہیں یا آنے چاہئیں۔ وہ سارا زور اسی امر پر دیتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ ابتلا ہے۔ جو لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں وہ یاد رکھیں اس امر سے نجات وابستہ نہیں ہے کبھی یہ سوال نہیں ہوگا تجھے کتنے خواب آئے تھے؟ بعض ایسے لوگ دیکھے ہیں جنہوں نے چوری میں سزا پائی اور جب سزا پاکر آئے اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ چوری کرنے گئے تھے خواب میں معلوم ہو گیا تھا کہ (ایسا) ہوگا۔ بڑے بڑے بدکار جو کنجر کہلاتے ہیں انہیں بھی سچے خواب آسکتے ہیں یہاں ہمارے ہاں ایک چوہڑی تھی اس کو بھی سچے خواب آجاتے تھے۔

پس تم اس ابتلا میں مت پھنسو۔ خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات بڑھاؤ۔ اور اس کو راضی کرو۔ اپنے اعمال میں ایک تبدیلی اور صفائی پیدا کرو۔ انسان کو چاہیئے کہ اس امر کا مطالعہ کرے کہ کیا قرآن شریف کے موافق میں نے اپنے اعمال کو بنایا ہے یا نہیں؟ اگر یہ بات ہے تو خواہ اسکو ہزاروں خواب آئیں یہ بیہودہ اور بے فائدہ ہیں۔ قرآن شریف میں یہی حکم ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا پورا ادا کرو۔ ان میں ریا۔ خیانت۔ شرارت باقی نہ ہو وہ خالصۃً للہ ہوں۔ پس پہلے اس بات کو پیدا کرو۔ پھر اسکے ثمرات خود بخود حاصل ہونگے۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ یہ بُری چیزیں ہیں یا بُرا طریق ہے نہیں نہیں اصل مطلب یہ ہے کہ بد استعمالی بُری ہے۔ بیمار کا فرض یہ ہے کہ وہ اول علاج کرائے نہ یہ کہ علاج تو کرائے نہیں اور کہے مجھے الف لیلیٰ کی سیر کے دو چار ورق سُنا دو۔ اسی طرح کشوف اور رویا روحانی سیر ہیں جب روحانی بیماریوں کا علاج ہو جاویگا۔ اور روحانی صحت درست ہوگی اُس وقت سیر بھی مفید ہوگی۔

جب انسان اپنے نفس کو کھو دیتا ہے اور غیر اللہ کی طرف التفات نہیں رہتی اور کسی کو اپنی نظر میں نہیں دیکھتا اور خدا ہی کو دیکھتا اور اسی کو ہی سناتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ بھی اسکو سُناتا ہے۔ مگر وہ لوگ جن کے باوجودیکہ دو کان ہوتے ہیں مگر وہ حرص ہوا حسد غصہ و کینہ۔ وغیرہ ہر قسم کی طاقتوں کی باتیں سُنتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی بات کیونکر سُن سکتے ہیں۔ ہاں ایک قوم ہوتی ہے جو باقی سب کو ذبح کر ڈالتے ہیں اور سب طرف سے کانوں کو بند کر لیتے ہیں نہ کسی کی سُنتے ہیں اور نہ کسی کو سناتے ہیں انھیں ہی خدا بھی اپنی سُناتا ہے اور انکی سنتا ہے اور وہی مبارک ہوتا ہے پس اس قوم میں داخل ہونا چاہتے ہو تو ان کے نقش قدم پر چلو۔ جبتک یہ بات پیدا نہ ہو ایسی آوازوں اور خوابوں پر ناز نہ کرو۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ حدیث میں اضغاث احلام اور حدیث النفس کا ذکر موجود ہے۔ یہ کوئی چیز نہیں اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک تو حمل حقیقی ہوتا ہے جب مدت مقررہ نو ماہ گذر جاتے ہیں تو لڑکا یا لڑکی پیدا ہو جاتی ہے ایک اسکے مقابلہ میں حمل کاذب ہوتا ہے بعض عورتیں رات دن اولاد کی خواہش کرتی رہتی ہیں جس سے رجا کی مرض پیدا ہو جاتی ہے اور جھوٹا حمل ہو کر پیٹ پھولنے لگتا ہے اور حمل کے علامات ظاہر ہوتے ہیں لیکن نو ماہ کے بعد پانی کی مشک نکل جاتی ہے ایسا ہی حال ان کشوف اور خوابوں کا ہے جبتک انسان محض خدا ہی کا نہ ہو جاوے یہ کچھ بھی چیز نہیں ہے۔ انسان کی عزت اسی میں ہے اور یہی سب سے بڑی دولت اور نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ جب وہ خدا کا مقرب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہزاروں برکات اس پر نازل کرتا ہے زمین سے بھی اور آسمان سے بھی اس پر برکات اترتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیخ کنی کے لئے قریش نے کس قدر زور لگایا وہ ایک قوم تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا مگر دیکھو کون کامیاب ہوا۔ اور کون نامراد رہے؟

نصرت اور تائید خدا تعالیٰ کے مقرب کا بہت بڑا نشان ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسا شخص خزاں کے وقت آتا ہے اور بہار ہو جاتی ہے وہ لوگ جو خدا کی طرف سے نہیں اور اس قسم کی شیخیاں مارنے والے ہوں ان کی مثال ایسی ہے جیسے بازار میں بیٹھے ہوں۔ مگر جو خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے حی و قیوم خدا اسکے ساتھ ہے وہ خود زندہ ہے اسے زندہ کریگا۔ وہ اپنے وعدوں کو جو اس سے کئے ہیں سچا کر دکھائیگا۔

میری نصیحت بار بار یہی ہے کہ جہانتک ہو سکے اپنے نفسوں کا بار بار مطالعہ کرو۔ بدی کا چھوڑ دینا یہ بھی ایک نشان ہے اور خدا ہی سے چاہو کہ وہ تمہیں توفیق دے کیونکہ خلقکم وما تعملون قویٰ بھی اسنے ہی پیدا کئے ہیں۔

پھر میں ایک اور نقص بھی دیکھتا ہوں بعض لوگ تھک جاتے ہیں میرے پاس ایسے خطوط آئے ہیں جن میں لکھنے والوں نے ظاہر کیا کہ ہم چار سال یا اتنے سال تک نماز پڑھتے رہے دعائیں کرتے رہے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایسے لوگوں کو میں مخنث سمجھتا ہوں۔ تھکنا نہیں چاہیئے۔

گر نباشد بدوست رہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر تیس چالیس برس بھی گذر جاویں تب بھی تھکے نہیں اور باز نہ آوے خواہ جذبات بڑھتے ہی جاویں اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کو ضائع نہیں کرتا۔ جب تضرع سے دعا کرتا ہے اور مصیبت میں مبتلا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ یہ شخص بچایا جاوے اور وہ

بچایا جاتا ہے کیونکہ

ان اللہ یحب التوابین

یاد رکھو جو شخص مرا ہے اور ہلاک ہوا ہے وہ تھکنے سے مرا ہے۔ خدا تعالیٰ سے مانگنا اور دعا کرنا موت ہے ہر شخص جو خدا سے مانگتا ہے ضرور پاتا ہے مگر وہ آپ ہی بدظنی کرتا ہے تب حاصل نہیں ہوتا۔ (اسکے بعد آپ نے دیر تک جماعت کیلئے دعا کی) ایڈیٹر

سُنو سُننے والو ہے سُننے کی بات

عید ضحی آگئی اور بالکل قریب آپہنچی۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت اور اس کی ضروریات سے آشنا اور آگاہ احباب کو توجہ دلانا ضروری ہے اس سال مدرسہ کی عمارت کا سوال ......بیس ہزار کا زاید مگر اہم خرچ آپ کی خادم مجلس کے سامنے ہے میں نے ہر عید کی تقریب پر یاد دلایا ہے کہ اگر عید فنڈ کا ایک ایک روپیہ عام اغراض مدرسہ کے لئے باضابطہ وصول ہو جایا کرے تو مدرسہ کی ضروریات کی تکمیل ایک ہی سال میں ہو سکتی ہے مگر ابھی تک اسپر پوری توجہ نہیں ہوئی۔ اب آپ غور کریں اور بیدار ہو کر پوری مستعدی سے کام لیں ہر شخص جو اس تحریر کو پڑھتا ہے اپنا فرض سمجھ لے کہ وہ خود اس تقریب پر عید فنڈ کا ایک روپیہ یا اپنی حیثیت کے لحاظ سے کم و بیش اپنا فرض سمجھکر محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام قادیان بھیجدے اور ان لوگوں سے وصول کرے جن کو اطلاع نہیں جہاں باقاعدہ انجمنیں ہیں وہ زیادہ سعی کریں ایسا ہی قربانی کی کھالیں فروخت کرکے اُن کا روپیہ بھی مدرسہ کے مساکین کے اخراجات کے لئے روانہ کریں۔ اِس کو معمولی امر نہ سمجھ لیں اور معمولی تحریک خیال نہ کریں یہ کام آخر آپ ہی کو کرنا ہے مگر یہ ایسا موقع ہے کہ اسپر سہولت سے ہو سکے گا اور بعد میں زیادہ محنت چاہیے گا خدا تعالیٰ آپ کو ضروریات قوم کے سمجھنے کی توفیق دے اور ان کے انصرام کے لئے ہمت آمین!

چکڑالوی راستبازی کا نمونہ

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مینے شیخ محمد چیٹو صاحب کی تحریر کو باصلہا شایع کر دیا ہے اور اب میں چاہتا ہوں کہ اسپر رائے زنی کروں۔ یہ تو ممکن نہیں کہ شیخ صاحب صاف دلی سے اپنی غلطی کا اقرار کر لیں اسلئے کہ جو انداز بیان انھوں نے اختیار کیا ہے وہ سراسر متانت اور ثقاہت کے خلاف ہے اور اس لئے وہ لوگ جو اُن کے ذریعہ اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہتے ہیں میری تحریروں پر نوٹس نہ لینے دیں۔ پس شیخ صاحب کا فرض ہوگا کہ جس طرح پر میں نے پوری دیانت کے ساتھ اُن کی ساری تحریر کو شایع کر دیا ہے وہ میرے اس مضمون کو شایع کرکے اپنی ناظرین کو فائدہ اُٹھانے کا موقعہ دیں۔ میں پہلے اُن کے بیان پر جرح کروں گا اور پھر صحیح واقعات پیش کروں گا۔ شیخ صاحب بیان کرتے ہیں۔

قولہ میں ان کی ہمراہ بمعیت حکیم مولوی محمد یوسف صاحب سیاح و احمد دین صاحب جلد ساز ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء کی رات کو وہاں پہنچے اور مرزا صاحب کی امت روزہ خور اور مرزا صاحب کو سُرخ رو پان کھائے ہوئے اندر سے آتے دیکھا لوگوں نے مجھ کو سب سے آگے کر دیا مرزا صاحب نے بعد ملاقات کہا چلو سیر کریں۔

اقول۔ یہ فقرہ اپنے حسن بیان کے لحاظ سے جس داد کے قابل ہے وہ ناظرین ضرور دیں۔ یہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ شیخ صاحب کی زبان بوجہ ان کے لکھے پڑھے نہ ہونے کے دوسروں کے مُنہ میں کام کیا کرتی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ ان کے ایڈیٹر صاحب نے توقع نظر اسکے کہ اس سے شیخ صاحب پر کیا اثر پڑے گا جو جی میں آیا لکھدیا۔

معزز **ناظرین!** یہ فقرہ ہی شیخ صاحب کے دروغ بے فروغ کی صحیح دلیل ہے۔ اس لئے کہ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ شیخ صاحب رات ہی کو قادیان آئے اور رات ہی کو مرزا صاحب قبلہ کی زیارت بھی ہو گئی اور رات ہی کو آپ نے فرمایا چلو سیر کریں اور رات ہی کو شیخ صاحب نے مرزا صاحب کی امت کو روزہ خور اور آپ کو پان کھاتے دیکھا! جسپر شیخ صاحب کو اعتراض ہے۔

میں نیکدل اور انصاف پسند پبلک سے انصاف چاہتا ہوں کہ کیا یہ واقعہ اس حیثیت سے **صحیح** ہو سکتا ہے؟ رات کو روزہ رکھنا چکڑالوی ملت میں درست ہو تو ہو ورنہ اسلام میں تو اس کا کوئی اثر نہیں ملتی

یقین دلاتا ہوں اور واقعات اسکے موید ہیں کہ رات ہی شیخ صاحب کو کوئی ملاقات کا موقع نہیں ملا۔ اس لئے کہ بٹالہ میں رات کی گاڑی دس بجے کے قریب پہنچتی ہے اور وہاں سے چلا ہوا مسافر ایک بجے رات کے قریب قادیان پہنچتا ہے اس سے آپ اندازہ کرلیں کہ شیخ صاحب کے بیان میں کہاں تک **صداقت** ہے؟ اور اگر یہ عذر ہو کہ وہ صحیح طور پر اس کو ادا نہیں کر سکے غلط ہو گیا ہے تو پھر جو شخص باوجود اپنی زبان کو دوسروں کے قبضہ میں دینے کے اور اپنے خیالات اور دماغ کو دوسروں کے حوالہ کرنے کے ایک امر واقعہ کے اظہار میں ایسی فاش غلطی کھاتا ہے اس سے واقعات کے صحیح بیان کی کیا امید ہو سکتی ہے۔

قولہ۔ مرزا صاحب نے بعد ملاقات کہا چلو سیر کریں۔ میں نے عذر کیا کہ میں **ضعیف عمر** اور **روزہ دار** ہوں آپ نے فوراً ایک حدیث پڑھی اور کہا کہ آپ کو روزہ رکھنے کا کس نے حکم دیا۔ میں نے کہا کہ چونکہ حالت اضطرار کسی قسم کی نہیں آپ نے ہنس کر کہا میں بھی روزہ سے نہیں ہوں بلکہ جتنے یہاں آئے ہیں علاوہ مقیمین کے وہ بھی روزہ دار نہیں ہیں۔

اقول۔ اس جگہ تو شیخ صاحب نے اول سے لیکر آخیر تک صریح جھوٹ بولا اور اس کے ساتھ ہی اپنی **قرآن دانی** اور اس کو ہی اپنا دستور العمل بنانے کے اصول کی حقیقت بھی کھول دی۔ ان فقروں میں ظاہر کیا گیا ہے کہ قادیان میں **کوئی بھی روزہ دار نہ تھا** کیونکہ پہلے فقرہ میں وہ **مرزا صاحب کی امت کو روزہ خور** کہہ چکے ہیں جسکے معنے یہ ہیں کہ آپ کے کل مریدین جو اس وقت قادیان موجود تھے روزہ سے نہ تھے۔ اور اس فقرہ میں نہ صرف جھوٹ بولا بلکہ خود حضرت **اقدس** پر بے جا اتہام بھی لگایا کہ گویا آپ نے فرمایا کہ "جتنے یہاں آئے ہیں علاوہ مقیمین کے وہ **بھی** روزہ دار نہیں ہیں" اس فقرہ کے یہی معنے ہو سکتے ہیں کہ گویا کوئی بھی روزہ دار نہیں۔ ان معنوں کی تائید اس فقرہ کا لفظ **علاوہ** اور **بھی** کر رہے ہیں۔ اور یہ ایسا جھوٹ ہے جس پر مجھے شیخ صاحب کے مذاق پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا پڑتا ہے۔

شیخ صاحب اپنی نسبت سیر میں نہ جانے کی وجہ خود ظاہر کرتے ہیں کہ

میں ضعیف عمر اور روزہ دار ہوں

ناظرین اس مقام پر خصوصیت سے غور کریں یہ جاہل مجتہد جو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور سنت صحیحہ کو ترک کرتا ہے خود اپنے قول سے ملزم ٹھہرتا ہے۔ جو شخص معمولی سیر اور چہل قدمی میں چلنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اپنی ضعیفی کا مقر ہے کیا وہ بتا سکتا ہے کہ **قرآن مجید** میں ایسے **پیر فرتوت** کے لئے روزہ رکھنے کا کہاں حکم ہے؟ چونکہ شیخ صاحب اور اُن کے پیر و مرشد چکڑالوی کے نزدیک سنت **صحیحہ** اور **احادیث** معاذ اللہ لغو چیزیں ہیں اور اسلام کے ساتھ ان کا گویا تعلق نہیں اور صرف قرآن مجید ہی سے ہر بات کو تکلف اور خود رائی سے نکالنا وہ اپنی خوبی سمجھتے ہیں اس لئے اس سوال کا جواب دینا ان کا فرض ہونا چاہئے۔ اور جبکہ خود شیخ صاحب **ضعیف** ہیں اور پھر وہ **مسافر** بھی تھے تو ساتھ ہی قرآن مجید کی آیت سے یہ ثابت کرنا بھی اُن کا فرض ہوگا کہ فلاں مسافر روزہ رکھ لیا کرے اور فلاں نہ رکھا کرے کیا خدا تعالیٰ علیم و حکیم ہو کر جانتا نہ تھا کہ ایک زمانہ میں ریل جاری ہو گی پھر اس آیت

فمن کان منکم مریضًا او علی سفرٍ فعدۃ من ایام اُخر

میں کیوں **مرض** اور **سفر** کی تصریح نہ فرمائی؟ اور ایسا ہی شیخ صاحب کو اپنی رائے سے حاشیہ چڑھانے کا حق کہاں سے پیدا ہوا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل (سنت) اور آپ کے ارشاد عالی (حدیث صحیح) کو تو آپ مانتے نہیں پھر خدا کے لئے انصاف کر کے کہو کہ اپنی رائے اور مرضی سے تغییر کرنے کی کیوں سعی کی؟ یہاں تو صرف **مرض** اور **سفر** کی قید بیان کی ہے کوئی استثنے یہاں موجود نہیں پھر انھوں نے باوجود اپنے ضعف کے اقرار کے اور ایسا ضعف کہ چند قدم چلنا بھی دوبھر اور دشوار ہو گیا روزہ رکھنے کی مشقت کیوں گوارا کی۔

یہ تو خوب قرآن فہمی اور عمل بالقرآن ہے کہ وہ کچھ حکم دیتا ہے اور شیخ صاحب خود کچھ کرتے ہیں اور اس دیدہ دلیری پر دوسروں پر اعتراض!

پھر شیخ صاحب کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے فوراً ایک **حدیث پڑھی**۔ جسکے جواب میں شیخ صاحب نے کہا کہ چونکہ حالت اضطرار کسی قسم کی نہیں اس لئے گویا روزہ رکھ لیا ہے۔ اس واقعہ کے **محض جھوٹ** ہونے کی دلیل خود شیخ صاحب کا یہی فقرہ ہے اس لئے کہ حدیث سے یہ لوگ ایسے بھاگتے ہیں جیسے لا حول سے شیطان۔ پھر اس مقام پر یہ جواب تو نہیں ہو سکتا تھا کہ حالت اضطرار کوئی نہیں بلکہ **صاف** کہا جاتا کہ **ہم حدیث کو نہیں مانتے قرآن پیش کرو**۔

چونکہ شیخ صاحب خود مقر ہیں کہ انھوں نے ایسا نہیں کہا اس لئے نتیجہ صاف ہے کہ یہ واقعہ ہوا ہی نہیں اور **میں نے** چونکہ کل کارروائی کو قلمبند کیا ہے اور شیخ صاحب نے نہیں کیا اور ان کے حافظہ اور انداز بیان کی غلطی پہلے بھی ظاہر کر چکا ہوں اس لئے میں یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں کہ صاف طور پر کہدوں کہ یہ سراسر خود تراشیدہ واقعہ ہے۔ نہ حضرت نے کوئی حدیث پیش کی اور نہ یہ جواب دیا یہ سچ ہے کہ روزہ کے متعلق حضرت اقدس نے ضمناً ذکر فرمایا۔ اور اس وقت قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت ہی سے استشہاد فرمایا یہ بھی سچ ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت کی تائید احادیث صحیحہ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ہوتی ہے اور اکابران امت نے اس پر متواتر عمل فرمایا ہے۔ لیکن اس موقعہ ملاقات کی کیفیت جو چکڑالوی کے خلیفہ اول نے لکھی ہے وہ خود تراشیدہ ہے۔

اس کے بعد شیخ صاحب نے اپنی راستبازی اور دیانتداری اور ثقاہت اور متانت کا کمال دکھایا ہے ناظرین ملاحظہ فرماویں۔

قولہ۔ یہ کہ کر سیر کو روانہ ہو گئے اب جو **دیکھا** تو مرزا صاحب ڈاک کے **انجن** سے بھی شاید تیز رفتار تھے کہ انکی امت پیچھے پیچھے بھاگتی ہوئی جا رہی تھی بلکہ اکثر ہمراہی تک نہ کر سکے جو اُن کی بیماری کا پورا پورا ثبوت تھا۔

اقول۔ ناظرین اوپر پڑھ آئے ہیں کہ شیخ صاحب نے اپنے **ضعیف العمر** ہونے کی وجہ سے سیر کو جانے سے انکار کیا ہے۔ اور فی الحقیقت وہ ساتھ نہیں گئے۔ اب سیر کے واقعہ کو بیان کرنا باوجودیکہ اسے دیکھا نہیں آپ خود

سمجھ لیں کہ یہ چکڑالوی رستبازی کا کمال ہے یا نہیں؟ اور وہ پیر فرتوت جو قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہو۔ اس کے لئے کہاں تک مناسب ہے کہ وہ ایسی جرأت کرے کہ ایک واقعہ کو بیان کرے جسکو دیکھا ہی نہیں اور بیان بھی بطور گواہ رویت کرے۔ جیسا کہ وہ کہتے ہیں **اب جو دیکھا**

کوئی ان حضرت سے پوچھے کہ کیوں صاحب قرآن مجید میں آیا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین پھر آپ یہ دیدہ دانستہ جھوٹ کیوں بول رہے ہیں۔

شیخ صاحب خدا کے لئے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر بتائیے کہ کیا آپ نے حضرت اقدس کو **ڈاک کے انجن سے تیز رفتار جاتے دیکھا**؟ ڈاک کے انجن کی رفتار ۵۰ میل فی گھنٹہ ہے اور یہ آپ کے بیان کے موافق ضرور ۷۰ میل فی گھنٹہ ہونی چاہئے۔ اب بتائیے کہ حضرت اقدس قادیان سے کتنی دور سیر کر کے آئے اور کس قدر عرصہ میں کر کے آئے؟ اگر یہ بیان بطور مبالغہ کے ہے تو آپ اب خود اپنے لئے کوئی نام تجویز کریں کہ ایسا مبالغہ جو کہ صریح **جھوٹ** ہو اور آپ جیسے بڈھے کی شان اتقا سے بعید۔

مَیں اس امر کو بطور **فخر** اور **نشان** کے ظاہر کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے **دم قدم** میں خاص **برکت** اور **رحمت** رکھی ہے دست و پا بریدہ بات کستہ ہونا چکڑالوی اور اس کے خلیفہ اوّل شیخ محمد جٹو کو **مبارک** ہو۔ خدا کے مامور و مرسل کو بطور فضل یہ رحمت کا نشان دیا گیا ہے۔

نزلت الرحمۃ علی ثلٰث۔ العینین وعلی الاخرین

ہمارے **امام** کا تیز رفتار ہونا آپ کے قویٰ کی سلامتی اور خدا تعالیٰ کے اس نشان کا بیّن ثبوت ہے مگر

حیف بر چشمے کہ اکنوں نیز ہم بیدار نیست

یہ تو اعتراض کا مقام نہ تھا۔ اس نشان کے اظہار کے بعد مَیں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس کی سیر کی غرض کیا ہے؟ یہ سیر کسی فارغ البال اور بے فکر انسان کی سیر نہیں بلکہ ہر وقت **امت احمدیہ** کی حالت پر متفکر رہنے والے انسان کا ایک حیلۂ ہدایت ہے سیر کے لئے آپ کیوں نکلتے ہیں؟ اسکے دو بڑے اغراض ہیں ایک تو یہ کہ آپ کو دوران سر اور **دل** کی بیماری کی شکایت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے موافق ضروری تھی۔ اس کے لئے چلنا پھرنا مفید ہے۔ اس غرض سے آپ نکلتے ہیں یہانتک کہ ناظرین یہ سنکر حیران ہونگے کہ آپ گھر میں جب کوئی تصنیف کرتے ہیں تو وہ بھی پھر کر اور ٹہل کر لکھتے ہیں ٹہل کر پڑھ تو ہر کوئی سکتا ہے مگر لکھنے کا عادی خدا کا **جری** ہے اور دوسری غرض سیر کی یہ ہے کہ جو احباب باہر سے آئے ہوں اُن کو **ملاقات** کا موقع کامل مل جاوے اور آپ کو تبلیغ اور ہدایت خلق کے لئے ایک وقت میسّر آوے۔ چنانچہ آپ کی سیر کے حالات علی العموم شایع ہو جاتے ہیں اور ناظرین خوب جانتے ہیں کہ اس وقت کیا تذکرے ہوتے ہیں۔ پس آپ کی یہ سیر نہایت **مفید** اور **مبارک** ہوتی ہے۔

شیخ صاحب کو اس اعتراض کا جواب ختم کرتے ہوئے مَیں ایک آیت سُنانی ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا

اس آیت پر اگر شیخ صاحب عمل کر لیتے تو انھیں ایسا فضول اور سراسر جھوٹ مبالغہ کرنا پڑتا جو ان کے لئے اس طرح پر شرمندگی اور رسوائی کا موجب ہوتا۔ اس آیت میں علم کے تین مرکز۔ سمع۔ بصر اور فؤاد کو قابل سوال قرار دیکر بتایا ہے کہ کس قدر احتیاط مومن کو کرنی چاہئے مگر شیخ صاحب شاید اپنے آپ کو

لکی لا یعلم بعد علم شیئًا

کے ماتحت معذور سمجھتے ہوں اور اگر یہ بات ہے تو پھر ان واقعات پر قلم اُٹھانے کی کیوں جرأت کی؟ اگلی اشاعت میں انشاءاللہ ان کے **سیلاب** کا مناظرہ اور مباہلہ درج کر دیا جاویگا جس سے پوری حقیقت الم نشرح ہو جاوے گی۔

ایڈیٹر

ضروری اطلاع

بارہا اس امر کا اعلان کیا جا چکا ہے کہ خریداران خط و کتابت میں نمبر خریداری جو ہر ایک چٹ پر چھپا ہوا یا دستی لکھا ہوا ہوتا ہے ضرور درج کر دیا کریں۔ لیکن اس طرف تا حال پوری توجہ نہیں کی۔ جس سے بہت سا وقت ضائع ہوتا ہے۔ چنانچہ آج ایک خط لاہور سے پہنچا ہے۔ اس پر کوئی نمبر خریداری نہیں ہے۔ ہر چند تلاش کیا گیا ہے لیکن کوئی پتہ اس کا نہیں چلتا۔ پس آئندہ احتیاط کی جاوے۔ کہ خطوط کتابت کرتے وقت خریدار ضرور نمبر خریداری لکھ دیا کریں۔

مینیجر الحکم

ضروری اطلاع

تحفہ آریہ سماج یا آریہ سماج کی پول کی قیمت ۸؍ ہونے کے باعث کم حیثیت والے لوگوں نے اس سے بہت ہی کم فایدہ اُٹھایا ہے۔ اس لئے اب ہر مضمون کا الگ الگ ٹریکٹ بنا دیا گیا ہے۔ جو ہر ایک ۲؍۔ ۳؍۔ ۴؍۔ ۵؍۔ ۶؍۔ پر مندرجہ ذیل پتہ سے مل سکتا ہے۔ (مسئلہ نیوگ وید منتروں پر لال بجھکڑی اور تردید خدمات مادہ وغیرہ قابل دید ہیں)

المشتہر

عبدالعزیز المعروف جگد مبا پرشاد معرفت اخبار ستیہ آپدیش لاہور

ایک تعزیت کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ للہ ما اخذ ولہ ما اعطے وکل شئ عندہ الی اجل مسمی۔ کیا معنے ہم بھی سارے اللہ تعالیٰ کا ہی مال ہیں جیسے وہ بچہ جو مر گیا اللہ تعالیٰ کا مال تھا اور ہم بھی سارے اُسی کی طرف چلے جا رہے ہیں جیسے وہ بچہ جو مر گیا اللہ تعالیٰ کی طرف چلا گیا۔ جو چیز اللہ تعالیٰ نے لے وہ بھی اُسی کا مال ہے اور جو چیز وہ دیدے وہ بھی اُسی کا مال ہے۔ اُس کے پاس ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے وقت مقررہ سے کچھ بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ چونکہ آپ مالگذار اور مالگذار قوم سے ہیں اس لئے میں آپ کو توجہ دلاتا ہوں آپ غور فرماویں کہ بعض کھیت نیم پختہ۔ جیسے بھوٹے باکی کی چھلیاں یا آم خام اچار مربہ کے لئے۔ اور بعض کو پکنے تک چھوڑ دیتے ہیں کیا یہ سارا کام عبث ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ہر ایک واقعہ کے لئے آپ کے دل میں کوئی وجہ اور حکمت ضرور ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ وہ حکیم ہے۔ جو مومن اللہ تعالیٰ کے ہر ایک فعل کو حکمت پر مبنی سمجھکر صبر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انکو اپنے انعامات اور بڑے بڑے انعامات دینے کا وعدہ فرماتا ہے جیسے ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولٰئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولٰئک ہم المہتدون۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ۔ ہم تمکو ضرور ہی امتحان میں ڈالنا چاہتے ہیں (جب تمہارا صبر ظاہر ہو جاوے) کچھ تھوڑے سے خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ساتھ۔ اور ایسے صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیدے کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچے انا للہ وانا الیہ راجعون ان کے دل اور زبان سے نکلتا ہے کہ انپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ترقی درجات و رحمت نازل ہوتی ہے اور آیندہ ایمانی ترقی اور کامیابیوں کی رہنمائی کی جاتی ہے بطور نمونہ دیکھو کہ صفا اور مروہ بھی اللہ تعالیٰ کے ان انعامات میں سے ہیں جن کا وہ صابرین کو وعدہ دیتا ہے ایک نشان ہے جو حضرت ہاجرہ کے صبر کا نتیجہ ہے۔ پھر فرمایا ان اللہ مع الصابرین یعنی اللہ تعالیٰ مومن صابر کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر ایک شہنشاہ بھی کسی کو کہدے کہ میں تیرے ساتھ ہوں تو وہ اپنے آپ کو تمام جہان کے لوگوں سے زیادہ کامیاب سمجھتا ہے مگر جب اللہ تعالیٰ کسی کو کہدے کہ میں تیرے ساتھ ہوں تو اُس کی کامیابیوں کا بھی کوئی اندازہ کر سکتا ہے؟ غرض صبر کے متعلق آیات اس قدر ہیں کہ اس خط میں ان کی گنجایش نہیں۔ نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں کسی مومن کا پیارا دنیا سے لے لوں اور وہ صبر کرے بہ نیت ثواب تو اس کا بدلہ سوائے جنت کے اور کوئی نہیں اور فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی مومن کو کوئی خوبی پہنچانا چاہتا ہے اس کو کوئی مصیبت دیدیتا ہے اس کی مثال دنیوی طور پر یہ ہے کہ بعض امراض سوائے چیرنے پھاڑنے عضو کاٹنے داغ دینے یا کم سے کم کڑوی دوائی دینے کے اچھے نہیں ہو سکتے تو دانا ڈاکٹر اس مرض کی وہی تدبیر کرتا ہے۔ اسی طرح انسان کے بعض روحانی امراض کا علاج بھی اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو بڑا حکیم ہے۔ بعض وقت مصیبت کسی گناہ کے سزا سے آجاتی ہے۔ جیسے ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر ۲۵۔ یعنی جو کچھ تم کو مصیبت آتی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائی کا ہی نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک گناہ کی سزا نہیں دیا کرتا ہے۔ اور مومن صابر کے گناہ مصیبت آنے سے ایسے گر جاتے ہیں۔ جیسے موسم خزاں میں درختوں سے پتے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے سونا گلانے کے بعد بھٹی سے نکلے۔ بعض وقت اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ بچہ بڑا بدکار ہونے والا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب والشہادۃ ہے اس بچہ پر رحم فرما کر اس کے ارتکاب معاصی سے پہلے ہی اسکو اس جہان سے رخصت کر دیتا ہے کہ وہ ارحم الراحمین ہے تاکہ وہ دائمی عذاب سے بچ جاوے بعض دفعہ علم الٰہی میں ہوتا ہے کہ اس بچہ کے سبب اس کے والدین کے ایمان کو نقصان پہنچیگا تو اللہ تعالیٰ ایسے بچہ کو قبل ارتکاب جرائم و طغیان وفات دیدیتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا نہایت رحم اُس کے والدین پر بھی ہوتا ہے چنانچہ موسیٰ کے اعتراض پر ان کے ساتھی نے جواب دیا کہ میں نے بچہ کو اس لئے قتل کیا کہ اس کے والدین مومن تھے سو ہم ڈرے کہ کہیں یہ اپنے والدین کو بھی سرکش اور کافر نہ بناوے اس لئے انکے پروردگار نے ارادہ کیا کہ ان کو اس کے عوض کوئی اچھا بیٹا دیدے اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن مصیبت کے وقت دعا کرے اللہم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہا یا اللہ مجھے اس مصیبت کی تکلیف اور اسپر میرے صبر کا مجھے ثواب دے اور اس نقصان شدہ چیز کے عوض اس سے عمدہ بدلہ دے چنانچہ حضرت ابو طلحہ رضی کا بیٹا جب فوت ہوا تو وہ خود گھر میں نہ تھے جب آئے تو لڑکے کی ماں نے ان کے حال پرسی پر کہا کہ لڑکے کے سانس آرام میں ہیں۔ اور عمدہ کھانا کھلایا اور عمدہ بناؤ سنگار کیا جسپر انھوں نے اپنی بی بی سے جماع بھی کر لیا بعد فراغت بی بی نے خاوند کو کہا اگر کوئی اپنی چیز کسی کے پاس امانت رکھے عند الطلب وہ چیز دینی چاہیئے یا منع کرنا چاہیئے تو انھوں نے کہا دینی چاہیئے اسپر بی بی نے کہا اپنے بیٹے کی موت پر صبر کرو ابو طلحہ کو غصہ آیا کہ تو نے مجھے جنابت میں آ کر وہ کہہ کے خبر دی ہے اس جماع سے اُس کا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ تھا اور اس کے دس بیٹے ہوئے جو بڑے عالم متقی صالح تھے منجملہ ان کے ایک وہ ہیں جو حضرت امام مالک رحمۃ کے شیخ تھے۔ غرض مصائب کے آنے میں اللہ تعالیٰ کے بڑی بڑی حکمتیں ہوتی ہیں۔ مصائب میں انسان اللہ تعالیٰ کیطرف زیادہ رجوع کرے اور دعا اور سچی استغفار بکثرت کرے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ استغفار صرف زبان سے استغفر اللہ کہنے کا نام نہیں بلکہ جیسے بچہ مجرم اپنے والد یا اوستاد کے آگے نہایت خائف اور اپنے کئے سے نادم ہوکر توبہ کرتا ہے اسی طرح اپنے گناہوں کو یاد کرکر اس سے آیندہ کے لئے دست برداری کا پختہ ارادہ کرلے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لئے کوشش کرے۔ ہاں فرمانبرداری تو تب ہی ہوسکتی ہے کہ اول فرمان معلوم ہو لہذا اللہ تعالیٰ کے فرمان جو قرآن مجید میں ہیں اور ان کے تفاصیل احادیث میں ہیں پڑھنی چاہئیں کہ تم بیعلم ہو اور آدمی بیفرمانی سے بچ سکے۔ ورنہ جیسے میں آپ لوگوں کو برابر چھ ماہ تک ترغیب دیتا رہا مگر آپ لوگوں نے فایدہ نہیں اٹھایا۔ پھر بیفرمان بچہ کو اگر باپ یا معلم کبھی تنبیہ و تادیب کے لئے مارے تو ان پر بھی کوئی ملامت ہے ہرگز نہیں بلکہ ہر ایک دانشمند اس بچہ کو ہی ملامت کریگا اسی لئے حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی غلطی کے سبب کوئی تکلیف تمکو پہونچے تو لا یلومن الا نفسہ یعنے اپنے آپ کو ہی ملامت کرے کہ اس کا اپنا ہی قصور ہے۔ بہر حال بڑا خطرناک زمانہ آگے آنے والا ہے جس کی نسبت حضرت امام علیہ السلام بار بار پیشگوئیاں کرچکے ہیں اب وقت ہے سنبھل جاؤ ورنہ اُس وقت پچھتانا کام نہ آویگا۔ (فضل دین حلیم از قادیان ۱۲ جنوری ۱۹۰۷ء)

ضروری ہدایتیں

خط و کتابت کے لئے یا روپیہ بھیجنے وقت ان چند ہدایتوں کو سب احباب مدنظر رکھیں۔

(۱) ہر قسم کا روپیہ جس کا تعلق صدر انجمن احمدیہ سے ہے۔ مثلاً مدرسہ یا میگزین یا مقبرہ یا زکوۃ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ یا رسالہ تعلیم الاسلام کا روپیہ صرف بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئے اور کوپن میں یا الگ خط میں اس کی تفصیل ہونی چاہئے کہ کس شخص کی طرف سے کس مد کا روپیہ ہے۔

(۲) ہر ایک رقم کی باضابطہ رسید دفتر محاسب سے دی جاویگی اور جس شخص کو رسید دفتر کی نہ پہنچے اسے خط و کتابت کرکے دریافت کرنا چاہئے۔

(۳) لنگر خانہ کا روپیہ حضرت اقدس کے نام آنا چاہئے۔ لیکن جہاں اور مدات کا چندہ ساتھ ہو۔ تو محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھیجیں اور تفصیل ساتھ دیں۔ وہ حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دینگے۔

(۴) میگزین کے متعلق کُل خط و کتابت مینجر یا نائب ناظم میگزین سے کریں اور کسی شخص کے نام پر خط و کتابت نہ کریں مگر مضامین میگزین کے متعلق ایڈیٹر میگزین سے خط و کتابت کریں۔

(۵) مدرسہ کے متعلق کل خط و کتابت ہیڈ ماسٹر یا نائب ناظم مدرسہ تعلیم الاسلام سے اور بورڈنگ ہوس کے متعلق سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس سے کریں۔

(۶) مقبرہ بہشتی کے متعلق کُل خط و کتابت نائب ناظم مقبرہ بہشتی سے کریں اور ایسا ہی وصیتیں وغیرہ بھی انہی کے نام بھیجیں۔

(۷) چونکہ وقتاً فوقتاً عہدیداران میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اس لئے جو احباب قادیان میں خط و کتابت کرتے ہیں۔ ان کی اپنی سہولت جواب کے جلدی ملنے میں اور کام کرنے والوں کی سہولت اسی میں ہے کہ دستخط کنندہ کے نام پر کبھی خط و کتابت نہ کریں بلکہ صرف عہدہ تحریر کریں جیسا کہ اوپر ہدایت کی گئی ہے ایک دفتر کا خط دوسرے دفتر میں چلے جانے سے جواب میں عموماً بہت توقف ہوجاتا ہے اور خط کے ضائع ہوجانے کا اندیشہ بھی ہے۔

المعلن۔ محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

۱۶

یاقوت مروارید مرجان اشب کھربا کستوری زعفران
مفرح عنبری
مفرح عنبری
مفرح عنبری
سرٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں
حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

رجسٹرڈ ایل نمبر

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی تراب

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؏ (۲) خواص و معاونین سے عـلـه (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ؏ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ؏

دفتر الحکم قادیان

جلد ۱۱ — قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء مطابق ۹ ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ — نمبر ۳

تازہ الہامات ورؤیا

۲۲ جنوری ۱۹۰۷ء۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اے اہل بیت تم میں سے ناپاکی کو دور کر دے۔ اور تمہیں پاک کرے اور مطہر بنائے۔

اس وحی کے بعد میں کسی کو آواز مار کر اس طرح سے پکارتا ہوں کہ فتح فتح گویا اس کا نام فتح ہے۔

سلسلہ کی ضرورتیں اور انکی پورا کرنے کی سبیل

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مَیں نے سوا لاکھ روپیہ جمع کرو کے عنوان سے اس سال کے اخراجات پر قوم کو توجہ دلائی ہے اور ساتھ ہی مَیں نے اپنے محترم ہمعصر میگزین اور بدر کو بھی متوجہ کیا تھا کہ وہ ان ضروریات سے قوم کو آگاہ کریں مَیں نہایت خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ معزز ہمعصر میگزین نے نہایت خوبی کیساتھ ضروریات سلسلہ پر اپنے جنوری کے اشو میں بحث فرمائی ہے۔ اور آئندہ بھی وہ اُمید ہے اس سلسلہ کو بند نہ کرینگے۔ ایسا ہی مجھے اپنے صادق بھائی بدر سے متوقع ہونا چاہئے۔ مَیں نے وعدہ کیا تھا کہ اس روپیہ کے پورا کرنے کے ذریعوں کو ظاہر کیا جاوے اور بوجہ تقریب عید کے صرف اسی کے اظہار کو کافی سمجھا گیا تھا۔ آج بھی مَیں اسی عید فنڈ کی طرف قوم کو توجہ دلانی چاہتا ہوں جیسا کہ مَیں نے پہلے متعدد مرتبہ ظاہر کیا ہے اور جسکی تائید گرامی قدر ایڈیٹر میگزین نے فرمائی ہے یہ امر واقعی ہے کہ اگر باضابطہ یہ چندہ وصول کیا جاوے تو مدرسہ کے سال تمام کے اخراجات آمدنی سے پورے ہو سکتے ہیں ان اطلاعوں اور یاد دہانیوں کو کافی نہ پاکر جو اخبارات اور رسالجات میں شائع ہوتی ہیں جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے مطبوعہ کارڈوں کے ذریعہ بھی قوم کو جو متوجہ کیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ سلسلہ کی ضروریات حقہ سے آگاہ قوم اور پھر ان ضروریات کیلئے محض خدا کیلئے سعی کرنے والی حق شناس قوم اپنے محترم اور واجب التکریم خادم (فی الحقیقت مخدوم) سکرٹری صدر انجمن کی اس توقع کو جو وہ اپنی قوم کی نسبت کرتا ہے نتیجہ خیز ثابت کریگی یعنی کم از کم تیس ہزار روپیہ ضرور جمع ہو جاویگا اگر چاہتے ہو کہ کام کرنیوالے افراد آپ کی دی ہوئی خدمات کو اطمینان سے کر سکیں اور اپنے فرض کو جو آپ نے ان کے ذمہ قرار دیئے ہوا دا کر سکیں تو یہ تمہارا فرض ہے کہ اس فرض کو تم ادا کرو جو وہ تمہارے ذمہ مقرر کریں۔

پس اس وقت ضرورت ہے کہ عید کی تقریب پر ہر احمدی اپنی ہمت اور استعداد کے موافق عید فنڈ میں ایک معقول رقم دیوے۔ اور ایسا ہی وہ احباب جو خدا کے فضل سے قربانی کرنے کی مقدرت رکھتے ہیں۔ قربانی کی کھالیں فروخت کر کے وہ روپیہ ان مساکین کی ہمدردی اور اعانت کیلئے بھیجیں جو ان کے قومی مدرسہ میں پرورش پا رہے ہیں۔

بار بار کی یاد دہانیاں ہر چند ناگوار معلوم ہوتی ہیں اور نظر غیر میں قومی افلاس پر شاید حرف زن ہوں مگر نہیں تکرار بھی اپنے رنگ میں ایک سنت اللہ ہے۔ اور وہ ہمارے احباب کو بھی قند مکرر کا مزا دیگا بالآخر اس سعید تقریب پر اپنے مدرسہ اور اپنے قومی بیکسوں کو مت بھول جائیے یہ نمبر غالباً عید کے دن ہمارے دوستوں کو پہنچیگا اس لئے عید کا مبارک باد دیتا ہوا پھر یاد دلاتا ہوں کہ قومی مدرسہ کی ضروریات اور قومی بیکس بچوں کو مد نظر رکھو یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اس کے منشاء کے ماتحت ہو رہا ہے ہو کر رہے گا مگر مبارک ہونگے وہ جو آج اس میں شریک ہونگے یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے کاروبار میں برکت دیگا۔ — ایڈیٹر

دارالامان کا ہفتہ

ا۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت اس ہفتہ علی العموم اچھی رہی اگرچہ بعض اوقات نصیب اعدا طبیعت ناساز بھی مگر آپکا دائمی اصول ہے کہ جب ذرا طبیعت بحال ہوتی ہے ...

۲۲ جنوری ۱۹۰۷ء کو ایک پرانا الہام جو چوتھائی صدی پیشتر کا ہے سُنایا۔ قادیان کے بعض آریوں نے قرآن شریف ...

حضرت اقدس کی دوسری تقریر

جو ۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء کو حضور نے جامع مسجد میں بعد نماز ظہر و عصر (جو جمع ہوئی) کھڑے ہو کر بیان فرمائی۔ ایڈیٹر

میں نے جو کچھ کل بیان کیا تھا اس میں سے کچھ حصہ باقی رہ گیا تھا۔ اس لئے میں نے مناسب اور ضروری سمجھا کہ اس حصہ کو بیان کردوں تاکہ وہ بیان مکمل ہو جاوے۔

ہمارے اور اوائل اسلام کے مصائب

سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ جو نئے طور سے قائم کیا ہے اس کے قائم ہوتے ہی مصائب اور مشکلات پیدا ہو گئے۔ اندرونی اور بیرونی طور پر طرح طرح کے دکھ اس کو دئے گئے۔ مگر بیرونی طور پر جو دکھ دیا گیا ہے اس پر افسوس نہیں اس لئے کہ وہ دکھ صرف **زبان** کا دکھ ہے اور اس دکھ کے مقابلہ میں یہ کچھ چیز نہیں جو ابتدائے اسلام اور غربت اسلام کے وقت ان لوگوں کو اٹھانا پڑا جو اسلام میں داخل ہوئے۔ وہ دکھ اس قسم کے تھے کہ ان کو بیان کرتے ہوئے بھی دل کانپ جاتا ہے کہ وہ کیسے سنگدل انسان تھے کہ انھوں نے صرف مسلمان ہونے پر ان کو طرح طرح کے مشکلات اور مصائب میں ڈالا۔ اور بہتوں کو بیدردی سے ایذائیں دیں اور قتل کر ڈالا لیکن اس زمانہ میں جو **آزادی** کا زمانہ ہے اس قسم کی کوئی تکلیف نہیں دے سکتے صرف زبان سے دکھ دیتے ہیں اور یہ کچھ چیز نہیں۔

گورنمنٹ کی شکرگذاری

ہم پر خدا تعالیٰ کا بڑا فضل اور احسان ہے اور ہم اس کا **شکر** نہیں کر سکتے کہ اس نے محض اپنے فضل سے ایسی **گورنمنٹ** کے ماتحت کر دیا جس کی وجہ سے ہمارے مخالف ہمارے خلاف اپنی جوش مخالفت میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہ اسی گورنمنٹ کی **آزادی** اور **انصاف پسندی** کا ہی سبب ہے کہ وہ جوش ہمارے مخالف ظاہر نہیں کر سکتے جو انھیں ہمارے لئے ہونا چاہیئے۔ وہ دانت پیستے ہیں اور اگر ان کے اختیار میں ہوتا تو ہمیں نیست و نابود کر کے ہی خوش ہوتے مگر انھیں کوئی قابو نہیں ملتا۔

میں اس امر پر غور کر کے اور پچھلے دکھوں کو جو ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کو پہنچے یاد کر کے خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں جس نے محض اپنے ہی فضل و کرم سے ہمیں ایسی **نیک خیال گورنمنٹ عطا کی**۔ وہ کیا رحیم و کریم خدا ہے جب اس نے چاہا کہ ضعف اسلام کے وقت یہ **سلسلہ** قائم کرے خود ہی اس نے انتظام کر دیا کہ ایسی **گورنمنٹ** کو بھیج دیا جو

امن پسند ہے

میں یہ بات **ریاکاری** سے نہیں کہتا۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ **ریاکار** اور **خوشامدی منافق** ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم **نفاق** کو دور کرنے آئے ہیں۔ اور واقعات ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ اس **گورنمنٹ** کی تعریف کریں اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے **شکر گزار** ہوں۔ ہم اپنے ہی حالات زندگی کو دیکھتے ہیں کہ اس وقت کس **امن** اور **آزادی** کے ساتھ اس سلسلہ کی **اشاعت** کر رہے ہیں ۲۵ سال سے زیادہ عرصہ سے ہم اس اشاعت کے کام میں لگے ہوئے ہیں اور پوری **آزادی** اور **امن** سے اسے کر رہے ہیں۔ خود **گورنمنٹ** کے ملکوں (بلاد یورپ) میں ۱۶ ہزار اشتہار دعوت اسلام کا میں نے جاری کیا اور وہ اشتہارات معمولی آدمیوں میں تقسیم نہیں کئے گئے بلکہ معززین کو بھیجے گئے (جن میں شاہی خاندان کے ممبر اور گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدہ دار اور اراکین شامل تھے) یہاں تک کہ **ملکہ معظمہ** کو بھی ایک کتاب دعوت اسلام کی بھیجی گئی اور انھوں نے ایسی محبت اور قدر سے اسے دیکھا کہ بذریعہ تار ایک اور نسخہ اس کا منگوایا۔ یہ عجیب بات ہے یہ کیا خدا تعالیٰ کا ہم پر فضل و احسان ہے کہ اس نے ایسی جگہ ہمیں بھیجا جہاں ہر طرح پوری آزادی کے ساتھ اپنے فرض کو ادا کر سکتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم اس کی نظیر دوسری جگہ نہیں پا سکتے۔

لوگ اسے تعجب کریں گے یا خام خیالی اور ظاہر پرستی کی وجہ سے میری ان باتوں کو **خوشامد** پر قیاس کریں گے مگر میں حلفاً کہتا ہوں کہ اگر یہ سلسلہ **مکہ معظمہ** میں جاری ہوتا تو ہر روز دو چار خون ہوتے۔ ایسا ہی **مدینہ** یا **روم** میں ہوتا تو کوئی سزا پاتا کوئی کوئی دکھ پاتا۔ غرض کسی نہ کسی مصیبت کا سامنا رہتا۔

ایسا ہی کابل میں ہوتا تو قسم قسم کے حملے ہوتے۔ اور تجربہ نے ثابت بھی کر دیا ہے سب کو معلوم ہے کہ ہمارے دو عزیز دوست **کابل** میں شہید ہو چکے ہیں انھوں نے وہاں کوئی بغاوت نہیں کی خون نہیں کیا اور کوئی سنگین جرم نہیں کیا صرف یہ کہا کہ **جہاد حرام ہے** میں سچ کہتا ہوں کہ انھوں نے اس سے زیادہ ہرگز نہیں کہا جو میں یہاں **گورنمنٹ** کو عیسائی مذہب کی بابت سنا چکا ہوں۔ وہ نہایت نیک۔ راستباز اور خاموش تھے۔ مولوی **عبد اللطیف** صاحب تو بہت ہی کم گو تھے مگر کسی خود غرض نے جا کر امیر کابل کو کہدیا اور انھیں انکے خلاف بھڑکایا کہ یہ شخص جہاد کا مخالف ہے اور آپ کے عقاید کا مخالف ہے اس پر وہ ایسی بے رحمی سے قتل ہوئے کہ سخت سے سخت دل بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور اس امر پر غور کر کے کہ وہ کیا گناہ تھا جسکے بدلہ میں وہ قتل کئے گئے بے اختیار ہر شخص کو کہنا پڑے گا کہ یہ سخت ظلم ہے جو آسمان کے نیچے ہوا ہے اب اسکے مقابلہ میں ہماری تیس سالہ کارروائی کو دیکھو۔ بار بار پادریوں اور عیسائیوں کے مذہب پر حملہ ہوا ہے اور انھیں بتایا گیا ہے کہ تم سخت غلطی پر ہو تمہاری تثلیث غلط ہے **کفارہ** باطل ہے مگر کبھی ان مسائل کی غلطیوں کے ظاہر کرنے پر اور یہ بیان کرنے پر کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اور یہی نجات کا ذریعہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی افضل الرسل ہیں اور ان کی کامل اتباع ہی سے نجات ملتی ہے کوئی وارنٹ گرفتاری کا **گورنمنٹ** کی طرف سے جاری نہیں ہوا اور نہیں پوچھا گیا کہ تم اپنے مذہب کی **اشاعت** کیوں کرتے ہو؟ پھر بتاؤ کہ ہم اگر اس کی اس **آزادی** اور **امن** کے لئے اس کی تعریف کریں اور اس کے لئے **شکر گذاری** کا جوش ظاہر کریں تو یہ خوشامد ہو سکتی ہے؟ یہ تو امر واقعہ کا اظہار ہے۔ اور اگر کوئی ایسا نہ کرے تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ وہ **خدا تعالیٰ کے حضور سخت گنہگار ہے** میں نے خوب غور کیا ہے اور تجربہ نے ہمیں بتا دیا ہے کہ اس قوم کی فطرت میں ہے کہ باوجودیکہ ہم نے عیسائی مذہب کی غلطیوں اور کمزوریوں کو سخت سے سخت طریق سے ظاہر کیا ہے مگر اس نے یہ سمجھ کر جو آزادی اس نے عیسائیوں کو دی ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کا رد کریں اور اپنے دین کی اشاعت کریں اس کے عیسائی ہونے کی وجہ سے ویسے ہی **حقدار** ہیں اور ان کے فطرتی انصاف نے اس مساوات کو توڑنے کا ارادہ نہیں کیا۔ ہر ایک کو اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے پوری **آزادی** دی ہے۔ بلکہ اس سے بھی عجیب تر یہ بات ہے کہ جب ایک جنٹلمین پادری نے مجھ پر اقدام قتل کا مقدمہ کیا تو **گورنمنٹ** نے اپنے **انصاف** کا کامل نمونہ دکھایا۔ اگر ہمارے ساتھ کوئی **کینہ** ہوتا تو یہ عمدہ موقع تھا کہ ہمیں دکھ دیا جاتا لیکن میں دیکھتا تھا کہ کوئی **رعایت** اس جنٹلمین پادری کی میرے مقابلہ میں نہیں کی جاتی تھی صاحب ضلع مجھے عزت سے بلاتے تھے اور کرسی دیتے رہے انجام کار جب انھیں بخوبی معلوم ہو گیا کہ وہ مقدمہ محض شرارت سے مجھ پر بنایا گیا ہے اور سراسر جھوٹا ہے تو اس نے کہا کہ یہ بدذاتی مجھ سے نہیں ہو سکتی کہ سزا دیدوں چنانچہ اس نے عزت کے ساتھ **مجھے بری کیا**۔

اور یہ بات مجھ سے ہی خاص نہیں بلکہ سب کے لئے یکساں حقوق حاصل

ہیں۔ اگر ہمیں یہ تجربہ ذاتی بھی نہ ہوتا تو بھی ہم شکر گذاری کے لئے بہت سے سامان پاتے ہیں۔ اور علاوہ ہمیں یہ بات ظاہر ہے کہ خداتعالیٰ کسی قوم کو اسقدر ترقیات بلندی اور غیر ملکوں پر اسقدر فتوحات نہیں دیتا جب تک اس میں خوبی نہ ہو۔ اور یہ تو ایک کھلی کھلی بات ہے کہ اسوقت اگر گورنمنٹ نہ ہو تو سب کے سب آپس ہی میں لڑ کر مر جاویں۔ یہ ایسا ثالث ہے کہ اس نے اپنے انصاف اور اقبال سے باہمی جھگڑوں سے بچا لیا ہے۔ ہماری جماعت کا ہر ایک آدمی سوچ کر دیکھ لے کہ کیا اس کا کسی اور جگہ گزارہ ہو سکتا ہے وہ اگر اس سلطنت کے سایہ میں نہ ہو تو اس کے دشمن اسے فوراً کے عذاب دیکر ہلاک کر دیں اگر کوئی جاہل یہ سمجھے کہ **ہاں کسی اور جگہ گذارہ ہو سکتا ہے تو میں اسے حیوانات میں سمجھتا ہوں۔**

دن رات ہم اپنے منصب کی وجہ سے اسی کام میں لگے ہوئے ہیں کہ عیسائی مذہب کی غلطیوں سے لوگوں کو آگاہ کریں اور ہم اس کام میں لگے ہوئے ہیں لیکن گورنمنٹ کو باوجود عیسائی ہونے کے کوئی تعلق نہیں۔ یہ خداتعالیٰ کا فضل ہے اور اس کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے جو اس نے ہمارے لئے ظاہر کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس درخت کا نشوونما کرنا چاہتا ہے اسکے لئے اچھی زمین تجویز ہوتی ہے جہاں وہ لگایا جاتا ہے اور اسکی آبپاشی اور نشوونما کے ذریعے اس تک پہنچائے جاتے ہیں اور جسے ستیاناس کرنا چاہتا ہے اسے ایسی زمین میں جگہ ملتی ہے جہاں وہ کملا جاتا ہے۔ پس اسی طرح پر یہ **بیج جو ہمارے سلسلہ کا بیج ہے ایسی زمین میں لگایا گیا ہے جو اس کی ترقی اور نشوونما کے لئے بہت ہی مفید اور مبارک ہے۔** کیونکہ یہاں کوئی آفت اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے اور وہ اپنے دشمنوں سے محفوظ ہے اور اس کا بڑا بھاری ذریعہ یہ گورنمنٹ ہے۔ جبکہ یہ احسان ہم پر ہے تو ہمارا فرض ہے کہ اس احسان شناسی کے بعد اس کا شکریہ ادا کریں کیونکہ خداتعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

ہَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَان

اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ مسلمان احسان کرے تو اس کے بدلہ میں احسان کرو اور اگر غیر مذہب والا کرے تو نیش زنی کرو۔ یہ تو خبیث کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی منشاء ہے کہ کوئی ہو جو احسان کرتا ہے اسکے ساتھ احسان کرنا فرض ہے۔

احسان کی تو یہ ملاقت ہے کہ اگر ایک کتے کو تم ٹکڑا ڈالو تو وہ بار بار تمہاری طرف آئیگا۔ خواہ تم اسے مارو گے بھی لکالو۔ پر وہ تمہیں دیکھکر اس احسان کے شکریہ سے دُم ہلاویگا۔ **پھر وہ انسان کتے سے بھی بدتر ہے جو انسان ہو کر احسان شناسی سے کام نہیں لیتا۔**

اپنی جماعت کو نصیحت

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ان نادان تنگ خیال اور مفسد مزاج ملاؤں سے نفرت اور پرہیز کریں۔ جو جہاد کے حامی ہیں **اور ناحق خون کرکے غازی بنتے ہیں۔** میری جماعت کے ہر فرد کو لازم ہے کہ وہ **گورنمنٹ کی قدر کریں** اور پوری **اطاعت اور وفاداری** کے ساتھ اس کے احسانات کے شکر گذار ہوں۔ اور یقیناً سمجھیں کہ جو شخص مخلوق کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بھی نہیں ہو سکتا۔ غرض اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک یہ بڑا احسان ہے کہ **اس نے اس سلسلہ کو گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت میں قائم کیا۔ جو آزادی پسند اور امن دوست گورنمنٹ ہے۔**

اور اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے یہ دوسرا احسان ہے کہ اس نے اس سلسلہ کو پنجاب میں قائم کرنا پسند فرمایا۔ اور اس سرزمین کو اس کے لئے منتخب کیا۔ ہندوستان بھی تو تھا پھر کیا وجہ ہے اور اس میں کیا حکمت ہے کہ پنجاب کو ترجیح دی۔

اس میں جو حکمت ہے وہ تجربہ سے معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ پنجاب کی زمین نرم ہے اور اس میں قبول حق کا مادہ ہندوستان کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے مجھے بمبئی بنارس تک دلی اور دوسری جگہ رہنے کا اتفاق ہوا ہے مگر انھوں نے قبول نہیں کیا۔ اور برخلاف اسکے پنجاب میں لوگوں نے مجھے اس وقت قبول کیا جب دوسروں نے نہیں کیا۔ حالانکہ میں نے ان کو اپنے دعوے کے دلائل سنائے قرآن اور حدیث کو ان کے سامنے پیش کیا نشانات پیش کئے مگر انھوں نے نہیں مانا (الا ماشاءاللہ) پس یہ خداتعالیٰ کا فضل ہے کہ اس ملک میں اس نے اس سلسلہ کو قائم کیا۔

علاوہ بریں یہ ملک حق رکھتا تھا کہ یہ سلسلہ قائم ہو کیونکہ چالیس پچاس برس تک سکھوں کا دھکا کھا چکا تھا۔ بچوں کو توان دکھوں اور تکلیفوں کی خبر نہیں اور میں بھی اس وقت بچہ تھا اس لئے پورا علم تو نہیں مگر جس قدر علم مجھے ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے **رویت** کا علم ہوتا ہے۔ اسوقت اگر بانگ دی جاتی تو اس کی سزا بجز اسکے اور کچھ نہیں ہوتی تھی کہ بانگ دینے والا قتل کیا جاوے۔ حالانکہ یہ لوگ جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جب وہ سنکھ وغیرہ بجاتے ہیں تو ہم کبھی اُن کے مزاحم نہیں ہوتے۔ اور نہ انھیں تکلیف دیتے ہیں مگر بانگ سے انھیں ایسا عناد تھا کہ جو بھی کسی نے دی وہ قتل کیا گیا۔ جس جگہ میں اس وقت کھڑا ہوں یہ کاردار کی جگہ تھی اور **دارالحکومت نہیں بلکہ دارالظلم تھا۔**

جب انگریزی عدالت کا شروع شروع میں دخل ہوا۔ اس وقت یہاں ایک کاردار رہتا تھا۔ اس کا ایک سپاہی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گیا اس نے ملاں کو کہا کہ بانگ دے۔ مگر ملاں نے بہت ہی آہستہ آہستہ بانگ کہی۔ سپاہی نے کہا کہ اونچی آواز سے کیوں بانگ نہیں دیتا جو دوسروں تک بھی پہنچ جاوے۔ ملاں نے کہا میں اونچی آواز سے بانگ کیوں کر دوں کیا میں پھانسی چڑھوں۔ اس سپاہی نے کہا کہ نہیں تو کو تھے پر چڑھ کر بہت اونچی آواز سے بانگ دے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سلطنت کی تبدیلی ہو چکی ہے آخر جب ملاں نے سپاہی کے کہنے سے بلند آواز سے اذان دی تو ایک شور مچ گیا اور کاردار کے پاس جا کر شکایت کی۔ کہ ہمارے آگے بھرشٹ ہو گئے۔ اور ہم اور ہمارے بچے بھوکے رہے ہم پر ظلم ہوا۔ اس کاردار نے کہا کہ اچھا بلاؤ۔ ملاں کو پکڑ کر لے گئے۔ وہ نیک بخت سپاہی بھی ملاں کے پیچھے پیچھے گیا۔ جب ملاں کاردار کے سامنے گیا تو کاردار نے اس سے پوچھا کہ تو نے بانگ دی ہے۔ سپاہی نے آگے بڑھکر کہا کہ اس نے نہیں بانگ تو میں نے دی ہے جب کاردار نے یہ سنا تو اس نے شکایت کرنے والوں کو کہا کہ اندر جا کر بیٹھو۔ لاہور میں تو گائے ذبح ہوتی ہے۔ اذان بھی ایک اسلامی دعوت ہے اور اس حالت میں اسلام کی **اجمالی دعوت ہے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح** کا کیا مطلب ہے یہی کہ مسلمان ہو جاؤ۔ مگر یہ لوگ اسلام کے دشمن تھے اس لئے اس بانگ کے بھی دشمن تھے ایسا ہی ایک واقعہ ہوشیارپور میں ہوا۔

وہاں کسی شخص نے بانگ دی تو اس کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کیا گیا ہے صاحب ضلع نے اس مقدمہ کو نہایت حیرانی سے سنا اور حکم دیا کہ اس شخص کو حاضر کرو۔ چنانچہ جب وہ حاضر آیا تو اسے کہا گیا کہ اچھا بانگ دو اور جس قدر اونچی آواز سے تم نے وہاں دی ہے اسی قدر آواز سے یہاں بھی دو اور اپنے سررشتہ دار کو بھی کہا کہ تم بھی خیال رکھو اس سے کیا تکلیف ہوتی ہے بانگ دینے والے نے آہستہ آواز سے بانگ دی تو شکایت کرنے والوں نے کہا کہ اس نے اونچی آواز سے دی تھی اب یہاں آہستہ دیتا ہے تب اسے کہا گیا کہ خوب زور سے دو آخر اس نے بانگ دی۔ جب وہ ختم کر چکا تو صاحب نے سررشتہ دار سے پوچھا کہ

نہیں کچھ تکلیف ہوئی؟ اس نے کہا کہ نہیں صاحب۔ اس صاحب نے کہا کہ ہم کو بھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ اُسنے کہا کہ جاؤ جا کر بیشک بانگ دو مجھے حرج نہیں ہے۔

اب خیال کرو کہ انگریزوں کا قدم کس قدر مبارک ہے اور ان کے آنے سے کس قدر ترقیات ہوئی ہیں کتابوں کی اشاعت ہی کی طرف دیکھو کیسی ہو رہی ہے۔ ایک شخص گلاب شاہ نام کہنے لگا کہ میرے مرشد ہمیشہ صحیح بخاری کی تلاش میں رہا کرتے تھے اور ہر وقت اسکے ملنے کے لئے دعا کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی مایوس ہو کر رونے لگتے تھے اور اسقدر روتے کہ ہچکیاں بندھ جاتی تھیں اور اب یہ حال ہے کہ صحیح بخاری تین چار روپے کو مل جاتی ہے لیکن اس وقت یہ حال تھا کہ کسی ملاں کے پاس بھی اگر کوئی کتاب ہو تو بس کنز۔ قدوری۔ کافیہ تک ہی اس کی تعداد ہو سکتی ہے۔ اور اس وقت اسقدر خزانے نکل آئے ہیں کہ ان کو کوئی گن بھی نہیں سکتا۔

غرض

میں سچ کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کا قدم ڈالنا اس سلسلہ کے لئے بطور ارہاص تھا۔ ارہاص یہ ہوتا ہے کہ اصل چیز کے ظہور سے پہلے علامات ظاہر ہوں۔ اب غور کر کے دیکھ لو کہ یہ کیسے صاف صاف نشان ہیں کتابوں کے ذخیرے نکل آئے ان کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہر قسم کی آسانیاں ہو گئیں ارکان مذہبی کے ادا کرنے میں کوئی روک اور مزاحمت نہیں کوئی بانگ اور نماز سے روک نہیں سکتا۔ یا تو وہ وقت تھا کہ گائے کے بدلے خون ہو جاتے تھے۔ مجھے معلوم ہے کہ ایک وقت سکھوں کے عہد میں محض ایک جانور کے لئے سات ہزار آدمی مارے گئے۔ اور بٹالہ کا ایک واقعہ مشہور ہے بھنڈاری جو وہاں کے رئیس ہیں ان کی حکومت تھی ایک سید شام کو دروازے میں داخل ہوا تو وہاں گائے بھینسوں کا بڑا ہجوم تھا۔ اس نے تلوار کی نوک سے ایک گائے کو ہٹایا جس کی وجہ سے اس کی دُم کے پاس ذرا سی خراش ہو گئی۔ برہمن اسے پکڑ کر لے گئے اور اس جرم میں اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا۔ اس قسم کے ظلم اور سختیاں ہوتی تھیں اب بتاؤ کہ ہم لوگ جنہوں نے اسقدر مصیبتیں اٹھائی ہیں اگر اس کا انکار کریں تو پھر خدا کا انکار کرنے والے ٹھیرینگے۔

اس وقت ایسا امن ہے کہ جو چاہے اور جس طرح چاہے عبادت کرے بانگ دے کوئی روکنے والا نہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ کی **اس نعمت (گورنمنٹ انگلشیہ)** کا شکریہ ادا کریں اور اس کی قدر کریں مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے جیسا شکر گذاری میں حق ادا نہیں کیا امن کا حق بھی ادا نہیں کیا چاہئے تو یہ تھا کہ جب امن ہو گیا تھا تو خدا کی طرف زیادہ توجہ کرتے اور عبادت میں مشغول ہوتے مگر نماز تو درکنار بانگ تک کے روادار نہیں ہیں۔ بلکہ ناگفتنی عیبوں میں مُبتلا ہیں وہ نہیں جانتے کہ یہ امن تو اس لئے تھا کہ نیکی میں ترقی کریں مگر انہوں نے اس کا برخلاف کیا۔ یہ سچ ہے کہ امن کی حالت دو پہلو رکھتی ہے خواہ انسان نیکی میں ترقی کرے یا شراب خانے میں چلا جاوے مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ مسلمانوں نے اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی مگر ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ اس سے فائدہ اُٹھائے۔

حالت زمانہ ضرورت امام کی داعی ہوتی ہے

میں کہہ چکا ہوں کہ پنجاب میں یہ سلسلہ کیوں قائم ہوا؟ سکھوں کا زمانہ ایسا تھا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مکہ میں قریش کا زمانہ تھا۔ اب تک بھی کہ ان کے عہد کو گذرے پچاس ساٹھ سال ہونے کو آئے پھر بھی دوسرے ہندوؤں کی نسبت ان کی حالت وحشیانہ پائی جاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ انسانی فطرت کا تنزل ہو گیا تھا اور قریب تھا کہ لوگ جانوروں کی سی زندگی بسر کرنے لگیں صرف مردم کی کسر باقی رہ گئی تھی مسلمانوں سے بعض کی حالت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ انہوں نے [illegible] اور سکھ ہو گئے تھے اس لئے یہ ملک حق رکھتا تھا کہ خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو یہاں ہی قائم کرتا کیونکہ جو ملک زیادہ جہالت میں ہو اسی کا حق ہوتا ہے کہ اس کی اصلاح ہو یہی وجہ تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عرب کا حق سب سے بڑھ کر تھا کیونکہ وہاں کی حالت ایسی خراب ہو چکی تھی کہ کسی دوسری جگہ اس کی نظیر پائی نہیں جاتی تھی۔ انکی حالت ایسی وحشیانہ تھی کہ اس کو بیان کرتے ہوئے بھی شرم آ جاتی ہے وہ بالکل خلیع الرسن ہو چکے تھے۔ قمار باز وہ تھے۔ شراب خوار وہ تھے۔ یتیموں کا مال مار کر کھا جاتے تھے۔ زنا کرنے میں دلیر اور بے باک تھے غرض خیانت بددیانتی اور ہر قسم کے فسق و فجور اور معصیت میں دلیر تھے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ہی آتے۔ جہاں نہ **حقوق اللہ** کی پروا کی جاتی تھی اور **حقوق العباد** کی کوئی رعایت باقی تھی جیسا کہ پہلے کل ذکر کیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے جو یہ ذکر قرآن مجید میں کیا ہے کہ اگلے انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے وقت ایسے ایسے خبیث موجود تھے کہ اُن کی مختلف بدیاں ذکر کی ہیں اور پھر اسکے بعد یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سے جس قدر بدیاں مختلف اوقات میں پیدا ہوئیں وہ آپؐ کے وقت میں سب جمع ہو گئی تھیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ زمانہ بالطبع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت کو پکار پکار کر بیان کر رہا تھا۔ اور یہ ایک امر آپؐ کی سچائی کی دلیل ہے۔ اور یہ ایسی واضح دلیل ہے کہ اس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے عام طور پر سب جانتے ہیں کہ جب مثلاً کوئی بیماری درجہ کمال تک پہنچ جاوے اور وہ ایسی عالمگیر ہو جاوے کہ ہر طرف موت ہی موت نظر آنے لگے تو عادت اللہ یہی ہے کہ اس وقت کوئی نہ کوئی علاج اس کا نکل آتا ہے اور گورنمنٹ کو بھی اسکے انسداد اور علاج کی طرف خاص توجہ ہونے لگتی ہے وہ دیکھتی ہے کہ یہ کیا اندھیر ہوا کہ موت ہی موت ہونے لگی۔ اسی طرح پر روحانی نظام ہے جب کسی ملک اور قوم کی حالت بگڑ جاتی ہے اور وہ انسانیت کے جامہ سے نکل کر وحشیانہ حالت میں آ جاتی ہے اور ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں میں مبتلا ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کا کوئی سامان پیدا کر دیتا ہے۔ یہ بالکل صاف بات ہے۔

پس جب عرب کی حالت ایسی خراب ہو گئی تو ضروری تھا کہ اس کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کسی **کامل انسان** کو بھیجتا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا جب ایسے وقت آئے کہ دُنیا اپنی اصلاح کے لئے پکار رہی تھی یہ خدا تعالیٰ کے رحم کا تقاضا تھا اور مسلمانوں کے لئے یہ فخر اور ناز کا مقام ہے کہ آپؐ کی بعثت کے وقت زمانہ کی حالت آپ کی سچائی کی ایک روشن دلیل ہے۔ پھر اس کے بعد آپؐ نے جو اصلاح کی وہ بھی آپ کی حقانیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ جب ایک طبیب بیماروں میں آوے اور مختلف قسم مریض موجود ہوں کوئی طاعون میں مبتلا ہو۔ کوئی دق وسل کا شکار اور کوئی ذات الریہ اور ذات الجنب وغیرہ اور پھر وہ طبیب اپنے علاج سے اکثروں کو اچھا کر دے تو اُسکے حاذق اور عمدہ طبیب ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟ بلا تکلف ماننا پڑیگا کہ وہ کامل طبیب ہے لیکن جبکہ وہ سب ہی کو اچھا کر دے اور جو دعوے کرے اسکو پورا کر دکھائے اور ایسا کہ اس کی نظیر ہی نہ مل سکے تو پھر اسکے کمال میں کوئی شک ہی نہیں ہو سکتا اُسے راستباز اور اپنے فن میں یکتا ماننا پڑیگا۔ یہی حال آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہ ایسے وقت آئے کہ ضرورت پکار رہی تھی اور پھر اپنی **تاثیرات** سے ان تمام روحانی مریضوں کو جو اس وقت پڑے ہوئے تھے اچھا کر دیا۔ میں دیکھتا ہوں اور دعوی سے کہتا ہوں کہ وہ دلیلیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی ایسی جمع ہوئی ہیں کہ نہ حضرت موسیٰ کو ملیں اور نہ حضرت عیسیٰ کو (علیہما السلام) سب جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ایسی قوم میں آئے جو توراۃ پڑھتے تھے اور فقیہوں فریسیوں کے تابع تھے یہ سچ ہے کہ ان میں غافل دنیا دار بھی تھے لیکن پھر بھی توراۃ پڑھی جاتی تھی۔ بیت المقدس قبلہ موجود تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس قوم میں آئے وہ تو کسی بات کے بھی قایل نہ تھی نہ ان میں کوئی شریعت تھی اور نہ وہ کسی کتاب کے قایل اور پابند۔ بلکہ اکثر تو خدا تعالیٰ کے بھی قایل نہ تھے وہ کہتے تھے۔

ان ہی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیی وما یہلکنا الا الدہر

وہ جو کچھ سمجھتے تھے اسی دنیا کو سمجھتے تھے کہ آگے جا کر کسی نے کیا دیکھا ہے یہی دنیا ہی دنیا ہے اس آیت میں دہر کا لفظ اسی لئے بیان کیا ہے تاکہ ظاہر کیا جاوے کہ وہ دہریہ تھے۔

اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس وقت عرب میں قریباً تمام بیہودہ اور باطل مذاہب جمع ہوئے ہوئے تھے وہ گویا ایک چھوٹا سا نقشہ تھا۔ جو گندے اور افراط تفریط کے طریق تھے وہ عملی طور پر اس میں دکھائے گئے تھے جیسے کسی ملک کا نقشہ ہو اس میں سب مقام ہو کے نمونے دکھائے جاتے ہیں اسی طرح وہاں کی حالت تھی۔ یہ کیسی بڑی زبردست دلیل آپ کی سچائی کی ہے کہ اسی قوم اور ایسے ملک میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا جو انسانیت کے دائرہ سے نکل چکا تھا۔ میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ خواہ کیسا ہی پکا دشمن ہو اور خواہ وہ عیسائی ہو یا آریہ جب وہ ان حالات کو دیکھے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب کے تھے اور پھر اس تبدیلی پر نظر کریگا جو آپ کی **تعلیم** اور **تاثیر** سے پیدا ہوئی تو اسے بے اختیار آپ کی **حقانیت** کی شہادت دینی پڑے گی۔ موٹی سی بات ہے کہ قرآن مجید نے ان کی پہلی حالت کا تو یہ نقشہ کھینچا ہے۔

یاکلون کما تاکل الانعام

یہ تو ان کی کفر کی حالت تھی۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک **تاثیرات** نے ان میں تبدیلی پیدا کی تو ان کی حالت یہ ہو گئی۔

یبیتون لربہم سجدًا وقیاما

یعنے وہ اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے راتیں کاٹ دیتے ہیں۔

جو تبدیلی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشیوں میں کی اور جس گڑھے سے نکال کر جس بلندی اور مقام تک انھیں پہنچایا اس ساری حالت کے نقشہ کو دیکھنے سے بے اختیار ہو کر انسان رو پڑتا ہے کہ کیا عظیم الشان **انقلاب** ہے جو آپ نے کیا۔ دنیا کی کسی تاریخ اور کسی قوم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ یہ نری کہانی نہیں یہ واقعات ہیں جن کی **سچائی** کا ایک زمانہ کو اعتراف کرنا پڑا ہے۔

قرآن مجید تو ایسی کتاب ہے کہ وہ ان میں پڑھی جاتی تھی اور یہ سب باتیں اس میں درج ہیں۔ کفار سنتے تھے جہاں وہ اس کی مخالفت کے لئے ہر قسم کی کوششیں کرتے تھے اگر یہ باتیں غلط ہوتیں تو وہ آسمان سر پر اٹھا لیتے کہ یہ ہم پر اتہام اور الزام ہے۔ یہ معمولی بات نہیں بلکہ بہت ہی قابل غور **مقام** ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ہزاروں ہزار دلایل ہیں لیکن یہ **پہلو** آپ کی حقانیت کے ثبوت میں ایک **علمی پہلو** ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور جس دلیل کو کوئی توڑ نہیں سکتا۔ یا تو عربوں کی وہ حالت تھی اور یا یہ تبدیلی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اللہ فی اصحابی

اللہ تعالیٰ کے نام سے ناواقف اور اس سے دور پڑی ہوئی قوم کو اس مقام تک پہنچا دیا کہ پھر ان کی نظر ماسوی اللہ سے خالی ہو جاوے یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے!

آں حضرت کی سچائی کی دلیل کہ آپ کا مذہب زندہ مذہب ہے

پھر آپ کی حقانیت پر ایک اور دلیل بھی عجیب تر ہے جس کی نظیر دوسرے مذاہب میں پائی نہیں جاتی۔ اور وہ **آپ کے دیئے ہوئے مذہب کا زندہ مذہب ہونا ہے**

زندہ مذہب وہ مذہب ہوتا ہے جس کی زندگی کے آثار ہر وقت ثابت ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے ثمرات اور برکات اور تاثیرات کبھی مردہ نہیں ہوتے بلکہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ پائے جاتے ہیں۔ جو درخت خریف کے دنوں میں ٹنڈ منڈ ہو جاتے ہیں اور کوئی پھل پھول اور پتا ان کا نظر نہیں آتا بلکہ نری خشک لکڑیاں نظر آتی ہیں انھیں دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ **پھل دار** درخت ہے۔ لیکن جب ربیع کا موسم شروع ہوتا ہے اور خزاں کا دور ختم ہو جاتا ہے تو پھلدار درختوں کی شان ہی الگ ہوتی ہے ان میں پھل پھول شروع ہو جاتے ہیں جیسے یہ خریف اور ربیع کا دور جسمانی رنگ میں ہے اسی طرح پر روحانی طور پر **دین** میں بھی خریف اور ربیع کے دو سلسلے ہوتے ہیں۔ ایک صدی جب گذر جاتی ہے تو لوگوں میں سستی اور غفلت اور دنیا کی طرف سے لاپروائی شروع ہو جاتی ہے اور ہر قسم کی اخلاقی کمزوریاں اور عملی اور اعتقادی غلطیاں ان میں پیدا ہو جاتی ہیں یہ زمانہ غفلت اور لاپروائی کا خریف کے زمانہ سے مشابہ ہوتا ہے اسکے بعد دوسرا دور شروع ہوتا ہے اور یہ ربیع کا زمانہ ہے یہی وہ زمانہ ہے جس کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ ایک مجدد کو بھیج دیتا ہے جو نئے سر سے دین کو تازہ کرتا ہے

پس یہ **مجدد** کا اور اسلام کا تازہ بتازہ رہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے کیونکہ اسی سے اس مذہب کی زندگی ثابت ہوتی ہے غور کرو کہ جن باغوں کے لئے خریف ہی مولود ربیع میں وہ اپنا کوئی نمونہ نہ دکھائیں اور ان میں تازگی اور شگفتگی پیدا نہ ہو پھر وہ کیا پھینگے۔ آخر وہ تو کاٹ کر جلائے جائینگے یہی حال اس وقت دوسرے مذاہب کا ہو رہا ہے۔ انپر خزاں کا اثر تو ہو چکا مگر ربیع کا دور ان میں نہیں آتا اور خود ان کے ماننے والے تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں وہ **برکات تاثیرات** اور **ثمرات** جو ایک **زندہ مذہب** میں ہونے چاہئیں نہیں ہیں تو پھر ان کی اپنی شہادت کے موجود ہوتے ہوئے کسی اور کی دلیل کی کیا حاجت ہے۔

زندہ مذہب کا مقابلہ

ہندوؤں اور عیسائیوں کے مذہب پر تو خزاں کا تصرف اور دخل ہو چکا ان میں کوئی تاثیرات اور نشانات نہیں ہیں میں **علانیہ** کہتا ہوں کہ ان میں **زندہ مذہب** کے **برکات** نہیں ہیں اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو میں ہر سزا کے لئے جو وہ میرے لئے تجویز کریں طیار ہوں۔ لیکن سچ یہی ہے کہ وہ روحانیت سے خالی ہیں اور

اور بالکل مردہ ہیں انہیں زندگی سے کچھ نہیں بالکل نہیں۔ وہ بے حس و حرکت پڑے ہوئے ہیں اور ان مذاہب کے ماننے والے صرف ایک مردہ کو لئے ہوئے ہیں کیونکہ وہ خدا جس پر کامل یقین اس سے سچا تعلق پیدا کر دیتا ہے اور جس تعلق سے پھر نجات ملتی ہے وہ انکے نزدیک ایک **وہمی ہستی ہے** جس پر کوئی **روشن دلیل** نہیں ہے کیا کوئی ان میں ایسا شخص ہے؟ جو یہ دعوے کرے کہ میں نے خدا تعالیٰ کو خود بولتے سنا ہے؟ اس نے میری دعاؤں کا جواب دیا ہے؟ یا اس نے اپنے فضل سے غیروں میں امتیاز کے لئے کوئی **خارق عادت نشانات** مجھے دئے ہیں؟ جس سے اس میں اور اسکے غیروں میں امتیاز قائم ہو جاوے؟ اگر کوئی ایسا شخص ہے تو اس کا نشان دو اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اس امر کے تسلیم کرنے میں سب طرح سے کلام نہ ہو کہ فی الحقیقت یہ مذہب خزاں کا نشانہ ہو چکے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی ہستی پر جیسی یہ واضح دلیل ہے کہ خود وہ اپنے بندے سے کلام کرے اور نشانات ظاہر ہوں اور کوئی دلیل اسکے مقابلہ میں نہیں آسکتی باقی صرف قیاسات ہیں۔

وید کے رو سے یہ طے شدہ امر ہے کہ اب کوئی نشان ظاہر نہیں ہو سکتا اور خدا تعالیٰ اب کسی سے کلام نہیں کرتا اور خواہ کوئی شخص کتنا ہی اسے پکارے اس کی پکار کا جواب اسے مل ہی نہیں سکتا۔ کبھی ایک بار خدا تعالیٰ نے کلام کیا تھا مگر اب وہ خاموش ہے۔ جب یہ اصول اور عقیدہ ہو تو بتاؤ کہ اس سے صاف ان کو خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین لانے کے لئے کیا تسلی ہو سکتی ہے اور اس سے وہ **یقین** کیونکر پیدا ہو سکتا ہے جس سے انسان [illegible] نجات حاصل کرے

آریوں کے عقیدہ کے موافق خدا کی ہستی پر دلیل نہیں

یہ تو سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لانے کے لئے دلائل کی حاجت ہے اگر مصنوعات اور مخلوقات اس کے وجود پر دلائل ہیں مثلاً یہ کہ چاند سورج بطور نشان کے ہیں تو ان کے عقیدہ کے موافق اللہ تعالیٰ کی ہستی پر دلیل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان کے مذہب کے موافق **ارواح** یعنے جیو خود بخود ہیں اور وہ انادی ہیں خدا تعالیٰ نے ان کو پیدا ہی نہیں کیا جب وہ پیدا شدہ ہی نہیں ہیں تو اپنے پیدا کرنے والے پر دلیل کس طرح ہو سکتے ہیں اسی طرح پر ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ذرات جن کو اجسام کہتے ہیں یہ بھی خود بخود ہیں پرمیشر کا* صرف اتنا کام ہے کہ وہ ان کو جوڑ جاڑ دیتا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ جب وہ عظیم الشان کام خود بخود ہیں تو جوڑنے جاڑنے کے لئے اس کی کیا حاجت ہے وہ بھی خود بخود ہو جائیگا۔ اس لئے آریوں کے عقیدہ کے موافق پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل نہیں۔ اگر ان سے پوچھا جاوے کہ پرمیشر کے وجود پر کیا دلیل ہے؟ تو جواب یہی ہے کہ کوئی نہیں نہایت کار وہ یہ کہیں گے کہ وہ ارواح اور مواد کو جوڑتا جاڑتا ہے سو یہ کچی اور بیہودہ بات ہے کوئی عقلمند انسان اس کو ماننے کے لئے طیار نہیں ہو سکتا۔

اسلام ہستی باری کا کیا ثبوت دیتا ہے؟

برخلاف اس کے **اسلام** یہ سکھاتا ہے کہ کوئی چیز خود بخود نہیں خواہ وہ **ارواح یا اجسام** ہیں سب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ہر چیز کا **مبدء فیض اور سرچشمہ** وہی ہے۔ اس لحاظ سے اسکے مصنوعات پر نظر کر کے ہم اس کو پہچان سکتے ہیں پس یہ دلیل اگر کام دے سکتی ہے اور مفید ہو سکتی ہے تو مسلمانوں کے لئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی معرفت مسلمانوں کو نہیں دی بلکہ اپنی شناخت اور معرفت کے اور بہت سے نشانات ان کو دئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔

لهم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا

اور پھر فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیهم الملٰئکۃ

یعنے جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر اس پر انہوں نے استقامت دکھائی۔ اور کوئی مشکل اور مصیبت انہیں اس اقرار سے پھیر نہیں سکی۔ ان پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ یہ بڑا بھاری طریق ہے خدا کو پہچاننے کا۔ اس سے وہ یقین پیدا ہوتا ہے جو انسان کو **نجات** کا وارث بنا دیتا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کے وجود پر کامل یقین پیدا ہو جاوے تو انسان کی زندگی میں ایک **معجزنما** تبدیلی ہوتی ہے وہ **گناہ آلود** زندگی سے نکل آتا ہے اور پاکیزگی اور طہارت کا جامہ پہن لیتا ہے اور یہی نجات ہے جو اس کو گناہ سے بچا لیتی ہے اسکے ثمرات اور برکات خدا تعالیٰ پر کامل یقین اور توکل پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اور معجزات اور نشانات مشاہدہ کرائے جاتے ہیں۔

اب چونکہ زمین و آسمان پر مدت ہائے دراز گذر گئی ہیں اس لئے ان کا وجود یقین کے لئے کافی نہیں اگر یہ کافی ہوتے تو لوگ دہریہ کیوں بنتے؟۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ دوسرے لوگ **دہریوں** کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر قائل نہیں کر سکتے لیکن ہمارے سامنے لاؤ۔ یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ مان جاویں مگر یہ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ وہ لاجواب ہو جائیں گے۔ وہ طریق جس سے ہم دہریوں اور دوسروں پر حجت قائم کرتے ہیں وہ کیا ہے؟

خدا تعالیٰ کے اقتداری نشان اور اقتداری پیشگوئیاں

اسلام پر یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور رحم ہے کہ ایک سچا مسلمان یہاں تک ترقی کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کو مکالمہ مخاطبہ نصیب ہو جاتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ **تقویٰ** سے نصیب ہوتا ہے جہاں قرآن شریف میں تقویٰ کا ذکر کیا ہے وہاں بتایا ہے کہ ہر ایک علم (اس سے آخری علم مراد ہے زمینی اور دنیوی علم مراد نہیں) کی جڑ تقویٰ ہی ہے اور تمام نیکیوں کی جڑ بھی **تقویٰ** ہے۔ **متقی** کا خدا تعالیٰ خود متکفل ہوتا ہے اور اس کے لئے عجیب و عجیب نشان ظاہر کرتا ہے۔

* **فٹ نوٹ** ۔ غالباً آریوں نے یہ عقیدہ اس لئے تراشا ہوگا کہ ان کے ہاں نجات دائمی تو ملتی ہی نہیں اور انکے عقیدہ کے موافق ہر وقت سزا کے چکر میں ان پڑا ہوا ہے اور حالت سزا میں وہ **مجرم** ہے اس لئے اس قابل نہیں کہ پرمیشور اس سے خطاب کرے یا اس کو شرف حضوری عطا ہو پھر اسکی کسی بات کا جواب کیوں اور اس کی دعاؤں پر توجہ کیوں؟

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آریوں کو پرمیشر کی ضرورت ہی کچھ نہیں اور اب انکے مسلمہ پرمیشر کو نہ کوئی کام ہے ایک ایسی گھڑی کو اس نے کوک لگا دی ہے جو مہاپرلے کے وقت ہی اسے دوسری چابی کی حاجت ہوگی۔ اور اسوقت تک انہیں خاموشی سے بڑے بیٹھے [illegible] معاذ اللہ قطبی ریچھ کی طرح گذارنا ہوگا۔ بشرطیکہ اس وقت تک قویٰ خود مضمحل نہ ہو گئے ہوں۔

نتیجہ [illegible] سچی بات یہی ہے کہ اسلام اب زندہ مذہب ہے جو ہر آن اللہ تعالیٰ کی [illegible] ایمان پیدا کرنے کے سامان انسان کو عطا کرتا ہے۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم (ایڈیٹر)

تقویٰ علوم دینیہ کی کلید ہے

قرآن شریف نے شروع میں ہی فرمایا ہدی للمتقین پس قرآن شریف کے سمجھنے اور اس کے موافق ہدایت پانے کے لئے **تقویٰ ضروری اصل** ہے ایسا ہی دوسری جگہ فرمایا [illegible]

دوسرے علوم میں یہ شرط نہیں۔ ریاضی، ہندسہ، ہیئت وغیرہ میں اس امر کی شرط نہیں کہ سیکھنے والا ضرور **متقی** اور **پرہیزگار** ہو بلکہ خواہ کیسا ہی فاسق و فاجر ہی ہو وہ بھی سیکھ سکتا ہے مگر **علم دین** میں خشک **منطقی** اور **فلسفی** ترقی نہیں کر سکتا اور اس پر وہ حقائق اور معارف نہیں کھل سکتے جس کا دل خراب ہے اور تقویٰ سے حصہ نہیں رکھتا اور پھر کہتا ہے کہ علوم دین اور حقائق اس کی زبان پر جاری ہوتے ہیں وہ جھوٹ بولتا ہے ہرگز ہرگز اسے دین کے حقائق اور معارف سے حصہ نہیں ملتا بلکہ دین کے لطائف اور نکات کے لئے **متقی ہونا** شرط ہے جیسا کہ یہ فارسی شعر ہے ؎

عروس حضرت قرآں نقاب آنگہ بر دارد
کہ دارالملک معنے را کند خالی ز ہر غوغا

جب تک یہ بات پیدا نہ ہو اور دارالملک معنے خالی نہ ہو وہ غوغا کیا ہے؟ یہی فسق و فجور دنیا پسندی ہے۔ ہاں یہ جدا امر ہے کہ چور کی طرح کچھ کہلائے تو کہدے لیکن جو **روح القدس** سے بولتے ہیں وہ بجز تقویٰ کے نہیں بولتے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ

تقویٰ تمام دینی علوم کی کنجی ہے

انسان تقویٰ کے سوا ان کو نہیں سیکھ سکتا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا الم ذالک الکتاب لاریب فیہ ہدی للمتقین یہ کتاب تقویٰ کرنے والوں کو ہدایت کرتی ہے اور وہ کون ہیں الذین یؤمنون بالغیب جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنے ابھی وہ خدا نظر نہیں آتا۔ اور پھر نماز کو کھڑی کرتے ہیں یعنے نماز میں ابھی پورا سرور اور ذوق پیدا نہیں ہوتا تاہم بے لطفی اور بے ذوقی اور وساوس میں ہی نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں اور جو کچھ تجھ پر یا تجھ سے پہلے نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں۔

یہ متقی کے ابتدائی مدارج اور صفات ہیں۔ جیسا کہ میں نے ایک مرتبہ بیان کیا تھا بظاہر یہاں اعتراض ہوتا ہے کہ جب وہ خدا پر ایمان لاتے ہیں نماز پڑھتے ہیں خرچ کرتے ہیں اور ایسا ہی خدا کی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں پھر اس کے سوا انہیں ہدایت کیا ہوگی؟ یہ تو گویا تحصیل حاصل ہوئی؟ ینفقون میں دونو باتیں داخل ہیں یعنے دوسروں کو روٹی یا کپڑا یا مال دیتا ہے۔ اور یا قویٰ خرچ کرتا ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ عبادتیں اور یہ الفاظ اسی حد تک جو بیان کی گئی ہیں انسان کے کمال **سلوک** اور **معرفت تامہ** پر دلالت نہیں کرتے۔

اگر **ہدایت** کا انتہائی نقطہ یؤمنون بالغیب ہی تک ہو تو پھر معرفت کیا ہوئی؟ اس لئے جو شخص قرآن مجید کی ہدایت پر کاربند ہوگا وہ معرفت کے اعلیٰ مقام تک پہنچے گا اور وہ یؤمنون بالغیب سے نکل کر **مشاہدہ** کی حالت تک ترقی کرے گا گویا خدا تعالیٰ کے وجود پر **عین الیقین** کا مقام ملے گا۔

اسی طرح پر نماز کے متعلق ابتدائی حالت تو یہی ہوگی ...... جو یہاں بیان کی کہ وہ نماز کو کھڑی کرتے ہیں یعنے نماز گویا گری پڑتی ہے۔ گرنے سے مراد یہ ہے کہ اس میں ذوق اور لذت نہیں بے ذوقی اور وساوس کا سلسلہ ہے اس لئے اس میں وہ کشش اور جذب نہیں کہ انسان جیسے بھوک پیاس سے بے قرار ہوکر کھانے اور پانی کے لئے دوڑتا ہے اسی طرح پر نماز کے لئے دیوانہ وار دوڑے۔ لیکن جب وہ ہدایت پاتا ہے تو پھر یہ صورت نہیں رہے گی اس میں ایک ذوق پیدا ہو جائیگا وساوس کا سلسلہ ختم ہوکر **اطمینان** اور **سکینت** کا رنگ شروع ہوگا۔

کہتے ہیں کسی شخص کی کوئی چیز گم ہوگئی تو اس نے کہا کہ ذرا ٹھیر جاؤ **نماز** میں یاد آجاویگی یہ نماز کاملوں کی نہیں ہوا کرتی۔ کیونکہ اس میں تو شیطان اُنھیں وسوسہ ڈالتا ہے لیکن جب **کامل** کا درجہ ملیگا تو پھر وقت نماز ہی میں رہیگا اور ہزاروں روپیہ کی تجارت اور مفاد بھی اس میں کوئی ہرج اور روک نہیں ڈال سکتا۔ اسی طرح پر باقی جو کیفیتیں ہیں وہ نرے قال کے رنگ میں ہونگی ان میں **حالی کیفیت** پیدا ہو جائیگی اور غیب سے **شہود** پر پہنچ جاویگا۔ یہ **مراتب نرے سننے ہی کو نہیں** ہیں کہ بطور قصہ تم کو سنا دیا اور تم بھی تھوڑی دیر کے لئے سنکر خوش ہو گئے نہیں یہ ایک **خزانہ** ہے اس کو مت چھوڑو۔ اس کو **نکال لو** یہ تمہارے اپنے ہی گھر میں ہے اور تھوڑی سی محنت اور سعی سے اس کو پا سکتے ہو۔

ایک شخص کے پاس کنواں ہو اور وہ اس کے گھر ہی میں ہو لیکن وہ کیا بدنصیب ہے اگر اسے اس کا علم نہ ہو۔ اسی طرح اس مسلمان [illegible] نصیب ہے جس کو خدا تعالیٰ وعدہ دیتا ہے کہ میں اپنے کلام سے مشرف کرونگا مگر وہ اس کی طرف توجہ نہ کرے۔ یہ خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہے اور **اسلام** سے خاص ہے کسی آریہ سے پوچھو کہ **تم وعدہ ہی دکھاؤ** وہ یہ بھی نہیں دکھا سکتے۔

ماتم زدہ اور **مردہ** وہ مذہب ہے جس کے الہام میں مہر لگ گئی اور ویران اور اُجڑا ہوا وہ باغ ہے جس پر خزاں کا قبضہ ہو چکا لیکن **ربیع** کا اثر نہیں ہو سکتا۔

کیسے افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ انسانی فطرت پر تو مہر نہ لگی اس میں تو **معرفت حقیقی** کی وہی بھوک پیاس موجود ہے لیکن **الہام** پر مہر لگا دی گئی جو معرفت الٰہی کا سرچشمہ تھا

افسوس بھوک میں غذا پھینک دی گئی اور پیاس کی حالت میں پانی لے لیا گیا

ایسا ہی عیسائی مذہب کا حال ہے۔ باوجود ہزاروں ضعف اور غربت کے ایک عاجز انسان کو خدا بنانا اور بات ہے یہ تو نری لاف زنی ہے زبان سے کہدیا لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس کی خدائی مان کر جو فضل تم پر ہوا اور جو معرفت بڑھی ہے اسے بھی تو پیش کرو۔

یہ کیسا میزبان ہے کہ دعوت کرکے بلایا ہے اور بھوک پیاس بھی لگی ہوئی ہے ہاتھ دھلا دیتے ہیں۔

مگر نہ روٹی دیتا ہے اور نہ پانی

اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہی ہے کہ وہ مردہ مذہب ہیں انہیں زندگی کے آثار اور زندگی کی حس و حرکت نہیں وہ خشک ٹہنیاں ہیں ان میں اب پھل پھول نہیں لگ سکتے۔ یہ صرف **اسلام** ہی ہے جو **زندہ مذہب** ہے یہی ہے جس کا ربیع ہمیشہ آتا ہے جبکہ اس کے درخت سرسبز ہوتے ہیں اور شیریں اور لذیذ پھل دیتے ہیں اس کے سوا اور کوئی مذہب یہ خوبی نہیں رکھتا اگر اس میں سے یہ خوبی نکال دی جاوے تو یہ بھی مردہ ہو جاتا مگر نہیں وہ زندہ مذہب ہے اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں اس کی زندگی کا ثبوت دیا ہے چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس نے **اپنے فضل سے اس سلسلہ کو اسی لئے قائم کیا ہے تا وہ اسلام کے زندہ مذہب ہونے پر گواہ ہو اور تا خدا کی معرفت بڑھے** لوا اس پر ایسا

یقین پیدا ہو جو گناہ اور زندگی کو بھسم کر جاتا ہے اور نیکی اور پاکیزگی پھیلاتا ہے

موجودہ حالت زمانہ

یہ زمانہ سخت ابتلا کا زمانہ ہے ہر قسم کے جرائم کا مجموعہ ہے ہر قسم کی ضلالت پورے جوش میں ہے۔ وہ لوگ جو **مسلمان** کہلاتے ہیں ہر قسم کے عیب اور معاصی ان میں پائے جاتے ہیں زانی۔ شرابی۔ قمار باز۔ بددیانت اور خائن ہیں قرضہ دیا جاوے تو دیتے نہیں عہد کرتے ہیں تو توڑتے ہیں۔ دوسروں کے حقوق کو پامال کرنے اور ظلم کرنے میں دلیر ہیں یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں غرض وہ کونسا عیب اور جرم ہے جو نہیں کرتے میں یقیناً کہتا ہوں کہ ان کی وہی حالت ہو رہی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت قریش کی تھی۔ پھر اس قسم کے فسق و فجور کے ساتھ ایک اور خطرناک ابتلا دوسرے مذاہب کا ہے وہ ہر قسم کے لالچ دیکر مرتد کر لیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی لاکھ مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں اب اندرونی طور پر تو مسلمانوں کی یہ حالت ہے جو میں نے ابھی بیان کی ہے اور بیرونی حالت وہ ہے جو عیسائی اور آریہ اور دوسرے مذاہب **اسلام** سے گمراہ کرنے کے لئے اپنی تدبیروں کو کام میں لا رہے ہیں اور اس طرح پر نہ اندرونی حالت کو دیکھ کر آرام آتا ہے اور نہ بیرونی حالت کو دیکھ کر کوئی راحت ہو سکتی ہے۔

پھر جبکہ اس حد تک **اسلام** کی حالت ہو گئی ہے تو کیا خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون بالکل غلط ہو گیا؟ کیا حق نہ تھا کہ اس وقت اس کی حفاظت کی جاتی؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ قوم پورا پورا صدمہ ذلیف کا اٹھا چکی ہے اب ضروری ہے کہ اسے ربیع کا حصہ ملے اور اسلام کے پاک درخت کے پھل پھول نکلیں۔ سکھوں کے عہد میں **اسلام** کو جو صدمہ پہنچا ہے وہ بہت ہی ناگوار ہے۔ مساجد گرا دی گئیں۔ وحشیانہ حالت ایسی تھی کہ بانگ اور نماز تک سے روکا جاتا اور شاید ہی کوئی مسلمان ایسا ہو جسے قرآن آتا ہو اپنی حالت بھی انہوں نے سکھوں کی سی بنا لی تھی کچھ پہن لئے اور موچھیں بڑھا لیں اور السلام علیکم کی جگہ واہگورو جی کی فتح رہ گئی۔ یہ تو وہ حالت تھی جو سکھوں کے عہد میں ہوئی۔ اب جب اس ہوا آئی فسق و فجور میں ترقی کی اور ادھر عیسائیوں نے ہر قسم کے لالچ دیکر انکو عیسائی بنانا چاہا اور ان کا وار خالی نہیں گیا۔ ہر گرجے میں ہر شریف قوم کی لڑکیاں اور لڑکے پاؤ گے جو مرتد ہو کر انہیں مل گئے ہیں۔ وہ کیا دردناک واقعہ ہوتا ہے جب کسی شریف خاندان کی لڑکی کو پھسلا کر لے جاتے ہیں اور پھر وہ بے پردہ ہو کر پھرتی ہے اور ہر قسم کے معاصی سے حصہ لیتی ہے ان حالات کو دیکھ کر ایک معمولی عقل کا آدمی بھی کہہ اٹھے گا کہ یہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ **خدا تعالیٰ کی طرف سے** وارث آوے۔ ان لوگوں کا تو ہم منہ بند نہیں کر سکتے جو کہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کا کچھ نہیں بگڑا۔ ایسے لوگوں کے نزدیک تو اگر سب کے سب دہریہ ہو جائیں تب بھی کچھ نہیں بگڑے گا۔ لیکن سچی بات یہی ہے کہ اس وقت

اسلام خدا کی مدد کا سخت محتاج ہے

مجدد زمانہ حاضر کا میں ہوں

اور یہ کیسی خوشی کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسے وقت میں اسلام کو بے مدد نہیں چھوڑا اس نے اپنے قانون کے موافق **مجھے بھیجا ہے تا میں اسے زندہ کروں** مگر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ باوجودیکہ زمانہ کی حالت **مجدد** کی داعی تھی اور ان مولویوں سے پوچھو وہ اقرار کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدد آئیگا لیکن جب ان سے پوچھا جاوے کہ اب بتاؤ اس صدی کا مجدد کون ہے؟ تو جواب نہیں دیتے حالانکہ ۲۴ سال صدی میں سے گذر گئے۔ اور جب میں پیش کرتا ہوں کہ **خدا نے مجھے اس صدی کا مجدد کر کے بھیجا ہے** تو انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ **دجال آیا**۔ اور ابھی کہتے ہیں کہ ایک نہیں بلکہ تیس دجال آنے والے ہیں۔

افسوس! باوجود اس سرگردانی کے کیا تمہارے حصہ میں دجال ہی آیا ہے۔ کیا کہیں یہ بھی لکھا ہے کہ پہلے مجدد آئینگے مگر **چودھویں صدی** پر جو سب سے زیادہ فتنوں کی صدی ہے دجال آئیگا؟ موجودہ حالت تو کھول کھول کر پکار رہی ہے کہ اصلاح کی ضرورت ہے مگر یہ ابھی اور فساد چاہتے ہیں یہ پکی بات ہے کہ جب زمین پر معصیت اور پاپ پھیل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ **اصلاح** کے لئے کسی کو بھیجتا ہے اور اب وہ حالت ہو چکی تھی اس لئے اب بھی **اسی نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے**۔

حالت زمانہ کے بعد وہ نشانات ہیں جو اس سلسلہ کی سچائی کے لئے ظاہر ہوئے اور ان نشانات سے وہ نشانات مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرار کئے تھے۔ اور قبل از وقت بتا دئے تھے منجملہ انکے ایک کسوف خسوف کا نشان ہے۔ مولوی جب تک یہ نشان پورا نہیں ہوا تھا رو رو کر اسی حدیث کو پڑھا کرتے تھے مولوی محمد لکھوکے والے نے اپنی کتاب احوال الآخرت میں اس نشان کو بڑے زور شور سے بیان کیا ہے کہ **مہدی** کے زمانہ میں رمضان کے مہینے میں کسوف اور خسوف ہوگا۔ **دار قطنی** کھول کر دیکھ لو کہ کیا یہ حدیث اس میں موجود ہے یا نہیں؟ لیکن جب یہ نشان پورا ہوا۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ دو مرتبہ ایک مرتبہ اس ملک میں ہوا۔ دوسری مرتبہ امریکہ میں ہوا۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ تا دو مرتبہ حجت پوری ہو جاوے اور اس ملک میں اس لئے کہ چونکہ وہ ملک عیسائی مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں انپر بھی اتمام حجت ہو۔ اب بتاؤ کہ علاوہ اور بے شمار نشانات کے یہ زبردست نشان ظاہر ہوا اور اس کو پورا ہوئے بھی دس گیارہ سال گذر گئے۔ اگر حقیقی مدعی موجود نہ تھا تو پھر یہ نشان کس لئے ظاہر ہوا؟ نشان پورا ہو چکا مگر تم ابھی تک **حقیقی دعویدار** کو دجال اور واجب القتل کہے جاتے ہو؟ میرے ایک دوست نے بیان کیا کہ جب یہ نشان پورا ہوا تو ایک مولوی غلام مرتضیٰ نام نے خسوف قمر کے وقت اپنی رانوں پر ہاتھ مار مار (جیسے کوئی سیاپا کرتا ہے ایڈیٹر) کہا کہ اب دنیا گمراہ ہو گی۔ خیال تو کرو کیا وہ خدا تعالیٰ سے بڑھکر دنیا کا خیر خواہ تھا اس نے کیسی غلطی کھائی۔ اگر انصاف اور خدا ترسی ہوتی تو میرے معاملہ میں اسکے بعد خاموش ہو جاتے مگر نہیں اور بھی دلیر ہوئے۔ یہ کسوف خسوف کا نشان حدیث ہی میں بیان نہیں ہوا بلکہ قرآن مجید نے بھی اس کو بیان کیا ہے۔

پھر **قرآن** شریف میں ایک اور نشان بتایا گیا تھا کہ اس زمانہ میں **طاعون** کثرت سے پھیلیگا احادیث میں بھی یہ پیشگوئی تھی قرآن مجید میں لکھا تھا

ان من قریۃ الا نحن مہلکوھا او معذبوھا من قبل یوم القیامۃ

اور دوسری جگہ صاف طور پر بتایا گیا تھا کہ وہ ایک زمینی کیڑا ہوگا (دابۃ الارض)۔ آخری زمانہ میں بہت سے لوگ اس سے مرینگے۔ اب کوئی بتلائے کہ کیا اس نشان کے پورا ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی رہ گیا ہے؟

پھر اس آخری زمانے کے نشانات میں بتایا گیا تھا کہ نہریں نکالی جاوینگی اور نئی آبادیاں ہونگی۔ پہاڑ چیرے جاوینگے۔ کتابوں اور اخباروں کی اشاعت ہوگی اور یہ بھی لکھا تھا واذا العشار عطلت یعنی ایک ایسی نئی سواری نکلے گی جس کی وجہ سے اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور ایسا ہی حدیث میں بھی فرمایا گیا تھا۔

لیترکن القلاص فلا یسعی علیہا

اب دیکھ لو کہ **ریل** کے اجراء سے یہ پیشگوئی کیسی صاف صاف پوری ہو گئی اور عنقریب جب مکہ تک ریل آئے گی تو اور بھی اس کا نظارہ قابل دید ہوگا جب وہاں کے اونٹ بیکار ہو جائینگے۔ مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ انہوں نے

میں سچ کہتا ہوں کہ اونھوں نے خدا تعالے کے بہت سے نشانات دیکھے ہیں اور وہ گواہ ہیں لیکن قوم اور برادری کے ڈر سے خاموش ہیں وہ کیوں اس شہادت کو ظاہر نہیں کرتے؟ یہ سچائی کا خون کرنا ہے وہ عنقریب جان لینگے کہ انکا انجام کیا ہے؟ وہ قسم کہا کر بتائیں کہ کیا یہ رجوع لوگوں کا تہا؟ کیا اسی طرح فتوحات آتی تہیں۔ اسی طرح پر خطوط آتے تہے؟ تم نے یہ عبارتیں پڑہی تہیں؟ اگر یہ سچ ہے اور تمہارے سامنے قبل از وقت ایسی حالت میں کہ کوئی مجہے جانتا بہی نہ تہا خدا تعالیٰ سے وحی پاکر میں نے خبر دی تہی اور وہ پوری ہوئی تو پہر بتاؤ کہ کیا یہ انسان کا اپنا کام ہے کہ اسطرح پر قبل از وقت خبر دے اور ایک زمانہ دراز کے بعد وہ پوری ہو جاوے؟ ایک آدمی جو گمنامی کی حالت میں ہے اسکو اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ تیرے لئے ایک زمانہ آتا ہے کہ تو عالم میں مشہور ہو جائیگا۔

فحان ان تعان و تعرف بین الناس

ایک زمانہ آئیگا کہ تیری مدد کیجائیگی اور تو لوگوں میں شناخت کیا جائیگا کیا یہ انسانی کام اور منصوبہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے کہ پہلے ایک واقعہ کی خبر دیتا ہے کیونکہ علم غیب اسی کو ہے اور یہ اسی کا خاصہ ہے اور وہ اپنے مرسلین پر ایسے ظاہر کرتا ہے۔

جب یہ بات ہے تو پہر سوچو مر کر خدا تعالے کے سامنے جانا ہے اسکا کیا جواب ہے؟ کہ باوجودیکہ تم نے اپنی آنکھوں سے ان نشانات کو دیکھا اور تم ان کے گواہ ٹہرے اور سننے سنانے کے گواہ نہیں بلکہ رویت کے گواہ اور وہ بہی ایسے کہ دنیا بہر میں جواب نہ رکہیں یاد رکھو **خدا کی حجت تم پر قائم ہے** میں سچ کہتا ہوں **سب سے زیادہ حجت تم پر قائم ہے** اگرچہ ساری دنیا پر حجت ہے مگر تم پر سب سے زیادہ ہے پہر اوجود اسوقت نہ ہونے کی پرپہ تہا میں ایک شخص وحید تہا۔ پہر جیسے کہ خدا تعالے نے وعدہ کیا تہا اور جسکا تہیر علم دیا گیا تہا اسی طرح پیدا ہونا آسان بات نہیں ہے۔ دیکہو یہ کیسا بزرگ نشان ہے ایسا نشان ہے جو ہر روز تازہ بتازہ پورا ہو رہا ہے۔

یہ یاد رکہو کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتا۔ وہ رحیم کریم خدا ہے لیکن جب انسان شوخی کرتا ہے تو ایسے ڈرنا چاہیئے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ ابہی قادیان میں طاعون نہیں ہوا تہا تو میں نے شائع کر دیا تہا انی حافظ کل من فی الدار پہر کیا وجہ ہے کہ ہندوں کے تو گہر خالی ہو جاویں اور میرے گہر کا چوہا بہی نہ مرے۔ میں پہر کہول کر کہتا ہوں کہ یہ اور اس قسم کے بہت سے نشانات ہیں جو ہندوؤں نے دیکہے ہیں جو اگرچہ سب دنیا پر حجت ہیں لیکن انپر **سب سے زیادہ حجت ہے** وہ مجہے اور میری جماعت کو طرح طرح کی اذیتیں دینے اور دینے کے ارادوں میں رہتے ہیں مگر وہ یاد رکہیں کہ **خدا ہے اور ضرور ہے** اور وہ بیباک اور شوخ کو سزا دیئے بغیر نہیں چہوڑتا۔

آخر کار میں اپنی جماعت کو **نصیحت** کرتا ہوں کہ تم دشمن کے مقابلہ پر صبر اختیار کرو۔ تم گالیاں سنکر چپ رہو گالی سے کیا نقصان ہوتا ہے گالی دینے والے کے اخلاق کا پتہ لگتا ہے میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر تم کو کوئی زد و کوب بہی کرے تب بہی صبر سے کام لو یہ یاد رکہو اگر خدا کی طرف سے ان لوگوں کے دل سخت نہ ہوتے تو وہ کیوں ایسا کرتے یہ خدا کا فضل ہے کہ ہماری **جماعت امن جو ہے** اگر وہ ہنگامہ پرداز ہوتی تو بات بات پر لڑائی ہوتی اور پہر اگر ایسے لڑنے والے ہوتے اور انمیں صبر برداشت نہ ہوتی تو پہر انمیں اور انکے غیروں میں کیا **امتیاز** ہوتا۔

ہمارا مذہب یہی ہے کہ ہم بدی کرنے والے سے نیکی کرتے ہیں یہی گہر جو سامنے موجود ہے اس کے متعلق میرے لڑکے مرزا سلطان احمد نے مقدمہ کیا تہا۔ باوجودیکہ میرے لڑکے نے مقدمہ کیا تہا اور یہ سخت ایذا دینے والے دشمن تہے مگر مینے کہا کہ میں اظہار نہیں دونگا۔ کیا اسوقت مینے سلطان احمد کی رعایت کی تہی یا انکی؟ اور انکی دشمنیوں کا خیال رکہا یا انکے ساتھ نیکی کی۔ یہ ایک ہی بات نہیں جب جب انکو میری مدد کی ضرورت ہوئی میں نے انکو مدد دی ہے اور دیتا رہتا ہوں جب انکو مصیبت آئی یا کوئی بیمار ہوا تو میں نے کبہی سلوک اور دوا دینے سے دریغ نہیں کیا۔ ایسی حالت میں کہ ہم انسے سلوک کرتے ہیں اور انکی سختیوں پر صبر کرتے ہیں تم انکے بدسلوکیوں کو خدا پر چہوڑ دو وہ خوب جانتا ہے اور اچہا بدلہ دینے والا ہے میں تمہیں بار بار کہتا ہوں کہ ان سے نرمی کرو اور خدا سے دعا کرو۔ مگر یہ بہی یاد رکہو کہ دعائیں منظور نہ ہونگی جب تک تم **متقی** نہ ہو اور تقوی اختیار کرو۔

تقوی کی دو قسم ہیں ایک **علم** کے متعلق دوسرا **عمل** کے متعلق **علم** کے متعلق تو مینے بیان کر دیا کہ علوم دین نہیں آتے اور **حقائق** و معارف نہیں کہلتے جب تک متقی نہ ہو۔ اور **عمل** کے متعلق یہ ہے کہ نماز۔ روزہ اور دوسرے عبادات اسوقت تک ناقص رہتے ہیں جب تک متقی نہ ہو۔

اس بات کو بہی خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے **دو حکم** اول یہ کہ اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ نہ اسکی ذات میں نہ صفات میں نہ عبادات میں اور دوسرے نوع انسان سے ہمدردی کرو۔ اور احسان سے یہ مراد نہیں کہ اپنے بہائیوں اور رشتہ داروں ہی سے کرو بلکہ کوئی ہو آدم زاد ہو اور خدا کی مخلوق میں کوئی بہی ہو مت خیال کرو کہ وہ **ہندو ہے یا عیسائی** میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا انصاف اپنے ہاتھ میں لیا ہے وہ نہیں چاہتا کہ تم خود کرو۔ جسقدر نرمی تم اختیار کرو گے اور جسقدر فروتنی اور تواضع کرو گے اللہ تعالے اسیقدر تم سے خوش ہوگا۔ اپنے دشمنوں کو تم خدا کے حوالہ کرو۔ قیامت نزدیک ہے۔ تمہیں ان تکلیفوں سے جو دشمن تمہیں دیتے ہیں گہبرانا نہیں چاہیئے۔ میں دیکہتا ہوں کہ ابہی تمکو انسے بہت دکہ اٹہانا پڑیگا۔ کیونکہ جو لوگ دائرہ تہذیب سے باہر ہو جاتے ہیں انکی زبان ایسی چلتی ہے جیسے کوئی پل ٹوٹ جاوے تو ایک سیلاب پہوٹ نکلتا ہے۔ پس دیندار کو چاہیئے کہ اپنی بات کو سنبہال کر رکہے۔

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان کسی کا مقابلہ کرتا ہے تو اسے کچہ نہ کچہ کہنا ہی پڑتا ہے جیسے مقدمات میں ہوتا ہے اسلئے آرام اسی میں ہے کہ تم ایسے لوگوں کا مقابلہ ہی نہ کرو سد باب کا طریق رکہو اور کسی سے جہگڑا مت کرو زبان بند رکہو گالیاں دینے والے کے پاس سے چپکے گذر جاؤ گویا سنا ہی نہیں اور ان لوگوں کی راہ اختیار کرو جنکے لئے قرآن شریف نے فرمایا ہے

واذا مروا باللغو مروا کراما

اگر یہ باتیں اختیار کر لو گے تو یقیناً یقیناً اللہ تعالیٰ کے سچے **مخلص** بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی رپورٹ کی حاجت نہیں وہ خود دیکہتا ہے اور سنتا ہے۔ اگر تم تین ہو تو چوتہا خدا ہوتا ہے اسلئے خدا کو اپنا نمونہ دکہاؤ۔

اگر تمہارے نفسانی جوش اور بدزبانیاں ایسی ہی ہیں جیسے تمہارے دشمنوں کی ہیں پہر تم ہی بتاؤ کہ تم میں اور تمہارے غیروں میں کیا **فرق اور امتیاز** ہوا؟ تمہیں تو چاہیئے کہ ایسا نمونہ دکہاؤ کہ جو مخالف خود شرمندہ ہو جاوے۔ بڑا ہی عقلمند اور حکیم وہ ہے جو نیکی سے دشمن کو شرمندہ کرتا ہے۔

ہمیں اللہ تعالے نے یہی فرمایا ہے کہ **نرمی اور رفق** سے معاملہ کرو اپنی ساری مصیبتیں اور بلائیں خدا تعالیٰ پر چہوڑ دو۔ یقیناً سمجہو اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ شخص کے شرارت پر صبر کرتا رہا اور خدا پر اسے چہوڑتا ہے تو خدا اسے ضائع نہیں کریگا (۲)

خطبہ مشرح

[جس کا خلاصہ بروز جمعہ تاریخ ۱۱ جنوری ۱۹۰۷ء کو مسجد مبارک میں حضرت مولوی محمد احسن فاضل امروہی نے پڑھا۔ بعد خطبہ مسنونہ کے آیت ذیل پڑھی]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ وقال رجل مومن من ال فرعون یکتم ایمانہ اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب ۔

یہ آیت پارہ ۲۴ سورہ مومن میں ہے اللہ تعالےٰ کو اس مومن آل فرعون کا استدلال مندرجہ آیت جو حقیت نبوت حضرت موسیٰ پر اُس نے کیا ہے ایسا پسند آیا کہ اُس کو اس سورہ میں معہ دیگر اُس کی نصائح اور پند کے درج کیا ہے اور سورہ کا نام بھی سورہ مومن رکھا گیا جو قیامت تک یہ استدلال اُس کا تلاوت کیا جاویگا اور فی الحقیقت یہ استدلال ایک ایسا عظیم الشان استدلال ہے کہ مخالف اگرچہ عزیز جیسا ہی کیوں نہ ہو اس میں کسی طرح کا نقض یا معارضہ نہیں کر سکتا اور خود فرعون بھی اس دلیل کا کچھ بھی معارضہ نہیں کر سکا اور اُسکو اسکے جواب میں یہی کہنا پڑا کہ میری جو رائے موسیٰ کے قتل کے باب میں ہے وہی صواب ہے اور کوئی دلیل اس اپنے دعوے پر فرعون قائم نہیں کر سکا قال فرعون ما اریکم الا ما اریٰ یعنے فرعون نے اُس کی دلیل کا یہ جواب دیا کہ جو میری رائے موسیٰ کے قتل کے بارہ میں ہے وہی میں تمکو سمجھاتا ہوں اور یہی سیدھی اور درست راہ ہے پس جبکہ یہ ایسی دلیل ہے تو ہم کو خوب تدبر کر کر یاد کر لینی چاہیئے کیونکہ اگر تدبر نہ کیا جاوے تو بظاہر اس دلیل میں ایک شبہ بھی پیدا ہوتا ہے جس کا ازالہ و بیان ہم آگے کرینگے اول واسطے زیادتی بصیرت کے بینات کو سمجھ لینا چاہیئے واضح ہو کہ بینات جمع بینہ کی ہے اور بینہ ایسی روشن حجت کو کہتے ہیں جس میں کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہ رہے مامور من اللہ کو جو یہ بینات اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہوتے ہیں اُنکی تین قسمیں ہو سکتی ہیں اول قسم وہ بینات ہیں جو کسی دعوے پر نقلی دلائل ایسی قطعی ہوں جو عقلی دلائل سے بھی موید ہوں پس جبکہ ادلہ نقلیہ اور عقلیہ کا باہم تظاہر ہو جائے تو اسکے تسلیم کرنے میں کونسی حالت منتظرہ باقی رہ سکتی ہے اس لئے اُسکو بینہ یعنے روشن حجت کہا جاتا ہے ۔

دوسری قسم ان بینات کی وہ پیشین گوئیاں ہیں جو انبیاء ماضیین نے کسی مامور من اللہ کی نسبت پہلی کتابوں میں بیان فرمائی ہوں اور وہ پیشین گوئیاں اُس مامور کے حق میں مطابق آگئی ہوں چونکہ واقعات کا کوئی اہل عقل انکار نہیں کر سکتا لہٰذا جبکہ اُن واقعات کا اُن پیشین گوئیوں کے ساتھ تطابق ہو گیا ہو تو اندریں صورت بھی انکار کرنے کا کوئی موقعہ باقی نہیں رہ سکتا کیونکہ وہ پیشین گوئیاں جو پہلی کتابوں میں انبیا کی طرف سے لکھی گئی تھیں اُن کا منجانب اللہ ہونا ضروری ہے کیونکہ آئندہ زمانوں کے واقعات کی خبر دینا قطعاً جزماً انسانی طاقت سے باہر ہے فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کا یہی مطلب ہے پس تطابق واقعات کا اُن پیشگوئیوں کے ساتھ بالضرور حجت روشن ہے اور اسکو بینہ کہتے ہیں ۔

تیسری قسم بینات کی وہ خوارق عادات اور معجزات ہیں جو خود اُس مدعی مامور من اللہ کے ہاتھ پر صادر ہوں جن کا مقابلہ اُس کے مخالفین نہ کر سکیں ۔ یہ معجزات بھی بینات ہی ہیں کیونکہ تمام شرائع میں خصوصاً شریعت اسلام میں یہ امر ایک ثابت شدہ صداقت ہے کہ مفتری کے ہاتھ پر نہ معجزات اور خوارق عادات صادر ہو سکتے ہیں اور نہ اُس کے لئے تائید الٰہی اور اپنی مرادات میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے پس ان خوارق عادات یا الہامات کو جو پورے ہوتے ہوئے دیکھ لیا جاوے تو ان خوارق کو بھی بینات کہتے ہیں جس مامور من اللہ میں یہ تینوں قسم کے بینات جمع ہو جاویں تو پھر وہ مدعی مامور من اللہ خود مجسم بینہ ہو جاتا ہے جیسا کہ ہمارے حضرت رسول مقبول صلعم یا اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود ہیں اور یہ بھی واضح ہو کہ جو مکذب باوجود مشاہدہ کرنے ان بینات کے بھی اُس مامور من اللہ کو تسلیم نہ کرے تو وہ ایک حیثیت سے مشرک ہے اور یہ تکذیب اُس کی شرک میں داخل ہے کیونکہ جبکہ یہ امر ثابت شدہ صداقت ہے کہ معجزہ فعل الٰہی ہوتا ہے نہ فعل عبد کا تو جو شخص باوجود ان بینات کے نہیں مانتا تو یہ تکذیب اُس کی منجر اس امر کی طرف ہو جاتی ہے کہ ان بینات کا صادر کرنے والا کوئی دوسرا غالب خدا ہوگا ورنہ کونسی وجہ ہے کہ ایک مفتری علی اللہ کے ہاتھ پر بینات صادر ہوتے چلے جاویں جو فعل الٰہی کہلاویں تو گویا مکذب کے نزدیک کوئی دوسرا خدا غالب ہے جو مدعی کاذب کے ہاتھ پر معجزات صادر کراتا ہے ونعوذ باللہ منہ وہ اللہ تبارک و تعالےٰ جس کے صفات حمیدہ قرآن مجید میں مذکور ہیں اُس نے تو قطعی طور پر فرما دیا ہے کہ میں مفتری علی اللہ کو کامیاب نہیں کروں گا بلکہ اُس کو خائب اور خاسر کرونگا اب جو مفتری علی اللہ کامیاب ہوتا جاوے اور بینات بھی اُس کے ہاتھ پر صادر ہوتے رہیں تو مکذب کے نزدیک کوئی دوسرا خدا غالب ہے جو اُسکے ہاتھ پر بینات صادر کرا رہا ہے پس ایسا مکذب علاوہ ارتکاب کفر و انکار کے مرتکب شرک کا بھی ہے اب ہم کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم اور مسیح محمدی میں بلحاظ ان تینوں قسم کے بینات کے فرق یہ ہے کہ پہلے مسیح میں ہم دوسری قسم کے بینات موجود نہیں پاتے اور مسیح محمدی میں تینوں قسم کے بینات موجود ہیں مختصر بیان اُس کا یہ ہے کہ پہلے مسیح ابن مریم کے لئے کتب موسیٰ میں کوئی پیشین گوئی موجود نہیں عیسائی جو بعض پیشین گوئیوں کو حضرت ابن مریم پر لگاتے ہیں وہ اُن پر صادق نہیں آتیں مثلاً سفر استثنا فصل ۱۸ کی پیشین گوئی جو حضرت مسیح بن مریم کے لئے اپنے زعم میں ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ کسی طرح سے اُن پر صادق نہیں آسکتی جیسا کہ ہم نے ریویو جلد ۵ میں دلیل حقیت اسلام نمبر اول میں مشرحاً لکھدیا ہے علاوہ اسپر یہ کہ مسیح ابن مریم خود اُس پیشین گوئی کو اپنے حق میں ہونے کے نفی کرتی ہیں دیکھو فصل ۱۲ یوحنا کے درس ۴۸ کو نیز پولوس بھی اس امر کا انکار کرتا ہے چنانچہ نامہ عبرانیوں فصل ۷ میں پولوس کہتا ہے کہ ظاہر ہے ہمارا خداوند یہود اُسے نکلا اور اس فرقہ کے حق میں موسیٰ نے کہانت کی بابت کچھ نہ کہا ۔ اب ہم عہد عتیق کی آخری کتاب یعنے ملاکی نبی کی آخری باب سے یہ دعوے یعنے ابن مریم کی پیشین گوئی پہلے میں موجود نہ ہونا ثابت کرنا چاہتے ہیں خوب غور کرو (۵) دیکھو

خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے بیشتر ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔ اس درس کو جو در بارہ مسیح ابن مریم قرار دیا گیا ہے اس کا ثبوت بحق ابن مریم بہت مشکل ہے کیونکہ اگر وہ دن بزرگ اور ہولناک ایام ابن مریم کے قرار دئے جاویں تو ماننا ہے کہ اُن ایام میں کوئی بزرگی اور ہولناکی واقع ہوئی جبکہ خود مسیح فرماتے ہیں۔ وہ جو مجھے رد کرتا ہے اور میری باتوں کو قبول نہیں کرتا اُس کے لئے ایک ہے حکم کرنے والا یعنے کلام جو میں نے کہا ہے وہی اُس کو پچھلے دن گنہگار ٹھہرائیگا یوحنا ۱۲ باب ۴۸۔ اس درس کے حاشیہ میں استثنا ۱۸ باب ۱۹ کا حوالہ بھی دیا گیا ہے جو بحق خاتم النبیین ہے جیسا کہ ہم نے نمبر ۱ اول حقیقت اسلام میں بیان کیا ہے پس جبکہ خود مسیح ابن مریم مقدس ۱۹ باب ۱۸ استثنا کو بحق حضرت خاتم النبیین جو پچھلے دن میں تکلم کرنے والا ہے قرار دیتے ہیں تو پھر ہم اس بزرگ دن کو جو ملاکی نبی کی کتاب میں ہے یہی پچھلا دن جو یوم بعث ہے قرار ابن مریم کے بحق خاتم النبیین ہی کیوں نہ قرار دیویں پس ثابت ہوا کہ پیشین گوئی جو ملاکی نبی کی کتاب کے چوتھے باب میں ہے مسیح ابن مریم کے حق میں ثابت ہونی بہت دشوار ہے اور پھر باب تین اعمال حواریوں سے بتصریح بطور بیّن ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ پیشین گوئی سفر استثنا باب ۱۸ بحق مسیح ابن مریم ثابت نہیں ہو سکتی ہے اور نہ ملاکی نبی کی کتاب کی پیشین گوئی بحق مسیح ابن مریم ثابت ہو سکتی۔ پس چونکہ ملاکی نبی کی کتاب آخری کتاب ہے تو جبکہ اس کی پیشین گوئی کا یہ حال ہے تو پھر پہلی کتابوں کو اسی پر قیاس کر لو سہ قیاس کن ز گلستان من بہار مرا۔ ہاں ہم مسیح ابن مریم کو نبی برحق مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق بالضرور مانتے ہیں مگر بطور مقدمۃ الجیش کے آنحضرت صلعم کے لئے مبشر ہو کر آئی سے مسیح از مقدم امر مژدہ گوئی۔ کلیم از شغل او شعلہ جوئی۔ اور عیسائیوں پر یہ ایک بڑا احسان قرآن مجید کا ہے کہ مسیح ابن مریم کو بھی اُس نے برحق ثابت کیا ورنہ صرف انجیل سے تو اُن کی نبوۃ کی نسبت بھی بحث اشتباہ پیش آتی ہیں اور یہود کو بھی وجہ بحث اشتباہ پیش آئی مثلاً اُن کے اعتقاد میں تھا کہ مسیح نسل داؤد سے ہے تو اس اعتقاد کی نسبت یہ عکس القضیہ واقع ہوا کہ مسیح ابن مریم کے باپ بھی ندارد ہیں جس سے ثبوت نسب کا داؤد سے ہونا دشوار ہوا۔

دوسرا اعتقاد اُن کا یہ تھا کہ الیاس نبی مسیح سے پہلے آویگا اُس کا یہ حال کہ خود الیاس اب تک نہیں آئے بلکہ اُن کا مثیل آیا۔۔۔

الحاصل مومن آل فرعون نے فرعون کی رائے کے معارضہ میں یہ استدلال متدرجہ آیت بیان کیا ہے جو اپنے ایمان کو اولاً بر علت مصلحت پوشیدہ رکھتا تھا اس مومن آل فرعون کو تفاسیر کبیر وغیرہ میں لکھا ہے کہ فرعون کا بھتیجا تھا اور نیز ولی عہد بھی تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُس کو بلفظ رجل منونین تعظیم کے ساتھ تعبیر فرمایا کیونکہ تنوین اس میں تعظیم کے لئے ہے جس کا ترجمہ ایک بڑا مرد ہے یہ کتمان ایمان اُس کا ایک مصلحت دینی پر بھی مبنی تھا اور وہ مصلحت یہ تھی کہ درصورت کتمان کے میری نصیحت اور جو استدلال اثبات حقیقت نبوت موسیٰ پر کروں گا اُس کا اثر فرعون اور فرعونیوں پر زیادہ تر ہوگا اور آل فرعون میری طرف کسی طرح وہم و گمان جانب داری موسیٰ کا نہ کرینگی ولنعم ما قیل سہ خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں ہیہ اننا ظرین بڑی عبرت کا مقام ہے کہ قارون تو حضرت موسیٰ کی خاص قوم میں سے ایک رشتہ دار قریب تھا جو حضرت موسیٰ سے مرتد ہو کر تباہ و غارت ہوا اور یہ مومن خاص خاندان فرعون سے تھا جس کا ایمان ایسا کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پسند فرما کر قرآن مجید میں اُس کا ذکر فرمایا ولنعم ما قیل سہ حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از شام۔ ز خاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی است الحاصل وہ مومن کہتا ہے کہ تم ایسے آدمی کو کیوں قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب وہی اللہ ہے جو تمام آسمانوں اور زمینوں اور ما فیہما کا رب ہے اور ایسے معجزات اور بینات اُسے تمہارے رب کی طرف سے لایا ہے جن کا معارضہ تم سے نہیں ہو سکا پس اس سے ثابت ہے کہ اسی کے رب نے اُس کے دعوے کی تصدیق ان بینات سے کر دی ہے ورنہ بینات کے ساتھ اُس کی تائید کیوں کی جاتی اس بیان سے وہ شبہ بھی زائل ہو گیا جو بظاہر وارد ہوتا تھا وہ شبہ یہ ہے کہ اس استدلال سے ہر ایک زندیق اور ملحد کی تصدیق کی جا سکتی ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو وبال اُس کے کذب کا اُسی پر پڑے گا اور اگر سچا ہے تو بعض وہ امور انذاریہ جن کا وعدہ کرتا ہے مخالفین کو پہنچ رہینگے لیکن ہم کو اُس کے ماننے میں کوئی ہرج نہیں ہو سکتا ازالہ اس شبہ کا یہی ہے کہ درصورت کاذب ہونے مدعی کے اُس کے ہاتھ پر بینات ہرگز ہرگز صادر نہیں ہو سکتی اور یہ جملہ شرطیہ کہ ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ جو فرمایا گیا ہے وہ بطور فرض محال کے ہے جیسا کہ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین اور یہ شق جو اُس مومن آل فرعون نے بیان کی ہے وہ صرف اتماماً للحجۃ مخالف کے رعایت کر کر ذکر کی ہے تا کہ مخالف کو کسی طرح کی گنجائش کلام کرنے کی باقی نہ رہے ورنہ یہ امر تو شرعاً ممکن ہی نہیں کہ کوئی مدعی جو مفتری علی اللہ بھی ہو لیکن اللہ تعالیٰ اُس مفتری کی تائیدات بینات سے فرماتا رہے حاشا وکلا بلکہ ایسی تکذیب کی صورت میں تو مکذب کا شرک لازم آتا ہے جیسا کہ پہلے ہم بیان کر چکے اور یہ جو فرمایا گیا کہ بعض وعیدات تو بالضرور پورے ہو کر رہینگے اور کل وعیدات کو نہ فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ وعید میں عفو بھی جائز ہے لیکن بعض وعیدوں کا وقوع ضرور ہے اور اگر بعض وعید بھی درصورت مدعی کے صادق ہونے کے واقع نہ ہوویں تو پھر تو اُس کی رسالت ہی لغو ہو جاوے گی پس اُس کو رسول کر کر کیوں مبعوث فرمایا یہ قضیہ جزئیہ کہ بعض وعید اس کے مخالف کے حق میں پورے ہو جاوینگے درصورت صدق ہر ایک مخالف کو واجب التسلیم ہے اور برعایت مخالف کے ہے یہ قطعیہ جزئیہ بیان کیا گیا ہے تا کہ کسی طرح گنجائش گفتگو کی مخالف کے لئے باقی نہ رہے غرضکہ ایسے مدعی کی تصدیق میں مصدق کا کوئی ہرج نہیں ہے کیا اللہ تعالیٰ جو رحمٰن و رحیم ہے اور جس نے اسی آیت کے آگے فرمایا ہے وما اللہ یرید ظلماً للعباد یعنے اللہ تعالیٰ ظلم کا ارادہ تک نہیں کرتا چہ جائیکہ ظلم کرے وہ رحمٰن رحیم اس ہمارے عذر کو کیا قبول نہ فرماویگا کہ اس مدعی کی تصدیق تو خود تو نے ہی کر دی تھی۔ اس لئے ہم تیری بندہ معذور تھی کیونکہ تو نے ہی اس مدعی کی تصدیق کامل طور پر فرما دی تھی کہ بینات اس کے ہاتھ پر صادر تیری طرف سے ہوتے تھے پھر ہمارا کیا قصور ہے جبکہ تو نے تصدیق کر دی ہم کیونکر اُس کی تصدیق نہ کرتے غرضکہ ایسے مدعی کی تصدیق میں جس کے ہاتھ پر بینات صادر ہوں مصدق کا

کوئی ہرج دینی یا دنیوی نہیں ہو سکتا ہے اور سلامتی اُس کی تصدیق ہی میں ہے اور سراسر خوف اُس کی تکذیب میں ہے فدفع الشبہۃ چونکہ آں حضرت صلعم کی نسبت بینات کا صدور کالشمس فی نصف النہار ثابت ہے اس لئے اُن کا بیان کرنا اس مختصر مضمون میں ہم ملتوی کرتے ہیں ہاں بطور اختصار و اجمال کے مسیح موعود کے ہاتھ پر جو بینات صادر ہوتے ہیں مجملاً اُن کا پتا بتائے دیتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کے ثبوت میں آنحضرت صلعم کی بھی حقیقت نبوت ثابت ہو جاوے گی۔ واضح ہو کہ دلیل حقیقت الاسلام مندرجہ ریویو والے جلد ۵ میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ مسیح محمدی جو اس وقت چودھویں صدی میں مبعوث منجانب اللہ ہوا ہے اُس کی حقیقت بخوبی کتب بل خصوصاً کتاب اعمال باب تین سے ثابت ہو چکی ہے فلیرجع الیہ اب ہم دیکھتے ہیں مسیح موعود کے دعاوی کے بینات کو اولاً اصل دعوے اُس کا تو یہ ہے کہ مسیح بن مریم کی وفات ہو گئی ہے۔ دوسرا اصل دعوے اُس کا یہ ہے کہ مسیح موعود میں ہوں باقی دعاوی انہیں دونوں دعووں کے لئے مالہ وما علیہ ہیں جو بمنزلہ فروعات کے ہیں اب نظر کرو کہ نصوص قرآنیہ اول دعوے کی حقیقت کو بخوبی ثابت کر رہی ہیں جیسا کہ فلما توفیتنی الآیۃ اور وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وغیرہ وغیرہ قرآنی آیات جس سے استدلال اور اُس کی تفسیر و شرح ہمارے رسایل اور کتب میں مذکور ہیں اور دوسرے دعوے کے ثبوت کے لئے آیت استخلاف جس میں کما استخلف الذین من قبلہم ہی موجود ہے اور لفظ منکم بھی موجود ہے اس کی تفصیل و شرح بھی ہمارے رسائل مثل ازالۃ الاوہام وغیرہ میں ملاحظہ کرنے چاہئیں اور احادیث صحاح مثل امامکم منکم و حدیث معراج جس میں آں حضرت صلعم کی رویت مذکور ہے کہ عیسےٰ بن مریم کو آپ نے یحییٰ متوفی کے پاس دیکھا اور جیسا کہ یحییٰ اور دیگر انبیاء سے آپ کی ملاقات ہوئی اسی طرح عیسےٰ بن مریم سے ہوئی اس کی تفصیل اور شرح کرنے کی اس مختصر مضمون میں ضرورت نہیں اس لئے کہ اس بارہ میں رسائل اور کتب مطبوعہ تمام دُنیا میں شایع ہو چکی ہیں یہ بینات تو ایک طرف ہیں بعد ان کے اور صدہا بینات بھی موجود ہیں مثلاً وہ الہامات اور پیشین گوئیاں جو مدت ۲۶ سال سے مطبوع ہو کر تمام دُنیا میں شایع ہو چکی تھیں اُن کو پورا ہوتے ہوئے ہم دیکھ رہے ہیں مثلاً فحان ان تعان وتعرف بین الناس یاتیک من کل فج عمیق اور یاتون من کل فج عمیق وغیرہ وغیرہ جن کی تعداد صدہا تک پہنچ چکی ہے۔ پھر وہ پیشین گوئیاں مخبر صادق صلعم کی جو متعلق علامات مہدی و مسیح کی تھیں وہ بھی اس مسیح موعود کی تصدیق کے لئے واقع ہو چکیں جیسا کہ کسوف و خسوف ماہ رمضان ۱۳۱۱ سنہ ہجری اور طلوع ستارہ ذوالسنین وغیرہ وغیرہ جن کی تفصیل کو بھی ہمارے رسائل متکفل ہیں ان بینات کے علاوہ وہ مباہلات بھی ہیں جو اس کے مخالفین نے کئی اور اہل مباہلات میں مخالفین کی نوبت ذلت و رسوائی سے لیکر ہلاکت تک پہنچ چکی ہے جن کی شمار بہت کثرت سے ہے اس مضمون مختصر میں کب گنجایش ہے کہ ان سب کو لکھا جاوے اسی ماہ جنوری ۱۹۰۷ء میں جو آخری شخص سعد اللہ ہے وہ کیونکر ہلاک ہوا جو سخت بدزبان بد مذہب دشنام کرنے والا تھا اُس کی ہلاکت کی نسبت ایک قصیدہ انجام آتھم میں لکھا ہوا مطبوعہ موجود ہے جسکی طبع کو مدت تخمیناً دس برس کی منقضی ہو گئی اُس قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے ۔۔ آذیتنی خبثاً فلست بصادق ۔ ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء ۔۔۔۔۔ تو نے مجھکو از راہ اپنی خبث طبیعت کے بہت

ابتدائی ہے اگر تو رسوائی کے ساتھ نہ مرا تو میں صادق نہیں ای حد سے تجاوز کرنے والے بدزبانی میں اس سے بھی پہلے کا الہام اُس کی نسبت انوار الاسلام میں ان شانئک ھو الابتر موجود ہے اور اس شخص کا ابتر ہونا سب پر خصوصاً اہالی لدھیانہ پر ظاہر و باہر ہے پس جبکہ یہ تمام قسم کے بینات اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مسیح موعود کی تصدیق کے لئے پائے جاتے ہیں تو اہل علم مخالفین سے استفسار ہے کہ اب اس کی تصدیق کے لئے کون سی حالت منتظرہ باقی ہے اتنو وقت و دیر کا ہو گیا ہے اور اس کے دعاوی کی حقیقت کالشمس فی نصف النہار کی نوبت پہنچ گئی پھر فرمائیے کہ کیا قد تبین الرشد من الغی کا زمانہ ابھی تک نہیں آیا اندریں صورت التماس ہے کہ علمای مخالفین کو چاہئے کہ کوئی معیار شرعی جس سے صادق اور مفتری علی اللہ میں بخوبی تمیز حاصل ہو سکے ضرور بالضرور مقرر فرما دیویں تاکہ اُس کے بموجب اس مدعی کا صدق جانچا جاوے اس استدلال مندرجہ آیت سے تو ہم پر فرض اور واجب ہو گیا ہے کہ بالضرور تصدیق کی جاوے ورنہ سب علما کو چاہئے کہ اتفاق کر کر اس آیت کو ہی قرآن مجید سے نکال ڈالیں وانی لہم ذالک اور یہ آیت ہم نے اس لئے بھی پیش کی ہے کہ مسیح موعود کے الہامات میں اُس کا مثیل موسےٰ ہونا بھی آ گیا ہے اور مومن آل فرعون نے بھی حقیقت نبوت موسےٰ ہی پر یہ استدلال کیا تھا اور نیز الہامات میں بعض مخالفین کا فرعون اور ہامان کا مثیل ہونا بھی مذکور ہے فاعتبروا یا اولی الابصار یاد کرو وہ الہامات کہ مدت سے شایع ہو چکی ہیں انت فیہم بمنزلۃ موسیٰ۔ ایضاً یاتی علیک زمن کزمن موسیٰ اور ہر فرعون وغیرہ کی نسبت تدبر کرو آیات ذیل میں فاوقد لی یا ہامان علی الطین فاجعل لی صرحاً لعلی اطلع الیٰ الہ موسیٰ وانی لاظنہ من الکاذبین ترجمہ یعنے فرعون نے کہا کہ اے ہامان ہمارے لئے مٹی کو آگ لگا کر (یعنے اینٹیں پکا کر) اور میرے لئے ایک پکا محل اونچا بنوا تاکہ میں موسیٰ کے خدا کو جھانکوں اور میں تو موسیٰ کو اس دعوے میں جھوٹا سمجھتا ہوں۔ مراد فرعون کی اس اونچے محل کے بنوانے سے یہ ہو گی کہ موسیٰ جو الہامات آسمانی بیان کرتا ہے میں بھی اُسکے مقابل میں ایک محل رصدی بنا تا ہوں تاکہ بذریعہ رصد کے میں بھی پیشین گوئیاں مثل موسیٰ کے کرونگا اور چونکہ موسیٰ کے پاس نہ آلات رصد ہیں اور نہ ایسا اونچا محل رصدی ہے پس میرے مقابلہ میں موسےٰ جھوٹا ہو جاویگا ہم نے اس محل کو محل رصدی اس لئے کہا کہ دوسری جگہ یہ یوں ارشاد ہوا ہے کہ وقال فرعون یا ہامان ابن لی صرحاً لعلی ابلغ الاسباب اسباب السموات فاطلع الیٰ الہ موسیٰ وانی لاظنہ کاذبا اسباب سموات سے مراد یہی ہے کہ ستاروں کی گردش اور اُن کی اوضاع و تاثیرات سے جو حادثات دُنیا میں واقع ہوتے ہیں بذریعہ آلات اور محل رصدی کے مجھکو بھی پیشتر سے اطلاع ہو سکتی ہے اور موسیٰ کے پاس نہ آلات رصدی ہیں اور نہ محل رصدی ہے اس لئے میں موسیٰ پر غالب ہو جاؤں گا اب دیکھو یہاں پر بھی آتش تکفیر کو مشتعل کر کر ایک بڑا محل تکفیر کا چنوایا گیا تھا جس سے فرعون چاہتا تھا کہ تمام الہامات سماوی کو اپنی ان وہمی اسباب شبہات سے اُبیا ضایع کر دیوے کہ اُس کا بطلان سب کو ظاہر و باہر ہو جاوے اور صرح کے معنوں میں ہی ایک نوع کا ظہور اور وضوح پایا جاتا ہے اس لئے تکفیر نامہ کو اس صرح فرعون کے ساتھ بڑی مناسبت ہے ۔۔۔ کیونکہ پیشور سے لیکر کلکتہ وغیرہ تک اس تکفیر کا اظہار ہوا اور مرحمت

مثل صرح فرعون کے کی گئی تھی لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوا وہی جو فرعون کو حاصل ہوا تھا۔ قال اللہ تعالیٰ وما کید فرعون الا فی تباب۔ ایضاً قال اللہ تعالیٰ ونری فرعون وھامان وجنودھما منھم ما کانوا یحذرون یعنے دکھلا دیں گے ہم فرعون اور ہامان کو اور اُن کے لشکروں کو موسیٰ کی قوم کی طرف سے اُن کی اُن ناکامیوں کو جس سے وہ ڈرتے تھے فرعون موسیٰ کا یہ بھی مقولہ تھا کہ انی اخاف ان یبدل دینکم او ان یظھر فی الارض الفساد یہاں پر بھی فرعون مخالف کا یہی مقولہ تھا فاعتبروا یا اولی الابصار۔ فرعون کا مقولہ تھا کہ الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرک سنین کیا ہم نے تجھکو پرورش نہ کیا تھا اور جبکہ تو بچہ تھا اور اپنی عمر کے سالوں میں سے کئی سال ہمارے پاس رہا تھا۔ یہاں پر بھی ایسا ہی مقولہ تھا کہ اسے موسیٰ میں نے ہی تجھکو اونچا کیا تھا اور میں ہی تجھکو گراؤں گا اور بسبب ہم صحبتی کے کہ برسوں مخالفت رہی ہے جس قدر میں واقف ہوں دوسرا اور کوئی شخص واقف نہیں ہے اور موسیٰ کے قارون کا یہ مقولہ تھا کہ انما اوتیتہ علی علم عندی یہاں پر بھی اپنی علوم الہیئے پر بڑے بڑے گھمنڈ تھے غرضکہ کہاں تک وہ مناسبتیں اور مشابہتیں بیان کی جاویں جو حضرت موسیٰ اور اس مسیح موعود میں ہیں۔ اب مومن آل فرعون ایک اور دلیل تین بیان فرماتا ہے جو دو دھاری تلوار ہے کہ موسیٰ کی بھی اس سے حقیقت ثابت ہوتی ہے اور فرعون کا بطلان بھی ثبوت کو پہنچتا ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والے کو جو جھوٹا ہے [illegible] ہدایت نہیں کیا کرتا یعنے الیاس مسرف کذاب [illegible] اور رسالت الہی کا افترا اللہ تعالیٰ پر کرے [illegible] مقصود کو نہیں پہنچتا [illegible] میں کیونکہ کامیاب ہو گئے اور فرعون مسرف کذاب ہے کیونکہ موسیٰ کے مقابلہ میں محض ناکام رہا بلکہ اخلد الی الارض کا مصداق ہو کر طوفان جہالت میں غرق ہو گیا۔ (محمد حسن [illegible])

ڈائری

آج ۱۲ جنوری ۱۹۰۷ء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام باہر سیر کو تشریف لے گئے۔ راستہ میں حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے مسیح موعود کے متعلق ایک حدیث نواس بن سمعان کی..... جو حاشیہ مسند احمد بن حنبل پر [illegible] پیش کی۔ ایک جملہ ہے لتقبضن لہ الارض — یعنے مسیح موعود کے لئے زمین طے کی جاویگی۔ جس سے ریل و اگنبوٹ وغیرہ کی طرف اشارہ ہے چنانچہ کتب و رسالہ جات تبلیغ اسلام کے یورپ و امریکہ وغیرہ ممالک میں انہی ذرائع سے شائع ہو رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک اس سے پہلے کسی مامور من اللہ کے لئے طی الارض واقع نہیں ہوا اور نہ یہ اسباب ظاہر ہوئے تھے دوسرا جملہ اس حدیث میں سے مولوی صاحب نے پیش کیا۔

من مس ابن مریم یکون لہ [illegible] اعظم مسہ

یعنے جو شخص کہ چھوئیگا مسیح موعود کو اس کی قدر خدا کے نزدیک بہت بلند ہوگی اور اس کا مس کرنا یعنے اس کے حلقہ خادمین میں داخل ہونا خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی عظمت رکھتا ہے۔

سبحان اللہ حضرت مسیح موعود کو اس حدیث کی خبر بھی نہیں اور قریباً اکتیس برس کا الہام مطبوعہ براہین احمدیہ میں درج ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ اس الہام کا مضمون قریباً حدیث مذکورہ میں سے ملتا ہے۔

ضروری ہدایتیں

خط و کتابت کے لئے یا روپیہ بھیجتے وقت ان چند ہدایتوں کو سب احباب مدنظر رکھیں۔

(۱) ہر قسم کا روپیہ جس کا تعلق صدر انجمن احمدیہ سے ہے۔ مثلاً مدرسہ یا میگزین یا مقبرہ یا زکوٰۃ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ یا رسالہ تعلیم الاسلام کا روپیہ صرف بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہیے اور کوپن میں یا الگ خط میں اس کی تفصیل ہونی چاہیے کہ کس شخص کی طرف سے کس مد کا روپیہ ہے۔

(۲) ہر ایک رقم کی باضابطہ رسید دفتر محاسب سے دی جاویگی اور جس شخص کو رسید دفتر کی نہ پہنچے اسے خط و کتابت کر کے دریافت کرنا چاہیے۔

(۳) لنگر خانہ کا روپیہ حضرت اقدس کے نام آنا چاہیے۔ لیکن جہاں اور مدات کا چندہ ساتھ ہو تو محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھیجیں اور تفصیل ساتھ دیں۔ وہ حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دینگے۔

(۴) میگزین کے متعلق کل خط و کتابت منیجر یا نائب و ناظم میگزین سے کریں اور کسی شخص کے نام پر خط و کتابت نہ کریں مگر مضامین میگزین کے متعلق ایڈیٹر میگزین سے خط و کتابت کریں۔

(۵) مدرسہ کے متعلق کل خط و کتابت ہیڈ ماسٹر یا نائب ناظم مدرسہ تعلیم الاسلام سے اور بورڈنگ ہوس کے متعلق سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس سے کریں۔

(۶) مقبرہ بہشتی کے متعلق کل خط و کتابت نائب ناظم مقبرہ بہشتی سے کریں اور ایسا ہی وصیتیں وغیرہ بھی اسی کے نام بھیجیں۔

(۷) چونکہ وقتاً فوقتاً عہدیداران میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اس لئے جو احباب قادیان میں خط و کتابت کرتے ہیں اُن کی اپنی سہولت جواب کے جلدی ملنے میں اور کام کرنے والوں کی سہولت اسی میں ہے کہ دستخط کنندہ کے نام پر کبھی خط و کتابت نہ کریں بلکہ صرف عہدہ پر کریں جیسا کہ اوپر ہدایت کی گئی ہے ایک دفتر کا خط دوسرے دفتر میں چلے جانے سے جواب میں عموماً بہت توقف ہو جاتا ہے بلکہ خط کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ بھی ہے۔

المعلن

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

سنو اُسننے والو ہے سُننے کی بات

عید الاضحیٰ آگئی اور بالکل قریب آپہنچی۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت اور اس کی ضروریات سے آشنا اور آگاہ احباب کو توجہ دلانا ضروری ہے اِس سال مدرسہ کی عمارت کا سوال... تیس ہزار کا زاید مگر اہم خرچ آپ کی خادم مجلس کے سامنے ہے مَیں نے ہر عید کی تقریب پر یاد دلایا ہے کہ اگر عید فنڈ کا ایک ایک روپیہ عام اغراض مدرسہ کے لئے باضابطہ وصول ہو جایا کرے مدرسہ کی ضروریات کی تکمیل ایک ہی سال میں ہو سکتی ہے مگر ابھی تک اسپر پوری توجہ نہیں ہوئی۔ اب آپ غور کریں اور بیدار ہو کر پوری مستعدی سے کام کریں ہر شخص جو اس تحریر کو پڑھتا ہے اپنا فرض سمجھ لے کہ وہ خود اس تقریب پر عید فنڈ کا ایک روپیہ یا اپنی حیثیت کے لحاظ سے کم و بیش بنا فرض سمجھکر محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام قادیان بھیجدے اور ان لوگوں سے وصول کرے جن کو اطلاع نہیں جہاں باقاعدہ انجمنیں ہیں وہ زیادہ سعی کریں ایسا ہی قربانی کی کھالیں فروخت کرکے اُن کا روپیہ بھی مدرسہ کے مساکین کے اخراجات کے لئے روانہ کریں۔ اِس کو معمولی امر نہ سمجھ لیں اور معمولی تحریک خیال نہ کریں یہ کام آخر آپ ہی کو کرنا ہے مگر یہ ایسا موقع ہے کہ اسپر سہولت سے ہو سکے گا اور بعد میں زیادہ محنت چاہیے گا۔ خدا تعالیٰ آپ کو ضروریات قوم کے سمجھنے کی توفیق دے اور ان کے انصرام کیلئے ہمت آمین!

(دیکھو بقیہ صفحہ ۱۱ کالم ۲)

اگرچہ دنیا میں ایسے آدمی موجود ہیں جو ہنسی کریں گے اور ان باتوں کو سُن کر ٹھٹھا کریں گے مگر تم اسکی پروا نہ کرو۔ خدا تعالیٰ خود اسکے لئے موجود ہے وہ خدا پرانا نہیں ہو گیا جیسے انسان بڈھا ہو کر پھر فرتوت ہو جاتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے وقت تھا اور وہی خدا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا اسکی وہی طاقتیں اب بھی ہیں جو پہلے تھیں لیکن جو کچھ میں کہتا ہوں تم اسپر عمل نہ کرو تو میری جماعت میں نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی مصالح کو خوب جانتا ہے لوگ مجھے کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے ہمیں مارا اور مسجد سے نکالدیا میں یہی جواب دیتا ہوں کہ اگر تم جواب دو۔ تو میری جماعت میں سے نہیں تم کیا چیز ہو صحابہ کی حالت کہ انکے کسقدر خون گرائے گئے۔ بس تمہارے لئے اسوہ حسنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے دیکھو وہ کیسے دنیا سے باہر ہو گئے تھے۔ انسان میں جسقدر جوش ہوتے ہیں وہ دنیا کے لئے ہی ہوتے ہیں کسی ہنگامہ کی خبر دنیا کا مال۔ عزت یا اولاد اور خدا سے آتی ہے اس کے سوا جھوٹی عزتوں کا کیا۔ نبیوں سے بڑھ کر عزت کسی کی نہیں۔ مگر دیکھو انہیں کیسے کیسے دکھ دیے گئے۔ نمازمیں انپر گندے گوبر ڈالے گئے۔ قتل کے ارادے کئے گئے اور آخر مکہ سے نکالا گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے حضور آپ کی وہ عزت اور عظمت ہے کہ خدا نے فرمایا۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو خدا تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے بغیر اس کے یہ مقام مل ہی نہیں سکتا۔ اب بتاؤ کہ کیا یہ اطاعت کا کام ہے کہ دشمن کا ایسا دشمن بنے کہ جب تک اسے پیس نہ لے اور اسے تکلیف اور دُکھ نہ پہنچا دلے صبر ہی نہ کرے۔

یہ میں جانتا ہوں کہ انسانی فطرت میں یہ بات ہے کہ گالی سے مشتعل ہو جاتا ہے مگر اس سے ترقی کرنی چاہیے جو دُکھ دیتے ہیں انہیں سمجھو کہ وہ کچھ چیز نہیں اگر تم پر خدا راضی ہے لیکن اگر خدا تعالیٰ ناراض ہے تو خواہ ساری دنیا تم سے خوش ہو وہ بے فائدہ ہے یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم بداہنہ سے دوسری قوموں کو ملو تو کامیاب نہیں ہو سکتے۔ خدا ہی ہے جو کامیاب کرتا ہے اگر وہ راضی ہے تو ساری دنیا ناراض ہو تو پروا نہ کرو۔ ہر ایک جو اسوقت سنتا ہے یاد رکھے کہ تمہارا ہتیار دعا ہے اسلئے چاہئے کہ دعا میں لگے رہو یہ یاد رکھو کہ معصیت اور فسق کو نہ واعظ دور کر سکتے ہیں اور نہ کوئی اور حیلہ اسکے لئے ایک ہی راہ اور وہ دعا ہے خدا تعالیٰ نے یہی ہمیں فرمایا ہے اس زمانہ کی طرف خیال آنا اور بدی کو چھوڑنا چھوٹی سی بات نہیں ہے یہ انقلاب چاہتی ہے اور یہ انقلاب خدا کے ہاتھ میں ہے اور یہ دعاؤں سے ہو گا۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ راتوں کو رو رو کر دعائیں کرو۔ اسکا وعدہ ہے ادعونی استجب لکم

عام لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ دعا سے مراد دنیا کی دعا ہے وہ دنیا کے کیڑے ہیں اسلئے اس سے پرے نہیں جا سکتے اصل دعا دین ہی کی دعا ہے لیکن یہ مت سمجھو کہ ہم گنہگار ہیں یہ دعا کیا ہو گی اور ہماری تبدیلی کیسے ہو سکیگی۔ یہ غلطی ہے بعض وقت انسان خطاؤں کے ساتھ ہی ان پر غالب آسکتا ہے اسلئے کہ اصل فطرت میں پاکیزگی ہے دیکھو پانی خواہ کیسا ہی گرم ہو لیکن جب وہ آگ پر ڈالا جاتا ہے تو وہ بہرحال آگ کو بجھا دیتا ہے اسلئے کہ فطرتاً برودت اسمیں ہے ٹھیک اسیطرح انسان فطرت میں پاکیزگی ہے ہر ایک میں یہ مادہ موجود ہے۔ وہ پاکیزگی کہیں نہیں گئی۔ اسیطرح تمہاری طبیعتوں میں خواہ کیسے ہی جذبات ہوں رو کر دعا کرو گے تو اللہ تعالیٰ دور کر دیگا (اسکے بعد آپ نے نہایت درد سے ایک لمبی دعا کی ایڈیٹر)

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام ... احمدی چھپ کر شائع ہوا

احمدی سلسلہ کی ترقی مصر میں

اللہ تعالیٰ قادر مطلق کی عجیب شان ظہور میں آرہی ہے اور اسکی پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے اوسکی ہستی کا بیّن ثبوت ملتا ہے۔ کتاب براہین احمدیہ جو قریباً تیس سال کی تالیف کی ہوئی ہے اور قریباً ۲۷ سال سے چھپ گئی ہے اوس میں خدا تعالیٰ کا کلام جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوا ہے یوں لکھا ہے **فحان ان تعان وتعرف بین الناس یاتون من کل فج عمیق ویاتیک من کل فج عمیق** یعنی وہ وقت قریب چلا آتا ہے کہ تیری مدد کیجائیگی اور لوگوں میں تجھے مشہور و معروف کیا جائیگا اور دور دراز ملکوں سے لوگ تیرے پاس آوینگے اور دور دراز ملکوں سے تیرے پاس تحفے اور خطوط آوینگے جو خبریں خدا نے اپنے کلام میں دی تہیں اونکو پورا کر رہا ہے اس الہام کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے تہے اور دنیا کے لوگ آپ سے ۔۔۔۔ واقف نہ تہے اور اب وہ وقت ہے کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کو پورا کر رہا ہے اور دور دراز ملکوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سلسلہ کی شہرت اوس نے کر دی ہے اور خود دلوں کو کہینچکر اس سلسلہ میں باندھ رہا ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس سلسلہ کی ترقی کو روک دینگے وہ سوچیں اور اب اونکے لئے وقت ہے کہ خدا کے قہری ہاتھ سے ڈریں ؎

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو اک عالم کو دکہلاتی ہے
کبہی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبہی ہو کر وہ آگ ہر مخالف کو جلاتی ہے

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بہلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

خدا تعالیٰ اپنی ہستی اور اپنے اوس کلام کا جو اوس نے حضرت مسیح موعود پر نازل فرمایا تہا پورا ثبوت دے رہا ہے اور اوسکے پورا کرنے سے اس پر اپنی مہر لگا رہا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی پر جو کلام نازل ہوا تہا وہ میرا کلام ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی میرا رسول ہے۔ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خط مصر اسکندریہ سے آیا ہے جس میں کاتب نے سلسلہ احمدیہ کے ساتھ مصری لوگوں کی بڑی دلچسپی ظاہر کی ہے چنانچہ وہ خط ذیل میں مع ترجمہ درج کیا جاتا ہے وھو ھذا

الی ذی الجلال والاحترام المسیح الموعود میرزا غلام احمد القادیانی الہندی الفنجابی
بعد التحیۃ لقد کثرت اتباعکم فی ھذہ البلاد وصارت عدد الرمل والحصاء مما انتشر منکم من تعالیمکم التی سرت فی انتشار الدمن کالفاظہ امنۃ من الطغیان فلم یبق احد الا وعمل برائکم واتبع افکارکم وقد طلب منا الکتب ان نبحث الیکم لطلب نسخ مما الفتموہ من الالہام لاجل الاطلاع علیہ والعمل بمقتضاھا والسلام کاتب احمد زہری بدر الدین

ترجمہ۔ بحضور بزرگی اور عزت والے مسیح موعود میرزا غلام احمد قادیانی ہندی پنجابی کے بعد تحفہ دعا و سلام کے معروض ہے کہ آپ کی پیروی کرنے والے ان شہروں میں بہت ہو گئے ہیں اور آپکی شائع تعلیم سے جو اس کیطرف راہ نما ہے اور سرکشی سے روکتی ہے آپکے اعتقادات اور سنگریزوں کی طرح بکثرت ہو گئے ہیں کوئی ایسا فرد باقی نہیں رہا جو آپ کی رائے پر عمل نہ کرے اور ہم سے آپ کی کتابیں طلب کی گئی ہیں اور مجھے تاکید کی گئی ہے کہ آپ کو لکھوں کہ آپ ہمیں اپنی تالیف کردہ کتابیں ارسال فرما دیں تا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنے الہام سے ظاہر فرمایا ہے اوس پر ہمیں اطلاع ہو اور اسکے موافق عمل کیا جاوے

کاتب احمد زہری بدر الدین۔ اسکندریہ

نشان زلزلہ کا ایک اور ظہور

اللہ تعالیٰ کی قہری تجلیوں کا ظہور مختلف صورتوں میں اطراف عالم میں ہو رہا ہے مادہ پرست ان مصائب کی کوئی توجیہ نہیں کر سکتے۔ ابتدا جب خدا کے مامور نے اللہ تعالیٰ کے اعلام والہام سے نذیر ہو کر ان آفتوں سے ڈرایا تو بے باک طبیعتوں نے اسکو ہنسی میں اڑا دیا لیکن خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں جسطرح پر خدا کے مامور نے کہا تہا ؎

ہر طرف یہ آفت جاں ہاتھ پہیلانے کو ہے

اسیطرح اسکا ظہور ہوا۔ سان فرانسسکو کے زلزلہ کی تباہی کچہ کم نہ تہی کہ اب جمیکا نام جزیرہ کے دار الحکومت شہر کنگسٹن کو زلزلہ نے تباہ کر دیا ہے یہ جزیرہ سلطنت برطانیہ کا ایک حصہ ہے اور امریکہ کے جوار میں واقع ہے اسکا رقبہ ۴۲۰۰ میل مربع ہے اور آبادی ۷۴۲۵۹۴ نفوس کی ہے جمیں بیس ہزار گورے اور باقی کالے اور دوغلے ہیں۔ کنگسٹن پر جو تباہی زلزلہ کے سبب آئی ہے اوسکے حالات اخباروں میں پڑہ کر سنسنی پیدا ہوتی ہے یہ زلزلہ ایسا کہ عذاب الٰہی کی سنت ہے بغتۃً آیا اور شہر کی بربادی کا موجب ۲۰ جنوری تک جو خبریں بذریعہ تار موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سات سو لاشیں نکل چکی ہیں ایک ہزار اور ملبہ کے نیچے دبے ہوئے ہیں تین ہزار زخمی ہیں جنمیں سے ایک ہزار سخت مجروح ہیں جو تار لنڈن میں شائع ہوئی ہے اسکا ترجمہ درج ذیل ہے۔

جمیکا کا زلزلہ اور شہر کنگسٹن کی بربادی۔ کنگسٹن دار الخلافہ جمیکا میں پیر کے روز زلزلہ آیا۔ خبریں بہت کم اور وہ بہی متضاد آتی ہیں مسٹر ہام گرین ڈڈمبر پارلیمنٹ دفتر نو آبادیات کو اطلاع دیتے ہیں کہ شہر بالکل برباد ہو گیا ہے اور سر جیمز فرگیوسن سابق وزیر مر گیا ہے۔ مگر اور آدمی برٹش امریکن یا کنڈین ہلاک نہیں ہوئے ہیں۔ گورنر سر الفریڈ جونز کی مدد سے معاملات کو ترتیب دے رہے ہیں۔ مسٹر گرین ڈڈ کے پیغام سے وہ اضطراب دور ہو گیا ہے جو ایک مشہور گروہ کی بابت جو زراعت اور پنبہ کی کانفرنس میں شریک ہونے کو گئے تہے انمیں ارل وکاڈنس آف ڈوڈلی ممبران پارلیمنٹ از ملٹ فاسٹر ہینی کر ہیٹن۔ اور جیسی کالنگز مسٹر ہال کیں اور دے کا ونٹ وغیرہ تہے۔ **نقصانات** بعد کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ نقصان پانسو سے زیادہ نہیں ہوگا۔ زخمیوں کی تعداد کئی سو اندازہ کیجاتی ہے۔ شفاخانے مجروحین سے بہرے ہوئے ہیں **آتشزدگی** زلزلہ کے بعد آتشزدگی واقع ہوا کرتی ہے اسیطرح شہر کنگسٹن میں آگ لگی مگر ایک چہوٹے حصہ تک محدود رہی۔ منگل کو تمام دن آگ بجہانے کی کوشش ہوتی رہی بڑے بڑے ہوٹل اور مشہور عمارات برباد ہو گئیں اور طرح سے آتشزدگی ڈاکیارڈوں تک محدود رہی۔ بعد کی خبر) ایک سرکاری مراسلہ میں جسپر کوئی تاریخ نہیں ہے تصدیق کی گئی ہے کہ منگل کے دن ایک سخت زلزلہ آیا بعد ازاں آگ لگ گئی مگر وہ ایک شہر کے ایک ہی حصہ تک محدود رہی کیمپ ہسپتال برباد ہو گیا تین آدمی مر گئے۔ میجر ہارڈی میں سخت مجروح ہوئے۔ جنرل ہسپتال میں تین سو آدمی مجروح موجود ہیں سوائے سر جیمس فرگیوسن کے باقی تمام کاٹن ڈلیگیٹ

بخیریت ہیں اور ایک جہاز بندرگاہ کنگسٹن میں ہے مجروحین اور مردوں کی تعداد ابتک صحیح طور پر معلوم نہیں ہوئی ہے شاہی ڈاک کی جہاز ران کمپنی کہتی ہے کہ انکا سپرنٹنڈنٹ کانسٹیبل ہلاک ہو گیا ہے ۔۔۔ کمپنی بنک ہوٹل اور کیبل آفس تباہ ہو گئے ۔۔۔ اور مشہور ۔۔۔ خدا تعالیٰ کی ہستی اور ۔۔۔ میں کاش ہماری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں التماس

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

تعلیم نسواں کی اہم ضرورت کو تمام دنیا نے تسلیم کر لیا اور سب قومیں اور فرقے اپنے مذہب و ملت کے مطابق تعلیم نسواں کی سعی کر رہے ہیں مگر فرقہ احمدیہ کی مستورات کیواسطے کوئی طریقہ تعلیم کا نظر نہیں آتا اور نہ ابتک انکے واسطے کوئی خاص انتظام کیا گیا ہے بلکہ اکثروں کو اپنے پاک عقیدہ سے ناواقف اور کفر و شرک کی گندگی میں مبتلا پایا۔ اور جب تک تعلیم نسواں کی طرف پوری پوری توجہ نہ کیجاویگی عورتیں ہرگز ہرگز راسخ الاعتقاد نہیں ہو سکینگی اور نہ ہی وہ احمدی کہلانے کی مستحق ہیں کیونکہ جو شخص بیعت کے فرائض کو کما حقہٗ ادا نہیں کرتا وہ کیسے احمدی کہلا سکتا ہے۔

مستورات کی بیانتک ردی اور گری ہوئی حالت ہے کہ صوم و صلوٰہ مطابق حکم خدا اور رسول ہرگز ادا نہیں کرتیں اور انکے فوائد اور برکات سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ مگر اسکا بھاری سبب یہ ہے کہ بالکل جاہل مطلق ناکندہ تراش رکھا جاتا ہے اور انکو کوئی موقعہ ہی فیض اوٹھانے کا نہیں دیا جاتا۔ مثلاً اب کے عظیم الشان سالانہ جلسہ سے صرف مرد ہی فیضیاب ہوئے نہ کہ عورتیں۔ اسی طرح مردوں کو ہدایت لینے اور پند و نصائح کے سننے کے اکثر موقعے ملتے ہیں مگر بیچاری عورتوں کے واسطے اتنی بھی تکلیف گوارا نہیں کیجاتی کہ انکو الحکم اور بدر ہی پڑھکر سنا دیا جاوے۔ لہذا میں ایک عاجزانہ تجویز احمدی صاحبان کی خدمت میں پیش کرنے کی جرأت کرتی ہوں کہ احمدی خواتین کی ایک انجمن موسوم بہ "انجمن مستورات احمدیہ" قایم کیجاوے جس کے ششماہی یا سالانہ جلسے ہوا کریں جنمیں سکرٹری پریذیڈنٹ اور لکچرار عورتیں ہی منتخب ہوں اور امید ہے کہ اس سے بڑا فائدہ مرتب ہوگا۔ کیونکہ اصلاح رسوم بد۔ بدعات اور کفر و شرک دور کرنے کی وعظ و نصیحت ہوگی اور انکو مذہب کے پاک اصول اچھی طرح ذہن نشین کرائے جائینگے۔ اگر یہ سوال پیدا ہو کہ لکچر دینگی کون۔ سو یہ ایک بالکل سہل سی بات ہے۔ کیونکہ ماشاء اللہ احمدی خاتون کو بیگی اور بنت غلام محمد صاحب بہلواری وغیرہ وغیرہ جیسی خاتونیں موجود ہیں جو بخوبی لکچر اور وعظ دے سکتی ہیں۔ اور بہت جو اردو لکھنا پڑھنا جانتی ہوں اپنے شوہروں یا بابوں سے اس جلسہ کے متعلق مضامین بنوا کر پڑھ سکتی ہیں اور پھر رفتہ رفتہ انمیں تعلیم کا شوق ترقی کرتا جائیگا اور خود انمیں لکچر بنانے کی قوت پیدا ہو جائیگی اور جو بالکل ان پڑھ اور امّی ہیں انکو اپنے پاک مذہب سے واقفیت ہو جائیگی۔ لنگر فنڈ یتیم خانہ اور مدرسہ کیواسطے چندہ بھی فراہم کیا جائیگا کیونکہ جب مستورات کو قومی ضروریات سے آگاہ نہ کیا جائے تو ان میں کیسے ہمدردی اور احساس پیدا ہو سکتا ہے اور جب تک مرد اور عورتیں مشغول ہو کر ایک کام کو نہ نبھائیں وہ نبھ نہیں سکتا کیونکہ عورت اور مرد ایک جسم ہے اور جب ایک حصہ جسم کو معطل اور بیکار چھوڑا جائے تو دوسرا کار نمایاں نہیں دکھا سکتا اور مزید براں جس شہر میں جلسہ کیا جاویگا وہاں کی مستورات میں تبلیغ ہو جاویگی۔ اور انکو مذہبی تعلیم کی تحریک و ترغیب دی جاویگی اور جب ان میں تعلیم کا چرچا ہو گیا اور مذہب کے پاک اور خوشنما اصولوں سے واقفیت ہو گئی تو ضرور تھے کہ انمیں خوف خدا پیدا ہو اور اس رب العالمین کی تسبیح و تقدیس میں سرشار ہوں جو قادر اور قیوم ہے کیونکہ جس شخص کو خداوند لایزال کی کامل صفات کا پتہ ہی نہیں اور نماز کے معانی اور حقائق کی کنہ تک پہونچا ہی نہیں کیسے روحانی لذت اور معرفت حاصل کر سکتا ہے اور کیسے صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت پا سکتا ہے کہ بے علم نتواں خدا را شناخت اسواسطے ضروری اور نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم نسواں کی طرف خاصکر توجہ کیجاوے اور مستورات کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی ہے اور برائے نام جماعت احمدیہ میں داخل ہیں درست کیا جاوے حتیٰ کہ انمیں کامل اتقا اور کامل خوف خدا پیدا ہو اور اگر اتنا نہیں کہ وہ رحمٰن کو دیکھ سکیں مگر کم از کم اتنا تو سمجھ لیں کہ خداوند عالم رب العالمین رحمٰن رحیم مالک یوم الدین ہر وقت اور ہر لحظ انکے اعمال و افعال کو دیکھ رہا ہے اور انکے دلی ارادوں تک سے واقف ہے۔ جب معزز دینی بہنوں اور ماؤں کی یہ حالت ہو جائیگی تو تب ہمیں تسلی ہوگی کہ احمدی جماعت کی مبارک گاڑی سرعت کے ساتھ چلکر معراج ترقی پر پہنچ سکتی ہے ورنہ ایک پہیہ والی گاڑی کا جو حال ہوتا ہے وہ تو نمایاں ہی ہے کسی مزید تشریح بیان کی ضرورت نہیں۔ خداوند مطلق حیّ و قیوم وہ دن جلد لاوے کہ میری محترم دینی بہنیں اس طرف توجہ مبذول کریں اور دنیا کو ثابت کر دکھائیں کہ ایک نظر آیا اور اس نے کیا کر دکھایا۔ اور ایک مرسل اور منجانب اللہ کی تقریر اور فیوض میں کیا کیا اسرار نہاں ہیں اور جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی میں کیا اثر ہے اور بعینہٖ اصحاب کرام کی پاک اور طیب خاتونوں کا نمونہ نظر آوے اور منعم علیہ گروہ کہلانے کے مستحق ہو سکیں اور جب بفضلہ تعالیٰ یہ حالت ہو جائیگی تو پیرا و لاًہی انشاء اللہ متقی اور پرہیزگار ہوگی کیونکہ معصوم بچوں کی پرورش آٹھ دس برس کنار مادری میں ہوتی ہے اور اس عرصہ میں ماں کی خو بو ان میں سرائت کر جاتی ہے اس جلسہ عظیم الشان فائدہ یہ ہوگا کہ ایک نورانی پودہ بویا جائیگا جو کہ اُگیگا پھیلیگا اور پھولیگا اور دنیا کے ہر حصص میں اپنی شاخیں پھیلائیگا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نقش قدم پر چلنے والی جماعت کو دنیا میں منور کریگا اور دنیا دیکھ لیگی کہ مسیح موعود و مہدی معہود بروزی رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم و آلہٖ زمانہ آیا ہوا ہے جسکا ایک خلق کو چودہ سو برس سے انتظار تھا۔ مرد اور عورتیں ستاروں کی طرح درخشاں نظر آوینگے اور پاک اسلام کا روحانی جھنڈا لہراتا ہوا نظر آویگا اور خلقت بیلخت پکار اٹھیگی کہ یہ خدا کی برگزیدہ جماعت ہے اور نیز اس جلسہ سے احمدی مستورات میں اتحاد یگانگت اور واقفیت بڑھیگی اور سچی اخوت اور ہمدردی پیدا ہوگی جو اسلام کی بنیاد ہے اور انکو اپنی قوم کی ضروریات پر غور و خوض کرنے کا موقعہ ملیگا۔ میرے خیال میں عورتوں کی تعلیمی مذہبی عقلی ترقی کا یہی آسان طریقہ ہے کیونکہ عورتوں میں فطرتاً ریس کا مادہ بہت ہے اور جب وہ اپنی چند بہنوں کے علم اور اخلاق کا عملی نمونہ دیکھیں گی تو انمیں آتش شوق بھڑکیگی اور تعلیم اور مذہب کی طرف میلان ہو جائیگا جو کہ انجمن مذکور کا اصل مقصد اور مدعا ہے اور جسکی تکمیل کیلئے وقتاً فوقتاً مختلف مقامات میں جلسے مقرر کئے جائیں گے اس اہم کام اور تمام خط و کتابت کا کام سرانجام دینے کیلئے ایک سکرٹری کا ہونا ضروری ہے اور میرے خیال میں اس عہدے کیلئے جناب اہلیہ صاحبہ مولانا حاجی حافظ حکیم نور الدین صاحب یا میری قابل قدر بہن آف گوجرانوالہ نہایت موزوں ہونگی مجھے امید واثق ہے کہ جناب ایڈیٹر صاحب اپنی

رقیمۃ الوداد بخدمت دوستان احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

ایھا الاحباب - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - اکثر صاحبوں کو معلوم ہوگا کہ رسالہ الوصیت حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی طرف سے ۱۹۰۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اور بعض صاحبان کے پاس پہونچا بھی ہے اغلب کہ ان صاحبوں نے اوسکا مضمون اکثروں کو تبلیغ کر دیا ہوگا چونکہ اوسکی تعمیل بہت کم ہوئی ہے لہٰذا امور ستہ ذیل کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے -

(۱) رسالہ الوصیت متعلق مقبرہ بہشتی کی اشاعت سے وہ پیشین گوئی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہوئی ہے جو حدیث نواس بن سمعان میں موجود ہے کہ یحدثھم بدرجاتھم فی الجنۃ یعنی مسیح موعود اپنی جماعت کے لوگوں سے اونکی درجہ جو بہشت میں اونکو عنایت ہونگے بیان کریگا۔ (منتخب کنز الاعمال و مسلم) اور یہہ دیکھو یہہ بہشتی مقبرہ عالم کشف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مع اونکی ... کے جو اوس میں جائینگے دکھلایا بھی گیا اور اسکی نسبت یہہ الہام بھی ہوا انزل فیھا کل برکۃ یعنی اوس میں ہر ایک قسم کی برکت الٰہی کا نزول ہو چکا ہے اس بیان سے ثابت ہوا کہ رسالہ الوصیت کی اشاعت سے پیشین گوئی مخبر صادق کو یحدثھم بدرجاتھم فی الجنۃ ہی پوری ہوئی تھی -

(۲) حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اسوقت تک بطور تعامل کے یہہ سنت چلی آئی ہے کہ مسلمان میت کو بعد موت کے قبر میں دفن کیا جاتا ہے اور اس قبر میں اوسکو داخل کرنیکو اللہ تعالیٰ نے انسان کے حق میں اپنی نعمتوں میں سے ایک نعمت شمار کیا ہے کما قال اللہ تعالیٰ ثم اماتہٗ فاقبرہٗ یعنی پھر اوسکو موت دی تاکہ سجن دنیا سے نجات پاکر نعماے ابدی بے حد و حصر میں داخل ہو اور قبر میں اسکو داخل کیا ظاہر ہے کہ قادیان میں اکثر لوگ اپنے وطنوں کی محبت کو چھوڑکر اور مہاجر ہوکر حسب الہامات مندرجہ براہین کے اصحاب الصفہ میں داخل ہوگئے ہیں اور اکثر لوگ دور دراز ملکوں سے آتے ہیں کہ یاتون من کل فج عمیق اور اکثر تک اقامت بھی کرتے ہیں چونکہ یہہ عالم فانی ہے اور اصحاب الصفہ اور نیز مسافرین اور مقیمان میں کہاں سے بچا ہے موت فوت بھی واقع ہوتی رہتی ہیں کما قیل ؎

بدیں چشمہ چوں ما بسے دم زدند
برفتند چوں چشم برہم زدند

لہٰذا اس مقبرہ بہشتی کا قادیان میں ہونا ضروری تھا جو کوئی اسکی ضرورت کا انکار کرے وہ میرے نزدیک اوس عرب سے بھی کم عقل ہے جسکا قصہ قرآن مجید پارہ ششم رکوع ۵ میں مذکور ہوا ہے -

(۳) حضرت اقدس نے اس مقبرہ کے بہشتی ہونیکے لئے بہت دعائیں کی ہیں اور بعد مستجاب ہونے اون دعاؤں کے رسالہ الوصیت متعلق مقبرہ بہشتی لکھا گیا ہے تب اوس مقبرہ بہشتی کے لئے اراضی معلومہ تجویز کی گئی ہے - تعمیل احکام مندرجہ الوصیت کی ہم پر نہایت ضروری ہے تاکہ اون دعاؤں میں ہم شامل ہوں -

(۴) یہہ عہد سلسلہ احمدیہ ہے جو قیامت تک مخالفین پر غالب رہکر قائم رہیگا جیسا کہ مدت چھبیس سال کا براہین احمدیہ میں مندرج ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ پس جبکہ تمام کو ہمیں چشم خود پورا ہوتے ہوئے دیکھ لیا ہے تو یہہ الہام بھی ضرور بالضرور قیامت تک پورا ہوگا اور یہہ تو ظاہر ہے کہ علم ازلی میں اس سلسلہ کا مبدء اور اس چشمہ کا منبع قادیان ہی ٹہرا ہوا تھا کمافی الاحادیث تو اس مقبرہ کا قادیان میں ہونا ضروری تھا جو قیامت تک قائم رہیگا چونکہ اللہ تعالیٰ کے افعال مرتب اور ترتیب وار ایک انتظام کے ساتھ واقع ہوتے ہیں لہٰذا تمہاری سعیوں اور کوششوں کا ہونا بھی اولاً ضروری ہے تاکہ تم جنات کے مستحق ہو جاؤ -

(۵) علاوہ ان امور اربعہ مذکورہ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی جماعت کے احباب صادقین اور غیر صادقین کا امتحان بھی منظور رہے جیسا کہ سنت اللہ ہے جو تمام انبیا میں جاری رہی ہے کما قال اللہ تعالیٰ احسب الناس ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون یعنی کیا لوگ یہہ جانتے ہیں کہ صرف آمنا کہنا کافی ہے اور اون کا امتحان نہ کیا جائیگا۔

(۶) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مقبرہ بہشتی کے ضمن میں اشاعت اسلام کو مقصود اصلی رکھا ہے تاکہ بعد وفات حضرت کے بھی اشاعت اور تائید اسلام کی وقتاً فوقتاً ایسی ہی ہوتی رہیں جیسا کہ آپکی حیات میں ہو رہی ہیں آپکا مقصود اصلی تو یہی ہے الا ماشاء اللہ اور اس لئے احباب سے یہہ بھی درخواست کی تھی کہ مضمون رسالہ الوصیت کو جہاں تک ممکن ہو اپنے احباب میں ہر ایک صاحب اشاعت کریں اور ضرور کریں اب بعد ان امور ضروریہ کے گذارش ہے کہ ۱۹۰۵ء میں جو تعمیل احکام مندرجہ رسالہ الوصیت کی اشاعت کم ہوئی ہے اس نقصان کے جبر کیلئے تجویز کی گئی ہے کہ رسالہ مذکور دوبارہ طبع ہو اور جن کے پاس رسالہ نہیں پہونچا اونکے پاس بھی پہونچا دیا جاوے بالفعل واسطے تحریک کے اس رقیمۃ الوداد کی اشاعت کی جاتی ہے تاکہ اکثر صاحبونکو اطلاع ہو جائے -

(۱) پس بالفعل احباب کو امور ستہ ضروریہ مذکورہ بالا میں نظر و غور کرنا ضروری ہے مضمون نمبر اول تو محکمات سے ہے کیونکہ کلام نبوت میں جو پیشین گوئی تھی اوسکو تو حضرت مسیح موعود کے الہامات نے محکم کر دیا اور الہامات کو کلام نبوت نے مستحکم کر دیا پس تعمیل ایسے امر مستحکم میں تامل یا توقف کرنا دلیل ضعیف ایمان کی ہے نعوذ باللہ -

(۲) .... اور ضرورت مضمون مندرجہ نمبر ۲ میں تو کچھ کلام ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ مومن کی تجہیز و تکفین کا سامان کرنا نہایت ضروری بات سی ہے اور قادیان جیسی بستی میں بغیر ایسے رونقاؤں کے جو رسالہ الوصیت میں تحریر فرمایا گیا ہے جس میں مصارف اشاعت اسلام بھی ملحوظ نظر ہیں کیونکر ہو سکتا ہے خصوصاً جبکہ کلام نبوت یعنی یحدثھم بدرجاتھم فی الجنۃ اور نیز الہامات مندرجہ رسالہ الوصیت ہر یعنی انزل فیھا کل برکۃ وغیرہ بھی نظر کیجائے تو پھر فرمائیے کہ اس بارہ تساہل اور تغافل کیونکر روا ہو سکتا ہے اور نمبر سوم میں اگر غور کیا جاوے تو چاہئے ہر ایک احباب کو اسبارہ میں مسابقت اور پیش دستی دکھلائی چاہئے کیونکہ ہمنے آج تک حضرت اقدس کی کوئی ایسی دعا نہیں دیکھی جس میں آپکو اجابت دعا کا علم بھی دیا گیا ہو اور پھر وہ دعا خالی گئی ہو پس جو ہمارے زمانہ یا بعد الموت کے متعلق ہے اور اسکی قبولیت کا علم بھی آپکو دیا گیا ہی یا آثار قبولیت معلوم ہو گئے ہیں وہ دعا کیونکر خالی جا سکتی ہے اندرینصورت کیا ہمکو زمانہ مابعد الموت کا اندیشہ نہیں ہے جو ہم اسمیں تساہل کریں کیا یہہ زندگانی دنیوی ہمیشہ رہیگی -

مضمون نمبر چہارم سے سہل انکاری کرنیسے اوس حصہ دین اور دنیوی سے محروم رہتا ہے جو الہام جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ میں تمہارے لئے موعود فرمایا گیا ہوں اور یہہ الہام براہین احمدیہ میں ۲۵ سال سے مندرج ہے جسکو سر دفتر مخالفین نے

ہی تسلیم کر لیا تھا گو بعد کو بلا وجہ ... عناداً ... اس سلسلہ کی حقیقت سے منکر ہو گیا ہے پھر تم نے اس الہام کو پورا ہوتے ہوئے بچشم خود ہی دیکھ لیا ورنہ کوئی بتا دے کہ تمام عالم میں کوئی فرقہ مذہبی ایسا ہے کہ تحقیق میں نشان ہائے آسمان میں روحانیت اسلام وغیرہ وغیرہ میں اس سلسلہ احمدیہ سے بڑھکر اور فائق ہو اور ابھی تو اس فوقیت کا آغاز ہی ہے آئندہ اس فوقیت کو یوماً فیوماً ترقی ہوتی چلی جاویگی ورنہ اسکا آغاز کیوں نہ ہو چلا یہی ہمارا ایمان ہے پھر اگر ہم فوقیت حاصل کرنے میں تغافل کریں تو ہماری کسقدر محرومی ہے اون وعدوں سے جو اس الہام میں موجود ہیں۔

اور مضمون نمبر پنجم مجکو ہدایت کر رہا ہے کہ اللہ تعالے کے بندے صادق الایمان ہو کر دنیا سے گذریں اور اسلام اور فرمانبرداری الہی کی حالت میں اللہ تعالی کی طرف سے رجوع کریں کما قال اللہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون پس جبکہ بموجب سنت قدیمہ کے حضرت مسیح موعود نے بتعمیل مضمون رسالہ الوصیت کو ہمارے صدق اور کذب کے لئے ایک معیار قرار دیا ہے اور یہ بحکم الہی قرار دیا ہے اور پھر اس جانچ اور امتحان لینے کی تصریح بھی کردی ہے پس ایسے امر میں جو بحکم الہی معیار قرار دیا گیا ہے اس معیار پر اگر ہم صادق نہ نکلے تو پھر ہماری موت حالت اسلام پر کیونکر ہو سکتی ہے نعوذ باللہ منہ بالآخر مضمون نمبر ششم پر غور کرنا چاہئے کہ جو باغ اسلام کا حضرت مسیح موعود نے لگایا ہے کیا ہمکو جائز ہے کہ اوس کے باغبان ہونے میں ہی ہم نہ شامل ہوں کریں اور مسیح موعود کے نائب ہو کر دین اسلام کے خدام نہ بنیں اس باغ اسلام کی باغبانی جو ہم دنیا میں کرینگے وہی تو بعد موت کے ہاں وہی تو بصورت باغ جنت کے متمثل ہوگی بھلا بتلاؤ تو کہ اس چودہویں صدی میں کوئی ایسا امام مذہبی موجود ہے جسکے ہم پیرو ہو کر باغ اسلام کی سرسبزی اور شادابی میں کوشش کر سکیں اس زمانہ میں تو لعنت ... ظہر الفساد فی البر والبحر کا نظر آ رہا ہے یہی تو کوشش ہماری ہیں جو وہ اگر باغ اسلام میں کی جاویگی تو مقبرہ بہشتی ہمارے لئے ہوگا پس جاگو اور اٹھو دنیا چند روزہ ہے اور حوادث زلازل درپیش ہیں ؎

الا اے کہ ہشیاری و پاک زاد

بے حرص دنیا مدہ دین بباد

احباب کی اطلاع کے لئے چند سطر کافی ہیں رسالہ الوصیت بھی دوبارہ مطبوع ہو کر انشاء اللہ تعالے پہونچیگا۔

مورخہ ۲۱ - جنوری ۱۹۱۶ء محمد احسن نائب ناظم مقبرہ بہشتی قادیان

(والسلام خیر مقام)

اس رقیمہ الوداد کے خاتمے میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین کے جو ... مقبرہ بہشتی کی نسبت ہیں یا اوس حدیث کے بارہ میں جو مسیح موعود کے حق میں فرمائی گئی ہے کہ یدفن معی فی قبری انکا بھی پورا قلع قمع کر دیا جاوے۔

پس اولاً واضح ہو کہ مسیح موعود کی نسبت جو حدیث میں وارد ہوا ہے کہ فیدفن معی فی قبری اس کے معنی کسی مسلمان اہل عقل کے نزدیک یہ تو ہو ہی نہیں سکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک جو عالم شہادت میں مدینہ منورہ میں موجود ہے وہ کھودی جاویگی اور پھر اوسمیں مسیح موعود دفن کئے جاوینگے و نعوذ باللہ من ھذا المعنی الفاسد پس بالضرور قبر سے مراد وہی بہشت برزخی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ عالم برزخ کا طول و عرض۔ قرب و بعد مثل عالم شہادت کے نہیں ہو سکتا ورنہ اوس حدیث متفق علیہ کے کیا معنی ہونگے جسکے یہ الفاظ متعدد روایات صحیحہ میں موجود ہیں فیقولان ما کنت تقول فی ھذا الرجل لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی وہ جو فرشتے قبر میں میت سے سوال کرنے آتے ہیں کہتے ہیں کہ تو اس مرد یعنی محمد صلی اللہ کی رسالت کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتا تھا چونکہ لفظ ہذا کا اسم اشارہ ہے جو حاضر کے لئے آتا ہے تو ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک میت کے پاس ہر وقت موجود ہو جاتے ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود بلحاظ عالم شہادت کے مدینہ منورہ میں مدفون ہے اور پھر دوسری حدیث میں بتعدد الفاظ میں آیا ہے کہ مومن کی قبر ستر گز طول اور ستر گز عرض تک فراخ کردی جاتی ہے اور یہ الفاظ بھی ہیں کہ یفسح لہ فیھا مد بصرہ یعنی جہانتک اوسکی نظر پہونچتی ہے اوسکی قبر فراخ کردی جاتی ہے اب استفسار ہے کہ کیا یہ وسعت اور فراخی عالم شہادت کی ہے یا عالم برزخ کی جو کسی کو نظر آ سکتی پس قبر سے مراد وہی بہشت برزخ ہوا۔

اور جبکہ ایک مومن کے لئے اوسکی قبر میں یہ فراخی اور وسعت ہوتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اسقدر وسعت ہوتی جاتی ہے کہ جسقدر کل بہشتوں کی وسعت ہے کیونکہ عالم جنات کے مالک تو آپ ہی ہیں اب دیکھو کہ حدیث فیدفن معی فی قبری کے معنی کیسے صحیح اور درست ہوگئے یعنی مسیح موعود کی وہ شان ہے جو حدیث مسلم وغیرہ میں وارد ہوئی کہ یحدثھم بدرجاتھم فی الجنۃ تو مسیح موعود بھی بطفیل غلامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات بہشت کا تقسیم کرنے والا ہوا اور وہ بذات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں یعنی بہشت کے اعلی درجہ برزخی میں جگہ پانے والا ہوا خواہ مدینہ منورہ میں دفن ہوا اور خواہ کسی اور قطع ارض میں غرضیکہ روحاً جسماً مدفون ہو آپ ہی کی قبر میں مدفون ہوا اور بطن غار وہی مقبرہ بہشتی ہے جو قادیان میں مخبر صادق کی پیشگوئی کو پورا کرنے والا ہوا اور یہی وہ قبر برزخی ہے جسکو اللہ تعالی نے بھی چند آیات قرآنی میں باین نظم عبارت بیان فرمایا ہے یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی یعنی اے نفس مطمئنہ رجوع ہو تو اپنے رب کی طرف تو اوس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی پس داخل ہو تو ہمارے خاص بندوں میں اور داخل ہو ہمارے بہشت میں، وہ یہی بہشت برزخی ہے جسکو عالم شہادت میں قبر کہا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس مطمئنہ قدسیہ جملہ نفوس قدسیہ سے افضل اور اعلی ہے تو آپ کی قبر مبارک برزخی کا جنت کی مثل ہونا بطریق اولی ثابت ہوا اور باقی تمام نفوس قدسیہ مطمئنہ آپ کے طفیلی ہوئے اس مسیح موعود کا آپکی قبر مبارک میں یعنی بہشت برزخی میں ہونا بھی ثابت ہوا اور یہ تخصیص ایک خاصہ ہے جو دوسرے مومنوں کو حاصل نہیں۔

ایضاً قال اللہ تعالے قیل ادخل الجنۃ یعنی جبکہ اوس مرد مومن کو مخالفین نے شہید کر ڈالا تو اسکو اللہ تعالی کی طرف سے یہ خطاب کیا گیا تو جنت میں داخل ہو ظاہر ہے کہ بعد شہادت کے وہ شخص جنت برزخی میں داخل ہو گیا اور یہی بہشت برزخی ہے جو اوسکی قبر ہوئی۔ ایضاً فرمایا اللہ تعالی نے فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر یعنی متقین

پیچ ہیچ ہیں کے نزدیک بادشاہ قادر مطلق کے ہیں یعنی بہشت برزخی میں اپنے پروردگار بادشاہ قادر مطلق کے قریب ہیں۔

اب رہی وجہ تخصیص کی کہ مسیح موعود کی آپ کی قبر میں مدفون ہونیکی کیا خصوصیت ہے سو یہ تخصیص اسواسطے کہ ظاہر خدائی شرف وعزت وتعظیم اور فضیلت مسیح موعود کو تھی کیونکہ اونکی عزت اللہ تعالے کے نزدیک ایسی بڑی ہے کہ یجعلہم من ہجالتھم فی الجنۃ اس کے لئے فرمایا گیا ہے اور اس مقبرہ بہشتی سے ایک اور پیشگوئی مخبر صادق کی بھی پوری ہوئی ہے حدیث نسائی باب غزوہ الہند میں وارد ہوئی ہے عصابتان من امتی احرزھما اللہ من النار عصابۃ تغزو الہند وعصابۃ تکون مع عیسے ابن مریم یعنی دو گروہیں کہ محفوظ رکھا ہے اللہ تعالی نے اون دونوں کو دوزخ سے ایک تو وہ گروہ ہے کہ جنگ کریگا کفار ہند سے اور دوسرا گروہ وہ ہے جو مسیح موعود کے ساتھ ہوگا اس مقبرہ بہشتی نے اس پیشگوئی مخبر صادق کو پورا کردیا اب مخالفین کون کونسی حدیث آیت کی تکذیب کرینگے اور ان کے لئے اب کونسا مفر باقی ہے۔ والسلام۔ علی نور تبع اللہ

خطبہ کسوف

(نوشتہ محمد ظہور الدین ۔ اکمل آف گولیکی ضلع گجرات پنجاب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۴ جنوری ۱۹۲۶ء کو مدینۃ المسیح میں نماز کسوف پڑھی گئی ۔ یہ وہ نماز ہے جسکی نسبت دیہات میں تو کسی کو بھی معلوم نہیں کہ یہ بھی سنت ہے یا نہیں بلکہ پڑھنے والے کو کہتے ہیں ہمارے دین سے نکل گیا۔ یہ بھی ہمارے بعض حنفی بھائیوں کی خاص مہربانیوں سے ہے جو وہ بعض سنن رسول مقبول کی نسبت کرتے رہتے ہیں۔ خیر یہ سلسلہ احمدیہ تو جاری ہی اسی لئے ہوا کہ پھر رسول اللہ صلعم کی سنتوں کو جاری کرے اس لئے یہاں دارالامان میں کسوف شروع ہوتے ہی نماز کی طیاری شروع ہوگئی اور ۱۰½ کے قریب حکیم الامۃ سلمہ ربہ نے نماز باجماعت جہری قرأت سے پڑھائی۔ پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ پڑھکر رکوع کیا اور رکوع سے سر اوٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ کہکر سورہ احقاف پڑھی اور پھر رکوع کیا۔ دوسری رکعت میں پہلے سورہ محمد کو پڑھکر رکوع کیا اور پھر رکوع سے سر اوٹھا کر انا فتحنا پڑھی اور پھر رکوع کیا غرض ہر رکعت میں دو دو رکوع کئے اسیطرح زیادہ بھی رکوع ہو سکتے ہیں۔ یہ نماز ایک گھنٹہ میں ختم ہوئی حدیث شریف میں آیا ہے کہ بعض صحابہ کو اس نماز میں طوالت قرأت کے سبب غشی ہو جاتی تھی۔ نماز ختم ہونے کے بعد مولوی صاحب مکرم نے خطبہ پڑھا جو نہایت ہی لطیف تھا آپ نے فرمایا کہ دو کارخانے ہیں جسمانی اور روحانی پہلے اپنی حالت کو دیکھو کہ دل سے بات اوٹھتی ہے تو ہاتھ اسپر عمل کرتے ہیں جس سے روح و جسم کا تعلق معلوم ہوتا ہے غمی و خوشی ایک روحانی کیفیت کا نام ہے مگر اسکا اثر چہرہ پر بھی ظاہر ہوتا ہے کسی سے محبت ہو تو حرکات و سکنات سے اس کا اثر معلوم ہوتا ہے انبیاء علیہ السلام نے بھی اس نکتہ کو کئی پیرایہ میں بیان کیا مثلاً حدیبیہ کے مقام پر جب سہیل آیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا سہل الامر (اب یہ معاملہ آسانی سے فیصل ہو جائیگا) یعنی بات جسمانی تھی نتیجہ روحانی نکالا۔ اسیطرح نبی صلعم کی تعلیم کی طرف خیال کرو کہ پاخانے جاتے وقت ایک دعا سکھائی اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث یعنی جیسے پلیدی ظاہری نکالی اسیطرح باطنی نجاست کو بھی نکالنے کی توفیق دے پھر جب مومن فارغ ہو جاوے تو پڑھے غفرانک اسمیں بھی یہ اشارہ تھا کہ گناہ کی خباثت سے جب انسان بچتا ہے تو اسیطرح خدا کا روحانی فیض پاتا ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ سب ارکان اسلام میں جسمانیت کے ساتھ ساتھ روحانیت کا خیال رکھا ہے اور نادان اسپر اعتراض کرتے ہیں۔ مثلاً وضو ظاہری اعضاء کے دھونے کا نام ہے مگر ساتھ ہی دعا سکھلائی ہے اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین کہ جیسے میں نے ظاہری طہارت کی ہے .... مجھے باطنی طہارت بھی عطا کر پھر قبلہ کی طرف منہ کرنے میں یہ تعلیم ہے کہ میں اللہ کے لئے سارے جہان کو پشت دیتا ہوں۔ یہی تعلیم رکوع و سجود میں ہے وہ تعظیم جو دل میں اللہ تعالی کی ہے وہ جسمانی اعضاء سے ظاہر کیا رہی ہے۔ زکوۃ روحانی بادشاہ کے حضور ایک نذر ہے اور جان و مال کو فدا کرنیکا ایک ثبوت ہے جیسا کہ ظاہری بادشاہ کے لئے کیا جاتا ہے اور حج کے افعال کو سمجھنے کے لئے اس مثال کو پیش نظر رکھئے کہ جیسے کوئی مجازی عاشق سن لیتا ہے کہ میرے محبوب کو فلاں مقام پر کسی نے دیکھا تو وہ مجنونانہ وار اپنے لباس وغیرہ سے بیخبر اوٹھ کر دوڑتا ہے ایسا ہی یہ اس محبوب لم یزلی کے حضور حاضر ہونے کی ایک تعلیم ہے غرض جسمانی سلسلہ کے مقابل ایک روحانی سلسلہ بھی ضرور ہے اور اسکو نہ جاننے کے لئے بعض نادانوں نے اس سوال پر بڑی بحث کی ہے کہ مرکز قوی قلب ہے یا دماغ اصل بات فیصلہ کن یہ ہے کہ جسمانی رنگ میں مرکز دماغ ہے کیونکہ تمام حواس کا تعلق دماغ سے ہے اور روحانی رنگ میں مرکز قلب ہے۔ انبیاء علیہ السلام چونکہ روحانیت کی طرف توجہ رکھتے ہیں اسلئے وہ ظاہری نظارہ سے روحانی نظارہ کیطرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم صلعم کو اللہ تعالی نے سراجاً منیراً فرمایا ہے اور آپ سراج منیر کیوں ہوئے جبکہ آپنے دعا فرمائی اللھم اجعل فوقی نوراً وشمالی نوراً واجعلنی نوراً (یہ بڑی لمبی دعا ہے) خیر جب اس حقیقی سورج نے دیکھا کہ سورج کو گرہن لگ گیا یعنی کچھ ایسے اسباب پیش آگئے جن سے سورج کی روشنی سے اہل زمین مستفید نہیں ہو سکتے تو اس نظارہ سے آپکا دل پھڑک اوٹھا کہ کہیں میرا فیضان پہنچنے میں بھی کوئی ایسی ہی آسمانی روک نہ پیش آجائے اس آپ نے اسوقت تک صدقہ دعا استغفار نماز کو نہ چھوڑا جبتک سورج کی روشنی باقاعدہ طور سے زمین پر پہنچنی شروع نہ ہوگئی۔ اب چونکہ ہر ایک مومن شخص بھی بقدر اتباع نبی کریم صلعم نور رکھتا ہے جیسے باپ بیٹے کا اثر چنانچہ اسلئے فرمایا ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی رسول اللہ صلعم کا جسمانی بیٹا نہیں تو روحانی بیٹے تمہارے ہیں اسلئے ہر مومن بھی ایسے نظارہ پر گھبراتا ہے اور گھبرانا چاہئے کہ کہیں ایسے اسباب پیش نہ آجائیں جن سے ہمارا نور دوسروں تک پہنچنے میں روک ہو جائے۔ اسلئے وہ ان ذرائع سے کام لیتا ہے جو مصیبت کے ہٹانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ یعنی صدقہ خیرات کرتا ہے استغفار پڑھتا

اور نماز میں کھڑا ہو جاتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مشکل کے وقت نماز میں کھڑا ہو جاتے ....

.... آخر اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں آتا ہے اور جیسے وہاں حرکت و دوسے وہ اسباب ہٹ جاتے ہیں جن سے سورج کی روشنی باقاعدہ زمین پر پہنچنی شروع ہو جاتی ہے اسیطرح دعا و استغفار سے مومن کے فیضیاب ہونے میں جو روکیں پیش آجاتی ہیں دور ہو جاتی ہیں شیشے پر سیاہی لگا کر یا برہنہ آنکھ سے اپنی آنکھوں کو نقصان پہنچانے کے لئے تماشے کے طور پر اس نظارہ کو دیکھنا مومن کی شان سے بعید ہے تم سراج منیر کے بیٹے ہو پس اپنے انوار کو دوسروں تک پہنچانے میں تمام مناسب ذرائع استعمال کرو چونکہ آپ نے ان آیات پر وعظ شروع کیا تھا جنمیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیر کہا گیا ہے اس لئے ضمن میں بعض اور باتیں بھی بعض الفاظ کی تشریح میں آگئی تھیں ایک بات خصوصیت سے قابل ذکر ہے جو سمجھو آ کی تفسیر میں فرمائی کہ مشرک لوگوں نے ظاہری سلسلہ پر نظر کر کے کہ بادشاہ کے پاس سوائے وسیلہ کے نہیں جا سکتے اللہ تعالیٰ تک اپنی عرض لیجانے کے لئے پیر پرستی شروع کر دی اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ گو مر چکے ہیں مگر ہماری غرضیں انہیں کی راہ سے اوپر پہنچتی ہیں یہ خطرناک غلطی ہے خدائے پاک کے حضور عرض کرنیکا وہی طریق ہے جو کتاب اللہ میں ہے اسی پر کاربند رہو - بدر

ڈائری

۲۲ جنوری ۱۹۰۷ء

آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام بوقت صبح معہ احباب باہر سیر کو تشریف لے جاتے ہیں جب حضرت اقدس باہر تشریف لائے تو پہلے ایک ... نو مسلم نے دعا کے لئے عرض کی حضرت مولوی نور الدین صاحب نے فرمایا کہ حضور یہ شخص اپنی قوم میں واعظ بھی ہے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا وعظ اعمال صالحہ کا فائدہ تب ہی ہوتا ہے کہ محض خدا کے لئے ہو اور اس میں کوئی غرض نہ ہو ریائی عمل کو خدا تعالیٰ قبول نہیں فرماتا اگر عمل میں کسی اور کو شریک سمجھا جاوے تو خدا کئے ہوئے عمل کو رد کر دیتا ہے ...... اور فرماتا ہے کہ جنکے لئے تم نے یہ عمل کیا ہے اس سے اس کا ثواب بھی لو -

بعد ازاں قادیان کے آریوں کے تعصب اور انکی حق پوشی کا ذکر ہوا کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے نشانات بینات دیکھکر انکو چھپاتے ہیں -

اثنائے سیر راہ میں آج کا الہام بیان فرمایا - اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے اے اہل بیت ناپاکی دور کر دے اور تمکو بالکل پاک کر دے -

پھر تخمیناً چھبیس برس کا ایک پرانا الہام بیان فرمایا - جو کسی شخص کے متعلق ہے فارتدّ علی آثارهما وذهب له الجنة انتے میں ملاقات بالا اوسکو کھینچ لے گئی -

مفتی محمد صادق صاحب نے ایک شخص کے خط میں سے بیان کیا کہ وہ پوچھتا ہے کہ جب صبح روشن ہو جاوے تو اوس وقت فرضوں سے پہلے صبح کی سنتوں کے بعد نوافل کی نماز درست ہو سکتی ہے یا نہیں حضرت اقدس و مولوی نور الدین صاحب نے فرمایا کہ دو رکعت سنت کے سوا فرضوں سے پہلے اور کوئی نماز جائز نہیں -

پھر مفتی محمد صادق صاحب نے ایک شخص کا خط پیش کیا کہ وہ پوچھتا ہے کہ مشکلات و مصائب کے وقت کیا کرنا چاہیئے - حضرت اقدس نے فرمایا کہ استغفار بہت پڑھے اور اپنے قصوروں کی اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرے -

مسائل فقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مندرجہ ذیل مسائل کی بابت قرآن و حدیث کا کیا حکم ہے اور صحابہ کیا بات ہے

(۱) عورت اپنی ہمشیرہ کی زندگی میں اوس کے شوہر سے پردہ کرے یا نہ

(۲) اور بعد وفات ہمشیرہ کے اُسکے شوہر سے پردہ کرے یا نہیں -

(۳) مرد اپنی والدہ اور ہمشیرہ وغیرہ محرمات ابدی سے بوقت ملاقات مصافحہ کر سکتا ہے یا نہیں -

(۴) بصورت مصافحہ جائز ہونے کے سالی شوہر والی اس حکم میں شامل ہو سکتی ہے یا نہیں -

جواب مدلل اور خوشخط ہونے چاہئیں تاکہ عورات بھی پڑھ لیں

جوابات

جن محرمات وغیرہ سے پردہ نہیں ہے اونکا ذکر بطور حصر کے پارہ ۱۸ میں موجود ہے - شوہر - باپ - خسر یعنی خاوند کا باپ - بیٹا - خاوند کا بیٹا - بھائی - بھتیجا - بھانجا - اپنی میل جول کی عورتیں - غلام - خواجہ سرا یا شیوخ فانی اطفال نابالغ - اور چچا سے بموجب حدیث متفق علیہ کے پردہ نہیں ہے اور باقی اور سب سے پردہ کرنا چاہیے چونکہ چچا بمنزلہ باپ کے تھا اسلئے قرآن مجید نے اسکی تصریح حصر استثنا میں نہیں فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث متفق علیہ اوسکی تصریح بحیلاً للحصر موجود ہے اِنَّهٗ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ یعنی اسے عائشہ وہ تیرا چچا ہے پس وہ تیرے گھر میں داخل ہو یعنی تیرے پاس آوے اس سے پردہ تجھ پر لازم نہیں ہے کیونکہ وہ محرمات سے ہے اور ہمشیرہ کا شوہر چونکہ ان مستثنیات حجاب میں داخل نہیں ہے لہذا اوس سے پردہ شرعی کرنا چاہیے خود ہمشیرہ کی حیات میں ہو یا بعد وفات کے ہو محرمات ابدیہ سے مصافحہ درست ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے مصافحہ کیا ہے دیکھو مشکوٰۃ شریف باب المصافحہ اور حضرت ابوبکر نے حضرت عائشہ کو بوسہ دیا ہے وقبّل خدها رواہ ابو داؤد سالی سے مصافحہ جائز نہیں دلیل اوسکی جواب نمبرا میں دیکھو مفسدہ امن کا محل اور مقام دیکھنا بھی ضروری ہے تاکہ امن رہے فتنا دے - راقم محمد احسن - ۲۲ جنوری ۱۹۰۷ء قادیان

یورپ و امریکہ و جاپان وغیرہ کو آپ تبلیغ کر سکتے ہیں

رسالہ میگزین سلسلہ حقہ کے حالات پیر و لطیف مضمون شائع ہوئے ہیں اب انکو ایک علیحدہ کتاب کی صورت میں معہ تصویر مسیح موعود اور تصویر قبر مسیح کے تیار کیا گیا ہے - جو صاحب غیر ممالک میں تبلیغ حق کرنا چاہیں وہ ۲ - فی کتاب دیگران ممالک میں بہت سے لوگوں کو یہ کتابیں بھیجکر ثواب حاصل کر سکتے ہیں ایک روپیہ میں آٹھ رسالے جا سکینگے روپیہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ آنا چاہیے رسالے صرف دفتر میگزین سے جا سکینگے - جہاں کہ مناسب ایڈیشن جمع کرنیکا

قابل توجہ قوم

اکثر طالب علم بالکل بے سروسامان یہاں آجاتے ہیں اور بعض احباب بھی ایسے طالبعلم یہاں بھیجتے ہیں جو مسکین یا یتیم ہوتے ہیں مدرسہ تعلیم الاسلام کی مجلس ناظم دل سے چاہتی ہے کہ جہانتک اس سے بن پڑے وہ ایسے طالبعلموں کو مدد دے اور وہ مدرسہ میں داخل ہو کر باقاعدہ تعلیم پائیں لیکن اس غرض کی تکمیل کے لئے ضرورت ہے روپیہ کی۔

سب کمیٹی صدقات جسکے پاس ایسے طالبعلم آتے ہیں یا ایسے امیدواروں کی درخواستیں آتی ہیں وہ بعض اوقات سخت مجبور ہو جاتی ہے وہ نہیں چاہتی کہ کسی سائل کو مایوس کرے لیکن جب وہ دوسری طرف اپنے فنڈ کو دیکھتی ہے تو اسے افسوس کے ساتھ جواب دینا پڑتا ہے اگرچہ اسوقت تک کسی طالبعلم کو جواب نہیں دیا گیا لیکن اگر انکے لئے مناسب انتظام نہیں کیا گیا تو کم ازکم تکلیف ضرور ہوگی اس سال کے لئے مد صدقات کے مساکین فنڈ میں ایک سو روپیہ ماہوار کی گنجائش ہے اور قریباً اسقدر وظائف دیئے جا رہے ہیں۔

اور مد یتامی میں [illegible] ماہوار کی گنجائش ہے اور اسیقدر دیا جا رہا ہے اسی طرح مد زکوۃ میں ایک معقول رقم ماہوار خرچ ہو رہی ہے اور آمدنی ان مدات میں سردست کم ہے ہاں یہ مد صدقات ایسی ہے کہ اگر ہمارے احباب چاہیں تو اسکو بہت وسیع کر سکتے ہیں اور اس طرح پر اپنی قوم کے نادار اور یتیم بچوں کی تربیت اور تعلیم کے لئے کافی انتظام کر سکتے ہیں صدقہ دافع بلا یقین کیا گیا ہے اور فی الحقیقت ہے اسلئے ہر صاحب ہر قسم کے صدقات یہاں بھیجے تاکہ اس مد میں کافی گنجائش ہو سکے اور یہ بھی ہر جگہ کی احمدی جماعت اور ہر احمدی بھائی کو یاد رکھنا چاہئیے کہ وہ کسی طالبعلم کو یہاں اسوقت تک نہ بھیجیں جب تک اسکے متعلق فیصلہ کمیٹی کا نہ ہو لے۔ جب کمیٹی کسی ایسے طالبعلم کو مدرسہ کی کسی شاخ میں لینا منظور کر لے اسوقت بھیجنا چاہئیے۔

اور یہ بھی خیال رہے کہ ہر ایسے طالبعلم کو اپنی درخواست میں مندرجہ ذیل امور کی صراحت کرنی چاہئیے۔

اول عمر کیا ہے صحت کیسی ہے اور چال چلن کیسا ہے۔

دوم عام تعلیم اور مذہبی تعلیم کس حد تک ہے۔ ذہنی قابلیت اور تعلیمی دلچسپی کیسی ہے۔

سوم ۔ مدرسہ کی کس شاخ میں داخل ہونا چاہتا ہے

چہارم ۔ بصورت زندہ ہونے والدین کے وہ خود کیا مدد دیں گے یا اگر کوئی جماعت بھیجتی ہے تو وہ کسقدر مدد دے سکتی ہے۔

پنجم دو معزز احمدی یا ایسے لوگ جنکو انجمن جانتی ہو اور انکی رائے قابل تکریم ہو تصدیق کریں کہ سائل واقعی اسقدر مدد کا مستحق ہے۔

جبتک ان امور کی صراحت کے ساتھ کوئی درخواست نہیں آئیگی اسپر توجہ نہیں ہوگی اور جواب کیلئے اد ۱۰ آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئیے ایسی سب درخواستیں یعقوب علی سکرٹری سب کمیٹی صدقات قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

اما الیتیم فلا تقہر

یہہ قرآن کریم کا پاک ارشاد ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ اسکو پڑھنے والے اسکو نظر سے گرائیں گے بلکہ سر آنکھوں پر رکھیں گے۔ ایک یتیم علاقہ بار سے یہاں آگیا ہے اور سب کمیٹی صدقات نے باوجود تجربہ کی گنجائش نہ ہونے کے اسے مدرسہ میں داخل کر لیا ہے اسکے اخراجات کے لئے اس سال کے واسطے کم ازکم اسی روپیہ کی ضرورت ہے اور یہی تجویز کیا گیا ہے کہ اسکے لئے ایک چندہ کیا جاوے امید ہے کہ یہ رقم بہت جلد پوری کر دی جاویگی کیونکہ یتیم مذکور مدرسہ میں داخل کر دیا گیا ہے اور اسکے اخراجات خورد و نوش اور کتابوں کی قیمت وغیرہ بہت جلد ادا کرنی ہے

ایک اور اطلاع

اس سال مد صدقات کا کل خرچ تین ہزار چھ سو اکیس روپیہ اندازہ کیا گیا ہے لیکن جو رفتار درخواستوں کی ہے وہ اس خرچ کو چار ہزار روپیہ سالانہ سے بھی بڑھا دیگی اور اسوقت مد صدقات میں ایک ہزار روپیہ بھی جمع نہیں ہے اسلئے برادران ذی حمیت جلد توجہ فرماویں اور اس رقم کو پورا کر دیں۔

خادم قوم ۔ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم و سکرٹری سب کمیٹی صدقات

قادیان کے مقامی معاملات

حفظ صحت کے اصولوں کی پابندی کے لحاظ سے قادیان کی صفائی کی ضرورت پر میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ کب تک مجھے اس سوال کو چھیڑتے رہنا پڑیگا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور نے جنوری ۱۹۰۷ء میں قادیان کو دیکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا مگر بعض ضروری مصروفیتوں کی وجہ سے غالباً نہیں آسکے اور اب شاید مارچ میں انہیں فرصت ملے۔

جناب ملک حسن مل صاحب تحصیلدار بٹالہ کی حسن سعی اور توجہ کے لئے میں قادیان کی پبلک کی طرف سے خصوصاً شکرگذار ہوں کہ وہ غیر معمولی توجہ قادیان کی حفظ صحت کے سوال پر کر رہے ہیں۔ ۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء کو ملک صاحب قادیان میں خود تشریف لائے اور دوسرے سرکاری کاموں کے علاوہ آپ نے صفائی کے متعلق نمبردار قادیان کو ایک روبکار لکھ کر دی کہ فوراً منادی کرا دیجاوے کہ لوگ اپنی روڑیاں اٹھا لیں ورنہ سزا دیجاویگی اور ذیلدار ڈلہ کو اس کام میں مدد دینے کا حکم نافذ فرمایا۔ لیکن میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ ذیلدار صاحب نے اپنے فرض منصبی کو انجام نہیں دیا اور توجہ نہیں کی۔ نہ صرف اس کام کیلئے بلکہ تحصیلدار صاحب نے بیان کے دو آوارہ گرد سانڈوں کی شکایت پر ذیلدار کو حکم دیا تھا کہ وہ انکو بند کرا دے مگر ذیلدار نے ابھی تک اس کام کے لئے بھی کچھ نہیں کیا اسلئے مجھے مکرر ملک صاحب کو توجہ دلانی پڑی ہے۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر ذیلدار ڈلہ سرکاری احکام کی تعمیل میں اپنے فرائض کو اسی طرح انجام دیگا تو ملک حسن مل جیسے بیدار مغز اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے والے تحصیلدار کو ناراض ہونے کا موقع دیگا کیونکہ مجھے جہانتک معلوم ہوا سرکاری احکام کی تعمیل اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں ملک صاحب ایک مستعد اور باہمت تحصیلدار ہیں اور انکی سچی رعایا اور جفاکش طبیعت نے انہیں ہر دلعزیز بنا دیا ہے گذشتہ دو تین ماہ سے مختلف حکام کی دوروں کی وجہ سے جسقدر شاقہ محنت انہیں

کرنی پڑی ہے وہ ہر طرح سے قابل قدر ہے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور خصوصاً اسکا خیال رکہیں گے۔

قادیان کی سڑک کے متعلق **ملک صاحب** خاص توجہ ہے اور وہ اسکی مرمت اور درستی کیلئے کوشاں ہیں مگر میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کی توجہ اس امر پر مبذول کرانی چاہتا ہوں کہ جب تک یہہ حصہ پختہ نہ ہوگا تکالیف اور شکایات بدستور رہیں گی۔ خود صاحب موصوف کو سڑکوں کی طرف توجہ ہے پر نہیں معلوم کہ اس سڑک کی باری کب آئیگی؟ اور اب تو **قادیان** کی ڈاک بہی غالباً بہت جلد **دو دفعہ** آیا جایا کریگی جس سے اور بہی اہمیت اس سڑک کی ثابت ہوتی ہے وہ فوری توجہ سے کام ہیں تو کچہ مشکل نہیں اگر ڈسٹرکٹ بورڈ کافی روپیہ اس کام کے لئے نہ رکھتا ہو تو گورنمنٹ پنجاب ہی دے سکیگی جس نے حال میں ۳ لاکہ روپیہ سڑکوں کی اصلاح کے لئے ڈسٹرکٹ بورڈوں کو دیا ہے۔ بہر حال میں امید کرتا ہوں کہ **ملک صاحب** ہی اس معاملہ کو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے خاص نوٹس میں لانے کی سعی کرینگے

ڈائری

(۲۹ - جنوری سیر صبح)

آج حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام - بوقت صبح معہ احباب باہر سیر کو تشریف لیگئے مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم کے تذکرہ پر حضرت نے فرمایا کہ ایک آریہ اخبار نے باوجود ہمارے مذہبی تخالف کے لکہا کہ عبد الحکیم کا آپکو گالیاں دینا اوسکی سفلہ پنی کو ظاہر کرتا ہے نہایت نامناسب امر ہے۔

ایک صاحب نے کہا کہ عبد الحکیم کہتا ہے جعفر زٹلی جو مرزا صاحب کو سخت گالیاں دیتا رہا ہے اوسکو کیا ہوا جو مجہے کچہ ہوگا۔

حضرت نے فرمایا اسکو پادری عبد اللہ آتہم - لیکہرام - چراغ دین ساکن جموں اور دوسرے مباہلین کے احوال سے عبرت پکڑنی چاہئے تہی۔

ایک صاحب نے **ایک شخص مرید** کے کچہ الہامات حضرت اقدس کو سنائے حضرت نے فرمایا الہام کا بڑا نازک معاملہ ہے انسان کو اپنے اعمال صاف کرنا چاہئے الہام کا ہبط صاف ہونا چاہئے اب جو خدا تعالیٰ کی چلائی ہوئی چل رہی ہے یہی ہوا بعض انسانوں کے جسموں کے لئے مفید اور بعضوں کے لئے مفسد ہوگی اگر کسی کا اندر غلیظ ہو - معدہ گندہ ہو اور بیمار ہو تو اوسکو اچہی غذا مضر ہوگی - ایسا ہی خدا کا کلام ہے ابہی تہوڑے روز ہوئے فقیر مرزا ساکن دوالمیال ضلع جہلم جس نے ہماری مخالفت میں لوگوں کو الہام سنایا کہ مجہے عرش سے آواز آئی ہی کہ مرزا جہوٹا ہے رمضان میں مرجاویگا - اور اسی پر اس نے بس نہیں کی بلکہ لوگوں کو کہا کہ یہہ معمولی بات نہ سمجہو میرا دستخط لے لو کہ یہہ بات ضرور ہونے والی ہے اور خود اوس نے اپنا دستخط کرکے اور بہت سے لوگوں کو اپنے الہام کا گواہ ٹہرایا اور انکے ہی دستخط لئے جب رمضان کا مہینہ آیا تو خود ہی مرگیا

ڈائری

۲۹ - جنوری (نماز ظہر)

(طاعون)

آج حضرت اقدس نماز ظہر کو عام نمازیوں سے پیشتر ہی تشریف مسجد میں لے آئے کسی نے ذکر کیا کہ بعض قرب وجوار کے دیہات میں طاعون ہے - حضرت نے فرمایا اس دفعہ یہہ بیماری زیادہ تر خطرناک صورت میں ہے سارے موسم سرما میں ہی اکثر مقامات میں ترقی پر رہی ہے اعتدالی ایام میں اور بہی خطرناک ہوگی بجز توبہ واستغفار اسکا کوئی علاج نہیں -

فرمایا مولوی نورالدین صاحب کو بلاؤ کہ نماز پڑہی جاوے مولوی صاحب بلائے گئے اور ڈیڑہ بجے نماز ظہر ادا کی گئی فرض کی نماز جماعت ادا کرکے حضرت اندر تشریف لیگئے

حضرت اقدس کا مدام ہی اصول ہے کہ آپ ظہر کی پہلی چار سنتیں گھر میں ادا کرکے باہر تشریف لاتے ہیں پچہلی دو سنتیں بہی جاکر اندر پڑہتے ہیں اور کبہی ایسا بہی ہوتا ہے کہ اگر ادائے فرض کے بعد مسجد میں بیٹہنا منظور ہو تو پچہلی دو سنتیں فرضوں کے بعد مسجد میں ہی ادا فرماتے ہیں

استفسار اور اُنکے جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت حضرت حکیم الامتہ مولانا ا

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ'

ذیل کے چند سوالات کا جواب درکار ہے سوالات یہہ ہیں -

س (۱) کیا یہہ خیال درست ہے کہ بعض گائے یا بہنیس وغیرہ پر نظر کا اثر پڑتا ہے جسے لوگ نظر ائی ہوئی کہتے ہیں پہر کچہ پانی وغیرہ پڑہ کر اس کے چہرے پر مارتے ہیں وہ بہنیس دودہ دینے لگ جاتی ہے -

ج بعض نظر کا یقیناً اثر پڑتا ہے اور اُسکی تدبیر بہی مفید ہوتی ہے احادیث صحیحہ سے یہہ بات ثابت ہے -

س (۲) بعض ایسے رشتہ دار (بہن یا ماموں وغیرہ جو بہت قریبی تعلق سے ہیں) وہ شرک وغیرہ کرتے ہیں - انکے ہاں شادی وغیرہ کےموقعہ پر ہر قسم کی رسومات عمل میں لائی جاتی ہیں - شادی وغیرہ کے وقت کیا ان سے میل ملاقات رکہے یا نہ - اور آنکے ہاں شادی وقت ان کے ساتہہ شامل ہو یا نہ -

ج ۲ برائی میں شریک نہو اور مناسب سلوک ان سے کیا جاوے قرآن شریف کی سورہ لقمان کے دوسرے رکوع میں اللہ فرماتا ہے - اگر شرک کی کہیں تو نہ مانو اور دنیوی مناسب سلوک کرو -

س (۳) اگر کوئی شخص امانت میں خیانت کرے اور وہ خیانت معلوم ہوجاوے تو اس کے پیچہے نماز پڑہنی چاہیے یا نہ

ج ۳ نماز کیلئے متقی کو امام بناؤ - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وجعلناہم ائمۃ یہدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون

س (۴) جمعہ کے دن امام خطبہ پڑہ رہا ہو - اگر کوئی شخص اسوقت آوے وہ اس وقت دو سنتیں پڑہے - یا نہ ج مختصر دو سنتیں پڑہ لے -

(۵) نماز مغرب اور عشا جمع ہو - تو عشا کی دو سنتیں پڑہے یا نہ - پڑہ لے

س (۶) اگر پہلی جماعت مسجد میں ہوجاوے تو پہر کچہ عرصہ کے بعد اور آدمی پانچ سات یا کم از کم دو جمع ہوجاویں تو کیا وہ آدمی دوبارہ جماعت اس مسجد میں کرسکتے ہیں یا نہیں -

ج ۶ دو تین آدمیوں کے ساتہہ دوسری جماعت منع نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کتاب اللہ اور قانون قدرت پر ایک سرسری نظر

خدا کی پاک کتاب فرقان حمید نے جہاں بہت سے امور کی طرف توجہ دلائی ہے ان میں سے ایک یہ قانون قدرت کے زیر مضمون کا مطالعہ کرنا بھی ہے مختلف مقاموں میں اور متعدد جگہوں میں ہمیں تاکید کی ہے کہ ہم دنیا میں آنکھ کھولے ہوئے رہیں اور جو چیزیں ہمارے گردو پیش ہوں اور جو واقعات آئے دن ہم دیکھا کرتے ہیں ان سے کسی معقول نتیجے تک پہنچیں۔ کہیں قرآن شریف یہ کہتا ہے کہ سیروا فی الارض تا کہ ہمیں امم سابقہ ماضیہ کا حال معلوم ہو۔ انکے اعمال حرکات و سکنات پر اطلاع پاکر ان نتائج پر غور کریں جو انہیں انکے اعمال کی بدولت بھگتنے پڑے اور پھر ہم ان تجربوں سے جو ہمیں سیروا فی الارض پر عمل کر کے حاصل ہوں اپنی راہ میں رکاوٹیں نہ پیدا کریں اور اگلوں کی طرح ان غلطیوں میں نہ پڑ جائیں۔ کسی مقام پر قدرت کی نیرنگیوں کی طرف ہماری توجہ کو مبذول کیا جاتا ہے اور کہیں دیر تک اس کے اسرار پر غور کرنے کو کہا جاتا ہے۔ اوسکے اسرار کی طرف پہونچنے کے واسطے اشارے اور کنائے بھی کئے جاتے ہیں۔ کسی جگہ حیوانات۔ نباتات زمین۔ آسمان۔ پہاڑ۔ دریا۔ قدرت کے تمام نظاروں کی طرف نظر تماشائی کو دوڑانے کا حکم ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت والی الجبال کیف نصبت والی الارض کیف سطحت

الغرض قرآن کریم کو جہاں سے الٹ پلٹ کر دیکھو تو وہ بآواز بلند یہ کہتے ہوئے پائو گے کہ اے انسان آنکھیں کھول۔ بصارت کے رکھتے ہوئے اندھا نہ بن جا حیوانوں کی طرح دنیا میں رہکر اوس سے بے خبر نہ بن اپنے ان قواے ظاہری و باطنی سے جو تجھے بخش دیے رکھے ہیں کام لے۔ اپاہج نہ بن عقل و فکر کو تیز کر اور انکی ترقی میں لگا رہ۔ کیونکہ وہ تجھے بیکار نہیں دیے گئے ہیں جیسا تو خیال کرتا ہے۔ وہ تیرے ہر وقت کے یار صادق ہیں تجھے تیری غلطیوں پر متنبہ کرتے رہتے اور تیری راہوں کو کشادہ کرتے رہتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہوا وفی انفسکم افلا تبصرون حاصل کلام یہ کہ حسب الحکم فرقان مجید اس عالم اور مافیہا کی طرف ہم نظر دوڑاتے ہیں تو عجیب و غریب نتائج تک پہونچتے ہیں اور ان تعجب انگیز اور حیرت افزا قدرت کی نیرنگیوں و قلمونیوں کو دیکھکر ہمارا دل بلا شبہ ایک خالق اور مدبر کل کا قائل ہو کر پکار اوٹھتا ہے سبحان ربنا ما خلقت ھذا باطلا باغ دنیا کے پہلے دروازہ میں داخل ہونے کے بعد جب اوس باغ کے مختلف گل بوٹوں۔ روشوں اور چمنوں کی سیر کرتے ہیں اون درختوں کے متعلق جو بلغ عالم نے اس دنیا کے باغ لگا رکھے ہیں تفصیلی علم حاصل کرتے ہیں اور کلیات سے جزیات کی طرف آن کر اپنی نظر کو جبہ زیادہ وسیع کرتے ہیں۔ رات کے بعد دن کے آنے دن کے بعد رات کے آنے۔ روشنی کے بعد ظلمت۔ ظلمت کے بعد روشنی کے وجود بدامنی کے بعد امن کے قائم ہونے وبالعکس بگڑکر بننے بنکر بگڑنے

گر کر اوٹھنے اور اٹھکر گرنے۔ عسر کے بعد یسر اور یسر کے بعد عسر ہونے غرض ان ساری کایا پلٹ اور نشیب و فراز پر جو دنیا کے لاحق حال ہوتی ہے نظر ڈالتے اور ساتھ ہی اس کے اپنے بہت سے اہم ضروریات کو دیکھکر اپنی اون مجبوریوں کا خیال کرتے جو ہمیں اپنی عقل کے بعض اوقات ٹھوکر کھانے اور راہ راست سے دور ہو جانے کی وجہ سے پیش آتی ہیں تو ہم بصیرت کی راہ سے تعبیر کی قسم کی لغزش اور غلطی کی اوس اعلیٰ ہستی کی طرف جسے ہم ان تمام تاثیرات ارضی و سماوی کا موثر خیال کرتے اور اس باغ ہستی کا مالی سمجھتے بڑی گریہ و زاری سے متوجہ ہوتے ہیں۔ اوسکی خاص مدد کے طالب ہوتے ہیں۔ اپنی پیش آمدہ مشکلوں میں اوسکے ایماو ارشاد کے منتظر رہتے ہیں۔ اور جب اپنی اس استدعا کا اوسکے دربار سے کافی و شافی جواب بالواسطہ یا بلا واسطہ پا کر اطمینان قلب حاصل کر لیتے ہیں تو ہمدردی کی راہ سے ہمارا دل سارے عالم کے ان تمامی مشکلات کو حل کرنے کے واسطے ایسے مالوہس ذرائع کا متلاشی ہوتا ہے جو خلاق عالم سے ہماری ضرورتوں کے متعلق وقتاً فوقتاً ہدایات حاصل کر کے غلطیوں سے بچاتے رہیں اور اسطرح پر اپنے افعال۔ حرکات و سکنات۔ ادا و طرز سے ضرورت وحی الہام۔ مکالمہ الٰہی اور بعثت انبیا پر شہادت دے کر دعا کرتے ہیں ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلو علیھم ایاتک الآیۃ۔

اوس رحمٰن رحیم خدا نے جس نے اس کارخانہ عالم کو کتم عدم سے وجود میں لایا ہے محض اپنی رحمانیت کے تقاضا سے انسانوں کی جسمانی روحانی دینی و دنیوی حاجتوں کو مدنظر رکھکر ایک سلسلہ وسائط کا رکھا ہے جسکی مدد سے انسان اس دنیا کی اپنی موجودہ زندگی اور اوس کے بعد کے آنے والی زندگی کے ضروریات کو پوری کرتا ہے جیسا کہ اس ظاہری و جسمانی دنیا کے وسائط میں سے انسان بعض کو اپنی انہیں آنکھوں سے دیکھتا ہے اور بعض کو نہیں دیکھتا ویسا ہی دینی و روحانی عالم کے ضروریات کی تکمیل کیلئے بھی جو وسائط خالق عالم نے محض اپنے فضل سے مہیا کئے ہیں ان میں سے بعض کو انسان نہیں دیکھتا اور بعض کو دیکھتا ہے اور اسطرح جیسے خدا تعالیٰ کی حکمت بالغہ سے انسانوں کی حوائج کو پورا کرنے کے لئے آب۔ آتش۔ خاک۔ باد و دیگر ہزارہا عناصر کو پیدا کیا ہے نیز روحانی خواہشوں کو پورا کرنے کی غرض سے ملائک روح القدس انبیا علیہ السلام کا سلسلہ وسائط رکھا ہے۔

ابتداے آفرینش عالم سے آج تک خدا تعالیٰ کا یہی قانون رہا ہے اور اوس نے مختلف زمانوں میں مختلف ملکوں میں ضرورت وقت اور انسانوں کی دماغی و جسمانی قوی کے لحاظ سے اپنے احکام انبیا و رسل کے ذریعہ انسانوں کی پیش آمدہ مشکلات کو حل کرنے اور انکی روحانی و جسمانی قوی کو ترقی دینے کیلئے انکے مناسب حال فرامین شاہی آتے رہے کبھی تقاضائے وقت کے مطابق جلالی شریعت بھیجی گئی اور کبھی لوگوں کی حالتوں کو جانچ پرتال کر جمالی احکام نافذ فرمائے گئے۔ غرض جیسی ضرورتیں انسان کے لاحق حال ہوتی گئیں خدا تعالیٰ انکی تکمیل برابر اسباب کے ذریعہ کرتا رہا مگر چونکہ انسان سب اضداد کا معجون مرکب ہے نہ تو نری جلالی شریعت اسکے شایان حال ہے اور نہ صرف جمالی دین اوسکے لئے کافی ہے اور چونکہ ہر ایک ابتدا کے واسطے کسی انتہا کا ہونا ضروری ہے

نمبر ہستی کے لئے بلندی اخط مستقیم کے لئے نقطہ انتہا .... اور ہر دائرے کیلئے ایک خاص مرکز۔ اسلئے حکمت بالغہ الٰہی نے انسان کے اندرونی و بیرونی جذبات قوی ظاہری و باطنی کے مناسب ایک ایسی کتاب جامع قوانین الٰہی جو نہ تو اتنے رحم کی تعلیم کرتی ہو کہ انسان کے قوی انتقامی کو مار ڈالے اور نہ ایسے سختی کی اجازت دیتی ہو کہ قوت عدل و رحم کو مفقود کر ڈالے۔ نہ تن پروری کی اسقدر اجازت دیتی ہو کہ روح اپنے کمالات حاصل کرنے سے رک جائے اور انسان اپنے اصلی غرض ومدعا سے دور جا پڑے اور نہ اتنی جسمانی ریاضت شاقہ کا بوجھ انسان پر ڈالتی ہو کہ روح اس قفس عنصری سے قبل از وقت پرواز کر جائے۔ بلکہ رحم کے وقت رحم کی تعلیم کرتی ہو اور انتقام کی قوت انتقامیہ کو بھی کام میں لانا سکھاتی ہو۔ جسمانی و روحانی ریاضتوں میں وسعت قوی انسانی کا لحاظ رکھتی ہو اور ہر حالت رنج و راحت عسر یسر تنگی و فرائض میں سہل العمل ہو۔ جسم و روح دونوں کے استعمال میں ہاہوج نہ ہو اور سارے قوی رحم۔ عدل۔ انتقام۔ احسان عفو وغیرہ سب کے ساتھ رہنے دے۔ الغرض اسطرح مشیت ایزدی نے تکمیل قوانین کے مذہب کا تاج اپنی عربی نبی علیہ من التحیات افضلہا ومن الصلوات اکملہا کے سر رکھا۔ جس نے قرآن جیسی الہامی کتاب ہمارے سامنے پیش کی۔ کیسی کتاب؟

جس نے الحمد للہ رب العالمین کہکر خدا کی ہستی پر یقین کامل عطا کیا لوکان فیہما الٰہۃ الا اللہ لفسدتا فرما کر بتلا دیا کہ خدا دو نہیں تین نہیں تین میں ایک۔ ایک میں تین نہیں۔ ہزار نہیں لاکھ نہیں بلکہ ایک وحدہ لاشریک لہ ادعونی استجب لکم ارشاد کر کے اسکو برہین کر دیا کہ خدا کوئی نامعلوم ہستی نہیں۔ گونگا نہیں۔ بہرا نہیں بلکہ سمیع بصیر مجیب ہے ہر وقت ہر زمانے میں اپنے پاک بندوں کو شرف مکالمہ بخشتا ہے ..... نحن اقرب الیہ من حبل الورید کہکر سمجھا دیا کہ اللہ تعالیٰ ہویدا اور آشکارا ہے نہاں و نہاں نہیں ان اللہ لیس بظلام للعبید وما اللہ یرید ظلما للعباد۔ ہو الرحمن الرحیم یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر کہکر اچھی طرح بتلا دیا کہ خدا ظالم سفاک خون کا پیاسا بلاوجہ ہلاک کرنے والا نہیں بلکہ اسکی حقیقی رضا عفو و رحم میں ہے۔ لقد یسرنا القرآن للذکر فہل من مدکر۔ ہدی آیات بینات فیہ شفاء للناس ہدی و ذکری للمومنین ان ہذا القرآن یہدی للتی ہی اقوم ارشاد فرما کر مطمئن کر دیا کہ مذہب جیسی موٹی موٹی سیتاں بتول پہلیاں اور پہیلی نہیں جزاؤ سیئۃ سیئۃ مثلہا ومن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ فرما کر قوت انتقامیہ اور قوت عفو دونوں کو اپنے اپنے موقعوں پر برقرار رکھا اور دونوں کا مصرف بتایا وقاتلوا الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر۔ وان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط۔ الذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قواما۔ اذا تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ ورسولہ۔ وامرہم شوری بینہم۔ الذین ہم عن اللغو معرضون۔ واذا مروا باللغو مروا کراما۔ لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ۔ اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا۔ ان اللہ لا یحب المعتدین۔ ان اللہ لا یحب کل مختال فخور۔ تعاونوا علی البر والتقوی۔ واقصد فی مشیک۔ لا تمش فی الارض مرحا۔ قل للمومنین یغضوا من ابصارہم الخ وغیرہ وغیرہ کہکر سیاست مدن تدبیر منزل۔ اخلاق۔ باہمی ہمدردی۔ احسان و سلوک۔ تواضع انکسار۔ حلم خودداری۔ شرم و حیا۔ باہمی مراعات و صداقت۔ کسب معاش غرض سارے ضروری امور کو باحسن وجوہ بیان فرمایا سبحان الذی خلق الازواج کلہا مما تنبت الارض ومن انفسہم ومما لا یعلمون۔ والشمس تجری لمستقر لہا ذالک تقدیر العزیز الحکیم۔ العلیم والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار وکل فی فلک یسبحون یسئلونک عن الاہلۃ قل ہی مواقیت للناس فرما کر ہیئت ۱-سٹر الوجی جیسے دقیق علوم کی طرف اشارہ فرمایا۔ الحاصل ایسی کتاب جو تمامی ضروریات دینی و دنیوی کو بتمام و کمال حاوی ہے صدق اللہ ومامن رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے؂

جمیع العلم فی القرآن لکن
تقاصر عنہ افہام الرجال

کیسا نبی؟

جس نے اپنے برتاؤ معاملت معاشرت سے دنیا پر ثابت کر دیا کہ دین و دنیا دونوں اعلی درجہ پر کیونکر ساتھ جا سکتے ہیں جس نے اپنے صبر و استقامت سے دکھلا دیا کہ ہمت و جوانمردی کسکا نام ہے جس نے اپنے اوٹھنے بیٹھنے گفتگو و انداز سے لوگوں کو جتلا دیا کہ حقیقی تہذیب و شائستگی کسے کہتے ہیں جس نے فتح مکہ کے بعد مکہ میں داخل ہوکر منادی کر دی کہ لا تثریب علیکم الیوم اور اسطرح دنیا پر روشن کر دیا کہ عفو درگذر کیا شئے ہے اور دشمنوں کے ساتھ اپنے غلبے کے بعد کیسا سلوک کرنا چاہئے۔ جس نے ان درندہ صفت انسانوں کو جو اس کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے اپنا ایسا گرویدہ بنا لیا کہ بتلا دیا اور دکھلا دیا کہ تسخیر کیونکر کرتے ہیں۔ وہ نبی جسکی ابتدائی زندگی گمنامی کی تھی۔ ایک بکریوں کا چرانے والا عرب۔ یتیم بے کس بے بس جس نے اپنے وطن مالوف (اللہم انزل علیہ شآبیب رحمتک) یا اوس کے گرد و نواح کے بعض ملک کے سوائے کہیں کی سیاحی نہیں کی تھی اور نہ اونٹ کھجور کے درختوں اور ریگ کے ٹیلوں کے سوائے دنیا کے کسی دلکش نظارے کی سیر کی تھی وہ نہ کوئی بڑا تجربہ کار حکیم تھا جسکی ظاہری تعلیمی حالت ایسی تھی کہ آج تک نبی امی کے لقب سے مشہور ہے کسی اسکول و کالج میں تعلیم پائی۔ کسی کالج کا پروفیسر و پرنسپل نہ تھا نہ کسی بڑے بزرگ ولی المہدی اللہ عالم وقت کی صحبت میں رہا نہ کسی استاد کے آگے زانوئے تلمذ تہ کیا۔

ملے کیا غرض وہ سیدھا سادا دنیا کے بیابانوں اور کوہ و دشت دوں سے نا آشنا
نبی جس نے بات بات پر اپنی واقفکاری ہوشیاری تجربہ کاری عقلمندی
عقلمندی فیاضی بلند حوصلگی عالی ظرفی کا کافی ثبوت دیا وہ نکتہ حکمت
و دانائی کے معاشرت تمدن کے متعلق سکھلائے کہ آج تیرہ سو
برس گزر جانے کے بعد بھی زمانہ کے عقلا حیران و ششدر ہیں
کہ عرب جیسے ویران اور غیر مہذب ملک کے رہنے والے نے کیونکر
ایسی دانائی کی باتیں سکھائیں...... اور باوجود سخت سے سخت مخالف
ہونیکے بے نظیر کئے نذرہ سے

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

وہ نبی اگرچہ کسی کمانڈر چیف کے گھر میں نہیں پیدا ہوا تھا اور نہ
کسی ملٹری کالج کا سند یافتہ تھا مگر جنگ کی ضرورتوں کے وقت
اُس نے اپنے آپ کو بڑا آزمودہ کار جرنل ثابت کر دکھایا اور نیز
یہ بھی دکھلا دیا کہ خدا کے سکھائے ہوئے لوگ اور اسکے پیارے سب
کچھ کر سکتے ہیں - دنیا ان کا ایک بال بھی بیکا نہیں کر سکتی - غرض
آپ ایسے نبی تھے جنکی مثال نہیں خود خدا نے فرمایا انک لعلی خلق عظیم
لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ......

اس نبی نے دنیا میں آن کر کیا کیا؟ یہ ایسی بات ہے کہ مخفی نہیں
دیکھنے والے دیکھتے ہیں اور جاننے والے جانتے ہیں کہ اسی نے
اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ قایم کرکے درندوں کو انسان بنایا نہ فقط
انسان بلکہ سارے محاسن و خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ
انسان کدورتوں سے پاک صاف انسان - ان وحشی اور
جنگجو قوموں کو جنکے گھٹیوں میں فسق و فجور زنا شہوت پرستی بت
پرستی مے پرستی نفس پرستی پڑی ہوئی تھی ان افعال ذمیمہ سے
ایسا متنفر بنایا اور انہیں ایسی کامل تبدیلی پیدا کی کہ وہ بالکل
دوسرے ہوگئے اور ایسے نیک ہوگئے کہ گویا ابھی ماں کے
پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں اور دنیا کی برائیوں سے بالکل نا
آشنا ہیں اور اس نبی نے دنیا میں آکر ان ساری رکاوٹوں کو
جو حق کی راہ میں مہلک اور انسان کش باطل نے ڈال رکھے تھے
دور پھینکا اور خدا کی طرف صدق اور اخلاص کے ساتھ چلنے والوں
کے واسطے صراط مستقیم تیار کی ہزارہا بلکہ ہزارہا مخلوق خدا کو
اس راستے پر چلا کر محبوب حقیقی و مطلوب اصلی سے ملایا - ایسا
ملایا کہ وہ وصال یار سے از خود رفتہ ہوکر سرشار بادۂ الست ہوگئے
اور انہیں اپنے تن من دھن کی بھی خبر نہ رہی بالآخر دنیا و آخرۃ کی
کامیابیوں کا ہار اپنے گلے ڈالا اور گرچہ سب سے پیچھے آئے تھے
مگر سب سے آگے چل نکلے -

...... خدا کی ذات اول سے ہے ابد تک رہیگی اُسکے صفات
قائم بالذات ہیں وہ ابتدا سے سمیع بصیر مجیب و متکلم ہے
اور رہیگا وہ ہمیشہ سے اپنے بندوں پر مہربان ہے اور رہیگا
انکی ضرورتوں اور حاجتوں کو ہر زمانے ہر آن میں پورا کرتا
رہتا ہے اور کرتا رہیگا ان کے روحانی و جسمانی عافیت کا سامان
کرتا رہیگا کیونکہ وہ تغیر و تبدل پذیر نہیں اور نہ اوسکا قانون
دنیاوی بادشاہوں کے قانون کی طرح روزانہ بدلتا رہتا ہے جیسا کہ
وہ خود فرماتا ہے کہ کل یوم ھو فی شان و لن تجد لسنۃ اللہ
تحویلا اس لئے اگرچہ اوس نے نبوت مستقلہ سلسلہ کا خاتمہ نبی
عربی فداہ روحی پر کردیا لیکن اوسکے عدل و انصاف رحمانیت
و ربوبیت عامہ کا تقاضا یہ نہیں ہوا کہ اپنے بندوں پر ہدایت
و رشد کا دروازہ بند کردے اور اپنے کلام و وحی سے کسی کو فیضیاب
نہ ہونے دے بلکہ آریوں کے خدا کی طرح تماشاگاہ دنیا کی سیر تماشا دیکھے
کیا مجال کہ کچھ بھی دخل دے اور چوں بھی بولے نہیں ہرگز نہیں اسنے
اپنی رحمانیت کے تقاضا سے جو اوسکے بندوں کے ساتھ اسکی
جانب سے ہے اور اس ربوبیت عامہ کی رو سے جسکی بدولت اس
اس کارگہ کائنات کا ثبات ہے ایک سلسلہ خلفاء عامہ و مجددین کا رکھا
ہے جو نبی غیر مستقل کا کام دیتے رہتے ہیں اپنی روحانیت کا پہلو چاردانگ
عالم پیدا کرتے ہیں تاکہ مخلوق خدا چاہ ضلالت میں نہ پڑ جائے اور سعید
روحیں خدا کی طرف کھنچ کر آجائیں دین حق کی تائید اور اشاعت ہوتی
رہے نشانات آسمانی اون ائمہ کے ہاتھوں ظاہر ہوتے ہیں کما قال اللہ
فی کتاب المجید وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصلحت
لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من
قبلھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس منصب کو خلفاء
اربعہ کے ذریعہ زینت دی گئی یا ان بزرگوں کو اس منصب کے ذریعہ
سراہا گیا جو کہ بجا و درست ہے - ان اصحاب کی مساعی جمیلہ سے اسلام
اپنے وطن سے دور دراز ملکوں میں پہنچا اور جہاں پہونچا اُس نے وہاں
کے لوگوں کے دلوں میں گھر کرلیا - مشرق و مغرب شمال و جنوب
غرض دنیا کے ہر گوشہ میں اس نے اپنا وطن بنایا اسلئے حسب ضرورت
مختلف صوبوں اور مختلف ملکوں میں ائمہ و مجددین ہوتے رہے
اور خدا تعالی ان لوگوں کی باطنی فیضان سے شجر اسلام سر سبز و شاداب
کرتا رہا -

قاعدے کی بات ہے کہ جب کوئی چیز اپنے مرکز سے دور جا پڑتی ہے
عام اس سے کہ بعد زمانی ہو یا مکانی تو اس میں وہ اگلی سی کیفیت نہیں
رہ جاتی بلکہ اسمیں انحطاط شروع ہو جاتا ہے مثلاً دیکھو زمین کا وہ
حصہ جو مرکز شمس سے بہ نسبت کسی دوسرے حصہ کے زیادہ فاصلے
پر جا پڑتا ہے تو آفتاب کی وہ تمازت اور حرارت جو نزدیک کے حصہ پر
پڑتی ہے دور کے حصہ پر نہیں پڑتی یہی حال رہا اسلام اور اسلامیوں کا
کہ جبتک وہ اپنے مرکز اصلی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر رہے
اسکو دن دوگنی رات چوگنی ترقیاں ہوتی گئیں (نظیر کیلئے دیکھو صحابہ اور
انکی لائف) مگر جسقدر نبی کریم سے زمانی اور مکانی بعد ہوتا گیا حالت غیر
ہوتی گئی - جمعیت متفرق ہوگئی - شیرازہ تتر بتر ہوگیا - اتفاق
مفقود ہوگیا ان میں پھوٹ پڑ گئی اور حالت ایسی زبوں ہوئی کہ الاماں
الحفیظ - یہانتک مسلمانوں کی حالت تبدیل ہوگئی ہے کہ اگر موجودہ
کے مسلمانوں کو غور سے دیکھا جائے - ان کا مقابلہ مسلمانان پیشین سے
کیا جاوے تو یوں بعید معلوم ہو خاص مکہ اور مدینہ کے مسلمانوں
کی حالت ایسی ہے کہ اگر اُن کے وہ اسلاف جنہوں نے اپنے خون سے باغ
اسلام کی آبپاشی کی تھی بفرض محال زندہ ہوکر آجائیں تو واقعی وہ یہ نہ
کہہ سکیں کہ یہ لوگ سچے مسلمان ہیں اور ہمارے ہی اخلاف ہیں - اسلام
کے وہ اہم اور قابل قدر اصول جنکے ہمارے مخالف بھی قدر و منزلت
کی نگاہ سے دیکھتے تھے جنکے رعب سے بڑے بڑے فلاسفر مرعوب تھے جس نے
حیوانوں کو انسان بنایا تھا اُس میں آج ایسی نئی نئی ترمیمیں اور آرے
دل اُسی کے فرزند .. اسی کے گلے پر الٹی چھری پھیرتے ہیں کہ تباہ
خدا کو ہی کہتا ہے کہ اسلام آج سے تیرہ سو برس قبل کے لوگوں کے لئے
بالخصوص عرب کے بدوں کیلئے موزوں تھا - کسی کو اسکی وقعت پڑی ہے
کہ ٹیبل اور کرسی پر بیٹھکر جنٹلمینوں کے ساتھ بیٹھکر کھانا نہیں اور جائے
چائیں اور کھانا پینا جھکنا سجدہ کرنا موجودہ تہذیب فیشن طرز پر نہیں

کے خلاف ہے وضو کرنے میں قمیص کی کف خراب ہوتی ہے رکوع کرنے میں پتلون میں سلوٹیں پڑ جاتی ہیں پانچ وقت نماز پڑھنے میں وقت ضائع ہوتا ہے اور وہ انسانوں کی وسعت سے باہر ہے اگر برقرار ہی رکھا جائے تو روزہ رونے کے درمیان ایک وقت رفرشمنٹ کی غرض سے کچھ بوتلیں اڑائی جائیں حج کو جانا اور دور و دراز ملک کا سفر کرنا وہ بھی ایسا ملک کہ جہاں نہ تھیٹر نہ اعلیٰ درجہ کے کلب ہیں نہ بری و شی لیڈیاں ہیں نہ سیر و تماشا ہے نہ بال پارٹی ہے - سوائے اسکے اور کچھ بھی نہیں کہ ان وحشیوں کی طرح برہنہ سر ننگے پیر برہنہ تن عرب کے ریگستانوں کی بادیہ پیمائی کیجائے کچھ حاصل نہیں اسکی جگہ یہ ہونا چاہیئے کہ سال میں ایکدفعہ قومی تھیٹروں اور تماشگاہوں کی زیارت کیجائے بس اللہ اللہ خیر صلاح الغرض جتنی منہ اوتنی باتیں ہیں اور جتنے سر اوتنا سودا ہے اور اسطرح اسلام کے زریں اصول حقوق اللہ وحقوق العباد کو بگاڑ کر ایک نئے پیرایہ میں ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے -

الحاصل تیرہ سو برس کے بعید زمانہ کے مرد رسنے عام طور پر مسلمانوں کو اور انکے اعتقادات وخیالات کو کچھ ایسا محرف ومعطل سا کر دیا ہے کہ کچھ کہا نہیں جاسکتا نہ ان میں وہ اگلی حمیت ہے نہ غیرت ہے نہ اسلامی محبت واخلاص ہے نہ اس کی راہ میں جوانمردی ہے - نہ اشاعت اسلام میں سرگرمی ہے دین نہ سہی دنیا ہی اچھی ہوتی مگر بدقسمتی سے اسمیں بھی ساری قوموں سے پیچھے پڑے ہوئے ہیں موجودہ سائنس تہذیب و فلسفہ کے مطیع ہوتے تھے تو چاہیئے تھا کہ اپنے ہم چشم قوموں دنیا کی موجودہ سوسائٹیوں میں انہیں صدر کی جگہ نہ ملتی تو پائین بزم میں ہی نہ بیٹھتے مگر غور سے دیکھیئے تو معاملہ بالکل برعکس ہے اسلام اور اس کے اہم اصول سے اگر ایک گونہ قطع تعلق کرنا چاہا تھا تو اوس سے بیزاری بھی ظاہر کی تھی اپنے یگانوں سے علیحدہ ہو کر غیروں کو اپنا مددگار سمجھا تھا - مشرق سے توڑ کر مغرب کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑا تھا تو چاہیئے تھا کہ اوسکا اونہیں کوئی ثمرہ ملتا دنیاوی جاہ و جلال میں سب سے زیادہ نہ سہی تو کسی سے کم ہی نہ دکھائی دیتے - یورپ کے بڑی دشوں کے سائے کا کچھ سایہ پڑتا چہرے پر کچھ آب وتاب نورانیت آجاتی مگر ہائے بدقسمتی ان رہ گم کردگان صراط مستقیم کی کہ باوجود اسقدر محنت تگ ودو کے بھی منزل مقصود تک نہ پہونچ سکے کچھ آگے تو بڑھے مگر سخت حیران وششدر رہ گئے اور اول ہی قدم پر ناکامی و نامرادی اپنا جلوہ دکھلانے لگی ع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے رہے

یہ ہے ایک مختصر سا خاکہ ہمارے مسلمان بھائی اور انکی ضعف ناتوانی انکی زبون اور ناگفتہ بہ حالتوں کا مگر ساتھ ہی اسکے خدا کی قانون قدرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ کسی چیز کو ایک خاص محدود حالت پر نہیں رہنے دیتا اور ہر وقت دنیا و مافیہا کو مختلف تبدیلیوں میں ڈالے رہتا ہے - ابھی جاڑا ہے تو تھوڑے دنوں میں گرمی آئیگی موسم گرما ہے تو برسات آئیگی رات ہے تو دن آئیگا خزاں ہے تو بہار آئیگی - اسطرح دنیا اور اسکی چیزیں مختلف تبدیلیوں میں ڈالی جاتی ہیں اور اپنا رنگ و روپ بدلتی رہتی ہیں جب رات کی تاریکی انتہائی درجہ کو پہنچ جاتی ہے چاند مخلوق کی نظروں سے اوجھل ہوکر لوگوں کو اپنی دیدار کے لئے بے چین دبے قرار کر چھوڑتا ہے جب حرارت وتمازت آفتاب اپنے انتہائی نقطہ تک آکر مخلوق خدا کو بے آگ کے جلانے لگتی ہے تو خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے انسان کی بے چینی کو دفع کرنے اور اسے راحت و آرام پہونچانے کا سامان مہیا کرتا ہے یعنی ماہتاب وباران کے ذریعہ آنکھوں کو نور دل کو ٹھنڈک بخشتا ہے -

یہی حال ہے قومی ترقی و ادبار کا کہ جب کسی قوم پر ادبار کا ہجوم ہوتا ہے یہانتک کہ اوسکی کوئی حد نہیں رہتی تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے اس قوم کی ترقی کے اسباب جمع کرتا ہے ان اسباب کی طرف اس قوم کی رہنمائی کرتا ہے تاکہ وہ ترقی کرے نیچر کا قانون جسمانیات کے ساتھ محدود نہیں بلکہ روحانیت کا بھی بجنسہ یہی حال ہے غرض روحانی اصلاح کے متعلق خداتعالیٰ کا یہی دستور ہے کہ جب کسی قوم پر ادبار گھیر لیتا ہے روحیں خدا سے دور جا پڑتی ہیں - حقوق اللہ وحقوق العباد لوگوں سے جاتی رہتی ہے کتاب اللہ کو لوگ پس پشت ڈال دیتے ہیں - انکی اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہوجاتی ہے نہ چھوٹوں میں ادب رہتا ہے نہ بڑوں میں رحم نہ عزیزوں میں لحاظ رہتا ہے نہ بزرگوں میں مہربانی رہتی ہے ایک دوسرے کو کاٹ کھانے کے لئے بھیڑیے کی طرح دوڑنے لگتے ہیں فساد - عناد - باہمی جنگ ومخالفت کی آگ خوب مشتعل ہوجاتی ہے تو انکی بگڑی حالت کو سنوارنے - برائیوں کو دفع کرکے ان میں وحدت کی روح پھونکنے دین کی راہ پر چلانے - دین کے ساتھ شوق وذوق پیدا کرنے اسکی راہ میں قربان ہونے اسکے علاوہ اور ضروری امور کے متعلق توجہ دلانے کے واسطے خداتعالیٰ کوئی سامان مہیا کرتا ہے اور کسی ایسے وجود کو اس اصلاح طلب قوم میں امام بناکر بھیجتا ہے جو اپنے اخلاق فاضلہ حسن عقیدت - تقوی - قوت ایمانی صبر واستقامت کا نمونہ دکھلا کر لوگوں کی اصلاح کرتا ہے -

اللہ تعالیٰ کی ہستی اسکی رحمت ورحمانیت وربوبیت عامہ کو تسلیم کرنے اس کے پاک کلام پر ایمان لانے اور اس کے احکامات کو ماننے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب خدا تعالیٰ رب ہے یعنی کائنات عالم کے سارے مکونات کی ہر قسم کی تربیت وہی کرتا ہے مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں میں انبیا کو اور ان کے بعد ائمہ و مجددین کو مبعوث فرما کر اصلاح کرتا ہے پس ایسے وقت میں کہ جب مسلمانوں کی کشتی سخت گرداب میں پڑ گئی ہے اور قوم کا جہاز گویا غرق ہونیکو ہے آیا اوس نے اپنی رحمانیت وربوبیت کے رو سے اور اپنے ان وعدوں کے رو سے جو اسی نے اپنے کلام میں فرمائے ہیں کسی امام کو اصلاح امت کے غرض سے بھیجا ہے یا نہیں اگر بھیجا ہے تو وہ کون ہے ؟ باقی آیندہ

راقم - ابو الفتح بہاگلپوری احمدی (از الہ آباد)

چکڑالوی راستبازی کا نمونہ

میں دو اشاعتوں میں چکڑالوی راستبازی کا نمونہ ان واقعات کو پیش کرکے جو شیخ محمد چٹو صاحب نے شائع کئے ہیں دکھلا چکا ہوں اب میں چاہتا ہوں کہ اصل واقعات کو شائع کردوں - مگر اتنا میں اور کہنا چاہتا ہوں کہ شیخ صاحب کے اس سفر کی غرض تلاش حق ہرگز نہیں تھی ورنہ اس پیرانہ سالی میں اور ایسی حالت میں کہ جب

انہیں کوئی کام بقول انکے نہیں یہہ ضروری تہا کہ وہ ایک عرصہ تک یہاں رہتے اور فائدہ اٹھاتے ۔ علاوہ بریں خود انہوں نے لکہدیا ہے کہ وہ بخاطر اپنے پوتے حکیم محمد حسین قریشی کے آئے تہے ۔ مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ طلب حق کیلئے سفر کرنے کی اس پیر فرتوت کو پہلے ہی سے مناسبت معلوم نہیں ہوتی بلکہ میں احمدی قوم اور مسلمان پبلک کے حافظہ کو ایک خاص واقعہ سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں اور جہانتک میرا علم ہے وہ صحیح واقعہ ہے اگر غلط ہے تو شیخ محمد چٹو صاحب اسکی تردید کریں دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء میں جبکہ شیخ محمد چٹو صاحب اہلحدیث تہے اور چکڑالوی کا خرقہ خلافت آپ کو نہیں ملا تہا انہیں ایام میں شیخصاحب کے داماد مولوی رحیم بخش صاحب چینیاں والی مسجد کے امام تہے ۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے تعطیلات دسمبر پر احباب کو جمع ہونے کے لئے اعلان کیا گیا ۔ شیخصاحب نے داماد صاحب سے جہٹ فتوی لیا کہ ایسے جلسہ پر جانا اور سفر کرنا کیا ہے ۔ وغیرہ وغیرہ خسر صاحب مستفتی تہے اور داماد صاحب مفتی جو فتوی ایسی حالت میں شیخ صاحب کو بکار تہا لگیا اور انہوں نے اس سفر کو معصیت ۔ بدعت وغیرہ لکہدیا لیکن جب حضرت اقدس نے اس فتوی کی حقیقت کہولی اور قیامت کی نشانی والا اعلان شائع کیا اور مفتی صاحب کے اخراجات سفر دینے کے وعدہ پر قادیان بلایا تو پچیس ہزار روپیہ وقف کرنے والے شیخصاحب طالب حق اور انکے داماد صاحب خدا جانے کس گوشہ میں دبک رہے اس واقعہ کے بیان کرنے سے میری غرض یہہ ہے کہ یہ معلوم ہو جاوے کہ آپکی طلب حق کا دعوی کہانتک راستی پر مبنی ہے مجھے شیخصاحب کی حالت پر بہت ہی افسوس آتا ہے کہ انہوں نے اپنی باگ ایک نوجوان سیاح کے ہاتھ میں دیدی اور انہوں نے رسالہ کے ذریعہ شیخصاحب کو ایسے پیرایہ میں پیش کیا جسے پڑہ کر وہ خود ہی شرمندہ ہوتے ہونگے کہ کیا ایسے پیر فرتوت کی متانت اور ثقاہت کا یہی تقاضا تہا کہ وہ بازاری اصطلاحوں میں کلام کرے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

اب ناظرین کو میں اصل واقعات سنانا چاہتا ہوں ۔

۳۰ ۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء کی صبح کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام یہہ معلوم کرکے کہ لاہور سے شیخ محمد چٹو آئے ہیں اور احباب بھی آئے ہیں محض اپنے خلق عظیم کی بنا پر باہر نکلے ۔ غرض یہہ تہی کہ باہر سیر کو نکلیں گے احباب سے ملاقات کی تقریب ہوگی ۔

چونکہ پہلے سے لوگوں کو معلوم ہو گیا تہا کہ حضرت اقدس باہر تشریف لائینگے اسلئے اکثر احباب چہوٹی مسجد میں موجود تہے اور میں خود بھی موجود تہا ۔ جب حضرت اقدس اپنے دروازہ سے باہر آئے تو معمول کے موافق خدام پروانہ وار آپ کی طرف دوڑے ۔ آپ نے شیخصاحب کی طرف دیکھکر بعد سلام مسنون فرمایا ۔

حضرت اقدس ۔ آپ اچھی طرح سے ہیں آپ تو ہمارے پرانے ملنے والوں میں ہیں ۔

بابا چٹو ۔ شکر ہے ۔

حضرت اقدس (حکیم محمد حسین قریشی کو مخاطب کرکے) یہہ آپ کا فرض ہے کہ انکو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو انکے کہانے اور ٹہرنے کا پورا انتظام کردو جس چیز کی ضرورت ہو مجھے کہو اور میاں نجم الدین کو تاکید کردو کہ انکے کہانے کے لئے جو مناسب ہو اور یہہ پسند کریں وہ طیار کرے ۔

حکیم محمد حسین ۔ بہت اچہا حضور انشاء اللہ کوئی تکلیف نہیں ہوگی

حضرت اقدس (باباچٹو کو خطاب کرکے) آپ تو مسافر ہیں روزہ تو نہیں رکہا ہوگا ؟

باباچٹو نہیں مجہے تو روزہ ہے میںنے رکہ لیا ہے ۔

حضرت اقدس اصل بات یہہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بہی تقوی ہے خدا تعالے نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت رکہنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اسلئے اس حکم پر بہی تو عمل رکہنا چاہئیے میں نے پڑہا ہے کہ اکثر اکابر اسطرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکہتا ہے تو یہہ معصیت ہے کیونکہ غرض تو اللہ تعالی کی رضا ہے نہ اپنی مرضی اور اللہ تعالی کی رضا فرمانبرداری میں ہے جو حکم وہ دے اوسکی اطاعت کی جاوے ۔ اور اپنی طرف سے اسپر حاشیہ نہ چڑہایا جاوے ۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو میں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکہتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں چنانچہ آج بہی میری طبیعت اچھی نہیں اور میں نے روزہ نہیں رکہا ۔ چلنے پہرنے سے بیماری میں کچھہ کمی ہوتی ہے اسلئے باہر جاؤنگا کیا آپ بہی چلیں گے ؟

باباچٹو نہیں میں تو نہیں جاسکتا آپ ہو آئیں ۔ یہہ حکم تو بے شک ہے مگر سفر میں کوئی تکلیف نہیں پہر کیوں روزہ نہ رکہا جاوے ۔

حضرت اقدس یہہ تو آپکی اپنی رائے ہے قرآن شریف نے تو تکلیف یا عدم تکلیف کا کوئی ذکر نہیں فرمایا ۔ اب آپ بہت بوڑہے ہوگئے ہیں ۔ زندگی کا اعتبار کچھہ نہیں انسان کو وہ راہ اختیار کرنی چاہئیے جس سے اللہ تعالی راضی ہو جاوے ۔ اور صراط مستقیم مل جاوے

باباچٹو میں تو اسی لئے آیا ہوں کہ آپ سے کچھہ فائدہ اوٹہاؤں اگر یہہ راہ سچی ہے تو ایسا نہ ہو کہ ہم غفلت ہی میں مرجاویں

حضرت اقدس ہاں یہہ بہت عمدہ بات ہے میں تہوڑی دور ہو آؤں آپ آرام کریں (یہہ کہکر حضرت اقدس سیر کو تشریف لیگئے اور جلدی واپس تشریف لے آئے ۔)

پہر قبل ظہر حضرت اقدس احباب کی خاطر باہر تشریف لائے ۔ سب سے پہلے خواجہ صاحب نے محض نفعاً للہ دو بہائیوں کی باہم رنجیدگی کا ذکر کیا جسپر حضرت اقدس نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی جو بالگذشتہ کے الحکم میں چہپ چکی ہے اس تقریر کے دوران ہی میں شیخصاحب بہی تشریف لے آئے اور جب حضرت اقدس کو اپنی طرف متوجہ پایا تو پہر آپ نے سلسلہ کلام شروع کیا وہ مکالمہ درج ذیل ہے ۔

باباچٹو قرآن سے اپنا دعوی پیش کریں (ایک اہل قرآن کے منہ سے قرآن کریم کا لفظ جس قسم کی اجنبیت سے نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے وہ ناظرین کے خاص نوٹس کے قابل ہے ایڈیٹر)

حضرت اقدس میرا دعوی انہیں دلائل سے ثابت ہے جن سے قرآن شریف خدا تعالے کا کلام ثابت ہوتا ہے ۔ لیکن پہلے آپ یہہ بتائیں کہ آپنے قرآن شریف کو کیوں مانا ہے ؟ جو طریق آپ پیش کریں گے اسی طرح پر میرا دعوی ثابت ہو جاویگا ۔

باباچٹو قرآن کو تو اسی طرح مانا ہے جسطرح خدا کو مانا ہے ۔

حضرت اقدس ۔ آخر وہ بہی تو بتانا ہی ہوگا آپ بتائیں کہ کسطرح مانا ہے ؟ خدا تعالی کو تو اپنی قدرتوں سے شناخت ہوا ہے مگر قرآن شریف کے ماننے کے وجوہات آپکے پاس کیا ہیں نرا زبان سے کہدینا کہ میں اسکو

خدا تعالیٰ کا کلام مانتا ہوں دوسرے کی تسلی کا موجب تو نہیں ہوا کرتا ہر نبی اور رسول جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا کرتا ہے وہ بھی اپنے صدق دعوے کے دلائل اور نشانات رکھا کرتا ہے یونہی اگر اسکے کہنے ہی پر ماننے والے ہوں تو پھر دلائل کیوں پوچھیں؟ اسلئے دلائل ہوتے ہیں مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ لوگ نری منقولی باتوں کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ انکی سچائی کے لئے انکی تائید میں خارق عادت نشانات ظاہر فرماتا ہے پھر ان نشانات سے بھی فائدہ اٹھانے والے سب نہیں ہوتے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے دلائل کچھ تھوڑے تھے؟ مگر پھر بھی یہودیوں اور عیسائیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) جھوٹا کہدیا۔ انکی تو کتابوں میں بھی آپ کی پیشگوئیاں موجود تھیں۔ اسی طرح پر میری سچائی ثابت ہو سکتی ہے لیکن اس کے لئے اصل اور آسان راہ وہی ہے جو آپ ان دلائل کو پیش کریں جن سے آپنے قرآن شریف کو قبول کیا ہے (حضرت حجۃ اللہ اس طرز پر کلام فرما رہے تھے کہ باباچٹو نے اپنی عمر اور آداب مجلس کا کچھ بھی لحاظ نہ کر کے آپ کا قطع کلام کیا اور درمیان ہی میں بول اٹھے کہ

مجھے یہی علم ہو نہ سکا کہ سب نبیوں پر قرآن نازل ہوا تھا

تعجب کی بات ہے کہ سوال کچھ اور ہے حضرت اقدس ایک اصل مستحکم پیش فرما رہے ہیں اور آپ کچھ اور ہی جواب دیتے ہیں سخن فہمی جناب والا معلوم! (ایڈیٹر)

حضرت اقدس - اب آپ نے ایک اور دعوی کر دیا۔ اچھا آپ یہ تو بتائیں کہ کوئی دعوی بلا دلیل تو نہیں ہوا کرتا۔ آپ یہ امر ثابت کریں کہ یہودی جو اسوقت موجود ہیں وہ توریت کا درس کرتے ہیں یا قرآن شریف کا؟ اور قرآن شریف انپر توریت کے ذریعہ اتمام حجت کرتا ہے یا نہیں؟ ایسا ہی عیسائیوں کے پاس انجیل موجود ہے کیا وہ اس انجیل کو پڑھتے ہیں یا قرآن شریف کو؟ آپکے اس دعوی کا کیا مطلب ہے اور اسکا کیا ثبوت ہے؟ کیا یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس توریت اور انجیل کے سوا یہ قرآن ہی تھا؟

باباچٹو - نہیں انکے پاس تو قرآن تو نہ تھا مگر نماز - روزہ - حج زکوۃ وہ بھی کرتے تھے -

حضرت اقدس پھر کیا اس سے یہ ثابت ہوا کہ انپر بھی قرآن شریف اترا تھا - یہ تو سچ ہے کہ بعض احکام مشترکہ چلے آتے ہیں اور بعض احکام ایسے ہوتے ہیں کہ ایک امت اور قوم کے لئے خاص ہوتے ہیں جیسے یہودیوں میں اونٹ کا گوشت کھانا یا بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اور ایسی بہت سے احکام ایسے دونوں قوموں میں ہیں جو انکے لئے مخصوص تھے - انبیا علیہ السلام کی تعلیم **وقت اور موقع** کے حسب حال ہوتی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت چونکہ ہر قسم کے **فساد** کمال تک پہونچ چکے تھے - اسلئے انکی اصلاح کے لئے جو تعلیم دی گئی وہ **کامل** تھی یہی وجہ ہے کہ **خاتم الکتب** قرآن مجید نازل ہوا - اور آپ پر نبوت ختم ہو گئی حضرت اقدس اس موقع پر بھی لمبی تقریر کرنا چاہتے تھے مگر افسوس **باباچٹو** کی عجلد بازی نے پھر انہیں قطع کلام پر دلیر کر دیا اور جھٹ بول اٹھے کہ

میں چاہتا ہوں کہ بیعت سے محروم نہ ہوں

(اس اثنا میں جو لوگ وہاں موجود تھے وہ حلفاً کہہ سکتے ہیں سید محمد یوسف صاحب اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہے تھے اور وہ چہرے در شکم من ہے بچہ در بیرون ہے آید کا زبان حال سے اظہار کر رہے تھے ایڈیٹر)

حضرت اقدس یہ تو خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ جسکو چاہے ہدایت دے - یہ میرا کام نہیں ہاں میں اپنی **سچائی** کا ثبوت دے سکتا ہوں اور ایسا ثبوت دے سکتا ہوں جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو - اور جسکی نظیر پہلے انبیا اور مرسلین کے سوا نہ ملتی ہو -

باباچٹو ہاں ٹھیک ہے -

حضرت اقدس پھر قصہ مختصر ہے -

یہ جملہ بالطبع چاہتا ہے کہ حضرت اقدس اب اپنے ثبوت دعوی پر دلائل بیان کریں مگر سید محمد یوسف صاحب جو چیز اندر ہی اندر دکھ دے رہی تھی وہ باہر نکلے بغیر رہ نہیں سکتی تھی - اور انکا مقصد یہ معلوم ہوتا تھا کہ انکی **جبہ و دستار** کی فضیلت جاتی رہیگی، اگر اس موقع پر انہوں نے کلام نہ کیا اسلئے وہ بے اختیار ہو کر بولے -

باباصاحب آپ کا سوال نہیں سمجھے میں جواب دیتا ہوں -

اسپر باباچٹو نے کہا کہ ہاں مولوی صاحب بیان کریں گے اس لئے حضرت اقدس نے فرمایا کہ انکو اختیار ہے کہ یہ بیان کریں - باقی آئندہ

ڈائری

(۲۷ - جنوری)

آج حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مع احباب بوقت صبح باہر سیر کو تشریف لیگئے راستہ میں آریوں کے تعصب اور ان نشانات بینات الٰہی کا ذکر ہوا جو خدا تعالیٰ نے انکو دکھائے اور پھر بھی اپنی ضد پر اڑ رہے ہیں - سلسلہ کے ساتھ مصری لوگوں کی دلچسپی و توجہ کا ذکر ہوا کہ وہ لوگ حضور کی تصانیف چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ عربی کتابوں کی کثیر تعداد انکو ارسال کیجا دے - تھوڑے دور گئے تھے کہ حضرت اقدس کو طبیعت میں ناسازی معلوم ہوئی اور واپس لوٹ آئے -

واپس آتے ہوئے کتاب صحیح بخاری کا ذکر ہوا کہ اب بہت سستی ہو گئی ہے ایک زمانہ میں صدہا روپیہ سے نہ ملتی تھی اور آجکل صحیح بخاری مصر کی چھپی ہوئی اڑہائی روپیہ سے ملسکتی ہے -

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا بخاری والے نے وفات مسیح پر زبردست دلائل پیش کئے ہیں - متوفیک کے معنی ممیتک کے لکھے اور پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ بطور تنظاہر آیات وفات مسیح کیلئے آیت فلما توفیتنی پیش کیا اور وہ حدیث بھی جس میں نبی علیہ السلام نے اپنے متعلق آیت فلما توفیتنی پڑھی اور اسمیں توفیتنی کے معنی وفات [illegible] فرمائے -

---

✻ فٹ نوٹ اس جگہ شاید کوئی یہ سوال کرے کہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو کوئی دلیل نہیں پوچھتے ہیں جیسے مثلاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجرد دعوی کو سنتے ہی تسلیم کر لیا - اصل بات یہ ہے کہ یہ فطرت کی اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی اور محبت یہ **صدق** کی دلیل ہے لیکن اسمیں بھی مامور کی **سچائی کی دلیل** ضرور ہوتی ہے مثلاً حضرت ابوبکر صدیق کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راستبازی اور آپ کی بے لوث اور مطہر زندگی کیا کم دلیل تھی؟ وہ خوب جانتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہی سے کس قسم کی بے عیب زندگی بسر کر رہے تھے اور قوم و قبیلہ میں مسلم راستباز اور امین تھے - پھر جس شخص نے کبھی کسی انسان پر افترا نہیں کیا اور جھوٹ نہیں بولا وہ اللہ تعالیٰ پر کیونکر افترا کر سکتا ہے؟ پس اگرچہ یہ سچ ہے کہ صدیق اکبر نے کوئی دلیل نبوت نہیں پوچھی مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ آنحضرت کے وجود کو آیۃ من آیات اللہ دیکھتے اور یقین کرتے تھے اور آپکے پاس جالس تمام واقعات اور دلائل موجود تھے - ایڈیٹر

رقیمہ روباز بحضور ہز مجسٹی امیر کابل بالقابہ

جناب والا ـ خاکسار محض ابتغاءً لوجہ اللہ بتوقع توجہ بندگان ہمایون بوسیلۂ تحریر ہذا در اظہار چند امور و… می دارد کہ من بندہ را بر نگارش این گذارش از آن تو اقعات دواردات جرأت و جسارت دست داد است کہ در حین سیاحت ہندوستان از مخاطبات و مکالمات جناب مخامنت مآب ظاہر و باہر گردیدہ و این حریت و امنیت کہ حق سبحانہ تعالیٰ شانہ محض بکرم عمیم و فضل فخیم رعایائے قیصریہ را در تخت ظل تاج برطانیہ عطا فرمودہ حوصلہ ام را افزودہ ـ بالیقین مے دانم تاجدار دولت خداداد را خاطر نشین باشد کہ اسلام از فضل ذوالجلال والاکرام آن مذہب طیب است کہ در دمیدن روح حریت و صاف گوئی بطبائع متبعین مخلصین دستگاہ خاص بل اختصاص می دارد ہم ازین جہت بود کہ اعراب بادیہ حتی عجائز عجزہ در بارگاہ معدلت پناہ خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین از گفتن کلمۃ الحق ہیچ بیم و ہراس و خوف و سواس نمی داشتند و حضرت خلفا باوجود ابہت و شوکت کہ لازمۂ حکومت و سلطنت است از قبول حرف حق گردن تسلیم خم نمودہ صفائی طینت و حسن طویت را ثبوت می دادند ـ

از نگاہ سریر آرائے کابل ماجرائے محمود غزنوی انار اللہ برہانہ نیز مخفی نباشد کہ آن شاہنشاہ جنت آرامگاہ را در دادرسی عجوزۂ عاجزہ کہ فرزند جگر پیوندش را فرق قطاع الطریق بیدریغ زیر تیغ کشیدند پیش آمد ـ مع القصہ صد ہزار نظائر ازین قبیل از عہد میمنت مہد خلفائے کرام و سلاطین عظام ثبت جرائد تواریخ و یادگار اہل روزگار است چندان بعید رفتن ضرورت ندارد خود ما مردم زیر سایۂ گیران مایہ سلطنت برطانیہ (کہ خداتعالیٰ اقبال روز افزونش کرامت کناد) آن قدر حریت و تجدد حاصل کردہ ایم کہ نسبت یک فرد اول ضبطیہ ــ عمل منصبیہ قیصریہ در خیر سگالی ملکی و مالی حقوق اظہار آزادانہ خیالی را می داریم چنانچہ بر ضمیر منیر صفا تخمیر بوجہ احسن کشف این حقیقت شدہ باشد کہ حکومت ایمپیریلطوریہ آن خردہ گیری را کہ متعلق قوانین مجربہ و احکام نافذہ اش من جانب افراد رعایا معروض می گردد بسمع رضا اصغا نمودہ در صورت دخل بیجا اصلاح بعمل می آرد ـ

بر رائے آرین شہریار کامگار متحجب نماندہ باشد کہ امروز در بارۂ قدوم مسرت لزوم حیا از ادعانہ آرائے مختلفہ ہر روزہ در روزنامہائے این دیار و امصار مرقوم می گردد این ہمہ اثر آن حریت است کہ ہر کس ہر چہ در دل دارد نسبت ذات و صفات بادشاہ کابل بے محابا آشکارا می سازد بدین لحاظ سیاحت ہندوستان بجہتہ خدام ذی احتشام خیلی بابرکت خواہد بود ـ کہ در ضمن آن متعلق اعمال و افعال خویش معیار صحیح و اندازہ درست حاصل توانند نمود ہم برائے اہالی ہند بہ نسبت کردار و اطوار خود اطلاع پیدا توانند کرد و ہم بر امور یکہ در ملک افغانستان واقفیت از آن پیدا نمودن دشوار است بصیرت تام بہم رسانند زیرا کہ بالیقین دران سرزمین این چنین حریت تا ہنوز صورت نہ بستہ و بارگاہ سلاطین از متملقین کہ عمل شان روز تا شب راگوئیم شب است این ـ بباید گفت اینک ماہ و پروین ـ اگر شد و ز باشد خالی نباشد ـ من در روزنامہائے ہندوستان حالات سیر و سیاحت اعلیٰ حضرت مطالعہ کردہ بر فتاوی مطاوی تقاریر مصلحت تفاسیر کہ وقتاً فوقتاً از زبان خضہ کست ترجمان صدور یافتہ خوض دقیق و غور عمیق نمودہ ـ آرے سزد براکہ وقائع نویسان بلا واسطہ کلمات حذاقت آیات مشغلۂ دل خویش کنم بدست ا فتاد است و امارت مآب را نیز بواسطۂ آن تازہ مخاطبات بر داشتن مافی الضمیر اہالی این نواحی متعلق حرکات و سکنات ذات و صفات یک موقع نیک پیش آمدہ است ازین پیش درباره خیالات سکنۂ این صفحات قیاس براعت اساس محض بر اقوال سماعیہ بطور نتائج ظنیہ مرتب شدہ باشد اما الآن اہل ہند را برائے العین دیدہ و افکار شان را بمیزان دانش بنیان سنجیدہ رائے مملکت آرائے بر مشاہدات و معاینات مبنی خواہد بود ـ

من برائے باور نمودن این سخن ہمہ تن آمادہ ام کہ زیبندۂ تاج و تخت افغانی درین ملک تشریف ارزانی داشتہ روشنی را کہ بجل آوردہ در محافل سیاسی یک بحث دقیق و کاوش انیق پیدا کردہ است و کار ہر فرد بشر نیست کہ تار و پود فکر خود را بران تند یا بران را گزند علی ای حال نتیجہ ہذا از ان متفرع می گردد کہ شہریار کابل و قندہار درین سفر مسرت اثر در نگاہ اہل اسلام و ہنود و ترسا و یہود بجہتہ عزیز و محترم و صاحب تمیز بودن سعی وافر و جہد متکاثر می دارد و الحق ہمین اصول معقول را مسلم و معظم می داند کہ برائے حکمرانی و جہانبانی انسب بل اوجب است کہ در دادگستری و رعیت پروری اختلاف اصناف ملی و نحلی و مذہبی و مشربی را بر طرف ساختہ طرف گیری گروہی یا انبوہے نہ نماید ـ و در تعصب تصلب نورزد ـ

والا پایگاہا ـ بندہ را ابراز اظہار این بیان صاف معاف دارد ـ کہ من بر تسلیم نمودن بے تعصبی حضور امارت ظہور ہیچگونہ مستعد نیستم اگر چاپلوسی و تملق را نفاق نمی دانستم البتہ من ہم درین مادہ مدحت سرای یا با کسے ہمنوائی می کردم ـ اما از انجا کہ اطاعت و ہوا خواہی سلطنت بہیۂ انگلشیہ از روئے مذہب اسلام واجب می دانم و دانم کہ دولت سنیہ قیصریہ با حکومت تہرانیہ افغانیہ اتحاد مخلصانہ و وداد محبانہ می دارد لہٰذا الک ہر فردے از افراد رعیت سلطنت انگلیس رنگ او رنگ کوہستان افغانستان را مہمان محترم مے انگارد و ضیف محترم مے پندارد بناء علیہذا این حقیر بہ تصور نکتہ حقیقت نمائے صداقت انتما دوست آنست کہ معایب دوست ہمچو آئینہ روبرو گوید ـ نقایص فرمان روائے امیریہ را بلا تکلف و تصلف بروز دادن فرض عین و عین فرض می داند غالباً این صدائے نخستین و ندائے اولین باشد کہ قارع صماخ می گردد مگر امید می دارم کہ مزاج وہاج از استماع حرف راست برہم نخورد بلکہ مسرور و محظوظ گردد کہ در ہندوستان جائیکہ ذخیرۂ چندین معلومات مفیدہ پیدا کردہ این یک را نیز از الجملہ بشمارد ـ

مرزبان افغانستان طمطراق افواج تاج انگلستان را ملاحظہ فرمودہ آن خیالات را کہ بہ نسبت سربازان نظامیہ افغانیہ بروز دادہ و صاحب منصبان عسکر خویش را بدان مخاطب و معاتب داشتہ نیز از ان ہویدا می گردد کہ درۃ التاج درانی از درک نقائص خویش بطیش نمی رود ـ

بندہ اگر فردے از افراد رعایائے دولت افغانستان مے بود شاید جسارت بیان عیوب حکومت امیرے در خود نمی یافت مگر اسپید است کہ

دارائے ملک افغانستان را از شنیدن این حرف خیلے مسرت رو خواہد داد که این ہم یکے از برکات حکومت انگلیس است که رعیت را براست بیانی و بے ساختہ گوئے خوگر ساختہ۔ خیال می دارم که تحریر ایں بازار بیز کا از نظر شوکت اثر گذشتہ باشد که نسبت بیجا بار او فتادن خراج بیاحت شہریار افغانستان بر خزینۂ ہندوستان چگونہ آزادانہ حرف گیری نمودہ است و در ضمن آن چہا نرا اہلے تلخ سرودات شاہ والا خرگاہ از سخن او اندازہ تواند گرفت که حکومت امپراطوری چہ پایہ حوصلہ فراخ و گوش حق نیوش می دارد که از راہ خیر اندیشی حرف راست بر زبان آوردن را ... خلاف آداب سلطانی و آداب تہرانی نمی شناسد بلکه وقعت می نہد۔

واسطۂ الخفد قوم افغانی را ازین روئیداد موقع معلوم کردن این مادہ حاصل آمدہ است که ذیہم قیصرے رعایائے مملکت خویش را چہ قدر عزیز می دارد۔

ہرگاہ درین عہد بجدت مہد مردم ہند را ہمچو حریت قسمت شدہ است ہیچ وجہ ندارد که نسبت فعلے یا عملے که بواسطۂ آن داغ ناقابل بر دامن خسرو کابل نشیند خردہ گیری کردہ نشود۔

مسلمانان دہلی را متعلق فرمان نمودن گاؤ نصیحتیکه فرمودہ قطع نظر ازان که کسانیکه آن بادہ ارادہ می داشتند یا مے داشتند مرا بعض فقرات آن بر عرض رسانیدن بانی الضمیر آمادہ گردانید است۔

وھو ھذا

من درین ملک بہ حیثیت یک دوست آمدہ ام و بہ حیثیت یک دوست واپس شدن می خواہم۔ آیا دوست این گروہ یا آن گروہ مے نہ من بحیثیت جملہ گروہا و سائر فرقہ ہا درین جا وارد گشتہ ام آیا شما ز دارید که یک گروہ خاص با من خلاف گردد در میان شما چند روز آمدہ ام و مے روم می خواہم برائے من راہ سلامتی در دوستی کشادہ بماند۔

غرض یک فقرہ ایست از غنایا تیکه مسلمانان دہلی بدان محنوب گشتہ اند مگر آیا جناب امیر دریاد داشتن یک ضرب المثل زبان انگلیس سعی خواہد کرد که ہر که در خوش داشتن ہمہ کس کوشش کند ہیچ یک را خوش نتواند داشت۔

تقریر مندرجہ صدر اگر وعظ مجمع سیاسی حرف دل خوش کن باشد تعجب ندارد مگر محال است که کسے دستور العمل قرار دادہ مطابق آن رفتار کند نیک ما است این مقولہ بان درس انجیلے که اگر کسے بر یک رخسار تو سیلے کشد تو رخسار دیگر را نیز بر و عرض کن " بلا شبہ عند التعمیل این تعلیم خیلے فضول و نامقبول ثابت شدہ است چہ ظاہر است که دول متمدنہ منتقرہ اگر بہ حیثیت نصارے بودن بر ارشاد استاد خود عمل کردندے ہر آئینہ نام و نشان شان از صفحۂ عالم بر افتادے۔ ہم بدین منوال تقریر بادشاہ کو اسلام ... یک فرق و برق ظاہرے در خودے دارد مگر نہ خود بادشاہ بران عمل تواند کرد و نہ دیگر کسے۔

تاجدار افغانستان در اثنائے تقریر خود را دارائے صلح کل و جویائے رضائے کل وانمودہ است اما بشرح صدر این سخن را نتواند شنید که در ہندوستان برائے ما اصلاً بحیثیت یک دوست نتواند بود لاریب مہمان واجب الاحترام ما است نہ ازان رو که بما دوست فرا نمودہ بل ازان رو که حکومت واجب الاطاعت ما از صدق دل خیر مقدمش فرمودہ۔ لاکن خیال مندرجہ ذیل در دل داشتہ متملقانہ نتوانم گفت که دوست ما است۔

و از لفظ (ما) سلسلۂ عالیۂ احمدیہ را مراد می دارم یعنے سلسلۂ که حضرت مسیح موعود میرزا غلام احمد قادیانی من جانب اللہ مامور شدہ در عالم قایم کردہ است و ارکان این سلسلہ که زیر ظل فرمانرہے شاہنشاہ ہند و انگلینڈ با حریت تام و امنیت مالاکلام تبلیغ احکام اسلام می کند حتی قیصر ہند و دیگر سلاطین و دول متمدنہ را حضرت امام بشرح و تفصیل نہ بایجاز و اجمال دعوت دین متین فرمودہ [illegible] ملک علیہ السلام۔

[illegible] از نعمائے دنیویہ ترا نصیبے بسیار دادہ اند باید اکنون رغبت بملک آخرت کنی و سر نیاز بدرگاہ پروردگار یگانہ فرود آری که ذاتش از گرفتن پسرے و مالکش از مشارکت شریکے برے و غنے است آن رب وحید را از دل بیرون کردہ ہمچو معبودان را اختیار می کنے که چیزے را نیافریدہ اند و خود شان آفریدہ شدہ اند و اگر از اسلام تنگے و در دولت باشد من بحول و قوت خدا آمادہ ہستم که آیات صدقش بنمایم خدا بہر حال با من است دعاہای مرا می شنود و ندائے مرا پاسخ می گذارد و چون از روئے نصرت دعوت بخواہم دست من میگرد۔ من بہ یقین می دانم که او در ہر موطن و میدان مرا مدد فرماید و مرا ضائع نسازد آیا مے شنود که ترا از خوف روز قیامت رغبت و میل بدیدن نشانہائے صدق من در دل پدید آید

اے قیصرہ! توبہ کن توبہ کن! و بشنو بشنو! خداوند ہمہ چیز ہائے تو و مال تو برکت بخشد و بر تو رحمت بخشائش نازل فرماید و اگر بعد از امتحان کذب و دروغ من پیدا شود تن بران در دہم که مرا بکشند و یا بردار کشند یا دست و پائے مرا از ہم ببرند و اگر صادق برآیم دیگر آرزو ندارم جز این که برجوع دہانابت آفریدگار۔ خود آوری که ترا پروردہ و نواختہ و ہمہ مسئولات ترا بتو مکرمت فرمودہ

اے ملکہ دولت اسلام را بیدیر سلامت بمانی مسلمان شو که تا روز بازپسین تمتع برداری و از شر اشرار رستگار شوی تا بجور ناموراز این کلمات طیبات قیاس تواند کرد که چہ پایہ حریت از شاہ برطانیہ یافتہ ایم و چہ پایہ حوصلہ ما را وسعت پیدا شدہ است که امام ہمام این سلسلۂ عالیہ [illegible] در قرن چہاردہم از جانب خدا بعثت و ماموریت یافتہ و ملقب بہ مسیح موعود و مہدی مسعود گشتہ سلاطین روئے زمین را بدین متین دعوت فرمود۔

من بار دگر میگویم که از لفظ (ما) ہمین سلسلۂ بہیۂ احمدیہ را مقصود میدارم که شہادت یک رکن رکین و [illegible] حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف طاب ثراہ صانحۂ ہوش ربا و واقعۂ جانگزائے عہد سطوت مہد ہمین امیر نامدار است۔

ہر مخبطی میتواند که این چند سطور را یکبار برخواند۔ و از طریق انصاف غور کند که آن جماعت که یک فرد واجب الاحترام رکن صادق با اخلاص آن را محض بہ جرم قائل بودن عدم جواز جہاد رجم گردانیدہ است از معدلت امیر چگونہ خشنود گردد۔ اگر شہید رشید اعلی اللہ مقامہ ملاہائے شوریدہ مزاج تعلیم سلامت روی دادہ از ہرزہ غزا کردن باز داشت و حقیقت و اہمیت اسلام آشکار کرد سا خر انصاف باید کرد که کدام امر شنیع را مرتکب گردید۔ حضرت امیر بانشان تواند داد که مانع فساد فی الارض و حقیقت نمائے تبلیغ اسلام را از روئے قرآن و حدیث تعزیر سنگساری است؟

آیا کلمہ دار و الا تبار از احترام صاحبزادہ با خبر نبود؟ وفات با برکاتش را

رکن اعظم دربار کابل نیبا است لاکن محض بر مسئلهٔ عدم جواز جهاد یک عالم باعمل و فرد اکمل را بیرحمانه از سنگ باران استخوان شکستن کار یک بادشاه صلح پسند نتواند بود۔

من باصد هزار تحسر و تاسف ظاهر میکنم که در ذبح نمودن گاوے خاطر آزاری قومے روا نداشتن و یک سید بزرگوار را رجم نموده دل چار لک نفوس کلمه گویان مجروح ساختن از معدلت گستری و صلح جوئی خیلی بعید است۔

آیا قهرمان کابل جواب تواند داد؟ که خون یک مرد صالح متقی از خون گاو هم وقعت زیاد نمیدارد۔ آه۔ اے عبد اللطیف پاک نهاد خدا بر تو نثار رحمت کناد حق امانت و دیانت بجا آوردی و مردانه بر صداقت و راستی جان فدا کردی۔ ازین جهت حیات جاودانی یافتی! هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق۔ ثبت است بر جریدهٔ عالم دوام ما۔

اے حشمت مآب! چشم یک دو نگاه فرما و عاشقان جانباز و سپاری آن مرد خدا را به بین چگونه سنگباری را بر خود گوارا نموده آنهمه مظالم و صعوبات را که برادر داشتی چسان بطوع و رضا گردن نهاد۔ خداش بیامرزاد در زیر بارش سنگ جان را داد و ایمان را نداد۔ هیچ عبرت نگرفتی آیا ثبات و اخلاص او در پیش تو دلیل راست گیشی او نبود؟ خود بگو۔ آخر کدام حقیقت و حقیت او را تا بهمین قدم داشت تا دنیا و ما فیها را هیچ بلکه کمتر از هیچ انگاشت۔

پس اے پادشاه ذیجاه ازهمان جماعت که در کابل از یک غرض او نمونه شهامت دیده توقع میداری که در هندوستان زیر حکومت غیر متعصبه انگلسیه سکونت داشته بر تقریر مصلحت آمیز تو خوش گردد و ثنا و کلاتا آنزمان که بر هر سنگریزه سنگلاخ کابل شهادت نامه مرحوم مرقوم است از هر ذرهٔ خاک آن ...... ندائے "قتل مظلوما" بسامع مجامع ملکوت خواهد رسید شاه والا جاه را لازم است که ذکر خوشنودی خلائق را پشت سر کرده فکر خوشنودی حضرت داور علی الاطلاق بکند این خیلے خطرناک غلطی است که در دار الامارت کابل واقع گشته و عند الله جواب او بر ذمه فرمانروائے آن سرزمین است این چیزی نیست که بعلیگڈهه کالج قدم رنجه داشته و در الحاق طلبائے مذهب شیعه ایستاده بصورت قضایائے منطقیه بے تعصب بودن خود را ظاهر نماید والطفال خورسال را درین باده باخود همصفیر سازد۔ چون واقعات صحیحه بے تعصب بودنش را تصدیق نمی کند۔

از عمل ثابت کن آن نوریکه در ایمان تست دل چو دادی یوسفے را راه کنعان را گزین۔

اگر گفته شود که دربار کابل نیز هنود را آزادی بخشیده است شاید که بخشیده باشد لاکن ما را ازان چه فائده چون زخم سینه ما هر لحظه بصدائے بلند انکار میکند۔ آیا یک مومن موحد متقی را به بیرحمی بے جرم و بے خطا سنگسار کردن و ذریتش را ناکرده گناه بصد خواری و رسوائی و اشکباری از وطن راندن همین ثبوت بے تعصبی است؟ باوجود این واقعات مسلمه محض یک حکم امتناعی متعلق ذبح گاو اهل هنود را چگونه خوشنود میسازد؟۔ (هرگاه درین جرو زمان در ضمن مخابرات و ملکیه تصدیق شد است که شاه کابل نسبت ممانعت ذبح گاو مقابل اسند علمائے مسلمانان دهلی تفرموده باخالصاً تالیف قلوب هنود منظور بوده۔ چنانچه یک جریدهٔ آریه سماج نسبت تقریر حضرت امیر می نگارد که متکلم معظم باین کلام محبت التیام اراده تسخیر هندوستان ندارد کرا اگر۔ (؟) واقعه شهادت مولانا عبد اللطیف برد الله مضجعه خیلے دل گداز صدمه ایست که بر جان ما وارد آمده۔ اما ازین جهة خیلے ممنون وقت هستیم که مغفور مبرور درین معامله تعلقات ما مردم را با حکومت قیصریه صاف ساخته برائے تاج برطانیه از جانب سلسلهٔ عالیه احمدیه یک خدمت نمایان بجا آورده است جزاه الله مما جزاه حسنا اگرچه اطفال علیگڈهه کالج بڑے چندے مرزبان کوهستان را

فارائے صلح کل بدانند و انسته باشند۔ الا چار لک نفوس که قائم کردن الزام تعصب بر فرائض ملت قوی با خود میدارند سلطان ممدوح هم در اثنائے تقریر طلبائے مذهب شیعه را فرموده است که روافض را هرگز در شان صحابه کرام اجازت سب و شتم نمیدهیم اگر این فعل مبنی بر تعصب باشد بلا شبهه نسبت متعصب هم نیز بگوییا! ازین کلمه اهل سنن را خوش ساختن اراده کرده است شاید که ایشان نیز خوش شوند۔ مگر بادشاه را یک حکومت غیر متعصب نشان میدهیم که بحمد الله زیر سایه عاطفت خود بدان مقابه ما را حریت کرامت کرده است که شاید در گمان خدیو کابل هم نگذشته باشد که در اثنائے مناظرت مذهبی از راه هواخواهی و خیر اندیشی میگوییم چرا یک انسان مرده را پرستش میکند۔ و پرستش انسان متوفی را چرا ترک نمیدهد سگی هزار آفرین است برین حکومت غیر متعصب که با نهایت صبر و تحمل این حرفها را می شنود و هیچ اعتراضات را نسبت شخصیکه او را پور خدا و خدا میدانند اجازت میدهد۔

حالانکه چندین هزار انبیا و رسل صلواة الله علیهم و علی نبینا شربت ممات چشیده اند که حکومت کابل نیز بان اعتقاد میدارد مگر باوجود نص صریح متعلق وفات مسیح اجازت لب کشودن نمی دهد۔ حالا قیاس باید کرد که کدام یک غیر متعصب است سلطنت امپراطوری یا حکومت امیری؟ سید المرسلین را مرده و مسیح را برخلاف نص فرقانی زنده میدانند عجب مسلمانی این است

خاک هندوستان هم عجب تاثیر دامنگیر میدارد که سلطان فرمان افغانستان در دار الامن هندوستان نزول اجلال نموده خلاف عادت بالوفه بے تعصبی خویش را بروز میدهد همانا از یادش بدر رفته هنوز چند سال نگذشته که در همین ماه جنوری سنه ۱۹۰۴ اخبار آریه گزٹ نگاشته بود امیر کابل دو نفر مریدان میرزائے قادیانی را به نهایت اذیت هلاک ساخته۔ و در ضمن آن نوشته بود که امیر صاحب بمشوره ملاها اهل هنود را اکراماً در پے مسلمان نمودن است۔

حالا این واقعات بادشاه افاغنه بر حال تقریر خود نظر فرماید

اگرچه بندهٔ هیچ حقے ندارد نسبت مراقبا تیکه شاه صوفی مشرب بر مزارات اولیائے کبار نموده است حرف گیری کند بلکن که فرقه اهل حدیث الزام گور پرستی قایم نماید۔ مگر من درین مقام این قدر معروض میسازم اگر زیارت قبور برائے اصلاح نفس و حصول عبرت باشد مضائقه ندارد الا سوال این است که آیا ازین طرز عمل تزکیه نفس و تصفیه قلب هم حاصل می گردد یا نه؟

الحظیته بعد از یک طرف هر مجلسی به تقلید شاهان یورپ ثبوت صاحب خیالات آزادانه و دارائے طبیعت فیلسوفانه بودن میدهد و در کارگاه کانپور برش باثبوت صاف کن موئے خوک را بدست مبارک میمالد۔ و از جانب دیگر کتب دینیه و اسلامیه ما را که در حقیقت و حقیت مذهب اسلام و قرآن کریم و نبوت رسالت و فضیلت سرور کائنات فخر موجودات صلی الله علیه وسلم تصنیف کردهٔ حضرت امام علیه السلام است دست رسانیدن گناه بزرگ میداند۔ یقین من است اگر بادشاه به نظر تحقیق و فکر عمیق آن کتب را مطالعه میکرد هرگز دست بخون سید عبد اللطیف نمے آلود۔

در علیگڈهه کالج از استماع آیات قرآنیه اشک بر رخسار مبارک افشاندن و بر عرض کنندهٔ قرآن صاحبزاده عبد اللطیف سنگ پرانیدن عجب مسلمانی و عدالت نوشیروانی است۔

من مخلصانہ حرف راست بے کم وکاست بعرض رسانیدہ ام
نمیدانم باخبر بر من جہ سلوک کردہ آید۔ شکر خدا بجامی آرم
و فخر رعیت انگلیس بودن میدارم اگر فی الحقیقۃ بادشاہ
حریت پسند و خیالات صادقانہ را قدردان است از تحریر
فقیر خوشوقت گردد و داند از خوشامد گوبان خردہ گیران
دولت خواہ تراند۔

بالاخر بانہایت انکسار در خدمت شہریار کامگار التماس
میدارم بہ طفیل ہمان بے تعصبی و آزادانہ خیالی کہ در ضمن تقاریر
ذکر آن فرمودہ و در سیاحت خویش ثبوت آن دادہ این عریضہ
را ملاحظہ فرمودہ از برائے یک دقیقہ بر بستر وحدت استراحت
نمودہ تفکر فرماید کہ مضمون تقریر دلپذیر با واقعۂ شہادت میر
عبداللطیف چہ قدر مطابقت میدارد قبل از اختتام عریضہ
میخواہم یک حرف دیگر معروض دارم سلطنت پناہ غور فرماید
شہید مرحوم مادہ را اگر در طبع رعایائے افغانستان پیدا کردن
میخواست چہ قدر باعث استحکام تعلقات امیری و امپراطوری
بود اگر خیالات ہرزۂ جہاد و فساد از سر افاغنۂ شوریدہ مزاج
بدر میگشت و حقیقت امنیت بران گردہ منکشف میشد
امنیکہ بر سر سرحدات افغانستان و ہندوستان قائم میگردید
در انظار دولتین خیلے قابل قدر مے بود۔

حضرت حق سبحانہ تعالے شانہ بادشاہ معدلت پناہ را
توفیق رفیق گرداناد تا بخلوص از تعصب فارغ دل بودہ بر امور
معروضہ خوض فرماید۔

بندہ بدین خیال کہ عریضہ ہذا از نگاہ اشرف امجد بگذرد
جریدۂ خود را مملو از گذارش واجبی شائع ساختم تا از حالات
سلسلۂ عالیہ احمدیہ خدام والا مقام را آگاہی کماہی دست دہد
والسلام علے من اتبع الہدے

خیر خواہ حقیقی
مدیر الحکم قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
اندرین دین آمدہ از مادریم
ہم برین از دارِ دنیا بگذریم
آن کتابِ حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
آن رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن
جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوّت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آن نہ از خود از ہمان جائے بود
ما ازو یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و از خبرہائے معاد
ہر چہ گفت آن مرسل ربّ العباد
آن ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آن مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اندر است
منکر آن مورد لعن خدا است
معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازان عالی جناب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

استفسار اور اُن کی جواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ - مولوی صاحب نے آپکا خط مجھے بنا بر جواب دیا ہے سو اُس کا جواب حسب ذیل عرض ہے -

سوال اول حرم علیہ الجنۃ وماویہ النار - اور حدیث میں ہے کہ دوزخ ایک دن خالی ہو جائیگا - ان میں تطبیق کس طرح ہے -

جواب - اول تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اھل الجنۃ و اھل النار کے دوام کے متعلق الگ الگ زمانہ بیان فرمایا ہے - اہل النار کے امتداد زمانہ کے بعد فرمایا الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید ۔ پھر فرمایا النار مثوٰکم خالدین فیہا الا ما شاء اللہ یعنے دوزخی دوزخ میں رہینگے مگر تیرا رب اپنی انجام کار اپنی ربوبیت کر کر دوزخ سے نکال لیگا کیونکہ وہ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے یہاں الا ما شاء کے ساتھ لفظ رب کا لگایا جو ادنیٰ سے اعلیٰ تک پہنچانے والا ہے اور دوسری جگہ ما شاء اللہ فرمایا اور لفظ اللہ کا اصول اور امہات اسمائے حسنیٰ کا جو رحمٰن رحیم مالک ہیں جو سب کے سب رحم پر دلالت کرتے ہیں - نیز اللہ کے ساتھ پہلا لفظ رب ہی ہے جس کا فیضان اعم ہے - اور اہل الجنۃ کے امتداد زمانہ کے بعد فرمایا الا ما شاء ربک عطاء غیر مجذوذ یعنے اہل جنت کے عطا غیر منقطع ہونگے مگر اہل النار کے لئے عذاب غیر منقطع کا لفظ کہیں بھی نہیں قرآن مجید میں نہ حدیث میں -

دوسرا جس مسئلہ دین کی سمجھ نہ آوے اس کو دنیوی مسایل پر رکھ لینے سے جلدی سمجھ آجاتی ہے - جو شخص دنیا میں قید ہوتے ہیں اس وقت انہیں الجنۃ حرام ہو جاتا ہے اور اس کا ٹھکانہ جیل خانہ ہوتا ہے کیا وہ کبھی بھی گھر میں نہیں آتا - زیادہ سے زیادہ آپ دائم الحبس کو ہی دیکھ لو وہ بھی بیس سال کے بعد آزاد کیا جاتا ہے بلکہ بعض وقت تقریب تخت نشینی و دیگر بعض تقریبوں کے سبب بعض دائم الحبس قیدی آزاد کئے جاتے ہیں ماویٰہ النار یا حرم علیہ الجنۃ سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ وہ دوام غیر منقطع ہوگا حالانکہ دنیوی سلطنتیں باوجود غیر مقطوع کہنے کے رحم کر دیتے ہیں - اللہ تعالیٰ تو ارحم الراحمین ہے -

سوال دوم - ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ۲۵ اور ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ ۲۸ میں کیا تطبیق ہے -

جواب - ان میں تو اختلاف بھی کوئی نہیں - یعنے تمکو کوئی مصیبت بھی نہیں آتی مگر تمہارے اعمال کی سزا آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے آتی ہے اور اگر اللہ کسی غلطی کی سزا دینا نہیں چاہتا تو پھر وہ سزا بھی نہیں آتی جیسے چنانچہ اسی آیت کے بعد بھی ویعفو عن کثیر یعنے بہت غلطیاں معاف بھی کر دیا کرتا ہے -

سوال تیسرا - اُمت اور قوم میں کیا فرق ہے - جواب قوم گروہ از مرداں نہ زناں قولہ لا یسخر قوم من قوم ... ولا نساء من نساء اور بعض وقت عورتیں تبعاً داخل ہوتے ہیں صراح اُمۃ گروہ از ہر جنس حیوان و انسان جماعت امم قولہ تعالیٰ وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم ۳ اور پیشوا قولہ تعالیٰ ان ابراہیم کان اُمۃ ۱۴ اور وقت قولہ تعالیٰ وادکر بعد اُمۃ ۱۲ اور راہ و دین و شریعت قولہ تعالیٰ کنتم خیر اُمۃ ۴ اور معلم الخیر قولہ تعالیٰ تلک اُمۃ قد خلت ۱/۱۴ وغیرہ - غرض یہ لفظ بہت وسیع ہے -

سوال چوتھا یونس مچھلی کے پیٹ میں گئے یا منہ میں رہے اور لفظ لقمہ کے کیا معنے ہیں -

جواب - قرآن مجید سے اسکے متعلق کوئی تصریح مجھے معلوم نہیں ہوئی اور ایسے سوالات سے پرہیز کرنا مومن کو ضروری ہے جن کی تحقیق میں نہ دینی فایدہ ہو نہ دنیوی نہ اخلاقی نہ کسی اور قسم کا کیونکہ اللہ تعالیٰ مومن کی تعریف میں فرماتا ہے والذین ہم عن اللغو معرضون ۱۸ یعنے مومن بیفایدہ کام سے پرہیز کیا کرتا ہے اور نقصان سے تو بطریق اولیٰ پرہیز چاہیے اور اس میں تضییع اوقات ہے

سوال پانچواں کافر کو ورم کرنا کیا ہے -

جواب اللہ تعالیٰ نے کسی کے ساتھ سلوک کرنے میں مذہب کی قید نہیں لگائی بلکہ حیوانوں تک وسیع کر دیا ہے جیسے فرمایا وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ۵ وما ملکت ایمانکم میں اپنے چارپائے بھی داخل ہیں -

سوال چھٹا حلت ضب کا مسئلہ کس طرح ہے -

جواب - مشکوٰۃ میں ہے کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ضب کھانے کے لئے لائی گئی خود حضور نے نہیں کھائی اور آپکے سامنے ایک صحابی نے کھا لیا حضور نے نہ اقرار کیا نہ انکار فرمایا -

سوال ساتواں - چادر پر منی لگی ہوئی کھرچ کر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلا دھونے نماز پڑھ لیتے صحیح ہے یا نہیں -

جواب کبھی دھو کر نماز پڑھتے اور کبھی خشک کو کھرچ کر دونوں طور ثابت ہے بلوغ المرام -

سوال آٹھواں - اشیائے عالم امرجی غذا لیتے ہیں - جواب - ہم نے اس مسئلہ کے متعلق قرآن و احادیث میں کچھ نہیں پایا -

سوال نانواں - نابینا مادر زاد خواب میں کچھ دیکھتا بھی ہے یا صرف سُنتا اور مس کرتا ہے اور ایسی کا روح بھی اندھا ہوتا ہے - برزخ میں کیا ہوگا رویا دیکھنا کیا روح کا فعل ہے ؟

جواب روح بلا جسم کوئی کام نہیں کر سکتا - خواب میں بھی روح کو نفع نقصان کے احساس کرنے کے لئے ایک بدن دیا جاتا ہے جو اس بدن سے نہ بالکل علیحدہ ہے نہ اس کا عین ہے - اندھا مادر زاد رؤیا میں دیکھتا کچھ نہیں - برزخ قیامت میں کیا ہوگا اللہ تعالیٰ کو علم ہے -

دسواں سوال - اول من مات ابلیس کے کیا معنے ہیں اور اس کا وجود فی الخارج موجود ہے -

جواب ابلیس ہے شیطان ہے - باقی رہا کہاں ہے - اس کا ذکر قرآن کریم میں ہم نے نہیں دیکھا - اتنا ضرور ہے کہ وہ آسمان پر نہیں جاتا وہاں کی بات نہیں سُنتا -

گیارہواں سوال کیا امام مہدی آخر الزمان خلفاء اربعہ سے بہتر ہوگا یا نہیں -

جواب خلفائے اربعہ کی نسبت لفظ نبی کہیں نہیں آیا اور مہدی آخر الزمان کی نسبت لفظ رسول بھی قرآن مجید اور احادیث میں آیا ہے - بہرحال مہدی افضل ہے -

بارہواں سوال محمد یوسف بغدادی اور حضرت اقدس میں کیا فیصلہ ہوا -

جواب محمد یوسف بغدادی کون ہے ہمیں اس کا علم نہیں - اگر وہ شخص ہے جو آجکل چکڑالوی کا منشی ہے تو اس کو ہم اچھا آدمی نہیں جانتے - دوم فیصلہ ہوتا ہے دو مساوی مدعیوں کے مابین - سو ایک امام مامور مرسل مسیح مہدی دوسرا اس کا منکر - پھر فیصلہ کیا - تیسرا حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء نے مدت سے وحی الٰہی سے مشتہر کر دیا ہے کہ آپ کسی سے بحث نہیں کرینگے - ہاں کوئی شکوک رفع کرانا چاہے تو ...

تبلیغ و تفہیم ہو سکتی ہے۔ جب بحث ہی نہیں تو فیصلہ کہاں۔
چوتھا۔ فیصلہ کنندہ ہوتا ہے جسکو مدعی مدعا علیہ دونوں کے ساتھ تعلق نہ ہو اجنبی ہو اب اگر کوئی حضور امام کے ساتھ بفرض محال مجھ سے بحث بھی کرے تو فیصلہ کنندہ یا احمدی ہوگا یا غیر احمدی سو دونوں کے نزدیک ایک دوسرے کا فیصلہ قابل اعتبار نہیں۔
پانچواں حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ نعم نے حکماً عدلاً فرمایا تو اب اس کے مقابلہ میں کون ہے جس کا فیصلہ مانا تو بجا سنا بھی جاوے۔ پس اب فیصلہ یہ ہوا کہ ان کا مخالف منکر مردود ہے مخذول ہے ملوم ہے مذموم ہے بدخواہ ہے۔
نیرھواں سوال۔ شیعہ سوال کرتے ہیں کہ خلفائے ثلاثہ نے کسی کافر کو کسی جنگ میں قتل نہیں کیا اگر کیا ہے تو نشان دو۔
جواب اگر قرآن کریم سے استدلال کرنا ہے تو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور علی رضی اللہ عنہ نے کس کس کافر کو قتل فرمایا کوئی بتہ دے۔ اور اگر احادیث سے فیصلہ کرنا ہے تو اول کتب احادیث کو مقرر کرو جن سے فیصلہ کیا جاوے۔ (حکیم فضل دین از قادیان)

لطف کن بارا نظر بر اندک و بسیار نیست

الحکم کی بعض گذشتہ اشاعتوں میں مَیں قوم کو توجہ دلا چکا ہوں کہ نادار اور قابل امداد بچوں کی امداد کے لئے سب کمیٹی صدقات کے فنڈز میں بہت ہی کم گنجائش ہے اور درخواستیں روز بروز آ رہی ہیں اور اس سلسلہ کی کوئی حد معین بھی نہیں ہو سکتی۔ قوم نے جس حال میں غریب اور نادار بچوں کی اعانت کا بیڑا اُٹھایا ہے تو اسے پوری ہمت اور سعی سے نبھانا چاہیے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے فضل ہم پر ہر طرح بھر رہے ہیں لیکن اس کی نصرت اور فضل اسی طرح بر آیا کرتا ہے کہ وہ اپنے پاک بندوں کے دل میں القا کرتا اور انھیں توفیق اعانت دیتا ہے اس وقت آٹھ طالب علموں کی درخواستیں معلق پڑی ہیں۔ اور ان کے اخراجات کے لئے کم از کم صہ ماہوار کا انتظام ہونا ضروری ہے۔ حضرت حکیم الامۃ سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو تعلیمی مقاصد میں ہمیشہ سے خاص دلچسپی لیتے رہے ہیں اور خصوصاً مدرسہ تعلیم اسلام کی ابتدائی تحریک میں پہلا قدم آپ ہی کا ہے ان بچوں کو ہرگز ہرگز رد نہیں کرنا چاہتے انھوں نے چاہا ہے کہ قوم کے سامنے اس مقصد کے لئے دست سوال دراز کیا جاوے اور اس غرض کے لئے سردست چھ سو روپیہ کی اپیل کی جاوے۔ ایک یتیم کے اخراجات کے لئے للعہ کے لئے پہلے درخواست کی جا چکی ہے کہ حضرت حکیم الامۃ نے اس جدید وظایف کی ضرورت کے سلسلہ میں خود ۲ عطا فرمائے ہیں اور اسی رقم سے اس چندہ کا افتتاح کیا جاتا ہے پُر جوش الفاظ لکھنے کی مجھے حاجت نہیں اس لئے کہ حق شناس قوم محض الفاظ سے محرک نہیں ہوا کرتی۔ اور نہ اس کے جذبات کو ایسے الفاظ سے اپیل کرنا چاہئے کیونکہ یہ اثر غیر مستقل ہوتے ہیں۔ اس لئے صاف طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ضرورت واقعی ہے اور کم از کم صہ ماہوار کے جدید وظایف دینے کی حاجت درپیش ہے اہل دل ہمت کریں اور اپنے قومی خدمت گذاروں کا اس مشکل

ہیں ہاتھ بٹائیں جو انھیں قوم کے درماندہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے درپیش ہے یہ ضرورت شخصی ضرورت نہیں بلکہ قومی ضرورت ہے اس لئے قوم ہی کا فرض ہے کہ اس کے پورا کرنے کے لئے سعی کرے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس تحریک کو زیادہ دیر تک جاری رکھنے کا موقع قوم نہ دیگی اور بہت جلد اسے پورا کر دیگی بہت سے احباب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا موقع رکھتے ہیں کہ وہ خود تنہا ہی ایک ایک وظیفہ دے سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے میں ذیل میں دس مقتدر صاحب فضل احباب کے اسماء گرامی درج کرتا ہوں کہ اگر وہ ایک ایک وظیفہ پانچ پانچ روپیہ ماہوار کا عطا کر دیں تو قوم سے پھر اور درخواستوں کے لئے ہم تحریک کر سکیں۔
آخر میں مجھے یہ بھی ظاہر کر دینا چاہئے کہ یہ تحریک سب کمیٹی صدقات کے واجب الاحترام ممبران کے ایما سے کی ہے جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ حضرت حکیم الامۃ۔ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب۔ حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ مولوی سید قاضی امیر حسین صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب۔
گویا ان واجب الاحترام بزرگان ملت کا ڈیپوٹیشن الحکم کے ذریعہ قوم کے بچوں کے لئے دس وظائف کی خاطر دست سوال دراز کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جن مقتدر احباب سے ہم دس وظیفے چاہتے ہیں وہ رد نہ فرمائیں گے۔
مندرجہ ذیل احباب سے وظایف کی درخواست ہے
۱۔ خانصاحب نواب محمد علی خان صاحب۔ ۲۔ جناب شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ۳۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ ۴۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ۵۔ ڈاکٹر سید جلال الدین صاحب۔ ۶۔ شیخ محمد بخش صاحب رئیس کڑیانوالہ۔ ۷۔ شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد۔ ۸۔ ملک مولا بخش رئیس گوجرانوالہ۔ ۹۔ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ لاہور۔ ۱۰۔ شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد۔
مندرجہ بالا دس احباب یہ وظایف پورے کر دیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دیگا۔ مجھے بہ حیثیت سب کمیٹی سکرٹری ایسے وظایف عطا کرنے والے احباب اطلاع دیں۔
یعقوب علی سکرٹری سب کمیٹی صدقات

یتیم کی سنو

ایک یتیم کی امداد کے لئے للعہ کی درخواست کی گئی تھی للعہ کی رقم بہت بڑی رقم نہ تھی اور الحکم کے کئی ہزار ناظرین ایک ایک پیسہ بھی جمع کر کے بھیجتے تو للعہ ایک سال کا خرچ پورا ہو جاتا۔ مگر افسوس ہے ابھی تک باوجودیکہ سنایا گیا تھا۔

وَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ

مگر بجز چودھری محمد دین صاحب افسر ڈاک دہلی کے کسی نے اس آواز پر کان نہیں دی۔ چودھری صاحب موصوف نے پانچ روپیہ بھیجے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے اور ان کی اولاد پر بے انتہا فضل کرے۔ اگر چودھری صاحب کے قدم پر چلنے والے اس طرح میں اور بھائی نکل آویں تو یتیم مذکور کی ضروریات ایک سال کے لئے

مکتوبِ مقدس بنام سابق شاہِ کابل

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ کرامت نامہ درج
کیا جاتا ہے جو ۱۳۱۳ہجری کے شوال مہینے میں اعلیٰ حضرت نے سابق شاہِ کابل
کے نام بغرض تبلیغ لکھا تھا اس خط کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ حضور نے کس
ہیبت اور شوکت کیساتھ اپنے دعوے کو پیش کیا ہے۔ اور ساتھ ہی تاج
برطانیہ کی برکات کو کس دلیری سے ظاہر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح
موعود بطور مذہبی **فرض** کے گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری کا وعظ کر رہے ہیں
اُمید ہے یہ خط نہایت دلچسپی سے پڑھا جاوے گا۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و ایّد بحضرت امیر ظل سبحانی
مظہر تفضلات یزدانی شاہ ممالک کابل سلمہ اللہ عزّ و جلّ۔ بعد از عبہ سلام
و رحمت و برکت باعث این تصدیعہ آن خاصہ فطرت انسانی است کہ چون
خبرے از چشمۂ شیرین یابد کہ مشتمل بر چندین منافع نوع انسان باشد رغبتے و
کششے سوئے آن پیدا آید باز آن رغبت از قلب بر جوارح اثر اندازد و
میخواہد کہ بہر نحویکہ تواند سوئے آن چشمہ دود و آنرا ببیند و از آب زلال
آن متمتع و سیراب گردد ہمچنین چون صیت اخلاق فاضلہ و عادات کریمہ
و ہمدردی اسلام مسلمین آن شاہ نیک خیال بدیار ہند جا بجا منتشر
رسید و ذکر ثمرات طیبہ آن شجرہ مبارکہ دولت و سلطنت بشہر و دیار
منتشر گشت و دیدہ شد کہ مردم شریف و نجیب بمدح سلالہ دودمان شاہی
رطب اللسانند۔ مرا کہ درین قحط الرجال بباعث کمی مردان اولوالعزم
و شاہان ذوالمجد و الکرم بہ حزن و اندوہ زندگی بسر میکنم چندان مسرور تا
و فرحتے دست داد کہ مزدم آن را الفاظ نیست کہ بواسطہ آن کیفیت تواند کرد۔
ہزار ہزار شکر و سپاس آن خدائے کریم را کہ چنین مبارک وجودے بے شمار
وجود ہا را از انواع و اقسام تباہی ہا بحفظ و حمایت خود در آورد۔ در حقیقت
آن مردم بسیار خوش قسمت اند کہ این چنین شاہے گیتی پناہے نیک نیّت و
نیک نہاد سرچشمۂ انصاف و داد در ایشان موجود است و خوشا بخت
کسانیکہ بعد از مرور زمانہ ہا این ہمہ را شمار تواند کرد لیکن از بزرگترین نعمت ہا
وجود دو طبقہ ہست۔

اول کسانیکہ بقوت ہائے راستی و راستبازی پرورشندہ و طاقت روحانی
حاصل کردہ گرفتاران ظلمت و غفلت را سوی نور معرفت میکشند و
تہیدستان اندرون را متاعے و افر از معارف می دہند و بحمایت تقدس
و تطہر خود کمزوران را ازین وادی دار الابتلا بسلامت ایمان می گذرانند۔
و طبقہ دویم کسانے ہستند کہ نہ بالاتفاق و بخت بلکہ بمقتضائے جوہر
قابل و اموج سعادت و علو ہمت و بروق فطرت از طرف حکیم و علیم
سزاوار سلطنت و ملکداری قرار می یابند و حکمت و مصلحت الٰہی اتفاقی
را تا بمقام ذات خود کردہ قرائن ایشان را مظہر قضا و قدر خود مے گرداند
و چندین ہزار جان و مال و آبرو را سپرد ایشان میکند لاجرم ایشان در
شفقت و رحم و چارہ سازی دردمندان و تعہد حال غریبان و بیکسان
و حمایت اسلام مسلمانان ظل حضرت رب العالمین می باشند۔

اما حال این فقیر این است کہ خدای کہ بروقت کثرت مفاسد و ضلالت
از پئے مصلحت عام بندہ را از بندگان خود خاص میکند تا بذریعہ او گمراہان را
ہدایت بخشد و کوران را بینائی عطا فرماید و غافلان را توفیق عمل و بہرہ
پرستی او تجدید دین متین و تعلیم معارف و براہین فرماید ہمچنان

خداوند کریم و رحیم این زمانہ را از زمانہ پر فتنہ دیدہ و طوفان ضلالت اشتداد
در انتشار یافتہ این ناچیز را بر صدی چہاردہم برائے اصلاح خلائق و
اتمام حجت مامور کرد۔ و چونکہ فتنۂ این زمان فتنۂ علمائے نصاری بود و
مدار کار بر کسر صلیب۔ لہٰذا این بندۂ درگاہ الٰہی بر قدم مسیح علیہ السلام
فرستادہ شد تا آن پیشگوئی بطور بروز بظہور آید کہ درباره دوبارہ
آمدن مسیح علیہ السلام زبان زد خاص و عام ہست قرآن شریف صاف
ہدایت فرماید کہ ہر کہ از دنیا بگذشت او بگذشت و باز آمدن او در دنیا ممکن
نیست البتہ ارواح گذشتگان بطور بروز باز می آیند یعنی شخصے بر طبیعت
شان پیدا می شود لہٰذا عند اللہ ظہور او در حکم ظہور ایشان می باشد ہمین
طریق باز آمدن است کہ در اصلاح متصوفین بروز نام دارد ورنہ اگر گذشتگان
را در باز آمدن کشادہ بودے ما را بہ نسبت عیسیٰ علیہ السلام برائے دوبارہ
آمدن حضرت سید الوری خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حاجت ہا
بود لیکن آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہ گفت کہ من دوبارہ در دنیا
خواہم آمد تا آن این فرمود کہ شخصے خواہد آمد کہ اسم او اسم من خواہد بود
یعنی بر طبیعت و خوی من خواہد آمد پس آمدن مسیح نیز ازین قبیل است
نہ آنچنان کہ در اول و آخر نمونہ آن در دنیا موجود نیست ہمین سبب بود
کہ امام مالک رضی اللہ عنہ و امام ابن حزم و امام بخاری و دیگر آئمہ کبار
بہمین مذہب رفتہ اند البتہ اکثر عوام کہ اعجوبہ پسند می باشند ازین نکتہ
معرفت آگہی نہ دارند و در خیالات شان مرتسم است کہ بطور جسمانی
نزول مسیح خواہد شد و آن روز روز تماشائے عجیب خواہد بود در نشان
کہ فانوسے با آتش افروختہ بود از بلندی سوئے زمین میل میکند ہم چنین
نزول مسیح در تصور ایشان ہست کہ بشوکت تمام نازل خواہد شد و ہر
طرف نعرہ ہای این می آید این می آید بر خیزد و لیکن این سنت اللہ
نیست اگر اینچنین عام نظارہ قدرت پدید آید پس ایمان بالغیب
نمی ماند و آن مردم سخت خطا می کنند کہ این چنین می فہمند کہ گویا
عیسیٰ علیہ السلام تا ہنوز بر آسمان زندہ است حاشا و کلا ہرگز
نیست قرآن بار بار ذکر وفات مسیح می کند و حدیث معراج نبوی
کہ در صحیح بخاری پنج جا موجود است او را در وفات یافتگان می نشاند
پس او چگونہ زندہ باشد لہٰذا اعتقاد حیات مسیح گویا از حکم قرآن و
حدیث بیرون رفتن است و نیز از آیت کریمہ فلما توفیتنی کنت
انت الرقیب علیہم بصراحت معلوم میگردد کہ نصاری مذہب خود
را بعد از وفات عیسیٰ علیہ السلام خراب کردہ اند نہ در ایام حیات
پس اگر فرض کنیم کہ عیسیٰ تا ہنوز در قید حیات است بر ما لازم
می آید کہ قبول کنیم کہ نصاری نیز تا این وقت مذہب خود را خراب
نکردہ اند بر صواب محض اند و این چنین خیال کفر صریح است لہٰذا
ہر کہ بر نصوص متواترہ ایمان می آرد او را لابد است کہ بر وفات مسیح ہم
و ایمان داشتہ باشد و این بیان مانند دیگر ازان دلایل است کہ یا در
کتب خود بطور مبسوط نوشتیم ہر کہ تفصیلے بخواہد از آنجا بجوید بالفعل
ضرور بود کہ در آخر زمان ہم ازین امت شخصے بیرون آید کہ آمدن او
بطور بروز در حکم عیسیٰ علیہ السلام باشد و حدیث کسر صلیب
کہ در صحیح بخاری موجود است بہ بلند آواز میگوید کہ آمدن چنین کس
در وقت غلبۂ نصاری خواہد بود و ہر دانشمندے می داند کہ در زمانہ ما
آنچنان غلبۂ نصاری بر روئے زمین است کہ نظیر آن در ایام پیشین
یافتہ نمی شود و دجل علماء نصاری و کار ستانیہائی شان در ہر نوع
تلبیس و تزویر تا آن مرتبہ کمال رسیدہ کہ بہ یقین می توان گفت کہ دجال
موعود ہمین محرفان و محرفان کتب مقدسہ اند تا [illegible]

برائے امداد اسلام مے باید داشت و تائید برائے محبت حضرت سید المرسلین مے باید کرد

ایها الملك بارك الله فيك و عليك ولك اعلم ان الوقت وقت النصرة فهى لك ذخائر العاقبة انى اراك من الصالحين - فان سبقت غيرك فقد سبقت غيرك والسابقون السابقون عند الله وانه لا يضيع اجر المحسنين وتعلمك انى مامور من الله وهو يعلم سرى وجهرى وهو بعثنى على راس المائة لاحياء الدين - انه راى الارض فسدت وطرق الضلالت كثرت والديانة قلت والخيانات كثرت فاختار عبدا من عباده لتجديد الدين وجعله خادم عظمته وخادم كبريائه وخادم كلامه المبين وله الخلق والامر يفعل ما يريد يلقى على من يشاء من عباده فلا تعجبوا من امر الله ولا تصعروا ولا تظنوا ظن السوء - واقبلوا الحق وكونوا من السابقين وهذا فضل الله علينا وعلى اخواننا المسلمين يا حسرة على الذين لا يعرفون الاوقات ولا ينظرون ايام الله دنياهم غافلين - وما كان شغلهم الا ان يكفروا مسلما او يكذبوا صادقا وما يفكرون قائمين لله ولا يوثرون سبل المتقين - ثم الذين كفرونا ولعنونا ونسبوا الينا ادعاء البنوة وانكار المعجزة والملائكة وما بلغوا مشعا ما قلنا وما كانوا مستدبرين - وفتحوا افواههم مستعجلين - وانا براؤن مما افتروا علينا وانا بفضل الله من المومنين - نؤمن بالله وكتابه القرآن والرسول النبى الامى حبيب الرحمان وخاتم النبيين ونؤمن بكل ما جاء نبينا المصطفى وسيدنا محمد ن المجتبى ونؤمن بالانبياء اجمعين ونشهد بصميم قلبنا ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وخير المرسلين - هذه عقيدتنا نلقى الله تعالى عليها وانه من الصادقين ان الله لذو فضل على العالمين انه بعث عبدا مجددا عند وقته افتعجبون من امر الله وهو ارحم الراحمين - و ان النصارى فتنوا بحيات المسيح وسقطوا فى الكفر الصريح فاراد الله ان يهدم بنيانهم ويبطل برهانهم ويظهر انهم كانوا كاذبين - فمن كان يومن بالقرآن ويرغب فى فضل الله الرحمن - فليأتنى مصدقا وليدخل فى المبائعين - و من لحق نفسه بنفسى ووضع يده تحت يدى اولئك الذين يوتيهم الله فى الدنيا والاخرة ويجعلهم فى الدارين من الفائزين ذلكم قولى وافوض امرى الى الله و ما اشكو بثى وحزنى الا اليه هو ربى توكلت عليه يرفعنى ولا يضيعنى ويعزنى ولا يحقرنى وسيعلم الذين ظلموا انهم كانوا من الخاطئين - واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين -

الملتمس عبد الله الاحد غلام احمد ۱۰ شوال ۱۳۲۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشتہار واجب الاظہار

جمیلہ ناظرین با تمکین کی خدمت میں اطلاع دیجاتی ہے کہ ہم نے انسپکٹر صاحب بالقابہ حلقہ امرتسر کی منظوری خاص کے بعد ان تمام طلبا کے لئے

جو پنجم پرائمری تک ہمارے سکول میں تعلیم پاویں فیس مدرسہ معاف کردی ہے - خواہ وہ امیر ہوں - یا غریب - کاشتکار ہوں - یا غیر کاشتکار ہندو ہوں - یا مسلمان پس وہ تمام صاحبان جو دینی اور دنیوی مروجہ تعلیم اپنے بچوں کو دلانا چاہتے ہیں - وہ اس موقع اور معافی فیس کو غنیمت سمجھیں اور ہمارے سکول میں بچوں کو مفت تعلیم دلادیں -

(۲) یاد رہے کہ ہمارا سکول افسران سررشتہ تعلیم پنجاب کے معائنہ اور نگرانی کے نیچے ہے اور ریگولر بزد ٹیچے منظور ہو جانے کی وجہ سے مدرسہ ہذا کو وہ تمام حقوق حاصل ہیں - جو دوسرے سرکاری مدارس کو حاصل ہیں اس مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں وہی کتب پڑھائی جاتی ہیں - جو سرکاری سکولوں میں مروج ہیں اس لئے جن ہوشیار لڑکوں کو وہاں سرکاری وظیفہ ملتا ہے - وہ یہاں بھی مل سکتا ہے اور یہاں بھی تعلیم خدا کے فضل سے اچھی ہوتی ہے - جیسا کہ نتائج امتحان سے ظاہر ہے -

(۳) ہندو طالب علموں کو صرف مروجہ تعلیم دیجاتی ہے مذہبی تعلیم صرف مسلمان بچوں کے لئے مخصوص ہے -

(۴) بیرونجات کے طلبا کے لئے سامان رہائش یعنے مکان - صندوق اور چارپائی وغیرہ کا کافی انتظام کیا گیا ہے - چند بیرونی ہندو طلبا کے آنے پر بھی بورڈنگ ہوس کا انتظام ہو سکتا ہے ناظرین مزید دریافت طلب امور کے متعلق راقم سے خط و کتابت کر سکتے ہیں -

نوٹ - اُن طلبا کے لئے جو ورنیکلر مدارس سے اپر پرائمری کا امتحان پاس کرکے آتے ہیں - ایک سپیشل کلاس انگریزی کی تعلیم کے لئے کھولی گئی ہے اس جماعت کے طلبا سے بھی کوئی فیس نہیں لی جاتی -

شیر علی عفی اللہ عنہ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول

قادیان - ۳ فروری ۱۹۰۷ء

نوٹ - مدرسہ کے متعلق ایک بک ڈپو بھی ہے - جہاں مروجہ کتب سررشتہ تعلیم فروخت ہوتی ہیں

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمد للہ اچھی رہی آپ کے اہل بیت اور جمیع متعلقین بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں -

۲- بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کیلئے مسرت افزا خبر ہے - ۱۵ فروری ۱۹۰۷ء کی رات کو مکرمی حکیم فضل الدین صاحب بھیروی یکایک سخت بیمار ہو گئے - حضرت مسیح موعودؑ اور بزرگان ملت کی دعاؤں نے حکیم صاحب کو شفا دی الحمد للہ علی ذالک -

۳- موسم ہفتہ بھر ابر آلود رہا اور بارش ہوتی رہی - بارش خاطر خواہ ہو گئی اور ابھی تک آسمان صاف نہیں ہوا ڈھاب خوب لبریز ہو چکی ہے - بارش کی وجہ سے سلسلہ کی تعمیرات فی الحال بند ہیں -

۴- عبد الکریم حیدرآبادی طالب علم جسکو کاٹنے والے کتے کے کاٹنے سے ہڑک کا دورہ ہوا تھا اور جس کا ذکر گذشتہ اشاعت میں ہو چکا ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص دعا کی وجہ سے بالکل شفا یاب ہو گیا شفا کسولی والے اس کی زندگی سے جواب دے چکے تھے مگر خدا تعالیٰ نے یہ نشان **قبولیت دعا** کا دکھایا

بنگر اگر چشم دادی!

ہندوستان میں سب سے بڑا آدمی کون ہے؟

معزز ہمعصر ہندوستان نے ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان پر ایک سو روپیہ کا انعام مشتہر کیا ہے اور وہ چھ بڑے بڑے آدمیوں کے نام پوچھتا ہے۔ میں اس سوال کا جواب اپنے مذاق پر دینا چاہتا ہوں اس لئے نہیں کہ سو روپیہ کا انعام مقرر ہے بلکہ محض اس لئے کہ کیا عجب محض اسی تقریب سے اہل ہند کو اپنے **حقیقی محبّ** اور **غمگسار** کا پتہ لگ سکے۔ بزرگی اور بڑائی مختلف پہلوؤں اور حیثیتوں سے سمجھی جاسکتی ہے اور سمجھی جاتی ہے لیکن حقیقی **عظمت** اور **وقعت** جن انسانوں کی دنیا میں سمجھی جانی چاہئے اور جسکے مستحق دراصل وہی ہوتے وہ وہ **قوم** ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نوعِ انسان کی حقیقی بھلائی کے لئے دُنیا میں آتی ہے۔ اور عجیب تر بات یہ ہے کہ یہ **قوم** ابتداً لوگوں کی نظر میں **حقیر** اور **ذلیل** سمجھی جاتی ہے لیکن خدا تعالیٰ کا ناطق فیصلہ یہ ہوتا ہے۔

قل العزۃ للہ ولرسولہ

پس دُنیا میں اپنے عہد اور عصر کا سب سے بڑا آدمی وہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے **اصلاح خلق کے لئے مامور** ہو کر آئے۔ اس لحاظ سے بھی کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا کوئی ہستی اور وجود ایسا نہیں جو تمام عزتوں اور بڑائیوں اور بزرگیوں کا مرجع اور منبع ہو پھر جس کو اسکے حضور تقرب اور باریابی کی عزت حاصل ہو اور کل انسانوں میں سے وہی **اصلاح خلق** کے منصب جلیل پر ممتاز اور منتخب ہو اس سے بڑھکر

کون بڑا ہو سکتا ہے؟

میں کہہ چکا ہوں کہ مختلف حیثیتوں سے بڑائی اور بزرگی کا اظہار کیا جاسکتا ہے ایک متمول اپنی دولت و ثروت کے لحاظ سے ایک تاجر اپنی تجارت کے اصولوں کی واقفیت عام اور کامیابی کے لحاظ سے ایسا ہی ایک مدبر اپنی فرزانگی اور صائب تدبیری کے پہلو سے ممتاز ہو سکتا ہے مگر ان سب میں وہ بات نہیں ہوتی جو **ایک مامور میں ہوتی ہے**۔

سب سے اول اس کی بزرگی اور لانظیر عظمت کا پہلو اسکی **بے عیب** زندگی ہوتی ہے وہ انہیں لوگوں میں جو اس کے تمام حالات زندگی سے واقف اور خبردار ہوتے ہیں یہ دعویٰ کرتا ہے۔

وقد لبثت فیکم عمرا افلا تعقلون

یعنے میں نے تم میں اپنی عمر کا ایک حصہ گذارا ہے کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جو مجھ پر کوئی عیب اور الزام لگا سکے؟ اور سُننے والوں میں سے باوجودیکہ اسکے مخالف اور دشمن ہی ہوتے ہیں مگر پھر بھی کسی کو ہمت اور حوصلہ نہیں ہوا کرتا کہ اس پر کوئی الزام لگا سکے اور ان لوگوں کے سوا اور کوئی گروہ اور افراد نہیں جنہوں نے اس قسم کا دعوے دُنیا میں کیا ہو اور پھر وہ دعویٰ پورا اترا ہو۔ کسی بڑے سے بڑے مدبر کا نام لو کہ اس نے ایسا چیلنج کیا ہو۔ کسی عالم یا متمول انسان کا نام لو۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ایک شخص بھی اس **تحدی** کا کرنے والا بجز مامورین کے نہیں نکلے گا۔

دوسرا باعث ان کی بزرگی اور عظمت کا ان کا مقصد اور کام ہوتا ہے تمام دوسرے ریفارمروں کی اصلاح کا دائرہ اور میدان دنیوی اغراض تک محدود ہوتا ہے اور یا کوئی ایک یا دوسری سوشل اصلاح انکے زیر نظر ہوتی ہے مثلاً ایک سودیشی تحریک کا حامی اپنے پرچار اور تحریک کو اسی دائرہ کے اندر رکھیگا اسے اس امر کی پروا نہیں ہوگی کہ ملک کی عام حالت کیسی ہے کوئی شرابی ہو زانی ہو قمار باز ہو اسے اس کی پروا نہیں وہ فقط یہ دیکھ لیگا کہ اسکے کپڑے دیسی ہیں یا ایک مصنوعی یا منسکرات کی خرابیوں سے بچانے کی تحریک کرنے والا اپنے مقاصد کے دائرہ کو اسی حد تک سمجھتا ہے۔ دوسری بُرائیوں اور خرابیوں سے اسے واسطے نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا مامور اپنا مقصد اور منشاء یہ قرار دیتا ہے کہ **انسان کو حقیقی** انسان پھر **با اخلاق انسان** اور بالآخر **با خدا انسان** بنا دے اور انسانی پیدایش کی **غایت** کا سبق اس کے ذہن نشین کرے۔ اسکی **دعوت عام** اور اس کے کام کا دائرہ وسیع ہوتا ہے وہ ہر قسم کی بُرائیوں اور بدیوں کو دور کرنا چاہتا ہے۔ خواہ وہ اعتقادی ہوں یا عملی اخلاقی ہوں یا مجلسی تمدنی ہوں یا سیاسی۔

تیسرا باعث اس کی بزرگی کا اس کا قول اور فعل ہوتا ہے یعنے جو کچھ وہ کہتا ہے وہ کر کے دکھا دیتا ہے یہ نہیں کہ آج ایک سودیشی تحریک کا حامی شور مچانے کو تو زمین آسمان سر پر اُٹھا لیتا ہے لیکن خود ولائتی عینک اور معمولی قلم دوات تک کو چھوڑ نہیں سکتا۔ ہندو مسلمانوں کے اتحاد کی تقریریں کرنے میں زمین آسمان کے قلابے ملانے کو آمادہ لیکن ایک ترکی ٹوپی والا آدمی سامنے چلا جاوے تو ایسی حقارت کرتا ہے کہ اس کی طرف نظر اُٹھانا بھی شاید گناہ سمجھتا ہو۔ غرضیکہ اپنی تعلیم پر عمل کرنا وہ لوگ ضروری نہیں سمجھا کرتے۔ مگر مامور کی حالت ان سے بالکل متغائر ہوتی ہے وہ جو کچھ کہتا ہے کر کے دکھاتا ہے گویا اس کی تعلیم کا پہلو **عملی** ہوتا ہے۔

چوتھا باعث ان کی بزرگی اور عظمت کا وہ غیر معمولی **نصرت** اور تائید ہوتی ہے جو اُن کی اللہ تعالیٰ کرتا ہے ایک دنیا ان کی مخالفت کے لئے اُٹھتی ہے مگر وہ ان مخالفتوں کی ذرا بھی پروا نہ کرتا ہوا اپنی تبلیغ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ مخالف تنگ کر ذلیل ہو کر نامراد ہو جاتے ہیں اور خدا کا مامور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتا ہے اور وہ جماعت جو ابتداً لوگوں کی نظر میں ذلیل اور حقیر ہوتی ہے ایک معزز اور مقتدر جماعت ہو کر رہتی ہے۔

اس قسم کے بہت سے وجوہ ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ **حقیقی عظمت** اور بڑائی انسانی جماعت میں **خدا کے ماموروں کو ہوتی ہے**۔

پس ہندوستان میں اگر کوئی آدمی **بڑا** کہلا سکتا ہے جو **اصلاح عالم** کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے **مامور** ہو مگر اس کی تلاش کے لئے ہندوؤں اور آریوں میں جانا محض بے سود ہے اس لئے کہ وہ تسلیم کر چکے ہیں کہ ان میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو خدا تعالیٰ سے ایسا تعلق رکھتا ہو کہ اسے مکالمہ الٰہی کا شرف حاصل ہو۔ ان کے اعتقاد اور مہلت کے موافق خدا تعالیٰ کسی ابتدائی زمانہ میں بول کر **خاموش** ہو چکا ہو۔

عیسائیوں نے فیصلہ ہی کر دیا کہ خود خداوند (معاذ اللہ) نجات عالم کی خاطر قربان ہو لیا اب کسی وحی اور الہام کی حاجت ہی نہیں بلکہ کفارہ کے اعتقاد کو مدنظر رکھکر اعمال صالحہ کی بھی حاجت نہیں۔ اس لئے یہ مذہب تو انسان کو سرے سے وحشی ہی بنانا چاہتا ہے ان کے ہاں بھی کوئی ایسا آدمی موجود نہیں اور نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن **اسلام** ایک ایسا مذہب ہے جو **زندہ مذہب** ہے وہ بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام پر کبھی مہر نہیں لگی جیسے وہ سمیع و بصیر ہے ویسے ہی **کلیم** بھی ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور **اسلام کی پاک تاثیرات** کا نتیجہ یہی ہے کہ وہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے مکالمہ کا **شرف بخشتا ہے** اور

بشرہ ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ آتے رہینگے جو اسلام کی سچائی عملی رنگ میں ثابت کریں چنانچہ اس صدی کے سر پر بھی ایک آواز آئی ہے۔

کہ میں مامور ہوں

پس یہی مامور بڑا آدمی ہو سکتا ہے اور یقیناً ہے اس کا دعوے ہے کہ یہ کل اقوام کے لئے راہ نجات ہے اور وہ موعود اور مامور مرزا غلام احمد قادیانی (ایدہ اللہ) ہیں۔

رہا یہ امر کہ وہ واقعی خدا کی طرف سے ہے یا نہیں اس کو ان معیاروں سے پرکھو جو خدا کے ماموروں کے لئے ہوا کرتے ہیں۔

۱۔ اس کی اپنی لائیف (سیرۃ) پر غور کرو۔
۲۔ اس کی تعلیم کو دیکھو۔
۳۔ ان تائیدات پر نگاہ کرو جو اللہ تعالے نے اُن کی کی ہیں۔
۴۔ ان نشانات کو سوچو جو اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔
۵۔ ضروریات زمانہ کو مدنظر رکھو۔
۶۔ پہلے راستبازوں سے مقابلہ کرو۔
۷۔ جو لوگ خدائی فیصلہ کی بنا پر اسکے مقابلہ میں آئے اُن کے انجام کی تحقیق کرو۔
۸۔ اس کی جماعت کو دیکھو۔ (۹) اسکے کام کو دیکھو کیا کر رہا ہے (۱۰) پچھلے نشانات کافی نہ ہوں تو آئندہ اور دیکھنے کو آمادہ ہے۔

غرض ایک نہیں بہت سے دلائل ہیں جو اسکے صدق دعویٰ پر ہر رنگ میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔ پس جب معیار صدق پر وہ مامور ثابت ہو چکا ہے تو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ اس وقت کی موجود دُنیا کا سب سے بزرگ انسان جناب مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود کرشن رودر گوپال ہیں جس کی آنکھیں دیکھنے کی ہوں دیکھے اور جس کے سُننے کے کان ہوں وہ سُنے۔ ایڈیٹر

استفسار اور اُن کے جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ۔ آپ کے سوالات کے جوابات حسب ذیل ہیں وباللہ التوفیق وھو نعم المولی و نعم الرفیق۔

سوال اول۔ فلما ذاقا الشجرۃ بدت لھما سوءاتھما و طفقا یخصفان علیھما من ورق الجنۃ۔ کیا حضرت آدم و حوا دونوں برہنہ ہو گئے تھے۔

جواب۔ آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب اس کی کمزوری کا اُس کو علم ہوتا ہے تو اُس کے اخفا کی تدبیر کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت آدم کو بھی اپنی کمزوری کا علم ہوا اُس کے اخفا کی کوشش کی اور یہ کوئی مذموم بات نہیں بلکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی دعا کرتے تھے اللھم استر عوراتی و آمن روعاتی بلکہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کسی سے کوئی غلطی ہو جاوے اور اللہ تعالیٰ اسکی ستاری کرے تو یہ خود اس کا اظہار نہ کرے۔

دوسرا سوال۔ قال فاذھب فان لک فی الحیوۃ ان تقول لا مساس ۔۔۔ یہ کیوں کر تسلیم کیا جاوے کہ سامری کے ہاتھ لگانے سے تپ چڑھ جاتی تھی۔

جواب۔ تپ چڑھنا تو قرآن مجید میں کہیں نہیں لکھا۔ سامری نے بڑا شرک کیا اور اللہ تعالیٰ سے علیحدہ ہو گیا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے علیحدہ کیا تو بموجب قانون الٰہی جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا اس کو بھی ویسی سزا دی گئی کہ یعنے لوگوں کے ملنے سے علیحدہ کیا گیا اور اس کو حکم ہو گیا کہ جیسے چوہڑے دور سے پوش پوش یا پاس پاس کہتے چلے جاتے ہیں تا کہ کوئی ان کو چھوئے نہیں تو چوہڑوں کی طرح الگ رہو اور دور سے پکار پکار کر پاس ہو جاؤ۔

تیسرا سوال۔ فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم ستاروں کو دیکھکر یہ کہنا کہ میں بیمار ہوں اس کا کیا مطلب ہے کیوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے سامنے ایسا عذر کیا یہ سخت اعتراض ہے۔

جواب۔ آجکل تو یہ عام رواج ہے مگر چونکہ آپ دیہات میں رہتے ہیں آپکو اس کا علم نہیں کہ کوئی شخص کسی کے پاس جاوے تو میزبان کا جب ارادہ اس کے رخصت کرنے کا ہوتا ہے تو وہ اس کو زبان سے کچھ نہیں کہتا بلکہ جیب سے گھڑی نکال کر دیکھتا ہے اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ آپنے میرا بہت وقت خرچ یا ضایع کیا تو اسپر وہ مہمان چلا جاتا ہے۔ اسی طرح تصویری زبان کی اور بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ سوائے گفتگو کے بات کی جاتی ہے جیسے اسٹیشنوں پر سرخ جھنڈے منع کے لئے اور سفید یا سبز اجازت آنے ریل کے لئے ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیم عم کی طبیعت بیمار تھی مگر باوجود بیماری کے قوم سے گفتگو کرتے رہے جب دیر ہو گئی اور بیماری کی تکلیف زیادہ محسوس ہونے لگی تو ستاروں کی طرف دیکھکر اشارہ کیا کہ اب بہت وقت ہو گیا اور میں بیمار بھی ہوں اب چلے جاؤ اور نجوم کے معنے گھڑی بھی ہیں تو اس طرح یہ معنے ہوئے کہ گھڑی دیکھکر یہ بات فرمائی والعلم عند اللہ (فضل دین حکیم از قادیان)

دوسرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ۔ آپ کے سوالات کا جواب ذیل میں عرض ہے۔

سوال اول۔ کیا وجہ کہ وضو کے فاسد ہونے سے ہاتھ پاؤں کا دھونا پڑتا ہے وضو کے ٹوٹ جانے سے یا ریح یا بول سے ان اعضا کے دھونے کی کیا وجہ۔

جواب۔ اللہ تعالیٰ کے احکام بڑی بڑی حکمتوں پر مبنی ہوتے ہیں پاخانہ بول یا ریح سے جو بُو اُٹھتی ہے اُس سے انسان سمجھ سکتا ہے کہ اس گندی چیز کی اندرونی بو اور گندے بخارات نے اندرونی اعضا قلب و دماغ روح کو کیسے صدمے پہنچائے ہونگے۔ جن سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگنے کے لئے فرمایا اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث یعنے جب آدمی جنگل کو جاوے یعنے پاخانہ بول براز کے لئے خلا میں جاوے تو یہ دعا کرے یا اللہ میں تمام اندرونی بیرونی پلید پلیدوں اور نجاستوں سے پناہ مانگتا ہوں جسکا اثر قبل از خروج باطن اور بعد خروج ۔۔۔ ظاہری اعضا ۔۔۔ دماغ قلب روح پر پڑتا ہے اُن کے بد آثار سے بچنے

بچانے اس سے پناہ بھی مانگے اور ان کو خبث اور خبائث بھی فرمایا اسی پر بس نہیں بلکہ فرمایا کہ عند الخروج غفرانک یعنی اے اللہ جو کچھ اُن کے آثار بد ہیں اُن سے میں تیری ہی حفاظت مانگتا ہوں اسی واسطے بول براز یا ریح کو روک کر نماز پڑھنا شارع علیہ السلام نے منع فرمایا تاکہ یہ گند اندر ہی نہ رہے اور جہاں تک جلد ممکن ہو اس کو نکال دیا جاوے۔ جب ریح یا بول براز نکلے تو معلوم ہوا کہ انھوں نے روح کو بہت صدمہ پہنچایا اب روح کی تقویت کے لئے ہاتھ پانوں پر پانی ڈالنے کا حکم دیا کہ روح کو طاقت ہو کیونکہ ہاتھ پانوں منہ پر پانی ڈالنے سے تقویت روح ہوتی ہے۔

چنانچہ جب کسی کو غشی یا بیہوشی ہوتی ہے تو اس کو ہوش میں لانے کے لئے پانوں کھو کہ اس کی تقویت قالب و روح کی لئے۔ اس کے مونہ ہاتھ پانوں پر چھینٹے مارے جاتے ہیں تو اس کو افاقہ ہو جاتا ہے۔

یہ ایک بیّن ثبوت ہے و نیز قرآن مجید میں ہے وجعلنا من الماء کل شئ حی یعنی پانی ہر چیز کی زندگی ہے جیسے ظاہری غشی جو ایک قسم کی موت ہے پانی سے رفع ہوتی ہے ویسی ہی روحانی ضعف جو وہ بھی ایک قسم کی موت ہے پانی سے دور کرنے کا حکم دیا۔

دوسرا سوال۔ تمام جانور یا کول ذبح کے سوا حرام اور ناجائز ہیں مگر مکڑی و مچھلی کے واسطے ذبح کیوں نہیں۔

جواب۔ دم مسفوح میں بہت سے اقسام زہر کے ہوتے ہیں جو زندگی میں پیشاب پسینہ میلوں کے ذریعہ سے باہر نکلتے رہتے ہیں مگر موت سے وہ زہر بھی اس خون کے ساتھ مردہ میں رہ جاتے ہیں اس لئے وہ گوشت قابل استعمال نہیں ہوتا کیونکہ اس سے نازک اور لطیف قویٰ تباہ ہو جاتے ہیں اور بسبب مل جانے زہروں کے وہ گوشت خبیث ہو جاتا ہے اور طیب اور پاکیزہ نہیں رہتا اور اللہ تعالےٰ کا حکم ہے یحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث مثلاً آپ خون یا مردار خوار اقوام کو دیکھو کہ اُن کے نازک اور لطیف قویٰ تباہ ہو جاتے ہیں اس لئے وہ لطیف باتوں کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ مچھلی مکڑی میں دم مسفوح چونکہ نہیں اس لئے ان کا ذبح کرنا ایک احمقانہ حرکت ہے اور جو حکیمانہ شریعت میں نہیں ہونی چاہیئے۔

تیسرا سوال۔ منی کے خروج سے غسل کیوں ہوتا ہے اور پاخانہ بول سے صرف استنجا کافی ہے حالانکہ بول براز نجاست میں منی سے زاید ہے پھر منی سے غسل کیوں کیا جاتا ہے۔

جواب۔ خروج منی سے تمام بدن کو ضعف پہنچتا ہے۔ منی کا خروج کیسا قلیل ہوتا ہے پھر بھی بعض وقت بعض انسان کو ضعف محسوس ہوتا ہے اگرچہ ایک جوان قوی اس کو محسوس نہ کرے مگر ہوتا ضرور ہے اس کا پتہ اس وقت لگتا ہے جب متواتر خروج منی ہو جریان سے یا جلق یا کثرت جماع سے تو پھر خواہ کیسا ہی قوی جوان ہو چند روز میں ہی دل دماغ آنکھ پھیپھڑہ غرض تمام اعضا میں بیماریاں اور ضعف پہنچ کر اس کو تباہ کر دیتا ہے یہ تو حال ہے تھوڑی تھوڑی منی نکلنے کا اگر وہ پاخانہ یا بول کے برابر نکلتے تو خدا جانے ایک ہی بار نکلنے سے کیا اندھیر ڈھا دیتے بس خروج منی سے چونکہ تمام بدن کو ضعف پہنچتا ہے اس لئے اس سے تمام بدن کا دھونا ہے مناسب بلکہ ضروری ہوا تاکہ تمام بدن کو طاقت آ جاوے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر انسان دوبارہ جماع کرنا چاہے تو غسل کر کر جماع کرے اس سے اس کو نشاط اور قوت عمدہ ہو جاوے گی۔

چوتھا سوال۔ قرآن مجید میں بعض آیات و بعض قصص کا تکرار کیوں آیا ہے حالانکہ یہ تکرار لفظی فصاحت نہیں۔

جواب۔ قرآن کریم میں ہرگز کوئی قصہ نہیں۔ جب قصہ ہی نہیں تو تکرار قصہ کیا۔ قصہ کی جمع۔ قِصص ہے اور احسن القَصص کے معنے ہیں عمدہ بیان۔ اگر کوئی قصہ قرآن مجید میں ہوتا تو کسی واقع کے ابتدا کسی کی انتہا کسی کی تاریخ بیان ہوتی یا وہ قصہ مسلسل من ابتدا الی آخرہ بیان ہوتا مگر ایسا کہیں بھی نہیں۔ دوسرا تکرار مخل فصاحت بھی نہیں ہوتا آپ دیکھیں مخمس مسدس تضمین ترجیع بند وغیرہ میں وہی بند یا مصرع بار بار آتا ہے بلکہ گیت میں تو تکرار کو اس قدر موثر پاتا ہے کہ ہر ایک شعر کے بعد مصرع اول کو دہراتے ہیں دوسرا قرآن مجید کا نام ہی ذکر۔ تذکرہ۔ ذکریٰ ہے جسکے معنے ہیں یاد۔ یاد دہانی۔ جس کلام پاک کا نام ہے یاد دہانی ہو کیا وہ ایک دفعہ کہکر چپ ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ اس کا فرض ہے کہ برابر یاد دلاتا رہے۔ کیا مہربان باپ اپنے پیارے بیٹے کو ۔۔۔۔۔۔ ایک ہی دفعہ نصیحت کر کر چپ ہو جاتا ہے یا جبتک بچہ سدھر نہ جاوے وہ بس ہی نہیں کرتا اور اسکو صبر ہی نہیں آتا۔

اگر تکرار خلاف فصاحت ہے تو اللہ تعالیٰ کا بار بار انبیا مرسل ۔۔۔۔۔۔ کتب سماوی کا بار بار نازل فرمانا یہ بھی تکرار ہی ہوگا خصوصاً قرآن مجید کے نزول اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو سلسلہ مجددین آپکے نزدیک اور بھی خلاف فصاحت اور غیر ضروری ہوگا۔ بہر حال یہ اس ارحم الراحمین کا رحم ہے الھم واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین۔ (فضلدین حکیم از قادیان)

اطلاع

(۱) جن خریداران کے نام الحکم کا بقایا سابقہ یا سال رواں کا چندہ واجب الوصول ہے۔ اُن کے نام مطبع کی طرف سے وی پی جاری ہو رہے ہیں۔ جو صاحب اس بات کی اطلاع نہ دیں گے کہ وہ کب واجب الادا چندہ ارسال کرینگے۔ وہ ہر وقت مطبع کا وی پی وصول کرنے کے لئے طیار رہیں۔ اس اطلاع کے سوا اور کوئی الگ اطلاع بقایا داران کے نام نہ دیجاویگی۔ (۲) خریداران کو چاہیئے کہ وہ خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور درج کیا کریں نمبر تلاش میں بہت سا وقت کلرک کا ضائع ہوتا ہے امید ہے کہ خریدار آئندہ اس کی احتیاط رکھینگے۔ مینیجر الحکم

اپنے مطلب کے اقتباس

اسلام نے پہلے ہی دن پکار کر کہدیا تھا کہ ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا۔ دنیا میں بہت سی قومیں ہیں جن کی ترقی کی تہ میں قومیت اور علم کی طاقت پوشیدہ ہے۔ لیکن مسلمانوں کی کوئی قومیت نہیں ہے۔ موسیٰ نے خاص بنی اسرائیل کی ایک مذہبی سوسائٹی قایم کی اور مسیح نے اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنا چاہا۔ لیکن اسلام نے تمام اقوام عالم کو ایک مشترک اور عالمگیر مذہب کی دعوت دی اور عرب و عجم اور مشرق و مغرب کو ایک مذہبی سطح پر جمع کر دیا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مذہب قومیت کی جگہ لے لیتا اور یہی ہوا بھی ایک وحشی منبع جہالت اور خلق الموہومات قوم نے جو صدیوں سے مذہبی مصلحین کی بے التفاتی سے اپنی وحشت برقرار کے ساتھ قائم تھی یکایک ریگستان عرب سے سر نکالا اور ایک چوتھائی صدی کے اندر ہی اندر روم اور عجم کے مستحکم تمدن کو لرزا دیا۔ صدیوں کی سوئی ہوئی قوم کا یکایک جاگنا اور اس طرح جاگنا کہ صدیوں کی جاگی ہوئی قوموں کو پامال کر کے علم و تمدن کو اپنا حلقہ بگوش بنا لینا تاریخ عالم کا ایک عجیب ترین واقعہ ہے۔ لیکن یہ انقلاب کیوں ہوا؟ کیا فلسفہ و حکمت کی اُن کو تعلیم دی گئی تھی؟ کیا یونان اور مصر کی تعلیم گاہوں کا یہ اثر تھا؟ کیا ارسطو اور افلاطون الہی کے پُر از حکمت درس کا یہ کرشمہ تھا؟ تاریخ بتلاتی ہے کہ ان اسباب میں سے ایک سبب بھی موجود نہ تھا صرف مذہب اور صرف مذہب اسلام کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ قرن کے اندر ہی اندر ایک وحشی ترین قوم کو قیصر و کسریٰ سے بہتر حکومت بخشدی یونان اور مصر سے بڑھکر فلسفہ و حکمت سکھا دیا اور بابل اور ایران سے اعلیٰ تمدن کا بانی بنا دیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اخلاق کی اس بالا ترا علیٰ عالم سطح پر پہنچا دیا کہ دنیا ایک ہزار برس آگے بڑھ گئی ہے نیچر کے عجائبات ہر طرف جلوہ نما ہیں اور تحقیقات و انکشافات کا دریا موجزن ہے۔ لیکن آج بھی اُس کی بلندی اسی طرح نمایاں ہے جس طرح آٹھویں صدی عیسوی میں حیرت افزائے عالم تھی۔

تم نے کیا نتیجہ نکالا؟؟ افسوس کہ تم اپنے ماضی سے سبق عبرت نہیں حاصل کرتے۔ تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ تم کو بتلاتا ہے کہ جس ذلت اور نکبت نے تمہارا محاصرہ کر لیا ہے اُس کی تولید کہاں سے ہوئی؟ ہاں اس واقعہ سے تم یہ سیکھ سکتے ہو کہ موجودہ حالت میں تم کو کیا کرنا چاہیے؟ دنیا میں اور قوموں نے قومیت اور علم کے بہتے پر ترقی کی ہوگی مگر مسلمانوں نے صرف اسلام کے نیفض تعلیم سے عروج حاصل کیا۔ اسی کی تعلیم نے علم کا راستہ بتلایا اور اسی کی آواز نے تمدن اور حکمرانی کے گر سکھلائے۔ مسلمانوں نے جب ریگستان عرب سے قدم باہر نکالا تو اُن کی تمام پونجی صرف ایک معتمل الضخامۃ الہامی کتاب تھی یہی وہ مجموعۂ قوانین ہدایت اور مخزن تعلیم تھا جس کو اپنا دستور العمل بنا کر مسلمانوں نے ترقی کے زینہ پر قدم رکھا۔ مردانہ وار اس زینے کو طے کر گئے اور مینار کمال سے جب اُترے تو تمدن اخلاق اور علم و حکمت کی دولت سے مالا مال تھے۔ لیکن اب وہی مسلمان ہیں جن کی نکبت و ذلت کی آوازوں سے مشرق و مغرب گونج رہا ہے وہ دنیا کے کسی کونے میں خوشحال نظر نہیں آتے اور کسی حصہ سے اُن کی خوشگوار آواز نہیں سنائی دیتی حکومت کی دولت تو ایک مدت سے برباد ہو رہی ہے لیکن علم و اخلاق جو ہمیشہ اسلام کی نمایاں علامت رہا ہے اب وہ بھی اُن کے ہاتھوں سے نکل چکا ہے۔ سوال یہ ہے کہ گذشتہ اور موجودہ حالت میں یہ اختلاف کیوں ہے؟؟ تاریخ عالم کا یہی عجیب واقعہ بتلاتا ہے کہ تمہاری ترقی کا اصلی سبب اسلام کی تعلیم کی تعمیل تھی۔ جس دن یہ عمل مفقود ہوا اُسی دن سے اُن نتائج نے بھی منہ موڑ لیا جو اس علت سے وابستہ تھے۔

مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم کے اثر نے بلند کیا اور اسی اثر کے فقدان نے بلندی سے پستی میں گرایا۔ تم گذشتہ حالت کو موجودہ حالت سے ملاؤ۔ جس چیز میں شدید فرق نمایاں ہو گا وہ صرف اسلام کی تعلیم پر عمل ... کا نقدان ہے۔ مسلمانوں نے قرآن کی دعوت سے منہ موڑا تو عزت اور دولت کی پیشانی پر بھی بل آگئے۔ قرآن نے اُن کو نہایت سختی سے سکھایا تھا کہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو اور متفرق مت ہو۔ لیکن انھوں نے اس کی پروا نہ کی اور نا اتفاقی کو اپنا شعار بنا لیا۔ قرآن نے تبلایا کہ انما المومنون اخوۃ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں لیکن انھوں نے باہمی دشمنی اور کینہ سے رشتہ اخوت کو کاٹ ڈالا قرآن نے تعلیم دی کہ وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو اُن میں صلح کرا دو لیکن اُنھوں نے صلح کی جگہ باہمی جنگ و جدل کی آگ کو ہمیشہ بھڑکایا۔ قرآن نے وشاورھم فی الامر کا اشارہ کر کے جمہوری اور قومی حکومت کے قیام پر زور دیا مگر انھوں نے شخصی اور جبری حکومت کی بنیاد ڈالی۔ قرآن نے حکم کیا کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر تم میں ایک ایسی جماعت بھی موجود رہنی چاہیے جو لوگوں کو نیک کاموں کی طرف بلائے۔ اچھے کاموں کی ترغیب دے اور برائیوں سے روکے۔ لیکن انھوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعلیم کو بالکل بھلا دیا اور رشد و ہدایت کا سلسلہ بند کر دیا۔ قرآن نے نصیحت کی کہ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان آپس میں نیک کام اور پرہیزگاری کے لئے مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کی اعانت سے باز رہو۔ لیکن اُنھوں نے اعانۃ علی الاثم والعدوان کو اپنا دستور العمل بنا لیا اور ہر ایک طرف نیک کاموں کے نئے نئے رستے بند ہو گئے۔ قرآن نے ناصحانہ لہجہ میں سمجھایا کہ یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شہداء بالقسط ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی ایمان والو! خدا کے واسطے انصافانہ گواہی دینے کے لئے طیار ہو جایا کرو! اور ایک قوم کی دشمنی کے لئے عدل و انصاف کی روش نہ چھوڑو! عدل کرو کیونکہ یہی چیز راہ اتقا سے اقرب ہے۔ لیکن اُنھوں نے اس آواز کو بھلا دیا اور ظلم و عدوان سے بیعت کر لی۔ اخلاق اور محاسن اخلاق کے لئے تعلیم کی جگہ ضرورت تھی کہ خلق عظیم کا ایک اعلیٰ ترین نمونہ دکھلا دیا جائے۔ اس لئے فرمایا کہ ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لیکن انھوں نے اس اسوۂ حسنہ کی تقلید بالکل چھوڑ دی اور وہ تمام اخلاقی محاسن ضائع کر دیئے جن کے لئے اسلام ہمیشہ دنیا میں سربلند رہا۔ قرآن نے پہلے ہی دن کہدیا تھا کہ ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا یہ ایک نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی راہ اختیار کرے وہ جب تک اس بتلائی ہوئی راہ پر چلتے رہے سربلند رہے اور جب اُنھوں نے کج راہی اختیار کی اور تعلیم قرآن کی مخالفت کو دلیل راہ بنا لیا تو ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا کی الہی پیشگوئی بھی پوری ہو گئی اور اس جرم کی پاداش میں خسران مبین کی سزا ملنی شروع ہو گئی یاد رہے کہ ابھی ونحشرہ یوم القیامۃ اعمی کی پیشگوئی باقی ہے۔

مسلمانو! خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو اور اسوۂ حسنہ کو دلیل راہ بناؤ کیونکہ قرآن نے تم کو بلند کیا تھا اور اب قرآن ہی تم کو اس پستی سے نکال سکتا ہے۔ تعلیم اسلام کو اپنا دستور العمل بناؤ اور ... (الہلال)

تمام غلطیوں اور نقصوں کو کیونکر دور کرتی ہے وہ تم کو تعلیم کی طرف متوجہ کریگی کیونکہ وہ پہلے ہی دن کل مسلمانوں کو مسلمات کے لئے طلب علم فرض کر چکی ہے وہ تم کو علوم جدیدہ کی تحصیل کی ترغیب دیگی کیونکہ اطلبوا العلم کی آواز دنیا میں اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے بلند کی وہ تم کو اخلاق کی روشنی سے منور کر دیگی کیونکہ داعی اسلام بعثت لاتمم مکارم الاخلاق کہ چکا ہے۔ وہ برخلاف تمام مذاہب کے تم کو دنیا میں بھی برسر عروج رکھے گی اور عاقبت میں بھی راحت اور مسرت کا باعث ہوگی کیونکہ وہ تمکو یہ دعا سکھلا چکا ہے کہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ غرضکہ وہ تم کو حضیض مذلت سے نکالکر پھر اوج کمال پر پہنچا دیگی اور کنتم خیر امۃ کے خطاب کے پھر تم مستحق ہو جاؤ گے موجودہ نکبت سے نکلنے کی یہ ایک تنہا صورت ہے۔ اور مبارک ہیں وہ جو اسپر عمل کرنے کے لئے طیار ہیں۔

مسلمانو! یاد رکھو کہ فلاح دنیوی اور نجات اخروی عمل بالقرآن سے وابستہ ہے فلاح وصلاح کا طالب ہونا اور تعلیم اسلام سے منہ موڑنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے درازی عمر کی آرزو کرنی اور طب کے تجاربہ سے غافل ہو جانا۔

ترجوا النجاۃ ولم تسلک مسالکھا
ان السفینۃ لم تجری علی الیبس
اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین
انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم
ولا الضالین۔ آمین ❊ (دار السلطنت)

ڈایری

۱۰- فروری - نماز ظہر

قبل ظہر - چند نئے واردین بیعت کے لئے حاضر ہوئے سید عطا حسین صاحب اور ملٹری اکلر محمد علی خان صاحب ہاسپٹل سٹنٹ ساکنان ضلع گجرات نے حضرت سے بیعت کی درخواست کی حضرت نے اُن کو بیعت کرکے دعا فرمائی - بعد ادائے فریضہ ظہر حضرت نے آج کی مندرجہ ذیل تازہ وحی سنائی۔

دَعْنِیْ اَقْتُلْ مَنْ آذَاکَ اِنَّ الْعَذَابَ مُرَبَّعٌ وَّمُدَوَّرٌ ❊ **ترجمہ**

چھوڑ دے مجھے کہ میں قتل کروں اُن لوگوں کو جنہوں نے تجھے ایذا دی کیونکہ اُن کے لئے میرا عذاب چاروں طرف سے پکڑنے والا اور گھیرنے والا ہو کر آرہا ہے۔

نماز ظہر سے پہلے مندرجہ ذیل قصیدہ مدحیہ احمد الدین زمیندار ساکن شادیوال ضلع گجرات محرر ڈسٹرکٹ بورڈ کو ہاٹ نے حضرت کی حضور میں کھڑے ہو کر سنایا حاضرین نے اس کو پسند کیا۔

قصیدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے مسیحائے زماں مہدی والا گوہر - رہ سپاروں کے امام اہل صفا کے رہبر
مظہر ذات خدا و ند بروز احمد - مہبط وحی الٰہی و کلام برتر
شاہ اقلیم سخن ماہ سپہر اسلام - پاک مذہب کے معین حامی دین سرور

ان دنوں راہ ہدایت کے دکھانیوالے - جبکہ بے دینی ہی پھیلی ہوئی حد سے باہر
روح اور جسم کے دکھوں سے چھڑانیوالے - نسخہ کیمیا ملکوت سما سے لاکر
احمد خستہ در کون آیا ہی خدمت میں تری - درد و آلام زمانہ سے بہت ہے مضطر
ملجا و ماوا نہیں اسکا تیری در کی بغیر - آستانے کو تیری چھوڑ کر جائے یہ کدہر
دکھوں درد سے اسے کر دی تو چنگا للہ - کر دعا اسکے لئے پیش خدائے اکبر
چیر کر سدرہ کو جاتی ہیں دعائیں تیری - باتیں تجھ کے دلوں میں ہیں تیری کرتی اثر
پھول جھڑتے ہیں فصاحت کے لبوں سے تیری - اور بلاغت میں نہیں کوئی بھی تیرا ہمسر
درد جانکاہ سے دنیا کے بچاتا تو ہے - روح کے دکھوں سے کر دیتا ہی پاک و اطہر
تیرے الطاف کے سایہ میں جو آیا اسکو - رنج و امراض و مصائب سے ہے کیا خوف و خطر
تیری برکت سے بہت کوڑہی ہو گئے ہیں اچھے - دیکھ لے آکے یہاں جسکو نہ آئے باور
فیض کا بیج جو دنیا میں ہی بویا تو نے - سامنے تیرے وہ لایا ہے بہت عمدہ ثمر
ہے زبردست یہ اک تیری صداقت کا نشاں - واقعی جاتا ہے پہچانا پھلوں سے ہے شجر
دین اسلام پہ احساں ہیں ترے بے حد - گو مسلمانوں نے برسائے ہیں تجھ پر پتھر
قوم کے درد سے رہتا ہی تو غمگین و حزین - رات کو اشکوں سے تر ہوتا ہی تیرا بستر
ہوا پامال تو جہ سے ہی تیری دجال - جو کہ اخبار پیمبر میں تھا لکھا اعور
کانپ اُٹھتے ہیں تیری نام سے دین کے دشمن - دیتی لرزا ہیں اُنھیں تیرے قلم کے جوہر
سیف کا لیتا ہی تو کام قلم سے اپنی - تجھ کو درکار نہ نیزہ ہی نہ تیغ اور نہ تبر
تو نے دنیا سے دیا مردہ پرستی کو مٹا - اور دکھلا دیا اسلام کا مہر انور
پاک اور صاف کیا دین نبی کو تو نے - اُس طریقہ پہ چلا جیسا ابوبکر و عمر
عزم و ہمت ہی تیری دیتی رسالت کا پتہ - یہ سمجھتا ہی وہ جو غور سے کرتا ہے نظر
فیض قدسی ہی تیری آتی ہیں کھنچی روحیں - جمگھٹا رہتا ہی ابرار کا تیرے در پر
تیری طلعت سے نمایاں ہیں نشانات ہدیٰ - روح ہو جاتی ہی خوش دیکھ کے تیرا منظر
ہو ہی جاتی ہی تری دنیا پہ عزت قایم - اور مخالف ہیں تیری در بدر اور خاک بسر
ٹلتے جاتے ہیں تیری سامنے دشمن سارے - زد پہ آیا جو تیری اُس کا ٹکانا ہے سقر
تیری اعدا کا نہیں کوئی چھڑانے والا - شاہ افلاک ہی ہر بات میں تیرا یاور
جب تلک دنیا میں ہی سنت ہی خدا کی جاری - کہ و مکذاب کی گردن پہ ہے رکھتا خنجر
تیرے خدام کو ہو روح قدس کی تائید - اور مخالف کو ملی تیری نہ مہلت دم بھر

نماز عصر

آریوں کی مذہبی کانفرنس مقام گوجرانوالہ کے ذکر پر مفتی محمد صادق صاحب کو فرمایا کہ اگر کم از کم تین گھنٹہ ہماری تقریر کے لئے مقرر ہوں تو ہم مضمون لکھکر سنانے کو بھیج سکتے ہیں۔

قبر میں سوال و جواب

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ قبر میں سوال و جواب روح سے ہوتا ہے یا جسم میں وہ روح ڈالا جاتا ہے - فرمایا - اس پر ایمان لانا چاہئے کہ قبر میں انسان سے سوال و جواب ہوتا ہے - لیکن اُس کی تفصیل اور کیفیت کو خدا پر چھوڑنا چاہئے - یہ معاملہ انسان کا خدا کے ساتھ ہے وہ جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے - پھر قبر کا لفظ بھی وسیع ہے جب انسان مرجاتا ہے تو اُس کی حالت بعد الموت میں جہاں خدا اسکو رکھتا ہے وہی قبر ہے خواہ دریا میں غرق ہو جائے خواہ جل جائے - خواہ زمین پر پڑا رہے - دنیا سے انتقال کے بعد انسان قبر میں ہے - اور اس سے مطالبات اور مواخذات ہم ہوتے ہیں اس کی تفصیل کو اللہ تعالے بہتر جانتا ہے انسان کو چاہئے کہ اس دن کیواسطے طیاری

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم
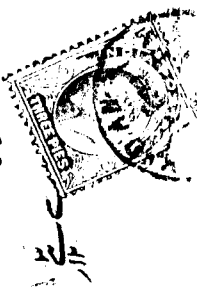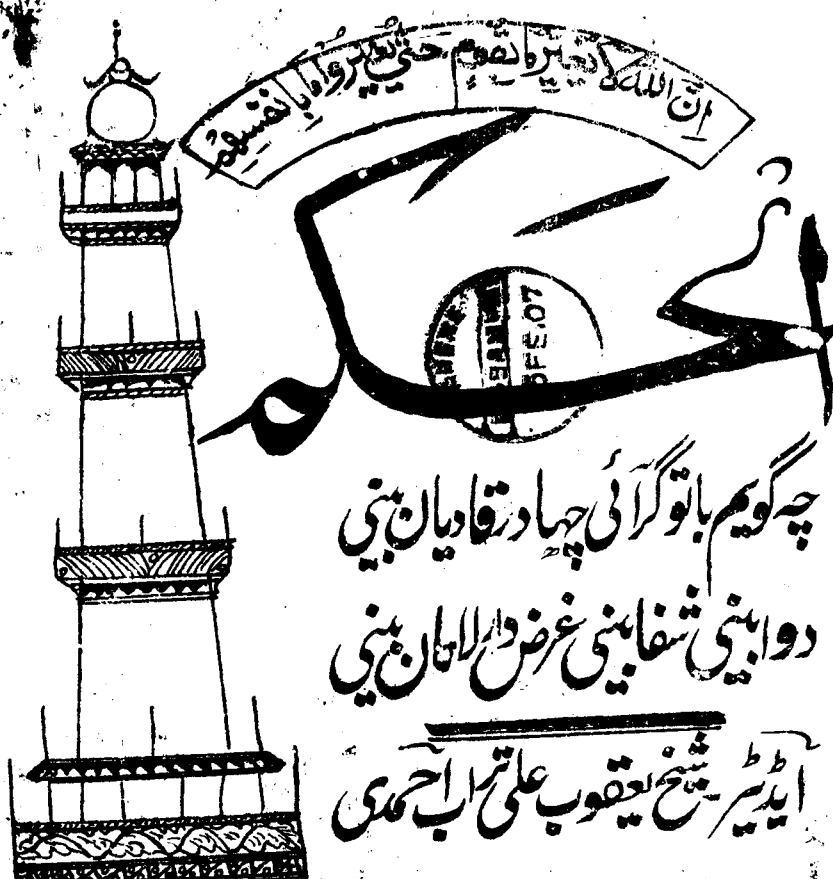
چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۷ء مطابق ۱۱ محرم ۱۳۲۵ھ | نمبر

دارالامان کا ہفتہ

تازہ الہامات

۱۵ فروری ۱۹۰۷ء - ۱ - مَنْ ذَا الَّذِیْ هُوَ اَسْعَدُ مِنْكَ ترجمہ - وہ کون ہے جو تجھ سے زیادہ سعادتمند ہے -

۲ - ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہیں رہے گا

۱۵ فروری ۱۹۰۷ء وَیْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ترجمہ - ہر ایک چغل خور اور عیب گیر پر لعنت ہے

۱۸ - فروری ۱۹۰۷ء - ۱ - قُلْ اَلْفَتْحُ بَعْدَهٗ ترجمہ سب فتح اس کے بعد ہے

مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعُلٰی - كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

ترجمہ وہ حق اور غلبہ کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اُترے گا یعنی ایک نشان ظاہر ہوگا جو تمام فتوحات کا مجموعہ ہوگا اور اُس وقت حق ظاہر ہو جائے گا اور حق کا غلبہ ہوگا گویا خدا آسمان سے اُترے گا -

۲۰ - فروری ۱۹۰۷ء اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَاَلُوْمُ مَنْ یَّلُوْمُ ترجمہ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور اس کے ملامت کنندہ کو ملامت کروں گا -

۲ - پس پاشیدہ ہجوم -

۳ - (ڈھائی بجے بعد آدھی رات) افسوس ناک خبر آئی ہے - فرمایا - اس الہام پر ذہن کا انتقال بعض لاہوری دوستوں کی طرف ہوا مگر یہ انتقال ذہن بعد بیداری ہوا - الہام بھی شاید اس سے متعلق ہو -

۴ - بہتر ہوگا کہ اور شادی کر لیں - فرمایا معلوم نہیں کہ کس کی نسبت یہ الہام ہے -

موسم کی حالت بدستور ویسی ہی ہے آسمان پر ابر چھایا ہوا ہے اور بارش کا سلسلہ جاری ہے - پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے -

۲ - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگان ملت کی صحت وعافیت کی خبر قوم کے لئے مژدہ راحت فزا ہے -

حضرت اقدس "حقیقۃ الوحی" کا تتمہ لکھ رہے ہیں

۳ - قادیان کے ڈاکخانہ میں نئے سب پوسٹ ماسٹر صاحب آئے ہیں -

تعلیم الاسلام ہائی سکول کی عمارت کا سوال

تعلیم الاسلام کیسا پیارا نام ہے اور اس نام کے اندر جو جذب اور مقناطیسی کشش رکھی ہوئی ہے اسے کچھ وہی دل محسوس کرتے ہیں جو اس وقت مسلمانوں کی عملی حالت اور مذہبی تعلیم کے مسئلہ پر غور کرنے کے عادی ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہر فرد کے دل میں اس مبارک اور مقدس مدرسہ کی جو عظمت ہے میں الفاظ نہیں پاتا کہ اسے ظاہر کروں تاہم آجتک احمدی قوم جس ہمت اور جوانمردی کے ساتھ اس مدرسہ کو چلا رہی ہے وہ مخالفوں کی نظروں میں بھی قابل تعریف ہے ۔ نو سال کے اندر مدرسہ تعلیم الاسلام نے جو ترقی کی ہے یہ وقت نہیں کہ اسے مفصل ظاہر کیا جاوے کیونکہ یہ امر مدرسہ کی وقتاً فوقتاً شایع شدہ رپورٹوں سے معلوم ہو سکتا ہے اور مناسب موقع ایسی تحریریں الحکم میں بھی شایع ہوتی رہی ہیں ایک معمولی پرائمری سکول سے اعلےٰ درجہ کے ہائی سکول تک اس مدرسہ کا پہنچنا خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور اس کے مامور کی سچائی کا عجیب نشان ہے۔ مدرسہ کی تعلیمی حالت اور طلباء کی اخلاقی اور مذہبی تربیت کو غیر احمدیوں نے بھی پسند کر کے اور قابل اطمینان پا کر اپنے بچوں کو اس مدرسہ میں بھیجا ہے۔ اور ملک کے مختلف اضلاع سے طلباء کا آنا مدرسہ اور اس کے ناظمین کے لئے قابل فخر امر ہے کیونکہ اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مدرسہ کس وقعت اور عزت و اعتبار کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے پچھلے دنوں برٹش ایسٹ افریقہ سے ایک معزز مسلمان نے اپنے بچہ کی تعلیم کے لئے قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول کو انتخاب کیا اور بھیجا ہے۔ ... کا ... محض ... بالنحو ... کیا ہے اب مدرسہ یوماً فیوماً خدا کے فضل سے اور اسکے مکمل ناظمین کی دعاؤں خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ... ہمت اور خاص توجہ کے باعث ترقی کر رہا ہے اور بورڈنگ سکول کی حیثیت اختیار کر رہا ہے۔ بورڈنگ سکولوں کا طریقہ تعلیم اور دستور جسقدر مفید اور موثر تسلیم کیا گیا ہے اسپر مجھے اب مزید بحث کی حاجت نہیں ۔ طلباء کی کثرت نے صدر انجمن احمدیہ کو جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تمام انسٹیٹیوشنز کی مدیر ہے اس طرف متوجہ کیا کہ مدرسہ کو آبادی سے باہر ایک وسیع قطعہ زمین پر تعمیر کیا جاوے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے ایک بہت بڑا قطعہ زمین ایک کثیر رقم کے صرف سے حاصل کیا گیا ہے اور اب اسپر تعمیر عمارت کا سوال مجلس ناظم کے سامنے ہے اس سال اس مجوزہ عمارت کا ایک حصہ بنایا جانا منظور کیا ہے جس پر تیس ہزار روپیہ خرچ ہوگا۔ اور کل عمارت پر غالباً ایک لاکھ سے بھی زیادہ خرچ کی توقع کی جاتی ہے۔

آجتک مدرسہ کی مجلس ناظم نے گورنمنٹ سے کسی قسم کی مدد مدرسہ کے لئے نہیں لی بلکہ اپنی قوم ہی کی امداد پر اس مرحلہ تک مدرسہ کو پہنچایا ہے جس کی تہ میں بانی سلسلہ کی دعائیں اور خدا تعالیٰ کا فضل کام کر رہا ہے ۔ اور احمدی قوم ہی نے نصف لاکھ سے زیادہ روپیہ مدرسہ کی ضروریات میں آجتک خرچ کیا ہے اور آیندہ بھی اسے فکر ہے ۔ لیکن عمارت کا سوال جو ایک کثیر رقم کو چاہتا ہے اس کے لئے **گورنمنٹ پنجاب** کی قابل قدر امداد کی بہرحال حاجت ہے عالی جناب **مسٹر ڈبلیو بل صاحب** بالقابہ ایسے علم دوست اور واجب الاحترام ڈائرکٹر کے عہد میں پنجاب کی مختلف سوسائٹیوں کے زیر انتظام مدارس کو خاص خاص امور کے لئے کافی اور غیر متوقع امداد دی گئی ہے ۔ جن کی منظوری کا تاج **ہز اونر سر چارلس ریواز** بالقابہ کی گورنمنٹ کے سر پر ہے جس سے اُن کا عہد حکومت پنجابیوں کو ہمیشہ یاد رہے گا ۔ **سر چارلس ریواز** نے جیسا کہ اُن کی آمد کے وقت اہل پنجاب نے توقع ظاہر کی تھی نہایت بیدار مغزی اور ہمدردی کے ساتھ اہل پنجاب پر حکومت کی ہے اور تعلیمی ترقیوں کے لحاظ سے جیسا **مسٹر بل** کا عہد ڈائرکٹری یادگار رہے گا اس کے ساتھ ہی سر چارلس ریواز کی گورنمنٹ بھی ہمیشہ ممتاز رہے گی ۔

اب **ہز اونر سر چارلس ریواز** مارچ کے اوایل میں پنجاب کی لفٹننٹ گورنری سے سبکدوش ہوں گے ایسے موقع پر اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قائمقام صدر انجمن احمدیہ توقع کرے کہ اس کے ماتحت مدرسہ کی ترقی میں **سر چارلس** ریواز ایک گرانقدر امداد اس کی عمارت کے لئے منظور کریں تو یہ توقع جایز اور موزوں وقت ہے ۔ میرا اپنا خیال ہے کہ ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم پنجاب ایسی درخواست پر نہایت ہی قابل قدر توجہ فرماویں گے اور کم از کم پچاس ہزار روپیہ اس عمارت کے لئے جس پر ایک لاکھ سے بھی زیادہ خرچ ہونے کی توقع ہے گورنمنٹ سے دلائیں گے ۔ باقی روپیہ احمدی قوم ضرور جمع کریگی ۔ اور اب صرف یہی ایک سوسائٹی باقی رہ گئی ہے جسکے سکول کو کوئی امداد نہیں ملی ۔ اور نہ بلا ضرورت اس قوم نے دست سوال دراز کیا بلکہ جہاں تک اس سے بن پڑا اُس نے مدرسہ کو اپنی ہمت اور سعی سے چلانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ۔

سرپرستان مدرسہ کی عالی ہمتی میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ ابھی گورنمنٹ نے **پرائمری تعلیم** کو مفت کر دینے کے مسئلہ کو پورے طور پر حل نہیں کیا مگر تعلیم الاسلام ہائی سکول میں **پرائمری تعلیم** مفت جاری ہے اور یہ پہلی نظیر پنجاب میں ہے ۔ اس سے پہلے کسی مدرسہ میں ایسا نہیں ہوا تھا اب اسے دیکھکر **لاہور** میں ایسی تحریک دو مدرسوں میں ہوئی ہے انجمن حمایت اسلام تو ابتک بھی نہیں کر سکی ۔

بہرحال میں اپنے صوبہ کے علم دوست ۔ فیاض طبع ڈائرکٹر صاحب سے امید کرتا ہوں کہ وہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کے سلسلہ میں سر چارلس ریواز کی گورنمنٹ سے ایک معقول امداد دلا کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد کو کمال شکر گذاری کا موقع دیں گے ۔

ضرورت نکاح

ایک احمدی بھائی عمر ستائیس ۲۷ سال ذات مغل اور سرکاری ملازم ہے تنخواہ پچاس ۵۰ روپیہ ماہوار ہے اور پہلی بیوی بھی موجود ہے ۔ مگر بسبب نہ ہونے اولاد کے دوسری شادی کا خواہشمند ہے ۔ لڑکی حسین ہو اگر قدرے نوشت و خواند کی دسترس رکھتی ہو تو اور بھی اچھا ہوگا ۔ خط و کتابت ہر قسم کی ایڈیٹر الحکم سے ہوگی ۔ جو محفوظ رہے گی ۔

وصیّت ۹۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ اما بعد (۱) میں مسمات رسول بیگم ولد چودہری الہ دین صاحب مرحوم قوم زمیندار بھٹی زوجہ بابو شاہدین صاحب اسٹیشن ماسٹر حال متعینہ لارنس پور ضلع اٹک بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۲ ماہ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں اور لکھ دیتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتی ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتی ہوں۔ اور اُن کی مریدہ اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتی ہوں۔ کہ میں نے رسالہ الوصیۃ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات کی جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کی بھی پابند رہوں گی۔ جو رسالہ الوصیۃ کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے یا آیندہ شائع ہونگے۔ میں ان تمام کی اور ایسا ہی میرے ورثار میرے بعد ان تمام ہدایات و قواعد مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ الوصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میرے مرنے کے وقت جو جائداد میری از قسم زیورات وغیرہ ہوگی جس پر میرا مالکانہ قبضہ ہے۔ اُس کی نسبت میں وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری اس تمام جائداد کا خمس یعنے ۱/۵ حصہ میرے مرنیکے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ انجمن مذکور کو اختیار ہوگا۔ کہ جس طرح چاہے۔ اس حصہ جائداد کو اپنے اغراض و مقاصد میں صرف کرے۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی میرے اس وصیت کردہ حصہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں۔

(۵) میں یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایت انجمن مذکور دار الامان قادیان میں پہنچاوے۔ اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کیجاوے۔

(۶) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کا متکفل میرا وہ حصہ جائداد ہرگز نہیں۔ جس کا ذکر میں نے فقرہ نمبر ۴ میں کیا ہے۔ یہ اخراجات میرے باقی ماندہ جائداد میں سے پورے کئے جاویں۔ اور میرے ورثار ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے۔ اور ان اخراجات کو میری نجات کا باعث جانکر اہم اور شرعاً ضروری سمجھینگے۔

(۷) میں یہ بھی اقرار کرتی ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاً لوجہ اللہ کی ہے۔ اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے۔ تو اس صورت میں بھی میری وصیت متذکرہ فقرہ ۴ درست اور قائم رہیگی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جبتک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔ اب میں یہ وصیت اس دعا پر ختم کرتی ہوں۔ کہ اے رب العالمین مجھے اسلام پر زندہ رکھ اور اسلام پر موت دے۔ اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔ آمین۔ ۲۱ مئی ۱۹۰۶ء بقلم شاہدین سٹیشن ماسٹر۔

گواہ شد
شاہدین سٹیشن ماسٹر لارنس پور بقلم خود

العبد
خاکسارہ رسول بیگم زوجہ بابو شاہدین سٹیشن ماسٹر ریلوے متعینہ لارنس پور (نشان انگوٹھا مسمات رسول بیگم)

گواہ شد
ناصر نواب بقلم خود

وصیّت ۹۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منکہ خیر الدین احمدی ولد محمد صدیق قوم ڈائیں عرف کشمیری ساکن موضع سیکھوان تحصیل و ضلع گورداسپورہ کا ہوں۔

(۱) میں اس وقت بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۱ مئی ۱۹۰۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور اُن کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) اور انھوں نے جو رسالہ الوصیت بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع فرمایا ہے۔ میں نے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے ہیں۔ یا آیندہ شائع ہونگے۔ اور ایسا ہی میرے ورثار میری وفات کے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور معاملہ الوصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ اراضی قریباً ۲ کنال واقع سیکھوان میں عوض مبلغ ۵۰ روپیہ کے میرے پاس رہن ہے جو میرے قبضہ میں ہے۔ اور ایسا ہی اراضی قریباً دس گھماؤں عوض مبلغ ۴۵ روپیہ کے بشراکت جمال الدین و امام الدین برادران حقیقی بحصہ برابر بصورت رہن با قبضہ زیر قبضہ ہمارے ہے۔ اور ایک مکان واقع قادیان دار الامان بشراکت برادران مذکور ملکیت ہمارا ہے بحصص مساوی مکان مذکور کے حدود اربعہ یہ ہیں۔ غرب شارع عام اور شرق چھپڑ فراخ۔ شمال مکان بہادر کشمیری۔ جنوب مکان منشی عبد العزیز پٹواری خلقہ سیکھوان۔ اراضی و مکان مشترکہ مذکورہ بالا میں مظہر ثلث حصہ کا حق رکھتا ہے۔ اور اس میرے متحققہ جائداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ اور میری خود پیدا کردہ یہ جائداد ہے۔ آج کی تاریخ سے جائداد مذکورہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد مذکورہ میں سے ۱/۵ حصہ

پانچواں حصہ میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے [illegible] انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میری وفات کے بعد اس جائیداد کو میری [illegible] جائیداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے اور [illegible] یا فروخت کر کے [illegible] جائیداد سے فائدہ اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے [illegible] انجمن مذکور بہر صورت اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہوگی [illegible] کسی وارث کو خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اگر [illegible] تاریخ کے بعد علاوہ جائیداد مذکورہ بالا کے میری وفات کے وقت میری اور کوئی جائیداد ثابت ہو تو ایسی جائیداد [illegible] کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ یعنے پانچواں حصہ کی میری وفات کے بعد میرا جنازہ صرف احمدی جماعت پڑھے میرے ورثاء کو واضح ہو کہ میری وفات کے بعد میری نعش کو بعد حصول اجازت [illegible] کار پرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی میں [illegible] دفن کی جاوے۔ وہاں کوئی روک پڑے۔ تو ان کے حکم کی تعمیل کریں [illegible] میری وصیت پر اسی طرح عمل ہو۔ جیسا کہ [illegible] لکھ دیا ہے [illegible] مورخہ [illegible] ۱۹۰۶ء

گواہ شد — امام الدین احمدی برادر حقیقی وصیت کنندہ

العبد — [illegible] بقلم خود

گواہ شد — جمال الدین برادر حقیقی [illegible]

گواہ شد — عبد العزیز احمدی پٹواری

وصیت نمبر [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وصیت فاطمہ بیگم زوجہ مولوی محمد علی ایم اے ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

میں نے اشتہار الوصیت شائع کردہ جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام مشتہرہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء پڑھ لیا ہے۔ اور میں اس وقت بحالت صحت اور بقائمی ہوش و حواس خود یہ وصیت کرتی ہوں کہ جس قدر جائیداد میری غیر منقولہ یا منقولہ میری موت کے وقت موجود ہو جس میں میرا زیور اور کپڑے بھی شامل ہیں اس کل کی ایک تہائی اشاعت اسلام کے لئے حسب قواعد تجویز کردہ موجبہ منشائے اشتہار مذکور دی لیا وے۔ اس ایک تہائی کا میرے ورثاء کو کوئی حق نہ ہوگا اور میں یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ مجھے مقبرہ بہشتی میں جس کا ذکر اشتہار مذکور میں ہے دفن کیا جاوے اور اگر میں قادیان سے باہر کسی دوسری جگہ فوت ہو جاؤں تو میرے ورثاء پر لازم ہوگا کہ مجھے قبرستان مذکور میں دفن کرنے کے لئے قادیان پہنچاویں ہاں اس صورت میں ان کو اختیار ہوگا کہ ان اخراجات کو جو اس اہتمام میں ان کو برداشت کرنے پڑیں اگر وہ بقیہ جائیداد دو تہائی میں سے دینا منظور نہ کریں تو کل جائیداد میں سے ان اخراجات کو وضع کر کے بقیہ کی ایک تہائی بغرض اشاعت اسلام موجبہ منشائے اشتہار مذکور دیویں۔ اور اگر کوئی ایسے اسباب بھی پیدا ہو جاویں کہ میری لاش کا قادیان میں لانا محال ہو تو اس کا اثر وصیت کے [illegible] پر کچھ نہ پڑے گا۔ بقیہ جائیداد میری حسب حصص شرعی [illegible] مورخہ ۹ جنوری ۱۹۰۶ء

گواہ شد — محمد علی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان

العبد — فاطمہ بیگم بقلم خود

گواہ شد — نصرت جہاں بیگم بقلم خود

وصیت نمبر ۱۴۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منکہ شیخ امام الدین ولد پیر بخش قوم آرائیں ساکن دھرم کوٹ بگہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۸ ماہ شعبان ۱۳۲۴ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور تاکید کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان کے کل دعاوی پر مصدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند رہوں گا اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے ہیں یا آئندہ شائع ہوں گے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط شائع شدہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جائیداد جو اس وقت حسب ذیل ہے ایک مکان سکونتی جس کے مشرق و شمال میں کیسے صوبیدار کا مکان واقع ہے اور بجانب مغرب میں امام الدین برادر راقم کا گھر ہے اور بجانب دکھن مائی امیری شیخنی کا کھولا واقع ہے اور ایک بیرونی مکان مہمانوں کی آمد رفت و نیز اپنی نشست و برخاست کے لئے ہے جس کی جانب مشرق میں برادرم امام الدین کا مکان ہے اور بجانب شمال شیخ عزیز الدین کا گھر واقع ہے اور بجانب مغرب امیر کشمیری کا گھر ہے اور بجانب جنوب راستہ ہے و نیز مبلغ ڈیڑھ سو روپیہ کی بزازی اور قریباً مبلغ پچاس روپیہ کی کتب حقیقت نزول مسیح وغیرہ اور مبلغ پچاس روپیہ نقد کل جائیداد کا دسواں حصہ محض رضاء الٰہی کے لئے یہ جو جائیداد مذکور جس پر میرا اس وقت مالکانہ قبضہ ہے اور اس جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں میں آج کی تاریخ سے کل جائیداد کے دسویں حصہ

کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ میری یہ جایداد جو اس وقت جس کی
قیمت مبلغ تین سو روپیہ کے قریب ہے میرے مرنے کے بعد دسواں
حصہ بقیہ جایداد سے الگ کرکے صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کیا جاوے
انجمن مذکور کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جایداد کو
میری بقیہ جایداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے یا اس کو
فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ
جایداد سے مفاد حاصل کرکے اغراض انجمن کو پورا کرے (غرض کہ انجمن مذکور
ہر طرح سے اس وصیت کردہ جایداد کی مالک متصور ہو) میرے
کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ
جایداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری جایداد وصیت کردہ کی قیمت
آیندہ بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے ۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد اور کوئی جایداد علاوہ مذکورہ بالا
جایداد کے پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جایداد
(سوا جایداد مذکورہ) میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جایداد و اثاثہ
کے متعلق بھی میری وصیت ہے جیسا مفصل ذکر میں نے فقرہ سابق
نمبر (۴) وصیتوں میں کیا ہے میں ایسی جایداد کی نسبت وقتاً فوقتاً انجمن
مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا ۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ
احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی
جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات
انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکی ہیں یا آیندہ شایع ہونگی دارالامان
قادیان میں پہنچاوے اور وہاں مجلس کارپردازان مصالح قبرستان
کے سپرد کی جاوے ۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو
قادیان شریف پہنچانے اور دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات
ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جایداد وصیت کردہ جس کا
ذکر میں نے فقرہ چہارم پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں ان اخراجات کا حسب
مشورہ کارپردازان مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں یہ رقم اخراجات
کو مجلس مذکور کے حوالے کر دوں گا جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف
سے میں کرا دوں گا اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی
زندگی میں الگ نہ کر سکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات
سے کم ہوئی تو میری دیگر متروکہ جایداد جس میں وصیت کردہ جایداد
شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثا ان اخراجات
کے ذمہ وار ہوں گے جو میری روح کی نجات کا باعث ہوں گے
اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت
شرعی سمجھینگے

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ
کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت
علم نہیں ہے میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن ہو سکے تو اس صورت
میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے
اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہے گی
لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش
کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت
نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کیجاوے البتہ امانت کے طور پر
کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے ۔

(۹) ہر گاہ اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو کر
تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری
جایداد متروکہ سے وصول ہوئے اس کو بھی وصول کرنے کا اور
خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہوگا ۔

المؤصی فتح الدین بقلم خود   نشان انگوٹھا

ثبت انگوٹھا اہلیہ راقم مسمات جواہرے

ثبت انگوٹھا پسر راقم مسمی محمد شریف

گواہ شد

محمد ... الدین قوم شیخ ساکن دھرم کوٹ   نشان انگوٹھا

گواہ شد

رحیم بخش قوم آرائیں ساکن دھرم کوٹ   نشان انگوٹھا

وصیت

(۱) میں مسمی جمال الدین ولد محمد سلطان قوم شیخ ساکن شہر گوجرانوالہ
بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی
سے آج بتاریخ ۲۸ ماہ فروری سنہ ۱۹۰۷ء حسب ذیل وصیت کرتا
ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر
عمل ہو ۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ
مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر
صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں ۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیۃ جو حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے
تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند
ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی
پابند رہوں گا جو رسالہ الوصیۃ کے بعد حضرت مسیح موعود کی
طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے بہشتی مقبرہ
واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع
ہوئی یا آیندہ شایع ہونگی ۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا
میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن
مذکور کے معاہدہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے ۔

(۴) میری جایداد جو اس وقت حسب ذیل ہے ۔

(الف) ایک حویلی جس کے شمال میں شارع عام اور باغ مہاں سنگھ
جنوب میں شارع عام مغرب میں مکان عبد الرزاق اور مشرق میں
مکان محمد بخش درزی کے یہ مکان قیمتی تین ہزار روپیہ ۔

(ب) ایک مکان جس کی شمال میں شارع عام اور باغ مہاں سنگھ
جنوب میں شارع عام مغرب میں مکان عمر بخش شیخ مشرق میں مکان
جیون میراں یہ مکان قیمتی چار صد روپیہ ہے ۔

(ج) دو قطعہ دوکانات واقع بازار کوتوالی جس کے مشرق میں
دروازہ دوکان و بازار شارع عام ۔ غرب میں مکان ڈاکٹر عطا محمد خان
بہادر اور شمال میں مکان چراغ الدین لوہار اور جنوب میں دوکان
جواندہ مہرہ ۔ یہ مکان قیمتی ایک ہزار روپیہ ہے ۔

(د) دو ہزار روپیہ نقد جو نارتھ ویسٹرن ریلوے میں بعد پراویڈنٹ
فنڈ جمع ہے اس کے علاوہ جایداد منقولہ اور غیر منقولہ میں میرا بھائی

محمد رمضان نصف کا مالک اور نصف کا میں قابض و مالک ہوں ۔ مگر نقد روپیہ جو پراویڈنٹ فنڈ دہلوی میں میرے نام جمع ہے اس میں میرے بھائی محمد رمضان کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ میں آج کی تاریخ سے اس جائیداد نقد روپیہ کے ۱/۵ حصے کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری یہ جائیداد جو اس وقت جس کی قیمت دو ہزار و صد روپیہ ہے میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جاوے انجمن مذکورہ کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے ۔ یا اس کو فروخت کرکے اسکی قیمت وصول کرے یا از فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جائیداد سے منافع اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے (غرضکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہو) میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں ۔ اگر میری جائیداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے ۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائیداد (مذکورہ بالا کے علاوہ) پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد (ماسوا جائیداد مذکورہ) میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائیداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر (۴) وصیت میں کیا ہے ۔ میں ایسی جائیداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا ۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے ۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکی ہیں ۔ یا آئندہ شائع ہوں گی ۔ دارالامان قادیان میں پہنچاوے ۔ اور وہاں مجلس کار پرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے ۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائیداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں ۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کار پرداز مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالے کردوں گا ۔ جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے میں کراؤنگا ۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکا ۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی ۔ تو میری دیگر متروکہ جائیداد جس میں یہ وصیت کردہ جائیداد شامل نہ ہوگی ۔ ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے ۔ اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے ۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا اس وقت مجھے علم نہیں ۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے ۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد کے متعلق کی ہے ۔ اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے ۔ درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جبتک مجلس کار پرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے ۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ پر دفن کی جاسکتی ہے ۔ فقط جمال الدین بقلم خود

العبد

جمال الدین بقلم خود ولد شیخ سلطان قوم کشمیری شیخ ساکن گوجرانوالہ نشان انگوٹھا

گواہ شد

فتح الدین ولد شیخ سلطان قوم کشمیری ساکن گوجرانوالہ نشان انگوٹھا

گواہ شد

محمد رمضان ولد شیخ سلطان قوم کشمیری ساکن گوجرانوالہ نشان انگوٹھا

ضمیمہ وصیت ہٰذا

میں جمال الدین ولد محمد سلطان قوم کشمیری ذات شیخ ساکن شہر گوجرانوالہ کا ہوں ۔

جو کہ میں نے وصیت بتاریخ ۲۸ فروری سنہ ۱۹۰۶ء بمقام گوجرانوالہ میں لکھکر رجسٹری کرادی ہوئی ہے اس کے روسے میں نے اپنی جائیداد غیر منقولہ قیمتی دو ہزار و صد روپیہ کا ۱/۵ حصہ اور ایسا ہی اپنے پراویڈنٹ فنڈ کا ۱/۵ حصہ وصیت کیا ہے لیکن غلطی کتابت سے کسی قدر الفاظ اس کے مبہم سے ہیں اس کے لئے وصیت نامہ بطور کوڈیسل کے لکھکر تشریح کرتا ہوں کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میری کل جائیداد غیر منقولہ اور منقولہ کا اور نقد کا جس کی قیمت چار ہزار دو صد روپیہ ہے یعنے جائیداد غیر منقولہ مندرجہ وصیت نامہ قیمتی دو ہزار دو صد روپیہ اور نقد پراویڈنٹ فنڈ دو ہزار روپیہ ہر دو قسم کی جائیداد زیر وصیت ہے یعنے ۱/۵ حصہ جائیداد غیر منقولہ قیمتی دو ہزار دو صد روپیہ اور دو ہزار روپیہ پراویڈنٹ کا ۱/۵ حصہ نیز یہ بھی واضح رہے کہ اگر اس جائیداد غیر منقولہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے یا میں اور جائیداد غیر منقولہ پیدا کروں اور اسی طرح پراویڈنٹ فنڈ بھی بڑھ جاوے تو اس صورت میں بھی کل جائیداد کا ۱/۵ حصہ وصیت کیا گیا ہے لہذا یہ دستاویز بطور کوڈیسل کے لکھدیا ہے کہ بطور سند رہے ۔ تحریر بتاریخ ۵ جون سنہ ۱۹۰۶ء

بقلم امام دین عرضی نویس صدر گوجرانوالہ

العبد

جمال دین ولد محمد سلطان بقلم خود ٹریفک کنٹرولر ملتان

گواہ شد

دانشمند

گواہ شد

بندہ احمد دین عفی عنہ احمدی اپیل نویس گوجرانوالہ بقلم خود

(استفسارات اور اُن کے جوابات)

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ - آپ کا خط مولوی صاحب نے مجھے جواب لکھنے کیلئے دیا ہے سو اس کے جواب حسب ذیل عرض ہیں -

سوال اول قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا مثلاً (الف) ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ انما انت منذر ولکل قوم ھاد

(ب) ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ قل ان اللہ یضل من یشاء ویھدی الیہ من اناب

(ج) قالوا لولا انزل علیہ اٰیات من ربہ

وما منعنا ان نرسل بالاٰیات الا ان کذب بھا الاولون

جواب ہزاروں ہزار نشانات (معجزات) دکھائے اور قرآن کریم ان کے ذکر سے بھرا پڑا ہے بلکہ خود قرآن کریم ہی ایک ایسا زندہ معجزہ ہے جو ہر زمانہ میں اپنا ثبوت اپنے ساتھ رکھتا ہے بلکہ جہاں کوئی اعتراض کرتا ہے اوسی جگہ سے خزائن و اسرار و معارف نکلتے ہیں مثلاً یہی آیات جنپر انکے معترض نے اعتراض کئے کس قدر نشانات (معجزات) اپنے اندر رکھتے ہیں انما انت منذر یعنی اسمیں شک نہیں کہ تو ضرور ڈر سنانے والا ہے کیا معنی تو انکو کہدے کہ تم تو میری ہلاکت اور استیصال کے منصوبے کر رہے ہو مگر .... تمہارا ہی استیصال ہوگا جیسے دوسری جگہ فرمایا واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ یعنی جب کفار مکہ تیری قید اور قتل اور اخراج کی تدبیر کر رہے تھے - وہ تو یہ تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ اُن کے قید و قتل و اخراج کی تدبیریں کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی تدابیر سے بابرکت اور خیر و خوبی والی ہوتی ہیں -

دوسرا ولکل قوم ھاد یعنی ہر ایک قوم کے لئے ہادی بھی ہوگا کیا معنی صرف یہی نہیں ہوگا کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے تمہارا استیصال ہو جاوے گا تم ذلیل ہو جاوگے بلکہ اس سلسلہ حقہ کے روز افزوں ترقی بھی ہوگی اور اس سلسلہ کی حفاظت خود اللہ بذریعہ ارسال رسل و مجددین و خلفا قیامت تک کرتا رہیگا اور تمہارا نام و نشان بھی مٹ جائیگا - جیسے آیت استخلاف و دیگر آیات و احادیث میں اسکی تفصیل مذکور ہے - لفظ ہاد اسم فاعل ہے جو مضارع سے بنا ہے جو حال و استقبال پر دلالت کرتا ہے غرض یہ کہ سلسلہ خلافت اسی زمانہ میں تمہارے دیکھتے دیکھتے شروع ہوکر قیامت تک قائم رہیگا

تیسرا نشان (معجزہ) اللہ یعلم ما تحمل کل انثی وما تغیض الارحام وما تزداد یعنی جو کچھ آجکل عورتوں کو حمل موجود ہیں اور جو کچھ حمل رکھنے کے لئے ارحام نئے نئے بچوں کو چوستے اور پیستے جاتے ہیں اور جن بچوں کو حمل بڑھا رہی ہے ان سب کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے کیا معنی یہ کہ سب اولاد تمہاری مسلمان ہو جائیگی

چوتھا نشان وکل شیء عندہ بمقدار یعنی ہر ایک کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک اندازہ مقرر ہوتا ہے کیا معنی تمہاری ہلاکت ذلت موجودہ نسل و آیندہ نسلوں کا مسلمان ہونا ان کے لئے اوقات مقررہ ہیں جیسے فتح مکہ تک یہ تمام پیشگوئیاں ظہور میں آچکی تھیں -

پانچواں نشان عالم الغیب والشھادۃ یعنی اللہ تعالیٰ تمام ظاہری باطنی امور کا عالم ہے سو کیا معنی یہ غیب کی باتیں ہیں جو عنقریب ظاہر ہونے والے ہیں -
اور اُن کے ظہور سے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور علو تمہیں ثابت ہو جائیگا - اور اسکا بول بالا ہوگا اور تم سب نیچا دیکھو گے - چنانچہ فتح مکہ کے روز حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال پر ابو سفیان نے جواب دیا کہ اگر ان بتوں میں کچھ بھی طاقت ہوتی تو تیئیس سال ہم نے اِن سے مدد مانگی اور دعائیں کیں مگر معلوم ہوا کہ یہ بالکل ناچیز ہیں -

چھٹا نشان سواء منکم من اسر القول ومن جھر بہ ومن ھو مستخف بالیل وسارب بالنھار یعنی تم لوگ خواہ چھپ چھپ کر دار الندوہ میں منصوبہ کرو یا کھلے کھلے ہمارے رسول کریم صلی اللہ کے ایذا رسانی کے لئے باہم قسمیں کھاؤ یا شب ہجرت کو سارے اکھٹے ہو کر مجموعی حملہ کرنے کیلئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر مبارک کے ارد گرد کھڑے رہو یا بعد ہجرت انکو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جستجو میں ٹکریں مارو تم ہرگز اپنی تدابیر اور کوششوں میں کامیاب نہیں ہوسکتے کیونکہ - ہماری طرف سے اسکی حفاظت کیلئے فرشتے مقرر ہو چکے ہیں

ساتواں نشان لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ یعنی اس ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے چوکی پہرہ والے مقرر ہو چکے ہیں وہ اس کے ہر طرف سے ہر طرح سے حفاظت کرتے ہیں کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہو چکا ہے -

آٹھواں نشان ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم - یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ اپنی حالت کو خود نہ بدلیں غرض یہ کہ تمہاری تباہی ہلاکت ذلت بعد ہجرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہو گئے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم یعنی جبتک تو انمیں ہے تب تک یہ لوگ تیرے وجود باوجود رحمۃ للعالمین کی برکت کے سبب عذاب سے محفوظ رہینگے - اس کے بعد ہلاکت ہوگی کیونکہ تم نے اپنی حالت کو خود ہی بدلا ہے -

نواں نشان واذا اراد اللہ بقوم سوءا فلا مرد لہ - یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو بسبب اس کے شامت اعمال سزائے سیئہ کے سیئہ دینے لگتا ہے اوسکو کوئی ٹال نہیں سکتا کیا معنی یہ تمہاری ہلاکت ذلت اٹل ہوگی ہرگز ٹلنے کی نہیں -

دسواں نشان وما لھم من دونہ من وال یعنی جب وہ مصیبت آئیگی اُس وقت تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا چنانچہ روز بدر وقت جنگ سراقہ کا ہاتھ ابو جہل کے ہاتھ میں تھا جس نے انی جار لکم کا وعدہ کیا تھا مگر جب اس نے جنگ کے تیور بدلے ہوئے دیکھے تو اس نے کہا انی بریء منکم انی اری ما لا ترون یعنی میں تم سے بیزار ہوں جو میں دیکھ رہا ہوں تم نہیں دیکھتے اور فتح مکہ کے دن تو اتنا کہنے والا بھی کوئی نہ تھا -

گیارھواں نشان ھو الذی یریکم البرق خوفا وطمعا یعنی وہ ذات پاک ہی ہے جو تمکو بجلی دکھائیگا جو بعض کو موجب ہلاکت ہوگی اور بعض کو مفید - یعنی تمہاری ہلاکت ایک قسم کی آگ سے ہوگی عرب جنگ کو آگ کہتے ہیں جیسے کلما اوقدوا نارا للحرب چنانچہ ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور فتح مکہ میں تو خاتمہ ہی ہو گیا دوسرا لفظ برق سے یہ بھی سمجھایا کہ یہ واقعات اچانک آئینگے جیسے بجلی اچانک آتی ہے وغیرہ اس میں یہ بھی سمجھایا کہ روز بدر وہ بھی

ہوگا - جیسے بعد اسکے فرمایا -

بارھواں نشان وینشی السحاب الثقال یعنی اوس روز بارش بھی ہوگی جیسے دوسری جگہ فرمایا اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم یعنی جب تم بارش مانگتے تھے اپنے پروردگار سے سو اس نے تمہاری دعا منظور کی

تیرھواں نشان ویرسل الصواعق فیصیب بھا من یشاء وھم یجادلون فی اللہ یعنی اللہ تعالیٰ اس روز جس پر چاہیگا بجلی گرادیگا اور وہ کون ہونگے خود ہی فرماتا ہے کہ وہ وہ لوگ ہونگے جو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں جھگڑا کر رہے ہیں اس عذاب پر بس نہ ہوگی

چودھواں نشان وھو شدید المحال یعنی وہ تو سخت عذاب والا ہے اس کے بعد اور بھی انکو سخت عذاب ہونگے

پندرھواں نشان لہ دعوۃ الحق اللہ تعالیٰ کی پکار ہی سچی ثابت ہوگی کیا معنی کہ ہمارا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو دعائیں مانگتا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے وہی آخر کار ہی ثابت ہوگا یہانتک کہ آخر کار سردار مخالفین ابوسفیان بھی اللہ تعالیٰ کی توحید اور بتوں کے بطلان کا اقرار کر اٹھیگا جیسے پانچویں نشان میں ذکر ہوچکا

سولھواں نشان والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ یعنی جو دعائیں منکرین لوگ بتوں کے آگے کرتے ہیں انکی مثل تو ایسی ہے جیسے کوئی پانی کے آگے ہاتھ پھیلا کر دعا کرے کہ میاں پانی جی میرے منہ میں آجاؤ مگر وہ مونہہ میں نہیں آئیگا اسی طرح انکی دعاؤں کا نتیجہ کوئی مفید نہ ہوگا —

سترھواں وما دعاء الکافرین الا فی ضلال - انجام کار ثابت ہوجائیگا کہ ان بے ایمانوں کی تمام دعائیں ضائع ہوگئیں غرض اس سلسلہ معجزات کو کہاں تک بیان کیا جاوے ویقول الذین کفروا جو اسی سورۃ میں دوسری دفعہ آتا ہے وہ بھی اسی ویقول الذین کفروا کا بقیہ ہے کیا معنی کہ کفار کے اس اعتراض پر غیرت الٰہی جوش میں آئی اور سلسلہ معجزات کا شروع کردیا پھر دوبارہ شدت غیرت سے اسی بات کو دوہرایا اور پھر اسی سلسلہ کو شروع کردیا جیسے کوئی حاکم کسی نالائق کی شرارت سے غضب میں آکر اسکو روکتا اور سمجھاتا اور ڈانٹتا ہے اور اثنائے فہمائش میں کہدیتا ہے کہ پھر بھی تم ایسا کہوگے اور پھر فہمائش شروع کردیتا ہے اور ڈانٹنے لگ جاتا ہے اسی طرح یہ سلسلہ دوبارہ شروع ہوکر سورہ پر ختم ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ خط سارے معجزات کے تفصیل کی برداشت تو نہیں کرسکتا مگر میں کسیقدر اس دوسری ویقول الذین کے مابعد کو بھی بیان کردیتا ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل ان اللہ یضل من یشاء کہدے اللہ تعالیٰ ہلاک کریگا اسکو جو ہلاکت کا خواہشمند ہے پہلے ویقول الذین کے بعد فرمایا تھا ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم - اسی مضمون کو یہاں ان الفاظ میں ادا فرمایا کہ تم اپنا تغیر حال کرکے خود ہلاکت کی طرف جارہے ہو -

دوسرا نشان ویھدی الیہ من اناب جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ کامیابی اور فتوحات اور ترقیات کا ہدایت کریگا پہلے یقول الذین کے بعد فرمایا تھا اللہ یعلم ما تحمل کل انثیٰ .... وما تغیض الارحام وما تزداد و اسی مضمون کو بالفاظ دیگر یہاں فرمایا اور سمجھایا کہ جس سلسلہ کے استیصال کے تم درپے ہو اسی سلسلہ کی ترقی کے آثار اور تمہاری ہلاکت اور ذلت کے علامات تو اپنے ہیں کہ تم اگر غور کرو تو اسوقت بھی تم سمجھ سکتے ہو کہ تم میں سے

لوگ نکل نکل کر ہم میں شامل ہوتے جاتے ہیں اور ہم میں سے ایک بھی تم میں نہیں جاتا جیسے دوسری جگہ سے سلسلہ معجزات میں فرمایا اولم یروا انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا یعنی کیا وہ غور نہیں کرتے کہ ہم اس ملک کو اس کے اطراف سے گھٹاتے جاتے ہیں -

تیسرا نشان الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت طوبیٰ لھم یعنی مومنوں کو بڑی بڑی خوشیاں ہیں اور انکا انجام بہت اچھا ہوگا اور پہلے ویقول الذین کے بعد فرمایا تھا جنہوں نے اپنے رب کی بات کو مان لیا انکو بڑی بڑی خوبیاں حاصل ہونگی -

چوتھا نشان کذٰلک ارسلنٰک فی امۃ قد خلت من قبلھا امم یعنی اگر ہماری ان پیشگوئیوں سے جن میں انکی ہلاکت اور تمہاری کامیابیوں کا ذکر ہے انکو یقین نہ آوے تو سمجھا دے کہ ہم نے جیسے امم سابقہ میں رسول بھیجے اور ان کے مکذب اور مخالف ہلاک ہوئے اور رسول اور ان کے ساتھی مظفر اور منصور و کامیاب ہوئے اسیطرح ہمنے تجھے بھی ان لوگوں کی طرف بھیجا ہے ان مخالفین مکذبین کا بھی وہی حال ہوگا -

پانچواں نشان قل ھو ربی لا الٰہ الا ھو یعنی کہدے کہ وہی رب العالمین میرا بھی ترقی دینے والا ہے میری ترقی ایسی کریگا کہ انجام وہی ایک معبود رہجائیگا اور بتوں کی پرستش جزیرہ نمائے عرب سے دور ہوجاویگی -

چھٹا نشان ولو ان قراٰنا سیرت بہ الجبال یہ ترقی صرف عرب ہی پر محدود نہ ہوگی بلکہ بڑے بڑے پہاڑ اس قرآن کے ساتھ اڑائے جائینگے عراق عرب عجم - مصر - فارس روم شام وغیرہ سب فتح ہوجائینگی اور ان میں قرآن پھیل جائیگا پہلے ویقول الذین کے بعد فرمایا تھا وللہ یسجد من فی السمٰوٰت والارض طوعا وکرھا یعنی آسمانی ہدایت اور زمینی ہدایت اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہ کے لئے ہی سجود کرائیگی .... یعنی یہ مذہب سب ..... دنیا میں جاری و ساری ہوجائیگا -

ساتواں نشان او قطعت بہ الارض یعنی انہیں ممالک تک یہ سلسلہ محدود نہ ہوگا بلکہ تمام زمین پر اسلام پھیل جاویگا یعنی زمانہ مسیح موعود میں یورپ ..... امریکہ افریقہ وغیرہ تمام ممالک میں پھیل جاویگا جیسے دوسری جگہ فرمایا لیظھرہ علی الدین کلہ

آٹھواں نشان او کلم بہ الموتیٰ - یہ کفار مخالف منکرین ہیں سے بھی اکثر باقی ماندہ مسلمان ہوجائینگے - چنانچہ روز فتح مکہ یہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی اگر یہ باتیں تم نے دیکھ لیں تو پھر یہ بھی یقین کرلینا کہ تمام ممالک و مذاہب میں یہ مذہب جاری و ساری ہوجائیگا جیسے اوپر بیان ہوا -

نواں نشان بل للہ الامر جمیعا اور یہ ساری حکومت اللہ تعالیٰ کی ہی ہوجائیگی یعنی بڑے بڑے ملک فتح ہوکر سلطنت اسلام قایم ہوجائیگی -

دسواں نشان ولا یزال الذین کفروا تصیبھم بما صنعوا قارعۃ یعنی ان بے ایمانوں کو ان کے اپنے ہی کرتوتوں کی سزا میں ہمیشہ دکھ پہونچتے رہینگے -

گیارھواں نشان او تحل قریبا ..... من دارھم یعنی یہانتک کہ تو روز فتح مکہ دس ہزار قدسیوں کے ..... ساتھ مکہ کے قریب اپنا ڈیرہ جماویگا - استثنا ۳۳ باب

بارھواں نشان حتی یاتی وعد اللہ یعنی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ وعدہ ابھی فتح مکہ والا بھی آجائیگا -

تیرھواں نشان ولقد استھزئ برسل من قبلک فاملیت للذین کفروا ثم اخذتھم فکیف کان عقاب یعنی اگر اب بھی یقین نہ آوے اور تیری بیکسی اور بے لبسی اور ضعف کو دیکھ کر ان پیشگوئیوں کے متعلق ہنسی کریں تو پہلے بھی انبیاء کے ساتھ اسیطرح ہنسی کی گئی ہے میں نے ان لوگوں کو مہلت تو دی مگر دیکھا میرا عذاب ان پر کیسا امنڈ آیا انکا بھی یہی حال ہوگا -

غرض یہ سلسلہ سورہ پر ختم ہوگا - یہی غیرت الٰہی کا ایک نمونہ جو ہمارے سید و مولے صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس جگہ معترضین کے اعتراض پر کئے گئے - مجھے اس کے معترض پر بھی خوف آرہا ہے کہ ایسے رسول کریم کی نسبت انھوں نے بھی اعتراض کئے اور وہی کئے جو کفار کرتے تھے اللہ تعالیٰ انکو ہدایت نصیب کرے ورنہ سخت خوف کا مقام ہے -

تیسری آیت کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے اسیطرح فرمایا اور وہ سلسلہ پہلی آیتوں کی طرح سورہ پر ہی ختم ہوا جیسے فرمایا -

اول نشان قل انما الایات عند اللہ - یعنی کہدے تمام آیات (معجزات) اللہ کے پاس موجود ہیں - یہ اقرار ہے انکار معجزات نہیں ہے اور اقرار بھی نہ ایک کا نہ دو کا بلکہ بلا تعداد کیونکہ اول صیغہ بھی جمع کا ہے دوئم الف لام استغراق کا - پھر اقرار نہ ایک دن کے لئے نہ دو دن کیلئے بلکہ اقرار بھی دوام کے لئے جیسے جملہ اسمیہ دال ہے - پھر انما کے ساتھ اسکو موکد کیا ہے جو حصر کے لئے ہے کیا مطلب صرف ان کے ساتھ موکد نہیں بلکہ اس کے ساتھ ما نافیہ بھی ہے جس کے معنی ہیں اور کوئی بات نہیں صرف یہی بات ہے کہ تمام آیات ضرور موجود ہیں اور ہمیشہ کے لئے موجود ہیں - جیسے ولکل قوم ہاد فرمایا تھا یہاں فرمایا کہ یہ تو ایک بڑا عظیم الشان نبی اور منذر ہے اس کے نسبت کیا کہنا ہے معجزات تو اس کے خدام اور غلام بھی دکھلایا کریں گے اور یہ سلسلہ معجزات دکھلانیکا اس کے طفیل سے قیامت تک جاری رہیگا

دوسرا نشان وانما انا نذیر مبین یعنی میں تمکو تمہاری ہلاکت وذلت و ناکامی کی خبر سناتا ہوں اور مبین کے لفظ میں یہ بھی فرمایا کہ کیا تمکو یہی نشان کافی نہیں کہ تم باوجود اسقدر طاقت اور مجھ سے میری ہلاکت کی تدابیر خفیہ کرتے ہو اور میں باوجود ایسی بے کسی بے لبسی تنہائی کے تمہاری ہلاکت کی خبریں کھلے بند سنا دیتا ہوں اور مبین میں یہ بھی سمجھایا کہ تم اس حالت عزت سے اگر مخالفت پر تلے رہے اور اس حالت کفر سے اگر شرارت سے باز آگئے تو الگ ہو جاوگے کیا مطلب انجام کار یا ہلاک ہو جاوگے یا مسلمان ہوجاوگے

تیسرا نشان ان فی ذالک لرحمۃ وذکری لقوم یومنون یعنی صرف تمہاری ہلاکت اور ذلت پر ہی بس نہیں بلکہ مومن لوگ ایسے معزز ہو جائیں گے کہ لوگوں میں ان کے ذکر جاری ہو جائیگے اور ان کے ذکر قیامت تک کتابوں میں لکھے جائیں گے کیونکہ یہ جملہ اسمیہ ہے

چوتھا نشان قل کفی باللہ بینی وبینکم شہیدا یعنی تمہارے میرے درمیان اللہ تعالیٰ کی شہادت ہی کافی ہے کیا معنی وہ عالم الغیب سچے کو سچا - جھوٹے کو جھوٹا کرکے دکھلا دیگا -

پانچواں نشان والذین آمنوا بالباطل وکفروا باللہ اولئک ھم الخاسرون - یعنی اللہ تعالیٰ کی شہادت یہ ہوگی کہ باطل کے مومن اور کفر اللہ تعالیٰ کے کافر یعنی تم لوگ خسارہ والے ہو جاؤ گے -

چھٹا نشان ویستعجلونک بالعذاب یعنی وہ اس عذاب کا جلد آنا چاہتے ہیں ہمارے مخالف مسلمان تو معجزات سے منکر ہیں مگر مکہ کے کفار اولئک ھم الخاسرون سے عذاب کے منکر سمجھے گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عذاب کا وقت دریافت کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یستعجلونک بالعذاب یعنی یہ عذاب کب آویگا جیسے دوسری جگہ فرمایا ویقولون متی ھذا الوعد

ساتواں نشان ولولا اجل مسمی لجاءھم العذاب ...... ماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وان کادوا لیستفزونک ... من الارض لیخرجوک منھا واذا لا یلبثون ... خلافک الا قلیلا قل لکم میعاد یوم یعنی جب تک تو ان میں ہے ان کو عذاب نہ ہوگا مگر یہ لوگ تو تجھے اس شہر سے نکالنا چاہتے ہیں سو یاد رکھیں کہ یہ بھی تجھ سے پیچھے تھوڑا ہی ٹھہر سکیں گے ان کو ان کے نکلنے کی میعاد ایک سال تبلادے - اور لیسعیا پ ۲۱ میں بھی یہ بعد ہجرت ایک سال پیشگوئی درج ہے لہذا اجل مسمی فرمایا -

آٹھواں نشان ولیاتینھم بغتۃ ..... یعنی اسکا ظہور اچانک ہوگا فتح بدر اور فتح مکہ دونوں اچانک واقع ہوئے چنانچہ پہلے ویقول الذین کے بعد برق کے لفظ سے بیان فرمایا تھا - غرض میں اس سلسلہ کو کہانتک بیان کروں یہ سورۃ پر ہی ختم ہوگا -

چوتھی آیت جس سے انکار معجزات معترض نے نکالا ہے یہ ہے وما منعنا ان نرسل بالایات الا ان کذب بھا الاولون اس آیت سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ ہم آیندہ نشان نہ دینگے بلکہ اس کا تو یہ مطلب ہے کہ ہمکو نشان بھیجنے سے کسی نے بھی نہیں روکا - لفظ الا یہاں بمعنی واو عاطفہ کے ہے لئلا یکون للناس حجۃ الا الذین ظلموا منھم یعنی تاکہ عام لوگوں کے اور ظالموں کے لئے کوئی حجت نہیں رہی اگر یہاں الا استثنا کے لئے ہوتا اور اس سے یہ غرض ہوتی کہ ہم آیندہ نشان نہیں دکھلائینگے تو پھر اس آیت سے بعد سلسلہ آیات معجزات کا کسطرح شروع ہو جاتا جس کو میں انشاء اللہ عنقریب بیان کرونگا -

اور اگر الا استثنائیہ قرار دیا جاوے تاہم کوئی حرج نہیں اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہونگے کہ جو نشان انبیا سابقہ معرفت دکھائے گئے ہیں ان کے دوبارہ دکھانے سے ہمکو ان گذشتہ مکذبین کی تکذیب نے روکا یعنی جبکہ ان نشانوں سے انھوں نے فائدہ نہیں اوٹھایا اس لئے اب ہم وہ نشان نہیں دکھلاتے بلکہ اور اور نشان دکھلائیں گے - اس صورت میں یہ آیت صریح جواب ہے فلیاتنا بایۃ کما ارسل الاولون یعنی جو نشان گذشتہ انبیاء نے دکھائے ہیں وہی نشان یہ میں نے بھی دکھلائے چنانچہ وہاں بھی اس آیت کا جواب یہی ہے ما امنت قبلھم من قریۃ ..... اھلکناھا افھم یومنون یعنی پہلے لوگوں نے ان نشانوں کو تو نہیں مانا کیا اب یہ منکرین مان جاویں گے - بہرحال یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے سلسلہ آیات (معجزات) کا شروع کر دیا -

اول نشان ان ربک احاط بالناس یعنی ترے ترقی دینے والے نے اب انکا احاطہ کر لیا ہے یعنی اب انکا عذاب قریب ہے تیری

ترقی اور انکی ہلاکت روز بروز بڑھتی جائیگی ۔

دوسرا ۔ اذ قلنا للملائکة میں بڑی تحدی ..... کے ساتھ مخالفین کی ناکامی کا ذکر فرمایا کہ ابلیس کی طرح تم نامراد ہو گے جسقدر سوار پیادے ہی دوڑا سکتے ہو دوڑالو انجام کار فان جھنم جزاءکم ۔ یعنی تمکو ان کوششوں کا بدلہ آگ دنیوی حسرت ۔ اور جنگ میں ہلاکت اور بعد اس کے جہنم حقیقی جزا ملیگی ۔

تیسرا نشان ان عبادی لیس لک علیھم سلطان میرے بندوں پر تمکو نہ روحانی (اغوا اضلالی کا) غلبہ ہوگا نہ ظاہری ۔ نہ جنگ میں غلبہ ہوگا چنانچہ پہلا جنگ بدر میں ہوگا کہ

چوتھا نشان واذا مسّکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ یعنی جب تمکو اس بحر میں وہ ضرر (شکست بدر) ہونچیگا وہاں کوئی بت کام نہ آویگا مگر جنکی پکار اللہ تعالیٰ کے لئے ہے وہی کامیاب ہونگے لطف یہ ہے کہ بدر والے جنگل کا نام بحر ہے

پانچواں فلما نجاکم الی البر اعرضتم یعنی اوس بحر (بدر والے جنگل) میں تم کچھ بھاگو گے کچھ قید ہوکر فدیہ دیکر نجات پاؤ گے تو پھر تم اس عظیم الشان نشان کی پروا نہیں کرو گے ۔ نجات کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ کسی مصیبت میں گرفتار ہوکر نجات پاوینگے

دوسری جگہ پیشگوئی بدر میں فرمایا ۔ وتری المجرمین یومئذ مقرنین فی الاصفاد یعنی روز بدر ان اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے والوں کو تو زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھیگا ۔

چھٹا نشان اس پیشگوئی کو اللہ تعالیٰ ذرا اور تصریح کے ساتھ فرماتا ہے افامنتم ان یخسف بکم جانب البر یعنی کیا تمکو ڈر نہیں آتا کہ تم اوس جنگل بدر کے ایک کنارہ میں کچھ ذلیل ہو جاؤ اور کچھ زمین میں دھنسائے جاؤ ۔

بدر میں کچھ قید ہوئے کچھ بھاگ گئے اور مقتول چاہ بدر میں ڈالے گئے قیدی اور بھاگے ہیں ذلیل باقی ہلاک ہوئے ۔

جانب البر کے لئے دوسری جگہ فرمایا اذ انتم بالعدوة الدنیا وھم بالعدوة القصوی ۔ جب تم کنارہ نزدیک والے پر تھے اور وہ (کفار) کنارہ دور والے پر تھے یہاں اوس بحر کو بر ہی فرما دیا گویا لفظ بحر کے معنی ہی کر دئے

ساتواں نشان او یرسل علیکم حاصبا یعنی تمہارے پر ایک سخت آندھی بھی چلیگی جس سے چھوٹی چھوٹی کنکریاں بھی اوڑتی ہیں یہ واقعہ روز غزوہ خندق ہوا اور اس آندھی سے کفار کی آگ بجھ گئی اور چونکہ وہ ہوا شمالی تھی کیا معنی مدینہ منورہ کی طرف سے جہاں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈیرہ تھا اس لئے وہ اس سے بدفالی لیکر خود بخود رات کو ہی بھاگ گئے

آٹھواں ثم لا تجدوا لکم وکیلا یعنی اب اس جنگ کے بعد تمہارا کوئی حامی مددگار جو تمہارے ساتھ ملکر مسلمانوں پر چڑھائی کرے نہ رہیگا ۔

غرض اب کہاں تک اس سلسلہ کو لکھا جاوے یہ بھی سورہ پوری ختم ہوتی ہے جسکی برداشت یہ خط نہیں کر سکتا عمدہ تدبیر اس کام کے لئے یہ ہے کہ آپ کے معترض صاحب قادیان میں آئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام کے معجزات کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیں تاکہ اس غلام آقا کی عظمت کا انکو پتہ لگے اور یہ معجزات نہ ایک نہ دو نہ سو نہ ہزار لاکھوں تک نوبت پہونچ رہی ہے ۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کے معجزات کا یہ

حال ہے تو اس کے سید و مولیٰ و آقا کا اسپر قیاس کر لو ۔

معجزات قرآنی جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں اب تک ظاہر ہو رہی ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتی رہینگی پھر کوئی قیاس کر سکتا ہے کہ خود زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کسقدر انکا ظہور ہوا ہوگا میں بطور نمونہ ایک معجزہ قرآن کریم کا لکھتا ہوں جو اب بھی موجود ہے اور قیامت تک برابر موجود رہیگا وہ معجزہ ہے بیت اللہ شریف ۔ یہ معجزہ ایسا ہے کہ اس سے منکر دنیا کیا بلکہ منکر ہستی باری بھی انکار نہیں کر سکتا ۔ بیت اللہ شریف کی نسبت بھی بہت سے معجزات ہیں میں سارے نہیں لکھ سکتا صرف چار ہی لکھ دیتا ہوں ۔

اول جعل اللہ الکعبة البیت الحرام قیاما للناس ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کو عزت کا گھر بنا دیا ہے ۔ یہ ایک دعویٰ ہے کہ اس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں ایسا نہیں کہ جسکی معزز رہنے کی پیشگوئی کی گئی ہو اور پھر وہ ہمیشہ کے لئے معزز رہا ہو دنیا بھر کی تمام مساجد سے بڑی معزز مسجد بیت المقدس تھی جسکے مہتمم ملوک و انبیاء رہے اور ۱۳ برس میں ۱۵۶۰۰۰ ایک لاکھ چھپن ہزار آدمی نے تیار کی ۔ کیا اسکی عزت قائم رہ سکی ہرگز نہیں بلکہ دو دفعہ زمانہ بخت و نصر و یاسانیں میں بیخ و بن سے اکھڑ گئے اور یہانتک اسکی بے ادبی ہوئی کہ سور کی قربانی اس میں کیگئی مگر بیت اللہ شریف ابتک معزز رہی ہے ۔ خلاصہ یہ کہ جیسا اللہ تعالیٰ نے اسکو معزز گھر فرمایا ابتک معزز ہی ہے ۔

دوسرا قیاما للناس میں فرمایا کہ اسکا وجود اور اسکی عزت جبتک قیام وجود انسان ہے برابر رہیگی یہ دوسرا اور تیسرا دعویٰ ہے اور بعد اس کے ایک اور تحدی فرمائی ہے کہ ۔

چوتھا ذالک لتعلموا ان اللہ یعلم ما فی السموات وما فی الارض یہ پیشگوئی اس لئے ہے کہ ہر زمانہ کے لوگ سمجھتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہے اور وہ علیم ہے یہ کتنا بڑا دعویٰ ہے بڑی بڑی مساجد اور گرجے اور شاہی تخت گاہ و مکانات کا نام و نشان مٹ گیا خصوصاً تغیر سلطنت سے مگر اسکی عزت ویسی کی ویسی ہی قائم ہے ۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ یہ بھی فرما دیا ہے کہ بیت اللہ دست برد بادشاہ گردیوں سے محفوظ رہیگا چنانچہ فرمایا

یعنی یہ بیت اللہ ہمیشہ آزاد رہیگا کسی سلطنت کے ماتحت ہی نہیں ہوگا چنانچہ سلطان روم بھی اپنا لقب خادم الحرمین رکھنا اپنا فخر سمجھتا ہے یہ تو لیجئے مصر تک فتح کر لیا مگر بیت اللہ شریف کے فتح کی اسکو بھی توفیق نہ ملی ۔ اب جائے غور ہے جس ذات پاک کے غلاموں کی معجزات انگشت ہوں جس کے قرآن مجید کے معجزے ہر زمانہ میں اپنے سچائی دکھلاتے ہوں کیا اس کے معجزات پر بھی کوئی شک ہو سکتا ہے ۔ معترض صاحب یہاں آ دیں اور معجزات قرآنی کو سنیں اور غلام احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا صدور ہر روز کئی کئی بار دیکھیں تاکہ ان کے دل سے شک رفع ہو ۔

۲ ۔ سوال معراج شریف خواب تھی یا بیداری ۔ اگر خواب تھی تو خواب قابل اعتبار نہیں اگر بیداری تھی تو تین میل سے اوپر آدمی جا نہیں سکتا ۔

جواب ۔ خواب پر یقین کرنا مسلمان کا فرض ہے اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف میں بچہ کا خواب کافر بادشاہ کا خواب فاسق فاجر کا خواب بیگناہ کا خواب اور سورہ فتح میں نبی کا خواب بیان فرماکر

تصدیق فرمایا پھر مذاہب آسمانی ہندو - یہود - مجوس بروے اپنی کتابوں کے خواب کو مانتے ہیں فلاسفر بھی مانتے ہیں دیکھو ابوعلی سینا کی تصانیف

بہرحال خواب نہ مذہبًا ناقابل اعتبار نہ عقلًا -

دوسرا معراج خواب ہی نہیں تھا بلکہ عین بیداری ہاں ایک اعلیٰ درجہ کی بیداری تھی اور ایک لطیف جسم کے ساتھ تھا جسکا قیاس کثیف جسم کے ساتھ نہیں ہو سکتا سبحان الذی اسریٰ بعبدہ اور ماجعلنا الرءیا التی میں یہی رویا مراد ہے - مگر لفظ رویا کا وسیع ہے جیسے خواب کی رویت پر بولا جاتا ہے اسی طرح بیداری کی رویت پر بھی بولا جاتا ہے -

۳- سوال وھو بالافق الاعلیٰ ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین اوادنیٰ...

ان عجیب آیاتوں کا کیا مطلب ہے

جواب - اس رکوع شریف کی تفسیر مولانا مولوی نورالدین صاحب نے بڑی وضاحت کے ساتھ تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۹۸ تا ۲۰۰ پر لکھی ہے میں اسکا خلاصہ اپنے لفظوں میں یہاں لکھتا ہوں آپ وہاں سے دیکھ لیں والنجم اذا ھویٰ قسم ہے ثریا کی جب کہ سمت الراس سے نیچے ہو - یہ قاعدہ ہر ملک میں مروج ہے کہ ضروری مطالب کو الفاظ تاکیدی اور دلائل سے ثابت کیا جاتا ہے اور ہر زبان و ملک میں خصوصًا ایشیا میں قسم سے بڑھ کر کوئی لفظ تاکیدی نہیں اور قرآن مجید بھی عربی زبان میں نازل ہوا جو ایشیائی ملکوں میں سے ہے اس لئے اسمیں بھی قسمونکا استعمال حسب محاورہ عرب ہوا -

قرآن کریم نے باوجود قسموں کے دلائل کو بھی ساتھ رکھا یعنی جن چیزوں کی قسمیں بیان فرمائیں وہی اشیا دلائل ثبوت دعویٰ وگواہ قرار دئے چنانچہ یہاں ضرورت نبوت ایک دعویٰ اور والنجم اسکا ثبوت ہے - ریگستان و بحری سفر کرنے والے جہاں کوئی سڑک راہ نما نہ ہوں النجم (ثریا) سے اپنا سمت سفر کر لیا کرتے ہیں جیسے آج جہازی مسافر قطب نما سے قائم کرتے ہیں اور عمومًا رات کو سفر کیا کرتے ہیں خصوصًا اگر ملک یا موسم گرم اور پانی کی قلت یعنی ہو جیسے کہ عرب کا رواج تھا اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے و بالنجم ھم یھتدون یعنی وہ لوگ النجم ثریا سے راہ پاتے ہیں چونکہ النجم جب سمت الراس پر ہو راستہ کا پتہ نہیں دیتا اس لئے فرمایا اذا ھویٰ یعنی جب مشرق یا مغرب کی جانب جھکا ہو - اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رات کی اندھیریوں میں جنگلوں میں جہاں راستہ کا پتہ نہیں ہوتا تم النجم سے راہ پانے کے محتاج ہو تو کیا تم روحانی منزل مقصود تک پہونچنے کے لئے کسی النجم کے محتاج نہیں - ضرور ہو جس رب العالمین نے اپنی ربوبیت سے ظاہری منزل مقصود تک پہونچنے کے لئے تمکو النجم دیا ہے وہ روحانی منزل تک پہونچنے کے لئے راہ نمائی کرتا ہے وہ کون ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے - ماضل صاحبکم وما غویٰ یعنی تمہارا ساتھی نہ کبھی بھولا نہ کبھی خلاف علم کوئی کام کیا کسی ہادی کے دعویٰ کو نہ ماننے کا یا تو یہ سبب ہوتا ہے کہ ماننے والے اس کے حالات سے پورے واقف نہیں - یا انکو علم صحیح نہیں یا علم کے مطابق عمل نہ کریں سو یہ نبی ان تینوں نقصوں سے بری اور پاک ہے -

دل - ولقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ یعنی یہ تمہارا صاحب ہے تم میں ہی چالیس سال نہایت امانت دیانت تقویٰ سے گذاری اور تم نے کبھی اسکا صاحب ہونا ناپسند نہیں کیا بلکہ محمد امین صلی اللہ علیہ وسلم کہلایا اس لئے فرمایا صاحبکم - تعجب کہ قرآن مجید نبی کا قوم سے ہونا ایسا ضروری بیان فرماتا ہے کہ باوجودیکہ وہ اس قوم کا بھی ہو اسکا اس قوم میں .... رہنا بھی ضروری ہے تاکہ اس کے اخلاق عادات معاملات کا بھی علم ہو ہمارے مخالف منتظر آسمانی مسیح یا خونی مہدی یا غار سے نکلنے والے مہدی کے غور کریں کہ اجنبی کو آسمان سے اتار کر یا غار سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی سنت ہی نہیں کہ کسی قوم کی طرف بھیجے -

دوسرا - ہمیشہ جو تدبیر تمہاری یا اپنی بہتری کی نکالے وہ مثمر ثمرات نیک ہوئی اس لئے فرمایا ما غویٰ -

تیسرا چالیس سال کبھی کسی بدی بدعملی کا مرتکب نہیں ہوا چنانچہ فرمایا وانا اول المسلمین یعنی میں اول درجہ کا فرمانبردار ہوں -

چونکہ غیر معلومہ نتائج پر پہونچنے کے لئے ہمیشہ معلومہ مقدمات سے استدلال کیا جاتا ہے اس لئے آپ لوگ چالیس سالہ تجربہ سے سمجھ سکتے ہو کہ جس نے اتنی عمر میں کسی آدمی پر افترا نہیں کیا اب یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر افترا کریگا لہذا بعد غور یہ نتیجہ نکلیگا کہ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ یعنی یہ خواہش سے نہیں بولتا بلکہ وحی الٰہی سے ہی بولتا ہے جو اسپر وحی کی جاتی ہے - علمہ شدید القویٰ ذومرۃ فاستویٰ وھو بالافق الاعلیٰ - یعنی سکھایا اسکو بڑی طاقتوں نے بڑے جگر کا تھا پس پورا نظر آیا اور وہ اب بلند کنارے پر ہے یعنی اسکو تعلیم کسی کمزور معلم کی نہیں اور نہ یہ کہ پورا تعلیم یافتہ نہ ہو بلکہ اپنی تعلیم میں ٹھیک ٹھاک ہو کر اعلیٰ کنارہ پر پہونچ گیا ہے - ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ - یعنی پھر نزدیک ہوا اور پاس کھڑا ہوا - پس دو کمانوں کا اندازہ یا اس بھی قریب تر ہو گیا قاعدہ ہے کہ جسقدر کوئی غلام کسی آقا کی زیادہ فرمانبرداری کرتا ہے اتنا ہی اس سید و آقا کا میلان بھی اسکی طرف ہوا کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن اسقدر میرے نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اسکی آنکھ کان ہاتھ پاؤں ہو جاتا ہوں عرب میں دستور تھا جو دو آدمی باہم اتحاد کرتے تو اپنی اپنی کمان گھر سے لاتے اور دونوں کمانوں کو جوڑ کر جنکی شکل ایک ایک کمان کی بنگئی ہے انمیں ایک تیر رکھکر چلاتے اس کے معنی یہ ہوتے کہ جسطرف تیری کمان تیر چلائیگی میری بھی چلائیگی اب تیری کمان اور میری کمان دو نہیں ایک ہی ہے غرض تیرا دوست میرا دوست تیرا دشمن میرا دشمن ہے -

دونوں کمانوں کی شکل جب انکو جمع کیا گیا تو یہ شکل ہو گئی -

فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ - یعنی پس جب وحی کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کی طرف وہ عظیم الشان کلام اور تعلیم جو وحی کی ہے - یعنی نتیجہ اس اتحاد کا یہ ہوا کہ ہمنے اپنے بندہ پر وحی نازل کیا - جب اللہ تعالیٰ نے ذکر دنو و قرب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمایا تو نتیجہ اس کامل عبودیت و کامل میلان الوہیت کا بیان فرمایا جو وحی الٰہی ہے - ماکذب الفواد ما رای یعنی اس دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا اور مغالطہ نہ کھایا اب اس مدعی وحی کی راستی و عمدہ حالت کا بیان فرمایا افتمارونہ علیٰ ما یریٰ یعنی کیا تم اس کے دیدیہ

شاہِ کابل و سزائے اختلاف مذہب

مسز کیٹ ڈالی۔ اخبار ڈیلی ایکسپرس میں زیر عنوان "دو سال کابل میں" اپنا تجربہ و مشاہدہ لکھتی ہے۔ اور یہ مضمون اس عنوان کے نیچے اخبار سول ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۹ فروری سنہ ۱۹۰۷ء صفحہ ۷ پر نقل ہوا ہے۔ جو حالات کہ میم صاحبہ ممدوحہ نے تحریر فرمائے ہیں۔ وہ بہت دلچسپ ہیں۔ اور بالخصوص ایسے لوگوں کے لئے جو اہل مغرب ہیں یا مغربی روشنی سے متاثر ہو چکے ہیں۔ خالی از دلچسپی نہیں ہیں۔ ایک واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ چند مُلانے کابل میں ایسے متعین ہیں جو گلی کوچوں میں پھرتے رہتے ہیں۔ اور نماز کے وقت اگر کوئی ایسا آدمی ان مُلانوں کو مل جاوے جو نماز نہ پڑھتا ہو۔ یا مسجد میں نہ گیا ہو تو اسکو گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ اپنی معذوری پر کوئی کافی روشنی نہ ڈال سکے یا وجہ نہ بتلا سکے جو ان مُلانوں کے خیال بارے میں شرعی عذر تک پہنچتی ہو تو فوراً اس کو گرفتار کر کے اس کا منہ اور چہرہ کالا کیا جاتا ہے اور اس کو گدھے پر بٹھایا جاتا ہے اور گدھے کی دُم کی طرف اس کا منہ کیا جاتا ہے اور اس کو تمام شہر میں تشہیر کیا جاتا ہے۔ اور شہر اور بازار گلی کوچوں کے لوگ اس پر ہنسی اور ٹھٹھہ کرتے ہیں۔ پھر اسی طرح مختلف امورات تحریر فرمانے کے بعد لائق نامہ نگار وہ دل کو سخت صدمہ پہنچانے والا واقعہ بیان کرتی ہے جس کی طرف ہم ناظرین اخبار ہذا اور دیگر مہذبین کو اور مذہبی دُنیا کی توجہ کو مبذول کرانا چاہتی ہیں۔ وہ سخت سزائے اختلاف مذہب کی ہے۔ فروعی باتوں پر۔ ہم اس واقعہ کو خود انہی الفاظ میں بیان کر دیتے ہیں۔

سزائے موت بذریعہ سنگساری

یہ عجیب معلوم ہوتا ہے کہ ان روشنی اور تہذیب کے دنوں میں بھی پُرانے مشرقی طریقہ سنگساری کے ذریعہ سے کسی شخص کی جان لی جاوے۔ لیکن دو ایسے واقعات میری موجودگی میں کابل میں وقوع پذیر ہوئے جو صرف مذہبی اختلاف کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ ایسی حالت میں صرف یہ کہا جاتا ہے۔ کہ کافر یا ملزم کو شہر کے گنجان حصوں میں سے گھسیٹ کر سنگسار کرنے کی جگہ پر لے جاتے ہیں۔ جو کوہِ سیاہ کے نام سے مشہور ہے Place of Black stones

جب یہ متعصب گروہ تمسخر اور ہنسی اور گالیاں نکالتا ہوا اور ملزم پر لعنت بھیجتا ہوا جائے موسومہ کی طرف جاتا ہے تو ہر شخص اپنے ہاتھ میں ایسا بھاری پتھر رکھ لیتا ہے جتنا کہ وہ اُٹھا سکتا ہو۔ اور مارنے کے لئے پھینک سکتا ہو۔ جب جائے موسومہ پر سب لوگ پہنچ جاتے ہیں۔ تو فتوے دینے والا سب سے پہلے اپنا پتھر اُس بدنصیب شخص پر چلاتا ہے۔ پھر سب لوگ اس کی طرف پتھروں کی بوچھاڑ شروع کرتے ہیں۔ بدنصیب ملزم بیہوش یا مُردہ ان پتھروں کے نیچے تین دن تک پڑا رہتا ہے۔ اور اس کی لاش کے اوپر پہرہ شاہی لگا رہتا ہے۔ تین روز گذر جانے کے بعد لاش متوفی کے ورثا یا رشتہ داروں کو مل جاتی ہے۔

سر دست ہم اس سزا کے جائز ناجائز ہونے پر ذکر نہیں کرنا چاہتے جو امر کہ قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ فروعی مسایل کے اختلافات سے فتوئی کفر تیار کر کے اس طرح بیرحمی اور خلاف شریعت سنگسار کر دینا کسی مذہب نے جائز نہیں رکھا۔ اور ہم شاہ کابل خلد اللہ ملکہ کی توجہ اس بیرحم سلوک کی طرف دلوانا چاہتے ہیں۔ اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ شاہ کابل اس امر کا کیا جواب دے سکتے ہیں۔ اور اعلیٰحضرت کے پاس کون سے شرعی دلائل ہیں۔ جن کے ذریعہ سے وہ مذہبی آزادی کا اس طرح بیجا خون کرتے ہیں۔ اور پھر باوجود اس سلوک کے شاہِ والا تبار شیعوں میں اس بات پر فخر اور مباہات سے کہنے کو تیار ہیں کہ وہ متعصب نہیں اور اُن کے ملک میں ہر فرقہ کو مذہبی آزادی ہے۔ کیا وہ اس بات کا کوئی جواب دے سکتے ہیں کہ صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب مرحوم کس گناہ کے بدلہ سنگسار کئے گئے۔ کیا وہ یہی اختلاف مذہب نہیں تھا۔ اور وہ اختلاف بھی ایسا جو محققانہ ہو۔ اگر حضرت ممدوح نے اس واقعہ کے بعد اپنی پولیسی کو بدل دیا ہے تو بھی ہم اُمید رکھتے ہیں کہ اس کے بارہ میں حضرت ممدوح خاص طور پر اعلان فرما دینگے۔ اور آئے دن جو کابل کے ملک سے احمدیوں کو جو ہر طرح سے بادشاہِ وقت کی فرمانبرداری اور اطاعت اپنا فرض مذہبی سمجھتے ہیں۔ ہجرت کر کے ہندوستان میں آنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کی کیا بنیاد ہے بہرحال اگر ہندوستان کے علماء کی طرح وہاں بھی تکفیر کا بازار گرم ہے۔ تو سلطنت افغانستان میں اس قسم کے کئی واقعات وقتاً فوقتاً پیش آنے کا احتمال ہے۔ جب تک مذہبی آزادی نہ ہو۔ اور تقلید کے جکڑبندوں سے آزاد ہو کر مسلمان خود مذہبی معاملات میں غور اور فکر سے کام لینا شروع نہ کریں۔ دماغی حالت مسلمانوں کی درست نہیں ہو سکتی۔ ہم خداوند تعالیٰ سے اخیر میں دعا مانگتے ہیں کہ خداوند کریم مسلمانوں کے بادشاہوں پر۔ مسلمانوں پر اپنے فضل و کرم سے رحم کرے۔ اور وہ کم سے کم اسقدر رحم کا نمونہ اپنے وجودوں میں اپنے ملک میں ظاہر کریں جس قدر کہ عیسائی سلطنتوں میں پایا جاتا ہے۔ ہم خدا کا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں کہ اسنے برٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ رکھکر ہم کو ہر طرح کی آزادی دی۔ فھل جزاء الاحسان الا الاحسان ۔ (راقم ایک مسلمان از ایبٹ آباد۔

ڈائری

۹۔ فروری

خط سے سوال پیش ہوا کہ مکان میں میرا پانچسو روپیہ کا حصہ ہے اُس حصہ میں مجھ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

حضرت نے فرمایا۔ جواہرات و مکانات پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔

نماز عصر کے وقت طاعون کے ذکر پر فرمایا کہ اس وقت جو بے وقت بارش متواتر برس رہی ہے واللہ اعلم اس سے طاعونی کیڑے ہی پرورش پا رہے ہیں۔

۱۰۔ فروری نماز عصر

آریوں کی مذہبی کانفرنس مقام گوجرانوالہ کے ذکر پر مفتی صاحب کو فرمایا انکو لکھو کہ اگر تم کم از کم تین گھنٹہ ہماری تقریر کے لئے مقرر کرو تو ہم مضمون لکھکر سنانے کو بھیج سکتے ہیں۔

۱۱۔ فروری

قبل ظہر۔ مفتی صاحب نے کسی شخص کا سوال خط سے پیش کیا کہ میں نے ایک بیوہ عورت کے ساتھ نکاح کا ارادہ کیا تھا تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ آپ نے اُس کے ساتھ نکاح سے منع فرمایا۔ کیا اسپر عمل کیا جاوے یا نہیں۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ آں حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ۔ لہٰذا اُسپر عمل کیا جاوے۔

پھر خط سے سوال پیش ہوا کہ کئی اشخاص نے ایک گائے قربانی کرنے کے لئے خریدی تھی جن میں سے ایک احمدی تھا۔ غیر احمدیوں نے اسکو اس وجہ سے اُس گائے کا حصہ قیمت واپس دیدیا کہ اس کا حصہ قربانی میں رکھنے سے قربانی نہ ہوگی اس لئے اُس شخص نے لکھا کہ میں اپنی قربانی کا حصہ نقد قادیان میں بھیج سکتا ہوں یا نہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اُس کو لکھو کہ قربانی کا جانور اُس قیمت سے لیکر وہاں ہی قربانی کردے۔ عرض کی گئی کہ اُس کا حصہ قیمت جو گائے کے خریدنے میں تھا وہ بہت تھوڑا ہے اس سے دنبہ بکرا خرید نہیں سکیگا۔ حضرت نے فرمایا اُس کو لکھو کہ تم نے جبکہ اپنے اوپر قربانی ٹھہرائی ہے اور طاقت ہے تو اب تم پر اُس کا دینا لازم ہے اور اگر طاقت نہیں تو پھر اُس کا دینا لازم نہیں۔

خط سے سوال پیش ہوا کہ میں بوقت سحر ماہ رمضان اندر بیٹھا ہوا بے خبری سے کھاتا پیتا رہا جب باہر نکل کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سفیدی ظاہر ہوگئی ہے۔ کیا وہ روزہ میرے اوپر رکھنا لازم ہے یا نہیں۔

حضرت نے فرمایا کہ بے خبری میں کھایا پیا تو اسپر اُس روزہ کے بدلے میں دوسرا روزہ لازم نہیں آتا۔

پھر سوال ہوا کہ کتب سے فرضی روزے مراد ہیں یا اور روزے مراد ہیں حضرت نے فرمایا کتب سے فرضی روزے مراد ہیں۔

۱۲۔ فروری

نماز ظہر۔ آج حضرت اقدس نماز ظہر میں تشریف لائے ایک مولوی صاحب حدود افغانستان سے حضرت کی ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے مصافحہ کے بعد حضرت نے اُن کے کوائف سفر و صعوبت راہ کی حالت دریافت فرمائے۔ بعد ازاں حکومت افغانستان کی عدم حُریت و آزادی کے متعلق ذکر ہوا فرمایا کہ اخبارات میں جو آجکل لکھا جا رہا ہے کہ حکومت افغانستان میں ہر مذہب کے لوگوں کو عام آزادی حاصل ہے یہ سراسر دروغ بیفروغ ہے کیونکہ اگر افغانستان میں ہندوستان جیسی حُریت اور آزادی ہر مذہب کے لوگوں کو حاصل ہوتی تو اخوندزادہ حضرت مولوی محمد عبد اللطیف کو اس سخت بے دردی سے اختلاف مذہب کے سبب اُس حکومت میں ہلاک نہ کیا جاتا۔

بعد ازاں حضرت نے خدا تعالیٰ کی تازہ وحی کا ذکر فرمایا جو پہلے درج ہو چکی ہے اور اُس میں سے مندرجہ ذیل فقرہ سُنایا (آسمان ٹوٹ پڑا اسرار معلوم نہیں کیا ہونے والا ہے) کی تشریح میں فرمایا۔ اگرچہ کثرت بارش سے بھی آسمان کا ٹوٹ پڑنا مراد ہوسکتا ہے مگر .... اِن الہامات کی تشریح میں ہم کسی پہلو پر زور نہیں دیتے جس طرح اللہ تعالیٰ نے جس رنگ و صورت میں چاہا واقع ہونگے اِن الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دہشتناک امر واقع ہونے والا ہے جس سے لوگ متحیر و خوف زدہ ہو جاوینگے لہٰذا خدا تعالیٰ نے اُن کی طرف سے حکایۃً بیان فرمایا ہے کہ معلوم نہیں کیا ہونے والا ہے فرمایا اب معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت دور نہیں ہے قریب آگیا ہے۔

پھر حضرت اقدس نے فاضل امروہی سے استفسار فرمایا کہ خطوط سے معلوم ہوتا ہوگا آپ کی طرف بارش زور سے برس رہی ہے یا نہیں مولوی صاحب نے عرض کی کہ اُس طرف اتنی بارش نہیں ہے جس قدر اِس طرف برس رہی ہے پھر حضرت نے بیماری طاعون کا حال پوچھا مولوی صاحب نے عرض کی بیماری اُس طرف بہت ہے۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ ثناء اللہ لکھتا ہے کہ سعد اللہ کی وفات کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی حالانکہ یہ پیشگوئی روز روشن کی طرح پوری ہوگئی ہے حقیقۃ الوحی میں اِس پیشگوئی کے پورا ہونے کے متعلق زبردست دلائل لکھے جاویں گے۔

فرمایا ثناء اللہ بہ نسبت محمد حسین بٹالوی کو بدگوئی میں بڑھ گیا ہے۔

محمد حسین بٹالوی کا ذکر ہوا۔ فاضل امروہی نے عرض کی کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ اُس نے کہا تھا کہ مَیں نے ہی ان کو پہلے حضور کو عروج پر چڑھایا تھا اور میں ہی گرا دونگا مگر معاملہ برعکس ہوا محمد حسین کے اِس چڑھانے و اُتارنے سے مراد پہلے براہین احمدیہ میں ریویو لکھنا اور پھر حضرت اقدس پر تکفیر کا فتویٰ تیار کرنا اور مولویوں کی مہریں لگانا ہے)

اس جگہ تو یوماً فیوماً ترقی ہو رہی ہے اور شرق و غرب کی مخلوق آ پہنچی ہے اور محمد حسین اکیلا و طرید رہ گیا ہے۔ اکثر احباب نے اس کو چھوڑ دیا ہے ایک زمانہ تھا کہ اشاعۃ السنہ سے اس کو تین سو روپیہ تک بچ جاتا تھا اب کوئی اس سے پوچھے کہ کیا حال ہے۔

حضرت نے فرمایا محمد حسین ہمیشہ ہمارے پاس آیا جایا کرتا تھا ۱۵ روز تک بٹالہ میں نہیں ٹھیر سکتا تھا بلکہ ہمارے پاس آ جاتا تھا ایک دفعہ اسکے متعلق اسکے باپ نے ایک سخت ناگوار اشتہار دینا چاہا تھا اور محمد حسین نے مجھ کو کہا کہ میرے باپ کو اس امر سے منع کرو چنانچہ ہم نے اس کو اس امر سے روکا تھا۔

میر ناصر نواب صاحب نے خواب بیان کی کہ تھوڑے روز ہوئے میں نے محمد حسین کو خواب میں دیکھا کہ سامنے سے چلا آتا ہے اور میرے ساتھ مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو میں نے بھی اُس کے ساتھ مصافحہ کیا اتنے میں مجھ کو آواز آئی جو جھکے آپ سے اُس سے جھک جائے۔

نماز عصر

نماز عصر کو حضرت اقدس مسجد میں تشریف لائے تو وارد افغان مولوی صاحب سے بزبان فارسی استفسار فرمایا کہ آپ کے ملک میں سردی کا کیا حال ہے اُس نے عرض کی ہمارے ملک میں بہت سردی ہوتی ہے بالخصوص تین ماہ میں سخت سردی پڑتی ہے فصلیں برف کے نیچے دب جاتی ہیں۔

حضرت نے پوچھا کہ افغانستان میں عربی کی کیا کیا کتابیں لوگ پڑھتے ہیں۔ افغان مولوی صاحب نے عرض کی کہ فقہ کا زیادہ رواج ہے قدوری۔ کنز۔ شرح وقایہ۔ ہدایہ پڑھ لیتے ہیں۔ زیادہ علوم سے اکثر علماء بے بہرہ ہوتے ہیں حدیث کے علم کا رواج افغانستان میں نہیں ہے۔

سفر ریل میں ایک افغان مولوی مجھے ملا میرے پاس بخاری شریف تھی اُس نے میرے پاس بخاری شریف دیکھ کر کہا کہ تم وہابی ہو حضرت حکیم الامۃ نے فرمایا۔ خود مولف بخاری شریف کو اِن لوگوں کی بھائی بندوں نے بخارا سے جلا وطن کر دیا تھا بعد ازاں جماعت کھڑی ہوگئی ادائے نماز کے بعد حضرت اندر تشریف لے گئے۔

پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن

یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی کے الہامی الفاظ ہیں یہ وحی ۵ مئی ۱۹۰۶ء کو ہوئی۔ اور فوراً اخبارات اور رسائل میں شایع کر دی گئی۔ اس وحی الٰہی کے متعلق جو تصریح اس وقت کی گئی تھی اسے یہاں درج کر دیا جاتا ہے۔

۵ مئی ۱۹۰۶ء الہام۔ پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن ثلج کا لفظ عربی ہے۔ اس کے ایک تو یہ معنے ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے۔ اور شدت سردی کے موجب ہوتی ہے اور بارش اس کے لوازم سے ہوتی ہے۔ اس کو عربی میں ثلج کہتے ہیں ان معنوں کی بنا پر اس پیشگوئی کے یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں آسمان سے ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر یہ آفتیں نازل کریگا۔ اور برف اور اس کے لوازم سے شدت سردی اور کثرت بارش ظہور میں آئے گی۔ اور دوسرے معنے اس کے عربی میں اطمینان قلب حاصل کرنا ہے۔ یعنی انسان کو کسی امر پر ایسے دلایل اور شواہد میسر آجاویں جن سے اُس کا دل مطمئن ہو جاوے اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ فلاں تقریر موجب ثلج قلب ہو گئی یعنی ایسے دلایل قاطعہ بیان کئے گئے کہ جن سے کلی اطمینان ہو گئی۔ اور یہ لفظ کبھی خوشی اور راحت پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینان قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے یہ تو ظاہر ہے کہ جب انسان کا دل کسی امر میں پوری تسلی اور سکینت پالیتا ہے تو اُس کے لوازم میں سے ہے کہ خوشی اور راحت ضرور ہوتی ہے۔ غرض یہ پیشگوئی ان پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ اس پیشگوئی پر غور کرنے سے ذہن ضروری طور پر اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک اس جگہ ثلج کے دوسرے معنے ہیں۔ یعنی یہ کہ ہر ایک شبہ و شک کو دور کرنا اور پوری تسلی بخشنا۔ تو اس جگہ اس فقرہ سے یہ بھی مراد ہو گی کہ چونکہ گذشتہ دنوں زلزلوں کی نسبت کچھ طبع لوگوں نے شبہات بھی پیدا کئے تھے۔ اور ثلج قلب یعنے کلی اطمینان سے محروم رہ گئے تھے مگر بہار کے موسم میں ایک ایسا نشان ظاہر ہو گا جس سے ثلج قلب ہو جاگی اور گذشتہ شکوک و شبہات بکلی دور ہو جائیں گے اور حجت پوری ہو جائیگی۔ اس الہام پر زیادہ غور کرنے سے یہ بھی قریب قیاس معلوم ہوتا ہے کہ بہار کے دنوں تک نہ صرف ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہو جائینگے اور جب بہار کا موسم آئیگا تو اس قدر تواتر نشانوں کی وجہ سے دلوں پر اثر ہو گا کہ مخالفین کے مُنہ بند ہو جائینگے اور حق کے طالبوں کے دل پوری تسلی پائیں گے اور یہ بیان اس بنا پر ہے کہ جب ثلج کے معنے تسلی پانا اور شکوک اور شبہات سے رہائی ہو جانا سمجھے جائیں لیکن اگر برف اور بارش کے معنے ہوئے تو خدا تعالےٰ کوئی اور سماوی آفت نازل کریگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اب ان الفاظ پر غور کرو جو ہمنے جلی قلم سے لکھ دیئے ہیں۔ کہ کس طرح پر قبل از وقت اللہ تعالیٰ کے اعلام و الہام سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیشگوئی کو شایع کیا تھا اور ظاہر کر دیا گیا تھا کہ موسم بہار میں غیر معمولی برف و باران کا گویا ایک طوفان آجاوے گا۔

اس موسم بہار میں جس صفائی اور خوبی سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے اس پر کسی لمبی بحث کی حاجت نہیں۔ یورپ میں سردی کی شدت نے بھی اگرچہ ایک رنگ میں اس پیشگوئی کو پورا کیا ہے لیکن خود پنجاب میں جو حالت ہو رہی ہے اس سے غالباً کوئی متنفس ناواقف نہیں۔ آسمان غیر معمولی طور پر جھکا ہوا ہے اور بارش کا سلسلہ کچھ ایسے طور پر شروع ہوا ہے جو ایک خطرناک صورت دکھا رہا ہے۔ بجائے اسکے کہ میں اس پر کچھ لکھوں ۲۱ فروری ۱۹۱۰ء کے اخبار عام سے کچھ حصہ یہاں درج کر دیا جاتا ہے۔ پڑھنے والے اس پر غور کریں اور خدا تعالیٰ کے نشانات کی ہتک کرنے سے باز آئیں کیونکہ اس کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوا کرتا۔

موسم پنجاب کی حالت۔ پچھلے ہفتے کی رپورٹ فصلات سے ظاہر ہے کہ تمام اضلاع پنجاب میں کہیں معتدل اور کہیں عمدہ بارش ہوئی ہے۔ لیکن لاہور میں یہ حال ہے کہ دو ہفتہ سے بھی زیادہ عرصے سے بادل پیچھے لگ رہے ہیں اور لوگوں کو بجائے خوش کرنے کے بہت پریشان کر رکھا ہے۔ جب کبھی بارش کی قلت ہوتی ہے تو عذر جنگلات کے کٹنے کا پیش کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ اسی باعث بارش ہونا موقوف ہو رہا ہے حالانکہ دوسرے موقعہ پر یہ عذر بالکل فضول بلکہ لغو معلوم ہوتا ہے۔ دو روز تک آسمان بارش سے خالی تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ شائد اب بس کریگا لیکن اتوار اور سوموار کی درمیانی رات کے پچھلے نصف حصّے میں بارش اس زور اور ایسی افراط سے ہوئی کہ لوگ بستروں پر لیٹے ہوئے توبہ الامان پکارتے تھے اور حیران تھے کہ کہیں خدانخواستہ بارش کی رحمت مبدل بہ زحمت نہ ہو جاے۔ اس کے ساتھ بجلی بھی خوب چمکتی اور آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی اور اسکے ساتھ بادلوں کی گرج اور رعد کی کڑک دلوں کو دہلاتی تھی اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ خداوند عالم کو کیا منظور ہے۔ یہ موسم اور یہ بارش زراعتی لحاظ سے نہایت مفید اور مبارک ضرور ہے لیکن آخر اسکی بھی کچھ حد ہے۔ مثل مشہور ہے کہ افراط ہر ایک اچھی چیز کو بھی خراب کر دیتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ جس بارش کو لوگ نعمت غیر مترقبہ سمجھے اور لاکھ لاکھ شکر کرتے ہیں رحمت کی زحمت بن جاے اور فصلوں کی خرابی کو اکھاڑ کر نیست و نابود کر ڈالے۔ اس بارش سے اندیشہ ہے کہ نشیب کی فصلیں دریا برد نہ ہو جائیں اور تمام امیدوں پر پانی پھر جاتا ہو۔ سب لوگ مارے حیرت کے دم بخود ہیں اور کہتے ہیں کہ نہ معلوم پروردگار کی مرضی کیا ہے۔ کون آدمی یہاں دم مارنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ انسان سوچتا کچھ ہے اور پیش اور ہی کچھ آتا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ چند روز قبل چڑیا کی قسم کے چھوٹے چھوٹے پرند بڑے شوق سے پانی میں نہاتے ہوئے دیکھے گئے باوجود سردی کی تیزی اور جاڑوں کی شدت کے یہ جانور پانی میں اس طرح نہاتے تھے کہ دیکھ کر تعجب ہوتا تھا کہ انکے اندر اتنی گرمی کیسے پیدا ہو گئی ہے۔ اور جانکار لوگ اس سے بارش کی افراط کا نتیجہ نکالتے تھے چنانچہ یہ خیال واقعی ثابت ہوا ہے۔ بادل اس وقت تک آسمان پر منڈلاتے ہیں۔ ابھی مطلع صاف ہے۔ دن کو دھوپ ہے۔ رات کو تارے ہیں اور ابھی دیکھتے دیکھتے ابر چھا رہا ہے اور بوندا باندی ہونے لگتی ہے۔ اس بارش مسلسل کے کارن ہر چیز میں رطوبت سیلن کی افراط پائی جاتی ہے۔ اب تو سب لوگ یہی چاہتے ہیں کہ بارش بس ہو اور دھوپ کی صورت نظر آئے۔ ہر ایک چیز اعتدال میں ہی لطف دیتی ہے۔ یہ بات ہے کہ موسم سرما میں بارشوں کی افراط بہ نسبت ان کی قلت کے زیادہ تر نقصان فصلات کا خوف مانا جاتا ہے۔ قلت باران سے صرف غیر نہری فصلوں کا نقصان متصور ہے حالانکہ اس موسم میں مسلسل بارشوں سے نہری اور غیر نہری دونوں قسم کی فصلوں کے نقصان کا خوف ہوتا ہے۔ پچھلے ہفتے کی سرکاری رپورٹ میں کوئی ضلع نہیں جہاں بارش نہ ہوئی ہو۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۱۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۷ء مطابق ۲۵ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ | نمبر ۸

تازہ الہامات

۲۸ فروری ۱۹۰۷ء سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی۔ خوش آمدی نیک آمدی۔ چنانچہ اسی دن بارش ہوگئی اور ۲ مارچ ۱۹۰۷ء کی بعد رات کو سخت زلزلہ آگیا۔ مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور کا آج (۵ مارچ ۱۹۰۷ء) کو ڈاک میں خط آیا کہ قریباً نو بجے رات کے ایک سخت جھٹکا بھونچال کا آیا اور بارش بھی بہت ہوئی اور اولے پڑے۔ اور چوہدری محمد نواب خان صاحب تحصیلدار کا آج گوجرات سے ایک کارڈ آیا۔ وہ لکھتے ہیں۔ ۲ مارچ ۱۹۰۷ء کی بعد رات کو سخت زلزلہ گوجرات میں آیا۔ جو نہایت خطرناک تھا اور پیشگوئی قبل از وقت ۲۸ فروری ۱۹۰۷ء کی صبح کو کی گئی تھی جبکہ صوب تھی اور بادل کا نام و نشان نہ تھا۔ اور نہ زلزلہ آیا تھا اس واقعہ کے گواہان حاشیہ میں درج ہیں [1]

[1] حضرت مولوی نور الدین صاحب۔ حضرت مولوی محمد احسن صاحب۔ حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ محمد صادق ایڈیٹر بدر۔ شیخ محمد نصیب صاحب محرر بدر۔ محمد حسین کاتب خادم بدر۔ مولوی عبید اللہ صاحب بسمل۔ مولوی شیر علی بی اے۔ میر ناصر نواب صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل۔ خلیفہ رجب الدین صاحب لاہوری۔ مستری رلا رام۔ مولوی فضل دین صاحب۔ حاکم علی رئیس چک پنیار۔ عرب صاحب عبد المحی۔ سید ناصر شاہ صاحب۔ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم۔ عبد الستار خان صاحب کابلی۔ احمد نور۔ نعمت اللہ صاحب۔ برکت علی محرر الحکم۔ ماسٹر محمد دین صاحب۔ امیر احمد صاحب ولد مولوی سردار علی صاحب حکیم۔ احمد الدین صاحب زرگر۔ محمد اشرف محرر دفتر محاسب صدر انجمن۔ نور لڑکان مدرسہ تعلیم الاسلام۔ طالب علمان مدرسہ تعلیم الاسلام وغیرہ نام بہت سے ہیں کمی گنجائش کے سبب چند نام بطور نمونہ کے لکھے گئے ہیں۔

۲ مارچ ۱۹۰۷ء روز شنبہ۔ الہام (۱) انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ تفہیم یہ ہوئی۔ کہ الٰہی بخانہ خدا تمہاری نسبت ارادہ کرنا چاہتا ہے تا معلوم ہو کہ تم اسکے ارادوں پر ایمان رکھتے ہو یا شک اور تا وہ اپنے اہل بیت تمہیں پاک کرے جیسا کہ حق ہے پاک کرنیکا اور پھر انہیں کی طرف اشارہ کرکے الہام ہوا (۲) ہی تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر۔ اور پھر الہام ہوا۔ (۳) یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم۔ اے لوگو تم اپنے رب کی پرستش کرو۔ وہ خدا جس نے تمہیں پیدا کیا اس میں تفہیم یہ ہوئی کہ اے اہل بیت کسی دوسرے کو تکیہ گاہ مت بناؤ وہی خدا تیرا متکفل اور رازق ہے جس نے تجھے پیدا کیا اور پھر الہام ہوا۔ (۴) یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم۔ ترجمہ یہ ہے کہ اے اہل بیت خدا سے ڈرو اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرو اور نہ کوئی بات منہ سے نکالو۔ وہی خدا ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور پھر میری طرف سے بطور حکایت الہام ہوا۔ (۵) اے میرے اہل بیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے۔ اور پھر مجھے مخاطب کرکے الہام ہوا (۶) انت منی وانا منک انت الذی طار الی روحہ یعنے تو مجھ سے ظاہر ہوا۔ اور میں اس زمانہ میں تجھ سے ظاہر ہونیوالا ہوں۔ تو وہی ہے جس کی روح نے میری طرف پرواز کیا۔

امور منزلیہ

الحمد للہ والمنۃ کہ ۲۸ فروری ۱۹۰۷ء کو دوپہر کے قریب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں زاد ایڈیٹر الحکم کو چھوٹا بچہ اور چوتھا بیٹا عطا فرمایا۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے بچے کا نام محمد داؤد رکھا (اللہم اجعلہ کاسمہ ہی) احباب سے التماس ہے کہ وہ دعا کریں کہ یہ بچہ اور اسکے بھائی اسلام کا سچا نمونہ ہوں اور خدمت دین اور اشاعت ملت قدیم میں وہ ساعی ہوں اور نافع الناس وجود بنکر جئیں۔

دار الامان کا ہفتہ

(۱) موسم بہار شروع ہوگیا ہے مگر آسمان گاہے ماہے مطر آلود ہو جاتا ہے (۲) سینہ زوری کے متعلق جو نوٹ شایع کیا گیا ہے اسکے متعلق اتنا اور ظاہر کیا جاتا ہے کہ بالآخر افیسران تفتیش کنندہ کی سعی اور محنت سے مقدمہ نکل آیا اور مال برآمد کیا گیا۔ (۳) میر محترم

× ڈاکٹر عبد اللہ۔ قاضی میر حسین۔ کرم علی کاتب۔ شیخ محمد اسمٰعیل سرساوی۔ میر مہدی حسین۔ مولوی محمد فضل چنگوی احمدی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تازہ نظم

یہی تو ہے

اسلام سے نہ بھاگو! راہ ہُدیٰ یہی ہے
بجھکو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
وہ دلستاں نہاں ہے کس رہ سے اسکو دیکھیں
باطن سیہ ہیں جنکے اس دیں سے ہیں وہ منکر
دُنیا کی سب دکانیں ہیں ہم نے دیکھی بھالیں
سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
دُنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
جب کھل گئی سچائی پھر اُس کو مان لینا
جو ہو مفید لینا جو بد ہو اُس سے بچنا
ملتی ہے بادشاہی اس دیں سے آسمانی
سب دیں ہیں اک فسانہ شرکوں کا آشیانہ
سو سو نشاں دکھا کر لاتا ہے وہ بُلا کر
کرتا ہے معجزوں سے وہ یار دیں کو تازہ
یہ سب نشاں ہیں جنسے دیں اب تلک ہے تازہ
کس کام کا وہ دیں ہے جس میں نشاں نہیں ہے
افسوس آریوں پر جو ہو گئے ہیں شپّر
معلوم کرکے سب کچھ محروم ہو گئے ہیں
اک ہیں جو پاک بندے اک ہیں دلوں کے گندے
اِن آریوں کا پیشہ ہر دم ہے بد زبانی
پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی
افسوس سبّ و توہیں سب کا ہوا ہے پیشہ
آخر یہ آدمی تھے پھر کیوں ہوئے درندے
جس آریہ کو دیکھیں تہذیب سے ہے عاری
لیکھو کی بد زبانی کارد ہوئی تھی اُس پر
اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا
نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا
سیدھے کبھی ہوکے آخر نشتر ہی ہیں چلاتی
جاں بھی اگرچہ دیویں انکو بطور احساں
ہندو کچھ ایسے بگڑے دل پُر ہیں بغض و کیں سے
جان بھی ہے اُنپہ قرباں گر دل سے ہوویں صافی
احوال کیا کہوں میں اس غم سے اپنے دل کا
لیتے ہیں جنم اپنا دشمن ہوا یہ فرقہ
دل پھٹ گیا ہمارا تحقیر سُنتے سُنتے
دُنیا میں گرچہ ہوگی سو قسم کی بُرائی
غفلت پہ غافلوں کے روتے رہیں ہیں مرسل
ہم بد نہیں ہیں کہتے اِن کے مقدسوں کو
سکھا نہیں سکھاتا وہ پاک بد زبانی

اے سونے والو جاگو! شمس الضحیٰ یہی ہے
اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے
اِن مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے
پر اے اندھیرے والو! دل کا دیا یہی ہے
آخر ہوا یہ ثابت دارالشفا یہی ہے
ہر طرف میں نے دیکھا بستاں ہرا یہی ہے
پی لو تم اس کو یارو آبِ بقا یہی ہے
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن ۔ بلا یہی ہے
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے
عقل و خرد یہی ہے فہم و ذکا یہی ہے
اے طالبانِ دولت ظِلِّ ہُما یہی ہے
اُس کا جو ہے یگانہ ۔ چہرہ نما یہی ہے
مجھکو جو اُس نے بھیجا بس مدعا یہی ہے
اسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے
اے گرنے والو دوڑو دیں کا عصا یہی ہے
دیں کی میرے پیارو زریں قبا یہی ہے
وہ دیکھکر ہیں منکر ظلم و جفا یہی ہے
کیا اِن نیوگیوں کا ذہن رسا یہی ہے
جِتنے گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے
ویدوں میں آریوں نے شاید پڑھا یہی ہے
پر اِن سیہ دلوں کا شیوہ سدا یہی ہے
کس کس کو کہوں کہ اُن میں ہرزہ درا یہی ہے
کیا جون انکی بگڑی یا خود قضا یہی ہے
کس کس کا نام لیویں ہر سو وبا یہی ہے
پھر بھی نہیں سمجھتے حمق و خطا یہی ہے
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے
کنُوئیں سا کھولنا منہ تخمِ فنا یہی ہے
اِن تیرہ باطنوں کی دلیں و غنا یہی ہے
عادت ہے انکی کفراں رنج و عنا یہی ہے
ہر بات میں ہے توہین طرزِ ادا یہی ہے
بس ایسے بدگُنوں کا مجھکو گلا یہی ہے
گویا اِن غموں کا مہماں سرا یہی ہے
آخر کی کیا اُمیدیں جب ابتدا یہی ہے
غم تو بہت ہیں دل میں پر جاں گزا یہی ہے
پاکوں کی ہتک کرنا سب سے بُرا یہی ہے
پر اس زباں میں لوگو لوحہ نما یہی ہے
تعلیم میں ہمارے حکمِ خدا یہی ہے
تقوےٰ کی جڑ یہی ہے صدق و صفا یہی ہے

پر آریوں کے دیں میں گالی بھی ہے عبادت
جتنے نبی تھے آئے موسیٰ ہو یا کہ عیسےٰ
اک وید ہی جو سچا باقی کتابیں ساری
یہ ہے خیال اِن کا ہر بت بنا یا تنکا
کیڑا جو دب رہا ہے گوبر کی تہ کے نیچے
ویدوں کا سب خلاصہ ہم نے نیوگ پایا
جس اِستری کو لڑکا کا بیٹا خاوند سے ہے
جب ہے یہی اشارہ ۔ پھر اُس سے کیا ہے چارہ
ایشر کے گُن عجب ہیں ویدوں میں اے عزیزو!
وید نجات و مکتی پھر چھینتا ہے سب سے
ایشر بنا ہے مُنہ سے خالق نہیں کسی کا
روحیں اگر نہ ہوتیں ایشر سے کچھ نہ بنتا
اُن کا ہی مُنہ ہے تکتا ہر کام میں جو چاہے
القصہ آریوں کے ویدوں کا یہ خدا ہے
اے آریو کہو اب ایشر کے ہیں یہی گُن
ویدوں کو شرم کرکے تم نے بہت چھپایا
قدرت نہیں ہے جس میں وہ خاک کا ہے ایشر
کچھ کم نہیں بتوں سے یہ ہندوؤں کا ایشر
ہم نے نہیں بنائیں یہ اپنے دل سے باتیں
فطرت ہر اک بشر کی کرتی ہے اس سے نفرت
یہ حکم وید کے ہیں جن کا ہے یہ نمونہ
خورش خوش عمل ہیں کرتے اوباش بار ابیر
پھر کس طرح وہ مانیں تعلیم پاک فرقاں
جب ہو گئی ہیں ملزم اُترے ہیں گالیوں پر
رُکتی نہیں ہیں ظالم گالی سے ایک دم بھی
کہنے کو وید والے پر دل ہیں سب کے کالے

کہتے ہیں سب کو جھوٹے کیا اتقا یہی ہے
مکار ہیں وہ سارے ان کی ندا یہی ہے
جھوٹی ہیں اور جعلی اک رہنما یہی ہے
پر کیا کہیں جب ان کا فہم و ذکا یہی ہے
اُسکے گماں میں اُس کا ارض و سما یہی ہے
اُن پنڈتوں کے رو سے کا ہے بھلا یہی ہے
ویدوں کے رُو سے اُس پر واجب ہوا یہی ہے
جانتک نہ ہوویں گیارہ لڑکے روا یہی ہے
اُس میں نہیں مروّت ہم نے سُنا یہی ہے
کیا ہے وہ دیالو جس کی عطا یہی ہے
روحیں ہیں سب انادی پھر کیوں خدا یہی ہے
اُس کی حکومتوں کی ساری بِنا یہی ہے
گویا وہ بادشہ ہیں اُن کا گدا یہی ہے
اُن کا ہے جس پہ تکیہ وہ بینوا یہی ہے
جس پر ہو ناز کرتے بولو وہ کیا یہی ہے
آخر کو رازِ بستہ اُس کا کھلا یہی ہے
کیا دینِ حق کے آگے زور آزما یہی ہے
سچ پوچھئے تو مانند بُت دوسرا یہی ہے
ویدوں سے اے عزیزو ہم کو ملا یہی ہے
پھر آریوں کے دل میں کیونکر بسا یہی ہے
ویدوں سے آریوں کو حاصل ہوا یہی ہے
سارے نیوگیوں کا اک آسرا یہی ہے
اُن جو دل کا ہے ہیرا اور مقتدا یہی ہے
ہاتھوں میں جاہلوں کے سنگِ جفا یہی ہے
اِن کا تو شغل و پیشہ صبح و مسا یہی ہے
پردہ اُٹھا کے دیکھو اُن میں بھرا یہی ہے

¹ اس جگہ وید کے لفظ سے وہ تعلیم مراد ہے جو آریہ سماج والوں نے اپنے زعم میں ویدوں کے حوالہ سے شائع کی ہے ورنہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم وید کی اصل حقیقت کو خدا کے حوالہ کرتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے اس میں کیا بڑھایا اور کیا گھٹایا جبکہ ہندوستان اور پنجاب میں وید کی پیروی کا دعوے کرنے والے صدہا مذہب ہیں تو ہم کسی خاص فرقہ کی غلطی کو وید پر کیونکر تھوپ سکتے ہیں پھر یہ بھی ثابت ہے کہ وید بھی محرف ہو چکا ہے پس بوجہ تحریف اُس سے کسی بہتری کی امید بھی لاحاصل ہے ۔ منہ

² حاشیہ ۔ یاد رہے کہ وید کی تعلیم سے مراد ہماری اس جگہ وہ تعلیمیں اور وہ عمل ہیں جن کو آریہ لوگ اس جگہ ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نیوگ کی تعلیم میں وید موجود ہے اور بقول اُن کے وید بلند آواز سے کہتا ہے کہ جس کے گھر میں کوئی اولاد نہ ہو یا صرف لڑکیاں ہوں تو اُس کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اجازت دے کہ وہ دوسرے سے ہم بستر ہو اور اس طرح اپنی نجات کے لئے ....

لڑکا حاصل کرے اور گیارہ لڑکے حاصل کرنے تک یہ تعلق قائم رہ سکتا ہے اور اگر اس کا خاوند کہیں سفر میں گیا ہو تو خود اُس کی بیوی نیوگ کی نیت سے کسی دوسرے آدمی سے آشنائی کا تعلق پیدا کر سکتی ہے تا اس طریق سے اولاد حاصل کرلے اور پھر خاوند کے واپس آنے پر یہ تحفہ اُسکے آگے پیش کرے اور اُسکو دکھا دے کہ تو مال حاصل کرنے گیا تھا مگر میں نے تیرے پیچھے یہ مال کمایا ہے ۔ پس عقل اور انسانی غیرت تجویز نہیں کر سکتی کہ یہ بے شرمی کا طریق جائز ہو سکے اور کیونکر جائز ہو سکے اور یہ کیونکر جائز ہو حالانکہ اس بیوی

³ اگر ایسے لوگ بھی ان میں ہیں جو ہمارے پاک نبیوں کو گالیاں نہیں دیتے اور صلاحیت اور شرافت رکھتے ہیں وہ ہمارے اس بیان سے باہر ہیں

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
ہم بھی دلوں کے اندھے سو سو دلوں پہ پھندے
اے میرے رب رحمن تیرے ہی ہیں یہ احساں
اے میرے یار جانی خود کر تو مہربانی
دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
جلد آ پیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی
کتنے ہیں جوش الفت یکساں نہیں ہیں ہر جا
ہم خاک میں ملے ہیں شاید ملے وہ دلبر
دنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا
مشت غبار اپنا تیرے لئے اُڑایا
دلبر کا درد آیا حرف خودی مٹایا
اس عشق میں مصائب سو سو ہیں ہر قدم میں
حرف وفا نہ چھوڑوں اس عہد کو نہ توڑوں
جب سے ملا وہ دلبر دشمن ہیں میرے گھر گھر
مجھ کو ہیں وہ ڈراتے پھر پھر کے در پہ آکے
دلبر کی رہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
اس رہ میں اپنے قصے تم کو میں کیا سناؤں
دل کر کے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ
اے میرے یار جانی کر خود ہی مہربانی
فرقت بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جاں کنی ہے
تیری وفا ہے پوری ہم میں ہے عیب دوری
تجھ میں وفا ہے پیارے سچے ہیں عہد سارے
ہم نے نہ عہد پالا یاری میں رخنہ ڈالا
اے میرے دل کی درماں ہجراں ہے تیرا سوزاں
اک دین کی آفتوں کا غم کھا گیا ہے مجھ کو
کیونکر تبہ وہ ہووے کیونکر تباہ ہووے
ایسا زمانہ آیا جس نے غضب ہے ڈھایا
شانِ والی دل طانت اس دین کی کیا کہوں میں
آنکھیں ہیں ایک دین کی بے نور ہم نے پائیں
لعل یمن بھی دیکھے در عدن بھی دیکھے
انکار کر کے اس سے پچھتاؤ گے بہت تم
پر آریوں کی آنکھیں اندھی ہوئی ہیں ایسی
بد تر ہے ایک بد سے وہ ہے جو بدزباں ہے
گو ہیں بہت درندے انساں کی پوستیں میں
کس دین پہ ناز ان کو جو وید کے ہیں حامی
اے آریو یہ کیا ہے کیوں دل بگڑ گیا ہے
مجھ کو ہو کیوں ستاتے سو افترا بناتے

وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
پھر کھولے جس نے جندے[1] وہ مجتبیٰ یہی ہے
مشکل ہو مجھ سے آساں ہر دم رجا یہی ہے
ورنہ بلائے دنیا اک اژدہا یہی ہے
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے
منت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے
دل پر میرے پیارے ہر دم گھٹا یہی ہے
جیتا ہوں اس ہوس سے میری غذا یہی ہے
معشوق ہے تو میرا عشق صفا یہی ہے
حبیب سے سُنا کہ شرط مہر و وفا یہی ہے
جب میں مرا جلایا جام لقا یہی ہے
پر کیا کروں کہ اس نے مجھ کو دیا یہی ہے
اس دلبر ازل نے مجھ کو کہا یہی ہے
نسل ہو گئی ہیں یا بخیر قدر و قضا یہی ہے
تیغ و تبر دکھانے ہر سو ہوا یہی ہے
ہشیار ساری دنیا اک باؤلا یہی ہے
دکھ درد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے
دیوانہ مت کہو تم عقل رسا یہی ہے
مت کہہ کہ لن ترانی تجھ سے رہا یہی ہے
عاشق جہاں پہ مرتے وہ کربلا یہی ہے
طاعت بھی ہے ادھوری ہم پر بلا یہی ہے
ہم جا پڑے کنارے جائے بکا یہی ہے
پر تو ہے فضل والا ہم پر کھلا یہی ہے
کہتے ہیں جس کو دوزخ وہ جاں گزا یہی ہے
سینہ پہ دشمنوں کے پتھر پڑا یہی ہے
ظالم جو حق کا دشمن وہ سوچتا یہی ہے
جو پیستی ہے دیں کو وہ آسیا یہی ہے
سب خشک ہو گئی ہیں پھولا پھلا یہی ہے
سر سے ہے معرفت کے اک سر بسا یہی ہے
سب جوہر دل کو دیکھا دل میں جچا یہی ہے
بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے
وہ گالیوں پہ اترے دل میں پڑا یہی ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا یہی ہے
بالکوں کا خون جو پیوے وہ بھیڑیا یہی ہے
مذہب جو پھل سے خالی وہ کھوکھلا یہی ہے
ان شوخیوں کو چھوڑو راہ حیا یہی ہے
بہتر تھا باز آتے دور از بلا یہی ہے

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر — ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے
اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا — گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے
اس دین کی شان و شوکت یا رب مجھے دکھا دے — سب جھوٹے دین مٹا دے میری دعا یہی ہے
کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق[2] — اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

مسیح موعود

یہی ہے

[یہ وہ نظم ہے جو مورخہ ۱۳ فروری کو محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی ضلع گجرات نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پڑھی اور آپ نے بہت پسند فرمائی]

ہم ڈھونڈتے تھے جس کو وہ دلربا یہی ہے — وہ پیارا پیارا چہرہ وہ مہ لقا یہی ہے
اپنا سلام جس کو ختم الرسل نے بھیجا — نبیوں کی شان والا وہ اولیا یہی ہے
تیغ دعا کا جس کی لکھو ہوا تھا کشتہ — وہ فتحیاب مرد جنگ آزما یہی ہے
کر دی ہے جس نے قائم کل مذہبوں پہ حجت — وہ غالب زمانہ شیر خدا یہی ہے
آتھم کو پہلے مارا سعدی کو پھر پچھاڑا — وہ باب لُد کا فاتح کشور کشا یہی ہے
پیہم نشان دکھلا کر جھٹلایا عبد حق نے — ڈرتے ہیں دل میں جس سے کل آریا یہی ہے
عیسیٰ کی موت ثابت ساری جہاں میں کر دی — جو مر گیا وہ لوٹے چھوٹی رجا یہی ہے
ہوں سبط سیدھے بال اور رنگ گندمی ہو — وہ مہدی و مسیحا بیٹھا ہوا یہی ہے
طاعون و زلزلہ کی پہلے خبر سنائی — ان پیشگوئیوں نے ثابت کیا۔ یہی ہے
پھر صدق پر ہے شاہد وہ آیت تقول — جو افترا ہے کرتا اس کی سزا یہی ہے
بخشی ہے جس نے خدا نے اعداء پہ کامیابی — جس کے گواہ بنے ہیں ارض و سما یہی ہے
گم کردگانِ منزل آؤ تمہیں بتاؤں — وہ مرشد خلائق وہ رہنما یہی ہے
اس آئینہ میں دیکھو وہ جس نے دیکھنا ہو — محبوب لم یزل کا چہرہ نما یہی ہے
میرا دلی عقیدہ گر مجھ سے پوچھتے ہو — توصیف میں کہونگا وہ مصطفےٰ یہی ہے
ڈنکے کی چوٹ سکو میں یہ سنا رہا ہوں — وہ مرسل الٰہی۔ ہادی مرا یہی ہے
جس میرزا کی خاطر گھر بار ہم نے چھوڑا — آؤ تمہیں دکھاؤں وہ میرزا یہی ہے
محتاج ہے دعا کی روح و جسد کی حالت — کمزوریوں کا پتلا خادم تیرا یہی ہے
لٹتا ہے معرفت کا ہر روز اک خزانہ — اس کاسہ میں بھی ڈالو میری صدا یہی ہے
بیٹھا ہے تیرے در پر دھونی رما کے اکمل — اب ہو رہے یہیں کا بس التجا یہی ہے

نکات حکیم الامۃ

درس قرآن میں حکیم الامۃ نے فرمایا بعض لوگ ایسی باتوں و قصوں کے خوض میں رہتے ہیں جو لا یعنی اور بے فایدہ ہیں مثلاً پوچھتے ہیں کہ آدم و حوا علیہما السلام کی پیدائش کس طرح ہوئی ان مسائل کے پوچھنے سے انسان کے عادات و اخلاق پر کوئی مفید اثر نہیں پڑتا اس لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے مسائل پوچھنے سے روکا ہے۔

فرمایا۔ ہر ایک بدی کی سزا بدی ہوتی ہے انسان کو ہر وقت خدا تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہیے اور استغفار پڑھتا رہے تاکہ بدیاں کرانے والے شیاطین سے خدا تعالیٰ اُس کو محفوظ رکھے۔

فرمایا جو شخص خدا تعالیٰ سے وعدہ کرکے اُس کی خلاف ورزی کرتا ہے اُس میں نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔

---

[1] جندے سے مراد اس جگہ قفل ہے۔ چونکہ اس جگہ کوئی شاعری دکھلانا منظور نہیں اور نہ میں یہ نام اپنے لئے پسند کرتا ہوں اس لئے بعض جگہ میں نے پنجابی الفاظ استعمال کئے ہیں اور ہمیں صرف اردو سے کچھ غرض نہیں اصل مطلب امر حق کے دلوں میں ڈالنا ہے۔ شاعری سے کچھ تعلق نہیں ہے منہ

[2] یاد رہے کہ وید پر ہمارا کوئی حملہ نہیں ہم نہیں جانتے کہ اس کی تفسیر میں کیا کیا تصرف کئے گئے۔ آریہ دست کے صد ہا مذہب اپنے عقاید کا وید پر ہی انحصار رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور باہم ان کا سخت اختلاف ہے پس ہم اس جگہ وید سے مراد صرف آریہ سماج والوں کی شایع کردہ تعلیمیں اور اصول لیتے ہیں۔ منہ

فطرت کے ہیں درندے مردار ہیں نہ زندے ہر دم زباں کے گندے قہر خدا یہی ہے
دین خدا کے آگے کچھ بن نہ آئی آخر سب گالیوں پہ اترے دل میں اٹھا یہی ہے
شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں ان کے ہرگز وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے
ہم نے ہے جس کو مانا قادر ہے وہ توانا اس نے ہے کچھ دکھانا اس سے رجا یہی ہے
ان سے دو چار ہونا عزت ہے اپنی کھونا ان سے ملاپ کرنا راہ ریا یہی ہے
بس اے مرے پیارو عقبیٰ کو مت بسارو اس دیں کی پاؤ یارو بدر الدجیٰ یہی ہے
دیں ہو گیا ہے ستم رسیدہ اُن سے جو ہیں رسیدہ شاہد ہے آب دیدہ واقف بڑا یہی ہے
میرے دل کی کیا سناؤں کس کو یہ غم بتاؤں دکھ درد کے ہیں جھگڑے مجھ پر بلا یہی ہے
دیں کے غموں نے مارا اب دل ہے پارہ پارہ دلبر کا ہے سہارا ورنہ فنا یہی ہے
ہم مر چکے ہیں غم سے کیا پوچھتے ہو ہم سے اُس یار کی نظر میں شرط وفا یہی ہے
ہر بار جانتے ہیں ہم گر وہ نہ پائیں گے ہم رونے سے لائیں گے ہم دل میں رجا یہی ہے
وہ سن گئے کہ اُلٹی ہستی نہیں کے باتیں اب موت کی ہیں گھاتیں غم کی کتھا یہی ہے
چلدو کے پیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی دے شربت تلاقی حرص و ہوا یہی ہے
شکر خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں غنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا یہی ہے
کیا وصف اسکے کہنا ہر حرف اسکا گہنا دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے

دیکھی ہیں پاک سب کتابیں مجمل ہیں جیسے خوابیں خالی ہیں اُن کی قابیں خوان ہدیٰ یہی ہے
اس نے خدا ملایا وہ یار اس سے پایا راتیں تھیں جتنی گذریں اب دن چڑھا یہی ہے
اُس نے نشاں دکھائے طالب سبھی بلائے سوتے ہوئے جگائے بس حق نما یہی ہے
پہلے صحیفے سارے لوگوں نے جب بگاڑے دُنیا سے وہ سدھارے نوشہ نیا یہی ہے
کہتے ہیں حسن یوسف دلکش بہت تھا لیکن خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے
یوسف تو سن چکے ہو اک چاہ میں گرا تھا یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے
اسلام کے محاسن کیونکر بیاں کروں میں سب خشک باغ دیکھو پھولا پھلا یہی ہے
ہر جا زمیں کے کیڑے دیں کے ہوئے ہیں دشمن اسلام پر خدا سے آج ابتلا یہی ہے
تھم جاتے ہیں کچھ آنسو یہ دیکھ کر کہ ہر سو اس غم سے صادقوں کا آہ و بکا یہی ہے
سب مشرکوں کے سر پر یہ دیں ہے ایک خنجر یہ شرک سے چھڑاوے انکو اذیٰ یہی ہے
کیوں ہو گئے ہیں اسکے دشمن یہ سارے گمرہ وہ رہنما ہے راز چون و چرا یہی ہے
دیں غار میں چھپا ہے اک شور کفر کا ہے اب تم دعائیں کر لو غار حرا یہی ہے
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے اُس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اُس نے ہیں اتارے میں جاؤں اسکے وارے بس ناخدا یہی ہے
پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے
وہ یار لامکانی - وہ دلبر نہانی دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہ دیں ہے وہ تاج مرسلیں ہے وہ طیب و امیں ہے اسکی ثنا یہی ہے
حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے
آنکھ اس کی دوربیں ہے دل یار سے قریں ہے ہاتھوں میں شمع دیں ہے عین الضیا یہی ہے
جو راز دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

بقیہ حاشیہ - اپنے خاوند سے طلاق حاصل نہیں کی - اور اُس کی قید نکاح سے اسکو آزادی حاصل نہیں ہوئی - افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ یہ وہ باتیں ہیں جو آریہ لوگ وید کی طرف منسوب کرتے ہیں - مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ در حقیقت یہی تعلیم وید کی ہے ممکن ہے کہ ہندوؤں کے بعض جوگی جو مجرد رہتے ہیں اور اندر ہی اندر نفسانی جذبات اُن کو مغلوب کر لیتے ہیں اُنھوں نے یہ باتیں خود بنا کر وید کی طرف منسوب کر دی ہوں یا تحریف کے طور پر وید میں شامل کر دی ہوں کیونکہ محقق پنڈتوں نے لکھا ہے کہ ایک زمانہ وید پر وہ بھی آیا ہے کہ ان میں بڑی تحریف کی گئی ہے اور اُسکے بہت سے پاک مسائل بدلا دیئے گئے ہیں - ورنہ عقل قبول نہیں کرتی کہ وید نے ایسی تعلیم دی ہو اور نہ کوئی فطرت صحیحہ قبول کرتی ہے کہ ایک شخص اپنی پاکدامن بیوی کو بغیر اسکے کہ اس کو طلاق دیکر شرعی طور پر اس سے قطع تعلق کرے یوں ہی اولاد حاصل کرنے کے لئے اپنے ہاتھ سے اُس کو دوسرے سے ہمبستر کرا دے کیونکہ یہ تو دیوثوں کا کام ہے - ہاں اگر کسی عورت نے طلاق حاصل کر لی ہو اور خاوند سے کوئی اُس کا تعلق نہ رہا ہو تو اس صورت میں ایسی عورت کو جائز ہے کہ دوسرے سے نکاح کرے اور اسپر کوئی اعتراض نہیں ہے اور نہ اس کی پاکدامنی پر کوئی حرف - ورنہ ہم بلند آواز سے کہتے ہیں کہ نیوگ کا نتیجہ اچھا نہیں ہے جس صورت میں آریہ سماج کے لوگ ایک طرف تو عورتوں کے پردہ کے مخالف ہیں کہ یہ مسلمانوں کی رسم ہے پھر دوسری طرف جبکہ ہر روز نیوگ کا پاک مسئلہ ان عورتوں کے کانوں تک پہنچتا رہتا ہے اور ان عورتوں کے دلوں میں جما ہوا ہے کہ ہم دوسرے مردوں سے بھی ہمبستر ہو سکتی ہیں تو ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ ایسی باتوں کے سننے سے خاصکر جبکہ ویدوں کے حوالہ سے بیان کی جاتی ہیں کس قدر ناپاک شہوات اور عورتوں کی جوش ماریں گی بلکہ وہ تو دس قدم اور بھی آگے بڑھینگی اور جبکہ پردہ کا پل بھی ٹوٹ گیا تو ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ان ناپاک شہوتوں کا سیلاب کہاں تک خانہ خرابی کریگا چنانچہ جگن ناتھ اور بنارس اور کئی جگہ میں اسکے نمونے بھی موجود ہیں - کاش اس قوم میں کوئی سمجھدار پیدا ہو -

اور ہمیں یہ بھی سمجھ نہیں آتا کہ مکتی حاصل کرنے کے لئے اولاد کی ضرورت کیوں ہے -

یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اُن آریہ سماج والوں کی نسبت ہے جنھوں نے اپنے اشتہاروں اور رسالوں اور اخباروں کے ذریعہ سے اپنی گندی طبیعت کا ثبوت دیدیا ہے اور ہزارہا گالیاں خدا کے پاک نبیوں کو دی ہیں جن کی اخبار اور کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں مگر شریف طبع لوگ اس جگہ ہماری مراد نہیں ہیں اور نہ وہ ایسے طریق کو پسند کرتے ہیں - منہ

کیا ایسے لوگ جیسے پنڈت دیانند تھا جس نے شادی نہیں کی اور نہ کوئی اولاد ہوئی مکتی سے محروم ہیں اور ایسی مکتی پر تو لعنت بھیجنا چاہیئے کہ اپنی عورت کو دوسرے سے ہمبستر کرا کر اور اب فعل اُس سے کرا کر جو عام دُنیا کی نظر میں زنا کی صورت میں ہی حاصل ہو سکتی ہے اور بجز اس ناپاک فعل کے اور کوئی ذریعہ اس کی مکتی کا نہیں - اور یہ بھی ہم سمجھ نہیں سکتے کہ جو ہزارہا طاقتیں اور قوتیں اور خاصیتیں روحوں اور ذرات اجسام میں ہیں وہ سب قدیم سے خود بخود ہیں پرمیشر سے وہ حاصل نہیں ہوئیں پھر ایسا پرمیشر کس کام کا ہے اور اُس کے وجود کا ثبوت کیا ہے اور کیا وجہ کہ اس کو پرمیشر کہا جائے اور کامل اطاعت کا وہ کیونکر مستحق ہے جبکہ اس کی پرورش کامل نہیں اور جن طاقتوں کو اُس نے آپ نہیں بنایا اُن کا علم اس کو کیونکر ہے اور جبکہ وہ ایک روح کے پیدا کرنے کی بھی قدرت نہیں رکھتا تو کن معنوں سے اس کو سرب شکتیمان کہا جاتا ہے جبکہ اسکی شکتی صرف جوڑنے تک ہی محدود ہے میرا دل تو یہی گواہی دیتا ہے کہ یہ ناپاک تعلیمیں وید میں ہرگز نہیں ہیں پرمیشر تو تبھی پرمیشر رہ سکتا ہے جبکہ ہر ایک فیض کا وہی مبدء ہو - سناتن والوں نے بھی اگرچہ غلطیاں کیں مگر تھوڑی سی اصلاح سے اُن کا مذہب قابل اعتراض نہیں رہتا مگر دیانند کا مذہب تو سراسر گندہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ دیانند نے اُن جھوٹے فلسفیوں اور منطقیوں کی پیروی کی ہے جن کو وید سے کچھ بھی تعلق نہ تھا بلکہ وید کے درپردہ پکے دشمن تھے اسی وجہ سے اسکے مذہب میں پرمیشر کی وہ تعظیم نہیں جو ہونی چاہیئے اور نہ پاک دل جوگیوں کی طرح پرمیشر سے ملنے کے لئے مجاہدات کی تعلیم ہے صرف تعصب اور خدا کے پاک نبیوں کو گندی اور گالیاں دینا ہی یہ شخص بدنصیب اپنے چیلوں کو سکھا گیا ہے گویا یوں کہو کہ ایک زہر کا پیالہ پلا گیا ہے - خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہمارا سب اعتراض دیانند کے فرضی ویدوں پر ہے نہ خدا کی کسی سچی کتاب پر - واللہ اعلم - منہ

ہم نے اسی سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ہم تھے دلوں کے اندھے سو سو دلوں پہ پردے
پھر کھولے جس نے جندرے* وہ مجتبیٰ یہی ہے

اے میرے رب رحمن تیرے ہی ہیں یہ احساں
مشکل ہو تجھ سے آساں ہر دم رجا یہی ہے

اے میرے یار جانی خود کر تو مہربانی
ورنہ بلائے دنیا اک اژدہا یہی ہے

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

جلد آ میرے سہارے غم کے ہیں بوجھ بھارے
منہ مت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے

کتنے ہیں جوش الفت یکساں نہیں ہے رہنا
دل پر ہے میرے پیارے ہر دم گھٹا یہی ہے

ہم خاک میں ملے ہیں شاید ملے وہ دلبر
جیتا ہوں اس ہوس سے میری غذا یہی ہے

دنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا
معشوق ہے تو میرا عشق صفا یہی ہے

مشت غبار اپنا تیرے لئے اڑایا
جب سے سنا کہ شرط مہر و وفا یہی ہے

دلبر کا درد آیا حرف خودی مٹایا
جب میں مرا جلایا جام لقا یہی ہے

اس عشق میں مصائب سو سو ہیں ہر قدم میں
پر کیا کروں کہ اس نے مجھ کو دیا یہی ہے

حرف وفا نہ چھوڑوں اس عہد کو نہ توڑوں
اس دلبر ازل نے مجھ کو کہا یہی ہے

جب سے ملا وہ دلبر دشمن ہیں میرے گھر گھر
دل ہو گئے ہیں پتھر قدر و قضا یہی ہے

مجھ کو ہیں وہ ڈراتے پھر پھر کے در پہ آ کے
تیغ و تبر دکھاتے ہر سو ہوا یہی ہے

دلبر کی رہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
ہشیار ساری دنیا اک باولا یہی ہے

اس رہ میں اپنے قصے تم کو میں کیا سناؤں
دکھ درد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے

دل کر کے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ
دیوانہ مت کہو تم عقل رسا یہی ہے

اے میرے یار جانی کر خود ہی مہربانی
مت کہہ کہ لن ترانی تجھ سے رجا یہی ہے

فرقت بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جاں کنی ہے
عاشق جہاں پہ مرتے وہ کربلا یہی ہے

تیری وفا ہے پوری ہم میں ہے عیب دوری
طاعت بھی ہے ادھوری ہم پر بلا یہی ہے

تجھ میں وفا ہے پیارے سچے ہیں عہد سارے
ہم جا پڑے کنارے جائے بکا یہی ہے

ہم نے نہ عہد پالا یاری میں رخنہ ڈالا
پر تو ہے فضل والا ہم پر کھلا یہی ہے

اے میرے دل کی درماں ہجراں ہے تیرا سوزاں
کہتے ہیں جس کو دوزخ وہ جاں گزا یہی ہے

اک دین کی آفتوں کا غم کھا گیا ہے مجھ کو
سینہ پہ دشمنوں کے پتھر پڑا یہی ہے

کیونکر تبہ وہ ہووے کیونکر تباہ ہووے
ظالم جو حق کا دشمن وہ سوچتا یہی ہے

ایسا زمانہ آیا جس نے غضب ہے ڈھایا
جو پیستی ہے دیں کو وہ آسیا یہی ہے

شادابی و لطافت اس دیں کی کیا کہوں میں
سب خشک ہو گئے ہیں پھولا پھلا یہی ہے

آنکھیں ہر ایک دیں کی بے نور ہم نے پائیں
سرمہ سے معرفت کے اک سرمہ سا یہی ہے

لعل یمن بھی دیکھے در عدن بھی دیکھے
سب جوہروں کو دیکھا دل میں جچا یہی ہے

انکار کر کے اس سے پچھتاؤ گے بہت تم
بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے

پر آریوں کی آنکھیں اندھی ہوئی ہیں ایسی
وہ گالیوں پہ اترے دل میں پڑا یہی ہے

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زباں ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا یہی ہے

گو ہیں بہت درندے انساں کی پوستیں میں
پاکوں کا خون جو پیوے وہ بھیڑیا یہی ہے

کس دیں پہ ناز انکو جو وید** کے ہیں حامی
مذہب جو پھل سے خالی وہ کھوکھلا یہی ہے

اے آریو یہ کیا ہے کیوں دل بگڑ گیا ہے
ان شوخیوں کو چھوڑو راہ حیا یہی ہے

مجھ کو ہو کیوں ستاتے سو افترا بناتے
بہتر تھا باز آتے دور از بلا یہی ہے

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا
گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے

اس دیں کی شان و شوکت یارب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

* جندرے سے مراد اس جگہ قفل ہے۔ چونکہ اس جگہ کوئی شاعری دکھلانا منظور نہیں اور نہ میں یہ نام اپنے لئے پسند کرتا ہوں اس لئے بعض جگہ میں نے پنجابی الفاظ استعمال کئے ہیں اور ہمیں صرف اردو سے کچھ غرض نہیں اصل مطلب امر حق کے دلوں میں ڈالنا ہے۔ شاعری سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ منہ

** یاد رہے کہ وید پر ہمارا کوئی حملہ نہیں ہم نہیں جانتے کہ اس کی تفسیر میں کیا کیا تصرف کئے گئے۔ آریہ ورت کے صدہا مذہب اپنے عقاید کا وید پر ہی انحصار رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور باہم ان کا سخت اختلاف ہے پس ہم اس جگہ وید سے مراد صرف آریہ سماج والوں کی شائع کردہ تعلیمیں اور اصول لیتے ہیں۔ منہ

مسیح موعود

یہی ہے

[یہ وہ نظم ہے جو مورخہ ۱۳ فروری کو محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی ضلع گجرات نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پڑھی اور آپ نے بہت پسند فرمائی]

ہم ڈھونڈتے تھے جس کو وہ دلربا یہی ہے
وہ پیارا پیارا چہرہ وہ مہ لقا یہی ہے

اپنا سلام جس کو ختم الرسل نے بھیجا
نبیوں کی شان والا وہ اولیا یہی ہے

تیغ دعا کا جس کی لیکھو ہوا تھا کشتہ
وہ فتحیاب مرد جنگ آزما یہی ہے

کر دی ہے جس نے قائم کل مذہبوں پہ حجت
وہ غالب زمانہ شیر خدا یہی ہے

آتھم کو پہلے مارا سعدی کو پھر پچھاڑا
وہ باب لُد کا فاتح کشورکشا یہی ہے

پیہم نشان دکھلا کر جھٹلایا عبدالحق نے
ڈرتے تھے دل میں جس سے کل آ رہا یہی ہے

عیسیٰ کی موت ثابت ساری جہاں میں کر دی
جو مر گیا وہ لوٹے جھوٹی رجا یہی ہے

ہوں سیدھے بال جس کے اور رنگ گندمی ہو
وہ مہدی و مسیحا بیٹھا ہوا یہی ہے

طاعون و زلزلہ کی پہلے خبر سنائی
الہام پیشگوئیوں نے ثابت کیا یہی ہے

پھر صدق پر یہی ہے شاہد وہ آیت تقول
جو افترا ہے کرتا اس کی سزا یہی ہے

بخشی ہے جس نے خدا نے اعدا پہ کامیابی
جس کے گواہ بنے ہیں ارض و سما یہی ہے

گم کردگان منزل آؤ تمہیں بتاؤں
وہ مرشد خلائق وہ رہنما یہی ہے

اس آئینہ میں دیکھو وہ جس نے دیکھنا ہو
محبوب لم یزل کا چہرہ نما یہی ہے

میرا دلی عقیدہ گر مجھ سے پوچھنی ہو
اوصاف میں کہوں گا وہ مصطفیٰ یہی ہے

ڈنکے کی چوٹ سب کو میں یہ سنا رہا ہوں
وہ مرسل الٰہی ۔ ہادی مرا یہی ہے

جس میرزا کی خاطر گھر بار ہم نے چھوڑا
آؤ تمہیں دکھاؤں وہ میرزا یہی ہے

محتاج ہے دعا کی روح و جسد کی حالت
کمزوریوں کا پتلا خادم تیرا یہی ہے

لٹتا ہے معرفت کا ہر روز اک خزانہ
اس کاسہ میں تم بھی ڈالو میری صدا یہی ہے

بیٹھا ہے تیرے در پر صوفی گدائے اکمل
اب ہو رہے یہیں کا بس التجا یہی ہے

نکات حکیم الامۃ

درس قرآن میں حکیم الامۃ نے فرمایا بعض لوگ ایسی باتوں و قصوں کے خوض میں رہتے ہیں جو لایعنی اور بے فایدہ ہیں مثلاً پوچھتے ہیں کہ آدم و حوا علیہما السلام کی پیدائش کس طرح ہوئی ان مسائل کے پوچھنے سے انسان کے عادات و اخلاق پر کوئی مفید اثر نہیں پڑتا اس لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے مسائل پوچھنے سے روکا ہے۔

فرمایا۔ ہر ایک بدی کی سزا بدی ہوتی ہے انسان کو ہر وقت خدا تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہیے اور استغفار پڑھتا رہے تاکہ بدیاں کرانے والے شیاطین سے خدا تعالیٰ اس کو محفوظ رکھے۔

فرمایا جو شخص خدا تعالیٰ سے وعدہ کر کے اس کی خلاف ورزی کرتا ہے اس میں نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔

مرحوم نواب بہاولپور

کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ

موت انسان کے لئے بہترین واعظ ہے مگر ہم ہیں کہ موت کی گرم بازاری دیکھکر بھی اپنے خیالات میں مست اور دُنیا کی دلبستگیوں میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ ہی کا فضل اور کرم ہو تو حیوٰۃ الدنیا کو اپنے لئے مفید اور مبارک بناسکتے ہیں۔

ہز ہائینیس نواب بہاولپور کی جوانامرگی سخت سے سخت دلوں پر بھی اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی اور میں نواب صاحب کی وفات کو اس لحاظ سے کہ وہ پنجاب کی ایک ممتاز اسلامی ریاست کے مالک اور عباسی خاندان کی یادگار تھے مسلمانوں کے لئے نہایت صدمہ رساں یقین کرتا ہوں۔ لیکن **نواب صاحب** نے جس راہ میں داعی اجل کو **لبیک** کہا وہ اُن کی سعادت اور نیکی اور خاتمہ بالخیر کی دلیل ہے۔ اس جوانی کے عالم میں حج **بیت اللہ** کے لئے نکلنا ایک والی ریاست کے لئے خدا تعالیٰ کے خاص فضل کا نشان ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نواب صاحب مرحوم اپنی بعض کمزوریوں کے لئے **بیت اللہ** میں جاکر دعا مانگنے کا عزم کر چکے تھے۔ اور انھوں نے وہاں اور مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہایت اخلاص سے دعائیں کیں اور خدا تعالیٰ نے ان دعاؤں کو ایسا شرف قبولیت بخشا کہ ہمیشہ کے لئے انھیں نجات دیدی۔ نواب صاحب کا یہ حسن **خاتمہ** والیان ریاست اور نوجوانوں کے لئے قابل غور ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور آپ کی وفات کا ذکر ہوا تو حضور نے مرحوم نوجوان نواب خلد آشیان کے متعلق بہت ہی اعلیٰ درجہ کی رائے ظاہر فرمائی اور ان کے اس حسن **خاتمہ** اور اس عزم بیت اللہ پر اظہار مسرت فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ان کے پیر جناب خواجہ غلام فرید صاحب قدس اللہ سرہ ہمارے مصدق تھے اور بہت ہی نیک بزرگ تھے * بہرحال وہ حصہ داری کے سلسلہ میں درج ہوگا۔ **نواب صاحب** مرحوم کے لئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنھیں اپنی رضا کے مقام پر اُٹھائے اور انکو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے معصوم نونہال کی سعادت اور نیکی میں عمر دراز کرے اور اس کو تقویٰ کے ان مقامات اور سرابت کی توفیق دے جن کو اس کا مرحوم باپ نہیں پاسکا * ایسا ہی نواب صاحب کے پس ماندگان کو اپنے فضل سے صبر جمیل کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین!

علی گڈھ کالج میں سٹرائک

سٹرائک کے جراثیم علی گڈھ کالج میں بھی پہنچ گئے اور وہاں بھی یہ وبا پھوٹ نکلی۔ میں نے اس خبر کو نہایت افسوس سے پڑھا ہے اور علی گڈھ کالج کے نوجوانوں پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیا وہ نوجوان جنھوں نے علی گڈھ کالج کے آغوش میں تربیت پائی ہے اس احسان کا بدلہ یہ دینا چاہتے ہیں کہ وہ کالج کو بدنام کریں۔ یہ اخلاقی جرأت نہیں اور یہ سیلف ریسپکٹ نہیں کہ اپنے افسروں کے خلاف جنگ (خواہ وہ قلمی یا لسانی ہی ہو) کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں۔

کالج کے طالب علموں میں انقیاد اور اطاعت کا مادہ ترقی کرنا چاہئے۔ نہ خود پسندی اور زود رنجی کا۔ اس سے غداری اور نافرمانی پیدا ہوتی ہے * گورنمنٹ انگلشیہ ہی کی بدولت انکے کالج کی عزت اور وقعت ہے۔ انھوں نے خود کالج کو اس رتبہ تک نہیں پہنچایا۔ سٹرائک کرنے والے نوجوانوں نے اپنے کالج اور کالج کے سرپرستوں کو بہت بڑا اخلاقی صدمہ پہنچایا ہے۔ اور ایسی حالت میں کہ امیر کابل نے ابھی ابھی اُن کے کالج کو دیکھا ہے۔ انگریز پروفیسر کے خلاف اس قسم کی حماقت مسلمانوں کے پولیٹیکل حقوق اور کالج کی وقعت کو سخت صدمہ پہنچانے والی ہے۔ روشن خیال مسلمانوں کو ایسے شوریدہ سر نوجوانوں کو اُن کے نفع و نقصان سے آگاہ کرنا چاہئے۔ میری رائے میں یہ سارا نقص مذہبی تعلیم کی کمی اور عملی کمزوریوں کا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ وہاں مذہبی تعلیم کی پابندی کی جاتی ہے وہ اس سٹرائک کے بعد شرمندہ ہونگے کیا اسلام یہ تعلیم دیتا ہے۔

اگر علی گڈھ کالج ایسے طالب علم طیار کرنا چاہتا ہے تو اُسے چاہیئے کہ فوراً ایسے کالج کو بند کردے جو ملک اور قوم کے لئے کچھ بھی مفید نہیں ہوگا۔ یہ نظیر علی گڈھ کالج میں بہت ہی بُری نظیر ہے۔ میں احمدی قوم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ جس اسلوب پر اپنے نوجوان طیار کر رہی ہے وہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے انشاء اللہ مفید اور بابرکت ہونگے اور گورنمنٹ کے لئے ابھی ایک سود مند اور معتمد علیہ وجود ثابت ہونگے۔ لاہور کے میڈیکل کالج کے طلباء کی سٹرائک کی نظیر موجود ہے جونہی اس ہڑتال کی خبر یہاں پہنچی اور حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے خدام طالب علموں کو حکم دیا کہ تم کالج میں داخل ہو جاؤ۔ سب سے پہلے انھوں نے کالج میں داخل ہونا اپنا فرض سمجھا اسکے بعد دوسرے طالب علم بھی داخل ہو گئے۔

اس وقت بھی علی گڈھ کالج کے احمدی نوجوانوں سے یہی امید کرتا ہوں کہ وہ اس سٹرائک میں شریک نہ ہونگے۔ بلکہ میں یقیناً کہ سکتا ہوں کہ وہ شریک نہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ وہی مذہبی اور عملی تربیت۔ اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ ان کا امام اور پیشوا جس کے ہاتھ پر انھوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے اسی امر میں خوش ہے کہ ایسی فتنہ پردازی کی راہوں سے اجتناب کرتے رہیں کیونکہ یہ لغی کا طریق ہے جو خدا اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہرگز پسند نہیں۔ انگریزی قوم کے احسان کو ہم احمدی فراموش نہیں کرسکتے۔ اس لئے انکے خلاف کسی آواز میں ہماری شمولیت مذہبی طور پر ناجائز اور گناہ ہے۔ (یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان)

تماشا بھیل قادیان میں
یا
چوری اور سینہ زوری

یکم مارچ کو روز روشن میں قادیان کے باہر راستہ رجادہ پر چوری کی سینہ زوری کی ایک ایسی واردات ہوئی ہے جس نے دیکھنے والوں کو ہی حیران نہیں کر دیا بلکہ سننے والوں کے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور لوگ اپنے جان و مال اور آبرو کو غیر محفوظ خیال کر رہے ہیں۔

اس واقعہ کے حالات کو معلوم کر کے بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ قادیان میں یہ تماشا بھیل کہاں سے آگئے؟ ملزمان رجادہ کے

اور قادیان کے کنبہ ہیں جن کی سازش سے پہلے بھی بعض واقعات اس قسم کے پیش آ چکے تھے - اور خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے بھی جبکہ آپ ۱۹۰۴ء میں گورداسپور ایک مقدمہ میں جا رہے تھے پڑ چکے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہر طرح محفوظ رکھا اور کافی جمعیت نے جو آپ کے ساتھ تھی اس بے باک گروہ کو نامراد رکھا - متعلقہ پولیس سٹیشنوں میں ان لوگوں کی بدمعاشیوں اور مشکوک چال چلن کی ہمیشہ شکایات ہوتی رہی ہیں اور ذمہ دار پولیس آفیسر ہمیشہ اس گروہ کی گرفتاری میں ساعی رہے مگر اس گروہ نے اس فرصت کو غنیمت سمجھ کر وسیع پیمانہ پر اپنے کام کو شروع کرنے کا ارادہ کیا - جس کی نظیر یہ سرقہ بالجبر ہے جو روز روشن میں کیا گیا - مقدمہ کی تفتیش تھانہ بٹالہ کے مستعد شریف الطبع اور دیانت دار سب انسپکٹر بابو الطاف الرحمان صاحب کر رہے ہیں بعد میں بابو محمد اشرف خان صاحب انسپکٹر پولیس بھی آ کر کے شامل ہوئے ہیں بابو محمد اشرف خان صاحب کی قابلیت اور انسپکٹر آپ کے اخلاق اور شریفانہ برتاؤ نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں ضلع گورداسپور کو ایسے پولیس آفیسر کی موجودگی پر مبارکباد دوں - میں اس مقدمہ میں مستغیث کو خوش قسمت سمجھتا ہوں جس کے مقدمہ کی تفتیش تھانہ بٹالہ کے گرامی قدر سب انسپکٹر بابو الطاف الرحمان کے سپرد ہوئی تھانہ بٹالہ اپنے ہمعصروں کی دیانتداری اور راستبازی کے ساتھ مستعدی اور جانفشانی سے کام کرنے کے لئے آجکل ضرب المثل ہو رہا ہے - جہاں تکلیف اور رشوت کو دخل نہیں جو پولیس کا معمولی کرتب ہے ۞ بابو صاحب نے ملزمان کو گرفتار کر لیا ہے - اور مجھے کامل یقین ہو گیا ہے کہ جس رنگ میں تفتیش کا سلسلہ شروع ہے وہ اپنے نیکدل آفیسر اور محنتی ماتحتوں کے ساتھ پورے کامیاب ہونگے - یہ کام عدالت مجوزہ کا ہوگا کہ وہ لوگوں کے جان و مال اور آبرو کے سنگین خطرہ کو محسوس کر کے ان سنگین پیدا ہونے والے تاننیا بھیل کے پیرزادوں کو عبرت بخش سزائیں دے - مستغیث نے مال مسروقہ پر ۵ فی صدی انعام کا اعلان کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ نتیجہ پر بڑی سرعت سے مفید ثابت ہوگی - ایڈیٹر ۴ مارچ ۱۹۰۷ء

ضلع گورداسپور کا ایک ہندو عہدہ دار

میں نفس ہندو و مسلمانوں کے سوال کو غیر ضروری سوال سمجھتا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ الحکم میں پارٹی فیلنگ کی بنا پر کبھی کوئی بحث جاری نہیں رکھی گئی - لیکن بدقسمتی سے ضلع گورداسپور کے ایک معزز اور ذمہ وار عہدہ دار کے بعض حالات مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ انھیں روز روشن میں لایا جاوے اور دکھایا جاوے کہ وہ اپنے فرائض منصبی کو کسی حد تک اور کس طرح ادا کرتے ہیں ۞ اور غریب مسلمانوں پر ان کی کیا کیا مہربانیاں ہوتی ہیں جو حالات مجھے پہنچے ہیں وہ خطرناک ہیں - اور ان کے اظہار میں مزید خاموشی اختیار کرنا شاید نامناسب ہوگا لیکن اس سے پہلے کہ میں سلسلہ وار انھیں چھاپنا شروع کروں میں اپنی تحقیقات کو اسکے متعلق مکمل کرنا چاہتا ہوں اور اسی لحاظ سے عہدہ دار مذکور کو اس **انصاف** کا واسطہ دیتا ہوں جس کے لئے وہ مامور ہیں کہ وہ اپنے معزز عہدہ کی ذمہ داریوں کو فراموش نہ کریں اور ان واقعات کو جو پنجاب میں اس سے پہلے پیش آ چکے ہیں نصب العین رکھیں - ورنہ اندیشہ ہے کہ ستم رسیدہ گروہ کی آہیں اور درد دل کوئی نیا شگوفہ کھلائے ۞

درخواست دعاء

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے طلباء امتحان انٹرنس کے لئے چلے گئے ہیں - ناظرین ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں -

جنازہ غائب } منشی جان محمد کنسٹبل محرر تھانہ تلہ گنگ کی والدہ صاحبہ فوت ہوگئی ہیں - ان کا جنازہ غائب پڑھا جاوے -

ریویو

امرت کی دھار } ڈاکٹر ٹھاکر دت صاحب شرما لاہوری (جن کا اشتہار الحکم کے بہرہ اشتہارات میں چھپا کرتا ہے) نے امرت کی دھار کے نام سے ایک عجیب دوائی طیار کی ہے جو بیسیوں امراض کے لئے مفید بتائی جاتی ہے گویا فوری امراض کا فوری علاج ہے - میرے بچے کا ہاتھ جل گیا میں نے اس کا تجربہ کیا از بس مفید پایا - میری رائے میں اس دوائی کی ایک شیشی ضرور ہر ایک گھر میں ہر وقت موجود رہنی چاہیئے قیمت ۱۲ فی شیشی -

بال اڑانے کا پوڈر } ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ ایک عجیب سفوف ہے جس سے بلا تکلیف آسانی کے ساتھ بال صاف ہو جاتے ہیں میرے تجربہ میں عرصہ سے یہ پوڈر چلا آتا ہے اور میں نے اس کو مفید پایا ہے قیمت فی ڈبیہ ۸

برہان الصحیح } لاہور کے مشہور پنجابی شاعر کے نام سے کون واقف نہیں ان کو پنجابی زبان میں شعر کہنے کا خاص ملکہ اور مذاق ہے اور ان کے بیت پنجاب بھر میں شہرت یافتہ ہیں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے آخیر میں انھیں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل فرمایا ہے اور انھوں نے اس پیرانہ سالی میں بھی ضروری سمجھا ہے کہ اس خداداد ملکہ سے خدمت دین کریں چنانچہ پہلے بھی انھوں نے بعض منظوم رسالے بتائید سلسلہ حقہ میں شائع کئے ہیں حال میں برہان الصحیح نام ایک رسالہ شائع کیا ہے جس کی قیمت ۲ ہے اس میں ان مسائل پر پنجابی نظم میں لطیف بحث کی ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اہم مسائل ہیں ۞ یہ کتاب بہت ہی مفید ہے - ہر احمدی کے پاس ہونی چاہیئے ماسٹر ولی اللہ کوچہ چابک سواران لاہور یا دفتر بدر قادیان یا سید عبدالحی صاحب عرب سے مل سکے گی ۞

ضرورت دعاء

(۱) منشی عبدالعزیز صاحب احمدی ماسٹر مڈل منہر اسے لکھتے ہیں کہ میرا بڑا لڑکا عطاء اللہ نام ۱۸ مارچ کو امتحان الف اے کا دینے کے لئے جانے والا ہے - ناظرین الحکم اس کے لئے دعا کرینگے کہ اللہ تعالیٰ کامیاب کرے تو احسان ہوگا -

(۲) محمد عثمان صاحب احمدی سے پور سے لکھتا ہے کہ میں امسال امتحان انٹرنس میں شامل ہونے والا ہوں - ناظرین کامیابی امتحان کی دعا کریں ۞

لاہور کی انجمن اسلامیہ کی شرمناک کرتوت

لاہور کی انجمن اسلامیہ جو اپنے آپ کو مسلمانوں کے تمام فرقوں کی وکیل سمجھتی ہے اُس نے احمدیوں کے خلاف گمٹی والی مسجد کے متعلق مقدمہ بازی میں نمایاں حصہ لیا۔ حالانکہ یہ امر اس کے مقاصد کے خلاف تھا۔ بہرحال ایک طرف تو اسکے نزدیک **احمدیوں** کا ایک مسجد میں نماز پڑھنا **ناقابل عفو** گناہ تھا اور اگر وہ ان کو مسجد سے نکال نہ لیتی تو خدا جانے اسپر شرعی طور پر کیا کفارہ لازم آتا۔ کیونکہ اس سے بڑھکر اور کیا گناہ انجمن اسلامیہ کے ممبروں کے نزدیک ہو سکتا ہے کہ گمٹی والی مسجد میں کوئی احمدی نماز پڑھ لے۔

اللہ! اللہ!! ایک وہ وقت تھا کہ نصاریٰ نجران مسجد نبوی میں اپنا گرجا کرلیں اور آپ پر اعتراض نہ ہو اور دوسری طرف حضرت رسالت پناہی علیہ التحیۃ والتسلیم کے فرمانبردار مسلمانوں کے قائمقام اور مسلمانوں کے اتحاد کے شیدائی وہ ایک قوم کو نماز سے روکنا اور مسجد سے نکالنا اپنا فرض سمجھتے ہیں

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مجھے اس کا بھی افسوس نہیں تھا اس لئے کہ ابھی انجمن اسلامیہ میں غالباً وہ لوگ بھی شامل ہیں جنھوں نے پچھلے سالوں میں اسلام کی ترمیم اور قرآن کریم کی ترمیم کے مشورے دیئے تھے۔ اور جو نمازوں کو عیسائیوں کے گرجا کے قالب میں ڈھالنا چاہتے تھے اور روزوں میں پھل وغیرہ کھا لینا ضروری سمجھتے تھے۔ ایسے لوگوں کی موجودگی میں احمدی فی الحقیقت اس قابل تھے کہ وہ گمٹی والی مسجد سے نکالے جاتے اس لئے کہ وہ بعض لوگوں کی تجاویز کی عملی مخالفت کرتے تھے۔ اب انجمن اسلامیہ نے جو ایک نیا **شرعی** کام اور خدمت اسلام کی ہے وہ اس قابل ہے کہ کل پنجاب کے مسلمان ملکر اس کے لئے نفرت کا ووٹ پاس کریں۔ اس کی تصریح کے لئے میں روزانہ پیسہ اخبار کا ایک نوٹ درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

گارڈن پارٹی میں شراب لازمی نہیں ❋ انڈین ایسوسی ایشن لاہور نے آنریبل مسٹر گوکھلے کے آنر میں گذشتہ پیر کی شام کو پنجاب ایسوسی ایشن کلب میں ایک گارڈن پارٹی دی تھی۔ اور اس پارٹی کے لئے ریفرشمنٹ کا سامان بالکل ہندوؤں کے اصول پر کیا گیا تھا۔ یعنے ریفرشمنٹ کی میز پر بالکل شراب کا نام ونشان نہ تھا تعجب ہے کہ انڈین ایسوسی ایشن تو ایک ایسے عزیز مہمان کی آؤ بھگت کے موقعہ پر اس کی پارٹی کے ریفرشمنٹ کے سامان کو مسکرات سے محفوظ رکھنے کا تہیہ کر لے۔ اور اس کے یورپین مہمان ناخوش نہ ہوں۔ مگر **انجمن اسلامیہ لاہور نے جو گارڈن پارٹی مسٹر جسٹس شاہ دین صاحب کے آنر میں حال ہی میں دی تھی اسکے ریفرشمنٹ میں مہمانوں کو شراب بہم پہنچائی جاوے۔ ایک اسلامی انجمن کے لئے یہ نہایت نازیبا بات ہے**۔ اس لئے مناسب ہے کہ جس قدر رقم اس پارٹی کے اخراجات کی آپس کے چندہ سے ابھی تک ادا نہیں ہوئی وہ بھی ممبروں کے چندہ سے ہی ادا کیجائے اور انجمن کے فنڈ سے اس کام پر ایک پیسہ نہ خرچ کیا جائے۔ ورنہ پبلک کو انجمن اسلامیہ سے سخت شکایت ہوگی۔ خود ملک معظم ایڈورڈ ہفتم نے ایک موقع پہ فرمایا تھا کہ جام صحت پانی سے بھی تجویز ہو سکتا ہے۔ اسی طرح گارڈن پارٹی بھی شراب کے بغیر ہو سکتی ہے۔

اس نوٹ میں جن سطور کو جلی قلم سے لکھا گیا ہے وہ انجمن اسلامیہ لاہور کی اسلامی گستاخی اور **قرآن کریم** کی صریح مخالفت کو ظاہر کر رہی ہیں مسلمانوں کی قائمقام انجمن کہلا کر اس میں مہمانوں کے لئے شراب بہم پہنچایا اس سے بڑھکر اسلامی شعار کی **ہتک اور بے ادبی** کیا ہوگی؟ اور خدا تعالےٰ کے حرام کو حلال قرار دینے کی عملی نظیر کیا ہو سکے گی؟ جو لوگ پہلے ہی بے باک اور بہانہ ڈھونڈھتے ہیں ان کے لئے انجمن اسلامیہ کی یہ کارروائی سخت مضر اور مہلک ثابت ہونے والی ہے۔

مَیں **پیسہ اخبار** کی اس اخلاقی جرأت کا اس مقام پر اعتراف کرتا ہوں کہ اس نے انجمن اسلامیہ کی بیہودہ کارروائی پر نوٹس لیا۔ یہ سچ ہے کہ پیسہ اخبار ہمارے سلسلہ کا مخالف اخبار ہے اور وہ مخالفت کرتے ہوئے بہت بیجا اور خطرناک غلطیاں کرتا ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ جہاں وہ درست رائے کا اظہار کرے اس کی تائید نہ کی جاوے یہ تنگ خیالی اور بخل ہے اور میں خدا تعالےٰ سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔

بہرحال وہ علماء جو حق اور رفع کے جھگڑوں پر کفر کے فتویٰ دینے کو آمادہ ہوتے ہیں وہ **انجمن اسلامیہ لاہور** کی اس شرمناک کارروائی پر اپنی ناراضگی کا اظہار کریں اور تمام مسلمان اخبار نویس اسپر نوٹس لیں مگر میں کہہ دیتا ہوں کہ صرف اس خیال سے کہ انجمن میں فلاں وکیل ہے یا بیرسٹر ہے یا جج ہے نہ علماء صحیح رائے دینے کی ہمت کرینگے اور نہ مسلمان اخبار نویس۔

افسوس مسلمانوں کا روپیہ انجمن اس طرح پر شراب کے کنٹروں کی خرید میں تلف کرتی ہے۔ آنریبل میاں شاہ دین صاحب کے آنر میں کسی پارٹی کی حاجت نہ تھی اگر انجمن اسلامی شعار کی قدر کرتی۔ آنریبل میاں شاہ دین صاحب جج ہیں ہوں لیکن جو شخص مسلمان کہلا کر خدا کی مجید کتاب اور اسلام کے ارکان میں ترمیم کی صلاح دیتا ہے وہ مذہبی نظر سے اس قابل نہیں ہو سکتا کہ اس کی عزت کی جاوے یہی وجوہ اور اسباب ہیں جن سے اسلام کا عملی پہلو کمزور ہوتا جاتا ہے۔ **انجمن اسلامیہ** کا یہ خیال بہت خطرناک اور مسلمانوں کو سخت روحانی صدمہ پہنچانے والا ہے۔ اور انجمن اسلامیہ اگر اسلام کی کچھ بھی وقعت اپنے دل میں رکھتی ہے اور اخلاقی جرأت سے اسے حصہ ملا ہے اور وہ نری دنیاداری کو ہی مدنظر نہیں رکھتی تو صاف طور پر اپنی اس غلطی کا اعتراف کر کے شائع کرے اور اس گناہ کا کفارہ دے۔ ورنہ مسلمانوں کو اسکے خلاف پروٹسٹ کرنا چاہیئے۔

مراد ما نصیحت بود کردیم

پیسہ اخبار بھی توجہ کرے

انجمن اسلامیہ کے متعلق مندرجہ بالا نوٹ لکھ چکنے کے بعد اسی تاریخ کے پیسہ اخبار کے صفحہ ۸ کے آخری اشتہار پر میری نظر پڑی جو **شراب** کا اشتہار ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے اس نوٹ کے بعد پیسہ اخبار اس اشتہار کو کم از کم ضرور نکال دیگا جبکہ وہ انجمن اسلامیہ کے ایک فعل پر اظہار افسوس کرتا ہے۔

جنازہ غائب

مولوی علی محمد صاحب احمدی زیرہ ضلع فیروزپور وفات پا گئے ہیں ان کا جنازہ غائب پڑھا جاوے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

محب مکرم سید محبوب علی صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ لیورپ کسرا مونگیر وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا خط معہ دو اشتہاروں کے پہنچا مندرجہ سے آگاہی حاصل ہوئی (۱) واضح ہو کہ ہم کو متعدد جگہ پر تجربہ ہوا ہے کہ مخالفین امن قائم رکھنے کے لئے سب طرح اقرار کر لیتے ہیں مگر بحکم کلام نبوۃ یعنی لتتبعن سنن من کان قبلکم کے اُس عہد و پیمان کا نقض کر دیتے ہیں۔ او کلما عاھدوا عھداً نبذہ فریق منھم بل اکثرھم لا یؤمنون ۰ اور ابھی تک چونکہ کثرت مخالفین کی طرف ہے پولیس نے بھی واسطے قائم رکھنے امن کچھ انتظام نہیں ہو سکتا پس اندریں صورت بحکم۔ من جرب المجرب فقد حلت بہ الندامۃ کے جماعت احمدیہ سے بجز صبر کے اور کچھ نہیں ہو سکتا آپ صاحبوں کو ابھی تجربہ نہیں ہوا آپ غور فرماویں اُن کے اشتہار میں اول ہی سے یہ عنوان قائم کیا گیا ہے ؎ زبان پر آئیگی جو دل میں ہوگی۔ اب آپ کیا نہیں جانتے کہ اُن کے دلوں میں کیا کیا غبار بھرا ہوا ہے لہذا میرا قلب اِس وقت شہادت نہیں دیتا کہ وہاں پر حاضر ہو سکوں ہاں مناظرہ تحریری ہو سکتا ہے تمام علمائے مخالفین بنگال کو اجازت ہے کہ اپنے دعاوی کے دلائل کو محرر کر کر لکھ بھیجیں انشاء اللہ تعالیٰ جواب اُسکا روانہ کر دیا جاویگا اور اگر وہ یہ بھی نہیں کر سکتے تو ہمارے کسی رسالہ کا جواب تحریر کریں۔ مثلاً ایک مختصر سا رسالہ ازالۃ الوسواس ہے اُس کا جواب لکھیں زیادہ ہوس ہو شمس بازغہ کا جواب تحریر کریں (۲) ہماری طرف سے صدہا کتابیں اور ہزاروں اشتہار تمام دُنیا میں شائع ہو چکے ہیں، پھر کیا وجہ کہ نہ اُن کی تصدیق کی اور نہ اُن کی تکذیب ابتک مع الدلائل کی ہے۔ ابتو ہمارے مسائل قد تبین الرشد من الغی کے مصداق ہو گئے ہیں نصوص قرآنی اور احادیث صحیحہ پیش کیگئیں دلائل عقلیہ مؤید دلائل نقلیہ بھی عرض کی گئیں مناظرات بھی واقع ہو چکے مباہلات میں اس قدر کامیابی حاصل ہوئی کہ اہل انصاف کے نزدیک امر حق کالشمس فی نصف النہار واضح ہو گیا نشان ہائے آسمانی بکثرت واقع ہو چکے مگر یہ کل کے کل دائرہ تسلیم میں نہیں داخل ہوئے نصیحتہ جمیل۔

مشتہرون کے مضمون اشتہار سے بحکم ولتعرفنھم فی لحن القول کے کل حال معلوم ہو گیا ؎ تا مرد سخن نگفتہ باشد۔ عیب و ہنرش نہفتہ باشد۔ مثلاً ہماری نسبت یہ افترا ہے کہ حضرت عیسٰی کو شعبدہ باز کہتے ہیں بھلا جو مشتہر ہم پر یہ تہمت کرتا ہے اُس سے کیا امید انصاف کی ہو سکتی ہے۔ ازالہ میں جو اس مسئلہ کی تحقیق لکھی ہے اُس کو مطالعہ کر کر کوئی اہل انصاف ہماری نسبت یہ افترا کر سکتا ہے ہرگز نہیں متعدد جگہ پر حضرت اقدس نے حضرت عیسٰی کے ایسے افعال کو معجزہ ہی لکھا ہے ہاں البتہ معجزہ کی دو قسمیں کی ہیں اور اس کو معجزہ عقلی قرار دیا ہے اور اُس کو دلائل سے ثابت کیا ہے اور حقیقی احیا کی دلیل سے البتہ نفی کی ہے مثلاً یہ دلیل کہ صفات خاصہ الوہیت میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا اور اگر شریک ہو تو پھر خدائے حقیقی کی خدائی کہاں باقی رہی اور دوسرے مشرکوں میں اور اہل اسلام میں کیا فرق باقی رہا ہاں یہ بھی ضرور لکھا ہے کہ حضرت مسیح کے زمانہ میں چونکہ شعبدہ بازی کثرت سے تھے اس لئے یہ اعجاز عقلی حضرت عیسٰی کو عنایت فرمایا گیا تھا اور چونکہ معجزات حسب مصلحت وقت اللہ تعالیٰ ماموروں کو عطا فرمایا کرتا ہے اُس وقت یہی مصلحت ہوئی پس اس لئے ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں جو ہزارہا صنائع بدائع مثل فونوگراف کے جاری ہو گئی ہیں معجزات مسیح کو بمقابلہ مثلاً فونوگراف جیسی صنعت کے کون تسلیم کریگا اس بیان میں کیا محذور شرعی لازم آتا ہے اور پھر جو دلائل ازالہ میں مندرج ہیں جیسا کہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون وغیرہ وغیرہ مشتہر نے ابھی تک اُن دلائل قرآنی کا نقض بھی نہیں کیا کہ بھلا جو شخص ہمارے دلایل ولن یخلقوا ذباباً ولو اجتمعوا لہ وغیرہ کا نقض نہ کرے اور دلائل الزام ہم پر لگاوے تو ایسے شخص سے ہم کو کیا امید ہدایت کی ہو سکتی ہے جو مناظرہ کیا جاوے اور جو صاحبان ایسے فہیم ہیں کہ ہم سے سوال کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کس وصف میں مثیل مسیح ہیں اول وہ ہم کو بتاویں کہ قرآن مجید جو دعویٰ کرتا ہے کہ آں حضرت صلعم مثیل موسیٰ ہیں جب کہ فرمایا انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا ۰ اول وہ اس دعوے قرآنی کو ثابت کریں پھر ہم سے سوال کریں کہ مرزا صاحب کس وصف میں مثیل مسیح ہیں پھر انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی بعد قائم ہونے اصل مماثلت کے آیت استخلاف کما استخلف الذین من قبلھم وغیرہ سے انشاء اللہ تعالیٰ اس مماثلت کو بھی ثابت کر دیویں گے آپ غور فرماویں کہ بڑے بڑے مخالفین نے جیسے مولوی محمد حسین بٹالوی ہیں تو اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں سابق میں لکھا تھا کہ حضرت عیسٰی کی حیات کا ثبوت یقینی قرآن مجید سے نہیں ہو سکتا اور اکثر علما مخالف نے مجھ سے بھی کہا کہ ہم حضرت عیسٰی کی حیات میں بحث نہیں کرتے اور عبد الوہاب کہتا ہے کہ حضرت عیسٰی کی وفات پر ہم ایک ہی آیت مانگتے ہیں یہ اُس کی بالکل جہالت ہے ایسے شخص سے ہم مناظرہ کرنا نہیں چاہتے اور وہ قابل خطاب نہیں کیا فلما توفیتنی اُن کی وفات پر قطعی دلیل نہیں ہے مختصر طور پر ہم اس خط میں کچھ اس کا بیان کرتے ہیں آپ اُس کا جواب اُس سے لیجئے وہ دجال سے خالی نہیں اگر توفی کے معنے آسمان پر اُٹھا لینے کے ہیں جیسا کہ مخالفوں کا عقیدہ ہے اگرچہ یہ معنی آدم سے لیکر اس وقت تک کسی دوسرے بشر کے لئے نہیں سہاگئے مگر ہم مولوی عبد الوہاب کی خاطر سے تھوڑی دیر کے لئے یہی معنے تسلیم کرتے ہیں اب یہ تو مسلم ہے کہ سوال و جواب مندرجہ آیات مذکورہ قیامت کو ہوگا اس لئے حضرت عیسٰی کی وفات قیامت تک نہ ہوئی ہوگی اور یہ سوال و جواب قیامت کو واقع ہو جاویگا کیونکہ معنے توفی کے بزعم شان آسمان پر اُٹھا لینے کے ہیں نہ وفات دینے کی اندریں صورت مخالف کا عقیدہ نزول من السماء بالکل غت ربود ہو گیا اور عیسائیوں کا عقیدہ بھی صحیح ہو گیا۔ کہ وہ قیامت تک زندہ رہیں گے پس مخالفین کا اس صورت میں وہ حال ہوا ؎ اینہم رفت و آنہم رفت۔ در پئے جانان جاں ہم رفت۔ فاین المفر اور اگر معنے توفی کے وہی صحیح ہیں جو اہل حق لیتے ہیں اور تمام آیات قرآن مجید اور احادیث اور کتب لغات اُس کی شاہد ہیں کہ توفاہ اللہ ای قبض اللہ روحہ تو یہ جواب حضرت عیسٰی کا بالکل جھوٹ اور غلط ہوا جاتا ہے کیونکہ بموجب عقیدہ مخالفین کے حضرت عیسٰی نے تو تمام اہل کتاب کو وقت نزول مشرک پایا اور لا محالہ کا قائل بھی پایا اور توحید اسلام کو یہاں تک جاری کیا ہوگا کہ کوئی اہل کتاب باقی نہ رہا ہوگا جو ایمان نہ لایا ہو جیسا کہ مخالفین کا عقیدہ ہے کہ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ الایہ تو یہ جواب حضرت عیسٰی کا کہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم محض جھوٹ اور غلط ہو گیا۔ اور جبکہ اُن کو بعد نزول من السماء کے معلوم ہو گیا تھا۔ کہ اُن کی قوم نصاریٰ نے الحاد کیا ہے تو یہ جواب جھوٹ بھی ہوا اور پھر اخفائے شہادت کا جرم بھی حضرت عیسٰی کی طرف علاوہ عاید ہوا۔ اندریں صورت مخالفین نے بروز قیامت حضرت عیسٰی کی نجات ہی پر پانی پھیر دیا کیونکہ اسی جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم ۰ دنحم ماقیل دشمن دانا بہ از نادان دوست۔ اور اگر کہا جاوے کہ یہ جواب حضرت عیسٰی کا متعلق اُس زمانہ کے ہے جبکہ بعد نزول من السماء کے حضرت عیسٰی کی وفات ہو جاوے گی۔ اور اُن کی اس وفات کے بعد نصاریٰ مشرک ہو جاویں گے تو اسپر ایک طرفہ یہ لازم آتا ہے کہ ابھی تک نصاریٰ حق پر ہیں کیونکہ انکی وفات

ابھی تک تو ہوئی ہی نہیں اور اس صورت میں سوال اللہ تعالیٰ کا ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ ۔ بھی اُسی زمانہ مابعد الموت سے متعلق ہوگا پس فرمائیے کہ یہ تمام مناظرات قرآنی جو آنحضرت صلعم کے وقت میں نصاریٰ سے ہوئے وہ سب باطل ہوئے جاتے ہیں ونعوذ باللہ منہ اور اگر مانا جاوے کہ بالضرور نصاریٰ بعد رفع الی السماء کے بھی مشرک ہوگئے ہیں۔ تو پھر اُس کی باز پرس نہ ہونے کے کیا معنے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ولنسئلن المرسلین ۔ فاین المفر۔

اور پھر دوسرا فساد یہ لازم آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ جب آسمان پر سے اُتر کر زمین پر آوینگے اور سورۂ مائدہ کی ان آخری آیات کو پڑھینگے تو قرآن مجید پر اُن کو یہ اعتراضات بالضرور پیدا ہونویں گے کیونکہ وہ تو ان جملہ واردات کے خود مورد ہیں اور جبکہ مضمون آیات کو خلاف ان واقعات کے پاوینگے تو کیا مخالفین کے نزدیک قرآن مجید کی وہ اصلاح بھی کرینگے بلکہ بہت سی آیات کی اصلاح اُن کو کرنی پڑے گی ونعوذ باللہ منہ پس اگر مخالفین اُنکی ان اصلاحوں کو قبول کرلیونگے تو تو قرآن مجید سے اُن کو ہاتھ دھو بیٹھیں گے اور اگر قبول نہ کرینگے تو پھر اُن کے لئے بھی تکفیر کے فتوے جاری ہو جاویں گے فاین المفر۔ واضح ہو کہ اُن آیات مذکورہ کی کچھ تفصیل ہم نے رسالہ کشف الغطاء میں تحریر کی ہے فلیرجع الیہ۔

پھر مولوی عبدالوہاب صاحب نے منازعہ فیہا ایک یہ مسئلہ بھی قرار دیا ہے جو اُن کی لیاقت علمی کا ایک بڑا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دوبارہ زندگی دنیا کے دینے پر قدرت ہے یا نہیں۔ افسوس کہ قدرت کا انکار یہاں پر کون کرتا ہے ہاں البتہ قرآن مجید کے نصوص بینہ بآواز بلند فرما رہے ہیں کہ فیمسک التی قضیٰ علیہا الموت و من ورائھم برزخ الیٰ یوم یبعثون وغیرہ وغیرہ من الآیات الکثیرہ۔ پھر ایسے کج فہمیوں کے ہوتے عبدالوہاب صاحب کو کہاں تک سمجھایا جاویگا۔ انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء۔ مولوی صاحب کو اتنی خبر بھی نہیں کہ جن آیات سے مخالفین حقیقی موتیٰ کی دوبارہ زندگی ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ اس بارہ میں ہرگز نص نہیں ہیں پس نصوص بینہ کا مقابلہ کیونکر کرسکتے ہیں۔ پھر پانچواں مسئلہ یہ قرار دیا ہے کہ مہدی اور مسیح دو ہیں یا ایک افسوس کہ اس بیچارہ کو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ اکابر ہیں یا مسیح اور مہدی۔ محدثین نے تو مہدی کا ذکر تک بھی نہیں کیا۔ اور مسیح کا ذکر متعدد احادیث صحیح الصحاح میں وارد ہے اب اکابر محدثین کے نزدیک اگر مہدی اور مسیح دو شخص علیحدہ تھے تو احادیث مہدی کو کیوں نہیں ذکر کیا ان اکابر محدثین کی قبروں سے جا کر سوال کیا جاوے کہ اُس میں کیا سر ہے اور پھر دریافت طلب یہ امر بھی ہے کہ جن احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہدی اور مسیح دو شخص ہیں جب کہ لا المھدی الا عیسیٰ بن مریم ۔ یا جن روایتوں میں جو اوصاف مہدی کے بیان ہوئے ہیں بعینہا وہی اوصاف مسیح کے بیان ہوئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی و مسیح دونوں ایک ہی ہیں تو ایسے روایات میں سوائے مسئلہ مقررہ علم اصول کے اذا تعارضا تساقطا کے اور کیا ہو سکتا ہے غرض کہ اوائل میں ہمارا خیال یہ تھا کہ مولوی عبدالوہاب صاحب کسی قدر اہل علم ہونگے مگر اب معلوم ہوگیا کہ وہ بڑے اہل علم ہیں چھوٹے نہیں ۔ تا مرد سخن نگفتہ باشد ۔ عیب و ہنرش نہفتہ باشد۔ اس لئے خاکسار کا ملنا اب وہاں پر بے سود ہے اور آپ اطمینان فرمائیے انشاء اللہ تعالیٰ کوئی ضرر آپ کو نہ پہنچا سکینگے ۔ لن یضروکم الا اذیٰ ۔ والسلام خیر ختام ۔

مولوی سید محمد احسن فاضل امروہی

ڈائری

۱۳- فروری

نماز ظہر - قبل نماز ظہر مفتی صاحب نے مسٹر ویب باشندہ امریکہ کا خط حضرت اقدس کو سنایا - حضرت نے فرمایا - ویب اگر دلی کوشش کرتا تو ضرور اس کا اثر لوگوں میں ہوتا - کیونکہ سخن کز دل برون آید نشیند لاجرم بر دل -

ویب اہل امریکہ کو کیا کوستا ہے اُس کو اپنے دل کو کوسنا چاہئے اُسنے ہمارے سلسلہ کی طرف پوری توجہ نہیں کی بلکہ بدگوئی کے ساتھ ہندوستان سے واپس چلا گیا تھا اس سے تو ہمارے نزدیک عبداللہ کوئلم بدرجہا بہتر ہے جس نے ایک جماعت مسلمانوں کی بنالی ہے - فاضل امروہی نے عرض کیا کہ ویب کے متعلق حضور نے ایک پیشگوئی کی تھی جبکہ وہ قادیان میں آنے کا ارادہ رکھتا تھا کہ وہ یہاں نہیں آئیگا اور واپس چلا جاویگا اور جس بات کے لئے واپس گیا تھا وہ بھی اس کو نصیب نہ ہوئی۔ چنانچہ واپس جا کر نادم ہوا -

نماز عصر - قبل نماز عصر حضرت اقدس مسجد میں تشریف لائے مولوی محمد علی صاحب کو فرمایا کہ اگر اہل امریکہ و یورپ ہمارے سلسلہ کی طرف توجہ نہیں کرتے تو وہ معذور ہیں اور جب تک ہماری طرف سے اُن کے آگے اپنی صداقت کے دلائل نہ پیش کئے جاویں وہ انکار کا حق رکھتے ہیں ہماری صداقت کے دلائل و حقیقت اسلام پر ایک مستقل کتاب انگریزی میں چھاپ کر اُن کو پیش کی جاوے -

جن باتوں کو ہمارے مخالف مسلمان اُن کے آگے پیش کرتے ہیں ان میں بہت غلطیاں ہیں -

مثلاً حیات مسیح - مسئلہ ختم نبوت - مکالمات الٰہی کے متعلق اس زمانہ کے مسلمانوں نے سخت غلطی کھائی ہے - اس کتاب میں ان مسائل کی تنقیح اور ہمارے سلسلہ کے دلائل صداقت لکھے جاویں -

ویب نے ایک چٹھی لکھی کہ جو معجزات اب پیش کئے جاتے ہیں اُن پر ٹھٹھا کئے جاتے ہیں -

ان سب باتوں کے لئے ایک مستقل کتاب جامع ہو جس میں یہ سب مضمون لکھے جاویں -

۱۷- فروری

نماز ظہر - آجکل جو خطرناک امراض ترقی پذیر ہو رہے ہیں ان کے متعلق ذکر ہونے پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تقریر فرما رہے تھے جب خاکسار حاضر ہوا تو کلمات ذیل برزبان درفشاں جاری تھے - توحید اسلام ہی کی توحید ہی اسلام سکھلاتا ہے کہ جو زہریلے ذرات انسان کے اندر جا کر خطرناک امراض کا باعث ہوتے ہیں وہ سب خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت چلتے اور اثر پذیر ہوتے ہیں بغیر اذن الٰہی کوئی ذرہ اثر نہیں کر سکتا - لہذا خدا تعالیٰ کے آگے تضرع و زاری کرنی چاہئے کہ وہ زہریلے ذرات و مواد کے اثر سے محفوظ رکھے اگر زہریلے ذرات و مواد انسان کے اندر خود بخود اثر پذیر ہوتے تو پھر ان ذرات کے آگے ہاتھ جوڑنے پڑتے کہ اثر نہ کریں مگر ایسا امر نہیں ہے بلکہ کوئی چیز و ذرہ خدا تعالیٰ کے حکم و اذن کے سوا اثر نہیں کر سکتا ۔

آرین عقائد کی تردید دیانندی قلم سے

سوامی دیانند جی کتاب ستیارتھ صفحہ ۲۱۸ و ۲۴۱ پر لکھتے ہیں کہ خدا اپنے قوانین مقررہ کے برخلاف کچھ نہیں کر سکتا اور نہ کسی کی صفات طبعی کو بدل سکتا ہے۔ اسی بناء پر سوامی جی نے انبیاء پاک کے معجزات کی نہائت بیباکی سے تردید کی ہے۔ اور قدامت ارواح و مادہ کے متعلق بھی اسی گورکھ دھندے کو پیش کر دیا کرتے ہیں کہ اگر روح و مادہ قدیم نہیں تو بتاؤ کب اور کس طرح پیدا کیا گیا دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۱۸۔ ان کی تقلید پر آپ کے چیلے لیکھرام مقتول اور اُس کے بعد لالہ سالگ رام الہ آبادی مصنف رسالہ اثبات تناسخ وغیرہ نے بھی غیر مذاہب پر قسم قسم کے ناجائز حملے کئے ہیں۔

سوامی جی کا معمول ہے۔ کہ غیر مذاہب کی تردید میں ایسے ایسے اصول وضع کر لیا کرتے ہیں۔ جو کہ بالکل ہی غلط بلکہ اغلط ہوتے ہیں۔ اس جگہ آنجناب نے ویسے ہی اصول مخترعہ سے کام چلایا۔ مگر افسوس کہ سوامی جی اگر بالکل دہریہ ہو کر ایسے اصول مقرر کرتے۔ تو شائد آپ کے لئے زیادہ اچھا ہوتا۔ لیکن اب تو آپ بھی وید کے منبع ہونے کا دم بھرتے ہیں۔ ویدوں کو الہامی ثابت کرنے کے واسطے سرگرداں ہیں۔ خیر ہمیں کیا تعلق ہر ایک آدمی کسی نہ کسی مذہب کا پابند کسی کتاب کا پیرو ہو کر اُس کو الہامی خیال کرتا ہے۔ لیکن لطف ہے تو یہ کہ جن مصنوعی اصول کے رو سے غیر مذاہب کو غلط کر دیا تھا۔ ویدوں کے الہامی ثابت کرنے کے وقت اُن اصولوں کو بالکل نظر انداز کر دیا۔

آپ کا اصول ہے کہ خدا کسی انسان کی صفات طبعی کو بدل نہیں سکتا۔ اس لحاظ سے کوئی خاص انسان اپنی طبعی صفات کی قید سے چھٹکارا پا کر مختار نہیں ہو سکتا یہ ایک مقررہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک انسان خواہ امیر ہو یا غریب تاوقتیکہ کچھ حصہ اپنی عمر کا تعلیم میں صرف نہ کرے عالم نہیں کہلا سکتا۔ سوامی دیانند نے بھی زیادہ سے زیادہ پچاس سال اور کم سے کم پچیس سال وید کے پڑھنے میں صرف کرنے تجویز فرمائے۔ کیونکہ آپ کے خیال شریف میں اس سے کم مدت میں کوئی آدمی وید کو کما حقہ نہیں جان سکتا۔

جب ہم نے اس اصول کو ناظرین لیکر خود سوامی جی کی سوانح عمری کو ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ آنجناب نے کل چار سال ورجانند اندھے سے سنسکرت پڑھی لیکن اپنے شاگردوں کو پورے عالم سنسکرت ہونے کا یقین دلا گئے لیکن اب سوال یہ ہے کہ جبکہ اور انسان ۵۰ سال یا ۲۵ سال سے کم میں سنسکرت نہیں پڑھ سکتا تو سوامی جی نے کل چار سال میں کس طرح تمام سنسکرت پڑھ لی۔

سوامی دیانند نے تو خیر ہم سال ہی پڑھا۔ لیکن آریہ مسافر ماہ جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں لکھا ہے کہ ہم آریہ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے۔ اور ہم مانتے ہیں۔ کہ اگنی۔ وایو۔ آدیتہ۔ انگرہ۔ یہ لوگ اور رشی منی کسی موقعہ پر بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے۔ اور ایک منٹ بھی گمراہ نہ رہے۔ بلکہ پیدا ہوتے ہی اُنھوں نے جہاں مادی آنکھوں کے لئے سورج کی روشنی پائی۔ وہاں روحانی آنکھوں کیلئے الہٰی علم کی تحریک دل میں حاصل کی یعنی وید کے عالم ہوئے اور رگوید بھاشیہ بھومکا صفحہ میں سوامی دیانند جی بھی اسی طرح تحریر کرتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ خدا کا وہ قانون جو عیسائی مسلمانوں کیواسطے دیانندی کونسل میں پاس ہوا۔ کہ خدا کسی کی صفات طبعی نہ بدلے۔ کدھر گیا "کوئی گدھا تو نہیں چر گیا۔"

سوامی جی اگر آپ کسی جون میں ہمیں درشن دیں۔ تو ضرور ہم آپ سے اس معمہ کو توحل کرا دیں کہ کس طرح ان لوگوں یعنی ملہمان وید کی صفات طبعی پلٹ گئیں۔ کیوں نہ انھوں نے ۵۰ سال پڑھ کر وید کو حاصل کیا وہ بغیر اتنی سر دردی کے عالم لوگوں کے لئے کیوں جائز رکھی گئی۔

آریہ سماجیو دیکھتی ہو سوامی جی کس مصیبت میں مبتلا ہیں کیا کوئی ہے جو سوامی جی کو اس بلائے ناگہانی سے چھڑا دے۔

سنو آپ کی مجوزہ شرائط الہام پانچویں شرط یہ ہے کہ الہام قانون فطرت کے مطابق ہونا چاہیئے۔ اور یہ کہ الہام کیں کسی قسم کی رعائت نہ ہونی چاہیئے بتاؤ۔ کس قانون سے خدا نے ان کو ایک دم تمام کا تمام وید ایک ہی جھٹکے میں الہام کر دیا جس طرح الو ایک ہی جھٹکے میں سارا چوہا اندر اوتار جاتا ہے۔ اسی طرح وید بھی ملہمان نے پہلے جھٹکے میں اوتار لئے اور یہ بھی بتاؤ کہ اُن کی اتنی رعایت کیوں کی گئی۔ یاد رہے۔ ہم ویدوں کے الہام ہونے کے متعلق کہ کیوں انہی اشخاص پر الہام ہوا۔ سوال نہیں کرتا بلکہ سوال یہ ہے کہ کیوں اتنی جلد ہی ایک ثانیہ یا اس سے بھی کم مدت میں وید اُتر پڑے اور عام کو ۵۰ سال کا زمانہ کی ضرورت ہووے سماجیو آپ ہی اسی معمہ کو حل کریں ورنہ یاد رکھیں سوامی جی اس کے لائق ہیں ؎

ہیں زباں سے تمکو سچا کہو لاکھ بار کہدوں
اسے کیا کروں کہ دل کو نہیں اعتبار ہوتا

راقم رحمت مسیح از شاہ کوٹ (از نور افشاں)

آریہ آرگن کی نتیجہ خیز رائے

ہمعصر ست دھرم پرچارک اپنی پچھلی اشاعت میں لکھتا ہے۔ کہ گوشت خوری کسی زمانہ میں پاپ نہیں سمجھی جاتی تھی۔ مگر اب مانس بھکشن کو پاپ سمجھنا تو درکنار۔ اس وقت ایسے ہند و موجود ہیں جو اسے نہ صرف جائز بلکہ اپنا کرتویہ کرم سمجھتے ہیں۔ اہل اسلام مانس بھکشن کے بہا ہی تک قائل ہیں کہ جانوروں کی قربانی اُن کے مذہب کا ایک جزو ہے۔ لیکن اُن کے زمانہ میں بھی آریہ ستان کے اندر مانس بھکشن کے مرض نے اس قدر ترقی نہیں پکڑی تھی جو آج دکھائی دیتی ہے۔ وجہ یہ کہ زبردست انگریز قوم نے آریہ ورت کی کایا پلٹ دی ہے۔ جب حاکم قوم کا دستر خوان بغیر مانس کے اداس سمجھا جاتا ہے تو پھر آریہ ستان کے بعض سپوتوں کی زبان زد عام کیونکر نہ ہو کہ "مانس بنا سب گھاس سوئی" مہاتما ہمعصر کا یہ کہنا واقعی سچ ہے کہ مسلمانوں کے ہاں قربانی ایک جزو مذہب سمجھی گئی ہے۔ لیکن اسکی اس رائے سے کسی واقف کار کو اتفاق نہیں ہو سکتا کہ ویدک دھرم کے رو سے قربانی پاپ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جب بقول اسکے اس زمانہ میں گوشت خوری کو روا رکھنے والی ہندو بھی موجود ہیں اور حکام وقت کے دستر خوان پر تو گوشت کا ہونا لازمی سمجھا جاتا ہے۔ تو پھر خاص مسلمانوں سے ہی اس بارہ میں بغض و عناد رکھنا اور آئے دن ذرا ذرا سے بہانے ڈھونڈھ کر اُن سے برسر پرخاش رہنا کیسے جیہ اپدیش ہے کہ ہندو گئو (گائے) کو اپنی ماتا یا معبود سمجھتے ہیں لیکن ہندو تو بہت سے آگ پانی درختوں پتھروں اور دریاؤں وغیرہ کو بھی پوجتے ہیں حتیٰ کہ شیولنگ کی بھی پرستش کرتے ہیں۔ ایک موحد قوم انکی جاہلانہ توہمات کا کہاں تک لحاظ کر سکتی ہے۔ گاؤکشی کو اگر مسلمان جائز سمجھتے ہیں تو حکام وقت کے ہاں وہ ضروری اور لازمی امر ہے اور بقول آریہ آرگن انگریزوں کے طرز عمل کا ہی یہ اثر ہے کہ خود آریہ ستان کے بعض سپوت بھی مانس بغیر رسوئی کو گھاس کہنے لگے ہیں ورنہ مسلمانوں کے عہد میں ہی اسکا اتنا زور نہ تھا۔ پس نتیجہ یہ کہ آریہ مہاشوں کو اس معاملہ میں اپنے ہی دھرمی بھائیوں سے اور انگریزوں سے فیصلہ کرنا چاہیئے مسلمانوں سے لڑنے جھگڑنے اور امن عامہ میں خلل انداز ہونے کا انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا۔ (وکیل)

بے تعصبی امیر

سلسلہ احمدیہ کیلئے ایک درخواست

(ترجمہ از اخبار پایونیر الہ آباد مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۰۷ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

کچھ عرصہ ہوا کہ پایونیر کے کالموں میں علی گڑھ کالج ڈیپوٹیشن کے ایک ممبر کی قلم سے ایک آرٹیکل نکلا تھا جس میں مضمون نگار نے اپنے ذاتی تجربہ کی رو سے بیان کیا تھا کہ سلسلہ احمدیہ جہاد کے مٹا دینے میں بہت مفید اور صحیح اثر مسلمانوں پر چپکے اور آہستگی سے ڈال رہا ہے۔ اس امر کے ظاہر کرنے میں "کہ سلسلہ احمدیہ شاہنشاہ ایڈورڈ کی بے لگام اور سرکش رعایا کو برٹش گورنمنٹ کے پُرامن باشندے بنانے میں ایک کسان کا کام دے رہا ہے" یہ مضمون نگار صرف پہلا اور اکیلا شخص نہیں بلکہ اس سے زیادہ دور اندیش پولیٹیکل امور میں غور کرنے والے اور دانا شخصوں نے جب اس معاملہ میں بغیر کسی قسم کے تعصب اور رو رعایت غور کیا ہے تو وہ بھی ایسے ہی نتائج پر پہنچے ہیں۔ تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر [illegible] نے امریکہ کے ایک میگزین میں جہاد کے متعلق بحث کرتے ہوئے سلسلہ احمدیہ کے متعلق ایسی ہی رائے ظاہر فرمائی ہے۔ ۱۹۰۰ء میں سر فریڈرک کننگھم نے جو پشاور ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ اور کمشنر رہ چکے ہیں اس سلسلہ کے بانی کو لکھا تھا "کہ جہاں تک میں سمجھ سکتا ہوں یہ رسالہ اسلامی عقاید کی ایک صحیح اور مبرھن تفسیر ہے۔ اور آپ کے علم و فضل کے شایان ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ جیسے عالم فاضل استاد کی تفسیر کو تمام مسلمان بسر و چشم قبول کرینگے۔ نہ صرف اپنی پاک مذہب کی بہتری کے لئے بلکہ اس ثبوت کی وجہ سے کہ اسلام ہرگز اس بات کا روادار نہیں کہ مذہب کی آڑ میں ایسے مجہول اور ہرزائی کے کام کئے جاویں۔ میں خوش ہونگا کہ آپ کے رسالے اور فتوے اس سرحدی صوبہ میں کثرت سے شایع ہوں"۔

سر فریڈرک کننگھم کا آخری فقرہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ سرحدی صوبہ میں سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات کیا کام کر رہی ہیں۔ جہاں تک اس وقت تک بہت سی قیمتی جانیں اس غلط عقیدہ کا شکار ہو چکی ہیں۔ جہاد کے مسئلہ پر ایک لمبی اور گہری غور کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام کی گذشتہ تاریخ ہرگز اس عقیدہ کا منبع و ماخذ نہیں بلکہ ایک آئندہ کی امید ہے جو اس کی پرورش کر رہی ہے۔ دوسرے الفاظ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال ہرگز جہاد کے موید نہیں۔ بلکہ اس کے موید ایک ایسے مہدی کی آمد ہے جو کافروں سے جنگ کریگا اور ہر ایک انسان کو جو اسلام قبول نہیں کرتا۔ قتل کر دیگا۔ ایسے افراد اور لیڈر کی ہر وقت امید آمد اس بیجا جوش کی حرارت کو بعض دلوں میں بھڑکاتی رہتی ہے۔ اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ بہت سے مسلمان

ان اعتراضات کا دندان شکن جواب دے چکے ہیں جن میں کہا جاتا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بزور شمشیر بہت سے لوگوں کو مسلمان کیا۔ اس کے جواب میں صفائی سے یہ ظاہر کر دیا گیا ہے کہ نبی کریم کی لڑائیاں دفاعی رنگ میں تھیں۔ مگر سلسلہ احمدیہ کے باہر کسی نے اس غلط عقیدہ کی تردید نہیں کی۔ جس میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مہدی آئیگا۔ جو غیر مسلمانوں سے جنگ کریگا اور انکو زبردستی اسلام لانے پر مجبور کریگا۔ سلسلہ احمدیہ نے نہ صرف چند عقائد کی تفسیر کے ذریعہ بلکہ عملی طور پر ایک ایسے مہدی کے قبول کر لینے سے جو کہ اسلام کا غلبہ بخلاف تلوار۔ نشانات اور براہین کے ساتھ ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے اس عقیدہ جہاد کی غلطی کو ظاہر کر دیا۔ جس کو ایک آنیوالے غازی مہدی کی امید ہمیشہ تازہ کرتی رہتی ہے۔ اور انہنے صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ نہ خود نبی کریم نے اس بات پر عمل کیا نہ مہدی کے زمانہ میں اس پر عمل کرنے کا کوئی موقعہ ہے۔

حالت موجودہ میں سلسلہ احمدیہ کی ترقی امن و صلح کو بڑھانیکا ایک بڑا ذریعہ ہے اور تمام ہی خواہان برٹش گورنمنٹ کا یہ فرض ہے کہ اگر وہ اس کے پھیلانے میں مدد نہ دیں تو کم سے کم اسے موقع دیں کہ یہ پھلے پھولے اور نشو و نما پائے۔ اس کے متعلق ہز مجسٹی امیر کابل کا بھی ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ سلسلہ اپنی قیام کے تھوڑے ہی عرصہ میں دور دراز ملکوں تک پھیل گیا اور اس کے ممبر خود امیر کی دولت میں بھی پائے جاتے ہیں۔ پہلا ممبر جسکے ذریعہ مرحوم امیر کو یہ پتہ لگا تھا کہ اس سلسلہ کے خیالات جہاد کے خلاف ہیں۔ اس لئے وہ مروا دیا گیا۔ اس کے بعد خوست کا ایک معزز مولوی جس کی خود امیر عزت کرتا تھا اور جسکے مریدوں میں دربار کے بڑے بڑے امرا شامل تھے اور جسکے مریدوں کی تعداد خاص افغانستان میں پچاس ہزار سے کسی طرح کم نہ تھی اور جو کہ سلطنت انگریزی اور سلطنت امیر ہر دو میں بڑی بڑی جاگیروں کا مالک تھا۔ یہ شخص بانی سلسلہ کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ اس بزرگ کا نام صاحبزادہ عبداللطیف تھا اور وہ خوست کا رہنے والا تھا۔ یہ بزرگ دو یا تین ماہ قادیان میں ٹھیرا اور اسکے بعد اپنے وطن کو واپس چلا گیا۔ اس کی واپسی پر ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان نے اس کو قید میں ڈالدیا اور چند مہینوں کی قید کے بعد جس میں اس کو کئی دفعہ احمدی عقاید سے توبہ کر لینے کے لئے کہا گیا اور اس کو وعدہ دیا گیا کہ اگر وہ انہی عقاید سے تائب ہو جاوے تو اس کی تمام جاگیریں بحال کر دی جائینگی اور پوری آزادی اور شاہی اعزاز حاصل ہو جائیگا۔ مگر اس کے انکار پر اس کو سنگسار کیا گیا۔ اگر مان بھی لیا جاوے کہ مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کھلے طور پر عقیدۂ جہاد کے برخلاف وعظ کہتے تھے مگر قانونی طور پر یہ سزا اس جرم سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی یہ بدرجہا سنگین تھی۔

اب جبکہ امیر نے عام اعلان اس امر کا کر دیا ہے کہ اس کی قلمرو میں تمام مسلمان فرقوں اور نیز غیر مسلمانوں کو ایک جیسی آزادی حاصل ہے تو مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی سنگین سزا اور بھی ایک راز سربستہ ہو جاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ افغان ایک وحشی اور سرکش قوم ہے اور ان کے شروں سے محفوظ رہنے کے لئے امیر کو بعض دفعہ ایسے ذرایع اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ جن کی حقیقت

اور انصاف کو ہم نہیں سمجھ سکتے جبکہ ہم بالکل ایک مخالف ہوا اور مخالف حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ بھی سچ ہے کہ متعصب ملاؤں نے سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کے متعلق شور برپا کیا ہوگا جسکے فرو کرنے کے لئے امیر کو سخت ذرائع اختیار کرنے پڑے ہوں۔ مگر کسی طرح سے غازی مہدی اور جہاد کے خلاف وعظ کہنے کی سزا سنگساری نہیں ہو سکتی (یہ اندھیر ہے)۔ اب چونکہ امیر نے یہ اعلان دے دیا ہے کہ اس کی قلمرو میں کسی شخص کو اس کے مذہب کے متعلق تکلیف نہیں دی جاتی اور تمام فرقوں کو ایک ہی سی آزادی حاصل ہے۔ اب ہم امید کرتے ہیں کہ ہز مجسٹی امیر افغانستان میں احمدیوں کو وہی آزادی عطا فرمائینگے جو اوروں کو حاصل ہے اور مذہبی غیر مداخلت کے ثبوت میں وہ مولوی صاحب مرحوم کی اولاد کو انکی اولاد کی جاگیر بحال کریگا اور جلاوطنی سے انھیں اپنے وطن مالوف میں آنے کی اجازت دیگا۔ اگر احمدیوں کو آزادی مذہب اور آزادی خیالات دینے کے لئے امیر کے پاس کوئی اور دلیل نہ بھی ہو تو بھی اس کے لئے یہ ایک کافی دلیل ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے لئے سلسلہ احمدیہ کی تعلیم مفید ہے اس لئے بحیثیت انگریزی گورنمنٹ کے دوست و مددگار رہنے کے [illegible] اگر جہاد کا انکار اس کے اپنے مذہبی اعتقادات کے [illegible] بھی برٹش گورنمنٹ کی [illegible] ہونے دینی چاہئے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کھلے طور سے افغانستان میں اشاعت ہو جائے تو سرحدی قوموں اپنے ہمسایوں سے بہت سا اثر حاصل کرینگی اور اس طرح متعصب غازیوں کے ہاتھ سے انگریزی افسروں کے قتل بند ہو جائینگے۔ صوبہ خوست جو افغانستان میں ہے۔ اس میں قریباً پچاس ہزار ایسے آدمی ہیں جو بحیثیت مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کے مرید ہونے کے سلسلہ احمدیہ کے سچ ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اور جن کو صرف یہی خطرہ ہے کہ اگر وہ کھلے طور سے اپنے اعتقادات اور ایمانیات کو ظاہر کریں تو ایسا نہ ہو کہ ان کا حال بھی ان کے مرشد کا سا ہو۔ اس خوف سے بعض اپنے ملک کو چھوڑ کر برٹش گورنمنٹ کے پرامن راج میں آبسے کئی ہزار کے قریب اور ہیں جن کو امیر ابھی سے ورعایا کی طرح آزادی دیکر ممنون اور گردیدہ بن سکتا ہے۔ یقین دلاتا ہوں کہ بحیثیت رعایا ہونے کے ہز مجسٹی احمدیوں کو سب سے زیادہ امن پسند اور بے ضرر پائیگا۔ اور اگر وہ اپنے ملک میں ان کے عقائد کی اشاعت کی اجازت دیگا۔ تو وہ ایسا کام کریگا جو نہ صرف انگریزی گورنمنٹ کے منشا کے مطابق ہوگا بلکہ عین اس کے اپنے مقاصد کے مطابق ہوگا۔ (محمد علی از قادیان)

مراسلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے پیارے بھائی صاحب شیخ یعقوب علی صاحب [illegible]

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ [illegible] ایک دوست نے جو پہلے ہندو تھا۔ اور اب ہندو مذہب کو ترک کر کے کچھ عرصہ سے زمرہ اسلام میں داخل ہوا ہے۔ مجھے ایک خط لکھا ہے۔ جس کا جواب عرض ہے ضرور آپ اپنے اخبار کو ہر بار میں درج فرما کر ممنون فرماویں۔ تاکید مزید ہے۔

یا حسرۃ علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون۔ نام کے شیخ صاحب۔ دلائل سے بالکل خالی اور بیجا اعتراضوں سے بھرا ہوا جناب کا خط ہمیں انتظاری میں ملا۔ یہ جناب پر ہی منحصر نہیں بلکہ ایک لاتبدیل قانون ربی ہے کہ خدا کے فرستادوں پر ہر گروہ تاریکی میں مبتلا شدہ اشخاص نے اس طرح کے اعتراض اور استہزا کئے تھے اور کر رہے ہیں۔ اور کرتے رہینگے۔ جن سے جناب نے بھی حصہ لیا۔ میں نے جناب کے خط کو کئی بار غور سے پڑھا۔ اور تعجب پر تعجب اور افسوس پر افسوس ہوا۔ کہ باوجود دعوے قرآن دانی جتنے اعتراض کئے ہیں۔ کسی ایک کی بھی دلیل دی ہوتی۔ آپ نے ظاہر فرمایا ہے۔

سوال اول۔ مجھ کو مرزا صاحب سے اس واسطے انکار ہے۔ کہ قرآن کریم اور مفسر ربانی ان کے سچا ماننے کے واسطے ہماری رہنمائی نہیں کرتے۔

جواب۔ افسوس کہ جناب نے دعوے تو کیا۔ مگر دلائل سے پایہ ثبوت کو نہ پہنچایا۔ عرض یہ ہے کہ اس دعوے کے دلائل قرآن کریم و کلام مفسر ربانی سے دیکر مجھ سوچ کا موقعہ دیں۔ یہود۔ نصاریٰ نے بھی رسول کریم کی بعثت کیوقت یہی دعویٰ کیا تھا۔ افسوس کہ آپ نے انکے دعوے بلا دلیل سے سبق نہ لیا۔ بلکہ [illegible] ان سے مشابہت پیدا کر لی۔ دعوے کر دیا تو آسان تھا اور ہے۔ اور ہوگا۔ مگر وہ مرگئے۔ اور مر رہے ہیں۔ اور مرتے رہینگے مگر نہ تو دلائل انکار لا سکے۔ اور نہ لا سکتے ہیں۔ اور نہ لا سکینگے۔ فأتوا برہانکم ان کنتم صادقین۔

سوال دوم۔ اگر فرقان حمید کلام الٰہی اور یخرجہم من الظلمات الی النور اور اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی [illegible] مان کر۔ نبی پرستی کی تفسیر [illegible] ہمیشہ کیا جاوے [illegible]

جواب۔ پیارے شیخ آسانی کے واسطے الگ الگ نمبر دیکر جواب تین ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ جواب ملاحظہ فرماویں۔ ٹکڑا نمبر اول۔ اگر کسی مزکی اور مطہر کی ضرورت نہیں۔ اور صرف کلام الٰہی ہی مخرج من الظلمات الی النور ہے۔ تو پھر میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہود کا کیا قصور تھا اور ہے کہ باوجود موجود ہوتے توریت کے جسکو کلام الٰہی (فرقان حمید) نے نور فرمایا۔ مغضوب علیہم ہو کر غضب الٰہی کے حقدار ہوئے۔ آپ کے فرمانے کے بموجب انھیں خاتم النبین کی کیا ضرورت تھی۔ جبکہ آپ کی طرح توریت کو ہی [illegible] کافی خیال کرتے رہے۔ اور کر رہے ہیں۔ پھر میں کہتا ہوں۔ کہ شرک کے برابر کوئی ظلمت نہیں۔ اور توحید کے برابر کوئی نور نہیں۔ جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صفات الوہیت میں شریک گردانتے ہیں مثلاً یہ کہ آپ بدوں دانہ ۱۹۰۰ سال آسمان پر زندہ رہا۔ حالانکہ قرآن زمین کو مسکن و مدفن فرماتا ہے۔ اور جسم کو آب و دانہ کا محتاج ٹھہراتا ہے۔ نیز خالق طیر ماننا۔ محی اموات ٹھہرانا۔ کیا یہ خیالات شرکیہ نہیں۔ توحید تو یہ ہے کہ صفات الوہیت میں کسی مخلوق کو شریک نہ کیا جاوے۔ اور جو لوگ صفات الوہیت میں شریک گردانتے ہیں وہ [illegible] مغضوب علیہم میں داخل ہیں۔ یا ضالین میں جو اعلیٰ ظلمت اور نور سے منحرف ہیں۔ علاوہ بریں آپ فرماتے ہیں۔ کہ ہندو مذہب کو ترک کر کے کونسا اخراج جدید ظلمات سے طرف نور کے کیا

ہے۔ آپ کے تو وہی خیالات نشر کیے ہیں۔ جو سابق میں تھے۔ پھر آپ کے واسطے کس طرح صرف کلام الٰہی مخرج من الظلمات الی النور ہے۔ بینوا و توجروا

جناب من۔ اگر صرف کلام الٰہی ہی مخرج من الظلمات الی النور ہے۔ تو یہ فرمان ربی جو سورہ مزمل میں فرمایا ہے۔ نعوذ باللہ درست نہیں۔ سورہ مزمل میں آنحضرت صلعم کی نسبت ارشاد ہے۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ تمام علمائے کبار اس پیشگوئی سے اہل کتاب یہود و نصاریٰ پر اتمام حجت کرتے آئے ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کی مشابہت ساتھ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بوجوہ کثیر ثابت کی ہے۔ اب واضح ہو کہ جس طرح پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو اس آیت میں مثیل موسیٰ بتاکید حرف انّ فرمایا ہے۔ اسی طرح سورہ نور میں سلسلہ استخلاف محمدی کا مشابہت بھی ساتھ سلسلہ استخلاف موسوی کے بلفظ کما بیان فرمایا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم تا فاولئک ہم الفاسقون۔ یہ سورہ نور میں آیت ہے۔ اور آیت استخلاف کے نام سے خواص و عوام میں مشہور ہے۔ اس آیت کا سورہ نور میں لانا اس امر کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ یہ نور [illegible] بذریعہ استخلاف [illegible] بروز اسکا نام رکھا ہے تابان و درخشان رہیگا۔ خواہ کافر و مشرکین اس کے اطفا میں کیسا ہی زور لگاویں۔ کما قال اللہ تعالیٰ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ بلکہ یہ نور نبوت محمدی بذریعہ استخلاف ایسا تابان و درخشان ہوگا۔ کہ [illegible] اور کوئی نور واسطے تمثیل کے بھی موجود نہیں ہو سکتا۔ غور فرماویں۔ کیا باوجود ان آیات بینات کے آپ کسی مزکی کے قابل ہی نہیں۔ اور اسپر دعوےٰ یہ کہ کلام الٰہی و مفسر ربانی نے مرزا کو سچا ماننے کیواسطے میری رہنمائی نہیں کی۔ العجب ثم العجب (الیوم اکملت لکم دینکم (جواب) [illegible] ہم کب اس بات کے قایل ہوئے کہ دین ناقص تھا [illegible] افسوس۔ کہ باوجود دعوےٰ قرآن دانی اسقدر قرآن [illegible] اس آیت کا مطلب سمجھتے نہیں۔ [illegible] تکمیل دو طرح کی ہوتی ہے ایک تکمیل رسالت۔ دوسری تکمیل [illegible] تکمیل رسالت تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوئی [illegible] تکمیل تبلیغ رسالت کیواسطے یہ زمانہ مقرر تھا۔ صدق اللہ تعالیٰ۔ ہو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ وکفی باللہ شہیدا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ تمام مفسرین [illegible] اس آیت کا مصداق مسیح موعود کو لکھا ہے۔ اور کفی باللہ شہیدا میں ایک لطیف اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ [illegible] مسیح موعود کی تصدیق [illegible] آسمانی [illegible] کی جاویگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی گواہی بجز اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ کسی مامور من اللہ کے لئے کوئی ایسا نشان بطور اعجاز کے صادر ہو جو قدرت بشر سے باہر ہے۔ جیسا کہ کسوف خسوف کا اجتماع ماہ رمضان [illegible] کبھی کسی مامور من اللہ کی تصدیق کے لئے [illegible] زمین و آسمان سے صادر نہیں ہوا۔ پس اس بیان سے بطور [illegible] ثابت ہوا۔ کہ [illegible] اس زمانہ میں بجز مرزا صاحب کے اور کوئی [illegible] ہو سکتا [illegible] وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین [illegible] کیونکہ آنحضرت صلعم کی رسالت جو کافۃ للناس تھی۔ بسبب موجود نہ ہونے اسباب اور ذرائع کے آنحضرت صلعم کی حیات میں کل دنیا میں یہ دعوت نہیں پہنچی تھی۔ جس کا پہنچانا کل دنیا کی [illegible] میں ضروری تھا۔ لہذا موجود ہو جانے ذرائع تبلیغ کے خلیفۃ اللہ کا مبعوث ہونا بھی ضروری ہوا۔ کہ جسکے ہاتھ سے کل دنیا میں آنحضرت صلعم کی دعوت الی اللہ پہنچ جاوے۔ اسی لئے تار برقی۔ ریلوے۔ ڈاکخانجات۔ چھاپہ خانہ وغیرہ کو اشارات لطیفہ سے مخبر صادق نے اس کی علامات قرار دی ہیں۔ (۳) کیوں نہیں برحق کی تفسیر پر صبر کیا جاوے۔ مدعی [illegible] اسی قدر عرض ہے۔ کہ اس دعوے کے دلائل بیان فرماویں۔ دعویٰ بلا دلیل قابل سماعت نہیں ہوتا۔

سوال۔ اس زمانہ میں ایسے دنیا و نفس پرست آدمی کو سچا ماننے کیواسطے جرأت نہیں ہو سکتی۔

الجواب۔ اعتراضوں کے [illegible] کلام الٰہی کا آپ نے بھی دعوےٰ کیا ہے کیا کبھی زمانہ نے ثابت نہیں کیا [illegible] اور کیا زمانہ [illegible] صلعم کی ضرورت کو نہیں پکار رہا۔ غور فرماویں۔ نیز رسول کریم کو دنیا اور نفس پرست کہنے والے یہود و نصاریٰ۔ برہمو۔ آریہ۔ سکھ [illegible] جن کے کتنے ہی رسالجات محض اسی غرض سے نکلتے ہیں۔ کہ آپ کے دعوے کو ثابت کریں۔ جو خود جناب نے بھی کیا۔ اور ان [illegible] حصہ لیا۔ [illegible] امام ہوتا ہے۔ اسکو [illegible] اسلام [illegible] ضروریات واقف ہوتی ہیں۔ اور اسی لئے اسپر واجب ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک انسان سے جو اس کی جماعت میں داخل ہے۔ [illegible] اس کے استعداد اور توفیق کے چندہ وصول کرے اسلام کی ضرورتوں میں خرچ کرے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام الائمہ تھے۔ اور آنحضرت صلعم کو بھی ایسے چندوں کی بہت ضرورت پڑتی رہتی تھی۔ بلکہ اموال زکات کا لینا بھی تعلیم الاسلام نے امام ہی کے ذمہ کر دیا ہے۔ دیکھو حضرت ابابکر صدیق امام اول نے ان لوگوں سے مقابلہ کیا۔ جنھوں نے ادائے زکات سے بیت المال میں انکار کیا تھا۔ پھر ملاحظہ ہو۔ وہ مناظرہ جو مابین ابابکر صدیق اور عمر کے واقعہ ہوا۔ جو صحیح بخاری [illegible] صفحہ ۱۸۸ [illegible] مذکور ہے۔ بس ہوا امام مصلح امت جیسے منہاج النبوۃ ہوگا۔ اس کو بھی ضرور بالضرور واسطے تائید اسلام کے مالی ضرورتیں واقعہ ہونگی۔ جناب کے نزدیک تو نعوذ باللہ کلام الٰہی کی [illegible] غلط ہوگی۔ جہاں قرآن مجید کے شروع میں دوسری سطر میں بھی تقویٰ کی شرط [illegible] ومما رزقنہم ینفقون رکھی ہے۔ خداوند کریم سے ڈریں۔ سارا قرآن مجید جاہدوا باموالکم اور انفقوا فی سبیل اللہ سے بھرا ہوا ہے۔ زکات تک تو سارا مال حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جمع ہوتا تھا۔ بینوا و توجروا۔ افسوس۔ کہ باوجود [illegible] تعلیم اسلام کے اور سنت خیر الانام کے آپ [illegible] فرماتے ہیں۔ کہ مرزا کیوں چندہ لیتا ہے۔ [illegible] تعلیم اسلام نے زکات نہ دینے والوں کو منافق۔ کافر۔ مکذب۔ فاسق۔ ظالم فرمایا ہے۔ کیا یہی آپ نے از ظلمات اخراج الی النور کیا ہے۔ اور یہی صراط مستقیم ہے۔ جس کی طرف تمہیں بلایا ہے۔ اور یہی کلام الٰہی و مفسر ربانی کی تعلیم اور سنت ہے۔ جس نے آپ کو مرزا صاحب کو سچا ماننے دیا۔

سوال۔ [illegible] امر کے ثبوت کے لئے کہ وہ اپنے دعوے کو تو خود تراشیدہ نہیں سمجھتا ہے۔ بیشمار آیات قرآنی و احادیث صحیحہ کے درج کرنے کی ضرورت ہے۔

جواب۔ جناب من۔ میں نے قرآن کریم سے بحوالہ سورہ مزمل و نور ثابت کیا ہے۔ کہ یہ دعوے تو خود تراشیدہ نہیں۔ بلکہ یہ پیشگوئی توریت اور

الٰہی میں بڑی تشدد سے درج ہے۔ کما مر سابقاً آپ غور فرماویں۔ سادہ لوح شیخ۔ حدیث ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کے الفاظ بہ آواز بلند پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ہر صدی کے سرے پر مامور من اللہ خدا تعالیٰ مبعوث فرماویگا جو کہ بتاکید حرف ان ثابت کیا گیا۔ افسوس کہ آپ اسکو دعوے لوتشا شبہ فرماتے ہیں اور چودھویں صدی سے ۲۴ سال گذر گئے۔ اور مامور من اللہ کا پتہ نہیں دیتے۔ اور دوسرے کے آواز صحیحہ کو نہیں سنتے۔ اور طرہ اسپر یہ کہ دعوے کرتے ہو۔ کہ کلام الٰہی ومفسر ربانی نے مرزا کے سچا ماننے کے واسطے ہماری رہنمائی نہیں کی۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔

آپ فرماتے ہیں۔ کہ بیشمار آیات واحادیث صحیحہ کے درج کرنے کی ضرورت ہے بیشمار درج کرنے کی تکلیف کو گوارا نہ فرماویں کیونکہ جناب نے فرمایا ہے کہ دینی کاموں کی دنیا کے کثرت کار کی وجہ سے مجھے فرصت نہیں۔ صرف ایک آیت قرآنی وحدیث صحیحہ نبوی سے اپنے مدعا کو ثابت کریں۔ این خیال است ومحال است وجنوں۔ آپ کا یہ تحریر کرنا کہ مجھے آیت واحادیث صحیحہ کے درج کرنے کی فرصت نہیں۔ کیا یہ تعلیم کلام الٰہی ومفسر ربانی نے دی۔ جسپر آپ کو ناز ہے۔ یا ایسا قول دنیا کے فرزند دل کا ہے۔ جب آپ خود ٹھیکہ دار ہیں۔ اور کسی کے تابع نہیں۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کیوں آیات واحادیث صحیحہ سے اپنے دعوے کو ثابت نہیں کرتے خادم باوجود فوجی ملازم ہونے کے جب آپ کے خط کا جواب بادلائل عرض کرسکتا ہے۔ تو آپ کا یہ عذر بہت ہی لغو اور بیہودہ ہے۔ کہ مجھے کثرت کار کی وجہ سے وقت نہیں ملتا۔ تعجب ہے۔ کہ دو ورق کا خط بیہودہ اعتراضات سے اور دلائل سے خالی لکھنے کی فرصت مل جاتی ہے۔ اور آیات واحادیث صحیحہ کے درج کرنے کا وقت نہیں ملتا۔ اسی پر بس ... یا ایھا من العقیدۃ الخبیثۃ درج فرمایا ہے

(سوال) مرزا صاحب کا طرز زندگی گذشتہ انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بالکل مخالف اور کوسوں دور ہے۔

(جواب) گر نہ بیند بروز شپرہ چشم۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔ مرزا صاحب کی طرز زندگی بالکل ہی گذشتہ انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی پر ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھر مخالف نہیں۔ مخالف ہو کیونکر جب آپ بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مشابہ اصل سے کبھی جدا نہیں ہو سکتا۔ اصل اور عکس پر غور کریں۔ شیشہ میں اصل کا ہی عکس ہوتا ہے۔ کوسوں دور جانے دیں سرمو فرق ظاہر دلائل سے کر کے سرفراز کریں۔

سوال۔ مرزا صاحب شب وروز عیش وعشرت میں غرق رہتے اور خواہشات نفسانی کو پورا کرنا اور لوگوں کی حلال کمائی کا کھانا ثواب سمجھتے ہیں۔

الجواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ خادم اس مہینہ کی سو تاریخ کو قادیان سے جہلم پہنچا۔ مرزا صاحب شب وروز اشتغال وعزت اسلام مخالفین اسلام کے لئے۔ روانہ کرنا کئی ہزار اشتہارات تبلیغ اسلام کا ممالک دور دراز میں۔ تمام خدمات مالی وجانی برائے اسلام اور اعلاء کلمۃ اللہ وغیرہ وغیرہ جنکا عدہ ... ہوسکے کے مصنف جیسے مخالف کو بھی اقرار ہے۔ دیکھیں فصل اول باب اول عصائے موسیٰ۔ میں نے عصائے موسیٰ کا اسواسطے حوالہ دیا ہے کہ جناب بہت عرصہ لاہور ہی میں رہے ہیں۔ شکر الحمد للہ اتنا تو قبول کیا۔ کہ مسیح موعود ومہدی مسعود کی جماعت حلال کماتی ہے۔ باقی اعتراض کا جواب پیچھے مفصل جنیدہ کے اعتراض میں گذرا۔ وہاں ملاحظہ فرما چکے ہو۔ نیز آپ خداوند کریم سے

ڈر کر جواب دیں۔ کہ قادیان میں جا کر یہ حالت دیکھی ہے۔ یا صرف سنی سنائی باتوں پر یہ سیاہ جھوٹ تحریر کر دیا ہے۔ افسوس کہ حضور کو تو کثرت کار کی وجہ سے دینی امور کے جواب دینے کی فرصت نہیں۔ اور جو لوگ ہمہ وقت دعوت اسلام میں مشغول ہیں۔ اُن کو دنیادار نفس پرست لکھا ہے۔ یہ مصرعہ آپ کے اوپر صادق آتا ہے۔ عیب نماید ہنرش در نظر۔ جب سے کتب سماوی کا نزول شروع ہوا۔ مامور من اللہ پر منکروں نے ایسے ہی لغو اور بیہودہ دلائل سے خالی اعتراض کئے ہیں۔ اور یہ لاتبدیل قانون ربی ہے۔ جیسا کہ شروع خط میں ثبوت از آیت قرآنی دیا گیا۔

سوال ۶۔ مرزا کی کوئی بات سچی نہ نکلی۔

الجواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیا آتھم کی پیشین گوئی معہ اپنے دونو پہلوؤں کے پوری نہیں ہوئی۔ کیا پنڈت ادیا نند سرستی کی موت کی خبر جو تین ماہ پہلے دی گئی تھی۔ وہ پوری نہیں ہوئی۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۳ اور کیا پنڈت لیکھرام کی ہیبت ناک پیشگوئی پوری نہیں ہوئی سہ کرامت گرچہ بے نام ونشان است۔ بیا بنگر ز غلامان محمد اس پیشگوئی کے پورے ہونے کی تصدیق میں ہزاروں ان لوگوں کی دستخطی مہریں ہیں۔ جو سلسلہ عالیہ میں داخل نہیں۔ اور اول دستخط ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب کے خاص قلم کے موجود ہیں۔ اور کیا وہ پیشگوئی جو سلطان کا سلطنت روم کے لئے کی گئی تھی جو اشتہار ۲۴ مئی سنہ ۱۸۹۷ء (اور نمبر ۲۵ جون سنہ ۹۷ء میں مشتہر کی گئی ہے۔ پوری نہیں ہوئی؟ اور کیا وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ جو ۱۲ مارچ سنہ ۹۷ء میں سر سید احمد خان صاحب کے سی ایس آئی۔ کی موت کی نسبت کی گئی تھی؟ جو ہزاروں انسانوں کو معلوم ہو چکی ہے۔ نیز چراغ دین جمونی۔ سعد اللہ لدھیانوی کا حال معلوم نہیں۔ اگر آپ حق کے طالب ہیں۔ اور صرف اعتراضوں کے شایق نہیں۔ تو تریاق القلوب۔ حقیقت الوحی۔ نزول المسیح کو غور سے ملاحظہ فرماویں۔ بغیر تحقیقات اعتراض کرنے یہود ونصارے کا رویہ تھا۔ اور ہے۔ آپ کیوں ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ جب ہندو مذہب کو ترک کر کے اسلام کا دعوے کرتے ہو تو اسلام کے قدم بقدم چلو۔

سوال ۷۔ علم غیب وغیرہ وغیرہ ضرورت رسالت کے واسطے آپ تک ختم ہو گئی۔

جواب۔ نام کے شیخ۔ دین سے لاپرواہ اور دنیا میں غرق شدہ معترض۔ کس طرح لکھتے ہو۔ کہ کلام الٰہی ومفسر ربانی نے مرزا کو سچا نہ ماننے دیا۔ کہاں کلام الٰہی واحادیث صحیحہ نبویہ سے غیر تشریعی نبوت ختم ثابت ہوتی ہے۔ ثبوت دو۔ اگر ثبوت نہ دے سکو۔ اور ہرگز نہ دے سکوگے تو غیر تشریعی نبوت بہر صورت ثابت ہے۔ جیسے میں بحوالہ سورہ نور واحادیث صدی کے سرے پر مجدد والی میں سلسلہ استخلاف ثابت کر چکا ہوں۔ ثابت ہے۔ تو آپ کے خود اعتقاد کے بموجب علم غیب کا سلسلہ ختم نہ ہوا۔ نیز ہم تو صرف خداوند کریم کو عالم الغیب مانتے ہیں۔ قرآن کریم سے ظاہر ہے کہ خداوند کریم کے بغیر رسول کچھ اطلاع نہیں پاسکتے۔ کس جگہ کلام الٰہی ومفسر ربانی نے فرمایا ہے۔ اور ثابت کیا ہے۔ کہ رسول عالم الغیب ہوتا ہے۔ آپ ان آیات کا مطلب تحریر کریں۔ (۱) کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی (۲) ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ (۳) صراط الذین انعمت علیہم میں کون سی نعمت مراد ہے۔ اگر وہ نہیں ملتی۔ تو طلب کرنے سے کیا فایدہ کیا زر و مال دنیوی مراد ہے جو نصارے کو حاصل ہے۔ یا کچھ اور (۴) انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا میں کون سی نصرت مراد ہے

اور وہ مسیح محمدی کو حاصل ہے یا نہ۔ (۵) فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول ۔۲۵

اے لہو لگا کر شہیدوں میں شامل شدہ شیخ۔ مہربانی کر کے جواب دینا کہ یہ کلام الٰہی میں عالم الغیب نے مابین صادق و کاذب کوئی معیار قائم فرمایا ہے۔ یا نہیں۔ اگر بیان فرمایا ہے۔ تو میں آپ کا از حد ممنون ہونگا کہ اس معیار پر جو کلام الٰہی میں ہے۔ مرزا کو نعوذ باللہ کاذب ثابت کردیں۔ اور اگر نہ کر سکیں۔ اور ہرگز ہرگز ثابت نہ کر سکینگے۔ تو آئندہ کے واسطے اپنے اعتراضوں سے منہ بند کریں۔ اور منصف ہو کر سلسلہ عالیہ کی کتب کو جو مامور من اللہ نے تصنیف کی ہیں۔ ملاحظہ فرما کر صراط مستقیم پر آجاویں۔ ورنہ آبائی مذہب کو ترک کر کے سچی اسلام میں داخل ہونا جو کلام الٰہی و مفسر ربانی کے کلام کے بالکل مخالف ہے آپ کے واسطے سوائے ذلت و رسوائی کے کچھ فائدہ مند نہیں۔

سوال۔ گذشتہ طریقہ بیان و غیب گوئی بامداد جنات اور شیطان مرزا نے اختیار کیا ہے۔

جواب۔ کس جگہ کلام الٰہی نے شیطان اور جن کو عالم الغیب مانا ہے کلام الٰہی سے تو یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا جس کو چاہتا ہے۔ علم غیب سے اس کو اطلاع دیتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول ۲۹-۱ اسکے متضاد کہاں اور کس جگہ شیطان اور جن کو عالم الغیب فرمایا ہے۔ [illegible] ثابت کیا دنیا ہے۔ خدا سے ڈرو اسلام میں داخل ہو [illegible] خیالات ابتک تمہارے وہی آبائی ہیں۔ ان کو کیوں ترک نہیں کرتے جو کلام الٰہی میں آیا ہے۔ کہ کاہن و ساحر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے

خیر جو کچھ بھی ہے آپ اپنے اس دعوے کو کلام الٰہی و مفسر ربانی کے کلام سے [illegible] اور جو [illegible] دعوے کیا ہے کہ ثابت کریں۔ اور اگر آپ ثابت نہ کر سکیں اور ہرگز نہ کر سکینگے تو خدا سے ڈرو [illegible] آخر میں مجھ کو نصیحت [illegible] کہاں تک اس پر عمل کر رہے ہیں۔ یا [illegible] کا مصداق ٹھہر ہو یا فرقہ قول خداوندی۔

قال اللہ تعالیٰ لم تقولون ما لا تفعلون صرف کہدینے سے غرض ہے۔ یا اسپر عمل بھی کرتے ہو۔ باقی صرف یہ غرض ہے کہ میری ان دلائل کو غور سے ملاحظہ فرماویں۔ اور جواب کلام الٰہی و احادیث صحیحہ سے دیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ (احمدی غلام حسین نائب سٹیشن ماسٹر [illegible] چہلم)

تربیت اولاد کا ایک نمونہ

سکولوں میں جس قدر لڑکے تعلیم پاتے ہیں اگر ان میں سے مڈل کلاس تک کے لڑکوں سے بلکہ انٹرنس۔ ایف۔ اے میں پڑھنے والوں سے پوچھا جائے کہ آپ کیوں پڑھتے ہیں تو وہ اس کا کوئی عمدہ جواب نہ دے سکینگے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آجکل ہمارے ہندی طالب علم اپنے پڑھنے کا کوئی مقصد نہیں ٹھیراتا اور غالبًا اسی لیے ناکام رہتا ہے ہاں ان میں سے بعض ایسے ہونگے جو کہدینگے ملازمت حاصل کرنے کے لئے لیکن یہ جواب ایسا جواب ہے کہ بہتر تھا یہ جواب نہ ہی دیا جاتا کیونکہ علم کے حصول کا مقصد ملازمت ٹھیرانا ایک نہایت ہی ادنیٰ خیال ہے:-

اس قدر تمہید کے بعد میں عزیز عبد الحی حکیم الامۃ کے ہفت سالہ صاحبزادہ کی نسبت کچھ لکھنے کے قابل ہو گیا۔ یہ عزیز مصداق ؎ بالائے سرش زہوشمندی۔ مے تافت ستارۂ بلندی۔ اتفاقاً میرے کمرہ میں چلا آیا۔

میں نے پوچھا۔ آپ کیا کام کرتے ہیں۔

عبد الحی۔ میں پڑھتا ہوں۔

میں۔ آپ کیوں پڑھتے ہیں۔

عبد الحی۔ علم حاصل کرنے کے لئے۔

میں۔ علم کیوں حاصل کرتے ہو۔

عبد الحی۔ لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے۔

میں۔ فائدہ پہنچانے کی آپ کو کیا ضرورت ہے۔

عبد الحی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا حکم دیا ہے۔

میں۔ کہاں۔

عبد الحی۔ اپنے کلام قرآن مجید میں اور حدیث میں۔

صاحبان۔ میں یہ جواب بلا تامل و بلا تکلف سنکر حیران رہ گیا۔ یہ ہے قادیان کی تربیت و تعلیم کا اثر اور یہ حیرت اور بھی بڑھ جائے جب آپ کو معلوم ہو کہ عبد الحی کی تعلیم اکثر ہوا ولادکم کی ماتحت ہوئی ہے جسے [illegible] بعض لوگ لاف سمجھتے ہیں مبارک وہ جو اپنے بچوں کو قادیان تعلیم کے لئے بھیجیں۔ (المرسل آنت گونڈیکے ضلع گجرات)

ڈایری

۲۱۔ فروری

نماز ظہر۔ ذکر ہوا کہ اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعون روز بروز ترقی پکڑتی جاتی ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا شاید وہ جو ہمارا الہام ہے ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہ رہے گا یہ خاص اشخاص کے متعلق ہو اور اس کا ظہور اس شکل میں ہو۔

کل دہلی سے خط آیا کہ مولوی عبد المجید دہلوی جو ہمارا سخت معاند تھا یک بیک مر گیا ایسا ہی ایک اور بڑے معاند کی مرگ مفاجات کا ذکر تھا۔

نواب بہاولپور کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا میرے نزدیک اس کا خاتمہ اچھا ہوا اس خاندان کا پیر (غلام فرید صاحب مرحوم ساکن چاچڑاں) ہمارا معتقد تھا نواب بہاولپور شاید اس جوانی کی عمر میں واپس آتا تو غلطیوں میں مرتکب ہو جاتا۔ اس کا حسن خاتمہ بطور یادگار رہیگا۔

نماز عصر ایک صاحب نے سوال کیا کہ قرآن شریف کس طرح پڑھا جاوے۔ حضرت اقدس نے فرمایا قرآن شریف تدبر و تفکر اور غور سے پڑھنا چاہئیے حدیث شریف میں آیا ہے رب قاری یلعنہ القرآن یعنے بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے جو شخص قرآن پڑھتا اور اسپر عمل نہیں کرتا اسپر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گذر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر و غور سے پڑھنا چاہئیے اور اس پر عمل کیا جاوے۔

جلد ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۷ء مطابق ۲ صفر ۱۳۲۵ھ | نمبر ۹

تازہ رؤیا و الہامات

۹ مارچ ۱۹۰۷ء - ہزاروں آدمی تیرے پروں کے نیچے ہیں۔

۷ " " (۱) ربنا افتح بیننا و بینھم۔

(۲) اعجبتم ان تموتوا (۳) انکی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں (۴) پچیس دن" (یا یہ کہ پچیس دن تک) (۵) من الناس والعامۃ (ای من خواص الناس والعامۃ) یعنی طاعون خاص لوگوں میں بھی پڑیگی اور عام لوگوں میں بھی۔

ترجمہ یہ ہے کہ اے خدا ہم میں اور ہمارے دشمنوں میں فیصلہ کر کیا تم تعجب کرتے ہو کہ تم موت کا شکار ہو جاؤ۔ انکی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں یہ معلوم نہیں کہ یہ کن لوگوں کی طرف یا کس کیطرف اشارہ ہے اور پچیس دن کے الہام میں یہ اشارہ ہے کہ ۷ مارچ سے پچیس دن پورے ہونے کے سر پر یا ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن تک کوئی نیا واقعہ ظاہر ہوگا۔ اور ضرور ہے کہ تقدیر الٰہی اس واقعہ کو روک رکھے جبتک کہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن گذر نہ جاویں یا یہ کہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن تک یہ واقعہ ظہور میں آجائیگا۔ اگر صرف پچیس دن کے لحاظ سے معنے کئے جاویں تو اسطور سے ضرور ہے کہ اس واقعہ کے ظہور کی یکم اپریل سے امید رکھی جائے کیونکہ الہام الٰہی کے رو سے ساتویں مارچ پچیس دن کے شمار میں داخل ہے اسصورت میں پچیس دن مارچ کے اکتیس ۳۱ مارچ میں پورے ہو جاتے ہیں تو اسطور پر پیشگوئی کے ظہور کا مہینہ اپریل ٹھہرتا ہے۔ مگر یہ سوال کہ وہ واقعہ کیا ہے جسکی پیشگوئی کیگئی ہے اسکا ہم اسوقت کچھ بھی جواب نہیں دیسکتے بجز اس کے کہ یہ کہیں کہ کوئی ہولناک یا تعجب انگیز واقعہ ہے کہ ظہور کے بعد پیشگوئی کے رنگ میں ثابت ہو جائیگا اور ہم یہ بھی نہیں کہ سکتے کہ وہ واقعہ ہماری ذات کے متعلق ہے یا ہمارے دوستوں کے متعلق یا دشمنوں کے متعلق جس امر کو خدا نے پوشیدہ کیا ہے ہم ظاہر نہیں کر سکتے۔

بعد اس کے ۱۲ مارچ ۱۹۰۷ء کو مکرر آج یہی الہام ہے۔

(۱) یا عیسٰی انی متوفیک و رافعک الیّ (۲) انت منی و انا منک (۳) ظہورک ظہوری (۴) انت الذی طار الیّ روحہ۔ (۵) انی انا اللّٰہ ذو الجود و العطا (۶) انزل الرحمۃ علی من اشاء۔

ترجمہ اے عیسٰی میں تجھے تیری طبعی موت سے وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا۔ تو مجھ سے اور میں تجھ سے۔ تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔ تو وہ ہے جس کے روح نے میری طرف پرواز کیا۔ میں خدا ہوں صاحب جود اور بخشش۔ جسپر چاہتا ہوں رحمت نازل کرتا ہوں۔

۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء (۱) لاہور میں ایک بے شرم ہے (۲) ویل لہ و لافکہ۔ (۳) یعنی ای مخالف تیرے پر لعنت اور تیرے جھوٹ پر۔ (۴) انی نعیت۔ ترجمہ میں نے ایک شخص کی موت کی خبر دی (۵) انی انا اللّٰہ لا الٰہ الا انا۔ ترجمہ میں ہی خدا ہوں میرے سوا اور کوئی خدا نہیں (۶) ان اللّٰہ مع الصادقین ترجمہ۔ خدا سچوں کے ساتھ ہوتا ہے (یہ پیشگوئی آج ہی پوری ہوگئی کہ آج ہی سول میں خبر آئی ہے کہ ڈوئی جسکے عذاب کے بارہ میں ہمنے خبر دی تھی وہ مر گیا۔ یہ وہ ڈوئی ہے جسکو مباہلہ کیلئے بلایا گیا تھا) (۷) ایک امتحان ہے بعض اسمیں پکڑے جائینگے اور بعض چھوڑے جائینگے (۸) انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ ترجمہ خدا نے ارادہ کیا ہے اے اہل خانہ کہ تمہاری پلیدی کو دور کرے اور تمہیں پاک کرے جیسا کہ حق ہے پاک کرنیکا (یہ تیسری مرتبہ الہام ہے واللّٰہ اعلم بالصواب) (۹) اعجبنی موتکم تمہاری موت نے مجھے تعجب میں ڈالا (۱۰) یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلیگی جو بہت ہی سخت ہوگی (۱۱) ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مرینگے۔

(۱۲) واستوت علی الجودی یہ اس آیت کیطرف اشارہ ہے وغیض الماء و قضی الامر واستوت علی الجودی اور پانی خشک کیا جاویگا اور جو کچھ ہمارا ارادہ ہے ہم پورا کرینگے اور کشتی جودی پر

قادیان کے آریہ اور ہم

قادیان کے آریہ لالہ شرمپت رائے اور ملاوامل خصوصیت کے ساتھ حضرت اقدس کے بہت سے الہامات اور نشانات کے گواہ ہیں۔ گذشتہ جلسہ دسمبر ۱۹۰۶ء کی تقریب پر حضرت اقدس نے انکی شہادت نشانات کا ذکر فرمایا تو آریوں کے اخبار نے لالہ شرمپت کے بیان کے ساتھ اس کی تکذیب کی اس لئے حضرت اقدس نے اتمام حجت کی خاطر سے مندرجہ بالا عنوان پر ایک رسالہ شائع کیا جس کو عام فائدہ کے لئے میں درج ذیل کرتا ہوں — ایڈیٹر

ایک اخبار آریہ صاحبوں کی جو قادیان سے نکلتا ہے اور اب شاید جنوری ۱۹۰۷ء سے اس جگہ سے اس کا خاتمہ ہے۔ اس میں بنسبت لالہ شرمپت ساکن قادیان کا حوالہ دیکر ایک عجیب تہمت میرے پر لگائی گئی ہے اور وہ یہ کہ جو دسمبر ۱۹۰۶ء کے جلسہ میں ایک تقریب سے میں نے بیان کیا تھا کہ ان آسمانی نشانوں کے جو خدا نے مجھے عطا فرمائے ہیں صرف مسلمان ہی گواہ نہیں ہیں بلکہ اس قصبہ کے ہندو بھی گواہ ہیں جیسا کہ لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل آریہ جو ساکنان قادیان ہیں ان کو میرے نشانوں کا علم ہے اور اس جلسہ میں میں نے صرف اسی قدر بیان نہیں کیا تھا بلکہ میں نے تمام مہمانوں کے روبرو جو ہر یک طرف سے اور نیز دور دراز ملکوں سے دو ہزار کے قریب جمع تھے یہ بیان کیا تھا کہ قطع نظر قادیان کے مسلمانوں کے اس قصبہ کے تمام ہندو بھی میرے نشانوں کے گواہ ہیں کیونکہ اس زمانہ کو پینتیس ۳۵ برس کے قریب مدت گذر گئی جبکہ میں نے یہ ایک پیشگوئی شائع کی تھی کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگرچہ اب تو اکیلا ہے اور تیرے ساتھ کوئی نہیں مگر وہ وقت آتا ہے کہ میں ہزارہا انسانوں کو تیری طرف رجوع دونگا اور اگرچہ اب تجھ میں کوئی مالی طاقت نہیں مگر میں بہت سے لوگوں کے دلوں میں اپنا الہام ڈالوں گا کہ اپنے مالوں سے تیری مدد کریں۔ فوج در فوج لوگ آئینگے اور مال دینگے اور اس قدر آئینگے کہ قریب ہے کہ تو تھک جائے وہ ہر ایک راہ سے سفر کر کے قادیان میں آئینگے اور ان کی آمد کی کثرت سے راہیں گہری ہو جائینگی اور جب اس پیشگوئی کے آثار ظاہر ہونگے تو دشمن چاہینگے کہ یہ پیشگوئی ظاہر نہ ہو۔ اور کوشش کرینگے کہ ایسا نہ ہو مگر میں ان کو نامراد رکھونگا اور اپنا وعدہ پورا کرونگا اور پھر ساتھ اسکے یہ بھی فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔

یہ خلاصہ ہے اس پیشگوئی کا جو آج سے چھبیس ۲۶ برس پہلے براہین احمدیہ میں چھپ چکی ہے اور در حقیقت اس زمانہ سے بہت عرصہ پہلے کی پیشگوئی ہے جس کو کم سے کم پینتیس ۳۵ برس ہوتے ہیں۔ سو اس جلسہ میں میں نے اس پیشگوئی کا ذکر کیا تھا اور اس کے ذکر کے لئے یہ تقریب پیش آئی تھی کہ جب ہم معہ اپنی جماعت کے جو دو ہزار کے قریب تھی اپنی جامع مسجد میں نماز میں مشغول تھے اور دور دور سے میری جماعت کے معزز لوگ آئے ہوئے تھے جن میں گورنمنٹ انگریزی کے بھی بڑے بڑے عہدہ دار اور معزز رئیس اور جاگیردار اور نواب بھی موجود تھے تو عین اس حالت میں کہ جب ہم اپنی اس جامع مسجد میں نماز ادا کر رہے تھے ایک ناپاک طبع آریہ برہمن نے گالیاں دینی شروع کیں اور نعوذ باللہ ان الفاظ سے بار بار گالیاں دیتا تھا کہ یہ سب کنجر اس جگہ جمع ہوئے ہیں کیوں باہر جا کر نماز نہیں پڑھتے۔ اور پہلے سب سے مجھ ہی کو یہ گالی دی اور بار بار ایسے گندے الفاظ سے یاد کیا کہ بہتر ہے کہ ہم اس رسالہ کو ان کی تفصیل سے پاک رکھیں۔ قریباً ہم دو گھنٹہ تک نماز پڑھتے رہے اور وہ آریہ قوم کا برہمن برابر بکواس کرتا رہا اور گندے الفاظ سے گالیاں دیتا رہا اور اس وقت بقول ہمارے مخالف کے بھی ہماری کئی ہزار جماعت کو دیکھ رہے تھے اور حیرت کی نظر سے دیکھتے تھے کہ خدا نے ایک دنیا کو جمع کر دیا ہے اور ان لوگوں نے بھی منع کیا مگر وہ ناپاک طبع آریہ باز نہ آیا۔ اور معزز مسلمانوں کو کنجر کے پلید لفظ سے بار بار یاد کرتا اور [illegible] دیتا رہا۔

یہ ایک بڑا دکھ تھا جو عین نماز کی حالت میں ہم کو اٹھانا پڑا۔ اور یہ بھی خوف تھا کہ ہماری جماعت میں سے کسی کو جوش پیدا ہو مگر خدا کا شکر ہے کہ سب نے صبر کیا تعجب ہے کہ کیوں اس نے یہ طریق اختیار کیا شاید اس کو اپنے مذہب کا نیوگ† یاد آیا ہوگا اس وقت سرکاری ملازم پولیس کا ایک ڈپٹی انسپکٹر بھی موجود تھا۔ غرض جب اس آریہ کی گالیاں حد سے بڑھ گئیں تو معزز مسلمانوں کے دلوں کو سخت رنج پہنچا۔ اور اگر وہ ایک وحشی قوم ہوتی تو قادیان کے تمام آریوں کے لئے کافی تھی مگر ان کے اخلاق قابل تحسین ہیں کہ ایک سفلہ طبع آریہ نے باوجودیکہ اسقدر گندی گالیاں دیں تاہم انھوں نے ایسے صبر سے کام لیا کہ گویا مردے ہیں جن میں آواز نہیں اور اس تعلیم کو یاد رکھا جو بار بار دی جاتی ہے کہ اپنے دشمنوں کے ساتھ صبر کے ساتھ پیش آؤ۔

جب نماز ہو چکی تو میں نے دیکھا کہ ان گندی گالیوں سے بہت سے دلوں کو بہت رنج پہنچا تھا۔ تب میں نے ان کی دلجوئی کے لئے اٹھ کر یہ تقریر کی کہ یہ رنج جو پہنچا ہے اس کو دلوں سے نکال دو۔ خدا تعالیٰ دیکھتا ہے وہ ظالم کو آپ سزا دیگا اور اس وقت میں نے یہ بھی کہا کہ میں جانتا ہوں کہ قادیان کے ہندو سب سے زیادہ خدا کے غضب کے نیچے ہیں کیونکہ خدا کے بڑے بڑے نشان دیکھتے ہیں اور پھر ایسی گندی گالیاں دیتے اور دکھ پہنچاتے ہیں ان کو معلوم ہے کہ خدا نے [illegible] ایسا بڑا نشان قدرت کا دکھلایا ہے۔ وہ اس بات سے بے خبر نہیں ہیں کہ آج سے چھبیس ستائیس برس پہلے میں گمنامی کے گوشہ میں پڑا ہوا تھا کیا کوئی بول سکتا ہے کہ اس وقت یہ رجوع خلائق موجود تھا بلکہ ایک انسان بھی میری جماعت میں داخل نہ تھا اور نہ کوئی میرے ملنے کے لئے آتا تھا اور بجز اپنی جائداد کی قلیل آمدن کے کوئی آمدنی بھی نہیں تھی۔ پھر اسی زمانہ میں بلکہ اس سے بھی پہلے جس کو پینتیس ۳۵ برس سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گذرتا ہے خدا نے مجھے یہ خبر دی۔ کہ ہزاروں لاکھوں انسان ہر ایک راہ سے تیرے پاس آوینگے یہاں تک کہ سڑکیں گھس جائیں گی۔ اور ہر ایک راہ سے مال آئیگا۔ اور ہر ایک قوم کے مخالف اپنی تدبیروں سے زور لگائیں گے کہ یہ پیشگوئی وقوع میں نہ آوے مگر وہ اپنی کوششوں میں نامراد رہیں گے۔ اور یہ خبر اسی زمانہ میں میری کتاب براہین احمدیہ میں چھپ کر ہر ایک ملک میں شائع ہو گئی تھی۔

پھر کچھ مدت کے بعد اس پیشگوئی کا آہستہ آہستہ ظہور شروع ہوا چنانچہ اب میری جماعت میں تین لاکھ سے زیادہ آدمی ہیں† اور فتوحات مالی کا یہ حال ہے کہ اب تک کئی لاکھ روپیہ آ چکا ہے اور قریباً پندرہ سو روپیہ اور کبھی دو ہزار ماہوار لنگر خانہ پر خرچ ہو جاتا ہے اور مدرسہ وغیرہ کی آمدنی علیحدہ ہے

† نیوگ آریہ مذہب کے رو سے ایک مذہبی حکم ہے جس کے رو سے ایک آریہ کی پاکدامن عورت باوجود زندہ ہونے خاوند کے اور باوجود اسکے کہ اس کو طلاق بھی نہیں دی گئی ایک دوسرے آدمی سے محض اولاد لینے کی غرض سے ہم بستر ہو سکتی ہے اور جب تک گیارہ لڑکے غیر آدمی کے نطفہ سے پیدا ہو جائیں اس کام میں مشغول رہ سکتی ہے اور ایسی عورت مذہب کے رو سے بڑی مقدس کہلاتی ہے اور ایسا لڑکا ماں اور اپنے فرضی باپ دونوں کو دوزخ سے نجات دلانیوالا اور مکتی کا داتا کہلاتا ہے۔ منہ

† اس رسالہ کے لکھنے کے وقت ملک مصر سے یعنی مقام اسکندریہ سے کل ۲۳ جنوری ۱۹۰۷ء کو ایک خط بذریعہ ڈاک مجھ کو ملا لکھنے والا ایک معزز بزرگ اس شہر کا ہے یعنی اسکندریہ کا

یہ ایک ایسا نشان ہے کہ جس سے قادیان کے ہندوؤں کو فائدہ اُٹھانا چاہئے تھا کیونکہ وہ اس نشان کے اول گواہ تھے۔ اِن کو معلوم تھا کہ اس پیشگوئی کے زمانہ میں مَیں کس قدر گمنام اور پوشیدہ تھا۔

یہ تقریر تھی جو اس جلسہ میں مَیں نے کی تھی اور تقریر کے آخر میں مَیں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ اس نشان کے سب آریوں میں سے بڑھ کر گواہ لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل ساکنان قادیان ہیں کیونکہ اُن کے روبرو کتاب براہین احمدیہ جس میں یہ پیشگوئی ہے چھپی اور شائع ہوئی ہے بلکہ براہین احمدیہ کے چھپنے سے پہلے اُس زمانہ میں جبکہ میرے والد صاحب فوت ہوئے تھے یہ پیشگوئی ان ہر دو آریوں کو بتلائی گئی تھی جس کا مختصر بیان یہ ہے کہ میرے والد صاحب کے فوت ہونے کی خبر ان الفاظ سے خدا تعالیٰ نے مجھے دی تھی کہ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ یعنے قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اُس حادثہ کی جو غروب آفتاب کے بعد پڑے گا اور ساتھ ہی سمجھایا گیا تھا کہ اس پیشگوئی کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا والد آفتاب کے غروب کے ساتھ ہی وفات پائیگا اور یہ الہام بطور ماتم پرسی کے تھا جو اپنے خاص بندوں سے عادت اللہ میں داخل ہے۔ اور جب یہ خبر سُنکر تردّد اور غم پیدا ہوا کہ ان کی وفات کے بعد ہماری اکثر وجوہ معاش جو اُن کی ذات سے وابستہ ہیں نابود ہو جائینگی تب یہ الہام ہوا

الیس اللہ بکاف عبدہٗ

یعنے کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس وحی الٰہی میں صریحاً خبر دی گئی تھی کہ تمام حاجات کا خدا خود متکفل ہوگا چنانچہ اس الہام کے مطابق ظہور میں آیا کیونکہ بعد میرے والد صاحب فوت ہونے اور ان کے ذریعہ سے ہمارے جو وجوہ معاش تھے جیسے پنشن اور انعام وغیرہ سب ضبط ہو گئے یا غیروں کو مل گئے جن پر پینتیس ۳۵ برس کا عرصہ گذر گیا ہے میں نے اس الہام کو یعنے الیس اللہ بکاف عبدہٗ کو مہر میں کھدوانے کے لئے تجویز کی۔ اور لالہ ملاوامل آریہ کو اس مہر کے کھدوانے کے لئے امرتسر میں بھیجا اور محض اس لئے بھیجا کہ تا وہ اور لالہ شرمپت دوست اُس کا دونوں اس پیشگوئی کے گواہ ہو جائیں چنانچہ وہ امرتسر گیا اور معرفت حکیم محمد شریف کلانوری کے پانچ روپیہ اُجرت دیکر مہر بنوا لایا جس کا نقش الیس اللہ بکاف عبدہٗ ہے جو اب تک میرے پاس موجود ہے اور یہ الہام قریباً پینتیس ۳۵ برس کا ہے جس کے یہ دونوں آریہ صاحبان گواہ ہیں اور ان کو معلوم ہے کہ اس زمانہ میں میری کیا حیثیت تھی۔ پھر اُس زمانہ میں جبکہ براہین احمدیہ جس میں مذکورہ بالا الہامات درج ہیں بمقام امرتسر پادری رجب علی کے مطبع میں چھپ رہی تھی ان دونوں آریوں کو خوب معلوم ہے کہ میں کیسا گمنامی میں زندگی بسر کرتا تھا یہاں تک کہ کئی دفعہ یہ دونوں آریہ امرتسر میں میرے ساتھ جاتے تھے اور بجز ایک خدمتگار کے دوسرا آدمی نہیں ہوتا تھا اور بعض دفعہ صرف لالہ شرمپت ہی ساتھ جاتا تھا۔ یہ لوگ حلفاً کہہ سکتے ہیں کہ اُس زمانہ میں میری گمنامی کی حالت کس درجہ تک تھی نہ قادیان میں میرے پاس کوئی آتا تھا اور نہ کسی شہر میں میرے جانے پر کوئی میری پروا کرتا تھا اور میں ان کی نظر میں ایسا تھا جیسا کہ کسی کا عدم اور وجود برابر ہوتا ہے۔

اب وہی قادیان ہے جس میں ہزاروں آدمی میرے پاس آتے ہیں اور وہی شہر امرتسر اور لاہور وغیرہ ہیں جو میرے وہاں جانے کی حالت میں صدہا آدمی مشتاق کے لئے ملنے پہنچتے ہیں بلکہ بعض وقت ہزارہا لوگوں تک نوبت پہنچتی ہے چنانچہ ۱۹۰۳ء میں جب ہم نے جہلم کی طرف سفر کیا تو سب کو معلوم ہے کہ قریباً گیارہ ہزار آدمی پیشوائی کے لئے آیا تھا ایسا ہی قادیان میں صدہا معاونوں کی آمد کا ایک سلسلہ جاری ہے

اُس زمانہ میں اس کا نام و نشان نہ تھا اور قادیان کے تمام ہندو جن میں سے [illegible] لالہ شرمپت اور ملاوامل گواہ اور جو اب قوم کے دباؤ کے نیچے آکر خدا کے نشانوں سے منکر ہوتے ہیں* خوب معلوم ہے کہ ان دنوں میں ہمارا مردانہ مکان بعض وقت بالکل اور خالی تھا اور کوئی ہمارے پاس نہیں آتا تھا ہاں یہ لوگ دن میں دو تین مرتبہ یا کم و بیش آجاتے تھے یہ سب باتیں وہ حلفاً بیان کر سکتے ہیں۔

پس جلسہ کے دن میری تقریر کا یہی خلاصہ تھا کہ قادیان کے آریوں پر خدا تعالیٰ کی حجت پوری ہو چکی ہے خاص کر ان دونوں آریوں پر تو بخوبی اتمام حجت ہو چکا ہے جو بہت سے نشانوں کے گواہ رویت ہیں مگر وہ لوگ اس زبردست طاقتوں والے خدا سے نہیں ڈرتے جو ایک دم میں معدوم کر سکتا ہے۔ اور جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں اس پیشگوئی کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی کہ جو اسی کتاب براہین احمدیہ میں درج تھی اور اسی زمانہ میں جسکو قریباً چھبیس ۲۶ برس گذر چکے ہیں تمام پنجاب و ہندوستان میں شائع ہو چکی تھی یعنے یہ کہ دشمن بہت زور لگائینگے کہ تا یہ عروج اور یہ نشان اور یہ رجوع خلائق ظہور میں نہ آوے اور لوگ مالی مدد نہ کریں لیکن پھر بھی خدا تعالیٰ اپنی پیشگوئی کو پوری کریگا اور وہ سب نامراد رہینگے اور یہ پیشگوئیاں نہ صرف عربی میں ہیں بلکہ عربی میں اور اردو میں انگریزی میں فارسی میں عبرانی میں براہین احمدیہ میں موجود ہیں۔

اور پھر جب چند سال کے بعد ان پیشگوئیوں کے آثار شروع ہونے لگے تو مخالفین کے دلوں میں [illegible] جوش پیدا ہوا۔ قادیان میں لالہ ملاوامل [illegible] لالہ شرمپت کے مشورہ سے ایک اشتہار [illegible] اور صرف [illegible] یہ لوگ اس [illegible] کہ لوگ مالی مدد نہ کریں ورنہ [illegible] اس اشتہار سے ان آریوں کا مدعا یہ تھا کہ تا لوگ [illegible] سے باز آجاویں اور مالی امداد سے [illegible] مگر [illegible] کہ اس اشتہار کے زمانہ میں میری جماعت [illegible] آدمی [illegible] اور [illegible] کہ اس زمانہ میں زیادہ سے زیادہ تیس یا چالیس روپیہ ماہوار آمدنی تھی مگر اس اشتہار کے بعد گویا مالی امداد کا ایک دریا رواں ہو گیا۔ اور اب تک کئی لاکھ لوگ بیعت میں داخل ہو چکے اور اب بھی ہر ایک مہینہ میں پانسو کے قریب بیعت میں داخل ہو جاتا ہے اس سے ثابت ہے کہ انسان خدا کا مقابلہ نہیں کر سکتا [illegible] ثبوت [illegible] لالہ ملاوامل کا اشتہار اب تک [illegible] پاس موجود ہے جو لالہ شرمپت کے مشورہ سے لکھا گیا تھا [illegible] اشتہار [illegible] سلسلہ کے لئے [illegible] پس اس اشتہار کی تاریخ اشاعت دیکھیں اور پھر دوسری طرف سرکاری کاغذات کے ذریعہ سے اس زمانہ اور بعد کے زمانہ کا مقابلہ کر کے [illegible] اشتہار سے پہلے کس قدر [illegible] آتے تھے اور [illegible] روپیہ آتا تھا اور بعد میں کس قدر روپیہ کی آمد شامل ہوئی۔ یہ امر ڈاکخانہ کے [illegible] اور کاغذات [illegible] سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ ملاوامل نے اشتہار شائع کیا کس قدر میری جماعت تھی جیسے اُن کاغذات سے جو اُس کی معرفت گورنمنٹ میں پہنچتے ہیں بخوبی فیصلہ ہو سکتا ہے اور صفائی سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ ملاوامل نے لوگوں کو روکنے کے لئے اشتہار دیا کس قدر میری جماعت تھی اور کسقدر روپیہ آتا تھا اور پھر بعد میں کس قدر ترقی ہوئی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس قدر ترقی ہوئی کہ جیسا ایک قطرہ سے دریا بن جاتا ہے اور یہ ترقی)

---

* مجھے واقعی طور پر معلوم نہیں کہ در حقیقت لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل سچ مچ ان تمام نشانوں سے منکر ہوتے ہیں جنکو کہ وہ دیکھ چکے ہیں میں صرف آریہ اخبار کے حوالہ سے یہ لکھتا ہوں اور میں نہیں امید رکھتا کہ کوئی انسان ایسا خدا تعالیٰ سے بیخوف ہو جائے کہ اپنی رویت کی گواہیوں سے منکر ہو جائے ہر ایک شخص کا آخر خدا تعالیٰ سے معاملہ ہے۔ منہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲ ۔ جن کا نام ہے احمد [illegible] خط محفوظ ہے جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے وہ لکھتے ہیں کہ میں آپ کو یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ اس ملک میں آپ کے تابع اور آپ کی پیروی کرنے والے اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ جیسے بیابان کی ریت اور کنکریں اور لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں کوئی ایسا باقی نہیں جو آپ کا پیرو نہیں ہو گیا۔ منہ

بالکل غیر معمولی اور معجزانہ تھی حالانکہ نہ صرف ملاّ مخالف بلکہ ہر ایک دشمن نے اس ترقی کو روکنے کے لئے پورا زور لگایا اور رہا تا کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی جھوٹی ثابت ہو۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دوسری پیشگوئی پوری ہوگئی یعنے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے پہلے سے فرمایا تھا دشمن لوگوں کے رجوع کو روک نہ سکے اگر انسان میں حیا اور شرم کا کچھ مادہ اپنے اندر رکھتا ہو تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ عمیق در عمیق غیب کی باتیں جو خدائی قدرتوں سے پُر ہیں انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں اور سوچ سکتا ہے کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو انسانوں کی مخالفانہ کوششیں ضرور کارگر ہو جاتیں۔ ان اشتہاروں کا اگر کچھ نتیجہ ہوا تو یہی ہوا کہ وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو خدا تعالیٰ نے پہلے سے فرمایا تھا کہ دشمن جان توڑ کر زور لگائینگے کہ عروج اور نصرت الٰہی اور رجوع خلائق کی پیشگوئی پوری نہ ہو مگر وہ پوری ہو جائیگی۔ اور عجیب بات ہے کہ صرف ملاّ والی نے ہی زور نہیں لگایا بلکہ آریہ صاحبوں کا وہ پنڈت جس کی جان کو خدا کی پیشگوئی نے لیلیا یعنے لیکھرام وہ بھی اپنی ناچیز عمر کا حصہ انھیں تحریروں میں کھو گیا کہ براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی پوری نہ ہو جو براہین احمدیہ میں لاکھوں انسانوں کے رجوع اور لاکھوں روپے کی آمدن کے بارہ میں شائع ہو چکی تھی آخر نتیجہ یہ ہوا کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو پانچ برس پہلے خبر دی تھی کہ وہ اپنی بدزبانی کی پاداش میں چھ برس کی میعاد میں قتل کیا جائیگا وہ بدقسمت اُس پیشگوئی کو پورا کر کے راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔

ایسا ہی عیسائیوں نے بھی اس پیشگوئی کو روکنے کے لئے بہت زور لگایا اور ان کے اشتہار بھی اب تک میرے پاس موجود ہیں۔ پھر مسلمان جن کا حق تھا اور جن کا فرض تھا کہ مجھے قبول کرتے انھوں نے بھی اس پیشگوئی کے روکنے کے لئے جو براہین احمدیہ میں میری آئندہ ترقی اور اقبال اور رجوع خلائق کی نسبت چھبیس[۲۶] برس سے درج تھی اور تخمیناً بیس[۲۰] برس سے زبانی شائع ہو چکی تھی .... ناخنوں تک زور لگایا یہاں تک کہ میں خیال کرتا ہوں کہ ایک لاکھ سے زیادہ میرے مخالفوں کی طرف سے ایسا اشتہار نکلا ہوگا جس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ یہ شخص کافر ہے دجال ہے بے ایمان ہے کوئی اس کی طرف رُخ نہ کرے اور کوئی اس کی مدد نہ کرے بلکہ کوئی مصافحہ اور السلام علیکم نہ کرے اور جب مر جائے تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔ مگر ان اشتہاروں کی کیسی اُلٹی تاثیر ہوئی جس سے خدا تعالیٰ کی قدرت نظر آتی ہے کہ ان کے بعد کئی لاکھ آدمیوں نے میری بیعت کر لی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دوسرے بے شمار تحائف ہر طرف سے آئے اور خدا کی غیرت اور قدرت نے اُنکے منہ پر وہ طمانچے مارے کہ ہر ایک میدان میں اُن کو شکست نصیب ہوئی۔ اور ہر ایک مباہلہ میں موت یا ذلت اُن کے حصہ میں آئی۔ یہ تمام اشتہارات جو آریوں کی طرف سے نکلے اور عیسائیوں کی طرف سے اور مسلمانوں کی طرف سے شائع ہوئے میرے چند صندوقوں میں موجود ہیں جن میں ہزارہا گالیوں کے ساتھ جو چوہڑوں چماروں کی گالیوں سے بڑھکر ہیں مجھے مکار۔ فریبی۔ ٹھگ۔ دجال۔ دہریہ اور بے ایمان کر کے یاد کیا گیا ہے اور اس لئے جمع رکھے گئے تا کسی کو انکار نہ ہو سکے۔

جب میں ایک طرف براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی دیکھتا ہوں کہ اگرچہ تو اب اکیلا ہے تیرے ساتھ کوئی بھی نہیں مگر وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ لاکھوں انسان تیرے ساتھ ہو جائینگے اور اپنے عزیز مالوں سے تیری مدد کرینگے اور ہر ایک قوم کے دشمن زور لگائینگے کہ یہ پیشگوئی پوری نہ ہو مگر میں ان کو نامراد رکھونگا اور میں تجھے ہر ایک تباہی سے بچاؤں گا اگرچہ کوئی بچانے والا نہ ہو۔ اور دوسری طرف اس پیشگوئی کے مطابق ہر ایک قوم کے دشمنوں کا پیشگوئی کے روکنے کے لئے پوری کوشش کا مشاہدہ کرتا ہوں اور پھر دیکھتا ہوں کہ باوجود دشمنوں کی سخت مزاحمت کے آخر وہ پیشگوئی ایسی پوری ہوگئی کہ اگر آج وہ تمام بیعت کرنیوالے ایک وسیع میدان میں جمع کئے جائیں تو ایک بڑے بادشاہ کے لشکر سے بھی زیادہ ہوں گے تو اس موقعہ پر مجھے زبردست رقت آتی ہے کہ ہمارا خدا کیا ہی قادر خدا ہے کہ جس کے منہ کی بات کبھی ٹل نہیں سکتی گو تمام جہان دشمن ہو جائے اور اُس بات کو روکنا چاہے۔

یہ وہ بیان تھا جو اس جلسہ میں ہے کیا تھا۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا قادیان کے ہندو وغیرہ کو اس پیشگوئی اور اس کے پورے ہونے کی کچھ خبر نہیں۔ کیا لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل اس پیشگوئی سے بے خبر ہیں اور کیا آریہ صاحبان اپنے مذہب میں اس کی کوئی ثابت شدہ نظیر بتلا سکتے ہیں اور کیا وہ اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ جس زمانہ میں یہ پیشگوئی شائع کی گئی اس زمانہ میں میری طرف کسی کو رجوع نہ تھا۔ لعنتی ہے وہ شخص جو جھوٹ بولے اور مُردار ہے وہ کمینہ جو سچ کو چھپاوے۔ ایسے انسان اگرچہ زبان سے کہیں کہ خدا ہے لیکن درحقیقت وہ خدا سے منکر ہی ہوتے ہیں مگر خدا اپنی طاقتوں سے ظاہر کرتا ہے کہ میں موجود ہوں۔ میں آج سے نہیں بلکہ قدیم سے جانتا ہوں کہ عموماً قادیان کے ہندو اسلام کے سخت دشمن اور تاریکی سے پیار کرتے ہیں وہ نور کو دیکھ کر اور بھی تاریکی کی طرف دوڑتے ہیں گویا اُن کے نزدیک خدا نہیں اور خدا نے اُن کو لیکھرام کا بڑا نشان دکھایا تھا لیکن اُنھوں نے اس سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔ اور یہ کس قدر صاف نشان تھا جس میں یہ خبر دی گئی تھی کہ لیکھرام طبعی موت سے نہیں مریگا بلکہ وہ چھ[۶] سال کے اندر قتل کیا جاویگا اور عید کے دن کے بعد جو دن ہوگا اُس میں یہ واقعہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور اس پیشگوئی کی بنا صرف یہ تھی کہ وہ مذہب اسلام کو جھوٹا سمجھتا تھا اور بہت بدزبانی کرتا تھا اور گالیاں دیتا تھا۔ پس خدا نے مجھ کو اطلاع دی کہ وہ تو گوشت یعنے زبان کی چُھری اسلام پر چلا رہا ہے مگر خدا تعالیٰ لوہے کی چُھری سے اُس کا کام تمام کریگا سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔ اور میں نے اشتہار دیا تھا کہ اے آریو! اگر تمہارے پرمیشر میں کچھ شکتی ہے تو اس کی جناب میں دعا اور پرارتھنا کرکے لیکھرام کو بچا لو مگر تمہارا پرمیشر اُس کو بچا نہ سکا۔ اور اُس نے میری نسبت یہ پیشگوئی کی تھی کہ یہ شخص تین برس تک مر جائیگا خدا نے اُس کی پیشگوئی جھوٹی ثابت کی اور ہمارا خدا غالب رہا۔ پھر اُس نے اپنی کتاب خبط احمدیہ میں میرے ساتھ مباہلہ کیا یعنے دعا کی کہ ہم دونوں میں سے جس کا جھوٹا مذہب ہے وہ مر جائے آخر وہ اس دُعا کے بعد آپ ہی مر گیا اور اس بات پر مُہر لگا گیا کہ آریہ مذہب سچا نہیں ہے اور اسلام سچا ہے۔ اور اس نے اپنے مرنے سے میری نسبت یہ بھی گواہی دیدی کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔

ہمیں یہ افسوس کبھی فراموش نہیں ہوگا کہ لیکھرام کی اس موت کا اصل باعث قادیان کے ہندو ہی ہیں وہ محض ناواقف تھا اور جب وہ قادیان میں آیا تو قادیان کے ہندوؤں نے میری نسبت اُس کو یہ کہا کہ یہ جھوٹا اور فریبی ہے۔ ان باتوں کو سُنکر وہ سخت دلیر ہو گیا اور سخت بگڑ گیا اور اپنی زبان کو بدگوئی میں چُھری بنا لیا سو وہی چُھری اس کا کام کر گئی خدا کے برگزیدہ اور پاک نبی کو گالیاں دینا اور سچے کو جھوٹا قرار دینا آخر انسان کو سزا کے لائق کر دیتا ہے۔ اگر لیکھرام نرمی اور

٭ اس جگہ یہ واقعہ قدرت یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم کی نسبت یہ پیشگوئی تھی کہ وہ اگر حق کی طرف رجوع نہیں کریگا تو پندرہ[۱۵] مہینے میں مر جائیگا اور لیکھرام کی نسبت یہ پیشگوئی تھی کہ وہ چھٹے[۶] سال کے اندر قتل کیا جائیگا پھر چونکہ عبداللہ آتھم پیشگوئی کے دنوں میں بہت روتا رہا اور اُس کے دل پر حق کی عظمت غالب آگئی اور اُس نے اُس مدت میں کوئی بُرا لفظ زبان سے نہ کہا اس لئے خدا نے جو رحیم و کریم ہے اُس کی میعاد کو بڑھا دیا۔ اور وہ کچھ تھوڑی قلیل مدت تک زندہ رہکر مر گیا مگر لیکھرام نے پیشگوئی سُننے کے بعد زبان درازی شروع کی جیسا کہ سفلہ ہندوؤں کی عادت ہے اس لئے اُس کی اصل میعاد بھی پوری نہ ہونے پائی سو وہ ابھی میعاد میں ایک سال باقی تھا جو پیشگوئی کے مطابق قتل کیا گیا۔ ایسا ہی احمد بیگ کی نسبت پیشگوئی پوری ہونے کے بعد بھی اُس کے مرنے کے بعد اُس کے وارثوں نے بہت غم اور خوف ظاہر کیا۔

تواضع اختیار کرتا تو بچایا جاتا کیونکہ خدا کریم و رحیم ہے اور سزا دینے میں دھیما ہے۔ مگر ان لوگوں نے اُس کو بڑا دھوکہ دیا میں جانتا ہوں کہ اُس کی موت کا گناہ قادیان کے ہندوؤں کی گردن پر ہے اور مجھے افسوس ہے کہ ان لوگوں نے اُس سے بہت ہی بُرا سلوک کیا۔ یہ لوگ زبان سے تو کہتے ہیں کہ پرمیشر ہے مگر میں نہیں قبول کرتا کہ ان کے دل پرمیشر پر ایمان لاتے ہیں ان کا عجیب مذہب ہے کہ جس قدر زمین پر پیغمبر گذرے ہیں سب کو گندی گالیاں دیتے ہیں اور جھوٹا جانتے ہیں۔ گویا صرف چھوٹا سا ملک آریہ ورت کا ہمیشہ خدا کے تخت کی جگہ رہی ہے اور دوسرے ملکوں سے خدا نے کچھ تعلق نہیں رکھا یا ان سے بےخبر رہا ہے مگر خدا نے قرآن شریف میں یہ فرمایا ہے کہ ہر ایک ملک میں اُس کے پیغمبر آتے رہے ہیں ایسا ہی ہند میں بھی خدا کے پاک پیغمبر اور اس کا کلام پانیوالے گذرے ہیں اور ایسا ہی چاہئے تھا کیونکہ خدا تمام ملکوں کا ہے نہ صرف ایک ملک کا نہ معلوم کس شیطان نے ان لوگوں کے دلوں میں یہ پھونک دیا ہے کہ بجز وید کے خدا کی ساری کتابیں جھوٹی ہیں اور نعوذ باللہ خدا کا نبی موسیٰ اور خدا کا پیارا عیسیٰ اور خدا کا برگزیدہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سب جھوٹے اور مکار گذرے ہیں۔ ہماری شریعت صلح کا پیغام ان کو دیتی ہے اور ان کے ناپاک اعتقاد جنگ کی تحریک کر کے ہماری طرف تیر چلا رہے ہیں ہم کہتے ہیں کہ ہندوؤں کے بزرگوں کو مکار اور جھوٹا مت کہو مگر یہ کہو کہ ہزارہا برسوں کے گذرنے کے بعد یہ لوگ اصل مذہب کو بھول گئے۔ مگر بمقابل ہمارے یہ ناپاک طبع لوگ ہمارے [illegible] نبیوں کو گندی گالیاں دیتے ہیں اور ان کو مفتری اور جھوٹا سمجھتے ہیں پس کیا کوئی توقع کر سکتا ہے کہ ایسے ہندوؤں سے صلح ہو سکے ان لوگوں سے سناتن دھرم کے اکثر نیک اخلاق لوگ ہیں جو ہر ایک نبی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور فروتنی سے سر جھکاتے ہیں۔ میری دانست میں اگر جنگلوں کے درندے اور بھیڑیئے ہم سے صلح کر لیں اور شرارت چھوڑ دیں تو یہ ممکن ہے مگر یہ خیال کرنا کہ ایسے اعتقاد کے لوگ کبھی دل کی صفائی سے اہل اسلام سے صلح کر لینگے ... سراسر باطل ہے بلکہ اُن کا ان عقیدوں کے ساتھ مسلمانوں سے سچی صلح کرنا ہزاروں محالوں سے بڑھ کر محال ہے کیا کوئی سچا مسلمان برداشت کر سکتا ہے جو اپنے پاک اور بزرگ نبیوں کی نسبت ان گالیوں کو سُنے اور پھر صلح کر لے۔ ہرگز نہیں پس ان لوگوں کے ساتھ صلح کرنا ایسا ہی مضر ہے جیسا کہ کاٹنے والے زہریلے سانپ کو اپنی آستین میں رکھ لینا۔ یہ قوم سخت سیہ دل قوم ہے جو تمام پیغمبروں کو جو دُنیا میں بڑی بڑی اصلاحیں کر گئے مفتری اور کذاب سمجھتے ہیں نہ حضرت موسیٰ اُن کی زبان سے بچ سکے نہ حضرت عیسیٰ اور نہ ہمارے سیّد و مولیٰ جناب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم جنھوں نے سب سے زیادہ دُنیا میں اصلاح کی جن کے زندہ کئے ہوئے مُردے اب تک زندہ ہیں۔

خدا جو غائب ہے اُس کی ذات کا ثبوت صرف ایک گواہی سے کیونکر مل سکتا ہے اس لئے خدا نے دُنیا میں ہر ایک قوم میں ہر ایک ملک میں ہزاروں نبی پیدا کئے اور وہ ایسے وقتوں میں آئے کہ جبکہ زمین لوگوں کے گناہوں سے پلید ہو چکی تھی اُنھوں نے بڑے نشانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وجود کا ثبوت دیا اور اس کی عظمت دلوں میں بٹھائی اور نئے سرے زمین کو زندہ کیا۔ مگر

بقیہ حاشیہ۔ اسلئے خدا نے اپنی رسم کے موافق اُسکے انذار کی موت میں تاخیر ڈالدی۔ کیونکہ تمام نبیوں کی زبانی خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ جب کسی بلا کا نازل ہونا کسی کی نسبت کوئی پیشگوئی ہو اور وہ لوگ ڈر جائیں اصل اُن کا خوف سے بھر جاتا اور خدا تعالیٰ سے دعا یا صدقہ خیرات سے رحم چاہیں تو خدا تعالیٰ رحم کرتا ہے اور اسی اصول کے موافق ہر ایک قوم کے لوگ کسی بلا کے وقت صدقہ خیرات کیا کرتے ہیں۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ بجز وید کے کوئی کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوئی اور تمام نبی جھوٹے تھے اور اُن کا تمام دور مکر اور فریب کا دور تھا حالانکہ وید اب تک آریہ ورت کو شرک اور بُت پرستی اور آتش پرستی سے صاف نہیں کر سکا۔ غرض یہ لوگ اُن نبیوں کی تکذیب میں جن کی سچائی سورج کی طرح چمکتی ہے حد سے بڑھ گئے ہیں۔ خدا جو اپنے بندوں کے لئے غیرت مند ہے ضرور اس کا فیصلہ کریگا۔ وہ ضرور اپنے پیارے نبیوں کے لئے کوئی ہاتھ دکھلائیگا۔ ہم ان لوگوں پر کوئی ظلم نہیں کرتے وہ ہم پر ظلم کرتے ہیں ہم اُن کو دعا دیتے ہیں وہ ہمیں تیر مارتے ہیں اور ہمیں خدائے عزّوجل کی قسم ہے کہ اگر یہ لوگ تلوار کے زخم سے ہمیں مجروح کرتے تو ہمیں ایسا ناگوار نہ ہوتا جیسا کہ ان کی گالیوں سے جو ہمارے برگزیدہ نبیوں کو دیتے ہیں ہمارے دل پاش پاش ہو گئے۔ ہم یہ گالیاں سُنکر اُن ناپاک طبع اور دُنیا کے کیڑوں کی طرح مداہنہ نہیں کر سکتے جو کہتے ہیں کہ ہم ان تمام لوگوں کو محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں اگر ان کے باپوں کو گالیاں دیجاتیں تو ایسا ہرگز نہ کہتے۔ خدا ان کا اور ہمارا فیصلہ کرے یہ عجیب مذہب ہے کیا اس قوم سے کسی بھلائی کی امید ہو سکتی ہے ہرگز نہیں۔ یہ لوگ اسلام بلکہ تمام نبیوں کے خطرناک دشمن ہیں ان کے گالیوں کے بھرے ہوئے رسالے ہمارے پاس موجود ہیں۔

اب ہم اپنے اصل مقصود کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ قادیان کے آریہ اخبار میں جو لالہ شرمپت برادر لالہ بسمبر داس کے حوالہ سے لکھا گیا ہے کہ ہم نے کوئی نشان آسمانی اس راقم کا نہیں دیکھا یہ اس قسم کا جھوٹ ہے کہ اگر کوئی انسان گندی سے گندی نجاست کھالے تو ایسی نجاست کھانا بھی اس جھوٹ سے کمتر ہے ان باتوں کو سُنکر یقین آتا ہے کہ اس قدر جھوٹ بولنے والے کو اپنے پرمیشر پر ایمان نہیں اور وہ ہرگز نہیں ڈرتا کہ جھوٹ کا کوئی بُرا نتیجہ ہو سکتا ہے چونکہ میری کئی کتابوں میں لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل ساکنان قادیان کی نسبت لکھا جا چکا ہے کہ انھوں نے فلاں فلاں آسمانی نشان میرے دیکھے ہیں بلکہ بیسیوں نشان دیکھے ہیں اور وہ کتابیں آجتک کروڑہا انسانوں میں شائع ہو چکی ہیں پس اگر انھوں نے مجھ سے آسمانی نشان نہیں دیکھے تو اس صورت میں مجھ سے زیادہ دُنیا میں کون جھوٹا ہوگا اور میرے جیسا کون ناپاک طبع اور مفتری ہوگا جس نے محض افترا اور جھوٹ کے طور پر ان کو اپنے نشانوں کا گواہ قرار دیدیا اور اگر میں اپنے دعوے میں سچا ہوں تو ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس سے بڑھکر میری اور کیا بےعزتی ہوگی کہ ان لوگوں نے اخباروں اور اشتہاروں کے ذریعہ سے مجھے جھوٹا اور افترا کرنے والا قرار دیا دُور کے لوگ کیا جانتے ہیں کہ اصلیت کیا ہے بلکہ اس عداوت کی وجہ سے کہ جو اکثر لوگوں کی میرے ساتھ ہے ان لوگوں کو سچا سمجھیں گے اور گھر کی گواہی خیال کرینگے اور اس طرح پر اور بھی اپنی عاقبت خراب کر لینگے پس چونکہ میں اس بےعزتی کو برداشت نہیں کر سکتا اور نیز اس سے خدا کے قائم کردہ سلسلہ پر نہایت بد اثر ہے اس لئے میں اول تو لالہ شرمپت اور ملاوامل کو مخاطب کرتا ہوں کہ وہ خدا کی قسم کے ساتھ مجھ سے فیصلہ کر لیں اور خواہ مقابل پر اور خواہ تحریر کے ذریعہ سے اس طرح پر خدا کی قسم کھائیں کہ فلاں فلاں نشان جو چھپے ہوئے ہیں ہم نے نہیں دیکھے اور اگر ہم جھوٹ بولتے ہیں تو خدا ہم پر اور ہماری اولاد پر اس جھوٹ کی سزا نازل کرے۔ اور وہ نشان آسمانی بہت سے ہیں جو براہین احمدیہ میں لکھے گئے ہیں۔ لیکن اس قسم کے لئے سب نشانوں کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔

(۱) لالہ شرمپت کے لئے یہ کافی ہے کہ اول تو اس نے میرا وہ زمانہ دیکھا جبکہ وہ میرے ساتھ اکیلا چند دفعہ امرتسر گیا تھا اور نیز براہین احمدیہ کے چھپنے کے وقت وہ میرے ساتھ ہی پادری رجب علی کے مکان پر گئی

دفن کیا گیا۔ وہ خوب جانتا ہے کہ اس وقت میں ایک گمنام آدمی تھا میرے ساتھ کسی کو تعلق نہ تھا اور اس کو خوب معلوم ہے کہ براہین احمدیہ کے چھپنے کے زمانہ میں یعنی جبکہ یہ پیشگوئی ایک دنیا کے رجوع کرنے کی اس نے براہین احمدیہ میں درج ہو کر چھپی تھی میں بجز ایک آدھ کے کوئی [illegible] پیشگوئی **اس نے پوری ہوتی دیکھ لی یا نہیں**۔ اور قسم کھا کر کہہ دے کہ کیا اس کے نزدیک یہ کام انسان کا ہو سکتا ہے کہ اپنی ناداری اور گمنامی کے زمانہ میں دنیا کے سامنے قطعی اور یقینی طور پر یہ پیشگوئی پیش کرے کہ خدا نے مجھے فرمایا ہے کہ تیرے پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ تو گمنام نہیں رہے گا لاکھوں انسان تیری طرف رجوع کریں گے اور کئی لاکھ روپیہ تجھے آئے گا اور تو تمام دنیا میں عزت کے ساتھ مشہور کیا جائے گا اور پھر اس پیشگوئی کو خدا پورا بھی کر دے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس نے مجھ پر افترا کیا ہے اور جھوٹ بولا ہے اور جھوٹ کی نجاست کھائی ہے اور نیز خدا اپنی پیشگوئیوں کے موافق ہر ایک مزاحم کو نامراد رکھے اور لالہ شرمپت قسم کھا کر کہے کہ کیا اس نے یہ پیشگوئی پوری ہوتی دیکھ لی یا نہیں؟ اور کیا اس کے پاس کوئی ایسی نظیر ہے کہ کسی جھوٹے نے خدا کا نام لیکر ایسی پیشگوئی کی ہو اور وہ پوری بھی ہو گئی ہو [illegible] کہ اس نظیر کو پیش کرے۔

(۲) دوسری قسم کھا کر بتا وے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ اس کا بھائی بشمبر داس مع خوشحال برہمن کسی فوجداری مقدمہ میں سزا یاب ہو کر دونوں قید ہو گئے تھے تو اس وقت اس نے مجھ سے دعا کی درخواست کی تھی اور میں نے خدا تعالیٰ کی طرف سے علم پا کر اسے یہ بتلایا تھا کہ میری دعا سے آدھی قید بشمبر داس کی تخفیف کی گئی اور اسے [illegible] حالت [illegible] جہاں اس کی سزا کا ذکر ہے [illegible] ہے مگر خوشحال برہمن کی سزا نہیں گھٹائی بلکہ اس کی سزا پوری رکھی کیونکہ اس نے مجھ سے دعا کی درخواست نہیں کی تھی۔ اور کیا یہ سچ نہیں کہ میں نے اس پیشگوئی کے بتانے کے وقت میں یہ بھی کہا تھا کہ خدا نے مجھے اپنی وحی سے علم دیا ہے کہ چیف کورٹ سے مسل واپس آئیگی اور بشمبر داس کی آدھی قید تخفیف کی جائیگی مگر بری نہیں ہوگا اور خوشحال برہمن پوری قید بھگت کر جیل سے باہر آئیگا اور یہ اس وقت کہا تھا کہ جبکہ چیف کورٹ میں بشمبر داس اور خوشحال برہمن کا اپیل ابھی دائر ہی کیا گیا تھا اور کسی کو خبر نہ تھی کہ انجام کیا ہوگا بلکہ خود چیف کورٹ کے ججوں کو بھی خبر نہیں ہوگی کہ کس حکم کی طرف ہمارا قلم چلے گا۔ اس وقت میں نے بتلایا تھا کہ وہ خدا جس نے قرآن نازل کیا ہے وہ مجھے کہتا ہے کہ میں نے تیری دعا قبول کی اور ایسا ہوگا کہ چیف کورٹ سے مسل واپس آئیگی اور بشمبر داس کی آدھی قید دعا کے باعث سے معاف کی جائیگی مگر بری نہیں ہوگا۔ اور خوشحال برہمن نہ بری ہوگا اور نہ اس کی قید میں تخفیف کی جائے گی تا دعا قبول ہونے کے لئے ایک نشان رہے اور آخر ایسا ہی ہوا اور مسل چیف کورٹ سے بعد ضلع میں واپس آئی اور بشمبر داس کی آدھی قید تخفیف کی گئی مگر خوشحال برہمن کی قید میں سے ایک دن بھی تخفیف نہ کی گیا اور دونوں بریت ہونے سے محروم رہے اور شرمپت حلف اٹھا کر یہ بھی بتا وے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ جب اس طرح پر آخرکار میری پیشگوئی کے مطابق فیصلہ ہوا تو لالہ شرمپت نے میری طرف ایک رقعہ لکھا کہ آپ کی نیک بختی کی وجہ سے خدا نے یہ غیب کی باتیں آپ پر کھول دیں اور دعا قبول کی۔

(۳) اور لالہ شرمپت قسم کھا کر یہ بھی بتا وے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ایک مدت تک وہ میرے پاس یہی جھوٹ بولتا رہا کہ میرا بھائی بشمبر داس بری ہو گیا ہے اور پھر جب حافظ ہدایت علی جو ان دنوں میں بٹالہ کا تحصیلدار تھا اتفاقاً قادیان میں آیا اور قریباً دس بجے کا وقت تھا تب بشمبر داس میرے مردانہ مکان کے نیچے اس کو ملا اور اس نے بشمبر داس کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم خوش ہوئے کہ تم قید سے مخلصی پا گئے مگر افسوس کہ تم بری نہ ہوئے تب میں نے شرمپت کو کہا کہ تم کیوں اسقدر مدت تک میرے پاس جھوٹ بولتے رہے کہ میرا بھائی بشمبر داس بری ہو گیا ہے تو شرمپت نے یہ جواب دیا کہ ہم نے اس لئے اصل حقیقت کو چھپایا کہ اصلیت ظاہر کرنے سے [illegible] ره جاتا تھا اور آئندہ رشتوں ناطوں میں ایک رکاوٹ پیدا ہو جاتی تھی اور اندیشہ تھا کہ برادری کے لوگ ہمارے خاندان کو [illegible] خیال کریں اور کیا یہ سچ نہیں کہ جب بشمبر داس کی قید کی نسبت چیف کورٹ میں اپیل دائر کیا گیا تو نماز عشا کے وقت جب میں اپنی مسجد میں تھا علی محمد نام ایک ملاں ساکن قادیان نے جو اب تک زندہ اور ہمارے سلسلہ کا مخالف ہے میرے پاس آکر بیان کیا کہ اپیل منظور ہو گئی اور بشمبر داس بری ہو گیا اور کہا کہ بازار میں اس خوشی کا ایک جوش برپا ہے۔ تب اس غم سے میرے پر وہ حالت گذری جسکو خدا جانتا ہے اس غم سے میں محسوس نہیں کر سکتا تھا کہ میں زندہ ہوں یا مر گیا۔ تب اسی حالت میں نماز شروع کی گئی جب میں سجدہ میں گیا تو مجھے یہ الہام ہوا لا تخف انک انت الاعلیٰ۔ یعنے غم نہ کر تجھ کو غلبہ ہوگا۔ تب میں نے شرمپت کو اس سے اطلاع دی اور حقیقت یہ کھلی کہ اپیل صرف لیا گیا ہے یہ نہیں کہ بشمبر داس بری کیا گیا ہے۔

پس شرمپت قسم کھا کر بتلا دے کہ کیا یہ واقعہ نہیں گذرا اور دوسری طرف علی محمد ملاں بھی قسم کے لئے بلایا جائیگا جو ایک مخالف بلکہ ایک نہایت خبیث مخالف کا [illegible]

(۴) اور کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ایک دفعہ چندا سنگھ نام ایک سکھ پر بابت درختان تحصیل بٹالہ میں ہماری طرف سے نالش دائر کی گئی تھی کہ اس نے بغیر اجازت ہماری کے اپنے کھیت سے درخت کاٹ لئے ہیں۔ تب خدا نے میرے دعا کرنے کے وقت میری دعا کو قبول فرما کر میرے پر یہ ظاہر کیا تھا کہ ڈگری ہو گئی اور میں نے یہ پیشگوئی شرمپت کو بتا دی تھی۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ شام کے وقت ہماری طرف سے عدالت میں کوئی حاضر نہ تھا اور فریق ثانی حاضر ہو گئے تھے۔ قریب عصر کے وقت تھا کہ شرمپت نے ہماری مسجد میں آکر تمسخر کے طور پر مجھے یہ کہا کہ مقدمہ خارج ہو گیا ڈگری نہیں ہوئی۔ تب مجھ پر وہ غم گذرا جسکو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ خدا کا قطعی طور پر کلام تھا میں مسجد میں نہایت پریشانی سے بیٹھ گیا اس خیال سے کہ ایک مشرک نے مجھے شرمندہ کیا اور میں اس کی اس خبر سے انکار نہیں کر سکتا تھا کیونکہ قریب پندرہ آدمی کے ہندو اور مسلمان بٹالہ سے یہ خبر لائے تھے اس لئے نہایت درجہ کا غم مجھ پر طاری تھا اتنے میں غیب سے ایک آواز آئی اور نہایت رعبناک آواز تھی اس کے الفاظ یہ تھے **ڈگری ہوئی ہے مسلمان ہے** یعنے کیا تو خدا کے کلام کو باور نہیں کرتا ایسی آواز پہلے اس سے میں نے کبھی نہیں سنی تھی میں مسجد کے ہر طرف دوڑا کہ یہ بلند آواز کس طرف سے آئی اور آخر معلوم ہوا کہ فرشتہ کی آواز ہے یہ وہی فرشتے ہیں جن سے آجکل کے اندھے آریہ* انکار کرتے ہیں

---

* نادان آریہ کہتے ہیں کہ خدا کو کسی چٹھی رسان کی کیا حاجت ہے یعنے وہ فرشتوں کا محتاج نہیں ہیں یہ تو سچ ہے کہ خدا کسی چیز کا محتاج نہیں مگر اس کی عادت میں داخل ہے کہ وہ وسائط سے کام لیتا ہے اور وسائط سے کام لینا اس کے عام قانون قدرت میں داخل ہے دیکھو وہ ہوا کے ذریعہ سے کانوں تک آواز پہنچاتا ہے۔ پس جسمانی سلسلہ سے

تب میں نے اُسی وقت شرمپت کو بُلایا اور کہا کہ ابھی خدا کی طرف سے مجھ یہ آواز آئی ہے۔ اس پر اُس نے پھر ہنس دیا اور کہا کہ بٹالہ سے پندرہ سولہ آدمی آئے تھے اور مجھے اُس نے اس وقت ایک دیوانہ سا خیال کیا۔ رات میری سخت بیقراری میں بسر ہوئی صبح ہونے ہی میں خود بٹالہ گیا۔ تحصیل میں حافظ ہدایت علی تحصیلدار موجود نہ تھا مگر اس کا سررشتہ دار منصرام اس نام موجود تھا جو ابتک زندہ ہوگا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا ہمارا مقدمہ خارج ہوگیا اُس نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ ڈگری ہوئی میں نے کہا کہ قادیان کے پندرہ سولہ آدمی جو فریق مخالف اور اُس کے گواہ تھے سب نے جاکر یہی بیان کیا ہے کہ مقدمہ خارج ہوگیا ہے اس نے جواب دیا کہ ایک طرح سے انھوں نے بھی جھوٹ نہیں بولا۔ بات یہ ہوئی کہ تحصیلدار کے فیصلہ لکھنے کے وقت میں حاضر نہ تھا کسی کام کے لئے باہر چلا گیا تھا یا شاید یہ کہا تھا کہ میں پاخانہ پھرنے کے لئے چلا گیا تھا اور تحصیلدار نیا آیا ہوا تھا اور اُس کو پیچ در پیچ مقدمات کی خبر نہ تھی اور فریق مخالف نے اُس کے فیصلہ لکھنے کے وقت ایک فیصلہ صاحب کمشنر کا اُس کے آگے پیش کیا تھا اور اس میں صاحب کمشنر کا یہ حکم تھا کہ چونکہ یہ مزارع موروثی ہیں اس لئے اُن کا حق ہے کہ اپنے کھیت کے درخت ضرورت کے وقت کاٹ لیا کریں مالک کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ تحصیلدار نے اس فیصلہ کو دیکھ کر مقدمہ خارج کر دیا اور جب میں آیا تو مجھے وہ اپنا لکھا ہوا فیصلہ دیا کہ شامل مسل کر دو۔ میں نے پڑھکر کہا کہ ان زمینداروں نے آپ کو دھوکہ دیا ہے کیونکہ جس فیصلہ کو انھوں نے پیش کیا ہے وہ صاحب فنانشل کے حکم سے منسوخ ہو چکا ہے اور بموجب اس حکم کے کوئی مزارعہ موروثی ہو یا غیر موروثی بغیر اجازت مالک کے اپنے کھیت کا درخت نہیں کاٹ سکتا۔ اور میں نے مسل میں سے وہ فیصلہ اُن کو دکھلا دیا۔ تب تحصیلدار نے فی الفور اپنا پہلا فیصلہ چاک کر دیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیا اور دوسرا فیصلہ ڈگری کا لکھا اور کل خرچہ مدعا علیہم کے ذمہ ڈالا۔ فریق ثانی تو خوشی خوشی اپنے حق میں فیصلہ سُنکر قادیان کو چلے گئے تھے ان کو اس دوسرے فیصلہ کی خبر نہ تھی اس لئے اُنھوں نے وہی ظاہر کیا جو اِن کو معلوم تھا۔

غرض میں نے واپس آکر یہ سب حال شرمپت کو سُنایا اور مزارعان کو بھی اپنی جھوٹی خوشی پر اطلاع ہوگئی۔ پس اگر لالہ شرمپت اس نشان سے بھی منکر ہے تو چاہئے کہ قسم کھاکر کہے کہ ایسا کوئی واقعہ ظہور میں نہیں آیا اور ایسا بیان سراسر افترا ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ابھی بہت سے لوگ قادیان میں اُن میں سے زندہ ہونگے جنھوں نے یہ نشان دیکھا ہے۔

اور سوائے اس کے بیسیوں اور ایسے آسمانی نشان ہیں جن کا گواہ رویت لالہ شرمپت ہے وہ تو بڑی مشکل میں پڑگیا ہے کہاں تک آریہ لوگ اس سے انکار کرائینگے۔

(۴) پھر لالہ شرمپت قسم کھاکر کہے کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ جب نواب محمد حیات خان سی۔ ایس۔ آئی۔ معطل ہوگیا تھا اور کوئی بریت کی امید نہیں تھی اور اُس نے مجھ سے دعا کی درخواست کی تھی تو میرے پر خدا نے ظاہر کیا تھا کہ وہ بری کیا جائیگا اور میں نے کشفی نظر سے اُس کو عدالت کی کرسی پر بیٹھا دیکھا تھا اور یہ بات میں نے اُس کو بتادی تھی اور نہ صرف اُس کو بلکہ بہتوں کو بتائی تھی چنانچہ کشن سنگھ آریہ بھی اس کا گواہ ہے اگر یہ سچ نہیں تو قسم کھاوے اور (۵) پھر لالہ شرمپت قسم کھاکر بتاوے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ جب پنڈت دیانند نے پنجاب میں آکر بہت شور کیا اور خدا کے برگزیدہ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کی اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں تحقیر کی اور خدا کے تمام مقدس نبیوں کو سونے کھوٹے کی طرح قرار دیا۔ تب میں نے شرمپت کو کہا کہ خدا نے میرے پر ظاہر کر دیا ہے کہ اب اسکی موت کا دن قریب ہے وہ بہت جلد مریگا کیونکہ اس کا دل مرگیا ہے چنانچہ وہ اس پیشگوئی کے بعد صرف چند دنوں میں ہی اجمیر میں مرگیا اور اپنی حسرتیں اپنے ساتھ لے گیا۔

(۶) اور نیز شرمپت قسم کھاکر بتلائے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ایک دفعہ اس کو اور ملاوامل کو صبح کے وقت یہ الہام بتلایا گیا تھا کہ آج ارباب سرورخان نام ایک شخص کا روپیہ آئیگا اور وہ ارباب محمد لشکر خان کا رشتہ دار ہوگا تب ملاوامل وقت پر ڈاکخانہ میں گیا اور خبر لایا کہ سرورخان کا اسقدر روپیہ آیا ہے مگر ساتھ ہی یہ عذر کیا کہ کیونکر معلوم ہو کہ یہ فلاں شخص کا رشتہ دار ہے تب اس کے تصفیہ کے لئے اُن کے روبرو مردان میں بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ کی طرف خط لکھا گیا تھا جو اِن دنوں میں میرے سخت مخالف ہیں اُن کا جواب آیا کہ ارباب سرورخان ارباب محمد لشکر خان کا بیٹا ہے۔

(۷) اور کیا یہ سچ نہیں کہ ایک مرتبہ مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ اے عمی بازی خویش کردی و مرا افسوس بسیار دادی اور اسی دن شرمپت کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام اُس نے ابن چند رکھا اور اِن دنوں میں میرا بھائی غلام قادر مرحوم بیمار تھا۔ میں نے لالہ شرمپت کو کہا کہ آج مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ یہ میرے بھائی کی موت کی طرف اشارہ ہے اور الہامی طور پر میرے بیٹے سلطان احمد کی طرف سے یہ کلمہ ہے اور یا ممکن ہے کہ تیرے بیٹے کی طرف اشارہ ہو جس کا نام تو نے ابن چند رکھا ہے یہ میرا کہنا ہی تھا کہ لالہ شرمپت نے گھر میں جاکر اپنے بیٹے کا نام بدل دیا اور بجائے ابن چند کے گوکل چند نام رکھ دیا جو ابتک زندہ موجود ہے مگر چند روز کے بعد میرا بھائی فوت ہوگیا۔ اور یہ بات بھی لالہ شرمپت سے حلفاً دریافت کرنی چاہئے کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ جب گورداسپور میں ایک شخص کرم دین نام نے میرے پر دعویٰ ازالہ حیثیت عرفی عدالت آتمارام اکسٹرا اسسٹنٹ میں دائر کیا ہوا تھا تو میں نے لالہ شرمپت کو کہا تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ انجام کار میں اس مقدمہ میں بری کیا جاؤں گا مگر کرم دین سزا پائیگا۔ یہ اُس وقت کی خبر ہے کہ جب تمام آثار اسکے برخلاف تھے اور حاکم کی رائے ہمارے مخالف تھی۔ چنانچہ آتمارام مجوز مقدمہ نے اپنے فیصلہ کے وقت بڑی سختی سے فیصلہ دیا اور ہم پر سات سو روپیہ جرمانہ کیا۔ اور ناخنوں تک زور لگا کر فیصلہ لکھا۔ اور پھر صاحب ڈویژنل جج کے محکمہ سے جیسا کہ میں نے پیشگوئی کی تھی وہ حکم آتمارام کا منسوخ کیا گیا اور صاحب موصوف نے مجھ کو بڑی عزت کے ساتھ بری کر کے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ جو الفاظ اپیلانٹ نے یعنے میں نے کرم دین کی نسبت استعمال کئے ہیں یعنے کذاب اور لئیم* کا لفظ اِن الفاظ سے کرم دین کی کچھ بھی ازالہ حیثیت عرفی نہیں ہوئی بلکہ اگر ان الفاظ سے بڑھکر بھی کوئی اور سخت الفاظ اسکے حق میں استعمال کئے جاتے تب بھی وہ ان الفاظ کا مستحق تھا۔ یہ تو میرے حق میں فیصلہ ہوا مگر کرم دین پر بجائے ۵۰ روپیہ جرمانہ قائم رہا یہ پیشگوئی نہ صرف میں نے لالہ شرمپت کو بتلائی تھی بلکہ میں اس پیشگوئی کو مقدمہ کے وجود سے بھی پہلے اپنی کتاب مواہب الرحمان میں جو ایک عربی زبان میں کتاب ہے شائع کر چکا تھا۔ پس کسی کے لئے ممکن نہیں جو اس سے انکار کر سکے۔

یہ چند پیشگوئیاں بطور نمونہ میں اسوقت پیش کرتا ہوں اور میں خدا تعالیٰ کی قسم

بقیہ حاشیہ صفحہ — روحانی نظام اُس کا عین مطابق ہے جو روحانی کانوں کو اپنی آواز فرشتوں کے ذریعہ سے جو اسکے قائم مقام ہیں پہنچاوے اور ضرور ہے کہ جسمانی اور روحانی سلسلے دونوں باہم مطابق ہوں اور یہی دلیل قرآن شریف نے پیش کی ہے۔ منہ

* کرم دین کا بیان تھا کہ کذاب اُسکو کہتے ہیں جو بہت جھوٹ بولنے والا ہو اور ہمیشہ جھوٹ بولتا ہو اور لئیم اُسکو کہتے ہیں جو ولدالزنا ہو اور اُسکے خاندان میں ایسا ہی سلسلہ چلا آیا ہو اور اُسی پر اُس نے کتابیں بھی دکھلائیں مگر ڈویژنل جج نے فرمایا کہ اگر اِن الفاظ سے سخت تر بھی الفاظ بولے جاتے تب بھی ان سے کرم دین کی کچھ بے عزتی نہیں تھی یعنے اُس کی حالت کے لحاظ سے ابھی یہ الفاظ تھوڑے ہیں۔ منہ

کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سب بیان صحیح ہیں اور لعنت اللہ علی الکاذبین اور اگر شرمپت نے جھوٹ بولا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر اور اس کے اہل و عیال پر ایک سال کے اندر اس کی سزا نازل کرے آمین۔ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ایسا ہی شرمپت کو بھی چاہئیے کہ وہ بھی میری اس قسم کے مقابل پر قسم کھاوے اور یہ کہے کہ اگر میں نے اس قسم میں جھوٹ بولا ہے تو خدا مجھ پر اور میری اولاد پر ایک سال کے اندر اس کی سزا وارد کرے آمین۔ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔☆

یہ تو شرمپت کی نسبت لکھا گیا اور ملاوامل اس کا دوست جو بھی اس میں شریک ہے اُس کو چاہئیے کہ اِن باتوں کی قسم کھاوے کہ کیا میرے والد صاحب کی وفات کے بعد الہام الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ مُہر پر کھدوانے کے لئے اُس کو امرت سر نہیں بھیجا تھا اور کیا یا پنچ روپیہ اُجرت دے کر وہ مُہر نہیں لایا تھا اور کیا اُس زمانہ میں اس عروج اور شان و شوکت اور رجوع خلائق کا نام و نشان تھا اور کیا یہ تمام پیشگوئی اُس کو نہیں بتائی گئی تھی جس کے لئے وہ بھیجا گیا تھا یعنے اس کو یہ بتایا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھکو یہ خبر ملی تھی کہ شدہ کے روز آفتاب کے غروب کے بعد میرا والد فوت ہو جائیگا اور مجھے کچھ غم نہیں کرنا چاہئیے کیونکہ خدا میرا متکفل رہیگا اور میری حاجات پوری کرنے کے لئے میں کافی ہونگا اور یہ تخمیناً پینتیس ۳۵ یا چھتیس ۳۶ برس کا الہام ہے جبکہ میں زاویہ گمنامی میں ایسا پوشیدہ تھا جیسا کہ ایک ٹکڑہ کسی جوہر کا سمندر کی تہ کے نیچے پوشیدہ ہو۔

دوسری یہ بتاوے کہ کیا وہ ایک مرتبہ مرض دق میں مبتلا نہیں ہوا تھا اُس کو خواب بھی آچکی تھی کہ ایک زہریلے سانپ نے اس کو کاٹا ہے اور تمام بدن سوج گیا ہے اور کیا یہ صحیح نہیں کہ وہ میرے پاس آکر رویا تھا اور دعا کے لئے کہا تھا۔ تب میں نے اُس کے حق میں دعا کی تھی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا تھا قلنا یا نار کونی برداً وسلاماً۔ یعنے ہم نے کہا کہ اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور یہ الہام اس کو سُنا دیا گیا تھا اور پھر بعد اسکے چند دنوں میں ہی وہ صحت یاب ہو گیا۔

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور اگر یہ جھوٹ ہیں تو خدا ایک سال کے اندر میرے پر اور میرے لڑکوں پر تباہی نازل کرے اور جھوٹ کی سزا دے۔ آمین۔ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ایسا ہی ملاوامل کو چاہئیے کہ چند روزہ دنیا سے محبت نہ کرے اور اگر ان بیانات سے انکاری ہے تو میری طرح قسم کھاوے کہ یہ سب افترا ہے اور اگر یہ باتیں سچ ہیں تو ایک سال کے اندر میرے پر اور میری تمام اولاد پر خدا کا عذاب نازل ہو آمین۔ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔☆☆

اور بار بار رہے کہ یہ لوگ اس طرح پر قسم نہ کھا سکیں گے بلکہ حق پوشی کا طریق اختیار کرینگے اور سچائی کا خون کرنا چاہیں گے۔ تب بھی میں امید رکھتا ہوں کہ حق پوشی کی حالت میں بھی خدا اُن کو بے سزا نہیں چھوڑیگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کی بے عزتی خدا کی بے عزتی ہے۔ ملاوامل اسبات کا بھی مجرم ہے کہ اس نے یہ سب کچھ دیکھ کر پھر مخالفت کرکے اپنے پورے زور اور پوری مخالفت سے ایک اشتہار دیا تھا جسکو دس برس گذر گئے اور لوگوں کو روکا تھا کہ میری طرف رجوع نہ کریں اور نہ کچھ مالی مدد کریں۔ تب اسکے روکنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے اشتہار کے بعد کئی لاکھ انسان میرے ساتھ شامل ہو گئے اور کئی لاکھ روپیہ آیا۔ مگر پھر بھی اُس نے خدا کے ہاتھ کو محسوس نہ کیا۔

بالآخر ہم اسبات کا لکھنا نہایت ہی ضروری سمجھتے ہیں کہ جس پرمیشر کو پنڈت دیانند نے آریوں کے سامنے پیش کیا ہے وہ ایک ایسا پرمیشر ہے جسکا عدم اور وجود برابر ہے کیونکہ وہ اسبات پر قادر نہیں کہ اگر ایک شخص اپنی آوارگی اور بدچلنی کے زمانہ سے تائب ہو کر اسی اپنے پہلے جنم میں مکتی کو پانا چاہے تو اس کو اس کی توبہ اور پاک تبدیلی کی وجہ سے مکتی عنایت کر سکے بلکہ اُس کے لئے آریہ اصول کے رو سے کسی دوسری جون میں پڑکر دوبارہ دُنیا میں آنا ضروری ہے خواہ وہ انسانی جون کو چھوڑ کر کتا بنے یا بندر سؤر گدھا بنا تو پھر اور چاہئیے یہ پرمیشر ہے جسکو دیالو اور سرب شکتیمان کہا جاتا ہے اگر انسان نے اپنی ہی کوشش سے سب کچھ کرنا ہے تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ پھر پرمیشر کا کس بات میں شکر ادا کیا جائے اور جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کے بعض حصہ عمر میں ایسا زمانہ بھی آجاتا ہے کہ وہ کسی حد تک نفسانی جوشوں اور خواہشوں کا تابع ہوتا ہے اور کم سے کم یہ کہ غفلت جو گناہوں کی ماں ہے ضرور کسی قدر اُس سے حصہ لیتا ہے اور یہ انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ کیا جسمانی پہلو کے رو سے اور کیا روحانی پہلو کے رو سے ابتدا میں کمزوری میں پیدا ہوتا ہے اور پھر اگر خدا کا فضل شامل حال ہو تو آہستہ آہستہ پاکیزگی کی طرف ترقی کرتا ہے پس یہ خوب پرمیشر ہے جسکو انسان کی فطرت کی بھی خبر نہیں اگر اسی طرح مکتی پانا ہے تو پھر مکتی کی حقیقت معلوم ہم اس آزمائش کے لئے نہ صرف ایک آریہ کو مخاطب کرتے ہیں نہ دو کو نہ تین کو بلکہ نہایت یقین اور بصیرت نامہ کی راہ سے کہتے ہیں کہ ہمارے روبرو دو ہزار یا دس ہزار یا بیس ہزار یا مثلاً ایک لاکھ ہی آریہ کھڑے ہو کر قسم کھاویں کہ کیا ان کی سوانح عمری ایسی پاک ہے کہ کسی قسم کا اُن سے گناہ سرزد نہیں ہوا اور کیا وہ آریہ اصولوں کے رو سے تسلی رکھتے ہیں کہ وہ مرتے ہی مکتی پا جائینگے اور پھر جب مخلوقات پر نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کی تعداد کو دوسری مخلوقات سے وہ نسبت بھی نہیں جو قطرہ کو دریا کی طرف ہوتی ہے کیونکہ علاوہ ان تمام بیشمار جانوروں کے جو خشکی اور تری میں پائے جاتے ہیں ایسے غیر مرئی جانور بھی کرہ ہوا اور پانی میں موجود ہیں جو وہ نظر نہیں آسکتے جیسا کہ تحقیقات سے ثابت ہے کہ ایک قطرہ پانی میں موجود ہیں جو وہ نظر نہیں آسکتے جیسا کہ تحقیقات سے ثابت ہے کہ ایک قطرہ پانی میں کئی ہزار کیڑے ہوتے ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ باوجود اس قدر زمانہ اور مدت دراز گذرنے کے پرمیشر نے مکتی دینے میں ایسی ناقابل کارروائی کی ہے کہ گویا کچھ بھی نہیں کی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پرمیشر کی ہرگز مرضی ہی نہیں کہ کوئی شخص مکتی حاصل کر سکے اور یا یوں کہو کہ وہ مکتی دینے پر قادر ہی نہیں اور یہ بات بہت قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کیونکہ اگر قادر ہو تو پھر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ وہ دائمی نجات یا مکتی نہ دے سکے اور ایسا ہی باوجود دیالو اور قادر ہونے اُس کے کچھ

☆ اور اگر وہ راست راست شایع کر دینگے تو مجھے قوی امید ہے کہ وہ خدا سے اس کا اجر اور برکت پائینگے مگر خدا پسند نہیں کرتا کہ کوئی جھوٹ بولکر سچائی پر پردہ ڈالنا چاہے کہ اس میں وہ خدا کی عزت اور جلال پر حملہ کرتا ہے اس لئے آخر کار خدا اُس کو پکڑ لیتا ہے۔ منہ

☆ یہ سچ ہے کہ اگر چہ ملاوامل نے اپنے اشتہار میں میرے نشانوں کے دیکھنے سے انکار کر دیا تھا مگر اس انکار کا کچھ اعتبار نہیں اکثر لوگ خود غرضی سے دو دو روپے لے کر عدالتوں میں گواہی کے وقت جھوٹ کی نجاست کھا لیتے ہیں تمام مدار ایسی قسم پر ہے جو میں نے لکھی ہے اگر یہ لوگ خدا سے خوف ہو کر اپنی قوم کو خوش کرنے کیلئے ایسی قسم کھا لینگے تب انکو معلوم ہوگا کہ خدا بھی ہے۔ منہ

☆ یہ پیشگوئی نہ صرف کتاب مواہب الرحمٰن میں بلکہ اخبار الحکم اور البدر میں بھی وقوع سے پہلے شایع کی گئی تھی۔ منہ

☆☆ یہ بددعا کا فقرہ اس امر سے لازم ملزوم ہے کہ میری اس دعا کے مقابل پر شرمپت بھی اپنی نسبت ایسے الفاظ کہیا بددعا طبع کرا کر کسی اخبار میں شایع کرا دے۔ منہ

سمجھ لیا ہو تا کہ کہیں وہ ایسا ہی چڑچڑا مزاج کا ہے کہ ایک ذرا سے گناہ کو بھی بخش نہیں سکتا۔ اور جب تک ایک گناہ کے لئے کروڑہا جونوں میں نہ ڈالے خوش نہیں ہوتا۔ ایسے پرمیشر سے کس بہتری کی امید ہوسکتی ہے اور جبکہ ایک شریف طبع انسان اپنے قصور وار انسان کے قصور اس کی توبہ اور درخواست معافی پر بخش سکتا ہے اور انسان کی فطرت میں یہ قوت پائی جاتی ہے کہ کسی خطاکار کی پشیمانی اور آہ وزاری پر اس کی خطا کو بخش دیتا ہے تو کیا وہ خدا جس نے انسان کو پیدا کیا ہے وہ اس صفت سے محروم ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

پس یہ آریوں کی غلطی ہے کہ اس خدا کو جسکو وہ دیالو بھی کہتے ہیں اور سرب شکتی مان بھی سمجھتے ہیں اس کو اس عظیم الشان صفت سے محروم قرار دیتے ہیں اور یاد رہے کہ انسان جو سراسر کمزوری میں گھرا ہوا ہے بغیر خدا کی صفت مغفرت کے ہرگز نجات نہیں پاسکتا۔ اور اگر خدا میں صفت مغفرت نہیں تو پھر انسان میں کہاں سے پیدا ہوگئی۔ یاد رہے کہ نجات نہ پانا ایک موت ہے۔ ایسا ہی سچی توبہ بھی ایک موت ہے۔ پس موت کا علاج موت ہے۔ کیا وہ خدا جو ہر ایک چیز پر قادر ہے اس نے ہماری اس موت کا کوئی علاج نہیں رکھا اور کیا ہم بے علاج ہی مرینگے۔ ہرگز نہیں۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے علاج بھی ساتھ ہی پیدا ہوا ہے۔ اور افسوس سے کہا جاتا ہے کہ عیسائیوں اور آریوں نے اس اعتقاد میں ایک ہی راہ پر قدم مارا ہے صرف فرق یہ ہے کہ عیسائی تو انسان کے گناہ بخشوانے کے لئے ایک نبی کے خون کی حاجت سمجھتے ہیں اور اگر وہ نہ مارا جاتا تو گناہ نہ بخشے جاتے اور اگر ثابت ہو کہ وہ مارا نہیں گیا جیسا کہ ہم نے ثابت بھی کر دیا ہے اور یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے اور ایک دنیا جانتی ہے کہ کشمیر میں انکی قبر ہے تو اس صورت میں سب تانا بانا کفارہ کا بیکار ہو گیا اور آریہ صاحبان مطلقاً اپنے پرمیشر کو گناہوں کے بخشنے سے قاصر سمجھتے ہیں اور آریہ اور عیسائی اس اعتقاد میں دونوں شریک ہیں کہ خدا خطاکاروں کو ان کی پشیمانی اور توبہ پر بخش نہیں سکتا۔ اور آریہ صاحبوں نے صرف اسی قدر پر بس نہیں کی بلکہ وہ تو اپنے پرمیشر کو اس بات سے بھی جواب دیتے ہیں کہ وہ انسان کا خالق اور اس کی تمام قوتوں روحانی اور جسمانی کا مبدء فیض ہے اور اس طور پر پرمیشر کی شناخت کا دروازہ بھی ان پر بند ہے کیونکہ وید کے رو سے پرمیشر کی عادت نہیں ہے کہ کوئی نشان آسمانی دکھاوے اور اس طرح پر اپنے وجود کا پتہ دے۔ اور دوسری طرف وہ ارواح اور ذرات عالم کا پیدا کرنے والا نہیں ہے پس دونوں طرف سے آریہ مذہب کے رو سے پرمیشر کی شناخت محال ہے۔ علاوہ اسکے جس تعلیم پر ناز کیا جاتا ہے نیوگ کا مسئلہ اس کی حقیقت سمجھنے کو ایک عمدہ نمونہ ہے لیکن کیا کسی شریف انسان کی فطرت قبول کر سکتی ہے کہ اس کی زندگی میں اس کی جورو جسکو طلاق بھی نہیں دی گئی دوسرے سے ہم بستر ہو جاوے۔

علاوہ اس کے جس جاودانی نجات کا انسان طبعاً خواہشمند ہے اور اس کی فطرت میں یہ نقش کر دیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ کی لذت اور آرام کا طالب ہو اس جاودانی نجات سے یہ مذہب منکر ہے اور اپنے پرمیشر کے لئے یہ تجویز کرتے ہیں کہ گویا وہ ایک محدود مدت کے بعد اپنے بندوں کو مکتی خانہ سے باہر نکال دیتا ہے اور اسکی وجہ پیش کرتے ہیں کہ چونکہ دنیا کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری ہے اور پرمیشر ارواح کا خالق نہیں اس لئے پرمیشر کے سامنے یہ مصیبت پیش آئی کہ اگر وہ تمام روحوں کو ہمیشہ کی نجات دیدیوے تو اس سے سلسلہ دنیا کا ٹوٹ جائیگا اور کسی دن پرمیشر معطل اور خالی ہاتھ رہ جائیگا کیونکہ ہر ایک روح جو ہمیشہ کی مکتی پاکر دنیا سے گئی تو گویا وہ پرمیشر کے ہاتھ سے گئی۔ پس اس طرح پر جب روحیں خرچ ہوتی رہیں تو بباعث اس کے کہ پرمیشر کوئی روح پیدا نہیں کر سکتا اور آمدن کی سبیل قطعاً بند ہوئی تو ضرور ایک دن ایسا آجائے گا جبکہ پرمیشر کے ہاتھ میں ایک بھی روح نہیں رہے گی تا وہ دنیا میں بھیجی جائے۔ پس اس خیال سے پرمیشر نے یہ پیش بندی اختیار کر رکھی ہے جو ہمیشہ کی مکتی سے روحوں کو جواب دیدیا کرتا ہے۔ اور وقتاً دیگر مکتی خانہ سے باہر نکال لیتا ہے۔

اس جگہ بعض نادان آریہ محض چالاکی سے یہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ انسان کے اعمال محدود ہیں اس لئے مکتی بھی محدود رکھی گئی مگر وہ دھوکہ کھاتے ہیں یا دھوکہ دیتے ہیں کیونکہ انسان کی فطرت میں ہمیشہ کی اطاعت مرکوز ہے۔ نیک آدمی کب کہتے ہیں کہ اتنی مدت کے بعد ہم خدا تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت چھوڑ دینگے بلکہ اگر بے انتہا مدت تک ان کو عمر دیجائے تب بھی وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی کرتے رہینگے اس صورت میں اگر وہ جلد مر جائیں تو ان کا کیا گناہ ہے ان کی نیت میں تو ہمیشہ کی اطاعت ہے نہ کہ کسی حد تک اور تمام مدار نیت پر ہے اور موت جو انسان پر آتی ہے یہ خدا کا فعل ہے نہ کہ انسان کا۔

یہ ہیں عقاید آریہ صاحبوں کے جن پر وہ ناز کرتے ہیں چونکہ انکے خیال میں یہ بات بھی جمی ہوئی ہے کہ ایک گناہ سے بھی بیشمار جونوں کی سزا درپیش ہے اس لئے وہ گناہ سے پاک ہونے کے لئے کوئی کوشش کرنا عبث اور بے سود سمجھتے ہیں۔ اور ان کے مذہب میں کوئی مجاہدہ نہیں ہے جسکے رو سے اسی دنیا میں انسان گناہ سے پاک ہوسکے۔ جبتک تناسخ کے ذریعہ سے اور طرح طرح کی جونوں میں پڑنے سے سزا نہ پالے۔ پس ظاہر ہے کہ اس صورت میں کس امید پر وہ کوئی مجاہدہ کرسکتے ہیں اگر وہ سوچیں۔ اور اگر ان کو روحانی فلاسفی کا کوئی حصہ نصیب ہو تو وہ جلدی سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اس عقیدہ کی وجہ سے خدائے کریم ورحیم کی رحمت کا دروازہ اپنے پر بند کر رہے ہیں وہ توبہ سے صرف چند لفظ مراد لیتے ہیں مگر سچی توبہ درحقیقت ایک موت ہے جو انسان کے ناپاک جذبات پر آتی ہے اور ایک سچی قربانی ہے جو انسان اپنے پورے صدق سے حضرت احدیت میں ادا کرتا ہے اور تمام قربانیاں جو رسم کے طور پر ہوتی ہیں اسی کا نمونہ ہے۔ سو جو لوگ یہ سچی قربانی ادا کرتے ہیں جس کا نام دوسرے لفظوں میں توبہ ہے۔ درحقیقت وہ اپنی سفلی زندگی پر ایک موت وارد کرتے ہیں تب خدا تعالیٰ جو کریم ورحیم ہے اس موت کے عوض میں دوسرے جہان میں انکو نجات کی زندگی بخشتا ہے کیونکہ اس کا کرم اور رحم اس بخل سے پاک ہے جو کسی انسان پر دو موتیں وارد کرے۔ سو انسان توبہ کی موت سے ہمیشہ کی زندگی کو خریدتا ہے اور ہم اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے کسی دوسرے کو پھانسی پر چڑھانے کے محتاج نہیں ہیں ہمارے لئے وہ صلیب کافی ہے جو اپنی قربانی دینے کی صلیب ہے۔

یاد رہے کہ توبہ کا لفظ نہایت لطیف اور روحانی معنے اپنے اندر رکھتا ہے جسکی غیر قوموں کو خبر نہیں یعنے توبہ کہتے ہیں اس رجوع کو جبکہ انسان

تمام نفسانی جذبات کا مقابلہ کر کے اور اپنے پر ایک موت کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ کی طرف بلا آتا ہے سو یہ کچھ معمولی بات نہیں ہے اور ایک انسان کو اسی وقت تائب کہا جاتا ہے جبکہ وہ بکلی نفس امارہ کی پیروی سے دست بردار ہو کر اور ہر ایک تلخی اور ہر ایک موت خدا کی راہ میں اپنے لئے گوارا کر کے آستانہ حضرت باعزت پر گر جاتا ہے تب وہ اس لائق ہو جاتا ہے کہ اس موت کے عوض میں خدا تعالیٰ اس کو زندگی بخشے۔ چونکہ آریہ لوگ صرف بہت سی جونوں کو مدار نجات سمجھ بیٹھے ہیں اس لئے ان کا اس طرف خیال نہیں آتا ہے۔ نہیں جانتے کہ جس طرح میلا کپڑا بھٹی پر چڑھنے سے اور پھر دھوبی کے ہاتھ سے آب شفاف کے کنارہ پر طرح طرح کے صدمات اٹھانے سے آخر کار سفید ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہ توبہ جس کے معنے میں بیان کر چکا ہوں انسان کو صاف پاک کر دیتی ہے انسان جب خدا تعالیٰ کی محبت کی آگ میں پڑ کر اپنی تمام ہستی کو جلا دیتا ہے تو وہی محبت کی موت اس کو ایک نئی زندگی بخشتی ہے۔ کیا تم نہیں سمجھ سکتے کہ محبت بھی ایک آگ ہے اور گناہ بھی ایک آگ ہے پس یہ آگ جو محبت الٰہی کی آگ ہے گناہ کی آگ کو معدوم کر دیتی ہے یہی نجات کی جڑھ ہے۔ اور نہایت افسوس تو یہ ہے کہ آریہ لوگ اپنے مذہب کی خرابیوں کو نہیں دیکھتے اور اسلام پر بیہودہ اعتراض کرتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی ان کا ایسا اعتراض نہیں جو ان کے مذہب کے کسی فرقہ کے طریق عمل میں وہ داخل نہیں۔ اب ہم اس رسالہ کو خدا کے نام پر ختم کرتے ہیں الحمد للہ اولاً و آخراً ھو مولنا نعم المولیٰ و نعم النصیر۔

ڈائری

۲۴ مارچ قبل نماز ظہر۔ حبیب اللہ خان صاحب مجسٹریٹ الٰہ آباد جو گورنمنٹ انڈیا کی طرف سے امیر کابل کے ہمراہ تھے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے آج قادیان میں تشریف لائے۔ دنیاوی تعلقات میں الجھے ہوئے غافل لوگوں کا ذکر ہوا کہ لوگ دنیا میں ایسے مستغرق ہو رہے ہیں کہ دین اسلام سے بالکل غافل ہو گئے ہیں۔ حبیب اللہ خان صاحب نے عرض کیا ہم تو چاہتے ہیں کہ دنیا سے کنارہ کش ہو جاویں حضرت اقدس نے فرمایا دنیا اور دین جمع نہیں ہو سکتے مگر جبکہ خدا چاہے تو جمع ہو سکتے ہیں ایک بزرگ لکھتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے کئی ہزار کا سودا خریدا اور وہ خدا تعالیٰ سے ایک دم بھی غافل نہ ہوا ہمارا دین اسلام ایسا نہیں ہے کہ رہبانیت سکھاوے۔ اور بیوی بچوں سے کنارہ کش ہو جاویں یہ تو رہبانیت ہے لا رھبانیۃ فی الاسلام آیا ہے۔ تجارت کرو۔ نوکری کرو۔ دنیا کے کام کرو مگر خدا تعالیٰ کو نہ بھولو۔ جو لوگ بیوی بچوں اور روزگار دنیا کے تعلقات میں ہو کر خدا سے غافل ہو جاتے ہیں وہ نامرد ہوتے ہیں۔

دیکھو ریل ایک بے جان چیز ہے ہزارہا آدمیوں کو اٹھائے پھرتی ہے مگر افسوس اس بے جان پر جو جاندار کہلا کر کچھ بھی نہیں اٹھا سکتا۔

انسان کو خدا نے عقل تدبر و تفکر کے لئے دیا ہے لوگ تدبر و تفکر سے کام نہیں لیتے اس سے دل سیاہ ہو جاتے ہیں جن قویٰ کو استعمال نہ کیا جاوے وہ کمزور ہو جاتے ہیں جیسا ہی جن قویٰ سے کام لیا جاتا ہے وہ قوی ہو جاتے ہیں۔

دنیا کیا ہے دنیا اس چیز کا نام ہے کہ دنیا کے کاموں کو دین پر مقدم رکھا جاوے جبکہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا جاوے تو پھر باقی دنیا ہی رہتی ہے۔ بہت نادان لوگ ایسے ہیں جنہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ بیوی بچوں وغیرہ تعلقات دنیا کو چھوڑ دیا جاوے یہ غلطی ہے بلکہ دنیا کو خادم دین سمجھنا چاہئے اور جہاں تک ہو سکے تقویٰ اختیار کیا جاوے۔ فقیر بن کر ایک گوشہ میں بیٹھ رہنا کمزوری کی نشانی ہے۔

موجودہ زمانہ کے تکفیر کے فتوے دینے والے مولویوں کا ذکر ہوا حضرت اقدس نے فرمایا مولوی لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ اسلام آجکل ایک ایسے شکنجہ میں پھنسا ہوا ہے کہ حد ہو گئی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو کہتے ہیں کہ وہ زندہ مع جسم عنصری آسمان پر بیٹھے ہیں اور رفع کے لفظ کو لئے پھرتے ہیں حالانکہ قرآن شریف میں مسیح علیہ السلام کے فوت ہونے کا بار بار ذکر ہو چکا ہے یہ سوچیں تو سہی کہ مسیح کی زندگی میں انکو فائدہ کیا ہوا ہے یہی تو ہوا کہ کئی لاکھ انسان عیسائی ہو گئے۔

حیات مسیح میں تو کچھ انھوں نے فائدہ دیکھنا تھا وہ دیکھ لیا اب وفات مسیح کا اعتقاد رکھ کر پرکھ لیں۔ مسئلہ وفات مسیح تو مذہب نصاریٰ کی بیخ کنی کرتا ہے مگر اسلام کے نادان دوست اسی پر زور دیتے ہیں۔ ایک دفعہ لاہور میں لشپ صاحب نے ایک لیکچر دیا اور عیسائیوں کے اعتقادات اور موجودہ مسلمانوں کے مسلمات میں سے حیات مسیح کے دلائل پیش کئے۔ مسلمانوں کو اس موقعہ پر شرمندہ ہونا پڑا اس جلسہ میں ہمارے مفتی صاحب محمد صادق موجود تھے انھوں نے لشپ کو کہا کہ قرآن شریف میں تو مسیح کی موت مذکور ہے آخر اس نے جواب دیا کہ تم مرزائی معلوم ہوتے ہو۔ ہمارے مخالف مسلمانوں نے اس وقت کہا کہ یہ لوگ کافر تو ہیں مگر ہمارے کام آئے ہم کو مدد دی اور ہماری عزت رکھ لی تھی۔ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے قائم ہوا ہے اسکو کوئی روک نہیں سکتا اسلام پر بڑی مصیبتیں گذر رہی ہیں۔ اسلام پر موسم خزاں آچکا ہے اب اس کی بہار کے دن آئینگے۔ اسلام میں اندرونی فتنے بڑے بڑے برپا ہو رہے ہیں اور بیرونی فتنے عیسائیوں آریوں وغیرہ مذاہب کے حملے اسلام پر ہو رہے ہیں جب اسلام اس حالت تک پہنچ گیا ہے تو جو شخص خدا کی ہستی کا قائل ہے وہ ضرور قائل ہو گا کہ خدا نے اسلام کی مدد کا کوئی انتظام کر لیا ہے اب دیکھو جو شخص انسانی سلطنت میں جھوٹا دعویدار تحصیلداری یا چپراسی ہونے کا کرے اس کو پکڑا جاتا ہے اور سزا دیجاتی ہے پھر کیا خدا کی سلطنت میں ایسا اندھیر چل سکتا ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین یعنی اگر یہ نبی ہمارے اوپر بعض باتیں جھوٹی بنا لیتا تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کی رگ جان کو کاٹ دیتے۔ یہ آیت صاف بیان کر رہی ہے کہ خدا تعالیٰ پر کوئی جھوٹی وحی و الہام بنانے والا جلدی پکڑا جاتا اور ناکامیاب ہو کر مرتا ہے۔

بات یہ ہے کہ ایمانی طاقت علم کے سوا پیدا نہیں ہوتی۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت صحابہ نے بھیڑ بکریوں کی طرح اپنی جانیں دیدیں تھیں ان کو حق کا علم حاصل ہو گیا تھا پھر انھوں نے اپنے بیوی بچوں کو نہ دیکھا ہے۔ جو کتاب حقیقۃ الوحی لکھی ہے اس کو جو شخص حرف بحرف پڑھ لیگا۔ میں نہیں خیال کرتا کہ پھر وہ یہ خیال کرے کہ میں وہی ہوں جو اسکے خیال میں پڑھنے سے پہلے تھا جو شخص ہمارے سلسلہ کو آہستگی اور ٹھنڈے دل سے دیکھیگا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں حق پر پائیگا۔

سچائی میں خدا نے ایک قوت رکھی ہے سچائی دلوں کو خود اپنی طرف کھینچ لیتی ہے خدا نے تو لوہے میں بھی ایک کشش کی خاصیت رکھی ہے تو کیا سچ میں کوئی جذب نہیں ہے سچ میں ایک کشش ہے وہ

آگے

خودبخود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

دنیا میں ایک دھڑیت پھیل رہی ہے تحصیل دنیا کے لئے ہر وقت دوڑ دھوپ میں لوگ لگے ہوئے ہیں اسکے لئے مجلسیں ہوتی ہیں اور بہیں شور پکار ہے کہ یہ کرو وہ کرو مگر اسلام کی بہبودی کیلئے کسی کو کوئی فکر نہیں ایسی غفلت میں پھنسے ہوئے ہیں کہ عذاب کے سوائے ان سے غفلت رفع نہیں ہوتی ہمیں خدا نے بار بار بتایا ہے کہ خدا کے عذاب کے دن نزدیک ہیں اور جب تک لوگوں کے دل سیدھے نہو جاویں خدا کے عذاب پیچھا نہ چھوڑینگے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم یعنے خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو درست نہ کرلیں طاعون کو دفع کرنے کے لئے بیچارے چوہوں کے مارنے کے درپے ہو رہے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ جب تک اُن کے اندر کا چوہا نہ مریگا۔ اُس وقت تک طاعون اُن کا ہرگز پیچھا نہ چھوڑیگی۔ پس اپنی اصلاح کریں اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اگر یہ لوگ اپنی اصلاح کریں تو خدا تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ ہلاک ہی کرے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ

ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وآمنتم - کہ خدا تم کو عذاب دیکر کیا کریگا اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ۔ ہمارے مسلمان سلاطین کا ذکر ہے کہ جب کوئی بلا آتی تھی تو بادشاہ خود دعا و زاری بدرگاہ رب العالمین کرتے تھے اور رعیت کو نیکیوں کی طرف رغبت دلاتے تھے جب ٹیکا لگایا جانا شروع ہوا تو ہمنے کتاب کشتی نوح لکھی تھی اور اس میں ہمنے ظاہر کیا تھا کہ اُس ٹیکا سے جو میں آسمانی ٹیکا پیش کرتا ہوں بہتر ہے۔ آخر وہی بات سچی ثابت ہوئی جو ہم نے پیش کی تھی شاید کسی کو کسی وقت سمجھ آجاوے۔ طاعون تو اب ہاتھ دھو کر لوگوں کے پیچھے ہو پڑی ہے۔

قادیان کے کسی شخص کا ذکر ہوا کہ فلاں جگہ طاعون ہے اور وہ وہاں بار بار جاتا رہا آخر وہ طاعون میں گرفتار ہو کر مر گیا۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ جبکہ ایک جگہ آگ برستی ہے تو اُس جگہ جانے کی کیا ضرورت ہے فرمایا اس ملک کے کئی ایک آدمی جو ہمیں گالیاں دیتے رہتے تھے اور پیچھا نہ چھوڑتے تھے جب اُن کی مدت نزدیک آئی تو خود ہی انھوں نے مباہلہ کر لیا کہ یا الٰہی ہم میں سے جو جھوٹا ہے اُس کو ہلاک کر دے آخر وہ خود ہی ہلاک ہو کر ہماری سچائی پر مہر کر گئے۔

ایسا ہی ابو جہل نے بدر کے دن نبی علیہ السلام سے مباہلہ کیا تھا ابو جہل نے کہا تھا کہ جو ہم دونوں میں سے قطع رحم کرنے والا اور مفسد ہولے خدا اُس کو آج ہلاک کر دے آخر خدا تعالےٰ نے ابو جہل کو اُسی دن ہلاک کر دیا اور اس کی دعا قبول ہو کر اُسی پر پڑی۔

درخواست جنازہ

بندہ کی والدہ ماہ حال کو انتقال کر گئی ہیں۔ احمدی بھائیوں کی خدمت میں مودبانہ درخواست ہے کہ ضرور بندہ کی والدہ کے لئے نماز جنازہ پڑھیں اور اُن کے لئے دعائے مغفرت کریں خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ جو بھائی اکیلے ہوں وہ تنہا ہی اُن کے لئے دعا مغفرت نماز کریں۔ بندہ پر بڑا احسان ہوگا۔ شیر علی از قادیان ٭ (۲) منشی عبدالرحمن صاحب احمدی پٹواری حلقہ دیوانہ ریاست پٹیالہ

سمالی لینڈ میں ایک ہاسپٹل اسسٹنٹ کی ضرورت

سمالی لینڈ میں سول میں ایک ہاسپٹل اسسٹنٹ کی جگہ خالی ہے مہربانی فرماکر جماعت احمدیہ کے ہاسپٹل اسسٹنٹ صاحبان کو اس خبر سے اخبار کے ذریعہ مطلع کر دیں تاکہ اگر کوئی صاحب تشریف لانا چاہیں تو فوراً اپنی ایک درخواست تو a gent General for British protectoralo in africa appalo Street Raghay Buldings Bombay کے نام پر روانہ کریں اور دوسری درخواست بنام Senior medical officer Somali Land protictorat Berbera via aden بھیجدیویں۔ لیکن اس خبر کے مشتہر کرنے اور درخواست کے بھیجنے میں جتنی جلدی ہوسکے بہتر ہوگی بندہ سب صاحبان کے اسماء گرامی نیز جائے قیام سے واقف نہیں ہے اس لئے آپ کو تکلیف دیگئی معاف فرماویں تنخواہ ابتدائی ایک صد روپیہ ماہوار ٭ تابعدار ممتاز علی خان از سمالی لینڈ بربرہ

ڈائری

۲۶ فروری

نماز ظہر۔ حضرت اقدس نے جو رسالہ۔ قادیان کے آریہ اور ہم لکھا ہے وہ چھپکر شایع ہو گیا ہے۔ بعض مخالفین کو بھی ارسال کرنے کیلئے فرمایا۔

فرمایا۔ قلوب کئی قسم کے ہوتے ہیں بعض کو نثر اور بعض کو نظم سے اثر ہوتا ہے ایک شخص کو صرف ہماری براہین احمدیہ کی نظم سے اشتیاق ہوا اور وہ ہمارے پاس پہنچا۔ پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے تڑنے کے دن۔ سال گذشتہ کا الہام ہے۔ اسکے متعلق ذکر ہوا کہ ہر طرف سے خبریں آرہی ہیں کہ اس سال معمولی سردی پڑی ہے اور پیشگوئی پوری ہوگئی۔

قادیان کے آریہ و ثناء اللہ امرتسری

اس رسالہ کی ایک جلد مولوی ثناء اللہ امرتسری کو بھی بھیجی گئی ہے قادیان کے آریوں نے حضرت مرزا صاحب کے جو نشانات دیکھکر تکذیب کی اور کر رہے ہیں اس رسالہ میں اُن سے مباہلہ کر دیا ہے اس میں آریوں کو اعلان کیا ہے کہ اگر انھوں نے نشانات نہیں دیکھے ہیں تو قسم کھا جاویں کہ یہ نشانات صداقت اسلام کے ہم نے نہیں دیکھے اب ثناء اللہ کو بھی چاہیئے کہ اپنے دوستوں قادیان کے آریوں کو اس قسم کیلئے آمادہ کرے اور اُن کے پاؤں پڑے ورنہ اُن کی قسم کی گریز سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر مہر لگ گئی۔ اور ثناء اللہ نے بھی کوئی نشان صداقت بطور خارق عادت نہ دیکھا ہے تو وہ بھی قسم کھا کر پرکھ لے تاکہ معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ کس کی حمایت کرتا اور کس کی قسم کو سچا کرتا ہے۔

نماز عصر۔ رسالہ شایع شدہ بعض مخالفین کے نام مفت ارسال کرنے کے لئے حضرت نے امر فرمایا۔ آریوں کے گندے اعتقادات کا ذکر ہوا فرمایا آریوں کا اعتقاد ہے کہ خدا نے تو کچھ پیدا ہی نہیں کیا اور اولاد حرام طور پر حاصل کرنے کے شایق ہیں ٭

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدق کھل گیا

اور کذّاب و مفتری ڈوئی مرگیا

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر　　چشم بکشا کہ ہر چشم نشانے است کبیر

امریکہ کے کذاب مفتری ڈاکٹر جان الگزینڈر ڈوئی کے نام سے الحکم کے ناظرین اور ہندوستان کی منابعی تیا بخوبی واقف ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے الیاس اور عہد نامہ کا رسول ہونیکا دعویٰ کیا تھا۔ اور بالآخر اس نے مسلمانانِ عالم کی ہلاکت کی پیشگوئی بڑے زور شور سے اپنے اخبار لیوز آف ہیلنگ میں کی تھی۔ جسپر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء کی تیسری سہ ماہی میں اس کا ایک جواب انگریزی زبان میں بکثرت امریکہ میں شائع کیا تھا اور ستمبر ۱۹۰۲ء کے اردو میگزین میں اسکا ترجمہ دیا گیا تھا اور اخبارات سلسلہ میں بھی اس کا ذکر کیا گیا۔ اس پیشگوئی کا خلاصہ یہ تھا کہ

کاذب صادق کی زندگی میں ہلاک ہو جائیگا

چنانچہ اس پیشگوئی کے شائع ہونیکے بعد امریکہ کے اخبارات میں ایک شور پڑ گیا اور ایک سو سے بھی زیادہ وقیع اور کثیر الاشاعت اخبارات نے اس پیشگوئی کو شائع کیا اور بڑے زور دار الفاظ میں اسکو شہرت دی جس کا خلاصہ انہیں دنوں سلسلہ کے اخبارات میں شائع کیا گیا۔ اس پیشگوئی کی اشاعت جب کافی طور پر ہو چکی تو ڈوئی پر مصائب کا نزول شروع ہو گیا۔ پہلے اسکی ایک چہیتی لڑکی فوت ہوئی جسپر عرصہ دراز تک ڈوئی نوحہ وبکا کرتا رہا۔ اور اس صدمہ کو اس نے غیر معمولی صدمہ محسوس کیا۔ ایسا ہی اسکی ناجائز پیدایش کے راز نے افشا ہو کر اسے ذلیل کیا پھر خود اس کا اپنا چال چلن اور اسکی بیوی کا چلن مشکوک ثابت ہوا۔ بالآخر وہ ذلیل و رسوا ہو کر اپنے شہر سے نکالا گیا اور وہ جائداد جو اس نے پیدا کی تھی وہ دوسرے حریف کے قبضہ میں منتقل ہوئی اور خود اسکی بیوی اسکی دشمن ہو گئی جس قسم کی ذلتوں اور روسیاہیوں سے وہ عدالت کی کش مکش میں کھینچا گیا اس کے بیان کرنے کے لئے بڑی تفصیل کی حاجت ہے اور انشاء اللہ ضرور تاوہ بیانات لیجاوینگے۔ عدالتوں میں نامرادی کا منہ دیکھا اور فالج کی بیماری نے سخت لاچار کر دیا۔ اور آخر

خدا تعالےٰ کے وعدے کے موافق

کذاب ڈوئی صادق کی زندگی میں مرگیا

اور

صادق پکار اٹھا ؎

یہ میرے رب سے میرے لئے اک گواہ ہے　　یہ میرے صدق دعویٰ پہ مہر الٰہ ہے

حضرت اقدس نے جس بصیرت اور زور کے ساتھ اس پیشگوئی کو شایع کیا ہے وہ اس کے پڑھنے سے پتہ لگ جائیگا اس لئے میں یہاں اس کا ایک حصہ درج کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے:۔

مجھے اس قوم کے مشنریوں پر بڑا ہی افسوس آتا ہے جنہوں نے فلسفہ طبعی ہیئت پڑھکر سب ڈبو دیا ہے اور خواہ نخواہ ایک عاجز انسان کو پیش کرتے ہیں کہ اسکو خدا مان لو چنانچہ حال ہی میں ملک امریکہ میں یسوع مسیح کا ایک رسول پیدا ہوا ہے جسکا نام ڈوئی ہے اس کا دعوےٰ ہے کہ یسوع مسیح نے بحیثیت خدائی دنیا میں اسکو بھیجا ہے تا سب کو اس بات کیطرف کھینچے کہ بجز مسیح کے اور کوئی خدا نہیں مگر یہ کیسا خدا ہے کہ یہودیوں کے ہاتھ سے اپنے تئیں بچا نہ سکا ایک دغا باز شاگرد نے اس کو پکڑوا دیا اس کا کچھ بندوبست نہ کر سکا انجیر کے درخت کیطرف دوڑا گیا اور یہ خبر نہ ہوئی کہ اسپر پھل نہیں اور جب قیامت کے بارہ میں اس سے پوچھا گیا کہ کب آئیگی تو بے خبری ظاہر کی اور لعنت جس کے یہ معنے ہیں کہ دل ناپاک ہو جائے اور خدا سے بیزار ہو جائے اور خدا سے اور اسکی رحمت سے دور جا پڑے وہ اسپر پڑی۔ اور پھر وہ آسمان کیطرف اسلئے چڑھا کہ باپ اس سے بہت دور تھا کروڑہا کوس سے بھی زیادہ دور تھا اور یہ دوری کسیطرح دور نہیں ہو سکتی تھی جبتک وہ مع جسم آسمان پر نہ چڑھتا دیکھو کسقدر کلام کا تناقض ہے ایکطرف تو یہ کہتا ہے کہ میں اور باپ ایک ہیں اور ایکطرف کروڑہا کوس کا سفر کر کے اس کے ملنے کو جاتا ہے جبکہ باپ اور بیٹا ایک تھے تو اسقدر مشقت سفر کی کیوں اٹھائی جہاں ہوتا وہیں باپ بھی تھا دونوں

(ایڈیٹر)

ایک جو ہوئے اور پھر وہ کس کے دہنے ہاتھ بیٹھا۔ اب ہم ڈوئی کو مخاطب کرتے ہیں جو یسوع مسیح کو خدا بناتا اور اپنے تئیں اسکا رسول قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ توریت استثنا ۱۸ باب آیت پندرہ کی پیشگوئی میرے حق میں ہے اور میں ہی ایلیا اور میں ہی عہد کا رسول ہوں نہیں جانتا کہ یہ مصنوعی خدا اس کا موسیٰ کے کبھی خواب خیال میں بھی نہیں تھا۔ موسیٰ نے تو بنی اسرائیل کو بھی بار بار کہا کہ خبردار کسی مجسم چیز انسان یا حیوان کو خدا مت ٹھہراؤ نہ جو آسمان پر ہے نہ زمین پر ہے۔ خدا نے تم سے باتیں کیں مگر تم نے اسکی کوئی صورت نہیں دیکھی تمہارا خدا صورت اور جسم سے پاک ہے۔ مگر اب ڈوئی موسیٰ کے خدا سے برگشتہ ہو کر وہ خدا پیش کرتا ہے جس کے چار بھائی اور ایک ماں تھی اور بار بار اپنے اخبار میں لکھتا ہے کہ اس کے خدا یسوع مسیح نے اسکو خبر دی ہے کہ تمام مسلمان تباہ اور ہلاک ہو جائیں گے اور دنیا میں کوئی زندہ نہیں رہیگا بجز ان لوگوں کے جو مریم کے بیٹے کو خدا سمجھ لیں اور ڈوئی کو اس مصنوعی خدا کا رسول قرار دیں ہم ڈوئی کو ایک پیغام دیتے ہیں کہ اسکو تمام مسلمانوں کے مارنے کی کیا ضرورت ہے وہ غریب مریم کے عاجز بیٹے کو خدا کیونکر مان لیں بالخصوص اس زمانہ میں جبکہ ڈوئی کے خدا کی قبر بھی اس ملک میں موجود ہے اور انہیں وہ مسیح موعود بھی موجود ہے جو چھٹے ہزار کے اخیر اور ساتویں ہزار کے سر پر خدا سے ظاہر ہوا جس کے ساتھ بہت سے نشان ظہور میں آئے اور ڈوئی کا یہ الہام کہ تمام مسلمان ہلاک ہو جائیں گے اور وہی لوگ باقی رہیں گے جو یسوع مسیح کو خدا مانیں گے اور ساتھ ہی ڈوئی کو بھی خدا کا رسول مان لیں گے اس الہام کے رو سے تو باقی عیسائیوں کی بھی خیر نہیں کیونکہ گو وہ مریم کے صاحبزادہ کو خدا مانتے ہیں مگر یہ جو ثانی رسول جو ڈوئی ہے اب تک انہوں نے تسلیم نہیں کیا اور ڈوئی نے صاف طور پر یہ الہام شائع کر دیا ہے کہ صرف یسوع مسیح کو خدا ماننا کافی نہیں جبتک ڈوئی کو بھی ساتھ ہی نہ مان لیں اور چاہیئے کہ صاف اقرار کرے کہ ڈوئی ایلیا اور ڈوئی عہد کا رسول اور ڈوئی کے حق میں ہی وہ پیشگوئی ہے جو توریت استثنا باب ۱۸ آیت پندرہ میں ہے تب بچیں گے ورنہ ہلاک ہو جائیں گے۔ غرض ڈوئی بار بار لکھتا ہے کہ عنقریب یہ سب لوگ ہلاک ہو جائیں گے بجز اس گروہ کے جو یسوع کی خدائی مانتا ہے اور ڈوئی کی رسالت۔ اس صورت میں یورپ اور امریکہ کے تمام عیسائیوں کو چاہیئے کہ بہت جلد ڈوئی کو مان لیں تا ہلاک نہ ہو جائیں اور جبکہ انہوں نے ایک نامعقول امر کو مان لیا ہے یعنی یسوع مسیح کی خدائی کو تو چلو یہ دوسرا نامعقول امر بھی مان لو کہ اس خدا کا ڈوئی رسول ہے۔

اب ہم مسلمان سو ہم ڈوئی صاحب کی خدمت میں با ادب عرض کرتے ہیں کہ اس مقدمہ میں کروڑوں مسلمانوں کے مارنے کی کیا حاجت ہے ایک سہل طریق ہے جس سے اس بات کا فیصلہ ہو جائیگا کہ آیا ڈوئی کا سچا خدا ہے یا ہمارا خدا وہ بات یہ ہے کہ وہ ڈوئی صاحب تمام مسلمانوں کو بار بار موت کی پیشگوئی نہ سناویں بلکہ انہیں سے صرف مجھے اپنے ذہن کے آگے رکھکر یہ دعا کر دیں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے کیونکہ ڈوئی یسوع مسیح کو خدا جانتا ہے مگر میں اسکو ایک بندہ عاجز مگر نبی جانتا ہوں اب فیصلہ طلب یہ امر ہے کہ دونوں میں سے سچا کون ہے چاہیئے کہ اس دعا کو چھاپ دے اور کم سے کم ہزار آدمی کی اس پر گواہی لکھے اور جب وہ اخبار شائع ہو کر میرے پاس پہنچے گی تب میں بھی بجواب اس کے یہی دعا کرونگا اور انشاء اللہ ہزار آدمی کی گواہی لکھ دونگا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ڈوئی کے اس مقابلہ سے اور تمام عیسائیوں کے لئے حق کی شناخت کے لئے ایک راہ نکل آئیگی میں نے ایسی دعا کیلئے سبقت نہیں کی بلکہ ڈوئی نے کی اس سبقت کو دیکھ کر غیور خدا نے میرے اندر یہ جوش پیدا کیا

اور یاد رہے کہ میں اس ملک میں معمولی انسان نہیں ہوں میں وہی مسیح موعود ہوں جسکا ڈوئی انتظار کر رہا ہے صرف یہ فرق ہے کہ ڈوئی کہتا ہے کہ مسیح موعود پچیس برس کے اندر اندر پیدا ہو جائیگا اور میں بشارت دیتا ہوں کہ وہ مسیح پیدا ہو گیا اور وہ میں ہی ہوں صدہا نشان زمین سے اور آسمان سے میرے لئے ظاہر ہو چکے اور ایک لاکھ* کے قریب میرے ساتھ جماعت ہے جو زور سے ترقی کر رہی ہے ڈوئی بیہودہ باتیں اپنے تئیں لکھتا ہے کہ گویا ہزار ہا بیمار توجہ سے اچھے کئے ہیں ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ کیوں اپنی لڑکی کو اچھا نہ کر سکا اور وہ مر گئی اور ابتک اس کے فراق میں روتا ہے اور کیونکر اپنے اس مرید کی عورت کو اچھا نہ کر سکا جو بچہ جننے کے وقت اسکی بیماری پر پایا گیا مگر وہ گذر گئی یاد رہے کہ اس ملک میں بھی صدہا لوگ اس قسم کے عمل کرتے ہیں اور سلب امراض میں بہتوں کو مشق ہو جاتی ہے اور کوئی انکی بزرگی کا قائل نہیں ہوتا پھر امریکہ کے سادہ لوحوں پر نہایت تعجب ہے کہ وہ کس خیال میں پھنس گئے کیا ان کے لئے مسیح کو ناحق خدا بنانے کا بوجھ کافی نہ تھا کہ یہ دوسرا بوجھ بھی انہوں نے اپنے گلے ڈال لیا اگر ڈوئی اپنے دعوے میں سچا ہے اور درحقیقت یسوع مسیح خدا ہے تو یہ فیصلہ ایک ہی آدمی کے مرنے سے ہو جائیگا کیا حاجت ہے کہ تمام ملکوں کے مسلمانوں کو ہلاک کیا جائے لیکن اگر اس نے اس نوٹس کا جواب نہ دیا اور یا اپنے لاف و گزاف کے مطابق دعا کر دی اور پھر دنیا سے قبل میری وفات کے اٹھایا گیا تو یہ تمام امریکہ کے لئے ایک نشان ہوگا مگر یہ شرط ہے کہ کسی کی موت انسانی ہاتھوں سے نہ ہو بلکہ کسی بیماری سے یا بجلی سے یا سانپ کے کاٹنے سے یا کسی درندہ کے پھاڑنے سے ہو اور ہم اس جواب کے لئے ڈوئی کو تین ماہ تک مہلت دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا سچوں کے ساتھ ہو آمین۔

یاد رہے کہ صادق اور کاذب میں فیصلہ کرنے کے لئے ایسے امور ہرگز معیار نہیں ٹھہر سکتے جو دنیا کی قوموں میں مشترک ہیں کیونکہ کم و بیش ہر ایک قوم میں وہ پائے جاتے ہیں انہیں امور میں سے طریق سلب امراض بھی ہے یہ طریق نامعلوم وقت سے ہر ایک قوم میں رائج ہے ہندو بھی ایسے کرتب کیا کرتے ہیں اور یہودیوں میں بھی یہ طریق چلے آتے ہیں اور مسلمانوں میں بھی بہت سے لوگ سلب امراض کے مدعی ہیں اور سچ بات یہ ہے کہ اس طریق کو حق اور باطل کے فیصلہ کرنے کے لئے کوئی دخل نہیں کیونکہ اہل حق اور اہل باطل دونوں اسمیں دخل پیدا کر سکتے ہیں چنانچہ انجیلوں سے بھی ثابت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ اس طریق توجہ سے بعض امراض کو اچھا کرتے تھے تو انکی زندگی میں ہی ایسے لوگ موجود تھے کہ ان کے مرید اور حواری نہ تھے مگر اسیطرح امراض کو اچھا کر لیتے تھے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کر لیتے تھے اور اس وقت ایک تالاب بھی ایسا تھا جسمیں غوطہ لگا کر اکثر امراض اچھی ہو جاتی تھیں۔ سو یہ مشق توجہ اور سلب امراض کی جو عام طور پر قوموں کے اندر پائی جاتی ہے یہ سچے مذہب کے لئے کامل شہادت نہیں ٹھہر سکتی ہاں اسصورت میں کامل شہادت ٹھہر سکتی ہے کہ دو فریق جو اپنے اپنے مذہب کی سچائی کے مدعی ہیں وہ چند بیمار مثلاً بیس بیمار قرعہ اندازی سے باہم تقسیم کر لیں اور پھر ان دونوں میں سے جس کے بیمار فریق مقابل سے بہت زیادہ اچھے ہو جائیں اس کو حق پر سمجھا جائیگا چنانچہ گذشتہ دنوں میں ایسا ہی میں نے اس ملک میں اشتہار دیا تھا مگر کسی نے اسکا مقابلہ نہ کیا

* اب تو یہ تعداد تین لاکھ سے بڑھ گئی ہے۔ ایڈیٹر

مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ڈوئی یا اور کوئی ڈوئی کا ہمجنس اس مقابلہ کے لئے میرے مقابل آئے تو میرا خدا اس کو سخت ذلیل کریگا کیونکہ وہ جھوٹا ہے اور اس کا خدا بھی محض باطل کا پتلا ہے لیکن افسوس کہ اسقدر دوری میں یہ مقابلہ میسر نہیں آسکتا مگر خوشی کی بات ہے کہ ڈوئی نے خود یہ طریق فیصلہ پیش کیا ہے کہ مسلمان جھوٹے ہیں اور ہلاک ہو جائیں گے اس طریق فیصلہ میں ہم اسقدر ترمیم کرتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کو نشانہ بنانے کی ضرورت نہیں اس طریق سے تو ڈوئی کے ہاتھ میں مکار لوگوں کیطرح یہ عذر باقی رہجائیگا کہ مسلمان ہلاک نہ ہونگے مگر پچاس یا ساٹھ یا سو برس کے بعد اتنے میں ڈوئی خود مر جائیگا تو کوئی اسکی قبر پر جاکر اسکو ملزم کریگا کہ تیری پیشگوئی جھوٹی نکلی پس اگر ڈوئی کی سیدھی نیت ہے اور وہ جانتا ہے کہ یسوع درحقیقت مریم کے صاحبزادہ نے ہی اسکو دیا ہے جو اس کے نزدیک خدا ہے تو یہ ہلکوں والا طریق اس کو اختیار نہیں کرنا چاہئے کہ اس سے کوئی فیصلہ نہیں ہوگا بلکہ طریق یہ ہے کہ وہ اپنے مصنوعی خدا سے اجازت لیکر میرے ساتھ اس بارے میں مقابلہ کرے۔ میں ایک آدمی ہوں جو پیرانہ سالی تک پہونچ چکا ہوں میری عمر غالباً چھیاسٹھ سال سے بھی کچھ زیادہ ہے اور ذیابیطس اور اسہال کی بیماری بدن کے نیچے کے حصہ میں اور دوران سر اور کمی دوران خون کی بیماری بدن کے اوپر کے حصہ میں ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میری زندگی میری صحت سے نہیں بلکہ میرے خدا کے حکم سے ہے۔ پس اگر ڈوئی کا مصنوعی خدا کچھ طاقت رکھتا ہے تو ضرور میرے مقابل اسکو اجازت دیگا اگر تمام مسلمانوں کے ہلاک کرنے کے عوض میں صرف میرے ہلاک کرنے سے ہی کام ہو جائے تو ڈوئی کے ہاتھ میں ایک بڑا نشان آجائیگا پھر لاکھوں انسان مریم کے بیٹے کو خدا مان لینگے اور نیز ڈوئی کی رسالت کو بھی اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام دنیا کے مسلمانوں کی نفرت عیسائیوں کے خدا کی نسبت ترازو کے ایک پلہ میں رکھی جائے اور دوسرے پلہ میں میری نفرت رکھی جائے تو میری نفرت اور بیزاری عیسائیوں کے بناوٹی خدا کی نسبت تمام مسلمانوں کی نفرت سے وزن میں زیادہ نکلے گی الخ

اس اقتباس میں جن الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے وہ خاص توجہ کے قابل ہیں۔ اور ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کس شعور اور بصیرت کے ساتھ آپ نے اپنا مسیح موعود اور خدا کا مرسل ہونا ظاہر کیا ہے اور کس یقین اور جوش کے ساتھ اپنا کامیاب ہونا بتایا ہے۔ یہ یقین اور بصیرت خدا تعالے کے مرسلوں کے سوا اور کو نہیں مل سکتی۔ اس پیشگوئی پر جب زیادہ تدبر کیا جاتا ہے تو یہی واضح ہوتا ہے کہ ڈوئی خواہ اس مقابلہ میں نکلے یا نہ نکلے وہ بہرصورت حضرت اقدس ہی کی زندگی میں ہلاک ہوگا چنانچہ یہ فقرے خاص غور کے قابل ہیں

"اگر اس نے اس نوٹس کا جواب نہ دیا اور یا اپنے لاف وگزاف کے مطابق دعا کر دی اور پھر دنیا سے قبل میری وفات کے اٹھایا گیا تو یہ تمام امریکہ کے لئے ایک نشان ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ کسی کی موت انسانی ہاتھوں سے نہ ہو بلکہ کسی بیماری یا بجلی یا سانپ کے کاٹنے سے یا کسی درندہ کے پھاڑنے سے ہو"

اسمیں صورت موت بھی بتادی ہے اب جو لوگ خدا کا خوف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین رکھتے ہیں وہ اس مقام پر ٹھہر جائیں اور انکار کے لئے لب کشائی نہ کریں بلکہ نہایت نیازمندی کے ساتھ قبول کریں

ڈوئی کی موت نے ان بیحیاؤں کے منہ پر بھی مہر کی ہے جو اپنے خبث طبع کے باعث یہ کہا کرتے ہیں کہ پہلے موت کی پیشگوئی کرکے پھر سازش سے قتل کرا دیتے ہیں وہ بتائیں کہ امریکہ میں ڈوئی کو کون قتل کر گیا ہے؟

اب بے حیائی کو چھوڑ دینا چاہئے۔ موت سر پر ہے ایک یا دو نشان نہیں جو پورے ہوئے ہوں وہاں دہار بارش کیطرف نشان ظاہر ہو رہے ہیں مبارک وہ جو ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور واویلا ان پر جو اب بھی نہیں سمجھتے۔

ڈوئی کے نشان پر بہت کچھ لکھنے کی ضرورت ہے اور انشاء اللہ آئندہ لکھا جاویگا فی الحال یہ بطور خبر لکھا گیا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہر فرد کے لئے یہ نشان ازدیاد ایمان کا موجب اور بصیرت و یقین کے بڑھانے کا ذریعہ ہے۔ یورپ اور امریکہ کے لوگوں پر جو کچھ اس نشان کا اثر پڑیگا وہ ظاہر ہو جائیگا کیونکہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام چاہتے ہیں کہ کثرت سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی اشاعت کیجائے۔

بالآخر میں اس عظیم الشان فتح پر جو خدا تعالے کے وعدوں کے موافق ظاہر ہوئی ہے اپنے سید و مولا امام کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کرتا ہوں کہ ڈوئی امریکہ میں مرتا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کے مرنے کی خبر اس سے پہلے کہ قادیان میں کوئی خبر پہونچے انی نعیت کہکر ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کو دیدی۔ والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً

پھر اس نشان کو فتح سے تعبیر کیا ہے اور فی الحقیقت یہ حق و باطل کی ایک روحانی جنگ تھی اور امریکہ کے اخباروں نے اسکو جنگ اور مقابلہ ہی ٹھیرایا تھا اور علاوہ بریں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو الہامات آجکل ہوئے انمیں یکم فروری ۱۹۰۷ء کو یہ الہام ہوئے تھے

۱۔ روشن نشان

۲۔ ہماری فتح

اس سے بڑھکر روشن کیا ہوگا؟ اور یہ فتح نہیں تو اور کیا ہے؟ ایسا ہی میں اپنی جماعت اور دوسرے لوگوں کی توجہ مندرجہ ذیل الہامات کی طرف دلاتا ہوں جو اس سے پہلے شایع ہوچکے ہیں

۱۸ فروری ۱۹۰۷ء ۱۔ **کل الفتح بعدہ** ترجمہ۔ سب فتح اس کے بعد ہے۔

۲۔ مظهر الحق والعلا كان الله نزل من السّماء۔

ترجمہ۔ وہ حق اور غلبہ کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اتریگا یعنے ایک نشان ظاہر ہوگا جو تمام فتوحات کا مجموعہ ہوگا اور اسوقت حق ظاہر ہو جائیگا اور حق کا غلبہ ہوگا گویا خدا آسمان سے اتریگا۔

۲۲ جنوری ۱۹۰۷ء فتح فتح

اس قسم کے الہامات کا اس قریب ترین زمانہ میں ہونا عظیم الشان فتح اور غلبہ حق کو ظاہر کرتا ہے اور جیسے جیسے اللہ تعالیٰ چاہیگا انہیں ظاہر کرتا رہیگا۔

بہرحال اس عظیم الشان فتح کا آغاز ہوا یعنے

مفتری ڈوئی مرگیا، اور خدا کا مسیح موعود جیت گیا

علیگڈھ کالج میں فساد

[illegible]

۱۰ مارچ ۱۹۰۷ء قبل از نماز ظہر علیگڈھ کالج کے طالب علم مولوی غلام محمد صاحب نے وہاں کے طلباء کے سٹرائک اور اپنے استادوں کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود کی خدمت میں عرض کیا کہ اس جماعت (فرقہ احمدیہ) کا کوئی لڑکا اس سٹرائک میں شامل نہیں ہوا۔ جمال الدین، عبد الغفار خاں وغیرہ سب علیحدہ رہے لیکن عزیز احمد ان طلباء کیساتھ شریک رہا اور باوجود ہمارے سمجھانے کے باز نہ آیا اور چونکہ بعض اخباروں میں اس قسم کے مضمون نکلے ہیں کہ مسیح موعود کا پوتا علیگڈھ میں ہے اس وجہ سے عام لوگ عزیز احمد کا رشتہ حضور کے ساتھ معلوم ہونے کے سبب [illegible] تعجب ظاہر کیا کہ عزیز احمد اس [illegible] میں ایسا حصہ لیتا ہے اس پر حضرت اقدس مرزا صاحب نے فرمایا کہ "عزیز احمد نے اپنے استادوں اور افسروں کی مخالفت میں مفسد طلباء کیساتھ شمولیت کا جو طریق اختیار کیا ہے یہ ہماری تعلیم اور مشورہ کے بالکل مخالف ہے۔ لہذا وہ اسد[illegible] سے جب تک [illegible] میں شریک ہے ہماری جماعت سے علیحدہ اور ہماری بیعت سے خارج کیا جاتا ہے ہم ان لڑکوں پر خوش ہیں جنہوں نے اس موقعہ پر ہماری تعلیم پر عمل کیا۔ بہت سے لوگ بیعت میں آکر داخل ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب وہ ہماری بیعت پر عمل نہیں کرتے تو خود بخود اس سے خارج ہو جاتے ہیں۔ یہی حال عزیز احمد کا ہے اسمیں خصوصیت نہیں۔ اور یہ امر کہ وہ ہمارا پوتا ہے اس وجہ سے وہ ہمارا رشتہ دار ہے سو واضح ہو کہ ہم ایسے رشتوں کی کوئی پروا نہیں کرتے ہمارا رشتہ صرف اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے۔ عزیز احمد کا باپ خود ہم سے برگشتہ ہے اور ہم اس کو اپنا بیٹا نہیں سمجھتے تو پھر عزیز احمد کا پوتا ہونا کیسا۔ عزیز احمد کو چاہئے تھا کہ اس معاملہ میں اول ہم سے مشورہ کرتا۔ یا اس مثال کو دیکھتا جو میڈیکل کالج لاہور میں قائم ہو چکی تھی کہ جب طلباء نے لاہور میں اپنے پروفیسروں کی مخالفت میں سٹرائک کیا تھا تو جو لڑکے اس جماعت میں داخل تھے ان کو میں نے حکم دیا تھا کہ وہ اس مخالفت میں شامل نہ ہوں اور اپنے استادوں سے معافی مانگ کر فوراً کالج میں داخل ہو جائیں چنانچہ انہوں نے میرے حکم کی فرمانبرداری کی اور اپنے کالج میں داخل ہو کر ایک ایسی نیک مثال قائم کی کہ دوسرے طلباء بھی فوراً داخل ہو گئے۔ عزیز احمد کو اس واقعہ کی خبر ہوگی کیونکہ اخبار میں چھپ چکا تھا۔ اور اگر خبر نہ ہوتی تو اس کے واسطے ضروری تھا کہ اول مجھ سے مشورہ کرتا۔ یا اپنے ساتھیوں کے مشورہ پر چلتا۔ اس کا علیگڈھ میں جانا اس کے باپ کے مشورہ اور حکم سے تھا نہ کہ ہمارا اسمیں کوئی حکم تھا ایسا ہی مخالفت استادوں میں شمولیت ہمارے کسی تعلق کی وجہ سے نہیں۔ اور اسی وجہ اسکو خارج از بیعت کیا جاتا ہے۔ جبتک کہ وہ اپنے فعل سے توبہ کر کے اپنے استادوں سے معافی نہ مانگے۔ ہاں دوسرے طلباء مولوی غلام محمد صاحب وغیرہ نے علیگڈھ جانے سے پہلے ہم سے مشورہ لیا تھا اور ہم نے بھی مشورہ دیا تھا کہ وہاں کے لڑکوں کی صحبت سے بچتے رہیں۔ اور کسی بدی میں شامل نہ ہوں تو ہرج نہیں کہ وہ وہاں جائیں انسان ضرورتاً پاخانہ میں بھی جاتا ہے۔ مگر اپنے آپ کو نجاست سے بچائے رکھتا ہے۔"

عاجز کو مخاطب کر کے حضور نے فرمایا کہ ان باتوں کو عام اطلاع کے لئے اخبار میں شائع کر دیں۔

چوری اور سینہ زوری

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں اس سے پہلے مختصراً میں لکھ چکا ہوں۔ دراصل قادیان میں [illegible] ایک [illegible] پارٹی طیار ہو رہی تھی جس کا سرگروہ ایشر کمبو تھا جو اس مقدمہ [illegible] بالجبر میں شریک وسعین ہے اور اس پارٹی کے دوسرے ممبر [illegible] اور دیال سنگھ تھے۔ ان کے متعلق متعلقہ پولیس سٹیشنوں میں متواتر شہادتیں ہو چکی ہیں اور تھانہ جات متعلقہ میں انکی بدمعاشی کی مثلیں بھی [illegible] ہو چکی ہیں۔ یہ جدید گروہ سخت خطرناک رنگ اختیار کر چکا تھا اور اب دلیر ہو کر میدان میں نکلنے کو تھا اور یہ واردات ایسی دلیری سے کی گئی۔ انکی شرارتوں سے [illegible] سب لوگ اُن سے دبنے لگے تھے اور اُن کے خلاف کوئی شہادت تک دینے کی جرأت نہ کرتا تھا اور بعض مالی طاقت رکھنے والے آدمی بھی در پردہ اُن کے ساتھ تھے جیسا کہ سُنا جاتا ہے۔ بعد تحقیقات کامل افسران پولیس کو خود یہ راز کھل جاویگا۔

بہر حال اس خطرناک گروہ کو سر منڈاتے ہی اولے پڑے اور وہ اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہو گئے کے مصداق ثابت ہوئے بابو محمد اشرف خانصاحب انسپکٹر پولیس اور بابو الطاف الرحمان صاحب سب انسپکٹر بٹالہ نے جس [illegible] اس مقدمہ کو نکالا ہے وہ اس قابل ہے کہ افسران پولیس خاص طور پر انکی قدردانی کریں تاکہ دوسرے عہدہ داروں کو [illegible] ہو [illegible] ملزمان چاہتے تھے کہ سارا مال افسران مذکور کو دیا جائے اور ایک معقول رقم اس کے علاوہ بھی وہ دینے کو آمادہ ہے مگر دیانتداری اور فرض شناسی کے شیدائی افیسروں نے اس مال حرام پر تھوک دیا میرا خیال ہے کہ ایسے موقعہ پر ثابت قدم رہنا کسی کا کام نہیں۔ یہ بڑا ابتلا ہے۔ طمع اور لالچ کے بڑے بڑے شکار ہوتے دیکھے گئے ہیں۔ ملزمان عہدہ داروں نے جس طریق پر اپنا فرض ادا کیا ہے وہ بہت ہی قابل تعریف [illegible] وہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ انکے اس نیک فعل کو ضائع نہیں کریگا انکے لئے وہ بہترین بدلہ پائیں گے۔ مخلوق کی دعائیں انکے ساتھ ہیں۔ اور قادیان اور گرد و نواح کا ذرہ ذرہ ہوائی بول اٹھتا ہے کہ انہوں نے ایسی دیانتداری کی نظیر قائم کی ہے جو کم ملتی ہے۔ قادیان کی پبلک کیطرف سے میں بابو صاحبان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ اپنے فرض منصبی کے انجام دینے میں کامیاب ہوئے وہ تھانہ اور وہ رعایا بڑی خوش قسمت ہے جہاں ایسے افیسر ہوں۔

میں شاید بے انصافی کرونگا اگر یہاں یہ ذکر نہ کروں کہ اس مقدمہ میں فیروزالدین اور دین محمد کنسٹیبلان نے بھی بڑی محنت اور جفاکشی سے اپنے فرض کو ادا کیا ہے۔ جنکی خدمات کا یہ عہدہ دار خصوصاً خیال رکھیں گے۔

بالآخر مدعی ارجن خوش قسمت ہے کہ اسکی مقدمہ کی تفتیش دیانتدار افسروں کے سپرد تھی جنہوں نے پوری محنت سے مقدمہ کو برآمد کیا اور پورا مال نکلوالیا۔ ورنہ اسکے حصہ میں بڑی کشمکش کے علاوہ نقصان مایہ اور شماتت ہمسایہ ہی تھی۔ میں یہانتک لکھ چکا تھا کہ معلوم ہوا بابو الطاف الرحمان صاحب انسپکٹر کلانور تبدیل ہو گئے۔ کلانور والے خوش قسمت ہیں کہ انکو ایسا محافظ ملا۔ اور صدر بٹالہ کے متعلق لوگوں کو انکی تبدیلی پر دلی افسوس ہے۔ بٹالہ کا تھانہ بڑا اہم تھانہ ہے ایسے تھانوں میں ایسے ہی مستعد آدمیوں کی ضرورت ہے تاہم یہ خوشی کی بات ہے کہ بابو محمد اشرف ایسا انسپکٹر تھانہ مذکور میں متعین ہوا ہے امید کامل ہے کہ انشاء اللہ اب وارداتیں اور بھی کم ہو جائیں گی۔ اور چونکہ بابو محمد اشرف خانصاحب مسٹر جان پال واربرٹن صاحب کے ماتحت عرصہ دراز تک کام کر چکے ہیں اسلئے وہ سراغرسانی کے فن میں بھی خاص مذاق اور تجربہ رکھنے والے ہیں۔ بہر حال امید کامل ہے کہ انشاء اللہ ان کو اس تقرر سے بہت کچھ فائدہ

نمبر ۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء مطابق ۹ صفر ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

الہامات و رؤیا

۱۸ مارچ ۱۹۰۷ء۔ (۱) قدرت کے دروازے کھلے ہیں۔

(۲) نیکی یہی ہے کہ خدا کے احکام کو پورا کرنا۔ (۳) تیری عاجزانہ راہیں اسکو پسند آئیں۔ (۴) إنّی انرتك واخترتك

ترجمہ۔ مینے تجھے روشن کیا اور تجھے برگزیدہ کیا۔

(۵) جو دعائیں آج قبول ہوئیں انہیں فتحات اور شوکت اسلام بھی ہے۔

(۶) تیرے لئے ایک خزانہ مخفی تھا (۷) کل لك و لامرك

ترجمہ۔ سب تیرے لئے اور تیرے حکم کے لئے ہی۔

(۸) یا اللہ اس شہر کی بلائیں بھی ٹالدے (۹) ایک مردی ہے جس اسکو ظاہر کرونگا اور لوگوں کے سامنے اسکو عزت دونگا

(۱۰) اجرا لا ثم وأريه الجحيم (ترجمہ جب تفہیم اور جسنے میرا گناہ کیا ہے میں اسکو بھسم کرونگا اور اسکو دوزخ دکھلاؤنگا)

(۱۱) بلجت آیاتی۔ ترجمہ میرے نشان ظاہر ہو جائیں گے

(۱۲) قل الله ثم ذرهم في خوضهم يلعبون

ترجمہ۔ کہدی اللہ ہی اور پھر انکو چھوڑ دے۔ اپنی بیہودگی میں لعب کریں

۱۹ مارچ ۱۹۰۷ء۔ ۱۔ خواب میں مینے دیکھا کہ میری بیوی مجھے کہتی ہی کہ میں نے خدا کی مرضی کے لئے اپنی مرضی چھوڑ دی ہے۔ اسپر میں نے انکو جواب میں یہ کہا کہ اسی سے تو تم پر حسن چڑھا ہی یہ فقرہ اس فقرہ سے مشابہ ہی جو زبور میں ہے کہ تو حسن میں بنی آدم سے کہیں بڑھ کر ہے۔

۲۔ اردت زمان الزلزلة۔ یعنے مینے ارادہ کیا ہے کہ زلزلہ کا زمانہ آجاوے۔

ڈوئی کے متعلق اشتہار کی ضرورت

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ یہ خوشخبری تو آپ لوگوں تک بذریعہ الحکم و بدر پہونچ چکی ہے کہ کس طرح خداوند تعالیٰ نے ایک روشن نشان ملک امریکہ میں ظاہر کیا ہے۔ یہ پیشگوئی بڑی کثرت کے ساتھ امریکہ کے اخباروں میں شایع ہو چکی تھی۔ اسلئے اب یہ نہایت ضروری ہے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کو بھی امریکہ اور یورپ میں ظاہر کیا جاوے کیونکہ اس کے بغیر اتمام حجت نہیں ہوتا۔ میگزین رقم رعایت کے لحاظ سے پہلے ہی بامفت بھیجا جاتا ہے۔ اس لئے اس مد میں گنجایش نہیں۔ اگر اشاعت اسلام سے محبت رکھنے والے کوشش کریں تو چار پانچسو روپیہ اس کے لئے الگ جمع ہونا مشکل کام نہیں۔ میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا کیونکہ آپ لوگ خود اس ضرورت کو خوب سمجھتے ہیں۔ چار پانچسو روپیہ سے چھ سات ہزار اشتہار شایع ہو سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ جب اس نے خود یہ نشان ایک دوسرے ملک میں ظاہر فرمایا ہے تو وہ ان لوگوں کو بھی وہاں پیدا کر دیگا۔ جو اسکی صداقت اور اس کے ساتھ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کی صداقت پر ایمان لانیوالے ہیں۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔ روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھیجیں اور کوپن میں اطلاع دیدیں کہ متعلق اشتہار ڈوئی ہے۔ یہ یاد رکھنا ضرور ہے کہ اس اشتہار کا جلدی شایع ہونا ازبس ضروری ہے کیونکہ ابھی ڈوئی کی موت کا واقعہ تازہ ہے۔ اس لئے یہ روپیہ جلدی جمع ہونا چاہئے۔

وہ لوگ ظالم ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کے مرنے پر یونہی خوشیاں کرتے ہیں۔ ہم کسی کے مرنے سے خوش نہیں ہوتے بلکہ اس بات سے خوش ہوتے ہیں کہ اس ایک کی موت سے ہزاروں کو زندگی ملیگی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کے روشن نشان ہی وہ چیز ہیں جن سے سچا ایمان دل میں پیدا ہوتا ہے اور ایک نئی زندگی انسان کو ملتی ہے۔

خاکسار محمد علی

سیاحت امیر سے افغانوں کی ناراضگی

کابل سے خبر آئی ہے کہ امیر صاحب کی سیاحت ہند سے بہت سے مذہبی جوش والے افغان ناراض ہو رہے ہیں۔ معلوم نہیں امیر صاحب کی سیاحت ہند کا حال کس طور سے افغانستان پہونچا کہ وہاں انکی سیاحت سے ان لوگونکو اظہار ناخوشی کا موقعہ ملا۔ بظاہر یہ معلوم ہوا ہے کہ دوران سیاحت میں امیر صاحب کی حسب ذیل باتوں سے افغان ناراض ہوئے ہیں۔

برٹش افسروں کے ساتھ امیر صاحب کا کھانا کھانا اور ان سے اپنی دوستی کا اظہار کرنا۔ یورپین لباس پہننا۔ زیادہ انگریزی ساخت کی اشیاء اور دریاسے کابل کے لئے پل کو خریدنا۔ امیر صاحب کا فریمیسن ہو جانا۔ یہ سب باتیں ناراضگی کے اظہار کا باعث ہیں۔

ضلع ننگرہار میں جو جلال آباد سے بہت دور نہیں ہے حال میں ملاؤں کا ایک بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا۔ بہت سے ملا جمع ہوئے۔ اس جلسہ میں ملاؤں نے علانیہ بڑی خشم انگیز تقریریں کرکے امیر صاحب پر الزام لگایا کہ فریمیسن بنکر امیر صاحب نے اپنا مذہب تبدیل [illegible] بعض نہایت متعصب ملاؤں نے تو یہ بھی کہا کہ اب امیر صاحب [illegible] کے قابل نہیں رہے۔ جب اس واقعہ کی خبر سردار عنایت اللہ خاں کو جلال آباد میں پہونچی تو انہوں نے ۲۰ سرغنہ ملاؤں کو طلب کرکے بحث کرنی چاہی۔ اور فوج کو بھیجکر جلسہ منتشر کرا دیا۔ اگرچہ کچھ شور و فساد اور ہنگامہ برپا ہوا۔ مگر بلا کسی آدمی کے قتل و زخمی ہونے کے جلسہ منتشر کر دیا گیا۔ افغانی ملاؤنکی یہ کارروائی سراسر نادانی اور بے عقلی کی ہے۔

(سول ملٹری گزٹ)

ایڈیٹر۔ ہمارے یہاں کے اخبارات ملاؤں کی اس قسم کی کارروائی کو نامناسب اور ناجائز قرار دیتے ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ رائے زنی محض خوشامدانہ پہلو رکھتی ہے بات تب تھی جب صاحبزادہ عبد اللطیف مرحوم کی شہادت پر بھی اس قسم کی رائے دی ہوتی۔ اور امیر صاحب کی اس حرکت کو نامناسب اور ناجائز قرار دیا ہوتا۔

افغانستان کے ملاؤں نے جس نظر سے امیر صاحب کی سیاحت پر غور کی ہے انہیں اس کے متعلق رائے زنی کا حق حاصل ہے اور ان کے جو کچھ دیوز ہو سکتے ہیں انہیں ہم ہندوستانی نہیں سمجھ سکتے۔ اس لئے ان معاملات پر رائے زنی کی کچھ حاجت نہیں دیکھنا یہ چاہیے کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟

امیر صاحب جس حال میں اپنے ابنائے وطن کے حالات سے واقف تھے انہیں اس سیاحت میں ہندوستان میں آکر اس یا اس کو تو خوش ترش فکر رہی کیوں انہوں نے نہ سوچا کہ انکا طرز عمل اہل وطن کی نظروں میں مشکوک ہوگا۔ بہرحال اس شورش کا جو کچھ بھی نتیجہ ہوگا وہ مفید ضرور ہوگا انشاء اللہ العزیز کیونکہ یا ملاؤں میں آزاد خیالی پیدا ہو جائیگی اور یا امیر صاحب اپنی غلطیوں کا اعتراف کریں گے۔

خودکشی کی اعانت | میں آریہ گزٹ میں ستی ہونیوالی عورتوں کے حالات پڑھتا رہتا ہوں حال میں جو دو وارداتیں خودکشی کی ہوئی ہیں انپر آریہ گزٹ نے ان عورتوں کی بڑی تعریف کی ہے کیا اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ وہ عورتوں میں خودکشی کا جو قانوناً جرم ہے رواج دینا چاہتا ہے ہم اس پر کسیقدر وضاحت سے پھر لکھوں گا اور دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ اس نوٹ پر کیا لکھتا ہے۔

نیوگ اور کثرت ازدواج | مندرجہ حاشیہ مضمون پر عنقریب محترم قوم مولوی محمد علی صاحب کا ایک سلسلہ مضامین آریہ پتر کا لاہور میں شروع ہوگا۔ جو ناظرین الحکم کی دلچسپی کے لئے الحکم میں بھی طبع کیا جاویگا۔

قادیان کی آریہ اور ہم پر آریوں کی رائے

لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل قادیان آریہ سماج کے گویا بانی مبانی ہیں اور وقتاً فوقتاً سماج مذکور کے میر مجلس اور سکرٹری رہ چکے ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اکثر نشانات اور پیشگوئیوں کے وہ چشم دید زندہ گواہ ہیں۔ لالہ شرمپت رائے صاحب کے نام سے منسوب کرکے قادیان کے بازاری اخبار میں جب ظاہر کیا گیا کہ لالہ شرمپت رائے حضرت اقدس کے کسی الہام کے گواہ نہیں تو حضرت حجۃ اللہ نے اتمام حجت کی خاطر قادیان کے آریہ اور ہم کے عنوان سے ایک پمفلٹ شائع کیا جس میں چند نشانات اور پیشگوئیاں درج کردیں جنکے لالہ صاحبان گواہ رویت ہیں جب یہ رسالہ تالیف ہو رہا تھا اس وقت سے لیکر اسکے چھپنے تک لالہ شرمپت رائے صاحب نے بارہا چاہا کہ وہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس رسالہ کے متعلق ملیں لیکن حضرت اقدس نے جو جواب دیا اس کا مفہوم یہ تھا۔

”کہ چونکہ انھوں نے خدا تعالیٰ کے نشانات کی تحقیر کرکے شہادت حقہ کو چھپانا چاہا ہے اور ایک سچائی کا خون کردیا ہے۔ اس لئے میں کسی صورت میں اس رسالہ کو روک نہیں سکتا۔ اور اگر میں ایسا کروں تو خود حق کو چھپانے والا ٹھیرتا ہوں اور یہ سخت گناہ ہے۔ معاملہ پبلک ہوچکا ہے میرے رسالہ کے شائع ہونے کے بعد انھیں حق ہے وہ جو چاہیں لکھیں اور شائع کریں“ یہ مفہوم تھا حضرت کے منشاء جواب کا جو پہنچنے ہی لالہ شرمپت رائے کو پہنچایا۔ بہر حال لالہ صاحب اس مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔ اور رسالہ شائع ہوگیا۔ اس رسالہ کی اشاعت کے بعد لالہ صاحبان نے کیا جواب دیا؟ یہ سوال ابھی حل نہیں ہوا۔ اور ہمارے ناظرین کو ابھی انتظار کرنا چاہیئے۔ لیکن لالہ صاحبان کی نسبت آریوں نے کیا رائے قائم کی؟ اسکے ظاہر کرنیکے ایک حد تک ہم قابل ہوگئے ہیں اور اس رائے کو دیکھکر لالہ صاحبان کی حالت پر سخت افسوس اور رحم آتا ہے اور یہ بیچارے سچ سچ

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے رہے

کے مصداق ہو رہے ہیں محض قوم اور برادری کے ڈر سے انھوں نے حق کو چھپایا تھا لیکن قوم اور برادری نے جو سلوک ان سے کیا ہے؟ وہ انکے ہی اخبار کے الفاظ میں میں ظاہر کرونگا۔

مجھے یہ بھی ظاہر کردینا چاہیئے۔ کہ لالہ صاحبان کی پردہ دری کا موجب دراصل یہی اخبار ہوا ہے کیونکہ وہ غلط فہمی پھیلاتا یا لالہ شرمپت رائے کے خلاف منشاء ایک امر کو ظاہر کرتا اور نہ رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم لکھا جاتا۔ اور نہ اب انکی پردہ دری ہوتی۔ معلوم ہوتا ہے لالہ صاحبان سے اس آریہ اخبار کو سخت دشمنی ہے اور وہ کوئی مخفی کینہ نکالتا ہے پچھلے دنوں اس نے لالہ ملاوامل صاحب کی بیٹی کی شادی پر اور لالہ شرمپت رائے صاحب کے لڑکے کی شادی پر دونوں بزرگوں کو خوب جلی کٹی سنائی تھیں اور ان پر سخت حملے کئے تھے اور اب پھر ایک معاملہ کو چھیڑ کر ہاتھ دھوکر انکے پیچھے پڑا ہے اصل راز تو ابھی اس مخالفت کا کھلا نہیں لیکن امید کی جاتی ہے کہ حقیقت کھل کر رہے گی۔ بہر حال اب اس رسالہ پر اسی اخبار نے ان دونو لالہ صاحبان کے متعلق صاف طور پر لکھ دیا ہے کہ

”قادیان کے آریہ سماجی بھی بڑے ہی بزدل اور ڈرپوک ہیں بیس پچیس سال سے وہ آریہ سماج کے ممبر ہیں مگر ساہس اتنا نہیں کہ مرزا کے کسی صریح جھوٹ کی بھی علانیہ تردید کرسکیں مرزا نے بارہا اپنی تحریروں اور تقریروں میں انھیں بے نقط سنائی ہیں مگر کیا مجال کہ اف تک کریں اگر یہ انکی سہن شیلتا اور بردباری کا سبب ہوتا تو کوئی اعتراض نہ ہوتا امید یا اگر ان کے سہن شیلتا کا تعلق محض انکی ذات تک محدود ہوتا تو ہمیں کوئی گلہ نہ تھا مگر چونکہ ان کی خاموشی انکے علم کے خلاف ہے اس لئے ہمیں ان کی بزدلی پر سخت افسوس ہے۔ لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل صاحب خصوصاً ہمارے اس اعتراض کا نشانہ ہیں مرزا صاحب نے ان کو اپنے الہاموں کا گواہ لکھا ہے اور ان کو حلف دیا ہے کہ کیا وہ ہمارے نشانوں کے گواہ نہیں ہیں؟ مگر ان دونوں صاحبوں نے ایسی ہوں سادہ رکھی ہے کہ گویا ان کو کچھ معلوم ہی نہیں“

اسی طرح پر انھیں غیرت دلائی ہے اور اپنا رونا اور دکھڑا بھی رویا ہے کہ کسی طرح پر ان کی مدد انھوں نے ذرا بھی درمے قدمے نہیں کی شاید یہ ساری مخالفت لالہ صاحبان کی اسی بنا پر ہو مگر خیر بات اس نے معقول کہی ہے۔ اب لالہ صاحبان ان اعتراضوں سے تب ہی بچ سکتے ہیں کہ وہ قسم کھا کر شائع کریں جس طرح پر رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم میں لکھا گیا ہے۔ اگر وہ فی الحقیقت ان الہامات کے گواہ ہیں اور ضرور گواہ ہیں تو اس ناقدر شناس قوم کی پرواہ نہ کریں اور حق کا اظہار کردیں اور اگر وہ گواہ نہیں تو اسی طرز پر جیسے کہ حضرت اقدس نے قسم کھا کر بیان کیا ہے قسم کے ساتھ موکد کرکے اپنا بیان شائع کردیں کسی لمبی چوڑی تحریر کی حاجت نہیں اور اگر انھوں نے قسم نہ کھائی تو پبلک بخوبی سمجھ لیگی کہ وہ حق پوش ہیں اور پھر سچائی کا ثبوت ان کی خاموشی دے گی۔

بہر حال

لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل صاحب اخفائے شہادت حقہ کے الزام کے نیچے ہیں۔ چونکہ عدالتوں نے بھی شہادت کیلئے حلف اسی لئے رکھا ہے کہ تا شاہد جھوٹی گواہی دینے کی جرات نہ کرے اور باوجود حلف اگر جھوٹ بولے تو وہ سزا پاتا ہے اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر جو جھوٹ بولتا ہے وہ اس قابل ہوتا ہے کہ سزا پاوے۔

پس

کل آریہ سماجوں کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ لالہ صاحبان کو مجبور کریں کہ یا تو وہ قسم کھا کر جیسا کہ ان سے مطالبہ کیا گیا ہے اپنا انکار شائع کریں اور یا صداقت اور سچائی کو بیان کرکے والی اور سچائی کے گرہن کرنے کیلئے ہمیشہ طیار رہنے والے لالہ صاحبان شہادت حقہ کو ادا کرکے سبکدوش ہوں۔

ورنہ

یاد رکھیں وہ اخلاقی طور پر قوم کے نزدیک اور مذہبی طور پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ملزم ہیں۔

جنازہ غائب

میاں احمد الدین صاحب احمدی مونگ ضلع گوجرات کی اہلیہ اور میاں عبد الحکیم صاحب احمدی ریاست نابھہ کی بھی اہلیہ فوت ہوگئی ہیں۔ ان کا جنازہ غائب پڑھا جاوے۔

ڈاکٹر غلام غوث صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ تکیسر ضلع نینی تال کی اہلیہ بھی ۱۱ فروری ۱۹۰۷ء کو فوت ہوچکی ہے۔ ناظرین دعا مغفرت کریں۔ ہر جگہ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں۔ مرحومات کو اللہ تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمادے۔

ایک اور پیشگوئی پوری ہونے لگی

الحکم کی پہلی اشاعت میں ۱۴ مارچ سنہ ۱۹ کا ایک الہام شائع کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے:

"یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلیگی جو بہت ہی سخت ہوگی"۔

ابھی اس پیشگوئی کو شایع ہوئے لمبا زمانہ نہیں گذرا کہ اس کے آثار شروع ہوگئے ہیں معزز ہمعصر بدر نے ڈیلی میل کے حوالہ سے یہ نوٹ شائع کیا ہے۔

"اخبار ڈیلی میل لکھتا ہے کہ جزائر برطانیہ میں سپاٹڈ فیور پھیلتی جاتی ہے جس سے خطرہ بڑھتا جاتا ہے یہ ایک قسم کا بخار ہے جس سے تین چار روز میں بیمار مرجاتا ہے اب تک ۲۵ موتیں ہوچکی ہیں"۔ یہ آثار بتا رہے ہیں کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا زمانہ بہت ہی قریب ہے واللہ اعلم بالصواب۔

یہ پیشگوئی جو یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں کے متعلق کیگئی ہے جب پوری ہوگی تو ان شورہ پشتوں کے اس اعتراض کا دندان شکن جواب ہوگی جو کہا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں جہاں ہر قسم کے فسق و فجور ہوتے ہیں کیوں عذاب الٰہی نہیں آتے؟ اگرچہ اس اعتراض کا معقول جواب پہلے متعدد مرتبہ دیا جاچکا ہے اور تازہ آفات زلزلہ و سیلاب اور دوسرے ذریعوں سے موت کی گرم بازاری اور قحط وغیرہ نے عملی طور پر دیدیا ہے مگر آنکھ کے اندھے اور دل کے نابینا کب فائدہ اٹھاتے ہیں وہ کسی اور عذاب کے منتظر ہیں اور خدا تعالیٰ کی اس منذر وحی نے قبل از وقت آگاہ کر دیا ہے۔ سننے والے سنیں اور اس سے پہلے کہ عذاب الٰہی آکر فیصلہ کرے فائدہ اٹھائیں۔

ہماری ضرورتیں

میرے محترم بھائی ماسٹر احمد حسین فریدآبادی نے مندرجہ بالا عنوان سے معزز ہمعصر بدر میں چند قومی ضرورتیں پیش کی ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ اسپر احمدی پبلک اپنی رائیں ہی ظاہر کیجاوے میں سلسلہ وار انکی بیان کردہ ضروریات پر بحث نہیں کرتا ہاں وقتاً فوقتاً ان سب پر رائے زنی کرونگا (انشاءاللہ) اور میری ذاتی رائے یہی ہے کہ ہماری قوم میں بھی فی الحقیقت رائے زنی کا مذاق پیدا ہونا چاہیئے۔ اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ ان امورات پر جو اخبارات سلسلہ میں شایع ہوں فراخدلی سے اظہار رائے ہو جب تک ایسا نہ ہو ایڈیٹران اخبارات کو قومی معاملات کے متعلق رائے زنی کے لئے حوصلہ اور جرأت نہیں ہوسکتی۔ بہرحال ایڈیٹران اخبارات قومی کا فرض ہے کہ وہ جس امر کو اپنی سمجھ اور فکر میں مفید قوم سمجھیں اسے پیش کردیں۔ اسی اصل کو مدنظر رکھکر ایڈیٹر الحکم نے ہمیشہ مفید قوم امور کو پیش کرنیمیں تامل نہیں کیا۔ اور قومی ضرورتوں کو اس کا دماغ محسوس کرتا رہا ہے۔ ماسٹر احمد حسین فریدآبادی نے بہت سی ضرورتیں بیان کی ہیں میں انمیں سے دو کا ذکر کرتا ہوں۔ احمدی ڈائرکٹری اور صنعتی تعلیم

احمدی ڈائرکٹری } احمدی ڈائرکٹری کی ضرورت مینے آج سے نوسال پیشتر محسوس کی تھی چنانچہ مینے ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۰۵ کے الحکم کے صفحہ ۹ میں **ایک بڑی ضرورت کا پورا کرنا** کے عنوان سے ایک آرٹیکل شایع کیا تھا۔ اور اس کے متعلق ایک نقشہ بھی دیا تھا لیکن اسوقت الحکم کی اشاعت بہت ہی محدود اور تھوڑی تھی اور ابتدائی ایام تھے اسلیئے یہ ضروری کام معرض التوا میں رہا۔ پھر میں وقتاً فوقتاً اسکی تحریک کرتا رہا۔

اور پھر مئی سنہ ۱۹ میں شیرازہ قوم کے عنوان سے مینے مضامین شایع کیئے اور چھپے ہوئے فارم بھی خانہ پری کے لئے بھیجے لیکن ایک ہزار بھیجے ہوئے فارموں میں سے بہت ہی تھوڑے پہونچے اور پھر یہ معاملہ کنہائی میں پڑگیا۔ آخر ہم لوگ جو ایڈیٹران اخبار ہیں قوم کی مجموعی امداد کے بغیر کچھ نہیں کرسکتے خصوصاً وہ کام جو قوم ہی کے کرنے کے ہوں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ضرورت کو پہلے ہی دنوں سے محسوس کیا تھا اور اشتہار بیعت میں ہی اس ضرورت کی تصریح کردی تھی۔ حضرت حکیم الامۃ نے میرے ان مضامین متعلقہ شیرازہ قوم کو ازبس پسند فرمایا اور اپنی رائے کا اظہار کیا کہ یہ **ابھی کی بڑی ضرورت ہے** مگر افسوس کہ ابتک توجہ نہیں ہوئی ورنہ ایسی ڈائرکٹری کا بن جانا کچھ بھی وقت طلب معاملہ نہ تھا۔

ایسا ہی مینے ایکمرتبہ تقویم احمدیہ کا اعلان کیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈائرکٹری کے منضم کرنے کے لئے احباب کو توجہ دلائی مگر وہ رائے ایڈیٹر الحکم کے دماغ سے نکل کر الحکم کے کالموں میں رہ گئی آنیوالی نسلیں یا تو ہمیں کم کوسیں گی۔ یا ان امور کو قبل از وقت سمجھکر اتنے ہی پرجوش ہوجائیں گی کہ ہم سے پہلوں نے ہمارے لئے ایک راہ طیار کردی۔ بہرحال ڈائرکٹری کی ضرورت ہے اور بہت بڑی ضرورت ہے مگر یہ پوری ہوسکتی ہے قوم کی توجہ سے قوم کی اعانت اور ہمت سے یہ کہنا آسان ہے کہ ایک شخص خیالی گھوڑ دوڑ میں آگے بڑھنے کو امادہ ہوسکتا ہے لیکن کچھ کرتا دھرتا نہیں لیکن جب یہ دیکھا جاوے کہ اس نے کیا کیا ہے اور وہ کیا کرسکتا تھا تو یہ سوال حل ہو جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایسے ضروری سوال قوم کی متفقہ آواز سے حل ہوں اور جو ضرورتیں واقعی تسلیم ہوں ان کے لئے اس کام کا کوئی اہل تجویز کرکے اس کو مناسب امداد دی جاوے یہ نہیں ہوا کرتا کہ ایک ضرورت تو واقعی ضرورت ہو اور ایک شخص اسکو پورا کرنے کی قابلیت بھی رکھتا ہو لیکن اسکی ضروری اعانت کا سوال معلق چھوڑکر اسے ہدف ملامت بنایا جاوے۔ خدا کرے کہ اس تحریک کی تجدید پھر کوئی اثر پیدا کرسکے۔ آمین۔

صنعتی تعلیم | صنعتی تعلیم کی ضرورت کا سوال بھی نیا نہیں اور میں اس تحریک کی تجدید کو دیکھکر بھی ازبس محظوظ ہوا ہوں یہ مسرت اسلیئے ہے کہ اس ضرورت کا احساس بھی خدا کے محض فضل سے ایڈیٹر الحکم نے اس ضرورت کو بھی کئی سال پیشتر محسوس کیا اور اسپر توجہ دلائی اور مناسب اوقات میں

(باقی ہے)

مدرسہ تعلیم الاسلام کی مجلس ناظم کے سامنے ہی اس سوال کو رکھا لیکن بعض مشکلات یا دوسرے وجوہات کی بناپر یہ سوال ابھی معلق ہی چلا آتا ہے میں نے اسوقت جو نوٹ اس ضروری سوال کے متعلق شائع کئے تھے اُن کو میں یہاں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہیں۔

الحکم نمبر ۲۵ جلد ۱۰ مورخہ ۹ رجولائی سنہ ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۵ پر سے ۔۔۔

ملک میں صنعتی تعلیم کی ازبس ضرورت ہے

ہمارے ہمسایہ قوم ہندو زمانہ کی نبض شناس ہے اور دنیوی معاملات میں اس کا قدم بہت وسیع ہے ابتداءً جب انگریزی تعلیم کا ملک میں چرچا ہوا۔ اسوقت ہندو ہی انگریزی زبان کے سیکھنے میں پیش دستی کی اور سب سے پہلے اعلےٰ عہدے حاصل کرلئے مسلمان انگریزی زبان کے جواز عدم جواز پر فتوے لکھنے میں مصروف رہے جب دیکھا کہ کام بگڑا تو انگریزی سیکھنے کیطرف توجہ کی اور ہر شخص کے سر میں یہی خیال سمایا کہ قوم میں انگریزی کی تعلیم کا عام رواج دیں گے تو کچھ بنے گا مگر بہت پیچھے رہی ہوئی قوم منزل مقصود پر پہونچی ہوئی قوم کا کب مقابلہ کر سکتی تھی گو کسیقدر فائدہ ہوا مگر ہونے کے برابر اب جب کہ انگریزی خوانوں کی ہوئی کثرت اور گورنمنٹ کو ضرورت رہی کم اور ہر سال لاکھوں انگریزی خوان نوکری کے طلبگار پھرنے لگے۔ تو ہندوؤں نے خوب برمحل سوچا کہ اب نوکری سے تو کام چلنے کا نہیں اب ضرورت ہے صنعتی تعلیم کی چنانچہ انہوں نے اس ضرورت کو محسوس کرکے لاہور میں ہند ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ قائم کرلی اور اب اسمیں سات جماعتیں ہی کھولدی ہیں مسلمان ابتک بیدار نہیں ہوئے۔ ہم کو معلوم دیتا ہے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کا اسطرف متوجہ ہونا شاید اپنے لئے کوئی نیک فال سمجھی کہ ہندو صنعتی علوم سیکھیں اور ہم انگریزی پڑھکر ملازمت کرلیں گے۔ اگر انہوں نے ایسا خیال کرلیا ہے تو بدیں عقل و دانش بباید گریست۔ موجودہ طرز تعلیم اور ملازمت کی موجودہ حالت سے ایسی امید کرنا خیالی پلاؤ ہے۔ آجکل کی تعلیم ایک وسیع میدان اور وسیع اخراجات کو چاہتی ہے اور مسلمانوں کی حالت اس بارگراں کے برداشت کرنے کی قابل نہیں رہی اس لئے ہمارے اسلامی کالج اور انجمنیں صنعت وحرفت کی تعلیم پر غور کرکے مسلمانوں کے بچوں کو کسی کام اور مطلب کے بناویں نرِی انگریزی پڑھا کر نہیں۔ دین و دُنیا دونوں سے محروم نہ کریں۔ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ آیندہ ہفتہ سے اس ضروری مضمون پر مسلسل آرٹیکل لکھیں اور مسلمانوں کو بیدار کرنیکی کوشش کریں امید ہے ہمارے دوسرے اسلامی معاصرین بھی اس معاملہ میں ہمارے ساتھ ہوں گے۔

پھر ۱۶ رجولائی سنہ ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۶ پر شائع کیا

مسلمان اور صنعتی تعلیم

گذشتہ اشاعت میں جو نوٹ اس عنوان سے ہم نے لکھا ہے اُس کو پڑھ کر ہمارے ایک محسن و مخدوم عاشق قرآن کریم نے فرمایا کہ مسلمان اگر اپنی ساری توجہ قرآن کریم کی تعلیم اور اسکو دستور العمل بنانے میں صرف کریں تو وہ ہر طرح سے ترقی کے اعلےٰ مدارج پر یقیناً پہونچ جاویں۔

ان الفاظ کو آب زر سے لکھنا یا موتیوں میں تولنا ان کی قدر و منزلت کو اسقدر نہیں بڑھا سکتا جسقدر اسپر عمل کرنیسے ان کا شرف ثابت ہوتا ہے۔

بہرحال ہمارا منشا اس سے اسقدر ہے کہ ہم مسلمانوں کی ترقی اسی میں سمجھتے ہیں کہ نجاروں اور معماروں کی جماعتیں دیکھیں ہم مسلمانوں کو اس سے بہت بلند اور عظیم الشان مدارج پر دیکھنا چاہتے ہیں لیکن موجودہ زمانہ میں جب کہ وہ قوم ذلت و نکبت پر ہر حیثیت سے جا گرے ہیں اور تقوے اللہ کے نہ ہونے کیوجہ سے ان کے لئے مخرج نظر نہیں آتا۔ وہ کم از کم اتنا تو کریں کہ جہاں اور اسباب مثلاً انگریزی تعلیم اور ملازمت وغیرہ کو ضروری سمجھتے ہیں اسی پر وہ صنعت و حرفت کو ترقی دینے میں کوشش کریں تاکہ نظر بر رعایت اسباب اُن کو معاش حلال کی ایک وجہ ہاتھ آوے۔ اور یوں وہ اپنی دنیوی حالت کی اصلاح کر سکیں۔

اس اقتباس کے پڑھ لینے کے بعد میری رائے کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ میں اس سوال کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہوں اور بذریعہ الحکم کے ذریعہ اس سوال کو مجلس ناظم کے سامنے رکھدیتا ہوں یہ امید ہے کہ وہ توجہ کرے گی۔ لیکن ساتھ ہی اپنے معزز ہمعصر بدر کو بھی متوجہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ امید ہے وہ بھی اسکی تائید میں قلم اٹھائے گا۔

ایک گورداسپوری وکیل کی ہمت

سردار گندا سنگھ صاحب گورداسپور کے ایک وکیل ہیں انہوں نے لاہور کے آریہ گزٹ میں فریاد کی ہے کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیاں کے ہندو طالب علم مسلمان ہو گئے ہیں لہذا آریہ سماج کے تبلیغی دورے بند کر دیں اور انکو بچائیں۔ بڑی واویلا کرکے وہ ایک سکول کھلوانا چاہتے ہیں۔ اور بیچارے بھولے بھالے ایڈیٹر آریہ گزٹ اپیل کے لئے آمادہ ہوئے مگر جب اصل واقعہ کو دیکھا تو وہ ایسا جھوٹ جیسے کوئی کہے کہ گدھے کے دو سینگ ہوتے ہیں۔ سردار صاحب کی ہمت کا تو یہ حال ہے کہ خود قادیاں تک آنیکی ضرورت نہیں سمجھی ورنہ جب انہیں انکے خیال کے موافق ایسی رونگٹے کھڑے کرنیوالی خبر پہونچی تھی تو انکا پہلا فرض تھا کہ وہ گورداسپور کی سماج کیطرف سے ہی قادیاں آتے اور اگر واقعات کا علم پیدا کرتے پھر شور مچاتے لیکن وہ اس درد سے ایسے وارفتہ ہوئے کہ انکو یہ بھی خیال نہ رہا کہ واقعات کی اصلیت تو معلوم کریں۔ بٹالہ میں بھنڈاری خاندان کی ایک عورت عیسائی ہو گئی تھی اسکے تدارک کے لئے تو وکیل صاحب اور ان کے ہمخیال آریوں سے کوئی زنانہ مشن ہسپتال بٹالہ میں کھل نہ سکا مگر اب قادیان میں وہ آریہ سکول کھولنا چاہتے ہیں۔ اور پھر اس حیلہ پر کہ آریہ گزٹ کے خریدار چندہ دیں خود قادیان تک نہیں آسکتے۔ شاید سردار صاحب کو اپنی فروگذاشت پر اب افسوس ہوا ہو اور انہیں معلوم ہو کہ اوہام ہی تو مردہ ہیں۔ سردار صاحب کو اپنی تردید کرنے کیلئے صداقت مجبور کریگی اور اپنی غلطی کا اعتراف کرلیں گے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کو ناظم اسبات سے ہرگز ناخوش نہیں کہ سماجی یہاں سکول کھولیں بلکہ وہ ایک چھوڑ دس کھولیں مگر جس بناپر یہ اپیل ہے وہ غلط ہے ہم تو خوش ہیں کہ ہر ایک تعلیم پارٹی کا سکول ہوگا تو گوشت خور و گھاس خور بھی سماج ہی قائم ہو جائیگی۔ اور پھر دونوں سماجوں میں گاڑھی چھنے گی۔ اور رونق بڑھیگی۔

اختلاف ہوا اور پھر تیئیس ۲۳ برس کے سارے بیانات میں یہ کہنا کہ ان میں کوئی اختلاف نہیں اور پھر تیئیس ۲۳ برس اس عہدہ کی خدمت کرنا کیا کوئی ایسا گورنر جنرل آپ نے دیکھا ہے جو تیئیس ۲۳ برس کی ملازمت میں لفظ بول سکے۔

پھر کھانا۔ پینا۔ مکان میں رہنا۔ بیوی سے تعلق رکھنا۔ سفر کرنا۔ صلح کرنا۔ جنگ کرنا۔ معاملات بیع و شرا۔ تجارت۔ نکاح۔ طلاق۔ عتاق۔ قضاء۔ شہود۔ شہادات۔ معاہدات مرنے کے بعد کے قوانین۔ یتامیٰ اور کم عقلوں کی خبر گیریاں اور ان کے اموال وغیرہ کی حفاظتیں اسکے سوا ادب الٰہی کے [illegible] ہزار شغل و اذکار اور قسم قسم کے مراقبات اور قسم قسم کی [illegible] اٹھتے بیٹھتے سوتے چلتے۔ پھرتے۔ جماع۔ ولادت۔ موت اور قسم قسم کی آیات اللہ جیسے خسوف کسوف اور ان کے متعلق الٰہی یادگاریں اور دعائیں اور قوانین تجویز کرنا پھر ایسے آرام سے بیٹھ کر بیویوں کو کہنا کہ آؤ میں تمہیں جاہلیت کے زمانہ کی کہانیاں سناؤں۔

اگر آپ کو شرح صدر کے متعلق کوئی دقت ہے تو اس آیت پر توجہ کرو جس میں لکھا ہے فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام۔ وہی صدر کا لفظ اس میں موجود ہے۔ اس شرح صدر کے لئے ضرور ہے کہ صاحب شرح صدر کو ایک نظارہ دکھایا جاوے جس میں اس کا سینہ چیر کر اس میں حکمت اور نور بھر دیا جاوے۔ طوائف الملوکی کے زمانہ میں کس طرح آنحضرت نے گذارہ کیا۔ سلطنت روم کی سلطنت حبش اور یہودیوں کے ماتحت کس طرح گذارہ کیا۔ پھر جب آپ نے جمہوری سلطنت وہاں قائم کی [illegible] کس طرح گذارہ کیا ہے پھر عرب جیسے ملک کو کس [illegible] جکڑ دیا ہے یہ وہی جانتا ہے جو سمجھ [illegible] سے واقف ہو۔

قومی ضرورتوں کے متعلق تحریکیں

یتیم کی امداد ایک یتیم کی امداد کے لئے دست سوال دراز کیا گیا تھا خدا کا شکر ہے کہ اس کی طرف توجہ کی گئی ہے اگرچہ بہت عرصہ پہلے پوری ہو جانی چاہئے تھی تاہم اب امید کیجاتی ہے کہ جلد تر اسکے ایک سال کے اخراجات کیلئے ۶۰ جمع ہو جائیں گے اسوقت تک مندرجہ ذیل بزرگان نے توجہ فرمائی ہے اللہ تعالیٰ ان پر اپنے برکات نازل کرے اور انکی اولاد کو داغ یتیمی سے محفوظ رکھے۔

چودھری محمد دین صاحب افسر ڈاک دہلی ۲/
سید محمد نذیر حسین صاحب کیتھالیاں ۳/
منشی غلام محمد صاحب شاہ شمالی ۹۹ ڈاکخانہ سرگودھا ۲/
مرزا عباس علی گارڈ کوہاٹ ۸/
مرزا محمد شفیع صاحب ہیڈ کلارک ڈاکخانجات ڈیرہ اسمٰعیل خان . . . ۲/
میاں غوث محمد آف گوبلیکے ۲۰/
منشی عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متھرا ۲/
بابو محمد ثناء اللہ صاحب پلیڈر لاہور ۲/
محمد دین صاحب میرک ۱/

دس وظائف جن دس وظائف کیلئے اعلان کیا گیا تھا۔ انکے متعلق سوا شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد کے سوا کسی اور بزرگ کا خط نہیں آیا۔ شیخ صاحب پہلے سے پانچ روپیہ ماہوار مدرسہ کے عام اغراض کے لئے چندہ دیتے ہیں اس تحریک میں جونکہ ان کا نام بھی تھا انہوں نے نہایت خوشی سے ۱۰ ماہوار مستقل طور پر وظیفہ دینے کے لئے منظور فرمائے ہیں۔

اور اسی فنڈ میں عـہ ایک مثت حضرت حکیم الامۃ نے دئے ہیں۔ ایک سال کے لئے چھ سو روپیہ (۶۰۰) دس وظیفوں کے لئے مطلوب ہے جن میں سے ابھی ایک سو بھی پورا نہیں ہوا۔ وہ بزرگ جن سے خصوصیت سے نام لیکر مدد مانگی گئی تھی امید ہے جلد تر توجہ فرمائیں گے۔

کس کی اشاعت سب سے زیادہ ہے؟

کچھ عرصہ ہوا اردو اخباری دنیا میں یہ ظاہر کیا جاتا تھا کہ پیسہ اخبار اپنی اشاعت کے لحاظ سے ہندوستان کے اردو اخبارات میں اول نمبر ہے چونکہ کسی اردو اخبار کی اشاعت اسکے مقابلہ میں بڑھکر نہ تھی اس لئے کسی کو حوصلہ اور جرأت نہیں ہوئی کہ اسکے دعویٰ کو باطل کرے مگر جب ہندوستان لاہور سے جاری ہوا تو اس نے دو ہی سال کے اندر غیر معمولی ترقی کرکے پیسہ اخبار کو اشاعت کے لحاظ سے مقابلہ کیلئے للکارا۔ میرا اپنا خیال ہے کہ ہندوستان کو ایسے مقابلہ کی حاجت نہ تھی لیکن بعض امور ایسے پیش آگئے کہ ہندوستان کو مقابلہ کیلئے چیلنج کرنا پڑا۔ اور حقیقت میں ہندوستان نے ملکی خدمت کے لحاظ سے اچھا کیا کیونکہ اشاعت کے سوال [illegible] ہونے کی وجہ سے پبلک کو مغالطہ لگ سکتا تھا اور راہ نہیں [illegible] پہنچ سکتا ہے۔ ہندوستان کا دعویٰ ہے کہ اس کی اشاعت پیسہ اخبار سے زیادہ ہے۔ پیسہ اخبار نے اسکے اس دعوے کو تو جھوٹا ثابت نہیں کیا ایک مرتبہ یہ کہا کہ وہ پانچ ہزار روپیہ تاوان دینے کو طیار ہے اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ پیسہ اخبار کی اشاعت سب سے زیادہ نہیں۔ مجھے پیسہ اخبار کے اس جواب پر حیرانی ہوئی تھی کہ بجائے اسکے کہ وہ پانچہزار روپیہ تاوان دے وہ صاف طور پر ظاہر کر دیتا کہ میری تعداد اشاعت اسقدر ہے؟ اس شرط بازی سے کچھ فائدہ نہیں صرف تعداد اشاعت بتا دینا گناہ نہیں۔ اگر ہندوستان کی اشاعت واقعی پیسہ اخبار سے زیادہ ہے تو یہ برا ماننے کی جگہ نہیں بلکہ خوش ہونا چاہیے کہ ہندوستان نے اپنی وقعت اور ناظرین بڑھانے میں کامیابی حاصل کی اور وہ اخباری برادری کا ایک فرد ہے مگر ہندو مسلمانوں کا بیہودہ سوال ایسے امور میں بھی در انداز ہو جاتا ہے اس کو برطرف کرکے ہمارے معاصرین کو اس قضیہ اشاعت کا دو حرفی فیصلہ کر لینا چاہیے۔ اور خصوصاً ان لوگوں کو جو اشتہاری برادری کے ممبر ہیں پیسہ اخبار کو مجبور کرنا چاہیے کہ وہ اپنی صحیح اشاعت پبلک کو بتائے اور اگر پیسہ اخبار اپنی اشاعت ہندوستان سے زیادہ ثابت نہ کر سکے تو نہایت نیک نیتی سے اس کو تسلیم کر لے اور یہ امر بھی اخلاقی پہلو سے اسکے لئے مسرت ہی کا موجب ہوگا۔ اور اگر پیسہ اخبار کی اشاعت زیادہ ہو تو ہمعصر ہندوستان اپنی غلطی کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا لیکن یہ سوال ابھی حل نہ ہوگا بہتر ہے چند معززین کی ایک کمیٹی ہو جس میں دونو ہمعصر اپنے دعوے کا ثبوت پیش کریں اور بالآخر اسکا فیصلہ شایع ہو جاوے۔ مجھے امید ہے کہ پیسہ اخبار اس پر توجہ کریگا اور ہمعصر ہندوستان بھی اپنا خیال ظاہر کردیگا کہ کیا وہ کمیشن کا فیصلہ منظور کرے گا؟

حدیث معراج سے حضرت عیسیٰ کو زندہ سمجھنے والے غور کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آجکل ہمارے گاؤں موضع دوالمیال اور گرد و نواح کے دیہات میں عام لوگوں کے درمیان حیات و وفات مسیح پر خوب بحثیں ہو رہی ہیں کیا مرد کیا عورتیں ہر ایک اسی شغل میں مصروف ہے جہاں چار پانچ آدمی باہم مل کر بیٹھتے ہیں وہاں یہی ذکر کیا جاتا ہے ایک دو شخص یہاں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سخت دشمن ہیں رات دن ان کا یہی وعظ ہے کہ مرزئیوں نے قرآن شریف کو بدل دیا ہے قدیمی کتابوں کو نہیں مانتے حدیثوں کی تاویلیں کرتے ہیں چنانچہ جو آدمی ان کو ملتا ہے اس کے آگے یہ حدیث پیش کی جاتی ہے۔ لما کان لیلۃ اسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقی ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ الخ قال فانزل فافتتل۔ اندا میں اپنے مولوی صاحبان سے پوچھتا ہوں کہ جب قرآن شریف اور حدیث معراج سے جو بخاری میں درج ہے حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت ہوگئی تو پھر یہاں عیسیٰ سے آپ مثیل عیسیٰ کیوں مراد نہیں لیتے اور تاویل کو کیوں آپ برا سمجھتے ہیں کیونکہ تاویل تو قدیم سے علماء کرتے آئے ہیں اور ہمیشہ ضرورت کے وقت تاویل کی جاتی ہے دیکھو بخاری میں ہے اوتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی اور مسند دارمی میں ہے سولہ بمکۃ ومہاجرہ بطیبۃ وملکہ بالشام اب بتاؤ الارض کے خزائن کی کنجیاں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر رکھی گئیں اور ملک شام میں آپ کی سلطنت واقع ہوئی یا آپ کے نائب اور مثیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت کنجیاں ملیں اور بلاد شام میں ان کی سلطنت واقع ہوئی پھر اس حدیث کو پڑھو جو بخاری کتاب الادب میں ہے عن انس رضی اللہ عنہ ان رجلا من اہل البادیہ اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ متی الساعۃ قائمۃ قال ویلک ما اعددت لہا الخ فمر غلام للمغیرۃ وکان من اقرانی فقال ان اخر ہذا فلم یدرکہ الہرم حتی تقوم الساعۃ۔ اب اگر تاویل نہ کی جاوے تو مغیرہ کے غلام کے بوڑھے ہونے سے پہلے قیامت کا قائم ہونا کیونکر مانا جاتا ہے اسے تو فوت ہوئے بھی مدت گذر گئی مگر ابھی تک قیامت نہیں آئی اور ما اعددت لہا سے ظاہر ہے کہ مراد الساعۃ سے وہی قیامت ہے جس میں حشر اجساد ہو کر حساب کتاب ہوگا پس آپ لوگوں کا یہ کہنا کہ مرزئی تاویلیں کرتے ہیں اور قدیمی کتابوں کو نہیں مانتے ہرگز درست نہیں اور عام لوگوں کے سامنے تمہارا یہ دعوے بھی کہ تمام کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ عنصری جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھایا گیا اور پھر آخری زمانہ میں اسی جسم کے ساتھ زمین پر اترے گا بالکل غلط ہے ظاہری معنوں پر زور دینے والو اب میں تمہارے آگے شیخ الاسلام شرح بخاری سے چند حوالے پیش کرتا ہوں سنئیے (۱) وقال انس فلما مر جبرئیل بادریس قال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من ہذا قال ہذا ادریس ثم مررت بموسیٰ فقال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من ہذا قال ہذا موسیٰ ثم مررت بعیسیٰ فقال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من ہذا قال ہذا عیسیٰ الخ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کو فوت شدہ نبیوں میں دیکھا ہے اور حضرت عیسیٰ نے بھی دوسرے نبیوں کی طرح یہی جواب دیا کہ مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح اگر ان کے زندہ ہونے کا اعتقاد صحیح مانا جاوے تو ایک آنحضرت کا اپنے پیشوا و مقتدا کی نسبت والاخ الصالح کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ اسی حدیث میں حضرت آدم اور ابراہیم علیہما السلام کا جواب بجائے والاخ الصالح کے والابن الصالح درج ہے اگر حضرت عیسیٰ کا دوسرے انبیاء کے برخلاف خاکی جسم ہوتا تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس عجیب جسم کا جو بغیر طعام اس وقت تک آسمان پر موجود ہے کیوں نہ ذکر فرماتے (۲) در صحیح مسلم از انس مرفوعاً۔ گذشتم بموسیٰ شب اسری نزد کثیب احمر کہ آنجا قبر موسیٰ است وحالانکہ وے ایستادہ نماز میگذارد در قبر خود از ابی ہریرہ ہمچنان در قصہ اسری کہ ازاں جملہ انبیست و دیدم خود را در جماعۃ از انبیاء پس ناگاہ موسیٰ ایستادہ نماز میگذارد و ناگاہ وے مرد لیست ضرب جعد و ناگاہ عیسیٰ بن مریم ایستادہ نماز میگذارد نزدیک ترین مردم بوے از روے مانند عروہ بن مسعود ہست و ناگاہ ابراہیم ایستادہ نماز میگذارد و مشابہ ترین مردم بوے صاحب شما است کہ ذات شریف خود کرد پس وقت نماز شد پس امام شدم ایشاں را در نماز گفت بیہقی و در حدیث سعید بن مسیب از ابی ہریرہ آمدہ کہ ملاقات آنحضرت ایشاں را در بیت المقدس پس حاضر شد نماز پس امامت کرد ایشاں را پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم بیتحر جمع شدند در بیت المقدس" (شیخ الاسلام کتاب الانبیاء) مدعیان حیات مسیح بتاویں کہ جس جسم کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے وہ جسم تو با عتقاد آپ کے آخری زمانہ میں اتریگا پھر بیت المقدس میں کس جسم کے ساتھ اتر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس یا تو اسی جسم کے ساتھ اترے ہونگے یا اس کثیف جسم کو آسمان پہ چھوڑ کر دوسرے انبیاء کی طرح لطیف جسم میں نازل ہوئے یہ دو تو صورتیں تمہارے دعوے کو باطل کرتی ہیں بصورت اولیٰ اس جسم کا رفع و نزول تو آپ لوگ ایک ہی دفعہ مانتے ہیں یعنے یہود کے خوف سے وہ جسم اسوقت آسمان پر اٹھایا گیا اور پھر آخری زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں دفن کیا جاویگا بصورت ثانی آپ لوگ تو سوائے آخری زمانہ کے حضرت عیسیٰ کے اس خاکی جسم اور روح میں جدائی نہیں ڈالتے یہ تو موت سے جسکے آپ قائل ہیں نیز جدائی کے وقت اس جسم کا زمین میں مدفون ہونا ضروری ہے نہ آسمان میں۔ شاید حضرت عیسیٰ بیت المقدس میں ہی خاکی جسم چھوڑ گئے ہونگے کیونکہ اس وقت یہود کا کچھ خوف نہ تھا جو ان کے جسم خاکی کے رفع کا اصل باعث ہے۔ بہتر ہے کہ کوئی صاحب میرے اس سوال کو بھی حل کردے کہ جب حضرت عیسیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیت المقدس میں نماز پڑھی تو پھر وہ اپنے جسم کو کس چیز پر سوار کر کے اور کس راستہ سے ہو کر جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آسمان پر پہنچ گئے کیونکہ اسی معراج کی حدیث میں لکھا ہے فلما جاء الی السماء الدنیا قال جبرئیل لخازن السماء افتح قال من ہذا قال ہذا جبرئیل قال معک احد قال معی محمد قال ارسل الیہ قال نعم الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس راستہ سے نہ عیسیٰ علیہ السلام اترے نہ پھر واپس چڑھے ورنہ خازن اس طرح کیوں پوچھتا علاوہ اسکے جس جسم کے ساتھ حضرت عیسیٰ نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی وہ تو آپ بخوبی دیکھ چکے تھے پھر اسی جسم کے ساتھ آسمان میں مسیح کو دیکھکر آپ کا یہ فرمانا قلت من ہذا قال ہذا عیسیٰ" کیا معنے رکھتا ہے چونکہ ظاہری معنوں کے برخلاف جانا ہمارے معترضین کے نزدیک سراسر گمراہی ہے لہذا اس معاملہ میں اصل ہدایت سے ہم کو آگاہ کیا جاوے (۳) مدعیان حیات مسیح کا یہ اعتراض کہ احمدی جماعت کے علماء تاویلیں کرنے میں بہت ہی بیجا اعتراض ہے ان کے اس اعتراض سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا کچھ خوف نہیں ورنہ وہ ایسی باتوں سے کیوں انکار کرتے جن سے خود ان کی اپنی مذہبی کتابیں بھری پڑی ہیں اگر

تاویل کرنا خصوصاً ایسی تاویل جس کے لئے سخت ضرورت درپیش ہو کفر یا الحاد ہے تو پھر علماء اہل اسلام میں سے کوئی بھی اس الزام سے بری نہیں ہو سکتا اب میں انبیاء کی حیات مابعد الموت کی نسبت جو بحث اس شرح بخاری میں کی گئی ہے لکھتا ہوں جس سے علاوہ موت مسیح کے ناظرین کو علمائے متقدمین کی تاویلوں کا حال بھی معلوم ہو جائیگا۔ "روایت کردہ احمد از طریق دیگر از ابی ہریرہ مرفوعاً کہ فرمود آں حضرت شبے کہ اسرا کردہ شد بمن نخادم پائے خود را جائے کہ نہادند انبیاء پایہائے خود را از بیت المقدس پس عرض کردہ شد بر من عیسیٰ بن مریم الحدیث ومیتوانند شد رویت انبیاء در لفظ چہ انبیاء افضل اند از شہدا و شہدا زندہ اند نزد پروردگار پس حیات انبیاء باید کہ بر نحو اتم و اکمل باشد از حیات شہدا بس دور نیست کہ نماز گذارند و حج کنند" (شیخ الاسلام) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ اسی خاکی جسم کے ساتھ ہر سال حج بھی کرتے ہیں جو صاحب ان کے حلیہ سے واقف ہیں انہیں چاہیے کہ حج کے دنوں میں تلاش کریں شاید ان کو ملجاویں تو منت زاری کریں کہ حضور اب تو کسر صلیب اور قتل خنزیر کا وقت ہے آپ آسمان پر جا کر کیا کریں گے امید ہے کہ وہ زمین پر ہی رہ جائیںگے اور اس انتظاری سے لوگوں کی جان چھوٹے گی۔ "و جمع نمودہ بیہقی کتاب در حیات انبیاء در قبور وارد کردہ دراں حدیث انس کہ انبیاء زندہ اند در قبور خود کہ نماز میگذارند الخ و آوردہ است بیہقی از روایت محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہ یکے از فقہائے کوفہ است از ثابت بلفظ دیگر کہ انبیاء گذاشتہ نمی شوند در قبور خود پس از چہل شب ولیکن ایشاں نماز میگذارند پیش خدا تا آنکہ نفخ کردہ شود در صور" جب انبیاء سابقین میں مسیح علیہ السلام کا شامل ہو کر نماز پڑھنا ثابت ہو گیا تو بموجب اس حدیث کے وہ قیامت تک وہی نماز دوسرے انبیاء کی طرح پڑھتے رہیںگے اور دنیا میں واپس نہیں آ سکتے۔ یہ حدیث پہلی حدیث کی معارض ہے اس لئے بیہقی نے اس کی یہ تاویل کی "مراد آنست کہ گذاشتہ نمیشوند کہ نماز گذارند مدت چہل روز پس ازاں نماز گذار باشند پیش خدا یعنے محجوب از انظار مردم" پھر شارح علیہ الرحمۃ آگے لکھتے ہیں "صاحب تلخیص از شافعیہ گفتہ مالکے کہ ازاں حضرت ماندہ ہم بر ملک او باقی است چنانچہ در حالت حیات بود و انتقال نمیکند بملک ورثہ چنانچہ اموات را (پھر آپ کی زندگی میں ورثہ نبوت کا مالک حضرت عیسیٰ کو جو بنی اسرائیل کا پیغمبر تھا کیوں سمجھا جاتا ہے) و از آنچہ مشکل میشود دریں جا حدیث صحیح ما من مسلم یسلم علی الارد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام (اس حدیث کو حیات دائم کے برخلاف پا کر شارح نے یہ تاویل کی) یعنے حدیث آنست کہ تحقیق رد کردہ است حق تعالیٰ بر من روح از پیش آں دیگر آنکہ مراد از رد روح نہ روحی کہ فرستادن روح باشد بقالب میت بلکہ عبارت ست از توجہ و اقبال روح اقدس اطہر از اشتغال و استغراق بشہود حضرت قدس و مشاہدہ ملاء اعلیٰ بسوئے ایں عالم تا رد سلام و جواب آں میسر گردد دیگر آنکہ ایں کلام خطاب ست بر مقدار فہم اہل ظاہر کہ در تفاہم و تعارف ایشاں در سماع کلام و رد جواب از موتی بے رد روح ممکن و متصور نباشد (ہمارے معترضین اہل ظاہر جو پہلی کتابوں پر اپنا عمل در آمد بتاتے ہیں اور جو حدیث انہ نازل اور فانزل ما حلہ سے حیات مسیح پر دلیل پکڑتے ہیں حالانکہ کتاب اللہ اور سنت رسول اور دیگر محاورات عرب میں صدہا ضمائر غائب بلکہ ضمائر مخاطب اور متکلم کی ایسی پائی جاتی ہیں جن میں ان کا مثیل مراد ہے نہ اصل وہ ذرہ یہاں رد روح کی تاویلات و توجیہات پر غور کر کے اپنے کفر نامہ کی پڑتال کریں کہ امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ میں کوئی مسلمان باایمان بھی گذرا ہے یا نہیں) "شیخ علاء الدین قونوی کہ از علمائے ارباب تصوف ست میگوید کہ اعتقاد حیات انبیاء در قبور و وجود ایشاں در روئے زمین بعد از وفات ثابت بود و استمرار و استقرار ایشاں در قبور ہم بریں وجہ از مسائل فروع نیست کہ در روئے بدلائل ظنیہ غیر قطعیہ اکتفا تواں کرد و مشاہدہ عیانی ثابت شدہ کہ حیلتے کہ ایشاں را پیش از وفات ثابت بود زوال پذیرفتہ و فانی شدہ و ادعا عود آں حیات را دلیلے قاطعہ و حجتے ساطعہ باید تا اعتقاد بداں صورت بندد با آنکہ اعتقاد داریم بحیات ایشاں نزد پروردگار جل جلالہ بحیلتے کہ اکمل و اعلیٰ است ازیں حیات متعارف و اعتقاد داریم کہ آں حضرت بار فیق اعلیٰ ست بسموات اعلیٰ نزد سدرۃ المنتہیٰ عندہا جنۃ المأویٰ و ایں حالت افضل و اکمل است ازینکہ در قبر مقیم بود اگرچہ مقتضائے حدیث نبوی نسبتے و سجعتے در قبر مودن میکند کہ مدبر جثہ چہ جای قبر سید انبیاء و سرور اہل اصطفا صلی اللہ علیہ وسلم ولیکن بودن آں در جنت اعلیٰ کہ عرض وے سموات و الارض بود با آنکہ در حدیث آمدہ کہ انبیاء را بعد از چہل روز در زمین نگذارند و ایشاں نماز میکنند پیش پروردگار خود تا نفخ صور و در حدیث دیگر آمدہ کہ من گرامی ترم نزد پروردگار خود از آنکہ بعد از سہ روز مرا در قبر بگذارد پس ظاہر شد کہ تعلق باقامت انبیاء علیہم السلام بایں حیات در قبور و استمرار ایشاں در روئے چنانچہ پیش از وفات بود متعذر ست و صلوٰۃ موسیٰ در قبر دلالت ندارد بر استمرار اقامت او در وے کیف و حال آنکہ در حدیث صحیح آمدہ کہ آنحضرت او را و انبیاء دیگر را صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین در سموات ملاقات کردہ پس توفیق آں بود کہ با وجود قرار ایشاں بر سموات گاہے انتقال بجائے دیگر از موضع قبر و غیرہ نیز کنند" یہ عبارت ظاہر کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ اس خاکی جسم کے ساتھ زندہ نہیں اس کی زندگی بھی دوسرے انبیاء کی طرح ہے اور وہ کبھی کبھی اپنی قبر وغیرہ کا بھی سیر کرتا ہے اگرچہ یہ مضمون لمبا ہو گیا ہے لیکن پہلی کتابوں کے حوالے ماننے والوں اور تاویل سے ناراض ہونے والوں کی خاطر شیخ علاء الدین کے برخلاف جو کچھ اس شرح میں لکھا ہوا ہے وہ بھی درج کر دیتا ہوں جس سے مسیح کا دوسرے انبیاء کی طرح قبر میں ہونا ثابت ہے۔ "واما آنکہ قونوی تفصیل و ترجیح داد ادعاء ایں دعوان آنحضرت را در رفیق اعلیٰ بر استقرار در قبر شریف جواب وے آنست کہ قبر اوصاف مؤمنین روضہ ایست از ریاض جنت پس قبر شریف سید المرسلین افضل ریاض جنت باشد و تواند بود کہ دیدار صلی اللہ علیہ وسلم در قبر از تصرف و نفوذ حالتے بود کہ سموات و ارض پیش ایشاں حجاب مرتفع باشد بے تجاوز و انتقال زیرا کہ امور آخرت و احوال برزخ بر احوال دنیا کہ مضیق حدود جہات ست قیاس نتواں کرد و آنچہ در تطبیق صلوٰۃ موسیٰ علیہ السلام در قبر و رؤیت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم در آسمان گفتہ کہ انبیاء علیہم السلام با وجود استقرار ایشاں بر سموات گاہے بر قبور نیز نزول و انتقال میکنند کسے کہ قائل استمرار ایشاں است در قبر بر عکس آں میرود و میگوید کہ با وجود قرار ایشاں در قبور بعضے احیان بقوت نفوذی کہ در عالم ایشاں را دادہ اند عروج انتقال بسموات نیز نمایند یا گوید کہ مراد و دیدن آں حضرت ست صلی اللہ علیہ وسلم مر ایشاں را در قبور در حالت مرور آں حضرت از سموات نیز تیسیر کند و کرینہ قہ است یعنے قولہ فی السماء ساد سنہ حال مثلاً از فاعل باشد و مفعول پس استقرار در آسمان صفت آں حضرت باشد نہ انبیاء را" (شیخ الاسلام شرح بخاری) اب حیات مسیح کے مدعیو آپ کے علمائے متقدمین جنکی کتابوں کے آپ حوالے چاہتے ہیں وہ تو حضرت عیسیٰ کا مرنے کے بعد بھی آسمان پر رہنا نہیں مانتے اور معراج کی رات کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر انبیاء دیکھے کیا موسیٰ کیا عیسیٰ وہ سب کے سب قبروں میں رہتے ہیں کبھی با قوت نفوذی کے زور سے قبروں سے آسمان میں بھی گاہے گاہے جاتے ہیں بالفرض خواہ انبیاء کے بموجب قول شیخ علاء الدین

ایمان کی ترقی اور اعمال صالحہ

ذیل میں میں اپنے ایک محسن و مخدوم میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی ایک نظم درج کرتا ہوں جو اُنھوں نے انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے ایک جلسہ میں پڑھی۔ شاہ صاحب کو ناظرین الحکم سے انٹروڈیوس کرانے کی مجھے حاجت نہیں اس لئے کہ وہ اپنی سلیم الفطرتی۔ متانت اور ثقاہت کے ساتھ احمدیت کے درخشان نمونہ ہیں۔ اور قابل رشک سیرت کے بزرگ ہیں ان کے کلام میں اخلاص کے ساتھ درد اور سلاست بیانی ضرور ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ان باتوں سے عملی فایدہ اُٹھا سکیں آمین — ایڈیٹر

سچ سچ

کان کھولو اور سنو

مسیحا سے جب تک صفائی نہ ہوگی | بلاؤں سے ہرگز رہائی نہ ہوگی
بھلوں کو بُرا کہنا اچھا نہیں ہے | بُرائی سے ہرگز بھلائی نہ ہوگی
خدا کے ہیں مرسل مسیحا موعود | [illegible] کہا اب حق نمائی نہ ہوگی
اگر تم نہ مانو گے ان کی نصیحت | وہ آئے گی شامت کہ آئی نہ ہوگی
یہ سُن لو اُٹھے وقت ہیں آنیوالے | وہ پاؤ گے تکلیف پائی نہ ہوگی
ہیں طاعون سے اب تو گھیرا ہوا ہے | مگر اب سے جب کچھ صفائی نہ ہوگی
تو حق اپنی چمکار دکھلائیگا اور | کہ جیسی کبھی بھی دکھائی نہ ہوگی
خدا کے نشانوں کی تحقیر کرنا | سمجھ اس میں کچھ بہترائی نہ ہوگی
چلو اب نہ بے راہ جب راہ پائی | پھر ایسی کبھی راہ نمائی نہ ہوگی
دکھاتے ہیں وہ راہ تم کو مسیحا | کسی نے کبھی جو دکھائی نہ ہوگی
مذاہب میں باہم وہ جنگ و جدل ہے | کہ ایسی کبھی پھر لڑائی نہ ہوگی
چلاتے ہیں وہ تیغ اس میں مسیحا | کہ ایسی کسی نے چلائی نہ ہوگی
پھرے بھاگتا اس سے ہر سو ہے باطل | [illegible] کھائی نہ ہوگی
مرا ابن مریم ہوا زندہ اسلام | اب آگے کو اس کی جدائی نہ ہوگی
یہ اسلام کے غالب آنیکے دن ہیں | کسی کو کبھی [illegible] نہ ہوگی
مسیحا کو زندہ [illegible] | کہ [illegible] رسائی نہ ہوگی
خدا کا ہی اب تو بنائے گا ایسی | کہ بگڑی ہوئی یوں بنائی نہ ہوگی
تمہارے بھلے کی یہ باتیں ہیں پیارے | کبھی ایسی پھر خیر خواہی نہ ہوگی
[illegible] | [illegible] نہ ہوگی
مسلماں مسلماں [illegible] | [illegible] نہ ہوگی
[illegible] | [illegible] نہ ہوگی
[illegible] خدمت مسیحا کی مانو | [illegible] نہ ہوگی
یہ مطلب کی باتیں [illegible] | [illegible] نہ ہوگی
نہیں باز آتے تو سچ مجھ سے سن لو | کہ ایسی کسی نے سنائی نہ ہوگی
دعائیں کرو لاکھ تم سر کو پٹکو | بجز ان کے مشکل کشائی نہ ہوگی

اور سن لو

صادقوں کو کاذبوں سے ہیں یہ جتلانے کے دن
اس لئے حق نے کہا ہیں زلزلہ آنیکے دن
غافلو تم حق کے فرمانے سے ہو ناراض کیوں
حسب حالت ہیں تمھارے جب غضب لانیکے دن
تم کو باطل کی حمایت پر ہے جب نازاس قدر
حق کو ہیں حق کی حمایت پر اترانے کے دن
حق و باطل کا ہوا اتنا ہے جب جھگڑا دراز
اس تنازعہ کے ہیں آخر فیصلہ پانے کے دن
شوخیاں اچھی نہیں قوم مسلماں ان دلوں
سنت بیشیناں ہیں یاد میں لانے کے دن
دیکھ لو اعمال خود آیت قرآن سے
کیا یہ وہ اسلام ہے جسپر ہیں اترانے کے دن
زلزلے آتے رہے بے شک یہ سچی بات ہے
کاذبوں کے ہیں انہی میں پر سزا پانے کے دن
صادقوں نے جان دیدی صدق کو زندہ کیا
کذب مرجاتا ہے پر کاذب کے مرجانے کے دن
کہتے ہیں خس کم جہاں پاک اک مثل مشہور ہے
ہیں خس و خاشاک کے اب دور ہو جانے کے دن
خود نظر آئے گا جب اُمت بنی خیر الامم
اب چلے آتے ہیں اُمت کے اسدھر جانے کے دن
اپنی حکمت اور ارادے سے خدا کرتا ہے کام
اب یہی دن تھے مسیحا کے اُتر آنے کے دن
انتظاری سے بڑھے گی بیقراری اے عزیز
مرنے والا مر گیا ہے اپنے مرجانے کے دن
خطہ کشمیر جس کو کہتے ہیں جنت نظیر
اس کا مدفن بن چکا ہے دفن ہو جانے کے دن
دوستی مردوں سے ہو اور یوں رہے زندوں سے بیر
آچکے پھر ایسی باتوں سے فلاح پانے کے دن
حق کو خوش کرنے کی راہیں تم کو دکھلائی گئیں
بعد صدیوں کے ملے تھے یہ رضا پانے کے دن
صلح کے ایام ہیں دیں حق نے تم کو مہلتیں
ہیں یہ گمراہوں کو راہ راست پر لانے کے دن
زندگی پاؤ کلام حق سے اے مردہ دلو
ورنہ پچھتانا پڑے گا تم کو مرجانے کے دن
ان دنوں کی قدر کرنا بات دانائی کی ہے
عقل دکھلاؤ کہ یہ ہیں عقل دکھلانے کے دن
تیرگی نفس ہے سمجھے ہو جسکو روشنی
اب مسیح پاک سے ہیں روشنی پانے کے دن
نفس کا جنجال ہے جسکو سمجھتے عیش ہو
چھوڑ دو اس عیش کو لائے گا دکھ پانیکے دن
تمکو قرآں سے ہے ملتی جب حیات طیبہ
کیوں نہیں پاتے اُسے جب اُسکے ہیں پانے کے دن
تم سے حامد کی یہ ہے اک ناصحانہ التماس
ورنہ سمجھائے گا خود وہ یار سمجھانے کے دن

(یہ مصرعہ الہامی ہے)

شمع حرم

دُنیا میں ہزار ہا شمعیں روشن ہیں اور لاکھوں صحبتوں کی مختلف کیفیتیں اسی شمع کی روشنی میں نظر آیا کرتی ہیں۔ یہی شمع بادشاہوں کے عالی شان قصر و ایوان میں روشن ہے۔ اور یہی ایک میلا اور چکٹا ہوا چراغ بن کے غریب کے شکستہ جھونپڑے میں جھلملا رہا ہے۔ یہی دیر کے مستطیل گنبد کے نیچے ہے اور یہی کلیسا کے طاق میں اسی کی روشنی میں زاہد شب زندہ دار عبادت کرتا ہے۔ اور اسی کی کرنوں میں بے رحم قاتل اپنی تلوار کی باڑھ دیکھتا ہے۔ اسی کی شعاعوں میں بیٹھ کے فیاض و رحم گستر سے جو مستحقین کو دی جائے گی۔ اور اسی کی نظر کے سامنے چور اور ڈاکو سب سے چھپ کے وہ روپیہ گنتا ہے جسے چرا کے یا لوٹ مار کے لایا ہے۔ غرض جو کچھ ہوتا ہے اسی شمعوں کی محرم راز اور پردوں کی پردہ پوش شمع کے سامنے ہوتا ہے۔ گو دُنیا کی سب شمعیں بجائے خود ایک خاص کیفیت اور خاص شان رکھتی ہیں۔ مگر جو بات شمع حرم میں ہے کسی میں نہیں۔ اُس کی روشنی حرم کی مساوی عمارت کے اندر ہی نہیں بلکہ دُور دُور تک پھیلی ہوئی ہے۔ یہ شمع نہیں بلکہ گویا آفتاب ہے جس کی چاندنی نے پھیلنا شروع کیا تو ایک چشم زدن میں تمام اقطار عالم میں پھیل گئی۔ حرم کی شمع اس روغن زیتون کے بے تکلف چراغ کی یادگار ہے جسے ابراہیم خلیل اللہ نے شہر مکہ اور نسل عرب کے لئے خیر و برکت کی دعا مانگتے وقت عرب کی ایک وادیٔ غیر ذی زرع میں حمد الٰہی سے روشن کیا ہوگا۔ آگے اس کے بعد روشنی سے جو چمکنا شروع ہوئی تو سارے ریگستان کی اونچی سطح اور بیابانوں کے پھیلے ہوئے دامنوں میں نور چمکاتی ہوئی کل ہر سبز و شاداب زمینوں متلاطم سمندروں اور ہیبتناک پہاڑوں کو طے کرکے وہاں تک پہنچ گئیں جہاں تک نہ ہماری نظر پہنچ سکتی ہے اور نہ ہمارا خیال۔

یہ سالت ہے زبان سے کچھ نہیں کہتی مگر اس کی آنکھ کھلی ہوئی ہے گو اہل عالم کی سیہ کاری پہ آنسو بہاتی جاتی ہے مگر خاموشی کی زبان حال سے اپنے فضائل اور اپنی خوبیاں بھی بیان کر رہی ہے۔ اور ایسا دلکش رجز گاتی ہے جسے سُن کے دلوں میں ایمان کا جوش پیدا ہو جاتا ہے اور لوگ خدا پرستی کے لئے دوڑنے لگتے ہیں۔ کہانی ہے کہ وہ ندا سنیں "یا اخی! یا اخی!" کی طلسمی صدا سنتے ہی لوگ بیتاب ہو کے دوڑ پڑتے تھے۔ مگر شمع حرم سے سچے مبلغ توحید کی صدائے "یا امتی! یا امتی!" آج تک سُنی جاتی ہے۔ اور جو سنتا ہے جام توحید کا مست اور شمع عرفان کا دلدادہ ہو کے اس طرح بے اختیار دوڑتا اور اس شمع حرم کی طرف لپکتا ہے کہ اُسے سر و پا کا ہوش نہیں رہتا۔

اس کی شعاعیں کہاں کہاں چمک رہی ہیں! اور اس کا جلوہ کہاں کہاں نظر آ رہا ہے۔ دیکھو دعوت حق کرنے والے مجاہدین کی آبدار تلواروں پہ اس کی کرنیں کس آب و تاب سے چمک رہی ہیں؟ اور کہاں کہاں جا کے چمکی ہیں؟ اس کے نور نے کیسے کیسے ظلمت کدوں کو روشن کر دیا ہے؟ اور آناً فاناً کیسی ظلمتیں مٹا کے رکھ دی ہیں۔ ہدایت کے تمام راستوں میں اُس نے اُجالا کر دیا ہے۔ اور بڑھتے بڑھتے جا کے دلوں اور سینوں میں چمکی ہے۔ آج کل کے علمائے سائنس کو دعویٰ ہے کہ انھوں نے نور کی رفتار کا پتہ لگا لیا ہے۔ لیکن صحیح رفتار نور لالٹینوں کو فاصلے پہ رکھ کے کھولنے اور بند کرنے سے نہیں معلوم ہو سکتی۔ (جس طرح کہ یہ لوگ معلوم کیا کرتے ہیں) نور کی صحیح چال معلوم کرنا ہے تو اس امر پہ غور کریں کہ شمع حرم سے نور کی کرنیں کس سرعت کے ساتھ بڑھ کے سارے عالم میں چھا گئیں۔ اور آفتاب کی طرح جو اپنی روشنی سے ہزار ہا کروں اور ستاروں کو چمکا دیتا ہے اس براہیمی نور اور محمدی نے کس شان کے ساتھ ہزاروں اور

ہر ملک میں لاکھوں کروڑوں شمعیں روشن کر دیں۔

روشنی سے زیادہ دلچسپ اور دلکش اس شمع حرم کی تاریخ ہے لیکن جریدۂ عالم کے کُہنہ و کرم خوردہ اوراق پر نظر ڈالنے اور مطالعہ کی زحمت اُٹھانے سے زیادہ آسان یہ ہے کہ اس شمع کی سرگزشت ہم اسی کی زبان حال سے سُنیں۔ واقعی اے شمع حرم اپنا حال تجھ تو ہی خوب جانتی ہے۔ اور ہمیں تجھ ہی سے سُن کے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ تو نے دُنیا کو کس طرح روشن کیا۔ اور تیری نورانیت کہاں کہاں پہنچی ہے؟ یہ سوال کر کے ہم مراقبے میں بیٹھ گئے۔ دل کی لو اس شمع کی لو سے لگا دی۔ اور حق پسندی و خدا پرستی کے کانوں کو اُس فرشتۂ غیب کی آواز پر لگا دیا جو اس کی روشنی کو روز تیز کیا کرتا ہے۔ ناگہاں گویا دل میں ایک نور کی کھڑکی کھُل گئی۔ اور توحید کا مورخ اسی شمع حرم کی زبان سے یہ سرگزشت سُنانے لگا۔

مجھے ایک روشن چراغ کی شان سے حضرت خلیل نے روشن کیا۔ اور میرے لئے درگاہ حضرت رب العزت میں ہمیشہ روز افزوں نورانیت کے ساتھ روشن رہنے کی دعا با برکت ہاتھ اُٹھا کے مانگی۔ اُس مقبول دعا کے ساتھ ہی ازلی نور آسمان سے اُتر کے میری شعاعوں میں مل گیا۔ اور ایسا نظر آیا کہ گویا میری کرنوں سے سارا عالم بقعۂ نور بن گیا ہے۔ خلیل اللہ مجھے روشن کر کے چلے گئے۔ اور اُن کے صاحبزادے حضرت اسماعیل اس خدمت پر مامور ہوئے کہ اپنی روشن ضمیری سے مجھے اُکسایا کریں۔ اُن کی کوشش سے میری روشنی دُور دُور تک پہنچی۔ سارے عرب کو میں نے چمکا دیا تھا۔ اور میری روشنی میں عرب کے قدیم قافلے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب کی طرف سفر کیا کرتے تھے۔ میری روشنی نے اُن کے دلوں کا زنگ دور کر دیا تھا۔ اور اکثر سینوں میں میری ہی روشنی کا ایک چراغ روشن ہو گیا تھا کہ یکایک ظلمت و تیرہ بختی کا ایک طوفان عظیم آیا۔ (اور قریب تھا کہ وہ باد سموم جو تیرہ دل لوگوں کی سانسوں سے چلنا شروع ہوئی تھی مجھے گُل کر دے۔ اور اس کا سبب یہ ہوا کہ عمرو بن لحی نام ایک تیرہ دل شخص کے سینے میں ہوائے نفسانی کے جھونکوں سے وہ چراغ توحید گل ہو گیا جو میری روشنی سے منور ہوا تھا۔ اُس نے پہلے تو فیاضی اور مہمان نوازی کا جوہر دکھا کے لوگوں کو اپنا والہ و شیدا بنایا۔ اور تمام قبائل عرب کے دل اپنے ہاتھ میں لئے۔ پھر ارض شام میں جا کے لوگوں کو ہبل کی مورت کے آگے سر جھکاتے دیکھا تو یہ مشرکانہ ادا مجھ ایسی پسند آئی کہ اُن لوگوں سے کہا کوئی ایسی ہی مورت ہمیں بھی دو جسے اپنے شہر میں لیجا کے رکھیں اور تمہاری طرح اُسے خود بھی پوجیں اور سب ہموطنوں سے بھی پوجوائیں۔ اُس کی خیرہ آنکھیں میری روشنی سے ایسی چکاچوندھ ہوئیں کہ اندھا ہو گیا۔ اور یہ سمجھا کہ خانہ کعبہ بغیر کسی دیوتا کی مورت کے بے چراغ ہے۔ غرض شام والوں نے ہبل نام ایک بڑا بُت اُسے دیا جسے لا کے اُس نے خاص میرے برابر ابراہیم خلیل اللہ کے بنائے ہوئے معبد میں رکھ دیا۔ اور لوگوں کو بہکانا شروع کیا کہ خالی خولی گھر کے گرد کیا طواف کرتے ہو اس مورت کے آگے سر جھکاؤ۔ یہ بڑی نازک گھڑی تھی۔ خاص میرے دامن میں ظلمت تھی بلکہ ظلمت بڑھتی جاتی تھی۔ اور میرا نور مٹتا جاتا تھا۔ آخر میں جھلملاتی رہ گئی اور تمام لوگوں کے دلوں میں میرا چراغ گل ہو گیا۔ سب کو بُت پرستی اسقدر پسند آئی کہ ہبل کے پاس ہی اور صد ہا مورتیں کعبہ کے اندر لا کے رکھ دی گئیں۔ اب میرے سامنے خدا پرستی نہ تھی بلکہ بُت پرستی کا زور شور تھا میں "شمع حرم" ہونے کے عوض "چراغ دیر" بن گئی تھی۔ اور اپنی شعاعوں میں مجھے نور کے بدلے ظلمت نظر آتی تھی۔

چراغ دیر بننے سے پہلے مجھ پر ایک زمانہ ایسا بھی گزر رہا تھا کہ میں بجائے عبادت اور پرستش کے لوگوں کی سیہ کاریوں کا تماشا دیکھا کرتی تھی۔ زانی

آکے میرے سامنے زنا کرتے بےرحم میری آنکھوں کے سامنے قتل و خونریزی کرتے اور میں خاموش اور سنسان بےاختیاری و مجبوری کے ساتھ صبر و شکر کر کے ان سیہ کاریوں کو دیکھتی۔ اُس کے خلاف جب میری شعاعوں میں بُت پرستی کا جوش و خروش بڑھا تو میں اپنی قسمت پر اور زیادہ رونے لگی۔ اور گو اب چاروں طرف ہجوم تھا۔ میلے لگا کرتے تھے دور دور سے لوگ آکے میرے سامنے سر جھکایا کرتے تھے مگر میں اس کفر و شرک کے زمانہ پر اُس سیہ کاری و بدکاری کے زمانے کو ترجیح دیتی تھی۔

ممکن تھا کہ ان جہالتوں سے برہم اور ان نالائقیوں پر مشتعل ہو کے میں اپنی لو کو ذرا بڑھاتی اور خانہ کعبہ اور گرد و پیش کے سامان شرک میں آگ لگا دیتی۔ مگر نہیں مجھی خاموشی سے انتظار کرنے کا حکم تھا۔ خدا کی یہی مرضی تھی کہ ان بدتمیزیوں کو چپکے چپکے دیکھوں اور دم نہ ماروں۔

آخر وہ وقت آ گیا جب میری روشنی سارے عالم میں پھیلنے والی تھی۔ اور خدا کی مشیت میں تھا کہ ساری دُنیا میرے نور سے جگمگا اُٹھے۔ عین اُس حالت میں کہ ہر طرف کفر و شرک کا دور دورہ تھا میری توحید کی شعاعیں بُت پرستی کی ظلمت سے مغلوب ہو کے بےاثر ہو گئی تھیں اور میں بُت خانے کا چراغ بنی ہوئی تھی حضرت پیغمبر عرب اور نبی آخرالزمان صلعم پیدا ہوئے آپکی ولادت کے ساتھ ہی میری ضو دیکایک ایک صاعقہ کی شان سے ایوان کسریٰ پر پہنچی اُس کے در و دیوار میں زلزلہ ڈال دیا۔ اور اُس کی بُنیاد منہدم کر دی۔ اس کے چالیس برس بعد جب دعوت حق کی صدا بلند ہوئی تو میری سچی روشنی نمودار ہونا شروع ہوئی۔

وہ وقت مجھے اچھی طرح یاد ہے جب شرک و توحید میں مقابلہ شروع ہوا ہے۔ اور شرک اپنی ظلمت کا آخری جوش غیظ و غضب کے ساتھ دکھا رہا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ اپنی دستبُرد سے مجھے گل کر دے۔ اس وقت اُس سچے داعی حق اور اُس کے چند مست بادۂ توحید رفقا نے مخالفوں اور توحید کے دشمنوں کے ہاتھ سے جیسی جیسی تکلیفیں اُٹھائی۔ اور سخت سخت اذیتیں برداشت کی ہیں بیان نہیں ہو سکتا کبھی یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ ایسا نہ ہو میرے ساتھ ان داعیان حق کی زندگی کا چراغ بھی ٹھنڈا ہو جائے لیکن نہیں۔

چراغے را کہ ایزد بر فروزد ۔ کسے کو تف زند ریشش بسوزد

کسی کا کچھ زور نہ چلا۔ اور نعرۂ توحید بلند کرنے والوں کی آواز سارے عرب میں گونج اُٹھی اب میری شان بڑھانے میری روشنی تیز کرنے کے لئے بُت پرستی و شرک کے رسوم مٹا دیئے گئے۔ توحید و خدا پرستی کا سچا جوش دلوں میں پیدا کیا گیا۔ حرم کا ایوان ربانی بتوں کی ظلمت سے صاف اور وحدت کے نور سے معمور کیا گیا۔ اور ان کارروائیوں کے ساتھ ہی میں یکایک اس طرح چمک اُٹھی کہ میری کرنیں مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کی انتہائی سرحدوں سے گذر جانے کے لئے بیتاب تھیں۔

اب ایک مبارک گروہ میری روشنی پھیلانے اور میرے راستے میں سے ظلم و جور اور شرک و کفر کی خار دار جھاڑیاں دور کرنے کیلئے تیار ہوا۔ یہ لوگ میرے نورانی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر میری شعاعوں کا عکس پڑ رہا تھا۔ ان کے نورانی چہروں اور ان کی متبرک ڈاڑھیوں پہ میری کرنیں عالم نور پیدا کر رہی تھیں۔ اور اُن کے سینوں اور دلوں میں وہ چراغ لمعہ افگن تھے جنھیں میں نے اپنی روشنی سے جلایا تھا۔ یہ خدا کا فرستادہ گروہ اشکر حق پرستی کی دھُن میں جو نکلا تو چند ہی روز میں ساری دُنیا ظلمت کے نشیب و فراز سے پاک ہو گئی اور جہاں اور جس سرزمین میں دیکھیے میری ہی روشنی پھیلی ہوئی تھی

آج تم چاہے اپنی آنکھوں سے میری شعاعوں کو نہ دیکھتے ہو مگر انھیں شمعوں اور چراغوں کی روشنی میں چلتے پھرتے ہو جو میرے نور سے روشن ہوئے ہیں۔ کوئی حصہ خدا پرستی کی مسجدوں سے خالی ہے؟ اُن مسجدوں کے طاقوں میں جتنے چراغ جل رہے ہیں ان سب میں میری ہی روشنی ہے۔ میں نے اپنی پیدا کی ہوئی تہذیب سے تمہارے تمدن اور تمہاری دنیوی معاشرت کے لئے اگر آبادیوں کی رونق بڑھائی اور تمہاری گذرگاہوں میں اُجالا پھیلایا تو میں نے تمہارے لئے وہ سڑک بھی روشن کر دی جس سے ہو کے تمھیں سب سے بڑا سفر کرنا پڑتا ہے۔ اور جو تمھیں اس عالم سے اُس دوسرے عالم نور میں پہنچاتی ہے۔ یہ سڑک تیرہ و تاریک اور نہایت خطرناک حالت میں پڑی تھی۔ میں نے اُس میں اپنی لالٹینیں روشن کیں اور تمھیں دکھا دیا کہ کیونکر تم نجات کے راستے پر چل سکتے ہو۔ اور دور کیوں جاؤ اگر تمھیں توحید کا چسکہ ہے اور تم ایمان رکھتے ہو تو خود اپنے سینوں میں میرا چراغ روشن پاؤ گے ؎

شمع حرم کی زبان سے یہ واقعات سُننے کے بعد اب سوا اس کے اور کچھ نہیں باقی رہ گیا ہے کہ ہم اس کے لئے روز افزوں ترقی کے ساتھ ہمیشہ روشن رہنے کی دعا کر کے اپنے ناظرین سے رخصت ہوں۔ (از دلگداز)

اطلاع

خریداران الحکم کو اس سے پیشتر میں توجہ دلا چکا ہوں۔ کہ وہ خط و کتابت میں نمبر خریداری جو اُن کی چٹ پر وستی۔ یا مطبوعہ ہوتا ہے درج کیا کریں۔ تاکہ تلاش نمبر میں بہت سا وقت ضائع نہ ہو۔ اور ان کے ارشاد کی تعمیل میں بھی توقف نہ واقع ہو۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد پھر اس حالت پر ہو جاتے ہیں۔ یعنے نمبر خریداری کا درج کرنا ترک کر دیا جاتا ہے۔ جس سے علاوہ وقت کے ضائع ہونے کے احباب کے جواب میں روک پیدا ہو کر ان کے لئے شکایت کا موقع مل جاتا ہے۔ اس وجہ سے ضروری ہے کہ ہمارے خوش معاملہ خریدار خط و کتابت کرتے وقت نمبر کا اندراج کرنے سے دریغ نہ کریں۔ بعض حضرات ایسے ہیں جو بجائے نمبر خریداری کے درج کرنے کے رجسٹرڈ ایل ۲۲ درج کرتے ہیں۔ وہ خوب **یاد رکھیں** کہ یہ نمبر ڈاک خانہ کا ہے۔ اس ڈاک خانہ کے نمبر کے مقابل پر جو نمبر درج ہوتا ہے وہ ان کی خریداری کا ہے۔

(۲) جن خریداروں کے ذمہ سال رواں کا باقی چندہ واجب الوصول ہے۔ وہ اپنا زرِ بقایا ارسال کر کے ممنون فرما دیں۔ یا وہ اطلاع دیں کہ کونسا پرچہ اُن کے نام وی پی کیا جاوے **اگر وہ اطلاع نہ دینگے۔ تو وہ ہر وقت مطبع کا وی پی لینے کے لئے طیار رہیں۔**

مینیجر الحکم

استفسار اور اُن کے جواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جوابات حسب ذیل عرض ہیں وباللہ التوفیق وہو نعم المولیٰ ونعم الرفیق۔

سوال اول۔ روٹی پر یا کھانے پر ختم دینا درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ یہ طریق جو آجکل پنجاب میں رواج ہے کہ میت کے درود یا ارواح بھیجنے کے لئے کچھ کھانا اور چند روٹیاں پکائی جاتی ہیں پھر اُن کو سامنے رکھکر ایک آدمی کچھ اس پر پڑھتا ہے پھر ارواح بھیجتا ہے اس کی اصلیت قرآن مجید حدیث شریف و آثار صحابہ میں کہیں پائی نہیں گئی۔ کھانا صدقہ کے طور پر دینا میت کی طرف سے یا میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا جائز ہے مگر اس میں بھی شرط ہے کہ ریا فخر سمعہ رسم کی پابندی نہ ہو کہ اس سے وہ گناہ یا شرک کی حد کو پہنچ جاتا ہے۔

سوال دوم۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مستورات کس طرح سے بیعت کرتی تھیں۔

جواب۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شرائط بیعت زبان مبارک سے فرماتے جاتے وہ بھی منظور کرتی جاتیں۔ صرف زبان سے بیعت ہوتی تھی ہاتھ پر ہاتھ مردوں کی طرح نہیں رکھا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ السلام بھی اس طرح صرف زبانی بیعت لیتے ہیں۔

سوال سوم۔ کیا وہ مستورات حضرت نبی کریم صلعم سے پردہ کرتی تھیں یا کیا رسولوں سے پردہ کرنا واجب ہے کیا عام مستورات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بھی کرتی تھیں مثلاً ہاتھ پاؤں دبانا وغیرہ

جواب وباللہ التوفیق۔ ہر ایک قانون کے لئے کوئی وجہ اور منشا ہوتا ہے پردہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو وجوہ ومنشا بیان فرمائے ہیں۔ اول زنا سے بچنا۔ دوسرا تہمت زنا سے بچنا۔ چنانچہ سورہ نور میں جہاں احکام پردہ (حجاب) کے بیان فرمائے ہیں وہاں پہلے زنا پھر تہمت زنا کو ذکر فرما کر پھر اُن فعلوں سے بچنے کی تدبیر بیان فرمائی جو یہی پردہ ہے اور یہاں تک اس پر زور دیا کہ عورت بیگانہ نا قابل اعتبار سے بھی حجاب کا حکم دیدیا تاکہ اس کی نگہ کے پاس تصرفہ کرنے سے کوئی فساد پیدا نہ ہو جاوے۔

چونکہ ہر ایک قانون میں مستثنیات بھی ہوتے ہیں یعنی کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن سے وہ احتمال اور خوف نقصان نہیں ہوتا جس کے لئے وہ قانون بنایا گیا ہے لہذا وہ اس قانون سے مستثنے کئے جاتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جن سے احتمال اور خوف زنا یا تہمت زنا نہ تھا اس کو مستثنیٰ فرما دیا اور وہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک قریبی رشتہ دار جیسے الا لبعولتہن او اٰبائہن او اٰباء بعولتہن او ابنائہن او ابناء بعولتہن او اخوانہن او بنی اخوانہن او بنی اخواتہن او نسائہن او ما ملکت ایمانہن او التابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظہروا علی عورات النساء۔

یعنے خاوند۔ باپ۔ خسر۔ بھائی۔ بھتیجا وغیرہ اور دوسرے غیر رشتہ دار جیسے فرمایا او الطفل الذین لم یظہروا علی عورات النساء یعنے ایسے چھوٹے بچے جو جماع پر قادر نہیں اور غیر اولی الاربۃ من الرجال آخیر پر فرمایا کہ تمام ایسے مرد بھی مستثنےٰ ہیں جو شہوانی نہیں جیسے انبیاء اور صدیقین و صالحین اور بعض قسم کے مریض فریبے اور شیخ فانی اور جو کوئی غیر اولی الاربۃ کے نیچے آجاوے یعنے کہ شہوت جماع ہی نہیں رکھتے یا مغلوب الشہوت نہیں ہیں۔

پس انبیاء بھی اس واسطے اس حکم سے مستثنےٰ ہیں کہ وہ بھی محل احتمال نقصان نہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد عید عورتوں کے مکان میں تشریف لے جاتے اور ان کو صدقہ کا وعظ فرماتے اور حضرت بلال بھی ساتھ ہوتے بلکہ بعض عورتیں نبی علیہ السلام کی جوئیں دیکھنے کے لئے سر مبارک کو دیکھتی تھیں دیکھو مسند امام احمد جلد ۶ صفحہ ۳۶۳ عن کلثوم قالت کانت زینب تفلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ امراۃ عثمان بن مظعون ونساء من المہاجرات یشکون منازلہن وانہن یخرجن منہ ویضیق علیہن فیہ فتکلمت زینب وترکت راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لست تکلمین بعینیک تکلمی واعملی عملک یعنے ایک دفعہ زینب حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جوئیں دیکھ رہی تھیں اور کچھ مہاجرات عورتیں بھی اپنے اپنے مکانات کی شکایت کر رہی تھیں جب زینب نے اُن سے بات کی تو سر مبارک کو چھوڑ دیا بسبب باتوں کیطرف مشغول ہونے کے۔ اس پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو آنکھوں سے باتیں کر رہی ہے یعنے آنکھوں سے جوئیں دیکھتی رہ اور زبان سے بات کرتی رہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے طاہر اطہر طیب اطیب انسان کو جوئیں پڑتی تھیں ہرگز نہیں حاشا وکلا۔ بلکہ صرف محبت اور خدمت کے لئے اور تبرک ہاتھ لگانے اور مس کرنے کا بہانہ ڈھونڈنے کے لئے جوئیں دیکھتی تھیں اور حضرت نبی کریم رؤف رحیم صاحب خلق عظیم بھی صرف اس غرض سے کہ ان کو خدمت کا اجر اللہ تعالیٰ سے ملے سر مبارک آگے رکھ دیتے تھے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر عورات صحابہ جنگوں میں ساتھ جاتیں اور فوج کو پانی پلاتیں اور جو لوگ بیمار اور زخمی ہوتے اُن کی مرہم پٹی کرتی تھیں اور زخمیوں اور مقتولوں کو مدینہ میں پہنچاتی تھیں۔ دیکھو مسند احمد حنبل صفحہ ۳۵۸ جلد ۶۔ عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنسقی القوم ونخدمہم ونرد الجرحی والقتلی الی المدینۃ بلکہ غزوہ خیبر میں جب عورتیں جنگ کے لئے ساتھ نکلیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت پر عرض کیا کہ ہم تیر دیا کرینگی فوج کو ستو پلائینگی اور زخمیوں کا علاج کیا کرینگی اس پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اجازت ہی نہیں فرمائی بلکہ غنیمت خیبر سے انکا حصہ بھی مردوں کی طرح نکالا حدثنی حشرج ابن زیاد الاشجعی عن جدتہ ام ابیہ انہا قالت خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزاۃ خیبر وانا سادس ست نسوۃ فبلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان معہ نساء فارسل الینا فقال ما اخرجکن وبامر من خرجتن فقلنا خرجنا نناول السہام ونسقی الناس السویق ومعنا ما نداوی بہ الجرحی فقال قمن فانصرفن فلما فتح اللہ علیہ خیبر اخرج لنا سہاما کسہام الرجال مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۲۷۱

اصل بات یہ ہے کہ پنجاب کا حجاب شرعی حجاب نہیں ورنہ یہ اعتراض بھی آپ کے دل میں پیدا نہ ہوتا دوسرا پنجاب میں سورہ نور کی ایک آیت ہی قابل عمل نہیں سمجھی گئی ورنہ آپ کو یہ ابتلا نہ ہوتا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا قل للمؤمنات یغضضن من ابصارہن۔ یعنے مومن عورتوں کو کہہ کہ آنکھیں نیچے رکھیں اب اگر سارا منہ پنجابیوں کی طرح برقعہ میں بند ہو تو آنکھوں کو نیچے رکھنے کا حکم ہی فضول ہو جاتا ہے اور اسکے بالمقابل مردوں کو حکم ہے یغضوا من ابصارہم تم بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھو اگر عورتوں کا منہ برقعہ سے بند ہے جیسے آجکل رواج ہے تو مردوں کو نیچی آنکھیں رکھنے کا کیا فائدہ ہے بلکہ یہ حکم اُس حالت میں مفید ہو سکتا ہے کہ اہل پنجاب کے برخلاف عورتوں کا منہ نظر آوے پھر مومن مردوں اور عورتوں دونوں کے حکم غض بصر کے بعد وجہ اسکی بیان فرمائی کہ یحفظوا فروجہم ویحفظن فروجہن سورہ نور رکوع ۴ غرض غض بصر سے حفاظت فرج ہے جہاں حفاظت فرج اکمل طور پر حاصل ہو وہاں یہ ضرورت ہی نہیں رہتی چنانچہ باپ بیٹا وغیرہ انبیاء وصادقین وبیمار وغیرہ کے موقعہ پر جنکے حوالجات اوپر لکھے گئے یہ پنجابی پردہ دیہات میں جا کر دیکھو اور یہی رنگ رکھتا ہے نہ یہ برقعہ ہے اور نہ یہ گھونگھٹ غرض یہ پنجابی پابندی کا رسمی پردہ شرعی پردہ ہی نہیں۔ دوسرا جہاں احتمال زنا و تہمت زنا نہ ہو وہاں ضرورت بھی نہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ

(افضل دین حکیم از قادیان)

وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان۔
میں اشتہار الوصیۃ مشتہرہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء اپنے امام و مرشد و ہادی حضرت مسیح موعود جناب مرزا صاحب غلام احمد سلمہ کی ہدایت کی موافق اقرار کرتا ہوں کہ مجھے ان تمام قواعد سے جو حضرت اقدس نے اور انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ نے شایع کئے ہیں پورا اتفاق ہے۔ اور نیز عمل کرنے کے لئے بسر و چشم طیار ہوں اور آیندہ بھی جو وقتاً فوقتاً انجمن مذکور ان قواعد میں اصلاح و ترمیم وغیرہ کرے گی مجھے قبول و منظور ہے۔
(۲) میں نے حسب ہدایت اشتہار الوصیۃ مقبرہ بہشتی کے مصارف کے لئے ۲ روپیہ چندہ امین انجمن حکیم مولوی نورالدین صاحب کے نام روانہ کردیا ہے۔
(۳) جو کچھ اس وقت میرے پاس موجود تھا اُس کا دسواں حصہ بھی یعنی ۱۸ اٹھارہ روپے امین انجمن حکیم مولوی نورالدین صاحب کے نام روانہ بذریعہ منی آرڈر کردیا ہے۔
(۴) آیندہ کے لئے میں اقرار کرتا ہوں کہ ہر سال جو کچھ سوا موجودہ جائداد روپیہ کے کوئی اور زاید رقم پیدا کروں تو اس کا دسواں حصہ بھی ہر سال شروع جنوری میں ادا کرتا رہوں گا۔
(۵) انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کروں گا کہ اپنی وفات کے لئے جو میری میت کو قادیان پہنچانے وغیرہ کے لئے خرچ ہوگا اپنی زندگی میں ہی وقتاً فوقتاً انجمن کو سپرد کردوں گا لیکن بتقضائے الٰہی مجھے ایسا موقع نہ دیا تو انجمن کو اختیار ہوگا کہ میرے ترکہ سے جس طرح چاہے وصول کرلے اور یہ انجمن کا فرض ہوگا۔ لہٰذا یہ سرٹیفکیٹ مرقوم ہے۔
[illegible] احمدی کتاب [illegible] ولد [illegible] منتقل [illegible] ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

سید فضل شاہ

گواہ شد

عبد [illegible] کاتب بقلم خود

وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

من مسمی عبدالغفار ولد دیندار قوم افغان ساکن قریہ صاحبزادگان علاقہ خوست ملک افغانستان حال مہاجر در قادیان۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ برضا و رغبت خود امروزہ بتاریخ ۲۷ ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت می کنم و نوشتہ کنم کہ بعد از وفات من بر این وصیت عمل کردہ شود۔
(۲) اقرار میکنم کہ بر ہمہ دعاوی حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود رئیس قادیان از صدق دل ایمان دارم و از مریدان و پیروان حضرت مرزا صاحب ہستم۔
(۳) اقرار میکنم کہ رسالہ الوصیۃ مصنفہ حضرت مسیح موعود کہ بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع شدہ بود بہ تمام و کمال شنیدہ ام و پابند ہدایات مندرجہ رسالہ مذکور ہستم و نیز پابند ہدایات کہ بعد از رسالہ مذکور از جانب حضرت امام یا صدر انجمن احمدیہ جاری شوند ہستم۔
(۴) دریں وقت در ملک خود قدرے اسباب دارم مثلاً گاؤ وغیرہ لیکن آن قابل نیست چرا کہ علاقہ افغانستان ہست و در آنجا قبضہ کردن ہر چیز۔ یا آوردن چیزے دریں ملک ممکن نیست دیگر خود در قریہ صاحبزادگان ہم از وطن خود مہاجر بودم کہ برائے حصول صحبت حضرت مولوی عبداللطیف مرحوم بایشند ترک وطن کردہ بودم حالا آن وطن ہم ترک شد و در قادیان آمدم حالا در قادیان سکونت اختیار کردہ ام و نزد من ہیچ جائداد نیست الا وصیت میکنم کہ اگر بعد ازیں قبل از مرگ چیزے نزد من جمع شود از ہر قبیل اسباب باشد یا مکان یا نقد سوم حصہ آن ملک انجمن صدر احمدیہ باشد و باقی دو حصہ برائے اولاد و ورثا باشد۔

العبد

عبدالغفار بقلم خود

گواہ شد

صاحب نور ولد الصمد نور مرحوم کابلی

گواہ شد

احمد نور ولد اللہ نور ساکن قادیان قوم سید افغان

گواہ شد

عبدالرحیم قائمقام ہیڈ کلرک دفتر میگزین قادیان دارالامان

گواہ شد

عبدالرحیم ولد جند اسنگھ از قادیان ضلع گورداسپور

وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(۱) میں مسمی سکندر علی مہاجر ولد چودہری ولی داد نمبردار مرحوم قوم جٹ ساکن موضع لکھن کلاں متصل کلانور تحصیل و ضلع گورداسپور حال وارد موضع بھینی بانگر متصل قادیان دارالامان تحصیل و ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ۔ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج مورخہ ۲۷ محرم ۱۳۲۴ ہجری مطابق ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔
(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔
(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایت کا جو اس

بعد درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا جو رسالہ الوصیۃ کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے یا آیندہ شایع ہونگے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرایط متذکرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جایداد جو اس وقت حسب ذیل ہے۔ اراضی موازی چہ کنال۔ اور ایک مکان سکونتی پختے دو کوٹھڑیاں اور آگے دالان و صحن ہے جو واقع موضع لکھن کلاں مذکور میں ہے اور جس پر میرا مالکانہ قبضہ اس وقت ہے اور اس جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں میں آج کی تاریخ سے اس جایداد کے ⅕ حصے کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ اراضی مذکور کی پیداوار کا ⅕ حصہ فصل بہ فصل صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کر دیا کروں گا۔ اور اس وقت بندہ کی تنخواہ مبلغ لعہ روپیہ ماہوار ہے اس میں سے مبلغ ایک روپیہ ماہوار کے حساب سے مد چندہ لنگر خانہ و مدرسہ کے انشاء اللہ تعالیٰ دیتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کرے یا اُس میں شامل رہنے دے وہ اُس کو فروخت کر کے اُس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس جایداد وصیت کردہ سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے الغرض انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جایداد کی مالک متصور ہوگا میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی ہو میری اس وصیت کردہ جایداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری جایداد وصیت کردہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے تو اُس کی مالک بھی انجمن مذکور رہے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جایداد (مذکورہ بالا جایداد کے علاوہ) پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد (ماسوا جایداد مذکورہ) میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جایداد کا ⅕ حصہ وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایت انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکے ہیں یا آیندہ شایع ہونگی دارالامان قادیان میں پہنچاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری جایداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم و پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دوں گا جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے میں کرا دوں گا۔ اور اگر ان اخراجات کے لیے میں کوئی اور رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی تو میری دیگر متروکہ جائیداد جس میں یہ وصیت کردہ جایداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز اور ضرورت شرعی سمجھینگے۔

جو بھی جائیداد ہو ... [illegible] ... حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ... [illegible] ... مرنے کے بعد

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے باعث جس کا مجھے اس وقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قایم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہو گا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے البتہ امانت کے طور پر کسی جگہ دفن کیجا سکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر (۸) میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہونگا یا میری جایداد متروکہ سے وصول ہونے تھے اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہو گا۔

العبد

کمتر ین سکندر علی مہاجر مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان بقلم خود

گواہ شد

باجا نمبردار ولد امیر بخش سکنہ بھینی بانگر۔ نشان انگوٹھا بایاں

گواہ شد

مسماۃ گجری زوجہ سکندر علی نشان انگوٹھا بایاں

گواہ شد

عبدالرحیم سیکنڈ کلرک ریویو آف ریلیجنز قادیان دارالامان ضلع گورداسپور ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

محمد حسن دفتری میگزین ضلع گورداسپور قادیان دارالامان بقلم خود۔ ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ حاجی ولد بوٹا قوم جٹ زمیندار ساکن کوٹلی ہرنرائن تحصیل و ضلع سیالکوٹ کا ہوں۔

(۱) بقائمی حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۸۔ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا

ہوں۔ اور اُن کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں ان ہدایات کا جو اس میں درج میں پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آیندہ شائع ہوں گے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات وضوابط اور قواعد و شرایط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہے گی۔

(۴) میری جایداد جو اس وقت حسب ذیل ہے نقد للعہ روپیہ ہے اور ان میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آج کی تاریخ سے اس جایداد کے دسویں حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد دسواں حصہ جایداد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے انجمن مذکور کا اختیار ہے کہ میرے بعد مرنے کے میری بقیہ جایداد سے اس کو الگ کر لے یا اگر نہ کرے تو اس سے مفاد اُٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضکہ انجمن مذکور کا سب طرح سے اختیار ہے چاہے تو وہ دسواں حصہ الگ کرے چاہے تو شامل رکھکر مفاد اُٹھایا کرے انجمن میرے دسویں حصہ کی مالک ہے میرے کسی وارث کو خواہ احمدی یا غیر احمدی ہو میری جایداد کے دسویں حصہ کے متعلق کوئی تعلق نہیں اگر میری جایداد آیندہ بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

(۵) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جایداد علاوہ اسکے پیدا کروں یا میرے بعد مرنے کے میری اور کوئی جایداد متروکہ ثابت ہو تو اس جایداد کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا ذکر بیچ فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت میں لکھا ہے میں ایسی جایداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اپنی تمام آمدنی کا دسواں حصہ علاوہ اس چندہ کے جو لنگر خانہ امام زمان کے بھیجتا ہوں انجمن احمدیہ کے پاس بھیجتا رہوں گا۔

(۷) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی ہی جماعت پڑھے اگر میں قادیان بہشتی مقبرہ میں دفن ہوں یا کسی اور جگہ دفن ہوں ہر چند میری یہ وصیت قایم رہیگی

العبد ـــــــــــ

حاجی ولد بوٹا قوم جٹ احمدی عمر للعہ برس ساکن کوٹلی ہرنرائن تحصیل سیالکوٹ

ضمن ۵ کی مکرر اقرار ہے کہ میری اراضی تعدادی للعہ کنال واقعہ موضع مذکور ملکیت میری بلا شراکت غیرے ہے جو اسوقت عوض للعہ روپیہ رہن ہے بوقت انفکاک کے اس کا بھی ۱/۱۰ دسواں حصہ شامل وصیت ہذا ہوگا اور میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان دسواں حصہ اراضی مذکور کی مالک تصور ہوگی تحریر سنہ الیہ

العبد ـــــــــــ

حاجی ولد بوٹا قوم راجپوت احمدی سکنہ کوٹلی ہرنرائن

گواہ شد ـــــــــــ

اسماعیل احمدی ساکن ہیڈالی تحصیل سیالکوٹ

گواہ شد ـــــــــــ

غلام حسین ولد غلام محمد تحصیل و ضلع سیالکوٹ سکنہ کوٹلی ہرنرائن

گواہ شد ـــــــــــ

فوجدار نمبردار احمدی سکنہ کوٹلی ہرنرائن بقلم خود

وصیّت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ مسمی فضل محمد احمدی ولد سندی قوم کمہار سکنہ موضع ہرسیاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔

(۱) بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج مورخہ ۲۱ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور اُن کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ ماہ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں اون ہدایات کا جو اُس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مقبرہ بہشتی واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے یا آیندہ شایع ہوں گی میں اُن تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات وضوابط و قواعد مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میں اس وقت دوکان بنیاری اور بزازی وغیرہ کی کرتا ہوں۔ اور جو مال اس وقت اُس میں (یعنے دوکان میں) موجود ہے اس کی قیمت قریباً مبلغ تین سو روپیہ ہے۔ اور اس مال میں میرا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں آج کی تاریخ سے اُس مال کی نسبت جس کی قیمت مبلغ تین سو روپیہ ہے میں اُس کے دسویں حصہ (یعنے ۱/۱۰) کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان یا اُس انجمن کے کسی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ انجمن ہذا کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اُس جایداد سے جو اوپر تحریر شدہ ہے اپنے ۱/۱۰ حصے کو الگ کر کے فروخت یا اُس کی قیمت وصول کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جایداد کی مالک ہوگی۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو خواہ غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جایداد سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اگر میری وصیت کردہ جایداد آیندہ بڑھ جاوے تو اُس کی مالک بھی انجمن ہوگی۔

(۵) مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد مَیں کوئی اور جائیداد مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ پیدا کروں تو اس کی نسبت بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر مَیں نے فقرہ ۴ میں وصیت نامہ میں کیا ہے۔ اور مَیں ترقی جائیداد کی نسبت انشاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) مَیں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور جہاں تک ہو سکے میری نعش کو دارالامان قادیان شریف میں پہنچانے اور مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کی کوشش کی جاوے اور مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کی خدمت میں بڑے ادب سے گذارش کرتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے بڑی مہربانی سے رحم فرما کر میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں ہی دفن کیا جاوے۔ یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ مَیں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے مورخہ ۲۹ مئی سنہ ۱۹۰۶ء ھ لہٰذا یہ وصیت تحریر کر دیتا ہوں کہ سند ہووے۔

العبد

فضل محمد احمدی ساکنہ موضع ہرسیاں وصیت کنندہ بقلم خود

گواہ شد

نور محمد ولد کریم بخش قوم ارائیں ساکن موضع ہرسیاں بقلم خود

گواہ شد

جمال الدین ولد محمد صدیق ساکن سیکھواں احمدی بقلم خود

گواہ شد

امام الدین احمدی ولد محمد صدیق قوم ارائیں ساکن سیکھواں بقلم خود

وصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ مسماۃ جہاں بی بی زوجہ میاں نور قوم سیدزادی ساکن علاقہ کابل مقیم قادیان۔

بیں صحیح ہوش و حواس کے ساتھ اقرار کرتی ہوں کہ میرا مال جو منقولہ اور غیر منقولہ ہے۔ میری وفات کے بعد اس کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو واسطے اشاعت اسلام کے دیا جاوے۔ اس میں کسی وارث کا کوئی دخل نہ ہوگا یہ دسواں حصہ انجمن کا مال ہوگا۔ یہ چند حروف بطور وصیت نامہ اس واسطے لکھتی ہوں کہ سند رہے اور وقت پر کام آوے۔ المرقوم ۵ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

عبد الرحیم بقلم خود

گواہ شد

حکیم محمد زمان بقلم خود

گواہ شد

ناصر نواب بقلم خود

گواہ شد

احمد نور بقلم خود

گواہ شد

عبد الرحیم سکول ماسٹر بقلم خود

وصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ مسماۃ نعمت بی بی زوجہ صاحب نور قوم سید افغان ساکن علاقہ کابل الحال مقیم قادیان بنت سید احمد۔ بہوش حواس صحیح بطور وصیت کے یہ لکھتی ہوں کہ میرے مال اور جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو برائے اغراض اشاعت اسلام دیا جاوے اس دسویں حصہ میں میرے ورثا کا کوئی حق نہ ہوگا کہ وہ دست اندازی کریں۔ یہ چند حروف بطور وصیت نامہ لکھ دیتی ہوں۔ کہ سند رہیں اور وقت پر کام آویں۔ المرقوم ۵ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء

العبد

مسماۃ نعمت بی بی نشان انگوٹھا

گواہ شد

ناصر نواب بقلم خود

گواہ شد

حکیم محمد زمان بقلم خود ملازم نواب محمد علی خان صاحب

گواہ شد

احمد نور کابلی بقلم خود

گواہ شد

عبد الرحیم سکول ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان بقلم خود

وصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مَیں غلام فاطمہ زوجہ ماسٹر عبد الرحمٰن بنت خلیفہ نور الدین سوداگر قوم پٹھان ۔ یہ وصیت کرتی ہوں کہ میری جائیداد میں سے ۱/۳ حصہ صدر انجمن احمدیہ کی شاخ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان قادیان کو دیا جاوے۔ اگر بعد ازاں کوئی نئی جائیداد مجھے ملے تو اس کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ میری جائیداد زیور حسب ذیل ہیں۔

والیاں طلائی | قمیضی | چوڑیاں نقری ۲ عدد | لونگ و کینٹھا | بالکاں دو عدد

سے عہ ہ سہ ہ عہ

العبد

غلام فاطمہ بقلم خود مورخہ ۱۱ فروری سنہ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

محمد [illegible] عفی اللہ عنہ مدرس تعلیم الاسلام سکول قادیان

گواہ شد

مرزا [illegible] احمد (احمدی) قادیان

ماسٹر عبد الرحمٰن [illegible]

چوری اور سینہ زوری کا مقدمہ

ناظرین الحکم اس مقدمہ کے حالات سے واقف ہو چکے ہیں الحکم چونکہ بفضلہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ وہ ظلمیرٗ اللمجرمین ہو اسلئے اس نے اس مقدمہ کے حالات شائع کرنے ضروری سمجھے ہیں مقدمہ مذکورہ ۱۵ ۲ مارچ ۱۹۰۷ء کو سردار غلام حیدر خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور کی عدالت میں پیش ہوا۔ سردار صاحب اپنی آزاد منشی اور انصاف پروری میں اس ضلع میں خصوصیت سے مشہور ہیں اور کام کرنے میں بڑے مستعد اور باہمت ہیں ۱۸ مارچ ۱۹۰۷ء کو بارش بڑے زور سے ہو رہی تھی اور باوجودیکہ آپ ہی پہلو میں بیٹھنے والے ایک مجسٹریٹ صاحب ۲ بجے تک عدالت میں نہ آسکے سردار صاحب ٹھیک ۱۰ بجے کچہری میں آکر کام شروع کر چکے تھے ۱۱ بجے کے قریب یہ مقدمہ پیش ہوا۔ اور ڈیڑھ بجے تک شہادت استغاثہ ختم ہو گئی ملزموں کیطرف سے دو وکیل پیروکار تھے اور استغاثہ کیطرف سے کورٹ انسپکٹر صاحب تنہا کام کر رہے تھے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ بڑی قابلیت اور مستعدی کے ساتھ وہ اپنے فرض منصبی کو ادا کر رہے تھے ایک لائق اور تجربہ کار پلیڈر اور قانون دان کیطرح انہوں نے شہادت استغاثہ کو پیش کیا + دوران شہادت میں دیوان سنت رام صاحب بیرسٹر بھی استغاثہ کیطرف سے پیروکار ہو گئے۔ شہادت استغاثہ ختم ہونے کے بعد ملزموں کا بیان ہوا۔ ملزموں نے جیسا کہ امید تھی انکار کیا۔ دیال سنگھ ملزم نے لڑائی کا ہونا بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ اس لڑائی پر اس نے استغاثہ بھی کیا ہوا ہے۔ دوران تفتیش میں بھی ایسا معلوم ہوا تھا کہ پیش بندی کے طور پر ایک استغاثہ دیال سنگھ نے دائر کیا ہے۔ ایشر ملزم نے بھی انکار کیا۔ دیال سنگھ ملزم نے نہایت بے باکی کے ساتھ ایک شرمناک دھمکی عدالت میں پیش کی۔ اگر اسے تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۵۷ کا علم ہوتا تو شاید اسوجہ عداوت کو پیش نہ کرتا + بہر حال عدالت نے ملزمونپر فرد جرم لگا دیا۔ اور ملزم ۳ ایشر کو پانچسو روپیہ کی ضمانت پر تا فیصلہ حراست سے رہا کر دیا۔ آیندہ تاریخ پیشی جسپر گواہان صفائی لائے جاویں گے ۲۰ مارچ ۱۹۰۷ء مقرر ہوئی ہے اور سردار صاحب موقعہ پر بمقام قادیان مقدمہ سماعت کریں گے۔

سالانہ کھیلوں کا مقابلہ

امسال سالانہ کھیلوں کا مقابلہ ۱۲ مارچ ۱۹۰۷ء کو گورداسپور ہونیوالا تھا جسمیں تعلیم الاسلام ہائی سکول بھی معمول کے موافق شامل ہونے کے لئے گیا تھا۔ اور ڈسٹرکٹ گورداسپور میں تمام ضلع کے طلباء کو ٹھہرایا گیا تھا۔ مگر افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ بعض معاملات میں طلباء کو وجہ شکایت پیدا ہوئی۔ اسمیں کوئی کلام نہیں کہ بابو سوہن لال صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر (جو ٹورنیمنٹ کمیٹی کے سکرٹری بھی تھے) بڑی مستعدی اور جفاکشی سے کام لیا۔ اور ہر طرح سے لڑکوں کو آرام پہونچانے کی سعی کی لیکن جو امر ان کے نوٹس میں نہ لایا جاوے اس کیلئے وہ ہر طرح معذور تھے۔ یہ غلطی میری رائے میں ان ٹیچروں کی اخلاقی جرأت کی کمی کیوجہ سے ہوئی جو طالبعلموں کے ساتھ تھے۔ کیونکہ جب ایڈیٹر الحکم نے بابو سوہن لال صاحب کو ان کے دفتر میں جاکر بعض ضروری امور پر توجہ دلائی تو انہوں نے بڑی مستعدی سے معاً انکا انسداد کیا جس کیلئے میں انکا خاص شکر گذار ہوں مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک سکول کے طالب علم رات بھر وہاں گیت گاتے رہے اور رات بھر انہوں نے

مغز ما خورد و حلق خود بدرید

کا نمونہ دکھایا۔ جو شرمناک امر ہے آیندہ ایسے ٹیچر طلباء کے ساتھ آنے چاہئیں جنمیں انتظامی قوت ہو اور جو لڑکوں پر اپنا خاص اثر رکھتے ہوں لیکن ۱۲ مارچ ۱۹۰۷ء کو چونکہ سارا دن بارش ہوتی رہی اور آیندہ تین چار دن زمین اس قابل نہیں ہو سکتی تھی کہ کھیل شروع ہو سکے اسلئے اس مرتبہ ٹورنامنٹ ملتوی ہوا۔ اب سال آیندہ پر دیکھنا چاہئے کیا ہوتا ہے۔

نجات یافتہ کپتان حوالات میں

گورداسپور جاکر معلوم ہوا کہ مکتی فوج کے ایک کپتان اور اس کے دو تین مددگاروں نے (جو وہ بھی نجات یافتہ اور یسوع کے لیلے ہیں) ایک عیسائی کے گھر چوری کی اور واردات کو مشتبہ کرنے کے لئے یا چھپانے کے خاطر گھر کو آگ لگا دی چلو خس کم جہان پاک۔ ان ملزموں میں ایک بزرگ الفت مسیح بھی ہیں جنکی دینداری اور اتقا کا مکتی فوج کے ہیڈ کوارٹر میں خاص شہرہ تھا۔ انہوں نے عجیب کمال کیا کہ جب پولیس تفتیش میں اس سے کچھ دریافت کرے تو وہ جواب دینے سے پہلے فوراً گھٹنے ٹیک کر آسمانی باپ کی تقدیس شروع کر دے اور اسکی مرضی کو زمین پر لانے کی سعی کرے۔ لیکن لالہ بوڑا مل صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس نے بڑی قابلیت سے مقدمہ کو برامد کر لیا۔ اور یسوع مسیح کے ان لیلوں کو حوالات کے باڑے میں کچھ دن دانہ پانی کھانے کے لئے رکھ لیا۔

اب مقدمہ باضابطہ چالان ہو کر فیصلہ ہوگا۔ خداوند یسوع کی ان بھیڑوں نے عیسائی مذہب کی رو سے شاید کوئی گناہ نہ کیا ہوگا کیونکہ یسوع کا خون ان کا کفارہ ہو چکا ہے۔ انسپکٹر صاحب موصوف خصوصیت سے تعریف کے قابل ہیں جنہوں نے مکتی فوج کے افسروں کی بھی پروا نہیں کی اور اصل ملزموں کو پکڑ لیا۔

ایک اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لوٹ لیا گیا

سردار علی حسین خاں صاحب قزلباش اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور کے ہاں ہفتہ زیر اشاعت میں کئی ہزار کی چوری ہو گئی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ملزموں کے حوصلے بڑھ گئے ہیں اور وہ ایسی دیدہ دلیری سے وارداتیں کرنے لگے ہیں۔ لیکن پولیس گورداسپور کے قابل ناز افیسرز بابو غلام محمد صاحب اور لالہ بوڑا مل صاحب انسپکٹران نے ملزمان کو دوسرے ہی دن گرفتار کر لیا اور کل مال مسروقہ بھی برامد ہو گیا یہ امر بڑی خوشی کا موجب ہے۔ سنا گیا ہے کہ یہ گروہ جو گرفتار ہوا ہے ایک خطرناک گروہ ہے۔

انسپکٹران پولیس جنہوں نے نہایت دانشمندی سے اس مقدمہ کو برآمد کیا ہے پولیس کے اعلےٰ افسروں کیطرف سے خاص حوصلہ افزائی کے قابل ہیں اور میں اپنے ضلع کے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس سے امید رکھتا ہوں کہ وہ ایسے معاملات پر خاص نوٹس لیتے رہیں گے تاکہ دوسرے عہدہ داران پولیس کو برآمدگی مقدمات کے لئے خاص توجہ ہو۔ ایسا ہی ان عدالتوں کو ایسے ملزموں کے لئے خاص خیال رکھنا چاہئے اور انہیں قابل عبرت سزائیں دینی چاہئیں تاکہ دوسرے ملزموں کے حوصلے پست ہوں + باقی حالات ضرورتاً پھر لکھے جاویں گے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت خدام بفضلہ تعالیٰ خیر ہیں سے ہیں۔ حضور حقیقت الوحی کا تتمہ لکھ رہے ہیں یہ کتاب عجیب و غریب نشانات کا مجموعہ ہوگی۔

۲۔ پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنیکے دن کی پیشگوئیکا دامن اللہ تعالیٰ جانے کتنا وسیع ہونیوالا ہے موسم بہار شروع ہو چکا ہے اور بادل ہیں کہ آتے ہیں اور برستے ہیں ۲۱ مارچ کو بڑے زور شور سے پھر بارش ہوئی اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

۳۔ قادیان میں الحمد للہ اسوقت طاعون سے امن ہے نوح کی بعض جگہ بہت زور ہے اللہ ہی کے فضل پر بھروسہ ہے۔

نمبر ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء مطابق ۱۶ صفر ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

تازہ الہامات

۱۹ مارچ ۱۹۰۷ء - ۱- ردت زمان الزلزلة

ترجمہ - ہم نے ارادہ کیا ہے کہ زلزلہ کا زمانہ آجائے۔

نوٹ - یہ الہام گذشتہ اخبار (۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء میں ہی شائع ہو چکا ہے) اس سے کسی معمولی زلزلہ کیطرف اشارہ نہیں معلوم ہوتا بلکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو بڑے زلازل کا ارادہ کیا ہے یہ انہیں سے ایک ہے جس کا وقت قریب آگیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء ۱- لاکھوں انسانوں کو تہ و بالا کرونگا

۲- انی مع الرسول اقوم-

ترجمہ میں اپنے رسول کیساتھ کھڑا ہونگا یعنی اسکی نصرت اور حفاظت کرونگا-

۲۵ مارچ ۱۹۰۷ء (۱) والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ ما ودعک ربک وما قلیٰ وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ

ترجمہ قسم کہاتے ہیں وقت چاشت کی اور رات کی جبکہ ڈھانپ لیوے کل چیزوں کو کہ تیرے پروردگار نے تجھے چھوڑا نہیں یا اور نہ تجھ سے ناخوش ہوا ہے اور البتہ آخرت کا گھر تیرے لئے اس دنیا کی نسبت بہت بہتر ہے

(۲) واللہ لولا اکرام- لهلك المقام - ترجمہ قسم ہے اللہ کی کہ اگر تمہارا اکرام ہم کو منظور نہ ہوتا۔ تو یہ مقام ہلاک ہو جاتا۔

(۳) لاکرام تسمع به الموتیٰ - تیرا ایسا اکرام کرونگا کہ اس کے ذریعہ سے تو مُردوں کو سنائیگا۔ (۴) علمه عند ربی لا یضل ربی ولا ینسیٰ - ترجمہ اس کا علم میرے رب کو ہے میرا رب نہ بیراہ ہوتا ہے اور نہ بھولتا ہے

(۵) لا تطأ قدم العامة قدم النبی عام لوگوں کا قدم نبی کے قدم کو پامال نہیں کر سکتا (۶) بلغت قدم الرسول - ترجمہ میں رسول کے قدم پر پہونچ گیا ہوں (۷) انی علیٰ کل شیء قدیر - ترجمہ میں ہر ایک چیز پر قدرت رکھنے والا ہوں - ۲۷ مارچ (۱) کلوا احد منهم ثلج - (۲) تقلب علیٰ عقبیه (۳) لقد اثرك الله علینا-

۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء (۱) میرا دشمن ہلاک ہوگیا۔ ہُن اُس دا لیکھا خدا نال جا پیا ہے۔

(تشریح) یعنے عنقریب میرا دشمن ہلاک ہو جائیگا اور پھر اُس کا خدا سے معاملہ پڑے گا۔

۲۔ میرے دشمن ہلاک ہو گئے (۳) ان اللہ مع الابرار یعنے آیندہ عنقریب ہلاک ہوں گے۔ خدا نیکوں کے ساتھ ہے

۴۔ کوئی درباری میرے حلقہ اطاعت سے گذرنے نہ پاوے کوئی درباری اس جرم پر سزا سے محفوظ نہیں رہیگا۔

(تشریح) یعنے جو شخص خدا سے تعلق رکھنے والا ہے اُس کا تعلق قائم نہیں رہیگا جبتک وہ مجھے قبول نہ کرے۔ اور جو شخص اس حکم سے باہر ہوا ہو وہ سزا سے محفوظ نہیں رہیگا۔

۵۔ سلطان عبد القادر

(تشریح) اس الہام میں میرا نام سلطان عبد القادر رکھا گیا کیونکہ جسطرح سلطان دوسروں پر حکمران اور افسر ہوتا ہے اسی طرح مجھکو تمام روحانی درباریوں پر افسری عطا کی گئی ہے یعنے جو لوگ خدا تعالےٰ سے تعلق رکھنے والے ہیں اُن کا تعلق نہیں رہیگا جبتک وہ میری اطاعت نہ کریں اور میری اطاعت کا جوا اپنی گردن پر نہ اٹھائیں۔ یہ اسی قسم کا فقرہ ہے جیسا کہ یہ فقرہ کہ قدمی ھٰذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ یہ فقرہ سید عبد القادر رضی اللہ عنہ کا ہے جس کے معنے ہیں کہ ہر ایک ولی کی گردن پر میرا قدم ہے۔

۶۔ احل لہ الطیبات۔ قل ما فعلت الا ما امرنی اللہ۔

(تشریح) اس سلطان عبد القادر کے لئے وہ تمام چیزیں حلال کی گئیں جو پاک ہیں۔ کہدے ایسا کوئی کام نہیں کیا جو خدا کے حکم کے برخلاف ہو بلکہ وہ کیا جو خدا نے مجھے فرمایا۔

پھر بعد اس کے کشفی حالت میں وہ مقبرہ مجھے دکھلایا گیا جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے۔

اور پھر الہام ہوا کل مقابر الارض لا تقابل ھٰذہ الارض۔ یعنے زمین ہند کے تمام قبرستان اس زمین سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یعنی اس زمین کو جو برکتیں دی گئیں وہ برکتیں تمام پنجاب اور ہندوستان میں کسی اور قبرستان کو نہیں دی گئیں۔

پھر میں نے دیکھا کہ ایک راہ پر چل رہا ہوں اور میرے ساتھ میرا لڑکا مبارک احمد اور اسکی والدہ ہے اور مجھے خیال گذرتا ہے کہ مرزا غلام قادر مرحوم بھی جو میرے بھائی ہیں میرے ساتھ ہیں اور راہ میں اسقدر زنبور ہیں کہ ٹڈی دل کی طرح زمین پر پھیل رہے ہیں اور ایک میری ناف کے اندر بیٹھ گیا ہے اور پھر اُڑ گیا مگر اسنے ضرر نہیں پہنچایا اور پھر ہم سب ایک مسجد میں داخل ہو گئے ہیں اور مسجد میں بھی کروڑہا زنبور ہیں مگر ہم اُن کی شر سے محفوظ رہے ہیں۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ ہفتہ زیر اشاعت میں بھی بارش ہوئی۔ اور باد و باراں کا خوفناک طوفان آیا اور اردگرد سے ژالہ باری کی خبریں بھی آئیں۔ گاؤں میں طاعون کی وارداتیں ہوئی ہیں مگر خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ مہلک اور خوفناک نہیں بحالیکہ نواح کے بعض دیہات میں خوفناک بازار موت گرم ہے۔

۲۔ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اور خدام بحمد اللہ خیریت سے ہیں حقیقۃ الوحی لکھی جارہی ہے۔ اور امید کیجاتی ہے کہ جلد شایع ہو۔

۳۔ ایسٹر کی تعطیلات سے اس مرتبہ احباب نے غیر معمولی فائدہ اٹھایا اور اکثر احباب دار الامان حاضر ہوئے۔ خصوصیت سے سیالکوٹ کی جماعت کے برگزیدہ رکن میر حامد شاہ اور چودہری مولا بخش صاحب اور دیگر احباب اور لاہور سے خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر صاحب کے والد ماجد اور برادر معظم اور مولوی صدر الدین صاحب ایسا ہی امرتسر سے ماسٹر قادر بخش صاحب اور دیگر احباب اور کپورتھلہ سے منشی ظفر احمد صاحب اور عثمان آباد (دکن) سے سید عظیم الدین صاحب وکیل مع اہل و عیال تشریف لائے اسطرح بہت سے بھائی سعادت اندوز ہوئے۔

۴۔ ۲۹ مارچ ۱۹۰۶ء کو بعد نماز عصر برادرم منشی عبد اللہ سنوری کے صاحبزادہ رحمت اللہ کا نکاح منشی ہاشم علی صاحب کی دختر کے ساتھ پانچسو روپیہ مہر کے عوض حضرت اقدس علیہ السلام کی حاضری میں وکالتاً ہوا۔ حضرت حکیم الامۃ نے حسب معمول خطبہ پڑھا جسمیں نکاح کے پاک اغراض اور مستورات کے ساتھ حسن سلوک کا وعظ فرمایا جسکا خلاصہ پھر دیا جاویگا آپ نے لطیفہ کے طور پر احیاء سنت کی غرض سے یہ بھی فرمایا کہ ایسے موقع پر خرمے ہونے چاہئیں جنکو انکی نرمی کے باعث نور الدین بھی کھا سکے مگر لوگ یہ چھوہارے لاتے ہیں۔

۵۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبل نماز جمعہ برکات گورنمنٹ انگلشیہ پر ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔

ارشاد واجب الانقیاد

"قادیان کے آریہ اور ہم" یہ مختصر سا رسالہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاوی کا خدائی شاہد ہے اور اس قابل ہے کہ کثرت سے اسکی اشاعت ہو۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ ہماری جماعت کے دوست اسکی ایک ایک یا زیادہ کاپیاں یعنے جسقدر وہ مقدرت رکھتے ہوں ضرور خریدیں۔ بہت سی کاپیاں اسکی مفت تقسیم ہو چکی ہیں اور ضرورت ہے کہ ہر ایک کے ہاتھ میں یہ حربہ ہو تا وہ اپنے ہندو اور آریہ واقفوں کو دکھا سکے اس لئے ہر شخص کو خواہ وہ پڑھ سکے یا نہ سکے اسکی ایک یا ایک سے زیادہ کاپیاں خریدنی چاہئیں۔

درخواستیں میر مہدی حسین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس کے نام بمقام قادیان آنی چاہئیں اسکی قیمت صرف ۲ر ہے

ہُنر بچشمِ عداوت بزرگتر عیبے ست

جب عداوت انسان کے دل و دماغ پر محیط ہو جاتی ہے تو اسے سچائی کے سمجھنے اور قبول کرنے سے روک دیتی ہے۔ یہاں تک کہ عمدہ سے عمدہ جوہر اور بہتر سے بہتر قابلیت اور خوبی بھی اس کی نگاہ میں بدترین عیب اور برائی نظر آتی ہے۔ یہی حال لاہور کے آریہ اخبار **پرکاش** کا ہے۔ حال میں اس نے اپنی ۶ مارچ ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں سلسلہ احمدیہ کے برگزیدہ پیشوا کی شان میں اپنی اسی فرزانگی اور دانشمندی کی بنا پر جو نیوگی پوتر تائی مان کر سے حاصل ہوتی ہے ایک نوٹ لکھا ہے :-

کہ "مرزا صاحب بھی اپنے تئیں ایک خود مختار حاکم سمجھتے ہیں چاہے ان کی حکومت کا دائرہ چند شخصوں تک ہی محدود ہو اور یہ ہیں بھی خود مختار پہلے درجے کے۔ کیونکہ جہاں دُنیا کے بڑے سے بڑے خود مختار کے خلاف رعایا کے سامنے اپیل کی جاسکتی ہے وہاں مرزا صاحب کی عدالت میں ایسی اپیل کی گنجایش نہیں کیونکہ جو لوگ اپنے گلے میں مرزا صاحب کا طوق مریدی پہنتے ہیں ان کو سمجھا دیا جاتا ہے کہ انکی حیثیت ایک آزاد انسان کی نہیں رہیگی بلکہ بھیڑ بکری کی سی رہ جائیگی جدھر چاہا ہانک لیا۔"

مادی دُنیا کے تاریک کونوں میں دبکا ہوا پرکاش کا ایڈیٹر **آزاد انسان** کی حیثیت سے محض ناواقف ہے۔ وہ پتلا جو حوائج ضروریہ کا اسیر اور بھوک۔ پیاس۔ پیشاب۔ اور پاخانہ تک کا پابند ہو میں نہیں سمجھتا کہ پرکاش کا ایڈیٹر اسے آزاد کیونکر قرار دے سکتا ہے؟ کیا وہ خود آزاد ہے؟ اور کیا میونسپلٹی تک کے قوانین کا پابند نہیں؟ کیا گورنمنٹ کے احکام کی پابندی اس پر لازم نہیں؟ کیا مذہبی حیثیت سے آریہ سماج کے اصولوں اور ان میں سے بھی گھاس خور پارٹی کی ہدایتوں کو ماننے والا نہیں؟ اگر ان پابندیوں کے شکنجوں میں جکڑا ہوا ہے اور یہ تمام طوق اور زنجیر اسکے گلے میں پڑے ہوئے ہیں تو پھر وہ آزاد کہلانے کا کیا حق رکھتا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ پرکاش کا ایڈیٹر اتنا بھی آزاد نہیں جتنا ایک بچہ کیونکہ وہ کبھی اپنی ماں کی گود میں بیٹھکر اب پاخانہ اور پیشاب نہیں کرسکتا۔ اور ننگا ہوکر گلی کوچہ میں نہیں پھر سکتا جیسے بچپن میں پھرا کرتا ہوگا۔ اگر وہ ایسا ہی آزاد ہے تو اس تماشہ کو کرکے دکھاوے ہم بھی اسکی آزادی کی نمایش دیکھ لینگے۔ پھر کیا وہ اپنے گھر کے اندر ایک خود مختاری کی حکومت نہیں رکھتا۔ کیا وہ اجازت دے سکتا ہے کہ ہر شخص جو چاہے اور جس وقت چاہے اور جس حالت میں چاہے اسکے گھر میں گھس آوے۔ اور وہ پروا نہ کرے؟ کیا اسنے اپنی بیوی اور بچوں کو جنگل کے وحشیوں کی طرح کھلا چھوڑا ہوا ہے کہ جدھر ان کا منہ اٹھ جاوے بھاگ جاویں اور جو چاہیں کریں؟

ان تمام سوالات کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ پھر **آزادی** کیا ہوئی؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ آزادی اور خود مختاری کے الفاظ ہی سُنکر خوش ہو جاتے ہیں اور زبان سے ان کو دوہراتے رہنا ہی اپنی آزادی منشی کا تمغہ سمجھتے ہیں لیکن انھوں نے اس کے فلسفہ پر کبھی غور کیا ہی نہیں اور نہ ان کے مذہب نے اس حقیقت کو ان پر کھولا۔

دُنیا کی تمام متمدن اور غیر متمدن قوموں کو دیکھو کہ کیا عملی طور پر کبھی ایسا ہوا ہے کہ وہ بالکل کسی حاکم یا افسر سے بے نیاز اور آزاد ہوئے ہوں؟ ہرگز نہیں۔ یہ انسانی فطرت کا عملی **سبق** ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بالطبع ایک **امام** اور حکمران کو چاہتا ہے قطع نظر اس کے وہ روحانی ہو یا جسمانی۔ کیا **پرکاش** کے ایڈیٹر نے فرانس کے انقلاب کی تاریخ نہیں پڑھی؟ جہاں شاہی خاندان کو برباد کرنے والے لوگ جو بادشاہ سے ایسے چڑتے تھے اور بالآخر انھوں نے شخصی حکومت کا خاتمہ بھی کیا اس انقلاب کے وقت فرانس کے گلی کوچوں میں خون کی ندیاں بہی تھیں لیکن اس کشت و خون کا انجام کیا ہوا؟ کیا **جمہوری حکومت** کے شیدائیوں نے ہزاروں خونوں کے معاوضہ میں خریدی ہوئی آزادی کو ایک **پریسیڈنٹ** انتخاب کرکے بیچ نہیں دیا۔ اس سے بڑھکر انسانی فطرت کے نقوش پڑھنے کے لئے اور کونسا موقعہ اور نظارہ ہوگا۔ جبکہ اس نظام ظاہری میں آزادی اور لبرٹی کی صدائیں لگانے والوں کو بالآخر ایک حکمران اور سرگروہ کی ضرورت ہے جو ایک ذی اختیار اور صاحب اقتدار ہو کہ سب کو ایک جھنڈے میں قائم رکھے اور مختلف خیالات اور جذبات کو روک کر ایک ہی سلسلہ انتظامیہ میں منسلک کرے اسی طرح پر روحانی **حکومت** اور باطنی **نظام** کے لئے ایک **خاص فرد** کا ہونا لازمی اور ضروری امر ہے اور یہ **فرد اکمل امام** کہلایا کرتا ہے۔ اور اگر پورے طور پر اس کی اتباع اور فرمانبرداری نہ ہو تو یہ نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لئے جو جماعت اور قوم یہ لوگ طیار کرتے ہیں چونکہ وہ خدا تعالیٰ کے ارشاد اور منشاء کے ماتحت ہوتی ہے اس لئے وہ اپنی ہستی اور آرزؤں کو اس کے حکم کے سامنے محض ہیچ اور لم یکن شیئا یقین کرتے ہیں اور کسی قوم کو **قوم** بنانے اور اس میں زندگی کی روح نفخ کرنے کا یہی گُر ہے لیکن یہ **قابلیت** غیر کو نہیں مل سکتی اسی کو دیجاتی ہے جو خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ **امام** اور منتخب **خلیفہ** ہو۔ پنڈت دیانند جی نے ایک قوم بنانی چاہی لیکن کیوں **نامراد مرا** محض اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے اسکو منتخب نہیں کیا تھا۔ یہی وجہ ہے جو آریہ سماج باوجودیکہ اس میں مادی دُنیا کے فرزند اور آپ جیسے **عقلمند** داخل ہیں لیکن وہ تین تیرہ اور بارہ باٹ ہو رہے ہیں کیا یہ اسی آزادہ سری کا نتیجہ نہیں کہ ہر ایک لیڈر بنتا چاہتا ہے اور دوسرے کی نکتہ چینی ہی اپنی زندگی کا کمال اور مقصد اعلیٰ یقین کرتا ہے۔ یہی وہ سر ہے جسکی وجہ سے آریہ سماج کی موت کے اعلان تم آپ کر رہے ہو اور ہر روز اس کا بوان تم اٹھاتے ہو۔

مگر ہم اس آزادی اور خودسری کو جو خدا تعالیٰ سے دور لیجاوے اور نوع انسان کے امن کی مخل اور تکلیف دہ ہو اس **غلامی** پر جو **امن** اور **امان** کی زندگی بسر کرنے کے لئے **فرشتہ رحمت** ہے اور جو ہماری اخلاقی عملی ملکی۔ مجلسی برائیوں کے دور کرنے کا زبردست ذریعہ ہے جو وحشیوں کو انسان اور انسانوں کو با**اخلاق** انسان اور بالآخر **باخدا انسان** بنانے کی ایک ہی **راہ** ہے **اکسیر** اور حرز جان یقین کرتے ہیں۔ انسانی تکمیل اور ترقی مدارج کی یہی **روح** ہے اور اسی کو خالق فطرت خدا کی مجید کتاب نے بیان کیا ہے جہاں فرما دیا۔

قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ

یعنی جب تک مامور کی کامل اطاعت کا جُوا انسان اپنے کندھے پر نہ رکھ لے وہ **بامراد** اور کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اور خدا تعالیٰ کے ماموروں اور مرسلوں کو باوجودیکہ ان کے پاس قہری حکومت نہیں ہوتی ایک ایسی **قوت** دیجاتی ہے کہ جو لوگ ان کے ساتھ اپنا سچا تعلق پیدا کرتے ہیں وہ اپنی خواہش اور ارادے پر موت وارد کرکے ساتھ ہوتے ہیں اور یہی انسانی فطرت کی تکمیل کی راہ ہے۔ یہی قوم بنانے کی اصل ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ تم نے خود مان لیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو یہ قوت حاصل ہے پس ہم اس پر فخر کرتے ہیں تمہاری مادر پدر آزادی پر ایسی غلامی کو ہزار جان سے ترجیح دیتے اور اس آزادی پر لعنت بھیجتے ہیں جو انسانی فطرت کا منشا اور سچا تقاضا نہیں کیونکہ

سچی آزادی اور رستگاری اسی غلامی میں ہے

مگر وہ لوگ جو وحشیوں کی زندگی پسند کرتے ہوں کیونکہ وہ سب سے بڑھکر آزاد اور مطلق العنان ہیں اور کتوں اور کتیوں اور گدھوں اور گدھیوں کی حالت میں انسانوں کو بدلنا چاہتے ہیں وہ اس غلامی کی قدر کیا سمجھتے ہیں! ما سخن شناس نیئم

احمدیوں کے قتل کا فتویٰ

یہ مضمون حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان نے اپنے رسالے میں لکھا ہے چونکہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت کے واقعہ پر سراج الاخبار نے ایک بیہودہ مضمون شائع کرکے اپنی علمی پردہ دری کی ہے صاحبزادہ صاحب نے نہایت قابلیت سے اسکا جواب دیا ہے۔ جماعت جہلم نے وہ مضمون میرے پاس بغرض جواب بھیجا تھا۔ صاحبزادہ صاحب نے اسپر کسی مزید بحث کی حاجت نہیں چھوڑی اس لئے میں اس کو ہی درج کر دیتا ہوں۔ امید ہے یہ مضمون لوگ دلچسپی سے پڑھا جاویگا اور اس مضمون کے اندراج سے یہ بھی غرض ہے کہ الحکم کے ناظرین اندازہ کرسکیں کہ تشحیذ الاذہان میں کیسی قابلیت سے عالمانہ مضامین نکلتے ہیں اور انہیں اس طرح پر رسالہ مذکور کی قدر دانی کا موقع ملے — ایڈیٹر

قریباً ایک ماہ یا کچھ زیادہ عرصہ ہوا۔ کہ مَیں نے ایک آرٹیکل اس مضمون کا اخبار بدر میں دیا تھا کہ امیر صاحب جبکہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کو ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ اُنھوں نے علی گڑھ کے موقعہ پر کہا ہے۔ تو کیا وجہ کہ احمدی فرقہ پر وہ نظر نہیں اور کیا وجہ کہ اُنھوں نے صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو صرف اس لئے کہ وہ جہاد کے منکر اور حضرت مرزا صاحب کے مرید ہیں سنگسار کرایا۔ بلکہ پتھر پھینکنے میں خود بھی حصہ لیا اور یہی نہیں بلکہ اُن کی لاش کو دفن کرنے کی بھی ممانعت کی اور اس کے علاوہ اُن کے اہل و عیال کو نہایت سختی سے قید کر کے خوست سے روسی سرحد کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اور ان کا تمام مال و متاع اُن سے چھین لیا گیا اور امیر صاحب نے ان غریب مزاج انسانوں کا اتنا بھی لحاظ نہ کیا جیسا کہ عید الضحیٰ کی تقریب پر اُنھوں نے گائے کا کیا۔ اور اس کے بعد امیر صاحب سے مَیں نے جواب مانگا تھا۔ کہ وہ اس بات پر روشنی ڈالیں تاکہ وہ حیرانی اور تعجب جو کہ ملک ہند میں امیر صاحب کی اس بے تعصبی کی وجہ سے پھیل رہا ہے وہ دور ہو۔ کیونکہ لوگ سخت حیرت میں ہیں کہ وہاں تو وہ سنگدلی اور یہاں یہ بے تعصبی اور صرف ہندوستانی پبلک میں ہی یہ بات تعجب کی نظروں سے نہیں دیکھی گئی بلکہ میرے مضمون کے بعد ایک انگلش لیڈی نے بھی ایک پُرزور آرٹیکل سول اینڈ ملٹری گزٹ میں شائع کرایا اور اُس میں امیر صاحب کی اس بے تعصبی پر سخت حیرت ظاہر کی اور لکھا کہ یہ بات ماننے کے قابل نہیں کہ امیر صاحب ہندوستان میں اس قدر بے تعصبی دکھلائیں اور اپنے ملک میں وہ ظلم کہ میرے سامنے وہاں دو آدمی صرف اس لئے سنگسار کئے گئے کہ امیر صاحب سے کچھ مذہبی اختلاف رکھتے تھے۔ اور جو زمانہ کہ وہ انگلش لیڈی بتاتی ہے قریباً وہی ہے جس میں کہ عبدالرحمٰن اور صاحبزادہ عبداللطیف شہید کئے گئے تھے۔ پس معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ دونوں شخص جن کا وہ حوالہ دیتی ہے مولوی عبدالرحمٰن اور صاحبزادہ عبداللطیف صاحب ہی ہیں مگر ان دونوں مضمونوں کا جواب امیر صاحب نے کوئی نہ دیا۔ اور وہ الزام جو کہ ان پر لگائے گئے تھے اُن کا رد قطعاً نہیں کیا اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے اسی بات پر ایک مضمون پایونیر میں شائع کیا لیکن اسپر بھی وہی خاموشی رہی جو کہ پہلے دو مضمون پر تھی۔ مگر باوجود امیر صاحب کی اس خاموشی کے۔ ایک سرحدی مولوی صاحب ان کی طرف سے میرے مضمون کا جواب دیتے ہیں اگرچہ مجھکو راقم مضمون کے سرحدی ہونے میں تو کچھ شبہ ہی ہے۔ کیونکہ اس اخبار کے ساتھ جس میں کہ میرے مضمون کا جواب دیا گیا ہے (سراج الاخبار جہلم) مولوی کرم الدین بہت کچھ تعلق رکھتے ہیں جن کے خیال میں جھوٹ بولنا کچھ بڑی بات نہیں کیونکہ پیچھے ایک مقدمہ ہوا تھا کہ جس میں کہ مولوی کرم الدین صاحب نے جھوٹ کی تائید میں بہت کچھ زور لگایا تھا۔ مگر اس مضمون کا راقم کوئی ہو اس سے ہمیں بحث نہیں۔

سوال یہ ہے کہ امیر صاحب کی طرف سے ان سرحدی مولوی صاحب کو جواب دینے کا کوئی حق تھا اگر میرے مضمون کے جواب دینے کا بہت ہی شوق تھا تو خود اپنی طرف سے جو چاہتے لکھتے مگر یہ کہنا کہ امیر صاحب کی طرف سے ایک گستاخ مرزائی کو جواب کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ امیر صاحب تو کہیں کلکتہ یا بمبئی میں سیر و تماشہ دیکھ رہے تھے ان کو اس مضمون سے کیا غرض۔ مگر بہرحال ہم اس مضمون کا جواب دیتے ہوئے اس بات کو مان لینگے کہ امیر صاحب کی طرف سے یا ان کے ایما سے یا اُن کے اعتقاد کے موافق یہ جواب دیا گیا ہے۔

پہلی بات جو راقم مضمون نے لکھی ہے وہ یہ ہے کہ امیر صاحب پر اعتراض کرنے والے شخص نے یعنے مَیں نے صرف قرآن و حدیث سے بیخبر ہونے کی وجہ سے یہ اعتراض کیا ہے کہ باوجود اسکے کہ امیر صاحب اپنے آپ کو سب فرقوں کے لئے یکساں مہربان بتاتے ہیں صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو کیوں قتل کیا گیا۔ کیونکہ اُنھوں نے یہ کام مخبر صادق کی پیشگوئی کے عین مطابق کیا تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم میں آتا ہے۔ کہ عن علیؓ سمعت النبیؐ یقول سیخرج قوم فی آخر الزمان حداث الاسنان سفہاء الاحلام یقولون من خیر قول البریۃ لایجاوز ایمانھم حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ فاینما لقیتموھم فاقتلوھم فان فی قتلھم اجراً لمن قتلھم یوم القیمۃ ۰ یعنے علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ قریب ہے ایک قوم آخر زمانہ میں پیدا ہوگی جو کم عمر ناقص العقل ہوگی۔ ظاہر میں تو وہ ایسا کلام پڑھینگے جو تمام دُنیا کے کلاموں سے اچھا ہے۔ مگر اصل میں اُن کے حلقوں سے نیچے ایمان نہیں اُترے گا وہ دین سے اس طرح دور نکل جاوینگے جیسے کہ تیر شکار کے جانوروں سے نکل جاتا ہے پس تم ان کو جہاں پاؤ قتل کرو کیونکہ انکے قتل کرنے کی وجہ سے قاتل کو قیامت کے دن ثواب ہوگا۔ اور اس حدیث کو احمدی فرقہ پر چسپاں کرکے سرحدی مولوی ظاہر کرتا ہے کہ یہ قتل تو عین مطابق منشاء خدا اور رسول ہوا ہے اور درحقیقت یہ لوگ اسی قابل ہیں کہ جہاں ملیں قتل کردئے جاویں۔

ان کے نشانات میں سے راقم مضمون ایک یہ بھی نشان بیان کرتا ہے کہ یہ لوگ ایسی نماز پڑھینگے کہ تم لوگ (صحابہ) اپنی نماز کو اُن کی نماز کے آگے حقیر جانوگے اور یہ لوگ قرآن شریف پڑھینگے مگر وہ ان کے نرخروں کے نیچے نہیں اُترے گا۔ جیسا کہ ابوسعیدؓ کی حدیث میں آیا ہے۔ اور پھر یہ بھی لکھتا ہے کہ چونکہ یہ لوگ ہماری نمازوں سے اچھی نمازیں پڑھتے ہیں اس لئے معلوم ہوا۔ کہ درحقیقت احمدی فرقہ ہی اس حدیث کا مصداق ہے۔ اور جو کچھ امیر صاحب نے کیا وہ ٹھیک کیا۔ مگر افسوس کہ راقم مضمون کو اس مضمون کے لکھتے ہوئے بوجہ اس بغض و عناد کے جو کہ یہ لوگ احمدیوں سے رکھتے ہیں حضرت علیؓ کی حدیث کا پہلا حصہ بھول گیا۔ کہ میں آسمان سے نیچے گر پڑنا اچھا سمجھتا ہوں بہ نسبت اسکے کہ نبی کریم پر جھوٹ باندھوں . . . .
. . . . اور
وہ حدیث بھی بھول گئی جو کہ صحیح بخاری کتاب العلم میں مسلم بن اکوع

سے روایت ہے کہ من یقل علی ما لم اقل فلیتبوا مقعدہ من النار یعنے جو کوئی میری طرف ایسی بات منسوب کرے جو مَیں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے افسوس اگر راقم مضمون جھوٹ کو کچھ گناہ سمجھتا تو اس طرح آنکھیں بند کئے نبی کریم پر اس قدر تہمت نہ لگا سکتا۔ راقم مضمون کو معلوم نہیں کہ یہ حدیث کس نے لی ہے کیا اس کو ابو سعید الخدری کی حدیث معلوم نہیں جو کہ بخاری باب قتل الخوارج حضرت علیؓ کی حدیث کے پاس ہی ہے جس میں صاف طور سے لکھا ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ آیتھم رجل احدی یدیہ او قال ثدیہ مثل ثدی المراۃ او قال مثل البضعۃ تدردر یخرجون علی حین فرقۃ من الناس قال ابو سعید اشہد سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم واشہد ان علیا قتلھم وانا معہ جیٔ بالرجل علی النعت الذی نعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنے ان لوگوں کی نشانی یہ ہوگی کہ ان میں ایک ایسا شخص ہوگا جس کا ایک ہاتھ عورت کی چھاتی کی طرح یا یوں فرمایا کہ گوشت کے ہلتے ہلتے کرتے لوتھڑے کی طرح ہوگا یہ لوگ پیدا ہونگے جب مسلمانوں میں پھوٹ پڑی ہوگی۔ ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بات میں نے نبی کریم سے سُنی اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ علیؓ نے ان لوگوں کو قتل کیا اور میں علیؓ کے ساتھ تھا۔ جبکہ وہ شخص لایا گیا اور اس کی وہی شکل تھی جو کہ آنحضرت نے فرمائی تھی۔ پس اے راقم مضمون کیا یہ نبی کریم پر تہمت نہیں ہے۔ کہ انھوں نے ایک بات کسی اور قوم کے لئے فرمائی تھی۔ تو تو اُس کو اور گروہ پر لگاتا ہے اس مضمون کے لکھتے ہوئے اگر کچھ خدا کا خوف کیا ہوتا تو بہتر تھا۔ یہ حدیث پوری ہو چکی اور جب مسلمانوں میں پھوٹ پڑی تھی اسی وقت خوارج کا ظہور ہوا تھا۔ پھوٹ پڑنا تو اُس وقت بولا جاتا ہے۔ جبکہ پہلے اتفاق ہو کیا **اس وقت لوگوں میں اتفاق** ہے یا اس سے کچھ پہلے زمانہ اتفاق تھا کہ یہ حدیث ہم پر چسپاں کی جائے۔

افسوس کیا دُنیا سے ایمانداری اٹھ گئی ہے۔ کیا ایمان ثریا پر جا چڑھا ہے کہ آپس کی قرِیبوں اور بکروں کو چھوڑ کر اب نبی کریم پر بھی تہمت لگانے لگ گئے ہیں اور پھر مذکورہ بالا حدیث تو اس قدر صاف ہے۔ کہ اس میں کوئی شک ہو ہی نہیں سکتا علیؓ روایت کرتے ہیں پھر ابو سعیدؓ بھی وہی حدیث روایت کرتے ہیں اور ساتھ اُن کی نشانی بیان کرتے ہیں۔ اور پھر گواہی دیتے ہیں کہ میں نے یہ پیشگوئی پوری ہوتی بھی دیکھی اور حضرت علیؓ نے اُن لوگوں میں پائی گئی۔ پس باوجود ان تمام باتوں کے یہ حدیث ہم پر لگانا سخت جہالت یا جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے اور پھر اسی باب قتل الخوارج میں ایک حدیث ابن عمرؓ سے ہے۔ کہ انھوں نے سہل بن حنیف سے پوچھا کہ کیا تم نے خوارج کے باب میں آنحضرت سے کچھ سُنا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ ہاں میں نے آپ سے سنا ہے۔ آپ نے عراق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوں فرمایا تھا کہ یخرج منہ قوم یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الاسلام مروق السھم من الرمیۃ یعنے عراق سے کچھ ایسے لوگ نکلینگے جو قرآن شریف کو پڑھینگے مگر ان کی ہنسلیوں کے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ لوگ اسلام سے نکل جائینگے جس طرح کہ تیر شکار کے جانوروں سے نکل جاتا ہے۔ پس اس جگہ بھی وہی حدیث ہے اور سہل بن حنیف کہتے ہیں کہ آں حضرت نے عراق کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ لوگ اس ملک میں سے نکل پڑینگے اور اس پیشگوئی کے مطابق خوارج عراق سے ظہور ہوا۔ پس کیا ہی تعجب کی بات ہے کہ نبی کریم فرماتے ہیں۔ کہ وہ لوگ عراق سے نکلینگے اور عبداللہ ابن ذی الخویصرہ تمیمی کے قبیلے میں سے ہونگے اور اس وقت ہونگے جبکہ مسلمانوں میں نفاق پڑے گا۔ اور پھر صحابہ یہ فرماتے ہیں کہ وہ خوارج ہیں۔ یہاں تک کہ ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور میں نے ان میں اُس آدمی کی لاش دیکھی جس کی نسبت نبی کریم نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ ایک آدمی ان میں ایسا ہوگا اور ساتھ ہی محدثین بھی اس پیشگوئی کو خوارج پر لگاتے ہیں۔ جیسا کہ بخاری نے ان تمام حدیثوں کو قتل الخوارج پر چسپاں کیا ہے۔ مگر سرحدی مولوی صاحب ان سب کا انکار کر کے زبردستی احمدیوں پر لگاتے ہیں اور شاید یہی دینداری اور تقویٰ ہے جس کی وجہ سے آپ کو مولوی کا خطاب ملا۔ افسوس ایسے ہی زمانے کے لئے نبی کریم نے فرمایا تھا۔ کہ علم اس وقت اُٹھ جائیگا جبکہ عالم نہ رہینگے اور جاہلوں کو عالموں کی جگہ دی جائے گی۔ پھر ایک عجیب بات اور ہے۔ کہ سرحدی مولوی صاحب **صرف یہ نشانی ان لوگوں کی بتاتے ہیں** کہ قرآن پڑھینگے اور اصل میں ان کو ایمان نہ ہوگا۔ اور ابو سعیدؓ کی بتائی ہوئی نشانی کو بالکل نظر انداز کر جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کے دعویٰ کو باطل کرتی ہے۔ حالانکہ ابو سعیدؓ کی حدیث سے ملا کر ہی حضرت علی کی حدیث کے معنے سمجھ میں آتے ہیں۔ کیونکہ اگر قرآن شریف ٹھیک طرح پڑھنا اور نماز اچھی طرح پڑھنا ہمیشہ ایسے لوگوں کی نشانی ہوتا۔ تو تمام بزرگ نعوذ باللہ اس حکم کے نیچے آجاتے اور خود آنحضرت تہجد کی نماز میں اس قدر دیر تک کھڑے ہوتے تھے کہ اُن کے پیر سوج جاتے تھے اور آپ پسند کرتے تھے کہ قرآن شریف خوش الحانی سے پڑھا جائے اور خود امام بخاری جنھوں نے یہ حدیث لکھی ہے۔ نماز میں اس قدر محو ہو جاتے تھے کہ ایک دفعہ بھڑ نے سترہ دفعہ کاٹ کھایا اور پتہ نہ لگا جیسے بخاری کے حالات میں لکھا ہے پس نمازوں کا درست کر کے پڑھنا ان کی نشانی ہو سکتی ہے اصل میں بات یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ معترض نے دیدہ و دانستہ حدیث کے اس حصہ کو چھوڑ دیا ہے جس میں اُس نکلنے والی قوم کی علامتیں بتائی تھیں اور اس لئے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ آپ بھی لا یجاوز تراقیھم کے مصداق ہیں۔ اور پھر ایک اور بات بھی ہے کہ جب اِن لوگوں کے خیالات ہماری نسبت ایسے ہیں کہ حدیث کسی اور قوم کے لئے ہے اور لگاتے ہمارے پر ہیں۔ اور پھر ہم پر قتل کا فتویٰ دیتے ہیں۔ تو ہماری جانیں تو ہر وقت سراج الملت **(جیسا کہ یہ امیر کو کہتے ہیں)** کے ہاتھوں سے خطرہ میں ہیں۔ اور خود ایسا عقیدہ رکھنے والوں کے ہاتھوں سے بھی کیونکہ جب یہ ہمارے قتل کو ثواب سمجھتے ہیں تو کیا تعجب کہ یہ ہمارے قتل کی خفیہ سازش کرتے ہوں اور اس لئے گورنمنٹ کو چاہیئے کہ ان لوگوں پر نگاہ رکھے اور کیا تعجب ہے کہ یہ اسی طرح بگاڑ کر کسی اور حدیث کے معنے یہ نکالتے ہوں کہ انگریز بھی واجب القتل ہیں۔ اور اس طرح ان لوگوں کے ہاتھوں سے سخت فساد کا اندیشہ ہے اور بعید از قیاس نہیں کہ انھیں لوگوں کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے سرحد پر آئے دن انگریزوں کا خون ہوتا ہو جن کے پُرامن سایہ میں تیس کروڑ ہندو مسلمان سکھ اور عیسائی آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان کا خونی مہدی کا عقیدہ میرے خیال کی تصدیق کرتا ہے اور خدا کے فضل سے ہمکو اس بات پر فخر ہے کہ ہم اس عقیدہ سے بالکل پاک ہیں کیونکہ جب ہم نے ایک مسیح کو مانا ہے تو اُس صورت میں ایک اور خونی مہدی کا قائل ہونا گویا کہ اپنے آپ کو جھوٹا ٹھہرانا ہے۔ اور چونکہ ہم ہی اس وقت خونی مہدی کے

قابل ہیں جو اس لئے یہ لوگ ہمکو ناحق وجاہل اور مرتد کہتے ہیں اور ہماری جان کے درپے رہتے ہیں جیسا کہ صاحبزادہ عبداللطیف کا واقعہ ظاہر کرتا ہے اور پھر عبدالرحمن کا واقعہ اس کی اچھی طرح سے تائید کرتا ہے۔

اب میں دوسری بات کو لیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ سرحدی مولوی صاحب اپنی تائید میں یہ لکھتے ہیں کہ یہ لوگ نمازیں ہم سے اچھی پڑھتے ہیں اور ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب قرآن شریف سب سے عمدہ جانتے ہیں اور ان جیسے نکات کوئی سمجھتا ہی نہیں اور اسکے لئے مجھکو زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم مرزا صاحب کو مسیح موعود اور مہدی مسعود مانتے ہیں پس آپ لوگ جو عقیدہ قرآن کے فہم کے متعلق مسیح و مہدی کی نسبت رکھتے ہیں وہی ہم مرزا صاحب کی نسبت رکھتے ہیں اور اگر آپ یہ کہیں کہ وہ مسیح مہدی نہیں ہیں تو یہ ایک دوسرا سوال ہوگا اور بہر حال جب ہم ان کو مانتے ہیں کہ وہ مسیح و مہدی ہیں تو وہی درجہ ان کو دینگے جو کہ خدا اور رسول نے ان کے لئے مقرر کیا ہے۔

پھر سرحدی مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے مطابق چونکہ صاحبزادہ عبداللطیف اور مولوی عبدالرحمن صاحب کو قتل کیا گیا تھا اس لئے بہت عمدہ کام ہوا۔ مگر میں پیچھے ثابت کرچکا ہوں کہ یہ حدیث پوری ہو چکی ہے۔ اور علماء اور محدثین کا یہی مذہب ہے پس اس حدیث کی بناء پر ایک مسلمان کو قتل کرنا جو کہ نمازیں پڑھتا ہو روزہ رکھتا ہو اور کلمہ شریف پڑھتا ہو اس آیت کا مصداق بنتا ہے کہ ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا عظیما۔ اور اگر یہ کہا جاوے کہ ہم آپ کو مسلمان ہی نہیں مانتے تو پھر اس حدیث کے مطابق وہ قتل ناجائز اور قابل مواخذہ ہوتا ہے کہ جو کوئی لا الہ الا اللہ کہتا ہے اس کو قتل نہ کرو۔

پھر سرحدی مولوی صاحب آگے چلکر لکھتے ہیں کہ سردار نصراللہ خان کو مولوی عبداللطیف نے اپنے عقیدہ کے متعلق رسائل بھیجے اور اس طرح افغانستان میں فتنہ برپا کرتا جاتا مگران کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ ہرگز ہرگز کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ نبی کریم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مجھ سے کچھ بات سنے وہ غائبوں کو پہنچا دے اور اسی طرح ابوذر کی یہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ اگر میری گردن پر تلوار رکھی جاوے اور مجھکو خیال آئے کہ کوئی ایسی بات رہ گئی ہے جو میں نے نبی کریم سے سنی تھی اور لوگوں تک نہیں پہنچائی تو میں پیشتر اسکے کہ تلوار چلائی جائے وہ بات سناؤں گا پس چونکہ حضرت مرزا صاحب کو ہم بوجہ مسیح و مہدی ہونے کے رسول کریم کا نائب مانتے ہیں اس لئے ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ جو بات سنے وہ دوسروں کے فائدہ کے لئے ان کو جاکر سنائے اور صاحبزادہ عبداللطیف نے بغیر اپنی جان کے خوف کے اس حدیث نبوی پر عمل کیا اور وہ سچا نمونہ جو کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے صحابہ نے دکھایا تھا۔ وہ اس وقت دکھا کر ثابت کر دیا کہ اسلام کی تعلیم ہر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا کرتی رہتی ہے جو کہ خدا کے حکموں کے آگے اپنی جانوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور دوسرے یہ بات قابل غور ہے کہ سردار نصراللہ خان کو اس تعلیم کا پہنچانا کونسا گناہ تھا جبکہ نبی کریم نے قیصر و کسریٰ کو خط لکھے کہ حق کی تابعداری کرو اور پھر اس وقت بھی ہمارے امام نے ملکہ قیصرہ جو کہ ہزاروں درجہ امیر صاحب سے زیادہ طاقتور اور مالک انگلستان و ہندوستان کی [illegible] تھیں۔ انھوں نے بجائے نوٹس لینے کے شکریہ کا خط بھیجا بلکہ اس مشتہرہ خط کی ایک کاپی بذریعہ تار کے منگوائی۔ (باقی آئندہ)

ضروری اطلاع

آج ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کو اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور لاہور میں سخت طاعون کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں چوہے مریں یا اس قسم کے آثار پائے جاویں فوراً ہماری جماعت کے لوگوں کو اسے چھوڑ دینا چاہئے۔ لاہور کی آبادی پہلے ہی حفظ صحت کے اصولوں کے خلاف ہے۔ ایسے موقعہ پر بے احتیاطی اور غفلت نہیں کرنی چاہئے۔ خدا کی کتاب سے یہی ثابت ہوتا ہے اور صحابہ کا بھی اسپر عمل تھا۔ میں نے آپکے ارشاد کا خلاصہ محض احباب کے فائدہ کی نیت سے چھاپ دیا ہے۔ یہ صرف لاہور پر منحصر نہیں ہر احمدی یاد رکھے کہ اگر خدا نخواستہ اس کے گھر میں چوہے مرنے لگیں تو فوراً اس مکان کو چھوڑ کر کھلے میدانوں میں چلے جانا چاہئے۔ اور صفائی اور پاکیزگی کا بھی لحاظ رکھنا چاہئے۔ اور ان سب اسباب کے ساتھ توبہ استغفار اور پاک تبدیلی کرتے ہوئے دعائیں میں لگے رہے خود حضرت مسیح موعود بھی اپنی جماعت کے لئے ایسی دعائیں کر رہے ہیں — ایڈیٹر

الخطبة

ہمارے ایک مکرم دوست کو جو قوم کے سید ہیں۔ اور ایک ریاست میں ایک معزز عہدے پر ممتاز ہیں اور اس سلسلہ میں اول درجہ کے مخلصین میں سے ہیں۔ اور ان کو حضرت بہت محبت اور دلی تعلق سے دیکھتے ہیں ان کو ایک ضرورت شرعی یعنے حصول اولاد کے لئے دوسری شادی کی ضرورت ہے۔ اور خود حضرت اقدس **مسیح موعود علیہ السلام** کا منشا ہے کہ وہ اس غرض کے واسطے دوسری شادی کریں اور حضور ہی کی اجازت سے سید موصوف نے میرے پاس ذکر کیا ہے کہ بذریعہ اخباروں کے واسطے مناسب جگہ کی تلاش کی جاوے۔ حضرت اقدس نے بھی خود عاجز کو بھی زبانی فرمایا ہے کہ اس معاملہ میں کوشش کروں اس واسطے تمام خط و کتابت میرے نام ہونی چاہئے۔ یا حضرت کے نام کیونکہ آخری فیصلہ حضرت اقدس کے حکم سے ہوگا۔ ایڈیٹر بدر

کتاب حیرت کی حیرانی

مصنفہ منشی عبدالعزیز صاحب دہلوی حصہ اول قیمت ۵ — حصہ دوم ۴ر دفتر الحکم سے مل سکتی ہے۔ درخواستوں کی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی ٭

طاعون

طاعون امسال نہایت ہی خطرناک طریق پر ترقی کر رہا ہے۔ اور آسمان کی جو حالت ہے وہ بہت ڈرانے والی ہے۔ یہ دن ہوتے تھے کہ **دھوپ** کی حدت سے طاعونی وارداتوں میں کمی شروع ہو جاتی تھی لیکن آسمان پر بادل ایسے محیط ہوئے ہیں کہ ایک دن اگر مطلع صاف ہے تو دوسرے دن غلیظ بادل اور سرد ہوائیں ڈسمبر اور جنوری کے مہینوں کو یاد دلاتی ہیں اللہ تعالیٰ اپنی عاجز مخلوق پر رحم فرمائے۔ ایسی حالت اور صورت میں ہم نے ضروری سمجھا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ اشتہار ایک مرتبہ پھر شائع کر دیں جو حضور نے اُس وقت شائع کیا تھا جب پنجاب میں طاعون پھیلی نہ تھی۔ اگر خدا تعالیٰ کے **صادق** موعود کی تکذیب نہ کی جاتی اور اُن ہدایات پر عمل کیا جاتا جو قبل از وقت بتائی گئی تھیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید تھی کہ یہ عذاب الٰہی دور ہو جاتا جب کہ خود **الہام الٰہی** میں موجود تھا۔ اب جبکہ حالت خطرناک ہو گئی ہے کیا عجب اس اشتہار کے پڑھنے سے بہت سی روحوں کو فائدہ پہنچ جاوے اور ہزاروں جانیں بچ جاویں۔ یہ اشتہار ہماری جماعتیں اپنے شہروں اور محلوں اور گاؤں کے احباب۔ رشتہ داروں میں کسی نہ کسی طرح پہنچا دیں خواہ چھپوا کر شائع کر دیں یا پڑھ کر سنا دیں بہرحال جس طرح ممکن ہو اس کی تبلیغ کر دیں اگر یہ عذاب الٰہی نازل ہو چکا ہے لیکن غالبٌ علیٰ امرہٖ خدا ابھی تبدیلی کرنے والوں پر اپنا رحم کرنے پر قادر ہے۔ ہم نے خود متاثر ہو کر اس اشتہار کو درج کیا ہے اور اسی نیت سے درج کیا ہے کہ کسی کو فائدہ پہنچ جاوے اور اس کے ساتھ ہی ہم حوادثات پلیگ کے متعلق وہ تحریریں بھی شائع کر رہے ہیں جو شائع ہو رہی ہیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ پلیگ کیا کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے وہ سپر حاصل کریں جس کا ذکر اس اشتہار میں ہے اور وہ **پاک تبدیلی** ہے۔ (آمین) اور وہ اشتہار یہ ہے۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ

طاعون

اِس مرض نے جس قدر بمبئی اور دوسرے شہروں اور دیہات پر حملے کئے اور کر رہی ہے اُن کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ دو سال کے عرصے میں ہزاروں بچے اس مرض سے یتیم ہو گئے اور ہزارہا گھر ویران ہو گئے۔ دوست اپنے دوستوں سے اور عزیز اپنے عزیزوں سے ہمیشہ کے لئے جُدا کئے گئے اور ابھی انتہا نہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ نے کمال ہمدردی سے تدبیریں کیں اور اپنی رعایا پر نظر شفقت کر کے لکھوکھا روپیہ کا خرچ اپنے ذمہ ڈال لیا۔ اور قواعد طبی کے لحاظ سے جہاں تک ممکن تھا ہدایتیں شائع کیں مگر اس مرض مہلک سے ابتک لکلی امن حاصل نہیں ہوا بلکہ بمبئی میں ترقی پر ہے اور کچھ شک نہیں کہ ملک پنجاب بھی خطرہ میں ہے۔ ہر ایک کو چاہیئے کہ اس وقت اپنی اپنی سمجھ اور بصیرت کے موافق نوع انسان کی ہمدردی میں مشغول ہو۔ کیونکہ وہ شخص انسان نہیں جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ اور یہ امر بھی نہایت ضروری ہے کہ گورنمنٹ کی تدبیروں اور ہدایتوں کو بدگمانی کی نظر سے نہ دیکھا جائے۔ غور سے معلوم ہوگا کہ اس بارے میں گورنمنٹ کی تمام ہدایتیں نہایت احسن تدبیر پر مبنی ہیں۔ گو ممکن ہے کہ آئندہ اس سے بھی بہتر تدابیر پیدا ہوں مگر ابھی نہ ہمارے ہاتھ میں نہ گورنمنٹ کے ہاتھ میں ڈاکٹری اصول کے لحاظ سے کوئی ایسی تدبیر نہیں ہے کہ جو شائع کردہ تدابیر سے عمدہ اور بہتر ہو۔ بعض اخبار والوں نے گورنمنٹ کی تدابیر پر بہت کچھ جرح کیا۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ اُن تدابیر سے بہتر کونسی تدبیر پیش کی۔ بے شک اس ملک کے شرفاء اور پردہ داروں پر یہ امر بہت کچھ گراں ہوگا کہ جس گھر میں بلا طاعون نازل ہو تو گو ایسا مریض کوئی پردہ دار جوان عورت ہی ہو تب بھی فی الفور وہ گھر والوں سے الگ کر کے ایک علیحدہ ہوادار مکان میں رکھا جائے جو اس شہر یا گاؤں کے بیماروں کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہو۔ اور اگر کوئی بچہ بھی ہو تو اُس سے بھی یہی معاملہ کیا جائے اور باقی گھر والے بھی کسی ہوادار میدان میں چھپروں میں رکھے جائیں لیکن گورنمنٹ نے یہ ہدایت بھی تو شائع کی ہے کہ اگر اس بیمار کے تعہد کے لئے ایک دو قریبی اُس کے اُسی مکان میں رہنا چاہیں تو وہ رہ سکتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ گورنمنٹ اور کیا تدبیر کر سکتی تھی کہ چند آدمیوں کو ساتھ رہنے کی اجازت بھی دیدے اور اگر یہ شکایت ہو کہ کیوں اُس گھر سے نکالا جاتا ہے اور باہر جنگل میں رکھا جاتا ہے تو یہ ایک احمقانہ شکوہ ہے۔ میں یقیناً اس بات کو سمجھتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ ایسے خطرناک امراض میں مداخلت بھی نہ کرے تو خود ہر ایک انسان کا اپنا وہم وہی کام اُس سے کرا دیتا جس کام کو گورنمنٹ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ مثلاً ایک گھر میں جب طاعون سے مرنا شروع ہو تو دو تین موتوں کے بعد گھر والوں کو ضرور فکر پڑے گا کہ اس منحوس گھر سے جلد نکلنا چاہیئے۔ اور پھر فرض کرو کہ وہ اُس گھر سے نکل کر محلہ کے کسی اور گھر میں آباد ہوئے اور پھر اس میں بھی یہی آفت دیکھنے لگے تب ناچار اُن کو اُس شہر سے علیحدہ ہونا پڑے گا۔ مگر یہ تو شریعت بھی منع کرتی ہے کہ شہر کا آدمی کسی دوسرے شہر میں جا کر آباد ہو۔

پس بموجب تعلیم الٰہی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا کا قانون بھی کسی دوسرے شہر میں جانے سے روکتا ہے۔ تو اس صورت میں بجز اس تدبیر کے جو گورنمنٹ نے پیش کی ہے کہ اسی شہر کے کسی میدان میں وہ لوگ رکھے جائیں اور کونسی نئی اور عمدہ تدبیر ہے جو ہم نعوذ باللہ اس خوفناک وقت میں اپنی آزادی کی حالت میں اختیار کر سکتے ہیں۔ پس نہایت افسوس ہے کہ نیکی کے عوض بدی کی جاتی ہے اور ناحق گورنمنٹ کی ہدایتوں کو بدگمانی سے دیکھا جاتا ہے۔ ہاں یہ ہم کہتے ہیں کہ ایسے وقت میں ڈاکٹروں اور دوسرے افسروں کو جو ان خدمات پر مقرر ہوں نہایت درجہ کے اخلاق سے کام لینا چاہیئے اور ایسی حکمت عملی ہو کہ پردہ داری وغیرہ امور کے بارے میں کوئی شکایت بھی نہ ہو اور ہدایتوں پر عمل بھی ہو جائے۔ اور مناسب ہوگا کہ بجائے سختی کے ملائمت اور نرمی سے کام لیا جائے۔ ہدایتوں کے فوائد دلوں میں جمائے جائیں تا بدگمانیاں پیدا نہ ہوں۔ اور مناسب ہے کہ بعض خوش اخلاق ڈاکٹر واعظوں کی طرح مرض پھیلنے سے پہلے دیہات اور شہروں کا دورہ کر کے گورنمنٹ کے مشفقانہ منشاء کو دلوں میں جما دیں تا اس نازک امر میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہو۔

واضح رہے کہ اس مرض کی اصل حقیقت ابھی تک کامل طور پر معلوم نہیں ہوئی اس لئے تدابیر اور معالجات میں بھی ابتک کوئی کامیابی معلوم نہیں ہوئی۔ مجھے ایک روحانی طریق سے معلوم ہوا ہے کہ اس مرض اور مرض خارش کا مادہ ایک ہی ہے۔ اور میں گمان کرتا ہوں کہ غالباً یہ بات صحیح ہوگی کیونکہ مرض جرب میں جیسے خارش میں ایسی دوائیں مفید پڑتی ہیں جن میں کچھ پارہ کا جزو ہو یا گندھک کی آمیزش ہو۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس قسم کی دوائیں اس مرض کے لئے بھی مفید ہو سکیں اور

جبکہ دونوں مرضوں کا مادہ ایک ہے تو کچھ تعجب نہیں کہ خارش کے پیدا ہونے سے اس مرض میں کمی پیدا ہو جائے۔ یہ روحانی قواعد کا ایک راز ہے جس سے میں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اگر تجربہ کرنے والے اس امر کی طرف توجہ کریں اور ٹیکا لگانیوالوں کی طرح بطور حفظ ما تقدم ایسے ملک کے لوگوں میں جو خطرہ طاعون میں ہوں خارش کی مرض پھیلا دیں تو میرے گمان میں ہے کہ وہ مادہ اس راہ سے تحلیل پا جائے اور طاعون سے امن رہے۔ مگر حکومت اور ڈاکٹروں کی توجہ بھی خدا تعالیٰ کے ارادے پر موقوف ہے۔ میں نے محض ہمدردی کی راہ سے اس امر کو لکھ دیا ہے۔ کیونکہ میرے دل میں یہ خیال ایسے زور کے ساتھ پیدا ہوا جسکو میں روک نہیں سکا۔

اور ایک ضروری امر ہے جسکے لکھنے پر میرے جوش ہمدردی نے مجھے آمادہ کیا ہے۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ جو لوگ روحانیت سے بے بہرہ ہیں اسکو ہنسی اور ٹھٹھے سے دیکھینگے مگر میرا فرض ہے کہ میں اسکو **نوع انسان کی ہمدردی کے لئے ظاہر کروں اور وہ یہ ہے کہ آج چھ فروری ۱۸۹۸ء روز یکشنبہ ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے** میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اس نے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلیگا یا یہ کہا کہ اس کے بعد کے جاڑے میں پھیلے گا۔ لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو میں نے دیکھا۔ اور مجھے اس سے پہلے طاعون کے بارے میں الہام بھی ہوا اور وہ یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ۔ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ[1] یعنے جب تک دلوں کی وبا معصیت دور نہ ہو تب تک ظاہری وبا بھی دور نہیں ہو گی۔ اور در حقیقت دیکھا جاتا ہے کہ ملک میں بدکاری کثرت سے پھیل گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت ٹھنڈی ہو کر ہوا و ہوس کا ایک طوفان برپا ہو رہا ہے۔ اکثر دلوں سے اللہ جل شانہ کا خوف اٹھ گیا ہے اور وباؤں کو ایک معمولی تکلیف سمجھا گیا ہے جو انسانی تدبیروں سے دور ہو سکتی ہے۔ ہر ایک قسم کے گناہ بڑی دلیری سے ہو رہے ہیں۔ اور قوموں کا ہم ذکر نہیں کرتے وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں ان میں سے جو غریب اور مفلس ہیں اکثر ان میں سے چوری اور خیانت اور حرام خوری میں نہایت دلیر پائے جاتے ہیں۔ جھوٹ بہت بولتے ہیں اور کئی قسم کے خسیس اور مکروہ حرکات ان سے سرزد ہوتے ہیں اور وحشیوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ نماز کا تو کیا ذکر کئی کئی دنوں تک منہ بھی نہیں دھوتے اور کپڑے بھی صاف نہیں کرتے۔ اور جو لوگ امیر اور رئیس اور نواب یا بڑے بڑے تاجر اور زمیندار اور ٹھیکہ دار اور دولتمند ہیں۔ وہ اکثر عیاشیوں میں مشغول ہیں اور شراب خوری اور زنا کاری اور بد اخلاقی اور فضول خرچی ان کی عادت ہے اور صرف نام کے مسلمان ہیں اور دینی امور میں اور دین کی ہمدردی میں سخت لاپرواہ پائے جاتے ہیں۔

اب چونکہ اس الہام سے جو ابھی میں نے لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر معلق ہے اور توبہ اور استغفار اور نیک عملوں اور ترک معصیت اور صدقات اور خیرات اور پاک تبدیلی سے دور ہو سکتی ہے۔ لہذا تمام بندگان خدا کو اطلاع دی جاتی ہے کہ سچے دل سے نیک چلنی اختیار کریں اور بھلائی میں مشغول ہوں اور ظلم اور بدکاری کے تمام طریقوں کو چھوڑ دیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ سچے دل سے خدا تعالیٰ کے احکام بجا لاویں۔ نماز کے پابند ہوں۔ ہر ایک فسق و فجور سے پرہیز کریں۔ توبہ کریں اور نیک بختی اور خدا ترسی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوں۔ غریبوں اور ہمسایوں اور یتیموں اور بیواؤں اور مسافروں اور درماندوں کے ساتھ نیک سلوک کریں اور صدقہ اور خیرات دیں اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور نماز میں اس بلا سے محفوظ رہنے کے لئے رو رو کر دعا کریں۔ پچھلی رات اٹھیں اور نماز میں دعائیں کریں۔ غرض ہر ایک قسم کے نیک کام بجا لائیں اور ہر قسم کے ظلم سے بچیں اور اس خدا سے ڈریں کہ جو اپنے غضب سے ایک دم میں ہی دنیا کو ہلاک کر سکتا ہے۔ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ یہ تقدیر ایسی ہے کہ جو دعا اور صدقات اور خیرات اور اعمال صالحہ اور توبہ نصوح سے ٹل سکتی ہے۔ اس لئے میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ میں عام لوگوں کو اس سے اطلاع دوں یہ بھی مناسب ہے کہ جو کچھ اس بارے میں گورنمنٹ کی طرف سے ہدایتیں شائع ہوئی ہیں خواہ نخواہ ان کو بدظنی سے نہ دیکھیں بلکہ گورنمنٹ کو اس کاروبار میں مدد دیں اور اس کے شکر گذار ہوں کیونکہ سچ یہی ہے کہ یہ تمام ہدایتیں محض رعایا کے فائدے کے لئے تجویز ہوئی ہیں اور ایک قسم کی مدد بھی ہے کہ نیک چلنی اور نیک بختی اختیار کر کے اس بلا کے دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے دعائیں کریں تا یہ بلا رک جائے یا اس حد تک نہ پہنچے کہ اس ملک کو فنا کر دیوے۔ یاد رکھو کہ سخت خطرے کے دن ہیں اور بلا دروازے پر ہے۔ نیکی اختیار کرو اور نیک کام بجا لاؤ۔ خدا تعالیٰ بہت حلیم ہے لیکن اس کا غضب بھی کھا جانے والی آگ ہے اور نیک کو خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرتا

مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ۔

بترس از خدائے بے نیاز و سخت قہارے
نہ پندارم کہ بد بیند خدا ترسے نکو کارے
مرا باور نہ می آید کہ رسوا گردد آں مردے
کہ می ترسد ازاں یارے کہ غفارست و ستارے
گر آں چیزے کہ می بینم عزیزاں نیز دیدندے
ز دنیا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے
خور تاباں سیہ گشت است از بدکاری مردم
زمیں طاعوں ہمی آرد پئے تخویف و انذارے
بہ تشویش قیامت ماند ایں تشویش گر بینی
علاجے نیست بہر دفع آں جز حسن کردارے
نشاید تافتن سرزاں جناب عزت و غیرت
کہ گر خواہد کشد در یک دمے چوں کرم بیکارے
من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

[illegible] ۶ فروری ۱۸۹۸ء

دعائی درخواست

مفصلہ ذیل احمدی میڈیکل سٹوڈنٹس انتہائی آخری امتحان میں ۲ اپریل سے شامل ہونگے۔ ہر ایک احمدی بھائی سے مودبانہ گذارش ہے کہ وہ ان طلبا کی کامیابی کیواسطے خود بھی خداوند کریم کی درگاہ میں دعا کرے اور دوسروں کو بھی کہے۔ (۱) سید غلام دستگیر۔ (۲) بابو محمد امین (۳) حسن علی۔ والسلام حسن علی میڈیکل سٹوڈنٹ ۶۳ میڈیکل کالج بورڈنگ ہوس

[1] یہ فقرہ انہ اوی القریۃ۔ ابتک اسکے معنے میرے پر نہیں کھلے۔ اور رویا عام وبا پر دلالت کرتی ہے مگر بطور تقدیر معلق۔ منہ

آریہ سماج اور فحش نویسی

کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ اخبارات ہندوستانی و ایڈووکیٹ کے معزز ایڈیٹر گنگا پرشاد ورما نے آریہ سماج کے لیڈنگ ممبروں کو آریہ سماج کے اس لٹریچر کی طرف توجہ دلائی تھی جو مختلف مذاہب کے خلاف اس کی طرف سے شایع ہوتا ہے۔ اور اس نے اس سخت زبانی اور درشت کلامی کی اصلاح کرنی چاہی تھی جو آریہ سماج کے بعض بڑے جوشیلے مقرر یا نوآموز مصنف استعمال کرتے ہیں مگر افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ آریہ سماج نے اس قابل قدر مشورہ کی کوئی قدر نہیں کی بلکہ مسٹر گنگا پرشاد ورما کو بھی اس وقت کچھ الٹی سیدھی سنا دی تھیں۔ آریہ سماج کی اس راست بیانی کو آریہ سماج کی ذمہ وار سبھاؤں یا سوسائٹیوں سے ہیں اس لئے منسوب کرنے کا حق رکھتا ہوں کہ جو لوگ ایسی فحش اور ناپاک تحریریں شائع کرتے ہیں ان کے خلاف کبھی کسی ذمہ وار سوسائٹی نے ریزولیوشن نہیں کیا بلکہ ان کے اخبارات اور رسالجات ایسے لوگوں کی پیٹھ بھرنے کو ہمیشہ آمادہ اور مستعد پائے گئے ہیں۔ اس وقت تک آریہ سماج ہی ایک ایسی سوسائٹی ہے جسکے واعظوں کے خلاف یہ الزام صحیح پایا گیا ہے سالانہ جلسوں پر ان کی بعض منڈلیاں باستثنائے بعض دل آزار بھجنوں کو اپنے جلسے کی رونق سمجھتی ہیں۔ اور ان کے سپیکر اپنی تقریر کا مشتعل ہونا اپنی کامیابی کا ذریعہ یقین کرتے ہیں اور وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کو بھی ایسے نوٹس لینا پڑا ہے یوگندر پال جو بہت ہی زبان دراز اور مشتعل تقریریں کرنے کا عادی ہے ضلع گورداسپور میں تقریر کرنے سے روکا گیا۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ آریہ سماج بجائے اصلاح کرنے کے اور جوش پھیلاتی ہے کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں اعتدال پیدا کرے؟ اور کیا آریہ سماج کے لیڈر اپنا اتنا بھی اثر نہیں رکھتے کہ وہ ایسے زبان دراز آدمیوں کو بجائے خود تنبیہ کریں تاکہ وہ سوسائٹی کے بدنام کرنے والے نہ ٹھیریں مگر نہیں معلوم آریہ سماج کیوں ایسی باتوں پر نوٹس نہیں لیتی یا اس کی ضرورت نہیں سمجھتی۔ آریہ سماج اگر اپنے مذہب میں کوئی خوبی رکھتی ہے تو ایسے علمی اور عملی رنگ میں متانت کے ساتھ پیش کرنے کا پورا حق اور اختیار رکھتی ہے اور گورنمنٹ نے آزادی دے رکھی ہے۔ ایسا ہی شرافت اور قابلیت کے ساتھ وہ دوسرے مذاہب پر نکتہ چینی بھی کر سکتی ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ نکتہ چینی نہایت ہی فحش اور مذموم طریق پر ہو۔ پچھلے دنوں آگرہ میں اسی قسم کی فحش نویسی کا ایک مقدمہ ہو چکا ہے اور آریہ سماج کے لئے وہ قابل عبرت ہونا چاہیے تھا۔ مگر نہیں ان مہاشئوں نے اس کو غیر ضروری سبق سمجھا۔ اور اپنی کامیابی اسی میں تصور کی کہ پہلے سے زیادہ **فحش نویسی** سے کام لیا جاوے چنانچہ آگرہ سے ایک خاص اخبار **مسافر** نام پر اب زیر دفعہ ۲۹۲ تعزیرات ہند بالزام فحش نویسی گورنمنٹ کی طرف سے ایک مقدمہ چلایا گیا ہے یہ اخبار لیکھرام آریہ مقتول کی یادگار سمجھا جاتا تھا۔ اور اس اخبار کے طرز تحریر کو تعجب ہے آریہ سماجیوں نے قابل تعریف قرار دیا تھا۔ گویا لیکھرام کی یادگار بجز فحش نویسی کے اور کچھ نہیں دلآزار تحریریں خصوصاً مسلمانوں کے خلاف شائع کرنا اس کا اصلی مقصد سمجھا گیا تھا۔ اور باوجودیکہ وہ اپنے نامناسب رویہ سے واقف تھا اور اس کے سامنے آگرہ ہی میں اس طریق پر بعض کو سزا ہو چکی تھی۔ مگر اس کی دیدہ دلیری دیکھو کہ اس نے اپنے طرز تحریر کو نہیں بدلا۔ اس لئے گورنمنٹ کا فرض ہونا چاہیے تھا کہ وہ ایک کمزور افراد رعایا کے مذہبی جذبات کا خیال اور حفاظت کرے۔ اور اسی بنا پر یہ مقدمہ چلایا گیا ہے۔ سید حبیب اللہ جائنٹ مجسٹریٹ صاحب آگرہ کے حضور یہ مقدمہ ہے۔ نتیجہ سے اطلاع دیجاوے گی۔ اس وقت پنجاب اور صوبجات متحدہ کی آریہ سماجوں کو بالاتفاق مناسب ہے کہ وہ اس اخبار کے لئے ملامت کا ووٹ پاس کریں جن سے اپنے طرز تحریر سے اپنی سوسائٹی کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔

اگرچہ یہ سچ ہے کہ **مسافر** کی مشکلات اس کی اپنی پیدا کردہ اور اس کی بے اعتدالیوں کا نتیجہ ہیں اور شاید اسی وجہ سے اسکو کوئی افسوس نہیں ہوگا اور وہ اس کو اپنے کرموں کا پھل سمجھے گا۔ مگر اس سے ایک عجیب نتیجہ اس اصول پر برآمد ہو سکتا ہے کہ کم از کم وہ کام جو مسافر کر رہا تھا۔ **پرماتما** کی نظر میں سخت معیوب اور مکروہ تھا اسی لئے اس کی پاداش میں اسے اس مخمصہ میں پھنسنا ضروری ہوا۔ بہرحال مسافر اپنے کئے کو بھگتے گا۔ اور اسے کوئی افسوس نہیں ہوگا۔ مگر آریہ سماجوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے لٹریچر کی اصلاح کرے اور پنجاب کے بعض **زبان دراز اور منہ پھٹ** رسالوں اور اخباروں کو بھی بطور خود مناسب ہدایت دے۔ کہ وہ اپنے طرز بیان کو بدل دیں ورنہ کیا عجب کہ پنجاب کی گورنمنٹ بھی ایسی تحریروں پر نوٹس لے۔ کیا اچھا ہوتا اگر وہ قانون پاس کر دیا جاتا جسکے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریک کی تھی۔

طاعون اور اس کا علاج

کسی دوسری جگہ میں نے وہ اشتہار چھاپ دیا ہے جو اول ہی اول بطور **بیدار کن گھنٹی** کے حضرت مسیح موعود نے شایع کیا تھا کاش اس سے فایدہ اٹھایا جاتا اور اسے ہنسی ٹھٹھے میں نہ اڑایا جاتا۔ پلیگ رپورٹ جو دوسری جگہ دی گئی ہے وہ ظاہر کرتی ہے کہ اس وقت کس شدت کے ساتھ ملک میں یہ عذاب الٰہی نازل ہو رہا ہے اور کس طرح پر پنجاب کے اضلاع میں وہ پودے جو سنہ ۱۸۹۸ء میں لگائے جا رہے تھے اب پھل پھول دے رہے ہیں۔ اگرچہ بہت دیر ہو چکی ہے لیکن پھر بھی وقت ہے کہ خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل کی تکذیب سے زبانیں بند ہو جائیں اور ہنسی ٹھٹھا چھوڑ کر خدا تعالیٰ سے صلح کی جاوے۔ وہ وقت آ چکا ہے کہ سب متفق ہو کر کہہ اٹھیں۔

یا مسیح الخلق عدوانا

جن لوگوں نے اس **مامور** کو قبول کیا ہے وہ زیادہ ذمہ وار ہیں اور خصوصاً ہم جو دوسروں کو تبلیغ کرتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل کے لئے ہمیں سب سے زیادہ دعاؤں اور تبدیلی کی حاجت ہے اور یہی علاج طاعون کا ہے کیونکہ زمینی علاج سب کے سب ناکامیاب ثابت ہو چکے ہیں۔ میں اپنے تمام بھائیوں سے التماس کرتا ہوں کہ ہر ایک اپنے بھائیوں کے لئے دعا کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عذاب سے بچاوے اور شماتت اعدا سے محفوظ رکھے۔ آمین

قصیدہ

(از عاجز عبد الخالق احمدی کوٹ ناظر نگر)

اے مسیح وقت مہدی زماں — اے نبی اللہ امام عارفاں
اے وجودت رحمت اللعالمیں — اے تروانت خلق را راحت رساں
اے سراپا نور رب ذو المنن — اے محمد احمد آخر زماں
انت منی و انا منک خدا — گفت در شان تو اے جان جہاں
بر تو باد احمد صلوٰۃ صد سلام — از خدائے ذو العطائے بیکراں
عرض خدمت میں ہے یہ بعد از سلام — دست بستہ با ادب چوں خادماں
آپ کے خدام اے عالیجناب — تنگ ہیں از ظلم ہائے ظالماں
ہر طرف ہے دشمنوں کا زور شور — ہیں بپا تحریر ہر سو ناکساں
کرتا استہزا ہے اور ٹھٹھا کوئی — ہے کوئی دیتا ہے کوئی گالیاں
کافر و دجال کہتے ہیں ہمیں — جب سنیں ہم سے احادیث و قرآں
جسقدر ہے ہو رہا ظلم و ستم — آپ پر روشن ہے سب اور ہے عیاں
ہم کو اس کی کچھ نہیں پرواہ حضور — خوش اگر ہے ہمیں خلاق جہاں
آپ کی فرقت کا پر بار گراں — اٹھ نہیں سکتا ہے اے جان جہاں
دل پریشاں رات دن فرقت میں ہے — جان بھی دوری سے ہے اب نیم جاں
آپ کی اس پاک صورت کا خیال — ہر گھڑی رہتا ہے اے روح رواں
چشم سے آنسو رواں ہیں دمبدم — غم ہیں تیرے اے مرے محبوب جاں
آرزو دارم کہ بر قدمت نثار — جاں کنم اے باعث آرام جاں
اے خدا جلدی کہیں آئیں وہ دن — ہوں رواں ہم جانب دار الاماں
پائیں دیدار لب پر جسقدر ہیں مشتاق — ہوں قدمبوسی سے آپ کے شادماں
اور وہاں سے پھر نہ آئیں ہم کبھی — ہوں اشتہ مقبرہ میں دفن وہاں
عبد خالق کی دعائیں ہوں قبول — از طفیل مہدی آخر زماں

پلیگ رپورٹ

ہفتہ ختمہ ۹ مارچ) حصار ۱۸ - کرنال ۱۵۴ - گوڑگانوہ ۱ - دہلی ۱۶۷ - کرنال ۱۱۷ - انبالہ ۱۰۹۵ - ہوشیار پور ۵۸۳ - جالندھر ۹۵۷ - لدھیانہ ۱۴۸۹ - فیروز پور ۶۳۸ - منٹگمری ۷۹ - لاہور ۷۹۷ - امرتسر ۱۱۴۴ - گورداسپور ۱۳۶۲ - سیالکوٹ ۱۲۳۵ - گوجرانوالہ ۱۱۹۴۶ - گجرات ۵۰ - شاہپور ۲۰۲ - جہلم ۳۴ - راولپنڈی ۳۰۰ - اٹک ۵۱ - لائل پور ۸۵ - ریاست پٹیالہ ۱۱۰۵ - ریاست کپورتھلہ ۳۸۴ - ریاست مالیرکوٹلہ ۵۴ - ریاست جیند ۹۱ - ریاست کلسیہ ۴۲ - ریاست فرید کوٹ ۱۱۶ - ریاست نابھہ ۳۴۵ میزان کل اموات ہفتہ ۹ مارچ میں ۱۳۹۶۴ ہفتہ سابقہ ۱۲۰۴۸

کلرک کی ضرورت

دفتر ریویو آف ریلیجنز کے لئے ایک انٹرنس تک تعلیم یافتہ ہوشیار منشی کلرک کی ضرورت ہے۔ انگریزی میں جسقدر کی ... طور پر سکتا ہو۔ اگر پہلے کچھ تجربہ کار ہو۔ اور ٹائپ رائٹنگ جانتا ہو تو اسے ترجیح دیجاویگی۔ تنخواہ حسب لیاقت خط و کتابت بنام ناظر دفتر ... ریویو ... ہو

اندرونی ڈائری

(رقم زدہ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد)

ایک لڑکی کی اس کی ساس کے ساتھ کچھ اچھی طرح نہیں بنتی تھی۔ لڑکی نے برسبیل شکایت اور گلہ کچھ عورتوں کے سامنے کہا کہ بُرا مقام ہے کہ جس میں میری ساس وغیرہ رہتے ہیں۔ آپ نے اس کو بہت بُرا منایا کہ شہر تو کوئی بُرا ہوتا ہی نہیں اگر کسی شہر کو بُرا کہا جائے تو اس سے مراد اُس کے شہر والے ہوتے ہیں۔ پس نہایت قابل افسوس ہے اس عورت کی حالت جو ایسا فقرہ اپنی زبان پر لاتی ہے یا اور اس طرح اپنے خاوند اور اُس کے والدین کی بُرائی کرتی ہے اور اس کے بعد اس عورت کو بہت سمجھایا اور کہا کہ خدا تعالیٰ ایسی باتیں پسند نہیں کرتا یہ مرض عورتوں میں بہت کثرت سے ہوا کرتا ہے۔ کہ وہ ذرا سی بات پر بگڑ کر اپنے خاوند کو بہت کچھ بھلا بُرا کہتی ہیں۔ بلکہ اپنی ساس اور سسر کو بھی سخت الفاظ سے یاد کرتی ہیں حالانکہ وہ اُس کے خاوند کے بھی قابل عزت بزرگ ہیں، وہ اس کو ایک معمولی بات سمجھ لیتی ہیں۔ اور ان سے لڑنا ایسا ہی سمجھتی ہیں جیسا کہ محلہ کی اور عورتوں سے جھگڑنا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کی خدمت اور رضا جوئی ایک بہت بڑا فرض مقرر کیا ہے۔ یہاں تک کہ ... ہے کہ اگر والدین کسی لڑکے کو مجبور کریں۔ کہ وہ اپنی عورت کو طلاق دیدے تو اُس لڑکے کو چاہیئے۔ کہ وہ طلاق دیدے۔ پس جبکہ ایک عورت کی ساس اور سسر کے کہنے پر اس کو طلاق مل سکتی ہے۔ تو اور کونسی بات رہ گئی ہے اس لئے ایک عورت کو چاہیئے کہ ہر وقت اپنے خاوند اور اُسکے والدین کی خدمت میں لگی رہے۔ دیکھو کہ عورت جبکہ اپنے خاوند کی خدمت کرتی ہے تو اُسکا کچھ بدلہ بھی باقی ہے ... اُس کی خدمت کرتی ہے تو وہ اس کی پرورش کرتا ہے۔ مگر والدین تو اپنے بچے ... لیتے وہ تو اُس کے پیدا ہونے سے لیکر اُس کی جوانی تک اُس کی خبر گیری کرتے ... اور بلا کسی اجر کے اس کی خدمت کرتے ہیں۔ اور جب وہ جوان ہوتا ہے تو اسکا ... کرتے اور اُس کی آئندہ بہبودی کیلئے تجاویز سوچتے اور اُس پر عمل کرتے ہیں۔ ... پھر جب وہ کسی کام پر لگتا ہے۔ اور اپنا بوجھ آپ اُٹھانے۔ اور آئندہ زمانے کے لئے کسی کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے تو کس خیال سے اُس کی بیوی اسکو اپنے ماں باپ سے جُدا کرنا چاہتی ہے یا کسی ذرہ سی بات پر سب و شتم پر اُتر آتی ہے۔ اور یہ ایک ایسا ناپسند فعل ہے جسکو خدا اور مخلوق دونوں ناپسند کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے انسان پر دو ذمہ واریاں مقرر کی ہیں ایک حقوق اللہ اور ایک حقوق العباد پھر اسکے ... کئے ہیں یعنے اول تو ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری اور پھر دوسرے مخلوق الٰہی کی بہبودی کا خیال اور اسی طرح ایک عورت پر اپنے ماں باپ اور خاوند اور ساس سسر کی خدمت اور اطاعت پس کیا بدقسمت ہے وہ جو ان لوگوں کی خدمت ترک کرکے حقوق عباد اور حقوق اللہ دونوں کی بجا آوری سے مُنہ موڑتی ہے۔ حقوق اللہ میں بھی اس لئے لکھا ہے کہ وہ اس طرح خدا کے حکم کو بھی ٹالتی ہے۔ (اڈیٹر)

کسی لڑکی کا نام جنت تھا کسی شخص نے کہا کہ یہ نام اچھا نہیں کیونکہ بعض وقت انسان آواز مارتا ہے۔ کہ جنت گھر میں ہے۔ اور اگر وہ نہ ہو تو گویا اس سے ظاہر ہے کہ دوزخ ہی ہے یا کسی کا نام برکت ہو اور یہ کہا جائے کہ گھر میں برکت نہیں تو گویا نحوست ہوئی فرمایا یہ بات نہیں ہے نام کے رکھنے سے کوئی ہرج نہیں ہوتا اور اگر کوئی کہے کہ برکت اندر نہیں ہے تو اس کا تو مطلب یہ ہے کہ وہ انسان اندر نہیں ہے۔ نہ یہ کہ برکت نہیں یا اگر کہے کہ جنت نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ جنت نہیں اور دوزخ ہے بلکہ یہ کہ وہ انسان اندر نہیں۔ جس کا نام جنت ہے کسی اور نے کہا کہ حدیث میں بھی ممانعت آئی ہے فرمایا۔ کہ میں ایسی حدیثوں کو ٹھیک نہیں جانتا اور

ایسی حدیثوں سے اسلام پر اعتراض ہوتا ہے کیونکہ خدا کے بنائے ہوئے نام۔ عبداللہ۔ عبدالرحیم۔ اور عبدالرحمن جو ہیں۔ ان پر بھی بات لگ سکتی ہے۔ کیونکہ جب ایک انسان کہتا ہے کہ عبدالرحمن اندر نہیں تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہو سکتا۔ کہ عبدالشیطان اندر ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ وہ شخص جس کا نام نیک فال کے طور پر رکھے جاتے ہیں نہ وہ شخص بھی اس نام کے مطابق ہو۔

ذکر ہوا کہ خاندان مغلیہ کے آخری بادشاہ کے وقت جو کچھ انگریزوں نے سلوک کیا ہے اس پر ایک اخبار نے بہت سا شور مچایا ہے اور اسکو برا منایا ہے فرمایا یہ بات نہیں خدا کسی قوم پر یا کسی خاص شخص پر ظلم نہیں کرتا۔ جب انسان خود کوئی گناہ کرتا ہے تو اس وقت اسکی تادیب کے لئے خدا تعالیٰ اس پر مصیبت نازل فرماتا ہے بہادر شاہ سے اور اس کے چند پہلے بزرگوں سے چونکہ بہت کچھ خطائیں سرزد ہوئیں خدا تعالیٰ نے ان کو اس بات کے لائق نہ دیکھا کہ وہ حکومت کریں تب انگریزوں کو ان پر مسلط کر دیا اگر وہ ایسے کام نہ کرتے۔ تو خدا تعالیٰ بھی ایسا نہ کرتا۔ بلکہ میرے خیال میں خدا تعالیٰ نے بہادر شاہ پر بہت بڑا احسان کیا۔ کیونکہ اس طرح تکلیفیں برداشت کر کے اسکے گناہ معاف ہو گئے اور جو سلوک انگریزوں نے کیا۔ وہ تو فاتح قومیں کیا ہی کرتی ہیں۔ اگر بہادر شاہ فتحیاب ہو جاتا۔ تو کیا وہ ایسا نہ کرتا۔

طب ایک صاحب گھر میں آئے طب کا ذکر شروع ہوا فرمایا کہ طبیب میں علاوہ علم کے جو اس کے پیشہ کے متعلق ہے ایک صفت نیکی اور تقویٰ بھی ہونی چاہیئے۔ ورنہ اس کے بغیر کچھ کام نہیں چلتا۔ ہمارے پہلے لوگوں میں اس کا خیال تھا اور لکھتے ہیں کہ جب نسخہ پر ہاتھ رکھتے تو یہ کہتے ہیں کہ [illegible] لنا

الا ما علمتنا یعنے اے خدا نہ بزرگ ہیں کچھ علم نہیں مگر وہ جو تو نے سکھایا۔ فرمایا کہ دیکھو پچھلے دنوں میں مبارک احمد کو خسرہ نکلا تھا۔ اس کو اسقدر کھجلی ہوتی تھی کہ وہ پلنگ پر کھڑا ہوتا تھا۔ اور بدن کی بوٹیاں توڑتا تھا جب کسی بات سے فایدہ نہ ہوا تو میں نے سوچا کہ اب دعا کرنی چاہیئے۔ میں نے دعا کی اور دعا سے ابھی فارغ ہی ہوا تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ کچھ چھوٹے چھوٹے چوہوں جیسے جانور مبارک احمد کو کاٹ رہے ہیں ایک شخص نے کہا کہ انکو چادر میں باندھکر باہر پھینک دو چنانچہ ایسا کیا گیا جب میں نے بیداری میں دیکھا تو مبارک احمد کو بالکل آرام ہو گیا تھا۔ اسی طرح درست شفا جو مشہور ہوتے ہیں اس میں کیا ہوتا ہے۔ وہی خدا کا فضل اور کچھ نہیں۔

دعا فرمایا کہ دعائیں بعض دفعہ قبولیت نہیں پائی جاتی۔ تو ایسے وقت اس طرح سے بھی دعا قبول ہو جاتی ہے کہ ایک شخص بزرگ سے دعا منگوائیں۔ اور خدا سے دعا مانگیں کہ وہ اس مرد بزرگ کی دعاؤں کو سنے۔ اور بارہا دیکھا گیا ہے کہ اس طرح دعا قبول ہو جاتی ہے۔ ہمارے ساتھ بھی بعض دفعہ ایسا واقعہ ہوا ہے اور پہلے بزرگوں میں بھی دیکھا جاتا ہے جیسا کہ باوا غلام فرید ایک دفعہ بیمار ہوئے اور دعا کی مگر کچھ بھی فائدہ نظر نہ آیا۔ تب آپ نے اپنے ایک شاگرد کو جو نہایت ہی نیک مرد اور پارسا تھے (شاید شیخ نظام الدین رح یا خواجہ قطب الدین رح) دعا کے لئے فرمایا انھوں نے بہت دعا کی اور مگر پھر بھی کچھ اثر نہ پایا گیا یہ دیکھکر انھوں نے ایک رات بہت دعا مانگی کہ اے میرے خدا اس شاگرد کو وہ درجہ عطا فرما کہ اس کی دعائیں قبولیت کا درجہ پائیں۔ اور صبح کے وقت ان کو کہا۔ کہ آج ہم نے تمہارے لئے یہ دعا مانگی ہے یہ سنکر شاگرد کے دل میں بہت ہی رقت پیدا ہوئی اور اس نے اپنے دل میں کہا کہ جب انھوں نے میرے لئے ایسی دعا کی ہے۔ تو آؤ پہلے انہیں ہی شروع کرو۔ اور انھوں نے اسقدر زور شور سے دعا مانگی کہ باوا غلام فرید کو شفا ہو گئی۔

دعا بارش سخت زور سے ہو رہی تھی۔ اور کوئی وقت ایسا نہ ہوتا تھا۔ کہ بالکل پچھے مکانوں کے گرنے کا سخت اندیشہ ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ بارشوں یا آندھیاں یا اور طوفانوں میں خدا سے دعا مانگنی چاہیئے کہ وہ ہمارے لئے اس عذاب میں کوئی بہتری کی ہی صورت پیدا کرے اور ہر ایک شر سے محفوظ رکھے جو اس سے پیدا ہوتا ہے اسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے وقتوں میں دعا مانگا کرتے تھے۔ اور جب بارش یا آندھی آتی تھی۔ تو گھبرائے سے معلوم ہوتے تھے اور کبھی اندر جاتے تھے اور کبھی باہر جاتے تھے کہ کہیں قیامت تو نہیں آگئی۔ گو قیامت کی بہت سی نشانیاں انکو بتائی گئی تھیں۔ اور ابھی مسیح کی آمد کا بھی انتظار تھا۔ مگر پھر بھی وہ خیال کرتے تھے۔ کہ خدا بڑا بے نیاز ہے اس لئے سب کو چاہیئے۔ کہ اس کی بے نیازی سے ڈرتے رہیں اور ہمیشہ ایسے موقعوں پر خصوصیت سے دعائیں کرتے رہیں۔

حضرت عیسیٰ فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ مہد میں بولنے لگے اس کا یہ مطلب نہیں کہ پیدا ہوتے ہی یا دو چار مہینہ کے بولنے لگے بلکہ اس سے مطلب ہے کہ جب وہ دو چار برس کے ہوئے کیونکہ یہی وقت تو بچوں کا پنگھوڑے میں کھیلنے کا ہوتا ہے اور ایسے بچے کئی باتیں کرتا کوئی تعجب انگیز امر نہیں ہماری لڑکی امۃ الحفیظ بھی بڑی باتیں کرتی ہے۔

ڈوئی کے متعلق اشتہار کی ضرورت

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ خوشخبری تو آپ لوگوں تک بذریعہ الحکم و بدر پہنچ چکی ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے ایک روشن نشان ملک امریکہ میں ظاہر کیا ہے۔ یہ پیشگوئی بڑی کثرت کے ساتھ امریکہ کے اخباروں میں شائع ہو چکی تھی۔ اسلئے اب یہ نہایت ضروری ہے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کو بھی امریکہ اور یورپ میں ظاہر کیا جاوے کیونکہ اسکے بغیر اتمام حجت نہیں ہوتا۔ میگزین ریویو آف ریلیجنز کے علاوہ یہ بھی باہر مفت بھیجا جاتا ہے اسلئے اس میں گنجائش نہیں اگر اشاعت اسلام سے محبت رکھنے والے کوشش کریں تو چار پانچسو روپیہ اکے لئے اکٹھا جمع ہونا مشکل کام نہیں ہے زیادہ لکھنے کی نہیں چاہتا کیونکہ آپ لوگ خود اس ضرورت کو خوب سمجھتے ہیں چار پانچسو روپیہ سے چھ ہزار اشتہار شائع ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ اس اشتہار [illegible] ملک میں ظاہر فرمایا ہے تو وہاں لوگوں کو بھی [illegible] پیدا کر دیگا۔ [illegible] صداقت اور سچائی خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کی صداقت پر ایمان لانیوالے ہیں [illegible] روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھیجیں اور [illegible] متعلق اشتہار [illegible] یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ اس اشتہار کا جلدی [illegible] ازبس ضروری ہے کیونکہ ابھی ڈوئی کی موت کا واقعہ تازہ ہے۔ اس لئے یہ روپیہ جلدی جمع ہونا چاہیئے۔ وہ لوگ [illegible] کہ اگر وہ نے مرنے پر یونہی خوشیاں کرتے ہیں۔ ہم کسی کے مرنے پر [illegible] خوش ہوتے ہیں کہ اس ایک کی موت سے ہزاروں کو زندگی ملیگی۔ یہ خدا تعالیٰ کے روشن نشان ہیں وہ چیز ہیں جن سے سچا ایمان دل میں پیدا ہوتا ہے اور ایک نئی زندگی انسان کو ملتی ہے۔ خاکسار محمد علی

قربانی پر ایک آریہ کا اعتراض

عید الضحیٰ سے ایک دو روز پہلے ایک آریہ ڈاکٹر سے مجھکو گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا۔ آریہ مذکور نے گفتگو کے سلسلہ میں قربانی کا بھی ذکر کر کے اعتراض کیا کہ عید کے دن تمھارے مسلمان بھائی نہایت بے رحمی سے ہزاروں جانوروں گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرینگے اور اُن کے اس طرح ذبح کرنے سے تمھارے دلوں میں بالکل رحم نہیں آتا۔ **میں**۔ بموجب آپ کے مسئلہ تناسخ کے مسلمانوں کا یہ فعل یعنے گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرنا اُن کی حالت پُر ملالت پر کمال درجہ کی مہربانی کرنا ہے۔ **آریہ**۔ وہ کیسے؟ **میں**۔ وہ اس طرح پر کہ آپ کا اعتقاد ہے کہ جس قدر جاندار حیوان و درخت وغیرہ ہیں یہ درحقیقت کسی وقت میں انسان تھے جو کہ بسبب گناہوں اور شامت اعمال کے یہ روز بد دیکھ رہے ہیں کہ کوئی تو ان میں سے بکری و گائیں بن گئے اور کوئی کیڑے مکوڑے اور کوئی درخت وغیرہ اور یہ ظاہر ہے کہ چوپایوں اور دوسرے حیوانوں و درختوں وغیرہ کی جون میں رہنا سخت درجہ کی ذلت اور اہانت کی نشانی ہے کیونکہ کیڑے مکوڑوں اور چوپایوں کے ساتھ انسان کے فرزند جس میں آریہ بھی شامل ہیں وہ وہ حرکتیں کرتے ہیں کہ اُن کا بیان موجب طول طویل ہے خاص کر وہ نمونہ زیادہ تر قابل غور ہیں جو یکوں میں جوتے جاتے ہیں نیز وہ بیل جو میلے کی گاڑیوں میں اور اینٹوں کی لدی ہوئی گاڑیوں میں جوتے جاتے ہیں اور اُن کو ہانکنے والے جو کچھ اُن کے ساتھ حرکتیں کرتے ہیں یعنے اُن کے چوتڑوں کو خوب لال کرتے ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی کو سختی اور تکلیف سے رہائی دینا بڑا اچھا کام ہے جب کہ ایک جوان کو جیل خانہ میں ڈالنا بہادری کا کام نہیں بلکہ جیل خانہ سے چھڑانا بہت بڑی خوبی کا کام ہے۔ پس بدیں لحاظ مسلمانوں کا قربانی کر کے گائیں بکری بھیڑ وغیرہ کو ذبح کر کے اُن کو اُن کی اس جون سے رہائی دینا بڑا پُن اور احسان کا کام ہے جو کہ مسئلہ تناسخ کے قائل کے نزدیک کسی طرح بھی اعلیٰ درجہ کے مہاتماؤں کے کام سے کم نہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ مسلمان آپکے اصول کے بموجب قربانی کرنے میں بہت بڑا کام آپکے مشن کا کر رہے ہیں کہ اس طرح آپ کے بھائی بندوں کو ناقص جونوں (چوپایوں) سے رہائی دیکر ہیں جسکو امید ہے کہ آپ کے یہ تمام بھائی بند جو بسبب اپنی شامت اعمال کے گائیں بکری بھیڑ وغیرہ بن گئے تھے بڑی محبت کی نظر سے دیکھتے ہونگے اور زبان حال سے اس سچی نجات کا شکریہ ادا کرتے ہونگے اور آپ کی حالت زار پر آٹھ آٹھ آنسو بہاتے ہونگے کہ خواہ مخواہ آپ اُن کی طرفداری کر کے اُن کو بدترین جہنم میں رہنے دینے کے ایک عرصہ بعید تک کوشاں ہیں یعنے آپ لوگ نہیں چاہتے کہ کسی طرح اُن کی سزا کی جون جلدی کٹے اور اُن کو کسی وقت پھر انسانی نصیب ہو۔ **آریہ**۔ تمھارا کیا حق ہے کہ تم گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرو اور اُن کا گوشت کھاؤ؟ **میں**۔ اگر آپکے نزدیک ہمارا حق نہیں کہ گائیں بکری وغیرہ کو ذبح کر کے کھائیں تو جناب مہاشہ صاحب! آپ کا کب حق ہے کہ گائیں یا بکری کا دودھ پیویں اور گھوڑے ٹٹو پر چڑھیں اور بیلوں کو گاڑیوں میں جوتیں یا اُن سے ہل چلانے کا کام لیں؟ **آریہ**۔ دودھ تو اسی لئے ہے کہ نوش کیا جاوے یعنے گائیں بکری کے دودھ محض ہماری خاطر پیدا ہوتا ہے۔ **میں**۔ یہ بات آپ کی محض غلط ہے کیونکہ جب تک گائیں و بکری کے بچہ پیدا نہیں ہوتا تب تک وے دودھ نہیں دیتیں۔ پس اس سے اگر کچھ نکلتا ہے تو یہ کہ گائیں بکری سے دودھ اُس کے بچے کے لئے پیدا ہوتا ہے مگر آپ اُس کے بچے کی امانت میں خیانت کر کے خود ہضم کر جاتے ہیں پس بتلایئے کہ آپ کو کیا حق پہنچتا ہے کہ گائیں بکری کے بچے کو کھونٹے سے باندھکر اور اُس کو پیاسا چھوڑ کر اُس کی ماں کا دودھ نچوڑ کر خود چین اڑاویں؟ **آریہ**۔ ہم دودھ محض اس لئے لیتے ہیں کہ دودھ کی خاطر چارہ اُس کو دیتے ہیں یعنی چارہ کا حصہ لے لیتے ہیں اور اُسکے بچے کے لئے بھی چھوڑتے ہیں۔ **میں**۔ پس یہی جواب ہماری طرف سے بھی خیال فرمالیجئے یعنے یہ کہ گائیں اور بکری کی پرورش محض اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ انسانی غذا اور خوراک ہے یعنے اُنکا دودھ پینے کے لئے گوشت کھانے کے لئے چمڑہ استعمال کرنے کے لئے مگر آپ لوگ صرف گوشت کھانا گناہ سمجھتے ہیں چمڑہ کا استعمال کرنا جوتی پہننا یا دوسرے کام میں استعمال کرنا دودھ پینا گناہ نہیں سمجھتے باوجودیکہ ذبح کرنا اس لئے بُرا سمجھتے ہیں کہ اُس سے جیئو کو دُکھ پہنچتا ہے مگر پھر بھی گائیں بکری کے بچے کو باندھکر اُس کا جی دُکھاتے ہیں اور دودھ لیکر چین اڑاتے حالانکہ آپکے اصول کے بموجب آپ کا حق ہی نہیں کہ گائیں یا بکری کا دودھ پیئیں چمڑہ کو استعمال کریں۔ گھوڑے اور ٹٹو پر چڑھیں بیل کو گاڑی میں جوتیں یا اُن سے ہل چلانے کا کام لیں کیونکہ وہ آپ کے ہی بھائی بند ہیں اُن میں اور آپ میں بجز چولہ انسانی اور حیوانی اور کچھ فرق نہیں ہے۔ پس بموجب حکم "اھنسا پرمون دھرما" کے آپ کا حق بالکل نہیں کہ آپ اُن سے مذکورہ بالا معاملات کریں۔ مگر مسلمانوں اور دوسرے گوشت خور قوموں کے نزدیک بلکہ قانون قدرت کے رو سے یہ تمام انسانی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور کہ یہ تمام ہرگز ہرگز ہمارے بھائی بند نہیں ہیں۔ **آریہ**۔ کیا کوئی اپنی ماں کو جو اُس کو دودھ پلاتی ہو جان سے مار کر اُس کا گوشت کھا سکتا ہے؟ **میں**۔ نہیں اور ہرگز نہیں نہ حیوان کا بچہ اپنی ماں کو کھا سکتا ہے اور نہ انسان کا مگر انسان کے بچے دودھ بھی پی لیتے ہیں اور گوشت بھی کھا لیتے ہیں اور چمڑہ سے بھی کام لے لیتے ہیں جیسے انسان بکری گائیں وغیرہ کے ساتھ کرتے ہیں اور حیوان بھی مثلاً درندے اگر انسان کو پا جائیں تو ہضم کر جاتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ گوشت اور دودھ ہر دو خون سے بنتا ہے اور خون غذا سے پیدا ہوتا ہے مگر آریہ سماج کا یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ سبزی کے پودے بھی انسانی روحیں رکھتے ہیں اور جسمیں وہ بیں آریہ سماج انسانی جسم اور سبزے کے پودوں میں مابہ الامتیاز فرق نہیں کر سکتے بلکہ اُس کا اقرار ہے کہ یہ ہر دو برکرتی اور پرمانوں سے پیدا ہوئے ہیں۔ پس اگر سبزی ہی انسانی خوراک تسلیم کیجاوے بطور فرض کے تو اس میں یعنے درختوں اور سبزی کے پودوں کی کھال و پتوں میں اور حیوانات کے یعنے گائیں بکری کے گوشت میں مابہ الامتیاز بموجب اصول آریہ سماج کے کچھ فرق نہیں ٹھیرتا۔ لہذا ثابت ہوا کہ گوشت ضرور بضرور انسانی خوراک ہے کیونکہ جب یہ مانا گیا کہ دودھ و گوشت ہر دو غذا سے پیدا ہوتا ہے تو دودھ کا پینا اور گوشت کا کھانا ایسا ہے جیسے کہ گڑ کا کھا لینا اور گڑ کے بنے ہوئے گلگلوں سے پرہیز کرنا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے اوپر کیونکر الزام قائم کر سکتا ہے جس حالت میں کہ ایک چیز کے دو جزو ہیں ایک کو آپ کھا یا دوسری کو ہم لے! ہاں یہ بے تُک بات ہے کہ ہم میں آپ کے اصول کے بموجب ایک فخر رہا وہ اس طرح پر کہ آپنے باوجود اس بات کے قائل ہونے کے کہ کسی جیو کو دکھ دینا سخت درجہ کی بے دھرمی اور مہاں پاپ ہے ایک ننھی سے گائی کے بچے کو کھونٹے کے ساتھ باندھکر اُس کی ماں کی چھاتیوں سے دودھ نچوڑ کر ہضم کیا اور ہم نے اُن گائیں اور بکریوں کو جو بموجب آپ کے اعتقاد کے اپنے پاپوں کی بدولت انسانی جونے سے نکال کر چوپایوں کے چولے میں ڈالے گئے اس ذلت سے اُن کو

رہائی بخشی یعنے اُن کا ایک جون چکر جلدی سے ختم کرایا لہذا ہمارا کام
پُن پر مبنی ہوا اور آپ کا ظلم و جور پر۔ آریہ۔ اگرچہ ہم گائیں بکری
وغیرہ کا دودھ حاصل کر کے کام میں لاتے ہیں مگر تمہاری طرح اُن کو جان
سے تو نہیں مارتے۔ پس تمہارے کام پاپ سے سراسر لبریز ہیں۔ میں۔
اگر ہم گائیں کو یا بکری کو ذبح کرنے کی وجہ سے پاپی ٹھہر سکتے ہیں تو آپ سے
بڑھکر شاید ہی کوئی دنیا میں مہان پاپی ہوگا کیونکہ آپ لوگ اس بات کے
بھی مقر ہیں کہ درختوں میں بھی انسانی روحیں ہیں جو کہ بقول سوامی جی
مہاراج اسوجہ درختوں میں داخل کی گئیں کہ انھوں نے انسان ہونے
کی حالت میں بذریعہ جسم کے چوری کی دوسرے کی عورت سے مباشرت
کی تھی اور نیک آدمیوں کو قتل کیا تھا ایسا ہی حال کی تحقیقات سے یہ
امر ثابت کیا گیا ہے کہ پانی میں کیڑے ہیں اور دودھ کے کیڑے بھی
مسلم ہیں اور یہ تمام کیڑے بموجب اصول آپ کے کسی وقت میں
انسان تھے جو کہ بسبب شامت اعمال کے یہ روز بد بھوگ رہے ہیں
کہ کسی کو ان میں سے آپ دودھ و پانی پینے کے ذریعہ اور کسی کو سانس
لینے کے ذریعہ کسی کو روٹی پکانے کے ذریعہ اور کسی کو پیروں کے نیچے
کچلنے کے ذریعہ تباہ کرتے ہیں۔ اب خود ہی غور کریں کہ جو ایک
ننھی سی جان کی خاطر اس قدر تباہیاں کرنا روا رکھتا ہے کیا اُسکو جرأت
ہو سکتی ہے کہ کسی کو ایک گائے یا بکری کے ذبح کرنے پر نصیحت کرنے کیلئے
لب کشائی کر سکے:۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایک گائیں اور بکری کے ذبح
کرنے سے بہت انسان مستفید ہو سکتے ہیں مگر ایک سبزی کے پودہ سے
یعنے میتھی و پالک کے ساگ سے یا پانی ایک قطرہ سے کچھ نہیں بنتا۔
آریہ۔ پانی پینے دودھ پینے روٹی پکانے ہوا لینے چلنے پھرنے میں
ہم سب حصہ دار ہیں مگر گوشت کھاتے ہیں تم لوگ زیادتی پر ہو۔
میں۔ ہمارا تو یہ اصول ہی نہیں کہ کوئی انسان کا بچہ حیوان کی جون میں
جا سکتا ہے یا حیوان کا بچہ انسانی جون دھارن کر سکتا ہے یا درخت
کیڑا مکوڑا وغیرہ بن سکتا ہے جب ہم اس امر کے قائل ہی نہیں کہ درختوں میں
یا ہوا کے کیڑوں میں ہمارے ہی ارواح ہمارے گناہوں کی وجہ سے
داخل ہو جاتے ہیں تو ہمارے اوپر ایسا الزام عائد کرنا تمہارے درجہ کی گمراہی
پر دال ہے۔ ہاں آپ اس بات کے قائل ہیں کہ درخت بھی کسی زمانے میں
انسان تھے اور کہ گائیں بکری گھوڑا نیز جون کیڑے مکوڑے اور وہ
کیڑے جو سبزے کے پتوں میں رہتے ہیں پانی کے کیڑے دودھ وغیرہ
سب کسی وقت انسان تھے جو کہ گناہوں کی سزا میں یہ روز دیکھ رہے
ہیں پس سبزی کے درختوں پالک میتھی وغیرہ کو کاٹنا نہ صرف ایک خون
بلکہ بہت سے خون کرنا ہے کیونکہ سبزے کے درخت تو بجائے خود
ایک انسانی روح کا چولہ ہیں اور اُس میں رہنے والے کیڑے دوسرا وجود ہیں
جو فرض کیجئے کہ اگر ایک سبزے کے پودہ میں دس پتے ہوں اور ہر ایک
پتے پر اگر ایک ہی کیڑا ہو تو اس طرح پر گیارہ جیو کو آپ نے ہلاک کیا
مگر سبزی کے ایک پودے سے بنتا ہی کیا ہے۔ پس فرض کے طور پر
اگر دس پودے بھی لئے جاویں تو حساب کے لحاظ سے ایک سو دس
خون آپ ایک وقت میں کرتے ہیں اور ابھی پانی کا حساب الگ ہے۔
سانس لینے سے جو کیڑے ہلاک کرتے ہیں وہ الگ ہیں۔ پس کہاں
ایک گائیں و بکری کہ ایک کے ذبح کرنے سے بہت سے انسان فائدہ
اُٹھاتے ہیں اور کہاں سبزی کھانا کہ ایک سو دس خون کر کے بھی پیٹ
نہیں بھر سکتا لہذا ثابت ہوا کہ آریہ سماج کے اصول کے بموجب (جو کہ
تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے) سبزی کھانا بہت بڑے پاپی

بلکہ مہان پاپی کا کام ہے جو کہ کسی طرح بھی اول درجہ کے سفاک اور
کٹ مہرے سے کم نہیں اس لئے چاہیئے کہ آریہ سماج اگر فی الحقیقت
وید کو مت و ودیاؤں کی ایک مانتی ہے اور اُس کی تعلیم اہنسا
پرموں دھرم جانتی ہے تو فوراً سبزی کھانا آج سے چھوڑ دے۔ ورنہ
معقول دلائل سے ہم کو سمجھائے کہ کیوں وہ اس قدر خون کرنا
روا رکھتی ہے جسکو کہ وہ خود بُرا سمجھتی ہے؟ غرضیکہ اگر محض جیو ہتیہ
کی خاطر گوشت کا تیاگ آریہ لوگ کرتے ہیں تو سبزی میں بموجب
تحقیقات حقہ مسلمہ آریہ سماج کے بڑی اعلیٰ کی جیو ہتیہ موجود ہے
کیونکہ آریہ لوگ محض اپنے شکم کی خاطر اپنے ہم جنس روحوں کما دے
شریروں کو ایک ایک وقت میں بے حساب عدد کے قریب یوں چٹ کر
جاتے ہیں جیسے کہ ایک بلی چوہے کو ہضم کر جاتی ہے۔ ماسوائے اس کے
جب آپکے نزدیک یہ مسلمہ امر ہے کہ روحیں بہ سبب قدیم و ازلی ابدی
انادی ہونے کے ہر ایک جاندار میں وہی ہیں جو کسی وقت انسانی وجود
میں تھیں اور روحوں کی طاقتیں قوتیں استعدادیں وہی ہیں اور کہ انسانی
روحوں اور حیوانی روحوں میں مابہ الامتیاز فرق ہے تو صرف جسمی مادہ
کی ظاہری شکل و صورت کا ہے اور جسمی مادہ بھی بقول آریہ سماج کے انادی
یعنے ازلی ابدی ہے اور ہر ایک جسم مادی پرکرتی پرمانو سے بنا ہے
اور جیو آتما ایک الگ چیز ہے جو کہ نہ کاٹنے سے کٹ سکتی ہے اور نہ
درخت کے کاٹنے سے اُس کی حالت نوعی میں کچھ فرق آسکتا ہے یعنے
قوتیں طاقتیں استعدادیں ضائع نہیں ہو سکتیں تو کیونکر گائیں بکری کا ذبح
کرنا تو موجب تشویش ہو اور سبزی کا کاٹنا موجب تشویش نہ ہو کیونکہ
جس طرح گائیں بکری کے وجود سے خارج ہونے پر روح تکلیف حاصل
کر سکتی ہے ویسے ہی درخت کیڑے مکوڑے کے وجود سے خارج ہونے
سے کر سکتی ہے اور یہ ہر دو امر ایسے ہیں کہ ایک کو ہم کرتے ہیں دوسرے کو
آریہ سماج کے پیرو مگر ہمارے نزدیک اور ہر ایک اہل انصاف کے نزدیک
انسانی وجود بہ سبب اشرف المخلوقات ہونے کے مخدوم ہے اور دنیا
و مافیہا کی ہر ایک ایسی چیز کے لئے بطور خادم کے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ درجہ
کے وجود پر ادنیٰ درجہ کے وجود قربان ہو جاتے ہیں مثال کے طور پر دنیا
کی خاطر اُس کے لشکر کے سر کٹنے پر خیال کرنا کافی ہے۔ پس بدیں لحاظ
ہمارا گائیں بکری وغیرہ کو ذبح کر کے کھانا بطور جرم کے نہیں بلکہ محض اسلئے
ہے کہ یہ چیزیں محض ہمارے استعمال کے لئے پیدا کی گئیں ہیں اور کہ یہ ہمارے
خوراک ہیں اور ہمارے لئے بطور خادم کے ہیں۔ آریہ۔ جو بات انسان
سے ہونا ناممکن ہے وہ تو مجبوری ہے مگر جو ہو سکے اُس کا نہ کرنا درست
نہیں مثلاً یہی غور کیجئے کہ گائیں و بکری کا گوشت اُن کو ذبح کر کے نہ کھائیں
تو نہیں کھا سکتے ہیں مگر پانی پینے سانس لینے وغیرہ کے بغیر گذارہ نہیں
ہو سکتا۔ میں۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ نہ ہو سکنا دوسری چیز ہے اور نہ
کرنا دوسری چیز ہے وہ اس طرح پر اگر بقول آپکے ہم گائیں بکری کو
ذبح کر کے نہ کھائیں تو نہیں کھا سکتے ہیں میں کہتا ہوں کہ آپ سبزی
نہ کھائیں تو نہیں کھا سکتے ہیں پانی و دودھ نہ پیئیں تو نہیں پی سکتے ہیں

٭ مجھکو عیسائیوں کی حالت پر سخت افسوس آتا ہے کہ ایک طرف تو انھوں نے
یسوع کو خدا اور خدا کا بچہ بنایا اور دوسری طرف اُسکو اپنے گناہوں کا کفارہ گردانا حالانکہ
یہ اصول ورأیا محض غلط ہے کیونکہ اگر فی الواقع وہ خدا کا (نعوذ باللہ) بچہ تھا تو وہ سارے
جہان کے گناہ اُٹھا کر کفارہ نہیں ہو سکتا بلکہ اگر تمام جہان کے عیسائی اُسکے لئے بدلہ کفارہ ہو سکتے تو نہایت
معقول بات تھی کیونکہ یہ بات نیچر میں صاف نظر آرہی ہے کہ اعلیٰ پر ادنیٰ قربان ہوتے ہیں ([illegible])

پھر وہ بھی اُس حالت میں کہ جب اس بات کو جانتے ہیں کہ وہ آپ جیسے جیو رکھتے ہیں اگر کہیں کہ اس طرح زندہ رہنا محال ہے تو میں کہتا ہوں کہ آپ کے اصول کے بموجب آپ کا اپنے تئیں تباہ کرنا بہتر ہے بجائے اس کہ دوسروں کو تباہ کریں جیسا کہ آپ کے ہاں حکم ہے کہ اہنسا پرمو دھرما۔ پس آپ اپنے کو تباہ کر لیں تا کہ آئے دن جون کرنے کے مرتکب نہ ہو سکیں۔ آریہ۔ جان بوجھ کر ہلاک کرنا پاپ میں داخل ہے اور جو بے جانے بوجھے پاؤں کے نیچے کچلے جاویں یا پانی و دودھ کے ذریعہ ہلاک ہوں یا سانس کے ذریعہ وہ چونکہ جان بوجھ کر نہیں ہیں اس لئے قابل مواخذہ نہیں۔ میں۔ جب یہ ایک مسلّم امر ہے اور اس کو قبول کرنے کی وجہ سے آپ تناسخ کے اڑنگے میں پھنسے ہوئے ہیں کہ ہر ایک جاندار کیڑوں مکوڑوں درختوں جو بالیوں وغیرہ میں روحیں ہیں جو کسی وقت انسانی چولے میں تھیں تو پھر کون ایسا دل و گردہ والا ہے کہ مان لے کہ آپ ان جانداروں کو بے جانے بوجھے ہلاک کرتے ہیں کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ آپ پانی و دودھ بیہوشی کی حالت میں پیا کرتے ہیں یا سبزی کے پودے سوتے میں کاٹا کرتے ہیں یا چلتے وقت بے تحاشہ پیروں کے نیچے ہزاروں جانداروں کو بے جانے بوجھے مسل ڈالتے ہیں؟ آریہ۔ یہ کام تو بہت مشکل ہے کہ کوئی جان بھی نہ مارنی جا سکے۔ میں۔ یہ کام مشکل ہے تو ثابت ہوا کہ نیچر نے ہی اسبات کو جائز قرار دیا ہے کہ بعض وجود بعض وجود کی خوراک ہوں۔ اندریں صورت میں آپ کے اصول کو مدنظر رکھ کر کہہ سکتا ہوں کہ ذی روح ذی روح کی غذا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ گائیں یا بکری کا ذبح کر کے کھا جانا خود نیچر نے جائز رکھا ہے۔ اور اس لئے گائیں بکری پر ہم کو مسلط کر دیا ہے اور گائیں کے حامیوں کو جو ان کے ذبح کرنے سے روکتے تھے ہمیشہ شکست پر شکست ہوتی رہی اگر ان کا ذبح کر کے کھانا خلاف نیچر ہوتا تو حامی کامیاب ہو جاتے مگر جہاں تک تاریخ پر نظر کی جاتی ہے گائیں کے حامی ہی ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھتے رہے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ یہ ہمارے فائدہ کے لئے ہی پیدا کی گئی ہیں اور یہ صاف ظاہر ہے کہ بغیر ان کے ذبح کرنے کام نہیں چل سکتا کیونکہ چمڑہ سے ہزاروں کام لئے جاتے ہیں آریوں کو بھی چمڑے کی ضرورت پیش آتی ہے اگر مرنے پر ان کی اس ضرورت کو پورا کیا جاتا تو پوری نہ ہوتی کیونکہ مرنے سے اسقدر ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں اس لئے کہ اول تو ہر ایک گاؤں یا شہر میں اپنی موت سے شاید دو یا تین مرتے ہونگے دوسرے مرے ہوئے کا چمڑہ نہایت خراب حالت اور ردی حالت کا شمار کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں سے طاقت زائل ہو جاتی ہے۔ اور چمڑے کی جس قدر ضرورت رہتی ہے اس کا اندازہ لگانا محال ہے ہر ایک مرد و عورت کی اگر جوتیوں کا ہی اندازہ کیا جاوے تو کسقدر چمڑہ کی ضرورت رہتی اس کے علاوہ اور بہت سے کام چمڑہ سے لئے جاتے ہیں پس اگر گائیں اور بکری وغیرہ کو ذبح نہ کیا جاوے اور صرف مرنے کا انتظار کیا جاوے تو کام نہیں چلتا۔ کیسی تسلی کہ اعتراض کیا رہا۔ اسکے بعد آریہ کو زیادہ بولنے کی جرأت نہ ہو سکی اور مبہوت ہو کر رہ گیا فالحمد للہ علیٰ ذالک فقط۔

نوٹ۔ اگر کوئی آریہ صاحب اسکا جواب دینا چاہیں تو اُن کو لازم ہے کہ جس اخبار میں جواب شائع ہو اُس کی ایک کاپی پبلک لائبریری لاہور چھاؤنی کے سکرٹری صاحب کی خدمت میں ضرور بذریعہ ڈاک ارسال کر دیں تا کہ ہم اُن کی قابلیت کے قائل ہو سکیں تاکید جانیں (خاکسار محمد حسین لاہور چھاؤنی)

وصیت نمبر ۱۰۸

بخدمت جناب سکرٹری صاحب کار پرداز مصالح قبرستان۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ (۱) میں مسمی عبدالعزیز ولد نبی بخش قوم ککے زئی سکنہ امین آباد تحصیل و ضلع گوجرانوالہ۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۸ جون سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور اُن کا مرید اور پیرو ہوں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیۃ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں اُن ہدایات کا جو اُس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں اُن تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد اور شرائط کا بھی پابند رہونگا۔ جو رسالہ الوصیۃ کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگی میں اُن تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے مرنے کے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) اس وقت سوائے تنخواہ سرکاری کے جو فی الحال مجھے مبلغ ۱۵ روپیہ ماہوار ملتے ہیں اور جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میرے قبضہ میں نہیں ہے اسواسطے میں موجودگی آمدنی کا دسواں حصہ مبلغ عہ روپیہ ماہ بماہ دیتا رہوں گا۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد اگر میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائیداد کے متعلق میری یہ وصیت ہے کہ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اسی میں شامل رہنے دے وہ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جائیداد سے منافع اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہوگی میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری جائیداد وصیت کردہ کی قیمت بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور رہے۔ میں ایسی جائیداد کی انجمن مذکور کو اطلاع وقتاً فوقتاً دیتا رہوں گا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے پر میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکی ہیں یا آئندہ شائع ہونگی دارالامان قادیان میں پہنچائی جاوے۔ اور وہاں مجلس کار پرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ وصیت کردہ جائیداد جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کو مجلس مذکور کی طرف سے میں گوارا نہ کرونگا۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی تو میری دیگر متروکہ جائیداد جس میں یہ وصیت کردہ جائیداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار رہیں گے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور ضروری جائز ضرورت شرعی سمجھیں گے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر

وہ اشتہار مباہلہ میں اعلان کر دے کہ میں قسم کہاتا ہوں کہ میں نے کتاب حقیقت الوحی کو شروع سے آخر تک پڑھ لیا اور میں اس کتاب کو پڑہنے کے بعد بہی مرزا غلام احمد کو مفتری اور فریبی سمجھتا ہوں۔ اور اس کے تمام الہامات اور پیشگوئیوں کو افترا سمجھتا ہوں۔ اور اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علے الکاذبین کی آیت کے ماتحت اللہ تعالےٰ مجھے لاوے۔

امید ہے کہ اب مولوی ثناء اللہ کو اس خود تجویز کردہ مباہلہ سے گریز کرنے کی راہیں تلاش کرنیکی ضرورت نہ محسوس ہوگی۔ امرتسر یا بٹالہ میں مجمع کرنے کی جو تجویز انہوں نے بمراد حصول شہرت پیش کی ہے۔ اس سے بڑھ کر اس طرح ان کی شہرت ہوجاوے گی کیونکہ اشتہار کے اندر جو مباہلہ ہوگا وہ تمام دنیا میں شائع ہوجائے گا۔ اور ہمارے انگریزی رسالہ ریویو کے ذریعہ سے یورپ امریکہ اور جاپان تک بہی مولوی ثناء اللہ صاحب کا نام پہونچ جائے گا۔ اس زمانہ میں بسبب مطبع اور ڈاک کے ایسے امور میں تشہیر کے لئے میدانوں میں جمع ہونے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ اور اس مباہلہ کی تازہ مثال اس وقت قایم ہی ہو چکی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ڈوئی کے ساتھ (جو امریکہ کے ملک میں تہا اور مدعی نبوت تہا) حضرت اقدس کا مباہلہ ہوا تہا جس کے بعد اول تو وہ ولد الزنا ثابت ہوا جس کا اقرار اس نے خود بہی کیا۔ اور پہر اس کے مریدوں نے اس کو تمام جائداد سے بیدخل کر دیا۔ اور بالآخر فالج میں مبتلا ہوکر خستہ و خراب حالت میں مرگیا۔ وہ امریکہ میں تہا اور حضرت اقدس قادیان میں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب زمین خدا کی ہے اور سب لوگ اس کے دست تصرف کے نیچے ہیں خواہ کوئی امریکہ میں ہو یا ایشیا میں۔ امرتسر میں ہو یا قادیان میں۔

امید ہے کہ اب اس کے بعد مولوی ثناء اللہ کوئی نیا عذر نہ گہڑیں گے اور حقیقت الوحی کے ملنے اور اس کے تمام و کمال پڑہنے کے بعد فوراً مباہلہ کا اشتہار شائع کر دیں گے۔

مولوی صاحب کو یہ بہی یاد رہے کہ ہم کو قرآن کریم نے فتنے سے بچنے کی تاکید کی ہے۔ امرتسر یا بٹالہ میں مباہلہ کے لئے جمع ہونا ایک قسم کے فتنہ کو برپا کرنا ہے۔ کیا ۱۹۰۵ء میں حضرت اقدس کا ایام رمضان میں امرتسر آنا مولوی ثناء اللہ کو یاد نہیں رہا اور جو درندگی اسوقت مولوی ثناء اللہ کے اہل وطن سے ظاہر ہوئی تہی۔ اسکو بہول گئے ہیں کیا مولوی ثناء اللہ حفظ امن کا امرتسر یا بٹالہ میں ذمہ وار ہوسکتا ہے۔ مولوی مذکور کی جو ذاتی وجاہت ہے۔ اس سے تو ہم خوب واقف ہیں۔ لیکن ایسے مباہلہ میں تو ان کی وجاہت بہی خواہ کیسی ہی ہو جہلا کا مقابلہ نہ کرسکیگی۔ مولوی ثناء اللہ خوب جانتا ہے کہ حضرت اقدس کا سفر میں روزہ کو چھوڑنا اصل میں تعلیم قرآن کی ترویج تہی۔ لیکن مولوی ثناء اللہ کو یاد ہوگا کہ مولوی مذکور نے اس پتھر برسانے کے فعل کو عمدہ ظاہر کرکے اپنی فطرت کا اظہار دیا۔ کیا اوس شہر میں اب مباہلہ تجویز ہونا مناسب ہے۔ مولوی صاحب اگر آپ نے امرتسر یا بٹالہ کو تجویز کرنے میں گریز کی بنیاد پہلے ہی نہیں رکھی تو پہر کیا حرج ہے۔ کہ تحریر کے ذریعہ مباہلہ ہوجاوے۔ لیکن اگر آپ اس بات پر ہی راضی ہیں کہ بالمقابل کہڑے ہوکر زبانی مباہلہ ہو تو پہر آپ قادیان آسکتے ہیں۔ اور اپنے ہمراہ دس تک آدمی لاسکتے ہیں اور ہم آپ کا زادراہ آپکے یہاں آنے اور مباہلہ کرنے کے بعد پچاس روپیہ تک دیسکتے ہیں۔ لیکن یہ امر ہر حالت میں ضروری ہوگا کہ مباہلہ ہونے سے پہلے فریقین میں شرائط تحریر ہوجاویں گے۔ اور الفاظ مباہلہ تحریر ہوکر اس تحریر پر فریقین اور ان کے ساتھ گواہوں کے دستخط ہوجاویں گے۔ اور قادیان آنے کی صورت میں ہم شرط حقیقت الوحی کو بہی ضروری نہیں سمجھتے لیکن یہ ضروری ہے کہ مباہلہ کرنے سے پہلے ہمارا حق ہوگا کہ ہم دو گھنٹہ تک اپنے دعاوی اور ثبوت کی تبلیغ کریں اور مولوی ثناء اللہ خاموشی سے سنتا رہے اور بیچ میں نہ بولے۔ اور بعد میں وہ قسماً ظاہر کرے کہ میں اس تبلیغ کے سننے کے بعد بہی مرزا غلام احمد کے دعاوی کو صحیح

نہیں سمجہتا اگر آخر الذکر مباہلہ کو مولوی ثناء اللہ پسند کرے تو جب چاہے وہ آسکتا ہے۔ البتہ اپنے آنے سے پہلے ایک ہفتہ ہم کو اطلاع دے۔

ڈوئی والی پیشگوئی کے متعلق بہی مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک نوٹ دیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اصل پیشگوئی کے الفاظ معہ تاریخ کے ظاہر کرو*

ع۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

اس کے جواب میں اتنا کہنا کافی ہے۔ کہ ڈوئی کے متعلق عنقریب ایک مفصل اشتہار نکلیگا اسمیں سب کچھ درج ہوگا لیکن اب جبکہ آپ نے خود ہی خدا کے ساتھ نیکہا ڈالنے کی نیت کرلی ہے۔ تو اب ڈوئی کو آپ کیا کہتے ہیں جب تن بیتی آپ کو ملجائیگی تو جگ بیتی کے سننے کا کیا فائدہ۔

راقم مفتی صادق ایڈیٹر اخبار بدر قادیان

ا؎ دیکھو سورہ انفال رکوع ۔ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ

مباہلہ کیواسطے

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا چیلنج منظور کیا گیا

مولوی فاضل ابوالوفا ثناء اللہ صاحب اپنی اخبار اہلحدیث نمبر ۲۱ مورخہ ۲۹ مارچ میں حضرت اقدس مسیح موعود کی تازہ تصنیف "قادیاں کے آریہ اور ہم" کا ذکر کرتے ہوئے اور آریوں کی قسم کھانے کے متعلق اپنی پرانی عادت کے مطابق بیجا نکتہ چینی کرتے ہوئے اخیر میں لکھتا ہے۔

"ہاں البتہ ہم اپنے نفس کے ذمہ وار ہیں سو ہم تمہارے کرشن کی کذب بیانی پر قسم کہانیکو طیار ہیں آؤ جس جگہ چاہو ہم سے قسم دلوالو مگر پہلے یہ شایع کرا دو کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا ہم حلفیہ کہدیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ہم خدا کیطرف سے مامور نہیں جانتے بلکہ اعلیٰ درجہ کا جھوٹا مکار اور فریبی ہے اور اسکی کوئی پیشگوئی خدائی الہام سے نہیں ہے مرزائیو اسچے ہو تو آؤ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ وہی میدان عیدگاہ امرتسر طیار ہے۔ جہاں تم پہلے ایک زمانہ میں صوفی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کرکے آسمانی ذلت اٹھا چکے ہو۔ امرتسر نہیں تو بٹالہ میں آؤ سب کے سامنے کارروائی ہوگی مگر اس کے نتیجہ کی تفصیل اور تشریح کرشن جی سے پہلے کرا دو انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کیلئے دعوت دی ہوئی ہے۔ کیونکہ جبتک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو سب امت کے لئے کافی نہیں ہوسکتا"

اس مضمون میں سے بیجا طعن و تشنیع کو چھوڑ کر جسکے جواب کی ضرورت نہیں اصل مطلب کی بات صرف یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ حضرت مسیح موعود مرزا صاحب کی تکذیب پر ایسا یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اسپر خدا تعالیٰ کی قسم کہانیکو طیار ہیں اور اس مباہلہ کیواسطے حضرت مرزا صاحب کو بلاتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اس مباہلہ کا نتیجہ کیا ہوگا اور اس مباہلہ کے واسطے امرتسر یا بٹالہ میں طرفین کا جمع ہونا تجویز کرتے ہیں۔

اس مضمون کے جواب میں میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے ان کے اس چیلنج کو منظور کر لیا ہے۔ وہ بیشک قسم کہا کر بیان کریں۔ کہ یہ شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ اور بیشک یہ بات کہیں کہ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور اسکے علاوہ اس کو اختیار ہے۔ اپنے جھوٹا ہونیکی صورت میں ہلاکت وغیرہ کے جو عذاب اپنے لئے چاہے خدا سے مانگے لیکن خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں اور انکی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے اسواسطے باوجود اسقدر شوخیوں اور دل آزاریوں کے جو ثناء اللہ سے ہمیشہ ظہور میں آئی ہیں حضرت اقدس نے پھر بھی اسپر رحم کرکے فرمایا ہے۔ کہ یہ مباہلہ چند روز کے بعد ہو جبکہ ہماری کتاب حقیقۃ الوحی چھپکر شایع ہو جائے اور امید ہے کہ بیس پچیس روز تک انشاء اللہ وہ کتاب شایع ہو جاویگی۔ اس کتاب میں ہر قسم کے دلائل سلسلہ حقہ کے ثبوت میں خاص کر بیان کئے گئے ہیں اور وہ سوا سو سے سوا اسمیں نشانات ہی لکھے گئے ہیں یہ کتاب مولوی ثناء اللہ کو بھیج دیجاویگی اور وہ اسکو اول سے آخر تک بغور پڑھ لے اس کتاب کے ساتھ ایک اشتہار بھی ہماری طرف سے شائع ہوگا جسمیں ہم یہ ظاہر کر دینگے کہ ہم نے مولوی ثناء اللہ کے چیلنج مباہلہ کو منظور کر لیا ہے۔ اور ہم اول قسم کہاتے ہیں کہ وہ تمام الہامات جو اس کتاب میں ہم نے درج کئے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں

اور اگر یہ ہمارا افترا ہے تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین ایسا ہی مولوی ثناء اللہ بھی اس اشتہار اور کتاب کے پڑھنے کے بعد بذریعہ ایک چھپے ہوئے اشتہار کے قسم کے ساتھ یہ لکھدیں کہ میں نے اس کتاب کو اول سے آخر تک بغور پڑھ لیا ہے۔ اسمیں جو الہامات ہیں وہ خدا کی طرف سے نہیں اور مرزا غلام احمد کا بنایا افترا ہے اور اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور اس کے ساتھ اپنے واسطے اور جو کچھ عذاب وہ خدا سے مانگنا چاہیں مانگ لیں ان اشتہارات کے شائع ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ خود ہی فیصلہ کر دے گا۔ اور صادق اور کاذب میں فرق کرکے دکھلا دے گا۔ ہاں اتنی بات ہم اس پر اور بڑہا دیتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ یہ عذاب جو جھوٹے پر پڑے وہ اس طرز کا ہو کہ اس میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ باقی رہا یہ امر کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ مولوی ثناء اللہ کو واقف قرآن ہوکر اس امر کے دریافت کرنیکی ضرورت نہ تھی مباہلہ کی بنیاد جس آیت قرآنی پر ہے۔ اس میں تو صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہے۔ اور اس جگہ خدا تعالیٰ نے لعنت کو قائم مقام ان تمام عذابوں اور وبالوں کا رکھا ہے جو ایک صادق کی تکذیب میں مکذبین کے لاحق حال ہوتی ہیں۔ اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کے متعلق بھی زمانہ بروقت امتحان آنکھوں سے کسی کو خود دیکھے گا۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ مباہلہ کی تاثیر کاذب کے لئے ایک ایسے رنگ میں ظاہر ہو کہ جس کو دیکھ کر ایک زمانہ بول اٹھے کہ یہ ایک صادق کی تکذیب کی سزا ہے معمولی تکلیفات یا مکروہات کا لاحق ہو جانا فی الواقع تاثیر مباہلہ نہیں ہوسکتا۔ مولوی ثناء اللہ جو چاہے اپنے لئے اپنے کذب کی سزا میں عذاب تجویز کر لے لیکن خدا تعالیٰ کسی کا محکوم نہیں وہ اپنے مصالح آپ سمجھتا ہے انسانی گورنمنٹ کسی مجرم کو سزا دینے میں مجرم کے منشاء کا لحاظ نہیں کرتی تو وہ احکم الحاکمین خدا کیوں کسی مجرم کے من کے چاؤ پورے کرے۔ فی الواقعہ یہ ایک قسم کی شوخی اور گستاخی ہے کہ ہم قرآن کریم کی آیت مباہلہ کے مقابل تشریحات کے طالب ہوں۔ البتہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اگر مولوی ثناء اللہ نے کوئی حیلہ جوئی کرکے اس مباہلہ کو اپنے سر سے ٹال لیا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ بالضرور مولوی مذکور کے متعلق کوئی ایسا ہی نشان ظاہر کریگا جو صدق و کذب کی پوری تمیز کرے گا۔ آخر درخواست کنندگان عرب نے تو اپنے لئے یہ عذاب چاہا تہا کہ ان پر پتھر آسمان سے برسائے جاویں خدا تعالیٰ نے ان پر عذاب تو نازل کرکے انہیں ہلاک کر دیا لیکن پتھر برسانے کی ضرورت نہ سمجھی۔ - - - - - - - - - - اور دراصل مولوی ثناء اللہ جس صورت میں ہمارے کذب پر علیٰ وجہ البصیرت ایمان رکھتا ہے تو اوسے تو مناسب ہے کہ جو شرط ہم کریں۔ وہ قبول کرے اور ہم کو کسی گریز (بزعم خود) کا موقع نہ دے۔ اور وہ منظور کرکے ہم کو اطلاع دے کہ ہم بروقت طیاری کتاب حقیقت الوحی کا ایک نسخہ اس کو بغرض مباہلہ بھیجدیں اور ساتھ ہی لکھدے کہ کتاب کے پہونچنے پر وہ اس کو اول سے آخر تک بغور پڑھے گا۔ اور پھر

حالات آیندہ کے ماتحت جن کی مجھے اس وقت علم نہیں ہے میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ہ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کیا وے بلکہ امانت کے طور کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔

یہ اگر حسب فقرہ ملا میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری جایداد متروکہ سے وصول ہوئے تھے اسکو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنیکا اختیار میرے ورثار کو نہ ہوگا۔ بلکہ مجلس کو ہوگا۔ الـــراقم
موصی عبد العزیز ارائین آبادی حال مقیم قادیان ضلع گورداسپور مورخہ ۸ جون سنہ ۱۹۰۶ء

گواہ شد
محمد سرور شاہ مدرس عربی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ۱۲ جون سنہ ۱۹۰۶ء
گواہ شد
ضیاء اللہ مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ۱۲ جون سنہ ۱۹۰۶ء

وصیت ۱۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
منکہ محمد علی ولد حافظ فتح الدین قوم ارائیں ساکن قادیان ضلع گورداسپور ایڈیٹر و مینیجر ریویو آف ریلیجنز و سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان دار الامان۔ ۱۔ میں بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی رضامندی اور خوشی سے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس پر عمل ہو۔

۲۔ میں نے رسالہ الوصیت کو جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو شائع کیا ہے اور ضمیمہ رسالہ مذکور جو حضرت صاحب نے ۶ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں شائع کیا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے برگزیدہ رسول حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اللہ تعالیٰ کے پاک کلام اور مقدس وحی قرآن پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ایسا ہی صدق دل سے یہ ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق اس زمانہ میں جو آخری زمانہ ہے دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور اُنکے تمام دعاوی سچے اور منجانب اللہ ہیں۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے بچشم خود بہت سے ایسے نشانات حضرت مسیح موعود کے مشاہدہ کئے ہیں۔ جو انسانی طاقت سے بہت بالاتر اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر اور اسلام کی صداقت پر دلائل قاطع ہیں۔ رب توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے۔ میں اُن تمام ہدایات اور وصایا کا پابند رہوں گا۔ وما توفیقی الا باللہ العظیم۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے رسالہ الوصیت یا اس کے ضمیمہ میں شائع ہو چکے ہیں یا آیندہ شائع ہوں گے یا آیندہ اُن کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے شائع ہونگے یا شائع ہو چکے ہیں نیز معاملہ وصیت ہذا میں میرے تمام ورثار بھی ان قواعد و ہدایات مذکورہ بالا کے پابند رہینگے۔

آج کی تاریخ جو ۶ جون سنہ ۱۹۰۶ء ہے۔ میں یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد جس قدر جایداد میری منقولہ یا غیر منقولہ ہو۔ جسکو صدر انجمن احمدیہ یا کوئی کمیٹی انجمن مذکور کے میرا متروکہ قرار دے۔ ایسے دو حصوں پر تقسیم کیا جاوے یعنی ایک وہ جایداد جو میں نے اس آمدنی سے پیدا کی ہے یا کروں۔ جو صدر انجمن احمدیہ یا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کسی مفوضہ کام کے عوض میں مجھے بطور حق الخدمت اس سلسلہ یا انجمن مذکور یا اس کی کسی شاخ یا کمیٹی کی طرف سے حاصل ہوئی ہے پس ایسی کل جایداد کو میری ذاتی جایداد تصور نہ کیا جائے بلکہ اسے سلسلہ احمدیہ یا صدر انجمن احمدیہ کی جایداد وہی سمجھا جائے۔ اس میں میرے کسی وارث کا حق نہ ہوگا ہاں اگر میری دوسری قسم کی جایداد سے جس کا ذکر میں آگے کرتا ہوں۔ میرا کوئی قرضہ ادا نہ ہوسکے۔ یا تجہیز و تکفین کے اخراجات ادا نہ ہوسکیں یا میری دوسری قسم کی کوئی جایداد مطلق ثابت نہ ہو تو ایسا قرضہ اور اخراجات مذکورہ بالا میری اس جایداد قسم اول سے ہی ادا کئے جائیں۔ دوسری قسم جایداد کی وہ ہوگی۔ جو مجھے کسی اور طرح سے حاصل ہو یا میں نے کسی اور طرح سے پیدا کی ہو۔ اس جایداد میں سے اول اگر کوئی قرضہ میرے ذمہ ثابت ہو تو وہ ادا کیا جاوے۔ اور ایسا ہی میری تجہیز و تکفین کے اخراجات ادا کئے جاویں۔ اس کے بعد جو کچھ رہے اس میں سے ایک تہائی انجمن صدر احمدیہ کو دیجاوے۔ اور دو تہائی حسب حصص شرعی میرے ورثار میں تقسیم کی جاوے۔ اس کل جایداد کے متعلق جو اول یا قسم ثانی سے صدر انجمن احمدیہ کو میرے متروکہ میں سے حسب وصیت ہذا ملے انجمن مذکور کو کامل اختیار ہوگا کہ جس طرح چاہے اس کو تصرف میں لاوے۔ نیز اس وصیت کے مطابق عمل کرنے کے لئے بھی میں صدر انجمن احمدیہ کو ہی اختیار دیتا ہوں یعنے انجمن مذکور ہی اس امر کا فیصلہ کرے گی کہ کونسی جایداد میری کس قسم کی ہے۔ اور اس میں اس کی رائے قطعی ہوگی۔ نہ میرے کسی وارث کی۔ اور ایسا ہی تقسیم حصص بھی انجمن ہی کر سکتی۔ ہاں انجمن ہذا کو اختیار ہوگا کہ اپنی طرف سے ان امور کے تصفیہ کے لئے ایک یا زیادہ اشخاص کو یا کسی کمیٹی کو مقرر کر دے اور ایسا ہی میری تجہیز اور تکفین کا انتظام بھی صدر انجمن احمدیہ ہی کریگی اور جہاں چاہے دفن کرے اس کا اثر وصیت ہذا کے کسی حصہ پر نہ ہوگا۔ فقط مورخہ ۶ جون سنہ ۱۹۰۶ء

گواہ شد ۔ محمد صادق عفی اللہ عنہ قادیان۔
العبد محمد علی بقلم خود
گواہ شد ۔ خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم بقلم خود ۶ جون سنہ ۱۹۰۶ء

کیا ثناء اللہ مان لیگا؟

امرتسری منکر مولوی ثناء اللہ امرتسری عجیب و غریب مذبوحی حرکات کرنے کا عادی ہے اور اس کی چشم بینا ایسی بند ہے کہ وہ دیکھتا ہوا نہیں دیکھتا اور سنتا ہوا نہیں سنتا جب کوئی نشان پورا ہوتا ہے تو وہ اپنے اسلاف منکروں کے نقش قدم پر چل کر کہہ دیتا ہے۔

سحر مستمر

ڈاکٹر ڈوئی مفتری رسول کی موت کی پیشگوئی پوری ہونے پر وہ مجھے کہتا ہے کہ تمہیں کھانا حرام ہے جب تک مہاتما گرشن کی اصل پیشگوئی مع تاریخ شایع نکرو۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد۔ میں امرتسری منکر کی قسم کی پروا کرتا ہوں اور دروغگو را تا بخانہ اش باید رسانید پر عمل کرنے کے لئے اسے الحکم ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۳ و ۱۴ کے پڑھنے کی تکلیف دیتا ہوں۔ جہاں پیشگوئی کے اصل الفاظ درج ہیں۔ اب اگر ثناء اللہ راستباز ہے تو اس کو تسلیم کرے اور اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے تو سچائی سے اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور تکذیب سے باز آوے۔ ایڈیٹر الحکم

رجسٹرڈ ایل نمبر

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

پیشگی سالانہ
(۱) عوام سے
(۲) خواص و معاونین سے
ہندوستان سے باہر

نمبر ۱۲ | قادیان دارالامان ... اپریل ۱۹۰۷ء مطابق ... | جلد ۱۱

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور خدام اور بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کے لیے مسرت بخش اور حوالی کا موجب ہے حضرت حجۃ اللہ حقیقۃ الوحی کو ختم کر رہے ہیں اس مہینے میں اس کتاب کی اشاعت انشاء اللہ بفضلہ تعالیٰ توقع ہے یہ کتاب عجیب و غریب دلایل اور خدا تعالیٰ کے روشن نشانوں کا پر شوکت مجموعہ ہے گویا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ایک قسم کا دائرۃ المعارف ہے جسمیں ہر قسم کے دلایل نصوص قرآنیہ حدیثیہ کے سوا عقلی شواہد اور پھر اعجازی نشانات اور تائیدی نصرتوں کے نمونے درج کئے گئے ہیں۔

۲۔ موسم میں تغیر شروع ہو گیا ہے طاعون خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت اپنا کام کر رہی ہے اور لولا الاکرام لھلک المقام کی پیشگوئی کو روز روشن کی طرح ثابت کر رہی ہے

۳۔ جن احباب کے بچے مدرسہ تعلیم الاسلام میں پڑھتے ہیں انہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے اسوقت تک انکے بچوں کی خیریت کی خبر شکر الٰہی کا باعث ہوگی۔

۴۔ قادیان کے نوٹی فائیڈ ایریا قرار دیئے جانے کے متعلق کارروائی ہو رہی ہے۔ قادیان کا نقشہ اور ممبروں کی متعلق تجویز تحصیلدار صاحب کے پاس ہو گئی ہے

الوحی

۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء ۱۔ اے ازلی ابدی خدا مجھے زندگی کا شربت پلا

۲۔ احق اللہ امری ولا تنفسا من ھذہ المرحلۃ

(ترجمہ) خدا نے میری بات کو سچا کر دیا اور تم دونوں اس مرحلہ سے نہیں چھوٹو گے۔

۳۔ دولت اعلام بذریعہ الہام بہشتی کمرہ میں نزول ہوگا

۴۔ ھل تری جزاء الاحسان الا الاحسان

(ترجمہ) نہیں دیکھتے تم احسان کی جزا بجز احسان کے۔

یکم اپریل ۱۹۰۷ء۔ لولا الاکرام لھلک المقام۔

اسمیں ابتدائی حروف کچھ اور شبہ ہے یاد نہیں رہے۔ مگر مفہوم یہی تھا

۵ اپریل ۱۹۰۷ء ۱۔ ست ایھا الخوان تمت کلمۃ اللہ۔
مرجا ای خیانت کرنیوالے اللہ تعالیٰ کی بات پوری ہوئی۔

۷ اپریل ۱۹۰۷ء ۱۔ ایک اور قیامت برپا ہوگی ۲۔ واللہ انی غالب و سیظھر شوکتی وکل ھالک الا من قعد فی سفینتی۔

(ترجمہ) بخدا میں غالب ہوں اور عنقریب میری شوکت ظاہر ہو جائیگی اور ہر ایک مرجائیگا سوا اُس کے جو میری کشتی میں بیٹھ گیا۔

اعزازہ۔ الہام کے الفاظ یاد نہیں رہے معنے یہ ہیں۔ فلاں کو پکڑلو۔ فلاں کو چھوڑدو۔

۴ اپریل ۱۹۰۷ء۔ انی مع الرسول اقوم والوم من یلوم واعطیك مایدوم

(ترجمہ) میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور جو اسے ملامت کرتا ہے اسے ملامت کروں گا اور تجھے وہ چیز دوں گا جو ہمیشہ رہے۔

۴ اپریل ۱۹۰۷ء۔ ۱۔ لائف آف پین (تلخ زندگی)

۲۔ یا اللہ رحم کر۔

۳۔ انی مع اللہ فی کل حال

(ترجمہ) میں ہر حال میں اللہ کے ساتھ ہوں۔

۴۔ اخترطنا سیفه

(ترجمہ) ہم نے اسکی تلوار کو کند کر دیا ہے۔

۵۔ خدا کے سات نیکوکار بندے ہر جگہ پر بیٹھے ہیں۔

۵ اپریل ۱۹۰۷ء (۱) حٰمٓ۔ تلك ایات الکتب المبین

۲۔ [illegible] کہا گیا

(تفہیم) وہ جو حٰمٓ ہے اس میں خدا کے نوشتہ کے نشان ہیں جو ظاہر ہونیوالے ہیں حٰمٓ مقطعات میں کسی کا نام ہے یہی تفہیم ہے۔

۳۔ الذین اعتدوا منکم فی السبت

(وہ لوگ جنہوں نے سبت کے معاملہ میں زیادتی کی)

یہ قوم مخالف کی طرف اشارہ ہے۔ ساتھ کا فقرہ بھول گیا واللہ اعلم۔

۶ اپریل ۱۹۰۷ء (۱) مت ایها الخوان

(مر گیا اے بڑے خیانت کرنیوالے)

۲۔ تمت کلمة الله

۳۔ ان الله مع الذین اتقوا

(اللہ ان کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں)

۴۔ الذین یذکرون الله قیاما وقعودا

(وہ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے)

۵۔ رحم الله۔

(اللہ نے رحم کیا)

۶۔ فضلناك علی ماسواك

(تیرے سوا جتنے ہیں سب پر ہم نے تجھے بزرگی دی ہے)

۹ اپریل ۱۹۰۷ء (۱) بلائے دمشق

۲۔ سرك سری

(تیرا بھید میرا بھید ہے)

۳۔ ایک اور بلا برپا ہوئی۔

منکرین سلسلہ عالیہ احمدیہ

ہماری مخالف کئی قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو وہ جنہیں قرآن حدیث تفسیر وغیرہ علوم دینیہ تو ایک طرف رہے معمولی وعام مسائل ومعتقدات اور اصول واحکام اسلام سے بھی نہ تو علمی رنگ میں کچھ مس ہے نہ عملی طور پر چنداں سروکار۔ ان کا دین بالعموم یہ کچھ ہے کہ مسلمانوں کے ہاں پیدا ہوئے۔ ان کے ساتھ راہ ورسم معاشرت رکھتے ہیں مذہب آبائی کی کچھ سنی سنائی سطحی معلومات پر قانع ومُصر ہیں اور بس۔ دوسرے وہ جو علوم واعمال دینی اور اصول ومعتقدات مذہبی سے بالکل نابلد اور بے بہرہ تو نہیں مگر پھر بھی صدیوں تقلید وتعصبات کے جکڑ بند میں وہ ایسے پھنسے ہیں کہ اگر ان کے خلاف یا علاوہ کوئی روشن سے روشن صداقتیں اور شہادتیں بھی اُنپر پیش کیجائیں تو انکی طبائع اور اُن کے دماغ کبھی ماننا کیا معنے سننا بھی ضروری نہیں سمجھتے۔ تیسرے وہ حضرات ہیں جنکو علماء وقت کہا جاتا ہے اور جنکی تعریف وتوصیف میں دفتر کے دفتر بھی سیاہ کر ڈالی جائیں تو شاید ناکافی ثابت ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ اس طبقہ امت میں فی زماننا کچھ عجیب گوناگونی اور حیرت انگیز ومعنی خیز خصوصیات پیدا ہو گئی ہیں جن کے کماحقہ بیان کرنے سے زبان وقلم دونو قاصر ہیں۔ اسی طرح ملت خیر الانام میں اسوقت اور بھی کئی قسم کے افراد وفرقے موجود ہیں جنکی تفصیل کا نہ یہ موقعہ ہے نہ ضرورت۔

مجھے ان مختصر نوٹوں میں دکھانا صرف یہ ہے کہ مختلف طبقات اہل اسلام کو حضرت مسیح موعود کی قبول کرنے میں عام طور پر کیوں اور کیا کیا الجھن یا رکاوٹیں پیش آ رہی ہیں اور آیا انکی رفع کی کوئی صورت ہوسکتی ہے یا نہیں۔ ہاں میں جو کچھ ان سطور میں عرض کرونگا ظاہر ہے کہ وہ ذاتی معلومات تجربات اور خیالات کی بنا پر ہوگا۔ ممکن ہے کہ دیگر احباب بھی انہی شرائط کے ماتحت اس سے بھی بڑھکر مفید ومؤثر اور قابل پذیرائی اظہار رائے فرماسکیں۔ بنظر سہولت واختصار میں اس عرض مدعا میں کسی ترتیب خاص کا پابند ہونا نہیں چاہتا۔ اور چونکہ میں علوم متعلق بمناظرہ۔ تفسیر۔ حدیث وغیرہ کا فاضل کیا عالم بھی نہیں اسواسطے ضرور ہے کہ میری یہ تحریر علم کلام یا مناظرہ کا کوئی باقاعدہ نمونہ نہ ہو۔

حال ہی میں مجھے تین چار گھنٹے تک دہلی کے ایک بڑے فاضل مولوی صاحب سے جو کلام ربانی کے مفسر بھی ہیں سلسلہ احمدیہ کے متعلق گفتگو کرنیکا موقعہ ملا جس کا کوئی طمانیت بخش اور معتد بہ نتیجہ تو کیا نکل سکتا تھا نہ شروع ہی سے اسکی کوئی توقع تھی لیکن چونکہ تبلیغ ضروری امر تھا خاصکر جبکہ وحی والہام۔ پیشگوئی۔ اور نبوت ورسالت کے بارہ میں چھیڑ چھاڑ انہی کیطرف سے ہوئی۔ اس موقعہ پر سکوت کو نامناسب سمجھکر تبادلہ خیالات کچھ ضروری ہی معلوم ہوا۔ اس تمام بحث اور دق ذق کا دوہرانا تو ضروری نہ ہوگا لیکن اور مختلف موقعوں کی مذہبی قیل وقال سے جسکا مجھے کسی نہ کسی کے ساتھ اکثر اتفاق پڑتا ہی رہتا ہے اور خاصکر گفتگوئے مذکورہ سے میں جن اہم نتائج پر پہنچا ہوں وہ ایسے ہیں کہ نہ صرف محولہ بالا تینوں قسم کے مخالفین سلسلہ پر بلکہ قریب قریب ہر ایک گروہ منکرین پر صادق آسکتے اور ان کیلئے قابل غور ولائق توجہ ہوسکتے ہیں۔ یہ نتائج تعداد اور شوکت لفظی کی لحاظ سے تو شاید بلحاظ حقیقت بھی متصور ہوں لیکن انکی اہمیت مجھے یہ باور کراتی ہے کہ سلیم الفطرت اور غور کن طبائع بشرط توجہ وتوفیق الٰہی ضرور انسے بڑا معقول سبق حاصل کرسکتی ہیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور بہت سی سعید روحیں بطفیل روح القدس اسلام کی حقیقی نور کیطرف کھنچ آئیں۔ آمین۔

۱۔ دین اسلام صرف عالموں فاضلوں منطقیوں اور فلاسفروں کیلئے نہیں ہے۔ پس اسکی اصول واحکام اور معتقدات ومسلمات ایسے ہونے چاہئیں چنانچہ ہیں۔ کہ عالمانہ طرز بیان۔ اور منطقی چیستان وچنین کی بغیر بھی بالکل سادہ الفاظ وعبارت میں

ہر عامی و امی تک انہیں سمجھ سکے اور جس صورت میں فریقین مکالمہ سے ایک فریق کی نسبت دوسرے کو یہ معلوم ہو جائے کہ اُس نے جملہ علوم متعلقہ ضروریہ کی باقاعدہ تحصیل نہیں کی ہے نہ انہیں درک کہنے کا انہیں دعویٰ ہے تب تو فریق مقابل پر اخلاقاً اور بھی زیادہ لازم ہے کہ نری شوکت لفظی اور مصطلحات عملی کی بھرمار سے منطق بگھار کر اصل نفس مضمون کو تاریکی اور جھمیلے میں نہ ڈالے اسطرح احقاق حق نہ کبھی ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے مگر افسوس کہ آجکل ہمارے اکثر مولویوں کی یہی حالت ہے پھر تحریر یا تقریر میں انکا ہمارا فیصلہ بسہولت کیونکر ممکن ہے؟!

۱۲ کسی نئے مامور یا مدعی نبوت وغیرہ کو ماننے کی بظاہر دو ہی طریق ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ خداوند کریم اپنے فضل خاص سے کسیکو حضرت صدیق اکبرؓ کی مانند فی الفور بلا حیل و حجت ایمان لانے کی توفیق بخشے سو یہ اعلےٰ اور قابل رشک صفائی قلب تو ہمارے منکر علماء و عوام دونوں میں الشاذ کالمعدوم ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ یعنی اسطرح ایمان بالغیب کی سی فضیلت اور شرف تو انہی قلیل التعداد غریب الطبع مسکین مزاج اور خدا ترس لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جنکی نسبت رسول خدا (صلعم) پہلے ہی ارشاد فرما گئے ہیں۔

کہ اسلام غریبوں سے شروع ہوا اور غریبوں ہی کیطرف عود کریگا۔

یا دوسرے یوں ممکن ہے کہ اُس مامور و مدعی کے دعاوی کی آواز کان میں پہنچ چکنے پر یہ نہیں کہ پہلے ہی ہٹ دہرمی اور بدظنی اختیار کر کے اسکی تردید پر کمر باندھ لیجائے۔ اور بدنصیبی سے یہ عیب آجکل کے مسلمانوں میں ایسا بھاری پڑا ہوا ہے کہ ۹۹ فیصدی صورتوں میں انکو ضرور طلب حق سے محروم و نفور ہی رکھتا ہے۔ اگر کسی صاحب کو اتفاقیہ یا قصداً ذرا ظہور تحقیق حق کی توفیق ہوئی بھی تو وہ صرف مار دشنام سے کبھی کبھی تھوڑی تھوڑی دیر تک سرگرم تکلم ہو جانے کو ہی کافی سمجھتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ہر احمدی متنفس علوم عقلیہ و نقلیہ کا فاضل اور تمام ضروری معلومات دینیہ (احمدیہ) کا متبحر کامل نہیں ہوتا۔ پس اگر کسی احمدی کی تقریر سے حضرات مولویصاحبان کی تسلی نہ ہو تو پھر وہ اسکی بالکل ضرورت نہیں سمجھتے کہ ایسے عظیم القدر اور مہتم بالشان مسلہ وقت کی بجائے خود چھان بین اور جستجو کریں۔ وہاں تو مدعا صرف یہ ہوتا ہے کہ جسطرح بھی ممکن ہو اپنے مسلمات کی تائید و سخن پروری کیجائے اور مد مقابل کی بہر نہج تردید و تکذیب۔ پھر حق کو پا کیونکر سکتے ہیں؟!

۱۳ ہمارے منکرین میں ایک گروہ (نوتعلیم یافتہ حضرات کا) ایسا ہے کہ وہ کسی مامور موعود کا منتظر اور قایل ہی نہیں تو انکی نسبت ہم بجز اسکے کیا کہ سکتے ہیں کہ جب قرآن کریم اور حدیث شریف کی صاف و صریح ارشادات سے ہی انکار ہے تو تم ہمارے مخاطب نہیں ورنہ ہم تمہاری تشفی کے ذمہ وار ہو سکتے ہیں اگر تمہیں ان ہر دو سے انکار نہیں ہے تو پھر صبر و تحمل اور خدا ترسی کے ساتھ پہلے ہماری سُن، تو لو تب ہی تکذیب و تردید پر زور طبع صرف کرنا۔

۱۴ ایک حضرات ایسے ہیں جنکے نزدیک مامور موعود کا آنا تو برحق ہے مگر ابھی اسکی ضرورت پیدا نہیں ہوئی لیکن افسوس کہ انہی کے اکابر اپنی اپنی جگہ پر یہ تسلیم کرتی ہوئی بھی سرگرم واویلا ہیں کہ دنیا اور خاصکر مسلمانوں کی دینی و اخلاقی حالت عملی طور پر اسوقت بدرجہ غایت عبرتناک ہو گئی ہے۔ تو ہم یہ پوچھتے ہیں کہ آخر پھر کب وہ وعدہ خدا اور رسول کا پورا ہو گا؟

۱۵ ہمارے بہت سے مخالفین اسبات کو مانتے ہیں کہ مرزا صاحب ایک مرید دیندار نیک چلن پابند صوم و صلوٰۃ۔ سلیم الفہم اور حلیم المزاج تو ہو جاتے ہیں لیکن ہمارے اس سوال کا ان سے کچھ جواب نہیں بن پڑتا کہ آیا کسی مفتری۔ دشمن اسلام اور دہوکہ باز دوکاندار کی تعلیم و صحبت کا ایسا نیک یا مدار اثر ہو سکتا ہے؟

۱۶ جن مولویصاحب سے میری آجکل میں گفتگو ہوئی انہوں نے ایک عجیب بات وفات مسیح سے متعلق یہ فرمائی کہ سنت اللہ یا عادت اللہ کوئی چیز نہیں۔ خدا کا ہر فعل سنت اللہ ہے میں نے پوچھا کہ خواہ ازل سے ابد تک اسکی اور کوئی نظیر ثابت نہو۔ فرمایا۔ ہاں۔ انکا منشا یہ تھا کہ مسیح کو دو ہزار سال تک آسمان پر بیکار بٹھائے رکھنا اور انکو یہود کے ہاتھ سے بطریقہ مشہور عوام بچانا بھی سنت اللہ کے خلاف نہیں ہر چند کہ توفی اور اس کے مشتقات کا اور سینکڑوں جگہ بمعنے موت مستعمل ہونا ثابت ہے لیکن محض سخن پروری کے لئے اس ایک موقعہ کیواسطے اُٹھانا یا پھر لینا ہی مراد لیا جاتا ہے ایسی ضد کا کیا ٹھکانا؟ حالانکہ سیاق و سباق سے یہ دونوں معنی مقامات متنازعہ فیہ میں کسیطرح ٹھیک نہیں بیٹھتے۔

۱۷ مامورین اللہ کی مابہ الامتیاز کئی ایک ہو تی اور ہو سکتی ہیں لیکن اگر پیشگوئیوں سے قطع نظر کر کے نشانوں کے ظہور کو ہی لیا جائے تو ایک مصیبت اور مشکل یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں اور نشانوں کی نسبت یہ لوگ تحقیق اور طلب حق کی ذرا پروا نہیں کرتے عوام کالانعام کی سُنی سنائی گپوں اور بدظنی آمیز روایات پر اکتفا کرتے ہیں یہ نہایت خطرناک اور متعصبانہ شیوہ ہے اور اگر اسمیں حضرت مسیح موعودؑ کے مخالف و منکر حق بجانب ہیں تو پھر ہر ایک غیر مسلم اپنے آبائی مذہب کی حمایت میں سچا ہے جو اسلام جیسے نور ہی نور کا نام سنکر دور ہی سے بھاگتا اور اسکی عدیم النظیر خصوصیات بے بدل محاسن اور بیشمار روشن معجزات کو منقولی ڈھکو سلے سمجھکر غور طلب یا قابل قبول جاننا تو درکنار لایق التفات بھی نہیں خیال کرتا۔

۱۸ طاعون وغیرہ مہلک اور مہیب وباؤں کی کثرت و شدت۔ زلازل کے بربادی بخش اور ہولناک پے در پے حملے۔ فصلوں کی حال بسال تباہی قحطوں کا مستقل تسلط طوفان ژالہ باریوں وغیرہ آفات ارضی و سماوی کو تمام دنیا بالاتفاق غضب الٰہی اور عذاب الٰہی مانتی ہے مگر اس کا کوئی جواب نہیں دیتا کہ آخر یہ ساری بلائیں ہیں کس لئے؟ "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا"۔ کا ارشاد خداوندی (نعوذ باللہ) انکی نظروں میں بالکل لغو و لایعنی ہے۔

۱۹ بفرض محال سلسلہ احمدیہ کا سارا تانا بانا ہی آگے چلکر یعنی جبکہ مسیح ناصری اور خونی مہدی توقع عوام کے مطابق نازل و مبعوث ہو جائیں گے غلط ثابت ہو جائے تو موجودہ مسیح و مہدی موعود کی جماعت کے لئے تو یہ موقع حاصل ہے کہ (نعوذ باللہ) اپنے غلط عقائد سابقہ سے تائب ہو کر آیندہ مامور ذیجاہ کو بسہولت قبول کرلیں گے کیونکہ وہ روشن صداقتیں اور آسمانی نشانوں کے آگے سر تسلیم خم کرنیکے خوگر ہیں اور آبائی توہمات یا متعصبانہ معتقدات کو حق کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر موجودہ مدعی ہی اپنے دعاوی میں سچا نکلا۔ جو فی الواقع سچا ہے تو ان ہٹ دھرموں کا کیسا حسرت خیز و درد انگیز حشر ہوگا جو بد تعصب اور مغضوب قوم یہود کیطرح ایک نامعقول و بے معنی انتظار ہی میں آنکھیں پھاڑتے پھاڑتے بالآخر تا کام اسطرف کی راہ لیں گے جہاں انکا ٹھکانا ہے۔ نہ حضرت الیاسؑ دوبارہ آئینگے نہ مسیح مبعوث ہونگے نہ وہ نبی (صلعم) تشریف لائیں گے نہ عیسےٰ بن مریم کا دنیا میں نزول ثانی ہوگا نہ ان سادہ لوح مگر ضدی مسلمانوں کی آنکھیں غلبۂ اسلام کے دلفریب منظرہ سے شاد ہونگی۔ کاش کہ لوگ اس نہایت سیدھی سادی سہل اور سریع الفہم بات پر ہی ذرا غور کریں اور جان بوجھکر اپنے تئیں ہلاکت کے تاریک گڑھے میں نہ ڈالیں۔

۲۰ بہت سے معقول صورت۔ پڑھے لکھے۔ متانت پسند اور بظاہر انصاف شیوہ و صلح کل حضرات یہ کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحبؑ کو ایک بزرگ۔ عالم۔ بڑا مخلص خادم اسلام اور نیک وغیرہ وغیرہ تو مانتے ہیں مگر ہمیں ان کا دعویٰ کھٹکتا ہے لیکن ناوان اتنا نہیں سوچتے کہ اگر ایک شخص بالیقین مفتری ہے یعنی کہ خدا تعالیٰ پر بہتان باندھتا اور اتنا بڑا دعوےٰ بالکل جھوٹ کرتا ہے۔ تو وہ بزرگ یا نیک وغیرہ وغیرہ ہونا کیسا معمولی درجہ کا مسلمان بھی نہیں سمجھا جا سکتا۔ اسکی کیا معنے کہ تاریکی و نور دو نو چیزیں ایک جگہ ایک ہی وقت میں جمع ہو جائیں جو متقی پرہیزگار اور دیندار ہے وہی مفتری کذاب اور دشمن دین بھی ہو یا جو متمرد بیدین۔ خدا و رسول کا دشمن۔ اسلام کو بدنام و تباہ کرنیوالا وغیرہ ہو وہ مومن متقی اور پرہیزگار بھی ہو العجب ثم العجب۔ افسوس کہ یہ لوگ اُن معیاروں کی ذرا پروا نہیں کرتے جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام میں جھوٹے سچے کی پرکھ کیواسطے بیان فرمائے گئے ہیں۔ کاش یہ لوگ اسی پر تدبر کریں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مفتری سے زیادہ کوئی ظالم نہیں اور ظالم کو وہ کبھی فلاح نہیں دیتا۔ قرآن کریم میں جا بجا ان اصولوں پر زور دیا گیا ہے اگر کوئی آنکھیں کھولکر دیکھے۔

(باقی دارد)

خاکسار احمد حسین فریدآبادی۔ ہال بازار امرتسر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ترقی ایمان و اعمال صالح

{یہ وہ مضمون ہے جو میرے محترم مخدوم میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے ایک جلسہ میں پڑھا۔}
ایڈیٹر

دانشمند انسان وہ ہے کہ جو اس دنیا کے چند روزہ قیام میں اس دائمی زندگی کی فکر کرے کہ جسکی خوشی اور راحت سچی اور حقیقی خوشی اور راحت ہے۔ ہر ایک انسان اس زندگی میں اپنے نفع اور فائدہ کے لئے جہاں تک اسکی طاقت میں ہے کوشش کرتا ہے اور جہانتک اس کا بس چلے نقصان اور زیان کے موجبات سے بچنے کی تدبیریں کرتا ہے بڑی سی بڑی مہم کو رو براہ کرنے میں نفع اور نقصان کا لحاظ رکھکر کارروائی کرنیوالی قوت کام کرتی ہے اور کسی چھوٹے سے چھوٹے امر کے لئے بھی یہ طاقت عمل میں لائی جاتی ہے مگر پھر بھی دیکھا جاتا ہے کہ اس سے غلطیاں ہوتی ہیں اور ان غلطیوں کے سبب سے یہ نا اندیشیدہ مصیبتوں اور دکھوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ لاعلمی اور جہالت یا سہو و نسیان کی تاریکی اس کے چراغ عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے اور کسی وقت ایسا ہو جاتا ہے کہ سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتا اور دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور اس تاریکی کے سبب سے قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا اور اس امر کا اپنے آپ کو محتاج پاتا ہے کہ پردہ غیب سے کوئی ہاتھ نکلے اور اسکی دستگیری کرے۔ اے بہت سوچنے والی اور دور اندیشی کرنیوالی عقل تیری روشنی پر کیوں ایسی تاریکی غالب ہوئی اور کس نقص نے تیرے حواس کو معطل کر دیا کہ اب تجھے اپنی گھر کی پونجی پر بھی بھروسہ نہیں رہا اور تیری ساری طاقتیں بیکار ہو گئیں اور اندر ہی اندر سے ایسی درماندگی اور بے بسی نے آ دبایا کہ اب تو اپنے سے کسی بالاتر طاقت کا اپنے آپ کو محتاج پاتی ہے۔ انسان کی یہ حالت اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ اس کو غلطیوں سے بچانے اور آئے دن کی ٹھوکروں سے اسکی حفاظت کرنے کے لئے کسی ایسے قانون کی ضرورت ہے کہ اس سے بالاتر اور کامل القدرت ہستی کی طرف سے ہو کہ جس کا علم و قدرت خود انسان اور اس کے جمیع تعلقات اور پھر کائنات کے جملہ ساز و سامان پر کہ جس کے ذریعہ سے اسکی زندگی کی کل چل رہی ہے محیط ہو تاکہ وہ اپنے کامل علم اور کامل قدرت سے انسان کی زندگی کے سارے کارخانہ کی نگرانی کرے اور اس کو اندرونی بیرونی غلط کاریوں کے موجبات سے آگاہ کرے اور دائمی سلامتی اور حقیقی خوشی اور راحت تک اس کو پہنچا دے انسان کی غلط کاریوں اور ناعاقبت اندیشیوں کی تاریکی کو دور کرنے کے لئے ایک کامل نور کی ضرورت ہے جس نور کو اسکی غلط کار اور سہو و نسیان کے گرداب میں چکر کھانیوالی عقل پیدا نہیں کر سکتی بلکہ اس تاریکی میں عقل کی آنکھ خود محتاج ہوتی ہے کہ کوئی آسمانی آفتاب طلوع ہو اور وہ اپنی روشنی افق مشرق سے پھیلاوے تاکہ اس روشنی میں عقل کی تاریکی دور ہو اور وہ اس قابل ہو کہ سلامتی کی راہ کو دیکھکر آگے چل سکے۔ سو یہ کامل روشنی اور یہ کامل نور جس سے ساری کائنات روشن ہو رہی ہے وہی ذات ہے جس کا نام اللہ ہے۔ اور وہ روشنی جو اس کامل چشمہ نور سے انسان کو ملتی ہے وہ روشنی ہے جسکا نام ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ایمان جب کامل یقین اور سچی بصیرت سے پیدا ہو جاتا ہے تو اندرونی ظلمتوں کو وہ اسطرح دور کر دیتا ہے جیسا کہ ظلمانی رات کی تاریکی مشرق سے آفتاب عالم تاب کے نمودار ہونے پر دفعتہً دور ہو جاتی ہے۔ یہی روشنی انسانی غلط کاریوں کا صحیح علاج ہے۔ ذات غیب الغیب ہستی کے ساتھ ایمان ہی وہ روشنی ہے جس سے انسان کا تاریک دل نور حاصل کرتا ہے۔ اس نور ایمان کے دل میں داخل ہوتے ہی انسانی زندگی کے ہر ایک پہلو پر روشنی پڑ جاتی ہے اور انسان کے سامنے ہر ایک چیز اپنی خلقت کی صحیح تقدیر کو نمودار کر دیتی ہے۔
اس روشنی کے ذریعہ سے انسان اللہ تعالےٰ کی پاک ہدایت اور منشاء پر چلنے کی توفیق پاتا ہے جسکا نام خدا کی کتاب ہے اور جسمیں انسان کی سلامتی کی پوری اور مستقل راہیں بیان کیگئی ہیں جن پر انسان چلکر اس دنیا کے چند روزہ قیام میں دائمی زندگی کی سچی خوشی اور حقیقی راحت کو پا لیتا ہے اور اللہ جل شانہ کے ساتھ اس کے فضل و رحم کے ان ذرایع اور وسائط پر اسے اطلاع ملتی ہے جسکا نام ملائکہ ہے یہ ملکوتی قوتیں اس کامل تعلق کے بعد اسکی یار و مددگار ہو جاتی ہیں اور وہ بدیہی طور پر اسکی ایمانی روشنی کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں اس عالم میں انسان جملہ خطرات سے اپنے آپ کو امن میں پاتا ہے اور کوئی مشکل اسے اسکو بھی کامیابی سے ناامید نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی رعایت اور بنی نوع انسان کے ساتھ ان کے حقوق واجبہ کے ادا کرنے کی اسے اٹکل آ جاتی ہے۔ اور اپنے ایمان کی ترقی کے لئے اس کو صحیح کارروائیاں کرنیکا طبعی میلان ہوتا ہے۔ اور اسکی ایمانی روشنی یہاں تک ترقی کرتی ہے کہ پہلے برگزیدہ اور پاک لوگوں کے طریق اسے دکھلائی دیتے ہیں اور انہی قوت ایمانی کے ذریعہ وہ خدا کے پاک نبیوں اور کامل ہادیوں کے طریق پر استقامت سے قدم مارتا ہے اور اپنے انجام کی اس آخری منزل پر پہنچ جاتا ہے کہ جس کے ساتھ اس دنیا اور اس کے تمام مکروہات سے اس کو نجات ملجاتی ہے اور ہر مشکل اس کو آسان ہو جاتی ہے اس منزل پر پہونچ جانیکا یقین اس کو بدیہات کے رنگ میں نظر آتا ہے خدا کی پاک جماعتوں کے ساتھ اسکی دائمی رضامندی کے بہشتوں کا اسے وارث بنا دیتا ہے۔ یہ سب کچھ اسکو اسی ایمان بالغیب کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔
اللہ تعالےٰ نے ایسی ترقی ایمان اور ایسے کامل یقین کے پیدا ہونیکا ایک قانون مقرر کیا ہے اور اس قانون پر چلنے سے انسان واقعی ایسے ایمان اور اس کے ثمرات کو پا لیتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی ہر ایک مخلوق کی نسبت ایک قانون بیان فرمایا ہے جس قانون کی پابندی سے اسکی ہر ایک چیز اپنی خلقت یا پیدائش کے صحیح اندازہ کو ظاہر کر رہی ہے اور اس اندازہ اور تقدیر کے موافق ہی اللہ تعالیٰ نے اس چیز کی راہبری کی ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ قانون یوں بیان فرماتا ہے۔ سبح اسم ربک الاعلیٰ ۝ الذی خلق فسوّیٰ ۝ والذی قدّر فھدیٰ ۝ بالاتر ذات کی ربوبیت کائنات میں یہ قانون دکھلاتی ہے کہ ہر ایک چیز کو اس نے خود بنایا پھر اسکی خلقت یا پیدائش میں اس کے موافق حال پہلوؤں سے ہر ایک حصہ میں کامل مساوات رکھی یعنی جس چیز کو جس حالت پیدائش میں رکھا تو اس کو پورے طور پر رکھا کوئی کمی بیشی اسمیں ایسی نہیں رکھی کہ جو اسکی خلقت موجودہ کے لازم تھی اور اسمیں نہیں ہے پھر اس چیز میں اس کا اندازہ قائم کیا یعنے اس غرض اور منشاء کو جو اس چیز سے مطلوب ہے پورا کرنے کے لئے اسکی تقدیر یا اندازہ اس کے اندر قائم کر دیا۔ پھر اس اندازہ اور طریق مقدرہ پر اس کو چلا دیا۔ یہ وہ قانون الٰہی ہے کہ جس کے مطابق ہر ایک چیز کائنات میں اپنی خلقت اور تقدیر کے ساتھ چل رہی ہے۔ اس مضمون میں یہ مقصود نہیں

(باقی)

کہ ہر ایک خلقت کی اس تقدیر اور کارروائی کو ظاہر کر کے ثابت کیا جائے کہ یہ قانون الٰہی واقعی اسیطرح ہے جسطرح اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے مگر عام نظر اور سرسری نگاہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جملہ کائنات کی ہر ایک چیز اپنی تقدیر خلقت کے لحاظ سے کام کر رہی ہے اگر کوئی اسکی تقدیر کے خلاف اس سے کوئی کام لینا چاہے تو وہ چیز ہرگز کام نہیں دیسکے گی۔ آگ اپنے وقت پر اپنی تقدیر کے ساتھ کام کرنیکو طیار ہے۔ ہوا اپنی ضرورت کے تقاضا کو پوری کرتی ہے۔ پانی اپنے محل پر اپنی خلقت کی روانی سے اپنے اندازہ کو دکھلا رہا ہے۔ زمین اپنے مقام پر اپنی قدرتی خاصیتوں کے اظہار کے لئے دامن پھیلائے ہی یہ قانون ایسا عام ہے کہ اسکی صحیح پابندی آجتک ان ساری چیزوں کو اپنے اپنے مقام اور محل پر اپنی تقدیروں یا پیدائشی اندازوں سے خدائی منشاء کے موافق چلا رہی ہے اور جملہ علوم جنپر انسان کی زندگی کا مدار ہے اسی تقدیر یا اندازہ کی ترتیب پر غور کرنے اور اسکی پیروی کرنیسے پیدا ہوئے ہیں۔ نباتات یعنے زمین میں سے اگنے والی چیزوں کے جملہ اقسام اور انواع پر نظر ڈالو تو ہر ایک قسم اور ہر ایک نوع میں یہ تقدیر یا اندازہ ملاحظہ ہوگا گندم یعنے گیہوں کے دانہ کے زمین میں ڈالنے اور اس کے نشوونما پانیکی الگ تقدیر ہے جو اپنے وقت اور اسکی تقدیر کے موافق کارروائی کرنیسے حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے اجناس بھی اپنے اپنے وقت اور تقدیروں کے موافق انسانی ضروریات کے پورا کرنے کے واسطے اپنی پیداوار کے ذخیرے لگا رہتے ہیں۔ ہر ایک پھل پھول اپنے طبعی اندازوں کے نیچے چل رہا ہے اور انسان کی لذتوں اور زینتوں کو دوبالا کر رہا ہے۔ یہی قانون عالم جمادات اور زمین کے اندرونی خزانوں کو زمین کے پیٹ کے اندر پردہ غیب میں جمع کر رہا ہے اور انسانی نسلیں اس ترتیب طبعی اور باندھے ہوئے اندازہ کی رعایت سے ہر ایک چیز کو اپنی عملی طاقتوں سے کام میں لا رہے ہیں۔ یوں تو ساری کائنات کی ساری مخلوقات اپنے اپنے رنگ میں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے ظاہر ہونے پر نشان ہے۔ مگر اسوقت نفس مضمون کا تعلق صرف انسانی مخلوق اور اسکی تقدیر یا اندازہ کے ساتھ ہے کہ انسان کس تقدیر پر بنایا گیا ہے اور اس کے خلق کرنے یا پیدا کرنیسے کیا غرض اور مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ کہ ہمنے جن وانسان کو نہیں بنایا مگر صرف اسی غرض کے لئے کہ وہ جملہ نشانات عبودیت اور خادمانہ رنگوں کو ظاہر کرے۔ گویا انکی تقدیر یا انکی خلقت کا اندازہ یہی ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی ان صفات کو جو بلحاظ اس کے آقا اور مالک ہونے کے مختلف رنگوں میں ظہور پذیر ہو رہی ہیں ایسی خادمانہ حالتوں کے آئنہ میں دکھلاویں کہ واقعی ایک آقا اور ایک مولا اور ایک مالک ایسا ہے کہ جسکی ذات اپنے فیوض اور برکتوں کو بلحاظ اپنے مالک ہونیکے عطا کر رہی ہے اور یہ ایک عبودیت نشان خادم ایسا ہے جو کامل طور پر ان فیوض اور برکتوں کے ظاہر کرنیکا کامل مظہر ہوسکتا ہے یعنی اسکی خادمانہ تعلقات سے اس مالک کے فیضوں اور برکتوں کے نشان ظاہر ہوسکتے ہیں اور یہی اسکی خلقت کا اصلی منشاء اور غایت ہے گویا اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوقات میں سے انسان کو ہی ایسا معظم ومکرم وممتاز پیدا کیا ہے کہ جس سے پورے طور پر اسکی قدرتوں کے رنگ اس عالم میں نمودار ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی اس کلام کی تصدیق انسان کی ان کارروائیوں سے ہوتی ہے جو اس کائنات میں اپنے تصرفات سے ہر نوع کے متعلق بکر رہا ہے۔ اس سے بالفعل صرف اتنا دکھا دینا منظور ہے کہ انسانی مخلوق خدائی قدرتوں کے ظہور کے لئے ساری مخلوقات سے ممتازانہ طور پر میدان میں نکلی ہوئی ہے۔ اب اس ممتاز اور مکرم وجود پر خود اللہ تعالیٰ کی کامل

تصرف اور قدرت کو اگر غور کیا جائے تو اصل حقیقت کھل جاتی ہے۔ یہ انسان اپنی کارروائی کی دوڑ میں کبھی بھی بس کرنا نہیں چاہتا اور اپنے ترقی کے دامن کو بہت ہی پھیلاتا چلا جاتا ہے۔ مگر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اسکی قوتیں اسکو جواب دیتی ہیں اور اسکی ساری امنگیں ٹھنڈی پڑ جاتی ہیں اور اس کے سارے کارخانہ پر ایسی فنا کی ہوا چلتی ہے کہ پھر اس کبھی نہ مرنے والی ہستی میں کوئی بھی سکت نہیں رہتی اور سب طرف سے اپنے تعلقات کو توڑ کر بے بس اور بے حرکت جسم ایک لاش کی صورت میں بے جان پڑا ہوا نظر آتا ہے۔ تو اس وقت ایک مالک اور ایک آقا اور ایک کامل القدرت حکمران ہستی کی تحت حکومت ہونیکا نظارہ بندھتا ہے جس سے اس بے بضاعت کم مایہ بے بس اور محتاج فانی وجود کی عبودیت اور خادمیت کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ یہ حالت تو ایک عظیم الشان آخری تبدیلی کی حالت ہے جسکو موت کہتے ہیں مگر انسان کو اس آخری فنا یعنے موت کے گڑھے میں گرنیسے پیشتر ہی بہت تبدیلیاں ناگزیر ناخواستہ خلاف مرضی پیش آتی رہتی ہیں جن سے علی وجہ البصیرت ظاہر ہوتا رہتا ہے کہ یہ ہستی کسی با اقتدار اور کامل ہستی کے قبضہ میں ہے اور اسکی قدرت اپنی قدرت نہیں اور اسکی طاقت اپنی طاقت نہیں جو کچھ اسکو دیا گیا ہے یہ اس کا اپنا نہیں بے شک یہ کسی ایسی ہستی کے نشان قائم کرنے کے لئے یہاں بھیجا گیا ہے جس ہستی کا منشاء اپنی کامل قدرتوں اور صفات کے رنگوں کا صفحہ کائنات پر ظاہر کرنا ہے اور یہ وجود یعنے انسان ایک خادمانہ حالت کے ساتھ اس مالک کی سچی اطاعت اور عبودیت کو ظاہر کرنے کے واسطے یہاں چند روز آیا ہے اس علم کے بخشنے اور انسان کو اسکی پیدائش کی علت غائی پر پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو انتظام کیا ہے اور جب سے نسل انسانی اس مقام دنیا میں آباد ہوئی ہے جو انتظام جاری ہے وہ یہ ہے کہ اپنے پاک مرسلوں اور مقدس نبیوں کے ذریعہ سے اسنے اپنی اس مرضی کو ظاہر کیا ہے۔ یہ آواز دنیا کے ہر ایک کونے سے اٹھی ہے ہر ملک کے اندر یہ ندا دی گئی ہے ہر ایک زبان میں اس منشاء کی منادی کیگئی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے اور تم اس کے عاجز اور بے بس بندے ہو تم اپنے خدا۔ اپنے مالک اپنے آقا کی رضامندی کی راہوں پر چلو۔ اسکی اطاعت اور فرمانبرداری ہر ایک رنگ میں دکھلاؤ۔ اور صرف اسی پر اپنے ایمان کو قائم کرو اور اس روشنی کو اپنے ہاتھ میں لیکر ظلمت کی راہوں سے بچنے کی کوشش کرو تاکہ تمہارا رب تم سے راضی ہو جائے اور آخر کار جب اس کے حضور میں حاضر ہونیکا وقت آجائے تو تم اپنے مالک کے سامنے اپنی خادمانہ صورت میں کھڑے ہو جاؤ۔ اور تمہاری نسبت یہ فتویٰ دیا جائے کہ تم اپنے مالک کے وفادار بندے ہو اور تم نے اپنے بندہ یعنے اور خادم ہونیکے حق کو پورے طور پر ادا کر دیا ہے۔

جب انسان اللہ تعالیٰ کی اس تعلیم کے نیچے آتا ہے جو انبیاء کے ذریعہ اس تک پہنچائی گئی ہے تو وہ وقت ہوتا ہے کہ جب اسکی نسبت ایمان اور مومن کے لفظ بولے جاتے ہیں۔ اب اس تعلیم سے فائدہ اٹھانیکا بھی ایک قانون بیان کیا گیا ہے اور یہ قانون بھی انسان کی نسبت اسی اندازہ اور تقدیر کو ظاہر کرتا ہے جو ہر ایک چیز کی پیدائش میں خدا تعالےٰ نے رکھی ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی ترقی بغیر تزویج یعنے جوڑ کھانے کے نہیں ہوسکتی۔ اس قانون کیطرف اس آیت میں اشارہ فرمایا گیا ہے۔ ومن کل شئ خلقنا زوجین لعلکم تذکرون۔ یعنے ہر ایک چیز کو ہم نے جوڑہ پیدا کیا ہے تاکہ تم سمجھ پیدا کرو یعنے ہر ایک چیز تب ہی ترقی پاتی ہے کہ جب وہ

کسی دوسری چیز سے جو اس کا جوڑہ پیدا کیگئی ہے تعلق پاوے۔ یہی ترقی کا اصول ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اسوقت یہ ضرورت نہیں کہ علمی مثالوں سے اس کو ثابت کرنیکی کوشش کیجائے۔ عام نظارہ اور تجربہ اور مشاہدہ ہی بجائے خود ایک دلیل ہوتا ہے اور اس سے بڑھکر کوئی اور پختہ دلیل نہیں ہوتی۔ جوڑ کے بغیر ترقی کسی چیز نے پائی ہو یہ مشاہدہ نہیں ہے اور نہ تجربہ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ ایمان کی جنس کیا ہے یا ایمان کے تخم یا دانہ کی جو قلب کی زمین میں لگایا گیا ہے اسکی ترقی اور نشو نما یا بڑہنے اور پہولنے اور پہل لانے کے لئے کونسا زوج مقرر کیا گیا ہے کہ جس کے ساتھ تعلق پاکر یہ جنس ترقی پاتی اور یہ تخم بڑہتا پہولتا اور پہلتا ہے۔ قرآن مجید میں جہانتک شمار کیا گیا ہے ۱۰۱ آئتیں ہیں جو اس قانون تزویج یعنے جوڑ کہانے کے قانون کو ایمان کی نسبت بیان کرتی ہیں۔ مختلف پیرایوں میں یہ قانون بار بار بیان کیا گیا ہے۔ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت یعنے وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے عمل صالح کئے۔ پس اس قانون سے معلوم ہوا کہ ایمان کا جوڑ عمل صالح ہیں۔ اور ایمان بدوں عمل صالح کے ترقی نہیں پا سکتا۔ اور اس قانون کے خلاف یہ ماننا پڑتا ہے کہ برے عملوں سے ایمان میں کمی پیدا ہوتی ہے۔ پس اسطرح سے ایمان زیادہ بہی ہوتا ہے اور کم بہی۔ غرضیکہ ایمان کی ترقی صرف عمل صالح سے ہی مقدر ہے۔ جبتک ایمان اور عمل صالح کی صحیح تقدیر کے مطابق کارروائی نہ کیجاوے تب تک ہرگز ایمانی ترقی نہیں ہو سکتی۔

اب اس وقت تین لفظ زیر بحث ہیں۔ ایمان۔ مومن۔ عمل صالح۔ ایمان کیا چیز ہے۔ ایمان وہ دانہ یا تخم ہے جو مومن کی زمین قلب میں لگایا جاتا ہے۔ مومن وہ انسان ہے جس کے قلب میں تخم ایمان بویا گیا ہے۔ عمل صالح وہ کارروائی ہے جو مومن کو اس تخم یا دانہ کے بڑہاتے اور پہلدار بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً کرنی چاہیئے۔ یا ایمان ایک جنس ہے جو مومن کے حوالہ کیجاتی ہے اور مومن ایک سوداگر ہے جو اس جنس کو بڑہاکر فائدہ اٹہانا چاہتا ہے اور عمل صالح وہ طریق ہے جس طریق سے یہ جنس ایمان ترقی پاکر مومن کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ عمل صالح کی نسبت ذرا زیادہ تفصیل ضروری ہے یعنے عمل اور عمل صالح میں کیا فرق ہے۔ عمل کا لفظ عام ہے جس کے معنے ہیں وہ کارروائی جو انسان اپنی احتیاج کے پورا کرنے کے واسطے کرتا ہے۔ مجرد عمل میں یہ ضروری نہیں کہ وہ کارروائی جو انسان کرتا ہے یا اس کے ذریعہ وہ کوئی حاجت پوری کرتا ہے وہ ذریعہ یا حاجت اس کے لئے مفید بہی ہے یا نہیں، وہ جائز بہی ہے یا نہیں اور اس عمل سے وہ نتیجہ بہی پیدا ہوتا ہے یا نہیں جو اس عمل کے کرنیوالا پیدا کرنا چاہتا ہے مگر عمل صالح سے وہ عمل مراد ہے جو اس عمل صالح کے کرنیوالے نے اپنی مراد اور منشا میں رکہا ہے وہ نتیجہ پیدا ہو جاوے۔ یعنے ایسی کارروائی کہ جسمیں واقعی صلاحیت اس نتیجہ کے پیدا ہونیکی ہے کہ جو اس کارروائی کی اصلی غرض ہے۔ پس ہر ایک امر جو کوئی انسان اختیار کرتا ہے تو ضرور ہے کہ جبتک وہ کوئی ایسی کارروائی نہ کرے جسمیں صلاحیت اس نتیجہ کے پیدا ہونے کی ہو جو اس امر کا اصلی مقصود ہے تو نہیں کہا جائیگا کہ اس نے عمل صالح کیا۔ عمل ایک ایسا فعل ہے جسمیں احتیاج پائیجاتی ہے فعل میں احتیاج لازمی نہیں۔ فعّال لما یرید اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یعنے اس کے فعل میں قدرت اور ذاتی اختیار بلا احتیاج شامل ہے۔ برخلاف عمل کے کہ اسمیں احتیاج شامل ہے اور اسی لئے یہ لفظ انسان کی نسبت بولا گیا ہے۔ کیونکہ وہ محتاج ہے اس کا ہر ایک فعل کسی نہ کسی احتیاج کے پورا کرنے کی غرض سے ہوتا ہے۔ چونکہ انسان محتاج ہے اور احتیاج کے پورا کرنے کے لئے عمل ضروری ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایمانی ترقی کے لئے یہ قید لگا دی اور یہی قانون سچا قانون ہے جس کے بغیر مومن کو چارہ نہیں۔ وہ کسان جو تخم کو زمین میں ڈالکر وقتاً فوقتاً اس تخم کی ترقی کے لئے کوئی عمل صالح نہیں کرتا یعنے ایسی کارروائی نہیں کرتا جو اس تخم کے زمین سے نکلنے اور پہولنے پہلنے کا صحیح ذریعہ ہو تو وہ تخم کو ضایع کر دیتا ہے اور جب اس تخم سے فائدہ حاصل کرنیکا وقت آتا ہے تو وہ کوئی فائدہ نہیں اٹہاتا۔ الدنیا مزرعة الاٰخرة۔ دنیا آخرت کی کہیتی ہے۔ یا کارروائی تو کرتا ہے مگر اس کارروائی میں ایسی صلاحیت نہیں ہوتی کہ جو اس تخم کو بڑہاکر بارآور کرے تو وقت پر ایسا کسان بجز فاقہ کشی اور دکہوں میں مبتلا ہونے کے اور کیا حاصل کر سکتا ہے۔ وہ سوداگر جو اپنی جنس کو بڑہانے کے لئے ایسی تدابیر عملی نہیں کرتا کہ جس سے اسکی وہ جنس بڑہکر نفع لاوے یا ایسی محنت اور کوشش سے جی چراتا ہے اور اس جنس کے بڑہانیکے سچے قانون کو نہیں برتتا ایک وقت آتا ہے کہ وہ جنس اسکی برباد ہو جاتی اور بجائے اس کے کہ وہ اس سے نفع حاصل کرتا راس المال کو بہی ضایع کرکے اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈالدیتا ہے۔ اسیطرح وہ مومن جو اپنے ایمان کے تخم کو اعمال صالح کے بجالانے سے ترقی نہیں دیتا اور مختلف کارروائیاں جو اعمال صالح کے رنگ میں اس تخم ایمان کو بارآور کرنے کے لئے قرآن مجید میں بیان کئے گئے ہیں اور وہ فرائض جنکی پابندی اس مومن کے ذمہ رکہی گئی ہے ادا نہیں کرتا ایک وقت آخر کو آتا ہے کہ اس قانون پر عمل نہ کرنے کے سبب سے وہ تخم ایمان ضائع ہو جاتا اور قلب کی زمین فصل کاٹنے کے موقعہ پر ایک ایسے چٹ پڑ میدان کیطرح نکل آتی ہے جو خشکی کے سبب سے بیرونق ہے اور اس زمین میں سوائے گرد و غبار کے کچھ بہی نہیں اس موقعہ پر کسان کی حسرت اور پشیمانی کی کوئی حد نہیں مگر اب اس کا کوئی علاج نہیں۔

یہاں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے اور یہی سوال بہت غور کے قابل ہے۔ جب عمل صالح کا نتیجہ ہے کہ ایمانی ترقی حاصل ہو تو پہر وہ فرائض جو اعمال صالحہ کی صورت میں بیان کئے گئے ہیں اور جن کے بجالانے کیطرف رغبت دلائی گئی ہے جب وہ بجالائے جاتے ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان فرائض کے بجالانیوالوں میں ترقی ایمان کے آثار پائے جاتے ہیں۔ مثلاً قرآن میں لکہا ہے کہ۔ ان الصلوٰة تنھٰی عن الفحشاء والمنکر۔ یعنے نماز بیحیائی کی باتوں اور بدکرداریوں سے روکتی ہے۔ ایک شخص نماز پڑہتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں نماز پڑہتا ہوں مگر اسمیں وہ نتیجہ پیدا نہیں ہوتا جو نماز پڑہنے والے میں پیدا ہونا بیان کیا گیا ہے یعنی وہ بدگفتاری اور بدکرداری سے بچا ہوا نظر نہیں آتا تو کس طرح کہا جائیگا کہ یہ نماز جو وہ پڑہتا ہے یہ عمل صالح ہے۔ یعنی اگر اس نماز میں وہ صلاحیت ہوتی تو ضروری تہا کہ اسکی زبان بے حیائی کے کلمات سے رکتی اور وہ بدکردار نہ ہوتا جب یہ صورت نہیں تو معلوم ہوا کہ اسکی نماز ایک عمل تو ہے مگر عمل صالح نہیں یعنی اسکی نماز میں وہ صلاحیت پیدا نہیں ہوئی کہ جو اس نتیجہ کو پیدا کرے جو قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ یا ایک شخص قرآن کی تلاوت ہر روز صبح اٹہکر کرتا ہے اور قرآن کی نسبت لکہا ہے کہ ان ھٰذا القراٰن یھدی للتی ھی اقوم ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصّٰلحٰت ان لھم اجرا کبیرا وان الذین لا یؤمنون بالاٰخرة اعتدنا لھم

عند ابا الیما۔ کہ یہ یقینی بات ہے کہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو نہایت ہی پختہ اور صحیح راہ ہے اور بشارت دیتا ہے ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں کہ ان کے واسطے بڑا بھاری اجر ہے۔ مگر تلاوت کرنیوالا جب باہر نکل کر اپنے افعال دکھاتا ہے تو ہمیں کوئی رنگ بھی ایسا نہیں پایا جاتا کہ جو اس آیت کے نیچے مفہوم میں آ سکے۔ کیا کہا جائیگا یہ تلاوت قرآن عمل صالح ہے۔ بس یہی حال دیگر اعمال کا ہے کہ جب صحیح نتیجہ پیدا نہیں ہوتا تو پھر اس کا نتیجہ یہی ہے کہ یہ نماز پڑھنا یا قرآن پڑھنا اور کوئی نیک کام اپنے خیال میں بجالانا عمل صالح نہیں ہے۔ یہی ایک بات ہے جو بہت غور کے قابل ہے۔ برادران سلسلہ احمدیہ ہم لوگ ایک ایسی جماعت ہیں کہ جسکی نسبت خاص طور پر ارادہ کیا گیا ہے کہ ہم اعمال صالح کے بجالانے سے ترقی ایمان حاصل کریں تاکہ وہ ثمرات ایمان جو سابقین اولین میں پیدا ہوئے ہم میں بھی پیدا ہوں ہمارے لئے کوئی نیا قانون نہیں۔ اور نہ خدا کا یہ قانون قدیمی بدل سکتا ہے آؤ ہم اپنے اعمال پر نظر ڈالیں پڑتال کریں سوچیں کہ کیا ہماری نمازیں۔ روزے۔ تلاوت قرآن یا دیگر اعمال جو ہم کر رہے ہیں یہ واقعی اعمال صالح کے رنگ میں ہیں یعنے ان اعمال میں واقعی وہ صلاحیت ہے کہ جس سے ہمارے ایمانوں میں وہ ترقی پیدا ہو جو ایسے اعمال کا صحیح نتیجہ ہے۔ اگر یہ نتائج پیدا نہیں ہوتے تو آؤ ہم اپنے اعمال کو اعمال صالح بناویں اور قانون الٰہی کی صحیح طور پر پابندی کریں ایسا نہ ہو کہ ہمارے ایمان کی جنس یونہی ضائع ہو جائے اور ہم ایک بیوقوف کسان اور نادان سوداگر سے مثال دیئے جائیں اور تخم ایمان جو ہمارے قلب کی زمین میں لگایا گیا ہے ہمارے عمل صالح کے نہ کرنے سے برباد ہو جائے۔ اور پھر ہمارا ایمان لانا کسی کام نہ آوے تا حق کی سردردی اور باتیں بنانے اور سننے سے کیا حاصل۔ ہم میں ترقی ایمان صالح کا سوال ہر وقت دائر سائر رہنا چاہیئے۔ ہر ایک معاملہ میں خواہ وہ آپسمیں ہو یا کسی غیر سے۔ باہمی ملاقات میں۔ گھر میں ہوں یا بازار میں۔ ہر ایک محل اور مقام میں۔ جب ہم ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہوں۔ غرضیکہ ہر حال میں ہم یہ سوال کرتے رہیں کہ آیا اسوقت ہم کو ترقی ایمان مدنظر ہے اور ہماری یہ کارروائی عمل صالح میں داخل ہے اور اس قانون الٰہی کی کوئی خلاف ورزی تو ہم نہیں کر رہے۔ ہر وقت اسطرح محاسبہ کرنے سے ہم ان سب غلطیوں اور خطاکاریوں سے محفوظ رکھے جائیں گے جو سہو و نسیان کے سبب سے انسان کے عائد حال ہو جاتی ہیں اور آہستہ آہستہ ہم ان سب فضلوں اور برکتوں کے وارث ہوں گے جو پہلوں کو دی گئی تھیں۔ ہم اُس رسول خاتم النبیین کی امت میں ہیں کہ جسکی ذات بابرکات میں سارے نبیوں کے کمالات جمع کئے گئے۔ ابتدا میں جو ہر ایک نبی کو دیا گیا وہ سب کچھ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور چونکہ آپ جملہ انبیا کے کمالات کے جامع ٹھہرے اور آئندہ کے واسطے یہ فیصلہ کر دیا گیا کہ کوئی کمال جو کسی نبی کی معرفت کسی امت کو پہلے پہنچ سکتا تھا جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے پر اس نبی سے اس کمال کے حاصل ہونیکا سلسلہ بند ہو گیا اور اب وہ کمال صرف ذات بابرکات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مل سکتا ہے خدا تعالیٰ نے اس جماعت کا جو جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئی یوں ذکر فرمایا ہے۔ محمد رسول اللہ والذین امنوا معہ اشداء علے الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذٰلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علٰے سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصٰلحٰت منھم مغفرۃ و اجرا عظیما۔ (پارہ ۲۶ رکوع ۱۲)

ہم بھی ایک جماعت ہیں جو امام آخرالزمان مسیح موعود مہدی معہود کے ساتھ ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ ہماری نسبت اسلام کی پاک تعلیم کا صحیح معنوں میں پورا ہونے کا وعدہ دیا گیا ہے یہ امام آخرالزمان بھی ظلی طور پر پیغمبر آخرالزمان کے رنگ میں آیا ہے تو پھر اس کے ساتھیوں کا بھی وہی رنگ ہونا چاہیئے جو پیغمبر آخرالزمان کے ساتھیوں کا تھا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی کفار کے مقابلہ میں اسلامی حمایت میں شدت سے کھڑے ہونیوالے تھے۔ آپسمیں باہمی تعلقات نہایت نرمی اور رحم سے ادا کرنیوالے تھے۔ یعنے اپنی جماعت میں ہر ایک بھائی کی بلا لحاظ اس کے کہ وہ چھوٹا ہے یا بڑا رحم و شفقت کے ساتھ پاس و رعایت منظور تھی باہمی تعلقات میں ذلت و حقارت کا نام و نشان نہ تھا۔ خدا تعالیٰ کے حضور میں رکوع اور سجود میں اپنے اوقات کو گذارتے تھے۔ اور اس رکوع و سجود میں ان کو صرف خدا تعالیٰ کا فضل اور رضا مقصود تھی سجدوں کا نشان انکی پیشانیوں پر چمکتا تھا یعنے انکی راستبازی اور پرہیزگاری بے اختیار خود ان سے ظاہر ہوتی رہتی تھی انکی نسبت خدا نے پہلی کتابوں یعنے توریت اور انجیل میں یوں بیان کیا کہ وہ ایسی کھیتی ہیں کہ جس نے اپنی کونپلوں کو باہر نکالا ہے پھر وہ کونپلیں مضبوط ہوئیں موٹی ہوئیں اور اپنی نالی پر سیدھی کھڑی ہو گئیں کسان اس کھیتی کا مالک انکی اس ترقی پر تعجب کرتا ہے اور بالمقابل انکے مخالف کفار غصہ میں جلتے بھنتے ہیں۔ انہیں سے ان لوگوں کو جنہوں نے ایمان لاکر اعمال صالح کی بجاآوری سے ایمانی ترقیات حاصل کیں اللہ تعالےٰ نے مغفرۃ اور بڑے بھاری اجر کا وعدہ کیا۔

اے اس امام آخرالزمان کے ساتھیو! پیغمبر آخرالزمان کے ساتھیوں کی یہ صفات ہیں امام آخرالزمان پیغمبر آخرالزمان کے رنگ میں ظلی طور پر آیا ہے تو ضرور ہے کہ تم میں بھی پیغمبر آخرالزمان کے ساتھیوں کے صفات کا رنگ پیدا ہو انکی صفات کا عکس تم پر بھی پڑے ان کے رنگ میں رنگین تم اسی صورت میں ہوگے کہ الٰہی قانون کی پابندی اُسیطرح اختیار کرو جسطرح انہوں نے اختیار کی یعنی عمل صالح کے لاتبدیل قانون کی پابندی سے وہ ان صفات سے موصوف ہوئے پس اس وقت بھی اسی لاتبدیل قانون کی پوری پابندی سے اس جماعت میں وہ صفات آ سکتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ اسی طرح اس جماعت کے حق میں پورا ہو سکتا ہے جسطرح پہلی جماعت کے حق میں پورا ہوا۔ آؤ ہم ایسی صحبتوں کو ترک کریں جن سے ہم کو ہماری ایمانی ترقی میں امداد نہیں ملتی۔ دانشمند انسان وہ ہے کہ یا تو کسی سے فائدہ حاصل کرے یا کسی کو فائدہ پہنچائے۔ لین دین کا معاملہ دنیا میں چلا آتا ہے پس ایسی مجلس میں بیٹھنے سے کیا حاصل ایسے شخص کی ملاقات سے کیا مطلب جس سے نہ ہم کو کچھ فائدہ پہنچنے کی امید ہے اور نہ ہم اسکو کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اگر کسی دوست سے ہم کو ہماری ترقی ایمان میں امداد نہیں مل سکتی اور یا ہم اسکو اسکی ترقی ایمان میں مدد نہیں دے سکتے تو ایسے دوست سے ملاقات کرنا ہی اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا ہے اور نہ ایسا شخص دوستی کے لائق ہے

ہمارے اعمال ایک نمونہ ہونے چاہئیں تاکہ لوگ ہماری کارروائیوں سے سبق حاصل کریں۔

ہم کو نہیں چاہئے کہ ہم دوسری قوموں کی ریس کریں۔ دوسری قوموں کی ترقی میں تقویٰ اور عمل صالح کا رنگ نہیں ہے۔ ان کو کسطرح اور کسی نہج سے ہو صرف قومی ترقی مطلوب ہے ہم اس قوم کے ترک کرنے پر طیار ہیں کہ جسمیں تقوےٰ اور عمل صالح کا رنگ نہ ہو۔ اگر تقوےٰ اور عمل صالح کی قید ضروری نہ تھی تو تم نے کیوں اس قوم کو جو لا الہ الا اللہ پڑھتی اور مسلمان کہلاتی ہے ترک کیا اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھنی چھوڑیں جب ہماری اپنی قوم کا یہ حال ہے تو پھر دوسری قوموں کی اس ترقی کی ہم کیا پرواکریں جنمیں تقوےٰ اور عمل صالح کا رنگ نہیں ہے۔ یہ سچی بات ہے اور امام اسی سچی بات کی منادی کرتا ہے کہ اعمال صالح بجالاؤ اور تقوےٰ کا پاک لباس پہنو اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں راستبازی کی راہ اختیار کرو۔ وہ ترقی جو تمہارے لئے تمہارا خدا چاہتا ہے تمہاری راستبازی اور تقوےٰ اور اعمال صالح کے سبب سے تم کو وہ خود دے گا۔ اگر ہم نے اس وقت سے پہلے اسپر غور نہیں کی اور اس قانون الٰہی کی سچی پابندی سے ہم دور رہے ہیں تو آؤ اس پابندی کے لئے اب تیار ہو جائیں اور اس لاتبدیل قانون کی پیروی شروع کریں۔ اگر ہم اپنی گذشتہ خطاکاریوں کے لئے اس قانون الٰہی کی پابندی کریں گے جو توبہ اور استغفار کے ذریعہ ہم سے وعدہ کیا گیا ہے اور اعمال صالح کے لاتبدیل قانون کی حفاظت کریں گے۔ تو ریسا سچا رجوع لانے سے اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کریگا اور ہماری بدیوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دیگا۔ کیونکہ اس نے فرمایا ہے۔ الا من تاب وامن وعمل عملاً صالحاً فاولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات وکان اللہ غفوراً رحیما۔ اللہ تعالیٰ کی پاک توفیق ہماری رفیق ہو اور ہم کو اپنی مرضی کی راہوں پر وہ خود چلاوے اور دین و دنیا میں ہمارا حامی و مددگار ہو۔

اللھم ایدالاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل
اللھم انصر من نصر دین محمد صلعم واجعلنا منھم
اللھم اخذل من خذل دین محمد صلعم ولا تجعلنا منھم
واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکسار حامد سیالکوٹی

ہندو و مسلمانوں کا مجوزہ اور مفروضہ اتحاد

الحکم میں پولٹیکل معاملات پر اسقدر کم بحث کیجاتی ہے جو گویا نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہاں جہاں کسی قسم کی غلط فہمی کا احتمال ہوتا ہے وہاں ضرورت وقت اور مصلحت موقع کو مدنظر رکھکر ہمیشہ کچھ نہ کچھ لکھنا ضروری سمجھا ہے جب سودیشی تحریک اور بائیکاٹ کے جراثیم بنگال سے نکل کر پنجاب میں پہنچے اسوقت چونکہ اس تحریک کی تہ میں تقسیم بنگال کے مسئلہ سے بنگالیوں کی ناراضگی تھی اور اس تحریک کی بنا خود غرضی اور ذاتی مقاصد پر مبنی تھی ہمنے جہاں تک نفس اپنی ملکی اشیاء کے استعمال کو مفید اور عمدہ بتایا اس تحریک کی موجودہ روش میں شریک ہونے سے منع کرنا مناسب سمجھا۔ اب جب سے پولٹیکل سادھوؤں نے اپنا پولٹیکل دورہ شروع کیا ہے انہوں نے ہندو و مسلمانوں کے مفروضہ اتحاد پر دھواں دھار تقریریں کی ہیں اور یہ شور ملک کے ہر حصہ کو سنکر پھیلا ہے۔

ہندو و مسلمانوں میں اتفاق ہو

اس مفروضہ اور مجوزہ اتفاق کے متعلق ایسی پرشور صداؤں کو سنکر مختلف شہروں میں عملی پسبھی نمائشی ہی سہی نیشنل ایسوسی ایشنز قایم ہونے لگی ہیں اور یہ مفروضہ اتحاد ایک وقتی اور ضروری سوال قرار دیا گیا ہے۔ اخبارات میں اس کے متعلق صدہا تحریریں اور پبلک جلسوں میں بیسیوں تقریریں اہل الملک لوگوں نے کی ہیں اس لئے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اس مفروضہ اتحاد کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کر دوں۔

نفس اتفاق بین الاقوام کو میں ایک برکت اور مفید شئے یقین کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل اور دریغ نہیں کہ یہ تحریک (جس کے لئے اسقدر زور دیا جاتا ہے اور مختلف مقامات پر اس غرض خاص کے لئے سوسائٹیاں اور سبھائیں بنائی جاتی ہیں) ایک ایسی تحریک ہے جسکا کوئی عملی وجود ہی نہیں بلکہ میں بحالات موجودہ اس کے امکان کا بھی قایل نہیں ہوں۔ پھر جب ایک شئے کا وجود ہی سرے سے مفقود ہو تو اس کے قیام و دوام کی سعی جو کچھ بھی وقعت رکھ سکتی ہے وہ ظاہر ہے۔

میں نے جیسا کہ ابھی ظاہر کیا ہے ابنا وطن کی یگانگت اور یک جہتی لاریب ایک برکت اور کار خیر ہے لیکن یہ امر نہایت افسوس سے دیکھا جاویگا کہ جب اہل وطن کے حالات اور ان کے اغراض و مقاصد پر پر غور نگاہ کیجاوے تو اس مقصد کی تکمیل اور تحصیل میں پوری مایوسی ہوتی ہے۔ میں نے اس سوال کے اس پہلو پر بھی نظر کی ہے کہ ہندو و مسلمانوں کے اتحاد کا سوال جب پیش کیا جاتا ہے تو ہندوستان کی دوسری اقوام کو کیوں چھوڑ دیا جاتا ہے؟ کیا اس اتحاد اور اتفاق کی بنا ہی

نااتفاقی

پر نہیں؟ اور کیا خود غرضی اور خود مطلبی اس کی تہ میں کام نہیں کر رہی ہے ہندو و مسلمانوں کے اتحاد پر زور دینے والے پولٹیکل لیڈر دوسری اقوام کی ہستی کو پہلے ہی مٹا دیتے ہیں اور اسطرح بھارت ماتا بھارت ماتا پکارنے والی [illegible] سے ایک مخلص گروہ پیدا کرنے کے منافق جماعت پیدا کر رہے ہیں اس سوال کے بہت سے پہلو ہیں جن پر بڑا وسیع بحث ہونی چاہئے اور اگر [illegible] ملا تو بفضلہ تعالیٰ سعی کرونگا کہ اس کے مختلف پہلوؤں پر وقتاً فوقتاً روشنی ڈالوں۔ سردست میں اس سوال کو اس نظر سے دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ مفروضہ اتحاد اور اتفاق کن صورتوں اور کس رنگ میں مقصود ہے؟ ہندوستانی پبلک کے پانچ بڑے طبقے ہیں۔ اول مذہبی لوگ۔ دوم رؤسا اور اہل امتیاز سوم ملازمت پیشہ اور تعلیم یافتہ گروہ۔ چہارم اہل حرفہ۔ پنجم تاجر۔

یہ وہ تقسیم ہے جسمیں ہندوستانی آبادی منقسم ہو سکتی ہے اب قابل غور یہ امر ہے کہ کیا ان طبقات خمسہ میں مفروضہ اتفاق کسی حد تک ممکن العمل ہے۔ انمیں سے پہلے گروہ کے متعلق چونکہ کسیقدر تفصیل کی ضرورت ہے اس لئے آخری چار کے متعلق مختصر سا ذکر کرکے پہلے طبقہ پر بحث کرونگا۔ دوسرے طبقہ کے لوگوں کی جو حالت ہو رہی ہے وہ ایسی نمایاں ہے کہ ہر شخص اسے جانتا ہے ان لوگوں کی وجاہت ان کا اثر بیشک اتفاق مفروضہ کی سکیم میں مدد ہو سکتا تھا لیکن یہ لوگ بجائے خود اپنی ذاتی اغراض کی تکمیل میں ایسے منہمک ہیں کہ وہ قوم اور ملک کے مفاد پر نظر ہی نہیں کر سکتے۔ انکی زندگی کا مقصد اپنی ذاتی کامیابی اور شخصی عظمت کا حاصل کرنا ہے اور اس کے لئے انہیں مذہب اور اخلاقی قوانین کی بھی پروا نہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس طبقہ میں معیار عظمت اخلاق یا مذہب کی پابندی نہیں سمجھی گئی بلکہ نمائش اور ثروت ہی نمایاں نشان قرار دیا گیا ہے۔ پس ان لوگوں سے لحاظ سے مفروضہ اتفاق پر جو اثر پڑ سکتا ہے وہ یہی ہے کہ بعض

(ختم شد)

تحریکات یا تہواروں میں انکی محرک ہندو ہوں یا مسلمان یہ لوگ چندہ دیا ورا اور اس کے لئے وہ پہلے ہی سے ایسا کرتے ہیں دسہرہ کی تقریب منانی ہو تو مسلمان رؤسا چندہ دینے کو موجود اور محرم منانا ہو تو ہندو سبیلیں لگانیکو حاضر اگر اس مفروضہ اتفاق کی غایت یہی ہے تو اس طبقہ میں پہلے سے حاصل ہے پھر مزید شور و فغان کی کیا حاجت؟

ایسا ہی اہل حرفہ و تاجروں کا حال ہے چونکہ ان کے کاروبار کا باہم لاینفک تعلق ہے اسی بنا پر انہیں اپنی مشترکہ اغراض کے لئے کوئی نفاق یا دھڑا بندی موجود نہیں جس کے مٹانے کے لئے کسی جدید تحریک کی ضرورت ہو۔

ان تین طبقوں کے بعد ملازمت پیشہ لوگ ہیں۔ اور میں بڑے زور سے کہ سکتا ہوں کہ اس طبقہ کی حالت کسی صورت میں قابل اطمینان نہیں اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس گروہ میں اتحاد کی تحریک پیش کرنے کے لئے کونسی راہ اختیار کیجاوے کیونکہ باوجود اس کے جو گورنمنٹ عالیہ نے بار بار اس قسم کے سرکلر جاری کئے ہیں کہ مختلف محکموں اور صیغوں میں ہندو و مسلمانوں کی تعداد مساوی رہی جاوے لیکن جو کچھ اس کا حشر ہو رہا ہے اور جس طرح مسلمانوں کے حقوق کو کچلا جاتا ہے وہ کوئی مخفی راز نہیں آئے دن اخبارات میں برادران یوسف کے ان کارناموں کی تشریح ہوتی رہتی ہے۔ وہ لوگ جو مفروضہ اتحاد اور اتفاق پر زور دے رہے ہیں کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے اس سوال کا حل کس طریق پر کیا ہے؟

جبتک اس پہلو میں زبردست فریق اپنی خود غرضی اور ناواجب تعصب کیوجہ سے ناانصافی اور مخفی ریشہ دوانیوں کو چھوڑ نہیں دیتا۔ اور مسلمانوں کو فی الحقیقت اپنا ہمسایہ اور شریک حال یقین نہیں کر لیتا ناممکن ہے کہ اس طبقہ میں صلح ہو سکے۔

اسباب

سب سے اول اور ضروری طبقہ پر نظر کرنا باقی ہے اور در اصل یہی گروہ ہے جس پر سب سے زیادہ توجہ کی حاجت ہے اور وہ ہندوستان کی مذہبی دنیا ہے کیا اس مذہبی گروہ میں اتفاق اور اتحاد ہو سکتا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اس کا ذمہ وار کون فریق ہے۔ اس سوال کے یہ تین پہلو ہیں جن پر ہم کو غور کرنا چاہیئے۔

بحالات موجودہ اتفاق نہیں ہو سکتا اور اس کے نہ ہونے کی ذمہ وار ہم نہیں بلکہ ہماری ہمسایہ قوم ہے۔ اور در اصل وہی اس نفاق کی محرک اور اس آتش شقاق کی موجد ہوئی ہے۔ جسکو میں ابھی ثابت کرونگا۔ اور اس طبقہ میں اتفاق اور اتحاد کی جو صورت ہو سکتی ہے وہ یا تو یہ ہے کہ دونو قومیں بلحاظ مذہب و اعتقاد ایک ہو جائیں یا دینی حرارت کو عدم اعتدال پر لایا جاوے مگر بصورت موجودہ دونو باتیں قریباً محال ہیں اور ان کو محال ہمارے ہمسایہ قوم ہی نے بنایا ہے اور اس بحث میں اسب یہی پہلو ہے جو قابل بحث ہے۔ کوئی شخص جو سر میں دماغ اور دماغ میں عقل و دور اندیشی رکھتا ہو وہ کبھی یہ ماننے کے لئے طیار نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص اپنے دل میں دوسرے سے بغض و عداوت رکھکر اس کا دوست اور بہی خواہ بھی ہو سکتا ہے اور اگر ظاہرداری کے طور پر ہو بھی تو یہ اتفاق [illegible] کر دیا اور مستقل نہ ہوگا بلکہ چونکہ یہ ... درجہ کا اتفاق ہوگا اس لئے اس کے برے نتائج ظاہر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں گے ... میں تسلیم نہیں کر سکتا ... محبت اور ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قوم و ملت کو عدل اور انصاف ہمدردی اور مواسات کے لئے آڑ نہیں بنایا بلکہ وہ نوع انسان کے ہر متنفس کے ساتھ یکساں مراعات ملحوظ رکھتا ہے اس مقام پر ضرورت نہیں کہ تفصیلی بحث کیجاوے

اگر کوئی شخص اس کے خلاف کہنے کو آمادہ ہو تو واقعات صحیحہ کی بنا پر اس کا ثبوت ہمارے ہاتھ میں ہے سب سے زیادہ رنجیدہ اور اشتعال انگیز چیز جو ہے وہ مخالف مذہب پر نکتہ چینی کا طریق ہے اسبارے میں اسلامی ہدایت ویسی کامل اور نفع رساں ہیں کہ کوئی نظیر نہیں ملسکتی یا وجودیکہ اسلام کسی سے مداہنہ کرنیکو کبھی طیار نہیں پھر بھی مناظرہ میں ایسے اصول تعلیم کئے ہیں جو صلح اور آشتی کا راحت بخش ذریعہ ہیں۔ اس نے یہ کہکر

وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ

تمام مقدسوں اور راستبازوں کے ادب اور احترام کی تاکید کردی اور ہر قوم اور ملک کے برگزیدہ بندوں سے خاص محبت کی تعلیم دی اور مسلمانوں کو بتا دیا

اسلام ہی ایک مذہب ہے جو

پیغام صلح

پیش کرتا ہے۔ کیونکہ عیسائیوں نے اپنی غلط فہمی سے معاذ اللہ تمام راستبازوں اور برگزیدہ نبیوں کو چور اور بٹ مار کہکر نفرت کا بیج بویا اور انکی دیکھا دیکھی آریہ قوم نے یہ قرار دیکر ابتدائے آفرینش کے سوا کبھی خدا تعالیٰ کا کلام ہی نازل نہیں ہوا۔ اور نہ کوئی راستباز برگزیدہ خدا مامور ہوکر اصلاح قوم کے لئے آیا اور نہ بجز آریہ ورت کے کسی اور ملک میں آیا عداوت کے اس میدان کو اور بھی وسیع کر دیا۔ اور پنڈت دیانند اور ان کے شاگردوں نے جس طریق سے خدا تعالیٰ کے برگزیدوں اور صادقوں کے سرداروں کی ہتک اور توہین کی ہے اور انکا وہ سلسلہ نہایت ہی آزاردہ طریق پر جاری ہے ناممکن ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے درد رسیدہ دل جنپر تیز نیاز زخم لگایا جاتا اور نمک پاشی کیجاتی ہے آرام پا سکیں اور انہیں تسلی ہو۔

ہماری طرف سے اس کے سوا پیغام صلح کی اور کیا صورت ہو سکتی تھی کہ ان کے مسلمہ بزرگوں کو ہم نے خدا کے راستباز بندے تسلیم کیا اور رام و کرشن اور باوا نانک جیسے بزرگان قوم کو خدا رسیدہ اور اس کے مامور یقین کر لیا مگر اس کے مقابلہ میں ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا گیا کہ مقدسوں کے مقدس اور راستبازوں کے سردار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں وہ گستاخیاں اور شوخیاں کی گئیں کہ اگر مسلمانوں کی قوم امن پسند اور صلح جو نہ ہوتی تو اپنے اور اپنے ہمسایوں کے درمیان آپ فیصلہ کر لیتی لیکن انہوں نے ہمیشہ اعتدال سے کام لیا اور گورنمنٹ انگلشیہ کی اطاعت کو اپنا فرض سمجھا اور خاموشی سے اندر ہی اندر

قہر درویش بجان درویش

پر عمل کیا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اسلام کی اس ناگفتہ بہ حالت کو دیکھکر اپنے وقت پر

اپنا موعود خلیفہ

نازل کیا تو چونکہ وہ خود شہزادہ امن ہے اس نے عام امن کے لئے مناسب اور موزوں طریق جو خدا تعالیٰ کی طرف سے سکھایا اس جوش کو فرو کرنے کے لئے اختیار کیا۔ اور مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے جوش پر پانی ڈالدیا۔ اس کا نتیجہ تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ ... دشمن شرمندہ ہو کر ... دلوں سے بدلا دینے کی کوشش کرتے مگر انہوں نے ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

نفاق کو بڑھانیوالی اور دل آزار تحریریں اور تقریریں اسی گروہ آریہ سماج سے نکلی ہیں کیونکہ مختلف مقامات پر اگر گورنمنٹ کو نوٹس لینا پڑا ہے تو اسی سماج ہی کی تقریروں اور تحریروں کا۔ اور بعض آزاد خیال اور فہیم لوگوں نے بھی آریہ سماج کو اپنے مذہبی لٹریچر پر متوجہ کیا لیکن انہوں نے پرواہ نہیں کی جس سے یہی نہیں کہ ایک قوم کی سخت دل آزاری کی گئی اور اسے رنج دیا گیا بلکہ گورنمنٹ کو بھی تشویش میں ڈالا اور اسے اپنے عدل و انصاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے قانونی سلوک کرنا پڑا۔ یہ امر بیشک گورنمنٹ کیطرف سے مسلمانوں کے درد کا علاج اور گورنمنٹ کا ان پر ایک احسان ہے جس کے لئے وہ ہمیشہ اس کے شکرگزار رہنا اپنا مذہبی فرض یقین کریں گے جب نوبت یہاں تک پہونچ گئی ہو۔ پھر کوئی بتائے کہ ان لوگوں سے ہاتھ ملانے کے لئے ہم کسطرح آگے بڑھیں۔

میں ایک خطرناک فروگذاشت اور غلطی کا ارتکاب کرونگا اگر اس موعود خلیفۃ اللہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے کام کے اس پہلو کا بیان ذکر نہ کروں جو امن عامہ اور صلح بین الاقوام کے لئے آپ نے کیا۔

سب سے اول آپ نے طرز مباحثات کو بدل ڈالا۔ اور جدید علم کلام پیش کیا کہ جو دعویٰ ہو اپنی کتاب مسلمہ سے ہو اور اس کے دلایل بھی اپنی ہی مسلمہ کتاب سے ہوں۔

اور پھر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ہر شخص جو اپنے سچے مذہب کا مدعی ہے وہ اس کے تاثیرات اور برکات کو پیش کرے۔ اور ایک خطرہ جو عیسائیوں اور دوسرے اہل مذاہب کے لئے مہدی اور مسیح کے وعدہ سے تھا اور خام خیالی سے بعض لوگ سمجھے بیٹھے تھے کہ ایک خونی مہدی آئیگا کہ جس سے میدان کارزار گرم ہوگا آپ نے اس غلط عقیدہ کی حقیقت کھول کر بتائی۔ اور چار لاکھ کے قریب آدمیوں کے دلوں سے اس خطرناک عقیدہ کو نکال کر پھینک دیا۔ اور جہاد جیسکی غلط تصویر مخالفوں نے کھینچ رکھی تھی اور اس کا مفہوم خونی منتظر بتایا جاتا تھا اس کے لئے فتوے حرمت شایع کر کے پیغام صلح دیا۔

پھر ان باتوں پر ہی اکتفا نکر کے آپنے گورنمنٹ عالیہ کو ایک قانون بنانے کی طرف متوجہ کیا جو مذہبی مناظرات کی اصلاح کا قانون ہوتا اور اگر ملک کے اہل الرائے لوگ جو اب نالوریشن اور اتفاق کا وعظ کرتے پھرتے ہیں فی الحقیقت امن پسند اور صلح جو تھے تو انہیں نہایت زور اور جوش کے ساتھ اس تحریک کی حمایت کرنی چاہئے تھی مگر کیا کوئی آریہ کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے اس کی حمایت کے لئے قلم اٹھایا۔ حضرت حجۃ اللہ نے تو کئی ہزار احمدیوں کے دستخط کرا کر گورنمنٹ تک میموریل بھیجا اور توجہ دلائی کہ کم از کم دس سال تک مذہبی مناظرات بند کر دیئے جاویں اور کوئی شخص بجز اپنے مذہب کی خوبیوں کے بیان کرنے کے دوسرے کے مذہب پر حملہ نہ کرے یہ قانون صلح اور اتحاد کا زبردست ذریعہ تھا مگر اس وقت کسی محب ملک کے دل میں جوش نہ اٹھا کہ اس سے ہندو و مسلمانوں کے تعلقات پر مفید اور مبارک اثر پڑتا ہے اس کے لئے ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک متفقہ آواز اٹھائی جاوے۔ حضرت اقدس نے چونکہ اخلاص اور نیک نیتی سے یہ خواہش ظاہر کی تھی اسلئے اپنا فرض ادا کر دیا اور بصورت میموریل گورنمنٹ ہند کے پاس بھیجدیا۔ پھر مسیح موعود نے اندرونی اور بیرونی مخالفوں کو

الصلح خیر

کہکر ہاتھ بڑھایا مگر مخالفوں نے میدان جنگ کو نہ چھوڑا بلکہ پہلے سے زیادہ جوش کے ساتھ حملہ آور ہوئے۔ اب اپنی ذاتی اغراض اور مقاصد کو مدنظر رکھکر وہ پیغام صلح دیتے ہیں اور گوکھلے اور دوسرے فرضی لیڈر اتفاق اتفاق کا شور مچاتے ہیں مگر نہیں بتاتے کہ اس مفروضہ اتحاد کی سکیم کیا ہوگی؟

مسلمانوں کی اسطرح پر دل آزاری کر کے اور ان کے سینوں کو مجروح کر کے ان کے حقوق کو پامال کر کے پھر چاہا جاتا ہے کہ ان سے صلح کیجاوے ہم صلح کی قدر کرنیوالی قوم ہیں اور ہمارا مذہب صلح اور آشتی کا پیغام لیکر آیا ہے ہمارا امام شہزادہ امن ہے اس نے ہر طرح سے چاہا کہ امن عامہ کے خرمن میں جو چنگاری آریوں اور دوسرے دشمنان اسلام نے ڈالی ہے وہ بجھا دیجائے اور وہ دن رات اس فکر میں مصروف ہیں مگر دوسری طرف سے پھونکیں مار مار کر اس آگ کو بھڑکایا جاتا اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (جو سید المعصومین ہیں اور تمام مقدسوں کے سرتاج اور تمام نبوتوں کے جامع اور سب راستبازوں کے مصدق ہیں) پر اور دوسرے برگزیدوں اور راستبازوں پر سخت دل آزار اور بے بنیاد حملے محض رنجدہی کے لئے کئے جاتے ہیں اسصورت میں وہ کونسا بے حمیت انسان ہوگا جو مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائیگا۔ تم خود الزام کے نیچے ہو تمہارے راستبازوں کو جو اپنے زمانے میں گذرے ہم نے ہادی یقین کیا مگر تم نے ہمارے مسلمہ راستبازوں اور نبیوں کی ہتک کی وہ کونسا ہے جو تمہاری زبان اور قلم سے بچا۔

پھر جب یہ صورت ہے تو محبان ہند وہ گوکھلے ہوں یا تلک نوروجی ہوں یا کوئی اور اس سکیم کو پیش کر کے بتائیں جو صلح کی ہوسکتی ہے؟ اور مسلمان قبل اس کے جو اس سکیم کے سارے پہلو نیز غور کریں جلدبازی سے کام لیں گے جو انکی ہاں میں ہاں ملائیں اور ان کو اپنے مقاصد میں متحد سمجھیں۔ اس مفروضہ اتفاق اور اتحاد کا ایک اور پہلو بھی ہے جو بہت ہی نازک اور ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اس یک جہتی کا محل اور مقصد کیا ہے؟ یہ تفصیل طلب مضمون ہے لیکن مختصراً یہاں اسپر کچھ لکھنا ضروری ہے۔ میری اپنی رائے میں چار امر ہوسکتے ہیں جو اس اتفاق کا موضوع قرار پاسکتے ہیں۔

اولاً۔ ملکی ترقی اور اصلاح میں ہندو و مسلمانوں کا ملکر متفقہ قوت سے ساعی ہونا۔

ثانیاً۔ عام معاملات زندگی میں حسن سلوک

ثالثاً۔ سیاسی شورش میں متحد ہونا۔

رابعاً۔ غیر قوموں کے مقابلہ میں خواہ حکام وقت ہی کیوں نہوں ایک ہونا

یہ امور اربعہ ایک مبسوط بحث کو چاہتے ہیں اور انشاء اللہ ضرورتاً اسپر بحث کیجاویگی سردست اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ امر اول کا مفہوم بوجہ وسیع ہونے اور اس کے متعلق کسی تخصیص یا تعین کے نہونے کے بحث کے قابل نہیں۔ امر دوم بیشک مفید ہے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ آسان بھی نہیں۔ کیونکہ عام معاملات زندگی میں حسن سلوک کا زیادہ تر تعلق سوشل معاملات سے ہے جسکو آریہ سماج کے حد سے گذرے ہوئے تعصب نے خطرناک بنا دیا ہے جبتک یہ حد سے بڑھا ہوا تعصب مٹ نہ جاوے اور پھر احتیاطاً بلا تاویل گذشتہ کی تلافی اور اس سے رجوع نہ کیا جاوے یہ بھی ناممکن ہے۔

امر سوم۔ سیاسی شورش کا جو طریق اب اختیار کیا جاتا ہے وہ نہایت نامناسب اور آداب سلطنت کے صریح خلاف ہے افراد رعایا کو اس طریق سے مجتنب رہنا ضروری ہے۔ اور ہم احمدی مذہبی حیثیت سے گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانات کے شکرگذار ہیں اور وفاداری اور فرمانپذیری اپنا فرض مذہبی سمجھتے ہیں۔ پھر ہم کیونکر اسی قوم کے ساتھ متحد ہوں جو ناشکری کا پہلو اختیار کرتی ہو۔

چوتھا امر سرے سے ہی ناممکن ہے کیونکہ اگر غیر قوموں کا مقابلہ مقصود ہے تو یہ دونو قومیں بھی تو بلحاظ طریق تمدن اور اصول مذہب اور طرز معاشرت کے ایک دوسری کی غیر ہیں تو پھر اتفاق کی کیا گارنٹی ہوسکتی ہے؟ کیوں یہ یقین نکر لیا جاوے کہ وہ مسلمانوں کو بھی

غیر قوم سمجھکر انکی مخالفت کے لئے کوئی اور راہ اختیار کریں گے۔

غرض

اس مجوزہ اور مفروضہ اتفاق پر ابھی بڑے غور کی ضرورت ہے اور جبتک ہمارے ہمسایہ انکی سکیم پیش نہ کریں اس قابل نہیں کہ بلا سوچے سمجھے ہاتھ بڑھانے کے لئے کوئی ارادہ ہو اور جو ہوگا وہ دوراندیشی اور مآل بینی سے ہی کام نہیں لیگا بلکہ مذہبی حمیت اور غیرت کو بھی ہاتھ سے دیکر ہاتھ بڑھائیگا۔ دیکھنا چاہئے کہ ملکی لیڈر اسپر کیا کہتے ہیں اتحاد بین الاقوام کے خواہشمند اخبارات اس آرٹکل کو اپنے اخبارات میں شایع کرکے دوسرے لوگوں کو رائے زنی کا موقع دیں۔

اس مقام پر اس امر کا اظہار پھر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم دل سے چاہتے ہیں کہ اتحاد اور اتفاق ہو اور اس بنا پر میں نے ثابت کیا ہے کہ ہم نے ہمیشہ اتفاق کے لئے ایسی راہیں اختیار کی ہیں جن پر اگر عمل کیا جاتا تو وہ بہت ہی مفید اور مبارک ہوتیں، ہاں یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ یہ امر ہم کبھی بھی گوارا نہیں کر سکتے اور نہ کریں گے کہ ہمارے نبیوں اور رسولوں کی ہتک کیجاوے اور انپر ناپاک افترا کئے جاویں اور گندی گالیاں دی جاویں اور ہم چپکے سنتے رہیں اور پھر آگے بڑھکر مصافحہ کرنے کو آمادہ ہوں۔ ایسی بے حمیتی اور بے غیرتی سے ہم خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اگر ہماری ہمسایہ قوم نے اس پہلو میں اپنا رویہ نہ بدلا تو میں زور سے کہہ سکتا ہوں کہ

جنگل کے درندوں اور وحشیوں سے صلح کرنا آسان ہے

مگر ان کے ساتھ نہیں ہو سکتی

اس لئے کہ ان درندوں اور وحشیوں کی ایذا رسانی جو صرف ہمارے جسم تک محدود ہے برداشت ہو سکتی ہے لیکن ان دل آزار تحریروں اور تقریروں کی تکلیف ناقابل برداشت ہے جن کو سنکر اور پڑھکر ملائکہ تک لرز جاتے ہیں۔ راستبازوں اور خدا کے برگزیدوں کی توہین اور انکی شان میں سب وشتم معمولی امر نہیں ہاں اگر یہ لوگ واقعی اتفاق اور اتحاد کی قدر کرنیوالے ہیں تو اپنی اخلاقی جرأت سے کام لیں اور علانیہ شایع کریں کہ ہم مسلمانوں کے مسلمہ نبیوں اور تمام نبوتوں کے جامع اور مصدق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا راستباز برگزیدہ مامور تسلیم کرتے ہیں اور اس سے پہلے جسقدر تحریریں سب وشتم سے بھری ہوئی انکی طرف سے شایع ہوئی ہیں ان سب کو جلا دیا جاوے اور آیندہ کے لئے عہد موثق کیا جاوے کہ قطعاً کوئی ایسی تحریر شایع نہ کیجاوے گی تو کچھ شک نہیں صلح کی بنیاد پڑ سکتی ہے اور اگر وہ ہماری نسبت ایسا اطمینان چاہیں تو ہم تو پہلے ہی سے ان اوتاروں اور بزرگوں کی عزت اور تکریم کرتے ہیں جیساکہ اس مضمون میں بھی ظاہر کیا گیا ہے ہاں اپنے مذہب کی خوبیوں اور حقایق کے بیان کرنیسے کوئی کسی کو نہیں روکتا بلکہ ہم شوق سے خواہشمند ہیں کہ ہر شخص بیان کرے۔

بعض اخبارات میں میں دیکھتا ہوں کہ اس صلح کے مضمون پر گفتگو کرتے ہوئے گائے کی ذبیحہ کی بحث کیجاتی ہے جس کو اس مضمون سے کوئی تعلق ہی نہیں کیونکہ ہم فریقین نے خورد ونوش یا دوسرے حلال وحرام پر بحث اگر چھیڑ ہی دی تو یہ سلسلہ ایسا لمبا ہوگا جسکی حد نہیں اور پھر سوشل معاملات زیر بحث آئیں گے۔ لباس پر گفتگو ہوگی۔ یہ کیا معقول طریق ہے ہم کبھی کسی ہندو یا آریہ سے یہ نہیں کہتے کہ تم ہنڈی توری کیوں کہاتے ہو یا دہوتی کیوں پہنتے ہو۔ جو امور انکی شرع میں حلال اور جائز ہیں وہ کریں ہم ان سے تعرض نہیں کرتے یہ جدا امر ہے کہ انمیں سے ہم کسیکو ناپسند کریں یا ناجائز سمجھیں نہ ہمارے ہمسایہ یقیناً یا در کہیں کہ مردار یا سور ہمارے ہاں حرام ہے اور اگر وہ سب کے سب (خدانخواستہ) مردار خوار یا سور کہانیوالے ہو جائیں تو ہم کبھی اعتراض نہیں کرنے کے اور نہ اس کا ہمیں حق ہے کہ کسی کے کہانے پینے اور رہنے سہنے پر اعتراض کریں۔ اسیطرح انہیں کوئی حق نہیں کہ جو چیزیں ہمارے ہاں حلال ہیں انپر بحث کریں۔ گائے کا کہانا مسلمانوں کے مذہب میں حلال ہے اور جیسی گائے ویسی بکری وہ دونو کو حلال سمجھتے ہیں پھر اگر وہ کہاتے ہیں کہائیں۔ اس سلسلہ بحث میں پڑکر اور گائے کو درمیان کہڑا کرکے صلح اور اور اتفاق کے سلسلہ کو روکنا ہے پھر کل کو جینی کہیں گے کہ بکرا بھی نہ کہاؤ بلکہ بعض ایسے بھی نکلیں گے جو کہیں کہ منہ پر کپڑا باندھو اور پاخانہ کو ایک لکڑی سے الگ کرکے اس کے کیڑوں کی بھی حفاظت کرو۔

اس قسم کی راہ اختیار کرنا نرا تکلف اور خطرناک راہ اختیار کرنا ہے اور اصل مقاصد سے دور جا پڑنا ہے بہر حال میں اس سلسلہ میں مفصل بحث انشاء اللہ کرونگا لیکن اول یہ دیکھنا چاہئے کہ مجوزان اتحاد واتفاق کیا کہتے ہیں؟

ایڈیٹر الحکم

منشی عبد الخالق صاحب احمدی کو اکبر نجیب آبادی کی نظم قادیانی کیطرف سے ایک خط

عبد خالق میرے بہائی خوش بیان
الحکم میں نظم تیری دیکھکر
جسکا تہا تیرا مخالف شہر بہر
تیرا استقلال اور ہمت تری
گو کہ دشمن ہیں بہت تعداد میں
سب یہ بزدل اور سب نامرد ہیں
ڈر نہ جانا ان شغالوں کی کہیں
سننے میں تجھپہ تو سننے دی انہیں
جانفشانی سے نہ گھبرانا اخی
رائگاں فرزندی احمد نہ ہو
دیکھ لیں گے ہم ابھی بیٹھے ہوئے
لے رضا کافی امام وقت کی
شکر نعمت ہائے رب ذوالمنن
ہم غلام اسکے ہیں اب جس شخص کا
ہے ہمارا باعث تسکین دل
مجھکو تو دیکھو کہ آبیٹھا ہوں میں
ہے اگر شوق قدمبوسی تجھے
بس چلا آ تو ادہر اٹھا ہو ا
دیکھلے آکر یہاں نور خدا
ہیں بہت تشویش کی چالیس دن
بس دعائیں اور استغفار میں
دیکھئے دیکھنا کیا کیا ابھی
ایک لحظہ بھی نہ غفلت میں کٹے
اٹھکے پچھلی رات کو پیش خدا
کیا سنائے فکر سے بیتاب ہی

دے خدا اسپر تجھے تجھکو امان
پھر گیا آنکھوں کے آگے وہ سمان
اور یہ عاجز تہا تیرا میہمان
مجھکو سب معلوم ہی اے مہربان
تیری سی ہمت مگر ان میں کہاں
شیر دل انمیں نہیں کوئی جوان
کیونکہ تو انمیں ہے اک شیر ژیان
ہونگی غارت جتنے ہیں یہ بدزبان
کیونکہ ہے تو اک بہادر پہلوان
کھو نہ دینا ہاتھ سے وہ نوجہان
ہی یہ باطل کوئی دم کا میہمان
ہو بلا سے گر ہے دشمن اک جہان
کر نہیں سکتی ادا میری زبان
آستان ہی قبلہ گاہ راستان
بس یہی اک مہدی آخر زمان
چھوڑکر اپنا وطن اور خاندان
تو نہیں ہے دور کچھ دار الامان
جان دوری سے اگر ہی نیم جان
سہ رہا ہے ہجر کی کیوں سختیان
ہے یہ فرمان امام انس وجان
چاہئے مصروف رہنا ہر زمان
کیا دکہاتا ہے ہمیں یہ آسمان
دلمیں تیرے یاد حق ہو ہر زمان
تیری آنکھوں سے رہیں آنسو روان
تیرا بہائی یعنی اکبر شاہ خان

وصیت نمبر ۱۱

۱- منکہ میاں فضل الدین ولد میاں غلام محمد قوم پٹھان ساکن قصبہ [illegible] کا ہوں میں بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلاجبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۳۱ ماہ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

۲- میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

۳- یہ کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی ہوں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگے۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔ (۴) میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے [illegible] بعمارت پختہ [illegible] تمام مسقف کڑیاں [illegible] تمام حدود اربعہ ذیل غرب کوچہ مشرق کوچہ و شمال مکان غلام رسول و فتح الدین صاحب جنوب ملک عالم خان و سرور شاہ صاحب واقع [illegible] قیمتی پانصد روپیہ اور [illegible] اور اس جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آج کی تاریخ سے اس جائیداد کی [illegible] وصیت کرتا ہوں کہ میری یہ جائیداد قیمتی [illegible] انجمن احمدیہ کے سپرد کیجاوے۔ اور انجمن مذکور [illegible] میری انتقال جائیداد سے اس جائیداد کو [illegible] اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے [illegible] جائیداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے [illegible] وصیت کردہ جائیداد کی [illegible] غیر احمدی۔ میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جائیداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد کوئی اور جائیداد مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد سوائے جائیداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائیداد فاضلہ کے متعلق بھی یہ وصیت کرتا ہوں کہ چونکہ حسب الارشاد حضرت اقدس کے بجائے ۱/۱۰ حصہ کے ۱/۵ حصہ کیا ہے لہذا یہی ۱/۵ حصہ وصیت مذکورہ بالا فقرہ ۴ کی بھی جاوے گی۔ باقی فاضلہ جائیداد کے مالک ورثا ہوں گے۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں دارالامان قادیان میں پہنچائی جاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) اور میری یہ بھی وصیت ہے کہ چونکہ میں عمر رسیدہ قریباً ۶۵ برس کا ہوں اور ایسے کام کرنے کے نہیں اور میرے [illegible] کے بھی میرے ورثا ذمہ دار ہیں اگر اللہ تعالےٰ نے ان کو توفیق بخشی تو وہ میری نعش کو قبرستان موصوف میں پہنچاوینگے اور امید کرتا ہوں کہ وہ بشرط توفیق کے پہنچاوینگے۔ ورنہ نہیں تو انجمن مذکور کو اگر اللہ تعالیٰ جرات و ہمت بخشے تو پہنچاوے ورنہ خیر۔

(۸) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد کے متعلق کی ہے جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔

(۹) اس کا ذکر فقرہ ۶ میں مفصل ہو چکا ہے ایسا ہی سمجھا جاوے کہ جیسا فقرہ مذکور میں کیا گیا ہے۔ لہذا یہ وصیت نامہ ابتغاءً لوجہ اللہ لکھدیا ہے کہ سند ہووے تحریر بتاریخ ۳۱ مئی ۱۹۰۶ء

گواہ شد

ملک عالم خان نمبردار و رئیس خوشاب۔ العبد۔ مولوی فضل دین ولد غلام محمود

گواہ شد ۔ غلام رسول ولد محمد دین قوم پٹھان خوشاب

بقلم محمد بخش ساکن سرگودہ مقام خوشاب

وصیت نمبر ۱۱۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

۱- میں الٰہی بخش ولد رحیم بخش قوم قریشی ساکن قصبہ امرتسر کٹڑہ اہلووالیہ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلاجبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۸ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

۲- میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

۳- میں اقرار کرتا ہوں کہ رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے ایک مکان بعمارت پختہ جس کی چار کوٹھڑیاں منجملہ ان کے ایک کوٹھڑی سہ منزلہ اور تین کوٹھڑیاں دو دو منزلہ معہ صحن و ڈیوڑھی نمبری خانہ شماری ۱۸۱۷ واقعہ امرتسر کٹڑہ اہلووالیہ متصل طویلہ خان محمد شاہ جس پر میرا مالکانہ قبضہ ہے اور قیمت اس مکان کی اس وقت تخمیناً دو ہزار پانسو روپیہ ہے۔ اور علاوہ اس کے متفرقہ مال تجارتی پشمینہ وغیرہ ہے۔ جو قریباً اڑھائی ہزار روپیہ کا ہے یہ کل جائیداد پانچہزار روپیہ کی ہوئی اور اس جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ اس لئے میں آج کی تاریخ سے محض ابتغاءً لوجہ اللہ اس جائیداد میں سے دسویں حصہ کی

وصیت کرتا ہوں جو مبلغ پانچسو روپیہ ہے - میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جاوے - انجمن مذکور کو اختیار ہوگا - میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے - یا اُس میں شامل رہنے دے وہ اُس کو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اُس وصیت کردہ جائیداد سے مفاد اُٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے - غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہو - میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی ہو میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری جائیداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اُس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے -

۵ - میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں کوئی اور جائیداد مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ پیدا کروں - یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ماسوائے جائیداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو - تو ایسی جائیداد فاضل کے متعلق میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ میں کیا ہے - میں ایسی جائیداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا -

۶ - میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ حضرت مسیح موعود یا احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں یا آئندہ شائع ہونگے دارالامان قادیان میں پہنچائی جاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کیجاوے -

۷ - میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر اخراجات ہوں اُن اخراجات کی متکفل میری یہ جائیداد وصیت کردہ جس کا ذکر پہلے فقرہ چہارم و پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں ہے - ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دونگا - جس کا اعلان مجلس مذکور کیطرف سے میں کرا دونگا اور اگر ان اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا - اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ آئندہ اخراجات سے کم ثابت ہوئی تو میری دیگر متروکہ جائیداد جس میں یہ وصیت کردہ جائیداد شامل نہ ہوگی اُن اخراجات کی متکفل ہوگی - اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے - جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے - اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے -

۸ - یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ بیان کی ہے - اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے - درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپردازان مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے - البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے -

۹ - یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرائے گئے ہونگے یا میری دیگر متروکہ جائیداد سے وصول ہونے تھے اسکو بھی منجملہ

کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہوگا - فقط

گواہ شد

بقلم الٰہ بخش ولد امیر بخش رفوگر

گواہ شد

خدا بخش ولد رحیم بخش رفوگر بقلم خود

العبد

نبی بخش بقلم خود

گواہ شد

بقلم خود غلام محمد ولد نبی بخش

نویسندہ این وصیت نامہ بندہ خاکسار عباد اللہ احمدی امرتسر

وصیت ۱۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت جناب سکرٹری صاحب مجلس کارپرداز مصالح قبرستان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

۱ - میں مسمی غلام قادر ولد محی الدین قوم کشمیری ساکن سیالکوٹ تحصیل و ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۳۰ جون ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں - کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو - ۱ - میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ ربہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور اُن کا مرید اور پیرو ہوں -

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے - میں اُن تمام ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں اُن تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہونگا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ کیطرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگے میں اُن تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط انجمن مذکور کے بمعاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے -

۴ - اس وقت سوائے تنخواہ ماہواری کے جو فی الحال مجھے ۔۔ روپیہ ملتی ہے اور جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میرے قبضہ میں نہیں ہے - سو اس میں موجودہ آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ دیتا رہوں گا - میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد میری متروکہ یا مشترکہ ثابت ہو - تو ایسی جائیداد کی متعلق بھی میری یہی وصیت ہے کہ میرے مرنے کے بعد اس کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے - انجمن مذکور کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اُسمیں شامل رہنے دے وہ اسکو فروخت کرکے اُس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جائیداد سے مفاد اُٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے - غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہو میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں ہوگا - اگر میری جائیداد وصیت کردہ بڑھ جاوے تو اسکی مالک بھی انجمن مذکور ہی ہوگی - میں اس جائیداد کی انجمن مذکور وقتاً فوقتاً اطلاع دیتا رہونگا

۶ - میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش کو ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں یا آئندہ شائع ہونگی دارالامان قادیان میں

پہنچائی جاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

۷۔ میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان میں پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائیداد وصیت کردہ نہیں کا ذکر میں نے فقرہ ۴ و ۵ میں کیا ہے ہرگز نہیں ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دونگا جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے میں کرادونگا۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی۔ تو میری دیگر متروکہ جائیداد جس میں یہ وصیت کردہ جائیداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہوں گے جو میری روح کی نجات کا باعث ہوں گے اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو جائز ضروری اور شرعی سمجھینگے۔

۸۔ میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد سے متعلق کی ہے اور جسکا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں لکھا گیا ہے درست اور قائم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی پوری پوری سعی فرمائی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کیجاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کیجا سکتی ہے۔

۹۔ یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا۔ یا میری جائیداد مندرجہ سے وصول ہوئے تھے اُن کا وصول کرنا اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہوگا۔ بلکہ مجلس کو ہوگا۔ فقط

گواہ شد۔ محمد سرور شاہ مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔

العبد۔ غلام قادر

گواہ شد۔ شیر علی عفی اللہ عنہ۔ ہیڈ ماسٹر۔ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۲۶ جون ۱۹۰۶ء

وصیت نمبر ۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

منکہ شیخ رحمت اللہ ولد شیخ عبد الکریم صاحب قوم شیخ کانونگوے ساکن گجرات حال لاہور شملہ کا ہوں۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۔ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں تاکہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔ میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح الزمان مہدی دوران کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور مرید اور پیرو ہوں میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مرزا صاحب ممدوح کی جانب سے ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے پڑھ لیا ہے۔ میں اُن تمام ہدایات و ضوابط اور قواعد کا پابند رہوں گا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض مذکورہ کے متعلق شائع ہوئے ہیں یا آئندہ شائع ہونگے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد اُن تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔ میری جائیداد الگزنڈر ویر ہوس اپریل لاہور و شملہ میں ہے اور اراضی جو اپریل و ہال روڈ لاہور پر شیخ محبوب علی مالک بمبئی ہوس سے مشترک ہے اور جسکا میں بلا شراکت غیری واحد مالک ہوں نیز سے خود پیدا کردہ ہے۔ میں آجکی تاریخ اس جائیداد کے ثلث حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد مذکورۃ الصدر جو اس وقت ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی قیمت کی ہے میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے۔ یا وہ اُس کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے اور وصیت کردہ جائیداد سے فائدہ اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہوگی۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی ہو میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ میری وصیت کردہ جائیداد کی اگر قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہی ہوگی۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ سے تا انتقال میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو ایسی ہی جائیداد پیدا کردہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں انتقال نہ کروں تو بپابندی قواعد انجمن احمدیہ قادیان میری نعش دارالامان میں پہنچا کر مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

العبد۔ رحمت اللہ بقلم خود

گواہ شد۔ نور الدین قادیان ضلع گورداسپور

گواہ شد۔ محمد علی قادیان ضلع گورداسپور

حضرت مسیح موعود کا حکم طاعون زدہ علاقوں کے احمدیوں کیواسطے

یکم اپریل ۱۹۰۷ء کی صبح کو حضرت اقدس مع خدام باہر سیر کے واسطے تشریف لے گئے راستہ میں عاجز راقم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اخبار میں چھاپ دو اور سب کو اطلاع کر دو کہ یہ دن خدا تعالیٰ کے غضب کے دن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کئی بار مجھ کو بذریعہ وحی فرمایا ہے۔ کہ غضبت غضبا شدیداً۔ آج کل طاعون بہت بڑھتا جاتا ہے اور چاروں طرف آگ لگی ہوئی ہے۔ میں اپنی جماعت کیواسطے خدا تعالیٰ سے بہت دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کو بچائے رکھے۔ مگر قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ جب قہر الٰہی نازل ہوتا ہے تو بدوں کے ساتھ نیک بھی لپیٹے جاتے ہیں اور پھر ان کا حشر اپنے اپنے اعمال کے مطابق ہوگا۔ دیکھو حضرت نوحؑ کا طوفان سب پر پڑا۔ اور ظاہر ہے کہ ہر ایک مرد عورت اور بچے کو اس سے پورے طور پر خبر نہ تھی کہ نوح کا دعوے اور اس کے دلائل کیا ہیں۔ جہاد میں جو فتوحات ہوئیں وہ سب اسلام کی صداقت کے واسطے نشان تھیں لیکن ہر ایک میں کفار کے ساتھ مسلمان بھی مارے گئے۔ کافر جہنم کو گیا اور مسلمان شہید کہلایا۔ ایسا ہی طاعون ہماری صداقت کے واسطے ایک نشان ہے اور ممکن ہے کہ اس میں ہماری جماعت کے بعض آدمی بھی شہید ہوں۔ ہم خدا تعالیٰ کے حضور دعا میں مصروف ہیں کہ وہ ان میں اور غیروں میں

(باقی)

تمیز قائم رکھے لیکن جماعت کے آدمیوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھنے سے کچھ نہیں بنتا جب تک کہ ہماری تعلیم پر عمل نہ کیا جاوے۔ سب سے اول حقوق اللہ کو ادا کرو۔ اپنے نفس کو تمام جذبات سے پاک رکھو۔ اسکے بعد حقوق عباد کو ادا کرو۔ اور اعمال صالحہ کو پورا کرو۔ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان لاؤ اور تضرع کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور میں دعا کرتے رہو اور کوئی دن ایسا نہ ہو جس دن تم نے خدا کے حضور رو کر دعا نہ کی ہو۔ اس کے بعد اسباب ظاہری کی رعایت رکھو۔ جس مکان میں چوہے مرنے شروع ہوں اس کو خالی کر دو۔ اور جس محلہ میں طاعون ہو اس محلہ سے نکل جاؤ۔ اور کسی کھلے میدان جا کر ڈیرا لگاؤ۔ جو تم میں سے بتقدیر الٰہی طاعون میں مبتلا ہو جاوے اسکے ساتھ اور اسکے لواحقین کے ساتھ پوری ہمدردی کرو اور ہر طرح سے اس کی مدد کرو اور اس کے علاج معالجہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھو۔ لیکن یاد رہے کہ ہمدردی کے یہ معنے نہیں کہ اسکے زہریلے سانس یا کپڑوں سے متاثر ہو جاؤ۔ بلکہ اس اثر سے بچو۔ اسے کھلے مکان میں رکھو اور جو خدانخواستہ اس بیماری سے مر جائے وہ شہید ہے اس کے واسطے ضرورت غسل کی نہیں اور نہ نیا کفن پہنانے کی ضرورت ہے اس کے وہی کپڑے رہنے دو۔ اور ہو سکے تو ایک سفید چادر اس پر ڈال دو اور چونکہ مرنے کے بعد میت کے جسم میں زہریلا اثر زیادہ ترقی پکڑتا ہے اس واسطے سب لوگ اسکے ارد گرد جمع نہ ہوں حسب ضرورت دو تین آدمی اس کی چارپائی کو اٹھائیں اور باقی سب دور کھڑے ہو کر مثلاً ایک سو گز کے فاصلہ پر جنازہ پڑھیں۔ جنازہ ایک دعا ہے اور اسکے واسطے ضروری نہیں کہ انسان میت کے سر پر کھڑا ہو۔ جہاں قبرستان دور ہو۔ مثلاً لاہور میں سامان ہو سکے تو کسی گاڑی یا چھکڑے پر میت کو لاد کر لیجاویں اور میت پر کسی قسم کی جزع فزع نہ کیجاوے۔ خدا کے فعل پر اعتراض کرنا گناہ ہے۔ اس بات کا خوف نہ کرو کہ ایسا کرنے سے لوگ تمہیں برا کہینگے وہ پہلے کب تمہیں اچھا کہتے ہیں یہ سب باتیں شریعت کے مطابق ہیں اور تم دیکھ لوگے کہ آخر کار وہ لوگ جو تم پر ہنسی کرینگے خود بھی ان باتوں میں تمہاری پیروی کرینگے۔

مکرر یہ بہت تاکید ہے کہ جو مکان تنگ اور تاریک ہو اور ہوا اور روشنی خوب طور پر نہ آسکے اسکو بلا توقف چھوڑ دو کیونکہ خود ایسا مکان ہی خطرناک ہوتا ہے گو کوئی چوہا بھی اس میں نہ مرا ہو۔ اور حتی المقدور مکانوں کی چھتوں پر رہو نیچے کے مکان سے پرہیز کرو اور اپنے کپڑوں کو صفائی سے رکھو نالیاں صاف کراتے رہو سب سے مقدم یہ کہ اپنے دلوں کو بھی صاف کرو اور خدا کے ساتھ پوری صلح کر لو۔

حضرت نے فرمایا ہے۔ کہ کتاب "قادیان کے آریہ اور ہم" تمام دوست مرد اور عورت جو مقدرت رکھتے ہیں ایک ایک جلد خرید فرماویں اور نیز آریوں کے درمیان مفت تقسیم کرنے کے واسطے خریدی جاوے کیونکہ یہ کتاب غلطی کے سبب سناری کی سدری ہر دو اخباروں میں بک ڈپو چھپ گیا ہے اور جس دوست کی ملکیت میں وہ کتاب ہے اس کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ کتاب دفتر بدر سے مل سکتی ہے۔ قیمت ۴ ہے —

پچیس روزہ روشن نشان

اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت نمائی ہے کہ اب کوئی ہفتہ خالی نہیں جاتا جو اللہ تعالیٰ کے موعود خلیفۃ اللہ فی الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں آسمانی نشان ظاہر نہیں ہوتا آسمان اس قدر قریب ہو گیا ہے کہ اسکا بیان نہیں ہو سکتا خدا تعالیٰ کی تازہ بتازہ وحی جو اس کے مرسل پر اترتی رہتی ہے حیرت انگیز پیشگوئیوں پر مشتمل ہوتی ہے اور اب اس زور سے یہ سلسلہ جاری ہو رہا ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ ۷ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ

پچیس دن یا یہ کہ پچیس دن تک

یہ وحی الحکم۔ بدر۔ میگزین میں قبل از وقت شائع کی گئی اور اس کی جو تشریح حضرت اقدس نے خود فرمائی وہ بھی ساتھ ہی ان الفاظ میں چھاپ دی گئی "اور پچیس دن کے الہام میں یہ اشارہ ہے کہ ۷ مارچ سے پچیس دن پورے ہونے کے برابر یا ۷ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن تک کوئی واقعہ ظاہر ہوگا اور ضرور ہے کہ تقدیر الٰہی اس واقعہ کو روک رکھے جبتک کہ ۷ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن گذر نہ جاویں یا یہ کہ ۷ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن تک یہ واقعہ ظہور میں آجائیگا۔ اگر صرف پچیس دن کے لحاظ سے معنے کئے جاویں تو اس طور سے ضرور ہے کہ اس واقعہ کے ظہور کی یکم اپریل سے امید رکھی جاوے کیونکہ الہام الٰہی کے رو سے ساتویں مارچ پچیس دن کے شمار میں داخل ہے اس صورت میں پچیس دن مارچ کی اکتیس تاریخ تک پورے ہو جاتے ہیں تو اس طور پر پیشگوئی کے ظہور کا مہینہ اپریل ٹھہرتا ہے مگر یہ سوال کہ وہ واقعہ کیا ہے جسکی پیشگوئی کی گئی ہے اسکا ہم اسوقت کچھ بھی جواب نہیں دے سکتے بجز اسکے کہ یہ کہیں کہ کوئی **ہولناک یا تعجب انگیز** واقعہ ہے کہ ظہور کے بعد پیشگوئی کے رنگ میں ثابت ہو جائے گا" یہ وہ تشریح ہے جو خود حضرت حجۃ اللہ نے فرمائی اس سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ وہ واقعہ **تعجب انگیز اور ہولناک ہے**۔ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء کو چار بجے کے قریب اس کا ظہور ہو گیا جو ایک روشن ستارہ کی صورت میں قریباً ملک پنجاب کے ہر حصہ میں نظر آیا۔ اسکے متعلق سینکڑوں خطوط مختلف حصص سے آئے ہیں۔ اور روز روشن میں اس کا ظہور ہوا ہے۔ چونکہ یہ تفصیلی بحث چاہتا ہے اس لئے مبسوط طور پر اس نشان کو اگلی اشاعت میں لکھا جاویگا۔ اسوقت صرف بطور اطلاع یا خبر یہ نوٹ درج کر دیا گیا ہے کہ وہ **پچیس روزہ** نشان عین وقت پر ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء کو **ایک روشن شہاب** کی صورت میں نمودار ہوا جسکو ہر دوست دشمن چھوٹے بڑے نے دیکھا اور بالاتفاق اسکو تعجب انگیز ظاہر کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم نے اس نشان کو قبل از وقت خدا کے مسیح کے کہنے سے

قادیانی آریوں کی طاعونی موت! آریہ سماج میں ماتم!! الحق کی نمایاں فتح اور الباطل کی خطرناک شکست

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی * فسبحان الذی اخزی الاعادی

اللہ تعالےٰ کے ماموروں اور مرسلوں کی تکذیب اور استہزا اور سب و شتم کبھی مبارک اور مفید نہیں ہوا۔ یہ وہ چٹان ہوتی ہے کہ اس سے ٹکرانیوالا ہمیشہ پاش پاش ہوکر رہا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تاریخ اس امر کی روشن شہادت ہے۔ جو لوگ تاریخ کے پچھلے ورق الٹنے کی تکلیف گوارا نہ کریں وہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفوں اور دشمنوں کے انجام پر نظر کریں اور اس سے سبق حاصل کریں۔

اسوقت میں نہایت ہی مختصر الفاظ میں اس تازہ واقعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو یہاں قادیان میں ظاہر ہوا۔ اور جو آریہ سماج میں ایک تہلکہ ڈالنے والا ماتم پیدا کریگا۔ کیونکہ قادیان کی آریہ سماج ہمیشہ ایک اہم اور وسیع سماج سمجھی گئی ہے مگر میں آریوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ سماج جسقدر ان کے نزدیک اہم ہے اسیقدر آریہ سماج کیلئے منحوس ہے کیونکہ پنڈت لیکھرام مقتول آریہ مسافر اسی سماج کی بدولت خدا کے مرسل کے مقابلہ میں آیا اور راستبازوں کے سردار اور تمام نبوتوں کی جامع اور مصدق صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیوں کیوجہ سے بیباک ہوکر احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام مگر خدا کے مامور و مرسل مہدی سے نشان دیکھنے پر اڑا اور آخر اس نے وہ خونی نشان دیکھا جو آریہ سماج کو کبھی نہیں بھولیگا۔ اس نشان کے بعد چاہئے تو یہ تھا کہ کم از کم قادیان آریہ سماج (جسکے دو ممبروں ملاوامل اور شرمپت رائے نے ہیسیوں نشان دیکھے تھے) ہنسی ٹھٹھے سے باز آجاتی مگر یہ لوگ خدا کے قائم کردہ سلسلہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ اپنی شوخیوں اور شرارتوں میں بڑھتے گئے اور انہوں نے پنڈت سومراج ایک مدرس کی خدمات مستقل طور پر اس غرض کیلئے حاصل کیں کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقدس پیشوا کی شان میں گستاخیاں اور شوخیاں کرتا رہے اس نے مختلف طریقے اختیار کئے اور گرگٹ کیطرح رنگ بدلے۔ اور اپنی محنت سے دو چار بے باک نوجوانوں کو ساتھ ملاکر اور بھی شوخی اختیار کی۔ پہلے ایک سکول کھولا تاکہ تعلیم الاسلام سکول کو نقصان پہونچائے مگر خدا نے اسکو نامراد رکھا۔ پھر جلسوں کا ڈھنگ ڈالا۔ اور لوگندر پال جیسے گستاخ اور زبان دراز کو بلاکر گالیاں دلوانا اپنا شیوہ اختیار کیا لیکن جب گورداسپور کے مدبر دقیقہ رس حکام نے اس بدزبان سادھو کو ضلع گورداسپور میں تقریریں کرنیسے روکدیا تو قادیان سماج کے جلسہ کا بھی خاتمہ ہوا۔ یہ ایک لمبی داستان ہے کہ سومراج اور اسکا بے باک شاگرد اچھر چند سلسلہ حقہ کی مخالفت میں کیا کیا منصوبے اور تدبیریں کرتے رہے اور سماج کے دوسرے ممبر انکی ہاں میں ہاں ملاکر انکی مدد کرتے رہے اور اسکو انشاء اللہ کسیوقت مفصل لکھیں گے۔ بالآخر انہوں نے یہ سوچا کہ ایک خاص اخبار سلسلہ حقہ کو بدنام کرنے اور اس کے مقدس پیشوا و امام کی ہتک کرنے کیلئے جاری کرنا چاہئے تاکہ روز تو کسی طور سکا کہانے مجہتدر والا مضمون بھی صحیح ہو اور فطرتی مخالفت اور عداوت کا اظہار بھی ہوتا رہے۔

اس کیلئے ضرورت تھی روپیہ کی وہ تین اور آدمیوں کو بھی گانٹھ لیا جنہیں ایک سرکاری ملازم بھی ہے اور جب یہ راز ظاہر ہوگا تو سے معلوم ہوگا کہ اس نے اس اخبار کے اجرا اور شرکت سے کیا فائدہ اٹھایا اور کہانتک اس نے اپنے فرائض منصبی اور قانونی ذمہ واریوں کی پروا کی ہے + اور قادیان سے ایک اخبار جاری کر دیا جس کے مقاصد میں قادیانی پیغمبر کے صحیح حالات درج کرنا) داخل کیا اس فرض کو اس نے کس رنگ میں ادا کیا اور پبلک کو کیا بتایا یہ بھی ایک جدا مضمون ہے۔ بہر حال سومراج اس اخبار کا ایڈیٹر مقرر ہوا اور اچھر چند اس کا منیجر + جس قسم کی بے دلی اور شوخی اس اخبار کے ذریعہ انہوں نے ظاہر کی وہ کسیقدر تفصیل سے انشاءاللہ ہم درج کریں گے۔ مگر یہ مسلم امر ہے کہ انہوں نے گالیوں اور گستاخیوں میں حد کر دی۔ اور اپنے زعم میں انہوں نے سمجھ لیا کہ ہم کامیاب ہوگئے۔ مگر باوجود اسکے بھی وہ نامراد رہے۔ اخبار کی ترقی تو اس سے ظاہر ہے کہ پانچسو سے زیادہ خسارہ تو پہلے ہی سال میں نمودار رہا۔ پھر انہوں نے محض خیالی اسید ونیز بریانیتر باندھکر ٹالکر کی راہ لی اور مختلف طریقوں سے آریوں کو اکسایا کہ ہماری مدد کرو۔ اور آریہ سماج کی لاج رکھو لیکن کسی نے نہ سنا تھا نہ سنا انہیں خیال تھا کہ ٹالکر کی آب و ہوا ہی راس آئیگی مگر وہ الٹی دشمن جان ثابت ہوئی۔ پھر بھی الحکم کے ناظرین کو معلوم ہے کہ آجتک انکی اخبار کا کبھی ہم نے نوٹس نہیں لیا اور ہمیشہ سے سلسلہ حقہ کی کہا یقین کیا اسکے لئے بھی انہوں نے عجیب عجیب حیلوں سے چاہا کہ ہماری مدد کیا جاوے۔ زبانی پیغام انہوں نے دیئے۔ خود آکر بھی کہا دلالوں سے بھی کام لیا۔ آخر گالیاں دیں۔ ذاتیات پر بے سروپا بہتان لگائے مقامی حکام کو برانگیختہ کرنے کیلئے ایک خطرناک افواہ گھڑ سکے پلی۔ ایڈیٹر الحکم کی خیالی دھمکیاں شایع کیں غرضیکہ جو طریق ممکن تھا انہوں نے اختیار کیا۔ پوری نامرادی کے بعد آخر جب انکی بے باکیوں اور شوخیوں کا پیمانہ لبریز ہوگیا تو انہوں نے سالانہ جلسہ کی حضرت اقدس کی ایک تقریر پر اپنی گستاخیوں کا آخری نمونہ دکھایا چونکہ اسمیں سلسلہ حقہ کے نشانات پر حملہ تھا حضرت حجۃ اللہ نے اسپر توجہ کی اور ایک رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم شائع کر دیا جسمیں جابجا یہ تحدی کی کہ اب اللہ تعالیٰ انکو بے سزا نہ چھوڑیگا اور اسمیں ایک عظیم الشان نشان کے ظہور کی بھی خبر دی جن لوگوں نے اس رسالہ کو پڑھا ہے وہ خوب واقف ہیں اور زیادہ تفصیل وہ اگلی اشاعت میں دیکھ لیں گے۔ اسکے بعد خدا تعالیٰ کی متواتر وحی نے ظاہر کر دیا کہ عنقریب انپر عذاب آنیوالا ہے جیسا کہ الحکم اور بدر اور ریویو میں متعدد الہامات شائع ہوچکے ہیں جنکو مع تفصیلی مضمون میں انشاءاللہ بعض یہ ہیں (۱) دعنی اقتل من اذاک۔ ان العذاب مربع و مدور۔ ترجمہ مجھے چھوڑ تا میں اس شخص کو قتل کروں جو تجھے ایذا دیتا ہے۔ دشمنوں کیلئے عذاب ہر چہار طرف سے ہے اور دائرہ کی طرح گھیر ہوئے ہے (۲) انی مع الرسول اقوم والوم من یلوم واعطیک ما یدوم۔ (۳) ہر ایک جو بلحاظ اور عیب گیر کو لعنت ہے (۴) من الناس والعامۃ یعنے طاعون خاص لوگوں میں بھی پڑیگی اور عام لوگوں میں بھی۔ (۵) ربنا افتح بیننا و بینھم۔ اعجبتم ان تموتوا۔ ترجمہ یہ ہے کہ اے خدا ہم میں اور ہمارے دشمنوں میں فیصلہ کر کیا تم تعجب کرتے ہو کہ تم موت کا شکار ہو جاؤ (۶) مت ایھا المخوان مرا کے بڑے خیانت کرنیوالے (۷) احترملنا سیفہ۔ ہم نے اسکی تلوار کو کند کر دیا ہے اس قسم کے بہت سے الہامات ہیں جو دشمنوں اور مخالفوں کے لئے ان کے انجام کی

(باقی)

خبر دیتے ہیں اور جن کے یہی مصداق ہیں۔ علاوہ بریں اس شخص سوم راج نے اپنے اخبار میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے الہام واما ماینفع الناس فیمکث فی الارض پر ۱۶ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۹ پر بڑی ہنسی اڑائی۔ اور لکھا کہ (ترجمہ) اور جو چیز لوگوں کو نفع دینے والی ہے وہ زمین میں ٹھہر تی ہے یعنی تفسیر یعنے جو انسان خلقت کو فائدہ پہونچانیوالے ہیں انکو زندگی عطا کیجاویگی۔ چلو آپ تو اپنے منہ سے آپ الہام ہوں بنا عقیب انا للہ وانا الیہ راجعون تبلائی چکے ہیں اسلئے ہم سمجھیں گے کہ آپ خلق خدا کو نقصان پہونچانیوالے ہیں جو اٹھائے گئے " ناظرین اس حقیقہ کو یاد رکھیں گویا سوم راج (خاک بدہنش) حضرت حجۃ اللہ کی موت کی پیشگوئی کرتا ہے لیکن انجام کیا ہوتا ہے۔ ان بدزبانیوں اور شوخیوں سے آخر جیساکہ خدا تعالیٰ نے قبل از وقت ظاہر کر دیا ہے **ویل لکل ھمزۃ لمزۃ** یعنے ہر ایک چغلخور اور عیب گیر پر لعنت ہے حضرت اقدس کی تحریر وحی میں لعنت کا مفہوم طاعونی موت ہی ہے پس ضروری تہا کہ سوم راج اور اسکا بے باک و شوخ معاون **طاعونی موت** سے ہلاک ہوں۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی یاد رکھنی کے قابل ہے کہ اسی سال کے فروری مہینے میں اچھر چند منیجر اخبار و سکرٹری آریہ سماج قادیان مجھے (ایڈیٹر الحکم) سے ایک گفتگو کے دوران میں جسکے گواہ موجود ہیں یہ تحدی کی تہی کہ میں طاعون سے کبھی نہیں مرونگا اور اسکی جواب میں میں نے کہا تہا کہ تو ضرور طاعون سے مریگا اور اس تحدی کی بنا یہ تہی کہ میں نے اسکو ان بیہودگیوں پر ملامت کی تہی جو وہ کر تا رہتا تہا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کے نشانات تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے یہ بہی کہا تہا کہ کیا انسانی طاقت کے اندر تہا کہ وہ تیس سال پہلے جب اسے کوئی نہیں جانتا تہا یہ کہے کہ میں کل دنیا میں مشہور ہو جاؤنگا۔ اور دور دراز سے لوگ میرے پاس بہت کثرت سے آئینگے اور کثیر التعداد میں آئینگے اور پہر اسیطرح ایک عرصہ کے بعد وقوع میں آجاوے۔ انسان کو تو ایک دم کی خبر نہیں پہر کیا کسی انسان میں یہ طاقت ہے کہ وہ یہ کہے کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ میں طاعون سے محفوظ ہونگا اور نہ صرف میں بلکہ وہ لوگ بہی جو میرے دار میں ہیں اور پہر اس مقابلہ سکے لئے سب کو کہا گیا کہ کوئی عیسائی یا آریہ ایسی تحدی کرے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر طاعون کے کیڑے بہی حضرت کے دار میں چلے جائیں تو وہ کیڑے ہلاک ہو جائینگے مگر حضرت کا وجود محفوظ رہیگا کیونکہ وہ آیت اللہ ہیں اور خدا نے ہی وعدہ کیا ہے۔ اسپر اچھر چند نے نہایت بیباکی سے کہا کہ میں یقیناً کہتا ہوں کہ میں طاعون سے نہیں مرونگا جسپر میں نے اسے کہا کہ تو یقیناً مریگا + اسطرح پر ان دونو شخصوں نے نہ صرف اپنی شوخیوں اور بیباکیوں کیوجہ سے اپنا پیمانہ لبریز کر لیا تہا اور خدا تعالیٰ کے عذاب کا مستحق بنا دیا تہا بلکہ مباہلہ کے رنگ میں بہی وہ اس قابل تہے کہ خدا کے عذاب کا مزہ چکہیں اور حسب تلخ کامی سے انہوں نے اس عذاب کا مزا چکہا وہ عبرت بخش نظارہ ہے۔ آخر خدا تعالیٰ نے انہیں پکڑا۔ اور نہایت ذلت اور دکھ کے عذاب میں پکڑا ایک ہی وقت میں سوم راج کا لڑکا اور بیوی بیمار ہوئے۔ اور اچھر چند کی بیوی اور اس کے چہوٹے بہائی کا لڑکا۔ وہ دونو بہی بیویاں بچ گئیں اور سوم راج کا لڑکا۔ اور اچھر کے بہائی بہگت کا لڑکا طاعون سے ہلاک ہوئے۔ اچھر اور بہگت دونوں کے گہر میں صرف یہی ایک نرینہ اولاد تہی اور انکی آنکھوں کے سامنے قطع نسل ہوئی۔ یہ عذاب جیسا کچھ بہی دردناک ہے ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہیں پہر اس کے بعد بہگت رام اچھر چند کا بہائی طاعون کی نذر ہوا اور اب اچھر چند پر جوان اور کار کن بہائی کی موت نے ایک پہاڑ غم کا گرا دیا۔ سوم راج اور اچھر چند طاعونی جراثیم سے ڈرتے ہوئے باہر کہلے میدان میں دن گذارنے چلے گئے مگر جنگل کی پاک صاف ہوا میں بہی وہ طاعونی جرم جا پہونچے اور انہوں نے دونو کو جا دبوچا۔ اور اچھر چند جو سوم راج کا محبوب جانی تہا اسکی آنکھوں کے سامنے خدا تعالیٰ کے مامور کی سچائی پر مہر کرتا ہوا رخصت ہوا۔ سوم راج کے لئے یہ صدمہ بہی بہت ہی دکھ دینے والا تہا کیونکہ اچہر اور بہگت سوم راج کے خاص یار تہے اور انکی محبت والفت باہم مشہور تہی بلکہ یقین کیا گیا تہا کہ سوم راج اچہر اور بہگت کی بیویوں کی پوری نگرانی اور نگہداشت کریگا مگر پیمانہ بہر چکا تہا اسلئے اس بستر مرگ سے وہ نہ اٹھہ سکا۔ اور صرف ایک یوم کے وقفہ سے اپنے محبوب اچہر چند سے جا ملا۔ اور اسطرح پر آخری وقت تک ساتھہ دیا۔ **خس کم جہان پاک۔**

سوم راج نے جو مصیبت دیکھی اسکی داستان نہایت دردناک اور عبرت بخش ہے کسطرح اس نے اپنے پیارے بیٹے کو اپنی آنکھوں کے سامنے بلبلاتے ہوئے جان دیتے ہوئے دیکہا اور پہر کسطرح اپنی زندگی کے رفقا اور محبوب دوستوں کو رخصت کیا اور آخر خود عذاب سہتے ہوئے اس جہان سے رخصت ہوا۔ ۸ اپریل کی شام کو وہ بہت نازک حالت میں تہا کہ ریاں کے آریوں نے اسکی چچا کو بلا بہیجا جو قادیان کے آٹھہ کوس کے فاصلہ پر رہتا ہے وہ آیا اور سوم راج کو اسی حالت نزع میں قادیان سے لیکر رخصت ہوا۔ وہ نظارہ نہایت رقت بخش تہا کہ جب اسکی لاش (لاش ہی کہنا چاہیے کیونکہ سخت بیہوش تہا) کو گاڑی میں رکہا گیا۔ اور غرض یہ تہی کہ قادیان میں اسکی موت نہ ہو مگر جب وہ ہنجوبور کے قریب پہنچے تو حالت بگڑ گئی اور رات جس دکھہ سے انہوں نے کاٹی وہ خدا کسی کو نہ دکہائے وہاں پانی تک ملنا مشکل ہو گیا اور ہمیشہ کے دوستوں نے گہر میں گہسنے نہیں دیا ایک گڑھیال میں غم کی رات کاٹی اور ہر کو دوپہر سے پہلے یہ لائش قادیان پہونچی۔ اور قادیان کے بچہ بچہ کو اس ذلت اور دکھ کا علم ہنجوبور میں اٹہانا پڑا۔ اور آخر ۴ بجے کے قریب پنڈت سوم راج ایڈیٹر شبھ چنتک اور قادیان آریہ سماج کی روح رواں طاعون سے ہلاک ہو کر قادیان آریہ سماج کے سکرٹری اور منیجر اخبار شبھ چنتک سے جا ملا + اور وہ جو حضرت مسیح موعود کی موت کی پیشگوئی کرتا تہا خود ۳۰ سال کی عمر میں اسکی آنکھوں کے سامنے ہلاک ہوا اب ان سے کون پوچہے کہ پنڈت جی کچھ تو بولو! **نفع رسان وجود کونسا ہے؟**

یہ سوتیں قادیان آریہ سماج کی موت اور آریہ سماج میں ماتم کا موجب ہیں اور اسلام کی فتح کا ثبوت + میں سچ کہتا ہوں کہ کسی کے مرنے پر ہمیں کوئی خوشی نہیں اور نہ ان شخصوں کی شخصیت سے کوئی دشمنی بلکہ انکی اس بیکسی موت پر رحم آتا ہے کیونکہ ~~~ مرا بمرگ عدو جائے شادمانی نیست۔ کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے انکی موت کو ایک نشان ٹھہرایا ہے اور آیات اللہ کے ظہور پر شکر کرنا مومن کا فرض ہے اسلئے ہم خدا کی حمد کرتے ہیں جس نے اپنے صادق کی سچائی کو ظاہر کیا اور اس خیال سے بہی کہ دانشمند اس سے عبرت پکڑیں۔ شاید کوئی اہل دل نکل آوے۔ قادیان کی آریہ سماج اپنے ان لیڈنگ ممبروں کی موت سے عبرت حاصل کرے خصوصاً لالہ ملاوامل اور شرمپت صاحب جنہوں نے بہت سے نشان دیکھے ہیں اور اب گہر میں بہی دیکھہ لیا ہے غور کریں ہمیشہ یہاں نہیں رہنا مرنا اور مر کر خدا کے حضور جانا ہے سچائی کا چھپانا ظلم ہے وہ اس ظلم کو چھوڑ دیں اور شہادۃ حقہ کو مردانہ وار ادا کریں۔ سوم راج اور اچھر چند اور اسکے بہائی اور بچوں کی موت عبرتناک موت ہے انکی جلتی ہوئی چتا میں اپنے رفیقوں کو پکار پکار کر کہتی تہی۔ روزگار م شنیدہ ای من نکردم شما حذر بکنید۔ اور کبہی انکی اڑتی ہوئی خاک اور جلی ہوئی ہڈیاں اپنے انجام کو دکہا کر کہتی ہیں۔ میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہو۔ دیکہو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو۔

سوم راج کی بیوہ استری اور یتیم بچے کے سوا حرمان نصیب والدہ بہی چہوڑ گیا ہے اور اچہر چند اور بہگت رام صرف بیوہ استریاں اور ایک یتیم لڑکی۔ مرنے والوں پر اپنا انجام کہل گیا پیچھے رہنے والوں نے حسرت کی نظر سے انہیں دیکہا۔ اب پچہلوں کا کیا حشر ہوگا دیکہا چاہیے۔ ختم کرنے سے پہلے حضرت مسیح موعود کی زبان میں خدا کے آیات کے ظہور پر حمد الٰہی کو جی چاہتا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

تجھے حمد وثنا زیبا ہے پیارے
گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے
شریر و بد ہیں ان کے شرارے
تری رحمت ہے میرے گھر کا شہتیر
ہوا آخر وہی جو تیری تقدیر
مری بیں سے ہر اک عزت بنادی
ہر اک آزار سے مجھکو شفا دی

کہ تو نے کام سب میرے سنوارے
ہمارے کر دیئے اونچے منارے
نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے
مری جاں تیرے فضلوں کی پنہ گیر
بھلا چلتی ہے تیرے آگے تدبیر
مخالف کی ہر اک شیخی مٹا دی
مرض گھٹتا گیا جوں جوں دوا کی

ترے احساں مرے سر پر ہیں بھارے
مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
حریفوں کو لگے ہر سمت سے تیر
خدا نے انکی عظمت سب اڑا دی
مجھے ہر قسم سے اس نے عطا دی
محبت غیر کی دل سے ہٹا دی

چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
فسبحان الذی اخزی الاعادی
گرفتار آگئے جیسے کہ نخچیر
فسبحان الذی اخزی الاعادی
سعادت وہی ارادت وہی وفا دی
خدا جانے کہ دل کو کیا سنا دی...

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۱۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق ۳ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

چھوٹی مسجد کی توسیع

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر اور اسکی حمد ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہر پہلو سے ترقی کر کے ظاہر کر رہا ہے کہ یہ سلسلہ اسی کا قائم کیا ہوا ہے۔ اور اسی کی حفاظت میں ہے۔ برادران طریقت کے لئے یہ خبر بڑی مسرت کا موجب ہو گی کہ مسجد مبارک جسکو چھوٹی مسجد کہتے ہیں اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے من دخلہ کان امنا اسکی وسعت کے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ بڑی مسجد کی توسیع کی خبر ناظرین پہلے سے سن چکے ہیں اب چھوٹی مسجد کے ساتھ جو ایک مکان پڑا ہوا تھا وہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو خرید کر لیا گیا ہے اور باضابطہ اسکی رجسٹری ہو گئی ہے اس مکان کے ملنے سے مسجد قریباً ۲۹ فیٹ عرض میں اور ۲۲ فیٹ طول میں بڑھ جائیگی اللھم زد فزد۔ اسکی درستی اور تعمیر پر ایک بیش قرار رقم خرچ ہو گی اگرچہ وہ کریم رحیم مولا جس نے اسکی وسعت کا سامان پیدا کر دیا ہے اسکی تعمیر کے سامان بھی بہم پہونچا دیگا۔ بہرحال یہ امر جماعت کی توجہ کے قابل ہے اس جدید تعمیر پر شاید دو ہزار سے بھی زیادہ روپیہ صرف ہو۔ خدا اپنے فرمانبردار بندوں کے دلوں میں اس کار خیر کے لئے القا کرے۔ آمین۔

صدقات

مخلص مومن تو ہمیشہ ہی وقتاً فوقتاً صدقات دیتے رہتے ہیں لیکن یہ ایام ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ملک کے مختلف حصوں پر نازل ہو رہا ہے۔ اسلئے جہاں ہم لوگوں کو پاک تبدیلی کی حاجت ہے وہاں ضرورت ہے کہ رد بلا کے لئے صدقات بھی دیتے رہیں۔ قادیان میں مد صدقات جو صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ایک مستقل شاخ ہے اسکے ذریعہ سے یتامی۔ مساکین۔ مؤلفۃ القلوب۔ طلبہ علم۔ ابناء السبیل اور مختلف قسم کے حاجتمند اور قابل امداد احباب کی مدد کیجاتی ہے اور اس سال کے لئے اسکی

اخراجات کا مستقل ماہواری خرچ تین سو روپیہ سے زیادہ ہے لیکن اس مد میں ابتدائے اپریل کے مصارف ادا کر چکنے کے بعد مئی کے مصارف ادا کرنے کے لئے مشکلات کا سامنا ہو۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ غیب سے ایسے سامان بہم پہونچائیگا اور اپنے بندوں کو خود القا کریگا جو اسکی امداد کے لئے اٹھیں گے لیکن میرا فرض ہے کہ میں اس ضرورت کو پیش کروں۔ اس مد کے لئے ہر قسم کی نذور صدقات آنی چاہئیں۔ خصوصاً زکوٰۃ کا روپیہ جسکو ٹھیک زکوٰۃ کے اصل مصرف پر خرچ کیا جاتا ہے ناظرین پوری توجہ کریں اس مد کا روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہئے۔

یتیم کے اخراجات

جس یتیم کے سالانہ اخراجات مبلغ ۱۰۰ کے لئے اپیل کیا گیا تھا وہ ابھی پورے نہیں ہوئے۔ گذشتہ رقوم کے بعد کوئی رقم تاحال نہیں آئی احباب توجہ کر کے اس رقم کو پورا کریں۔ صرف میاں رحمت اللہ احمدی بنگہ کے عائد کئے ہیں۔

اصلاح - ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء کے الحکم میں سید محمد نذیر حسین ساکن کٹھیالیاں کی رقم للعہ جو غلطی سے للعہ چھپ گئی۔

دس مطلوبہ وظایف

جن دس مطلوبہ وظایف کے لئے اپیل کیا گیا تھا ابھی تک صرف شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد نے ہی توجہ فرمائی ہے۔ احباب توجہ فرماویں یہ وظایف ۱۰ ماہوار کے مطلوب ہیں۔

قابل تقلید وظیفہ

اس سال ہمارے مخلص بھائی شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم مولف ابدی کی کا مرزا ابرکت علی جو تعلیم الاسلام ہائی سکول کا ایک ہونہار شریف طالب علم ہے

وہ وٹرنری کالج لاہور میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ اس قابل ہے کہ اس کو مدد دیجاوے مگر وہ اس شرط پر مدد لیگا کہ جسقدر وہ وظیفہ لیگا اسیقدر انشاء اللہ العزیز شیخ عبدالرحیم صاحب وقتاً فوقتاً واپس کردیں گے سب کمیٹی صدقات نے توکلاً علی اللہ اس طالبعلم کو وظیفہ دینا اور اس کے ابتدائی اخراجات کے لئے تیس روپیہ یکمشت دینے منظور کر لئے ہیں۔ احمدی ڈاکٹری اسسٹنٹ صاحبان اگر توجہ کریں تو وہ سب کمیٹی صدقات کو اس موقع پر مدد دے سکتے ہیں۔

خدا کی تازہ وحی

۱۱/اپریل ۱۹۰۷ء۔ "دہلی میں واصل جہنم واصل خاں فوت ہو گیا"

حکیم واصل خاں دہلی کا تو فوت ہو چکا ہوا ہے تفہیم یہ تھی کہ اس کے عزیزوں میں سے کوئی طاعون سے مر جائیگا کیونکہ جہنم کا لفظ اور الہامات میں بھی طاعون کیلئے استعمال ہوا ہے یہ نشان بھی اپنے وقت پر پورا ہو کر ترقی ایمان کا موجب ہوگا۔

۱۴/اپریل ۱۹۰۷ء۔ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ۔

(ترجمہ) میں دعا کرنیوالے کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔

۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء۔ ۱۔ فتح ہے تمہاری۔

۲۔ تمہارے نام کی۔

۳۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر۔

۴۔ حدّ ظباۃ۔ یعنی تلوار کی تیز دھار۔

۵۔ انت منی بمنزلة موسیٰ

۶۔ احمد

۷۔ غزنوی (نہ معلوم کیا اشارہ ہے)

۸۔ پھر قرآن مجید دیکھا اسکی جلد پر شیرازہ کے قریب لکھا ہوا تھا۔ سلام قولاً من رب رحیم

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپکے اہل بیت اور خدام خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں۔ بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کے لئے مژدہ راحت افزا ہے۔

۲۔ موسم میں نمایاں تبدیلی نہیں ہوئی اگرچہ دن [illegible] دھوپ گرم ہے تو بھی تین دن ابر رہتا ہے۔ ۱۶/اپریل کو کسیقدر ترشح ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ عاجز مخلوقات پر رحم فرماوے۔ آمین۔

۳۔ طاعون کی [illegible] اور جب اردگرد کے دیہات کی بربادی اور تباہی پر نظر کی جاتی ہے تو اس کے مقابلہ میں لولا الاکرام لھلک المقام کی پیشگوئی کو آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مزید فضل اور کرم کا نشان ہے [illegible] احمدی جماعت [illegible] ہے۔ خدا تعالیٰ ہر وقت اپنے فضل کے سایہ میں سب کو رکھے۔ (آمین)

قادیان کی طرف ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی توجہ

قادیان میں ایک نہال نام [illegible] طاعون سے فوت ہو گیا ہے اور اس کا اکلوتا لڑکا بھی طاعون سے فوت ہو گیا ہے اسکے وارثوں میں صرف ایک صغیر سن نابالغ پوتا ہے۔ چونکہ نہال [illegible] آدمی تھا اور کئی ہزار روپیہ کی جائداد چھوڑ مرا ہے بعض لوگ [illegible] سے اسکی جائداد پر [illegible] اگر پولیس [illegible] توجہ کر کے مناسب انتظام کر دیا [illegible] کپتان صاحب [illegible] بہت جلد توجہ فرمائیں گے [illegible] انسان سے کیا کچھ [illegible] طاعون سے [illegible] کسی جان کو بچانا مشکل بات نہیں ہے اور ایسی وارداتوں کا مخفی ہونا آسان امر ہے اسلئے [illegible] کپتان صاحب بہادر اسپر توجہ فرمائیں۔

ایک بہترین قطعہ مکان کیلئے

حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بالکل جوار میں [illegible] فیٹ چوڑا اور [illegible] فیٹ ایک قطعہ زمین میں فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ پانسو روپیہ سے کم قیمت نہیں ہوگی۔ جو صاحب ایسے عمدہ موقعہ پر تعمیر مکان کے خواہشمند ہیں جلد تر اطلاع دیں۔

ایڈیٹر الحکم۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یستنبئونک احق ھو قل ای و ربی انہ لحق

۹۹

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود و کذاب و دجال و مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونیکا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کیلئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھکر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کیساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اسکا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونیکا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے انکو اور انکی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی انکو نابود کر مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جنکو وہ فرض منصبی سمجھکر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے آمین یا رب العالمین میں انکے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ انکی بدزبانی حد سے گزر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جنکا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لاتقف ما لیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اسلئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑکر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اسکو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ آمین

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اسکے نیچے لکھدیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و ایّد

مرقومہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

نیاز نامہ بخدمت منشی عبد الحق صاحب اکونٹنٹ پنشنر لاہور

کوچہ کندیگران

بر وفات منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ مصنف کتاب عصائے موسیٰ

میرے مکرم السلام علیکم ۔ مجھے آپ سے اونس ہے اور بہا اونس ہے۔ اور جو کچھ میں یہاں لکھنے لگا ہوں اوسی اونس کے باعث لکھتا ہوں جو میرا دل آپ کے لئے محسوس کرتا ہے۔ اِس اونس کیوجہ سے غالباً آپ بھی ناواقف نہیں۔ جو نور اور ہدایت مجھے جناب مسیح کے طفیل ملا۔ اس کے موجب آپ بھی ہیں۔ آپ اُن چند واجب التعظیم احباب میں سے ہیں جو مجھے اعلیحضرت مرزا صاحب کیطرف لیگئے اور پھر وقتاً فوقتاً ابتدائے منازل سلوک کی مشکلات کے دفع کرنیمیں آپ نے مجھے ہمیشہ اپنے اس ذاتی علم سے مدد دی۔ جو آپ کو اعلیحضرت جناب مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اور ان کے اخلاق اور ان کے تقدس کے متعلق حاصل تھا۔ اس لئے هل جزاء الاحسان الا الاحسان پر کاربند ہو کر میرا فرض ہے کہ میں کلمہ خیر سے اسوقت دریغ نہ کروں۔

اسوقت آپ بفضلہ تعالیٰ دوست پروری اور دوستداری کی قیود سے خدائی ہاتھ کے ذریعہ آزاد کئے گئے ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ اب ٹھنڈے دل کے ساتھ میری اس عرضداشت پر غور کریں گے۔ یہ تو آپ مان لیں گے کہ انسان کا محاکمہ غلطی سے خالی نہیں۔ اور سعید انسان کا فرض ہے کہ اگر وہ خود ایک معاملہ میں غلطی کر جاوے تو پھر جب نئے واقعات صحیح ظہور پذیر ہو جائیں تو پھر وہ اپنی خطا یافتہ محاکمہ کی ترمیم کرنے میں دیر نہ لگاوے۔ منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ صاحب عصائے موسیٰ اب اس جہان سے بذریعہ موت طاعون چلے گئے۔ انکی متعلق آپکا ایمان تھا کہ وہ صاحب الہام اور مورد فیض ربانی ہیں۔ انکو آپ کی تحقیق کے مطابق خدا تعالیٰ نے بمصداق ضرب المثل ہر فرعونے را موسیٰ اس زمانہ میں بزعم متوفی جناب مرزا صاحب کے فرعونی فتن کے دور کرنے کیلئے موسیٰ قرار دیا۔ اور انکو عصا عطا فرمایا تھا۔ آپ اس بات سے بھی واقف ہیں کہ جناب احدیت مآب نے جناب مرزا صاحب کو بھی بقول انکے موسیٰ کے خطاب سے ہی مخاطب کیا ہے اور یہ امر کوئی منشی الٰہی بخش کے نتیجہ ہی نہ تھا بلکہ براہین میں مقدس مصنف براہین کا ایک یہ نام بھی ہے جس کتاب کے اور جس کے مضامین کے مصدق اور موید آپ اور آپکا دوست سالہا سال تک رہ چکا ہے۔ اب آپ فرمایئے کہ دست قدرت نے کسکو موسیٰ اور کسکو فرعون ثابت کیا۔ نظری مباحثات اور منطقی قیاسات تو کسی نتیجہ تک انسان کو جلد نہیں پہونچا سکتے لیکن ہم اسبات کو کیا کریں کہ جب تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ فرعون اور موسیٰ کے مقابلہ میں فرعون موسیٰ کی زندگی میں ہلاک ہوا اور جناب موسیٰ اس کے بعد دنیا میں رہے اب منشی الٰہی بخش اور جناب مرزا صاحب ایک میدان میں تھے۔ دونوں ایک دوسرے کے مقابل میں تھے طاعونی طوفان کی طغیانی کوئی نیل کے طوفان سے کم نہیں جسطرح جناب موسیٰ اور فرعون طوفان نیل میں سے گذرے اسیطرح ان دونو مدعیان کے اردگرد بھی طوفان طاعون زور شور میں ہے اب آپ خود ہی فرماویں کہ کون اس طوفان میں غرق ہوا اور کون صحیح سلامت اسوقت تک ہے۔

میرے نزدیک تو آپ جیسے ذوق والے کے لئے یہ امر فیصلہ کن ہے۔ دیگر واقعات یا حالات یا مسایل یا مذہبی مباحثات کے ذریعہ صحیح نتیجہ کی امید رکھنا محال ہے۔ اول تو صحیح علم کا حاصل ہونا ہی مشکلات سے ہے اور پھر صحیح علم کے بعد صحیح نتیجہ نکالنا بھی دشواری سے خالی نہیں۔ اسلئے میں نے آپ کے سامنے یہ موٹی سے موٹی بات پیش کی ہے۔ کیا آپ نے کبھی اس امر پر غور نہیں کی کہ کیا وجہ ہے کہ جو حضرت اعلیٰ کے مقابل آیا وہ اٹھایا گیا۔ آپ اُن ایام میں جب میں آپکی معلومات متعلق حضرت اقدس سے فیض اندوزی کرنے کے لئے آپکی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اکثر کہا کرتے تھے کہ جناب مرزا صاحب کی صداقت کا ایک ہی کافی نشان ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کے مخالف اسکی زندگی میں ہلاک ہو جاوینگے۔

اب آپ کے دوست نے بھی اسی فہرست میں ایک نام کی اور ایزادی کر دی۔ لہذا اگر آپ کی ہی مذکورہ بالا دلیل کچھ وزن رکھتی ہے تو آپ خود ہی غور کریں۔ کہ وہ تین صد کے قریب مولوی جنہوں نے ۱۸۹۱ء میں اشاعۃ السنۃ والے فتوے کفر پر مہریں لگائی تھیں۔ انہیں سے کسقدر آج زندہ ہیں۔ اگر آپ تحقیق کرنا چاہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انہیں سے بمشکل انگلیوں پر ہی اسوقت آپ بعض ملاں گن سکینگے جو کسی مصلحت ربی کے ماتحت زندہ ہیں ورنہ سب خائب و خاسر ہو گئے۔ اور انہیں سے بعض کو وہ شرمناک موتیں نصیب ہوئیں کہ جو ان کے ادعائے مولویت کے شایان حال نہیں۔ وہ لدھیانے کے چار بھائی مولوی جو کفر میں اسقدر غلو کرتے تھے کس ذلت کی موت سے مرے۔ پھر اسمٰعیل علیگڈھی ...... نذیر حسین دہلوی۔ رشید احمد گنگوہی۔ غلام دستگیر قصوری۔ چراغ الدین جمونی۔ رسل بابا امرتسری۔ راجہ جہانداد خاں گکھڑ۔ ملا احمد پشاوری۔ آتھم امرتسری۔ امریکہ کا ڈوئی اور ایسا ہی صدہا اور لوگ ہیں جنکا اب نام و نشان نہیں۔ اب وہ ہلاک ہوگئے اور عجیب بات یہ ہے کہ ان کا کوئی قائم مقام بعد میں نہ رہا۔ آپ کو کیا کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ جناب مرزا صاحب کی دن بدن کیوں ترقی ہو رہی ہے اور اسکو اللہ تعالیٰ وہ اسباب کیوں مہیا کرتا جاتا ہے کہ جس کے ذریعہ اسکی اشاعت عالمگیر ہو جاوے اور بالمقابل اسکے مخالف جسقدر ہیں اگر وہ اپنی ذات سے کچھ کر سکیں تو کر سکیں ورنہ انکا کوئی مددگار و معین نہیں ہوتا۔ اور انکو کسی قسم کی قلمی یا درمی مدد نہیں ملتی۔ کیوں فتوحات کے ابواب مرزا صاحب پر کھولتے جاتے ہیں۔ کیوں لوگ اپنے مالوں کو جانوں کو اور اپنی معلومات کو اور اپنی تعلیموں کو اسکی راہ میں قربان کرتے ہیں اور کیوں اسکے مخالفین کی امداد میں زمانہ کھڑا نہیں ہوتا۔ حالانکہ زمانہ کا زیادہ حصہ ہمیں سے مخالفت رکھتا ہے۔ آپ اسی مشن کی بابت غور کریں۔ جسکو آپ کے دوست الٰہی بخش نے قائم کیا۔ ان کے ہمراہ کسقدر ہوئے۔ اور خود ان کو کسقدر جرأت اور یقین اپنے آپ پر تھا جب لاہور کے علماء نے ان کے برخلاف خود ہی تعلیاں کیں تو پھر انکو کہنا ہی پڑا کہ انکو اپنے الہامات کے متعلق خود قطعی علم نہیں کہ انکا مفہوم و مصداق کیا ہے۔ پھر اون کے الہامات اور دعاوی کے مصدق کسقدر پیدا ہوئے اور جو دوست پروری کے لحاظ سے چند آدمی تھے بھی تو وہ کتنی جلدی اٹھائے گئے۔ سید فتح علیشاہ۔ خواجہ امیر الدین صاحب وغیرہ آخر الٰہی بخش صاحب کے دعاوی کے بعد بہت ہی جلد رخصت ہو گئے۔ حافظ محمد یوسف کو خدا تعالیٰ نے مختلف قسم کی ناکامیاں دیکھنے کے لئے زندہ رکھا۔ جسکا مزا وہ بہت حد تک چکھ بھی رہے ہیں تاہم چند ایک مددگار منشی الٰہی بخش کے تھے۔ انکے سوا آپ مجھے بتا سکیں گے کہ عصائے موسیٰ والے کے ہم آواز اور اسکے ذاتی عقائد اور دعاوی کے مؤید کسقدر دنیا میں پیدا ہوئے اور خصوصاً اب وہ مشن کہاں ہے جسے الٰہی بخش صاحب دنیا میں لائے۔ کیا اسوقت ایک ہی متنفس ہے جو اس مشن کو جاری رکھے۔ بالمقابل جناب مسیحیت مآب کے متعلق آپ کو اوسکا وہ زمانہ یاد دلاتا ہوں۔ کہ جب آپ ان کے مدار المہام تھے اور حضرت اقدس کو براہین کے متعلق ایک اشتہار کو انگریزی زبان میں ترجمہ کرانا منظور تھا۔ آپ خود ہی مجھے فرمایا کرتے تھے کہ آپ کو کسقدر دقتوں کا سامنا ہوا تھا اور کن مشکلات کے بعد آپ نے ایک اشتہار کا ترجمہ کروایا۔ پھر اس کے بعد سنہ ۱۸۹۴ء کا زمانہ آیا۔ اور پھر جب اسی قسم کے ایک پمفلٹ کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کی ضرورت پڑی تھی جسکو میں ترجمہ کرنے کے بعد بطور مشورہ میاں الٰہی بخش کے پاس لیگیا تو انہوں نے کئی دن اوسی مشورہ میں لگا دیئے۔ وہ بھی زمانہ گذر گیا اور جب حضرت اقدس کو بلاد غربیہ میں اپنی اشاعت منظور ہوئی

تو پھر آپ نے دیکھا کہ اس امادہ سے کئی سال پہلے ہی تعلیم یافتہ اور انگریزی دان اہل قلم حضرت کے قدموں میں آبیٹھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنکی قلم کا لوہا خود یورپین مصنفین نے مانا اور جنکی زبان دانی انگریزی پر خود اہل زبانوں نے تحسین کیا۔ اب بتلاؤ حضرت اقدس کی اشاعت میں اور پھر خود اسلام کی اشاعت میں زبان انگریزی کے ذریعہ جسقدر اشاعت تصانیف قادیان میں سے ہو رہی ہے دنیا کے کسی اور مرکز سے کہاں ہوتی ہے۔ ماسٹر الہ دین لاہوری کا ترجمہ اشتہار براہین پر تامل کرنیکا زمانہ یاد کرو اور یہ زمانہ دیکھو۔ تو کیا آپ جیسے غور اور فکر کرنیوالے کے لئے کوئی عبرت کا مقام نہیں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جس قسم کی ضرورت اس مقدس انسان کو لاحق ہوتی ہے یا ہونیوالی ہوتی ہے اس ضرورت کے رفع کرنے کے سامان رحمان خدا ضرورت کے لاحق ہونیسے پہلے ہی پیدا کر دیتا ہے۔ کیا آپ نے مقدمات کے حالات نہیں دیکھے۔ کہ ان مقدمات کے پیدا ہونیسے پہلے ہی قانون دان غلام مسیح کی خدمت میں خدا تعالی نے پیدا کر دیئے پھر مالی ضرورت کو خدا تعالی نے کیسا پورا کیا۔ میرے معظم منشی صاحب! آپ مرزا صاحب کی ابتدائی مالی تکالیف سے جیسے واقف ہیں اور کوئی کم ہی ہوگا۔ اب بتاؤ کیا یہ الہی فتوحات آپ کے لئے کوئی سبق کا موجب نہیں ہوسکتیں اور پھر یہ تمام اعلے خدمات بہم پہونچانے والے کون ہیں۔ کیا چند جاہل اور بیوقوف تو ہمات کے گرویدہ اُمرا اور جہالت میں گرفتار اہل دولت ہیں جو اس مدعی کے قابو میں آگئے اور جن کے مال و جان پر اس کا قبضہ ہوگیا ہے۔ اور جنکی توہم پرستی سے وہ فائدہ اٹھا رہا ہے۔ یا یہ وہ لوگ ہیں کہ جو آپ لوگوں کے دنیاوی معاملات کو سلجھانے میں اہل عقل سمجھے جاتے ہیں اور جنکی عقل و تجربہ کیطرف آپ لوگ اپنی دنیوی مشکلات میں رجوع کیا کرتے ہیں جنکے علم و فضل کو زمانہ مانتا ہے اور جو لوگوں کے خیال میں ہی اپنے علم و فضل کے باعث عدیم المثال سمجھے جاتے ہیں۔ ہاں بخیال اہل دنیا انہوں نے اگر کوئی غلطی کی ہے تو صرف یہ کہ انہوں نے قادیان کے ایک رئیس کو مسیح اور امام مان لیا ہے۔

اب میں ایک خاص امر کیطرف آپکو توجہ دلاتا ہوں جسکو میں نے ہمیشہ حیرت اور استعجاب کی نگاہ سے دیکھا۔ ایک بلاتعصب اور سلیم الفطرت انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے مسلمات اور یقین کو محض ایک نئی پیدا شدہ مخالفت کے باعث ترک نہ کر دے۔ جب تک اول مسلمات کے برخلاف اس کے پاس نئی کامل وجوہ پیدا نہ ہو جاویں۔ میں نے کتاب عصائے موسیٰ کو بغور پڑھا اور کئی دفعہ پڑھا۔ اور پھر ان تمام اعتراضات کو اپنے ذہن میں جمع کیا۔ جو مصنف عصائے موسیٰ نے جناب مرزا صاحب کی ذات اور حالات کے برخلاف جمع کئے۔ اور ایسا ہی مجھے پٹیالہ کے ڈاکٹر عبد الحکیم کے اعتراضات پر بھی غور کرنیکا موقع ملا۔ عجیب اور حیرتناک بات جو میرے لئے تھی وہ یہ ہے کہ یہ وہی اعتراضات من وعن تھے جو مخالفین نے آپکی اور میاں الہی بخش کی اور ڈاکٹر عبد الحکیم کی مخالفت سے کئی سال پہلے شایع کئے تھے۔ اور ان میں سے ایک بھی اعتراض الہی بخش یا عبد الحکیم کو نہ سوجھا۔ تمام کے تمام اعتراضات بیا قریباً سنہ ۹۹ء سے پہلے پہلے مخالفین کی کتب میں لکھے جا چکے تھے اور میاں الہی بخش نے یا ڈاکٹر عبد الحکیم نے جب مخالفت پر کمر بستہ کی تو انہیں اعتراضات کا اعادہ بالفاظ دیگر کر دیا۔ میں ان اعتراضات کی صحت یا عدم صحت کے متعلق ابتک کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر وہ اعتراضات صحیح ہیں تو کیوں ابتک میاں الہی بخش وغیرہ استعمال نہ کریں۔ جو بات مجھے حیرت میں ڈالتی ہے اور جس سے میاں الہی بخش وغیرہ کی دیانت کے متعلق مذبذب ... ہوتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب اعتراضات بعینہ وہی ہیں جو انکی مخالفت سے پہلے ہی موجود تھے اور جنسے ان کے کان آشنا تھے۔ تو جب سالہا سال تک یہ لوگ ان اعتراضات کو بے بنیاد سمجھتے رہے تو اب انہیں اور کونسا شہاب کا پر لگ گیا جو اب وہی اعتراضات انکی نگاہ میں اعتراضات بن گئے۔ دیانت کا تو یہ تقاضا تھا کہ یہ لوگ کم از کم عوام پر ظاہر کرتے کہ ان اعتراضات کو جنکو ہم کئی سال تک بے بنیاد سمجھتے رہے اور جن سے ہمارے ایمان کو ایک مدت تک متزلزل نہیں ہونے دیا۔ اب ان اعتراضات کے ثبوت میں ہمارے پاس نئے دلایل پیدا ہو گئے ہیں جنکا ہمکو پہلے علم نہیں تھا اور اسلئے ہمکو حق پہنچتا ہے کہ ہم ان اعتراضات کو صحیح مانیں اور جناب مرزا صاحب سے مخالفت کریں۔ یا وہ یہ اعلان کرتے کہ اعتراضات تو ہماری نگاہ میں ہمیشہ سے تھے لیکن ہم نے منافقانہ طور پر آجتک پردہ پوشی کی۔ تقویٰ اور امانت دیانت کی تو یہ راہ تھی جو میں نے عرض کر دی نہ یہ کہ انہیں اعتراضات کو ایک مدت العمر تک بے بنیاد اور غلط سمجھنا اور انکے اندفاع میں خود دلایل پیش کرنا اور معترضین کو انہیں جھوٹے اعتراضوں کے باعث ملزم ٹھیرانا اور پھر جب آپ مخالفت پر آمادہ ہونا تو انہیں اعتراضات کو وجہ مخالفت قرار دینا۔ کیا یہی ... ہمگر ز شرافت اور امانت تھی جو منشی الہی بخش و ڈاکٹر عبد الحکیم نے اختیار کی۔ میں انکی مخالفت کی داد دیتا اگر یہ لوگ انہیں اعتراضات کے ثبوت میں نئے دلایل اور وجوہ پیدا کرکے پبلک کو یقین دلاتے کہ اب ان اعتراضات کے ثبوت میں انہیں نئے ثبوت ملگئے ہیں۔ بعض خبر چشم اخبار نویساں لاہور نے ڈاکٹر عبد الحکیم کو گھر کا بھیدی قرار دیکر ان کے اعتراضات کو وزنی قرار دیا۔ ہم اسبات سے خوش ہوسکتے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم جو بیس سال تک حضرت کا مرید رہا اور گھر کا بھیدی کہلانیکا سزاوار تھا کہاں وہی کوئی گھر کا بھید پبلک پر ظاہر کرتا۔ تعجب تو یہ ہے کہ جب اس گھر کے بھیدی کی تحریر کو دیکھا اور اسے بھی انہیں اعتراضات سے مملو پایا جنکو وہ ایک مدت تک بے بنیاد اور غلط سمجھتا رہا اور اپنی ایسا سمجھنے کی غلطی کو کسی نئی روشنی سے غلطی ثابت نہ کرسکا تو اسبات پر مجھے اور بھی یقین ہوگیا کہ یہ لوگ محض مخالفت اور ذاتی عناد کے باعث اندھے ہو رہے ہیں۔ آپ بتلائیں الہی بخش ہی گھر کا بھیدی تھا اور ایسا ہی عبد الحکیم ان گھر کے بھیدیوں نے کونسی نئی روشنی ڈالی کیا محض دوسروں کی ... کو چاٹ کر یہ گھر کے بھیدی اپنے فرض سے عہدہ برآ ہوگئے۔ انکا تو فرض تھا کہ اپنی مخالفت کی تائید میں کوئی نئے اعتراضات پبلک کے سامنے پیش کرتے یا پرانے اعتراضات کی تصدیق میں اپنے ذاتی علم کی بنا پر کوئی بین ثبوت پیش کرتے لیکن ان سے ایسا نہ ہوسکا۔ مثال کے طور پر میں ایک بات آپ سے عرض کرتا ہوں جو آپ کی ذات سے خاص تعلق رکھتی ہے۔ وہ براہین احمدیہ کے طبع کے متعلق ہے۔ غالباً سنہ ۹۴ یا ۹۵ء سے پہلے پہلے کا یہ اعتراض چلا آتا ہے کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کے طبع کرانے کے متعلق لوگوں سے پیشگی قیمتیں لیلیں اور براہین کو شایع نہ کیا اور لوگوں کا مال اس طرح خورد برد ہوگیا۔ اس کے مقابل حضرت اقدس کیطرف سے براہین کی تعویق کے متعلق بہت سے کامل اور مضبوط وجوہ پیش کئے گئے۔ اور بدظن طبایع کے ظنون فاسدہ کو رفع کرنے کیلئے یہ بھی اعلان کیا گیا کہ جو شخص اپنی اداکردہ قیمت واپس لینی چاہے وہ براہین کی خریدکردہ جلدیں خواہ کیسی حالت میں ہوں ہم کو واپس دیکر اپنی اداکردہ کل کی کل قیمت لے لے۔ اس کام کے سرانجام دہی کے لئے آپ ہی مقرر کئے گئے تھے اور آپ نے کئی دفعہ زبانی اعلان بھی کیا کہ جو چاہے آپ سے قیمت لے لے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ جب کبھی ان ایام میں آپ کے سامنے یا منشی الہی بخش کے سامنے اس اعتراض کا ذکر آتا تو آپ دونوں نے حضرت اقدس کی حمایت میں قیمت واپس دینے کی آمادگی ظاہر کی بلکہ مجھے خوب یاد ہے کہ بعض کتب واپس ہوکر آپ سے قیمت بعض نے واپس لی۔ اور پھر وہ کتب مریدین سلسلہ میں ہاتھوں ہاتھ بک گئیں۔

اب اگر یہ واقعات سچے ہیں تو کیا میاں الہی بخش کو یا آپ کو یہ حق پہونچتا ہے کہ جسوقت آپ لوگ مخالفت پر کمربستہ ہوں تو اپنی فہرست اعتراضات میں اس براہین احمدیہ والے اعتراض کو بھی جڑ دیں۔ میرے نزدیک تقویٰ اور دیانت یہ اجازت نہ دیگی۔ ہاں اسکی ایک راہ اور تھی اور وہ یہ تھی کہ میاں الہی بخش اعلان کرتے کہ جو کچھ مرزا صاحب نے واپسی قیمت براہین کے متعلق اعلان کیا وہ بھی ایک چال تھی اور منشی عبد الحق صاحب کو

اور مجھے بھی دوستی کے لحاظ سے اس جال اور فریب میں شریک ہونا پڑتا۔ اور ہم اس فریبانہ جال میں معین و مددگار رہتے۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص الہام سے ہم کو متنبہ کیا اور ہم اس گناہ سے بچے اور ہم اب اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اس اپنی سابقہ شرکت فریب سے پبلک کو آگاہ کریں۔ صرف اس صورت میں مصنف عصائے موسیٰ کو حق پہنچتا تھا کہ وہ اعتراض متعلقہ براہین کو بھی فہرست اعتراضات میں درج کرتا۔ والّا بصورت دیگر ہم تو یہی کہیں گے کہ دراصل جو اعتراضات منشی طاعون زدہ نے پیش کئے وہ بالکل مخالفت کی نابینائی کا نتیجہ تھے۔

میرے مکرم منشی صاحب مجھے سنہ ۱۸۹۴ و ۱۸۹۵ء کا زمانہ خوب یاد ہے جب آپ کے مکان پر ہمارے جلسے ہوئے تھے۔ جب آپ اور ہم اکٹھے اٹھتے بیٹھتے تھے۔ آپ نے کئی دفعہ ان تمام اعتراضات کا جو منشی الٰہی بخش نے کتاب میں کئی سال بعد درج کئے ذکر کیا اور پھر خود ہی بدلایل قویہ جسکی بنیاد آپ کا ذاتی علم متعلق حضرت اقدس ہوتا تھا) ان اعتراضات کا ازالہ کیا۔ اب تو طاعون کے ہاتھ نے آپ کو دوست پرستی کے قیود سے آزاد کر دیا ہے کہ وہی دلایل قویہ جو آپ اور وں کو سنایا کرتے تھے وہ آپکی تشفی اور تسلی کا باعث نہیں ہو سکتے۔ کیوں انہیں دلایل کو سامنے رکھکر آپ اپنی لغزشوں کو نہیں جھپواتے۔

مجھے آپ کے ہم جلیسوں کے علاوہ راجہ جہاندداد خان گکھڑ پر بھی افسوس ہے اور میں نے اس سے ذکر بھی کیا کہ جب سنہ ۱۹۰۰ء یا سنہ ۱۹۰۱ء تک وہ حضرت اقدس کا مویدا ور معتقد رہا ہے اور حضرت کی تمام تصانیف سے خوب ماہر تھا اور مخالفین کے لٹریچر پر بھی اسکی نگاہ تھی تو پھر سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت اقدس نے اب کونسا نیا پہلو اختیار کیا جو آپ کے یا راجہ گکھڑ کے انحراف کا باعث ہوا ظلی یا غیر ظلی نبوت یا دعوائے رسالت واحدیت۔ یا انت منی وانا منک۔ وغیرہ وغیرہ ان میں سے کونسی بات ہے کہ جس کا ذکر کھلا کھلا براہین میں نہیں تو پھر یہ باتیں کیوں ازسر نو مخالفت کی بنیاد بن گئیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب ذاتی اغراض یا ذاتی رعونت درمیان آجاتی ہے تو پھر انسان اندھا ہو جاتا ہے۔ نہ امیر صاحب کابل مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار کی تقرری بعہدہ پولیٹکل ایجنٹی قندھار پر ان کی احمدیت کے باعث اعتراض کرتے اور نہ راجہ صاحب کو سفارت کابل کی خواہش حضرت کے افترا سے روکتی۔ راجہ صاحب ایک زمانہ میں ملے الاعلان احمدی مشہور تھے اور پھر جب انہیں سفارت کابل کے حصول کا شوق پیدا ہوا تو ان کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ وہ اٹھتے بیٹھتے مخالفت کر کے امیر کابل کے کانوں تک پہونچا دیں کہ وہ سخت معاند سلسلہ احمدیت ہے خدا کی شان ہے کہ خسر الدنیا والآخرۃ نے کیسا رنگ اپنا دکھلایا۔

ایسا ہی نہ منشی الٰہی بخش نے اور نہ ڈاکٹر عبدالحکیم نے کوئی نئی وجہ مخالفت جناب مرزا صاحب میں دیکھی اور آخر لذکر نے تو اپنی مخالفت سے ایک سال یا کم بیش عرصہ پہلے مرزا صاحب کی حمایت میں تصانیف شایع کیں دراصل یہ لوگ بلعمی صفات اپنے اندر رکھتے تھے۔ ان کو یہ خیال تھا کہ ہم خود حضرت احدیت مآب کی جناب میں ارباب ہیں ان کو جناب مرسلے کے حالات سے سبق لینا چاہیے تھا۔ لیکن جس رعونت نے بلعم کو اخلد الی الارض کا مصداق بنایا اس سے یہ لوگ کیسے بچ سکتے تھے۔

اب میں چند الفاظ میاں الٰہی بخش کے بعض الہامات کے متعلق عرض کر کے اس نیاز نامہ کو ختم کرتا ہوں میں نے کتاب عصائے موسیٰ میں میاں صاحب کے چند الہام ایسے دیکھے ہیں۔ جن کو اشاعت عصائے موسیٰ سے پہلے (جب میاں صاحب حضرت مرزا صاحب سے خوش اعتقادی رکھتے تھے) میں نے میاں صاحب سے سنا تھا اسوقت ان الہامات کے مصداق جناب مرزا صاحب اور اُنکے مخالف ظاہر کئے جاتے تھے اور جب مخالفت کا زمانہ آیا تو اُنہیں الہامات کے مصداق خود میاں صاحب اور مرزا صاحب بنائے گئے۔ مثال کے طور پر میں ایک واقعہ عرض کرتا ہوں اور خدا شاہد ہے کہ میں اس تحریر میں صادق القول ہوں اور وہ یہ ہے کہ جن دنوں جناب مرزا صاحب کے برخلاف مارٹن کلارک کا مقدمہ سنہ ۱۸۹۷ء میں ہو رہا تھا تو میں اتفاق سے منشی الٰہی بخش کو انارکلی میں متصل بھاٹی گھر قدیم ملگیا۔ اور میں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ بھی یا در یو نکی مخالفت میں دعا کریں اُنہوں نے کہا کہ میں نے دعا کی ہے اور مجھے الہاماً ظاہر کیا گیا ہے کہ جناب مرزا صاحب اس مقابلہ میں مظفر و منصور ہونگے۔ پھر انہوں نے الفاظ الہام کے دہرائے جسمیں موسیٰ اور فرعون حسب تشریح میاں الٰہی بخش۔ جناب مرزا صاحب اور مارٹن کلارک کو کہا گیا تھا۔ میاں الٰہی بخش کہتے تھے کہ چونکہ موسیٰ فرعون پر غالب آیا تھا اسیطرح جناب مرزا صاحب پادریوں پر غالب آویں گے۔ غرضیکہ وہ دن بھی آیا جب حضرت اقدس اس مقدمہ میں مظفر و منصور ہوئے اور جب میں پھر میاں الٰہی بخش کو ملا۔ تو انہوں نے مبارک دیتے ہوئے اپنے الہام کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ آخر موسےٰ نے فرعون پر غالب آنا تھا سو غالب آگیا۔ لیکن میری حیرت اور تعجب کی کوئی حد نہ رہی جب میں نے عصائے موسیٰ میں اس الہام اور اس کے قبیل دیگر الہامات کو دیکھا کہ جنکی بنا پر میاں الٰہی بخش تو موسےٰ بنے اور فریق ثانی فرعون۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

عجب نشان ربی ہے کہ اگر یہ الفاظ واقعی خدا کیطرف سے تھے کیونکہ وہ زمانہ منشی صاحب کی صلاحیت کا تھا تو وہ الفاظ کس وضاحت سے پورے ہوئے دست قدرت نے ظاہر کر دیا کہ کون موسےٰ ہے اور کون فرعون کس نے موسےٰ کیطرح فرعون کو طوفان میں غرق ہوتے دیکھا اور کون فرعون کیطرح طوفان میں غرق ہوا۔

میں نے یہ چند کلمات حقیقی درد اور سچے اونس سے لکھے ہیں اور میری دعا ہے کہ خدا تعالےٰ انکو نفع بخش آپ کے لئے یا اور پڑھنے والوں کے لئے کرے۔

خواجہ کمال الدین وکیل چیف کورٹ پنجاب۔
لاہور۔ انارکلی۔

مورخہ ۹ ر اپریل ۱۹۱۰ء۔

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

حافظ محمد یوسف پنشنر جو پہلے دنوں اندھے ہو گئے تھے روحانی طور پر تو بالکل ہی اندھے ہیں اور اس لئے بمصداق مثل مشہورہ ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے انہیں جو کچھ ہی سوجھائی دیتا ہے وہ قرآن مجید کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف۔ اسلام کے خلاف اور خود اللہ تعالیٰ کی پاک شان کے خلاف۔

حافظ صاحب باوجودیکہ اس پیرانہ سالی میں اپنی شوخیوں اور گستاخیوں کا خمیازہ بھگت چکے ہیں لیکن پھر بھی بیحیائی سے کچھ ایسا اثر کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے مامور اور اسکی جماعت سے استہزا کرنے سے باز نہیں آتے۔ اور اسطرح اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر انہیں ایمان نہیں۔ اسکی نظیر ان کا وہ تازہ اشتہار ہے جو منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ کی موت پر اس نے شایع کیا ہے۔

منشی الٰہی بخش کے نام سے الحکم کے ناظرین خوب واقف ہیں یہ وہ شخص ہے جس نے موسیٰ ہونیکا دعویٰ کیا تھا اور اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں صراحتاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کی ہلاکت کی پیشگوئی کی تھی مگر باوجودیکہ وہ اچھا خاصہ موٹا تازہ مضبوط آدمی تھا اور حضرت مسیح موعودؑ سے عمر میں بھی کم تھا پھر بھی اپنی اس قسم کی پیشگوئیوں کیوجہ سے حضرت مسیح موعود کا فدیہ ہو گیا اور صادق کی زندگی میں کاذب طاعون سے ہلاک ہو گیا اس موت سے مراجس کے لئے وہ حضرت مسیح موعود کے حق میں پیشگوئی کرتا تھا۔ اور پھر اپنے گھر سے باہر منشی عبدالحق کے گھر میں مرا یہ راز ابھی تک نہیں کھلا کہ وہ منشی عبدالحق کے گھر میں کیوں آکر مرا۔ دو صورتوں میں کوئی ایک صورت ہو سکتی ہے یا تو یہ کہ ورثاء منشی الٰہی بخش نے تیمارداری کا کوئی اسکے انتظام نہ کیا ہو اور یا یہ کہ منشی عبدالحق کے گھر میں ہی یکایک ایسے بیمار ہوئے کہ انکو نزع کے اور شدید العذاب نے ایسا پکڑا کہ ہوش ہی نہ رہی کہ کہاں جائیں؟ بہرحال یہ امر منشی عبدالحق ظاہر کریگا۔ لیکن انہیں کوئی کلام نہیں کہ وہ طاعون سے عبدالحق کے گھر مرا اور اسطرح صادق کی صداقت پر اپنی موت سے مہر کر گیا اسی طرح جسطرح اس سے پہلے اس کے امثال نے کی۔

حافظ محمد یوسف کو اس موت سے سبق لینا چاہیئے تھا اور خدا تعالیٰ سے ڈر کر خدا کے برگزیدہ کو مان لینا مناسب تھا مگر ازلی شقی دوست اور مخلص کی موت کو ہنسی کا ذریعہ قرار دیتا ہے جس سے اسکی قساوت قلبی کا پتہ لگتا ہے۔ چنانچہ اس پر اس نے مندرجہ ذیل نوٹس شائع کیا ہے۔

قابل توجہ مرزا صاحب و مرزائیاں

میں کل ۸ اپریل کو وقت ۱۰-۱۱ بجے دن کے سنا کہ منشی الٰہی بخش صاحب لاہور مصنف عصائے موسیٰ ملہم ربانی آج رات کو اس جہان فانی سے انتقال کر گئے دلکو سخت صدمہ پیدا ہوا اسیوقت سے رنج و غم میں مبتلا ہو گیا۔ رات کو بعد نماز عشاء اسی غم میں سو گیا۔ بعد ۲ بجے رات کے آنکھ کھلنے کے بعد غنودگی میں اپنی رضائی میں پڑا ہوا تھا الہام ہوا کہ مولوی برہان الدین جہلمی اور مولوی عبدالکریم سیالکوٹی اور ایڈیٹر اخبار البدر مرزائیوں کو جو بسبب تقلید مرزا قادیانی کے نہایت سخت عذاب کر رہے ہیں اور مرزائی ہونیسے انکار کر رہے ہیں اسواسطے مرزائیوں کی نسبت شہادت دینے کے واسطے منشی الٰہی بخش صاحب برگزیدہ بارگاہ سبحانی کو نہایت عزت کے ساتھ طلب کیا گیا ہے جو کچھ ملہم ربانی منشی الٰہی بخش صاحب مرزائیوں کی نسبت شہادت پیش کریں گے اسیطرح عملدرآمد کیا جاویگا۔

اسوقت کو سنکر دل کو اطمینان ہو گیا اسواسطے بھائی مرزائیوں کو اور بالخصوص مرزا صاحب کو آگاہ کرتا ہوں کہ قیامت قریب آگئی ہے۔ مگر ابھی تک دروازہ رحمت کا واسطے قبول ہونے توبہ کے کھلا ہے مرزائیوں کو لازم ہے کہ جلد توبہ کریں اور تقلید مرزا سے علیحدہ ہو جائیں ورنہ تمہارا بھی یہی حال ہو گا میں صرف بطور خیر خواہی کے آپ لوگوں کو اطلاع دیتا ہوں پہلے ہی بذریعہ تبلیغ الوقت اور کھلے خط کے اطلاع دیگئی ہے اور پھر تبلیغ کرتا ہوں آیندہ اختیار ہے۔

حافظ (محمد یوسف پنشنر از امرتسر) ۹ اپریل ۱۹۰۷ء

اس نوٹس میں ایک طرف تو حافظ صاحب منشی الٰہی بخش کی موت پر سخت رنج و غم میں اپنا مبتلا ہونا ظاہر کرتا ہے اور اسے ملہم ربانی قرار دیتا ہے دوسری طرف اسپر ہنسی کرتا ہے جبکہ وہ ایک موت کو واسطے شہادت کا باعث قرار دیتا ہے۔ ناظرین اس مقام پر خوب غور کریں کہ کیا عرف عام میں جب کوئی شخص شہادت ادا کرنے جایا کرتا ہے تو اس کے رفقاء کو صدمہ اور رنج اور غم بھی ہوا کرتا ہے؟ اور وہ واپس نہیں آیا کرتا؟

قاعدہ متعارفہ تو یہی ہیں غالباً منشی الٰہی بخش صاحب پر حلف دروغی کا مقدمہ قائم ہو گیا ہے کیونکہ بقول حافظ صاحب وہ مرزائیوں کے خلاف شہادت دینے گئے ہیں۔ اور چونکہ واپس نہیں آئے۔ اس لئے قرین قیاس یہی امر ہے کہ انہوں نے خلاف ورزی کی ہے اور آگے بھی مرزائیت رہتے ہیں۔ اور اسکے گواہ دوسر ے قرائن بھی پیدا ہو رہے ہیں کہ ان مرزائیوں کے خلاف انکی شہادت ہے انکو تو اس جہان سے رخصت ہوئے عرصہ گذر گیا۔ اب تک منشی الٰہی بخش کا شہادت کے لئے نہ جانا ظاہر کر رہا تھا کہ وہ سمن آسمانی کی تعمیل سے بھاگتے پھر رہے ہیں اور اسوقت بھی ۸ اپریل کو بھاگ کر منشی عبدالحق کے مکان میں پہنچے ہوئے ہونگے کہ یکایک طاعونی وارنٹ کے ذریعہ بلاضمانت گرفتار ہو کر حاضر کئے گئے۔ اور ان مفتریات کے لئے جو انہوں نے عصائے موسیٰ میں کی ہیں انپر مقدمہ ہو گیا ہو تو تعجب نہیں۔ حافظ صاحب خود تشریف لیجائیں اور شریک حال ہوں۔ اور جس عزت کے ساتھ انکو بلایا گیا ہے حافظ صاحب بھی اسی عزت سے جانے کی درخواست کر دیں۔ اس سے یہی فائدہ ہو گا کہ نصاب شہادت پورا ہو جائیگا اور اگر حافظ صاحب اس شہادت کے لئے جانے سے گریز کریں تو اپنے دوستوں عبدالحق یا ثناء اللہ میں سے کسیکو بھیج دیں کیونکہ ثناء اللہ تو اس امر میں مشتاق ہی ہے۔ کرم الدین کے مقدمہ میں بھی گواہ ہو کر گیا تھا۔ انہیں بھی چلا جاوے اور مولوی فاضل بھی ہے اسکی شہادت شاید بہت معتبر ہو۔ حافظ صاحب ان بزرگوں سے پوچھ کر بتائیں کہ کب تک تشریف لیجائینگے! مگر حافظ صاحب کو ضرور جانا چاہیئے تاکہ وہ واپس آکر اس روئیداد کو شائع کر دیں یا ہمارے محمد الدین حکیم کو سنا جائیں۔

بہرحال

یہ تو حافظ صاحب کی شوخی اور بیحیائی پر ایک ریمارک ہے۔ مگر حافظ کی اس تحریر کو پڑھکر صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو نہ خدا پر ایمان ہے اور نہ قرآن کریم پر اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی عزت اس کے دل میں ہے۔ ورنہ وہ ایسی بیحیائی اور ہنسی سے کام نہ لیتا۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی پاک ذات پر کسقدر اعتراض وارد ہوتے ہیں کیا وہ خدا جو سمیع بصیر خبیر بما تعملون۔ علیم بالذات الصدور ہے اسکے حضور کوئی امر مخفی اور پوشیدہ ہو سکتا ہے؟ اے عقل و ایمان کے دشمن! ظاہر و باطن حافظ! دیکھ تیری یہ ہنسی خدا کے مامور و مرسل اور اسکی جماعت ہی نہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور ان!!! جرم کی سزا الغرض آیات قرآنی میں کیا لکھی ہے۔

وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَیَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ۝

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ۝ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝

اور پھر دوسرے مقام پر سورہ کہف کے آخری رکوع میں فرمایا۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِىْ وَرُسُلِىْ هُزُوًا ۝

اور پھر یہ تو بتا کہ جب الٰہی بخش کی شہادت کی اس مقدمہ مرزائیاں میں عدالت ربانی میں ضرورت تھی تو مرزائیوں کو عذاب کس بنا پر ہو رہا تھا؟

پس یہ بات دو حال سے خالی نہیں یا تو تیرے اعتقاد کے موافق معاذ اللہ خدا ظالم ہے اور یا تو اس افترا بازی میں نہایت بے باک ہو گیا ہے اور خدا اور اس کے فرشتوں پر بھی افترا کرتا ہے۔

او ناعاقبت اندیش! اسیہ باطن!!! انبیاء و رسل کے دشمن!!! دیکھ!!! یہ حملہ کس پر ہوتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ علیم بالذات الصدور کی شہادت کافی نہیں؟ کیا تو نے نہیں پڑھا کَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ کیا ملائکہ المقربین کی شہادت کافی نہیں جو الٰہی بخش کی حاجت پڑی۔

یہ قصہ تو نے محض ہمارا دل دکھانے اور الٰہی بخش کی طاعونی موت کا داغ ندامت مٹانے کیلئے گھڑا ہے تیرا یہ معاملہ خدا کے ساتھ ہے اور اس کے لئے تو جوابدہ ہے میں تیرے مذاق کے موافق تیرے اس اشتہار پر ایک اور پہلو سے بھی گفتگو کرنا چاہتا ہوں کیونکہ لات کے بھوت بات سے نہیں مانا کرتے۔ اگر تو بالکل کور وکر نہیں ہو گیا تو کیا عجب تجھے فائدہ پہونچے +

اگر حافظ صاحب کا حافظہ دروغگو را حافظہ نباشد کا مصداق نہیں تو امید ہے انہیں جلد ہوش آجائیگی۔ یکم جولائی سنہ ۱۹۰۹ء کو اتمام حجت کی غرض سے معراج یوسفی نام ایک اشتہار ہماری طرف سے شایع کیا گیا تھا اور انہیں یہ کشف حافظ صاحب کا لکھا گیا تھا جسکی تردید آجتک حافظ جی نے نہیں کی۔ اور وہ یہ ہے۔

"میں نے ایک خواب میں دیکھا کہ فرشتے پہلے آسمان پر مجھے لے گئے پھر دوسرے آسمان پر لے گئے یہانتک کہ ساتویں آسمان تک پہونچا دیا پھر عرش معلے کے قریب مجھے کیا وہاں اللہ جلشانہ کی تجلی ظہور ہوئی اس تجلی میں سے اللہ جلشانہ کی آواز آئی اور خدا تعالیٰ نے بلا واسطہ کسی فرشتے کے اپنی زبان مبارک سے مجھے فرمایا کہ میں نے اپنے بندہ مرزا غلام احمد کو بھیجا ہے کیوں لوگ اسکا انکار کرتے ہیں اور کیوں مخالفت کرتے ہیں؟ اس نے شریعت پر کیا بڑھایا ہے صرف متشابہات پر گفتگو کر کے ان کو حل کیا ہے میں نے کہا بیشک ایسا ہی ہے اور پھر آواز آئی کہ جو لوگ مرزا غلام احمد کا انکار کریں گے وہ ہمارے عذاب میں مبتلا کئے جاویں گے۔"

یہ تو آپ کا کشف ہے اور خدا تعالیٰ کی آواز کو بلا واسطہ آپ نے سنا۔ سات سال کے قریب ہونیکو آئے یہ کشف شایع کیا گیا اور آپ نے اسکی تردید نہ کر کے اسکی سچائی کو تسلیم کر لیا اور یہ بھی آپ نے دیکھ لیا کہ منکروں کا کیا حال ہوا؟ اوروں کو جانے دیجئے خود آپ نے ہی اپنی ذات پر بہت کچھ دیکھا۔ بیٹا مر گیا۔ کچھ دنوں اندھے ہونے کے دکھ سہے۔ پھر بھائی کو لاولد اپنی آنکھوں کے سامنے دفن کیا۔ اور اب رفیق الٰہی بخش کو طاعونی موت سے مرتے دیکھا۔

اور دوسرے منکر جو مرزا کہہ رہے ہیں وہ تو الگ ہے۔ اب آپ کے اس کشف کے ہوتے ہوئے کیونکر یقین کر لیں کہ الٰہی بخش شہادت دینے گیا ہے کیوں یہ

قرار نہ دیا جاوے کہ وہ پکڑے گئے ہیں۔ اور اس پر ایک اور عظیم الشان تحدی زبردست گواہ ہے۔ اور یہی صورت واقعہ معلوم ہوتی ہے۔ اسکی کسیقدر تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت مسیح موعود کو طاعون کی شدت کا الہام ہوا تو ساتھ ہی یہ بھی الہام ہوا تھا لَوْلَا الْإِكْرَامُ لَهَلَكَ الْمَقَامُ یعنے اگر تیری عزت اور اکرام کا پاس نہوتا تو قادیاں کو بھی ہلاک کر دیا جاتا۔ اس پیشگوئی کو کثرت سے شایع کیا گیا اور لاہور میں شدید طاعون پھیلنے کی پیشگوئی کیگئی چنانچہ ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء کے الحکم کے ذریعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے اس پیشگوئی کو پر زور تحدی کے ساتھ شایع کیا۔ اور اسمیں منشی الٰہی بخش اور عبدالحق وغیرہ پر ان الفاظ میں اتمام حجت کیا۔

حضرت ممدوح نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ لاہور اور اسکے مثل وہ مقامات جنہیں ائمۃ الکفر رہتے ہیں طعمہ طاعون ہونے سے ہرگز نہ بچیں گے اور حضرت ممدوح نے لکھا ہے اور بار بار فرماتے ہیں کہ جہاں ایک ہی راستباز ہوگا اسکو خدا تعالیٰ اس مشتعل غضب سے بچائیگا اور حضرت ممدوح بڑے زور سے دعوے کرتے ہیں کہ ان مقامات میں جنکی نسبت وہ خدا کے غضب کی پیشگوئی کرتے ہیں ایک ہی راستباز نہیں بلکہ راستی کے مکذب ہیں اور ایک بھی دل نہیں جسمیں حقیقی تقوے اور طہارت ہو تو اب لاہور کے شرفا علماء اور پبلک کا فرض ہے کہ اپنے علماء فضلاء حکماء اور ملہموں کے پاس جا کر عرض کریں خصوصاً منشی الٰہی بخش عبدالحق سے باصرار کہیں کہ وہ بھی بالمقابل ایک پر زور پیشگوئی کر دیں کہ لاہور ضرور ضرور محفوظ رہیگا اور اپنی شفاعت اور راستی کا اسطرح ثبوت دیں میاں الٰہی بخش اپنی کتاب میں دعوے کرتے ہیں کہ بارش کیطرح الہام انپر برستے ہیں اب وہ ایک ہی الہام لاہور کے حق میں کر دیں۔ اب تو خداوند غیور نے فیصلہ کی بڑی آسان اور سیدھی سڑک طیار کر دی ہے اور صدق و کذب کا واضح معیار بر روئے کار آنے کے قریب ہو گیا ہے اس بیہودہ طومار میں جو داستان امیر حمزہ سے زیادہ دلچسپ اور مفید نہیں اس آسمانی سلسلہ کی تردید کے لئے الٰہی بخش نے بڑی زحمت اٹھائی ہے مگر وہ کمزور کاغذ کہاں روک سکتے تھے اس ترقی کے طوفان کو جو خدا کی اپنی مرضی اور تائید سے چل رہا ہے اور ہزارہا آدمی اسوقت سے اس پاک سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں اب بڑا آسان اور صاف فیصلہ ہے کہ خدا کا مسیح اپنے صدق و حقیت کا معیار اس پیشگوئی کو ٹھہراتا ہے لہذا ان صدق کے مکذبوں کا ہر طرح سے فرض ہے کہ اسکی تکذیب کیلئے جان توڑ کر لڑیں۔

عصائے موسیٰ کا مصنف اسوقت اسی شدومد سے یہ الہام شایع کر دے کہ قادیاں کے پیغمبر کے دعویٰ کے ساتھ لاہور طاعون کی دست درازی سے محفوظ رہیگا کیونکہ اسمیں کہ ہم ملہم

الٰہی بخش ملہم اور صادق اس میں ہے

اگر الٰہی بخش لاہور کے بچاؤ کی پیشگوئی نہیں کرتا تو وہ بڑی صفائی سے جائز رکھتا ہے کہ وہ کاذب اور تقویٰ اور تقرب الٰہی سے محروم مشہور ہو جاوے اور عوام کالانعام میں محسوب ہو یا زیادہ سے زیادہ جعفر زٹلی ثانی سمجھا جاوے جسکا آسمان سے کوئی تعلق نہیں"

اس تحدی کو شایع ہوئے پانچ برس گذر گئے۔ اور منشی الٰہی بخش کو جن الفاظ میں غیرت دلائی گئی ہے وہ ناظرین کے سامنے ہیں وہ شخص جو موسیٰ ہونیکا مدعی ہے اور جو کہتا ہے کہ بارش کیطرح اسپر الہام برستے ہیں ایسے مقابلہ کیوقت اس کا فرض تھا کہ وہ اپنی تقویٰ اور تقرب الٰہی کے ثبوت کیلئے خاک پر گر گر کر خدا کے حضور دعائیں کرتا اور اپنی شفاعت اور راستی کا بیّن ثبوت چاہتا اور کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان غیرت دلانیوالے الفاظ کو سنکر اور پڑھکر وہ دعائیں نہ کی ہونگی ہاں ضرور دہ اور اس کے رفیق

ناک رگڑتے رہے ہونگے مگر

مادعاء الکافرین الا فی ضلال

انکی دعائیں انکے ہی منہ پر ماری گئیں۔ اور لاہور کی حفاظت تو درکنار اپنی حفاظت کا بھی وعدہ نہ ملا۔ ورنہ نا ممکن تھا کہ وہ شور نہ مچاتے اور شایع نہ کرتے کیونکہ اس تحدی کے مقابلہ میں ناکام رہنے کا نتیجہ یہ قرار دیا گیا تھا کہ اگر الٰہی بخش لاہور کے بچاؤ کی پیشگوئی نہیں کرتا تو وہ بڑی صفائی سے جایز رکھتا ہے کہ وہ کاذب تقویٰ اور تقرب الٰہی سے محروم مشہور ہو جائے اور عوام کالانعام میں محسوب ہو یا زیادہ سے زیادہ جعفر زٹلی ثانی کہا جاوے جسکا آسمان سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلئے ایک غیور اور باحمیت انسان کب روا رکھتا ہے کہ وہ کاذب مشہور ہو۔ اور خدا اپنے کسی برگزیدہ کیلئے کب جائز رکھتا ہے کہ ایک مفتری کے مقابل میں صادق ذلیل ہو۔ الٰہی بخش اپنے آپ کو صادق یقین کرتا تھا اور حافظ محمد یوسف اور عبدالحق اس کے گواہان حاشیہ تھے پھر یہ کیا اندھیر پڑا کہ ان تینوں ملہموں کو خدا نے اس تحدی کے مقابلہ میں جو ان کے خیال نہیں الہام کے موافق معاذ اللہ ایک کاذب کی تحدی تھی محروم کر دیا ؟ کیا صادقوں کے ساتھ یہی معاملہ ہوا کرتا ہے کہ وہ کاذب کے مقابل میں ذلیل ہوں ؟ نہیں ہرگز نہیں اصل یہی ہے کہ وہ صادق نہ تھا صادق خدا کا موعود مسیح ہی تھا۔ اور اسلئے اسکی تحدی کے مقابلہ میں الٰہی بخش کا علم اور اسکی الہامی اور کشفی طاقتیں سلب ہو گئیں۔ اور واقعات نے بتا دیا کہ اس کا آسمان سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

پانچ برس تک یہ پیشگوئی شایع رہی الٰہی بخش نے اپنی خاموشی سے خدا کے مامور کی صداقت اور اپنی تہیدستی اور آسمانی تعلقات سے بے نصیب ہونے کی اقبالی ڈگری پبلک کے ہاتھ میں دیدی اور اب لاہور کی شدید طاعون نے اس ڈگری کا اجرا کر دیا اور الٰہی بخش کو طاعونی وارنٹ کے ذریعہ گرفتار کر لیا۔

حافظ صاحب یہ ہے اصل روید مقدمہ کی۔ چونکہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے ہی اس تحدی کو شایع کیا تھا۔ اسلئے تعجب کی بات نہیں کہ انکی روح نے جوش مارا ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور الٰہی بخش کے مقدمہ کو پیش کر دیا اور حافظ محمد یوسف کے کشف کے موافق جسمیں خدا تعالیٰ نے انہیں بلا توسط نجم بتایا تھا کہ جو لوگ مرزا غلام احمد کا انکار کریں گے وہ ہمارے عذاب میں مبتلا کئے جاوینگے فرد قرار داد جرم لگ کر بلا ضمانت گرفتار ہو گیا۔ اسلئے میں حافظ صاحب کو اس خیال سے کہ وہ موسیٰ کاذب کا متبع ہے یہ آیت سنانی ضروری سمجھتا ہوں جسمیں خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مخاطب کیا ہے

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ؕ

موسیٰ کاذب طاعون کا شکار ہو گیا اور آپ کے کشف کی واقعات حضرت نے تاریخ کر دی اور پانچ سال پہلے کی شایع کردہ تحدی اسکی [illegible] اسلئے اب وہ منکروں کی فرد قرار داد جرم کے نیچے ہیں۔

منشی عبدالحق اور حافظ محمد یوسف حق دوستی ادا کرنا چاہیں تو ان کی شہادت صداقت میں جا سکتے ہیں۔ اور چونکہ حافظ صاحب اس اشتہار [illegible] میں کہ وہ عزت سے بلائے گئے ہیں۔ اسلئے غالباً وہ خود ہی [illegible] اسی عزت سے جانا پسند کریں بہرحال یہ انکا اختیار ہے۔

بالآخر میں حافظ صاحب کو نہایت خیر خواہی اور سچی ہمدردی سے صلاح دیتا ہوں کہ [illegible] خدا سے ڈریں اور اس قسم کی ہزل و استہزا سے باز آجائیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنا مامور اور رسول بہت غیرت والا ہے وہ پسند نہیں فرماتا کہ انپر ہنسی کیجاوے یہ سچ ہے کہ ہنسی ہوتی ہے لیکن ہنسی کرنیوالوں کا انجام عبرتناک ہوتا ہے۔ پس آپ پر چونکہ اتمام حجت ہو چکا ہے اسلئے بہتر ہے کہ خدا سے ڈر جاؤ اور استہزا کو چھوڑ کر اس نشان پر غور کرو جو آپ کے گھر میں صادق کے مقابل موسیٰ کاذب کی طاعونی ہلاکت سے ظاہر ہوا ہے۔

من از آنچہ شرط بلاغ است باتو میگویم تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال [illegible] دانا و ہوشیار

ایک مطالبہ اور اسکی ادائیگی

مکرمی جناب شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنی اخبار اہلحدیث کی کسی گزشتہ اشاعت میں اس امر کا مطالبہ کیا ہے کہ اسکو بتایا جائے کہ ہمارا امام التوحید حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو امریکہ کے مفتری و مدعی نبوت ڈاکٹر ڈوئی کی ہلاکت کی پیشگوئی فرمائی تھی وہ کب اور کہاں قلمبند کی گئی تھی افسوس کہ اس نجدی پرست نے اتنا بھی نہیں سوچا کہ میرے اس گستاخانہ مطالبہ کی اس وقت تک کیا وقعت ہو سکتی ہے جب تک کہ سلسلہ احمدیہ کے زبردست اور دنیا بھر کے مشہور رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے فائلوں کی سلسلہ وار پڑتال نہ کیجاوے ہاں اگر اسکی کور باطنی کچھ رہنمائی نہ کرتی تو پھر واقعی اسکو حق پہونچتا تھا کہ آپ یا مکرمی مفتی محمد صادق صاحب سے مطالبہ کرتا اور ضرور کرتا چونکہ وہ ایسا نہیں کر سکا اس لئے میں نے چاہا ہے کہ امرتسری نجدی پرست مولوی کی اطلاع کے لئے اس نوٹس اور چیلنج کا کچھ حصہ پیش کر کے سبکدوش ہو جاؤں جو بہرحال حسب ذیل ہے۔

"یاد رہے کہ میں اس ملک انڈیا میں معمولی انسان نہیں ہوں میں وہی مسیح موعود ہوں جسکا ڈوئی انتظار کر رہا ہے صرف یہ فرق ہے کہ ڈوئی کہتا ہے کہ مسیح موعود پچیس ۲۵ برس کے اندر اندر پیدا ہو جائیگا اور میں بشارت دیتا ہوں کہ وہ مسیح پیدا ہو گیا ہے اور وہ میں ہی ہوں ...... اگر ڈوئی اپنے دعوے میں سچا ہے اور درحقیقت یسوع مسیح خدا ہے تو یہ فیصلہ ایک ہی آدمی کے مرنے سے ہو جائیگا ...... مگر یہ شرط ہے کہ کسی کی موت انسانی ہاتھوں سے نہ ہو بلکہ کسی بیماری سے یا بجلی یا سانپ کے کاٹنے سے یا کسی درندے کے پھاڑنے سے ہو اور ہم اس جواب کیلئے ڈوئی کو تین ماہ کی مہلت دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا سچوں کے ساتھ ہو۔ آمین" (دیکھو ریویو آف ریلیجنز ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء)

اب مولوی ثناء اللہ انکار اور تعصب میں جسقدر چاہے ترقی کرے مگر حق و باطل میں جو فیصلہ منظور تھا وہ ہو چکا جسپر ہم فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ کیا شان ہے اپنے مسیح کی ڈوئی ہی نے سچائی کو جسکی بتا دیا۔

شاید امرتسری نجدی پرست کو حسب عادت ایسی صاف اور اجلی صداقت پر بھی شک ہی ہو مگر اس (در کتاب صحیح بخاری از عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت است کہ گفت ان فرمودہ جناب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھم بارک لنا فی شامنا و یمننا یعنی اے اللہ برکت فرما در ملک شام و یمن قالوا وفی نجدنا یعنی صحابہ عرض کردند کہ برائے ملک نجد دعا فرمائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار دیگر برائے ملک شام و یمن دعا فرمودند بار دیگر صحابہ برائے ملک نجد بخدمت آنحضرت التماس نمودند [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان یعنی اندرون ملک نجد زلزلہ و فتنہ ہا [illegible] پیدا خواہند شد [illegible] امت شیطان) پیشگوئی کے صحت پر تو غالباً کچھ شک نہ ہوگا بھلا جسمیں مولوی ثناء اللہ صاحب فتنہ مذکور کا بقیہ اور یادگار کے طور پر خود موجود ہیں تو پھر انکار و شک کرنیکی کیا ضرورت کیا مولوی ثناء اللہ صاحب بتا سکتے ہیں کہ وہ [illegible] شیخ عبدالوہاب نجدی کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔

راقم ناچیز محمد حسین مسافر

احمدیوں کے قتل کا فتویٰ

(سلسلے کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۱۱ جلد ۱۱ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء)

میرے مضمون کے جواب میں سرحدی مولوی صاحب بار بار لکھتے ہیں کہ سراج الملت والدین نے یہ کام بہت اچھا کیا۔ مگر حیران ہوں کہ یہ نام یا خطاب انکو کس نے دیا ہے خدا فرماتا ہے کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم یعنی خدا کے نزدیک تم میں سے معزز وہ ہیں جو زیادہ پرہیزگار ہیں مگر کیا یہ امیر صاحب کی نسل کا نام ہے خطاب تو وہ ہے جو کہ خدا تعالیٰ دے یا اُس کا رسول یا دنیاوی خطاب ہے تو بادشاہ ہوتے ملتا ہے جیسے کہ انگریزی امیر صاحب کو خطاب ملا ہوا ہے اور وہ خطاب انگریزی کے مطابق ہے۔ کیا امیر صاحب کو الہام کے ذریعہ سے یہ خطاب ملا ہے یا حدیث میں انکی بابت کوئی اشارہ ہے یا آپ لوگوں میں سے کسی کو خدا کی طرف سے ایسا اشارہ ہوا ہے کہ امیر صاحب سراج الملت والدین ہیں یا قرآن حدیث میں کسی بادشاہ کو ان الفاظ سے پکارا گیا ہے اور دوسرے یہ کہ سراج تو آنحضرت صلعم کا نام ہے جیسا آپ لوگ مسیح کے نام سے اسقدر چڑتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے سچائی کے دعوے پر آپ ناراض ہوتے جاتے ہیں اور اس قدر گھبرا رہے ہیں جسکی کوئی حد نہیں اور وہ کتابیں جو انکے برخلاف لکھی گئی ہیں یا وہ تقریریں جو کہ ان کے مقابل میں لکھی گئی ہیں انمیں گالیوں کی ایسی بوچھاڑ لگی ہے کہ گویا سمندر کا طوفان ہے جو کہ خدا چلا آتا ہے مگر ایک دنیاوی بادشاہ کو بغیر قرآن و حدیث کے ارشاد کے سراج الملت والدین کہنا کچھ بھی ناگوار نہیں گذرا اور اگر وہاں تو مسیحائی کا دعویٰ تھا۔ اور سراج کا وہ خطاب ہے جو کہ خدا نے نبی کریم کو عنایت کیا ہے لیکن اس کا کیا ذکر کیونکہ سوائے اس کے ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ دنیا کی لالچ اور مال کی حرص ایسا کام کرنے کے لئے آپ کو مجبور کر رہی ہے۔ گو مجھے شبہ ہے کہ آپ کو اس مضمون کے بدلے میں امیر سے تو کچھ ملا نہ ہوگا اور جو ملے سو علاوہ آخرت میں ظاہر ہوگا۔ انما ھی اعمالکم تحصیہا علیکم اس کے آگے چلکر راقم مضمون لکھتا ہے کہ امیر صاحب اپنی ذاتی اور جبلی ہر دلعزیزی کو کام میں لاکر اس حدیث کے حکم کا برخلاف کس طرح کر سکتے تھے یعنی جبکہ حدیث صاف طور سے مرزائیوں کا قتل جائز رکھے تو اب قرار دیتی ہی تو کیونکر امیر صاحب انکو قتل سے اپنا ہاتھ کو اسلئے روک دیتے کہ انکی ذاتی اور جبلی ہر دلعزیزی اس کے برخلاف تھی لیکن افسوس شاید راقم مضمون کو وہ حکم یاد نہیں جو کہ امیر صاحب نے دہلی کے دربار کے موقعہ پر دیا تھا کہ کوئی گائے ہمارے لئے ذبح نہ کیجائے کیونکہ اس سے مسلمانوں کا کوئی فائدہ نہیں اور ہندوؤں کی دلشکنی ہوتی ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ صاف طور سے فرماتا ہے کہ ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ جسکے معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ تم گائے کی قربانی کرو۔ اور یہ حکم اسوقت دیا گیا ہے کہ جب بنی اسرائیل ایک ایسے ملک میں تھے جہاں گائے کی پوجا کیجاتی تھی۔ اور ایسا کرنے سے وہاں کے باشندوں کی دلشکنی ہوتی تھی۔ مگر خدا نے پھر بھی حکم دیا کہ گائے کی قربانی کرو۔ کیا امیر صاحب خدا تعالیٰ کی غلطی نکالتے ہیں اور وہ کام جو اُس نے جائز رکھا اسکو ناجائز قرار دیتے ہیں افسوس کہ اس موقعہ پر تو امیر صاحب اپنی ذاتی اور جبلی ہر دلعزیزی کے تابع ہوگئے اور عبد اللطیف کو شہید کرتے وقت تابع نہ رہ سکے اور پھر کونسا حکم پورا کیا وہ جو کہ نہ تو قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں ہے کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ حدیث جس سے کہ راقم مضمون احمدیوں کے قتل پر دلیل پکڑتا ہے خارجیوں پر پوری ہو چکی اور اسپر صحابہ اور محدثین کا اجماع ہے۔ پھر بار بار اس حدیث سے استدلال کرنا اسکی شوخی پر دلالت کرتا ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ اسی باب میں اسی

حدیث کے متعلق صاف لکھا ہے کہ یہ خوارج کے متعلق ہے اور لکھا ہے کہ وہ اعراف سے پیدا ہونگے پھر بار بار اس کے دوسرے معنے کرنا سخت بے باکی اور دلیری ہے۔

سرحدی مولوی کا یہ لکھنا کہ اس فرقہ کا کابل میں پہنچنا پہلی ہی دفعہ ہوا تھا۔ بالکل غلط اور صریح بے بنیاد ہے کیونکہ قریباً تین سال پیشتر اس واقعہ کے صاحبزادہ صاحب کا ایک شاگرد مولوی عبد الرحمٰن اسی لئے قتل کیا گیا تھا کہ وہ جہاد کا منکر اور مرزا صاحب کا مرید تھا۔ پس یہ بات کہ پہلی دفعہ ہی یہ سلسلہ وہاں پہنچا تھا خلاف واقعہ ہے۔ اور اگر پہلی دفعہ ہی ہوتی تو ممکن تھا کہ یہ خیال کیا جاتا کہ امیر صاحب نے بے سوچے سمجھے صاحبزادہ عبد اللطیف کو قتل کروا دیا لیکن یہاں تو یہ معاملہ ہی نہیں کیونکہ مولوی عبد الرحمٰن صاحب حسب الحکم مولوی عبد اللطیف کے یہاں آیا کرتا تھا۔ اور واپس جاکر یہاں کے حالات سے مولوی صاحب کو واقف کیا کرتا تھا اور جب امیر صاحب نے والد امیر عبد الرحمٰن کو یہ معلوم ہوکہ یہ اس گروہ میں سے ہے جو کہ جہاد کا منکر ہے تو اس نے اسکو قتل کروا دیا۔

آگے چلکر راقم مضمون پھر ایک حدیث صحیح مسلم کی بیان کرتا ہے کہ من اراد ان یفرق امر ھذہ الامۃ وھی جمیعا فاضربوہ بالسیف کائنا من کان یعنے جو شخص اس امت میں نفاق ڈالتا ہے اور امت میں اتحاد اور جمعیت ہو تو خواہ وہ کوئی ہو اسکو قتل کردو۔ اس حدیث کے بیان کرنے میں بھی پہلی حدیث کیطرح اسی ایمان سے کام لیا گیا ہے جو خوز بیان چلا گیا ہے اور اپنا قائم مقام چھوڑ گیا ہے کیونکہ یہاں صاف طور سے لکھا ہے کہ قوم متفق ہو اور یہ حدیث عرفجہ سے مروی ہے اور عرفجہ نے اس حدیث کو دوسرے موقعہ پر اسطرح بیان کیا ہے کہ امرکم جمیعًا الٰی رجل واحد یعنی تم ایک شخص کے ماتحت ہو اور ایک تمہارا امام ہو اور دیکھنا چاہئے کہ امامت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک دنیاوی اور ایک دینی سو اسوقت تم لوگوں کا نہ دینی طور پر کوئی امام ہے اور نہ دنیاوی امام ہے دنیاوی طور پر ایک بادشاہ نہیں کچھ عیسائیوں کے ماتحت ہو اور کچھ ہندوؤں کے اور کچھ اپنے ہم مذہب بادشاہوں کے اور دوسرے دینی امامت سو اسمیں بھی تم لوگ متفرق ہو۔ تمہارا کوئی امام نہیں اول تو تمام مسلمانوں کا ایک امام ہوتا مگر وہ نہ سہی ہر ایک فرقہ کا ایک ایک امام ہوتا تب بھی بات تھی کہ ایک ایک امام کے ماتحت سب امن سے زندگی بسر کرتے تھے اور احمدیوں نے اسمیں خلل ڈالدیا حالانکہ اسوقت ہمارے کچھ مخالف میں ایک شیعہ سو انکا بھی کوئی امام نہیں انہیں سے بعض کا امام تو گیارہ سو برس سے غائب ہے بعض کا انتظار میں ہیں اور بعض اوتاروں کے قایل ہیں جیسے آغائی اور بعض کہ یہ موجود ہے جیسے زیدی پھر خوارج سو ان میں بھی کوئی امام نہیں مقلد ہیں تو وہ بھی بغیر امام کے ہیں متصوف گدی نشین ہیں تو وہ متفرق اور بلا امام کے ہیں پھر امرا کا گروہ ہے جو کہ اسباب سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں گورنمنٹ ہم سے ناراض نہ ہوجائے یا ترقی نہ رک جائے ہماری مخالفت کرتا ہے حالانکہ گورنمنٹ کے سایہ میں ہم امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ملکہ قیصرہ کو تبلیغ کرنے پر اس نے ہی ہم کو کچھ نہیں کہا پس یہ انکا گمان محض فرضی ہے اور دیکھا جائے تو ان لوگوں کا بھی کوئی امام نہیں پس جتنے ہمارے مخالف ہیں سب بغیر امام کے ہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہمارا فلاں امام ہے پس یہ حدیث قطعاً اسوقت کے مسلمانوں پر نہیں لگ سکتی کیونکہ وہ متفرق ہیں اور اس بات کے برخلاف احمدی ایک امام کو مانتے ہیں اور اسکا جو کچھ حکم ہو اسکو ماننے کے لئے تیار ہیں پس ہمارے برخلاف کارروائی کرنا گویا کہ جماعت میں خلل ڈالنا ہے۔ اور ہمارے مخالف تو خود ہی متفرق ہیں انمیں نفاق پیدا کرنیکے کیا معنے ہیں مولویصاحب کیا آپ سنت والجماعت ہیں ذرا انصاف سے غور کرو جب تمہارا کوئی امام ہی نہیں تو جماعت کہاں اور سنت کا اتباع کیا تمہارے بزرگ وقتاً فوقتاً امام بناتے رہتے تھے مگر اب تم نے اس کو ترک کردیا اسلئے اب تم نہ سنی ہو اور صاحب جماعت۔ پھر آگے چلکر لکھا ہے کہ یہ جو لکھا ہے کہ جہاد کے انکار کے بدلے اور گورنمنٹ کو تکلیف سے بچانے کے لئے جو اس نے

کوشش کی یعنی مولوی عبداللطیف صاحب نے اور اس کے بدلہ میں وہ قتل کئے گئے۔ یہ احمدیوں کی عادت کے مطابق صریح جھوٹ اور سیاہ[1] جھوٹ ہے مگر افسوس کہ یہ بات لکھتے وقت راقم مضمون کو وہ شہادت یاد نہیں رہی جو کہ گورداسپور میں مولوی ابوالوفا ثناء اللہ نے دی تھی اور جسکو اب بھی ہم پیش کر سکتے ہیں جسمیں کہ وہ جھوٹ کو جائز بتلاتے ہیں اور خود راقم مضمون نے خواہ وہ کوئی سرحدی مولوی ہے یا ایڈیٹر یا نائب ایڈیٹر بھی اس مضمون میں وہ جھوٹ بولا ہے کہ خدا کی پناہ۔ اور وہ پھر جھوٹ باندھنا الگ رہا خود نبی کریم پر جھوٹ باندھا ہے کہ انہوں نے فلاں حدیث احمدیوں کے لئے ہی بیان فرمائی تھی حالانکہ انہوں نے عراق کیطرف اشارہ بھی کیا کہ اس ملک میں یہ قوم پیدا ہوگی اور ابوسعید رضہ کہتے ہیں کہ مینے اسکو پورا ہوتے دیکھا اور پھر دوسری حدیث بھی جھوٹے طور سے پبلک کو دھوکا دینے کے لئے استعمال کی ہے کیونکہ عام مسلمانوں کا کوئی امام نہیں اور ہمارا امام ہے اور ہم نے نفاق کو مٹایا ہے کیونکہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کے جھنڈے کے نیچے عیسائی۔ آریہ۔ سکھ۔ شیعہ۔ مقلد غیر مقلد اور صوفی وغیرہ وغیرہ جو متفرق تھے ایک جماعت کی صورت میں امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور تم لوگوں میں وحدت کب ہوئی تھی کیا اخراج الوہابیین من المساجد کی کتابیں نہیں لکھی گئیں اور وجودیوں اور شہودیوں کا جھگڑا نہیں اور اس تفرقہ کیوجہ سے کوئی دن خالی نہیں جاتا کہ انمیں سے ایک دوسرے پر حملہ نہ کرتا ہو پس آپ نے خود ان حدیثوں کے استعمال کرنے میں وہ جھوٹ بولا ہے کہ جسکی کوئی انتہا نہیں اور آپکے ہی مولویوں کے بیان میں کہ جھوٹ جائز ہے جسکی وجہ سے سشن جج صاحب بہادر کو بھی لکھنا پڑا کہ اگر مرزا صاحب کذاب وغیرہ سے بڑھکر الفاظ بھی استعمال کئے جاتے تو درست تھا۔ پس جھوٹے ہم ہوئے یا آپ؟

پھر آگے چلکر آپ لکھتے ہیں کہ جہاد ایک فوری جوش ہے اور جہاد کے لئے فتووں سے مصنوعی جوش پیدا کرنے کی کوشش کیجائے تو ناکامی ہوتی ہے اور پھر لکھا ہے کہ امیر صاحب کو اسکی کیا ضرورت ہے کہ وہ جہاد کے متعلق کوئی فتوے دیں مگر افسوس کہ اس موقعہ پر بھی راقم مضمون نے تعصب سے کام لیا ہے کیونکہ اگر جہاد ایک فوری جوش ہوتا ہے تو آنحضرت نے جہاد کے لئے امام کی شرط کیوں رکھی ہے اور الامام جنة یقاتل من وراءه کے کیا معنے ہیں کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے کہ اگر ایک شخص کو گاؤں سے دو کوس پرے ایسے حالات معلوم ہوئے جن سے کہ اس کو جوش آگیا تو کیا وہ امام سے پوچھتا پھریگا اور اسے اپنے ساتھ لیکر آئیگا اور اگر پوچھنے جائیگا۔ تو فوری جوش کی بات غلط ہو جاتی ہے۔ حالانکہ آنحضرت فرماتے ہیں کہ امام کے بغیر کوئی جہاد نہیں جب تک وہ ایک امام تجویز کریگا اس وقت تک تو جوش مدھم پڑ جائیگا پس یہ فوری جوش والی بات بالکل غلط اور بے بنیاد ہے اور اگر یہ صحیح ہے تو خدا نے مومنین کو جہاد کے لئے کیوں ابھارا ہے اور یہ گویا کہ خدا کا فعل عبث تھا کیا نعوذ باللہ۔ فاقتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم آپ کے نزدیک ایک فتویٰ ہے جو ناکامی کا باعث ہے۔ اور جسکا کوئی اثر نہیں۔ یہ بات ہرگز نہیں۔ بلکہ فتووں سے درحقیقت جوش پیدا ہو جاتا ہے اور دور بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ سرحد پر ہوتا ہے مولوی صاحب آپ کیطرح حدیثوں کو غیر محل استعمال کر کے لوگوں کو جہاد کے لئے ابھارتے ہیں اور انمیں جوش پیدا کر دیتے ہیں جسکی وجہ سے ہماری مہربان گورنمنٹ کو بعض اوقات تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں اور جوش کے مٹ جانیکی مثال ہمارے پاس ہے۔ اور وہ ہمارے امام کی تحریریں ہیں جن سے کہ سرحد پر بہت کچھ فائدہ ہوا ہے جیسا کہ پایونیر کا ایک پچھلا آرٹیکل مظہر ہے کہ مرزا صاحب کی تحریروں کا جہاد کے برخلاف لوگوں پر بہت کچھ اثر پڑا ہے اور اسپر گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی ہے کہ آپ کی تحریروں کے پھیلانے میں وہ مدد کرے پس یہ ضروری بات ہے کہ جہاد کا جوش پیدا بھی کیا جا سکتا ہے اور مٹایا بھی جا سکتا ہے کیونکہ جسطرف کے دلایل زبردست ہونگے انکا اثر لوگوں پر ضرور پڑیگا اور پھر امیر عبدالرحمن صاحب کا جہاد کے متعلق کتاب لکھنا ظاہر کرتا ہے کہ انکا بھی عقیدہ تھا کہ جہاد کا جوش فتووں سے پیدا ہو سکتا ہے تبھی تو انہوں نے لکھا کہ جہاد نہ صرف مذہبی طور سے ہی ایک بہت عمدہ بات یا فرض ہے بلکہ ملکی معاملات کے سبب سے بھی ایک اعلیٰ کام ہے اور یہ لکھتے ہوئے انہوں نے اپنی ہمسایہ طاقت کی تکلیفوں کا کچھ بھی خیال نہ کیا جس نے کہ انکو تخت پر بیٹھنے میں مدد دی تھی پس اگر جہاد کا جوش فتووں سے نہیں پھیل سکتا تو امیر صاحب کے والد پر بھی ایک لغو کام کرنیکا الزام آتا ہے اسلئے چونکہ تمام باتوں کا جواب دے چکا ہوں اسلئے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ مگر آخر میں گورنمنٹ انگریزی کو اسقدر توجہ ضرور دلانا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کا ایسا خطرناک عقیدہ ہے، کہ وہ صرف کچھ مذہبی اختلافات کی وجہ سے مسلمانوں کے ہی ایک فرقہ کے قتل کو جائز قرار دیتے ہیں اور یہی نہیں۔ بلکہ اُسپر زور دیتے ہیں اور عام مسلمانوں کو ثواب کی جھوٹی لالچ دلاکر آمادہ کرتے ہیں کہ اِن کے قتل سے خدا خوش ہے اور رسول کی اطاعت ہے اور حالانکہ وہ فرقہ یعنی احمدیہ فرقہ خدا کو واحد مانتا رسول کریم پر ایمان لاتا اور جملہ احکام اسلام پر عمل کرنا فرض جانتا ہے۔ اور ان لوگوں سے صرف اس قدر اختلاف رائے رکھتا ہے کہ حضرت عیسےٰ نبی کریم کی طرح وفات یافتہ ہیں اور وحی اور الہام کا سلسلہ اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے ثبوت کے لئے ہمیشہ کے لئے کھلا ہے۔ اور یہ کچھ ایسا بڑا اختلاف بھی نہیں کیونکہ اکثر آئمہ اسلام اسی کے قایل ہیں اور اس فقرہ کا ظاہر احکام اسلام پر عمل کرنا تو خود یہ لوگ مانتے ہیں۔ جیسا کہ راقم مضمون نے بھی لکھا ہے کہ یہ لوگ نمازیں ہم سے اچھی طرح پڑھتے ہیں اور قرآن شریف ہم سے اچھا جانتے ہیں۔ اور ایمان کی بابت تو خدا جانتا ہے کہ یہ مومن ہیں کہ ہم۔ پس جبکہ ہم میں اور ان لوگوں میں کچھ بھی اختلاف نہیں۔ اور پھر بھی یہ ہمارے قتل پر آمادہ ہوگئے ہیں۔ تو کسطرح بھی ممکن نہیں کہ یہ غیر مسلمانوں یا کفار کے قتل کو ناجائز سمجھیں۔ بلکہ خونی مہدی کا عقیدہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ درحقیقت ان کے دل ایسی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ کفار کو قتل کیا جائے اور ان کا مال لوٹا جائے۔ اور چونکہ یہ گورنمنٹ کو زبردست دیکھتے ہیں اس لئے ظاہر طور سے اِس خیال کا اعلان نہیں کرتے۔ مگر احمدی جماعت کو کمزور دیکھکر انہوں نے صاف طور سے اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا جس سے کہ ان کے دلی عقیدوں کا پتہ لگتا ہے۔ اور ہمیشہ تنکے سے ہی ہوا کا رخ دیکھا جاتا ہے۔ پس گورنمنٹ کو ان لوگوں سے ہرگز ہرگز بے فکر نہیں رہنا چاہیئے کیونکہ سرحد پر آگے ہی یہ لوگ بہت کچھ کارروائیاں کر رہے ہیں۔ جنکی وجہ سے وہاں کے حکام کو بعض دفعہ تکلیفیں اٹھانی پڑی ہیں۔ والسلام

راقم

میرزا محمود احمد

[1] سیاہ جھوٹ اسلئے کہ جھوٹ تو کبھی سفید ہوتا ہی نہیں وہ تو تاریک چیز ہے اسلئے سیاہ ہے ظلمت کو نور سے کیا نسبت۔

استفسار اور ان کے جواب

نحمدہ ونصلی۔ مکرم بندہ جناب حکیم صاحب دام عنایتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ براہ عنایت ذیل کے سوال کا جواب بذریعہ الحکم عنایت فرماویں۔
خاکسار محمد حسین احمدی۔

دوسرا خط

مکرمی مخدومی جناب حکیم صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں جو جواب آپ نے قرآن کریم کے حوالہ سے دیا ہے لکھکر ارسال کر دیا تھا انکو اُس پر یہ اعتراض ہیں۔ خاکسار برکت علی خاں محرر الحکم قادیان

الجواب۔ وباللہ التوفیق ولاحول ولاقوۃ الا باللہ وھو حسبی ونعم الرفیق۔

سوال اول خط نمبر ۱۔ جناب نے الحکم نمبر ۱ جلد ۱۱۔ ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء میں سوال نمبر ۱۳ سماع موتے کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ ابتدا میں سنتے ہیں۔ اور اس پر دلیل "فھل وجدتم ما وعد ربکم حقا" دی ہے مگر اسی واقعہ کے متعلق تاریخ کبیر علامہ جریر اور طبری ع ۱۳۳۲ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی کی زبانی یہ قول تحریر کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لقد علموا الان ما دعوتھم الیہ حق یعنے انکو معلوم ہوگیا کہ جسکی میں نے دعوت کی تھی وہ حق ہے۔ اب التماس ہے کہ ان دونو باتوں میں سے کونسی حق بجانب ہے۔ اگر اول درست ہو تو کیا حضرت عائشہ صدیقہ رض سماع موتے کی قایل نہیں تھیں (ابتدا میں) اور جب وہ قایل نہیں تو ممکن ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس بات کے قایل نہوں۔ اور اگر دوم۔ تو پہلی حدیث جو جناب نے تحریر کی ہے کیسے تسلیم کیجاوے مفصل کیفیت یعنی جواب باصواب سے مشکور فرماویں اور بہتر ہو گا کہ ان دونوں امور پر اچھی طرح بحث کر دیں۔

جواب۔ (۱) اول تو معلوم نہیں کہ طبری کی یہ حدیث صحیح ہے یا کیسی (۲) اگر صحیح مانی جاوے تو ان دونوں حدیثوں میں تعارض کوئی نہیں۔ ایک میں ہے کہ ان کو میری سچائی کا یقین ہوگیا۔ دوسری میں ہے کہ جو ملامت میں انکو کر رہا ہوں تمہاری طرح سنتے ہیں۔ بلکہ آپکی محولہ حدیث میری محولہ حدیث کے موید ہے کیونکہ پوری توبیخ تو اُسیوقت ہوتی ہے جب انسان کو اپنی غلطی اور اپنے ناصح کی سچائی کا یقین ہوجاوے۔

(۳) يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِنْ لَا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ ۝
اے قوم میری البتہ تحقیق پہونچا دیا تہا میں نے تم کو پیغام پروردگار اپنے کا اور خیر خواہی کی واسطے تمہارے و لیکن تم نہیں دوست رکھتے خیر خواہی کرنیوالونکو۔

(۴) يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ آسَى عَلَى قَوْمٍ كَافِرِينَ ۝ اے قوم میری تحقیق پہونچائے میں نے تم کو پیغام رب اپنے کے اور خیر خواہی کی واسطے تمہارے پس کیونکر غم کھاؤں میں اوپر قوم کافروں کے۔

غرض اصل مسئلہ قرآن مجید سے ثابت ہے اور احادیث اسکی تفاسیر ہیں۔
فَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا۔

(۵) یہ کوئی ضرور نہیں کہ جس مسئلہ کے حضرت عائشہ صدیقہ رض یا کوئی اور صحابہ کبار سے قایل ہوں اسکے ضرور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی قایل ہی ہوں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ جس مسئلہ کے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم قایل ہوں اس کے صحابہ بلکہ کل مومن قایل ہوں اور ضرور ہوں۔

(۶) اگر آپ اس جواب کو مفصل نہ سمجہیں گے تو پھر آپ کو دوسری احادیث و تفاسیر متعلقہ کا حوالہ لکہا جاویگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسوقت تفسیر کبیر قریب ہے اور یہاں سیر اکتب خانہ موجود نہیں۔

سوال دوم خط نمبر ۲۔ ما مست ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ید امرءۃ کا کیا جواب ہے۔

جواب۔ پوری حدیث آپ نے نہیں لکھی یا آپکو نہیں ملی۔ اصل عبارت حدیث متعلقہ اس مسئلہ کے یہ ہے۔ لا واللہ ما مست یدہ ید امرءۃ قط فی المبایعۃ یعنے بیعت کرتے وقت کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔ سو یہ خاص حالت بیعت کا ذکر ہے عام نہیں۔ اور اگر عام ہو تو یہ حضرت نبی کریم کی اولاد کیسے ہوئی ید امرأۃ قط عام ہے۔ اور میں نے آپکو پہلے ہی لکھدیا کہ حضرت امام ہمام خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی صرف زبان مبارک سے ہی عورتوں کی بیعت لیا کرتے تھے۔
(۲) اس حدیث سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ سوائے اس حالت کی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کو مس نہیں کیا تھا۔
(۳) اور اس حدیث سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ کسی عورت نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم (ہمہ خیر وبرکت) کو کبھی نہیں چھوا تھا حالانکہ اس کے خلاف احادیث موجود ہیں جنکا ذکر عنقریب آتا ہے۔
(۴) یہ چھونا عورتونکا یہ فعل رسول نہیں بلکہ تقریر ہے یعنے عورتوں کے چھونے سے انکار نہیں کیا جائز سمجہکر جائز رکہا۔

سوال سیوم۔ کیا یہ جوئیں دیکھنے والی زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں یا کوئی اور ہے۔
جواب۔ یہ جوئیں دیکھنے والی زینب اور ہیں بیٹی نہیں۔
(۲) اگر انکو بیٹی بھی مان لیا جاوے تو دوسری حدیث میں اور اور عورتونکا بھی ذکر موجود ہے۔
الف۔ عن ابن عباس رض .... فاتت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فوجدت عندہ ماشطۃ تمشط راسہ۔ در منثور جلد ۶ صفحہ ۱۸۰
یعنے تب (خولہ) آئی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تو اس نے دیکھا کہ ایک نائین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو کنگھی کر رہی ہے۔
ب۔ من عکرمۃ رض ... جاءت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... وامرءۃ تفلی راس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم او تدھنہ صفحہ ۱۸۱
یعنی آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسوقت ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوئیں دیکھ رہی تھی یا روغن سر مبارک پر مل رہی تھی۔ یہ احادیث اسبات کی بھی موید ہیں کہ وہ زینب بھی کوئی اور زینب تھی بیٹی نہ تھی۔

سوال چہارم۔ قرآن مجید میں کہاں ہے کہ عورتیں امام یا رسول سے پردہ نکریں غیر اولی الاربۃ سے مراد کمزور اور ضعیف العمر مراد ہو سکتے ہیں انبیاء اسمیں داخل نہیں۔

جواب۔ آپ نے اپنے سوالات کے جوابات کو شاید غور سے نہیں پڑہا جو الحکم صفحہ ۱۰ نمبر ۱ جلد ۱۱۔ ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء میں میں نے لکھے تہے لہذا دوبارہ انکی زیادہ تشریح کیجاتی ہے مگر آپ دوبارہ اس جواب کو پہلے جوابونکے ساتھ ملاکر پڑہیں۔
اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں احکام حجاب بیان فرماتے ہوئے پردہ کی دو ضرورتوں کی رہنمائی فرمائی ہے اول زنا دوم تہمت زنا ان دونو بدیوں کے دور کرنے کے لئے اول بلا اجازت کسی کے گھر جانے سے روکا دیکھو نور ع ۴ رکوع ۴ دوسرا مردونکو حکم فرمایا کہ اپنی نگاہیں نیچے رکہیں تاکہ اچانک بلا ارادہ بھی کسی نامحرم پر نگاہ نہ پڑے تیسرا عورتونکو بھی حکم فرمایا کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکہیں تاکہ انکی نگاہ بھی کسی نامحرم پر نہ پڑے چوتہا باوجود ان تاکیدی احکام کے عورات کو اظہار زینت سے خصوصاً منع فرمایا یہانتک کہ چچا اور ماموں سے بھی اظہار زینت منع فرمایا حالانکہ بھتیجی اور بھانجی محرمات ابدی میں سے ہیں۔ صرف اسلئے کہ ان دونو کی اولاد نامحرم ہے وہ ان کے پاس کہیں تعریف نہ کردیں جس سے احتمال فتنہ ہے۔ بلکہ بیگانہ عورت کے آنے سے بھی روکدیا جس سے احتمال ہے کہ کہیں اور جگہ تعریف حسن جمال نہ کرے۔ پانچواں عورتونکو حکم فرمایا کہ اپنی اوڑہنی اپنی جینو نپر اوڑہی رہیں۔ اب اس قانون سے بعض لوگونکو مستثنیٰ فرمایا جنسے احتمال زنا یا تہمت زنا عموماً مہذب اقوام میں کم ہے جیسے خاوند باپ بیٹا بھائی وغیرہ۔

بیئے کم کا لفظ اسلئے لکھا ہے کہ بعض قومیں ایسی بھی ہیں جسکے خاوند اپنی بیویوں کو خود بیرج داتا کے حوالے کرتے ہیں نسل لینے کے لئے بلکہ بیرج داتا کی خدمت بھی کرتے ہیں بعض تو میں ایسی بھی ہیں کہ انکا جماع اگر اپنی ماں بہن سے واقع ہو جاوے تو اسکو نیکی بطور پر ثواب سمجھتے ہیں۔ بعض تو میں اپنی بہنوں لڑکیوں سے خود زنا کرواکر اپنی معاش کا ذریعہ بناتے ہیں۔ اسلئے ان مستثنیات میں احتمال زنا و تہمت زنا کم سے قطعاً نہیں ہوتی نہیں۔

قرآن کریم کا قاعدہ ہے کہ استدلال بالا ولی کرتا ہے جیسے فرمایا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ [18] یعنے مومن ایسے کام سے جسمیں کوئی فائدہ نہو پرہیز کرتے ہیں اور جس کام میں نقصان ہو اس سے تو بطریق اولی پرہیز کریں گے اور جیسے فرمایا وَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ [15] یعنے اپنے ماں باپ کو اُف ہی نکہ۔ تو اس سے معلوم ہوا والدین کو جھڑکنا گالی دینا بطریق اولی منع ہے جبکہ غیر معصوم کو جسنے گاہ گاہ احتمال نقصان بھی ہے مگر بلحاظ عموم بچاؤ کے انکو اس قانون سے مستثنیٰ کر دیا تو نبی جو معصوم ہے اور متقی جو ادنی گناہ سے بھی ڈرتا ہے اور جس سے قطعاً یقیناً زنا اور تہمت زنا کا احتمال نہیں بطریق اولی مستثنے ہیں۔

(۲) غیر اولی الاربة میں انبیاء اتقیاء داخل ہی ہیں کیونکہ اولی الاربہ کے معنے ہیں شہوانی آدمی اور غیر اولی الاربہ غیر شہوانی اور یہ مسلم بات ہے کہ انبیاء اتقیاء شہوانی یعنے شہوت پرست نہیں ہوتے اور قطعاً نہیں ہوتے (۳) غیر اولی الاربة کے معنے بقول ابن عباس عفیفہ عورتیں شرم نہ کریں۔ درمنثور جلد ۵ صـ۴۲ انبیاء اتقیاء کی عصمت پر چونکہ عورتوں کو کامل یقین ہوتا ہے وہ انسے حجاب اور حیا نہیں کرتیں اسیواسطے بطور تبرک یا خدمت وہ مس بھی کرتی ہیں (۴) خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول اور فعل گواہ ہیں دیکھو حدیث غزوہ خیبر جسمیں عورتیں مجروحین کی مرہم پٹی کے لئے گئی تھیں جو سوائے مس کے نہیں ہو سکتی بلکہ بعض زخموں کے پٹی باندھنے کیلئے مجروح کے بار بار کروٹ بدلنے پڑتے ہیں یا ران پکڑ کر اٹھانا پڑتا ہے) جنہیں بعد فتح مردوں کیطرح عورتوں کو بھی حصہ دیا گیا۔ دیکھو الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء صـ۱۱ کالم ۲ و دیگر احادیث صـ۱۲ کالم اول و دوم و احادیث بحوالہ جواب سوال دوم ضمن الف و ب خط ہذا جنہیں جوئیں دیکھنا سر پر روغن ملنا کنگھی کرنا لکھا ہے اور تعامل صحابہ کے لئے دیکھو سوال ہفتم کا جواب نمبر ۵ و ۶

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى [27] مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا [28] یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو احکام شریعت بیان فرماتے ہیں انہیں کوئی بات بھی اپنی طرف سے نہیں فرماتی بلکہ جو کچھ فرماتے ہیں وحی ہی سے فرماتے ہیں لہذا جو کچھ تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیدیں لیلو اور جس سے روکیں باز آجاؤ۔ اسلئے احادیث کی حوالجات (جو اوپر لکھے گئے) حکم قرآن مجید ہی سمجھنا چاہیئے۔ (۶) عورتوں کا پاؤں دبانا روغن لگانا کنگھی کرنا یہ فعل رسول نہیں بلکہ یہ فعل تو عورات کا ہے جو اپنی ضرورت یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو اجر عظیم سمجھکر۔ اور بدن مبارک کی مس کو موجب برکات سمجھکر یہ شرف حاصل کرتی تھیں ہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین اور بالمومنین رؤف رحیم تھے انکو محروم نہ رکھتے تھے یعنے منع نہ کرتے۔

سوال پنجم۔ غیر محرم کو اگر رسول سے پردہ کرنا درست نہیں تو حضرت عائشہؓ باوجود ماں ہونے کے کیوں پردہ کرتی تھیں مومنوں۔

جواب۔ یہ عجیب سوال ہے گفتگو تو تھی مامور مرسل امام نبی کے متعلق تو حضرت عائشہؓ کے پردہ کی نسبت کہاں سے سوال پیدا ہو گیا جو نہ مامور ہیں نہ مرسل نہ امام نہ نبی۔

(۲) دوسری عورتوں کو تو ضرورت تھی برکت حاصل کرنے اور خدمت سے اجر عظیم پانے کی حضرت عائشہ صدیقہؓ کو کس صحابیہ سے بڑھ کر یہ حاصل کرنیکی ضرورت تھی وہ شرف تو آپکو اللہ تعالیٰ کے فضل سے گھر میں ہر وقت حاصل تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۳) فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ [32] بھی حضرات امہات المومنین رضی اللہ عنہم کو خصوصاً مانع تھا

سوال ششم۔ حضرت اقدس غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں۔

جواب۔ وہ نبی معصوم ہیں انسے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجب رحمت و برکات ہے،

اور یہ لوگ احکام حجاب سے مستثنےٰ ہیں دیکھو سوالات دوم تا پنجم کے جوابات۔

(۳) امت اپنے نبی کی اولاد روحانی ہوتی ہے۔ اسلئے وہاں زنا اور تہمت زنا کا احتمال نہیں جیسے لوط علیہ السلام نے فرمایا ہٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ [12] یہ تمہاری بی بیاں میری بیٹیاں ہیں دوسرا وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ [21] یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں ان (مومنوں) کی مائیں ہیں۔ باپ کی بیبیاں مائیں ہوتی ہیں۔

سوال ہفتم۔ حضرت کے صاحبزادے غیر عورتوں میں بلا تکلف اندر کیوں چلے جاتے ہیں کیا انسے پردہ درست نہیں

جواب۔ آپ نے اس سوال کے وقت جلدی سے کام لیا اور غور نہیں کیا کہ پردہ کرنیکی پابند عورات ہیں یا عورتوں سے پردہ کرانے کو بھی پابند مرد ہی ہیں۔ غرض مردوں کو حکم ہے يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ [19] یعنی مرد اپنی آنکھیں نیچے رکھیں۔ اگر آپ یہ اعتراض کرتے کہ صاحبزادے غیر عورتوں کیطرف دیکھتے ہیں اور غض بصر نہیں کرتے اور اس کا کوئی ثبوت بھی آپ پیش کرتے تو اسکے جواب کی ضرورت بھی ہوتی اب تو اسکی جواب کی ضرورت ہی معلوم نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ یعنی تو انپر کوئی داروغہ نہیں کہ انسے عملدرآمد کراوے اور منواوے جب مامور کسی کا داروغہ نہیں تو کیا صاحبزادے عورتوں سے پردہ کرانے کے ذمہ وار ہیں۔

(۲) کتب حدیث و [illegible] سیر میں بکثرت لکھا ہے کہ صحابہ کی عورتیں جنگلوں میں زخمیوں کے علاج کیلئے جاتی تھیں چنانچہ چند مثالیں لکھی بھی گئی ہیں۔ کیا وہ علاج کیوقت پردہ کر سکتی تھیں خصوصاً جب کہ زخمیوں کی بدلنی پڑیں یا سینہ پر زخم ہوں اور زخم بار بار ہر روز دھونے بھی پڑتے ہیں (۳) مستثنیات کے ذکر میں اور قانون کے وجوہ اور [illegible] بیان کرتے ہوئے میں نے لکھدیا ہے کہ ضرورت حجاب صرف احتمال زنا کیلئے ہے جہاں انکے وقوع کا احتمال کم ہو انکو اللہ تعالیٰ نے مستثنےٰ کر دیا ہے اسیواسطے انبیاء اتقیا لوگ مستثنے بلکہ بطریق اولی مستثنے ہیں پس حضرت کے صاحبزادے اللہ تعالیٰ کے فضل سے متقی ہیں ان سے اگر حجاب نہ کریں تو اعتراض کی بات نہیں۔

(۴) گھر میں عورتیں مختلف قسم کی جاتی ہیں کوئی پردہ دار اور کوئی بے پردہ پھر کیا صاحبزادے جب گھر میں جاویں پہلے یہ تحقیقات شروع کر دیں کہ انمیں کون کون پردہ دار ہیں۔

(۵) عن ابن زيد قال لقي عمر بن الخطاب امرءة يقال لها خولة وهو يسير مع الناس فاستوقفته فوقف لها ودنا منها واصغى اليها راسه ووضع يديه على منكبيها حتى قضت حاجتها وانصرفت … درمنثور جلد ۶ صـ۱۷۶ یعنی ابن زید سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک عورت خولہ نام ملی جبکہ آپ لوگوں کے ہمراہ جا رہے تھے اس نے حضرت عمر کو ٹھہرا کر باتیں شروع کر دیں حضرت عمر اس عورت کے کندھوں پر دونوں ہاتھ رکھکر اور اسکی طرف سر جھکا کر باتیں سنتے رہے یہانتک کہ وہ باتوں سے خود فارغ ہو کر چلی گئی۔

(۶) عن ام عطية رضي الله عنها قالت لما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة جمع نساء الانصار في بيت فارسل اليهن عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقام على الباب فسلم فقال انا رسول رسول الله صلى الله عليه وسلم اليكن نبايعكن على ان لا تشركن بالله شيئا ولا تسرقن ولا تزنين الاية قلنا نعم فمد يده من خارج البيت ومددنا ايدينا من داخل البيت … درمنثور جلد ۶ صـ۲۰۹ ام عطیہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو ایک گھر میں عورات انصار کو جمع کرا کر انکی طرف حضرت عمر کو بھیجا حضرت عمر نے دروازہ پر کھڑا ہو کر سلام کے بعد فرمایا میں ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول تمہاری طرف کیا تم بیعت کرتے ہو کہ شرک چوری زنا وغیرہ نکرینگی ہم نے کہا ہاں پھر حضرت عمر نے باہر سے ہاتھ بڑھایا اور ہم نے گھر کے اندر سے بڑھایا۔

یہ تعامل صحابہ خیر القرون کا ہے۔ پس جب صحابہ کو بسبب التقاء مس تک جائز تھا تو صاحبزادگان متقی ہیں صرف اپنے گھر میں چلا جانا کسطرح جائے اعتراض ہو سکتا ہے حالانکہ اس سے پردہ کو پابند بخوبی اپنا پردہ کر سکتی ہیں (۷) وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ سورہ نور رکوع ۴ میں حکم ہے کہ عورتیں اپنی اوڑھنی اپنی جیبوں تک اوڑھی

قرآن کریم کی تفسیر

یعنی

رسالہ تعلیم الاسلام

اس رسالہ کو شروع ہوئے ۹۔ ماہ گذر چکے ہیں۔ اور اس عرصہ میں تین سو سے زائد صفحات قرآن شریف کی تفسیر کے اسمیں نکل چکے ہیں۔ اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر لکھنا کافی ہے۔ کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب جو کچھ درس قرآن میں فرماتے ہیں۔ وہ مع شئے زائد اس تفسیر میں موجود ہوتا ہے۔ تفسیر کو ترتیب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب دیتے ہیں۔ میں نے جہانتک اس تفسیر کو دیکھا ہے۔ نہایت بیش قیمت پایا ہے۔ اور حضرت مولوی صاحب نے بھی اکثر اوقات اسکی بہت تعریف کی ہے۔ عام فہم ہے۔ اور الفاظ اور ان کے معانی کی پوری تشریح کیجاتی ہے۔ احمدی قوم کی یہ ایک بڑی بھاری ضرورت تھی۔ جو اس رنگ میں پوری ہوئی۔ اب میری غرض اس ذکر کرنے سے یہ ہے کہ یہ رسالہ ایک ایسا قیمتی رسالہ تھا۔ جو ہر ایک فرد کے ہاتھ میں ہونا چاہیے تھا۔ اس غرض سے اسکی قیمت صرف عہ سالانہ رکھی گئی تھی۔ مگر اسوجہ سے کہ جماعت کو اس رسالہ کے اغراض اور اس کے مضامین سے کما حقہ آگاہی نہ ہوئی اسکی اشاعت بھی ابتک بہت محدود رہی۔ اسکی توسیع اشاعت کا سوال جسپر دیر سے غور ہو رہا تھا۔ اب اسطرح حل کیا گیا ہے۔ کہ اس رسالہ کو ریویو آف ریلیجنز کے ساتھ ملا دیا جاوے اور اسکی قیمت میں تخفیف کر دیجاوے۔ ابتک اس رسالہ میں قریباً تیس یا بتیس صفحے تفسیر کے علی العموم رہی ہیں۔ مگر آیندہ صرف بیس صفحے ہونگے۔ مگر چونکہ یہ بیس صفحے میگزین کی لکھائی کے مطابق ہونگے۔ اس لئے اسمیں مضمون انشاء اللہ اسیقدر رہوگا۔ جسقدر پہلے تیس یا بتیس صفحوں میں ہوتا تھا اور اسکی لکھائی۔ اور چھپائی پر ویسی ہی محنت صرف کیجاوے گی۔ جیسے ابتک میگزین پر کی جا رہی ہے اور یہ حصہ بطور ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز ہوگا جسکی قیمت صرف ۱۲ر سالانہ ہوگی۔ اور موجودہ خریداران ریویو کو اختیار ہوگا کہ جو احباب چاہیں۔ اسے بطور ضمیمہ خریدیں۔ اور جو نہ چاہیں نہ خریدیں۔ ریویو کی اصل قیمت وہی ہوگی جو ابتک رہی ہے یعنی صرف عاہ سالانہ اور صرف ضمیمہ کے خریداروں سے ۱۲ر سالانہ زیادہ لئے جاویں گے۔ یہ اتنی تھوڑی قیمت ہے کہ اسمیں انجمن کا کوئی فائدہ مدنظر نہیں رکھا گیا۔ بلکہ اسوجہ سے کہ قرآن شریف کا علم حاصل کرنا ہر ایک سچے احمدی کا کام ہے۔ کیونکہ اصل غرض بعثت امام علیہ السلام کی قرآن کریم کی تعلیم کو دوبارہ دنیا میں زندہ کرنیکی ہے۔ اسلئے انجمن نے پسند کیا ہے۔ کہ جہانتک ممکن ہو۔ رعایت کے ساتھ ایک مکمل تفسیر قرآن کریم کی سب احباب کے ہاتھ تک پہونچائی جاوے۔ ۱۲ر میں سے کم رسالہ کا خرچ تو صرف ٹکٹ وغیرہ کا ہی ہو جائیگا۔ اسطرح سے صرف ۱۲ر میں ایک دو سو چالیس صفحوں کی گنجایش اور عمدہ خوشخط چھپی ہوئی کتاب سال میں اس ضمیمہ کے خریداروں کو پہنچ جاویگی۔ میں امید کرتا ہوں کہ ریویو آف ریلیجنز کے خریدار اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھاویں گے۔

اس تفسیر میں اس بات کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے کہ جو جو اعتراضات قرآن شریف پر کئے گئے ہیں۔ انکا جواب بھی ساتھ ساتھ ہو جاوے۔ اس لئے کسیقدر لمبی بھی ہو جاتی ہے۔

نیا انتظام ماہ مئی سے شروع ہوگا۔ اور اپریل کا رسالہ غالباً اپنے وقت پر ہی روانہ ہوگا۔ لہذا ۱۹۱۱ء کے آخر تک صرف ۸ ماہ باقی ہونگے۔ اور ان ۸۔ ماہ کے لئے ضمیمہ کا چندہ صرف ۸ر ہوگا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ کم از کم ان آٹھ ماہ کے لئے ہمارے احباب اس تفسیر کو منگوا کر پڑھیں گے۔ پھر انشاء اللہ وہ خود اسکی قدر کرنے لگیں گے۔ درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں کیونکہ ضمیمہ صرف اسیقدر چھپوایا جائیگا۔ جسقدر درخواستیں اس کے لئے آئیں گی تفسیر کے پہلے حصہ کی بھی چند کاپیاں موجود ہیں۔ اگر احباب خریدنا چاہیں تو تھوڑی سی درخواستوں کی تعمیل ہو سکیگی۔ اس حصہ کی قیمت جسمیں قریباً ساڑھے تین سو صفحے تفسیر کے ہونگے عہ ہے۔

(نوٹ ۱) ضمیمہ الگ بھی جاری کیا جا سکتا ہے۔ یعنی جو احباب ریویو آف ریلیجنز نہ خریدتے ہوں۔ ان کے نام بھی ضمیمہ جاری ہو سکتا ہے۔ مگر ایسے احباب کے لئے اسکی قیمت ایکروپیہ سالانہ ہوگی۔ کیونکہ اسمیں اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ ایسا ہی جو لوگ سال کے بعد کتابی شکل میں خریدیں گے۔ انکو ایکروپیہ قیمت ادا کرنی ہوگی۔

(نوٹ ۲) ضمیمہ کی قیمت میں ان رعایتوں میں سے کوئی رعایت نہ ہوگی جو ریویو کی قیمت میں طلبا وغیرہ کے ساتھ کیجاتی ہے۔ کیونکہ اس قیمت پر بمشکل اصل لاگت ہی واپس آئیگی۔

جملہ درخواستیں بنام نائب ناظم میگزین قادیان اور روپیہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ آنا چاہیے

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

پاک شاعری

وہ شاہ سوار مشرق جلوہ فگن ہوا ہے
ایسا کبھی کسی کا گور و کفن ہوا ہے
جو جو اٹھا مقابل طعمہ زغن ہوا ہے
اور دیکھ صدق صادق کیا مبرہن ہوا ہے
دعوی پہ جسکے شاہد چرخ کہن ہوا ہے
آئینہ انکی جنت رشیوں کا تن ہوا ہے
یارہ گیا کہ آنا اس کو کٹھن ہوا ہے
خیر الامم کا حصہ رنج و محن ہوا ہے
ملبوس انبیا میں شاہ زمن ہوا ہے
اور صلح سے زمانہ رشک چمن ہوا ہے
ترک قلاص رازِ سر انجمن ہوا ہے
کر کہف کی تلاوت تو کیوں مگن ہوا ہے
دنیا کا اس سے پہلے کب یہ چلن ہوا ہے
نے اتفاق سے ہی یوں پر فتن ہوا ہے
قدرت کے قاعدہ پر کیوں خندہ زن ہوا ہے
دل تیرا جس خلش سے بیت الحزن ہوا ہے
زنار برہمن کو تار رسن ہوا ہے
پر آج موتیوں سے تیرا دہن ہوا ہے

لو جانب یمن سے قرنیے میں کداعتر کے
اور اس کے دم سے بھم سب مرر ہیں منکر
لیکھو دولی وا آتھم کس کس کو میں گناؤں
اے خارجی! خدارا پڑھ آیۂ تقول
شمس و قمر سے پوچھو یعنی کہ بعد احمد
کس شان سے ہیں آئے حضرت کرشن آئے
کیا آگیا ہے مہدی جو انتظار کم ہے
موسائیوں پہ ہو جب کیوں بار ختم نبوت
بیشک غلام احمد زیر نگین احمد
انجن نے کیا زمین کی ہیں کھینچ لیں طنابیں
راہ ہائے آہنیں کا اک جال بچھ رہا ہے
گرچہ سے تہا مقدر دجال کا نکلنا
طاعون قحط طوفان برفیلے یہ زلازل
پوری ہوئی نبوت ہے یہ وہی زمانہ
بعد خزاں تمنا ہوتی ہی فصل گل کی
ہاں ہو بکھیرا اس چمن کا وہ آگیا ہے مالی
خود پست ہو رہی ہیں تثلیث کے ستارے
کیا نعت میں پروئے فائز دُرِ مضامیں

راقم
غلام مرتضیٰ خان فائز جودھلہ

قیمت پیشگی سالانہ

۱ - عوام سے صرر

۲ - خواص و معاونین سے عـــہ

۳ - ہندوستان سے باہر سے

روپے ۱۲ /

غیر مستطیع

کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲ /

نمبر ۱۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ر اپریل ۱۹۰۷ء مطابق ۱۰ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

بائیس سوالوں کا جواب

حضرت حکیم الامت کے حضور شاہجہانپور سے ایک انجمن نے ۲۲ سوال بغرض جواب بھیجے تھے آپ نے ان سوالات کا جواب وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اس نہج پر دیا کہ پہلے ایک سوال کا جواب لکھا اور ساتھ ہی تحریر فرمایا کہ اگر یہ جواب مفید اور تسلی بخش ہو تو میں آیندہ لکھوں جب اس نے اپنا اطمینان ظاہر فرمایا تو آپ نے یکے بعد دیگرے ان سوالات کے جواب قلمبند کر دیئے۔ یہ سوالات زیادہ تر وہی ہیں یا اسی قسم کے ہیں جو مرتد ڈاکٹر نے کئے ہیں اسلئے یہ سلسلہ بہت مفید اور قابل قدر ہوگا انشاء اللہ آج میں پہلے سوال کا جواب درج کرتا ہوں۔

ایڈیٹر

آپ کے خط میں سوال ۱ کا خلاصہ ہے۔ اقرار توحید اور تزکیہ نفس مدار نجات ہے۔

اسپر آیجی دلیل - ۱ من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلا خوف علیھم

۲ - بلی من اسلم وجھہ للہ وھو محسن (الآیۃ)

۳ - ان لا نعبد الا اللہ ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا

۴ - ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ - الآیۃ

۵ - من خاف مقام ربہ الآیۃ

۶ - قد افلح من زکّھا۔

مجھکو اس دعوے اور ان دلایل پر دیر تک افسوس اور تعجب آتا رہا۔ آہ الٰہی تیرا رحم ہو اسوقت کے مسلمان کیوں قرآن سے غافل اور بیرہنگام سے ایسے بے خبر کیوں ہوگئے۔

ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس۔ ہوئے! مسلمان ظاہری سلطنتیں برباد کر کے متاسف نہ تھے روحانی خوبی کے برباد کرنے میں بے پروائی سے کام لیتے ہیں۔

۱ - اس لئے کہ اقرار توحید میں تو منافق بھی شریک تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر ان کے متعلق ارشاد ہے لعنوا فی الدنیا والاخرۃ - اور ارشاد ہے - اخذوا وقتلوا تقتیلا۔

۲ - توحید کیا چیز ہے اس میں اول تو بڑا اختلاف ہے کہ توحید کسکو کہتے ہیں۔

۱ - منطقی اور فلسفی توحید کہتے ہیں ایک علت العلل کو ماننا جو ذات بحت لابشرط شئے ہے۔

۲ - وحدت وجود والے اعتقاد کرتے ہیں خالق کو عین مخلوق اور مخلوق کو عین خالق سمجھنا توحید ہے۔ کلمۃ الحق ایک اکھنوی وجودی کی کتاب ہے اس میں کہتا ہے تمام مفسر - محدث - متکلم - فقیہ دوئی کو مان کر شرک میں گرفتار رہے۔

عیسائی زور سے کہتے ہیں جبتک توحید تثلیث کے ساتھ نہ ہو توحید نہیں۔ کیونکہ توحید ہے واحد بنانا اور اعتقاد کرنا سو ہم لوگ تین کو ایک مانتے ہیں اس لئے موحد ہیں ایک کو ایک ماننا توحید ہی نہیں۔

کل شیعہ و معتزلہ اور جو صفات باری تعالے کو عین ذات مانتے ہیں وہ سب کے سب صفات باری کو عین باری تعالے نہ ماننے والوں کو مشرک اور مخالف توحید یقین کرتے ہیں۔ علامہ حلی رافضی منہاج الکرامہ میں سنیوں پر شرک کا الزام لگاتا ہے کیونکہ یہ لوگ تعدد قدما کے قائل ہیں۔ آریہ توحید کے معنی ان کے یہاں ایک قادر منتصر عند الذات کا ماننا توحید ہے۔ یہ ہمو کتب الہیہ اور رسل کی اطاعت کو شرک بتاتے ہیں۔ مدعی اشاعت قرآن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو شرک یقین کرتا ہے (کیونکہ یہ لوگ کلام اللہ کے سوا کلام الرسول کو واجب الاطاعت ماننا شرک میں گرفتار ہیں) سنی معتزلہ کو مشرک یقین کرتے ہیں کہ وہ بندوں کو اپنے اعمال کا خالق ماننا تعدد خالقین کے ملتزم ہیں۔

آپ وہابی ہیں یا مقلد یا غیر مقلد اہلحدیث یا صوفی وہابیہ یا اہلحدیث کے نزدیک تمام ان کے مخالف مشرک ہیں۔

میرے ایک نجدی آشنا عبد الرحمن نام تھے اہل مکہ کے بارہ میں انہوں نے کہا اھل مکہ کلھم مشرکون۔ میں نے کہا قل الاستثناء تو بولا واللہ کلھم اجمعون۔ اکتعون۔ ابصعون مشرکون پھر میں نے کہا قل الاماشاء اللہ تو بولا یقتلون یرجمون

اب فرمایئے وہ توحید کیا چیز ہے جسکو مدار نجات کہا گیا۔

سید صاحبان وہا نصاحبان! عبد الکریم الجیلی نے کہا ہے سوا مثنویہ کے سب نجات یافتہ اور قابل توحید ہیں۔

پھر عرض ہے۔ قرآن کریم میں لفظ توحید کا کہاں ہے اور کہاں اسکو مدار نجات کہا گیا۔

اب ان آیات پر توجہ کرتا ہوں سو آپ نے بسم اللہ غلطی کی ہے کیونکہ پہلی آیت میں ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالیوم الآخر اور عمل صالح دو چیزیں ایمان باللہ کے ساتھ لگی ہوئی ہیں تو آپ نے اقرار توحید کے ساتھ نجات کو وابستہ کیا ہے اور اس آیۃ کریمہ میں ایمان باللہ اور ایمان بالیوم الآخر اور عمل صالح تین اور ہیں تو اقرار توحید اور یہ تین کل چار مدار نجات ہوئے پھر ایمان بالیوم الآخر کے ساتھ ایمان بالقرآن اور محافظت علے الصلوٰت لازم ہے جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں والذین یؤمنون بالآخرۃ یؤمنون بہ وھم علے صلوٰتھم یحافظون۔ پھر آپ غور کریں جو مومن بالآخرۃ ہوگا وہ مومن ہوگا وہ مومن بالقرآن اور نماز و نیز محافظت کرنیوالا بھی ہوگا کیونکہ لازم اپنے ملزوم سے جدا نہیں ہو سکتا۔ تو پھر صرف توحید کیا چیز ہوئی۔

اب آپ عمل صالح کی طرف توجہ فرمائیں آیا کل عمل نیک مراد ہیں یا بعض اگر بعض مراد ہیں تو وہ بعض کونسے بالتعیین ضرور ہے اگر کل مراد ہیں تو انبیاء اور رسل اور انبیاء کے خلفا کا ماننا کیوں داخل اعمال صالحہ نہیں۔ آیۃ استخلاف جو سورۃ نور میں ہے اسمیں لکھا ہے۔ خلفاء کے ذکر کے بعد فرمایا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون اور فاسقون کے متعلق فتوائی قرآن کریم یہ ہے واما الذین فسقوا فماوٰھم النار۔ فاسق کا ٹھکانا النار ہے۔ دوسری آیۃ کریمہ میں اسلام اور احسان کو مدار نجات ٹھہرایا ہے اگر آپ کے طور پر مانا جاوے تو پہلے پانچ کے مدار نجات کے ساتھ یہ چھٹا ساتواں اور آٹھواں مدار نجات ہوا اسلام کے ساتھ احسان نے ساتھ ملکر نواں۔

لیکن صاحبان! غور کرو جس نے اسلم وجہہ للہ کیا ہے تو وہ ایمان بالرسل کا پابند ہوگا یا نہ۔ ایمان بالملائکۃ۔ ایمان بالکتب ایمان بالقدر ایمان بختم النبوت کا پابند ہوگا یا نہ ہوگا اگر ہوگا تو توحید کے لوازم تمام احکام کا پابند ہوگا ورنہ افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کا ملزم ٹھہر کر الاخزی فی الحیوۃ الدنیا ویوم القیامۃ یردون الی اشد العذاب کے حکم سے نجات سے محروم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو کوئی حضرت نبی کریم کی مخالفت کرتا ہے اسکی نسبت فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم۔ اور فرمایا ہے ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل۔ یہاں غور کا مقام ہے زینب کا زید سے رشتہ کرنا نبی کریم کا منشاء ہوا زینب کے بھائیوں نے خلاف ورزی چاہی تو انکو حکم ہوتا ہے کہ تمکو ضلالت کا فتویٰ ملے گا اگر خلاف کیا اور فرمایا ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذلین اور فرمایا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اور فرمایا ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا۔ اور فرمایا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (الی) ان تحبط اعمالکم۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع الصوت علی صوت النبی سے توحید کیا سارے عمل حبط ہو سکتے ہیں کیونکہ اعمال میں توحید بھی داخل ہو سکتی ہے۔

پھر سورہ نور میں عائشہ رض پر تہمت کنندوں کی نسبت فیصلہ ہے۔ لمسکم فیما افضتم فیہ عذاب عظیم۔

پھر جہاں سود کی ممانعت ہے وہاں سود خوروں کو کہا گیا ہے فاذنوا بحرب من اللہ۔ اب ان کے خیالی توحید کا پابند صرف سود خوری کے باعث اللہ سے لڑنیوالا قرار پایا۔ انکی تیسری آیۃ کریمہ میں عبادت اللہ کرنے کا ارشاد اور حکم ہے کہ اللہ کے سوا اور کو رب نہ بنایا ہو۔ اور چوتھی میں ہے اللہ شرک کو نہیں بخشتا۔

صاحبان عبادت کرنا توحید کے بہرحال علاوہ ہے۔ اور شرک نہیں بخشتا اگر ترجمہ صحیح ہے تو کیا اللہ کی ہستی کا انکار اور اسکی ہستی کو برا کہنا کیا ملائکہ کو برا کہنا انبیاء و رسل کو برا کہنا معاف ہو سکتا ہے؟ یہ مختصر باتیں ذرہ یاد رکھیں۔

اس کے بعد عرض ہے آپکے پہلے اعتراض کا دوسرا حصہ ہے تزکیہ نفس پیارے صاحبان! تزکیہ کو بھی آپنے مدار نجات ارقام فرمایا ہے اور قرآن کریم ظاہر ہوتا ہے جزئی حضرت نبی کریم ہیں غور کرو بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم۔ اس آیۃ کریمہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کی صفت محمد رسول اللہ کی ہے اور تاکید ہے کونوا مع الصادقین۔ تو بتایئے کیا یہ سب لغو تعلیم ہے۔

لا واللہ۔ لا واللہ۔ لا واللہ۔ الذی باذنہ تقوم السماء والارض

صاحبان! اگر آپ انصاف کریں اور حسد و عداوت آپ کے اندر نہیں اور مومن میں ہونا چاہیئے تو آپ سنئے قرآن مجید میں نجات اور مدار نجات کا ذکر کہیں بالفاظ ظاہر موجود ہے ثم ننجی الذین اتقوا۔ غور فرمایئے نجات کا موجب تقویٰ ہے اور تقویٰ کا مختصر بیان لیس البر ان تولوا وجوھکم الخ میں موجود ہے۔ دیکھئے نجات اور مدار نجات صریح معنے دکھائی ہے امام صاحب نے خود جواب الکفر کا لکھا ہے باقی آپکے سوالات مرزا اور مرزائیوں پر حملہ ہے۔ پہلے اصل مضمون سید ہا ہو جائے تو مطاعن کا جواب آپ کو لکھونگا۔ کیونکہ تمام انبیاء عیسائیوں کے نزدیک مطعون ہیں۔ نجات کا مسئلہ طے ہو تو آگے چلوں گا۔

نورالدین ۲۷ / جولائی ۱۹۰۶ء

خدا کی تازہ وحی

۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء - ۱- خدا دو مسلمان فریق میں سے ایک کا ہوگا۔

پس یہ پھوٹ کا ثمرہ ہے۔

۲- انّی مع الافواج اتیک بغتۃً

۳- انّی مع اللہ الکریم

۴- طوفان آیا وہی طوفان۔ شر آئی۔

۲۲ اپریل ۱۹۰۷ء - اصلح بینی وبین اخوتی۔

سلام قولاً من ربٍّ رحیم

یہ الہام کہ اصلح بینی وبین اخوتی۔
اس کے یہ معنے ہیں کہ اے میرے خدا مجھ میں اور میرے بھائیوں میں اصلاح کر۔ یہ الہام درحقیقت تتمہ ان الہامات کا معلوم ہوتا ہے جن میں خدا تعالیٰ نے اس مخالفت کا انجام بتلایا ہے اور وہ یہ الہام ہیں۔

خروا علی الاذقان سُجّدا ربنا اغفرلنا انا کنّا خاطئین۔

تاللہ لقد اٰثرک اللہ علینا وان کُنّا لخاطئین۔

لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین۔

یعنے بعض سخت مخالفوں کا انجام یہ ہوگا کہ وہ بعض نشان دیکھ کر خدا تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں گریں گے کہ اے ہمارے خدا ہمارے گناہ بخش ہم خطا پر تھے اور مجھے مخاطب کر کے کہیں گے کہ بخدا خدا نے ہم پر تجھے فضیلت دی اور تجھے چن لیا۔ اور ہم غلطی پر تھے کہ تیری مخالفت کی۔ اس کا یہ جواب ہوگا کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں خدا تمہیں بخشدیگا اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ یہ اس وقت ہوگا کہ جب بڑے بڑے نشان ظاہر ہوں گے۔ آخر سعید لوگوں کے دل کھل جائیں گے اور وہ دل میں کہیں گے کہ کیا کوئی سچا مسیح اس سے زیادہ نشان دکھلا سکتا ہے۔ یا اس سے زیادہ اسکی نصرت اور تائید ہو سکتی ہے۔ تب یک دفعہ غیب سے قبول کے لئے ان میں طاقت پیدا ہو جائیگی اور وہ حق کو قبول کریں گے۔

۲۳ اپریل ۱۹۰۷ء
ساریکم اٰیاتی فلا تستعجلون۔ عنقریب میں تمہیں اپنے نشان دکھلاؤنگا۔ بس۔

یہ دو گھر ہی مر گئے۔ (اسمیں خاص دو گھروں کی طرف اشارہ ہے۔)

دارالامان کا ہفتہ

۱- حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمد للہ اچھی ہے اور آپ حقیقۃ الوحی کی تکمیل کے لئے شب و روز مصروف ہیں اس مقصد کے لئے قادیان کے سارے پریس اب یہی کام کریں گے۔ حضور چاہتے ہیں کہ بہت جلد یہ کتاب شایع ہو جاوے کتاب مذکور شایع ہو گئی ہوتی لیکن نشانات کا سلسلہ کچھ ویسا نامتناہی شروع ہو گیا ہے نشان پر نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور حضرت حجۃ اللہ چاہتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو پورا ہو نیوالے نشانوں میں سے کوئی باقی نہ رہ جاوے بہرحال عنقریب شایع ہونے والی ہے۔

۲- بزرگانِ ملت کی صحت کی خبر خدا کے شکر کے قابل ہے۔

۳- موسم اب بدلنے لگا ہے کٹائی اب شروع ہو گئی ہے اور خدا کے فضل سے شہر کی بلائیں ٹلنے لگی ہیں۔

۴- امتحان اینٹرینس کا نتیجہ نکل آیا ہے سات طالب علموں میں سے پانچ پاس ہو گئے ہیں یہ نتیجہ خدا کے فضل و کرم سے نہایت تسلی بخش ہے۔

۵- ہفتہ زیر اشاعت میں سیالکوٹ اور گجرات کے ضلع سے اکثر احباب سعادت اندوز دارالامان ہوئے۔

صَدقات

مخلص مومن تو ہمیشہ ہی وقتاً فوقتاً صدقات دیتے رہتے ہیں لیکن یہ ایام ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ملک کے مختلف حصوں پر نازل ہو رہا ہے اس لئے جہاں ہم لوگوں کو پاک تبدیلی کی حاجت ہے وہاں ضرورت ہے کہ رد بلا کے لئے صدقات بھی دیتے رہیں۔ قادیان میں مد صدقات جو صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ایک مستقل شاخ ہے اسکے ذریعہ سے یتامیٰ۔ مساکین۔ مولفۃ القلوب۔ طلبہ علم۔ ابناء السبیل اور مختلف قسم کے حاجتمند اور قابل امداد احباب کی مدد کیجاتی ہے اور اس سال کے لئے اس کے اخراجات کا مستقل ماہواری خرچ تین سو روپیہ سے زیادہ ہے لیکن اس مد میں اب شائد اپریل کے مصارف ادا کر چکنے کے بعد مئی کے مصارف ادا کرنے کے لئے مشکلات کا سامنا ہو۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ غیب سے ایسے سامان بہم پہونچائے گا اور اپنے بندوں کو خود تحریک کریگا جو اسکی امداد کے لئے آئیں گے لیکن میرا فرض ہے کہ میں اس ضرورت کو پیش کر دوں۔ اس مد کیلئے ہر قسم کی رقوم صدقات آنی چاہئیں۔ خصوصاً زکوٰۃ کا روپیہ جس کو ٹھیک زکوٰۃ کے اصل مصرف پر خرچ کیا جاتا ہے۔ ناظرین پوری توجہ کریں اس مد کا روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہئے

مسجد مبارک کی توسیع

میں الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مسجد مبارک کی توسیع کی خوشخبری سنا چکا ہوں اس کے متعلق واجب الاحترام سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے ایک سرکلر لیٹر مخلص احباب کے نام الگ بذریعہ ڈاک بھیجی ہے اور عام اطلاع کے لئے انہوں نے چاہا ہے کہ میں اس چٹھی کو الحکم میں چھاپ دوں۔ مجھے یہ کہنے کی حاجت نہیں کہ قوم کو کسقدر جلد ضرورت ہے کہ اس آواز پر لبیک کہے اور مسالہ روپیہ بھیجدے۔ خود چٹھی مذکور میں مولوی محمد علی صاحب سکرٹری نے اس امر کو بیان کر دیا ہے۔ میں اپنے ناظرین سے امید کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس پر توجہ کریں گے۔ ایڈیٹر

وہ چٹھی یہ ہے

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

از دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

مکرم بندہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ۔ مسجد مبارک کی توسیع کے متعلق بذریعہ اخبار یہ خوشخبری آپ تک پہونچ چکی ہے کہ اس کے لئے ایک قطعہ زمین جس کے لینے کی آرزو مدت سے تھی۔ آخر مل گیا۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے نام اسکی باضابطہ رجسٹری ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود کو اور آپ کے خدام کو اس سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ اب یہ ضرورت ہے کہ اسپر عمارت کا کام جلدی شروع کیا جاوے۔ نوسو روپیہ اس قطعہ زمین کی قیمت دی گئی ہے جو خریدا گیا ہے (اس میں نصف کے قریب قیمت کی اینٹ موجود ہے۔ اور نیچے کے حصہ کی دیواریں بنی ہوئی ہیں) اور عمارت پر اگرچہ ابھی پورا پورا تخمینہ نہیں لگایا گیا غالباً تین ہزار روپیہ سے کم خرچ نہ ہوگا۔ کسیقدر اول بھی موجودہ مسجد کو ساتھ ملانے کے لئے بھی کرنا پڑیگا۔ گویا اس وقت چار ہزار روپیہ کی ضرورت ہے اس کام کی تکمیل کے لئے۔ ادھر بڑی مسجد کی بھی اس سال بہت توسیع ہوئی ہے اور ان دونوں مسجدوں کی توسیع میں یہ خوشخبری ہے کہ اس سلسلہ کو خدا بہت ترقی دینا چاہتا ہے۔ چونکہ انجمن کے معمولی بجٹ سالانہ میں معمولی اخراجات شامل ہوتے ہیں اسلئے اب ضرورت پڑی ہے اسبات کے لئے کہ اپنے احباب کو اس مسجد کے چندہ کے لئے الگ تحریک کی جاوے عام طور پر ایک تحریک بذریعہ اخبار کی گئی ہے۔ اب آپ کی خدمت میں اس چٹھی کے بھیجنے کی یہ غرض ہے کہ آپ اپنی جماعت میں اس چندہ کے لئے تحریک کریں اور حتی الوسع جلدی کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس مبارک کام کے لئے ہمارے دوست [illegible] بہت سعی کریں گے۔ خدا تعالیٰ [illegible] مگر [illegible] وعدے [illegible] جب انسان اپنے گھر کے لئے خرچ [illegible] متعلق اسکو علم بھی نہیں ہوتا کہ اس میں کچھ خیر و برکت ہے یا نہیں بہت سا روپیہ خرچ کر دیتا ہے تو ایک مومن کے لئے کیا مشکل ہے کہ وہ بھی روپیہ خدا کے گھر کے بنانے میں صرف کر دے جو یقیناً اس کے لئے موجب خیر و برکت ہے اور پھر یہ خدا کا گھر بھی وہ گھر ہے جو اس آخری زمانہ میں تمام برکات کا مورد و مصدر قرار پایا ہے اور جسکی بنا اس الہام الٰہی پر ہے

مبارک ومبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ۔

سوا اس کے بھیجے دوستو! طرح طرح کی آفات اور بلائیں آسمان سے نازل ہو رہی ہیں اسوقت ہر ایک کار خیر میں سبقت کرو تا خدا کی حفاظت تمہارے شامل حال ہو۔ اگر اس تخمینہ میں سے کچھ روپیہ بچ رہا یا چندہ کچھ زیادہ آگیا۔ تو باقی روپیہ بڑی مسجد پر صرف کیا جائیگا کیونکہ وہاں بھی توسیع کی بڑی بھاری ضرورت ہے۔

نوٹ۔ جہاں جہاں اس چٹھی پر کوئی عملی کارروائی ہو ان احباب سے امید ہے۔ کہ خاکسار راقم کو بھی اس سے اطلاع فرمانے میں دریغ نہ فرماویں گے۔ مگر روپیہ جو جمع ہو بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیاں آنا چاہئے اور کوپن میں تشریح کر دیجائے کہ چندہ تعمیر مسجد ہے۔

نوٹ۔ یہ مدنظر رکھا جاوے کہ روپیہ کی ضرورت جلدی ہے لمبی میعاد کے وعدے چندے کے نہ ہوں کیونکہ ایسے وعدے اکثر پورا ہونے سے بھی رہجاتے ہیں۔

ضروری نوٹ۔ اپنے سلسلہ کی خواتین کو بھی اس مبارک چندہ میں شامل ہونے کی تحریک کیجاوے۔ والسلام۔

خاکسار محمد علی از قادیاں۔ مرقومہ ۱۸؍اپریل ۱۹۱۴ء

آریہ سماجیوں کی صلح کا نمونہ

ہندو و مسلمانوں کے اتحاد کے متعلق جو آرٹیکل الحکم میں شایع کیا گیا ہے ابھی تک اس کے متعلق کوئی تحریر اتحاد و اتفاق پکارنے والوں کی شایع نہیں ہوئی۔ اگر سچے دل سے وہ صلح اور آشتی کے خواہشمند ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ وہ مسلمانوں کی تسلی نہ کریں۔ یہ سوال تو جب طے ہوگا دیکھا جائیگا۔ فی الحال ایک اور گل کھلا ہے جس سے میرے بیان کی تصدیق ہو جائے گی اور صاف معلوم ہو جائیگا کہ آریہ سماجی مسلمانوں کے ساتھ سچے دل سے صلح کرنے کے لئے ہرگز طیار نہیں بلکہ وہ ایک چال چلکر مسلمانوں کو بدنام کرنا چاہتے ہیں اسکا ثبوت پنڈت رام بھجدت چودھری کی وہ تقریر ہے جو انہوں نے گروکل کے سالانہ جلسہ پر ہردوار کی پوتر بھومی میں ہزارہا لوگوں کے سامنے کی ہے۔ اس کے متعلق معزز اخبار زمیندار میں ایک صلح کل نے مندرجہ ذیل نوٹ لکھا ہے جسکو پڑھکر حقیقت کھلتی ہے۔ اس لئے میں اس نوٹ کو درج کر کے مسلمانوں کو آگاہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ وہ ان چالوں سے آگاہ رہیں۔ وہ نوٹ یہ ہے

ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور

لایل پور کے گذشتہ سالانہ جلسہ زمینداران میں جو دھواں دھار تقریریں ہوئی تھیں ان میں سب سے زیادہ پرجوش اور دہڑلے کی سپیچ پنڈت رام بھجدت صاحب وکیل لاہور کی تھی۔ جسوقت پنڈت صاحب نے زبان مبارک سے یہ فرمایا کہ میرے مورث اعلےٰ جنکا نام اٹل علاول خاں تھا پیر میاؤں کے مریدوں میں تھے جو اس سرزمین (بار) کے ایک بڑے ولی ہو گذرے ہیں اور اس لحاظ سے دت اور مسلمان ایک ہی ہیں تو انہوں نے ایک ہندو اور مسلمان سامعین کو اپنے نسب نامہ کے اس حیرت انگیز انکشاف سے حیران و ششدر کر دیا اور چونکہ اس انکشاف سے اتفاق اور محبت کی جھلک ایسی صاف طور پر نظر آ رہی تھی کہ گویا ہندو اور مسلمان بالکل ایک ہیں اس لئے سب نے فرط خوشی سے تالیاں بجائیں۔ اور واقعی اس سے بڑھ کر پنڈت صاحب اتحاد اور اخوت کا اور کیا ثبوت دے سکتے تھے کہ اپنی تقریر کو واہ گرو جی کا خالصہ اللہ اکبر بندے ماترم پر ختم کیا۔ لیکن اگر پنڈت صاحب موصوف وہی پنڈت رام بھجدت

بی۔اے وکیل ہیں جو گروکل کے سالانہ جلسہ میں شریک تھے تو ہمارے ہندو اور مسلمان بھائی یہ سنکر ہکا بکا رہجائیں گے کہ جب ممبران آریہ سماج نے اس سوال کو چھیڑا کہ آیا آریہ سماجیوں کو ہندوؤں کے دائرہ سے نکل کر مسلمانوں اور عیسائیوں وغیرہ کے ساتھ کھانا پینا چاہیئے یا نہیں تو انہی پنڈت رام بھجدت صاحب نے یہ رائے دی کہ آریہ سماج غیر اقوام کے ساتھ کھان پان رکھنے کی صورت میں ہندو قوم کی عام ہمدردی جو اس وقت اسے حاصل ہے کھو بیٹھے گا اور اس سے اس کی ہردلعزیزی کو سخت صدمہ پہنچیگا حالانکہ ان کے تمام دوسرے آریہ بھائیوں نے کھان پان کے دائرہ کو وسیع کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ ادھر تو یہ دعوے کہ وہ اور مسلمان ایک ہی ہیں اور ادھر تعصب اور نفرت کا یہ اظہار کہ انہی مسلمانوں کو غیر اقوام کے زمرہ میں شامل کردیا۔ وہ نظارہ واقعی قابل دید تھا جبکہ پلیٹ فارم پر کھڑے ہوکر پنڈت صاحب نے اتفاق پر لکچر دیتے ہوئے فوراً جوش سے اپنا منہ سرخ کرلیا اور داہنے ہاتھ سے چاروں طرف حاضرین کو اپنا زبردست اور خوفناک مکا دکھایا جو اتفاق کی علامت تھی اور کچھ شک نہیں کہ پنڈت صاحب کے اس مکے کو دیکھکر رستم اور اسفندیار کی روح بھی کانپ اٹھی ہوگی غرض پنڈت صاحب اس وقت خود مجسم اتفاق تھے۔ لیکن حقیقت میں یہ ایک تماشہ تھا جسمیں پنڈت صاحب نے اپنا پارٹ بہت اچھی طرح ادا کیا۔ ورنہ پنڈت صاحب کو ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرانے کی ایسی کیا غرض پڑی تھی۔

راقم ایک مصلح کل

مجربات نور دین

حضرت حکیم الامتہ مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا نام طبی دنیا میں جس عزت اور وقعت کی نظر سے لیا جاتا ہے وہ امر ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے آپ کو دینی علوم میں خاص قسم کی قابلیت اور فہم عطا کیا ہے اسی طرح علم طب میں آپ کو خاص مذاق اور حذاقت عطا فرمائی ہے جنہے اپنے ذاتی اور عام فائدہ کے لئے آپ کے طبی مجربات کو جو ہر قسم کے ڈاکٹری۔ یونانی اور ویدک معالجات پر مشتمل ہیں آپ کی بیاض سے جمع کیا ہے اور آپ ہی کی تجویز اور اشارہ سے اسکو مرتب کیا جسکی اصلاح بھی آپ نے فرمائی۔ یہ سلسلہ ایسا آسان اور عام فہم کیا گیا ہے کہ ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ہر مرض کے اسباب۔ علامات۔ اور مختلف مجرب اور آسان علاج اسمیں لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب اپنے مضمون کے لحاظ سے کیسی جامع اور مفید ہوگی وہ اسی سے ظاہر ہے کہ حضرت حکیم الامت کے مجربات ہیں [illegible] مجربات قطع نظر اس کے کہ بیش قیمت اور مفید مجموعہ ہے آپ سے محبت رکھنے والوں کے لئے ایک علمی یادگار ہے اسلئے امید کیجاتی ہے کہ ہر شخص اس مفید مجموعہ کو بہت جلد خرید لے گا۔ فی الحال پہلی جلد طیار ہے قیمت [illegible] علاوہ محصول

مفتی فضل رحمان ایڈیٹر الطبیب حاذق قادیان

اطلاع

پلیگ کیوجہ سے پہلے ہی مزدوروں کا ملنا مشکل ہو رہا تھا۔ اسپر فصل کی کٹائی کیوجہ سے دوگنی مزدوری پر بھی کل کشوں کا ملنا مشکل ہوگیا ہے۔ بہ ہزار تکلیف سے یہ اخبار کا اصغر نمبر طیار ہوا ہے۔ ایک کاتب جسکا لڑکا پلیگ سے فوت ہوگیا تھا اور بعض اور متعلقین بیمار تھے رخصت پر چلا گیا اور ایک پریس کل کشوں کے نہ ملنے کیوجہ سے قریباً بند کرنا پڑا۔ ایک پریس ڈبل مزدوری دیکر بمشکل جاری ہے۔

الحکم کیلئے مشین کا آرڈر

سرپرستان الحکم یہ سنکر یقیناً خوش ہوں گے کہ آخر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے ۲۲ر اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک مشین کے لئے آرڈر دیدیا گیا ہے۔ اور یقین کیا جاتا ہے کہ اگست ۱۹۰۷ء تک یا اس سے کچھ پہلے یہ مشین یہاں پہونچ جاوے مشین کا آرڈر میسرز شیخ خدا بخش اینڈ سنز لاہور کی معرفت دیا گیا ہے۔ مشین کے آجانے پر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور اس کا فضل شامل حال ہوا تو الحکم کی چھپائی کی مشکلات آسان ہوجائینگی۔ بہرحال ساری توفیقیں اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہیں نعم المولےٰ ونعم الرفیق

مشین کیوجہ سے کارخانہ کو...... کثیر روپیہ کی ضرورت ہے میں الحکم کے سرپرستوں کو اس امر کیطرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اسوقت اسکی اعانت کریں جدید خریدار بہم پہونچا کر انکی قیمتیں بھجوادیں۔ بقایا دار اپنا بقایا بھیجدیں اور آیندہ کی قیمت ارسال کریں۔ مطبع کی تیار شدہ کتابوں کی فروخت میں سعی کریں۔ خصوصاً حقیقت نماز (جو بہت جلد شائع ہونیوالی ہے) اور تفسیر سورہ بقر کی اشاعت کے لئے تحریک کریں بہرحال جسطرح کسی سے ممکن ہو وہ اس موقع پر اپنے اخبار کو اس قابل بنانے کی سعی کرے کہ وہ اپنا مشین پریس قائم کرسکے۔ اور آخر جو کچھ ہوگا وہ اللہ ہی کے فضل سے ہوگا۔ والسلام

احقر العباد یعقوب علی

طوفانِ بغاوت

پنجاب میں ایک طرف طاعون کا عذاب غضب ڈہا رہا ہے ایسی حالت اور صورت میں چاہیے تھا کہ لوگوں میں رفق اور حسن اخلاق کے ساتھ شرافت۔ خدا ترسی اور فرض شناسی پیدا ہوتی مگر ملک اور اہل ملک کی یہ کیسی بدقسمتی ہے کہ اسے رہنمائی کرنیوالے وہ لوگ ملے ہیں جو اپنے ذاتی اغراض اور عظمت کے خیال کو مدنظر رکھکر بیوقوفوں کو بہڑکا کر تماشا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس طاعونی لہر کے ساتھ بغاوت کے طوفان کے آثار بھی پولیٹیکل آسمان پر نظر آتے ہیں۔ اور اس فساد کی طاعون کے جراثیم ملک میں پہنچانے کی کوشش کیجاتی ہے۔ میں بلاخوف تردید کہونگا کہ ان جراثیم کو پہیلانیوالے ہمارے مہاتما ہندو بہائی ہیں جو ایک طرف تو بائی کاٹ کرینا چاہتے ہیں اور دوسری طرف انسانوں پر ظلم کرنے کے لئے دلیر اور بیباک ہیں۔

پنجابی اخبار کے مقدمہ کے بعد جو حرکات ظاہر کیگئی ہیں وہ سراسر مآل اندیشی اور انسانیت کے برخلاف ہیں۔ کیا اسی تہذیب و متانت پر یہ کوشش اور آرزو کیجاتی ہے کہ

ہمارا اپنا راج ہو

میں سچ کہنے سے باز نہیں رہسکتا اور اس امر کی پروا نہیں کرتا کہ یہ شوریدہ سر مجھے گالیاں دیں گے اور اگر ان کے بس میں ہو تو وہ حملہ کرنے پر بھی آمادہ ہوں لیکن اسوقت میں اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کو آگاہ کروں کہ وہ ایسے شرمناک طریقوں سے پرہیز کریں اور مسلمانوں کے [illegible] کا فرض ہے کہ وہ اپنی زیر اثر جماعتوں کو ایسے تمام جلسوں اور تحریکوں سے بالکل الگ رہنے کی ہدایت کریں۔

ان ہندوؤں کی شیریں سخنیوں اور لجاجت پر ہرگز نہ جانا یہ جسطرح انگلیزی قوم کے دشمن ہیں اسیطرح مسلمانوں کے بدخواہ ہیں۔ کیا انہیں میں کا وہ رام بہجدت چودہری نہیں جو ایک طرف اللہ اکبر کے نعرے مارتا ہے اور جب گورو کل میں جاتا ہے تو اسکی پوزیشن بدل جاتی ہے یہ نیش زنی کریں گے اور مسلمانوں کو جو ہر طرح سے قابل رحم ہیں بدنام کرنیکی کوشش کریں گے اسلئے یہ وقت ہے کہ مسلمان ان سے بالکل الگ ہو جائیں۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ انسانیت کا برتاؤ ان سے نکریں نہیں جہانتک انسانی ہمدردی کا تقاضا ہے وہ کرو۔ ان کے ساتھ نیک سلوک کرو کسی کی مدد کر سکتے ہو کرو مگر

ایسی شرمناک تحریکوں میں شامل مت ہو

ہمارے لیے خیر اور برکت اسی میں ہے کہ ہم

شاہِ وقت کی پوری اطاعت کریں

احمدی قوم کے لئے خصوصًا یہ نازک وقت ہے اگرچہ اسکی تعداد چار لاکھ کے قریب ہے لیکن تیس کروڑ کے مقابلہ میں اسکی کیا ہستی ہے۔ مسلمان اس سے دشمن اور ہندو اس سے بیزار باوجود اسکے بھی میں بڑی مسرت سے ظاہر کرتا ہوں کہ یہ قوم شناہ وقت کے متعلق اپنے فرض کو خدا کے فضل سے خوب شناخت کرتی ہے کیونکہ ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو

تاجِ برطانیہ کا دلی خیرخواہ ہے

اپنی شرائط بیعت میں دوسری ہی شرط یہ رکہی ہے کہ ظلم اور خیانت فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا پس جبکہ ایک مخلص مرید کے لیے یہ ضروری ہے کہ بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا تو مجھے اس موقع پر یہ ظاہر کرنے کا فخر ہے کہ

احمدی قوم قطعًا ایسی شرمناک تحریکوں میں شامل نہیں

تجربہ نے بتلایا ہے کہ گذشتہ موقع پر جب طالبعلموں نے سٹرائک کیا تو احمدی طلبا ایسی تمام تحریکوں سے الگ رہے اور انشاء اللہ گورنمنٹ دیکھ لیگی کہ

احمدی قوم ایسی تحریکوں کو قطعًا ناپسند کرتی ہے

سوائے اسکے کہ وہ لوگ [illegible] نہیں شامل نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہونگے تمام احمدی یاد رکہیں کہ خواہ لالچ سے یا دہمکی سے ایسی تحریکوں میں تمہیں شامل ہونے کے لئے کہا جاوے مگر ایسے لوگوں کی تلطف پر وا نکرو اسلئے کہ تمہارا امام ان باتوں کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ہم ان برکات اور احسانات کو کبھی بہول نہیں سکتے جو تاج برطانیہ کی بدولت ہمیں حاصل ہیں۔

ان مسلمانوں کی سخت نادانی ہوگی جو ایسے لوگوں کے شامل ہوں جو ایک جانور کو اشرف المخلوقات انسان پر ترجیح دیتے ہیں۔

اگر ہمارے ہمسائے اس سے بیزار ہوتے ہیں تو ہوں

انا برئ منکم

ہم سے کبھی نہیں ہوسکتا کہ ناشکری اور غداری کا ناپاک بیج بوئیں تم کو اس رو نہیں جانا کہ ادب اور عجز کے ساتھ اپنے معروضات پیش کرو گورنمنٹ سننے کو آمادہ ہے لیکن بیحیائی اچھی نہیں جو کیجاتی ہے کیا یہ پولیٹیکل لیڈر پسند کرتے ہیں کہ انکی اولاد انکے سامنے شوخی کرے۔ پہر گورنمنٹ انگلشیہ کی مہربانیوں اور عطوفتوں کا یہی نمونہ ہے جو شوریدہ سر لڑکوں کو لیکر دکہایا جاتا ہے۔ کچھ تو شرم کرو۔

مسلمان ناقابل معفو غلطی کریں گے اگر ایسی تحریکوں میں حصہ لیں مسلمان اخبار نویسوں اور لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ قوم کو آگاہ کریں اور اس طوفان بے تمیزی کے سیلاب سے الگ رہنے کی ہدایت کریں۔

آسمان بار دنشان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائیدی نشانات کی وہ بارش ہورہی ہے کہ انکا شمار بہی مشکل ہوگیا ہے کوئی ہفتہ خالی نہیں جاتا۔ ۱۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو حضرت اقدس کو یہ الہام ہوا تہا

اردتُ زمان الزلزلہ

میں نے ارادہ کیا ہے کہ زلزلہ کا زمانہ آجاوے۔

اسپر یہ نوٹ دیا گیا تہا اس سے کسی معمولی زلزلہ کیطرف اشارہ نہیں معلوم ہوتا بلکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو بڑے بڑے زلازل کا ارادہ کیا ہے یہ انہیں سے ایک ہے جس کا وقت قریب آگیا معلوم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ وحی الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء اور ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء میں چہاپی گئی اور ایسا ہی اخبار بدر میگزین تشحیذ الاذہان وغیرہ رسایل میں بہی قبل از وقت شایع ہوئی۔ چونکہ اسمیں ظاہر کیا گیا تہا کہ ایک زلزلہ کا وقت قریب آگیا ہوا معلوم ہوتا ہے اسی کے موافق ۱۲ اور ۱۳ اپریل کی درمیانی شب کو ۱۱ بجے کے قریب پنجاب کے اکثر مقامات میں زلزلہ آیا۔ اور یوں خدا کا کلام پورا ہوا۔

اس کے متعلق بعض خطوط کا خلاصہ یہ ہے۔

کوہاٹ سے مرزا عباس علی صاحب لکہتے ہیں۔ ایک سخت دہکا زلزلہ کا آیا اور قریبًا تین منٹ تک زمین حرکت کرتی رہی سبحان اللہ ہمارے امام کی باتیں لفظا بلفظ پوری ہورہی ہیں۔

میاں غلام رسول تہیم سب انسپکٹر بندوبست بکہیانہ ضلع جہنگ سے لکہتے ہیں۔ شب گذشتہ کو ۱۱ بجے رات کے یہاں بڑا زلزلہ آیا عام لوگ جو سوگئے تہے وہ جاگ کہڑے ہوئے اور بہاگ کر مکانوں سے باہر نکل آئے۔ چڑیاں جنگی گہونسلے چہتوں میں تہے گر پڑیں پہلے آہستہ آہستہ زلزلہ شروع ہوکر پہر ایک بڑا دہکا۔ کہاں ہیں وہ ماہرین جنکا دعوی تہا کہ اپریل ۱۹۰۵ء کے بعد اب مدتوں تک کوئی بڑا زلزلہ نہیں آئیگا اور کدہر ہیں منکرین دیکہیں کہ خدا کی باتیں کسطرح پوری ہو رہی ہیں۔ الحمد للہ کہ آسمان سے نشانات کی بارش ہے اب کیا کسر رہی ہے عجیب عجیب نشانات پورے ہو رہے ہیں۔

پشاور سے ایک بہائی لکہتے ہیں کہ گیارہ بجکر بیس منٹ پر بہت زور سے زلزلہ آیا ۱۲ اپریل ۱۹۰۷ء بروز ہفتہ ڈیڑھ یا دو منٹ تک رہا۔

ایسا ہی سیالکوٹ سے مکرمی سید حامد شاہ صاحب اور لاہور سے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور برادر محمد حسین صاحب نے اور بعض دوسرے مقامات سے ایسی ہی خبریں آئی ہیں۔ ....

ہفتہ وار نصف لاکھ سے زیادہ موتیں

گو کمبخت طاعون ہندوستان میں ۱۸۹۵ء میں شروع ہوا تھا مگر اس سال میں طاعونی اموات کا کوئی حساب نہیں رکھا گیا تھا لیکن ۱۸۹۶ء سے گورنمنٹ نے

اموات کا حساب رکھنا

شروع کر دیا جسکی تفصیل اپریل ۱۹۰۶ء تک حسب ذیل ہے۔

سال	تعداد اموات طاعون
۱۸۹۶ء	۱۷۰۴
۱۸۹۷ء	۵۶۰۵۵
۱۸۹۸ء	۱۰۱۸۵۳
۱۸۹۹ء	۱۳۴۷۸۹
۱۹۰۰ء	۹۳۱۵۰
۱۹۰۱ء	۲۷۳۶۷۹
۱۹۰۲ء	۵۷۷۴۲۷
۱۹۰۳ء	۸۵۱۰۲۶۳
۱۹۰۴ء	۱۰۲۲۲۹۹
۱۹۰۵ء	۹۵۰۸۶۳
۱۹۰۶ء (صرف جنوری سے اپریل تک)	۱۷۰۰۰۰

لیکن ۱۹۰۶ء ۱۹۰۵ء سے تعداد اموات کے لحاظ سے کسیقدر کم رہا۔ مگر ۱۹۰۷ء یقیناً اپنے سب ماسبق سالوں سے

اموات میں گوئے سبقت لیجائیگا

کیونکہ اسکی صرف ایک ہفتہ کی اموات کی کیفیت جو ذیل میں درج کیجاتی ہے بیحد ہولناک ہے۔

ترپن ہزار سے زیادہ موتیں

صرف ایک ہفتہ کی طاعون کی کارگزاری سنگدل سے سنگدل شخص کے رونگٹے کھڑے کر دینے کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ ہفتہ مختتمہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۷ء کے اندر تمام ہندوستان میں حسب ذیل موتیں واقع ہوئی ہیں۔ یعنی ۲۱ ہزار ۸ سو ۷۹ وارداتیں اور (۵۳۶۸۱) موتیں ہوئیں جنکی تفصیل مختلف صوبجات کے لحاظ سے یہ ہے۔ احاطہ بمبئی (۴۰۰۶) مدراس (۱۲) بنگال (۳۸۶۷) صوبجات متحدہ (۱۵۱۶۲) پنجاب (۲۷۰۰۹) مشرقی بنگال میں کوئی موت نہیں ہوئی۔ صوبجات متوسطہ (۱۵۱۹)۔ وسط ہند (۲۲۴) راجپوتانہ (۲۵۳ ہفتہ ماسبق میں) کشمیر (۲۲۹)۔ صوبہ سرحد شمال مغربی (۲) برہما کی کیفیت موصول نہیں ہوئی تھی۔ اور ذیل کے اضلاع میں ہفتہ کی اموات ایک ہزار سے متجاوز ہوئیں۔ سارن (۱۷۴۹) مظفر نگر (۴۴۹۷) بلیار (۱۳۳۸) انبالہ (۱۵۵۹) لودیانہ (۱۲۷۹) رہتک (۱۷۵) جالندھر (۲۱۹۰)۔ فیروزپور (۱۲۷۸)۔ گورداسپور (۱۲۵۵)۔ لاہور (۱۷۱۵) گوجرانوالہ (۵۲۱۹) سیالکوٹ ۳۰۶۷ گجرات (۱۴۱۵) اور ریاست پٹیالہ (۱۱۰۶)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تمام ہندوستان میں پنجاب میں سب سے زیادہ طاعون ہے اور اس کے بعد صوبجات متحدہ میں گو بلحاظ ایک ضلع کی کثرت اموات کے ضلع مظفر نگر سے بڑھا ہوا ہے جہاں ایک ہفتہ کے اندر

بیس ہزار اموات ایک ضلع میں

ہوں بعض بعض شہر اور دیہات تو بالکل ویران اور برباد ہو رہے ہیں۔ ضلع مظفر نگر کا کیا حال ہوگا کہ جہاں بیس ہزار کے قریب اموات ایک ہفتہ میں ہوئیں۔ جبکہ ضلع گوجرانوالہ میں اُلّو بول گیا ہے اور کئی گھر بالکل بند ہو گئے ہیں اور خاندان برباد ہو گئے ہیں کہ جہاں کی ہفتہ وار اوسط سوا پانچ ہزار ہے اور مجھے ذاتی علم سے معلوم ہے کہ وہاں لوگوں کی کیسی ناگفتہ بہ حالت ہے۔ ایک صاحب سے کہ جو دو روز کے لئے اپنے گھر گوجرانوالہ میں ایسٹر کی تعطیلات میں گئے تھے بیان کیا کہ قبرستان میں جنازوں کی یہ کثرت ہے کہ بعض لوگ ایک جنازے کے ہمراہ جاتے ہیں۔ چار چار چھ چھ گھنٹے قبرستان سے واپس نہیں آ سکتے۔ کیونکہ جنازوں کا تانتا لگا رہتا ہے۔ اور وہ یکے بعد دیگرے سب میتوں کے جنازے پڑھتے رہتے ہیں۔ اور یہی حال لاہور کے قبرستان میں ہے۔

خاص لاہور میں بھی کہ جہاں روزانہ وارداتوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ (۱۴۰) تک سرکاری طور پر بھی درج رجسٹر ہو چکی ہے۔ چھوٹا موٹا

نمونہ محشر بپا ہے

قبرستان اور مرگھٹ کیطرف لاشوں کا تانتا بندھا ہوا ہے کسی کو اپنی سلامتی پر ذرا بھروسہ نہیں رہا۔ کاروبار آدھے تہائی بمشکل چلتے ہیں۔ کارخانہ پیسہ اخبار میں حاضری کا اوسط نصف کے قریب رہ گیا ہے۔ یہی حال باقی سب کاموں کا ہوگا۔ لوگ شہر کے اندر سے بھاگ بھاگ کر بیرونی علاقوں میں یا باہر کوٹھیوں میں جا رہے ہیں لیکن نہ اتنی کوٹھیاں ہیں اور نہ دیگر محفوظ مکانات اتنے ملتے ہیں کہ جہاں سب لوگوں کی گنجایش ہو سکے۔ اسوقت لوکل گورنمنٹ اور پبلک کمیٹی کو ان لوگوں کو طاعون زدہ مقامات سے دور پناہ بہم پہونچانے میں مدد دینی چاہیئے اور لوگوں کے ذہن نشین کرنا چاہیئے کہ طاعون کا بہترین علاج یہی ہے کہ وہ

طاعون زدہ لوگوں اور علاقوں سے علیحدہ رہیں!

اسمیں کوئی شک نہیں کہ طاعون کا بہترین اور حکمی علاج اب تک معلوم نہیں ہوا۔ اسلیئے بہت لوگوں کا اس وبا سے مرنا ضروری ہے لیکن جسقدر متفرق علاج اور احتیاطیں اب تک معلوم ہو چکی ہیں انپر بھی عوام الناس کاربند نہیں ہوتے اور نہ ہو سکتے ہیں۔ اس میں زیادہ تر قصور اُن کے تعلیم یافتہ بھائیوں کا ہے۔ جو

اپنا فرض ادا نہیں کرتے

میرے خیال میں اس وقت لاہور میں تعلیم یافتہ اہل شہر کا ایک بہت بڑا جلسہ ٹاؤن ہال یا کسی دوسرے مکان پر ہونا چاہیئے تاکہ اہل شہر کی اس مصیبت پر غور کر کے کچھ تدابیر فیصل کرے۔ بیسیوں جھوٹی موٹی باتیں اہل شہر کو مدد دینی ممکن ہے۔ جو کما حقہ نہیں دیجا رہی ہے ایسا جلسہ اب بھی بہت جلد ہونا ضروری ہے۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ انڈین ایسوسی ایشن لاہور نے اس طرف کچھ توجہ کی ہے اور چندہ کا اپیل کیا ہے۔ یہ بہت اچھا کام ہے۔ مگر انڈین ایسوسی ایشن کو ایک عام جلسہ بھی کرنا چاہیئے تاکہ حالات موجودہ پر بحث کر کے کچھ تدابیر اختیار کیجا سکیں۔ (روزانہ پیسہ)

(الحکم) اس نمونہ قیامت کو دیکھکر کون دل ہے جو تھرا نہیں اٹھے گا۔ ۱۸۹۸ء میں جب طاعون کے ملک میں بشدت پھیل جانے کی پیشگوئی کی تھی، اسوقت اسی ہمعصر پیسہ اخبار نے ہنسی اڑائی تھی اور پھر جب لاہور میں اس آفت کے آنے کی خبر دی گئی تو پیسہ اخبار نے لکھا تھا کہ لاہور اس بلا سے محفوظ رہا کہ پیسہ اخبار کا ناچیز ایڈیٹر اس میں موجود ہے۔ بلکہ یہ بھی کہا کہ انجمن حمایت اسلام کے جلسہ پر ہزاروں آدمی آئے اور لاٹ صاحب کے تبادلہ کی وجہ سے بھی بڑا ازدحام ہوا۔ مگر لاہور محفوظ رہا پیسہ اخبار سنت اللہ سے محض ناواقف تھا اور ہے اور اسکو

تغیر نہ کہی کہ

دیر گیر و سخت گیر د مر ترا

اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اب جبکہ سال گذشتہ میں یہ اعتماد کر لیا گیا تھا کہ طاعون سے ملک بالکل پاک ہو جائے گا خدا تعالیٰ نے اپنا کرشمہ قدرت دکھایا اور اس قہری تجلی کی چمک سے دنیا کو حیرت زدہ بنا دیا۔

وہی لاہور ہے جسکی نسبت خود پیسہ اخبار کا ایڈیٹر لکھتا ہے کہ

نمونہ محشر بپا ہے

بہرحال پیسہ اخبار کے ایڈیٹر اور دوسروں سے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی باتیں کبھی ٹلا نہیں کرتیں۔ اسوقت بہت ہی نازک دن ہیں اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جاوے۔ اب وقت ہے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور پوری نیاز مندی کے ساتھ

یا مسیح الخلق عدوانا

کہتے ہوئے خدا کے برگزیدہ مامور کیطرف رجوع کریں اور اس علاج پر کاربند ہوں جو اس نے خدا تعالیٰ کی وحی سے اطلاع پا کر بتایا ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اس کے سوا اور کوئی چارہ اور راہ نہیں۔ اس مرتبہ طاعون کے ذریعہ جسقدر اموات پنجاب میں ہو رہی ہیں وہ نہایت ہی ڈراونی تعداد ہے۔ ایک ہفتہ میں نصف لاکھ سے زیادہ موتوں کی تعداد ایسی تعداد نہیں جو گورنمنٹ کو بھی متحیر نہ کر دے۔ اسلئے اس کے دوسرے الفاظ میں یہ معنے ہیں کہ ایک ہفتہ کے اندر

نصف لاکھ سے زیادہ رعایا گورنمنٹ کی حلقہ اطاعت سے کم ہو جاتی ہے

پس اس سے تمدن تجارت اور دوسرے امور پر جو اثر پڑ رہا ہے وہ ایسا نہیں کہ سرسری نظر سے دیکھا جائے گورنمنٹ کیا کر سکتی ہے؟ یہ خود اس کا اپنا کام ہے۔ ہاں میں اتنا ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ یہ وقت ہے کہ لوگوں کو پوری مدد دیجاوے۔ اب لوگ سیگریگیشن کی اہمیت اور ضرورت کو بھی سمجھنے لگے ہیں اور ایک حد تک یہ طریق مفید ہی ثابت ہوا ہے۔ نیز اسکے لئے اور ضروری ادویات کے لئے کثیر التعداد روپیہ منظور کرنا چاہیئے۔ اور ناظم ایسے لوگ بنیں جو اپنے اخلاق عادات کے لحاظ سے متمیز ہوں۔ گورنمنٹ سے جہانتک اس بات کا تعلق ہے اس حدتک گورنمنٹ اپنی رعایا کو مدد دے اور رعایا کا فرض ہے کہ وہ صدق دل اور نیک نیتی سے گورنمنٹ کی تدابیر انسداد کو عمل میں لاوے یہ تو جسمانی طریق اصلاح کا ہے مگر اس کے ساتھ ہی اس امر کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ طاعون کی اصلی جرم انسان کی عملی تبدیلی سے ہلاک ہوں گے۔

جہاں سینکڑوں دوسرے علاج کئے ہیں کیوں متفق ہو کر اس طریق علاج کا تجربہ نہیں کیا جاتا۔

جو خدا کا مامور بتاتا ہے

کیا اس علاج میں کوئی نقصان اور حرج ہے؟ کیا وہ روپیہ پیسہ کے لحاظ سے بہت قیمتی ہے؟ نہیں وہ تو ایسا علاج ہے کہ ہر شخص آسانی سے اختیار کر سکتا ہے۔ وہ کیا؟

خدا تعالیٰ سے سچی صلح

سچ یہ ہے کہ اب اگر کوئی علاج کارگر ہو سکتا ہے تو وہ

جز بدعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

کے مضمون کے اندر ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اس سے فائدہ اٹھا سکیں کیونکہ ساری توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ نعم المولیٰ و نعم الرفیق۔ ضد اور عداوت کو چھوڑ کر ٹھنڈے دل سے ان باتوں پر غور کرنا چاہیئے جو خدا کا مامور بتاتا ہے

ایک آریہ اخبار فحش نویسی کے جرم میں

آگرہ کا اخبار مسافر (جو لیکھرام آریہ مسافر کی یادگار میں نکالا گیا ہے) جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے فحش نویسی کے جرم میں ماخوذ ہے اور اس پر سرکار کیطرف سے مقدمہ چلایا گیا ہے مگر راستی کا دیوتا اور روشنی کا فرزند پرکاش اصل حال کو چھپا کر جہاں اسلامی اخبارات کو بدتہذیب قرار دیتا ہے وہاں مسافر پر اس مقدمہ کی وجہ مسلمان بتاتا ہے۔ اور اصل غرض اسکی یہ ہے کہ مسافر ڈیفنس فنڈ میں آریہ لوگ روپیہ بھیجیں۔ مجھے اس سے بحث نہیں کہ آریہ اسکو روپیہ بھیجیں یا نہ بھیجیں یہ وہ جانیں اور ان کا کام لیکن اتنا انکو سوچ لینا چاہیئے کہ اس کے دوسرے الفاظ میں یہی معنے ہیں کہ وہ اس فحش نویسی کے حامی اور مسافر کے ایڈیٹر کو زیادہ بیباک بنانے کے محرک ہیں۔ کیا وہ اسی کرتوت پر مسلمانوں سے صلح کرنی چاہتے ہیں اور یہی اصول اتحاد ہے مسلمانوں نے تو نہایت صبر اور برداشت سے مسافر کی ناپاک اور گندی تحریروں کو دیکھا۔ لیکن گورنمنٹ کے انصاف نے اسے مجبور کیا کہ وہ ایسی فحش تحریروں پر نوٹس لے۔ اسمیں مسلمانوں کو الزام دینا ہی کمینہ رویہ ہے پرکاش کو ایسی طرز اختیار کرنے سے محترز رہنا چاہیئے۔

کیا گورو کل کے پنڈال میں جھوٹ بولا گیا؟

مہاتما پارٹی کی تعلیمی انسٹیٹیوشن گرو کل کے سالانہ جلسہ پر ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کو جو آریہ کانفرنس ہوئی اس کا مضمون غیر مت والوں سے ہمارا برتاؤ تھا اس مضمون پر مہاتما پارٹی کے لیڈروں نے تقریریں کیں ان میں ماسٹر رام دیو صاحب نے کہا کہ ہمارا طریقہ تحریر اور تقریر اسقدر ناموزوں ہے کہ اسمیں تبدیلی کرنیکی سخت ضرورت ہے، اور ایسا ہی لالہ منشی رام صاحب نے جو اس مجلس کے میر مجلس تھے کہا کہ "اتنا ضرور ہے کہ غیر مذہب والوں کو سخت الفاظ سے مخاطب نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ دیدک دہرم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور عیسیٰ (علیہ السلام) کو سخت الفاظ میں مخاطب ہونیسے اُنت نہیں ہو سکتا"

غرض متفق طور پر یہ تسلیم کیا گیا کہ آریہ سماج کا طریقہ تحریر و تقریر غیر مذاہب کے متعلق قابل اصلاح ہے اور موجودہ حالت قابل اعتراض ہے لیکن پرکاش کا ایڈیٹر جلسہ میں موجود ہونے کے باوجود اور خود ہی روئداد کو شایع کرنے کے باوجود مسلمانوں پر الزام لگاتا ہے کہ وہ بدتہذیبی سے کام لیتے ہیں۔ پرکاش کے ایڈیٹر کو شرم کرنی چاہیئے۔ یہ بدتہذیبی آریوں کو مبارک ہو۔ آریوں کے پاس اور ہے کیا جو وہ پیش کریں گے آجا کر ایک نیوگ ہے اس کے فضایل بیان کرتے رہیں کون انہیں منع کرتا ہے

آریو بھی اس کانفرنس کا نتیجہ کیا ہوگا؟

جبکہ گورو کل کے پنڈال میں آریوں کے طرز تحریر و تقریر کو بدل دینے پہ متفق آواز اٹھائی گئی ہے تو کیا اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پنڈت لیکھرام کی کتابوں کی اشاعت بند کر دیجاوے اور ستیارتھ پرکاش کا چودھواں سمولاس

نکال دیا جاوے؟ اور آیندہ سے بیباک آریوں کے منہ میں لگام دیدیا جاوے؟ اور آریہ مساجر کا روش بدل دیا جاوے؟ یہ تجربہ بتا دیگا اور ہم دیکھیں گے!

وہ جو خدا کی طرف سے ہے اُسے کون ضایع کرسکتا ہے

احمق انسان قدرت کا مقابلہ کرنے میں اپنی بہادری ظاہر کرتا ہے مگر حقیقت میں وہ اپنی جان پر ظلم کرتا اور دانشمندوں کے لئے ایک مضحکہ بنتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے مامور و مرسل کو کوئی انسانی طاقت کبھی مٹا نہیں سکتی اور نہ اسکی کارروائیوں اور مقاصد میں روک پیدا کرسکتی ہے وہ ایک پہاڑ ہوتا ہے جو اس سے ٹکر مارتا ہے وہ اپنا سر پاش پاش کرکے خود ہی ہلاک ہوجاتا ہے اسے اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتا۔ پرکاش کے ایڈیٹر نے قادیان کے دو آریوں سومراج اور اچھر چند کے مرنے پر اظہار افسوس کے ضمن میں لکھا ہے۔

"دو پنڈت سومراج اور لالہ اچھر چند کی ذات کے ساتھ ہمعصر شبھ چنتک کی ذات وابستہ تھی اسلئے قدرتی طور پر انکی موت کے ساتھ اخبار کی بھی موت سمجھنی چاہیئے۔ لیکن ہماری رائے میں ضلع گورداسپور کے آریہ بھائیوں کا فرض ہے کہ جسطرح ہوسکے ایسی حالت میں اخبار کو جاری رکھیں کیونکہ جس پاکھنڈ کے ناش کے لئے شبھ چنتک کا جنم ہوا تھا وہ پاکھنڈ اسوقت تک قائم ہے اور اگر اخبار بند ہوگیا تو ممکن ہے کہ مرزا کئی بھولے بھالے بھائیوں کو اپنے دام تزویر میں لے آوے لوگوں کو مرزا کے فریب سے آگاہ رکھنے کے لئے لازمی ہے کہ شبھ چنتک کی ہستی قایم رہے"

پرکاش کا ایڈیٹر جو اپنے مضمون مفہوم کے نام سے اگنی کا فرزند کہلا سکتا ہے (تیسرے نیوگی خصم سے مراد نہیں) اس سلسلہ کو پاکھنڈ قرار دیتا ہے اور اسکو ناش کرنے کے لئے شبھ چنتک کی ہستی لازمی بتاتا ہے۔ کاش وہ گھر میں پہلے سے سوچ لیتا کہ اس پاکھنڈ کو ناش کرنے کے لئے اٹھنے والوں کا کیا حشر ہوا اور واقعات نے کس کو پاکھنڈ قرار دیا۔ لیکھرام کس دم خم کے ساتھ خدا کے قائم کردہ سلسلہ کو مٹانے کے لئے اٹھا اور تین سال کے اندر سلسلہ اور اس کے بانی کے مٹ جانے کی پیشگوئی کرگیا مگر آج لیکھرام کی ہڈیاں بھی نظر نہیں آتی ہیں کیا پرکاش کا ایڈیٹر بتا سکتا ہے کہ وہ کہاں ہے؟ کسی نے کہتے۔ پاپنڈت رباسوری کو یاد کرکے کہدے کہ لیکھرام جی مہاراج اس میں بہ جاتے ہیں تو اسکو کوئی عقلمند تسلیم نہیں کرے گا۔ وہ جو خدا کے مامور کو مٹانے کو اٹھا تھا خود مٹ گیا۔ اور ابتر بے نام و نشان ہوکر مرگیا۔ اور اولاد نہ ہونے کی وجہ سے ہی نجات سے محروم رہا مگر وہ جسکو پاکھنڈ کہتے تھے وہ حق ثابت ہوکر اٹل پہاڑ کی طرح قایم ہے اور بڑے زور کے ساتھ اسکی ترقی کی موجیں بہ رہی ہیں جسکو اب کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ پھر پرکاش کے ایڈیٹر کے خیال کے موافق شبھ چنتک کا جنم اسی غرض کے لئے ہوا؟ اس نے کیا کیا؟ اس سلسلہ کو مٹانے میں کہاں تک کامیاب ہوا؟ خود مٹ گیا اور اپنا نام و نشان مٹا گیا۔ اور سلسلہ کے باغ میں کھاد کا کام دے گیا۔ اس کے علاوہ اور بہت سے کمریں باندھ کر اٹھے اور ناکام نامراد رہکر یا تو گمنام ہوگئے یا انکا نام و نشان مٹ گیا۔

میں اس سے ناراض نہیں کہ آپ اخبار کو جاری نہ کریں کریں اور شوق سے کریں۔ اوروں کو ابھارنے سے کیا فائدہ کیوں خود ہی بوریا بستر اٹھا کر قادیان میں ڈیرا نہیں لگا دیتے۔ تاکہ تیوگ نہ کرانا پڑے اور اپنے تئیں مخالفت سلسلہ کا کام نہ لو خود ہی کر دو اور رائے شوسنگھ یا بخشیش سنگھ جی کو ابھارنے کی نوبت نہ آئے۔

یقیناً یاد رکھو کہ خدا تعالےٰ کے مامور کے مقابلہ میں جو آیا اور جب آیا وہ ذلیل اور رسوا ہوا اور ہوگا اس متواج دریا کو کوئی تنکا روک نہیں سکتا جو ایسی بیہودہ حرکت کرے گا وہ

خود بہہ جاے گا ایک شبھ چنتک کیا اگر تمہارے چھوٹے اور بڑے اور اگلے اور پچھلے اکیلے اکیلے اور سب کے سب اکٹھے ہوکر انسانوں کی صورت میں یا سوروں اور بندروں اور بھیڑیوں کی جون میں حملہ کریں پھر بھی وہ اس

پہاڑ کو جنبش نہیں دے سکیں گے

کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کا مرسل ہے اور اس کے لئے وعدہ الٰہی یہی ہے

سیھزم الجمع ویولّون الدُبر

سخت احتیاط مطلوب ہے

انگریزی تہذیب کیطرف ہز میجسٹی امیر کابل کا میلان طبع ذیل کے واقعہ سے معلوم ہوسکتا ہے۔ مدراس میل کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ مس لشبی جن کو حال میں امیر صاحب نے بیگمات کی تعلیم کے لئے ملازم رکھا ہے۔ ۲۶ر مارچ کو اوٹاک منڈ سے کنور پہنچیں اور اپنی خدمات کا چارج لینے کے لئے بذریعہ میل براہ پشاور کابل کو روانہ ہوگئیں۔ ان کے ساتھ ایک جرمن خادمہ ہے اور دو کتے ہیں جو ضرورت کے وقت معقول باڈی گارڈ ثابت ہوں گے۔ افغانی معاملات کی تاریخ میں یہ تعیناتی ایک نیا باب ہے کیونکہ مس لشبی محض اسی غرض سے کابل جا رہی ہیں کہ بیگمات کو انگریزی طرز پر ہز میجسٹی کے خانگی انتظامات کی تعلیم دیں۔ اور انگریزی طریق پر مہمانوں کی خاطر و مدارات کے اصول سکھائیں مس موصوفہ ہر طرح اس عہدہ کی اہل ہیں۔ کیونکہ گانے بجانے میں اُن کو خاص مہارت ہے اور زباندانی میں بھی اچھا ملکہ ہے۔ امپیریل گورنمنٹ کی ذمہ واری پر مس موصوفہ کابل گئی ہیں۔

مولانا عبدالعزیز والی مراقش کی مثال اسوقت ہمارے سامنے ہے۔ غالباً امیر کابل بھی اخباری دنیا کے ایسے موٹے واقعہ سے بےخبر نہوں گے مولانا موصوف کو اپنی رعایا میں کیوں ہر دلعزیزی حاصل نہیں ہوئی؟ محض اسیوجہ سے کہ انہوں نے پبلک کی فیلنگز کی پروا نہ کرکے بالکل صاحب لوگوں کی سی بود و باش اور معاشرت اختیار کرلی۔ لوگوں کے دلوں سے انکی مذہبی فرمانروا ہونے کا وقار اٹھ گیا۔ ہز میجسٹی امیر کابل کو بھی جو اسلامی دنیا میں حضرت خلافت پناہی اور سلطنت ایران کے بعد تیسرے درجہ پر ہیں اور جن پر ایک کثیر اسلامی آبادی کی عظمت و احترام کی نگاہیں پڑتی ہیں۔ نیا راستہ اختیار کرنے میں۔ جو اپنی ظاہری خوبیوں کے لحاظ سے نہایت دلکش ہے نہایت حزم و احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ اور جبتک افغانی پبلک جنرل تعلیم سے بہرہ اندوز نہو۔ ان کو چاہیئے کہ اُنہی نشانات معروفہ کو ہادی راہ بنائیں جو امیر مرحوم نے قایم کردیے ہیں۔

(وکیل)

آتشی ستارہ کا نمودار ہونا

سول ملٹری گزٹ کا ایک نامہ نگار کہتا ہے کہ گذشتہ اتوار کے دن پونے پانچ بجے شام کے ایک سنگ شہابی آسمان سے گرا۔ جو بہت ہی درخشاں تھا۔ راولپنڈی سے اسکا رُخ جنوب مشرق کی جانب تھا گو دھوپ تھی پھر بھی روشنی بہت تیز تھی اگر رات کے وقت گرتا تو ایک مافوق العادت منظر دیکھنے میں آتا۔ اس کے متعلق آج پیسہ اخبار کے متعدد نامہ نگاروں کے خطوط درج کئے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ پنجاب کے اکثر حصوں میں یہ قدرتی کرشمہ دیکھا گیا ہے۔

حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ۔ ۳۱ر مارچ کو بوقت ۵ بجے شام بطرف مشرق ایک دُمدار ستارہ کیطرح ایک آتشی ستارہ۔ ۴ منٹ تک آسمان پر نمودار رہا۔ اس کے بعد ایک دھواں سا ہوگیا۔ اسکی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ کیا شئے تھی یہی کیفیت کئی دیہات میں بھی دیکھی گئی ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس کے تمام احوال سے پورا پتہ ہو تو تحریر کریں کیونکہ ہمارے علاقہ میں کئی طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ مرزائی صاحبان کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کا الہام ہے کہ آسمان سے ایک نشان عنقریب ظاہر ہوگا جو ۷ مارچ سے یکم اپریل ۱۹۰۷ء تک ظاہر ہوگا۔ کئی صاحبان کہتے ہیں کہ پہاڑ پھٹ گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ توپچیوں نے گولہ آسمان پر چڑھایا ہے۔

(محمد عبد اللہ خاں از حافظ آباد)

تحصیل جہلم۔ ۳۱ر مارچ کو بروز اتوار تقریباً ۴ بجے شام کو ایک شعلہ آتش آسمان مغرب سے نمودار ہوکر مشرق کی طرف جاکر غائب ہوگیا۔ اور اخیر ایک بادل سا نظر آیا۔ حالانکہ آسمان بالکل صاف تھا۔ یہ خدائی قدرت دیکھکر سب حیران رہ گئے

(محمد خاں نائب مدرس ٹھری ضلع جہلم)

سنگھتل ریاست جموں۔ کل شام کو ۴ بجے عجب قدرت دیکھنے میں آئی میں سایہ میں بیٹھا ہوا کتاب پڑھ رہا تھا کہ کتاب کے صفحہ پر بجلی کیطرح چمک پڑی چونکہ مطلع بالکل صاف تھا اوپر نظر اٹھا کر جو دیکھا تو ایک دھوئیں کی لکیر لمبی جسطرح کہ آتشبازی کی ہوتی ہے اسطرح کی نظر آئی جو کہ پھیل رہی تھی دو منٹ کے بعد اس قسم کی آواز اس دھوئیں کے اندر سے آئی جسطرح کئی توپیں فاصلہ پر اکٹھی چلی ہوں اور یہ آواز نصف منٹ تک رہی۔ سب لوگ خوف زدہ ہو رہے ہیں۔ کوئی صاحب اگر کچھ وجہ بتا سکیں تو درج اخبار فرمادیں۔

(دیکھشی کرتار سنگھ روبہ ٹھیکہ دار)

کاس والہ۔ (ضلع گوجرانوالہ) ۳۱ر مارچ کو ۴ بجے دن کے شمالی جانب سے ایک گولہ سرخ و نیلے رنگ کا آسمان سے گرتا ہوا معلوم ہوا۔ جسجگہ دریافت کیا گیا یہی معلوم ہوا کہ اسجگہ گرا ہے۔ حالانکہ معلوم نہیں کہ کس جگہ وہ ستارہ گرا ہے۔ اس ستارہ کے متعلق جو کچھ حالات آپ کو معلوم ہوں بذریعہ پیسہ اخبار تحریر فرماویں۔ (محمد [illegible] از کاس والہ)

پنڈی گھیب۔ کل ۳۱ مارچ بوقت ۴ بجے شام قریب موضع کھڑ تحصیل پنڈی گھیب ایک شعلہ جو کہ قریب ایک نیزہ کے لمبا تھا اور اس کا سرا خمدار کی مانند تھا اور پیچھے سے دم کی مانند تھا آسمان سے گرا۔ اور اسی وقت اور اسی قسم کا شعلہ موضع اخلاص میں بھی اسی تاریخ کو آسمان سے گرا۔ (لالہ [illegible] دوکاندار رام سرن پٹواری از پنڈی گھیب)

ضلع گورداسپور۔ کل شام ۳۱ر مارچ بوقت ۴ بجکر ۵۴ منٹ پر ایک ستارہ یعنی ایک سخت تیز روشنی بمشابہ ایک مشعل کے جس کے پیچھے ایک گز شاید ہی سفید و شفاف چاندی کا سا دستہ معلوم ہوتا تھا جنوب سے شمال کو جاتا معلوم ہوا۔ جس جگہ وہ گرا۔ اسجگہ سے تیز و مختلف رنگ سے دھواں نمودار ہوا اور اس کے بعد ایک بڑی ہولناک گرج سنائی دی جیسا کہ جہاں تک معلوم ہوئے سات سات میل کے فاصلہ پر یہی حال ظہور میں آیا ہے۔ لوگ بیچارے دیہاتی اس کیفیت کو دیکھکر سخت حیرت زدہ ہو رہے ہیں۔ (باوا خادم)

جاتکل ضلع گجرات۔ عجائبات قدرت حق میں سے ایک کا مشاہدہ ہوا یکشنبہ کے روز ۳۱ مارچ بوقت ۵ بجے عصر کے وقت ایک شعلہ آگ کا بجانب شرق نمودار ہوا۔ ہری کین لمپ کی چمنی کیطرح گول تھا زمین پر گرنے سے پہلے چنگاریاں نکلکر صرف دُخان کیصورت مستطیل میں ظاہر ہوکر قریباً پانچ منٹ میں غائب ہوگیا لطف یہ ہے کہ کوٹلہ سے لیکر دریا چناب کے مغربی کنارہ تک جسکا فاصلہ ۳۰ میل کا ہے یکصد کرم کے فاصلہ پر گرتا لوگ بتاتے ہیں ہزارہا لوگ دیکھکر حیران ہوئے ہیں۔ یہ بھی دریافت کیجئے کہ اور بھی کسی ملک میں کسی شخص نے اسے دیکھا ہے یا نہیں (محمود شاہ)

ضلع راولپنڈی۔ ۳۱ر مارچ کو دوپہر سے تا بوقت زوال مختلف جگہوں پر اس علاقہ میں آسمان سے شعلے آتش کے بشکل برج آتشی گرتے نظر آئے اور زمین کے نزدیک آتے ہی دھواں بنکر غائب ہوگئے اور اس کے اوپر کے سمت آسمان پر ابر سا بنکر نمودار ہوگیا۔ اس علاقہ کے بعض گاؤں میں جہاں یہ شعلے گرے طاعون کا بڑا زور ہے یہ کئی معتبر لوگوں نے دیکھے ہیں اور اس علاقہ میں اسبات کا بڑا چرچا ہے کہ آیا یہ کیا بات ہے۔ تمام اخباروں میں اس کا اندراج کیا جاوے (جان محمد از جبیر و رتال ڈاکخانہ حیات سر راولپنڈی)

گگڑار تہی۔ (تحصیل جہلم) کل ۳۱ر مارچ کو بوقت ساڑھے تین بجے شام ایک شعلہ آتشیں ایسا نظر آیا کہ جس کے سامنے سورج کی روشنی ہی ماند ہوگئی تھی۔ اس شعلہ کی رفتار جنوب مغرب سے شمال مشرق کو شہاب کی رفتار کے موافق تھی۔ اور وہ زمین سے قریب اور زمین کی سطح کے متوازی تھی۔ اسلئے ہم اسکو شہاب نہیں کہہ سکتے کیونکہ کشش زمین ایسا کرنے سے مانع ہے۔ اسوقت تک جو خبریں موصول ہوئی ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے کہ ہمارے قصبہ کے اردگرد چھ چھ کوس دور گاؤں والوں نے بھی دیکھا ہے راستہ میں اس شعلہ کے بعد ایک کثیف دھوئیں کی لائن دیر تک نظر آتی رہی بعض خبروں سے پایا جاتا ہے کہ اس شعلہ کی رفتار بالکل خط مستقیم کی صورت میں نہیں تھی۔ بلکہ بعض بعض جگہوں میں اس نے سمت بھی بدلی۔ اس واقعہ کے ظہور کے وقت ابر کا نشان مطلق نہیں تھا جس سے برق کا گمان ہو اور نہ کسی قسم کا شور یا آواز تھی عجیب قدرت خدا تھی۔ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں۔ ایک دو آدمی نے نہیں دیکھا بلکہ صدہا نے دیکھا ہے۔ لوگ بہت متشدد ہیں۔ شاید یہی قیامت کے مقررہ آثار میں سے کوئی نشان ہو

(نور عالم مدرس مدرسہ گگڑار تہی ضلع جہلم)

کوٹ محمد خاں (ضلع فیروزپور) ۳۱ر مارچ کی آسمانی آگ نے عوام الناس کو خائف کر رکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ۳۱ر مارچ بروز اتوار ۳-۴ بجے شام کے درمیان آسمان کی طرف سے ایک بوتل اترتی دکھائی دی جس سے شعاعیں نکلکر اوپر کو جاتا تھا۔ بوتل مذکور زمین پر آکر دھواں بن گئی۔ یہ نظارہ ایک جگہ نہیں دیکھا بلکہ جہاں تک معلوم ہو سکا ہے کم از کم دس پندرہ گاؤں میں دیکھا گیا اور ہر ایک گاؤں میں کئی کئی اشخاص نے گاؤں کی مختلف سمتوں میں دیکھا۔ ہر ایک نے اپنے سے چند قدم کے فاصلہ پر یہ وقوعہ پایا۔ اکثر آدمی خوف سے گھر دل کو بھاگ آئے اس سے لوگ بہت ہراساں ہو رہے ہیں۔ اگر کوئی بزرگ اسکی حقیقت سے آگاہ ہوں تو بذریعہ اخبار ظاہر فرماکر عوام الناس کو مطمئن فرماویں۔ (شیر محمد کوٹ محمد خاں ضلع فیروزپور)

(روزانہ پیسہ)

مراسلات

کھلی چٹھی بنام ایڈیٹر اہل فقہ امرتسر

آج ایک دوست کی معرفت آپ کے اخبار اہل فقہ کا پرچہ نمبر ۶ ۳ مورخہ ۱۲ راپریل ۱۹۰۷ء میری نظر سے گذرا جس میں جناب نے (مرزائیوں کا فرار) کی سرخی میں تھوڑا سا مضمون لکھکر آیندہ مفصل حالات کے واسطے ناظرین کو منتظر رہنے کے واسطے لکھا ہے مجھے بحیثیت مسلمان ہونے کے آپ پر از حد افسوس ہے۔ کہ آپ نے خواہ مخواہ جھوٹ لکھکر پبلک کو گمراہ کیا ہے کیونکہ آپ نے لکھا ہے۔ کہ جلسہ میں چند مرزائیوں نے مرزا کی بیعت سے دست بردار ہو کر مشرف با سلام ہوئے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین مسلمان ہو کر اسقدر افترا۔ آپ تو امرتسر سے مرزائیوں کو مشرف با سلام کرنے کے واسطے تشریف لائے تھے۔ لیکن آپ نے صریحا جھوٹ بولا۔ اگر آپ کو کچھ حمیت ہے۔ اور آپ سچے پر ہیں۔ تو براہ مہربانی ان مرزائیوں کے نام بذریعہ اخبار شایع کردیں۔ جو اسوقت آپ کے روبرو بیعت سے دست بردار ہوکر مشرف با سلام ہوئے تھے۔ تاکہ آپکی صداقت پبلک پر ظاہر ہو جاوے آپکے اس مجمع میں صرف چوہدری بڈھے خان مرحوم مہاراجکے۔ میاں جان محمد علی ساکن جیبو وال۔ منشی عبد العظیم پٹواری۔ غلام رسول ساکن مہاراج کے شامل تھے۔ اور یہ مندرجہ بالا چاروں آدمی ابتک حضرت اقدس مسیح موعود کے جاں نثار غلام ہیں اگر آپ کوئی اور سوائے انکے وہاں احمدی جماعت کا آدمی بتلا ویں۔ تو ہر ایک آدمی کے عوض ایک روپیہ انعام آپ کو دونگا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ جناب اپنے دوسرے مضمون میں انصاف سے کام لیں گے۔ اور آپکے وعظ کے اثر سے جو مسلمانوں نے تالیاں بجائی تہیں۔ اور گالی گلوچ تک پہونچے تھے۔ اسکا بھی ذکر کرینگے۔ اور جو تقریبا دوسو ادو سو روپیہ جمع کیا تہا۔ اسکے خرچ کا حساب بھی اپنے اخبار کو ہر بار میں شایع کرینگے۔ تاکہ پبلک کو سب حالات سے واقفیت ہو جاوے۔ اگر آپ نے ان امور پر روشنی نہ ڈالی۔ تو انشاء اللہ تعالی میں ہر ایک پہلو پر مفصل بحث کرکے آپ کی صداقت ظاہر کرونگا۔ والسلام

خاکسار محمد صدیق احمدی از مہاراجکے

اہل حدیث کی صریح ناکامی

ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بایتہ انہ لا یفلح الظلمون

اہلحدیث نے سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اسکے بانی علیہ الصلوۃ والسلام کی تکذیب و توہین کے لئے جسقدر زور لگایا ہے وہ ایسا نہیں جو کسی فرد بشر سے پوشیدہ ہو۔ مگر اس تمام کوشش و سعی کا جو کچھ نتیجہ نکلا اس سے صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ حقہ کی لاریب خدا تعالے نے ترقی چاہی ہے اور فی الحقیقت وہ اسکے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے اور در اصل قرآن کریم خدا تعالی کی باعظمت کلام ہے کیونکہ اہل حدیث نے اور اسکے دوسرے ہم مشربوں نے ناخنوں تک زور اسکے مٹانے اور تباہ کرنے کے لئے لگایا اور متعدد کتابوں اور رسالوں کے ذریعہ چاہا کہ اسکی ترقی کو روک دیں مگر کیا مجال کہ انکے رسالے اور کتابیں اسکی ترقی کو روک سکیں یا ان خار و خس سے اسکی شاہراہ میں فرق آسکے! اس سے صاف طور پر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ در اصل خدا تعالے کا یہ وعدہ کہ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بایتہ انہ لا یفلح الظلمون بالکل سچا وعدہ ہے چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کو باوجود اسقدر سیاہ دشمنی کے یہی اقرار کرنا پڑا کہ سلسلہ عالیہ کی مخالفت میں جو تحریریں شایع ہوتی ہیں انکا دیرپا اثر نہیں ہوتا اور نہ وہ عام فائدہ دیتی ہیں دیکھو اسکی کتاب الہامات کا صفحہ ۷ جہاں پر وہ وہ حامیان ملت بیضا و ناصران سنت علیا کیخدمت میں اپیل کے عنوان نیچے لکھتا ہے کہ قادیانی کے مقابل جسقدر کوششیں ہو رہی ہیں حقیقت میں وہ کافی سے زیادہ ہیں مگر چونکہ متفرق ہیں انکی اثر سے کوئی عام اور دیرپا فائدہ نہیں ہوتا" اور درحقیقت ایسا ہونا چاہئے تھا کیونکہ اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ حق پر نہ ہوتا تو انکی سب سعی ہرگز ہرگز بے ثمر اور ناکامی اور نامرادی کا موجب نہ ہوتی مگر یہ لوگ صریحا ناحق پر ہیں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ حق پر ہے اسلئے انکی تمام کوشش عبث اور بے سود اور حسرت کا موجب ہو رہی ہے جیساکہ ذیل کا ذکر اسکی اچھی طرح کلعی کھولتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ایک دوست جناب قاضی ثناء اللہ صاحب خریدار اخبار اہلحدیث ۲۳ باوجودیکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سخت سے سخت مخالف تھے محض اللہ تعالی کی وعدہ کے موافق سلسلہ عالیہ احمدیہ میں بطیب خاطر بلا جبر و اکراہ داخل ہوگئے حالانکہ قاضی صاحب مذکور ایسے مخالف تھے کہ انکی مخالفت کا زمانہ جس نے دیکھا ہے وہ خدا کے لئے گواہی دے سکتا ہے کہ اسقدر مخالفت کے بعد قاضی صاحب کا حضرت میرزا صاحب کیطرف رجوع کرنا اور انکو مامور من اللہ مہدی و مسیح موعود تسلیم کر لینا کسیطرح بھی بڑے اعلی درجہ کے معجزہ سے کم نہیں قاضی صاحب نہ صرف اخبار اہلحدیث کو خرید کر تکذیب کے میدان میں تیز رہنے کی روا دار تھے بلکہ انہوں نے ابھی دین میں بہت سی کتابیں بھی امرتسری صاحب کی خریدی ہیں جو کہ ابتک انکے پاس موجود ہیں اور ان کتابوں کو صرف معمولی طور پر ہی مطالعہ نہیں کیا تھا بلکہ نہایت غور و فکر سے کام لیکر ان کتابوں سے اچھی طرح فائدہ اٹھانے اور تکذیب کے پہلو پر پختہ رہنے کا مصمم ارادہ کیا ہوا تھا "الہامات" پر جسپر مولوی ثناء اللہ بڑا ناز کرتا ہے اسکو بھی انہوں نے نظر انداز نہیں کیا تھا یعنے اسپر جناب قاضی صاحب نے بہت توجہ رکھی تھی اور خاصکر اس کتاب کا یہ نوٹ تو گویا قاضی صاحب نے ایسا ازبر کیا تھا کہ کسیوقت بھی اسکو نہیں بھولتے تھے جسکا عنوان "دوستوں کو اطلاع" دیکر یہ تدبیر بتلائی ہے کہ آپ لوگوں کو اگر کسی مرزائی سے گفتگو کرنیکا موقع ہوا کرے تو اس طریق سے بحث کیا کریں تاکہ طول عمل نہ ہو اور مطلب بھی باسانی حاصل ہو سکے اسلئے کہ اگر مرزا جی بوجہ اپنی پیشگوئیوں کے کاذب محض اور مفتری علی اللہ ثابت ہوں تو بس دوسرے مسایل (حیات مسیح وغیرہ) کی ضرورت ہی کیا" صفحہ ۹

اسپر جناب قاضی صاحب نے ایسا عملدرآمد کیا تھا کہ کمال کو پہنچایا ہوا تھا چنانچہ کئی ایک موقعوں پر امتحان بھی لیا گیا آپ نے فورا یہی طریقہ تکذیب اختیار کیا تھا جو امرتسری نے بتایا ہے یعنے جب کہیں پر کسی صاحب سے کسی صاحب کیساتھ گفتگو کرنیکی نوبت آئی آپ فورا وہاں کتاب "الہامات" لیکر پہنچتے رہے اور اسطریق پر بحث کرتے رہے مگر ان تمام کوششوں کا نتیجہ آخر کو یہ نکلا کر جس راستہ سے لوگوں کو روکتے تھے اسپر خود فدا ہوگئے اور اسطرح مولوی صاحب امرتسری کی تمام کوشش ملیا میٹ ہوگئی اور اس سے خدا تعالی کے کلام قرآن مجید کی عظمت اور زندگی کا بیّن ثبوت ظاہر ہوا نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک بین نشان ظہور پذیر ہوا کیونکہ ہمارے دوست قاضی صاحب کی تمام مخالفت کو ایکدم سے اللہ تعالے نے دور کرکے ہمکو اور انکو شیر و شکر کر دیا۔

اے خدا تعالی کے مسیح! تجھ پر ہزار ہزار سلام کہ تو لاریب سچا ہے اور تیرے ساتھ جو کچھ وعدے کئے گئے ہیں تمام سچے اور خدا تعالی کیطرف سے ہیں کیونکہ انہیں سے بہتوں کی صداقت کا ثبوت ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جھوٹا ہے وہ جو تیری تکذیب کرتا ہے اور گمراہ ہے وہ جو تیری عیب گیری کرتا ہے ۔ خاکسار محمد حسین احمدی از لاہور چھاونی

✱ تعجب کہ باوجود مولوی فاضل ہونیکے اور مسلمانوں کی عموما اور اہل حدیث کی خصوصا دینی و دنیوی خدمت کے مدعی ہونیکے اور حمایت و اشاعت اسلام و سنت نبی علیہ السلام کی اور اصل دین آمد کلام اللہ منتظم و اشتمن رئیس حدیث مصطفے برجان مسلم دشمن کی مدعی ہونیکے مولوی جی کی عقل ایسی چکرا کہا گئی کہ قرآن میں اور حدیث میں مفتری علی اللہ کو یہ کہنے کا کوئی معیار نہیں ملا یا قرآن و حدیث نے دہکے دیئے تو ناچار اختراعی اصول گھڑکر اپنی علمی لیاقت اور قرآن دانی اور حدیث فہمی کا ثبوت دیا جیساکہ اس سے پہلے آپنے ایکدفعہ اور بھی اپنی قرآن دانی و حدیث فہمی ثبوت دیا تہا جبکہ یہانتک فرمایا تہا کہ مرید کا مرتد ہونا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے جسپر ہمکو مولوی جی کی علمی لیاقت اور دینی خدمت کا اعتراف کرنے کے لیے الحکم کے پونے چھ کالم لینے پڑے تھے پھر ایساہی آپنے یہ اقرار کیا تہا کہ اب یہودی ہیں اہلحدیث ۲۶ جلد ۳۲ یعنے حمایت یہودیوں سے عقیل ہی وہ ان حضرت اور ان کے ہم مشرب حضرات کے لئے ہے تو ہم کو پھر جا کام

گوروں اور کالوں میں حقوق کی مساوات کا جوش

موجودہ پولیٹیکل ایجیٹیشن کے متعلق یہ تیسرا مضمون ہے جو الحکم کے کالموں میں شائع کیا جاتا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ شورہ پشت میرے اس قسم کے مضامین کو ناپسند کریں گے اور وہ الحکم کو خدا جانے کیا کیا صلواتیں سنائیں گے مگر وہ ان باتوں کی پرواکر کے اظہار حق کے اظہار سے رک نہیں سکتا اور انشاء اللہ نہیں رکے گا۔

یہ امر متعدد مرتبہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہم احمدی گورنمنٹ انگلشیہ کو خدا تعالیٰ کی ایک **نعمت** اور خاص **برکت** سمجھتے ہیں جس کے ذریعہ ہماری جان ہمارا مال ہماری آبرو اور سب سے بڑھکر ہمارا **ایمان محفوظ** ہے۔ اس لئے ان احسانات اور برکات کی شکر گزاری اپنا مذہبی فرض یقین کرتے ہیں۔

جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے آجکل جہاں اکثر ناعاقبت اندیش اور جاہ طلب لوگوں نے یہ وتیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ خواہ بیہودہ اور بے معنی ہی کیوں نہ ہو انگریزوں کے نام اور کام پر اعتراض کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور وہ مختلف قسم سے جاہل اور اپنے نفع ونقصان سے نابلد محض لوگوں کو بہکاتے اور اکساتے ہیں وہاں

انگریزوں کے ساتھ حقوق کی مساوات

کا بھی سوال پیش کرتے ہیں اور مختلف مثالیں دے دے کر بتاتے ہیں کہ فلاں عہدے کی تنخواہ ایک یوروپین نژاد کو اس قدر ملتی ہے اور ایک دیسی کو اسقدر علیٰ ہذا القیاس۔

اس قسم کی باتوں سے نافہم اور کوتہ اندیش پبلک بھڑکتی اور وہ اپنی محسن گورنمنٹ کی نسبت کبھی خود غرضی اور کبھی ناانصافی کا الزام لگانے کو طیار ہو جاتی ہے مگر درحقیقت یہ سخت غلطی اور گمراہی ہے۔

جو لوگ اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں وہ حریص اور طامع ہیں اور اپنے ذاتی اغراض کی خاطر احمقوں کو اکساتے اور

آگ لگا جمالو دور کھڑی

کے مصداق ہو کر تماشا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور محبان وطن کی فہرست میں اپنا نام لکھا کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔

یہ امر کہ کسی عالی رتبہ انسان کو دیکھکر ویسے ہی اعزاز اور درجہ کے حاصل کرنے کی سعی کرنا یا آرزو کرنا گو برا نہ ہو لیکن جب یہ آرزو

مقبلاں راز وال نعمت وجاہ

کے رنگ میں اور یہ سعی اخلاقی حدود کی پابندیوں سے نکل کر ہو تو نہایت ہی **مذموم** اور **مکروہ** ہو جاتی ہے۔ یہی حال ہمارے **ابنائے وطن** اور اہل ملک کا ہے۔ میں اس بات سے نہیں ڈرتا کہ وہ مجھے گالیاں دیں گے یا مجھے **قومی ٹریٹر** کہیں گے۔ کہیں ان کی گالیاں ان کی بیہودگیاں میرے

حقیقی جذبات کو دبا نہیں سکتی ہیں

بہر حال یہ بحث بھی آجکل بہت زور شور سے شروع کی گئی ہے کہ گوروں اور کالوں کے حقوق میں مساوات ملحوظ نہیں رکھی جاتی۔ میں نے اس سوال کے سارے پہلوؤں پر بڑے غور سے نظر کی ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میں اپنے ملک کے شور وشیون کے ساتھ ہم آواز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ مساوات کا سوال ہی سرے سے لغو اور خلاف نیچر سوال ہے۔

جس صورت میں انسانی نسلوں میں رنگ، زبان، قوی، قد وقامت کا اختلاف موجود ہے اور پھر عورت و مرد وضیع و شریف حاکم ومحکوم آقا و نوکر وغیرہم صدہا قسم کے امتیاز اور اختلاف موجود ہیں تو قوانین قدرت کو بدل کر یہ مساوات کے ولولوں سے دیوانے ہوئے ہوئے لوگ کیا مساوات قائم کرنے کی قدرت رکھ سکتے ہیں۔

اور جس صورت میں یہ اختلاف قدرتی (نیچرل) اختلاف ہے تو پھر مساوات قائم کیونکر ہو سکتی ہے؟ کس کس امر میں مساوات کو قائم کیا جاویگا۔

میں یہ مانتا ہوں کہ یہ بیہودہ خیال آج ہی پیدا نہیں ہوا مختلف ملکوں میں اور مختلف قوموں میں مختلف اوقات کے اندر ایسے خیالات نے نشوونما پایا لیکن دنیا کی تاریخ اس امر سے ساکت ہے کہ کبھی یہ مساوات قائم ہوئی ہو۔ کیوں؟

قدرت کا یہ منشا ہی نہیں۔ قدرت نے خود مساوات قائم نہیں کی۔ کبھی سلسلہ کہ یہ اختلاف

خدا تعالےٰ کی ہستی کی دلیل ہے

اور خدا تعالےٰ کی مجید کتاب نے بڑی وضاحت کے ساتھ اس دلیل کو بیان کیا ہے۔ جس حال میں ظاہری بناوٹ میں مساوات نہیں عقلی اور دماغی قوتوں میں باریک در باریک تفاوت اور امتیاز رکھا گیا ہے پھر ایسے نتائج اور عملی صورتوں میں مساوات قائم کرنا

قدرت کا مقابلہ ہے

اور یہ ایک بندھا ہوا قانون ہے کہ جو شخص قوانین قدرت کا مقابلہ کرتا ہے وہ نامراد رہتا ہے۔

احمق موجودہ ایجیٹیشن کو دیکھکر کہتے ہیں کہ یہ ملک کے لئے نیک فال ہے میں کہتا ہوں کہ ملک اور اہل ملک کے لئے اس سے بڑھکر بدنصیبی اور بدقسمتی کیا ہو گی۔ کہ وہ اس راہ کو اختیار کریں جو ان کے جان و مال کو خطرہ میں ڈالے اور انکی اخلاقی اور ذہنی قوتوں کو تباہ کر دے۔

انقلاب! انقلاب!!

کی صدائیں جدت پسند اور حریص انسان کو شائد تھوڑی دیر کے لئے دلنواز ترنم کا کام دیں مگر جو دانشمند ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس کی تہ میں کیا ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے فرانس کے اس انقلابی شور وشر کے نظارہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھو جو تمام افراد انسانی کے حقوق کی حفاظت اور ان میں قیام مساوات کے لئے بلند کیا گیا تھا کیا کہہ سکتے ہو کہ اس کا حشر کیا ہوا؟ صرف

جمہوری حکومت

پر خوش ہو جانا دانشمندی نہیں۔ وہ جمہوری حکومت اقطع نظر اس سوال کے کہ کیسی مفید ثابت ہوئی یا مضر کسقدر جانوں اور آبروؤں کے بدلے میں خرید کی گئی۔ اور پھر کیا اس سے وہ مساوات قایم ہو گئی جو وہ چاہتے تھے۔

ہرگز نہیں

خون کی ندیاں فرانس کی گلیوں میں بہ گئیں مگر مساوات قایم نہ ہوئی۔ نہ ہوئی اور نہ آیندہ ہو۔ اور ان فرضی اور خیالی تکالیف کا کوئی مداوا اور علاج نہ ہوا۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان حقوق کی مساوات کے خواہشمندوں کی مثال اس کھوسٹے کی سی ہے جسکی دم کٹی ہوئی تھی اور وہ تلاش دم میں

کسی دہقان کے کھیت میں جاکر کان ہی کٹوا بیٹھا تھا۔ اس تاور الکلام شاعر نے ان الفاظ میں اس نقشہ کو کھینچا ہے۔

بود است خرے کہ دم نبودش	روزے ز غمِ بے دمی فزودش
در دم طلبی قدم ہمے زد	دم مے طلبید و دم نمے زد
ناگہ ز رہ او ز اختیاری	بگذشت میانِ کشت زاری
دہقان مگرش ز گوشہ دید	برجست و از دو گوش ببرید
مسکیں خرک آرزوئے دم کرد	نا یافتہ دم دو گوش گم کرد

آنکس کہ ز حد برون نہد گام
این است سزائے او سرانجام

یقیناً یہی مثال ان ناعاقبت اندیش شوریدہ سروں کی ہے جو ہر معاملہ میں انگریزوں کے مقابلہ میں اپنی دم (ملکی حقوق) کو کٹا ہوا سمجھتے ہیں اور اس کے لئے بے اختیار ہوکر ادھر ادھر دوڑتے ہیں اور شور مچاتے ہیں۔ اور گلا پھاڑ پھاڑ کر دن رات پکارتے ہیں کہ

فاتح اور مفتوح ایک پلیٹ فارم پر کھڑے ہوں

اس خیال بیہودہ کی بحث و نیز میں ہی نہیں کہ وہ اپنا وقت کھوتے ہیں بلکہ اس کھوتے کی طرح اپنے فائدہ حقوق کے کان بھی بعض اوقات کٹوا لیتے ہیں۔

میری اس تحریر سے اگر کوئی شخص یہ نتیجہ نکالے کہ میں ملکی اور قومی حقوق کی حفاظت اور حمایت کا مخالف ہوں تو یہ اسکی ناواقفی اور غلطی ہوگی اس لئے کہ میں نے ہمیشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ ادب اور عجز سے اپنی ضرورتوں اور مشکلات کو پیش کرنا وفا شعاری سلطنت اور انسانیت کے خلاف نہیں ہے بلکہ ایک لازمی امر ہے۔ ہاں حد سے بڑھ جانا اور بے باکی اور گستاخی اختیار کرنا ہمیشہ غیر مفید اور نقصان رساں ثابت ہوا ہے۔

جہانتک میں نے تجربہ کیا ہے اور اس قسم کے واقعات پر نظر کی ہے میں بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس امر میں کوشش کی ہے کہ انگریز اور ہندوستانی اپنے سارے قومی اور ملکی حقوق میں مساوات حاصل کرلیں وہ

دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

کے مصداق ہیں۔ اسلئے کہ وہ گویا ہوا کو مٹھی میں بند کرنا چاہتے ہیں یا یہ کہو کہ ایک بادہوائی کام میں اپنا قیمتی وقت اور دماغ برباد کر رہے ہیں۔

مختلف سلطنتوں کی تاریخ کو پڑھ جاؤ اور خوب غور سے اس کے صفحہ بہ صفحہ نظر دوڑاؤ تمہیں کہیں بھی فاتح اور مفتوح میں مساوات کا رتبہ اور درجہ نظر نہ آئیگا۔ اور کبھی بھی ایک پلیٹ فارم پر یہ دونو فریق ملکی اور قومی حقوق کے لحاظ سے کھڑے نہیں ہوئے۔ اور نہ اس قسم کا ہوشمند ملاپ پیدا ہوا جو مساوی حیثیت اور مساوی درجہ کے لوگوں میں ہوا کرتا ہے۔

تم اس مقام پر ایک سخت فروگذاشت کرونگا اگر یہ ظاہر نہ کروں کہ صرف اور صرف

اسلام کی تاریخ

اس امر میں بہت بڑی حد تک مستثنیٰ ہے۔ ورنہ تمام سلطنتوں اور حکومتوں میں اس معاملہ میں ایک ہی طرز اور روش پائی جائے گی۔

بہت بڑی حد تک میں نے اسلئے کہا ہے کہ اسلام نے ذمیوں کے حقوق کو مسلمانوں کے حقوق سے ہر حال کم رکھا ہے اور یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے کیونکہ فاتح قوم کے ہر فرد کے دل میں ایک بے ساختہ اور غیر محسوس جذبہ اس فوقیت اور برتری اور ناز و انداز کا ضرور ہوتا ہے جسکو وہ کسی صورت میں اپنے دل سے محو نہیں کرسکتا اسیطرح جیسے وہ اپنی رنگت اور بناوٹ کو بدل نہیں سکتا۔

اسیطرح یہ لازمی امر ہے کہ مفتوح قوم کے دل میں ایک فطرتی جذبہ ماتحتی و فروتنی و انکسار اور اپنے آپ کو ماتحت سمجھنے کا ہوتا ہے اور اس کے چھپانے کی خواہ کتنی ہی کوشش کیا وے مگر وہ اپنا اثر کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا جب حالت اس قسم کی ہو تو پھر مساوات حقوق کا شور مچانا بجز عقلمند نہ سمجھ سکتا ہے کہ کہانتک موثر اور مفید ہوگا

انہیں اسوقت جو اپنے ملک کے بعض پر جوش جنگجو اور کوتاہ اندیش کہہ نکلا ہے اگر گورنمنٹ پر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے اور گوروں کے حقوق میں مساوات نہیں رکھی جاتی یہ فضول امر ہے۔ اس بحث میں پڑنا بے سود اور مضر ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نہایت ادب اور عجز کے ساتھ اپنی ضرورتوں اور تکالیف کو گورنمنٹ کی توجہ کے لئے پیش کیا جاوے اس میں شورش اور بغاوت کا رنگ پیدا کرنا نری حماقت اور بیہودگی ہے۔

میں اس سلسلہ مضامین میں جن خیالات کو ظاہر کر رہا ہوں وہ ملک اور قوم کی بھلائی کے نکتہ خیال سے ہیں۔ اور اسلئے میں چاہتا ہوں کہ شورش پسند احباب ان نتائج اور اثرات پر غور کریں جو آجکل کے گرم تقریروں اور تحریروں سے پیدا ہونیوالے ہیں۔

جاہلوں اور کوتاہ اندیشوں کے مجمعوں میں کھڑے ہوکر یہ کہنا بہت آسان ہے کہ میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھکر ملک کی خدمت کے لئے کھڑا ہوا ہوں یا یہ کہ میں قید خانہ سے نہیں ڈرتا۔

لیکن جب ایسی باتوں کا انجام ظاہر ہوگا تب اہل ملک کو معلوم ہوگا کہ ان محبان ملک نے ملک سے کیسی دشمنی کی ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان محبان ملک کی مثال اس

محافظ بندر کی سی ہے

جس نے اپنے آقا کو ہلاک کر دیا تھا دوسرے الفاظ میں یہ کہو کہ یہ

نادان دوست ہیں

فرض کرلو اگر ان بدخواہان ملک کے ارادوں کے موافق ملک میں بے چینی اور فساد پیدا ہوجاوے اور ۱۸۵۷ء کی طرح غدر کر دیا جاوے تو تھوڑی دیر کے لئے سوچو نتیجہ کیا ہوگا؟

کیا یہ لازمی امر نہیں کہ ہزاروں نہیں لاکھوں عورتیں بیوہ ہوجائیں۔ لاکھوں بلکہ کروڑوں بچے یتیم ہوجائیں۔ اور ہزاروں ہی خاندان مٹ جاویں پھر کیا ہندوستان کا بھلا ہو جاویگا؟

اگر ہندوستان کا بھلا کشتوں کے پشتوں سے ہی ہوسکتا ہے تو پھر طاعون پونی لاکھ کے قریب ایک ہفتہ میں صفائی کر رہی ہے۔ اس سے بڑھکر اور کس خونی منظر کے تم منتظر ہو۔

ایک طرف ملک کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ ہر روز ہزاروں عورتیں بیوہ ہو رہی ہیں اور ہزاروں بچے یتیم ہو رہے ہیں مگر محبان ملک ہیں کہ وہ اسپر بھی خوش نہیں ہوتے اور چاہتے ہیں کہ اور کشت و خون ہوں۔

کیا محبانِ ملک کی ہمدردی اور شفقت کا سارا مدار اب اسی پر آرہا ہے کہ ملکداری ان کے ہی اپنے ہاتھوں میں ہو۔ پہلے وہ اہل ملک کی جانوں کی تو پروا کریں انکو بچائیں انکے ساتھ ہمدردی کریں۔

کوئی ہمیں بتائے کہ ان ملکی ایجیٹیشن پھیلانیوالوں نے قومی اور ملکی ہمدردی سے متاثر ہوکر طاعون زدوں کے لئے کیا کیا۔ وہ گورنمنٹ کو الزام دیتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں کرتی مگر میں انسے پوچھتا ہوں کہ انہوں نے خود کیا کیا ہے یا وہ ایک انگریز کو دیکھکر گھبرا اٹھتے اور بوکھلا جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں ہمدردی نہیں محبت نہیں۔ مگر اس کا ان کے پاس کیا جواب ہے کہ کیا تمہارے ہی اہل ملک اور بھائی بند نہیں جو حکومت کے نشے میں سرشار ہوکر ہر قسم کی بداخلاقیوں اور بدذاتیوں کو روا رکھتے ہیں۔ اگر ضلع جالندھر اور ہوشیارپور کے ان واقعات کی تفصیل دیجاوے جو ۱۸۹۷ء-۱۸۹۸ء میں طاعون کے انتظام اور انسداد کے لئے جانیوالے پولیس مینوں اور ڈاکٹروں سے سرزد ہوئے تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجائیں اور لوہے پتھر کا کلیجہ رکھنے والا انسان بھی ان کو سننے کی تاب نہ لائے۔ طاعون کا غضب کیا کم رہا ہے اور یہ اس طوفان میں اپنے بھائیوں کی دستگیری

کرنیوالے بیٹھے کیا کر رہے ہیں۔ کیا ان کے ہاتھوں میں ہم کو بہر دینا چاہتے ہو۔ پہلے ملک کی اخلاقی اصلاح تو کر لو پھر ملکداری کے خواب دیکھنا نا تربیت پذیر گورروں کی بعض حرکات پر جو فی الحقیقت قابل شرم ہوتی ہیں اتنا شور مچایا جاتا ہے جسکی حد نہیں مگر دیسی جن سیہ کاریوں میں مبتلا ہیں اور وہ حکومت کی آڑ میں جو کچھ کر گذرتے ہیں اسپر نوٹس نہیں لیا جاتا۔ اگر کسی شریر اور بدکار عہدہ دار کے خلاف کوئی آرٹیکل لکھا جاوے تو ہند ویا مسلمان اخبار نویس ہند و مسلمانوں کا سوال بنا کر اسکی حمایت کو آمادہ ہو جائیں گے اور ایک بھی انمیں نہیں ہوگا جو اسکی نالائقیوں اور بد ذاتیوں سے شرم والے کے سبب ایک معزز اخبار نویس نے ذکر کیا کہ لاہور میں ایک نالائق عہدہ دار کے متعلق بعض مضامین ٹربیون میں شایع ہوئے تو ایک ہندو اخبار نویس نے محض اسوجہ سے کہ وہ ہندو تھا اسکے ڈیفینس میں لکھنا شروع کر دیا۔

غرض یہ بہت ہی نازک معاملہ ہو رہا ہے۔ یہ وقت نہیں کہ اس قسم کے شور و شر سے اہل ملک کو تباہ اور بدنام کیا جاوے۔ یہ وقت ہے اپنی اصلاح کا۔ گورنمنٹ سے اگر کچھ چاہتے ہو تو اس طریق پر مانگو جو رعایا کا فرض ہے یعنی ادب اور امن کے طریقوں کو مت چھوڑو۔ اور ناشکری اور غداری کا بیج مت بوؤ۔ اس لئے کہ یہ طریق ملک اور قوم کے لئے مفید نہیں بلکہ مضر ہیں

دانشمند اخبار نویسوں کو مناسب ہے کہ فوراً اس روش کو بدل دیں جو وہ گورنمنٹ کے خلاف اختیار کر رہے ہیں اگر انہیں اپنے ملک سے ذرا بھی ہمدردی ہے۔ اور اہل ملک کو لازم ہے کہ وہ حد اعتدال سے نہ گذریں اور ایسے محبان ملک کی بات تک نہ سنیں جو انہیں گستاخی اور شوخی سکھاتے ہیں

گورنمنٹ پنجاب کی رعایا پروری

گورنمنٹ پنجاب نے از راہ کرم مجھے اس ریزولیوشن کی ایک کاپی بغرض اشاعت بھیجی ہے جو ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو پاس ہوا ہے۔ یہ ریزولیوشن محکمہ آبپاشی کے متعلق ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:

ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب کو مختلف ذریعوں سے معلوم ہوا ہے کہ نہر اپر باری دواب کے نو آباد کاروں میں اسبات پر ناراضی اور بے چینی ہے جو انپر سرکار نے شرح محاصل اضافہ کیا گیا ہے اور یہ اضافہ آنیوالی فصل خریف سے ہونیوالا تھا مگر ہز آنر لفٹنٹ گورنر نے نہایت رحم اور رعایا پروری کے خیال سے حالات ملک کو مد نظر رکھکر اس اضافہ لگان کو خریف ۱۹۰۸ء تک ملتوی کر دیا ہے۔ اس التوا کی بڑی وجہ یہ ہے کہ امسال بے موقعہ اور باافراط بارشوں کیوجہ سے ربیع کی فصل کو سخت نقصان پہونچا ہے اور پلیگ سے خصوصاً ان اضلاع میں جو نہر مذکور سے سیراب ہوتے ہیں اسقدر موتیں ہوئی ہیں کہ بعض جگہ فصلوں کے کاٹنے کے لئے آدمی مہیا نہوں گے۔ ایسی حالت میں لاٹ صاحب نے اس اضافہ لگان کو جہاں ۱۹۰۸ء کی خریف تک نہایت خوشی سے ملتوی فرمایا ہے وہاں آپ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس اثنا میں اضافہ شرح مالیہ پر نظر ثانی بھی کیجاویگی۔ اس حکم سے لاٹ صاحب نے رعایا پروری کا ایسا معقول اور قابل قدر ثبوت دیا ہے جو پنجاب کی تاریخ میں یادگار رہیگا۔ لاٹ صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ چونکہ اپر باری دواب کے آبادکاروں نے پبلک ایجیٹیشن اور شور و شر میں حصہ نہیں لیا بلکہ اس سے کنارہ کشی کی ہے لہٰذا وہ انکی شکایتوں پر نظر ثانی کرنے کے لئے اور انکی شکایتوں کو مٹانے کے لئے خوشی سے طیار ہیں۔

اس ریزولیوشن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو ایجیٹیشن اور شور و شر کی دہمکی سے کام نکالنا چاہتے ہیں وہ ملک اور قوم کے بدخواہ ہیں۔ نو آبادکاران نہر چناب نے جو رنگ اختیار کیا ہے وہ سخت مضر اور مہلک ہے اس اصول کو جو لوگ ہاتھ سے ندینگے کہ عرض حال کے لئے مناسب اور جائز طریق کو اختیار کرنا چاہیئے وہ انشاء اللہ بامراد ہونگے۔ شور و شر سے گورنمنٹ کو دہمکانا حماقت ہے۔ میری اپنی رائے یہی ہے اور میں شروع سے اس کا مخالف ہوں کہ جو حرکات آبادکاران نہر چناب کر رہے ہیں وہ سراسر نامناسب اور غیر موزون ہیں۔ اگر انکو کوئی تکالیف یا شکایات ہیں تو انکے لئے آسان راہ یہ ہے کہ وہ طریق ادب کو ملحوظ رکھکر عرض کریں۔ اور جو لوگ اپنی اغراض کو مد نظر رکھکر انہیں اکساتے اور ناچ نچاتے ہیں انسے پرہیز کریں۔ گورنمنٹ ان بیہودگیوں سے متاثر نہوگی بلکہ اسے جائز رنج پہونچیگا۔ ایسا جوش جو حد اعتدال سے متجاوز ہو سراسر فضول اور نکما ہے اور آبادکاران اپر باری دواب کی مثال تمہارے سامنے ہے وہ اس ایجیٹیشن میں شریک نہیں ہوئے گورنمنٹ پنجاب نے خود انکی مشکلات اور مصائب کا اندازہ کیا اور انپر رحم فرمایا۔ آبادکاران نہر چناب اپنا رویہ فوراً بدل لیں کیونکہ ان کے حق میں یہی مفید ہے۔

دوسری اطلاع چیف سکرٹری صاحب اس ایکٹ کے متعلق بھیجتے ہیں جسپر آبادکاران نہر چناب میں شور و شر ہو رہا ہے اس اعلان کو میں اگلی اشاعت میں چھاپدونگا۔

خدا کی تازہ وحی

۲۳ اپریل ۱۹۰۷ء - سلام علیک
یکم مئی ۱۹۰۷ء ۱- پوری ہوگئی۔
۲- فلیدع النادیہ
(ترجمہ) پس چاہئے کہ اپنے حمایتیوں کو بلالے تا پورا زور لگالیں۔
۳- اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویراں کردی۔ } یہ الہام دو مرتبہ ہوا
۴- اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویراں کردی۔ }
۵- وان شکرتم لازیدنکم
(ترجمہ) اگر تم شکر کرو تو میں زیادہ دوں گا۔
یکم مئی (قریب صبح) یاتیک تحائف کثیرہ

۳۰ اپریل ۱۹۰۷ء رؤیا میں دیکھا کہ بشیر احمد کھڑا ہے وہ ہاتھ سے شمال مشرق کی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے کہ زلزلہ اس طرف چلا گیا۔

سلہ اس وحی الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ عدالت آسمانی سے کسی اور کے نام بھی سمن نہیں بلکہ وارنٹ جاری ہوا ہے جیسا کہ بقول حافظ یوسف امرتسری صاحب الٰہی بخش کے نام جاری ہوا تھا امید ہے کہ حافظ صاحب اسکے پیچھے پھر توجہ کرکے بتلا سکیں گے کہ یہ کس کے نام ہے۔ ایڈیٹر

ناظرین کی توجہ کے لایق

اور مخالفوں سے ایک استفسار

دنیا کے ملوک اور سلاطین میں یہ رسم ہے کہ جب ان کا کوئی غضب کسی شہر پر نازل ہوتا ہے۔ اور اس شہر کے باشندوں کے قتل کیلئے عام حکم دیا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں اگر کسی شخص کو اس سلطنت سے خاص تعلقات ہوتے ہیں۔ تو اس شخص اور اس کے عیال اطفال کی نسبت فرمان شاہی صادر ہو جاتا ہے کہ اس شخص کے مال اور عزت اور جان پر کوئی شاہی سپاہی حملہ نہ کرے۔ ایسا ہی حضرت عزت جلشانہ کی عادت میں داخل ہے کہ جس شخص کو اس جناب میں کوئی تعلق عبودیت ہو۔ تو اس زمانہ میں جب قہر اور غضب الٰہی زمین پر نازل ہوتا ہے۔ اور ایک عام قتل کا حکم نافذ ہوتا ہے تب مالک کو جناب حضرت عزت جلشانہ سے نوازش کیجاتی ہے کہ اس گھر کے محافظ رہیں۔ پس یہی بھید ہے کہ جب عام طاعون دنیا پر نازل ہوگئی۔ تو اسی ابتدائی زمانہ میں جب اس ملک میں طاعون شروع ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا کہ انی احافظ کل من فی الدار یعنے ہر ایک شخص جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر رہتے ہیں۔ اسکو طاعون سے بچاؤں گا۔ چنانچہ قریباً گیارہ برس ہوئے جب یہ الہام ہوا تھا اور اس مدت میں لاکھوں انسان اس دنیا سے شکار طاعون ہو کر گذر گئے لیکن ہمارے اس گھر میں اگر ایک کتا بھی داخل ہوا تو وہ بھی طاعون سے محفوظ رہا۔ یہ کس قدر عظیم الشان معجزہ ہے لیکن ان کے لئے جو آنکھ بند نہیں کرتے۔ اب بھی اگر کسی کو یہ گمان ہے کہ یہ انسان کا افترا ہے یا یہ خدا کا کلام نہیں۔ تو اسے چاہئے کہ ایسا ہی افترا وہ بھی شایع کرے یا قسم کھا کر یہ شایع کرے کہ یہ خدا کا کلام نہیں۔ پھر میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ضرور اسکو اس بے باکی کا جواب دیگا۔ اگر تم مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک سیر کرو تو تمام دنیا میں ہندو یا ایسا ملہم نہیں ملیگا کہ خدا نے اس کو طاعون کی نسبت یہ تسلی دی ہو۔ کہ وہ اس کے گھر میں نہیں آئیگی۔ چاہئے کہ ہمارے مخالف مسلمان اور آریہ اور عیسائی ضرور اس بات کا جواب دیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

مرزا غلام احمد عفی اللہ مسیح موعود

انی مھین من اراد اھانتک

(ایک اور نشان ظاہر ہوا)

خدا تعالیٰ کی یہ وحی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عرصہ سے ہو چکی ہے اور جس نے اس تیر اہانت کا نشانہ حضرت حجۃ اللہ کو کرنا چاہا وہ خود ہی نشانہ ہو گیا ایک مرتبہ نہیں ہزاروں مرتبہ اسکی صداقت ظاہر ہو چکی ہے بعض نادان حماقت اور جہالت سے کہدیا کرتے ہیں اور فاضل جاہل بھی انکی تائید کر نیکو آمادہ ہو جاتے ہیں کہ مرزا صاحب جب کسی دشمن کی نکسیر پھوٹ جاوے تو اپنا نشان بتا دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مگر وہ احمق اتنا نہیں سوچتے کہ کیا یہ خصوصیت انہیں لوگوں کے لئے ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کریں یا قانون قدرت سمجھئے کیا خود حضرت مسیح موعود نہیں ہیں؟ اصل یہی ہے کہ چونکہ وہ صادق ہے اور خدا تعالیٰ نے جو وعدے اس سے کئے ہیں وہ سراسر سچے اور پورے ہیں اسلئے جو اس کے مقابلہ میں آیا وہ ذلیل اور رسوا ہوا۔ مندرجہ بالا وحی کی تائید میں اور بھی بہت سا کلام الٰہی مختلف اوقات میں آپ پر نازل ہوا منجملہ انکے اسے بسا خانہ دشمن کہ تو ویران کردی اور الوم من یلوم بھی ہے۔

غرض اس وحی انی مھین من اراد اھانتک اور اسکی موید دوسری وحیوں کا نظارہ بجنور (علاقہ کہنہ) میں دیکھا گیا ہے۔ وہاں قاضی نذر حسین صاحب ایک اخبار قلقل کے ایڈیٹر تھے اور باوجودیکہ وہ کسی زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے دستر خوان پر روٹیاں توڑ چکے تھے اور حضرت حکیم الامت سے بھی فائدہ اٹھا چکا تھا مگر حرص ولالچ کا برا ہو انہوں نے اپنی ذاتی مفاد اور اغراض کی بنا پر حضرت مسیح موعود کی مخالفت کے لئے قلم اٹھایا۔ ابتداً تو اپنے اخبار کی پیشانی پر حضرت مسیح موعود کی نذر لکھا اور اس سے یہ غرض تھی کہ احمدی اسکو خریدینگے مگر جب کسی نے توجہ نہ کی تو مخالفت کا رنگ اختیار کیا۔ اور مخالفت بھی معمولی مخالفت نہیں بلکہ نہایت شرمناک اور ذلیل طریق مخالفت کا اختیار کیا۔ گندی گالیاں دینی شروع کیں اور بڑے بڑے دعوے مخالفت کے کئے کہ میں یوں کرونگا اور یوں ہوگا۔ اسنے اپنے زعم میں یہی سمجھ لیا کہ گویا سلسلہ کا قائم رہنا اسکی مخالفت نہ کرنے ہی کے باعث ہے۔ مگر وہ نادان نہیں جانتا تھا کہ وہ ایک تلوار کے ساتھ بازی کر رہا ہے۔ نتیجہ اس مخالفت کا جو ہوا وہ الہام مندرجہ بالا کا مصداق اور موید ہے اسکو کس کس طرح ذلیل اور رسوا ہونا پڑا یہ ایک لمبی داستان ہے جو میں انشاء اللہ مفصل درج کرونگا اسلئے کہ وہ سلسلہ کی تاریخ میں ایک قابل قدر ورق ہے یہاں مختصر طور پر اس انجام کو لکھدیا جاتا ہے جو قاضی صاحب کا ہوا۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ چار مہینے کے لئے قیدخانہ تشریف لیگئے ہیں اور وہ بھی کسی قومی یا ملکی جرم میں نہیں بلکہ جس جرم میں سزایاب ہوئے ہیں وہ نہایت شرمناک اور ذلیل ہے۔ اس کے متعلق اخبار عام نے جو کچھ لکھا ہے اسی کا درج کر دینا کافی ہے اب مخالف بتائیں کہ کیا یہ بھی اتفاقی امر ہے؟

ایڈیٹر کی سزا۔ بجنور کے ایڈیٹر قاضی نذر حسین کو سترہ روپیہ کی قلیل رقم کے ناجائز لالچ نے کیسی سخت مصیبت اور خواری میں ڈالدیا ایک شخص محمد احمد نے اپنے مقدمہ کی پیروی کیلئے مقرر کیا تھا۔ یہ تقسیم جائداد کا تھا مقدمہ ختم ہونے پر موکل نے کہا کہ اس کا روپیہ عدالت میں جمع ہے وہ واپس دلایا جائے۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ایڈیٹر نے وہ روپیہ عدالت سے حاصل کیا لیکن موکل کو نہیں دیا۔ اس نے بار بار تقاضا کیا لیکن ایڈیٹر صاحب نے کچھ توجہ نہیں کی۔ یہ بھی نہ بتلایا کہ روپیہ عدالت سے وصول کر چکے ہیں۔ آخر کار بہت تنگ آکر محمد احمد نے ایک مختار ہری پت زائن کی معرفت روپیہ عدالت سے نکالنا چاہا۔ اسوقت معلوم ہوا کہ عدالت میں اسکا جو روپیہ تھا وہ نذر حسین ایڈیٹر حاصل کر چکا ہے۔ اسپر موکل نے ڈپٹی مجسٹریٹ بجنور کی عدالت میں ایڈیٹر پر نالش کی یہ مقدمہ ثابت تھا۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے ایڈیٹر کو اجلاس عدالت تک قید اور اکیس روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ اسکی اپیل سشن جج مراد آباد کی عدالت میں گئی۔ انہوں نے دیکھا کہ جرم کی مقابلہ میں ایڈیٹر کو سزا بالکل قلیل دیگئی ہے۔ چنانچہ سشن جج صاحب نے ہائی کورٹ الہ آباد میں استفسار کیا۔ مسٹر جسٹس بنرجی اور مسٹر جسٹس ایکمین صاحبان بروئے کاغذات کے معلوم کیا کہ واقعی ایڈیٹر نے سخت جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ ایسا جرم ہے کہ جس کے بدلے حبس دوام بعبور دریائے شور یا دس سال قید کی سزا دیجاسکتی ہے اور اس جرم کے صرف جرمانہ کی سزا پر اکتفا نہیں کر سکتے ہیں۔ پایں ہمہ ججان عالیہ نے بلحاظ اسکے کہ ایڈیٹر کے لئے پیشے کی مصیبت لازم ہے صرف چار ماہ کی قید کی سزا کافی سمجھی اور جرمانہ کی رقم بھی بدستور رہنے دی ہے اور اس جرمانہ میں سے حکم دیا کہ بیس روپے محمد احمد کو

مسجد مبارک کی توسیع

میں الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مسجد مبارک کی توسیع کی خوشخبری سنا چکا ہوں اس کے متعلق واجب الاحترام سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے ایک سرکلر نیز مخلص احباب کے نام الگ بذریعہ ڈاک بھیجا ہے اور عام اطلاع کے لئے انہوں نے چاہا ہے کہ میں اس چٹھی کو الحکم میں چھاپ دوں ۔ مجھے یہ کہنے کی حاجت نہیں کہ قوم کو کسقدر جلد ضرورت ہے کہ اس آواز پر لبیک کہے اور مطلوبہ روپیہ بھیجدے ۔ خود چٹھی مذکور میں مولوی محمد علی صاحب ممدوح نے اس امر کو بیان کر دیا ہے ۔ میں اپنے ناظرین سے امید کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد اسپر توجہ کریں گے ۔ ایڈیٹر

وہ چٹھی یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

از دفتر سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان ۔

مکرم بندہ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ مسجد مبارک کی توسیع کے متعلق بذریعہ اخبار یہ خوشخبری آپ تک پہنچ چکی ہے کہ اس کے لئے ایک قطعہ زمین جس کے لینے کی آرزو مدت سے تھی ۔ آخر مل گیا ہے اور صدر انجمن احمدیہ کے نام اسکی باضابطہ رجسٹری ہو گئی ۔ حضرت مسیح موعود کو اور آپ کے خدام کو اس سے بہت خوشی ہوئی ہے ۔ اب یہ ضرورت ہے کہ اسپر عمارت کا کام جلدی شروع کیا جاوے ۔ نو سو روپیہ اس قطعہ زمین کی قیمت دیگئی ہے جو خرید اگیا ہے (اسمیں نصف کے قریب قیمت کی اینٹ موجود ہے اور نیچے کے حصہ کی دیواریں بنی ہوئی ہیں) اور عمارت پر (اگرچہ ابھی پورا پورا تخمینہ نہیں لگایا گیا) غالباً تین ہزار روپیہ سے کم خرچ نہ ہوگا ۔ کسیقدر ادل بدل موجودہ مسجد کو بھی ساتھ ملانے کے لئے ہی کرنا پڑیگا ۔ گویا اسوقت چار ہزار روپیہ کی ضرورت ہے اس کام کی تکمیل کے لئے ۔ اور ہر طرح مسجد کی ہی اس سال بہت توسیع ہوئی ہے ۔ اور ان دو نو مسجدوں کی توسیع میں یہ خوشخبری ہے کہ اس سلسلہ کو خدا بہت ترقی دینا چاہتا ہے ۔ چونکہ انجمن کے معمولی بجٹ سالانہ میں معمولی اخراجات شامل ہوتی ہیں اسلئے اب ضرورت پڑی ہے اسبات کے لئے کہ اپنے احباب کو اس مسجد کے چندہ کے لئے الگ تحریک کیجاوے عام طور پر ایک تحریک بذریعہ اخبار کیگئی ہے اب آپ کی خدمت میں اس چٹھی کے بھیجنے کی غرض یہ ہے کہ آپ اپنی جماعت میں اس چندہ کے لئے تحریک کریں اور حتی الوسع جلدی کریں ۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس مبارک کام کے لئے ہمارے دوست چندہ میں بہت سعی کریں گے خدا تعالیٰ نے اس مسجد کے لئے بڑے بڑے وعدے کئے ہیں ۔ پس جب انسان اپنے گھر کے لئے جس کے متعلق اسکو علم ہی نہیں ہوتا کہ اسمیں کچھ خیر و برکت ہے یا نہیں بہت سا روپیہ خرچ کر دیتا ہے تو ایک مومن کے لئے کیا مشکل ہے کہ وہی روپیہ خدا کے گھر بنانے میں صرف کر دے جو یقیناً اس کے لئے موجب خیر و برکت ہے ، اور پھر یہ خدا کا گھر ہی وہ گھر ہے جو اس آخری زمانہ میں تمام برکات کا مورد و مصدر قرار پایا ہے اور جسکی بنا اس الہام الٰہی پر ہے مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ ۔ سوائے میرے دوستو ! طرح طرح کی آفات اور بلائیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں اسوقت ہر ایک کار خیر میں سبقت کرو تا خدا کی حفاظت تمہارے شامل حال ہو ۔ اگر اس تخمینہ میں سے کچھ روپیہ بچ رہا یا چندہ کچھ زیادہ آگیا ۔ تو باقی روپیہ بڑی مسجد پر صرف کیا جائیگا ۔ کیونکہ وہاں بھی توسیع کی بڑی بھاری ضرورت ہے

نوٹ جہاں جہاں اس چٹھی پر کوئی عملی کارروائی ہو ان احباب سے امید ہے کہ خاکسار راقم کو بھی اس سے اطلاع فرمانے سے دریغ نہ فرمائینگے مگر روپیہ جو ہو بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئے اور کوپن میں تشریح کر دیجائے کہ چندہ تعمیر مسجد ہے

نوٹ ۔ یہ مد نظر رکھا جاوے کہ روپیہ کی ضرورت جلدی ہے لمبی میعاد کے وعدے چندے کے نہ ہوں کیونکہ ایسے وعدے اکثر پورا ہونے سے ہی رہجاتے ہیں ۔

ضروری نوٹ ۔ اپنے سلسلہ کی خواتین کو بھی اس مبارک چندہ میں شامل ہونے کی تحریک کیجاوے ۔ والسلام

خاکسار محمد علی از قادیان مرقومہ ۲۸ر اپریل سنہ ۱۹ء

مجربات نوردین

حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا نام طبی دنیا میں جس عزت اور وقعت کی نظر سے لیا جاتا ہے وہ امر ظاہر ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے آپ کو دینی علوم میں خاص قسم کی قابلیت اور فہم عطا کیا ہے اسیطرح علم طب میں آپ کو خاص مذاق اور حذاقت عطا فرمائی ہے جسے اپنے ذاتی اور عام فائدہ کے لئے آپ کے طبی مجربات کو جو ہر قسم کے ڈاکٹری ۔ یونانی اور ویدک معالجات پر مشتمل ہیں آپ کی بیاض سے جمع کیا ہے اور آپ ہی کی تجویز اور اشارہ سے اس کو مرتب کیا جسکی اصلاح بھی آپ نے فرمائی ۔ یہ سلسلہ ایسا آسان اور عام فہم کیا گیا ہے کہ ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ۔ ہر مرض کے اسباب ۔ علامات ۔ اور مختلف مجرب اور آسان علاج اسمیں لکھے گئے ہیں ۔ یہ کتاب اپنے مضمون کے لحاظ سے کیسی جامع اور مفید ہوگی وہ اسی سے عیاں ہے کہ حضرت حکیم الامت کے مجربات ہیں ۔ حضرت ممدوح کے مجربات قطع نظر اس کے کہ بیش قیمت اور مفید مجموعہ ہے آپ سے محبت رکھنے والوں کے لئے ایک علمی یادگار ہے اس لئے امید کی جاتی ہے کہ ہر شخص اس مفید مجموعہ کو بہت جلد خرید ے گا ۔ فی الحال پہلی جلد طیار ہے ۔

قیمت [illegible] علاوہ محصولڈاک ۔

مفتی فضل رحمان ایڈیٹر طبیب حاذق قادیان

روزگار کی ضرورت ہے

اگر کوئی بھائی احمدی انجینیر محکمہ نہر یا ریلوے آفس کلاس میں ملازمت کرتا ہو جسکو نقشہ نویسی کے کام کی واقفیت ہو یا تعلق رکھتا ہو ۔ اگر کوئی جگہ نقشہ نویسی کی خالی دیکھے تو دفتر الحکم میں اطلاع کرے ۔

یہ خاکسار کام سروے کا بھی بخوبی جانتا ہے ۔ اور نقشہ نویسی کا بھی بلکہ بلاٹ لگے ہوئے نقشہ بہت موجود ہیں ۔ اگر کوئی صاحب طلب کرے تو دکھا سکتا ہوں ۔ سروے وغیرہ کا کام میں نے اپنے تجربہ بطور سے سیکھا ہے جو آج کل نہر کنگ میں سب اور [illegible] ۔

مِنہاج نبوۃ

بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں اور نماز و روزہ کے قائل ہیں تو پھر ہمیں مرزا صاحب کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے جواب میں کئی طرح کے جواب دیئے جا سکتے ہیں مگر یہاں ہم ایک پہلو سے بحث کریں گے۔ وہ یہ کہ مسلمانوں کی آج کل ایسی گری ہوئی حالت ہے کہ گو وہ زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں اور قوم کے اعتبار سے (یعنے اس لئے کہ باپ دادا مسلمان تھے) مسلمان کہلاتے ہیں مگر درحقیقت ان کے قلب اسلام سے اسقدر دور ہیں کہ وہ ہمارے امام مرزا صاحب کے بہانے سے ایسے ایسے اعتراض کرتے ہیں جو کبھی عیسائی یا آریہ کے منہ سے انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں نکلتے ہیں۔ مسلمانوں کی اس حالت زار پر مجھے سخت رحم آتا ہے خصوصاً جب ایسے اعتراض کسی ایسے مسلمان کی زبان یا قلم سے سنتا اور دیکھتا ہوں جو عوام الناس میں مولوی مشہور ہے یا قوم کا ریفارمر تو مجھے رونا آتا ہے کہ الٰہی ؎

گر ہمیں مکتب است ایں ملا — کار طفلاں تمام خواہد شد

غرض مسلمانان قوم کی یہ حالت ظاہر کر رہی ہے کہ وہ حدیث جسمیں پیشگوئی ہے کہ مسلمان آخری زمانہ میں یہود و نصاریٰ کی مثل ہو جائیں گے پوری ہو گئی اور اب مسلمان را مسلمان باز کردند کا زمانہ ہے اسی سے یہ سوال بھی حل ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے کتنے ہندو عیسائیوں کو مسلمان کیا۔ کچھ روز ہوئے ایک مولوی نے مجھے لکھا کہ مرزا صاحب اگر سچے ہیں تو زلزلہ کی تاریخ کیوں اطلاع نہیں دیتے کہ فلاں تاریخ فلاں وقت آئیگا مجھے اسیوقت یاد آگیا ویقولون متیٰ ھٰذا الوعد ان کنتم صادقین۔ اور پھر ساتھ ہی جواب بھی قل انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبین۔ دوسرے نے لکھا کہ مرزا صاحب تو کہتے تھے زلزلہ قریب ہے پھر اب تک آیا نہیں میں نے اسے لکھا کہ تم قرآن مجید میں پڑھتے ہو۔ دیکھو تیرہ سو برس گذر رہے ابھی تک قیامت تو نہیں گئی۔ تیسرے نے کہا یہ طاعون وغیرہ تمہیں مرزائیوں کی شامت ہے اسوقت مجھے یہ آیت قرآنی یاد آئی۔ قالوا انا تطیرنا بکم الی قالوا طائرکم معکم ائن ذکرتم۔ الآیۃ۔ پھر ایک نہایت ہی چالاک مگر پرلے درجے کے بیوقوف نے مجھے لکھا یہ جو پاس کے حواری ہیں اگر ان کو جو حصہ ملتا ہے بند کر دیا جائے تو سب نفر وا ہو جائیں۔ یعنے اسی آیت لکھ بھیجی۔ کہ نادان غور کر یہ کس کا قول ہے لا تنفقوا علیٰ من عند رسول اللہ حتیٰ ینفضوا اور اب کس کے منہ سے نکل رہا ہے۔ غرض جسقدر اعتراضات ہمارے مسلمان بھائی کرتے ہیں ایک دفعہ میں نے غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ تمام اعتراضات اور ان کے جواب قرآن مجید میں موجود ہیں۔ مگر افسوس کہ وہ اعتراضات پہلے کفار کے منہ سے نکلتے تھے اور اب ہمارے مسلمان بھائیوں کی زبان سے نکلتے ہیں اور یہ سب منہاج نبوت سے ناواقفیت کا ثمرہ ہے میرا خیال ہے بلکہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں۔ کہ آج کل حضرت اقدس کی مخالفت میں جسقدر اعتراضات ہیں وہ سب اسی وجہ سے ہیں کہ یہ لوگ مطلق منہاج نبوت سے واقف نہیں۔ دیکھئے لاہور میں ایک اہل علم کی مجلس میں ایک صاحب نے اپنی طرف سے بڑے انصاف سے کام لیکر کہا کہ مرزا صاحب کی خدمات تو قابل قدر ہیں جو وہ غیر مذاہب کے مقابل اسلام کی تائید میں کر رہے ہیں مگر افسوس کہ انہوں نے اپنے مریدوں کو دوسرے فرقوں کے ساتھ نماز نہ پڑھنے سے روک کر اسلام میں تفرقہ اندازی کر دی۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ اسطرح انبیاء جو آسکے ہیں ان کے ... پر

غور کیجئے کہ وہ اگر اتفاق کی بنیاد کسطرح رکھا کرتے تھے کیا اس اصول پر کاربند ہوکر کہ یا مسلمان اللہ اللہ یا برہمن رام رام جو ایک قسم کا نفاق ہے یا اس طریق پر جو ہمارے امام نے اختیار کیا ہے۔ ذرا غور کیجئے ہمارے نبی کریم کا بھی یہی دعوے تھا کہ میں یہود و نصاریٰ میں اختلاف مٹانے آیا ہوں مگر کیا آپ نے آکر دونو کی ہاں میں ہاں ملائی اور اپنے مریدوں کو انہیں گڈمڈ کر دیا یا اپنی جماعت علیحدہ بنائی۔ آخر یہود و نصاریٰ بھی کسی کتاب اللہ کی تابعداری کے دعویدار تھے جیسے ہمارے مسلمان بھائی ہیں پھر مسلمانوں اور دوسرے مذہب کے لوگوں میں جو تلوار چلی ہے ایک نادان ظاہر پرست تو دیکھکر یہی کہے گا کہ آپ نے آکر معاذ اللہ تلوار چلائی کئی گھر ویران اور خاندان تباہ ہو گئے مگر جو فہیم ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اس جنگ میں ہی اصل صلح مضمر تھی بس ایسا ہی ہمارے امام گو بظاہر آپ کو اختلاف ڈالنے والے معلوم ہوں مگر درحقیقت یہ ایک کارروائی ہے۔ باقی رہا غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا تو اس کے لئے ایک دنیوی مثال کافی ہے کہ کوئی قوم اپنا ریپریزنٹیٹو ایسے شخص کو نہیں کرتی جو ان کا ہم خیال اور دلی خیر خواہ نہ ہو اب آپ ہی بتایئے کہ کیا ایک غیر احمدی ایک احمدی کے لئے سچے دل سے دعا کرتا ہے کہ یا الٰہی ان کو بڑھائیو۔ ان کے امام پر دین و دنیا کی برکتیں نازل کیجیو بلکہ وہ کمبخت تو ہماری تباہی کا خواہاں ہے پس وہ ہمارا ریپریزنٹیٹو کیسے ہوا۔ نیز امام کی اطاعت (بیعت) سے منحرف ایسے امام کی اطاعت سے جو مامور من اللہ ہے باغی ہے پس کیا باغی بھی پیشوائی کا مستحق ہو سکتا ہے کچھ تو خیال کیجئے اسپر وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے یہ بھی عرض کیا کہ نمازوں کو الگ کرنے سے منافق مومن کی بھی خوب تمیز ہو گئی ہے ورنہ کئی مطلب پرست مسلمان کہتے ہم احمدی ہیں حالانکہ وہ نہ ہوتے اب تو نماز کے وقت ضرور علیحدہ ہونا پڑتا ہے نہ ہوں تو صاف معلوم ہو گیا کہ یہ ہم میں سے نہیں۔

میں نے یہ قصہ صرف منہاج نبوت کو واضح کرنے کے لئے بیان کیا ہے۔ جس کی ناواقفیت مخبر عالم کے متبع ایڈیٹر کو بھی ایک غلطی میں پھنسا کے رہی وہ حضور مقدس کے الہام ہزار ہا آدمی تیرے پروں کے نیچے ہیں پر شوخی و استہزا سے اعتراض کرتا ہے اور لکھتا ہے ایک پردار پیغمبر پیدا ہو گیا۔ نادان کو یاد نہیں آیا کہ دراصل میں سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول رب العالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین پر اعتراض کرتا ہوں۔ کہ ان کی نسبت قرآن مجید میں ہے واخفض جناحک للمومنین مومنوں کو اپنے پروں تلے لے۔ تو کیا یہی الفاظ ان پر بھی بولو گے؟ شرم! شرم!! شرم!!!

المکل آف گولیکی ضلع گجرات

عصر جدید کی کفایت شعاری

چند روز ہوئے کہ اخبار وکیل نمبر ۵ ۸ جلد ۱۲ میں ایک مضمون بعنوان "قادیانی تحریک" دیکھنے میں آیا جو عصر جدید کے کفایت شعار ایڈیٹر میاں غلام الثقلین صاحب کے قلم کا لکھا ہوا تھا اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کے کسی مضمون پر صاحب ممدوح نے لکھا تھا۔ مضمون کیا تھا ایڈیٹر صاحب عصر جدید کے معتقدات کا فوٹو تھا جس کے پڑھنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ میاں غلام الثقلین صاحب کے عقائد ماشاء اللہ چشم بد دور فلسفیانہ دماغ کے نتائج سے ہیں مگر کس فلسفی دماغ سے؟ اوسی فلسفی دماغ سے جن کے ذریعت آجکل یورپ و امریکہ میں اپنے آپ کو مذہب کی پابندی سے محض آزاد سمجھکر اور یقین کرکے فری تھنکر بننے کے مدعی ہیں کیونکہ جیسا کہ اُن کے نزدیک مذہب صرف بازیچۂ طفلان ہے ایسے ہی جناب عصر جدید کے کفایت شعار ایڈیٹر صاحب اگرچہ مسلمانوں کے زمرہ میں تو شامل ہیں اور مسلمانوں کے فرزند بھی لاریب ہیں مگر اسلام کے عقائد سے جناب کو ایسا تعلق نہیں ہے جیسا کہ ایک مسلمان اور ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات "کو ہونا چاہیئے۔ ناظرین شاید ہماری اس تمہید کو پڑھکر چونک پڑیں گے کہ ہیں؟ یہ کیا پہلو اختیار کیا جاتا ہے کہ ایک مسلمان کے فرزند اصلاح تمدن کے شیدائی کفایت شعاری کے زریعہ محنت و عدالت کے حامی کو گنگے ساتھ ملایا جاتا ہے یا کن حضرات کا ہم نوا وہم پیالا بتایا جاتا ہے؟ مگر ذرا صبر کرنے سے اور آگے آگے چلنے سے یہ تمام راز کھل جاتا ہے کہ ہم نے کیوں اس غلط کار فریب خوردہ شخص کو ایسوں سے نسبت دی ہے۔

اعلحضرت سیدنا میرزا صاحب وہ انسان اور اعلے درجہ کے انسان ہیں کہ جو اپنے وجود کو انبیاء علیہم السلام کے وجود کیطرح بیان فرماتے ہیں اور اونپر ایمان لانیوالے اور انکی تقلید کرنیوالے بھی فی الحقیقت حضور کے وجود کو ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسے کہ انبیاء علیہم السلام کے وجود تھے اور در اصل ہیں اور اُن کے خوارق عادت نشانات اور پیشگوئیاں جس طرز کی تھیں یعنے جس طرز کی وہ پیشگوئیاں بیان فرماتے تھے اور جسطرح پھر ان کے معنے وے بیان کرتے تھے جو کہ کبھی اوسی رنگ میں پوری ہوتی تھیں اور کبھی دوسرے رنگ میں جسطرح پیشگوئی ظاہر کرنیوالے عالم الغیب رب العالمین کا منشاء تھا پوری ہوتی تھیں، اسیطرح حضرت مرزا صاحب کے بھی خارق عادت نشانات پیشگوئیاں وغیرہ پوری ہوتی ہیں۔ اور کہ جسطرح دوسرے انبیاء علیہم السلام محض انسان اور رسول تھے اسیطرح جناب میرزا صاحب بھی محض انسان اور رسول ہیں۔ مگر رسول بھی کیسے؟ ویسے ہی جیسے کہ اُن کے مولا کریم نے جو ذکر فرما دیا کہ بیان کردے کہ "من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب"* یعنے میں اسطرحکا رسول ہوں جو کتاب الٰہی لیکر نہیں آتے محض دوسری شریعت کی تابعداری کرنے اور کرانے آتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ علم غیب اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہاں یہ بیشک ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء ورسل کے ذریعہ غیب کی پیشگوئیاں ظاہر کرا کر اپنی ہمہ طاقت و ہمہ قدرت کا ثبوت دیتا ہے مگر نبی کی یا رسول جو پیشگوئی کرتے ہیں وہ اسکی پوری کیفیت سے ایسی ہی آگاہی رکھتے ہیں جیسے کہ عالم الغیب رب العالمین کو ہوتی ہے۔

ایڈیٹر صاحب عصر جدید باوجودیکہ اصلاح تمدن کے سکرٹری و حامی ہیں اتفاق قومی کفایت شعاری۔ محنت۔ عدالت وغیرہ کے متعلق بحث مباحثہ کرنیکا زیادہ شوق رکھتے ہیں اور اوسپر لمبے چوڑے مضامین لکھنے کے عادی ہیں مگر پھر بھی حضرت اقدس سے محض غلط عقائد کی بنا پر بیجا پرخاش کیوجہ سے وہ اصول اختیار کیا ہے کہ اتفاق قومی محنت۔ عدالت وغیرہ سے صریحا بغاوت رکھتا ہے اور کہ جو عقیدہ وہ اپنا ظاہر کرتے ہیں وہ ایسے انسان کا نہیں ہوسکتا جو کہ مسلمان ہو اور قرآن دان ہونیکا یہانتک اوسکو دعوے کہ دوسروں کو اپنے سے استفادہ حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہو۔

ایڈیٹر صاحب عصر جدید کے سارے مضمون پر تبصرہ (ریویو) لکھنے کا نہ تو ہم کو وقت ہی میسر ہے اور نہ سردست ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ جیلے بالمقابل جناب نے خامہ فرسائی کی ہے وہ ماشاء اللہ خود بلیغ قلم اور اہل قلم ہیں۔ ہم نے جن امور پر نظر کرنی ہے اور وہ بھی محض اسلئے کہ اتفاق قومی کا حامی ایسی باتیں کرے کہ جسمیں قوم کا اتفاق نہیں اور کہ جو عدالت اور انصاف کے سراسر خلاف ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں

(۱) انا لننصر رسلنا الخ میں وعدہ ہے کہ ہم رسولوں اور مومنوں کی اسی دنیا کی زندگی میں مدد کیا کرتے ہیں مگر خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے منجملہ چھ کے پانچ دشمنوں کے ہاتھوں سے مقتول ہوئے تب خدا نے انکی کیا مدد کی؟ گویا یہ پیشگوئی آنحضرت صلعم کی کفایت شعار۔ محنت و عدالت کے حامی۔ اتفاق قومی کے مؤید کے نزدیک پوری نہیں ہوئی۔

(۲) دس پیشگوئیوں کے سچے ہونے سے صداقت ثابت نہیں ہوتی اور ایک پیشگوئی کے جھوٹے ہونیسے جناب کفایت شعار کے نزدیک کذب ثابت ہوجاتا ہے۔ واہ! سبحان اللہ! قربان جائیے کفایت شعاری محنت و عدالت کے۔

(۳) پیشگوئی ایسی ہونی چاہیئے جو صاف اور شفاف ہو اور کسی قسم کی تاویل اسکی نہ کیجاوے یعنے جو معنے پیشگوئی کے ملہم اجتہاد سے پہلے کرے اوسکے مطابق وقوع میں آوے ورنہ وہ مہمل مجمل اور اٹکل بازی کا نتیجہ ہوگا۔ کیونکہ کفایت شعاری سے یہ بات بعید ہے کہ ایسی پیشگوئی منجانب اللہ تسلیم کیجاوے جس کے معنے پیچھے یعنے بعد وقوع مانے جاویں اسلئے کہ ایسی باتیں کفایت شعار صاحب کے اختراعی مذہب میں اوکہ مذہب نہیں ہوسکتیں خیر یہ تو عقیدہ ایک ایسے شخص کا تھا جسکو نہ تو قرآن کی خبر ہے اور نہ حدیث کی اور نہ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم السلام کی سوانح پر نظر کی ہے یا جان بوجھکر لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کا ارادہ کرکے اپنی کفایت شعاری کا اور عدالت و اتفاق قومی کا ثبوت دیا ہے مگر وکیل کو کیا ایسی مصیبت آپڑی تھی کہ اُس نے ایسے مضمون کو جس میں قرآن کریم سے سراسر بغاوت اختیار کیگئی ہے درج کر دیا کیا وکیل ثابت کرسکتا ہے کہ قرآن میں اس قسم کی پیشگوئیاں ہیں جسطرح کا منشاء تمہارے ان نامہ نگار صاحب کا ہی اور کہ کیا فی الحقیقت آپ لوگوں کے دل ایسے ہی مسخ ہوگئے ہیں کہ نجومیوں اور نبیوں کی پیشگوئیں فرق کرنے کی طاقت آپ لوگوں سے سلب کرلیگئی ہے کہ جنکے سبب آپ کی نظر میں اور آپکے نامہ نگار کفایت شعار صاحب کی نظر میں ایسی پیشگوئیاں اوکہ مذہب نہیں

---

* اس مصرعہ کو درج کرکے میاں غلام الثقلین صاحب نے یہ اعتراض کیا ہے کہ کہیں تو میرزا صاحب رسول بنتے ہیں اور کہیں کہتے ہیں کہ "من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب" مگر اس غلط کار فریب خوردہ شخص کو اتنا نہیں نظر آتا کہ اس مصرعہ میں پوری تشریح موجود ہے کہ کس رسالت کا انکار اور کس رسالت کا اقرار ہے۔ میرزا صاحب فرمارہے ہیں کہ ایسا رسول نہیں ہوں جو صاحب کتاب یا صاحب شریعت ہوتے ہیں ہاں ایسا رسول ہوں جو دوسری کتاب کی پیروی کرنے کرانے آئے ہیں۔ منہ

ؐ اب استعفا دیدیا ہے۔ منہ

ہو سکیں جس سے کہ سنتے اللہ تعالیٰ بھیجے سمجھا ہے؟ تعجب کہ نجومی آپ کے نزدیک اسقدر رقعت رکھتے ہیں کہ وہ غیب کی خبریں معلوم کر لیتے ہیں اور وہ نبی نہیں اگر جو خبر اللہ تعالیٰ اپنے کسی نبی کے ذریعہ ظاہر فرماتا ہے اور اسکو پورا کرتا ہے وہ عزت اسقدر وقعت نہیں رکھتی کہ اسکو آپ اور آپ کا مذہب ہے باہر نہیں تعجب کہ قرآن فرماوے کہ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ یعنی اے نبی کہدو کہ جتنی مخلوق آسمانوں اور زمین میں ہے اونمیں سے کوئی غیب نہیں جانتا اللہ کے سوا اور وکیل کے نامہ نگار کفایت شعار صاحب نجومیوں کی اٹکل بازی کی پیشگوئیوں کو تو بلا چون وچرا سچا تسلیم کریں مگر انبیاء کی پیشگوئیوں کے لئے یہ اصول اختراع کریں کہ اون کو ذو معنے اور مجمل نہیں ہونا چاہئے بلکہ مفصل ومشرح ہونا چاہئے مگر باوجود اسقدر علم وفضل وقرآن دانی کے دعوے کے ایک دو پیشگوئیاں قرآن کریم وآنحضرت صلعم کی درج نہ کر دیں جو اون کے نزدیک اون کے مذہب نہیں پھر پیشگوئیوں کے بارہ میں قرآن کریم تو فرماوے کہ سیریکم ایتہ فتعرفونہا یعنی پیشگوئی کے معنے بعد از وقوع کے ہی درست ہو سکتے ہیں کیونکہ انسان عالم الغیب نہیں اور اوس کے اجتہاد میں غلطی ہو سکتی ہے مگر میاں غلام الثقلین باوجودیکہ مولوی محمد علی صاحب کو استفادہ حاصل کرنے کے لئے تحریر فرماتی ہیں اسقدر قرآن سے ناآشنا ہیں کہ پیشگوئی مفصل چاہتے ہیں مجمل چاہتے ہی نہیں مگر سوال یہ ہے کہ اگر پیشگوئیاں مفصل ہی چاہئے ہو تو قرآن کریم کی پیشگوئیوں پر کیا ایمان لائے ہو یا نہیں کیونکہ اسمیں ایسی بہت سی ہیں جو مجمل ہیں انکی بابت آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ نیز یہ فرمانا چاہئے کہ اگر پیشگوئی کے واقع کا پورا علم پیشگوئی سنانے والے کو ہونا چاہئے تو کفار کے ویقولون متی ھذا الوعد کے جواب میں آنحضرت صلعم نے یہ کیوں فرمایا تھا کہ انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبین۔ آنحضرت صلعم کو تو چاہئے تھا بموجب آپکے اختراعی عقیدہ کے کہدیتے کہ فلاں تاریخ کو یہ وعدہ پورا ہو گا نہ یہ کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور میں تو صرف ڈر سنانے والا ہوں۔

اس تمام بحث سے ہر ایک انسان بخوبی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ میاں غلام الثقلین کا کیا مذہب ہے اور ان کے دوست میاں غلام محمد صاحب کس مذہب وملت کے حامی ہیں اور کہ ان دونوں حضرات کو قرآن کریم سے کسقدر تعلق ہے۔

ایک طرف تو دعوے ہے اصلاح تمدن۔ کفایت شعاری محنت عدالت کا اور دوسری طرف اتفاق قومی کا مگر عقیدہ اور مذہب جو کچھ بیان کیا ہے اس سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ اصلاح تمدن اور اتفاق قومی کو یا تو یہ جانتے ہی نہیں یا یہ کہ محض میرزا صاحب سے بیجا پرخاش کیوجہ سے اسلامی عمارت کو ہی منہدم کرنا ہی ان کے نزدیک اصلاح تمدن اور عدالت واتفاق قومی ہے میاں غلام الثقلین صاحب وہ حضرت ہیں کہ جو کچھ مدت تک مالیر کوٹلہ میں جج کے منصب پر بھی سرفراز رہے ہیں تاہم ان کے نزدیک عدالت یہ ہے کہ دس پیشگوئیاں سچی ہونیسے صداقت ثابت نہیں ہوتی مگر ایک کے کاذب ہونیسے کذب ثابت ہو جاتا ہے۔ ایکطرف تو یہ اقرار ہے اور دوسری طرف بطور دلیل کے انا لننصر رسلنا الخ کو پیش کر کے اس کی صداقت سے انکار کر دیا ہے جس سے ہر ایک انسان اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ان حضرات کا تعلق کن بزرگوں کے ساتھ ہے اور کہ جن دلوں میں یہ حضر پہنچ ہونگے کیسے کیسے ظلم ان سے سرزد ہوئے ہونگے کیونکہ جس شخص کے نزدیک دس دلیلیں صداقت کی کافی نہیں ہو سکتیں اور محض ایک ادھوری دلیل سے بہانہ پکڑتا ہے وہ کب انصاف کر سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جن دنوں میں یہ حضرت مالیر کوٹلہ میں جج تھے اسیطرح لوگوں کے مقدمہ خراب کر کے اُن کو خراب خستہ کرتے ہونگے یعنے اگر کسی مقدمہ میں ایک فریق اپنے مقدمہ کی صداقت میں دس ثقہ گواہ پیش کرتا ہو گا تو اوسکی سچائی کو اور مضبوط دلایل کو نہیں مانتے ہونگے اور مخالف فریق کی ایک گواہی باطل ہی سے تمام مقدمہ خراب کر کے اپنی عدالت ومحنت کا ثبوت دیتے ہونگے۔

ہر ایک انسان غور کر سکتا ہے کہ یہ کس عدالت اور کفایت شعاری کا نتیجہ ہے کہ دس پیشگوئیوں کے سچے ہونیسے صداقت ثابت نہیں ہوتی اور ایک جھوٹے ہونیسے کذب ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر یہ انصاف کا مقتضا ہے تو بتلانا چاہئے کہ آپ نے اس اصول پر عملدرآمد بھی کیا ہے کہ نہیں؟ یعنے آنحضرت صلعم وموسے وعیسٰے علیہم السلام کی دس پیشگوئیوں پر اکتفا نہ کر تا صرف ایک کے کاذب ہونیسے اون کے (نعوذ باللہ) کذاب ہونے کے قایل ہو گئے ہیں کہ نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں اور اگر ہو گئے ہیں تو اب کیا تم فری تھنکر ہو یا کچھ اور؟ شاید آپ فرماویں کہ آنحضرت صلعم کی کونسی پیشگوئی جھوٹی ہوئی تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ اگرچہ ہمارے نزدیک پیشگوئیوں کے معیار کے مطابق تو کوئی بھی پیشگوئی آنحضرت صلعم کی نہیں جو نہ پوری ہوئی ہو یا نہ پوری ہو۔ مگر آپ نے جو ایک پیشگوئی کے جھٹلانے کے لئے ہاتھ پیر مارے ہیں اور اوسپر جرح قدح کی ہے یعنے انا لننصر رسلنا الخ اپنے ذہن میں رکھکر بتلاویں کہ آپ نے اپنے اس اصول پر کہ دس پیشگوئیوں کے سچے ہونیسے صداقت ثابت نہیں ہوتی اور ایک کے جھوٹے ہونیسے کذب ثابت ہو جاتا ہے، کیا عمل کیا ہے؟ تاکہ ہم بھی معلوم کر سکیں کہ کفایت شعاری محنت وعدالت میں بے شک آپ حاتم زمان ہیں اگرچہ اصلاح تمدن واتفاق قومی میں محض ناکام ونامراد ہیں۔ (باقی پھر اگر ضرورت پڑی تو)

خاکسار محمد حسین از لاہور چھاؤنی

التماس

میں اپنے مظلوم بھائیوں کی خدمت میں جو جہلا علماء اور خود غرض کی ہاتھ ظلم رسیدہ ہو گئے ہیں ان صاحبوں کو نہایت انکساری سے عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں جو کہ ہر دو نامبردہ علماء بلا تو نکالو وہ اپنی نفسانی خواہشات فتوح وغیرہ کو مقدم سمجھکر خود بھی نیز اس مسکین قوم کو راہ مستقیم سے روکتے ہیں کہ ہمارے ششماہی یا سالیانہ خدا حق پاک سمجھے اپنی ربوبیت سے معطل کر دیں تو ہمارا آؤ بھگت الی مداد فتوح وغیرہ میں روک نہ پڑ جائے اور ہمیں حقیقی خدا کی خوشامد کرنی پڑے مدت سے زمانہ ایک مصلح کا منتظر تھا اللہ کا برگزیدہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود ومہدی مسعود آیا حق کیطرف بلاتا ہے اسکیطرف جلدی کھینچے جاؤ بھائیو تعصب نفسانی خواہشات کو دور کر کر اس اللہ کی عادی کرو جو حی القیوم اور رب العلمین ہے مذکورہ بالا علماء وغیرہ کی پیروی مت کرو جنہوں نے بہتان کے امتحان میں اعلے درجہ کے نمبر حاصل کئے کسب بطلان کے خواہشات مذکورہ کیلیے اور مسکین قوم کی نفرت کیلیے بہتر سے تدبیر یا در حیلہ جات کئے اکثر سنا گیا ہے کہ سلسلہ حقہ کی لوگ نماز کیلیے جس مسجد میں جاویں دہو کی جا دینگی کہیں یہ ندا آتی ہیں کہ حضرت اقدس ہندرجہ بالا پیغمبری کا دعوی کرتے ہیں اور نعوذ باللہ قرآن وحدیث سے منکر ہیں یہ سب جھوٹی تدبیریں انہیں کیطرف سے ہیں بالمقابل اسکی خدا وندکریم اپنے فضل سے روز بروز سلسلہ مذکورہ کی تائید ونصرت کرتا ہے اور کرتا رہیگا سو بھائیو تم ہمت ہو کانوں سے روئی نکالو خود ہوشیار ہو جاؤ اخبار الحکم و بدر سلسلہ حقہ سے جو نکلتی ہے اسمیں دس شرایط سنو اور خود پڑھو آخر کار مرنا ہے حق مانو باطل سے کنارہ کرو خدا وندکریم سب بھائیوں

ہندوستان کے دو پیغمبر

رام و کرشن سلام اللہ علیہما

ایکو برہم دُوتیہ ناستی

یہ فقرہ جسکے سلیس معنے وحدہ لاشریک یا لاالہ الا اللہ ہیں ہندو مذہب کے اصول میں داخل ہے۔ اور غور سے دیکھا جائے تو ہر مذہب کی بنا توحید پر ہے مگر انسان اپنے خیالات کی آمیزش کر کے اس متفق علیہ اصول کو خراب کر ڈالتا ہے۔ اور وقتاً فوقتاً ضرورت لاحق ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کسی انسان کو بشری خیالات کی اصلاح کیلئے مقرر فرمائے چنانچہ ہر ملک اور ہر قوم میں ضرورت کے وقت مصلح ظاہر ہونیکا ثبوت تواریخ اور مذہبی کتب میں موجود ہے۔ قرآن شریف میں صاف طور پر ارشاد ہے۔ کہ ہر ملک وملت کے واسطے خدا ایک ہادی مقرر کرتا ہے۔ بعض رسولونکے نام اور حالات کی تشریح فرما دی گئی ہے بعض کی نسبت اشارے کنائے کر دیئے ہیں۔ اور پھر ایک کلیہ قاعدہ قائم کر کے حکم دیدیا گیا ہے۔ کہ مسلمانونکو خدا کے تمام رسولوں اور تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری اور لازم ہے مسلمان بھی زبان سے نہیں۔ بلکہ ویسے یقین رکھتے ہیں کہ جن رسولونکی اطلاع انکو پہنچی سب برحق ہیں + اتنا معلوم کرنے کے بعد سوچنا چاہیے کہ یہ ملک ہندوستان جو دنیا میں ایک بڑا ملک کہلاتا ہے۔ اس بات کا مستحق ہے یا نہیں کہ یہاں بھی خدا نے اپنے دستور کے موافق پیغام بھیجے۔ اور انکو ہدایت کرنے کیواسطے کتابیں دیں۔ اگرچہ قرآن شریف میں اس ملک کے رسولونکی بابت کوئی تصریح نہیں پائی جاتی۔ مگر خدا کے اس کلیہ کے موافق کہ ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے۔ تسلیم کرنا پڑیگا کہ ہندوستان بھی ان متبرک آدمیوں سے محروم نہیں ہے جنکو خدائی اصطلاح میں نبی اور رسول کہتے ہیں۔ ہندوستان کے نامور بزرگوں سری رام چندر جی اور سری کرشن جی اور مہاتما بدھ کے حالات پڑھنے۔ انکی طرز زندگی پر غور کرنے اور انکی تعلیمات پر منصفانہ نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ان لوگوں کو وہی حالات تھے۔ جو سیدنا حضرت ابراہیم وموسیٰ۔ عیسیٰ وغیرہ علیہم السلام کے پائے جاتے ہیں اور وہی تعلیم تھی جسکا ذکر بار بار قرآن شریف میں آیا ہے + اسلامی عقائد میں یہ مسلم امر ہے۔ کہ انسان کیلئے فطرتی مذہب ہمیشہ سے ایک ہی ہے جسقدر پیغمبر اور رسول بھیجے گئے۔ وہ سب ایک ہی مذہب اور ایک ہی اصول کی تعلیم کرتے تھے۔ نئے اصول کی شریعت کسی پیغمبر نے قائم نہیں کی۔ یہانتک کہ سب سے آخر اور سب سے اچھے رسول نے بھی جنکی پیروی کا ہم کو فخر حاصل ہے۔ وہی بتایا جو اگلے نبی بتاتے آئے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تعلیم میں ہر ملک وقوم کی سمجھ اور طرز معاشرت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور ایسے طریقہ سے سمجھایا گیا ہے کہ ہر درجہ کی عقل میں آسکے۔ آپکو معلوم ہوگا کہ توریت وانجیل کا طریقہ تعلیم تشبیہ واستعارات پر مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آخر زمانہ کی آدمی عقلی اور ذہنی تغیر کے سبب اس کے فہم سے قاصر ہو گئے اور طرح طرح کی غلطیوں اور توہمات میں مبتلا ہونے لگے۔ ویدِ مقدس۔ اور ہندوؤں کی تمام مذہبی کتابوں اور بزرگوں کے بیانات میں بھی اسقدر مشکل استعارات پائے جاتے ہیں جنکا ٹھیک ٹھیک ذہن نشین کرنا دشوار ہے۔ گرچہ مثالیں ایسی دی ہیں کہ معمولی عقل والا بھی ذرا سی غور میں سمجھ جائے۔ مگر افسوس ہے کہ اس ملک کے بعض لوگوں نے اصلی بات معلوم کرنے میں توجہ نہیں کی۔ اور ظاہری الفاظ پر عمل کر کے انکے پاکیزہ اصول کو خراب کر دیا۔

میں ایک مثال دنیا کی پیدائش کی نسبت پیش کرتا ہوں۔ قرآن شریف میں خدا فرماتا ہے۔ کہ ہم نے حکم دیا۔ کُن فیکون۔ ہندو مذہب میں ہے اول برہما پیدا ہوا اُس نے تمام عالم کو ظاہر کیا۔ غور کیجئے کہ ان دونوں بیانات میں کیا فرق ہے کچھ بھی نہیں۔ بالکل متحد بیان ہیں۔ قرآن میں خدا نے صفت خالقیت کو کُن کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ اور وید میں برہما کے لفظ سے برہما صفت ایجاد کا نام ہے۔ جبتک یہ صفت ظاہر نہیں ہوئی۔ دنیا ناپید تھی جسطرح کُن کے ظہور کے بعد یکون کا ظہور ہوا۔ اسیطرح برہما کے ظہور کے بعد سب کچھ ظاہر ہوا یہی کیفیت تمام اصول مذہب کی ہے۔

مورتوں میں آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ ایک جسم میں سیکڑوں ہاتھ اور متعدد سر ہیں اور ہر ہاتھ میں مختلف چیزیں ہیں کسی میں تلوار ہے۔ کسی میں پھول ہے۔ کسی میں اناج کا خوشہ ہے۔ اور ہندو ان مورتوں کے آگے سر جھکاتے ہیں اسوقت آپکو نفرت آمیز ہنسی آئیگی۔ کہ یہ کیسی مضحکہ خیز صورت ہے اور یہ کیسے احمق ہیں کہ اس کے آگے سر جھکاتے ہیں۔

مگر حضرات ہندوستانی رہبروں نے یہاں کے باشندونکو سمجھانے کے لئے صفات الٰہی کی حقیقت صاف طور پر ذہن نشین کرنے کے واسطے یہ مورتیں بنائی تھیں تاکہ سمجھ لوگ آسانی سے سمجھ جائیں۔ کہ خدا میں قہر کی شان بھی ہے جسکا نمونہ تلوار ہے اور رحم میں بھی جسکا نشان پھول یا اس قسم کی کوئی اور چیز ہے اسی کے ہاتھ میں رزق ہے۔ اسلئے اناج کا خوشہ دکھایا جاتا ہے۔ مگر ثابت ہوا کہ انسان بہت ہی بیعقل ہے۔ اور مثالوں کو ذریعہ کے بجائے نتیجہ سمجھ لیتا ہے۔ چنانچہ ان مثالی مورتوں کے سبب بت پرستی شروع ہو گئی۔ اور ہزاروں غلط فہمیاں واقع ہو گئیں یہ بات ہندوستان پر مخصوص نہیں ہے۔ دنیا میں اور بھی کئی ملک ایسے ہیں جہاں صرف مثالی خرابی سے بت پرستی کا رواج ہوا۔ روم۔ یونان مصر میں اس کی کافی شہادتیں موجود ہیں۔

جب تمام دنیا میں عالمگیر غلط فہمیاں واقع ہو گئیں۔ تو خدا تعالیٰ نے ایک ایسا نہایت صاف سیدھا طریقہ تعلیم سکھا کر ہمارے حضرت صلعم کو بھیجا۔ جو تمام دنیا کی ہدایت کے لئے کافی ہو۔ اور تمام مذاہب عالم میں جسقدر خرابیاں بشری خیالات اور نفسانی جذبات کے سبب پڑ گئی تھیں۔ وہ دور ہو جائیں۔ میں نہیں کہتا کہ میرا دعویٰ خوامخواہ تسلیم کر جائے۔ بلکہ تجربہ اور غور سے تحقیق ...... کرنا چاہیے۔ کہ اسلام نے قدیمی اصول کو جس پیرایہ میں بیان کیا ہے وہ اس قابل ہے یا نہیں کہ تمام دنیا کے مذہبوں کی خرابیاں آسانی سے رفع کر دے تجربہ مشاہدہ کرا دیگا کہ بیشک اسلام کا طریقہ تعلیم ایسا صاف سیدھا اور آسان ہے کہ قدیمی اصول مذہب عمدگی کے ساتھ ذہن نشین ہو سکتے ہیں۔

اب میں مجمل طور پر ہندوستان کے دو نامور بزرگوں سری رام چندر جی۔ اور سری کرشن جی کے حالات پیش کرتا ہوں تاکہ آپ کو معلوم ہو۔ کہ ان لوگونکی زندگی۔ اور تعلیم ہمارے مسلمہ رسولوں کے کسقدر مشابہ تھی میں رام و کرشن جی کے بعض اقوال کو اپنے حضور صلعم کے ارشاد نیز قرآن شریف کے بیان سے مطابق کر کے دکھانا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ واقعی ہندوستان کے رسول تھے۔ اور ہمارے حضور کو سب کے بعد بھیجے گئے۔ مگر وہی بیان کیا جو پہلے بیان ہو چکا تھا۔ کوئی نیا دین لیکر نہیں آئے تھے۔ لہٰذا تمام دنیا خاصکر ہندوستان کو لازم ہے۔ کہ پرانی تعلیم کو نئے طریقہ سے سیکھے جو سب سے زیادہ آسان اور صاف ہے اور جسمیں اکثر وہی باتیں ہیں جو ہندوستانی رسول فرما گئے تھے۔

رام جی اودھ کے راجہ دسرتھ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ہندوستان میں رام لیلا کا مشہور میلا انہی کی یادگار میں منایا جاتا ہے۔ ابھی سولہ برس کی عمر بھی نہ ہوئی تھی۔ کہ اپنے خاندانی پیشوا بشسٹ جی کے ہمراہ سیاحت کو نکلے۔ اور تمام مشہور متبرک مقامات اور اہل اللہ بزرگوں کی زیارتیں کیں۔ قدرتی نظارے دیکھے۔ دنیا کے نشیب وفراز ملاحظہ کئے۔ جب واپس آئے تو عجیب حال ہو گیا۔ ہر وقت سوچ اور فکر میں مستغرق رہتے۔ کھانے پینے اور دنیا کے تفریحی مشغلوں سے نفرت ہو گئی۔ اکثر خاموش رہتے۔ اور بولتے تو فرماتے یہ کیسی بری دنیا ہے۔ بالکل ہیچ و ناپائیدار ہے۔ اسی اثنا میں ایک ایسا موقع آیا۔ کہ اس زمانہ کے مشہور بزرگ بسوامتر جی راجہ دسرتھ کے پاس آئے۔ اور رام جی کو کسی سرکش و بدکار کی ہلاکت کیلئے مانگا۔

راجہ نے بھی کسی دنا تجربہ کا عذر کیا۔ مگر بسوامتر جی کے اصرار سے رام جی دربار میں بلائے گئے۔ اور ایک ایسی بیانانہ تقریر کی۔ کہ راجہ اور تمام درباری خاص کر بسوامتر اور بشسٹ جیسے عارف لوگ حیران رہ گئے کہ یہ کم سن بچہ کیسی باتیں کرتا ہے۔ رام جی نے اپنی تقریر میں انسانی ہستی کے تمام مدارج اور دنیا کے تغیرات کی نسبت بشسٹ جی اور بسوامتر جی سے سوالات کئے مگر ایسے پیرایہ میں۔ جیسے کوئی شخص تجاہل عارفانہ کرتا ہے۔ خود ہی ایک امر کی نسبت شک و شبہ بیان کرتے۔ اور خود ہی ایک لطیف کنایہ سے اس کا جواب دیدیتے بسوامتر اور بشسٹ نے رام جی کے سوالات کا جواب دیا۔ مگر انصاف سے دیکھا جائے۔ تو صاحب عرفان سائل کے سوالات کی شان کے موافق ان لوگوں کے جواب نہ تھے۔ یہ رام جی کا شروع حال تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک خاص امتحان کے موقعہ پر بیسیوں راجوں کے مقابلہ میں ایک مشہور کمان توڑ کر امتحان پاس کیا اور راجہ کی بیٹی سیتا جی کو جیت کر بیوی بنایا۔ پھر چند سال تک اپنی سوتیلی ماں کے حسد کے سبب صحرا میں زندگی بسر کرتے رہے۔ یہاں انکے ہمراہ انکے بھائی لچھمن جی۔ اور بیوی سیتا جی بھی تھیں۔ یہیں انکو ایک سرکش و بدکار راجہ نے جسکا نام راون تھا۔ دھوکہ دیا۔ اور انکی بیوی سیتا جی کو چرا کر لے گیا۔ اور رام جی کو اس ملک لنکا پر حملہ کرنا پڑا۔ چنانچہ ہنومان نامی کوہستان کے راجہ کی مدد سے لنکا فتح کر کے راون کو مارا اور سیتا جی کو چھینا۔ اس کے بعد اپنے راج استھان یعنی دارالخلافہ اجودھیا پوری میں واپس آئے۔ اور راج کرنے لگے۔ اسی راج کے زمانہ میں انہوں نے رسالت کے فرائض کو پورا کیا۔ ایک عجیب بات ہے جسکی بابت حدیثوں میں بھی اشارہ ہے کہ ہر بڑے رسول کو ایک بڑے دشمن سے سابقہ پڑتا ہے۔ اور وہ دشمن اسی رسول کے ہاتھ سے ہلاک ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم کو نمرود۔ اور حضرت موسیٰ کو فرعون۔ اور ہمارے حضور کو ابوجہل سے سابقہ پڑا تھا۔ اسیطرح رام جی کو راون اور کرشن جی کو کنس جیسے خونخوار دشمن دیئے گئے تھے۔ جو مذکور دشمنوں کیطرح ذلت و خواری سے ہلاک ہوئے مگر اس ظاہری خصوصیت کے ساتھ میرے خیال میں ایک اور خصوصیت بھی ہے جسکو حضرت مولانا محی الدین ابن عربی نے بھی لکھا ہے کہ فرعون وغیرہ صفت قہاری کے ظہور تھے چونکہ خدا کو صفت رحیمی اور شان رحمت ظاہر کرنی مقصود تھی۔ جو رسولوں کے ذریعہ سے ظاہر کی اسواسطے شان جلال و جبروت کو بھی ہر رسول کے زمانہ میں ظاہر کیا۔ رام جی کے زمانہ میں راون بھی شان قہر کا مظہر تھا۔ چونکہ شان قہر کے ظہور کے لئے مختلف عنوین اور طریقے ہیں۔ اسلئے راون کے بہت سے ہاتھ اور سر بیان کئے جاتے ہیں۔

اب رام جی کے چند اقوال جو انکی تعلیم کا نمونہ ہیں۔ جو گ بشسٹ اور رامائن سے اخذ کر کے بیان کئے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں دنیا کی مثال چمکدار ریت کی ہے۔ جو پیاس نہیں بجھا سکتی بلکہ پیاسے کو دھوکہ میں ڈالتی ہے۔ اسلام میں بھی دنیا کو سراب کی مثال سے یاد کیا گیا ہے۔ فرمایا جن کے پاس کتابیں ہیں۔ مگر سمجھتے نہیں۔ وہ بوجھ اٹھانیوالے مزدور ہیں۔ قرآن شریف میں اسکی مثال بوجھ اٹھانیوالے گدھے سے دیگئی ہے۔ فرمایا دل کتا ہے۔ جہاں مردار دیکھتا ہے کھانیکو دوڑتا ہے۔ ہمارے حضور نے فرمایا۔ الدنیا جیفة و طالبها کلاب دنیا مردار ہے اور اسکے طالب کتے۔ فرمایا جو کچھ دریافت کرتا ہے۔ اپنے آپ سے دریافت کر کہ سب کچھ تجھ میں ہے۔ قرآن شریف میں بھی ایسا ہی ارشاد ہے۔ کہ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ اپنے آپ کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اور حدیث میں ہے۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ اور فرمایا بارہا دیکھا گیا کہ ایک اکیلا مرد بڑے گروہ کو بھگا دیتا ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً۔ ترجمہ بعض دفعہ چھوٹا گروہ بڑے پر غالب آجاتا ہے۔ فرمایا یہ عالم محسوس وہم و خیال ہے۔ مگر تعجب ہے کہ جو نہیں ہے۔ وہ دکھائی دیتا ہے۔ اور جو ہے وہ نظر نہیں آتا۔ فرمایا عمر کی مثال بجلی کی ہے کہ ایک دم چمکی اور ندارد۔ فرمایا یہ کیسا برا گھر ہے۔ جس کا دروازہ ہڈی کا اور دربان بندر یا زبان گو فرمایا اس لئے کہ اسکو قرار نہیں رہتا۔ اہنکار یعنی ہا ہمی آدمی کی دشمن ہے۔ فرمایا دنیا میں رہنا اور اسمیں مبتلا نہ ہونا ایسا ہے جیسا دریا میں کوئی ہو اور نہ تر ہو۔ درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہٖ ۔ باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش۔ اور فرماتے ہیں

سنتوش پرم لابہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صبر میں سب سے زیادہ فائدہ ہے۔
ست سنگ پرم دھن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اچھی صحبت بڑی دولت ہے۔
بچار پرم گیانم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سوچنا بڑی عقلمندی ہے۔
سم چہ پرم سکھم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سب کو ایک نگاہ دیکھنا بڑا سکھ ہے۔

کیا اچھی تعلیم ہے۔ مگر افسوس زیادہ بیان کرنے کی گنجایش نہیں۔

رام جی کے بعد تھوڑا اجمال بھی کرشن جی کا بھی معلوم کر لینا چاہئے۔ کرشن جی کے ساتھ بعینہ وہ قصہ پیش آیا۔ جو حضرت موسیٰ کے ساتھ پیش آیا تھا یعنی کرشن جی کے ماموں راجہ کنس کو جو متھرا پر حکومت کرتا تھا نجومیوں نے خبر دی تھی کہ تیری بہن دیوکی کا آٹھواں فرزند تیرا قاتل ہوگا۔ اس خبر نے کنس کو ایسا حواس باختہ کیا۔ کہ اس نے بہن اور بہنوئی کو قید کر دیا۔ اور جو بچہ انکے ہاں ہوتا اسکو مار ڈالتا جب آٹھویں کرشن جی پیدا ہوئے تو ماں باپ نے چپکے سے ایک گاؤں میں جہاں گائے چرانیوالے رہتے تھے یہ بچہ بھیجدیا اور کنس کو بیٹی پیدا ہونیکا بہانہ کر دیا۔ کرشن جی نے گوکل میں جو گھوسیوں کا گاؤں تھا پرورش پائی۔ جب ہوشیار ہوئے اور عجیب و غریب باتیں ظاہر ہونے لگیں تو راجہ کنس کو خبر ہوگئی اور وہ سمجھ گیا۔ کہ یہ میرا بھانجہ ہے۔ ان دنوں کرشن جی رسولوں کی سنت خاص کر حضرت موسیٰ کی سنت کے موافق گائے چرایا کرتے تھے۔ ماموں نے حیلہ سے بلایا۔ اور قتل کرنا چاہا مگر انہوں نے اسی کو ہلاک کر ڈالا۔ اور دنیا کو اس ظالم سے پاک کیا ان ایام میں کرشن جی کا بانسلی بجانا۔ اور گوپیوں سے اختلاط کرنا۔ سب استعاری ہیں جن سے انکی پاکبازی پر حرف نہیں آسکتا کنس کے مرنے کے بعد انکی زندگی میں نئے آثار شروع ہوئے۔ اور حکومت ظاہری کے ساتھ ہی انہوں نے روحانی حکومت کے اصول بیان کرنے شروع کئے چنانچہ جب ہندوستان کی مشہور لڑائی مہابھارت ہوئی جسمیں کرشن جی نے بڑا حصہ لیا تھا۔ تو عین میدان جنگ میں کرشن جی نے اپنے چیلے ارجن کو اپدیش دیئے۔ انہی لیکچروں کے مجموعہ کا نام گیتا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ انسان اپنی مغالطہ کی پیدا شدہ تکالیف سے نجات پا سکتا ہے۔ اگر تین طریقے اختیار کرے (۱) قدرت کاملہ اور قدرتی اشیاء کا عشق (۲) فرائض معلوم کرنے کے لئے تحصیل علم (۳) فرائض کا ادا کرنا بلا خواہش نفسانی انہیں تین اصول پر بحث کی ہے گیتا۔ اور بہاگ سنیاس یوگ میں فرماتے ہیں۔ ذی علم اور خلیق برہمن گائے ہاتھی کتے۔ اور بدکار آدمی اور پنڈت سب کو ایک نگاہ دیکھتا ہے اور فرمایا وہ یوگی سے بھی بڑھکر ہے۔ جو بھلا چاہنے والے دوستوں دشمنوں قابل نفرت لوگوں نیکوں اور بدوں سب کو ایکساں سمجھتا ہے۔ گیتا ۱۲ادھیائے علالت کے سبب میں کرشن جی کے اقوال زیادہ تفصیل اور اسلامی مطابقت کے ساتھ جمع نہیں کر سکا۔ انشاء اللہ کسی دوسرے موقع پر پیش کئے جائیں گے۔ البتہ سامعین کی دلچسپی کے لئے ایک لطیفہ بیان کیا جاتا ہے جو کرشن جی کے پیرو کسی سختی کے وقت پڑھتے ہیں وظیفہ یہ ہے: کرشنا کرشنا پرماتما یہ پرنپار ہے تخم پنجم تو آتنگ شرنم پام سے سے بھیتا پرتھک دیہے۔ مگر افسوس ہے کہ کرشن جی کے اقوال کو لفظوں پوجا کر لیا گیا ہے جسکا نام گیتا کا پاٹ ہے۔ اور بہت کم لوگ اسکی عجیب فلسفہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی رسولوں کی پیشگوئی لکھدی جائے جسمیں ہمارے حضور کی نسبت خبر دیگئی ہے۔ ہمارے سلسلہ نظامیہ کے ایک بزرگ مولوی شاہ حکیم محمد حسن صاحب نظامی نے ایک ضخیم تفسیر لکھی ہے جسکا نام غائتہ البرہان ہے اس تفسیر میں تمام دنیا کی مذہبی کتب سے حضرت صلعم کی خبریں لکھی گئی ہیں اور عجیب و صحیح معانی سے انکو ثابت کیا ہے۔ چنانچہ وید کی پوری عبارتیں مع تشریح درج ہیں جنکا نقل کرنا مشکل ہے جسکو شوق ہو مولوی شاہ فضل احمد صاحب نظامی سے امروہہ ضلع مرادآباد کے پتہ پر یہ مطبوعہ تفسیر منگا کر دیکھ لے میں صرف ایک حصہ کا اقتباس کرتا ہوں۔ بہاں کلکی پوران کے حوالہ سے مولانے حضرت کی خبر لکھی ہے۔ لکھتے ہیں کلکی اوتار کے باپ کا نام ویشنو دیس ہوگا۔ ویشنو کے معنے اللہ اور دیس کے معنے عبد یعنی عبداللہ نام ہوگا۔ ماں کا نام سومتی یعنے امانتدار ہوگا سو حضور کی والدہ کا نام آمنہ تھا۔ پہلے پہاڑ کے غار میں عبادت کریں گے سو حضرت نے غار حرا میں عبادت کی۔ پھر شمالی پہاڑوں میں ہجرت کریں گے سو ہجرت بھی ہوئی۔ پہاڑ کی کھوہ میں پرش رام سے تعلیم پائینگے۔ پرش کہتے ہیں روح کو اور رام خدا کو یعنے روح خدا اور جبرائیل فرشتہ ہے۔ سو حضرت جبرائیل نے سب سے پہلے وحی لکھائی کہ شنبل نگری میں پیدا ہونگے شمبل دیپ کی نسبت مولانے ایک لمبی بحث کر کے ثابت کیا ہے کہ شمبل ملک عرب کو کہتے ہیں۔ کلکی اوتار کے چار بھائی ہونگے جنکے ذریعہ وہ فتحیاب ہونگے سو غیرہ وغیرہ اس روایت سے میری غرض یہ ہے کہ جسطرح سب پیغمبر ہمارے حضور کی تصدیق کرتے آئے ہیں۔ ہندوستانی رسولوں نے بھی تصدیق کی ہے۔ پس ہندوستانی رسولوں کی امت کو بھی حضور کی تصدیق کرنی چاہیئے اور ہم کو بھی ہندوستان کے تمام رسولوں پر ایمان لانا چاہیئے اسی میں ہندوستان کی ظاہری و باطنی بہبودی ہے اور یہی ایک طریقہ ہے جس سے ہندو مسلمانوں میں دلی اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ہندوؤں کا مسلمان اور مسلمانوں کا ہندو ہونا مشکل ہے نہ اس بیان سے میری یہ غرض ہے۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ ان دونوں قوموں کی باہمی نفرت و اجنبیت دور ہو ہر ایک دوسرے کے پیشوا کی عزت کرے۔ اور گلے ملنے کے لئے پہلے مسلمانوں کا قدم

---

* ہم اس قول کو تسلیم نہیں کرتے۔ ایڈیٹر

مسیحی مشنریوں سے خطاب

أَعُبَّادَ الْمَسِيحِ لَنَا سُؤَالٌ | نُرِيدُ جَوَابَهُ مِمَّنْ وَعَاهُ

مسیح پرستو! ہم ایک سوال کا جواب چاہتے ہیں تم میں سے جو شخص جواب دے سکتا ہو دے۔ سوال یہ ہے۔

إِذَا مَاتَ الْإِلٰهُ بِصُنْعِ قَوْمٍ | أَمَاتُوهُ فَمَا هٰذَا الْإِلٰهُ

کہ جب خدا ایک قاتل قوم کے ہاتھ سے مارا گیا تو وہ خدا کیا بلا ہے؟

وَهَلْ أَرْضَاهُ مَا نَالُوهُ مِنْهُ | فَبُشْرَاهُمْ إِذَا نَالُوا رِضَاهُ

آیا اس حسن سلوک سے انہوں نے اپنے خدا کو خوش کیا ہے اور اگر یہ سچ ہے تو ان کے لئے مژدہ ہے کہ انہوں نے اپنے خدا کی رضامندی کا رتبہ پا لیا۔

وَإِنْ سَخِطَ الَّذِي فَعَلُوهُ فِيهِ | فَقُوَّتُهُمْ إِذًا أَوْهَتْ قُوَاهُ

اور اگر ان کا فعل اسکی رنجش کا باعث ہوا تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں کی قوت نے اسکی قوت کو بودا اور کمزور کر دیا۔

وَهَلْ بَقِيَ الْوُجُودُ بِلَا إِلٰهٍ | سَمِيعٍ يَسْتَجِيبُ لِمَنْ دَعَاهُ

اور کیا یہ صحیح ہے کہ خدا کے مارے جانے کے بعد یہ کارخانۂ عالم کسی مجیب الدعوات کے بغیر بدستور چلتا رہا؟

وَهَلْ خَلَتِ الطِّبَاقُ السَّبْعُ لَمَّا | ثَوٰى تَحْتَ التُّرَابِ وَقَدْ عَلَاهُ

کیا جبکہ خدا زیر خاک مدفون ہو گیا تو آسمان اس کی خدائی سے خالی پڑے رہ گئے

وَهَلْ خَلَتِ الْعَوَالِمُ مِنْ إِلٰهٍ | يُدَبِّرُهَا وَقَدْ سُمِرَتْ يَدَاهُ

کیا جمیع عالم کسی مدبر سے خالی ہو گئے ہے جبکہ خدا کے دونوں ہاتھوں میں میخیں لگائی گئیں۔

وَكَيْفَ تَخَلَّتِ الْأَمْلَاكُ عَنْهُ | بِنَصْرِهِمُ وَقَدْ سَمِعُوا بُكَاهُ

اور کیونکر اس کے املاک ان کے منصور ہو جانے کی وجہ سے اس سے خالی ہو گئے بحالیکہ وہ اس کا گریہ سنتے تھے۔

وَكَيْفَ أَطَاقَتِ الْخَشَبَاتُ حَمْلَ | الْإِلٰهِ الْحَقِّ شُدَّ عَلَى قَفَاهُ

اور لکڑی (صلیب) نے خدا کو کیسے اٹھا لیا جو اس کی گُدّی پر باندھی گئی؟

وَكَيْفَ دَنَا الْحَدِيدُ إِلَيْهِ حَتّٰى | يُخَالِطَهُ وَيَلْحَقَهُ أَذَاهُ

اور لوہا (بیڑیاں) خدا سے کیسے قریب ہو کر اسے تکلیف دیتا رہا؟

وَكَيْفَ تَمَكَّنَتْ أَيْدِي عِدَاهُ | وَطَالَتْ حَيْثُ قَدْ صَفَعُوا قَفَاهُ

اور دشمنوں کے ہاتھ اس پر کیسے قابو پا گئے کہ اس بیچارے کی گردن بھی تھپڑوں سے لال کر دی؟

وَيَا عَجَبًا لِقَبْرٍ ضَمَّ رَبًّا | وَأَعْجَبُ مِنْهُ بَطْنٌ قَدْ حَوَاهُ

اس قبر پر تعجب ہے جس میں پروردگار عالم مدفون رہا اور اس قبر سے زیادہ موجب تعجب وہ پیٹ ہے جس میں وہ نو ماہ تک نشو ونما پاتا رہا۔

أَقَامَ هُنَاكَ تِسْعًا مِنْ شُهُورٍ | لَدَى الظُّلُمَاتِ مِنْ حَيْضٍ غِذَاهُ

وہ پروردگار عالم برابر نو ماہ ایک تاریک کوٹھڑی میں حیض کے خون سے غذا حاصل کرتا رہا۔

وَشَقَّ الْفَرْجَ مَوْلُودًا صَغِيرًا | ضَعِيفًا فَاتِحًا لِلثَّدْيِ فَاهُ

اور وہ بچہ نا تواں تھا کہ شرمگاہ کو پھاڑتا ہوا باہر نکل گیا بحالیکہ پستان کے لئے منہ کھولے ہوئے تھا۔

وَيَأْكُلُ ثُمَّ يَشْرَبُ ثُمَّ يَأْتِي | بِلَازِمِ ذَاكَ هَلْ هٰذَا إِلٰهُ

بعد میں وہ کھاتا پیتا رہا اور برابر ہگتا رہا۔ کیا خدا ایسا ہی ہوتا ہے؟

تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ إِفْكِ النَّصَارٰى | سَيُسْأَلُ كُلُّهُمْ عَمَّا افْتَرَاهُ

حقیقی خدا نصاریٰ کے اس بہتان سے برتر ہے اور وہ عنقریب ان سب کو اس بہتان عظیم کی بابت پوچھے گا۔

أَعُبَّادَ الصَّلِيبِ لِأَيِّ مَعْنًى | يُعَظَّمُ أَوْ يُقَبَّحُ مَنْ رَمَاهُ

صلیب پرستو! صلیب کی کیوں تعظیم کرتے ہو یا جو شخص اسے پھینک دے اسے کیوں برا کہتے ہو؟

وَهَلْ تَقْضِي الْعُقُولُ بِغَيْرِ كَسْرٍ | وَإِحْرَاقٍ لَهُ وَلِمَنْ بَغَاهُ

بھلا عقول سلیمہ صلیب اور خدا کے مردہ مشہور کرنے والے کو توڑنے اور آگ میں جلانے کے سوا کچھ اور بھی فیصلہ دے سکتی ہیں

إِذَا رُكِبَ الْإِلٰهُ عَلَيْهِ كُرْهًا | وَقَدْ شُدَّتْ لِتَسْمِيرٍ يَدَاهُ

فَذَاكَ الْمَرْكَبُ الْمَلْعُونُ حَقًّا | فَدُسْهُ لَا تَبُسْهُ إِذْ تَرَاهُ

جبکہ خدا از بردستی ایسی حالت میں صلیب پر سوار کیا گیا کہ اس کے ہر دو ہاتھ میں میخیں لگی تھیں تو ایسی سواری واقعی نہایت ناپاک اور ملعون ہونی چاہیے۔ سو جب تم اسے دیکھا کرو تو بجائے اسکے کہ اسے بوسہ دو اپنے پاؤں تلے روند ڈالا کرو۔

يُهَانُ عَلَيْهِ رَبُّ الْخَلْقِ طُرًّا | وَتَعْبُدُهُ فَإِنَّكَ مِنْ عِدَاهُ

اس صلیب پر تو پروردگار عالم کی ذلت ہوئی اور تم اسکی پرستش کرتے ہو بس تم یقیناً اس خدا کے دشمن ہو نہ دوست۔

فَإِنْ عَظَّمْتَهُ مِنْ أَجْلِ أَنْ قَدْ | حَوٰى رَبَّ الْعِبَادِ وَقَدْ عَلَاهُ

وَقَدْ فُقِدَ الصَّلِيبُ فَإِنْ رَأَيْنَا | لَهُ شَكْلًا تَذَكَّرْنَا سَنَاهُ

فَهَلَّا لِلْقُبُورِ سَجَدْتَ طُرًّا | لِضَمِّ الْقَبْرِ رَبَّكَ فِي حَشَاهُ

اگر تم صلیب کی اس خیال پر تعظیم کرتے ہو کہ پروردگار عالم اس پر چڑھا تھا اور اب وہ اصلی صلیب تو جاتی رہی اسلئے جہاں کہیں اسکی شکل نظر آتی ہے تو اسکی بزرگی کا نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے) تو پھر تم لوگ تمام قبروں کو دیکھ کر کیوں سجدہ نہیں کیا کرتے کیونکہ خدا تو تین دن قبر میں بھی پڑا رہا تھا۔

فَيَا عَبْدَ الْمَسِيحِ أَفِقْ فَهٰذَا | بِدَايَتُهُ وَهٰذَا مُنْتَهَاهُ

اے عبد المسیح بس اب رہنے دے تمہارے مذہب کی قلعی کھل گئی۔

(الہدیٰ)

ضرورت! ضرورت!! ضرورت!!!

مجھے اس بات کی ضرورت ہے کہ احباب الحکم کیلئے قیمت پیشگی ادا کرنیوالے خریدار پیدا کر کے اپنے مولیٰ کریم سے ایک بڑے اجر عظیم کے مستحق ہوں۔ منیجر۔

اعلان

(اول) چونکہ آبادی جدید نہر چناب میں بہت سی غلط فہمیاں بابت نتائج اس ایکٹ کے پھیلی ہوئی ہیں جو حال میں مجلس واضعان قوانین نے منظور کیا ہے اس واسطے ضروری ہے کہ ایک ایسا صاف مضمون اسکی نسبت شایع کیا جاوے جسکو ہر ایک معمولی آدمی بھی سمجھ سکے۔

(دوم) یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ زیر دفعہ ۸ سرکار نے بہت سی موجودہ شرائط کو تبدیل کر دیا ہے۔ یا تبدیل کرنے کا سرکار کو اختیار حاصل ہوگیا ہے بالکل جھوٹ ہے +

(۱) دربارہ مزارعان جنہیں مزارعان موروثی ہی شامل ہیں۔ صرف حسب ذیل صورتوں میں تبدیلیاں واقعہ ہوئی ہیں۔

(الف) بروئے دفعہ ۱۶ مزارعان کو جن میں مزارعان موروثی بھی شامل ہیں کوئی اختیار وصیت کرنیکا نہیں ہے جس سے آیندہ کیواسطے تمام خانگی تنازعات اور وراثت کے جھگڑے دور ہو جاویں گے۔

(ب) جہاں کسی چک میں سرکار نے بوقت تقسیم اراضی ایک مربعہ خاص آبادی کے واسطے مخصوص کر دیا ہے وہاں تمام رہایشی مکانات اس مربعہ آبادی میں بنائے جانے چاہئیں (دفعہ ۲۲) اور انہیں احاطہ جات میں بنائے جانے چاہئیں جو ڈپٹی کمشنر یا منتظم آبادی نے تقسیم کئے ہیں (دفعہ ۲۰) ان احاطہ جات کے واسطے مزارعان سرکار سے کوئی کرایہ نہیں لیا جاوے گا (دفعہ ۲۱)

اگر ڈپٹی کمشنر یا منتظم آبادی مناسب خیال فرماویں تو وہ کسی مزارعہ کو اپنے مربعہ میں رہایشی مکان بنانے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ (دفعہ ۲۰)

جو اب قانون میں درج کیا گیا ہے۔ وہ مسلا [illegible] ہے +

(ج) سرکار کو اختیار ہے کہ وہ مزارعان کے واسطے ان کے مربعوں میں درخت لگانے کے لئے قواعد بناوے۔ فی الحال کوئی قواعد نہیں مرتب کئے گئے + درختوں کی تعداد جس کے لگانے کے واسطے بروئے قواعد مزارعہ پابند کیا جا سکتا ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ پچیس فی مربعہ ہو سکتی ہے یہ درخت مزارعہ اپنے مربعہ کے کسی حصہ میں یا کسی صورت میں جیسا وہ چاہے لگا سکتا ہے چنانچہ اگر وہ چاہے تو سب کو ایک کونے میں بصورت ذخیرہ یا بشکل ایک قطار کے لگا سکتا ہے یہ درخت ان کی اپنی ملکیت ہونگے۔

اگر کسی مزارعہ نے لازمی تعداد درختان سے زیادہ درخت لگائے ہوئے ہوں تو لازمی تعداد کے ماسوائے باقی درختان کو جس طرح وہ چاہے۔ اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔ مثلاً وہ ایسے درختوں کو جو لازمی تعداد سے زیادہ ہیں بغیر اجازت کے اپنے استعمال میں لانے کے واسطے کاٹ سکتا ہے یا بیچ سکتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر ایک مزارعہ کو لکڑی جلانے کے واسطے یا کوئی شہتیر بنانے کے واسطے مفت میں مل جاوے گی۔

(د) سرکار کو اختیار ہوگا کہ آبادی کی صفائی اور اچھے انتظام کے واسطے قواعد بناوے۔ اور اس کے واسطے سرکار کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ کچھ حسب مقرر کرے۔ اس کا ذکر آگے آوے گا۔

(۲) دربارہ مالکان۔

مالکان کے متعلق صرف حسب ذیل جدید شرائط ہیں

(الف) جہاں سرکار نے سفید پوشاں یا رئیساں کے چکوک میں ایک خاص مربعہ آبادی کے واسطے مخصوص کر دیا ہے۔ وہاں ان سفید پوشاں یا رئیساں اور ان کے مزارعان کو اس مربعہ آبادی کے اندر رہایشی مکان تیار کرنے چاہئیں لیکن اگر اس سے پیشتر کسی ایسے شخص کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنے مربعہ میں رہایشی مکان بنالیوے اور جس نے ایسا مکان بنالیا ہوا ہے تو وہ اسوقت بھی جائز سمجھا جاوے گا۔

موجودہ شرائط جن کے ذریعہ سے مالکان اور ان کے مزارعان کو احاطہ جات بلاکرایہ دیئے جاتے ہیں بحال رہیں گے۔

(ب) صفائی کے متعلق وہی شرط ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔

(سوئم) دفعات ۱۸-۱۹ جو وراثت کے متعلق ہیں ان کا اطلاق نہر چناب یا کسی اور نہر کے موجودہ عطیات پر ہرگز نہیں ہو سکتا۔ موجودہ عطیات کے بابت وہی قانون اور رواج موثر ہوگا۔ جو ان عطیہ داروں کے سابقہ سکونت میں رواج ان کی ملکیتی اراضی پر حاوی ہے۔ ہاں اگر عطیہ کے شرائط میں مختلف قاعدہ وراثت کا درج ہے۔ تو پھر یہ قاعدہ وراثت حاوی ہوگا۔

حسب ذیل عطیات میں مختلف قاعدہ وراثت شرائط میں درج ہے

(الف) مزارعان شتریاں

(ب) چوہدری (نمبردار) شتریال مزارعان

(ج) معمولی نمبرداراں

(د) آبادکاران جن کو نہر چناب کے اکسٹنشنوں پر سنہ ۱۹۰۲ء اور اس کے بعد مربعہ جات تقسیم ہوئے ہیں۔

مزارعان شتریاں کی صورت میں سرکار کو اختیار ہے کہ وارث یا وارثان کا انتخاب کرے۔ جو زاید اراضی کسی چوہدری شتریال یا معمولی نمبردار کو بحیثیت اس کے چوہدری یا نمبردار ہونے کے دی جاتی ہے۔ اس اراضی کا وہی وارث ہوتا ہے۔ جو اس چوہدری یا نمبردار کا جانشین مقرر کیا جاتا ہے۔ وہ شرائط وراثت جو سنہ ۱۹۰۲ء میں جاری ہوئیں اور نہر چناب کے اکسٹنشنوں مثلاً بھنگو یا ہلک کلیا نوالہ شرقپور وانکل کے آبادکاروں پر حاوی ہے۔ وہی ہیں۔ جو ایکٹ ہذا کی دفعہ ۱۹ میں رکھی گئی ہیں۔

یہ سچ نہیں ہے کہ اگر کوئی اصلی آبادکار بلا اولاد نرینہ مر جاوے یا موروثیت حاصل کرنے سے پہلے فوت ہو جاوے تو اس کا عطیہ ڈپٹی کمشنر یا منتظم آبادی ضبط کرے گا۔ مگر ہاں یہ صورت اکسٹنشنوں کے آبادکاروں پر حاوی ہوگی۔ جن کو سنہ ۱۹۰۲ء کے بعد زمین ملی ہے۔ جبکہ ان کی شرائط میں اس امر کا ذکر درج ہو۔

یہ بھی سچ نہیں ہے کہ سرکار کو اختیار ہے کہ صرف ایک بیٹے کے نام بطور وارث زمین لگا دیوے۔ اور باقیوں کو محروم کر دیوے۔ مگر ہاں یہ قاعدہ شتریال مزارعان کی صورت میں

درست ہے۔ البتہ اگر اسسٹنٹ والا آبادکار بلا حصول حقوق موروثہ فوت ہو جاوے اور اسکی زمین مطابق موجودہ شرائط ضبط سرکار ہو جاوے۔ صاحب مستنظم آبادی نے کبھی کبھی از سر نو صرف ایک لڑکے کے نام زمین تقسیم کر دی۔ اور ان کو اختیار ہے۔ کہ آئندہ بھی ایسا کریں۔

(چہارم) دفعہ ۳۴ کسی مزارعہ کو اپنے مربعہ میں اپنے مال مویشی کے واسطے چھپر یا ڈھارہ بنانے سے نہیں روکتی ہے وہ اپنے مربعے میں اس قسم کا چھپر یا ڈھارہ بلا اجازت بنا سکتا ہے۔

(پنجم) دفعہ ۴۲ سے جس کے ذریعہ ڈپٹی کمشنر یا مستنظم آبادی کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس شخص کی زمین ضبط کر لیں جس نے شرائط آبادی پوری نہیں کیں یا اس مزارعہ کی زمین ضبط کر لیں جس نے سرکاری مطالبہ ادا نہیں کیا ہے۔ کوئی ایزادی موجودہ شرائط میں نہیں ہوتی۔ درحقیقت شرائط نرم کی گئی ہیں۔ کیونکہ آئندہ زمیندار کو اجازت دیجاوے گی کہ وہ کھتونی یا عرضی ارسال ملنے کے بعد ایک مہینے کے اندر رقم واجب الوصول ادا کریں اور اگر یا قیدار مالک ہو ویں تو ان سے صرف بموجب ... وصول کیا دیگی جو ایکٹ مالگذاری میں درج ہے۔

(ششم) دفعہ ۴۹ میں ان لوگوں کے واسطے سزا تجویز کیگئی ہے جو درختاں کو کاٹ ڈالیں یا عمداً نقصان پہنچا ویں۔ زیر اس دفعہ کے کسی ایسے شخص کو سزا نہیں دیجاوے گی جو ان درختاں کو کاٹے یا چھانگے جو اس کے اپنے مربعہ پر اگے ہوئے ہیں۔ خواہ وہ خود رو ہوں یا اس کے اپنے لگائے ہوئے ... ان درختوں کو نہ کاٹے اور نہ عمداً نقصان پہنچاوے جو سرکاری درخت ہیں۔ مثلاً وہ درخت جو سرکار نے خود سڑک یا نہر پر لگائے ہیں۔ یا وہ درخت جو اس سرکاری زمین پر ہیں جو ابھی تقسیم نہیں ہوا ہے جو کہ سرکاری مال ہے۔ البتہ اجازت حاصل کرکے وہ ایسا کر سکتا ہے۔ نیز کسی علیحدہ ... وہ درختاں بھی نہ کاٹنے چاہئیں اور نہ ان کو عمداً نقصان پہنچانا چاہیے۔ جو آبادی کے اندر عام لوگوں کے آرام کے واسطے آبادکاروں نے لگائے ہیں۔ جہاں کوئی سرکاری کھال یا ... راستہ تقسیم شدہ مربعہ جات میں گذرتا ہے۔ جو درخت ایسے کھال یا راستے کے کنارے پر واقع ہیں۔ ان کو وہ آبادکار استعمال کر سکتا ہے۔ ... جس کے مربعہ جات کے کنارے پر واقع ہیں۔

(ہفتم) دفعہ ۲۸ کے رو سے سرکار کئی امورات کے متعلق قواعد بنا سکتی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ یعنی ایسی صورتوں میں وراثت کے قواعد تیار کرے۔ جہاں وراثت متوفی کے سب سے بڑے لڑکے یا چیدہ وارث یا وارثاں کو پہنچتی ہے بعض لوگوں نے بے وقوفی سے یہ خیال کر لیا ہے کہ سرکار کا ارادہ ہے کہ موجودہ شرائط کو تبدیل کرے۔ اور جہاں پہلے نہیں ہے اب اس قاعدہ وراثت کو جاری کرے جس کے ذریعہ سب سے بڑا لڑکا ہی وارث بنتا ہے۔ یہ خیال جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ بالکل جھوٹ ہے۔

(ہشتم) ایک اور امر جس کے متعلق قواعد بنائے جا سکتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ آبادکار اپنے اپنے مربعہ جات میں درخت لگاویں (دفعہ ۲۸ (د)) اس کا مطلب پہلے ہی ظاہر کر دیا گیا ہے۔ جبتک آبادکار اپنی لازمی تعداد درختاں قائم رکھے گا۔ خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے تو باقی درختاں کی بابت اس کو استعمال کا پورا اختیار رہے۔ اور ان کے کاٹنے کی بابت کوئی سزا نہیں دی جاسکتی ہے۔ تمام درخت جو اس کے مربعے میں ہیں اسکی اپنی ملکیت سمجھے جاویں گے +

(نہم) آبادیوں کے انتظام اور صفائی کے متعلق سرکار قواعد بنا سکتی ہے۔ دفعہ ۲۸ (ج) زیر دفعہ ۲۹ سرکار کو اختیار دیا گیا ہے کہ ایک رقم (یعنی جبوب) مقرر کرے جس سے چوہڑوں کی تنخواہ ادا کیجاوے۔ یا دوسرے اغراض جو انتظام آبادی کے متعلق ہوں پورے کئے جاویں۔ جہاں کسی آبادی میں لوگوں نے خود خاطر خواہ انتظام کر دیا ہے۔ وہاں کوئی امید نہیں ہے کہ زیر دفعہ ۲۹ کوئی ایسی رقم لگائی جاوے۔

(دہم) سرکار کو اچھی طرح سے معلوم ہے کہ یہ بہت ہی خطرناک بات ہے۔ کہ چھوٹے اور معمولی معاملات کی بابت غیر ضروری قواعد مرتب کرکے چھوٹے چھوٹے ملازمان مثلاً پٹواریاں کو اختیار دیئے جاویں کہ وہ لوگوں کو تنگ کریں اور ان سے ناجائز طور پر روپیہ حاصل کریں اگر آئندہ کبھی زیر دفعہ ۲۸ قواعد مرتب کئے جاویں گے۔ تو اس بات کو ضرور مدنظر رکھا جاوے گا +

دستخط

جے۔ ایم ڈوئی صاحب بہادر

کمشنر بندوبست پنجاب۔

صدقات

مخلص مومن تو ہمیشہ ہی وقتاً فوقتاً صدقات دیتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ ایام ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ملک کے مختلف حصوں پر نازل ہو رہا ہے اسلئے جہاں ہم لوگوں کو پاک تبدیلی کی حاجت ہے وہاں ضرورت ہے کہ رد بلا کے لیے صدقات بھی دیتے رہیں۔ قادیان میں مد صدقات جو صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ایک مستقل شاخ ہے اسکے ذریعے یتامیٰ۔ مساکین۔ مولفۃ القلوب۔ طلبہ علم۔ ابناء السبیل اور مختلف قسم کے حاجتمند اور قابل امداد احباب کی مدد کیجاتی ہے اور اس سال کے لیے اس کے اخراجات کا مستقل ماہواری خرچ تین سو روپیہ سے زائد ہے لیکن اس مد میں اب شاید اپریل کے مصارف ادا کر چکنے کے بعد مئی کے مصارف ادا کرنے کے لئے مشکلات کا سامنا ہو۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ غیب سے ایسے سامان بہم پہونچائے گا اور اپنے بندوں کو خود القا کریگا جو اسکی امداد کے لئے اٹھیں گے لیکن میرا فرض ہے کہ میں اس ضرورت کو پیش کروں۔ اس مد کے لئے ہر قسم کی رقوم صدقات آنی چاہئیں خصوصاً زکوٰۃ کا روپیہ جسکو ٹھیک زکوٰۃ کے اصل صرف پر خرچ کیا جاتا ہے ناظرین پوری توجہ کریں اس مد کا روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہیئے۔

میں حضرت مسیح موعود پر کیوں ایمان لایا

ذیل میں چودھری غلام احمد صاحب رئیس کاٹھ گڑھ کی ایک چٹھی درج کرتا ہوں۔ جو انہوں نے اپنے حالات کے متعلق لکھی ہے۔ چودھری صاحب جیسا کہ خود انہوں نے ظاہر کیا ہے وہ سر سید مرحوم کے دلدادہ تھے اور جہانتک مجھے علم ہے ان کے کاموں میں بہت بڑی مدد دیا کرتے تھے۔ اس پیرانہ سالی میں خدا تعالیٰ نے انہیں توفیق دی ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ ایڈیٹر

میں کچھ مختصر سا حال اپنے عقائد و اعمال مذہبی کا عرض کرتا ہوں۔ میں سن تمیز کو پہنچکر وہابی عقائد کا بڑی مضبوطی اور استقلال سے معتقد رہا۔ جب سید احمد خان کی تحریرات نکلنی شروع ہوئیں تو ان کو بھی باتعصب مطالعہ کرتا رہا۔ اور بہت سی باتوں کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا رہا۔ مگر جب اخیر نتیجہ پر غور کیا تو اسلام یعنے مسلمانوں کی عملی حالت دن بدن بگڑتی نظر آئی گو ہر دو صاحبان (مولوی محمد اسمٰعیل شہید۔ اور سید احمد خان) کی تحقیقات سے مسلمانوں کے عقائد کی تو بہت کچھ اصلاح ہو گئی۔ مگر عملاً اور بھی خراب ہو گئی۔ اب دل میں یہ سوچ پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اپنی کلام پاک میں اس دین کی حفاظت کا وعدہ فرماتا ہے مگر اس کا ایفاء کب ہوگا؟ میں اپنے عقیدہ میں مہدی کی حدیثوں کو مجروح سمجھتا تھا۔ اور عیسےٰ کا زندہ آسمان پر ہونا اور پھر واپس آنا لغو جانتا تھا۔ البتہ اس امر کا یقین ولمین ہوتا تھا کہ خداوند تعالیٰ آیت استخلاف اور آیت اور ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا کے وعدے کے بموجب کسی ایسے شخص کو پیدا کریگا جو اس دین کو پھر زندہ کرکے دکھلا دیگا۔ مگر اس انتظار کی از حد بیقراری تھی کہ وہ دن کب آئیگا جب اسلام کے خشک شدہ باغ کی آبادی ہوگی

میں مرزا صاحب کی تحریرات بھی اسوقت سے دیکھتا ہوں جب کتاب براہین احمدیہ کا اشتہار سفیر ہند پریس امرتسر میں پادری رجب علی کے پاس چھپنے کیلئے گیا۔ پھر براہین احمدیہ کی بعض جلدیں بھی مطالعہ کیں جس سے مرزا صاحب کے بیان صداقت اسلام اور اظہار نکات و رموز قرآن کا قائل ہو گیا اور مرزا صاحب کے دعویٰ الہام کو بھی سچ مانتا رہا۔ مگر خیال یہ تھا کہ اس سے اسلام کے متروک شدہ عمل کو کیا فایدہ ہوا؟ اسی اثنار میں مرزا صاحب نے دعویٰ مہدیت و مسیحیت کر دیا۔ اور مسلمانوں سے بیعت لینی شروع کر دی۔ اب میں اس تجسس و تحقیق میں ہوا کہ آیا مرزا صاحب امام ہیں؟ اور امام میں چار اوصاف کا ہونا ضروری سمجھتا تھا۔ کیونکہ امام کی فطرت نبیوں کے قریب ہوتی ہے اور وہ اوصاف یہ ہیں اسے ریفارم کا جس کے لئے مامور ہوا ہے پورا عامل اور سچا عاشق۔ ارادہ مستقل ایسا کہ کوئی تکلیف جسمانی یا مالی یا کوئی سختی دنیاوی اسکو اپنے کام سے روک نہ سکے۔ کشش مقناطیسی۔ شرف مکالمہ اور تائید الٰہی۔

اس کے بعد حضرت اقدس کی تصدیق کیلئے دل مجھے دو ہی معیار میسر تھے۔ حضرت کا مضبوط ارادہ سے مسلمانوں کی عملی اصلاح میں لگے رہنا۔ ۲۔ جماعت کے بعض افراد کا سچے دل سے اسلام کی پیروی کرنے سے انکے ریفارم کا اثر۔ بسر بھی میرا مطلوب تھا یہی مقصود و عرصہ تخمیناً تین سال سے خود قادیان حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوا پھر مجھکو باقی دو امر بھی حضرت اقدس کی ذات میں تصدیق ہو گئے میرا یہ بھی یقین ہے کہ مامور کی کشش سعید فطرت دلوں کو اپنی طرف کھینچ سکتی ہے نہ کہ شقی القلب لوگوں کو خواہ وہ قادیان میں رہیں یا کہیں۔ کوئی شاعر کہتا ہے۔

حسن زبصرہ بلال از حبش صہیب از شام۔ زخاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی است

اب اس امر کا اظہار باقی ہے کہ میں امام کا کیا رتبہ سمجھتا ہوں؟ میں حضرت مرزا صاحب کو نہ خدا سمجھتا ہوں جیسا کہ یہودیوں نے اپنے پیشواؤں کو سمجھا اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا الخ اور نہ خدا کا دوہ برگزیدہ اور امام المرسلین اور خاتم النبیین رسول۔ البتہ محمد رسول اللہ کے اس دین کی خدمت کے لئے جو سب دینوں میں سچا اور پکا دین ہے اور زمانہ کی دجل اور مکاریوں سے نہایت خراب حالت کو پہونچ گیا ہے اور عملی لحاظ سے اسلام کا صرف نام باقی رہ گیا بحکم حدیث لا یبقی من الاسلام الا اسمہ۔ اصلاح اور تجدید کے لئے خدا کی طرف سے مسیح موسوی کی خو و عادات پر مامور ہو کر آئے ہیں کوئی نئی شریعت لیکر نہیں آئے بلکہ شریعت محمدیہ کا عمل قائم کرنے کے لئے مقرر ہوئے ہیں۔ اور انہیں اوصاف کے ساتھ جو ایسے ریفارمروں کے لئے ضروری ہیں بلکہ انہیں ازمنہ گذشتہ کے مصلحاں کی نسبت الٰہی طاقت بڑھکر کام کر رہی ہے کیونکہ موجودہ زمانہ کی خرابی مذہب حد سے بڑھ گئی ہے۔ جیسا کہ دشمن قوی ہو ویسا ہی نگہبان بھی قوی ہونا چاہئے اور حضرت اقدس ایسے ہی ہیں اور اپنی ساری طاقت سے کام کر رہے ہیں۔ البتہ اجتہاد میں غلطی کرنا امام وقت کا ایسا ہی ممکن ہے جیسا کہ رسولوں کا اگر کوئی صاحب اسپر اعتراض کرینگے تو یہ آدم سے لیکر خاتم النبیین تک قرآن سے ثابت کر دونگا

صاحبان میرے دل میں احمدی جماعت کے کسی فرد کے عمل سے جو برائے نام احمدی ہوا اور عمل قرآنی کا نام و نشان نہ ہو یا ظاہر میں بڑے پکے احمدی ہیں اور باطن میں تہذیب اسلام کا کچھ اثر نہیں اور با وصف اسبابت کے کہ حضرت اقدس کے ہاتھ پر بلکہ خدا کے ہاتھ پر۔ خدا کی گواہی اور اس کے رسول کی گواہی اور جماعت مسلمانوں کی گواہی سے اس امر کا اقرار اور عہد کر چکے ہیں کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا کچھ پاس نہیں ہے۔ شبہات پیدا ہوتے تھے مگر وہ شبہات خدا نے اس طرح۔ رفع کر دیئے کہ اگر موجودہ مسلمان اصلاح نہیں پائیں گے تو خدا اسلام کی اعانت کے لئے کوئی ایسی اور قوم اس مذہب میں داخل کر دے گا جو اسلام کو مثل اولین مسلمانوں کے غالب کرے گی اور وہ وقت قریب ہے۔ کہ کل روئے زمین کے انسانوں کا مذہب اسلام ہوگا اور وہ حضرت مرزا صاحب ہی کے ذریعہ ہوگا۔

غلام احمد کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور

ایک باورچی کی ضرورت ہے

مجھے ایک صالحہ باورچی کی ضرورت ہے چونکہ میرے پاس ہمیشہ سرکاری روپیہ رہتا ہے اسلئے میں اسے نوکر رکھ سکتا ہوں جو احمدی جماعت کے کسی اعلیٰ رکن کا سفارشی خط ہمراہ لاوے یا پہلے بھیج دے تنخواہ چار روپیہ ماہوار اور روٹی ساتھ ہوگی یعنے روٹی کے علاوہ چار روپے دیئے جاوینگے۔

راقم غلام محمد پٹواری از شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور
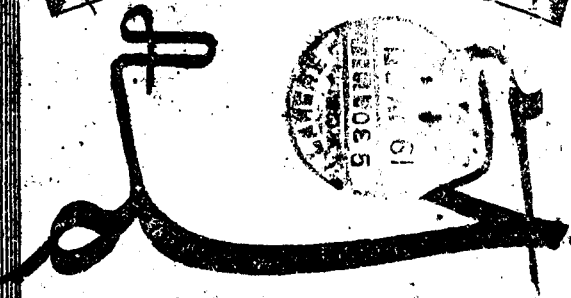
نمبر ۱۷ قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۰۷ء مطابق ۴ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ جلد ۱۱

مشین پریس نہیں بلکہ سٹیم پریس قائم ہوگا

(انشاء اللہ العزیز)

سرپرستان الحکم یہ خوشخبری سن چکے ہیں کہ اخبار الحکم کے کارخانہ کے لئے ایک مشین کا آرڈر ولایت دیا گیا ہے۔ ۱۰ اپریل کے اطلاعی نوٹ کے بعد میں نے مشین پریس کا کوئی ذکر اخبار میں نہیں کیا اسکی وجہ یہ تھی کہ کوئی جدید امر پیش نہ آیا تھا۔ میں نے ظاہر کر دیا تھا کہ محض توکلاً علی اللہ آرڈر دیدیا گیا ہے اور مجھے اپنے احباب کے مخلصوں اور قدردان ناظرین سے بحول اللہ تعالیٰ یہ توقع تھی کہ وہ میری تحریک پر اپنے پیارے الحکم کو اس کام کے لئے پوری مدد دیں گے۔ چنانچہ چنین سے ایک معزز احمدی نے چالیس روپیہ مجھے اس مطلب کے لئے بھیج بھی دیئے تھے۔ مگر قبل اسکے جو مجھے ایسی امدادی تحریک کی حاجت پڑتی اللہ تعالیٰ نے ضلع کانپور میں میرے ایک معزز بھائی اور الحکم کے سچے قدردان کے دل میں ڈالا کہ مشین پریس نہیں بلکہ سٹیم پریس قایم کرنے کے لئے میری کسی درخواست کے بغیر ہی مجھے مالی اعانت کا ایک خط لکھا اور چھ ہزار روپیہ تک اس مقصد میں خرچ کرنیکا ارادہ ظاہر کیا میں نے اسکو محض تائید ربی سمجھکر انکو بہ شرکت پرنٹنگ ورکس کی شاخ میں صدر سے شریک کر لیا ہے اور سٹیم پریس قایم کرنیکا خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ سٹیم پریس کے قایم ہو جانے سے جہاں چھپائی کی مشکلات آسان ہو جائینگی اور اخبار بروقت نکل سکے گا (انشاء اللہ) وہاں میں خدا کے فضل سے امید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر الحکم اپنی قوم کو نہایت مفید اور ضرورت وقت کے موافق مذہبی لٹریچر بہم پہونچانے کی سعی کریگا۔ وہ تالیفات جو اب تک محض پریس یا مالی مشکلات کیوجہ سے معرض التوا میں پڑی ہوئی تھیں جلد شایع ہونے لگیں گی۔ اور خدا تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال ہو تو مجھے بیشک قیمتی موقع خدمت سلسلہ کا ملے گا۔ میں سر دست کوئی سکیم پیش کرکے خوش کن جملوں اور اشتہاری الفاظ سے اسوقت خوش کرنا نہیں چاہتا تجربہ اور عمل خود ظاہر کر دیگا۔ میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ آج تک الحکم کے کارخانہ سے ایک بھی کتاب یا رسالہ ایسا شایع نہیں ہوا کہ جو قوم اور ملت کے لئے مفید اور قابل قدر تسلیم نہ کیا گیا ہو۔ اسلئے گذشتہ تجربہ یقین دلاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کیا اور توفیق دی تو عجیب عجیب کتابیں اور رسالے یکے بعد دیگرے شایع ہونگے۔

میں اس خوشخبری کو پہونچاتے ہوئے اپنی قوم کے سرگرم احباب سے اتنی درخواست کرنی چاہتا ہوں کہ وہ ہر قسم کی چھپائی کا کام آیندہ کارخانہ الحکم کے لئے بہم پہونچانے کا عزم کریں۔ اور خریداران الحکم کے دائرہ کو وسیع کرنے کے لئے جہاں تک ان سے ممکن ہو کوشش کریں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ اگر الحکم کی اشاعت پانچہزار ہو جاوے تو اسکی موجودہ قیمت میں ہی نمایاں تبدیلی ہی کی جائیگی بلکہ اسکو زیادہ مفید زیادہ دلچسپ بنانے کی فکر کیجائیگی۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے اور ساری توفیقیں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں مجھے اپنے رب پر یقین ہے کہ جس نے الحکم کو محض بے سروسامانی کی حالت میں ہاتھ سے جاری کرا کر ایسے مستقل کارخانہ کی صورت میں تبدیل کر دیا اور جس نے مشین نہیں سٹیم پریس کے لئے غیب سے سامان بہم پہنچا دیئے۔ وہ خدا جو قدیر اور فعال لمایرید خدا ہے ان دلوں میں خود القا کریگا جو الحکم کی اعانت اور اسکی سرپرستی کے لئے فراخ حوصلگی سے طیار ہو جائیں گے۔ بابو محمد صدیق صاحب کہ جنہوں نے چالیس روپیہ مشین کے لئے بھیجے تھے اس سلسلہ اعانت میں سابق بالخیرات ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنے مقاصد میں بامراد کرے اور قومی خدمات کے لئے زیادہ جوش اور صدق عطا کرے۔ آمین۔ بابو صاحب کے چالیس روپیہ کو زیادہ قیمتی اور موجب ثواب بنانے کے لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ الحکم کی بیس کاپیاں ایسے مستحق احمدیوں کو دیجائینگی جو پوری قیمت ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ وہ صرف ایک روپیہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شایع ہوا۔

غرض کے لئے یہ جلسہ کیا جاتا ہے تاکہ انجمن کیطرف سے ... [illegible] پاس کرکے گورنمنٹ میں بھیجا جاوے اور لوگوں کو ان کے ... [illegible] کیا جاوے۔ اب میاں صاحب کچھ بیان کریں گے اور میرا کام اب صرف لکھنا ہے اسلئے میں بیٹھ جاتا ہوں۔

تقریر صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب امیر مجلس جلسہ

اس جلسہ کے منعقد ہونے کی غرض مولوی محمد علی صاحب بیان کرچکے ہیں اور اشتہار میں بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ میں اس غرض کی تائید اور تشریح کے لئے چند باتیں بیان کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔

تھوڑے دنوں سے پنجاب اور ہند میں ایک قسم کی شورش پیدا ہو رہی ہے اور وہ لوگ جنکو ملک اور قوم کے ساتھ حقیقت میں کوئی ہمدردی نہیں ہمدردی کے رنگ میں خیالات پھیلا رہے ہیں اور اسطرح یہی نہیں کہ وہ گورنمنٹ کو تشویش میں ڈالتے ہیں بلکہ اہل ملک کو بھی خطرہ میں ڈال رہے ہیں۔

اس موجودہ شورش کی ابتدا بنگالیوں سے ہوئی اور پھر یہ تحریک بدآناً فاناً بجلی کیطرح پنجاب میں پھیل گئی ہے اور اب بعض بڑے بڑے شہروں میں خطرناک رنگ اختیار کرنے کو تھی کہ گورنمنٹ انگریزی نے (جو اپنی طاقت و شوکت اور اپنی تدبیر سلطنت کے لئے ایک مشہور گورنمنٹ ہے) نہایت قابلیت کے ساتھ قرین انصاف پہلوؤں کی بنا پر اس کے تدارک اور انسداد کی طرف توجہ فرمائی ہے جس سے یقین ہوگیا ہے کہ یہ متعدی مرض رک جائیگا اور خدا کرے کہ یہ فوراً رک جاوے تاکہ اہل ملک کو آنیوالے خطرہ کا سامنا نہ ہو۔ اس فساد کی ابتدا جہانتک واقعات سے پتہ لگتا ہے اور معلوم ہوسکتا ہے ہندوؤں سے ہوئی ہے اور ان کے گھروں میں ہی اس نے پرورش پائی۔ ان کے اثر سے متاثر ہو کر بعض کم فہم مسلمانوں نے بھی انکی ہاں میں ہاں ملائی مگر عام طور پر مسلمانوں نے اس کو اپنے لئے خطرناک اور مضر یقین کیا اور وہ اس سے الگ رہے۔ اگر بعض غیر ذمہ دار اور ضمیر فروش اشخاص ساتھ ہوئے تو وہ کسی گنتی میں نہیں۔

راولپنڈی لاہور امرتسر میں یہ فساد بہت بری طرح پھیلا تھا۔ جو بہت جلد دبا دیا گیا۔ راولپنڈی میں ان شورہ پشت لوگوں نے انگریزوں پر حملے کئے اور لیڈیوں کی توہین کی گرجا گھر کو آگ لگا کر اسباب جلا دیا۔ گورنمنٹ سکول کو آگ لگائی۔ اس قسم کی حماقت کی کارروائیاں کرکے انہوں نے ظاہر کر دیا کہ وہ ملک اور سلطنت کے بدخواہ اور دشمن ہیں۔

اس قسم کی شرارتوں اور خباثتوں سے مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ بچتے رہیں اگر وہ خدا پر قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر ایمان رکھتے ہیں تو ان کا مذہبی فرض ہے کہ وہ

بغاوت اور فساد کے طریقوں سے بچتے رہیں

کوئی شریف اور عقلمند انسان ایک لحظہ کے لئے بھی یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ وہ اپنی محسن امن پسند حلیم و ... [illegible] گورنمنٹ کے خلاف اپنے دل اور دماغ میں باغیانہ خیالات ... [illegible] سر میں جمع نہیں ہوسکتے۔

ہم مسلمانوں ہی کو نہیں گورنمنٹ انگلشیہ کے ہر فرد رعایا کو بھی مشورہ اور صلاح دیتے ہیں کہ وہ ایسی شورشوں اور شرارتوں کے خیالات کو اپنے دل سے نکال دے اور جو لوگ ایسی تحریکیں کرتے یا گورنمنٹ سے کسی رنگ میں بدظن کرتے ہیں انہیں اپنا بدخواہ اور دشمن یقین کریں۔ لیکن ہندوؤں کے ... [illegible] ذمہ وار ... [illegible] ہو سکتے ... [illegible] اسلئے مسلمانوں کو ... [illegible] خصوصاً یہ ہدایت کیجاتی ہے کہ یہ بھی

... [illegible] کہ ہم احمدی ایسے جلسوں اور تحریکوں سے ہمیشہ بیزار رہے ہیں ... [illegible] ہمارے امام کی یہی تعلیم اور ہدایت ہے اور کبھی کوئی احمدی ایسی تحریکوں میں شامل نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔

بہرحال ہر شریف اور عقلمند مسلمان کا فرض ہے کہ وہ الگ رہے۔ ان فسادات کے اسباب اور جو کچھ بھی ہوں ... [illegible] لوگوں کو بھڑکایا جاتا ہے وہ سودیشی کی تحریک ہے۔ میں نے سودیشی کے سوال پر بہت غور کیا ہے اور میں حیران ہوں کہ اس تحریک کو ملک کی ترقی اور فارغ البالی کا جزو کیوں قرار دیا گیا ہے اگر سودیشی کی یہی غرض ہے کہ صرف اپنے ملک کی چیزوں کو استعمال کرو اور دوسرے ملک کی بنی ہوئی چیزوں کو ردی میں پھینک دو۔ تو میں حیران ہوں کہ کام کسطرح چل سکے گا۔

کیونکہ یہ تحریک اور تجویز دنیا کی ترقی میں ایک رکاوٹ ہے۔ اس سودیشی تحریک کا یہ اثر ہوگا کہ پہلے غیر ممالک کی اشیاء کا استعمال ترک کیا جاوے۔ پھر یہ ہوگا کہ پنجاب میں ہندوستان کے دوسرے حصوں کی اشیاء نہ آئیں پھر پنجاب کے ایک ضلع میں دوسرے ضلع کی چیزیں بند کی جاویں اور اسیطرح ایک گاؤں کی چیزیں دوسرے گاؤں میں نہ جائیں یہ طریق اگر خدانخواستہ اختیار کیا جاوے۔ کیونکہ سودیشی کا اعلے مقام تو یہی ہونا چاہئے پھر ملک کی تجارت ہی خطرہ میں نہ پڑے گی بلکہ انسانی حوائج اور ضروریات کے لئے بھی دائرہ تنگ ہو جائیگا اور انسان مصیبت کے ... [illegible] ہو جاوے گا۔ بہت سی حاجتیں ایسی ہونگی جو اسکی زندگی کے لئے ضروری ہونگی مگر وہ ان سے محض اسلئے فائدہ نہ اٹھا سکیگا کہ وہ سودیشی نہ ہونگی۔ پس غور کرو کہ یہ تحریک جسکو سودیشی کیا جاتا ہے ملک کو تباہ کرنیوالی ہے یا اسکی بہبودی کا ذریعہ ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ سودیشی تحریک پر عمل کرکے اور اسکی حمایت کرکے انسان ہرگز ترقی نہیں کرسکتا۔ اور اسکے خیال میں اولوالعزمی اور ... [illegible] پیدا نہیں ہوسکتی پہلے غیر ملک کی اشیاء کے ساتھ نفرت پیدا ہوگی پھر اس کے باشندوں کے ساتھ اسکے علم و ہنر اور صنعت سے بیزاری ظاہر کرے گا۔ اور یہی نتیجہ موجودہ تحریک کا بھی ہوا ہے۔ تمام دنیوی ترقیاں اس امر پر منحصر ہیں کہ ہر قسم کی صنعتوں اور حرفتوں سے خواہ وہ کسی ملک اور کسی قوم کی ہوں انسے فائدہ اٹھایا جاوے۔ یہ تو دنیوی اور عقلی پہلو کے لحاظ سے سودیشی کا ضرر ہے۔ دینی طور پر میں دیکھتا ہوں کہ سودیشی تحریک قرآن مجید کے خلاف ہے کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بحر و بر انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کئے ہیں پس اگر اس سے فائدہ نہ اٹھایا جاوے تو یہ آیت اسکو جھٹلاتی ہے کیونکہ خدا نے اسکو تو پیدا ہی اسلئے کیا ہے۔

اسی سودیشی کی تحریک ہی نے یہانتک اثر کیا کہ بغاوت پھیلائی جاتی ہے اور میں اسکو سخت افسوس کی نظر سے دیکھتا ہوں کل ہندوستان پر بالخصوص مسلمانوں پر اور پھر احمدیوں پر خصوصاً گورنمنٹ برطانیہ کے وہ احسان ہیں کہ وہ تا ابد دم کے ان کو بھول نہیں سکتے اور انہیں نہیں بھولنا چاہئے۔ اور کبھی اور کسی وقت بھی ایک لفظ زبان سے ایسا نہیں نکالنا چاہئے جو گورنمنٹ اور اس کے مقاصد کے خلاف ہو کیونکہ یہ حد درجہ کی ناشکری اور کمینہ پن ہے وہ قوم اور وہ سلطنت جسنے ہم کو ہر طرح کا امن اور آرام دیا ہر قسم کی آزادی عطا کی۔ مذہب کی اشاعت اور علوم کی اشاعت کے سامان بہم پہونچائے انصاف اور عدل کے کافی موقع دیا۔ حفاظت جان و مال کا کافی انتظام کیا کیا اسکی ان مہربانیوں اور عطیوں کا ... [illegible] ہے کہ ہم اسکی مخالفت کریں اور اس کے خلاف ... [illegible] ظاہر کریں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں ... [illegible] اس قابل ہیں کہ ملک سے ایک سرے

۱۱۸

دوسرے سرے تک ان کے خلاف آواز اٹھائی جاوے اور انہیں انسانیت
ہی کے دائرہ سے خارج کیا جاوے۔
دیکھنا چاہیئے کہ انگریزوں کے آنے سے پہلے ملک کی کیا حالت تھی اور کس قسم کے
حالات پیدا ہو رہے تھے۔ امن کی جو حالت اور صورت تھی اور انصاف
اور عدل جس طریق سے ہوتا تھا اسکی تصریح ایک لفظ
سکھا شاہی
کر رہا ہے۔ اور اب بھی کسی اندھیر ظلم اور بے انصافی کی مثال دینی ہو تو اسکا
نام سکھا شاہی رکھا جاتا ہے۔ جان و مال کا سخت خطرہ تھا امن کی کوئی صورت
ہی نہ تھی۔ چند میل تک جانا محال تھا۔ حضرت اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کہتے
ہیں کہ سکھ مسلمانوں سے کہا سنے پر شور کر کے اسکو پاک قرار
دیا کرتے تھے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ ان کے پاک کرنے کا طریق کیسا
تھا اور کیسا نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سکھ مسلمانوں کی ردی بھی چھین
لینا چاہتے تھے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا مشکل تھا۔ گھر سے نکلتے ہوئے
تفکرات معلوم ہوتے تھے کہ پا دا پس آ کر عزیز و اقارب سے مل سکو نگا کہ نہیں
اور مذہبی آزادی کا یہ حال تھا کہ اذان تک دینا جرم تھا اور نماز پڑھنا گویا
بغاوت تھی۔ اب کہاں تک ان مظالم اور مصائب کا ذکر کروں جو مسلمانوں پر
ہو رہے تھے اور نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام رعایا ان دکھوں میں مبتلا تھی۔
غرض نہ امن تھا نہ انصاف نہ آزادی تھی اور نہ علمی ترقی کے ذریعے اور نہ
صنعت و حرفت کے سامان۔ مسلمان ہر جگہ ذلیل کئے جاتے تھے اور انکی
مذہبی پابندیوں میں ہزاروں روکیں پیدا کی ہوئی تھیں۔ اس کا اثر یہاں تک
ہوا کہ سکھوں کی سی صورتیں اور لباس اختیار کر لئے گئے۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ
نے اپنا فضل کیا اور ایک دور دراز مقام سے
انگریزی گورنمنٹ کو بھیجدیا
جس نے آکر سب قوموں کی دستگیری کی۔ انصاف اور امن کو ترقی دی
اور تمام قوموں کو یکساں مذہبی آزادی عطا کی جیسے ایک عیسائی کو اجازت
ہے کہ وہ اپنے مذہب کی اشاعت کرے اور لوگوں کو کہ علانیہ عیسائی مذہب
کی تعلیم دے اسی طرح ایک سکھ اور ایک مسلمان اور ایک ہندو کو اجازت
اور اختیار ہے کہ وہ عیسائی کے بالمقابل اپنے مذہب کا وعظ کرے اور
متانت اور معقولیت کے ساتھ دوسرے مذہب کی تردید کرے۔ اپنے فرائض
مذہبی کی بجا آوری میں کوئی روک اور پابندی نہیں۔ مسلمان نماز پڑھتے ہیں
اذانیں دیتے ہیں روکنے والا نہیں۔ انصاف کے لئے مختلف عدالتیں
قائم کر رکھی ہیں تاکہ کسی طرح کسی پر ظلم نہ ہو۔ اور پھر ایک ہی قسم کے قواعد اور
قانون سب کے لئے ہیں چونکہ جو سزا پنجاب میں مقرر ہے وہ سزا بنگال اور
مدراس میں۔ اسطرح گورنمنٹ انگلشیہ نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ سب کو
ایک ہی نظر سے دیکھتی ہے۔
جسقدر احسانات گورنمنٹ برطانیہ نے ہم پر کئے ہیں ہم ان کو بیان نہیں
کر سکتے پھر کیسی ناشکری اور محسن کشی ہے کہ ایسی مبارک اور مفید گورنمنٹ
کے خلاف شورش پیدا کیجاوے اور جہالا کو اکسایا جاوے۔ یہ وقت ہے کہ
رعایا کا ہر فرد اپنے فرض کو سمجھے اور وفاداری اور اطاعت سے کام لے۔
مسلمانوں خصوصاً احمدیوں پر جو احسان اس گورنمنٹ کے ہیں وہ سب جانتے
ہیں میں ایک نظیر پیش کرتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک
ایک مشنری پادری نے حضرت مسیح موعود پر اقدام قتل عمد کی نالش کی تھی
اور یہ ظاہر کیا تھا کہ گویا حضرت مسیح موعود نے ایک شخص عبدالحمید نام کو اسکو
قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے یہ مقدمہ کپتان ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور
کی عدالت میں دائر تھا۔ اس مقدمہ کی سنگینی اسکی روئداد سے ظاہر ہے
شہادت جو سراسر جعلی تھی کافی طور پر حضرت مسیح موعود کے خلاف بہم پہنچائی گئی

کوشش کی۔ اور پادری مذکور کی حمایت اور تائید کے لئے آریہ اور بعض
مسلمان بھی اٹھے اور بڑے زور لگائے گئے۔ ڈپٹی کمشنر کو طرح طرح سے
بدظن کرنے اور بھڑکانے کی کوشش کی کبھی یہ کہا کہ یہ شخص باغیانہ خیالات
رکھتا ہے اور کبھی یہ کہا کہ اس نے مشہور کر دیا ہے کہ چار فرشتے ڈپٹی کمشنر
پر مسلط کئے گئے ہیں۔ بس اور اس قسم کی باتوں سے اسے اکسانا چاہا اور
ہر قسم کی کوششیں جو پادری مذکور اور اس کے ہمراہی کر سکتے تھے انہوں
نے کیں مگر کپتان ڈگلس نے نہایت آزادہ روی اور انصاف پسندی
سے مقدمہ کی چھان بین کی اور حق نکال لیا۔ اور حضرت مسیح موعود کو
نہایت عزت سے بری کیا اور یہ بھی کہا کہ آپ چاہیں تو ان کو سزا
دلا سکتے ہیں۔
ایک پادری کے بالمقابل اسطرح انصاف کے اصولوں کو ملحوظ رکھنا
یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے ایسی باتوں کا ایک لمبا سلسلہ لکھ سکتا ہے پھر
اس پر بھی اگر کہا جاوے کہ انصاف نہیں ہوتا تو یہ کیسا ظلم اور بے حیائی
ہے
اس سے صاف ظاہر ہے کہ گورنمنٹ نے کسی عیسائی اور مسلمان میں
فرق نہیں رکھا۔ اور وہ انصاف کے لئے کسی قسم کی تفریق روا نہیں رکھتی
باوجود ان احسانوں کے
کیسی نمک حرامی ہے
کہ قولی یا فعلی طور پر گورنمنٹ کے خلاف کریں۔
کیا کوئی آج اس وجہ سے کبھی قتل ہوا ہے کہ اس نے اذان کہی
ہے یا اس لئے کسی کو مجرم گردانا گیا کہ سزا ملی ہو کہ اس کا قصور یہ ہے
کہ اس نے نماز پڑھی ہے اگر کوئی اس قسم کی نظیر ہے تو پیش کرو۔ اور
میں دعوے سے کہ سکتا ہوں کہ کبھی کوئی پیش نہیں کر سکتا۔
میں سچ سچ کہتا ہوں کہ گورنمنٹ انگریزی نے چاہا ہے کہ تمام انسانوں
کے ساتھ یکساں سلوک ہو۔ اور وہ جن مصائب اور مشکلات میں مبتلا
تھے ان سے انہیں رہائی ملے۔ اور اس نے کوشش کی ہے اور یہ
اسی کی مہربانی کا نتیجہ ہے کہ آج ملک میں عام تعلیم پھیلی ہوئی ہے اور
لوگ اپنے آپ کو مہذب اور تعلیم یافتہ قرار دے رہے ہیں۔ اور
گورنمنٹ انگریزی کے زیر سایہ ہر قسم کی ترقیاں کر رہے ہیں پھر اسکی مخالفت
بھی نہیں کہ محسن کشی ہو گی بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی جرم ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ جب اس
فرمان الٰہی کی تعمیل نہ ہو گی تو اس سے بڑھکر کیا جرم ہو گا؟
اسلئے خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری اور رضا بھی اسی میں ہے کہ
ہم اپنے محسن کی شکر گذاری اور اطاعت اور اس کے ساتھ وفاداری
کر کے دکھائیں ہم کو اپنے قول فعل سے گورنمنٹ کے مقاصد کی تائید کرنی
چاہیئے اور قیام امن کے لئے اسے ہر قسم کی مدد دینی چاہیئے۔
میں سچے دل سے یہ ظاہر کرتا ہوں کہ ہم ان تمام فسادات کو جو راولپنڈی
لاہور۔ امرتسر وغیرہ مقامات پر ہوئے ہیں یا مختلف جلسوں اور
تقریروں کے ذریعہ جس قسم کے بیہودہ اور باغیانہ خیالات ظاہر کئے
جاتے ہیں دل سے ناپسند کرتے ہیں اور سخت نفرت کی نظر سے دیکھتے
ہیں اگرچہ احمدی قولاً و فعلاً ان میں اب تک شامل نہیں اور نہ شامل ہونگے
یہ بھی ہم احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں کو تاکید کرتے ہیں کہ وہ بالکل
الگ رہیں اور اہل ہنود کو بھی انکی بہتری اور بھلائی کے خیال سے روکیں
اور انہیں سمجھائیں کہ گورنمنٹ کی مہربانیوں اور احسانوں کا یہ ثمرہ نہیں
جو تم دے رہے ہو۔ وفادار بنو اور کامل اطاعت کا نمونہ دکھاؤ۔

بار بار میں یہ لفظ کہنے پر مجبور ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا ہم پر فضل ہے کہ اس نے گورنمنٹ انگریزی کو مقرر کیا۔ ہمارے احمدی بھائی غور کریں کہ کیا وہ ترقی جو انہوں نے کی ہے اور جس زور سے ان کے سلسلہ کی اشاعت ہو رہی ہے اور جیسے سامان ان کو گورنمنٹ کے سایہ کے نیچے میسر ہیں دوسری جگہ میسر آسکتے ہیں؟ وہ بالاتفاق پکار اٹھیں گے کہ ہرگز نہیں؟

میں یقیناً جانتا ہوں کہ کسی اسلامی سلطنت میں بھی انہیں یہ آزادی اور یہ سامان اشاعت میسر نہیں آسکتے۔ احمدی کبھی بھی صاحبزادہ عبداللطیف اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب کی شہادت کے واقعات کو بھول نہیں سکتے جو سرزمین کابل میں نہایت بیدردی اور بے رحمی سے ہوئے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے ایسا کونسا جرم کیا تھا جس کی پاداش دکھ اور تکلیف کے ساتھ جانستانی ہو؟ کوئی نہیں۔ ان کا جرم اگر تھا تو فقط اتنا تھا کہ

وہ مرزا صاحب کے مرید تھے

اور پھر ان کا جرم یہ تھا کہ وہ مرزا صاحب کی تعلیم کے موافق امیر اور اس کے مشیروں کو جہاد کی اس تعلیم سے روکتے تھے جو انہوں نے سمجھی ہوئی تھی اور بتاتے تھے

کہ جہاد حرام ہے

اور ساتھ ہی وہ ظاہر کرتے تھے کہ ایسا کوئی مہدی آنے والا نہیں ہے جو آکر کشت و خون کرے گا اور انگریزی دل سے لڑیگا۔ وہ انگریزی گورنمنٹ کے احسانات کو یاد دلاتے تھے۔ یہ ان کا جرم تھا جس پر انہیں سنگسار کر دیا۔ یہ اسلامی سلطنت کابل کا کام تھا۔ اب بتاؤ کیا تم کابل میں ترقی کر سکتے تھے؟ کبھی نہیں۔

ان واقعات کو یاد کرکے ہمارے دل میں گورنمنٹ انگلشیہ کی عظمت اور محبت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ اگر ہم یہاں نہ ہوتے تو ہم بھی قتل کئے جاتے۔ خود ہمارے مسلمان بھائیوں نے ہم پر قتل کے فتوے دیئے اور ہمارے مال و اسباب اور عورتوں تک کو لوٹ لینے کی اجازت دی اگر گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ نہ ہوتے تو وہ کیا کچھ نہ کر گذرتے۔ اس لئے میں بلا تکلف یہ کہتا ہوں کہ یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے گورنمنٹ انگریزی کے زیر سایہ ہم کو رکھا۔ جس نے ہماری جان و مال اور آبرو کو محفوظ رکھا اور ہم کو اپنے ایمان و مذہب کی اشاعت اور پابندی کی پوری آزادی دی۔ وہ ہماری پشت و پناہ ہے اگر ہم نے اس سے مذہبی اختلاف کیا ہے اس نے سزا نہیں دی۔ میں ایک بات اور کہتا ہوں اسے خوب یاد رکھو۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ **فسادات بھی غضب الٰہی ہیں** لوگوں نے گورنمنٹ کی قدر نہیں کی اسلئے یہ عذاب ہے تاکہ لوگوں کو اسکی کجروی کی سزا ملے اور وہ سمجھ جاویں جیسے طاعون اور زلزلہ آرہے ہیں تاکہ ہر ایک دل کو پاک و صاف کریں اور کجیوں کو دور کریں اسیطرح یہ عذاب بھی آیا ہے تاکہ سرکشی اور غداری کا مادہ دور کیا جاوے۔ پس گورنمنٹ کی وفاداری کرو کہ اس عذاب سے تمہیں نجات ملے اس گورنمنٹ کے بعد ایک اور گورنمنٹ ہے اسکے حضور بھی یہ شورشیں ناپسند اور مکروہ ہیں اسلئے اس سے ڈرو اور اپنے دلوں کو صاف کرو۔ اسی پر میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے بعد حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب نے ایک جامع تقریر فرمائی جس میں قرآن کریم کی ایک آیت اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کی تفسیر فرمائی۔ یہ تقریر بہت لطیف ہے اور پوری اگلی اشاعت میں درج کیجائیگی۔ (انشاء اللہ العزیز)

ازاں بعد قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی نے ایک نظم پڑھی جس میں حضرت حکیم الامۃ اور صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے مضمون کو بیان کیا۔ اور دریا کو کوزہ میں بند نہیں کیا بلکہ کوزہ میں سے نکال دیا۔ یہ نظم کسی دوسری جگہ درج ہے۔

اس کے بعد جناب مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر نے ایک لطیف مضمون موجودہ شورشوں کے متعلق پڑھا۔ یہ مضمون بھی اگلی اشاعت میں درج ہوگا۔ مفتی صاحب نے اپنے مضمون کو پڑھکر مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کیا جو بالاتفاق پاس ہوا۔

ریزولیوشن اول۔ یہ مجمع جو حسب ایما حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود مہدی مسعود اسجگہ قائم ہوا ہے۔ ان لوگوں کے طرز اور چلن کو نہایت نفرت اور حقارت سے دیکھتا ہے۔ جو کہ گورنمنٹ کے خلاف شورش مچاتے اور جلسے کرتے۔ اور فساد پھیلاتے ہیں۔ اور ان کے قول و فعل سے بریت اور بیزاری ظاہر کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ کے اس فعل کو نظر تحسین سے دیکھتا ہے کہ گورنمنٹ نے بہت سے تحمل و صبر کے بعد امن عامہ کو قائم رکھنے کیلئے ان مفسدوں کے بعض لیڈروں کو گرفتار کرکے ان پر مقدمہ کیا ہے۔ یا انکو جلاوطن ہونے کا حکم دیا ہے۔ یہ مجمع بلحاظ اس کے کہ وہ احمدیہ فرقہ کے ہیڈ کوارٹر میں قائم ہوا ہے۔ اور ہندوستان بھر میں احمدی فرقہ کے حق میں دعا خیر کرتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے امام کے حکم کی فرمانبرداری میں بالاتفاق ہر جگہ اپنے مفسدوں کے ساتھ شامل ہونے سے پرہیز کی اور گورنمنٹ کی وفاداری میں ایسے ہی ثابت قدم رہے۔ جیسا کہ ان کے امام کا منشا اور فرمان تھا۔ اور یہ مجمع یقین رکھتا ہے کہ احمدی جماعت ہند میں ہر جگہ آیندہ بھی انشاء اللہ اس عملی پر ثابت قدم رہے گی۔

دوسرا ریزولیوشن۔ صدر انجمن احمدیہ تمام احمدیوں کو جیسا کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کا منشا اور ہدایت ہے آگاہ کرتی ہے کہ وہ اس قسم کے تمام جلسوں اور مجمعوں سے جن میں گورنمنٹ کے خلاف کارروائی ہو قولاً و فعلاً جیسے اب تک الگ ہیں الگ رہیں اور ان میں ہرگز شامل نہ ہوں اور نہایت وفاداری اور فرمانبرداری کے ساتھ گورنمنٹ کو ایسے موقعہ پر جو وہ مدد دے سکتے ہیں دینے کو ہر وقت آمادہ رہیں

(تیسرا ریزولیوشن)۔ صدر انجمن احمدیہ گورنمنٹ انگلشیہ کو یقین دلاتی ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کا ہر مرید ہر وقت گورنمنٹ کی وفاداری کے عملی ثبوت دینے کے لئے ہر قسم کی خدمت کرنے کو آمادہ ہے جو گورنمنٹ اس سے لینا چاہے۔

(چوتھا ریزولیوشن) اس سلسلہ کی روئداد سول ملٹری گزٹ اخبارات سلسلہ اور دوسرے اخبارات میں اشاعت کے لئے بھیجی جاوے اور ایک نقل صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی خدمت میں ارسال ہو اور گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ آف انڈیا کو بذریعہ تار اطلاع دیجاوے۔

(پانچواں ریزولیوشن) گورنمنٹ انگلشیہ کی ترقی اقبال اور رفع شورش کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کیجاوے

یہ تمام ریزولیوشن بالاتفاق پاس ہوئے۔ اور ۱۳ مئی ۱۹۰۷ء کو بذریعہ تار گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ آف انڈیا کو بمقام شملہ اطلاع دی گئی۔ باقی روئداد اگلی اشاعت میں درج ہوگی (انشاء اللہ)

خدا کی تازہ وحی

یکم مئی ۱۹۰۷ء (قریب عصر) یأتیک تحائف کثیرۃ

ترجمہ۔ تیرے پاس بہت سے تحفے آئیں گے۔

۱۱ مئی ۱۹۰۷ء رؤیا۔ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کو دیکھا کہ وہ ہمارے مکان میں ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے اپنے کسی آدمی کو کہا کہ مولوی صاحب کو خاطر داری سے کھانا کھلانا چاہیئے۔ انکو کوئی تکلیف نہو۔ اس رؤیا سے معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم کہ وہ دن نزدیک ہے کہ خدا تعالےٰ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کو خود رہنمائی کرے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے یہی ایک الہام سے معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ آخر وقت میں انکو سمجھا دیگا کہ انکا کرتا انکی غلطی تہی اور یہ کہ میں اپنے دعوی مسیح موعود میں حق پر ہوں مگر معلوم نہیں کہ آخر وقت کے کیا معنے ہیں۔

۱۲ مئی ۱۹۰۷ء۔ (یکشنبہ) ا۔ کشف ”آج ایک شخص مجھے کشفی طور پر دکھلایا گیا۔ مگر میں اسکی شکل بہول گیا صرف یہ یاد رہا کہ وہ ایک سخت دشمن ہے جو اپنی تقریروں اور تحریروں میں گالیاں دیتا ہے اور سخت بدزبانی کرتا ہے“ بعد اس کے الہام ہوا

۲۔ بدی کا بدلہ بدی ہے۔ اُس کو پلیگ ہو گئی“

یہ پیشگوئی ہے یعنی اسکو پلیگ ہو جائیگی پس میں یقین کرتا ہوں کہ جلد یا کچھ دیر کے بعد تم سن لوگے کہ کوئی ایسا سخت دشمن پلیگ کا شکار ہو جائیگا اگر ایسا کوئی دشمن جسے تمہارے دل بول اٹھیں کہ یہ الہام کا مصداق ہو سکتا ہے۔ طاعون میں مبتلا نہ ہوا تو تمہارا حق ہے کہ تم تکذیب کرو۔

۳۔ بعد اسکے مجھے دکھلایا گیا“ کہ ملک میں بہت غفلت اور گناہ اور شوخی پہیل گئی ہے اور لوگ تکذیب سے باز آنیوالے نہیں جبتک خدا اپنا قوی ہاتہہ نہ دکھلاوے۔ بعد اسکے الہام ہوا

۴۔ ”اسکا نتیجہ سخت طاعون ہے جو ملک میں پہیلے گی“ ویل یومئذٍ للمکذّبین۔

۵۔ ”کئی نشان ظاہر ہوں گے“

۶۔ ”کئی بہاری دشمنوں کے گہر ویران ہو جائینگے وہ دنیا کو چہوڑ جائینگے“

۷۔ ”ان شہروں کو دیکہہ کر رونا آئیگا“

۸۔ ”وہ قیامت کے دن ہوں گے“

۹۔ ”زبردست نشانوں کے ساتہہ ترقی ہوگی“

۱۰۔ ”ایک ہولناک نشان“

یعنی انہیں سے ایک ہولناک نشان ہوگا شائد وہی زلزلہ ہو جس کا وعدہ ہے یا آسمان سے کوئی اور نشان ظاہر ہو یا طاعون قیامت کا نمونہ دکھلاوے پہر خدا تعالےٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ

۱۱۔ ”میری رحمت تجھ کو لگ جائیگی اللہ رحم کریگا“ واللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین۔

۱۲۔ اُعْیِینَاکَ یعنی ہم اسقدر نشان دکھلائیں گے تو دیکہتے دیکہتے تہک جائیگا۔

۱۳ مئی ۱۹۰۷ء (دوشنبہ)

۱۔ سَنُنْجِیْکَ۔ سَنُعْلِیْکَ۔ سَنُکْرِمُکَ اِکْرَامًا عَجَبًا۔

ترجمہ۔ ہم عنقریب تجھ کو دشمنوں کے شر سے نجات دیں گے اور ہم تجھے ان پر غالب کر دیں گے اور ہم تجھے ایک عجیب طور پر بزرگی دیں گے۔

www.aaiil.org

قصبہ بٹالہ ضلع گورداسپور میں انجمن مطیع سرکار

۵ مئی ۱۹۱۰ء کو انجمن اسلامیہ بٹالہ کا ایک عظیم الشان جلسہ اس غرض سے ہوا کہ ۲۶-۲۷-۲۸- اپریل ۱۹۱۰ء کو جو کچھ قصبہ بٹالہ میں ہوئے ہیں۔ اُن کو یہ انجمن نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

اس جلسہ کے صدر نشین حضور خان بہادر میاں غلام فرید خان صاحب سابق پنشنر افسر مال اور رئیس اعظم بٹالہ۔ اور سکرٹری جناب میاں حسین بخش خان صاحب پنشنر ڈسٹرکٹ جج و رئیس و ممبر اعظم انجمن اسلامیہ بٹالہ تھے۔

اس جلسہ میں جملہ علماء و فضلاء و معزز مسلمانان بٹالہ معہ بہت سے دیگر اشخاص کے جمع تھے۔

پہلے جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے بحوالہ آیات قرآن مجید بیان فرمایا۔ کہ ہم مسلمانان کو اپنی گورنمنٹ کا ہمیشہ خیر خواہ اور شکر گذار رہنا چاہیئے۔ اُن کے بعد منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس مقیم بٹالہ نے مدو جزر اسلام کو بیان کر کے دکھلایا کہ پہلے عرب کیا تھا۔ اور پھر جب اُسی میں ایک روح پاک آئی۔ تو وہ کیا ہو گیا۔

پھر منشی صاحب نے بتلایا کہ جب مسلمانان نے قرآن اور حدیث کو چھوڑ دیا۔ تو چاروں طرف سے اُن پر ذلت اور ادبار کی دھواں دھار گھٹا چھا گئی۔ اور اُن کی طاقت اور ہمت اور اُن کے حوصلہ نے اُن کو خیرباد کہدیا۔ اور پھر وہ آزادی جو تمام ترقیوں کی جڑ تھی۔ اور وہ بھی اُن سے رخصت ہو گئی۔ اور پھر اُن میں نہ علم رہا۔ اور نہ کوئی ہنر اور نہ دیگر صفات فاضلہ اور کہا کہ مسلمانان ہندکی لیتی کا تو وہ حال ہوا۔ کہ ناگفتہ بہ ہے۔ اور وہ عرصہ دراز تک اپنی شامت اعمال کے نتائج برداشت کرتے رہیں گے۔

اور بیان کیا کہ ایسی حالت میں خداوند تعالے کی رحمت کا دریا جوش میں آیا۔ اور اُس نے ہندوستان پر ہماری ہی خواہ۔ رعیت پرور عمل گستر گورنمنٹ کا سایہ ہما پایہ مبسوط فرمایا۔

اور پھر منشی صاحب نے اس حالت ہندوستان کا جو عملداری سرکار سے پہلے تھی۔ موجودہ حالت سے مقابل وار نہایت دلچسپ پیرایہ میں مقابلہ کر کے حاضرین مجلس کے سامنے احسانات اور برکات سرکار کا ایک فوٹو کھینچ دیا۔ جس نے حاضرین کے دلوں پر بہت اثر کیا۔ اور پھر شروع کیا۔ کہ آجکل جو افواہیں نسبت ناشکر گذاری احسانات گورنمنٹ کی سنی جاتی ہیں۔ وہ نہایت قابل نفرت کے ہیں۔ اور جو کچھ مذکورہ بالا بٹالہ میں ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ ان کے متعلق خیالات کی وقتاً فوقتاً بصورت ضرورت تردید مناسب ہوتی رہی۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہماری اس انجمن کی ایک شاخ دوسری انجمن مطیع سرکار قائم کی جائے۔ جسکے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہوں۔

(۱) اپنی ہر ایک قسم کی بہتری و خوداری سرکار میں سمجھنا۔ اور خیر خواہی سرکار کو اپنا فرض عین جاننا۔

(۲) جو لوگ غرض مذکورہ سے آگاہ نہ ہوں۔ اُن کے دلوں پر سرکار کی خیر خواہی کے فرض کو نقش کر کے اپنی جماعت میں شامل کرنے کی کوشش کرنا۔

(۳) اُن احسانات کا جو رعایا ہند پر سرکار کی طرف سے لگاتار جاری ہیں تذکرہ اور اعتراف کر کے بنیاد وفاداری رعایا کو مستحکم کرتے رہیں۔

(۴) جو خیالات اور مضامین برخلاف سرکار معلوم ہوں۔ اُن کی اصلاح اور تردید (نہایت نرمی اور دوستانہ و مہذبانہ طریق سے) بذریعہ تقریر و تحریر کرتے رہیں۔

(۵) کسی انجمن میں جو برخلاف انجمن مطیع سرکار کے ہو۔ کبھی شامل ہونا۔ اور ایسی شمولیت سے اپنے پیارے ہموطنوں کو خوبصورتی کیساتھ بچانا۔

(۶) اس انجمن کی ایک ایک شاخ ہر ایک شہر اور قصبہ اور گاؤں میں قائم کرنے کی کوشش کرنا۔

اس تحریک منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس مقیم بٹالہ کو تمام مجلس نے بڑی خوشی سے منظور کر کے پاس کیا۔ اور دیگر ریزولیشن بھی اسی غرض کے متعلق پاس ہوئے۔ اور منشی صاحب نے تقریر میں یہ بھی کہا کہ میں اپنے پسر بابو عطا محمد پنجاب کمانڈ منشی چھاؤنی کوہ مری اور اپنے دیگر دوستوں کو بھی اس انجمن کی تقلید کے واسطے تحریک کرونگا۔ یہ جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ بعد دعاے ترقی عمر و دولت و حشمت و اقبال ملک معظم قیصر ہند برخاست ہوا۔ اور انتظام پولیس قابل تعریف تھا۔ اُمید کی جاتی ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی اپنے اپنے مقامات میں اسی مقاصد اور اغراض کی ایک ایک انجمن قائم کر کے بنیاد وفاداری رعایا کو مستحکم کرتے رہینگے۔ اور اصل تقریر منشی صاحب کو ہم علیحدہ شایع کریں گے۔

(راقم خاکسار عزیز الدین احمد بی اے ایل منشی فاضل امرتسری۔ سابق طالب علم لا کالج لاہور۔ حال وارد بٹالہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظم

[فی البدیہ جو بطور خلاصہ مضمون حضرت حکیم الامۃ و سیدی حضرت مرزا محمود احمد ۱۰ مئی ۱۹۱۰ء کے جلسہ میں پڑھی گئی]

کریں شورش وفاداروں سے ایسا ہو نہیں سکتا ... تعلق شورہ پُشتوں سے کچھ اپنا ہو نہیں سکتا
اولی الامر زمانہ کی اطاعت فرض ہے ہم پر ... مُبَدّل حکم قرآن علی ہو نہیں سکتا
مسلمانوں کی سکھوں ہندؤں کی کچھ لی شاہی ... کوئی قیصر سے بڑھکر اپنا کسریٰ ہو نہیں سکتا
ہمیں آرام حاصل ہے اسی ظل حمایت میں ... کہ اسلامی ممالک میں بھی ایسا ہو نہیں سکتا
صحابہ نے نجاشی سلطنت میں جا پناہ پائی ... بھی خواہ کوئی اپنا جز نصاریٰ ہو نہیں سکتا
امام پاک کی تعلیم جب یہ ہو تی رہتی ہے ... تو پھر کچھ انحراف اس سے ہمارا ہو نہیں سکتا
خیالات جہاد و حرب سے اتنا تنفر ہے ... کہ سُننا ایسی باتوں کا گوارا ہو نہیں سکتا
کرے خونریزیاں آکر وہ بدامنی کا موجب ہو ... کبھی اسلام میں ایسا مسیحا ہو نہیں سکتا
خدا رحمت کرے عبد اللطیف نیک طینت پر ... بغاوت کا مخالف اس سے اعلیٰ ہو نہیں سکتا
سودیشی اک بہانہ ہے بغاوت کرنیکا یارو ... کہ سامان تجارت کچھ مہیا ہو نہیں سکتا
محبانِ محسنوں کو کیوں نہ چھوڑیں جب خدا چھوڑا ... عمل ان بُت پرستوں سے وفا کا ہو نہیں سکتا
نکالے بابائیں شہروں سے بیسیوں کچھ چیلی تو نہیں ... سوا اس کے بغاوت کا نتیجا ہو نہیں سکتا
وہ پہلا مصرعہ دوسرا کے اکمل بیٹھ جاتا ہے ... کریں شورش وفاداروں سے ایسا ہو نہیں سکتا

(محمد ظہور الدین اکمل۔ آف گولیکی ضلع گجرات پنجاب)

118

قانون پیشوں کے ایکٹ میں ایک خاص ترمیم کی ضرورت

قانون پیشوں کے ایکٹ میں اگر اس مضمون کی ایک دفعہ بڑھائی جاوے کہ کوئی قانون پیشہ کسی پولیٹیکل جلسہ میں کسی ایسی تقریر کے کرنے کا مجاز نہیں ہوگا جو فرقوں میں نفاق پھیلانے والی ہو یا گورنمنٹ کی بدخواہی پر مبنی ہو یا جس سے ایسی غلط فہمیاں پھیلیں جس سے امن عامہ میں خلل کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اور اس کی خلاف ورزی لائسنس وکالت کی ضبطی کی سزا جائز قرار دی جاوے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس معزز پیشہ میں کبھی کوئی ایسا شخص شامل نہیں رہ سکے گا جو سرکار کی بدخواہی کے منشا سے خلاف ایسی تقریروں کے کرنے کی جرأت کرتا ہے جو گورنمنٹ کی بدخواہی پر مبنی ہوں یا فرقوں میں نفاق کے پھیلانے والی ہوں اس میں شک نہیں کہ اکثر وکلا ایسی خلاف قانون تقریروں کو پسند نہیں کرتے اور زبان کو قابو میں رکھتے ہیں لیکن آئندہ جو نہ ان کو قابو میں نہ رکھینگے ان کے لئے اس دفعہ کے بننے سے یہ فایدہ ہوگا کہ وہ احتیاط سے پبلک جلسوں میں تقریریں کرینگے کیونکہ ان کو یہ خوف ہوگا کہ اگر انھوں نے کوئی خلاف قانون تقریر کی تو ان کا لائسنس جو ان کی روزی کا ذریعہ تھا ضبط ہو جاویگا اس وقت تک قانون پیشوں کے ایکٹ میں اس قسم کی کوئی دفعہ موجود نہیں اس دفعہ کے قایم ہونے سے کسی قانون پیشہ کا بھی کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ اس کا استعمال ایسی صورت میں ہوگا جب کسی قانون پیشہ کے خلاف معتبر شہادت سے جرم ثابت ہوگا ہم حیرت میں ہیں کہ جس صورت میں خاص دفعات ضابطہ فوجداری اور تعزیرات ہند میں پریس کے متعلق محض اس غرض سے قایم ہیں کہ وہ فرقوں میں نفاق پھیلانے والی یا سرکار کی نسبت بدخواہی کے خیالات کو ترقی دینے والے مضامین مشتہر نہ کریں تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ قانون پیشوں کے ایکٹ میں کیوں یہ خاص دفعہ نہ بڑھائی جاوے قانون پیشوں کے معزز پیشہ کے لئے جیسے گواہوں کو تعلیم کا دلانا دلالوں کے ذریعہ مقدمات کا لینا جرم ہے ویسے ہی ان کی طرف سے ایسی خلاف قانون تقریروں کا عام جلسوں میں ہونا معزز پیشہ کے خلاف فعل تصور ہو کہ جس پر ہائی کورٹوں کے آنریبل جج غور فرماویں اور اگر ان کی رائے ہماری رائے سے متفق ہو تو وہ امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں قانون پیشوں کے موجودہ ایکٹ میں ترمیم کے لئے سفارش کریں ہمارا منشا نہیں کہ کسی قانون پیشہ کا لائسنس محض شبہ کی صورت میں ضبط ہو لیکن یہ ہم ضرور کہینگے کہ جو قانون پیشہ اس دفعہ کے [illegible] کے بعد اس کی خلاف ورزی کرے اس کا لائسنس ضرور ضبط کر لیا جاوے ضبطی لائسنس کے مقدمات کی تحقیقات کے لئے زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ ایسے مقدمات کی ابتدائی تحقیقات ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کے اجلاس میں ہو اگر وہ ان کے روبرو ٹرایل نہ چاہیں تو صاحبان ڈویژنل جج یا ہائی کورٹوں میں ان کا ٹرایل ہو تا کہ جس قانون پیشہ پر ایسا الزام لگایا جاوے اسے اپنے ڈیفنس یا شہادت صفائی کے پیش کرنے کا پورا موقع ملے اور اگر جرم ثابت ہو تو ان معزز پیشہ ممبروں کی فہرست سے ایسے ممبر کا نام علیحدہ ہو جاوے جو واقعی اس قسم کے خیالات کے اظہار سے تامل نہ کرتا ہو جو فرقوں میں نفاق کے پھیلانے والے ہوں یا سرکار کی بدخواہی پر مبنی ہوں۔

آریہ سماج ایک خطرناک پولیٹیکل گروہ ہے!

من از آن حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

الحکم کے ایڈیٹر کو جب ملکی معاملات میں رائےزنی کا موقع ملا ہے اور آریہ سماج پریس نے کوئی تحریر شائع کی ہے تو ہمیشہ صراحت کیساتھ بلا خوف تردید لومۃ لائم وہ جرأت کے ساتھ ظاہر کرتا رہا ہے کہ

آریہ سماج ایک پولیٹیکل گروہ ہے

آریہ سماج جس نے مذہب کو صرف آڑ بنایا تھا ورنہ مذہب کے ساتھ اسے کوئی واسطہ اور غرض نہ تھی اور نہ ہے بلکہ آریہ سماج کی غرض شوریدہ سر جوشیلے نوجوان پیدا کرنا تھا۔ جو ضرورت کے وقت شور مچا کر ملک میں بدامنی پھیلائیں۔ آریہ سماج کو ایک عرصہ سے سودیشی گورنمنٹ کے خواب آ رہے تھے اور وہ اہل ملک میں گورنمنٹ کی بابت سے نفرت اور بےدلی پھیلانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھتے رہے۔ میرا یقین ہے کہ گورنمنٹ آریہ سماج کی حرکات سے کبھی ناواقف نہیں رہی ہاں یہ ضرور ہوا ہے کہ شفقت اور [illegible] گورنمنٹ نے

چشم پوشی ضروری ہے

اس چشم پوشی اور درگذر کی پولیسی کا نتیجہ تو یہ ہونا چاہئیے تھا کہ یہ جوشیلے نوجوان اپنے [illegible] میں اعتدال اور متانت پیدا کر لیتے اور [illegible] مگر یہ چنگاری نہ ڈالنے کے

نوئے بد را بہانہ بسیار

اس جوش کو نکالنے کے لئے مختلف طریق اختیار کئے گئے اور قسم قسم کی غلط فہمیاں کو پیدا کر کے پنجاب میں بےچینی پھیلا ہی دی۔ میں بڑے زور سے کہتا ہوں اور واقعات اسکے شاہد ہیں کہ

اس بےچینی کی ذمہ وار آریہ سماج ہے

کیونکہ اس وقت ان معاملات میں جس قدر لیڈنگ پارٹ لینے والے اشخاص پبلک طور پر آئے ہیں وہ

عموماً آریہ سماج کے لیڈنگ ممبر ہیں

اور آریہ سماج نے کبھی بھی اپنی متفقہ آواز سے ان لوگوں سے بیزاری اور نفرت کا اظہار نہیں کیا جس سے ثابت ہو جاتا کہ ان خیالات میں آریہ سماج ان کے ساتھ ہمدردی نہیں رکھتا۔ پچھلے دنوں نظام کی گورنمنٹ میں ایک پولیٹیکل ناسی جو آریہ سماج کا اپدیشک کہلاتا ہے ریاست سے نکالا گیا اور ذمہ وار آفیسر نے جو انگریز تھا آریہ سماج کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا جس پر ملک کے اس سرے سے اس سرے تک طوفان بےتمیزی بلند کیا گیا اور بڑے بڑے جلسے کر کے ملامت کے ووٹ پاس ہوئے اور میموریل بھیجے گئے آریہ سماج ڈیفنس فنڈ کھولے گئے ابھی چند سال نہیں گذرے جب کہ ہی نے دیانند کالج لاہور کے طلبا نے معمولی کھیلوں کے مقابلہ میں اپنی زور آزمائی کا ثبوت دیکر انگریز پروفیسر پر حملہ کرنے سے اپنی قابلیت اور بہادری کا ثبوت دیا تھا۔ ہاں میں ابھی بےچینی پھیلانے کیلئے جسقدر حصہ آریہ سماج نے لیا ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ کوئی دوسری سوسائٹی اس حیثیت اور سرگرمی کے ساتھ شامل نہیں ہے اسلئے کہ آریہ سماج ہی اکیلی ایک جماعت ہے جو

پولیٹیکل باڈی کہلائے جانے کی مستحق ہے

اور فی الحقیقت وہ پولیٹیکل باڈی ہے۔ قادیان جیسے مقام میں (جو بمشکل تین ہزار کی آبادی ہے) ابھی آریہ سماج کے ممبر [illegible]

طرز عمل پر نکتہ چینی کرنا اور نفرت پھیلانا اپنا مقصد سمجھتے رہے ہیں اور سمجھتے ہیں چنانچہ ابھی چند روز کا واقعہ ہے کہ پنڈت للّہ غریب پنڈت ہے ...

....

.... جو یہاں کی آریہ سماج کا پریسیڈنٹ رہ چکا ہے اُس گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کے تعلق خاص طور پر تحریک کی اور انہیں بتایا کہ یہ رویہ جو آپکے ہم مذہب اختیار کر رہے ہیں وہ نہایت نامناسب ہے۔ جس پر اُسنے سمجھے کہا کہ اور صاف الفاظ میں کہا کہ

ہم گورنمنٹ کے خوشامدی ہیں

گورنمنٹ ظلم کر رہی ہے۔ ہم مشکہ پینے اُسکے لفظ انہوں نے معقول جواب دئے اور سمجھایا مگر جو بات عقیدہ کے طور پر دل میں بیٹھ چکی ہو اس کا نکلنا محال معلوم ہوتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ کسی اندرونی طریق سے یہ خیالات پیدا کئے جاتے ہیں۔ کوئی لالہ شرمپت رائے سے پوچھے کہ کیا یہ گورنمنٹ ہی کی مہربانی اور فضل نہیں کہ تمہارا جو لڑکا انٹرنیس پاس ہے وہ ریاست ٹونک میں ایک سو روپیہ سے زیادہ کا منیجر کورٹ آف وارڈس ہے لیکن میرا خیال ہے کہ مذہبی طور پر یہ لوگ گورنمنٹ کے ساتھ عداوت اور نفرت رکھتے ہیں اور اسی کو اپنے مذہب کی غایت سمجھتے ہیں۔

بہرحال

اس موجودہ شورش اور بے چینی نے ثابت کر دیا ہے کہ اس میں لیڈنگ پارٹ لینے والے

آریہ سماجی ہی ہیں

اور گورنمنٹ آیندہ کیلئے اس گروہ سے محتاط رہے گی۔ یہ فساد آریوں کا فساد کہلانا چاہیئے

اور نہ کہ ہندوستانیوں کا فساد

لوگوں کا فساد

تھا یہ آریہ صاحبوں کا فساد کہلائیگا۔ اسوقت ضرورت ہے کہ ہندو و مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ متفق ہو کر اپنی برات کریں اور گورنمنٹ پر اپنے طرز عمل سے ظاہر کر دیں کہ ان کی اس فساد میں کسی قسم کی شرکت نہیں بلکہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں کو اُکسایا گیا اور تحریک کی گئی ہے انہیں خود

اس راز کو افشا کر دینا چاہیئے

تاکہ گورنمنٹ کو صحیح نتائج پر پہنچنے کیلئے کافی مدد ملے۔ اور وہ شریر اہل ملک ناحق آٹے کے ساتھ گھن کی مثال کے موافق نہ پس جاویں۔ یہ سچ ہے کہ جو لوگ ایسی افعال عیں گورنمنٹ کو دینگے وہ اپنی شوریدہ پشت انقلاب پسندوں کے نزدیک

محب شیر (قومی غدار)

کا خطاب پائینگے مگر وہ اس کی ذرا پروا نہ کریں۔ ایک اور اہل ملک کیا تھا اچھی خیر خواہی کا ثبوت دیں۔ کوئی ان دانشمندوں سے پوچھے کہ تمہیں جو حرکات راولپنڈی میں کی گئی ہیں کیا

کسی مہذب انسان کا کام ہو سکتا ہے

کہ جو سپاہیوں کے مکانوں پر اینٹیں اور پتھر پھینکنا اور عورتوں کی توہین کرنا کس تہذیب اور اخلاق کی کتاب میں درج ہے۔ کیا اپنے ابنا ملک کو خطرہ میں ڈالنا یہ انسانیت ہے؟ یا اسی بہادری اور وحشت پن سے تم یہ چاہتے ہو کہ

تمہیں آزادی حکومت دی جاوے

تم نے اپنے نفس اور ذات کیلئے کیا کیا؟ جو ہم امید کریں کہ اہل ملک کو فائدہ پہنچاؤ گے۔

باخویشتن چہ کردی کہ با ما کنی نظیری — حقا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن

میں یہاں تک لکھ چکا تھا کہ لاہور کے اخبار پنجاب سماچار کا ایک نمبر مجھے دیا گیا جس میں قابل ایڈیٹر نے لاہور کے جوش و خروش پر ایک آرٹیکل لکھا ہے جس میں اپنے آریہ سماج کی بابت کلچرڈ پارٹی کے متعلق وہی رائے ظاہر کی ہے جو میں نے لکھی ہے۔ اسلئے میں اس نوٹ کو بجنسہ اس مضمون کے آخر میں درج کر دیتا ہوں۔ یہاں ایک امر میں گورنمنٹ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ پنجاب جسقدر گہری تحقیقات کریگی اسے معلوم ہو جائیگا کہ موجودہ شورش اور بے چینی کا مرکز

آریہ سماج بانی ہے

اور یہی لوگ اس آگ کو بھڑکانے والے اور اسپرتیل ڈالنے والے ہیں اسلئے آیندہ کیلئے انکی نقل و حرکت کی پوری نگہداشت کیجاوے اور لحاظ رکھا جاوے ایسی نگرانی گورنمنٹ اور ملک کیلئے بہت سے مفید نتائج پیدا کرنے والی ہوگی میں اسپر صراحت سے پھر لکھونگا۔ یہ اشارہ گورنمنٹ کے مدبر حکام کیلئے سردست کافی ہے۔ سماچار کا نوٹ یہ ہے

لاہور میں جوش و خروش

ہم نے اخبار پنجاب سماچار ۸ ماہ حال میں اس جوش و خروش کی بابت لکھا تھا اور نیز یہ بھی جتلایا گیا تھا کہ اب امن ہو گیا ہے اور اب لاہور میں کوئی اندیشہ فساد نہیں رہا۔ اور نہ آئندہ ایسا ہونے کی امید ہے۔ اسکے بعد ۸ ماہ حال کو بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میں منادی کرائی گئی کہ کوئی شخص بھاٹی دروازہ کے دفتر میں جلسہ نہ کرنے پائے ورنہ قابل مواخذہ ہوگا۔ اور ۹ ماہ حال کی صبح کو پھر دوبارہ شہر میں بذریعہ ڈھول منادی کی گئی کہ کوئی شخص خواہ ہندو ہو یا مسلمان گورنمنٹ کے خلاف جلسہ نہ کرے ورنہ گرفتار کیا جاویگا۔ بعد ازاں دوپہر کو ایک قلمی اشتہار جس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے پبلک کی آگاہی کے لئے بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر دروازہ شاہ عالمی پر چسپاں کیا گیا۔ اس اشتہار کو پڑھنے کے لئے میلہ لگا ہوا تھا وہ اشتہار یہ ہے :—

بحکم آر۔ اے منٹ صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور

(ترجمہ سیاہی سے ترجمہ کیا گیا)

چونکہ صاحب گورنر جنرل بہادر با اجلاس کونسل نے منشا ریگولیشن نمبر ۳ سال ۱۸۱۸ء لالہ لاجپت رائے کی گرفتاری اور اُس کو حدود برٹش انڈیا سے باہر بھیجے جانیکا حکم نافذ فرمایا ہے۔ چونکہ ہم کو یہ معلوم کرایا گیا ہے کہ ایک عام جلسہ اس حکم صاحب گورنر جنرل بہادر ہند با اجلاس کونسل پر غور اور نکتہ چینی کی غرض سے منعقد کیا جاویگا۔ اور ایسے جلسہ سے احتمال نقض امن ہے۔ اسلئے ہم حکم دیتے ہیں کہ کوئی ایسا جلسہ آئندہ ۴۸ یوم کے اندر نہ کیا جاوے۔ اور ہم نہایت زور کیساتھ عوام الناس کو متنبہ کرتے ہیں کہ ہرگز ایسے جلسہ میں شامل نہ ہوں — ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے آج بتاریخ ۹ مئی ۱۹۰۷ء کو جاری ہوا —

مہر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور

اسکے بعد گرفتاری: — ۹ مئی دو بجے بعد دوپہر لالہ گنگا رام صاحب انسپکٹر پولیس انارکلی و چودھری رحمت اللہ خان صاحب انسپکٹر پولیس لاہور مع پانچ کنسٹیبلوں کے لالہ لاجپت رائے وکیل کی کوٹھی پر گئے اور انکو وارنٹ دکھلا کر اور گاڑی پر سوار کر کے کچہری پولیس میں لائے جہاں مسٹر رینلڈ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس معہ مسٹر کاکس صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ملزم کے انتظار میں تھے۔ ملزم کو ہمراہ لیکر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی عدالت میں پیش کیا۔ اسوقت عدالت میں صاحب کمشنر بہادر لاہور بھی تشریف فرما تھے صاحب کمشنر بہادر نے لالہ لاجپت رائے کو مخاطب ہو کر کہا کہ گورنمنٹ آف انڈیا کے حکم سے تمکو گرفتار کیا جاتا ہے اور نیز فرمایا کہ اس وارنٹ کے ذریعہ تمہیں جلاوطن کیا جاتا ہے لالہ لاجپت رائے نے اپنے وزنار کے نام خطوط لکھنے کی درخواست کی جسکی اجازت دیگئی۔ پھر رینالڈ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس معہ دیگر افسران کے لالہ لاجپت رائے کو موٹر کار گاڑی پر سوار کر کے لیگئے۔ انارکلی اور شہر میں جنگی رسالہ معہ افسران کے گشت کر رہا تھا اسوقت ایک عجیب قسم کا نظارہ نظر آ رہا تھا۔

اسوقت اگر ہم اس امر کو ظاہر کر دیں تو غیر موزوں نہیں بلکہ موزوں ہوگا یعنی سر چارلس ریواز کی گورنمنٹ نے اس شورش کے برپا ہونے کی نسبت نوٹس لینے میں پہلوتہی کی۔ باوجودیکہ ہم نے سنہ ۱۹۰۶ء اور سنہ ۱۹۰۷ء کے متعدد پرچوں میں بعنوان "کلچرڈ اصحاب کی نئی کارروائیاں" لکھتے رہے اگر اس وقت سر چارلس ریواز کی گورنمنٹ ہمارے مضامین مندرجہ کی طرف توجہ فرماتی تو یہ دلخراش واقعہ سر ابٹسن صاحب بہادر کی گورنمنٹ کے روبرو کبھی نمودار نہ ہوتا۔ افسوس کہ لالہ لاجپت رائے کی ملکی حُب نے بجائے فائدہ کے ملک کو سخت نقصان پہنچایا۔ اب ہم آپ کے جیسے جانثاروں کو دوستانہ نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اپنے لیکچروں میں ایسے نازیبا اور بد درشت الفاظ گورنمنٹ کی نسبت استعمال کرنے سے باز رہیں تاکہ "چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی" کے مصداق ہو کر مثل لالہ لاجپت رائے کے آپ تاں ڈبوں ہمنان جمیتاں بھی نال لے اور نیز اپنے ناظرین کی توجہ سعدی شیرازی کے ذیل کے شعر کیطرف دلاتے ہیں جو رائج فعلی کا اعلیٰ اصول ہے جس پر عمل کا عمل کرنا اس کے لئے آبحیات سے کم مفید نہیں ۔

خلاف رائے سلطاں رائے جستن — بخون خویش باید دست شستن

نمبر ۱۸ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۷ء مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ جلد ۱۱

حقیقۃ الوحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - حامداً ومصلیاً

الحمد للہ الذی اتانا الذکر الحکیم ومن علینا بہدایت الصراط المستقیم والقائی روحنا ما یطمئن بہ روعنا ونصلی صلوٰت علی سید المرسلین ونسلم تسلیمات علی خاتم النبیین وعلی الہ الطاہرین الزاہرین وعلی خلفائہ الراشدین المہدیین الی یوم الدین

اما بعد طالبان حق اور جویندگان نجات پر واضح ولائح ہو کہ کتاب حقیقۃ الوحی من تصنیف حضرت العزت خاتم الخلفاء المہدیین المسیح الموعود والمہدی المعہود حجۃ اللہ علی العالمین جری اللہ فی حلل الانبیاء جناب میرزا غلام احمد مصداق انا انزلناہ قریباً من القادیان علیہ الصلوٰۃ والسلام من اللہ الرحمٰن ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء مطابق ۲ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ کو مطبع میگزین واقع قادیان میں بسعی ناظم مطبع طبع ہو کر بفیض رساں عالمیان جو طالبان نجات دارین ہیں ہوئی۔ والحمد للہ اس کتاب میں صدہا وہ آیات بینات الہیہ اور نشانات اور معجزات اسلامیہ جمع کئے گئے ہیں جن سے صداقت سلسلہ حقہ احمدیہ کی اور تصدیق دعاوی حضرت اقدس کی اہل انصاف پر کالشمس فی نصف النہار واضح ہو جاتی ہے اور یہ نشانات وہ ہیں جو تازہ بتازہ حضرت اقدس کے ہاتھ پر واقع ہوئے ہیں جنکی شہرت تمام دنیا میں واقع ہو چکی ہے وللہ الحمد ناظرین کی خدمات میں ملتمسانہ گذارش ہے کہ اس تیرہ صدی میں کسی مجدد یا مامور من اللہ کے لئے اسقدر نشانات صداقت کے اور آیات بینات الہیہ کے سوائے خاتم النبیین وسید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ نے جمع نہیں فرمائی وللہ الحمد اگر کسی کو دعوے ہو تو اپنے دعویٰ کو ثابت کرے یا خود ایسے نشانات بینہ کا مظہر بنے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ معہذا یہ نشانات مندرجہ کتاب ہذا مشتے نمونہ از خروارے ہیں بہ نسبت ان نشانات کے جو حضرت حجۃ اللہ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے صادر فرمائے اور وقتاً فوقتاً صادر فرما رہا ہے۔ علاوہ ان صدہا نشانات کے وحی اور الہام اور مکاشفات کے حقایق اور معارف اس کتاب میں ایسے بیان فرمائے گئے ہیں کہ جن سے ناظرین واقف ہو کر پورے طور پر مابہ الامتیاز درمیان وحی الٰہی اور وساوس نفسانی کے حاصل کر سکیں گے۔ اور حقیقت وحی الٰہی کی ایسے معلوم ہو جائے گی کہ پھر شیاطین الانس والجن کے فریب اور دھوکہ میں نہیں آویں گے والتوفیق من اللہ تعالیٰ کتاب موصوف قریباً ... صفحہ پر نہایت خوشخط کاغذ عمدہ تقطیع ۲۶×۲۰ - اور نیز اکثر نشانات کو عربی عبارت فصیح و بلیغ میں بھی جمع کیا گیا ہے۔ جو بطور رسالہ جداگانہ کے بھی طبع کرایا گیا ہے تاکہ عرب اور مصر و بغداد وغیرہا ملکوں میں جنہیں زبان عربی کا محاورہ ہے پہونچایا جاوے اور طالبان علم ادب عربی کو مہارت اور ملکہ راسخہ لسان عرب میں حاصل ہو جاوے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

کتاب چھپکر طیار ہو گئی ہے اور جلدیں ہو رہی ہیں۔ مجلد ہو کر فروخت ہوگی قیمت فی جلد للعہ ہے جو کہ (قطع نظر اس کے مضامین) بلحاظ اس خرچ کے بھی جو اسکی لکھائی چھپائی کاغذ وغیرہ پر ہو چکا ہے معمولی ہے۔ درخواست محافظ کتب خانہ حضرت کے نام ہونی چاہئے بعض غلطی سے دفتر بدر والحکم میں درخواست بھیجدیتے ہیں اور اسی خط میں دفتر بدر والحکم کے متعلق بھی کچھ باتیں لکھدیتے ہیں جس سے تعمیل میں نہ صرف دقت ہوتی ہے بلکہ وہی کارڈ مختلف دفاتر میں بعد تعمیل کے بھیجا جانے کے سبب دیر بھی ہو جاتی ہے اور بعض اوقات خط ضائع بھی ہو جاتے ہیں اسواسطے تاکید ہے کہ کتاب حقیقۃ الوحی کے واسطے تمام درخواستیں بنام

جلسہ قادیان

گذشتہ اشاعت سے آگے

تقریر مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر

پنجاب میں بے چینی کے اسباب اور اس کا تدارک

قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (سورۃ آل عمران پ ۳)

اے اللہ آسمان کا مالک تو تو ہی ہے۔ تو جسے چاہتا ہے اسے ملک پر حاکم بنا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے دخل کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے اسے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے ذلت دیتا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ میں سب خیر ہے اور تو سب باتوں پر قادر ہے۔ یہ ایک دعا ہے جو کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے پاک کلام سے سکھائی ہے دعا کیا ہے پالٹکس کے متعلق ایک بیش قیمت مومن کے دلی خیالات کا نقشہ ہے۔ جب یہ سب منشاء ایزدی کے مطابق ہے تو اسی واسطے اطاعت خدا اور اطاعت رسول کے ساتھ ہی اطاعت اولی الامر کا حکم بھی ملا یا گیا ہے کہ حکام وقت کی اطاعت کرو۔ اسی کی بنا پر معلم امت حضرت محمد مصطفٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ حکم ہے کہ تو حاکم وقت کی اطاعت کر اگرچہ وہ ایک سیاہ حبشی ہو اور اگر تجھے اس سے حق تلفی کا اندیشہ ہو تب بھی بغاوت نہ کر بلکہ جو مستقل حکومت کا حق ہے اسے دے اور اپنا حق خدا سے مانگ۔ یہ کلمات نہایت [illegible] ہیں۔ جہاں کہیں ان پر عمل کیا گیا ہے وہاں امن و امان پورے طور سے قائم ہو گیا ہے۔ اس پر حضرت مولوی صاحب نے بہت مفصل اور مدلل تقریر فرمائی ہے اس واسطے مجھے کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ تاریخ دنیا اس امر پر گواہی دے رہی ہے کہ ہر ایک ملک میں مختلف اقوام کی سلطنتیں اپنی قوت اور شوکت کے زمانہ میں ایسی زبردست ہوا کرتی ہیں کہ کسی کو وہم و گمان نہ ہوتا تھا کہ کبھی یہ سلطنت ملک سے اٹھ جائے گی لیکن آخر یہی ثابت ہوا کہ مالک الملک صرف خدا ہی ہے۔ قدیم ہند میں پہلے وہ لوگ آباد تھے جن کو اصلی باشندے کہا جاتا ہے جن کو آریوں نے مغرب سے آکر نہایت بے رحمی اور ظلم کے ساتھ ہلاک کیا اور ذلیل کیا۔ خدا نے آریوں کو ان پر مسلط کیا ایسا ہی پھر آریوں پر خدا نے افغانوں اور مغلوں کو مسلط کر دیا اور پھر تھوڑے عرصہ کے واسطے پنجاب پر سکھوں کی قوم مسلط رہی اور اس کے بعد خدا کی حکمت کاملہ نے انگریزوں کو اس ملک پر حاکم کیا۔ اور آریہ لوگ ایران سے آئے تھے اور یہی وجہ ہے کہ وہ آریہ کہلاتے ہیں کیونکہ یہ لفظ ایران کے لفظ کے ساتھ ملتا ہے۔ مگر ہندو میں آکر بہت سے لڑائی جھگڑوں کے بعد وہ پرانے باشندوں کے ساتھ مل گئے اور ہندو کہلانے لگے۔ جب ان پر مسلمان بادشاہ حاکم ہوئے تو ان سے وانا لوگ حکام وقت کی اطاعت میں داخل ہوئے اور امن اور آرام کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے اور ایسا ہی انگریزوں کے راج کے ہند میں قائم ہو جانے پر انہوں نے سلطنت کی خیر خواہی کی اور امن کے ساتھ زندگی گذارنے میں اپنا فائدہ دیکھا اس پر عمل کیا اور ہر طرح سے آرام پایا۔ لیکن کوئی تیس سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ ان کے درمیان ایک شخص دیانند نام پیدا ہوا اس نے بظاہر مذہب کے نام پر اور دراصل پولیٹیکل رنگ میں بہت سے ہندوؤں کے خیالات کا رُخ ایک ایسی طرف پلٹا کہ اس کے نتیجہ میں آج تمام پنجاب حکومت اور رعایا کے تعلقات کے لحاظ سے خوفناک صورت اختیار کر رہا ہے۔ بہت آریہ ہم نے سٹوڈنٹ لائف میں اور اس کے بعد پبلک لائف میں دیکھے ہیں اور بہت بے تکلفی سے اُن کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا ہے ان میں دینی طور پر نیکی اور خدا پرستی کا کوئی میلان ہم نے نہیں پایا۔ بلکہ عموماً سب کو ایک پولیٹیکل جوش کا گرویدہ دیکھا ہے۔ مسلمانوں کو گالیاں دینا۔ تمام انبیاء کے حق میں سخت کلامی کرنا گورنمنٹ کو برا کہنا۔ یہی انکا مذہب اور یہی ان کا ایمان اور اسی پر ان کی تمام تقریروں اور تحریروں اور ظاہر اور خفیہ کمیٹیوں کا دار و مدار ہے۔ چند پرانے ہندو جنہوں نے تمیز کے واسطے اپنا نام سناتن رکھا ہے اُن میں ادب اور انکسار پایا جاتا ہے اور وہ اپنی حالت میں اچھے ہیں لیکن یہ لوگ جنہوں نے ہندو کے لفظ سے ہی نفرت کی ہے اور اپنا نام آریہ رکھا ہے ان کا رویہ ایسا ناپاک ہے کہ اگر گورنمنٹ نے ان کے لیڈروں کو برٹش قلمرو سے خارج کرنے کی تجویز کی ہے تو بہت ہی عمدہ کیا ہے اور میرے خیال میں خود خارج شدوں کو بھی برا نہیں منانا چاہئے کیونکہ جیسا کہ وہ ہند سے ایسے بیزار ہیں کہ اسکی طرف منسوب ہو کر ہندو بھی کہلانا نہیں چاہتے تو پھر انہیں یہاں رہنے سے کیا فائدہ بہتر تو یہ ہے کہ چونکہ وہ آرین کہلانے کے شائق ہیں ان کو اسی کوہ ہندوکش کے راستے سے جس سے گذر کر وہ آئے تھے اسی طرح افغانستان میں سے گذرتے ہوئے ان کو ہندی کابیوں کے بڑے خیر خواہ امیر صاحب کی سلطنت کا حال بھی نظر آ جائیگا اور کوئی جب بجلی سرحدیان پر تک پہنچ گیا تو بس پرامن حکومت کے زیر سایہ رہکر انہوں نے ناشکری کی ہے اُس کی کچھ قدر بھی ان کو باقی ماندہ عمروں میں معلوم ہو جائیگی۔

خیر یہ تو گورنمنٹ کا کام ہے کہ وہ سوچے کہ ان کو ہماں سے باقی بھیجا جاتا ہے یا سرحد پار [illegible] ہیں۔ ہمارا مطلب اسوقت اس تقریر میں ان اسباب باطنی اور ظاہری کیطرف اشارہ کرنے سے ہے جنہوں نے آریوں کو یہ دن دکھلایا اور اپنی محسن گورنمنٹ کو ان امور کیطرف توجہ دلانا ہے جن سے ان خرابیوں کا آئندہ کے واسطے انسداد ہو جائے اس فساد کا ایک اصل سبب تو حضرت مولوی نور الدین صاحب نہایت لطیف پیرایہ میں بیان فرما چکے ہیں کہ اسکی اصل جڑ ناشکری ہے۔ دوم جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے آریوں پر اس خرابی کا آنا انکی اس شامت اعمال کی وجہ سے بھی ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے پاک انبیاء کو سخت توہین کی اور ہر ایک نبی کو جسکا نام قرآن شریف میں یا بائبل میں پایا گندے لفظوں سے یاد کیا۔ اور باوجود اس کے کہ ان کو بہت سمجھایا گیا وہ باز نہ آئے یہاں تک کہ خدا کے اُس فرستادہ نے بھی جو کہ اس زمانہ میں تمام انبیاء کا رنگ پر سیتر سو ([illegible]) ہے ان کو سمجھایا کہ اور نشانات بھی دکھلائے مگر انکی شوخی دن بدن بڑھتی گئی اور وہ جو انبیاء کا جانشین ہے اور اس زمانہ میں ان کا وارث اُسکو خدا کیطرف سے تحریک ہوئی اور اس نے بذریعہ وحی الٰہی خبر پاکر انکی نسبت اسبابت کو شایع کیا کہ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ یعنی آریہ مذہب کا انجام یہ ہوگا کہ خدا ان کو شکست دیگا اور آخر وہ آریہ مذہب سے بھاگیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے اور آخر کالعدم ہو جائیں گے۔

یہ الہام کوئی تیس برس کا ہے جو آج پورا ہو رہا ہے۔ اور اس سے پہلے بھی آریوں کو کئی ایک نشانات دکھلائے اور اس بدزبانی سے باز رہنے کی نصیحت کی گئی تھی چنانچہ دیانند کی جب شرارت بڑھ گئی تو اسکی موت کی نسبت بھی پیشگوئی کی گئی کہ خدا تعالیٰ اس موذی کو جلد تر دنیا سے اٹھا لے گا۔ اور ایسا ہی ہوا اور پھر لیکھرام نے مباہلہ کیا اور وہ بھی بموجب پیشگوئی کے مارا گیا۔ ایسا ہی قریب کے ایام کی بات ہے کہ قادیان کے آریوں سومراج اور اچھر چند کی بدزبانی جو وہ اپنے اخبار میں جو اس مطلب کے لئے نکالا گیا تھا کرتے تھے تو انکی نسبت پیشگوئی کی گئی تھی کہ ان کا اب خاتمہ قریب ہے چنانچہ وہ دونو اپریل گذشتہ میں طاعون کے ساتھ فی النار ہوئے ان سب سے بڑھکر ایک یہ ہے کہ آریوں کی شوخی اور بدزبانی جب حد سے بہت بڑھ گئی تو حضرت مسیح موعود نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر آریوں کی نسبت یہ پیشگوئی شایع فرمائی جو کتاب تذکرۃ الشہادتین مطبوعہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۶۶ میں درج ہے اور اس طرح سے ہے کہ " وہ مذہب یعنی آریہ مذہب مردہ ہے اس سے مت ڈرو۔ ابھی تم میں لاکھوں اور کروڑہا انسان زندہ ہوں گے کہ اس مذہب آریہ کو نابود ہوتے دیکھ لوگے"۔ ایسا ہی حضرت اقدس نے اپنی کتاب نسیم دعوت مطبوعہ ۲۸ر فروری سنہ ۱۹۰۳ء میں لکھا تھا کہ آریہ [illegible] قوم اور سوسائٹی کے لئے وبال ہے۔ [illegible] دلوں میں نہیں۔ قادیان کے آریہ خیال کرتے [illegible] سے پہلی [illegible] ہو گئے ہیں [illegible] بانگی کی۔ [illegible] چاہئے [illegible] نہیں۔ خدا کے پاس ہر ایک [illegible]

پھر حضرت اقدس مرزا صاحب [illegible] کتاب قادیان کے آریہ اور ہم میں جو کہ اس سال [illegible] نشانوں میں پیشگوئی کی [illegible] [illegible] سے [illegible] فیصلہ [illegible] اپنے پیارے [illegible] لئے کوئی نا [illegible] دکھلائیگا [illegible] رسالہ میں حضرت نے لکھا ہے۔

اک ہیں جو پاک بندے اک ہیں دلوں کے گندے
جیتینگے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے

ان آریوں کا پیشہ ہر دم ہے بدزبانی
ویدوں میں آریوں نے شاید یہی پڑھا ہے

پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی
پر ان سیہ دلوں کا شیوہ سدا یہی ہے

افسوس سبّ و توہین سب کا ہوا ہے پیشہ
کس کو کہوں کہ ان میں بیہودہ درائی ہے

آخر یہ آدمی تھے پھر کیوں ہوئے درندے
کیا جون ان کی بگڑی یا خود قضا یہی ہے

جس آریہ کو دیکھیں تہذیب سے ہے عاری
کس کس کا نام لیویں ہر سو وبا یہی ہے

نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا
کتوں سا کھولنا منہ تخم فنا یہی ہے

لیتے ہیں جنم اپنا دشمن ہوا یہ فرقہ
آخر کی کیا امیدیں جب ابتدا یہی ہے

دل پھٹ گیا ہمارا تحقیر سنتے سنتے
غم تو بہت ہیں دل میں پر جاں گزا یہی ہے

دنیا میں گرچہ ہوگی سو قسم کی برائی
پاکوں کی ہتک کرنا سب سے بڑا یہی ہے

ہم بد نہیں ہیں کہتے ان کے مقدسوں کو
تعلیم میں ہماری حکم خدا یہی ہے

پر آریوں کے دل میں گالی بھی ہے عبادت
کہتے ہیں سب کو جھوٹے کیا اتقا یہی ہے

رکتے نہیں ہیں ظالم گالی سے ایک دم بھی
ان کا تو شغل ہمیشہ صبح و مسا یہی ہے

شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں انکی ہرگز
وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے

ہم کیسے ہے جسکو مانا قادر ہے وہ توانا اس نے ہے کچھ دکھانا اس سے رجا یہی ہے

پھر ایک اور جگہ اسی رسالہ میں حضرت اقدس لکھتے ہیں۔

میرے مالک تو ان کو خود سمجھا۔ آسمان سے پھر ایک نشان دکھلا

وہ نشان یہی ہے جو کہ اس وقت خدا تعالیٰ نے دکھلا رہا ہے کہ ان لوگوں نے اپنی شامت اعمال کی وجہ سے اپنی بدی کو اسقدر بڑھایا کہ آجکل دنوں میں گورنمنٹ کے برخلاف شور و غل کا طوفان برپا کرنے لگا اور ایسا بے آرام کیا کہ ان کو ہندوستان سے باہر نکالکر قیدیوں کی طرح رکھا گیا۔ مشہور آریہ اخبار پنجاب سماچار کا طرز تحریر بھی بدل گیا ہے چنانچہ وہ تازہ پرچے میں لکھتا ہے کہ یہ ایکسٹریمسٹ پارٹی کی زیادتیوں کا نتیجہ ہے۔ الغرض باطنی رنگ میں آریوں کے اصل زوال اور اس روز بد دیکھنے کا سبب یہی ہے کہ ان میں روحانیت نہیں اور خدا کے پاک بندوں کو انھوں نے گندی زبان کے ساتھ یاد کیا۔ لیکن ظاہری رنگ میں ان کی شامت اعمال نے گورنمنٹ کے برخلاف منصوبہ بازی صورت اختیار کی ہے۔ اور اس کی جڑ بھی دراصل دیانند کی تعلیم اور دیانند کالج کی تربیت ہے۔ لاہور میں اور دوسرے شہروں میں شورش کے درمیان حصہ لینے والے بھی آریہ مدارس کے طلبا اور آریہ سماجوں کے ممبر ہی ہیں۔ گو ممکن ہے کہ کوئی بھولا بھٹکا مسلمان بھی ان کے ساتھ شامل ہوا ہو مگر ایسے مسلمانوں کی تعداد فی ہزار ایک سے زیادہ نہ ہوگی اور ایسا شاذ حکم معدوم کا رکھتا ہے۔ پس ہماری رائے میں آئندہ کے لئے اس خطرہ کو دور کرنے کے لئے بہتر ہوگا کہ گورنمنٹ کے حکم سے ایسے کالجوں اور مدرسوں کو کچھ عرصہ کے واسطے بند کر دیا جاوے جس کی زیر تربیت تیار ہو کر طلبا ایسے مفسد اور باغی اور شریر بن جاتے ہیں۔ دیگر تمام کالج اور مدارس کے واسطے قطعی حکم دیا جاوے کہ کوئی طالب علم جو اس قسم کے جلسوں میں شامل ہوگا وہ کالج اور مدارس سے خارج کیا جائے گا۔ کیونکہ آئندہ نسلوں کے درست کرنے کے واسطے اس زمانہ کے نوجوانوں کی اصلاح کی طرف توجہ ہونا ضروری ہے۔ اور موجودہ جسقدر لیڈران آریہ ہیں وہ جتنے ہیں سب کے سب کو گرفتار کر لینا چاہیئے۔

چونکہ صاحب پریزیڈنٹ نے سب سے اول اس امر پر مفصل تقریر کر دی ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے کیا کیا احسان ہم پر ہیں اور چونکہ اس جگہ زیادہ تر احمدی جماعت کے آدمی جمع ہیں جو حضرت اقدس مرزا صاحب کی کتب اور اشتہارات اور عقاید اور اوامر سے آگاہ ہیں۔ اس واسطے مجھے اس امر کے متعلق تقریر کرنے کی ضرورت نہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کی فرمانبرداری اور دل سے شکر گذاری کے لئے کس قدر تاکیدی احکام حضرت مرزا صاحب شائع کر چکے ہیں۔ پریزیڈنٹ صاحب کے بعد حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب نے بھی اپنی تقریر کیا ہے فرمایا ہے کہ حضرت اقدس نے جو کچھ گورنمنٹ کے متعلق آجتک لکھا ہے اگر ایک جگہ جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بنتی ہے۔ حضور کا خاندان ہمیشہ سے گورنمنٹ کی خیر خواہی اور وفاداری میں مشہور ہے چنانچہ غدر ۵۷ء میں آپ کے والد صاحب نے پچاس سواروں کی امداد گورنمنٹ کو دی تھی اور اس کے بعد آپ نے اپنی ہر ایک تصنیف میں اور تقریر میں گورنمنٹ کی خیر خواہی اور دلی شکر گذاری کی سخت تاکید اپنی جماعت کو کی ہے اور ہم اپنے دلی یقین سے یہ بات کہ سکتے ہیں کہ جس طرح فرقہ احمدیہ کے ممبر گورنمنٹ کی وفاداری اور شکر گذاری اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں اس طرح ہم امید نہیں کرتے کہ کوئی اور قوم سمجھتی ہو۔ آریوں کے جو خیالات ہیں وہ خود آجکل ظاہر ہو ہی رہے ہیں۔ ہندو

کہتے ہیں کہ ابھی کرشن اوتار آنے والا ہے اور کرشن نے آمد اول میں جو جنگ کئے تھے ان سے ظاہر ہے کہ آمد ثانی کے متعلق اُن کے خیالات کیا ہوں گے وہ کیا کریگا۔ مسلمانوں کو بھی کسی خونی مہدی کے آنے کا انتظار لگ رہا ہے۔ مگر ہم احمدیوں کا تو یہ حال ہے کہ ہمارا مسیح آچکا۔ ہمارا مہدی آچکا۔ ہمارا کرشن بھی آچکا۔ اُس نے صاف حکم دے دیا ہے کہ اب کوئی مذہبی جہاد نہیں تم امن کے ساتھ خدا کی توحید زمین پر پھیلاؤ اور گورنمنٹ انگریزی کا احسان مانو کہ خدا نے وہ تمھارے ہی واسطے اس جگہ دی ہے تاکہ دنیا کے متعصب بادشاہوں اور خونخوار امیروں کے ظلم سے تم محفوظ رہو۔

پس میں اس مجلس میں ایک رزولیوشن پیش کرتا ہوں جو اگرچہ کئی ایک پہلو اپنے اندر رکھتا ہے مگر بحیثیت مجموعی ایک ہی مطلب رکھتا ہے اور وہ یہ ہے۔

رزولیوشن اول۔ کہ یہ مجمع جو حسب ایماء حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود اس جگہ قائم ہوا ہے۔ ان لوگوں کے طرز اور چلن کو نہایت نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو کہ گورنمنٹ کے برخلاف شورش مچاتے اور جلسے کرتے اور فساد پھیلاتے ہیں اور ان کے فعل و قول سے بریت اور بیزاری ظاہر کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ کے اس فعل کو نظر تحسین سے دیکھتا ہے کہ گورنمنٹ نے بہت سے تحمل و صبر کے بعد امن عامہ کو قائم رکھنے کی خاطر ان مفسدوں کے بعض لیڈروں کو گرفتار کر کے ان پر مقدمہ کیا ہے یا ان کو جلاوطن ہونے کا حکم دیا ہے۔ یہ مجمع بلحاظ اس امر کے کہ وہ احمدیہ فرقہ کے ہیڈ کوارٹر میں قائم ہوا ہے اور ہندوستان بھر میں احمدی جماعت کے ممبروں کے حق میں دعاء خیر کرتا ہے کہ انھوں نے اپنے امام کے حکم کی فرمانبرداری بالاتفاق ہر جگہ ایسے مفسدوں کے ساتھ شامل ہونے سے پرہیز کی اور گورنمنٹ کی وفاداری میں ایسے ہی ثابت قدم رہے جیسا کہ ان کے امام کا منشاء اور فرمان تھا اور یہ مجمع یقین رکھتا ہے کہ احمدی جماعت ہر جگہ آیندہ بھی انشاء اللہ اس نیکی پر ثابت قدم رہے گی۔

دفتر صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتہ تعلیم پنجاب میں

حقوق اہل اسلام کا خون ناحق

ع۔ بہر دیار کہ رفتیم آسماں پیداست

محکمہ ڈاک کے خصوصاً حلقہ امرتسر میں ہندوؤں کے نسلاً اور مسلمانوں کی کمی سے جو افسوسناک حالت گذر رہی ہے اس کا قبل ازاں کئی بار ذکر کر چکے اور فریقین کے تناسب ملازمت میں حصہ رسدی تقسیم یا تعدیل نہ ہونے کے جو اندیشناک نتائج حال ہی میں ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ یا آیندہ ان کے وقوع کا امکان ہے ان مضامین متعلقہ میں بقدر ضرورت روشنی ڈال چکے ہیں آج ہم وہی یا قریباً ویسی ہی کیفیت صوبہ ہذا کے سررشتہ تعلیم میں بالکل حکام ذوی الاختیار کو اسپر توجہ دلاتے ہیں۔ فی الحال ہم صرف اسٹیبلشمنٹ ڈیپارٹمنٹ (صیغہ عزل و نصب) پبلک نظر دلانا چاہتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ سکولوں کے ٹیچنگ سٹاف میں بھی مسلمانوں کی حق تلفی کے ایسے ہی شواہد مل سکیں۔ لیکن بغیر مزید تحقیق و اطلاع کے جو

واقعات اور شمار و اعداد کی بناء پر جو ہم محض اس امکانی قیاس و ظن پر اصرار کرنا حق پسندی و ایمانداری کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی واضح رہے کہ سررشتہ تعلیم کی شاخ تدریس اور صیغہ عزل و نصب کا باہم ایک گہرا تعلق ہے۔ اسکا عدم تناسب یا بے انصافی سے جو حالت دوسرے صیغہ میں ہوتی ہے اسی کا عکس اول الذکر صیغہ میں صاف صاف نمایاں ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر یہ آسکل عموماً طور پر صیغہ کی شاخ تعلیم سے ہی متعلق سمجھا جاسکتا ہے گو سردست ہمارا مقصد بالذات یہی ہے کہ زیادہ تر اسٹیبلشمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے موجودہ نقائص کو افسران بالادست کے نوٹس میں لاکر انکی اصلاح پر توجہ دلائیں۔ — — — — — — تاکہ شاخ تعلیم کی اندرونی بے انصافیوں کا اسکے زیر اثر ایک حد تک خود بخود سدباب ہو سکے۔

سررشتہ تعلیم پنجاب کی اسٹیبلشمنٹ برانچ نے یہ عام وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ جہانتک کسی گریڈ میں ہندوؤں کو ترقی مل سکتی ہے خواہ وہ کیسے ہی نالائق ہوں اور اُن کے بالمقابل مسلمان کیسے ہی قابل و حقدار موجود ہوں کسی نہ کسی بہانہ سے اُنہی (ہندوؤں ہی) کو ترقی دیجاتی ہے اور جب کسی غریب مسلمان کی باری آتی ہے۔ تو ہندوؤں کو جو ترقی کے گریڈ میں ہی نہوں نیچے سے بلطائف الحیل اٹھا کر انکی جگہ دیدی جاتی ہے اسطرح مسلمان نہ صرف موجودہ ترقی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بلکہ انکی آیندہ امید و نیز بھی پانی پھر جاتا ہے اور اُن ہی ماتحت آہستہ آہستہ اُن کے افسر بنجاتے ہیں۔ یہ حال اُن مسلمانوں کا ہے جو بظاہر طور اور مسلمہ طور پر لائق و تجربہ کار سمجھے جاتے ہیں۔ اور جن کے خلاف کسی قسم کی شکایات ابتک سننے میں نہیں آئیں۔ پھر اُن بدنصیب مسلمانوں کا حال تو ظاہر ہے کہ اس سے بھی کہیں بدتر اور ناگفتہ بہ ہوگا جنکی کارگذاری یا کیریکٹر پر کسی ہندو مہربان کی نظر عنایت یا فی الواقع اپنی ہی شامت اعمال سے کبھی کوئی حرف آچکا ہو اور سنا جاتا ہے کہ یہ کیفیت گورنمنٹ سکولوں ہی میں نہیں بلکہ محکمہ کے تمام ہی افسروں ماتحتوں پر صادق آتی ہے۔

عام افواہ ہے کہ صیغہ عزل و نصب کے کلرک دیرینہ تجربہ سے یہاں تک دلیر ہوگئے ہیں کہ منظور و جاری شدہ احکام کے کاغذات میں بھی من مانی ترمیم و تصرف کرگذرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اگر کسی مظلوم و قابل رحم مسلمان کی فریاد پر اُس کے فائدہ یا حق رسی کے لئے صاحب ڈائرکٹر بہادر کوئی سلپ لکھکر یا درخواست دفتر میں بھیجدیں تو وہ بھی یا تو چاک کردیجاتی ہے یا وقت پر پیش نہیں کیجاتی اور اسامی پر ہو جانے پر اسے داخل دفتر کر دیا۔ یا معرض التوا میں ڈالدیا جاتا ہے اگر کوئی مسلمان ذرا دلیر اور منچلا ہوا اور پھر صاحب بہادر ممدوح تک پہنچکر فریادی ہوا تو اُسکی شامت آجاتی ہے اور وہ ان حضرات کی متعصبانہ انتقام کشی کا نشانہ بنجاتا ہے کیونکہ ایسے امور کا اپنے جاسوس ہندو چپڑاسیوں کی معرفت انہیں روزمرہ پتہ لگتا رہتا ہے۔

یہ جو کچھ ہم نے اوپر مختصراً عرض کیا شاید قومی تعصب یا مبالغہ پر محمول کیا جائے لہٰذا ہم ذیل میں چند نفس الامری واقعات بھی اپنے بیان کی تصدیق کے لئے ہدیہ ناظرین کئے دیتے ہیں:۔

صیغہ زیر بحث کے دفتر بھر میں اسوقت ایک ہی ہیڈ اسسٹنٹ مسلمان نہیں ہے اور شاید اسکو بھی خبر لگتی سہیگر نے الحال جسٹر ارکھی ایک ہندو صاحب ہی یعنے لالہ شیولال صاحب بی۔ اے انسپکٹر مدارس حلقہ ملتان مقرر کئے گئے۔ جو محکمہ ہذا کے مشہور ہندو افسروں میں سے ہیں۔ اُن کے آنے پر خیال ہوا تھا کہ شاید اب آپ کچھ خوف خدا کریں اور ایسے ذمہ دار منصب پر ممتاز ہو کر اپنے ہندو بھائیوں کو ظلم و ناانصافی کے شیوہ سے باز رکھیں۔ مگر تا حال تو بدستور مسلمانوں کی حق تلفیاں ہو رہی ہیں۔ آگے دیکھا چاہئے کیا کچھ ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جہاں لالہ پرسیدیال لالہ دینا ناتھ اور لالہ انندبھان (سابق ہیڈ کلرک حلقہ ملتان و شاگرد رشید جناب لالہ شیولال صاحب موصوف) جیسے تجربہ کار قوی دل اور مشہور مہم پرست

ایک ہی صیغہ میں بہتر تو یہ ہوتا کہ بہی مسلمانوں بہلا ہوتی کیونکہ توقع ہو سکتی ہے سررشتہ تعلیم میں ایک سکیم کے اجرا پر چند مسلمانوں اور چیدہ مسلمانوں کا تقرر جو مختلف گورنمنٹ سکولوں میں ہوا تو ہندو صاحبان نے جس شور و شر برپا کی اُسکا ذکر افسوسناک ہے مسلمانوں کو اس جدید نظم و نسق سے گونہ امید بندہی تہی کہ اب شاید ہماری غریب قوم کے بہی کچھ دن پہریں۔ مگر جن لوگوں کو اصل حالات کا پتہ ہے وہ جانتے ہیں کہ اسٹیبلشمنٹ برانچ نے مسلمانوں کو اس فائدہ سے محروم رکھنے کے لئے کیسی کیسی چالیں چلیں۔ کم تنخواہ والے مدرسین یا ایسے مسلمانوں کو جو اپنے گہر و نیز معقول تنخواہیں پاتے تہے دور دور کے مدارس میں اُتنے ہی یا اس سے بہی کم تنخواہ پر بہیجدیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یا تو وہ نئی اسامی پر جانے سے انکاری ہوئے یا بباعث زیادتی اخراجات وہاں جاکر مصیبت بہگت رہے ہیں یا پنشن لینے یا ملازمت چہوڑنے کے کوئی چارہ نہیں دیکہتے۔ علاوہ ازیں ایک ہی گریڈ کے امیدواروں کو جو مسلمان تہے ہندوؤں سے کم درجہ کی اسامیاں ملیں اور وطن سے دور ہندو انسپکٹروں کی ماتحتی میں رکہا گیا جہاں اُنہیں باوجود محنتی و کارگذار ہونے کے ہمیشہ نقصان کا اندیشہ لگا رہتا۔ اسی پر بس نہیں بلکہ آہستہ وہ تمام ہندو جو دلہاوے کے لئے اپنے گہروں سے تبدیل کئے گئے تہے سکیم نکلنے پر اپنے گہر وطنوں یا اُن کے قریب والے مدارس میں واپس بلا لئے گئے اور دہڑا دہڑ ترقیاں پا رہے ہیں۔

اجرا سکیم کے وقت نو مسلمان تو ہند و تین سکہ۔ چہ یوروپین ہیڈ ماسٹر مقرر کئے گئے تہے۔ اور مسلمانوں نے اسے غنیمت سمجہا تہا کہ آخر کچہ تو انکی بہی حق رسی ہوئی۔ لیکن انہیں یہ سنکر آیندہ کے لئے نو الارغ معلوم ہو جائیگا۔ کہ ان نو میں سے بہی ایک ہیڈ ماسٹری مسلمان سے چہین کر ہندو کو مل گئی ہے وہ صاحب لالہ رام چند ایم۔ اے سابق اسسٹنٹ پروفیسر ٹریننگ کالج لاہور ہیں۔ جنکو نارمل سکول کی سکیم میں سو روپیہ سے ایک سو ساٹہ پر دہلی میں مقرر کیا گیا تہا جسمیں خود ہندوؤں کی ہی چیخ پکار پر آپ غیر مستحق ٹہیرکر اسی سو روپیہ مشاہرہ پر اپنے وطن دہلی میں تبدیل کئے گئے لیکن تہوڑے ہی عرصہ بعد اب پہر ۱۶۰ روپیہ کے ہیڈ ماسٹر ہوگئے ہیں۔ اور وہ بہی حصار میں جہاں کے مسلمان ہیڈ ماسٹر کو دہکیل کر رہتک لگا دیا گیا ہے رہتک کی ہیڈ ماسٹری بہی ایک مسلمان کو نارمل سکول میں تبدیل کرنیسے خالی ہوئی تہی حالانکہ محکمہ میں لالہ صاحب سے سینئیر (۱۰۰)۔ (۱۴۰)۔ اور (۱۶۰) کی گریڈ کے بہت سے لائق و تجربہ کار مسلمان ملازم موجود تہے۔ اور انہیں بہر وجوہ اس ترقی و ہیڈ ماسٹری کے پانے کا استحقاق حاصل تہا۔

خیر لالہ صاحب کا یہ ذکر خیر تو گویا ایک جملہ معترضہ تہا۔ اب ہم پہر صیغہ زیر بحث کیطرف رجوع کرتے ہیں۔

بہت سے مسلمان گریجوایٹ دفتر کے کام سے واقف محکمہ کے ڈپیارٹمنٹل امتحان پاس و آگاہ و کار آزمودہ خود محکمہ میں اور دیگر دفاتر میں موجود ہیں۔ مولوی تاج الدین کی پوسٹ کے لئے اشتہار دیا گیا تہا کہ مسلمان کو ترجیح دیجائیگی اور باوجودیکہ مسلمانوں کی درخواستیں بہی گذریں جو اہم دفاتر میں بہی ہیڈ اسسٹنٹ تہے لیکن پہر بہی ہیڈ اسسٹنٹی لالہ شیو ناتہ نام ایک سابق ہندو دلیپ کیسب کلرک کو ملگئی۔ اور اب عملہ کی توسیع پر ایک نئی ہیڈ اسسٹنٹی بہی آئی اور ہندو ہی کیسب کلرک کو ملی جسکا نام دینا ناتہ ہے اور مسلمان مُنہ تکتے رہگئے۔ واضح ہو کہ کیسب کلرک عموماً شاخ عزل و نصب کا سیکنڈ کلرک ہوتا ہے۔

باوجود ان صریح حق تلفیوں کے اگر کوئی مسلمان حرف شکایت لب پر لاتے تو ہندو بہائیوں سے نالایق و ناشکر گذار کا خطاب پاتا ہے۔ حالانکہ ہندو نہ صرف اپنا حق لے رہے ہیں بلکہ غریب اور بیبس مسلمانوں کے حقوق بہی غصب کرکے بہی شکر گذار نہیں ہوتے۔

جیسا کہ ہم بارہا بر سبارے کے واقعات لکہ چکے ہیں۔ دیگر محکمہ جات سرکاری میں بہی گو کہ مسلمانوں کے حقوق اسیطرح پامال ہو رہے ہیں۔ لیکن سررشتہ تعلیم میں جو تعلیم یافتوں کے پیدا ہونیکا سرچشمہ ہے یہ اندہیر اور اتلاف حقوق فی الواقعہ نہایت افسوسناک اور قابل شکایت ہے کیونکہ جبتک اس صیغہ کے انتظامی اہلکاروں اور نیز معلموں میں مسلمانوں کو واجبی متناسب حصہ ملازمت نہ ملے آیندہ قومی حقوق و فوائد متعلقہ تعلیم کبہی محفوظ نہیں رہ سکتے اور بغیر اس حفاظت کے انکی فلاح و بہبود اور بیداری و شایستگی ضرور ہے کہ معرض خطر و ضرر میں رہے۔

آخر اس ناگوار و نامبارک صورت حال کا چارہ کار اور موجودہ خرابیوں اور حق تلفیوں کا انسداد و بہی کسیطرح ہوسکتا ہے؟ ہماری رائے میں ضرور ہوسکتا ہے اور وہ کچہ دشوار بہی نہیں اگر عالیجناب ڈبلیو بل صاحب بہادر بالقابہ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب و نیز ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر صوبہ لہذا خاص طور پر اپنی توجہات اسطرف مبذول فرمائیں جنکے حضور ہم باادب التماس کرتے ہیں کہ وہ اپنی ایک وفادار رعایا کی حق رسی فرماکر جلد تر اُسے شکر گذاری کا موقع دیں۔

مندرجہ بالا شکایات کے رفع کا آسان طریق یہ ہوسکتا ہے کہ اسٹیبلشمنٹ برانچ میں نصف تعداد مسلمان کلرکوں کی ہو اور ضمن ایک ہیڈ اسسٹنٹ یا سکینڈ کلرک ضرور مسلمان ہو صاحب ڈائرکٹر بہادر کی قابلیت۔ بیدار مغزی اور مستعدی میں کچہ کلام نہیں مگر یہ ظاہر ہے کہ آپ ہر قسم کے کاغذات درخواستیں اور یادداشتیں اپنے دماغ یا پاکٹ میں نہیں رکہہ سکتے اسلئے جبتک ایسے وسایل انکے دفتر میں مہیا نہ ہوں جن سے ان کاغذات میں تصرف یا خورد برد کی کارروائی عمل میں نہ آنے پائے تب تک موجودہ مظالم اور حق تلفیوں کا سدباب غیر ممکن ہوگا۔

اب اگر علمی قابلیت یا معیار ہم کے موجودہ عملہ دفتر پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ سوائے ایک دو کے باقی تمام ہندو اہلکار باوجودیکہ مستعد و لایق بے نظیر اور کارگذار ہونیکے دکہو کرتی میں کہان کے بغیر کام ہی نہیں چل سکتا۔ صرف مڈل یا انٹرینس پاس ہیں۔ حالانکہ اسی دفتر میں کئی مسلمان گریجوایٹ و انڈر گریجوایٹ موجود ہیں اور محکمہ کے افسران معائنہ و ہیڈ ماسٹر وغیرہ بہی اس لیاقت کے موجود ہیں جنکو دفتر کے کام کے لئے لایق نہیں کہ سکتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جہاں ایک قوم کا جم غفیر موجود ہو وہاں دوسری قوم کا ایک آدمی خواہ کیسا ہی قابل و کارگذار ہو آسانی بنایا جاسکتا ہے۔ اس لحاظ سے بہی دفتر زیر بحث میں تبدیل تناسب کی ازبس ضرورت ہے۔

اگر دفتر میں مسلمانوں کو جگہ دینے کا معاملہ اس عذر پر نظرانداز کر دیا جائے کہ اسوقت کوئی اسامی خالی نہیں ہے تو یہ بہی قابل پذیرائی نہیں ہوسکتا جبکہ ہم دیکہتے ہیں کہ مسلمانوں کو دفتر سے کالکر شاخ تعلیم میں منتقل کرتے وقت ایسی کوئی رکاوٹ مانع نہیں آتی۔ چنانچہ دفتر صاحب ڈائرکٹر بہادر کے ایک کلرک مسمی عبدالرحمن کو ہندو صاحبان نے اسی غرض سے لائلپور کی سکول ماسٹری پر بہیجدیا تہا۔ اور حال ہی میں ایک ہیڈ کلرک حلقہ دہلی کی سکول ماسٹری پر بہیجدیا گیا ہے کیا اسی طرح موجودہ عملہ سے چند ہندو انکو سکولوں میں بہیجکر انکی جگہ لایق مسلمان نہیں رکہے جاسکتے؟ جو سکولوں یا دیگر دفاتر سرکاری میں بآسانی مل سکتے ہیں۔ کیا لالہ ہریداس ایم اے نے باوجود ایم میں التوا و حرج ڈالنے کے شکریہ لیا ہے کہ اپنے وطن ہی میں بہتر ترقی پاتے جائیں؟ کیا کوئی مسلمان افسر معائنہ یا ہیڈ ماسٹر ان کی جگہ کام چلانے کے لایق نہیں مل سکتا۔ حالانکہ انکی اسامی بہی دراصل اسسٹنٹ انسپکٹری کی ہے نہ کہ دفتر کی کلرکی کی۔ کیا دورہ اور کثرت کار کی مصیبتیں سب مسلمانوں ہی کے حصہ میں آگئی ہیں اور کیا لالہ پرسیدیال لالمان دریہان سوائے اسٹیبلشمنٹ برانچ کے اور کسی برانچ میں کام نہیں کرسکتے۔

ہمیں تو کامل امید ہے کہ صاحب ڈائرکٹر بہادر ضروری اس نہایت اہم معاملہ پر جلد تر توجہ خاص مبذول فرمائیں گے ورنہ اسمیں کچہ شک نہیں کہ باوجود ظاہری صلح پسندی اور ہمدردی کے غریب و بے بس نمک حلال و شکر گذار مسلمان ماتحتوں کی بہی

تعلیم اور پالٹکس

(گورنمنٹ ہند کا ایک ضروری حکم)

حسب ذیل خط سر ہربرٹ ازلی ہوم سکرٹری نے صوبوں کی گورنمنٹوں کے نام جاری کیا ہے۔

مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ میں آپ کو مطلع کروں کہ تعلیم اعلےٰ کو اس ملک میں اُن خطرات سے جو اُستادوں اور لڑکوں کی پولٹیکل تحریکوں میں شریک ہونے اور پولٹیکل ایجیٹیشن کے کھلم کھلا چلانے اور اسکو ترقی دینے سے پیدا ہونیکا احتمال ہے کن اصول اور طریق عمل سے بچایا جا سکتا ہے۔ پولٹیکل جھمیلوں میں شریک ہونیکا میلان حال ہی کا ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا آجتک خاص تجاویز اختیار کرنے سے اسیوجہ سے احتراز کرتی رہی ہے کہ والدین، اُستاد، اور زیادہ سمجھدار طلبار اس امر سے آگاہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ حکومت اور قانون کے خلاف چلنے سے آخیر میں تعلیم کی ترقی کو نقصان پہنچیگا۔ طلبار کی مالی فلاح کو اس سے ضرر اٹھانا پڑیگا اور ہندوستانیوں کی روایتی خانگی زندگی تہ و بالا ہو جاویگی گورنر جنرل باجلاس کو کوئی شک نہیں ہے کہ سمجھدار ہندوستانی والدین کی ایک بڑی تعداد کو خواہ اُن کے پولٹیکل خیالات کیسے ہوں سخت اندیشہ لاحق ہوگیا ہوگا۔ کہ پولٹیکل ایجیٹیشن میں طلبا اور اُستادوں کو شریک ہونے کی اجازت دینے سے اُن کی تربیت و تہذیب میں نقص واقع ہوگا۔ اُنکی توجہ دوسری طرف مائل ہونے کی وجہ سے اسکولوں اور کالجوں کی حیثیت میں فرق ہوگا اور تعلیم کی تکمیل میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔

دو تجاویز

یہ مسئلہ تمام صیغہ اعلےٰ تعلیم پر حاوی ہے۔ مگر اصول اور کارروائی جو کرنی پڑے گی وہ مختلف اسکولوں اور کالجوں کے طلبار اور پروفیسروں اور اُستادوں کے طرز عمل کے مطابق اختیار کرنی پڑے گی۔ ہائی اسکولوں کے لڑکوں کا انتظام باسانی ہوسکتا ہے۔ لڑکوں کی اصلی بہبودی کا خیال کرکے یہ بالکل نامناسب ہے کہ وہ پولٹیکل جلسوں میں شریک ہوں یا کسی قسم کے ایجیٹیشن کے متعلق کام کریں۔ اگر طلبار ... تاہم بھی یا اُستاد اور اسکول کے منتظم اُنکی ہمت افزائی کریں اور اُن کو جلسوں میں جانے کی اجازت دیں تو مناسب تنبیہ کے بعد قصوروار اسکول کے ساتھ حسب ذیل دو طریقوں سے سلوک کرنا چاہیئے۔

(۱) لوکل گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ ایسے اسکولوں کو امداد دینا بند کردے اگر ایسا کرنیکا اس کو حق حاصل ہو اور عام امتحان میں ایسے قصوروار اسکولوں کے طلبار سے وظائف کے واسطے مقابلہ کرنے کی رعایت چھین لے اور وظیفہ خوار طلبار ان سکولوں میں داخل ہونے سے باز رکھے۔

(ب) یونیورسٹی کو چاہیئے کہ ایسے اسکولوں کو خارج کردے اُن کی طلبار کو امتحان میں شامل ہونے کی اجازت نہ دے۔

قاعدہ اول پر لوکل گورنمنٹ اپنی مرضی کے مطابق کارروائی کرسکتی ہے اور یونیورسٹی سے مشورہ لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر اس سے کام نہ نکلے اور سخت تر سزا کی ضرورت ہو اور الحاق یونیورسٹی کی دھمکی دینے کی حاجت ہو تو تمام واقعات کی اطلاع یونیورسٹی کو دینی چاہیئے۔ اسے یہ حق حاصل ہے کہ ایسے معاملہ میں باضابطہ سزا دے اور اسکولوں کو خارج کردے۔ اس معاملہ میں گورنمنٹ ہند کے طریق خط و کتابت پر عمل رکھنا چاہیئے۔ یعنے جس اسکول کو یونیورسٹی سے خارج کرنا منظور ہو تو اسکی بابت کلکتہ یونیورسٹی کے ایکٹ کی معرفت رجسٹرار سے خط و کتابت کرنا چاہیئے۔

آزادی بطور اعتدالی

ملحقہ کالجوں کے طلبار کا معاملہ بالکل مختلف نوعیت کا ہے۔ کالجوں کے طلبار لڑکے نہیں ہوتے بلکہ انڈر گریجوایٹ سمجھے جاتے ہیں۔ انہیں سے ایک خاص بی۔ اے کلاس کے طلبار کی ہوتی ہے۔ جو وسیع تر آزادی فعل کا دعوےٰ کرسکتے ہیں۔ انکی نسبت صرف گورنمنٹ ہند کوئی عام قاعدہ مقرر کرنا نہیں چاہتی۔ اگر کالجوں کے طلبار پولٹیکل جلسوں میں شریک ہوں تو ایسے کالجوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں ہے تاہم گورنمنٹ ہند خیال کرتی ہے کہ تربیت و تہذیب کی جو مقدار ایک طفل مکتب کے واسطے لازمی ہے وہ کالج کے طالبعلم کے لئے غیر ضروری ہے۔ لیکن گورنمنٹ خیال کرتی ہے کہ کالج تعلیم کے واسطے مخصوص ہیں وہاں کسی قسم کے پولٹیکل اصول اشاعت کرنا نامناسب ہے۔ اگر کسی ملحقہ کالج کے طلبار کسی پولٹیکل جلسہ میں جاکر ایسی حرکات کے مرتکب ہوں جن سے ان کے کالج پر حرف آئے یا وہ پولٹیکل ایجیٹیشن میں ایسے ڈھنگ سے مصروف ہو جائیں جس سے مقامی تعلیم کے کام میں رخنہ واقع ہو۔ یا وہ کھلم کھلا زیادتیوں پر اتر آئیں۔ ایسی حالت میں گورنمنٹ انکی طرز عمل کی زیادہ دیر برداشت نہیں کریگی۔ بلکہ وہ تعلیم کی فلاح کے لحاظ سے ایسے کالج کو یونیورسٹی سے کچھ عرصہ کے واسطے خارج کرنے کی کارروائی کرنے پر مجبور ہوگی۔ ایسی حالت میں یہ مناسب ہوگا کہ پہلے کالج کے پرنسپل کو اطلاع دیجاوے گی۔ اور یہ جناب ڈائرکٹر صیغہ تعلیم ہوگی۔ اگر اسکی پرواہ نہ کیگئی تو لوکل گورنمنٹ تمام واقعات کی رپورٹ رجسٹرار کی معرفت یونیورسٹی ایکٹ کی سنڈیکیٹ کے پاس بھیجدے گی۔

اُستادوں کا قصور

اب یہ سوال ہے کہ اگر اسکولوں کے اُستاد اور کالجوں کے پروفیسر پولٹیکل تحریکوں میں شریک ہوئے ہوں تو اُن کو کس حد تک روکا جاسکتا ہے۔ گورنمنٹ ہند خیال کرتی ہے کہ انگریزی ہائی اسکولوں کے اُستادوں پر وہی قیود نہیں لگائے جاسکتے جو ان کے شاگردوں پر عائد ہوسکتے ہیں۔ گورنر جنرل باجلاس کا یہ ارادہ ہے کہ اسکولوں اور کالجوں کو پولٹیکل ایجیٹیشن کے مرکز بننے سے باز رکھا جاوے۔ مگر وہ اُستادوں کی شخصی آزادی کو محدود کرنا بھی نہیں چاہتے۔ اسکول ماسٹر کو اپنی رائے قائم کرنیکا اسیقدر حق ہے جسقدر اوروں کو حاصل ہے۔ مگر وہ خاص ذمہ واریوں کے مطیع ہے۔ اور ہر ایک متمدن ملک میں تسلیم کیا جاتا ہے کہ انہی ذمہ واریوں کے عاید ہو جانے سے اسکی شخصی اظہار رائے کی حد مقرر ہو جاتی ہے اگر کوئی اُستاد ایسے خیالات ظاہر کرے۔ جس سے اس کے شاگردوں کی معمولی نشو و نما میں نقص پیدا ہونے کا احتمال ہو۔ اور ان کے کام اثر پذیر دلوں پر ایسے اصول کا اثر ڈالے جس سے حکام کی عزت میں تخفیف ہو جائے اور ان کے استفادہ بحیثیت شہری میں کوئی رخنہ پیدا ہو۔ اور ان کی ایام طالب علمی کی بعد کی زندگی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ایسے اُستاد کی طرز عمل اس کے خاص فرقہ کی منافی سمجھنی چاہیئے۔ اس کا باقاعدہ نوٹس لینا چاہیئے۔ اس کارروائی کی اور بھی سخت ضرورت ہوگی۔ اگر وہ لڑکوں کو ذاتی طور پر پولٹیکل جلسہ میں لیجائے۔ یا دانستہ ان کو اپنے پولٹیکل خیالات کی تعلیم دینے میں حوصلہ افزائی کرے۔

یونیورسٹی کا فرض

یہ اصول کالجوں اور پروفیسروں پر بھی حاوی ہے۔ مگر اسیقدر سختی اور وسعت کے ساتھ

قادیان میں ایمپائر ڈے

۲۴ مئی ۱۹۰۷ء کو قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے صحن میں بصدارت حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب ایمپائر ڈے منایا گیا۔ سامنے مدرسہ کا سکول ماٹو لگا ہوا تھا۔ — **لایل اینڈ ٹرو**

طلباء مدرسہ کے علاوہ احمدی جماعت کے قریباً سب افراد جو قادیان میں رہتے ہیں موجود تھے۔ اور بعض اور لوگ بھی تھے۔

سب سے اول مدرسہ تعلیم الاسلام کے دو طالب علموں نے یکے بعد دیگرے قرآن مجید پڑھا۔ پھر ماسٹر مامون خان صاحب ڈرل ماسٹر نے اور دو طالب علموں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشہور و معروف نظم **ممانعت جہاد کا فتویٰ** خوش الحانی سے پڑھی۔ اسکے بعد شیخ عبدالحق صاحب بی اے سیکنڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام کی پُرزور سپیچ تھی جس میں شیخ صاحب نے نہایت قابلیت اور فصاحت اور سلاست کے ساتھ **گورنمنٹ** کی ضرورت اور اس کی وفاداری اور اطاعت کا سبق طلباء اور دوسرے لوگوں کو دیا۔ انھوں نے گورنمنٹ برطانیہ کے برکات اور احسانات کا نہایت اختصار کے ساتھ مگر جامع طور پر ذکر کیا۔

ان کے بعد جناب ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب ایل ایم ایس پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ کی تقریر تھی۔ ڈاکٹر صاحب کے نام سے الحکم کے ناظرین غالباً واقف ہونگے تاہم اتنا کہنا بے محل نہیں کہ ڈاکٹر صاحب لاہور کے ایک مشہور و معروف خاندان خلیفہ صاحبان کے ایک درخشندہ رکن ہیں آپکے خاندان کو خصوصیت کے ساتھ گورنمنٹ کے ساتھ مخلصانہ تعلقات رہے ہیں اور آپ کا خاندان گورنمنٹ انگلشیہ کے ماتحت مختلف صیغوں میں ممتاز اور سرفراز ہے اور ہندوستان کے باہر بندر عباس تک آپ ملازمت کے سلسلہ میں گورنمنٹ کی وفاداری کا ثبوت دے چکے ہیں۔ اب آپ چھ ماہ کی رخصت بیماری کی وجہ سے لیکر آئے ہیں اور تبدیل آب و ہوا کے لئے انڈیا سے باہر جانے والے ہیں۔

آگرہ سے رخصت ہونے کے وقت آپ کو جو ایڈریس دیا گیا ہے وہ اور ڈاکٹر صاحب کا جواب ہم مناسب ریمارکس کے ساتھ اگلی اشاعت میں درج کریں گے ان شاء اللہ جس سے معلوم ہوگا کہ آپ اپنے شاگردوں اور ماتحتوں کے ساتھ کس اخلاق اور شفقت سے پیش آتے ہیں۔ بہرحال آپ نے کھڑے ہو کر قرآن مجید کی ایک آیت انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کو پڑھ کر اپنی تقریر شروع کی اور پوری قابلیت کے ساتھ قرآن مجید سے ثابت کیا کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم گورنمنٹ وقت کی اطاعت کریں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر کے اثنا میں ایک نہایت لطیف نکتہ بیان کیا اور وہ یہ تھا کہ جب آزادی [illegible] حریت کے حدود سے نکل جاتی ہے اور انسان اس طرح پر اخلاق فاضلہ مگر تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے کسی مامور اور مرسل کو بھیجکر اصلاح قوم کرتا ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں حالت بہت بگڑ گئی تھی۔ اور فساد کامل درجہ [illegible] اس لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں سچی حریت پیدا کی اور قبول حق کے لئے جرأت دلائی وہاں آپ نے ہدایت بھی پیش کی۔ یہاں تک کہ **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا** کی صدا آگئی۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تین صدیوں تک حالت اسی طرح کی رہی مگر اس کے بعد جیسا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا حالت بگڑنی شروع ہوئی یہاں تک کہ دس ہزار سال کے اندر حالت بہت ہی بگڑ گئی۔ اور روحانی اور جسمانی فساد شروع ہو گیا۔ یا خدا انسان درندے اور وحشی ہو گئے۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ نے پھر اصلاح عالم کی طرف توجہ فرمائی۔ اور وہ کام جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا فرمایا تھا اب خدا تعالیٰ نے اس کو دو وجودوں میں تقسیم کر دیا۔

قیام امن اور حریت اور ذرائع اشاعت ہدایت کا کام گورنمنٹ انگلشیہ کے وجود سے لیا اور ہدایت

کے پیش کرنے کا کام حضرت مسیح موعودؑ سے لیا۔ جس طرح ہدایت اشاعت حق کے لئے آزادی ہے۔ امن اور وسائل حاصل ہیں اس کی نظیر دوسری گورنمنٹ اور مملکت میں نہیں ملتی۔

پس جیسے حضرت **مسیح موعود** کی پیش کردہ ہدایت کو ماننا فرض ہے ایسے ہی اگر ہم گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری اور اطاعت میں سرگرمی نہ دکھائیں تو خدا تعالیٰ کے ایک عظیم الشان فضل کا

کفران کرنے والے ٹھہریں گے

اس لئے ہم سب کا فرض ہے کہ ہم **وفاداری** کا کامل نمونہ دکھائیں۔

ڈاکٹر صاحب کی تقریر کا یہ خلاصہ اور مفہوم ہے جسکو میں نے اپنے الفاظ میں ادا کیا ہے۔

ان کے بعد حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب کی نظم برکات عہد ہدایت مہد پڑھی۔ جس میں جہاں حضرت مسیح موعود کے وجود پر خدا کا شکر کیا گیا تھا وہاں **برکات سلطنت** کو پورے طور پر ذہن نشین کیا گیا تھا۔ پھر مولوی عبید اللہ صاحب بسمل (جو فارسی زبان کے زبردست ماہر ہیں) نے فارسی زبان میں ایک مثنوی اور نظم پڑھی۔

اس کے بعد جناب مفتی **محمد صادق** صاحب ایڈیٹر بدر نے مناسب موقع ایک لکھی ہوئی تقریر سنائی۔ جس میں بڑی قابلیت کیساتھ **مشنری** خطرات سے آگاہ کیا گیا تھا۔ یہ تقریر الگ شائع ہوگی۔ مفتی صاحب کے بعد ایڈیٹر الحکم نے مناسب موقع ایک تقریر کی۔ جس میں طلباء کو بتایا گیا کہ **سکول لائف** کی کیا غرض اور غایت ہونی چاہئیے انہیں پولیٹکل جھگڑوں اور جلسوں میں شریک ہونا سخت مضر اور نقصان رساں ہے۔ پھر ابوسعید عرب صاحب نے اپنی طلاقت لسانی کے جوہر دکھائے۔ پھر ہیڈ ماسٹر صاحب نے بچوں کو مفید اور مناسب موقع نصائح کیں اور انہیں اپنا افتخار اور وثوق ظاہر کیا کہ وہ اپنے سکول کو وفاداری اور اطاعت گورنمنٹ کے پہلو سے ہمیشہ نیک نام رکھینگے۔ اور سب سے آخر حضرت حکیم الامۃ نے بہ حیثیت میر مجلس اپنی آخری تقریر میں سورۃ فاتحہ کی لطیف تفسیر کے ضمن میں خدا و وقت کی اطاعت اور وفاداری کا درس دیا۔ اور ان تقریروں پر جو ہو چکی تھیں ریویو فرمایا۔ (یہ تقریر آئندہ شائع ہوگی)

بعد دعا جلسہ برخاست ہوا اور لڑکوں میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

اعلان

(۱) خریداران کو بارہا توجہ دلائی گئی ہے کہ جن کے ذمہ کچھ بھی بقایا ہے۔ وہ اپنا حساب بیباق کرکے ممنون فرماویں۔

(۲) اس سے پیشتر بھی لکھا گیا ہے کہ خریدار خط و کتابت میں نمبر خریداری درج کیا کریں۔ لیکن تاحال کوئی پورے طور پر توجہ نہیں کی جاتی۔ آئندہ احتیاط سے کام لیں۔ نمبر خریداری درج کیا کریں۔

مینیجر

22

سلسلہ عالیہ احمدیہ اور موجودہ شورش

موجودہ بے چینی اور شورش میں سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جو کوشش اسکے دور کرنے میں کی ہے وہ کسی صلہ یا اجر کی امید پر نہیں اور نہ یہ خواہش ہے بلکہ اسکو اپنا مذہبی فرض سمجھ کر کی ہے میں چاہتا ہوں کہ مختلف مقامات پر جو جو کاروائی ہماری جماعت کی طرف سے اس موقع پر ہوئی ہے اسکو تاریخی جزو بنانے کیلئے ایک جگہ جمع کر دوں دہلی کی انجمن احمدیہ کے سکرٹری نے مندرجہ ذیل اعلان دہلی کے مسلمانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے شایع کیا ہے - ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گورنمنٹ انگریزی اور دہلی کے مسلمان

لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ - اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ

زمین پر بغاوت مت پھیلاؤ - اللہ مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا

آجکل بعض امصار پنجاب میں ایک شورش برخلاف گورنمنٹ عالیہ کے چند جاہل ہندوؤں اور ایک آدہ نام کے مسلمانوں کی طرف سے ہو رہی ہے اسی کا اثر تھوڑا سا دہلی کے بازاروں میں بھی پایا جاتا ہے مگر شکر ہے کہ سمجھدار اور سنجیدہ مسلمان اور دور اندیش ہندو صاحبان ان فتنوں سے بالکل الگ ہیں البتہ بعض ناواقف مسلمان دوکانداروں میں سے جو کمیٹی اسلامیہ دہلی کے برخلاف کچھ شکایات رکھتے ہیں ایسے شر انگیز جلسوں میں شامل ہو جاتے ہیں اور سمجھ بیٹھے ہیں ان کی ایجی ٹیشن ہم خواہی گورنمنٹ و حکام وقت ہیں بلکہ سادہ لوحی سے وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ایسے ایسے ناعاقبت اندیش جاہل لیکچرار (جیسے ایک ناتجربہ کار خود غرض اسلامی محض بے خبر سید حیدر رضا ہیں) ہماری شکایات کو حکام کے نوٹس میں لا کر ہم کو ان کے تشدد سے نجات دلا دینگے - اسکے سوا ان کا اور کوئی خیال نہیں ہے اسی لئے میں ان بھولے بھالے مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اس غلط خیال کو دل سے نکال ڈالیں - اور ہرگز ایسے خود غرض مدعیان اصلاح کے ساتھ نہ ہوں جو اپنی اغراض نفسانی کے تابع ہو کر اپنے لفظوں پر ناز کرتے ہیں اور ساتھ ہی تمکو بھی ہلاکت میں ڈالینگے - ایک منٹ کے لئے بھی ان کو اپنا خیر خواہ نہ سمجھو - ایسے منہ زور لیکچراروں سے سوائے نقصان دارین کے کسی بہبودی کی امید مت رکھو - یہ لیکچرار جو آتش فشاں تقریریں اور باغیانہ تحریریں شائع کرتے ہیں اس سے یہی نہیں کہ وہ ملک اور قوم یا اپنے شہر کے دشمن ہیں بلکہ اس حماقت سے وہ اپنی جان و مال اور آبرو کے بھی دشمن ہیں - اس وقت تو ان کو چند جاہل نالائقوں کی واہ واہ و مرحبا نے اندھا بہرہ کر رکھا ہے اس لئے نہ کسی کی نصیحت کارگر ہوتی ہے نہ خود ان کی عقل بجا رہی ہے جس سے کہ وہ اپنا انجام سوچ سکیں - صرف بیجا طور سے منہ پھاڑ پھاڑ کر گورنمنٹ عالیہ کی بدگوئی اور حکام وقت کی ازالہ کرنے اور ہائے ہندوستان اور وائے ہندوستان کہنے سے وہ گورنمنٹ کی سچی جان نثار وفادار رعایا پر کوئی بد اثر نہیں ڈال سکتے - سوائے اسکے کہ خود نامراد و ناکام رہکر اسکا بد انجام دیکھ لینگے - جیسا کہ ان کے پیشوا اجیت سنگھ نے دیکھا - اور جیسا کہ لجپت رائے - امولک رام - گیلوں اور جانکی ناتھ و خزان سنگھ اور گوروداس بیرسٹروں کا راولپنڈی میں حال ہوا عبرت حاصل کرنے کے لئے اسی قدر نمونہ کافی ہے - اس سے سبق لیکر ابھی وقت ہے کہ مسٹر حیدر رضا اور ان کے ہمخیال سود لیشی کے حامی اپنی طاقت و لسانیت کو گورنمنٹ عالیہ کے خلاف استعمال کرنے سے محترز رہنے کی کوشش کریں - اور جس امید پر حیدر رضا نے اس ناقابل برداشت بوجھ کو اپنی ننھی سی جان پر اٹھاتا جاتا ہے یعنے آریوں کے وظیفہ جو تعلیم حاصل کرنے کو ولایت جانیوالے ہیں ایسا نہ ہو کہ یہ امید اور یہ سکالرشپ انہیں بجائے ولایت کے سفر کے مزید مشکلات میں پھینسنے کا باعث ہو کر کہیں اور کی سیر کرائے - اور جس آفتاب کو آنجناب نے اہل ہند کی روشنی کے لئے نکالا ہے چونکہ اس کی شعاعیں بہت تیز اور گرمی وار ہونے کے علاوہ جن جن پر ان کا پرتو پڑیگا ان کو جلا کر سیاہ کر دینگے اس لئے اس آفتاب سے اہل تو اہل دہلی کو معاف ہی رکھیں تو بہتر ہے اور اگر نہیں تو اس کا سٹیم درست کریں ورنہ صبح و شام میں اس کا کسوف ہونے والا ہے جس سے ہندوستان یا دہلی میں تو نہیں مگر آپ کے دولت خانہ میں ضرور اندھیرا ہو جائیگا - فافہم و تدبر ولا تکن من الجاہلین -

ایسے حضرات اہل اسلام کے خیر خواہ ہوں یا ایسی تحریکیں ہوں جو سبب بربادی ہیں نہ کہ آبادی - اور ایسے مدعیان اصلاح مفسد اور بھیڑیئے ہیں نہ مصلح اور خیر خواہ - ہمارے رسول اکرم صلعم نے بذریعہ الہام و وحی الٰہی ہمکو بتلا دیا ہے اس کے مطابق ان کو پرکھو تو معلوم ہو جائیگا یہ کون ہیں - خداتعالیٰ فرماتا ہے قرآن مجید میں وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ - یعنی جب ان (حیدر رضا جیسوں) سے کہا جاتا ہے کہ ملک میں فساد مت پھیلاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم تو مصلح ہیں - خبردار اے اہل دہلی یہی (حیدر رضا جیسے) لوگ مفسد ہیں لیکن سمجھتے نہیں اس آیت میں ایسے سرکشوں کو جو بنام نہاد اصلاح کے ملک میں فساد کراتے ہیں اصل مفسد کہا گیا ہے پس از روئے حکم قرآن سچے مسلمان کا کام نہیں کہ ان کو مصلح اور خیر خواہ جانکر اپنی دین و دنیا برباد کرلے - دوسری جگہ قرآن مجید نے حکام وقت کی اطاعت فرض کر دی ہے جیسا کہ فرمایا - اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ " یعنے اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور حکومت والوں کی فرمانبرداری - تیسری جگہ قرآن مجید نے مسلمانوں کو بغاوت سے منع کیا چنانچہ فرمایا ہے " وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ " یعنی منع کرتا ہے اللہ بیحیائی اور نامعقول کام اور بغاوت سے - چوتھی جگہ خداوند تعالیٰ نے بغاوت کو حرام کر دیا ہے جیسا کہ فرمایا " قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ " یعنے کہدو کہ میرے رب نے تمام بیحیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور ہر ایک قسم کی بدی اور ناحق کی بغاوت حرام کر دی ہے - پس ایسی صاف اور پاک تعلیم کے ہوتے ہوئے جو شخص اسکے خلاف کرتا ہے اور پھر اپنے آپ کو مسلمان یا تابع قرآن بتلاتا ہے وہ کاذب ہے اور دشمن خدا و رسول اسکو اسلام سے کچھ تعلق نہیں ۱ مئی سنہ ۱۹۱۹ء کو جو حرکت نامعقول حیدر رضا نے کی وہ سب نے دیکھی ہے اور اس نالایق حرکت سے ہر ایک عقلمند کو سخت رنج ہوا اس لئے کہ جناب والاشان مسٹر ہمفرے صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر دہلی جیسا منکسر المزاج رحمدل بردبار رعایا پرور حاکم ہماری ہمدردی کے واسطے ٹاؤن ہال میں شریک جلسہ ہوا اور اراکین ضلع اور رؤسا شہر کے ہمرکاب اور صاحب ممدوح ہر طرح سے اپنے ضلع کی رعایا کے ساتھ احسان و سلوک کرنے کے لئے آمادہ ہوں -

اُن کی موجودگی میں عین موقعہ جلسہ پر ایک گمنام و نشان شوریدہ سر دریدہ دہن لیکچرار بالمقابل کھڑا ہوکر ذرا کائیں کائیں کرنے لگے اور تم سب اُس کی طرف ایسے بھاگ جاؤ جیسے کسی اپنے پیشوا یا بزرگ مذہبی کی طرف بھاگتے ہیں۔ اور باعتبار حکام کی کچھ پرواہ اور وقعت نہ کرو۔ افسوس ہے تمہاری اس سمجھ پر۔ اور شرم آتی ہے اُن نادان مسلمانوں کے اس فعل پر جو حیوانوں کی طرح بھاگ کر ایک مفسد شخص کے جھنڈے کے نیچے جا پڑے۔ تمہاری خوش قسمتی ہے اگر آج جناب سید سعید خان صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس جیسا تجربہ کار افسر اور حاکم ضلع جیسا نیک دل ڈپٹی کمشنر نہ ہوتا جو بوجہ اپنی بیدار مغزی اور تحمل و بردباری کے درگذر کر گیا اور یہ درگذر کرنا اس لئے نہیں تھا کہ صاحب ممدوح کچھ مرعوب ہو گئے ہوں بلکہ محض از راہ ترحم خسروانہ اہل شہر پر رحم کر کے اس شوریدہ [illegible] کو نظر انداز کر گئے ورنہ تم کو اس حرکت نازیبا کا مزا [illegible] لیکچرار کی بدولت چکھنا پڑتا۔ اگر تم میں کچھ بھی غیرت اسلام باقی ہے تو سمجھ لو کہ تمہاری ایسی حرکات تعلیم اسلام سے کس قدر برخلاف ہیں۔ اب اس کا چارہ کار اس کے سوا کچھ نہیں کہ بذریعہ اشتہاروں اور عرضداشتوں کے تم اپنی ان خطاؤں کی معافی حکام سے چاہو۔ اور نہایت زور کے ساتھ سچے دل سے اپنی وفاداری اور خیرخواہی سرکار عالیہ کا عملی ثبوت دو۔ اے اہل دہلی ذرا سوچو تو۔ جبکہ یہ محسن گورنمنٹ ہر ایک طبقہ اور درجہ کے انسانوں کی ہمدردی کر رہی ہے یہاں تک کہ اس ملک کے پرندوں اور چرندوں اور بے زبان مویشیوں کے بچاؤ کے لئے بھی اس کے عدل گستر قوانین موجود ہیں اور جو ہماری جان و مال و آبرو کی حفاظت کے لئے ایک فولادی قلعہ کی تاثیر رکھتے ہیں اور ہر طرح امن کے ساتھ جس کے زیر سایہ ہم اس ملک میں بود و باش کر کے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور جس نے ہم کو سکھوں کے ظلم و ستم سے مخلصی دلا کر ہر ایک قسم کی آزادی عطا فرمائی ہے اور جو ہماری مذہبی معابد کی عزت کرتی اور ہمارے قرآن [illegible] میں کوئی دست اندازی نہیں کرتی اور جس کے بے انتہا احسانات کا بوجھ ہماری گردنوں پر ہے۔ اُس کے ان احسانات کا بدلہ سوائے وفاداری اور احسان کے کچھ اور بھی ہونا چاہیئے؟ کیا یہی اُس کے احسان عام کا بدلہ ہے کہ ہم اُس کے دشمنوں کے جو بد امنی پھیلانے والے اور جہالت سے بھرا ہوا خیال لیکر بغاوت آمیز باتیں کرتے ہیں دوست بن جاویں اور اُن کے ساتھ ہو لیں؟ ہرگز نہیں [illegible] اور تاریخ [illegible] ہے وہ اپنی ایمانی [illegible] محسنہ کی نسبت بدنیتی [illegible] حرکت اور حکم قرآن کی مخالفت ہے۔ اور ایسا شخص مسلمان نہیں بلکہ [illegible] مفسد ہے [illegible] اُس خدائے واحد لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ ایسی محسن اور رعیت پرور

گورنمنٹ کی سچی اطاعت اور دلی شکرگزاری

کرنی چاہیئے۔ تا کہ ہم سے ہمارا خدا ہمارا رسول اور ہمارے حکام اور ہماری گورنمنٹ بھی خوش ہو۔ آج وقت ہے مسلمانوں کے لئے کہ اپنی سچی وفاداری کا عملی ثبوت دیں۔ نہ کہ زبانی منافقوں کی طرح وفادار بنیں۔ لعنتی ہے وہ دل جس کے دل میں گورنمنٹ کی طرف سے ذرا بھی کدورت ہے۔ لیکن بظاہر وہ گورنمنٹ کی خیرخواہی کا دم بھرتا ہے۔ ایسے دل خدا کو پیارے نہیں۔ اور مبارک ہیں وہ دل جو نہایت صداقت کے ساتھ دل و جان سے صرف خدا کو خوش کرنے کے لئے نہ کسی اور سیاسی یا نفسانی اغراض سے مخلصانہ۔ نہ کہ منافقانہ و خوشامدانہ اس گورنمنٹ کے سچے خیرخواہ ہیں۔ اور خدا کا شکر ہے کہ ہمکو یہ سچی تعلیم جو عین مطابق قرآن مجید کے ہے اُس روز سے حاصل ہوئی جب سے ہم نے **حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی** مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی ہے جس نے اس تعلیم خیرخواہی گورنمنٹ اور اجتناب از بغاوت کو اپنے شرائط بیعت میں داخل کر کے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم تا حیات خود گورنمنٹ عالیہ کے سچے وفادار اور جان نثار رہیں سو الحمد للہ کہ ہمارے رگ و ریشہ میں گورنمنٹ کی خیرخواہی بھری ہوئی ہے۔ دوسرے لوگ اُسکو خواہ کچھ ہی سمجھیں۔ پس اہل اسلام دہلی کو چاہیئے کہ اپنی خیرخواہی اور وفاداری کا زبانی نہیں عملی ثبوت گورنمنٹ و حکام وقت کو دکھلائیں اور بذریعہ اشتہاروں اور جلسوں کے ایسے شر انگیز مفسدانہ جلسوں اور بدزبان لیکچراروں سے اپنی بیزاری اور علیحدگی ظاہر کر کے خدا اور رسول کو خوش کریں اور حکام وقت کی ناراضگی و بدگمانی دور کریں۔ وما علینا الا البلاغ۔ والسلام۔ فقط

المشتہر

عاجز قاسم علی احمدی سیکرٹری انجمن

احمدیہ دہلی۔ سرائے بیرم خان۔ پرانی منڈی بھول کی۔

بخدمت جمیع احباب جنکے بچے بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام میں رہتے ہیں

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام اس بات کے شاکی ہیں کہ بورڈروں کے والدین یا اُن کے ولی باوجود بار بار کہنے یاد دہانی کے پیشگی خرچ بورڈران کا نہیں بھیجتے جس سے انتظام میں سخت نقص واقع ہوتا ہے۔ اس شکایت پر صدر انجمن احمدیہ کی مجلس ناظم نے مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ میں آپ کی خدمت میں انجمن کی طرف سے عرض کروں کہ درحقیقت یہ امر بہت سی تکالیف کا موجب ہو رہا ہے اس وقت خدا کے فضل سے بورڈنگ ہوس میں ڈیڑھ سو کے قریب بورڈرز ہیں اور ہزار روپیہ کے قریب ان کا خرچ ہے۔ اب آپ خود غور فرما سکتے ہیں کہ اس قدر کثیر خرچ کا انتظام بجز پیشگی وصولی کس طرح ہو سکتا ہے۔ ایک پانچ دس آدمیوں کے کنبہ کا انتظام بدون موجودگی روپیہ نہیں ہو سکتا۔ تو سوا سو آدمی کی جماعت کثیر کا کیونکر انتظام ہو سکتا ہے۔ ایسی ایسی مشکلات کے لئے ہی بعض مدرسوں میں دو ماہ کا خرچ پیشگی جمع کرا لیا جاتا ہے مگر ہم ضرورت سے زیادہ آپکو تکلیف دینا نہیں چاہتے۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں انجمن کی طرف سے یہ التماس کرتا ہوں کہ نہ صرف بقایا گذشتہ ارسال فرما کر مشکور فرماویں بلکہ اگلے مہینہ کا خرچ پیشگی بھی پہلے ارسال فرماویں اور آئندہ ہر ماہ کا خرچ پیشگی [illegible] تاریخ تک سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس کے پاس پہنچ جانا چاہیئے۔ آپ صاحبان کی تھوڑی تھوڑی تکلیف کے اٹھانے سے انجمن بہت تکلیف سے بچ جائے گی۔

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس ہونی چاہیئے۔ نہ براقم کے نام۔

محمد علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

123

حضرت جنید بغدادی قدس اللہ سرہٗ

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری ہندوستان کے مشہور اہل قلم مولوی عبد الحلیم صاحب شرر نے حال میں لکھکر شائع کی ہے اور اس طرح پر انھوں نے اسلام کے مذہبی لٹریچر میں نہایت مفید اضافہ کیا ہے۔

شرر صاحب نے مشاہیر اسلام کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے اور اس سلسلہ میں سب سے اول انھوں نے مندرجہ عنوان بزرگ کے حالات زندگی کو جمع کیا ہے۔ میں نے اس کتاب کو کئی مرتبہ پڑھا ہے۔ اور میں اسے بہت مفید اور موثر پاتا ہوں۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تذکرہ اولیا کے اکثر حوالے اپنی تقریروں اور نصائح میں دیا کرتے ہیں اور اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ ہم لوگ ویسے ہی خصائل اور عادات اختیار کریں۔ اور یہ مسلمہ امر ہے کہ جس قسم کی کتابیں کوئی شخص پڑھیگا اندر ہی اندر ان کا اثر انسانی اخلاق اور قویٰ پر ہوتا ہے۔ پس سوانح عمریاں تو بجائے خود ایک مفید شے ہیں ان میں سے بھی مشاہیر اسلام اور مشائخ عظام کے حالات زندگی فی الحقیقت قابل قدر شے ہیں جو ہر نوجوان کے ہاتھ میں ہونے چاہئیں۔ میں اس سلسلہ کو بہت عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور شرر صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے اردو زبان میں ایسا ذخیرہ جمع کرنے کی سعی کی ہے جو مسلمانوں کے لئے بہت ہی مفید اور موثر ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں توفیق دے کہ وہ اس سلسلہ کو مکمل کر سکیں۔ حضرت جنید کی سوانح عمری کی قیمت ایک روپیہ ہے دلگداز پریس لکھنؤ سے درخواست کرنے پر ملے گی۔

مندرجہ ذیل کتابیں بھی ریمارک کے لئے آئی ہوئی ہیں۔

(۱) **میراث المسلمین** قیمت ۱ر اور **فضائل قل ہو اللہ** قیمت ۲ر یہ رسالے اپنے مضمون کو اپنے نام سے ظاہر کرتے ہیں مخزن المطابع لکھنؤ وکٹوریہ گنج سے ملینگے۔

(۲) **روحانی گلدستہ** حصہ اول قیمت ۱ر۔ **مخزن الاخلاق** قیمت ۲ر پرکال تنت یعنے مرنے کے بعد کا حال قیمت ۱ر پنڈت سماج لاہور نے شائع کئے ہیں۔ اور وہیں سے ملینگے۔

۳۔ **کل جگی نیوگ** ۔ مسئلہ نیوگ کی حقیقت پر مولوی [illegible] لودھانوی نے لکھا ہے اور عمدہ اور قابل قدر رسالہ ہے آریوں کو خوب غور سے پڑھنا چاہئے قاسمی پریس لودھانہ سے [illegible] ملیگا۔

۴۔ **قاعدہ عربی المعروف قاعدہ** [illegible] قاضی غلام محی الدین اخگر نے [illegible] دروازہ بٹالہ نے چھپوا کر شائع کیا ہے قیمت ۱ر

نغمہ سرائی عندلیب گلشن نبوت سید بشیر الدین محمود احمد

یوں الگ بیٹھے وہ ویراں میں جو چھوڑا ہمکو
کل تلک تو یہ نہ چھوڑیگا کہیں ہم کو

ہے خدا کی کرموں پہ ہی بھروسہ ہمکو
دشنہ الفت میں مزا آتا ہے ایسا ہم کو

تجھ پہ رحمت ہو خدا کی کہ سکھایا تو نے
نہیں معلوم کہ کیا قوم نے سمجھا ہم کو

آج ہی سے جو لگا ہے غم فرقہ اہلم کو
نہ عبادت کا نہ ہے زہد کا دعویٰ ہم کو

کہ تشفا یابی کی خواہش نہیں اصلا ہم کو
رشتۂ وحدت و الفت میں ہے باندھا ہم کو

اپنا چہرہ کہیں نہ کھلائے وہ رب العزت
مدتوں سے ہے یہی دل میں تمنا ہم کو

گالیاں دشمن دیں ہکو جو دیتے ہیں تو دیں
کام لیں صبر سے ہی ہے یہی زیبا ہم کو

کچھ نہیں فکر لگائی ہے خدا سے جب لو
گو سمجھتا ہے برا اپنا پرایا ہم کو

ایک ذرہ کی ہی حاجت ہو تو مانگو تجھ سے
ہے ہمیشہ سے یہ اس یار کا ایما ہم کو

زخم دل زخم جگر ہنسنے ہیں کھل کھل کر یوں
حالت قوم پہ آتا ہے جو رونا ہم کو

کہیں موسیٰ کی طرح حشر میں بیتاب نہ ہوں
لگ رہا ہے اسی دنیا میں یہ دھڑکا ہم کو

ایکدم کے لئے بھی یاد سے اترے کیوں تو
کہاں معشوق ملے گا کوئی تجھ سا ہم کو

تجھ پہ ہم کیوں نہ مریں اے مرے پیارے کہ ہے تو
دولت و آبرو و جان سے پیارا ہم کو

یادری کیا ہے نوانسح کی نہ عادت ہو جسکو
سخت لگتا ہے برا کبر کا پتلا ہم کو

دشمن دیں درندوں سے ہیں بڑھکر خونخوار
چھوڑیو مت مرے مولا کبھی تنہا ہم کو

دیکھکر حالت دین خون ہوئے ہیں دل بھی
یہی چاہیں جو نہ تیرا ہو سہارا ہم کو

دل ہیں آ کے تیری یاد نے ای پیارے خدا
بارہا پہروں تلک خون رلایا ہم کو

جبکہ توحید پہ ہے زور دیا ہمنے آج
اپنے بیگانے نے ہے چھوڑا اکیلا ہم کو

حق کو کرنا ہی بتاتے چلے آئے ہیں لوگ
یہ نئی بات ہے لگتا ہے وہ میٹھا ہم کو

جوش الفت ایں یہ لکھی ہے غزل اے محمود
کچھ ستائش کی تمنا نہیں اصلا ہم کو

ڈایری

۱۸ مئی سنہ ۱۹۰۷ء۔ ظہر فرمایا میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ بادل چڑھا ہے میں ڈرا ہوں مگر کسی نے کہا کہ تمہارے لئے مبارک ہے۔ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے کہ عذاب کو بادل کے رنگ میں دکھایا جاتا ہے یہ لوگ نشان پر نشان دیکھتے ہیں مگر کچھ پرواہ نہیں کرتے یاد رکھو اللہ تعالیٰ اپنے فعل کو عبث نہیں جانے دیگا جو اس کے فعل کو عملی رنگ میں عبث قرار دیتے ہیں وہ ضرور پکڑے جاویں گے۔

موسیٰ کے زمانہ کی طرح ایک نشان سے بڑھکر دوسرا نشان دکھایا جاتا ہے مگر ان کی فرعونیت فرعون سے بھی بڑھ گئی۔ اپنی تدبیروں پر بھروسہ رکھتے ہیں مگر دیکھو کیسی الٹی منہ پر پڑتی ہے۔ اس نے ظاہر کی کہ طاعون اب رو بہ کمی ہے اس کا کہنا امر یکاہے اگر دیکھو کہ اس سال تمام پچھلے سالوں سے بڑھکر مری پڑی اور آیندہ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بھی بڑھکر پڑے گی۔

بعض عیسائیوں کی درخواستوں کا تذکرہ تھا جو ضلالت کے ظلمات سے نکلکر ہدایت کے نور میں آنا چاہتے ہیں۔ فرمایا کسی کی غرض دین ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے سب سامان مہیا کر دیتا ہے بیکار لوگ جو کسی کام کے نہ ہوں صرف کھانے پینے اور روپیہ جمع کرنے کے فکر میں ہوں ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ ایسے لوگ بعد میں تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں۔

نادان دہریہ لاہور کا دہریہ اپنے اخبار جیون تت میں مختلف حوادث سماوی اور طاعون سے بعض جگہ آدمیوں کے تلف ہونے پر خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت پر اعتراض کرتا ہے اور نادان کو اتنا خیال نہیں آتا کہ گورنمنٹ کسی بدمعاش کو جیل خانہ بھیجتی ہے یا کسی مجرم کو پھانسی کا حکم دیتی ہے تو کیا کبھی کسی دانا نے گورنمنٹ کو ظالم یا بے رحم قرار دیا ہے۔ ظالم کو اس کے ظلم کی سزا دینا خود رحم ہے کیا نادان دہریہ کے نزدیک جیل کے وارڈن اور سیشن کورٹ کے جج سب ظالم اور سفاک ہیں اور یہ محکمات سب بند کر دینے چاہئیں۔

نمبر ۱۹ || قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ مئی سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۱۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۵ھ || جلد ۱۱

دکھوں سے نجات کس طرح حاصل ہو؟

ہر شخص اس امر کا آرزومند پایا جاتا ہے کہ اسے ہر قسم کے دکھوں سے نجات ملے اور وہ دنیا میں سکھ اور آرام کی زندگی بسر کرے مگر یہ بات محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے حقیقی سکھ اور سچی راحت اسی کی عطا ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور جب چاہتا ہے دیتا ہے مگر باوجود اس کے اس نے حصول راحت کے کچھ اسباب اور ذرایع بھی بنائے ہیں اگر انسان ان کو کام میں لائے تو لاریب فائدہ اٹھا لیتا ہے۔

یہ اسباب بہت سے ہیں مگر اسوقت میں صرف دو کا ذکر کروں گا۔ ایک استغفار ہے اور دوسرا صدقہ استغفار تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام راستبازوں کا اجماعی مسئلہ ہے جو انکی تعلیم اور ہدایت میں اصل ہے قرآن مجید کا مطالعہ اور اس پر غور اس راز کو بڑی وضاحت سے کھولتا ہے۔

استغفار کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہنا یعنے جو گناہ ہو چکے ہیں ان کے نتائج بد سے حفاظت طلب کرنا اور جذبات گناہ کے سرد ہو جانے کی آرزو کرنا۔ گویا آیندہ کے لئے گناہ کی قوتوں اور جذبات پر ایسی موت وارد ہو کہ انہیں کوئی جوش اور تحریک ہی نہ ہو جسقدر انسان اس نسخہ کو عمل میں لاتا ہے اسیقدر وہ گناہ سے دور ہوتا جاتا ہے کیونکہ اس سے اسکی نیکی کی قوتوں میں نشوونما ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تعلقات بڑھتے ہیں جو تمام راحتوں کا

سرچشمہ ہے۔ دوسرا ذریعہ صدقہ ہے۔ صدقہ رد بلا مشہور ہے اور فی الحقیقت یہی بات ہے + تمام اقوام اور مذاہب میں بلا استثنائے احدے صدقہ کو دکھوں اور بیماریوں اور ہر قسم کی بلاؤں کے دور کرنیکا ذریعہ یقین کیا گیا ہے۔ اور اس لحاظ سے یہ بھی اجماعی اور مسلمہ مسئلہ ہے۔

کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ میں نے اپنے ناظرین کو اس امر کیطرف توجہ دلائی تھی کہ مد صدقات کی مالی حالت بہت کمزور ہو گئی ہے یہانتک کہ ایکماہ کے بعد شاید اس مد کے اخراجات کے لئے دقت پیش آجاوے۔ آخر وہی ہوا۔ اور مد صدقات کے متعلقہ اخراجات یکدم رک گئے۔ یتیم اور بے کس بچوں کی ضروریات انکے نگران حال مہتمموں کو حیران کر رہی ہیں۔ مولفۃ القلوب اور ابناء السبیل کے آئے دن کے اخراجات الگ متوجہ کر رہے ہیں بعض مہاجرین اور طلبہ علم کے وظائف کے پورا کرنے کی مد الگ ہے یہانتک کہ دعوت کا ایک بل بھی ہم ادا نہیں کر سکتے ایسی صورت اور حالت میں میری سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ کیا کیا جاوے اور کن الفاظ میں قوم کو توجہ دلاؤں۔ ایک آدھ دن کا معاملہ نہیں۔ ایک آدھ جان کا سوال نہیں تین سو روپیہ ماہوار کا مستقل خرچ ہے اور ابھی سال رواں کے پورے سات مہینے باقی ہیں۔ کم از کم چھ سو روپیہ تو ۵ جون تک آنا چاہیئے تاکہ پچھلے وظائف اور رکے ہوئے اخراجات ادا کئے جاویں۔ مد صدقات کی مستقل آمدنی تو کوئی ہو نہیں سکتی اتفاقی اور آنی آمدنی ہوتی ہے اس لئے اس کی طرف تو خصوصیت سے توجہ ہونی چاہیئے۔ یہ دن نازک اور خدا کی قہری تجلی کے دن ہیں اس لئے اگر سب صاحب اس امر کو محسوس کریں اور اس ضرورت کو پورا کرنے میں لگ جاویں تو یہ بڑی بات نہیں ہے اگر کوئی دوکے

دلی منشا یہ تھا کہ وہ چوہوں کیطرح بلوں میں نہ گھستے بلکہ کھلم کھلا

پیغام جنگ

دیکر وہ ٹوک فیصلہ کرتے اور چوہوں کی کانفرنس نام رکھنا جیسا کہ فقرہ نمبر ۲ میں ظاہر کیا گیا ہے کہ گویا گورنمنٹ ایک بلی ہے جو معاذ اللہ ایک مکر و فریب سے داؤ گھات لگا کر ہندوستانیوں کو ہڑپ کر رہی ہے فقرہ نمبر ۳ میں بتایا ہے کہ مسلمان شریک ہو سکتے ہیں اگر یہ شورش بے مطلب نہ ہو۔ مولوی ثناء اللہ نے اس بے مطلبی کا مطلب بیان نہیں کیا۔ البتہ جن فقرات کو سینے جلی کر دیا ہے وہ اس امر کی کافی دلیل ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کے مقاصد کیا ہیں؟ مسلمانوں کو گورنمنٹ سے بدظن اور گمراہ کرنے کے لئے اس شوخ دیدہ نے عجیب طریق نکالا ہے انہیں یاد دلایا ہے کہ

اسلامی ممالک میں خصوصیت کے ساتھ انگریزی پولیسی یعنے گورنمنٹ انگلشیہ نے سخت نقصان پہونچایا ہے اور اسطرح مسلمانوں کو برافروختہ کرنے کا پہلو ایجاد کیا ہے بعض ناواقف اور جاہل مسلمانوں میں ان فقرات کو پڑھکر جوش کے خیالات پیدا ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں اور ہندوؤں کو بھی ایک طریق بتایا ہے کہ تم مسلمانوں کو اگر ساتھ ملانا چاہو تو اس طریق سے ملاؤ۔

ان فقرات میں گورنمنٹ انگلشیہ کی دیانت اور عہد پروری پر خطرناک حملہ اس کم فہم ملاں نے کیا ہے اور جاہل مسلمانوں کے اکسانے کے لئے ایک چنگاری چھوڑی ہے جنکا انسداد اعیان قوم کو کرنا ضروری ہے خصوصاً حجاز کی ریشہ دوانیوں کا ذکر جو ثناء اللہ نے کیا ہے اسکی وجہ یہی کہ مسلمان حجاز کی سرزمین سے خاص اور تعلق رکھتے ہیں اب یہ تحقیقات کرنے سے تو وہ رہے کہ ثناء اللہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے یا غلط اس سے متاثر ہوں گے۔

میں عام مسلمانوں کو صلاح دیتا ہوں کہ وہ ایسے لغو اور بیہودہ خیالات کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں۔ اور ایسی تحریروں سے پوری بیزاری اور نفرت کا اظہار کر دو۔ ثناء اللہ نے اندھا دھند ایک بات کہدی ہے اس نے مصر کو یمن اور حجاز کے پولیٹکل مسائل پر کبھی غور ہی نہیں کیا تاج برطانیہ اپنے عہود اور دوستانہ تعلقات کی ہمیشہ قدر کرتی ہے اور چونکہ مسلمانوں کی عظیم الشان آبادی اس کے زیر نگین ہے وہ ہمیشہ اپنی وفادار رعایا کی دلجوئی اور تسلی خاطر کے لئے طیار رہتی ہے۔

یہ محض غلط اور بیہودہ امر ہے جو ثناء اللہ نے لکھا ہے کہ وہ یہ جانکر بھی مسلمانوں کو ہماری اس پولیسی سے رنج ہے اس کو بدلتی نہیں نہ بدلنے کا وعدہ کرتی ہے۔ گورنمنٹ انگلشیہ ایسی ازاد منش گورنمنٹ کوئی اسلامی گورنمنٹ بھی نہیں ہے اور آج نہیں اس سے پہلے بھی متعدد مرتبہ ہم نے ظاہر کیا ہے کہ سلطنت ٹرکی کے اعیان اور ارکین کی عملی کمزوریاں ان فسادات کی موجب ہوا کرتی ہیں جو ثناء اللہ گورنمنٹ انگلشیہ کے سر تھوپتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ کو شرم کرنی چاہیئے کہ وہ ایسے وقت میں غریب اور وفادار مسلمانوں کا دامن آلودہ کرنے کی سعی کرتا ہے۔ مسلمان آپ کی اس حمایت اور دوستی سے باز آئے

بخشو ملی چوہا لنڈورا ہی بھلا

مولوی ثناء اللہ کے ذاتی خیالات کے اندازہ کرنے کے لئے میں گورنمنٹ پنجاب کو اس ۱۷ مئی ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث کا دوسرا مضمون جو آخر گورنمنٹ چوکنگی کے عنوان سے لکھا گیا ہے پڑہنے کا مشورہ دیتا ہوں اگرچہ اس مضمون میں واقعات کا اعادہ ہے مگر جس ٹون میں کیا گیا ہے

وہ اس سے ہویدا ہے۔ خصوصاً اس کا آخری حصہ جسمیں لالہ لاجپت رائے سے ہمدردی کیگئی ہے خصوصاً قابل غور ہے اور وہ آخری سطریں یہ ہیں

"گو لالہ منشی رام جی جالندہری لالہ لاجپت رائے کو ایک معمولی آدمی جانتے ہیں مگر ہمارے دل میں (مولوی ثناء اللہ کے دلمیں) جو لالہ موصوف کی عزت ہے اسوجہ سے ہم اپنے ہندو بھائیوں کے عموماً اور آریہ مِتروں کے خصوصاً اس غم میں شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ لالہ لاجپت رائے جیسے قابل شخص کی رہائی کی کوئی صورت ہو اور وہ آئندہ کو اپنی خداداد لیاقت سے کوئی عمدہ کام لیں"

مجھکو ان سطور پر حاشیہ چڑہانے کی کوئی حاجت نہیں ہے یہ سطور اپنے مفہوم اور لکھنے والے کے مافی الضمیر کو کھول کر بیان کر رہی ہیں۔

میں آخر میں پھر ایک بار **اعیان اہلحدیث** کو اور عام مسلمانوں کو یہ رائے دینا چاہتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو ایسی تحریروں کے بد اثر سے بچانے کی سعی کریں۔ خصوصاً مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب اس موقعہ پر مفید کام کریں۔ اور اہلحدیث کیطرف سے برات کریں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی معلومات کو مذہبی دنیا ہی کے اندر محدود رہنے دیں براہ کرم مسلمانوں کو ایسی پولیٹکل واقفیت سے معاف رکھیئے جو ان کے لئے زہر ہلاہل کا کام دے۔

مرا دِ ما نصیحت بود گفتیم

اخراجات لنگر

احباب جلد توجہ کریں

آج دنیا بھر میں سب سے بڑہکر رضائے الٰہی کے راہ میں اپنا مال خرچ کرنے کی توفیق جس جماعت کو دیگئی ہے وہ یہی احمدی جماعت ہے جس کے اندر خدا کا رسول موجود ہے۔ خدا تعالےٰ کی پاک وحی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ جو آج سے تیرہ سو سال پہلے نبیوں کے سردار ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی وہی وحی آج پھر ظلی طور پر اس کے ظل اور نائب مسیح موعود پر نازل ہوئی ہے کہ لوگوں کو خوشخبری دو کہ اگر تم خدا سے پیار کرتے ہو۔ تو آؤ میری متابعت اختیار کرو۔ خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ مبارک ہیں وہ جنہوں نے اس آواز کو سنا اور مانا۔ اور اس کے مطابق عمل درآمد کیا۔ خدا کا فضل زیادہ سے زیادہ ان پر ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تھوڑے سے ہی عرصہ میں جسقدر اخراجات صدر انجمن احمدیہ نے اس جماعت احمدیہ کے چندوں کی آمد پر اٹھائے ہیں اور اٹھا رہی ہے وہ اس امر کے لئے کافی شہادت ہے کہ یہ تحریک اور سلسلہ اللہ تعالےٰ کیطرف سے ہے جس کے فرشتے سعید لوگوں کے دلوں میں اسکی تائید کا جوش ڈال رہے ہیں چند دن ہوئے کہ مسجد مبارک کی توسیع کے واسطے تحریک کیگئی تھی تو اس کا نتیجہ جو ہوا اسکی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ خود قادیان کے احمدیوں نے جو اکثر غریب اور قلیل آمدنیوں والے مہاجر ہیں۔ قریب پانسو سے زائد روپیہ جمع کر دیا ہے اور ہنوز ہو رہا ہے یہی حال

۲۳ مئی ۱۹۰۷ء کی رات کو ۱۱ بجے زلزلہ کا دہکا لگا۔ خدا رحم فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گورنمنٹ کے خلاف ایجیٹیشن پر سرسری نظر

(ایک احمدی کی قلم سے)

فرمان باری تعالیٰ – لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ – شہادت حقہ کو مت چھپاؤ – اگر کوئی ایسا کرے تو اُس کا دل ناپاک اور گنہگار ہے۔

قریباً تمام مذاہب اور فرقوں کا اور بالخصوص پاک اسلام کا یہ زرین اصول ہے کہ جو شخص اپنے محسن انسان کا ناشکر گذار ہے وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کا نافرمان اور ناشکر گذاری کا مرتکب ہوتا ہے۔ بنا بریں میں ناچیز اعلان کے ذریعہ بطور شکر گذاری گورنمنٹ برطانیہ اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوا بعد خدا تعالیٰ کی جناب سے امید رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ بہتوں کی بھلائی اور ہدایت کا موجب ہو – آمین۔

میرے اہل وطن ہندو - مسلمان - گبر - یہود - عیسائی اور سکھ صاحبان ایک نظر توجہ سے اسے پڑھ لیں

میں نہ ایک لاف زنی کے طریق سے بلکہ سچے دل اور بصیرت کے ساتھ اسپر ایمان رکھتا ہوں اور خوشامد اور اغراض سے الگ ہو کر اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ محض خدا نے اپنے رحم و کرم سے عین وقت پر ہماری دستگیری فرمائی کہ ایک تاریک اور بے امن زمانہ میں ہمیں سلف گورنمنٹ کی نااہلیت سے بہرہ دیکھکر انتہائی دور دراز مسافت سے گورنمنٹ برطانیہ کو ہماری خبرگیری اور بہتر حکمرانی کے لئے بھیجا – جو نادان اسپر اعتراض کرتا ہے وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے رحم بے بہا پر ایک فعل برگشتہ بینی کرتا ہے – موجودہ ناجائز ایجیٹیشن کے بانیوں اور خود ہماری تاریخ کی ورق گردانی کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں کہ انگریزوں سے پہلے کیا بلحاظ آزادی مذاہب – کیا بلحاظ تمدن – کیا بلحاظ تعلیم – کیا بلحاظ تہذیب – کیا بلحاظ حکومت وغیرہ وغیرہ ہندوستان کی کیا حالت تھی – سلطنت انگریزی کے ہزارہا فوائد و برکات کا ذکر کرنا موجب طوالت – چھوٹا منہ بڑی بات اور میری اس مختصر تحریر کی گنجائش سے باہر ہے – انگریزوں نے آکر یہاں تک بیڑا تصور کیا کہ مذاہب کو آزادی بخشی – سفر کے وسائل کو نہایت آسان کیا – ڈاکخانہ اور ٹیلیگراف سے ملک کو بے حد فائدہ پہنچایا – ڈاکوؤں رہزنوں سے ملک کو صاف کیا – تعلیم اور اشاعت تعلیم کے باب مسدود کا افتتاح کیا – انصاف اور بے حد انصاف کا جھنڈا بلند کیا – ظالم اور درندہ فش انسانوں کے ظلم سے عاجز مظلوم اور درماندوں کو رہائی دلائی – ستی اور غلام فروشی کا قلع قمع کیا – ہائے کیسی احسان فروشی ہے – میں تو سچ کہتا ہوں اور درد دل سے کہتا ہوں کہ اگر ہندوستانیوں میں حق شناسی کا مادہ ہوتا – اور وہ حکمرانی کے اہل ہوتے تو آج انگریزی حکومت کا جوا اُن کی گردن پر ہرگز نہ ہوتا –

میرے بھائیو! پہلے اپنے آپ کو اس کا اہل بنالو پھر دعوے کرو تو شنوائی بھی ہو –

سلیم الفطرت دل و دماغ لے کر سوچو اور ایمان سے کہو – اسوقت بھی ہندوستان میں اور اس کے باہر ہندو مسلمانوں کی سلطنتیں موجود ہیں – کیا تم میں دعوے سے کوئی یہ کہہ سکتا ہے – کہ وہاں انگریزی راج کا سا امن اور آزادی ہے اور فاتح اور مفتوح قوموں کے درمیان ایسا ہی انصاف اور ترازو کے دونوں پلڑے ایسے ہی مساوی موجود ہیں جیسا کہ آپ چاہتے ہیں؟ نہیں – ہرگز نہیں اور قطعاً نہیں ؛

پس چاہئے تو یہ تھا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لیجاتی اور وہ نمونہ پیش کرکے ارکین سلطنت انگریزی سے باادب اپنی قابلیت کا اظہار کیا جاتا – کہ ہم ایسے ہیں اور ویسے ہیں – ہمیں یہ چاہئے اور وہ چاہئے

مگر میں نہایت ادب کے ساتھ آپ کو توجہ دلاکر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کونسے حقوق باقی ہیں – جن کے اہل ہونے پر ہمارے افعال و اقوال نے گواہی دی – اور پھر انگریزوں نے ہمیں نہیں دیئے – کیا کالجوں میں تعلیم پانے والوں اور امتحان پاس کرنے والوں کو انگریزوں کی طرح بی – اے – ایم – اے – ایل ایل بی – ایل ایل ڈی – [illegible] وغیرہ وغیرہ کی ڈگریاں نہیں ملتیں – کیا مستحق لوگوں کو تحصیلداری – اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری – انسپکٹری وغیرہ کے عہدے نہیں دیئے جاتے – کیا میڈیکل تعلیم یافتہ گروہ کو اسسٹنٹ سرجنی جیسے قابل عزت عہدے نہیں دیئے جاتے – کیا وہ انچارج بناکر خود مختارانہ عزت کی کرسی پر نہیں بٹھائے جاتے – کیا دیسیوں کو سول سروس میں شامل نہیں کیا جاتا – کیا ڈپٹی کمشنر ڈسٹرکٹ جج – ڈویژنل جج دیسی نہیں بنائے گئے – کیا مولنا آگے پر چیف کورٹ اور ہائی کورٹ کی ممتاز ججی کی کرسیوں پر دیسیوں کو جگہ نہیں دی گئی – کیا ایک انگریز اور ایک دیسی کے مقدمہ میں (بشرطیکہ حق دیسی کی طرف ہو) تم نے انگریزوں کو مقدمہ ہارتے † اور دیسی کے حق میں فیصلہ ہوتا وہ کبھی ایک انگریز کی عدالت سے کبھی نہیں دیکھا – کیا جرم ثابت ہونے پر انگریزوں کو سزائیں نہیں دیجاتیں – کیا انگریز نااہل ثابت ہونے پر بڑے بڑے جلیل القدر ممتاز عہدوں سے علیحدہ نہیں کئے جاتے – کیا ابھی لاہور میں رشوت ستانی کے مقدموں میں بعض انگریز بالکل ڈسمس نہیں کئے گئے – اگر یہ ساری باتیں درست ہیں تو کیا آپ اس حد تک بھی مساوات کسی ہندو یا مسلمان ریاست میں سوائے چند مستثنیات کے دکھا سکتے ہو –

---

† تھوڑا عرصہ ہوا اور پنجاب کے ہزارہا تعلیم یافتہ اس بات پر گواہ ہیں کہ میرے آقا و مرشد امام و مہدی مسیح موعود حضرت میرزا **غلام احمد** صاحب ایدہ اللہ پر ایک مشہور معزز پادری نے کپتان ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی عدالت میں اقدام قتل کا دعوے کیا تھا – لیکن خدا بھلا کرے اس دانشمند منصف مزاج انگریز کا جس نے حقیقت شناسی کی راہ سے معلوم کرلیا کہ مقدمہ جھوٹا ہے – اس لئے اس نے میرے آقائے نامدار کو باوجود دعوے مسیحیت اور باوجود دعوے بطلان مذہب عیسویت محض انصاف پروری کی راہ سے نہایت عزت کیساتھ بری کیا – اور اجازت دی کہ تم جھوٹا مقدمہ بنانے والوں پر سزا دلانے کی غرض سے نالش کرسکتے ہو – پس ایسا صاف فیصلہ مذکورہ بالا کوئی **نظیر تو پیش کرو** ؛

بھائیو! میری نگاہ سے دیکھو تو یہ تمام رعایتیں بھی جو گورنمنٹ نے محض مہربانی سے ہمیں دی ہیں۔ محض خدا کا فضل ہے۔ ورنہ ہم ابھی اس لائق بھی نہیں ہیں۔ کہ ہمیں معمولی انصاف کی کرسی پر بھی جگہ دیجاوے۔ میں پنجاب کے بہت سارے دیسی جوڈیشل اور اگزیکٹو افیسروں کی انصاف پسند طبیعتوں سے واقف ہوں۔ اگر غور سے دیکھو تو اُن میں سے بہت تھوڑے ایسے ہیں جنھوں نے اپنے وجود کو اپنے ابنائے وطن کے لئے خیر و برکت کا موجب ثابت کیا ہے۔ اور انصاف اور محض انصاف پر ثابت قدم رہنا اپنا شعار بنایا ہے۔ باقی بہت حصہ انصاف سے دور۔ متکبر۔ عیاش مزاج۔ اپنے غریب ابنائے وطن سے نفرت کرنیوالا۔ مقدمات میں اہل مقدمہ کی تکالیف کی مطلق پرواہ نہ کرنے والا ہے۔ بیسیوں نہیں صدہا مثالیں ایسی ہر وقت مل سکتی ہیں۔ کہ ایک مقدمہ کسی دیسی عدالت میں اگر مہینوں اور سالہا خراب ہوتا رہتے۔ اور جج صاحب کو کبھی سفارشوں اور کبھی لالچ نے انصاف پر مائل نہیں ہونے دیا۔ اور حسن اتفاق سے منصف صاحب کی تبدیلی یا کسی اور ذریعہ سے اگر وہی مقدمہ کسی انگریز کی عدالت میں چلا گیا۔ تو اہل مقدمہ کی خوش قسمتی سے ایک ہی دن میں فیصلہ پا گیا ہے۔ یہ میری من گھڑت باتیں نہیں ہیں۔ آپ میں سے صدہا کے ساتھ یہ سلوک ہو چکا ہے۔ علاوہ جگ بیتی کے مجھے بذات خود بھی ایک دفعہ ساری عمر میں ایک دیسی عدالت میں انصاف کے حاصل کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ حالانکہ وہ کوئی مقدمہ اور پیچیدہ معاملہ بھی نہ تھا۔ صرف نیلام سرکاری میں ایک مکان لے بیٹھا تھا۔ جس کی منظوری کے لئے ۳۰ دن مقرر ہیں۔ تیس دن کی بجائے سال بھر تک اور سال بھر میں قریباً ۸۰ یا ۹۰ پیشیاں عدالت میں جانا پڑا۔ الامان! الامان! پنجابی کی ایک مثل مشہور ہے:۔

ایک بچہ اپنی ماں سے = اماں تیرے ہاتھ پہ سے کو لے (نرم) ہیں ٭
ماں بچے سے = بچہ لگن تے جانیں ٭

وہی مثل ان حضرات کی ہے۔ میں مقدمہ مذکورہ بالا کے مفصل حالات تو ایک رسالہ کی صورت میں عنقریب شائع کروں گا۔ جس سے پبلک دیکھ لیگی کہ وہ ۸۰۔ ۹۰ پیشیوں میں کارروائی کیا ہوتی رہی ہے۔ ہاں اتنا عرض کئے بغیر میرا دل نہیں رہ سکتا۔ اور اپنے وسیع تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ اگر کسی انگریزی عدالت میں ہوتا تو صرف ایک اور زیادہ سے زیادہ دو چار پیشیوں سے ہرگز ہرگز نہ بڑھتا۔ اور قانون کے موافق ۳۰ دن کے اندر فیصلہ پاتا۔ علاوہ بریں میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ اہل مقدمات کو صد ہا قسم کی تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ اور ناگفتہ بہ حالت ہوتی ہے۔ **اور وہ سب کی سب ان دیسی بھائیوں کے ہاتھ سے پہنچتی ہیں اور بدنام سلطنت اور انگریز ہوتے ہیں**

زمینی شہادت میں تو قریباً آپ کے دل کے سب مجھ سے امور متذکرہ بالا میں اتفاق کریں گے۔ میں آسمانی شہادت بھی پیش کر سکتا ہوں یہ تمام قسم کی ملک پر **وبائیں۔ قحط۔ زلزلے۔ طاعون۔ وقت پر پانی نہ برسنا۔ بے وقت اولوں وغیرہ سے تباہی کا ہونا** وغیرہ یہ ساری باتیں بڑے زور سے شہادت دے رہی ہیں کہ دل سیاہ ہو گئے ہیں **اور کسی بڑی تبدیلی کی ضرورت ہے۔**

ہاں! ایک بات اور یاد آئی ہے۔ شاید آپ یہ کہیں گے کہ ہمیں انگریزوں کی طرح بندوقیں۔ کرچیں۔ پستول۔ تلوار۔ وغیرہ نہیں ملتے اصل میں ان سب باتوں کا جواب تو میں دے چکا ہوں۔ لیکن آپ کی بہتری اور عوام کو سمجھانے کے لئے تفصیلاً کچھ عرض کرتا ہوں

ذرہ سوچئے کہ جو لیاقت و حیثیت ہتھیار کے استعمال کی انگریزوں میں موجود ہے۔ کیا وہ آپ میں بھی ہے؟ کیا انگریزوں کی طرح آپ بھی ہندوستان سے دور دراز ملک سے آکر غیر اقوام پر حکمرانی کرنے آئے ہیں؟ کیا انگریزوں کو جو خدشہ کسی وقت آپ سے ہو سکتا ہے وہ آپ کو بھی انگریزوں سے ہونے کا احتمال ہے؟ پس اگر آپ کے ہی مسلمہ اصول **لا احتمال اشد من الدواء** پر کاربند ہو کر اگر انگریزوں کو عام طور پر بندوق رکھنے کا حق دیا گیا ہے۔ تو کونسی نئی اور انوکھی بات سلطنت نے کی ہے۔ ہر سلطنت کا پہلا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے قیام اور استحکام کے لئے حسب خواہش انتظام کرے۔

کیا انگریزوں میں بھی کشت و خون آئے دن آپس میں اسی طرح ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے ملک کے آئے دن کے واقعات سے ظاہر ہے پھر باوجود اس کے جن لوگوں نے گورنمنٹ کے نزدیک اعتبار قائم کیا ہے کیا اُن کو بندوق وغیرہ کے رکھنے کا لائسنس نہیں دیا گیا۔ اور بہت ایسے لوگوں کو نہیں دیا جاتا۔ جن پر گورنمنٹ اعتبار کر سکتی ہو۔ میرے نزدیک گورنمنٹ کا یہ فعل بھی نہایت عاقلانہ۔ دوراندیشی سے پُر۔ اور بڑی تعریف کے قابل ہے۔ اور خدا نہ کرے کہ جب تک ہماری ملکی حالت بالکل زمین و آسمان شہادت نہ دے اُٹھے۔ دیسیوں کو عام طور پر گورنمنٹ کی طرف سے بندوق وغیرہ کے رکھنے کا حق دیا جاوے ٭

آپ کا یہ خیال کہ ہمیں سلف گورنمنٹ ملنی چاہیئے۔ یا ہندوستان ہندوستانیوں کے لئے ہو جائے تو یہ سارے انتظام ریل۔ سڑکیں۔ تار۔ ڈاک خانے وغیرہ ہم خود بنا لیں گے۔ واقعات اسکے خلاف بڑے زور سے شہادت دینے کے لئے تیار موجود ہیں۔

میں اس پر بھی اپنے اہل وطن بھائیوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ غور فرمائیے اور خدارا سوچئے کہ عالی ظرف گورنمنٹ نے کیا بطور نمونہ ہمیں سلف گورنمنٹ میونسپلٹیوں کے رنگ میں عطا کر کے ہمارے حوصلے دیکھ نہیں لئے۔ کیا آپ اس بات پر مطمئن ہیں۔ کہ کل کی کل میونسپلٹیاں آپ کے حقوق واجبی ادا کر رہی ہیں؟ میں زور سے کہونگا۔ کہ ہمیں خود اتنی لیاقت بھی نہیں کہ الکشن کے موقعہ پر ہم ایسے ممبر منتخب کر سکیں کہ جو در اصل اس کے اہل ہوں۔ اور اپنے ابنائے وطن کے حقوق کی نگرانی کر سکتے ہوں۔ سوائے بعض کے باقی سب خر گین کی بھرتی ہوتی ہے۔ جن کا کام دستخط کرنا اور ہاں میں ہاں ملانا ہوتا ہے۔ وہ سمجھ ہی نہیں سکتے کہ حقوق کی نگرانی اور قائم مقامی کے فرائض کس جانور کا نام ہے۔ بارہا یہ واویلا اور شور مچایا گیا ہے۔ کہ ایریا کا بڑا اعلیٰ انتظام ہوتا ہے۔ صفائی۔ روشنی اور چھڑکاؤ کا خوب انتظام ہے۔ اور دیسیوں کے رہنے کی جگہ شہر کی صفائی وغیرہ کی بُری اور گندی حالت رہتی ہے۔ آپ سوچکر اپنے دماغ سے ہی سوال کریں کہ کیا یہ برٹش گورنمنٹ کا قصور ہے یا اس چھوٹی سی قائم مقام سلف گورنمنٹ اور ہماری لیاقتوں اور خود ہمارے ہی انتخاب کا نتیجہ ہے۔ یہ میں مانتا ہوں کہ ملک میں بعض میونسپلیاں

نہایت قابلیت سے اپنا کام کر رہی ہیں۔ اور اسی طرح ہر جگہ سارے کے سارے ممبر نالائق اور اُس کام کے نا اہل ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ بعض بڑے بڑے لائق اور اعلےٰ انتظامی لیاقتوں سے پُر دماغ رکھنے والے بھی موجود ہوتے ہیں۔ مگر میرے بھائیو ایسے وجود بہت کم ہیں جبتک کسی مشین کے سارے پُرزے درست نہ ہوں وہ ہرگز اپنا کام پورا کیا ادھورا بھی نہیں کر سکتی۔ پس سوچنے والوں کے لئے یہی کافی سبق ہے۔ اور ہماری انتظامی لیاقتوں کا کافی نمونہ ہے۔ جبکہ ہمیں اپنی صحت و تندرستی کے انتظام کی بھی لیاقت نہیں۔ شہر

گلیوں۔ محلوں۔ موریوں۔ گوُہ موت۔ روشنی و چھڑکاؤ کا انتظام بھی اگر ہم سے نہیں ہو سکتا تو اتنا بڑا دعوےٰ **مساوات** میرے نزدیک۔ اپنے وقت سے بہت پہلے اور "ایں خیال است و محال است و جنوں" سے کم نہیں ہے۔

ایک شکایت کبھی کبھی یہ بھی سُنی جاتی ہے

کہ ٹیکس کے لگانے میں ہم پر بیجا ظلم و تشدد کیا جاتا ہے۔ میرے بھائیو پھر مَیں وہی عرض کرونگا۔ کہ یہ سارا قصور ہمارا اپنا ہے۔ سلطنت بالکل اس سے بھی بری الذمہ ہے ٹیکس کے متعلق تشخیص کنندہ جماعت کُل کی کُل ویسی اور تمہارے ہی بھائی ہیں۔ مَیں ہرگز ہرگز نہیں کہتا کہ وہ سب کے سب ظالم اور بیجا کام ہی کرنے والے ہیں۔ مَیں صرف یہ دکھلانا چاہتا ہوں کہ اگر تمہاری یہ شکایت درست ہے تو یہ قصور بھی ہمارا اپنا ہے نہ کہ سلطنت کا۔ گورنمنٹ نے بضرورت ملکی کے وقت انکم ٹیکس ہندوستان میں جاری کیا تھا اور تھوڑا عرصہ ہوا جب اُن ضرورتوں میں کمی محسوس ہوگی۔ گورنمنٹ بخوشی اسے ہلکا یا بالکل اُڑا دینے کے لئے تیار ہوگی۔ جیسا کہ حال میں ۵۰۰ روپیہ کی آمدنی والوں کو ٹیکس سے سبکدوش کرنے سے گورنمنٹ کی نیت نیک کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ یاد رکھو گورنمنٹ کی منشاء ہندوستان پر حکومت کرنے کی ہے نہ اُسے برباد کرنے کی۔ اگر رعیت تباہ و خستہ حال ہوگی تو یہ خود سلطنت کے زوال کا باعث ہے۔ سلطنت کا استحکام اور خوشحالی اُسی صورت میں ہے کہ رعایا خوشحال رہے۔ ہمیں کچھ تکلیف نہیں پہنچ۔ غور سے دیکھوگے تو کسی نہ کسی طرح اُس کی تہ میں ویسی صنعت ہی کام کرتی نظر آئے گی۔

ہاں یہ بالکل درست ہے کہ گورنمنٹ کو غیب کا علم نہیں ہوتا کہ وہ تمہاری حالت سے ہمیشہ صحیح علم ہی رکھتی ہو۔ گورنمنٹ کے کان تک پہنچانے والے اور تمہاری حالت سے آگاہ کرنے والے بھی سب ہمارے ویسے بھائی ہوتے ہیں۔ صحیح پہنچائیں یا خوشامدانہ طرز سے غلط پہنچائیں تو اس لئے جب تمہیں کسی شکایت کے متعلق جائز عرض کرنے کی ضرورت پیش آئے کرو اور ضرور کرو۔ لیکن شاہی داب اور اپنی حیثیت کو ملحوظ رکھا کرو۔ اپنے جامے سے باہر مت ہو جاؤ۔ کہ اس کا نتیجہ کبھی نیک نہ ہوگا۔ خواہ مخواہ بدظنی پیدا ہوگی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ گورنمنٹ کو ہندوستان میں فوجی اخراجات زیادہ کرنے ہونگے۔ جس کا خرچ آخر ہندوستان کو ہی دینا ہوگا۔ اور وہ ہماری ہی جیبوں سے وصول کیا جاویگا۔ پس غور کرو اور تدبر سے کام

بھائیو! گورنمنٹ عالیہ میونسپلیٹیوں کا وجود مہیا کر کے بڑے درجہ تک بری الذمہ اور سبکدوش

ہو چکی ہے۔

اب تمہارے انتظام کا بڑا حصہ تمہارے اپنے ہی ہاتھ میں ہے۔ میونسپلٹی کی مشین کے پُرزے بڑے زبردست تیار کرو۔ انتخاب کے موقع پر ہمت جرأت اور استقلال سے کام لیکر ممنت و خوشامد ایسے آدمیوں کو تلاش کر کے قائم مقام بناؤ جو اس کے اہل ہوں۔ سست بجینیوں۔ خوشامدیوں اور محض دو ستمندی کو بذریعہ اہلیت سمجھکر ان کے حق میں ووٹ نہ دیا کرو۔ تعلیم اور اعلےٰ تعلیم حاصل کرو۔ اپنی قابلیت کے جوہر دکھاؤ۔ لیجس لیٹو کونسلوں۔ وائسریگل کونسلوں میں تمہارے قائم مقام لینے کے لئے گورنمنٹ کو نہ کبھی پس و پیش ہوا اور نہ ہوگا ؎

ہر ایک قسم کے باغیانہ خیالات کو دل سے نکال دو۔ بائیکاٹ کا ولولہ دماغوں سے الگ کر دو۔ تمام فضول اور بیہودہ ایجیٹیشنوں کو مٹا دو۔ جو ہمارے ملک کے لئے زہریلے مواد پیدا کرنے کا باعث ہیں۔ ہر وقت امن کی حمایت کرو۔ ملک میں بڑی بدامنی کے آثار ہیں۔ توبہ کرو اور سچے دل سے خدا کی دی ہوئی گورنمنٹ کے شکر گذار بنے رہو۔ جو کچھ کہ ناکردنی و ناگفتنی حالات تم سے گذشتہ دنوں میں ظاہر ہو چکے ہیں اُن کے لئے گورنمنٹ سے بمنت معافیاں مانگو۔ اور اپنے ناخوند بھائیوں کو مطلق گورنمنٹ کے رحم پر چھوڑ دو۔ یہ گورنمنٹ سایہ رحمت الٰہی ہے اس کی قدر کرو۔ وہ کبھی جبر و تشدد اپنی رعایا کے لئے روا نہیں رکھتی۔ جو کچھ کیا ہے مجبوری کیا ہے۔ کیونکہ وہ ملک میں امن اور انتظام برقرار رکھنے کی ذمہ وار ہے۔

پھر مکرر عرض کرتا ہوں کہ اگر تمکو اپنے ناخوندہ بھائیوں سے سچی اور دلی ہمدردی ہے تو اس کا اظہار بیجا اور موجودہ ایجیٹیشن سے مت کرو۔ بلکہ اپنی حالتیں ایسی بناؤ۔ کہ زمین و آسمان کو تم پر رحم آجائے۔ پھر رحم مجسم عادل گورنمنٹ جس طرح تم سے پیش آئیگی۔ وہ تم خود دیکھ لوگے ؎

رموز مملکت ملک خسرواں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔ راقم پبلک کا سچا خیرخواہ اور گورنمنٹ کا دلی شکرگذار حکیم محمد حسین قریشی احمدی۔ مالک کارخانہ رفیق الصحت چوک بیرانسر لاہور۔ ۱۱ مئی ۱۹۰۷ء

ایکٹ آبادی اراضیات سرکاری

گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے مندرجہ ذیل مسودہ قانون پاس شدہ بغرض اشاعت دفتر الحکم میں پہنچا ہے ۔ ایڈیٹر۔

پنجاب گورنمنٹ

صیغہ وضع آئین و قوانین

مسودہ قانون نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۶ء

مسودہ جیسے کہ کونسل میں منظور ہوا

مسودہ قانون بدیں غرض کہ پنجاب میں سرکاری اراضیات کی آبادی اور انتظام کی بہتر تجویز کی جائے ۔

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ پنجاب میں سرکاری اراضیات کی آبادی اور انتظام کی بہتر تجویز کی جائے ۔ لہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے :-

نام و حد نفاذ — **دفعہ ۱** ۔ (۱) جائز ہے کہ اس ایکٹ کو ایکٹ آبادی اراضیات سرکاری (پنجاب) سنہ ۱۹۰۶ء کے نام سے موسوم کیا جائے ۔

(۲) یہ پنجاب سے متعلق ہے ۔

تنسیخ ایکٹ ہند نمبر ۳ بابت سنہ ۱۸۹۳ء — **دفعہ ۲** ۔ ایکٹ مزارعان سرکاری (پنجاب) مصدرہ سنہ ۱۸۹۳ء بذریعہ تحریر ہذا منسوخ کیا جاتا ہے ۔

تعریفات — **دفعہ ۳** ۔ اس ایکٹ میں اگر مضمون یا سیاق عبارت سے کوئی امر متناقض نہ پایا جائے ۔ تو ۔

لفظ "کلکٹر" سے ضلع کا کلکٹر مراد ہے جیسے کہ اس کی تشریح ایکٹ مال ۔ ایکٹ ہند نمبر ۱۷ ۔ مالیہ زمین پنجاب سنہ ۱۸۸۷ء میں کی گئی ہے اور اس لفظ کی تعریف میں داخل ہے ۔ (۱) ہر ایسا افسر جس کو لوکل گورنمنٹ ایکٹ ہذا کے بموجب کلکٹر کے تمام یا کوئی فرائض انجام دینے اور تمام یا کوئی اختیارات استعمال کرنے کے لئے مقرر کرے اور (۲) ہر ایسا افسر نو آبادی یا اسسٹنٹ افسر نو آبادی جو ایکٹ ہذا کے نفاذ سے پہلے اپنے عہدہ پر مقرر کیا گیا ہو خواہ وہ افسر ڈپٹی کمشنر کے تمام یا کوئی فرائض زیر ایکٹ منسوخ شدہ انجام دینے کے لئے بذریعہ اشتہار مقرر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو ۔

لفظ "کمشنر" میں ہر ایسا افسر داخل ہے جسکو لوکل گورنمنٹ زیر ایکٹ ہذا کمشنر کے تمام یا کوئی فرائض انجام دینے یا اُس کے تمام یا کوئی اختیارات استعمال کرنے کے لئے مقرر کرے ۔

لفظ "نو آبادی" سے ایسا رقبہ مراد ہے جس پر ایکٹ ہذا زیر احکام لوکل گورنمنٹ اطلاق پذیر ہو سکے اور تاوقتیکہ لوکل گورنمنٹ دیگر نہج پر ہدایت نہ کرے ایسا رقبہ مراد ہے جس سے ایکٹ مزارعان سرکار پنجاب سنہ ۱۸۹۳ء اطلاق پذیر کیا گیا ۔

لفظ "مجوزہ" سے یہ مراد ہے کہ بیشتر ازیں لوکل گورنمنٹ سے زیر ایکٹ ہذا یا زیر ایکٹ منسوخ شدہ بذریعہ ایکٹ ہذا منظور کی گیا

لفظ "مزارعہ" سے ہر ایسا شخص مراد ہے جو کسی نو آبادی میں بطور مزارعہ ایکٹ ہذا کے احکام اور قواعد و شرائط مجوزہ زیر ایکٹ ہذا کے مطابق زمین پر قابض ہو اور ہر مزارعہ کے متقدمین اور قائم مقامان ذی حقیقت بھی اس لفظ میں داخل ہیں ۔

ایکٹ کا اطلاق — **دفعہ ۴** ۔ لوکل گورنمنٹ مجاز ہوگی کہ سرکاری گزٹ میں اشتہار دیکر اس ایکٹ کے احکام کا اطلاق کسی ایسے قطعہ زمین پر کرے جو ملکیت سرکار ہو اور تاوقتیکہ لوکل گورنمنٹ دیگر نہج پر ہدایت نہ کرے ایکٹ ہذا کے احکام اس قطعہ سے اطلاق پذیر متصور ہونگے جس پر ایکٹ مزارعان سرکار (پنجاب) سنہ ۱۸۹۳ء کے احکام اطلاق پذیر کئے گئے

شرائط کی فردوں کا اجراء — **دفعہ ۵** ۔ (۱) لوکل گورنمنٹ مجاز ہوگی کہ اُن شرائط کی فردیں جاری کرے جن پر وہ کسی نو آبادی میں اُن اشخاص کو زمین عطا کرنے پر تیار ہو جو اُن زمینوں کے مزارعہ بننے یا اُن میں حق ملکیت حاصل کرنے کے خواہش مند ہوں ۔

(۲) جائز ہوگا کہ ان فردوں میں منجملہ دیگر امور کے یہ احکام درج کئے جاویں کہ مزارعہ بعض شرائط کو پورا کرنے پر حق دخیلکار یا حق مالکانہ خواہ بذریعہ خرید یا دیگر نہج پر حاصل کر سکتا ہے ۔

(۳) جو حق دخیلکاری یا حق مالکانہ کوئی مزارعہ حاصل کرے وہ اُن تمام حدود و پابندیوں کے تابع ہوگا جو شرائط کی اُس فرد میں مندرج ہوں جو اُس سے اطلاق پذیر ہو اور جو دفعہ ہذا کے احکام کے بموجب جاری کی گئی ہو ۔

(۴) دفعہ ہذا میں کسی عبارت کے ایسے معنے نہیں لئے جاوینگے جن سے لوکل گورنمنٹ کا یہ اختیار محدود سمجھا جاوے کہ ماتحتی دفعہ (۱) کے بموجب کوئی فرد شرائط جاری کرنے کے بغیر کسی نو آبادی میں کسی شخص کو ایسی شرائط پر جن کو وہ مناسب سمجھے زمین عطا کرے

رجسٹر ہائے تجویز شدہ زیر ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۳ء میں اندراجات کے معنے — **دفعہ ۶** ۔ کسی فرد شرائط مجوزہ پیشتر از نفاذ ایکٹ ہذا میں جب کسی رجسٹر مجوزہ زیر ایکٹ منسوخ شدہ کا حوالہ درج ہو تو جہاں تک ممکن ہو سکے اُس کے اس طرح پر معنے لینے لازم ہونگے کہ گویا وہ کسی مثل حقیقت یا سالانہ کاغذات میں کسی اندراج کا حوالہ ہے ۔

کلکٹر کے اختیارات دربارہ عطائے زمین — **دفعہ ۷** ۔ صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ باپابندی ایسی عام یا خاص ہدایات کے جو اُس کو صاحب فنانشل کمشنر سے ملیں کسی شخص کو زمین عطا کرے اور بذریعہ حکم تحریری یہ ظاہر کرے کہ کونسی فرد شرائط اُس عطیہ پر اطلاق پذیر ہوگی اور شخص مذکور کو زمین عطا شدہ کا قبضہ لینے کی اجازت دے اور وہ شخص [illegible] اُن شرائط کے تابع متصور ہوگا جو اُس سے اطلاق پذیر کی گئی ہیں ۔ کوئی ایسا شخص مزارعہ متصور نہ ہوگا اور نہ اُس زمین میں جو اُس کے حصہ میں آئی اُسکا کوئی حق یا حقیقت [illegible] ایسا حکم تحریری صادر نہ کیا جاوے اور وہ صاحب کلکٹر کی اجازت سے قبضہ حاصل نہ کر لے ۔

حیثیت مزارعان جو اثنائے ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۳ء میں بن گئے دفعہ ۸ ۔

سر اپنے تحویل کی نسبت جو کسی وقت ایکٹ ہذا کے نفاذ سے پہلے گورنمنٹ کی طرف سے اُس زمین کا مزارعہ ہو جس سے ایکٹ مزارعان سرکاری (پنجاب) ۱۸۹۳ء متعلق تھا یا جو کسی سابقہ معاہدہ کے یا کسی ایسے امر کے جو ایکٹ دخیل رعیتانہ پنجاب ۱۸۶۸ء میں یا کسی اور ایکٹ نافذ الوقت میں درج ہو یہ تصور کرنا لازم ہوگا کہ اُس نے اُن شرائط کو منظور کر لیا ہے اور ان ضوابط کے مطابق اراضیات پر جن کا وہ مزارعہ تھا قابض ہے جو ابتداء اُس کے کھاتہ رعیتانہ سے متعلق کی گئیں اور زمین کی توسیع اُس حد تک کی گئی جس کا کہ آگے واضح طور پر ایکٹ ہذا میں ذکر کیا جائیگا۔

بیع بذریعہ نیلام کی شرائط کے فردوں کا جاری کرنا

دفعہ ۹ — صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ وہ کل گورنمنٹ کی پیشگی منظوری حاصل کر کے اُن شرائط کی فرد جاری کرے جن پر گورنمنٹ کسی نو آبادی میں زمین بذریعہ نیلام فروخت کرنے پر آمادہ ہو۔

خریدار نیلام پورا زر ثمن ادا کرنے تک مزارعہ سمجھا جائیگا

دفعہ ۱۰ — لازم ہے کہ کسی زمین کے خریدار نیلام کو جو حسب الحکم صاحب کلکٹر زمین پر قابض ہوا ہو زمین مذکور کا مزارعہ تصور کیا جائے جب تک کہ کل زر ثمن معہ سود کے جو اُس پر واجب الادا ہو ادا نہ کیا جاوے اور دیگر شرائط مندرجہ فرد جاری شدہ زیر دفعہ ۹ پوری نہ کی جائیں۔

حق ملکیت بعض حدود کے تابع ہوگا

دفعہ ۱۱ — جو حق ملکیت زمین اُس طریق پر حاصل کیا جائے جس کی تشریح دفعہ ... کی گئی ہے وہ اُن تمام شرائط اور پابندیوں کے تابع ہوگا جو اُس فرد میں درج کی گئی ہوں جو دفعہ ۹ کے احکام کے بموجب جاری کی گئی ہو۔

مزارعہ کا غلط اطلاع دینا

دفعہ ۱۲ — اگر کوئی شخص جو ایکٹ ہذا کے نفاذ کے بعد کسی نو آبادی میں بطور مزارعہ کسی زمین پر قابض کرایا گیا ہو گورنمنٹ کے کسی افسر کو اپنی قابلیت کی نسبت غلط اطلاع دے یا یہ امر واقعہ ظاہر کرنے سے قاصر رہے کہ اُس سے زیر دفعہ ۱۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری نیک چلنی کی ضمانت لی گئی ہے یا کہ اُس کو ایک سال یا زیادہ میعاد کی قید کی سزا دیگئی ہے تو یہ تصور کیا جاویگا کہ اُس نے اپنے مزارعہ بننے کے متعلق شرائط کی خلاف ورزی کی ہے۔
مگر شرط یہ ہے کہ اس دفعہ کا اطلاق اُن اشخاص پر نہ ہوگا جو تین سال سے زیادہ عرصہ تک بحیثیت مزارعہ قابض رہے ہوں اور نہ یہ دفعہ کسی ایسے شخص سے متعلق ہوگی جس نے حق ملکیت حاصل کر لیا ہو۔

تبادلات

دفعہ ۱۳ — بپابندی احکام جو صاحب فنانشل کمشنر سے موصول ہوں صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ کسی مزارعہ یا مالک کو اجازت دے کہ وہ اپنی زمین یا اُس میں اپنے حق کو کلاً یا جزواً کسی دوسری زمین سے نو آبادی میں تبادلہ کر لے اور جو زمین تبادلہ میں لیجائے اُس کا قبضہ اُس صورت میں جبکہ کوئی خاص شرط کلکٹر نے اسکے برخلاف تحریری طور پر تجویز نہ کی ہو انہی شرائط وقیود کے تابع متصور ہوگا جن کا تابع وہ زمین تھی جو تبادلہ میں دی گئی۔

بحیثیت مزارعان سرکار اُس قطعہ زمین میں جس میں اس ایکٹ کی توسیع کیجائے

دفعہ ۱۴ — اگر اشتہار زیر دفعہ ۴ جاری کرنے کے وقت کوئی شخص کسی سرکاری زمین پر اُس رقبہ کے کسی حصہ میں جسکی تصریح اشتہار مذکور میں کیجائے گورنمنٹ کی طرف سے کسی ایسے پٹہ کی رو سے قابض ہو جو ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۹۳ء اور ایکٹ ہذا کے علاوہ کسی دیگر طریق پر عطا کیا گیا ہو تو صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ کسی وقت شخص مذکور کو یہ ہدایت کرے کہ وہ اُس زمین کو چھوڑ دے اور اُس معاوضہ کو قبول کرے جو صاحب کلکٹر عطا کرے۔

(الف) بابت اُس منافع کے جو اُس کو بحیثیت ایسا مزارعہ ہونے کے پٹہ کی باقی میعاد میں حاصل ہوتا۔ اور

(ب) بابت اُن جملہ ترقیات کے جو اُس نے پٹہ چھوڑنے کے حکم کے اجرا سے پیشتر کی ہوں۔

اور علاوہ اس کے رقم عطا شدہ کا دس فی صدی۔

یہ معاوضہ زر نقد میں ادا کیا جائیگا یا مزارعہ کی رضامندی سے اُس کے معاوضہ میں کسی دوسری زمین میں حقوق رعیتانہ دئے جاوینگے۔ ہر ایک زمین جس کی نسبت پٹہ چھوڑنے کے عوض کسی نو آبادی میں حقوق رعیتانہ دئے جائیں وہ اُس فرد شرائط کے تابع ہوگی جو کہ صاحب کلکٹر تجویز کریگا اور یہ زمین بطور معاوضہ واجب الادا کی رقم سے کم قیمت کی نہ ہوگی۔
مگر شرط یہ ہے کہ اگر مزارعہ زر نقد یا دیگر زمین جو اُسے بطور معاوضہ مذکورہ بالا دیجائے لینے پر راضی نہ ہو تو اُس کو جائز ہوگا کہ صاحب کلکٹر کے حکم متضمن عطائے زر نقد یا زمین کی اطلاع پانے کے بعد چھ ہفتہ کے اندر صاحب کلکٹر کو تحریری درخواست دیکر یہ درخواست کرے کہ جس زمین پر اُس کا قبضہ ہے اُس کو دفعہ ہذا کے بموجب حاصل کرنے کی بجائے ایکٹ حصول اراضی کے احکام کے بموجب حاصل کیا جاوے۔

حقوق مزارعہ قرق یا فروخت نہیں ہونگے

دفعہ ۱۵ — جو حقوق یا مراعات کسی مزارعہ کو گورنمنٹ سے ایسی زمین کی بابت حاصل ہوں جس پر ایکٹ ہذا متعلق ہو اُن میں سے کوئی بھی کسی عدالت کے حکم یا ڈگری کے اجرا پر یا کسی دیوانیہ کی کارروائی میں قرق یا فروخت نہیں ہوگا۔

انتقالات حقوق کالعدم تصور ہونگے

دفعہ ۱۶ — اُن حقوق یا مراعات میں سے جو کسی مزارعہ کو زیر ایکٹ ۱۸۹۳ء یا زیر ایکٹ ہذا حاصل ہوں کوئی بھی بغیر تحریری منظوری صاحب فنانشل کمشنر یا ایسے افسر کے جس کو صاحب فنانشل کمشنر بذریعہ حکم تحریری اس بارہ میں اختیار دیں بذریعہ بیع یا تبادلہ یا ہبہ یا وصیت یا رہن یا دیگر معاہدہ بیع انتقال نہیں کیا جا سکیگا اور نہ اُس پر کفالت ڈالی جا سکے گی۔ ماسوائے شکمی پٹہ کے جس کی میعاد ایسے مزارعہ کی صورت میں جسکے حقوق دخیلکاری یا مالکانہ حاصل نہ کئے ہوں ایک

130

سال ہوا اور ایسے مزارعہ کی صورت میں جس نے حقوق دخیلکاری حاصل کئے ہوں سات سال سے زیادہ نہ۔ بغیر ایسی منظوری مذکورہ بالا حاصل کرنے کے بغیر جو انتقال کیا جائیگا یا کفالت ڈالی جائے گی وہ کالعدم تصور ہونگی اور اگر (ایکٹ ہذا کے نفاذ کے بعد) منتقل الیہ قبضہ حاصل کرلے تو صاحب کلکٹر کے حکم سے اُس کو بیدخل کیا جائے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ شکمی بٹہ پر دینے کے اُس اختیار کے رو سے جو از روئے دفعہ ہذا عطا کیا گیا ہے کوئی مزارعہ اُس شرط سے بری نہیں ہوگا جسکے رو سے اُس کے لئے اُس محال میں رہنا واجب ہے جس میں اُس کا کھاتہ رعیتانہ واقعہ ہو۔

نیز شرط یہ ہے کہ ایکٹ ہذا کے شروع نفاذ کے وقت جو مزارعہ بن چکی ہوں اُن کے لئے دفعہ ہذا کے رو سے شکمی بٹہ پر دینے کے اختیار پر کوئی ایسی رکاوٹ نہیں ڈالی جاویگی جو ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۳ء کی دفعہ ۸ میں درج نہیں ہے یا اُن شرائط کی فرد میں مذکور نہیں ہے جو مزارعہ مذکور کی زمین سے اطلاق پذیر ہے۔

مادہ اسپان شتران یا اُن کے بچھڑے جو مجوزہ شرائط کے بموجب رکھے گئے ہوں قرق یا فروخت نہیں کئے جائینگے

دفعہ ۱۷۔ کسی مجوزہ فرد شرائط کے مطابق جو مادہ اسپ یا شتر رکھا جاوے وہ اور اُسکے بچے اگر تین سال سے کم عمر کے ہوں تو کسی ڈگری کے اجرائے پر قرق یا فروخت نہیں ہوسکینگے۔

الفاظ "وارثان" و "قانونی قائم مقامان" کے معنے

دفعہ ۱۸۔ جملہ شرائط کی افراد میں جو زیر دفعہ ۵۔ ایکٹ ہذا جاری ہوں الفاظ "وارثان" و "قانونی قائم مقامان" سے مراد مزارعہ کے صرف وارثان صلبی اور اگر وہ بغیر اولاد نرینہ مرجائے تو اُس کی بیوہ ہونگے۔

وراثت مزارعان

دفعہ ۱۹۔ ایکٹ ہذا کے نفاذ کے بعد جو زمین عطا کیجائے اُس کی صورت میں:—

(۱) جب مزارعہ حق دخیلکاری حاصل کرنے کے بغیر مرجائے تو صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ اگر وہ بلحاظ حالات ایسا حکم منصفانہ تصور کرے تو یہ ہدایت کرے کہ زمین واپس آجائیگی اور تمام حقوق جو مزارعہ کو دئے گئے ہوں زائل ہوجائینگے۔

(۲) جب مزارعہ حق دخیلکاری حاصل کرنے کے بعد فوت ہوجائے اور شرائط میں یہ درج نہ ہو کہ سب سے بڑے بیٹے کو وراثت پہنچنے کا قاعدہ اطلاق پذیر ہوگا یا وراثت کسی ایک منتخب وارث یا زیادہ وارثان کو پہنچیگی تو اُس صورت میں وراثت حسب ذیل پہنچیگی:—

(الف) نرینہ صلبی اولاد کو (اگر کوئی ہو) نرینہ نسل میں سے۔ اور

(ب) اگر ایسی اولاد نہ ہو تو متوفی کی بیوہ کو (اگر کوئی ہو) تاوقتیکہ وہ مر نہ جائے یا دوسری شادی نہ کرلے یا زمین ترک نہ کردے یا تمام یا بعض شرائط متعلقہ حقوق مزارعہ متوفی کے بموجب زمین سے بیدخل نہ کیجائے۔ اور

(ج) اگر ایسی اولاد اور بیوہ نہ ہو یا اگر مزارعہ متوفی بیوہ چھوڑ گیا ہو تو جب اُس کا حق زیر فقرہ (ب) بیدخلی کے سوائے دیگر نہج پر ختم ہوجائے تو اُس وقت مزارعہ متوفی اور اُس کے رشتہ داران بکجدی کے مورث اعلےٰ سے نرینہ سلسلہ میں نرینہ رشتہ داران مذکور کو۔

مگر فقرہ (ج) کے متعلق شرط یہ ہے کہ مورث اعلےٰ زمین پر قابض رہا ہو۔

(۳) صلبی اولاد اور رشتہ داران بکجدی کے درمیان جو دفعہ ہذا کے فقرہ (۲) کے بموجب دعویدار ہوں وراثت بہ تبعیت احکام فقرہ مذکور اس طرح پر پہنچیگی گویا کہ وہ ایسی اراضیات میں جو متوفی کی ملکیت نہیں۔

(۴) اگر مزارعہ متوفی کوئی ایسے وارث نہ چھوڑ کر مرے جن کا ذکر دفعہ ہذا کے فقرہ (۲) میں کیا گیا ہے اور جن کو فقرہ مذکور کے بموجب کھاتہ رعیتانہ پہنچتا ہو تو متوفی کی زمین گورنمنٹ کے پاس واپس آجائیگی اور تمام حقوق جو مزارعہ متوفی کو تفویض کئے گئے تھے وہ زائل ہوجائینگے۔

سکنی زمینیں

دفعہ ۲۰۔ (۱) صاحب کلکٹر کو لازم ہوگا کہ اُن اشخاص کی رہائش کے لئے زمین سکنی عطا کرے جنہوں نے بطور مزارعان یا مالکان کلکٹر کی منظور شدہ زمین کا قبضہ حاصل کیا ہو۔

(۲) جب کوئی مالک جو اپنی زمین منتقل کرنے کا مختار ہے اسکا کلاً یا جزواً جائز انتقال کرے تو صاحب کلکٹر کو لازم ہوگا کہ اگر گنجایش ہو تو سکنی زمین منتقل الیہ کو رہایش کے لئے عطا کرے۔

(۳) وہ اراضی جو اُس سکنی زمین میں شامل ہو جو زیر ضمن (۱) یا ضمن (۲) مندرجہ بالا عطا کیجائے خواہ وہ کسی قریہ۔ بستی یا قصبہ کی حدود کے اندر یا باہر واقع ہو۔ باوجود ہر امر کے جو ایکٹ معینہ ہند نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۷ء میں مندرج ہو گورنمنٹ کی ملکیت تصور ہوتی رہے گی۔

سکنی زمین اور مزارعہ رہنے کی حالت میں مفت قبضہ رکھا جائیگا

دفعہ ۲۱۔ ہر شخص کا جسکو زیر دفعہ ۲۰ زمین سکنی دیجائے۔ یہ حق ہوگا کہ اُس زمین سکنی پر جو اُس کو دی گئی ہے بغیر کرایہ دینے کے قبضہ رکھے جب تک کہ وہ مزارعہ یا مالک اُس زمین کا رہے جس کی بابت زمین سکنی اُس کو دی گئی۔

(۲) جب وہ شخص اُس زمین کا مزارعہ یا مالک نہ رہے صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ اُس شخص کو اُس عمارت کا جو اُس نے اُس زمین پر بنائی ہو مصالحہ اُٹھانے اور اُس کو صرف میں لانے کے لئے معقول مہلت دیکر اُس زمین پر بیدخل کرلے اور اُس کا قبضہ کسی قسم کا معاوضہ ادا کرنے کے بغیر واپس لے لے۔

(۳) جب شخص مذکور نے اپنی اراضی کے ایک حصہ کا جائز انتقال کیا ہو تو صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ اُس زمین سکنی کا ایک مناسب حصہ واپس کرلے جو کہ اُس شخص کو بلحاظ قبضہ کل اراضی دیا گیا ہو۔ ضابطہ مندرجہ ضمن دفعہ (۲) ایسی صورتوں پر اطلاق پذیر ہوگا۔

دیگر اشخاص کو سکنی زمین عطا کرنا

دفعہ ۲۲۔ صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ دیہات بستی ہائے یا قصبہ جات میں علاوہ اُن لوگوں کے جنکو زیر دفعہ ۲۰ سکنی زمین دیگئی ہو۔ دیگر اشخاص کو آبادی یا تجارت یا دیگر اغراض کیلئے ایسی شرح ہائے متعلقہ بیع یا ادائیگی کرایہ تہ زمینی یا ہر دو پر اور ایسی شرائط پر سکنی زمین عطا کرے جو لوکل گورنمنٹ وقتاً فوقتاً تجویز کرے۔

مگر شرط یہ ہے کہ دفعہ ہذا کا اطلاق اُس زمین سکنی پر کبھی ہوگا جو مزارعان اور مالکان کو ... کی ... سے زیادہ دیجائے۔

نمبر ۲۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۷ء مطابق ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

اخراجاتِ لنگر

احباب جلد توجہ کریں

آج دنیا بھر میں سب سے بڑھکر رضائے الٰہی کے راہ میں اپنا مال خرچ کرنے کی توفیق جس جماعت کو دیگئی ہے وہ یہی احمدی جماعت ہے جس کے اندر خدا کا رسول موجود ہے۔ خدا تعالےٰ کی پاک وحی قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ۔ جو آج سے تیرہ سو سال پہلے نبیوں کے سردار ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی وہی وحی آج پھر ظلّی طور پر اس کے ظل اور نائب مسیح موعود پر نازل ہوئی ہے کہ لوگوں کو خوشخبری دو کہ اگر تم خدا سے پیار کرتے ہو تو آؤ میری متابعت اختیار کرو۔ خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ مبارک ہیں وہ جنہوں نے اس آواز کو سنا۔ اور مانا۔ اور اس کے مطابق عملدرامد کیا۔ خدا کا فضل زیادہ سے زیادہ انپر ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں جسقدر اخراجات صدر انجمن احمدیہ نے اس جماعت احمدیہ کے چندوں کی آمد پر اٹھائے ہیں اور اٹھا رہی ہے وہ اس امر کے لئے کافی شہادت ہے کہ یہ تحریک اور سلسلہ اللّٰہ تعالیٰ کیطرف سے ہے جس کے فرشتے سعید لوگوں کے دلوں میں اسکی تائید کا جوش ڈال رہے ہیں۔ چند دن ہوئے کہ مسجد مبارک کی توسیع کے واسطے تحریک کیگئی تھی تو اس کا نتیجہ جو ہوا اسکی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ خود قادیان کے احمدیوں نے جو اکثر غریب اور قلیل آمدنیوں والے مہاجر ہیں۔ قریب ڈیڑھ سو کے ایک روپیہ جمع کر دیا ہے اور ہنوز ہو رہا ہے یہی حال ہر مد کا ہے لیکن اس وقت جس مد کیطرف میں خصوصیت سے احباب کو توجہ دلاتا ہوں وہ ایک ایسی مد ہے جس کے واسطے دوسری مدات مثلاً مدرسہ مقبرہ بہشتی میگزین وغیرہ مدات کیطرح کوئی خاص آدمی مامور نہیں۔ کہ لوگوں سے مانگے سوائے اس مامور کے جسکی عادت نہیں کہ لوگوں سے مانگا کرے یعنی مد لنگر خانہ جو خود حضرت مسیح موعود کے زیر انتظام ہے اور جس کے اخراجات بسبب کثرت آمد و رفت مہماناں دن بدن بہت بڑھتے جاتے ہیں۔ اسجگہ اس امر کا ظاہر کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ بعض شریر لوگ اپنی اخباروں اور کتابوں میں خلقت کو دہوکہ دینے کے واسطے یہ لکھا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی آمدنی کو بڑہانے کے واسطے مدرسہ میگزین اور مقبرہ بہشتی کی تجویز نکالی ہے اسمیں شک نہیں کہ اگر (نعوذ باللّٰہ) یہ شخص ایسا ہی دنیادار ہوتا جیسا کہ خبیث لوگوں کے ظنون فاسدہ میں داخل ہے تو مقبرہ بہشتی کی تجویز ضرور ایسی ہے کہ ہزاروں نہیں لاکھوں روپے جمع ہو سکتے تھے اور وہ جماعت جو مقبرہ بہشتی کے واسطے چندے دے رہی ہے اس کے نزدیک تو اس شخص کا وجود ایسا پیارا ہے کہ اگر لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ بھی فقط اس کے ذاتی اخراجات پر صرف ہو جائے تو تمام چندہ دہندوں کے واسطے دل کی راحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب ہوتا۔ باقی رہے حسود۔ جنکی قسمت میں سوائے جہنم کی جلن کے اور کچھ نہیں آیا انکی بکواس کی یہاں کسیکو پرواہ ہی کیا ہے لیکن کیا یہ امر ہمارے دوستوں کے ایمان کو اور بھی ترقی دینے کا موجب اور نادان معترض کو شرمندگی کے عرق میں غرق کرنیکا موجب نہیں ہوا کہ اس آخری عمر کے وقت جبکہ آمد کا ایک بڑا ذریعہ پیدا ہوا تو حضرت اقدس نے اس آمد کا وصول کرنا اور خرچ کرنا ایک انجمن کے سپرد کر دیا اور خود کوئی تعلق اسکی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعلان

بار دوم

(ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او کذب بایٰتہ)

افسوس کہ اس ملک کے اکثر لوگ جو مولوی کہلاتے یا ملہم ہونیکا دم مارتے ہیں جب خدا تعالیٰ کا کلام اُن کو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ افترا ہے انہیں لوگوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے میں نے کتاب حقیقۃ الوحی تالیف کی ہے کب تک یہ لوگ ایسا کریں گے ۔ آخر ہر ایک فیصلہ کے لئے ایک دن ہے اور ہر ایک قضاء و قدر کے نزول کے لئے ایک رات ہے اسوقت میں نمونہ کے طور پر خدا تعالیٰ کا ایک کلام ان لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں اور بالخصوص اس جگہ مخاطب میرے مولوی ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری اور مولوی عبد الجبار اور عبد الواحد اور عبد الحق غزنوی ثم امرتسری اور حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر اور ڈاکٹر عبد الحکیم اسسٹنٹ سرجن نراوڑی ملازم ریاست پٹیالہ ہیں اور وہ کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ انی احافظ کل من فی الدار و احافظک خاصۃ ۔ ترجمہ اس کا مع تفہیم الٰہی یہ ہے کہ میں ہر ایک شخص کو جو تیرے گھر کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا اور خاص کر تجھے ۔ چنانچہ گیارہ برس سے اس پیشگوئی کی تصدیق ہو رہی ہے اور میں اس کلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا تعالیٰ کی تمام کتب مقدسہ پر اور بالخصوص قرآن شریف پر اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے پس اگر کوئی شخص مذکورہ بالا اشخاص میں سے یا جو شخص ان کا ہم رنگ ہے یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ یہ انسان کا افترا ہے تو اُسے لازم ہے کہ وہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ بیان کرے کہ یہ انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں۔ ولعنۃ اللہ علیٰ من کذب وحی اللہ ۔ جیسا کہ میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں ۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے ۔ ولعنۃ اللہ علیٰ من افتریٰ علی اللہ ۔ اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ خدا اس راہ سے کوئی فیصلہ کرے اور یاد رہے کہ میرے کسی کلام میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ ہر ایک شخص جو بیعت کرے وہ طاعون سے محفوظ رہیگا بلکہ یہ ذکر ہے کہ الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولٰئک لہم الامن وہم مہتدون۔ پس کامل پیروی کرنیوالے اور ہر ایک ظلم سے بچنے والے جس کا علم محض خدا کو ہے ۔ بچائے جائیں گے اور کمزور لوگ طاعون سے شہید ہو کر شہادت کا اجر پاویں گے اور طاعون ان کے لئے تمحیص اور تطہیر کا موجب ٹھیرے گی۔

اب میں دیکھوں گا کہ اس میری تحریر کے مقابل پر بغرض تکذیب کون قسم کھاتا ہے مگر یہ امر ضروری ہے کہ اگر ایسا مکذّب اس کلام کو خدا کا کلام نہیں سمجھتا تو آپ بھی دعوے کرے کہ میں بھی طاعون سے محفوظ رہوں گا اور مجھے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے تا دیکھے کہ افترا کی کیا جزا ہے ۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

الراقم

خاکسار میرزا غلام احمد

ڈائری

بیرونی نار | ایک دوست کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ حضرت ابراہیم کو آگ ٹھنڈی ہو گئی تھی آیا وہ فی الواقع آگ تھی یا کچھ اور ... گزشتہ زمانہ کی بات تھی ۔ حضرت نے فرمایا قصہ و فسانہ کی بات تو ... ہوتی ہے اور وہی ہمیشہ کوئی ایسا نشان ... جو اپنی طاقت اپنے بندہ کی تائید میں اس کے بالمقابل دکھاتا ہے ... ظاہری آتش کا حضرت ابراہیم پر فرو کر دینا خدا تعالیٰ کے آگے کوئی مشکل امر نہیں اور ایسے واقعات ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں حضرت ابراہیم کے متعلق ان واقعات کی اب بہت تحقیقات کی ضرورت نہیں کیونکہ ہزاروں سالوں کی بات ہے ۔ ہم خود اس زمانہ میں ایسے واقعات دیکھتے ہیں اور اپنے اوپر تجربہ کرتے ہیں ۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے جبکہ ہم سیالکوٹ میں تھے تو ایک دن بارش ہو رہی تھی جس کمرہ کے اندر میں بیٹھا ہوا تھا اس میں بجلی آئی ۔ سارا کمرہ دھوئیں کی طرح بھر گیا اور گندھک کی سی بو آتی تھی لیکن ہمیں کچھ ضرر نہ پہنچا ۔ اسی وقت وہ بجلی ایک مندر میں گری جو کہ تیجا سنگھ کا مندر تھا اور اس میں ہندوؤں کی رسم کے مطابق طواف کے واسطے پیچ در پیچ اردگرد دیوار بنی ہوئی تھی اور وہ اندر بیٹھا ہوا تھا ۔ بجلی ان تمام چکروں میں سے ہو کر اندر جا کر اس پر گری اور وہ جل کر کوئلہ کی طرح سیاہ ہو گیا ۔ دیکھو وہی بجلی کی آگ تھی جس نے اس کو جلا دیا ۔ مگر ہم کو کچھ ضرر نہ دے سکی کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہماری حفاظت کی ۔ ایسا ہی سیالکوٹ کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ رات کو میں ایک مکان کی دوسری منزل میں سویا ہوا تھا ۔ اور اسی کمرہ میں میرے ساتھ پندرہ سولہ آدمی اور بھی تھے ۔ رات کے وقت شہتیر میں ٹک ٹک کی آواز آئی میں نے آدمیوں کو جگایا کہ شہتیر خوفناک معلوم ہوتا ہے

یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ انہوں نے کہا کوئی چوہا ہوگا۔ کچھ خوف کی بات نہیں اور یہ کہکر پھر سو گئے تھوڑی دیر کے بعد پھر ویسی ہی آواز سنی۔ تب میں نے ان کو دوبارہ جگایا۔ مگر پھر بھی انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ پھر تیسری بار شہتیر سے آواز آئی۔ تب میں نے انکو سختی سے اُٹھایا اور سب کو مکان سے باہر نکالا اور جب سب نکل گئے۔ تو خود بھی وہاں سے نکلا۔ ابھی میں دوسرے زینہ پر تھا کہ وہ چھت نیچے گری اور دوسری چھت کو بھی ساتھ لیکر نیچے جا پڑی اور چار پائیاں ریزہ ریزہ ہو گئیں اور ہم سب بچ گئے۔ یہ خدا تعالیٰ کی معجزہ نما حفاظت ہے۔ جب تک کہ ہم وہاں سے نکل نہ آئے شہتیر گرنے سے محفوظ رہا۔ ایسا ہی ایکدفعہ ایک بچھو میرے بستر کے اندر لحاف کے ساتھ مرا ہوا پایا گیا۔ اور دوسری دفعہ ایک بچھو لحاف کے اندر چلتا ہوا پایا گیا۔ مگر ہر دو بار خدا تعالیٰ نے مجھے اُن کے ضرر سے محفوظ رکھا۔ ایکدفعہ میرے دامن کو آگ لگ گئی تھی۔ مجھے خبر بھی نہ ہوئی ایک اور شخص نے دیکھا اور بتلایا اور اس آگ کو بجھا دیا۔ خدا تعالیٰ کے پاس کسی کے بچانے کی ایک راہ نہیں بلکہ بہت راہیں ہیں آگ کی گرمی اور سوزش کیواسطے بھی کئی ایک اسباب ہیں اور بعض اسباب مخفی در مخفی ہیں جنکی لوگوں کو خبر نہیں اور خدا تعالیٰ نے وہ اسباب اب تک دنیا پر ظاہر نہیں کئے جن سے آگ سوزش کی تاثیر جاتی رہے پس اس میں کون سے تعجب کی بات ہے کہ حضرت ابراہیم پر آگ ٹھنڈی ہو گئی۔

کیا پ ڈائری

منقول از تشحیذ الاذہان

ایک دفعہ مولوی محمد علی صاحب کو طاعون کے ایام میں سخت تپ [illegible] یہانتک شدید تھا کہ انہوں نے سمجھا کہ مجھ کو طاعون ہو گیا [illegible] کا ان پر اسقدر اثر ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام [illegible] شروع کر دی۔ اتفاقاً حضرت [illegible] اور میں انکی عیادت کے لئے گیا [illegible] ان کے اس خیال کو دور کرنے کے لئے میں نے کہدیا کہ آپ کو قطعاً طاعون نہیں اگر آپ کو طاعون ہے تو ہمارا سلسلہ ہی جھوٹا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے صاف کہدیا ہے کہ میں ہر ایک شخص کو جو اس چار دیواری میں ہے اس مرض سے بچاؤں گا اور یہ کہکر میں نے انکی نبض جو دیکھی تو تپ کا کہیں نام و نشان بھی نہیں تھا۔

جہاد کی ممانعت کی نسبت جو نظم در ثمین میں شایع ہو چکی ہے اس میں ایک شعر ہے

اب زندگی تمہاری [illegible] ہے

[illegible] نہیں ہو تم کو قدم کا نشانہ ہے

اسکی نسبت فرمایا کہ دیکھو آجکل ہر طرف کا فسق و فجور پھیلا ہوا ہے اور مسلمانوں کی پہلی سی حالت نہیں رہی ان کے ہاتھوں سے سلطنت بھی اسی لئے چھن گئی ہے کہ انہوں نے خدا کو چھوڑ دیا خدا تعالیٰ کو کسی کا رشتہ دار نہیں کہ وہ باوجود اس کے بگڑ جانے کے پھر بھی اسکی پاسداری کرتا چلا جاوے چونکہ یہودیوں سے مسلمانوں کو نسبت ہے اسلئے ان کیطرح انپر بھی دو دفعہ سخت عذاب آنا ضروری تھا چنانچہ ایک دفعہ تو تب انپر عذاب آیا جبکہ ہلاکو خان نے حملہ کر کے بغداد کو تباہ کیا اور مسلمانوں کو اسقدر ہلاک کیا کہ صرف بغداد میں کہتے ہیں کہ چھ لاکھ انسان قتل ہوا اس وقت مسلمانوں کی حالت اس سے ظاہر ہو تی ہے کہ ایک بزرگ کے پاس لوگ اکٹھے ہوئے اور کہا خدا سے دعا کیجئے گا کہ وہ ہم کو اس عذاب سے نجات دے اور یہ طوفان تھم جاوے انہوں نے فرمایا کہ کمبختو تمہاری وجہ سے ہم بھی اس عذاب میں پھنس گئے میں دیکھتا ہوں کہ فرشتے کھڑے کہتے ہیں کہ یا ایھا الکفار اقتل الفجار۔ یعنے اے کافرو! ان فاجروں کو قتل کر دیں وہی حالت اسوقت دوبارہ ہوئی ہے اور انگریزوں کی حکومت بھی جو کہ مذہب کے رو سے کافر ہیں ہندوستان میں اسی لئے ہوئی ہے۔ کہ مسلمان خود فاجر ہو گئے ہیں اور خدا کے رحم کو حاصل کرنے کے لایق نہیں ہیں اور میرے اس شعر کا مطلب یہی ہے کہ خود تمہاری حالت ایسی نہیں رہی کہ خدا تمہاری مدد کرے تو تمہارا کیا [illegible]

مختلف نوٹ

انجمن مطیع قیصرہ بٹالہ ضلع گورداسپور میں اس نام کی ایک انجمن قائم ہوئی ہے اور جس کے ایک جلسہ کی روئداد الحکم کی گذشتہ اشاعت میں شایع ہو چکی ہے اس کے بانی اور محرک منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس بٹالہ ہیں منشی صاحب موصوف چاہتے ہیں کہ اس انجمن کی شاخیں پنجاب کے مختلف مقامات پر قایم کریں یہ تحریک نہایت مفید اور بعد ان سے امید ہے کہ وہ لوگ جو اپنے ملک اور اہل ملک کے سچے خیر خواہ ہیں کوشش کریں گے کہ ایسی مجلسیں ہر جگہ قائم ہوں اور لوگوں کو تاج برطانیہ کے برکات سے آگاہ کرتی رہیں اور ان قند فہمیوں اور بازاری گپوں کی تردید کرتی رہیں جو شوریدہ سر لوگ بد ظنی اور ناراضی پھیلانے کے لئے اڑاتے رہتے ہیں۔

قادیان کے نوٹیفائیڈ ایریا ہونیکے متعلق آریوں کی چال الحکم کے ایڈیٹر نے چونکہ قادیان کی مقامی ضروریات کے پہلو کو ملحوظ رکھکر حکام بالادست کو قادیان کے نوٹیفائیڈ ایریا قرار دیئے جانے کے متعلق ایک عرصہ سے تحریک کرنا اپنا فرض سمجھا ہوا ہے اور آخر حکام نے بھی ان ضروریات کو محسوس کیا اور اس کے لئے باضابطہ رپورٹ کا انتظام کر لیا۔ جبتک سودیشی تحریک کا جھگڑا نہ تھا اور ایڈیٹر الحکم نے آریہ سماج کے پولیٹیکل کیریکٹر پر اور قادیان کے آریوں کے متعلق کوئی رائے زنی کرنے کی ضرورت نہ سمجھی تھی اسوقت تک یہ سب بڑھ بڑھ کر اس کے متعلق تحریکیں کرتے اور زور دیتے اور ایڈیٹر الحکم کو اپنی سعی اور کوشش میں پیچھے رہنے سے روکتے تھے۔ چنانچہ لالہ شنبکرداس صاحب تحصیلدار کیوقت سے یہ تحریک شروع ہوئی۔ پھر لالہ موتی لال صاحب نے انکو عمل کیا [illegible] کے بیانات [illegible] اور سب نے بالاتفاق ضروری سمجھا اور منت آرزو کی کہ جسقدر جلد ممکن ہو تحریک عملی لباس پہن سکے لیکن اب جبکہ ملک جسمل صاحب تحصیلدار بٹالہ نے اسکو عمل کرنا چاہا اور وہ انتخاب ممبران کے لئے قادیان آئے تو لالہ ملاوامل صاحب آریہ بعض دوسرے لوگوں کے لیڈر بنکر تحصیلدار صاحب کے حضور اس غرض کے لئے گئے کہ ہمیں نوٹیفائیڈ ایریا ہونا منظور نہیں کیوں؟ اسلئے کہ لالہ صاحب ممبر نہیں بنائے گئے اسکی وجہ بجز اس کے اور کوئی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ ورنہ وہی لالہ ملاوامل ہیں جو لالہ شنبکرداس اور لالہ موتی لال تحصیلداران کے سامنے سب کے ساتھ متفق ہو کر اسکے لئے زور دیتے تھے اب وہ کونسی نئی وجوہات پیدا ہوئی ہیں جو لالہ ملاوامل چند آدمیوں کے لیڈر بنکر مخالفت کرنے لگے۔ اسکی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ ممبر نہیں بنائے جاتے اور [illegible] تحصیلدار صاحب نے جو معقول جواب لالہ ملاوامل کو اور ان کے ہمراہیوں کو دیا وہ [illegible]

سے اپنے فرزند کے دست بوس ہونے والے خلیفہ کے ہاتھ چومے اور اس نے بھی اس کے فرزند کو اتنا ہی انعام دیا۔ جتنا پہلے اُن سے اس کے فرزند کو مل چکا تھا۔ یہ قصہ معتصم باللہ بن ہارون الرشید اور ابراہیم بن مہدی کے مابین گذرا جس زمانہ میں ابراہیم بن مہدی خلیفہ تھا۔ معتصم نے اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر اپنے بیٹے کو اس کے روبرو لا کر کہا کہ امیر المومنین یہ میرا نور نظر ہارون آپ کی دست بوسی کا شرف حاصل کرتا ہے۔ ابراہیم بن مہدی نے اُسے دس ہزار درہم انعام دیئے جانے کا حکم صادر کیا۔ پھر جس وقت معتصم خلیفہ ہوا اس وقت ابراہیم بن مہدی نے اپنے بیٹے ہبۃ اللہ کو لیا اور معتصم کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر اپنے فرزند ہبۃ اللہ کو اس کے روبرو پیش کرتے ہوئے کہا کہ امیر المومنین! آپ کا غلام میرا نور نظر ہبۃ اللہ آپ کی دست بوسی کا شرف حاصل کرنے کو حاضر ہوا ہے۔ اور معتصم نے ہبۃ اللہ کو بھی دس ہزار درہم انعام دلائے۔ صولی کہتا ہے۔ اس کی مثال دو خلیفوں اور اُن کے بیٹوں میں کہیں نہیں ملتی!

ایک خلیفہ ایسا ہوا جس کے تمام امور آٹھ کے عدد پر گذرے یہ خلیفہ معتصم تھا۔ وہ عباسی خلفاء میں آٹھواں خلیفہ ہوا۔ اس کی ولادت ۱۸۰ہجری میں ہوئی۔ اسکی عمر (۴۸) سال کی ہوئی۔ وہ رشید کے بیٹوں میں آٹھواں تھا۔ اس نے ۸ سال ۸ ماہ اور ۸ یوم حکومت کی۔ اس نے اپنی اولاد میں ۸ بیٹے اور ۸ بیٹیاں چھوڑیں اور اپنا ترکہ حسب ذیل چھوڑ کے مرا۔ ۸ ہزار دینار۔ ایک ہزار ۸ درہم۔ ۸۰ ہزار سواری کے جانور۔ اور اس نے ۸ محل بنوائے اور ماہ ربیع الاول کے ختم ہونے میں ۸ دن باقی تھے جب اس کا انتقال ہوا۔ اور اسی وجہ سے اسکا نام "المثمن" مشہور ہو گیا۔

ایک خلیفہ کے ۱۰ بیٹے ۱۰ بھائی اور ۱۰ بھتیجے تھے۔ یہ مروان بن الحکم تھا۔ جس کے ۱۰ فرزند عبد الملک۔ معاویہ۔ عبد العزیز۔ بشر۔ عمر۔ عبید اللہ۔ عبد اللہ۔ ایوب اور داؤد تھے۔ اس کے ۱۰ بھائی یہ ہیں۔ عبد الواحد۔ عبد الملک۔ عبد العزیز۔ سعید۔ ابان ابن الحکم۔ یحییٰ۔ عثمان۔ عمر۔ عبد الرحمن ابن الحکم۔ یہ سب سلیمان اور بھتیجے یہ تو بھتیجے ابن الحکم۔

ایک ایسی رات جس میں ایک خلیفہ پیدا ہوا۔ ایک خلیفہ مسند نشین خلافت بنا اور ایک خلیفہ ملک عدم کو سفر کر گیا۔ یہ یوم شنبہ کی رات اختتام ماہ ربیع الاول ۱۷۰ہجری میں چار دن باقی رہتے کی تھی۔ اس رات میں مامون الرشید پیدا ہوا۔ ہادی نے دنیا سے رحلت کی اور ہارون الرشید تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ اور ایسی رات کا وجود کسی زمانہ میں نہیں ملتا۔

دو خلیفہ جو باپ بیٹے تھے۔ اُن کی قبریں ایک دوسرے سے نہایت دور دراز مقاموں پر واقع ہیں۔ اور یہ دونوں خلیفہ رشید اور مامون تھے۔ رشید کی قبر شہر طوس میں ہے اور مامون کی قبر شہر طرطوس میں۔

ایک خلیفہ ڈاک کے ذریعہ سے سفر کرنے میں خصوصیت رکھتا ہے اور وہ موسیٰ ہادی ہے۔ جس وقت اس کے باپ خلیفہ مہدی نے رحلت کی۔ تو وہ جرجان کا حاکم تھا۔ ہارون الرشید نے اسے مرگ پدر کی اطلاع اور ساتھ ہی عصا۔ چادر اور انگشتری خلافت کی علامتیں ارسال کیں۔ موسیٰ ہادی یہ خبر اور چیزیں پاکر جرجان سے بغداد تک ڈاک کی سواریوں میں آیا اور اتنی بعید مسافت چند دنوں میں طے کی۔ یہاں تک کہ مہدی کی وفات سے (۱۳) دن بعد وہ بغداد میں پہنچ گیا تھا۔ موسیٰ ہادی کے سوا اور کسی خلیفہ کا ڈاک لگا کر سفر کرنا معلوم نہیں ہوا۔

دو خلیفہ جن میں سے ہر ایک کا نام جعفر تھا۔ دونوں اپنی اپنی نوبت سے چہار شنبہ کے دن مارے گئے۔ اور یہ متوکل اور مقتدر تھے۔

ایک خلیفہ نے پے در پے ساٹھ سال تک خلافت کی اور یہ مستنصر باللہ فاطمی مصر کا خلیفہ تھا۔ مگر ثعالبی اپنی کتاب لطائف المعارف میں بیان کرتا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان کی حکومت بھی متواتر چالیس سال تک قائم رہی۔ جس میں سے بیس سال امارت کے تھے اور بیس سال خلافت کے۔

ایک خلیفہ کی مدت خلافت ایک دن سے کچھ ہی زائد ہوئی اور یہ خلیفہ معتز عباسی ہے۔ جس سے خلیفہ مقتدر کی معزولی کے بعد بیعت کی گئی۔ مگر دوسری ہی صبح کو مقتدر کے غلاموں نے اس سے معرکہ آرائی کر دی۔ جن کی مدد عام بغداد کے باشندوں نے بھی کی اور معتز کو بھاگ کر روپوش ہو جانا پڑا۔ لیکن پھر وہ مقتدر باللہ کے ہاتھ آ گیا۔

چار بھائی یکے بعد دیگرے تخت خلافت پر متمکن ہوئے اور وہ یہ ہیں۔ ولید۔ سلیمان۔ یزید اور ہشام عبد الملک بن مروان کے بیٹے۔

بجز دو شخصوں کے اور کسی خلیفہ نے اپنے باپ کی زندگی میں منصب خلافت نہیں حاصل کیا۔ اور حسن اتفاق سے ان دونوں کا نام ابوبکر ہے۔ اول ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور دوسرے الطائع باللہ عباسی۔

خلافت کا منصب ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہاشمی ہونے والوں میں صرف دو صاحبوں کو حاصل ہوا۔ اول حسن ابن علی زہرا جگر بند رسول کے نور چشم اور دوم امام حسین ؑ۔

(الہلال۔ ترجمہ پیسہ اخبار)

اجیت سنگھ کی گرفتاری

اجیت سنگھ جس کی پولیس کو سخت تلاش تھی۔ اور جس کے تعاقب میں مسٹر وار برٹن مشہور سراغرساں معہ معدنا سپاہیوں کے نواح فیروزپور و قصور میں سرگردان ہو رہے تھے۔ آخر ۲ اور ۳ جون کی درمیانی رات کو ساڑھے گیارہ بجے ہال بازار امرتسر کے باہر گرفتار کیا گیا۔ پولیس کو پہلے خبر ہو چکی تھی۔ کہ آج ان کا دوست آدھی رات کو ہال بازار کی راہ سے امرتسر سے بھاگے گا اور اس لئے کپتان پولیس اور بہت سے سارجنٹ اور سپاہی مقررہ مقام کے اردگرد چھپکر بیٹھے ہوئے تھے۔ آخر اجیت سنگھ آیا۔ داڑھی اور مونچھیں مونڈی ہوئی تھیں۔ سر پر بال تو پہلے ہی نہیں تھے۔ اب بھی حسب معمول منڈایا تھا۔ نہایت میلے کچیلے حلوائیوں کے سے چکنے کپڑے بدن پر تھے۔ پولیس نے نام پوچھا تو کہا کہ میرا نام بھاگو حلوائی ہے۔ سنا ہے کہ کپتان پولیس نے جواب دیا۔ کہ اب تم بھاگتے رہے ہو۔ آیندہ نہ بھاگو گے۔ ایک اور بیان یہ ہے کہ اجیت سنگھ سے تھوڑی دور آگے ایک نوجوان امرتسری دوکاندار جا رہا تھا۔ اُسکا پولیس نے نام پوچھا اس نے اپنا نام بتا کر اجیت سنگھ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ پنجی حلوائی ہے۔ مگر جب پنجی حلوائی سے دریافت کیا گیا کہ تم کون ہو۔ تو اس نے جواب دیا کہ تم کو اجیت سنگھ کی تلاش ہے۔ اجیت سنگھ میں ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ پنجی حلوائی کا مطلب اس جواب سے پولیس کو دھوکا دینے کا تھا۔ مگر

جناب پوسٹماسٹر جنرل بہادر کی توجہ طلب

مجھے اپنے ذاتی تجربہ سے معلوم ہے کہ جناب پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر ایک نیکدل اور غور کن طبیعت رکھنے والے ذمہ وار عہدہ دار ہیں اور وہ ہمیشہ اس خیال میں رہتے ہیں کہ ہندو و مسلمان کی ملازمت میں ایک تناسب رکھا جاوے۔ چنانچہ کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ جس جگہ ہندو سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات ہوں تو اس کا ہیڈ کلارک **مسلمان** مقرر کیا جاوے اور جہاں سپرنٹنڈنٹ مسلمان ہو وہاں اس کا ہیڈ کلارک **ہندو** ہو۔ ایسا ہی جہاں ہیڈ کلارک ہندو ہو وہاں سکنڈ کلارک مسلمان ہو اور جہاں مسلمان ہیڈ کلارک ہو وہ سکنڈ کلارک ہندو ہو۔ اس فیصلہ سے محکمہ میں عموماً فائدہ پہونچا ہے مگر جہاں بدقسمتی سے اس تجویز کو نظرانداز کر دیا گیا ہے وہاں صدہا خرابیاں پیدا ہوئی ہیں اور غریب مسلمانوں کی بہت سی حق تلفیاں ہوئی ہیں۔ لیکن جہاں ہیڈ آفسوں اور سپرنٹنڈنٹوں کے دفتر میں **ہندو** افسر ہیں وہاں تکلیفات بہت بڑھی ہوئی ہیں اور خود صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر پر روشن ہو گیا ہے کہ **امرتسر** میں جو چٹھی رسانوں کی ہڑتال ہوئی اس کا باعث یہی تھا کہ وہاں ایک قوم کے افراد محکمہ حد سے زیادہ بڑھا دیئے گئے۔ میرا خیال نہیں بلکہ یقین ہے کہ **صاحب پوسٹماسٹر جنرل** نے اس نقص کو بخوبی محسوس کر لیا ہے۔

مجھے محکمہ ڈاکخانہ کے ساتھ کاروبار متعلقہ کی وجہ سے چونکہ زیادہ تعلق ہے اور میں نے محکمہ ڈاکخانہ میں جس جس راہ سے شکایات پیدا کی جاتی ہیں ان راہوں کا خوب مطالعہ کیا ہے۔ اگر کوئی مسلمان کام کرنے والا ہو تو اس کے خلاف گمنام شکایتیں بھیج کر افسران اعلیٰ کو بدظن کرنے کی کوشش کی جاتی ہے خاص امرتسر ڈویژن میں دو مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ہے اور جس طرح انہیں تبدیل کرایا گیا ہے ضرورت پڑی تو میں اس راز کو کھول کر صاحب پوسٹماسٹر جنرل کے سامنے رکھدوں گا۔ اور مجھے امید ہے کہ سیکسول سانیک دل اور متین آفیسر ضرور غور کرے گا۔ اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہندو پارٹی کی سازش کیا کیا کرتی ہے۔

میں نفس مضمون سے دور جا رہا ہوں اسلئے میں پھر اس امر کو صاحب پوسٹماسٹر جنرل کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی اس تجویز پر مزید غور فرما دیں اور اس کے ساتھ ہی اس امر کا بھی لحاظ رکھیں کہ جس ہیڈ آفس میں پوسٹماسٹر ہندو ہو وہاں ڈپٹی پوسٹماسٹر ضرور **مسلمان** ہونا چاہیئے اور جہاں **مسلمان** پوسٹماسٹر ہو وہاں ڈپٹی پوسٹماسٹر ہندو ہو۔ اور ہیڈ کلارک دونوں صورتوں میں پوزیشن ہونا چاہیئے۔ تاکہ کسی قوم کے افراد کو شکایت کا موقع نہ ملے۔ اور ناجائز تعصبیت نہ پہونچے میرے پاس ایک عنصر کے بڑھ جانے سے پیدا ہونے والی خرابیوں کی ایک طویل فہرست ہے اور میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر جو صاحب پوسٹماسٹر جنرل سے بذریعہ نیاز مجھے حاصل ہوا کہ سکتا ہوں کہ وہ میری اس تحریر پر پوری توجہ کریں گے۔ میں فی الحال ذیل میں ایک فہرست دیتا ہوں جس سے صاحب پوسٹماسٹر جنرل کو معلوم ہو جائے گا کہ کس طرح ایک **فریق** کو اکٹھا کیا جاتا ہے اگر صاحب پوسٹماسٹر جنرل نے جیسا کہ امید ہے اپنی توجہ فرمائی تو میں اس سلسلہ میں ان کو بہت کچھ بتاؤں گا۔ یہ فہرست جو میں ذیل میں درج کرتا ہوں اس سے معلوم ہو گا کہ کس طرح ہیڈ آفسوں میں تمام عہدہ دار **ہندو** بھرتی کئے جاتے ہیں۔

مثلاً۔ ڈاکخانہ دہلی ہے اس کے پوسٹماسٹر لالہ منگول مل صاحب ہیں ڈپٹی پوسٹماسٹر لالہ پربھدیال صاحب مستقل طور پر اور بابو بشن داس قائمقام ہیں۔ اسسٹنٹ صاحب بابو ہیرالال ہیں ہیڈ کلارک یا اکونٹنٹ صاحب بابو بنالال صاحب ہیں یہ ایک **دہلی** کے ڈاکخانہ کا حال ہے کہ اس میں اعلیٰ عہدہ داروں اور افسروں میں سے ایک بھی **مسلمان** نہیں ہے۔ اب اگر کوئی غریب مسلمان کلرک وہاں چلا جاوے تو انصاف سے کہو اسکی کیا حالت ہو گی۔ یا غریب کلارک جو وہاں ہیں کوئی ان کے دل سے پوچھے کہ ان پر کیا گذرتی ہے شکایت کریں تو مارے جاویں خاموش رہیں تو دکھ سہیں ان کے حسب حال یہ شعر ہے۔

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

اس کے علاوہ بعض دوسرے ڈاکخانوں کی فہرست جناب پوسٹماسٹر جنرل کی توجہ کے لئے دیتا ہوں

نام ہیڈ آفس	نام پوسٹماسٹر	نام ڈپٹی پوسٹماسٹر	نام ہیڈ کلارک
امرتسر	متھراداس	گوبندرام	نتھورام
فیروزپور	پربھدیال	ٹیک چند	گوری شنکر
سیالکوٹ	مدن گوپال	متھراداس	عطار محمد
ڈیرہ اسمٰعیلخاں	شنکرناتھ	نہال چند یا گوروبخش داس	تہاریارام
گوجرانوالہ	سوہن سنگھ	مہتاب سنگھ	
ہوشیارپور	اندرل	کشن چند	
حصار	بشن داس	کرپارام	جیون سنگھ

ایسا ہی گورداسپور اور لائلپور میں بھی سب ہندو ہیں۔ غرض کس کس ہیڈ آفس کی فہرست دیجاوے۔ علی العموم یہی حال ہے۔ میں صرف ہیڈ آفسوں ہی کی نہیں سب آفسوں کی بھی فہرستیں دونگا اور بتاؤں گا کہ کس طرح غریب مسلمانوں کے حقوق پائمال کئے جاتے ہیں اس کا تدارک اور تلافی یہی ہو سکتی ہے کہ تعداد برابر کر دیجاوے خصوصاً بڑے ہیڈ آفسوں میں جیسے **امرتسر** ہے یہی دیسی پوسٹماسٹر نہیں ہونا چاہیئے میں نے اس مضمون پر کئی آرٹیکل لکھے تھے اور لکھوں گا۔ **امرتسر** ڈویژن خاص اصلاح کا محتاج ہے۔ **امرتسر** ہیڈ آفس کے عملہ میں خاص تبدیلی کی حاجت ہے۔ امید ہے صاحب پوسٹماسٹر جنرل فوری نوٹس لیں گے۔ آیندہ اور وضاحت سے لکھوں گا۔

(باقی آیندہ)

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی بیدار مغزی

ہمارے ضلع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نے ملازمان سرکار کے چال چلن کے ۲۰ مئی ۱۹۱۳ء گورنمنٹ آف انڈیا کے قواعد نمبر ۱۹ و ۲۰ کو علیحدہ چھاپ کر تقسیم کیا ہے جسکو عام اطلاع کیخاطر ذیل میں بجنسہ چھاپتے ہیں۔ ضلع گورداسپور میں بٹالہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں خصوصیت کے ساتھ بعض شورہ پشت آدمی ایسے منصوبوں اور تجویزوں میں لگے رہتے ہیں جو سرکار سے جاہلوں کو بدظن کریں۔ چنانچہ ضلع گورداسپور کے مقام بٹالہ ہی میں لالہ لاجپت رائے کی ہمدردی میں انجمن ہمدردان ہند نے جلسہ کیا اور تقریر بازی ہوئی۔ اس جلسہ کی اطلاع غالباً صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو ہے۔ اس جلسہ کا بانی مبانی کون ہے اور بٹالہ میں یہ کام کس طریق پر جاری ہے۔ یہ امر بھی مخفی نہیں ہوگا۔ اور اگر ذرا سی توجہ کیجاوے تو پتہ لگ سکتا ہے۔ ضرورت ہوئی تو میں اس راز کو کھول دوں گا۔ بٹالہ ہی کی نالی کے ذریعہ قادیان میں بھی یہ رو آجاتی ہے اور چند شوریدہ سر یہاں ایسے ہیں جو ہمیشہ اس قسم کی باتوں میں دلچسپی لیتے ہیں۔ مہتمم پولیس سٹیشن بٹالہ کی نظر سے ایسے اشخاص مخفی نہیں ہونے چاہیے اسلئے میں اسپر زیادہ کہنے کی حاجت نہیں سمجھتا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے جو ترجمہ شایع کیا ہے وہ یہ ہے

ترجمہ قواعد نمبر ۱۹ و ۲۰ بابت چال چلن

ملازمانِ سرکاری مجریہ گورنمنٹ آف انڈیا

نمبر ۱۹۔ سرکار کی کارروائی پر نکتہ چینی کوئی ملازم سرکار عوام الناس میں اپنی طرف سے تحریری یا تقریری یا کسی اور نہج پر کسی ایسے اصول کی نسبت جسکو گورنمنٹ نے منظور کیا ہو۔ یا کسی ایسی کارروائی کی نسبت جوگورنمنٹ عمل میں لائی ہو۔ یا کسی ایسے امر متعلقہ کارروائی گورنمنٹ کے متعلق جو زیر بحث پیش آئندہ ہو۔ اپنی رائے ظاہر نہ کرے۔

نمبر ۲۰۔ پولیٹیکل اشتعال و جلسہ ہاگ کوئی ملازم سرکار ہندوستان کے حالات کے متعلق کسی پولیٹیکل معاملہ میں شریک نہ ہووے۔ یا اوسکی امداد میں چندہ نہ دیوے۔ اور کوئی ملازم سرکار کسی ایسے پولیٹیکل جلسہ میں شامل نہ ہووے جسمیں اسکی شمولیت غلط طور پر سمجھی جاوے۔ یا اوسکی شمولیت کیوجہ سے اوسکی سرکاری کام میں مفید ہونیمیں نقص پیدا ہو۔ جب کسی سرکاری ملازم کو یہ شک کرنیکی گنجایش ہو۔ کہ اس کارروائی سے جو وہ کرنا چاہتا ہے۔ اس قاعدہ کی خلاف ورزی ہوتی ہے یا نہیں۔ تو اسکو لوکل گورنمنٹ سے یا اپنے افسر سے استصواب کرکے حکم حاصل کرنا چاہیئے۔ فقط

دستخط صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور

آریہ سماج قادیان کی ایک اور ناکامی

قادیان کی آریہ سماج نامرادی اور ناکامی کے لئے وضع ہوئی ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں ناخنوں تک زور لگانا اس کا کام رہا مگر بجز نامرادی اور ناشادی کچھ اور اس کے نصیب نہ ہوا۔ پھر سلسلہ عالیہ کی دیکھا دیکھی کوئی نہ کوئی اڈمبر بھی یہ سماج رچتی رہی۔ قادیان میں تعلیم الاسلام سکول کے اجرا کی خبر پاکر جھٹ ایک دیانند جوبلی سکول کھولدیا۔ مگر آج اسکا نام ونشان بھی نہیں ملتا۔ پھر سلسلہ کے اخبارات کو دیکھکر یہ سوچا کہ قادیان کے نام سے جو اخبار نکالا جاوے گا وہ خوب چلے گا۔ ہی مخالف اور مسلمان۔ عیسائی۔ آریہ سب خریدیں گے۔ مگر اسکی وہی مثال ہوئی

قسمت کے ولیا تکائی تھی کہیں ہو گیا دلیا

اخبار کیا نکلا اس نے سماج کے کارکنوں اور روح رواں ممبروں ہی کا خاتمہ کردیا۔ اس کے ساتھ ہی قادیان کی آریہ سماج نے یہ دیکھکر کہ چونکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہر سال جلسہ ہوتا ہے آپ بھی سالانہ جلسہ کا ڈھنگ ڈالا مگر اب نہ وہ جلسہ ہے نہ کچھ۔ ان ساری نامرادیوں کے ساتھ سماج نے لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ کھولا۔ اور ایک سالانہ جلسہ پر اس مدرسہ کی بعض لڑکیوں کو پنڈت سومراج نے بطور نمونہ پیش بھی کیا اور ان سے بھجن ناظرین کو سنوائے تاکہ وہ اندازہ کرسکیں کہ سکول کیسی ترقی کر رہا ہے مگر اب افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ نہ وہ سکول ہے نہ وہ معلمہ ہے نہ اس کے منیجر پنڈت سومراج اور ان کا چندہ گویا صف ہی لپیٹی گئی۔ پرکاش کے ایڈیٹر نے بڑا شور مچایا کہ شبھ چنتک جاری رہے اور آریہ سماج کو غیرت دلائی۔ آپ بٹالہ پہنچکر بھی تحریکیں کیں اپنے اخبار میں بھی اسکی خدمت کا بوجھ اپنے ذمہ لینے کا عزم ظاہر کیا مگر سماج نے عملی طور پر جو جواب دیا وہ ظاہر ہے۔ قادیان میں آریہ سکول کھولنے کے لئے آریہ گزٹ میں پرجوش آرٹیکل محض ایک جھوٹی اور خود تراشیدہ گپ پر لکھا گیا چندہ کھولا گیا آریہ پبلک نے اس کا جواب جو دیا سب کو معلوم ہے۔ اب آریہ سماج قادیان کا گرل سکول بھی قادیان کی آریہ سماج کی پہلی تحریکوں کے ساتھ جا ملا کیونکہ جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے اور میں نے دریافت کیا ہے اب اس کا کوئی وجود قادیان میں نہیں معلمہ عرصہ سے چلی گئی ہے اور پھر اور کوئی آئی نہیں۔ آریہ گرل سکول حشر قادیان کی آریہ سماج کی ناکامیوں پر ایک اور اضافہ ہے دیکھیں اب یہاں کی سماج اور کس تحریک کو کام میں لاتی ہے بہتر ہے کوئی بیوگ مندر بناکر بیچے آریوں کی نئی مثال قائم کرے شاید وہ چل ہی جاوے اور اسکی یہاں کے بعض آریوں میں ضرورت بھی ہے۔

بد امنی کے تباہ کن نتائج

پولیٹیکل انقلاب اور بدامنی کے حامی روس کی اس حالت زار سے عبرت پکڑیں جس نے وہاں آغاز شورش سے لیکر اب تک اکثر حصص ملک کی رعایا کا دم ناک میں کر رکھا ہے۔ متواتر دو ڈھائی سال سے ایک ایسی عالمگیر بدنظمی و بےچینی پھیلی ہوئی ہے کہ جسے ہر ایک سمجھدار یقیناً لعنت اور سراپا نحوست ہی سمجھے گا۔ ہر چند کہ روس کی شخصی سلطنت میں بحالت امن بھی سختیاں اور عمال حکومت کی چیرہ دستیاں کچھ کم قابل شکایت نہیں لیکن امن اور بدامنی میں پھر بھی زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ جسے کوئی صلح پسند و مآل اندیش آدمی نظر انداز نہیں کر سکتا۔ تازہ تار خبر مورخہ ۷ ارمئی سے ظاہر ہے کہ تشدد پسند لوگ جابجا چوریاں کرتے۔ نقب لگاتے پھرتے ہیں۔ ایک دستہ نے نوٹڈز میں ڈاک گاڑی پر حملہ کیا۔ پارکاشکوں اور پولیسمینوں کو ہلاک کر کے دو ہزار روبل لے کر چلتا ہوا۔ کچھ دیر کے بعد یہ ترول جمعیت پہنچی تو وہ بھی ایک روئی کے کارخانہ میں جا گھسی۔ مزدوروں پر گولیاں برسائیں جس سے پندرہ کس ہلاک اور تیس مجروح ہوئے ایک دستہ نے وارسا کے ریلوے آفس پر حملہ اور جو کر چھ سپاہیوں کو جو پہرہ دے رہے تھے قتل اور زخمی کیا۔ اور دس ہزار روبل لے کر چلتے بنے۔ سپاہیوں نے بھی چند آدمیوں کو ہلاک و مجروح کیا۔ یہ واقعات وسط شہر اور روز روشن کے ہیں۔ اس کے بھی بعد کی خبر (۱۸ارمئی) میں ذکر ہے کہ لوڈز میں ۲۲۔ آدمی مارے گئے اور ۴۴۔ آدمی زخمی ہوئے۔

دور کیوں جاتے ہو؟ اپنے ہی ملک کی حالت دیکھو کہ مشرقی بنگال سے آئے دن کیسی کیسی وحشت خیز خبریں سننے میں آتی ہیں۔ کہیں ہندو مسلمانوں کا فساد ہے کہیں لوٹ مار کی گرم بازاری کہیں جیل خانوں کی بھرتی۔ رعایا اور حکام کی عام پریشانی وغیرہ وغیرہ۔ خود پنجاب کیطرف خیال کرو کہ یہاں ابھی کچھ زیادہ بدامنی نہ پھیلنے پائی تھی۔ ہنوز شورش کا آغاز ہی تھا کہ انقلابی خیالات کے طفیل سینکڑوں عزت داروں کی آبرو خاک میں مل گئی۔ آزادی و تہذیب کے بعض حقوق جو خدا خدا کر کے کہیں مدتوں میں حاصل ہوئے تھے آناً فاناً معرض خطر میں پڑ گئے۔ جلسوں، تقریروں اور اخباروں کے متعلق نئی نئی قانونی قیود بڑھ گئیں اور روز بروز انہیں اضافہ کا ہی اندیشہ ہے جیسا کہ ہم کئی سال سے زور دیکر لکھ رہے تھے۔ ادعا محبان وطن کی غیر معتدل پالیسی نے ملک میں زہریلے خیالات پھیلانے سے آخر غریب انڈیا کے ساتھ یہ بدی کی دوستی والا ایسا ناشدنی سلوک کیا کہ اسکی ترقی و بہبودی کو صدیوں پیچھے جا پھینکا۔ کوئی ہے؟ جو ان عبرت انگیز واقعات کو کان دھر کر سنے اور آنکھیں کھول کر دیکھے۔

مسلمانان اہول پر زیادتی

راہوں ضلع جالندھر میں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے بہت کم ہے تھانہ کے تمام سرکاری عہدیدار بھی ہندو ہی ہیں یعنے تھانہ دار تحصیلدار ہیڈ ماسٹر ہیڈ پوسٹ ماسٹر ڈاکخانہ۔ غرضکہ عملہ کا عملہ ہی اس شعر کا مصداق ہے ؎

خط بڑھا زلفیں بڑھیں کاکل بڑھے گیسو بڑھے
حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے

نتیجہ اس ہر قسم کے غلبہ کا یہ کہ جیسا اور اکثر مقامات و محکمجات میں عنصر غالب مسلمانوں کو پیسے ڈالتا ہے ویسے ہی راہوں میں۔ یہ بتیس دانتوں میں زبان کی مانند جوں توں اپنی تلخ زندگی کے دن بسر کر رہے ہیں جیسے ۲۴ر تاریخ کے ایک ہندو اخبار میں اس مضمون کا تار چھپا تھا کہ راہوں کے مسلمانوں نے فساد کیا اور ہنود کی دوکانیں لوٹ لیں لیکن برخلاف اس کے واقعہ یہ ہے کہ خود ہنود نے مسلمانوں کی ایک برات پر حملہ کیا جسمیں سے ایک لڑکا غائب ہی ہے جو ممکن ہے مارا گیا ہو۔ اور مجروح و مضروب لوگ ایک ہسپتال میں پہنچ چکے ہیں ایک اور لطف یہ کہ ہندو اخبار کو تو مسلمانوں کی زیادتی کا تار فوراً پہنچ گیا۔ اور مسلمانوں کو تار دینے سے ہی روکا گیا ہم اس بات پر مصر نہیں کہ مسلمانوں کا ہی بیان حرف بحرف صحیح ہے مگر اس کا بھی تو کوئی ثبوت نہیں کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔ اور ہندو سراسر سچے ہندوؤں کے غلبے ایک معمولی عقل کا بھی معاملہ فہم آدمی اس نتیجہ پر ضرور پہنچ سکتا ہے کہ زیادتی فریق غالب ہی کی ہوگی۔ کیونکہ جو بیچارے پہلے ہی ہر طرح دبے ہوئے ہیں۔ انہیں زیادتی کا کیا حوصلہ پڑ سکتا ہے؟ بہرحال ہم کو امید ہے کہ سرکاری تحقیقات میں اس معاملہ کی اچھی طرح چھان بین ہو کر جس کا قصور ہے وہ ضرور اپنے کئے کو بھگتیگا ساتھ ہی ہم یہ بھی کہہ دینا چاہتے ہیں کہ سرکاری سروس میں دونوں قوموں کے قائم مقاموں کا عدم تناسب اکثر بدعنوانیوں کا موجب ہوا کرتا ہے اسواسطے گورنمنٹ عالیہ کو ایسے صریح تجربات اور بین مشاہدات کے بعد اب اس اہم معاملہ پر خاطر خواہ توجہ فرمانے میں ذرا تامل نہ ہونا چاہئے جیسے ہم عرصہ سے زور دے دے کر لکھ رہے تھے۔

لاجپت رائے اور آریہ سماج

(ترجمہ از سول اینڈ ملٹری گزٹ مورخہ یکم جون ۱۹۰۷ء)

جناب! بحوالہ خط لالہ دیوان چند (ڈی۔اے۔وی کالج) جو آپکے پرچہ مورخہ ۲۵ر مئی کے اشو میں بعنوان مذکورۃ الصدر شائع ہو چکا ہے مندرجہ ذیل ریمارک کرنیکی اجازت دیجئے لالہ لاجپت رائے نے اپنی تمام زندگی آریہ سماج کے لئے وقف کر دی تھی اور آج جبکہ وہ مصائب میں مبتلا ہے۔ سماج اسکو اپنے سے خارج کرنیکی کوشش کر رہی ہے وہ بغیر کسی شک و شبہ آریہ سماج کی روح رواں تھا ہمیں شک نہیں کہ آریہ سماج ایک مذہبی گروہ ہے لیکن گورنمنٹ کے برخلاف شورش کنندگان کے لیڈروں اور سرغنہ لوگوں کی سب سے بڑی تعداد اسی فرقہ سے تعلق رکھتی ہے اور چونکہ ڈی۔اے۔وی کالج کے طلبار پولیٹیکل تحریکوں میں حصہ لینے میں سب پر سبقت لے چکے ہیں۔ اسلئے انکار نہیں ہو سکتا کہ آریہ سماج نے پولیٹیکل تحریک اور ایجی ٹیشن میں سب سے زیادہ حصہ لیا ہے۔ بندے ماترم کی جھوٹی جنگی آواز کے ساتھ ساتھ پنڈت دیانند کی جے کے نعرے بھی ترمیم کے گزشتہ زمانہ میں شہر لاہور کے مختلف پروسیشنوں اور صفوف میں بلند ہوتے رہتے ہیں۔

اس خط میں مرزا صاحب کا بھی ذکر کیا گیا اگر آریہ سماج آپ کی طرز روش اور نصیحت پر چلتی تو انہیں یہ ضرورت محسوس نہ ہوتی کہ وہ آج اپنے لیڈر کو اپنی سماج سے جدا کرتے مرزا صاحب کا مشن خالص مذہبی ہے وہ ابتدا سے (جسکو تیس برس گذرتی ہیں) ہمیشہ اپنے مریدوں کو جیسا کہ گورنمنٹ پر خوب واضح اور روشن ہے یہ نصیحت کرتے رہتے ہیں کہ وہ اپنے تئیں گورنمنٹ کے برخلاف پولیٹیکل ایجی ٹیشن میں حصہ لینے سے بچاتے رہیں اور ہرگز انہیں مت شامل ہوں یہاں تک اسکا عملی ثبوت موجود ہے کہ انہوں نے علیگڈھ کے طلبار کی خفیف اور معمولی سٹرائیک پر اپنے بیٹے کو جو وہاں پڑھتا ہے اپنی بیعت سے خارج کر دیا صرف اسلئے کہ اس نے سٹرائیک کرنیوالے طلبا کی شمولیت اختیار کر لی تھی آپکے فتوٰی جہاد نے جو عرصہ ہوئے شائع کیا ہے سرحدی صوبہ میں ایک بڑا مفید کام کیا ہے جیسا اس صوبہ کے کمشنر کے

مشنری خطرہ

(وہ تقریر جو مفتی محمد صادق صاحب نے جلسہ امپائر ڈے پر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے بورڈنگ میں کی)

امپائر ڈے۔ ایمپائر ڈے کیا ہے۔ سلطنت کا وہ دن جو اس غرض کے لئے مقرر کیا گیا ہے کہ بالخصوص اسکول کے بچوں کے ذہن نشین کرایا جاوے کہ ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کے کسقدر برکات ہیں اس دن کے تقرر کا اصل محرک طلبا کا وہ رویہ ہے جو آجکل عموماً اکثر مدارس میں اور بالخصوص آریوں کے مدرسوں اور کالجوں میں دیکھنے میں آتا ہے اور ایسی جگہوں پر نہایت ضروری ہے کہ ایسے جلسے سال میں نہ صرف ایک بلکہ کئی ایک ہوا کریں اور ہم اپنے نائب ناظم صاحب تعلیم دینی و دنیوی کا سررشتہ تعلیم کے حکم کے مطابق اس خاص جلسہ کے ایسے عمدہ انتظام کے ساتھ منعقد کرنے کے لئے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کی شکرگذاری اور فرمانبرداری کا ایسا سبق اس زور کے ساتھ ہمارا امام ہمیشہ ہم کو دیتا ہے اور دنیا بھر کی تمام سلطنتوں پر نگاہ ڈالکر ہم جماعت احمدیہ کے واسطے گورنمنٹ برطانیہ کا وجود ایسا مفید اور ضروری اور نافع دیکھتے ہیں اور یہ باتیں ہمارے بچوں اور جوانوں اور بوڑھوں کے دلوں میں ایسی مضبوطی کے ساتھ جگہ پکڑے ہوئے ہیں کہ ہمارے واسطے تو سال کا ہر ایک دن ایمپائر ڈے ہوتا ہے۔

پھر آج اس جلسہ میں ایمپائر ڈے کے اغراض و مقاصد پر نظم و نثر میں بہت کچھ کہا جا چکا ہے اور ہنوز کئی ایک تقریریں اس مطلب پر باقی ہیں۔ اسواسطے میں اس کے متعلق بحیثیت مجموعی کچھ گفتگو کرنے کی بجائے صرف ایک خاص پہلو کو لیتا ہوں جو میرے نزدیک بہت ضروری ہے لیکن گورنمنٹ اور رعایا نے اسکی طرف خاص توجہ نہیں کی۔ اسمیں شک نہیں کہ اسوقت زمانہ بول اٹھا ہے۔ کہ کوئی اوتار۔ کرشن۔ بدھ۔ مہدی۔ مسیح اس زمانہ میں آنا چاہیئے اور پولیٹکل رنگ میں ایسے عقائد ہمیشہ ہر قوم کو ان کے لئے ایک قومی ایمپائر ڈے کی امیدیں دلاتے ہیں جو ان کے نزدیک اس ایمپائر ڈے کا جانی دشمن ہونیوالا ہے جسکی خوشی میں آج ہم سب جمع ہوئے۔ آریہ اور بنگالی جو کچھ کر رہے ہیں وہ ظاہر ہے۔ برہمی اور جینی بدھا کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ ہندو کرشن کی آمد کے منتظر ہیں۔ تمام مسلمان [illegible] فرقہ احمدیہ کے ایک جہادی مہدی کو جلد دیکھنا چاہتے ہیں اور ایسے عقائد ایمپائر ڈے کے دشمن ہیں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ان سب سے بڑھکر گورنمنٹ کا ایک اور خفیہ دشمن بھی ہے۔ جو ایک خونی مسیح کے آنیکا عقیدہ اس ملک میں پھیلا رہا ہے اور جس کو مشنریوں کا گروہ کہتے ہیں مشنری لوگ ہند کے چاروں کونوں میں یہ تعلیم پھیلا رہے ہیں کہ عنقریب یسوع مسیح جلال کے تخت پر بیٹھا ہوا ایک بڑی فوج لیکر زمین پر اتریگا اور ان سب کو جو عیسائی نہیں ہیں قتل کر ڈالے گا۔ اب غور کرنا چاہیئے کہ یہ عقیدہ گورنمنٹ کے واسطے کیسا خوفناک ہے۔ سب سے اول قابل غور تو یہ بات ہے کہ خود گورنمنٹ کوئی مذہب نہیں رکھتی اور اس گورنمنٹ کی جو سب سے بڑی برکت ہے کہ اس کے ماتحت تمام مذاہب کو آزادی حاصل ہے وہی برکت مشنریوں کے عقائد کے مطابق ایک لعنت ہے جو گورنمنٹ کو پابہ زنجیر یسوع کے جلالی تخت کے سامنے سزا پانے کے واسطے کھڑا کرے گی۔ پھر گورنمنٹ کے تمام مدبر اور بڑے بڑے کارکن اور کالجوں کے پروفیسر اور پرنسپل اور ہیڈ ماسٹر اس امر کے ملزم ہیں کہ انہوں نے انجیل کی تعلیم کو مدارس سے خارج کر دیا ہے اور ان میں سے اکثر یسوع کے مذہب پر نہیں بلکہ وہ اس سے بہت بیزار ہیں پس جلالی تخت کے سامنے ان لوگوں کا کیا حال ہونیوالا ہے اور اگر کوئی نادان پادری یہ کہے کہ یسوع عیسائی مذہب کو پسند کرے گا اور گورنمنٹ کے سب ارکان عیسائی ہیں سوائے اس کے کہ لیجسلیٹو کونسل کے چند ممبر یا بعض عہدہ دار جو دیسی ہیں اور جو لازماً پھانسی پر چڑھائے جاوینگے خواہ گورنمنٹ کے کیسے ہی نمک حلال اور خیرخواہ ہوں اسواسطے یسوع ان کو نہیں پکڑے گا بلکہ صرف دیسیوں کو (خواہ رعایا ہو۔ خواہ سکھوں کی فوج۔ خواہ گورکھوں کی پلٹنیں اور خواہ افغانوں کا ترپ) تو اول تو یہ بات ہی غلط ہے کیونکہ اسوقت عیسوی مذہب اسقدر مختلف فرقوں پر منقسم ہو رہا ہے کہ شائد دنیا میں کبھی کسی مذہب میں باہم اس قدر اختلاف ہوا ہو۔ بڑے موٹے فرقے تو رومنوں یونانیوں اور پراٹسٹوں کے ہیں۔ پھر پراٹسٹنٹوں کے سینکڑوں فرقے ہیں جنمیں سے ایک فرقہ چرچ آف انگلینڈ کا ہے اور پھر اس کے آگے اسکی فرقے ہیں اور سب ایک دوسرے کو عیسائیت سے خارج اور یسوع کا دشمن جانتے ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ یسوع بالفرض جب آوے گا تو اس بہتر فرقے میں سے صرف ایک کو اپنا مانیگا اور باقی سب کو تہ تیغ کریگا اور کوئی شخص یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ لارڈ منٹو اور لارڈ کچنر بلکہ خود حضور قیصر ہند اسی برگزیدہ فرقہ میں ہوں گے یا ان کو بھی یہ سنایا جاوے گا کہ اے تم جو مجھے خداوند کہتے ہو تمہیں میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اور ممکن ہے بلکہ اغلب ہے کہ وہ ان موجودہ فرقوں میں سے کسی ایک کو بھی پسند نہ کرے اور گذشتہ زمانہ میں جو عیسائی فرقے ہو چکے ہیں ان میں سے کسی ایک کو پسند کرے اور موجودہ زمانہ کے تمام عیسائیوں کو قتل کرے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ ہماری گورنمنٹ بمعہ اس کی رعایا کے قتل کیجاوے اور ہندپر حکومت کرنے کے واسطے فقط جلال کے تخت کا مالک اپنے ایک کم بارہ حواریوں کے ساتھ رہجاوے خدا کا ہزار شکر ہے کہ ہماری گورنمنٹ ایسی بیوقوف نہیں جو مشنریوں کے ایسے بیہودہ عقائد سے خوفزدہ ہو جائے۔ کیونکہ نہ کوئی ایسا یسوع آسمان پر ہے اور نہ کسی نے آنا ہے لیکن تاہم جیسا کہ مسلمانوں کا عقیدہ خونی مہدی کا جاہل لوگوں کے واسطے ممکن ہے کہ کسی وقت خوفناک صورت اختیار کرے اور اندر ہی اندر ہمیشہ ان کے دلوں کو زہرآلود کر رہا ہے ایسا ہی مشنریوں کا عقیدہ کہ ایک خونی مسیح آئے گا ملک کے اندر ایک زہریلا بیج بو رہا ہے جس سے خطرہ ہے کہ کانٹے دار جھاڑ نکلکر ملک کو دکھ دینے کا موجب ہوں اس واسطے ابھی سے انکی بیخ کنی کیطرف گورنمنٹ اور اسکی رعایا کو بالاتفاق متوجہ ہو جانا چاہیئے۔

عیسائی پادریوں کا وجود ہر جگہ اور ہر زمانہ میں ملک کے واسطے سخت فساد پھیلانیوالا ہوا ہے۔ تاریخ انگلستان کا سیاہ حصہ وہی ہے جس زمانہ میں پادریوں کو یہ اختیارات تھے کہ وہ اپنے مذہبی ڈھکوسلوں کیخاطر بڑے بڑے آدمیوں کے خون گراتے تھے اور ملک کے لائق اور کارکن آدمیوں کو تہ تیغ کرتے تھے جن دنوں پوپ کا راج یورپ میں تھا اور سلطنت پادریوں کے رعب میں تھی ان دنوں لاکھوں انسان یورپ کے مختلف حصوں میں صرف عیسائیت کو قبول نہ کر لینے کے سبب تہ تیغ کئے جاتے تھے آج فرانس کی حکومت کو پادریوں کے ہاتھوں سے جو مصائب پہنچ رہے ہیں وہ اخباروں کے پڑھنے والے بخوبی جانتے ہیں وہ تو خدا ہی کو بھلا بیٹھا

(بقیہ)

منظور ہے کہ یہ دجل اب بڑھنے نہ پاوے ورنہ حکومت فرانس کے برخلاف جسقدر جوش پوپ اور اس کے تابعوں نے برپا کیا ہے اس سے خوف تھا کہ حکومت فرانس ایکدفعہ پاؤں سے اکھڑ جائے۔ چین میں جسقدر گذشتہ دنوں ہوتے ہیں اور آئے دن حکومت چین پر مصائب گرتے ہیں وہ سب پادریوں کے طفیل ہے کیا ان سب باتوں کو مدنظر رکھکر ہم مشنریوں [illegible] میں ادب کے ساتھ یہ درخواست پیش کرنیکا حق نہیں رکھتے کہ اے مشنری صاحبان ملک ہند میں تعلیم اور روشنی کے واسطے گورنمنٹ مہربان نے ہمارے واسطے بہت سے مدارس اور کالج بنا دیئے ہیں۔ ہمیں تمہاری اس منافقانہ استادی کی ضرورت نہیں کہ بظاہر ملک میں تعلیم پھیلانے کا بہانہ کیا جاتا ہے اور اندر ہی اندر ہماری گورنمنٹ کے برخلاف یہ عقیدہ پھیلایا جاتا ہے کہ ایک خونی مسیح آئے گا جو اول گورنمنٹ کی وفادار رعایا کو تہ تیغ کریگا کیونکہ وہ عیسائی نہیں ہے اور جب رعایا قتل ہو چکی تو پھر گورنمنٹ پر بھی ہاتھ صاف کرے گا کیونکہ وہ عیسائی گورنمنٹ نہیں ہے۔ اے لمبی ڈاڑھی والے اور منڈی ہوئی ڈاڑھی والے پادری صاحبان آپ سب کی خدمت میں ہماری یہ التماس ہے کہ ہمارے ملک میں آگے ہی فاسد عقائد بہت ہیں۔ اب ضرورت نہیں کہ آپ ایک اور خوفناک فاسد عقیدہ پھیلاؤ۔ براہ کرم خدا ہم پر رحم کرو اور اپنا بوریا اٹھا کر اپنے وطن کو واپس جاؤ اور کسی مناسب کام میں مشغولیت اختیار کرو۔ اور ہمیں عذر نہ ہوگا کہ آپ صاحبان [illegible] کی متاع [illegible] انکی کتابوں کے اپنے ہمراہ جہاز پر سوار کر کے لے جاؤ۔

پس میرے پیارے بچو! گورنمنٹ کی خیرخواہی اور وفاداری کا جو سبق تم کو رات دن اس مدرسہ میں سکھایا جاتا ہے اس کو عملی رنگ میں لانے کے واسطے جو ذرائع تم اختیار کرو گے ان میں [illegible] اس بات کو بھی [illegible] مدنظر رکھنا کہ مشنریوں کا [illegible] ایک سخت خطرہ ہے جسطرح ہو سکے [illegible] خود یورپ امریکہ میں ان کے گھر [illegible] کی کوشش کرو۔ اور اپنی کوشش میں ہمت اور استقلال کے ساتھ مصروف رہو۔ اس میں نہ صرف ہمارا اور ہماری گورنمنٹ کا فائدہ ہے بلکہ ان لوگوں کا بھی فائدہ ہے جو یہی مشنری بنے پھرتے ہیں کہ اپنے خیالات کو اپنے دلوں سے نکال دیں اور اب صبر کے ساتھ بیٹھ جاویں جس یسوع کو وہ آسمان پر ہم کو دکھانا چاہتے ہیں وہ خود ہمارے ملک ہندوستان کے اندر مدفون ہے تعجب ہے کہ یسوع کی قبر ہمارے پاس موجود ہے اور یہ ہزاروں کوس کا سفر بحری اور بری کر کے ہمارے پاس جو خبر لاتے ہیں وہ یہ ہے کہ یسوع آسمان پر ہے اور اتنی محنت بیفائدہ اٹھا کر اس [illegible] مثل کے مصداق بنتے ہیں کہ کھودا پہاڑ نکلا چوہا اور ایسی بیہودہ خبروں کی اشاعت کر کے یورپ امریکہ کی مشہور دانائی پر داغ لگاتے ہیں۔ میں بارہا خیال کرتا ہوں کہ یورپین لوگ باوجود [illegible] دانش و عقل [illegible] اس پادریانہ عقل کے گروہ کو کیوں ساتھ لاتے ہیں جو ہمارے گلی کوچوں میں کہتے پھرتے ہیں کہ

[illegible] یسوع جلال کا [illegible]
بیٹھ کر تم سب کو تخت سے سزا دے گا

شاید یہ لوگ بطور نظر بٹو کے لائے جاتے ہوں کہ بڑے بڑے ڈاکٹروں اور فلاسفروں اور مدبروں اور سائنسدانوں کو نظر نہ لگ جائے۔ مگر ہم یورپین صاحبان کو یقین دلاتے ہیں کہ ہندی آنکھیں گورنمنٹ کیواسطے نظر بد کا کوئی حصہ نہیں رکھتیں۔ اتنے گورے چٹے [illegible] ہم بدنما نظر بٹو کو دیکھنا نہیں چاہتے جو سیاہوں کی آمیزش سے دن بدن بڑھتا جاتا ہے اسواسطے مناسب ہوگا کہ ہمارے مہربان دوست اسکو ہمیشہ کیلئے [illegible] کر کے سمندر [illegible] پھینک دیں۔

آریہ سماج کا ڈیپوٹیشن

اور

لاٹ صاحب پنجاب

ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب شملہ سے بقصد ولایت بمبئی تشریف لیجا رہے تھے کہ ۲۴ مئی کو بمقام کالکا آریہ سماج کے ایک ڈیپوٹیشن نے جس میں رائے بہادر سوہن لال۔ مسٹر روشن لال لالہ ہنسراج اور بھگت ایشور داس شامل تھے حضور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ سب سے پہلے مسٹر روشن لال بیرسٹر نے ہز آنر سے اجازت چاہی کہ چند کتابیں اور رسالے متعلقہ آریہ سماج خدمت میں پیش کریں۔ لیکن سر ڈینزل ایبٹسن بہادر بالقابہ نے فرمایا کہ میں کتابیں منظور کر لینے سے پہلے گفتگو کر لینا زیادہ ضروری و قابل ترجیح سمجھتا ہوں۔ اس پر لالہ ہنسراج پرنسپل دیانند کالج نے مختصراً یقین دلانا چاہا کہ ہماری سماج کو گذشتہ شورشوں سے کچھ تعلق نہیں اس کا مقصد تو صرف اپنی قوم کی مذہبی اور تعلیمی ترقی ہے۔ اور گو شورش کے دنوں میں ہم نے اپنا کالج بند کر دیا تھا۔ اور ہم کو پختہ یقین ہے کہ ہمارے کالج کے طلبا اس شورش میں بالکل شریک نہ تھے۔ حضور ممدوح نے فرمایا "اس بات سے تو ہم خوش ہیں کہ تم لوگ گذشتہ شورش سے اپنی بے تعلقی کا یقین دلاتے ہو لیکن **ہمیں پنجاب بھر کے تمام ڈپٹی کمشنروں سے یہ اطلاع ملی ہے کہ جہاں جہاں آریہ سماجیں ہیں وہی مقامات باغیانہ سازشوں اور سرگوشیوں کے** مرکز ہیں۔ لالہ ہنسراج بولے کہ بدقسمتی سے آریہ سماج میں اور دیگر مذاہب میں اختلاف ہے آریہ سماج آزادانہ نکتہ چینی کرتی ہے۔ اسوجہ سے سب انکو برا کہتے اور طرح طرح کے جھوٹے سچے الزام اس کے سر دھرتے ہیں" پھر مسٹر روشن لال ہز آنر سے مخاطب ہوئے اور یقین دلایا کہ میں اجیت سنگھ سے کبھی نہیں ملا۔ اور اسکی تقریروں کے متعلق مجھے کبھی خیال تک نہیں آیا کہ واقعی وہ ایسی (شر انگیز) ہوتی ہیں جیسی کہ بعد میں سنی گئیں۔" بعد ازاں رائے بہادر سوہن لال جناب ممدوح سے ہمکلام ہوئے۔ انہوں نے بھی شورشوں سے بیزاری و عدم تعلق ظاہر کیا۔ اور ساتھ ہی کانگڑہ ریلیف ورکس کے متعلق اپنی خدمات کی جانب بھی ہز آنر کو توجہ دلائی۔ پھر لاٹ صاحب بہادر لالہ ایشور داس سے مخاطب ہوئے۔ اور فرمایا تم کو ہم نے اس سے پہلے بھی کبھی دیکھا ہے۔ یہ کہ حضور نے [illegible] اس کو دیکھا ہوگا جو میرے بھائی ہیں اور صورت میں مجھ سے بہت مشابہ ہیں۔ پھر لالہ صاحب نے بھی اپنے [illegible] کی تائید میں کہا کہ لاہور کی شورشوں سے آریہ سماج کو کچھ ہمدردی نہیں ہے۔ آخر میں ہز آنر نے فرمایا کہ ہم آپ لوگوں سے یہ سنکر خوش ہوئے کہ آریہ سماج کو گذشتہ شورشوں سے کچھ تعلق نہ تھا لیکن ہم کو اس بات کا بڑا افسوس ہے کہ یہ بے تعلقی ذرا پہلے کیوں نہ ظاہر کیگئی اور ایسی غلط افواہوں کی تردید کیواسطے کوشش نہیں کی گئی کہ پلیگ گورنمنٹ پھیلاتی ہے۔ کنوؤں میں زہر یا دوائیں ڈلوا کر وغیرہ وغیرہ اور کہ یہ آریہ سماج کا فرض ہے کہ جو کچھ شور و شر پچھلے دنوں ہو چکا ہے اس سے بے تعلقی و عدم ہمدردی کا اظہار علانیہ کرے۔" پھر فرمایا کہ سودیشی تحریک کے تو ہم ہمیشہ سے حامی ہیں۔ اور نیک نیتی و ایمانداری سے نکتہ چینی کرنے پر بھی ہم کو کچھ اعتراض نہیں۔ نہ ہم کو یہ توقع ہے کہ تعلیمی ترقی کے ساتھ ہندوستانی لوگ ایجی ٹیشن سے باز آجائیں گے۔ مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایجی ٹیشن ہو تو

ٹریزری اسسٹنٹ صاحبان کب تک خاموش رہیں گے؟

میں ایک سے زیادہ مرتبہ اس تحریک کو الحکم میں شائع کر چکا ہوں کہ چونکہ یتیم صدقات کے فنڈ بہت ہی کمزور حالت میں ہیں اس لئے اُن طلباء کی اعانت اور امداد کے لئے جو ٹریزری کالج میں تعلیم پاتے ہیں اور اپنے اخراجات ادا کرنے سے محض ناقابل ہیں احمدی ٹریزری اسسٹنٹ صاحبان ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ خدا اپنے بڑے بڑے فضل نازل کرے سید قاضی غلام حسین اور ڈاکٹر اشفاق علی پر کہ انہوں نے اس تحریک میں نہ صرف حصہ لینے کا وعدہ فرمایا بلکہ خود بڑے زور سے اس تحریک کو شروع کیا اور اپنے ہم عصر احمدی ٹریزری اسسٹنٹوں کو بطور خود اس کار خیر میں شریک ہونے کے لئے آمادہ کیا ان کی تحریک ابھی تک بدستور جاری ہے اگرچہ اس وقت تک صرف پانچ بھائیوں نے اس فنڈ میں ایک ایک روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ کیا ہے اور ڈاکٹر علی احمد خان اور خود قاضی صاحب اور ڈاکٹر اشفاق علی صاحب نے اپنا اپنا ماہواری چندہ بھیج بھی دیا ہے۔ مگر یہ رقم ابھی ناکافی اور ضرورت بدستور باقی ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ تحریک جو محض خدا کے لئے ہے ضرور کامیاب ہو جائے گی۔ اور خدا تعالیٰ ایسے سامان مہیا کر دیگا جو ان مشکلات سے نجات ملے لیکن مبارک ہونگے وہ وجود جو اس میں سرگرمی سے حصہ لیں گے۔ یہی ۱۹۰۷ء کے وظائف سب کیسی صدقات ادا نہیں کر سکی اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ طالب علم جو محض یہاں کے وظائف پر گزارہ کر رہے ہیں کس قدر مشکلات میں ہونگے اس لئے میں ایک بار پھر جمیع ٹریزری اسسٹنٹ صاحبان کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس فنڈ میں مستقل امداد یک مشت رقوم بھیجیں۔ علاوہ اس کے کہ فیس کے لئے جو ایک سو روپیہ اس سال دیا گیا ہے چونکہ وہ مدرسہ کو ادا بطور قرض ہے اس لئے اس رقم کو پورا کرنے کے لئے یک مشت چندوں سے اس رقم کو جلد پورا کر دیا جاوے۔

اگر وہ ٹریزری اسسٹنٹ صاحبان ایک ایک مہینے کی تنخواہ اس فنڈ میں ایک سال کی اقساط میں دیدیں تو یہ فنڈ قوی ہو سکتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ مکرر یاد دہانی کی حاجت نہ ہوگی بلکہ بہت جلد روپیہ بھیج دیا جاویگا۔ ہاں اگر وہ ایسے ہی عدیم الفرصت ہیں کہ انہیں منی آرڈر کرانے کی فرصت نہیں ہوتی تو پھر میں بذریعہ وی پی اُن سے روپیہ وصول کر لونگا بشرطیکہ ایک ہفتہ تک کسی کا جواب نہ آیا۔ کیونکہ پھر اس کے یہ معنے ہونگے کہ وہ مجھے اجازت دیتے ہیں۔ مئی کے وظائف ادا کرنے ہیں اور جون کی ۳۰ تک شاید یہ اخبار سب کے پاس پہنچے اس لئے مئی اور جون دو ماہوں کے وظائف ادا کرنے ہوں گے۔

بار بار میں اس قضیہ کو دہرانا نامناسب سمجھتا ہوں جو کام آپ لوگوں نے کرنا ہے وہ آخر آپ ہی کے ذریعہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور نیکی اور بھلائی کے فرشتے آپ کے قلوب میں تحریک پیدا کریں آمین۔

کیا الحکم پولیٹیکل پرچہ بنا دیا گیا ہے؟

الحکم کے کئی ہزار ناظرین میں سے ایک مخلص دوست جنہیں الحکم کے ساتھ محبت ہے لکھتے ہیں کہ الحکم کو ان ایام میں بالکل پولیٹیکل پرچہ بنا دیا گیا ہے اور یہ انہیں ناپسند ہے ہر چند ایک ہی خط ہے جو مجھے ان پولیٹیکل بے چینی کے ایام میں پہنچا ہے تاہم میں اس کی قدر کرتا ہوں اس لحاظ سے کہ میرے مکرم بھائی کے جذبات قلبی اور روحانی ترقی کا اس سے پتہ لگتا ہے۔ میں یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ الحکم کے مقاصد اور اغراض کیا ہیں اس کے لئے میں الحکم کے سب سے پہلے نمبر میں سے چند سطور یہاں درج کر دیتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ روز ازل سے الحکم نے جن اغراض کو مدنظر رکھا ہے وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اُن سے الگ نہیں ہوا اس لئے وقتی ضرورتوں کو ملحوظ خاطر رکھا ہے اور اپنی قوم اور ملک کے لئے جو مفید سمجھتا اس پر بحث کرنا اپنا فرض اولیٰ یقین کرتا ہے۔

اُس پہلے پرچہ میں میں نے لکھا تھا۔

"چونکہ تمام اصلاحوں اور حقیقی تہذیب کا سرچشمہ اور منبع الٰہی قانون اور خدائی تعلیم ہے اس لئے الحکم نے اپنا مشن پورا کرنے اور دُنیا میں راستی اور سلامتی کی روح پھونکنے کے لئے اسی طریق کی اشاعت کا بھاری بوجھ اپنے سر لیا ہے عقل سلیم اور تجربہ صحیحہ نے جس طریق کو فطرت انسانی کے بالکل مطابق قرار دیا ہے وہ طریق اسلام ہے اس لئے الحکم اسلام ہی کا سچا خادم ہوگا اور اسلام کی زندہ برکات اور اس کے معارف و اسرار کا ذریعہ اس زمان قحط الرجال میں خود اس مقدس ذات نے اپنی عادت قدیم اور وعدہ صادق کے موافق حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ادام اللہ فیوضہم کو ٹھہرایا ہے لہذا ان کے مشن کی تبلیغ اور اشاعت الحکم کا مقدم کام ہوگا ......

اس کا فرض ہوگا کہ وہ صلح اور سلامتی کی روح پھونکے اور تعصب ہٹ دھرمی۔ زود رنجی۔ غداری کے ناپاک بیج کو ضائع کرے۔ عام معاملات میں آزادی کو ترقی کرتا ہوا دیانت داری انصاف پسندی کو ہاتھ سے نہ دیگا۔"

یہ ہیں وہ مقاصد جن کو لیکر الحکم جاری ہوا تھا۔ پس جبکہ ملک میں عام بے چینی اور اضطراب پھیلانے اور جہلا کو بھڑکانے کے لئے شورہ پشت لوگوں نے ایک خطرناک راہ اختیار کی ہو ایسی حالت اور صورت میں الحکم کا یہی فرض ہے کہ وہ مسلمانوں اور دوسرے لوگوں کو اس راہ کی ہدایت کرے جو امن اور سلامتی کی راہ ہے اور چونکہ اس ہدایت کی اشاعت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اغراض و مقاصد میں لازمی ہے۔ اس لئے الحکم نے پولیٹیکل رنگ اختیار کرنے میں ضرورت وقت کو سمجھنے میں غلطی نہیں کھائی۔ الحکم قوم کا خادم ہے اور معاً مشیر بھی اس لئے وہ جو قومی ضرورت سمجھتا ہے اُسے بیان کر دیتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ اگر الحکم ان مضامین کی طرف توجہ بھی نہ کرتا تو بھی احمدی قوم خدا تعالیٰ کے فضل اور اپنے سید و مولا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور ہدایت کے موافق پہلے ہی سے ہر قسم کی شورشوں سے الگ اور بیزار ہے تاہم یہ سلسلہ کے اخبارات کا فرض ہے کہ وہ بار بار قوم کو اس کے فرائض سے آگاہ کرتے رہیں جہاں وہ حضرت اقدس علیہ السلام کی حکمت اور نصائح کو درج کر کے بار بار قوم کو روحانی ترقی کے اسباب اور ذرائع سے مطلع کرتے رہتے ہیں وہاں گورنمنٹ انگلشیہ کی اطاعت اور وفاداری میں مضبوط اور ہر قسم کی مفسدانہ تحریکوں سے بیزاری کی ہدایت بھی اسی روحانی ترقی میں داخل ہے۔ اس لئے میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس تبدیلی میں الحکم اپنے مقاصد کے دائرہ سے الگ نہیں ہوا بلکہ اس نے اس دائرہ کے اندر ہی قدم رکھا ہے۔ اور اس طریق سے یقیناً اس نے ملک اور قوم کی ایک خاص خدمت کی ہے جو اُس کا فرض تھا۔

میرا خیال نہیں یقین ہے کہ میرا عزیز بھائی میرے اس بیان سے فائدہ اُٹھائیگا اور وہ تھوڑے دنوں کے بعد دیکھ لیگا کہ انشاء اللہ الحکم کی ترتیب کا وہی سلوک ہوگا جو تھا اس وقت بھی آفتاب وہی ہے مگر مطلع اور ہے اور شمع وہی ہے مگر فانوس دوسرا ہے جس سے تبدیلی ترتیب کا گمان گذر سکتا ہے۔ انما الاعمال بالنیات

باقاعدہ احمدی جماعتیں قائم کرنے کی تحریک

یہ تحریک جو الحکم میں عرصہ سے ہوتی چلی آئی ہے اور جسکو اب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ ضابطہ کے اندر لے آئے ہیں انھوں نے اخبارات اور خطوط کے ذریعہ مختلف جماعتوں کے قیام اور استحکام کی طرف توجہ کی ہے اور میرے لئے یہ خوشی اور اطمینان کا موجب ہے کہ سکرٹری صاحب کی توجہ موجب اثر پیدا کر رہی ہے۔

سیالکوٹ کی انجمن احمدیہ کے متعلق دوسری جگہ ایک مضمون درج کیا گیا ہے امید ہے وہ دوسری جماعتوں کے لئے مفید تحریک ہوگی۔ ضلع جالندھر سے میرے عزیز اور محترم بھائی میاں رحمت اللہ صاحب (جو ایک پرجوش اور مخلص احمدی ہے) نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ ضلع جالندھر کی کل جماعت کی مختلف مقامات پر باقاعدہ انجمنیں بنانے کی فکر میں ہیں اور چونکہ ضلع جالندھر کی صدر انجمن کا مقام ہوگا میں اس تجویز کو بہت پسند کرتا ہوں اور اُن کی یہ تجویز نہایت ہی مستحسن اور مفید ہے۔ ضلع جالندھر کی جماعتوں میں سے کریام۔ راہوں۔ بیر سیال۔ کریم پورہ۔ لنگر ...... وغیرہ کی جماعتیں اچھی اور بڑی جماعتیں ہیں اس کام میں میاں رحمت اللہ کو مدد دیں اور باقاعدہ رجسٹر طیار کئے جاویں۔ ہر جگہ کی انجمن اپنا تعلق ...... کی جماعت سے رکھے اور سب چندہ وہاں سے جمع ہو کر قادیان آیا کرے۔ اس طرح پر قادیان میں جماعت بندی کا کام کم ہو جائیگا اور مطلب زیادہ وضاحت سے حاصل ہو جائیگا۔ بہرحال میاں رحمت اللہ صاحب کو ضروری مدد دی جاوے اور ہر جگہ انجمنیں قائم کی جاویں۔

اسی ضمن میں یہ ذکر نضول نہیں ہوگا کہ چونکہ اجیت سنگھ مشہور ...... تقریریں کرنے والا باشندہ ضلع جالندھر اور بنگہ ہی کے نواح کا رہنے والا تھا اس لئے میاں رحمت اللہ نے ضرورت وقت کو محسوس کر کے خاص بنگہ میں دو زبردست لیکچر دیئے جن میں گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد کے برکات کھول کر بیان کئے اور غلط افواہوں کی تردید کر کے موجودہ بے چینی سے الگ رہنے کی لوگوں کو ہدایت کی۔ سب انسپکٹر صاحب بنگہ جو ایک مستعد اور قابل آدمی ہیں۔ خود ان جلسوں میں موجود تھے یہ جلسے نہایت کامیابی سے ختم ہوئے۔ فی الحقیقت یہ امر ہمارے سید و مولیٰ امام کی خوشنودی کا موجب ہے کہ ہم اپنی گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت میں سرگرمی دکھائیں اور ہر موقع پر عملی اظہار وفاداری کے لئے آمادہ رہیں۔

مختصر نوٹ

اہلحدیث جواب دے

۳۰ مئی ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث میں ایک خبر یوں لکھی ہے کہ معتبر خبر ہے کہ سہارنپور میں ایک بدذات نے اپنی ماں کیسا تھ منہ کالا کیا ...... حدیث کی تصدیق ہوگئی ...... اہلحدیث نے جو جملہ اپنی طرف سے خط ...... میں لکھا ہے اسکے متعلق میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ حدیث کس زمانہ سے متعلق ہے؟

آریوں کو بغاوت سے تعلق ہے

ہمنے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ایک آرٹیکل شائع کیا ہے سول ملٹری گزٹ کے حوالہ سے لکھنؤ کے معزز اخبار ہندوستانی نے ذیل کی خبر لکھی ہے کہ "نامہ نگار ملٹری گزٹ لکھتا ہے کہ لائلپور کے ایک مشنری نے تحریر بھیجی ہے جس میں لکھا ہے کہ یہاں بکثرت آریہ ہیں اور بازاروں میں بغاوت کی گفتگو ہوتی ہے ڈپٹی کمشنر کو سر عام گالیاں دیجاتی ہیں انکا حکم ہے کہ لیڈیاں دیہات میں نہ جاویں بلکہ اپنے بنگلوں کے باہر نہ نکلیں" اس خبر کو پڑھکر کیا کوئی دانشمند یہی نتیجہ نہیں نکالیگا کہ موجودہ شورش آریوں کی شورش ہے۔

یکے وزد باشد و گر پردہ دار

اس مصرعہ کا مصداق پرکاش کا ایڈیٹر ہے جو غالباً آجکل بٹالہ میں براجتے ہیں اور وہاں رہکر اجیت سنگھ کے مشن کی آبیاری کرنا چاہتے ہیں چنانچہ آجکل پرکاش کی جو حالت ہو وہ اسکے پڑھنے والے خوب جانتے ہیں کہ کن کن طریقوں سے آریوں کو ابھارا جاتا ہے اسکا ذکر تو میں الگ ایک مضمون میں کرونگا اسوقت مجھے اسکے اس ریمارک پر کچھ لکھنا ہے جو اُس نے ۱۱ جون ۱۹۰۷ء کے پرکاش میں ثناء اللہ امرتسری کی حمایت میں لکھا ہے اس میں آپ رقم طراز ہیں۔

"آجکل رعایا اور گورنمنٹ کے تعلقات بگڑ رہے ہیں بے اصولے لوگوں اور سوسائٹیوں کو اپنا کینہ نکالنے کا اچھا موقعہ ہاتھ آگیا ہے اس موقعہ سے فائدہ اُٹھانیوالوں میں سب سے آگے مرزائی جماعت ہے جب میدان مباحثہ میں آریہ سماج سے نبرد آزما ہوسکے تو آریہ سماج کو صفحہ ہستی سے اُڑا دینے کے لئے مرزائی جماعت نے گورنمنٹ کو آریہ سماج کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا ہے۔"

یہ سطریں اس تمام دماغ کا نتیجہ ہیں جو مت دویا نند پہ تنگ وید پر ایمان لاتا ہو اور جو سچائی کی ...... ہمیشہ تیار رہنے کا ...... اور ...... کا فرزند بنتا ہے لیکن وہ لوگ جو موجودہ بے چینی کے اسباب اور واقعات سے ماہر ہیں اور جنھوں نے اس مضمون کو خوب مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو الزام احمدی جماعت پر لگایا ہے۔ وہ کہاں تک سچ ہے۔

کیا مسٹر ...... کی وہ تقریر جو انھوں نے آریہ سماج کے ڈیپوٹیشن کے جواب میں کی اس الزام کی ...... ہوگی کو تائید نہیں کرتی؟ اگر جناب کے کل ڈپٹی کمشنر مرزائی ہیں اور سب کے ...... واقفیت ...... کے ماتحت ہیں تو شاید پرکاش کا یہ افترا کچھ وقعت رکھتا لیکن اگر ایسا نہیں تو پھر ان لوگوں سے ...... کی اولاد کو اپنی اولاد صحیح اور صلبی یقین کرتے ہیں ایسے افترا کی شکایت شاید فضول ہو۔

آریہ سماج نے احمدیوں سے مباحثہ کیا کرنا تھا جبکہ آریہ سماج اور اسلام کا فیصلہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام و پیشوا ...... لیکھرام آریہ مسافر کے مباہلہ کے ذریعہ ہی ہو چکا اسکے بعد اگر کوئی آریہ قلم اُٹھاتا اور منہ پھراتا ہے تو اس کی بے حیائی ہے۔ اب بھی آریوں نے اپنی شوخی اور بیباکی سے اپنی نجاست ہی کا ثبوت دیا تو خدا تعالیٰ الہندوستان کے ایڈیٹر اور منیجر کی موت سے اسلام اور آرین زم کا فیصلہ کر دیا گیا۔ اور اگر پرکاش کے ایڈیٹر کو ابھی تک شبہ ہے کہ میدان آریوں کے ہاتھ میں ہے تو وہ الملا والحل اور شریعت رائے ساکنان قادیان سے اس رسالہ کا جواب شائع کرائے جو قادیان کے آریہ اور ہم کے نام سے شائع ہوا ہے۔

بہرحال نیوگی مذہب زندہ اسلام کا مقابلہ کر سکے یہ تو امر محال ہے۔ آریوں نے اپنے طرز عمل سے جو کچھ ثابت کیا اُس نے زمہ دار افسروں کو اس نتیجہ پر پہنچایا جو بیان ہو چکا ہے اس معاملہ میں احمدیوں کو کوسنا اور انکے ذمہ الزام دینا حماقت ہی نہیں بے حیائی بھی ہے جو پرکاش کے ایڈیٹر کو مبارک ہو وے۔

پھر پرکاش کا ایڈیٹر مولوی ثناء اللہ امرتسری کی حمایت کرتا ہے اور اس مضمون کیوجہ سے جو الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں **بدخواہی سرکار کا نیا معلم** کے عنوان سے شائع ہوا ہے گالیاں دیتا ہے پرکاش کے ایڈیٹر کا فی الحقیقت اس موقعہ پر فرض تھا اگر وہ ثناء اللہ کی حمایت اور ہمدردی کرتا کیونکہ ثناء اللہ نے لاجپت رائے کیلئے آنسو بہائے تھے اسلئے ناشکری ہوتی اگر ثناء اللہ کی حمایت کا اظہار پرکاش نہ کرتا۔ لیکن ایک عجیب بات ہی ...... پہلے تو پرکاش کا ...... ایڈیٹر کہتا ہے کہ آریوں کے خلاف گورنمنٹ کو مرزائیوں نے بھڑکایا ہے اور ایسے ثناء اللہ کے معاملہ میں کہتا ہے کہ گورنمنٹ ان ناپاک کوششوں کو غرور حقارت کی نظر سے دیکھتی ہوگی۔

ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے

ہم جیسا کہ ... مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۱۴ء کے اخبار پرکاش لاہور میں زیر ستواد کالم "ایک مضمون جس کا عنوان "ویدک تعلیم واقعی عالمگیر ہے" شائع ہوا ہے جو کسی صاحب "شرما" نامی نے لکھا ہے۔ چونکہ راقم مضمون نے ویدک تعلیم کے عالمگیر ثابت کرنے کے لئے وہ رویہ اختیار کیا ہے جو کہ ویدک تعلیم کے اصول میں داخل نہیں ہے بلکہ صریحاً اسکی تعلیم کے برخلاف ہے نیز یہ کہ ویدک تعلیم بموجب اوس کے مسلمہ اصول کے ہرگز ہرگز عالمگیر نہیں ہو سکتی اور شرما صاحب اسپر زور دیتے ہیں کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر ہے اور اس کے ثبوت دینے وقت یہ ہرگز نہیں خیال کرتے کہ کہیں وہ ویدک اصول کے برخلاف تو نہیں کلام کر رہے ہیں۔ اسلئے ہم نے مناسب سمجھا کہ ویدک اصول کی چھان بین کرکے اس امر کی طرف ناظرین الحکم کی توجہ مبذول کریں کہ جو کچھ شرما صاحب نے تحریر فرمایا ہے وہ محض غلط اور قطعاً بے بنیاد ہے یعنے اون کا یہ فرمانا کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر ہے کسیطرح بھی قابل پذیرائی نہیں ہے اور کہ ویدک اصول کے بموجب ہی ثابت ہوتا ہے کہ ویدک تعلیم کو عالمگیر ہونے کا اقرار کرنیوالا سخت سے سخت غلطی کھاتا ہے نیز دوسروں کو بھی غلط فہمی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ اب پہلے ہم وہ مقدمات بیان کرتے ہیں جن کی بنا پر سائل نے ویدک تعلیم کے عالمگیر ہونے سے انکار کیا تھا پھر اس کے بعد کچھ حصہ ان مقدمات کے اوس جواب کا لکھتے ہیں جو کہ شرما صاحب نے ویدک اصول کے خلاف بیان کرکے ویدک تعلیم کو عالمگیر ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پیر مارے ہیں مگر باوجود اس سعی کے پھر بھی ایسے اصول اپنے بیان کر دیتے ہیں کہ جن سے بموجب اون کی تحریر کے بھی ویدک تعلیم کے عالمگیر ہونے کا انکار کرنا پڑتا ہے جیسا کہ اس مضمون کو پڑھنے سے ثابت ہوگا۔ اور وہ مقدمات جنکی بنا پر ویدک تعلیم کے عالمگیر ہونے سے انکار کیا گیا تھا ہم صرف اصل مقدمات درج کرنا ہی مناسب سمجھتے ہیں اور ایسے ہی صرف شرما صاحب کی تحریر کا کسیقدر حصہ اور ان مقدمات کی بنا پر جو کچھ اعتراض کئے گئے تھے اون کا لکھنا بخوف طول ہو جانے مضمون ہذا کے مناسب نہیں سمجھتے نیز اسوجہ سے کہ شرما صاحب کی تحریر سے اعتراضات کی ماہیت بخوبی طرح معلوم ہو سکتی ہے۔

مقدمات یہ ہیں

(۱) عالمگیر مذہب کا ذاتی تقاضا ہوتا ہے کہ سب لوگ اسے قبول کریں
(۲) عالمگیر مذہب میں سب لوگوں کا حصہ مساوی ہوتا ہے یعنے سب لوگ اسکی ہدایتوں پر عمل کرنے کا حق رکھتے ہیں۔
(۳) جو کام ایک مرد انسانی کرے دوسروں سے بھی ممکن ہے اگر کوئی مانع نہ ہو تو وقوع بھی ہو سکتا ہے۔
(۴) ممکن کے وقوع سے محال لازم نہیں آتا۔

ان میں سے دونو موخر الذکر مقدمات کو شرما صاحب نے بغیر کسی تغیر و تبدل کے قبول کر لیا ہے مگر اول الذکر دو میں کسی قدر تبدیلی کی ہے یعنے مقدمہ اول کو اسطرح قبول کیا کہ عالمگیر مذہب کا تقاضا ہوتا ہے کہ سب [illegible] قبول کریں بشرطیکہ لوگ اودیا سے بری ہوں۔ اسی پر ایک نوٹ کے ذریعہ ظاہر کیا ہے کہ اودیا کے اندر جہالت۔ تعصب۔ کج فہمی۔ خود غرضی۔ نا اہلیت (دماغی و جسمانی)

وغیرہ بہت سے اصطلاحات شامل ہیں۔ اور پھر اسکی توضیح اس طرح کی ہے کہ یہ ایک مسلمہ عالمگیر اصول ہے کہ پرائی استری کی خواہش نہیں کرنی چاہئے اور عقل سلیم اس امر کی مقتضی ہے کہ اس اصول کو قبول کرے مگر شہوت کے غلام جنکی آنکھوں پر اودیا (جہالت) کا پردہ چھایا ہوا ہوتا ہے اس اصول کو قبول نہیں کرتے چنانچہ تجربہ میں آیا ہے کہ بعض لوگ یہاں تک گر جاتے ہیں کہ اپنے بیٹے تک کی عورت کو نہیں چھوڑتے۔"

اگر یہ ایک مسلمہ عالمگیر اصول ہے کہ پرائی استری کی خواہش نہیں کرنی چاہئے اور عقل سلیم بھی اس امر کی مقتضی ہے کہ اس اصول کو قبول کرے اور کہ شہوت کے غلام جن کی آنکھوں پر اودیا کا پردہ چھایا ہوا ہے اس اصول کو قبول نہیں کرتے تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسئلہ نیوگ کا ایجاد کرنیوالا یا اس کو رواج دینے کا شایق ہرگز ہرگز ودوان نہیں ہو سکتا اور ایسی کتاب جس میں یہ تعلیم دی جاوے کہ اس حالت میں کہ لڑکا پیدا نہیں ہوتا یا صرف لڑکیاں ہوتی ہیں یا بسبب جوانی کے رہا نہیں جاتا ہرگز [illegible] ودیا (?) کی پستک نہیں ہو سکتی کیونکہ جب یہ ایک عالمگیر اصول [illegible] ہے کہ پرائی استری کی خواہش نہیں کرنی چاہئے جسکو عقل سلیم [illegible] قبول کرتا ہے تو پھر کیونکر ایسی کتاب جس کی تعلیم کا منشاء یہ صاف [illegible] کہ [illegible] پرائی استری سے اولاد کے بہانہ سے [illegible] عالمگیر ہونے کا حق رکھ سکتے [illegible] پرشوں سے لینے کے موجب نیز ستیارتھ پرکاش کی تحریر کے موجب نیوگ ایک دھرم ہے جو کہ وید سے ظاہر کی ہے نیز اوس نے یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ نیوگ [illegible] اور اس کے روکنے سے پاپ ہوتا ہے یعنے جس کو نیوگ کرنے کرانے کی حاجت ہے مگر وہ نیوگ کرتا کراتا نہیں وہ سخت پاپی ہے جیسا کہ سوامی دیانند جی ستیارتھ پرکاش میں تحریر فرماتے ہیں۔ پس جب یہ ثابت ہو کہ یہ ایک عالمگیر اصول ہے کہ پرائی استری کی خواہش نہیں کرنی چاہئے جسکو کہ عقل سلیم بھی قبول کرتی ہے نیز پرائی استری کی خواہش کرنیوالے وہی پرش ہوتے ہیں جن کی آنکھوں پر اودیا کا پردہ چھایا ہوتا ہے تو کیوں نہ ہم قبول کریں کہ ویدک تعلیم اودیا سے بھی بھرپور ہے نیز عالمگیر ہونے سے بھی بری ہے جس کو کہ عقل سلیم ہی دھکے دیتی ہے۔ شرما صاحب نے ہمارے خیال میں یہ ایک ایسا عجیب گر ویدک تعلیم کے بچنے کا پیش کر دیا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کسی خارجی دلایل کی حاجت نہیں ہے نیز اس سے یہی خیال کرنیکا حق حاصل ہو جاتا ہے کہ گرو بڑا یا چیلا؟ کیونکہ گرو کے نزدیک ایک فعل شبھ کرم اور موجب ثواب اور ترقی نسل کا ذریعہ ہے جس کے روکنے سے پاپ ہوتا ہے مگر چیلے کے نزدیک وہی فعل نہ صرف پاپی ہونے کا ذریعہ ہے بلکہ دوسرے کی عورت کی اچھیا (خواہش) کرنیوالے کو شہوت کا غلام اور اندھا [illegible] پھر بھی تسلیم کرنا چاہئے جو کہ کسیطرح ہی عقل سلیم کے مطابق نہیں ہے نیز عالمگیر اصول کے بھی برخلاف ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ چونکہ عالمگیر اصول یہ ہے کہ کسی کی استری کی اچھیا (خواہش) نہیں کرنی چاہئے اور عقل سلیم اس کو قبول کرتی ہے مگر وید حکم دیتا ہے کہ تم اولاد کا بہانہ کرکے نہ صرف ایک شخص کی استری کی اچھیا (خواہش) کرو بلکہ دس شخصوں کی استریوں کی باری باری سے اچھیا کرو۔ وید کہتا ہے کہ جو کوئی باوجود ضرورت کے دوسرے کی عورت کی

رہیگا۔ میں نے رسول مقبول کی صفت میں پڑھا تھا۔ عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔ مگر خدائے یگانہ و برتر کی قسم کہ اس کا عملی نمونہ اور رعب جو مجھے معلوم ہوا انوار الایمان میں

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ بعض احمدی کیوں طاعون سے مرے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے پاس نظیر موجود ہے خدا تو نبی کریم صلعم کی معرفت عذاب کا وعدہ دیتا رہا۔ چنانچہ فرمایا۔ قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم باس بعض۔ کہ وہ قادر ہے کہ آسمان و زمین سے کوئی عذاب بھیجے۔ یا تمہارے دو گروہ ہوں اور اس کی لڑائی ہی عذاب کی صورت میں ظاہر ہو۔ پھر قل لکم میعاد یوم فرما کر ایک سال کی میعاد مقرر کر دی۔ آخر جنگ بدر عذاب کی صورت میں پیش آئی۔ سب جانتے ہیں کہ اس میں کئی عزیز صحابی بلکہ اقربا آنحضرت صلعم شہید ہوئے تو اب کیا کہیں کہ وہ کیوں عذاب میں گرفتار ہوئے۔

اصل بات یہ ہے کہ امور کا اعتبار بلحاظ خواتیم ہوتا ہے۔ جب آخر کامیابی فرقہ حقہ کو ہوئی۔ تو ان کے مردوں کو مردہ نہ سمجھا گیا بلکہ انہیں زندہ کہا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء۔ یہ کیوں اس لئے کہ جب ایک قوم میں سے کثیر گروہ ہلاک ہو گیا اور باقی میں سے اکثر اسلام لے آئے اور ان میں سے صرف چند آدمی شہید ہوئے۔ تو انہیں زندہ ہی کہنا چاہیے اسی طرح ہم احمدیوں اور دوسروں میں خدا کے فضل سے ہر جگہ ایک امتیاز رکھا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی مرتا بھی ہے تو تخصیص و تطہیر کے لئے اور اسے شہید کہنا چاہیے۔ بہتر تھا کہ یہ لوگ بجائے ایسے ایسے بودے اعتراضوں کے طاعون کی خوفناک ترقی سے عبرت پکڑتے۔ یا چند سالوں میں کئی لاکھ انسانوں کا ہلاک ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں خصوصاً جبکہ یہ سب کچھ پیشگوئی کے ماتحت ہوا۔ دیکھو براہین احمدیہ کے الہامات ۹۸ء کا اشتہار فرشتوں کے پودے لگانے والا۔ پیشگوئی ۱۹۰۵ء کا کشتی نوح الوصیت میں کہ موتا موتی لگ رہی ہے اور عنقریب پڑیگی۔ اور توبہ کرو۔ کہ اس وقت خدا کا غضب بھڑکا ہوا ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا وہ اپنی قدرتوں کا قہری نمونہ دکھائے اور لوگوں کو سمجھائے کہ مذہب کے اختلاف کا فیصلہ تو آگے چل کر ہوگا مگر مامور من اللہ سے شوخی و شرارت سے پیش آنے اور طعن دینے کی سزا یہی طاعون ہے اللہم ہمیں محفوظ رکھے اور ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو ہدایت نصیب کرے۔ (محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی ضلع گجرات)

انجمن احمدیہ سیالکوٹ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اخبار الحکم نمبر ۲۴ جلد ۱۱ مورخہ مارچ ۱۹۱۰ء میں منجانب نائب سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان الاحمدی احباب کی خدمت میں ایک ضروری (التماس) کے عنوان سے ایک شکایت چھپی ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ باوجود اعلان شائع کرنے کے کسی انجمن نے اپنے ضلع کی انجمنوں سے اطلاع نہیں دی۔ اور نہ ہی کسی انجمن نے قواعد بھیجے ہیں۔ میرا خیال تھا۔ کہ شہر سیالکوٹ کی انجمن احمدیہ نے جو قواعد شائع کئے تھے۔ ان کی ایک ایک کاپی ماسوائے سکرٹری صاحب کے آپ کی خدمت میں اور نیز ایڈیٹر صاحب بدر کی خدمت میں ارسال کی گئی تھی۔ ان قواعد میں بھی جملہ عہدیداران کے نام اور باقی تمام ضروری حالات درج ہیں۔ اور جناب سکرٹری صاحب کے اعلان کا منشا ان سے کچھ کچھ پیدا ہو سکتا تھا۔ اگرچہ پورا علم جیسا کہ جناب سکرٹری صاحب حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قواعد شائع ہونے تک دیہات کی سب انجمنوں کی کارروائی تکمیل کو نہیں پہنچی ہوئی ہے۔ اب میں بحیثیت سکرٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ (جناب سکرٹری صاحب کے منشا کے مطابق بجائے فارن سکرٹری کے اب سکرٹری مفصلات نام رکھا گیا ہوا ہے)۔ جناب سکرٹری صاحب کے اطمینان کے لئے آپ کی خدمت میں مفصل حال عرض کرتا ہوں۔ آپ اس کو اخبار الحکم میں شائع فرماویں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے اخبار الحکم مورخہ ۲۴ جون ۱۹۰۸ء کے ضمیمہ میں برائے تیاری فہرست افراد احمدی جماعت ایک اعلان شائع کیا تھا۔ مجھ کو اسی وقت خیال پیدا ہو گیا۔ اور میں نے محض آپ کی اس مبارک تحریک پر ایک فہرست اسی نمونہ کے مطابق تیار کرنی شروع کر دی۔ جیسا نمونہ آپ نے چھاپ کر بھیجا تھا۔ اگرچہ شہر کے بعض احباب نے اس وقت آپ کے ارسال کردہ نمونہ کی مخالفت کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ خاص شہر کی اب تک بھی فہرست تیار نہیں ہوئی ہے لیکن الحمد للہ کہ میں کل ضلع سیالکوٹ کے دیہات کی فہرست مکمل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اسی فہرست تیار کردہ سے ایک جنرل رجسٹر مفصلات ضلع سیالکوٹ تیار ہو گیا۔ جو کہ اب انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے کام آتا ہے۔ ضلع سیالکوٹ کے مفصلات کا جنرل رجسٹر مکمل و تیار کرنے میں انجمن احمدیہ سیالکوٹ خصوصاً بندہ آپکی تحریک کا سخت ممنون ہے۔ اب مفصل حال عرض کرتا ہوں۔

خاص شہر سیالکوٹ کی انجمن (انجمن احمدیہ سیالکوٹ) کے نام سے مشہور ہے۔ اس انجمن کے ماتحت پانچ تحصیلات ہیں۔ اور ہر ایک تحصیل میں ایک ایک علاقہ دار ہے۔ ہر ایک علاقہ دار کے اندر کئی کئی حلقہ دار ہیں۔ جن کی تعداد چوبیس ہے۔ اور ہر ایک حلقہ میں کئی کئی دیہات ہیں۔ جن کی تعداد ایک سو سے زاید ہے۔ ان سب باتوں کو آسانی سے سمجھنے کے لئے بندہ نے شجرہ تیار کیا ہے۔ یہ شجرہ آئندہ اشاعت میں درج کیا جاویگا۔

اس شجرہ میں دیہات کا نام اس لئے درج نہیں کیا گیا۔ کہ جناب سکرٹری صاحب کی غرض صرف حلقہ داران یا علاقہ داران سے جان پہچان کی ہے اس لئے اس شجرہ کو حلقہ داران تک ہی محدود رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ضلع سیالکوٹ میں ایک صد سے زیادہ دیہات ہیں۔ جن میں احمدی احباب دو ہزار سے زاید رہتے ہیں۔ اور یہ تعداد خاص شہر اور مضافات شہر سیالکوٹ سے علیحدہ ہے۔ جنرل رجسٹروں میں مفصل حالات درج ہیں۔ یہاں تک کہ جو احمدی الحکم خریدتا ہے اور جو بدر یا رسالہ میگزین یا دیگر رسالہ جات منگواتا ہے۔ ان کا پتہ بھی رجسٹر مذکور سے مل جاتا ہے۔ اگر ضرورت ہوئی تو پھر کسی موقعہ پر مفصل عرض کرونگا۔ اس مضمون میں ضرورت نہیں ہے۔

ہر ایک حلقہ دار کے پاس ایک ایک رجسٹر ہے۔ جس میں وہ ہر ایک قسم کا چندہ درج کرتا اور وصول کرتا ہے اور اس رجسٹر میں اسکے حلقہ کے تمام احمدیوں کے نام درج ہیں۔ بلکہ مرنے یا پیدا ہونے تک کے حالات درج کرنے پڑتے ہیں۔ جیسا کہ رجسٹر کی پیشانی سے ظاہر ہوتا ہے پیشانی یہ ہے

۱	نمبر شمار رجسٹر
۲	نام موضع
۳	نمبر شمار موضع
۴	نمبر شمار خاندان
۵	قومیت و پیشہ نام مع ولدیت
۶	عملہ
۷	لنگر
۸	مدرسہ
۹	میزان
۱۰	رقم
۱۱	تاریخ وصولی
۱۲	رقم
۱۳	تاریخ وصولی
۱۴	[illegible]
۱۵	لڑکا
۱۶	لڑکی
۱۷	ختنہ
۱۸	لڑکا
۱۹	لڑکی
۲۰	کھال ولیمہ
۲۱	کھال عقیقہ
۲۲	صدقہ
۲۳	زکوٰۃ
۲۴	نذر نیاز وغیرہ
۲۵	چندہ عید الفطر
۲۶	صدقہ عید الفطر
۲۷	چندہ عید الاضحی
۲۸	قیمت کھال قربانی عید الاضحی
۲۹	رسالہ میگزین
۳۰	اخبار الحکم
۳۱	اخبار بدر
۳۲	رسالہ تشحیذ الاذہان
۳۳	[illegible]

ہدایت نمبر ۲

جو مرید فوت ہو جاوے اسکا نام سرخی سے کاٹ دیا جاوے اور خانہ کیفیت میں نوٹ درج کیا جاوے کہ فلاں تاریخ فلاں بیماری سے فوت ہوا

خریداران اخبار

اب اس پیشانی سے واضح ہو سکتا ہے کہ ہر قسم کا روپیہ جو دارالامان جاتا ہے وہ سب اس میں درج ہو کر جاتا ہے۔ جو غرض جناب سکرٹری صاحب کی اس اعلان کے شائع کرنے کی ہے۔ وہ ضلع سیالکوٹ کی سب انجمنوں سے علیحدہ علیحدہ پوری ہونی مشکل ہے۔ کیونکہ تمام سب انجمنیں انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے ماتحت زیر نگرانی سکرٹری مفصلات کام کرتی ہیں۔ کوئی چندہ مقررہ یا غیر مقررہ یا اتفاقی خواہ کسی قسم کا ہو۔ کوئی سب انجمن براہ راست دارالامان نہیں بھیجتی۔ ایک ایک قسم کا چندہ مقررہ یا غیر مقررہ یہاں تک کہ صدقہ۔ زکوٰۃ۔ یتیم فنڈ۔ عید فنڈ۔ کھال قربانی۔ کھال ولیمہ۔ کھال عقیقہ بھی سب کا سب ہر ایک حلقہ دار سکرٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ کے پاس بھیج دیتا ہے جہاں سے شہر کے چندہ کے ساتھ جمع ہو کر دارالامان بھیجا جاتا ہے۔

میں اب جناب سکرٹری صاحب کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ صاحب موصوف براہ راست کسی علاقہ دار یا حلقہ دار ضلع سیالکوٹ کے ساتھ کسی قسم کی خط و کتابت نہ کریں۔ تاکہ انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے مقرر کردہ انتظام میں فرق نہ آجاوے۔ جس قسم کے اتفاقی چندہ کی ضرورت پڑ جاوے۔ یا کوئی اشتہار یا جدید ہدایت جاری کرنی ہو۔ تو بدستور سابق جناب جنرل سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے نام بھیج دیا کریں۔ جناب جنرل سکرٹری صاحب اول شہر کے احباب کو وہ حکم یا ہدایت یا اشتہار سنا دیتے ہیں۔ بعدش سکرٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ کو دیدیا جاتا ہے۔ سکرٹری مذکور اگر اشتہار ہے تو چھپوا کر ورنہ خود لکھکر یا لکھا کر (جیسی صورت ہو) تمام حلقہ داران کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بھیج دیتا ہے۔ اس طرح سے ضلع سیالکوٹ میں بفضل خدا کام خوب چل رہا ہے۔ اور چونکہ ہر ایک بھائی محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اپنے پاک امام کی رضا کے لئے دلی محبت اور خلوص دل سے کام کرتا ہے۔ اس لئے امید کامل ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ابد تک قائم رہے گا۔ اور یہ کام اسی طرح سے قیامت تک چلتا جاوے گا۔

الراقم

حضرت اقدس کی جوتیوں کا خادم

بندہ مولا بخش بھٹی احمدی سکرٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ

حضرت حکیم الامۃ کی اجمالی خودنوشت سوانح عمری

شاہ ۱۲۵۸ھ کے قریب یا ۱۲۵۹ھ یا سمت ۱۸۹۸ کے قریب میرا تولد کا زمانہ ہے۔
ابتدا میں مینے اپنی ماں کی گود میں قرآن پڑھا ہے۔ اور انہی کے پاس
پنجابی زبان میں فقہ کی کتابیں پڑھیں اور کسیقدر حصہ قرآن کا والد
صاحب سے بھی پڑھا۔ مگر وہ عدیم الفرصت تھے پھر مجھے بسبب اون
تعلقات کے جو ہم کو لاہور میں تھے اور وہ یہ تھے کہ ہمارا ایک مطبع قادری
نام کابلی مل کی حویلی میں تھا۔ مجھے ۱۲۶۰ھ کے قریب لاہور میں آنا پڑا۔ یہاں
آکر مجھے خناق کا مرض ہوا اور حکیم غلام دستگیر لاہوری ساکن سید مٹھا جن کا
تعلق میرے بھائیوں سے بہت تھا اور میرے بھائی طب میں اون کے
شاگرد بھی تھے میرا علاج کرتے تھے۔ اوس وقت اگرچہ طبی تعلیم کا شوق میرے
دل میں پیدا ہوا مگر میرے بھائی صاحب نے مجھے منشی محمد قاسم کشمیری
کے پاس فارسی کی تکمیل کے لئے سپرد کیا اونہوں نے مجھے بہت محنت کی
اور بڑی مہربانی سے رزم اور بزم اور بہاری مضامین مجھے لکھ دیتے
اور مجھ سے لکھواتے اور مرزا امام ویردی کے سپرد اس لئے کیا کہ میں
خوش خطی سیکھوں۔ مگر مجھکو فارسی زبان سے کوئی دلچسپی پیدا نہ ہوئی۔ اور
میں افسوس کرتا ہوں کہ مجھے ایک بڑا وقت ایسی زبان کے سیکھنے میں
خرچ کرنا پڑا جس کے ساتھ مجھے بلحاظ دین اور ضرورت سلطنت کچھ
بھی دلچسپی نہ تھی۔ مگر اسمیں ہمارے بھائیوں کا بھی قصور نہیں معلوم ہوتا
کیونکہ اوس وقت کی موجودہ حالت کوئی جدید تحریک کا باعث بن ہی
نہیں سکتی تھی۔ خوشخطی کے لئے الف۔ ب۔ ج۔ د۔ س کا لکھنا مہینوں کا
مشغلہ تھا۔ اور چونکہ میرے دماغ کو ہاتھ سے کسب کرنے کی بناوٹ نہیں
بخشی گئی تھی۔ میں اوس فن سے بھی گوارا کو رارہا۔ رسایل طغرا کے
عجیب وعجیب نکات اور امام ویردی صاحب کے نئے نظیر قطعات
اوس عمر میں میری دلچسپی کا باعث نہ تھے۔ مرزا امام ویردی صاحب مہر کنی
کے کسب میں بھی کمال رکھتے تھے۔ مگر مجھے اوس سے بھی محروم رہنا
پڑا۔ یہ میرے دونوں اوستاد شیعہ مذہب کے پابند تھے مگر مباحثات
سے ان دونوں بزرگوں کا تعلق کم تھا۔ مجھے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ شیعہ مذہب
سے میں آگاہ ہوگیا۔ پس اس محنت کا اگر کوئی نتیجہ سمجھا جاوے تو صرف
یہ تھا کہ میرے معلومات میں شیعہ مذہب کے جاننے کی ترقی ہوئی ہے
اور اوس وقت حکیم الدین لاہوری رحمہ اللہ سے نیازہ حاصل ہوا مگر
فارسی اور خوشخطی کے شغل نے موقع نہ دیا کہ کوئی استفادہ حاصل کرتا۔
۱۲۶۲ھ میں مجھے وطن واپس آنا پڑا۔ اور میاں حاجی شرف الدین قاری
کے اوستاد مقرر کئے گئے مگر دلچسپی کے نہ ہونے نے یہ فائدہ پہونچایا کہ
مجھے سبق یاد کرنے کی محنت سے بچا لیا اور میرے قویٰ خوب مضبوط رہے
گئے اوس وقت اگر کوئی محنت کا علم پڑھتا تو میرے دماغ کو تکلیف
ہوتی اس لئے اس کا بھی شکریہ ہی کرتا ہوں۔
تھوڑے عرصہ کے بعد میرے بھائی سلطان احمد صاحب نے بھیرہ میں
تشریف لاکے اور انہوں نے باقاعدہ عربی کی تعلیم دینی شروع کی۔ خدا
ان کا بھلا کرے کہ انہوں نے صرف میں بناؤں اور تعلیلات کا
گو کچھ دھندا ... سا شروع کیا۔ بہت سادہ طور پر تعلیم شروع کی

جو میرے لئے مفید اور دلچسپ ثابت ہوئی مینے بہت ہی جلد یہ رسایل
پڑھ لئے اور جناب الٰہی کے انعامات میں سے یہ بات بھی کہ ایک شخص
غدر میں کلکتہ کے تاجر کتب جو مجاہدین کے پاس اس زمانہ میں روپیہ لیجایا
کرتے تھے ہمارے مکان میں اوترے اونہوں نے ترجمہ قرآن کیطرف
یا یہ کہنا چاہیے کہ اوس گراں بہا جواہرات کی کان کیطرف مجھے متوجہ
کیا جس کے باعث میں اس بڑھاپے میں نہایت شادمانہ زندگی بسر کرتا
ہوں۔ وذلک فضل اللہ علینا وعلی الناس واکثر الناس لا یعلمون۔
یہ تو نہیں کلکتہ کے تاجر سے فائدہ ہوا پھر ایک بمبئی سے تاجر آیا۔
جس نے ہم کو تقویۃ الایمان اور مشارق الانوار کی سپارش کی۔ کہ میں
اوسے پڑھوں۔ اردو زبان مجھے نہایت پسند تھی اور میری دلی لگی کا
موجب۔ اس لئے مینے ان دونوں تراجم کو خوب پڑھا اور تھوڑے
دنوں کے بعد لاہور آگیا۔ عربی تو پڑھتا ہی تھا۔ حکیم الہ دین صاحب لاہوری
مقیم گمٹی بازار میرے اوستاد مقرر ہوئے اور وہ مجھے موجز پڑھاتے
تھے۔ عربی عبارت نہایت ہی صحیح پڑھانا اور تلفظ میں بڑی احتیاط کرنا
اون کو ہمیشہ مدنظر تھا۔ لیکن وہاں کی چند روزہ اقامت نے اس
دلچسپ علم کے درس سے محروم کر دیا۔ اور میں بھیرہ آگیا۔ اور یہاں سے
ایک خاص تقریب کے باعث مجھے راولپنڈی جانا پڑا۔ اور نارمل سکول
کی تعلیم میرے ذمہ لگائی گئی غالباً یہ ۱۲۷۵ھ کا ذکر ہے میری عمر اوسوقت
۱۶ برس کے قریب قریب ہو چکی تھی۔ منشی قاسم علی صاحب کی تعلیم کی قدر
اوس وقت معلوم ہوئی کیونکہ نارمل اسکول میں سے نثر ظہوری اور ابوالفضل
کے پڑھنے میں میں مدرسہ میں طلبا کا سرتاج تھا۔ مولوی سکندر علی
نام ہیڈ ماسٹر مجھپر اتنے خوش ہوئے کہ میری حاضری کو بھی معاف کر دیا
اس غیر حاضری میں مجھے یہ فائدہ ہوا کہ حساب اور جغرافیہ کے پڑھنے
میں مینے ایک آدمی کو ملازم رکھ لیا اور بجائے اوس ذہاب وایاب کے
جو مدرسہ کے جانے میں ہوتا تھا میرا وقت اقلیدس اور حساب اور
جغرافیہ میں صرف ہوتا تھا کیونکہ نارمل سکول ہمارے مکان سے
دو تین میل پر تھا۔ تقسیم کسور مرکب کے لئے مینے شیخ غلام نبی صاحب
نام ہیڈ ماسٹر لون میانی کو مددگار بنایا۔ اور وہی مینے سب سے پہلی
سیکھنی چاہی۔ اس کا سیکھنا تھا کہ سارے مبادی الحساب ہر جہار
حصہ کے پڑھانے میں آخر ہم شیخ صاحب کے اوستاد بھی ہوگئے۔
یوکلڈ کے لئے منشی نہال چند ساکن ضلع شاہ پور کو منتخب کیا اونہوں نے
مجھے نہایت محبت سے پہلے مقالہ کی چند شکلیں پڑھائیں پھر محض
خدا کے فضل سے سارے تعلیمی حصہ کو خود بخود پڑھنے کا فہم پیدا ہو گیا
اور میں ایک امتحان میں جسکو تحصیلی امتحان کہتے تھے ایسا کامیاب
ہوا کہ پنڈ دادنخاں کا ہیڈ ماسٹر ہو گیا۔ منشی قاسم صاحب کی تعلیم
اوس وقت مجھے بڑی مفید ہوئی کیونکہ پنڈ دادنخاں میں فارسی مدرس
میری مخالفت کے لئے اپنے شاگردوں کو امتحاناً بھیجا کرتے تھے۔ اور
وہ فارسی کی معمولی باتوں کو نہایت عظمت کی نگاہ سے دیکھکر مجھ سے
پوچھتے تھے۔ اور میں خوش ہوتا تھا۔ عربی کی تعلیم میرے بھائی صاحب
میری ہیڈ ماسٹری کے وقت پھر شروع کرا دی اور میں الفیہ اور منطق
کے رسایل اور شرح عقاید وہاں بھی پڑھ چکا تھا۔ لیکن آخر چار
برس کے بعد وہ نوکری کا تعلق خدا کے محض فضل سے ٹوٹا اور میرے
والد صاحب نے مجھے تعلیم عربی کی تکمیل کے لئے تاکید فرمائی۔
مولوی احمد الدین صاحب رحمہ اللہ جو مشہور بگے والے قاضی
صاحب تھے۔ میرے اوستاد ہوئے اور وہ میرے بھائیوں
کے بھی اوستاد رہے تھے۔ مگر اون کو جامع مسجد کے بنانے کی ایسی لگن

(باقی آیندہ)

نمبر ۲۲ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ جون مطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۳۲۵ھ جلد ۱۱

وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کبتک خاموش رہینگے

میں ایک سے زیادہ مرتبہ اس تحریک کو الحکم میں شائع کر چکا ہوں کہ چونکہ سب کمیٹی صدقات کے فنڈ بہت ہی کمزور حالت میں ہیں اس لئے اُن طلبار کی اعانت اور امداد کے لئے جو وٹرنری کالج میں تعلیم پاتے ہیں اور اپنے اخراجات ادا کرنے کے محض ناقابل ہیں احمدی وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ خدا اپنے بڑے بڑے فضل نازل کرے سید قاضی غلام حسین اور ڈاکٹر اشفاق علی پر کہ انہوں نے اس تحریک میں نہ صرف حصہ لینے کا وعدہ فرمایا بلکہ خود بڑے زور سے اس تحریک کو شروع کیا اور اپنے ہم عصر احمدی وٹرنری اسسٹنٹوں کو بطور خود اس کار خیر میں شریک ہونے کے لئے آمادہ کیا ان کی تحریک ابھی تک بدستور جاری ہے اگرچہ اس وقت تک صرف پانچ بھائیوں نے اس فنڈ میں ایک ایک روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ کیا ہے اور ڈاکٹر علی احمد خان اور خود قاضی صاحب اور ڈاکٹر اشفاق علی صاحب نے چار ماہوار کی چندہ بھیج بھی دیا ہے مگر یہ رقم ابھی ناکافی اور ضرورت بدستور باقی ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ تحریک جو محض خدا کے لئے ہے ضرور کامیاب ہو جاوے گی اور خدا تعالیٰ ایسے سامان مہیا کر دے گا جن سے مستحق طلبا کی مشکلات حل ہو جاویں گی لیکن مبارک ہوں گے وہ وجود جو اس میں سرگرمی سے حصہ لیں گے۔ مئی ۱۹۰۷ء کے وظائف سب کمیٹی صدقات ادا نہیں کر سکی اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ طالب علم جو محض یہاں کے وظائف پر گذارہ کر رہے ہیں کس قدر مشکلات میں ہوں گے۔ اس لئے میں ایک بار پھر تمام وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس فنڈ میں مستقل اور یکمشت رقوم بھیجیں۔ داخلہ کی فیس کے لئے جو ایک سو روپیہ اس سال دیا گیا ہے چونکہ وہ مد زکوٰۃ پر بطور قرض ہے اس لئے اس رقم کو پورا کرنے کیلئے یکمشت چندوں سے اس رقم کو جلد پورا کر دیا جاوے۔

اگر وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ایک ایک مہینہ کی تنخواہ اس فنڈ میں ایک سال کی اقساط میں دیدیں تو یہ فنڈ قوی ہو سکتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ مکرر یاد دہانی کی حاجت نہ ہوگی بلکہ بہت جلد روپیہ بھیج دیا جاوے گا۔ ہاں اگر وہ ایسے ہی عدیم الفرصت ہیں کہ انہیں منی آرڈر تک کرانے کی فرصت نہیں ہوتی تو پھر میں بذریعہ وی پی ان سے روپیہ وصول کر لونگا بشرطیکہ ایک ہفتہ تک کسی کا جواب نہ آیا۔ کیونکہ پھر اس کے یہ معنے ہوں گے کہ وہ مجھے اجازت دیتے ہیں۔ مئی کے وظائف ادا کرنے ہیں اور جون کی، جبتک شائد یہ اخبار سب کے پاس پہونچے اس لئے مئی اور جون دونوں کے وظائف ادا کرنے ہوں گے۔

بار بار میں اس قصہ کو دُہرانا نامناسب سمجھتا ہوں جو کام آپ لوگوں نے کرنا ہے وہ آخر آپ ہی کے ذریعہ ہوگا۔ خداتعالےٰ آپ کے ساتھ ہو اور نیکی اور بھلائی کے فرشتے آپ کے قلوب میں تحریک پیدا کریں آمین۔

حضرت حکیم الامۃ کی اپنی خود نوشت سوانح عمری

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہاں روٹی کے انتظام اور دعا کے بعد حکیم صاحب کے حضور پر تکلف لباس میں جا پہونچے۔ جاتے ہی اپنی دعا کی قبولیت کا یہ اثر دیکھا کہ حکیم صاحب نے فرمایا آپ اوس دن آئے اور بے اجازت چلے گئے۔ یہ شاگردوں کا کام ہے۔ آئندہ تم روٹی ہمارے ساتھ کھایا کرو اور یہیں رہو۔ یا جہاں ٹھہرے ہو وہاں رہو مگر روٹی یہاں کھایا کرو۔ میں نے کچھ عذر معذرت کی۔ پھر آپ نے فرمایا کیا پڑھنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا طب پڑھنا چاہتا ہوں مجھے تو اسوقت اطلاع ہی نہ تھی کہ دنیا میں بڑا طبیب کون ہوا ہے۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہاں تک طب پڑھنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا افلاطون کے برابر۔ مجھے خبر ہی نہ تھی کہ افلاطون کوئی حکیم ہے یا طبیب۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ کچھ تو ضرور ہی پڑھ لوگے۔ اگر کسی چھوٹے کا نام لیتے تو میرے دل کو بہت صدمہ پہنچتا۔ کیونکہ ہر ایک انسان اپنے غایت مطلوب تک تو نہیں پہونچتا۔ حکیم الہ دین لاہوری مرحوم اور حکیم محمد بخش لاہوری مرحوم سے کسیقدر موجز تو میں پڑھ ہی چکا تھا۔ اور علمی مباحثات کے لئے میری پہلی تعلیم کافی سے بھی کسیقدر زیادہ تھی۔ میں نے عرض کیا قانون شروع کرا دو۔ اس پر حکیم صاحب نے تبسم کیا۔ پھر میں نے جواب دیا کہ میں تو خدا کی کتاب بھی سمجھ سکتا ہوں۔ بوعلی سینا یا اوس کا قانون کیا [illegible] سے پڑھتے ہیں۔ حکیم صاحب نے نفیسی کی طرف اور اس کے علمی حصہ پر مجھے مجبور کیا۔ اور میں نے کتاب شروع کر دی۔ ایک ہی سبق تمام دن میں میرے لئے ہرگز قابل برداشت نہ تھا۔ اور میں نے بہت کوشش کی کہ کہیں اور سبق لوں مگر ہدایت کا خدا بھلا کرے اس نے کوئی جگہ پسند نہ کرنے دی۔ پھر بھی مولوی نصرت اللہ نام فرنگی محلے سے میری سفارش ہوئی اور انہوں نے ملا حسن یا حمد اللہ پڑھانے کا وعدہ کیا اور شروع کرا دی۔ میں نے چند سبق ہی پڑھے تھے کہ جو میں نے تنہائی میں اپنی گذشتہ عمر کا مطالعہ شروع کیا۔ اور اس بات تک پہونچ گیا کہ اگر تو اسی طرح پڑھے گا تو ان علوم سے متمتع ہونے کے لئے تجھ کو کب دن ملیں گے۔ اور میرے دل نے فیصلہ کر دیا کہ اگرچہ سات سبق ہر روز نہ ہوں تو پڑھنا گویا عمر کو ضائع کرنا ہے۔ غرض اس فیصلہ کے بعد حکیم جی کے حضور صرف اس لئے رہا کہ [illegible] اون سے رخصت ہو کر واپس رامپور چلا جاؤں گا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی قدرت کے کیا تماشے ہیں کہ میرے اس ارادہ کے وقت حکیم جی کے نام نواب کلب علی خاں نواب رامپور کا تار آیا تھا کہ آپ ملازمت اختیار کر لیں اور ایک علی بخش نام اون کے چہیتے خدمتگار علیل ہیں اون کا آکر علاج کریں۔ دوپہر کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر میں وہاں حاضر ہوا۔ اور میں نے اپنے منشا کا اظہار کر کے عرض کیا کہ اب میں رامپور جانا چاہتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا تم یہ بتلاؤ کہ میرے جیسے آدمی کو ملازمت اچھی ہے یا آزادی سے علاج کرنا۔ چار سو روپیہ کے قریب ہمیں شہر میں آمدنی ہوتی ہے۔ کیا اس آمدنی کو چھوڑ کر ملازمت اختیار کریں۔ تمہارے خیال میں یہ بھلی بات ہے۔ میں نے عرض کیا کہ نوکری آپ کے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ موجودہ حالت میں اگر آپ کے

حضور کوئی شخص اپنے پہلو یا سر میں کو کھجانے لگے تو آپ کے دل میں اور دماغ میں بھی گذرنے لگا کہ یہ کچھ [illegible] لگا ہے۔ اس پر وہ بہت قہقہہ مار کر ہنسے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں یہ ڈالدیا کہ یہ بھی اس شخص کے تصرفات کی کوئی بات ہے غرض ہماری ولائت کا [illegible] ہو گیا۔ پھر وہ تار نکالا۔ اور کہا کیا یہ آپ کے رامپور جانے کی ترکیب [illegible] ہم منظور کرتے ہیں اور آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ غرض ہماری رامپور واپس آنے کی تیاری ہو گئی۔ رامپور پہونچنے سے پہلے یا رامپور میں حکیم جی نے مجھے کہا کہ اس شخص کی صحت کے لئے تم دعا کرو۔ میں نے کہا یہ بچتا نظر نہیں آتا اور مجھے اس کے لئے دعا کیطرف توجہ نہیں ہوتی۔ اور بدوں توجہ دعا نہیں ہو سکتی۔ یہ جیسے یا مرے ہم رامپور پہونچ گئے ہیں۔ آخر علی بخش صاحب کا انتقال ہو گیا۔ رحمہ اللہ۔ حکیم صاحب نے مجھے فرمایا کہ اس کے مرنے پر ہمارے شہر کے ایک حکیم ابراہیم صاحب ہیں اون کو دربار میں ہم پر ہنسی کا موقع ملا ہے۔ میں مذاق ہنسی کا اقرار کرتا ہوں میرے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ اس مریض جیسا کوئی اون کے ہاتھ سے بھی مرا رہیگا۔ آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ قدرت الٰہی کو دیکھو نہ گمان نہ خیال علی بخش سے بالمقابل ایک دوسرا خدمتگار نواب کا اوسی بیماری میں گرفتار ہوا اور حکیم ابراہیم صاحب لکھنوی اس مریض کے معالج تجویز ہوئے۔ مریض کو ورم کبد بھی تھی۔ ایک دن اس کے منہ سے خون آیا۔ معالج حکیم صاحب نے فرمایا کہ یہ بحرانی خون ہے اور اب مجھکو اسکی صحت کی بہت امید ہے۔ ہمارے حکیم صاحب نے اگر یہی بات ظاہر کی اور میں نے عرض کیا کہ اب یہ مر گیا ہے۔ خدا کے عجائبات ہیں انسان کی کیا مقدرت ہے کہ وہ مریض مر گیا اور بعوض معاوضہ گلہ ندارد حکیم ابراہیم صاحب آئندہ تمسخر سے باز آگئے۔ یہاں میں دو برس حضرت حکیم صاحب کے حضور حاضر رہا۔ اور مشکل قانون کا عملی حصہ ختم کیا۔ اور بعد حصول سند و اجازت رخصت مانگی کہ اب میں عربی کی تکمیل کے لئے حدیث پڑھنے کو کہیں جاتا ہوں۔ آپ نے مجھے میرٹھ اور دہلی جانے کا مشورہ دیا۔ اور نہایت محبت سے فرمایا کہ ہم معقول خرچ ان دونوں شہروں میں دیں گے مگر جب میں میرٹھ پہونچا تو حافظ اسمعیل صاحب کلکتہ کو چلے گئے تھے۔ اور مولوی نذیر حسین محدث [illegible] کے مقدمہ میں ماخوذ تھے ان دونوں سے ایک حرف بھی پڑھنا نصیب نہ ہوا۔ اگرچہ پھر آخر میں ایک وقت میں نے حافظ احمد علی صاحب سہارنپوری سے بہت کچھ استفادہ کیا۔ مگر وہ طالب علمی کا وقت نہ تھا اور میں بھوپال پہونچ گیا۔

طب کے پڑھنے میں مجھے جو امر بہت نافع نظر آیا اور میں نے خود عمل کیا اور جس میں میں نے بہت فائدہ اٹھایا اسکو بیان کرنا شاید مفید ہو۔ سو اوس میں پہلی بات یہ ہے کہ میں نے مفرد اور مرکب ادویہ کے متعلق بہت دنوں تک حضرت حکیم صاحب سے کبھی بھی سوال نہ کیا کہ یہ مرکب کس طرح بنتا ہے یا اس مفرد کا کیا نام ہے بات یہ تھی کہ اگر وہ نام بتاتے تو صرف لکھنؤ کا مروج نام فرماتے اور وہ میرے لئے اپنے وطن میں کچھ بھی مفید نہ ہوتا اور مرکبات کے واسطے میں یقین کرتا تھا کہ قرابادین کا مطالعہ کافی ہوگا۔ اس پر آخر حکیم صاحب نے مجھ سے سنکھیا جس کو سم الفار اور سنکھ کہتے ہیں۔ اور سرخ مرچ کے متعلق سوال فرمایا کہ تم اس کو مفردات سے کسطرح نکالو گے۔ سوال میرے رستہ میں ممکن تھا کہ ایک پہاڑ بنتا۔ کہ میں آئندہ دواؤں کے نام پوچھ لیتا۔ مگر میں نے خیال کیا کہ ایک ایک دوا کے بیس بیس نام ہوتے ہیں خود حکیم صاحب ہی مجھے کب بتا سکتے ہیں۔ اور میں نے اپنے مطالعہ کی عادت کے باعث جلد اس کا جواب حاصل کر لیا جسپر

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریاں

عمرو بن العاص رضؓ فاتح مصر

خلیفہ کی حقیقی مصداق تو وہ صرف اعلیٰ اور ارفع ذات تہی جس کا نام نامی عمر بن الخطاب رضؓ تہا۔ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کی کامیابی کا راز بہی اسی ذات میں مستتر تہا جس نے اسوقت وزارت کی حیثیت سے اس اہم فرض کے بوجھ کو اپنے سر پر اوٹہا رکہا تہا۔
حضرت عثمانؓ کے خلافت کے زمانہ میں بہی اوسی زور دار اور طاقت ور ہاتہوں کی اوٹہائی ہوئی ترقی کی موجیں دوسری سلطنتوں کے سواحل کو توڑ رہی تہیں اور گو اوس ہاتہہ کو پنجۂ اجل نے توڑ ڈالا تہا مگر اوسکی اوٹہائی ہوئی موجوں کی روانی وور تک پہونچ چکی تہی کہ اوس کے سکون کے لئے بہی ایک مدت چاہیئے تہی۔ جو خلافت عثمانؓ کے زمانہ تک جاری رہی سنہ ۳۵ھ سے جسمیں کہ حضرت عثمانؓ قتل ہوئے خلافت کو لوگوں نے ایک نعمت سمجہ لیا جس کے لئے بہت سے شکاری پیدا ہوگئے اور آخر جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلافت کی باگ۔ اُن ہاتہوں سے نکل کر جن کو لوگ اس کے شایاں خیال کرتے ہیں دوسرے ہاتہوں میں چلی گئی۔ وہ بہی امیر معاویہؓ تک خیریت تہی۔ اس کے بعد تو یہ ہوا کہ آج بنی امیہ ہیں۔ تو کل ابن زبیر ہے۔ ادہر ایک علم خلافت کا بلند ہوتا ہے۔ اُدہر دوسرا جہنڈا کہڑا کیا جاتا ہے۔ ذرا کسیکو عروج ہوا اور اس نے خلافت کا نہیں تو کم سے کم بغاوت کا علم ضرور کہڑا کیا۔ خاندانی حقوق پر دعوے کئے جاتے تہے اور ہر ایک قریشی کے دماغ میں خلافت کا سودا بہرا ہوا تہا۔
ان شکاریوں اور پولٹیکل بازی کہیلنے والوں میں سب سے بڑا اور کامیاب حریف بہی ایک شخص ہے جس کا نام ہم نے زیب عنوان کر رکہا ہے اور جو ہمیشہ مدبرین عرب کی فہرست کا سرتاج رہیگا۔
یہ شخص بہی قریشی تہا اور وہ اعلیٰ دماغی قوتیں جو خاندان قریش کو فطرت نے ودیعت کی تہیں بطور وراثت طبعی کے ان کو ملی تہیں۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی بن غالب۔ انکی پیدائش مکہ معظمہ میں ہوئی اور جوانی میں جیساکہ عام قریش کا دستور تہا انہوں نے بہی تجارت شروع کی۔ تجارت کے قافلوں کے ساتہہ شام وغیرہ کو جایا کرتے تہے۔ اور وہاں سے بہی اموال تجارت لاکر مکہ میں بیچتے تہے۔ ایک دفعہ اتفاق وقت سے ملک مصر میں بہی ان کا جانا ہوا۔ اور وہاں کے اکثر شہر اور خاصکر اسکندریہ کو دیکہکر جو ثروت اور دولت اور عیش و آرام کا گہر تہا اون کو ایک حیرت سی ہوگئی۔ اوس کی سربفلک عمارتیں۔ سرسبز باغات۔ بڑے بڑے عالیشان گرجے اور وہاں کے لوگوں کے عمدہ اور خوش وضع لباس اور ان کی رفاہیت دیکہکر اون کے ہوش جاتے رہے۔ وہاں کی عیدیں اونہوں نے دیکہیں۔ اور اُن آنکہوں کو وہ چہل پہل زرق برق لباس۔ شاہی سواری کا تزک و احتشام دیکہکر جنہوں نے سوا مکہ عرب اور شام کے چہوٹے شہروں اور معمولی بازاروں کے اور کچہہ نہ دیکہا تہا سکتہ سا ہوگیا۔

آہ تقدیر!! کسی کو کیا خبر تہی کہ یہ ریگستانی باشندہ۔ جو آج اس تمام سامان جاہ و جلال [illegible] رشک اور سکوت کے ساتہہ کہڑا دیکہہ رہا ہے وہ بہت تہوڑے زمانہ میں نبوی نور سے روشنی حاصل کر کے آن کی آن میں اس وسیع ملک کو فتح کر لیگا۔ اور یہ سارا کروفر دم کی دم میں اوسکی تلوار کو سجدہ کرلیگا۔
الغرض عمرو بن العاصؓ مصر سے واپس آئے مگر دل میں نئے حوصلے لئے ہوئے تہے۔ اگر سچ پوچہئے تو یہی خیالات جو مصر اور اوسکی خوشحالی دیکہکر ان کے دل میں پیدا ہوئے تہے بعد میں فتح مصر کے باعث ہوئے۔ کیونکہ حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کے زمانہ میں یہ اکثر اون سے مصر کی حالت بیان کیا کرتے تہے اور اس امر کی اجازت چاہتے تہے کہ کسی صورت سے وہاں اسلامی فوج جائے اور اوسکو فتح کرے۔ چنانچہ جب شام اور عراق فتح ہوگیا تو حضرت عمرؓ سے اونہوں نے یہ کہا کہ اگر آپ مصر فتح کریں گے تو مسلمانوں کو بہت قوت اور شوکت حاصل ہو جائے گی کیونکہ وہ نہایت دولت مند ملک ہے جو سبزی اور شادابی کے لباس میں ملبوس ہے۔ اور وہاں کی عیش پسند طبایع کے جذبات لڑائی کے حملے کے برداشت کی طاقت نہیں رکہتے حضرت عمرؓ جنکو مسلمانوں کا ایک رویاں دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز تہا اون کی استدعا کو ٹال جاتے تہے۔ اور مسلمانوں کو ایسے دور دراز ملک میں لڑانے کے لئے بہیجنا گوارا نہیں فرماتے تہے۔ آخر جب عمرو بن العاصؓ نے بیحد اصرار کیا اور ساتہہ ہی اون کے تردداًت کو رفع کر کے اطمینان دلایا تا وہ نیم راضی سے ہوئے۔ اور ایک فوج جسکی تعداد کسی تاریخ سے ٹہیک معلوم نہیں ہوتی۔ مگر غالباً ۳۔۴ ہزار کے درمیان تہی اون کے ہمراہ اونہیں کی سرکردگی میں دیکر رخصت کیا۔ پہر یہی کہا کہ میں ابہی متردد ہوں۔ اس لئے تم میرے خط کا انتظار کرنا اگر میرا خط تم کو قبل دخول سرحد مصر کے ملجائے تو واپس چلے آنا۔ اور اگر داخل ہونے پر ملے تو بسم اللہ کر کے چلے جانا۔
عمرو بن العاصؓ۔ فوج لیکر رخصت ہوئے۔ لیکن اون کو خیال تہا کہ امیر المومنین متردد ہیں ہم کو کہیں واپس نہ بلالیں۔ آخر مصر کے سرحد کے قریب ہی اون کو حضرت عمرؓ کا خط ملا۔ لیکن دوسرے دن جب یہ اوس کے حد میں داخل ہوگئے تو خط کہولا۔ اوسمیں یہی تہا کہ اگر تم کو یہ میرا خط قبل دخول سرحد مصر کے ملجائے تو واپس چلے آؤ۔ اور اگر بعد داخل ہونے کے ملے تو چلے جاؤ اللہ تمہارے ساتہہ ہے۔ مجھکو اپنی امداد کے لئے مستعد سمجہو۔" عمرو بن العاصؓ نے یہ خط برسر اجلاس عام تمام فوج کو سُنایا۔ اور کہا کہ ہم اب سرحد میں داخل ہو چکے ہیں اسلئے خلیفہ کے حکم کے مطابق آگے بڑہنا ہمارا فرض ہے۔ اور وہ آگے بڑہے۔
یہ فوج مصر کے ملک میں مشرقی جانب سے داخل ہوئی۔ اور اہل روما کے ساتہہ جو وہاں کے اوسوقت حکمران تہے اُن کو پہلے لڑائی الفرما میں لڑنی پڑی۔ ایک مہینہ کے بعد وہ جہاد فتح ہوگئی اور وہاں سے آگے بڑہکر بلبیس میں اون کو لڑنا پڑا جہاں مقوقس والی مصر کی بیٹی ارمانوسہ رہتی تہی۔ یہ مقام مسلمانوں نے بہت جلد فتح کرلیا۔ ارمانوسہ کو عمرو بن العاصؓ نے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتہہ اوس کے باپ مقوقس کے پاس اسکندریہ بہیجدیا۔ مسلمانوں کی یہ عظیم الشان نیک مزاجی اور دشمنوں کا اس درجہ

(ناتمام)

احترام دیکھکر متوقس جو سلطنت روما کی طرف سے مصر کا حکمران تھا مسلمانوں کا دل سے مداح ہوگیا۔ اور مصر کی فتح میں اس خوش خلاقی نے عمرو بن العاص رضؓ کے لئے ایک تیر بہدف کا کام دیا۔

مصر میں اس وقت دو متضاد گروہ تھے۔ ایک تو قبطی جو مصر کے اصل باشندے اور محکوم تھے ان کا مذہب یعقوبی تھا۔ دوسرا گروہ اہل روما کا تھا۔ جو حکمران تھے۔ اہل مصر یعنے قبطی قوم اہل روما کی سخت مخالف تھی۔ کیونکہ اہل روما نے اون کے اوپر بہت سے مظالم توڑ رکھے تھے اور اون کے جور و ستم سے وہ تنگ آگئی تھیں گو زبان سے وہ کچھہ کہہ نہ سکتی تھیں لیکن اون کے دل اون سے پھرے ہوئے تھے اور یہی وجہ ہوئی کہ اہل عرب کا اونہوں نے تہ دل سے خیر مقدم کیا۔ کیونکہ اون کی نیک مزاجی۔ اور آزادانہ برتاؤ سے جو ان کے مذہب کا جزو اعظم تھا اون کو یقین ہوگیا کہ اسلامی حکومت ہمارے لئے رحمت ایزدی ہے جو اون سے بچی ہے۔

عمرو بن العاص رضؓ کا اسلامی جھنڈا المعظم سے گذرتا ہوا حصن بابل کو پہونچا۔ اور وہاں محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ بہت مضبوط بنا ہوا تھا۔ اور اس کے ایک طرف سے دریائے نیل لہریں مارتا ہوا گذرتا تھا۔ اس لئے محاصرہ میں بڑی دقت ہوئی۔ مسلمان اچھی طرح اونکے رسد رسانی کو نہیں روک سکتے تھے۔ اسی قلعہ میں متوقس بھی تھا جسکا صدر مقام اسکندریہ تھا متوقس سلطنت روما کی طرف سے یہاں کا گورنر تھا مگر اصل میں یہ یونان کا باشندہ تھا۔ اس کے مزاج میں انصاف پسندی بہت زیادہ تھی۔ اس لئے یہ اون مظالم کو نہیں دیکھہ سکتا تھا جو اہل روما قبطیوں پر کرتے تھے۔ تہ دل سے یہ قبطیوں کا ہمدرد تھا مگر اس کا اظہار بوجہ سلطنت روما کے ملازم ہونے کے زبان سے نہیں کرسکتا تھا وہ بھی مصر میں اہل اسلام آنے کو اچھا سمجھتا تھا مگر مجبور تھا کہ جس سلطنت کا نمکخوار تھا اوس حق ادا کرے۔ اس لئے وہ اپنے فرض کے واسطے اس قلعہ میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ایک بھاری فوج لاکر قیام پذیر تھا۔

عمرو بن العاص رضؓ سات مہینے کامل محاصرہ کئے رہے۔ امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضؓ سے مدد بھی طلب کی چنانچہ انہوں نے چار ہزار فوج اور بھی بھیجدی۔

اس درمیان میں عمرو بن العاص رضؓ اور متوقس کے درمیان خط و کتابت شروع ہوئی اوس نے صاف صاف مسلمانوں کی خیرخواہی کا اظہار کیا اور آخر میں وہ قلعہ عمرو بن العاص رضؓ کے حوالہ کر دیا۔ اور گو دیگر رومن حکام اور خود سلطنت روما اوسکی کارروائی سے راضی نہ تھی لیکن اوس نے سب کے برخلاف وہ قلعہ مسلمانوں کے سپردگی میں دیدیا۔ اوس کی اسقدر خیرخواہی مسلمانوں کے ساتھہ کچھہ تو اس وجہ سے تھی کہ اوس کی لڑکی کے ساتھہ اہل اسلام نے اچھا سلوک کیا تھا اور زیادہ تر اوس کا سبب یہ تھا کہ وہ اہل روما کے مظالم کو دیکھہ نہیں سکتا تھا۔

سلطنت کیطرف سے اوس کے اوپر سخت عتاب ہوا مگر اوس نے ایک نہ سنی اور وہ قلعہ مسلمانوں کو دے ہی دیا۔ وہاں کچھہ دنوں آرام لینے کے بعد عمرو بن العاص رضؓ نے اسکندریہ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا جو اوس وقت [illegible] پایۂ تخت تھا۔ اور تمام رستہ قبطی عمرو بن العاص رضؓ کے ساتھہ [illegible] اون سے اسلامی لشکر کو بہت امداد ملتی تھی [illegible] رستہ کی [illegible] کا انتظام

اونہوں نے اپنے ذمہ لے لیا تھا۔ اون کو ان سے قابل تحقیق امداد کی تحریص اس لئے اور بھی بڑھ گئی تھی کہ متوقس نے اون کو بھی مشورہ دیا تھا کہ مسلمانوں کی خیرخواہی کریں۔ یہ اسلامی لشکر نیل کے مغربی کنارہ پر سفر کرتا ہوا چلا راستہ میں کوم شریک اور مریوط کے قلعوں پر چھوٹی چھوٹی لڑائیاں بھی پیش آئیں لیکن اون کی وجہ سے کچھہ رکاوٹ نہیں ہوئی اور وہ دو ایک ایک روز میں قبضہ ہوتا چلا گیا۔ قبطی سردار برابر مسلمانوں کے ساتھہ تھے اور اون کی امداد کرتے تھے۔

اب یہ اسلامی لشکر اسکندریہ کو پہونچ گیا اور وہاں کا محاصرہ کیا۔ لیکن بحری راستہ کھلا ہوا تھا۔ قسطنطنیہ برابر آمد و رفت اسکندریہ تک جاری تھی۔ اہل روما نے نہایت سختی اور جوش کے ساتھہ مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ اس شہر کے اردگرد ایسی بلند فصیل اور شاندار برجیاں تھیں کہ جن کو دیکھکر بڑے بہادروں کے حوصلے پست ہو جاتے تھے مگر اسلامی لشکر برابر محاصرہ کئے رہا۔ اہل اسکندریہ نے بھی وہ تمام وسایل مہیا کئے جو ایسے وقت میں دفع کرنے کے لئے مہیا کئے جا سکتے تھے۔ اور بڑی بڑی بہادری سے اون کو روکتا رہا اور آلات حرب قسطنطنیہ سے براہ راست اون کے پاس آتے تھے اس لئے محاصرہ نے بہت طول کھینچا۔ عمرو بن العاص رضؓ نے تنگ آکر اپنے تمام سپاہیوں کو جمع کیا۔ اور ایک نہایت پرجوش تقریر میں اون کو لڑنے کے لئے برانگیختہ کیا۔ اور یہ صلاح کی کہ ہم سب جسطرح ہو فصیل پر سے شہر میں کود پڑیں۔ آخر رات کو یہ لوگ مستعد ہوئے۔ اور سب سے پہلا شخص جو فصیل پر سے شہر میں اترا عمرو بن العاص رضؓ تھے۔ اس کے بعد مسلمہ بن مخلد اور وردان اترے جو اس فوج کے افسر تھے جو کمک کے لئے حضرت عمر رضؓ نے بھیجے تھے لیکن اہل روما کو معلوم ہوگیا اور انہوں نے ایکطرف سے نرغہ کرکے ان تینوں آدمیوں کو گرفتار کرلیا۔ اور باقی کو اندر آنے سے روکدیا۔ اسلامی لشکر کے لئے ان تینوں افسروں کا گرفتار ہو جانا ایک نہایت سخت واقعہ تھا۔ مگر وہ نہایت مستقل مزاجی کے ساتھہ شہر کے اردگرد محاصر رہے۔ اور دوسرے افسروں نے فوراً گرفتار شدہ افسروں کی جگہ لے لی۔ کیونکہ اسلام نے تمام مسلمانوں کو اعلےٰ معیار اتفاق پر پہونچا دیا تھا۔ اور ہر ایک سپاہی میں افسری کی قابلیت پیدا کر دی تھی۔

اس طرف یہ تینوں قیدی حاکم کے سامنے پیش کئے گئے۔ اون سے پوچھا اب تو تم ہمارے ہاتھہ میں قیدی ہو بتاؤ کس لئے تم ہم سے لڑنے کے لئے آئے ہو اور کس وجہ سے تم کو اسکی جرأت ہوئی۔ عمرو بن العاص نے نہایت بہادرانہ طور پر جواب دیا کہ ہم تم کو دعوت اسلام دینے کے لئے آئے ہیں۔ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم اور تم یکساں ہو جائیں ہر قسم کے حقوق میں مساوات ہو جائے۔ ورنہ تم کو ذلت کے ساتھہ جزیہ دینا پڑیگا۔ اگر یہ بھی نہ مانوگے تو ہمارے اور تمہارے درمیان میں تلوار سے فیصلہ ہوگا۔

(باقی آیندہ)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت الحمد للہ اچھی رہی۔ ۲۳؍جون ۱۹۲۳ء کو اعلیٰ حضرت کو دردِ پا کی شکایت پھر ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء عاجل عطا فرما دے۔ (آمین) آپ کے اہل بیت اور خدام ہر طرح سے عافیت کے ساتھ ہیں۔

۲۔ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد طبّی ہدایت اور مشورہ کے موافق سیملہ پہاڑ پر تشریف لے گئے ہیں۔ اور کچھ دن آپ وہاں قیام فرمائیں گے۔

۳۔ موسم میں تمازت اور حدت روز افزوں ہے۔ ۲۱؍جون ۱۹۲۳ء کو تقاطر اور ترشح ہوا۔

۴۔ بزرگانِ ملت کی عافیت اور صحت کی خبر قوم کے لئے مژدہ راحت افزا ہے۔

ضلع گورداسپور میں میرا دورہ

باقاعدہ احمدی جماعتوں کے قیام کی تحریک عرصہ سے ہو رہی ہے اور اس کے عملی پہلو کا خیال کر کے میں نے بحیثیت سیکرٹری انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور میں دورہ کر کے احمدی جماعتوں کے باضابطہ نظام اور مدرسہ اور صدقات کے لئے چندہ وصول کرنے کے لئے ایک مختصر سا دورہ شروع کیا ہے۔ اس وقت تک میں نے تین جگہ کا دورہ کیا ہے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اس دورہ کے مختصر حالات اخبار میں شائع کرتا رہوں تاکہ جہاں دوسرے احباب کو بعض امور کی تحریک ہو وہاں مقاصد دورہ کی اشاعت ہوتی رہے۔

سب سے اول سیکھواں ضلع گورداسپور گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں کل احمدیوں کی تعداد ۸۰ کے قریب ہے اس تعداد میں عورت مرد اور بچے سب شامل ہیں۔ جہاں تک میرا علم ہے اس گاؤں میں احمدیت کا محرک اور بانی ایک کشمیری خاندان ہے اور وہ تین بھائی میاں جمال الدین امام الدین اور خیر الدین ہیں۔ حضرت اقدس کے ساتھ انکو بہت محبت اور اخلاص ہے یہ تینوں بھائی ایک دوسرے سے اخلاص میں بڑھے ہوئے ہیں۔ مستعد اور جوان ہمت ہیں ان کے ساتھ ہی ان کا ایک بیٹا دوست اور دینی بھائی منشی عبد العزیز پٹواری سیکھواں ہے یہ شخص اپنے اخلاص کا ایک نمونہ اور نظیر ہے اور واللہ میرے لئے مشکل ہے کہ میں یہ فیصلہ کر سکوں کہ ان میں سے کون اپنے اخلاص میں ممتاز ہے اور نہ اس بحث میں پڑنے کی حاجت ہے اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے اور وہی بہتر جانتا ہے۔ ان لوگوں کی تحریک اور نمونہ سے بعض غرباء اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہاں مدرسہ تعلیم الاسلام کی ایک شاخ کھل گئی ہے جو منشی غلام محمد مدرس احمدی کے چارج میں ہے یہاں باقاعدہ جماعت بنگئی ہے اس کے سکرٹری منشی غلام محمد مدرس اور صدر میاں جمال الدین صاحب اور امین میاں امام الدین اور محصل چندہ میاں خیر الدین مقرر ہوئے ہیں۔ سب صاحبان نے کو امداد کے لئے ضلع وار انجمن احمدیہ کی تعلیم پر آٹا فنڈ کے لئے گھروں میں برتن رکھے ہیں جس میں دونوں وقت مستورات آٹا گوندھنے سے پہلے آٹا ڈالا کریں گی اور ہفتہ وار جمع ہو کر اس کی قیمت صدقات میں داخل ہوتی رہے گی۔ مدرسہ کی موجودہ ضروریات کے لئے یہاں کی جماعت نے ۱۸ چندہ دیا۔ یہاں سے میں فیض اللہ چک پہونچا۔ یہاں کی جماعت کے سرگرم رکن حافظ نور محمد صاحب ایک پرانے مخلص ہیں انکی تربیت اور صحبت نے چند نوجوانوں کو جو اپنی قوم میں ہر طرح معزز ہیں داخل ہونے کی توفیق دی ہے۔ باضابطہ انجمن یہاں بھی قائم کی گئی ہے اس کے سکرٹری عظیم اللہ صاحب اور پریسیڈنٹ منشی شاہ دین صاحب پٹواری اور امین حافظ نور محمد صاحب مقرر ہوئے ہیں۔ موجودہ ضروریات کے لئے للعہ چندہ نقد دیا۔ یہاں بھی تعلیم الاسلام کی شاخ کھولی گئی ہے۔

ان دونوں گاؤں سے واپس آکر میں ۲۳؍جون ۱۹۲۳ء کو بٹالہ پہونچا۔ بٹالہ کی جماعت بندی کے لئے زبردست تحریک اور کوشش کی حاجت ہے اور اس کام کے لئے قاضی نعمت علی صاحب اور شیخ عبد الرشید صاحب ذمہ وار ہیں۔ شیخ عبد الرشید صاحب ایک بڑے متمول تاجر چرم ہیں اور سلسلہ کے ساتھ انہیں محبت اور اخلاص بھی ہے وہ اگر زیادہ توجہ کریں تو جماعت کا باقاعدہ نظام مشکل نہیں۔ بٹالہ جیسے شہر میں جماعت بہت ہی قلیل ہے تاہم اس وقت کی ضروریات کے لئے انہوں نے مہ چندہ دیا اور عہ کا مزید وعدہ شیخ عبد الرشید کیطرف سے ہے جنہوں نے عہ نقد چندہ بھی دیا ہے۔ اس کے بعد میں انشاء اللہ العزیز ۲۵؍جون ۱۹۲۳ء سے دیرہم کوٹ بگا۔ ہرسیاں۔ اٹھوال وغیرہ کیطرف جاؤنگا۔ مدرسہ کی ضروریات اور سب کمیٹی صدقات کی مشکلات داعی ہیں کہ بہت توجہ کیجائے۔ اگر ضلع گورداسپور کی جماعتوں نے ان ضروریات کے لئے ایک ہزار روپیہ بھی چندہ دیدیا تو میں دوسرے اضلاع سے بھی ایسی ہی توقع کر سکونگا۔ ضلع گورداسپور کی جماعتیں بہت توجہ کریں گی۔ میں اس مقام پر اگر اپنے برادر مکرم مفتی فضل رحمان صاحب اور بھائی محمود طالبعلم ڈنگوی کی خدمات کا اعتراف نہ کروں تو فروگذاشت کروں گا جنہوں نے اس کام میں مجھے مدد دی اور میرا ساتھ دیا اور وہ ضلع بھر کے دورہ میں میرے ساتھ ہونگے یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ میں نے یہ دورہ صدر انجمن احمدیہ کی ہدایت اور منظوری کے ماتحت شروع کیا ہے خدا تعالیٰ مجھے ان مقاصد میں کامیاب کرے جس کے لئے یہ سفر اختیار کیا گیا ہے اور اس میں ایک اخلاص اور صدق کی روح نفخ کرے۔ آمین۔

کیا روشنی ڈالی جائیگی؟

۱۔ سنا گیا ہے کہ بٹالہ ضلع گورداسپور کے تیلی دروازہ کے باہر چونگی کی چوکی کے کمرہ کے اندر تحصیلدار صاحب بٹالہ نے ایک ممبر کمیٹی کو ناگفتہ بہ حالت میں پایا تحصیلدار صاحب نے اس معاملہ پر کہا جاتا ہے پورا نوٹس لیا ہے۔ کیا یہ معاملہ اب دبا دیا جائیگا تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔

۲۔ دولت رام اور ہیرا لعل محرران میونسپل کمیٹی بٹالہ کے پاس سے دفتر کی جو امانت تھی برآمد ہوا اور جو دھاں پڑا پایا جاتا تھا۔ کیا اس کے متعلق کوئی نوٹس جاری کیا گیا ہے اور تحقیقات مکمل ہو چکی ہے؟ ان ہر دو معاملات پر ضرورت ہے کہ روشنی ڈالی جاوے تا سرکار بٹالہ تحقیقات کر کے مفصل اطلاع دے۔

اطلاع

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ بہت جلد اخبار میں یہ اعلان کر دیں کہ مسجد کا کام شروع ہو چکا ہے بلکہ عنقریب پہلی منزل پر چھت پڑ جائیگی جن صاحبوں کا ارادہ چندہ دینے کا ہے یا جو وعدہ کر چکے ہیں وہ بہت جلد روپیہ ارسال کریں جمع شدہ چندہ ختم ہو چکا ہے۔

سررشتہ تعلیم اور مسلمانوں کے حقوق

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں اس بحث کے بعض پہلوؤں پر ذرا تفصیل و وضاحت سے روشنی ڈالی گئی تھی کہ صوبہ ہذا کے محکمہ تعلیم میں مسلمانوں کے حقوق بڑی بیدردی سے پامال ہو رہے ہیں۔ اور عنصر غالب اپنی جتھے بندی اور قوم پرستی کی برکت سے صریحاً ناجائز فائدے حاصل کر رہا ہے۔ اشاعت مذکورہ میں اس امر کی تائید و تصدیق کے لئے کچھ واقعات و اعداد بھی دیئے گئے تھے ہمیں افسوس ہے کہ اس کم و بیش پون مہینے کے عرصہ میں ہم مسئلہ زیر بحث پر ایک دفعہ بھی قلم نہ اٹھا سکے حالانکہ اس اثنا میں بہت سا ضروری مصالح بھی ہم پہنچ گیا ہے جس کو ارادہ ہے کہ اب انشاء اللہ برابر تھوڑا تھوڑا پبلک اور حکام کے نوٹس میں لاتے رہیں گے تاوقتیکہ اشخاص متعلقہ اپنی ناجائز کارروائیوں اور حق تلفیوں سے باز نہ آئیں یا حکومت کا زبردست ہاتھ انہیں ہوش میں لا کر اُن کے موجودہ رویہ ناروا کی اصلاح نہ کر دے۔

گورنمنٹ ہائی سکولوں کی نئی سکیم جو بذریعہ نوٹی فیکیشن نمبری ۸۵۰ مورخہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۶ء شائع ہوئی ۱۰ اس کے عمل درآمد میں جن بیالیسوں سے غریب مسلمانوں کا اتلاف حقوق کیا گیا ہے اُن کا کچھ نمونہ ہم ۱۳ مئی کے لیڈنگ آرٹیکل میں دکھلا چکے ہیں اسی کے متعلق اور بھی بہت سی توجہ طلب باتیں قابل گذارش ہیں منجملہ ایک یہ کہ نوٹی فیکیشن مذکور میں ۲۵۴ مسلمانوں کے نام درج تھے ۳۸۳ ہندوؤں کے اور دیگر قوموں کے مگر ان ۲۵۴ مسلمانوں میں بہت سے ایسے ہیں جنکا نام دو دو تین تین دفعہ مختلف مقامات میں گنا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کی فہرست ایک طویل لسٹ معلوم ہو جیسا کہ ذیل کا جدول ظاہر کرتا ہے :-

نمبر شمار	نام مدرس	سکول	تنخواہ
(۱)	محمد بخش	(۱) میانوالی (۲) ڈیرہ اسمٰعیلخاں	عہ سے عہ صلہ سے عہ
(۲)	مرغوب احمد	(۱) انبالہ (۲) امرتسر	للعہ صہ
(۳)	الٰہ بخش	(۱) دہلی (۲) امرتسر (۳) انبالہ	سہ للعہ للعہ
(۴)	عبد العزیز	(۱) فیروز پور (۲) جہلم (۳) ملتان	مہ طہ سہ
(۵)	صدر الدین	(۱) حصار (۲) ہوشیارپور	صہ صہ
(۶)	نبی بخش	(۱) کرنال (۲) جالندہر	مہ مہ
(۷)	محمد ابراہیم	(۱) رہتک (۲) دہلی	صعہ صعہ
(۸)	ظہور الدین	(۱) ہوشیار پور (۲) گورداسپور	صعہ صعہ
(۹)	محمد تقی	(۱) امرتسر (۲) لائل پور	صللعہ صللعہ

(۱۰) فضل الدین ورنیکلر ٹیچر گوجرانوالہ سے ۳۰ روپیہ پر لائلپور تبدیل شدہ دکھلایا گیا حالانکہ وہ غریب اس جہان سے ہی انتقال کر چکا تھا۔

لطف یہ کہ ہندو اخبار است تو بر ایں واویلا مچا رہے ہیں کہ (گویا حکام کی طرفداری و ناانصافی سے) سررشتہ تعلیم میں مسلمانوں کے ساتھ خاص مراعات و عنایات برتی جاتی ہیں۔ اور یہی فتر صاحب ڈائریکٹر بہادر کے ہندو اہلکار صاحب ممدوح کو باور کرانے میں ساعی ہیں۔ حالانکہ صورت واقعات اس کے بالکل برعکس ہے۔ چنانچہ ایک مستند فہرست سے جو ہمارے پاس موجود ہے اُن تمام ہندو مسلمانوں کے (جنہوں نے یکم جولائی سنہ ۱۹۰۶ء سے ۳۰ راپریل سنہ ۱۹۰۷ء تک ترقی پائی ہے) نام ہی نہیں معلوم ہوتے۔ بلکہ یہ بھی صراحتاً پایا جاتا ہے کہ اس عرصہ میں مسلمانوں کو جو ترقیاں دیگئی ہیں بمقابلہ اُن ترقیات کے جو ہندو ماسٹروں کو ملیں کہیں زیادہ ناقابل رشک اور کمتر ہیں اور یہ امر بھی خاص توجہ کا محتاج ہے کہ صرف دس مہینے کے اس قلیل عرصہ میں تو بعض ہندوؤں کو دو دو دفعہ ترقی ملی ہے اور برخلاف ازیں مسلمان نام کو بھی کوئی ایسا نہیں جس کے حال پر یہ عنایت ہوئی ہو جیسا کہ ذیل کی فہرست سے ثابت ہوگا۔ جنمیں ہندو ترقی یافتگاں کے اسمائے گرامی درج ہیں :-

نمبر شمار	نام مدرس	تنخواہ سابقہ	ترقی	نمبر نوٹی فیکیشن جسکے بموجب ترقی دیگئی معہ تاریخ وسنہ
(۱)	لالہ سندر داس مل "	ماعہ ماعہ	ماعہ مار	۶۵۸ - ایس ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء ۱۶۲۳ - ای یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء
(۲)	لالہ گوکل چند (ہیڈ) "	ماعہ [illegible]	مار ماعہ	۶۵ - ایس ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء ۱۶۲۴ - ای یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء

امریکہ میں مقدمات طلاق کی کثرت

اضلاع متحدہ امریکہ کا صیغہ مردم شماری شادی و طلاق کے سنہ ۱۹۲۸ء کے اعداد و شمار جمع کر رہا ہے۔ جن کے شائع ہونے پر نہ صرف ملک کے اندر بلکہ باہر بھی ایک غیر معمولی ہلچل مچ جائے گی۔ اضلاع متحدہ میں سنہ ۱۹۲۸ء کے مابین (۳۳۸۰۰۰) طلاقوں کی منظوری ہوئی تھی۔ اور یہ کہنا بالکل قبل از وقت ہے کہ سنہ ۱۹۰۷ء اور سنہ ۱۹۲۸ء کے درمیانی سالوں کے اعداد کہاں تک پہونچیں گے۔ لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ مسٹر نارتھ ڈائرکٹر مردم شماری کی رائے میں اس کی اوسط تعداد (۱۲۰۰۰۰۰) تک پہونچے گی۔ یہ تخمینہ اُن اعداد و شمار کی بنا پر کیا ہے۔ جو اُن کے روبرو ہیں اور اس لئے یقیناً وہ محض وہم سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ سنہ ۱۸۶۷ء ۱۸۸۷ء کے مابین فی لاکھ آبادی میں طلاقوں کا اوسط ۴۳ تھا۔ سنہ ۱۸۸۷ء و سنہ ۱۹۰۶ء کے درمیان مسٹر نارتھ کے تخمینہ کے مطابق فی لاکھ آبادی میں طلاقوں کی تعداد تقریباً ۸۲ تک پہونچ گئی ہے۔ بالفاظ دیگر پہلے بیس سالوں کی بہ نسبت دو چند ہو گئی ہے۔

تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ بہ نسبت دیہات کے شہروں میں طلاقوں کا بہت زور ہے۔ یہ دکھانے کے لئے کہ بلحاظ تعداد طلاق شہروں کی فہرست میں شکاگو چوٹی پر رہیگا۔ کافی اعداد فراہم کر لئے گئے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ شکاگو کی طلاقوں کی تعداد بہ نسبت نیویارک کے بلحاظ آبادی سہ چند ہے۔

مسٹر نارتھ کو امید تھی کہ اس زمانہ تک کل ملک کے اعداد مرتب ہو جائیں گے۔ گذشتہ جولائی میں صیغہ مردم شماری نے بڑے بڑے شہروں کے اعداد حاصل کرنے کے لئے (۱۵۰) خاص ایجنٹ روانہ کئے تھے۔ اُن کا کام خاطر خواہ رہا ہے اور دفتر تھوڑے ہی عرصہ میں اس کے متعلق اپنی رپورٹ شائع کر دے گا۔

اگرچہ یہ تو یقینی ہے کہ رپورٹ کے شائع ہوتے ہی ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سنسنی پھیل جائے گی۔ لیکن یہ نہایت مشکوک ہے کہ قوانین طلاق میں کوئی مفید ترمیم ہوگی اور کانگریس اس مسئلہ کے ہر پہلو پر غور کرے گی۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اس تحقیقات کے ذریعہ سے مختلف حصوں کے قوانین طلاق کچھ حد تک یکساں ہو جائیں گے۔

واضح رہے کہ مذہب عیسائی کا عقیدہ تو یہ ہے کہ جیسے آسمان پر جوڑا گیا ہے۔ اُسے کوئی توڑ نہیں سکتا۔ یعنی جن دو میاں بیوی کی شادی تقدیر میں لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ تک میاں بیوی رہتے ہیں۔ اور طلاق کوئی چیز نہیں۔ لیکن دوسری طرف زمانہ حال کی شائستگی اور عورتوں کی غیر معمولی آزادی کا ایک یہ نتیجہ ہو رہا ہے کہ یورپ اور خصوصاً امریکہ میں بدکاری اور ہزارہا دیگر خفیف سے خفیف وجوہات پر عورتیں اور مرد شادی کی زندگی سے چند ہی روز میں تھک جاتے ہیں۔ اور عدالت میں طلاق کی درخواستیں کرتے ہیں کہ جہاں سے ذرا ذرا بہانوں پر طلاق مل جاتی ہے۔

گو عام قاعدہ یہ ہے کہ جب مرد کی بدکاری یا ظلم ثابت ہو تو عورت کو طلاق مل جاتی ہے۔ لیکن امریکہ میں خفیف سے خفیف بہانہ پر عورتیں آزادی حاصل کر لیتی ہیں۔ مثلاً مرد سوتے میں خراٹے لیتا ہے اور بیوی کی نیند اچاٹ کرتا ہے۔ مرد کے ناخن بڑے ہیں اور بیوی کو اُن سے تکلیف پہونچی ہے۔ یا وہ شراب یا تمباکو پیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس لحاظ سے دنیا بھر کے مذاہب میں اسلام منفرد ہے جس میں طلاق کا طریقہ جائز قرار دیا گیا ہے۔ اور مناسب وجوہات سے میاں اور بیوی ایک دوسرے سے آزادی حاصل کر سکتے ہیں۔ فرانس اور امریکہ وغیرہ میں طلاق کا مسئلہ نہایت غور سے دیکھا جا رہا ہے یہاں تک کہ بعض لوگ اسوقت شادیوں کی صلاح دینے لگے ہیں کہ جو مسلمانوں میں متعہ اور ایران میں صیغہ کے نام سے مشہور ہیں خواہ صیغہ یا متعہ کی نسبت کسی گروہ کی کچھ ہی رائے ہو۔ لیکن اب یورپ اور امریکہ کے مہذب لوگ خدا سے آرزو کر رہے ہیں اور زور مار رہے ہیں کہ اُن کے قانون میں یہ طریقہ جائز قرار دیا جائے۔ اور جب کوئی میاں بیوی نکاح کرنے لگیں۔ تو وہ سال یا دو سال کی مدت مقرر کر لیں۔ اور اُس مدت کے گذرنے کے بعد اگر اُنکی بن جائے۔ تو وہ میعاد کی توسیع کر لیں ورنہ بلا دقت الگ الگ ہو جائیں۔ ما خبر شما بسلامت۔

امریکہ میں طلاق اس قدر بچوں کا کھیل ہو گیا ہے۔ کہ ہر روز شوہر اور بیویاں بطور مال مویشی کے ہاتھ بدلتی رہتی ہیں۔ مثلاً آج مسٹر جارج فلاں بیوی سے نکاح کر کے اُس کے گھر چلا گیا اور کل مسز سمتھ فلاں میاں کو لے گئی۔ جو پچھلے ہفتہ میں اُس کی ہمسائی کا میاں تھا۔ ذیل کے واقعہ سے اس امر کی تائید ہو جائے گی کہ طلاق امریکہ میں کیا تماشے کر رہی ہے۔ امریکہ کے ایک اخبار نے لکھا ہے کہ ایک روز شہر نیویارک کے ایک کوچہ میں بچے کھیل رہے تھے۔ اُن میں سے ایک نے کہا کہ کل سے ہمارے گھر میں نیا باپ آیا ہے جس کا نام اور حلیہ ایسا ہے۔ دوسرے بچے نے کہا کہ وہ بہت اچھا آدمی ہے۔ پہلے بچے نے پوچھا تم اسے کس طرح جانتے ہو۔ اُس نے جواب دیا کہ پچھلے سال وہ میرا باپ رہ چکا ہے۔ مگر کسی وجہ سے اماں نے اُسے نکال دیا ہے۔ اور اب تمہاری اماں نے اُسے رکھ لیا ہے۔

سوسائٹی کی ایسی افسوسناک حالت اور طلاقوں کی کثرت پر لوگ حیران ہو رہے ہیں۔

آریا سماج اور موجودہ بے چینی

اخبار سول ملٹری گزٹ لاہور کے ایک ہندوستانی نامہ نگار نے اخبار مذکور کی اشاعت میں ایک مضمون لکھکر بتایا ہے کہ وہی لوگ جو غیر ملکوں غاصبوں اور اجنبیوں کو بھارت ماتا سے نکال دینا چاہتے تھے جنکا کام یہ تھا کہ گورنمنٹ اور اُس کے عمال پر بیجا نکتہ چینی کریں۔ جو تمام پابند قانون اور وفادار فرقوں کو خوشامدی اور غدار بتاتے تھے۔ وہی لاجپت رائے کی جلاوطنی کے دن سے کچھ اور ہی راگ الاپنے لگے ہیں۔ "آریہ صاحبان آجکل بڑے زور شور سے گورنمنٹ کو اپنی وفاداری کا یقین دلا رہے ہیں۔ لیکن نامہ نگار مذکور نے ستیارتھ پرکاش کے متعدد جملے نقل کر کے بتایا ہے کہ آریوں کے پولیٹیکل خیالات کا منبع کیا ہے۔ چنانچہ ایک جملہ یہ ہے کہ "کوئی شخص اُس قانون کو نہ مانے جسے ایسے لوگوں نے وضع کیا ہو۔ جو ویدوں کے علم سے بالکل بے بہرہ اور لاعلم ہوں"۔ اس مضمون کے متعلق رائے دیتے ہوئے خود ہمعصر سول ملٹری گزٹ نے یہ نہایت دلچسپ ریمارک کیا ہے کہ اگرچہ گورنمنٹ کسی مذہب سے تعارض نہیں کرتی۔ لیکن گورنمنٹ کا یہ نہایت اہم فرض ہے کہ وہ اس امر کی نگرانی رکھے کہ کوئی مذہب گورنمنٹ سے تعارض تو نہیں کرتا۔

مسلمان اور جہاد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۷ مئی ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار بعنوان "اپنی تمام جماعت کے لئے ضروری نصیحت" شائع فرمایا تھا جو انگریزی میں بھی سول اینڈ ملٹری گزٹ اور پائینیر اور بعض دیگر اخبارات میں شائع ہوا۔ اس اشتہار کو پڑھکر ایک صاحب سید محمد نام نے ایک چٹھی اخبار سول مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۰۷ء میں شائع کی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جو مولوی عبداللطیف کی سنگساری کے متعلق لکھا ہے کہ امیر کابل نے ان کو جہاد کی تعلیم کی مخالفت کی وجہ سے سنگسار کرایا یہ غلط ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

"اگر مرزا صاحب کا ایسا لکھنے سے یہ منشا ہے اور ان کے اشتہار کے مفہوم عام سے یہی منشا اُن کا ثابت ہے کہ جہاد کے متعلق جو عقیدہ امیر حبیب اللہ یا عام مسلمانان ہند یا دیگر ممالک کے مسلمانوں کا ہے وہ کسی وقت مسلمانان ہند کی وفاداری میں خلل اندازی کا باعث ہو سکتا ہے تو ہم زور سے یہ کہیں گے کہ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے" اور پھر لکھتا ہے کہ "اور پبلک کی اطلاع کے لئے اس امر کا ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ عبداللطیف کا اصل قصور جس کے سبب سے اس کی جان جاتی رہی یہ تھا کہ وہ مرتد ہو گیا اور یہ ایسا جرم ہے جس کی سزا شریعت اسلامی میں موت ہے۔ مرتد وہ اس طرح سے ہوا کہ وہ مرزا غلام احمد کا جو مسلمانوں کے نزدیک مسلّم مرتد ہے مرید ہو گیا تھا"۔

اس کوتہ اندیش اور جہاد کے فدائی نامہ نگار کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے ایک چٹھی اخبار سول میں شائع کرنے کے لئے بھیجی جو ۲۸ مئی ۱۹۰۷ء کے اخبار میں چھپی ہے اس چٹھی کا عنوان جو خود اخبار سول نے تجویز کیا ہے وہ یہی عنوان ہے جسکے نیچے میں نے یہ مضمون لکھا ہے یعنی "مسلمان اور جہاد" اصل چٹھی جسکا ترجمہ سول میں چھپا وہ یہ ہے۔ "۷ مئی ۱۹۰۷ء کو میں نے اپنی جماعت کے لئے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ اگرچہ گورنمنٹ انگریزی کی اپنی رعایا کے ہر ایک فرقہ پر حقوق ہیں کیونکہ تمام لوگ اس کی پُر امن سلطنت کے نیچے زندگی بسر کرتے ہیں اور اس کے سایہ حمایت کے نیچے ہر ایک ظالم کے پنجہ سے محفوظ ہیں اور سب پر واجب ہے کہ اُس کا شکر کریں اور عملی طور پر اپنی اطاعت کو دکھلاویں لیکن سب سے زیادہ میری جماعت پر فرض ہے واجب ہے کہ اس گورنمنٹ کے سایہ عنایت و حمایت کا قدر کریں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نے آسمان کے نیچے اس جماعت کے محفوظ رہنے کے لئے صرف یہی گورنمنٹ مقرر رکھی ہے جس کی ظل حمایت میں یہ جماعت ہر ایک ظالم کے پنجہ سے محفوظ ہے ورنہ اگر مکہ اور مدینہ میں بھی یہ لوگ رہنا چاہیں تب بھی ان کی جان کی خیر نہیں ہے۔ کیونکہ ہر ایک ملک کے ملانوں کی طرف سے ان پر واجب القتل ہونے کا فتویٰ ہے۔ اس تحریر میں نظیر کے طور پر میں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ مولوی عبداللطیف صاحب کا امیر کابل کے حکم سے سنگسار ہونا میرے اس بیان کا شاہد ناطق ہے کہ وہ میری بیعت کرنے کی وجہ سے کس بیرحمی سے سنگسار کئے گئے اور صرف جہاد کا منکر ٹھہرا کر پتھروں کے ساتھ انکو ہلاک کیا گیا۔ یہ ہے خلاصہ میرے اشتہار ۷ مئی ۱۹۰۷ء کا۔ اس میرے بیان کے رد کرنے کے لئے ایک صاحب سید محمد سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۰۷ء میں لکھتے ہیں کہ عبداللطیف کا اصل قصور جس کی وجہ سے وہ سنگسار کیا گیا یہ تھا کہ وہ مرتد ہو گیا تھا اور ارتداد ایک ایسا جرم ہے جس کی سزا شریعت اسلامی کے رو سے قتل ہے۔ اس کا مرتد ہونا اس وجہ سے تھا کہ وہ مرزا غلام احمد کا پیرو بن گیا جو تمام مسلمانوں کے درمیان مرتد تسلیم کیا گیا ہے (یعنے مرزا غلام احمد بھی واجب القتل ہے کیونکہ مرتد ہے) اب میں مختصر طور پر اپنی محترم گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ صاحب راقم نے اپنی اس تحریر میں قبول کر لیا ہے کہ ہم سب لوگ جو اس عادل گورنمنٹ کے سایہ کے نیچے کئی لاکھ تک پہنچ گئے ہیں ان کی شریعت کے رو سے واجب القتل ہیں۔ جبکہ یہ حال ہے تو ہم اس گورنمنٹ کا سچے دل سے قدر کریں یا نہ کریں اور اس کو چھوڑ کر کہاں جائیں اور کدہر جائیں۔ اس وقت میں امیر حبیب اللہ خان پر کوئی حملہ مولوی عبداللطیف کے مارے جانے کی وجہ سے نہیں کرتا کیونکہ انھوں نے اپنی شریعت کے رو سے انکو واجب القتل سمجھا سو قتل کر دیا اور اپنے زعم میں بڑے ثواب کا کام کیا کہ ان کو سنگسار کر دیا اور ان کے عیال و اطفال جلا وطن کر کے ہمیشہ کے لئے قید میں ڈالے گئے۔ لیکن اس تمام تحریر سے میری غرض تو یہ تھی کہ ہماری اس عادل گورنمنٹ نے ایسا فتویٰ نہیں دیا کہ ان سب کو قتل کر دینا چاہیے پس ہم اس گورنمنٹ کے کیونکر شکر گذار نہ ہوں۔ اسلئے میں نے لکھا تھا کہ میری تمام جماعت کے لوگ اس بات کو تحفظ کر لیں کہ اگر وہ بھی مولوی عبداللطیف کی طرح اس گورنمنٹ کے سایہ عاطفت سے باہر قدم رکھینگے تو وہ بھی ایسے ہی سنگسار کئے جائینگے۔ پس انکو چاہیے کہ نہ کسی بناوٹ سے بلکہ سچے دل سے اس گورنمنٹ کی اطاعت کریں اور ہر ایک وقت یہ خدمت کیلئے تیار رہیں۔ یاد رہے کہ میں امیر حبیب اللہ خان کی کوئی شکایت نہیں کرتا اور خاص طور پر ان پر کوئی الزام نہیں لگاتا انھوں نے ملانوں کے فتووں پر عمل کر دکھایا اور ہر ایک اسلامی سلطنت اس فتوے پر عمل کرنے کے لئے تیار ہے امیر حبیب اللہ خان کی کوئی خصوصیت نہیں اسی وجہ سے میں اپنے اس شائع کردہ اشتہار میں لکھ چکا ہوں کہ اگر ہماری یہ جماعت مکہ اور مدینہ میں بھی ہوتی تب بھی وہ ایسے ہی سنگسار کی جاتی جیسا کہ کابل میں مولوی عبداللطیف کیا گیا۔ رہا جہاد پس ہم جو ان مخالف مسلمانوں کی نظر میں مرتد اور واجب القتل ٹھہرے تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ ہم خدا اور اُس کے رسول اور قرآن شریف سے منکر ہیں جسکو شک ہو ہماری کتابیں دیکھ لے بلکہ اصل وجہ یہی ہے کہ ہم اس بات سے منکر ہیں کہ اب بھی کسی جہاد کی ضرورت ہے اور یا کسی ایسے مہدی اور مسیح کی ضرورت ہے کہ کسی وقت خونریزی کر کے اسلام کو پھیلائیگا۔ اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ایسے اعتقاد جاہلوں کے لئے خطرناک ہیں انھیں اعتقادوں نے سرحدی وحشیوں کا ستیاناس کیا ہے جن نے مہدی ہونے کا دعوےٰ کیا اور تلوار اٹھائی۔ ایسے عقیدے جو پہلے سے جاہل لوگوں کے دلوں میں ہوتے ہیں خواہ نخواہ وحشی لوگوں کو ایسے مہدی کی طرف کھینچتے ہیں اسلام کی پاک تعلیم اور اُس کے روشن نشان کسی جہاد کے محتاج نہیں یہ محض غلطیاں ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ عقلمند لوگ ایسے اعتقادوں سے دن بدن دست بردار ہوتے جاتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے مخالف ملّان گورنمنٹ کے سچے مطیع نہیں ہیں بلکہ بلاشبہ مطیع ہیں مگر کاش اگر ایسا اعتقاد نہ ہوتا تو اچھا تھا۔"

(ریویو آف ریلیجنز)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

جلد ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۷ء مطابق ۱۸ جمادی الاول ۱۳۲۵ھ | نمبر ۲۳

حضرت حکیم الامۃ کی اجمالی خودنوشت سوانح عمری

(نمبر ۳)

قبل اس کے گذشتہ نمبر کے سلسلے میں بقیہ حالات درج کئے جاویں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظاہر کر دیا جاوے کہ حضرت حکیم الامۃ کی یہ لائیف طبّی لایف ہے ورنہ آپ کی زندگی کے نشیب و فراز کے دوسرے پہلوؤں سے اوس کو کوئی تعلق اور واسطہ نہیں کیونکہ دینی پہلو سے یہ لائیف نہایت ہی گرانقدر جواہرات کا خزانہ ہے جس میں عیسائیوں۔ آریوں۔ سکھوں۔ دہریوں۔ برہموؤں۔ اور مختلف الخیال مسلمانوں سے مباحثات کا ایک لمبا سلسلہ ہے۔ اور یہ ایک فرصت اور خاص ترتیب کا کام ہے۔ ایڈیٹر الحکم کا ہمیشہ سے معمول ہے کہ وہ اخبار میں حتی الوسع ہر قسم کے ضروری مواد جمع کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہے پھر ان مواد اور مصالح سے اصل رنگ میں مرتب کرنیکا کام وہ دوسرے وقت پر چھوڑا کرتا ہے اسی بنا پر حضرت حکیم الامۃ کی طبی لائیف کا ایک ورق اسے مل گیا اور اس نے اسکا الحکم تک پہنچا دینا ضروری سمجھا خدا نے چاہا اور اسے توفیق ملی یا کسی اور کو تو وہ اس سے فائدہ اٹھا کر قوم کے سامنے وہ چیز رکھ سکے گا جو اس کے لئے خضر راہ اور آئندہ نسلوں کے لئے مایہ ناز ذخیرہ ہوگا۔ گذشتہ اشاعت میں مولوی نصرت اللہ کی جگہ مولوی فضل اللہ صاحب درست ہے۔ ایڈیٹر۔

بھوپال کے واقعات بہت ہی عجیب ہیں۔ مگر طبی امور کے متعلق صرف دو واقع قابل ذکر ہیں۔ میں نے نہایت عمدہ دو صدریاں بنوائیں تھیں جو مجھے ہمیشہ پہننے کی عادت تھی۔ اون میں سے ایک چوری گئی مجھے یقین ہوا کہ طالب علمی کی حالت میں یہ ایک مصیبت ہے مصیبت پر صبر کرنیوالے کو نعم البدل ملتا ہے۔ دوسری صدری کو اوس کے شکریہ میں دیدیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد ایک امیر کبیر کے لڑکے کو سوزاک ہوا اوس نے اپنے آدمی کو کہا کہ کوئی ایسا طبیب جسکو لوگ نہ جانتے ہوں بلاؤ مگر وہ بھی ہوئی دوائی نہ دے بلکہ سہل دوائی بتلا دیوے اور ایسی بھی نہ ہو کہ جس کے بنانے میں مجھے عام لوگوں کو آگاہی کرنی پڑے۔ جن کو کہا تھا اون کا نام پیر ابو احمد مجددی ہے۔ اونہوں نے کہا کہ ایک طالب علم طبیب ہے اور اوس کے طبیب ہونے سے لوگ ناواقف ہیں میں اوس کو اپنے ساتھ لاؤں گا اور وہ مجھے وہاں لے گیا وہ نوجوان اپنے گھر کے ایک دالان کے آگے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا وہاں ایک باغیچہ بھی تھا۔ وہیں ہمارے لئے کرسیاں منگوائیں۔ میں نے اوس کا حال دریافت کرکے کہا کہ بیخ کیلا کا ایک چھٹانک پانی صاف کرکے اوس میں یہ شورہ قلمی جو آپ کے دالان میں بارود کے لئے رکھا ہے کئی دفعہ پئیں اور شام تک مجھے اطلاع دیں۔ میں کہکر چلا آیا اور قدرت الٰہی سے

اوس کو شام تک تخفیف ہوگئی اور اوس نے مجھے ایک گران بہا خلعت اور ساتھ روپیہ دیا کہ مجھ پر حج فرض ہوگیا۔ ساتھ ہی یہ بات ہوئی کہ مجھے شدت بخار میں سیلان العاب خطرناک رنگ میں شروع ہوئی جس میں پانی بودار اور سیاہ رنگ نکلتا تہا۔ ایک شخص حکیم فرزند علی نے بھی رائے دی کہ آپ کا وطن اگر قریب ہے تو جلد چلے جاویں۔ اس خطرناک مواد سے بچنے کی کوئی امید نہیں۔ اور شام کے قریب ایک بزرگ جو وہاں مہتمم طلبۃ العلم تہے اور نہایت ہی مخلصانہ حالتیں رکہتے تہے۔ اونہوں نے مجھ سے اگر پوچہا کہیں روزہ رکہتا ہوں میرے منہ سے لعاب آتا ہے کوئی ایسی چیز بتاؤ جو افطار کے وقت کہا لیا کروں۔ میں نے کہا مربہ آملہ بنارسی۔ دانہ الائچی۔ ورق طلاء سے افطار کریں۔ وہ یہ نسخہ پوچہکر معًا واپس آئے اور ایک مرتبان مربہ اور بہت سی الائچیاں اور دو قرص ورق طلاء رکہی میرے سامنے لارکہی اور کہا کہ آپ کے منہ سے بہی لعاب آتا ہے آپ بہی کہائیں۔ اور میں نے اون کو کہانا شروع کیا۔ ایک آدہ کے کہانے سے مجھے چند منٹ کی تخفیف ہوگئی۔ جب پہر پانی کا آغاز ہوا تو ایک اور کہا لیا۔ غرض مجھے یاد نہیں کہ کسقدر کہا گیا۔ مگر شام کے بعد مجھے بہت تخفیف ہوگئی۔ اور میں نے بجائے وطن کے حرمین کا ارادہ کر لیا۔

حرمین میں جن شیوخ سے میں پڑہتا تہا۔ اون میں سے جو شیخ الحدیث تہے اون کے گہر میں قلاع کا مرض ہوا اور اطبار کے نارسے وہ تنگ آگئے۔ میں نے گندہ سمجہا اور یہ نسخہ بناکر پیش کیا۔ شورہ قلمی ۲ ماشہ کتہہ ۴ ماسہ۔ الائچی خورد ۴ ماسہ۔ گل سرخ ۲ ماسہ۔ کافور ۱ ماسہ۔ توتیائے سبز بریاں ۲ رتی۔ شاید کچھ کمی بیشی ہی ہو۔ مگر اس کے استعمال نے معًا فائدہ دیا۔ اور شیخ نے پوچھا کہ ایسا نسخہ اگر طبیب بتا سکے تو عمدہ بات ہے مگر یہ لوگ بتاتے نہیں۔ وہاں ایک اور امر میری طبی توجہ کے بڑہانے کا بنا یہ پیدا ہوا کہ ڈاکٹر مشہر عبد الخان صاحب جو ہمارے شیخ مولوی رحمۃ اللہ صاحب کے بڑے دوست اور مناظرہ اکبر آباد میں شامل تہے۔ مولوی صاحب کے مکان پر اون سے تعارف ہوا اور اون دنوں میں ایک شریف کو سنگ مثانہ تہا۔ چونکہ فرانس کے ساتھ وہاں کی سرکار کا تعلق تہا۔ وہاں سے وہ آلہ جس سے پتہری کو پیسکر نکالتے ہیں منگوایا گیا۔ اور ڈاکٹر صاحب نے اوس کو پیسکر نکالا۔ اس کامیاب تجربہ سے مجھے ڈاکٹری طب کا بہت شوق ہوا مگر میری موجودہ حالت اور شواغل اوسطرف جہکنے نہ دیتے تہے۔ ڈیڑہ برس کے بعد مجھے کچھ سکیدوشی ہوئی تو حضرت شیخ المشائخ پیر و مرشد حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ سے نیاز حاصل ہوا اور اس طبیب روح کے باعث مدینہ چلا گیا اور اون کے حضور بہت مدت رہا۔ اس درمیان تمام دنیاوی شواغل چہوٹ گئے صرف ایک مخلص عنایت فرما جو عورتوں کے تپ دق سے بڑے ماہر تہے اون سے کبہی کبہی طبی تذکرہ ہو جاتا تہا۔ وہاں کی اقامت میں خود تجربہ کا خیال حضرت شاہ صاحب کی خاص توجہات کے باعث ہرگز نہ ہو سکا۔ واپس ہوا اور گہر میں پہونچا۔ تو آتے ہی مخالفت کا بازار علماء سے گرم ہوگیا۔ ؎

ہر بلائیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

میں نے ایک طبیب سے مشورہ کیا کہ میں یہاں طب کروں تو اوس نے کہا کہ تم یہاں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ میں مانگ لینے والا آدمی ہوں پہر بہی مجھے اس شہر میں پانچ روپیہ سے زیادہ نہیں مل سکتا۔ اور تم سید تو مانگتے نہیں اور تیری حالت سے معلوم ہوتا ہے کہ دوا کا مفت دینا تیری عادت میں داخل ہوگا۔ اور اون سے کسی تقریب میں میں یہ بات بہی کر چکا تہا کہ معاجین۔ شربت۔ اور فصد کا طریق مجھے لمبا نظر آتا ہے۔ تو اوس نے کہا کہ یہاں کے عطار اور جراح مخالفت کریں گے۔ علماء کی مخالفت اسپر علاوہ ہے۔ میں نے توکلًا علی اللہ اپنے ایک طالب علم کو کہا کہ یہ سرمہ بناؤ۔

جست - سرمہ سیاہ - زنگار - سفیدہ کاشغری - افیون - سمندر جہاگ

۴ ماسہ ۴ ماسہ ۴ ماسہ ۳ ماسہ ۲ ماسہ ۲۰ ماسہ

اور اسپلٹر جسکا ایک اور سرمہ جس میں افیون نہ ہو۔ اور میں نے عصر کے بعد وضو کرتے ہوئے ایک شخص کی آنکہ کو غور سے دیکہکر پہلا قسم سرمہ ڈالدیا۔ اوس کے دیکہا دیکہی ایک اور نے درخواست کی اوسکو بہی ڈالدیا یہ ہمارا پہلا اشتہار تہا۔ صبح بہت سے لوگ آئے اور سرمہ ہی طلب کیا۔ ہمارے شہر میں رطوبت کے زیادہ ہونے سے یہ بیماری بکثرت تہی بعض کو نزلی اور بعض کو معدی آشوب تہا۔ اور بعض کے طبقات العین میں۔ اسلئے ہم نے اطریفل کشنیزی جس میں گل و سطوخودوس پڑتا ہے۔ اوس کی ہدایت کی۔ اور بعض کے کان کے پیچہے یا کسی ہڈی یا گردن پر بلسٹر لگا دیا۔ خدا کے ہی عجائبات ہیں اس تدبیر نے بڑی کامیابی کا منہ دکہایا۔ پہر ہمارے ایک اسی برس کے دوست فتح خاں رئیس بہت ملا کرتے تہے اور اون کی اولاد نہ تہی۔ میں نے اون کو اصرار سے کہا کہ آپ شادی کرلیں اور اونہوں نے کہا کہ ہمیں تو کبہی تحریک بہی نہیں ہوتی۔ مجہے صاحب میزان الطب کا قول بکر اگر گاہ گاہ میسر شود حکم اکسیر دارد۔ دلیری دیتا اور میں نے کہا کہ آپ یقین کریں کہ آپ کامیاب ہوں گے۔ آخر میرے اصرار پر اونہوں نے شادی کرلی۔ اور میں نے سم الفار اور عمدہ افیون کے ساتہہ سیماب کا ایک مرکب بنا دیا اور اوس کے کہانے پر معجون فلاسفہ کی تاکید کردی۔ قدرت الٰہی سے اون کے گہر میں حمل ہوا اور لڑکی تولد ہوئی میں نے ہرچند کہا کہ آپ لڑکی کو کسی اور کا دودہ پلائیں مگر نہ مانا۔ اور قریبًا وہی دوائی پہر دی۔ تو اس سے پہر حمل ہوا اور لڑکا پیدا ہوا۔ جو اب اللہ کے فضل سے محمد حیات نام ایکسٹرا اسسٹنٹ ہے۔ اور مجھے ہمیشہ اپنا چچا ہی لکہا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اوس کی حیاتی میں بہت برکت دے۔ کیونکہ میرے نہایت پیارے دوست کی یادگار ہے۔ ہمارے نواح کے گاؤں میں ہماری طب کا غیر معمولی چرچا پہیل گیا۔ اور جموں سے ایک شخص جو اسوقت بہی افسر پولیس ہیں وہ مدقوق ہوکر علاج کے لئے میرے پاس آئے اور شہر میں وہ ہمارے پڑوسی تہے۔ اون کا نام لالہ متہرا داس ہے۔ اس کے علاج تو بہت کئے اور کامیابی ہوئی۔ اور اس اثنا میں دیوان کرپا رام وزیر اعظم جموں کا گذر پنڈدادنخان میں ہوا۔ بہر حال دیوان صاحب اور لالہ متہرا داس کے ماموں بخشی صاحب نے سرکار جموں سے ذکر کیا۔ اون دنوں میں ایک بیمار ایسے فالج میں گرفتار ہوا جس کا فالج پاؤں کے اطراف عصابہ سے شروع ہوا اور روز مرہ بڑہتا گیا۔ پہر ہاتہہ بہی مفلوج ہوگئے۔ اوس کے باپ نے میری طرف رجوع کیا۔ طب یونانی اوس مرض سے جہاں تک میرا علم ہے خاموش ہے۔ قواعد کلیہ سے کام لینا اوس وقت میری طاقت سے باہر تہا۔

(باقی آئندہ)

مختصر نوٹ

مقدمہ متعلقہ بلوہ راہوں | راہوں ضلع جالندھر کے بلوہ کے متعلق کسیقدر حالات اس سے پہلے شایع ہو چکے ہیں اب اس مقدمہ کا آخری فیصلہ ہو گیا ہے اور حکم سنا دیا گیا ہے اس میں منجملہ ۲۵ ہندو ملزمان کے ۱۸ کو چھ چھ ماہ قید کی سزا ہوئی ہے اور بعد رہائی سب کو تین سال کے لئے حسب حیثیت پانچسو روپیہ سے لیکر ۳ ہزار روپیہ تک نیک چلنی کی ضمانتیں دینی ہونگی۔ یہ ہے برٹش راج کی برکت اور عدالت کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کرکے رکھ دیا ورنہ سب انسپکٹر صاحب تھانہ راہوں نے قومی پاسداری اور تعصب کا پورا ثبوت دیدیا تھا اور سب پوسٹ ماسٹر راہوں نے مسلمانوں کے تار کو روک کر جو گزند مسلمانوں کو پہونچانا چاہا تھا وہ نہایت ہی خطرناک تھا۔ مگر یورپین ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور مجسٹریٹ نے مقدمہ کی اصلیت کو نکال لیا۔ مسلمانان ہندو پنجاب خصوصاً راہوں کے مسلمان ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور مجسٹریٹ صاحب کے جسقدر شکر گزار ہوں کم ہے۔ انہوں نے اونکی جان اور مال اور آبروہی کو نہیں بچایا بلکہ ایک خطرناک جرم سے اون کو مخلصی دی ہے ملزم اپنے کیفر کردار کو پہونچ چکے لیکن میں صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع جالندھر کو اس امر کیطرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ جبکہ سب انسپکٹر پولیس راہوں کی کارروائی اس مقدمہ سے متعلق اعتراض سے خالی نہیں اور اس کے مذہبی تعصب اور پاسداری کا کھلم کھلا ثبوت ملتا ہے تو پھر کیا صاحب موصوف کی معدلت گستری سب انسپکٹر موصوف کے متعلق ایسا نوٹس لینے پر انہیں مجبور نہ کرے گی جس سے دوسروں کو عبرت ہو مجھے یقین ہے کہ صاحب موصوف ضرور نوٹس لیں گے۔ ایسا ہی **پوسٹ ماسٹر جنرل** پنجاب کو ایسے مفسد اور ضرر رساں سب پوسٹ ماسٹر کو کافی سزا دینی چاہئے میرے خیال میں اگر قانونی طور پر ایسے سب پوسٹ ماسٹر کو کوئی سزا دلائی جا سکے تو مسلمانان راہوں کو درگذر نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ ان کا تار روک دینے کیوجہ سے کچھ عرصہ کے لئے غریب **مسلمانوں کو سخت دکھ** اٹھانا پڑا۔ بہرحال یہ ہندو عہدہ داران راہوں اس قابل ضرور ہیں کہ آئندہ حکمانہ طور پر معقول سرزنش کیجاوے۔

اسی بلوہ کے متعلق اس امر کا بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج راہوں کے سکرٹری اور پریسیڈنٹ صاحب اور بعض ممبران نے جو کمال دکھایا ہے وہ فیصلہ عدالت سے ہویدا ہے اب آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب راہوں کی سماج کے متعلق کیا کہتی ہے؟ کیا اسے پولٹیکل پارٹی ماننے گی یا مذہبی اور اخلاقی تعلیم دینے والا گروہ۔ اس سماج نے آج سے نہیں عرصہ سے مسلمانوں کے خلاف فساد کرنیکا ارادہ کیا ہوا تھا۔ کیونکہ یوگندر پال جیسے بد زبان اور اشتعال دلانیوالے بے باک پرچہ کو بارہا راہوں میں بلا کر مسلمانوں کے خلاف لیکچر دلوائے۔ غریب مسلمان تو درویش بر جان درویش خاموش ہو رہے۔ آخر وہ بیگنی رنگ کھل گیا۔ اور ظالم اپنے کیے کے سزا پانے کو جیل جا پہونچے۔

زلزلہ کا دھکا | ماہ رواں کو کشمیر میں ایک سخت طوفان باد و باراں کا آیا اور اس کے بعد زلزلہ کا ایک جھٹکا محسوس ہوا۔ ہفتے کے روز آدھی رات کے وقت ایک اور جھٹکا زلزلہ کا محسوس ہوا تھا ہوا میں خنکی آگئی ہے۔

آریوں کی زباندرازی بدستور جاری ہے | ایکطرف تو آریہ لیڈر اپنی برأت کرتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ اون کے مقاصد کی انتہا تعلیم ہے دوسری طرف آریہ قوم کے نونہال اپنی بد زبانیوں اور شوریدہ سری سے باز نہیں آتے۔ پرکاش میں جس قسم کے مضامین شایع ہو رہے ہیں انپر ایک الگ مضمون بیچے لکھا ہے جو عنقریب شایع ہوگا۔ ۱۵ر جون سنہ ۱۹ء کے مسافر میں جو پہلے سے باوجودیکہ گستاخ نویسی کے مقدمہ میں مبتلا ہے ایک مضمون "پریشان وزیر ہند" کے عنوان سے لکھا ہے جسمیں مسٹر مورلی پر نہایت ہی بے جا اور بیہودہ حملے کرتا ہے یہ وہی مسافر ہے جسکی امداد کے لئے بعض آریہ اخباروں نے قوم کو متوجہ کیا تھا کیا یہ طریق ثابت نہیں کرتا کہ انکی بد زبانی ابھی تک بدستور جاری ہے؟

ایک ضروری چٹھی

سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے مندرجہ ذیل سرکلر لیٹر احباب کو بھیجی ہے جو اپنی اہمیت کے لحاظ سے بہت توجہ طلب ہے اس خیال سے کہ اسپر فوری توجہ ہو سکے درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم۔
از دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان (مورخہ ۲۴ر جون سنہ ۱۹ء)

مکرم بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ابتدائے سنہ ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے ایک انجمن آپکے پیرووں کی قائم کیگئی تھی جسکا نام خود حضرت اقدس نے صدر انجمن احمدیہ تجویز فرمایا اس انجمن کے قائم کرنیکی غرض یہی تھی کہ سوائے لنگر خانہ کے جسقدر کام سلسلہ احمدیہ کر رہا ہے وہ ایک ضابطہ کی صورت میں آ جاویں چنانچہ انجمن کے قواعد کی پہلی تین دفعات جو پہلے بھی کئی دفعہ شایع ہو چکی ہیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) انجمن ہذا کے اغراض حسب ذیل ہونگے۔ اشاعت اسلام تعلیم دینی و دنیوی۔ انتظام قبرستان تقسیم زکوٰۃ۔ امور متفرقہ متعلق سلسلہ عالیہ احمدیہ

(۲) سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہر ایک ایسا فرد جو کسی طرح کی امداد کرتا ہو وہ اس انجمن کا ممبر ہوگا۔

(۳) ہر ایک انجمن احمدیہ جو ممبران سلسلہ احمدیہ کسی جگہ قائم کریں وہ اس انجمن کی شاخ ہوگی۔

چنانچہ اسی سال سنہ ۱۹۰۶ء میں یہ انجمن باضابطہ رجسٹری بھی ہو گئی اور اسوقت تعلیم الاسلام ہائی سکول اور مدرسہ دینیات۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز و تعلیم الاسلام مقبرہ بہشتی۔ ایک کتبخانہ اور کئی ایک مساکین اور یتامیٰ کا اہتمام اس انجمن کے سپرد ہے مگر ان کاموں کو چلانا ایک یا دو یا چند آدمیوں کا کام نہیں بلکہ یہ فرض کل سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہے اور سب کے سر پر یکساں ذمہ واری ہے۔ ہر ایک شخص جو بیعت میں داخل ہوتا ہے جبتک وہ ان اغراض میں ہمارا معاون نہیں ہوتا اسکے داخل ہونے سے سلسلہ کو کچھ فائدہ نہیں۔ دوسریطرف ایسے لوگ جو ایکدفعہ بیعت کر جاتے ہیں اور پھر ان کو اس سلسلہ کی کارروائیوں اور تحریکوں اور ان تازہ نشانوں سے

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

حاکم یہ جواب سُنکر حیرت زدہ سا ہوگیا۔ کیونکہ اوس کو خیال تہا کہ یہ انکساری اور عاجزی کی باتیں کریں گے۔ اور اس قید اور پریشانی کی حالت میں ان کی بہادری کا جذبہ ٹہنڈا پڑگیا ہوگا۔ اوس کو یہ شبہ ہوگیا کہ یہ سردار ہیں چنانچہ یونانی سرداروں سے جو اس مجلس میں بیٹہے تہے حاکم نے یونانی زبان میں کہا کہ "معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اس فوج میں بڑا افسر ہے اور کچھ عجب نہیں کہ یہی سالار فوج ہو" وردانؓ یونانی جانتے تہے۔ اونہوں نے سوچا کہ اگر واقعی حاکم کو معلوم ہوگیا کہ یہی سالار فوج ہیں تو اون کو قتل نہ کرڈالے۔ اس سے قبل اس کے کہ حاکم کا جملہ پورا ہو اونہوں نے عمروبن العاص کیطرف کنکہیوں سے اشارہ کرکے خفت یہ کہنا شروع کیا کہ تم کیوں ایسی فضول باتیں کہتے ہو۔ اور ان کے کہنے کا کیا استحقاق رکہتے ہو۔ کیا تم کو فوج کے سرداروں نے اپنا قایم مقام کرکے بہیجا ہے۔ جو تم اون کی طرف سے گفتگو کرتے ہو۔ کیا تم یہ دعویٰ کرسکتے ہو کہ تم کو اون کے ارادے سے واقفیت ہے؟"

یہ سُنکر حاکم کا خیال بدل گیا۔ لیکن اس جرأت اور جسارت سے وہ سخت حیران تہا اور اس وقت اور بہی حیرت بڑہ جاتی تہی جب یہ خیال آتا تہا کہ متکلم محض ایک معمولی عربی سپاہی ہے مسلمہ بن مخلد نے کہا کہ جناب ہمارا افسر بہ نسبت جنگ کے صلح کا زیادہ خواہاں ہے لیکن قبل اس کے کہ وہ جنگ یا صلح کا فیصلہ کرے ایک مجلس منعقد کرنا چاہتا ہے جسمیں تمام بڑے بڑے سردار اوسکی فوج کے مجتمع ہو کر یہاں کی حالت کے لحاظ سے صلح یا جنگ پر غور کرینگے۔ اگر آپ ہم کو واپسی کی اجازت دیں تو ممکن ہے کہ اوس مجلس میں ہم آپ کی کچھ کیفیت اور مکارم اخلاق کا تذکرہ کریں۔ حاکم نے یہ سنکر اون کو واپسی کی اجازت دی۔ راستہ میں مسلمہ نے عمروبن العاص سے کہا کہ آج تم کو وردان کے چکمہ نے موت سے نجات دلائی۔

واپسی کے بعد مجلس منعقد ہوئی اور اوسمیں یہی اقرار پایا کہ سختی کے ساتھ محاصرہ جاری رکہا جائے چنانچہ ۱۴ مہینہ تک اس محاصرہ نے طول کھینچا اسی درمیان میں ہرقل مرگیا۔ اور اہل روما سلطنت کی اندرونی شورشوں میں گرفتار ہوگئے۔ بالآخر ۲۰ھ ماہ محرم میں جانباز مسلمانوں نے جان توڑکر ایک مرتبہ چڑہائی کی۔ اور اوسی دن فتح کرلیا۔ اور مسئیلہ الفاظ میں امیر المومنین حضرت عمرؓ کے پاس فتح نامہ لکہا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ من جانب عمرو بن العاص بجانب خلیفہ عمر بن الخطاب علیہ سلام اللہ تعالیٰ و برکاتہ اما بعد میں نے اللہ تعالیٰ کی امداد سے یہ شہر اسکندریہ جو اس ملک کا پایۂ تخت ہے فتح کرلیا۔ میں اسکی زیادہ صفت کیا بیان کروں یہی کافی ہے کہ میں نے یہاں چار ہزار ایسے مکانات پائے جنمیں حمام ہی بنے ہوے ہیں۔ چالیس ہزار یہودی ہیں جو جزیہ ادا کریں گے۔ اور چار سو امرا اور حکام کے بازی گاہ ہیں بارہ ہزار کونجڑے ہیں جو صرف سبزی اور ترکاریاں بیچتے ہیں۔"

اسی خط میں اونہوں نے حضرت عمرؓ سے یہ بہی درخواست کی کہ میں اس ملک کا پایۂ تخت کہاں بناؤں۔ حضرت عمرؓ نے مخبر سے دریافت کیا کہ کیا اسکندریہ کے اور میرے درمیان میں دریائے نیل بہی حایل ہے؟ اوس نے کہا کہ طغیانی کے زمانہ میں بیشک حایل ہوجاتا ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے حکم میں لکہا کہ تم ایسے مقام پر پایۂ تخت بناؤ جہاں میرے اور مسلمانوں کے درمیان میں پانی کسی موسم میں حایل نہ ہو۔ تاکہ اگر کسی وقت میں آنے کا ارادہ کروں تو بلا وقت آجاؤں۔ چنانچہ عمرو بن العاصؓ اسکندریہ کو چہوڑ کر حصن بابل کیطرف آئے جہاں کچھ دنوں پہلے اسلامی لشکر رہ چکا تہا۔ اور وہ خیمے ابتک بدستور قایم تہے۔ اوسی مقام کو پایۂ تخت بنایا۔ اور وہاں جامع مسجد اور مکانات وغیرہ بنالئے اور اوس کا نام فسطاط (خیمہ گاہ) رکہا۔ جو اب اگرچہ بالکل برباد ہوگیا ہے۔ مگر عمرو بن العاصؓ کی جامع مسجد بدستور قایم ہے اور اوس اسلامی عظمت و جلال کی اور اوس کے مینارے فاتحہ خوانی کررہے ہیں جو آج سے تیرہ سو برس پہلے اس سرزمین پر تہا۔

عمرو بن العاص نے تمام ملک مصر کے انتظام کو درست کیا۔ اور بجائے آن فراعنہ کے ظالمانہ قوانین کے اسلامی قوانین حکومت کرنے لگے جسکی وجہ سے مصری رعایا مطمئن اور خوش دل ہوگئی۔ کیونکہ وہ والے اون سے جسقدر لگان وصول کرتے تہے مسلمانوں نے اوس سے نصف سے بہی کم رکہا۔ اور ہر طرح کی ابتدا ہی اونکو ملگئی۔ پہلے پہل معزز فاتح نے ملکی نظم ونسق کیطرف توجہ کی اور کئی حصے الگ الگ کرکے ہر ایک پر خود قبطی حاکم مقرر کئے۔ مقیاس نیل اکثر خراب ہوگئے تہے۔ اونکی مرمت کروائی۔ اور تشخیص لگان کا باقاعدہ محکمہ مقرر کیا۔ اسی طرح اور تمام دوادین اور عدالتیں مرتب کیں۔ خراج میں جیسا کہ پہلے بیٹہ کہا مسلمانوں نے نہایت آسانی کردی۔ اور بہت خفیف لگان مقرر کیا کہ جسکی وجہ سے آمدنی بہ نسبت زمانہ فراعنہ کے نصف سے بہی کم ہوگئی۔ اور وہ بہی بہت دیر میں حضرت عمرؓ کے پاس پہونچی بعض مسلمانوں نے جو عمرو بن العاصؓ کے اس فعل سے ناراض تہے۔ کہ اونہوں نے مصر میں قبطیوں کو کیوں عامل مقرر کیا ہے حضرت عمرؓ سے اون کی شکایت کی۔ جس کے متعلق انہوں نے عمرو بن العاصؓ سے دریافت کیا۔ چونکہ یہ خط و کتابت کسی قدر دلچسپ ہے اس لئے ہم اوس کو درج کرنا نامناسب سمجہتے نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ من جانب عبد اللہ عمر امیر المومنین بجانب عمرو بن العاص۔ سلام علیک۔ میں نے تمہارے معاملہ میں خوب غور کیا ہے۔ میں دیکہتا ہوں کہ تمہارا ملک بہت لمبا چوڑا ہے۔ وہاں کے باشندوں کی تعداد بہی بہت ہے۔ اور زیادہ تر وہ لوگ کام کرنیوالے ہیں خشکی اور تری دونوں میں اون کے کاروبار ہوتے ہیں تم سے پہلے فراعنہ نے اون کو اچہی طرح درست کردیا ہے۔ اور ایک نہایت کاروباری اور مضبوط رعایا تم کو ملی ہے مگر اس کے ساتہہ ہی مجہے تعجب اور تعجب پر تعجب ہوتا ہے کہ تم کو اوس خراج کا نصف بہی حاصل نہیں ہوتا جو فراعنہ اوسی سرزمین سے حاصل کرتے تہے جسپر اب تمہارا عمل و دخل ہے۔ حالانکہ نہ قحط ہے نہ کوئی آسمانی بلا نازل ہے۔ میں نے خراج کے متعلق تم کو زیادہ لکہا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اب بلا تاخیر خراج آجائے گا۔ اور یہ بہی امید ہے کہ تم سنبہل جاؤگے اور ہوشیار ہوجاؤگے۔ اگر تم نے اس قسم کے بہانے میرے سامنے کئے جو میرے دل کو مطمئن نہ کرسکے تو میں نہیں قبول کرونگا۔ میں نہیں سمجہتا کہ کیوں میرے خط کا جواب تم نے نہ دیا۔

اور کس خیال سے اصل کیفیت تم نے مجھ پر ظاہر نہ کی۔ اس کی میرے خیال میں بجز اس کے اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ تمہارے ماتحت حکام خائن اور بددیانت ہیں اور تم اون کے پشت و پناہ بنے ہوئے ہو۔ یاد رکھو کہ جو بات میں تم سے پوچھ رہا ہوں۔ اوس کے شفا کی دوا میرے پاس موجود ہے۔ میں سال آیندہ تک تمہارا امتحان اور کروں گا۔ اگر تم نے اپنی برات نہ کی جو تمہارے لئے نافع ہے تو تمہارے خلاف معاملہ ہوگا اور تمہارے دل میں جو غلط خیالات اور آرزوئیں ہیں وہ ہوا کی طرح اڑ جائیں گی۔ اے ابو عبداللہ (عمرو بن العاص) واجبی حق سے دینے میں بزدل بننا غلطی ہے تم جانتے ہو کہ سمندر سے موتی نکلا کرتے ہیں۔

اس خط کے پہونچنے پر عمرو بن العاص نے نہایت بیباکانہ جواب بقول شخصیکہ۔

"آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک"

لکھا جس سے اون کی اخلاقی جرات اور ایمانداری صاف واضح ہوتی ہے۔ وہو ہذا۔

بجانب عمر امیر المومنین من جانب عمرو بن العاص سلام اللہ علیک امابعد مجھے فرمان والا ملا۔ اور میں اوس مضمون سے آگاہ ہوا جو خراج میں دیر ہونے کے متعلق آپ نے لکھا ہے۔ اور جس میں یہ بھی ذکر ہے کہ زمانہ سابقہ کے زمانہ میں جو مجھ سے پہلے یہاں حکمران تھے یہاں کی آمدنی زیادہ تھی۔ مگر میں آپ یقین فرمائیں کہ وہ باوجود کافر اور سرکش ہونے کے ہم سے زیادہ زمین کی آبادی کے خواہاں تھے اور جس کے وسائل بھی اون کے پاس تھے اس وجہ سے آمدنی بھی اونکی زیادہ تھی آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ سمندر سے موتی نکلتے ہیں۔ لیکن اگر اس قدر موتی نکالے گئے ہوں کہ اون کے پیدا وار کی جڑ ہی ٹوٹ گئی ہو۔ فرمان والا میں مجھکو خبردار اور ہوشیار کیا گیا ہے جس سے میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ایک مخفی بات کا نتیجہ ہے جو آپ کے دل میں ہے اور جو کسی غیر خیر خواہ نے ڈالی ہے۔ آپ مجھ پر الزام نہیں دیتے کیونکہ اعتبار کرنا ہمارے مذہب میں داخل ہے لیکن ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور اون کے بعد بھی کام کیا ہمیشہ سے دیانت اور امانت ہمارا شیوہ رہا۔ اور ادائے حق ہمارے نزدیک ایک بہت بڑا فرض ہے۔ ہم اسیر ایمان رہتے ہیں اور گناہوں کی جرات سے ہمارا دل کانپتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بددیانتی نہایت درجہ دنائت طبع کی بات ہے اور جب میں نے آپ کا خط پڑھا جس میں ایک مسلمان کی آبرو اور عزت کا کم خیال کیا گیا ہے تو سب سے پہلے مجھکو اپنے نفس پر غصہ آیا۔ میں اس کے سوا کچھ نہیں کہ سکتا کہ اگر آپ مدینہ کے یہودی (معاذ اللہ) ہوتے تو دعا کرتا کہ اللہ آپ کی اور میری مغفرت کرے۔

یہ خط جسمیں مجیب نے کسقدر سختی سے جواب دیا حضرت عمرؓ کی انصاف پسند طبیعت کو ناگوار نہیں گذرا کیونکہ ہمیشہ سچا اور کھرا آدمی اس قسم کے اعتراضات کا سختی سے جواب دیتا ہے۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد پھر خلافت سے ایک فرمان عمرو بن العاص کے پاس پہونچا اور اب انہوں نے حقیقت حال کا اظہار ان لفظوں میں کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بجانب امیر المومنین عمر من جانب عمرو بن العاص سلام اللہ علیک۔ امابعد۔ سال خراج کی تاخیر کا شکایت آمیز فرمان پہونچا۔ جسمیں آپ نے یہ خیال ظاہر فرماتے ہیں کہ میں نے کجروی اختیار کی ہے۔ یا خدانخواستہ کسی قسم کی بدی میرے اندر اثر کر گئی ہے لیکن واللہ میں راہ حق سے نہیں پھرا۔ بلکہ یہاں کے کاشتکاروں نے فصل کی پیداوار تک کی جو ہمارے گرم ملک سے بہت بعد یہاں ہوتی ہے مہلت مانگی۔ اور میں نے اون کو دے دی تاکہ اون کو لگان دینے میں آسانی ہو۔ اور اپنی ضروری چیزوں کو وصولی کے لئے اون کو نہ بیچنا پڑے۔ کیا یہ نرمی تشدد سے بہتر نہیں ہے۔ والسلام

اس جواب کے بعد خلیفہ کو اطمینان ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کی یہ ایک خاص خصوصیت تھی کہ وہ نہایت غور اور انصاف کے ساتھ اپنے تمام عمال کی ایک ایک ادا کو دیکھتے رہتے تھے۔ ملکی معاملات کا دیکھنا اور جانچنا تو اون کا فرض ہی تھا لیکن اس کے علاوہ وہ ان کی ذاتی حالت کی بھی خبر رکھتے تھے اور اگر اوس میں کسی قسم کی کمزوری دیکھتے تھے تو برطرف اور معزول کر دیتے تھے کہ کہیں اون کا اثر عامہ خلائق پر نہ پڑے۔ چنانچہ سعد بن وقاص کو صرف اس بنا پر انہوں نے معزول کر دیا تھا کہ وہ نماز میں امامت اچھی طرح نہیں کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان خطوط کے الفاظ بھی تنبیہ اونہوں نے کسیقدر سخت رکھے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی ہم یہ افسوس کرتے ہیں کہ ان خطوط کی اصلی خوبی ان خلاصوں میں ہم ناظرین کے سامنے نہ پیش کر سکے جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ترجمہ اور التقاط سے اصل کا حسن ظاہر کرنا ممکن نہیں۔ ورنہ یہ خطوط انشاپردازی کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ پر ہیں۔ حضرت عمرؓ کی فصاحت و بلاغت کے متعلق تو کچھ کہنا ہی فضول ہے لیکن عمرو بن العاصؓ بھی نہایت درجہ کے فصیح و بلیغ ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ اون کو خط لکھا اس وقت عرب میں سخت قحط تھا اس کا مضمون یہ ہے "اے عمرو جب تیرا اور تیرے ساتھیوں کا پیٹ بھرا ہے تو تجھکو میری اور میرے رفیقوں کی کیا پروا ہوگی۔ الغیاث الغیاث۔ عمرو بن العاصؓ جواب لکھتے ہیں لبیک میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ ایسے قدر اونٹ بھیجتا ہوں کہ پہلا آپ کے پاس اور پچھلا میرے پاس ہے یعنے یہاں سے وہاں تک تانتا باندھ دیتا ہوں"

بلاغت کے معنے ہیں مقتضائے حال کے مطابق کلام کرنا۔ اب آپ سوچئے کہ جو جوش سوال میں مضمر تھا۔ وہی جواب میں بھی ہے یا نہیں۔

عمرو بن العاصؓ حضرت عمر کے زمانہ خلافت تک مصر پر فرمانروا رہے۔ انکے عہد میں مصر میں ملکی انتظام مکمل ہو گیا ممالک متعلقہ مصر بھی اونہوں نے اپنی سلطنت کے رقبہ میں شامل کر لئے۔ تجارت کی وسعت کے لئے خلیج مصر سے نہر کاٹ کر بحر احمر میں ملادی جس ذریعہ سے مال تجارت کی درآمد و برآمد بڑھ گئی اور ملک خوشحال ہو گیا۔ یہ نہر وہی ہے جسکو فرانسیسیوں نے درست کیا ہے اور اب اس کو کینال سویز کہتے ہیں جس کو اہل یورپ ایشیا کی کنجی سمجھتے ہیں یہ دنیا کا نہایت عظیم الشان کام عمرو بن العاص ہی نے کیا ہے۔ اس سے انکی مدبری اور عالی ہمتی کا اندازہ ہو سکتا ہے ہم فتح مصر کے واقعہ میں زیادہ مبسوط والمنات کیا اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ عمرو بن العاص کا بہت زیادہ تاریخی تعلق اسی فتح کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے ورنہ اسلام کے بعد انکے ہاتھ سے اور بھی کئی فتوحات ہوئے ہیں۔

(باقی آیندہ)

سررشتہ تعلیم پنجاب اور مسلمانوں کے حقوق

(نمبر ۳)

پچھلے دو نمبروں میں بتفصیل یہ بات دکھائی جا چکی ہے کہ پنجاب میں صاحب ڈائرکٹر بہادر پبلک انسٹرکشن کا دفتر چونکہ بالعموم ہندو اہلکاروں سے بھرا ہوا ہے اسواسطے اون کے جتھے تعصب۔ اور قوم پرستی سے غریب مسلمان ملازمان سیغہ کے حقوق بڑی ناانصافی و بیدردی کے ساتھ پائمال ہو رہے ہیں اور انکی تقرر۔ تبدیلی۔ ترقی۔ غرض ہر معاملہ میں جو سلوک روا رکھا جاتا ہے وہ اکثر و بیشتر صورتوں میں اُس برتاؤ کے برعکس ہو جاتا ہے جو ہمارے برادران کرام بقدر اپنے ہمقوموں کیواسطے بہرحال لازمی سمجھا ہوا ہے۔ خواہ اسکی خاطر حق و انصاف کا خون ہو۔ خواہ ضوابط کی خلاف ورزی ہو۔ خواہ کسی غریب بےبس اور بے زبان کا گلا کٹ جائے۔ یا کچھ ہی ہوا کرے انہیں اس سے کچھ بحث نہیں انکا نصب العین تو بس اور صرف یہ ہوتا ہے کہ کسیطرح ہر قسم کی عزت۔ منفعت اور سہولت اپنے ہی گھر میں رہے۔ اور مسلمان حتی الامکان ذلیل و پریشان اور مبتلائے عسرت و زحمت ہی رکھے جائیں۔

گزشتہ سے پیوستہ اشاعت میں جو دو فہرستیں دی گئی تہیں وہ ہمیں کافی سے زیادہ نظیریں اسبات کی موجود ہیں کہ صیغہ عزل و نصب کی مہارت سے جسکو بلحاظ واقعات ہندو عملہ یا اختیار کہنا بیجا نہ ہوگا بیچارے مسلمانوں کی تو گت بن رہی ہے کہ انہیں باوجود مستحقاق کے ترقی سے محروم رکھا جاتا ہے مساوی تنخواہ یا نہایت قلیل اضافہ پر بلالحاظ انکی کبرسنی۔ کارگذاری اور معذوری وغیرہ کے کالے کوسوں پھینکدیا جاتا ہے۔ انکی تعداد کو بڑھا کر دکھلانے کی غرض سے ایک ایک مدرس کو دو دو تین تین جگہ گنایا جاتا ہے متوفی اور مستعفی تک لسٹ میں ٹانک دیئے جاتے ہیں برخلاف اس کے خوش قسمت ہندوؤں کا یہ حال ہے کہ (وہ اگر) عرصہ قلیل میں دو دو تین تین باربیش قرار ترقیاں پا جاتے ہیں مقابلہ کی دور میں مستحق اور محنتی مسلمانوں سے آگے بڑھنے کے ناقابل ہوں تو بھی سررشتہ کی پشت گرمی سے زبردستی کہینچا مار کر انہیں گرا دیتے اور آپ آگے نکلجاتے ہیں کسی ضرورت و مصلحت کی بنا پر گھروں سے دور جا پڑے ہوں تو جلد ہی معقول ترقی پر واپس بلالئے جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

دوسرے نمبر میں ہم نے محولا بالا دو لسٹیں اور اُن سے متعلق ضروری یادداشتیں دیکر ایک اور فہرست کا بھی وعدہ کیا تہا جس سے آخر الذکر صورت کی عملی نظیریں ملتی ہیں یعنے نام بنام اور تاریخوار اُن ہندو مدرسوں کا پتہ لگتا ہے جو مصلحتہً یا اتفاقیہ وطن سے کچھ فاصلہ پر تبدیل ہوگئے تہے تو تہوڑے ہی دنوں کے اندر عموماً ترقی پر اپنے وطن میں یا گھروں کے بالکل قریب بدل آئے وہ فہرست اسجگہ ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔

(۱) نوٹیفیکیشن نمبری ۵ ۲۸ ۔ایس مورخہ ۲۰ راگست ۱۹۰۶ء کے بموجب لالہ شیو نرائن سکنہ ریواڑی (ضلع گوڑگانوں) معہ پرانے گہرسے پالمپور بھیجا گیا تہا۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۰۶ء کو بذریعہ نمبر ۱۰۴۳۸ ای) دس روپیہ ترقی دیکر ۴۰ پر ریواڑی ہی میں آگیا۔

(۲) کرم نرائن سکنہ منٹگمری مدرسہ مظفر گڈھ میں ۲۵ للغہ پا تا تہا ۵۰ للغہ پر ملتان بدل دیا گیا اور پھر صرف تنخواہ یعنے دس روپیہ ترقی پر جہاں سے گیا تہا وہیں آگیا (دیکھو نمبر ۲ ڈی۔ ای مورخہ ۱۹ رجنوری ۱۹۰۷ء)۔

(۳) بکمبر ناتہہ ساکن دہلی پہلے کرنال سے شملہ تبدیل ہوا پہر شملہ سے کرنال ہی میں آگیا۔

(۴) خان چند باشندہ منٹگمری۔ منٹگمری سے ملتان گیا تہا۔ اور پھر بدل کر منٹگمری ہی میں آبراجا۔ جہاں اس کے فرزند ارجمند لالہ کرم نرائن بھی بہ وثوق اقرونہ ہیں (دیکھو نمبر ۲)

گویا حسن اتفاق سے باپ بیٹا دونوں ایک ہی جگہ یعنے گھر پر رہ رہے ہیں۔

(۵) رام چند سونیجہ باشندہ جھنگ ریواڑی ہی معہ ۵۰ مشاہرہ پر مظفر گڈھ تبدیل ہوا تہا مگر وہ جنوری ۱۹۰۷ء کو (نمبر ۴۵ ای) وہاں سے ۵۰ تنخواہ یا دس روپیہ اضافہ پر گھر کے قریب بہیرہ میں بلالیا گیا۔

(۶) پنڈت تارا چند سیالکوٹی بہیرہ سے سیالکوٹ میں آ براجمان ہوئے۔

(۷) بہائی تارا سنگھ امرتسری۔ امرتسر سے جالندھر بدلگئے تہے پھر جالندھر سے امرتسر میں آگئے

(۸) بہائی ناتہا سنگہ پہلوری لدہیانہ سے (جو پہلور سے مقطع میل پر ہے) ریواڑی جا پڑے تہے مگر خوش نصیبی انہیں پہر دس میں گھر کے پاس لے آئی۔

(۹) لالہ گنگارام گوجرانوالہ پوری ملتان میں جا پڑتے تہے مگر اب وطن مالوف میں رونق افروز ہیں۔

(۱۰) لالہ سندر رام ہوشیار پوری لدہیانہ سے ہوشیار پور آگئے۔

(۱۱) لالہ دیو یداس آف ڈیرہ غازیخاں جہلم سے ملتان میں بدل آئے جو نسبتہً گھر سے قریب ہے۔

(۱۲) بابو سوہن سنگہ سیالکوٹی ملتان سے سیالکوٹ میں۔

(۱۳) لالہ دہنارام سکنہ ڈیرہ غازیخاں پہلے ریواڑی پہر ملتان آئے پہر خاص گھر پر ہی آگئے

(۱۴) لالہ مادہو داس بی۔ اے سکنہ ؍؍ بہیرہ سے وطن مالوف تشریف لیگئے

(۱۵) لالہ رامچند دہلوی لاہور سے دہلی بدلے تہے مگر پہر دسو سے ایک سو ساٹھ روپیہ مشاہرہ سالانہ کی ترقی پر حصار تبدیل کر دیئے گئے (نمبر ای ۶۸ ۵ مورخہ ۲۷ رفروری ۱۹۰۷ء)

یہ چند مثالیں سرسری طور پر گزٹ نوٹیفیکیشنز مورخہ جولائی ۱۹۰۶ء لغایت ۳۰ راپریل ۱۹۰۷ء سے لیگئی ہیں ورنہ یہ امر یقینی سمجھنا چاہیے کہ غور سے چہان بین کرنے پر اس قسم کی اور بھی بہت سی نظیریں ملسکتی ہیں۔

ان شواہد سے یہ بات اچھی طرح پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ ہندو مدرسین کی گھروں سے تبدیلیاں شروع میں محض عارضی طور پر دکھلاوے کے لئے اور مسلمانوں کا منہ بند کرنیکی غرض سے کیگئی تہیں جو غریب شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے گھروں سے دور پھینکدیئے گئے ہیں۔ ورنہ بظاہر اسکی کوئی معقول وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں ہندوؤں کو پہلے وطن سے جدا کیا اور پہر تہوڑے ہی عرصہ میں (۳۰ راپریل سے پہلے پہلے) اپنے اپنے گھروں کو لوٹا دیا؟۔

برعکس اس قوم پرستی کے بیکس مسلمانوں کے ساتھ ہندو عملہ کا یہ روکھا اور بیدردی کا سلوک ہے کہ شمس الدین نام ایک ورنیکلر ٹیچر کو گجرات سے مساوی تنخواہ پر لدہیانہ بہیجا تہا پہر جب وہ گجرات واپس ہوا تو غریب کو خرچ بھی اپنی ہی گرہ سے کرنا پڑا (نمبر ۳۰۹۱ ۔ مورخہ ۲۲ رنومبر ۱۹۰۶ء) حالانکہ جب تبدیلی سرکاری حکم سے ہو تو سفر خرچ بھی سرکاری ہی ملنا چاہیے۔

ناظرین! مسلمانوں کی یہ حق تلفیاں اور ان پر ایسے صریح ظلم آخر کیوں ہوتے ہیں؟ اسکی وجہ بجز اسکے کچھ نہیں کہ صیغہ عزل و نصب میں تمام ذمہ دار اور بااختیار اہلکار ہندو ہی ہندو اکٹھے ہو گئے ہیں چنانچہ جیسا کہ ہم اس سلسلہ کے پہلے نمبر میں بھی بیان کر چکے ہیں۔ اسوقت دفتر متعلقہ کی شاف کی کیفیت یہ ہے کہ:-

(۱) ایک شاخ کا ہیڈ اسسٹنٹ بیجد یال نام ہندو ہے تو

(۲) دوسری برانچ کا ہیڈ بہی مسمی شیو ناتہہ ہندو ہی ہے۔

(۳) تیسری شاخ کا عملی طور پر مالک و مختار دینا ناتہہ نام ہندو ہے تو

(۴) بیورٹرآنکس بھی ہندو ہی ہے۔

(۵) یہی نہیں بلکہ ریکارڈ برانچ میں بھی ایک ہندو کا ہی عمل دخل ہے۔

سابقاً عملہ بہر میں ایک ہیڈ اسسٹنٹ مسلمان بہی تہا مگر اسکو پٹیالہ میں بھیجدیا گیا اور اسکی اسامی ایک ہندو کو ملگئی۔ حالانکہ جو کسی مسلمان کا تہا۔ چند قابل مسلمان امیدوار بھی موجود تہے۔ یہی تو تہا اور لاہور ہی کیا جاتا تو رکر حق بحقدار رسید ہوجاتا۔ مگر انجام کار وہی ڈہاک کے تین پات نکلے۔ اسی حق تلفی پر بس نہیں بلکہ بعد ازاں دو تین اسامیاں ہیڈ اسسٹنٹی کی جو خالی ہوئیں وہ بھی ہندو خوش نصیبوں ہی کے حصہ میں آئیں جب اسسٹنٹوں کے دفتر میں عنصر غالب کے اجتماع اور یکجہتی کی یہ کیفیت ہو تو ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ ایسے ہاتہوں بیکس و بیبس مسلمان ملازمان کے حقوق کی حفاظت کیونکر

ممکن ہے۔ اگر ذمہ داری و اختیارات کی تقسیم ہندو و مسلمانوں میں حصہ رسدی ہو اور ایک ہی قوم کا یہ اجارہ ہو کر اس کو بے کھٹکے من مانی کارروائیاں کرنے کا موقع نہ ملنے پائے تب تو یہ ہو سکتا ہے کہ نہ ہندو مسلمانوں کے حقوق پر ہاتھ صاف کر سکیں نہ مسلمان ہندوؤں کے۔ مگر مسلمان بیچارے دوسروں کے حقوق پر کیا دست درازی کریں گے۔ وہ اپنے ہی حقوق واجبی بھر پائیں تو غنیمت ہے۔ (دلیل)

روئداد جلسہ شاہ آباد ضلع ہردوئی

احمدیوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری اور اطاعت اور خیر خواہی کا جو سبق دیا گیا ہے وہ ہر احمدی کے لوح قلب پر منقش ہو چکا ہے مولوی حکیم انوار حسین خان صاحب شاہ آباد ضلع ہردوئی کے ایک معزز رئیس اور ایک سرگرم اور دہ احمدی ہیں۔ انہوں نے پنجاب کی شورش اور مفویانہ تقریروں کے مفاسد سے اپنے اہل وطن کو متنبہ کرنے کی خاطر وہاں ایک جلسہ کیا جس میں ہندو اور معزز مسلمان شامل تھے اس جلسہ کی روئداد بغرض اندراج الحکم پہونچی ہے جسکو میں اپنا فرض سمجھکر ذیل میں چھاپ دیتا ہوں۔ ایڈیٹر

۱۶ر جون ۱۹۰۷ء

آج کا دن بشرکت اہل اسلام و اہل ہنود جسمیں شاہ آباد کے معزز اور ذی انتخاص تخمیناً قریب پانچسو کے شریک تھے۔ بمقام احاطہ جامع مسجد شاہ آباد بوقت ۶ بجے شام کے منعقد ہوا۔ باتفاق جلسہ جناب ناد علیخان صاحب پریسیڈنٹ جلسہ ہذا منتخب ہوئے۔ یہ جلسہ بتحریک مولوی انوار حسین خانصاحب منعقد ہوا۔ حکیم خادم حسین خانصاحب نے باجازت میر مجلس صاحب مضمون مندرجہ ذیل پڑھا۔ بعدہ رزولیوشن نمبر ۱ کو حکیم صاحب موصوف نے پیش کیا اور مولوی شیخ عباد اللہ صاحب نے اوسکی تائید کی اور باتفاق جملہ حاضرین کے منظور کیا گیا اور رزولیوشن نمبر ۲ مولوی حکیم انوار حسین خان صاحب نے پیش کیا۔ اور منشی عزیز احمد خانصاحب نے تائید کی اور باتفاق منظور کیا گیا۔

رزولیوشن نمبر ۳ حکیم خادم حسین خانصاحب نے پیش کیا اور مولوی شیخ عباد اللہ صاحب نے تائید کی اور منظور کیا گیا۔

رزولیوشن نمبر ۱

تمام اہل اسلام و اہل ہنود قصبہ ہذا بلا امتیاز کسی فرقہ کے اون تمام شورشوں اور مفویانہ لکچروں سے جو کسی حصہ ملک میں دیئے گئے ہوں اپنی نفرت ظاہر کرتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کے کوشش کو جو اسبارہ میں کیا گیا ہے یا کیا جاوے امن قایم رکھنے کے واسطے نہایت ضروری خیال کرتے ہیں۔

رزولیوشن نمبر ۲

نقل کارروائی ہذا بخدمت جناب ڈپٹی کمشنر بہادر صاحب ہردوئی بھیجکر عرض کیا جاوے کہ صاحب موصوف جملہ ساکنان قصبہ ہذا کے ان خیالات سے اگر مناسب خیال فرماویں تو گورنمنٹ کو مطلع فرما دیں۔

رزولیوشن نمبر ۳

نقل کارروائی ہذا بخدمت ایڈیٹر صاحبان پیسہ اخبار و وطن و الحکم مرسل ہو کر گذارش کیجاوے کہ براہ مہربانی اپنے اپنے اخبارات میں اس کارروائی کو چھاپ دیں۔

مضمون جو حکیم خادم حسین خانصاحب نے پڑھا تھا

حضرات حاضرین آپ کو اس جلسہ کے اغراض تو اشتہار سے معلوم ہو گئے ہوں گے۔ اون کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس وقت ملک میں بعض ناعاقبت اندیش اور نفسانی ملک کا خیال ہے کہ حکومت خود اختیاری بذریعہ ایجیٹیشن اور فسادات کے قائم کرا لیجاوے چونکہ بعض معاملات میں گورنمنٹ کی تحمل و چشم پوشی سے اس خیال کے لوگوں کے دماغ بہت خراب ہو گئے اور یہ سمجھے کہ ہمارے اجماعی قوت کا یہ نتیجہ ہے اور ہم نے دبا کر اس بات کو کرا لیا ہے۔ یہ نہ سمجھے کہ خود گورنمنٹ ایسی مہربان اور ہمارے فوائد کی ہم سے زائد خیال کرنیوالی ہے جیسا کہ سرفلر کا استعفا منظور کرنا وغیرہ۔ جس نے اس خیال کے لوگوں کے دماغ کو زائد خراب کر دیا اور اب جنون اور دیوانگی کی حالت بعض اشخاص کی پہونچ گئی۔ حالانکہ ہر ایک سایل کا فرض ہے کہ وہ اپنے حاکم سے نہایت ادب اور متانت سے جایز درخواست پیش کرے۔ اور ابتک ہمیشہ ایسی درخواستیں معرض قبول میں آتی رہیں۔

اسوقت بعض ملکی دشمنوں کی عقل ایسی خراب ہوگئی کہ وہ نہ صرف جادہ اعتدال سے متجاوز ہوئے بلکہ فساد انگیزی شروع کر دی۔ گو ابتک تمام اہل اسلام اس سے الگ رہے اور جب تک کہ وہ اپنی مذہبی تعلیم پر قایم رہیں گے الگ رہیں گے۔ اور گورنمنٹ کا ہاتھ بٹاویں گے کہ ہر طرح سے امن قائم رہے۔

تمام اہل اسلام ایسے فساد اور بغاوت سے دلی نفرت رکھتے ہیں اور کسی مفسد یا مغوی سے اون کو کسی طرح کی ہمدردی نہیں ہے۔ بلکہ اون کا اول خیال تھا کہ گورنمنٹ کیوں اسقدر چشم پوشی فرماتی ہے جس احتمال جاہل لوگوں کے دماغ بگڑ جانے کا ہے علاج سر چشمہ باید گرفتن بیل کی مثل بہت قدیم ہے اور جسپر اب سرکار نے اون ناعاقبت اندیشوں کی حرکات سے مجبور ہو کر تدارک ہی شروع کر دیا ہے۔ جو ملک میں امن اور عافیت قائم رکھنے کیواسطے نہایت ضروری ہے۔ اس وقت اس ملک کے واسطے گورنمنٹ کی حکومت خدا کی مہربانی کا سایہ ہے جسمیں ہر طرح سے ہر قوم و ملت کو آزادی حاصل ہے اور ہر شخص دینی و دنیاوی ترقی کر سکتا ہے تمام مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں کہ اون کا وجود اور امن صرف گورنمنٹ انگلیشیہ کی بدولت یہاں قایم ہے ورنہ جان و مال و آبرو سب معرض خطر و ہلاکت میں ہو جاویں اب جو ناگوار واقعات بعض مقامات میں ظہور میں آئے ہیں اون سے کسی نیک طبیعت کو ہرگز ہرگز ہمدردی نہیں ہو سکتی اور نہ کسی اہل اسلام کو ہے کیونکہ اسلام میں فساد کرنیوالوں کی نہایت مذمت ہے۔ اور اسلام تعلیم امن و امان قایم رکھنے کی کرتا ہے جیسا کہ میں آپ صاحبان کے روبرو چند آیات قرآنی جسمیں فساد کی ممانعت اور مفسدین کی مذمت ہے بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں صاف الفاظ میں حکم فرماتا ہے وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ یعنے اللہ فساد کو دوست نہیں رکھتا ہے (سورہ بقر آیہ ۲۰۶) دوسری جگہ یہ حکم ہے كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ یعنے اللہ کی دی ہوئی روزی سے کھاؤ پیو اور زمین پر فساد کرتے مت پھرو۔ (سورہ بقر آیہ ۶۰) اور ایک مقام پر اللہ جل و علا فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ۔ یعنے اللہ فساد کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا (سورہ مایدہ آیہ ۶۴) پھر ایک جگہ مثال دیکر فرماتا ہے فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ پس دیکھو تو کہ فساد کرنیوالوں کا انجام کیا ہوتا ہے (سورہ اعراف آیہ ۱۰۳) ایک جگہ اور حکم الٰہی ہے فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ یعنے پس اپنے باٹوں اور میزان کو پورا کرو اور لوگوں کی چیزوں کو کم مت دو اور زمین میں اوسکی اصلاح کے بعد فساد مت کرو یہ تمہارے واسطے بہتر ہے اگر تم مومن ہو (سورہ اعراف آیہ ۸۴) ایک اور مقام پر پروردگار

اہنشا ہے وَ یٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ
یعنے اے میری قوم اپنے پیمانوں اور میزانوں کو انصاف سے پورا پورا رکھو اور لوگوں کو انکی چیزیں کم مت دو اور زمین پر فساد کرتے مت پھرو (سورہ ہود آیہ ۸۵) اور ایک جگہ فرمان الٰہی ہے وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ اور جو اللہ نے تجھکو دیا ہے اوس سے دار آخرت کی تلاش کر اور اپنے دنیاوی حصہ کو مت بھول اور جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی احسان کر اور زمین میں فساد مت چاہ تحقیق اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا (سورہ قصص آیہ ۷۷) ایک اور جگہ حکم الٰہی ہے۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ
یعنے یہ آخرت کا گھر ہے ہم اوس کو اونہیں لوگوں کے واسطے مقرر کرتے ہیں جو زمین میں سرکشی اور فساد کے طالب نہیں ہوتے اور انجام متقیوں کے واسطے ہے۔ (سورہ عنکبوت آیہ ۸۳) ایک اور جگہ ارشاد ہے۔ اَلَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ۔ یعنے جس نے شہروں میں سر اوٹھا رکھا تھا اور اونہیں بہت فساد برپا کر دیا تھا پس انپر تیرے رب کی طرف سے عذاب کا کوڑا پڑا (سورۃ الفجر آیہ ۱۱) پس اے حضرات میں نے آپ کے روبرو چند آیات قرآنی کو جنمیں فساد کی مذمت اور اوس سے اجتناب کا حکم ہے سنائی ہیں اور بہت سے آیات قرآنی اس بارہ میں موجود ہیں ایسی صورت میں کوئی مسلمان ان احکامات کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اور نہ آیہ یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اور اوس کے رسول کی اطاعت کرو اور صاحب حکم کی جو تم میں سے ہو یعنے بنی نوع انسان سے (سورۃ النساء آیہ ۹۵) کی خلاف ورزی کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم مسلمان اس وقت تمام عالم میں مشرق بعید سے لیکر مغرب بعید تک پھیلے ہوئے ہیں جن کی سلطنت میں بڑا حصہ مسلمانوں کا ہے اور وہ بھی اپنے بادشاہ وقت کی اسی قرآنی حکم کے مطابق کرتے ہیں اور امن قایم رکھنا چاہتے ہیں اور ایسے ہی سلطنت روس میں بھی بکثرت مسلمان آباد ہیں۔ اور وہ اپنے بادشاہ کی بھی ویسے ہی اطاعت کرتے ہیں اور خدا کے فضل سے سلطنت انگلیشیہ دام اللہ ملکہا کے دامن فیض میں بہت بڑی تعداد مسلمانان کی موجود ہے اور اب تک یہ سب مسلمان اپنے بادشاہ وقت کے خیر طلب اور اطاعت گذار ہیں اور ہمیشہ امید ہے کہ اپنے خدا اور رسول کے حکم کے پابند رہیں گے اور امن کے قایم رکھنے اور فساد کو روکنے میں جان و مال سے سلطنت کے شریک رہیں گے۔

مجھے یقین ہے کہ دیگر مذاہب میں بھی ایسی نیک تعلیم ضرور ہوگی۔ ورنہ اگر صرف عقل سلیم ہی سے اس بارہ میں کام لیں گے تو ہر طرح سے فساد کی خرابی خود وہ اپنے واسطے پاویں گے۔ ایسے فسادات سے سلطنت کا کچھ نہیں بگڑ سکتا بلکہ خود اپنے ملک اور قوم کو نقصان پہنچتا ہے پس سب سے بڑی ملکی خیر خواہی امن کا قایم رکھنا اور سلطنت کو اونہیں ہر طرح سے مدد دینا ہے۔ مجھے امید ہے کہ دیگر میرے ہم وطن بھائی یعنے اہل ہنود بھی جو عقل سلیم رکھتے ہیں میرے ہم خیال ہونگے تمام جایز خواہشات کا ادب کے ساتھ گورنمنٹ سے طلب کرنا چونکہ خود گورنمنٹ کا منشاء ہے اور کل اقوام ہند

ایسا ہی کرنا چاہئے۔
اب میں اس سے زائد آپ کا وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا اور اپنے مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مہربان اور عادل بادشاہ کو ہمارے سر پر قایم و دایم رکھے۔ فقط
بندہ حکیم خادم حسین خاں۔ شاہ آباد ہردوئی ۶ر جون ۱۹۰۸ء

وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کب تک خاموش رہیں گے؟

میں ایک سے زیادہ مرتبہ اس تحریک کو الحکم میں شایع کر چکا ہوں کہ چونکہ سب کمیٹی صدقات کے فنڈ نہایت ہی کمزور حالت میں ہیں اس لئے ان طلبا کی اعانت اور امداد کے لئے جو وٹرنری کالج میں تعلیم پاتے ہیں اور اپنے اخراجات ادا کرنے کے محض ناقابل ہیں احمدی وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ہاتھ بٹائیں۔ خدا اپنے بے حد فضل و کرم سے سید غلام حسین اور ڈاکٹر اشفاق بیگ کو انہوں نے اس تحریک میں نہ صرف حصہ لینے کا وعدہ فرمایا بلکہ خود بڑے زور سے اس تحریک کو شروع کیا اور اپنے ہم عصر احمدی وٹرنری اسسٹنٹوں کو بطور خود اس کار خیر میں شریک ہونے کے لئے آمادہ کیا انکی تحریک ابھی تک بدستور جاری ہے اگرچہ اس وقت تک صرف پانچ بھائیوں نے اس فنڈ میں ایک ایک روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ کیا ہے اور ڈاکٹر مظفر علی احمد اور خود قاضی صاحب اور ڈاکٹر اشفاق علی صاحب نے اپنا اپنا ماہواری چندہ بھیج بھی دیا ہے۔ مگر یہ رقم ابھی ناکافی اور ضرورت بدستور دائمی ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ تحریک جو محض خدا کے لئے ہے ضرور کامیاب ہو جائیگی اور خدا تعالیٰ ایسے سامان مہیا کر دیگا جو ان مشکلات سے نجات دیگا لیکن ہمارک ہونگے وہ وجود جو اس میں سرگرمی سے حصہ لیں گے مئی ۱۹۰۸ء کے وظائف سب کمیٹی صدقات ادا نہیں کر سکی اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ طالب علم جو محض یہاں کے وظائف پر گذارہ کر رہے ہیں کس قدر مشکلات میں ہونگے۔ اس لئے میں ایک بار پھر جمیع وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس فنڈ میں مستقل اور یکمشت رقوم بھیجیں۔ داخلہ کی فیس کے لئے جو ایک سو روپیہ اس سال دیا گیا ہے چونکہ وہ مد زکوٰۃ پر بطور قرض ہے اس لئے رقم کو پورا کرنے کے یکمشت چندوں سے اس رقم کو جلد پورا کر دیا جاوے۔

اگر وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ایک ایک مہینے کی تنخواہ اس فنڈ میں ایک سال کی اقساط میں دیدیں تو یہ فنڈ قوی ہو سکتا ہے مجھے امید ہے کہ پھر زیادہ دہائی کی حاجت نہ ہوگی بلکہ بہت جلد روپیہ بھیج دیا جاویگا ہاں اگر وہ ایسے ہی عدیم الفرصت ہیں کہ انہیں منی آرڈر تک کرانے کی فرصت نہیں ملتی تو پھر میں بذریعہ وی پی ان سے روپیہ وصول کر لونگا بشرطیکہ ایک ہفتہ تک کسی کا جواب نہ آیا کیونکہ پھر اس کے یہ معنے ہوں گے کہ وہ مجھے اجازت دیتے ہیں۔ مئی کے وظائف ادا کر نہیں اور جون کی ۱۸ تک شاید یہ اخبار سب کے پاس پہنچے اس لئے مئی اور جون دونوں کے وظایف ادا کرنے ہوں گے۔

بالآخر میں اس قصہ کو دہرانا نامناسب سمجھتا ہوں جو کام آپ لوگوں نے کرنا ہے وہ آخر آپ ہی کے ذریعہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور نیکی اور بھلائی کے نوشتے آپ کے قلوب میں تحریک پیدا کریں۔ آمین

(نامہ نگار)

وا حد اور فارم مطبوعہ پر ہے اس لئے اس جگہ درج نہیں کیا)
میری جائیداد اس وقت نقدی و زیور کل مبلغ ... روپیہ کی ہے سو میں جائیداد مذکورہ موجودہ کا ... حصہ یعنی مبلغ ... روپیہ برضا و رغبت خود صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیکر اپنی زندگی میں ہی قبل از وفات اس قبیل وصیت سے سبکدوش ہو گئی ہوں اور آئندہ میری وفات کے بعد اگر کوئی میری جائیداد زاید از جائیداد موجود ثابت ہو تو اس میں سے بھی چہارم حصہ صدر انجمن احمدیہ کے حوالہ کیا جاوے اور میری تجہیز و تکفین و جنازہ وغیرہ جماعت احمدیہ ادا کرے اور میری وفات کے بعد میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کے لئے قادیان پہنچایا جاوے اگر صدر انجمن احمدیہ کیطرف سے مصلحتاً کوئی روک ہو تو اُن کے حکم کی تعمیل کر کے حسب ایما اُس کے کسی اور جگہ دفن کریں خواہ کوئی صورت ہو میری اس وصیت میں حارج نہیں میری وصیت بدستور قائم رہے گی۔ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء

العبد
مسماۃ مہر بیوہ صدر الدین مذکور ساکنہ سیکھوان
نشانی انگوٹھا

گواہ شد
... ولد میلی قوم موچی ساکن سیکھوان۔ نشانی انگوٹھا

گواہ شد
فتح الدین ولد میلی قوم موچی ساکن سیکھوان نشانی انگوٹھا

گواہ شد
امام الدین ولد ... احمدی ساکن سیکھوان بقلم خود

گواہ شد
خیر الدین ساکن سیکھوان بقلم خود

وصیت نمبر ۱۲۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مَیں حاکم علی ولد اللہ دوا قوم زمیندار ساکن چک پنیار ضلع گجرات حال چک نمبر ۹ ضلع شاہ پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
(نوٹ) چونکہ شرط نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے اس کا اندراج اس جگہ ضروری نہ سمجھکر چھوڑ دیا۔
نمبر ۴ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ جو میری جائیداد میرے ترکہ میں ثابت ہو اگر مَیں اپنی وصیت کے مطابق موعودہ رقم جو اپنی جدی جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ مبلغ آٹھ سو روپیہ جسکا باقساط ایک سو روپیہ سالانہ صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکا تو میری متروکہ جائیداد سے وصول کیا جاوے صدر انجمن کو حق ہوگا۔ مَیں اپنے ورثا کو بھی یہی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اگر میرے ذمہ موعودہ رقم میں سے انجمن کا روپیہ باقی ہو تو ادا کر دیں۔ نیز جیسا کہ اپنی پہلی وصیت میں لکھ چکا ہوں دوبارہ اس وصیت میں بھی لکھ دیتا ہوں کہ تین مربعہ نہر جہلم چک نمبر ۹ متصل پھلوال میں ہے اس کی آمدنی میں سے بھی ۱/۱۰ حصہ سال بسال تاحین حیات ادا کرتا رہوں گا اور اپنی اولاد کو بھی وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرے بعد میری روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے ایسا ہی کرتے رہیں۔ اس وصیت میں اپنے ورثا کے دستخط کرا دیتا ہوں۔ اگر اس وصیت کے رجسٹری کرانے کی ضرورت ہو تو وہ بھی کسی دوسرے وقت کرا دوں گا۔ ۱۸ اپریل ۱۹۰۶ء

العبد
بقلم خود حاکم علی احمدی

گواہ شد
غلام مصطفیٰ معہ نشانی انگوٹھا

گواہ شد
غلام رسول بقلم خود معہ نشانی انگوٹھا

گواہ شد
غلام حسین معہ نشانی انگوٹھا

وصیت نمبر ۱۲۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مَیں اسد اللہ شاہ ولد برکت علی شاہ قوم سید ساکن ننیو تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
(نوٹ) چونکہ شرط نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے اس کا اس جگہ اندراج نہیں کیا۔
نمبر ۴ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ چونکہ میری جائیداد غیر منقولہ مشترکہ ہے اور شرکا ر جائیداد غیر احمدی ہیں جائیداد غیر منقولہ کی نسبت وصیت کرنے میں اندیشہ پیچیدگیوں کے بڑھ جانے اور مقدمات کھڑے ہو جانے کا ہے لہذا مَیں خدا تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے اپنی آمدنی کا دسواں حصہ انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ اللھم اید الاسلام و المسلمین۔ الا نام العاجز الحقیر الفاضل ۱۵ فروری ۱۹۰۷ء مطابق ۲ ماہ محرم الحرام ۱۳۲۵ ہجری المقدس۔

العبد
اسد اللہ ولد برکت علی شاہ قوم سید ساکن ننیو بقلم خود

گواہ شد
بشارت احمد علی علیہ اسسٹنٹ سرجن بنڈی گھیب

گواہ شد
... بنڈی گھیب

www.aaiil.org

نمبر ۲۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۱۴ء مطابق ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۳۲ھ | جلد ۱۸

اسلام کو اپنے نادان دوستوں سے بچاؤ

کسی نکتہ کار نے کیا ہی سچ کہا ہے کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہوتا ہے۔ اسلام کو جسقدر صدمہ اور نقصان اس کے نادان دوستوں نے پہونچایا ہے وہ اس کے دشمنوں کیطرف سے ہرگز نہیں پہونچا۔ علمی اور عملی حملے جو اسلام پر کئے جاتے ہیں اس کے پیدا کرنیوالے وہی نادان دوست ہیں جو اپنے آپ کو اسلام اور مسلمانوں کا حامی اور بہی خواہ ظاہر کرتے ہیں۔ میں اس مضمون کو اگر تصریح سے لکھوں تو یہ بہت لمبا ہو سکتا ہے۔ اور اس کے مختلف پہلو قابل بحث ٹھیرائے جا سکتے ہیں۔ مگر میں آج صرف موجودہ ملکی ہلچل یا شورش کے پہلو پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

اسی مئی ۱۹۱۴ء کے الحکم کے صفحہ ۴ پر میں نے ایک آرٹیکل اس عنوان سے لکھا تھا

بدخواہی سرکار کا نیا مسئلہ

اس میں میں نے مولوی ثناء اللہ امرتسری ایڈیٹر اہلحدیث کے اس رویہ اور طرز تحریر کو خطرناک ظاہر کرنا چاہا ہے جو اس نے موجودہ ایجی ٹیشن پر ریمارک کرنے میں اختیار کیا ہے۔ فی الحقیقت یہ طریق بہت ہی خطرناک ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ اور تاج انگلستان کے خلاف ناسمجھ مسلمانوں کے گروہ یہ کہکر بیدلی پھیلانے کی سعی کیجاوے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کی پولیسی سے اسلامی ممالک کو نقصان پہونچ رہا ہے۔ دانشمند اور زیرک مسلمان تو جانتے ہیں کہ اصلیت کیا ہے اور خود ان اسلامی ممالک کی اپنی اخلاقی اور روحانی حالت کیسی ہے؟ لیکن جو لوگ حالات سے ناواقف ہیں ان کا بھڑک اٹھنا کچھ کم تعجب خیز نہیں۔ ہم احمدیوں پر تو ثناء اللہ اور اس کے امثال و اقران پہلے ہی سے بدگمان اور بدظن ہیں کہ یہ دوسری اسلامی سلطنتوں یہاں تک کہ ٹرکی کی حکومت کو بھی عزت کی نظر سے نہیں دیکھتے اور سلطان کی حکومت پر دولت برطانیہ کی حکومت کو ترجیح دیتے ہیں۔ بلکہ جو لوگ حالات اور واقعات کا علم رکھتے ہیں انہیں خوب معلوم ہے کہ جب حسین کامی سلطنت ٹرکی کا ایک وائس قونصل قادیان میں آیا تھا اور حضرت مسیح موعود نے محض خیر خواہی اور نیک نیتی سے اعیان سلطنت ٹرکی کی حقیقت کو اسپر منکشف کیا تھا تو اسلامی اخبارات نے ایک طوفان بے تمیزی حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کے خلاف پیدا کر دیا تھا اور ایک بزرگ (جو اب وفات پا چکے ہیں) نے چودھویں صدی اخبار میں

> چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
> میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

کا شعر لکھکر خدا کے برگزیدہ مسیح موعود اور آپ کی جماعت کو سخت دکھ دیا تھا اور آخر خدا نے اسی کو ایک نشان عظیم کا نشانہ بنایا۔

یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت

دوسری اسلامی سلطنتوں پر حکومت انگلستان کو ترجیح دیتا ہے اور اسکی وجہ حکومت مذکور کا

عدل و انصاف اور عام مذہبی آزادی ہے

ہم یقیناً جانتے ہیں کہ جس آزادی کے ساتھ اپنے مذہب کی اشاعت گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ کر سکتے ہیں اور جو سامان اور وسائل ہمیں یہاں حاصل ہیں وہ اسلامی ممالک میں قطعاً میسر نہیں۔ سلطنت برطانیہ کے تحت حکومت میں باوصف اس کے کہ عیسائی مذہب کی ہم تردید کرتے ہیں ہمارا ایک ہی فرد ہلاک نہیں کیا گیا اور نہ سختی روا رکھی گئی مگر کیا سلطنت کابل کا یہ واقعہ ہم بھول سکتے ہیں جہاں ایک نہیں ہمارے دو معزز اور اہل اثر اور سرگرم احمدی حرمت جہال کے فتوی پر شہید کر دیئے گئے۔

غرض

ہمیں خواہ کوئی خوشامدی کہے یا جو اس کا جی چاہے کہے ہم سبات کے کہنے سے نہ رک سکتے ہیں اور نہ مسلمانوں کو اس ہدایت اور مشورہ دینے سے باز رہ سکتے ہیں کہ

مسلمانوں کے لئے تاج برطانیہ کا سایہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے

جسکی قدر کرنا اور وفاداری اور خیر خواہی سے اسکی رعایا بننا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ جو لوگ بیرونی سلطنتوں سے تعلقات کو محض سماعی باتوں پر یقین کرکے گورنمنٹ کے ذمہ دار حکام مسلمانوں کو بدظن کرنا چاہتے ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ ایسی بنا پر میں نے مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث کے اس طرز تحریر کو سخت ناپسند کیا تھا۔ یہ طریق کیسا مذموم اور مسموم ہے اس کا اندازہ اس تحریر سے ہو سکتا ہے جو تحریر ... عبداللہ بلوچ نے شایع کی ہے جس میں اس نے کھلے طور پر تسلیم کر لیا ہے کہ

سچے اسلامی خیالات کا اظہار کرنیوالا اہلحدیث ہی ہے بقول اس کے اہلحدیث علانیہ انگریزوں پر دنیا سے مسلمانوں کے نیست و نابود کرنے کا الزام عاید کرتا ہے۔ یہ مضمون جو عبداللہ بلوچ نے لکھا ہے اسی مضمون کی بنا پر لکھا ہے جس کا ذکر میں نے الحکم مورخہ ۱۳ر مئی ۱۹۰۷ء میں کیا تھا یعنی ۱۰ر مئی ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث کی بنا پر وطن کا ایڈیٹر مولوی ثناء اللہ کی اس تعریف کو جو عبداللہ بلوچ نے کی ہے مذمت قرار دیتا ہے اور فی الحقیقت یہ بات ہے سچ کیونکہ اگر کوئی فرد گورنمنٹ کی رعایا کہلا کر اسے ایک قوم کے نیست و نابود کر دینے کا الزام لگاتا ہے تو اس کے خیالات گورنمنٹ کی نسبت جو کچھ بھی ہو سکتے ہیں وہ ظاہر ہیں۔

مجھے اس سے بحث نہیں کہ ان دونوں میں سچا کون ہے؟ وطن یا اہلحدیث اور اس کا مداح عبداللہ بلوچ۔ مگر میں اس قدر ضرور کہوں گا کہ عبداللہ بلوچ کا اس قسم کا مضمون شایع کرنا عبداللہ بلوچ کی اندرونی حالت اور جذبات کو ظاہر کرنیوالا ضرور ہے اور یہی وجہ ہے جو وطن کے ایڈیٹر

مولوی انشاء اللہ خاں نے اس کو حمید رضائی طبقہ کا مسلمان کہا ہے اور حمید رضا جن خیالات اور جذبات کو اپنے اخبار میں ظاہر کر رہا ہے اور اسکی پبلک تقریروں سے جو کچھ ثابت ہوا ہے وہ ایک امر ظاہر ہے۔ بہرحال مولوی انشاء اللہ خاں نے اتنا تسلیم کر لیا ہے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ عبداللہ بلوچ کے خیالات مسلمانوں کی عام رائے کا آئینہ نہیں ہونے چاہئیں۔ اور مسلمان گو یا انہیں سخت ناپسند اور مکروہ خیال کرتے ہیں مگر مولوی انشاء اللہ خاں نے اگر دیدہ دانستہ واقعات کو نہیں چھپایا اور یا اگر انہیں فی نفسہ علم ہی نہیں تو میرا خیال ہے کہ واقعات کے ظاہر ہو جانے پر وہ یقین کرے گا کہ مولوی ثناء اللہ ہی کے خیالات کا اظہار بلوچ نے کیا ہے۔ اور اس کا فیصلہ مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب پر ہو سکتا ہے جو مولوی ثناء اللہ کو دینا چاہئے۔

ان سوالات کا جواب جب مولوی ثناء اللہ شایع کر دینگے تو اصلیت خود بخود کھل جائے گی۔ اور اگر مولوی ثناء اللہ نے ان کا جواب نہ دیا تو ہم خود حقیقت کو آشکارا کریں گے۔ ان سوالات سے اس تعلق کا پتہ لگانا مقصود ہے جو مولوی ثناء اللہ سے عبداللہ بلوچ کا ہے۔

وہ سوالات یہ ہیں

(۱) کیا عبداللہ بلوچ اہلحدیث کے دفتر میں ایک عرصہ تک مقیم رہا ہے یا نہیں

(۲) کیا مولوی ثناء اللہ نے اس کو کوئی کتاب یا کتابیں پڑھائی ہیں یا نہیں۔

(۳) کیا عبداللہ بلوچ کے مضامین کا سلسلہ اہلحدیث میں کبھی نکلا ہے یا نہیں۔

فی الحال میں ان تین سوالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور ان کے جواب پر اس سلسلہ کو انشاء اللہ مکمل کروں گا۔ امرتسر کے تو کل ذمہ دار حکام اور قابل پولیس افسروں کو بطور خود تحقیق کر لینا چاہئے کہ عبداللہ بلوچ امرتسر میں کتنے دن ٹھیرا ہے اور کہاں کہاں رہا؟ اس راز کا انکشاف ان کو بہت بڑی مدد دیگا۔

حقیقت نماز شایع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شایع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے۔ نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے۔ اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ر فروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شایع کر دیکا ہوں۔ آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے کم ہے یعنی ۸ محصول ڈاک علاوہ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان۔

نفرت پیدا کی اور دوسرے کے ایمان نے کچھ بھی ظاہر نہ کیا پس پہلے کا ایمان و علم اکمل ہے کیونکہ قوت مسبب قوت سبب پر دلالت کرتی ہے اور جسقدر کام وہ مطابق کتاب و سنت کرتا ہے سب کا منشا ایمان اور علم ہی ہے یہ خوب یاد رکھیے کہ جب یقین ہو جائے کہ فلاں شے اچھی ہے تو آدمی ضرور اسکی طلب میں لگ جاتا ہے ایسا ہی جب کسی شے کی نسبت یقین حاصل ہو جائے کہ خوفناک ہے تو پھر لامحالہ اس سے نفرت کریگا بھاگیگا۔ اپنا بچاؤ چاہیگا پس جب لازم حاصل نہ ہو تو یقیناً جان کہ یہ عدم حصول ملزوم کے ضعف کے سبب ہے۔ کامل ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ لازم ہیں۔ اعمال صالحہ نہیں تو پس ایمان ہی نہیں یا کمزور ہے۔ اسی لئے ہمارے نبی کریم صلعم نے فرمایا لیس الخبر کالمعاینہ یعنے شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ دیکھنے سننے میں فرق ہوتا ہے۔ اسکی مثال موسے علیہ السلام کا واقعہ ہے جب رب العالمین نے انہیں خبر دی کہ تمہاری قوم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی تو انہوں نے الواح کو نہیں پھینکا۔ مگر جب انہوں نے بچشم خود یہ پرستش دیکھی تو غصے سے الواح پھینک دیں۔ کیونکہ موسیٰ کو اللہ کی خبر میں کچھ شک تھا ہرگز نہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ مخبر (جسے خبر دی جائے) خواہ مخبر (جس نے خبر دی) کے صدق پر یقین رکھتا ہو۔ مگر تاہم [illegible] بات کی خبر دیجائے) کا وہ تصور نہیں کر سکتا جو اسے عند المعاینہ حاصل ہو سکتا ہے خواہ دل سے اسکی تصدیق ہی کرتا ہو ثابت ہے کہ معاینہ کے وقت ایسا تصور حاصل ہوگا جو خبر کے وقت نہیں تھا [illegible] تصدیق (معاینہ والی) اس تصدیق [illegible] ایمان کا حال ہے۔

(پنجم) اعمال القلوب۔ مثلاً اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت اور اسکی خشیت اور اسکی رجا، سب ایمان سے ہیں۔ چنانچہ اسپر کتاب وسنت اور اتفاق سلف شاہد ہے۔ اور [illegible] سے منقول ہیں یہ ایک ایسی ظاہر بات ہے کہ ثبوت دینے کی حاجت نہیں۔

(ششم) اعمال ظاہری بھی ایمان ہی سے ہیں اور انہیں کی آدمی [illegible] دوسرے [illegible]۔

(ہفتم) انسان [illegible] (جو کچھ حکم ہوا) کو دلمیں یاد رکھے اور ہر وقت اسے [illegible] نظر رکھے کہ [illegible] نہ ہو اس سے [illegible] ایمان والا [illegible] تو کر دے کہ پھر ان احکام سے غافل ہو جائے۔ کیونکہ غفلت ایمان کو گھٹا دیتی ہے۔ اور ایمان تصدیق۔ ذکر۔ اور استحضار کا کمال علم و یقین کے کمال کا موجب ہے اسی لئے عمیر بن حبیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم اللہ کو یاد کریں اسکی حمد کریں اسکی تسبیح و تقدیس کریں تو یہ اس ایمان کی زیادتی ہے اور جب ہم غافل ہو جائیں بھلا دیں اور اعمال ضائع کر دیں تو یہ اسکا نقصان ہے۔

(ہشتم) کبھی انسان کسی بات کا مکذب و منکر ہوتا ہے نہیں جانتا کہ رسول کی اس نے خبر دی ہے یا اس کا حکم کیا ہے کیونکہ اگر جانتا تو تکذیب ہی نہ کرتا اور نہ انکار کرتا۔ وہ پورا یقین رکھتا ہے اس بات پر کہ میں نبی صلعم سے راضی ہوں اور حق حق ادا کر رہا ہوں۔ پھر کوئی آیت یا حدیث سنتا ہے یا اسپر تدبر کرتا ہے یا کوئی تفسیر سمجھتا ہے غرض کسی وجہ سے اصلیت کھل جاتی ہے تو پھر اس بات کی تصدیق کرنے لگتا ہے جسکی تکذیب کر رہا تھا اور اسی کا اقرار کر لیتا ہے جسکا اس سے انکار تھا۔ اب یہ ایک نئی تصدیق اور نیا ایمان ہے اس سے اس کا ایمان بڑھ گیا اس سے پہلے کافر نہیں تھا بلکہ [illegible] سے ناواقف تھا۔ یہ قسم ہی گو مجمل و مفصل میں آ سکتی ہے مگر بعض وقت [illegible] کا قلب تفاصیل میں سے کسی شے کی تکذیب و تصدیق سے سلیم ہوتا ہے پھر اسی سادہ قلب پر اجمال کے بعد کوئی تفصیل کھلتی ہے۔ لیکن اہل علم و اہل زہد سے کئی ایسے آدمی ہیں جنکو لوگوں نے تفاصیل سے ایسے بہت سے امور ملے جو ما جاء به الرسول کے مخالف ہوتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ مخالف ہیں جسوقت اصلیت کھلتی ہے فوراً رجوع کر لیتے ہیں۔ یہ ایک جس نے دین میں کوئی نئی بات غلطی سے کی اور وہ رسول پر ایمان رکھتا یا غلطی سے کوئی کام کیا۔ مگر مومن بالرسول ہے۔ اور یہ ایک مبتدع جو بدعت سے متابعة الرسول کا قصد رکھتا ہے۔ وہ اسی قبیل سے ہے۔ پس جو ما جاء بہ الرسول کا علم رکھے۔ اور اسپر عمل کرے وہ اکمل الایمان ہے اس سے جو انہیں غلطی کرے اور جو غلطی کے بعد [illegible] پالے اور اسپر عمل کرے وہ اس سے زیادہ ایمان رکھتا ہے جسے اپنی غلطی کا علم نہیں ہوا۔

ان آٹھ وجوہ کو زیر نظر رکھتے ہوئے آپ یقیناً جان لیں گے کہ سلف الامۃ اور جمل الائمۃ کا یہی مذہب ہے کہ ایمان قول عمل اور نیت کا نام ہے۔ طاعت سے بڑھتا ہے اور معصیت سے گھٹتا ہے۔ امام ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ اہل الفقہ والحدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایمان قول و عمل کو کہتے ہیں اور عمل بغیر نیت کے کچھ نہیں۔ پھر کہا ہے کہ ایمان ان کے نزدیک طاعت سے بڑھتا معصیت سے گھٹتا ہے اور تمام طاعتیں ان کے نزدیک ایمان ہیں [illegible] ابو حنیفہ اور اس کے اصحاب کا ذکر ہے کہ وہ طاعتوں کو ایمان نہیں کہتے بلکہ صرف تصدیق و اقرار (بقول بعض) اور معرفت کا نام ایمان ہے [illegible] حجاز و عراق و شام اور مصر کے تمام اہل الرائے و اہل الآثار [illegible] مثل مالک بن انس اور لیث بن سعد اور سفیان ثوری اور اوزاعی اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ اور ابو عبید القاسم بن سلام اور داؤد بن علی اور طبری اور جو ان کے پیرو ہیں سب کے سب اسی بات کے قائل ہیں کہ ایمان قول و عمل کا نام ہے یعنے زبان سے اقرار۔ دل کے ساتھ اعتقاد اور اعضا کے ساتھ سچی مخلصانہ نیت سے عمل کرنا۔ اور کہا کہ ہر فریضہ و نافلہ جس سے اللہ کی اطاعت کیجائے ایمان سے ہے۔ ان سب نے یہ بھی کہا کہ ایمان طاعت سے بڑھتا اور معاصی سے گھٹتا ہے۔ پھر امام نے لکھا ہے کہ مومنوں میں سے اہل ذنوب اپنے گناہوں کے سبب سے کامل الایمان نہیں رہے۔ بلکہ ارتکاب کبائر سے ناقص الایمان ہو گئے۔ اسی لئے فرمایا رسول صلعم نے لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مومن (زناکار زنا نہیں کرتا اس حالت میں کہ وہ مومن ہو) یہاں مومن سے مراد مستکمل الایمان ہے۔ اور صحیح الایمان مراد نہیں۔ کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ زانی سارق اور شارب الخمر جب اہل قبلہ ہوں تو ورثہ کے مستحق ہیں۔ اس کے بعد مرجیہ۔ خوارج اور معتزلہ کا رد کرتے ہوئے (بدلیل موارثہ و حدیث عبادہ بن صامت (فہو تب فی الدنیا فھو کفارۃ) لکھا ہے کہ ایمان کے کئی مراتب ہیں اور ناقص الایمان کامل الایمان کے برابر نہیں ہو سکتا جبھی تو انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت الایۃ کے آخر میں ھم المومنون حقا فرمایا اور نبی صلعم نے اکمل المومنین ایمانا (مومنوں میں سے اکمل ایمان والا) جس سے ظاہر ہے کہ ناقص الایمان بھی ہوتے ہیں پھر فرمایا اوثق الایمان الحب فی اللہ اور لا ایمان لمن لا امانۃ لہ۔ سب حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ بعض ایمان اوثق اور اکمل ہوتے ہیں۔ اسیطرح ابو عمر الطلمنکی نے اہل السنۃ کا اجماع بیان کیا ہے۔ کہ ایمان۔ قول و عمل و نیۃ کا نام ہے اور امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ قدس اللہ روحہ نے کہا کہ جب امام فخر الدین رازی نے امام شافعی کے مناقب تصنیف کئے اور ان کا قول ایمان کے بارے میں "قول باللسان۔ عقد بالجنان۔ عمل بالارکان" یعنے اور صحابہ و تابعین کی مانند لکھا۔ چنانچہ شافعی نے خود یہی کہا کہ اسپر اجماع

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ الایمان یزید و ینقص اور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت کی ہے اور صحابہ وتابعین و آئمہ دین اہل سنت وجماعت و تمام اہل حدیث اور علماء صوفیہ کے آثار اس مسئلہ کے متعلق اسقدر ہیں کہ اس مختصر میں انکی گنجایش نہیں سب کا اسی بات پر اتفاق ہے کہ الایمان قول باللسان وعقد بالجنان وعمل بالارکان یزید بالطاعۃ ویضعف بالعصیان۔

اس قیمتی مضمون پر المنار کے لائق ایڈیٹر نے بہت عمدہ رائے دی ہے جو یہ ہے نقلی بحث سے تو مضمون نگار نے یہ ثابت کر دیا کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے جو طاعت سے بڑھتا معصیت سے گھٹتا ہے ہم عقلی نظر سے بھی دیکھتے ہیں تو یہی حق معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس اعتقاد نے کہ ایمان ہی آخرت میں نجات وسعادت کا موجب ہے اور مومن بننے کے لئے صرف اس بات کی تصدیق کافی ہے کہ جو کچھ نبی صلعم لائے وہ حق ہے اور ایمان میں عمل داخل نہیں مسلمانوں کو **فسوق** اور **عصیان** پر جرأت دی اور صرف اس فاسد و **باطل** عقیدے نے قرآن مجید کی معنوی تحریف پر ابھارا۔ حالانکہ قرآن تو باواز بلند پکار رہا ہے کہ **نجات وفلاح** ایمان اور عمل صالح دونو سے ہے نہ صرف ایمان سے نہ صرف عمل صالح سے۔ ایسا ہی ہلاکت اخروی بھی کفر اور مظالم میں بڑھ چلنے سے ہے۔ اسکے متعلق جسقدر آیات ہیں وہ تھوڑی نہیں بلکہ بمشکل گنی جا سکتی ہیں مگر یہ اہل مذہب ہیں برابر انکی تاویلیں کئے جاتے ہیں اور ذرا نہیں شرماتے۔ انکی تاویلوں کا بد اثر ایسا پڑا کہ ایسے اچھے فہیم مسلمان غلط فہمی سے کہنے لگ گئے۔ کہ دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچانے اور لذات اخروی والانے میں عمل کو کوئی اتنا بڑا دخل نہیں بس صرف تصدیق بما جاء به النبی کافی ہے وہ بھی مفصلاً نہیں بلکہ مجملاً۔ اور قرآن کے تمام وعیدوں کو کفار کے حق میں خیال کرتے ہیں (جب مشرکوں کا ذکر سنا تو کہہ دیا کہ یہ بت پرستوں کا ذکر ہے ہم تو ہوئے مسلمان خواہ ان سے زیادہ قبر پرستی و درخت پرستی اور کیا کیا پرستی کرتے ہوں اور جب کسی نبی کے انکار کا وعید پڑھا تو کہہ دیا کہ انکی امتوں کی نسبت ہے اور یہ خیال نہیں کہ ہم بھی ایک مامور من اللہ کی تکذیب کے مجرم ہو رہے ہیں) اور انہیں سے خاص سمجھتے ہیں گویا الٰہی سنت اس امت کے ساتھ اگلی امم کے خلاف ہوگی اور گمان کرتے ہیں کہ یقین واذعان وجود بدوں اسکی تاثیر طبعی یا خاصہ فطرتی (جو عمل ہے) کے بھی پایا جا سکتا ہے حالانکہ یہ بالکل محال ہے۔

محمد ظہور الدین۔ اکمل گولیکی ضلع گجرات

کیا خریداران میگزین توجہ فرمائینگے

خط وکتابت کا ایک بڑا حصہ ابتک میرے نام پر یا ایڈیٹر کے نام پر ہوتا ہے جس سے نہ صرف میرا وقت ضایع ہوتا ہے۔ بلکہ خطوط کی تعمیل میں بھی دیر ہو جاتی ہے۔ اسلئے التماس ہے۔ کہ جملہ صاحبان ہر قسم کی خط وشکایت متعلق میگزین کے مینیجر میگزین یا نائب ناظم میگزین سے کریں البتہ اگر کسی مضمون کے متعلق خط وکتابت کرنی ہو تو وہ ایڈیٹر سے کریں۔

خاکسار محمد علی از قادیان

ایک قابل تقلید نمونہ

اخبار بدر و الحکم کے ذریعہ احمدی احباب تک یہ خبر پہنچ چکی ہے کہ مسجد مبارک کیلئے وہ زمین خرید لی گئی ہے۔ جو مسجد سے متصل ہے۔ اور جسکا مدت سے انتظار ہو رہا تھا۔ اور یہ بھی اطلاع دی گئی ہے کہ مبلغ [illegible] اس زمین کی قیمت دی۔ اور [illegible] روپیہ قریب مسجد مبارک کی تعمیر پر خرچ ہوگا۔ یہ وقت ہے۔ کہ احمدی احباب فراخدلی اور عالی حوصلگی سے کام لیکر کار خیر میں قدم بڑھا کر فاستبقوا الخیرات پر عمل کرنیوالوں میں داخل ہو جائے۔

اس چندہ کی تحریک کرتے ہوئے مجھے اس بات کے اظہار کی بڑی خوشی ہے۔ کہ جماعت نے اسطرف ایک حد تک توجہ کی ہے۔ اور بعض مخلصوں نے قابل تقلید نمونے دکھائے ہیں انہیں سے دو نمونے میں اسجگہ آپکے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اول الذکر میاں محمد حسن صاحب دفتری۔ دفتر میگزین قادیان ہیں۔ پہلے انہوں نے حسب استطاعت نقد چندہ میں حصہ لیا۔ پھر اس کے بچے رحمت علی نے خواب میں دیکھا۔ کہ میرے والد یعنی محمد حسن صاحب مذکور نے میری مرحومہ والدہ کا بقیہ زیور مسجد کے چندہ میں دیدیا ہے اسپر میاں محمد حسن صاحب نے تمام زیور اسی روز مسجد مبارک کے چندہ میں دیدیا۔ جو ایک غریب انسان کی طاقت سے بڑھکر ہے۔

دوسری مثال جو میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ میاں حشمت اللہ صاحب احمدی ساکن شاہجہانپور خدمتگار ڈپٹی کمشنر تیزپور آسام ہیں جنہوں نے مبلغ [illegible] اس مبارک چندہ میں عطا فرمائے ہیں گو یہ رقم کسی امیر کے لئے بہت بڑی رقم نہیں مگر ایک خدمتگار کے لئے بہت بڑی رقم ہے۔ یہ کوئی معمولی کام نہیں اور نہ کوئی دنیادار کر سکتا ہے یہ ان لوگونکے کام ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنی جان و مال کی کوئی پروا نہیں کرتے۔

ان دو مثالوں سے میری مراد یہ نہیں کہ کوئی اور رقم وصول نہیں ہوئی۔ کیونکہ بعض اور بھائیوں نے بھی بڑی ہمت کر کام لیا ہے۔ مثلاً حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی نے یکصد روپیہ عطا کیا ہے۔ جماعت لاہور نے آٹھ سو روپے کے قریب اس فنڈ میں جمع کیا ہے۔ اسیطرح خود قادیان دارالامان کی جماعت نے بھی پانسو روپے کے قریب جمع کرنیکا انتظام کیا ہے۔ مگر مندرجہ بالا مثالیں بہت ہی قابل قدر ہیں اور یہ اسلئے شایع کیا جاتا ہے کہ شاید کسی دوسرے بھائی کیلئے تحریک کا باعث ہو۔ والسلام

سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

صدر انجمن احمدیہ کیطرف سے عام اعلان

قادیان سے جسقدر تحریکیں سکرٹری صدر انجمن احمدیہ کیطرف سے ہوتی ہیں۔ وہ قومی اور سلسلہ کی تحریکیں ہیں جنکے لئے صدر انجمن احمدیہ ہر طرح ذمہ وار ہے۔ لیکن چونکہ یہاں بعض ذاتی اور شخصی کام بھی ہو رہے ہیں جنکا تعلق صدر انجمن احمدیہ سے نہیں۔ اور انجمن نہ انکے نفع ونقصان کی ذمہ وار ہے۔ ایسی صورت اور حالت میں جو تحریکیں اخبارات کے ذریعہ یا کسی اور صورت سے کیجاویں۔ وہ ذاتی اور شخصی ہونگی۔ ایسا ہی بعض لوگ یہاں بعض اشخاص کے ذاتی کاموں یا کارخانوں میں شراکت کرتے ہیں۔ یا کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ صدر انجمن احمدیہ اس قسم کی شراکتوں کی ذمہ وار نہیں ہے۔ اسلئے انجمن نے اپنے اجلاس میں یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ تمام احمدی احباب کو مطلع کیا جاوے۔ کہ جو لوگ قادیان میں کسی خاص شخص کے کسی ذاتی کام میں یا کسی کارخانہ میں کسی دنیوی غرض کے لئے شراکت کرنا چاہیں وہ ہر طرح کی سوچ بچار کے بعد شراکت کیا کریں۔ کیونکہ اگر اسطرح کی شراکت سے کسی کو کوئی نقصان پہونچا۔ تو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام یا صدر انجمن احمدیہ اسکی ذمہ وار نہ ہوگی۔ اور نہ معاملات میں حضور علیہ السلام کا یا انجمن کا کوئی تعلق یا دخل نہ ہوگا

محمد علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

نمبر ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۸ء مطابق ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے طلبا کا چندہ

مدرسہ تعلیم الاسلام ۸ جولائی ۱۹۰۸ء کو موسمی تعطیلات کے بعد کھل گیا باقاعدہ پڑھائی شروع ہو چکی طلبا اور دوست با خیریت واپس آ گئے۔ الحکم کے ناظرین کو علم ہے کہ ایام تعطیلات میں طلبا کو مدرسہ کے لئے فراہمی چندہ کی خدمت بھی سپرد کی گئی تھی۔ چنانچہ وقتاً فوقتاً ظاہر کیا جاتا رہا ہے کہ طلبا اس کام میں مصروف ہیں اور کامیابی سے مصروف ہیں۔ طلبا کی واپسی پر معلوم ہوا اور ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ ہماری جماعت نے اپنے بچوں کا نہایت مسرت سے استقبال کیا اور انکی قومی معاملات میں دلچسپی لینے پر نہایت خوشی اور اطمینان ظاہر کیا ہے اور حتے الوسع انہیں معقول امداد دی ہے۔ اسکی تفصیل تو پھر دیجائیگی اس وقت مجھے ہیڈ ماسٹر صاحب نے اطلاع دی ہے کہ میں انکی طرف سے قوم کا شکریہ ادا کروں کہ اس نے اپنے مدرسہ کے طلبا کی ہمت اور حوصلہ افزائی میں بڑا کام کیا ہے۔ اور بعض جیران نوجوانوں کا دل بڑھایا ہے تیونکہ یہ بچے خود ایک قوم بننے والے ہیں خدا تعالیٰ ان بچوں کو سعادتمند اور قوم کیلئے مفید وجود بنائے اور قوم کے دل میں ان بچوں کی تربیت اور تعلیم کے انتظام اور مصارف کے لئے ایک سچا جوش اور اخلاص پیدا کرے۔ آمین۔

بندوبست دہلی کا کلکٹر

کپتان۔ ایچ۔ سی۔ بیڈن صاحب بہادر سٹلمنٹ افیسر دہلی کے حسن اخلاق اور آپکی مفید مساعی جمیلہ کے متعلق میرے پاس متعدد مراسلتیں آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ زمینداران ضلع دہلی کے ساتھ آپنے بڑے احسان اور سلوک کئے ہیں ظاہر کیا گیا ہے کہ آپ نے دورے کر کے زیر کوہی علاقہ جات میں علاقہ جات کو بگڑتے ہوئے ملاحظہ فرما کر تعمیر بندات کا انتظام فرمایا ہے جو زمینداروں کی بہبودی اور خوشنودی کا موجب ہے کیونکہ اس انتظام سے پہاڑی پانی کی تقسیم مناسب ہو کر حیثیت اراضیات میں تا بمقدور ترقی کی امید ہے۔ خصوصاً بندات جھیل کھل کوٹ بہاری اور جدید بہت ہی مفید بیان کئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی آپ نے عوام کے فائدہ کے لئے سڑک سوتہ و فرید آباد پر بیلے جنگل میں ایک آرام گاہ اور جاہ کے بنوا دینے کی بھی منظوری دی ہے۔ میں زمینداران ضلع دہلی کو ایسے قابلقدر رعایا پرور افیسر کے تقرر پر قابل مبارکباد سمجھتا ہوں اگر محکمہ بندوبست کے دوسرے مہتمم صاحبان بھی اس طریق کو اختیار کریں تو زمینداروں کو اپنا گرویدہ اور ممنون احسان بنالیں گے۔ اس کے ساتھ ہی یہ ظاہر نہ کرنا بے انصافی ہوگی کہ ضلع دہلی کے زمینداروں کی خوش نصیبی پر یہ اور اضافہ ہے کہ انہیں چودھری محمد الدین صاحب جیسا نیک خیال اور زمیندار افسر مال ملا ہے جو اپنی بے رو رعایت طبیعت کے لئے مشہور اور خود زمیندار ہونے کیوجہ سے زمینداروں کے حالات اور مشکلات سے خوب واقف ہے۔ اور لگاتار دورے کر کے سرگرمی سے ضروری انتظام میں مصروف ہے۔

کفر فروش علماء کی دیانتداری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسیح موعود اور مہدی مسعود کے نزول کے وقت آسمان کے نیچے بدترین مخلوق علماء سوء ہونگے۔ اب جبکہ خدا کے وعدہ کے موافق اس کا برگزیدہ بندہ نازل ہو چکا تو علماء سوء نے اپنی حالت سے دکھا دیا کہ فی الحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالی کے موافق وہ بدترین مخلوق ہیں۔ خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل کے مقابلہ کے لئے انہوں نے کیا کیا حیلے تراشے اور کس کس راہ سے دکھ دینے کے منصوبے کئے وہ کوئی پیانی اور غیر معلوم بات نہیں اور نہ ان کا دہرانا یہاں مقصود۔

ان کفر فروش علماء کے ترکش میں جو تیر سب سے زیادہ تیکھا اور تیر بہدف سمجھا گیا ہے وہ ان کا کفر ہے جسکو وہ جب چاہتے ہیں اور جسپر چاہتے ہیں چلا دیتے ہیں اور اس پیشہ میں وہ ایسے مشاق اور چالاک ہیں کہ دوسروں کو انکی دست بازی کا پتہ لگانا آسان نہیں۔

ان لوگوں سے یہ توقع کرنا کہ وہ دین اور دیانت سے کام لیں قریباً محال ہو گیا ہے اس لئے کہ جتنے کفر کے فتوے ہم نے خدا کے مرسل مسیح موعود کے خلاف دیکھے ہیں انمیں ایک بھی ایسا نہیں دیکھا جو خدا ترسی اور دیانتداری سے لکھا گیا ہو۔ اور اصل تو یہ ہے کہ اگر یہ لوگ دیانت اور تقویٰ اللہ سے کام لیتے تو مخالفت کے لئے قلم ہی نہ اٹھاتے۔ جب خدا کے موعود خلیفہ کے بالمقابل آکر وہ عداوت میں یہانتک کہہ دینے کو طیار ہیں کہ جھوٹ بولکر بھی ایک شخص **متقی** رہ سکتا ہے تو پھر **تقویٰ** کی جو حقیقت اور وقعت انکے دلمیں ہے وہ ظاہر ہے۔ اور اس اندازہ پر ان کے فتاویٰ کفر کی جو قدر و قیمت ہے وہ بھی عیاں۔ جی نہیں چاہتا کہ ان **کفر فروشوں** کی کسی تحریر پر نوٹس لیا جاوے مگر محض اس خیال سے کہ ان لوگوں کی چالاکیوں کے اظہار سے سعادتمند حق پسندوں کو فائدہ پہونچ جاتا ہے میں ذیل میں ایک **تازہ فتویٰ کفر** میں سے ایک دو فقرے نقل کر دیتا ہوں تاکہ ان کفر فروش علماء کی دیانتداری کا راز کھل جاوے۔ یہ جدید فتویٰ کفر علماء روہیلکھنڈ نے دیا ہے کیونکہ پہلا فتویٰ تکفیر جو مولوی محمد حسین صاحب نے طیار کیا تھا شاید پرانا ہو گیا ہے یا اس کا اثر کم ہو گیا ہے اس لئے علماء روہیلکھنڈ نے یہ سعی اور فرمائی ہے اور اسکو زیادہ موثر بنانے کے لئے یہ بھی اونہوں نے ضروری سمجھا کہ ایسا **افترا** کریں جسکی تشہیر ہی ممکن نہ ہو چنانچہ یہ مقدس علماء روہیلکھنڈ فرماتے ہیں

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس بارہ میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مریدوں اور اونکے عقیدتمندوں سے میل جول رکھنا اور ساتھ کھانا پینا اور اُن کے ساتھ مثل برادران اہل اسلام کے باہم ارتباط رکھنا چاہئے یا نہیں اور انکی امامت سے نماز ادا کرنا چاہئے یا نہیں فقط۔ بینوا توجروا — راقم محمد اکرام اللہ خاں۔

ہو المصوب۔ مرزا قادیانی ایک شعبدہ باز اور دنیا ساز شخص ہے کبھی مسیحائی کا دعویٰ اور کبھی مہدی و مجدد ہونیکا اور کبھی کرشن جی کی نبوت کا اثبات کرکے اہل ہنود کو بھی اپنے اوتار ہونیکا معتقد کرانا چاہتا ہے۔ غرضیکہ عیسائی و مسلمان و ہنود ہر ایک کے مذہبی اصول پر حلا اور ہوکر اپنی قابلیت کا جسکو بزعم خود بلفظ نبی و مہدی وغیرہ نعوذ باللہ تعبیر کرتا ہے بہرحال سکہ بٹھانا و ہیئہ زور سے۔ پس اس زمانہ شور و فتن میں راس المال ایمان کا ایسے قطاع الطریقوں سے بچانا عوام کو سخت مشکل ہے افسوس ان جاہلوں پر ہے کہ جنکو عربی سمجھنے اور سمجھانے کی لیاقت نہیں وہ قرآن شریف کی آیات اپنی جولانی طبیعت سے پڑھکر مطلب مرزا صاحب کی مسیحیت کا نکالتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ انکو اتنی شرم نہیں کہ کروڑوں علمائے ہند و عرب و روم و افریقہ وغیرہ پر اب تک راہ راست پر نہ آئے۔ اور مرزا صاحب کے زبان وقلم سے تکفیر و جاہلیت پر متفق ہیں۔ مرزا صاحب اگر حق پر ہیں اور منجانب اللہ ہونے کی تائید ہے تو افغانستان بہت قریب ہے تشریف لیجا کر اپنے دم عیسوی کے اظہار سے منتظرین حضرت مسیحا علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ کو انتظار کی مصیبت سے نجات بخشیں علاوہ اس کے مرزا صاحب موصوف عجیب زیادہ گو شخص ہیں کہ جن کا یہ دعویٰ رہتا ہے کہ تمام حوادث کائنات میری ہی بدعاسے ہوتے ہیں۔ طاعون و باہر کت زمین مرگ مفاجات کسوف خسوف تمونیا وغیرہ یہ سب مصائب و غیرہ کے بانی جناب مرزا ہی ہوئے۔ افسوس مرزا صاحب تو اپنے تئیں مسیح سے کرتے ہیں۔ مرید و نیز ندرانہ بطور ٹیکس سے پیا مقرر ہے۔ مگر معتقدین خسر الدنیا والآخرہ کے مصداق ہیں۔ لہذا تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کی صحبت سے بچا کیں اور جیسا بریلی میں معتقدین مرزا صاحب کو تمام مسلمین شہر نے اپنے گروہ سے علیحدہ کر دیا۔ اسی طرح ہر جگہ اجتناب لازم ہے اور مرزا صاحب کا معتقدین کو حکم ہے کہ جو لوگ مجھپر یقین نہیں رکھتے ان پر خدا کا عذاب ہو گا۔ اور وہ مردود ہیں۔ اُنکے پیچھے نماز نہ پڑھو اور نہ انکی شرکت کرو سارسان کا یہ حکم ناحق ہو تو **مرزا صاحب کو جو امام حسین علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور تمام علمائے امت اور روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر کہتا ہے** اور بزرگان دین کی سخت اہانت کرتا ہے۔ نبوت کا مدعی ہے۔ پس ہر شخص کہیگا کہ یہ شخص گمراہ اور معتقدین اس کے بدمذہب اور خارج اہل سنت سے ہیں۔ لہذا عوام کو اگر اپنے ایمان کی محبت ہے تو ان لوگوں کی صحبت سے پرہیز کریں۔ ورنہ صحبت کے اثر سے ایمان میں ضرور نقصان آ جائیگا۔ اور اپنے علماء کی پیروی کرکے خدا سے سلامتی ایمان کی دعا کرتے رہیں۔ واللہ اعلم بالصواب ومنہ الہدایۃ المآب الراجی رحمۃ ربہ الاکرم

سید محمد اعظم غفرلہ الاجرم غرہ صفر المظفر ۱۳۲۴ھ (محمد اعظم شاہ)

اس فتویٰ کو پڑھکر ان لوگوں کی خدا ترسی اور دینداری کا اندازہ ہو سکتا ہے جس فقرہ کو میں نے جلی کر دیا ہے وہ خصوصیت سے قابل غور ہے کیا علماء امت کا یہی کام ہے کہ وہ کفر فروشی کے لئے افترا کیا کریں؟ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت مسیح موعود نے اس فتویٰ کو پڑھکر اور خدا تعالیٰ نے جو وحی آپ پر بھیجی۔ وہ حضرت اقدس ہی کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی مجھے ملی جو درج ذیل ہے جو مومنوں کے ایمان کو بڑھائے گی اور خبیث القلب انسانوں کے رعب پر رعب پیدا کریگی اور وہ یہ ہے۔

یہ اشتہار میں نے پڑھا اور لوگوں کی سخت زبانی پر افسوس ہوا مگر یہ الہام ہوا:—

حالیا مصلحت وقت دراں می بینم اور یہ بات سچ ہے کہ کوئی نبی یا رسول ایسا نہیں آیا جو اسکو ستایا نہیں گیا اور عجیب بات یہ ہے کہ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوتا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسقدر ستائے گئے اور کوئی دکھ نہیں جو نہیں دیا گیا مگر مسیلمہ کذاب وغیرہ جھوٹے نبی جب اُٹھے تو انکو کسی نے نہیں ستایا اور ہزارہا آدمی ان کے ساتھ شامل ہو گئے جب تک کہ خدا نے ان کو ہلاک کیا پھر حضرت عیسیٰ ہی کے وقت تین شخصوں نے جھوٹے طور پر نبوت کا دعویٰ کیا مگر کسی یہودی نے ان کو صلیب پر نہیں چڑھایا لیکن حضرت عیسیٰ کے ساتھ جو کیا اس کے بیان کی حاجت نہیں اس سے ثابت ہے کہ یہ اندھے ہمیشہ سچے سے دشمنی کرتے رہے ہیں اور سچوں کو دکھ دیتے رہے ہیں بعض ہماری جماعت کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ ایسے افترا کرنیوالوں پر گورنمنٹ میں نالش کریں مگر یہ درست نہیں ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ دنیا کی عدالتوں کی طرف جاویں ایک ہے جو ہمارے دل پر اطلاع رکھتا ہے وہ جسطرح چاہے کریگا۔ اس قدر کافی ہے جو اس اشتہار کے مقابل پر خدا تعالیٰ نے آج ۱۲ جولائی ۱۹۱۲ء کو میرے پر ظاہر فرمایا۔ اور وہ یہ ہے رب اخرجنی من النار۔ الحمد للہ الذی اخرجنی من النار انی مع الرسول اقوم۔ و الوم من یلوم۔ اعطیک ما یدوم۔ ولن ابرح الارض الی الوقت المعلوم۔ پھر دیکھا کہ میرے مقابل پر کسی آدمی نے یا چند آدمیوں نے پتنگ چڑھائی ہے اور وہ پتنگ ٹوٹ گئی اور میں نے اسکو زمین کیطرف …

کوئی سعادتمند حصہ لیگا — میاں محمد حسن ایک مخلص اور دیندار احمدی اور مہاجر قادیان، وہ ایک خوش حیثیت نہری اراضی کا مالک ہے اور قادیان کی اقامت کا جوش اور شوق …

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریاں

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ان کے اسلام کا سبب یہ ہوا کہ سنہ ۵ھ جب یہ غزوہ خندق میں شریک تھے۔ نہایت سخت لڑائی کے بعد اوسمیں مسلمانوں کو غلبہ رہا۔ انہوں نے جب مسلمانوں کا جوش اور اون کے دن بدن ترقی کی حالت دیکھی تو یہ سمجھ لیا کہ اب کفر کو اسلام کے مقابلہ کی مطلق تاب نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اور کئی دوستوں کو بھی ساتھ لیا اور حبشہ میں چلے گئے۔ کہ اب وہیں بیٹھے کفر اور اسلام کی جنگ کا تماشا دیکھیں گے اگر قریش غالب ہو گئے تو اون کے ساتھ ہو جائیں گے۔ نہیں تو وہیں رہینگے۔ اون کی آمدورفت کبھی کبھی نجاشی حبشہ کے یہاں ہوتی تھی اتفاق سے ایک دن یہ اوسی کے دربار میں تھے کہ ایک قاصد آنحضرت صلعم کا کچھ پیغام لیکر نجاشی کے پاس پہونچا۔ مسلمان کی صورت دیکھتے ہی انکو طیش آگیا۔ اور بے ساختہ نجاشی سے کہ اٹھے کہ اس قاصد کو میرے حوالے کر دیجئے تاکہ میں اسکو قتل کر ڈالوں۔ یہ سنکر نجاشی کا چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا۔ کہ تم مانگتے ہو کہ میں تمہیں ایسے شخص کا قاصد قتل کرنے کیلئے دیدوں جسکے پاس ناموس اکبر آتا ہے۔ جو موسیٰ ؑ کے پاس آیا کرتا تھا عمرو بن العاص رض نے پوچھا کہ کیا واقعی ناموس اکبر اون کے پاس آتا ہے اوس نے جواب دیا کہ بیشک تم میرا کہا مانو اور اوس کے پیرو ہو جاؤ ان الفاظ میں نہیں معلوم کیا صداقت مضمر تھی کہ عمرو بن العاص رض اسوقت مسلمان ہو گئے۔ لیکن چونکہ یہ خود بہت سے آدمیوں کو اپنے ساتھ لے گئے تھے اسلئے اونکے خیال سے اس راز کو ظاہر نہیں کیا۔ سنہ ۸ھ میں یہ مدینہ میں آئے۔ اور خالد رض سے انکی ملاقات ہوئی۔ خالد رض بن ولید رض سے انہوں نے پوچھا کہ تم کس ارادہ سے آئے ہو اونہوں نے کہا کہ میں اسلام کی صداقت کا قائل ہو گیا ہوں اور مسلمان ہونے کے لئے آیا ہوں۔ عمرو بن العاص رض یہ سنکر بیحد خوش ہوئے اور کہا کہ علےٰ ہذا میں بھی اسلام کی صداقت کا معترف ہوں اور اب اسلام لانے کے لئے آیا ہوں اسوقت خوشی خوشی یہ دونوں آکر مسلمان ہو گئے۔

اسلام کے لئے یہ ایک نہایت ہی مبارک دن تھا جسمیں آسمان نجات کے یہ دونوں آفتاب و ماہتاب اوسمیں داخل ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاص رض اس کیفیت کو خود ہی بیان کرتے ہیں کہ ہم دونو (خود۔ اور خالد بن ولید رض) صفر کا مہینہ تھا اور عصر کا وقت قریب تھا آنحضرت صلعم کی خدمت میں پہونچے۔ تمام مسلمان یہ خبر سنکر کہ آج ہم دونوں مسلمان ہوں گے آنحضرت صلعم کے پاس جمع ہو گئے۔ آنحضرت صلعم کے چہرہ مبارک پر اوس وقت ایک نہایت خوشی اور سرور کی چمک تھی جو ایسے وقت میں معمولاً نمایاں ہو جاتی تھی۔ پہلے خالد رض نے بڑھکر بیعت کی۔ اس کے بعد میں نے۔ جسوقت میں بیعت کے لئے بڑھا تو اُن پہلی جہالت اور مخالفتوں کے خیال سے مجھپر ایسی ندامت طاری ہوئی کہ میں آنکھ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اور نگاہیں نیچی کر کے آنحضرت صلعم کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور کہا کہ میں اس بات پر بیعت کرتا ہوں کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے پہلے گناہوں کو معاف کرے۔ آپ نے فرمایا کہ "الاسلام یھدم ما کان قبلہ" (اسلام پہلے گناہوں کے بنا دکو ڈھا دیتا ہے) اور اس کے بعد ہم نے مسجد میں آنحضرت صلعم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔

اس کیفیت کے معلوم ہونے کے بعد اس میں ذرا شبہ نہیں رہتا کہ یہ اپنے حقیقی شوق اور اسلام کی واقعی صداقت کو سمجھکر اسلام لائے تھے جس کی سب سے بڑی شاہد انکی وہ اعلےٰ خدمتیں اسلام کی تھیں جو اونہوں نے اس کے بعد حسبتہً للہ انجام دیں۔ ان سب واقعات کے بعد بھی اگر ان کے اسلام کی حقیقت میں کسی کو شبہ ہو تو اس شک کا کیا علاج۔

ان کے اوپر ایک حملہ کیا جاتا ہے کہ انکی ماں نابغہ بنت حرملہ لونڈی تھیں۔ جنکو رماح نے بنی جلان بن عنیک کے قیدیوں میں پایا تھا۔ سوق عکاظ میں اوس کو بیچنے کے لئے بھیجا تو فاکہ بن مغیرہ نے خرید لیا۔ اور اونہیں سے عمرو بن العاص رض پیدا ہوئے۔ اولاً تو باین تفصیل ایک کنیز کے سلسلہ کا قائم کرنا صاف بتلاتا ہے کہ یہ روایت بطور اتہام کے گڑھی گئی ہے۔ ثانیاً یہ کہ اس روایت کے سلسلہ میں ایک شخص قطر نامی ہے جو شیعہ ہے اس لئے ہم عمرو بن العاص رض کے متعلق اوس کی یہ روایت اصولاً غلط سمجھتے ہیں۔ ثالثاً یہ کہ شیعہ اور بعض خوارج کی یہ عادت ہے کہ وہ سب پر حملہ کرنے کے لئے اسی قسم کی رکیک روایتیں موضوع کرتے ہیں۔ اگر ہم خوارج کی روایتوں پر بالغرض اسیطرح اعتماد کرنے لگیں تو آج جو نسب مسلمانوں میں نہایت شریف اور اعلےٰ خیال کیا جاتا ہے۔ اوسکی طرف اپنی نسبت کرنا لوگ ذلت سمجھنے لگیں۔ ہم دراصل شرافت کا معیار نسب کو گردانتے ہی نہیں۔ بلکہ ہر ایک قوم آب و ہوا۔ ملک اور اقلیم کے اعتدال موسمی کے لحاظ سے ایک خاص دماغی قوے کی مالک ہوتی ہے۔ اور اوس کے افراد میں وہی قوت بطور وراثت طبعی کے پائی جاتی ہے اسمیں صرف اسیقدر دخل ہوتا ہے جسقدر زمین کو غلہ کی پیداوار میں۔ کیا زمین گیہوں کو جو یا جو کو گیہوں پیدا کر سکتی ہے۔ اسیطرح ماں کا حال ہے خواہ وہ کنیز ہو یا آزاد کسی حالت میں دماغ کی وراثت طبعی پر اس کا اثر نہیں پڑ سکتا۔ اصلی شرافت مذہبی حیثیت سے تقویٰ پر ہے (ان اکرمکم عند اللہ اتقیٰکم) سب سے شریف اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اور دنیاوی لحاظ سے قوائے دماغی پر ہے یہی خیال خود حضرت عمرو بن العاص رض کا بھی تھا اونہوں نے کوفہ کی کچہری میں جب زیاد کو دیکھا جو اس وقت وہاں ایک نہایت ادنیٰ ملازمت پر تھا تو کہا اگر میں جانتا کہ اس کے باپ کا نام کیا ہے تو میں کہ سکتا تھا کہ اس نے وراثتاً ایسے قوے پائے ہیں کہ یہ تمام عرب پر حکمرانی کرنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ حضرت علی رض بھی وہیں کھڑے تھے یہ سنکر مسکرائے اور فرمایا کہ واللہ میں جانتا ہوں کہ اس کا باپ کون ہے۔ زیاد دراصل سفیان رض کا بیٹا تھا۔ وہ کوفہ میں کسی ضرورت سے آئے تھے اور جاہلیت کے زمانہ میں مختلف قسم کے نکاح رائج تھے اسلئے یہاں انہوں نے اونہیں قسموں میں سے کسی قسم کا نکاح ایک عورت سے کر لیا اور بعد میں زیاد پیدا ہوا چونکہ اس قسم کی عورتوں کے آئے دن

اندھیرے کیطرف راہی ہوئے ہیں | ہو جائے کا مبارک دشمن بنا ہے
خدایا کھولدے تو ان کی آنکھیں
ہو یہیں خستہ کی تجھ سے دعا ہے

ایک ثالثانہ رائے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام ---------- پر اہلحدیث نے اور اسکی کاسہ لیسی کرکے پیسہ اخبار نے ایک اعتراض کیا تھا چنانچہ وہ اعتراض یہ ہے جو روزانہ پیسہ کے ۱۸ جون میں شائع ہوا ہے۔

مطلب سعدی | مرزا صاحب قادیانی نے اپنے تازہ الہاموں میں ایک یہ الہام بھی شائع کیا تھا کہ اس سال میں انہیں بہت سے تحائف وصول ہوں گے۔ اس پر امرتسر کا اہلحدیث یہ ماقل و دل ریمارک کرتا ہے " بلی کو چھیچھڑوں کی خواب" یہ شاید یہی جواب کافی ہو۔ لیکن ظاہر اتو اس الہام کی اشاعت کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مریدوں سے تحفے بھیجنے کا تقاضا کیا جائے اور اس اشاعت سے مرید اس الہام کے پورا ہونے میں مدد دیں

ع گر مسلمانی ہمین است کہ واعظ دارد الخ

اس پر ایک معزز اہل قلم نے مذہبی مناظرات کے عنوان سے ایک آرٹیکل لکھا ہے جو ۲۴ جولائی کے پیسہ ہی میں اوس نے چھپوایا ہے انہیں مضمون الحکم کے اس نوٹ پر (جو اوس نے اہلحدیث کے ایک مضمون پر لکھا تھا) بھی رائے زنی کرتا ہے۔ بید اقم مضمون سے اس کے متعلق اسلئے اتفاق نہیں کرسکتا کہ واقعات نفس الامری پر یہ بحث کی ہے اور الحکم کی گذشتہ اشاعت میں اسکی توضیح مزید کر دی گئی ہے۔ تاہم میں ان کے مضمون کو کلیتاً درج کرتا ہوں امید ہے کہ اہلحدیث بھی اس کو چھاپ دے گا۔ وہ مضمون یہ ہے:-

مذہبی مناظرات

چونکہ پیسہ اخبار سب کے واسطے کھلا ہے۔ اس واسطے میں بھی یہ آرٹیکل مضمون کی جرأت کرتا ہوں۔ گو میں مذہب کا چنداں پابند نہیں ہوں موجودہ صورت میں جو مذہبی مناظرات خصوص مسلمانوں کے باہم ہورہے ہیں۔ دنیوی حالات کے اقتضا سے میں اون کے خلاف ہوں۔ مسلمانوں کا فرقہ مذہبی مباحثوں کے اعتبار سے ایک خاص فرقہ ہے۔ اور یہ اس واسطے کہ ان میں دوزخ اور جنت کی بحث اخیر پر ایک سخت تکلیف دہ رنگ پکڑتی ہے۔ دوسرے مذاہب میں مباحثات مذہبی ہوتے ہیں۔ مگر اونمیں دوزخ اور جنت کی بحث اسقدر بے لطفی پیدا نہیں کرتی۔ مسلمانوں میں دوزخ اور جنت کی بابت بہت جلد فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ جب ایک فریق دوسرے فریق سے ناراض ہوتا ہے۔ تو کفر اور ارتداد کی بحث لاکر دوزخ یا جنت کا دروازہ بہت آسانی سے کھل جاتا ہے۔ یہ دروازہ یہانتک کشادہ کر دیا گیا ہے کہ اگر کل فرقوں کا بالمقابل کفر اور اسلام جمع کیا جاوے تو کوئی فرقہ بھی مسلمان رہتا نظر نہیں آتا۔ ایک فرقہ دوسرے فرقے کی تکفیر اور اسلام میں ایک خاص زور رکھتا ہے۔

"بقاعدہ اذا تعارضا تساقطا" اگر دیکھا جاوے تو مسلمانوں کا کوئی فرقہ بھی حق پر نہیں ہے۔ کیونکہ جب سنی شیعہ کی تکذیب کرتا ہے۔ اور شیعہ سنی اہل حدیث اہل فقہ کی اور اہل فقہ اہل حدیث کی۔ اور گندے سے گندے الفاظ میں یہ فرض ادا کیا جاتا ہے۔ تو اخیر پر ایک تیسرا شخص یہی کہے گا کہ ان دونوں کا کوئی ٹھکانا نہیں۔

دلائل سے بحث کرنا جدا بات ہے۔ اس میں کچھ ہرج نہیں اور مذاہب میں بھی ایسا ہوتا رہتا ہے۔ لیکن یہاں دوزخ اور جنت کے تیز اوزاروں سے یہ کوچہ طے کیا جاتا ہے۔ اور پھر یہ بحث خاص ذاتیات اور خصومت میں جا پڑتی اور ہر ایک کے منہ کے منہ پر جا چڑھتی ہے۔ اور مسلمانوں میں اب ایسی بحثوں کے عموماً اصول ذیل مرعی ہیں۔

جو زید کہے۔ اگرچہ وہ درست ہی ہے نہیں مانا جا سکتا۔
جو بکر کہے۔ اگرچہ غلط ہی ہو۔ مان لیا جاوے۔

مسلمان بھائی غصہ نہ کریں۔ آجکل یہی ہوا چل رہی ہے۔ اور یہی روش مسلمانوں کے لئے ایک شرمناک راہ ہے۔ اور یہ ضد یہانتک پہونچ گئی ہے کہ دوسرے کے الزام دینے کے واسطے بزرگوں پر بھی اعتراض کر لیا جاتا ہے۔

میں نے آپ کے اخبار ۱۸ جون ۱۹۰۸ء میں ایک نوٹ بعنوان "مطلب سعدی" دیکھا جس سے آپ نے بھی اتفاق کیا ہے اور نتیجہ اس ساری بحث کا آپ نے بھی بلی کو چھیچھڑوں کا خواب بتایا ہے۔ اسی طرح اخبار الحکم نے اہل حدیث کے اخبار کے ایک مضمون متعلق بہ شورش موجودہ پر ایک نوٹ کیا ہے۔ میں دونوں فریق میں سے نہیں ہوں۔ مگر دونوں نوٹ کے ضدانہ اور معاندانہ ہیں۔ اور وہ دونوں نے یہ نوٹ کرکے دوسروں کو بھی اس اعتراض میں ساتھ ہی لے لیا۔ الحکم نے میری رائے میں اہلحدیث کے مضمون محولہ کے وہ معنے لئے ہیں۔ جو خود لکھنے والے کے ذہن میں بھی نہ ہوں گے۔

اہل حدیث نے جو نوٹ متعلق مطلب سعدی دیا ہے۔ وہ بھی محض معاندانہ ہے۔ میں بحث نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ ایسی بحثوں میں پڑکر رہا سہا اعتقاد مذہبی بھی کافور ہونے لگتا ہے۔ لیکن اس قدر عرض کئے بغیر نہیں رہا جاتا کہ جس قسم کے رویہ اور بیان پر اہلحدیث نے اعتراض کیا اور آپ نے ایک مصرعہ لکھکر اس کی تصدیق و تائید کی ہے۔ اس نے تو بائبل سے لیکر قرآن تک اور قرآن سے لیکر صوفیائے کرام کے اقوال اور اعمال تک کہنا پڑتا ہے کہ ہمیشہ سب کو بلی کے چھیچھڑوں کے خواب آتے رہتے ہیں ہمیشہ وہی وعیدیں اور وہی وعدے بزرگان دین کے کلام میں بیان کئے جاتے رہے ہیں جو اسی قسم کے اندرونہ پر صریحاً دلالت کرتے ہیں۔

کتاب گنتی کے باب ۱۱ درس ۱۸۔ اور ۱۹ میں خداوند فرماتا ہے خداوند تمہیں گوشت دیگا۔ اور تم کھاؤ گے۔ اور تم ایک ہی دن

نہ کھاؤگے۔ نہ دو دن نہ پانچ دن نہ دس دن نہ بیس دن بلکہ ایک مہینہ کامل کھاؤگے۔ پھر باب ۱۸۔ درس ۸ و ۹ لغایت ۱۹ میں خداوند کہتا ہے۔ پھر خداوند نے ہارون کو فرمایا۔ دیکھ میں نے سب پاک چیزوں میں سے سب اٹھائی ہوئی قربانیوں کی محافظت تجھ کو دی۔ میں نے اونہیں تیرے ممسوح ہونے کے سبب سے تجھے اور تیرے بیٹوں کو ہمیشہ کے قانون کے طور پر دیا۔ سب سے پاک چیزوں سے جو آگ سے محفوظ ہیں۔ تیرے لئے ہوں گی۔ ان کی ہر ایک قربانی کیا نذر کی قربانی۔ کیا عطا کی قربانی۔ کیا تقصیر کی قربانی جو مجھ پاس لاویں۔ تیرے اور تیرے بیٹوں کے لئے نہایت مقدس ہونگی۔ تو اوسکو اس جگہ پر۔ جو بیت المقدس ہے کھائیو۔ ہر کوئی مرد سے اوسے کھاوے۔ یہ تیرے لئے مقدس ہے۔ اور یہ بھی تیرے لئے ہے۔ بنی اسرائیل کے ہدیے کی اوٹھائی ہوئی قربانی اونکی سب ہلائی ہوئی قربانیوں کے سمیت تجھے اور تیرے بیٹوں کو تجھ سمیت ہمیشہ قانون کے طور پر دیں۔ سب اچھے سے اچھا تیل اور اچھی سے اچھی مے اور گیہوں۔ ان چیزوں کے پہلے پھل جنہیں وے خداوند کو گذرانیں۔ میں نے تجھ کو دیئے۔ اور انکی زمین کے سارے پہل جو پہلے پک جاویں۔ جنہیں وے خداوند کے حضور لاویں۔ تیرے ہوں گے۔ بنی اسرائیل کے ہر ایک حرم کی چیز تیری ہے۔ ہر ایک جو پہلا پیٹ کے کھولنے والا ہے۔ جانداروں سے جسے وے خداوند کی قربانی لاویں۔ خواہ انسان۔ خواہ حیوان تیرا ہوگا۔ کتاب یوئیل باب ۲ درس ۱۸ - ۱۹ دیکھو۔ میں تمہارے لئے اناج اور تیل بھیجوں گا۔

ان تمام آیات توریت سے سارے بلی کے چھیچھڑوں کے خواب نظر آتے ہیں۔ اور صاف طور پر اس قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ بات در اصل کچھ نہ ہوئی۔ نہ کوئی القا تھا۔ اور نہ کوئی خواب اور نہ کوئی الہام۔ صرف مریدوں سے یہ قربانیاں لینے کے واسطے سب حیلہ حوالہ بنایا گیا ہے اور بقول آپ کے یہ سب چال۔

مندا ایک جدا بات ہے انصاف تو یہ نہیں کہنے کی اجازت دیتا کہ ان دونوں صورتوں میں کوئی فرق ہے بلکہ حضرت ہارون کو جو خداوند کی جانب سے کہا گیا ہے۔ وہ سراسر ایک کشادہ حیلہ فراہمی قربانیوں اور تحایف کا معلوم ہوتا ہے۔

میں نے عرض کیا تھا کہ مذہبی بحث کے وقت بہت کچھ منہ سے نکل جاتا ہے۔ اب انصاف سے فرمایئے کہ اس مصرعہ کا اثر کہاں تک جاتا ہے۔ بائبل پر ہی کچھ موقوف نہیں۔ خود اسلامی کتابوں میں بھی اس قسم کی آیات اور آثار ہوں گے۔

اسوقت مجھے فرصت نہیں کہ انہیں پیش کرسکوں اور نہ میں نے کسی بحث کی غرض سے یہ مضمون لکھا ہے

میری غرض اس کے لکھنے سے صرف یہ ہے کہ کسی دشمن پر اعتراض کرتے ہوئے یہ تو دیکھ لینا چاہیئے کہ اسکی زد جاتی کہاں تک ہے۔ آپ ہی انصاف سے فرمایئے کہ مسلمانوں کے کس قدر صوفیا گدایاں مریدوں کی مدد سے خالی ہیں۔ کیا لاکھوں کی اس وقت بھی جائداد نہیں ہے۔ اور کیا کبھی کسی پیر نے تحایف اور نذر و نیاز سے انکار بھی کیا ہے۔ انکار کیا زبردستی سالانہ وصولی ہوتی ہے اور اسے ایک امر مذہبی سمجھا جاتا ہے۔ در اصل جب کوئی نئی بات کسی سے سن لیجاتی ہے۔ تو ضد کے پیرایہ میں اس پر خواہ مخواہ اعتراض کیا جانا لازمی سمجھا جاتا ہے۔ ورنہ مسلمانوں کی کتابوں میں اسقدر بزرگونکی ایسی باتیں اور اقوال لکھے ہیں کہ ان میں سے کوئی بات بھی بے بحث اور بے اعتراض نہیں چھوڑی جاسکتی۔

کتاب ارشادات حضرت شیخ فریدالدین صاحب پاک پٹنی رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے

دعاگو بخدمت شیخ بہاوالدین ذکریا بود در ملتان اوراد قتے پیدا شدہ بود در از خانقاہ بیروں آمد۔ سوار شد۔ در جملہ ملتان مے گشت ومی فرمود کہ ایں ندا در دہید کہ ہر کہ امروز روے بہاوالدین بہ بیند۔ فردائے روز قیامت من ضامنم۔ اگر اورا در دوزخ برند انگاہ ہر کہ بود ند از ملتان می آمدند و روئے مبارک ایشاں می دیدند شیخ بہاوالدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ سوگند خوردہ کہ فردا تو در دوزخ نروی در سر من خواندہ اند۔ اے بہاوالدین ہر کہ روئے تو در دنیا بہ بیند۔ آتش دوزخ بر او حرام کنم۔ ہمیں کہ ایں حکایت گفت دعاگو را وقتے پیدا شد وایں بگفت کہ اے درویش۔ اگر برادرم بہاوالدین ایں سخن گفتہ کہ ہر کہ در دنیا روے من بہ بیند۔ او را دوزخ نزود۔ اما دعاگو سوگند میخورد۔ کہ ہر کہ در دنیا دست من گرفتہ باشد ویا مرا مصافحہ کردہ باشد ویا دست مریدان من۔ و تا آنجا کہ از خانوادہ من کسے بود۔ ہر کہ دست او بگیرد۔ آتش دوزخ بروے حرام شود او در دوزخ نرود۔

اکنوں چہ فرمائید علمائے امت

کیا کوئی حد باقی رکھی ہے۔ شیخ بہاوالدین صاحب اور بابا فرید صاحب مسلمہ بزرگوں میں سے ہیں۔ ان دونوں کے یہ قول مستند ہیں ہاں یہ جدا بات ہے کہ مسلمانوں کی منطق کے ماتحت یہ لکھ دیا جاوے کہ وہ وات ثقات سے ثابت نہیں۔ یا یہ کہ دیا جاوے کہ اضطراری حالت میں ایسا کہا گیا ہوگا۔

ہزاروں اس قسم کے اقوال ہیں۔ کس کس پر بحث کیجاوے۔ بے ادبی معاف۔ یا تو یہ کلمات درست ہیں۔ اور یا مسلمانوں میں اسقدر اعتراض کا مادہ ہے کہ اسکی کوئی حد ہی نہیں۔ اور پھر اس کا سلسلہ عام لوگوں پر ہی ختم نہیں ہوتا۔ بڑے بڑے صوفیا اور علمائے کرام پر جاکر ختم ہوتا ہے۔ یہاں صرف قادیانی صاحب کے انوکھے مکالمات پر ہی زد نہیں۔ سب خاندان اسلام پر ہی آمنا وصدقنا کہنے پڑے گا۔

میری رائے میں ایسے اخباروں میں۔ جو ایک دنیوی اور معاشرتی اخبار ہوں۔ کسی مذہب اور کسی فرقہ مسلمانوں کے متعلق ہی بحث نہیں ہونی چاہیئے۔ بحیثیت معاشرتی اور تمدنی یا ملکی اغراض کے اخبار کے نزدیک سب مسلمانوں کے فرقے برابر ہیں۔ اگر ان میں کوئی مذہبی لڑائی ہے۔ تو اس کا کفیل میری رائے میں کوئی دنیاوی اخبار نہیں ہوسکتا۔

راقم نہ ایں نہ آں۔ دور از مسلماناں

زقم محکم

تقریر مولوی حکیم انوار حسین خانصاحب احمدی

(جو انہوں نے شاہ آباد ضلع ہردوئی کے عام جلسہ میں کی)

صاحبو آپ کو اس جلسہ کے اغراض سے تو غالباً اشتہار واجب الاظہار سے آگاہی ہو ہی گئی ہوگی۔ اس وجہ سے مجھکو زیادہ تصریح و توضیح کی ضرورت نہیں۔ صرف اس موقعہ پر البتہ بعض باتوں کے متعلق مجھکو کچھ عرض کرنا ہے۔ اور وہ یہ ہے ہم عقلاً بھی یہ بات پاتے ہیں کہ جمیع افراد انسانی تو بادشاہ ہو ہی نہیں سکتے اور نہ ایسی کوئی نظیر اب تک ہم کو ملی ہے۔ ضرور ہے کہ ہم اور آپ جو اس جلسہ میں موجود ہیں کسی نہ کسی کی رعایا ہی ہو کر رہیں گے اب رعایا سلطنت برطانیہ کے ہیں اس سے پیشتر مغلیہ کے تھے۔ اور اگر بفرض محال ان میں سے کوئی اپنی تقدیر سے بادشاہ بھی ہو جاوے تب بھی ضرور ہے کہ ایک ہی ہوگا۔ اور اس حالت میں بھی ہم سب دیگر اشخاص کو اوس ایک کا رعیت ہی بنکر رہنا پڑے گا پس اس حالت میں وہ جیسے کہ جس کا حال آپ صاحبوں کو اگر معلوم نہیں تو میں مختصراً عرض کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں ناشائستہ و ناپسندیدہ پائے جاتے ہیں۔ تھوڑے زمانہ سے صوبہ بنگال و پنجاب کے بعض مقامات پنجاب میں چند لیاقت دار و سند یافتہ اشخاص و کلا نے اپنے جوش آزادی میں آکر آزادانہ مضامین کا اظہار کیا۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کے برخلاف مغویانہ و مفتریانہ کلمات استعمال کئے جو علاوہ قانونی زد کے عقل سے بھی بعید تھے۔ چونکہ اون کے مستعمل ہمارے برادران ملکی ہندو بھائی تھے۔ اور مسلمان بالعموم ایسے نامعقول و نازیبا جلسوں میں شریک نہ تھے۔ اور مسلمانوں کو ایسے ناجائز و نالائق جلسوں کی شرکت کا اون کی کتاب سے بھی جس کا نام قرآن و فرقان ہے اجازت نہیں ہے اور اسی وجہ سے کسی مسلمان کو بحالت مسلمان کہلانے کے ایسے مواقع میں شریک بھی نہ ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ خدا اپنی کلام پاک میں فرماتا ہے کہ کھاؤ اور پیو اور فساد مت کرو یا فسادی مت ہو۔[1] دوسری آیت میں ہے کہ خدا فساد کو زمین پر پسند نہیں کرتا۔ چونکہ آسمان کے فساد سے تو کسی کو مطلب نہیں۔ زمین ہی کا فساد معرض بحث میں ہے۔ اس لئے اسکی ناراضمندی ظاہر فرمائی گئی۔ ایک آیت میں ہے کہ زمین[2] میں بعد اصلاح کے فساد مت کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح پر فساد کی مذمت اور اصلاح اور عدم فساد کی تعریف و توصیف بکثرت قرآن میں موجود ہے جس کا ترک بوجہ طوالت کے اولیٰ ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ سے اور زبان سے دوسرے لوگ جو کہ نافرمان اور مفسد نہیں محفوظ رہیں پس میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ امن کے قایم رکھنے اور فساد نہ کرنے کا نام اسلام ہے اور اس کے عامل کا نام مسلمان چونکہ کلام ربانی میں ہم اصلاح اور عدم فساد کے تذکرہ کو بسیط پاتے ہیں۔ لہٰذا ہماری ایمانی قوت اسقدر بھی قوی ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو ان کی مسلمہ کتاب کے ذریعہ سے ایسے مواقع سے احتراز کی ہدایت ہے۔ اور غالباً اس کے مقابلہ میں ہمارے ملکی بھائی ہندو صاحبان اس سے محروم ہیں۔ یہ میرا ذاتی ملاحظہ ہے شاید اونکی یہاں بھی اس کے متعلق کچھ ہو مگر ثبوت میں تو ہر دو فریق کی عملی حالت گواہ ہے علاوہ بریں مسلمانوں کو خدا کا حکم اپنے حاکم کی اطاعت کا بصیغہ امر کہ جو وجوب پر دلالت کرتا ہے فرماتا ہے وہ آیت

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

یعنے اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور اوسکی جو تمہارے درمیان میں حکمران ہو۔ چونکہ قرآن شریف میں حاکم کی اطاعت کا بالعموم حکم دیا گیا ہے اور حاکم کی تابعداری اور فرمانبرداری ہمیں لازم و واجب گردانی ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ حاکم اطاعت میں کسی مذہب کی خصوصیت نہیں۔ خواہ وہ عیسائی ہو یا ہندو و بودھ ہو یا مسلمان بموجب حکم الٰہی کے اوس کی اطاعت کرنا چاہیئے اور یہ بات بدیہی طور پر عقل کے موافق ہے اور مذہب بھی وہی برحق ہے جو عقل کے مطابق ہو اور اس کے احکامات غیر متبدل اور ہمیشہ کے واسطے بکار آمد ہوں اور اوس کے یقین کرنے سے کسی منصف مزاج کو چارہ نہیں ہوا کرتا۔ اب میں حکمرانوں میں اونکی حکومت کے واقعات سے موازنہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ دوسرے اشخاص خود قول فیصل نکال لیں۔ چونکہ دنیا میں مختلف طور پر یہودی بودھ وغیرہ حکمران زمانہ قدیم میں گذر چکے ہیں جن کے واقعات کے صحت اور عدم صحت پر بحث ہو سکتا ہے۔ اور اسمیں ناحق کی تضییع اوقات ہے۔ لہٰذا میں طوالت سے گریز کر کے صرف ہندو و مسلمان و عیسائی حکمرانوں میں مقابلہ کرنا مناسب جانتا ہوں۔ ہندوستان میں پہلے ہندوؤں کے متعلق مجھکو دیکھنا ہے کہ اونکی حکومت کسطرح پر تھی۔ اور اون کے زمانہ کی کیا حالت تھی۔ پورانے واقعات جو کہ ابتدا اسلام میں وقوع میں آئے اون کا ایسا یقینی اور ٹھیک پتہ کہ جس میں کوئی شک و شبہ نہو نہیں ملسکتا۔ مگر اسقدر ضرور تواریخ سے پایا جاتا ہے کہ اونکی سلطنت میں بیحد تشدد و بیرحمی سے مسلمانوں کے ساتھ کام لیا جاتا تھا جسکا اندازہ اب تک منافرت سے لگتا ہے۔ ہندوؤں کی حکومت کے بعد مسلمانوں کی حکومت کا دور شروع ہوا۔ مسلمان حکمرانوں کے واقعات پر بہ نظر انصاف دیکھنے سے ہم کو اس نتیجہ پر پہونچنا ہوتا ہے کہ خلفاء اربعہ کا زمانہ بلاشبہ پورے عدل و انصاف کا تھا۔ — — — — —

— — — — — بعد ازاں ایک مدت تک ایک سلسلہ حکومت مسلمانوں کے ہاتھوں میں رہا۔ مگر افسوس کہ اون کے کارنامے مصداق اس کے نہوئے کہ ہم وثوق کے ساتھ اون کی معدلت کا اقرار کرسکیں۔ مگر اس سے کوئی الزام مذہب اسلام پر نہیں لگایا جاسکتا ہے یہ صرف اونکی شخصی حالت تھی جس کے وہ خود ذمہ وار تھے اور چونکہ وہ زمانہ گذر چکا ہے لہٰذا اوس کے متعلق بھی صدق و کذب کا بحث کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا مجھکو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ از منہ ماضیہ کے واقعات کو ترک کر کے زمانہ موجودہ کے مسلمان اور عیسائی حکمرانوں کا مقابلہ کروں کہ جس سے کسی منصف مزاج کو تصفیہ کرنے میں دقت واقع نہ ہو۔ اور دوسرے اصحاب خود ہی فیصلہ کر لیں۔

---

[1] کلوا واشربوا ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔

[2] لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها
پارہ ۸ رکوع ۱۰ سورہ اعراف آیت ۸۴

ابھی تھوڑا زمانہ جسکو غالباً ۳ یا ۴ سال کی مدت منقضی ہوئی ہوگی کہ سرزمین کابل میں صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کا واقعہ جانگداز ہوا ہے۔ جسکا مختصر حال یہ ہے کہ صاحبزادہ صاحب موصوف باشندہ بنوں کے رہنے والے تھے جو انگریزی علاقہ میں ہے اور اونکی جاگیر اس مقام پر تعدادی بیس ہزار کے تھی اور اون کو بوجہ بہت بڑے عالم ہونے کے امیر سابق امیر عبد الرحمن خانصاحب والی کابل نے ہندوستان سے بلاکر بشاہرہ ایکہزار روپیہ کے مقرر کیا۔ اور خوست میں سنا ہے کہ جاگیر تعدادی ستر ہزار کی تھی۔ خواہ وہ امیر صاحب کا عطیہ ہو یا اور کسیطرح پر وہ جاگیر حاصل ہوئی ہو اور اون کے مرید یا شاگرد بھی تقریباً پچاس ساٹھ ہزار تھے صرف بوجہ اختلاف مذہب کے امیر حبیب اللہ خانصاحب امیر حال نے بے انتہا بیرحمی اور بیدردی سے شہید کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب سنئے کہ صاحبزادہ صاحب کا کیا قصور تھا اور اس سے پہلے اون کا کیا اعزاز تھا اور بعد اوس کے کیا برتاؤ کیا گیا۔ پہلے یہ حال تھا اور سنگیا ہے کہ امیر صاحب سابق کی نماز جنازہ بھی صاحبزادہ صاحب نے پڑہائی تھی اور یہ بھی سنا ہے کہ امیر صاحب حال کے اوستاد بھی تھے وغیرہ وغیرہ۔ صاحبزادہ صاحب کا صرف اسقدر قصور تھا کہ انہوں نے مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب کے دعاوی مسیح موعود اور مہدی معہود مان لیا اور وفات عیسیٰ کے کیوں قایل ہو گئے۔ حالانکہ اس کا ثبوت کافی و وافی قرآن شریف واحادیث سے واضح دلائل تھا اور حیات عیسیٰ کے کہ جس کا ثبوت قرآن وحدیث سے نہیں کیوں نہیں مانتے جس سے ضرورت مہدی منتظر کی کہ جو سیف سے کام لیگا اور تمام فرق نصاریٰ کو قتل کر کے مسلمان بنائے گا اور بجز قتل یا اسلام کے منظور نہ کریگا۔ جز یہ بھی قبول نہ ہوگا نہیں رہے۔ چونکہ امیر سابق امیر عبد الرحمن خان صاحب نے اوس سے قبل ایک کتاب موسومہ رسالہ جہاد کہ جسمیں جہاد مفروضہ کی خونی حالت کے بڑے فضایل بیان کئے گئے تھے طبع کرا کر سرحد پر بھی شایع کر دیئے تھے۔ اور غالباً اسی وجہ سے امیر صاحب اپنی حکومت کا بھی استحکام خیال کرتے ہوں گے۔ چونکہ صاحبزادہ صاحب بہت بڑے عالم تھے۔ لہذا اون کا ایسے خیالات کا مخالف ہونا گویا کہ امیر صاحب کی امارت کا متزلزل ہونا تھا۔ امیر صاحب حال امیر حبیب خانصاحب نے صاحبزادہ صاحب کو اس طور پر ہندوستان سے کہ وا سطے حج کے تشریف لائے ہیں طلب کیا کہ بلا خوف وخطر چلے آویں۔ اور جب کابل میں پہونچ گئے اس وقت بغیر ثبوت الزام کے اور بغیر جواب لینے اور قرار داد جرم کے اور بغیر تردید اور مہلت کے آہنی قلعہ میں قید کیا اور حکم دیا کہ زنجیر غراغر جو ایک آہنی بنی ہوئی ہے جس سے گردن سے کمر تک کس جاتا ہے اور تمام نصف بدن جکڑ جاتا ہے اور اوس میں ہتکڑی بھی شامل ہے ڈال دیا وے۔ مزید برآں انگریزی بیڑی کا بھی جو بعض تعداد بعض قول کے بموجب چار من ہے اور بعض کے موافق کم تخمینی ایک من ۲۴ سیر تھی کے وزنی ہوتی ہے اضافہ کا حکم دیا۔ اور ایک مدت تک کہ جسکی تعداد بعض قول کے بموجب چار ماہ ہے اور بعض کے موافق کم تخمینی اور بیدردی کے ساتھ قید رکھا آخر الامر ماہ رجب ۱۳۲۱ھ کو ناک میں چھید کر رسی ڈالکر مقتل تک کھینچ کر سنگسار کرنے کی جگہ تک پہنچایا گیا اور نہایت ٹھٹھے اور ہنسی اور گالیوں اور لعنت کے ساتھ متقتل تک لے گئے اور وہاں سے جاکر تہیرو نہیں گاڑ دیا اور پتھراؤ کر کے بہت جلد اس نابکار صاحبزادہ ممدوح کے جسم لطیف پر کر دیا سینئے اب تک عملداری انگریزی میں کسی بڑے سے بڑے خونی اور ڈاکو کی بابت بھی نہیں سنا ہے کہ اس کا ہزارواں حصہ بھی برتا جاتا ہو میں تو کیا شاید دوسرے منصف مزاج بھی ان واقعات سے متاثر ضرور ہوں گے اور بقول پیسہ اخبار جسکی تاریخ یاد نہیں رہی اور جو مخالف بھی ہے لہذا مصداق والحق ما شہدت بہ الاعداء بعد واقعہ ہائلہ صاحبزادہ صاحب کے اون کے زن وفرزند کو - - - - جلاوطن کیا گیا۔ کیا خوب مخالف بھی اون مظلوموں کی بابت تصدیق کرتا ہے کہ زن وفرزند بھی اسکی سزا سے محفوظ نہ رہے۔ اب سامعین خود اندازہ اس انصاف کا کر سکتے ہیں۔

یہ بھی سنا گیا ہے کہ امیر صاحب حال نے صاحبزادہ صاحب کو طمع جیوڑ دینے اور اعزاز سابق کی دی۔ اور خوف قتل کا ظاہر کیا اور یہ بھی کہا کہ اپنی جان پر رحم کرو ورنہ قتل کئے جاؤ گے۔ اوس کے جواب میں صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ میں دین کو دنیا سے نہیں بیچتا اور حق کا باطل سے معاوضہ کرنا نہیں چاہتا مگر باایں ہمہ امیر کی بار بار فہمایش اور وعدہ کا ساتی وغیرہ کے اوس شیر مرد نے حق کو خسیس دنیا یا عزت ظاہری کے مقابلہ میں نہ ترک کر کے استقامت سے جان دیدی اور مصداق ع
بمرد آں وے کہ نام نیکو بماند
کے ہوئے۔ اور یہ بھی صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ مدتے گذشت کہ روح ما بعالم بالا پرواز کردمن اینجا نیستم۔ افسوس کہ صاحبزادہ صاحب کو موقع تردید کا نہیں دیا گیا اور نہ جرم کا الزام اونپر ثابت کیا گیا۔ اس کے مقابلہ میں ہم نے اب تک عملداری انگریزی میں نہیں سنا کہ کسی خونی کے ساتھ بھی اس قسم کا معاملہ کیا گیا ہو۔ سنا ہے کہ صاحبزادہ صاحب سے جب کہا گیا کہ تم عقیدہ ممات مسیح سے توبہ کرو ورنہ قتل کئے جاؤ گے۔ اوسپر صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلعم کی ممات کا قایل ہو کہ جو افضل الرسل ہیں اور مومن رہے اور ممات عیسیٰ کا ماننے والا کہ جس کا تذکرہ صریح طور پر قرآن شریف میں متوفیک اور توفیتنی میں موجود ہے کافر ہو جاوے ثبوت دینا چاہئے (ثبوت ندارد) طرہ یہ ہے کہ قرآن شریف میں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے متعلق تصریحاً بیان فرمایا گیا ہے اور محمد صلعم اور موسیٰ وغیرہم انبیاء کی وفات کا ذکر کہیں نہیں بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے - - - - یعنے اونکی ملاقات میں کسیطرح کا شک مت کرو۔ پھر کیوں عیسیٰ کا قایل واجب القتل اور کافر ہو سکتا ہے علاوہ ازیں جب ہم قرآن شریف اور احادیث پر مجموعی حالت میں غور کرتے ہیں تو خلاصۃً اون سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ ابن مریم امام اور مہدی صاحب مین کا ذکر احادیث میں بکثرت آیا ہے وہ ایک شخص امتی ہوگا کہ جو عدل کے زمانہ میں آوے گا اور خود بھی عادل ہوگا یعنے خدائی فیصلہ کو بلا رعایت بیان کرے گا اور اوس کے زمانہ میں گویا (شیر اور بھیڑ ایک گھاٹ پانی پئیں گے) اور اوس کے زمانہ کے علامات جو احادیث میں آئے ہیں باختلاف روایات مگر باتفاق مضمون یہ پائے جاتے ہیں سو اوس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی

زمانہ سے علامات حسب ذیل ہیں۔ امانتیں جاتی رہیں گی۔ شراب خوری زناکاری بکثرت ہوگی۔ جھوٹ اسقدر رائج ہوگا اور راست گو کے قریب ہی کوئی کھڑا نہ ہوگا اور دیانت داری مفقود ہو جاوے ستارہ ذوالسنین نکلے گا۔ قحط سالی ہوگی۔ مرگ مفاجات بکثرت ہوگی۔ طاعون پڑیگا زلزلے آویں گے اور زمین پورب اور پچھم میں دہس جاوے گی ایک سواری ایسی نکلے گی کہ جس سے اونٹ بیکار ہو جاویں گے اور وہ پانی اور آگ سے تیار ہوگی اور رات ہی چلے گی اور دن کو بھی اور پکارے گی کہ چلو چلو یعنے اوس سواری کے واسطے جاو چلو کی ندا ہوگی۔ پہاڑ اوڑائے جاویں گے۔ اخبار منتشر ہوں گے نہریں نکالی جاوینگی۔ ماہ رمضان میں چاند کا گرہن ابتدا شب میں واقع ہوگا۔ اور آفتاب کا آخر دن میں۔ اور یہ اب تک کبھی نہیں ہوا جب سے آسمان وزمین پیدا ہوا ہے۔ یہ حدیث چونکہ بروایت امام جعفر صادق صاحب ہے اس وجہ سے ہمارے فریق شیعہ صاحبان کو بھی اس سے انکار نہیں ہوسکتا۔ الفاظ حدیث کے یہ ہیں۔

ان لمھدینا آیتین ماکان منذ خلق السموات والارض تنکسف القمر فی اول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی آخرہ۔ اور وہ ماہ رمضان ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء کے واقع ہو چکا ہے اور اس کے متعلق تمام اخبارات نے اوس زمانہ کے متفق اللفظ لکھا ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایک ماہ میں دو گرہن نہیں ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر کیا کہ اوس زمانہ میں لڑائی نہ ہوگی اور نہ جہاد سیفی ہوگا اور نہ اسلام کے واسطے کوئی قتل کیا جاوے گا بلکہ جہاد نفسی قیامت تک قائم رہے گا۔ وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم۔ یعنے اللہ کی راہ میں کوشش کرو اپنے مالوں سے اور نفسوں سے ہوگا اور بینہ اور ثبوت اور نشان آسمانی سے خنزیر طبع لوگ قتل کئے جاویں گے اور شوکت صلیب کو جس کے کفارہ کے عقیدہ نے ایک عالم کو تباہ و برباد کر دیا ہے توڑ ڈالیں گے وغیرہ وغیرہ مگر چونکہ یہ باتیں امیر کے خیال میں خلاف تھیں اس وجہ سے امیر نے ظالمانہ بجز کسی طرح کی سماعت و انصاف پسندی کے صاحبزادہ صاحب کو رجم کر دیا۔ تازہ ترین واقعہ عدل و انصاف امیر صاحب حال کا روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲۹ر اپریل ۱۹۰۷ء میں مرقوم ہے اوسکی اعادہ کی ضرورت نہیں صرف اشارہ کافی ہے۔ یہ حال ہے موجودہ بادشاہ اسلام کا۔ میں نے ابتک کوئی واقعہ اس عملداری کا ایسا نہیں سنا کہ مذہب کے متعلق کسی سے باز پرس کیا گیا ہو بلکہ اس کے خلاف عملداری انگریزی کی مثال میں کپتان ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر گورداسپور ملک پنجاب کا فیصلہ پاتا ہوں کہ جس نے انگریزی حکومت کی معدلت کا نمونہ دکھلا دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۸۹۷ء میں ایک مقدمہ پادری ڈاکٹر مارٹن کلارک مشنری افیسر اور ڈاکٹر نے بذریعہ عبدالحمید کے اقدام قتل کا بنام مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کے بعدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کپتان ڈگلس صاحب دائر کیا گیا تھا ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور نے باوصف اسکے کہ ہم قوم و ہم مذہب اور پادری و ڈاکٹر ہونے کے اور مدعی علیہ مسلمان رعایا اور مشنری کے

خلاف کو بری کر دیا اور اجلاس میں بعزت تمام کرسی بیٹھنے کی اجازت دی اور کسی قسم کا خیال مذہبی پاسداری کا بمقابلہ انصاف کے نہ کیا اور نہ ذاتی تذلیل و تحقیر کی ہوئی اسی طرح جیسے صاحب بہادر جج امرتسر ۱۹۰۶ء میں بمقدمہ کرم الدین مدعی بنام مرزا غلام احمد صاحب و حکیم فضل الدین صاحب استغاثہ زیر دفعہ ۵۰۰ کہ جسمیں اجلاس بابو آتما رام صاحب ڈپٹی کلکٹر گورداسپور نے بعد التوا ر بسیار اور مدت دراز پریشانی بے شمار مبلغ ۵۰۰ روپیہ اور ۲۰۰ روپیہ جرمانہ کئے اور ملزم قرار دیدیا اور جملہ ثبوتوں کو جو مرزا صاحب کیطرف سے مثل روز روشن کے پیش کئے گئے تھے نظر انداز کر دیا اور کسطرح جیسے عدل و انصاف کرنا نہیں چاہا۔ مگر روشن ضمیر اور عادل جج نے اوس فیصلہ کو منسوخ کر کے بہت طویل تجویز لکھی کہ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مقدمہ خواہ مخواہ کو اسقدر مدت تک چلایا گیا اور وقت ضائع کیا گیا۔ یہ مقدمہ ابتدائی مرحلہ میں خارج کر کے طے کر دینا چاہئے تھا اور جو الزام مدعی علیہا پر لگائے گئے ہیں سب بیجا و نادرست ہیں۔ لہذا مدعی علیہا مع مدعی علیہ ۲ بری کئے جاتے ہیں اور جرمانہ واپس۔ اب میں کسی فیصلہ یا رائے کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ ظاہر کروں خود سامعین فیصلہ کر لیں گے۔

واضح ہو کہ میں نے جسقدر عرض کیا ہے متعصبانہ نہیں ہے بلکہ واقعاتی ہے اس وجہ سے واجبی و واجبی ہے۔ میں اس بات کا باعلان تمام اظہار کرتا ہوں کہ مذہب عیسائی سے نفرت رکھتا ہوں اور حکومت انگریزی کو نعمت پاتا ہوں۔ اور یہ بات میری خوشامدانہ و منافقانہ نہیں بلکہ جو کچھ کانوں سینہ میں ہے اوس کا اظہار ہے۔ آپ لوگ خوب جانتے ہوں گے کہ میں حد شعور سے خوشامدانہ و مکارانہ الفاظ سے ہمیشہ سے محترز و مجتنب رہا ہوں اور یہ بھی جانتے ہونگے کہ شاہ آباد میں انتخاب ممبری میں کسقدر کوشش ہوتی ہے اور کسطرح جیسے اُس کے حصول میں جان فشانی کیجاتی ہے اور میں نے ابتک کبھی اوس کے متعلق خیال ہی نہیں کیا اور نہ کسی حالت میں پروا کی علاوہ بریں اگر بالعموم نہیں تو بالخصوص مسلمانوں سے تو امید ہے کہ اس مقام پر میرے مقابلہ علمی لیاقت میں تو کوئی فوقیت نہ رکھتا ہوگا اور میں باوصف تعلقات جائداد کے کہ بموجب تقسیم جائداد آبائی کے بھائی صاحب حکیم خادم حسین خانصاحب مجسٹریٹ و سکرٹری میونسپل کمیٹی شاہ آباد سے کم نہیں بلکہ برورے حصہ کے زائد ہی تھے کیونکہ میرے حصہ میں وقت تقسیم کے $\frac{1}{4}$ تھی اور اون کے حصہ میں $\frac{1}{8}$ مگر پھر بھی میں حکام وقت کی خدمت میں حاضری سے محروم رہا ہوں۔ پس مجھکو کوئی وجہ اسکی نہیں کہ میں خوشامد کے طور پر منافقانہ حالت میں رہوں۔ اور خواہ مخواہ کو مکاری سے کام لوں۔ میں اس وجہ سے اس بات کے اظہار پر مجبور ہوا کہ حدیث میں آیا ہے من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ۔ یعنے جو انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اما بنعمت ربک فحدث یعنے لیکن اللہ کی نعمتوں کو پس بیان کرو چونکہ میرے نزدیک عملداری انگریزی خدا کی نعمت ہے اور خدا کیطرف سے اون کو

حکومت ملی ہے۔ لہذا مجھکو شکرگذاری اور تحدیث نعمت بھی ضروری ہوئی اس سے میں ان باتوں کے اظہار پر مجبور ہوا۔ اب میں حاضرین جلسہ کی خدمت میں عرض پرداز ہوں کہ گورنمنٹ برطانیہ کہ جس کے سایہ عاطفت میں رعایا خواہ ہندو ہو یا مسلمان آزادانہ اپنے مراسم مذہب بلا خوف و خطر ادا کر سکتے ہیں اور حکومت کسی قسم کی مزاحمت اور باز پرس نہیں کرتی غنیمت جان کر ایسے جلسوں سے جو سلطنت کے برخلاف ہیں احتراز کریں۔ اور اس عملداری کو غنیمت جانیں۔

اب میں اپنے علاقی ہندو بھائیوں سے عقلاً ملتمس ہوں کہ وہ خود واقعات سے اندازہ کر کے عقل سے کام لیں۔ اور اپنی منفعت و مضرت سے آگاہی حاصل کریں۔ اور اپنے عینی مسلمان بھائیوں سے شرعاً عرض پرداز ہوں کہ اسلام نے بہت بڑی نفرت مفسدہ پردازی سے فرمائی ہے۔ اور اصلاح اور امن کو بہت پسندیدہ قرار دیا ہے لہذا اس حکومت کو مغتنمات وقت سے خیال کر کے عبادت و ریاضت اور فرمانبرداری ربانی سے کام لیں حکومت اور ملکی معاملات سے کوئی تعرض نہ کریں کیونکہ ہم کو کوئی غرض و مطلب ملکی معاملات سے نہیں ہے صلاح مملکت خویش خسرواں دانند کا مقولہ مناسب بلکہ انسب ہے۔ اور خلاف ورزی احکامات سلطنت کی نہ کریں اور کسی ایسے جلسہ میں جسمیں اندیشہ فساد کا ہو قریب نہ جاویں۔ اور اگر کوئی غلط فہمی سے ایسا خیال رکھتا ہو یا ناواقف ہو تو اوسکی صلاح نیک سے امداد کریں اور غلط فہمی کے دور کرنے کی کوشش کریں۔

اب میں زیادہ سمع خراشی کرنا مناسب نہیں جانتا صرف اسیقدر پر اکتفا کرتا ہوں۔ آیندہ آپ صاحبوں کو اختیار ہے۔

وما علینا الا البلاغ۔

مسجدوں کا واگذار کرنا

گورنمنٹ انگلشیہ کی کس کس مہربانی اور عنایت خسروانی کا ہم شکریہ ادا کریں۔ مذہبی آزادی اور اشاعت مذہب کے لئے جسقدر آسانیاں اور وسایل اس سلطنت میں ہمیں حاصل ہوئے ہیں اسکی نظیر کسی دوسری سلطنت میں نہیں ملتی۔ مسلمانان ہند گورنمنٹ انگلشیہ کی اس عنایت کو کبھی فراموش نہیں کریں گے جو اس نے مسجدوں کو واگذار کرکے کی ہے۔ یہ تازہ واقعہ ہے کہ لاہور کی وہ مسجد جس میں ریلوے کا بڑا بھاری دفتر تھا اور جو سالہا سال سے گورنمنٹ کے قبضہ میں تھی آخر اسے واگذار کر دیا گیا اور اب مسلمان پانچ وقت اس مسجد میں خدائے قدوس کی عبادت کرتے ہیں اور تاج برطانیہ کے لئے دلی جوش سے دعائیں مانگتے ہیں۔ ریلوے کے محکمہ کو اس مسجد کے چھوڑنے اور دوسری جگہ اپنے دفاتر کو منتقل کرنے میں جسقدر نقصان برداشت کرنا پڑا ہے وہ تھوڑا نہیں ہے مگر رعایا پروری اور دلجوئی کے مقابلہ میں اس کو بالکل ہیچ اور لاشے سمجھکر مسجد مسلمانوں کے حوالہ کر دی گئی ہے۔ اسی طرح جیر موٹ کی مسجد جو دہلی اور قطب صاحب کے راستہ میں واقعہ ہے اور مدت سے ہندو جاٹوں کے قبضہ میں چلی آتی تھی وہ واگذار ہو گئی ہے ایسا ہی آگرہ میں ایک مسجد گورنمنٹ نے مسلمانوں کے سپرد کر دی ہے + اس قسم کی نظیریں پیش کر کے پیسہ اخبار لاہور کی لنڈے بازار والی مسجد موسوم بہ شہید گنج کے واگذار کئے جانے کی درخواست کرتا ہے امیر کابل کی تشریف آوری کے موقعہ پر بھی یہ تحریک بطور خود پیش کی گئی تھی۔ لیکن اب گورنمنٹ کے توسط سے چاہا گیا ہے کہ یہ مسجد واگذار کر دی جاوے۔ مسلمان اس کا معاوضہ مناسب بھی دینے کو آمادہ ہیں امید تو یہ ہونی چاہئے کہ سکھ صاحبان اپنی ہمسایہ قوم کی دلجوئی اور ہمدردی کے خیال اور نیت سے اس مسجد کو واگذار کر دینے کی صورت سوچیں گے والا معاوضہ لیکر دیدینے میں انہیں انکار نہیں ہونا چاہئے امید ہے اگر گورنمنٹ نے اس پر نوٹس لیا تو یہ مسجد ضرور واگذار ہو جائے گی۔

یہ تو دور کی باتیں ہیں یہاں قادیان میں بھی ایک مسجد سکھوں کے قبضہ میں ہے۔ اور قادیان کے مسلمان اس مسجد کے واگذار ہونے کے لئے دل سے خواہشمند ہیں میں ضلع گورداسپور کے بیدار مغز اور دقیقہ رس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی خدمت میں التماس کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مسلمانان قادیان کو ان کی عبادت گاہ دلا کر انپر بہت بڑا احسان کریں۔ مسلمانان قادیان اس مسجد کا مناسب معاوضہ دینے کو بھی آمادہ ہیں۔ امید ہے کہ یہ تحریک مفید ثابت ہوگی انشاء اللہ العزیز۔

سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات مذہبی اگر تاریخی بنا پر دیکھے جاویں اور حضرت بابا نانک صاحب علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی معائنہ کئے جاویں تو ان میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ وہ خود مساجد کی بڑی حرمت کرتے تھے۔ پس اگر سکھ صاحبان از خود ہی مہربانی کریں تو یہ تعجب کی بات نہیں ہوگی بلکہ انکی یہ فراخدلی اور فیاضی قابل تعریف سمجھی جاوے گی۔

حقیقت نماز شائع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۸ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے کم ہے یعنی معہ محصولڈاک ۱۲/ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان۔

دجال کی حقیقت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا خط ملا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جناب نے احمدی سلسلہ کی کتب کو مطالعہ نہیں فرمایا۔ ورنہ سب اعتراضات دور ہو جاتے۔

عرض یہ ہے کہ پیشگوئی جب تک ظاہر نہ ہو یعنے وقوع میں نہ آئے اس کی حقیقت منکشف نہیں ہوتی۔ اور اُس کے سمجھنے میں ایک معمولی انسان تو درکنار ایک نبی بھی اجتہادی غلطی کر سکتا ہے۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ حضور نبی اکرم صلعم کو دکھایا گیا کہ آپ صحابہ سمیت بیت اللہ کا حج فرما رہے ہیں آپ اس کو پورا کرنے کے لئے چلے گئے مگر آگے حدیبیہ کا معاملہ پیش آ گیا کفار نے روک دیا اور اس سال حج نہ ہو سکا۔ اور یہ سفر ایک سطحی خیالات والے کی نظر میں عبث گیا۔ ایسا ہی حضرت رسول اکرم صلعم نے دیکھا۔ کہ میں کھجوروں والے شہر کی طرف ہجرت کرتا ہوں آپ نے سمجھا وہ یمامہ ہے مگر نکلا مدینہ۔ میرا مطلب ان مثالوں کے پیش کرنے سے یہ ہے کہ پیشگوئی جب تک واقع نہ ہو۔ اس کی مثال حاملہ کے بطون کی طرح ہے اب اس کا نتیجہ نکلنا تو یقینی ہے علامات سے کچھ [illegible] بھی ہو سکتا ہے مگر یہ پتہ لگانا کہ وہ مولود کیسا ہوگا [illegible]

ایسا ہی اگر دجال کی حقیقت صحابہ کرام کو کلی طور سے معلوم ہوتی تو حضرت عمر اس بات پر قسم نہ کھاتے کہ ابن صیاد دجال ہے اور رسول اکرم صلعم نے بھی اس کے جواب میں اِنْ یَکُنْ ھُوَ فرمایا۔ یقینًا نہ کہا کہ یہ نہیں۔ (دیکھو مشکوٰۃ)

اگر دجال کے یہ علامات جو آپ نے تحریر فرمائے اپنے ظاہری رنگ میں پورے ہونے تھے۔ تو پھر کیوں ابن صیاد کو دجال سمجھا گیا۔

بس مختصر گزارش ہے

دجال کی وحدت نوعی ہے۔ اس سے مراد ایک گروہ ہے۔ جو دجل سے کام لے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کتابیں خود لکھتے اور اسے کلام اللہ کہتے ہیں یہ نبوۃ کا دعویٰ ہے مینہ برسانا۔ وغیرہ کام جو کرتے ہیں تو خدائی کا دعویٰ نہیں تو اور کیا ہے؟ سورۃ کہف کا اول و آخر پڑھئے۔

چشم راست کا کور ہونا بھی مسلّم ہے مطلب اس سے یہ ہے کہ دین کی آنکھ اندھی اور دنیا کی سیانی۔

بے شک یہ مسیح موعود کے انفاس طیبہ کی برکت اور اس کی دعا کے حربے سے فنا ہوگا۔

لُدّ تو آپ نے قرآن شریف میں پڑھا ہوگا مطلب اس سے جھگڑالو قوم ہے۔

— — — — — — — — — —

اور کشمیر میں لُدّ ہے۔ کشمیر میں عیسٰے کی قبر ملی ہے۔ عیسٰے کی موت ان کے مذہب کی موت ہے۔ کیونکہ یہ صند کا مر جانا ہے۔ یہودی بے شک اسکے تبع ہوں گے۔

یہودی کیوں کافر ہوئے مسیح کے انکار سے۔

اس زمانے کے ملاں بھی مسیح موعود کے منکر ہیں اور اس کے مخالف اور پھر تمام ان اوصاف کو اختیار کر چکے جو یہودیوں میں تھیں وہ دجال کو مدد دے رہے ہیں کہ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ یہ ایک شخص میں ایسی اوصاف کے ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ جو محض خاصۃ خدا ہیں گویا ایک پہلو سے یہ بھی عاجز انسان کو خدا مانتے ہیں۔

مُردے کو زندہ کرنا۔ خالق ہونا۔ عالم الغیب ہونا۔ لایزال و لا یحول ہونا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں۔ والسلام ✣

(محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی)

آنحضرت صلعم کا منکر اور مسیح موعود کا منکر

آپ کا خیال درست ہے بیشک مسیح موعود کا منکر اور رسول اکرم صلعم کا منکر۔ کفر میں برابر نہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا کافر تو شریعت کا بھی منکر ہے مگر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کا منکر بعض اسلام کا منکر ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ ولی اللہ کا انکار آہستہ آہستہ سلب ایمان تک نوبت پہنچا دیتا ہے۔ انکار کی عادت ہو جاتی ہے اور اس کی ہر بات کو بدظنی و مخالفت سے دیکھتا ہے تو ایک دن آ جاتا ہے کہ وہ اس کی تنافی سوئی مسئلہ نکی پر بھی عمل نہیں کرتا [illegible] آہستہ آہستہ وہ سب بھلائیوں سے محروم رہ جاتا ہے [illegible] کی سزا میں انکار میں بڑھنے کا فرمایا [illegible]

[illegible]

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی شریعت والا نہیں آ سکتا۔ جو آئے گا آپ ہی کی مہر سے آئیگا۔ اور آپ ہی کے فیض سے مستفیض۔ یہ لفظ خاتم جس کے معنے مہر کے ہیں نہ کہ ختم۔ حضرت مرزا صاحب نے کبھی مستقل نبوۃ کا دعویٰ نہیں کیا۔ حقیقۃ الوحی ملاحظہ فرمائیے کثرت مکالمہ مخاطبہ و اظہار غیب کے لحاظ سے آپ کو نبی کہا گیا۔ اس کے مخالف بھی قائل ہیں۔ ان کی اصطلاح میں جس کو نبی کہتے ہیں وہ نبی نہیں۔ پھر دوسری وجہ نبی کے خطاب کی یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے موعود عیسٰے کے لئے نبی اللہ آیا (دیکھو مسلم) اور لیس بینی و بینہ نبی (ابو داؤد) باقی رہا یہ کہ ابو بکر صدیق وغیرہ کو کیوں نبی نہیں کہا گیا اسی لئے کہ ان کو یہ درجہ نہیں دیا گیا۔ نہ اس کثرۃ سے ان کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ الٰہی ہوا۔ نہ وہ مسیح موعود تھے۔ نیز خاتم النبیین کے بعد فورًا لقب نبی دینے سے نبوت کی حیثیت میں خلل پڑتا تھا۔ اور لوگوں کو دھوکہ ہوگا پس آنحضرت صلعم کی عزت کے قیام کے لئے مدت تک یہ خطاب کسی کو نہ ملا۔ جب اچھی طرح مرکوز خاطر ہو گیا کہ آپ خاتمیت مآب ہیں۔ تو پھر ایک نبی بھی مبعوث ہوگا ✣ (محمد ظہور الدین اکمل)

ڈائری

دجال | ۱۶ر جولائی ۱۹۰۶ء کو فرمایا دجال کی دو نشانیں ہیں۔ ایک تو پادری لوگ ہیں جو گویا نبوت کا دعوے کرتے ہیں۔ ہر قسم کے مکر اور فریب کے ساتھ لوگوں کو بہکاتے ہیں اور عیسائی بناتے ہیں۔ خود انجیل اور توریت کا ترجمہ در ترجمہ کرتے ہیں اصل کتاب ان کے پاس موجود نہیں۔ تراجم میں ہمیشہ تبدیلیاں کرتے ہیں اور انہی اپنے خیالات کے الفاظ کو دنیا کے سامنے پیش کرکے بیان کرتے ہیں کہ خدا کا کلام ہے یہ ایک طرح نبوت کا دعوےٰ ہے۔ دوسرے اس زمانہ کے فلسفی لوگ ہیں جو کہ خدا تعالیٰ کے ہی منکر ہو بیٹھے ہیں اور سات دن مادی دنیا کی طرف ایسے جھکے ہوئے ہیں کہ دین کو کچھ نہیں سمجھتے بلکہ دین کو غیر ضروری اور اپنی دنیوی ترقی کی راہ میں ایک ہارج یقین کرتے ہیں۔

کفر | فرمایا خدا تعالےٰ کی عدول حکمی سے کوئی شخص کسطرح بچ سکتا ہے۔ جو لوگ اس زمانہ میں خدا تعالےٰ کے مرسل کو نہیں مانتے وہ خدا تعالیٰ کی عدول حکمی کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو یہود اور عیسائی تھے۔ وہ صاحب شریعت تھے۔ نمازیں پڑھتے تھے۔ روزے رکھتے تھے تمام انبیاء کو مانتے تھے۔ مگر آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے کے سبب وہ کافر قرار دیئے گئے اس زمانہ کے لوگ جو نہ صرف ہمارے مخالف ہیں۔ بلکہ ہم کو کافر قرار دیتے ہیں۔ وہ بموجب حدیث نبوی مومن کو کافر کہکر خود کافر بنتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔

زکوٰۃ | ایک صاحب نے دریافت کیا کہ تجارت کا مال جو ہے جسمیں بہت سا حصہ خریداروں کیطرف ہوتا ہے اور اگراہی میں پڑا ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

فرمایا جو مال معلق ہے اس پر زکوٰۃ نہیں جبتک کہ اپنے قبضہ میں نہ آجائے لیکن تاجر کو چاہئے کہ حیلہ بہانہ سے زکوٰۃ کو نہ ٹالدے آخر اپنی حیثیت کے مطابق اپنے اخراجات بھی تو اسی مال میں سے برداشت کرتا ہے تقوےٰ کے ساتھ اپنے مال موجودہ اور معلق پر نگاہ ڈالے اور مناسب زکوٰۃ دے کر خدا تعالیٰ کو خوش کرتا رہے۔ بعض لوگ خدا کے ساتھ بھی حیلے بہانے کرتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔

دین مقدم | فرمایا دین کو دنیا پر مقدم رکھنا نہایت مشکل امر ہے کہنے کو تو انسان کہہ لیتا ہے اور اقرار بھی کرلیتا ہے۔ مگر اس کا پورا کرنا ایک کا کام نہیں دین کو دنیا پر مقدم رکھنا اس طرح سے پہچانا جاتا ہے کہ جب انسان کا دنیوی مال میں نقصان ہو تو کس قدر درد اس کے دل پر پہنچتا ہے اور اس کے بالمقابل جب کسی دینی امر میں نقصان ہو جائے تو پھر کس قدر درد اس کے دل کو ہوتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اس شناخت کے واسطے اپنے دل کو ہی ترازو بنالے۔ کہ دنیاوی نقصان کے واسطے وہ کس قدر بیقرار ہوتا ہے اور چیختا چلاتا ہے اور پھر دینی نقصان کے وقت اس کا کیا حال ہوتا ہے جو شخص جو دوسرے کو دھوکہ دیتا ہے۔ مگر یہ نہ سوچے کہ وہ اپنے آپ کو بھی دھوکہ دیتا ہے دین کو مقدم نہیں کرتا اور خیال کرتا ہے کہ میں دین کو مقدم کئے ہوئے ہوں وہ سچے طور پر خدا تعالیٰ کا فرمانبردار نہیں بنتا اور ظن کرتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ جو شخص دوسرے پر ظلم کرتا ہے ممکن ہے کہ وہ ظلم کرکے بھاگ جائے اور اسطرح اپنے آپ کو بچائے مگر وہ جس نے اپنی جان پر ظلم کیا وہ کہاں بھاگ کر جائے گا اور اس ظلم کی سزا سے کس طرح بچ سکیگا۔ مبارک ہے وہ جو دین کو اور خدا کو سب چیز و نیز مقدم رکھتا ہے کیونکہ خدا بھی اسے مقدم رکھتا ہے۔

حقیقۃ الوحی | فرمایا ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ حقیقۃ الوحی کو اول سے آخر تک بغور پڑھیں بلکہ اس کو یاد کرلیں کوئی مولوی ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکیگا کیونکہ ہر قسم کے ضروری امور کا اس میں بیان کیا گیا ہے اور اعتراضوں کے جواب دیئے گئے ہیں۔

خواجہ غلام فرید صاحب | فرمایا خواجہ غلام فرید صاحب کے سوانح کی ایک کتاب لکھی گئی ہے اس میں خواجہ صاحب نے جابجا ہماری تائید کی ہے ایک جگہ لکھا ہے کہ بعض مولویوں نے خواجہ صاحب مرحوم سے دریافت کیا تھا کہ آپ کیوں انکی تائید کرتے ہیں مولوی لوگ تو ان کو کافر قرار دیتے ہیں تو انہوں نے کیا خوب جواب دیا کہ مولوی لوگوں نے پہلے کس کو مانا ہے اور کس کو کافر قرار نہیں دیا۔ ان کا تو کام ہی یہ ہے۔ انکی طرف خیال مت کرو۔

(ایڈیٹر)

احمدی جماعت کو حضرت اقدس کے ایک ارشاد کی یاددہانی

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں اُن بھائیوں کو جنہوں نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی ہے۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اقرار کیا ہے حضرت کا حکم یاد دلاتا ہوں جس پر عمل کرنا فرض ہے۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ کے فرستادوں کی باتیں معمولی باتیں نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان کی ہر ایک بات جو لوگوں کو سنائی جاوے۔ خدا کے ارادے سے ہوتی ہے۔ تو پھر کیا ایسی باتوں کو بھول جانا چاہئے۔ ہرگز نہیں بلکہ دن بدن ان پر مضبوط ہونا چاہئے وہ احمدی بھائی جو حضرت اقدس کے اشتہار اور کتابیں پڑھنے کے شائق ہیں اُن کو معلوم ہوگا کہ ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار کے ذریعے اپنی جماعت کو ارشاد کیا تھا۔ کہ میرا آنا کسر صلیب گمراہیوں اور غلطیوں کے دور کرنے کے لئے ہے۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے ایک انگریزی رسالہ جس کا نام ریویو آف ریلیجنز ہے نکالا گیا ہے۔ جس کے ذریعے سے بہت سے

عیسائیوں اور دیگر مخالفین اسلام پر اتمام حجت کیا جاتا ہے۔ پس آپ سب جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنا چاہتے ہیں۔ اسکی خریداری اور اعانت میں جہاں تک آپ سے ہو سکے خرچ کر کے مدد کریں۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ اوس بات کو پرانی سمجھکر اسپر غور و فکر اور خریداری اور اعانت میں روپیہ دینا بعض صاحب نے بالکل ترک کر دیا ہے۔ حالانکہ خدا کے مرسلوں کی بات چند دنوں تک نہیں ہوتی انکی ہر ایک بات کو اسطرح ماننا چاہیئے۔ جیسے صحابہ کرام رسول کریم صلعم کے حکم کو تسلیم کر کے جنگ کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ اور اپنے مالوں اور جانوں کی کچھ پروا نہیں کرتے تھے۔ یہ زہی دوسرا زمانہ ہے۔ کیونکہ اس کا ذکر قرآن مجید کی سورہ جمعہ میں آچکا ہے وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ایسا زمانہ پاکر اور جماعت میں داخل ہو کر پھر ایسی غفلت کرنا بے ہمتی کا کام ہے اور دوسرے ہمارے لئے شکر کا مقام ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ نے ہمارے لئے ہر طرح آسانی کی ہے۔ اور ہماری آسانی کے لئے ریل اور ڈاک تیار کر دی ہے۔ تاکہ گہر میں بیٹھکر ہی ہم تبلیغ دین کر سکیں۔ پس چاہیئے کہ تمام جماعت اس رسالہ کی خریداری اور اعانت میں روپیہ دیکر ثواب حاصل کرے۔ اسے معمولی رسالوں کی طرح ایک رسالہ نہ سمجھا جاوے۔ مگر بہت ہی افسوس ہوتا ہے۔ جب یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ بعض احباب اعانت تو ایک طرف رہی قیمت دینے میں ہی تساہل کرتے ہیں۔ جب میں انکاری وی پی دیکھتا ہوں اور بعض پر لکھا ہوا ہوتا ہے کہ لینے سے انکاری ہے۔ تو میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ کیا یہ حضرت اقدس کے تعمیل ہو رہی ہے اور دو یا تین روپیہ کا وی پی نہیں لے سکتے۔ جہاں یہ اقرار کیا تہا۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔

برادران یہ کام تو خداوند تعالیٰ کے ہیں۔ اور وہ کر رہا ہے مگر میں آپ صاحبان کو یاد دلاتا ہوں۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ذریعہ حضرت اقدس کے حکموں کی تعمیل ہی ہے اور کیا ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت اقدس کے ایک حکم کو مان لیا جاوے۔ اور ایک کو چھوڑ دیا جاوے۔ ہرگز نہیں۔ برادران ہمت سے حکموں کی تعمیل کرو۔ یہ وقت مشکل ملیگا۔ اب زیادہ کیا لکھوں۔ حضرت اقدس کا حکم یاد دلاکر دیکھونگا۔ کہ کس کس نے تعمیل کی ہے۔ اور دوبارہ خریداری کے لئے خط لکھا ہے۔ والسلام

خاکسار عبد الخالق کلرک دفتر میگزین قادیان

اب اجیت سنگھ کو کیا بناؤ گے؟

جیت سنگھ کی گرفتاری پر آریہ صاحبان نے سول ملٹری گزٹ لاہور اور بعض دوسرے اخبارات میں چہپوایا کہ اجیت سنگھ آریہ نہ تہا اور آریہ سماج کے ساتھ اوس کا کوئی تعلق نہ تہا جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تہا کہ اس کی مخوبانہ تقریروں کے ساتھ آریہ سماج کو کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اب جب کہ اجیت سنگھ گرفتار ہو کر جلاوطن ہو چکا ہے اور خود اس کی اپنی دو چٹھیاں پبلک میں آچکی ہیں اس وقت اس مسئلہ کا فیصلہ خود اجیت سنگھ کی اپنی تحریرات ہو سکتا ہے اور وہ بہت صاف ہے۔ اجیت سنگھ کی پہلی چٹھی اپنے بہائی کے نام یہ ہے

پیارے بہائی سورن سنگھ

مجھے ہر طرح سے آرام و تسلی ہے۔ کوئی تکلیف نہیں۔ جب لاہور سے چلے۔ مجھے بولنا یاد نہیں رہا تہا کہ جو دس روپے میری جیب سے پولیس نے نکالے تہے۔ وہ ایڈیٹر ہندوستان کے پاس بہیجے جاویں۔ ۵ روپے بریڈلا ہال فنڈ کے واسطے اور پانچ روپے ہندو یتیم خانہ لاہور کے واسطے۔ اور گہڑی ایڈیٹر پرکاش کو دیکر بولیں کہ بدہوا بواہ کی رسم کے پرچار کی امداد میں صرف ہو۔ والد صاحب والدہ صاحبہ اور برادر بزرگ سب کو میری طرف سے نمستے۔ فتح۔ ستھا ٹیکنا وغیرہ پہنچے۔ اگر آپ نے دس روپے و گہڑی لے لئے ہوں تو مندرجہ بالا فنڈ میں دے دیں۔ ورنہ میں نے صاحب بہادر افسر پولیس کو بہی چٹھی لکھدی ہے۔ بلکہ یہ چٹھی بہی اُن کی معرفت آپ کو ملیگی۔ خدا پر بہروسہ رکھو۔ حوصلہ قایم رکھو۔ مصیبت میں انسان کو گہبرانا نہیں چاہیئے۔ میری کتابیں اگر رکہنا چاہو تو رکہو۔ ورنہ ویدک لائبریری لاہور میں بہیجدو۔ آپ کا اجیت سنگھ۔

آریہ سماج کے سچے ہتیشی اور سچائی کو پیار کرنے والے غور کے ساتھ ان فقرات کو پڑہیں جن پر ہمنے خط کہینچا ہے۔ اجیت سنگھ اپنے خط میں ایک گہڑی ایڈیٹر پرکاش کو دلاتا ہے پرکاش کا ایڈیٹر آریہ اور آریہ سماج کا سرگرم ممبر ہے یا نہیں یہ مہاتما منشی رام سے پوچھنا چاہیئے کیونکہ انکی رائے پرکاش کے ایڈیٹر کے متعلق ضرور قابل وقعت ہوگی۔ اس سے اتنی ہی بات ثابت کرنا میرا مقصود نہیں بلکہ یہ خط ثابت کرتا ہے کہ ایڈیٹر پرکاش کے ساتھ اسے خاص تعلق ہے اور میرا کسی سابقہ اشاعت میں یہ ظاہر کرنا کہ ایڈیٹر پرکاش اجیت سنگھ کے مشن کی آبیاری کرتا ہے صحیح ثابت ہو جاتا ہے۔ منڈالے کے قلعہ کے زندان میں بہی جو شخص اسے یاد رہتا ہے وہ ایڈیٹر پرکاش ہے یہ معمولی بات نہیں۔ اور تو سرسری نظر سے دیکھنے کے قابل ہے یہ اب ایڈیٹر پرکاش کا کام ہوگا کہ نیک نیتی سے اس تعلق کا اظہار کرے جو اس کا اجیت سنگھ کے ساتھ ہے۔ پہر دوسرا قابل غور امر اس چٹھی میں یہ ہے کہ اجیت سنگھ اپنے والد والدہ اور برادر بزرگوار کو نمستے کہتا ہے جو خاص آریوں کا باہمی سلام ہے اسمیں شک نہیں کہ اس نے فتح اور ستھا ٹیکنا بہی لکہا ہے لیکن ابتدا نمستے سے کی ہے۔ جب تک کوئی شخص آریہ نہ ہو یا اس کا مخاطب آریہ نہو وہ نمستے نہیں کہ سکتا۔

پہر تیسرا ثبوت جو اس چٹھی سے اجیت سنگھ کے آریہ ہونیکا ملتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنا کتب خانہ ویدک لائبریری کو دیتا ہے۔ اگر آریہ سماج کے ساتھ اس کا تعلق نہیں اور وہ آریہ نہ تہا تو اس کے کیا معنے کہ کتب خانہ ویدک لائبریری کے حوالہ کرتا ہے؟ اسکا کوئی مذہب اگر نہیں تہا جیسا کہ بعض نے ظاہر کیا تو اسے اپنا کتب خانہ پبلک لائبریری لاہور کو دینا چاہیئے تہا۔ نہ کہ ویدک لائبریری کو۔

ان باتوں کو سرسری نظر سے دیکھ جانا امر دیگر ہے مگر جب غور کیا جاوے تو حقیقت حالیہ پوری روشنی پڑتی ہے ان چٹھیوں کی اشاعت کے بعد اجیت سنگھ کے مذہب کا سوال پہر کچھ دنوں کے لئے قابل بحث مسئلہ ہوگا۔ اور آریہ سماجی دائرہ میں اسپر چہ میگوئیاں ہونگی مگر واقعات انکی تکذیب کرینگے۔ اسلئے اب بہتر اور مناسب یہی ہے کہ آریہ سماج کے سچے ممبر صاف طور پر اعتراف کریں کہ اجیت سنگھ آریہ تہا ورنہ بے انصافی کا مرتکب ہونگے اگر یہ ظاہر نکردیں کہ خالصہ صاحبان نے جو کچھ اجیت سنگھ کے متعلق لکہا تہا کہ وہ

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام حصہ دوم۔ یہ بے نظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نہایت مستند تالیف ہے جس میں اپنے دعویٰ کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفین کے اعتراضوں کو ریزہ ریزہ توڑا ہے قیمت ۱۲ — ست بچن ۱۰ — آریہ دھرم — آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کیساتھ جو اعتراض آریہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۸ — نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۲ — سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۴ — فیصلہ آسمانی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۴ — نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ — ابھی ابھی طبع ہو کر آئی ہیں۔

الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن پارہ اول — یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط پسندیدگی بھیجے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اس کو قبولیت ہو گئی ہے۔ قیمت فی پارہ (۸) سلک مروارید سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ — سیدھی ریشہ دار کشمیر کی لکڑی کا ہینڈل کا کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہیں قیمت ۳ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھے ریشے دار کشمیر کی لکڑی کا کین ہینڈل معہ دو ربڑ کے میچ کیلئے نہایت عمدہ ہے۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا — کرکٹ بیٹ آل کین لکڑی عمدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کیلئے — کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے۔

بچوں کے کرکٹ سٹ — ۱۲–۱۳ برس کی عمر والوں کیلئے وسٹ اینڈ ٹرکس ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ — ۱۰–۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس

فٹ بال عمدہ کا وہانڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار

بچوں کے لئے فٹ بال معہ بلیڈر

کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے دھاگے کے بیچ — پریکٹس

کرکٹ وکٹس

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سیالکوٹ — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بال از قسم پریکٹس بیٹ پریکٹس فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم ہے میں اس کو خرج بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیاز مند

اشتہار

آٹا پیسنے کی مشین آہنی اور اس کا پیٹرنے کے ملنے آہنی مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور سے مل سکتے ہیں۔

آجکل دنیا پر تباہی کیوں آ رہی ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر آ رہی ہے اس کی نظیر زمان مرسلین سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہی ملیگی۔ کہیں زلازل ہیں تو کہیں ثلج و اولے و طوفان۔ وہ طاعون جو یہود پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی نازل ہو گئی جس نے ہندوستان و پنجاب میں قیامت برپا کر رکھی ہے۔ پس جو صاحب اس کا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا میں غور و خوض کریں۔ اور ان آفات سے بچنے کیلئے توبہ و استغفار کو اپنا حرز بنائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی چہاردہم کا اسم اعظم کی ایک کامل ختم خادم ملت ہے فالله خیر حافظا وهو ارحم الراحمین بکثرت پڑھیں اور بلحاظ اسباب ظاہری **تریاق طاعون بحروف روغن نوری** کے چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں بفضلہ تعالیٰ ہم نے اسکی یہ عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں بغور حفظ ما تقدم نیز بخار کے آگے اسکے چند قطرات کانوں میں ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو فوراً **سر درد و بخار کا فور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ دور اور طبیعت میں صحت و سرور حاصل ہوگا** — جن بچوں کو دوا کھانی شاق گذرتی ہے اگر ان کے بدن پر گھی میں ملا کر مالش کریں تو بہت جلد **طاعونی بخار** بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے **بارہا کا تجربہ ہی** علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ فی درجن ۱۲ روپیہ

تیل دافع مکھی و مچھر — اطباء کرام کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون زدہ چوہوں اور مردوں پر جب مکھی یا مچھر بیٹھ کر جس تندرست انسان کو کاٹتے وہ مبتلائے طاعون ہو جاتا ہے ہم نے یہ تیل اس غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے عضو پر جہاں مکھی مچھر کے کاٹنے کا احتمال ہو اسکو ملنے سے کاٹنا تو کجا پاس بھی نہ بیٹھیں گے — ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ — یہ دونوں روغن حکیم **نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب فرمائیں**

(نوٹ) جو احمدی یہ اشتہار اخبار میں درج اخبار کرنا چاہے وہ ایک پرچہ نوری شفاخانہ موکل میں بھیجے۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھلا رہی ہے۔ ہمارا کلام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ جس میں کچھ بھی دھوکا نہیں۔ قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگی اور ہر قسم کی باہ کی شکایات کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اصل نمونہ مفت منگا کر دیکھیں جو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ۔ **طلاء طلسمی** — پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مرض کو بعض اوقات نوبت تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے وابستہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیں قیمت چھ ماشہ دو روپیہ۔

سرمہ سلیمانی — آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸

سنون دندان — دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بناتا ہے سنون کا کام فی بکس ۴

المشتہر حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڈھ ضلع دہلی

نمبر ۲۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۷ء مطابق ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد

احمدی انجمنوں کا قیام

۱۰ جولائی ۱۹۰۷ء کے الحکم میں احمدی انجمنوں کے وہ قواعد درج کئے جاچکے ہیں جو صدر انجمن احمدیہ کی مجلس ناظم نے تجویز کئے ہیں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضرورتوں اور اس کے اغراض و مقاصد کی تکمیل اور اشاعت کے لئے جن اسباب کا تعلق ہے انہیں سے احمدی انجمنوں کا قیام ایک لاینفک جزو ہے۔ احمدی انجمنوں کا قیام قوم کے لئے کسقدر مفید اور مبارک ہوگا۔ تجربہ خود بتادیگا۔ میں اسوقت ان قواعد کے موافق باقاعدہ انجمنوں کے قیام کے لئے ان احباب کو خصوصیت سے متوجہ کرتا ہوں جو اپنے حلقہ اور مقام پر ایک مستعد اور سرگرم احمدی تسلیم کئے جاتے ہیں یہ کام ایک دن میں ہونیکا نہیں اس کے لئے بہت وقت اور محنت کی حاجت ہے۔ لیکن اگر ابتدائی مشکلات کی پروا نکر کے انتھک کوشش سے کام لیا جاوے تو انشاء اللہ العزیز یہ مشکلات دور ہو جائینگی۔

ان قواعد کو پڑھکر جسقدر جلد ممکن ہو ان کے ماتحت احمدی انجمنوں کو قائم کر کے سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ کو اطلاع دینی چاہیے۔

*

ضلع گورداسپور میں میرا دورہ

میں مدرسہ کی ضروریات کے لئے چندہ اور احمدی انجمنوں کے قیام کی خاطر ضلع گورداسپور کے چند گاؤں میں ابھی تک جاسکا ہوں۔ کل ضلع میں دورہ ختم کرنے کے بعد میں انشاء اللہ مفصل رپورٹ شائع کرونگا۔ میں مسلسل دورہ نہیں کرسکتا اسکی وجہ ظاہر ہے کہ قادیاں میں اپنے متعلقہ امور کا سرانجام بھی ضروری ہے۔ اس لئے کچھ وقت نکال کر باہر جاتا ہوں۔

*

کوئی سعادت مند حصہ لے گا

میاں محمد حسن ایک مخلص اور دیندار احمدی آرائیں زمیندار ہے اور مہاجر قادیاں ہے وہ ایک خوش حیثیت نہری اراضی کا مالک ہے اور قادیاں کی اقامت کا جوش اور شوق اسے قادیاں لے آیا ہے جہاں کی اس نے مستقل رہائش اختیار کرلی ہے اور دفتر میگزین میں ہیڈ دفتری ہے اسکی پہلی بیوی فوت ہوچکی ہے انہیں سے ایک بچی ہے جو دینیات کی تعلیم پاتا ہے محمد حسن حضرت اقدس کے ارشاد اور ہدایت کے بموجب نکاح کرنا چاہتا ہے اور حضرت ہی کے ارشاد اور تحریک سے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ جو بھائی میاں محمد حسن سے رشتہ کرنا چاہتے ہوں وہ اطلاع دیں یہ تعلق انشاء اللہ حضرتؑ کی رضا کا موجب ہوگا۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر الحکم قادیاں ہو۔

*

اعلان

ایک شخص مسمی فضل کریم ولد عبد الکریم ساکن شادیوال خورد۔ ضلع گجرات دفتر میگزین میں آکر ملازم ہوا تھا۔ اپنے آپ کو احمدی ظاہر کرتا تھا۔ ۱۲ جولائی ۱۹۰۷ء کو الہ دتا چپڑاسی دفتر میگزین کے مبلغ ۔/۲۳ روپے جو اس کے پاس امانت تھے لیکر کہیں فرار ہوگیا ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس کا پتہ ہو یا کہیں ملے تو فوراً دفتر میگزین۔ قادیاں۔ میں اطلاع دیں۔ اس کا حلیہ حسب ذیل ہے قد درمیانہ۔ رنگ سفید۔ داڑھی چھوٹی چھوٹی کتری ہوئی۔ پیشانی اور بائیں ہاتھ پر

ایک نیا مسیح اور اسکی بلند پروازیاں

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے نام سے الحکم کے ناظرین بخوبی واقف ہیں ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے جیساکہ سب کو معلوم ہے حضرت اقدس حجۃ اللہ علے الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایک پیشگوئی کی تھی کہ تین سال کے اندر (خاک بدہنش ایڈیٹر) وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ اسپر حضرت مسیح موعود نے خدا سچے کا حامی ہو کے عنوان سے ایک اشتہار چھپوا شایع کر دیا۔ اس کے بعد عبدالحکیم مختلف طور پر اخبارات میں گالیوں سے بھرے ہوئے مضامین شایع کرتا رہا۔ میں نے انپر نوٹس لینا ضروری نہیں سمجھا اسلئے کہ اب خدا تعالیٰ خود فیصلہ کریگا کہ عبدالحکیم خاں کی پیشگوئی سچی اور جھوٹے میں امتیاز کر کے دکھاویگی۔ انکی تحریروں میں عبدالحکیم خاں نے اپنا ایک الہام انک لمن المرسلین بھی شایع کیا تھا اسپر میں نے الحکم میں اور دوسرے اس کے ہمدرد اور ہم نوا اخباروں کو بتایا تھا کہ

عبدالحکیم خاں ادعائے رسالت کرتا ہے

مگر ان کو تو صرف سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کا شوق اور جوش ہے انہوں نے عبدالحکیم کی حمایت کی اور خود عبدالحکیم نے بھی انکار کیا کہ مجھے ادعائے رسالت نہیں مگر اب حال میں عبدالحکیم نے ایک خط قادیان میں حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب کے نام لکھا ہے جو ۱۶ جولائی ۱۹۰۷ء کا لکھا ہوا ہے چونکہ اس خط میں عبدالحکیم خاں نے اپنے الہامات لکھے ہیں اور مسیح ہونیکا دعویٰ کیا ہے اور وہ خط سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق رکھتا ہے اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ میں اسکو بجنسہ چھاپ دوں۔ ہاں ایک امر مجھے اور کہنا ہے وہ یہ ہے کہ الحکم مورخہ ۱۷ جون ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۳ پر حضرت اقدس کیطرف سے ایک اعلان بار دوم دیا گیا تھا۔ یہ خط اس کا بھی جواب ہے کیونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے اپنے طاعون سے محفوظ رہنے کا بھی الہام لکھا ہے اسلئے ضروری تھا کہ یہ خط شایع کیا جاتا امید ہے ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے اس خط کی متعدد نقلیں مختلف اخبارات میں بھیجی ہونگی تاکہ جسوقت حق کی تائید میں کوئی نشان ظاہر ہو اس وقت پبلک کو فیصلہ کے لئے سہولت ہو۔ اور اسطرح میں وہ تبلیغ حق کے فرض سے سبکدوش ہوں اس خط کے پڑھنے سے ناظرین کو صاف معلوم ہو جائیگا کہ کھلے کھلے الفاظ میں ڈاکٹر عبدالحکیم نے مسیح اور رسول ہونیکا دعویٰ کر دیا۔ اور آپ گویا رحمۃ للعالمین ہوکر آئے ہیں۔

یہ فیصلہ اب وہ مولویصاحبان کریں گے کہ عبدالحکیم خاں ان دعاوی کی بناپر دائرہ اسلام میں ہے یا خارج از اسلام ہوا یا کیا ہا مجھے اس بحث میں پڑنے کی حاجت نہیں خصوصاً مولوی ثناءاللہ اور مولوی ابوسعید محمد حسین۔۔ توجہ کریں گے مجھے صرف اس کے نئے دعویٰ کا اعلان مقصود ہے اور اب گویا ڈاکٹر عبدالحکیم خاں مسیح کے وجود میں دنیا میں ظاہر ہوئے ہیں اور اس سے انکی تمام تحریروں کا ابطال ہو گیا جنمیں وہ کسی اور مسیح کے منتظر تھے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف مولویوں کو مبارکباد دینی چاہیئے کہ آخر کوئی مسیح تو انہیں بھی اٹھا۔ دیکھیں اب وہ اسکو قبول کرتے ہیں یا اسے بھی دائرہ اسلام سے باہر کافر اکفر اور کافر فرنگ سے بدتر قرار دیتے ہیں۔ ایک امر اور قابل ذکر ہے کہ چونکہ اعلان ۲ کے متعلق بھی اس خط کا ایک حصہ ہے اسلئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ مضمون پھر عام اذہان میں تازہ ہو جاوے اس کو ساتھ ہی درج کر دوں۔ پس پہلے میں اعلان ۲ درج کرتا ہوں پھر ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کا تازہ خط

ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم۔

اعلان

بار دوم

(مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ)

افسوس کہ اس ملک کے اکثر لوگ جو مولوی کہلاتے یا ملہم ہونے کا دم مارتے ہیں جب خدا تعالیٰ کا کلام ان کو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ افترا ہے انہیں لوگوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے میں نے کتاب حقیقۃ الوحی تالیف کی ہے کب تک یہ لوگ ایسا کریں گے۔ آخر ہر ایک فیصلہ کے لئے ایک دن ہے اور ہر ایک قضا و قدر کے نزول کے لئے ایک رات ہے اس وقت میں نمونہ کے طور پر خدا تعالیٰ کا ایک کلام ان لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں اور بالخصوص اسجگہ مخاطب میرے مولوی ابوالوفا ثناءاللہ امرتسری اور مولوی عبدالجبار اور عبدالواحد اور عبدالحق غزنوی ثم امرتسری اور جعفر زٹلی لاہوری اور ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اسسٹنٹ سرجن تراوڑی ملازم ریاست پٹیالہ ہیں اور وہ کلام یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے۔

اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ وَاُحَافِظُکَ خَاصَّۃً۔

ترجمہ اس کا بموجب تفہیم الٰہی یہ ہے کہ میں ہر ایک شخص کو جو تیرے گھر کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا اور خاصکر تجھے۔ چنانچہ گیارہ برس سے اس پیشگوئی کی تصدیق ہو رہی ہے اور میں اس کلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیساکہ خدا تعالیٰ کی تمام کتب مقدسہ پر اور بالخصوص قرآن شریف پر۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے پس اگر کوئی شخص مذکورہ بالا اشخاص میں سے یا جو شخص ان کا ہمرنگ ہے یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ یہ انسان کا افترا ہے تو اسے لازم ہے کہ وہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ بیان کرے کہ یہ انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں۔ ولعنت اللہ علے من کذب وحی اللہ۔ جیساکہ میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے ولعنت اللہ علے من افترٰی علے اللہ۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ خدا اس راہ سے کوئی فیصلہ کرے۔ اور یاد رہے کہ پھر کسی کلام میں

یہ الفاظ نہیں ہیں کہ ہر ایک شخص جو بیعت کرے گا طاعون سے محفوظ رہیگا بلکہ یہ ذکر ہے کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔
پس کامل پیروی کرنیوالے اور ہر ایک ظلم سے بچنے والے جس کا علم محض خدا کو ہے۔ بچائے جائیں گے اور کمزور لوگ طاعون سے شہید ہو کر شہادت کا اجر پاویں گے اور طاعون ان کے لئے تمحیص اور تطہیر کا موجب ٹھیرے گی۔

اب میں دیکھوں گا کہ اس میری تحریر کے مقابل پر بغرض تکذیب کون قسم کھاتا ہے مگر یہ امر ضروری ہے کہ اگر ایسا مکذب اس کلام کو خدا کا کلام نہیں سمجھتا تو آپ بھی دعوے کرے کہ میں بھی طاعون سے محفوظ رہوں گا اور مجھے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے تا دیکھے افترا کی کیا جزا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

الراقم

خاکسار میرزا غلام احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مولانا و مخدومنا مولوی نورالدین صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھکو خداوند عالم کی طرف سے ذاتی حفاظت کی نسبت الہامات ذیل ہو چکے ہیں۔

(۱) "دنیا میں طاعون خواہ کیسی شدت سے پھیلے مگر تو طاعون سے ہلاک نہ ہوگا کیونکہ خداوند عالم تجھکو ایک نشان بنانا چاہتا ہے"

(۲) خداوند عالم ہے میرا محافظ

(۳) وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین

(۴) انک لمن المرسلین

(۵) ولمن خاف مقام ربہ جنتان

(۶) انا ارسلنٰک بالحق بشیرا ونذیرا ولا تسئل عن اصحاب الجحیم

(۷) دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں مسیح ہوں۔

(۸) یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ

مرزا کی نسبت ۱۲ جولائی ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا۔ "آج سے چودہ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائیگا"

مولانا گالیاں نکالنا تو ملعون کا کام ہے۔ نہ کہ خدا کے مسیح اور رسول کا۔ خداوند عالم شاہد ہے کہ میں نے آجتک ایک بھی سخت لفظ مرزا یا مرزائیوں کی نسبت اپنی زبان یا قلم سے ظاہر نہیں کیا بلکہ وہی کہا اور وہی لکھا جو بار بار صفائی کے ساتھ خداوند تبارک و تعالیٰ کی طرف سے مجھے معلوم ہوا۔ دجال۔ کذاب۔ مسرف*۔ عیار۔ الطاغوت۔ شیطان۔ شریر۔

* اصل سہوا یہ نقل ہے۔ اصل لفظ مسرف ہے۔ جو قرآن مجید میں آیا ہے شاید ڈاکٹر نے الہام سے ایسا لکھا ہو۔ ایڈیٹر الحکم

بدمعاش وغیرہ الفاظ جو میں نے مرزا کی نسبت استعمال کئے وہ بار بار خوابات صحیحہ میں معلوم ہونے کے بعد اور پھر واقعات و حالات مرزا سے تصدیق ہو جانے کے بعد استعمال کئے۔ واللہ علیٰ ما اقول شہید۔ تعجب ہے کہ آپ حق اور واقعی امور کو گالیوں میں شمار کرتے ہیں۔ آج خواب میں مجھے مرزا کی حالت ایک شیشہ کی صورت میں دکھائی گئی جسکا بہت سا حصہ سیاہ ہو گیا ہے اور تھوڑا سا شفاف ہے اوس تھوڑے سے حصہ پر کبھی سیاہی پھر جاتی ہے اور کبھی پھر شفاف ہو جاتا ہے۔"

گویا کہ یہ ایک تصویری بیان ہے کہ مرزا کو فطری استعداد عمدہ ملی ہے مگر اوس پر نفس پرستی کی سیاہی پھر گئی ہے۔ جب کبھی وہ خدا کی طرف رجوع کرتا اور اضطراری دعائیں کرتا ہے تب کچھ حصہ صاف ہو جاتا ہے۔ مگر پھر وہ حصہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ والسلام۔

الراقم

عبدالحکیم خاں۔ از پٹیالہ۔ ۱۹ جولائی ۱۹۰۷ء

فساد کے بانی کون ہیں؟

لاہور کے آریہ گزٹ میں کسی گمنام شخص نے ایک آرٹیکل شایع کر دیا ہے جسمیں مندرجہ بالا عنوان کے نیچے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ موجودہ ہلچل اور شورش کے بانی مبانی مسلمان ہیں اور کانگریس کے سپوتوں اور بھارت ماتا کے لخت جگروں کو اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں کیا خوب

کر ہا سے ڈاڑہی والا پکڑا جائے مونچھوں والا

آریہ سماج کے لیڈروں کی اس قسم کی کوششیں اور نامعقول عذرات الزام کو قوی کرتے ہیں اور انہیں بجائے بری کرنے کے الزام کے جوابدہ ثابت کرتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ آریہ گزٹ کے ایڈیٹر نے کس راستی کی بنا پر ایسے لغو اور بے بنیاد مضمون کو اپنے اخبار میں اور پھر ایڈیٹوریل کالم میں جگہ دینے کی جرأت کی۔ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ ایسی بیہودہ اور سرتا پا بے بنیاد تحریروں سے وہ الزام جو واقعات نفس الامری نے آریہ سماج کو دیا ہے دور کر سکیگا؟ ایسے بودے اور رکیک عذرات کی بجائے یہ مناسب اور موزون تھا کہ آریہ سماج صاف گوئی کو اختیار کرتی اور کھلے دل سے اپنے قصور کا اعتراف کر کے عفو تقصیر چاہتی۔ اور آیندہ اپنے طرز عمل سے بخوبی ثابت کر دیتی کہ

آریہ سماج نے فی الحقیقت سچی توبہ کر لی ہے

مگر اس طریق کو اختیار کرنے کی بجائے یہ سعی کی جا رہی ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس گندگی کو چھپایا جاوے۔ یہ طریق آریہ سماج کے لئے نہایت خطرناک اور مضر ہے۔ میں نہایت خیر خواہی اور صدق دل سے آریہ سماج کے ممبروں کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اس روش کو چھوڑ کر سچائی کے پہلو کو اختیار کریں۔

یہ خیال بالکل غلط اور بیہودہ ہے کہ مسلمانوں کو آریہ سماج کے ممبروں کے ساتھ کاوش ہے کسی وجود اور انسان کے ساتھ تو یک طرف کسی حیوان کے ساتھ بھی ہمیں دشمنی اور عناد نہیں اور نہ ہونا چاہئے ہاں یہ سچ ہے کہ آریہ سماج نے ہمارے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کی شان میں حد درجہ کی گستاخیاں کر کے ہماری دل آزاری کی ہے اور نہ صرف ہماری بلکہ سکھوں۔ عیسائیوں اور سناتن دھرمیوں کی بھی۔

اور یہ اس گستاخی اور دریدہ دہنی کا نتیجہ ہے کہ ادب اور احترام ان میں نہیں رہا۔ اور اطاعت اور فروتنی کا مادہ مفقود ہو کر خود سری اور خود غرضی کے خیالات پیدا ہوگئے ہیں۔ اور ہم کسی حالت اور صورت میں ان کو پسند نہیں کرتے اگر ان بیہودگیوں کے وار کرنے کے لئے کبھی آریہ سماج کو متنبہ کر دیا ہے تو اس کے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ ہم ان کے دشمن ہیں بلکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم ان کے دلی خیر خواہ ہیں۔

آریہ سماج کے لیڈروں کی یہ غلطی ہے کہ جو وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ مسلمانوں نے خواہ نخواہ ان کو متہم کیا ہے جیسا کہ اس آرٹیکل میں ظاہر کیا ہے۔

مسلمانوں کو نہ اتنی فرصت اور نہ ان کی یہ حالت ہر محکمہ اور ہر صیغہ میں ان کے ہمسائے بھائی اعلیٰ عہدوں پر ممتاز اور قابض ہیں مسلمان غریب تو ان کے دست نگر ہیں اور ایسی شیخی نے آریوں کو یہ جرأت اور حوصلہ دلایا کہ وہ شورش کے خیالات پیدا کریں۔

آریہ سماج کے ڈیپوٹیشن کو جو جواب ہز آنر سر ڈینزل اٹیبسن صاحب کی گورنمنٹ نے بالمشافہ دیا ہے وہ ان کے کافی تھا اور ان کا فرض تھا کہ اس کے بعد ان کا منہ بند ہو جاتا اور اپنے طرز عمل کو بدل کر اس سے دکھا دیتے مگر بجائے اس کے آریہ سماج نے یہ دلیرہ اختیار کیا ہے کہ اپنی بلا مسلمانوں کے سر تھوپتے ہیں جو افسوس ہے اس روز روشن میں تھوپی نہیں جا سکتی۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔

اس آرٹیکل میں بتایا گیا ہے کہ دراصل موجودہ شورش کی تہہ میں مسلمانوں کا ہاتھ تھا۔

مگر افسوس ہے کہ قابل مضمون نگار یا ایڈیٹر اخبار ثابت نہیں کر سکتا کہ وہ ایسا الزام دینے کے لئے کیا وجوہات اپنے پاس رکھتا ہے۔

مسلمانوں کا اس تہہ میں ہونا ایک ایسا بدیہی بطلان ہے کہ کوئی دانشمند تسلیم نہیں کر سکتا۔ اگر پنجاب کے کل ڈپٹی کمشنروں کی رپورٹیں غلط ہیں اگر ان کے ماتحت ذمہ دار افسروں کی تحقیقات باطل ہے اگر واقعات نفس الامری کو غلط کر سکتے ہیں تو بے شک وہ آدمی جس کے سر میں عقل نہیں یہ مان لے گا کہ ہاں مسلمانوں ہی کا ہاتھ تھا لیکن اگر راستی کوئی شے ہے اور حقیقت اور امر واقعی کا کوئی وزن ہے تو منشی رام یا ہنسراج یا کسی اور کے کہنے سے مسلمان اس الزام کے نیچے نہیں آ سکتے۔

اسباب شورش جو لالہ لاجپت رائے نے بیان کئے ہیں ان پر غور کرنے کے بعد یہ امر ایسی وضاحت سے کھل جاتا ہے کہ کسی اور کی شہادت کی حاجت ہی نہیں رہتی انہوں نے جو سات وجوہ شورش لکھے ہیں ان پر کافی بحث کی حاجت ہے مگر میں مثال کے طور پر صرف ایک امر کو پیش کرتا ہوں جس سے ثابت ہو جائے گا کہ کیا اس شورش کی تہہ میں مسلمانوں کا ہاتھ ہو سکتا ہے یا آریوں کا۔

لالہ لاجپت رائے وجوہ ہفت گانہ میں سے ایک وجہ قانون انتقال اراضی پنجاب میں ترمیم ہی بتلاتے ہیں۔ ہر سلیم الفطرت سمجھ سکتا ہے کہ کیا یہ امر زمینداروں کے اکسانے کا باعث ہو سکتا تھا اور مسلمانوں کو کوئی رنج دلا سکتا تھا۔ قانون انتقال اراضی زمینداروں اور مسلمانوں کے لئے ایک باعث رحمت تھا البتہ ہندوؤں اور ساہوکاروں کے لئے نقصان رسان۔ کیونکہ وہ جس طریق سے زمینیں قبضہ میں لا رہے تھے وہ سلسلہ اس سے رک گیا۔ اور یہ غصہ ان لوگوں کو تھا اور اسکو دل میں رکھکر اور بیہودہ امور پیش کر کے شورش پھیلا دی میں چونکہ اس مضمون کو لمبا نہیں کرنا چاہتا اس لئے مختصر امثال کے طور پر دکھایا ہے ورنہ اگر ان وجوہ ہفت گانہ پر غور کیجاوے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہی لوگ موجب فساد ہیں کیونکہ ان کو کسی نہ کسی پہلو سے رنج تھا۔

یہ کہنا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بانی بھی مسلمان تھے سر سید اس کا جواب بخوبی دے چکا اور اب اسکے اعادہ کی حاجت نہیں موجودہ شورش بخوبی ثابت کر رہی ہے کہ کون بانی تھا اس کے علاوہ ابھی لمبا زمانہ نہیں گذرا بنگال کے پولیٹیکل اخباروں نے ہندوؤں کی بہادری کی اظہار اور انہیں جنگ جو سپرٹ پیدا کرتے ہوئے صاف طور پر تسلیم کر لیا تھا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بانی ہندو تھے پھر میں نہیں سمجھتا کہ ایسے گڑے مردے اکھاڑنے سے کیا فائدہ اور کیا حاصل؟

سب سے بڑھکر بیہودگی جو اس مضمون نگار نے کی ہے وہ یہ ہے کہ احمدی سلسلہ پر بھی نکتہ چینی کی ہے اس حصہ کا جواب میں چونکہ کسیقدر وضاحت سے دینا چاہتا ہوں اس لئے ضروری ہے کہ اس کے اصل الفاظ نقل کر دوں۔ وہ لکھتا ہے

اطلاع

صفحہ اول پر جو اعلان فضل کریم کے متعلق ہے اس کے متعلق احباب تلاش نکریں۔ اس کا خط آگیا ہے۔

درخواست برائے دعا

میری ہمشیرہ قضائے الٰہی سے فوت ہوگئی ہے۔ اسواسطے برادران احمدی کی خدمت میں دست بستہ عرض ہے کہ مرحوم کے واسطے دعا فرماویں۔

خاکسار محمد صدیق احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ بہارا جلکے۔

ہم حیران ہیں جبکہ دیکھتے ہیں کہ فرقہ احمدیہ کا گروہ اس وقت کیوں اس قدر ریاکاری سے کام لے رہا ہے اور کیوں گورنمنٹ کو اس قدر دھوکہ دینے کی کوشش کر رہا ہے جبکہ ان ہی احمدیوں کے باپ دادا نے غدر سنہ ۱۸۵۷ء میں مفسدوں کو ہر ایک طرح سے مدد دی اور کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا جس کو آج وہ اتنے لمبے سالوں کے گذر جانے پر خود بھی مان رہے ہیں کہ درحقیقت ایسا ہی تھا چنانچہ فرقہ احمدیہ کے ایڈیٹر اخبار الحکم نے ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں فرقہ احمدیہ کے لیڈر مولوی نور الدین کے اس بارے میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

جناب الٰہی کے انعامات میں سے ایک یہ بات تھی کہ ایک شخص غدر میں کلکتہ کے تاجر کتب جو مجاہدین کے پاس اس زمانہ میں روپیہ بھیجا کرتے تھے ہمارے مکان میں اترے انھوں نے مجھے ترجمہ قرآن کی طرف متوجہ کیا یہ تو ہمیں کلکتہ کے تاجر سے فائدہ ہوا کہ اس تحریر سے صاف عیاں ہے کہ مسلمان لوگ نہ صرف غدر سنہ ۱۸۵۷ء کے بانی بھی تھے بلکہ وہ مفسدوں کی روپیہ سے مدد بھی کرتے تھے اور ان ہی احمدی لوگوں کے آباو اجداد جو اس وقت ریاکاری سے گورنمنٹ کے خیر خواہ ہونے کا دم بھرتے رہے ہیں ان مفسدہ پردازوں کو اپنے گھروں میں پناہ دیتے اور ان سے دینی مفاد حاصل کرتے تھے ان مفسدوں کو وہ اپنی اصطلاح میں مجاہدین کہتے تھے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر ان مجاہدین کا یہ جہاد انگریزوں کے برخلاف نہ تھا تو اور کن کے برخلاف تھا"

یہ تحریر بلفظہ اس لئے چھاپ دی ہے کہ تا ناظرین کو لکھنے والے کی قابلیت۔ واقفیت کے علاوہ دیانت داری اور راستبازی کا علم اور اندازہ ہو سکے ۔

احمدی سلسلہ پر وہ یہ الزام لگاتا ہے کہ یہ فرقہ اس وقت گورنمنٹ کو دھوکہ دے رہا ہے اور ان کے باپ دادا نے غدر سنہ ۱۸۵۷ء میں مفسدوں کو ہر طرح سے مدد دی تھی۔

یہ ایسا صریح جھوٹ ہے کہ جس پر کوئی دانشمند لعنت کئے بغیر نہیں رہیگا۔

اس وقت احمدی جو خیر خواہی کا اظہار کر رہے ہیں اس کو آریہ گزٹ اس لئے دھوکہ قرار دیتا ہے کہ غدر میں انھوں نے مفسدوں کی مدد کی تھی۔ پس اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ اس کا آخری جزو غلط اور بے بنیاد ہے تو پہلا بدرجہ اولیٰ باطل ہو جائیگا۔ اگرچہ گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ کون ریاکاری سے کام لیتا ہے اور کون راستی اور صدق دل سے کیونکہ اس کے علم کے ذریعے بہت وسیع ہیں لیکن اب جبکہ آریہ گزٹ نے یہ غلط فہمی پھیلانی چاہی ہے ضرور ہے کہ اس کا رد کیا جاوے اس الزام کے جواب میں کہ احمدیوں کے باپ دادا نے سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں مفسدوں کو ہر طرح سے مدد دی میں خود کوئی امر پیش کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ ایک خطرناک مخالف مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کی ایک تحریر میں تھوڑا سا اقتباس دیتا ہوں۔

مؤلف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلینگے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہموطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب اُس زمانہ سے آجتک ہم میں اُن میں خط و کتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے اس لئے ہمارا یہ کہنا کہ ہم اُن کے حالات و خیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار نہ دیئے جانے کے لایق ہے۔

گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت کا خیال کبھی مؤلف کے آس پاس بھی نہیں کھٹکا وہ کیا ان کے خاندان میں اس خیال کا کوئی آدمی نہیں ہے بلکہ اُن کے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضیٰ نے تو عین زمانہ طوفان بے تمیزی (غدر سنہ ۱۸۵۷ء) میں گورنمنٹ کا خیر خواہ جان نثار و وفادار ہونا عملاً بھی ثابت کر دکھایا اس غدر میں جبکہ تربیت یافتہ کے گماشتہ پر مشتمل گورداسپور مفسدین بدطینت نے بے وفائی کی تھی اُن کے والد ناچیز نے باوجودیکہ وہ بہت بڑے جاگیردار سردار نہ تھے اپنی جیب خاص سے پچاس گھوڑے مع سواران و ساز و سامان طیار کر کے زیر کمان اپنے فرزند دلبند مرزا غلام قادر مرحوم کے گورنمنٹ کی معاونت میں دیئے تھے گورنمنٹ کی طرف سے اُن کی اس خدمت پر شکریہ ادا ہوا اور کسی قدر انعام بھی ملا۔ علاوہ بریں ان خدمات کے لحاظ سے مرزا صاحب مرحوم ہمیشہ مورد مراحم و الطاف گورنمنٹ رہے اور دربار گورنری میں عزت کیساتھ ان کو کرسی ملتی رہی اور حکام اعلیٰ ضلع و قسمت (یعنی صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر) چٹھیات خوشنودی مزاج (جن میں سے کئی چٹھیات اس وقت ہمارے سامنے رکھی ہوئی ہیں) وقتاً فوقتاً ان کو عطا کرتے رہے ہیں اُن چٹھیات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بڑے دلی جوش سے لکھی گئی ہیں جو بغیر ایک خاص خیر خواہ اور سچے وفادار کے کسی دوسرے کے لئے تحریر نہیں ہو سکتیں اکثر صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر اپنے ایام دورہ میں از راہ خوش خلقی و محبت و دلجوئی مرزا صاحب کے مکان پر جا کر ملاقات کرتے رہے اور اُنکی وفات پر صاحبان کمشنر و فنانشل کمشنر اور صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر نے اپنے خطوط میں بہت سا افسوس ظاہر کیا ہے اور آیندہ کے لئے قدر دانی اور اس خاندان کے لحاظ اور رعایت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اسی شرف خاندان اور قدیم خیر خواہ ہونے کے لحاظ سے صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے ان دنوں میں مرزا سلطان احمد (فرزند مؤلف) کے لئے تحصیلداری کی خاص سفارش کی ہے جس کی رپورٹ بہ تعمیل حکم ضلع سے روانہ ہو چکی ہے الغرض یہ خاندان قدیم سے خیر خواہ اور زیر نظر عنایت گورنمنٹ چلا آتا ہے۔ ان حالات و واقعات کی تصدیق کے لئے منجملہ ان چٹھیات کے جو اسوقت ہمارے پیش نظر ہیں ہم تین چٹھیاں حاشیہ میں نقل کرتے ہیں تا کہ حاسد ناعاقبت اندیش اس خاندان کی گورنمنٹ انگریزی میں قدر و منزلت سے آگاہ ہو کر اپنے ارادہ بد و نیت فاسد سے باز آویں اور عام مسلمان اُن کے دھوکہ میں آ کر اس کتاب اور اُس کے مؤلف سے بدگمان اور متوحش نہ ہوں۔ ہر چند خاص کر مؤلف کتاب (مرزا غلام احمد صاحب) سے ان کی عالمانہ اور درویشانہ وضع و حالت کے سبب کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی مگر جس قدر خیر خواہی گورنمنٹ منصب علماء اور درویشوں کے مناسب ہے اور اُن کی قدرت میں داخل ہے اس سے انھوں نے بھی دریغ نہیں کیا عالموں کی تلوار قلم ہے اور فقیروں کا ہتھیار دعا۔ مؤلف نے ان ہتھیاروں کے ساتھ گورنمنٹ کی خیر خواہی و معاونت سے دریغ نہیں فرمایا اپنی قلم سے بارہا لکھ چکے اور اپنی اسی کتاب میں جس کی اشاعت ان کا شبا روزی فرض ہے وہ صاف درج کر چکے ہیں کہ "گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک باران رحمت بھیجا۔ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہکر اُس کا احسان اُٹھاوے اُس کے ظل حمایت میں با امن و آرام رہکر اپنا مقسوم کھاوے اُس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے۔ اور دعا سے بھی انھوں نے اس گورنمنٹ کو

آریہ سماج میں بہت لوگ کس لئے شامل ہوتے ہیں

لالہ منشی رام صاحب اس سوال کا جواب اپنے اخبار ست دھرم پرچارک مطبوعہ ۷ - اساڑہ سمت ۱۹۷۱ میں اسطرح دیتے ہیں -

"کوئی بڑی عمر تک بیوی نہ ملنے کے باعث صرف اس امید پر کہ آریہ سماج کا ممبر بنا ہے کہ بہر حال وہ نہ صرف اپنا گھر ہی بسا لیگا بلکہ دنیا میں ریفارمر کا اعلےٰ منصب بھی گرہن کر سکیگا - کوئی شرادھ اور دیگر قسم کے خرچوں کے بوجھ سے تنگ آکر آریہ سماج کا سہاسد بن جاتا ہے - کوئی صرف پیدائشی قوم کی قیدوں سے چھوٹنے کے لئے ہی آریہ سماج کی شرن میں آتا ہے - وغیرہ - جہاں ہزاروں اس قسم کے آریہ سماجی دکھائی دیتے ہیں - وہاں سوکشم درشٹی سے دیکھنے پر بیسیوں ایسے آریہ پرش ملیں گے جن کے لئے ویدک دھرم کا گرہن اور اس کے موافق آچرن زندگی اور موت کا سوال ہے"

اس انتخاب میں ہم نے ہزاروں کا لفظ جلی اور لالہ جی کے ہندی الفاظ کا ترجمہ بلیبس اردو میں کر دیا ہے - اگر لالہ جی اپنی "سوکشم درشٹی" سے دیکھے ہوئے "بیسیوں" سچے آریہ سماجیوں کی فہرست بھی کبھی شائع کر دیں تو وہ بھی ایک دلچسپ مطالعہ ہو سکتا ہے -

آریہ سماج کے جلسے

اسی اخبار میں لالہ منشی رام صاحب لکھتے ہیں کہ دو مہینے سے پاس آریہ بھائیوں کے پتر آرہے ہیں - جن سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب کے کئی ضلعوں میں آریہ سماج کے (ساد ہارن) اور (پاسنا) کے جلسوں پر بھی سندیہ درشٹی ڈالی جاتی ہے "

لالہ منشی رام جی کا نسخہ

"ویدک دھرم کا پرچار بالکل بند ہوتا نظر آتا ہے - اُس کا علاج کیا کریں" کا مذکورہ بالا سوال لکھ چکنے کے بعد لالہ منشی رام صاحب اس کا جو "علاج" تحریر فرماتے ہیں اُس کا مطالعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں - آپ اس مضمون میں آگے چل کر لکھتے ہیں -

"تمہارا پرشن ٹھیک ہے - اب کیا کریں ؟ پہلا کرتویہ تمہارا یہ ہے کہ سنسار کی بڑی سے بڑی شکتیوں کی دھمکی سے بھی بے ہیبت نہ ہوتے ہوئے اپنے پوتر آریہ سماج سمندر میں آنے سے کبھی مت رکو (۱) یدی تمہارے دل میں بزدلی کی دہل ہو تو اُس کا کارن سوچو - ننانوے فیصدی حالتوں میں تمہارا بھیرو پن (بزدلی) تمہارے نت کرم (۱) لیکن لالہ صاحب خود اپنی اس نصیحت پر کہانتک کاربند ہونے کے واسطے تیار ہیں - اُس کا پتہ آپکی اس تحریر کے دوسرے حصہ سے ملتا ہے کہ جہاں پر لالہ صاحب لکھتے ہیں "دوسر زندگی میں نہیں جانتا کہ کتنا اپنے وشے میں فیصلہ کر لیا ہے کہ جیسدن راج کرمچاریوں (احکام) نے آکر مجھ [illegible] (حملوں) کے کارن ویدک دھرم کا پالن ستو شنتر [illegible] پرش گورنمنٹ کے راج میں کٹھن ہو جائیگا - اُسی دن (اس ملک [illegible]) کو تیاگ کر کسی ایسی گورنمنٹ کی

نہ پالن کرنیکا پرنام (نتیجہ) ابرتیت ہوگا - تب دونوں کال کی سندھیا دل لگا کر کرو - اس سے بل آئیگا - اور پھر سب پرکار کے کشٹوں کو پرسنتا پوربک سہن کر سکو گے "

لالہ صاحب کے مجوزہ نسخہ کے خاص الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے -

لالہ صاحب کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گستمہ انسانی فطرت اور منش آتما کی شکتیوں کی سچے گیان سے بہرہ ہیں - لالہ صاحب ذرا سوچیں کہ اسوقت بھی آریہ ممبر نہیں تو ہندو تو ہیں ایسے شخص ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ملینگے کہ جو دو نہیں بلکہ تین تین وقت سندھیا کرتے ہیں - مگر انکی درشا کا کیا حال ہے ؟ اور دور کیوں جاتے ہیں - اب تک خود آریہ سماجیوں سے کیا کیا ہے سوائے ہوم کا دھواں اڑانے اور سندھیا کے منتر او چارن کرنے کا نام ہی تو دھرم سمجھ رکھا ہے - لیکن تیس برس کے تجربہ سے اس ساری کریا نے کیا پھل دکھایا ہے - اور دور نہ جائیے خود دیانند اینگلو ویدک کالج کے اندر تو سندھیا کا خوب گھونٹا چڑھایا جاتا ہے - لیکن پرنسپل اور پروفیسر صاحبان سے لیکر طالبعلموں تک میں سے کسی سے اتنا نہ ہو سکا کہ جس شخص نے اپنا جسم اپنی صحت - اپنا روپیہ - اپنی کمائی - اپنا دل اور اپنا دماغ بید ہڑک ہو کر اور سالہا سال تک اُن کے کالج کے لئے ارپن کیا - اور اپنی نہایت قابل تعریف قربانی سے نہ صرف موافقوں کی بلکہ مخالفوں کی نظر میں بھی عزت حاصل کی اسپر مصیبت کے آنے پر ایک زبانی ہمدردی اور افسوس تک کا ہی جلسہ وہ نہ کر سکے یہانتک کہ جب لالہ ہنسراج صاحب کو دکر جو جہانتک ہمیں معلوم ہے اپنی سندھیا گائتری پر بہت باقاعدہ ہیں) لاٹ صاحب کے پاس پہنچنے کا موقع بھی ملا - تو انہوں نے اپنی عمر بھر کے ساتھی (نمکسار دلی) ہمدرد اور ہمدم لالہ لاجپت رائے جی کا بھول سے اشارتاً بھی ذکر تک نہ کیا - پھر کیا اس تجربہ کی بناپر سندھیا گائتری کے جادو ٹونے سے مُردہ آتماؤں میں جان پڑنے کی امید ہو سکتی ہے ؟ خود لالہ منشی رام صاحب ہی اپنی طرف دھیان دیں - کہ لالہ لاجپت رائے صاحب کے جلاوطن ہونے کے پورا ایک مہینہ اور دو دن بعد بھی کیا کسی مشکل سے جرأت ہو سکی کہ وہ بھی ہم میں سے ہی ایک تھے - اور باوجود یکہ لالہ صاحب اپنے تئیں ۹۰ فیصدی آریہ سماجیوں کے لیڈر ظاہر کرتے ہیں - اور لالہ لاجپت رائے اور لالہ ہنسراج اور لالہ گوردا سرام کو آریہ سماج کا پرامی نینٹ (سرکردہ) ممبر تسلیم کرتے ہیں - مگر تاہم باوجود خود وکیل ہونے کے نہ خود لالہ صاحب اور نہ اُن کے ساتھی کثرت سے آریہ وکیل اُن لوگوں کی قانونی امداد کے لئے تیار ہوئے رہاں مدد کرنا تو کہیں رہا - آجتک کوئی ایک جلسہ ہمدردی کا بھی کسی آریہ سماج کے اندر نہیں ہو سکا - کیا یہ واقعات ظاہر نہیں کرتے کہ لالہ صاحب جس بزدلی کی شکایت کرتے ہیں - اُس کا علاج سندھیا کے منتروں کا جادو ٹونا نہیں ہے - بلکہ وہ مرض بہت گہرا اور اُس کا علاج بہت غور طلب ہے - کوئی مردہ قوم بنا زندہ شکتی کے کسی ظہور کے زندہ نہیں ہو سکتی - اور لالہ صاحب کو اپنی بیجا تنگدلی اور تعصب کو چھوڑ کر غور سے مطالعہ کرنا چاہیئے کہ مُردہ نہیں زندگی ڈالنے کا کام کہاں اور کس طرح سے ہو رہا ہے - (جیون تتو)

دھرم شاستر لونگا - جہاں مجھے اپنے پرماتما کی سہائتا [illegible] اپنے اپدیش [illegible] ہو سکے [illegible] لیکن لالہ صاحب بھول گئے کہ اگر وہ [illegible] لالہ صاحب کی [illegible] کم حوصلہ [illegible] والے ہیں لالہ صاحب کو [illegible] تو پھر پوتر آریہ سماج سمندر کا [illegible] کون [illegible] لالہ صاحب کی [illegible]

سررشتہ تعلیم پنجاب اور مسلمانوں کے حقوق

نمبر ۴

ہائی سکولوں کی سکیم میں جو نوٹیفکیشن نمبری ۹۵ - ایس نمبرہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء نمبری ایس نمبرہ ۳۰ اگست سنہ ایسکے ساتھ شائع ہوئی انگلش شاخ کی ۱۹۲ اسامیاں جنکی مجموعی تنخواہ ۵۰٫۷۴۳۱ روپے ماہانہ تک پہنچتی ہے ہندو ماسٹر و غیرہ کو دی گئیں جس سے گویا ان کو ۴۷۸ روپے ماہوار کی ترقی ملی - اسی طرح ورنیکلر ڈیپارٹمنٹ میں انہیں ۱۷۹ اسامیاں عطا ہوئیں جنکی تنخواہ ۲۵ ۴۴ ہوتی ہے اور رقم اضافہ ۴۱۵ ماہوار -

برخلاف ازیں غریب مسلمانوں کو صرف ۱۰۷ اسامیاں ملیں جنکی رقم مشاہرہ مجموعہ ۱۰۰ روپے ہوئی اور میزان اضافہ فقط ۳۶ ۵ روپے - اور صیغہ ورنیکلر سے ۱۵۲ اسامیاں ان کے حصہ میں آئیں جنکی تنخواہ ۴۵ ۳۸ روپے تھی بعدہ ۲۳ روپے قوم ترقی کے - گویا جدید سکیم کی رو سے ۵۰۷۵ روپیہ کی اسامیاں ہندوؤں کو عطا ہوئیں اور ۵۵۹۵ روپیہ کی یعنے نسبتاً نصف سے کچھ ہی بیش مسلمانوں کے حصہ میں آئیں - علیٰ ہذا قوم ترقیات کی میزان بھی ادہر ۸۱۲ روپے تک پہنچی اور ادہر ۶۷ روپیہ تک ہی رہی یعنی ہندوؤں کی نسبت آدہی سے ذرا زیادہ -

ان شمار و اعداد سے پبلک یہ معلوم کرکے حیران ہوگی کہ مذکورہ بالا سکیم کے تیار کرنے میں کسقدر ناانصافی اور متعصبانہ قوم پرستی سے کام لیا گیا ہے - علاوہ ازیں اس سکیم میں مسلمانوں کی فہرست کو جن جن مکر و چالاکیوں سے طول دیا گیا ہے اس کا تو ہم گذشتہ اشاعتوں میں بہ تفصیل ذکر کر چکے ہیں - اب یہ امر بھی خاص دلچسپی و غور کے ساتھ قابل ملاحظہ ہے کہ ہندوؤں کو جو گرانقدر ترقیاں دینی منظور نہیں انکی رقوم و مقدار کو کم کرکے دکہلانے کے لئے اس سے بھی زیادہ بیباکی و عیاری برتی گئی - وہ یہ کہ بہت سے خوش نصیب ہم قوموں کو سکیم نکلنے سے تہوڑا عرصہ پہلے ہی بیش قرار ترقیاں دیدی گئیں جیسا کہ ذیل کی چند نظیروں سے معلوم ہوگا -

۱- لالہ شیو دیال صاحب ۱۳۰ سے ترقی پاکر لدہیانہ میں ۲۰۰ ماہوار کے ہیڈ ماسٹر ہوگئے -

۲- بابو بشن سنگہ صاحب کو چندماہ پہلے ہی تلو سے ایک سو تیس روپے ترقی ملی تہی مگر سکیم میں بھی انکو مزید ترقی دیکر دو سو تنخواہ کر دی گئی -

۳- اسیطرح بابو سہیل سنگہ کو جو سکیم مذکور میں ڈیڑہ سو سے ترقی دیکر دو سو روپے تنخواہ کر دیگئی اس سے کچھ ہی پہلے وہ دس روپے ترقی پا چکے تہے - گویا ان کو عرصہ قلیل میں (۱۰۰ سے ۲۰۰) ساٹھ روپے ماہوار کی ترقی ہوئی -

۴- لالہ رام ناتھ ہیڈ ماسٹر جہنگ کو ۱۴۰ روپے سے ۲۰۰ ساٹھ روپے ترقی بھی ملی - اور تیس روپے الونس بھی -

۵- بہائی دسوندہا سنگہ سو روپے ماہوار سے ایک سو اسی روپے ماہوار پانے لگے - لالہ اندر بہان کی نظیر تو بہت ہی انوکھی اور بے مثل ہے - آپ نارمل سکول جالندہر میں ۱۲۵ پاتے تہے وہاں سے ۱۷۵ روپے ماہوار پر ہائی سکول شملہ میں جا بیٹہے گئے (دیکہو نوٹیفکیشن نمبری ۲۰ ۱۹۱ ای مورخہ ۱۳ اکتوبر اور ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء کو وہ بذریعہ نمبری ۱۰۰ ۱۱ نارمل سکول جالندہر

میں ہیں - ۲۰۰ روپے ترقی یا سو روپے مشاہرہ پنشن لینے آئے - گویا ڈہائی تین مہینے کی قلیل مدت میں لالہ صاحب پینتالیس ۱۲۵ سے سو روپیہ تک پہنچ گئے -

اب اُن ترقیوں کو ملاحظہ فرمایئے جو اس سکیم ہی میں بدنصیب اور بیکس مسلمانوں کو دی گئیں جس سے صاف پتہ لگ جائے گا کہ ہندو مسلمانوں کے ساتھ کیساں سلوک کیا گیا ہے یا برعکس ازیں اس مثل پہ عملدرآمد ہوا ہے کہ اندہا بانٹے ریوڑیاں پہر پہر اپنوں ہی کو دے - جن مسلمانوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اب کے انہیں خاص مراعات مرحمت ہوئی ہیں انہی میں کی چند مثالیں لیجیئے -

۱- مولوی عالم علی صاحب کو باوجود ان کے تمام تر قیمتی تجربہ اور لیاقت کے جس کا وہ بہ حیثیت پروفیسر نیز پرنسپل کے کافی ثبوت دے چکے ہیں ۱۴۰ سے ۲۰۰ یعنے صرف ۶۰ روپے ترقی ملی -

۲- سلطان احمد صاحب بمعہ ۲۵ بہتہ سمیت ایک سو پچاس پاتے تہے اور ایک عمدہ پایہ کے ڈسٹرکٹ انسپکٹر تہے - مگر سکیم میں ان کو ۲۰ تہرڈ ماسٹری ملی - حالانکہ کوہاٹ ہائی سکول میں وہ کئی سال تک ہیڈ ماسٹری کر چکے تہے -

۳- مسٹر خورشید ۲۵ بہتہ سمیت ایک سو پچاس پاتے تہے - اور آپ بڑے تجربہ کار اور قابل ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہیں - مگر صرف دس روپے اضافہ کے مستحق ٹہیرے (یعنے ۱۵۰ سے ۱۶۰ روپے)

۴- اسی طرح شیخ نیاز علی بھی ایک لایق اور اچھے ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہیں انہیں بھی اس سکیم میں دس ہی روپے ترقی عطا ہوئی (۱۳۰ سے ۱۴۰ روپے) اس کے مقابلہ میں بابو بشن سنگہ جی کی خوش قسمتی دیکھئے آپ بھی آخرالذکر تینوں مسلمانوں کیطرح جن کو ترقی معکوس یا خفیف ترقیاں ملی ہیں - ایک معمولی ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہی نہیں بلکہ سبارڈینیٹ ایجوکیشنل سروس میں ان تینوں سے جونیر ہیں - سال بہر کے قلیل عرصہ میں سو روپے سے دو سو روپے ماہوار ترقی پا گئے اور ۳۰ بہتہ مزید برآں جو پہلے ملتا تہا اور غالباً اب بھی ملتا ہوگا -

۵- خان احمد حسن خاں جو اس سررشتہ کے کام میں گویا تمام عمر کا تجربہ رکہتے ہیں ۱۴۰ روپے سے ۱۶۰ کے ہوگئے -

۶- مسٹر فضل حسین کو جو علاوہ ایم - اے ہونے کے ایک ممتاز و مستعد اور ہوشیار ڈسٹرکٹ انسپکٹر بھی ہیں ماہانہ ۱۲۵ سے ایک سو ساٹھ روپے ملنے لگے -

۷- ایم - فتح دین بھی ۱۲۰ سے ۱۶۰ روپے تک پہنچے -

۸- ایم غلام محمد کو سو روپے سے ایک سو چالیس یعنے ۴۰ ترقی ملی -

کلام یہ چند ترقیاں ہیں جنہیں ذرا ظہور و قعت و اہمیت دیجا سکتی ہے اور جن کے مسلمانوں کے حصہ میں آنے کیوجہ سے ہندو پریس اپنا گلا پہاڑ ڈالتا تہا - ان گنتی کی چند اور قلیل المقدار ترقیات کا بالمقابل وہ ترقیات رکہکر غور کیجئے جو ہندوؤں کو اسی زمانہ میں ملیں - کیا دونوں پر ایک ساتھ نظر ڈالکر کوئی ایماندار اور منصف مزاج آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ ہندوؤں کی ترقیوں میں از راہ جانبداری و قوم پرستی خوب فراخ دلی سے کام نہیں لیا گیا -

خفیہ پولیس

اس عنوان سے معزز ہم عصر پیسہ اخبار نے ایک چھوٹا سا لیڈر لکھا ہے میں اس مضمون سے لفظاً لفظاً متفق ہوں اور چونکہ آجکل خفیہ پولیس کے متعلق عام طور پر بدگمانی پھیلائی گئی ہے اور اسے غلط اور جھوٹی رپورٹیں کرنیوالا گروہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں ضرورت ہے اس امر کی کہ خفیہ پولیس کے فورس کو زیادہ مفید اور زیادہ باوقعت بنایا جاوے۔ فی الحقیقت اس گروہ میں ایسے قابل اور ذی علم آدمیوں کی ضرورت ہے جو اپنی مستقل مزاجی۔ دقیقہ رسی اور غور کن طبیعت اور راز داری کے اصولوں سے بخوبی واقف ہوں۔ اور فن سراغرسانی کی انہیں باقاعدہ تعلیم دیجاوے اور اس فورس میں شریک اور شامل ہونیوالے معزز طبقہ کے لوگ ہوں یہ بالکل سچ ہے کہ اکثر لوگ محض خفیہ پولیس کا نام لیکر لوگوں کو دھمکا لیتے اور ان سے کچھ وصول کر لیتے ہیں۔ اگر کہیں کوئی ایسا موقع پایا جاوے تو قانون رازداری کے ماتحت ایسے لوگوں کو سخت اور عبرتناک سزائیں دینی چاہئے کیونکہ وہ گورنمنٹ کو بدنام کرتے ہیں بہرحال معاصر مذکور کا مضمون اس قابل ہے کہ خصوصیت کے ساتھ اسپر توجہ کیجاوے۔

گورنمنٹ نے خفیہ پولیس کا محکمہ جس ضرورت کے پورا کرنے کی غرض سے قائم کیا ہے۔ وہ ضرورت اون لوگوں سے ضرور پوری ہوتی ہے کہ جو کم از کم سب انسپکٹری کے عہدہ میں ہوکر اس کام کو انجام دے رہے ہیں۔ اور ہم نے خود تجربہ کیا ہے کہ جو معزز خاندان کے شریف النسل عہدہ دار ہیں جو پبلک پر اپنی اصلی پوزیشن ظاہر کرنے میں اسقدر احتیاط کرتے ہیں کہ انکی جانب کسی کو سوءظنی کا موقع ہی نہیں ملتا۔ اور اپنے کارخاص کی خدمت کو اس احتیاط سے انجام دیتے ہیں کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے۔

ایک سب انسپکٹر صاحب ریلوے اسٹیشن میں کارخاص پر تعینات کئے گئے۔ صوفیانہ کرتا اور اون کے ہاتھ میں عمدہ دانوں کی تسبیح تھی۔ اور آنے جانے والوں سے بڑے اخلاق سے پیش آکر اپنے فرض کو انجام دیتے تھے۔

ایک انسپکٹر صاحب اپنی ڈیوٹی کے انجام دینے کی غرض سے کسی طوائف کے بالاخانہ پر چڑھے اور اون کا ملازم نیچے بیٹھا رہا۔ اون کے کسی ملنے والے کو کسی ذریعہ سے اطلاع ہوگئی اور انسپکٹر صاحب کی تلاش میں نیچے اون کے ملازم سے تصدیق کرکے بالاخانہ پر چڑھ گیا۔ انسپکٹر صاحب نے اون سے دریافت کیا کہ آپ کو میرا پتہ کیونکر ملا۔ اور یہ غالباً میرے ملازم نے بتایا ہوگا۔ کہ میں یہاں ہوں۔ چنانچہ فوراً اپنے ملازم کو بلاکر اوس تک کا اُس کا حساب دیکے باقی سے موقوف کر دیا۔

میرٹھ کی پولیس نے ایک شخص کا آوارہ گردی میں چالان کیا ڈپٹی مجسٹریٹ کے یہاں مقدمہ ہوا۔ پولیس کیطرف سے مصنوعی کافی ثبوت بہم پہونچایا گیا۔ اور ملزم کیطرف سے کوئی کافی صفائی نہ گذری مقدمہ ختم ہوا۔ اور فیصلہ سنانے کی تاریخ اور وقت مقرر کیا گیا۔ جسوقت حاکم فیصلہ سنانے کے لئے تیار ہوا اور قریب تھا کہ ملزم کو سزا دیجاوے۔ اوس نے ڈپٹی مجسٹریٹ سے عرض کیا کہ مجھے آپ کے کان میں ایک بات عرض کرنی ہے اوس کے بعد آپ فیصلہ سنائیں۔ حاکم نے اس کو منظور کرکے ملزم کی بات کو علیحدہ سن لیا مگر اوس بات نے یہ اثر کیا کہ فیصلہ سنانا ملتوی کر دیا اور ملزم کی اوس خاص بات کی تصدیق کے لئے تار وغیرہ بھیجے گئے اور اخیر میں یہ ثابت ہوا جیسا کہ اُس نے حاکم کے کان میں کہا تھا۔ کہ وہ خفیہ پولیس کا سب انسپکٹر ہے اور فلاں جگہ سے کار خاص پر تعینات کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ رہا کر دیا گیا۔ مگر جس ضلع کا وہ شخص تھا وہاں سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اوسپر اعتراض کیا۔ اور اوسپر مقدمہ چلانا چاہا۔ کہ کیوں اوس نے اپنی خفیہ حالت کو ظاہر کیا اس کے جواب میں سب انسپکٹر نے اپنا معقول عذر یہ پیش کیا کہ مینے دوران مقدمہ میں انتہا سے زیادہ احتیاط کی اور جب میں نے دیکھا کہ مجھے سزا ہوئی جاتی ہے تو میں نے سزا کو بے پرواہی سے نہ قبول کیا۔ مگر اس خیال نے مجھے مجبور کیا کہ اگر میں جیلخانہ میں رہوں گا تو اپنے کارخاص کو انجام نہ دے سکونگا اس وجہ سے محض حاکم کے کان میں خفیہ طور سے اپنی حالت کا عذر کر دیا۔ عذر معقول تھا قبول کر لیا گیا۔ حالت موجودہ میں جو خفیہ پولیس کا محکمہ ہندوستان میں قائم ہے اوس میں جو سکے درجہ کے ملازم ہونگی عجیب شان ہے۔ ضرورت تو یہ ہے کہ وہ اپنی شان کو اپنے عہدہ کو اپنے کام کو چھپائیں۔ مگر بجائے اس کے ہوتا یہ ہے۔ کہ مخبر بطور لوگوں کے ڈرانے دھمکانے بعض اوقات کچھ وصول کرنے اور پبلک پر اثر ڈالنے کے لئے اپنے آپ کو خفیہ پولیس کا انسپکٹر یا سب انسپکٹر ظاہر کرتے ہیں۔ چاہے ہوں کانسٹبل یا یہ کوشش ہوتی ہے کہ لوگ ہم سے ڈریں۔ اور خفیہ پولیس کا نام سنکر ہماری وقعت کریں۔ جو لوگ اپنی خدمت کو اس بُرے عنوان سے انجام دینے کے عادی ہیں کیا اُن سے رعایا کا نفع۔ گورنمنٹ کی وفاداری ظاہر ہوسکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسی وجہ سے ضرورت ہے کہ اس محکمہ میں ایسے لوگ رکھے جائیں کہ جو ان باتوں کے عادی نہ ہوں اور اپنی ڈیوٹی کو اوسی ایمانداری کے ساتھ انجام دیں کہ جس کے لئے وہ تعینات کئے گئے ہیں انسپکٹر جنرل پولیس ضلعوں کے سپرنٹنڈنٹ۔ اور ڈی ٹیکٹو پولیس کے افسر اعلےٰ اسپر نوٹس لیں اور اس کے انتظام اور ملازمین کی حالت کا اندازہ کرکے ایماندار اور معزز شخصوں کو مقرر فرمائیں۔

حقیقت نماز شائع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو پوری تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہوچکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کی کل دعاوں پر بھی بہت سی بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۱۱ء میں بطور ضمیمہ شائع کرچکا ہوں آخری پارہ کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے [illegible]

(منیجر)

مختصر نوٹ

ایک قابل اعتراض کتاب

انجمن امداد الاسلام کراچی نے حال میں ایک عرضداشت کے ذریعہ صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم صوبہ بمبئی کو گجراتی زبان کی چھپی کتاب کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ کتاب سندہ کے ورنیکلر سکولوں میں مروج ہے اس میں ایک سبق بعنوان محمدؐ اور اسلام بھی ہے جس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر نہایت سفیہانہ اور یا جیانہ حملے کئے گئے ہیں صرف نفس مضمون ہی نہیں بلکہ طرز بیان اور زبان بھی صاف طور اسلام اور مسلمانوں کی اہانت اور دل آزاری کرنے والی ہے۔ اسکے علاوہ اور بھی کئی مقامات ہیں اس کتاب میں مسلمانوں کی سخت دل آزاری کیگئی ہے نہیں معلوم ایسی فتنہ زا کتابیں کیونکر داخل کورس ہو جاتی ہیں امید کیجاتی ہے کہ بہت جلد اس پر توجہ ہوگی اور اعلیٰ افسران سررشتہ تعلیم صوبہ بمبئی انڈیا بھر کی مسلم کمیونٹی کو شکر گذاری کا موقع دینگے۔

اکنی کا سکہ

ایک آنہ کا جدید سکہ کل ہندوستان میں یکم اگست ۱۹۰۷ء سے جاری ہونیوالا ہے یہ سکہ مروجہ چونی سے کسی قدر بڑا اور موٹائی میں بھی اس سے زیادہ ہوگا تاہم نیر کیلئے اسکے کنارے پر دندانوں کی بجائے عجیب طرح کی بلدار بیل ہوگی اس کی ایک طرف حضور ملک معظم کی تاجدار شبیہ ہوگی جسکے گرد حسب معمول الفاظ "ایڈورڈ ہفتم شاہ و شہنشاہ" ہونگے اور دوسری طرف مالیت اور سنہ سکے نام کے علاوہ پانچ زبانوں انگریزی۔ اردو۔ ناگری۔ بنگالی۔ اور تلیگو میں ایک آنہ لکھا ہوگا اور وسط میں ایک موٹا سا ہندسہ ثبت ہوگا۔

انسداد

ناظرین کو معلوم ہے کہ سیالکوٹ اور لودیانہ میں ٹکٹ فروشی کی بہت بڑی کثرت ہوگئی تھی بعض چالاک تاجر اخالی ٹکٹ وی پی کرکے بھیجتے تھے اور یابندہ ان ٹکٹوں کا انجام کی خاطر ان ٹکٹوں کو بھیجنے پر مجبور ہوتا تھا۔ اس طرح یہ سلسلہ خطرناک طور پر ترقی کر گیا اور لودیانہ اور سیالکوٹ میں بعض لوگوں نے اس طریق سے خوب وارے نیارے کئے اور کتنے ہی غریب بیچارے اس طرز سے لٹ گئے۔ اب ڈاکخانہ کے اعلےٰ افسروں نے حکم نافذ کیا ہے کہ آیندہ مفصلہ ذیل پانچ ڈاکخانوں یعنے سیالکوٹ شہر کنک منڈی سیالکوٹ لودیانہ۔ لدھیانہ شہر و برانا بازار لودیانہ سے جو وی پی اشیاء روانہ ہوں اُن کے خریداروں کو خصوصاً اس امر کی تصدیق کرنی پڑیگی کہ شے مرسلہ کا نام ان اشیاء کی فہرست میں درج ہے جن کی ازروئے قواعد ڈاکخانہ ڈاک میں بھیجنے کی اجازت ہے اس حکم سے اس ٹکٹ فروشی کا انسداد ہوگیا۔ کیا اچھا ہو اگر ایسے لوگوں کے کاغذات کی پڑتال کرکے اُن سے باقاعدہ قانونی سلوک کیا جاوے۔ اور جن لوگوں سے روپیہ وصول کیا گیا ہے اُن کو واپس دلایا جاوے۔

فحش نویسی کی سزا

آگرہ کے اخبار مسافر کو جو لیکھرام مقتول کے مشن دشنام دہی کی یادگار سمجھا جاتا تھا فحش نویسی کے جرم میں ایک ماہ قید کی سزا ہوئی۔ یہ مقدمہ جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے گورنمنٹ کی طرف سے دائر کیا گیا تھا۔ اخبار مسافر کے آریہ ایڈیٹر پنڈت بھوجدت صاحب نے کئے کا پھل پایا اور کسی سابقہ جنم کی کرتوت کا نتیجہ بھگتا اس خیال سے نہ انھیں افسوس ہوگا نہ دوسروں کو رنج البتہ آریہ سماج کو سنبھل جانا چاہیے کہ ایسے لوگوں کی اعانت اور سرپرستی سے وہ اپنا ہاتھ روک لے جو اس کی بدنامی کا موجب ہیں۔

پیسہ اخبار کی غلط بیانی

منشی محبوب عالم صاحب ۱۵ جولائی کے پیسہ میں آریہ سماج کی سختی کی پالیسی کے عنوان کے نیچے ایک مختصر سا نوٹ لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ۔

"لیکن آریہ سماج نے کچھ تو خود بخود ہی اپنی پالیسی ایسی اندھا دھند رکھی اور کچھ قادیانی جماعت کی کُتب مثل سرمہ چشم آریہ نے ایسی اُنگیتے کو ٹیلیتے کا بہانہ بنا دیا اس فقرہ میں اگرچہ مسٹر محبوب عالم آریہ سماج کی بدگوئی کو تسلیم کرتا مگر اس عداوت کی وجہ سے جو اسے سلسلہ حقہ سے ہے وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعض کتب کو اس کی وجہ قرار دیتا ہے جو سراسر جھوٹ اور شرارت ہے۔ کاش اگر محبوب عالم سرمہ چشم آریہ کو پڑھ لیتا تو اسے ایسی کتاب کا اس موقعہ پر حوالہ دیتے ہوئے شرم آتی۔ سرمہ چشم آریہ کیا ہے؟ یہ ایک مباحثہ کی روئیداد ہے جو آریہ سماج کے ایک لیڈنگ ممبر لالہ مرلی دھر اور حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے درمیان بمقام ہوشیارپور خود لالہ مرلی دھر کے اصرار اور تحریک سے ہوا اور پھر اس میں ایک بھی جملہ یا فقرہ یقیناً ایسا نہیں جس کو کوئی شریف۔ ذی علم خلاف تہذیب کہہ سکے یا سخت اور خلاف واقعہ بتائے۔

آریہ سماج نے خود مفسدانہ لٹریچر اور دل آزار تحریریں شائع کرنے میں ابتدا کی۔ کیا ستیارتھ پرکاش حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب کا جواب ہے جس کے چودھویں سمولاس میں دل کھول کر گالیاں دی گئی ہیں۔ حضرت اقدس نے اگر کوئی کتاب آریہ سماج کے مذہب کی قلعی کھولنے کے لئے لکھی ہے تو وہ خود آریوں کی اپنی تحریک اور اصرار پر انکے اعتراضوں کے جواب میں لکھی ہے۔ پھر آریہ سماج کی سخت گوئی کی پالیسی اور دل آزار لٹریچر کی وجہ میں قادیانی لٹریچر کا حوالہ دینا سخت درجہ کی بے انصافی اور ظلم ہے جس کی مسٹر محبوب عالم کو تلافی کرنی چاہیئے۔

آریوں کی بدزبانی کے خود آریہ گواہ ہیں

آریوں کی دشنام دہی اور سخت گوئی کی پالیسی پر کسی غیر کی شہادت کی حاجت نہیں گذشتہ سالانہ جلسہ گروکل کی مجلس شوریٰ میں جہاں قومی اہم معاملات پر آریہ سماج کے برگزیدہ رکن غور کر رہے تھے آریہ اپدیشکوں کی بدزبانی کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ گوروکل کانگڑی کے ہیڈ ماسٹر رام دیو جی بی۔ اے نے صاف طور پر اقرار کیا "کہ ہمارا طریقہ تحریر و تقریر اسقدر ناموزوں ہے کہ اس میں تبدیلی کرنے کی سخت ضرورت ہے"

اور اخبار ہندوستانی کے معزز اور ذی علم ایڈیٹر نے آریہ سماج کے لئے ایک خاص آرٹیکل کے ذریعہ سخت زبانی سے باز رہنے کی ہدایت کی تھی۔ ایسی حالت اور صورت میں آریہ سماج کی تحریر اور تقریر کا ناموزوں اور سخت طریق انکا اپنا ہی مسلم مسئلہ ہے۔ اور اسکے لئے کسی اور تائید کی حاجت نہیں ہے۔ خود مسٹر محبوب عالم اپنے ایک نوٹ میں آریہ اپدیشکوں کو روکا جاوے یوں رقمطراز ہے۔

یہانتک کہ گذشتہ جلسہ گروکل کے موقع پر بعض آریہ لیڈروں کو خود ہی اس بات کا احساس ہوا کہ ہماری سماج کی یہ عداوت انگیزی اور دشنام دہی کی پالیسی پسندیدہ نہیں چنانچہ اس موقع پر اس پالیسی کو نرم کرنیکی صلاح دیگئی۔ اور ایک گروہ نے مناسب سمجھا کہ آیندہ آریہ اپدیشکوں کو ایسی ناگوار سخت کلامی سے روکا جائے کہ جس سے دیگر مذاہب والوں سے ہمیشہ چھیڑ چھاڑ رہتی ہے۔ اور آریہ سماج اور دیگر مذاہب کے درمیان عداوت بڑھتی جاتی ہے ابھی زیادہ مدت نہیں گذری تھی کہ چیمرلی کے آریہ لیڈروں کو لاکلائیں لاٹ صاحب کے حضور میں تسلیم کرنا پڑا کہ بوجہ آریہ سماج کی ایسی مذہبی پالیسی کے باقی سب مذاہب کے لوگوں سے اُن کی عداوت ہے۔ لیکن گھر پہنچکر ٹھنڈے دل سے انھوں نے سوچا تو ہوگا کہ اس قسم کی عداوت پیدا کرنے سے فائدہ کیا؟

ثابت قدم اور سچے مخلص ہیں جیسے ان کا آغاز مبارک تھا ان کا انجام اس سے بھی بڑھ کر مبارک ہوا۔ انکی کامیابیوں نے خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق انکو حصہ میں آئیں اور ان کے مخالفوں نے جو خدا تعالیٰ کے وعید کے مطابق ہیزم نار جہنم ہو گئے اس پر مہر لگا دی کہ وہ وہی سچے مومن تھے جن کی طرف خدا تعالیٰ کی کلام خوبصورت درختاں ہاتھ بنکر اشارے کرتے ہیں۔ اور وہ راستباز تھے اور انکی نیتیں رسول خدا کی معیت اور اسلام کی خدمت میں دنیا کی سفلی شائیشوں اور خسیس لالچوں سے ملوث نہیں۔ یا بقول شیعوں کے آخرکار ان کے نیتوں میں فتور آگیا اور خدا تعالیٰ کے علم میں تو ضرور تھا کہ آخرکار وہ کامیابی کا پیالہ پیکر بدمست ہو جائینگے اور اس بدمستی میں کسی کا حق چھین لینگے کسی کے باغ پر بیجا قبضہ کرلیں گے اور کسی کے پیٹ پر لات مار کر اسقاط حمل کر دیں گے یا یوں کہو کہ فدک کے چھینے ہوئے گھر اسکو ماتم کدہ اور نحوست خانہ بنا دیں گے تو سوال یہ ہے کہ وہ وعدے جو خدا تعالیٰ کے کلام میں مومنوں مخلصوں سابقوں پہلوں مہاجروں ناصروں کے متعلق ہیں وار د ہو ہیں ان کے حق میں کیوں پورے ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ کی تمام مقرر کردہ علامتیں مومنوں کے امتیاز اور فرق کے لئے قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں حرفاً حرفاً ان پر کیوں صادق آئیں۔ اور ان تمام وعیدوں اور لعنتوں سے جو منزوی ذات حبط اعمال یعنی فقد طبع اﷲ وغیرہ کی قسم سے منافقوں اور کافروں پر پڑیں اور اسی جہان میں پڑیں وہ کیوں محفوظ رہے۔ اگر ان وعدوں کا مصداق آخرت پر ہی کیونکر مانا جائے اور ان وعیدوں کا مصداق اس عالم میں کسی کو تسلیم کیا جاتا تو قرآن کریم کے منجانب اﷲ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام اور واقعات عالم نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ وعدے اسی جہان میں خدا تعالیٰ کے وعدہ وعید کا مزہ چکھکر دوسرے عالم کیطرف گئے ہیں خدا تعالیٰ اسے استغفار ہے کہ شیعوں کے ہاتھ میں خدا تعالیٰ کی کلام اور کامیابی کی کوئی سند نہیں۔ اور وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور آپ کے پیرووں کی جماعت ایسی باشرط نہیں رکھتی جنہوں نے خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق نبوۃ کیطرح خلافت قائم کی ہو اور اسلام کو وہ شوکت اور نصرت اور اقتدار اور تمکن ملا ہو جو خدا تعالیٰ نے خلق کے مستحق کی علامت ٹھیرایا تھا۔

اس بات کے اظہار کے لئے کہ خلیفۃ اﷲ و خلیفۃ رسول اﷲ حضرت صدیقؓ اور آپ کی جماعت ابتدا سے آخر تک سچے ایمان پر رہے اور اس ایمان اور اخلاص میں کبھی کسیوقت کوئی تزلزل اور تردد پیدا نہ ہوا اور وہ جنکی یعنی خلافت بلافصل ان مستحکم اخلاص اور قوی ایمان کا ثمرہ تھا اﷲ تعالیٰ نے اس سورت میں ایک اٹل اور مستقل سنت بیان فرمائی ہے۔ اسمیں یہ ظاہر کیا ہے کہ انسان پر کب ایسا وقت آتا ہے کہ وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ اﷲ تعالیٰ اس سے دی ہوئی نعمت سلب کرکے۔ کما قال ذٰلک بان اﷲ لم یک مغیرا نعمۃ انعمہا علیٰ قوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم۔ اﷲ تعالیٰ کی عادت میں داخل نہیں کہ دی ہوئی نعمت کسی قوم سے چھین لے اور انکی خوشحالی کو بدحالی سے بدل دے جب تک وہ اپنی باطنی حالت اور خدا کے تعلقات میں فرق نہ ڈال لیں۔ اس آیت نے بڑی صراحت سے ثابت کر دیا کہ وہ پہلے مومن جو نصرت اسلام میں قیامت تک ناصران اسلام کیلئے نمونہ ہیں اور سب سے بڑھکر خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوئے تھے ان کے دلی تعلقات اور انکی باطنی حالت خدا تعالیٰ سے ہمیشہ لاتبدیل صفا اور راستی کے ساتھ رہی۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی دی ہوئی نعمت خلافت نبوۃ نہ ان سے اسوقت چھینی اور نہ قیامت تک اس گراں بہا خلعت سے وہ کبھی برہنہ ہونگے۔ خواہ ان کے دشمن چیختے چلاتے ہلاک ہو جائیں

عالم الغیب خدا کو اگر نعوذ باﷲ حضرت ابوبکر اور آپ کی جماعت کی نسبت اتنا دھوکہ لگ گیا جبکہ وہ حضرت نبی کریم صلے اﷲ علیہ وسلم کی زندگی میں اپنے کھوٹے تانبے کو چمکدار سونا کرکے دکھاتے تھے تو کیا اس وقت بھی دھوکے اور مغالطہ کی ٹٹی سامنے سے نہ اٹھہ گئی جب کہ خلافت کے منبر پر پاؤں رکھنے میں بدنیتی نے بڑے زور شور کے ساتھ اپنا ظہور دکھانا شروع کیا۔

حاشیہ: تصیریوں کے قادر مطلق خدا علی اور شیعہ مومنین کے مقصود الکل من الکل للکل اسد اﷲ خیبر شکن عالم علم ماکان و ما یکون زوج بتول داماد رسول علی کی حق تلفی اور تمام اہلبیت یا خدا کے کنبے کی تباہی کوئی آسان بات تھی۔ اول تو تغیر نیت ہی ابوبکر کی ساختہ پرداختہ کو زیر و زبر کرنے کے لئے کافی سامان تھا۔ پھر افعال ناشائستہ کا وقوع سلب نعمت کے لئے سب سے بڑھکر ذریعہ تھا۔ خدا تعالیٰ کو تخت کا تختہ بنا تا اور بنے بنائے کام کا بگاڑ دینا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ جیسے اس سورت میں اپنی قدرت نمائی کے لئے نمونے دکھاتا ہے کہ کسی طرح ناتوان مسلمانوں کو یاس کیحالت میں بدر کی فتح کا شرف عطا کیا۔ خدا تعالیٰ قادر تھا کہ حضرت علی کے لئے ایسے سامان تیار کر دیتا کہ آپ ہی وہ بوریا نصیر پا لیتے۔ اس سورۃ شریف میں جو ایک ہی عظیم الشان مقصد کے لئے توجیہ و تمہید کی طرح ہو خدا تعالیٰ کا اپنی نصرت و تائید کی مثال میں یوم الفرقان ابعد کو پیش کرنا صاف بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی منشا اور مقصد کے پورا کرنے اور اپنے حکم کے نافذ کرنے میں کسقدر قدرت رکھتا ہے اور کوئی انسانی منصوبہ اس کی تقدیر کے راہ میں روک نہیں ہو سکتا۔ جب اس نے ارادہ کیا کہ آں حضرت صلی اﷲ علیہ وسلم کو کامیاب کرے اور قیامت تک انکے ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کرے تو کسطرح قریش بت پرست گروہ کو مع انکے مددگار دنیا پاش پاش کر دیا اور وہ صنادید عرب جو جبال رسالت کہلاتے تھے آپ کی راہ سے دھنی ہوئی روئی کی طرح اڑا دیئے گئے تو کیونکر ہو سکتا تھا کہ حضرت علی کی خلافت بلافصل جو شیعہ کے زعم میں نبوۃ محمدیہ کے متمم یا روح و رواں اور مقصود اصلی تھی خدا تعالیٰ کے منشا کے موافق ہوتی اور خدا تعالیٰ کا ارادہ شیعوں کے ارادہ اور انتخاب کا تابع ہوتا اور اس طرح اسکا تختہ اٹھایا جاتا۔ یہ سورۃ مبارکہ اس بلیغ ترتیب کے جو بدر کے واقعہ کے درمیان لانے سے عیاں ہو رہی ہے اس نتیجہ پر پہنچاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس طرح بہرہ شگاف فتنوں کے درمیان صفات نبی کریم صلی اﷲ علیہ وسلم کی نصرۃ کی پیش گئی کہ اس کا ارادہ نفاذ پاچکا تھا کہ اسلام غالب ہو اس طرح خدا تعالیٰ مقرر کر چکا تھا اور اسی بدر کے واقعہ کے بیان کرنے سے اشارہ فرما دیا تھا کہ آں حضرت صلی اﷲ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جبکہ فتنوں کی کالی گھٹ رات اسلام پر محیط ہو جائے گی۔ خلافت نبوۃ بھی مظفر و منصور ہو گی۔ اس لئے کہ اگر ایسے وقت میں جبکہ عرب میں آنحضرتؐ کی وفات کے مشہور ہوتے ہی ہر طرف ارتداد کی آگ لگ گئی تھی خدا تعالیٰ کی نصرۃ حضرت صدیق پر شامل نہ ہوتی تو اسلام کا بیخ و بن سے اکھڑ جانا اسی طرح یقینی تھا جس طرح بدر کی لڑائی میں کفار مکہ کی فتح اسلام و بانی اسلام کو بستر مرگ سے خاک تیرہ پر بٹھا دیتی۔

غرض یہ دلربا ترتیب اور نہایت خوبصورت نظم خدا تعالیٰ کے منشا کو صاف صاف ظاہر کرتا اور ایمان کا جوہر دل میں رکھنے والوں کو تعلیم دیتا ہے کہ امام الناصرین قدوۃ المہاجرین بخۃ المومنین الاولین ابوبکر کی خلافت نبوۃ محمدیہ کی طرح خدا تعالیٰ کے ارادہ۔ علم اور قدرۃ کے مطابق واقع ہوئی۔ ورنہ حسب وعید الٰہی وہ نعمت آپ سے اسی طرح چھینی جاتی جیسے کفار مکہ تباہ و برباد کر دیئے گئے اور آخیر خدا تعالیٰ کی وہ مثال صادق آگئی تھی۔ قال وضرب اﷲ مثلاً قریۃ آمنۃ مطمئنۃ یاتیہا رزقہا رغدا فکفرت بانعم اﷲ۔ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے انکے حق میں پورے کئے جو مومنوں کے ایمان اور صدق کی علامت مقرر کئے گئے تھے اور ان وعیدوں سے ان کی پاک ذات کو محفوظ رکھا جو منافقوں کافروں

نمبر ۲۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

غزل

از صوفی تصور حسین صاحب مہاجر قادیان

لکھے توصیف احمدؑ کس کی جاں ہے
جو عشق احمدی میں خستہ جاں ہے
عجب برتر امام قادیاں ہے
خدا کا دوست خلقت کا پیارا
ہر اک انداز ہے اوس کا نرالا
کہے حق جس سے میں سمجھے تو مجھے
زبان اوس کی زبان حق ہے گویا
خلیق و خندہ رو شیریں سخن ہے
ہے اوسکی چال میں شاہانہ انداز
سخن اوس کا سخن سنجوں کے لیے
ملا جو اوس سے حق سے مل گیا وہ
اویس خستہ و دلریش خوش ہے

خدا بس اوس کا خود ہی مدح خواں ہے
اوسے حاصل حیات جاودان ہے
غرور سے اوس کا بالاتر مکاں ہے
جہاں میں کوئی ایسا دلستاں ہے
حسینوں مہجبینوں کی وہ جاں ہے
ٹھکانا اوس کے رتبہ کا کہاں ہے
جبیں سے اوسکی نورِ حق عیاں ہے
گل رخسار اوس کا گلستاں ہے
وہ اپنے وقت کا سلطاں نشاں ہے
برنگ ابر نیساں ور فشاں ہے
خدا کا اوس پہ لطف بیکراں ہے
کہ مہمان مسیحائے زماں ہے

دیگر

سروش خوشخبر مژدہ رساں ہے
بنازد طالع فرخ بصد ناز
ہمیں قسمت پہ اپنی کیوں نہ ہو ناز
نصیبہ اپنا کیسا ہے سکندر

کہ دورِ احمدؑ آخر زماں ہے
کہ تیر گس بلندی پہ مکاں ہے
کہ پایا ہم نے ہر فرخ زماں ہے
خدا ہم پر ہمارا مہرباں ہے

ہمیں فضل خدا اس در پہ لایا
جہاں سو سو بلا میں مبتلا ہے
مریضان دل و دیں کیوں ہو غمگیں
کہ اس در پہ آکر جب سالی
چلو لوگو کرو جاں اوس پہ قرباں
اسی کے قدموں نیچے ہے جنت
میں ہوں سو جان اوس دلبر پہ قرباں
مخالف ہیں سیہ بختی سے محروم
ہزاروں شک کی دلدل میں پھنسے ہیں
نشانات سماوی دیکھ کر بھی
سمجھ کو ان کی یا رب ہو گیا کیا
سمجھتے ہیں نہیں ناداں اتنا
ہمیشہ حق رہا سچوں سے راضی
ڈرو حق سے نہ عقبیٰ کو بگاڑو
نہ ہو لو غفلت و نخوت کو چھوڑو
خدا تک پہونچنے کا صرف یارو
محمدؐ احمدؑ ہے محمدؐ
ادائے شکر خدا کیونکر کروں میں
یہ مخفی راز اس نے مجھ پہ کھولا
نہ غیروں کی طرح مجھکو کیا خوار
اویس خستہ پہ یا شاہ والا

یہ جنت سعد غیروں کا کہاں ہے
ہمارا قادیاں دارالاماں ہے
چلو وقت مسیحائے زماں ہے
و ما احمدؑ در امن و اماں ہے
جو تم کو خواہش باغ جناں ہے
اسی کی پیروی نور جاں ہے
کہ احمدؑ سا کوئی دلستاں ہے
کہ اون کا نور حق سے بدگماں ہے
مسلمانوں میں خوے کافراں ہے
وہی بد قسمتوں کو بدگماں ہے
کہ راہِ دیں میں ہر اک بلیہ سا ہے
کہ جھوٹے کا موئید آسماں ہے
اور اب وہ کا ذو پیر مہرباں ہے
سنبھل جاؤ کہ وقت امتحاں ہے
عزیزو زندگی آب رواں ہے
امام وقت ہی اک نردباں ہے
جو دو سمجھے وہی کامیزباں ہے
زباں کو میری یہ طاقت کہاں ہے
کہ اتنک جسمیں سرگرداں جہاں ہے
ترا احسان خلاق جہاں ہے
کرم ہے کہ کلفت میں پڑا ہے

فساد کے بانی کون ہیں؟

نمبر دوم

گذشتہ اشاعت میں مینے مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کی تحریر اور گورنمنٹ انگلشیہ کی چٹھیات کو دکھایا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے طوفان بے تمیزی میں گورنمنٹ انگلشیہ کی حمایت اور نصرت میں دلیرانہ کام کرنیوالے وہ لوگ تھے جنکو آریہ گزٹ مفسدوں کی حمایت کرنیوالا ٹہیراتا ہے اس ثبوت کے بعد اگر آریہ گزٹ اپنی غلطی کا اعتراف نہ کرے تو پہر اس سے بڑہکر بیحیائی کوئی نہ ہوگی۔ اگر یہ مدد مفسدوں کی مدد تہی تو اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہونگے کہ آریہ گزٹ کے نزدیک مفسدہ پرداز انگریز تھے اور یہ اس سے بھی بڑہکر کور نمکی اور شرارت ہے۔ اگر آریہ گزٹ کا یہی مذہب اور عقیدہ ہے تو اس کو کھول کر کہدینا چاہیے پس پردہ باتیں بنانے سے کیا حاصل!

اس کے بعد آریہ گزٹ کے ایڈیٹر اور لایق نامہ نگار کی قابلیت کے جانچنے کا وہ موقع ہے جہاں اوس نے حضرت حکیم الامۃ کی اجمالی سوانح عمری کا ایک اقتباس دیا ہے اور اس کا یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مفسدوں کو مدد دیتے تھے۔

آریہ پرتی ندہی سبہا کو ایسے قابل مورّخ اور دقیقہ رس مضمون نگار کی خاص طور پر عزت افزائی کرنی چاہیے۔ وہ فقرہ یہ ہے جہاں لالہ صاحب ٹھوکر کھا کر منہ کے بل گرے ہیں۔

"جناب الٰہی کے انعامات میں سے ایک بات یہ تہی کہ
ایک شخص غدر میں کلکتہ کے تاجر کتب جو مجاہدین کے پاس
اس زمانہ میں روپیہ لے جایا کرتے تھے ہمارے مکان
میں اترے انہوں نے مجھے ترجمہ قرآن کیطرف متوجہ
کیا۔ یہ تو ہمیں کلکتہ کے تاجر سے فائدہ ہوا"

ان فقرات سے آپ نے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ "مسلمان لوگ نہ صرف غدر کے بانی ہی تھے بلکہ وہ مفسدوں کی روپیہ سے مدد بھی کرتے تھے اور انہی احمدی لوگوں کے اباواجداد جو کہ اسوقت ریاکاری سے گورنمنٹ کے خیرخواہ ہونے کا دم بہر رہے ہیں ان مفسدہ پردازوں کو اپنے گھروں میں پناہ دیتے تھے اور ان سے دینی مفاد حاصل کرتے تھے ان مفسدوں کو وہ اپنی اصطلاح میں مجاہدین کہتے تھے" اس واقفیت اور تاریخ دانی پر آپ مسلمانوں خصوصاً احمدیوں کو الزام دینے کے لئے میدان میں نکلے ہیں۔

حضرت حکیم الامۃ نے جو کچھ لکھا ہے وہ امر واقعی کا اظہار ہے اور اس سے آپ نے اپنی ترجمہ قرآن کی طرف توجہ ہونے کے واقعہ کو بتایا ہے۔ ناعاقبت اندیش معترض اتنا نہیں سوچ سکا۔ کہ غدر کا نتیجہ اور مرکز کیا تھا؟ کیا کلکتہ کے تاجر کتب کو ایام غدر میں آریہ گزٹ کے خیالی مفسدوں کو بھیرہ آکر روپیہ پہونچانا تھا۔ اور بھیرہ پناہ لینے کو آئے تھے۔ آریہ گزٹ کے ایڈیٹر نے بہی ہماری مخالفت میں اندہا ہوکر بلا سوچے سمجھے ایسے لغو آرٹیکل کو درج کر دیا۔ مضمون نگار اور ایڈیٹر کو اتنا بہی معلوم نہیں۔ کہ مجاہدین سے کیا مراد ہے اور وہ کون لوگ تھے؟

مجاہدین وہ لوگ تھے جو مولوی اسمٰعیل شہید مرحوم کے ہمراہ ہوکر سکہوں سے لڑے تھے اور سرحد پر پہاڑوں میں رہتے تھے ابتک ان لوگوں کا ایک گروہ وہاں رہتا ہے ان لوگوں کا خیال تہا اور ہے کہ حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پہر آئیں گے اور مخالفوں کے ساتھ جہاد کریں گے۔ یہ لوگ پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ اور اس غلط خیال کو اپنے دل میں جگہ دیئے ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں بعض لوگ اس خیال کے تھے اور ممکن ہے اب بہی کوئی ہو جو ان کی اعانت کرتے تھے اور گورنمنٹ بہی ان سے ناواقف نہ تہی اور نہ یہ لوگ غدر میں فساد کرنیوالے نہ تھے اور نہ انہوں نے اس وقت کوئی فساد کیا۔

ان لوگوں کو سکہوں کے ساتھ مخالفت اور عداوت تہی کیونکہ سکہا شاہی کے دور میں شعایر اسلام کی بجا آوری میں قسم قسم کی روکیں اور سزائیں وہ لوگ مسلمانوں کو دیتے تھے۔

مولوی نور الدین صاحب کے والد ماجد ایک معزز اور شریف آدمی تھے۔ اور ایک واجب الاحترام خاندانی مسلمان ہونے کی وجہ سے ان کے ہاں ایک بہت بڑا پرانا کتب خانہ تہا جس میں وہ ہر قسم کی کتابوں کا اضافہ کرتے رہتے تھے اسی وجہ سے وہ تاجر کتب ان کے ہاں آیا وہ ان کے ذوق سے آشنا تہا۔

مگر عداوت نے مخالف کے دل و دماغ کو ایسا مکدّر اور تیرہ و تاریک بنا رکھا ہے کہ وہ اتنا بہی نہیں سوچتا کہ کیا مفسدین اس وقت چھپے ہوئے تھے یا فساد کرتے پہرتے تھے؟ اور فساد کا مرکز اور محل پنجاب تہا یا کیا؟

اب صاف ثابت ہے کہ معترض ناداں نے جو نتیجہ حضرت حکیم الامۃ کے صاف اور سادہ الفاظ سے نکالا ہے وہ کیا غلط اور محض تعصب اور جہالت کا نتیجہ ہے سچ ہے

کہسیانی بلی کہمبا نوچے

آریہ سماجی اپنے الزامات اب دوسروں کے سر تہوپ کو خوش ہونا چاہتے ہیں۔ مگر وہ یاد رکہیں

ایں رہ کہ تو میروی بترکستان است

کا معاملہ ہے۔ وہ اپنے طرز عمل اور چال چلن سے ثابت کر دکہائیں کہ جو الزام انپر لگا ہے وہ صحیح نہیں یا کم از کم انہوں نے اصلاح کر لی ہے بس نہیں چاہتا کہ آریوں کے خلاف قلم کو اٹھاؤں مگر مجبور ہو کر کچھ کہنا پڑتا ہے۔

اس کے بعد آریہ گزٹ کے ایڈیٹر نے مولوی ثناء اللہ پر کچھ لکھا ہے اس کے لئے وہ خود جوابدہ ہے۔ مجھے اس سے تعلق نہیں ہاں مسئلہ جہاد پر جو بحث کی ہے اسپر میں کسی اگلی اشاعت میں کچھ ضرور تا لکہدونگا۔ وباللہ التوفیق۔ آخر میں میں آریہ گزٹ کے ایڈیٹر صاحب کو پہر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ غلط اور بیجا اتہام دوسروں پر لگانے کی بجائے اپنی قوم کی اصلاح کریں۔ گورنمنٹ احمق نہیں ناواقف اور ناآشنا نہیں وہ

دوست و دشمن میں تمیز کی قابلیت رکہتی ہے۔

مسلمانوں کے علوم و فنون کی نسبت یورپین مسیحی مورخوں کی محققانہ رائے

افسوس مسلمانوں کی غفلت و ناعاقبت اندیشی اور باہمی مخالفت وغیرہ نے اُن کو حکومت و دولت اور عزت و اقتدار سے محروم کر دینے کے ساتھ ہی اُن سے علمی دولت بھی چھین لی۔ جس سے وہ اقوام عالم میں فایق اور یگانۂ روزگار تھے۔ شائد میرے اس بیان پر کسی کو تعجب ہو کہ اُس نے موجودہ مسلمانوں جیسی قوم کی ایسی تعریف کی جو اُس کی حالت موجودہ کے برعکس ہے۔ اس لئے شاید میرے بیان کو مبالغہ پر محمول کیا جائے۔ مگر در اصل مبالغہ نہیں۔ جیسے جو کچھ عرض کیا اور کرنا چاہتا ہوں۔ وہ بالکل درست ہے۔ اور یہ میری اپنی رائے نہیں۔ بلکہ زمانہ کا مسلمہ قول اور نامور مورخوں کا محققانہ بیان مستند فاضلوں مشہور عالموں کی تحریروں کا خلاصہ اور مشتے از خروارے نمونہ ہے۔ جس کی شہادت و صداقت میں دنیا کی تاریخیں بھری پڑی ہیں۔

اس کے متعلق مخالفین اسلام یورپین مسیحی مورخوں کے بیانات ضرورت سے زیادہ موجود ہیں۔

تاریخ سے یہ امر بصراحت ثابت ہے کہ مسلمانوں کی جیسے ملکی فتوحات حیرت انگیز ہیں۔ ویسے ہی اُن کی علمی ترقیاں تعجب خیز ہیں جس کے موافق تو موافق۔ مخالف تک قایل و معترف ہیں

اسلام مقدس کا اثر

دراصل اسلام مقدس نے جو جوش مسلمانوں میں پیدا کر دیا تھا قانون قدرت کے مطابق اس کا یہی مقتضا تھا۔ جو وقوع میں آیا۔ یعنی اُنکی روحانی، دماغی اور جسمانی قوتیں ترقی کے مدارج طے کرکے اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئیں۔ اور جب تک مسلمان اسلام مقدس کی فرمانبرداری میں سرگرم اور دینی پابندی پر قایم رہے۔ اُن کی دنیاوی ترقی و عروج میں بھی کوئی چیز خارج اور کوئی امر مانع نہ ہو سکا۔ شروع زمانۂ اسلام میں مسلمانوں کے مخالفین کے مقابلہ میں اور استحکام اسلام میں مصروف رہے۔ اس مصروفیت نے اُن کو علوم و فنون کی طرف توجہ کرنے کی مہلت نہ دی۔ جب کسی قدر مہلت ملی۔ تو اس جانب مستعدی کے ساتھ متوجہ ہو گئے۔

انہوں نے اپنے دلی لگاؤ اور مذاق کے مطابق سب سے پہلے قرآن مجید جمع کیا۔ اس کے بعد اس کے معانی حل کرنے اور سمجھنے پر توجہ کی۔ اور مسائل کی تشریح کی غرض سے صرف۔ نحو۔ معانی بیان۔ عروض اور قوافی۔ اور وہ تمام علوم۔ جنہیں زباندانی کا مدار اور آسکی باریکیوں کی فہمید کا انحصار ہے۔ مسلمانوں نے ایجاد کئے۔ اس سے فارغ ہو کر احادیث نبوی صلعم کے اجتماع اور علوم دینیہ کے تدوین پر متوجہ ہوئے اور اُن کو کمال کے درجہ پر پہنچایا۔

خلافت اُمیّہ کے عہد کی ترقی

خلفائے بنی اُمیّہ کے زمانہ میں زباندانی اور انشا پردازی کو بڑی ترقی ہوئی۔ شہزادہ خالد نے علم کیمیا میں ناموری حاصل کی۔ فن تعمیر کی ترقی شروع ہوئی۔ دمشق میں مسجد اُمیّہ بنائی گئی جو بڑی وسیع و بلند اور نہایت خوشنما مستحکم اور عالیشان ہے۔ اس کو مختلف قسم کے خوشنما نقش و نگار سے اعلےٰ صنعت و کاریگری کا مجسم نمونہ بنایا گیا۔ جس کی خوبصورتی کو رنگ برنگ کی بلور کی پچی کاری کے ذریعہ اور بھی زیادہ بڑھا دیا گیا۔ اس کے بنانے میں فن انجنیری کے کمال کا لطف نہایت دلفریب پیرایہ میں دکھلایا گیا۔ جو دیکھنے پر منحصر ہے۔ یہ مسجد اُمیّہ جو امیر المومنین خلیفہ ولید بن عبد الملک کے عہد میں تعمیر ہوئی اور خاندان بنی اُمیّہ کی یادگار ہے۔ اب تک دیکھنے والوں کے لئے عجیب و غریب لطف اور سیاحوں کی خاص دلچسپی کا ذریعہ ہے۔ جس سے اُس وقت کی اسلامی شوکت اور شاہان اسلام کی عظمت کا نمونہ ظاہر اور کاریگر و صناعوں کی صناعی و قابلیت اور کمال ثابت ہوتا ہے۔ اور کئی نئے شہر تیار ہوئے۔ اسلام مقدس کی پہلی صدی ختم ہونے سے پیشتر ہی علوم مختلفہ کی مضبوط بنیاد قائم ہو گئی۔ جس کو روز افزوں استحکام پہنچتا رہا۔ اور ترقی ہوتی رہی۔

خلافت عباسیہ کے زمانے کا عروج

خلفائے عباسیہ کے وقت میں فلسفہ و حکمت کو بے انتہا فروغ ہوا۔ خلافت عباسیہ میں مسلمانوں نے علمی و عملی ترقیاں حاصل کر لی تھیں۔ اور علمی مذاق اس درجہ ترقی کر گیا تھا کہ خلفائے وقت کے علم دوست ہونے کے علاوہ ان کے تمام وزرار و امرار تک علم اور عالموں کی قدر کرتے اور علمی کتابیں جمع کرنے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ اُس زمانہ میں عالموں کی قدر اور علمی ترقی میں حصہ لینے۔ علمی کتابوں کی فراہمی اور اُنکی تعداد میں افزونی ایک اظہار تمول کا تھا۔ اُس زمانے کے اہل کمال کا۔ خواہ وہ مسلمان ہوں یا یہودی و نصاریٰ۔ ملجا و ماوار خلافت اسلامیہ کا صدر شہر بغداد شریف تھا۔ اور یہاں کے علمار و فضلار اور درسگاہیں۔ کتب خانے دنیا بھر میں مشہور عام تھے۔ (میں اس تحریر کو طول دینا نہیں چاہتا۔ ورنہ صرف بغداد شریف کے متعلقہ حالات ہی اس بارہ میں بڑے طویل ہیں۔ جن سے تاریخیں بھری پڑی ہیں۔ جن کو بخوف طوالت نظر انداز کر دیا جاتا ہے)۔

خلافت کے ضعف کے زمانہ کا حال

تیسری صدی کے اخیر میں جب خلافت عباسیہ کی طاقت ضعیف ہو جانے پر اسلامی ممالک میں چھوٹی چھوٹی خود مختار حکومتیں قائم ہو گئیں۔ تو عرصہ دراز تک اِن حکومتوں میں سے ہر ایک بجائے خود منبع فیض بنی رہی۔ اور ہر ایک میں علمار فضلار اور حکمائے اسلام بکثرت پیدا ہوئے۔ جنکی تصانیف اسلامی دنیا میں شائع ہوئیں۔ جن سے دنیا بھر نے فیض پایا۔ مسلمانوں کی تصانیف ہر قسم کی۔ ہر علم کے متعلق ہر ضرورت کو پورا کرنے کی غرض سے ہوتی رہیں۔ انہوں نے کوئی ضروری صیغہ نہیں چھوڑا۔ جسمیں اُن کی عمدہ اور اعلیٰ درجہ کی تصنیفات نہ ہوں۔

مسلمانون کی ترقی

ڈاکٹر جانسن صاحب کو گو انگریزی میں سب سے پہلے لغت لکھنے کا اعزاز حاصل ہے۔ مگر مسلمانوں میں اون سے پہلے اور بہت پہلے لغت کے مصنف ہو گذرے ہیں۔ ان میں لغت کی ایک کتاب ساٹھ ضخیم جلدوں میں ہے۔ جس میں ہر لفظ کے معنی بسند علماء کے فقرات اور محاورے مستند شعراء کے اشعار کی سند پر بیان کئے گئے ہیں۔

غرناطہ کے حسن بن عبداللہ نے علم طبعیات کی ایک بڑی تاریخی لغات لکھی۔ جو مشہور ہے۔

شاعری کے مسلمان تو موجد ہی ہیں۔ اُنہوں نے نظم کی مختلف بحریں ایجاد کیں۔ مسلمانوں کی بدولت عیسائیوں میں شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ جس سے اس زمانہ کے پادری مذہبی اشعار کہنے لگے اور پھر رفتہ رفتہ دلچسپ غزلیں اور عشقیہ فسانے منظوم ہونے لگے۔ مسلمانوں کے ذریعہ فرانس۔ اٹلی۔ سسلی وغیرہ میں شاعری پھیلی۔

اور ایسے ہی فرانس۔ جرمن اور انگلستان کے باشندوں کو مسلمانوں کے سبب سے سواری کا شوق ہوا۔ اور وہ عربی گھوڑوں کے شایق ہوئے۔ اور ان ملکوں میں شکار کا شوق بھی مسلمانوں ہی کے ذریعہ پیدا ہوا۔

مورخ تو مسلمانوں میں اسقدر ہوئے۔ جنکا شمار نہیں۔ مسلمانوں کا تاریخی مذاق شہرۂ آفاق اور اُس میں اونکا کمال اظہر من الشمس ہے۔

مسلمانوں میں سیاح بھی بکثرت گذرے ہیں۔ جو صرف علم کو ترقی دینے کے لئے مختلف ممالک کی سیر و سیاحت کرتے اور اون ممالک کے باشندوں کے حالات قلمبند کرتے اور اپنے سفر نامے لکھتے رہتے تھے۔ مسلمانوں میں مردم شماری اور سلطنت کی آمدنی و خرچ کی تفصیل اور تجارت و صنعت وغیرہ کا حال کتابوں میں درج کئے جانے کا رواج بھی شروع سے چلا آتا ہے۔

مسلمانوں کی عربی میں پوری سائیکلو پیڈیا (وہ مکمل کتاب جسمیں دنیا کی جمیع اشیاء کا پورا بیان ہو) ہے۔

مسلمانوں کے علوم و فنون کی نسبت مسیحی مورخونکی تحریریں

مسلمانونکی ترقی و تصانیف کا کچھ قدرے قلیل اندازہ مسٹر ہامر پرگشٹال کی تاریخ سے ہوسکتا ہے۔ یہ ایک بڑا نامور جرمن عالم اور مستند مورخ ہے۔ اس نے مسلمانوں کے بیان میں ایک ضخیم کتاب سات جلدوں میں لکھی ہے جس کے صفحوں کی تعداد ۷ ہزار سے زیادہ ہے اور یہ ضخیم کتاب ۶۵۶ ہجری مقدسہ اور خلیفہ مکتفی بامر اللہ کے عہد خلافت کے دسویں برس تک کے حالات میں ختم ہو گئی ہے۔ اس کتاب کے دیباچہ میں فاضل مصنف نے ایک فہرست عرب کی ان کتب تواریخ و رجال کی درج کی ہے۔ جو اس کا ماخذ ہیں۔ اس فہرست میں (۷۰۵) زیادہ کتابیں درج ہیں۔ جن میں سے اکثر کے نام بھی اکثر موجودہ مسلمانان ہند نے سنے ہونگے۔ مسلمانوں اور اُن کے علوم و فنون سے دنیا اور اہل دنیا کو جو فیض پہنچا اور ان کے ذریعہ ترقی و عروج حاصل ہوا۔ اُس کا بیان بڑا طویل ہے جسکی اس مختصر تحریر میں گنجایش نہیں۔ لہذا بخیال اختصار بعض یورپین مسیحی مورخونکی تحریروں کا خلاصہ بیان کر دیا جاتا ہے۔

بے تعصب انصاف پسند مسیحی یورپین مورخونکی رائے

مسٹر ڈراپر جو یورپین مسیحی نامور مورخ ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں کہ آجکل یورپ کے عالم و حکیم اور ہیئت دان وغیرہ چاہتے ہیں کہ اپنی بزرگی قائم کریں اور اصلی عالموں کو تاریکی میں چھوڑ دیں۔ لیکن انکی یہ کوشش انصاف کی نظروں میں حقیر و معیوب ہے۔

مسلمانونکی ترقی علوم و فنون کی تصدیق

آخرکار یورپ کے عالموں کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اُن کے علم کی بنیاد اول عربوں نے ڈالی۔ جن کو وہ غیر مہذب اور وحشی کہتے ہیں۔ عربوں نے اپنا نام آسمان کے ستارہ و نیر پر لکھدیا ہے۔ اور آجکل کے ہیئت دانوں کو بھی وہی نام استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ جو عربوں کے مقرر کردہ ہیں۔

عربوں نے صرف علوم کی طرف ہی توجہ نہیں کی۔ بلکہ انہوں نے روزمرہ کی کارآمد چیزوں پر۔ جو زندگی کا جزو اعظم ہیں۔ بھی پوری توجہ کی۔ اُنہوں نے زراعت کو بہت بڑی ترقی دی۔ اور اس کے واسطے قانون مقرر کئے۔ جانورونکی نسل بڑھائی۔ گھوڑوں اور بھیڑوں میں ترقی دینے کے ذرایع پیدا کئے۔ چاول۔ نیشکر اور روئی کا استعمال ہم کو اُنہوں نے ہی سکھایا۔ باغ کے میوے اُن کا استعمال اور اُنکی ترقی کے وسائل ہم نے اُن سے ہی سیکھے۔ ریشم کی پیدایش اور اُس سے عمدہ کپڑے بنانے کی ترکیب ہم کو پہلے معلوم نہ تھی۔ اس کا علم ہم کو مسلمانوں کی طفیل ہوا۔ بارود اور بندوق مسلمانوں نے ایجاد کی۔ جو بندوق وہ استعمال کیا کرتے تھے۔ وہ ڈھلے ہوئے لوہے کی ہوا کرتی تھی۔

علیٰ ہذا اور بہتیری ضروری و کارآمد اور مفید اشیاء کے موجد و ترقی دہندے اور بالخصوص ہم کو اُن سے واقف کرتے اور مستفید ہونے کا طریق بتلانے والے یہی مسلمان ہی ہیں۔

یہی مسٹر ڈراپر لکھتے ہیں کہ آجکل کے مصنف عربوں کی تعلیم میں بہت غلطیاں نکالتے ہیں۔ اُن کو خوب سمجھ لینا اور ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے کہ ہر قسم کی علمی ترقی کو اُس زمانہ کے حالات اور دیگر قوموں کے لحاظ سے دیکھنا چاہئے۔ کیا عجب ہے کہ ہمارے بعد ہمارے علوم میں۔ جنکو ہم اس وقت کامل سمجھ رہے ہیں۔ ہزاروں غلطیاں نکلیں۔ اسی فاضل مورخ کا بیان ہے کہ جسطرح اہرام مصری کے دیکھنے سے ہنر قدیم کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اسیطرح ہم عربوں کی کتابوں اور عمارتوں کے دیکھنے سے اُن کے علوم و فنون اور صنعت وغیرہ کی ترقی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ یہی بے تعصب و منصف مزاج مورخ افسوس کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ مسلمانونکی تصنیفیں اور انکی بنائی ہوئی چیزیں بہت کم موجود ہیں جن میں سے کچھ کو تو انقلاب زمانہ نے ضائع کر دیا اور زیادہ تر عیسائیوں کے حسد کی نذر ہو گئیں۔ جنکو انہوں نے اسلئے تلف و برباد کر ڈالا کہ آیندہ اُن کی وحشیانہ حالت زمانہ پر ظاہر ہو۔ لیکن باایں ہمہ مسلمانوں کی تصنیفات اس قسم کی ابھی تک موجود ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مشکل علوم کے ادق اور نہایت نازک مسایل تحقیق و حل کرنے میں نہایت اعلیٰ درجہ کی قوت دماغی ظاہر کی ہے اور اپنے کمال کی طاقت دکھلائی ہے۔

(باقی دارد) راقم محمد محبوب الرحمن۔

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے توبہ رجوع کرلیا ہے

امید ہے کہ دوسرے علماء بھی جنہیں سے بعض کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں اپنے عقیدہ سے آگاہی عطا فرماویں گے

حضرت اقدس مرزا صاحب کے برخلاف بہت شور علماء نے اس وجہ سے مچا رکھا تھا کہ آپ کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ آنیوالا مسیح موعود اور مہدی معہود تلوار نہیں چلائیگا۔ نہ کفار کو قتل کریگا۔ بلکہ امن اور صلحکاری کے ساتھ دلائل قاطع اور حجج نیرہ اور نشانات سماوی کے ذریعہ سے اسلام کی فتح تمام ادیان باطلہ پر کردیگا۔ برخلاف اس کے علماء اسلام کا عقیدہ جیسا کہ انکی کتب میں درج ہے یہ ہے کہ ایک مہدی ایسا آنیوالا ہے جو کہ اسلام کی ظاہری سلطنت کو دنیا کے اندر قائم کریگا اور کفار کو تلوار کے ذریعہ سے مغلوب کردیگا اب اخبار سول ملٹری گزٹ مورخہ ۱۱ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء میں جو کہ لاہور سے شائع ہوتی ہے مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے ایک مضمون شائع کیا ہے کہ مسلمانوں میں علماء کا یہ عقیدہ ہے کہ آنیوالا مہدی یا مسیح تلوار نہیں چلائیگا بلکہ صرف امن اور صلح کے ساتھ اپنا کام کریگا گویا مولویصاحب موصوف کے نزدیک تلوار چلانیوالے یا جلالی سلطنت قائم کرنیوالے مہدی کا عقیدہ صرف ان لوگوں کا ہے جو کہ **جاہل** ہیں۔ ہمیں اس بات کے پڑھنے سے خوشی ہے کیونکہ جو عقیدہ حضرت مرزا صاحب اتنی مدت سے شائع کررہے ہیں اور جسکی وجہ سے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا تھا اور جو کہ صحیح عقیدہ اسلامی ہے وہی آخرکار جناب مولویصاحب نے اختیار کیا بلکہ شائع کیا خواہ وہ اشاعت صرف انگریزی زبان میں ہی ہو لیکن ساتھ ہی ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ مولویصاحب کی اصطلاح کے مطابق ہندوستان پنجاب کے مولویوں میں سے کون کون عالم کہلانیکا حق رکھتے ہیں اور کون کون جاہل کہلانیکے مستحق ہیں اس واسطے ہم تمام مولوی صاحبان کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے عقیدہ سے ہم کو مطلع فرماکر مشکور فرماویں جو صاحب اطلاع نہ دیں گے ان کی نسبت بہرحال ہمیں یقین کرنا پڑے گا کہ وہ اپنے پرانے عقیدہ پر قائم ہیں۔ کہ ایک تلوار چلانے والا مہدی آخری زمانہ میں پیدا ہوگا۔ جسکی سلطنت ظاہری بھی ہوگی اور جو کفار کو مغلوب کرے گا۔ بعض مولویصاحبان کے نام درج ذیل ہیں۔ اور اس غرض سے انکی خدمت میں یہ اخبار روانہ کیا جاتا ہے۔

مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی۔ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی قاضی سلیمان پھلواری مولوی محمد اسحٰق صاحب پٹیالہ مولوی محمد حسن صاحب لودیانوی۔ مولوی محمد بشیر صاحب ساکن دہلی

مولوی وحید الدین صاحب امرتسری مولوی عبدالواحد صاحب امام مسجد چینیاں حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآباد

ہونے کی وجہ سے بطفیل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کہلاتے ہیں۔ اور تابع کا کام ہمیشہ متبوع کا کام سمجھا جاتا ہے پس جو حقایق و معارف اس سے پہلے مجددوں نے بیان فرمائے یا مرزا صاحب بیان فرماتے ہیں۔ اور بیان فرماوینگے۔ وہ دراصل معارف و حقایق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ کیونکہ بیان کنندے فیض محمدی سے مستفیض ہونے کی وجہ سے وارث ان حقایق و معارف قرآنی کے ہوئے اور ہیں اور ہونگے۔ جو انہوں نے بیان فرمائے۔ یا مرزا صاحب بیان فرماتے یا فرماویں گے۔ آپ نے کسطرح خیال فرمایا کہ آنحضرت صلعم سے بڑھکر یا جدا ہیں۔ آنحضرت صلعم نے جسقدر آپ کے زمانہ میں ضرورت تھی۔ حقایق و معارف قرآنی بیان فرمائے۔ آیندہ کیواسطے حسب آیت و حدیث مذکورہ جس زمانہ میں جسقدر ضرورت ہوئی تھی۔ یا ہے۔ یا ہوگی۔ فیض محمدی سے فیض یافتہ مامور من اللہ بیان فرماتے رہے اور مرزا صاحب بیان فرماتے ہیں اور فرماتے رہیں گے۔ ہمارا اسی پر ایمان ہے۔ آپ معارف و حقایق قرآنی کو محمدی و ماننے ہیں یا غیر محمدی۔ ہمارے نزدیک معارف و حقایق قرآنی [illegible] کا درس بتا۔ آپ اپنا عقیدہ ظاہر کریں۔

سوال سوئم۔ مولوی صاحب نے کہا کہ آیا معجزات برحق ہیں یا نہیں۔ اور جو شخص ان کو مکروہ اور قابل نفرت سمجھے۔ کیسا ہے وہ بولے معجزات برحق ہیں۔ اور مکروہ جاننے والا کافر۔ مولوی صاحب نے ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۹ سے یہ عبارت پڑھکر سنادی ”بہر حال مسیح کی یہ تربی کاروائیاں زمانہ حال کے موافق بطور خاص مصلحت کے تہیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لایق نہیں جیسا کہ عوام الناس اسکو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا کے فضل اور توفیق سے ابن مریم سے کم نہ رہتا“ **جواب**۔ مرزا صاحب نے ہرگز ہرگز معجزات سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ ازالہ اوہام میں آپکی پیش کردہ عبارت سے پہلے بیان فرمایا ہے کہ انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہیں جنہیں انسانکی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا جیسے شق القمر جو ہمارے سید و مولانی صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تہا۔ اور خداتعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اس کو دکھایا تہا۔ (۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے جیسے حضرت سلیمانؑ کا وہ معجزہ صرح ممرد من قواریر جسکو دیکھکر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا“ آپ انصاف سے جواب دیں کہ کیا اسی کو انکار معجزات کہا جاتا ہے۔ یہ اقرار معجزات ہے۔ یا انکار۔ پہر اسی ازالہ اوہام میں صفحہ ۳۰۵ سے پہلے لکہا ہے ”کہ جاننا چاہیئے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کیطرح صرف عقلی معجزہ تہا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کیطرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے۔ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنیوالے تھے۔ وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے کام کرتے تھے۔ اور حضرت مسیح کیوقت میں عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پہیل گئے تھے۔ اور یہودیوں نے ان کے بہت سے ساحرانہ کام سیکہلئے تھے۔ جیسا کہ قرآن کریم بھی اس بات کا شاہد ہے سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خداتعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی ہو۔ جو ایک مٹی کا کہلونا کسی کل کے دبانے یا پہونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو۔ جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے“ اور جبکہ یہ بھی امر ثابت شدہ بات ہے کہ مامور من اللہ کو حسب ضرورت زمانہ معجزہ دیا جاتا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساحران مصر کے مقابلہ میں اسی قسم کا معجزہ دیا گیا۔ اور آنحضرت صلعم کے زمانہ میں فصاحت و بلاغت کا بہت زور تہا۔ لہذا قرآن کریم میں اس قسم کی فصاحت و بلاغت عنایت فرمائی جسکے مقابلہ میں باوجود تحدی کے تا حال فصحا عاجز ہیں۔ اور تا قیامت عاجز رہیں گے۔ اسوقت بہی قلم کا زور ہے۔ سو حضرت اقدس کو اسی قسم کا معجزہ دیا گیا۔ دیکہلو بہی ذات مسیح کے مقابلہ میں باوجود مطالبہ کرنے علمائے عرب۔ بغداد و مصر۔ کابل ہند کے کوئی مقابلہ نہیں کرسکا۔ اور نہ کرسکتا ہے اسوقت نہ تو علم الترب کا زور ہے اور نہ سیاہی کی ہکو دلیل سمجہا گیا ہے۔ لہذا یہ معجزہ نہ ہونے ضرورت حقہ کے حضرت اقدس کو عنایت نہیں فرمایا گیا۔ اب اس علم کو حاصل کرنے کے لئے تضیع اوقات نہیں تو اور کیا ہے۔ مرزا صاحب نے مکروہ اور قابل نفرت معجزہ مسیح کو ہرگز نہیں فرمایا۔ بلکہ سلیمان کے معجزہ سے مثال دیکر عقلی معجزہ تسلیم فرمایا ہے۔ زمانہ حال میں جسطرح کی شعبدہ بازی صناعان یورپ کرتے ہو چڑیوں کو بناتے اور کہلونے کہیں کے طور پر بناتے ہیں۔ اسکی آجکل ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے اسکو مکروہ اور قابل نفرت فرمایا ہے۔ مسیح کیوقت میں ضرورت حقہ ہونیکی وجہ سے معجزہ عقلی تہا۔ اب بغیر ضرورت مثل صناعان یورپ مکروہ اور قابل نفرت عمل ہے۔ اسوقت ضرورت حقہ کیوجہ سے معجزہ تہا۔ عوام الناس اس مسیح کو خالق طیور خیال کرتے ہیں سو یہ معجزہ ایسا نہ تہا کہ اس سے مسیح کی خالقیت سمجھی جاتی آپ کیطرح عوام الناس حضرت مسیح کو خالق طیور خیال کرتے ہیں۔ جو اعلیٰ درجہ کا شرک ہے۔ میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ آپ ان چڑیوں کو جو پیدا ہوئی بن سکتے ہیں جو مسیح نے پیدا کی تہیں۔ کوئی فرق مابہ الامتیاز ہو تو پیش کریں۔ آپ اپنے اعتقاد کے بموجب سو طلیین وغیرہ کلہم مندرجہ ذیل آیات میں تطبیق دیں۔ (۱) سورہ توبہ پارہ ۱۰۔ اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله والمسيح ابن مريم۔ ترجمہ۔ کیونکہ ٹہرائے ہیں اپنے عالم اور درویش اللہ کو چھوڑکر رب۔ اور مسیح بیٹے مریم کو۔ یعنی مسیح کو معبود مانا ہے۔

(۲) سورہ نحل پارہ ۱۴۔ والذين يدعون من دون الله لا يخلقون شيئا وهم يخلقون اموات غير احياء وما يشعرون ايان يبعثون۔ ترجمہ۔ اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوا کچھ پیدا نہیں کرتے۔ اور خود پیدا شدہ ہیں۔ مردے ہیں جنہیں جان نہیں اور خبر نہیں رکہتے کہ کب اٹہائے جاویں گے۔ یعنی نہ معبود زندہ ہیں اور نہ انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے۔

(۳) الله الذى خلقكم ثم رزقكم ثم يميتكم ثم يحييكم هل من شركائكم من يفعل من ذالكم من شىء سبحنه وتعالى عما يشركون۔ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پہر تم کو روزی دی پہر تم کو ماریگا پہر تم کو زندہ کریگا۔ کیا کوئی ہے تمہارے شریکوں میں سے جو کرسکے ان کاموں میں سے ایک کو۔ (۴) ام جعلوا لله شركاء خلقوا كخلقه فتشابه الخلق عليهم قل الله خالق كل شىء وهو الواحد القهار۔ ترجمہ کیا انہوں نے خداتعالیٰ کے شریک ایسی صفات میں ٹہیرا رکھے ہیں کہ جیسے خدا خالق ہے وہ بہی خالق ہیں۔ اس دلیل سے انہوں نے انکو خدا مان لیا۔ انکو کہدے اے محمد صلعم کہ اللہ تعالیٰ خالق ہر ایک چیز کا ہے۔ وہ اکیلا ہر چیز پر قادر اور غالب ہے۔ دیکھو پارہ ۱۳ سورۃ رعد جناب مولوی طالب دین صاحب نے یا جن جن صاحبوں نے چاہیں مولویکر تناقض آیات کو رفع کریں مخفی نہیں کہ پہلی آیت سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح کو لوگوں نے معبود مانا۔ دوسری آیات سے واضح ہے کہ جو معبود مانے گئے ہیں۔ انہوں نے کچھ پیدا نہیں کیا۔ بلکہ خود پیدا شدہ ہیں اور مر گئے ہیں۔ اس سے مسیح نہ تو خالق طیور رہا۔ اور نہ زندہ۔ اگر آپ کا یہ عذر ہو کہ خداتعالیٰ نے اپنے ارادہ سے مسیح کو صفت خالقیت میں شریک کر رکہا تہا۔ تو یہ صریح الحاد ہے۔ اسلئے کہ اگر خداتعالیٰ اپنی صفت خاصہ الوہیت بہی غیر کو دے سکتا ہے۔ تو اس سے اسکی خدائی باطل ہوتی ہے۔ اگر یہ عذر ہو۔ کہ ہم یہ اعتقاد تو نہیں رکہتے کہ اپنی ذاتی طاقت سے خالق طیور تہا۔ بلکہ یہ طاقت قادر مطلق نے دے رکہی تہی۔ اور اسکو اختیار ہے کہ جسکو چاہے اپنا مثیل بنادے۔ ایسا عذر بالکل مشرکانہ عذر ہے۔ میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے مارنے پر قادر ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو قادر مطلق نہ رہا۔ اگر ہے تو موت باری ممتنع الذات نہ رہی پس یہ خیال کہ مسیح خالق طیور تہا سراسر مشرکانہ خیال ہے۔ کیونکہ خلق اوصاف خاصہ الوہیت سے ہے۔ اور خاصہ غیر میں نہیں پایا جاتا۔ اور اوصاف مخصوصہ خدائی اگر عباد میں تقسیم ہوسکتی ہیں۔ تو ایسی صورت میں مخلوق پرستوں کے کل مذہب صحیح و درست ہو جائیں گے۔ جسقدر مخلوق پرست لوگ ہیں انکا یہ قول ہے کہ ہمارے معبودوں کو خدا نے خدائی کی طاقتیں دے رکہی ہیں۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ مسیح کی نسبت جو یخلق من الطين کے الفاظ آئے ہیں وہ خالقیت اور قسم کی ہے خالقیت باریتعالیٰ سے اسکو کوئی مشابہت نہیں۔ اگر دراصل مسیح کے جاندار پرندے بنائے ہوئے ہوتے تو خدا کی خالقیت کے مشابہ ہو جاتے۔ اور خلقوا كخلقه کا دعویٰ باطل ہو جاتا۔ اور نیز ایسے خالقوں کے سامنے فتشابه الخلق عليهم کی مجبوری سے خالق حقیقی کی معرفت مشتبہ ہو جاتی۔ ہو المطلوب۔ آپ جس اخبار میں چہپا ہے چہپوا کے اس کا پرچہ میرے پاس بہیجدیویں۔ فقط۔

خادم احمدی غلام حسین لیس نائک ساکن بہوجہال کلاں تحصیل پنڈ دادنخاں حال مقیم پہاولی جہلم میٹن ۲۲ جی کی ۸؎ +

پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب کی توجہ طلب

محکمہ ڈاکخانہ کے متعلق جسقدر مضامین میں نے آج تک شائع کئے ہیں میں بڑی خوشی اور مسرت سے ظاہر کرتا ہوں کہ صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل نے ان پر علی العموم توجہ فرمائی ہے۔

اور مجھے جب سے صاحب ممدوح سے ذاتی نیاز حاصل ہوا ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ اصلاح کے کاموں میں پبلک اوپینین کی بڑی قدر کرنے والے ہیں انہیں قدرت نے سوچنے والا دماغ عطا کیا ہے پچھلے دنوں میں نے جو ان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی تھی کہ اکثر مقامات پر جہاں ہندو پوسٹماسٹر ہیں وہاں ڈپٹی مسلمان ہونا چاہئے آپ نے ایکشن لیا ہے اور مناسب اصلاح آپ کر رہے ہیں۔ ایک قوم کے عنصر کا بڑھ جانا انتظامی طور پر بھی خطرناک ثابت ہوا ہے اور صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل اس امر کو مشاہدہ کر چکے ہیں اگرچہ صاحب ممدوح نے میری تحریروں پر توجہ فرما کر اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے تاہم میں اس کے لئے ان کا ممنون ہوں میں انشاء اللہ سعی کروں گا کہ جہانتک ممکن ہو صحیح واقعات ان تک پہونچائے جاویں۔ اب میں ایک اور ضروری امر صاحب ممدوح کی توجہ کے لئے پیش کرتا ہوں امید ہے اس پر جلد نوٹس لیں گے۔

پچھلی مرتبہ ڈاکخانہ دہلی کے بارہ میں عرض کیا تھا کہ وہاں پر کل اسٹاف ہندو ہے اب جو ہم فسٹ کلاس ہیڈ آفس کیطرف نظر کرتے ہیں تو ہم کو کل کے کل ایسے ہی نظر آتے ہیں مثلاً پشاور ہیڈ آفس میں ایک انگریز پوسٹماسٹر ہے جن کے ڈپٹی لالہ منگل سین صاحب مستقل اور بابو بدھاوا رام صاحب قایم مقام ہیں۔ بابو ٹھاکر سنگھ صاحب سب پوسٹماسٹر پشاور شہر مستقل اور بابو دولت رام صاحب قائم مقام ہیں بابو نوبت رائے صاحب ہیڈ کلارک اور بابو ناجپت رائے صاحب اکاونٹنٹ کلارک ۔ــ اور بابو جیرام اور بابو رامجی داس اور کندن لال ـــ للعہ گریڈ میں بابو دیوکی نندن شیو پرشاد رامجی داس غلام غوث لال گنپت رائے کلارک پشاور شہر اور ٹون انسپکٹر موتی رام صاحب ہیں۔

ایسا ہی حال راولپنڈی ہیڈ آفس کا ہے یعنے اسجگہ پر پوسٹماسٹر صاحب تو یورپین ہیں اور ڈپٹی پوسٹماسٹر صاحب بابو نانک چند صاحب ہیں اور اسسٹنٹ پوسٹماسٹر صاحب پنڈت سیرانند صاحب ہیں اکاونٹنٹ منشی نور محمد ہیڈ کلارک لچھمی دہر ـــ گریڈ میں بابو نرنجن داس و بابو کریم بخش اور ـــ کے گریڈ میں بابو بیلی رام جنکی جگہ پر بابو برج لال آنیوالے ہیں بابو مرلی رام بابو کندن لال بابو رلا رام و بابو لابھ دین ہیں اور للعہ کے گریڈ میں بابو بھوانی پرشاد کرپال سنگھ عبدالقادر محمد بخش محمد حافظ نہال مولچند ہیں۔ اب اس موقعہ خیال کرنیکا مقام ہے کہ جب اسقدر ہندو اسٹاف ہو تو بیچارے مسلمان کلارکونکا کیا حال ہوگا اس سے تو یہی بہتر ہوتا کہ راولپنڈی ہیڈ آفس میں جو چیدہ چیدہ مسلمان کلارک ہیں انکو کسی دوسری جگہ تبدیل کر دیا جاتا تاکہ جو جو تکالیف ان کے

ہاتھ سے مسلمانوں کو پہونچتی ہیں نہ پہونچتی۔ اس موقع پر یہ بھی ظاہر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ راولپنڈی ہیڈ آفس میں جو آرام کی برانچیں ہیں ان میں سب ہندو کلارک لگائے گئے ہیں مثلاً کار سپانڈنٹ برنچ بابو کرپا رام جو کہ ایک للعہ روپیہ ماہوار کا کلارک ہے ہیڈ آفس کی برانچ ہے اور بابو مہر چند اور بابو بدری ناتھ جو کہ ـــ روپیہ کے کلارک ہیں ان کے اسسٹنٹ ہیں اب اس موقع پر ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ جو مسلمان کلارک جو دفتر میں کام کر رہے ہیں ان میں سے کوئی بھی اس قابل نہیں کہ کار سپانڈنٹ میں کام کر سکے کیا کام ڈاکخانہ ان ہر سہ کلارکاں کو یاد رہ سکے گا جس حالت میں کہ ایک عرصہ دراز سے اس برنچ میں کام کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو ہر پہلو سے تکلیف دیتے رہتے ہیں اور افسروں کے سامنے چغلیاں کھا کر مسلمانوں کی بدگوئیاں کر کے انکو نقصان پہونچا رہے ہیں۔ بابو نرنجن داس جو کہ ایک مستقل تنخواہ کے کلارک ہیں کیا کبھی ان کو منی آرڈر یا رجسٹری یا سیونگ بنک کے برنچ میں لگا کر بھی اس کا کام ملاحظہ کیا گیا ہے یا صرف ڈلیوری اور سارٹنگ میں ہی کام کر سکتے ہیں عرصہ چند یوم کا ہوا کہ پوسٹماسٹر صاحب نے بابو کندن لال کو ہیڈ رجسٹری کلارک کیا تھا پھر کیا وجہ ہوئی کہ ان کو فوراً ان کی اپنی اصلی جگہ پر یعنی پارسل کلارکی پر واپس کر دیا گیا بابو مولچند جو کہ رسیدیں ہی لگانے کے قابل ہیں للعہ روپیہ کی کلارکی اور رسیدیں چسپاں کرنا یہ آرام کی مدیں نہیں اور کیا ہیں۔ ٹون سب آفسوں کو نظر کرو تو وہاں بھی اندھیر مچا ہوا ہے راولپنڈی کچہری میں بابو سیا داس صاحب سب پوسٹماسٹر ہیں شہر میں بابو بدھاوا رام سٹڈری روڈ کا ڈاکخانہ ہے اسمیں بابو دنی چند ہیں گنج میں بابو بسنت سنگھ ہیں صدر بازار میں بابو پریم داس لال کرتی میں البتہ منشی عبدالحکیم ہے تو اسکی بھی خبر نہیں ہے اوس کے برخلاف بہت سی شکایتیں ان ہندو کلارکوں کے اغواسے ہو رہی ہیں دیکھئے اس بیچارے کے ساتھ کیونکر گذرتی ہے میری رائے میں تو اس بیچارے کو کسی ہیڈ آفس میں تبدیل کر کے منی آرڈر کا ہیڈ کلارک کرویں تو بہتر ہے تاکہ جو نقصان ہندوؤں کے ہاتھ سے اس کو پہونچتے ہیں نہ پہونچیں۔ کیونکہ اس برنچ میں پیشتر بھی اس شخص نے کام کر لیا ہے اور بجائے دو آدمیوں کے اکیلے نے کام لیا گیا تھا بعض اس واسطے کہ اس کو نالایق کر دیا جاوے اور ـــ سے تنزل کرا کے ـــ پر پھر واپس کرایا جاوے مگر خداوند کریم کی مہربانی شامل حال تھی تو اس مرحلہ کو تو طے کرایا تھا اب سب پوسٹماسٹری سے دیکھئے کیونکر نجات ملتی ہے۔ علی ہذا القیاس انبالے ہیڈ آفس کو ملاحظہ کریں معلوم ہو جائیگا اسجگہ کیا حال ہے۔ پوسٹماسٹر صاحب یورپین ہیں بابو کرپا رام صاحب ڈپٹی پوسٹماسٹر ہیں بابو بشن داس اکاونٹنٹ اور بابو نہال سنگھ ہیڈ کلارک گوبند رام کلارک دوم۔ بابو مکرجی صاحب کلارک تنخواہ ـــ پر مقرر ہیں اور اسی گریڈ میں بابو راما نند ہیں اور ـــ کے گریڈ میں بابو رام چھپال لوکناتھ و جگن ناتھ اور سید احمد ہیں اور للعہ گریڈ میں بابو گنپت لال ٹون انسپکٹر اور عبدالغنی کا نشی رام بابو سیتا رام سری کشن بھگوانداس ہیں اس کل ہیڈ آفس میں تو صرف دو ہی مسلمانوں کی شکلیں نظر آتی ہیں اب ان کے دل سے کوئی پوچھے کیا حالت گذرتی ہوگی ہم کو تو اس لسٹ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان نہ تو اوپر کے کسی گریڈ میں ہی پائے جاتے ہیں اور نہ کم تنخواہ پر نظر آتے ہیں انکی

کے حوالہ کردوں گا۔ جس کا اعلان میں انجمن مذکور کی طرف سے شایع کرا دونگا۔

(۸)۔ یہ کہ اگر میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش جمع کرا چکا ہوں گا یا کروں گا یا میری جائیداد متروکہ سے وصول ہوئے ہیں۔ اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے وارثان کو نہ ہوگا بلکہ انجمن مذکور کو ہوگا۔

(۹) میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اگر کوئی اور جائیداد اس کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد سوائے جائیداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو تو اس کا فیصلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ۴ و ۵ میں کیا ہے۔ میں ایسی جائیداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۱۰) یہ کہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں یہ بھی شرط فرمائی تھی کہ جو شخص اس مقبرہ بہشتی میں دفن ہونا چاہتا ہے۔ وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے سو وہ بھی میں حسب توفیق پہلے ادا کر چکا ہوں۔ فقط۔ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار

العبد

الٰہی بخش حجام ولد قادر بخش احمدی سکنہ ملتان اندرون پاک دروازہ

مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء

نویسندہ۔ خاکسار سربلند محرر نہر احمدی مورانہ لنگانہ

گواہ شد

محمد بدر الدین احمدی ہیڈ ماسٹر مدرسہ سٹی نارمل میونسپل بورڈ ملتان شہر

گواہ شد

الٰہی بخش احمدی سیکنڈ ماسٹر مدرسہ اسلامیہ ملتان شہر

گواہ شد

عبد الرحمان ولد غلام نبی رنگریز احمدی بقلم خود

وصیت ۹۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں مسمی عبد اللہ خان ولد چودھری غلام حسین قوم جٹ ساکن بہلولپور ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ شرط ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے یہاں پر درج نہیں کیا گیا۔

۴۔ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد موجودہ و آئندہ کا جو میں پیدا کروں دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو زیر شرائط موجودہ و آئندہ مجریہ انجمن مذکور۔ میری زندگی میں اگر میں خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے ادا کر سکوں یا میرے مرنے کے بعد میرے ورثا میری اس وصیت کے پابند ہونگے۔ کل جائیداد نو ہزار کا دسواں حصہ نو سو روپیہ۔ تفصیل ذیل ہے

تفصیل جائیداد موجودہ

نمبر شمار	قسم جائیداد	تعداد جائیداد	قبضہ کی حیثیت	قیمت کل	دسواں حصہ کی قیمت
۱	زمین زرعی واقعہ بہلولپور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ	۱۷ گھماؤں	مالکانہ	الصہ ۱۷۰۰ سترہ سو روپیہ	ما ۱۷۰
۲	زمین زرعی واقعہ چک ۱۲۷ بہلولپور ضلع لائلپور	۵۵ گھماؤں ۲ کنال	مقبوضہ	للعہ ۵۶۰۰ چھپن ہزار چھپن سو	۵۶۰
۳	”	۲۸ گھماؤں	غیر مقبوضہ بعوض خدمت نمبرداری	الصہ ۱۷۰۰ ایک ہزار سات سو	ما ۱۷۰
				۹۰۰۰	۹۰۰

مکانات سکنی واقعہ بہلولپور ۱۲۷ رکھ برانچ ضلع لائل پور اور واقعہ بہلولپور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ موجودہ و آئندہ اس وصیت سے خارج ہونگے اگر کسی شہر میں مکان بناؤں یا زمین خریدوں یا کوئی اور تجارت کے طور پر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکا بھی دسواں حصہ دینے کا میں اپنی زندگی میں خود اور میرے مرنے کے بعد اگر میں زندگی میں نہ ادا کروں تو میری ورثا ذمہ دار ہونگے چونکہ زمین مقبوضہ و غیر مقبوضہ جنکی مالک سرکار ہے کے متعلق وصیت کرنا جائز ہے اسواسطے میں نے کل زمین ملکیت اور مقبوضہ اور غیر مقبوضہ کی قیمت مقرر کردی ہے جو میری اپنی سمجھ کے مطابق نو ہزار روپیہ ہوتا ہے اور دسواں حصہ مبلغ نو سو روپیہ اپنی زندگی میں ادا کردونگا یا میرے بعد میری اولاد یہ رقم ادا کرنیکی ذمہ وار ہوگی اسیطرح اور جائیداد کا بھی جو آئندہ زمیہ شرائط سند رجہ بالا خریدی جاوے دسویں حصہ کا روپیہ میں یا میری اولاد دینے کی ذمہ وار ہوگی ۸ فروری ۱۹۰۷ء

العبد۔ عبد اللہ خان ولد چودھری غلام حسین قوم جٹ احمدی نمبردار بہلولپور رکھ ۱۲۷ ضلع لائلپور بقلم خود

گواہ شد۔ اللہ بخش ولد نبی بخش آبادکار ۱۲۷ رکھ ضلع لائل پور نشانی انگوٹھہ

گواہ شد۔ محمد الدین احمدی ولد فضل داد قوم جٹ آبادکار چک ۱۲۷ رکھ برانچ ضلع لائل پور

وصیت ۹۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں کریم بخش ولد الہٰ دتا قوم آرائیں ساکن رائے پور علاقہ ریاست نابھہ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ شرط ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور فارم مطبوعہ پر ہے۔ لہذا اسکا اس جگہ اندراج نہیں کیا۔

۴۔ میں اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اپنی وصیت کے متعلق مبلغ ... مکان اور زمین وغیرہ کے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کر چکا ہوں اور انشاء اللہ العزیز اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہونگا۔ فقط ۱۴

مکرر یہ کہ میرے مرنے کے بعد جو میری جائیداد ہوا سکا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔

العبد۔ کریم بخش سکنہ رائے پور علاقہ ریاست نابھہ۔ گواہ شد مہدی حسین مہاجر قادیان خادم مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام۔ گواہ شد میاں کریم بخش باورچی لنگرخانہ حضرت اقدس قادیان

وصیت ۹۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں لعل الدین ولد محمود قوم باغبان ساکن قتال پور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ شرط ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اسلئے اسکا اس جگہ اندراج نہیں کیا۔ ۴۔ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میں بشرح صدر اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ انجمن کو بہ تعمیل رسالہ الوصیت مہینہ یا دو مہینہ کے بعد حساب کر کے بھیجا کرونگا اسمیں خود امین رہونگا یہ اقرار نامہ اشتعال المدم

ہوتحریر کرگا اسنے ... مارچ ۱۹۰۷ء العبد لعل الدین باغبان۔ گواہ شد سلطان حامد احمدی بقلم خود۔ گواہ شد تابعدار حسام الدین بقلم خود

نمبر ۲۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۱۶ء مطابق ۲۹ جمادی الثانی | جلد ۲۰

ایک دریافت طلب امر

برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

سال گذشتہ کے اختتام پر ایک قاعدہ تجویز کیا گیا تھا جس کا منشاء یہ تھا کہ صدر انجمن احمدیہ کی تمام مدات کی آمد مفصل ماہوار شائع ہوا کرے لیکن پہلے ہی مہینہ میں جب اس آمد کی تفصیل کمیٹی کے سامنے آئی تو معلوم ہوا کہ اسکی چھپوائی پر ایک کثیر رقم ماہوار خرچ ہوگی لہذا اس قاعدہ کو منسوخ کر کے اسکی بجائے یہ قاعدہ تجویز کیا گیا کہ ہر ایک رقم کی جو دفتر محاسب میں پہونچے خواہ وہ کسی مد کی ہو ایک رسید باضابطہ دفتر محاسب سے دی جایا کرے جس کا مثنی دفتر محاسب میں رہے مگر ہر سے کم رقم کی رسید نہ دیجاوے۔ اور یہ اعلان کر دیا جاوے کہ فرستندہ روپیہ کو اگر دفتر محاسب کی رسید نہ پہونچے تو اسے اپنے روپیہ کے متعلق فی الفور خط و کتابت کرنی چاہیئے۔ چنانچہ اس قاعدہ پر اب تک عملدرآمد ہو رہا ہے اور جو رسیدیں کارڈوں پر فرستندگان رقوم کی خدمت میں بھیجی جاتی ہیں ان کا مثنی کارڈ دفتر محاسب میں رہتا ہے اور حسب منشاء فیصلہ کمیٹی اخبارات کے ذریعہ اور رسالہ میں یہ عام اعلان کر دیا گیا ہے کہ جو صاحب کوئی رقم دفتر محاسب میں بھیجیں اور انہیں باضابطہ رسید محاسب کے دفتر سے محاسب کی دستخطی نہ پہونچے وہ اپنی رقم کے متعلق خط و کتابت کر کے دریافت کریں۔ اب بعض احباب نے پھر یہ تحریک مجلس ناظم کے سامنے پیش کی ہے کہ رسیدیں بطور ضمیمہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز چھپنی چاہئیں۔ اسپر مجلس ناظم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس امر کا قطعی فیصلہ کرنے کے لئے احمدی پبلک کی رائے اس معاملہ میں لیجاوے لہذا بذریعہ اخبارات تمام احمدی احباب اور بالخصوص احمدی انجمنوں کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا جاتا ہے کہ وہ اس سوال کے دونوں پہلوؤں پر غور کر کے اپنی اپنی رائے سے سکرٹری مجلس ناظم کو مطلع کریں چونکہ ایک ایک فرد کی رائے سے معاملہ طول پکڑے گا۔ اس لئے مناسب ہے کہ ہر ایک جگہ احمدی احباب اپنی اپنی انجمنوں میں اس معاملہ کو پیش کر کے انجمن کے فیصلہ سے اطلاع دیں اس طریق سے مجموعی رائے سب احمدی احباب کی مجلس ناظم کے سامنے آجاوے گی سو ان تمام راؤں پر غور کر کے مجلس ناظم اپنی رائے کے ساتھ اس معاملہ کو مجلس معتمدین میں پیش کرے گی۔ تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ماہ اگست کے اندر اندر اس معاملہ پر بحث کر کے آخری رائے سے مجلس ناظم کو اطلاع دیں۔ چونکہ یہ معاملہ جلدی پیش ہونا چاہیئے۔ اس لئے صرف اختتام اگست تک ایسی راؤں کا انتظار کیا جاوے گا۔

وجوہات رسیدوں کے چھپوائی کی ضرورت کے حسب ذیل دیئے گئے ہیں

(۱) اس سے تحریص چندہ دہندگان وغیرہم میں زیادہ چندہ دینے یا از سر نو چندہ شروع کرنے کی پیدا ہوتی ہے۔

(۲) چندہ دہندگان باقاعدہ ماہوار چندہ بھیجا [illegible] کوشش کرتے ہیں۔

(۳) مخالفوں یا منافقوں کی بہت سی بدظنیاں اس سے رفع [illegible] جاتی ہیں۔

(۴) اس سے ہر قسم کی رسید [illegible] رقم پہنچی ہے جن کی [illegible] سکتی ہے اور ایسی چھوٹی چھوٹی رقومات کی رسید [illegible] کرتی [illegible] کیونکہ غلطیاں عموماً ایسی رقومات میں ہی [illegible] ہوا کرتی ہیں۔

(۵) چونکہ یہ انجمن پبلک اور رجسٹرڈ ہے اس واسطے [illegible] اسکی آمد شائع ہونی

مخالفت

اخبار الحکم مطبوعہ ۲۴؍ جولائی ۱۹۰۷ء میں ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کا ایک خط بجواب مولوی نور الدین صاحب چھپا ہے جسمیں انہوں نے اپنے الہام اور پیشگوئیاں بھی درج کی ہیں۔ اور قابل ایڈیٹر اخبار موصوف نے اس خط کے مضمون پر یہ ادعا ظاہر کیا ہے کہ دیکھئے مولویصاحبان مذہب اسلام ڈاکٹر صاحب کی نسبت کیا فتوے دیتے ہیں۔

مجھکو اس امر سے توکوئی بحث نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئیاں صحیح ہیں یا غلط یہ امر تو خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔ میرے نزدیک دریافت طلب یہ امر ہے کہ مولویصاحبان اُن کی نسبت کیا فتوے دیں گے۔ تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مولویصاحبان اُن کی نسبت کچھ نہیں کہیں گے۔ کیونکہ قدرت کا یہ مستمرہ قانون ہے کہ خدا کے ماموروں کے ساتھ اُس زمانہ کے آدمی مخالفت کیا کرتے ہیں اور یہی امر انکے کام کی ترقی کا باعث ہوتا ہے بلکہ جسقدر زیادہ مخالفت ہوگی اسی قدر ان کا طریق ریفارم زیادہ ترقی کرے گا۔ پہلے ہم اپنے پیارے نبی کے حالات کو پیش کرتے ہیں اُن کے مخالفوں نے کسقدر سخت مخالفت کی اور قتل تک منصوبہ کئے اور آپ اپنے مولا کے حکم سے جان بچا کر بھاگ گئے اور تین دن تک غار ثور میں چھپے رہے پھر مدینہ کو تشریف لے گئے۔ پھر ان کے شایع کردہ دین نے ان کی ہی آنکھوں کے سامنے کہانتک ترقی کی۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ وقت کہ جب آنحضرت ایک فاتح کے شان سے حرم بیت اللہ میں بیٹھے ہیں اور روسار قریش مجرموں کی طرح دست بستہ حضور کے سامنے کھڑے ہیں کس امر کا نتیجہ تھا؟ سو اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ تین دن تک غار ثور میں چھپے رہنے کا۔

غرض یہ مخالفت ہی ترقی اشاعت سچے مذہب کا ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اس میں قدرت کی یہ حکمت ہے کہ اس مخالفت میں مامورین اللہ کا امتحان مطلوب ہے۔ اس کے سچے جوش کی آزمایش ہے۔ اور یہی اوس کی سچائی کی بڑی بھاری دلیل ہے اگر اسمیں سچائی اور راستی کی روح نہیں بولتی تو اوس نے اتنی تکلیفات اور تصدیعات مخالفت کس لئے گوارا کر رکھی ہیں۔ اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا یہی بڑا بھاری ثبوت ہے کہ ان کی سخت سے سخت مخالفت ہوئی اور ہو رہی ہے۔ اور آپ اوسی دھن میں لگے ہوئے ہیں۔ اور وہی مخالفت اُن کی ترقی ریفارم کا ذریعہ بن رہی ہے۔ اور یہ الہام۔ یاتیک من کل فج عمیق۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے سچا ہوتا دیکھ لیا۔ سعید الفطرت آدمی کے لئے راستی کا ایک نکتہ کافی ہے العاقل تکفیہ الاشارۃ۔ اور بد طینت اور شقی القلب آدمیوں نے آنحضرت کی ساری پیشگوئیوں کو اپنے سامنے پوری ہوتے دیکھا۔ مگر ایمان نہیں لائے۔

دنیا میں ہمیشہ سے سچائی کی مخالفت کی جاتی ہے کیونکہ راستی عام انسانی خیالات کے برخلاف ہوتی ہے اس لئے اسکی مخالفت ضرور ہوتی ہے۔ اور راستی چونکہ راستی ہے اور انسانی اُن طبیعتوں پر ضرور اثر کرتی ہے جن میں راستی کی طلب قدرت نے ودیعت کی ہے اس لئے وہ راستی کا حامی اور پیرو کار شخص ضرور کامیاب ہوتا ہے۔

اور یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ دو شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کریں اور دونوں سچے ہوں؟ سچا وہی ہے جس کی صداقت کا ثبوت خدا کے مقرر قانون سے مل چکا۔ اور جو شخص جناب خاتم المرسلین کی پیروی کے سارے منازل (مخالفت عام۔ اور تکلیف دہی باحد دشنام دہی سے یاد کرنا) اور اُن کا اوسی اصلاح مذہب میں لگے رہنا جن کے لئے وہ مامور ہوئے ہیں وہی شخص محمد رسول اللہ کا سچا خادم کہلانے کا استحقاق رکھتے ہیں۔ نہ کہ ہر ایک شخص جو منہ سے کہدے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے ؎

سرمد غم عشق بوالہوس را ندہند
سوز دل پروانہ مگس را ندہند

جو مخالفت مرزا صاحب کی ہوئی وہ ڈاکٹر صاحب کی نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کا دعوےٰ سچا نہیں ہے۔ اور ان کا دعویٰ اس لئے سچا نہیں کہ پہلے دعویدار کا دعوےٰ تصدیق ہو چکا۔ کیا ہر ایک مدعی مسیحیت سچا ہو سکتا ہے اور اس کے دعوے کے بطلان کی یہی دلیل کافی ہے کہ اسکی مخالفت نہیں ہوتی۔ بلکہ اسکی تائید کی جاتی ہے۔

محمد رسول اللہ پر تو فوجیں لے لے کر چڑھائی کرتے ہیں۔ اور مسیلمہ کی مدد کو لاکھوں آدمی خود بخود جمع ہو جاتے۔ میری رائے میں ڈاکٹر صاحب کا یہ دعوےٰ (مسیح موعود) حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کی غرض سے ہے جیسا کہ مسیلمہ کا دعویٰ جناب خاتم المرسلین کی مخالفت کے لئے تھا اور امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب بھی بمقابلہ حضرت مرزا صاحب کے وہی کامیابی حاصل کریں گے جو مسیلمہ کو ہوئی۔ اور ضرور ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ نیچرل لا یہی ہے۔

غلام احمد خاں کاٹھگڈہ ضلع ہوشیارپور

کوئی سعادتمند حصہ لے گا

میاں محمد حسن ایک مخلص اور دیندار احمدی اراکیں زمیندار ہے اور مہاجر قادیاں ہے وہ ایک خوش حیثیت نہری اراضی کا مالک ہے اور قادیاں کی اقامت کا جوش اور شوق اسے قادیاں لے آیا ہے جہاں کی اس نے مستقل رہایش اختیار کر لی ہے اور دفتر میگزین قادیاں میں ہیڈ دفتری ہے اسکی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس میں سے ایک بچہ ہے جو دینیات کی تعلیم پاتا ہے۔ محمد حسن حضرت اقدس کے ارشاد و ہدایت کے بموجب نکاح کرنا چاہتا ہے اور حضرت ہی کے ارشاد اور تحریک کا اعلان کیا جاتا ہے۔ جو بھائی میاں محمد حسن سے رشتہ کرنا چاہتے ہوں وہ اطلاع دیں یہ تعلق انشاء اللہ حضرت کی رضا کا موجب ہوگا۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر الحکم قادیاں ہو۔

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

آجکل کا فقر اور فقراء

۲۵ جولائی ۱۹۰۷ء - فرمایا۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ آجکل بہت لوگ فقیر بنتے ہیں۔ مگر سوائے نفس پرستی کے اور کوئی غرض اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اصل دین سے بالکل الگ ہیں جس دنیا کے پیچھے عوام لگے ہوئے ہیں اسی دنیا کے پیچھے وہ بھی خراب ہو رہے ہیں۔ توجہ اور دم کشی اور منتر جنتر اور دیگر ایسے امور کو اپنی عبادت میں شامل کرتے ہیں۔ جن کا عبادت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ صرف دنیا پرستی کی باتیں ہیں اور ایک ہندو کافر اور ایک مشرک عیسائی بھی ان ریاضتوں اور انکی مشق میں شامل ہو سکتا بلکہ ان سے بڑھ سکتا ہے۔ اصلی فقیر تو وہ ہے جو دنیا کے اغراض فاسدہ سے بالکل الگ ہو جائے اور اپنے واسطے ایک تلخ زندگی قبول کرے۔ تب اس کو حالت عرفان حاصل ہوتی ہے اور وہ ایک قوت ایمانی کو پاتا ہے آج کل کے پیرزادے اور سجادہ نشین نماز جو اعلےٰ عبادت ہے۔ اسکی پا تو پروا نہیں کرتے یا ایسی طرح جلدی جلدی ادا کرتے ہیں جیسے کہ کوئی بیگار رکاٹنی ہوتی ہے۔ اور اپنے اوقات کو خود تراشیدہ عبادتوں میں لگاتے ہیں جو خدا اور رسول نے نہیں فرمائیں۔ ایک ذکر ارّہ بنایا ہوا ہے جس سے انسان کے پھیپھڑے کو سخت نقصان پہونچتا ہے۔ بعض آدمی ایسی مشقتوں سے دیوانے ہو جاتے ہیں اور بعض مر بھی جاتے ہیں جو دیوانے ہو جاتے ہیں اُن کو جاہل لوگ ولی سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنی رضامندی کی جو راہیں خود ہی مقرر فرما دی ہیں وہ کچھ کم نہیں۔ خدا تعالیٰ ان باتوں سے راضی ہوتا ہے۔ کہ انسان عفت اور پرہیزگاری اختیار کرے۔ صدق و صفا کے ساتھ اپنے خدا کی طرف جھکے۔ دنیوی کدورتوں سے الگ ہو کر تبتل الی اللہ اختیار کرے۔ خدا تعالیٰ کو سب چیز پر اختیار کرے۔ خشوع کے ساتھ نماز ادا کرے۔ نماز انسان کو منزہ بنا دیتی ہے۔ نماز کے علاوہ اٹھتے بیٹھتے اپنا دھیان خدا کی طرف رکھے یہی اصل مدعا ہے جس کو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تعریف میں فرمایا ہے کہ وہ اٹھتے بیٹھتے خدا تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی قدرتوں میں فکر کرتے ہیں۔ ذکر اور فکر ہر دو عبادت میں شامل ہیں۔ فکر کے ساتھ شکرگزاری کا مادہ بڑھتا ہے۔ انسان سوچے اور غور کرے کہ زمین اور آسمان ہوا اور بادل۔ سورج اور چاند۔ ستارے اور سیارے سب انسان کے فائدے کے واسطے خدا تعالیٰ نے بنائے ہیں۔ فکر معرفت کو بڑھاتا ہے۔ غرض ہر وقت خدا کی یاد میں اس کے نیک بندے مصروف رہتے ہیں اسی پر کسی نے کہا ہے۔ کہ جو دم غافل سو دم کافر۔ آجکل کے لوگوں میں صبر نہیں۔ جو اس طرف جھکتے ہیں وہ بھی ایسے مستعجل ہوتے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ پھونک مار کر ایک دم میں سب کچھ بنا دیا جائے۔ اور قرآن شریف کی طرف دھیان نہیں کرتے۔ کہ اس میں لکھا ہے۔ کہ کوشش اور محنت کرنیوالوں کو ہدایت کا راستہ ملتا ہے خدا تعالیٰ کے ساتھ تمام تعلق مجاہدہ پر موقوف ہے جب انسان پوری توجہ کے ساتھ دعا میں مصروف ہوتا ہے تو اس وقت اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور وہ آستانۂ الٰہی پر آگے سے آگے چلا جاتا ہے۔ تب وہ فرشتوں کے ساتھ مصافحہ کرتا ہے۔ ہمارے فقراء نے بہت سی بدعتیں اپنے اندر داخل کر لی ہیں۔ بعض نے ہندوؤں کے منتر بھی یاد کئے ہوئے ہیں۔ اور ان کو بھی مقدس خیال کیا جاتا ہے۔ ہمارے بھائی صاحب کو ورزش کا شوق تھا۔ ان کے پاس ایک پہلوان آیا تھا۔ جاتے ہوئے اس نے ہمارے بھائی صاحب کو الگ لیجا کر کہا کہ میں ایک عجیب تحفہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو بہت ہی قیمتی ہے۔ یہ کہکر اس نے ایک منتر پڑھکر ان کو سنایا اور کہا کہ یہ منتر ایسا پر تاثیر ہے۔ کہ اگر ایک دفعہ صبح کے وقت اس کو پڑھ لیا جاوے تو پھر سارا دن نہ نماز کی ضرورت باقی رہتی ہے اور نہ وضو کی ضرورت۔ ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے کلام کی ہتک کرتے ہیں۔ وہ کلام پاک جس میں ھدًی للمتقین کا وعدہ دیا گیا ہے خود اسی کو چھوڑ کر دوسری طرف بھٹکتے پھرتے ہیں۔ انسان کے ایمان میں ترقی تب ہی ہو سکتی ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرمودہ پر چلے اور خدا پر اپنے توکل کو قائم کرے۔

ایک دفعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو دیکھا کہ وہ کھجوریں جمع کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کس لئے ایسا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ کل کے لئے جمع کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا توکل کے خدا پر ایمان نہیں رکھتا لیکن یہ بات بلال کو فرمائی اور ہر ایک کو وعظ اور نصیحت انکی برداشت کے مطابق کیا جاتا ہے۔

نصیحت

ایک شخص نے عرض کی۔ کہ میں پہلے فقراء کے پاس پھرتا رہا اور کئی طرح کی مشکل ریاضتیں انہوں نے مجھ سے کرائیں۔ اب میں نے آپ کی بیعت کی ہے۔ تو مجھے کیا کرنا چاہئے۔ فرمایا نئے سرے سے قرآن شریف کو پڑھو۔ اور اس کے معانی پر خوب غور کرو۔ نماز کو دل لگا کر پڑھو۔ اور احکام شریعت پر عمل کرو۔ انسان کا کام یہی ہے آگے پھر خدا کے کام شروع ہو جاتے ہیں جو شخص عاجزی سے خدا تعالیٰ کی رضا کو طلب کرتا ہے خدا اس پر راضی ہوتا ہے۔

اختلاف فقہاء

فرمایا آجکل کے علماء کے درمیان باہم مسائل کے معاملہ میں اسقدر اختلاف ہے۔ کہ ہر ایک مسئلہ کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس میں اختلاف ہے۔ جیسا کہ لاہور میں ایک طبیب غلام دستگیر نام تھا وہ کہا کرتا تھا۔ کہ مریضوں اور اُن کے لواحقین کی اس ملک میں رسم ہے۔ کہ وہ طبیب سے پوچھا کرتے ہیں۔ کہ دوا گرم ہے یا سرد۔ تو میں نے اس کے جواب میں ایک بات رکھی ہوئی ہے۔ میں کہہ دیا کرتا ہوں کہ اختلاف ہے۔ اول تو اس اختلاف کے کئی فرقے ہیں۔ پھر مثلاً ایک فرقہ حنفیوں کا ہے انمیں سے آپس میں اختلاف ہے۔ پھر خود امام ابو حنیفہ کے اقوال میں اختلاف ہے۔

آجکل کے پیروں کے مرید

فرمایا آجکل کے پیر اکثر فاحشہ عورتوں کو مرید بناتے ہیں۔ بعض ہندوؤں کے پیر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنی بدکاریوں پر اور اپنے کفر پر برابر قایم رہتے ہیں صرف پیر کو چندہ دیکر وہ مریدین سکتے ہیں اعمال خواہ کیسے ہی ہوں۔ اسمیں کوئی حرج نہیں سمجھا جاتا اگر ایسا کرنا جائز ہوتا۔ تو آنحضرت ابو جہل کو بھی مرید بنا سکتے تھے۔ وہ اپنے بتوں کی پرستش بھی کرتا رہتا اور اس قدر لڑائی جھگڑے کی ضرورت نہ پڑتی۔ مگر یہ باتیں بالکل گناہ ہیں۔

آخری مرحلہ

۲۱؍ جولائی ۱۹۰۸ء۔ ڈاکٹر عبدالحکیم نے حضرت کے متعلق جو الہام شائع کیا ہے اس کا ذکر تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ آخری مرحلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اب آخری فیصلہ کی تقریب پیدا کر دی ہے براہین احمدیہ کے آخر میں وحی الٰہی درج ہے۔ انا فتحنا لك فتحاً مبیناً وہی فتح ہے۔ اسپر اللہ تعالیٰ ایسے امور ظاہر کریگا۔ کہ لوگ سمجھ لیں گے۔ کہ اب آخری فیصلہ ہے۔

ایک دوست نے عرض کی کہ حضور کا ایک پرانا الہام ہے۔

لا تنقطع الاعداء الا بموت احدٍ منهم

ترجمہ۔ دشمن نہیں منقطع ہوں گے مگر انہیں سے ایک کی موت کے ساتھ۔

فرمایا۔ ہاں یہ پرانا الہام ہے۔ ہمیں اس وقت یاد نہیں کہ یہ الہام کہیں چھپ چکا ہے یا نہیں۔ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہوئے تھے مگر جھوٹا ہمیشہ بعد میں پیدا ہوتا ہے۔ سچا پہلے ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس کی ریس کر کے جھوٹے بھی نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ ہمارے دعوے سے پہلے کوئی نہیں کہ سکتا کہ کسی نے اس طرح خدا تعالیٰ سے الہام پا کر مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ مگر ہمارے دعوے کے بعد چراغدین اور عبدالحکیم اور کئی ایک دوسرے پیدا ہو گئے ہیں۔

جلد باز نکتہ چین

حضرت کی خدمت میں ایک شخص کا خط پیش ہوا کہ میں کسی جگہ گیا تھا اور میں نے آپکی جماعت کے بعض لوگوں کو نماز کی بروقت پابندی میں، اور باہمی اخوت کے شرائط کے پورا کرنے میں قاصر پایا۔ فرمایا۔ اصلاح ہمیشہ رفتہ رفتہ ہوتی ہے۔ بعض مستعجل لوگ ہیں جو نکتہ چینی پر جلدی کرتے ہیں۔ اخلاص اور ثبات قدم خدا تعالیٰ کا ایک فضل ہے۔ بہت لوگ ایسے ہیں جنہوں نے داخلہ کے فضل کی توفیق پائی اور اثبات قدم اور اخلاص کی توفیق کے حاصل کرنے کے واسطے ہنوز وہ منتظر ہیں۔ ہر ایک شخص کو چاہئے۔ کہ وہ اپنی حالت کو دیکھے۔ کیا وہ جسدن اس سلسلہ میں داخل ہوا۔ اوسدن اس کی حالت وہ تھی۔ جو آج اسکی ہے۔ ہر ایک آدمی رفتہ رفتہ ترقی کرتا ہے۔ اور کمزوریاں آہستہ آہستہ دور ہو جاتی ہیں۔ گھبرانا نہیں چاہئے اور اصلاح کے واسطے کوشش کرنی چاہئے۔ اپنے بھائی کو حقارت سے نہ دیکھو بلکہ اس کے واسطے دعا کرو۔ اس کے ساتھ لڑائی نہ کرو۔ بلکہ اسکی اصلاح کی فکر کرو۔

موت کو یاد رکھو

ایک شخص نے عرض کی کہ مجھے نماز میں لذت نہیں آتی۔ فرمایا کہ موت کو یاد رکھو۔ یہی سب سے عمدہ نسخہ ہے۔ دنیا میں انسان جو گناہ کرتا ہے۔ اسکی اصل جڑ یہی ہے۔ کہ اس نے موت کو بھلا دیا ہے۔ جو شخص موت کو یاد رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی باتوں میں بہت تسلی نہیں پاتا۔ لیکن جو شخص موت کو بھلا دیتا ہے۔ اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور اس کے اندر طول امل پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ لمبی لمبی امیدوں کے منصوبے اپنے دل میں باندھتا ہے۔ دیکھنا چاہئے کہ جب کشتی میں کوئی بیٹھا ہو اور کشتی غرق ہونے لگے تو اس وقت دل کی کیا حالت ہوتی ہے۔ کیا ایسے وقت میں انسان گناہگاری کے خیالات دل میں لا سکتا ہے۔ ایسا ہی زلزلہ اور طاعون کے وقت میں چونکہ موت سامنے آجاتی ہے اس واسطے گناہ نہیں کرسکتا اور نہ بدی کیطرف اپنے خیالات کو دوڑا سکتا ہے۔ پس اپنی موت کو یاد رکھو۔

سلام

ایک دوست نے عرض کی کہ مخالفین نے ہم کو سلام کہنا چھوڑ دیا۔ فرمایا تم نے ان کے سلام میں سے کیا حاصل کر لینا ہے۔ سلام وہ ہے جس نے حضرت ابراہیم کو آگ سے سلامت رکھا جسکو خدا کی طرف سے سلام نہ ہو۔ بندے اسپر ہزار سلام کریں اس کے واسطے کسی کام نہیں آسکتے قرآن شریف میں آیا ہے۔ سلامٌ قولاً من ربٍّ رحیم۔ ایک دفعہ ہم کو کثرت پیشاب کے باعث بہت تکلیف تھی ہم نے دعا کی الہام ہوا السلام علیکم۔ اسی وقت تمام بیماری جاتی رہی سلام وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو باقی سب رسمی سلام ہیں۔

چکڑالوی لوگ غور کریں

ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں ایک فقہی مسئلہ پیش کر کے درخواست کی کہ اس کا جواب صرف قرآن شریف سے دیا جاوے۔ حضرت نے فرمایا کہ مستفتی کے واسطے مناسب ہے کہ اس قسم کا خیال دل میں نہ لاوے کہ حدیث کوئی چیز نہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جو عمل تھا۔ وہ گویا قرآن کے مطابق نہ تھا۔ آجکل کے زمانہ میں مرتد ہونے کے قریب جو خیالات پھیلے ہوئے ہیں ان میں سے ایک خیال حدیث شریف کی تحقیر کا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کاروبار قرآن شریف کے ماتحت تھے۔ اگر قرآن شریف کے واسطے سنت کی [illegible] نہ ہوتی تو قرآن رسول پر کیوں اترتا۔ یہ لوگ بہت بے ادب ہیں۔ کہ ہر ایک [illegible] آپ کو ایسا سمجھتا ہے۔ کہ قرآن شریف اسی پر نازل ہوا ہے۔ یہ بڑی گستاخی ہے۔ کہ ایک چکڑالوی مولوی جو معنے قرآن کے کرے۔ اس کو مانا جاتا ہے۔ اور قبول کیا جاتا ہے۔ اور خدا کے رسول پر جو معنے نازل ہوئے۔ ان کو نہیں دیکھا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو انسانوں کو اس امر کا محتاج پیدا کیا ہے کہ ان کے درمیان کوئی رسول مامور مجدد ہو۔ مگر یہ چاہتے ہیں۔ کہ ان کا ہر ایک رسول ہے اور اپنے آپ کو غنی اور غیر محتاج قرار دیتے ہیں۔ یہ سخت گناہ ہے۔ ایک بچہ محتاج ہے کہ وہ اپنے والدین وغیرہ سے تکلم سیکھے اور بولنے لگے۔ پھر استاد کے پاس بیٹھ کر سبق پڑھے۔ جائے استاد خالی است۔ چکڑالوی لوگ دھوکہ دیتے ہیں۔ کہ کیا قرآن محتاج ہے۔ اے نادانو! کیا تم بھی محتاج نہیں اور خدا کی ذات کی طرح بے احتیاج ہو۔ قرآن تمہارا محتاج نہیں بلکہ تم محتاج ہو کہ قرآن کو پڑھو سمجھو اور [illegible]۔ جبکہ دنیا کے [illegible] کے واسطے تم استاد پکڑتے ہو۔ تو قرآن شریف کے واسطے استاد کی ضرورت کیوں نہیں۔ کیا بچہ ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی قرآن پڑھنے لگ جاویگا بہرحال معلم کی ضرورت ہے۔ جب مسجد کا ملاں ہمارا معلم ہو سکتا ہے تو کیا وہ نہیں ہو سکتا جسپر خود قرآن شریف نازل ہوا ہے دیکھو تاتوان [illegible] اس کے سمجھنے اور سمجھانے کے واسطے بھی آدمی [illegible] حالانکہ اسمیں کوئی ایسے معارف اور حقائق نہیں۔ جیسے کہ خدا کی [illegible] کتاب میں ہیں۔ یاد رکھو کہ سارے انوار نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہیں۔ جو لوگ آنحضرت کا اتباع نہیں کرتے۔ ان کو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ بجز نور اتباع خدا کو بھی پہچاننا مشکل ہے۔ [illegible] اسی واسطے ہے کہ اس کو نور اتباع حاصل نہیں۔

آنحضرت صلعم ۲۳ سال دنیا میں رہے مستفتی کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ اسبات کو محبت کی نگاہ سے دیکھے کہ آنحضرت صلعم کا عمل کیا تھا۔

عملی نمونہ دکھاؤ ہم بعض اعرابیوں کا قصہ حدیث میں پڑھکر تعجب کیا کرتے تھے اب بعض اوقات مدینۃ المسیح میں یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقع ملتا ہے آج ۱۷ جولائی قبل از خطبۂ جمعہ باہر سے آئے ہوئے ایک شخص (جسے اعرابی ہی کہنا چاہیئے) عرض کیا کہ حضور میری بیوی کسی صورت میں مسلمان نہیں ہوتی۔ کیا کروں میں تو اسے بہتیرا سمجھا چکا ہوں۔

فرمایا دیکھو زبانی واعظوں سے اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا اپنی حالت درست کر کے اپنے تئیں نمونہ بنانے سے تم اپنی حالت کو ٹھیک کرو اور ایسے ہو کر لوگ بے اختیار بول اٹھیں اب تم وہ نہیں رہے۔ جب یہ حالت ہوگی تو تمہاری بیوی کیا کئی لوگ تمہارا مذہب قبول کر لیں گے۔ حدیث میں آیا ہے۔ خیرکم خیرکم لاہلہ۔

پس جب بیوی سے تمہارا اچھا سلوک ہوگا۔ تو وہ خود بخود محجوب ہو کر تمہاری مخالفت چھوڑ دے گی اور دل سے جان لیگی کہ یہ مذہب بہت ہی اچھا ہے۔ جس میں ایسے نرم وعمدہ سلوک کی ہدایت ہوتی ہے پھر وہ خواہ مخواہ متابعت کرے گی احسان تو ایسی چیز ہے کہ اس سے ایک کتا بھی نادم ہو جاتا ہے چہ جائیکہ ایک انسان۔

اس نے عرض کی۔ کہ حضور وہ تو کبھی نہیں ماننے کی۔

فرمایا۔ دیکھو مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ جب کسی دل میں تبدیلی پیدا کرنا چاہتا ہے تو کسی چھوٹی سی بات سے کر دیتا ہے۔ دعا کرنی چاہیئے کہ دل سے نکلی ہوئی دعا ضائع نہیں جاتی اور لطیف پیرایہ میں نصیحت بھی کرتے رہیں مگر سختی نہ کریں۔ اسے سمجھائیں۔ کہ ہمارا وہی اسلام دین ہے یہ کوئی نیا مذہب نہیں وہی نماز وہی روزہ وہی حج وہی زکوۃ۔ صرف فرق اتنا ہے۔ کہ یہ باتیں جو صرف جسم بے روح رہ گئی ہیں ہم انمیں اخلاص کی خاص روح پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ان کے اثر جو مرتب نہیں ہوتے ہم چاہتے ہیں کہ ایسے طور سے ادا کئے جاویں۔ کہ انمیں اثر پیدا ہوں۔ عقیدہ میں یہ بات ہے کہ حضرت عیسےٰ کو ہم اور نبیوں کی طرح فوت شدہ مانتے ہیں اور ایک مسلمان کی محبت جو اسے اپنے متبوع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے وہ اس بات کی متقاضی ہے کہ جب آپ فوت ہو گئے۔ تو ان کے بعد کسی کو زندہ نہ سمجھے۔ صحابہ کرام سخت درد و الم میں تھے۔ جب ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سنا تو سب کو ٹھنڈ پڑ گئی۔ گو یا درکھو ان وعظوں سے کچھ نہیں بنتا۔ جبتک ساتھ دعا اور اپنا عملی نمونہ نہ ہو۔ یہ جو کس قدر مولوی سر کھپاتے ہیں مگر خاک بھی اثر نہیں ہوتا کیوں؟ اسلئے کہ جو کچھ کہتے ہیں۔ انکا خود اسپر عمل نہیں۔ جتنے پیغمبر دنیا میں آئے انمیں سے کسی نے بھی وعظوں پر اتنا سر نہیں مارا۔ جتنا دعا و عملی نمونہ کام دیتا ہے۔ سو اس سے میسر لانیکی کوشش کرو۔

(اکمل آف گولیکی)

ایک خط اور اس کا جواب

(۱) سوال۔ سونا اور ریشم کی حرمت کی دلیل قرآن کریم سے تحریر فرماویں

(۲) سوال۔ طاعون زدہ مقاموں سے ہجرت کی دلیل کونسی ہے اور متفق علیہ حدیث جو معروف ہے اس کا کیا جواب۔

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم۔ امابعد احادیث صحیحہ میں پارچہ ریشمی حریر وغیرہ کا پہننا مردوں کو ممنوع ہے اور سنت نبوی بیان کرنیوالی ہے قرآن مجید کی ہے۔ پس اگر قرآن مجید میں ہم کو کوئی مسئلہ بہ تصریح نہ ملے تو سنت صحیحہ سے معلوم کرنا چاہیئے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم۔ ما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ حرمت پارچہ حریر ریشم کی احادیث یہ ہیں۔ انما یلبس الحریر فی الدنیا من لاخلاق لہ فی الاخرۃ۔ یعنے ریشم حریر کے کپڑے وہ شخص پہنتا ہے جس کو آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ رواہ مسلم۔

اس حدیث سے بھی مردوں کے لئے حرام ہونا پارچہ ریشمی کے پہننے کا ثابت ہوتا ہے۔ دوسری حدیث مسلم میں ہے لا تلبسوا الحریر فانہ من لبسہ فی الدنیا لم یلبسہ فی الاخرۃ۔ یعنی مت پہنو تم کپڑے ریشمی حریر کے۔ کیونکہ جو شخص دنیا میں اس کو پہنے گا۔ تو آخرت میں اسکو نہ پہن سکیگا۔

طاعون کی نسبت حضرت عمرؓ کا فیصلہ ہمارے لئے کافی ہے جو صحیح مسلم میں بھی مذکور ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ ملک شام میں گئے۔ یہانتک کہ مقام سرغ میں پہونچے تو آپ کے پاس امراء فلسطین۔ اردن۔ دمشق۔ حمص اور قنسرین کے آحاضر ہوئے انہوں نے آپ سے کہا کہ ممالک شام میں وبا طاعون کی پڑی ہوئی ہے تو حضرت عمرؓ نے مہاجرین اولین کو طلب فرمایا اور مشورہ کیا تو انہوں نے باہم اختلاف کیا بعض نے کہا کہ آپ جس کام کے لئے خروج کیا ہے اس امر سے لوٹ جانا نہیں چاہئے بعض نے کہا کہ آپ کے ہمراہ کچھ اصحاب رسول صلعم کا بقیہ ہے ہماری رائے میں نہیں آتا کہ انکو آپ وبا طاعون کے محل میں لیجاویں۔ پھر حضرت عمر نے جماعت انصار کو طلب فرمایا اور انسے مشورہ طلب کیا تو انصار نے بھی ویسا ہی اختلاف کیا جیسا کہ مہاجرین اولین نے کیا تھا تب بڈھوں قریش کو جو تجربہ کار تھے بلایا۔ جو قبل فتح مکہ کے اسلام میں داخل ہوئے تھے ان شیوخ قریش نے اختلاف نہیں کیا بلکہ سب نے بالاتفاق کہا کہ آپ محل طاعون میں نہ جاویں اور یہاں سے لوٹ جائیو پھر حضرت عمر نے منادی کرائی کہ صبح کو فلاں ٹیلے یعنے اونچے مقام کیطرف کوچ کرینگے اور وہیں ٹھہرینگے پس صبح کو آپ نے کوچ کیا اور اسی اونچے مقام پر جا ٹھہرے تو حضرت ابوعبیدہؓ نے آپ پر اعتراض کیا کہ اے عمرؓ! کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے تم بھاگتے ہو تو آپ نے حضرت عبیدہ سے فرمایا کہ اگر اے عبیدہ تیرے سوائے کوئی اور یہ اعتراض کرتا تو اسکو میں ٹھیک کر دیتا (حالانکہ حضرت عمر حضرت ابوعبیدہ کا خلاف کرنا بہت ناپسند رکھتے تھے) اور پھر آپ نے فرمایا کہ ہاں ہم تقدیر اللہ سے فرار کرتے ہیں مگر تقدیر اللہ ہی کیطرف رجوع کرتے ہیں یعنی یہ ہمارا پھرنا بھی تقدیر اللہ سے باہر نہیں ہے اور ایک دلیل عقلی بھی بیان فرمائی کہ اگر ایک وادی کی ایکطرف تو سبزہ زار ہو اور دوسری طرف خشک ہو تو اگر اپنے اونٹوں کو سبزہ زار میں چراوے تو یہ بھی تقدیر اللہ میں داخل ہے اور خشک طرف میں اونٹوں کا چرانا بھی تقدیر اللہ میں داخل ہے یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ نے تجربہ و عقل بھی دی ہے۔ اسلئے بالضرور تو اپنے اونٹوں کو سبزہ زار ہی میں چراویگا مگر اس سے

(ریویو)

۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء کو جناب اوستاد نا بابو عمر دراز خاں صاحب کلرک دفتر بارگ ماسٹری ڈیرہ اسمٰعیل خاں حال وارد لاہور جہاؤنی کی معرفت مجھکو ایک چھوٹا سا رسالہ بنام "یجر وید کے اول منتر کا ترجمہ اور تفسیر" بغرض ریویو اور آگاہی ان کے دیکھنے کو ملا جو جناب شیخ عبدالعزیز صاحب (جگدمبا پرشاد) نامی نومسلم نوجوان کا تصنیف کیا ہوا ہے۔ میں نے اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑہا اور پڑہنے سے اسی نتیجہ پر پہونچا کہ واقعی اگر اس طرز پر ویدوں کا ترجمہ اردو میں شایع ہو جاوے تو بہت ہی مفید ہوگا یعنے وہ اصحاب اس سے بہت سا فائدہ حاصل کر سکیں گے جنکو آریوں اور سناتن دہرمیوں سے گفتگو کرتے یا تحریری وتقریری بحث مباحثہ کرنے کی ضرورت لاحق ہو جایا کرتی ہے مگر ویدوں کے اردو میں لفظی ترجمہ نہ ہونے کی وجہ سے اکثر الزامی جواب دینے پر ایسے قادر نہیں ہو سکتے جیسے کہ ہونا چاہئے۔ اسلئے ایسے ترجمہ کی بہت بڑی ضرورت ہے مگر میرے خیال میں اگر لفظی ترجمہ کرنے کے بعد ہر دو تفاسیر (آرین وسناتنی) کو نقل کیا جاوے تو زیادہ دلچسپ ہو جاویگا جیسے کہ اس رسالہ میں ان ہر دو تفاسیر (آرین وسناتنی) سے یہ امر ہویدا ہوتا ہے کہ سناتنی درحقیقت بت پرست اس لئے ہیں کہ اون کے نزدیک وید کے رو سے (یعنے اون کے ترجمہ وتفسیر کے لحاظ سے) ہر ایک شئے پرمیشر ہے (یعنے وے ہمہ اوست کے قایل ہونے کی وجہ سے بت پرستی کرتے ہیں کیونکہ اون کے نزدیک مثلاً اگر ایک پتھر کو شوجی کی یا کرشن جی و رام چندر جی کی مورت بناکر پوجا جاتا ہے تو وہ اس پتھر کی پرستش نہیں ہے بلکہ دراصل پرمیشر کی پرستش ہے جیسے کہ اس رسالہ (زیر ریویو) میں پنڈت جوالا پرشاد سناتنی مفسر کے بہاؤ ارتھ یعنے مطلب وید منتر میں بیان کیا گیا ہے کہ "اگر کوئی کہے کہ پلاس (ڈہاک) کے درخت کی شاخ وغیرہ کو مخاطب کرنے سے کیا وہ سنتے ہیں؟ اس سے کیا فائدہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب خلقت ایشور رُوپ (پرمیشر کی شکل صورت والی) ہے جیساکہ لکھا ہے کہ

पुरुष एव इदम् सर्वम्

یعنے وہ پُرش (پرمیشور) ہی یہ سب کچھ ہے یجور وید کی ۳۱ ویں ادہیائے ہی یہ کہ सर्वं खलु इदं ब्रह्म یعنے یقیناً یہ سب برہم ہی ہیں (چہاندوگیو اوپنشد) اس کے بعد جوالا پرشاد صاحب سناتنی لکہتے ہیں کہ "ان منتروں کے بموجب سب خلقت کے ایشور روپ (پرمیشور کی شکل) ہونے سے یہ سمجہنا چاہئے کہ یہ ساری باتیں اوسی پرماتما کو مخاطب کرکے کہی جاتی ہیں"

ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر ایک شئے دراصل پرمیشور ہے اور اس لئے کسی چیز کی پرستش کرنی دراصل پرمیشر کی پرستش (پوجا) کرنی ہے مثلاً اگر ایک شخص لنگ کی پوجا کرتا ہے تو وہ دراصل لنگ کی نہیں بلکہ پرمیشور کی پوجا کرتا ہے کیونکہ پرمیشور نے لنگ روپ دہارن کیا ہے (نعوذ باللہ) اسی طرح اس عقیدہ کے بموجب ہر ایک چیز پرمیشور ہو سکتی ہے مگر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سب خلقت ایشور روپ ہے تو کسی کو کسی کی پرستش کرنے کی کیا ضرورت ہے جس حالت میں کہ سب کی حالت ایکسی ہی ہے یعنی ایشوری روپ ہیں اور ہر ایک طرحکی کمزوری سے بری ہیں کیونکہ کمزور اور ناتواں کوئی نہ تا اور القادر کی امداد کی ضرورت ہے نہ کہ القادر کو کسی دوسرے اپنے ہم جنس کی۔ علاوہ ازیں اس تعلیم کو پڑہکر کسی قدر تعجب بھی ہم کو ہوتا ہے کہ کیونکر ہندو صاحبان اس تعلیم کو ایشورکرت ثابت کرتے ہیں کیونکہ اگر ایک درخت کی شاخ (جیسے ڈہاک کے درخت کی شاخ جو اس منتر میں مخاطب ہے) جب ایشور کا روپ یقین ہو سکتی ہے تو دوسرے بزرگان دین کو مثلاً مسلمانوں کے بزرگوں کو کیوں ایشور روپ یقین نہیں کیا جاتا؟ اگر سناتنی صاحبان فرماویں کہ وے اُن بزرگان کو برہم اور پرمیشور کا روپ یقین کرتے ہیں تو سوال ہے کہ اونکی تعلیم وتربیت کو کیوں نہیں گرہن کیا جاتا؟ کیونکہ جب ایک شخص کو ایشور روپ مان لیا گیا تو ضروری ہے کہ ایشور روپ کے منہ سے جو کچھ نکلے گا وہ بھی عین حق اور حقیقت سے پر ہوگا۔ پس ضروری کہ لازمی ٹھہرتا ہے کہ سناتنی صاحبان وبدکیا گیا یا ان کرکے ان بزرگان کے اقوال اور افعال کو عین حق جانکر عمل درآمد کریں جنکو کہ مسلمان یہود اور عیسائی اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں کیونکہ جب کہ قوم کے نزدیک ڈہاک درخت اور اسکی شاخیں پرمیشر کا روپ دہارن کر سکتی ہیں تو اون کے نزدیک ایسے ایسے بڑے اور عالیشان وجودوں کو پرمیشر کا روپ نہ ماننا دراصل اون کی کمزوری دماغ یا بزدلی کی دلیل ہے اگر چہ ہم باریک نظر اور معقولی نظر سے غور کرتے ہیں یہ عقیدہ نہایت گندہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہر ایک چیز پرمیشور کا روپ ہے کیونکہ اس سے ہر ایک گندہ سے گندہ چیز کو بھی (نعوذ باللہ) ایشوری روپ تسلیم کیا جا سکتا ہے جس سے پرمیشور (جو پوتر تاؤں سے پوتر ہے) کی کمال بے ادبی اور گستاخی اور ہتک اوسکی تو ہین لازم آتی ہے نیز اس طرح پرمیشور کی ہستی مشکلات سے پر غار وحشت میں پہنسی ہوئی تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ جب یہ عقیدہ رکہا جاوے کہ دنیا کی ہر ایک چیز پرمیشور کا روپ ہے تو ماننا پڑتا ہے کہ مثلاً ایک شخص کی عورت ہے اور بدقسمتی سے وہ بدکار ہے یعنے اوس نے ایک عرصہ سے زناکاری کا وتیرہ اختیار کیا ہے جسمیں وہ رات دن منہمک رہتی ہے تو اس فعل پر کوئی ایسا شخص اس صورت میں کہ وہ اُس کو پرمیشور کا روپ مانتا ہے تادیب نہیں کر سکتا کیونکہ پرمیشور کے روپ پر اعتراض کرنا یا اوس کو عیب لگانا یا برا کہنا دراصل پرمیشور کی توہین کرنا ہے ایسا ہی جو اوس کے ساتھ زنا کرتے ہیں وے بھی اس صورت میں قابل اعتراض یا قابل سرزنش نہیں ہو سکتے اس لئے کہ وہ پرمیشور کا روپ ہیں اور ان ہر دو کا ہر فعل پرمیشور کا فعل ہے لہٰذا ان کو کچھ سو جہانا پرمیشور کو سوجہانا ہے ایسا ہی انکو سزا دینا پرمیشور کو سزا دینا ہے جس سے پرمیشور کی توہین لازم آتی ہے۔

عقل انسانی اس بات کو قبول کرنے سے سخت عاجز ہے کہ وہ کامل ایسے جیسے دکھ اور تکلیف میں مبتلا شخص کو پرمیشور کو جو بالکل بے عیب اور ہمہ خوبی سے متصف ہے ایسی ذلت اور تکلیف میں مبتلا دیکہتے ہوئے بھی اوسکو وہی تصور کرے جو پرمیشر ہے۔

آدم زاد اور ایسے ہی تمام دوسری مخلوقات کے ساتھ جو کچھ دنیا ومافیہا کے تعلقات ہیں نیز اونکی کمزوریوں اور مجبوریوں پر جو اچھ

ہمارے دن لگتی رہتی ہیں غور کرنے سے یہ مسئلہ نہایت صفائی سے حل ہوجاتا ہے کہ دراصل اوس بیچون و بیچگون ہستی کو ان حقیر بلکہ احقر چیزوں سے ایسی کچھ بھی مناسبت نہیں ہو سکتی کیونکہ فرق بین ہے کہ ایک چیز فنا پذیر یعنے ترقی و تنزل کے مرحلے طے کرنے والی اور دوسری ہمہ حالت میں ایک حالت میں رہنے والی ایک جیسی نہیں ہو سکتی پس اندریں صورت اس قسم کا کوئی پرمیشور کا روپ دھارن نہیں کر سکتا کیونکہ

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بعض صاحبان جو اپنے تئیں صوفی مشرب ظاہر کرتے ہیں آجکل ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ وہ بلکہ اپنے اور جملہ مخلوق کے وجود کو بایں طور پر فانی تسلیم کرتے ہیں کہ ہم کچھ بھی چیز نہیں ہیں جو کچھ ہے وہ آپ ہی آپ ہے یعنے ہمارے اندر جو کچھ ہے اوس کا ہی ظہور ہے جو ہمارے اس ناسوتی وجود کے فنا ہونے کے بعد جہاں سے نکلا ہے وہیں جاکر پیوست ہو جاویگا اور پیوست ہو جاتا ہے۔ اور اسکی مثال یوں پیش کرتے ہیں کہ جیسے کہ پانی میں حباب (بلبلے) پیدا ہوتے ہیں اسی طرح ہمارے وجود کی کیفیت بھی ہے۔ اور کہ جیسے کہ حباب فنا ہونے کے بعد پانی میں مل کر بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے اسی طرح ہمارے فنا ہونے کے بعد بھی خدا میں ہمارے لئے ایسی ہی پیوست ہے جیسے کہ بلبلے کو پانی میں۔ مگر ہمارے خیال میں یہ بات اور مذکورہ بالا بات ایک حد تک مطابقت کھاتی ہے ہاں اگر فرق ہے تو اسقدر ہے جیسے کہ کوئی کہے کہ ناک کہاں ہے تو مخاطب ہاتھ کو اوٹھا کر سیدہا ناک پر رکھکر بتلا دیوے (ایسے ہی) جب یہی سوال ایک دوسرے سے کیا جاوے تو وہ سر پر سے ہاتھ کو گھما کر ناک پر ناک کا اظہار کرے اور ان دونوں عقیدوں میں صرف معرفت الہی کی کمی ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ غلطی کہا گئے۔ کیونکہ جو شخص خداوند کریم کی ہستی کو ہمہ طاقت اور ہمہ قدرت اور ازلی و ابدی لم یزل و لایزال اور مطہر پاک صاف بے عیب سبحان تعالیٰ اور جامع جمیع کمالات قائم بذات اور مثالوں سے بری فنا و زوال سے منزہ تسلیم کرے گا وہ کبھی بھی کسی صورت میں کسی ضعیف البنیان ہستی کو اوس کے ساتھ ایسی تشبیہہ نہیں دیگا جو پانی کو حباب سے ہوتی ہے کیونکہ حباب اگرچہ پانی کے وجود سے پیدا ہوتا ہے مگر پانی اوس کے معدوم کرنے یا پیدا کرنے کی ایسی قدرت و طاقت نہیں رکہتا جیسے کہ مولا کریم رب العالمین ان تمام مخلوقات کے فنا کرنے اور پیدا کرنے پر قادر ہے۔ کیا یہ نظارہ کچھ کم اس امر پر روشنی ڈالتا ہے کہ طاعون اور ہیضہ اور دیگر مہلک بیماریوں سے کس طرح دم کے دم ہزاروں کو تباہ کر دیتا ہے اور کس طرح بہتوں کو اپنی ہمہ طاقتی اور ہمہ قدرت سے بچا لیتا ہے اور کیونکہ ہزار در ہزار بلکہ بے شمار نشانات قدرت (روحانی و جسمانی) دکہلاتا ہے مگر دوسرے وجود ذلیل یہ قدرتیں نہیں پائی جاتیں۔

نوٹ: افسوس صد افسوس کہ اس بہندے میں ہمارے مہربان اوستاد جناب بابو عمر دراز خان صاحب بھی پہنسے ہوئے ہیں اور دراصل اس امر پر جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ بابو صاحب ممدوح کے ہی زبانی دلائل سنکر لکھا ہے کاش کہ بابو صاحب قرآن کریم پر غور کرتے اور خالق و مخلوق کی تمیز کا لحاظ کر کے اس عقیدہ کی پڑتال کرتے تو کیا اچھا ہوتا مگر مشکل تو یہ ہے کہ ان لوگوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ جب ان امور میں زبانی طور پر پختہ ہوگئے تو نجات یافتہ ہوگئے اسلئے اعمال وغیرہ کی کچھ ضرورت نہیں پس یہ کسطرح اسطرف توجہ کریں۔ منہ

پہر جس حالت میں انسان کی پیدایش ایک ایسے حقیر پانی سے ہوتی ہے کیا وہ اس بات کا دعوے کرنیکا حق رکہتا ہے کہ اپنے وجود کی خدا کی ہستی کے ساتھ ایسی تشبیہہ دے جیسے کہ حباب کو پانی کے ساتھ ہوتی ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں کیونکہ جیسے کہ پانی اور حباب کمزور اور عاجز محض ایک دوسری ہستی کے قبضۂ قدرت میں ہیں ایسے ہی انسان ضعیف البنیان بھی عاجز محض بقبضۂ قدرت رب العالمین ہے تو پہر کیوں اوس کو ایسی جرأت ہو سکتی ہے کہ اپنے وجود کو پانی اور حباب کی تشبیہہ دیکر اللہ تعالیٰ سے ایسا لگا ہوا بیان کرے جیسے کہ حباب پانی کے وجود سے پیدا ہوتا ہے۔

پہر جس حالت میں کہ انسان کے وجود سے ہزار در ہزار ایسی حرکتیں بھی ہوتی ہیں کہ جن کا بیان موجب طول طویل ہے یعنے گناہ اور بدکاریاں و بدیاں وغیرہ جن کے کرنے سے انسان ناپاک ہوکر جہنم میں جلنے کے لایق ہو جاتا ہے تو کیونکر وہ اوس پاک اور بے عیب ہستی سے اپنا ایسا تعلق بیان کر سکتا ہے جو بالکل بے عیب اور بے مثل ہے؟ اگر یہ بات سچ ہے کہ جو کچھ دنیا و مافیہا کے اندر ہے وہ دراصل خدا تعالیٰ سے ایسے ہی ہویدا ہوا ہے جیسے کہ پانی سے حباب پیدا ہوتا ہے اور کہ وہ فنا ہونے کے بعد اوسی طرح خدا میں مل جاوینگی یا ملجاتی ہیں جیسے کہ حباب پانی میں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں عین غین کے قایل اپنے فرزندوں کو تادیب کرتے ہیں اور کیوں اپنی عورتوں پر بعض دفعہ ناراض ہوکر اون کو سخت و سست الفاظ کہا کرتے ہیں جس حالت میں کہ اون کے اندر جو کچھ ہے وہ وہی ہے جو کل میں (جو خدا وند کریم ہے) ہے کیونکہ جو کل میں ہوتا ہے وہی جز میں ہوتا ہے یعنے جیسے کہ ایک انگلی میں خون ہے ویسے ہی جسم کے دوسرے حصے کے اعضا میں ہے تو کیوں ان کو وہ کام سکہایا جاتا ہے جو کہ وہ ازلی ابدی ہونے کی وجہ سے اونہیں خود موجود ہونا چاہئے کیونکہ جب ایک چیز خدا کے وجود میں سے ایسی نکلے جیسے کہ حباب پانی سے نکلتا ہے تو اوس کو ویسی ہی صفات رکہنا چاہئے جیسے کہ اوس کے کل میں موجود ہے مثلاً خیال فرمائیے کہ جو صفت آگ کے ایک بڑے سے بڑے انگارے میں موجود ہے وہی ایک چنگاری میں موجود ہے یعنے گرمی پہونچانا اور جلانا پہر کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ عین غین کے قایل کو اپنے بچوں یا بیوی کے علاج کرانے کی ضرورت ہے یا تادیب کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ جو کل میں نہ ہو وہ جز میں کہاں سے آسکتی ہے یعنے کل جو خدا ہے عالم الغیب اور ہر ایک دکھ درد و بیماری سے مبرا ہے تو کیونکر جز میں بیماری یا دکھ درد عود کر سکتا ہے؟

اب کہا جاوے گا کہ دنیا عالم اسباب ہے اس لئے اس میں ایسی حالتیں ہونا ازبس ضروری ہے مگر ہم یہی کہیں گے کہ بے عیب ہستی سے کوئی ایسی چیز جو پانی و حباب کی مثال میں نکلی ہو کوئی دکھ اور تکلیف حاصل کر سکتی ہی نہیں۔ ایسے ہی ایسے حضرات کو کسی کو اپنی بیوی یا بچے ظاہر کرنا بھی اون کی سخت غلطی پر دال ہے کیونکہ جب ایک ہی شئے ہے تو ترجیح بلا مرجح محض غلط اور قطعاً ناقابل سماعت ہے۔ پہر کہا جاتا ہے کہ فعل فاعل سے جدا نہیں ہوتا ہے مگر ہمارے خیال میں یہ ایک بالکل صاف بات ہے کہ بعض صورتوں میں فعل فاعل سے جدا ہوتا ہے جیسے کہ کسی کو

مارنا پیٹنا۔ یا کرسی و میز بنانا وغیرہ مگر بعض صورتوں میں فعل فاعل سے جدا نہیں ہوتا جیسے کہ روٹی کھانا پانی پینا سانس لینا رونا ہنسنا وغیرہ۔ پھر کہا جاتا ہے کہ عالم علم سے جدا نہیں ہوتا مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان باتوں کا فائدہ کیا ہے اور ان سے بنتا کیا ہے ؟ جب یہ مانا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں اور صفات میں یکتا۔ اور منبع ہے تمام فیضوں کا اور منبع ہے تمام طاقتوں کا اور مستجمع ہے جمیع کمالات کا اور جامع ہے تمام خوبیوں کا اور قیوم ہے تمام چیزوں کا اور لاشریک ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور لا یدرک ہے اپنی وجود کی کُنہ میں اور اپنے کاموں کے کُنہ میں وہ نزدیک ہے باوجود دور ہونے کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اوس سے کوئی چیز نیچے ہے سب کی جان ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی چیز کا عین حقیقت ہے وہ غیر محدود ہے اور برتر ہے خیال اور گمان سے اور قیاس سے نظریں اوس پر احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ نظروں پر محیط ہے کوئی بھی ایسی شئے نہیں کہ اوس کے مانند ہو پس اوس کیلئے تم مثالیں مت گھڑو"

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی نسبت خود ہی یہ امور بیان کئے ہوں تو اوس کے لئے کسی قسم کی مثال گڑھنا دراصل حماقت پر دال ہے کیونکہ جیسا وسکو علم و فضل وغیرہ کی مثال ہی نہیں ہو سکتی تو پانی اور حُباب وغیرہ کی مثال بھی ناقص ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نسبت کب کسی عارف نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ اوس کا علم جو کسی شئے کے پیدا کرنے کے وقت تھا وہ اوس شئے کے پیدا کرنے یا فنا پذیر ہونے کے بعد ضائع ہو گیا یا ضائع ہو سکتا ہے جب یہ بات کوئی مانتا ہی نہیں اور نہ اُس سے کسی نے انکار کیا ہے تو ایسا سوال ہی محض غلط اور بے فایدہ اور بے سروپا ہے۔ لیکن اگر اس کا یہ مطلب ہو کہ عالم یا صانع کا کسی چیز کے بنانے یا ترکیب دینے سے اس کا علم بمعہ اُس عالم و صانع کے وجود کے اوس چیز میں ترکیب دیا جانا ضروری ہے تو یہ بات نہ تو ہماری سمجھ میں آتی ہے اور نہ تجربہ اس بات پر شہادت دیتا ہے کہ ایسا ہوتا ہے یا کبھی ہوا ہے۔ ہاں البتہ بڑی بڑی صنعتوں کو دیکھنے سے اون کی ترکیب دینے والوں کے اعلیٰ علم اور صانع ہونے پر کامل یقین آتا ہے کہ واقعی اون کے علم نے کمال حاصل کیا ہے مگر یہ نہیں

اون میں نظر آتا ہے کہ دراصل صانع کا سارا وجود یا وجود کا کچھ حصہ بھی اوس میں جلوہ گر ہو ہاں اون کا علم اپنی پوری جھلک دکھلاتا ہے۔ پس اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ علم عالم کا اوس کے وجود سے ایسا جدا نہیں ہوتا جیسے کہ اوس کی علمی صنعت اوس سے جدا ہوتی ہے اور عالم و صانع اپنی صنعت کے ساتھ ایسا پیوست نہیں ہوتا جیسے حُباب پانی سے نکل کر اوسی میں پیوست ہوتا ہے جس سے کہ یہ بات آسانی سے طے ہو گئی کہ مخلوق خالق کا عین نہیں ہے اور اس سے شرک ہرگز ہرگز لازم نہیں آتا کیونکہ شرک کہتے ہیں کسی کو کسی کی ذات و صفات و حالت و حیثیت وغیرہ میں برابر یقین کرنے کو مثلاً اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر عالم الغیب خالق مالک رازق رحمٰن رحیم لم یزال لایزال غیر فانی ابدی قیوم ہے اگر ہم کسی دوسرے کو ایسا یقین کریں تو دراصل یہ شرک ہوگا۔ ہاں مخلوق کو خالق کا عین کہنا فی الحقیقت شرک ہے کیونکہ ایک شئے فانی اور ترقی اور تنزل کے مرحلے طے کرنیوالی دوسری غیر فانی اور ہمہ حالت میں ایک حالت میں رہنے والی کیونکر اسکی عین ہو سکتی ہے۔ جس سے اس عقیدہ کا باطل ہونا تو اظہر من الشمس ہو جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے شرک کو سمجھا ہی نہیں اور نہ یہ شرک کی تعریف کر سکتے ہیں۔ اسی لئے ایسی ایسی باتیں پیش کرتے ہیں کہ جو کوئی مخلوق کو خالق کا عین نہ سمجھے وہ مشرک ہے۔ حالانکہ مشرک وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات وغیرہ کے ساتھ کسی دوسرے کی ذات و صفات ویسی ہی تسلیم کرے اور مخلوق کو خالق کا عین کہنے والا اس شئے کو یہ اقرار کر دیتا ہے جس سے اُس کا مشرک ہونا اوس کے اپنے مُنہ سے ہی ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ جب وہ یہ مانتا ہے کہ مخلوق خالق کی عین ہے تو گویا ان کا دوسرا شریک تیار کرتا ہے کہ دراصل وہ اُس میں بھی وہی صفات یقین کرتا ہے جو اوسکی جس کا کہ وہ عین ہے مانتا ہے مثال کے طور پر انسانی فوٹو (عکس) پر غور کرنا کافی ہے کیونکہ جو اصل میں خط و خال ہوتے ہیں وہی فوٹو (عکس) میں جو عین ہوتے آتے ہیں۔ پس جب مخلوق کو خالق کا عین تسلیم کر لیا تو بڑا بھاری شرک ہو گیا لہذا ثابت ہوا کہ وحدۃ الوجودی اول درجے کے مشرک ہیں نہ کہ معرفت سے آشنا۔

الحاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق مالک رازق ہے جس کے ارادہ اور حکم سے ہم پیدا ہوئے ہیں کہ جس کے سہارے سے ہم سب زندہ ہیں نیز

✻ یہ تمام صفات اللہ حضرت امام ہمام امام صادق جناب مرزا صاحب علیہ السلام نے (منظر حسین الہ آبادی وحدۃ الوجودی کے جواب میں جو خط لکھا ہے اور جو الحکم کے تین پرچوں میں سنہ ۱۹۰۶ء میں طبع ہوا ہے) قرآن کریم سے لیکر ایک جا پر اکٹھی کی ہیں جن کے مطالع کے بعد کوئی شخص وحدۃ الوجودیوں کے پھندے میں نہیں پھنس سکتا۔

الحمد للہ والمنۃ کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایک ایسا کامل اور مکمل امام (علیہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ) عطا فرمایا ہے کہ جس نے حَکَم اور عدل ہونے کی حالت میں ہر ایک مختلف فیہ مسایل پر اچھی طرح روشنی ڈال کر ہم کو گرداب ضلالت میں گرنے سے بچایا۔ ناظرین اچھی طرح خیال فرمالیں کہ وحدۃ الوجودیوں سے ٹکر کھانا اور پھر اون کے ساتھ سوال و جواب میں برابر اوترنا کوئی معمولی بات نہیں بلکہ یہ منزل بڑی کٹھن ہے کیونکہ یہ حضرات ایسے چالاک ہوتے ہیں کہ جہاں گرنے لگتے ہیں وہاں پھر جھٹ ایسی راہ اختیار کر لیتے ہیں کہ جس کو سائل خود تسلیم کرتا ہے مگر با ایں ہمہ قرآن کریم اور اسلام جنت دوزخ پر اعتراض کرتے ہیں۔ رات دن لوگوں کو یہی سبق پڑھاتے ہیں کہ بھائی! اپنے آپ کو پہچانو! اپنے آپ کو پہچانو! مگر جب وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت میں نے تو اپنے آپ کو پہچان لیا ہے یعنے میں مانتا ہوں کہ میں ایک ناچیز ہستی ہوں اور فنا پذیر ہستی ہوں اور ہر ایک عیب اور دکھ سے محض بغیر فضل ایزدی کے رہائی نہیں پا سکتا اور کہ اللہ تعالیٰ میں ہی ساری خوبیاں اور صفتیں ہیں اور وہی تمام عیبوں سے پاک اور ہر ایک کمزوری سے بالکل مبرا ہے تاہم یہ حضرت تسلیم نہیں کرتے بلکہ طوطے کی طرح پہلے ہی الفاظ دہرائے جاتے ہیں اور اپنا یہ حال ہے کہ سوائے ان گپ بازیوں کے کبھی ایسی جھلک نہ دکھائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ جس سے کوئی نکتہ

(ختم مجمل)

جس کے حکم اور امر سے ہم مریں گے اور مرنے کے بعد حساب کتاب کے لئے زندہ کئے جائیں گے پھر مطابق اعمال کے انعام اور سزا کے مستحق ٹھہر کر جزا و سزا حاصل کریں گے اور کہ ہم بمعہ اپنی طاقتوں قوتوں اور استعداد دل اور عقلوں اور شعوروں اور ادراکوں کے مخلوق اور محض عاجز مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ رب العالمین رحمٰن رحیم مالک یوم الدین ہے اس لئے ہمارا نیکی کرنا یعنے نیک افعال کرنا نیکی کا ثمرہ پانے اور بدی کرنا بدی کا ثمرہ پانے کا مستحق ٹھہرا جسکی کہ مثال ہم دنیوی زندگی میں بھی ملاحظہ کرتے ہیں کہ کیونکہ بدکار اپنی بدکاری کی سزا بھگتتے اور علمی روشنی سے حصہ لینے والے اوس کے مطابق حصہ لینے والے اوس کے مطابق فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ پس اس سے صاف طور پر سمجھ میں آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل درآمد کرنا انعام پانیکا ذریعہ اور نافرمانی کرنا جہنم اور عذاب میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے جس سے صاف طور پر اوسکی ترقی و تنزل کی حالت منکشف ہوتی ہے لیکن اگر ایسی حالت تسلیم کیجاوے جیسے کہ حباب کو پانی سے ہوتی ہے تو حفظ مراتب کا خیال مفقود ہو جاتا ہے جس کے لئے یہ فقرہ چسپاں کرنا پڑتا ہے کہ ؎ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی + کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور تنزل سے بالکل مبرا و منزہ ہے اس لئے لازم آیا کہ اگر ہماری حالت مثل حباب اور پانی یا عین کے ہوتی تو ہم میں بھی وہی صفت ہونی چاہئے تھی مگر ہم میں چونکہ ترقی و تنزل کا مادہ ہے اس لئے یقیناً ہم کو خدا کے ساتھ ایسا تعلق نہیں جیسا کہ پانی کا حباب کے ساتھ ہوتا ہے ٭ پس اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایسا عقیدہ دراصل گمراہی کا عقیدہ ہے نہ کہ صوفی صافی کا کیونکہ صوفی وہ ہوتا ہے جو کہ اپنے خیالات کا نگہداشت رکھنے والا اور اپنے دل کو ان امورات سے خالی رکھنے والا جن کے کہ وہ لایق نہیں یعنے صوفی وہ ہے جو کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال زیر نظر رکھے اور اپنی اصل حقیقت و بساط اور ہستی سمجھے کہ کیونکہ محض عاجز اور ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے فضل کی محتاج ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور شفقتوں پر پورا وثوق حاصل کرے کہ کیونکہ وہ اس کو رفعت اعلیٰ پر پہونچاتی ہیں اور کس طرح اوسکو ضلالت اور گمراہی کے تنگ و تاریک گڑھے میں گرنے سے بچاتی ہیں۔ یہ تو صوفی کے معنے ہماری سمجھ میں آئے ہیں مگر آجکل صوفی اس قسم کے پائے جاتے ہیں کہ وہ حفظ مراتب کی نگہداشت نہ کرنے کا نام صوفی رکھتے ہیں۔ یعنے جو یہ اقرار کرتا پھرے کہ آپ ہی آپ ہیں اور کچھ نہیں وہ صوفی ہے یا ہیں ہمہ اعمال کچھ بھی نہیں کرتے۔ اور یہ بھی سچ اعمال کی ضرورت ہی کیا جب آپ ہی آپ ہوئے جس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہر ایک فعل کو فعل اللہ یقین کرنے کی وجہ سے اباحت کی تعلیم دے دیگر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی کمال بے ادبی ہوتی ہے۔

بات لمبی ہو گئی اور کہاں سے کہاں چلی گئی مگر اب ناظرین کو نتیجہ کی سیر کرانی ضروری اور لازمی ہو گئی۔ ان تمام امور سے ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا صوفیت کے مدعی اور سناتنی دراصل ایک عقیدہ کے پابند ہیں کیونکہ جس طرح سناتنی ہر ایک چیز کو پرمیشر کا روپ بیان کرکے ہر ایک چیز کے غیر فانی اور ازلی ابدی ہونے کی دلیل پیش کرتے ہیں اسی طرح صوفی صاحبان اپنے اور جملہ مخلوق کے وجود کو پانی اور حباب کی مثال دیکر غیر فانی و ازلی ابدی ثابت کرتے۔ تیسرے ان کے بالمقابل آریہ سماجی ہیں تو وہ تو علانیہ ہر ایک چیز اور ذرہ ذرہ کو ازلی ابدی اور غیر فانی تسلیم کرتے ہیں جس سے اقبالی ڈگری اس امر پر ہو جاتی ہے کہ دراصل یہ سہ عقائد کے پابند ایک حد پر جا کر آپس میں گڈ مڈ ہو جاتے ہیں جس سے ایکدوسرے کی تمیز کرنا ایسا ہی مشکل ہو جاتا ہے جیسے کہ ایک اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکلنا۔ اور یہ تمام عقاید عدم معرفت الٰہی کے نتائج ہیں اور کہ انکی سمجھ نے خالق و مخلوق کے حفظ مراتب کا خیال نہیں رکھا جس کی سبب سے یہ اتہاکنڈ اب ایسی غلطاں و پیچاں ہو گئی کہ اب ان سے نکلنا مشکل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ انکی چشم ہوش واکرے اور ان کو خالق و مخلوق کے مراتب پر غور کرنے کا سبق دے۔ آمین

خلاصہ کلام یہ کہ ویدک تعلیم کے آدبار (جوہر) ایک ایسی تفسیر ہے جس کا ارادہ جناب بابو عبد العزیز صاحب نے کیا ہے اچھی طرح وا ہو جاوینگی مگر ہمارے رائے میں کسی تیسری تفسیر کا ترجمہ لکھنا مناسب نہیں کیونکہ اس سے کتاب کی ضخامت بڑھ جاوے گی ہاں بعض جگہ پر ضروری ریمارکس دینا حسب ضرورت مناسب ہے ایسے ہی ضروری ریمارکس منجانب مترجم بھی ضروری ہیں اس سے دیانند کی چالبازیاں اچھی طرح ظاہر ہو جاویں گی اور شائقین کو بہت کچھ فائدہ پہونچیگا۔ مگر بہتر یہ ہوگا کہ چھوٹے چھوٹے رسالوں کی صورت میں شائع کیا جاوے ایسے ہی قیمت بھی تھوڑی رکھی جاوے تاکہ عوام کو آریہ سماج اور سناتن دہرم پر ریویو کرنے کا عمدہ موقع نصیب ہو سکے اور مطالعہ بھی باسانی کر سکیں۔ فقط۔

خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی۔

حقیقت نماز شائع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ر فروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی بلحاظ اوسکی خوبیوں کے کم ہے یعنی معہ محصولڈاک ۱۲؍ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) یقین کر سکے کہ فی الواقع انہوں وہ معرفت حاصل کر لی ہے جس کیطرف لوگوں کی توجہ یہ حضرت مبذول کر رہی ہیں اور ہدایت کر رہی ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ ان حضرات کی ایسی خشک باتوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے جبحالتیں کہ لما تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون کا صاف اور صریح حکم موجود ہے بار بار جتلاتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم اور دوسرے انبیاء بھی یہی معرفت سکھانے آتے تھے مگر ایسی باتوں سے ہم کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں جبحالت ہیں کہ حضرت اقدس رسول صلعم کو ہم نماز روزے اور عبادت الٰہی میں ایسا مشغول ہونیکا ثبوت پاتے ہیں تو کیسی کرنی ہر ایک سے محال ہے۔ خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اوس نے اپنے سچے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک زندہ نمونہ بھیجکر ہمکو ایسی نالایق خیالوں سے بچا لیا کہ جو خود کچھ بھی کرتے نہیں کہتے اور صرف منہ سے ہی معرفت معرفت کا راگ گاتے ہیں حالانکہ اگر دراصل ایسی معرفت نہ ہوتی جیسے کہ انبیاء کو ہوتی ہے تو ؎

دنیا تو یہ کہ روندے بچشم رازخوں بارے + منہ

نظم

از صوفی تصور حسین صاحب بریلوی مہاجر قادیان

احمدی وہ گروہ ہے دیندار
وہ غلام غلام احمد ہیں
احمدی ہیں وہ متقی مومن
فکر عقبےٰ میں رہتے ہیں شب و روز
غم دنیا ئے دوں کو مار کے لات
احمدی خوش خصال ہیں خوش اطوار
حب اور بغض اونکا ہے للہ
دشمنان خدا سے لڑتے ہیں
اون کا ہتھیار ہے زبان قلم
احمدی ہیں وہی ذکور و اناث
اون کا مسلک ہے سنت و قرآن
صادق الوعد احمدی ہیں تمام
وقف راہ خدا ہے جان اونکی
احمدی ہیں بہت خلیق و فہیم
احمدی ہیں جماعت حق آگاہ
پنجگانہ نماز پڑھتے ہیں
روزے رکھتے ہیں مقتدی تیرہ ہیں
نفلیں پڑھتے سحر کو اوٹھتے ہیں
احمدی شرع کے ہیں سب پابند
حق و باطل کی ہے تمیز اون کو
پیش خصم و مخالف بدکیش
معترض کو بناتے ہیں مبہوت
کون ان کے مقابل آتا ہے
احمدی وہ خدا کے بندے ہیں
حق کی درگاہ میں ہیں مقبول
احمدی عاشقان یزداں ہیں
رات دن کرتے ہیں خدا کی دعا
کوششیں کر رہے ہیں توڑ کے دل
یہ تڑپ اون کے دل میں رہتی ہے
پوری حجت کریں مخالف پر
آنکھ کہل جائے جس سے اندہوں کی
دین اسلام کے بجیں ڈنکے
احمدی راست باز ہیں واللہ
ہیں وہ منصف مزاج سچے سب
دل سے مرضات حق کے جویاں ہیں
صاف ہے جن کا اندرون برون

جو ہیں احمد پہ جان و دل سے نثار
جن پہ اللہ کا بہت ہے پیار
جو ہیں مستغفرین بالاسحار
فکر دنیا سے ہو گئے بیزار
دین کے غم میں ہیں وہ لیل و نہار
نرم دل پاک جان و خوش گفتار
نہیں اون کو کسی سے رنج و غبار
پر لڑائی ہے اونکی بے ہتھیار
یہی گویا کہ تیغ کی ہے دہار
نیک ہے جنکی عادت و رفتار
ہیں محب درود و استغفار
شادی و غم میں شاکر و صابر
مال اون کا رضائے حق میں نثار
نہیں رکھتے وہ ذرہ استکبار
شرک و بدعت سے مطلقاً بیزار
ہے صفت جسکی قرۃ الابصار
بہر ارضاء ایزد غفار
احمدی ہیں بہت نماز گزار
اونہیں سنت کے ہیں نمود آثار
علم دیں میں ہیں وہ بہت ہشیار
علم و فضل اپنا کرتے ہیں اظہار
جلوہ دیں کے دکہا انوار
ہیں یہ شیر اور خصم روبہ خوار
جن سے اللہ خوش ہے لیل و نہار
انپہ وا ہو گیا در اسرار
نام حق سے ہے ان کے دلکو قرار
رہے شاداب دین کا گلزار
کرتے ہوں باغ دیں کی ہو بہار
دیں کی حقیقت کا ہو اظہار
تا ہو وہ کفر چھوڑ کر دیندار
روز روشن وہ دیکہیں و ہر شب تار
دین ہو دین احمد مختار
نہ کوئی مفتری نہ کج رفتار
کذب و بہتاں سے ہیں انکو عار
جاں سے حق کے طالب دیدار
بس وہی احمدی ہیں خوش کردار

ڈہونڈتے ہیں خدا و خلق کی صلح
احمدی ہیں بہت سے صاحب عزم
ہیں بہت انمیں عارف باللہ
کچھ ہیں شاعر و ادیب و قرآن آموز
احمدی سب ہیں بہائی آپسمیں
ایک کے پاؤں میں جو خار چبھے
یہی ہمدردی و اخوت ہے
ایک کا دوسرا دعا گو ہو
خود غرض خود پسند انسان پر
رہے ملحوظ حق عبد و خدا
نسبت احمدی جمالی ہے
ملیں آپسمیں خندہ رو ہو کر
ہوں خرید و فروخت او دستہ
نفس کو اپنے خوش نہ اوکہ جوابات
قرض سے کرا دا کریں جلدی
نہ بنیں سخت گیر نے کج خلق
ہوں غرض سب معاملے ستہرے
ہم کو توفیق خیر دے یارب
فضل سے اپنے دے مدد ہم کو
بطفیل مسیح و مہدی ما
دور کر ہم سے غفلت و عصیاں
بہتری کی و فلاح کا اپنی
سب کی بگڑی بنا خداوندا
دور کر دے ہمارے عیبوں کو
تیری رحمت کے منتظر ہیں ہم
رکھ ہمیں احمدی جماعت میں
نسبت احمدی سے کہول آنکہیں

نفس و شیطان سے رہتی ہے تکرار
فخر ہے ہم کو جو ہے لیل و نہار
اون کے رخ پر چمکتے ہیں انوار
اون کو مولا بنائے طاقتدار
بہائی پر بہائی جان کر دے نثار
بے نکالے نہ آئے اوس کو قرار
کر رہے بہائی بہائی کا غمخوار
اور برے وقت میں ہو ہمدم و یار
ہے خدا و رسول سے پہنکار
احمدیوں کا لبس یہی ہے شعار
رافت و رحم سکو ہے درکار
نہوں جیں بر جبیں نہ دل افگار
راستی نیک ساتھ بے آزار
نہ کریں وہ پسند بر اغیار
ہو نہ دینے میں حجت و تکرار
حرص و بغض و حسد ہی سب بیکار
جیسا ہوتا ہے مومنوں کا شعار
تجہسے یہ التجا ہے با دل زار
نفس و شیطاں کے ہوں نہ پائیں شکار
وقفار بنا عذاب النار
تا نہ عقبےٰ میں ہوں ذلیل و خوار
تیرے ہی فضل پر ہے دارومدار
لا تقیں بخش کر دے مخلص کار
رکھہ نہ اسدرجہ ہم کو زار و نزار
تو رحیم و کریم ہے غفار
نہ چہٹا ہم سے زمرہ ابرار
کر خدایا ہمیں اولی الابصار

آرزو ہے او دیں کی یارب
راہ دیں کا ہمیں ہو گل ہر خار

ملازمان سرکاری اور پالیٹکس

مدراس گورنمنٹ نے حال ہی میں ایک حکم اس مضمون کا جاری کیا ہے کہ ہز ایکسیلینسی گورنر با جلاس کونسل کو اس بات کا یقینی علم ہے کہ پولیٹیکل تحریکوں اور جلسوں کی شرکت سے متعلق گورنمنٹ کے امتناعی رول کی ملازمان سرکاری خلاف ورزی کرتے ہیں۔ بلکہ بعض صورتوں میں انہوں نے ایسی مجالس کی صدارت بھی قبول کی ہے لہذا صاحب گورنر بہادر با جلاس کونسل تمام ملازمان سرکاری کو گورنمنٹ سرونٹس کونڈکٹ رول ۱۹۰۴ء کے قاعدہ نمبر ۲۰ پر توجہ دلانا ضروری سمجھتے اور اوسکی خلاف ورزی سے متنبہ کرتے ہیں۔ امید قوی ہے کہ رفتہ رفتہ دیگر تمام لوکل گورنمنٹیں بھی اس بارہ میں گورنمنٹ مدراس کی پیروی کو ضروری سمجھیں گی۔

احمدیوں پر ظلم

ستایا ہے ناحق ہمیں تونے ظالم
یہ انصاف اللہ کے روبرو ہے

آدم اور ابلیس کی لڑائی ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور شیطان اور اسکی ذریت آدم اور اس کے متبعین کو ہمیشہ دکھ دیتے آئے ہیں جب جب کوئی راستباز اور خدا کا مامور مصلح دنیا میں آیا۔ اسکی مخالفت کی گئی اور اس کے ساتھ والوں کو جو غربا اور ضعفا کی جماعت ہوتی ہے سخت سے سخت اور کمینہ سے کمینہ طریق ایذا رسانی کا اختیار کیا گیا۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے حالات کا تذکرہ اسی رنگ میں روشنی ڈالتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کے ساتھ والوں کو کہا گیا کہ ہم تمہیں اپنے شہروں اور بستیوں سے نکال دیں گے۔ اور یہ بھی کہا کہ ہم جو معزز اور محترم لوگ ہیں ان ذلیل اور چھوٹے آدمیوں کو نکال دیں گے۔

یہ سنت اللہ ہے جو ہر صادق کے وقت میں عیاں نظر آتی ہے اسوقت بھی جب خدا کا مسیح اور مرسل ظاہر ہوا۔ تو ان پہلوں کی یادگار اپنے باپ دادا کے نقش قدم پر چلکر جری اللہ اور اسکی جماعت کو ہر قسم کے دکھ اور تکالیف پہونچائیں کیا ان تکلیفوں اور مشکلات اور مصائب نے خدا کے مرسل کی راہ میں کوئی روک پیدا کی؟ یا کیا ان تکلیفوں اور دکھوں نے اسکی مخلص جماعت کو پراگندہ کیا؟ کبھی نہیں۔ خدا کا مرسل پہلے سے زیادہ وثوق زیادہ استقلال اور ثبات قدم اور جوش کے ساتھ آگے بڑھا اور یہ تمام تکلیفوں اور دکھوں کے چٹان جو اسکی راہ میں پھینکے گئے تھے ہباءً منثورا ہو گئے اور پر کاہ کی طرح اڑ گئے اور اس کی جماعت باوجود ان تکالیف اور مشکلات کے بڑھی اور بڑھ رہی ہے۔ اس نتیجہ سے اگر ناعاقبت اندیش مخالف سبق لیتے تو وہ اپنی ناپاک کوششوں میں کامل ناکامی دیکھکر آئندہ کے لئے توبہ کرتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ اگر ایک تلخ دشمن اپنی نامرادیوں کو دیکھکر زاویہ گمنامی میں پڑ جاتا ہے یا اس دنیا سے اٹھایا جاتا ہے تو ایک اور پیدا ہو جاتا ہے جو خدا کے مسیح اور اسکی جماعت کو دکھ دینے کا عزم کرکے اٹھتا ہے اور وہ پہلوں کے انجام کو مد نظر نہیں رکھتا۔

اس تمہیدی نوٹ کے بعد میں اس تازہ واردات ظلم کی داستان سنانا چاہتا ہوں، جو کھاچوں تھانہ بنگہ ضلع جالندھر کی کمزور اور غریب احمدی جماعت پر وہاں کے شدید اور غلیظ مغضوب مخالفوں نے روا رکھا۔ کھاچوں میں صرف چند احمدی ہیں اور وہ بھی غریب۔ وہ ایک مسجد میں ہمیشہ نماز پڑھا کرتے تھے مگر شیطان اور اسکی ذریت کب گوارا کر سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کا اظہار ہو۔ اس لئے انکی مخالفت کے لیے چند شورہ پشت اٹھے اور عصر کی نماز کے وقت انکو پکڑ کر سخت مارا کہ بعض کو سخت چوٹیں آئیں۔ احمدی جماعت کے ان ضعیف اور مظلوم افراد نے یہ بڑے حوصلہ اور صبر سے برداشت کیا + اور اپنی جان اور مال اور آبرو کو خطرہ میں ڈالا مگر یہ گوارا نہ کیا کہ اپنے ایمان کو متزلزل کریں۔ یہ نمونہ جو کھاچوں کی احمدی جماعت نے دکھایا ہے ہر طرح قابل قدر اور واجب التقلید ہے۔ کھاچوں کے احمدی ان شریروں اور شورہ پشتوں کو عدالت سے سزا دلا سکتے تھے مگر انہوں نے عدالت ربانی ہی کے فیصلہ کا انتظار کرنا مناسب سمجھا خدا ظالموں کو بے سزا نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لئے یہ یقینی امر ہے کہ ظالم اپنے کئے کی سزا پائیں گے تاہم میں تھانہ بنگہ کے نیکدل اور شریف الطبع سب انسپکٹر با واہنگا سنگھ صاحب کی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ کھاچوں کے ان شورہ پشت لوگوں کو مناسب تنبیہ کریں اور غریب احمدی جماعت کی حفاظت جان و مال کے لئے مناسب نوٹس لیں۔ ورنہ یہ لوگ دلیر ہو کر ان بیچاروں کو سخت سے سخت دکھ اور تکلیف دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ سب انسپکٹر صاحب کی توجہ فرمائی سے آئندہ مظلوم احمدیوں کو امن مل سکتا ہے اور چونکہ احمدی جماعت جیسا کہ اس کے امام اور پیشوا کی تعلیم ہے ہمیشہ ہر قسم کے فتنہ اور فساد کے محل سے بچتی ہے اور یہ تازہ نمونہ کھاچوں کی جماعت کا موجود ہے کہ باوجود مار کھانے کے خاموش ہو رہے اسلئے اندیشہ ہے کہ مخالف بیباک اور بھی کھل کھیلیں۔ کھاچوں کی احمدی جماعت کا صبر اور استقلال اللہ تعالیٰ اور اسکے صادق مرسل کے حضور خوشنودی کا موجب ہے اور یہی صبر ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم کو جذب کریگا اور یہی وہ کلید ہے جو ان کے لئے ہر قسم کے امن اور سلامتی کے دروازے کھولدیگی۔ خدا کرے کہ ہمیں سچی توفیق دیجاوے۔

ایک خطرناک بدعت کا اعلان

(اسلامی اخبارات کی توجہ طلب)

بعض اسلامی اخبارات میں میں نے ایک ترجمۃ القرآن اردو کا اعلان پڑھا ہے جسکو فیض بخش پریس فیروزپور شہر نے چھاپا ہے + مجھے سخت حیرت اور تعجب ہے کہ وہ لوگ جو مسلمانوں کی ہمدردی و حمایت اور قومی ریفارم کی صدائیں بلند کرتے ہیں جنکی ہر ہر قلم سے قومی قومی کی آواز نکلتی ہے اکثر دفعہ وہ اپنے ذاتی اور شخصی مفاد کے مقابلہ پر مسلمانوں کو ہی نہیں اسلام کو سخت نقصان پہونچانے میں بھی تامل اور مضائقہ نہیں کرتے۔ پچھلے دنوں لاہور کے اخبار وطن کی کفر فروشی کا کچا چٹھا شائع کیا گیا تھا۔ اب میں یہ دیکھتا ہوں کہ امرتسر کا اخبار وکیل اور بعض دوسرے اسلامی اخبارات بھی ترجمۃ القرآن اردو کا اعلان چند پیسے لیکر شائع کر رہے ہیں اور مسلمانوں میں وہ بدعت پھیلانا چاہتے ہیں جسکی گذشتہ تیرہ صدیوں میں نظیر نہیں پائی جاتی۔ مجھکو شبہ ہوتا ہے کہ اس تجویز ترجمۃ القرآن اردو کی مجوزین میں کسی عیسائی کا مشورہ اور ہاتھ نہ ہو ورنہ ایک مومن مسلمان کبھی اس بیہودہ اور منحوس تجویز کو پسند نہیں کر سکتا عیسائیوں پر جو مصیبت اپنی اصل کتاب کے کھو بیٹھنے کی آئی اسکی وجہ یہی کہ انہوں نے متن کو چھوڑ کر ترجمہ پر کفایت کی اور کلام اللہ کو ہاتھ سے دے بیٹھے۔ اب مسلمانوں میں بے متن ترجمہ کا رواج اسی بدعت کی اشاعت ہے کیا یہ لوگ قرآن مجید کے متبرک اور مقدس الفاظ کو مٹا دینے کی سعی نہیں کرتے؟ اگرچہ یہ سچ ہے کہ خدا کا کلام مٹ نہیں سکتا خدا خود اسکا محافظ ہے مگر یہ تدبیر اور سعی اس قسم کی ہے جس سے خدا کا کلام مٹایا جاوے اور ایسی تجویزوں سے سخت بیزاری کا اعلان کرنا چاہئے۔ مسلمان اخبار نویسوں کا تو یہ فرض ہونا چاہئے تھا کہ اس شنیع فعل سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے اور زور ڈالکر ایسے ترجمہ کو رکوا دیتے مگر وہ اپنے فائدہ کیلئے دین فروشی کرتے ہیں یہی بات ہمیشہ بری لگتی ہے اسلئے اخبار وکیل کی کمپنی کے بابت اگر تعجب نہیں مجھے گلہ ہے اور وہ دیں مگر میں انکی کامیابی کے ذکر کر اظہار حق سے نہیں رکونگا۔ بہتر ہے اخبار وکیل اس ترجمہ کے اعلان کو بند کرکے اس کے مضرتوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرے ورنہ میں مسلمانوں کو صلاح دونگا اور اسکی تجویز

... قادیان ... مرزا احمد ... کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

نمبر ۲۹ قادیان دارالامان مورخہ ۷ اگست ۱۹۰۷ء مطابق ۲۵ رجب ۱۳۲۵ھ جلد ۱۱

چند استفسار بر خط مولوی محمد حسین صاحب

از طرف سید محمد احسن صاحب امروہوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ حامداً و مصلیاً

محبی القدیم مولوی محمد حسین صاحب سلمہ آپ کا محبت نامہ جو نہایت درجہ ایسا مشکوک اور محکوک اور غلط در غلط تھا جسکی نسبت خود آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "اگر آپ اس کو پڑھ سکیں تو درج اخبار کرکے وہ واپس کریں تاکہ میں نقل کراکے واپس کردوں" الخ موصول ہوا۔ خاکسار کو بڑا تعجب ہوا کہ مولویصاحب نے ایسا خط غلط در غلط ارسال ہی کیوں فرمایا جسکو واپس بھی طلب فرماتے ہیں اور تعجب پر تعجب یہ ہوا کہ جو جواب دیا گیا ہے وہ محض نسیہ ہی نقد نہیں کیونکہ نمبر ۱۲ جلد ۲۱ اشاعۃ کا جس جا بجا حوالہ دیا گیا ہے وہ ابھی تک شائع نہیں ہوا۔ پھر گویا نحاس مل۔ اور اسلئے بہت ہی حیرانی ہوئی کہ مولویصاحب نے خاکسار کے سوالات کا جواب بیسا اوھن من بیت العنکبوت کیوں عنایت فرمایا جسمیں جواب نسیہ ہی نسیہ ہے اور نقد کچھ بھی نہیں بہر حال خاکسار نے آپکے خط کو بخوبی پڑھ لیا۔ خواہ وہ آپ کے نزدیک کیسا ہی مشکوک یا محکوک تھا۔ سو بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش من انداز قدت را می شناسم ۔ مگر میں ابھی اُس کا جواب لکھنا نامناسب سمجھتا ہوں جبتک حوالجات نسیہ نقد نہو جاویں اور نہ اس خط کا طبع کرانا مناسب ہے کیونکہ مبادا آپ خود ہی شکایت کریں کہ میرا ایسا خط مشکوک کیوں طبع کرایا تاہم بالفعل واسطے استفسار و تعین چند امور جملہ متنازعہ فیہا مندرجہ خط کے آپسے استفسار کر کے جناب کو تکلیف دیجاتی ہے تاکہ آئندہ غلط بحث نہ ہو جاوے اور امور تنقیح طلب منقح ہو جاویں۔ استفسار اول۔ اگر تسلیم کیا جاوے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب نے اخبار وطن میں جسکی اصل عبارت نمبر ۲۲ جلد ۱۱ میں آیندہ آپ شائع فرماوینگے۔ ایمان و اتباع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کے لئے شرط نجات قرار دیا ہے جسکو دعوت اسلام پہونچ چکی ہو کر مولویصاحب نص قرآنی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی وقت بعد نزول قرآنی کے ایسا آنیوالا ہے جسمیں آنحضرت صلعم کی دعوت عامہ کل زمین کے لوگوں کو پہونچ جاوے گی۔ قال اللہ تعالیٰ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ الذی لہ ملک السموات والارض و ما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین۔ وغیرہ وغیرہ سو اب اس زمانہ میں جو مصداق ہے لیظہرہ علی الدین کلہ کا۔ ڈاکٹر صاحب اور وطن اور جناب کو کونسی ایسی ضرورت واقع ہوئی ہے جو برا متکلمین کیطرح یہ تقسیم حال کے زمانہ کے لئے کی جاتی ہے کہ جن کو دعوت اسلام پہونچ چکی ہے ان کے لئے تو ایمان و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط نجات کو ہے اور جن کو نہیں پہونچی ان کے لئے شرط نجات کی نہیں اور یہ تقسیم ہی اسوقت لگیگی جب ہر طرح فتنے وا وگیر ہونے لگا۔

پہر اس تقسیم کے لئے اولاً تینوں صاحبوں پر فرض ہے کہ اس زمانہ میں کسی ایسی بستی کا وجود دکھلاویں جسمیں دین اسلام بذریعہ کسی مسلمان کی موجودگی کے پہونچ چکا ہو ورنہ خاکسار تو اس مصرعہ کے پڑھنے کے لئے مجبور ہے کہ سے خوئے بد را بہانہ بسیار۔ استفسار دوم۔ دعوت اسلام پہونچ جانے کی حد مقرر فرمائی جاوے کہ کیا ہے کیا آپ صاحبوں کے نزدیک جن لوگوں نے ترجمہ قرآن مجید کا نہیں پڑھا یا کسی واعظ اسلام کی مجلس میں نہیں بیٹھے وے سب لوگ مصداق ہیں اس کے کہ انکو دعوت اسلام نہیں پہونچی اور ان کے لئے آپ کے نزدیک ایمان و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط نجات کی نہیں۔ بس در جواب استفسار ہذا دعوت اسلام کے پہونچنے کی تحدید فرما دیجاوے کہ اس کی حد کیا ہے۔ استفسار سوم علم مناظرہ میں جواب الزامی دینا اور مسلمات خصم کے بموجب خصم کو ساکت کرنا آپ کے نزدیک آداب علم مناظرہ سے ہے یا نہیں۔ بشق ثانی آپ کسی کتاب علم مناظرہ کے حوالہ سے ثابت فرماویں کہ مسلمات خصم کے بموجب خصم کو ساکت کرنا خارج از آداب علم مناظرہ ہے۔ مگر اندریں صورت آپ کو اکثر مناظرات مندرجہ قرآن مجید سے بھی دست بردار ہونا پڑیگا۔ بلکہ بہت ایسی آیات بینات کی تکذیب کا الزام آپ پر عائد ہوگا۔ جسطرح آپ حضرت مرزا صاحب کے جوابہا بموجب مسلمات خصم کو نامی کی تکذیب کرتے ہیں۔ و نعوذ باللہ منہ اور بشق اول حضرت عیسیٰ یا کسی نبی کی توہین نعوذ باللہ کس مردود یا کافر نے کی ہے۔ کلا و حاشا ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ بلکہ مسلمات خصم جوابہائے الزامی

قابل توجہ منیجر صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے

یہ کل قسطرار ہے کئی بار شکایت سنی گئی ہے کہ جن لوگوں کو اپنا مال و اسباب بذریعہ گوڈس ٹرین کہیں روانہ کرنا ہو تو انہیں بکبہ کراتے وقت عموماً بڑی دشواری و دقت اٹھانی پڑتی ہے۔ جن بیوپاریوں کو یہ کام ہمیشہ رہتا ہے ان کے لئے تو کوئی مشکل نہیں۔ کیونکہ اول تو ان کا یہ کام مقررہ معاوضہ پر دلالوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اگر یہ واسطہ بھی درمیان میں نہ ہو تو روز مرہ کا کام پڑتے رہنے کی وجہ سے بابو صاحبان کے ساتھ راہ و رسم پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی نیا آدمی جسے شاذ و نادر مال گودام سے کام پڑتا ہو وہاں جا پہنچے تو بیچارے کی شامت ہی آ جاتی ہے۔ سب سے پہلے تو اس کو یہ عذر پیش آتا ہے کہ جس لاین پر اس کا مال جاتا ہے اس کا بکنگ آفس کہیں [illegible] اور کوئے کانٹے پر مال وزن کرنے کو رکھنا چاہئے۔ یہ غریب ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر مارا مارا پھرتا ہے مگر کوئی سرکاری ملازم سیدھے منہ بات نہیں کرتا۔ اسی طرح تولنے والے۔ شرح محصول بتانے والے۔ بلٹی بنانے والے۔ چیک کرنیوالے۔ اگر پیٹ بھرنا ہو تو محصول لینے والے۔ غرض قریباً تمام حضرات جن سے سابقہ پڑتا ہے اپنی اپنی جگہ پر بڑی فراخدلی و تمکنت کو کام فرماتے ہیں۔ اور انہیں سے بعض تو موقعہ پر [illegible] طلبگار ہوتے ہیں۔ اگر نہ دیا جائے تو جان جان کے کام میں ڈھیل ڈالتے اور دیر کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ان لوگوں کو ریلوے سے تنخواہیں نہیں ملتیں جو پبلک کو اس طرح دق کرتے ہیں۔ یا پبلک وہی محصول ادا نہیں کرتی جو ریلوے کا حق ہے اگر انہیں اپنا حق الخدمت ملتا ہے اور لوگ کمپنی کو معاوضہ دیکر اس سے روانگی مال کا کام لیتے ہیں تو پھر اس اندھیر کھاتہ کی کیا وجہ ہے؟ حکام ریلوے کا فرض ہے کہ ملازمان صیغہ کی ایسی بدعنوانیوں پر نظر رکھیں اور غریب پبلک سے رشوت کھانے یا اسے دق کرنیوالوں کو عبرتناک سزائیں دیں۔ کیونکہ ایسی قماش کے بددیانت اور ناانصاف ملازم بزبان پبلک ہی کے حق میں برے نہیں ہوتے۔ بلکہ اپنی مخدوم ریلوے کمپنی کے ساتھ بھی بے ایمانی و خیانت کرنے میں جہاں تک قابو چلے دریغ نہیں کیا کرتے۔ یعنی جب وہ ناجائز جلب منفعت کو روا ہی سمجھتے ہیں تو پھر انہیں خواہ کسی کا فائدہ یا نقصان ہو۔ ان کو ہر حال میں اپنا الو سیدھا کرنے سے غرض ہے۔ چنانچہ کبھی نذرانہ نہ ملنے کے باعث اپنے معمولی فرائض تک کی انجام دہی تک نخرے کرتے ہیں۔ تو کبھی مٹھی گرم ہو جانے پر کمپنی کو نقصان پہنچا کے بھی پبلک کا فائدہ کر دینے سے نہیں چوکتے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ان خائن ملازموں کی عادت سے وہی چلتے پرزے فائدہ اٹھاتے ہیں جو خود بھی کسی حد تک بددیانت ہوں اور اسے غنیمت سمجھیں کہ چلو بابو یا قلی کو کچھ دینا پڑا تو کیا ہوا انکی مہربانی سے محصول میں اس سے دوگنی چوگنی بچت بھی تو ہو گئی وگرنہ سیدھے سادے بھلے مانس اور ایماندار لوگ تو نہ دوسروں کی حق تلفی روا رکھتے ہیں۔ اور نہ اپنا ذرا سا بھی نقصان گوارا کرتے ہیں۔

ہماری رائے میں ضروری ہے کہ حکام ریلوے اور نیز ریلوے پولیس جس طرح مسافروں اور مسافر گاڑیوں کے متعلق ہر قسم کے معاملات کی دیکھ بھال رکھتے اور پیش آمدہ حادثات و شکایات کی حتی الوسع چھان بین اور تحقیقات لازمی سمجھتے ہیں۔ اسی طرح گوڈس ڈیپارٹمنٹ کے تمام متعلقات پر بھی خاطر خواہ توجہ فرمائیں۔ اور اس میں پبلک کی سہولت اور حق رسی کو اپنا فرض سمجھیں۔ امید ہے کہ منیجر صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے اس گذارش پر ضرور توجہ فرمائیں گے۔ اور بغیر اس کے کہ ہمیں مختلف مقامی شکایات پر پتہ وار اور بقید تاریخ روشنی ڈالنی پڑے۔ گوڈس ڈیپارٹمنٹ کے خائن اور بددیانت ملازموں کی تفتیش اور انہیں تنبیہہ و ہدایت کا سلسلہ جاری ہو جائے گا۔

ہیڈ آفس امرتسر میں کام کی تقسیم

کیا یہ امر واقعی ہے کہ ہیڈ پوسٹ آفس امرتسر میں تقسیم کام کا کوارٹرلی (سہ ماہی) جو نقشہ [illegible] ایک حد تک محض ضابطہ کی کارروائی ہوتی ہے ورنہ اصل میں کھانے کے دانت اور ہوتے ہیں دکھانے کے اور۔ اگر یہ اطلاع صحیح ہوئی تو صاحب پی۔ ایم جی بہادر ڈاکخانہ جات پنجاب کو مناسب تحقیقات سے جلدی ہی اور بسہولت پتہ لگ جائے گا کہ گو سہ ماہی جدولوں میں حسب معمول مختلف [illegible] ڈاک۔ بیمہ پارسل۔ رجسٹری۔ منی آرڈر۔ ڈلیوری وغیرہ وغیرہ کے کلرک انچارج اور [illegible] دکھائے جاتے ہوں۔ لیکن عملی طور پر صورت حال یہ ہے کہ [illegible] وقت و سہولت کے لحاظ سے با اختیار [illegible] سپرنٹنڈنٹ کے بعض [illegible] ایک ہی کام پر لگے ہوئے ہیں [illegible] تو خواہ مخواہ سوال پیدا ہوگا کہ کیا [illegible] کے لئے ضروری نہیں ہے کہ دیگر برانچوں کے کام کا بھی تجربہ حاصل کریں۔ اور اپنی باری میں [illegible] محنت کی ہی ڈیوٹی ہوگی [illegible] اور کیا دوسروں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ کبھی انہیں بھی آسان ڈیوٹی پر بھی لگا دیئے جایا کریں۔ اور [illegible] بالکل بے بہرہ نہ رہیں۔ بحالت موجودہ ہمیں ایک صریح نقص یہ ہے کہ جب ایسے ہیڈ آفس کے ماتحت کلرک کسی سب آفس کے انچارج ہونگے تو ضرور ہے کہ فرائض متعلقہ میں سے بعض کو وہ پوری پوری مستعدی ہوشیاری باقاعدگی و عمدگی کے ساتھ انجام دینے سے قاصر رہیں ہمیں اس بارہ میں جو تفصیلی اطلاعات ملی ہیں انہیں ابھی اس خیال سے محفوظ رکھتے ہیں کہ شاید اتنا اشارہ ہی کافی ہو جائے امید ہے کہ صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل بہادر اور ہیڈ پوسٹ ماسٹر صاحب امرتسر ضرور التفات فرمائیں گے۔ (وکیل)

کابل میں ہیضہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ریاست کابل میں ایک عام موت کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ وہ کس رنگ میں اور کس صورت میں پوری ہوگی مگر جو تازہ خبریں کابل سے آئی ہیں وہ بہت سخت تشویشناک ہیضہ کے پھیل جانے کی مظہر ہیں [illegible] سے پایا جاتا ہے کہ وہاں ہیضہ کی وارداتیں زیادہ ہو رہی ہیں خصوصاً اس [illegible] بعض مقامات کا تو ایسا صفایا ہو گیا کہ بمشکل پورے گاؤں میں ایک مکان بھی ایسا دکھائی دے گا جس میں کوئی موت نہ ہوئی ہو۔ گو دولت افغانستان میں ڈاکٹری علاج (انگریزی) معقول ہوتا جاتا ہے جابجا ہسپتال بن رہے ہیں [illegible] بہت دور دراز کے مقام ایسے بھی ہیں جہاں حفظ صحت کا پورا انتظام نہیں۔ اور اسی طرح یہ کہ جاہل افغان انگریزی ادویہ کا استعمال مذہباً ممنوع سمجھتے ہیں ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ ہی رحم کرے اور اس تشویش کو دور کرے۔ اصل اور

سچی بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے عذاب بلا وجہ نہیں آیا کرتے ما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا پر غور کرنا چاہئے اور خدا تعالیٰ کیطرف توجہ اور انابت اور سچی تبدیلی ہی عذاب الٰہی کو ٹال سکتی ہے اگر اس پیشگوئی کے پورا ہونیکا یہی وقت ہے جو ان الفاظ میں کیگئی ہے

ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مریں گے

تو یہ بہت خطرہ کا مقام ہے۔

مرتد ڈاکٹر یا مسیح کاذب

(نمبر ۱)

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنوں
دے گا تمام عقل کے بخیے ادھیڑ تو

مرتد ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے تازہ الہامات الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں شائع کئے جا چکے ہیں ان الہامات کی بنا پر ڈاکٹر موصوف نے کھلے الفاظ میں **مسیح** اور **مرسل**۔ **رحمۃ للعالمین** ہونیکا دعویٰ کیا ہے مگر جھوٹ کے پاؤں کہاں؟ اس نوٹ کا نکلنا تھا کہ ڈاکٹر صاحب مرزا پا نشناختہ دیوانہ وار پیسہ اخبار میں اسکی تردید کے لئے دوڑے چنانچہ ۱۳ راگست ۱۹۰۶ء کے روزانہ میں ایک مضمون بہ عنوان

مرزائیوں کا ایک نیا جھوٹ اور نئی چالاکی

شائع کرادیا۔ اور وہ نیا جھوٹ اور نئی چالاکی کیا ہے؟ یہ کہ دعویٰ رسالت کا مدعی عبدالحکیم خاں کو قرار دیا اور کہا کہ اس نے مسیح ہونیکا دعویٰ کیا ہے

اس امر کا فیصلہ تو اب سعید اور پبلک خود کریگی کہ یہ **نیا جھوٹ اور نئی چالاکی** یا تو مرتد ڈاکٹر کی ہے یا اس کے قرین بئس القرین کی جس نے اس کو یہ الہام کیا

دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں مسیح ہوں

جو شخص پبلک میں یہ الہام پیش کرتا ہے وہ حق رکھتا ہے کہ پبلک اس کی بنا پر اسے **مسیح** سمجھے ہاں اگر اس نے اس الہام کے پیش کرنے میں جھوٹ بولا ہے تو بیشک

وہ جھوٹا مسیح اور مسخرا دجال ہے

جو خدا تعالیٰ پر افترا کرتا اور من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا کا مصداق ہے۔ جس حال میں وہ کھلے الفاظ میں اپنے آپ کو خدا کا **مسیح** اور **مرسل** کہتا ہے پھر اسمیں بیٹے یا دوسرے احمدیوں نے کیا جھوٹ بولا اور کیا چالاکی کی جو اس نے یہ افترا ہم پر کیا اس جھوٹ کی **لعنت** کا مستحق اگر کوئی ہے تو وہی

مسیح کاذب ہے

جو پہلے ایک الہام پیش کرتا ہے اور جب اسپر اعتراض ہوتا ہے تو اس پر دوسروں کو گالیاں دیتا ہے اسی برتے پر تتا پانی

۱۹ر جولائی ۱۹۰۶ء کا وہ خط (جسکی بنا پر ہمنے شائع کیا تھا) پیسہ اخبار میں ہی چھپا ہے اور اسمیں

(۱) وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین
(۲) انک لمن المرسلین
(۳) انا ارسلناک بالحق بشیرا ونذیرا ولا تسئل عن اصحاب الجحیم
(۴) دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں **مسیح** ہوں
(۵) یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الآیۃ

یہ الہامات چھاپے گئے ہیں۔ کیا ان الہامات کو پڑھکر کوئی شخص یہ نتیجہ نکالے گا کہ مرتد ڈاکٹر کھلے الفاظ میں **مرسل** اور **مسیح**۔ **بشیر و نذیر**۔ **رحمۃ العالمین** ہونے کا مدعی ہے۔

ان الہامات کی تصریح کے لئے مرتد ڈاکٹر یا کاذب مسیح کسی پہلے خط کے ایک نوٹ کا حوالہ دیتا ہے (کہ اسمیں میں نے لکھا تھا کہ جیسا مسلمان اپنی اولاد کا نام انبیاء علیہم السلام کے نام پر رکھدیا کرتے ہیں نہ کہ میں مسیح یا امام ہوں)

مرتد ڈاکٹر کی دانشمندی اور ایمانداری کو اس موقعہ پر دیکھنا چاہئے۔ وہ کہتا ہے کہ میرا نام خدا نے اگر مسیح رکھا ہے تو اسی طرز پر رکھا ہے جسطرح ماں باپ اپنے بچوں کے نام انبیاء علیہم السلام کے اسماء گرامی پر رکھدیتے ہیں۔ بہت خوب!

مگر ڈاکٹر صاحب! کاش اس نوٹ کے دیتے وقت آپ اگر خدا ترسی سے نہیں تو عقل ہی سے کام لیتے کیا ہم لوگ جو اپنے بچوں کے نام انبیاء علیہم السلام کے نام پر رکھتے ہیں تو یونہی انہیں بے حقیقت سمجھکر رکھدیتے ہیں یا اسمیں کوئی غرض اور مقصد بھی ہوتا ہے؟ صاف طور پر ماننا پڑیگا کہ ماں باپ یمن اور برکت کے لئے وہ نام رکھتے ہیں اور انکی غرض اور منشا یہ ہوتا ہے کہ انمیں بھی وہ صفات اور حسنات پیدا ہوں یہ منشا انکی ہرگز نہیں ہوتی کہ نام تو موسےٰ رکھا جاوے اور اسمیں شمایل فرعونیت پیدا ہوں یا نام تو عیسےٰ رکھا جاوے مگر وہ پورا **دجال** ہو۔

لیکن چونکہ وہ عالم الغیب نہیں ہوتے اس لئے بسا اوقات وہ نام اسم با مسمّیٰ نہیں ہوا کرتے ایک کا نام خالد رکھا جاتا ہے مگر وہ شام سے بھی پہلے ہی مرجاتا ہے ایک کا نام عبدالحکیم کہا جاتا ہے مگر وہ نرا کودن اور شیطان رجیم ہو جاتا ہے لیکن خدا تعالیٰ تو **عالم الغیب** ہے وہ جب اپنے بندے کو کسی نام سے پکارتا ہے تو وہ اسم بامسمّیٰ ہوتا ہے اس کے اندر اس نام کے شمایل اور صفات موجود ہوتے ہیں جب وہ کسی کو کہتا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو فی الحقیقت وہ محمد ہی ہوتا ہے اس کا کوئی قول اور فعل حرکت و ادا ایسی نہیں ہوتی کہ اسپر حرف آسکے جب وہ کسی کو مسیح یا عیسےٰ کہکر پکارتا ہے تو مسیحی شمایل اور عیسوی خصایل سے متصف ہوتا ہے یہ نہیں کہ وہ کسی کو کہے کہ تو **مسیح** ہے مگر وہ

دجال ہو

اگر آپ کا نام خدا تعالےٰ نے اس نوعیت سے رکھا ہے تو پھر مرتد ڈاکٹر کے

کانے دجال

ہونے میں شبہ نہیں لیکن عالم الغیب خدا نے **مسیح** کرکے پکارا ہے تو پھر کیوں کہا جاتا کہ **مسیح** ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ دو باتوں میں سے ایک ضرور ہے یا تو خدا کو آپ ایسا مانتے ہیں کہ اسے بھی آپ کے **والد ماجد** کی طرح کوئی خبر نہیں اور یا آپ کا یہ **عذر**

عذر لنگ اور نرا جھوٹ ہے

علاوہ بریں قابل غور یہ امر ہے کہ اگر ان الہامات کے اندر کوئی حقیقت نہیں یہ صرف الفاظ پرستی ہی ہے تو پھر یہ آیات جب پہلی مرتبہ خدا تعالیٰ کے جلیل القدر رسول انبیاء علیہم السلام کے سرتاج نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی ہوئی تھیں کیا انسو بھی یہ حقیقت تھیں اور صرف نام ہی ہوئی ہیں؟ اگر مرتد ڈاکٹر کا یہ عقیدہ ہے تو یہ اور بھی

خطرناک ہے

کیونکہ یہ آیات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر زبردست دلائل ہیں مگر مرتد ڈاکٹر کے اس بیان کے موافق معلوم ہوتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر بھی ایمان نہیں رکھتا اور نہ خدا تعالیٰ کی اس جلیل الشان وحی پر ایمان لاتا ہے ورنہ وہ اس طرح پر اس کا استخفاف نہ کرتا۔

صادق اور **کاذب** میں یہی تو امتیاز ہے خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ اس کا مامور اور مرسل جب یہ کہتا ہے کہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ مجھپر وحی ہوئی ہے تو اس کے وہی معنے لیتا ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام خدا کا مرسل اور نبی پر اس وحی کے اترنے وقت تھے اور جب اسپر کوئی آیت اترتی ہے اور اس کا نام داؤد یا موسیٰ یا احمد یا عیسےٰ رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ واقعی خدا تعالیٰ نے

میرا یہ نام رکھتا ہے اور اس نام رکھنے میں وہ مجھے شان موسوی یا عیسوی یا محمدی کا بروز اور مظہر ٹھہراتا ہے وہ کبھی نہیں کہتا کہ اسمیں کوئی حقیقت نہیں سرسری طور پر یہ نام رکھدیا ہے۔ مگر برخلاف اس کے کاذب کہتا ہے کہ اس میں کوئی حقیقت نہیں تو کیا پھر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ معاذ اللہ

خدا تعالیٰ ایک لغو کام کر رہا ہے

ایک شخص کا نام عیسےٰ رکھتا ہے بجالیکہ وہ عیسوی شمایل سے محض معرّا اور بے نصیب ہے ایک کو کہتا ہے انک لمن المرسلین مگر یہ محض (معاذ اللہ) ہزل ہے وہ رسول نہیں اور رسالت کے منصب سے اس کو کوئی حصہ نہیں دیا گیا اسے کہتا ہے کہ تو بشیر و نذیر ہے مگر تبشیر و انذار کا کوئی کام اسے نہیں دیا گیا۔ اب مرتد ڈاکٹر یا کاذب مسیح بتائے کہ اگر اس کے الہامات اسی قبیل اور قسم کے ہیں تو پھر ان سے کیا فائدہ؟ اور انکی اشاعت سے کیا مقصد؟

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتد ڈاکٹر خدا تعالیٰ کے کلام پر ہنسی کرتا اور اسے ٹھٹھوں میں اڑاتا ہے مگر یہ احمقانہ خیال ہے یاد رکھو

خدا ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا

مرتد ڈاکٹر پر یہ زبردست سوال ہے اور اس کا جواب دینا اس کے لئے موت احمر ہوگا

پھر

ایک اور رنگ میں میں مرتد ڈاکٹر کے الہامات پر نظر کرنا چاہتا ہوں۔
— مرتد ڈاکٹر یا کاذب مسیح کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے کہا کہ

دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں مسیح ہوں

اب جبکہ انک لمن المرسلین کے الہام پر اعتراض ہوتا ہے تو کہدیتا ہے کہ اس سے ادعائے رسالت نہیں پایا جاتا یہ صرف وعدہ حفاظت ہے مگر مندرجہ بالا الہام کے لئے کہتا کہ یہ مسیح ہے اور اس میں بھی تعجب کی بات یہ ہے کہ اس الہام کے ایک جزو کو تو ایک فرد پر چسپاں کر کے اسے دجال موعود قرار دیتا ہے مگر بالمقابل مسیح کے لئے کہتا ہے کہ میں مسیح نہیں ہوں یہ عجیب الہام

اد ہا تیرا دہا بشیر

کا مصداق ہے۔ کہ اس کا ایک حصہ تو اپنے اصلی اور صحیح معنوں میں لیا جاتا ہے اور دوسرا خیالی اور فرضی اس سے مرتد ڈاکٹر یا کاذب مسیح کے عقیدہ

نزول مسیح

کی حقیقت بھی کھلتی ہے۔ اسے صاف طور پر اپنے عقیدہ نزول مسیح کو ظاہر کرنا چاہئے کہ کیا وہ وفات مسیح کا قایل ہے یا مع جسم عنصری آسمان پر اٹھائے جانیکا عقیدہ رکھتا اور کیا وہی اسرائیلی مسیح ابن مریم دوبارہ آسمان سے نازل ہوگا یا شمایل عیسوی سے موصوف امت احمدؐ کا کوئی فرد کامل ہوگا اس کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان تاویلات پر بھی نظر کیجائے جو مرتد ڈاکٹر مسیح کاذب نے پیش کی ہیں (۱) وما ارسلنٰک الا رحمة للعٰلمین اسکی اسقدر تعبیر ہے کہ دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش کر دیا جاویگا جس نے چار لاکھ انسانوں کو ہلاک کر دیا اور بیس کروڑ مسلمانوں کو خصوصًا اور تمام عالم کو عمومًا طاعون، زلزلوں، آتش فشانیوں اور قحطوں کی دھمکیاں دیتا رہتا ہے"

اس الہام کی جو تاویل کاذب مسیح کرتا ہے وہ قابل غور ہے یہ امر تو بدیہی ہے کہ کاذب مسیح اپنی تحریروں میں دجال سے مراد (خاک بدہنش) متقیوں کے سردار نبیوں کے موعود اور مصداق حضرت مسیح موعودؑ کو لیتا ہے اب اس تاویل سے دو امر تو بڑی وضاحت سے ثابت ہیں۔

اوّل یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت چار لاکھ ہو چکی ہے جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ صرف چند سو آدمیوں کا گروہ ہے وہ کاذب مسیح کے اس قول کو یاد رکھیں۔

دوم۔ حضرت مسیح موعودؑ نے عذاب الٰہی کی پیشگوئیوں کی عام تبلیغ کر دی ہے جبکہ وہ خود تسلیم کرتا ہے پھر کیسے شرم کی بات ہے کہ جب عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے تو اعتراض کر دیتا ہے کہ وہاں تبلیغ نہیں ہوئی ورنہ محکوم حافظ نباشد۔ یہ تو ضمنی باتیں ہیں۔ مرتد ڈاکٹر کہتا ہے کہ طاعون، زلزلہ وغیرہ کی دھمکیاں دیتا رہتا ہے۔ مگر ذرا غور طلب امر تو یہ ہے کہ وہ واقعات پورے بھی ہوئے ہیں یا نہیں۔ طاعون۔ زلزلہ۔ آتش فشانی اور قحط نے اپنی دنیا پر ثابت کیا یا نہیں کہ جسطرح قبل از وقت کہا گیا تھا پورا ہوا؟ علاوہ بریں اے

مسیح کاذب!

ذرا سوچکر بتا کہ طاعون۔ زلزلہ۔ آتش فشانیاں اور قحط یہ مسیح موعود کیلئے **نشانات مقرر کئے گئے ہیں یا دجال کے لئے۔**

تیری تفسیر سازی اور الہام بازی کی ساری قلعی اس ایک بات سے کھلتی ہے اور تیرے علم و معرفت کا پردہ فاش ہوتا ہے۔ یہ نشانات بالاتفاق مسیح موعود کے ہیں اور خدا تعالیٰ کی وحی سے خبر پاکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مقرر کئے ہیں اور جسکو تو دجال کہتا ہے اسی کے ہاتھ پر وہ نشانات پورے ہوتے ہیں

اب

اے عقل کے اندھے اور دین کے دشمن بتا کہ **دجال تو ہے یا مسیح موعود؟**

طعنہ بر خوباں بر ایں روئے سیاہ

اگر کچھ بھی شرم اور حیا تجھ میں ہوتی اور فی الحقیقت تو کانا دجال نہوتا تو اس موٹی سی بات کو سمجھ لیتا۔ مگر تیری دین کی آنکھ بند ہے جو کانے دجال کیلئے ضروری ہے اسلئے تو ہرزہ درائی کرتا ہے اور راستے حقایق و معارف یقینی کرتا ہے کیا خدا بھی بھول گیا کہ وہ مسیح موعود کے نشانات دجال کے ہاتھ پر دکھانے لگا اور اس نے امر ایسا مشتبہ کر دیا کہ باطل کو حق کر دیا اگر یہ بات ہے پھر تو کیا تیرا باپ اور تیرے اسلاف بھی اس حق کو نہیں مٹا سکتے

وہ خود چور چور ہوگا جو اس حق کے پہاڑ سے ٹکرائیگا

کیا اس شیخی پر تو اس سلسلہ حقہ کو تباہ کرنیکا دعویٰ کرتا ہے تجھ سے پہلے کتنے اٹھے جنہوں نے یہ دعویٰ کیا اور تیری طرح الہام کی بنا پر دعویٰ کیا کیا تو بتا سکتا ہے؟ وہ جھوٹی مسیح کاذب کہاں ہے جس نے کہا تھا کہ مجھے دجال کے قتل کرنے کے لئے عصا دیا گیا اس عصا کو اور عصا والے کو دابة الارض (طاعون) نے ہلاک کر دیا اسکی موت نے تمہیں آگاہ کیا مگر تم نے انکی قدر نہ کی؟ پھر عصا موسیٰ لیکر لاہوری ملہم اٹھا جانتے ہو اس کا حشر کیا ہوا؟ وہ تمہارا واجب الاحترام بزرگ تھا وہ فرعون کو (جو فی الحقیقت راستبازوں کا سردار اور متقیوں کا امام اور بلاشبہ

انت منی بمنزلة موسیٰ

کا صحیح مصداق اور مخاطب تھا) ہلاک کرنیکا دعویٰ کر کے نکلا مگر خود ہی موسوی جلال کے سامنے دنیا سے اٹھ گیا۔ اب جھوٹی اور لاہوری ملہموں کی گدی پر تو بیٹھا ہے اور دجالی فتنہ کو پاش پاش کرنیکا مدعی ہے خدا تعالیٰ کی قہری تجلی جو اپنے بندوں کیلئے غیرت مند ہے خود فیصلہ کریگی

کہ حق و حکمت کے ساتھ کون لڑتا ہے

بہرحال تیرا یہ الہام یا تو بالکل جھوٹا ہے اور یا تو محض خوف تکفیر سے اسکی الٹی تاویل کرتا ہے دونو صورتوں میں تو جھوٹا اور کاذب ہے اور اس لحاظ سے **کانا دجال ہے۔**

کیونکہ صادق مومن جو خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ لوگوں کی مخالفت کی پروا نہیں کرتا اور کسی تکفیر یا مصیبت سے ہرگز نہیں ڈرتا ولنعم ما قیل

کجا غوغائے شاں بر خاطر من وحشتے دارد ✽ کہ صادق بزدلے نبود وگر بیند قیامت را

(باقی آیندہ)

خدا کی تازہ وحی

قریبًا ۸ ؍ اگست ۱۹۰۷ء (۱) شرّفنا بکلام منا۔ ترجمہ۔ ہم نے اپنے کلام سے مشرف کیا۔ (۲) شرّفنا باکرام منا ترجمہ ہم نے اپنے اکرام سے مشرف کیا (۳) سلام (۴) انی مبشّرٌ ترجمہ میں بشارت دینے والا ہوں (۵) ان اللہ معنا۔ ترجمہ خدا ہمارے ساتھ ہے (۶) انی مع اللہ۔ ترجمہ۔ میں خدا کے ساتھ ہوں

انگریزی میں قرآن مجید کا ترجمہ

ممالک غیر خصوصاً یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کا سوال ایسا سوال نہیں جو آج پہلے ہی دفعہ پیش ہوا ہو مگر اس میں کلام نہیں کہ یہ سوال قوم کے ادعائی ہیروں اور حمایت اسلام کی مجلسوں میں لوگوں کو خوش کرنے کے لئے بارہا اٹھایا گیا اور شاید نہیں یقیناً لوگوں سے اس مقصد کے لئے چندہ بھی لیا گیا مگر اصل سوال جہاں تھا وہیں رہا اور اس کا حل عمل میں نہ آسکا اس سے یا تو یہ نتیجہ نکال لو کہ قوم میں وہ درد مند دل نہیں جو اسلام کی موجودہ حالت کا احساس کرسکے اور یا یہ کہ اس کو ضرورت حقہ سمجھا ہی نہیں گیا۔ دونوں صورتوں میں مآل واحد ہے۔ اب امریکہ سے ایک آواز آئی ہے یہ آواز مسٹر برکت اللہ بھوپالی کی ہے جو آجکل نیویارک میں ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ اگر مسلمانان ہند ایک ہزار پونڈ مسٹر ممدوح کو بھیج دیں تو وہ مسٹر انگلینڈ رسل ویب کے ساتھ مل کر قرآن مجید کا ترجمہ کر کے چھاپ دیں اور اس کو وہ یورپ اور امریکہ میں شائع کریں گے۔

بہت خوب! تجویز کے معقول یا غیر معقول ہونے کی بحث کو چھوڑ کر ضرورت کا سوال پیش آتا ہے اور جسے بالاتفاق تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ فی الحقیقت یورپ اور امریکہ میں اشاعت اسلام کے لئے ——— ——— باکم از کم ان لوگوں کے خیالات متعلق اسلام میں تبدیلی پیدا کرنے کے لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ وہ **قرآن مجید** کی سچی تعلیم سے واقفیت پیدا کریں۔ اسوقت تک جسقدر علم اہل یورپ اور امریکہ کو اسلام کے متعلق ہوا ہے اس کا مخزن اور منبع عیسائی مصنف ہیں گو انہی سالوں سے اس علم میں بیچ اسلامی علوم کے ایک اور ذریعہ کا اضافہ ہوا ہے جس کا ذکر میں بعد میں کرونگا۔

مسٹر برکت اللہ اور ویب صاحب کے اسمائے گرامی ایسے نہیں ہیں جو اہل ملک کیلئے بالکل اجنبی ہوں۔ ویب صاحب نے امریکہ میں اشاعت اسلام کے لئے روپیہ جمع کرنے کیواسطے ہندوستان کا سفر بھی کیا تھا مگر افسوس وہ اس کام میں ناکام رہے واپس جاکر انہوں نے نیویارک سے ایک انگریزی اخبار بھی جاری کیا جو بعد میں بند ہوگیا اس ناکامی کے کلنک کے ٹیکے کو خواہ مسلمانان ہند کے سر تھوپو یا خود ویب صاحب کی کسی مخفی کمزوری کا نتیجہ قرار دو یہ سچی بات ہے کہ ہوئی ناکامی۔

اب مسٹر برکت اللہ کے ساتھ مل کر پھر انہوں نے معلوم ہوتا ہے ہندوستان کے مسلمانوں سے امید رکھی ہے کہ وہ انہیں مدد دیں گے۔ اس سوال کو بھی برطرف رکھ دو کہ مسلمانان ہند روپیہ دیں گے یا نہیں دیں گے۔ ترجمہ قرآن مجید کے متعلق جو اہم سوال ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کرنے کیلئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں کیا وہ یہ قابلیت بھی رکھتے ہیں یا نہیں؟ اس سوال کا حل بہت ضروری ہے ان صاحبان جرائد نے محض ایک خوش کن خبر سمجھ کر اسکی تائید کی اور مسلمانان ہند کو روپیہ جمع کر دینے کے لئے اکسایا بہتر ہوتا وہ پہلے اس کو حل کر لیتے۔ انجمن حمایت اسلام کے ایک گذشتہ سالانہ اجلاس پر جبکہ جاپان فتح کرنے کی سکیم کے نقشے دکھائے گئے تھے میں نے ایک اہل الرائے سے اشاعت اسلام کے سوال پر پوچھا تھا کہ پہلے آپ اس کا فیصلہ کریں کہ یورپ میں یا امریکہ میں آپ کونسا اسلام پیش کریں گے کیا غیر مقلدوں کا یا مقلدوں کا؟ شیعوں کا یا سنیوں کا۔ خوارج کا یا معتزلہ کا وغیرہ وغیرہ وہ بیچارہ حیران سا رہ گیا تھا۔ مسٹر ویب اسلام کی حقیقت سے کیا واقف ہیں؟ اور انہوں نے قرآن مجید کے معارف اور حقایق سے کیا حصہ لیا ہے؟ ایسا ہی مسٹر برکت اللہ کا حال ہے

پھر جو ترجمہ یہ لوگ پیش کرینگے کیا وہ یورپ اور امریکہ پر کوئی اثر ڈال سکیگا مگر کوئی اثر پڑ سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ انکی ذات سے وہ اثر اب تک نہیں پڑا؟

میں اس امر کے اعتراف سے چارہ نہیں دیکھتا کہ انگریزی میں قرآن مجید کے ترجمہ کی تو اشد ضرورت ہے لیکن اس کے لئے ایک ایسے فاضل کی ضرورت ہے جو ایک طرف عربی زبان کی وسعت پر اگر پورا قابض نہ ہو تو ایسا تو ہو جیسے عربی زبان کا ماہر کرسکیں اور ایسا ہی انگریزی زبان میں قادر الکلام اور اسکی تحریر پر پوری حکومت رکھتا ہو اور اس کے ساتھ ہی وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کامل تعلق اور محبت کا پیوند رکھتا ہو اور پھر اس کے دل میں **اسلام** کی اشاعت کا ایک جوش اور اسکی موجودہ حالت کیلئے درد سیم کی طرح بھرا ہو۔ اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ زکی النفس اور مطہر القلب انسان اس راہ میں پویا قدم جا سکتا ہے ورنہ یہی نہیں کہ وہ خود گرے گا بلکہ اوروں کو بھی گرائے گا۔ اس کے ساتھ ہی وہ زمانہ کے حالات سے پورا واقف ہو اور اس کو ان اعتراضات پر پوری نظر ہو جو اس زمانہ کے ملحد۔ دہریہ۔ فلاسفر آریہ۔ عیسائی۔ سائنس دان اور دوسرے لوگ اسلام پر کرتے ہیں تاکہ جن مقامات قرآن مجید پر ان لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے وہاں وہ دوسروں کیلئے شمع ہدایت پیش کرسکے۔

قرآن مجید اور اسلام کی عملی سچائیوں کے اظہار اور اسکی علمی تاثیرات اور معجزات کو جسطرح پر خدا تعالیٰ کا مامور سمجھ سکتا ہے دوسرا نہیں سمجھ سکتا کیونکہ اس کا قلب مطہر ہوتا ہے اور وہ براہ راست خدا سے اس کے کلام کو پڑھتا اور سمجھتا ہے پس اسکی تعلیم سے اگر کوئی طیار ہو شدہ گرد اس کام کو کرے تو وہ اس کا اہل ہو سکتا ہے۔

میں اگر اس موقع پر ایک بزرگ کا نام لونگا تو شاید اس کو یار فروشی کہا جاوے مگر یہ ایک حقیقت ہے اگر آج زمانہ اس سے آشنا نہیں تو ایک وقت آئیگا کہ اسے پتہ لگ جائیگا وہ بزرگ قابل قدر نوجوان **مولوی محمد علی ایم۔ اے** ہے جس نے اسلام کی حمایت اور اسکی صداقتوں کے اظہار کے لئے ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ یورپ اور امریکہ میں اپنے قلم کا وہ سکہ بٹھایا ہے کہ خود **رسل ویب** جیسے شخصوں نے اور کونٹ ٹالسٹائے جیسے فلاسفروں نے تسلیم کر لیا ہے کہ اسلام کا فلسفہ جسطرح پر اس رسالہ میں ظاہر کیا گیا ہے وہ دل کو اطمینان دینے والا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں رسالہ مذکور کے مضامین نہایت دلچسپی سے پڑھے گئے ہیں اور انہیں خاص قدر سے دیکھا گیا ہے پھر یہ مضامین معمولی نہیں بلکہ ایسے اہم امورات پر ہیں جنپر قلم اٹھانا ہر شخص کا کام نہیں۔ مثلاً دوزخ بہشت تعدد ازدواج۔ غلامی۔ جہاد۔ حفاظت قرآن کریم۔ احادیث وغیرہم

جو شخص چاہے ان رسایل میں دیکھ سکتا ہے کہ فلسفہ اسلام کو کس شان سے بیان کیا گیا ہے ظاہر ہے کہ جن لوگوں کے نام ترجمہ قرآن کریم کے لئے پیش کئے جاتے ہیں وہ اس کام کے نہ اہل ہیں اور نہ وہ کرسکیں گے۔ اور اگر بفرض محال انہوں نے کچھ کیا تو وہ اسلام کو اس سے زیادہ بدنام کریں گے جو عیسائیوں نے کیا ہے اور یہ اسلام کیلئے اس سے زیادہ مضر ہوگا کیونکہ وہ ایک مسلمان کے قلم کا نتیجہ ہوگا۔

اس لئے مسلمانوں کو اس کام میں پیشدستی کرنے سے پہلے اسکی اہل کو سوچ لینا چاہیئے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب کا نام میں نے اسلئے پیش نہیں کیا کہ مسلمانان ہند انہیں اس مقصد کے لئے منتخب کریں یا انکو چندہ بھیجیں انکو اسکی ضرورت نہ وہ اسکی خواہش رکھتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے مامور کے ماتحت نہایت اخلاص اور جوش سے سالہا سال سے اسلام کی خدمت کر رہا ہے جسکا محرک نہ کوئی لالچ ہے اور نہ کوئی تکلیف یا دکھ اخدا کرے وہ ہمیشہ اس سے محفوظ رہے) اسکو روک سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسے توفیق دی تو وہ چپ چاپ یہ کام کر کے دکھا دیگا اور دنیا کو پتہ لگ جائیگا کہ خدمت اسلام اور حمیت ملت کا جوش کسطرح ظاہر ہوا کرتا ہے ہاں میں یہ ضرور کہونگا کہ جو لوگ اس کام کو ضروری سمجھتے ہیں

قوانین طب و احکام دین کی مطابقت

تخللوا علی اثر الطعام وتمضمضوا فانه مصحة للناب والنواجذ یعنی کھانے کے بعد خلال کرو اور کلی کرو۔ کیونکہ خلال اور کلی کرنا تمام تمام دانتوں کے لئے موجب تندرستی ہے۔ لا یبیتن احدکم وفی یدہ غمر الطعام فان اصابہ شیٔ فلا یلومن الا نفسہ یعنی اے مسلمانو! تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں نہ سوئے کہ اس کے ہاتھ کھانے کی چکنائی سے آلودہ ہوں۔ اگر اس کے بعد اس کو کوئی تکلیف ہو جاوے تو اس کو اپنے ہی تئیں ملامت کرنی چاہیئے (کیونکہ اس نے ہماری نصیحت پر عمل نہیں کیا) سوتے وقت پاک صاف رہنے کیلئے فرمایا من نام علی طہارۃ ثم مات من لیلتہ مات شہیدا۔ یعنی اگر کوئی شخص رات کو پاک صاف ہو کر سو جاوے اور اسی رات کو مر جاوے تو وہ شہید شمار کیا جاویگا۔ الطاہر النائم کالصائم القائم یعنی جو شخص پاک صاف ہو کر سوتا ہے وہ عمر بھر کے ثواب سے اس روزہ دار کے برابر ہے جو دن بھر نماز پڑھتا رہا ہو۔

کئی حدیثوں میں سونے سے پہلے وضو کرنے کی تاکید ہے کئی حدیثیں اس مضمون کی ہیں کہ سونے سے پہلے اور سونے سے اٹھ کر اپنے بستر کو جھاڑو۔ سونے سے پہلے کھانے پینے کے برتن ڈھک دو تاکہ کوئی کثافت انہیں گرنے نہ پاوے۔

پاک وصاف کپڑے پہننے کی تاکید احادیث سے معلوم ہوتی ہے۔ البسوا ثیاب البیض فانہا اطہر واطیب یعنی اجلے اور سفید کپڑے پہنو کیونکہ [illegible] اور صاف ہوتے ہیں۔ خیر ثیابکم البیاض فالبسوہا احیاءکم وکفنوا فیہا موتاکم [illegible] اچھے کپڑے [illegible] زندوں کو پہناؤ اور انہی [illegible] مردوں کو کفناؤ۔

جوتیوں کی نسبت ارشاد ہوا استجیدوا النعال فانہا خلاخیل الرجال۔ یعنی جوتیاں اچھی پہنو کیونکہ وہ مردوں کے لئے [illegible] ہیں۔

اعتدال اور پرہیز [illegible] احادیث کو غور سے ملاحظہ کرو۔ اذا اقل الرجل الطعام ملأ جوفہ نورا یعنی جو شخص کھانا کم کھاتا ہے وہ اندرونی روشنی سے بھر جاتا ہے۔ کلوا فی انصاف البطون یعنی آدھی ہی بھوک کھانا کھایا کرو۔ من قل طعامہ صح بطنہ وصفا قلبہ ومن کثر طعامہ سقم بطنہ وقسا قلبہ یعنی جو شخص کھانا کم کھاتا ہے اس کا جسم تندرست اور دل صاف رہتا ہے۔ اور جو شخص کھانا بہت کھاتا ہے اس کا جسم بیمار اور دل سخت ہو جاتا ہے۔ ما زین اللہ رجلا بزینۃ افضل من عفاف بطنہ یعنی خدا نے انسان کو اس سے زیادہ کوئی زینت کی چیز نہیں دی کہ وہ اپنے معدہ کو بھی اور تندرست اور پاک وصاف رکھے ان الشبع الاکل شؤم یعنی بہت کھانا بدبختی اور نحوست کی علامت ہے۔ حضرت صلعم اکثر فرمایا کرتے تھے۔ ایاکم والبطنۃ فی الطعام والشراب فانہا مفسدۃ للجسد مورثۃ للسقم مکسلۃ عن الصلوۃ وعلیکم بالقصد فیہما فانہ اصلح للجسد وابعد من السرف وان الرجل لن یہلک حتی یؤثر شہوتہ علی دینہ یعنی اے مسلمانو! کھانے پینے میں زیادتی کرنے سے بچو۔ کیونکہ یہ عادت جسم کو بگاڑتی بیماری پیدا کرتی اور نماز سے غافل کرتی ہے۔ تم پر لازم ہے کہ کھانے پینے میں اعتدال سے کام لو کیونکہ اعتدال کی عادت سے جسم کی اصلاح ہوتی ہے اور فضول خرچی نہیں ہوتی جو شخص اپنی نفسانی امنگوں کو مذہبی قواعد پر ترجیح نہیں دیتا وہ کبھی تباہ اور برباد نہیں ہوگا۔

جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ البطنۃ تذہب الفطنۃ۔ یعنی پر خوری سے عقل انسانی ضائع ہو جاتی ہے۔ معتدل ریاضت کرنی بھی نہایت ضروری ہے۔ ریاضت جسمانی کے لئے جو مذہبی تاکید ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے شراب سے سخت ممانعت کی ہے۔ اور فرمایا ہے اجتنبوا الخمر فانہا مفتاح کل شر یعنی شراب کے سوا تمام نشہ کی چیزوں سے بھی صاف طور پر ممانعت کی ہے۔ اور فرمایا ہے اجتنبوا کل مسکر یعنی ہر نشہ کی چیز سے پرہیز کرو۔ حکمائے اسلام کا مقولہ ہے۔ من قل جماعہ فہو اصح بدنا وانقی جلدا واطول عمرا۔ یعنی جو شخص جماع کم کرتا ہے۔ اس کا بدن تندرست اور بدن کی جلد صاف اور پاکیزہ رہتی ہے اور اسکی عمر بہت دراز ہوتی ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی نسبت فرماتے ہیں۔ یکفی المومن الوقعۃ فی الشہر یعنی مسلمان آدمی کو مہینے میں ایکمرتبہ مجامعت کرنا کافی ہے۔

احادیث میں جسطرح کثرت جماع سے بچنے کی نصیحت ہے اسیطرح عیاشی اور فسق وفجور سے بھی سخت ممانعت کیگئی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ الزنا یورث الفقر یعنی بدکاری سے انسان پر افلاس کی مصیبت طاری ہوتی ہے۔ ایاکم والزنا فان فیہ اربع خصال یذہب البہاء عن الوجہ ویقطع الرزق ویسخط الرحمن والخلود فی النار یعنی اے مسلمانو زنا سے بچو کیونکہ اسمیں چار خرابیاں ہیں۔ چہرے کی رونق اڑجاتی ہے انسان کی روزی بند ہو جاتی ہے۔ خدا غضبناک ہوتا ہے۔ بدکار آدمی جہنم کی آگ میں دھکیلا جاتا ہے۔

یا معشر المسلمین اتقوا الزنا فان فیہ ستۃ خصال ثلث فی الدنیا وثلث فی الاخرۃ فاما اللواتی فی الدنیا فیذہب بہاء الوجہ ویورث الفقر وینقص العمر الخ یعنی اے مسلمانو! بدکاری سے دور رہو۔ کیونکہ اسمیں چھ خرابیاں ہیں۔ تین خرابیاں دنیا میں ہیں۔ اور تین آخرت میں۔ دنیا کی خرابیاں یہ ہیں۔ اول یہ کہ انسان کے چہرے کی رونق اڑجاتی ہے۔ دوم یہ کہ اس سے افلاس کی بلا نازل ہوتی ہے۔ سوم یہ کہ اس سے عمر کوتاہ ہو جاتی ہے۔ ان تمام نصیحتوں اور ہدایتوں کے ساتھ تقدیر کے مسئلہ کو شامل کرو۔ اور سوچو کہ اگر کوئی شخص ان نصیحتوں اور ہدایتوں پر عمل کرے تو اسکی حالت کیا ہوگی؟ وہ صاف اور ہوا دار مکان میں رہنا پسند کریگا گھر کے کسی کونے میں کوڑا اور کثافت نہ رہنے دیگا اپنے بدن کو ہر قسم کی نجاست اور میل سے پاک وصاف رکھیگا۔ کھانے اور پینے کی چیزوں کو پاک وصاف رکھنے کی کوشش کریگا۔ جب قدرے بھوک رہے تو کھانا چھوڑ دیگا۔ کھانا کھانے کے بعد منہ ہاتھ دھوئیگا۔ سوتے اور جاگنے کے وقت بستر کو جھاڑیگا اجلے اور سفید کپڑے پہنیگا۔ غرضکہ ہر چیز میں صفائی اور نفاست کو پسند کریگا بدکاری اور فسق وفجور میں کبھی مبتلا نہ ہوگا۔ مجامعت میں بھی کمی کریگا۔ ریاضت جسمانی میں مشغول رہیگا۔ اعتدال کو ملحوظ رکھیگا۔ ہر حال میں تکلیف ہو یا آرام۔ خدا کا شاکر رہیگا۔ اور اپنے تئیں رنج وغم میں نہ پھنسائیگا یہی وہ تمام ہدایتیں اور نصیحتیں ہیں جو علمائے طب اور حفظان صحت نے تندرستی قائم رکھنے اور عمر کے دراز ہونے کے لئے بیان کی ہیں۔ اور ارباب معرفت نے صفائی قلوب کے واسطے

(منقول از تحفہ محمدیہ میرٹھ)

چھاپنے کی مشین آرہی ہے

سرپرستانِ الحکم یہ سنکر یقیناً مسرور ہوں گے کہ کارخانہ الحکم کے لئے چھاپنے کی مشین آرہی ہے۔ میرے ایجنٹ نے جسکی معرفت ولایت سے مشین منگوائی گئی ہے اطلاع دی ہے کہ ۲۳ر جولائی ۱۹۰۷ء کو ولایت سے مشین روانہ ہوچکی ہے اور دو ہفتہ تک اس کے پہونچ جانے کی پوری امید ہے۔

اس کے بعد جبکہ مشین پریس اور سٹیم پریس کا ذکر کیا گیا تھا چونکہ کوئی جدید اطلاع قابل ذکر نہ تھی اس لئے اب جبکہ مشین روانہ ہوچکی ہے میں نے ضروری سمجھا کہ الحکم کے سرپرستوں کو متوجہ کرنے کے لئے یہ نوٹ شایع کروں۔ یہ میں پہلے ظاہر کرچکا ہوں کہ اب نرا مشین پریس نہیں بلکہ سٹیم پریس بفضلہ تعالےٰ قایم کیا جاوے گا اور لیتھو کے علاوہ انگریزی پریس بھی اس کے ساتھ ایزاد ہوگا اور انگریزی اور لیتھو کی مشین انجن کے ذریعہ چلائی جائیں گی۔ یہ معمولی اور سرسری محنت کا کام نہیں بلکہ بڑا اہم اور محنت طلب کام ہوگا اور کام کی نئی شاخ ہونے کی وجہ سے ابتدا اس کی راہ میں بعض روکوں کا پیدا ہونا بھی کچھ بعید نہیں لیکن میں اپنے محسن پر بحمد اللہ یقین رکھتا ہوں کہ جس نے الحکم کے ایک معمولی بیج کو ایسا بارور فرمایا اور نشو و نما دیا کہ ہزار دل روحیں اس کے پھلوں سے سیر اور مسرور ہوتی ہیں وہ ان تمام روکوں کو دور کرکے اس کو قوم کے لئے ایک مفید بار خانہ بناوے گا۔ اس کے فضل سے ہی امید ہے سٹیم پریس کے لئے چھپائی کے کام کی بہت ضرورت پڑے گی۔ پہلے وہ احباب جن کے ہاتھ میں کچھ بھی چھپائی کا کام ہو اس طرف زیادہ متوجہ ہوں۔ اور ابھی سے اس کا انصرام کریں کیونکہ جیسا کہ واقعات بتاتے ہیں خدا تعالےٰ نے چاہا تو اسی مہینے میں مشین کام کرنے لگے گی۔ خدا کرے کہ یہ نیا سلسلہ ہر طرح سے دین و دنیا کے لئے مفید اور مبارک ہو (آمین)

دل کو کون مطمئن رہنے نہیں دیتا

جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ اس کا دل مطمئن رہے اور اوسے کسی قسم کا خوف و اندیشہ نہ ہو وہ اپنے افعال کو درست حالت میں رکھے اگر اوسکی رفتار سیدھی ہوگی کبھی اوس کے دل میں کسی طرح کا اندیشہ پیدا نہ ہوگا انسان کے دل میں جسقدر خوف و خطرہ پیدا ہوتا ہے اوس کے افعال اور اس کی حرکات کی نادرستی کی وجہ سے جن لوگوں کی یہ خواہش ہو کہ انکی برخلاف دفعہ ۱۲۴ الف تعزیرات ہند کا کبھی استعمال نہ ہو وہ اپنے دل میں کبھی باغیانہ خیالات کو جگہ نہ دیں نہ صرف قانونی خوف سے بلکہ اخلاقی اور مذہبی خیال سے بھی انسان کو کبھی باغیانہ خیالات کو دل میں جگہ نہ دینی چاہیے۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

حضرت حج کو نہیں جاتے

ایک شخص نے عرض کی۔ کہ مخالف مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ مرزا صاحب حج کو کیوں نہیں جاتے۔ فرمایا یہ لوگ شرارت کے ساتھ ایسا اعتراض کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مدینہ میں رہے۔ صرف دو دن کا راستہ مدینہ اور مکہ میں تھا مگر آپ نے دس سال میں کوئی حج نہ کیا۔ حالانکہ آپ سواری وغیرہ کا انتظام کرسکتے تھے۔ لیکن حج کے واسطے صرف یہی شرط نہیں کہ انسان کے پاس کافی مال ہو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ کسی قسم کے فتنہ کا خوف نہ ہو۔ وہاں تک پہونچنے اور امن کے ساتھ حج ادا کرنے کے وسایل موجود ہوں جب وحشی طبع علماء اس جگہ ہم پر قتل کا فتویٰ لگا رہے ہیں اور گورنمنٹ کا بھی خیال نہیں کرتے۔ تو وہاں یہ لوگ کیا نہ کریں گے۔ لیکن ان لوگوں کو اس امر سے کیا غرض ہے۔ کہ ہم حج نہیں کرتے کیا اگر ہم حج کریں گے تو وہ ہم کو مسلمان سمجھ لیں گے اور ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے۔ اچھا یہ تمام مسلمان علماء اول ایک اقرار نامہ لکھدیں۔ کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کرکے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھدیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے اسباب آسانی کے پیدا کردیگا تاکہ آیندہ مولویوں کا فتنہ رفع ہو۔ ناحق شرارت کے ساتھ اعتراض کرنا اچھا نہیں ہے۔ یہ اعتراض انکا ہم پر نہیں پڑتا بلکہ آنحضرت پر بھی پڑتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف آخری سال میں حج کیا تھا۔

توکل

فرمایا توکل کرنیوالے اور خدا کیطرف جھکنے والے کبھی ضایع نہیں ہوتے جو آدمی صرف اپنی کوششوں میں رہتا ہے اسکو سوائے ذلت کے اور کیا حاصل ہوسکتا ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی سنت اللہ یہی چلی آتی ہے۔ کہ جو لوگ دنیا کو چھوڑتے ہیں وہ اسکو پاتے ہیں۔ اور جو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ اس سے محروم رہتے ہیں جو لوگ خدا تعالیٰ کیساتھ تعلق نہیں رکھتے وہ اگر چند روز مکرو فریب سے کچھ حاصل بھی کرلیں۔ تو وہ لاحاصل ہے کیونکہ آخر ان کو سخت ناکامی دیکھنی پڑتی ہے۔ اسلام میں عمدہ لوگ وہی گذرے ہیں۔ جنہوں نے دین کے مقابلہ میں دنیا کی کچھ پروا نہ کی ہندوستان میں قطب الدین اور معین الدین خدا کے اولیا گذرے ہیں ان لوگوں نے پوشیدہ خدا کی عبادت کی مگر خدا نے انکی عزت کو ظاہر کردیا۔ ہم نے بٹالہ میں ایک پیرزادہ کو دیکھا کہ وہ اپنی زمین کے مقدمات کے واسطے غبار آلودہ ہوا کسی ڈپٹی کے پیچھے پھرتا تھا۔ میں حیران ہوا کہ اگر اس شخص میں سچی نیکی ہوتی اور یہ خدا پر توکل کرنیوالا ہوتا تو ایسے مکدرات میں کیوں گرتا۔

اخلاق کے خراب کرنیوالے پادری

ایک شخص کا ذکر ہوا کہ وہ دیسی عیسائی ہے اور مسلمان ہونا چاہتا ہے۔ مگر روپے مانگتا ہے یا تنخواہ مانگتا ہے۔ حالانکہ لیاقت کچھ نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ پادریوں نے ہندوستانیوں کے اخلاق خراب کردیئے ہیں اور ان کو مذہب فروش بنا دیا ہے کئی عیسائی دیکھے ہیں کہ وہ ہندوؤں یا مسلمانوں کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مسلمان یا ہندو ہونے کے واسطے تیار ہیں لیکن عیسائی لوگ ہم کو اس قدر تنخواہ دیتے ہیں تم کیا تنخواہ دوگے۔

جدہر سے زیادہ تنخواہ کی امید ہو اُدہر ہی جھک پڑتے ہیں اور بسا اوقات کبھی اِدہر سے اور کبھی اُدہر سے بطور نیلام کے اپنی قیمت کے بڑہانے میں کوشش کرتے رہتے ہیں۔ یہ بداخلاقی ہندوستان میں پادریوں نے ہی پھیلائی ہے ورنہ ان سے پہلے ہندوستانی لوگ مذہب کے معاملہ میں ایسے رزیل اخلاق رکھنے والے نہ تھے۔ آدمیوں کو چاہئے۔ کہ جب ایک مذہب کو سچا سمجھکر قبول کرے تو پہر اس پر استقامت دکھلاوے۔ خداتعالیٰ رازق ہے وہ خود تمام سامان مہیا کر دیگا۔ جب انسان خدا کے واسطے کوئی کام کرتا ہے تو پہر اس کو موت کی پرواہ نہیں رہتی اور نہ اسے خداتعالےٰ ضائع کرتا ہے۔ اندرونی تقوی اور طہارت کا خیال کرنا چاہئے جن لوگوں کے دل اور دماغ میں صرف دنیا ہی رچائی ہے وہ کس کام کے آدمی ہیں جو لوگ سچے دل کے ساتھ خلوص نیت کے ساتھ خدا کی طرف جھکتے ہیں خدا ان کی دستگیری کرتا ہے اس قسم کے عیسائی نو مسلموں کی نسبت تو ہم نے ان لوگوں کو بہت ثابت قدم دیکھا ہے۔ جو ہندوؤں میں سے مسلمان ہو کر ہمارے پاس آئے ہیں۔ جیساکہ شیخ عبدالرحیم ہیں سردار فضل حق ہیں۔ شیخ عبدالرحمن صاحب شیخ عبدالعزیز صاحب ہیں۔ ان لوگوں نے اسلام کیخاطر بہت دکھ اٹھائے مگر اپنے ایمان پر قایم رہے۔ جب سردار فضل حق صاحب مسلمان ہوئے تو انکو قتل کرنے کے واسطے کئی سکھ یہانتک آئے۔ مگر خداتعالیٰ نے ان کو بچایا اور سردار صاحب نے کسی کا خوف نہکیا ایسا ہی شیخ عبدالرحیم کے چہرے سے نیک بختی کے آثار نمایاں ہیں شیخ عبدالرحمن صاحب کو ایک دفعہ ان کے رشتہ دار دہوکہ سے لیگئے تھے اور وہاں لیجاکر ان کو قید کر دیا تہا۔ مگر خداتعالیٰ نے ان کو بچالیا اور خود بخود یہاں چلے آئے۔ برخلاف عیسائیوں کا مذہب عموماً تنخواہ پر ہے۔ اگر آج ان کو موقوف کر دیا جائے تو بس ساتھ ہی انکی عیسائیت بہی موقوف ہو جائے۔ امرتسر میں ایک پادری رجب علی تہا وہ کئی مرتبہ مسلمانوں میں آکر ملتا تہا۔ پہر عیسائی ہو جاتا تہا۔ عیسائی ہونے کی حالت میں اس کا ایک اخبار نکلتا تہا۔ عیسائیوں سے کچھ ناراض تہا ان دنوں ایک گرجہ پر ایک بجلی گری تہی۔ اس خبر کو اپنے اخبار میں درج کرتے ہوئے اس نے لکہا کہ گرجے پر بجلی گرنا دو اسباب سے خالی نہیں یا تو اس کا یہ سبب ہوا ہے کہ روح القدس کو مصالح بہت لگ گیا تہا اور اس نے گرجے پر اُتر کر گرجے کو جلا دیا ہے اکثر اس قسم کے عیسائی دہریہ اور کمینہ طبع ہوتے ہیں۔ عیسائی مذہب کے کفارہ نے ایسی بے قیدی کر دی ہے کہ جو گناہ چاہو کرلو۔ سزا تو یسوع بھگتیگا۔ اسی واسطے ضرب المثل ہو گئی ہے کہ ؎

عیسائی باش ہرچہ خواہی کن

کیونکہ اگر زنا اور شراب حرام ہے تو پہر کفارے سے فائدہ کیا کفارے کا یہی تو فائدہ ہے کہ اس نے معافی کی ایک راہ کہولدی ہے۔ اگر عیسائی بہی گناہ کرنے سے پکڑا جاتا ہے جیساکہ غیر عیسائی پکڑا جاتا ہے۔ تو پہر دونوں میں فرق کیا ہوا اور کسیکو عیسائی بننے سے فائدہ کیا حاصل ہوا۔

ڈاکٹر مرتد ۱۲ اگست ۱۹۰۷ء تازہ الہام الٰہی۔ انّی مھین من اراد اھانتک کا ذکر تہا۔ فرمایا کہ قریب العہد اہانت کرنیوالا تو ڈاکٹر عبدالحکیم ہے جس نے بہت اہانت کے لفظوں میں ایک خط لکہا ہے اور ہماری موت کے متعلق پیشگوئی کی ہے۔ یہ وحی الٰہی پہلے بہی بہت بار نازل ہو چکی ہے۔ مگر ہر بار اس کا شان نزول جدید ہوتا ہے ایسے لوگوں کی مخالفت سے رنجیدہ خاطر نہیں ہونا چاہئے۔ ضرور ہے کہ ایسے لوگ بہی پیدا ہوں تاکہ صادق اور کاذب کے درمیان ایک فرق ہو جائے۔ سب انبیاء کے وقتوں میں ایسے مخالف ہوتے چلے آئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بہی ایسے آدمی موجود تھے مگر اس قسم کے لوگ ہمیشہ بعد میں آتے ہیں۔ شروع میں صادق ہی ظاہر ہوتا ہے پہر اس کو دیکھکر دوسرے لوگ بہی ریس کرتے ہیں۔ اسمیں خداتعالیٰ کی حکمت ہے۔ کہ جبتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ اچھی طرح سے شائع نہ ہو گیا تب تک کوئی آدمی ایسا پیدا نہ ہوا۔ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تاکہ کوئی ایسا نہ کہ سکے کہ اس شخص نے فلاں شخص کی ریس کر کے دعویٰ نبوت کر دیا ہے۔ ایسا ہی اس زمانہ میں مطلق خاموشی تہی۔ کوئی شخص خدا سے وحی پانیکا اور مسیح موعود ہونیکا مدعی نہ تہا۔ ایسے وقت میں خداتعالیٰ نے ہمپر اپنی وحی نازل کر کے ہمیں مسیح موعود بنایا۔ یہ امر بہی منہاج نبوت میں داخل ہے کہ صادق کا دعویٰ اول ہو اور کاذب پیچہے ہوں اور لوگوں کی بیخبری کے علاوہ ہم تو خود بہی بیخبر تھے۔ اپنے طور پر میری عادت تہی۔ کہ غیر مذاہب کے برخلاف اخبارات میں مضامین دیتا تہا اور اسلام کی صداقت کے ظہور میں کوشاں رہتا تہا۔ ان ایام میں ایک عیسائی کا اخبار سفیر ہند نام نکلا کرتا تہا اور ایک برہمو ؤں کا رسالہ بنام برادر ہند شائع ہوتا تہا۔ ان ہر دو میں بعض مضامین ہم نے لکہے تھے۔ مگر ان مضامین میں ہمارا مطلب صرف عقلی دلائل کے پیش کرنے کا ہوتا تہا۔ اور وحی الٰہی اور نشانات کے دکہلانیکا کوئی خیال نہ تہا۔ وہ جلدیں براہین احمدیہ کی میں لکہ چکا تہا اور اس وقت تک مجھے خبر نہ تہی جبکہ یکدفعہ یہ الہام ہوا۔ الرحمٰن علم القراٰن قل انی امرت وانا اول المومنین۔ اسی براہین احمدیہ میں ہم نے یہ الہام بہی درج کیا ہے کہ یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الی اور اسی کے ساتھ ہم نے حضرت عیسےٰ کے متعلق اپنا وہی عقیدہ پیش کیا ہے جو پرانا عقیدہ تہا۔ کہ مسیح آسمان پر ہی اس سے دیکہنے والوں کے واسطے یہ امر ظاہر ہے۔ کہ اگر ہم تصنع اور بناوٹ سے کوئی کام کرتے اور افترا اسکے ساتھہ یہ باتیں بناتے تو ہم ایسا کیوں کرتے۔ جو شخص افترا کرنیوالا ہے وہ تو اول ہی سب پہلو سوچ لیتا ہے اسمیں بہی خداتعالیٰ کی ایک مصلحت تہی کہ ہم نے ایسا لکہدیا۔ تاکہ ہماری سچائی پر ایک دلیل قائم ہو جاوے۔ ہمارے اپنے ہی براہین کے اندر ایک تناقض ہو گیا اور ہم خود بہی اس تناقض کو نہ سمجہ سکے۔ یہ خداتعالیٰ کی ایک بڑی حکمت تہی۔

کوئی اور نشان فرمایا گذشتہ دنوں میں خداتعالیٰ بہت سے نشانات دکہا چکا جنمیں سے بعض کتاب حقیقۃ الوحی میں بہی درج ہو چکے ہیں مگر اب معلوم ہوتا ہے۔ کہ آسمان پر کسی اور نشان کی طیاری ہو رہی ہے۔ تاکہ احباب ہمارے کے ایمان اور قوی ہو جاویں۔ ہر ایک نشان جو ظاہر ہوتا ہے اس سے لوگوں کے ایمان قوی ہوتے ہیں۔ کیونکہ نشان کے ذریعہ سے ایک انکشاف تام ہو جاتا ہے۔ جب آدمی اچھی طرح سے معلوم کر لیتا ہے۔ کہ خداتعالیٰ کس بات میں راضی ہے اور کس دین کے حق میں وہ اپنے نشانات زبردست دکہاتا ہے۔ تب انسان اس دین کو سچے دل سے قبول کرتا ہے اور اخلاص کے ساتھ اسکی خاطر ہر ایک تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے طیار ہو جاتا ہے۔ نشانات کے ذریعہ سے تکمیل ایمان ہوتی ہے۔ جماعت کے واسطے خداتعالیٰ نے یہ ایک عمدہ راہ نکالی ہے جب خدا کی فرمائی ہوئی باتیں پوری ہوتی ہیں تو دلکو سرور اور خوشی ہوتی ہے۔ انسان خداتعالیٰ کی فضل سے سیراب ہو جاتا ہے اور اسکا یقین بڑہتا ہے۔ کہ اس سلسلہ کے اختیار کرنے میں مینے کوئی غلطی نہیں کہائی مگر یہ مت خیال کرو کہ غلطی کے نہ کہانے میں تمہاری کوئی بہادری ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ بہی خداتعالیٰ کا ایک فضل ہے کہ تمنے غلطی نہیں کہائی ورنہ بڑے بڑے فاضل اور مولوی لوگ اس جگہ ٹہوکر کہا گئے ہیں۔ +

عربوں میں علمی ترقی کا ظہار

علم کا انحصار کسی خاص قوم یا زبان یا مذہب پر نہیں ہے۔ بلکہ باشندگان عالم کے درمیان بوجہ مساوات وہ پھیلا ہوا ہے۔ بمطابقت ان لوگوں سے جنکو کسی علم میں درک حاصل ہوتا ہے اقتباس کرتے ہیں اور اپنی علوی بتربیت اور رابطہ اتحاد کے بڑھانے میں فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جس طرح سے کہ عیش و فارغ البالی دست بدست گردش کرتی رہتی ہے اسی طرح علم بھی ایک قوم سے دوسری قوم میں جاتا رہتا ہے اور ایک جماعت دوسری جماعت کا علمی ورثہ حاصل کرتی رہتی ہے اسی وجہ سے کوئی قوم نقل اور ترجمہ سے بے پروا نہیں رہی۔ چنانچہ اہل ایران نے ہندوستان سے۔ رومیوں نے یونان سے۔ یونانیوں نے مصر سے۔ عربوں نے یونان اور فارس سے۔ اور یورپ نے عرب یونان وروما سے علمی سرمایہ حاصل کیا ہے۔ کسی دوسری قوم کے علم کو اخذ کرنے میں ضرورت پڑتی ہے کہ اپنے ملک کی زبان میں تاریخ ادب۔ فلسفہ۔ ریاضی۔ طب۔ مذاہب۔ صنعت سے متعلق کتابوں کا ترجمہ کیا جاسکے۔

آجکل جو ہم اپنے زمانے میں اس کثرت سے علوم وفنون کی کتابیں دیکھ رہے ہیں جو دنیا اور اس کے باشندوں کی سعادت و خوشحالی کی موجب ہیں کچھ شک نہیں کہ یہ مدت دراز کے تجربہ نوع آدم کا نتیجہ اور گذشتہ نقل کی ہوئی ترجمات کا نمونہ ہیں جس سے قومیں بنیں بڑہیں اور مٹ گئیں۔ ان کے علوم واخلاق کا کچھ حصہ بذریعہ تراجم ہم تک پہونچا اور کچھ حصہ ان کے جسم کے ساتھ پیوند خاک ہو گیا۔ یہ طریق زبان اور خیال کا حال ہے کہ ابتدا میں اس کے اصول وقواعد تو ایک مختصر سے تھے مگر رفتہ رفتہ دنیا کے ہر ایک گوشہ میں پھیل گئی۔ وہی حال علم کا بھی ہے کہ زمانہ اور قوم کی ترقی کے ساتھ ساتھ وہ بھی بڑہتا چلا جاتا ہے۔ اور ایک قوم دوسری قوم کی جانشین بنتی جاتی ہے۔

جب عربوں کے فتوحات کا سلسلہ ایک حد پر رک گیا اور وہ دنیا کے بیشتر حصہ میں پھیل گئے۔ اور ان کی زبان نے وسعت اور وقعت حاصل کی تو انہوں نے نظام مملکت اور پالٹیکس کی طرف توجہ کی جس میں دوسری گزشتہ قوموں کی تقلید لازمی سمجھی گئی کیونکہ عربوں نے معلوم کرلیا تھا کہ قوم وملک کی بقا اور بہتری کی کفیل علم سے بڑھکر اور کوئی دوسری شئے نہیں ہوسکتی اور ان مقصدوں کا کامیابی بغیر اس کے نہیں ہوسکتی کہ دوسری اقوام سے نقل کریں مسلمانوں میں علمی ترقی کا شوق کیونکر پیدا کیا گیا ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ آنحضرت رسول پاک نے اپنے ایک صحابی کو حکم دیا کہ وہ یہودیوں کی زبان سیکھے اور بعضوں کو ہجرت کے زمانہ میں حبشہ کی زبان سیکھنے کا حکم دیا تھا۔ ان لوگوں کا ذکر طول طویل ہے جنہوں نے ایرانیوں کی جماعت میں سے بکثرت اسلام قبول کیا اور عربی زبان کو اپنی مادری زبان بنالی اسی طرح سے وہ عرب بھی

بکثرت دریافت ہوسکتے ہیں جنہوں نے فارسی زبان میں درک حاصل کیا۔ اگرچہ یہ کوئی اہم بات نہ سمجھی جاسکے مگر ہم کہتے ہیں کہ ترقی کا آغاز یہی تھا۔ چونکہ قوم امی تھی اس لئے عرصہ تک علمی مشاغل کتابوں کی صورت میں مدون نہیں کئے جاسکتے۔ اس کے بعد مذہبی مشاغل میں انہماک ہوا اور چونکہ اس بارے میں وہ فرد تھے اس لئے کسی دوسری قوم سے استفادہ کی حاجت نہ تھی۔

عربی زبان میں پہلی کتاب جس کا ترجمہ کیا گیا اس کا مصنف اہرن بن اعین تھا۔ جسے عمر بن عبدالعزیز نے کسی کتب خانہ سے حاصل کیا تھا چالیس دن تک اس نے اسے اپنے بحفاظت رکھا اس کے بعد عام مسلمانوں کے روبرو پیش کیا۔ خلفائے عباسیہ میں منصور پہلا خلیفہ ہے جس نے تراجم کتب کی طرف توجہ کی۔ اسکی پیروی جعفر برمکی اور چند دوسرے ہوشیار لوگوں نے بھی کی لیکن مامون نے جو توجہ اودہر کی وہ بے نظیر تھی۔

قاضی صاعد بن احمد اندلسی بیان کرتے ہیں کہ عربوں نے صدر اسلام میں انہیں موجودہ علموں پر قناعت کی جو انکی زبان میں تھے جنہیں لغت اور طبی علم ممتاز ہیں۔ یہ دونوں علم ایسے ہیں کہ عربوں کو دوسری قوموں کیطرف نظر دوڑانے کی ضرورت نہ تھی۔ مذہب تو انہوں نے ایک جدید اختیار ہی کیا تھا اسکی تعلیم وتہذیب اور انتفسیا طاقواعد میں مصروف رہے۔ طب وہ ایک ایسا ضروری علم ہے جس سے کوئی معمولی سی معمولی قوم بھی خالی نہیں رہی اور نہ تھی۔ یہ حال عربوں کا دولت بنی امیہ کے عہد تک باقی رہا لیکن جب حکومت ہاشمی خاندان میں منتقل ہوئی تو علمی بیداری کا آغاز ہوا۔ سوتی ہوئی طبیعتیں جاگ اٹھیں۔ اور علمی سررشتہ کیطرف عام میلان پیدا ہوگیا۔ خلیفہ ثانی ابوجعفر منصور خود علم فقہ میں بڑی دستگاہ رکھتا تھا مگر اس کے ساتھ ہی علم فلسفہ نیز علم ہیئت سے اس کو از بس رغبت تھی۔ علمی ترقی کا آغاز اسی کے عہد سے سمجھنا چاہئے۔

اس کے بعد قاضی موصوف لکھتے ہیں کہ جب عبداللہ مامون کا زمانہ آیا تو اس نے اپنے دادا منصور کی کارروائی کی تکمیل کی۔ شہنشاہ روم سے علمی کتابیں طلب کیں اور اپنے یہاں مترجموں کی ایک قابل اور بڑی جماعت مہیا کرکے عربی زبان کو مالا مال کر دیا۔ اس کے ساتھ لوگوں کو آمادہ کیا کہ وہ علوم کی تحصیل کریں۔ مامون کی علم دوستی کا یہ عالم تھا کہ وہ گھنٹوں اہل علم سے تخلیہ کرتا تھا اور مختلف مسائل پر کھلے بحث کیا کرتا تھا علما کی جماعت کی بڑی توقیر اسکی نظروں میں تھی۔

بلاشبہ مامون کی توجہ علم کی طرف جیسی تھی اس سے زیادہ ہونا ممکن نہیں ہے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ تمام مشہور اور معتبر لوگ مجمع اس کے پایہ تخت میں تھا جن کو خلیفہ نے دوسرے ممالک سے چن کر بصرف زرکثیر بلوایا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس علمی کمیٹی کے ممبروں کے مذہب ومعتقدات سے کچھ بحث نہ تھی۔ خلیفہ کا حکم تھا کہ مذہبی تعصب پس پشت ڈال دیا جائے اور یہ کمیٹی خالص علمی ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ہفتہ میں اس کمیٹی کا ایک عام جلسہ ہوتا تھا جس میں علماء اور ادبا کے سامنے تراجم پیش کئے جاتے تھے اور بڑی ردو قدح کے بعد جو مناسب سمجھا جاتا تھا رکھا جاتا تھا ورنہ کاٹ دیا جاتا تھا کمیٹی کا کام صرف ترجمہ ہی کرنے کا نہ تھا

یا علمی اور فلسفی اصطلاحات کی وضع کرنا ہی تھا جس سے عربی زبان اس وقت تک بالکل خالی تھی۔ درحقیقت اصطلاحات کا وضع کرنا ایک بہت بڑا کام تھا اور نسبتاً ترجمہ سے یہ کچھ کم دشوار نہ تھا۔ اس کی اختراعات میں ناموں سب سے زیادہ عروج کو پہنچا تھا۔

لوگوں کا یہ قاعدہ ہے کہ جب تک کسی کتاب کو کئی باتوں سے مزین نہ کریں اس کے مصنف کی عزت ان کے دلوں میں پیدا نہیں ہوتی خواہ وہ ترجمہ ہو یا اور کسی قسم کے مضامین کا مجموعہ ہو۔ یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ مصنفوں اور مترجموں کی قابلیت میں اگر تفاوت مانا جاوے تو مساوات کا درجہ لازمی طور پر قائم کیا جاوے گا۔ جن لوگوں نے دوسری علمی زبانوں سے عربی میں ترجمہ کیا ان کی لیاقت اور قابلیت ہزاروں مصنفوں اور مولفوں سے بڑھکر تھی۔ بایں وجہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان قابل مترجموں کا جن کا پتہ چلتا ہے ذکر ناظرین کے سامنے پیش کریں۔

اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اکثر قدیم و جدید مترجمین کے شمار میں غیر مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے شاید اس میں بھی یہ نکتہ ہو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ اگر آسمان سے علم نازل ہوتا تو اہل فارس میں سے کوئی جماعت اسکی مستحق ہو جاتی۔ زیادہ تر اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسلمانوں نے علمی کاموں کی تقسیم کرلی تھی اور ان کے علماء نے اپنے ذمہ علوم دین کی تدوین و ترتیب کیطرف تھی اور زبان کی بحث میں ہی بکثرت حصہ لیا اور علمی اشتغال کو دوسروں کے لئے چھوڑ دیا جنمیں اکثر ذمی لوگ غیر مذہب تھے۔

قدیم کتاب کیمیا کا ترجمہ اصطفان نے کیا۔ یہ پہلی کتاب تھی جو اس فن میں ترجمہ کی گئی۔ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے ماسرجویہ سریانی نے اہرن بن اعین کی مصنفہ کتاب کا ترجمہ کیا۔ یہ شخص منصور کے عہد حکومت میں تھا اسکی قابلیت دیکھکر منصور نے ترجمہ کے خاص کام پر اسے مقرر کیا تھا کہ قدیم علوم کے ذخائر تلاش کرکے عربی زبان میں نقل کرے۔ اس کا بیٹا ابو زکریا یحییٰ بھی ایک مترجم تھا جس نے بھی بڑی محنت کی۔ حنین بن اسحق پہلا وہ شخص ہے جس نے رومی علوم سے سریانی میں اور سریانی سے عربی میں ترجمہ کیا حنین بن اسحق سریانی۔ عربی۔ رومی۔ فارسی زبانوں میں بڑی مداخلت رکھتا تھا متوکل نے اسے مترجموں کا ہیڈ مقرر کیا تھا ہر ایک ترجمہ کی تصحیح اور کانٹ چھانٹ اسی کے متعلق تھی۔ اصطفان بن بسیل۔ موسےٰ بن خالد ترجمان وغیرہ سب اسی مترجموں کا کام وہی دیکھتا تھا۔ اگر یہ کہا جائے تو کچھ مبالغہ نہیں کہ تمدن اسلام کے زمانہ میں علوم قدیمہ سے عربی میں جسقدر علمی ذخیرہ لایا گیا اس کا ایک ربع حصہ حنین کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ اس نے جسقدر ترجمہ کیا نہایت پاک و صاف اور اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ وہ مختلف زبانوں میں کامل دستگاہ رکھتا تھا۔

حنین کے دو بیٹے تھے ایک کا نام داؤد اور دوسرے کا نام اسحق تھا۔ ان کی تعلیم کے لئے طبی کتب کا ترجمہ اکثر حنین نے کیا جالینوس کے رسائل کل کے کل ترجمہ کر ڈالے۔ اسحق کو بھی علم طب میں بڑی مداخلت تھی اس فن میں اسکی کئی کتابیں مشہور ہیں۔ لیکن زیادہ تر اسحق کی توجہ فلسفی کتب کیطرف تھی۔ اپنے باپ کی طرح اس کو

بھی متعدد زبانوں میں کامل مداخلت تھی

وقتاً فوقتاً اور دیگر بلاد روم سے ہارون رشید نے علمی کتابیں منگوائی تھیں اور یوحنا بن ماسویہ کو ترجمہ کا معتمد بنایا تھا۔ جرجیس ابن جبرئیل پہلا وہ شخص ہے جس نے منصور کے حکم سے کتب طبیہ کا عربی زبان میں ترجمہ کیا۔ حبیش اعسم اور اس کا شاگرد نافل دونوں حنین کے ساتھ کام کرتے تھے۔ عیسیٰ بن یحییٰ بن ابراہیم کے ترجمہ حنین کو پسند تھا اور بارہا اسکی قابلیت کی تعریف و توصیف کی۔ قسطا بن لوقا بعلبکی بھی مترجموں میں بڑا ہوشیار تسلیم کیا گیا تھا اور حکمت کے اصناف میں اس کو بڑی مہارت تھی۔ ایوب المعروف بہ ابرش نے بھی بڑا نام پیدا کیا اور حنین سے اس کا ترجمہ کسی طرح کم نہ تھا۔ مامون کے زمانہ میں سلام ابرش نے بڑی شہرت پائی۔ ابو نصر بیاری بن ایوب۔ ابن رابطہ بیوقلی بعلبکی۔ عیسیٰ بن نوح تبریزی۔ ویرایق راہب۔ ثیاذون۔ حیدوپہ۔ ثابت بن قرہ بھی مترجموں میں شریک تھے۔ ایوب اور سمعان نے بطلیموس کی مجسطی کا ترجمہ جعفر برمک کے حکم سے کیا تھا۔ ابو عمرو یوحنا بن یوسف کاتب تھے۔ آل نوبخت نے فارسی زبان کی بڑی خدمت کی۔ فضل بن نوبخت نے حکمت کی کتابوں کو بیشتر فارسی زبان میں نقل کیا۔ موسیٰ اور یوسف بن خالد نے بھی کئی کتابوں کا ترجمہ کیا۔ مترجموں کی لمبی فہرست کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فارسی زبان کی طرف بکثرت لوگوں کی توجہ تھی اور جس سرگرمی سے دوسری زبانوں سے کتابیں لی گئیں اسی طرح فارسی سے بھی عربی زبان میں بکثرت کتب کا ترجمہ کیا گیا۔ جو لوگ اس کام پر معروف تھے ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

علی بن زیاد تمیمی۔ سہل بن ہارون۔ بلاذری۔ احمد بن یحییٰ۔ جبلہ بن سالم کاتب ہشام۔ اسحق بن یزید۔ محمد بن بہرام بن مطیار اصفہانی۔ فتح بن علی بنداری۔ عبداللہ بن علی۔ ابو حاتم بلخی۔ محمد بن جہم۔ ہشام بن قاسم۔ موسیٰ بن عیسیٰ کردی۔ زادویہ ابن شاہویہ اصفہانی۔ بہرام بن مردانشاہ۔ عمر بن فرخان۔ جیسے حنین بن اسحق۔ یعقوب بن اسحق کندی۔ ثابت بن قرہ حرانی مشہور و معتبر مترجموں میں سے ہو گذرے ہیں۔ اسی طرح عمر بن فرخان نے بھی اپنی قابلیت کا سکہ بٹھایا۔ ابو معشر لکھتا ہے کہ عمر کا درجہ مذکورہ لوگوں سے کسی طرح کم نہ تھا۔

علی بن ابراہیم دہکی کی ہاشمی ہیں حسن بن بہلول اوانی۔ ابو البشر متی، نفیسی مرامی نے سریانی زبان سے ترجمہ کیا۔ اسحق بن سلیمان کا وار بشوع مددگار تھا۔ اسی طرح ابراہیم بن بکس۔ علی بن ابراہیم ایوب بن قاسم نے بھی بڑی مدد کی ایسا عموماً کے ترجمہ سے ہے۔ منکہ ہندی۔ ابو ریحان بیرونی اپنے وطن کی سنسکرت زبان سے ترجمہ کیا۔ ابن وحشی نے کلدانی زبان سے اور سعید فیومی نے عبرانی زبان سے ترجمہ کیا۔ ابو علی عیسیٰ بن زرعہ یعقوبی منطقی بھی ترجمہ کے باب میں نہایت مشہور تھا اس کے تصانیف بھی بکثرت ہیں۔

سیف الدولہ ابن حمدان کے طبیب عیسیٰ رقی نے طبی کتاب کا سریانی زبان سے عربی میں ترجمہ کیا اسی طرح ماسرجیس طبیب

عیسےٰ بن ماسرجیس نے بھی طب پر بڑا احسان کیا۔ شہدی کرخی اور ابن شہدی متوسط درجہ کے مترجم تھے۔ ابن ابا ہ نے آخر عمر میں بڑا نام پیدا کیا۔ ابن جلجل اور ابو عبداللہ صقلی بھی بہت مشہور تھے۔

ماموں کے حکم سے اقلیدس اور مجسطی کا ترجمہ حجاج ابن مطر نے کیا۔ ثابت بن قرہ حرانی نے بعد میں اس کی تصحیح کی۔ حبیب بن بہریز نے بھی حسب الحکم ماموں بہت سی کتب کا ترجمہ کیا۔ ابو الخیر حسن بن سوار اور ابو الفرج ملکی۔ یحیےٰ بن عدی یعقوبی نے سریانی سے عربی میں زیادہ کتب کا ترجمہ کیا۔ عبداللہ بن علی فارسی نے فارسی سے اور عبداللہ بن مقفع نے پہلوی سے عربی میں ترجمہ کیا۔

حسن ثابت بن قرہ نے جسقدر سریانی وغیرہ سے عربی میں ترجمہ کیا وہ نہایت اعلےٰ اور معقول درجہ کا ہے اس کے شاگرد عیسےٰ بن سعید نے بھی اس کا ہاتھ بٹایا۔ ایک رومی راہب نظیف نامی نے یونانی سے خاصکر ترجمہ کرکے بڑا مواد جمع کیا۔

عبدالمسیح بن عبداللہ ناعمی حمصی متوسط درجہ کا مترجم تھا۔ تاہم جسقدر کام کیا اچھا کیا ابن ناجہ دبھی عبدالمسیح ہی کے رتبہ کا مترجم تھا۔ ہلال حمصی کا ترجمہ نہایت صحیح ہوتا تھا مگر اس کے الفاظ ترجمہ کے مبتذل ہوتے تھے۔ اسی طرح فیثون عیر زبانوں کا ماہر تھا۔ مگر عربی زبان کا علم بہت معمولی تھا۔ ابو نصر بن ناری نے بہت ہی کم ترجمہ کیا جس کا شمار مترجموں میں کرنا مشکل ہے۔ بسیل مطران کا درجہ ابو الفر سے بڑھکر تھا جس کی کوشش صحت کیطرف بہت تھی۔ متوسط طبقہ کے اکثر مترجموں کے نام یہ ہیں۔

اسطاث۔ خیرون بن رابطہ۔ ابراہیم بن صلت۔ ثابت۔ یوسف تلمیذ۔ عیسےٰ بن مہر بخت ایوب۔ رہاوی ابو یوسف یحیےٰ ابن بطریق۔ تدرس سنقل۔ ابو سعید عثمان دمشقی۔ منصور بن باناس۔ عبد یشوع بن بہریز۔ ابراہیم بن بکس۔

جسقدر مترجموں کے نام ہم نے بہم پہونچائے ہیں وہ اپنے ہی ترجمہ سے گذر اوقات کرتے تھے اور امرا اور وسارکی خدمت میں اپنے متراجم پیش کرتے تھے۔ یعقوب بن اسحٰق کندی مشہور فلاسفر عرب کا نام البتہ اس زمرہ سے خارج ہے۔ اس نے رزق پیدا کرنے کا ذریعہ ترجمہ کو نہیں قرار دیا۔ جسقدر ترجمہ کیا خود اپنے ہی لئے کیا۔

جن امرا اور خلفا نے مترجموں کی ہمت بڑہائی اور ان کے کاموں کی قدر دانی کرکے ترجمہ پر ایک کثیر جماعت کو آمادہ کیا انکا نام کسی طرح سے مترجموں کی شہرت اور لیاقت سے کم درجہ پر نہیں رکھا جا سکتا۔ عمر بن عبدالعزیز۔ خالد اموی۔ منصور۔ رشید۔ ماموں۔ متوکل کا نام نہائت اور عزت سے لیا جائے گا جنہوں نے بڑی دریا دلی سے فن ترجمہ کو ترقی دی۔

جعفر برمکی اور اس کے خاندان کے اکثر ممبر نقل و تعریب سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ ہندوستان کا مشہور حکیم منکہ اسحٰق بن سلیمان بن علی ہاشمی کے ساتھ تھا۔ وہ سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کرتا تھا۔ شیر یشوع بن قطرب مترجموں کی حوصلہ افزائی کے لئے ہر وقت آمادہ رہتا تھا۔ صرف یہی نہیں کہ وہ کتابوں کو مہیا کرتا تھا بلکہ مترجموں کے لئے صرف کثیر برداشت کرتا تھا۔ محمد بن موسےٰ منجم جو ریاضی [illegible] فن میں شہرۂ آفاق تھا حنین کے ساتھ بڑا احسان کرتا تھا۔ ابو سلیمان منطقی سجستانی ایک جگہ لکھتا ہے کہ شاکری خاندان کے اکثر ممبروں نے جنمیں محمد۔ احمد۔ حسن زیادہ مشہور ہیں۔ مترجموں کی بڑی خدمت کی۔ حنین بن اسحٰق۔ حبیش بن حسن۔ ثابت بن قرہ ماہوار پانچ سو اشرفی پاتے تھے۔

خلیفہ ماموں کا ایک ہمنشین علی بن یحیےٰ نہایت فیاض منش واقع ہوا تھا۔ خصوصاً علم طب سے اس کو بڑی دلچسپی تھی۔ یتادرس راہب نے بھی فن طب سے بڑی دلچسپی ظاہر کی تھی اور طبی کتب کا بڑا ذخیرہ اس نے فراہم کیا تھا۔ محمد بن موسےٰ بن عبدالملک نے عیسےٰ کے لئے بہت سی کتابیں طب کی ترجمہ کیں۔ اور عیسےٰ بن یونس نے جو علماء عراق میں بے مثل تھا یونانی علوم سے بہت کچھ اخذ کیا جس کے ساتھ وہ بہت شفقت رکھتا تھا۔

شہر فیوم کا حاکم علی نامی تھا مگر وہ اپنی فیاضی اور نیکی کی وجہ سے فیومی ہی کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کو بھی علمی معاملات سے گہری دلچسپی تھی احمد بن معروف نے اسکی سخاوت سے بڑا فائدہ حاصل کیا۔ علی مترجموں کے حق میں ابر رحمت تھا۔ ابراہیم بن محمد ابن موسےٰ یونانی تراجم کے لئے نہایت مشہور تھا۔ اسی طرح عبداللہ بن اسحٰق نے بھی بہت سی کتابیں جمع کی تہیں۔ محمد بن عبدالملک ہزاروں اشرفی ترجمہ کے لئے صرف کرتا تھا۔ اس کے نام سے اکثر کتابیں ترجمہ کی گئیں۔ یوحنا بن ماسویہ جبرئیل بن بختیشوع بختیشوع بن جبرئیل داؤد بن سرابیون۔ سلمویہ بن سان۔ یسع اسرائیل بن زکریا حبیش بن حسن کی اس نے بڑی قدر دانی کی تھی۔

یہ قدیم مترجموں کے نام تھے جو تفصیل کے ساتھ اوپر لکھے گئے۔ تیرہویں صدی ہجری کے وسط سے یورپ کے اکثر علما اس طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ ان کی کوششوں سے بہت نایاب کتب کا پتہ چل گیا ہے۔ درحقیقت اگر یورپ اسلامی علوم سے دلچسپی نہ لیتا تو ہم بہت کچھ اپنے اسلاف کے کارنامے گم کر دیتے۔

(ترجمہ المنقتبس قاہرہ) صدیق احمد۔

از اواحمدیہ ... قادیان ... محمد ... کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

ڈائری

۱۵۔ اگست بروز جمعرات۔ بعد از نماز ظہر ایک شخص نور محمد نامی نے بیعت کے واسطے عرض کی۔ فرمایا عصر کے وقت کر لینا۔

عصر کے وقت جب حضرت تشریف لائے تو وہ شخص بیعت کے لئے آگے بڑھا حضرت نے فرمایا جس جس نے بیعت کرنی ہے آجاوے چونکہ جگہ تنگ اور لوگ زیادہ تھے حضرت نے فرمایا تم لوگ ایک دوسرے کی پیٹھ پر ہاتھ رکھدو۔ بیعت کے بعد حضرت صاحب نے اس شخص کو مخاطب کر کے فرمایا کیا آپ ملتان سے آئے ہیں

شخص۔ حضور ملتان سے۔ حضرت۔ خاص ملتان شہر میں یا گرد نواح میں؟

شخص۔ حضور امیر پور ایک گاؤں تحصیل کبیر والہ میں ہے۔ وہاں بڑے بہار مخالف ہیں۔ حضرت۔ اس طرف بھی بارش ہوئی ہے؟ شخص حضور اس طرف کم بارش ہوئی ہے۔ حضرت۔ اس طرف بارش ہمیشہ کم ہی ہوا کرتی ہے اُس طرف لوگوں کی صحت تو اچھی ہوگی کوئی بیماری تو نہیں ہوگی شخص بیماری کم ہی ہے۔ حضرت۔ اس طرف تو اس سلسلہ کی مخالفت کثرت سے نہیں۔

شخص بہت لوگ مخالف ہیں۔

اس پر حضرت نے فرمایا۔ عادت اللہ اسی طرح پر ہے کہ جس سلسلہ کو خدا تعالےٰ خود قائم کرتا ہے اسکی سب سے زیادہ مخالفت ہوتی ہے جس سلسلہ کی مخالفت نہ ہو یا اگر ہو بھی تو بہت کم ہو وہ سلسلہ سچا سلسلہ نہیں ہوتا سچے سلسلہ کی سچائی کا ایک بڑا نشان یہ بھی ہے کہ اسکی بہت مخالفت ہو۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلعم نے جب دعویٰ نبوت کیا تو کمبخت مخالفوں نے بہت شور مچایا اور بڑی مخالفت کی۔ مگر جب مسیلمہ کذاب نے دعویٰ کیا تو سب آپس میں مل جل گئے کسی نے مخالفت نہ کی۔ وجہ یہ ہے کہ شیطان جھوٹے کا دشمن نہیں ہوتا سچے کی مخالفت میں سب اپنا زور لگاتا ہے۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلعم کے بھی بیگانے تو سب دشمن ہو گئے۔ کیا عالم اور کیا جاہل سب کے سب مخالفت پر کمربستہ ہو گئے یہانتک کہ جن کو دین سے کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا وہ بھی دشمن ہو گئے۔ آجکل بھی یہی حال ہے ہر ایک نے مخالفت پر کمر باندھی ہوئی ہے بڑے بڑے جرائم پیشہ اور بدکار لوگ ہماری مخالفت پر کمربستہ ہیں بہت لوگ ایسے ہیں جو دنیا طلبی کے ہی فکر میں ہر وقت لگے رہتے ہیں اور بھولے سے بھی کبھی دین کا نام نہیں لیتے ہر وقت زمینداری اور ملازمت میں ہی مست رہتے ہیں اور دین کی ذرہ بھی پروا نہیں کرتے اور مذہب سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتے وہ ہماری مخالفت کرتے اور ہمارا نام سنتے ہی آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک اگر تمام دنیا سے بدتر ہوں تو میں ہی ہوں۔ سو ایسے لوگوں کا فیصلہ تو اب خدا خود کرے گا۔ ایسوں کو کیا جواب دیا جاوے۔ ان کا فیصلہ تو خدا کے پاس ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے بہت گندوں اور شرارتوں کا ذکر نہیں کیا گیا صرف اشارات ہی پائے جاتے ہیں مثلاً ایسے لوگوں کی بابت کہا ہے کہ وہ ہمارے نبی صلعم کے زمانہ میں کہتے تھے کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو شور ڈالا کرو اور تالیاں بجایا کرو اور پھر بعض لوگ ایسے ہی تھے جنکی نسبت اللہ کریم فرماتا ہے وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ؁ اور ایسے لوگ بہت پائے جاتے تھے جو دوسروں کو کہتے تھے کہ جھوٹے طور پر بیعت کر آؤ اور پھر کہو کہ ہم سب کچھ دیکھ آئے ہیں کوئی بات نہیں وہ تو دکانداری ہے اور پھر مرتد ہو جاؤ۔ اللہ پھر ایسے لوگوں کو جو بیعت کر کے پھر جاتے تھے پیش کر کے کہتے تھے کہ دیکھو یہ تجربہ کار لوگ ہیں مرتد ہو گئے ہیں۔ یہ محض جھوٹا سلسلہ ہے۔ ایسا ہی چند آدمیوں نے ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی کیا ہے۔ پہلے جھوٹے طور پر یہاں آکر بیعت کی پھر بعد ازاں یہاں سے جاکر چھپوا دیا کہ ہم سب کچھ دیکھ آئے ہیں کچھ بھی نہیں ہم بھی مرید ہوئے تھے سب پتہ لیا محض دھوکہ بازی ہے۔

بیوقوف اتنا نہیں جانتے کہ آخر کار کام تو وہی ہو کر رہے گا اور وہی بہر صورت پورا ہو کر رہے گا جو ارادہ الٰہی میں ہے۔

خدا کی قدرت دیکھو کہ جہاں ہماری مخالفت میں زیادہ شور مچا ہے وہاں ہی زیادہ جماعت تیار ہوئی ہے۔ جہاں مخالفت کم ہے وہاں ہماری جماعت بھی کم ہے۔

ایک شخص نے سلسلہ تقریر میں عرض کی کہ اگر کوئی حقیقۃ الوحی کو خدا کے خوف سے پڑھے تو ضرور مان لیوے۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا کا خوف انہیں رہا ہی کہاں ہے خدا کا خوف ہوتا تو ہماری مخالفت ہی کیوں کرتے۔ خدا نے اتمام حجت کر دی۔ ہماری تائید میں بڑے بڑے نشان دکھائے گئے مگر ان لوگوں کا کیا کیا جاوے۔ اتنے نشانات ہیں کسی کی نظیر تو پیش کریں اور نشان جانے دو ان سے کوئی پوچھے کہ ۲۶۔۲۷ سال ہیں دعویٰ کئے گذر گئے۔ اور ہزاروں نشانات ہماری تائید میں ظاہر ہوئے کسی ایسے جھوٹے کی نظیر تو پیش کرو جس نے خدا پر افترا کیا ہو اور اتنی مہلت اور نشانات اسکی تائید میں دکھائے گئے ہوں خدا نے اسکو مخالف ہلاک تباہ اور ذلیل کر دیئے ہوں حالانکہ خدا جانتا تھا کہ وہ مفتری ہے۔

بھلا کوئی نظیر تو دو سنت اللہ اسی طرح سے ہے کہ جب کوئی خدا کیطرف سے مامور ہو کر آتا ہے تو عبدالحکیم وغیرہ کی طرح بعض لوگ الہام کے دعویدار بن بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بھی رسول ہیں۔ مگر ایسے دعویٰ کرنے والے ہمیشہ بعد میں ہوتے ہیں۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلعم نے جب دعوے کر لیا اور اسکی اچھی طرح سے شہرت ہو گئی تب مسیلمہ کذاب وغیرہ نے بھی دعویٰ کر دیا۔ ایسا ہی یہاں بھی ۲۶۔۲۷ برس دعوے کئے گذر گئے تو ان لوگوں کو بھی دعوے یاد آگئے مگر یاد رکھو کہ سچے کی نشانی یہی ہے کہ وہ سب سے پہلے دعوے کرتا ہے وہ کسی کی ریس نہیں کرتا۔ ابوسفیان وغیرہ جب کفر کے زمانہ میں قیصر کے پاس گئے تو اس نے ان سے یہی پوچھا تھا کہ محمد (صلعم) سے پہلے بھی کسی نے دعویٰ کیا ہوا ہے یا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ تب اس نے کہا کہ اگر اس سے پہلے کوئی دعویٰ کرنیوالا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ ریس کرتا ہے۔

ابتداءً دعوے کرنا یہ سچے کی شناخت پر ایک بڑی بھاری دلیل ہے۔ دیکھو ۲۶۔۲۷ برس گذر چکے ہیں اس عرصہ میں تو ایک بچہ بھی پیدا ہو کر باپ بن سکتا ہے۔

رپورٹ جلسہ احمدیہ تحصیل پھالیہ

ہمارے ضلع میں اس تحصیل کی جماعت سابق بالخیرات ہے۔ جب میں نے سہ ماہی جلسوں کی تجویز کی۔ تو سب سے پہلے اسی جماعت نے میری تجویز کو لبیک کہا تھا آخر وہ پود وا پھل لایا اور تمام ضلع کے مشہور مقامات میں پیدر پے جلسے ہوئے جن کا قومی بیداری پر اچھا اثر ہوا اور غیر احمدیوں پر بھی اتمام حجت ہوئی۔ اس کے بعد جب دہ بدہ کمیٹیاں بنانے کی تجویز الحکم میں شائع ہوئی تو سب سے اول اس جماعت نے جلسہ کرکے کمیٹی منعقد کی۔ اس کے بعد ۱۴ر جولائی ۱۹۰۷ء کو موضع ہیلاں میں جلسہ ہوا۔ تاکہ اس تحصیل کے سب بھائی جمع ہو کر کمیٹیوں کے قومی انتظام کے متعلق باہمی مشورہ سے ایک ضابطہ بنا دیں اس جلسہ میں عاجز (اکمل) کو بھی مدعو کیا گیا تھا بلکہ ...... سے گھوڑی بھی بھیجی گئی مگر افسوس کہ ایک طرف میں دارالامان جانے کے لئے تیار دوسری طرف مجھے بخار ہو رہا تھا ندامت کے ساتھ معذرت کی اور اپنی بجائے پیارے بھائی غلام رسول (راجیکی) کو تکلیف دی انہوں نے اس تکلیف کو گوارا فرمایا۔ جزاہ اللہ۔ ۱۲ تاریخ سے مہمان آنے شروع ہو گئے۔ ملک مولا بخش صاحب کا گورالی سے تشریف لانا خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے برادر امام الدین صاحب رنگلی سرحد ریاست جموں سے اور مولوی ابراہیم ملوانال سے اور جماعت احمدیہ مونگ وسعد اللہ پور سے شدت گرمی میں تشریف لا کر رونق افزائے جلسہ ہوئے اور عین دوپہر کے وقت جماعت رجوعہ ولالہ پنڈی کے بزرگ تشریف لائے۔ جماعت ہیلاں نے جو صرف تین چار آدمی ہیں سب کا فراخدلی سے خیر مقدم کیا۔ نماز جمعہ مولوی صاحب راجیکی نے پڑھائی اور سورۃ توبہ کا دوا رکوع پر وعظ فرمایا۔ انفاق فی سبیل اللہ اور کونوا مع الصادقین کی ضرورت کو سمجھایا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے اقرار کو عملی صورت میں لانے کی ہدایت کی۔ نماز جمعہ کے بعد ملک صاحب نے افتتاح جلسہ کیا۔ اور مختصر تقریر ضروریات قوم پر فرمائی۔ اس کے بعد پیر برکت علی صاحب نے تجویز پیش کی۔ کہ جماعت احمدیہ تحصیل پھالیہ میں چونکہ جماعت کم اور ناخواندہ ہے اس لئے ایک ہی کمیٹی کافی ہے۔ اور بعض بزرگوں کو دو دو عہدے دیئے جائیں حکیم علی احمد صاحب میر مجلس و ناظر ہوں۔ مولوی فضل الرحمن صاحب صدر محاسب و امین اور رنگل میں پیر برکت علی سعد اللہ پور میں مولوی غوث محمد مونگ میں میاں امام الدین رجوعہ میں حکیم نور احمد محاسب مقرر ہوں۔ سوئم۔ ایک رجسٹر حسب ہدایت صدر انجمن تیار کیا جائے۔ چہارم۔ ایک ایک رسیدی رجسٹر دیا جائے جس پر چندہ جمع کرکے امین کے پاس جمع کرائیں۔ اور ایک رجسٹر امین کے پاس ہو۔ جس میں مفصل آمد و خرچ کا حساب ہو۔ اور ایک رجسٹر ناظم اپنے پاس رکھے جس میں تمام اخراجات کا حساب ہو۔ اور ناظر صاحب ماہواری رجسٹر کو ملاحظہ کیا کریں۔ پنجم۔ ہر احمدی اس انجمن کا ممبر ہو سکتا ہے جو کہ حسب توفیق چندہ دے۔ ششم۔ یہ کہ ہر جگہ کی جماعت تعلیم الاسلام قادیاں کی ضروریات کے لئے ہر گھر میں ایک برتن پر فی سبیل اللہ کا ٹکٹ لگا کر رکھا جائے جس میں آٹا گوندھنے کے وقت ایک مٹھی آٹا ڈال جائے اور محاسب ہفتہ وار جمع کرکے فروخت کرتا رہے۔ اور ماہوار امین کے پاس جمع کرایا کرے

ان سب تجاویز کی ملک صاحب نے تائید کی اور تمام احمدی حاضرین نے بالاتفاق منظور کیں۔

اس کے بعد چندہ وصول ہونا شروع ہوا للعہ ۱۴ جو بحصہ رسدی دارالامان میں بھیجا گیا۔ نماز عصر کے بعد مولوی غوث محمد نے جوش کے ساتھ سادہ طرز پر سورۃ حشر کے تیسرے رکوع پر وعظ فرمایا اور برادر امام الدین صاحب نے ضلع گجرات کے لئے ایک واعظ کی ضرورت پر زور دیا جو کہ قوم کو تقوے و طہارت اور عملی رنگ میں اپنے تئیں نمونہ بنانے اور ضروریات قومی کی تحریک کرتا رہے۔ اس کے بعد عاجز کا مضمون پیر برکت علی صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ یہ پیغام اخیر رپورٹ میں درج ہے۔ نماز مغرب کے وقت سب بھائیوں کے لئے دعا کی گئی۔ جماعت ہیلاں نے تمام مہمانوں کی خاطر و تواضع میں کوئی کسر باقی نہ رکھی اور اپنی مقدار سے زیادہ حق میزبانی کو ادا کیا۔ مدات کو مستورات میں بھی وعظ ہوا۔ اور فرض تبلیغ کو ادا کیا گیا۔ غرض یہ نمونہ ہے گجرات کی ایک علاقہ کا۔ میں چاہتا ہوں تمام اضلاع میں اسی طرح کمیٹیاں قائم کرا کے انتظام کیا جائے۔ اخیر میں یہ کہدینا بھی بے موقع نہ ہوگا کہ عاجز (اکمل) نے گولیکی میں کمیٹی قائم کر دی ہے اور سب کام و انتظام باقاعدہ ہو گیا ہے۔ اب میں اس فکر میں ہوں کہ صدر کمیٹی ایسی جگہ ہو جہاں سے سب کام ایک خاص نظام کے ساتھ ہوتا رہے چھوٹے چھوٹے جلسوں کا قیام میرے خیال میں بہت ضروری ہے۔ اللہم ایّد الاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل۔

اکمل آف گولیکی ضلع گجرات۔

اکمل کا پیغام۔ اپنے بھائیوں کی خدمت میں

میرے پیارے بھائیو۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

ایک باغبان جس نے زمین کو جوتا۔ درست کیا۔ صاف کیا پھر اس میں تخم ریزی کی۔ پودے نکلے اور وہ چلا گیا پھر جب اس کے پھلنے پھولنے کی خبر سنیگا۔ تو کیا خوشی سے پھولا نہ سمائیگا۔ میں جب سنتا ہوں کہ مضمون کے گردہ میں شامل ہونے کیلئے تم لوگوں نے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الآیۃ پر عملدر آمد شروع کر دیا ہے تو بخدا نہایت ہی خوش ہوتا ہوں اگرچہ بعض معذوریوں بلکہ مجبوریوں کے ساتھ تمہارے جلسہ میں جسم کے ساتھ حاضر نہیں ہونگا مگر میری روح تمہارے ساتھ کام کر رہی ہے اور میں اپنے دل کیساتھ اپنی دعا کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شریک ہوں میری عدم حاضری کو امید ہے تم محسوس نہیں کرو گے کیونکہ جو کچھ کہنا تھا اسی چٹھی کے ذریعہ کہدیا۔ بلحاظ کہنے والے کے تو میں وہی اکمل ہوں اور بلحاظ سنانیوالے کے میں پیر برکت علی ہوں + دوستو! زبانی باتوں سے کیا بنتا ہے اگر تم نے گھنٹہ بھر کہہ لیا اور آپ کا بھی وقت لیا اور عملی رنگ میں کچھ نہ کیا تو کیا فائدہ مجھے تو حضرت امام علیہ السلام کا یہ قول کچھ ایسا پسند آیا ہے کہ میں نے لمبی تقریریں ہی چھوڑ دیں۔ فرمایا جو کچھ کرنا ہے عملی رنگ میں کرو زبانی باتوں سے کچھ نہیں بنتا۔ + سوائے حاضرین جلسہ! ع میری سنو! جو گوش نصیحت نیوش ہے۔ بیع کے معنے ہیں ایک چیز دوسری کے عوض میں لینا بیعت کے معنے یکدم جو کچھ ہے مال و جان و اختیارات دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دینا جیسے فرمایا ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ گویا بیعت کیوقت اپنا مال اپنی جان فروخت کر دی جنت کے عوض :۔ تم نے غلاموں کی نسبت سنا ہوگا کہ جب انہیں کوئی خرید لیتا ہے تو پھر ان کا اپنا کوئی اختیار نہیں رہتا بلکہ جو کچھ وہ کماتے ہیں وہ بھی انکے مالک کا ہو جاتا ہے اور کوئی کام اپنی مرضی سے نہیں کر سکتے۔ پس اسیطرح ہم اپنے تئیں خدا کے مسیح مرزا غلام احمد ایدہ اللہ کے ہاتھ پر فروخت کر چکے ہو اب تمہارا اپنے پر کچھ اختیار نہیں چاہیے کہ ہمارا ہر ایک قول ہمارا ہر ایک فعل ہماری ہر ایک حرکت اسی کے حکم کے ماتحت اسی کی مرضی و منشاء کو مناسب ہو اگر یہ نہیں تو پھر جو کچھ ہے ہماری ...... ہی بلکہ اس کا ہے۔ وہ اپنی مہربانی سے جو ہمارے گذارے کے لئے دے وہ لے لیں باقی سب اسی کا

خطرناک بدعت کی اشاعت پر کچھ اور

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں میں نے ترجمۃ القرآن اردو کے متعلق ایک نوٹ لکھا تھا اور اخبار وکیل امرتسر کے مالک اور ایڈیٹر شیخ غلام محمد صاحب کو توجہ دلائی تھی کہ وہ ایسے اشتہاروں کو جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے سخت نقصان رساں ہوں نہ صرف نکال دیں بلکہ مسلمانوں کو آگاہ کریں تاکہ وہ اس ترجمہ کو خرید کر اس کی اشاعت کا موجب بن کر خسر الدنیا والآخرہ نہوں + شیخ صاحب باوصفیکہ لاولد ہیں یہ نہیں معلوم چند پیسوں کا لالچ انہیں اسلام اور حمیت اسلام کے خیال کو کیوں کچل دینے پر مجبور کر رہا ہے۔ میں نے اس نوٹ میں یہ بھی ظاہر کیا تھا کہ اس تجویز میں کسی عیسائی کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے۔ اب جبکہ واقعات کی تحقیقات کی گئی تو اصلیت معلوم ہو گئی۔ اور ایڈیٹر الحکم کا خیال بالکل صحیح ثابت ہوا۔ فیض بخش پریس کا منیجر ایک عیسائی ہے جس کا نام غلام [illegible] قادر ہے [illegible] پہلے ہندو تھا پھر مسلمان ہو گیا اور اخبار وکیل کے [illegible] مہر کا کام کرتا رہا۔ آخر عیسائی ہو گیا۔ اور امرتسر مشن پریس کا منیجر ہوا جب پریس مذکور امرتسر سے لاہور تبدیل کیا گیا تو منشی غلام قادر صاحب بھی لاہور چلے گئے۔ اور پریس مذکور کے بند ہو جانے پر انہوں نے فیض بخش ایجنسی لاہور میں قائم کی جس میں بتایا گیا ہے کہ مسٹر فضل الٰہی (جو پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی کے اسسٹنٹ سکرٹری ہیں) بھی شریک تھے اسی ایجنسی کے متعلق یہ پریس کی شاخ کھولی گئی ہے اور سب کاروبار فیروزپور شہر میں منتقل کر دیا گیا ہے اور وہاں ہی سٹیم پریس قائم کیا گیا ہے۔ بظاہر اس پریس کا مالک کرم الٰہی نام ایک مسلمان ہے جو مسٹر فضل کا غالباً بھائی ہے اس فیض بخش ایجنسی میں عیسائیوں ہی کا کام کثرت سے ہو رہا ہے اور وہی منشی غلام قادر عیسائی اس کے منیجر ہیں کس قدر افسوس اور رنج کا مقام ہے کہ ایک ایسے کام کا مہتمم اور منیجر وہ شخص ہو جس کو اسلام سے دشمنی اور بیزاری ہے۔

اسی عیسائی کی تجویز سے یہ اردو ترجمۃ القرآن بغیر متن کے چھاپا جا رہا ہے یا چھاپا گیا ہے۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یا وری عماد الدین نے جو ترجمہ کیا تھا اسی میں کچھ اصلاح کر کے چھاپا گیا ہے بہرحال ترجمہ خواہ کسی کا بھی ہو قرآن کریم کا بدوں متن چھاپنا ایک ایسی حرکت ہے جس کو کوئی مسلمان جو قرآن کریم کی تکریم کرتا اور اس کو خدا تعالیٰ کا کلام یقین کرتا پسند نہیں کر سکتا۔ عیسائی مذہب پر جو آفت آئی اور جس آفت نے ان کے مذہب رحمت کی اصلیت کو کھو دیا اور خدا تعالیٰ کی الہامی کتاب ان کے ہاتھ سے جاتی رہی وہ یہی ترجمہ بدوں متن کی آفت تھی اسی نے ان کو یہ روز بد دکھایا کہ وہ آج اتنا بھی نہیں بتا سکتے کہ اصل انجیل کس زبان میں تھی۔ اور اب یہ عیسائی منیجر قرآن کریم پر اپنا ہاتھ صاف کرنا چاہتا ہے۔ ان نادان اور زرپرست مسلمانوں پر افسوس اور سخت افسوس ہے کہ انہوں نے دنیا کی خاطر دین فروشی کو پسند کر لیا۔

فما ربحت تجارتهم وما كانوا مهتدين

اخبار وکیل کے مالک اور ایڈیٹر کا فدائے قوم کہلانے کا شوق تو روز افزوں ہے اور مسلمانوں کی حمایت اور انکی تبلیغ کا خیال گویا ان کے بدن میں خون کیطرح دوڑ رہا ہے مگر یہ کرتوت کسی صورت میں بھی ایسی نہیں جو انہیں

دین کو بدنام کرنے اور کتاب اللہ کو خراب کرنے

کے الزام سے بری کر سکے انہوں نے محض چند پیسوں کے لالچ اور غلام قادر عیسائی کی خاطر اسلام کو تباہ کرنے اور مسلمانوں کو مالی نقصان پہنچانے سے

فرق نہیں کیا

میرا خیال تھا کہ میرے پہلے نوٹ پر اخبار وکیل کے با فاجی خدا ترسی سے کام لیں گے اور اس مخرب اسلام اعلان کو اپنے اخبار سے نکال کر ندامت کا اظہار کریں گے۔ با فاجی کے مزاج میں تو صلاحیت تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ یاران ہمدم نے شاید مشورہ نہ دیا ہو کہ با فاجی کیوں ہرج کرتے ہو؟

کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ مجھے اخبار وطن کے ایک مخرب اسلام فعل پر کچھ لکھنا پڑا تھا اور علمائے ملت نے اس کے حق میں فتویٰ بھی دیا تھا۔ مولوی انشاء اللہ خاں نے اگرچہ ہٹ دھرمی اور ملاہٹ سے کام لیا تھا تاہم اپنے اس فعل کو مستحسن قرار نہیں دیا تھا اور اپنے ذخیرہ کتب فروختنی میں سے ان کتابوں کو نکال دیا تھا۔ مگر اخبار وکیل کی شوخ چشمی دیکھئے کہ باوجودیکہ اسے بتایا گیا ہے کہ یہ طریق اسلام اور مسلمانوں کے لئے مضر ہے مگر ابھی تک اس نے ان اشتہاروں کو نہ اپنے اخبار سے نکالا ہے اور نہ اس کے لئے افسوس ظاہر کیا ہے۔ وہ اخبارات جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف زہر اگلنے کے لئے رائی کا پہاڑ بنایا کرتے ہیں اور گلے کی رگیں پھلا پھلا کر منہ سے جھاگ گرایا کرتے ہیں وہ اب کیوں خاموش ہیں کم از کم اہل حدیث کو اس موقع پر اپنے شہری معصر کو سمجھانا چاہئے۔ ورنہ الحکم اپنا فرض ادا کرنے سے قاصر نہ رہے گا اور وہ وکیل کے کسی جرم فروش نامہ نگار کی گالیوں سے ڈر کر رک نہ جائے گا مسلمانوں کو آگاہ کریگا اور اخبار وکیل کی حمایت اسلام کا راز فاش کر کے رکھدے گا (انشاء اللہ)

بالآخر میں پھر وکیل کو متوجہ کر کے بتانا چاہتا ہوں کہ دیکھ تو نے خدا کے راستباز اور برگزیدہ بندہ کی اہانت کا ارادہ کیا تجھ پر وہ ذلت کی مار پڑی کہ چند پیسوں کے لئے تو نے ایسا اشتہار شائع کیا جو اسلام اور مسلمانوں کے دین اور دنیا کے لئے سخت ضرر رساں ہے کیا یہی وہ راز ترقی ہے جو آپ کے ایوان سے نازل ہوا ہے خدا سے ڈرو اور اس فعل سے ندامت کے ساتھ رجوع کرو اور اس ترجمۃ القرآن کی مخالفت میں میرے ہم آہنگ ہو کر مسلمانوں کو آگاہ کرو ورنہ یاد رکھو

روزے وادے ہست

مختصر نوٹ

اسلام کیوں روبہ تنزل نہیں؟ اس لئے کہ عیسائیوں کی مذہبی مشنریاں مسلمانوں کے درمیان اپنا مذہب پھیلانے کی پورے زور سے کوشش کر رہی ہیں اور با وجود طرح طرح کے حیلوں اور دلکش فریبوں کے ان کو دن دوگنی اور رات چوگنی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ چنانچہ مشہور سیاح سسن ہیڈن اپنے ایشیا کے سفرنامہ میں یوں رقمطراز ہیں کہ مجھے ایک مشنری ملا جس نے کہا کہ مجھے یہاں کام کرتے دس سال ہوئے مگر ایک مسلمان بھی عیسائی نہیں ہوا۔

ایک صاحب پیسہ اخبار میں لکھتے ہیں۔ کہ اب مسلمان علما کی ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوئی ہے جو علم و مذہب کی تطبیق کرتی ہے۔ یہ لوگ بڑے بڑے یورپین علماء سے کسی طرح پیچھے نہیں ہیں۔ اور چونکہ انہوں نے مرض کو پہچان کر علاج شروع کر دیا ہے اس واسطے کامل یقین ہے کہ اسلام دیگر مذاہب کے مقابلہ میں روز بروز قوی ہوتا جائے گا" مگر یہ نہیں بتایا کہ آیا عیسائی امراض کو پہچاننے اور حاذق حکیم سے تعلیم پاکر محل اور موقع کے مطابق علاج کرنے والی صرف احمدی جماعت ہی ہے یا کوئی اور بھی؟

انگریزی عہدہ دار اور سیاح مثلاً گیلٹن۔ پال گریو۔ ٹامس۔ ریڈ وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ایک حبشی اسلام قبول کر لیتا ہے۔ بت پرستی جنات پرستی۔ مخلوق پرستی۔ مردم خواری۔ انسانی قربانی۔ اطفال کشی اور جادوگری اس سے فوراً دور ہو جاتی ہے۔ وحشی کپڑے پہننے لگتے ہیں ان میں کثافت کی جگہ صفائی آجاتی ہے اور وہ ذاتی شرافت اور خودداری حاصل کر لیتے ہیں۔

ایک آریہ کو بدگوئی کا سارٹیفکٹ ایبٹ آباد میں ایک آریہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سربازار گالیاں دینے کے جرم میں زیر دفعہ ۲۹۸ ماخوذ ہوا۔ اور سرحدی صوبہ کے قوانین کے ماتحت ایک سال کے لئے جلاوطن ہوا۔ آریوں کے لئے بدگوئی کا یہ ایک اور سارٹیفکٹ ہے کاش اب ہی سمجھیں۔ ؎

نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں ہی دینا
کتوں سا کھو منا مونہہ تخم فنا ہی ہے

فیصلہ قرآنی ڈاکٹر نور حسین صاحب جواب حاجی ہو چکے ہیں نے روزانہ پیسہ اخبار میں فیصلہ قرآنی کا عنوان دیکر حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں کچھ سوال لکھے ہیں۔ مگر یہ عجیب فیصلہ ہے کہ آپ قرآن کریم ہی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ورنہ اس قسم کے بیہودہ سوالات اس مضمون کے ماتحت شائع نہ کرتے۔ ان کا فرض تھا کہ وہ قرآن کریم سے وہ معیار پیش کرتے جو اللہ تعالیٰ نے صادقوں اور کاذبوں کے امتیاز کے لئے رکھا ہے اور پھر اس معیار پر حضرت مسیح موعود کو پرکھتے مگر برخلاف اس کے وہ سوالات کا ایک سلسلہ پیش کرتے ہیں مثلاً مفسر قرآن ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب نے جو نہایت صاحب کے کیریکٹر پر نکتہ چینی کی ہے اس کی تردید اب تک نہیں ہوئی اس کے جواب میں بجز لعنت اللہ علی الکاذبین اور کیا کہیں اگر ڈاکٹر صاحب احمدی لٹریچر پڑھتا تو اسے معلوم ہو جاتا مگر پڑھے کون؟

بھلا صاحب کیا انبیاء علیہم السلام کے کیریکٹر پر مخالفوں نے نکتہ چینیاں کی ہیں یا نہیں؟ اگر کی گئی ہیں تو کیا آپ نے ان سب کے جوابات دیدیئے ہیں؟ اگر نہیں تو کیا یہ امر ان کی نبوت یا صداقت کا مبطل ٹھہریگا؟ سوال کرنے سے پہلے سوال کی زد اور اس کے پہلوؤں پر غور کر لینا چاہیئے تھا۔ معترضین کا وجود کسی زمانہ میں گم نہیں ہوا۔ ابتک سید المعصومین سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر حملے کرنیوالے موجود اور مسیح ابن مریم پر نکتہ چینیاں کرنیوالے یہودی قائم ہیں تو کیا ان باتوں سے رسالت حقہ اور نبوت صادقہ پر حرف آسکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ اسی طرح سلسلہ حقہ پر منہ چڑانیوالے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

مہ نور مے فشاند و سگ بانگ مے زند

حقیقت نماز شایع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شایع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کر کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۶ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے کم ہے یعنی معہ محصول ڈاک ۸ؔ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ۔ درخواست ذیل کے پتہ پر آنا چاہیے۔
شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

تہذیب النسوان

ملک کے تمام روشن خیال اہل الرائے اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں کہ عورتوں کو تعلیم دینا ضروری ہے بشرطیکہ طرز تعلیم حتی الوسع شریفانہ اصول پر ہو۔ چنانچہ اسی خیال کو مدنظر رکھکر ۱۸۹۸ء سے اخبار تہذیب النسوان ایڈیٹر مولوی سید ممتاز علی صاحب مالک مطبع رفاہ عام لاہور کی ایڈیٹری میں (لاہور سے) جاری کیا گیا جو بفضلہ تعالیٰ اسوقت تک کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ یہ اخبار کیسا ہے اور اس کے مطالعہ سے شریف مستورات پر کیا اثر پڑتا ہے اس کا اندازہ پرچہ دیکھنے سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ عام رائے اس اخبار کی نسبت یہ ہے کہ مرد اس کو بلا تامل اپنے زنان خانے میں بھیج سکتے ہیں اور ہندوستان میں شریف مستورات کے لئے اس سے بہتر کوئی پرچہ نہیں ہے مضمون نہایت احتیاط اور غور و تامل کے بعد درج کیا جاتا ہے۔ اسکی نامہ نگار عموماً معزز گھرانوں کی تعلیم یافتہ بہو بیٹیاں ہیں۔ جو لوگ تعلیم نسواں کے حامی ہیں۔ انہیں اس پرچے کو ضرور کام لینا چاہیے۔ زبان نہایت سلیس۔ لکھائی چھپائی نہایت نفیس تقطیع $\frac{20\times26}{8}$ حجم ۱۶ صفحے ہفتہ وار قیمت (سالانہ عہ) سالانہ نمونہ کا پرچہ مفت مل سکتا ہے
المشتہر منیجر رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور

خدا کی تازہ وحی
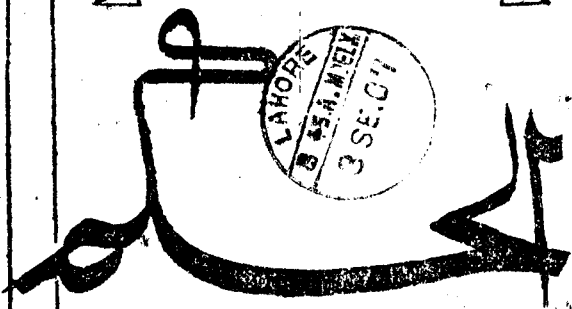
۲۳ر اگست ۱۹۰۷ء - ۱- اِنَّ الَّذِینَ کفروا وصدّوا عن سبیل اللہ سینا لھم غضب من ربھم

ترجمہ - تحقیق وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور خدا تعالیٰ کے راہ سے روکا ان کو ان کے رب سے غضب پہونچے گا

۲- یوم تأتی السماء بدخانٍ مبین

ترجمہ - جسدن آسمان کھلے طور پر دہواں لائے گا۔

۳- ان خبر رسول اللہ واقع

ترجمہ - اللہ کے رسول نے جو خبر دی تہی وہ واقع ہونیوالی ہے

۴- لا تحزن اِنَّ اللہ معنا۔

ترجمہ - غم نہ کر تحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

۵- اِنَّ ربّی کریمٌ قریبٌ

ترجمہ تحقیق میرا رب سخی ہے اور نزدیک ہے

۶- اِنَّہ فضل ربّی - انہ کان بی حفیا۔

ترجمہ - میرے رب نے فضل کیا وہ مجھپر مہربان ہے

۷- اِنّی معک یا ابراھیم

ترجمہ - میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم۔

۸- لا تخف صدقت قولی۔

ترجمہ - تو کچھ خوف نہ کر میں اپنی بات کو سچا کر دکھایا یعنی سچی کر کے دکھاؤنگا۔

۲۴ر اگست ۱۹۰۷ء - صاحبزادہ میاں مبارک احمد صاحب جو سخت تپ سے بیمار ہیں اور بعض دفعہ بیہوشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور ابھی تک بیمار ہیں ان کی نسبت آج الہام ہوا

قبول ہو گئی - نو دن کا بخار ٹوٹ گیا

یعنی یہ دعا قبول ہو گئی کہ اللہ تعالےٰ میاں صاحب موصوف کو شفا دے یہ ٹھیک طور پر یاد نہیں رہا کہ کسدن بخار شروع ہوا تہا لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میاں کی صحت کی بشارت دی اور نویں دن تپ کے ٹوٹ جانے کی خوشخبری پیش از وقت عطا کی ہے نویں دن کی تصریح نہیں کی اور نہ ہو سکتی ہے لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ تپ کی شدید حالت جسدن سے شروع ہوئی وہ ابتدا مرض کا ہوگا - واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت حکیم الامۃ کی نوٹ بک کا ایک ورق

وقتاً فوقتاً سعی کیجا ئے گی کہ حضرت حکیم الامۃ کی اپنی بیاض میں سے کچھ باتیں نذر ناظرین کیجاویں اس سے پہلے ایک عرصہ تک حضرت حکیم الامۃ کے ارشادات کا کالم الحکم میں کہلا رہا ہے اور اب انشاءاللہ العزیز مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت آپ کے ارشادات درج ہوا کریں گے۔ ایڈیٹر

معراج نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جہاں تک میرا علم تجربہ اور ایمان یقین دلاتا ہے وہ یہ ہے کہ اس وقت روح اور جسم دونوں کا اس میں دخل تھا کیونکہ صرف روح بدوں جسم کے کوئی علم حاصل نہیں کرسکتا اور جسم بدوں روح کے کوئی عمل نہیں کرسکتا۔

اہل اللہ قیامت ہوتے ہیں بعض اہل اللہ ہی قیامت ہوتے ہیں جن سے فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر اور اظہار مافی الضمیر ہو جاتا۔

حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے میں نے کیا حاصل کیا ایک شخص نے حضرت حکیم الامۃ سے سوال کیا کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت کرکے کیا فائدہ حاصل کیا؟ جواب میں فرمایا یہ
دنیا[1] سے سردمہری۔ رضا[2] بالقضا کا ابتدا۔ اخلاص[3]۔ فہم قرآن میں بین ترقی طول[4] امل سے تنفر۔ اور المنکر[5] سے بحمداللہ حفاظت۔ فتن[6] دجال سے بحمداللہ حفاظت تامہ۔ کبر[7] کسل[8] کذب[9] عجز[10] کفر[11] جبن[12] سے امن تامہ

قرب الٰہی کیلئے نہایت ضرورت ہے ۱۔ اتباع نبی کریم کی جاوے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
۲۔ کبر اور کسل سے کلی اجتناب۔ ومن عند اللہ یستکبرون عن عبادۃ
۳۔ استغفار و استقلال کے ساتھ درود شریف
(ا) استغفروا ثم توبوا۔ (ایڈیٹر)
(ب) ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا۔
(ج) یاایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (ایڈیٹر)

ماہ رمضان کی شب کو کیا کرے؟ ۱۔ بار بار تہجد پڑھے تاکہ بار بار عرض کا موقعہ ملے
۲۔ ایسے اضطراب سے کہ گویا آخری فیصلہ ہے
۳۔ پورے ابال اور جوش سے۔ ۴۔ خلوت
رمضان میں گریہ۔ خشیت۔ دعا۔ غذا میں تغیر کرو تاکہ آسمان سے تمہارے لئے ملائکہ کا نزول ہو میرے نزدیک ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم دلیل ہے بڑا بدنصیب ہے جس نے رمضان پایا اور تغیر نہ پایا

رمضان کے دن میں کیا کرے؟ سب و شتم غیبت۔ لغو۔ بدنظری اور کثرت کلام سے بچے وتواصوا بالحق پر رہے۔
منزل قرآن اور مجاہدہ اور قرآن پڑھتے وقت ہر ایک آیت کو اپنے اوپر چسپاں کرکے دیکھے۔

جو یندہ یابندہ۔ دعا۔ توبہ نصوح کرے۔

خدا تعالیٰ پر حکیم الامۃ کا ایمان اور بھروسہ اللہ تعالیٰ پر میرا بھروسا تنا ہے کہ الہام کشف اور رؤیا اور ان کا تواتر جو یقین تام کا موجب ہو اور میں قسم کھاؤں تو اللہ تعالیٰ کو اگر زمین کا تختہ الٹنا پڑے تو الٹ دے

طب اور طبیب طب میں اضطراب دعا توجہ الی اللہ اخلاص۔ تضرع اور اپنی کم علمی۔ کم فہمی سمجھنے کا خوب موقعہ ملتا ہے اس لئے علاج کی جستجو میں الہام الٰہی ہی ہو جاتا ہے۔ اگر تقویٰ۔ رحم۔ فکر۔ اسباب و علامات کی جستجو جو ضروری ہے ساتھ مل جاویں تو موجب نجات ہے اور ایک ہی علاج دین میں اور ایک ہی دنیا کے لئے کفایت کر جاتا ہے
قرآن کریم نے اس علم کے اصول پر علماً اور خاتم الانبیاء (صلے اللہ علیہ وسلم) نے عملاً توجہ دلائی بڑے بڑے ڈاکٹروں میں معالج بننا معیوب نہیں وہ خود پسندی کے باعث پیچھے اور منکسر متوجہ الی اللہ آگے نکل جاتا ہے۔
طبیب اگر کامیابی تک نہ پہونچے تو مت گھبراوے کیونکہ طبیب کا کام تقدیر کا مقابلہ کرنا نہیں بلکہ ہمدردی اور غمخواری
انسان بمقابلہ نباتات اور حیوانات کیطرح بےفکر اور کمانیوالا نہیں بنایا گیا
فکر۔ فکر۔ فکر۔ تردد۔ تردد۔ تردد کرو
مٹی کا برتن ٹوٹنے سے جتنا رنج ہوتا ہے اس کا عشر عشیر ارتکاب معاصی نہیں ہوتا اسلامیوں نے تشریح کی طرف کم توجہ کی ہے لیکن فکر سے اتنا کام لیا ہے کہ ان کے لاعلاج ابتک لاعلاج ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا پرانا خط حضرت حکیم الامۃ کے نام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ عاجز (مولف براہین احمدیہ) حضرت جل جلالہ کیطرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی مسیح کی طرز پر کمال مسکینی اور فروتنی اور غربت اور تذلل اور تواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو راہ راست سے بیخبر ہیں صراط مستقیم (جس پر چلنے سے حقیقی نجات حاصل ہوتی ہے) اور اسی عالم میں بہشتی زندگی کے آثار اور قبولیت اور محبوبیت کی انوار دکھائی دیتے ہیں دکھاوے (۸ مارچ ۱۸۸۵ء)

فلاسفر اور ملہم میں فرق عقل کو کافی سمجھنے والا اور نیچر کا معتقد اللہ پر اس کی ربوبیت کا احسان کرتا ہے بخلاف اس کے ملہم اللہ تعالیٰ کا احسان مانتا ہے۔

لوگ دنیوی ترقی کو مقصود بالذات بناتے مگر ضروری غیر محدود ترقی سے بے پرواہیں
لوگ دنیوی آرام کے لئے جان دینے کو طیار ہیں مگر آخرت کیلئے کاہل و سست ہیں
لوگ اگر ان کے والدین کو کوئی گالی دیوے انکی حقارت کرے تو آگ بگولا ہو کر کیا نہیں کرتے مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق گالیاں سنکر کہتے ہیں
بکنے دو احمق ہے
لوگ ایک انجمن کا نام فرضی رکھتے ہیں اور اس کے کاموں میں عزت۔ فخر۔ خوشی وغیرہ وغیرہ یقین کرتے ہیں مگر تعجب کہ قرآن مجید جیسی نور۔ رحمت۔ فضل۔ روح۔ ہدایت کی طرف توجہ دلاتے ہیں تو آگ ہو جاتے ہیں۔

مدعی کو انسان مدعی مانتا ہے اس لئے ممکن ہے کہ کبھی نجات پا وے مگر اعتقاد فاسد کو برا نہیں جانتا اس لئے اس سے امید نجات کیونکر ہو۔

آدم اور مسیح موعود میں کیا فرق ہے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی تصانیف میں سے ایسے ایسے نکات اور معارف بیان ہوئے ہیں جو بالکل اچھوتے ہیں اور اردو خوان دنیا ان سے محض ناواقف ہے اس لئے وقتاً فوقتاً ان میں سے بعض کا ترجمہ الحکم میں ہوتا رہیگا انشاء اللہ تعالےٰ۔ یہ مضمون خطبہ الہامیہ کے ایک حاشیہ کا ترجمہ ہے ایڈیٹر

اللہ تعالیٰ نے آدم کو اس لئے پیدا کیا تا وہ لوگوں کو عدم سے وجود اور وحدت سے کثرت کیطرف لائے اور پھر انکی کئی شاخیں پھیلے۔ فرقے اور گروہ بنادیئے تاکہ وہ اپنی قدرت کی نیرنگیاں دکھلائے۔ اور ان کو آزمائے کہ کون انمیں نیک اور پسندیدہ کام کرتا ہے اور کون ہے جو سابق بالخیرات ہے اور آدم کو اپنے اس اسم کا مظہر ٹھہرایا جو پیدائش عالم کا موجب اور مبدا ہے یعنی اسم الاوّل کا جیسا کہ خود اس نے کتاب مبین میں فرمایا

ھو الاوّل

اور چونکہ اوّلیت اپنے مابعد کو چاہتی ہے اس لئے نفس آدم نے بہت سے مردوں اور عورتوں کا تقاضا کیا۔ پس امر الٰہی نازل ہوا اور مرد اور عورت بڑھ گئے اور زمین مخلوقات سے بھر گئی پھر ان پر مدت دراز گذری اور ان کے خیالات اور گروہوں میں کثرت ہوئی۔ اور انکی خواہشیں اور آرزوئیں ایک دوسرے سے جدا ہوگئیں اور اکثر ان میں سے فاسق فاجر ہو گئے۔ اور ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے اور فسق و سرکشی میں تجاوز کر گئے اور زور آور نے کمزور کو کھا جانا چاہا اسی طرح جیسے ایک کیڑا دوسرے کیڑے کو کھا جاتا ہے اور وہ غافل ہو گئے یہاں تک کہ ان میں وہ تمام مواد گمراہی کے جمع ہو گئے جو مسیح موعود کے زمانہ کے مقتضی تھے اور ہر ایک قسم کی مصیبت اسلام پر نازل ہوئی اور وہ زندہ درگور ہو گیا اور دن اپنی حد کو پہونچ گئے اور اندھیری راتوں کیطرح ہو گئے اور زمانہ نے

آخری جنگ [1] کا تقاضا کیا

[1] حاشیہ۔ اللہ تعالیٰ نے ازل سے یہ مقدر کیا تھا کہ شیطان اور انسان کے درمیان دو مرتبہ سخت جنگ واقع ہوگی ایکبار ابتدائی زمانہ میں اور دوسری مرتبہ انتہائی زمانہ میں۔ جب پہلے وعدہ کا ذکر آیا تو شیطان نے جو پرانا سانپ ہے حوّا کو بہکایا اور آدم کو جنت سے نکالدیا اور ابلیس اپنی مرادوں میں کامیاب و غالب ہوا۔ اور جب دوسرے وعدہ کا وقت آیا تو خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا کہ آدم کو ابلیس اور اس کے لشکر پر غلبہ دے۔ اور اس دجال یعنی ابلیس کو اپنی تلوار سے مارنا چاہا پس مسیح موعود کو جو معناً آدم ہے پیدا کیا تاکہ وہ اس سانپ کا سر کچل ڈالے اور جہاں اس نے برائی و سرکشی کی ہے وہاں سے اس کا استیصال کرے اس لحاظ سے مسیح موعود کا آنا ضروری تھا۔ تاکہ آخر زمانہ میں آدم کو فتح ہو اور یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا جو ہو کر رہنے والا تھا اور بیشک اللہ تعالیٰ نے اس فتح عظیم اور اس دجال قدیم یعنے شیطان کے قتل کیطرف قرآن کریم میں اشارہ کیا ہے چنانچہ فرمایا

انک من المنظرین

یعنی تیری پوری ہلاکت اور استیصال نہ ہوگا مگر آخری زمانہ میں جو مسیح موعود کا زمانہ ہوگا یعنے ہر قسم کا شرک۔ کفر۔ فسق تو لوگوں سے کراتا ہے وہ اسوقت نہ رہیگا۔ اگر عاقل ہو تو سمجھ جاؤ۔ منہ

پس خدا تعالیٰ نے اس جنگ کے لئے اپنے مسیح کو بھیجا ہے تاکہ وہ کفر کی تاریکی کو دور کرے۔ اور مشرکوں اور خدا اور اس کے بندوں کے حقوق شناخت نکرنے والوں کو دلایل قویہ اور براہین ساطعہ سے ہلاک کرے۔ اور

سیف و سنان [2] کا جنگ موقوف کرے

اور لوگوں کو اتحاد و اتفاق و یگانگت کیطرف رجوع دلائے۔ اور مخالفت اور جھگڑے کو مٹائے پس اس مقام سے ثابت ہے کہ مسیح موعودؑ ان صفات میں

آدم کے مقابل ہے

جیسا کہ ایک ضد کا مقابلہ دوسری ضد سے خواص و نتائج میں ہوتا ہے اور اس بات میں متقیوں کے لئے عبرت کے نشانات ہیں۔

یاد رہے کہ یہ ضد اور مخالفت جو آدم اور مسیح موعودؑ کے درمیان ہے کوئی مخفی اور نظری امر نہیں بلکہ ظاہر اور بدیہی ہے کیونکہ آدم اس لئے دنیا میں آیا کہ مخلوق کو اس دنیا میں لائے اور انمیں اختلاف اور عداوت کی آگ بھڑکائے اور امتوں کا مسیح اس لئے دنیا میں آیا کہ لوگوں کو دار الفنا کی طرف لیجائے اور ان کے درمیان سے اختلاف اور جھگڑے اور حسد کو دور کرے اور تفرقہ اور اختلاف کا استیصال کرے اور لوگوں کو یگانگت و اتفاق و محویت اور نفی غیر اور محبت صافی کی طرف جذب کرے مسیح موعود اللہ تعالےٰ کے اس اسم کا مظہر ہے جو سلسلہ مخلوقات کو ختم کرنیوالا ہے جس کی طرف خدا تعالیٰ کے کلام میں اشارہ کیا گیا ہے

ھو الاخر

کیونکہ مسیح موعودؑ کا آنا علامت ہے موجودات کے خاتمہ کی اسلئے مسیح کے نفس نے کثرت کے خاتمہ کا موت کے ساتھ تقاضا کیا۔ یا مختلف ادیان کو اس دین میں شامل کرکے جسمیں نفوس کی خواہشات نفسانی و ارادات شیطانی پر موت وارد ہوتی ہے اور مسیح موعود نے لوگوں کو اس فطرتی راستہ پر چلانے کا ارادہ کیا ہے جو خدا تعالےٰ کی مصلحت کے نیچے جاری ہے اور ان کو نفسانی خواہشات کے عفو و انتقام اور محبت و دشمنی سے چھڑانا چاہا ہے (یعنی انمیں للٰہیت اور اخلاص پیدا کرنے کا ارادہ کیا ہے ایڈیٹر) کیونکہ فطرتی شریعت جو انسان کے سارے قویٰ کی خدمتگار ہے وہ پسند نہیں کرتی کہ ایک ہی قوت کی خادم ہو اور نہ وہ انسان کے اخلاق کو عفو کے دائرہ کے اندر محدود کرتی ہے اور نہ انتقام کے حلقہ میں بند کرتی ہے بلکہ اس کو ناپسندیدہ عادات میں داخل کرتی ہے اور ہر قوت بمطلب ضرورت و اقتضائے وقت اس کا حق ادا کر دیتی ہے اور عفو و انتقام اور محبت و دشمنی کا حکم حسب مصلحت وقت بدلتی رہتی ہے یہی خواہشات نفسانی اور جذبات شہوانی کی موت ہے جسکی تکمیل سے انسان فانیوں میں داخل ہو جاتا ہے پس حاصل کلام یہ ہے کہ مسیح موعودؑ لوگوں کو وجود سے عدم کیطرف لا رہا ہے اور ان کو ویران شدہ خانہ یاد دلا رہا ہے۔ (باقی آیندہ)

[2] حاشیہ۔ اس جنگ سے مراد مذہبی جنگ ہے جو مختلف خیال اور مختلف مذہب لوگوں کے درمیان ہونیوالی تھی کیونکہ مسیح موعود کے لئے یہ مقدر تھا کہ وہ اسلام کو کل ادیان پر غالب کرکے دکھاوے۔ لیظھرہ علی الدین کلہ اسکی تائید کرتا ہے۔ پس جہاں یہ مقدر تھا اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری تھا کہ اس کا غلبہ ادیان باطلہ پر حجج و براہین کے ذریعہ ہوگا نہ سیف و سناں سے۔ اور اسلام کی اشاعت اور توسیع کے لئے کسی قسم کے ہتھیار استعمال کرنیکی حاجت نہ ہوگی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی تائیدات اور اسلام کی تعلیمات کا عملی فلسفہ خود لوگوں میں ایک کشش اور جذب پیدا کرے گا یہی وجہ تھی کہ آنیوالے مسیح موعود کیلئے یضع الحرب کا نشان قرار دیا گیا تھا۔ وہ روحانی اور مذہبی جنگ اسوقت جاری ہے

خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بزرگ نشان

معہ تقریب شادی

سب حمد و ثنا اس قادر توانا کے لئے ہے جو غیب کی خبریں صرف اپنے رسولوں پر ظاہر کرتا ہے اور صلوٰۃ اور سلام ان رسولوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ پر ہوں جس کے معجزات اور کرامات نے آج مسیح موعود اور اس کے کاموں میں نمودار ہو کر دنیا پر خدا کی ہستی کو پھر ظاہر کر دیا ہے کیا ہی مبارک ہے اس مبارک (حضرت صاحبزادہ مبارک احمد فرزند حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا وجود جو بہت سے نشانات سماوی کا مظہر ہو کر خود آیت اللہ ہے۔ اس کے متعلق تازہ نشان کی تفصیل یہ ہے۔ کہ صاحبزادہ تپ شدید سے سخت بیمار ہو گیا تھا یہاں تک کہ بارہا غشی تک نوبت پہونچ گئی اور اکثر تپ ۱۰۴ سے بھی زیادہ ۱۰۵ درجہ تک پہونچ جاتا تھا اور سرسام کی حالت ایسی تھی جو سرسام کا خوف دلاتی تھی۔ رات کے وقت اس نومیدی کی حالت میں حضرت مسیح موعود نے دعا کی تو خدا تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا "قبول ہو گئی نو دن کا بخار ٹوٹ گیا یہ دعا قبول ہو گئی اور تپ جو لازم حال ہو رہا ہے وہ نو دن پورے کر کے دسویں دن ٹوٹ جاوے گا (یہ الہامات اخبار بدر مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۰۷ء میں شایع ہو گئے تھے) چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور خدا تعالیٰ نے دسویں دن بخار توڑ دیا یہاں تک کہ لڑکا تندرست ہو کر باغ سیر کرنے کے لئے چلا گیا یہ خدا کا بڑا نشان تھا جو ظہور میں آیا کیونکہ اس میں ایک دعا کے قبول ہونے کی بشارت ہے اور دوسری تاریخ صحت مقرر کر دی گئی ہے جس کی تمام جماعت گواہ ہے اور اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ولا یظہر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول یعنے خدا تعالیٰ کھلے کھلے غیب پر اسی کو اطلاع دیتا ہے جو اس کا پسندیدہ رسول ہو اور اس الہام کے ساتھ یہ بھی الہام تھا انی معک یا ابراھیم لا تخف صدقت قولی یعنی اے ابراہیم میں تیرے ساتھ ہوں کچھ خوف نہ کر میں اپنی بات کو سچی کر دوں گا چنانچہ فرمودہ خدا تعالیٰ سچا ہو گیا اور اس خوشی کے ساتھ یہ مبارک تقریب بھی پیش آئی کہ مبارک احمد کا نکاح ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی لڑکی مریم کے ساتھ اسی مبارک دن (۳۰ اگست ۱۹۰۷ء) میں ہو گیا خدا اس نکاح کو مبارک کرے اور اسی روز اسی وقت حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کے لڑکے عزیز عبدالحی کا نکاح پیر منظور محمد صاحب کی لڑکی حامدہ کے ساتھ ہو گیا خدا تعالےٰ دونوں نکاح مبارک کرے اور دونوں کو مع بیویوں کے عمر دراز کرے۔ آمین

رسول کا احترام عقلاً واجب ہے

داناؤں کا یہ قول ہے کہ۔ انسانی نظام کسی نہ کسی صورت میں ظل یا عکس ہے۔ اگر دونوں نظام کی تطبیق کیجاوے تو اگرچہ من عن نہیں لیکن کچھ نہ کچھ مطابقت ضرور ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قدرت کے نظام میں "درجہ بندی" "ترتیب" "وضع الشئے فی محلہ" کا انتظام پایا جاتا ہے وجودوں اجسام۔ ذرات اور انواع میں ایک درجہ بندی اور ایک ترتیبی سلسلہ ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بالمقابل انواع کے ہی نہیں۔ بلکہ انواع کے اندر بھی درجہ بندی پائی جاتی ہے۔ بیشک بعض امور اور بعض حالات میں مساوات کا سلسلہ بھی موجود ہے۔ لیکن درجہ بندی بالعموم ہے۔ اور مساوات کا عمل شاذ و نادر یا صرف کیفیات میں ہی پایا جاتا ہے۔ بعض حکیموں کے خیال میں مساوات کا وجود بالکل ہی نہیں۔ جہاں جہاں مساوات کا شبہ پڑتا ہے۔ وہ صرف ایک تشابہ یا جزوی تناسب ہوتا ہے۔ مساویت نہیں ہوتی جیسے یہ ثابت ہے کہ دنیا کی کوئی دو شئیں یا کوئی دو وجود یا کوئی دو کیفیتیں یا کوئی دو حالتیں مساوی بحیثیت اعداد ایک نہیں ہوتیں ایسے ہی یہ بھی ثابت ہے کہ دنیا کی ہر ایک حالت کسی نہ کسی ترتیب اور درجہ بندی کے ماتحت ہے۔ سلسلہ ترتیب ثابت کرتا ہے کہ اُس میں عموماً اصول وضع الشئے فی محلہ مرعی رکھا گیا ہے۔ جو درجہ بندی کی ابتدائی بنیاد ہے اور جس پر تمام نظام قدرتی کا مدار اور انحصار ہے۔ بہت لوگوں نے یہ کوشش ضرور کی ہے کہ سلسلہ مساوات ثابت کیا جاوے۔ لیکن اخیر پر وہ یہ معلوم کر کے خاموش ہوگئے ہیں کہ "نہ تو نظام قدرت میں یہ ثبوت ملتا ہے" "اور نہ ہی خود انسانی نظام میں اس کا وجود ہے"۔

بیشک نظام قدرتی ایک ہی دست قدرت کا نمونہ ہے۔ اور اُس کا منشا ایک ہی چشمہ ہے لیکن اختلافات اور مختلف مدارج ثابت کرتے ہیں کہ درجہ بندی بھی اُسکی پاک مرضی کے ماتحت واقع ہوئی ہے۔ ہر نوع اپنی نوعیت میں اطلاقاً بیشک ایک ہی تعریف کے تابع ہے اور ہر جنس ایک ہی مفہوم ابتدائی کے ماتحت ہے لیکن باوجود اس کے بھی ان میں درجہ بندی ہے۔ ہر نوع کے افراد ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور انکا شروع و اخیر ہمیشہ مختلف ہوتا۔ اور مختلف نتائج پیدا کرتا ہے۔ ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ ایک ہی جگہ یا ایک ہی ماخذ یا ایک ہی مخرج سے دو چیزیں نکل کے مختلف حالتوں کا نمونہ بنتی ہیں۔ ایک سیپ سے دو موتی نکلتے ہیں ایک تاج شاہی کی زینت اور رونق کا باعث ہوتا ہے۔ اور دوسرا کھرل میں پسکر سرمہ کی صورت میں چشم بیمار جگہ لیتا ہے۔ ایک شاخ پر دو پھول کھلتے ہیں ایک کسی دلربا اور خوبرو کے سینہ کی زیبائش ہوتا ہے اور دوسرا باد مخالف کے جھونکوں سے مرجھا کر گر جاتا ہے۔ آنے جانیوالے اُسے پاؤں بے اعتنائی سے پامال کرتے ہیں۔

ایک ہی رحم اور ایک ہی سکول سے دو بھائی اور دو متعلم نکلتے ہیں ایک علم یا تحقیق یا مدارج کو مسلا اعلیٰ پر پہونچتا ہے اور دوسرا قعر ضلالت اور معائب او بار میں گرتا ہے۔ دنیا میں ایسی اور بھی ہزاروں مثالیں ہیں جو ایک درجہ بندی اور مابہ الامتیاز کو ثابت کرتے ہیں برہان واثق کا حکم رکھتی ہیں ہم دور کیوں جائیں۔ انسان اپنے بدنی نظام کے ہی ملاحظہ سے یہ استدلال کر سکتا ہے۔ کیا بدن کے سب اجزا اور اعضا ایک درجہ رکھتے ہیں اور کیا سب کی غرض خلقت ایک ہی ہے اور کیا انمیں نسبتیں فرق اور امتیاز نہیں ہے کیا سر اور پاؤں یا آنکھ اور رخسار ایک ہی درجہ میں رکھے جا سکتے ہیں۔ کیا جو کام آنکھ دیتی ہے وہ ایک خال سے لیا جا سکتا ہے۔ یا پاؤں سر کا قائمقام ہو سکتا ہے کیا دماغ ضمیر کا کام دیسکتا ہے۔ یا ضمیر سے دماغ کا کام لے سکتے ہیں۔ بیشک بدن ہی میں یہ سارے اعضا پائے جاتے ہیں اور وہ بہیئت مجموعی انسان ہے۔ لیکن یہ ہیئت مجموعی اس امر کی مستلزم نہیں کہ انمیں تمیز اور فرق نہ کیا جاوے۔ مثلاً فلاسفی اور فن تشریح یہ ثابت کرنے کیواسطے ایک عمدہ ذریعہ اور عملی شہادت ہیں کہ ہر عضو اور ہر پرزہ ٹھیک اپنے اپنے محل میں رکھا گیا ہے۔ اگر پرزہ آنکھ کان کی بجائے رکھا جاوے تو دونو عضو کی بحال منصبی میں فرق آجاویگا۔ اگر پاؤں سر کی بجائے ہو تو کل جی پوری نہ اترینگی۔ لوگ بعض وقت جلد بازی کر کے کہدیتے ہیں۔

ہم سب کے سب برابر ہیں۔
ہم میں کوئی فرق اور کوئی امتیاز نہیں۔
ایک دوسرے کے مقابلہ میں فوقیت نہیں رکھتا۔

لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اس فرضی نظام سے کسقدر خرابی پیدا ہونیکا اندیشہ ہے اور نظام قدرت کہاں تک ان کا حامی ہے۔ آفتاب اور ماہتاب اور اُنکے حوالی موالی ستارے ایک ہی دست قدرت کے نمونے ہیں اور ایک ہی آسمان پر درخشاں و تاباں لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ انکے اجسام اور مقادیر اور فرائض اور تصرفات میں مساوات ہے اور وہ ایک ہی ہیں بیشک چاند روشن اور تمام شب نورانی دیتا ہے۔ مگر آفتاب کے مقابلہ میں اُسے دوسرے درجہ پر رکھا جاتا اور وہ آفتاب سے مستفیض ہوتا ہے۔ ایک باغ میں ہی سب بوٹے اور سب گل و گلزار ہوتے ہیں۔ گل اور خار ایک ہی شجر کا ثمرہ اور پیداوار ہیں۔ کوا اور بلبل ایک ہی چمن میں رنگ رلیاں مناتے ہیں۔ شیر اور گیدڑ ایک ہی جنگل میں رہتے ہیں۔ گھوڑا اور گدھا ایک ہی مالک کے طویلہ میں بندھتے ہیں۔ ہرن اور لومڑی ایک ہی دامن پہاڑ میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ باز اور چیل ایک ہی آسمان کے نیچے اڑتے ہیں۔ غلام اور آقا رعیت اور بادشاہ ایک ہی سرزمین کی پیداوار کہاتی اور ایک ہی آب و ہوا میں نشو و نما پاتے ہیں۔ لیکن باوجود مخارج اور ماکن واحد کے ان میں امتیاز اور فرق کیا جاتا ہے۔

بڑا بھائی اور چھوٹا ایک ہی والدین سے ہوتے ہیں لیکن بڑا بڑا ہوتا ہے اور چھوٹا چھوٹا۔ زید اور خالد دونوں بکر کے لڑکے ہیں۔ زید عالم ہونیکی وجہ سے بمقابلہ خالد کے تعظیم دیا جاتا ہے اور خالد بوجہ بہادری اور شجاعت کے زید سے تمیز رکھتا ہے۔ دونو خدا کی پیدائش ہیں۔ لیکن کیا ایک حسین بمقابلہ بدقسمت بدصورت کے دیکھنے والوں کی نظروں میں کوئی دلچسپی حاصل نہیں کرتا۔

روپیہ بھی چاندی کا ہوتا ہے۔ اور ایک دونی بھی اسی دہات کی لیکن دونوں کی قیمت میں فرق ہے ایک خوش آواز اور دلکش صدا دلپر اثر کرتی ہے۔ لیکن ایک بری آواز دل کیلئے ایک صدمہ ہوتا ہے۔ استاد اور شاگرد دونیں نوعیت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہوتا لیکن شاگرد استاد کا بعض خصوصیات کیوجہ سے ادب کرتے ہیں۔ حاکم اور محکوم میں باعتبار انسانیت کیا فرق ہے مگر حاکم کی خصوصیت محکوم کے دلپر نقش ہوتی ہے۔ اور اسکی وجہ سے محکوم جادہ ادب سے باہر نہیں ہو سکتا۔ والدین میں بمقابلہ اولاد کے کیا فوقیت ہے ترتیب اخلاق اور ضرورت ہمیشہ تعلیم دیتی ہے کہ اُن کا ادب کیا جاوے۔ چاہے گہری نظروں سے دیکھو اور چاہے سرسری سے ہر سلسلہ میں ایک مسلسل درجہ بندی اور ترتیب پائیجاویگی۔ اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہ اگر ہم اُس درجہ بندی اور ترتیب کے خلاف عمل کریں تو نظام عالم میں گو نہ ابتری ناشی ہونیکا اندیشہ رہتا ہے۔ اندیشہ ہی نہیں بلکہ ابتری پیدا ہی ہو جاتی ہے۔

درجہ بندی کا دوسرا نام — حفظ مراتب ہے۔

حفظ مراتب دنیاوی اور دینی دونوں میں واجب الاحفاظ ہے۔ جہاں اس سلسلہ میں فرق آیا خود نظام عالم میں فرق آگیا۔ قدرتی اور انسانی دونوں سلسلوں میں

درجہ بندی یا حفظ مراتب کی ترتیب بہت کچھ انتخابی اصولوں کے تابع رکھی گئی ہے انسان جو دوسری مخلوق پر گونہ شرف ظاہر کرتا ہے وہ بھی بذریعہ اسی انتخابی اصول کے ہے چند انواع میں سے ایک نوع خاص کرلی گئی ہے۔

ایسے انتخابات مختلف وجوہ سے کئے جاتے ہیں "

بوجہ اعلیٰ فطنت و قدس فطرت، " بوجہ متانت و حزم طبیعت "

بوجہ تمکنت وفتوت " بوجہ استقلال و ہمت "

بوجہ امتیازات عالیہ " بوجہ دیگر خصوصیات خاصہ "

ہم بالخصوص قدرتی انتخاب کی نسبت نہیں کہہ سکتے کہ ان کے اصلی موجبات اور کیا کیا ہیں کیونکہ ہم اُن سے کسیقدر ناواقف ہیں لیکن اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ جنہیں قدرت بمقابلہ دوسرے ابنائے جنس کے انتخاب کرتی ہے۔ اس کے اسباب فاضلہ ضرور کچھ نہ کچھ ہونے چاہئے۔ اس دلیل سے کہ جب خود ہمارے اپنے انتخابات بعض فاضلہ اسباب کے تابع رکھے جاتے ہیں۔ تو ضرور ہے۔ کہ قدرتی انتخابات میں بھی یہی اصول مرعی ہو۔ نظام عالم کی تکمیل کے واسطے یہ لازمی قرار دیا گیا ہے۔ کہ جو جو انتخابات عمل میں آچکے ہیں۔ اُن کے مطابق عمل ہوتا رہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جاوے۔ تو خرابی عائد ہونیکا اندیشہ ہے رعایا پر بادشاہ کی تعظیم کیوں واجب ہے۔ اور ایک بادشاہ رعایا کے افراد کے مقابلہ میں کیوں مقدس اور برتر مانا جاتا ہے اس واسطے کہ اُس کا انتخاب لاکھوں اور کروڑوں مخلوق کے مقابلہ میں ہوا ہے کروڑوں مخلوق دنیا میں بستی ہے۔ اور انہیں سے کوئی پچاس ساٹھ ہی بادشاہ ہونگے ہر قوم میں اُنکی عزت ہے۔ اور ظل اللہ اور حضور اعلیٰ کہا جاتا ہے۔ صرف اس واسطے ہی نہیں کہ اُن کے پاس حشم و خدم ہیں بلکہ اسواسطے بھی کہ۔

"اُن کا انتخاب اعلیٰ پیمانہ پر کیا جاتا ہے۔

" اور تقریباً کل افراد نے انہیں تسلیم کرلیا ہے۔

اگر حشم و خدم ہی موجب احترام ہو تو پھر ان سے بعض ساہوکار اور مہاجن بھی کہیں زیادہ دولتمند ہیں۔ ایک حاکم کی کیوں تعظیم کیجاتی ہے۔ اسلئے کہ اُسے ایک ملک کی گورنمنٹ اور ایک بادشاہ نے ملکی اور شاہی خدمات کے واسطے انتخاب کیا ہے۔

ایک ادنیٰ چوکیدار و نمبردار گاؤں والوں سے ہی تنخواہ پاتا ہے چونکہ چوکیدار کا انتخاب سرکاری قانون کے تابع ہوتا ہے۔ اسواسطے اُسے گاؤں بھر میں عزت دیجاتی ہے میونسپل کمشنر ان کو لوگ آپ ہی چنتے ہیں۔ اور پھر آپ ہی اُنکی تعظیم بھی کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو نظام شہری میں خرابی پیدا ہو کر انتظام آسایش بگڑنے لگتا ہے ہر خاندان میں کوئی نہ کوئی سرغنہ اور اعلیٰ ممبر سمجھا جاتا ہے۔ اور ماتحت ممبران خاندان اسکی واجبی تعظیم کا فرض احتیاط سے پورا کرتے ہیں۔

ہر جلسہ میں ایک چیئرمین ہوتا ہے۔ اور باقی کے ممبران اُسے خاص اختیارات دینے میں تامل نہیں کرتے بیشک اُستاد۔ اور ٹیچر شاگرد کی نوع میں سے ہی ہے۔ لیکن اگر شاگرد کی جگہ اُستاد آجاوے تو ضابطہ تعلیم کے خلاف ہوگا۔ اور تعلیمی اغراض کے منافی۔

ایک حکومتی سفیر یا وکیل جس گورنمنٹ کا یا جس بادشاہ سے دوسرے بادشاہ کے نام پر فرمان شاہی یا مراسلہ یا پیغام سفارت لیتا ہے وہ گورنمنٹ یا وہ بادشاہ سفیر ہی کی نوع سے ہوتا ہے۔ اور جس دوسری گورنمنٹ میں جاتا ہے۔ وہ بھی انسان ہی ہوتی ہے۔ لیکن اس عہدہ سفارت اور احترام انتخاب و وکالت کیوجہ سے اُس سفیر کا خاص اعزاز کیا جاتا ہے۔ باوجود باہمی کشمکش اور منافرت کے بھی اسکی جان کی حفاظت کیجاتی ہے اور دوسری گورنمنٹ اسکی جانی و مالی نقصانات کا ذمہ اٹھاتی ہے۔ سفارت نامہ کی تعمیل ہوکر بھی اسکی حفاظت اور احترام میں سرِمو فرق نہیں آتا۔

خاتمہ سفارت کے بعد لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن سفیر بعید حفاظت و احترام اپنے ملک کے حدود سے پار کیا جاتا ہے۔

یہ کیوں صرف اسواسطے کہ وہ شخص بذریعہ ایک خاص انتخاب کے بھیجا گیا تھا۔ دونوں گورنمنٹوں پر اُس کا اعزاز اور احترام لازم ہے اور نیز دونوں گورنمنٹوں کی رعایا پر ایسا ہی یہ فرض تھا۔ کہ اُس کے اعزاز و احترام میں حصہ لیں۔

کیا ہر شخص سفیر اور قاصد شاہی مقرر کیا جاسکتا ہے ؟

کیا تو جاسکتا ہے۔ لیکن ہر شخص اس کا شایاں نہیں ثابت ہوسکتا ہے۔

جب کوئی سفارت مقرر کیجاتی ہے۔ تو دونوں گورنمنٹوں ملکی۔ قومی۔ حکومتی۔ اور نظامی اعتبارات کے لحاظ سے کیجاتی ہے۔ اور یہ ایک ایسا کام ہوتا ہے۔ جو بہت ہی تدبر اور حزم اور احتیاط چاہتا ہے دنیوی نظام کی طرح قدرتی نظام میں بھی ایسے انتخاب میں خاص خاص صفات پر لحاظ کیا جاتا ہے نظام بدنی کے واسطے جو اعضاء عضو رئیسہ کے سلسلہ میں رکھے گئے ہیں۔ واقعی وہ اسی قابل تھے۔ بیشک ایک غال یا ایک مسہ یہ سوال کرسکتا ہے کہ مجھے چشم بینا کیوں نہیں بنایا گیا۔ لیکن آنکھ کا کام اسکی تسلی کرسکتا ہے۔ کہ وہ اس قابل نہیں تھا۔ یا پاؤں سر کے مقابلہ میں خود ہی یہ فیصلہ کرسکتا ہے۔ کہ دماغ ہی اسی کام کے قابل تھا۔ تدبیر نظام بدنی کیواسطے جو جو اخلاط معرض خلقت میں آئے ہیں انکی فضیلت بمقابلہ عضلات کے معلوم اور ثابت ہوسکتی ہے۔ روحانی نظام بھی دنیوی نظام سے کم نہیں بلکہ مذہبی وجوہ کی جہت سے دنیوی نظام سے یہ نظام فائق اور برتر ہے کیونکہ دنیوی نظام کے بعد جو نظام آنیوالا ہے۔ وہی روحانی نظام ہے ہر مذہب اور ہر مذہبی سلسلہ میں۔

کوئی نہ کوئی "ہادی" "بانی" "یا امام" ہوتا ہے۔

جیسے کہ ہر گورنمنٹ کوئی نہ کوئی شاہ یا صدر مجلس رکھتی ہے۔ اس ترتیب اور اس نظام سے ثابت ہوا کہ دنیوی حکومت کی طرح مذہبی سلسلوں میں بھی۔

" کسی نہ کسی اعلیٰ ہستی یا ممتاز وجود کا ہونا لازمی ہے

" خواہ فی الحقیقت ہی وہ ممتاز اور اعلیٰ ہو یا بوجوہ مان لیا گیا ہو۔

" خواہ ایسا امتیاز فطرتی وجوہ سے ہو۔

" اور خواہ انتخابی اصولوں سے۔

کوئی ہی صورت ہو جو شخص اس کام کے واسطے انتخاب کیا جاتا ہے۔ اور جس کے ذمہ ہمت پر ایسا کام لگایا جاتا ہے۔ وہ دوسروں کے مقابلہ میں۔

"اصلی" "مفروضہ" "اعتقادی" فوقیت ضرور رکھتا ہے۔

مسٹر شاپن ہاور جو ایک نامور فلاسفر گذرا ہے کہتا ہے۔

"جو لوگ قدس فطنت۔ تکمیل فطرت۔ استقلال۔ اور روشن ضمیری کیوجہ سے ممتاز ہیں وہی نبی ہوتے اور وہی رسول بنتے ہیں۔

" اون کا دماغ اور اُن کا ضمیر اوروں سے قدرتاً خاص اور روشن و کمل ہوتا ہے۔

" اون کی خلقت خاص اس غرض کے واسطے ہوتی ہے۔

" کوئی دوسری خلقت اُس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

" وہ اپنے ابنائے جنس کے فخر ہیں۔

پھر اُسی فلاسفر کا یہ قول بھی ہے کہ

" چونکہ فلاسفر اور حکیم کی دماغی بناوٹ اور ضمیری ساخت اور ابنائے جنس سے فایق اور خاص ہوتی ہے۔ اس واسطے وہ دوسروں سے تمیز دیا جاتا ہے۔ ہر مذہبی سلسلہ ایک روحانی گورنمنٹ ہے۔ جسطرح دُنیوی گورنمنٹ بغیر کسی صدر مجلس یا شاہ کے نہیں چل سکتی اسیطرح روحانی گورنمنٹ بھی بغیر ایک اور ممتاز ہستی کے قائم نہیں رہ سکتی۔ اسواسطے بھی بانی مذہب اور بانی مذہب کی تقدیس اور تکریم کی ضرورت ہے۔ کہ مذہب انسانوں کے واسطے ہے۔ اور انسان انسان سے ہی زیادہ تر تسلی پاتا ہے۔ کیونکہ باعتبار حیثیت ایک نسبت دونو میں ہوتی ہے۔ اگر یہ ضرورت نہ ہوتی تو فرشتوں کا رسول ہوکر آنا زیادہ تر مناسب تھا۔

جوش و محبِ مذہبی ہی اکثر تحریک کرتا ہے۔ وہ بانی مذہب کی محبت سے ہی پیدا ہوتی ہے جس مذہب کا کوئی بانی نہیں اسمیں جوش ہی نہیں۔ خدا ہی مذہب کا جزو اعظم ہے لیکن یہ کم تر ہوتا ہے کہ خدا ہی کی بحث پر کوئی جوش میں آوے۔ ہمیشہ رسول یا اوتار اور بانی مذہب یا ہادی کی بابت ہی جوش آتا ہے۔ چونکہ ایک بانی مذہب محسوس عالم میں ہوتا ہے اسواسطے اسکی نسبت زیادہ تر تحریک اور جوش رکھتے ہیں اس سے ایک بانی مذہب کی تعظیم اور امتیاز کی خصوصیت ثابت ہوتی ہے۔ کون خدا کو نہیں مانتا اور کون تو حید کا کسی نہ کسی رنگ میں قائل نہیں۔ لیکن جبتک کوئی بانی اور رسم و مجالس نہیں منعقد کیا جاتا مذہبی حیثیت حاصل نہیں ہوتی۔

کسی بانیِ مذہب کی اس واسطے تعظیم نہیں کیجاتی کہ نعوذ باللہ وہ خدا کا ٹکڑا یا خدا کا جزو ہے۔ یا خدائی کا موجد یا اسکی بغیر رضامندی کے خدا کا کوئی دخل ہے۔ بلکہ صرف اس لئے کہ وہ خدا کا برگزیدہ ہے اور خدا نے اسکو مستور میں سے اپنے کام کے لئے چن لیا ہے۔ حضرت موسیٰ کی مذہبی دنیا میں کیوں تعظیم کیجاتی ہے۔ اور فرعون نے کیا قصور کیا۔ یہ صرف اسواسطے کہ خدا کی نظر میں موسیٰ ایک برگزیدہ بندہ تھا اور فرعون بد درجہ خدائی کا مدعی تھا۔ مسیح علیہ السلام کو۔ دمشق کے صاحب جز والی گورنر پر کیا فوقیت ہے۔ مسیح تو ایک عاجز بندہ تھا اور وہ گورنر صاحب اختیار تھا۔ اس لئے کہ خدا نے مسیح کو چن لیا تھا۔

ابوجہل پر کیوں قرآن نہیں اتارا گیا۔ حضرت محمد رسول کیوں خاص کئے گئے۔ یہ خدا کی مرضی اور خدا کا اپنا انتخاب تھا۔ جس پر کوئی جرح نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس سے ثابت ہے کہ احمد عربی ابوجہل پر ضرور کوئی فطرتی یا جبلی فوقیت رکھتے تھے اسوجہ سے احمد عربی عزت کیساتھ اس عہدہ کے لئے منتخب کر لئے گئے۔ امام حسین علیہ السلام نوع انسانیت میں یزید کے برابر تھے یزید کی تعظیم کیوں نہیں کیجاتی اسوجہ سے کہ امام صاحب کی فطرت و خلقت میں تقدس تھا اور یزید کی اس سے خالی۔

شاگرد استاد کی اور مرید اپنے پیر کی کیوں تعظیم کرتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اس کا ہادی اور رہنما ہے۔ ایک بانی مذہب ہمیشہ یہی کہتا ہے۔

وہ خدائے واحد کی پرستش کرو۔ "میں بھی ایک بندہ تم سا ہوں" "میرا کچھ اختیار نہیں" یہی باتیں اور یہی تعلیم ہے۔ جو اسکی تعظیم کراتی ہے۔ وہ کتنا بردبار عالی حوصلہ عالی ظرف سیر چشم رسول اور پر شوکت امام ہے۔ جو خدائے واحد کے مقابلہ میں اپنی ذات ایک ہمادتی پرستار کیطرح الگ کرتا ہے وہ کتنا قابل تعظیم ہادی ہے۔ جو نفسانیت کے حول دور رکھ کر صاف لفظوں میں یہ کہنے کا عادی ہے۔ ان اجری الا علی اللہ۔

وہ کتنا بڑا عالی منش رسول ہے جو یہ کہتا ہے فبای حدیث بعدہ یومنون ٥ وہ کسقدر عالی ظرف امین ہے۔ جو باوجود ایک بڑے انتخاب کے فروتنی عاجزی اور عبدیت سے ذرا بھی پرے نہیں جاتا۔ رسولوں پر خدا کا کلام چھاپہ خانوں میں چھپکر نہیں نازل ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ اترتا اور کلام کی وضاحت کرتا تھا۔ کونسا ایسا رسول ہے جس نے ابلاغ حکمۃ اللہ میں تکلیف پر تکلیف اور مصیبت پر مصیبت نہ اٹھائی ہو کون ایسا رسول ہے جو اخباروں کی طرح احکام الٰہی سناتا پھرتا ہو۔ اور کوئی اسکو کچھ نہ کہتا ہو بیشک ان مصائب کا اجر رسول پا دیگا۔ لیکن کیا اسکی امت کے لئے ضروری اور لازمی نہیں کہ ایسے جید پاک باز پاک دل رسول کی دل سے تعظیم و تقدیس کرے۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔

کیا یہ جملہ رسولوں کے واسطے نہیں۔ اور کیا رسول اس قابل ہیں کہ انہیں حرف غلط کیطرح متن ادب سے نکال دیا جاوے۔ اگرچہ رسولوں کو ہماری مدح و ثنا کی ضرورت نہیں کیونکہ اسکا کفیل خود خدا ہے لیکن کیا ہماری خادمیت (خادمیت نہ) بھی ایک نسبت ہی بھی اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم اُسے محبت اور تعظیم کی پیاری نگاہوں سے دیکھیں اور اپنے سلسلہ کا کسی امام اور بانی سمجھکر اسکی تقدیس کریں۔

بیشک خدا اسواسطے رسول کی تعظیم کے بھی بخش سکتا ہے۔ رسول کیا ایمان قرآن کے بغیر بھی نجات دیسکتا ہے۔ لیکن احمد عربی اور دیگر بزرگان مذہب کی جان توڑ خدمات اور استقلال کا یہی معاوضہ ہے کہ۔ اُن کا نام لینا بھی ہمیں بُرا معلوم ہوتا ہے دنیوی لیڈروں کی برسیاں اور جوبلیاں کیجاتی ہیں۔ شاعر نظمیں پڑھتے ہیں اور ناظم شعر و اشعار بولنے والے لیکچر دیتے ہیں۔ صرف اس واسطے کہ وہ کسی گروہ یا کسی فرقہ کے نام لیوا اور خدمت گذار تھے۔

کیا مذہب کے بانیوں کا نام لینا ہی خدا پرستی کے مخالف یا ایک زائد شئے ہے۔ وہ کون بیوقوف ہے۔ جو احمد عربی کا نام تعظیم سے صرف اسواسطے لیتا ہے۔ کہ وہ خدائی انتظام میں کوئی دخل رکھتے ہیں۔ یا انہیں خدا کے مقابلہ میں کوئی شرکت حاصل ہے۔ کافر ہے وہ دل جو یہ خیال کرے مرتد ہے وہ ضمیر جو ایسا عقیدہ رکھے ہاں یہ ایمان اور تقاضائے محبت ہے کہ

"بزرگان ملت ہمارے سرتاج اور سربرآوردہ ممتاز ممبران ہیں۔"

"انہیں خدا نے اپنے خاص فضل و کرم سے ہم پر فوقیت بخشی ہے۔"

"وہ خاص فطرت اور خاص دماغ کے لوگ تھے" "ہم اُن کے نام لیوا ہیں۔"

"اُن کا ادب اور اُن کا اتباع ہمارے لئے موجب فخر اور عزت ہے۔"

"سب ہدایات اُن کے طفیل سے ہم تک پہنچائی گئی ہیں۔"

"وہ اپنے قاصد اور ایسے رسول ہیں رسول کا ادب ہر حالت میں ہم پر لازمی ہے"

"اُنکی ریاضت اور اُنکی نیک نیتی نے بمقابلہ ہمارے انہیں خاص درجہ دلایا ہے۔"

"وہ ان وجوہ سے خدائی درگاہ میں ہمیشہ ممتاز ہیں۔"

"خدا انپر فضل کرتا اور انہیں خاص امتیاز بخشتا ہے" "خدا کے برگزیدہ اور پیارے ہیں"

"ان کا روشن ضمیر قبولیت دعا کا ایک کافی وسیلہ ہے۔"

"وہ ہمیں حکمت اور دانائی کی تعلیم دیتے رہتے ہیں" "ہم اُنکی تعلیم کا ہی ترکہ ملا ہے"

"اُن کے اعمال اور اُنکی ریاضتیں ہمارے واسطے ایک نمونہ ہیں۔"

"باعتبار انسانیت کے وہ اور ہم بیشک ایک ہیں۔ لیکن باعتبار خاص امتیازات کے اُن کا درجہ اُن کا احترام ہم سے لاکھوں کیا کروڑوں درجہ زیادہ ہے۔ اور ہم ان کے مقابلہ سے بہت اسفل ہیں۔ اور یہی ہمارا فخر ہے۔"

"اُنکی تقدیس۔ اُنکی مداح اُنکی پیروی اُنکا اقتدا ہمارے ضمیروں کے لئے ایک روشنی اور ایک خدائی نعمت ہے۔"

"وہ ایسے جامع اور روشن مشعل ہیں۔ جن سے ہزاروں مشعلیں دنیا میں وقتاً فوقتاً روشن ہوتی رہتی ہیں۔"

"خدائے قدیر اپنی رحمت اور فضل کے تقاضہ سے بزرگان ملت کی سنتا ہی رہا ہے اور سنتا ہے اور انہیں اپنی مرضی سے کچھ کچھ اقتدار بھی بخشتا ہے۔"

"صلی علی محمد و علی آلہ واصحابہ اجمعین"

کوئی مذہب اس وقت تک مذہبی شوکت نہیں قائم رکھ سکتا جبتک بانی مذہب کی تعظیم اور تقدیس اسکا ایک روشن ماٹو نہ ہو کوئی مذہب مذہب نہیں رہ سکتا جبتک اس کے رسول اس کے امام کی عزت اور احترام صحیح معنوں میں نہ کیا جاتا ہو۔ گو ایک بانی مذہب رسول اور امام خدا کی ذات اور خدا کے صفات میں کوئی شرکت نہیں رکھتا۔ لیکن خدا کی مہربانیوں اور خاص افضال سے جدا نہیں اور بمقابلہ اور اپنے جنس اور امتوں کی خصوصیت اور خاص فخر رکھتا ہے رسول اور امام کی محبت اور تعظیم دوسرے الفاظ میں خدا کی محبت ہے۔ کیونکہ رسول سراسر خدا کی محبت کا نمونہ ہوتا ہے اور اس سے جسقدر محبت کیجاتی ہے وہ خدا ہی کیواسطے کیجاتی ہے اور یہ بھی خدائی احکام کی ایک قسم کی تعمیل ہوتی ہے اور ایک عبادتی شکل میں اسکی نعمتوں کا شکریہ۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ - فقط - مرزا سلطان احمد۔

ہندوستان میں اموات طاعون

غیر معمولی گزٹ آف انڈیا میں اطلاع کے لئے حسب ذیل مراسلت شایع ہوئی ہے۔

منجانب وائیسرائے بنام افسران جملہ لوکل گورنمنٹاں

و محکمہ جات

جو مراسلہ آج میں آپ کو لکھ رہا ہوں اُسی کی ضمن میں اور اُسی مضمون کے متعلق میں ایک خط بھی پیش کرنا چاہتا ہوں جس کے آج ہی حضور ملک معظم کی پیشگاہ سے مجھے وصول ہونے کی عزت حاصل ہوئی ہے۔

ملک معظم کا پیغام

از پیشگاہ حضور ملک معظم بخدمت ہزایکسیلنسی وائیسرائے

۱۴ اگست ۱۹۰۷ء بمقام قصر بکنگھم

میرے پیارے وائیسرائے!

وبائے طاعون جس میں ہندوستان عرصہ گیارہ سال سے ایسی مصیبت کے ساتھ مبتلا ہے اُس کے گزشتہ حالات کو میں نے اضطراب آمیز دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کیا ہے اپنی ہندوستانی رعایا کی بہبودی میرے لئے ہمیشہ گہرے تعلق خاطر کا باعث رہی ہے۔ اور میں تہِ دل سے متاثر ہوتا ہوں جب میں اُس مصیبت کا خیال کرتا ہوں جو تمام طاعون زدہ گھروں میں ایسے خاموش صبر کے ساتھ برداشت کیگئی ہے۔ میں خوب واقف ہوں کہ کس طرح آپکے پیشرووں اور خود آپ نے اس وبا کے باعث دریافت کرنے اور اس کے اثرات کا قلع قمع کرتے میں پیہم کوششیں کی ہیں۔ میری دلی آرزو اور دعا ہے کہ آپ جو مشورہ قابل و سرگرم افسران آئیندہ کے لئے تجاویز وضع کر رہے ہیں اُن کے سر کامیابی کا سہرا رہے۔ میں آپ سے خواہش کرتا ہوں آپ میری ہمدردی کے اس اظہار کو میری ہندوستانی رعایا تک پہنچا دیں۔ باور کیجئے۔ میرے پیارے وائیسرائے مجھے اپنا صادق ایڈورڈ قیصر و شہنشاہ

{حضور وائیسرائے کی چٹھی گورنراں صوبجات کے نام}

منجانب ہزایکسیلنسی وائیسرائے بنام افسران جملہ لوکل گورنمنٹاں و محکمہ جات

شملہ۔ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۰۷ء

طاعون کی خوفناک تباہی کو ہندوستان کے مصیبت زدہ باشندوں نے جس دل اور صبر اور بہادری سے برداشت کیا ہے اُس سے مجھے بڑا افسوس اور تعلق خاطر لاحق ہوا ہے اور مجھے سخت قلق ہے کہ اِس ملک کو اس بلائے بے درمان سے نجات دلانے کے متعلق ہماری کوششوں کو مقابلتاً بہت کم کامیابی ہوئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے راستہ میں مشکلات بھی بے حد حایل رہی ہیں۔ جس میں سے شاید سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ آبادی کے جس حلقہ پر طاعون کا اثر زیادہ ہوتا ہے وہ قواعد و اصول حفظان صحت کو نہیں سمجھتا۔ حالانکہ ہماری کوشش یہ ہے کہ وہ ان پر کاربند ہو۔ لیکن بسا اوقات، ان لوگوں نے اِن اصول و قواعد کے سراسر خلاف کیا ہے اور اگرچہ ہمارے مڈیکل اور انگریز افسروں اور فیاض غیر سرکاری اصحاب نے تمام ہندوستان میں نہایت مردانہ ایثار کا ثبوت دیا اور انہیں سے بعض نے طاعون کے خلاف جنگ کرتے ہوئے اپنی جان ہی گنوائی لیکن اِس تمام صرف زر اور صرف محنت کے بعد نتیجہ جیسا ہونا چاہئے تھا اُس سے بہت ہی کم ہوا

کمیشن طاعون کی تحقیقات کا پہلا حصہ اب ختم ہو گیا ہے گمر اِن سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وبا کا انسداد آسانی کے ساتھ ہو جائے۔ جیسا کہ ابتدا میں سمجھا جاتا تھا۔ مگر کم از کم ان سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ آخری کامیابی کی بہتری امید کے ساتھ ہمیں کن اصول پر چلنا چاہئے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ بہت سے قیمتی اور جانکاہ تجربے جو ابتک ہم کرتے رہے ہیں اُن سے بلاخوف دست بردار ہو جانا چاہئے۔ آیندہ جس طرح کارروائی ہونی چاہئے۔ اُس کے متعلق گورنمنٹ ہند آپ کی گورنمنٹ سے گفتگو کر رہی ہے اور اس مراسلہ میں اُسپر کوئی تفصیلی بحث کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ سائینس نے جو طریقہ بتایا ہوا ہے طاعون زدہ صوبہ اور باشندوں کے مناسب حال کیا جاسکتا ہے۔

ہمارے گزشتہ تجربہ نے ہمیں ایک نہایت ضروری سبق سکھایا ہے۔ کہ جسے ہمیں کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ جب تک ہم اُس خاص گروہ کی جس کی حفاظت کے لئے کوئی خاص کارروائی کی جاتی ہے امداد حاصل نہ کریں اُس وقت تک اُس کارروائی میں کامیابی کی امید نہیں ہو سکتی۔ پس انسداد طاعون کی کارروائی میں سب سے بڑا اصول مدنظر رکھنے کے قابل یہ ہے کہ خود باشندگان ہند اپنی نجات کے لئے بہت زیادہ کام کریں۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ جو طریقہ بتایا جائے اُسپر صبر ہمدردی کے ساتھ اور خواہشات اور روایات کی بنا پر توہمات کو دخل دیئے بغیر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ ہندوستانی قواعد حفظان صحت سے کسی طرح مستغنی نہیں ہیں۔ رعایا کے بہت سے طبقوں کے اپنے ذاتی اصول نہایت عمدہ ہیں۔ اور جو مقصد ہمیں مدنظر ہے اُسے سخت شکست ہوگی۔ اگر ہم اِن لوگوں کو اپنے زمانہ حال کے اصول حفظان صحت کو ماننے کے لئے ناواجب طور پر مجبور کریں۔

یہ مسئلہ سخت مشکل ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ سرکاری طور پر آپ کو جو تجاویز بتائی جائیں گی۔ اُن پر آپ گہری اور ہمدردانہ توجہ کریں گے۔ اور مجھے امید ہے کہ خود رعایا کی امداد سے اس وبا کی دست برد کا پورا انسداد ہو جائے گا۔

(امپیریل گورنمنٹ کی چٹھی پراونشیل گورنمنٹ کے نام)

(طاعون سے مقابلہ کے لئے نیا معرکہ)

منجانب سر ہربرٹ رسلے اسٹوارٹ بجانب لوکل گورنمنٹاں و محکمہ جات بیمار سینٹفک کمیشن جو طاعون کی تحقیقات کے لئے ۱۹۰۵ء میں مقرر ہوا تھا اُس نے اپنے کام کا ابتدائی درجہ طے کر لیا ہے اور مرض کے اسباب پر بحث کر کے ایسے نتایج پر پہنچا ہے جو بڑی عملی اہمیت رکھتے ہیں۔ کمیشن کے کام کی رپورٹ شایع کرنے کے لئے تو کچھ عرصہ درکار ہوگا۔ لیکن مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ کمیشن کی تحقیقات کے وہ قیمتی نتایج جن کا براہ راست ان کارروائیوں سے تعلق ہے جو انسداد طاعون کے لئے کرنی چاہتے ہیں۔ آپکی خدمت میں فوراً پیش کر دوں۔ نمایاں نتایج یہ ہیں۔ (۱) یہ کہ وبا طاعون زدہ چوہوں سے پھیلتی ہے (۲) چوہے اور چوہے کے درمیان اور چوہے انسان کے درمیان ذریعہ تعدیہ چوہوں کا کیڑا ہے (۳) طاعونی جراثیم زمین فرش اور مکانات کی دیواروں میں ہوتے ہیں اور انکی زندگی کی مدت بہت ہی تھوڑی ہوتی ہے ان نتایج سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتک جو ہم طاعونی جراثیم کی غارت گری میں بڑے بڑے مصارف اور عظیم تکلیفیں برداشت کرتے رہے ہیں وہ تکلیم موقوف کر دینی چاہئیں۔ بلکہ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ طاعون زدہ چوہے

البتہ اُن کے کپڑے آدمیوں تک نہ پہنچنے پاویں۔ اور طاعون زدہ کیڑوں کے کاٹنے کا اثر باطل ہو۔

ایک مشکل مسئلہ

گورنمنٹ ہند تسلیم کرتی ہے کہ انسان اور طاعون زدہ چوہوں اور کیڑوں کے تعلق کا انسداد ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے حل کرنے میں بڑی مشکلات حائل ہیں۔ اکثر ہندوستانی مکانات کی ساخت ایسی ہے جو چوہوں کی افزائش کے لئے مفید ہے۔ ان گہروں میں چوہوں کے کہانے کا سامان بکثرت ہوتا ہے اور بسا اوقات صرف یہی نہیں ہوتا کہ لوگ خود چوہوں کے مارنے میں پس و پیش کرتے ہوں۔ بلکہ اگر چوہوں کو غارت کرنے میں اُن کے لئے آسانیاں پیدا کیجائیں۔ تو اُن کے منظور کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن اس کی مشکلات ہمیشہ حایل نہیں ہوتیں اور یہ ثابت کرنے کے لئے شہادت موجود ہے کہ اگر استقلال کے ساتھ کوشش جاری رکہی جاوے تو اگرچہ بالکل نابود نہ ہوجائیں تو اونکی تعداد تو ضرور بہت کم ہوجائے گی اور اس طرح طاعون کی ترقی بہی رکیگی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بہی یاد رکہنا چاہئے کہ چوہوں کے اندر توالد وتناسل بڑی کثرت سے ہوتا ہے۔ اور چوہوں کے مارنے کی کوشش اگر غلط طریقہ سے کیگئی تو صرف یہی نہیں کہ اس کا کچھ نتیجہ نہ ہو بلکہ مضر اور دوسری کارروائیوں کی کامیابی میں مخل ہوگی۔

لہذا مناسب ہے کہ اس نمونہ کے مکانات جیسے کہ ہمیں درکار ہیں لوگوں کے لئے مہیا کئے جائیں۔ مضر صحت مکانات توڑ دیئے جائیں۔ اور گنجان محلوں کو فراخ کردیا جاوے۔ اور یہ ایسی کارروائی ہے جسکی نسبت گورنمنٹ ہند کا خیال ہے کہ اس کا اثر بلا واسطہ چوہوں کی کمی پر پڑے گا۔ بلکہ بالواسطہ ایسی نتائج پر بہی پڑے گا۔ مزید برآں گہروں میں چوہوں کی خوراک کی کمی اس طرح ہوسکتی ہے کہ گہروں میں غلہ کے انبار کی سخت حفاظت کی جاوے اور باورچی خانہ کے سامان کو بے احتیاطی سے اور ایسی جگہ نہ رکہا جاوے جہاں چوہے بالکل آسانی سے پہنچ سکیں۔ اس سے یقین ہے کہ چوہوں کی بہت کمی ہوجائیگی۔ کیونکہ انکی کثرت اشیاء خوردنی کی افراط پر منحصر ہے۔

(رعایا کی امداد طلب کیجاوے)

مگر گورنمنٹ ہند کو اندیشہ ہے کہ چوہوں کی تباہی کے لئے جو کوشش کیجائیگی اس کا اثر بہلے چندے تو محض جزوی اور مقامی ہوگا اور غالبًا ایسا ہی ہوگا کہ آدمیوں کا طاعون زدہ چوہوں سے علیحدہ رکہا جاسکنا صرف اس صورت میں ممکن ہوگا کہ طاعون زدہ مکانات عارضی طور پر خالی کردیئے جائیں۔ اور ہماری واقفیت کی موجودہ حالت میں گہروں کا خالی کردینا طاعون سے بچنے کا نہایت یقینی ذریعہ ہے۔ جو ہم لوگوں کو بتا سکتے ہیں اور جتنا جلد اُسے کیا جاوے اور جسقدر پورے طور پر اس پر کاربند ہو جاوے

— — — — — — — — اُسی قدر انسانی جانوں

کی حفاظت ہوگی۔ لیکن درحقیقت ہمیں تسلیم کرنا چاہئے کہ گہروں کے خالی کرنے میں لوگوں کو بسا اوقات نہایت تکلیف ہوتی ہے۔ پس حکام ضلع کو معلوم ہونا چاہئے کہ جس طرح اُس کا فرض ہے کہ ہر ممکن کوشش سے رعایا کے لیڈروں پر اثر ڈال کر انہیں عارضی مکانات میں منتقل ہونے کی ترغیب دیں۔ اسی طرح اُن کا یہ بہی فرض ہے کہ لیڈروں کو مدد دیں اور لوگوں کو جیسے انہیں مناسب ہے حسب حال عمدہ قواعد وضع کریں۔ تاکہ اُنکی انسدادی کارروائیاں کم تکلیف دہ ہوں۔

(حکام ضلع کے اختیارات)

یہ ناممکن ہے کہ ہر حالت کے لئے کوئی خاص ہدایت دیجاسکے کیونکہ مختلف مقامات کے حالات بہی مختلف ہیں۔ اس وجہ سے حکام ضلع اور ان کے ماتحتوں کو پوری آزادی دینی چاہئے کہ وہ یہ فیصلہ کریں کہ رعایا کو کس قسم کی مدد دینی چاہئے۔ اور جو قواعد وضع کرنے مناسب ہوں اُن کے متعلق وہ اپنے مشیروں سے مشورہ کریں۔ ممکن ہے کہ کسی جگہ لوگوں کو روپیہ دینے کی ضرورت پیش آئے۔ ممکن ہے کہیں خس پوش مکانوں کا سامان قیمتًا یا بلاقیمت دینا پڑے۔ اور ممکن ہے کہ کہیں ان عارضی مکانوں کے لئے لوہے کا سامان دینے کی حاجت پیش آئے۔ اکثر مویشیوں کی حفاظت لازم آئیگی۔ اور لوگ مکانوں میں جو مال چھوڑ کر جائیگے اُس کی سخت نگرانی کرنی پڑے گی۔ غرض جس قسم کی مدد کی رعایا کو ضرورت پیش آئے دینی چاہئے۔ لوگوں کی خواہشات کا علم حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور انہیں سمجہانا چاہئے کہ مکانات خالی کرنیکا کیا نفع ہے۔ اور کس طرح اس ذریعہ سے اُنکی جان بچ سکتی ہے۔ جب لوگ گہروں کو چھوڑنا منظور کریں۔ تو یہ ضروری ہے کہ عارضی مکانات پہلے طاعون زدہ مکانات سے بہت فاصلہ پر ہوں۔ البتہ اتنا خوب دیکہنا چاہئے۔ کہ طاعون زدہ چوہے اور کیڑے لوگوں کے ساتھ طاعونی کیمپ میں نہ جاسکیں۔ اور سوائے ضروری احتیاط کے لوگوں پر بیجا اور ناقابل برداشت قیود عائد کرنیکی ہی ضرورت نہیں ہے۔

(ٹیکہ ایک مفید شئے ہے)

دوسرا طریقہ انسداد طاعون جسکی جانب مجھے توجہ دلانے کی ہدایت ہوئی ہے ٹیکہ ہے۔ بلاکسی شک وشبہ کے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ طاعونی ٹیکہ ایک نہایت مفید شے ہے اور اگر اس سے طاعون بالکل رک نہیں جاتا تو ہلاکت کا خوف تو بہت کچھ جاتا رہتا ہے۔ گورنر جنرل باجلاس کونسل واقف ہیں کہ ٹیکہ کے خلاف لوگ سخت وہم میں پڑے ہوئے ہیں اسلئے اسکی حمایت نہایت ہوشیاری اور دانائی سے کرنی چاہئے اور مرض کیلئے شفاخانے کے ملازمین سے کام لینا چاہئے۔ اور اگر ضرورت ہو تو خاص ٹیکہ والے مقرر کرنے چاہئیں۔ یہ کام نہایت سادہ ہے۔ ٹیکہ ہر حالت میں نہایت ضروری ہے۔ اور یہ خواہ پرائیوٹ لیبوریٹریوں میں لگنا چاہئے۔ یا اس کے لئے خاص افسر مقرر کرنے چاہئیں۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ اسکے متعلق فورًا اپنے صوبہ کی ضروریات پر غور کریں۔

یہ تحقیق ہوگیا ہے کہ آدمیوں اور چوہوں کے اندر سے طاعون بالکل جاتا نہیں ہے اور بالکل مرض سے کہ طاعون کا سالانہ دورہ اُن مقامات سے شروع جنہیں وہ کمی کے زمانہ میں بہی تہوڑا بہت رہا ہے۔ ہر صوبہ میں ایسے مقامات کو ہمیشہ بڑے غور سے پیش نظر رکہنا چاہئے اور انکو طاعون سے نجات دینے اور وہاں سے طاعون پہیلنے کی انسداد کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر سال طاعون ایک ہی جگہ سے شروع ہو۔

(اشتعال انگیز کارروائی نہ ہونی چاہئے)

گورنر جنرل باجلاس کونسل اسے ضروری نہیں خیال کرتے کہ لوکل گورنمنٹوں کو بار بار اس جانب متوجہ کیا جائے۔ کہ ایسی کوئی کارروائی نہ کیجاوے جس سے رعایا کے اندر اشتعال پیدا ہو اور وہ انسدادی کارروائیوں کی مخالفت کرے۔ بلکہ لوگوں کو سمجہانا چاہئے کہ طاعون کے اسباب کیا ہیں۔ اور ان کے انسداد کی کیا تدابیر ہیں۔ انہیں برافروختہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ انکی رہبری۔ تشفی اور امداد کرنی چاہئے۔ ہز اکسیلنسی باجلاس کونسل واقف ہیں کہ طاعون سے خوفناک کثرت اموات سے ہر سرکاری افسر کو جو لوگوں کی حالت کو دیکہتا رہتا ہے۔ ہمدردی کے جذبات جوش میں آتے ہیں مگر اب تک اس ہمدردی کیساتھ اکثر مایوسی اور ناامیدی بہی تہی۔ اگرچہ طاعون کے ساتھ مقابلہ کا مسئلہ ہنوز مشکلات سے خالی نہیں ہے مگر یہ یقین کرنیکی ہر ایک وجہ ہے کہ متصل اور پوری کوششوں سے اگر طاعون کا پورا استیصال نہ ہوا تو اسکی تباہی میں کمی تو ضرور ہوجائیگی۔ گورنر جنرل باجلاس کونسل کو پورا بھروسہ ہے کہ لوکل

(از حکیم الامت - ۲۳ اگست ۱۹۰۷ء)

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ۔ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقٰتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم الخ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عذاب عظیم۔ ۴/۳

تم نے سنا ہوگا جب کبھی ہم کوئی خطبہ پڑھتے ہیں۔ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا مضمون ہو یا لیکچر یا کوئی اور نصیحت ہو تو میری عادت ہے کہ اس کے شروع میں میں اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ پڑھ لیتا ہوں۔ گو میری یہ عادت نہیں کہ اپنی ہر ایک حرکت اور بات کو بلند آواز سے ظاہر کروں مگر جب کوئی لمبی بات یا دردمند دل کی بات کرنی ہو تو میں اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ اس کے اول ضرور پڑھتا ہوں اور میری غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگ جو میری نصیحت سنتے ہیں اسبات کے گواہ رہیں جو میں خدا کو واحد لاشریک اس کی ذات اور صفات میں مانتا ہوں۔ اور میں حضور قلب سے یقین سے استقلال سے یہ بات کہتا ہوں کہ میں اسکی قدر تو کو بیان کرتے ہوئے کبھی شرمندگی نہیں اٹھاتا۔ میں اسے اپنا محبوب مانتا ہوں اور محمد رسول اللہ صلعم کو سب انبیاء کا سردار اور فخر رسل سمجھتا ہوں اور میں اللہ کریم کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے محض اپنے فضل سے اس کی امت سے مجھے بنایا اس کے معبوں سے بنایا اس کے دین کے محبوں سے بنایا۔

اس کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ تم نے دیکھا ہوگا کہ میں سخت بیمار ہو گیا تھا اور میں نے کئی دفعہ یقین کیا تھا کہ میں اب مر جاؤں گا۔ ایسی حالت میں بعض لوگوں نے میری بڑی بیمار پرسی کی تمام رات جاگتے تھے ان میں سے خاص کر ڈاکٹر ستار شاہ صاحب ہیں بعضوں نے ساری ساری رات دبایا اور رب خدا کی غفور رحیم ہیں ستاریاں ہیں جو ان لوگوں نے بہت محبت اور اخلاص سے ہمدردی کی اور یاد رکھو کہ اگر میں مر جاتا تو اسی ایمان پر مرتا کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اپنی ذات اور صفات میں اور حضرت محمد اس کے سچے رسول اور خاتم الانبیاء اور فخر رسل ہیں۔ اور یہی میرا یقین ہے کہ حضرت مرزا صاحب مہدی ہیں مسیح ہیں اور محمد رسول اللہ صلعم کے سچے غلام ہیں بڑے راستباز اور سچے ہیں۔ گو مجھ سے ایسی خدمت ادا نہیں ہوئی جیسی کہ چاہیے تھی اور ذرہ بھی ادا نہیں ہوئی۔ میں آج اپنی زندگی کا ایک نیا دن سمجھتا ہوں گو تم یہ بات نہیں سمجھ سکتے مگر اب میں ایک نیا انسان ہوں اور نئی مخلوق ہوں۔ میرے قویٰ پر میرے عادات پر میرے دماغ پر میرے وجود پر میرے اخلاق پر جو اس بیماری نے اثر کیا ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ایک نیا انسان ہوں۔

مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔ میں ذرہ کسی کی خوشامد نہیں کر سکتا میں بالکل الگ تھلگ ہوں میں صرف اللہ کو اپنا معبود سمجھتا ہوں وہی میرا رب ہے بعضوں نے مجھے پوچھا بھی ہے اور میری بیمار پرسی بھی کی ہے اور میرے ساتھ ہمدردی بھی کی ہے مگر کتنے ہی ہیں جنہوں نے پوچھا تک نہیں اور بہت ہیں جو کہتے ہیں کہ مرتا ہے تو مر جانے دیں کیا کیونکہ میں خوب سمجھتا ہوں کہ آئندہ ہفتہ تک میری زندگی بھی ہے کہ نہیں۔ ایسا ایسا دکھ درد اور تکلیف مجھے پہنچی ہے کہ میں سمجھتا تھا کہ اب دوسرا سانس آئے گا کہ نہیں اس لئے میں تم کو بتانا چاہتا ہوں کہ خدا فرماتا ہے تقویٰ اختیار کرو اور اپنے باطن کو ایسا پاک صاف کرلو جیسا کہ چاہیے۔ خدا بڑا پاک قدوس اور سب سے بڑھ کر مطہر ہے اس کی جناب میں مقرب بھی وہی ہو سکتا ہے جو خود پاک ہے گندا آدمی قبولیت حاصل نہیں کر سکتا۔ دیکھو ایک پاک صاف اور عمدہ لباس والا آدمی ایک پیشاب والی گندی جگہ پر نہیں بیٹھتا۔ اسی طرح ایک پاک اور قدوس خدا ایک گندے کو اپنا مقرب کس طرح بنا سکتا ہے؟ اسی واسطے اس نے سعیدوں کے واسطے بہشت اور شقیوں کے لئے دوزخ بنایا ہے۔ ایک ناپاک انسان تو بہشت کے قابل ہی نہیں ہوتا اللہ تعالےٰ کے قرب کے لائق کب ہو سکتا ہے۔

تنہائی میں بیٹھکر اگر ایک شخص کے دل میں یہ خیالات پیدا ہوتے ہیں کہ ایسا مکان ہو ایسا لباس ہو ایسا بستر ہو ایسے ایسے عیش و عشرت کے سامان موجود ہوں اس اس طرح کے خوش کن اسباب میسر آ جاویں تو اس کی موت مسلمان کی موت نہیں ہو سکتی۔ مومن اور مسلمان انسان کی تو ایسی حالت ہو جانی چاہیے کہ مرتے وقت کوئی غم اور اندیشہ نہ ہو اسی واسطے فرمایا لا تموتن الا وانتم مسلمون یعنی فرمانبردار ہو کر مرو۔ کس کو خبر ہے کہ موت کس وقت اسکی ہوش بھی قایم ہوگی یا نہیں۔ کئی مرنے کے وقت خراٹے لیتے ہیں۔ نہ ہی بولنے کیطرح آواز نکالتے ہیں اور طرح طرح کے سانس لیتے ہیں کئی کتے کیطرح ہا ہا کرتے ہیں۔ جب یہ حال ہے اور دوسری طرف خدا ہی کہتا ہے کہ مسلمان ہو کر مرو ایسے ہی رسول نے بھی کہا تو یہ کس کے اختیار میں ہے جو ایسی موت مرے جو مسلمان کی موت ہو گھبراہٹ کی موت نہ ہو۔ اس کا ایک سر ہے کہ جب انسان سکھ میں اور عیش و عشرت اور ہر طرح کے آرام میں ہوتا ہے۔ سب قویٰ اس میں موجود ہوتے ہیں کوئی مصیبت نہیں ہوتی۔ اس وقت استطاعت اور مقدرت ہوتی ہے جو خدا کے حکم کی نافرمانی کر کے خط نفس کو پورا کرے اور کچھ دیر کے لئے اپنے نفس کو آرام دے لے پر اگر اس وقت خدا کے خوف سے بدی سے بچ جاوے اور اس کے احکام کو نگاہ رکھے تو اللہ ایسے شخص کو وہ موت دیتا ہے جو مسلمان کی موت ہوتی ہے سا گر وہ اس وقت مرے گا جب کہ من ثقلت موازینہ یعنی جب اسکی ترازو در وزن والی ہوگی تو وہ بامراد ہوگا اور مسلمان کی موت مرے گا۔ ورنہ ہم نے دیکھا ہے کہ مرتے وقت عورتیں پوچھتی ہی رہتی ہیں کہ میں کون ہوں دوسری کہتی ہے دس خاں میں کون ہوں تیسری پوچھتی ہے دسو خاں جی میں کون ہاں اور اسی میں اسکی جان نکل جاتی ہے

اس کے بعد اللہ کریم فرماتا ہے۔ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا۔
ہر مدرسہ میں ایک رسہ ہوتا ہے کچھ لڑکے ایک طرف سے پکڑتے ہیں اور کچھ دوسری طرف سے اور آپس میں کھیلتے ہیں کبھی وہ فتح پا لیتے ہیں اور کبھی وہ اور کبھی رسہ بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر اللہ کریم فرماتا ہے ہم نے بھی ایک رسہ بھیجا ہے۔ مگر سب مل کر ایک ہی طرف کھینچو۔ تفرقہ۔ رنج۔ بغض اور عداوت کو بالکل چھوڑ دو۔ ایسی کوئی بات تم میں نہ پائی جاتی ہو جس سے تفرقہ پیدا ہو۔ دیکھو تم طالب علموں میں سے کسی کا باپ اعلیٰ عہدہ پر ہے۔ کوئی خوبصورت ہے کسی کے پاس مال و دولت بہت ہے کوئی عقلمندی کا دعویٰ کرنیوالا ہے کوئی طاقت والا ہے مگر ان پر ناز مت کرو۔ اور بھول میں مت پڑو۔ یاد رکھو اللہ ایک دن میں تباہ کر دیا کرتا ہے۔ بڑے بڑے امیروں اور دولتمندوں کے بچوں کو میں نے بھیک مانگتے اور بھیک مانگ کر مرتے دیکھا ہے اور بعضوں کو میں نے اپنے والدین کو نکالتے دیکھا ہے کہ انہوں نے پختہ حویلیاں اور در و دیوار ایسے بنائے ہیں اور ایسے محل بنا کر مر گئے ہیں کہ ہم آسانی سے بیچ بھی نہیں سکتے۔
خدا کے فضل اور رحمت کے امیدوار ہو دیکھو ہم کس قدر بیٹھے ہیں ایک لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کے چھوٹے سے کلمہ طیبہ نے ہم سب کو اکٹھے کر دیا ہے اور ایسے ملاپ کر دیئے صرف اللہ کریم کا ہی کام ہے انسانی کوشش سے یہ کام نہیں ہوا کرتے۔ خدا کے فضل سے ہی ہم اکٹھے ہو گئے ہیں اور اس طرح سے ہی بچ سکتے ہیں۔
کسی کی شکل پر حرکات پر غرض افعال اور اقوال پر کوئی چھیڑ چھاڑ کی بات نہ کرو۔ اور یہ اچھی طرح سے یاد رکھو کہ جو جڑ بناتے ہیں اور تفرقہ ڈالتے ہیں وہ عذاب عظیم میں مبتلا ہوتے ہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ بدی کا انجام ہمیشہ بد ہوتا ہے اور سرخروی اللہ کریم کی رحمت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں جو ہم نے تم کو پڑھ کر سنا دیں اللہ ظلم نہیں چاہتا۔ اللہ کریم ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔

اس کے بعد حضرت حکیم الامت نے دوسرا مسنونہ خطبہ پڑھنا شروع کیا شروع کرنا ہی تھا کہ ایک دو شخص شاید وضو کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور پھر اہیں کی دیکھا دیکھی بھیڑ چال کی طرح بیسیوں اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

اس پر حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ دوسرا خطبہ بھی نصیحت ہی ہوتی ہے اس وقت اٹھ کھڑے ہونا درست نہیں۔ اور نہ ہی رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں ایسا ہوا کرتا تھا کہ جب دوسرا خطبہ ہو تو ملنے جلنے لگ جاؤ۔ دیکھو میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ ان اجری الا علیٰ رب العلمین ۱۹/۱ کوئی خوشامد نہیں تمہارے سلام کی بھی ہمیں کوئی ضرورت نہیں تمہاری دعاؤں کی بھی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ کوئی نصیحت جو ہم کرتے ہیں تو محض اللہ کے لئے کرتے ہیں۔ میرے دل میں جوش تو بہت تھا اور چند نصائح بھی میں کہنی چاہتا تھا مگر اب موقع نہیں رہا اتنا ہی یاد رکھو کہ دوسرے خطبہ میں بھی انتظار واجب ہوتا ہے۔ اور تقوےٰ تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۳ر اگست بوقت ظہر

طاعونی نشان

فرمایا۔ امریکہ کے ایک بڑے حصہ میں بڑی تیزی سے طاعون شروع ہو گئی ہے۔ ایسا ہی یورپ کے بعض حصوں کی نسبت بھی لکھا ہے۔ اصل میں یہ دونوں ملک آپس میں بہت آمد و رفت رکھتے ہیں ایک ہی طرح کا لباس ہے ایک ہی بولی ہے اور تقریباً ایک ہی طرح کی سردی ہے۔ اخبار والوں نے بڑا خطرہ ظاہر کیا ہے کہ چونکہ یہ ملک سرد ہے اس لئے اندیشہ ہے کہ یہ بیماری زیادہ تباہی لاوے۔
ہماری پیشگوئی میں یورپ بھی ہے اور کابل بھی ہے۔
سنا گیا ہے کہ کابل میں ہیضہ ہے۔ مگر اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ کوئی عذاب نہیں ہے۔ پوری خبر تو طاعون ہی لیتی ہے۔ دیکھو ابھی اس بیماری کا نام و نشان بھی نہ تھا تو میں نے اشتہار شائع کرا دیا تھا کہ پنجاب میں طاعون کے پودے لگائے گئے ہیں۔ ثناء اللہ کو بھی یہ اشتہار پہنچ گیا تھا۔ تاریخ کو دیکھ لو۔ ایک طرف طاعون کی آمد کی تاریخ اور دوسری طرف اشتہار کے طبع ہونے کی تاریخ موجود ہے۔ اب گیارہ سال سے تباہی شروع ہے۔ کیا یہ انسانی کوشش اور طاقت کا کام ہے کہ اتنے بڑے واقعہ کی قبل از وقت خبر دیدے۔ اب یورپ کابل وغیرہ کی باری آئی ہے مگر پھیرے گی سارے جہان میں۔ اللہ کریم فرماتا ہے
وان من قریۃ الا نحن مہلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا عذابا شدیدا ۱۵/۶
اس کے یہی معنے ہیں کہ طاعون آخری زمانہ میں تمام جہان میں دورہ کریگی۔ اور حدیث شریف میں لکھا ہے کہ اگر کسی گھر میں دس آدمی ہوں گے تو سات مر جائیں گے اور تین بچے رہیں گے۔ اور یہ مہدی کی علامات میں سے ہے کہ اسکی مخالفت سے سخت طاعون پڑیگی۔
عجیب بات ہے کہ خسوف کسوف کے رمضان میں واقع ہونیکی نسبت لکھا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ایسا کبھی نہیں ہوا۔ یہ ایک خارق عادت امر ہے پھر یہ زلزلے اور طاعون بھی خارق عادت امور ہیں۔ مگر یہ نہیں سوچتے اور نشان پر نشان مانگتے ہیں یہ ان کے لئے اچھے تو نہیں ہوں گے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نشان جب آئیں گے تو پھر اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔
(پھر لیکھرام کے نشان کا ذکر فرماتے رہے)

قیصر کی چٹھی طاعون پر

قیصر کی چٹھی متعلقہ طاعون کا ذکر کر کے حضور نے فرمایا ہم نے ایک اعلان کے ذریعہ لکھ دیا ہے کہ ایسے امور میں گورنمنٹ کو ہر قسم کی مدد دینے کو طیار رہیں۔ ہم اپنی جماعت کو بھی یہی تاکید کریں گے کہ وہ خاص احتیاط کرے اور گورنمنٹ کی ہدایت کے بموجب جب ضرورت پڑے باہر کھلے میدانوں اور کھلی ہوا میں چلی جاوے۔ ہماری تمام جماعت ایسے امور میں گورنمنٹ کو خاص امداد دیگی کیونکہ وہ گورنمنٹ کی خیر خواہی کو اپنا مذہبی فرض سمجھتی ہے۔

سرحدی اضلاع میں ایسے موقعہ پر کیا کیا جاوے

ایک معزز خادم نے عرض کی کہ پشاور

جیسے سرحدی مقام پر کیا کیا جاوے کیونکہ وہاں تو لوگ قتل سے نہیں ڈرتے وہ انجام کو نہیں سوچتے ادنی ادنی بات پر قتل ہو جاتے ہیں ایک شخص نے ڈیڑھ روپیہ قرضہ دینا تھا اسی پر یہاں تک نوبت پہنچی کہ تین آدمی قتل ہو گئے اور قاتل علاقہ غیر میں بھاگ گئے۔

ان باتوں کو سنکر فرمایا ایسے مقامات پر گورنمنٹ کو توجہ دلائی جاوے تو وہ ہماری جماعت کی طرف خاص توجہ کریگی اور حفاظت کے سامان ہم پہونچا ویگی۔ کیونکہ یہ بالکل سچ ہے کہ بعض اضلاع میں لوگ ڈاکہ کے عادی ہیں اور ہماری جماعت سے بھی خاص دشمنی رکھتے ہیں اس لئے خاص طور پر گورنمنٹ کو حفاظت کا انتظام کرنا چاہیئے۔ ہم گورنمنٹ کی ہدایتوں پر عمل کرنے کو طیار ہیں مگر ایسے خطرناک مقامات کے لئے ہم یہ ضرور کہیں گے کہ چونکہ ڈاکو لوگ مخالف مولویوں کے بہرکانے سے اور بھی تکلیف دینے پر آمادہ ہو جائیں گے اسلئے گورنمنٹ کو حفاظت کا پورا انتظام کرنا چاہیئے ایسے موقع پر کافی اور مسلح پہرہ اگر ہو تو خطرہ دور ہو سکتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو پہر طاعون نے نہ مارا تو ڈاکوؤں نے مار دیا۔

۲۳ر اگست ۱۹۰۶ء - بوقت عصر

ڈاکٹر عبد الحکیم خاں مرتد کی مسیحیت کا ذکر تہا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہمارا نام وہ دجال رکھتا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ بیس برس تک دجال ہی کا مصدق رہا ہے اور اسی کے ماتحت رہا ہے بھلا کوئی دنیا میں ایسا بھی مسیح گذرا ہے جو بیس سال تک دجال کے ماتحت رہا ہو۔

ایک ہندو نے عبد الحکیم کی نسبت لکہا ہے کہ جنکی وہ بیعت ہے انکی زبان سے تو کوئی گندہ لفظ تک نہیں نکلا مگر یہ بڑا کمبخت ہے کہ جسکی بیس برس تک بیعت رہا ہے اس کو گالی نکالتا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس سوال کے جواب سننے کا مجھے بہت شوق ہے کہ وہ کیسا مسیح ہے جو بیس برس تک دجال کے ماتحت رہے کیسی عجیب بات ہے کہ سچا بھی تہا مسیح بھی تہا اور رسول بھی تہا مگر بیس برس تک دجال کی بیعت رہا اُس کا مصدق رہا اسکی تائید میں پچیس خوابیں رویا اور الہامات بھی سناتا رہا۔

ایک شخص کی بابت کسی کو لکہتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی ہے کہ یہ شخص طاعون سے ہلاک ہوگا۔ کیونکہ یہ سچے مسیح کا منکر ہے اور پہر اس خواب کے سچا ہونیکا دعوی کرتا ہے۔

اس پر ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ حضور اس کے دلیں تو یہ بات ہو گی کہ آپ ہی حقیقت میں سچے مسیح ہیں۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ دل مسخ ہو گیا ہے مسیلمہ کذاب کی طرح پہلے مانا پہر انکار کر دیا۔ ختم الله علی قلوبهم کے بھی یہی معنے ہیں۔ مسیلمہ کذاب کی تو پہلے نظیر بھی موجود تہی مگر اسکی تو نظیر بھی کوئی نہیں۔

احمدیہ انجمنیں

مکرم بندہ ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

احمدیہ انجمنوں کے قائم کرنے کیلئے میں متواتر تحریک کر چکا ہوں۔ بذریعہ اخبارات و بذریعہ خطوط کے ذریعہ ہی اب قواعد طبع کرا کر جہاں جہاں کے احمدی احباب کے پتے معلوم تھے۔ وہاں تو بھیجے گئے ہیں اور سب احباب سے درخواست کیگئی ہے کہ وہ بلا توقف انجمن قائم کر کر ۱۵ ستمبر تک جواب سے مطلع فرماویں۔ اب آپکی خدمت میں اس خط کے لکھنے کی یہ غرض ہے کہ آپ بھی اسبارہ میں تحریک فرماویں۔

اول ان احباب کیلئے جنہیں قواعد بہیجے گئے ہیں یہ التماس کیا جاوے کہ وہ ۱۵ ستمبر تک انجمن قائم کر کر اور انکے متعلق سب کارروائی کرکے خاکسار راقم کو امور مستفسرہ کے جواب سے مطلع فرماویں۔

دوئم - ان احباب کیلئے جنکا پتہ معلوم ہونیکی وجہ سے قواعد نہیں بہیجے جا سکے۔ یہ التماس کیا جاوے کہ وہ بذریعہ اطلاع ہذا قواعد کی کاپی منگوا کر انجمن قائم کریں یا جیسی صورت ہو اطلاع دیں امید ہے۔ آپ ایک دو اخبار و نیں متواتر یہ تحریک کرکے ممنون احسان فرماویں گے۔

نوٹ - امور مستفسرہ یہ ہیں

(۱) آپ کی انجمن میں ممبروں کی تعداد کس قدر ہے۔

(۲) کون کون صاحب کس کس عہدہ کیلئے تجویز ہوئے ہیں۔

(۳) ہر ایک مد میں کس قدر چندہ ماہوار کا وعدہ ہے۔

(۴) کیا آپکی انجمن۔ انجمن ضلع ہو سکتی ہے۔ یا نہیں اگر ہو سکتی ہے۔ تو کون کون مقصلات کی انجمنیں آپکے متعلق ہونگی۔ اگر نہیں تو کونسی انجمن ضلع کے متعلق آپکی انجمن ہو گی۔

(۵) اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی انجمن۔ انجمن ضلع ہو۔ تو آپ کون کون سی حدود کے اندر اور کسقدر عرصہ تک اپنی شاخیں قایم کر کے انکے ممبران کی تعداد اور رقم چندہ سے اطلاع دیسکتے ہیں۔

والسلام - محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

زکوٰۃ

مدزکوٰۃ کے متعلق اس سال میں جس قدر تکلیف رہی ہے اس کا ذکر وقتاً فوقتاً الحکم میں ہوتا رہا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ زکوٰۃ کے ایک جگہ جمع کرنے اور حسب منشاے شریعت تقسیم کرنے کی تحریک پہلے پہل سال گذشتہ میں کیگئی تھی اور اس تحریک میں اس قدر کامیابی ہوئی اور جماعت نے اس قدر توجہ کی کہ اوسط آمد گذشتہ سال کے آخری چند مہینوں میں دوسو روپے سے بھی زائد رہی۔ چنانچہ اسی آمد کو خیال میں رکھکر اس سال اس مد کے منتظمین نے ابتداے سال میں ہی اس کے خرچ کو دوسو روپیہ ماہوار کے قریب کر دیا۔ یا اس سے بھی زیادہ کر دیا۔ جس میں مستقل خرچ ہی کوئی سواسو یا ڈیڑھ سو ماہوار کے قریب ہوگیا۔ مگر تین چار ماہ گذرنے کے بعد اس مد میں آمد کی اس قدر کمی ہوئی۔ کہ اخراجات کا ادا ہونا مشکل ہوگیا اور جن لوگوں یا طالب علموں کے لئے اس مد سے وظائف مقرر کئے گئے تھے۔ ان کو بہت تکلیف ہوئی۔ اسپر اخبار میں بار بار تحریک کی گئی مگر تین چار ماہ سے اسکی حالت وہی رہی ہے اور اس وقت نہ صرف یہ مد تین سو روپیہ سے زیادہ کی مقروض ہے بلکہ قریباً دو ماہ کا خرچ بھی اس وقت قابل ادائگی ہے جو اس مد میں روپیہ نہ ہونے کے سبب ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ تخفیف اخراجات کی بھی بہت کوشش کیجا رہی ہے مگر اس وقت تخفیف اخراجات بھی آسان کام نہیں۔ یہ واقعات بیٹھے صحیح صحیح لکھدئے ہیں۔ کیونکہ جس قدر یہ واقعات صاحب نصاب احباب کے لئے باعث تحریک ہو سکتے ہیں۔ اس قدر میرے خالی الفاظ نہیں ہو سکتے بہت سے مساکین جن کی مدد کی جا رہی تھی۔ اس وقت تکلیف میں ہیں اور آئندہ جسقدر درخواستیں آتی ہیں حالانکہ ان میں سے بہت سے لوگ مستحق امداد بھی ہوتے ہیں۔ مگر اسی تنگی کی وجہ سے انکار کرنا پڑتا ہے۔ یہ رجب کا مبارک مہینہ ہے اور عموماً لوگ اس مہینہ میں زکوٰۃ ادا کیا کرتے ہیں۔ اس لئے میں مجلس ناظم صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے تمام احمدی احباب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ فی الفور اپنی اپنی زکوٰۃ کے روپے کا حساب کر کے حسب صدر انجمن احمدیہ کے نام ارسال فرما دیں اور کوپن میں اس امر کی تشریح کر دیں۔ کہ زکوٰۃ کا روپیہ ہے تاکہ کسی اور مد میں جمع نہ ہو جاوے۔ اگر جملہ احباب توجہ فرما دیں۔ اور اپنے اپنے گھروں میں بھی تحریک کریں تو بہت جلد یہ تمام مشکلات رفع ہو سکتی ہیں۔

خاکسار محمد علی۔ جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

احمدیہ انجمنوں کیلئے قواعد

یہ قواعد جن کے متعلق پہلے ہی احباب کو اطلاع دیجا چکی ہے۔ اب چھپکر تیار ہیں۔ انجمنوں کا جلدی قائم ہو جانا از بس ضروری ہے خاصکر یکم اکتوبر ۱۹۰۸ء تک بجٹ اخراجات ۱۹۰۸ء تیار ہو کر مختلف انجمنوں کے پاس بھیجا جائیگا۔ لہذا جہاں جہاں ضلعوں کی مدہ انجمنیں قائم ہونی ہوں چاہیے کہ ایک ایک کاپی قواعد کی منگوا کر فی الفور انجمنیں قائم کریں اور مفصلات میں اپنی شاخیں قائم کرنیکا انتظام کریں اس معاملہ میں زیادہ التوا نہ ہونا چاہئے۔ میں دوسری جگہ لکھ چکا ہوں کہ حضرت اقدس بھی بار بار تاکید فرماتے ہیں کہ یہ کام جلدی ہونا ضروری ہے جہاں جہاں احمدی احباب انجمنیں قائم کرنے کیلئے تیار ہوں وہ کاپی قواعد کی راقم سے طلب کریں۔ ضلع کی انجمنیں اگر خود ہی مفصلات میں کاپیاں بھیجنے کا انتظام کر سکتی ہوں تو زیادہ کاپیاں طلب کریں۔ ورنہ مفصلات کے احباب براہ راست کاپی قواعد کی طلب کر کے انجمنیں قایم کریں

المعلن خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان - ۸ اگست ۱۹۰۸ء

نوٹ۔ جہاں جہاں انجمنیں قائم ہونے کی اطلاع دفتر سکرٹری میں پہنچ چکی ہے وہاں بغیر طلب کرنیکے قواعد کی کاپیاں بھیجی جاویگی۔

واعظین کی ضرورت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بارہا یہ فرما چکے ہیں کہ جماعت کی تعداد تو بہت بڑی ہے اور دن بدن ترقی بھی خدا کے فضل سے خوب ہو رہی ہے حالانکہ ہماری طرف سے کوئی واعظ ہی مقرر نہیں ہیں بلکہ خود ہی خدا تعالیٰ دلوں میں ڈال رہا ہے اور لوگ کثرت سے اس سلسلہ میں داخل ہو رہے ہیں مگر ابتک اس اتنی بڑی جماعت میں کوئی ایسا انتظام نہیں ہوا جس سے وہ سب لوگ جو بیعت میں داخل ہو رہے ہیں اسکی اعانت میں بھی حصہ لیں اور نہ ہی ابتک کوئی ایسی تجویز ہوئی ہے جس سے ان لوگوں کو جو سلسلہ میں داخل ہوتے رہتے ہیں اس کے حالات سے پوری پوری آگاہی ہوتی رہے چنانچہ حضور کے اسی ارشاد کی تعمیل میں اس سال میں کئی دفعہ انجمنیں قائم کرنے کیلئے میں بھی تحریک کر چکا ہوں جسکی طرف بہت سے احباب نے توجہ فرمائی ہے مگر کثیر حصہ جماعت کا ابھی خاموش ہی ہے اسی غرض کیلئے اب قواعد بھی تجویز ہو کر چھپ گئے ہیں۔ جو ہر ایک مقام پر احمدی احباب کیطرف سے طلب کرنے پر بھیجے جاویں گے تاکہ اس کے مطابق ہر ایک ضلع میں اور دیہات میں انجمنیں قایم ہوں جن کا باہمی تعلق ہو اور اس طرح سے احباب کا باہمی تعلق اور تعارف بھی بڑھے اب اس پر عمل کر کے دکھانا ہمارے احباب کا کام ہے۔ میں تمام احباب کو یقین دلاتا ہوں کہ حضرت اقدس کی یہ عین خواہش اور منشا ہے۔ کہ اس قسم کا نظم سلسلہ میں تمام ہو کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ جسقدر کام اشاعت اسلام کا اس سلسلہ نے شروع کر رکھا ہوا ہے اور جو روز بروز ترقی پر ہیں وہ کثیر اخراجات کو چاہتے ہیں اور اگر یہ نظم سلسلہ میں قایم ہو جاوے اور تمام احباب سے باقاعدہ چندہ وصول کیا جاوے تو ایک ایسی کثیر رقم جمع ہو سکتی ہے جو آئے دن کی تحریکوں سے مستغنی کر سکتی ہے یہ چندہ جیسا کہ حضرت اقدس بارہا فرما چکے ہیں کسی پر بوجھ کے طور پر نہیں ڈالا جاتا بلکہ طیب خاطر اور انشراح صدر سے ہر شخص جو کچھ چاہے دے لیکن اگر تمام احباب سے چندہ وصول ہو تو تھوڑی تھوڑی سی بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے مگر کچھ نہ کچھ اعانت کرنا ضروری ہے کیونکہ جبتک کوئی شخص سلسلہ کی اعانت نہیں کرتا اس کا سلسلہ میں شامل ہونا اس کے اپنے لئے بھی مفید نہیں ہو سکتا بہرحال یہ ایک ضرورت ہے جسکو خود حضرت مسیح موعود نے محسوس فرمایا ہے آج بھی اسی امر کا ذکر درمیان میں تھا کہ جیسی کہ تجویز کیگئی تھی کہ ہر ضلع میں وہاں کی جماعت اپنے سارے ضلع میں انجمنیں قائم کرنے اور چندہ وصول کرنیکا انتظام کرے اس میں اکثر احباب ابتک سستی دکھا رہے ہیں اسپر حضرت اقدس نے یہ اشارہ فرمایا کہ خود ایسے واعظین مقرر کر کے مختلف ضلعوں میں بھیجدیئے جاویں جو ہر ایک ضلع میں دورہ کر کے چندوں کی وصولی کا مستقل انتظام کریں اور فرمایا کہ عام اعلان کر دیا جاوے کہ جو لوگ اس کام کرنیکے لئے تیار ہوں وہ اپنی اپنی درخواستیں بھیجدیں ایسے واعظین کیلئے فرمایا تین چیزیں ضروری ہیں اول یہ کہ دیانتدار ہوں دوم محنتی ہوں اور اس قسم کی مشقت جو دورہ کرنے میں پیش آئیگی برداشت کرنے کیلئے تیار رہیں سوم اس قدر علم رکھتے ہوں کہ وہ وعظ بھی کر سکیں چنانچہ اسی ارشاد کے مطابق یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جو صاحب اس کام کے لئے تیار ہوں اور

یہ سچ ہے قادیان دارالامان ہے
نزول رحمت حق کا مکان ہے

انسان کی امن پسند طبیعت ہر مکان اور ہر زمان میں امن وامان کی طالب ہے ہر موسم کا تغیر اسکی تدابیر امن و آسایش میں اس کے مال وجان کے متعلق نئے سے نیا تغیر پیدا کرتا رہتا ہے۔ دن کی روشنی جن سامانوں کو اس کے گرد وپیش دکھلاتی ہے رات کی تاریکی اس سارے نقشہ کو بدل کر کچھ اور ہی سماں سامنے لاتی ہے۔ اور روشنی میں جو تدابیر تو وہ سوچتے ہیں رات کی تاریکی میں انکی طاقتوں کو بچانے کے واسطے دیگر تدابیر کی ضرورت پڑتی ہے۔

رات اور دن کا ادل بدل کرنا موسموں کا یکے بعد دیگرے تبدیل ہونا انسان کے امن و آسایش پر خاص اثر ڈالتا ہے۔ ان فی اختلاف اللیل والنھار لآیات لاولی الالباب۔ انسانی مقدورات کئی انقلابات کے ماتحت ہیں مگر ان زبردست انقلابات سے غیر محفوظ انسان اپنی غلط کاریوں سے موجبات امن کے چشیدہ کرنیں اکثر دہوکہ کھاتا ہے۔ کسی چیز کو جو اسکے حق میں مضر ہے مفید سمجھتا ہے اور جو مفید ہے اس کو مضر خیال کرتا ہے۔ سچی ہدایت کی خلاف ورزی سے یہ امن و آسایش کی متلاشی روح دکھوں میں مبتلا ہو جاتی ہے اور غلط نتیجہ پیدا کرتے ہوئے اس عالم سے رخصت ہو کر ایک ایسے عالم کیطرف جاتی ہے کہ جہاں اس عالم کی کوئی چیز اس کے امن کی ذمہ وار نہیں ہو سکتی۔ آیندہ زندگی یا انجام بخیر کی فکر ایک ایسی فکر ہے کہ زمانہ ماضی کے گذشتہ واقعات زمانہ حال کو عمل میں منتقل کر سکتا آیندہ زندگی کے زمانہ کو بابرکت بنانے کی تیاری میں مصروف ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی طبقہ میں زندگی کا احساس مذہبی پہلو کے تعلق سے نہیں ہو تو بھی وہ اپنی موجودہ زندگی کو کسی نہ کسی آیندہ نتیجہ یا انجام کیطرف ایسے طریق پر بسر کرنیکی کوشش کرتا ہے کہ موجودہ کارروائی آیندہ نتیجہ یا انجام کو جو اسکی موجودہ عملی زندگی کا خاتمہ یا آخری سرا ہے اس کیلئے مفید اور سچی خوشی اور امن کا موجب بنا دے خواہ اسکی نظر اسی دنیا کی صلاح و فلاح تک محدود ہو اور خواہ اس عالم فانی سے گذر کر دوسرے جاودانی عالم تک پہنچتی ہو۔

جب سے انسانی نسل اس زمین پر آباد ہوئی ہے اور جب سے کسی قوم میں تمدن کا رنگ آیا ہے یہ اصول کہ انسان کی عملی طاقتیں مفید انجام اور بہتر نتائج پیدا کریں نظر انداز نہیں ہوا۔

اس اصل کے قائم کرنے اور اس مقصد میں کامیاب ہونے کیلئے دو نظام نبی نوع انسان میں پائے جاتے ہیں ایک نظام جسمانی اور دوسرا نظام روحانی۔ انسان کے جسم و جان کے متعلق ہدایتیں گو الہی منشا کے مطابق ہوں جسے ہی انسان کے لئے واقعی مفید اور بابرکت نتائج پیدا کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور ان قوانین کی عملی رفتار اگر اپنے اصولوں پر سیدھی سیدھی چلی جائے تو آخر کار نظام روحانی کے قیام اور اجرا کے لئے ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ مگر اسمیں بھی شک نہیں کہ انسانی غلط کاریاں جب وحدت ارادی کی مجموعی تحقیق اور امن عامہ خلائق میں خلل انداز ہونے لگ جاتی ہیں تو نظام جسمانی اس نظام روحانی کے کسی نہ کسی مخالف سمت پر چلکر انسانی اصلاح و فلاح اور امن و آسایش کے اصلی مرکز سے ہٹا دیتا ہے اور نظام عالم میں ایک خلل اور نقص کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اصلی منشا ان قوانین کا بھی جو انسان کے جان و مال کے متعلق وحدت قہری یا انسانی گورنمنٹوں کیطرف سے نافذ کئے جاتے ہیں یہی ہوتا ہے کہ انسان کا جان و مال امن میں رہے اور انسانی نسلیں جبتک زمین پر آباد ہیں اپنے حقوق جائز کے ...

مرعی رکھیں کہ جسمیں خود غرضی اور نفسانی جوش کیساتھ غصب حقوق کی کارروائی کا دخل نہ ہو اور ظلم و تعدی کی راہوں کو بند کیا جاوے اور انسانی نسلوں کو وحدت قہری کے نیچے لاکر امن و آسایش عامہ خلائق کو قائم رکھا جاوے۔ بلا خیال اس کے کہ اس انتظامی صورت کا مآل دوسرے عالم کی پاک اور مبارک زندگی کے لحاظ سے کیا ہے یہ نظام قائم کیا جاتا ہے۔ وہ نظام جو نظام روحانی کہلاتا ہے یا جس کو وحدت ارادی کے نام سے موسوم کرتے ہیں اگرچہ اپنے نفاذ و اجرا میں انسانی نسلوں کے اس پہلو کو جو ان کی جان و مال کے متعلق ہوتا ہے فراموش نہیں کرتا اور امن عامہ خلائق کے احکام اس میں بھی داخل ہوتے ہیں مگر اسکی غرض و غایت صرف اسی عالم کے امن آسایش تک ہی محدود نہیں ہوتی بلکہ اس نظام کا سلسلہ اس عالم فانی کے بعد آنیوالے عالم کے لئے انسانی نسلوں کو تیار کرنا ہوتا ہے اور اس نظام کے قوانین میں یہ عالم اس عالم کی تیاری کیلئے ایک منزل قرار دیا جاتا ہے پس اس نظام کے ماتحت جو عملی کارروائیاں قوموں کی تہذیب سے ظاہر ہوتی ہیں ان کا رنگ وحدت قہری یا انسانی گورنمنٹوں کے رنگ سے اس خاص صورت میں جو آیندہ زندگی یا عالم آخرت کے متعلق ہوتی ہے ایک نرالا رنگ ہوتا ہے اس نظام روحانی کے بادشاہ انبیاء و رسل کے نام خدا سے آسمان و زمین سے پاکر دنیا میں آتے ہیں اور جو آسمانی سلطنت یہ خدا کے پاک بندے قائم کرنا چاہتے ہیں اس کا تعلق براہ راست خدا زمین و آسمان سے ہوتا ہے۔ زمینی انتظام یا زمینی گورنمنٹوں کے نظم و نسق میں انکو دخل دینے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ زمینی سلطنت قائم کرنا ان کا مقصد ہوتا ہے بلکہ زمینی گورنمنٹوں کے اس حصہ نظم و نسق میں جو امن عامہ خلائق کے قائم کرنے اور بغاوت و فساد کے موجبات کو دور کرنے اور ظلم و تعدی کی راہیں بند کرنے اور ملک کو وفاداری اور راستی اور اتفاق کی برکتیں دینے کا ہوتا ہے یہ نظام مددگار ہوتا ہے ہر ایک زمینی گورنمنٹ جو عدل و انصاف کی رعایت رکھکر مخلوق خدا کو اپنے رحم اور شفقت سے متمتع کرتی ہے۔ اس آسمانی گورنمنٹ کے نظام سے جو ان خدا کے پاک بندوں کے سپرد ہوتا ہے انکی دعا اور مدد کے ذریعہ سے برکت پر برکت پاتی ہے۔ یہ خدا کی مرضی کو زمین پر پھیلانیوالی بابرکت قوم وہ قوم ہے جسکی سچی پیروی سے انسانی نسلوں میں وحدت ارادی پیدا ہوتی ہے انسانی قوتیں انکی روحانی پاک تعلیم سے مہذب ہو کر سچے اخلاص اور پاک محبت کا اثر پیدا کر کے وہ پاک اور مبارک نتائج دنیا میں ظاہر کرتی ہیں جو وحدت قہری یا زمینی گورنمنٹوں کے جزا و سزا کے قانونوں سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ مبارک ہے وہ سلطنت جسمیں ایسا انسان موجود ہو اور مبارک ہے وہ انسان جسکو عدل و انصاف کی رعایت کرنیوالی ایسی سلطنت ملی ہو سلطنت انگریزی کے مبارک عہد میں۔ ہندوستان کی سرزمین میں پنجاب کے ضلع گورداسپور کے قصبہ قادیان سے ایک امن کی آواز نکلی ہے صلح و آشتی کا جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ مذہب اسلام کی پاک تعلیم کو ان حشو و زوائد سے علیحدہ کر کے پیش کیا گیا ہے جو انسانی غلط کاریوں اور نفسانی اغراض کی آمیزش سے قابل اعتراض ٹھہر گئے تھے وہ پاک چشمہ جس نے پوری صفائی سے خوشگوار اور شیریں پانی انسانی نسلوں کو پلاکر پاکیزگی اور طہارت کو نفوس کے اندر پیدا کیا تھا اور جس نے علم و حکمت کے چمکتے ہوئے مصفا جواہرات کے ڈھیر لگا دیئے تھے نا اہلوں کے ہاتھ تداخل اور غارت گری سے بربادی کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اور قومیں ناواقفی کے سبب اسکی سچی معرفت اور قابل قدر شناسائی سے محروم ہو چکی تھیں۔ یکایک اس امن کی آواز نے جو آسمانی مرضی کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہوئے نکلی ہے لوگوں کو اس صداقت اور حقیقت کیطرف بلایا ہے جو دنیا اور اہل دنیا کو ہر ایک خطرہ سے بچا کر سلامتی کے طریق پر ڈالنے والی ہے۔

یہ بالکل یقینی اور واضح امر ہے کہ اس سلامتی کے آواز کو پکارنیوالی اور اس صلح و آشتی کے منادی کرنیوالے تے ایک ایسے آنیوالے انسان کے رنگ میں امر الہی سے اپنے آپ کو

ظاہر کیا ہے جو کل الہامی کتابوں کو ماننے والوں اور مذہبی پابندی اختیار کرنیوالوں کے لئے ایک محور ملی عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ نے اپنے پہلے رنگ میں مختلف زمانوں مختلف قوموں اور مختلف ملکوں میں ایک سخت تشویش پیدا کر دی اور خطرناک نظارہ دکھایا ہے یہ سلطنت کی بے امنی ملک کی تباہی نافذ الوقت قوانین کو درہم برہم کر دینے کی سازشوں سے قوموں میں جنگ و جدال کی روح پھونک کر امن و آسائش اور حفاظت جان و مال کے برباد کن واقعات دکھلائے ہیں۔ تاریخ دنیا کے صفحات ان واقعات پر پوری روشنی ڈالتے ہوئے ان پر فساد اور خلاف امن کار روائیوں پر ملامت کے ووٹ پاس کر چکے ہیں۔

مسیح موعود یا مہدی معہود کا مسئلہ اپنے پہلے رنگ کے عقیدہ میں واقعی ایک ایسا خطرناک مسئلہ ہے کہ اس لفظ کے کان میں پڑتے ہی ہی خونی اقوام محافظات ملک ارکان سلطنت اور ذمہ واران رفاہیت خلائق چونک پڑتے ہیں اور اس عقیدہ کے متعلق پہلی کارروائیاں معًا ایک خونریز جنگ و جدال کا نقشہ آنکھوں کے سامنے لے آتی ہیں اگرچہ موجودہ سلطنتیں اپنے نظام میں ایسی مستقل اور پایہ جا واقع ہوئی ہیں کہ اس قسم کی شورش اور فساد پیدا کرنیوالے باغیوں کے قلع و قمع کرنیکا کافی سامان انکے پاس موجود ہے۔ مگر پھر بھی آئے دن ایسے غلط اعتقاد کی بنا پر منصوبہ بازیوں کا بازار گرم ہونے سے عدل و انصاف کے کارکنوں کو مشکلات کا پیش آنا عام خلائق کی رفاہیت کے برخلاف قدم بڑھانے پر مجبور کرتا ہے۔ مگر اس خدا سے جو زمین و آسمان کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک انسان کو مسیح موعود اور مہدی معہود کا شرف خود عطا فرما کر اور اسکو امن و سلامتی صلح و آشتی کا شہزادہ بنا کر بھیجا ہے اور اس کے ذریعہ سے اس عقیدہ کے غلط مفہوم کو ظاہر کر دیا ہے اور ہمیشہ کے واسطے خونریز جنگ و جدال کا جو خلاف امن سازشوں منصوبوں اور فساد انگیز دعاوی کا موجب بنتا رہتا خاتمہ کر دیا ہے اور اپنے رسول مقبول محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو جو اب تک اپنے سچے مصداق کی انتظار و امید میں تھی پورا کر دیا ہے جس نے آتے ہی بموجب حکم یضع الحرب جہاد کی ہیبت ناک اور تشویش میں ڈالنے والے عقیدہ کو موقوف کر دیا اور اس کے منسوخ ہو جانیکا فتویٰ دیدیا ہے اور کل مسلمانوں کو اپنے حکم و عدل ہونیکی حیثیت سے آگاہ کر دیا ہے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے — دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو — جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر — کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفٰے — عیسٰی مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا — جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائیگا
پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند — کھیلیں گے بچے سانپوں سے بےخوف و بےگزند
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا — بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائیگا — وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا

یہ پاک مصلح جو امن پسند انسان جو مسیح موعود یا مہدی معہود کے نام پر بھیجا گیا ہے۔ ایک ایسے معزز خاندان سے ہے جو نسل فارس کی ایک یادگار ہندوستان میں موجود ہے اور اس خاندان کے بزرگ اپنی پارسائی زہد و اتقا کے زندہ نشانات اپنے اندر رکھتے آئے ہیں۔ سلطنت انگریزی کے ساتھ وفاداری کرنا اور دلی اطاعت اور فرمانبرداری سے خدمات بجا لانا اس خاندان کے خمیر میں موجود ہے۔ گورنمنٹ انگلشیہ کی زبردست شہادتیں اس خاندان کی وفاداری اور نمک حلالی کا اعتراف کرتے ہوئے پیش ہو چکی ہیں۔

میرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان اسی معزز و محترم خاندان میں سلطنت انگریزی کی یادگار ہیں جنکو خود خدا تعالیٰ اپنے زبردست آسمانی منشا کے پورا کرنے کے لئے

مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام پر مبعوث فرمایا ہے اور اس نے چاہا ہے کہ جملہ غلط معتقدات اور فساد انگیز روشوں کو بدل دے جو خود غرضانہ ناپاک نفسانی منشاؤں کو پورا کرنے کیلئے ڈالی گئی ہیں اور اسلام کی پاک تعلیم کو اس کے اصلی اور ابتدائی رنگ میں ظاہر کرے جس سے صلح و محبت کی بو صاف ہوا اطراف عالم میں پھیل جائے اور قوموں کو پتہ لگ جائے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو جملہ انبیا صادقین اور راستباز ان متقین کی پاک صداقتوں کا جامع مذہب ہے اور سب پاک صحیفے جو خدا کیطرف سے نازل ہوئے ہیں اور جناب ابراہیم ع سے لیکر جناب مسیح علیہ السلام تک مخلوق کو پہنچائے گئے ہیں اور جس کی تبلیغ کل انبیاء نے کی ہے وہ اپنی اصلی صورت اور سیرت میں قرآن کریم کے اندر محفوظ ہیں۔ یہ تبلیغ حق کا رنگ جو مسیح موعود اور مہدی معہود نے اختیار کیا ہے پاک جماعت انبیاء اور مرسلین کے رنگ پر ہے اور اس زمانہ میں اسواسطے ایک نرالا رنگ ہے اور اس میں شک نہیں کہ پرانے طریقوں اور تعلیموں کے دلدادہ لوگوں کو خواہ کسی قوم کسی مذہب اور کسی طبقہ میں ہوں ناگوار گذرتا ہے اور وہ صرف ایسی خیالی تعلیموں پر مرتے ہیں جن میں زندگی کی روح نہیں ہے اور اسی لئے وہ تعلیمیں انسانی اصلاح و فلاح کا اثر پیدا کرنے میں کمزور ہو گئی ہیں خدائی تعلق اور باطنی طہارت اور مذہب کی سچی فرمانبرداری سے قومیں دور جا پڑی ہیں۔ مذہب کی بیجا حمایت جو بلا دلیل و برہان ہو اور جس میں صداقت اور حقانیت کا کوئی نشان نہ ہو کچھ بھی اثر پیدا نہیں کر سکتی۔ مخلوق کی سچی خیر خواہی اور انسانوں کی واقعی مفید اور نتیجہ خیز اصلاح اسی تعلیم کے ذریعہ سے ہوگی جو مسیح موعود نے اختیار کی ہے اس پاک اور مفید تعلیم کی تفصیل سے اس امن پسند مصلح جو انسان کی تالیفات اور تصنیفات جو اس کے آغاز دعویٰ سے اب تک ملک میں شائع ہو چکی ہیں بھری پڑی ہیں ہزار ہا اشتہار اور سینکڑوں رسالے جو ملک میں پھیلائے گئے ہیں مسیح موعود کے پاک اغراض کو ظاہر کرتے ہیں انمیں ہر ایک پہلو پر مفصل بحث کیگئی ہے۔ حقوق اللہ کے متعلق بنی نوع انسان کے حقوق کے متعلق جس کو حقوق العباد بھی کہتے ہیں اور پھر اس کے ضمن میں گورنمنٹ انگلشیہ کے حقوق اور اس کے ساتھ وفادارانہ تعلق کی نسبت جس زور و شور سے کلام ہوا ہے وہ اپنی طاقت میں اپنی صداقت میں اپنے زور دلایل میں لاجواب ہے اور اپنی لاثانی جامعیت کو ظاہر کرتا ہے۔ گو اندرونی اور بیرونی مخالفین نے اپنے دلوں کی بیماری کے سبب سے جو بغض و حسد یا بد اعتقادیوں کے راسخ ہو جانے کی وجہ سے انہیں پیدا ہو گئی ہے اس کا خلاف کیا ہے اور کوشش کرتے ہیں کہ غلط الزاموں افترا پردازیوں غلط بیانیوں اور بیجا تہمتوں سے اسکی سچی اور مفید تعلیم کو جو رعایا اور گورنمنٹ دونوں کے حق میں مبارک ہے قوموں کے دل نشین ہونے سے روک دیں۔ مگر پھر بھی آسمانی تائیدات اور خدا کے زبردست نشانوں سے وہ تعلیم پھیل رہی ہے اور خدا کے راستباز بندے مشرق و مغرب سے اس کے پاس چلے آتے ہیں اور اس کی پاک صحبت سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔

اس خدا کے برگزیدہ نے ایک قوم خدا کی فرمانبردار اور گورنمنٹ کی وفادار تیار کی ہے جو احمدی قوم کے نام سے موسوم ہے اس قوم کے افراد مختلف طبقوں سے ہیں۔ سنی۔ شیعہ۔ مقلد۔ غیر مقلد کی تفریق اس جماعت احمدیہ میں باقی نہیں رہی ہر ایک شخص جو اس جماعت میں داخل ہوتا ہے وہ ان تنازعات کو قطعاً ترک کر دیتا ہے جو اسلام کے مختلف فرقوں میں موجب تفرقہ ہوتے ہیں فروعات کی بحثیں اور لایعنی مسائل پر گفتگو بند ہو جاتی ہے۔ باہمی محبت اور صلح تحقیق حق اور اصلاح حال کی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ مذہبی عناد اور فرقہ بندی سے نفرت کی جاتی ہے۔ پوری سلامتی اور صدق سے قرآن کریم کے احکام اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح سنن کی پیروی ہر ایک احمدی کی اصلی

غرض ہوتی ہے فضول اور لاطائل جھگڑوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اللہ کے فرائض اور بنی نوع انسان کے متعلقہ فرائض کی سمجھ پیدا کی جاتی ہے۔ دیگر اہل مذاہب کے ساتھ صرف اس وجہ سے کوئی عداوت نہیں رکھی جاتی کہ وہ کیوں دیگر مذاہب کے پابند ہیں۔ اس خلاف کا منشاء من حیث المذہب ہوتا ہے نہ من حیث الافراد مذہب۔ ایسی باتیں یا ایسا اعتقاد جو خدا کی شان اور اس کی پاک صفات کے برخلاف ہوتا اس کا خلاف کیا جاتا ہے۔ حجت ہائے قاطعہ اور براہین ساطعہ سے اس اعتقاد کی شناعت کو ثابت کیا جاتا ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ ہر ایک مذہب ان بد اعتقادیوں سے بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے جو خدا کی شان اور اس کی صفات کے منافی ہیں کیونکہ ان بداعتقادیوں کی وجہ سے مذاہب میں جو ہر قسم کی بدراہی اور فساد پیدا ہو کر اس یگانہ صاحب قدرت خدا سے انحراف ہو گیا ہے اور اس کی سچی اطاعت اور فرمانبرداری کو ترک کر کے لوگ فسق وفجور میں مبتلا ہو گئے ہیں اور سلامتی کے طریق کو چھوڑ بیٹھے ہیں یہ اس کامل بالقدرت زندہ خدا کا چہرہ دیکھ لیں اور اس کی الفت کا پیالہ پی کر اس کے ساتھ سچی محبت اور وفا کا طریق اختیار کریں۔ تاکہ دین و دنیا میں ان کا بھلا ہو اور وہ ہر قسم کے دکھوں اور دردوں سے جو ان کے شامت اعمال کے سبب سے ان کے عائد حال ہو رہی ہیں نجات پاویں اس اجنبیت کو دور کرنے کے لئے جو ہر ایک مذہب میں باوجود ایک خدا ہونے کے پیدا ہو گئی ہے اور واحد خدا کی مخلوق غلط کاریوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر راستبازوں کی نسبت بدظنیاں پیدا کر کے خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہوں سے ناآشنا ہو گئے اور وحدت کے اصول سے نفع حاصل کرنا بھول گئے ہیں اور اس غرض کے لئے کہ نفرت وکدورت باہمی دور ہو جائے امن وسلامتی اور صلح وآشتی کی تعلیم کے قریب آ جائے۔ اس زمانہ کے امام مصلح۔ مجدد۔ یار بیغامبر نے خدا کے علم سے علی الاعلان اشتہار دیا ہے کہ میں مسلمانوں کیلئے مہدی ہوں۔ عیسائیوں کے لئے آنیوالا مسیح ہوں اور آریوں اور ہندوؤں کے لئے وہ نشکلنک یا کرشن اوتار ہوں جو اس زمانہ میں وعدہ دیے گئے ہیں۔ جن روایات یا اندراجات کتب الہامی کی بنا پر یہ عقیدہ کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا مصلح موعود خدا کی طرف سے آنیوالا ہے قائم ہوا ہے ان روایات اور اندراجات پر اس مدعی نے معقولی اور منقولی رنگ میں اپنے دعویٰ کو پیش کیا ہے اور ہر پہلو سے اس پر بحث کر کے نہایت واضح دلائل پیش کئے ہیں وہ خدا کے فضل اور اس زمانہ کے . . . آسمانی اور زمینی نشانات سے کامیاب ہوا ہے اور ان سب باتوں کا اپنی تالیفات اور تصنیفات میں اس نے مفصل ذکر کیا ہے۔ اس کا یہ دعویٰ یا پیغام کسی حسد عداوت یا خود غرضی کی بنا پر نہیں ہے بلکہ محض خیر خواہی سے خدا تعالیٰ کے امر سے وہ اس پر قائم ہوا ہے۔ اس نے جملہ مذاہب کے پاک بانیوں اور ان کے راستبازوں سے انکار نہیں کیا بلکہ ان کی عظمت اور بزرگی کو تسلیم کیا ہے اور ان کے اس تعلق کو جو وہ اپنے اخلاص اور محبت سے خدائے یگانہ کے ساتھ رکھتے تھے نہایت صفائی سے بیان کیا ہے اور اس کا اقرار کیا ہے۔

ہاں اس حق پرست خدا کے غیرت مند موعود نے انکی ایسی عظمت کو جو خلاف شان خدا وصفات خدا اور ان پاک برگزیدوں کی تعلیم کے منافی ان کے ماننے والوں نے ظاہر کی ہے تسلیم نہیں کیا اور اس بات پر اس خدا کے واسطے غیرت مندی نے سختی سے زور دیا ہے اور کوشش کی ہے کہ وہ اس غلطی کو دور کریں اور صرف اسی قدر عظمت اور عزت کسی بانی مذہب کی تسلیم کریں جو خود خدا نے ان کو دی ہے یا انکی سچی تعلیم سے پیدا ہوتی اور خدا کی صفات کے منافی نہیں ہے اس تعلیم کے پھیلانے اور اس حق وصداقت کے ظاہر کرنے میں بیشک اس نے کسی مذہب یا اہل مذہب کا لحاظ نہیں کیا اور کسی قسم مداہنت یا بیجا خوشامد کے طریق کو پسند نہیں کیا اور نہ کسی کی ناراضگی یا بدگوئی کی پرواہ کی ہے۔ اس کی یہ تعلیم جو صرف خدا تعالیٰ کی عظمت اور شان کو قائم کرتی ہے اس کی ہر ایک تصنیف میں نہایت صفائی سے موجود ہے اور اس سچی اور پاک بے عیب تعلیم کو پیش کرنا ہر ایک احمدی کے لئے فخر کا موجب ہے۔

اس نے اس طوفان سے بچنے کے لئے جو طبائع کی شورش اور فساد سے خلاف منشاء الٰہی عالم میں پیدا ہوا ہے یا کسی طوفان ہلاکت کے آئندہ پیدا ہونے کی خبر ہے ایک سفینہ تیار کیا ہے جس کا نام کشتی نوح رکھا گیا ہے۔ یہ ایک رسالہ ہے جو ملک میں شایع ہوا ہے قوم احمدی کے لئے خصوصاً اور جملہ عالم کیلئے عموماً بہت مفید اور مبارک سبق اسمیں درج ہیں اور امام کا حکم ہر ایک احمدی کو یہ ہے کہ جو مرید اس کتاب کے سبقوں کو حفظ کرتا اور اس کی تعلیم پر عمل کرتا ہے وہی اس کا مرید ہے اور وہی ہے جو خدا کے نزدیک اسکی کشتی پر سوار یا سوار ہونے کا امیدوار ہے وہ بیشک اس زمانہ کا نوح ہے مگر اس کی کشتی صرف اسی شخص کو اس زمانہ کے طوفان سے بچا سکتی ہے جو اس کے حکموں پر چلتا اور اسکی ہدایتوں کو عمل میں لاتا اور اسکی تعلیم کا صدق دل سے پابند ہوتا ہے۔ وہ جو اس کے حکموں کی پیروی نہیں کرتا اور اسکی پاک باتوں کا شنوا نہیں ہوتا اور اسکی پاک تعلیم کی پرواہ نہیں کرتا اور اسکی شرایط بیعت کا پابند نہیں ہوتا وہ اسکی کشتی سے دور ہے اور وہ خدا کے فضل سے مہجور ہے وہ خدا جو کہ دلوں کو دیکھتا ہے نہ کہ ظاہر کو اور وہ جو حال کو دیکھتا ہے نہ کہ قال کو ایسے مرید کی کچھ پرواہ نہیں کرے گا اور وہ باوجود قریب ہونے کے دور رہے گا اس کا مرید ہونا کچھ کام نہیں آئے گا وہ ہلاکت کے حوالہ کیا جائے گا۔ جہاں سوائے دانت پیسنے اور رونے کے اس کو کچھ حاصل نہ ہوگا۔

اب میں یہاں ہر ایک اہل دل عقلمند باہوش وحواس انسان سے سوال کرتا ہوں کہ کیا ایسا انسان جس کی یہ تعلیم ہے اس قابل ہے کہ رد کیا جائے اور اسکی ایسی پاک تعلیم سے انکار کیا جائے۔ اور اسکی ہمدردانہ کارروائیوں کو نابود کرنے کے لئے ناکامیاب کوشش کیجائے اور بدظنی کا مواد پیدا کر کے ان حقایق حقہ کو جو وہ ظاہر کرتا ہے برے اور خلاف پیرایوں میں دکھلایا جاوے اور اس کو ایک مفسد اور بدخواہ گورنمنٹ ثابت کرنے کی تمرد در کوشش کیجائے اللہ اللہ اگر یہ غریب صلح جو برگزیدہ انسان جو ہر رنگ میں گورنمنٹ انگلشیہ کا آسمانی مرضی سے خیر خواہ وفادار ہے اور ہر وقت گورنمنٹ کی حمایت کے لئے تیار ایک کثیر جماعت کا امام اور سردار ہے مفسد اور بدخواہ گورنمنٹ ہے تو پھر مشرق سے مغرب تک کسی خیر خواہ گورنمنٹ کا پیدا ہونا یا تلاش کرنا سخت مشکل اور محال ہے۔

اے دیکھتی آنکھو اور اے سننے کانوں ان صداقتوں اور سچی باتوں کا جو نہایت وضاحت سے سچے اور صحیح اقرار سے روز روشن میں بلاخوف لومۃ لائم کے ملک کے اندر ظاہر ہو رہی ہیں۔ انکار کرنا اور ان کو پوشیدہ کرنا تم کو کیوں پسند آیا ہے۔ اے اسلام کے ماننے والی قوم جو پہلے ہی ۷۲ کی فرقہ بندی میں مبتلا ہے کیوں اسلام کے اقبال و دولت کا زوال چاہتی ہے کیوں اس کو اچھے حال میں دیکھنا پسند نہیں کرتی کیا یہ بات سچ ہے کہ (محمد) نے جو حساب جمل یعنی ترتیب ابجدی کے لحاظ سے ۹۲ کا عدد اپنے اندر رکھتا ہے ہفتاد و دو یعنی بہتر فرقے تجھ میں پیدا کر دیے ہیں۔ اب کہ دنیا کا آخری دن ہے اور فیصلہ کا وقت قریب ہے اس حسد کو چھوڑ اور خدا کے پاک منشاء کو سمجھ اور اس آخری صلح وآشتی

جہنڈے کے نیچے آتا کہ خدا کا ہاتھ تیرا محافظ ہو۔ دیگر اہل مذاہب شاید عداوت اور بغض کی وجہ سے اسلام کی ترقی و اقبال کے خلاف کوشش کرنا اپنی بہتری کا موجب سمجھتے ہوں۔ مگر گورنمنٹ یہ توقع ان کی ہاں میں ہاں ملانے اور دست نگر رہنے میں کیسے ہو سکتا ہے دیکھو تو بیرون کی ہم زبان نہ ہو اپنے اور بیگانے میں تمیز پیدا کر اور خدا کا خوف کر خیر خواہ کو بد خواہ مت خیال کر بیگانوں کی مخالفت پر تو خوش نہ ہو جن سے تو اس کو بیگانہ سمجھیں گے مگر تیرا تو وہ واقعی یگانہ ہے پس تو یگانہ کو بیگانہ سمجھ باز آ باز آ خدا کا ہاتھ زبردست ہاتھ ہے یار غالب شو کہ تا غالب شوی۔

مسیح موعود کی پاک اور مفید تعلیم کی نسبت بدگمانی پیدا کرانا گویا آفتاب کو چھپانا ہے یہ تعلیم کیا بلحاظ نظام جسمانی کے اور کیا بلحاظ نظام روحانی کے امن کی تعلیم ہے۔ اس تعلیم کا لانے والا محبت و وفا صلح و اتقا صدق و اخلاص سے خمیر کیا گیا ہے وہ راستی کا عصا ہے مبارک ہے یہ سلطنت انگلشیہ جس کی ظل حمایت میں خدا نے اس کو قائم کیا ہے۔ یہ سلطنت اپنے عدل و انصاف اور مذہبی صداقتوں کو غیر متعصبی کی نگاہ سے دیکھنے میں لاثانی ہے اسی لئے مختلف المذاہب قوموں پر خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے اسے اقتدار تام بخشا ہے اور مسیح موعود جیسا دعاگو اور احمدی قوم جیسی تابعدار و وفادار دیانتداری سے اپنے فرائض کو ادا کرنے والی قوم اس کو عطا کی ہے

ہاں قادیان ہی وہ دارالامان ہے جس سے امن و سلامتی اور صلح و آشتی کی تعلیمیں نافذ ہوتی ہیں۔ قادیان کے اندر احمدی قوم کے امام اور سردار کے زیر سایہ زندگی بسر کرنیوالے بزرگ ہی اس قابل ہیں کہ دنیا میں عزت کی نظر سے دیکھے جائیں۔ ان بزرگوں کی شب و روز کی دینی خدمات جو وہ نہایت اخلاص اور دردمندی سے بجا لا رہے ہیں اس لائق ہیں کہ اسلام کی بہتری چاہنے والے اور مسلمانوں کی صلاح و فلاح کی فکر کرنیوالے ان کی پیروی کریں۔

اسی امن و امان کے مکان سے حق و صداقت کی حمایت ہوتی ہے۔ اسلام کے وہ انوار جن سے دنیا بے خبری کی تاریکی میں پڑی ہوئی ہے اور جن کی حق کے متلاشیوں کو ضرورت ہے قادیان کے مشرق سے نمودار ہو کر خدا کے بے نفس بندوں کے ذریعہ سے اکناف عالم میں یورپ اور امریکہ تک پھیل رہے ہیں۔ ان مہاجرین کے اقوال و افعال دین کی نورانیت کو ظاہر کر رہے ہیں اور ان کا حال و قال فنا فی اللہ کا رنگ دکھلا کر پورے جوش سے اسلام کی ترقی پر تلا ہوا نظر آتا ہے ان کی جسمانی ہمتیں اور دعائیں رات دن اس خدمت میں مصروف ہو رہے ہیں۔ اسی دارالامان میں وہ درس گاہ بھی قائم ہے جو اسم بامسمی تعلیم الاسلام ہے۔ گلستان اسلام کے نوخیز نونہال جو اس درس گاہ میں تعلیم پا رہے ہیں ان کی پرورش جس طریق سے اس چمن میں ہو رہی ہے اور آسمانی باغبان کی نگرانی میں جس طرح سے ان پودوں کی آبیاری کی جاتی ہے نور الدین جیسا نافع الناس عالم بے بدل جس کا علم قرآن اور جس کا روشن دماغ ہر ایک میدان میں بالا سے بالا۔ دلائل حقیت اسلام پر پیش کرتا ہے انجمن صدر احمدیہ قادیان کی صدارت پر ممتاز ہو کر اپنے بے نفس اصحاب کی مدد سے اس درس گاہ کی نمو و پرداخت میں مشغول ہے۔ صبح سے لے کر شام تک ہر ایک طبقہ میں ہر طرح کے علوم کا فیضان بانٹ رہا ہے۔ درس قرآن۔ درس حدیث۔ درس فقہ۔ درس علم کلام۔ درس تصوف۔ درس علم طب غرضیکہ ہر ایک شاخ میں اسی طرح جب قوم اور مخلص خادم مسیح موعود کا روشن دماغ کام کر رہا ہے۔ اور مولوی سید محمد احسن صاحب جو علم مناظرہ میں ید طولی رکھتے ہیں مخالفین کی تحریرات اور تصنیفات کے قلع و قمع کرنے میں سر تا پا مصروف ہیں۔ ریویو آف ریلیجنز کا ایڈیٹر اپنے ہی دھن میں لگا ہوا ہے وہ یورپ اور امریکہ میں ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ سے اسلام کی زبردست تحریک کر رہا ہے اور اس سلسلہ کا سردار اور امام حضرت مسیح موعود اپنی روحانی فوج کے ساتھ رات دن دعاؤں میں لگا ہوا ہے اور اپنے پاک انفاس سے ہر قسم کے باطل کو پاش پاش کر کے اپنی روحانی فوج کی ترقی کے واسطے میدان خالی کرا رہا ہے جس سے امید پر چہ بڑھ کر یقین دلاتی ہے کہ گلستان اسلام کی پر رونق بہار کے دن آنیوالے ہیں۔

دارالامان کے بزرگوں کی مساعی جمیلہ جس طرح اسلام کی پاک روشنی کو ظاہر کر رہی ہیں اسی طرح گورنمنٹ انگلشیہ کے لئے ملک میں امن و امان کی روح پھونکنے والی ہیں اس سلسلہ احمدی کے سردار کی تعلیم اور ان بزرگوں کی نصائح مبارک ہیں قوم کے حق میں۔ مبارک ہیں گورنمنٹ کے حق میں وہ دل جو اس سرزمین میں تیار کئے جاتے ہیں یا تیار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے سچے ہمدرد دل ہیں اسلام کے اور سچے ہمدرد ہیں بنی نوع انسان کے اور سچے ہمدرد و وفادار دل ہیں گورنمنٹ انگلشیہ کے دارالامان کا ہر ایک اخبار یا رسالہ ہر ایک تحریر چھوٹی ہو یا بڑی اس وفاداری کا سبق اپنے اندر رکھتی ہے جو ان کا امام خدا کے حکم سے ان کو دیتا ہے۔ مبارک ہیں وہ احمدی جو اس وفاداری کے سبق کو یاد رکھتے ہیں اور مبارک ہیں وہ بزرگان قوم جو یہ وفاداری کا سبق یاد کراتے ہیں اور مبارک ہے وہ مقام جس سے یہ وفاداری کی تعلیم ملک میں پھیلتی ہے اور مبارک ہے وہ امام جو اس وفاداری کی تعلیم دیتا ہے اور یہ مبارک ہے وہ گورنمنٹ جس کے عہد حکومت میں یہ وفاداری کی تعلیم محض صدق و راستی کی پیروی کر کے خدا یکتا کا جلال پھیلانے کے واسطے دیجاتی ہے تاکہ جیسی اسکی مرضی آسمان پر ہے زمین پر بھی قائم ہو اور آسمان و زمین کا صرف ایک ہی یگانہ خدا تسلیم کیا جاوے اور اسی کی سچی فرمانبرداری کا جوا گردن پر رکھا جاوے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر کہ ہر قسم کی قدرت اور طاقت تیرے ہی ہاتھ اور حقیقی نجات تیرے ہی فضل پر موقوف ہے۔

آخر پر حضور مسیح موعود کا ایک چھوٹا سا خط درج کیا جاتا ہے جو آپ نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کے نام تحریر فرمایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کس غرض سے اور کس لئے خدا کا حکم پہنچانے کیلئے بھیجے گئے ہیں۔ یہ مختصر خط بجائے خود احمدی قوم کیلئے ایک یاد رکھنے والا سبق ہے۔ جس سے زندگی بسر کرنیکا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک احمدی کو اپنے امام کے حکموں پر چلنے کی پوری توفیق بخشے اور ایسا ہو کہ وہ امام کے منشاء کے مطابق وفاداری کا طریق اختیار کریں اور غربت اور عجز سے زندگی بسر کرنیوالے ہوں

حضرت مسیح موعود کا پورا نا خط حضرت مولوی نور الدین صاحب کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ عاجز (مؤلف براہین احمدیہ) حضرت جل شانہ کیطرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی کی طرز پر کمال مسکینی و فروتنی اور غربت اور تذلل اور تواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو راہ راست سے بے خبر ہیں صراط مستقیم (جس پر چلنے سے حقیقی نجات حاصل ہوتی ہے اور اسی عالم میں بہشتی زندگی کے آثار اور قبولیت اور محبوبیت کے انوار دکھائی دینے لگتے ہیں) دکھاوے۔ ۱۸ مارچ ۱۸۸۶ء

حضرت مسیح موعود کا عاجز خادم خاکسار میر حامد شاہ۔ حال مقیم قادیان۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۸ء

کلام المسیح

آج ۵ ستمبر صبح ۹ بجے حضرت روح اللہ کے دست مبارک پر دس بارہ آدمیوں نے دارالبرکات کے صحن میں بیعت کی۔

حضور نے ایک لمبی تقریر فرمائی۔ جس کا خلاصہ عرض ہے۔ کیونکہ عاجز کو وہاں حاضری کا موقع مل گیا تھا۔ فلیبلغ الشاھد الغائب

حدیث میں آیا ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ اب جو تم لوگوں نے بیعت کی۔ تو اب خدا تعالیٰ سے نیا حساب شروع ہوا ہے پہلے گناہ صدق و اخلاص کے ساتھ بیعت کرنے پر بخشے جاتے ہیں۔ اب ہر ایک کا اختیار ہے کہ اپنے لئے بہشت بنالے یا جہنم۔

انسان پر دو قسم کے حقوق ہیں۔ ایک تو اللہ کے دوسرے عباد کے پہلے میں تو اسی وقت نقصان ہوتا ہے جب دیدہ دانستہ کسی امر اللہ کی مخالفت قولی یا عملی کیجائے مگر دوسرے حقوق کی نسبت بہت کچھ بچ بچ کے رہنے کا مقام ہے۔ کئی چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں جنہیں انسان بعض اوقات سمجھتا بھی نہیں۔ ہماری جماعت کو تو ایسا نمونہ دکھانا چاہئے۔ کہ دشمن پکار اٹھیں کہ گو یہ ہمارے مخالف ہیں مگر ہم سے اچھے۔ اپنی عملی حالت کو ایسا درست رکھو کہ دشمن بھی تمہاری نیکی خدا ترسی اور اتقاء کے قائل ہو جائیں۔ یہ بھی یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی نظر جذر قلب تک پہنچتی ہے پس وہ زبانی باتوں سے خوش نہیں ہوتا۔ زبان سے کلمہ پڑھنا یا استغفار کرنا انسان کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ جب وہ دل و جان سے کلمہ یا استغفار نہ پڑھے بعض لوگ زبان سے استغفر اللہ کرتے جاتے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ اس سے کیا مراد ہے مطلب تو یہ ہے کہ پچھلے گناہوں کی معافی خلوص دل سے چاہی جائے اور آئندہ کے لئے گناہوں سے باز رہنے کا عہد باندھا جائے اور ساتھ ہی اس کے فضل و امداد کی درخواست کیجائے اگر اس حقیقت کے ساتھ استغفار نہیں ہے تو وہ استغفار کسی کام کا نہیں انسان کی خوبی اسی میں ہے کہ وہ عذاب آنے سے پہلے اس کے حضور میں جھک جائے اور اس کا امن مانگتا رہے عذاب آنے پر گڑگڑانا اور روتا اور چلانا تو سب قوموں میں یکساں ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ خدا کا عذاب چاروں طرف سے محاصرہ کئے ہوئے ہو ایک عیسائی ایک آریہ ایک چوہڑا بھی اس وقت پکار اٹھتا ہے کہ الٰہی ہمیں بچائیو۔ اگر مومن بھی ایسا کرے تو پھر اسمیں اور غیروں میں فرق کیا ہوا۔ مومن کی شان تو یہ ہے کہ وہ عذاب آنے سے قبل خدا تعالیٰ کے کلام پر ایمان لاکر خدا کے حضور گڑگڑائے۔ اس بات کو اس نکتہ کو خوب یاد رکھو۔ کہ مومن وہی ہے جو عذاب آنے سے پہلے کلام الٰہی پر یقین کرکے عذاب کو وار دیکھے۔ اور اپنے بچاؤ کے لئے دعا کرے دیکھو ایک آدمی جو توبہ کرتا ہے دعا میں لگا رہتا ہے تو وہ صرف اپنے پر نہیں بلکہ اپنے بال بچوں پر اپنے قریبیوں پر رحم کرتا ہے کہ وہ سب ایک کے لئے بچائے جا سکتے ہیں ایسا ہی جو غفلت کرتا ہے تو نہ صرف اپنے لئے برا کرتا ہے بلکہ اپنے تمام کنبے کا بدخواہ ہے۔

یہ بڑا نازک وقت ہے خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ مشتعل ہے نہیں معلوم کہ آئندہ موسم طاعون میں کیا ہونیوالا ہے اس کا کلام مجھے اطلاع دیتا ہے۔ کہ آگے سے بڑھکر مری پڑے گی پس مومنو! قوا انفسکم واھلیکم نارا۔ دعا میں لگے رہو۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ما یعبؤ بکم ربی لولا دعاؤکم۔ ایک انسان جو دعا نہیں کرتا اس میں اور چارپائے میں کچھ فرق نہیں ایسے لوگوں کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے یاکلون کما یاکل الانعام والنار مثوی لھم۔ یعنے چارپایوں کی زندگی بسر کرتے ہیں اور جہنم ان کا ٹھکانا ہے۔ پس تمہاری بیعت کا اقرار اگر زبان تک محدود رہا تو یہ بیعت کچھ فائدہ نہ پہنچائیگی۔ چاہیے کہ تمہارے اعمال تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں۔ میں ہرگز یہ بات نہیں مان سکتا کہ خدا کا عذاب اس شخص پر وارد ہو جس کا معاملہ خدا تعالیٰ سے صاف ہو۔ خدا اسے ذلیل نہیں کرتا جو اسکی راہ میں ذلت اور عاجزی اختیار کرے یہ سچی اور صحیح بات ہے۔ مرنا تو بیشک سب نے ہے مگر یہ موتیں جو آجکل ہو رہی ہیں یہ تو ذلت کی موتیں ہیں خدا اس سے محفوظ رکھے کہ ایک ابھی دفن نہیں ہوا تھا کہ دوسرا جنازہ تیار ہے پس راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو کوٹھڑی کے دروازے بند کرکے تنہائی میں دعا کرو۔ کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اپنا معاملہ صاف رکھو۔ کہ خدا کا فضل تمہارے شامل حال ہو جو کام کرو نفسانی غرض سے الگ ہو کر کرو۔ تا خدا کے حضور اجر پاؤ۔ حضرت علیؓ کی نسبت روایت ہے کہ ایک کافر نے جسپر قابو پا چکے تھے ان کے منہ پر تھوکا تو آپ نے چھوڑ دیا۔ اس نے پوچھا کیوں تو فرمایا اب میرے نفس کی بات درمیان میں آگئی اس نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نفسانی کاموں سے اسقدر الگ ہیں تو مسلمان ہوگیا ایسے ایسے عملی نمونوں سے وہ کام ہو سکتا ہے جو کئی تقریریں اور وعظ نہیں کرتے۔

اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

بازدو دعوے کا مقدمہ اور مسلمان بی بی کا عیسائی نکلنا

جناب من۔ فیروزپور کا شہاب الدین ناطق والا مقدمہ جسمیں انہوں نے اپنی بیوی پر بازدعوی کی نالش کی تھی جب منصف صاحب فیروزپور کی عدالت میں ڈگری ملگئی تو اجرائے ڈگری کے وقت مولوی فضل الرحمن نے جو مدعی کے خسر ہیں کہا کہ مدعی کی بیوی عیسائی ہوگئی ہے اور چونکہ عیسائی ہو جانے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ لہذا مدعی کو بازو نہیں ملسکتا ہے۔ اسپر مدعی نے صاحب سشن جج فیروزپور کی عدالت میں اپیل کیا۔ صاحب سشن جج نے نہایت دادرسی اور حق شناسی کے واقعات اور شہادتوں کی بنا پر نہایت منصفانہ فیصلہ دیا کہ لڑکی جس کے بازدعوی کی نالش ہے بدنیتی سے عیسائی ہے۔ یا بنائی گئی ہے۔ واقعات اسکی نیک نیتی کی شہادت نہیں دیتے اور شہادتیں ثابت کرتی ہیں کہ وہ اب بھی عملاً اسلام کی پابند ہے۔ لہذا چونکہ بدنیتی سے وہ عیسائی ہے۔ اسلئے نکاح فسخ نہیں ہوا۔ مدعی کو بازو ملنا چاہیئے۔ اگر مسماۃ مریم (یعنے مسماۃ جنت بی بی دختر مولوی فضل الرحمن و زوجہ شہاب الدین ناطق) اپنے خاوند کے گھر نہ جائے تو ۶ ماہ کے لئے سول جیل میں بھیجی جائے۔ اسپر لڑکی کے ہٹ دہرم باپ نے چیف کورٹ میں اپیل کیا ہے جو رکھ لینا ہوگیا ہے سمن جاری ہونیوالے ہیں دیکھئے فاضل جج اس اہم مقدمہ میں کیا فیصلہ دیتے ہیں گو صاحب سشن جج کا فیصلہ قابل اعتراض نہیں مگر تاہم آنریبل جج کے فیصلہ کا ضرور انتظار ہے۔ علمائے دین کو اس موقع پر ضرور اس مسئلہ کے فیصلہ کیطرف کامل توجہ کرنی چاہیئے۔ (راقم ناظر)

محکمہ ڈاک میں مزید رعایات

وزیر ہند نے اس محکمہ میں ذیل کی مزید رعایات منظور کی ہیں جنکے متعلق گورنمنٹ آف انڈیا کے کامرس و تجارت کے ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے اعلان شائع ہوگیا ہے + رعایات۔ نصف آنہ میں جبکہ آگے ¾ (پون) تولہ وزن کی چٹھی ہندوستان میں بذریعہ ڈاک جا سکتی تھی۔ اب اس کی بجائے ایک تولہ تک جاسکیگی۔ (۲) ایک آنہ میں جبکہ آگے صرف ½۲ تولہ وزن کی چٹھی جاسکتی تھی اب دس تولہ تک جاسکیگی۔ اور ہر دس تولہ یا دس تولہ کی کسر کیلئے ایک آنہ چارج کیا جاویگا۔

انجمن احمدیہ مونگیر اور ہماری احمدیوں کو دعوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم - انجمن احمدیہ مونگیر (جو قریب چار برس سے قائم ہے - مگر بے توجہی ممبران کی وجہ سے عملی کارروائی بہت کم کر سکی ہے) کے چند ممبر اب بموجب ارشاد و تاکید حضرت اقدس یہ چاہتے ہیں کہ پوری مستعدی کے ساتھ اس انجمن کو مطابق قواعد شائع کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان مضبوطی کے ساتھ قائم کرکے صدر انجمن احمدیہ کی ایک شاخ قرار دیجائے تاکہ عملی کارروائی اب سے برابر پوری کامیابی کے ساتھ عمل میں آیا کرے - مگر چونکہ صوبہ بہار میں ابھی تک احمدیوں کی جماعت بہت مختصر اور مختلف جگہوں میں ہے اس لئے یہ رائے قرار پائی ہے کہ تمام صوبہ بہار کے احمدیوں کو بتاریخ ۲۲ ستمبر بروز اتوار بمقام مونگیر جمع کیا جائے اور بمشورہ کُل احباب کے امور طے پائیں - چنانچہ جن حضرات کے نام ممبران انجمن کو معلوم تھے اُن کے نام سے خطوط دعوت بھی روانہ کئے گئے ہیں اور اب اس اخبار گوہربار کے ذریعہ سے بھی اضلاع مونگیر بھاگلپور، پورنیہ، پٹنہ، مظفرپور، دربھنگہ، چھپرا، شاہ آباد، ہزاری باغ وغیرہ غرضیکہ تمام صوبہ بہار کے احمدیوں کو اطلاع دیجاتی ہے کہ بتاریخ ۲۲ ستمبر بروز اتوار انجمن احمدیہ مونگیر کو باضابطہ بنانے کے لئے کمیٹی ہوگی اُس میں آپ کل صاحبان کی شرکت بہت ضروری ہے اور امید کی جاتی ہے کہ آپ صاحبان اس کام کو دینی کام سمجھکر اور اپنے اقرار "دین کو دُنیا پر مقدم رکھونگا" کا خیال فرماکر ۲۲ ستمبر کو ہی بمقام مونگیر محلہ لاڈرپور غریب خانہ اس عاجز کے کہ جہاں احباب کے قیام اور کمیٹی کا بندوبست کیا گیا ہے تشریف لائینگے - اور اپنے آنے کی اطلاع کم سے کم چار روز قبل بھی ضرور خاکسار کو مطلع فرمائینگے - اگر آپ لوگوں نے اس پہلی ہی سیڑھی پر بے توجہی سے کام لیا تو صوبہ بہار کی اس پہلی احمدیہ انجمن کا قیام بھی محال معلوم ہوتا ہے چہ جائیکہ اور مقاموں میں بھی انجمنوں کے قائم کرنے کی تجویز پیش کی جائے - مگر خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ آپ لوگوں کے دل میں جوش پیدا کریگا اور آپ لوگ اپنا اپنا دُنیاوی نقصان گوارا کرکے بھی ضرور تشریف لائینگے - اور پھر ایک جہتی کے ساتھ ایسا کام کرینگے کہ صرف اس ایک انجمن کا قیام کیا صوبہ بہار کے کم سے کم ہر شہر میں بہت جلد جلد احمدیہ انجمنیں قائم ہو جائینگی - اخیر میں ایک عرض یہ ہے کہ جن احباب کو یہ اخبار ملے وہ صرف اپنی ہی ذات تک اس خبر کو محدود نہ رکھیں بلکہ جن جن احباب سے وہ واقف ہوں اُن تک بکوشش تمام اس خبر کو خود سے جاکر یا بذریعہ خط پہنچائیں اور مجبور کرکے اُنکو اپنے ساتھ لائیں - خدا اسکا اجر دیگا - فقط

(آپکا مخلص بھائی حکیم محمد خلیل پریسیڈنٹ انجمن احمدیہ مونگیر)

استفسار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم - بخدمت جناب حضرت اقدس خلیفۃ اللہ و رسول اللہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - اما بعد عرض چنان است کہ در معنے این آیۃ شریفہ کہ در سورۂ واقعہ است والسابقون السابقون ۝ اولٰئک المقربون ۝ فی جنّٰت النعیم ۝ ثلّۃ من الاولین ۝ وقلیل من الاخرین ۝ کہ مردم میگویند کہ مقربین گروہ ہستند از اولین کہ صحابۂ محمد رسول اللہ ہستند و مقربین اندک ہستند از آخرین کہ صحابۂ مسیح موعود ہستند - این معنے نزد مابان درست نیست بلکہ صحیح این است کہ مقربین در اولین صحابہ بسیار ہستند و در آخرین صحابہ اندک ہستند - وایضاً در اتباع مسیح موعود در آن کسان کہ در مدت اول در بیعت داخل ہستند - در آن مقربین بسیار ہستند و آن کسان کہ در بیعت آخرین باشند در آن مقربین کم ہستند - ہرچہ معنے دیگر مردم ہست درست نیست ازین سبب کہ آن از سورۂ فاتحہ مخالف ہست زیراکہ این ہم یک نعمت عظیم است کہ در اتباع مسیح موعود مقربین بسیار باشند ہمان مقدار کہ در صحابۂ محمد رسول اللہ بسیار بودند پس این نعمت بہ مسیح موعود چرا دادہ نشدہ است ۝ دیگر اینکہ از حدیث شریف نیز مخالف ہست کہ پیغمبر ما صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ است کہ مثال امت من مثل باران ہست معلوم نمی شود کہ اولش خیر است یا آخر آن - و از این آیۃ شریف نیز مخالف ہست - والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان الخ سورہ التوبہ پ ۱۱ - و ازین آیۃ شریف نیز مخالف است سورۂ جمعہ پ ۲۸ و آخرین منہم الخ الغرض درین امر فیصلہ میخواہیم - دیگر اینکہ دعای جامع میخواہیم کہ در حق مابان عاجزان مرحمت فرمودہ شود ۝ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - العارض عبد الستار افغان از قادیان - و غلام محمد افغان از قادیان -

جواب از طرف حضرت مسیح الزمان و مہدی دوران سلمہ الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہٗ ونصلی - این عاجز از سبب بیماری اسہال و تپش است ازین باعث درین امر زیادہ نتوانم نوشت حق الامر این است کہ در آیت ثلّۃ من الاولین وقلیل من الآخرین بیان آن واقعہ ہست کہ در آن زمانہ بظہور آمدہ و مراد این ہست کہ آنانکہ در اول حالت اسلام باوجود قلت جماعت و صدمہا مصائب و شدائد داخل اسلام شدند و از ہمہ نوع مصیبت ہا دیدند و صدق و وفاء خود ظاہر نمودند و جان ہائے خود درین راہ وا دند یا برائے دادن طیار شدند آن گروہ مقربین ہست لیکن این صورت اخلاص آنان را کم میسر آمدہ کہ در حالت فتح و نصرت اسلام و خاتمہ مصائب داخل اسلام شدند پس ازیشان مقربان کم ہستند و ہمین قاعدہ در زمانہ مسیح عائد می شود - واللہ اعلم بالصواب

نوٹ و نکات فرمودہ حضرت حکیم الامۃ

۱- خدا کی رحمانیت اور فضل میں یہ فرق ہے کہ رحمانیت کیلئے کسی جاذب کی ضرورت نہیں مگر فضل کے لئے کسی جاذب کی ضرورت ہے -

۲- فضل کا جاذب ایمان ہے اور ایمان اور اعمال صالحہ لازم ملزوم ہیں -

۳- نجات فضل سے ہے اور فضل کو ایمان کھینچتا ہے - جیسے جیسے ایمان مضبوط ہوتا جائیگا ویسے ویسے اعمال صالحہ بھی ترقی کرتے جائینگے -

۴- اعلیٰ درجہ کے انسانوں سے تعلق پکڑنے سے واہیات خیالات دور ہو جاتے ہیں -

۵- سیار خدا کو ڈھونڈ کر بھی اسکے پاس چلا جا کیونکہ وہ خدا کے پاس ہی رہتا ہے -

۶- بہت بکواس آدمی کے قلب کو مردہ کر دیتا ہے -

۷- کیمیا گروں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں سمجھی اگر وہ قانون قدرت پر غور کرتے کہ اللہ تعالیٰ

فیصلہ قرآنی پر نظر

یکم اگست ۱۹۰۷ء کے روزانہ پیسہ اخبار میں ایک مضمون منجانب ڈاکٹر حاجی نور حسین صاحب انچارج سول ہسپتال وانو (وزیرستان) بعنوان "فیصلہ قرآنی تکذیب قادیانی" دیکھنے میں آیا۔ اس کو دیکھکر مضمون نگار صاحب کی عقل وفکر پر کمال افسوس ہوا کہ کیونکر ان صاحب نے "فیصلہ قرآنی" عنوان رکھنے کے باوجود قرآنی دلائل سے گریز کیا ہے۔ چونکہ مضمون لمبا ہے اس لئے اس پر بطور قولہ واقول کے کلام کرنا ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا اور عجب نہیں کہ کوئی سعید روح اس سے فائدہ حاصل کرلے بنا برین اسی طرز (قولہ واقول) پر فیصلہ قرآنی پر نظر کی جاتی ہے اور پیسہ اخبار روزانہ کے ایڈیٹر صاحب سے التماس ہے کہ براہ عنایت اس کو اپنے اخبار میں کسی جگہ دیکر مشکور فرماویں جیسے کہ انھوں نے ڈاکٹر صاحب کا مضمون درج کردیا ہے اس لئے جواب کا درج ہونا بھی پیسہ اخبار میں ضروری ہے۔ اگر پیسہ اخبار نے اس مضمون کو درج نہ کیا تو اس سے صاف ظاہر ہوگا کہ پیسہ اخبار میں انصاف کا مادہ بالکل مفقود ہے۔

قولہ۔ آجکل کے شور وشغب کے زمانے میں اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر عجیب مصائب وحوادث سماوی نازل ہو رہے ہیں۔ یہ سب کچھ انحراف احکام الٰہی کا نتیجہ ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کے برخلاف چلنے کا ثمرہ۔ **علماء دین** جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے دین نبوی صلعم میں ہر طرح کی **بدعات سیئہ** جاری کر رہے ہیں۔

اقول۔ جب آپ نے اس بات کو تسلیم کرلیا ہے کہ اس زمانے میں اُمت محمدیہ صلعم کا ایسا خراب حال ہو رہا ہے اور وہ ہر ایک طرح کے حوادث و مصائب سماوی میں مبتلا ہو رہی ہے تو گویا خود اس ضرورت کو آپنے تسلیم کرلیا ہے کہ جسکا دعوےٰ حضرت میرزا صاحب نے کیا ہے کیونکہ میرزا صاحب کا بھی یہی دعوےٰ ہے کہ میں حکم عدل ہوکر اور مسیح موعود و مہدی معہود ہوکر ان تمام خرابیوں کو دور کرنے کے لئے آیا ہوں کہ جنکا ڈاکٹر نور حسین صاحب نے ذکر کیا ہے۔ کیونکہ میرزا صاحب کا کام اُن تمام بدعات سیئہ کو مٹانا اور عجیب مصائب وحوادث سماوی سے بچنے کی تدبیریں بتلانا ہے جس سے کہ وہ اُن میں گرفتار ہونے سے بچ جاویں اور ایسا ہی اس ایک بڑے سے بڑے اور مشرک بنانے والے بدعت کو دور کرنا بھی ملحوظ خاطر ہے کہ جس میں مبتلا ہوکر کثیر التعداد مسلمانوں نے حضرت عیسےٰ کو آسمان پر چڑھاکر آنحضرت صلعم کی توہین روا رکھی ہے۔ جس سے ایک نصرانی کو یہ کہنے کا حوصلہ دلایا ہے کہ گویا آنحضرت صلعم کی اللہ تعالےٰ کو ہرگز ہرگز خاطر منظور نہ تھی کیونکہ آنحضرت صلعم سے باوجودیکہ کفار نے او ترقی فی السماء کہکر آسمان پر چڑھنے کا معجزہ مانگا مگر پھر بھی اُن کو آسمان پر نہ چڑھایا گیا اور ھل کنت الا بشرا رسولا کہکر ٹالدیا گیا یعنے بشریت کو آسمان پر چڑھنے سے مانع ٹھیرایا مگر حضرت عیسیٰ کو باوجود بشر ہونے کے بھی آسمان پر چڑھا لیا جس سے یہ استدلال کرنا کسی طرح بھی بیجا نہ ہوگا کہ یا تو حضرت عیسیٰ بشر نہیں ہیں اور یا وہ قول کہ ھل کنت الا بشرا رسولا صرف آنحضرت صلعم کو ٹالنے کے لئے تھا جس سے اُس کے سچے قول ہونے کی تردید ہوتی ہے کیونکہ اگر آنحضرت صلعم بشریت کی وجہ سے آسمان پر چڑھ نہیں سکتے تھے تو حضرت عیسےٰ بھی اگر بشر ہیں تو نہیں چڑھ سکتے اگر چڑھے ہیں تو بشر ثابت نہ ہونے سے یہی قول بالا سچا ہو سکتا ہے جس سے عیسائیوں کی بن آتی ہے۔ ایسا ہی یہ بدعت بھی بڑی سے بڑی بدعت ہے جو یقین کیا جاتا ہے کہ گویا آنحضرت صلعم کو مخالفوں نے جب چاروں طرف سے گھیر کر مار ڈالنا چاہا تو اللہ تعالےٰ نے اُن کو ایک ایسی غار میں جانے کا امر کیا کہ جس میں سانپ تھے جن میں سے ایک نے حضرت ابوبکر کے پاؤں میں کاٹا بھی تھا۔ مگر جب حضرت عیسیٰ کے مخالفوں نے اُن کو گھیرا اور مار ڈالنا اور پکڑنا چاہا تو بقول ان عقل کے دشمنوں کے خدا تعالےٰ نے اُنکو آسمان پر اُٹھا لیا تاکہ کسی طرح کی اُن کو زمینی ایذا نہ پہنچ سکے مگر سوال یہ ہے کہ اگر حضرت عیسےٰ کو ایسے وقت میں اللہ تعالےٰ نے آسمان پر اُٹھایا تھا تو کیا اللہ تعالےٰ پر نعوذ باللہ ایہودیوں کا خوف طاری ہوگیا تھا جو زمین پر بچانا محال لازم آگیا تھا؟ کیا وہ قوم جو ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ الخ کی مصداق ہے ایسے ہی سخت تھی کہ اللہ تعالےٰ بھی نعوذ باللہ اُن کے حملے سے حضرت عیسےٰ کو محفوظ زمین پر نہیں رکھ سکتا تھا؟ اگر نعوذ باللہ ایسا ہی تھا تو یہ بتلانا فرض ہوگا کہ آنحضرت صلعم کو کس طرح بچا سکا کیونکہ عرب کی جنگجو قوم بھی کسی طرح کم نہ تھی جیسے کہ اُن کے کارناموں سے پایا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر بچاس بچاس برس کی لڑائی رہتی تھی اور ہزاروں کا خون خرابہ ہو جاتا تھا کیا ابوبکر اور تغلب کی لڑائی کا واقع آپکو بھول گیا؟ جب ایسی سخت قوم سے آنحضرت صلعم کو بچا لیا اور بڑی آسانی سے بچا لیا تو پھر یہودیوں سے ایسا خوف کھانا نعوذ باللہ کیسے تسلیم کیا جاوے؟ اس کے علاوہ ایک نصرانی یہ بھی اس سے نتیجہ نکال سکتا ہے کہ گویا اللہ تعالےٰ کو نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کا ہرگز ہرگز پاس نہ تھا کیونکہ جب آنحضرت صلعم کے دشمنوں نے آپ کو گھیرا تو آپ کو ایسی غار میں جانے کا حکم ہوا کہ جس میں جان کا خطرہ تھا یعنے سانپ تھے مگر جب ویسا ہی واقع حضرت عیسےٰ کے ساتھ پیش آیا تو اُن کو فوراً آسمان پر چڑھا لیا تاکہ ہر طرح کے زمینی صدمہ سے محفوظ رہ سکیں اس لئے معلوم ہوا کہ حضرت عیسےٰ کی اللہ تعالےٰ کے نزدیک آنحضرت صلعم سے زیادہ عزت ہے۔ غرضکہ ایسی ایسی ہزاروں بدعات ہیں جو جاری کر رکھی ہیں مگر تعجب تو یہ ہے کہ ڈاکٹر نور حسین صاحب کو باوجودیکہ یہ امر مسلم ہے کہ علماء دین متین جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے اُنکا ایسا خراب حال ہوگیا ہے کہ **وہ بدعات سیئہ** جاری کر رہے ہیں اور خواہ مخواہ آنحضرت صلعم کی توہین کرنے کے درپئے ہو رہے ہیں جس سے اللہ تعالےٰ کی بھی توہین لازم آتی ہے کہ گویا وہ یہودیوں سے نعوذ باللہ وہ ایسا ڈرا کہ اُس کو آسمان سے ورے حضرت عیسےٰ کے بچانے کی کوئی جگہ ہی نظر نہ آئے۔ میرزا صاحب کے مبعوث ہونے پر بُرا مناتے ہیں حالانکہ جو ٹکڑے پارچے دین کے علماء نے کر دیئے ہیں اُن کے جوڑنے کی ازحد ضرورت ہے۔ پھر نہ معلوم ڈاکٹر جی کو کیوں

مرزا صاحب کا مبعوث ہونا زہر ہلاہل کی طرح نظر آیا؟ جب کہ وہ خود لکھتے ہیں کہ امت مرحومہ عجب مصائب و حوادث سماوی میں مبتلا ہے کیا قرآنی فیصلہ لکھتے وقت ظہر الفساد فی البر و البحر کا نقشہ نظر کے سامنے سے اوتر گیا تھا کہ کیونکر ایسے وقت میں مامور من اللہ کا آنا نہایت ضروری ہے؟ اگر اس بات سے آپنے جان بوجھکر اغماض کیا ہے تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ قرآنی نہیں ہے بلکہ مکائد شیطانی ہیں کہ باوجود تسلیم ضرورت مامور کے مامور پر حملہ بازی کی جاتی ہے۔

قولہ۔ ان میں سے ایک تو مرزا صاحب ہیں جنھوں نے دعوے مسیح موعود کیا ہوا ہے گو کہ **علماء کرام** نے آپ کو ہزاروں چیلنج دیئے اور میدان میں مباہلہ و مباحثہ کے واسطے بلایا مگر آنجناب قادیان سے باہر نکلے

اقول۔ خود ہی غور کریں کہ جن علماء کی ایسی گندی حالیت کو آپ تسلیم کرتے ہیں کہ جو آپ کے ہی الفاظ میں آپکے رو برو پیش کی جاتی ہے کہ "علماء دین متین جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے دین نبوی صلعم میں ہر طرح کی بدعات سیئہ جاری کر رہے ہیں اور قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے نئے فرقے بنا رہے ہیں" کیا وہ اس لایق ہیں کہ آپ اُن کو "علماء کرام" کا خطاب دیں یا کوئی اُن سے کسی قسم کا بحث مباحثہ یا مباہلہ کرے؟ میرے خیال میں آپ عجیب قسم کے آدمی معلوم ہوتے ہیں کہ خود ہی اُنکو علماء کرام بنا کر اُن سے بحث مباحثہ و مباہلہ کرنے کا سبب دریافت کرتے ہیں کہ کیوں میدان میں نہیں نکلے؟ اجی! مرد آدمی! کیا کہ رہے ہو کچھ ہوش کی دوائی کر فیصلہ قرآنی لکھا ہوتا! کیا یہ علماء جن کو آپ مخرب دین بدعات سیئہ کے جاری کرنیوالے۔ اور قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے بنکر الگ نئے فرقے بنانے والے تسلیم کرتے ہیں اس لائق ہیں کہ اُن سے کسی قسم کا مباحثہ کیا جاوے میرے خیال میں آپ جیسا اگر ایسا خیال کرے تو اُس کی کمال دانائی پر دال ہے۔

قولہ۔ حضرت اقدس خواجۂ عالم قطب زمان **مجدد دوران** آل عبا حضرت مخدومی سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے مقابلہ میں ہرگز نہ آئے۔

اقول۔ **مجدد دوران** کا لقب پیر جی نے کب سے اختیار کیا ہے؟ آیا یہ لقب پیر گولڑوی صاحب کو خدا کی طرف سے الہامی عطا ہوا ہے یا پیراں نمی پرند و مریدان می پرانند کی مثل کو پورا کرنے کیلئے آپنے پیر صاحب کی گردن پر یہ احسان کیا ہے کہ جس بات کی اُنکو کبھی جرأت نہ ہوسکی وہ بات اُن کے لئے تحریر کر ماری؟ کیا مرزا صاحب گولڑوی صاحب کے مقابلہ میں نہیں آئے یا گولڑوی صاحب تفسیر القرآن لکھنے سے بوجہ اپنی کم علمی کے انکار و فرار و حیلہ و بہانہ کرکے رو پوش ہوئے اور اب اُن کے چیلے چانٹے گپ بازیوں سے دل خوش کرکے پیر جی کی سجے کا راگ آلاپ رہے ہیں؟

قولہ۔ مرزا صاحب اپنے آپ کو بروزی نبی بتلاتے ہیں مگر اُس کی دلیل قرآن و حدیث نبوی سے ہرگز نہیں لاتے حضرت آدم علیہ السلام سے سرور عالم صلعم تک جتنے نبی و مرسل آچکے ہیں اُن میں سے کسی ایک بروز کی کا نام لیجئے یہ دعوے ختم نبوت کے برخلاف ہے۔

اقول۔ مرزا صاحب نے اپنی کتب میں اپنے دعوے کے متعلق نہ ایک نہ دو بلکہ بے شمار دلائل پیش کئے ہیں جو کہ قرآن و حدیث و عقل نقل کے علاوہ نشانات سماوی و زمینی پر بھی مبنی ہیں مگر آپنے یا تو مرزا صاحب کی کتابیں نہیں مطالع کی ہیں یا پیر جی کی مدح سرائی نے آپ کو حق کی تکذیب کرنے کے لئے بھڑکایا اور با ایں ہمہ مخلوق کو دھوکہ دینے کی خاطر فیصلہ قرآنی کا عنوان لکھوایا۔ حالانکہ آپ کے مضمون میں اس کی کچھ بھی جھلک نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے سرور عالم صلعم تک جسقدر انبیاء گذرے ہیں اول تو اُن کا نام وجال اللہ تعالے نے ظاہر نہیں کیا بلکہ صرف یہی کہکر فیصلہ کر دیا کہ منهم من قصصنا ومنهم لم نقصص۔ دویم آپ کو تمام انبیاء کے بروز دریافت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے جس حالت میں کہ آنحضرت صلعم کو تمام انبیاء کے کمالات کا جامع ہر ایک مومن مسلمان تسلیم کرتا ہے کیا آپ کو یاد نہیں کہ یہ آنحضرت صلعم کے لئے ہی کہا گیا ہے اور اعلے وجہ البصیرت کہا گیا ہے کہ ؎ حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری - آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری ؎ پس جب آنحضرت صلعم کے اندر تمام انبیاء کے کمالات تسلیم کئے گئے ہیں تو خود آپ کو جملہ انبیا کا بروز تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ بروز کے معنے ہی یہ ہیں کہ ایک کی صفات کا دوسری میں داخل ہونا پس جبکہ آنحضرت صلعم کو جامع جمیع کمالات انبیاء تسلیم کیا گیا تو گویا دوسرے لفظوں میں اس کے معنے یہ ہوئے کہ آپ (صلعم) تمام انبیاء کے بروز ہیں اور یہی سچ کیونکہ آں حضرت صلعم کو افضل الرسل اور افضل الانبیا تسلیم کیا گیا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ افضل کے لئے یہ ضرور ہوتا ہے کہ وہ اُن تمام کے جن سے کہ وہ افضل ہے کمالات سے فیضیاب ہو مگر یہ ضروری نہیں کہ اُن کمالات میں یا خرق عادت میں یا نشانات میں ذرا لف تا یا مطابقت کھاتا ہو۔ کیونکہ نکتہ شناس کے لئے اس کی کچھ ایسی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ ایک نمونہ اس کا ہم ذیل میں درج کرتے ہیں جو کہ طالب صادق پر یہ امر اچھی طرح ہویدا کرسکتا ہے کہ فی الواقع آں حضرت صلعم دیگر انبیاء کے بروز تھے۔ **سورۃ یوسف** کے سُنانے سے علاوہ دوسری منشاء کے یہ بھی ایک غرض تھی کہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام اپنے ماجائے بھائیوں سے دُکھ و ایذا پاکر اپنے ملک سے نکالے گئے تھے اسی طرح مکہ کی سرزمین سے آنحضرت صلعم جو بروز یوسف علیہ السلام ہیں نکالے جاویں گے اور کہ جس طرح جناب یوسف علیہ السلام ایک عرصہ بعید کے بعد اعلے مرتبہ ہوگئے تھے اور اُن بھائیوں نے اُن سے آخر کو معافی چاہی تھی جبپر یوسف علیہ السلام نے لا تثریب علیکم الیوم کہکر عفو کیا تھا ایسے ہی آنحضرت صلعم بھی مکہ سے نکالے جانے کے ایک عرصہ بعد کامیاب بظفر و منصور ہوکر مکہ میں واپس آوینگے اور یہ تمام برادران قوم جن کو برادران یوسف کہنا کسی طرح بھی بیجا نہیں اُن سے معافی کے خواستگار ہونگے اور آں حضرت صلعم معافی کے واسطے وہی الفاظ زبان پر لاکر معافی دینگے جو حضرت یوسف علیہ السلام نے بیان کرکے اپنے بھائیوں کو معافی دی تھی یعنے لا تثریب علیکم الیوم۔ چنانچہ فتح مکہ کے روز آنحضرت صلعم نے قریش کے معافی طلب کرنے پر لا تثریب علیکم الیوم کہکر معافی دی تھی جس سے

صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جناب سرورکائنات صلعم نے اپنے آپ کو برعوز یوسف علیہ السلام خیال کرنے کی وجہ سے ہی لاتثریب علیکم الیوم فرمایا تھا۔ ہمارے خیال میں ڈاکٹر نورحسین صاحب کے غور کرنے کیلئے صرف اسی قدر ہی کافی سے زیادہ ہے بشرطیکہ گولڈ وبٹ یا سبزا (زہر) نے اپنا پورا گھر نہ کرلیا ہو۔ رہا بروز دعوے کا ختم نبوت کے منافی ہوتا تو اُس کے لئے یہ لازم ہے کہ ڈاکٹر صاحب پہلے ختم نبوت کے معنے بیان کریں کہ اللہ تعالیٰ کسی سے کلام تاقیامت نہیں کریگا یعنے اُس کی کلام کرنے کی صفت ہی اُس کی ذات سے زائل ہو جاویگی؟ اگر یہی بات ہے تو سہ خوب مالی تم نے تو جیدالہ۔ وہ خدا جو اپنی ذات وصفات میں یکتا اور لم یزل لایزال ہے اپنی ذات وصفات میں وہ آں حضرت صلعم کے بعد نعوذ باللہ ایسا عاجز وکمزور ہو گیا کہ صفت کلام کرنے کی ہی اُس کی ذات سے زائل ہو گئی؟ اگر ایسا ہی ہے تو معلوم ہوا کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی تعلیم محض بے سود اور ایسی دعا کرنا بے تو قوفی پر دال ہے کیونکہ سب سے اعلیٰ نعمت خدا سے ہمکلام ہونا ہے۔ علاوہ ازیں اگر میرزا صاحب کا دعوے مسیحیت ومہدویت ختم کا منافی ہے تو حضرت عیسیٰ کا دوبارہ آنا اور چالیس برس رہکر کاروبار کرنا کیوں ختم نبوت کے منافی نہیں؟ بینوا توجروا۔

قولہ۔ خرق عادات ومعجزات جس قدر انبیاء علیہم السلام سے ظاہر ہوئیں اُن کا عشر عشیر بھی جناب میرزا صاحب سے نہیں ظاہر ہوا۔ افلاس طاعون ہیضہ۔ زلزلے اموات کا زور یہ سب عذاب الٰہی میرزا صاحب کے دعوے کے باعث ہیں۔ اگر میرزا صاحب نبوت کا دعوے آج چھوڑ دیں تو یہ قہر ربانی بھی مخلوق خدا سے اُٹھ جاوے سہ

اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ؂

اقول۔ تمام انبیاء کے منکر اور خود آں حضرت صلعم کے منکر بھی یہی کہتے رہے کہ خرق عادت ومعجزات جس قدر انبیاء سے ظاہر ہوے وہ اس نبی سے ظاہر نہیں ہوئے قرآن گواہ ہے خارجی دلائل کی ضرورت نہیں غور سے دیکھیں اور غور کریں۔ لیکن مجکو پھر "قرآنی فیصلہ" کا عنوان دیکھکر تعجب پر تعجب آتا ہے کہ یہ کس قسم کا فیصلہ قرآنی ہے جسکو قرآن دھکے دیتا ہے؟ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ آئی ہے کہ چونکہ ڈاکٹر نورحسین صاحب ایسے علماء کو جن کو کہ وہ خود تفرقہ ڈالنے والے۔ دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے۔ بدعات سیئہ جاری کرنے والے تسلیم کرتے ہیں اُن کی حمایت کرتے ہیں اور انہیں سے بعض کو مجدد دوران وقطب زمان بناکر چھوٹا مُنہ بڑی بات والی مثال کو پورا کرتے ہیں اس لئے قرآن نے اُن کو دھکے دیے اور "فیصلہ قرآنی" تحریر کرنے کے بجائے اُن سے ایسی تحریر شائع ہوئی کہ جسکو مکاید شیطانی کہنا کسی طرح بھی بیجا نہ ہوگا۔ شاباش شاباش!! این کار از تو آید ومرداں چنیں کنند۔ مگر کیسے مرداں! ایسے ہی! جو کہ انبیاء علیہم السلام کی نسبت یہ یہ الفاظ بیان کرتے رہے کہ ویقولون لولا انزل علیہ آیات من ربہ سورۃ یونس اور کہتے ہیں کہ اسپر اس کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں اونزا وقالو لولا انزل علیہ آیات من ربہ سورۃ عنکبوت ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ آیات من ربہ ط سورۃ رعد اور منکرین کہتے ہیں کہ اسپر اسکے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں اونزا۔ بل قالوا اضغاث احلام بل افتراہ بل ہو شاعر فلیاتنا بآیۃ کما ارسل الاولون سورۃ الانبیاء بلکہ کہنے لگے کہ یہ تو پریشان خیالات کا مجموعہ ہے (کلام الٰہی نہیں ہے) بلکہ اس نے جھوٹی جھوٹی باتیں اپنے دل سے بنالیں ہیں بلکہ یہ شاعر ہے (اور اگر یہ واقعی میں پیغمبر ہے) تو جس طرح اگلے پیغمبر (معجزوں کے ساتھ) بھیجے گئے اسی طرح یہ بھی کوئی معجزہ ہمارے سامنے لے آئے۔

پس جبکہ منکر معاندین کے پاس معجزات وخرق عادت نشانات دیکھنے کی یہ وجہ کور باطنی کی ہمیشہ مذکورہ بالا گفتار ہے تو اس زمانے کے علماء جو ڈاکٹر نورحسین صاحب کے نزدیک بدعات سیئہ کے جاری کرنے والے اور قرآن شریف کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے۔ نئے فرقے بنانے والے ہیں جن کے ڈاکٹر صاحب خود بھی باوجود اس اقرار کے مدح سرائی کرتے ہیں اور بعض کو اُن میں سے قطب زمان مجدد دوران اور مسیح الزمان بنانے کا بھی شوق رکھتے ہیں جبکے دعوے کی کبھی انکو جرأت نہ ہوسکے جبکے لئے پیران نمے پرند ومریدان مے پرانند کی مثل صادق آتی ہے) اور اُن کی تائید کرنے والوں کو کیونکر خرق عادت ومعجزات نظر آویں حالانکہ تریاق القلوب اور حقیقت الوحی وغیرہ اُن کے ذکر سے بھری پڑی ہیں۔ رہا افلاس طاعون ہیضہ۔ زلزلے اموات وغیرہ کا میرزا صاحب قبلہ کے دعوے کے سبب ہونا اور کہ اگر میرزا صاحب یہ دعوے چھوڑ دیں تو یہ دور ہو سکتے ہیں تو اسپر عرض ہے کہ اس کی شق اول تو بالکل درست ہے یعنے یہ کہ میرزا صاحب کے دعوے کرنے اور اُن کے دلائل قرآنیہ وحدیثیہ وعقلیہ ونقلیہ کے پیش کرنے اور اتمام حجت کرنے کے بعد بموجب سنت اللہ کے یہ عذاب آئے ہیں جیسا کہ ذیل کی آیات اس مدعا کو ثابت کرتی ہیں کہ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا سورۃ بنی اسرائیل یعنے جب تک ہم رسول نہ مبعوث کرلیں عذاب نہیں دیا کرتے۔ وما کان ربک مہلک القریٰ حتیٰ یبعث فی امہا رسولا یتلو علیہم آیتنا ج وما کنا مہلکی القریٰ الا واھلہا ظالمون سورۃ القصص اور جب تک تمہارا پروردگار کسی قصبہ میں پیغمبر نہ بھیج لے اور وہ اُن کو ہماری آیتیں پڑھکر نہ سناوے اُس کی (شان انصاف) سے بعید ہے کہ (بے اتمام حجت) بستیوں کو ہلاک کردیا کرے اور ہم بستیوں کو تب ہی ہلاک کرتے ہیں **جبکہ وہاں کے لوگ نافرمانی اختیار کرلیتے ہیں**۔ اب جبکہ قرآن ان عذابوں کو جن کو ڈاکٹر صاحب میرزا صاحب کے دعوے کا موجب قرار دیتے ہیں **نافرمانی** کا سبب قرار دیتا ہے تو پھر نہ معلوم ڈاکٹر صاحب نے فیصلہ قرآنی تحریر کرنے کا کیا مطلب سمجھا ہے؟ جس حالت میں کہ وہ خود مقر ہیں کہ امت محمدیہ صلعم پر جو مصائب وحوادث سماوی نازل ہو رہے ہیں یہ سب کچھ "انحراف احکام الٰہی کا نتیجہ ہے" ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ڈاکٹر صاحب کی کس عقلمندی کی دلیل اس امر کو گردانیں اور کیونکر ڈاکٹر صاحب کو سمجھاویں کہ فیصلہ قرآنی تحریر کرنا آپکا کام نہ تھا بلکہ کسی ایسے انسان کا کام تھا جسکو قرآن کی کچھ خبر ہو۔ لطف یہ کہ بقول ڈاکٹر صاحب جھوٹا دعوے کریں میرزا صاحب اور عذاب میں گرفتار ہو امت محمدیہ صلعم! کیا یہ فہم اور عقل بھی داد دینے کے قابل نہیں؟ (باقی دارد) محمد حسین ازلاہور چھاؤنی

علم ہیئات اور مسلمان

دنیا کے تمام علوم وفنون کا وجود۔ مدبرین عالم کی دماغ سوزیوں کا نتیجہ ہے لیکن صرف علم ہیئات اپنے وجود میں ایشیا کی صحرا نشین چرواہوں کا ممنون احسان ہے جو ایشیا کے کھلے میدانوں میں اپنی پرمصیبت راتیں اختر شماری میں بسر کرتے تھے۔ بے شغلی سے گھبرا کر صفحۂ افلاک کا مطالعہ شروع کر دیتے تھے۔ مزید مطالعہ کے بعد ستاروں کی ہر سطر میں انہیں یہ عبارت نظر آنے لگی کہ "اس دائرہ افلاک کا ہر نقطہ کوکب ایک مستحکم قانون کی سطح پر ساکن ہے یا حرکت کرتا ہے کوکب کا سکون وحرکت ہماری زراعت پر خاص اثر کرتی ہے ان ستاروں کا تغیر وتبدل کسی خاص اصول پر ہے"۔

دماغ میں ان خیالات کے آتے ہی انہوں نے ستاروں کے نام رکھے اُن کی حرکت کا اندازہ کیا۔ اُن کے منازل مقرر کئے ثوابت کی مدد سے خاص خاص سمتوں کی علامتیں قرار دیں۔ رفتہ رفتہ یہی معمولی قواعد زراعت کے فصول اور بے نشان صحرا اور بے پایاں دریا کی دلیل راہ بنے۔

مدت تک یہ چند سادہ اصول جو صحرا نشینوں کے مشاہدوں کے نتیجے تھے خلفاً عن سلف ایشیا کے جنگلوں میں گشت کرتے رہے۔ لیکن امتداد زمانہ کا پرکار اُن معمولی اصولوں کا دائرہ وسیع کر رہا تھا جن کو آج علم ہیئات (اسٹرانومی) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ مگر اب تک اس علم نے فن کی حیثیت نہیں پیدا کی تھی۔ سب سے پہلے ہندوستان میں ان چند معمولی اصولوں نے جو اب تک معلوم ہو چکے تھے۔ فن کا قالب اختیار کیا۔ علم ہیئات کے سرپرستوں کی فہرست میں ہندوستان کے بعد مصر کا نام ہے۔

یہاں پہونچکر مورخین میں ایک بڑا اختلاف یہ ہوتا ہے کہ مصر میں یہ علمی فیض ہندوستان سے آیا۔ جسطرح ہندوستان کو مستقل طور پر اس کے موجد ہونے کے حق حاصل ہے مصر کو بھی ہے۔ لیکن صحیح فیصلہ یہ ہے کہ دنیا کے دونوں قدیم حصوں میں اس علم نے مستقل زندگی حاصل کی تھی۔ نہ ہندوستان اس کے لئے مصر کا ممنون ہے نہ مصر ہندوستان کا کیونکہ اگر مصری ہیئات کا ماخذ ہندوستان ہوتا تو دونوں کے اصول مسائل طریقہ بحث ایک ہوتا۔ یا کم از کم مشابہ ہوتا۔ حالانکہ دونوں کے اصول میں اتنا ہی بعد ہے جتنا مصر کو ہندوستان سے۔ نیز تاریخی طور سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قدیم الایام میں ان دونوں ملکوں میں سلسلہ آمد ورفت تھا مصر وہندوستان کا تعلق حملۂ اسکندریہ سے شروع ہوتا ہے اور علم ہیئات کا وجود مصر میں اس سے پہلے ہو چکا تھا۔ ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کو اپنے علوم کے ساتھ جو بخل تھا وہ کیونکر اجازت دیسکتا تھا کہ ہندوستان مصر کے لئے اپنے خزانہ کا دروازہ کھولدے۔ اس لئے یہ بالکل صحیح ہے کہ ہندوستان اور مصر میں الگ الگ یہ فن پیدا ہوا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہندوستان کی سرزمین اور آب وہوا سے علم ریاضی کو ایک قدرتی مناسبت تھی۔ ہندسہ۔ موسیقی علم نجوم کا گہوارہ ہونیکی خصوصیت بھی ہندوستان ہے لیکن مصر کا پایہ بھی علم اقلیدس کی ایجاد ہندوستان سے کچھ زیادہ پست نہیں رہنے دے سکتی۔

علم ہیئات نے مصر اور ہندوستان میں نشوونما پاکر اپنے حدود سے جب باہر قدم نکالا تو خطا بابل۔ ایران میں داخل ہوا۔ شاہان پارس میں سے ضحاک اور جاماسپ نے اسکی زیادہ قدر کی۔ ان متمدن ملکوں کی سیر کرتا ہوا فنیقیہ اور یونان پہونچا اور گو اسی طرح علم ہیئات اپنی ترقی کے منازل طے کرتا جاتا تھا لیکن اس کا حقیقی پہلا دن وہ تھا کہ جسدن مصر میں اسکندریہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ اب یہ مدرسہ دنیا میں علم ہیئات کا سب سے پہلا مدرسہ ہے۔ اس مدرسہ کے ساتھ ایک کتب خانہ بھی قائم کیا گیا تھا۔ جس میں علم ہیئات کی تمام کتابیں بقدر امکان جمع کی گئی تھیں۔ ہیپارک یونانی اور بطلیموس مصری جو علم ہیئات کے سب سے پہلے مدون ہیں اسی مدرسہ کی تعلیم کے نتائج اور اسی پراگندہ بزم کے دو رکن ہیں۔ اور گو ان سے پہلے اور ان کے بعد بہت سے اس فن کے ماہرین پیدا ہوئے جیسے ارشمیدس ۲۸۷ق م (دیبقلاوس) ۱۶۰ ابلونیوس تاون۔ خالیس رومی تاؤمیس ریگلوس بابلی۔ مزابار (بخت نصر کا منجم) ابیون وغیرہ پیدا ہوئے جن کی کوششوں سے ہیئات نے ایک حد تک ترقی کی مگر ہیپارک اور بطلیموس دو ایسے شخص ہیں جن کے ذکر سے علم ہیئات کی تاریخ کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتی۔

ہیپارک سنہ مسیحی سے چند سال پہلے شہر بروسہ میں پیدا ہوا تھا۔ جغرافیہ کا طول وعرض البلد پہلے پہل اسی نے دریافت کیا ستاروں کی ایک فہرست تیار کی۔ جس میں اُن کی چالوں کی تفصیل تھی۔ اُس کی زندگی کا سب سے بڑا علمی کارنامہ یہ ہے۔ کہ اُس نے نقطۂ اعتدال کی رجعی حرکت دریافت کی تھی

بطلیموس دوسری صدی عیسوی میں تھا۔ مدرسہ اسکندریہ میں اس نے ہیئات کی تعلیم پائی اس فن میں اتنا کمال کیا کہ مدرسہ اسکندریہ کی تاریخ میں سب سے پہلے جلی نام بطلیموس لکھا گیا۔ علم ہیئات کی معلومات میں معتد بہ اضافہ اسوقت سے ہونے لگا جب اسکے آلات رصد ایجاد ہوئے۔ آلات رصد کی ایجاد اور ستاروں کی ترصید سب سے پہلے بطلیموس نے کی۔ بطلیموس نے ہیئات کی ایک گراں بہا خدمت یہ کی کہ اس نے علم ہیئات کی منتشر معلومات ایک کتاب کی صورت میں منتظم کر دیئے جو مجسطی کے نام سے مشہور ہے ٹ؎

چونکہ اسلامی علم ہیئات کی تاریخ مجسطی سے شروع ہوتی ہے اس لئے اس کے متعلق ہم کچھ تفصیل سے لکھنا چاہتے ہیں جس سے یہ قیاس ہو سکیگا کہ جب صرف ہیئات کی کتاب مجسطی کے متعلق مسلمانوں نے اتنی جانکاہ کوششیں کی ہیں تو نفس علم ہیئات کے متعلق کیا کچھ نکیا ہوگا۔

مجسطی ایک یونانی لفظ ہے جس کے معنے ترتیب کے ہیں چونکہ بطلیموس نے اسی کتاب کے ذریعے ہیئات کے پراگندہ معلومات کو یکجا کیا تھا۔ اس لئے مجسطی سے بڑھکر اس کتاب کا کوئی نام موزون نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ ہیئات کی سب سے پہلے جامع کتاب اور پانوس اور انطونیوس کے عہد میں انہیں دونوں میں سے ایک کیلئے لکھی گئی تھی ٹ؎ ملا کاتب چلپی کا دعویٰ ہے کہ یہ کتاب ہیئات کی اعلےٰ ترین تصنیف ہے۔ بلکہ یہ کتاب اصل ہے اور ہیئات کی

ضرورتِ نبوّت

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب ایک انسان نارجبت کے خیال کو دل سے نکالکر محض سچائی کا جستجو کرنے والا بن جاتا ہے تو وہ اکثر ان دشواریوں سے بچ جاتا ہے جو ایک ٹیڑھی اور ترچھی راہ میں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ جتنے مذاہب خدا کے قائل ہیں۔ اگر باریک نظر سے دیکھا جاوے تو اِن کے بانی حقیقت میں نبی رسول رشی منی اور اوتار ہی تھے۔ (العوذ باللہ) اگر رشیوں منیوں اور نبیوں کے سلسلہ کا انکار کر دیا جاوے تو الوہیّت اور عبودیّت کے علاقہ کا پتہ مجرد عقل کے ذریعہ سے لگانا محض اپنے آپ کو ایک بھنور میں پھنسانا ہے جس میں سوائے ہلاکت کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے۔ اور حقیقت میں دُنیا کی محبت شفقت مال و دولت عیش و عشرت اور طرح طرح کی دلربا باتوں سے کنارہ کش ہو کر خدا تعالےٰ کے وجود کا یقینی طور پر مجرد عقل کے ذریعہ سے معلوم کرلینا اور اس کی مرضی اور منشاء سے آگاہی حاصل کرلینا ایک ایسی بات ہے جو کسی طرح سے بھی وہم و گمان میں نہیں آسکتی۔ انسان کی محدود کھوپری ہرگز ہرگز اس لایق نہیں جو ایک لامحدود ہستی کا محض اپنی کوشش سے پتہ لگا سکے۔

گو تجربہ بتلا رہا ہے کہ انسانی دماغ نے بڑے بڑے عجیب کام کئے ہیں اور بڑی بڑی عجیب ایجادیں اور حیرت انگیز ترقیں کر کے دکھائی ہیں مگر تھوڑی ہی دیر کیلئے بھی غور اور فکر سے کام لینے پر معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ اُس کی اپنی مجرد کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ اس دُنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ وسائل اور اسباب کے ذریعہ سے ہو رہا ہے دنیا کے ایک پیشہ اور ہر ایک کام پر نگاہ کرو تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ وہ بغیر اسباب اور وسائل کے کبھی نہیں چلتا۔ ہاں وسائل اور اسباب مختلف ہیں کسی جگہ کچھ اسباب ہیں اور دوسری جگہ کوئی اور ہی اسباب کام کر رہے ہیں مگر بغیر اسباب کے کوئی سلسلہ اور کوئی کام نہیں چلتا اور جب تک دوسرے مدد اور معاون ساتھ نہ ملیں تب تک کوئی کام انجام پذیر کیا شروع بھی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ہماری آنکھ میں ایک دیکھنے کی قوت ہے مگر جب تک کوئی خارجی روشنی اُس کی مددگار نہ ہو وہ دیکھنے کا کام نہیں دے سکتی ایسا ہی کان وغیرہ کا حال ہے زیادہ تشریح موجب طوالت ہوگی۔ مختصر طور پر آپ جمادات نباتات اور حیوانات کی ترقی اور تنزل پر غور کریں کہ وہ بغیر طرح طرح کے مددوں معاونوں اور محرکوں کے کسی قسم کی حرکت ترقی یا تنزل کی طرف نہیں کر سکتے اور یہی حال عقل انسانی کا بھی ہے۔ مگر فی الحال مَیں اس مسئلہ کو نظر انداز کر کے کارخانہ قدرت کی ذرا اور سیر آپ کو کرانی چاہتا ہوں۔ اگر نظر کو ذرا اور وسیع کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ یہ سب اسباب اور وسایل ہوا آگ پانی مٹی اور طرح طرح کے ایلیمینٹس یعنے عناصر کے آپس میں ملنے اور جدا ہونے یعنے قوت انفصالی اور قوت انصالی کا نتیجہ ہیں۔ اور پھر اسپر بھی اگر ہم اور ترقی کریں اور اپنے دل کو رعونت تکبر اور دُنیاوی لالچ سے پاک صاف کر کے سوچیں تو معلوم ہوگا کہ ان کے گن خواص اور قوتوں اور لطیف سے لطیف ذرات کا پیدا کرنیوالا ایک اور مخفی وجود ہے اور وہ نہایت ہی نہاں در نہاں اور لطیف در لطیف ہے۔ اب مَیں اپنی اس عرض کو بصد التماس آپ صاحبان کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ ہم موجودہ کارخانہ کو مشہود اور محسوس کر کے اور اسباب اور وسایل کے سلسلہ پر غور کر کے ایمانی رنگ میں ایک ایسے نکتہ پر پہنچ گئے ہیں جو حواس ظاہری سے مشہود انہیں ہو سکتا اور ہم مصنوعات کے سلسلہ پر غور کر کے اور ایک کو ایک کا ظاہری طور پر محرک اور صانع قرار دیکر ایک ایسے صانع پر پہنچے ہیں جو از حد لطیف ہے اور وہم گمان سے بڑھ چڑھکر ہے۔ اُس لئے ہر ایک اہل دانش کا یہ ضروری فرض ہونا چاہیئے کہ پہلے اس وجود کا پتہ لگاوے اگر وہ ہماری تسلی نہ کرسکا اور ہماری کانشنس نے گواہی دی کہ ہاں اس کا بھی کوئی اور صانع ہونا چاہیئے تو خیر پھر ہم بڑی خوشی سے اس سے بھی اعلےٰ صانع کی تلاش کریں گے مگر فی الحال اسی لطیف در لطیف وجود کا پتہ لگانا ہمارا فرض ہے اور جب تک اس کا پتہ نہ لگالیں تب تک ایک فرضی اور خیالی لامحدود سلسلہ قایم کرلینا اور جان بوجھکر تسلسل میں پھنسنا محض بیوقوفی ہے۔

اب ہم نیچے اُتر کر جب انسانی بناوٹ پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے مالک الکل وجود کی تلاش کرنا ہماری فطرت کا ایک لازمی خاصہ ہے اور ہر ایک شخص اس خالق الکل ہستی کا پتہ لگانے کے لئے طرح طرح کے اسباب اور وسائل ڈھونڈتا ہے اور حیران و سرگردان مارا مارا پھرتا ہے اور اکثر کر کے انھیں ظاہر اسباب اور عیش و عشرت کے فانی تلازمات سے دل لگا لیتا ہے۔ گو اپنی اس غلطی کا بھی اسے آخرکار اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اور بڑی حسرت اور نامرادی کا مُنہ دیکھنا پڑتا ہے۔

مگر اس سے اتنا تو ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ انسان کے دل میں ایک اعلےٰ ہستی کی پیاس لگی ہوئی ہے اور وہ اپنا سارا آرام حقیقی طور پر اُس اعلےٰ ہستی میں معلوم کرتا ہے مگر مجبوریوں کی طرح غلطی سے فانی اشیا سے دل لگا لیتا ہے۔

مگر سوچنے والی بات یہ ہے کہ اُس خالق الکل اور مالک الکل ہستی کا کچھ پتہ بھی لگتا ہے یا نہیں اور آیا جس ہستی نے انسان کو بولنا سکھایا اور ایک مٹی کے پتلے کو گویائی کی طاقت بخشی ہے وہ خود بھی بولنے کی صفت رکھتا ہے یا نہیں۔ اور اپنے وجود کا خود پتہ دے سکنے کے قابل ہے یا نہیں؟

اس سوال پر غور کرتے کرتے جب ہم دُنیا میں ایک ایسے وجود کا نام سُنتے ہیں جس کو ڈھونڈنے کے لئے ہم بھی مارے مارے پھرتے ہیں یعنے اللہ خدا پرمیشر گاڈ وغیرہ تو ہمارے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کے وجود کا پتہ کس طرح سے لگا ہے۔ آخر معلوم کرنے پر یہی ثابت ہوتا ہے کہ قدیم سے نبیوں رسولوں اور روحانی لوگوں کا ایک گروہ چلا آیا ہے جو اس کی مرضی اور منشا سے دُنیا کو آگاہ کرتا آیا ہے۔ اور بڑی بڑی اقتداری پیشگوئیاں کر کے اسکی ہستی کے بڑے بڑے ثبوت دیتا آیا ہے اور نیز وہ پاک گروہ اسبات کا بھی ثبوت دیتا آیا ہے کہ وہ لطیف در لطیف وجود جس کی جستجو میں تم لوگ مارے مارے پھرتے ہو اور کہیں کے کہیں خوار ہوتے پھرتے ہو وہ ہمارے ساتھ بولتا ہے اور ہمیں قبل از وقت بہت سی باتوں کی خبر دیتا ہے اور اپنے وحی اور الہام کے ذریعہ سے ہمیں اپنی مرضی سے مطلع کرتا ہے۔ الغرض خدا پر ایمان لانے کے لئے سلسلہ نبوت پر ایمان لانا نہایت ضروری ہے۔ اور اسی بات کو اللہ کریم نے اس آیت شریفہ میں حل کیا ہے جہاں لکھا ہے۔

ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعضٍ ونکفر ببعضٍ ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلاً ۔ اولٰئک ھم الکفرون

تمام تصنیفات اسکی خوشہ چین ہیں۔

سب سے پہلے یحییٰ ابن خالد برمکی فرمایش سے چند لوگوں نے ملکر اس کتاب کو عربی عبا دوستار سے آراستہ کیا یحییٰ کے خاطر خواہ یہ ترجمہ نہوا اسلئے اس نے بیت الحکمت کے مترجمین ابو حسان اور سلم کو اس خدمت کے انجام دینے کا حکم دیا۔ ان دونوں نے ماہرین فن کی ایک جماعت کو اس ترجمہ کے لئے مقرر کیا۔ جب یہ سب ترجمہ کر چکے۔ ان تراجم میں سے جو سب سے زیادہ صحیح اور بامحاورہ تہا اس کا انتخاب کیا۔ اسپر بھی شوق کی آگ ٹھنڈی نہوئی۔ حجاج بن مطر نے ماموں کے عہد میں اس کا دوبارہ ترجمہ کیا۔ تبریزی نام ایک شخص نے اس کا تیسرا ترجمہ کیا۔ ثابت بن قرہ (مترجم بیت الحکمت) نے اس ترجمہ کی اصلاح کی۔ اسحٰق نے اس کا چوتہا ترجمہ کیا جسکی اصلاح پہر ثابت نے کی ماموں اس کتاب کا عاشق تہا۔ ماموں کے عہد میں حجاج بن یوسف ثابت ثمرہ نے پہر اسپر نظر ثانی کی۔

اس کتاب میں تیرہ مقالے ہیں سے صرف پہلے مقالہ کی ظرفیوس اور عمر بن الفرحان اور ابراہیم بن صلت نے تفصیل کی ہے۔ ابوریحان بیرونی نے حشو وزوائد سے پاک کرکے اس کو مختصر کیا۔ فاضل نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری نے اسکی شرح لکہی۔ قاضی زادہ رومی نے اس شرح پر حاشیہ لکہا فاضل جمال الدین ابو الفرج کے ایما سے محی الدین یحییٰ اندلسی نے اس کا خلاصہ کیا۔ اور مجسطی پر کچھ ایزاد کیا۔ محقق نصیر الدین طوسی نے مجسطی کے اشکالات ایک خاص تصنیف کے ذریعہ سے حل کئے۔ محقق شمس الدین سمرقندی نے اسکی شرح لکہی ہے۔ بعض علمائے متاخرین نے بہی مجسطی کی شرح کی ہے [۱]

مجسطی کے سوا اور کسی خاص ہیات کی کتاب کا ترجمہ مسلمانوں نے نہیں کیا دنیا کی اہل علم قوموں کی معلومات سے فائدہ اٹھایا۔ اُن کو اپنی تصانیف میں جگہ دی اور صفحہ عالم پر آج یونانی تالیفات کا نشان نہ ہوتا اگر مسلمانوں کی علمی قدردانی ہاتہ اُن کو نہ تہامتا۔ ایک انگریز مصنف کہتا ہے۔

علمائے عرب نے ریاضیات کی پوری پوری خدمت کی اگر انکی توجہ نہ ہوتی تو یونانی ریاضی تصنیفات کا اکثر حصہ برباد ہوگیا ہوتا۔ لیکن اصل یونانی نسخوں کے ضائع ہو جانے پر عربی تراجم میں محفوظ رہا۔ [۲]

منالاوس اسکندرانی جو سنہ ۹۸ھ میں تہا ہیات کا بہت بڑا عالم تہا بطلیموس نے مجسطی میں اس کا تذکرہ کیا ہے اسکی تصنیفات یورپ نے عرب کے ہاتہوں سے پائی [۳]

مسلمانوں نے صرف اتنا ہی نہیں کیا کہ قدیم تصنیفات کو معدوم نہیں ہونے دیا بلکہ اپنی خاص تحقیقات اور معلومات سے علم ہیات کی تجدید کردی۔ علم ہیات کیطرف مسلمانوں کی توجہ ابو جعفر منصور دولت عباسیہ کے دوسرے تاجدار کے وقت سے شروع ہوتی ہے۔ ابو جعفر کے بعد ہارون کے عہد تک اس علم کی ترقی ایک معمولی انداز سے ہوئی۔ ماموں جب سریرآرا ہوا تو اس نے ہیات پر ایک خاص لطف کی نگاہ ڈالی اور یہ اسلامی ہیات کی ترقی کا دیباچہ تہا مسلمانوں نے اس علم کو تقلیدی طور سے نہیں سیکہا بلکہ بجائے خود بہی اسکی تحقیق کی۔

بنو موسیٰ ماموں کے زمانہ میں محمد احمد حسین تین بہائی تہے جن کو فلسفہ اور ہیات کے ساتہ خاص شغف تہا۔ عربی میں اکثر تراجم انہیں کی مدد سے ہوئے ہیں۔ علم ہیات میں ان کو کامل دستگاہ تہی ماموں کے ایما سے خط نصف النہار کے ایک درجہ کی پیمایش اس غرض سے کی تہی کہ محیط ارض دریافت کیا جائے اور اسکی تحقیق کی جائے کہ یونانی مصنفین نے جو محیط ارض بتایا ہے وہ کہانتک صحیح ہے۔

افلاک اور ستاروں کی تحقیق کے لئے ماموں نے رصد بنوائی تاکہ یونانی مسایل کی جرح و تعدیل کیجائے۔

مسلمانوں نے اپنی ہیات کی بنیاد صرف یونانی تصنیفات پر نہیں ڈالی بلکہ دنیا کے تمام اہل علم ملک مصر ایران ہندوستان کے منتخب مسایل پر بیرونی نے قانون مسعودی میں اہل پارس کی علم ہیات کو سب سے زیادہ قریب صحت بتایا ہے۔ کتاب الہند اور نیز قانون مسعودی میں ہندوستان کے علم ہیات کے مبسوط مسایل لکہے ہیں۔ قانون کو بیرونی نے سلطان غزنوی مسعود محمود بن سبکتگین کے لئے لکہا تہا کہ برلن اور لندن میں چند بار یہ چہپ چکا ہے۔ ابو القاسم غرناطی المتوفی سنہ ۴۲۶ھ نے ایک ضخیم کتاب ہندوستان کی ہیات پر لکہی۔

شاہان اسلام نے اس علم کی طرف جتنی نگاہ توجہ کی اس سے زیادہ کسی دوسرے فن کیطرف نہیں کی۔ اس کا اندازہ اس سے کرو کہ فرمان روایان اسلام میں سب سے زیادہ علم کا دشمن وحشی خونریز جاہل کون تہا؟ چمنستان بغداد کا تاراج کرنیوالا تاتاری ہلاکو۔ مگر اس نے بہی مراغہ کی رصدگاہ اپنی یادگار چہوڑی۔ کسی قوم میں کسی چیز کے حسن قبول اور کثرت کی کیا دلیل ہے؟ یہی کہ اس قوم کا اعلیٰ سے اعلیٰ فرد اور ادنیٰ سے ادنیٰ فرد اس کو قبول کرے۔ ہیات کے حسن قبول کا یہ حال تہا کہ سلاطین تک اس علم کے ماہر ہوتے تہے۔ الغ بیگ المتوفی سنہ ۸۵۳ھ اس علم کا ایک کامل الفن صاحب تصنیف استاد تہا۔ اسکی یہ کتاب لندن میں سنہ ۱۶۵۰ء میں اور آکسفورڈ میں سنہ ۱۶۶۵ء میں چہپکر شایع ہوگئی ہے۔

کثرت کا یہ حال تہا کہ مسلمانوں کے غلام تک ہیات میں کمال رکہتے تہے۔ ابو المشعر فلکی المتوفی سنہ ۲۷۲ھ جو مسلمانوں میں ایک ماہر ہیات دان گذرا ہے اس شوق کو دیکہو کہ ایک مشہور محدث تہا۔ ہیات کا جوش ہوا تو ۴۷ برس کی عمر میں ہیات سیکہی اور ایسی سیکہی کہ اب اس فن کے ماہرین میں اسکا شمار ہے [۱]

اسی ابو مشعر کا ایک غلام تہا۔ آقا کے کمال شوق کو دیکہکر یہ بہی ہیات کی طرف متوجہ ہوا۔ مرتے وقت کتاب مطرح الشعاع کتاب تحاویل سنی العالم والحکم الیہا کتاب تحاویل سنی الموالید یادگار چہوڑی۔ ابو الفتح عبد الرحمٰن علی خازن مروزی نام ایک شخص کا غلام تہا اس نے علوم ہندسہ کی تکمیل کی اور ایک زیچ تصنیف کی اس کا آوازہ شہرت جب سلطان سنجر کے کانوں تک پہونچا تو اس نے ہزار دینار عبد الرحمٰن کو نذر بہیجے [۲]

مسلمانوں کی رصدگاہیں اسی سلسلہ میں مسلمانوں نے رصد کے متعلق جو ترقیاں کیں وہ سب سے زیادہ حیرت انگیز ہیں۔ شمس الدین علی خواجہ نے چالیس برس تک ترصید کی مختلف مقاصد کے لئے مسلمانوں نے آلات رصد ایجاد کئے۔ زیچین بنائیں جنمیں سے اکثر آج یورپ میں چہپ گئی ہیں۔ یا قلمی محفوظ ہیں۔ آلات رصد کے نام اکثر تاریخ میں ملتے ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ان کا استعمال ایک مدت سے چونکہ متروک ہے اس لئے یہ دقت سے دریافت ہوسکتا ہے کہ یہ آلے کس مقصد کے لئے بنائے گئے تہے۔ ذیل میں ہم صرف اُن آلوں کے نام

بتائیں گے جن کے موقع استعمال سے ہم کو کسی قدر واقفیت ہوئی ہے۔ بشرطیکہ اس کی ایجاد کا شرف مسلمانوں کو ہوا ہو۔

نمبر	نام آلہ	کیفیت	کس کام کے لئے ہے	موجد
۱	لبنہ	مربع مستوی	اس سے سیل کی عرض البلد اور تاروں کی دریافت کیجاتی ہے	مسلمان
۲	حلقۃ الاعتدالیہ	ایک قسم کا حلقہ ہوتا ہے جو دائرہ معدل کی سطح میں نصب کیا جاتا ہے	اس سے تحویل الاعتدالی دریافت کی جاتی ہے	؍؍
۳	ذات الاوتار	چار مربع اسفوانی ہیں جس کی ایجاد نے حلقہ اعتدالیہ سے مستغنی کر دیا	تحویل اعتدالی اور تحویل لیل دریافت ہوتی ہے	علامہ تقی الدین
۴	ذات السمت والارتفاع	ایک نصف حلقہ ہے جس کا قطر چند متوازی السطوح اسطوانوں کی سطح ہے۔	اس سے سمت اور ارتفاع معلوم ہوتا ہے	مسلمان
۵	ذات الجیب	.		؍؍
۶	المشتبہ بالناطق	.	اس سے دو ستاروں کے درمیان کا بعد معلوم ہوتا ہے	علامہ تقی الدین راصد
۷	الربع التام	.	.	ابن الشاطر دمشقی المتوفی ۷۷۷ھ

ابن الشاطر مسلمانوں میں ایک بہت بڑا ہیئت دان گذرا ہے۔ النفع العالم اُس نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں ایک موقع پر آلہ الربع التام کی ایجاد کی یہ وجہ لکھی ہے کہ "اب تک میں نے جتنے آلات رصد دیکھے ہیں اُن سب میں کچھ نہ کچھ فروگذاشت تھی اُس کی اصلاح کے لئے میں نے الربع التام بنایا جو آسانی سے اور تمام آلات کے برخلاف کرۂ ارض کے ہر حصہ پر استعمال کیا جاسکتا ہے"[1]

رصدگاہوں کا وجود مسلمانوں سے پہلے تھا تاون اسکندرانی نے ۲۹۵ ق م میں طیموحارس نے ۲۳۲ ق م میں اسکندریہ میں ابرخس نے ۱۶۱ء میں بالانوس نے رومہ میں ۶۵ء میں بطلیموس نے ۱۲۵ء میں رصد گاہیں قایم کی تھیں عہد اسلام میں سب سے پہلے مامون نے رصد بنوائی۔

(۱) جب مامون کے زمانہ میں مجسطی کا ترجمہ ہوا تو اُس نے اُن سب آلات کے بنانے کا حکم دیا۔ جن کا مجسطی میں ذکر کیا گیا تھا۔ دنیا کے ہر گوشہ سے ماہرین ہیئات جمع کئے گئے۔ جن کے ہاتھوں سے شماسیہ بغداد اور دمشق میں ۲۱۴ھ میں رصد گاہیں طیار ہوئیں۔ ان رصد گاہوں نے صرف چار برس کی عمر پائی ہے۔ کیونکہ بدقسمتی سے ۲۱۸ھ میں مامون کا انتقال ہوگیا۔ مگر اس قلیل عرصہ میں بھی چند نئی باتیں دریافت ہوئیں جو ایک کتاب کی صورت میں زیج مامونی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ رصد گاہیں یحییٰ ابن منصور خالد بن عبد الملک مروزی سند بن علی عباس بن سعید کے زیر اہتمام تھیں۔

(۲) رصد ابی حنیفہ دینوری ۲۵۰ھ میں اصفہان میں قائم کی گئی۔ اسی رصد میں ستاروں کے متعلق جو معلومات ہوئے تھے اُنکو ابو حنیفہ المتوفی ۲۸۱ھ نے ایک کتاب میں ترتیب دیکر رکن الدولہ دیلمی کے نام سے معنون (ڈیڈیکیٹ) کیا تھا۔

(۳) رصد حاکمی۔ حاکم بامر اللہ مصر کا چھٹا فاطمی خلیفہ تھا اس نے مصر میں ایک رصد بنوائی تھی[2] ابن یونس المتوفی ۳۹۹ھ میں اس کا مہتمم تھا۔ ابن یونس نے حاکم کے نام سے ایک زیج بھی لکھی تھی اس زیج کو ۱۸۰۴ء میں فرنچ ترجمہ کے ساتھ کوسن ساڈی پرسفال نے چار جلدوں میں شایع کیا ہے اُس کے قلم سے اور کتابیں بھی نکل چکی ہیں جن میں سے بعض خدیوی کتب خانہ مصر میں موجود ہیں۔

(۴) رصد ہوا الاعلم۔ یہ رصد بغداد میں ۴۵۰ھ میں بنائی گئی تھی۔

(۵) رصد بیرونی ابو ریحان بیرونی المتوفی ۴۳۰ھ اس کا الغیر تھا۔

(۶) رصد طوسی ہلاکو خان نے نصیر الدین طوسی المتوفی ۶۷۲ھ کے درخواست پر مراغہ میں یہ رصد بنوائی تھی۔ اس رصد کی تیاری میں ہلاکو نے بے شمار روپے صرف کئے رصد کے ماہانہ اخراجات کے لئے بیس ہزار اشرفیاں مقرر تھیں۔ اسکے اہتمام کے لئے دور دور دراز ملکوں سے اس علم کے ماہرین طلب کئے گئے تھے۔ موید عرضی دمشق سے فخر مراغی موصل سے فخر خلاطی تفلیس سے نجم الدین قزوین سے بلائے گئے ماہ جمادی الاول ۶۵۷ھ سے یہ رصد بنی شروع ہوئی تھی۔ یہاں ایک کتب خانہ بھی تھا جو بغداد و شام جزیرہ کی تاراج کردہ کتابوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔

(۷) رصد الوغ بیگ۔ الوغ بیگ بن شاہ رخ بن تیمور لنگ المتوفی ۸۵۳ھ اس کا دار السلطنت سمرقند تھا۔ خود بھی علم ہیئات کا ماہر اور علمائے ہیئات کا ایک مجمع بھی اپنے پاس رکھتا تھا موسیٰ بن محمود قاضی زادہ رومی مصنف شرح چغمینی نویں صدی میں تھا اور غیاث الدین جمشید کاشی اگر وہ تھا۔ انھیں دونوں کے مشورہ سے اس نے سمرقند میں اس رصد کی بنیاد ڈالی۔ مگر اُس کی بدقسمتی سے ہیئات کے یہ دونوں آفتاب و ماہتاب اختتام رصد سے پہلے ہی غروب ہو گئے۔ لیکن ملک بھی باکمالوں سے خالی نہ تھا۔ جمشید کے لائق جانشین فرزند علی قوشجی کے اہتمام سے یہ رصدگاہ تکمیل کو پہنچی۔

ان مذکورہ بالا رصدوں کے علاوہ اور بہت سی رصدگاہیں تھیں۔ جیسے رصد ابن الشاطر رصد نانجور رصد تبانی۔ رصد طلیطلہ۔ مگر انکے واضح حالات چونکہ دستیاب نہو سکے اسلئے افسوس کیساتھ اُن کو قلم انداز کرنا پڑا۔

مضمون کے خاتمہ پر ہمیں اس مسئلہ پر بھی غور کرنا ہے کہ یورپ کی گردن میں اسلامی ہیئات کا طوق تلمذ ہے کہ نہیں۔ تاریخ سے اسکا جواب اثبات میں ملتا ہے جرمن کا علم دوست بادشاہ فریڈرک دوم ایکطرف تو صلیبی جنگ میں مسلمانوں کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا اور دوسری طرف مسلمانوں کے علوم سے سیراب ہو رہا تھا اور میدان جنگ میں مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے صف آرا بھی ہوا اور ریاضی کے مسایل ہلالی فوج کے سپہ سالار سے حل بھی کرتا ہے۔

ابن یونس المتوفی ۳۹۹ھ جو حاکم بامر اللہ خلیفہ فاطمی کا مشہور فلکی تھا جسکی کتاب الجلد اول الحاکمیہ پیرس میں چھپ گئی ہے۔ اسکی حالات میں اڈورڈ کین ملیس فاندیک لکھتا ہے۔

ابن یونس نے معرض ہیئات کے چند طریقے استعمال کئے۔ جن کو ابن یونس سے اسکے بعد یورپ کے ہیئت والوں نے اخذ کیا۔

سب سے بین دلیل اس دعوی کی ہیئت کی اُن عربی اصطلاحات سے ملتی ہے جو یورپ میں آجتک مستعمل ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپ میں عربوں کی بدولت علم ہیئات پھیلا ہے۔ حم

[1] کشف الظنون ج ا ص ۱۵۹ و ۱۲ سنہ قبل از حضرت عیسیٰ علیہ السلام

[2] اس رصد کی تاریخ بناکاتب چلپی نے ۵۰۲ھ لکھی ہے مگر یہ کسی طرح صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کا مہتمم ابن یونس تھا اور حالانکہ خود یونس کی ولادت ۳۴۱ھ میں ہے اور حاکم بامر اللہ جو اوچوتھی صدی میں تھا ۴۱۱ھ میں وفات پائی ہے۔

تازہ الہامات

۲۰ ستمبر ۱۹۰۷ء - انی معک و مع اھلک

لکم البشرٰی فی الحیٰوۃ الدنیا -

انی احافظ کل من فی الدار -

۲۱ ستمبر والضحٰی واللیل اذا سجٰی - ماودعک ربک وما قلٰی

انی معک و مع اھلک -

انی معک یا ابراھیم -

انی مبارک -

۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء - خدا خوش ہو گیا - یا عبداللہ انی معک

دارالامان میں آجکل

دارالامان خدا تعالےٰ کے فیوضات و برکات کا مہبط ہے اور کل یوم ھو فی شان ہر نیا دن نئی برکات لیکر آتا ہے - خدا کا برگزیدہ بندہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام خدا تعالیٰ کی عجیب و غریب تجلیات کا مظہر بنا ہوا ہے صاحبزادہ مبارک احمد صاحب کے انتقال نے آپ کی سچائی - خدا تعالیٰ کی ہستی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو نئی زندگی عطا فرمائی ہے اور یہ نکتہ حل ہو گیا کہ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ چاہتا ہے - عبت صاحبزادہ صاحب کے انتقال کے متعلق خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے پورا ہونے پر الحکم کی پہلی اشاعت میں لکھا جا چکا ہے اس کے اعادہ کی حاجت نہیں مگر یہاں مجھے ایک خاص بات کا ذکر کرنا ہے جو خصوصیت سے ایمان کو زندہ کرنیوالی بات ہے - اور جسکی نظیر دنیا میں بجز انبیاء علیہم السلام کے گروہ کے نہیں مل سکتی وہ کیا ہے ؟

حضرت مسیح موعود کے رضا بالقضا کا نمونہ

دنیا میں صبر اور استقلال کی تعلیم دینے والے اور رضا بالقضا اور قیام فی ما اقام اللہ کے لمبے لمبے وعظ کہنے والے اور درس دینے والے دیکھے ہیں لیکن جب خدا تعالیٰ کی کسی ابتلا اور امتحان کا نیم آتے ہیں تو انہوں نے وہ بزدلی اور کم ہمتی دکھائی ہے جسکی حد نہیں - فی الحقیقت کامل ایمان اور خدا پرستی کا ایک ہی امتحان ہے کہ انسان مصائب کے عسر میں قدم پیچھے نہ رکھے بلکہ آگے بڑھائے اب یہ چشم دید واقعہ ہے اسکا ایک یا دو گواہ نہیں بلکہ صدہا لوگ ہیں جو آجکل اس واقعہ اگنہ بیکی تقریب کیوجہ سے اور حسب معمول یہاں آ رہے ہیں - وہ دیکھتے ہیں کہ خدا کا مسیح موعود کس جلال اور شوکت کیساتھ اس واقعہ صاحبزادہ صاحب کو بیان کرتا ہے عام طور پر اگر غور کیا جاوے تو وہ انسان جو ستر برس کے قریب ہو اور جسکا ہونہار نیک سعادتمند بچہ فوت ہو جاوے اسکی کمر ٹوٹ جاتی ہے مگر یہاں معاملہ ہی الگ ہے - حضرت مسیح موعود اس واقعہ کو ایسے جوش اور مزے سے بیان کرتے ہیں کہ الفاظ نہیں ملتے جو اس کیفیت کو ظاہر کیا جاوے

حضرت مسیح موعود خوش ہیں کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیاں پوری ہو گئیں - حضرت مسیح موعود خوش ہیں کہ خدا تعالیٰ کے امتحان میں پورے اترے سب سے بڑھکر جو امر مسرت کا موجب ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشی کا اظہار فرمایا چنانچہ حضرت مسیح موعود پر یہ وحی ہوئی ہے کہ

خدا خوش ہو گیا

انسانی زندگی کی اگر کوئی غرض اور غایت ہو سکتی ہے تو وہ یہی ہے کہ خدا اس سے خوش ہو جاوے اور وہ خدا سے راضی ہو جاوے اور اس طرح پر رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ کا نمونہ کامل بن جاوے - پس یہ کس قدر خوشی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے سے خوش ہو جانے کا اظہار کر دیا - یہ چھوٹی سی بات نہیں یہی وہ بات ہے جس کے لئے نبیوں کی بعثت ہوتی ہے اور یہی وہ مقام ہے جو سلوک کی تمام منزلوں کا انتہائی مقام کہنا چاہیئے -

بس

آج کل دارالامان میں خدا تعالیٰ کا نزول ہو رہا ہے ایک نئی شان میں جن لوگوں کو آجکل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا ہے وہ بڑے ہی خوش قسمت ہیں کیونکہ وہ ایک ایسا عملی سبق پڑھ رہے ہیں جس کو تقریر یا تحریر کی صورت میں ادا کرنا مشکل ہے -

ناداں اور ناحق شناس دشمن اس واقعہ پر استہزا کریں گے - وہ کریں اور زور سے کریں کیونکہ اسی سے خدا تعالیٰ کی نصرت اور غیرت میں جو اپنے بندے کے لئے رکھتا ہے غیر معمولی جوش اور حرکت پیدا ہوتی ہے - اعتراض کرنا آسان امر ہے لیکن اگر حیا اور ایمان کوئی چیز ہے اور ضرور ہے تو اعتراض کرنے سے پہلے اس امر کو بحضور دل یاد رکھنا چاہئے کہ کیا انبیاء علیہم السلام کی جماعت اس قسم کے امتحانوں اور آزمائشوں سے الگ رہی ہے - **احمق** کے نزدیک یہ انگلی رکھنے کی جگہ ہے مگر دانشمند کے ازدیاد ایمان کا موجب - جب ایک سلیم الفطرت اس امر پر غور کرتا ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

گیارہ بچوں نے وفات پائی

تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور بھی مضبوط ہوتا ہے کیونکہ وہ اندازہ کرتا ہے اس صبر اور **رضا بالقضا** کا جو **گیارہ موتوں** پر آپ نے دکھایا -

بہر حال

اعتراض کرنیوالے احمق ان باتوں کو کب دیکھتے ہیں خدا تعالیٰ کی آیات کے نزول پر ان کا تو خبث اور رجس اور بڑھتا ہے - ایمان والوں ہی کے ایمان بڑھا کرتے ہیں -

مگر

انھیں یاد رکھنا چاہیئے کہ یہاں تو خدا تعالیٰ نے **انا نبشرک بغلام حلیم** کہ کر ایک اور **بشارت** دی ہے اور خدا تعالےٰ نے اس کی **ذریت** کے بڑھنے کا آج نہیں کئی برس پہلے اعلان کیا ہوا ہے - اسی میں بعض کے کم عمری میں فوت ہونے کی پیشگوئی ہے - آپکی جسمانی اور روحانی نسل بڑھ رہی ہے اور بڑھیگی کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے کہ ابراہیم کی طرح اس سے ایک قوم نکالے - ہاں

ان شانئک ھو الابتر

کی وحی بھی اسے ہو چکی ہے پس نا خدا ترس **معترض** کو ڈرنا چاہیئے -

(باقی پھر سہی)

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان علیہ الرحمن

بوقت نماز ظہر ۱۴ ستمبر ۱۹۰۷ء

سید نادر علی شاہ صاحب سب رجسٹرار میں چکوال کے بیعت کر لینے کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا قبرستان میں جتنے لوگ دفنائے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اصل میں یہ سب طبیبوں کی غلطیوں کا ہی نتیجہ ہے۔ بہت کم آدمی ہوں گے جو عمر طبعی تک پہنچے ہوں۔ عمر طبعی عموماً سو اسّی سال تک سمجھی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں

ہر درد را درمان ہست

لکھا ہے ما من داءٍ الا له دواءٌ یعنے کوئی بیماری نہیں جس کی دوائی موجود نہ ہو۔ اگر اصلی دوا اور علاج ہوتا رہے تو عمر طبعی سے پہلے انسان مرے کیوں۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان ایک نہایت ہی کمزور ہستی ہے۔ ایک ہی بیماری میں باریک در باریک اور بیماریں شروع ہو جاتی ہیں۔ انسان غلطی سے کب تک بچ سکتا ہے۔ انسان بڑا کمزور ہے غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ اکثر اوقات تشخیص میں ہی غلطی ہو جاتی ہے۔ اور اگر تشخیص میں نہیں ہوئی تو پھر دوا میں ہو جاتی ہے۔ غرض انسان نہایت کمزور ہستی ہے غلطی سے خود بخود نہیں بچ سکتا خدا کا فضل ہی چاہیئے اس کے فضل کے بغیر انسان کچھ چیز نہیں۔ یہ بات اچھی طرح سے یاد رکھنی چاہیئے

دافع بلیات اللہ ہی ہے

کہ دافع بلیات تو صرف خدا تعالیٰ ہے۔ ہندو تو پتھروں کی پوجا کرتے ہیں کبھی نہ کبھی خیال آہی جاتا ہوگا کہ اپنے ہی ہاتھوں سے انہیں بنایا ہے اور پھر انہیں کی پوجا کی جاتی ہے مگر اسباب کی پرستش کرنے والے ان سے بھی زیادہ مشرک ہوتے ہیں نیچری وغیرہ جو اسباب پر بھروسہ کرتے ہیں اور وہ جو اپنی علمیت دولت پر گھمنڈ کرتے ہیں وہ خطرناک مقام پر ہوتے ہیں۔ ہاں اسباب کا تلاش کرنا منع نہیں۔ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ جب جمعہ کی نماز پڑھ لو۔ تو اپنے کام کاج کی تلاش میں لگ جاؤ اور اللہ کریم کا فضل مانگتے رہو۔ اسباب پر بھروسہ مت کرو۔ مومن کو چاہیئے کہ بظاہر اسباب تلاش کرے اور نظر اللہ تعالیٰ پر رکھے۔

علم طب پہلے یونانیوں کے پاس تھا پھر ان سے مسلمانوں کے ہاتھ آیا تو انہوں نے ہر نسخہ سے پہلے ہو الشافی لکھنا شروع کر دیا۔ اور یہ طریق مسلمانوں کے سوا کسی نے بھی اختیار نہیں کیا۔

بڑا سعید طبیب وہ ہے جو ایک طرف تو دوا کرے اور دوسری طرف دعا میں مشغول رہے اور یہ سمجھے کہ شفا صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔

فرمایا شیخ سعدی لکھتے ہیں کہ "ایک بادشاہ کو نارو اکی بیماری تھی۔ اس نے کہا کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ کریم مجھے شفا بخشے تو میں نے جواب دیا۔ کہ آپ کے جیل خانہ میں ہزاروں بے گناہ قید ہوں گے ان کی بد دعاؤں کے مقابلہ میں میری دعا کب سنی جا سکتی ہے۔ تب اوس نے سب قیدیوں کو رہا کر دیا اور پھر وہ تندرست ہو گیا"

دوسروں پر رحم کرو تا رحم کیا جاوے

غرض خدا کے بندوں پر اگر رحم کیا جاوے تو خدا بھی رحم کرتا ہے۔ جو لوگ دوسروں پر رحم کرتے ہیں ان پر اللہ اور اس کے رسول کو بھی رحم آجاتا ہے۔ دوسروں کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آنا اور بیجا طور پر مال اکٹھا کرنا اور اسباب پر ہی گرے رہنا بہت بُری بات ہے۔

فرمایا۔ گو عادۃً کلام کا ہوتا ہے مگر چونکہ غفلت لگی ہوئی ہے ایک طرف وعظ و نصیحت سنی جاتی ہے اور دل میں تقویٰ حاصل کرنے کیلئے جوش پیدا ہوتا ہے مگر پھر غفلت ہو جاتی ہے اسلئے ہماری جماعت کو یہ بات بہت

خطاب بہ جماعت

ہی یاد رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی حالت میں نہ بھلایا جاوے ہر وقت اسی سے مدد مانگتے رہنا چاہیئے۔ اس کے بغیر انسان کچھ چیز نہیں۔ خوب یاد رکھو کہ وہ ایک دم میں فنا کر سکتا ہے۔ طرح طرح کے دکھ اور مصیبتیں موجود ہیں بخوف اور نڈر رہنے کا مقام نہیں۔ اس دنیا میں ہی جہنم ہو سکتا۔ اور بڑے بڑے مصائب آسکتے ہیں۔ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ کوئی کسی کی مصیبت میں کام نہیں آسکتا اور کوئی شریک ہمدردی نہیں کر سکتا جبتک خدا خود دستگیری نہ کرے اور اپنے فضل سے آپ اس مصیبت کو دور نہ کرے۔ اسیواسطے ہر ایک کو چاہیئے کہ خدا کے ساتھ پوشیدہ علاقہ رکھے۔

جو شخص جرأت کے ساتھ گناہ فسق و فجور اور معصیت میں مبتلا ہوتا ہے وہ خطرناک حالت میں ہوتا ہے خدا تعالیٰ کا عذاب اس کی تاک میں ہوتا ہے اگر بار بار اللہ کریم کا رحم چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو۔ اور وہ سب باتیں جو خدا کو ناراض کرنیوالی ہیں چھوڑ دو۔ جب تک خوف الٰہی کی حالت نہ ہو تب تک حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا۔ کوشش کرو کہ متقی بنجاؤ۔ جب وہ لوگ ہلاک ہونے لگتے ہیں تو تقویٰ اختیار نہیں کرتے تب وہ لوگ بچا لئے جاتے ہیں جو متقی ہوتے ہیں ایسے وقت انکی نافرمانی انہیں ہلاک کر دیتی ہے اور ان کا تقویٰ انہیں بچا لیتا ہے۔

انسان اپنی چالاکیوں شرارتوں اور غداریوں کے ساتھ اگر بچنا چاہے تو ہرگز نہیں بچ سکتا۔ کوئی انسان بھی نہ اپنی جان کی حفاظت کر سکتا ہے نہ مال و اولاد کی حفاظت کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اور کامیابی حاصل کر سکتا ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ پوشیدہ طور پر ضرور تعلق رکھنا چاہیئے۔ اور پھر اس تعلق کو محفوظ رکھنا چاہیئے۔ عقلمند انسان وہی ہے جو اس تعلق کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور جو اس تعلق کو محفوظ نہیں رکھتا وہ بیوقوف ہے۔ جو اپنی چترائی پر نازاں ہے وہ ہلاک کیا جائے گا۔ اور کبھی بامراد اور کامیاب نہیں ہو گا۔ دیکھو یہ زمین و آسمان اور جو کچھ کہ نظر آرہا ہے۔ اتنا بڑا کارخانہ کیا یہ خدا کے پوشیدہ ہاتھ کے سوائے چل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں + یاد رکھو جو امن کی حالت میں ڈرتا ہے وہ خوف کی حالت میں بچایا جاتا ہے اور جو خوف کی حالت میں ڈرتا ہے تو وہ کوئی خوبی کی بات نہیں ایسے موقع پر تو کافر مشرک بیدین بھی ڈرا کرتے ہیں۔ فرعون نے بھی ایسے موقع پر ڈر کر کہا تھا آمنت انه لا اله الا الذی آمنت به بنوا اسرائیل وانا من المسلمین ۱۱/۱۴ اس سے صرف اتنا فائدہ اسے ہوا کہ خدا نے فرمایا کہ تیرا بدن تو ہم بچا لیں گے۔ مگر تیری جان کو اب نہیں بچائیں گے۔ آخر خدا نے اس کے بدن کو ایک کنارے پر لگا دیا۔ ایک چھوٹے سے قد کا وہ آدمی تھا۔ غرض جب گناہ اور معصیت کیطرف انسان ترقی کرتا ہے تو پھر لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون ۱۶/۶۲ والا معاملہ ہوتا ہے جب اجل بلا آ جاتی ہے تو پھر آگے پیچھے نہیں ہوا کرتی۔ انسان کو چاہیئے کہ پہلے ہی سے خدا کے ساتھ تعلق رکھے۔ مگر ؎

خیال زلف تو بستن نہ کار خاماں است۔ کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیاری است

انبیاء کا ہی گروہ ایسا گروہ ہوتا ہے کہ وہ بے سلسلہ چلتے ہی نہیں۔ جو لوگ انبیاء کی زندگی میں فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں اور عاقبت کی کچھ فکر نہیں کرتے اور راستبازوں پر حملے کرتے ہیں ایسوں ہی کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولایخاف عقبٰها ۱۶/۱۶ اس سے مراد یہ ہے کہ جب ایک موذی بے ایمان کو اللہ کریم مارتا ہے تو پھر کچھ پروا نہیں رکھتا کہ اس کے عیال اطفال کا گذارہ کس طرح ہوگا۔ اور اس کے پس ماندہ کیسی حالت میں بسر کریں گے۔

والنجم اذا ہوٰی ایک شخص نے ستاروں کے ٹوٹنے کی نسبت سوال کیا۔ فرمایا جہانتک پتہ لگ سکتا ہے مفسرین ہی لکھتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلعم کے دعویٰ سے پہلے بہت ستارے ٹوٹے تھے اور یہاں بھی شاید ۱۸۸۵ء میں ہمارے دعویٰ سے پہلے بہت سے ستارے ٹوٹے تھے ایک لشکر کا لشکر اس طرف سے اس طرف چلا جاتا تھا اور اس طرف سے اس طرف چلا آتا تھا۔

والنجم اذا ھوٰی ۲۷/۵ کا یہی مطلب ہے۔ جب کبھی خدا تعالیٰ کا کوئی نشان زمین پر ظاہر ہونیوالا ہوتا ہے تو اس سے پہلے آسمان پر کچھ آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے مفسر اور اہل کشف بھی یہی بیان کرتے ہیں اور قرآن شریف میں بھی یہی لکھا ہے۔ مجھے ایک خط آیا تھا کہ ”ایک ستارہ ٹوٹا جس سے بہت روشنی ہو گئی اور پھر ایسا خطرناک آواز آئی کہ لوگ دہشت ناک ہوگئے اور بڑا خوف ہوا“ اور پھر نہیں معلوم کہ آئندہ ابھی کیا کیا ہونے والا ہے۔ آئے دن نئے نئے حوادث ہوتے رہتے ہیں کوئی سال ایسا نہیں گذرتا جس میں کوئی نہ کوئی حادثہ واقع نہ ہو۔ ستاروں کا ٹوٹنا ظاہر کرتا ہے کہ زمین پر بھی اب کچھ نشانات ظاہر ہونیوالے ہیں۔ اور پھر خدا نے بھی مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ میں بہت سے عجیب نشان ظاہر کروں گا۔ کچھ اول میں اور کچھ آخر میں۔ زلزلہ کی خبر بھی اس نے دی ہے گذشتہ کی نسبت زیادہ سخت طاعون پڑنے کی بھی اطلاع دی ہے معلوم نہیں کہ اس سال وہ خطرناک طاعون پڑے گی یا آئندہ سال میں مگر وہ خطرناک بہت ہوگی۔

اس پر سید نادر علی شاہ صاحب نے عرض کی کہ ”ایسے موقع پر کیا کرنا چاہیئے؟“

خدا کے عذاب سے بچنے کا گر فرمایا۔ توبہ و استغفار کرنی چاہیئے بغیر توبہ و استغفار کے انسان کر ہی کیا سکتا ہے سب نبیوں نے یہی کہا ہے کہ اگر توبہ و استغفار کرو گے تو خدا بخش دے گا۔ سو نمازیں پڑھو اور آئندہ گناہوں سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد چاہو اور پچھلے گناہوں کی معافی مانگو۔ اور بار بار استغفار کرو تاکہ جو قوت گناہ کی انسان کی فطرت میں ہے وہ ظہور میں نہ آوے۔ انسان کی فطرت میں دو طرح کا ملکہ پایا جاتا ہے ایک تو کسب خیرات اور نیک کاموں کے کرنے کی قوت ہے اور دوسرے برے کاموں کو کرنے کی قوت اور ایسی قوت کو روکے رکھنا یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور یہ قوت انسان کے اندر اس طرح سے ہوتی ہے جس طرح کہ پتھر میں ایک آگ کی قوت ہے۔

استغفار کے معنے اور استغفار کے یہی معنے ہیں کہ ظاہر میں کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ اور گناہوں کے کرنیوالی قوت ظہور میں نہ آوے انبیاء کے استغفار کی بھی یہی حقیقت ہے کہ وہ ہوتے تو معصوم ہیں مگر وہ استغفار اسواسطے کرتے ہیں کہ تا آئندہ وہ قوت ظہور میں نہ آوے۔ اور عوام کے واسطے استغفار کے دوسرے معنے بھی لئے جاویں گے کہ جو جرائم اور گناہ ہوگئے ہیں ان کے بد نتائج سے خدا بچائے رکھے اور ان گناہوں کو معاف کر دے اور ساتھ ہی آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے۔

بہرحال یہ انسان کے لئے لازمی امر ہے کہ وہ استغفار میں ہمیشہ مشغول رہے۔ یہ جو قحط اور طرح طرح کی بلائیں دنیا میں نازل ہوتی ہیں۔ ان کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ لوگ استغفار میں مشغول ہو جائیں مگر استغفار کا یہ مطلب نہیں ہے جو استغفر اللہ استغفر اللہ کہتے رہیں۔ اصل میں غیر ملک کی زبان کے سبب لوگوں سے حقیقت چھپی رہی ہے۔ عرب کے لوگ تو ان باتوں کو خوب سمجھتے تھے مگر ہمارے ملک میں غیر زبان کیوجہ سے بہت سی حقیقتیں مخفی رہی ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے اتنی دفعہ استغفار کیا سو تسبیح یا ہزار تسبیح پڑھی۔ مگر جو استغفار کا مطلب اور معنے پوچھو تو بس کچھ نہیں ہکا بکا رہجاویں گے انسان کو چاہیئے کہ حقیقی طور پر دل ہی دل میں معافی مانگتا رہے کہ وہ معاصی اور جرائم جو مجھ سے سرزد ہو چکے ہیں ان کی سزا نہ بھگتنی پڑے اور آئندہ دل ہی دل میں ہر وقت خدا سے مدد طلب کرتا رہے کہ آئندہ نیک کام کرنے کی توفیق دے اور معصیت سے بچائے رکھے۔ خوب یاد رکھو کہ لفظوں سے کچھ کام نہیں بنے گا اپنی زبان میں بھی استغفار ہو سکتا ہے کہ خدا پچھلے گناہوں کو معاف کرے اور آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے اور نیکی کی توفیق دے اور یہی حقیقی استغفار ہے کچھ ضرورت نہیں کہ یونہی استغفر اللہ استغفر اللہ کہتا پھرے اور دل کو خبر تک نہ ہو۔ یاد رکھو کہ خدا تک وہی بات پہنچتی ہے جو دل سے نکلتی ہے۔ اپنی زبان میں ہی خدا سے بہت دعائیں مانگنی چاہئیں۔ اس سے دل پر بھی اثر ہوتا ہے۔ زبان تو صرف دل کی شہادت دیتی ہے اگر دل میں جوش پیدا ہو اور زبان بھی ساتھ مل جائے تو اچھی بات ہے بغیر دل کے صرف زبانی دعائیں عبث ہیں ہاں دل کی دعائیں اصلی دعائیں ہوتی ہیں۔ جب قبل از وقت بلا انسان اپنے دل ہی دل میں خدا سے دعائیں مانگتا رہتا ہے اور استغفار کرتا رہتا ہے۔ تو پھر خداوند رحیم و کریم ہے وہ بلا ٹل جاتی ہے لیکن جب بلا نازل ہو جاتی ہے پھر نہیں ٹلا کرتی۔ بلا کے نازل ہونے سے پہلے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے اور بہت استغفار کرنا چاہیئے اس طرح سے خدا بلا کے وقت محفوظ رکھتا ہے۔

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ کوئی امتیازی بات بھی دکھائے اگر کوئی شخص بیعت کر کے جاتا ہے اور کوئی امتیازی بات نہیں دکھاتا اپنی بیوی کے ساتھ ویسا ہی سلوک ہے جیسا پہلے تھا۔ اور اپنے عیال و اطفال سے پہلے کی طرح ہی پیش آتا ہے تو یہ اچھی بات نہیں اگر بیعت کے بعد بھی وہی بد خلقی اور بدسلوکی رہی اور وہی حال رہا جو پہلے تھا تو پھر بیعت کرنے کا کیا فائدہ۔ چاہیئے کہ بیعت کے بعد غیروں کو بھی اور اپنے رشتہ داروں اور ہمسایوں کو بھی ایسا نمونہ بن کر دکھاوے کہ وہ بول اٹھیں کہ اب یہ وہ نہیں رہا جو پہلے تھا۔ خوب یاد رکھو اگر صاف ہو کر عمل کرو گے تو دوسروں پر تمہارا ضرور رعب پڑیگا۔ آنحضرت صلعم کا کتنا بڑا رعب تھا۔ ایکدفعہ کافروں کو شک پیدا ہوا کہ آنحضرت صلعم بد دعا کریں گے تو وہ سب کافر مل کر آئے اور عرض کی کہ حضور بد دعا نہ کریں سچے آدمی کا ضرور رعب ہوتا ہے۔ چاہیئے کہ بالکل صاف ہو کر عمل کیا جاوے اور خدا کے لئے کیا جاوے تب ضرور تمہارا دوسروں پر بھی اثر اور رعب پڑے گا۔

---

۱۶ ستمبر بروز دوشنبہ

صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات پر حضرت اقدسؑ کی تقریر باغ میں

فرمایا۔ قضا و قدر کی بات ہے۔ اصل مرض سے (مبارک احمد نے) بالکل مخلصی پالی تھی۔ بالکل اچھا ہوگیا تھا۔ بخار کا نام نشان ہی نہ رہا تھا۔ یہی کہتا رہا کہ مجھے باغ میں لے چلو۔ باغ کی خواہش بہت کرتا تھا سو آگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی پیدایش کے ساتھ ہی موت کی خبر دے رکھی تھی تریاق القلوب میں لکھا ہے۔ "انی اسقط من اللہ واصیبہ" مگر قبل از وقت ذہول رہتا ہے اور ذہن منتقل نہیں ہوا کرتا۔ پھر ایک جگہ پیشگوئی ہے "ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر" پھر کئی دفعہ یہ الہام ہی ہوا ہے "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا" اور پھر اہل بیت کو مخاطب کرکے فرمایا ہے۔ یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم اور پھر فرمایا ہے یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے یہ بڑا تطہیر کا موقع ہے۔ ان کو بڑے بڑے تعلقات ہوتے ہیں اور ان کے ٹوٹنے سے رنج بہت ہوتا ہے میں تو اس سے بڑا خوش ہوں کہ خدا کی بات پوری ہوئی۔ گھر کے آدمی اس کی بیماری میں بعض اوقات بہت گھبرا جاتے تھے میں نے ان کو جواب دیا تھا کہ آخر نتیجہ موت ہی ہونا ہے یا کچھ اور ہے۔ دیکھو ایک جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ادعونی استجب لکم ۲۴/۱۱ یعنے اگر تم مجھ سے مانگو تو قبول کروں گا اور دوسری جگہ فرمایا ولنبلونکم بشیٔ من الخوف.... الآیۃ واولئک ھم المھتدون ۲/۱۹ اس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا کیطرف سے ہی امتحان آیا کرتے ہیں۔ مجھے بڑی خوشی اس بات کی ہی ہے کہ میری بیوی کے مونہہ سے سب سے پہلا کلمہ جو نکلا ہے وہ یہی تہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ کوئی نعرہ نہیں مارا کوئی چیخیں نہیں ماریں۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں انسان اسی واسطے آتا ہے کہ آزمایا جاوے۔ اگر وہ اپنی منشاء کے موافق خوشیاں مناتا رہے اور جس بات پر اس کا دل چاہے وہی ہوتا رہے تو پھر ہم اس کو خدا کا بندہ نہیں کہہ سکتے۔ اس واسطے ہماری جماعت کو اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے دو طرح کی تقسیم کی ہوئی ہے۔ اس لئے اس تقسیم کے ماتحت چلنے کی کوشش کیجاوے۔ ایک حصہ تو اس کا یہ ہے کہ وہ تمہاری باتوں کو مانتا ہے اور دوسرا حصہ یہ ہے کہ وہ اپنی منواتا ہے۔ جو شخص ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ خدا ہمیشہ اسی کی مرضی کے مطابق کرتا رہے اندیشہ ہے کہ شائد وہ کسی وقت مرتد ہو جاوے۔

کوئی یہ نہ کہے کہ میرے پر ہی تکلیف اور ابتلا کا زمانہ آیا ہے۔ بلکہ ابتدا سے سب نبیوں پر آتا رہا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا جب فوت ہوا تہا تو کیا انہیں غم نہیں ہوا تہا۔ ایک روایت میں لکھا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلعم کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے تہے آخر بشریت ہوتی ہے۔ غم کا پیدا ہونا ضروری ہے مگر ہاں صبر کرنیوالوں کو پھر بڑے بڑے اجر ملا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ساری کتابوں کا منشاء یہی ہے کہ انسان رضا بالقضا سیکھے۔ جو شخص اپنے ہاتھ سے آپ تکلیف میں پڑتا ہے اور خدا کے لئے ریاضات اور مجاہدات کرتا ہے۔ وہ اپنے رگ پٹھے کی صحت کا خیال ہی رکھ لیتا ہے اور اکثر اپنی خواہش کے موافق ان اعمال کو بجا لاتا ہے۔ اور حتے الوسع اپنے آرام کو مدنظر رکھتا ہے۔ مگر جب خدا کیطرف سے کوئی امتحان پڑتا ہے اور کوئی ابتلا آتا ہے تو وہ رگ اور پٹھے کا لحاظ رکھ کر نہیں آتا۔ خدا کو اس کے آرام اور رگ پٹھے کا خیال مدنظر نہیں ہوتا۔ انسان جب کوئی مجاہدہ کرتا ہے تو وہ اپنا تصرف رکھتا ہے مگر جب خدا کیطرف سے کوئی امتحان آتا ہے تو اس میں انسان کے تصرف کا دخل نہیں ہوتا۔ انسان خدا کے امتحان میں بہت جلد ترقی کر لیتا ہے اور وہ مدارج حاصل کر لیتا ہے جو اپنی محنت اور کوشش سے کبھی حاصل نہیں کر سکتا۔ اسیواسطے ادعونی استجب لکم میں اللہ تعالیٰ نے کوئی بشارت نہیں دی مگر ولنبلونکم بشیٔ... الآیۃ میں بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں اور فرمایا ہے کہ یہی لوگ ہیں جنپر اللہ تعالیٰ کیطرف سے بڑی بڑی برکتیں اور رحمتیں ہونگی اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ غرض یہی طریق ہے جس سے انسان خدا کو راضی کر سکتا ہے۔ نہیں تو اگر خدا کے ساتھ شریک بنجاوے اور اپنی مرضی کے مطابق اسے چلانا چاہے تو یہ ایک خطرناک راستہ ہوگا۔ جس کا انجام ہلاکت ہے۔ ہماری جماعت کو منتظر رہنا چاہیئے کہ اگر کوئی ترقی کا ایسا موقع آجاوے تو اس کو خوشی سے قبول کیا جاوے۔

آج رات کو (مبارک احمد نے) مجھے بلایا اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا اور مصافحہ کیا جیسے اب کہیں رخصت ہوتا ہے اور آخری ملاقات کرتا ہے۔

جب یہ الہام۔ انی اسقط من اللہ واصیبہ ہوا تہا تو میرے دل میں کھٹکا ہی تہا اسی واسطے میں نے لکھدیا تہا۔ کہ یا یہ لڑکا نیک ہوگا اور بخدا ہوگا اور یا یہ کہ جلد فوت ہو جائے گا۔ قرآن شریف پڑھ لیا تہا کچھ کچھ اردو بھی پڑھ لیتا تہا اور جسدن بیماری سے آفاقہ ہوا میرا سارا اشتہار پڑہا اور یا کبھی کبھی پرندوں کے ساتھ کھیلنے میں مشغول ہو جاتا تہا۔

فرمایا بڑا ہی بدقسمت وہ انسان ہے جو خدا تعالیٰ کو اپنی مرضی کے مطابق چلانا چاہتا ہے۔ خدا کے ساتھ تو دوست والا معاملہ چاہیئے کبھی اس کی مان لی اور کبھی اپنی منوالی۔ ؎

زبخت خویش برخوردار باشی
بشرط آن کہ با من یار باشی

ہمارے گاؤں میں ایک شخص تہا اسکی گائے بیمار ہوگئی صحت کے لئے دعائیں مانگتا رہا ہوگا مگر جب گائے مرگئی تو وہ دہریہ ہوگیا۔

خدا نے اپنی قضاو قدر کے راز مخفی رکھے ہیں۔ اور اس میں ہزاروں مصالح ہوتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ کوئی انسان ہی اپنے معمولی مجاہدات اور ریاضات سے وہ قرب نہیں پا سکتا جو خدا کیطرف سے ابتلا آنے پر پا سکتا ہے زور کا تازیانہ اپنے بدن پر کون مارتا ہے۔ خدا بڑا رحیم و کریم ہے ہم نے تو آزمایا ہے ایک تھوڑا سا دکھ دیکر بڑے بڑے انعام واکرام عنایت فرماتا ہے۔ وہ جہان ابدی ہے جو لوگ ہم سے جدا ہوتے ہیں وہ تو واپس نہیں آ سکتے ہاں ہم جلدی ان کے پاس چلے جاویں گے۔ اس جہان کی دیوار کچی ہے اور وہ ہی گرتی جاتی ہے۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ یہاں سے انسان نے کلے ہی کیا جاتا ہے۔ اور پھر انسان کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ کب جانا ہے جب جائیگا ہی تو بیوقت جائے گا۔

اور پھر خالی ہاتھ جائے گا۔ ہاں اگر کسی کے پاس اعمال صالحہ ہوں تو وہ ساتھ ہی جائیں گے بعض آدمی مرنے لگتے ہیں۔ تو کہتے ہیں میرا اسباب دکھا دو اور اپنے وقت میں مال و دولت کی فکر پڑ جاتی ہے۔

ہماری جماعت کے لوگ بھی اس طرح کے ابھی بہت ہیں جو مشرطی طور پر خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ بعض لوگ خطوں میں لکھتے ہیں کہ اگر ہمیں اتنا روپیہ ملجاوے یا ہمارا یہ کام ہو جاوے تو ہم بیعت کر لیں گے بیوقوف اتنا نہیں سمجھتے کہ خدا کو تمہاری بیعت کی ضرورت کیا ہے۔ ہماری جماعت کا ایمان تو صحابہ والا چاہیئے جنہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں کٹوا دیئے تھے۔

اگر آج ہماری جماعت کو یورپ و امریکہ میں اشاعت اسلام کیلئے جانے کو کہا جاوے تو اکثر یہی کہدیں گے۔ جی ہمارے بال بچوں کو تکلیف ہو گی۔ ہمارے گھروں کا ایسا حال ہے ویسا ہے۔ ان بیوتنا عورۃ ۲۱/۱۸ اور ہم نے یہ تو نہیں کہنا کہ جا کر سر کٹوائیں بلکہ یہی ہے کہ دین کے لئے سفر کی تکالیف اور صدمے اٹھاویں مگر اکثر یہی کہدیں گے "جی گرمی بہت ہے زیادہ تکلیف کا اندیشہ ہے" مگر خدا کہتا ہے کہ جہنم کی گرمی اس سے بھی زیادہ ہو گی۔ نار جھنم اشد حرا ۱۱/۱۰ صحابہ کا نمونہ مسلمان بننے کے لئے پکا نمونہ ہے۔ ابھی تو جماعت پر مجھے پوری اطمینان نہیں کہ اس کا نام میں جماعت رکھوں ابھی تو یہ حشو ہے۔ ایسا انسان تو ہمیں نہیں چاہیئے جو صرف خوشی میں ہی خدا کو پکارے۔ ایسے شخص پر تو ذرا خدا کا امتحان آیا اور طرح طرح کی مایوسیاں اور بد امیدیاں ظاہر کرنی شروع کر دیں۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ۲۰/۱۴ کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف اتنا کہدینے سے ہی کہ ہم ایمان لائے چھوٹ جائینگے اور ان کا امتحان نہ لیا جاویگا۔ امتحان کا ہونا تو ضروری ہے اور امتحان بڑی چیز ہے سب پیغمبروں نے امتحان سے ہی درجے پائے ہیں۔ یہ زندگی دنیا کی بھروسہ والی زندگی نہیں ہے کچھ ہی کیوں نہ ہو آخر چھوڑنی پڑتی ہے۔ مصائب کا آنا ضروری ہے۔ دیکھو ایوبؑ کی کہانی میں لکھا ہے کہ طرح طرح کی تکالیف اسے پہنچیں اور بڑے بڑے مصائب نازل ہوئے اور اس نے صبر کئے رکھا۔ ہمیں یہ بہت خیال رہتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو ہماری جماعت صرف خشک استخوان کیطرح ہو۔ بعض آدمی خط لکھتے ہیں تو ان سے مجھے بو آجاتی ہے شروع خط میں تو وہ بڑی لمبی چوڑی باتیں لکھتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کرو کہ ہم اولیا اللہ بنجاویں اور ایسے اور ویسے ہو جاویں اور آخیر پر جا کر لکھ دیتے ہیں کہ فلاں ایک مقدمہ ہے اسکے لئے ضرور دعا کریں کہ فتح نصیب ہو۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ اصل میں یہ ایک مقدمہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے خط لکھا گیا تھا۔ خدا کی رضامندی مدنظر نہ تھی۔ اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے دو طرح کی تقسیم کی ہوئی ہے کبھی تو وہ اپنی منوانا چاہتا ہے اور کبھی انسان کی مان لیتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ ہمیشہ انسان کی مرضی کے مطابق ہی کام ہوا کریں۔ اگر ایسا سمجھا جائے کہ خدا کی مرضی ہمیشہ انسان کے ارادوں کے موافق ہو۔ تو پھر امتحان کوئی نہ رہا۔ کون چاہتا ہے کہ آرام عیش و عشرت اور ہر طرح کے سکھ سے دکھ میں مبتلا ہووں۔ جس کے تین چار بیٹے ہوں وہ کب چاہتا ہے کہ یہ مر جائیں۔ اور کون چاہتا ہے کہ میری تمام خوشیاں دکھوں اور مصیبتوں سے تبدیل ہو جاویں۔ غرض خدا نے امتحان کو انسان کی ترقی کیلئے اور یا اسکی بدگوہری ظاہر کرنے کیلئے مقرر کیا ہے۔ بہت لوگ امتحان کیوقت طرح طرح کی باتیں بنانے لگ جاتے ہیں اور طرح طرح کے باطل توہمات اور وساوس

انہیں اٹھا کرتے ہیں۔ مگر اصلی بات یہ ہے کہ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ ولھم عذاب الیم بما کانوا یکذبون ۱/۲ - یاد رکھو خدا کا ساتھ بڑی چیز ہے۔ اگر فرض ہی کر لیں کہ نہ کوئی بیٹا رہے۔ نہ کوئی مال و دولت رہے پھر بھی خدا بڑی دولت ہے۔ اس نے یہ کبھی نہیں کیا کہ جو اس کے ہو کر رہتے ہیں انکو بھی تباہ کر دیا ہو۔ اس کے امتحان میں استقلال اور ہمت سے کام لینا چاہیئے۔ یاد رکھو کہ امتحان ہی وہ چیز ہے جس سے انسان بڑے بڑے مدارج حاصل کر سکتا ہے۔ نریاں نماز اں اور دنیا کے لئے ٹکراں کچھ چیز نہیں مومن کو چاہیئے کہ خدا کے قضا و قدر کے ساتھ شکوہ نہ کرے اور رضا بالقضا پر عمل کرنا سیکھے۔ اور جو ایسا کرتا ہے۔ میرے نزدیک وہی صدیقوں شہیدوں و صالحین میں سے ہے۔ جان سے بڑھکر اور تو کوئی چیز نہیں۔ اسکو خدا کی راہ میں قربان کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ اور یہی وہ بات ہے جو ہم چاہتے ہیں۔

فرمایا ہمیشہ ایسا ہوتا رہتا ہے کہ انسان جہاں چاہتا ہے کہ بیمار بچ جاوے وہاں غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ اس پر ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے عرض کی کہ چند دن ہوئے حضور نے فرمایا تھا کہ خواب میں دیکھا ہے کہ اس مکان میں موت ہونیوالی ہے۔ اور بکرا بھی ذبح کیا گیا۔ اور ان دنوں میں مولوی نورالدین صاحب چونکہ بیمار تھے اس لئے انکی نسبت خطرہ پڑ گیا تھا۔ اور نواب محمد علی خانصاحب اور ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب اور میں۔ ہم تینوں اس بات کے گواہ ہیں۔

فرمایا تقدیر دو طرح کی ہوتی ہے ایک کو تقدیر معلق کہتے ہیں اور دوسری کو تقدیر مبرم کہتے ہیں۔ ارادہ الٰہی جب ہو چکتا ہے تو پھر اس کا تو کچھ علاج نہیں ہوتا۔ اگر اس کا بھی کچھ علاج ہوتا تو سب دنیا بچ جاتی۔ مبرم کے علامات بھی ایسے ہوتے ہیں کہ دن بدن بیماری ترقی کرتی جاتی ہے اور حالت بگڑتی چلی جاتی ہے۔ دیکھو ۹ دن کا تپ ٹوٹ گیا تھا بالکل نام و نشان باقی نہ رہا تھا۔ مگر پھر دوبارہ چڑھ گیا۔ یہ تو خدا نے نہیں کہا تھا کہ بخار ٹوٹنے کے بعد زندہ ہی رہے گا۔ خدا کی دونوں پیشگوئیاں پوری ہوئی تھیں۔ بخار بھی ٹوٹ گیا اور خوردسالی میں فوت بھی ہو گیا۔

کچھ مدت گذری کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک جگہ پانی بہ رہا ہے۔ اور مبارک اس میں گر گیا ہے۔ بہتیرا دیکھا اور غوطے بھی لگائے مگر تلاش کرنے پر پتہ ملا یہ خواب ہمیشہ میری مدنظر رہا ہے۔

سید میر حامد شاہ صاحب نے عرض کی کہ حضور میری والدہ نے آج صبح کو خواب میں دیکھا تھا کہ حضور کے چار روشن ستارے ہیں ایک انہیں سے ٹوٹ کر زمین کے اندر چلا گیا ہے۔ پھر خلیفہ ڈاکٹر رشید الدین صاحب نے عرض کیا کہ مبارک احمد کو لوگ اکثر "ولی ولی" کر کے پکارا کرتے تھے فرمایا ہاں۔ ولی وہی ہوتا ہے جو بہشتی ہو۔

میاں مبارک احمد کی قبر دوسری قبروں سے کسقدر فاصلہ پر ہے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ بعض اوقات اگر باپ خواب دیکھے تو اس سے مراد بیٹا ہوتا ہے اور اگر بیٹا خواب دیکھے تو اس سے باپ مراد ہوتا ہے۔ ایک دفعہ میں خواب میں یہاں (بہشتی مقبرہ) آیا اور قبر کھودنے والوں کو کہا کہ میری قبر دوسروں سے جدا چاہیئے۔ دیکھو جو میری نسبت تھا وہ میرے بیٹے کی نسبت پورا ہو گیا۔

محمد اسمٰعیل

مختصر نوٹ

اختلاف ایک رحمت ضرور ہے | یہ امر ناممکن ہے کہ کل دنیا کے انسان ایک ہی نکتہ خیال پر متحد ہوں اس لئے مختلف خیالات اور مختلف راؤں کی موجودگی ایک قدرتی امر ہے۔ دنیا کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک زبردست دلیل ہے، اور خود اللہ تعالیٰ نے اختلاف لسان اور اختلاف الوان کو اس ضمن میں پیش کیا ہے پس مختلف راؤں کا ہونا دلشکن امر نہیں ہونا چاہئے + میرے خیال میں اگر اس مخالفت میں سفلی جذبات کو دخل نہ ہو تو یہ مخالفت ملک اور قوم کے لئے مفید نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ کیونکہ اس اختلاف سے علم اور عقل میں ترقی ہوتی ہے اور انسان میں غور اور فکر کی قوت پرورش پاتی ہے۔ اور اس نکتہ خیال سے یہ کہنا کہ سوسائٹی یا مجلس کا وجود اختلاف کی گلکاریوں کا نمونہ ہے امر واقعہ کے خلاف نہیں ہے پس جس مقام پر کوئی مجلس یا انجمن ہو وہاں اختلاف رائے کا ہونا ضروری امر ہے اس لئے اس اختلاف کو سفلی جذبات سے ہرگز ملنے نہ دو۔ بلکہ ہر ایک شخص کو کسی امر پیش افتادہ کے متعلق رائے دیتے وقت یہ خیال کر لینا چاہئے کہ اس کا اثر شخصی ہے یا قومی۔ قومی مفاد کے مقابلہ میں شخصی مفاد کو فوراً قربان کر دینا چاہئے اور اپنی رائے کی کچھ بھی اہمیت اور وزن نہیں رکھنا چاہئے۔ اور نہ اس سے رنج یا افسوس کرنا چاہئے کہ جو ہم چاہتے تھے وہ کیوں نہیں ہوا؟ جب کسی جماعت میں یہ رنگ پیدا ہو جاوے اور سفلی جذبات وہاں کام نہ کریں تو اختلاف راے رحمت کا کام دے گا اور اس اختلاف سے ہی اتحاد پیدا ہوگا۔ خدا کرے کہ ہماری احمدی انجمنوں میں یہی اصل کام کرے (آمین)

بدظنی پھیلانے کا ایک نیا طریق | میری سمجھ میں نہیں آتا کہ شورہ پشت لوگ کیوں عام لوگوں کو گمراہ کرنے اور گورنمنٹ سے بدظن کرنے کے لئے نئے طریق ایجاد کرتے رہتے ہیں کیا انہیں دنیا میں صرف یہی ایک کام کرنے کے لئے باقی رہ گیا ہے۔ حال میں بعض اخبارات نے ایک آنہ کے نکل کے سکہ کے متعلق غلط فہمیاں پھیلانے کی سعی کی ہے۔ بعض نے حسابات شائع کئے کہ اسمیں اسقدر فائدہ ہے اور بعض نے اور رنگ اختیار کیا۔ آریہ گزٹ لکھتا ہے۔

"ایک آنہ والے جدید سکہ کی نسبت شکایت ہے کہ وہ تھوڑی ضرب سے ٹوٹ جاتا ہے اور پھر لکھتا ہے کہ روپیہ میں تو دس آنہ کی چاندی ہوتی ہے تانبہ کا پیسہ بھی دھیلے کا مال ہے مگر ایک آنہ کے ۱۶ سکوں پر سرکار کا خرچ ۳ آتا ہے"

ایسے چبھتے ہوئے ریمارکس کا کیا منشاء ہے؟ کیا ایڈیٹر آریہ گزٹ لوگوں کو یہ بتاکر ان سکوں کے چلن میں روک ڈالنے کی فکر کرتا ہے؟ یا اسکا یہ منشاء ہے کہ لوگ یہ یقین کر کے کہ ۳ کا مال ایک روپیہ میں گورنمنٹ دیتی ہے ان سکوں کا لینا بند کر دیں اور گورنمنٹ کو نقصان پہنچایا جاوے۔ بہرحال ایسی باتیں جہلا کو بدظن کرنے کے لئے کافی ہیں اور یہ طریق نہایت مکروہ ہے۔ آریہ گزٹ اور اس کے ہم خیال لوگوں کو ایسی مکروہ پالیسی سے باز آنا چاہئے۔ سکہ کی ضرورت اور اسکی ایجاد کی فلسفی پر غور کرنی چاہئے اور اس کے فوائد کو سوچنا چاہئے۔ یہ راہ کعبہ مقصود پر پہنچنے کا نہیں۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

قرآن مجید اور ہندو مطابع | مسلمانوں کی بدقسمتی سے جہاں نہایت غیر ضروری اور بے ہنگام بحثیں شروع ہیں وہاں آجکل بعض مسلمان اخبار نویسوں کو ہندوؤں کے مطابع میں قرآن مجید چھاپنے یا نہ چھاپنے کی بحث کیطرف توجہ ہوئی ہے ایک نے تو یہانتک اپنی تجویز اور رائے کو پہونچایا کہ وہ گورنمنٹ سے اس بارہ میں مدد کی درخواست کرتا اور مسلمانوں کو اکساتا کہ وہ گورنمنٹ سے ضرور ایسی استدعا کریں کہ حکماً ہندو اہل مطابع کو قرآن مجید چھاپنے سے روکدے اس لئے کہ وہ پورا اہتمام قرآن مجید کی تعظیم اور تکریم کا نہیں کر سکتے۔ برخلاف اس کے ہمعصر وکیل یہ رائے تو نہیں دیتا البتہ مسلمانوں کو یہ رائے دیتا ہے کہ آئندہ عزم کر لو کہ غیر مسلم دوکانداروں کے ہاتھ سے قرآن مجید ہرگز نہ لیا کریں گے۔

مجھے حیرت ہے کہ اصل مرض کی نہ وکیل تشخیص کرتا ہے نہ اس کا مخالف ہمعصر ظاہرداری کے جھگڑے اور بکھیڑے میں دونو الجھے ہوئے ہیں۔

گورنمنٹ کے حضور میموریل بھیجنے کی راے تو صریح لغو اور بیہودہ ہے اور اس سے بڑھ کر اور کیا حماقت ہوگی۔ مگر وکیل کی رائے اس سے بھی بڑھکر مضر اور نقصان رساں ہے، وہ دوسرے ہمعصر کی رائے پر اس وجہ سے نکتہ چینی کرتا ہے کہ غیر قوموں سے جنکی پہلے ہی سے مسلمانوں سے عداوت ہے اس قسم کی ضد نامناسب ہے مگر کوئی وکیل ایسے دانشمند ایڈیٹر سے پوچھے کہ کیوں حضرت ہندو دوکانداروں کے ہاتھ سے قرآن مجید لینے کو بائیکاٹ کرنا کیا یہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے اتحاد کو بڑھائیگا یا ان کے درمیان ضد اور عداوت کی خلیج کو اور فراخ کرے گا۔ تمہاری یہ تجویز اس سے بھی بدتر اور مضر ہے۔ میں اس بات کو دل سے چاہتا ہوں کہ مسلمان تجارتی معاملات میں ترقی کریں اور اپنی ہمسایہ قوموں سے کسی صورت میں پیچھے نہ رہیں بلکہ آگے بڑھیں مگر اس قسم کی بیہودہ ضد اور عداوت ایک فضول امر ہے اور اسلام کی عالی حوصلگی اور فراخدلی کے صریح خلاف ہے۔ باقی تجارتوں میں تو تم ان کے دست نگر ہو اور صرف قرآن مجید کا ان کے ہاتھ سے لینے میں مضایقہ کرو یہ کیسی بیہودگی ہے۔

یہ تو سوال ہی بعد میں پیدا ہوگا کہ قرآن مجید کا احترام کسطرح ہو سکتا ہے پہلے قرآن مجید کے پڑھنے والے تو پیدا کرو ہاں تو وہ حال ہو رہا کہ بے اختیار کہنا پڑتا ہے

رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا۔

اور خود وکیل کی اپنی یہ حالت ہے کہ وہ قرآن مجید کے اردو ترجمہ کے اشتہارات ایک عیسائی قوم کے چند پیسوں کے لالچ کے لئے چھاپ رہا ہے اور جب اسے منع کیا جاتا ہے تو منہ میں گھنگنیاں بھر کر بیٹھ رہتا ہے۔ اگر خوف خدا اور دین کی حمیت اور پاس ہوتا تو ایسے مضر اشتہارات لاکھ روپیہ پر بھی نہ چھاپتا + ان باتوں کا جواب کچھ نہ آیا تو بمصداق کھسانا بلا کھمبا نوچے۔ ابزرور کے کسی ترجمہ کے بلا حوالہ درج ہونے پر منہ چڑانے لگا۔

بہرحال

میں مسلمانوں میں اس قسم کی بحث کو سخت ناپسند کرتا ہوں۔ اسکو انکی دینی اور دنیوی ترقی کے ساتھ کوئی مناسبت اور تعلق نہیں۔ خدا تعالیٰ کی مجید کتاب کو سوچکر پڑھنا اور اسپر عمل کرنے کی سعی کرنا اور خدا تعالیٰ کی توفیق چاہنا یہی سچا احترام ہے اگر ایک شخص تعزیراتِ ہند کو ریشمی اور سنہری غلاف میں مجلد کرا کر رکھ چھوڑے اور اس کے حدود کی پروا نہ کرے تو اس کارروائی سے گورنمنٹ کے نزدیک بچ نہیں سکتا۔ اسیطرح اگر قرآن مجید کا احترام یہی ہے کہ بلا وضو ہاتھ نہ لگایا جاوے اور ریشمی غلاف میں بند کر کے رکھا جاوے اور نہ اسے پڑھا جاوے اور نہ عمل کیا جاوے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ امر کہاں تک اصلاح

۲۰ر ستمبر بوقت سیر

فرمایا۔ آج رات کو پھر الہام ہوا کہ " انی احافظ کل من فی الدار"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سال یا دوسرے سال شدت سے طاعون پڑے گی۔ گو بڑے بڑے انتظام ہو رہے ہیں کہ کسی طرح طاعون دور ہو مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ ان تدابیر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر تک ہی نہیں کیا جاتا۔ ہم نے مانا کہ قواعد بھی ہیں طبیب اور ڈاکٹر بھی ہیں۔ انتظام بھی ہیں مگر یہ تو بڑی بے ادبی کی بات ہے کہ اصلی اور حقیقی محافظ کا اشارہ تک نہیں کیا جاتا۔ اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعون ہیضہ یا کوئی اور وبائی امراض پھیلنے والے ہیں۔ اور اللہ کریم وعدہ فرماتا ہے کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ اور اخبار روزانہ میں جو میری نسبت پیشگوئی کی گئی ہے کہ طاعون سے ہلاک ہو جاؤ نگا اس کا جواب اللہ تعالیٰ دیتا ہے کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ ہماری طرف سے تو بالکل خاموشی تھی۔ مگر خدا تو سمیع علیم ہے پیشگوئی میں جو لکھا ہے کہ میں ہو جاؤں گا اور میری جماعت پاش پاش ہو جاویگی خدا اس کا جواب دیتا ہے کہ میں ہر ایک کی جو تیرے گھر میں ہوگا حفاظت کروں گا۔ ہمیں تو شک پڑتا ہے کہ کرامت علی بھی کہیں فرضی نام نہ ہو۔ ورنہ مسلمان ہو کر اسلام پر ہنسی ٹھٹھا کرنا کچھ تعجب ہی آتا ہے۔ ہم یہ بھی پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ جو پیشگوئی کی گئی ہے آیا کسی الہام کی بنا پر کی گئی ہے یا فرضی طور پر ہنسی ٹھٹھے سے کام لیا گیا ہے۔ اگر خدا نے بتلائی ہے تو پھر اس وحی اور الہام کو شائع کیا جاوے۔ ورنہ یوں تو یہاں آتھم نے بھی دعویٰ کیا تھا کہ میں طاعون سے نہیں مروں گا۔ اپنے ارادہ پر تو ہر ایک نے مرنا ہی ہے۔ ایسے فضول دعووں پر ہم توجہ نہیں کیا کرتے چاہئے کہ ہمارے مقابلہ میں یہ شائع

جھوٹے الہام پر خدا کو غیرت آتی ہے | کیا جاوے کہ خدا کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے تاکہ خدا کو بھی غیرت آوے۔ خدا کو غیرت تو تبھی آوے گی۔ جب اس پر افترا کیا جاوے گا۔ اور اس کا نام لیکر جھوٹ بولا جاویگا اور پھر اس پیشگوئی میں ایک انسان کی پرستش کرنیوالے اور اسلامیوں کے دشمن کا عقیدہ رکھنے والے کو اس نے حقیقی مسیح قرار دیا ہے کیا کوئی مسلمان اس سے خوش ہو سکتا ہے؟ ہمارا تو خیال ہے کہ ایک پادری بھی اس کو پسند نہیں کرے گا اور ایسی بات سے کبھی خوش نہیں ہوگا۔ عیسائی ایسی باتوں کو کب مانتے ہیں یہ تو سب فرضی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کی اطاعت اور امر ہے اور مذہبی امور اور بات ہے۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے ایسی چور کارروائی سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی فرضی نام ہوگا کئی خطوط آتے ہیں۔ جب ان کا جواب بھیجا جاتا ہے تو کئی دنوں کے بعد وہی واپس آجاتا ہے جس پر لکھا ہوا ہوتا ہے کہ اس نام کی بہتیری تلاش کی گئی۔ مگر کوئی شخص اس نام اور پتہ کا نہیں ملا۔ اس موقع پر ایک شخص نے عرض کی کہ بدر میں اس بات کی اطلاع دیدی گئی ہے اور غالباً مہدی حسین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس نے عرض کیا کہ حضور ایسے ہی حقیقت الوحی کے کئی وی پی بھی واپس آئے ہیں جس سے کتب خانہ کو نقصان پہنچتا ہے اس لئے اخبار الحکم کے ذریعہ سے بھی اطلاع کر دی گئی ہے کہ آئندہ

مخالفوں کی عجیب چالیں | اس صورت میں کتاب روانہ کی جایا کرے گی جب کہ قیمت پیشگی آجاوے یا کم از کم محصولڈاک پیشگی آجایا کرے گا۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ میں نے پڑھا ہے اصل میں یہ لوگ ہمارے مقابلہ پر ہر ایک شر سے کام لینا چاہتے ہیں۔ اور ہمیں ہر طرح کے نقصان پہنچانے کی کوشش کیجاتی ہے۔ امام حسینؓ کو قریباً پچاس ہزار کوفے کے آدمیوں نے خط لکھا کہ آپ آئیں ہم نے بیعت کرنی ہے۔ اور جب وہ آئے تو وہ سب مل کر قسمیں کھا کر کہنے لگے کہ ہم نے تو کوئی خط روانہ نہیں کیا اور صاف انکار کر دیا۔ اور ابھی تقویٰ اُس زمانہ میں بہت تھا کیونکہ زمانہ نبوت کو تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا۔ مگر اس

زمانہ حال کی چال | زمانہ کے لوگوں میں تو تقویٰ اور دیانت امانت کا نام و نشان بھی نہیں رہا اور جھوٹ تو ایسے مزہ سے بولتے ہیں کہ گویا وہ گناہ ہی نہیں۔

فرمایا۔ ہمارے نبی کریمؐ کے زمانہ میں ایک لڑکے کا باپ جنگ میں شہید ہو گیا۔ جب لڑائی سے واپس آئے تو اس لڑکے نے آنحضرت صلعم سے پوچھا میرا باپ کہاں ہے۔ تو آنحضرت صلعم نے اس لڑکے کو گود میں اٹھا لیا۔ اور کہا کہ میں تیرا باپ ہوں۔ ایک عورت کا حال بیان کرتے ہیں کہ اس کا خاوند اور بیٹا اور بھائی

حقیقی ایمان | جنگ میں شہید ہو گئے۔ جب لوگ جنگ سے واپس تو انہوں نے اس عورت کو کہا کہ تیرا خاوند۔ بیٹا اور بھائی تو لڑائی میں مارے گئے۔ تو اس عورت نے جواب دیا کہ مجھے صرف اتنا بتا دو۔ کہ پیغمبر خدا صلعم تو صحیح سلامت زندہ بچکر آگئے یا نہیں؟ تعجب ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی عورتوں کا بھی کتنا بڑا ایمان تھا۔

فرمایا۔ کل والا الہام کہ " خدا خوش ہو گیا" ہم نے اپنی بیوی کو سنایا تو

اعلیٰ ایمان | اس نے سنکر کہا کہ مجھے اس الہام سے اتنی خوشی ہوئی ہے کہ اگر دو ہزار مبارک احمد بھی مرجاتا تو میں پروا نہ کرتی

فرمایا یہ اس الہام کی بنا پر ہے کہ " میں خدا کی تقدیر پر راضی ہوں"

اور پھر چار دفعہ یہ الہام بھی ہوا تھا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ اور پھر ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر اور پھر لائیف آف پین یعنے تلخ زندگی۔ فرمایا۔ اگر یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو ایک اندھا بھی

صاف نشان | انکار نہیں کرسکتا اور پھر پیدا ہوتے ہی الہام ہوا تھا۔

انی اسقط من اللہ واصیبہ میرے دل میں خدا نے اسی وقت ڈال دیا تھا تبھی تو میں نے لکھدیا تھا یا یہ لڑکا نیک ہوگا اور رو بخدا ہوگا اور خدا کیطرف اسکی حرکت ہوگی اور یا یہ جلد فوت ہو جائیگا" کوئی بدمعاش اور راستی کا دشمن ہو تو اور بات ہے مگر یکجائی طور پر نظر کرنے سے ایک دشمن بھی مان جائے گا کہ یہ جو کچھ ہوا ہے خدائی وعدوں کے مطابق ہوا ہے اور پھر یہ الہام بھی ہوا تھا انی مع اللہ فی کل حال " اب بتلاؤ ایسی صاف بات سے انکار کس طرح ہو سکتا ہے۔ اصل میں ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے۔ اگر انسان عمدہ عمدہ کھانے گوشت پلاؤ اور طرح طرح آرام اور راحت میں زندگی بسر کر کے خدا کے ملنے کی خواہش کرے تو یہ محال

بغیر امتحان ترقی محال | ہے بڑے بڑے زخموں اور سخت سے سخت ابتلاؤں کے بغیر انسان خدا کو مل ہی نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ۲۰/۱۳ غرض بغیر امتحان کے تو بات بنتی ہی نہیں اور پھر امتحان بھی ایسا جو کہ کمر توڑنے والا ہو۔ ہمارے نبی کریم صلعم کا سب سے بڑھکر مشکل امتحان ہوا تھا۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک ۳۰/۱۹

جب سخت ابتلا آئیں اور انسان خدا کے لئے صبر کرے تو پھر وہ ابتلا فرشتوں سے جا ملاتے ہیں۔ انبیاء اسی واسطے زیادہ محبوب ہوتے ہیں کہ ان پر بڑے بڑے سخت ابتلا آتے ہیں۔ اور وہ خود ہی ان کو خدا سے جا ملاتے ہیں۔ امام حسینؓ پر بھی ابتلا آئے اور سب صحابہ کے ساتھ ہی معاملہ ہوا

ترقی ابتلاؤں سے ہی ہوتی ہے

کہ وہ سخت سے سخت امتحان میں ڈالے گئے۔ گوشت اور پلاؤ کھا لینے اور آرام سے بیٹھکر تسبیح پھیرتے رہنے سے خدا کا ملنا محال ہے۔ صحابہ کی تسبیح تو تلوار تھی۔ اگر آجکل کے لوگوں کو کسی جگہ اشاعت اسلام کے واسطے باہر بھیجا جاوے۔ تو دس دن کے بعد تو ضرور کہدینگے کہ ہمارا گھر خالی پڑا ہے۔ صحابہ کے زمانہ پر اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے ابتدا سے فیصلہ کر لیا ہوا تھا کہ اگر خدا کی راہ میں جان دینی پڑ جائے تو پھر دیدیں گے۔ انہوں نے تو خدا کی راہ میں مرنے کو قبول

اپنے آپ سے فیصلہ کر لو

کیا ہوا تھا۔ جتنے صحابہ جنگوں میں جاتے تھے کچھ تو شہید ہو جاتے تھے اور کچھ واپس آجاتے تھے اور جو شہید ہو جاتے تھے ان کے اقربا پھر ان سے خوش ہوتے تھے کہ انہوں نے خدا کے راہ میں جان دی اور جو بچے آتے تھے وہ اس انتظار میں رہتے تھے۔ اور شاکی رہتے کہ شاید ہم میں کوئی کمی رہ گئی جو ہم جنگ میں شہید نہیں ہوئے۔ اور وہ اپنے ارادوں کو مضبوط رکھتے تھے اور خدا کے لئے جان دینے کو طیار رہتے تھے۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدلوا تبديلا ۲۱/۱۹

سب سے زیادہ تقویٰ پر قدم مارنیوالی استقامت اور رضا کے نمونے دکھانیوالی تو ہماری جماعت ہی ہے۔ مگر ان میں سے بھی ابھی بہت ایسے ہیں جو دنیا کے کیڑے ہیں۔ اور ایسے موقع پر میں ایک شعر سنا دیتا ہوں کہ۔ ؎

دین کو دنیا پر مقدم کرو

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

اور پھر موت کا اعتبار نہیں کہ کب آجاوے اس لئے انسان کو نڈر نہیں ہونا چاہیئے اور سفلی دنیا کی خاطر دین سے غفلت نہیں کرنا چاہیئے۔ ؎

نڈر مت ہو

مکن تکیہ بر عمر ناپائدار
مباش ایمن از بازی روزگار

وہ موت تاریکی کی موت ہے جو انسان اپنے دنیاوی دھندوں میں مصروف ہوتا ہے اور موت اوپر سے آدباتی ہے۔ حافظ نے ایسے موقع پر ایک شعر کہا ہے۔ ؎

چو روزے مرگ نہ پیدا است بارے آں اولے
کہ روزے واقعہ پیش نگار خود باشد

خدا کو مت بھول

یعنے موت کا دن تو مخفی ہوتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ مرنے کے دن میرا محبوب اور میرا معشوق میرے پاس ہو۔ موت جب آتی ہے تو ناگہانی طور پر آجاتی ہے انسان کہیں اور تدبیروں اور دھندوں میں پھنسا ہوا ہوتا ہے کہ یہ کام اس طرح ہو جاوے یا ایسے ہو جاوے۔ اور اوپر سے موت آجاتی ہے اور پھر لا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون والا معاملہ ہوتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ملازمت تجارت زمینداری اور دوسرے وجوہ معاش کو انسان

. . . . چھوڑ دیوے بلکہ چاہیئے کہ عملی طور پر اس تعلق کو بھی ثابت کرکے دکھاوے جو خدا کے ساتھ رکھنے کا اقرار کرتا ہے۔ جتنی جانفشانیاں اور جد و جہد دنیا کے لئے کرتا ہے دوسری طرف دین کے لئے بھی تو کرکے دکھاوے۔ صرف زبانی

زبانی دعووں سے کیا بنتا ہے

دعوے تو خواہ آسمان تک پہنچ جاویں جبتک عملی طور پر کرکے نہ دکھاؤ گے کچھ نہیں بنے گا۔ مومن آدمی کا سب ہم و غم خدا کے واسطے ہوتا ہے۔ دنیا کے لئے نہیں ہوتا اور وہ دنیاوی کاموں کو کچھ خوشی سے نہیں کرتا بلکہ اداس سا رہتا ہے اور یہی نجات حیات کا طریق ہے۔ اور وہ جو دنیا کے پھندوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور ان کے ہم و غم سب دنیا کے لئے ہوتے ہیں انکی نسبت تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا ۱۶/۱۳ ہم قیامت کو ان کا ذرہ بھر بھی قدر نہیں کریں گے۔

رضا بالقضا کا نمونہ

فرمایا۔ مبارک احمد کی وفات پر میری بیوی نے یہی کہا کہ "خدا کی مرضی کو میں نے اپنے ارادہ پر قبول کر لیا ہے"۔ اور یہ اس الہام کے مطابق ہے کہ "میں نے خدا کی مرضی کے لئے اپنی مرضی چھوڑ دی ہے"۔

خدا جب تمہاری مانتا ہے تو تم اسکی مانو

فرمایا پچیس برس شادی کو ہوئے اس عرصہ میں انہوں نے کوئی واقعہ ایسا نہیں دیکھا جیسا اب دیکھا۔ میں نے انہیں کہا تھا کہ ایسے محسن اور آقا نے جو ہمیں آرام پر آرام دیتا رہا اگر ایک اپنی مرضی بھی کی تو بڑی خوشی کی بات ہے۔

دل میں فیصلہ ضرور کرو

فرمایا ہم نے تو اپنی اولاد وغیرہ کا پہلے ہی سے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ یہ سب خدا کا مال ہے اور ہمارا اس میں کچھ تعلق نہیں۔ اور ہم بھی خدا کا مال ہیں۔ جنہوں نے پہلے ہی سے فیصلہ کیا ہوتا ہے ان کو غم نہیں ہوا کرتا۔

مومن ضائع نہیں کیا جاتا

فرمایا۔ میں تو کبھی نہیں مان سکتا کہ جو شخص دل سے خدا تعالیٰ کیطرف قدم رکھے وہ ضائع ہو۔ مومن آدمی کبھی ضائع نہیں کیا جاتا۔ اس کو دین بھی ملتا ہے اور دنیا بھی عزت بھی ملتی ہے اور مال بھی۔

نبی مال جمع نہیں کرتے

فرمایا آنحضرت صلعم نے ایکدفعہ اپنے گھر میں آکر پوچھا کہ ہمارے گھر میں کیا ہے عائشہ نے دو اشرفیاں نکالکر دیں۔ اور کہا کہ یہی ہیں۔ آنحضرت نے ہتھیلی پر رکھ لیں اور کہا کہ کیا حال ہے اس نبی کا جس کے پیچھے دو اشرفیاں چھوڑی جاویں۔ اور پھر اسی وقت تقسیم کر دیں۔

فرمایا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اگر ہمارے پاس کبھی کچھ ہو تو دوسرے دن سب خرچ ہو جاتا ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے جماعت کا ہوتا ہے اور وہ بھی لنگر خانہ میں خرچ ہو جاتا ہے بعض اوقات کچھ بھی نہیں رہتا۔ اور ہمیں غم پیدا ہوتا ہے تب خدا تعالیٰ کہیں سے بھیج دیتا ہے۔ اکثر لوگ خدا تعالیٰ کی پوری پوری قدر نہیں سمجھتے وما قدروا الله حق قدره ۸/۱۳ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے وفي السماء رزقكم وما توعدون ۲۶/۱۸

نبیوں کا فلسفہ

فرمایا اس زمانہ کے فلسفی تو ایسی باتیں کرنیوالوں کو نادان بیوقوف اور پاگل کہتے ہیں مگر ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے مجرب اور آزمودہ فلسفہ کو ہم رد کسطرح کر سکتے ہیں۔

حقیقی ایمان پیدا کرو

چونکہ خدا پر پورا ایمان نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کی راہ میں مال

طاعون کے متعلق عجیب پیشگوئی

مندرجہ بالا عنوان سے روزانہ اور ہفتہ وار پیسہ اخبار میں دہلی کے کسی نور احمد نامی شخص نے مندرجہ ذیل مراسلت شائع کرائی ہے۔

پچھلے سال اکتوبر کے مہینہ میں افسر الاطبار جناب حافظ محمد اجمل خانصاحب کے دولت خانہ میں بموجودگی جناب نواب شجاع الدین صاحب رئیس لوہارو۔ خان بہادر غلام حسن خانصاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس دہلی۔ نواب مرزا اکبر علی خانصاحب حاجی عبدالغنی و دیگر معززین جناب مولانا مولوی میر کرامت علی خانصاحب نے فرمایا تھا کہ اب کے طاعون فروری سے زور پکڑے گا۔ اور اپریل مئی میں یہانتک زور ہوگا کہ ۹۰ ہزار فی ہفتہ اموات طاعون ہوں گی۔ ۴ اپریل صبح ۵ بجے اٹلی میں زلزلہ آئے گا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ دلی میں بھی طاعون ہوگا اور افراتفری پھیلے گی۔ لیکن جس محلہ میں آپ کا مسکن ہے وہاں طاعون نہیں ہوگا جس طاعون کے مریض کو میں چھوؤں گا وہ طاعون سے نہیں مریگا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی من وعن پوری ہوئی

فراش خانہ میں حضرت کا مکان ہے وہاں طاعون نہیں ہوا اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ جن بیماروں کو آپ نے تعویذ دیا وہ بچ گئے چنانچہ ولایت علی اور قمر الدین سوداگران صدر بازار دہلی کا بیان ہے کہ ۶۰ مریضوں کو تعویذ پلائے گئے سب کے سب بچ گئے اب کے طاعون کے متعلق جو پیشگوئی کیگئی ہے۔ برائے اندراج پیسہ اخبار ارسال خدمت ہے۔ پیشین گوئی متعلقہ طاعون بابت سال ۱۹۰۷ء و ۱۹۰۸ء۔ پنجاب میں اب کے طاعون کا پچھلے سال جیسا زور نہیں ہوگا۔ البتہ ممالک مغربی و شمالی میں بہت زور ہوگا۔ دلی میں بھی گذشتہ سال سے زیادہ ہوگا۔ **پنجاب کے ایک بہت بڑے مذہبی لیڈر جن کو دعویٰ ہے کہ ان کو طاعون نہیں ہوسکتا طاعون سے انتقال کریں گے۔ ان کے مرید اس واقعہ سے متاثر ہوکر اپنے کئے سے پشیمان ہوں گے۔**

ہندوستان سے طاعون دور نہیں ہوگا۔ جبتک کہ اصلی **مسیح موعود یعنی پرنس ایڈورڈ خلف جناب پرنس آف ویلز** و نبیرہ حضور ملک معظم شاہ ایڈورڈ ہندوستان میں بطور وایسرائے نہیں آئیں گے۔ (نیاز محمد نور احمد خریدار روزانہ پیسہ اخبار معرفت ایجنٹ دہلی)

اس مراسلت کو پڑھکر **نور احمد** کے ہی اسلام اور عقل پر افسوس نہیں ہوتا بلکہ خود پیسہ اخبار کے ایڈیٹر پر بھی تعجب آتا ہے کہ وہ ایک مراسلت کو درج کرتے وقت اتنا بھی نہیں دیکھ سکتا کہ وہ کسی پہلو سے مقدس اسلام اور راستبازوں اور صادقوں کے سردار اور امین حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر تو حملہ کا موجب نہیں ہے۔

قطع نظر اس امر کے کہ یہ تحریر **پیشگوئی** کے رنگ میں کوئی حجت اور قابل مسک تحریر ہوسکتی ہے یہ کیسی بیہودگی اور لغویت ہے کہ **مسیح موعود کی بعثت اور نزول** کے مسئلہ پر استہزا کیا جاتا ہے کیا **مسلمانان عالم** کا یہی عقیدہ اور احادیث متعلقہ نزول مسیح کا یہی منشا اور مقصد ہے کہ آنیوالا مسیح موعود

ہند کا وایسرائے اور ملک معظم کا نبیرہ ہوگا

یہ پیشگوئی کرنے والے بزرگ بظاہر تو مولوی کہلاتے ہیں اور میر صاحب بھی ہیں مگر اس پیشگوئی میں تو انہوں نے **پولوس** اور پطرس کو بھی مات کر دیا ہے

دراصل یہ اس مخالفت کا نتیجہ ہے جو خدا کے برگزیدہ **مسیح موعود** کی کیجاتی ہے میں یقیناً جانتا ہوں اور میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جو شخص حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت کے لئے کھڑا ہوتا ہے آخر

اس کا ایمان سلب ہوجاتا ہے

اور اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مقابلہ کرتا ہے اسلئے اس کے اندر وہ

نور ایمان رہ نہیں سکتا

جو حق و باطل میں اس کو امتیاز بتا سکے اس لئے وہ جو کچھ بھی کہتا ہے وہ تمام **راستبازوں اور صدیقوں** کی مخالفت اور عداوت پر جا ٹھیرتا ہے۔

مسلمانو! کس قدر افسوس اور گریہ کا مقام ہے کہ ایک شخص اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کامل سے مستفیض ہوکر **مسیح موعود** کا دعویٰ کرے تو تمہارے نزدیک کافر۔ دجال اور کافر فرنگ سے **بدتر** لیکن ایک شخص **مولوی اور سید** کہلاکر **مسیح موعود** کے متعلق یہ خیال ظاہر کرے کہ

وہ تثلیث کا پابند مسیح کو خدا سمجھنے والا ہوگا

تو تم خوش ہوکر اسکی بات سن لو۔ اور تمہیں ذرا بھی افسوس نہ ہو

تلک اذا قسمة ضیزیٰ

ملک معظم کا نبیرہ بہر حال عیسائی اور یسوع مسیح کو خدا یقین کرنے والا اور اس کے کفارہ کو نجات کا موجب اور اکیلا ذریعہ تسلیم کرنے والا اگر مولوی میر کرامت علی کے قول کے موافق وہی مسیح موعود ہے تو بتلاؤ کہ

اسلام کا دشمن ہوگا یا خیر خواہ

وہ **کسر صلیب** کرے گا یا صلیبی مذہب کی شوکت کو بڑھائیگا تمہاری عقلوں اور تمہارے ایمان کو کیا ہوگیا؟

کیا پھر اسلام سچا مذہب ہوگا یا نعوذ باللہ ایک انسانی افسانہ! آہ!

مسلمانان در گور مسلمانی در کتاب

خدا جانے اس **استہزا** کا کیا نتیجہ ہونے والا ہے اور آسمان کن آفتوں اور بلاؤں کے تیر اس عالم پر برسانے کو ہے کیونکہ

نیز بر معصوم سے بار و خبیثے بد گہر

آسماں را حق سزد گر سنگ بارد بر زمیں

میں ابھی اس پیشگوئی پر کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا کیونکہ جبتک **کرامت علی صاحب** خود اپنے ہاتھ سے اور دو معزز آدمیوں کی تصدیق سے طاعونی پیشگوئی شائع نکریں اس وقت تک اس اہمیت قابل لحاظ نہیں ہوسکتی۔ اس لئے اس حصہ کو جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ کے متعلق ہے میں نے چھوڑ دیا ہے اور صرف **نزول مسیح موعود** کے متعلق مختصر سا نوٹ کرنا ضروری سمجھا ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ علماء اسلام مولوی کرامت علی صاحب کی کہانتک تصدیق کرتے ہیں اور وہ **دہلی** جہاں خدا کے برگزیدہ بندے اور مقدس مامور **صادق مسیح موعود** پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اس شخص کے لئے کیا کہتی ہے جو مسلمانوں اور سیدوں کی ذریت کہلاکر یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ

آنیوالا مسیح موعود ملک معظم کا نبیرہ ہوگا

جو عیسائی مذہب کا حامی اور **تثلیث** اور کفارہ کا معتقد ہے اور جس کا ایمان **یسوع مسیح** کی فرضی اور خیالی خدائی پر جاکر ختم ہوجاتا ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ وہ **اسلام** کا دشمن ہو۔ کیونکہ اسلام ان عقائد کا صریح مخالف ہے۔ **ایڈیٹر**

فیصلہ قرآنی پر نظر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو آنحضرت صلعم کس قدر عزیز تھے مگر بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے چونکہ بموجب اس کے اپنے فرمان کے اپنے قانون کو نہیں توڑا کرتا اس لئے کفار کے سوال او ترقیٰ فی السماء یعنی ہمارے دیکھتے دیکھتے آسمان پر چڑھ جاؤ کا یہی جواب دیا کہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا یعنی ان کو کہدو کہ اللہ تعالیٰ جو میرا رب ہے پاک ہے اور میں صرف ایک بشر ہوں یعنی یہ کہ بشر کے رہنے کے لئے جو جگہ بنائی گئی ہے وہی اس کیلئے ہے پس کیوں ایسا سوال کیا جاتا جو رب کے شان اور اس کی حکمت و مصلحت کے خلاف ہے کیونکہ اس نے صاف فرمایا ہے کہ ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین اور فیھا تحیون و فیھا تموتون و منھا تخرجون پس کیوں وہ ایسا کام کرے جو اس کی مرضی و مصلحت کے خلاف ہے۔ مگر اس زمانہ کے مسلمان عجیب عقل و خرد کے ہیں کہ باوجودیکہ قرآن نے صاف صاف حق و باطل الگ کرکے دکھلا دیا مگر وہ ہیں تو نہیں نہیں ہی کرتے جاتے ہیں اور ہرگز ہرگز نہیں چاہتے کہ حضرت عیسیٰ کی وفات پا دیں خواہ قرآنی نظام ٹوٹ جاوے قرآنی دلایل جھوٹے ہو جاویں مگر کیا مجال جو حضرت عیسیٰ کی موت کا اقرار کریں کیا ان سے بڑھکر عملی نصاریٰ کوئی دوسرا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں؟ پس ایسے عقائد کو چھوڑ کر حضرت تقدس مآب مرزا صاحب کا دامن پکڑنا اور حلقہ بگوش ہونا نصاریٰ و مشرکین کا ایمان لانا ہے کیونکہ مشرکین بغداد ہی ہیں دو ہزار اور علاوہ مشرکین بہت سے ہیں۔ جوت پرست۔ تعزیہ پرست۔ قبر پرست۔ پیر پرست وغیرہ ہیں اور انہیں سے اکثر ایمان لائے ہیں تفصیل کی حاجت نہیں اظہر من الشمس ہے۔ رہا یہ کہ مرزا صاحب مسلمانوں کو کافر بنانے کے واسطے ہیں" تو اسپر عرض ہے کہ کوئی نبی یا مثیل نبی کافر بنانے کے لئے نہیں آیا اور نہ کافر بنانا ان کا کام ہے بلکہ وہ تو کافروں کو ایماندار بنانے آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کبھی ایسے تند و تیز کفر کے فتوے شائع نہیں کئے جیسے کہ ان علماء اسلام نے (جو ڈاکٹر صاحب کے نزدیک وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے مگر اپنی کم نصیبی اور واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کے خلاف عمل کرنے اور بدعات سیئہ کے جاری کرنے کی وجہ سے اس سے محروم کئے گئے) مگر انہی خود لوگ کفر کے فتوے لگایا کرتے ہیں ایسا ہی مرزا صاحب نے کسی پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا بلکہ ان لوگوں نے باوجودیکہ مرزا صاحب اہل قبلہ ہیں اور شریعت کے حلال کو حلال اور شریعت کے حرام کو حرام جانتے ہیں اور آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیاء اور سید ولد آدم و افضل الرسل مانتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم پر کسی دوسرے نبی کو کوئی بزرگی و فضیلت دینا نہیں چاہتے جس سے آنحضرت صلعم کی توہین لازم آتی ہو مثلاً یہی ہو کہ آنحضرت صلعم پر جب مخالفین حملہ کریں اور ہلاک کرنا چاہیں تو ان کو ایک غار میں چھپنے کا حکم ہو مگر حضرت عیسیٰ کو آسمان پر چڑھنے کا ایسا ہی آپ سے باوجود آسمان پر چڑھنے کا معجزہ طلب کرنے کے آپ کو ھل کنت الا بشرا رسولا کا حکم ہو مگر حضرت عیسیٰ کو بغیر معجزہ طلبی کے آسمان پر چڑھا لیا جاوے۔ حالانکہ ایک نصرانی ان واقعات کو سامنے رکھکر بڑی دلیری سے ایک مسلمان کو عیسائی بنا سکتا ہے۔ پس کب ایک ایسا شخص جو دین کی تائید کے لئے اور آنحضرت صلعم کی عزت قائم کرنے اور فضیلت ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے ایسے عقاید سے اتفاق کر سکتا ہے جس میں آنحضرت صلعم کی سخت توہین لازم آتی ہے اس لئے لازم آیا کہ عقائد فاسدہ کی بیخ کنی کرے چنانچہ جب ان فاسد عقائد کی تردید کی تو ان لوگوں نے (جنکے دلوں میں یہ عقیدے نقش کالحجر کیطرح تھے) کفر کے فتوے دینے شروع کر دیئے اور اسطرح آنحضرت صلعم کی حدیث کے بموجب خود ہی کافر بنگئے۔ مرزا صاحب نے یہ بات ہرگز ہرگز نہیں کی کہ کسی پر کفر کے فتوے لگائے ہوں بلکہ ان لوگوں نے خود مرزا صاحب کو جو اول المومنین ہیں کافر کا خطاب دیکر خود ہی اپنے لئے کفر کا خطاب بموجب حدیث نبوی کے حاصل کر لیا۔

قولہ۔ بحث حیات مسیح میں وما قتلوہ وما صلبوہ اور انی متوفیک ورافعک الی زبردست قرآنی دلایل ہیں۔ اول آیت شریفہ سے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کئے گئے اور نہ انکو صلیب ملی بلکہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔

اقول۔ کیا جو مقتول و مصلوب نہ ہو وہ آسمان پر چڑھا کرتا ہے؟ اگر یہی بات ہے تو ذیل انبیاء کا جو یقیناً مقتول و مصلوب نہیں ہوئے آسمان پر چڑھنا ثابت کریں۔ حضرت موسیٰ۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت اسمٰعیل۔ حضرت یعقوب۔ حضرت سلیمان علیہم السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اگر ان انبیاء کا آپ آسمان پر چڑھنا دلایل قاطعہ سے ثابت کر دینگے تو پھر ہم دوسرے چند اور بزرگوں کے آسمان پر چڑھنے کا ثبوت آپ سے طلب کریں گے جنہیں آپ کے خاندان کے ہی بعض انسان ہوں گے کیونکہ ہم پورے وثوق سے ایمان رکھتے ہیں کہ دنیا میں ہزاروں کیا لاکھوں کروڑوں اربوں ایسے آدمی ہوگذرے ہیں جو نہ تو قتل کئے گئے۔ اور نہ مصلوب ہوئے مگر باایں وہ آسمان پر چڑھنے سے محروم کئے گئے۔ ایسا ہی ڈاکٹر صاحب نے اگر ہمارے سید و مولا کا آسمان پر چڑھنا ایسا ہی تسلیم کر لیا جیسا کہ وہ حضرت عیسیٰ کا مع جسد عنصری تسلیم کرتے ہیں تو پھر ہم ان سے اوس قبر شریف کے بارہ میں ہی چند معقول سوال کریں گے جس سے کہ ڈاکٹر صاحب کا قافیہ تنگ ہو جاویگا اور لینے کے دینے پڑ جاویں گے۔ کیونکہ جب آنحضرت صلعم ڈاکٹر صاحب کے علم و یقین کے لحاظ سے بیشک جو کہ مقتول و مصلوب نہ ہو وہ آسمان پر چڑھا کرتا ہے آنحضرت صلعم آسمان پر چڑھ گئے ہیں تو وہ قبر جو مدینہ میں آنحضرت صلعم کے نام سے ہے وہ کیسی تسلیم کیجاوے؟ اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر لٹکائے بھی گئے مگر وہ زندہ اترے اور ان پر ایسی حالت وارد نہیں ہوئی کہ جس کے سبب سے ان کو مصلوب کہا جاوے مگر آنحضرت صلعم پر تو ایسا کوئی منصوبہ ہی پیش نہ چل سکا پھر کیا وجہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی منطق کے لحاظ سے جناب سرور کائنات آسمان پر نہ گئے ہوں کیونکہ آپ یقیناً مقتول و مصلوب نہیں ہوئے۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو قتل ہوئے اور نہ مصلوب ہوئے مقتولہ کا لفظ بالکل صاف ہے ایسا ہی اسکے معنے بالکل صاف ہیں کوئی پیچ دار الفاظ نہیں ہے۔ اور ایسا ہی مصلوب کا لفظ بھی بالکل صاف ہے کہ نہ تو حضرت عیسیٰ صلیب کے ذریعہ مارے گئے اور نہ انکی ہڈیاں توڑی گئیں اور اس کے بعد قرآن شریف میں کوئی ایسا لفظ نہیں آیا ہے کہ جس کے یہ معنے ہوں کہ حضرت عیسیٰ مقتول و مصلوب نہ ہونے کے بعد آسمان پر جا بیٹھے ہیں۔ ہاں یہ بیشک آیا ہے کہ انکا رفع الی اللہ ہوا جس کے معنے بالکل صاف ہیں حضرت عیسیٰ کے منکرین و معاندین کی اولاد اب تک موجود ہے ان سے ہر ایک شخص جو طالب حق ہو دریافت کرکے نیا صاف فیصلہ کر سکتا ہے کیونکہ یہودیوں کا منشا ان کے مصلوب و مقتول کرنے کا بجز اس کے اور کچھ نہیں تھا کہ اسطرح وہ رفع روحانی سے جیسا کہ انبیاء اور اولیاء کا ہوتا ہے بسبب مقتول یا مصلوب ہونیکے محروم ہو جاوینگے کیونکہ بائبل میں لکھا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکا کر مارا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے اور جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے۔ ان الفاظوں سے حقیقت شناس اچھی طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے کیونکہ یہاں پر صاف طور پر ارشاد ہے کہ "جو کاٹھ پر لٹکا کر مارا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا نہ یہ کہ جو کاٹھ پر لٹکا کر زندہ اوتارا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے"

ایسا ہی جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے مگر قتل کا حضرت عیسےٰ کیطرف خیال بھی نہیں ہوسکتا قرآن نے صاف ارشاد فرمایا ہے کہ ما قتلوہ یقینا یعنے قتل تو وہ یقیناً نہیں ہوئے۔ اور صلیب کے ذریعہ مارنے کی نسبت بھی فیصلہ یہ کیا کہ ماصلبوہ یعنے وہ صلیب کے ذریعہ نہیں مارے گئے اور نہ ان کی ہڈیاں توڑی گئیں پس جب وہ نہ تو صلیب کے ذریعہ مارے گئے اور نہ قتل کئے گئے تو تورات کے احکام ذیل کے حکم میں کیوں آسکتے ہیں کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے اور جو کاٹھ پر لٹکا کر مارا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے ان دونوں امور کی نفی کرنے کے بعد فرمایا کہ بل رفعہ اللہ الیہ یعنے جب وہ نہ تو قتل ہوئے اور نہ صلیب کے ذریعہ مارے گئے تو یقیناً ان کا رفع الی اللہ ہوا کیونکہ رفع الی اللہ کی ز د ہی جب غلط ہے تو یقیناً وہ رفع الی اللہ ہوئے۔ جیسے کہ یہودیوں کے منصوبے کرنے کے ایام میں حضرت عیسیٰ کو بشارت دی تھی کہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ یعنے اے عیسےٰ ہم تم کو طبعی موت دیں گے (یہودی تمہارے مارنے پر قادر نہ ہوں گے) اور ایسا ہی ہم تم کو اپنی طرف ایسا رفع بھی دیں گے (جیسے کہ ایمان داروں کا ہوتا ہے) کیونکہ یہودیوں کی منشا رہی تھی کہ حضرت عیسیٰ کے صلیب کے ذریعہ یا قتل کے ذریعہ مار دینے کا نتیجہ یہ ہوگا عام خلقت کا رجوع جو انکی طرف ہے وہ رک جاویگا مگر یہودی اس کام میں ناکام و نامراد ہوئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ ومن اظلم ممن افتری علے اللہ کذبا او کذب بایٰتہ انہ لایفلح الظلمون۔ یعنے اس سے بڑھکر اور کون ظالم ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر افترا کرے یا آیات اللہ کی تکذیب کرے اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو کبھی کامیاب نہیں کرتا چونکہ حضرت عیسے علیہ السلام صادق اور مقرب بارگاہ ایزدی سے تھے اور یہودی ان کو راندہ درگاہ رب العلمین ثابت کرنا چاہتے تھے اور اسی لئے انہوں نے ان کو صلیب پر لٹکا بھی دیا تھا مگر صلیب پر مارنا ان کے بس میں نہ تھا اور خدا تعالےٰ نے ان کے بچانے کا سامان کرکے (جیسا کہ پہلے سے کہہ رکھا) بچا لیا اس لئے حضرت عیسےٰ علیہ السلام نہ تو مصلوب ہوئے اور نہ مقتول ہوئے بلکہ انکا رفع اسی طرح جیسا کہ ایمان داروں کا ہوتا ہے ہوا۔ نہ کہ رفع الی السماء جو کہ ایمان دار کے لئے ضروری نہیں ہاں رفع الی اللہ ضروری ہے یہودیوں کی منشاء کے بموجب آیت مذکورہ بالا کی پوری نہ ہوئی اس لئے وہ ناکام اور نامراد ہوئے۔ اس آیت کی صداقت ہمارے اس زمانہ میں بھی حضرت مرزا صاحب کے وجود سے ظاہر ہو رہی ہے کہ آپ کے مخالفین و معاندین نے جسقدر کوششیں آپ کو اور آپ کے سلسلہ کو تباہ کرنے کے لئے کیں اسیقدر زور سے اس سلسلہ کو ترقی ہوئی اس کے مخالف و معاند اپنے کام میں ناکام و نامراد ہوئے چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کو باوجود انکی سیاہ دلی کے جو اس کی سلسلہ عالیہ اور اس کے بانی کے ساتھ ہے اپنے قول [illegible] الہامات میں اقرار کرنا پڑا کہ [illegible] حقیقت میں کافی سے زیادہ ہیں مگر [illegible] فائدہ نہیں ہوتا ہے" صدٓ کیوں عام اور دیہا [illegible] ہو سکتا ہے پس جب اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہ سنت مقررہ ہے کہ [illegible] کو مخالف ناکامی اور نامرادی کا سیاہ داغ لگیں تو کیونکر یہودی اپنے منصوبے میں کامیاب ہوسکتے تھے۔ مگر نہ معلوم کہ ڈاکٹر صاحب کو کس وداع کا نشہ چڑھ گیا ہے کہ وہ بل رفعہ اللہ الیہ کو معنے آسمان پر چڑھ جانے کے [illegible]

ڈاکٹر صاحب کے ہسپتال میں جالی ہیں یا ذکولتی ہیں ان کو تو ہم خوب جانتے ہیں ہمارے ہاتھوں سے لگ کر ہی جاتی ہیں ہم کو تو کوئی ایسی دوا اسمیں نظر نہیں آئی کہ اسکی تاثیر یہ ہو کہ اس کے سونگھنے یا ہاتھ لگانے اور پینے سے رفع الی اللہ کے معنے رفع الی السماء سمجھ میں آجاویں۔

قولہ- قرآن شریف کی آیات صاف وظاہر ہیں ہمیں کسی قسم کا گورکھ دہندا نہیں اپنی طرف سے تاویل کرنیوالے مخالف شریف ہیں۔

اقول- اگر قرآن شریف کی تمام آیات کو آپ صاف وظاہر تسلیم کرتے ہیں تو انی متوفیک ورافعک الی کے معنے آسمان پر چڑھنے کے کیسے آپ نے سمجھ لئے کیونکہ اس کے صاف معنے تو یہی ہیں کہ اے عیسےٰ میں تجھکو وفات دینے والا اور تیرا رفع کرنیوالا ہوں۔ نہ معلوم کہ آپ قرآن کی آیت کو صاف وظاہر تسلیم کرکے کیوں انکو گورکھ دہندا تسلیم کرتے ہیں جو انکے بیجا معنے بذریعہ تاویل کرتے ہیں جو آپکے اعتقاد کے موجب آپ کو کرنا کسیطرح بھی جائز نہیں ذرا مہربانی کرکے بتلاویں تو سہی کہ جب قرآن کی آیات صاف وظاہر ہیں تو آپ نے آسمان پر چڑھنے کا لفظ کہاں سے لا کر دہر گھسیٹا؟ کیا یہ کام آپکے اپنے فتوی کے نیچے آپ کو نہیں کیا ہے یا صادق کے لئے جو فتویٰ آپنے تیار کیا تھا اوس کا مصداق خدا نے آپ کو خود ہی بنا دیا غور کیجئے کہ آپ نے لکھا ہے کہ "اپنی طرف سے تاویل کرنیوالے مخالف قرآن شریف ہیں" خیر یہ تو ہوا نہ آپکی کارروائی کے متعلق اب قرآن کی دوسری آیات کی نسبت سن لیا کیا آپ کے نزدیک من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا۔ الایۃ- کے بموجب اس جہان کے تمام نابینا آخرت میں بھی نابینا ہی اٹھیں گے؟ خبردار تاویل نہ کرنا۔ ورنہ "اپنی طرف سے تاویل کرنیوالے مخالف قرآن شریف ہوتے ہیں" کے ذیل میں آجاؤگے۔

قولہ- قرآن مجید میں وہ جگہ دکھایئے جہاں متوفی ورافع اکٹھے آئے ہوں اور اس کے معنے موت کے لئے جاویں۔

اقول- دور جانے کی کیا ضرورت ہے یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی کافی ہے جو کہ بقول آپ کے کہ "قرآن کی آیات ظاہر و صاف ہیں اور کہ ہمیں کسی قسم کا گورکھ دہندا نہیں ہے کہ پہلے متوفی کا لفظ استعمال کرکے بیان کیا گیا ہے کہ پہلے حضرت عیسیٰ وفات پاوینگے پھر انکا رفع ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے۔ اگر اپنے قول پر جو اوپر نقل ہوچکا ہے یعنی یہ کہ قرآن کی آیات صاف ہیں کوئی گورکھ دہندا نہیں ہے آپ کو توفی کے معنے میں تشکک ہو تو توفنا مع الابرار- توفنی مسلماً والحقنی بالصلحین پر غور کرنا کافی ہے دقت اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں حسب التبیں کہ آپ قرآن کی آیات کو صاف وظاہر تسلیم کرتے ہیں

قولہ- سرور عالم صلعم کے واسطے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انک میت وانھم میتون اور حضرت عیسےٰ کے واسطے انی متوفیک ورافعک الی ان جداگانہ الفاظ سے غرض کیا ہے؟

اقول- صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کے رفع الی اللہ ہونیکا یہ سبب ہوا کہ اعتقاد تھا کہ وہ قتل کئے گئے یا صلیب کے ذریعہ مارے گئے انکا رفع نہ تھا مگر آنحضرت صلعم کی نسبت کوئی ایسا خیال نہ تھا اور نہ ہے اسلئے حضرت عیسیٰ کے مقتول یا مصلوب ہونے کی نفی کی گئی اور اس کے ثبوت میں یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی کو بطور سند کے پیش کرکے ظاہر کیا گیا کہ جب ان کے پہلے [illegible] وہ طبعی موت وفات پاویگے اور یہود ان کو قتل نہیں کرسکیں گے اور انکا رفع ہوگا تو وہ قتل کیسے کئے جاتے یا مصلوب کیسے ہوسکتے تھے اور جب وہ مصلوب و مقتول نہیں ہوئے تو وہ تورات کا یہ فتویٰ کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے اور جو کاٹھ پر لٹکا کر مارا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے کیسے راست آکر اون کے رفع روحانی مثل مومنین کا مانع ہوسکتا ہے۔ پس صاف ہے جو کچھ ان ہر دو آیتوں کے بیان کرنے کا مطلب ومنشا ہے۔

قوله - مفسر قرآن ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب نے جو میرزا صاحب کے کرکٹر پر نکتہ چینی کی ہے اُس کی تردید اب تک نہیں ہوئی ہے -

اقول - اس کے متعلق اگرچہ میرے محسن و پیارے بھائی شیخ یعقوب علی صاحب نے الحکم نمبر ۳۰ جلد ۱۱ میں کافی سے زیادہ بذریعہ ایک نوٹ کے لکھا ہے مگر جو کچھ ہم نے تحریر کیا ہے اُس کا بھی ملاحظہ ہونا از بس ضروری ہے اس لئے عرض ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے صرف میرزا صاحب کے ہی کرکٹر پر نکتہ چینی نہیں کی بلکہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے کرکٹر پر بھی نکتہ چینی کی ہے غور کریں کہ قرآن تو آں حضرت صلعم کی نسبت یہ بیان کرتا ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم الخ اور ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم ۔ تومنون باللہ و رسولہ و تجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم و انفسکم الخ مگر ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ "خداوند عالم کی توہین اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُس کا ماننا اور اُس کی عطا کردہ عقل و فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا بدی سے بچنا موجب نجات نہیں تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے" پھر فرماتے ہیں کہ "اُس بے انت ذات کے تمام قوانین رحمت و مغفرت ایک انسان ہی کے تابع ہو گئے؟" (دیکھو روزانہ پیسہ اخبار ۱۷۹ جلد ۱۷ صفحہ ۲ کالم ۳ درحاشیہ مورخہ ۲۹ مئی سنہ ۱۹۰۶ء)

اگرچہ ہم ڈاکٹر صاحب کے ان الفاظ کی تردید کرنے پر بہت کچھ بفضل اللہ دسترس رکھتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب کے مفسر ہونے کا اچھی طرح سے حال ظاہر کر سکتے ہیں اور کہ ڈاکٹری اصول کے بموجب بھی ڈاکٹر صاحب پر یہ امر پایۂ ثبوت پہنچا سکتے ہیں کہ کیونکر ڈاکٹر صاحب صرف صرف بعض دوائیوں کو ہی بعض امراض صرف صرف کے دفعیہ کا ذریعہ یقین کر کے مریضوں کو استعمال کراتے ہیں جس سے آں حضرت صلعم کی اتباع کے ذریعہ ہی رحمت و مغفرت الٰہی کا نازل ہونا ایسا صاف و کھلے طور پر بہ پایۂ ثبوت پہنچ جاتا ہے کہ پھر اُس کے بعد نکتہ رس کو ایسا اعتراض کرنے سے ہی شرم آتی ہے جیسا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے کیا ہے اور اسی طرح پر ایک نکتہ رس یقینی طور پر اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنے پر قائل ہو جاتا ہے کہ دراصل ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے مفسر قرآن ہو کر اور ڈاکٹری پیشہ کر کے ہی گنوا دی جو یہ ایک معمولی بات اُس کی سمجھ میں نہ آسکی - مگر چونکہ ایک تو اس طرح مضمون لمبا ہو جاویگا - دوسرے ڈاکٹر عبدالحکیم خان مخاطب نہیں ہیں - تیسرے یہ کہ ڈاکٹر نور حسین صاحب بھی آں حضرت صلعم کی اتباع کے مدعی ہیں بنا بریں لازم آیا کہ ڈاکٹر صاحب یہ بیان فرماویں کہ جو مذکورہ بالا نکتہ چینی آں حضرت صلعم کے کرکٹر پر ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے کی ہے اُس کی آنحضور نے کب اور کہاں تردید کی ہے - رہا میرزا صاحب کے کرکٹر پر نکتہ چینی کرنا تو اس کا جواب یہ ہے کہ نہ ایک دفعہ نہ دو دفعہ بلکہ متعدد دفعہ ان نکتہ چینیوں کے معقول اور مدلل جواب ہمارے سلسلہ کے اخبارات میں شائع ہوئے ہیں - اور کہ خود ہمارا ایک مضمون بعنوان "شاگرد کا خط استاد کے نام" بھی ڈاکٹر عبدالحکیم کی تردید کے الفاظ [illegible] الحکم کے فائل میں اب تک موجود ہے - مگر نہ معلوم کہ ڈاکٹر صاحب [illegible] کونے میں کیسے بیٹھے رہتے ہیں جو اُن کو اتنک اس بات کا علم [illegible] دنیا سے تو یہ امر پوشیدہ نہیں ہے - اب براہ کرم ڈاکٹر صاحب بیان کریں کہ ڈاکٹر عبدالحکیم نے جو آں حضرت صلعم کے کرکٹر پر نکتہ چینی کی ہے اُسکی تردید آپ نے یا آپ کے قطب زمان پیر گولڑوی صاحب نے کی ہے کہ نہیں اگر نہیں کی تو اُس کے وجوہات سے تفصیلی [illegible] پیسہ اخبار مطلع فرمایا جاوے -

قوله - جبکہ ایک مسلمان پابند صوم و صلوٰۃ ہو مگر میرزا صاحب کو نہ مانے تو وہ کون سے دلائل قرآنی سے کافر ہو سکتا ہے ؟

اقول - جن دلائل قرآنی سے ایک یہودی پابند صوم و صلوٰۃ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام و آں حضرت صلعم پر ایمان نہ لانا موجب کفر تھا - کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بموجب عقیدہ جناب کے جب آسمان سے اُتریں گے تو اُنپر کوئی مسلمان پابند صوم و صلوٰۃ ایمان نہیں لاویگا بلکہ جو اُتر چکے ..... وغیرہ ہی ایمان لاوینگے ؟ اگر ایسا ہے تو اُن کو حضرت عیسیٰ کا کافر کہنا کیا بیجا ہوگا ؟ اور یہ بھی واضح رہے کہ میرزا صاحب نے کسی پر کفر کا فتوےٰ نہیں لگایا ہے اور نہ میرزا صاحب کا کام ہے کہ وہ لوگوں کو کافر بے دین بناویں کیونکہ وہ تو مثل انبیاء کے مومن بنانے اور دین دار بنانے کے لئے تشریف لائے ہیں اس لئے کسی کو کافر بنانا اُن کی شان کے ہی بعید ہے بلکہ لوگوں نے خود اُن کو کافر اور بے دین بیان کر کے بموجب حدیث نبوی کے اپنے اوپر کفر کا فتوےٰ چسپان کر لیا اس کے علاوہ آں حضرت صلعم کے صدہا نشان و خرق عادت کا جو حضرت میرزا صاحب کے ذریعہ ظاہر ہوئے ہیں انکار کرنے کی وجہ سے بھی یہ لوگ جو میرزا صاحب کو نعوذ باللہ کاذب اور کافر یقین کرتے ہیں اس لائق ہو گئے ہیں کہ اُن کو اُن منکران انبیاء سے نیز آں حضرت صلعم کے منکران سے کم نہ سمجھا جاوے کہ جنھوں نے اُن کی زندگی میں صدہا نشان دیکھکر بھی انکار و کفر کیا تھا -

قوله - جبکہ فی زمانہ ہر ملک و دیار میں مسلمان موجود ہیں **نماز روزہ** حج کی ممانعت نہیں - دین متین کے عالم و فاضل و واعظ ہر ایک جگہ پائے جاتے ہیں تو میرزا صاحب کے بعثت کی کیا ضرورت ہے ؟ -

اقول - سبحان اللہ رے ایسے حُسن پہ یہ بے نیازیاں !

کیوں صاحب ! یہ سچ اور ایمان سے کہنا کہ جو دین متین کے عالم و فاضل و واعظ ہر ایک جگہ پائے جاتے ہیں وہ جناب کے قول کے بموجب جو آپ کے ہی الفاظ میں آپ کے روبرو پیش کیا جاتا ہے "ہر طرح کے بدعات سیئہ کے جاری کرنے والے - قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نئے فرقے بنانے والے ہیں کہ نہیں ؟ جن میں سے کسی کو باوجود اُن کی ایسی ایسی کرتوتوں کے آپ نے قطب زمان اور مسیح الزمان بنایا ہے حالانکہ وہ وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق ہی نہیں کیونکہ احکام الٰہی سے بقول آپ کے انحراف کرتے اور واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کے برخلاف چلتے ہیں جس کی وجہ سے عجیب مصائب و حوادث سماوی نازل ہو رہے ہیں - کیا ایسی خرابیاں تسلیم کرنے کے باوجود بھی میرزا صاحب نبلہ کی بعثت کی ضرورت ثابت نہیں ہوتی ؟ اگر نہیں تو پھر یہ بتلانا فرض ہوگا کہ جبکہ آنحضرت صلعم کے وقت اور حضرت مسیح کے وقت کے یہودی صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے تو اُن کی بعثت کی اُن کے نزدیک کیا ضرورت تھی ؟ بھلے آدمی ! تو خود تسلیم کرتا ہے کہ علماء دین متین جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے دین نبوی صلعم میں ہر طرح کی بدعات سیئہ جاری کر رہے ہیں اور قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نئے فرقے بنا رہے ہیں تو کیا اس وقت میں کسی ایسے وجود کی ضرورت نہیں جو وارث الانبیاء بن کر ان جھگڑوں کو دور کرنے اور ٹکڑوں پارچوں کو جوڑ کر ایک کرے ؟ -

قوله - بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے

پاک پروردگار کی کہ تمہارے درمیان عیسےٰ ابن مریم آئیگا تو صریح الفاظ میں کیسے تاویل ہوسکتی ہے؟

اقول- جب حدیث کے ایسے صریح الفاظ میں تاویل نہیں ہوسکتی تو قرآن شریف کے صریح الفاظ میں بھی تاویل نہیں ہوسکتی چنانچہ اس کو جناب نے خود ہی تسلیم کیا ہے اور اسی لئے میرزا صاحب کے دعوے کو قبول کرنے سے انکار و فرار کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ دعوے (مسیح موعود کا) آیت ختم نبوت کے برخلاف ہے"۔ تو حضرت عیسےٰ ابن مریم کا آنا کیوں ختم نبوت کے برخلاف نہ خیال فرمایا؟ کیونکہ قرآن کے صریح الفاظ یہ بیان کرتے ہیں کہ **ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین** ایسا ہی حدیث کے بھی صاف الفاظ **لا نبی بعدی** آپ کی اس دلیل کو توڑتے ہیں اور بقول آپ کے صریح الفاظ کی تاویل کرنے کی ضرورت نہیں پس یہ ظاہر کرنا ضروری ہوا کہ کون سے عیسےٰ ابن مریم آویں گے اور کہاں سے اویں گے اور کیسے آویں گے؟ کیا آں حضرت صلعم کو (نعوذ باللہ) ختم نبوت کے معنے معلوم نہیں تھے یا یاد نہیں رہے تھے جو قسم کھا کر فرمایا کہ عیسےٰ ابن مریم آوینگے یا اُس کا آنا اُن کے نزدیک کچھ اور ہی حکم رکھتا تھا؟ ہمارے سمجھ میں نہیں آتا کہ میرزا صاحب کا دعوے تو ختم نبوت کے برخلاف ہو جاوے اور عیسےٰ ابن مریم کا آنا ختم نبوت کے برخلاف نہ ہووے کیا اچھا ہو کہ اگر ڈاکٹر صاحب اس عقدہ لاینحل کو حل کر کے ہم کو مشکور فرماویں۔

اس کے بعد نمبر ۱۳ میں ڈاکٹر صاحب نے ایک حدیث کا ترجمہ لکھا ہے جو بقول اُن کے بخاری کی حدیث ہے مگر چونکہ اُس کے اصلی الفاظ نہیں دیے اور نہ ہم کو اُن کے اصلی الفاظ کی خبر ہے اس لئے ہم اُس پر کچھ نہیں تحریر کر سکتے کیونکہ جبکہ یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ یہ حضرات ایسے ہی تحریف کرنے میں کمال رکھتے ہیں تو پھر اُس پر لکھنا ہی عبث ممکن ہے کہ ایسی کوئی حدیث ہو جس کا اگلا اور پچھلا مطلب خبط کر کے یا کانٹ چھانٹ کر کچھ کا کچھ بنا کر کچھ کا کچھ نتیجہ نکالا ہو۔ رہا یہ کہ میرزا صاحب نے مسیح علیہ السلام کی کئی کئی پیرایوں میں توہین کی ہے اسپر اسی قدر لکھنا طالب صادق کے لئے کافی سے زیادہ ہے کہ میرزا صاحب کا دعوے مثیل مسیح کا ہے اگر وہ باوجود مثیل مسیح کے دعوے کے مسیح کی عزت نہیں کرتے بلکہ مسیح کی توہین کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں تو گویا خود وہ اپنے دعوے مثیل مسیح کی توہین کرتے ہیں۔ یہ بات نہ تو ہماری سمجھ میں آتی ہے اور نہ کوئی عقلمند اس کو سمجھ سکتا ہے کہ ایک شخص باوجود دعوے مثیل مسیح کے کیونکر مسیح کی توہین کر سکتا ہے۔ میرزا صاحب نے مسیح کی توہین کبھی نہیں کی اور نہ کوئی صادق کسی صادق کی توہین کر سکتا ہے البتہ عیسائیوں کے یسوع کی نسبت بائیبل کے بعض فقرے نقل کر کے عیسائیوں پر حجت پوری کی ہے جو کہ علم مناظرہ میں ہر طرح جائز ہے اس کو توہین خیال کرنا عقلمندی کا خاکہ اُڑانا ہے۔

ایسے ہی میرزا صاحب کا اپنے آپ کو امام حسین علیہ السلام سے بموجب حکم ربانی کے افضل ظاہر کرنا ہرگز ہرگز جناب سیدنا حسین علیہ السلام کی توہین پر دال نہیں میرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں امام حسین علیہ السلام کی تعریف کی ہے اور اُن کی توہین کرنے والے کو بُرا ظاہر کیا ہے اگر باوجود ان خیالات کو ظاہر کرنے کے میرزا صاحب کا صرف یہ کہنا کہ وہ امام حسین ؑ سے افضل ہیں امام حسین کی توہین کا موجب ہو گیا تو آں حضرت صلعم کی نسبت تمام مسلمانوں کا یہ اقرار کرنا کہ آپ (صلعم) تمام انبیاء سے افضل ہیں کیوں موجب توہین جملہ انبیا نہ گردانا جاوے؟ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لوگ فضیلت کے معاملے میں کیوں اڑ بیٹھے ہیں اور کیوں کسی کے یہ کہنے پر کہ وہ فلاں سے افضل ہے اُس کی توہین کا موجب گردانتے ہیں حالانکہ یہ صاف اور بالکل صاف ہے کہ فضیلت۔ عزّت و بزرگی بنی ہوئی ہے۔ یعنے اگر ایک ایم اے یہ دعوے کرتا ہے کہ میں ایف اے اور بی اے سے افضل ہوں یا ایک اسسٹنٹ سرجن دعوے کرتا ہے کہ وہ ایک کمپونڈر اور ہاسپٹل اسسٹنٹ سے افضل ہے تو کیا وہ اس بیان سے ایف اے و بی اے اور کمپونڈر و ہاسپٹل اسسٹنٹ کی توہین کرتا ہے یا امر واقعی بیان کرتا ہے؟ ہمارے خیال میں اس سے کوئی بھی توہین لازم نہیں آتی بلکہ ایک طرح سے اُن کی عزت قائم ہوتی ہے یعنے وہ اپنے کو اُن سے افضل ظاہر کرنے میں دراصل اُن کی عزت کی ایک حد تک قدر کر کے اپنا مرتبہ ظاہر کرتا ہے مگر مشکل تو یہ ہے کہ آج کل دُنیا کے لئے عقل خرچ کی جاتی ہے اور دین کے لئے کچھ بھی غور و فکر سے کام نہیں لیا جاتا صرف سُنے سنائے اعتراض بیان کر کے ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں کا دم بھرا جاتا ہے۔

بالآخر ڈاکٹر صاحب جن تیس ۳۰ دجالوں کا انتظار کر رہے ہیں یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ ہم نے اُن کو بھی دیکھ لیا ہے نہ صرف تیس ۳۰ بلکہ تیس ۳۰ سے بھی کچھ زیادہ ہی چنانچہ وہ دجال کچھ عرصہ ہوا ہمارے ہاں لاہور چھاؤنی بھی آئے تھے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خادموں کو دیکھکر ایسے بھاگے کہ پھر اُس دن سے آج تک یہاں آنے کا نام تک نہیں لیا اور اب ہم اُن کے دیکھنے کو اس طرح ترستے ہیں جیسے کہ گدھے کے سینگ دیکھنے کو۔

میرے خیال میں ڈاکٹر نور حسین صاحب صابر کے تمام ایسے اعتراض کا جواب ہو گیا جو کہ جواب کے لایق تھے اُمید کہ ڈاکٹر صاحب ان کو پڑھکر بذریعہ روزانہ پیسہ اخبار لاہور جواب باصواب سے مشکور فرماویں گے اگر ڈاکٹر صاحب اس کو پڑھکر بحر تفکر میں غوطہ زن ہو گئے یا جواب نہ بن آئی تو پیر گولڑوی سے مدد لیکر جواب دیں جو اُن کے نزدیک مسیح الزمان ہیں والسلام علےٰ من اتبع الھدےٰ و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ؛ (خاکسار محمد حسین انبالوی لاہور چھاؤنی)

بقایا دار احباب توجہ کریں

خریداران کی خدمت میں التماس ہے کہ سال رواں سے تیسری سہ ماہی بھی ختم ہونے والی ہے جن حضرات کے ذمہ بقایا ہے۔ وہ اپنے اپنے حساب بے باق کر کے ممنون فرماویں ؛

جبکہ یہ بات پھر بھی ہو

ممکن ہے کہ ایک بات ایک یا دو تین مرتبہ وقوع میں آوے اور آپ کو اسکی جانب توجہ نہ ہو لیکن جبکہ وہی بات متواتر ہو اور طلبا اور آپکے ہمسایہ اسکی بابت آپسے کہیں تب تو ضرور آپ اُس کی جانب متوجہ ہونگے اور ہرگز درگذر نہ کرینگے۔ یہ بھی خوش نصیبی ہے کہ آپکے ہی شہر کے ایک مشہور طبیب سے ایسی حوصلہ بڑھانیوالی خبر آپ سُنیں جیسی کہ ذیل میں درج ہے۔ ڈاکٹر اے۔ ڈی۔ بلیمو ریا۔ ایل۔ ایم۔ اینڈ۔ ایس۔ جن کا دواخانہ ۲۱۲ دھوبی تالاب میں واقع ہے فرماتے ہیں کہ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) کے بارے میں اپنی سچی رائے آپکے سامنے ظاہر کرتا ہوں میں نے ان کا استعمال اپنے مریضوں پر کیا اور بہت مفید پایا۔ میں ایسے مریضوں کو بتا سکتا ہوں کہ جو سخت تکلیف پتھری کے مرض میں مبتلا تھے اور جن کو ان گولیوں کے استعمال سے شفا ہوئی اور ابتک اس مرض کی کسی قسم کی علامت اُن میں نظر نہیں آتی۔ اگر گردے خراب یا کمزور ہو گئے ہیں تو کامل صحت غیر ممکن ہے کیونکہ "ان سیال زہروں کو جسم میں سے نکالتے ہیں کہ جو قلب کی بیقاعدہ حرکت۔ کمزوری چکر آنا۔ حافظہ اور حیوانی کا زائل ہونا درد پشت اور پیشاب کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں اور اگر علاج نہ کیا گیا تو آخر میں ذیابیطس (میٹھا پیشاب) یا گردوں کا انحطاط (سڑنا) لاحق ہوتا ہے ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں گردوں اور پیشاب کی بیماریوں کیلئے مجرب دوا ہیں اور جن مریضوں کو کسی دوا یا علاج سے فایدہ نہ ہوتا تھا انکو اسکے استعمال سے شفا ہوئی ہے۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ملا اگر آپ اپنی فرمایش کیساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپکی فرمایش کی تعمیل بغیر ویلیو پے ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی۔

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن ومنافع سے آپ مالا مال ہوسکتے ہیں۔ اس تریاق بے نظیر وسریع الاثر مجرب المجرب خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ برائے حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون وجملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اور اگر مبتلا ہے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سر درد وبخار چند منٹ میں دور اور سرسام وگلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت وسرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور اُن کے لئے جن کو بیہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اُتارنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔

تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشائے راز اسکے نسخہ کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر اُن اشخاص سے جو ایجنٹ ہو گئے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں بنصف قیمت۔

نوٹ۔ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و نرخ اُجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر
فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون بمقام موکل
ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزو طراری مریضوں کو آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ۔ پھر منگاؤ بھلا اسمیں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہمنے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چندی استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگی اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلاء طلسمی پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فایدہ اُٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۴

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام فی بکس ۴

المشتہر
حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڈھ
ضلع دہلی

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام۔ حصہ دوم۔ یہ بے نظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعویٰ کے متعلق نہایت شرح وبسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کو اعتراضات کو غبار ونور آہی قیمت ۱۲ ست بچن ۱۲ آریہ دھرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کیساتھ جواعتراض بیہودہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۱۲ نبرد تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۱ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے۔ قیمت ۲ نسیم دعوت آسمانی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تالیف ہے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۲ نور القرآن۔ حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد ہے قیمت ۲ ایڈیٹر الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صد ہا خطوط پسندیدگی کے بھیجے گئے ہیں یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اس کی قبولیت ہوگئی ہے۔ قیمت فی پارہ (۱۲) سلک مروارید حصہ اول۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۴ سلک مروارید حصہ دوم۔ قیمت ۴

المشتہر
مینجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۰

اِنَّ اللہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

پرگوئم باز گرائی جہاد رقادیاں ہینی | وا ہینی شفا ہینی غرض دارالامان ہینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے صہ ر

...معاونین سے عے

...دستان سے باہر کے

...سب والوں سے ۱۲

...عت کے غیر مستطیع

...ے سے کم آمدنی

...ے لوگوں سے۔ عا ۱۲

نمبر ۳۵ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۲۵ھ

اطلاع

موسمی عوارض کی وجہ سے چھاپنے والا عملہ بیمار ہے۔ اور مشین ابھی تک پہونچ نہیں سکی۔ اس لئے جہاں پچھلے ہفتہ کا اخبار دو ورق سے شایع ہوا۔ وہاں اس ہفتہ کا اخبار بمشکل آٹھ صفحوں پر شایع ہو سکا ہے امید ہے ناظرین معذور سمجھیں گے۔

ناظرین الحکم کی خدمت میں واضح رہے کہ اگر انہیں مذہبی امور کے متعلق کبھی ایسے شبہات اور سوالات پیدا ہوا کریں جن کا جواب دینا مذہبی اخباروں کا فرض ہوا کرتا ہے تو وہ بے خوف و خطر سوالات لکھکر دفتر الحکم میں بھیجا کریں۔ ہم بفضل خدا معقول سوالوں کے جواب اخبار میں چھاپ دیا کریں گے۔

عجیب نوٹ

خدا تعالیٰ نے اگر اوپر کو آسمان بنا دیا ہے تو نیچے کو زمین بنا دی ہے اگر علو بنایا ہے تو سفل بھی بنایا ہے۔ نور بنایا ہے تو پھر اندھیرا بھی بنایا ہے باقی رہنے والی چیزیں بنائی ہیں۔ تو فنا ہونیوالی چیزیں بھی بنائی ہیں بعض کو قرب کا موجب بنایا ہے تو بعض کو دور رہنے کا موجب بنایا ہے۔ اگر فرشتے بنائے ہیں تو پھر شیطان بھی بنایا ہے۔

جب مرد عورت دونوں کی ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ نے بھیجیں اپنے رسول بھیجے اور سب سے آخر اپنی کتاب قرآن مجید اور اپنا کامل اور افضل الرسل رسول ... بھیجا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ مرد تو تعلیم حاصل کریں اور ... فائدہ اٹھاویں اور اپنی عاقبت سنواریں مگر عورتوں کو ... رکھا جاوے۔ اور جیسے ان پر ... پیدا ہوتی تھیں ... دالیں بھیجی جاویں کیا اس معاملہ میں مرد گنہگار نہیں ... سنتا ناس نہیں۔

مرد اور عورت میں اندرونی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی قدرتاً بہت فرق ہے اور جو کام مرد ... عورت نہیں کر سکتی اور جو عورت کر سکتی ہے وہ مرد ... بعض امور میں شراکت بھی ہے۔ مگر مقابلۃً مرد غالب ہے ... مرد حاکم ہے اور عورت محکوم ہے۔ اس لئے مرد و عورت ... کبھی نہیں ہو سکتے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک جگہ خالی ہے

مدرسہ ہذا میں ایک سینیر ہیڈ گریجوایٹ کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی۔ تمام درخواستیں معہ سندات کے بنام ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے جلد آنی چاہئیں +

الہامات۔ ۲۹ ستمبر ۱۹۰۷ء ... الم تر کیف فعل ربک باصحٰب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل ...

کلماتِ طیّبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۹ - ستمبر بوقت نماز ظہر۔

کرامت علی نے حضرت مسیح الزمان و مہدی دوران سلمہ الرحمٰن کی نسبت ایک پیشگوئی کی ہے۔ جو کہ گذشتہ اخبار میں پیسہ اخبار سے نقل کرکے شائع کی گئی تھی۔ یہ وہ پیشگوئی جب روزانہ اخبار مطبوعہ ۱۸ ستمبر سے پڑھکر حضرت اقدس کی خدمت بابرکت میں سنائی تھی۔ تو اسپر جو کچھ حضرت اقدس نے فرمایا پیشتر اس کے کہ وہ درج کروں حضرت اقدس کے کلمات طیبات کو سمجھنے کے لئے اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ گذشتہ اخبار کے صفحہ ۱۰ سے وہ پیشگوئی ایک دفعہ پھر بغور پڑھ لیویں۔ (ظہیر)

اسپر حضرت اقدس نے فرمایا۔ پیشگوئیاں تو وہ ہوتی ہیں جو قبل از وقت وقوع اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے عام طور پر شائع ہوں۔ اور دنیا میں ان کی عام طور پر شہرت ہو۔ آجکل کے لوگوں کی زبانی شہادتوں کا کیا بھروسہ ہے۔ ہمارے مخالفوں کی اس وقت عجیب حالت ہو رہی ہے۔ تھوڑے دنوں کی بات ہے۔ کہ ایک جگہ آٹھ آدمیوں نے قسم کھا کے بیان کیا کہ ہم دیکھ آئے ہیں جیسے جذام ہو گیا ہے زبانی شہادتوں پر تو بڑی بڑی کرامتیں لوگوں میں مشہور ہو جایا کرتی ہیں حالانکہ اصلیت کچھ بھی نہیں ہوتی۔ فرمایا یہ اخبار تو رکھنے کے لائق ہے۔ اسکی پہلی پیشگوئیوں کی نسبت صرف زبانی شہادتوں کو ہم کافی نہیں سمجھتے۔ ہاں یہ ایک پیشگوئی ہے جو اس اخبار میں درج ہے۔ اب خود بخود سچائی ظاہر ہو جاوے گی اس نے بڑا ہی ظلم کیا ہے جو دلی میں ہزار دن آدمی طاعون سے مر گئے اور اس نے ان کو چھوا تک بھی نہیں۔ زبانی شہادتیں آجکل کے لوگوں کی قابل قدر نہیں البتہ اسکی یہ پیشگوئی محفوظ رکھنے کے لائق ہے۔ یہ کیسی حیلہ سازی ہے کہ جو پیشگوئی کرتا ہے وہ تو چپ ہے اور اسکی بجائے ایک دوسرا شخص شائع کرتا ہے۔ دیکھو جتنی پیشگوئیاں ہم کرتے ہیں خود ہی لکھتے اور شائع کرواتے ہیں۔ اصل میں قرون ثلاثہ کا حال کمال پہنچ چکا ہے۔ اس زمانہ میں جھوٹ تو حلوہ بے دود ہ سمجھا جاتا ہے۔ ہمپر بڑے بڑے افترا کئے گئے اور طرح طرح کے بہتان لگائے گئے۔ عدالتوں میں ہمپر طرح طرح کے جھوٹے الزام ثابت کرنے کی کوشش کی گئی اور ان لوگوں نے ہمارے برخلاف آتمارام اور چندولال کے سامنے کتنے جھوٹ بولے۔ فسق و فجور کی کوئی حد نہیں رہی اور خاص کر جھوٹ میں تو ان لوگوں نے وہ کمال حاصل کیا ہے کہ اگر لاکھ آدمی بھی ملکر شہادت دیں تو اعتبار نہیں ہو سکتا شیخ یعقوب علی صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا کہ یہ تمہارا ذمہ ہے کہ پیسہ اخبار کیطرف اصلیت کو دریافت کرنے کے لئے ایک خط لکھو بلکہ میں کہتا ہوں کہ خود ہی ایک دو آدمی کرامت علی کے پاس دلی چلے جاؤ۔ اور اس کو یہ اخبار دکھا دو۔ کسی شخص نے عرض کی کہ منشی قاسم علی اور ڈاکٹر محمد اسمٰعیل دلی میں موجود ہیں اور بڑے مخلص ہیں انہیں کو لکھا جاوے۔ حضرت نے مولوی محمد احسن صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا ہم تو اسی وقت آدمی بھیجنے کو بھی تیار ہیں مگر خیر انہیں کو لکھدو اور تاکیداً لکھدو کہ ہمارا خط دیکھتے ہی خود اس کے پاس جائیں اور اخبار دکھا دیں اگر وہ اقرار کرے تو بھی اس سے لکھوا لیں اور اگر انکار کرے تو بھی لکھوا لیں منشی قاسم علی اور ڈاکٹر محمد اسمٰعیل ہمارے خط کو دیکھتے ہی اس کے پاس جاویں اور پوری کوشش سے کام لے کر اس سے اقرار لیں۔ ایسی چوری کارروائی ٹھیک نہیں ہے۔ ان کو تاکیداً لکھدو کہ خود جاکر اس سے اقرار لیویں اور اس کے ہاتھ سے لکھوائیں۔ یہ تو بڑی فیصلہ کی بات ہے۔ گویا تمام دنیا کو ایک فیصلہ نے ہی چھوڑا دیا۔ اس کے پاس ضرور خود جاکر اس کی تصدیق کرانی چاہیئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگوں کے دلوں میں بشارت پیدا کرنے کے لئے ایسی پیشگوئیاں کر دیتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

واللّٰہ مخرج ما کنتم تکتمون ۱/۹

ایک ہفتہ تک پتہ لگ جائے گا کہ اصلیت کیا ہے۔ چاہیئے کہ یہی اخبار ان کو بھیجا جاوے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ وہاں سے اخبار ہی تلاش کرتے پھریں۔ کرامت علی کے پاس جاکر اخبار کی وہ جگہ اسے دکھلائیں جہاں پیشگوئی درج ہے اور اس کو کہدیں کہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ تمہارا مقابلہ ہے اسکی تصدیق ہم کرنے آئے ہیں اور اس بات کی بھی اچھی طرح سے تصدیق کریں کہ وہ کونسے ساٹھ آدمی ہیں جن کو چھونے سے اڑتی طاعون جاتی رہی اور وہ تندرست ہو گئے۔

فرمایا کئی دنوں سے ابتلاؤں کا سامنا تھا ہمیں کئی دن رات تو میں سویا ہی نہیں۔ آج ذرا سی میری آنکھ لگ گئی تو یہ فقرہ الہام ہوا۔ "خدا خوش ہو گیا" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کریم اس بات سے بہت خوش ہوا ہے کہ اس ابتلا میں میں پورا اترا ہوں اور اس الہام کا یہی مطلب ہے کہ اس ابتلا میں تو پورا اترا۔

اس کے بعد پھر آنکھ لگ گئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت خوشخط خوبصورت کاغذ میرے ہاتھ میں ہے جسپر کوئی پچاس ساٹھ سطریں لکھی ہوئی ہیں۔ میں نے اس کو پڑھا ہے مگر اسمیں سے یہ فقرہ مجھے یاد رہا ہے کہ "یا عبد اللّٰہ انی معک" یعنی اے خدا کے بندے میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور اس کو پڑھ کر مجھے اتنی خوشی ہوئی۔ کہ گویا خدا کو دیکھ لیا۔ دیکھو ہمارے ساتھ تو خدا کے یہ معاملے ہیں۔ اور یہ ہیں جو ہماری ہلاکت کی پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ اگر خدا کو اپنے دین کا بیڑا غرق کر دینا منظور ہے تو جو چاہے سو کرے اس کو کوئی روک نہیں سکتا مگر یہاں تو اس نے بڑے بڑے وعدے دیئے ہوئے ہیں۔ ایک طرف خدا تو یہ فرماتا ہے۔

ولک نری اٰیات ونھدم ما یعمرون ۔ انیحک ولا اجیحک واخرج منک قوما۔ انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ کمثلک دُرٌّ لا یضاع۔ لک درجۃ فی السماء وفی الذین ھم یبصرون۔

(یعنی میں تجھے آرام دوں گا اور تیرا نام نہیں مٹاؤں گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم پیدا کروں گا اور تیرے لئے ہم بڑے بڑے نشان دکھلا دیں گے۔ اور ہم ان عمارتوں کو ڈھا دیں گے جو بنائی جاتی ہیں۔ تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائیگا اور تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہو سکتا آسمان پر تیرا بڑا درجہ ہے۔ اور نیز ان لوگوں کی نگہ میں جن کو آنکھیں دی گئی ہیں) مگر یہ کہتے ہیں کہ اسکی تمام جماعت پاش پاش ہو جاویگی اور یہ خود بھی طاعون سے ہلاک ہو جاوے گا۔

حضرت اقدس کا ایک پرانا خط

حضرت اقدس علیہ السلام نے قاضی سلطان محمود صاحب آئی اعوان والے کو خط لکھا ہے اس کی تحریک مولوی فضل الدین صاحب ساکن کھاریاں نے جو آجکل یہاں ہیں اور ہمارے مخلص احباب سے ہیں کی۔ مولوی صاحب قاضی صاحب کے شاگرد اور معتقد ہیں۔ پانچ سال قاضی صاحب سے تعلیم پاتے رہے۔ بڑے ہی عابد۔ زاہد۔ نیک اخلاق آدمی ہیں ان کا ایک مضبوط خیال ہے کہ قاضی صاحب متکبر دنیا طلب آدمی نہیں رائے اور اعتقاد کی غلطی میں مبتلا ہیں اور ممکن ہے کہ مغالطہ سے نکل جائیں۔ حضرت نے انکی خاطر خط لکھدیا ہے:۔ رات اس قدر لمبی تقریر فرمائی۔ کہ اگر کوئی لکھتا تو رسالہ مرتب ہو جاتا۔ بڑے درد دل کے ساتھ سلسلہ کلام شروع کیا کہ ہماری جماعت کا اعلیٰ فرض ہے کہ وہ اپنے اخلاق کا تزکیہ کریں اور حقوق عباد اور حقوق اللہ کے ادا کرنے کی وقیق سے دقیق رعایت کیا کریں کوئی منصوبہ اور جہل ان کے کسی عضو پر نہ ہو کوئی کتا اور بلی بھی ان کے احسان سے محروم نہ رہے۔ چہ جائیکہ بنی آدم میں ان لوگوں کو بہت برا جانتا ہوں۔ جو دین کی آڑ میں کسی غیر قوم کی جانی اور مالی ایذا روا رکھتے ہیں۔ غرض خلاصہ ساری تقریر کا یہی ہے کہ اب وقت ہے کہ جماعت اپنی حالت میں بین تبدیلی دکھائے۔ فرمایا کہ مجھے بخت دعدہ دیا گیا ہے۔ کہ بہت عظیم الشان نشان تیرے ہاتھ سے ظاہر ہوں گے۔ مگر یہ علم مجھکو نہیں دیا گیا۔ کہ کون کون لوگ اس سے مستفید ہوں گے۔ فرمایا کہ نشانوں کی ناقدردانی دو طرح سے وقوع میں آتی ہے ایک کفر و انکار سے۔ اور ایک اس طرح سے کہ دور و نزدیک اس کے وقوع کے بعد واہ واہ کیجائے اور پھر آہستہ آہستہ فراموش کر ڈالا جائے اور خدا کی عظمت و جبروت اس کے وقوع کے بعد نئے سرے دل پر وارد نہ کیجائے۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کا بھی یہی حال ہے کہ نشانات الٰہی کی چنداں پروا نہیں کرتے اور غفلت و تساہل سے وقت گذارتے ہیں اور اکثر انمیں ایسے ہیں کہ سوز و گداز ان کے افعال میں نظر نہیں آتا۔ فرمایا اگر دین الٰہی کے اعلا اور تعظیم اور حرمات الٰہیہ کی ہتک کے انتقام کے لئے روح میں جوش اور قوت اور عقد ہمت نہ ہو۔ تو یہ نمازیں نری جنتر منتر ہیں۔ اب وقت ہے کہ گداز گداز ہو ہو جائیں اور رات دن دعاؤں میں مصروف رہیں۔ میں فکر و غم میں ہلاک ہو رہا ہوں۔ مگر جب دیکھتا ہوں کہ جماعت میں ہنوز یہ روح پیدا نہیں ہوئی۔ میں ان ردی سوکھی نمازوں کا ہرگز قایل نہیں۔ جو رسم و عادت کے پیرایہ سے پڑھی جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ اس وقت دیکھتا ہے کہ کن لوگوں نے گذشتہ نشانوں کی قدردانی کی اور اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کی وہ انہی کو آئندہ بھی مستفید ہونیکی توفیق بخشے گا۔ خدا تعالیٰ ہمیں ویسا بننے کی توفیق دے۔ جو ہمارے امام کی آرزو ہے:۔

خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

۷۔ شعبان المبارک ۱۳۱۱ھ

از عاجز باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و اید۔

بخدمت اخویم مولوی سلطان محمود صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

بعد ہذا میں مامور ہوں۔ کہ ہر ایک رشید اور سعید کو اپنی بابت سے اطلاع دوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اس قسم کی تجدید کے لئے بھیجا ہے۔ کہ تا وہ فتنہ عیسائیت کا جس کے بیرونی حملوں سے اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے اور نیز وہ فتنہ اندرونی جو خود مسلمانوں کی اعتقادی اور عملی اور ایمانی حالت تنزل میں ہے۔ یہ دونوں فتنے میرے ذریعہ سے فرو کئے جائیں۔ چنانچہ اس حکیم مطلق نے بیرونی اصلاح کے لحاظ سے جو متعلق کسر صلیب ہے میرا نام مسیح موعود رکھا ہے اور اندرونی فتنہ کے فرو کرنے اور مسلمانوں کو حقیقی ہدایت پر قائم کرنے کے لحاظ سے میرا نام مہدی معہود رکھا ہے۔ کیونکہ صلیبی فتنہ جس کے ہاتھ سے فرو ہو اور بگڑی ہوئی عیسائیت کا زوال ہو وہ وہی مجدد ہے جس کا نام آسمان پر مسیح ہے اور وہ شخص جو ایسے وقت میں آوے کہ جب اکثر مسلمان مغز اور حقیقت کو کھو بیٹھے ہوں اور وہ اس لئے بھیجا جاتا ہے۔ کہ تا دوبارہ حقیقی ہدایت اور ایمان کی روح ان کے اندر پھونکی جائے وہ وہی مجدد ہے جس کا نام مہدی ہے۔ جیسا کہ یہ حدیث ہے۔ لا المھدی الا عیسیٰ۔ اور خدا نے چودھویں صدی کو اس لئے خاص کیا۔ کیونکہ کمال نور کا نظارہ صرف چودھویں رات میں ہوتا ہے اور چودھویں رات کے دونوں طرف اختلاط ہے اور جو شخص زمانہ کی حالت موجودہ پر ایک نظر ڈالے گا اور بیرونی حملوں اور اندرونی فسادوں کو دیکھیگا۔ اگر وہ فراست رکھتا ہو تو اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ نہ کسی تکلف اور بناوٹ سے بلکہ خود زمانہ کی حالت موجودہ نے چاہا ہے کہ اسی صدی کا مجدد مسیح موعود اور مہدی مسعود کے نام سے پکارا جائے۔ کیونکہ آسمان پر خدمتوں اور کاموں کے لحاظ سے نام رکھا جاتا ہے۔ پھر جسکی خدمت کسر صلیب ہے۔ اس کا نام بجز مسیح موعود کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور جو قوم کے مردہ قالب میں دوبارہ ہدایت اور ایمان اور تقویٰ کی روح ڈالنا چاہتا ہے وہ بجز مہدی کے کس نام سے موسوم ہو سکتا ہے۔ کیا سچ نہیں کہ آسمان پکار رہا ہے اور زمین فریاد کر رہی ہے کہ اس صدی کے مجدد کا نام بلحاظ حالت موجودہ اور مفاسد مشہودہ اندرونی اور بیرونی کے مسیح اور مہدی ہونا چاہیئے۔ اگر یہ حالت موجودہ خود مجھکو طبعاً یہ دونوں خطاب عطا نہیں کرتی۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ اور اگر کرتی ہے تو ہر ایک متقی خداترس کے لئے واجب اور لازم ہے کہ میرے انصار میں سے ہو جاوے اسی بنا پر میں آپ پر نیک ظن کر کے یہ خط آپ کیطرف لکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ اس روز سے ڈر کر جبکہ ایک ذرہ انحراف اور خدا کی راہ میں سستی کرنا انحطاط اعمال کا موجب ہوگا میری نصرت میں لگ جاویں ہر ایک روح خود پسندی سے خالی ہو کر میری نسبت خدا تعالیٰ سے گواہی طلب کریں گے خدا تعالیٰ ہے میری مسیحائی کی اس کو خبر دیگا۔ سو اے عزیزو! خدا سے خوف کر کے اور اس دن سے ڈر کر جبکہ ہر ایک شخص کو اپنی لاپرواہی کی بازپرس ہوگی۔ میرے معاملہ میں خدا سے روشنی مانگو۔ تا اس جماعت میں شمار نہ کئے جاؤ۔ جنہوں نے خدا کے مسیح کو پا کر۔ سر اٹھا کر اسکی طرف نہ دیکھا یہ میری طرف سے ایک تبلیغ ہے اور ان تمام لوگوں کا بوجھ آپ کے سر پر ہے۔ جو آپ کے ایک ذرہ اشارہ سے حق کو قبول کر سکتے ہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ الراقم المامور من الرب الغفور میرزا غلام احمد

مکرر یہ کہ حضرت احدیت کا محب صادق جو اپنے تئیں محجوبانہ حالت میں رکھنا نہیں چاہتا اور نہ کسی حصہ تاریکی کے ساتھ اس دار ناپایدار سے سفر کرنا

چاہتا ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ اپنی سعادت کی منزلوں کو اپنی استعداد کے موافق پورا کرے۔ کیونکہ نشان ظاہر ہوتے ہیں اور حقایق معارف بیان کئے جاتے ہیں۔ پس مبارک وہ جو اس وقت ٹھوکر نہ کہاوے اور سعادت سے عمداً محروم نہ رہے جس کے آسمان سے دروازے کہولے گئے ہیں۔ فقط

خطبۃ النکاح

(از حکیم الامۃ - ۱۳ ستمبر ۱۹۰۷ء)

سید عبدالرحیم سیالکوٹی کا نکاح منشی عبدالرحمٰن صاحب کپورتھلوی کی دختر نیک اختر امۃ اللہ نام سے یک صد روپیہ مہر پر پڑہا گیا۔ اللہ تعالےٰ اس نکاح کو مبارک کرے۔ ظہیر

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔ اما بعدہ ان الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔

اسلامیوں کی ہر ایک کتاب ہر ایک سبق ہر ایک تصنیف اور خطوط وغیرہ میں ہمیشہ یہ بات مدنظر رکہی گئی ہے کہ اللہ جل شانہ کی بزرگی عظمت بڑائی اور کبریائی کا بیان ہو ہر ایک تحریر اور تقریر سے پہلے اسی کی صفات کا تذکرہ اور اسی کی حمد و ستائش کو مقدم رکہا گیا ہے۔ یہاں تک کہ ہر ایک سبق سے پہلے بہی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑہا جاتا ہے غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ انسان کے اقوال ہوں یا افعال ہوں ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو مدنظر رکہنا چاہیئے۔ اور ہر ایک کام میں خواہ وہ چہوٹے ہوں یا بڑے ہوں خدا کی عظمت کا خیال رکہا جاوے۔ یہاں تک کہ پاخانہ میں جانے کے لئے بہی دعائیں سکہائی ہیں۔ آہی جیسے ظاہری طور پر گندگی دور کرنے کا نتیجہ تقاضا ہوا ہے ویسے ہی روحانی طور پر بہی گندگی دور کرنیکا تقاضا ہو اور جیسے یہ گندگی دور ہوگئی ہے ویسے ہی میری روحانی گندگی اور میل کچیل بہی دور ہو۔ ایسے ہی کہانا کہانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑہکر کہانا شروع کرنا چاہئے۔ اور ختم کرتے وقت الحمد للہ رب العالمین جیسی دعا سکہائی ہے۔ ایسے ہی بیوی کے ساتھہ محبت کرنے کے لئے بہی دعائیں سکہائی ہیں اور پہر فراغت کے لئے بہی دعائیں بتائی ہیں۔ یہانتک کہ بازاروں میں جانے کی بہی دعائیں ہیں اور واپس آنے کی بہی دعائیں ہیں مسجدوں کے اندر داخل ہونے کی بہی دعائیں ہیں اور مسجد سے باہر نکلنے کی بہی دعائیں ہیں۔ اور مطلب ان کا یہی ہوتا ہے کہ اللہ کی عظمت و رضامندی کا خیال ہر دم کر لیا جاوے۔ اس کے انعاموں کو یاد کرکے اور فضلوں کا امید وار بن کے ہر ایک کام کو کرنا چاہیئے۔ بڑے بڑے کاموں میں سے نکاح بہی ایک کام ہے۔ اکثر لوگوں کا یہی خیال ہوتا ہے کہ بڑی قوم کا انسان ہو حسب نسب میں اعلے ہو مال اس کے پاس بہت ہو۔ حکومت اور جلال ہو۔ خوبصورت اور جوان ہو مگر ہمارے نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ کوشش کیا کرو کہ دیندار اور نیکو کار انسان ملجاوے۔ اور چونکہ حقیقی علم اخلاق عادات اور دینداری سے آگاہ ہونا مشکل کام ہے جلدی سے پتہ نہیں لگ سکتا اس لئے فرمایا کہ استخارہ ضرور کر لیا کرو۔ اور صرف ناطہ کی رسم رکہی ہے اور نکاح کی نسبت اللہ کریم فرماتا ہے کہ اس سے غرض صرف مستی کا مٹانا ہی نہ ہو۔ بلکہ محصنین غیر مسافحین ۵/۱ کو مدنظر رکہے۔ اور ہر ایک بات میں اس خدا کے آگے جس کے ہاتہہ میں مال جان اخلاق و عادات اور ہر ایک طرح کا آرام ہے بہت بہت استغفار کرے۔ اور بے پرواہی سے کام نہ لے خواہ وہ انتخاب لڑکوں کا ہو یا لڑکیوں کا۔ کیونکہ بعد میں بڑے بڑے ابتلاؤں کا سامنا ہوا کرتا ہے اور ابتلا کئی طرح کے ہوا کرتے ہیں۔

۱۔ راستبازوں اور اولوالعزم نبیوں پر بہی ابتلا آتے ہیں جیسے فرمایا

واذا بتلی ابراھیم ربہ ۱/۱۵

۲۔ بدذاتوں۔ بے ایمانوں کافروں اور مشرکوں پر بہی ابتلا آتے ہیں جیسے فرمایا

نبلوھم بما کانوا یفسقون ۹/۱۱

۳۔ ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک اور گروہ بہی ہے انپر بہی ابتلا آتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔ و بلونھم بالحسنات والسیّات لعلھم یرجعون ۹/۱۱

۴۔ اور کبہی ابتلا ترقی مدارج کے لئے بہی آتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔ نفس ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والا والثمرات وبشر الصابرین۔ الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون ۲/۱

انسان کا نکاح اصل میں ایک نیا رشتہ ہوتا ہے۔ ایک اجنبی عورت سے تعلقات شروع ہو جاتے ہیں بعض ملکوں میں تو عورت کو مرد کا یا مرد کو عورت کا پتہ تک بہی نہیں ہوتا۔ اور ان کا آپسمیں نکاح شروع کر دیتے ہیں۔ عورتیں حقیقت میں فطرتاً ناقص العقل اور ناقص الدین ہوتی ہیں۔ اور پہر بدقسمتی سے ہمارے ملک میں تو عورتیں کچھ پڑہی لکہی بہی کم ہوتی ہیں۔ لوگوں کی غفلت سستی اور کاہلی کے سبب سے بہت ہی کم عورتیں تعلیم یافتہ ملیں گی۔ اور پہر بے پرواہی اور غفلت کے سبب سے عورتوں کی تعلیم میں بہت کم توجہ کیجاتی ہے اور ایسے ضروری کام میں بہت بے توجہی سے کام لیا جاتا ہے۔ مرد فطرتاً چاہتا ہے کہ میری بیوی میرے رنگ میں رنگین ہو جاوے اور ہر طرح سے میرے مذاق کے مطابق بنجاوے۔ اس لئے بعض وقت خفا ہوکر اور غصہ میں آکر طعن اور تشنیع دیتا ہے اتنا نہیں سوچتا کہ مجہے تو دنیا کے سرد و گرم کی واقفیت بڑے بڑے تجربہ کاروں کی صحبت کا اثر اور عمدہ عمدہ مجلسوں کی اعلےٰ اعلےٰ باتوں کے باعث ہے۔ اور اس بیچاری کو اتنی خبر ہی کہاں ہے اور ایسا موقع ہی کب میسر آسکتا ہے۔ اور پہر عورت مرد کے تعلق کی آپسمیں ایسی خطرناک ذمہ واری ہوتی ہے کہ بعض اوقات معمولی معمولی باتوں پر حسن و جمال کا خیال بہی نہیں رہتا اور عورتیں کسی نہ کسی نہج میں ناپسند ہو جاتی ہیں۔ اور ان کے کسی فعل سے کراہت پیدا ہوتے ہوتے کچھ اور کا اور ہی بنجاتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئاً ویجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً ۴/۱۴

پس عزیزو۔ تم دیکھو اگر تم کو اپنی بیوی کی کوئی بات ناپسند ہو تو تم اس کے ساتھ پھر بھی عمدہ سلوک کرو شاید تم ایسا ہے ہم اس میں عمدگی اور خوبی ڈال دیں یہ ہو سکتا ہے کہ ایک بات حقیقت میں عمدہ ہو اور تم کو بری معلوم ہوتی ہو۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ مجھ پر حملہ کرتا ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کسی کی طرف اشارہ نہیں کرتا۔ بلکہ مجھے شروع سے ایک درد مند دل دیا گیا ہے پس میں چاہتا ہوں کہ اپنے اقوال اور افعال کا بہت مطالعہ کرو۔ اب میں وہ آیات پڑھتا ہوں جو حضرت نبی کریم صلعم اکثر اوقات نکاحوں کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقتہ ۔

مومن کو چاہیئے کہ تقوے کے لئے بیاہ کرے۔ بیاہ سے غرض صرف تقوی ہو۔ ہر ایک چیز کو دیکھ لینا چاہیئے کہ اس کا فائدہ کیا ہوگا ۔ اخلاق پر اس کا کیا اثر ہوگا خدا اس سے راضی ہوگا کہ نہیں ہوگا مخلوق کو کوئی نفع پہونچے گا کہ نہیں پہونچے گا۔

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما ۔

نکاحوں کے معاملات میں بعض لوگ پہلے بڑے لمبے چوڑے وعدے دیا کرتے ہیں کہ ہم ایسا کریں گے اور تم کو اس طور پر خوش کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ کریں گے وہ کریں گے مگر جب نیا معاملہ پیش آ جاتا ہے تو بہت مشکلات پیش آ جاتی ہیں۔ اور بد عہدی کرنی پڑتی ہے ۔ اسی واسطے اللہ کریم نے فرمایا ہے کہ پہلے ہر ایک بات کو اچھی طرح سے سوچ لو اور بڑا سوچ سمجھ کر نکاح کا معاملہ کیا کرو۔ اور اس کے بدلہ میں اللہ تعالے تمہارے اعمال میں تبدیلی اور اصلاح کریگا۔ اور جو شخص اللہ کی اطاعت کرکے رسول اللہ صلعم کا کہا مانتا ہے اصل میں وہی اچھی طرح سے بامراد اور کامیاب ہوتا ہے۔

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا ۔

نکاح کے اصل اغراض یہ ہیں۔ کہ انسان کو ایک قسم کا آرام حاصل ہو اور بہت سی حاجات رفع ہوں۔ اور صالح اولاد حاصل ہو۔ جیسے دعا سکھائی

رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ

ایک دفعہ الحکم کے اڈیٹر شیخ یعقوب علی نے اولاد کے حصول کیلئے بڑے بڑے اشتہار مجھے دکھائے اور کہا کہ آپ کے اولاد نہیں ہوتی دیکھو کتنا بڑا دعوے کرتا ہے آپ ضرور اس اشتہار پر عمل کریں۔ میں نے یہی جواب دیا تھا کہ ایسی اولاد کی مجھے ضرورت ہی نہیں نفس اولاد چیز کیا ہے مجھے تو سعادتمند روح کی ضرورت ہے۔ اور رشد اور سعادت کا پتہ غالباً اٹھارہ برس کی عمر تک لگ ہی سکتا ہے اگر اس طرح کی اولاد کوئی ٹھیکہ اٹھاوے تو ہم اس کے اشتہار پر عمل کر سکتے ہیں۔ تب اس نے جواب میں کہا کہ ایسا تو وہ نہیں کر سکتے۔ پھر میں نے جواب دیا کہ مجھے ایسی والی اولاد کی ضرورت ہی نہیں ایسی اولاد کا فائدہ ہی کیا ہے نہ ہو تو بہتر ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ بہت نکاح کرو تا کہ میری امت بڑھے یہ تو نہیں کہا کہ انسان بہت سارے ہوں یہی کہا ہے کہ میری امت بہت ہو۔ غرض مومن کو چاہیئے کہ اپنی بیوی سے جماع کرتے وقت اور اپنے اقوال اور افعال میں بھی تقوے کو مدنظر رکھے۔ اور ہر فعل میں خدا کی رضامندی کا خواہاں رہے۔ خدا کرے کہ تمہارے تقوے میں ترقی ہو۔ آمین۔

✻ فٹ نوٹ ۔ میں بحمد اللہ اس امر کا زندہ گواہ ہوں نیز حضرت حکیم الامۃ کو ایک خاص موقعہ پر اس امر کی تحریک کی تھی اور اسکی وجہ یہ تھی کہ میرا دل آرزومند تھا کہ ایسے عالم ربانی کی یادگار رہے جب میں نے ایک اشتہاری طبیب کا ذکر کیا تو مولویصاحب نے نہایت سنجیدگی سے مجھے فرمایا کہ میرا ایمان ہے کہ ہر بیماری کا علاج موجود ہے مگر خدا کا فضل ہے میرے ہاں اولاد ہوتی ہے۔ اور مجھے مجرد اولاد کی حاجت نہیں ہاں مجھے سعادتمند اور سچے مسلمان اولاد کی ضرورت ہے جو اسلام کے لئے نمونہ اور سچی خادم ہو۔ پس اگر ایسا نسخہ کسی کے پاس ہے تو میں بیس ہزار روپیہ تک اس کو دینے کو آمادہ ہوں۔

اڈیٹر

ایک غور طلب امر

کسی پچھلے پرچہ میں ضرورت نبوت پر میں نے ایک مضمون لکھا تھا جس کا مختصر مطلب یہ تھا کہ سلسلہ نبوت کے بغیر خدا تعالیٰ کے وجود کا حقیقی اور یقینی طور پر پتہ لگانا ایک امر محال ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ لوگ جو یہودیوں کے نامعلوم رشیوں پر یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں پر یا آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء پر سلسلہ نبوت کو ختم کر بیٹھے ہیں اور خدا تعالےٰ کے مکالمہ مخاطبہ کا دروازہ بند کرکے ان واقعات کو محض قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں اس پر توجہ کریں گے اور ان قصوں کی تصدیق کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کے قایل ہوں گے اور خدا تعالیٰ کی کسی صفت کو معطل اور بیکار قرار نہیں دیں گے ۔ اب میں اسی غرض کو مدنظر رکھکر گناہ کے متعلق ایک عرض کرنی چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ عام طور لوگ کہدیا کرتے ہیں۔ کہ ”اے بھائی گناہ سے بچ کہ یہ ایک زہر ہے“۔ کہنے کو تو یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے اور تقریباً کل جہان اس بات پر متفق بھی ہے کہ گناہ بری چیز ہے اس سے بچنا چاہیئے اور یہ کہ کسی گناہ کا مرتکب ہونا ہلاکت کی راہ اختیار کرنا ہے مگر جب دنیا کی عملی حالت پر نگاہ کیجاتی ہے تو یہ دیکھکر حیرانگی ہوتی ہے کہ باوجودیکہ نیک و بد چھوٹے بڑے اس بات پر متفق ہیں کہ نیکی عمدہ چیز ہے اور بڑے بڑے لچے لفنگے اور ادنےٰ درجہ کے بدمعاش اور شریر لوگوں سے بھی ہمیشہ ایسے لوگوں کی ہی تعریف سننے میں آتی ہے جو دیانتدار راستباز نیکوکار اور صالح ہوں۔ مگر پھر بھی نیکی اور بدی میں ایکی تمیز اور تفریق نہیں پائی جاتی۔ جیسے کہ دیکھا جاتا ہے بعض باتیں ایسی بھی ہیں جو بعض قوموں کے نزدیک تو بری اور نہایت ہی مکروہ سمجھی جاتی ہیں مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے نزدیک بیگانہ عورت کو عمداً نظر اٹھا کر دیکھنا بھی گناہ سمجھا جاتا ہے مگر عیسائیوں کے نزدیک بیگانہ عورت سے آنکھیں ملاتے ہوئے شیک ہینڈ

کرنا اور آپس میں ہاتھ سے ہاتھ ملا کر میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہوئے کسی خوشگوار سبزہ زار یا خوشبودار ہرے بھرے سرسبز باغ کی سیر کرنا اور کبھی کبھی گلے لگنے کے طور پر بوس و کنار کرنا اور ساتھ ہی ساتھ باتوں ہی باتوں میں اس یسوع مسیح پر قربان ہوتے جانا جس نے کفارہ جیسا عجیب و غریب مسئلہ بنایا ہے۔ ایک قسم کی پاک نعمت سمجھی جاتی ہے۔ اور آریہ صاحبان کے نزدیک اپنی پیاری غمگسار جان نثار وفادار جوان بیوی کا محض اولاد لینے کی خاطر کسی بیگانہ نئے کٹے نوجوان سے منہ کالا کروانا ویدمقدس کے اعلےٰ اصولوں میں سے ایک ایسا اصول سمجھا جاتا ہے جس پر دنیاوی اور آخروی زندگی کا دار مدار ہے۔ اس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ لوگ اپنے شائع شدہ اصولوں میں اس بات پر متفق ہی نہیں کہ گناہ کسے کہتے ہیں تو پھر ان سے کسی متفقہ کامیابی اور ترقی کی امید رکھنا محض بے سود ہے۔ مسلمانوں عیسائیوں ہندوؤں اور دیگر معزز صاحبان میں سے جو شریف طبع آدمی ہیں پہلے ان کو اس بات پر متفق ہونے کی کوشش کرنی چاہیے کہ بدی کیا چیز ہے اور گناہ کس کو کہا جاتا ہے۔ مثلاً انہیں بتانا چاہیے کہ بانیان مذاہب یا ہزرگ دنیا نے افعال کی تقسیم جو دو حصوں میں کی ہے یعنے نیک کام اور بد کام تو آیا یہ تفریق نیک و بد محض قیام انتظام تمدن کے لئے انہوں نے اپنی سمجھ عقل اور تجربہ سے کی ہے یا کہ اس عالم کو پیدا کرنیوالے اور روحوں کی پوشیدہ اور ظاہر خواص اور اسرار کے پورے پورے واقف کار نے خود یہ تقسیم کی ہے۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی فعل خلاف نیچر یا خلاف قوانین تمدن یا خلاف قوانین اخلاق کیا جاوے تو وہ گناہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایسے فعل کا نتیجہ بھی کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے۔ مگر دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ان گناہوں کا آیندہ زندگی سے بھی کچھ تعلق ہے یا نہیں؟ اور آیا خدا کے نزدیک بھی وہی باتیں گناہ سمجھی جاتی ہیں جو انسانوں کے نزدیک گناہ ہیں یا یہ کہ خدا نے خود نیک و بد باتیں مقرر کی ہیں۔ اور ان میں ایک حد قائم کر دی ہے اور پھر انکی تصدیق بھی ہر زمانہ میں کرتا رہتا ہے۔ یہ ایک سوال ہے جس پر اخباری دنیا کو توجہ کرنی چاہیے تاکہ گناہ کے اصلی علاج کیطرف رجوع کیا جاوے۔ (ظہیر)

ڈائری

۲۵ ستمبر بوقت ظہر

صحابہؓ کا نمونہ اختیار کرو

حضرت اقدس نے فرمایا۔ ایک تجویز کی تھی اگر راست آجاوے تو بڑی مراد ہے یونہی عمر گذرتی جاتی ہے آنحضرت صلعم کے صحابہ میں ایک کا بھی نام نہیں لے سکتے جس نے اپنے لئے کچھ حصہ دین کا اور کچھ حصہ دنیا کا رکھا ہو اور ایک صحابی بھی ایسا نہیں تھا جس نے کچھ دین کی تصدیق کر لی ہو اور کچھ دنیا کی۔ بلکہ وہ سب کے سب منقطعین تھے اور سب کے سب اللہ کی راہ میں جان دینے کو تیار تھے۔ اگر چند آدمی ہماری جماعت میں سے بھی تیار ہوں جو مسائل سے واقف ہوں اور ان کے اخلاق اچھے ہوں اور وہ تابع بھی ہوں تو ان کو باہر تبلیغ کے لئے بھیجا جاوے۔ بہت علم کی حاجت نہیں۔ آنحضرت صلعم کے صحابہ سب امی ہی تھے۔ حضرت عیسٰی کے حواری

بھی امی تھے۔ تقویٰ اور طہارت چاہیئے۔ سچائی کی راہ ایک ایسی راہ ہے جو اللہ تعالیٰ خود ہی عجیب عجیب باتیں سمجھا دیتا ہے۔

لوگ جو اپنے لڑکوں کو تعلیم دینے کے لئے یہاں کے سکول میں بھیجتے ہیں اگرچہ وہ اچھا کرتے ہیں اور یہ اچھا کام ہے مگر وہ محض للہ نہیں بھیجتے کیونکہ ان کا خیال ہوتا ہے کہ جو سرکاری تعلیم اور جماعت بندی اور دوسرے قواعد دیگر سکولوں میں ہیں وہی یہاں بھی ہیں۔ اور یہاں بھیجتے وقت دنیاوی تعلیم کا ہی خصوصیت سے خیال رکھ لیتے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ جو تعلیم دوسرے سکولوں میں ہے وہی یہاں ہے۔ مگر تاہم بھی نیک نیتی کی بنا پر یہ سب عمدہ باتیں ہیں اور اس سے کچھ عمدہ نتیجہ ہی نکلنے کی توقع ہے۔ اور یہاں کے سکول میں تعلیم پانے سے

قادیان کے سکول میں پڑھنا بہرصورت مفید ہے

اتنا فائدہ تو ضرور ہے۔ کہ دن رات نیکوکاروں اور صادقوں کی صحبت میں رہنا پڑتا ہے۔ عمدہ عمدہ کتابوں اور ہماری تصانیف کے پڑھنے کا موقع بھی ملتا رہتا ہے اور مولوی (نورالدین) صاحب کی عمدہ عمدہ باتوں اور نصیحتوں اور درس کے سننے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اور جب بچپن سے ہی ان طالب علموں کے کانوں میں صالح اور راستباز استادوں کی آواز پڑتی ہے تو اس سے وہ متاثر ہوتے ہیں اور آہستہ آہستہ دینداری کیطرف ترقی کرتے رہتے ہیں۔ غرض یہ سچی بات ہے کہ اس مدرسہ کی بنا فائدہ سے خالی نہیں اگر تین یا چار سو لڑکا تعلیم پاتا ہو تو اتنی امید ہے کہ تیس یا چالیس ہماری منشاء کے مطابق بھی نکل آویں گے۔

مگر جو بات ہم چاہتے ہیں وہ اس سے پوری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خواہ

حضرت چاہتے ہیں کہ ملونی نہ ہو

کچھ ہی ہو یہ باتیں ملونی سے خالی نہیں۔ ہمارا مطلب اس بات کے بیان کرنے کا یہ ہے کہ خدا جس نمونہ پر اس جماعت کو قایم کرنا چاہتا ہے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا نمونہ ہے۔ ہم تو منہاج نبوت کے طریق پر ترقیات دیکھنی چاہتے ہیں۔ موجودہ کارروائی کو خالص کارروائی نہیں کر سکتے۔ ہزار ہا مرتبہ رائے زنی کیجاوے۔ اصل میں جیسا کہ میں نے کل کہا تھا ابھی تو پانی کے ساتھ پیشاب کی ملونی ہے۔

خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار ہو جاؤ

غرض اس طرح کی تعلیم ہماری ترقیات کے لئے کافی نہیں ہمارے سلسلہ کو تو صرف اخلاص صدق اور تقویٰ جلد ترقی دے سکتا ہے۔ آنحضرت صلعم کے صحابہ ایک لاکھ سے متجاوز تھے میرا ایمان ہے کہ ان میں سے کسی کا بھی ملونی والا ایمان نہ تھا۔ ایک بھی ان میں سے ایسا نہ تھا۔ جو کچھ دین کے لئے ہو اور کچھ دنیا کے۔ بلکہ وہ سب کے سب خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار تھے۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر (۲۱/۱۹)

جو لوگ ملونی والے ہوتے ہیں ان کو خدا نے منافق کہا ہے بیعت کرنے والوں کو خوش نہیں ہونا چاہیے کیونکہ منافق وہ لوگ ہیں جنہوں نے کچھ ملونی کی۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں جو منافق تھے اگر وہ آج

منافق کون ہوتے ہیں

اگر وہ اس زمانہ میں ہوتے تو بڑے بزرگ اور مومن سمجھے جاتے۔ کیونکہ شرجیب بہت

پڑھ جاتا ہے تو اس وقت تھوڑی سی نیکی کی بھی بڑی قدر ہوتی ہے وہ لوگ جن کو منافق کہا گیا ہے اصل میں وہ بڑے بڑے صحابہ کے مقابل پر منافق تھے۔ یاد رکھو جس شخص نے خدا کے ساتھ کچھ حصہ شیطان کا ڈالا وہی منافق ہے۔

فرمایا قرآن شریف میں ہماری جماعت کی نسبت لکھا ہے۔

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۲۸/۱۱

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں سے ایک اور گروہ بھی ہے مگر ابھی وہ ان سے ملے نہیں۔ ان کے اخلاق عادات صدق اور اخلاص صحابہ کی طرح ہوگا۔ میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ اب دیر کیا وے چاہئے کہ ایسے

صحابہ کے نمونہ پر چلنے کا وقت قریب آگیا

آدمی ہم میں منتخب ہوں جو تلخ زندگی کو گوارا کرنے کے لئے تیار ہوں اور ان کو باہر متفرق جگہوں میں بھیجا جاوے۔ بشرطیکہ انکی اخلاقی حالت اچھی ہو۔ تقویٰ اور طہارت میں نمونہ بننے کے لائق ہوں مستقل راست [illegible] اور بردبار ہوں اور ساتھ ہی قانع بھی ہوں اور ہماری باتوں کو فصاحت سے بیان کر سکتے ہوں مسائل سے واقف اور متقی ہوں۔ کیونکہ متقی میں ایک قوت جذب ہوتی ہے وہ اکیلا رہتا ہی نہیں۔ جس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے اس نے پہلے ازل سے ہی ایسے آدمی رکھے ہیں جو بکلی

متقی میں ایک قوت جذب اور کشش ہوتی ہے

صحابہ کے رنگ میں رنگین اور انہیں کے نمونہ پر چلنے والے ہوں گے۔ اور خدا کی راہ میں ہر طرح کی مصائب کو برداشت کرنے والے ہوں گے [illegible]
وہ فرشتہ کا درجہ پائیں گے۔

محض اقوال کچھ چیز نہیں اسلام کچھ عمل [illegible]

اللہ تعالیٰ نرے اقوال کو پسند نہیں کرتا اسلام کا لفظ ہی [illegible] دلالت کرتا ہے کہ [illegible] ایک بکرا ذبح کیا جاتا ہے [illegible] انسان خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار رہے۔ آنحضرت صلعم کے پاس ایک قوم آئی [illegible] کہنے لگی کہ [illegible] ہماری نماز معاف کی جاوے [illegible] آنحضرت نے فرمایا کہ [illegible]

وہ دین ہی نہیں جس میں عملی آزمائش نہیں

جب تک عملی طور پر ثابت نہ ہو کر خدا کے لئے تکلیف گوارا کرے تب تک نرے اقوال سے کچھ نہیں بنتا۔ نصاریٰ نے بھی جب عملی حالت سے لاپرواہی کی تو پھر ان کی دیکھو کیسی حالت ہوئی کہ کفارہ جیسا مسئلہ بنا لیا گیا۔ اگر آدمی صدق دل سے محض خدا کے لئے قدم اٹھاوے تو میرا ایمان ہے کہ بہت برکت ہوگی میں تو جانتا ہوں

ایک ہی قدم میں ولی بن سکتے ہو

کہ وہ اولیاء اللہ میں داخل ہو جاوے گا بلکہ گویا ایک قدم سے ہی انسان ولی بن جاتا ہے جب غیر اللہ کی حرکات نکال لیں عباد الرحمٰن میں داخل ہو گیا۔ جب اس کے دل میں محض خدا ہی خدا ہے اور کچھ نہیں تو پھر ایسے کو ہی ہم ولی کہتے ہیں۔ دیکھو صادق کے واسطے یہ کوئی مشکل کام نہیں [illegible] کوشش ہوتی ہے وہ خالی جاتا ہی نہیں۔

دنیا کی زندگی کا آرام ہو ہر طرح سے آسودگی اور عیش و عشرت کے

ایمانی اصول کیا چاہتا ہے

سامان ہوں یہ ایمانی اصول کے مخالف پڑا ہوا ہے۔ ایمانی اصول تو چاہتا ہے کہ ایسے لوگوں کا نہ دن

نہ رات کوئی وقت آرام سے گذرتا ہی نہیں۔ ایک مرحلہ مصائب کا اگر طے کرتے ہیں تو دوسرا مرحلہ درپیش ہوتا ہے۔ کاش اگر صحابہ کی طرح بعد میں آتے تو ایک ہی کا فتنہ رہتا۔ مگر وہ دل نہ ہوئے جو ان کے تھے وہ اخلاص اور صدق نہ ہوا جو ان کا تھا۔ وہ تقویٰ اور استقلال نہ رہا جو ان کا تھا۔ ہماری جماعت کے لوگ گو مالی امداد میں تو کچھ فرق نہیں کرتے

ہماری جماعت کو کیا چاہئے

مگر اللہ تعالیٰ تو ہر امر میں آزمانا چاہتا ہے اب تلوار کی بجائے گالیاں کہا کر صبر کرنا چاہئے۔ چاہئے کہ بڑی نرمی اور خوش خلقی سے لوگوں پر اپنے خیالات ظاہر کئے جاویں۔ بہ نسبت شہروں کے دہات کے لوگوں میں سادگی بہت ہے اور ہمارے دعویٰ سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔ اگر ان کو نرمی سے سمجھایا جاوے تو امید ہے کہ سمجھ لیں گے۔ جلسوں کی بھی ضرورت نہیں اور نہ ہی بازاروں میں کھڑے ہو کر لیکچر دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس طرح سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ چاہئے کہ ایک ایک فرد سے علیحدہ علیحدہ مل کر اپنے

جلسوں اور مجلسوں میں فتنہ اور ہار جیت کا خیال

قصے بیان کئے جاویں۔ جلسوں میں تو ہار جیت کا خیال ہو جاتا ہے۔ چاہئے کہ دوستانہ طور پر شریفوں سے ملاقات کرتے رہے اور رفتہ رفتہ موقع پا کر اپنا قصہ سنا دیا۔ بحث کا طریق اچھا نہیں بلکہ ایک ایک فرد سے اپنا حال بیان کیا اور بڑی آہستگی اور نرمی سے سمجھانے کی کوشش کی۔ پھر تم دیکھو گے کہ بہت سے آدمی ایسے ہی نکلیں گے جو کہیں گے کہ ہم پر تو ان مولویوں نے اصلیت ظاہر ہی نہیں ہونے دی۔ چاہئے کہ جس شخص میں علم اور رشد کا مادہ دیکھا اسی کو اپنا قصہ بتا دیا اور فرداً فرداً واقفیت بڑھاتے رہیں۔ یہ نہیں کہ سب کے سب ظالم الطبع اور شریر ہوتے ہیں بلکہ شریف

جہاں بد ہوں وہاں نیک بھی ہوتے ہیں

اور مخلص بھی انہیں میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ لاہور کی نسبت ایک شخص نے رات کے پہلے حصہ میں کشف میں دیکھا کہ زنا فسق و فجور بدکاری اور بے حیائی کا بازار بڑا گرم ہے تب وہ جاگا اور خیال کیا کہ اگر ایسا ہی حال ہے تو یہ شہر تباہ کیوں نہیں ہوتا مگر جب وہ تہجد کی نماز پڑھ کر پچھلی رات کو پھر سویا تو کیا دیکھتا ہے کہ صدہا آدمی ہیں جو دعاؤں میں مشغول ہیں اور خدا کی یاد میں مصروف ہیں۔ کوئی صدقہ اور خیرات کر رہے ہیں کوئی بیکسوں اور یتیموں کی مدد کر رہے ہیں۔ غرض توبہ استغفار کا بازار گرم ہے۔ تب اس نے سمجھا کہ انہیں کی خاطر یہ شہر بچا ہوا ہے۔ یہ سنت اللہ ہے

نیکوں کی خاطر بد بچائے جاتے ہیں

کہ ابرار اخیار کے واسطے بڑے بڑے بدکار اور بدمعاش آدمی بھی بچائے جاتے ہیں۔ یاد رکھو کچھ نہ کچھ نیک لوگ بھی ضرور مخفی ہوتے ہیں۔ اگر سب ہی بد ہوں تو پھر دنیا ہی تباہ ہو جاوے۔

اطلاع

منشی حسن علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ گوجرانوالہ سے احمدی احباب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ انکی والدہ مرحومہ کا غائبانہ جنازہ پڑھ لیا جاوے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی ایک دلیل

اور

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ایک نظارہ

جب سے قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اس کے منجانب اللہ ہونے کے وقتاً فوقتاً ایسے ایسے زبردست دلائل اللہ تعالیٰ نے پیش کئے ہیں کہ مخالف و معاند کو بھی کئی ایک بار سرنگوں ہو کر اپنے خائب و خاسر ہونے کا اقرار کرنا پڑا۔ قرآن کی مثل لانے پر قادر ہونے کا نشان تو اب ایسا نہیں رہا جو اسکی نسبت کوئی چون و چرا کر سکے کیونکہ خدا کے برگزیدہ مسیح کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں بھی وہ وہ دلائل پیش کئے کہ جبے پوشوں اور فضیلت کی پگڑیاں باندھنے والے بھی ایسے عاجز اور خاموش ہوئے کہ گویا عربی کبھی انہوں نے پڑھی ہی نہیں اس سے ایک نکتہ رس اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے وقت کے منکرین نے بھی ایسے ہی بحر ندامت میں غرق ہو کر اپنی عجز و انکساری کا ثبوت دیا ہوگا۔ دیکھو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے کس قدر کتب عربی میں شائع ہوئیں اور انکی مثل لانے پر باوجودیکہ ایک معقول رقم دینے کا وعدہ کیا گیا مگر ہرگز ہرگز اسکی مثل لانے کی ان مولویوں اور جبہ پوشوں کو جرأت نہ ہو سکی حالانکہ یہ لوگ خود اقرار کرتے رہتے ہیں کہ میرزا ایک اردو نویس منشی ہے وہ عربی کو کیا جانے مگر اب اس اردو نویس کی عربی دانی نے ان کا ایسا قافیہ تنگ کیا کہ ان کے منہ پر گویا مہر خاموشی لگ گئی۔ خیر یہ بھی ایک بڑی زبردست دلیل قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی ہے مگر اسوقت ہمارے زیر نظر ذیل کی دلیل پیش کرنی ہے۔ قرآن کا دعویٰ ہے کہ من اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بایاتہ انہ لا یفلح الظلمون یعنی اس سے بڑھکر اور کون ظالم ہے جو اللہ پر افترا کرے یا آیات اللہ کی تکذیب کرے بیشک نہیں کہ ایسے ظالم کامیاب نہیں ہوا کرتے۔

دوستو! پیارو! عزیزو! یہ ایک دعویٰ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی کلام الٰہی نے پیش کیا تھا جسکو مخالف و معاند افترا علی اللہ کے بجز اور کچھ وقعت نہ دیتے تھے۔ مگر اسکی صداقت نے اس کے کلام الٰہی ہونے پر مہر لگائی اور ثابت کر دیا کہ دراصل یہ اُسی کے منہ سے نکلی ہوئی بات ہے جو اس کا نازل کرنے والا ہے۔ آنحضرت صلعم کے وقت میں اس آیت نے جو کچھ اپنی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کے نشان دکھا دیئے اور جس جگہ اس کلام کرنے کا ہوں تو ممکن نہیں کیونکہ مضمون [illegible] ہے بلکہ ایک اچھا خاصہ رسالہ ہو جاویگا جس کے لکھنے کی نہ تو مجھ کو فرصت ہے اور نہ اخبار کے کالموں میں جگہ ہے۔ اگر والدین چاہتا ہے کہ دوستوں کے آگے کچھ نہ کچھ اس کا نمونہ پیش کیا جاوے۔ [illegible]

دوستوں کو مسیح موعود علیہ السلام کے ایک سیاہ منکر کا وہ اقرار سناتے ہیں جو اس نے کر کے اس آیت کی صداقت اور مسیح موعود کے منجانب اللہ ہونیکا ثبوت دیا ہے۔ یہ امر تو ہماری دوستوں سے پوشیدہ نہیں کہ اس آیت شریفہ نے جو دعویٰ کیا ہے اس کے دو پہلو زیر نظر ہیں کہ ایک تو مفتری علی اللہ کامیاب نہیں ہوتا دوسرے آیات اللہ کا منکر کامیابی کا منہ ہرگز ہرگز نہیں دیکھتا۔ اب یہ دیکھنا چاہیے کہ حضرت تقدس مآب سیدنا مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ مامور من اللہ ہیں مسیح موعود و مہدی معہود ہیں مگر دوسری طرف منکروں معاندوں کا یہ اقرار ہے کہ حضرت اقدس جری مفتری علی اللہ ہیں قطع نظر افترا کی حد کے یہ خیال کرنا ضروری امر ہے کہ حضرت مسیحیت مآب کا دعویٰ ہے کہ سارا جہان ہی ملکر مجھکو مٹانا چاہے تو میں نہ مٹونگا اور نہ تباہ ہونگا کیونکہ میں خدا کیطرف سے ہوں میرے لئے بد دعا کرنیوالے اور میری موت کی دعا مانگنے والے خود ہلاک و تباہ ہونگے۔ ایکطرف تو اس کا دعوےٰ ہے جو مامور من اللہ ہے جس میں ایسے اعلیٰ درجہ کی استقامت پائی جاتی ہے کہ جھوٹے شخص میں ہرگز نہیں پائی جا سکتی۔ مگر ہم دوسری طرف اس کے مخالفوں میں سے ایک سیاہ مخالف کو اقرار کرتا ہوا پاتے ہیں کہ قادیانی کے مقابل جسقدر کوششیں ہوئی ہیں حقیقت میں کافی سے زیادہ ہیں مگر . . . . . ان سے کوئی کام اور دیرپا فائدہ نہیں ہوتا "۔

اب انصاف پسند اور غیور طبیعت بتائے کہ اس سے بڑھکر اور کیا عجز و انکساری کی تصویر کھینچی جا سکتی ہے کہ مخالف و معاند اپنی ناکامی اور نامرادی کا خود اقرار کرتا ہے کہ دراصل ہم جسقدر کوشش کر رہے ہیں وہ کام اور دیرپا فائدہ سے محض خالی ہیں یا بالفاظ دیگر یہ کہ وہ محض کھوکھلی باتیں ہیں جس کا اثر کچھ نہیں۔

پیارے بھائیو! کیا اس سے خدا کے جری کی کامیاب زندگی کا نظارہ نظر نہیں آتا کہ کیونکر بالآخر اس کے مخالفوں کو اپنی حرمان نصیبی کا اقرار کرنا پڑا۔ ایکطرف حضرت تقدس مآب مسیح موعود علیہ السلام کے استقلال اور اولوالعزمی کو مشاہدہ کرو اور اس وثوق اور ایمان باللہ پر نظر کرو جس کا آپ وقتاً فوقتاً نمونہ پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور دوسری طرف اسباب کو نظر کے سامنے لاؤ اور ایمان سے خدا کو حاضر و ناظر کر کے بتلاؤ کہ اس صریح نشان کے ہوتے ہوئے بھی کیا کسی اور نشان کی ضرورت ایک طالب صادق کو ہو سکتی ہے؟ یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ میرے نزدیک حضور کی صداقت اور قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی یہ بڑی دلیل ہے کہ جو قرآن نے دعویٰ کیا تھا کہ آیات اللہ کا منکر کامیاب نہیں ہوتا وہ سچ کر دکھایا اور ایسا سچ کر دکھایا کہ خود منکر کو اقرار کرنا پڑا کہ فی الواقع اُن کی کوششیں اور محنتیں ناکامی اور نامرادی کا صریح نشان ہیں۔

محمد حسین لاہور چھاونی۔

ڈاکہ زنی قابل توجہ پولیس گورداسپور

۱۴ اکتوبر ۱۹۰۷ء کی شام کو بٹالہ سٹیشن سے ۷ بجے کی گاڑی میں گورداسپور سے اتر کر خاکسار ایڈیٹر الحکم یکہ میں قادیان کو آرہا تھا کہ ۹ بجے قریب نہر کے کنوئیں پر جہاں ایک مختصر سا مکان بھی بنا ہوا ہے چار آدمی نظر آئے۔ جب یکہ نہر کے پل سے گزر کر اس راستہ کے ٹکڑ پر پہونچا جو موضع چھینے کو جاتا ہے تو دو آدمی ان میں سے آملے اور تھوڑی دور تک باتیں کرتے گئے اور آخر انہوں نے یکہ پکڑ لیا اور آلہ چھوی کے ذریعہ مجھ پر حملہ کیا خدا تعالے کے فضل سے میں اس ضرب سے محفوظ رہا کیونکہ وہ چھوی الٹی ہو کر یکہ کے ڈنڈے اور رستے سے لگ کر میری کہنی اور گردے پر لگی اور بالآخر انہوں نے میری تلاشی لیکر دو روپیہ ۹ پائی نقد ایک صدری اور ایک تولیہ مجھ سے اور ایک پگڑی اور چادر یکہ والے سے چھین لی۔ جس مقام پر مجھ پر یہ حملہ کیا گیا اس مقام پر اکثر اس قسم کی وارداتوں کی شکائتیں سننے میں آیا کرتی تھیں اس قسم کی سینہ زوری اس سڑک پر بہت خطرناک معاملہ ہے کیونکہ ہماری جماعت کے اکثر یکے رات کو اور اکثر لوگ پیادہ پا قادیان آتے رہتے ہیں۔ جناب سب انسپکٹر صاحب بٹالہ اس واقعہ کی اطلاع پاتے ہی فوراً موقع پر پہنچ گئے۔ اور انہوں نے کامل تفتیش کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ میاں خدا بخش صاحب ایک مشہور متدین اور مستعد پولیس افسر ہے وہ میری کسی تعریف کا محتاج نہیں اسکی دیانتداری اور راستبازی اسکے اعلے افسروں تک مسلم ہے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ انکی اور ان کے ماتحتوں کی سعی اور توجہ اس معاملہ کو روز روشن میں لے آئیگی۔ اور اصلیت کھل جاویگی مفصل حالات پھر لکھونگا۔ اسوقت میں اپنی جماعت کے ان احباب کو مطلع کرنا چاہتا ہوں جو علے العموم رات کو آیا جایا کرتے ہیں کہ وہ آیندہ احتیاط سے کام لیں کچھ ہرج نہیں ہے اگر وہ بٹالہ میں صبح کو روانہ ہوا کریں۔ اگرچہ ان کا شوق اور ارادت انہیں کھینچے لئے آتی ہے مگر لاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ بھی ارشاد الٰہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے میاں خدا بخش سب انسپکٹر بٹالہ کی توجہ اس راستہ کو خطرناک نہیں رہنے دیگی تاہم احتیاط ضروری ہے۔

پوسٹماسٹر گورداسپور کے مظالم کی انتہا

میں نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ایک مختصر سا نوٹ پوسٹماسٹر گورداسپور کے متعلق درج کیا تھا اور میرا خیال تھا کہ وہ اپنے طریق کو بدل کر اپنے ماتحتوں اور ہمعصروں میں ہر دلعزیزی پیدا کرنیکی سعی کرینگے مگر انہیں شاید اسکی ضرورت اور حاجت نہیں مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ پوسٹماسٹر گورداسپور نے اگر اپنے طرز عمل کو نہ بدلا اور یہ پارٹی فیلنگ کی روح جو وہ پیدا کر رہے ہیں اسکو نہ چھوڑا تو اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا بہرحال ان شکایتوں کو جو میرے پاس آ رہی ہیں سلسلہ وار درج کرونگا۔ اگر لالہ تاراچند صاحب ان شکایتوں کا کوئی جواب رکھتے ہیں تو انہیں اختیار ہے کہ وہ میرے پاس بھیجدیں میں اسے بھی درج کر دونگا میں [illegible] ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ صاحب اور جناب پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر کو توجہ دلاتا ہوں کہ ان شکائتوں کی ضرور تحقیقات ہونی چاہئے جو پوسٹماسٹر گورداسپور کے خلاف کیجاتی ہیں۔ اور چونکہ لالہ تاراچند نے ایک پارٹی بنائی ہوئی ہے اسلئے جبتک انکی تبدیلی یہاں سے نہ ہوگی ممکن نہیں کہ اصلاح ہو سکے۔ میں آج چند سوالات پوسٹماسٹر صاحب گورداسپور سے پوچھنا چاہتا ہوں اور ان کا جواب بعض معاملات پر خاص روشنی ڈالیگا۔

(۱) کیا یہ سچ ہے کہ دو دیا دہاری پوسٹماسٹر گورداسپور کی روٹی پکاتا رہا ہے اور اس خدمت کے صلہ میں بدوں داخل کرنے ضمانت کے اس نے چٹھی رسانی کا کام کیا ہے۔ اور یہ بھی کہ اسکی عمر پچیس سال سے زیادہ ہے۔

(۲) کیا یہ سچ ہے کہ پوسٹ ماسٹر گورداسپور نے بلونت سنگھ دیہاتی چٹھی رسان سے دو روپیہ کا گھی منگوایا اور اسکی قیمت مانگنے پر اظہار ناراضی کیا؟

(۳) کیا یہ سچ ہے کہ عداوت کی وجہ سے لالہ تاراچند نے پولیس گورداسپور کو غلام قادر دیہاتی چٹھی رسان کی نگرانی کرنیکیلئے لکھا؟ اور کیا وہ ایسا کرنے کے مجاز تھے؟

(۴) کیا یہ سچ ہے کہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۷ء کو پوسٹماسٹر صاحب ڈاک گاڑی پر شہزادی کے پل پر سیر کرنے کیلئے گئے جس گاڑی کے ذاتی طور پر استعمال کرنیکی انہیں اجازت نہیں ہے؟

فی الحال یہ چار سوالات جواب طلب شائع کئے جاتے ہیں ان کے جواب اگر پوسٹماسٹر صاحب دے سکتے ہیں تو بیشک دیں ورنہ میں خود واقعات کی بنا پر ان سوالات کا جواب صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر کی توجہ کیلئے شائع کرونگا۔

کارخانہ الحکم میں مشین پہنچ گئی

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور محض اسکی تائید اور توفیق سے آخر وہ آرزو بھی پوری ہو گئی جو دو سال پیشتر الحکم کے ذریعہ میں نے ظاہر کی تھی کہ چھپائی کی آئے دن کی مشکلات کو آسان کرنے کے لئے مشین کا آنا ضروری ہے ہر اوقات مختلف میں میں اس ضرورت کو ظاہر کرتا رہا بعضوں نے میرے ان خیالات پر ہنسی اور ٹھٹھا کیا مگر آخر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسکی راہ کھولدی اور پہلی مشین ہماری کارخانہ الحکم میں ۱۵ اور ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو پہنچ گئی فالحمد للہ علے ذالک انگریزی پریس کے لئے ٹائپ کی ایک مشین کا آرڈر دیدیا ہوا ہے اس مشین کے عنقریب پہونچ جانیکی توقع ہے اور ایسا ہی تار کے ذریعہ سلائی کی مشین اور کتابوں اور رسالوں کے کاٹنے کی مشین کیلئے بھی آرڈر دیا جا چکا ہے اسطرح میں خدا کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے یقین رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ وہ وقت قریب ہے کہ کارخانہ الحکم میں انگریزی اور فارسی اور سلائی اور کٹائی کی مشینیں کام کرتی نظر آئینگی میں ابھی نہیں بتا سکتا کہ کارخانہ اب کیا کام کریگا مگر خدا کے فضل پر بہت بڑی امیدیں ہیں کہ پریس کے متعلق قومی ضروریات کو پورا کرنیکی کوشش کیجائیگی انمیں برکت ڈالنا اور اسکی توفیق دینا اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے جو کچھ ہوا اسی کے فضل سے ہوا اور جو کچھ ہوگا اسی کے کرم سے ہوگا سرپرستان الحکم اپنے پیارے الحکم کی توسیع اشاعت کیلئے پوری سعی کریں اور مشینیں کیلئے کام مہیا کرنیکی فکر۔ خدا کرے کہ ہمارے کاروبار میں اسکی عظمت اور جلال کا اظہار اور اس کے پاک رسول کی صداقت اور جلالت شان کی اشاعت

بھیڑ چال

مندرجہ بالا عنوان میں نے اس واسطے رکھا ہے کہ بعض کیا اکثر لوگ محض رسوم کے پابند ہوتے ہیں اور اتنا حوصلہ نہیں رکھتے کہ تھوڑی سی مردانگی سے کام لیکر اپنے دل سے وہ میل دھو ڈالیں جو ان کو ڈرپوک بنائے رکھتی ہے۔ اسی واسطے بجائے اس کے کہ وہ کسی بدرسم کو دور کریں اور استقلال سے اس کا مقابلہ کریں خود بخود ہی ایسی بیہودہ رسومات کے سیلاب میں گر کر غرق ہو جاتے ہیں اور یہاں تک نیچے چلے جاتے ہیں کہ آخر خود ہی اس بدرسم کی ایک بنیاد بن جاتے ہیں جیسے عام لوگ باتوں ہی باتوں میں ایک مضبوط دیوار قائم کر لیتے ہیں جس کا گرانا پھر مشکل ہو جاتا ہے۔ اصل میں اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ بعض لوگ دنیا میں بھیڑ چال چلا کرتے ہیں اور اس بات کی طرف ان کا ذہن کبھی بھی منتقل نہیں ہوتا اور ان کے وہم میں بھی یہ بات نہیں گذرتی کہ اصلیت کو ڈھونڈیں۔ اور رسومات سے الگ ہو کر تھوڑی دیر کے لئے حقیقت پر غور کریں۔ آجکل رمضان کا مہینہ ہے۔ اور ایمانداروں کے لئے بڑی خیر و برکت کا مہینہ ہے۔ مگر افسوس کہ بعض نام کے مسلمانوں کو یہ مہینہ ایک قسم کی قید معلوم ہوتا ہے۔ اور تقریباً ½ حصہ سے زیادہ ایسے رسمی مسلمان ہوں گے جو حقیقت میں بے روزہ ہوتے ہیں۔ مگر جو روزہ دار بھی ہیں ان میں سے بھی بعض کی عجیب حالت ہو رہی ہے۔ وہ خواہ بیمار ہو جائیں غشی پر غشی ہو مرنے لگیں مگر روزہ رکھیں گے اور ضرور رکھیں گے۔ ایسے ہی اپنے خیال کیا سفر ہو واقف کار لوگ موجود ہوں صبح سے لیکر شام تک سفر کرتے رہینگے۔ مگر روزہ نہیں چھوڑینگے اور بڑے فخر سے بیان کرینگے کہ باوجودیکہ ہم چند دن سے بیمار تھے مگر روزہ نہیں چھوڑا اور بار بار [illegible] ماریں گئے کہ ہم نے اتنے میل سفر کیا مگر ذرہ پرواہ نہیں کی باوجودیکہ فلاں فلاں بے وقوف ہمیں منع کرتے رہے کہ روزہ چھوڑ دو سفر میں روزہ جائز نہیں مگر ہمیں کوئی تکلیف نہ تھی۔ ایسے ایسے بہانوں سے ہم روزہ نہیں چھوڑ سکتے اور نہ ہی ماہ رمضان کے بعد ان دنوں کی گنتی کو پورا کر سکتے ہیں۔ اور نہ صرف یہی بلکہ سمجھانے والوں کو طرح طرح کی صلواتیں بھیجتے اور عجیب عجیب القابوں سے یاد کرتے ہیں۔ اصل میں یہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو بھیڑ چال چلنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اس بات سے ان کو کوئی غرض نہیں ہوتی کہ خدا بھی ہمارے اس فعل سے راضی ہے یا نہیں وہ تو اپنے آپ کو روزہ دار کہلوانا چاہتے ہیں۔ خواہ خدا کے حکم کی فرمانبرداری ہو یا نہ ہو۔ ہم لوگوں کو چاہئیے کہ اپنی مرضی کو چھوڑ کر خدا کی مرضی پر چلنے کی کوشش کریں۔ اور ہر ایک کام سے پہلے سوچ لیا کریں کہ خدا کیا فرماتا ہے کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ فقط

محمد ظہیر الدین

مسلمانوں کی بے تعصبی

یہود اور دولت عثمانیہ

مسلمانوں کی بے تعصبی کے متعلق بہت سے تاریخی واقعات اس طرز حکومت کے پیش کئے جا چکے ہیں جو مدت ہوئی مٹ چکی ہے مگر اس وقت ہم ایک موجودہ اسلامی سلطنت کی بے تعصبی دکھانا چاہتے ہیں۔ دولت عثمانیہ کا اپنی یہودی رعایا کے ساتھ کیا برتاؤ رہا؟ اس مضمون کا موضوع ہے۔ + موجودہ زمانہ میں دولت عثمانیہ ایشیائے کوچک۔ شام۔ عراق۔ طرابلس الغرب اور چند جزیروں سے مرکب ہے۔ دولت عثمانیہ کے پہلے طرابلس کے سوا یہ تمام ملک رومۃ کے ہاتھ میں تھے۔ اس وقت دارالسلطنت قسطنطنیہ تھا۔ سلطنت کا مذہب عیسائیت تھا۔ اور زبان یونانی تھی۔

سنہ عیسوی کی ابتدا میں ان ملکوں میں سلانیک۔ اتھینا۔ کورنت۔ قبرص۔ دمشق۔ انطاکیہ۔ قونیہ وغیرہ میں یہودیوں کے بہت سے فرقے آباد تھے۔ یہ مقامات گو اب ویران ہیں یا چھوٹے دیہات ہیں مگر اس سے پہلے وہ بڑے آباد شہر تھے۔ یہودیوں کی اصلی زبان تو عبرانی ہے مگر یہاں جو یہودی آباد ہو گئے تھے انکی دوسری زبان یونانی تھی۔ یونانی زبان کا ان میں اتنا رواج ہو گیا تھا کہ وہ مذہبی عبادات بھی اسی زبان میں ادا کرتے تھے علوم اسی زبان میں سیکھتے تھے لیکن عبرانی کی تعلیم بھی جاری تھی۔ یہودیوں کے قسطنطنیہ میں مدارس تھے جہاں علمائے یہود۔ تورات۔ تلمود۔ حساب۔ ہندسہ۔ جبر۔ ہیئات۔ موسیقی کی تعلیم دیتے تھے۔

برمی بنیامین۔ طلیطلہ (ٹالیڈو) کا ایک مشہور قدیم سیاح ہے۔ اس نے سنہ ۱۰۶۲ء میں مشرق کا سفر کیا تھا۔ اس نے اس سلطنت کے متعلق بیان کیا ہے کہ یہاں ... ۱۵ یہود آباد ہیں جن میں سے ... ۲۵ صرف قسطنطنیہ میں رہتے ہیں + ترکوں کی سلطنت جب تیرہویں صدی عیسوی میں وسیع ہونے لگی۔ تو جہاں یہ پہونچے۔ یہودیوں کو انہوں نے زیر حمایت لے لیا۔ ترکی سلطنت کی ابتدا میں ترکوں کا پایہ تخت بروسہ تھا وہاں بہت سے یہودی ترکوں کے زیر سایہ رہتے تھے۔ ہر ایک سے سلطنت سالانہ جزیہ (ٹیکس) لیتی تھی۔ خاخام باشی وہاں ایک عہدہ تھا جس کا فرض یہ تھا کہ وہ ان جزیوں کو جمع کر کے بیت المال میں داخل کر دے۔ اس تھوڑی سی مقدار جزیہ کے عوض میں انکو ہر قسم کی راحت اور آزادی حاصل تھی۔ تجارت۔ زراعت۔ زمینداری اور ہر قسم کے پیشوں کی انکو عام اجازت تھی۔ ملک کے ہر حصہ میں بغیر کسی ممانعت کے وہ سفر کر سکتے تھے۔ ۱۴۵۳ء میں دولت عثمانیہ نے ادرنہ اور قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا۔ ان دنوں میں کثرت سے یہودی ادھر آئے ہوئے تھے۔ سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ نے قسطنطنیہ کے بطریق کو رنا کر کے اسکو تمام یہودیوں کا مذہبی سرگروہ منتخب کیا۔ اور خاخام باشی کا اس کا خطاب دیا۔ بطریق روم کی طرح اسکو بھی مجلس وزراء میں آنے کی عام اجازت عطا کی۔ اور یہانتک اسکی عزت ملحوظ رکھی کہ اعزازی مجلسوں میں اسکی کرسی تخت کی داہنی جانب ہوتی تھی۔

پندرہ صدی عیسوی میں اسپینوں نے یہود کو جب اسپین سے جلا وطن کر دیا تو ان کا ایک بڑا حصہ ممالک عثمانیہ ہی میں آکر آباد ہوا۔ یہودیوں میں اب تک یہ جلا وطنی ہجرت کبریٰ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ گروہ قسطنطنیہ، سلانیک اور بلقان کے جزیرہ نما میں آکر آباد ہوا۔ کچھ لوگ ایشیائے کوچک کریٹ، اعظم اور فلسطین مصر وغیرہ میں آکر بسے۔ مصر اور فلسطین اس وقت تک ترکی دائرہ حکومت میں شامل نہ تھا۔ اسوقت عنان حکومت بایزید کے ہاتھ میں تھی۔ جو سلطان محمد فاتح کا بیٹا تھا۔ سلطان بایزید بڑا مدبر اور بڑے جبروت کا بادشاہ گذرا ہے اسپین سے بلاد عثمانیہ میں یہودیوں کی ہجرت دیکھکر یہ بہت خوش ہوتا تھا اسکی خوشی اور مسرت کا اس سے اندازہ ہوگا کہ ایک دن اس نے اپنے خاص وزراء سے کہا کہ تم کہا کرتے تھے کہ اسپین کا بادشاہ فرڈنینڈ بڑا عاقل ہے کیا یہ عاقل بادشاہ وہی ہے جو اپنا ملک تباہ کر کے میرا ملک آباد کر رہا ہے ان مہاجرین کی کثرت اتنی ہوئی کہ خود یہاں کے خاص یہود بھی ان لوگوں سے متاثر ہوگئے۔ اسی لئے آج ممالک عثمانیہ میں کم کوئی ایسا یہودی ہوگا جسکی زبان پر ایک دو اسپینی زبان کا لفظ نہ ہو۔

عثمانی حکومت کے زیر سایہ یہود اسی عیش و آرام سے رہے۔ جیسے وہ اندلس کی عربی سلطنت میں رہے تھے۔ یہودیوں کی بدولت ممالک عثمانیہ میں صنعت و حرفت کو بڑی ترقی ہوئی۔ توپ۔ بارود کی صنعت یہی لوگ بلاد عثمانیہ میں لائے۔ جہاں یہ آباد ہوئے تجارت کو خوب وسعت ہوئی سلطنت کو انپر بڑا اعتماد تھا۔ ترجمانی جیسا سخت ذمہ داری کا عہدہ انہیں لوگوں کے لئے مخصوص تھا۔ کیونکہ یہ لوگ عموماً چند زبانوں میں ماہر ہوتے تھے۔ ان مہاجرین یہود میں ایسے افراد بھی کثرت سے تھے جنہوں نے اندلس میں طب حاصل کی تھی جب ممالک عثمانیہ میں انہوں نے سکونت اختیار کی تو یہاں انہوں نے طبابت شروع کر دی جس سے ان کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔

سلاطین عثمانیہ نے ان لوگوں پر جو شاہانہ عنایتیں کیں انکا ایک شمہ یہ ہے کہ سلطان مراد خاں دوم کا خاص طبیب اسحٰق نام ایک یہودی تھا۔ سلطان اسکی بڑی عزت کرتا تھا۔ پاشا کے خطاب سے بھی سرافراز تھا۔ سلطان محمد فاتح کا بھی خاص طبیب موسیٰ ہاموں اندلسی یہودی تھا۔ اسکی اولاد اب تک ممالک عثمانیہ میں باقی ہے۔ اسوقت تک انکا یہ احترام ہے کہ وہ جزیہ سے سبکدوش ہیں۔ سترہویں صدی عیسوی یہود کے لئے ایک ممتاز صدی ہے جسمیں بہت سے یہودیوں نے ملک میں بڑے بڑے درجے حاصل کئے۔ محکمہ مال کے معتمد مقرر ہوئے۔

سلطنت عثمانیہ کے یہودی رعایا کی تاریخ میں ایک اہم واقعہ یہ ہے جس سے معلوم ہوگا کہ سلطان کا یہودیوں کیساتھ کتنا عنایت آمیز برتاؤ ہے سترہویں صدی ہجری میں یہودیوں میں ایک مدعی مسیحیت کہ وہ بھی مدعی سلطنت پیدا ہوا۔ یہ ایک بہت ہی معمولی سا آدمی تھا۔ اسکا باپ کسی انگریزی کمپنی میں دلال تھا۔ چند سال پہلے مقتدایان یہود نے پیشگوئی کی تھی کہ آغاز عالم سے ۵۴۲۶ سال بعد ۱۶۶۶ء میں مسیح موعود ظاہر ہوگا۔ اس حیلہ سے اس نے ادعائے مسیحیت کیا اور اپنے کو مسیح موعود ظاہر کیا۔ یہ شخص گورا اور بہت خوبصورت تھا۔ عزلت نشینی زیادہ پسند کرتا تھا روزہ بہت رکھتا تھا۔ ہمیشہ دریا کے پانی سے غسل کیا کرتا تھا۔

ایک مدت تک یہ اسی طرح عزلت نشین رہا۔ پھر اس نے ایکدن ازمیر کے کنیسہ میں اپنی مسیحیت کا اعلان کیا۔ لوگ دشمن ہوگئے یہ یہاں سے سلانیک چلا گیا اور وہاں اس نے لوگوں کو اپنے جدید مذہب کی دعوت دی۔ بہت سے عوام اسکے حلقہ میں داخل ہوگئے۔ سلانیک سے یہ قاہرہ گیا۔ قاہرہ میں وہاں اس نے ایک یہودی عورت سے جسکا نام سارہ تھا بیاہ کر لیا۔ قاہرہ سے کامیابی کے ساتھ بیت المقدس آیا اور یہاں ایک مدت تک اقامت کی۔ بیت المقدس سے پھر ازمیر چلا آیا یہود اس سے بڑی تعظیم کے ساتھ پیش آئے اور اب عام لوگ اسکو مسیح ماننے لگے۔ جب کبھی یہ گھر سے باہر نکلتا لوگ دوڑ دوڑ کر اس کے آگے حلقہ باندھ لیتے اور توراۃ کی آیتیں تلاوت کرتے چلتے سلطنت نے پہلے اسکو خفیف معاملہ سمجھکر اس سے کچھ تعرض نہیں کیا مگر ازمیر کے گورنر نے جب یہ دیکھا کہ روز بروز اس کا اقتدار بڑھتا جاتا ہے جو سیاسی حیثیت سے بالکل غیر مناسب ہے اس نے مسیح موعود کو گرفتار کر کے قسطنطنیہ بھیج دیا۔ قسطنطنیہ میں یہ مدتوں قید رہا لیکن کسی وجہ سے قسطنطنیہ سے نکالکر دردانیال کے قریب کسی قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ مسیح کی اس بیچارگی پر بھی معتقدین ہمیشہ قید خانہ میں اسکی زیارت کو آتے تھے ـــ ـــ ـــ اس قلعہ سے مسیح اورنہ کے قید خانہ میں بھیج دیا گیا۔ اتفاق سے اس وقت سلطان محمد چہارم بھی مقیم تھا۔ سلطان نے مناسب سمجھا کہ اسکی مسیحیت کا امتحان کیا جائے۔ سلطان نے حکم دیا کہ مسیح موعود کو میرے سامنے ستون میں باندھ دو اور اسکو تیر مارو۔ اور مسیح موعود سے سلطان نے کہا کہ اگر تم واقع میں مسیح موعود ہو تو اس سے پہلے کہ ایک عالم کے لئے باعث فلاح ہو۔ اپنے آپ کو اس عذاب سے بچالو۔ جب اس نے رہائی کی کوئی تدبیر نہیں دیکھی اور ہر طرف سے اسکو مایوسی ہوگئی تو اسی وقت مسلمان ہوگیا اور اپنا نام محمد آفندی رکھا سلطان نے اس کے لئے ایک وظیفہ مقرر کر دیا۔ سارہ بھی مسلمان ہوگئی اس کا نام فاطمہ رکھا گیا۔

محمد آفندی چونکہ صرف اپنی جان کی حفاظت کے لئے مسلمان ہوا تھا۔ دل سے مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اس لئے کبھی یہ مسجد میں آتا تھا اور کبھی کنیسہ میں ایک قدم مسجد میں تھا تو دوسرا کنیسہ میں مسلمانوں کو اسکی یہ طرز روش پسند نہ آئی انہوں نے کچھ کرنا چاہا مگر سلطان نے اسی پر کفایت کی کہ اسکو ادرنا کو دوسری طرف جلا وطن کر دیا بقیہ زندگی اس نے یہیں گذاری اور یہیں مرا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے کل معتقدین بھی مسلمان ہوگئے۔ اور سب نے سلانیک میں توطن اختیار کر لیا۔ ان لوگوں کی اولاد ابتک باقی ہے اور قریباً دس ہزار انکی اسوقت تعداد ہے۔ مگر اپنے مسیح موعود کیطرح نہ یہ مسلمان ہیں اور نہ یہ یہود ہیں مذبذبین بین ذٰلک لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء۔ ترک انکو مسلمان نہیں سمجھتے ان کو وہ مہتدین کہتے ہیں۔ خود مہتدین بھی اپنے کو نہ مسلمان سمجھتے ہیں نہ یہودی۔ نہ مسجد کی طرف ان کا قدم بڑھتا ہے اور نہ کنیسہ کی طرف مگر نام کو یہ مسلمان ضرور ہیں اپنا نام مسلمانوں ہی کے طریقہ کا محمد۔ علی۔ وغیرہ رکھتے ہیں + لیکن جو لوگ خاص یہودی ہیں وہ ممالک عثمانیہ میں ابتک یعنی انیسویں صدی تک بہت آرام اور آزادی سے رہتے ہیں اور اب تو اس ملک کا نظام قانون ہی بدل گیا۔ سلطانی فرامین اکثر صادر ہوتے رہتے ہیں کہ مغربی تمدن اختیار کیا جائے اور تمام رعایا میں بلا تفریق ملک و ملت مساوات ملحوظ رکھی جائے۔ اس حکم کے رو سے یہودیوں کو بھی وہی حقوق ہیں جو اور قوموں کے ہیں۔ ملکی فوجی ہر قسم کے عہدوں پر یہود ممتاز ہیں بعض بعض یہودیوں نے بڑے بڑے عہدے حاصل کر لئے ہیں ممالک عثمانیہ میں یہودیوں کی تعداد ۴۷۰۰۰۰ ہے۔

سلانیک میں ۷۵۰۰۰ قسطنطنیہ میں ۶۵۰۰۰ بیت المقدس میں ۱۴۰۰۰

ازمیر میں ۲۰۰۰۰ صنعا میں ۳۰۰۰۰ ادرنہ میں ۱۷۰۰۰

بغداد میں ۴۰۰۰۰ مختلف ممالک میں ۱۸۵۰۰۰

تمام دنیا کے یہودیوں نے ملکر جو انجمن بنام الاتحاد الاسرائیلی العام قائم کی ہے اسکی وجہ سے ممالک عثمانیہ کے یہودی علوم و فنون میں طرز معاشرت میں بہت کچھ ترقی کر رہے ہیں۔ اس انجمن نے اب تک سو میں مدرسے جابجا کھولے ہیں مگر قریباً ۵۰

حضرت مسیح موعود اور برٹش گورنمنٹ

میری ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ بعض ضروری مضامین کو جو سلسلہ عالیہ احمدیہ یا اس کے مقدس اور محترم بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لائف کا جزو اعظم ہیں یکجا کر دیا جاوے تاکہ وہ آیندہ مفید ثابت ہوں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مؤرخ کو سہولت اور آسانی ہو۔ علاوہ بریں ایسے یکجائی مضامین ایک خاص اہمیت اور رنگ ہی پیدا کرتے ہیں چنانچہ میں نے اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر کے حصہ کو الگ الحکم میں جمع کرنا شروع کر دیا تھا اور ایک بڑا حصہ میں اس کا شائع کر چکا تھا کہ ایک دوست نے اس کو کتاب کی صورت میں شائع کرنیکا ارادہ کر لیا اس لئے میں نے اس کو وہیں رہنے دیا۔ ازاں بعد حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو حضور کی مختلف تصانیف۔ اشتہاروں اور تقریروں سے لیکر پورے طور پر الحکم میں جمع کر دیا۔ اب میں مندرجہ بالا عنوان پر حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور ہدایتوں کو جمع کرنا چاہتا ہوں جس سے ثابت ہو جاوے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیشہ گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق اپنی جماعت اور دوسرے مسلمانوں کو کیا تعلیم دی ہے۔ میں اس حصہ میں اپنی طرف سے کسی قسم کے حاشیہ چڑھانے کی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ ہی کے الفاظ درج کروں گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

مجھے اس امر کے اعادہ کی بھی یہاں ضرورت نہیں کہ حضرت اقدس حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود کا خاندان گورنمنٹ کا ایک وفادار دوست خاندان رہا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے اس اقتباس میں میں اس تحریر کا حوالہ دیتا جاؤں گا جہاں سے وہ لی گئی ہے۔ اس حصہ کو جمع کرنے کا ایک موجب حضرت حکیم الامۃ کی وہ تقریر بھی ہے جو آپ نے اس جلسہ میں کی تھی جو قادیان میں اظہار وفاداری کی خاطر گذشتہ شورش کے ایام میں کیا گیا تھا۔ بہرحال امید کی جاتی ہے کہ ناظرین اس حصہ کو غور سے پڑھیں گے۔ اور بہت فائدہ اٹھائیں گے وباللہ التوفیق

سب سے اول جو اشتہار حضرت مسیح موعودؑ نے کتاب براہین احمدیہ کے متعلق اردو اور انگریزی میں بیس ہزار شائع کیا تھا اس میں آخری حصہ میں لکھا ہے۔

"بالآخر اس اشتہار کو اس دعا پر ختم کیا جاتا ہے کہ خداوند کریم تمام قوموں کے مستعد دلوں کو ہدایت بخشے کہ تا وہ تمہارے رسول مقبول افضل الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور تیرے کامل و مقدس کلام قرآن شریف پر ایمان لاویں اور اس کے حکموں پر چلیں تا ان تمام برکتوں اور سعادتوں اور حقیقی خوشحالیوں سے متمتع ہو جاویں کہ جو سچے مسلمان کو دونوں جہان میں ملتی ہیں اور اس جاودانی نجات اور حیات سے بہرہ ور ہوں کہ جو نہ صرف عقبیٰ میں حاصل ہو سکتی ہے بلکہ سچے راستباز اسی دنیا میں اس کو پاتے ہیں بالخصوص قوم انگریز جنہوں نے ابھی تک اس آفتاب صداقت سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی اور [illegible]

اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دنیا و دین کے لئے دلی جوش سے بہبودی و سلامتی چاہیں تا ان کے گورے سپید منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں"

پھر کتاب براہین احمدیہ جلد سوم کے شروع میں ایک مضمون اسلامی انجمنوں کی خدمت میں التماس ضروری کے عنوان سے لکھا جس کے بعض حصے درج ذیل ہیں۔

مسلمانوں پر جن امور کا اپنی اصلاح کے لئے اپنی ہمت اور کوشش سے انجام دینا لازم ہے وہ انہیں فکر اور غور کے وقت آپ ہی معلوم ہو جائیں گے حاجت بیان و تشریح نہیں مگر اس جگہ ان امروں میں سے یہ امر قابل تذکرہ ہے جس پر گورنمنٹ انگلشیہ کی عنایات اور توجہات موقوف ہیں کہ گورنمنٹ ممدوحہ کے دل پر اچھی طرح یہ امر مرکوز کرنا چاہئے کہ مسلمانان ہند ایک وفادار رعیت ہے کیونکہ بعض ناواقف انگریزوں نے خصوصاً ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے کہ جو کمیشن تعلیم کے اب پریسیڈنٹ ہیں اپنی ایک مشہور تصنیف میں اس دعوے پر بہت اصرار کیا ہے کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے دلی خیر خواہ نہیں ہیں اور انگریزوں سے جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں۔ گو یہ خیال ڈاکٹر صاحب کا شریعت اسلام پر نظر کرنے کے بعد ہر ایک شخص پر محض بے اصل اور خلاف واقعہ ثابت ہوگا لیکن افسوس کہ بعض کوہستانی اور بے تمیز سفہا کی نالائق حرکتیں اس خیال کی تائید کرتی ہیں اور شاید انہیں اتفاقی مشاہدات سے ڈاکٹر صاحب موصوف کا وہم بھی مستحکم ہو گیا ہے کیونکہ کبھی کبھی جاہل لوگوں کیطرف سے اس قسم کی حرکات صادر ہوتی رہتی ہیں لیکن محقق پر یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا کہ اس قسم کے لوگ اسلامی تدین سے دور و مہجور ہیں۔ اور ایسے ہی مسلمان ہیں جیسے سکلین عیسائی تھا۔ پس ظاہر ہے کہ انکی یہ ذاتی حرکات ہیں نہ شرعی پابندی سے۔ اور ان کے مقابل پر ان ہزارہا مسلمانوں کو دیکھنا چاہیے کہ جو ہمیشہ جان نثاری سے خیر خواہی دولت انگلشیہ کی کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں ۵۷ء میں جو کچھ فساد ہوا اس میں بجز جہلا اور بدچلن لوگوں کے اور کوئی شائستہ اور نیک بخت مسلمان جو باعلم اور باتمیز تھا ہرگز مفسدہ میں شامل نہیں ہوا بلکہ پنجاب میں بھی غریب غریب مسلمانوں نے سرکار انگریزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مدد دی چنانچہ ہمارے والد صاحب مرحوم نے بھی باوصف کم استطاعتی کے اپنے اخلاص اور جوش خیر خواہی سے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس مضبوط اور لائق سپاہی بہم پہنچا کر سرکار میں بطور مدد کے نذر کی اور اپنی غریبانہ حالت سے بڑھکر خیر خواہی دکھلائی اور جو مسلمان لوگ صاحب دولت و ملک تھے انہوں نے تو بڑے بڑے خدمات نمایاں ادا کئے۔ اب پھر ہم اس تقریر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ گو مسلمانوں کیطرف سے اخلاص اور

وفاداری کے بڑے بڑے نمونے ظاہر ہو چکے ہیں مگر ڈاکٹر صاحب نے
مسلمانوں کی بد نصیبی کی وجہ سے ان تمام وفاداریوں کو نظر انداز کر دیا
اور نتیجہ نکالنے کے وقت ان مخلصانہ خدمات کو نہ پیشہ قیاس کے صندوق
میں جگہ دی اور نہ کبریٰ میں۔ بہر حال ہمارے بھائی مسلمانوں پر لازم ہے
کہ گورنمنٹ پر ان کے دھوکوں سے متاثر ہونے سے پہلے مجدد طور
پر اپنی خیر خواہی ظاہر کریں جس حالت میں شریعت اسلام کا یہ واضح مسئلہ
ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور
جہاد کرنا جس کے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور آزادی
سے زندگی بسر کرتے ہوں اور جس کے عطیات سے ممنون منت اور
مرہون احسان ہوں اور جس کی مبارک سلطنت حقیقت میں نیکی اور
ہدایت پھیلانے کے لئے کامل مددگار ہو قطعی حرام ہے تو پھر بڑے
افسوس کی بات ہے کہ علماء اسلام [illegible] سے
اس مسئلہ کو اچھی طرح شائع نہ کریں تا ناواقف لوگوں کی زبان اور
قلم سے مورد اعتراض ہو سکے [illegible] دین
کی سستی پائی جائے اور [illegible]
کی دانست میں قرین مصلحت یہ ہے کہ [illegible]
وغیرہ یہ بندوبست کریں کہ چند نامی مولوی صاحبان جنکی فضیلت اور علم
اور زہد اور تقویٰ اکثر لوگوں کی نظر میں مسلم الثبوت ہو اس امر کے
لئے چن لئے جائیں کہ اطراف اکناف کے اہل علم کو جو اپنے مسکن کے
گرد و نواح میں کسیقدر شہرت رکھتے ہوں اپنی اپنی عالمانہ تحریریں جن میں
برطبق شریعت حقہ سلطنت انگلشیہ سے جو مسلمانان ہند کی مربی و محسن ہے
جہاد کرنے کی صاف ممانعت ہو ان علماء کی خدمت میں بہ ثبت مواہیر
بھیجدیں کہ جو بموجب قرار داد بالا اس خدمت کے لئے منتخب کئے
گئے ہیں اور جب سب خطوط جمع ہو جائیں تو یہ مجموعہ خطوط کہ جو مکتوبات
علماء ہند سے موسوم ہو سکتا ہے کسی خوشخط مطبع میں بصحت تمام چھاپا
جائے اور پھر دس بیس نسخہ اس کے گورنمنٹ میں اور باقی نسخہ جات
متفرق مواضع پنجاب و ہندوستان خاصکر سرحدی ملکوں میں تقسیم کئے
جائیں۔ . . . . بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے
نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے
کہ بنظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اسکی حکومت اور
آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامہ خلائق پر وارد ہیں سلطنت ممدوحہ
کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعماء الٰہی کے اس کا
شکر بھی ادا کریں لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گزار ہونگے
اگر وہ اس سلطنت کو جو ان کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے
نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں ان کو سوچنا چاہئے کہ اس سلطنت سے پہلے
وہ کس حالت پر ملالت میں تھے اور پھر کیسے امن و امان میں آ گئے
پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کے لئے ایک آسمانی برکت کا حکم
رکھتی ہے جس کے آنے سے سب تکلیفیں انکی دور ہوگئیں اور ہر ایک
قسم کے ظلم اور تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور ہر ایک ناجائز روک
اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی کوئی ایسا مانع نہیں کہ جو ہم کو نیک کام
کرنے سے روک سکے یا ہماری آسائش میں خلل ڈال سکے پس حقیقت
میں خداوند کریم و رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک
باران رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر اس ملک پنجاب
میں سرسبز ہوتا جاتا ہے اور جس کے فوائد کا اقرار حقیقت میں خدا
کے احسانوں کا اقرار ہے یہی سلطنت ہے جسکی آزادی ایسی
بدیہی اور مسلم الثبوت ہے کہ بعض دوسرے ملکوں سے مظلوم
مسلمان ہجرت کر کے اس ملک میں آنا بدل و جان پسند کرتے
ہیں۔ اور جس صفائی سے اس سلطنت کے ظل حمایت میں مسلمانوں کی
اصلاح کے لئے اور انکی بدعات مخلوطہ دور کرنے کے لئے وعظ ہو سکتا
ہے اور جن تقریبات سے علماء اسلام کو ترویج دین کے لئے اس
گورنمنٹ میں جوش پیدا ہوتے ہیں اور فکر اور نظر سے اعلیٰ درجہ کا
کام لینا پڑتا ہے اور عمیق تحقیقاتوں سے تائید دین متین میں تالیفات
ہو کر حجت اسلام مخالفین پر پوری کی جاتی ہے وہ میری دانست میں
آجکل کسی اور ملک میں ممکن نہیں۔ یہی سلطنت ہے جسکی
عادلانہ حمایت سے علماء کو مدتوں کے بعد گویا صدہا سال کے بعد یہ موقعہ
ملا کہ جو بدعات شرک و بدعات کی آلودگیوں سے اور شرک کی خرابیوں سے
اور مخلوق پرستی کے فسادوں سے ناداں لوگوں کو مطلع کریں
اور [illegible] رسول مقبول [illegible] صراط مستقیم کھولکر ان کو بتلا دیں کیا ایسی سلطنت
کی بدخواہی جسکے زیر سایہ تمام مسلمان امن اور آزادی سے بسر
کرتے ہیں اور فرائض دین کو کما حقہ بجا لاتے ہیں اور ترویج دین میں
سب ملکوں سے زیادہ مشغول ہیں جائز ہو سکتی ہے حاشا و کلا ہرگز
جائز نہیں اور ہرگز کوئی نیک اور دیندار آدمی ایسا بدخیال دل میں لا سکتا
ہے ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ دنیا میں آج یہی ایک سلطنت ہے
جس کے سایہ عاطفت میں بعض بعض اسلامی مقاصد ایسے حاصل
ہوتے ہیں کہ جو دوسرے ممالک میں ہرگز ممکن الحصول نہیں۔ شیعوں کو
ممالک میں جاؤ تو وہ سنت جماعت کے وعظوں سے افروختہ ہوتے
ہیں اور سنت جماعت کے ملکوں میں شیعہ اپنی رائے ظاہر کرنے سے
خائف ہیں۔ ایسا ہی مقلدین موحدین کے شہروں میں اور موحدین مقلدین
کے شہروں میں اور موحدین مقلدین کی بلاد میں دم نہیں مار سکتے
اور گو کسی بدعت کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیں مونہہ سے بات نکالنے کا
موقع نہیں رکھتے آخر یہی سلطنت ہے جسکی پناہ میں ہر یک فرقہ
امن اور آرام سے اپنی رائے ظاہر کرتا ہے اور یہ بات اہل حق کے لئے
نہایت ہی مفید ہے کیونکہ جس ملک میں بات کرنے کی گنجائش ہی نہیں نصیحت
دینے کا حوصلہ ہی نہیں اس ملک میں کیونکر راستی پھیل سکتی ہے راستی
پھیلانے کے لئے وہی ملک مناسب ہے جس میں آزادی سے اہل
حق وعظ کر سکتے ہیں۔ یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ دینی جہادوں سے اصلی غرض
آزادی کا قائم کرنا اور ظلم کا دور کرنا تھا اور دینی جہاد انہیں ملکوں کے
مقابلہ پر ہوئے تھے جن میں واعظین کو اپنے وعظ کے وقت جان کا
اندیشہ تھا اور جن میں امن کے ساتھ وعظ ہونا قطعی محال تھا اور کوئی
شخص طریقہ حقہ کو اختیار کر کے اپنی قوم کے ظلم سے محفوظ نہیں رہ سکتا
تھا لیکن سلطنت انگلشیہ کی آزادی نہ صرف ان خرابیوں سے خالی
ہے بلکہ اسلامی ترقی کی بدرجہ غایت ناصر اور مؤید ہے۔
مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس خداداد نعمت کا قدر کریں اور اس کے
ذریعہ سے اپنی دینی ترقیات میں قدم بڑھاویں اور اسطرف بھی توجہ کریں

رمضان المبارک کی سحری و افطار کا وقت

اکتوبر ۱۹۰۷ء	رمضان المبارک	انتہائے وقت سحر	وقت افطار
۹	۱	۴ — ۵۸	۶ — ۱۰
۱۰	۲	۴ — ۵۸	۶ — ۹
۱۱	۳	۴ — ۵۹	۶ — ۸
۱۲	۴	۵	۶ — ۷
۱۳	۵	۵ — ۱	۶ — ۶
۱۴	۶	۵ — ۱	۶ — ۵
۱۵	۷	۵ — ۲	۶ — ۴
۱۶	۸	۵ — ۳	۶ — ۳
۱۷	۹	״	۶ — ۲
۱۸	۱۰	۵ — ۴	۶ — ۱
۱۹	۱۱	״	۶ — ۰
۲۰	۱۲	۵ — ۵	۵ — ۵۹
۲۱	۱۳	۵ — ۶	۵ — ۵۸
۲۲	۱۴	۵ — ۷	۵ — ۵۷
۲۳	۱۵	۵ — ۸	۵ — ۵۶
۲۴	۱۶	۵ — ۹	۵ — ۵۵
۲۵	۱۷	״	۵ — ۵۴
۲۶	۱۸	۵ — ۱۰	۵ — ۵۳
۲۷	۱۹	۵ — ۱۱	۵ — ۵۲
۲۸	۲۰	۵ — ۱۲	۵ — ۵۱
۲۹	۲۱	۵ — ۱۱	۵ — ۵۰
۳۰	۲۲	۵ — ۱۴	۵ — ۴۹
۳۱	۲۳	۵ — ۱۵	۵ — ۴۸
یکم نومبر ۱۹۰۷ء	۲۴	۵ — ۱۶	۵ — ۴۷
۲	۲۵	۵ — ۱۶	۵ — ۴۶
۳	۲۶	۵ — ۱۷	۵ — ۴۵
۴	۲۷	۵ — ۱۸	۵ — ۴۴
۵	۲۸	۵ — ۱۹	۵ — ۴۳
۶	۲۹	۵ — ۲۰	۵ — ۴۲
۷	۳۰	۵ — ۲۱	۵ — ۴۱

نوٹ۔ یہ اوقات ریلوے ٹائم کے مطابق ہیں جو کہ اسٹنڈرڈ ٹائم ہے اور مختلف شہروں میں ایسا تھوڑا بہت فرق ہو جاتا ہے۔ ہر ایک شہر میں اپنی گھڑی کو ایک دن سورج کیا تھ مقابلہ کر لینا چاہئے پھر اسکے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ یہ وقت بلحاظ احتیاط گو بالکل درست نہیں ہو گا لیکن اس سے ایک تخمینہ مل جاتا ہے۔

کہ اس عادل سلطنت کی شکر گزاری کے لئے یہی ہو ضرور [illegible] کہ جیسا انکی دولت ظاہری کی خیر خواہی کیجائے ویسا ہی اپنے وعظ [illegible] در معقول بیان اور عمدہ تالیفات سے یہ کوشش کیجائے کہ کسی طرح [illegible] یا دین اسلام کی برکتیں بھی اس قوم کے حصہ میں آجائیں اور یہ امر بجز [illegible] رفیق احمد مدار اور محبت ہو علم کے انجام پذیر نہیں ہو سکتا خدا کے بند [illegible] دل پہ رحم کرنا اور عرب اور انگلستان وغیرہ ممالک کا ایک ہی خالق [illegible] سمجھنا اور اسکی عاجز مخلوق کی دل وجاں سے غمخواری کرنا اصل دین [illegible] و ایمان ہے پس سب سے اول بعض ان ناواقف انگریزوں کے [illegible] ہم کو دور کرنا چاہیے کہ جو بوجہ ناواقفیت یہ سمجھ رہے ہیں کہ گویا قوم مسلمان [illegible] ایک ایسی قوم ہے کہ جو نیکی کرنیوالوں سے بدی کرتی ہے اور اپنے محسن [illegible] وں سے ایذا کے ساتھ پیش آتی ہے اور اپنی محسن گورنمنٹ کی بدخواہ [illegible] ہے حالانکہ اپنے محسن کے ساتھ باحسان پیش آنے کی تاکید جس [illegible] قدر قرآن شریف میں ہے اور کسی کتاب میں اس کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ وقال اللہ تعالیٰ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان و ایتاء ذی القربی۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصطنع الیکم معروفا فجازوہ فان عجزتم عنہ جازاتہ فادعوا لہ حتی یعلم انکم قد شکرتم فان اللہ شاکر یحب الشاکرین۔ بندہ المتلمس خاکسار غلام احمد عفی عنہ

انجمن احمدیہ ضلع گورداسپور

حسب الحکم صدر انجمن احمدیہ قادیان تمام ضلعوں میں ایک ضلع کی انجمن بنائی گئی ہے گورداسپور کے ضلع کی انجمن قادیان میں بنائی گئی ہے اور اس کی شاخوں کا بنانا ضلع گورداسپور کے مختلف مقامات میں ضروری ہے لہذا بذریعہ اشتہار ہذا ان تمام احمدی برادروں کی خدمت میں جو کہ گورداسپور کے ضلع کے کسی قصبہ میں رہتے ہوں۔ التماس ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے مقامات میں اس انجمن کی شاخیں بنا کر راقم کو جلد مطلع فرما دیں اور جس جگہ بسبب تھوڑے احمدی ہونے کے انجمن نہ بن سکے اس جگہ کے احباب کسی قریب کی انجمن کے ممبر بن جاویں ہر ایک شاخ انجمن اپنے علاقہ کی حد بندی مقرر کر کے عاجز کو اطلاع دے کہ کس حد تک کے احمدی برادران اس کے ممبر ہو سکیں گے۔ نیز ہر ایک مقام کے احمدی برادران اپنی ایک فہرست بطریق نقشہ ذیل بنا کر بہت جلد عاجز کے پاس ارسال کر دیں تاکہ تمام احمدی برادران ضلع گورداسپور کے نام ایک رجسٹر میں لکھے جاویں۔

نمبر	نام	ولدیت	پتہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	چندہ					[illegible]
							[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

کنبہ کے دیگر اشخاص میں بیوی اور خورد و کلاں تمام بچجات احمدی دیگر متعلقین کے نام بھی لکھنے چاہئیں سوا اس کے جو سلسلہ احمدیہ کا ممبری سے انکاری ہو جیسا کہ ہر ایک مذہب کی مردم شماری میں نابالغ بچے اسی مذہب میں شمار کئے جاتے ہیں اسی طرح احمدیوں کے بچے سب احمدی شمار ہوں گے۔

چونکہ اخبار سب جگہ نہیں پہنچتا اس واسطے جن احباب کو یہ اخبار ملے وہ اپنے قریب کے گاؤں میں اس کی اطلاع کر دیں۔ یہ فہرستیں بہت جلد دفتر ہذا میں پہنچ جانی چاہئیں خط بنام کسی شخص کا نام موصوف وہ پتہ ہو جو مندرج ذیل ہے کیونکہ عہدہ دار ہمیشہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں جن صاحب کے پاس انجمن بنانے کے قواعد نہ ہوں وہ دفتر ہذا سے منگوا سکتے ہیں۔

المشتہر سکرٹری معتمدات انجمن احمدیہ ضلع گورداسپور قادیان

احمدی انجمنوں کے لئے پہلا نازک کام

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ آخر مختلف مقامات پر احمدی جماعتوں کے قائم کرنے کی تحریک نے کامیابی کا خوشنما چہرہ دکھایا۔ اکثر جگہ انجمنیں قائم ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ بعض جگہوں پر صدر انجمن احمدیہ نے ضلع کی انجمنیں بھی قائم کر دی ہیں۔ ضلع کی انجمنوں کا کام ہوگا کہ وہ اپنے ضلع کے کل احمدیوں کی ایک باقاعدہ فہرست تیار کریں۔ اور جہاں جہاں مناسب سمجھیں احمدی انجمنیں قائم کریں اور اپنے صدر مقام پر ایک لائبریری قائم کریں جہاں سلسلہ کے اخبارات و رسالجات کے علاوہ سلسلہ کی کل تصنیفات موجود رکھیں۔ جس سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھائیں اور سلسلہ کے متعلق اپنی معلومات کو وسیع کریں۔ ایسا ہی ان ضلع کی انجمنوں کا کام ہوگا کہ وہ اپنے ضلع کے کل احمدیوں میں سلسلہ کی ضروریات کی تحریک کر کے چندہ وصول کر کے باضابطہ قادیان پہونچائیں خدا کے فضل اور توفیق سے امید کیجاتی ہے کہ یہ انجمنیں ایک وقت میں ایک نہایت ہی مفید وجود ثابت ہونگی۔

میں نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ظاہر کیا تھا کہ انجمنوں کے انعقاد کے وقت ایک ابتدائی مصیبت اور آفت آیا کرتی ہے اور وہ عہدہ داروں کا تقرر یا کسی کی ذاتی رائے کی مخالفت ہوتی ہے اس لئے ایسے موقعوں پر ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ ہم ضد اور سخن پروری سے کام نہ لیں بلکہ جو کچھ کہیں

نیک نیتی اور للّٰہیت سے کہیں

اور اس کی پروا نہ کریں کہ ہماری رائے کا اتباع کیا گیا ہے یا نہیں اسی کو خیر و برکت کا موجب سمجھنا اور یقین کرنا چاہئے جو سب احباب مل کر طے کریں۔ اور ایسا ہی حصول عہدہ کے لئے کوئی جد و جہد یا جوڑ توڑ کی حاجت نہیں۔

جس کو سب بھائی ملکر کوئی کام سپرد کریں اسے پوری رضامندی ظاہر کیا کرے گو ابتدا اپنی رائے خلاف ہی ہو۔ بہرحال پورے امن اور سلامت روی سے اس کام کو کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری غلطیاں اور فروگذاشتیں۔ ہماری خود غرضیاں اور سخن پروریاں خدا کے برگزیدہ بندے کی راہ میں روک ہوں۔

اس کے بعد میں ایک اور ضروری امر پر احمدی انجمنوں کو توجہ دلانی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ان کے قیام کے ساتھ ہی ایک نہایت نازک اور ذمہ واری کا کام ان کے سامنے آتا ہے وہ کیا

۱۹۰۸ء کا بجٹ

عنقریب مجلس ناظم کے سکرٹری صاحب احمدی انجمنوں کے پاس ۱۹۰۹ء کا بجٹ بغرض اظہار رائے بھیجنے والے ہیں۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ بجٹ ان کے پاس پہونچے میں احمدی انجمنوں کو آگاہ کروں کہ ان کو اس کے متعلق کیا کرنا ہوگا۔

۱۹۰۹ء کے بجٹ میں مجموعی طور پر وہ سالتمام کے اخراجات کی ایک مشخص میزان پائیں گے اور انہیں معلوم ہوگا کہ اسقدر روپیہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مختلف شاخوں اور صیغوں کے لئے بکار ہے۔ اس کے ساتھ ہی مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ **لنگر خانہ کی ضروریات اور اس کے اخراجات** اس سے الگ ہیں اور لنگر کے اخراجات کسی صورت میں

تین ہزار روپیہ ماہوار

سے کم نہیں اور ان ایام میں جبکہ گرانی اور قحط کا عام شور مچ گیا ہے یہ اخراجات ڈیوڑھے کے قریب ہو رہے ہیں۔ پس احمدی انجمنوں کو جہاں اس بجٹ پر غور کرنا ہے اور اس روپیہ کے فراہم کرنے کی تجاویز سوچنا ہے اس کے ساتھ ہی لنگر خانہ کے **پچاس ہزار** روپیہ سالانہ کے اخراجات کو بھی ملحوظ خاطر رکھ لینا چاہیئے۔ احمدی جماعتوں کی روز افزوں ترقی اور سلسلہ میں شامل ہونیوالوں کی کثرت اس سوال کو تو آسانی سے حل کر سکتی ہے بشرطیکہ ایک خاص ترتیب اور ضابطہ تحصیل کو مدنظر رکھا جاوے اگر ہر احمدی چندہ دینے والوں کی فہرست میں داخل ہو اور وہ ایک روپیہ سالانہ بھی دے تو کئی لاکھ جمع ہو سکتا ہے چہ جائیکہ بعض کئی کئی سو بھی دیتے ہیں۔ اس لئے احمدی انجمنوں کا فرض ہوگا کہ وہ وصولی چندہ کے لئے خاص التزام اور اہتمام کریں۔ میرا خیال ہے کہ وہ بجٹ کے مختلف حصول پر شاید کوئی رائے زنی نہ کر سکیں گو انہیں پورا حق ہے اور صدر انجمن احمدیہ ان راؤں پر انشاء اللہ کافی غور کرنے کو آمادہ ہے۔ تاہم اس بجٹ کے مطالعہ سے قریباً ہر احمدی کو علم ہو جائیگا کہ قادیان میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ماتحت کیا کام ہو رہا ہے اور اصل کام کے اخراجات کس پیمانہ پر ہیں اور ان کو پورا کرنے کے لئے ہمیں کیا سبیل کرنی چاہیئے۔

اس سے پہلے وہ لوگ جو سلسلہ کے ان صیغوں کا اہتمام کرتے ہیں اپنے صیغہ کی ضرورتوں کے لئے عام تحریک کیا کرتے تھے اور انہیں بہت سا وقت ان تحریکوں کیلئے دینا پڑتا تھا مگر اب یہ تحریکیں ان انجمنوں کی معرفت ہونگی اسلئے احمدی انجمنوں کو اپنے اس فرض کا احساس بڑے زور سے کرنا چاہیئے۔ ان کے ذمہ معمولی کام نہیں رکھا گیا بلکہ ایک **نازک ذمہ واری** ان پر رکھی گئی ہے خدا کرے کہ ہم سب اپنی ذمہ واریوں کو سمجھیں اور وہی اپنے فضل سے توفیق دے کہ اس امتحان میں پورے اتریں۔

سینکڑوں اور ہزاروں گذر کر لاکھوں پر بات آ گئی ہے اور دن بدن بڑھیگی کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے اسلئے بڑی مستعدی کیساتھ انجمنیں اس کام میں حصہ لیں۔ میرا پختہ خیال ہے کہ اگر احمدی انجمنوں نے ہر احمدی سے پورا چندہ لینے کا التزام کر لیا ہے خواہ وہ کیسی ہی خفیف سی خفیف رقم بھی کیوں نہ ہو تو انشاء اللہ العزیز یہ قومی ضرورتیں بڑی آسانی سے طے ہو جائینگی۔ اکثر جگہ زمینداروں کے گروہوں کے گروہ اس سلسلہ میں شامل ہیں اسلئے اگر وہ فصل کے موقع پر اجناس کی صورت میں چندہ دیں تو یہ بھی مفید صورت ہو سکتی ہے۔ بہرحال اسوقت چندہ کی کسی خاص صورت پر زور دینا میرا مقصد نہیں بلکہ میں صرف اس **ذمہ واری** سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو سال آیندہ کیلئے ہم پر ہے اور جسکا تہیہ اور تیاری ہمیں ابھی سے کرنی چاہیئے۔ یہ سب کچھ ہوگا اور ضرور ہوگا اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ یہ سلسلہ بڑھے اور پھولے کیونکہ وہ **دنیا کی رستگاری** کا ذریعہ ہے اور خود خدا تعالیٰ نے اسے قائم کیا ہے مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جن کے دام درم قلم قدم اور خدمات اس سلسلہ کے لئے کام آئیں گے۔ اے خدا تو آپ ہی ان ضرورتوں کا احساس ہم میں پیدا کر اور تو ہی توفیق دے کیونکہ ساری توفیقیں

مکتوبات

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہونچا۔ اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ برخلاف طبیعت کچے دنیاداروں کے جو ایک رنگ میں دہریہ ہوتے ہیں خدا تعالیٰ نے آپ کو استقامت بخشی یہ بڑی نعمت ہے بشرطیکہ دوسرے لوازم اطاعت بھی ساتھ ہوں مجھے بہت کم اتفاق ہوا ہوگا کہ آپ کے امر میں میں نے کبھی قسم کھائی ہو لیکن میں اس خدائے حی وقیوم کی قسم کھاتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں نے اسقدر آپ کے لئے دعائیں کی ہیں کہ اگر وہ ایک درخت خشک کے لئے کیجاتیں تو وہ بھی سبز ہو جاتا مگر ابھی میں تھکا نہیں جبتک وہ فرشتہ ظاہر نہ ہو کر جو قضا وقدر کے امر کو ظاہر ہوتا ہوا دکھلائی دیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی میرے ساتھ یہ عادت ہے کہ جب دعا انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو آخر ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے وہ اپنے ہاتھ سے اس روک کو توڑتا ہے تب بعد اس کے بلاتوقف رحمت الٰہی ظاہر ہو جاتی بلکہ قبل اس کے جو صبح ہو آثار رحمت نمودار ہو جاتے ہیں۔ سو میں اسی غرض سے دعا میں مشغول ہوں آپ پر بھی لازم ہے کہ آپ دعاؤں پر دل سے ایمان لاکر ایسے خوش رہیں۔ جیسا کہ ایک شراب پینے والا عین نشہ کی حالت میں خوش بلکہ اس سے بڑھکر اور جو دہریہ کے رنگ کے لوگ ہیں انکی باتوں کے سننے سے پرہیز کریں کیونکہ وہ لوگ خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے ہیں مومن پر ضرور ابتلاء آتا ہے اور کبھی ابتلاء لمبا بھی ہو جاتا ہے مگر آخرکار رحمت الٰہی کی صبح نکلتی ہے اور تمام غم کی تاریکی کو دور کر دیتی ہے لیکن جب فاسق یا کافر پر ابتلاء آتا ہے۔ تو وہ اسکی برداشت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اس کو خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں صرف اسباب پر بھروسہ ہوتا ہے جب اسباب نابود ہوگئے تب وہ بھی نابود ہونے کو طیار ہو جاتا ہے سو آپ کے لئے جو تخم ریزی ہے یہ ایسی نہیں کہ خالی جائے صرف صبر درکار ہے اور سوء ظن زہر قاتل ہے اگر زمین مدراس کی آپکو تکلیف دہ معلوم ہو تو آپ مع جمیع قبائل قادیاں میں آجائیں۔

غرض اب آپ سے صبر اور استقامت کا مطالبہ ہے جب پھر آپ کے لئے دن پھریں گے۔ تو آپ ان دنوں کو یاد کریں گے۔ اور ضرور دل میں حسرت کریں گے کہ کاش پہلے جسقدر مصیبت پیش آوے پر صبر کیا اس سے زیادہ کرتا تب آپ کی معرفت بڑھ جائے گی اور جسطرح دنیادار کی جان صرف جمعیت ہوتی ہے یہ بات نہیں رہے گی بلکہ آپ کے اندر ایک نئی روح آجائے گی کیونکہ میری دعاؤں کے یہ بھی ایک جز ہے زیادہ خیریت۔ والسلام خاکسار میرزا غلام احمد ۱۶۔ اگست سنہ ۱۹۰۲ء

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہونچا موجودہ حالات سے آپ دلگیر نہ ہوں اور نہ کبھی گھبراہٹ کو اپنے دل تک آنے دیں میں اپنی دعاؤں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ہرگز خطا نہیں جائیں گی۔ اگر ایک پہاڑ اپنی جگہ سے ٹلجائے تو میں اس کو ممکن مانتا ہوں مگر وہ دعائیں جو آپ کے لئے کیگئی ہیں وہ ٹلنے والی نہیں۔ ہاں میرے خدائے کریم وقدیر کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنے ارادوں کو جو دعاؤں کے قبولیت کے بعد ظاہر کرنا چاہتا ہے اکثر دیر اور آہستگی سے ظاہر کرتا ہے تا جو بدبخت اور شتابکار ہیں وہ بھاگ جائیں اور اس خاص نور کے فیض کا انہیں کو حصہ ملے جو خدا تعالیٰ عزوجل کے دفتر میں سعید لکھے گئے ہیں۔ اس لئے میں آپ کو کہتا ہوں کہ صبر سے انتظار کریں ایسا نہ ہو کہ آپ تھک جائیں اور وہ جو آپ کے لئے تخم بویا گیا ہے وہ سب برباد ہو جائے دنیا جلد تر آسمانی سلسلہ سے منہ پھیر لیتی ہے کیونکہ وہ نہیں جانتی کہ ایک خدا ہے جو ایک خاک کی مٹھی کو سبز باغ کرسکتا ہے۔ اگر خدائے عزوجل کا آپکے حق میں کوئی نیک ارادہ نہ ہوتا تو مجھے آپ کے لئے اس قدر جوش نہ بخشتا یہ خیال مت کرو کہ بربادی در پیش ہے یا بکلی ہو چکی ہے بلکہ اس خدا پر ایمان لاؤ جو ایک مردہ نطفہ سے انسان کو پیدا کر دیتا ہے۔ یہ باتیں محض خیالی نہیں بلکہ ہم اس خدا کی قدرتوں اور معجزوں کے نمونے دیکھ چکے ہیں جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے اور انسان میں ناامیدی اور بیدلی صرف اسی وقت تک رہتی ہے جب تک اس نے خدائے کریم کا کوئی نمونہ نہیں دیکھا ہے۔ لیکن نمونے دیکھنے بعد وہ قادر خدا اس شے سے زیادہ پیارا ہو جاتا ہے جس کو طلب کیا گیا تھا اس وقت یہ خدا کو تمام چیزوں پر مقدم رکھ لیتا ہے اور پھر عمر بھر دوسری چیز کے ہونے نہ ہونے سے کبھی غم کرتا نہیں کیونکہ اب وہ اپنے خدا کو ایک خزانہ جانتا ہے جسمیں تمام جواہرات ہیں۔ اسی کے موافق مثنوی رومی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک عاشق تھا جو اپنے عشق میں نہایت بیتاب تھا آخر ایک باخدا آیا اور اس کو مراد تک پہنچایا اور خدا کی طرف آنکھیں کھولدیں تب وہ اپنے اس جھوٹے معشوق سے برگشتہ ہوگیا اور اس مرد خدا کا دامن پکڑ لیا۔ اور یہ کہا۔ ؎

گفت معشوقم تو بودستی نہ آں
لیک کار از کار خیزد در جہاں

خلاصہ ان تمام نصیحتوں کا یہی ہے کہ آپ وہ قوت ایمانی دکھلاویں کہ اگر اس قدر انقلاب اور انصاب مصائب ہو کر سر رکھنے کی جگہ باقی نہ رہے تب بھی افسردہ نہ ہوں ؎

زکار بستہ میندیش و دل شکستہ مدار
کہ آب چشمہ حیواں درون تاریکیست

والسلام

خاکسار میرزا غلام احمد - ۲۳ مئی سنہ ۱۹۰۲ء -

تعلیمات کے دفتر کھلتے ہوں بلکہ دوران تقریب میں بھی بیساٹھ تماشے سخت شرمناک تو تو میں میں اور دھنگا مشتی تک نوبت پہنچتی ہے۔ یہ کسقدر صدمہ ورنج کی بات اور ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ جس کارن پہنچی سارہی دہی ٹانگ رہی اوگماڑی یہ بہائی برادری کے پاس خالص ہے تو تمام زیر باری وزحمت گوارا کی اور وہی کسی عنوان راضی ہونے میں نہیں آتی۔ اور خدا رسول کی نافرمانی کا بار گناہ جو سر پہ دھرا گیا سو علیحدہ۔

آہ! اس تمام تکلفاتی و مصیبت کا باعث کیا ہے؟ - - - - یہی کہ لوگ اپنی غفلت وجہالت کے سبب دین کیطرف سے بے پرواہ ہوگئے ہیں اور دنیا اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ اگر انہیں یہ معلوم ہو کہ اسلام دنیا میں رہ کر ہی اختیار کرنے کے لئے ہے اور مصالح عقبٰی کے علاوہ دنیا کے بھی سارے نشیب وفراز سمجھا کر فلاح دارین کا ذمہ اٹھاتا ہے تو وہ ضرور اپنی موجودہ حالت پر غور کرکے اس نتیجہ پر پہنچ سکیں کہ نری دنیا کا بندہ بن کر تو انسان نہ صرف فلاح عقبٰے سے بے نصیب رہتا ہے بلکہ اکثر دنیا میں بھی یا ظاہر یا اندر ہی اندر تلخیوں اور نامرادیوں کا شکار ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے اگر دین کو مقدم رکھے یا دنیا کی دلفریبیوں سے ان شرائط کے تحت رہ کر تمتع اٹھائے جنہیں دین لازمی قرار دیتا ہے تو دنیا خود دست بستہ اس کے آگے آن حاضر ہوتی ہے اور دونوں جہان میں شاد کامی و سرخروئی کا وارث ٹھیرتا ہے اور اگر بفرض امکان اس دارالابتلا میں اس کو کسی طرح کی تکالیف اور آزمایشوں کا سامنا ہو بھی تو دار آخرت کے لئے ضرور اسکی امیدیں خوشگوار اور خدا کی رحمت کی حقدار و خواستگار ہوتی ہیں۔

قوم کے ایک بڑے حصہ کی اس افسوسناک حالت کا چارہ کار آخر کیا ہے؟ ہماری رائے میں اس کا علاج یوں ہو سکتا ہے کہ بیدار و دوراندیش افراد ملت عام اس سے کہ وہ محترم علماء دین ہوں یا نئی روشنی کے تعلیم یافتہ لیڈر۔ اپنے غافل بھائیوں کو ہوشیاری میں لانے کے اپنے اپنے حلقہ اثر میں ذمہ دار بنیں۔ ان کو رسم پرستی کے نقصانات اور مسرفانہ بیہودگیوں کے خطرناک و بربادی بخش نتائج سے خبردار کریں اور یہ سمجھ دکھلیں کہ کروڑوں افراد ملت میں سے فقط معدودے چند ممتاز اشخاص کی عزت اور ثروت یا دینداری و نیک کرداری تمام قوم کو ہرگز دنیا و عقبیٰ میں سرخرو نہیں کرسکتی۔ اور جب تک کافۂ ملت کی حالت افسوسناک و عبرت انگیز ہے۔ خدا و رسول کے حضور وہ خاص خاص ممتاز اشخاص بھی اس امر کی جوابدہی سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے کہ تم نے اپنے ملت کی سچی ہمدردی اور اصلاح حال کا فرض کہاں تک ادا کیا اور اگر نہیں کیا تو کیوں +

(احمد حسین فرید آبادی) (وکیل)

مختصر نوٹ

سکھوں کے بعض گاؤں میں مسلمان اذان نہیں دے سکتے

راجہ جنگ تحصیل قصور کے متعلق روزانہ پیسہ اخبار میں شائع کیا گیا تھا کہ وہاں مسلمانوں کو سکھ لوگ اذان نہیں دینے دیتے یہ امر مسلمانوں کی مذہبی دلشکنی اور مذہبی مداخلت کا ہی باعث نہیں بلکہ قانون انگریزی کی بے حرمتی کا موجب بھی ہے۔ راجہ جنگ ہی پر منحصر نہیں بلکہ اور دیہات میں بھی جہاں سکھوں کا زور ہے مسلمانوں کو اذاں کہتے ہوئے لاٹھیاں پڑتی اور سخت تکلیف ہوتی ہے۔ مجھے نہایت معتبر ذریعہ سے خبر ملی ہے کہ کتھو ننگل ضلع امرتسر میں بھی مسلمانوں کو اذاں کہنے سے سکھ لوگ روکتے ہیں۔ اور چونکہ مسلمان غریب اور کمزور ہیں اس لئے ہی عدالت میں چارہ جوئی بھی نہیں کرسکتے۔ مقامی حکام اگر توجہ فرمائیں تو ایسی شکایتیں رفع ہو سکتی ہیں۔ میرے خیال میں خالصہ کمیونٹی کے معزز افراد جیسے مہاراجہ صاحب نابھہ یا دربار صاحب امرتسر کے سربراہ صاحب اگر عام طور پر ایک سرکلر اپنی قوم میں شائع کردیں تو یہ فتنہ اور فساد کی تحریک مٹ سکتی ہے اور سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات (جو اصول مذہب کے لحاظ سے قریباً ایک ہی ہیں) بہت کچھ خوشگوار رنگ اختیار کرلیں گے

میعاد رہن نامہ جات

مسلمانوں کو یہ سنکر ضرور خوشی ہونی چاہئے کہ پریوی کونسل نے یہ فیصلہ صادر کردیا ہے کہ کفالتی دستاویزات کی میعاد ۱۲ سال ہی سمجھنی چاہئے۔ اس فیصلہ سے امید کیجاتی ہے کہ مسلمانوں کی لاکھوں روپیہ کی جایدادیں واپس ہو سکیں گی کیونکہ ۲۴ جولائی ۱۹ء کو ممبران پریوی کونسل نے احاطہ مدراس کے ایک مقدمہ ورسمدالیا وغیرہ اپیلانٹاں بنام سے سری نواز ملائی وغیرہ رسپانڈنٹاں میں جو فیصلہ صادر کیا ہے اس کے رو سے تمام کفالتی دستاویزات کی میعاد اب بارہ سال سمجھی جاویگی جنکی مدت بارہ سال سے زیادہ ہوگئی ہے وہ دستاویزات اب تمادی شدہ سمجھی جاوے گی۔ مہاجنوں کے زمرہ میں اس نظیر نے ایک اضطراب پیدا کردیا ہے۔ مگر پریوی کونسل کا یہ فیصلہ بہت ہی مفید اور مبارک ہے۔

گردواروں کے جلانے اور لوٹنے کی خبر جھوٹ نکلی

موجودہ شورش اور بے چینی کا راز فاش ہونے پر ہمارے آریہ سماجی معاصرین نے جو ہند کی آزادی کے گیت گانے اور ملک کے لئے قوت بہادری کے مشورے دینے سے نہ تھکتے تھے مسلمانوں کو بدنام کرنے کی یہ راہ نکالی کہ انپر جھوٹے الزام لگائے۔ بادیں شجاعان شرارتوں کے ضلع جہلم اور اٹک میں سکھوں کے مندر جلا دینے کی خبر شائع کرکے مسلمانوں پر الزام لگایا اور اتنا شور مچایا کہ ٹکا صاحب نابھہ کو یہ سوال گورنمنٹ ہند کی کونسل میں پیش کرنا پڑا۔ جن الزامات کی تحقیقات ہو رہی تھی ان کے متعلق پنجاب گورنمنٹ نے گورنمنٹ آف انڈیا کو حسب ذیل اطلاع دی ہے وہ اضلاع جہلم اور اٹک کی موقع فرید (جس موضع فریکسار مراد ہے) اور گوندیکاس سندر کے جلانے اور لوٹنے کی افواہی خبر کی کامل طور پر تحقیقات کی گئی مگر ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ الا دو نوٹ زیارت سے کہ تمام سربرآوردہ ہندو اس قصہ کو بالکل جھوٹ بتلاتے ہیں۔

معلوم نہیں اس تحقیقات پر ہمارے موتیہ معاصر کیا حاشیہ چڑھائیں گے انہیں مناسب تھا کہ ایسی خبروں کی اشاعت سے مختلف قوموں میں فساد ڈلوانے کی پالیسی کو

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

نمبر ۳۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۱۶ رمضان ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام الرحمن

۱۹- اکتوبر- بوقت سیر

فرمایا- طرح طرح کے نشانات اور موجودہ حالات زمانہ کی اور صدی کا سر سب کے سب ضرورت مجدد ثابت کر رہے ہیں- اور مجدد کا کام اپنے زمانہ کی اصلاح اور اس فتنہ موجودہ کا دور کرنا ہوتا ہے- جو سب سے بڑا فتنہ ہو اور وہ اسی زمانہ کے مطابق ضروری اصلاح کرنے کے لئے آتا ہے- اور ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں اس سے بڑھکر فتنہ نہیں کہ ایک طرف تو ایک عاجز بندہ کو خدا بنایا جائے اور اسی کو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا سمجھا جائے اور دوسری طرف ایک صادق نبی کو جو دنیا میں سب سے بڑھکر توحید کا حامی آیا ہے نعوذ باللہ جھوٹا قرار دیا جائے یہ وہ فتنہ ہو جس نے لاکھوں انسانوں کو خدا پرستی سے برگشتہ کر کے انسان پرست بنا دیا اور اسی کے اثر سے اکثر لوگ دہریہ بن گئے اور توحید کی محبت دلوں میں سے جاتی رہی اور اسلام صرف برائے نام رہ گیا اور سب کے سب چھوٹے بڑے اس فتنہ عظیمہ سے اثر پذیر ہو رہے تھے- سو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے اور فتنہ کے مناسب حال جو امام اور مجدد بھیجنا تھا اس کا نام اسی فتنہ کو دور کرنے کے لئے مسیح رکھا- کیونکہ حضرت عیسٰے کی امت نے ہی بگڑ کر یہ فتنہ برپا کیا ہے اس لئے انکی اصلاح کے لئے اور زمانہ کو اس فتنہ سے بچانے کے لئے ضرور تھا کہ اسی نام پر کوئی پیدا کیا جاتا اسی مصلحت سے اس صدی کے مجدد اور امام کا نام مسیح موعود رکھا گیا- فتنے دو طرح کے ہوتے ہیں ایک بیرونی اور دوسرے اندرونی- بیرونی طور پر تو پادریوں اور دوسرے مخالف مذاہب والوں نے اسلام پر وہ ناجائز اور بے بنیاد اعتراض کئے کہ جن کو سنکر ہزارہا لوگ مرتد ہو گئے ہزاروں رسالے اور کتابیں اسلام کی مخالفت میں لکھی گئیں- اور ہر ایک قسم کے محض غلط اعتراض لگا کر اس پاک مذہب کے نابود کرنے کی کوشش کی گئی اور ایک عورت کے بچہ کو طرح طرح کے پیرایوں میں پیش کر کے خدا کا بیٹا بنایا گیا- یہ تو سچ ہے کہ وہ خدا کا رسول تھا مگر خدا تو نہیں تھا اور نہ اس میں اور رسولوں سے ایک ذرہ زیادتی ہے اور نہ اس کے معجزات کچھ انوکھے معجزات ہیں- اور اندرونی طور پر اسلام کو یہ فتنہ درپیش تھا کہ خود مسلمانوں نے عیسٰے میں وہ وہ صفات قائم کیں جو صرف خدا کے لئے مخصوص تھیں اور اس طرح سے عیسائیوں کو بہت مدد دی۔

(باقی آیندہ)

ضرورت دعا

منشی محمد عثمان صاحب احمدی حال مقیم سکندر جماعت احمدیہ کے احباب کو اپنی بیمار والدہ صاحبہ کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو صحت کامل عطا فرماوے۔

خدا ہر چیز پر قادر ہے لیکن بنا سکتا نہیں عیسے کا ثانی

حاشا و کلا میرا یہ عقیدہ نہیں اور نہ ہی کسی ایسے شخص کا یہ عقیدہ ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق مانتا ہو۔ تو پھر آپ ضرور یہ مندرجہ عنوان شعر کے لکھنے کی وجہ [illegible] نت فرمانے کے درپے ہوں گے۔ سنئے حضرت میں آپ کو زیادہ [illegible] انتظار میں رکھنا نہیں چاہتا۔ دنیا میں باوجود ہر قسم کی ترقی علم و دانش [illegible] ایسے لوگ ہی موجود ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسے علیہ السلام زندہ بجسد عنصری آسمان پر اللہ تعالےٰ کے داہنے بازو بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور آخری زمانہ میں قیامت کے قریب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کو سنوارنے اور سدھارنے کیلئے آسمان سے اتر پڑیں گے۔ عیسائی صاحبان تو اُن کے حق میں جو کچھ بھی بیان کریں تھوڑا ہے کیونکہ ان کے اعتقاد میں تو وہ خدا کے اکلوتے بیٹے بلکہ خود خدا خالق الارض والسما ہوئے۔ مگر مسلمان کہلا کر اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت ہو کر عیسائیوں کی تائید کرنا اور انکی ہاں میں ہاں ملانا شقاوت کے قریب اور سعادت سے بعید نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے زندہ بجسد عنصری آسمان پر چڑھ جانے اور پھر اسیقدر عرصہ دراز تک خلاف قانون قدرت وہاں پڑا رہنے پر معقولی اور منقولی اعتراض کئے جاویں تو اکثر گھبرا کر کہدیا کرتے ہیں کہ میاں اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جو کچھ چاہے کر سکتا ہے۔ مگر میرے نزدیک بلکہ ہر ایک ذی شعور کے نزدیک اس معاملہ میں تو اللہ تعالیٰ کی نہایت درجہ کی کمزوری نا طاقتی اور ناتوانی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اگر کوئی موجد و مخترع کسی قسم کی کل یا آلہ ایجاد کرتا ہے یا کوئی مصنف کتاب تصنیف کرتا ہے تو قاعدہ کی بات ہے کہ [illegible] نظر ثانی و ثالث کے وقت ضرور ضرور کچھ نہ کچھ [illegible] ترمیم کرنے کے بڑھا دیا کرتا ہے بلکہ جتنی دفعہ از سر نو وہ کل یا آلہ تیار کیا جاوے۔ اسمیں کوئی نہ کوئی جدت بطرز جدید بڑھانا خود بخود سوجھا کرتا ہے۔ یا کتاب کو دوبارہ سہ بارہ چھپوایا جاوے تو اسمیں کوئی نہ کوئی نیا مضمون بطور ضمیمہ اضافہ کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ مگر اللہ تعالےٰ قادر مطلق ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کو پہلی ہی دفعہ بنا کر باقی مخلوقات کیطرح مار دینے اور فنا کرنے میں متامل اور متفکر ہو رہا ہے کہ ایسا عمدہ آلہ اور کاری حربہ (عیسے علیہ السلام) میرے ہاتھ سے تیار ہو گیا ہے۔ جو آخری زمانہ میں بگڑے ہوئے لوگوں کے درست کرنے کیلئے بہت بڑا کام دیگا۔ اگر اس کو بھی باقی مخلوقات کیطرح مار دیا جاوے تو پھر شائد ایسا عمدہ اور اعلیٰ قسم کا آلہ (عیسےٰ علیہ السلام) اور بے مثل ہتھیار دوسری دفعہ نہ تیار ہو سکے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا قادر مطلق ہونا قربان جائیے ایسی قدرت کاملہ کے ناظرین نہایت ٹھنڈے دل سے انصاف کو مد نظر رکھکر غور فرمائیں کہ اس حالت میں کمال قدرت ہے یا اُس رنگ میں قدرت اور جلال کمالیت پر نظر آتا ہے کہ ایک دم میں ایک کن کے اشارے سے ہزاروں لاکھوں عیسے علیہ السلام پیدا کر دکھلائے۔ توحید اور رسالت پر ہی تو ایمان کی بنیاد ہے اور ان دونوں کو یہ عقیدہ جڑ سے اکھاڑتا ہے۔ اول توحید الٰہی صفات اور خدائی افعال میں عیسےٰ علیہ السلام شریک ہوگئے اور اللہ تعالےٰ کا بچا سکے قادر مطلق ہونے سے کمزور اور ناتوان ثابت ہوا۔ اسلئے کہ پیدائش سے انسان تو عقل خداداد کی رسائی سے اپنی صنعت و کاریگری میں نئی نئی ایجادیں بڑھا سکیں اور دستکاریوں میں ابتدائی حالتوں سے خواہ مخواہ دن دونی رات چوگنی ترقی کرتے جاویں مگر اللہ تعالےٰ قادر مطلق عیسے علیہ السلام کو اگر دیگر مخلوقات کیطرح مار دے تو مشکل بلکہ محال ہے کہ دوبارہ ان کا ثانی پیدا کرنے پر قادر ہو سکے۔ اسیواسطے تو ہزار جتن [illegible] قریباً دو ہزار سال سے عیسے علیہ السلام کو کبھی زمین پر کبھی آسمان پر سنبھال سنبھال کر رکھا ہوا ہے مبادا مر جاوے تو پھر ایسا چلتا پرزا تجھ سے تیار نہ ہو سکے۔ دوم رسالت کی تو اس گندہ عقیدہ نے وہ ہتک اور بے عزتی اور بے حرمتی کی ہے کہ کچھ کسر باقی نہیں چھوڑی پر نہیں چھوڑی کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوں تو مسلمانوں کے نزدیک۔ افضل الرسل۔ ہادی السبل۔ رحمت للعالمین۔ خاتم النبین۔ باعث کائنات۔ فخر موجودات ہیں۔ کتاب جو آپ پر نازل ہوئی وہ خاتم الکتب۔ امت آپ کی سب امتوں کی سردار۔ آپ کی امت کے علما انبیاے بنی اسرائیل کی مثل۔ تعلیم آپ کی کامل۔ باقی نبی اور رسول تو صرف اپنی اپنی قوم ہی کے لئے تشریف لائے مگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہان کے سنوارنے اور سدھارنے کیلئے مبعوث ہوئے۔ غرض کہنے اور بیان کرنے کو تو ساری جہان کی فضیلتیں ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات جامع کمالات میں اور آپ کی امت میں جمع ہیں مگر آخرکار جب موقع آیا تو ساری شیخیاں کرکری ہو گئیں۔ حضرت عیسی علیہ السلام باوجود پیرانہ سالی اور عمر رسیدہ اور پیر فرتوت ہونیکے اتنے فاصلہ (آسمان) سے اترنیکی تکلیف گوارا کریں گے۔ پھر نبوت اور رسالت کا جامہ اتار پھینکینگے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر قرآن اور حدیث پر عملدرآمد کریں گے اور بصد وقت قسمیں کھا کھا کر لوگوں کو سمجھائیں گے اور بہزار مشکل ان کے ذہن نشین کرینگے کہ بھائیو میں اب وہ پہلا عیسٰی علیہ السلام رسول اور نبی نہیں رہا اور نہ میرا اب انجیل مقدس اور عیسائی قوم سے کسیقسم کا تعلق و علاقہ باقی ہے۔ میں تو آجکل اپنے عہدہ سے معزول ہو کر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا امتی بن کر انکی امت کو سنوارنے اور سدھارنے کے لئے آیا ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہی میرے جیسا دوسرا انسان پیدا کر سکتا تھا اور نہ ہی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل۔ اولاد۔ اصحاب۔ امت میں کوئی ایسا لائق آدمی پیدا ہو سکا جو اس مہم کو سنبھال سکتا۔ اس عقدہ کو حل کر سکتا۔ ایسے بڑے اہم کام کو پورا کر دکھاتا مجبوراً مجکو اسقدر تکالیف اٹھانی پڑی اور اتنا لمبا عرصہ اور مدت دراز تک کہ باقی نبی اور رسول اپنا اپنا فرض منصبی ادا کرکے داخل جنت بھی ہو گئے میرا مردہ خراب ہو رہا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ میرے جیسا دوسرا آدمی ہی بنانے پر قادر ہو سکتا یا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہی میں کچھ تاثیر ہوتی اور کوئی شخص ان کی امت سے اس اہم کام کا بیڑا اٹھانے کے لایق ہوتا تو کیوں آج میری مٹی خراب ہوتی رہو بقول ان لوگوں کے یہ شعر لکھا گیا ہے۔ ؎ خدا ہر چیز پر قادر ہے لیکن بنا سکتا نہیں عیسے کا ثانی۔

شائد کسی سعید روح کو فائدہ پہنچ جاوے۔

گلاب الدین احمدی رہتاسی۔

تازہ الہامات

۲۱ر اکتوبر ۱۹۰۷ء ۱۔ من عادا ولیاً لی فقد تماخر من السماء۔

ترجمہ جس نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی کی گویا آسمان سے گرا

۲۔ اِنّی موجود فانتظر

ترجمہ۔ میں موجود ہوں انتظار کر۔

۳۔ لایُھدُّ بناءك وتؤتی من ربٍّ کریم۔

ترجمہ تیری بنا توڑی نہ جاویگی اور تو رب کریم سے دیا جائیگا۔

۴۔ وضعنا عنك وزرك الذی انقض ظھرك ورفعنا لك ذكرك

فرمایا۔ انی موجودٌ کا الہام ان لوگوں کے جواب میں معلوم ہوتا ہے جو خدا کے مرسل کے مقابل پر ایسی شوخی اور تکذیب سے پیش آتے ہیں کہ گویا خیال کرتے ہیں کہ خدا موجود نہیں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں موجود ہوں معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پر کچھ ہو رہا ہے کیونکہ خدا تعالےٰ جانتا ہے کہ کس قدر بیجا حملے اور حد سے زیادہ زبان درازیاں ہو رہی ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بحمد اللہ تندرست ہیں بزرگان ملت بھی خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے خدمت دین میں مصروف ہیں حضرت حکیم الامت سلمہ اللہ تعالےٰ نے رمضان شریف میں تدارس قرآن مجید کے لئے خصوصیت سے علی سبق دینا چاہا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور علم وعمل میں برکت دے۔

۲۔ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۰۷ء کو جناب مولوی نذر محمد صاحب بی۔ اے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس حلقہ امرتسر قادیاں تعلیم الاسلام سکول کے سالانہ معائنہ کے لئے تشریف لائے اور نہایت توجہ اور حسن اخلاق سے مدرسہ کے معائنہ میں مصروف رہے۔ معائنہ مدرسہ کی رپورٹ آئندہ شایع ہوگی (انشاء اللہ)

۳۔ موسم میں بدستور خشک سالی پائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ رحم فرماوے آمین

ایک قابل تقلید نمونہ

احمدی برادران ہمارے مکرم بھائی شیخ محمد یوسف صاحب احمدی ٹھیکیدار کمسریٹ نے انبالہ چھاونی کے نام نامی سے واقف ہیں انہوں نے ایک رسالہ منظوم بنام "صبر جمیل بجواب خلیل" ایک مولوی صاحب کے منظوم رسالہ کے جواب میں تصنیف کیا اور اس کو چھپوایا اور مفت تقسیم کیا اسکی خوبی بیان اور طرز ادا بالکل احمدیت کے اصول کے موافق نرمی اور حلم پر مبنی ہے احباب پڑھکر محظوظ ہوں گے۔ اسکی پانسو جلد شیخ صاحب نے نہایت عالی ہمتی اور فیاضی سے دارالامان قادیاں کے مدرسہ تعلیم الاسلام کو عطا فرمائی ہیں۔ اور چونکہ یہ رسالہ میری اصلاح وترمیم ونگرانی میں طبع ہوا ہے اور میرے پاس امانت تھا۔ اسلئے حسب الایماء شیخ صاحب موصوف ۵۰۰ جلدیں منشی تمیز الدین صاحب ہیڈ ماسٹر کو ... روپیہ میں پہونچادی ہیں۔ احباب احمدی اس کو خرید کر اعانت سلسلہ میں حصہ لیں اور ثواب حاصل کریں۔ اور شیخ صاحب کو دعائے خیر سے یاد فرماویں۔

خاکسار۔ منشی فاضل محمد نواب خان ثاقب میرزا خانی مالیر کوٹلہ۔

اطلاع عام

بعض صاحبان غلطی سے اخبارات کے مضامین کے متعلق یا پندوں کے متعلق کچھ حضرت اقدس مرزا صاحب کی خدمت میں لکھتے ہیں۔ ایسے آدمیوں کی اطلاع کے واسطے پہلے بھی کئی دفعہ لکھا گیا ہے اور اب پھر اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت اقدس کو ان اخبارات کے مضامین یا انتظام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت اقدس کو ایسا لکھنا ان کو بیفائدہ تکلیف دینا ہے۔

دربار میلہ مال مویشی و نمائش پیداوار ضلع گورداسپور

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور نے گذرے سال سے گورداسپور میں ایام دسہرہ کی تقریب پر ایک منڈی مال مویشی کا قائم کرنا تجویز فرمایا تھا چنانچہ سال گذشتہ میں ہی یہ منڈی لگی اور مختلف جگہ سے ہر قسم کا مال مویشی آیا اور فروخت ہوا اور انعام بھی ملے امسال میجر پی۔ ایم ٹامسن صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے ایک وسیع پیمانہ پر اس منڈی کو قائم کیا اور اس تقریب پر تقسیم انعام کے لئے ایک دربار کی تجویز فرمائی جسکی کرسی صدارت کو جناب صاحب کمشنر بہادر قسمت لاہور نے زینت بخشی۔ یہ دربار ۱۷ر اکتوبر ۱۹۰۸ء ۱/۲ ۳ بجے صبح کے بمقام پڑاؤ گورداسپور منعقد ہوا۔ اور اسی کے مختصر حالات یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

پروگرام دربار مذکور کا پروگرام ۱۱ر اکتوبر ۱۹۰۸ء پنڈت سری کشن ریونیو اسسٹنٹ کے نام سے شایع کیا گیا تھا اور یہ پروگرام مع داخلہ کے ٹکٹوں کے ان لوگوں کے پاس بھیجا گیا تھا جنکو دربار میں شامل ہونے کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ اور اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ دربار کے متعلقہ انتظام کا کام پنڈت صاحب موصوف کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور ان کے معاون اور دست بازو منشی ہرگوبند رائے تحصیلدار پٹھان کوٹ تھے۔ جو نہایت ہی مستعد ہوشیار اور موقعہ شناس انسان ہیں میری اپنی رائے یہی ہے کہ اس انتظام میں لالہ صاحب موصوف کا ہاتھ در اصل قابل تعریف تھا اور دربار کی کامیابی انتظامی حیثیت سے منشی ہرگوبند رائے کی قابلیت کو بتاتی ہے۔ پروگرام کی تیاری میں ریونیو اسسٹنٹ صاحب کو ضروری تھا کہ وہ ایڈیٹران اخبار اور نامہ نگاروں کے لیے بھی کوئی انتظام کرتے مگر ان کی اس کمی کو منشی ہرگوبند رائے نے عملی طور پر پورا کر دکھایا۔

عام انتظامی حالت منڈی کی تقریب پر ہر قسم کے آدمی جمع ہو جاتے ہیں اور کثرت کے ساتھ آتے ہیں مگر پولیس گورداسپور کا خاص طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتے کہ اسقدر اژدہام اور ہجوم میں کوئی نقصان نہیں ہوا اور کسی قسم کی بد امنی پیدا نہیں ہوئی۔ ہر چند یہ صحیح ہے کہ پولیس کے انتظام کی عمدگی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس اور صاحب ضلع کی بیدار مغزی کا نتیجہ ہے مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ بابو غلام محمد صاحب انسپکٹر اور لالہ بوڑا مل صاحب انسپکٹر ایسے متعدد اور منتظم آدمیوں کا گورداسپور کی پولیس میں ہونا ضلع کی بڑی خوش قسمتی کا موجب ہے۔ لالہ بوڑا مل صاحب اپنی کورٹ انسپکٹری کی حیثیت سے ممتاز ہیں تو بابو غلام محمد صاحب کے نام سے ضلع بھر کے بدمعاش کانپتے ہیں۔ بہر حال منڈی میں ہر طرح کا امن رہنا گورداسپور کی پولیس کے لئے قابل تعریف امر ہے۔

منڈی کی عام حالت منڈی میں ہر قسم کا مال آیا اور فروخت ہوا۔ اگرچہ قحط سالی کی وجہ سے کثرت کے ساتھ خرید و فروخت نہیں ہوئی تاہم گذشتہ سال سے بڑھکر ہوئی۔

دربار ۱۷ر اکتوبر کو پونے آٹھ بجے دربار کا وقت مقرر کیا گیا تھا اور پروگرام مشتہرہ کے مطابق کارروائی ہوئی۔ اسلئے وہ پروگرام دوسری جگہ درج کیا جاتا ہے صرف اس میں اتنا تغیر و تبدل ہوا کہ درباریوں کے بلا لیا اس کے بعد کمشنر صاحب کی تقریر ہوئی تھی جو سب سے پیچھے ہوئی اور تقسیم انعام و سندات سے شروع پر یہ تبدیلی ہوئی کہ یابندگان انعام کو پیش کرنیوالے اس محکمہ کے اعلیٰ افسر تھے جسکی طرف سے انعام دیا گیا تھا اور صاحب کمشنر بہادر اپنے دست خاص سے انعام مرحمت فرماتے تھے اور مستحق ہوکر اپنی خوشنودی ظاہر کرتے تھے۔

تقسیم انعام کے بعد صاحب صدر نے ایک مبسوط تقریر فرمائی جسمیں زراعتی بنکوں کے اجرا۔ ٹیکہ مال مویشی کے فواید اور طاعون کے انسداد کی تدابیر اور سرکاری کاموں میں رعایا کو امداد دینے کی تحریک پر آپ نے زور دیا۔ وہ ساری تقریر مفصل الحکم کی اگلی اشاعت میں درج کر دی جائیگی۔ صاحب موصوف کی تقریر کے بعد دربار ختم ہوا۔

چند ضروری امور قابل توجہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر چونکہ منڈی مال مویشی کا سلسلہ مستقل طور پر قایم کیا گیا ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنے ضلع کے بیدار مغز اور رعایا کے بہی خواہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو چند ضروری امور پر توجہ دلاؤں

اول۔ عام تفریحی باتوں میں آتشبازی کو بالکل بند کر دینا چاہیے ۱۶ر اکتوبر ۱۹۰۸ء کی شام کو منڈی میں جو آتشبازی چھوڑی گئی تھی اسکا کوئی فائدہ نہیں ہے نہ پبلک کو اور نہ سرکار کو۔ اگر ناظمان جلسہ صاحب ضلع کے حضور اس امر کو پیش کرتے تو مجھے کامل یقین ہے کہ وہ نہایت مسرت سے منظور کرتے۔ شبراتوں کے موقع پر آتشبازی کے بند کرنے کے لئے کسقدر زور دیا جاتا ہے اور مختلف شہروں اور مقامات پر ذمہ وار افسر اور میونسپل کمیٹیاں بڑی سعی کرتی ہیں سررشتہ تعلیم کے افسر دل سے چاہتے ہیں کہ طلباء کو دل میں آتشبازی کی برائیاں نقش کیجائیں مگر جب ایسی تفریحوں پر آتشبازی چھوڑی جاوے تو پھر ان نصایح کا فائدہ کیا ہو؟ آتشبازی قطعًا بند کیجاوے اس سے بہت نقصان ہوتا ہے ۱۶ر اکتوبر کو بھی بہت سی گھوڑیاں بدکیں اور بھاگیں مگر خدا کا شکر ہے کوئی نقصان نہیں ہوا۔ یہ روپیہ کسی مفید کام میں صرف کیا جاوے۔

دوم۔ دربار میں جو تقریر ہوئی ہے وہ اس قابل تھی اور ہے کہ حالات موقعہ کے لحاظ سے عام لوگوں میں اسکی تشہیر ہوتی دربار کے خیمہ میں جسقدر لوگ موجود تھے وہ ان باتوں کو سمجھتے ہیں غلط خیال اگر پیدا ہوتی ہیں تو عوام میں۔ اس لئے عوام کو شریک ہونیکا موقع دیا جانا چاہئے صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب نے دربار کا جو سلسلہ شروع فرمایا ہے :\ گورنمنٹ اور رعایا کے لئے بہت مفید اور موثر ہے مگر ایسے دربار صرف عام ہونے ضروری ہیں خاص درباریاں کے لئے یہ انتظام جو امسال ہوا ہے نشست کے لئے ہو مگر عام لوگوں کو بھی موقعہ دیا جاوے وہ ایک جانب میں چٹائیوں یا دریوں یا زمین پر بھی بیٹھ سکتے ہیں ایسی تقریریں جو مناسب موقعہ ہوں ان لوگوں کو بہت موثر ہوتی ہیں کیونکہ وہ اسے بادشاہ کے قائم مقام کے منہ سے سنتے ہیں۔

سوم۔ مال مویشی کی منڈی کو زیادہ مفید اور کارآمد بنانے کے لئے اس کے ساتھ ایک ضروری نمایش کی ضرورت ہے اور یہ نمایش آلات کشاورزی کے متعلق ہو اور اس کے ساتھ مختلف قسم کے پودوں کے بیج اور دیگر ضروری امور متعلقہ زمینداری ہوں۔ آجکل پنجاب میں مختلف مقامات پر منڈیاں لگتی ہیں مگر اسطرف توجہ نہیں گئی۔

اس وقت تمام حاضرین دربار ایستادہ ہوں گے اور جب تک کہ کرسی صدر پر نشست فرما نہ ہو جاویں ایستادہ رہیں گے۔

درباریان کا انٹروڈیوس کرایا جانا ۵۔ صاحب پریذیڈنٹ کی جانب سے دربار کا افتتاح ہوگا۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر درباریان کرسی نشینان کو حسب ترتیب ذیل انٹروڈیوس کراویں گے۔

ا۔ درباریان "نذر طلائی" دکھاویں گے۔

ب۔ سول افسران " "

ج۔ فوجی افسران پنشن یافتہ "قبضہ شمشیر" پیش کریں گے۔

د۔ ممبران بار "نذر طلائی" پیش کریں گے۔

ہ۔ کرسی نشین سرکاری عہدہ داران یعنی نائب تحصیلداران و سب انسپکٹران وغیرہ "نائب تحصیلداران کو نذر طلائی و سب انسپکٹران کو قبضہ شمشیر پیش کرنا ہوگا"

و۔ ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ جنکو پانچ روپیہ کی نذر پیش کرنی ہوگی۔

ز۔ وائس پریذیڈنٹان میونسپل۔ نذر پانچ روپیہ

ح۔ کرسی نشینان " "

ماسوائے ان کے اور کوئی پیش نہیں ہوگا۔ جب یہ کارروائی ختم ہو جاوے گی تو صاحب پریذیڈنٹ بہادر تقریر فرماویں گے۔

انعام و سندات کا تقسیم ہونا ۶۔ بعد ختم ہونے اسپیچ کے تحصیلدار صاحب گورداسپور صاحب پریذیڈنٹ کے روبرو سے حاضر ہوں گے اور ترتیب وار انعام گیرندگان کو پیش کیا جاوے گا۔ اور جن کو پہلے سے نائب تحصیلدار صاحب دروازہ خیمہ کے قریب حاضر رکھیں گے۔ اور تحصیلدار صاحب کے آواز دینے پر ان کو روانہ کرتے رہیں گے۔ صاحب اسسٹنٹ کمشنر صاحب پریذیڈنٹ کے پہلو میں ایستادہ ہوں گے۔ اور تھیلیاں اے انعام و سندات جو سینی پر چنی ہوئی ہونگی۔ صاحب پریذیڈنٹ کے روبرو پیش کریں گے۔ اور صاحب ممدوح انعام گیرندگان کو اپنے ہاتھ سے عطا فرماویں گے۔ جب انعام تقسیم ہو جاوے گا تو تحصیلدار صاحب اداب بجا لا کر اپنی جگہ پر چلے جاویں گے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اطلاع دیویں گے کہ اب کارروائی دربار کی ختم ہوئی ہے۔ اور اس اطلاع پر جناب صاحب پریذیڈنٹ دربار سے تشریف لیجاویں گے۔ اور ان کے تشریف لیجانے پر سب

دربار کا ختم ہونا صاحبان ایستادہ ہوں گے۔ اور کارروائی دربار ختم۔ اور دربار برخاست ہو جاوے گا۔

المشتہر۔ پنڈت سری کشن ریونیو اسسٹنٹ۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء

مقدمہ ڈاکہ زنی

مجھ پر جو حملہ کیا گیا تھا اسکی خبر کی اشاعت پر جن احباب نے خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے محفوظ رہنے پر شکر ادا کیا ہے اور مجھ سے ہمدردی ظاہر کی ہے میں انکی غائبانہ عنایت فرمائی کے لئے جزاہم اللہ احسن الجزا کے سوا کیا عرض کر سکتا ہوں۔ اس مقدمہ کے مزید کوائف یہ ہیں کہ موضع دہتے تحصیل بٹالہ کے زمینداروں میں سے دو ملزم بیٹے دورنگہ والے اور میرے دوسرے رفیق سفر نے شناخت کر لئے ہیں

یہاں خدا بخش صاحب سب انسپکٹر بٹالہ نے خود تفتیش کر رہے تھے) دونوں ملزموں کو گرفتار کر لیا ہے اور اسی گاؤں کے دو اور آدمی بھی گرفتار کئے ہیں جنہوں نے اس سے پہلے ایک واردات اس قسم کی کی تھی۔ اس واردات میں بھی حملہ کرنیوالوں میں سے بھی ایک شخص ایک تھا۔ ایسا ہی اس تفتیش کے دوران میں شراب بنانا جا پڑا کہ ایک مقدمہ بھی برآمد ہو گیا ہے۔ اب ان ملزمان کا باضابطہ چالان عدالت میں کیا جائیگا اور نتیجہ سے پھر اطلاع دیجائیگی۔

پوسٹماسٹر گورداسپور

گورداسپور کے پوسٹماسٹر صاحب لالہ تاراچند صاحب گذشتہ ہفتہ کے نوٹ کو پڑھکر بہت بیقرار ہوئے ہیں اور انہوں نے تحکمانہ لہجہ میں ایک دھمکی سے بھرا ہوا خط مجھے لکھا ہے شاید خط لکھتے وقت انہوں نے خیال کیا ہوگا کہ میں غلام قادر جیسی رسال سے جواب طلب کر رہا ہوں پوسٹماسٹر صاحب گورداسپور یاد رکھیں کہ ایڈیٹر الحکم کچی گولیاں نہیں کھیلا ہے۔ جو ان کی اس قسم کی دھمکیوں کی پرواہ کرے گا۔ وہ واقعات کی بنا پر ان مضامین کے لکھنے سے رک نہیں سکتا جو اس کے فرض منصبی کے اندر ہیں وہ اپنی قانونی ذمہ داریوں کو پوسٹماسٹر صاحب گورداسپور سے بہت زیادہ سمجھتا ہے۔ پوسٹماسٹر صاحب کو یہ حق تو ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی امر خلاف واقعہ وہ سمجھتے ہیں تو اس کی معقول تردید کریں۔ لیکن یہ ان کا حق نہیں ہے کہ وہ ناجائز دباؤ ڈال کر اس سلسلہ تحریر کو بند کرنا چاہیں۔ ہاں مجھے بھی کوئی ضد اور دشمنی نہیں اگر اصلاح ہو جاوے تو مجھے اخبار میں ایسے مباحث کے چھیڑنے کی حاجت نہیں۔ بہرحال اگر ضرورت ہوئی تو پوسٹماسٹر صاحب کی چٹھیوں کو اخبار میں درج کر دیا جاوے گا تاکہ ناظرین کو پوسٹماسٹر صاحب کی گرم طبیعت کا اندازہ ہو جاوے۔

نواب محسن الملک فوت ہو گئے

نواب محسن الملک کا نام اخباری دنیا اور مسلمان کمیونٹی میں خاص عزت سے لیا جاتا ہے اور فی الحقیقت دنیوی پہلو کے لحاظ سے یہ شخص مسلمانوں کے لئے قابل قدر آدمی تھا۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو شملہ پر محسن الملک کا انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ علی گڈھ کالج کے سکرٹری کا سوال مسلمانوں کے لئے اب ایک معرکۃ الآرا مسئلہ ہوگا۔ اور سکرٹری کے انتخاب کے ساتھ کالج کی زندگی اور موت کا سوال وابستہ ہے۔ نواب محسن الملک مرحوم سرسید کے مذہبی اصولوں سے متفق نہ تھے بلکہ ان سے اکثر مسائل میں اختلاف کرتے اور جھگڑتے تھے تاہم کالج کے مقاصد میں ان کے زبردست حامی اور انکی موت کے بعد بہترین جانشین ثابت ہوئے۔ افسوس ہے کہ انہوں نے خلیفۃ اللہ المہدی کا زمانہ پایا اور وہ اس سے فائدہ اور فیض نہ اٹھا سکے اور انکی ساری تگ و دو کالج ہی تک رہی اب ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور انکی خطاؤں سے درگذر فرماوے۔ (آمین)

قانون انسداد مجالس باغیانہ

۱۱ ماہ رواں کو وائسرائے بہادر کی امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے سامنے ایک ایسا مسودہ پیش ہونیوالا تھا جو ایسے جلسوں پر عاید ہوگا جن کے انعقاد سے اشاعت بغاوت یا امن عامہ میں نقص واقع ہونیکا احتمال ہو اس واسطے ان جلسوں کے انسداد کے واسطے حسب ذیل دفعات اس قانون میں وضع کیگئی ہیں۔

اول - اس قانون کا نام قانون انسداد مجالس مفویانہ ۱۹۰۷ء ہوگا۔

(۲) یہ قانون تمام برٹش ہندوستان پر عاید ہوگا (دیسی ریاستیں اس سے مستثنےٰ ہیں) مگر اسپر صرف ایسے صوبوں میں عملدرآمد ہوگا۔ جنکا گورنر جنرل باجلاس کونسل وقتاً فوقتاً گزٹ ہند میں اعلان کرے گا

دوم - صوبوں کی گورنمنٹیں اپنے لوکل گزٹوں میں اس صوبہ کے تمام علاقہ یا اس کے کسی حصہ میں جس کا اعلان گزٹ ہند میں ہوچکا ہے۔ جلسوں کا امتناع مشتہر کرسکتی۔ اور اس حصہ کو مشتہر رقبہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

سوم - (ا) اس قانون میں "پبلک میٹنگ" (جلسہ عام) سے ایسا جلسہ مراد ہے جہاں ہر کوئی جانے کا مجاز ہو۔ یا جہاں کسی ایسے مبحث پر بحث ہونیوالی ہو۔ جس سے بدمزگی یا نقص امن واقعہ ہونے کا احتمال ہو۔ یا جہاں کسی ملکی مسئلہ پر حاضرین میں سے ایک یا زیادہ آدمی بحث کرنیوالے ہوں اور جہاں اس قسم کے مضمون کے متعلق تحریری یا چھپے ہوئے رسایل اور اشتہار نمایاں کئے جاتے ہوں یا تقسیم ہوتے ہوں۔

(۲) اگر کسی پرائیویٹ جگہ میں جلسہ کیا گیا ہو اور داخلہ ٹکٹوں سے یا کسی اور ذریعہ سے محدود ہو۔ تو بھی ایسا جلسہ "پبلک میٹنگ" سمجھا جائیگا۔

(۳) بیس آدمیوں کا مجمع بھی اس قانون کی رو سے "پبلک میٹنگ" شمار ہوگا تاوقتیکہ اس کے خلاف ثابت نہ کیا جاوے۔

چہارم - (ا) رقبہ مشتہرہ میں کوئی جلسہ عام منعقد نہیں ہوگا۔

(ا) تاوقتیکہ سات روز پیشتر انعقاد جلسہ کی تحریری اطلاع پولیس سپرنٹنڈنٹ یا پولیس کمشنر کو نہ دیگئی ہو۔

(ب) پولیس سپرنٹنڈنٹ یا پولیس کمشنر سے تحریری اجازت حاصل کئے بغیر کوئی جلسہ منعقد نہیں کیا جائے گا۔

(۲) پولیس کا ہر ایک افسر جو انسپکٹر سے کم تر درجہ کا نہ ہوگا اس قسم کے جلسہ کی کارروائی کی رپورٹ تیار کرنیکو تحریری ہدایت سے ایک دو پولیس افسران یا دیگر اشخاص کو جلسہ میں بھیج سکتا ہے۔

پنجم - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا پولیس کمشنر جیسی حالت ہو۔ جب چاہے تحریری حکم سے مشتہرہ رقبہ کے اندر ایسے جلسوں کی ممانعت کرسکتا ہے جس سے اس کی رائے میں بغاوت یا بد دلی پھیلنے یا امن عامہ میں نقص واقعہ ہونیکا احتمال ہو۔

ششم - (ا) جو شخص ایسا جلسہ منعقد کرے گا ... [illegible] جسکی بابت از روئے ضمن دفعہ ۴ اجازت نہ لیگئی ہو یا تحریری اطلاع نہ دیگئی ہو اسے (T) قید کی جسکی میعاد چھ ماہ سے زیادہ نہ ہوگی سزا دیجائیگی۔ یا جرمانہ اور قید دونوں کی سزا دیجاسکتی ہے

(۳) ہر ایک جلسہ جس کا امتناع دفعہ ۵ میں کیا گیا ہے تعزیرات ہند کی فصل نمبر ۸۔ اور ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کی فصل نہم کے معنے کی رو سے ناجائز مجمع سمجھا جائیگا۔

ہفتم - کوئی آدمی رقبہ مشتہرہ رقبہ کی کسی پبلک جگہ میں یا کسی جگہ میں لوگ عموماً جمع ہوتے ہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا پولیس کمشنر سے تحریری اجازت حاصل کئے بغیر کسی ایسے مضمون پر جس سے بدمزگی یا امن عامہ کے نقص کا احتمال ہو۔ لیکچر دے یا تقریر کرے یا کسی ملکی مضمون کے متعلق چھپے ہوئے رسالے سامعین کو تقسیم کرے یا تحریری کاغذ نمایاں کرے بلاوارنٹ گرفتار ہوسکتا ہے اور اسے قید کی سزا دیجاسکتی ہے جسکی میعاد چھ ماہ سے متجاوز نہ ہوگی یا جرمانہ اور قید ہر دو قسم کی سزا دیجاسکتی ہے۔

ہشتم - (ا) قواعد مجالس ۱۹۰۷ء جو ماہ مئی میں نافذ کیا گیا تھا اس قانون سے منسوخ کیا جاتا ہے

(۲) ضمن (۲) دفعہ اول قواعد مجالس کی رو سے جو اعلان نافذ کئے گئے ہوں وہ بدستور مروج رہیں گے اور ان کا اجرا اس قانون کی دفعہ ۲ کے رو سے سمجھنا چاہیئے۔

(۳) قواعد مجالس ماہ مئی گذشتہ کے عملدرآمد پر جس کے متعلق اس قانون میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ کوئی اثر نہ ہوگا۔ اگر کوئی کارروائی ان قواعد کی رو سے کیگئی ہو یا کوئی شخص قواعد مذکور کی خلاف ورزی سے سزایاب ہوا ہو یا تفتیش کی کارروائی کیگئی ہو۔ یا کوئی قانونی کارروائی کی گئی ہو تو وہ بحال اور جاری رہے گی اور سزا دیجاسکتی ہے گویا کہ قواعد مذکورہ منسوخ نہیں ہوئے ہیں۔

مقاصد و وجوہ دربارہ قانون ہذا

پنجاب اور مشرقی بنگال و آسام میں ایسے جلسوں کی کثرت کی وجہ سے جن کے ذریعہ سے بغاوت پھیلائی گئی۔ یا امن عامہ میں نقص واقع ہوا تھا گورنر جنرل نے امن و سکون اور قانون کیخاطر آرڈیننس نمبر اول ۱۹۰۷ء قانون کونسل ہائے ہند ۱۸۶۱ء کی دفعہ ۲۳ کی رو سے وضع کیا تھا۔ تاکہ ان صوبوں کے جلسے باقاعدہ ہو جائیں۔ قواعد مجالس ۱۰ نومبر کو ختم ہو جائیگا۔ گذشتہ چھ ماہ کے واقعات سے گورنمنٹ ہند کو ضروری معلوم ہوا۔ کہ امن عامہ اور پابند قانون آبادی کے تحفظ کے واسطے ایک عام قانون بنا کر مفویانہ جلسوں کا مستقل انسداد کیا جائے اور حسب ضرورت ہندوستان کے کسی حصہ میں اس قانون کی دفعات کو نافذ کرنے کی کارروائی کیجائے۔ یہ مسودہ جو شائع کیا جاتا ہے اسی غرض سے تیار کیا گیا ہے۔

ایچ۔ ایڈمسن (اردو زمانہ ...)

جا کے دارالامان میں کیا دیکھا

اولیاء اللہ کے حضور حاضر ہونا پھر وہاں کی کیفیت کو ضبط تحریر میں لانا بطمی خیالات والے کے نزدیک شاید معمولی بات ہو مگر ہمارے نزدیک ہرگز ہرگز معمولی بات نہیں اور کہ وہاں کی کیفیت کو ضبط تحریر میں لانے کے لئے ہی ایک بڑے لمبے مضمون کی ضرورت ہے جس کی میرے جیسے ہیچمدان عدیم الفرصت انسان کو فرصت نہیں کیونکہ اول تو ہم کو فرصت ہی میسر نہیں آتی کہ دارالامان میں اطمینان کے ساتھ کچھ روز رہ سکیں اور وہاں کی کیفیت سے حظ حاصل کر کے اسکی تصویر کھینچنے کے قابل ہو سکیں وجہ یہ کہ اگرچہ ہمارے دفتر والوں میں تعطیلیں تو ضرور ہوتی ہیں مگر سخت ناقص طور پر یعنے اگر کوئی تعطیل چار دن کی آجاوے تو اس میں ایک دن یعنے تیسرے دن ضرور دفتر کی حاضری مقدم کر دیجاتی ہے کیا معنے اکہ تیسرے روز دفتر چند گھنٹوں کے لیئے ضرور کہلتا ہے جس کیوجہ سے دو دن سے زیادہ کہیں رہنا میسر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے جسطرح کہ ہمارے پیارے بھائی اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی ایک دفعہ گھبرا کر چلا اٹھے تھے کہ ع مجھے ماں باپ کی خدمت سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ بارہا ہم کو بھی کہنا پڑتا ہے کہ ع ہمیں سرکار کی خدمت سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ مگر کیا کریں مجبوری ہے قہر درویش بر جان درویش۔

میرے پیارے بھائی بابو علی احمد صاحب کلرک دفتر چیف سپلائی اینڈ ٹرانسپورٹ لاہور چھاونی جن کے دل میں اپنے پیارے وآقا مسیح موعود علیہ السلام کے دیدار کا شوق زیادہ سے زیادہ جوش مار رہا تھا ایک عرصہ سے جس کے خواہاں تھے یعنے چاہتے تھے کہ چار یا پانچ چھٹیاں ہوں تو دارالامان چلیں مگر ایسا موقع اب تک میسر نہ آتا دیکھکر آخر کار دسہرہ کی چھٹیوں پر یہ عزم بالجزم کر لیا کہ ضرور چلیں گے چنانچہ ۱۲ تاریخ ماہ حال کو صبح کو روانہ ہوکر سوا بارہ بجے ہم دونوں دارالامان میں پہونچے۔ ہم دونوں کو ان دو تعطیلوں میں جو صرف ۱۳ و ۱۴ کی تہیں اور ۱۵ کو حاضری تہی صرف ۲۴ گھنٹے دارالامان میں رہنا میسر ہو سکا اور اسمیں بھی ۶ گھنٹے چند میں صرف ہوئے باقی ۱۸ گھنٹے رہے خیال کرنا چاہیئے کہ ان ۱۸ گھنٹوں میں ہم نے دارالامان میں کیا دیکھا؟ ناظرین خود قیاس کر سکتے ہیں کہ یہ بہت قلیل وقت ہے اس میں کوئی ایسا نظارہ مشکل سے نظر آسکتا ہے جسکی کیفیت کی کامل طور پر تصویر کھینچی جاسکے۔ مگر حضرت امام المتقین علیہ السلام کے بعض اعلےٰ نمونے دیکھنے کا اتفاق میسر آگیا اور نیز اور دوسرے امور بھی قابل ذکر ہیں اس لیئے ہم نے مناسب سمجھا کہ تہوڑی دیر کے لئے ناظرین کو تکلیف دیکر وہ اون کے آگے پیش کر دیں ممکن ہے کہ کچھ نہ ہو تو حضور کے اخلاق اور حضور کے اثر سے ہی کسی سعید روح کو فائدہ پہنچ جاوے۔

اگرچہ حضرت نقدس مآب مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت بسبب زکام وکہانسی کے ناساز تھی مگر حضور کا قاعدہ ہے کہ جب ذرا بھی افاقہ ہو تو آپ ضرور باہر تشریف لایا کرتے ہیں چنانچہ نماز عصر کے وقت حضور تشریف لائے چونکہ نماز میں ذرا ابھی دیر تھی اس لئے حضور تہوڑی دیر بیٹھے مختلف احباب سے ملاقاتیں ہوئیں مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر نے ہم کو اور بابو علی احمد صاحب کو یہ کہتے ہوئے کہ یہ بھائی میانمیر (لاہور چھاونی) سے آئے ہیں حضور سے ملایا اس کے بعد مفتی صاحب باہر کے بھائیوں کے آئے ہوئے خطوط کے متعلق گذارشیں کرتے رہے جس میں سے ایک خط میں یہ بھی تہا کہ ایک بھائی نے لکھا تہا کہ میرا ایک مقدمہ ہے اور فریق مخالف کے وکیل جناب نور احمد صاحب ہیں حضور ان کو منع کر دیں کہ میرے مخالف کی وکالت وہ نہ کریں۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ حق دیکہنا چاہیئے اگر ایک مخالف حق پر ہے تو اس کا مقدمہ لینے میں کوئی برائی نہیں ہے اور ایک مثال پیش کی کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں ایک یہودی اور ایک مسلمان کا بھی ایسا ہی واقعہ پیش آگیا تہا مگر یہودی حق پر تہا سو آنحضرت صلعم نے فیصلہ یہودی کے حق میں دیا تہا۔ پہر خواجہ کمال الدین صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ نظیر ہمارے لئے کافی ہے اور اسی کو زیر نظر رکہنا چاہیئے۔ اس تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضور کے اندر حق پرستی کا مادہ کس قدر کوٹ کوٹ کر بہرا ہے اور کسقدر آپ کی روح میں حق کا جوش ہے۔ اور کہ جو حضرات حضور کو متعصب کا خطاب دیتے ہیں وے کیسی شرمناک حرکت کے مرتکب ہوتے ہیں۔

مسجد مبارک کی عمارت زیر تعمیر ہے اور ماشاء اللہ مسجد مبارک میں اب بہت سی وسعت ہوگئی ہے جس سے احباب بہت سا فائدہ حاصل کر سکینگے حضرت اقدس کے ہمراہ نماز میں شامل ہونے سے بسبب تنگی جگہ کے جو بھائی محروم ہوجایا کرتے تہے اب وہ تنگی دور ہوگئی ہے یہ بھی اللہ تعالے کا ایک فضل عظیم اور **وسع مکانک** کا ایک نیا نظارہ ہے۔

مفتی محمد صادق صاحب اور مولانا شیخ یعقوب علی صاحب تراب کے اخلاق تو ہیں ہی ماشاء اللہ قابل تعریف جنکی آزمایش کا ہم کو اکثر موقع ملا ہے۔ مگر اب کی دفعہ حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی کے اخلاق فاضلہ کی آزمایش کا اچہا خاصہ موقع نصیب ہوا مسئلہ جواز سود کے متعلق جو کچھ مولانا نذیر احمد صاحب ایل ایل ڈی نے اپنی کتاب الحقوق والفرائض میں بحث کی اوسپر دیر تک ہم مولانا سے گفتگو کرتے رہے آپ نے ہماری باتوں کو نہایت متانت سے سنا اور ایسا ہی ہر ایک استفسار کا نہایت مناسب اور عمدہ لہجہ میں جواب باصواب دیا مولانا کی اس خوش خلقی سے پیش آنے نے ہم کو بہت کچھ شکریہ کا موقع دیا۔

مولانا نور الدین صاحب حکیم الامۃ کے ساتھ کچھ عرض ومعروض کرنیکا ہم کو موقعہ نصیب نہیں ہو سکا۔ مگر مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کے اخلاق سے ہم نے البتہ فائدہ اوٹہایا۔ ایسا ہی منشی برکت علی خاں محرر الحکم بھی قابل تعریف ہیں منشی محمد ظہیر الدین صاحب سب ایڈیٹر الحکم بھی اچھے اخلاق سے پیش آئے۔

نماز عصر کے بعد ایک ایسا عجیب نظارہ مسجد اقصٰے میں دیکھنے میں آیا کہ سبحان اللہ! ہم نے دیکہا کہ نماز عصر سے فراغت پاتے ہی مدرسہ کے تمام طلباء ایسے ہی دوسرے تمام احباب کے علاوہ پیسین اور پریسوں کے ملازم وغیرہ وغیرہ تمام ملازم مسجد کے صحن میں حلقہ باندہکر اور قرآن شریف ہاتہوں میں لیکر جمع ہوگئے۔ وہاں حسن اتفاق سے ہماری اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی بھی ملاقات باین طور پر ہوگئی کہ بابو علی احمد صاحب میرے ساتھی کے ساتھ بھی ڈاکٹر صاحب

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۷ اکتوبر ۔ بوقت سیر

ایک شخص نے سوال کیا کہ نماز میں کھڑے ہو کر اللہ جل شانہٗ کا کسطرح کا نقشہ پیش نظر ہونا چاہیئے؟

حضرت اقدس نے فرمایا ۔ موٹی بات ہے قرآن شریف میں لکھا ہے ادعوہ مخلصین له الدین ۔ اخلاص سے خدا تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیئے اور اس کے احسانوں کا بہت مطالعہ کرنا چاہیئے ۔ چاہیئے کہ اخلاص ہو احسان ہو اور اسکی طرف ایسا رجوع ہو کہ بس وہی ایک رب اور حقیقی کارساز ہے ۔ عبادت کے اصول کا خلاصہ اصل میں یہی ہے کہ اپنے آپ کو اسطرح سے کھڑا کرے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے اور یا یہ کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے ۔ ہر قسم کی ملونی اور ہر طرح کے شرک سے پاک ہو جاوے اور اسی کی عظمت اور اسی کی ربوبیت کا خیال رکھے ۔ ادعیہ ماثورہ اور دوسری دعائیں خدا سے بہت مانگے اور بہت توبہ و استغفار کرے اور بار بار اپنی کمزوری کا اظہار کرے تاکہ تزکیہ نفس ہو جاوے اور خدا سے سچا تعلق ہو جاوے اور اسی کی محبت میں محو ہو جاوے ۔ اور یہی ساری نماز کا خلاصہ ہے اور یہ سارا سورہ فاتحہ میں ہی آ جاتا ہے دیکھو ایاك نعبد وایاك نستعین میں اپنی کمزوریوں کا اظہار کیا گیا ہے اور امداد کے لئے خدا تعالیٰ سے ہی درخواست کیگئی ہے ۔ اور خدا تعالیٰ سے ہی مدد اور نصرت طلب کیگئی ہے ۔ اور پھر اس کے بعد نبیوں اور رسولوں کی راہ پر چلنے کی دعا مانگی گئی ہے اور ان انعامات کو حاصل کرنے کیلئے درخواست کیگئی ہے جو نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ سے اس دنیا پر ظاہر ہوئے ہیں اور جو انہیں کی اتباع اور انہیں کے طریقہ پر چلنے سے حاصل ہو سکتے ہیں ۔ اور پھر خدا تعالیٰ سے دعا مانگی گئی ہے کہ ان لوگوں کی راہوں سے بچا جنہوں نے تیرے رسولوں اور نبیوں کا انکار کیا اور شوخی اور شرارت سے کام لیا اور اسی جہان میں ہی ان پر غضب نازل ہوا ۔ یا جنہوں نے دنیا کو ہی اپنا اصلی مقصود سمجھ لیا اور راہ راست کو چھوڑ دیا ۔ اصلی مقصد نماز کا تو دعا ہی ہے اور اس غرض سے دعا کرنی چاہیئے کہ اخلاص پیدا ہو اور خدا تعالیٰ سے کامل محبت ہو اور معصیت سے جو بہت بری بلا ہے اور نامہ اعمال کو سیاہ کرتی ہے طبعی نفرت ہو ۔ اور تزکیہ نفس اور روح القدس کی تائید ہو ۔ دنیا کی سب چیزوں جاہ و جلال مال و دولت عزت و عظمت سے خدا مقدم ہو اور وہی سب سے عزیز اور پیارا ہو ۔ اور اس کے سوا جو شخص دوسرے قصے کہانیوں کے پیچھے لگا ہوا ہے جن کا کتاب اللہ میں ذکر تک نہیں ۔ وہ گمراہ ہے اور محض جھوٹا ہے نماز اصل میں ایک دعا ہے جو سکھائے ہوئے طریقہ سے مانگی جاتی ہے یعنی کبھی کھڑے ہونا پڑتا ہے کبھی جھکنا اور کبھی سجدہ کرنا پڑتا ہے ۔ اور جو اس حقیقت کو نہیں سمجھتا وہ پوست پر ہاتھ مارتا ہے ۔

فرمایا ۔ مصائب اور شدائد کا آنا نہایت ضروری ہے کوئی نبی نہیں گذرا جس کا امتحان نہیں لیا گیا ۔ جب کسی کا کوئی عزیز مر جاتا ہے تو اس کیلئے یہ بڑا نازک وقت ہوتا ہے ۔ مگر یاد رکھو ایک پہلو پر جانیو الے لوگ مشرک ہوتے ہیں ۔ آخر خدا کی طرف قدم اٹھانے اور حقیقی طور پر اھدنا الصراط المستقیم والی دعا مانگنے کے یہی معنے تو ہیں کہ خدایا وہ راہ دکھا جس سے تو راضی ہو اور جس پر چل کر نبی کامیاب اور بامراد ہوئے آخر جب نبیوں والی راہ پر چلنے کے لئے دعا کیجاوے گی تو پھر ابتلاؤں اور آزمائشوں کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے اور ثابت قدمی کے واسطے خدا سے مدد طلب کرتے رہنا چاہیئے ۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ صحت و عافیت بھی رہے مال و دولت میں بھی ترقی ہو اور ہر طرح کے عیش و عشرت کے سامان اور مالی اور جانی آرام بھی ہوں کوئی ابتلا بھی نہ آوے اور پھر یہ کہ خدا بھی راضی ہو جاوے وہ ابلہ ہے وہ کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا ۔ جن لوگوں پر خدا راضی ہوا ہے ان کے ساتھ یہی معاملہ ہوا ہے کہ وہ طرح طرح کے امتحانوں میں ڈالے گئے اور مختلف مصائب اور شدائد سے ان کا سامنا ہوا ۔ حضرت ابراہیم پر دیکھو کیسا نازک ابتلا آیا تھا اور پھر اس کے بعد سب نبیوں کے ساتھ یہی معاملہ رہا ۔ یہاں تک کہ ہمارے نبی کریم صلعم کا زمانہ آگیا ۔ دیکھو ان کو پیدا ہوتے ہی یتیمی کا سامنا ہوا ۔ یتیمی بھی تو بڑی بلا ہے خدا جانے کیا کیا دکھ اٹھائے اور پھر دعویٰ کرتے ہی مصیبتوں کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا ۔

یاد رکھو انبیا کا دوسرا نام اہل بلا و اہل ابتلا ہی ہے ابتلاؤں سے کوئی نبی بھی خالی نہیں رہا ۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلعم کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے تھے ۔ اور پھر انبیا کو تو رہنے دو ۔ امام حسین رض کو دیکھو کہ ان پر کیسی کیسی تکلیفیں آئیں آخری وقت میں جو ان کو ابتلا آیا تھا کتنا خوفناک ہے لکھا ہے کہ اسوقت انکی عمر ۵۷ برس کی تھی اور کچھ آدمی انکے ساتھ تھے جب ۱۶ یا ۱۷ آدمی ان کے مارے گئے ۔ اور ہر طرح کی گھبراہٹ اور لاچاری کا سامنا ہوا تو پھر ان پر پانی کا پینا بند کر دیا گیا اور ایسا اندھیر مچایا گیا کہ عورتوں اور بچوں پر بھی حملے کئے گئے اور لوگ بول اٹھے کہ اس وقت عربوں کی حمیت اور غیرت ذرہ بھی باقی نہیں رہی ۔ اب دیکھو کہ عورتوں اور بچوں تک بھی ان کے قتل کئے گئے اور یہ سب کچھ درجہ دینے کے لئے تھا جاہل تو کہیں گے کہ وہ گنہگار اور بد اعمال تھے اسلیئے انپر یہ تکلیف آئی مگر انکو یاد رکھنا چاہیئے کہ آرام سے کوئی درجہ نہیں ملا کرتا ۔ جو لوگ ایک ہی پہلو پر زور دیتے جاتے ہیں اور ابتلاؤں اور آزمائشوں میں صبر کرنا نہیں چاہتے اندیشہ ہے کہ وہ دین ہی چھوڑ دیں جیسے کہ شیعہ لوگ ہیں کہ اس حقیقت کو تو دیکھتے نہیں جو امتحانوں اور آزمائشوں کے بعد حاصل ہوا کرتی ہے اور نہ ہی اسکی پروا کرتے ہیں مگر سیاپا لگاتار کئے جاتے ہیں اور چھوڑنے میں نہیں آتے ۔ کیا امام حسین نے انہیں وصیت کی تھی کہ میرے بعد میرا سیاپا کرتے رہنا ۔ یاد رکھو جتنے اولیاء اللہ اور مقرب لوگ گذرے ہیں انکے بڑے بڑے تلخ امتحان ہوئے ہیں ۔ اور جو پہلوں کا حال ہے وہ آنے والوں کے لئے ایک سبق ہے ۔ یہ تو بڑی غلطی ہے کہ ایکطرف تو انسان چاہے کہ ہر طرح کی آسودگی اور آرام ہو اور خوشنودی کے سب سامان مہیا ہوں اور دوسری طرف مقرب اللہ بھی بنجاوے یہ تو ایسا مشکل ہے جیسے اونٹ کا سوئی کے نکے میں سے گذر جانا بلکہ اس سے بھی ناممکن ۔ جبتک ابتلاؤں

واقعات حقہ کا انکار ٹھیک نہیں

ساڑھے تیرہ سو برس گذرنے کو آئے جب خدا نے محض اپنے فضل سے ایک روشن چراغ کو منور کرنے کا ارادہ کیا اور دنیا کو اپنی ہستی اور مالکانہ اختیارات کا ایک زندہ ثبوت دینا چاہا چنانچہ اس نے ایک شخص کو پیدا کیا جس کے والدین بچپن میں ہی فوت کر دیئے اور دنیا پر اسکی یتیمانہ حالت اور بے بسی اور بے کسی کا زمانہ ظاہر کرکے جتلا دیا کہ دنیا کے فرزند کیا جانتے ہیں کہ یہ کیسا در یتیم ہے اور کس قادر اور توانا ہستی کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے۔ وہ بچہ یتیم بیکس اور حلیم الطبع تھا اور بظاہر نظر دوسروں کا دست نگر تھا دنیا کے سرد و گرم اور اتار چڑھاؤ سے بالکل ناواقف اور محض نابلد تھا۔ دوسروں کی نگرانی میں پرورش پاتا اور یتیموں کیطرح اپنی حاجات کو پورا کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ دنیا کے کیڑے کبھی ہوئے سے ہی یہ خیال دل میں نہ لاتے تھے کہ یہ وہ پاک روح ہے جو کروڑہا مخلوقات کو اپنی طرف کھینچے گی اور لکھوکہا انسان اس کے اشارہ پر ہی سر کٹوانے کو تیار ہو جاویں گے اور اپنے خونوں کو پانی کیطرح بہا کر عزیز جانوں کو اس کے حکم سے خرچ کریں گے۔ وہ بچہ اپنے ہم جولیوں سے کھیلتا ہی تھا اچھلتا اور کودتا ہی تھا۔ دوسروں کیطرح ہی کہاتا پیتا اور روتا چلاتا تھا مگر فرق تھا تو یہ تھا کہ دوسرے لڑکے اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے اپنے والدین کو مجبور کرتے اور انہیں کو اپنا معبود سمجھتے تھے مگر یہ اندر ہی اندر کچھ کے کچھ خیالات دوڑا کر خاموش ہو رہتا۔ اس کا معبود کوئی اور ہی تھا وہ اُسی سے سرور حاصل کرتا۔ اور اپنی خواہشات کو پورا کرتا تھا۔ اس کی روح دن بدن عروج پر تھی اور ایک لامحدود ہستی کیطرف بلند پرواز یاں کر رہی تھی وہ اپنے سارے آرام اور ذرائع اُسی ایک ہستی میں معلوم کرتا تھا۔ اور اگر کبھی اپنے اندر گھبراہٹ اور بے چینی پاتا تو خلوت میں جا کر اپنے دل کے بخار نکال لیتا اور اپنے آنسوؤں سے دل کو ٹھنڈا کرتا اور اُسی ایک سے اپنی امیدیں پوری کرنی چاہتا وہ بچپن سے ہی اس دنیا کو چند روزہ اور فانی سمجھتا تھا اور اپنا حقیقی کارساز اور امیدوں کا بر لانیوالا صرف ایک غیب الغیب وحدہ لاشریک ہستی کو سمجھتا تھا۔ مگر یہ جو کچھ تھا اندر ہی اندر تھا دنی الطبع لوگ ان بھیدوں سے واقف نہ تھے۔ وہ بچہ ان لوگوں کے سامنے جوان ہوا انکی راستبازی پاک دامنی صاف دلی اور دیانتداری کے سب چھوٹے بڑے قائل تھے اور ہر ایک نیک مجلس میں اسکی مدح سرائی کیجاتی تھی ——

+ + + + + + + + + + + + + + + +

ان کے دیکھتے ہی دیکھتے اس نے تجارت کا کام سیکھا۔ وہ اوّل درجہ کا دیانتدار سوداگر اور اپنا ندار تجار تھا۔ مگر باوجود دنیا کے اتنے بڑے دہندے میں مستغرق اور منہمک ہونے کے وہ بالکل الگ تھلگ تھا۔ وہ اپنے ہر فعل اور ہر قول میں اُسی ایک حقیقی مالک الملک اور کارساز سے مدد مانگتا تھا۔ گو دنیا کی نگاہ تو اسباب پر ہوا کرتی تھی مگر وہ حقیقی اور اصلی مسبب الاسباب کو دیکھتا تھا۔ اسی اثنا میں اسکی شادی بھی ہو گئی اور ایک بڑی مالدار دیانتدار اور منتظم عورت نے اسے اپنے لئے انتخاب کیا۔ ہر طرح سے اس کے ساتھ بڑے بڑے گھرانے سے تعلقات قائم کئے گئے اور چاروں طرف سے

کھینچا جاتا مگر جوں جوں دنیا اسکی طرف کھینچتی تھی توں توں وہ اس سے آزاد ہو کر اور بڑے حوصلہ سے کام لیکر اپنا پیچھا چھڑائے جاتا تھا۔ ہوتے ہوتے اس کے قوائے اپنے پورے کمال کو پہنچ گئے۔ اور وہ اس منزل کے سب امتحانوں اور ابتلاؤں میں پورا اترا دنیا تو اسے کچھ اور ہی بنا بیٹھی تھی مگر ہونا وہی تھا جو پہلے ہی سے مقدر تھا خواہ دنیا لاکھ رائے زنی کرے ہزاروں جدوجہد اور کوششیں کرے اور کروڑوں مرتبہ سر پیٹے مگر آخر جن کاموں کو خدا کرنا چاہتا ہے وہ ہو کر ہی رہتے ہیں ؎

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

وہ خدا کے ہاتھ سے لگایا ہوا پودہ جب پھل دینے پر آیا۔ تو باغبان نے مختلف حالتوں میں اسکی مختلف طریقوں سے آبپاشی کی جب ہر طرح سے اسکی درستی ہو گئی تو اس نے بے بہا پھل دینے شروع کئے ان پھلوں میں کچھ عجیب عجیب تاثیریں تھیں ہزارہا قسم کی ردی اور مہلک بیماریاں اُن کے استعمال کرنے سے دور ہوتی تھیں۔ اور ہزاروں کو فائدہ پہنچتا تھا۔ مگر یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ دنی الطبع لوگ باوجود کسیقدر ذائقہ چکھنے اور فائدہ اٹھانے کے اس پھل کے اصلی نام سے ہی واقف نہ ہو سکے اور سوائے ایک دو آدمیوں کے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آیا کہ اس حقیقی رب اور پرورش کرنیوالے کیطرف نظر کریں جس سے اس درخت کی جڑیں رطوبت حاصل کرتی تھیں۔ جب وہ درخت اپنے پورے زور پر تھا تو آواز دینے والے نے آواز دی کہ اے میرے ہاتھ کے لگائے ہوئے پاک اور مطہر درخت تو دنیا کو کہدے کہ میں ایک رسولی درخت ہوں۔ دن بدن بڑہوں گا اور پھولوں گا ہزارہا لوگ میرے سایہ کے نیچے آکر آرام لیں گے کروڑوں درخت میرے ہی بیجوں سے اگیں گے باد مخالف مجھپر اثر نہیں کر سکتی۔ ہزاروں جھونکے آئیں اور آندھیاں چلیں اور طوفان اُمڈتے چلے آئیں مگر میرے بیج بڑہیں گے اور درختوں کی شکل میں نمودار ہوں گے۔ اور ایک وقت آئے گا جب یہ درخت اپنے پورے کمال کو پہنچیں گے اور دنیا حیرت کی نگاہ سے دیکھے گی۔ اگر درمیانی عرصہ میں وہ درخت بے پھل اور خشک سے نظر آئیں تو گھبراؤ مت کہ آخر ان کے لئے ایک وقت مقرر ہے جو بہار کا موسم ہے۔ ناظرین یہ پاک اور نوری درخت ہمارے حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبین کا وجود باوجود ہے اور آواز دینے والا اللہ کریم خالق الکل اور مالک الکل اور حقیقی رب ہے وہ ذرہ ذرہ کی پرورش کرتا اور ادنےٰ سے اعلےٰ حالت تک پہنچاتا ہے وہی ہے جو خود ہست ہو کر اپنی قدرت کاملہ سے دوسری چیزوں کو ہست کرتا ہے اور اپنی ہستی کا زندہ ثبوت دینے کے لئے مناسب وقتوں پر اپنے رسول مبعوث کرتا رہتا ہے۔ اور مخلوقات کو اپنی مرضی سے مطلع کرتا ہے۔ وہ بڑا مہربان اور رحیم خدا ہے جس نے یہ معلوم کرکے کہ انسان نہایت کمزور ہستی ہے اور خواہ کتنی ہی کوشش کرے دوسرے انسان کی مرضی سے ہی بخوبی آگاہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ شخص خود اپنی مرضی کو ظاہر نہ کرے اس لئے اس نے محض اپنے فضل سے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے اپنی مرضی کو ظاہر کرنے کا قانون مقرر کیا۔ اور وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہنا اور اپنے پچھلے احکام اور قدرت نمائیوں کو قصول اور کہانیوں کے درجہ سے نکال کر واقعات حقہ اور یقینیہ ثابت کرنا نہایت ضروری سمجھا۔ اور اسی غرض کو پورا کرنے کیلئے اس نے محمد رسول اللہ صلعم کو مبعوث کیا اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو (انی رسول اللہ الیکم جمیعا) ۹ پ کا اعلان

(ختم محمد)

سنا دیئے اور ساتھ ہی وعدہ دیا کہ مخالفوں کی مخالفت اور دشمنوں کی دشمنی اور قاتلوں کے قتل سے میں تجھے محفوظ رکھوں گا اور واللہ یعصمک من الناس[۱] والی اقتداری پیشگوئی بڑے زور شور سے تمام معاندوں خون کے پیاسوں اور جانی دشمنوں کے سامنے سنادی اور بڑے دعوے سے منادی کر دی کہ **خالق الکل اور مالک الکل خدا** تمہارے ہر ایک طرح کے شر سے مجھے محفوظ رکھے گا۔ اللہ اللہ کتنا بڑا دعویٰ ہے وہ یتیم بیکس حلیم دل انسان خدا کی بیشمار رحمتیں اور برکتیں ہوں اس پر نازل ہوتی ہیں اپنے تمام مخالفوں کو للکار کر کہتا ہے کہ باوجود تم لوگوں کی کوششوں اور طرح طرح کے منصوبوں اور قتل کے ارادوں کے میرا مولا اور میرا حقیقی حافظ اور ناصر تمہارے ہر ایک طرح کے شر اور منصوبہ سے مجھے بچائے رکھے گا۔ کیا کوئی دنیا کا عقلمند وسایل اور اسباب پر غور کر کے نتیجہ نکالنے والا ایک منٹ کے لئے بھی اس دعوے کو باور کر سکتا ہے؟ اور ہوسکتا ہے بھی دل میں خیال لا سکتا ہے کہ ایک یتیم بیکس بے سروسامان شخص کا کوئی **خفیہ دوست اور مولا** اس کے تمام دشمنوں سے اسے محفوظ رکھے گا؟ اللہ اکبر کتنا بڑا عظیم الشان دعویٰ ہے اور کسی **خفیہ ہستی** پر کیسا **حق الیقین** ہے۔ مگر افسوس کہ اس دعوے کے سنتے ہی وہی لوگ آنحضرت صلعم کو (معاذ اللہ) مجنوں سودائی جادوگر اور دوکاندار وغیرہ کہنے لگ گئے جو پہلے آنحضرت صلعم کی عقلمندی دیانتداری اور راستبازی کے گیت گاتے تھے۔ اور دعوے سنتے ہی کوئی کہنے لگ گیا کہ آنحضرت صلعم کو (معاذ اللہ) دنیا کی تنگی آ لگی اور روپیہ کمانے کا ایک ڈھنگ نکال لیا اور یہ سارا **سلسلہ محض ایک دوکانداری** ہے۔ اور معاذ اللہ وہ سب الزام لگاتے جو اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِی الْمِلَّۃِ الْاٰخِرَۃِ ج اِنْ ھٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ ءَاُنْزِلَ عَلَیْہِ الذِّکْرُ مِنْ بَیْنِنَا[۲] کے تحت میں داخل ہیں اور باوجودیکہ آنحضرت صلعم نے انکو بارہا سمجھایا کہ دیکھو چالیس برس تک اس سے پہلے میں نے تم ہی میں گزارے اور تم سب لوگ میری راستبازی اور دیانتداری کے گواہ ہو تو کیا اب ہی میں جھوٹ بولنے لگ گیا اور بار بار فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ[۳] کا دعویٰ پیش کر کے انکو سمجھانا چاہا مگر (معاذ اللہ) وہ لوگ ھٰذَا سِحْرٌ کَذَّابٌ[۴] اور اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىہُ بَلْ ھُوَ شَاعِرٌ ج فَلْیَاْتِنَا بِاٰیَۃٍ کَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ بکا ہی کہتے رہے کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ جلد بازی سے کام نہ لیتے اور اس بڑے دعویدار کے انجام کو دیکھتے جو زمین و آسمان کے خالق اور حقیقی مالک کے ساتھ کلام کرنے اور اپنی سچی محبت اور دوستداری کا دم مارتا تھا مگر افسوس کہ انہوں نے ذرہ بھی پروا نہ کی۔ جہاں تک میں سوچتا ہوں مجھے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان لوگوں کو خدا کے ساتھ محبت ہوتی اور انکی دشمنیں اور دوستیں خدا کے لئے ہوتیں اور وہ خدا سے پیار کرنیوالے ہوتے اور اسی کو اپنا معشوق سمجھنے والے ہوتے تو ہرگز ہرگز تکذیب اور مخالفت کے درپے نہ ہوتے اور ایسی منصوبہ بازیوں اور بیجا افتراپردازیوں پر کبھی کمر نہ باندھتے کیونکہ آنحضرت صلعم نے اور تو کچھ نہیں کہا تھا انہوں نے تو یہی فرمایا تھا کہ وہ خدا جس کو تم لوگ ڈھونڈھتے ہو اور بعضے تم میں سے اسکی عاشقیت کا دم بھر رہے ہو اور اکثر اپنی بداعمالیوں کیوجہ سے اس سے غافل ہو بیٹھے ہو اور بعض اسکی رو گرداں ہو گئے ہو وہ میرے ساتھ بولا ہے اور اس نے اپنی ہستی کا مجھے آپ ثبوت دیا ہے اور وہی **زندہ خالق الکل اور مالک الکل خدا** ہے۔ اگر تم حقیقی طور پر اسکی جستجو کرنیوالے ہو اور اسکی محبت کا دم بھرنے والے ہو تو پھر میرے پیچھے ہو لو تاکہ میں تمہیں اس حقیقی دلدار کی باتیں سناؤں اور میری باتیں سنی سنائی نہیں ہیں بلکہ میں تو اسی کی طرف سے چند باتیں بتانے کے لئے تمہارے پاس آیا ہوں مگر وہ تو رسوم کے پابند تھے ان کے معشوق تو بیجان بت اور خالی سکے تھے۔ اس لئے آنحضرت صلعم کا دعویٰ سنتے ہی وہ لوگ آگ بگولا ہو گئے اور مخالفت پر کمر باندھ لی۔ عقلمند سوچ سکتے ہیں کہ اگر انہیں خدا سے محبت ہوتی اور اس کے سچے عاشق ہوتے تو خواہ کوئی جھوٹ موٹ اور تصنع سے ہی باتیں سناتا مگر وہ مزے سے سنتے۔ کیونکہ ہم دنیا میں ان کے افعال اور اقوال کو بنظر غور دیکھنے سے معلوم کرتے ہیں کہ جن سے ان کو کسیقدر بھی سچی محبت ہوتی ہے ان کے حالات اور خیالات کو بڑے تپاک سے سنتے ہیں اور خواہ کوئی جھوٹی باتیں ہی انہیں بتائے مگر وہ انہیں کو ہی سچا سمجھ لیتے ہیں بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ان کے معشوق کی جائے رہایش کا ہی ذکر کیا جاوے تو طبعاً ان کے چہروں پر بشاشت اور خوشی کے آثار دکھائی دیتے ہیں اور بار بار ان باتوں کو سننا چاہتے ہیں اور ان کے وہم میں بھی یہ بات نہیں آتی کہ ایسے راوی کی تکذیب اور تردید کریں۔ بلکہ اس کے سلسلہ کلام کو لمبا کرنے کے لئے طرح طرح کے پہلو اختیار کرتے ہیں۔ اور دل ہی دل میں بات بات پر قربان ہوتے جاتے ہیں۔ مگر افسوس کہ جب حقیقی معشوق اور سچے دلدار کی باتیں سنانیوالا آیا اور معشوق حقیقی خدا کی بڑی بڑی نصرتیں رحمتیں اور برکتیں ہمراہ لے کر ان کے سامنے جلوہ گر ہوا تو جیگادڑ کیطرح روشنی سے دشمنی اور اندھیرے سے پیار کرنے لگ گئے اور بڑے زور شور سے مخالفت پر کمر باندھ لی۔ اور ہر حیلہ اور بہانہ سے اسے نابود کرنا چاہا۔ اور خدا کے اس وعدہ کو جو اس نے اپنے پیارے نبی سے کئی برس پہلے سے ہی کیا ہوا تھا کہ **یہ لوگ تیری سخت مخالفت کریں گے اور تجھے تباہ کرنے کیلئے منصوبہ بازیاں کریں گے لیکن میں تجھے ان کے شر سے بچاؤں گا**۔ ان لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے پورا کیا۔ اور باوجود دعوے سننے کے اور اس تحدیانہ پیشگوئی کو جاننے کے اپنی اس کرتوت سے باخبر نہ ہو سکے۔ اور سرمستوں اور مدہوشوں کیطرح اس پاک اور مطہر انسان صلعم کی تکذیب اور تفسیق پر ڈٹے رہے اور اپنا پورا زور لگایا۔ اور اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچا دیا۔ اور جتنے فریب اور مکر ہوسکے انکی سمجھ میں آسکے سب پر عمل کیا مگر آخر انہیں نامراد اور ناکامیاب ہی رہنا پڑا اور خدا کی خدائی اور ایک زندہ ہستی کی موجودگی پر انہیں مہر لگانی پڑی۔

اللہ اللہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بیکس اور بے بس انسان اپنی کمزوری اور بے سروسامانی کیحالت میں ایک دعویٰ کرتا ہے اور دعویٰ بھی ایسا جس سے مخالف جتھے والوں اور بڑے بڑے جابروں طاقتوروں اور اقبالمندوں کے سینے چھد گئے دل جل گئے اور بدن جلنے لگے اور جس کے سنتے ہی سب کے سب مل ملا کر اس غریب انسان کو تباہ کرنے پر اپنے پورے زور سے مستعد ہو گئے۔ اور پھر عجیب تر یہ ہے کہ وہ بیکس انسان ان کو بار بار سنائے جاتا ہے کہ تمہاری کوششیں اور مخالفتیں آخر رہجائیں گی اور تم نامراد اور ناکامیاب رہجاؤ گے اور مظفر اور منصور ہونا اور فتحمندی اور کامیابی کا جھنڈا بلند کرنا **میرا ہی حق ہے** اور پھر اس اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر اور آسمان سے زمین اور زمین سے آسمان کر دینے والا

ڈائری

مومن کی فراست سے بچو — بعض دوستوں نے حضرت کی خدمت میں ایک شخص کی سفارش کی۔ کہ وہ اب اپنی اصلاح کر رہا ہے۔ فرمایا اتقوا فراست المومن۔ مومن کی فراست سے ڈرو۔ میری فراست اس کی حالت کو تم سے بہتر جانتی ہے۔ فرمایا ایک بزرگ کے پاس دو شیعہ آئے اور اپنے آپ کو سنی ظاہر کیا اور اس بزرگ سے سوال کیا۔ کہ اتقو فراست المومن کے کیا معنے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ اس کے یہ معنے ہیں کہ تم اپنے شیعہ پن سے توبہ کرو اور سچے دل سے سنی مسلمان بنجاؤ۔

خدا سے تسلی — فرمایا بعض نادان خیال کرتے ہیں۔ کہ مبارک احمد کا مرنا ہمارے واسطے کسی سخت رنج اور صدمہ کا سبب ہوا ہے وہ نہیں جانتے کہ اس واقعہ پر خدا تعالےٰ نے کسقدر تشفی اور تسلی اور اپنی خوشنودی کا اظہار اپنی پاک وحی کے ذریعہ سے کیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے ہمارے صبر اور شکر اور والدہ مبارک احمد کے صبر پر جو خوشی کا اظہار کیا ہے اور فتح و نصرت کے وعدے دیئے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ خدا تیرے ہر قدم کے ساتھ ہوگا۔ یہ ایسی باتیں ہیں۔ کہ والدہ مبارک احمد نے کہا کہ خدا کا خوش ہو جانا مجھے ایسا پیارا ہے۔ کہ اگر دو ہزار مبارک احمد مر جاتے تو مجھے اس کا غم نہیں۔

مخالف سے بھی کسی سلوک کی امید رکھنی چاہیئے — ایک دوست کو حضرت نے ایک مخالف کے کسی موقع پر سمجھانے کے واسطے تاکید کی۔ فرمایا وہ مانے یا نہ مانے۔ آپ تبلیغ کا حق ادا کریں۔ کیونکہ جو شخص تبلیغ کرتا ہے۔ اس کو بہرحال ثواب مل جاتا ہے اور تم یہ امید نہ رکھو کہ مخالف تمہارے ساتھ خوش خلقی یا تہذیب سے پیش آئے گا۔ کیونکہ وہ تو مخالف ہے۔ ہم کو برا جانتا ہے اس کے دل میں ہمارا ادب نہیں۔ جبتک کہ وہ دشمن ہے۔ اس کے دل میں نہ ہمارا ادب ہو سکتا ہے۔ نہ اعزاز اور خیر اندیشی اور نہ وہ منصف مزاجی سے گفتگو کر سکتا ہے۔ ایک دفعہ ایک ایلچی حضرت رسول کریم صلعم کے پاس آیا۔ وہ بار بار آپ کی ریش مبارک کیطرف ہاتھ بڑھاتا تھا۔ اور حضرت عمرؓ تلوار کے ساتھ اس کا ہاتھ ہٹاتے تھے۔ آخر حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے روکدیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یہ ایسی گستاخی کرتا ہے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ اس کو قتل کر دوں۔ مگر آنحضرت نے اسکی تمام گستاخی کی حلم کے ساتھ برداشت کی۔

سرشت زمین — فرمایا۔ سیالکوٹ۔ گجرات۔ گجرانوالہ اور جہلم کے اضلاع کی سرزمین اپنے اندر اسلامی سرشت کی خاصیت رکھتی ہے ان اضلاع میں بہت لوگوں نے حق کو قبول کیا ہے اور رجوع کیا ہے اور کثرت سے مرید ہوئے ہیں۔ انکی تبلیغ کے خاص ذرائع پیدا کرنے چاہئیں۔

مرزا عزیز احمد صاحب نے تجدید بیعت کی — مرزا عزیز احمد صاحب[1] نے میانوالی سے مفصلہ ذیل خط حضرت کی خدمت میں بھیجا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم۔

بخدمت امام زمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

فدوی اپنے گذشتہ قصوروں کی معافی طلب کرتا ہے اور التجا کرتا ہے۔ کہ اس خاکسار کی گذشتہ کوتاہیوں کو معاف کرکے زمرہ تابعین میں شامل کیا جاوے۔ نیز اس عاجز کے حق میں دعا فرماویں کہ آئندہ اللہ تعالےٰ ثابت قدم رکھے۔

حضور کا عاجز عزیز احمد۔

اس کے جواب میں حضرت صاحب نے فرمایا۔

کہ ہم وہ قصور معاف کرتے ہیں۔ آئندہ اب تم پرہیزگار اور سچے مسلمانوں کیطرح زندگی بسر کرو اور بری صحبتوں سے پرہیز کرو۔ بری صحبتوں کا انجام آخر برا ہی ہوا کرتا ہے۔

[1] مرزا عزیز احمد صاحب آجکل بتقریب رخصت موسمی یہاں آئے ہوئے ہیں (ایڈیٹر) (بدر)

حقیقت نماز شائع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی صفائی سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر ضمناً بحث کی ہے او جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے یعنی معہ محصولڈاک ۱۲ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ۔

درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

نمبر ۳۹ قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۳ رمضان ۱۳۲۵ھ جلد ۱۰

تازہ الہامات

۱- اُریک ما اُریک ومن عجائب ما یرضیک

ترجمہ۔ میں تجھے دکھاؤں گا جو کچھ دکھاؤں گا اور نیز وہ عجائب باتیں دکھاؤں گا جن سے تو خوش ہوگا۔

۲- آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے (یعنی آیندہ کسی وقت لڑکا پیدا ہوگا)

۳- رُدَّ الیہا روحہا وریحانہا۔

یعنی تمہاری بیوی کیطرف تازگی اور تازہ زندگی واپس آگئی۔

۴- واما نرینّ احداً منہم

اور اگر مخالفین یا معترضین میں سے تیرے پاس کوئی آوے (نرینّ کے اسجگہ یہی معنے ہیں)

۵- انا نبشرک بغلامٍ حلیم۔

ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔

۶- ینزل منزل المبارک۔

ترجمہ۔ وہ مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔

۷- ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت۔

۸- ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

ترجمہ۔ تحقیق اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقوے اختیار کرتے ہیں اور نیکی کرتے ہیں۔

فرمایا۔ بعض متوحش خوابیں بھی ہیں جیسا کہ بعض کو قبرستان میں ...

انوار احمدیہ مشین پریس

آخر خدا تعالیٰ کے فضل وکرم نے تائید کی اور لیتھو کی مشین قادیان دارالامان میں پہونچکر ۲۶ / اکتوبر ۱۹۰۶ء سے کام کرنے لگی ہے چنانچہ الحکم کا یہ نمبر اسی مشین پر چھاپا گیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ چھپائی میں اور بھی صفائی اور خوبی پیدا ہو جانے کی توقع ہے۔ ۲۷ و ۲۸ / اکتوبر ۱۹۰۶ء کو حضرت حجۃ اللہ علی الارض حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انوار احمدیہ مشین پریس کو کام کرتے ہوئے خدام موجودہ دارالامان کے ساتھ ملاحظہ فرمایا اور از بس محظوظ ہوئے۔

مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے اس کاروبار میں برکت دیگا جو اسی کے فضل پر موقوف ہے خدا کرے کہ یہ سب کاروبار اللہ تعالیٰ کی رضا کا موجب ہو اور کسی فتنہ اور ابتلا کا باعث نہ ہو۔ اس کے ذریعہ سے وہ کام ہو جس کے لئے خدا نے اپنا مرسل ہم میں نازل کیا ہے۔

اس خوشی کی تقریب پر ایک اشتہار اگلے الحکم میں نکلے گا۔

منیجر

مومن کی تعریف

(تقریر بابو برکت علی احمدی بمقام شملہ)

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ ط بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم۔ وان تطیعوا اللہ و رسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا۔ ان اللہ غفور رحیم ۞ انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ و رسولہ ثم لم یرتابوا وجاہدوا باموالہم وانفسہم فی سبیل اللہ۔ اولٰئک ہم الصادقون ط

ترجمہ - گنواروں نے کہا ہم ایمان لائے - ان کو کہو کہ تم ایمان نہیں لائے ولیکن کہو ہم مسلمان ہوئے - کیونکہ ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا - اور اگر تم اللہ اور اُس کے رسول کی فرماں برداری کرو تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہیں کرے گا - اللہ بخشنے والا مہربان ہے - سوائے اس کے نہیں کہ ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ ایمان لائے پھر کسی طرح کا شک نہ کیا اور اپنی مال اور جان کے ساتھ اللہ کے رستہ میں کوشش کی - ایسے لوگ سچے ایمان والے ہیں -

اسلام کے معنے ہیں فرمانبرداری کرنا - جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے - کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا اسلم - تو اُنھوں نے جواب دیا اسلمت لرب العالمین (میں پروردگار عالم کا مطیع ہو گیا) اور اطاعت کا وہ کمال دکھایا کہ بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے طیار ہو گئے - پس مسلمان وہ ہے جو رضائے مولا کے آگے سر تسلیم خم کر دے اور نہایت انکساری سے احکام خداوندی کو بجا لائے - اُس کے حکموں کی متابعت میں نتیجہ کا خیال نہ کرے بلکہ جیسا ایک غلام اپنے آقا کا حکم مانتا ہے - اسی طرح مگر عاجزانہ بلا چون و چرا کا خیال دل میں لائے اللہ تعالےٰ کے حکموں کی متابعت کرے -

ایمان کے معنے ہیں کسی بات پر اعتقاد رکھنا - پس مومن وہ ہے جو صدق دل سے قال اللہ اور قال الرسول پر اعتقاد رکھے اور ان پر ایسا یقین ہو جیسا کہ ایک انسان کو اس پر یقین ہوتا ہے کہ اگر وہ آگ میں ہاتھ ڈالے گا تو ہاتھ جل جائیگا - اور ان کی خلاف ورزی کی مطلقاً جرأت پیدا نہ ہو -

ان حقیقی معنوں کے لحاظ سے مومن اور مسلمان کی تعریف میں چنداں فرق نہیں - بلکہ ان دونوں الفاظ میں اس قدر قریبی تعلق ہے کہ ان کو مترادف سمجھنا چاہیئے - مگر اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے عوام الناس کے محاورہ میں الفاظ آمنا اور اسلمنا کو استعمال کیا ہے اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو حقیقت بیعت سے نابلد ہیں - اُن کو کہہ دے کہ تم صرف مُنہ کے اقرار سے مومن کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے تم حلقہ اسلام میں داخل ہو - اس لئے کہہ سکتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں - مگر چونکہ ایمان نے تمہارے دلوں میں گھر نہیں کیا - اس لئے تم مومن نہیں - مومن انسان تبھی ہو سکتا ہے جب ایمان اُس کے دل میں دخل کرے اور اس کی علامت یہ ہے کہ جب مومن اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی احادیث پر ایمان لاتا ہے اور کسی طرح کا اُس کو شُبہ نہیں رہتا - تو وہ اللہ تعالیٰ کے رستہ میں یعنے ابتغاء لمرضات اللہ اور اشاعت دین کی خاطر - جان اور مال کے خرچ کرنے میں دریغ نہیں کرتا - محض زبانی اقرار کچھ چیز نہیں - جب تک عملدرآمد نہ کیا جائے فائدہ مترتب نہیں ہو سکتا - ایمان کی تصدیق اعمال سے ہوتی ہے اللہ تعالےٰ ہمارے دلوں کے راز کے واقف ہیں - اُس کو ضرورت نہیں کہ وہ ہماری ایمانی حالت معلوم کرنے کے لئے ظاہری اعمال کا محتاج ہو - مگر جب انسان کا ایمان پکا ہوتا ہے تو قدرتاً اس سے اعمال حسنہ صادر ہوتے ہیں - اور کبھی ممکن نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف افعال شنیع کا مرتکب ہو - آئینہ کی طرح انسان کے افعال اس کی قلبی حالت کا پتہ دیتے ہیں - جو شخص مومن کہلا کر احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ ایمان واقعی طور پر اس کے دل میں داخل نہیں ہوا - انسان کے سینہ میں ایک دل ہے دو نہیں - پس ناممکن ہے کہ جب اس میں ایمان باللہ والرسول نے دخل کر لیا ہو تو شیطان دست اندازی کر سکے -

قرآن مجید نے انسان کی تین حالتیں بیان کی ہیں - ایک حالت وہ ہوتی ہے کہ وہ نفس امارہ کے ماتحت ہوتا ہے - اور حیوانوں کی طرح نفسانی جذبات اور شہوات کی پیروی کرتا ہے - اس درجہ سے گذر کر نفس لوامہ کی حالت پیدا ہوتی ہے اس حالت میں وہ فی سبیل اللہ مجاہدہ کرتا ہے - مگر کبھی کبھی شیطان اس کو دھوکہ دیدیتا ہے اور وہ پھسل پڑتا ہے - مگر پھر سنبھلتا ہے - توبہ کرتا ہے - رجوع الی الحق کرتا ہے اور استغفار پڑھتا ہے - اس کشمکش میں آخر وہ شیطان پر غالب آجاتا ہے اور نفس مطمئنہ کی حالت پیدا ہو جاتی ہے - اور انسان حقیقی معنوں میں مومن مسلمان ہو جاتا ہے - اور وسوسہ شیطانی کا خوف نہیں رہتا - وہ اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں میں شامل ہو جاتا ہے اور دُنیا اور آخرت میں جنت کا وارث قرار دیا جاتا ہے - پس جب تک یہ حالت پیدا نہ ہو - مسلمان کو کسی منزل میں تھک کر ٹھہر جانا نہیں چاہئے - مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ انسان ضعیف ہستی ہے وہ محض اپنی کوشش سے کچھ حاصل نہیں کر سکتا جبتک اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق نہ ملے - اور اُس کا فضل شامل حال نہ ہو - کچھ نہیں ہو سکتا - پس چاہئے کہ سچے دل سے اور عاجزانہ توبہ کرے - استغفار پڑھتا رہے اور دعا میں مشغول رہے - اور کسی حالت میں ذکر الٰہی سے غافل نہ ہو - اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ سچے دل سے اُس کے احکام کو بجا لا سکیں -

بالعکس اسکے جب انسان شرارتوں سے باز نہیں آتا - فسق و فجور میں پڑا رہتا ہے کسی نصیحت پر کان نہیں دھرتا - اور تنبیہ سے فایدہ نہیں اُٹھاتا تو رفتہ رفتہ اس کا دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے - اور ختم اللہ علی قلوبہم کا فتوے لگ جاتا ہے - وہ بالکل شیطان کے قبضہ میں آجاتا ہے اور جہنمی ہو جاتا ہے :: آپ نے بعض ہندو جوگیوں کو دیکھا ہو گا کہ جب وہ ہاتھ کو بیکار چھوڑ دیتے ہیں - اور اللہ تعالیٰ نے جو ایک نعمت عطا کی ہے - اس سے فایدہ نہیں اُٹھاتے اور اس کی بے قدری کرتے ہیں - تو اللہ تعالیٰ اس ہاتھ کو اس قدر خشک کر دیتا ہے کہ پھر اگر وہ چاہیں بھی تو اس سے کوئی کام نہیں لے سکتے - پس جس قانون خداوندی کے ماتحت ظاہری اعضا ہیں وہی قانون اندرونی قوے پر حاوی ہے - جب انسان بدی میں اصرار کرتا ہے اور اُس سے باز نہیں آتا انجام کار اللہ تعالیٰ اس سے نیکی کی توفیق چھین لیتا ہے -

اس بات پر بار بار غور کرنا چاہئے کہ محض زبانی اقرار کچھ فایدہ نہیں دیتا کتاب اللہ میں نظیریں موجود ہیں - حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وعدہ دیا گیا تھا کہ وہ مقدس شہر میں داخل ہو جائینگے - مگر قوم نے نافرمانی کی - اس لئے وہ اسپر قبضہ نہ کر سکے - حضرت خاتم النبین علیہ الصلواۃ والسلام کے وقت میں جو

لوگ ایسے تھے۔ کہ وہ زبان سے اسلام کا اظہار کرتے تھے مگر دلی یقین سے مومن نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو منافق قرار دیا اور وہ ظاہری اقرار سے کچھ فایدہ نہ اُٹھا سکے۔ غرض قرآن پاک میں اکثر انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے۔ وہ محض قصے کہانیاں نہیں ہیں۔ ان کو غور سے پڑھو اور دیکھو کہ جس قوم نے صدق ایمان سے اُن کا ساتھ نہ دیا وہ ناکام رہے۔ ان سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگنی چاہئے کہ وہ ہمیں ایمان حقیقی عطا فرمائے اور اعمال صالح کی توفیق دے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال کی پوری جزا دیگا کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ غفر کے معنے ہیں ڈھانپنا۔ پس جو لوگ گناہوں سے توبہ کر لیتے ہیں اور نیکی کی طرف آجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے گناہوں کو رحمت سے ڈھانپ دیتا ہے۔ رحیمیت کا تقاضا ہی یہی ہے کہ جب انسان سچے دل سے توبہ کرے تو اُس کے گناہ معاف کر دئے جائیں۔ تناسخ کا قایل کہتا ہے۔ کہ خدا گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ مگر نہیں سوچتا کہ جب وہ خدا ہے تو اُس کے لئے روک کون سی ہو سکتی ہے۔ انسان تو اس کی مخلوق میں بھی پایا جاتا ہے کہ جب انہیں علم ہو جاتا ہے کہ ایک مجرم نے توبہ کر لی ہے اور آیندہ کے لئے اپنا چال چلن درست کر لیا ہے۔ تو وہ اس کی سزا میں تخفیف کر دیتے ہیں اور بعض حالتوں میں اس سے درگذر کرتے ہیں۔ تو کیا خدا انسان سے بھی گیا گذرا ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کے گناہ معاف ہی نہ کر سکے؟ وہ انسان کے دل کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ سچی توبہ کس نے کی ہے اور وہ قادر مطلق ہستی ہے۔ پس اس کی نسبت ایسی بدگمانی کرنا معصیت میں داخل ہے اور کج فہمی کی دلیل۔

آیت مذکور کے معانی میں ایک بات غور طلب یہ ہے۔ کہ قال اللہ کی طرح قال الرسول کا ماننا مومن پر فرض ہے۔ قرآن مجید میں کھلے کھلے احکام مندرج ہیں۔ اور جو مخفی ہیں ان میں سے بعض پر حضرت رسول اللہ صلعم نے عملدرآمد کر کے دکھلا دیا جو آپ کی سنت قرار دئے گئے اور ہمارے لئے قابل اتباع ٹھہرے۔ کیونکہ لکھا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (ان کو کہدے۔ اگر تم محبوب الٰہی بننا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کریگا) اور بعض کی احادیث سے تشریح کر دی۔ جن کا ماننا بموجب حکم اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ضروری ہے۔ قرآن شریف میں جہاں کہیں اللہ تعالیٰ نے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول فرمایا ہے۔ وہاں اطیعوا اللہ کو مقدم رکھا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ احادیث نبوی کتاب اللہ کے ماتحت ہیں۔ اس پر قاضی نہیں ہیں۔ اور یہی صحیح بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا تو وعدہ فرمایا ہے اور کہا ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ مگر احادیث نبوی کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت بہت سی احادیث ہیں جو ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ صحاح ستہ جو سُنیوں کی مستند حدیث کی کتابیں ہیں وہ شیعہ کے نزدیک قابل سند نہیں۔ اور جو شیعوں کے پاس ہیں وہ ساری کی ساری اہل سنت و الجماعت کے لئے قابل پذیرائی نہیں۔ مگر جب وہ قرآن شریف کے ماتحت ہیں تو مجبوراً یہ اصول قائم کرنا پڑا کہ ان کو کلام الٰہی پر عارض کیا جائے اور جو حدیث ظاہراً اسکے مطابق ہو اس کو تسلیم کیا جائے اور جو مخالف ہو اس کو موضوع سمجھکر ترک کیا جائے۔ البتہ جس حدیث کے خلاف یا مطابق کوئی نص قرآنی نہ ملے۔ اس کی صحت میں شک کرنے کا ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا۔

افسوس ہے کہ آج کل ایک فرقہ ایسا بھی نکل آیا ہے جو یہ کہتا ہے کہ حدیث کچھ چیز نہیں اور اس کا ماننا ضروری نہیں۔ اور حکم اطیعوا الرسول کے یہ معنے کرتے ہیں کہ ماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی میں وحی متلو کی طرف اشارہ ہے پس اطاعت رسول سے مطلب یہی ہے کہ قرآن شریف کی متابعت کی جائے۔ مگر جب یہ ظاہر ہے کہ بعض احکام پر عملدرآمد کرنے کے لئے سنت الرسول کا نمونہ ضروری ہے تو اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ یہ بھی ضروری ہے کہ بعض آیات کے سمجھنے میں احادیث سے مدد لیجائے۔ اور پھر جب اطیعوا الرسول کے یہی معنے ہیں کہ صرف کلام اللہ کی اطاعت کی جائے۔ تو اطیعوا اللہ کے کیا معنے ہیں۔ اگر اطیعوا اللہ کے بھی یہی معنے ہیں تو پھر اطیعوا الرسول کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ احادیث کا ماننا ضروری ہے۔ قرآن شریف میں بعض باتیں اصولی طور پر بیان کی گئی ہیں۔ اگر احادیث نبوی سے مدد نہ لیجائے تو اُن کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے علاوہ ازیں فقہ کا اکثر حصہ احادیث پر مبنی ہے اگر ان کو ترک کر دیا جائے تو بہت سے مسائل کی فہمید میں دقت واقع ہو جائے۔ غرض ایک وہ لوگ ہیں جو احادیث کے سامنے کتاب اللہ کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور احکام الٰہی کی قدر نہیں کرتے اور ایک وہ ہیں جو احادیث کی بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ یہ ہر دو گروہ افراط اور تفریط میں مبتلا ہیں۔ صراط مستقیم وہ ہے جو ان دونوں کے بین بین ہے۔

مَیں نے اس آیت میں جہاد کے معنے سعی کے کئے ہیں۔ اصل میں جہاد کے معنے سعی کے ہی ہیں چنانچہ مجاہدہ اسی لفظ کی ترکیب سے ہے اور جیسا اس آیت سے ظاہر ہے۔ و الذین جاہدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ (جن لوگوں نے ہماری راہیں مجاہدہ کیا۔ ہم ان کو اپنا رستہ بتا دیتے ہیں)۔ جو لوگ جہاد کے معنے محض دینی جنگ کے کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ البتہ جہاد کا لفظ ایسا وسیع ہے کہ جو جنگ فی سبیل اللہ کیا جاتا ہے اُس پر بھی حاوی ہے۔ اکثر لوگ سمجھتے ہیں اور غیر مذاہب والے اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام اشاعت دین کی خاطر جنگ کا حکم دیتا ہے حالانکہ قرآن شریف میں وارد ہے لا اکراہ فی الدین۔ (دین میں کسی قسم کا جبر نہیں)۔ اور سچ بھی یہی ہے کہ محض تلوار سے کسی کو تبدیلیٔ مذہب کے لئے مجبور نہیں کر سکتے۔ دین و ایمان کا تعلق دل سے ہے۔ اگر فرضاً کوئی خوف جان سے زبان سے اسلام کا اقرار کر بھی لے مگر جبتک تصدیق بالقلب نہ ہو وہ مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس کو منافق قرار دیتا ہے۔ اور دائرہ اسلام سے خارج کرتا ہے۔ پس جب انسان کسی کی دلی حالت سے واقف نہیں ہو سکتا تو وہ کیونکر خیال کر سکتا ہے کہ وہ مسلمان ہوا بھی ہے یا نہیں۔ مسئلہ جہاد کے متعلق دو باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ اول تو یہ کہ اسلام محض نفسانیت کی غرض سے جنگ کا حکم نہیں دیتا بلکہ کہتا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ ہو اور دین کی خاطر ہو دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تب جہاد کا حکم دیا جب کفار کی تکالیف حد سے بڑھ گئیں۔ مکہ شریف میں انھیں طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں۔ اور انھوں نے صبر سے برداشت کیں۔ مگر جب آں حضرت صلعم نے مدینہ منورہ میں ہجرت کی تب بھی پیچھا نہ چھوڑا اور فوج کشی کی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اب تم پر بھی بطور مدافعت جہاد فرض ہے۔ اسی طرح جتنی لڑائیاں پیش آئیں اُن کا کوئی نہ کوئی ایسا ہی باعث تھا۔ پھر جو ملک قبضہ میں آئے ان کو جبراً مسلمان کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ بلکہ ان کو مناسب مذہبی آزادی دی گئی۔ اور جزیہ لگا دیا گیا۔ حفاظت ملک اور رعایا کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کے لئے فوج اور پولیس رکھی جاتی ہے اور اس کا خرچ رعایا اور ملک پر ہی پڑتا ہے۔ مسلمان ملکوں میں مسلمانوں سے زکوٰۃ لیجاتی ہے اور غیر اقوام سے جزیہ۔ البتہ غیر اقوام میں سے اگر وہ فوجی امداد کریں تو اُن سے جزیہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ (باقی آیندہ)

واقعات حقہ کا انکار ٹھیک نہیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

گو سچائی کے بھوکھوں اور حق کے پیاسوں کے لئے خدا کی ہستی پر یہ ایک عظیم الشان دلیل ہے اور ایک ایسی صاف اور بین راہ ہے جسمیں شک وشبہ کی ذرا بھی گنجایش نہیں۔ لیکن ناظرین اخبار غور فرماویں کہ یہ روشن اور چمکتی ہوئی لاجواب دلیل کسقدر نورٌ علےٰ نور ہوجاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ جلیل القدر صحابی آنحضرت صلعم پر ایمان لانے کے سبب سے قتل کئے گئے جو بڑے صاحب اقبال اور صاحب اقتدار تھے۔ دیکھو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کرنیوالے نے شہید کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنیوالے نے شہید کیا۔ اور حضرت علی جیسے بہادر اور سیف اللہ کو شہید کرنیوالے نے شہید کیا مگر اس بے کس اور بے بس انسان صلعم کے قتل پر وہ لوگ قادر نہیں ہوسکے جس نے ان کو علانیہ طور پر سنا دیا تھا کہ میرا خدا تمہارے ہر ایک طرح کے شر سے مجھے محفوظ رکھے گا۔ ان لوگوں نے ہزاروں منصوبے کئے ہر ایک پہلو سے زور لگایا۔ مگر خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق اپنے پاک حبیب صلعم کی حفاظت کی اور دنیا کو اپنی زندہ ہستی اور مالکانہ اختیارات کا جلوہ دکھایا۔ اور ہزاروں لاکھوں مردوں کو از سر نو زندہ کیا۔ اور زندگی کی روح اور جاودانی حیات کو حاصل کرنے کے لئے ایک عجیب اور آب زر سے لکھنے والا نسخہ بتایا اور کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی $\frac{28}{3}$ کا عظیم الشان دعوے کر کے اور اسکی سچائی کا نمونہ دنیا کو دکھا کے اپنے اس کیمیا کے نسخہ کو مفت تقسیم کیا۔ وہ نسخہ تمام جہان کے سامنے پیش کیا گیا۔ اور ان پاک اور مطہر الفاظ میں اسکی اشاعت کی گئی کہ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم $\frac{3}{12}$ یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم $\frac{9}{17}$ ہزارہا اور لاکھوکھہا لوگ اس نسخہ کے استعمال کرنے سے رو بصحت ہونے لگے۔ ہزاروں اندھے بینا ہوگئے۔ لاکھوں مردے زندہ ہوگئے اور دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب آنے لگا۔ اس تریاق کو استعمال کرنیوالوں کے چہرے چمکنے لگے اثر السجود $\frac{26}{12}$ ان کے ماتھوں پر روشن ہونے لگے۔ فتح پر فتح اور نصرتوں پر نصرتیں ان کے شامل حال ہونے لگیں۔ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیاۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد $\frac{24}{11}$ یعنے ہم اپنے رسولوں اور ان لوگوں کی جو ان پر ایمان لاتے ہیں اسی دنیا میں نصرت اور مدد کیا کرتے ہیں اور یہی ثبوت اس بات کا ہے کہ ہم قیامت کو بھی ان کی مدد کریں گے اور الا ان حزب اللہ ھم المفلحون $\frac{28}{3}$ اور فان حزب اللہ ھم الغلبون $\frac{6}{12}$ کا جلوہ ہر طرف سے نظر آنے لگا۔

اللہ۔ اللہ۔ جب ہم ایک طرف اس یتیمی ناتوانی اور بے بسی کیحالت پر غور کرتے ہیں جس کا ذکر میں شروع مضمون میں کر چکا ہوں اور دوسری طرف قبل از وقت خدائی وعدوں کے مطابق پے درپے دن دوگنی اور رات چوگنی فتح اور نصرت کا جلوہ دیکھتے ہیں تو بے اختیار ہمارے دل بول اٹھتے ہیں کہ کوئی خالق الکل اور مالک الکل زندہ اور قدوس خدا بھی ہے جو اپنے پیاروں کی آپ حفاظت کیا کرتا ہے۔ اور اپنی ہستی کا آپ ثبوت دیا کرتا ہے۔

اب میں آپ کو ذرا اور آگے سیر کرانی چاہتا ہوں۔ اور اس حقیقی معبود قادر مطلق اور با اختیار خدا کی زندہ ہستی کے چند ایک اور ثبوت دینا چاہتا ہوں۔ یہ تو آپ اچھی طرح سے سن چکے ہو۔ کہ خدائی وعدوں کے مطابق ہزارہا مردے جو ہمارے نبی کریم صلعم کے وجود با جود سے زندہ ہوئے تھے وہ ثبوت ہستی باریتعالےٰ کے زندہ گواہ تھے۔ اور قبل از وقت خدائی وعدوں کے مطابق انہوں نے اپنے اخلاق و عادات میں ایک سچی اور پاک تبدیلی دکھا کر اور دن بدن عروج اور اقبال حاصل کر کے ایک ایسی ہستی کا جو خفیہ طور سے اپنے وعدوں کے مطابق ان کی ہر طرح سے مدد کرتی تھی کامل طور پر ثبوت دیدیا تھا۔ لیکن آپ یاد رکھیں کہ یہی وہ عظیم الشان **ثبوت ہستی باریتعالےٰ** ہے جس کے مقابلہ پر اور کوئی دلیل ٹکا نہیں کھا سکتی۔ مجرد قانون قدرت کا ملاحظہ کرنے سے یا پتہ پتہ میں اسکی قدرت کاملہ کا نمونہ دیکھنے سے **ابتدائی حالت میں تسکین** نہیں ہوا کرتی اور نہ ہی تشکک اور شبہات سے نجات ملتی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر انسان سعید ہو تو وہ موجودات پر نظر ڈال کر ایک حد تک خدا کی ہستی کا قائل ہوجاتا ہے مگر وہ ایمان ایک کچا اور خشکی ایمان ہوتا ہے اور ایسے ایمان سے دل کو سکینت اور طمانیت حاصل نہیں ہوا کرتی۔ فرض کر لو کہ ایک شخص قانون قدرت پر غور کر کے صانع کے وجود کو مان گیا ہے مگر ساتھ ہی اس کے دل میں یہ وہم بھی تو اٹھ سکتا ہے کہ اس صانع پر ایمان لانے کی ضرورت کیا۔ اور اسی کو اس موجودات کا خالق اور حقیقی مالک ماننے سے ہماری ذات کو فائدہ کیا ہے۔ ہے تو بھی نہیں ہے تو بھی ہمارا اس کے ساتھ کیا تعلق اور اس کا ہمارے ساتھ کیا واسطہ۔ غرض انسان ایسی باتوں سے تذبذب اور شبہات کے جال سے کبھی بھی بچ نہیں سکتا۔ اور جب تک کہ کامل معرفت اسے حاصل نہ ہوجاوے ان وسوسوں اور بکھیڑوں میں ہی سرگردان اور مارا مارا پھرتا ہے۔ لیکن نبی اور رسول جو دنیا میں آتے ہیں تو سب سے پہلی آواز ان کی یہی ہوتی ہے کہ اے لوگو جو دنیا میں آباد ہو تم عبث پیدا نہیں کئے گئے ہو اور نہ ہی دوسرے حیوانات کیطرح صرف کھانا پینا ہی تمہارا کام ہے بلکہ فطرتی طور پر خدا کی معرفت حاصل کرنے کا ایک مادہ اور ملکہ تمہیں عطا کیا گیا ہے۔ اور تمہارے اندر ایک اور لطیف وجود اور انسانی روح موجود ہے جو مرنے کے بعد بھی رہتی ہے۔ اور جب تک تم اس حقیقی مقصود اور اصلی مطلوب کو حاصل نہ کر لوگے تب تک حقیقی سکھ کا منہ نہیں دیکھ سکو گے۔ اور دنیا کے کھیل تماشے اور عیش و عشرت پرست ہو لو یہ تو تمہاری آزمایش اور ترقی کے لئے ایک مدرسہ ہے۔ یہ مت خیال کرو کہ یہی چندروزہ زندگی ہے۔ بلکہ تمہاری زندگی تو ایک لامحدود زندگی ہے۔ ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ ان امتحانوں میں پورا اترے اور آیندہ زندگی کا فکر کرے۔

اے دنیا کے رہنے والو یاد رکھو جو کوئی بے پرواہی سے کام لے گا اور اکڑ بازوں کیطرح تکبر رعونت اور خودستائی سے کام لے گا اس کا انجام نہایت درجہ کا دکھ ہوگا۔ جہاں رونا چلانا اور دانت پیسنا ہوگا۔

یہ مت خیال کرو کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ بلکہ ہر ایک کو اس گھاٹی پر سے گزرنا ہوگا۔ اور وان منکم الا واردھا کان علیٰ ربک حتما مقضیا[1] کا سچا وعدہ اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھنا پڑے گا مبارک وہ جو ابھی سے اپنے انجام کی فکر کریں۔ اور وہ راستہ اختیار کریں جس پر چل کر ہم کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ راستہ بڑا کٹھن ہے وہی طے کر سکتے ہیں جو راستہ بنانے والے کے اپنے بنائے ہوئے احکاموں پر چلتے ہیں اور اسی کی ہدایتوں پر عمل کرنا اپنا اہم اور اعلیٰ فرض سمجھتے ہیں۔ ہم کو اس نے تمہارا لیڈر اور رہبر بنا کر بھیجا ہے ہم اس راستہ کی تکالیف اور دوسری ضروری باتوں سے خوب واقف ہیں۔ ہم یہ منزل اچھی طرح سے طے کر کے اور کامیابی کا سارٹیفکٹ حاصل کر کے تمہاری ہدایت کے لئے آئے ہیں مبارک وہ جو ہمارے پیچھے پیچھے ہو لیں اور ہمارے ساتھ اپنا پیوند مضبوط کر لیں۔ کیونکہ ہمارے بغیر سب اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ تم لوگ اپنے دلوں کو صاف کر لو اپنے مال و اسباب کی ہر طرح سے جانچ اور پڑتال کر لو۔ اور یہ مت خیال کرو کہ کسی طرح کے خفیہ دغا اور فریب سے تم پار اتر سکو گے بلکہ یہ صفا قطرہ بقطرہ تاگو ہر شو[2] والا معاملہ ہوگا اس کے بغیر کوئی راہ نجات کی نہیں۔ اس راستہ میں چلنے کے لئے اپنے دلوں کو منوالو جب ایمان پیدا ہو جائے گا۔ تو پھر حقیقی حافظ اور کمزوروں کا نام تمہاری حفاظت اور مدد کرے گا۔ اور خدا تعالیٰ کا فضل تمہاری دستگیری کریگا لیکن اس سے پہلے کہ وہ وقت آوے اپنے حساب کتاب کی درستی کر لو اور اپنے نوکروں (آنکھ۔ کان۔ منہ۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ ناک۔ اور عضو تناسل) کے گفتار اور کردار سے اچھی طرح سے تسلی کر لو کہیں یہ قافلہ سے ہی تمہیں خارج نہ کرا دیں۔ غرض　پورے پورے پرہیزگار بنجاؤ۔ اور اپنے آپ کو کمزور اور ناتوان سمجھکر اس اعلیٰ ہستی کے آگے جھک جاؤ۔ اور ہمارے حکموں کے مطابق حسب مقدرت چلنے کی کوشش کرو۔ ہم کو وعدہ دیا گیا ہے کہ تم لوگ اصلی مقصود کو حاصل کر لو گے۔ بہر حال میں اپنے اس خیال اور وہم کو مختصر طور پر ظاہر کرنے کے بعد اپنے اصلی مضمون کیطرف توجہ کر کے لکھتا ہوں۔ کہ ہمارے نبی کریم صلعم نے خدائی وعدوں کے مطابق جو ہزارہا مردے زندہ کئے تھے۔ تو وہ ہستی باری تعالیٰ کا ایک بڑا بھاری ثبوت تھے جس سے کوئی شخص ہی سچے دل سے انکار نہیں کر سکتا۔ (باقی آیندہ)　محمد ظہیر الدین

---

[1] نٹ نوٹ۔ یہی ہیں دوزخ کے سات دروازے جو آئیوالے جہان میں جسمانی طور پر متمثل ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

[2] ۔ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہوگی کہ ہر ایک بات کو حاصل کرنے کے لئے بعض قواعد ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے ضروری طور پر پہلے اچھی طرح ابجد سیکھنی پڑتی ہے اور مناسب حال تدریجی طور پر استاذہ کے بتائے ہوئے قواعد کا پابند ہونا پڑتا ہے یا ایک شخص مکان کی چھت پر چڑھنا چاہتا ہے تو اسے سیڑھی پر سے ہی ایک قاعدہ کے ماتحت چڑھنا پڑے گا بغیر اس کے وہ کبھی ہی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

ایک شخص نے حضرت اقدس کی خدمت بابرکت میں چند سوال پیش کئے بمعہ جواب ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ ظہیر

سوال نمبر اول۔ زردشت نبی تھا یا نہیں؟

حضرت اقدس نے فرمایا۔ ہم تو یہی کہیں گے کہ امنت باللہ و رسلہ۔ خدا کے کل رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔ مگر اللہ کریم نے ان سب کے نام اور حالات سے ہمیں آگاہی نہیں دی۔ جیسے فرمایا ولقد ارسلنا رسلاً من قبلك منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك ۲۴/۱۳ اتنے کروڑ مخلوقات پیدا ہوتی رہی اور کروڑ ہا لوگ مختلف ممالک میں آباد رہے تو نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ نے ان کو یونہی چھوڑ دیا ہو اور کسی نبی کے ذریعہ سے ان پر اتمام حجت نہ کی ہو آخر ان میں رسول آتے ہی رہے ہیں ممکن ہے کہ یہ بھی انہیں میں سے ایک رسول ہوں۔ مگر انکی تعلیم کا صحیح پتہ اب نہیں لگ سکتا۔ کیونکہ زمانہ دراز گذر جانے سے تحریف لفظی اور معنوی کے سبب بعض باتیں کچھ کا کچھ بن گئی ہیں حقیقی طور پر محفوظ رہنے کا وعدہ تو صرف قرآن مجید کے لئے ہی ہے مومن کو سوء ظن کی نسبت نیک ظن کیطرف زیادہ جانا چاہیئے قرآن مجید میں وان من امة الا خلا فيها نذير ۲۲/۱۵ لکھا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ بھی ایک رسول ہوں۔

سوال نمبر دوئم۔ براہین احمدیہ میں آپ نے کلام الٰہی کی ایک نشانی یہ بھی لکھی ہے۔ کہ وہ ہر ایک پہلو میں دوسری کلاموں سے افضل ہوتا ہے۔ توریت انجیل بھی تو خدا کا کلام ہیں۔ کیا ان میں بھی یہ اوصف پایا جاتا ہے؟

حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ ان کتابوں کی نسبت قرآن مجید میں يحرفون الكلم عن مواضعه ۶/۷ لکھا ہے وہ لوگ شرح کے طور پر اپنی طرف سے بھی کچھ ملا دیا کرتے تھے اس لئے جو کتابیں محرف مبدل ہو چکی ہیں ان میں یہ نشانی کب مل سکتی ہے؟ اس پر حضرت حکیم الامت نے عرض کی۔ کہ حضور! توریت میں لکھا ہے "پھر موسیٰ خدا کا بندہ مر گیا اور موسے جیسا کوئی پیدا ہوا نہ ہوگا اور اسکی قبر بھی آج تک کوئی نہیں جانتا" تو یہ کلام حضرت موسے کی ہو ہی کس طرح سکتی ہے۔ اور انجیل کی نسبت تو عیسائی خود قائل ہیں کہ وہ اصلی جو عیسے کی انجیل تھی نہیں ملتی یہ سب تراجم در تراجم ہیں اور ترجمے مترجم کے اپنے خیالات کے مطابق ہوا کرتے ہیں اور ان میں بہت سا حصہ اس قسم کا پایا جاتا ہے جو دوسروں کا بیان ہے جیسے صلیب کا واقعہ وغیرہ کا۔

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ یہ ٹھیک بات ہے اگر تمام دنیا میں تلاش کریں۔ تو قرآن مجید کیطرح خالص اور محفوظ کلام الٰہی کہیں نہیں ملتا۔ بالکل محفوظ اور دوسروں کی دست برد سے پاک کلام تو صرف قرآن مجید ہی ہے۔ دہ باتیں بڑی

یاد رکھنے والی ہیں۔ ایک تو قرآن شریف کی حفاظت کی نسبت کہ روئے زمین پر ایک ہی ایسی کتاب تھی جسکی حفاظت کا وعدہ خود اللہ کریم نے کیا ہوا ور جسمیں انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کا پرزور اور تحدیانہ دعویٰ موجود ہو اور دوسرا آنحضرت صلعم کی اخلاقی حالتوں کی نسبت۔ کیونکہ ہمارے نبی کریم صلعم کو ہر ایک طرح کے اخلاق کو ظاہر کرنیکا موقع ملا۔ حضرت موسیٰ کو دیکھو کہ وہ راستہ میں ہی فوت ہو گئے تھے اور حضرت عیسےٰ تو ہمیشہ مغلوب ہی رہے معلوم نہیں اگر غالب ہوتے تو کیا کرتے مگر ہمارے نبی کریم صلعم نے ہر طرح سے اقتدار اور اختیار حاصل کرکے اپنے جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو اپنے سامنے بلا کر کہدیا

لا تثریب علیکم الیوم

اور پھر یہ بھی دیکھو کہ آنحضرت صلعم اس وقت مبعوث ہوئے تھے جب فسق و فجور شرک اور بت پرستی اپنے انتہا کو پہنچ چکی تھی اور ظھر الفساد فی البر والبحر[۱] والا معاملہ ہو رہا تھا اور گئے اس وقت تھے جب ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا[۲] والا نظارہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا تھا۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جسکی نظیر تمام دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ اور یہی تو کاملیت ہے کہ جس مقصود کے لئے آئے تھے اس کو پورا کرکے دکھا دیا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام تو صلیب کا ہی منہ دیکھتے پھرے۔ اور یہودیوں سے رہائی نہ پا سکے مگر ہمارے نبی کریم صلعم نے غالب ہو کر وہ اخلاق دکھائے جنکی نظیر نہیں۔

سوال نمبر سوئم۔ عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت تو قرآن شریف میں کلمۃ اور روح منہ لکھا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ ہم بھی تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی پیدائش کو مس شیطان سے پاک سمجھتے اور دوسرے نبیونکی ارواح کیطرح انکی روح کو بھی روح منہ مانتے ہیں۔ اور یومن باللہ وکلمتہ[۱] پر یقین رکھتے ہیں مگر اس سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی دوسرے انبیاء پر کوئی فضیلت تو ثابت نہیں ہو سکتی۔ آپ ہی بتائیں کہ ہر ایک شخص اروح منہ ہوتا ہے یا کسی اور طرف سے۔ سب ارواح خدا تعالیٰ کی مخلوق اور اسی کیطرف سے ہوتی ہیں نہ کسی اور طرف سے ہاں اسمیں ایک لطیف اشارہ بھی ہے اور وہ یہ کہ فاسقوں فاجروں کی ارواح کو بسبب ان کے فسق و فجور اور شرک کی گندگی کے روح منہ نہیں کہ سکتے بلکہ وہ روح الشیطان ہوتے ہیں۔ جیسے فرمایا اللہ تعالےٰ وشارکھم فی الاموال والاولاد[۲] اور اس طرح سے ہم مانتے ہیں کہ بعض روح الشیطان ہوتے ہیں اور بعض روح منہ ہوتے ہیں۔ بعض آدمی ایسے خراب ہوتے ہیں کہ وہ نہایت ہی خبیث الفطرت اور شیطانی خصلت ہوتے ہیں ان سے توقع ہی نہیں ہو سکتی کہ وہ کبھی رجوع الی اللہ کر سکیں۔ ایسے لوگوں پر روح منہ کا لفظ نہیں بولا جاتا بلکہ وہ روح الشیطان ہوتے ہیں۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر جو روح منہ یا کلمتہ کا لفظ بولا گیا ہے تو وہ بطور ذب اور دفع کے ہے اور اس الزام کو دور کیا گیا ہے جو ان پر لگایا گیا تھا ورنہ کل راستباز اور نیکوکار لوگ روح منہ ہی ہوتے ہیں۔

سوال نمبر چہارم۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو تو خدا نے بے باپ پیدا کیا تھا۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ اگر بے باپ پیدا ہونا دلیل الوہیت یا ابنیت ہے تو پھر حضرت آدم علیہ السلام بدرجۂ اولیٰ اس کے مستحق ہیں۔ کیونکہ نہ انکی ماں ہے نہ باپ۔ اور خدا فرماتا ہے۔ ان مثل عیسےٰ عند اللہ کمثل آدم[۳] اور سوچنے والی بات یہ ہے۔ کہ چونکہ حضرت عیسےٰ کے بے باپ پیدا ہونے سے خلقت کو دھوکا لگنے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے خدا نے آدم علیہ السلام کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کرکے ایک نظیر پہلے ہی سے قائم کر دی تھی لیکن اگر اس کے آسمان پر جانیوالی بات بھی صحیح مانی جاوے تو چاہئے تھا کہ اللہ تعالیٰ اسکی بھی ایک نظیر قائم کر دیتا۔ اب بتلاؤ جبکہ خدا نے آسمان پر جانیکی کوئی نظیر پیش نہیں کی تو پھر اسی سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کے آسمان پر جانے والی کہانی محض جھوٹی ہے۔ ہمارے نبی کریم صلعم پر جب کفار نے سوال کیا تھا کہ او ترقیٰ فی السماء[۵] یعنے آسمان پر چڑھ جاؤ۔ تو خدا نے یہی جواب دیا تھا کہ بشر آسمان پر نہیں جا سکتا جیسے فرمایا۔ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا[۵] اگر بشر آسمان پر جا سکتا تھا۔ تو چاہئے تھا کہ کفار نظیر پیش کر دیتے۔ افسوس کہ ان لوگوں نے بیوجہ پادریوں کی مدد پر کمر باندھ لی ہے۔ جب وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی رو سے بشر تو آسمان پر جا نہیں سکتا مگر عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر چلے گئے اس لئے وہ خدا ہیں تو پھر یہ چپ رہ جاتے ہیں۔ اتنا نہیں سمجھتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ایک کمزور اور عاجز انسان تھے اور خدا کے رسول تھے ایک ذرہ بھی اس سے زیادہ نہ تھے اگر وہ خدا تھا تو یہ بار ثبوت عیسائیوں پر ہے کہ وہ کوئی سورج چاند یا زمین کا پتہ دیویں جو اس نے بنائی تھی۔ وہ بیچارے تو ایک مچھر بھی پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ قرآن مجید میں تو صاف لکھا ہے کہ وہ ایک عبد تھے کھانے پینے اور دوسرے حوائج کے محتاج تھے اور دوسرے نبیوں کیطرح وفات پا گئے تھے۔

سوال نمبر پنجم۔ ایسے موقع پر مسلمان معراج پیش کر دیتے ہیں۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ معراج جس وجود سے ہوا تھا وہ یہ بکنے موتنے والا وجود تو نہ تھا۔ بلکہ وہ ایک الطف اور نہایت ہی نورانی وجود تھا۔ کس غلطی کی اصلاح کیجاوے۔ بخاری میں صاف طور پر ثم استیقظ لکھا ہے۔ یعنے پھر وہ جاگ اٹھے۔ اب بتلاؤ ہم یہ بات کسطرح مان لیں کہ وہی قرب وجود تھا۔ ہمارا تو تجربہ ہے کہ پاک لوگوں کو ایک نورانی وجود ملتا ہے یاد رکھو ایک الہام ہوتا ہے اور ایک رویا اور کشف بھی ہوتا ہے کشف رویا سے بڑھکر ہوتا ہے۔ صاحب کشف جانتا ہے کہ میں ایک اور جگہ پر ہوں اور وہ دوسرونکی آواز بھی سنتا ہے۔ صوفیائے کرام اس بات کے قایل ہیں کہ اولیاء اللہ کو ایک نوری جسم ملتا ہے بلکہ بعض اوقات اسے دوسرے لوگ بھی دیکھ لیتے ہیں۔ اور سب صوفی اس بات کے ہی قایل ہوتے ہیں کہ وحی کا سلسلہ بند نہیں ہوتا بلکہ ظلی طور پر انسان نبی بن سکتا مگر کمزوری کے ساتھ وحی ول کہدیتے ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ وہ یہ وجود نہیں تھا جو معراج میں تھا۔ بلکہ وہ ایک اور ہی وجود ہوتا ہے۔ اسی سے انسان مردوں سے بھی ملاقات کرتا ہے۔ اور اس کا نمونہ کسیقدر خواب میں بھی پایا جاتا ہے۔ کہ انسان کا یہ وجود تو چارپائی پر ہوتا ہے۔ مگر ایک آنکھیں ہوتی ہیں جن سے دیکھتا ہے اور ایک پاؤں ہوتے ہیں جن سے چلتا ہے۔ اور خواب کو موت کی بہن بھی اسیواسطے کہا گیا ہے۔ کہ اس سے اس عالم کی کسیقدر سمجھ آ جاتی ہے۔ جب بخاری جیسی کتاب میں ثم استیقظ لکھا ہے اور حضرت عایشہ صدیقہ کا بھی یہی مذہب ہے تو ہمیں کیا بنی ہے جو یونہی کچھ کا کچھ پیش کر دیا کریں معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کا مذہب بھی یہی تھا کہ آنحضرت صلعم کو معراج اس وجود سے نہیں

ریویو

فتح الیزدان المعروف بہ ثبوت یزدان اس نام کا ایک رسالہ منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس بٹالہ نے پنڈت مست رام کے رسالہ مذہب در عکس نہند نام زنگی کافور کے جواب میں شائع کیا ہے پنڈت مذکور نے اپنا رسالہ وجود باری کے انکار میں لکھا تھا۔ اس کا جواب منشی صاحب موصوف نے عقلی اور فلسفی طرز پر نہایت معقول دیا ہے اور پنڈت مذکور کے مسلمات اور دلائل کی خوب دھجیاں اڑائی ہیں ضمناً تدوع اور مادہ کے انادی ہونے اور نیستی سے ہست ہونے کی بحث بھی قابل دید ہے۔ یہ رسالہ ان نوجوانوں کے لئے بھی مفید ہے جو کالجوں میں فلسفہ کے مضامین پڑھکر ہستی باری تعالیٰ کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔ رسالہ مذکور کی چھپائی اور کتابت عمدہ ہے اور کاغذ بھی اچھا لگایا گیا ہے منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس بٹالہ سے ۶ر قیمت پر ملے گا۔

خیالات یعنی مجموعہ مضامین مختلفہ ۳۴۰ صفحوں کی ایک ضخیم کتاب عمدہ کاغذ پر رفاہ عام سٹیم پریس لاہور نے مندرجہ حاشیہ نام سے خوبصورت چھاپ کر شائع کی ہے۔ اور اس کی قیمت ۱۲ء فی جلد رکھی ہے اس کتاب کے مصنف خان صاحب مرزا سلطان احمد صاحب افسر مال سیانوالی (پنجاب) ہیں۔ یہ ان مضامین کا مجموعہ ہے جو معزز مصنف نے ملک کے مشہور ماہواری رسایل میں وقتاً فوقتاً لکھے ہیں۔ مرزا سلطان احمد صاحب ایک مشہور اہل قلم ہیں اور نیچرل مضمون نگاری میں انھیں خاص مہارت اور مذاق حاصل ہے۔ اس کتاب میں جو میرے پاس ریویو کے لئے آئی ہے بڑے بڑے عجیب مضامین درج ہیں میں اُن لوگوں کو جو علم و ادب سے دلچسپی رکھتے ہیں اور ذہنی فلسفہ اور مقدنی خیالات کی حقیقت اور نیرنگیوں سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں مشورہ دونگا کہ وہ اس کتاب کو ایک مرتبہ ضرور پڑھیں۔ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور سے یہ کتاب ۱۲ء پر ملے گی۔

رفیق مسافران ریلوے بورڈ انڈیا نے رفیق مسافران نام ایک کتاب — منشی عبد الرشید لائبریرین سے حال میں تالیف کرائی ہے اور اس کی ایک کاپی بصیغہ رجسٹری اڈیٹر الحکم کو بھی ریویو کے لئے بھیجی ہے۔ اس کتاب کی تالیف میں مؤلف کو بہت محنت کرنی پڑی ہے اور ریلوے بورڈ نے ایسی تالیف سے پبلک کو بہت فایدہ پہنچانے کی کوشش کی ہے اس قسم کی ضروری تالیفات کا ریلوے بورڈ کی طرف سے شائع ہونا ازبس ضروری ہے۔ اس کتاب میں اُن مقامات کا حال لکھا ہے جہاں لوگ بغرض زیارات و دیگر وجوہات سے بکثرت جاتے ہیں اگر بعض مقام ریلوے لائن پر نہیں تو اُن کا فاصلہ وغیرہ امور سے آگاہی دی ہے اور آخیر میں ریلوے کے عام قواعد درج کر دئیے ہیں جن کے نہ جاننے کی وجہ سے عوام کو بعض اوقات سخت تکلیف ہوتی ہیں ہر ایک سٹیشن کا کسی بڑے سٹیشن سے فاصلہ اور تیسرے درجہ کا کرایہ بھی درج کر دیا ہے اور آخیر میں ایک نقشہ ہندوستان بھی دیا ہے یہ کتاب باوجودیکہ عجلت میں طیار ہوئی ہے۔ اور اس وجہ سے بعض فروگذاشتیں بھی ہوئی ہیں مثلاً قادیان کے متعلق لکھا ہے کہ آریوں کا مڈل سکول بھی یہاں ہے حالانکہ وہ عرصہ ہوا بند ہو چکا ہے۔ تاہم نہایت مفید معلومات اور قابل دید مقامات کے حالات اور نقشہ اور ریلوے کے قواعد کی یاد داشتوں اور مختلف ریلوے لائنوں کے متعلق ضروری انفرمیشن کا مجموعہ ہے یہ کتاب بڑے سٹیشنوں پر کتابیں بیچنے والوں سے بہت ارزاں ملتی ہے باوجودیکہ اڑہائی سو صفحوں کے قریب نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر چھاپی گئی ہے۔

اختر اس نام کا ہفتہ وار اخبار بٹالہ ضلع گورداسپور سے حال میں شائع ہونے لگا ہے اس کے ایڈیٹر منشی غلام محی الدین اخگر ہیں۔ ہر قسم کے ضروری مضامین کا مجموعہ ہوتا ہے اور اخگر صاحب اخبار کو دلچسپ بنانے کی پوری سعی کر رہے ہیں۔ میں اپنے ہمسایہ ہم عصر کی کامیابی چاہتا ہوں نمونہ بٹالہ سے منگوالیا جاوے۔

نیرنگی دہر ناولوں کا دور ہے اس لئے ملک میں جس قدر ناول نکلتے ہیں اسقدر علمی کتابیں نہیں نکلتیں۔ یہ ملک کے بگڑے ہوئے مذاق کا ثبوت ہے نیرنگی دہر بھی ایک ناول ہے جو محمد عبد الغفور منیجر ڈیوٹی شاپ علی گڈھ نے لکھا ہے اس میں ناول ہی کے ذریعہ نوجوانوں کے بگڑے ہوئے اخلاق اور عادات کی اصلاح کی سعی کی ہے اور نفس مضمون کے لحاظ سے یہ ناول نوجوانوں کے پڑھنے کے قابل ہے قیمت ۶ر ہے۔

مُبادی الصرف والنحو یہ مختصر سا رسالہ حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کی تصنیف ہے جو آپ نے بچوں۔ نوجوانوں اور دوسرے مشاغل سے کم فرصت لوگوں کے لئے لکھا ہے تاکہ وہ تھوڑا سا وقت نکالکر بھی عربی صرف و نحو میں اتنی واقفیت پیدا کرلیں جو انھیں قرآن مجید اور دوسری دینی کتابوں کے مطالعہ کے لئے مدد دے سکے یہ رسالہ اب دوسری مرتبہ مناسب اصلاح اور ترمیم کے بعد نہایت عمدہ اور خوشخط رفاہ عام سٹیم پریس میں سید عبد الحیی عرب نے چھپوایا ہے اور ۲ر قیمت پر عرب صاحب ہی سے ملے گا۔ چونکہ تھوڑی کاپیاں چھاپی گئی ہیں اس لئے جلد منگوالینا چاہئے۔

عید فنڈ کی طرف توجہ کرو

عید سعید کی تقریب بہت ہی قریب ہے اور اس اخبار کے بعد دوسرا نمبر یقیناً عید کے بعد شائع ہوگا اس لئے جملہ احمدی احباب کو عموماً اور احمدی انجمنوں کو خصوصاً توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ عید فنڈ نہایت مستعدی اور ہمت اور دلی جوش سے وصول کر کے مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضروریات کے لئے یہاں روانہ کریں اور ایسا ہی مساکین کے لئے صدقہ عید الفطر حسب معمول باقاعدہ جمع کر کے بھیجیں۔ میں امید کرتا ہوں یہ مختصر تحریک یاد دہانی کا کام دیگی

خطبۂ جمعہ

از حکیم الامت ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۷ء

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدًا عبدہ و رسولہ۔ اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظن ان بعض الظن اثم و لا تجسسوا و لا یغتب بعضکم بعضًا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتًا فکرھتموہ و اتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم ۲۶/۱۴

بعضے گناہ ہوتے ہیں کہ وہ اور بہت سے گناہوں کو بلانے والے ہوتے ہیں۔ اگر ان کو نہ چھوڑا جائے تو اُن کی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص کے بتوں کو توڑا جائے مگر بت پرستی کو اُس کے دل سے دور نہ کرایا جاوے۔ اگر ایک بت کو توڑ دیا تو اُس کے عوض سیکڑوں اور تیار ہو سکتے ہیں۔ مثلاً صلیب ایک پیسہ کو آتی ہے اگر کسی ایک کی صلیب کو توڑ ڈالیں تو لاکھوں اور بن سکتی ہیں۔ غرض جب تک شرارتوں اور گناہوں کی ماں اور جڑ دور نہ ہو تب تک کسی نیکی کی امید نہیں ہو سکتی۔ اور تا وقتیکہ اصلی جڑ اور اصلی محرک بدی کا دور نہ ہو۔ فروعی بدیاں لگی دور نہیں ہو سکیں۔ جب تک بدیوں کی جڑ نہ کاٹی جاوے تب تک وہ اور بدیوں کو اپنی طرف کھینچے گی اور دوسری بدیاں اپنا پیوند اس سے رکھیں گی مثلاً شہوت بد ایک گناہ ہے۔ بدنظری۔ زنا۔ لواطت۔ حسن پرستی۔ سب اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ حرص اور طمع جب آتا ہے تو چوری جعلسازی ڈاکہ زنی ناجائز طور سے دوسروں کے مال حاصل کرنے اور طرح طرح کی دھوکہ بازیاں سب اسی کی وجہ سے کرنی پڑتی ہیں۔ غرض یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ بعض باتیں اصل ہوتی ہیں۔ اور بعض ان کی فروعات ہوتی ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے وہ کوئی حقیقی اور سچی نیکی ہرگز نہیں کر سکتے۔ اور وہ کسی کامل خلق کا نمونہ نہیں دکھا سکتے۔ کیونکہ وہ کسی صحیح نتیجہ کے قائل نہیں ہوتے۔ مَیں نے بڑے بڑے دہریوں کو مل کر پوچھا ہے کہ کیا تم کسی سچے اخلاق کو ظاہر کر سکتے ہو اور کوئی حقیقی نیکی عمل میں لا سکتے ہو تو وہ لاجواب سے ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہمارے زیر علاج بھی ایک دہریہ ہے مَیں نے اس سے یہی سوال کیا تھا تو وہ ہنس کر خاموش ہو گیا تھا۔ ایسے ہی جو لوگ قیامت کے قائل نہیں ہوتے وہ بھی کسی حقیقی نیکی کو کامل طور پر عمل میں نہیں لا سکتے۔ نیکیوں کا آغاز جزا سزا کے مسئلہ سے ہی ہوتا ہے جو شخص جزا سزا کا قائل نہیں ہوتا وہ نیکیوں کے کام بھی نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ دوسرے لوگوں کے اس قسم کے الفاظ سے مجھے رنج پہنچتا ہے وہ کسی کی نسبت ویسے الفاظ کیوں استعمال کرنے لگا۔ یا جو شخص اپنی لڑکی سے بدنظری اور بدکاری کروانا نہیں چاہتا اور اسے ایک بُرا کام سمجھتا ہے وہ دوسروں کی لڑکیوں سے بدنظری کرنا کب جائز سمجھتا ہے۔ ایسے ہی جو اپنی ہتک کو بُرا خیال کرتا ہے وہ دوسروں کی ہتک کبھی نہیں کرتا۔ بہرحال یہاں اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے بچنے کا ایک گُر بتایا ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظن ان بعض الظن اثم

ایماندارو! ظن سے بچنا چاہئے کیونکہ بہت سے گناہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔ ایک شخص کسی کے آگے اپنی ضرورتوں کا اظہار کرتا ہے اور اپنے مطلب کو پیش کرتا ہے۔ لیکن اس کے گھر کی حالت اور اس کی حالت کو نہیں جانتا اور اس کی طاقت اور دولت سے بے خبر ہوتا ہے۔ اپنی حاجت برآری ہوتے نہ دیکھ کر سمجھتا ہے کہ اُس نے جان بوجھ کر شرارت کی اور رہبری دستگیری سے مُنہ موڑا۔ تب محض ظن کی بنا پر اس جگہ جہاں اس کی محبت بڑھنی چاہئے تھی۔ عداوت کا بیج بویا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ ان گناہوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے جو عداوت کا پھل ہیں۔ کئی لوگوں سے مَیں نے پوچھا ہے کہ جب تم نے میرا نام سُنا تھا تو میری یہی تصویر اور موجودہ حالت کا یہی نقشہ آپکے دل میں آیا تھا یا کچھ اور ہی سما اپنے دل میں آپ نے باندھا ہوا تھا۔ تو انھوں نے یہی جواب دیا ہے کہ جو نقشہ ہمارے دل میں تھا اور جو کچھ ہم سمجھے بیٹھے تھے وہ نقشہ نہیں پایا۔ یاد رکھو بہت بدیوں کی اصل جڑ سؤظن ہوتا ہے۔ مَیں نے اگر کبھی سؤظن کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری تعلیم فرما دی کہ بات اسکے خلاف نکلی ہیں اس میں تجربہ کار ہوں۔ اس لئے نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ اکثر سؤظنیوں سے بچو اس سے سخن چینی اور عیب جوئی کی عادت بڑھتی ہے۔ اسی واسطے اللہ کریم فرماتا ہے۔ و لا تجسسوا۔ تجسس نہ کرو۔ تجسس کی عادت بدظنی سے پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان کسی کی نسبت سؤظنی کی وجہ سے ایک خراب رائے قایم کر لیتا ہے تو پھر کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کے کچھ عیب مل جاویں اور پھر عیب جوئی کی کوشش کرتا اور اسی جستجو میں مستغرق رہتا ہے۔ اور یہ خیال کر کے کہ اس کی نسبت مَیں نے جو یہ خیال ظاہر کیا ہے اگر کوئی پوچھے تو پھر اس کا کیا جواب دوں گا۔ اپنی بدظنی کو پورا کرنے کے لئے تجسس کرتا ہے اور پھر تجسس سے غیبت پیدا ہوتی ہے۔ جیسے فرمایا اللہ کریم نے

و لا یغتب بعضکم بعضًا

غرض خوب یاد رکھو کہ سؤظن سے تجسس اور تجسس سے غیبت کی عادت شروع ہوتی ہے۔ اور چونکہ آجکل ماہ رمضان ہے اور تم لوگوں میں سے بہتوں کے روزے ہوں گے اس لئے یہ بات مَیں نے روزہ پر بیان کی ہے۔ اگر ایک شخص روزہ بھی رکھتا ہے اور غیبت بھی کرتا ہے اور تجسس اور نکتہ چینیوں میں مشغول رہتا ہے۔ تو وہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے جیسے فرمایا۔

ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتًا فکرھتموہ

اب جو غیبت کرتا ہے وہ روزہ کیا رکھتا ہے وہ تو گوشت کے کباب کھاتا ہے اور کباب بھی اپنے مُردہ بھائی کے گوشت کے۔

اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ غیبت کرنے والا حقیقت میں ہی بڑا بدآدمی ہوتا ہے جو اپنے مُردہ بھائی کے کباب کھاتا ہے ۔ مگر یہ کباب ہر ایک آدمی نہیں دیکھ سکتا ۔ ایک صوفی نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک شخص نے کسی کی غیبت کی ۔ تب اس سے قے کرائی گئی تو اُس کے اندر سے بوٹیاں نکلیں جن سے بُو بھی آتی تھی ۔ یاد رکھو یہ کہانیاں نہیں ۔ یہ واقعات ہیں ۔ جو لوگ بدظنیاں کرتے ہیں وہ نہیں مرتے جب تک اپنی نسبت بدظنیاں نہیں سُن لیتے اس لئے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور دردِ دل سے کہتا ہوں کہ غیبتوں کو چھوڑ دو بغض اور کینہ سے اجتناب اور بکلی پرہیز کرو اور بالکل الگ تھلگ رہو ۔ اس سے بڑا فایدہ ہوگا ۔ میری نہ کوئی جاگیر مشترکہ ہے نہ کوئی مکان مشترکہ ہے میرا کوئی معاملہ دُنیا کا کسی سے مشترکہ نہیں اسی طرح میں اوروں پر قیاس کرتا ہوں کہ وہ بھی یہاں آکر الگ تھلگ ہوں گے ۔ اور اگر کچھ معمولی سی شراکت ہوگی بھی تو کوشش کرنے سے بالکل الگ رہ سکتے ہیں ۔ انسان خود بخود اپنے آپ کو پھندوں میں پھنسا لیتا ہے ورنہ بات سہل ہے جو لڑکے دوسروں کی نکتہ چینیاں اور غیبتیں کرتے ہیں اللہ کریم ان کو پسند نہیں کرتا ۔ اگر کسی میں کوئی غلطی دیکھو تو خدا تعالےٰ سے اس کے لئے دعا کرو کہ اُس کی وہ غلطی نکال دیوے ۔ اور اپنے فضل سے اس کو راہ راست پر چلنے کی توفیق دیوے ۔ یاد رکھو اللہ کریم تواب الرحیم ہے وہ معاف کر دیتا ہے ۔ جب تک انسان اپنا نقصان نہ اُٹھائے اور اپنے اوپر تکلیف گوارا نہ کرے کسی دوسرے کو سکھ نہیں پہنچا سکتا ۔ بدصحبتوں سے بکلی کنارہ کش ہو جاؤ ۔ خوب یاد رکھو کہ ایک جو ہر طبیعی یا لہار کی بھٹی یا کسی عطار کی دوکان کے پاس بیٹھنے سے ایک جیسی حالت نہیں رہا کرتی ۔ ظن سے اگر قریب بھی جانے لگو تو اس سے بچ جاؤ ۔ کیونکہ اس سے پھر تجسس پیدا ہوگا ۔ اور اگر تجسس تک پہنچ چکے ہو تو پھر بھی رُک جاؤ کہ اس سے غیبت تک پہنچ جاؤ گے ۔ اور یہ ایک بہت بُری بداخلاقی ہے اور مردار کھانے کی مانند ہے ۔

واتقوا اللہ ان اللہ تواب الرحیم ۔

تقویٰ اختیار کرو اور پورے پورے پرہیزگار بن جاؤ ۔ مگر یہ سب کچھ اللہ ہی توفیق دے تو حاصل ہوتا ہے ۔ ہم تو اخباروں کے انبار ہر روز معرفت کے پیش کرتے ہیں ۔ گو فائدہ تو ہوتا ہے مگر ہم چاہتے ہیں کہ بہت فائدہ ہو اور بہتوں کو ہو ۔ خدا تعالیٰ توفیق عنایت فرماوے ۔ آمین ۔ (محمد ظہیر الدین عفی عنہ)

یاد رکھنے والا نکتہ

گناہ گار انسان کا دل بیمار ہوتا ہے ۔ جیسے بیمار کو میٹھی چیز کڑوی معلوم ہوتی ہے ۔ ویسے ہی گنہ گار انسان کو بھلی باتیں بُری معلوم ہوتی ہیں ۔ مبارک انسان وہ ہے جو اپنی حالت کا مطالعہ کرتا ہے ۔ گناہ کا چھوڑنا دل کے لئے حیواۃ ہی اور نفس کے خلاف کرنا اسکے لئے بہتری کا باعث ہے کیونکہ بیجا شہوت حرص اور طمع نفس کی بیماریوں میں سے مہلک بیماریاں ہیں ۔ (ظ)

ڈائری طیبہ

فرمایا ۔ حال ہی میں بعض مولویوں نے لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ اور اُن کی ماں ہی مس شیطان سے پاک ہیں اور اس کی تائید میں بخاری وغیرہ کتابوں کی حدیثیں پیش کی ہیں ۔ اگر

مولوی اور مس شیطان

انصاف کی پابندی ہوتی تو یہ لوگ قرآن مجید کو دیکھتے اس میں تو صاف طور پر ان عبادی لیس لک علیہم سلطان لکھا ہوا ہے احادیث کو تو اسی حد تک ماننا چاہئے جس حد تک وہ قرآن مجید کی تعلیم اور آن حضرت صلعم کی عصمت کے خلاف نہ ہوں ۔ ہمارا تو ایمان ہے کہ سب انبیاء پیدائش سے ہی معصوم ہوتے ہیں اور جن کو اللہ کریم نبی اور رسول اور دنیا کے لئے اسوہ حسنہ بنانا چاہتا ہے ۔ ان کو شیطانی مس سے ہر طرح سے بچائے رکھتا ہے ۔ حضرت عیسےٰ تو ایک خاص قوم کے ہادی بن کر آئے تھے انھیں کے مقابلہ

مختص القوم رسول

پر ان کو شیطانی مس سے پاک کہا گیا ہے کیونکہ بموجب بیان انجیل یہودی لوگ جو حضرت عیسےٰ کے دشمن تھے سب کے سب حرام کار اور شیطان کے فرزند تھے ۔ اور چونکہ وہ لوگ حضرت مریم کو متہم کرتے اور (معاذ اللہ) ایک شخص یوسف نام کا الزام لگاتے ہیں اس لئے دفع اور ذب کے طور پر کہا گیا کہ حضرت عیسےٰ مس شیطان سے پاک ہیں اور حضرت مریم فاسقہ نہیں بلکہ صدیقہ ہے ۔ دوسرے انبیاء

صدیقہ کہکر الزام دور کیا

پر یہ شبہات ہی نہیں اُٹھے تو تردید کس کی کیجاتی ۔ افسوس کہ ان لوگوں نے اللہ تعالےٰ کی توحید اور عظمت پر الزام لگائے اور ہمارے نبی کریم صلعم کی ذات پر حملے کئے اور اس طرح سے عیسائیوں کی پوری پوری مدد کی ۔ اگر قرآن مجید میں ان عبادی لیس لک علیہم سلطان اور اسی قسم کی دوسری آیات نہ بھی لکھی ہوئی ہوتیں

سچی محبت

تو بھی ہم اس عشق اور محبت کی وجہ سے جو کہ آنحضرت صلعم سے ہمیں ہے ان کو بالکل پاک اور پیدائش سے ہی معصوم سمجھتے ۔

فرمایا تزکیہ نفس ایک ایسی چیز ہے کہ قرآن مجید کے بہت سے حصہ کی سمجھ اس کے بغیر آ ہی نہیں سکتی ۔ جن لوگوں کا

تزکیہ نفس

تزکیہ نفس ہوتا ہے اور جو پاک دل اور مطہر لوگ ہوتے ہیں ان کو بہت سی باتیں خود بخود ہی ایسی سوجھ جایا کرتی ہیں ۔ جو کہ قرآن مجید کے منشا کے مطابق ہوتی ہیں ۔ اور قرآن مجید خود بخود ہی حل ہوتا جاتا ہے ۔

بھلا دینے والا نکتہ

جن لوگوں کے دل میں یہ خیال ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جسمانی مُردے زندہ کرتے تھے اور خود بھی موت سے بچکر آسمان پر جا براجے تھے ۔ ان کو چاہئے کہ جتنی جلدی ہو سکے اس آبائی وہم کو دل سے دور کر دیں کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی ذات اور صفات کے بھی برخلاف ہے اور نیز عقل اور نقل پر بھی یہ خیال پانی پھیرتا ہے ۔ (ظ)

جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ کی چٹھی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جیساکہ آپ کے اخبار کے ذریعہ سے پہلے ہی احمدی احباب کو مطلع کیا جاتا رہا ہے۔ انجمنوں کا قیام ہر جگہ جہاں کافی تعداد احمدیوں کی موجود ہو نہایت ضروری ہے۔ اسکے متعلق جسقدر تحریک کیگئی تھی اسمیں اب کسیقدر کامیابی کا رنگ نظر آنے لگا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ قواعد برائے شاخہائے صدر انجمن طبع کرا کر ہر جگہ احمدی احباب کیخدمت میں بھیجے گئے اور بعض جگہ انجمنیں قائم ہو کر کام شروع ہو گیا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ نے بالفعل حسب ذیل مقامات پر تجویزاً انجمنہائے ضلع قائم کی ہیں اور ان انجمنوں سے یہ درخواست کی ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں مفصلات کے اندر انجمنیں قائم کر کے رجسٹروں کی تکمیل کریں۔ اور تعطیلات دسمبر سے پہلے پہلے اس کام کی تکمیل کی کوشش کریں۔ ذیل کے مقامات پر انجمنہائے ضلع قائم کیگئی ہیں۔

انجمن احمدیہ قادیان دارالامان۔ ضلع گورداسپور کیلئے۔ انجمن احمدیہ کپورتھلہ۔ ریاست کپورتھلہ کیلئے
انجمن احمدیہ سیالکوٹ۔ ضلع سیالکوٹ کیلئے۔ انجمن احمدیہ مالیرکوٹلہ۔ ریاست مالیرکوٹلہ کیلئے
انجمن احمدیہ شملہ۔ ضلع شملہ کیلئے۔ انجمن احمدیہ لاہور۔ ابھی حد مقرر نہیں کیگئی
انجمن احمدیہ کوئٹہ۔ ضلع کوئٹہ وغیرہ کیلئے۔ انجمن احمدیہ پشاور۔ ضلع پشاور کیلئے تحصیل مردان ہوتی شامل
انجمن احمدیہ مردان۔ تحصیل ہوتی ومردان وغیرہ کیلئے۔ انجمن احمدیہ گجرات۔ ضلع گجرات کیلئے۔
انجمن احمدیہ گوجرانوالہ۔ ضلع گوجرانوالہ کیلئے۔ انجمن احمدیہ بھنڈہ۔ ملازمین ریلوے کیلئے
انجمن احمدیہ چندوسی۔ ضلع مرادآباد کیلئے۔ انجمن احمدیہ بنگہ۔ ضلع جالندھر کیلئے
انجمن احمدیہ پٹیالہ۔ ریاست پٹیالہ کیلئے۔ انجمن احمدیہ لکھنؤ۔ ضلع لکھنؤ کے لئے
انجمن احمدیہ مظفرنگر۔ ضلع مظفرنگر اور نجیب آباد۔ انجمن احمدیہ کراچی۔ ضلع کراچی کیلئے۔
انجمن احمدیہ گھوگی ومنبو۔ کمشنری گھوگی کیلئے۔ انجمن احمدیہ سیتی وریام کملانہ ضلع جھنگ کیلئے
انجمن احمدیہ انبالہ۔ ضلع انبالہ کے لئے۔ انجمن احمدیہ سہارنپور۔ ضلع سہارنپور کیلئے
انجمن احمدیہ الہ آباد۔ ضلع الہ آباد کیلئے۔ انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن۔ ریاست حیدرآباد دکن کیلئے

اسوقت جناب کو تکلیف دینے سے میری غرض ایک اور ہے اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک نیک کام شروع ہو کر چھوٹی چھوٹی رکاوٹوں ہی یا بعض سستی سے وہ رک جاتا ہے میری استدعا سب احمدی احباب اور خصوصاً ان احمدی انجمنوں کیخدمت میں یہ ہے کہ اس کام میں اب کسی روک اور مشکل کی پرواہ نہ کریں بلکہ جس مستعدی کیساتھ اس کو شروع کیا ہے اس سے بھی زیادہ مستعدی اور دینی جوش سے اسکی تکمیل کی کوشش کریں۔ صدر انجمن بھی انشاء اللہ اس کام میں ہر طرح کی امداد کیلئے تیار ہے اور اپنے وعدہ کے مطابق انجمن ہذا نے انجمنہائے ضلع کی خدمتمیں بجٹ اخراجات ۱۹۰۸ء بھیج بھی دیئے ہیں۔ میں صدر انجمن کیطرف سے ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کار خیر میں سبقت کر کے ایک نظم قائم کرنا چاہا ہے بالخصوص قابل شکریہ ایڈیٹر صاحب الحکم ہیں جو اس کیلئے اکثر اپنے قیمتی اخبار میں احباب کو توجہ دلاتے رہتے ہیں اور ایسا ہی ایڈیٹر صاحب بدر جو ایڈیٹر صاحب الحکم کیطرح ہر قسم کی قومی تحریکوں میں لگے رہتے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اور انجمنوں میں خاص طور پر قابل شکریہ انجمن ضلع سیالکوٹ ہے جسنے اپنے ضلع میں نظم قائم کرنیکو صدر انجمن احمدیہ سے بھی پہلے محسوس کیا۔ اور بہت کچھ محنت کی اور کر رہے ہیں۔ ہر ایک تجویز میں برکت ڈالنے والا اور اسکو کامیاب کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر انجمن ضلع سیالکوٹ کو نہ صرف بہت

اور نیک تجاویز کے پیش کرنے میں ہی بلکہ ان تجاویز پر عمل کر کے دکھانے میں بھی سبقت لیگئی ہے۔ خدا تعالیٰ اس جماعت کے اراکین وجملہ افراد کو جزائے خیر دے۔ اسیوقت مجھے ذیل کی مطبوعہ چٹھی میرے مکرم سید حامد شاہ صاحب سکرٹری انجمن ضلع سیالکوٹ کیطرف سے پہنچی ہے۔ جسکو میں اس غرض سے آپ کے قیمتی اخبار میں طبع ہونے کے لئے بھیجتا ہوں کہ تا اس نمونہ کو دیکھکر دوسری انجمنہائے ضلع بھی عملی کارروائی میں سعی کریں اور جلدی کریں دراصل بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے اور یہ کام بڑا اہم ہے اور صدر انجمن احمدیہ کی یہ خواہش ہے کہ تعطیلات دسمبر میں جب احباب جلسہ پر تشریف لاویں تو اسوقت تک انجمنوں کا نظم پوری طرح سے قائم ہو چکا ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ دیگر احمدی انجمنیں عملی کارروائی کی خوشخبری سنا کر بہت جلد خاکسار کو اور صدر انجمن احمدیہ کو مشکور فرماویں گے۔ اور اس جواب کے لئے بہت دیر انتظار میں نہ رکھیں گے اور جن اضلاع سے ابھی تک انجمن ضلع قائم کرنیکی درخواست نہیں آئی وہ بھی اسطرف توجہ فرماویں گے۔

چٹھی موسولہ منجانب سکرٹری صاحب انجمن ضلع سیالکوٹ جو دراصل وہ چٹھی ہے جو انہوں نے اپنے ضلع کے احمدی احباب میں شائع کی ہے۔ ذیل میں درج ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

(۱) اخویم حبی فی اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے انجمن احمدیہ ضلع سیالکوٹ کیطرف سے ہدایت کیگئی ہے کہ آپکی خدمتمیں اس کارروائی کی اطلاع دیجائے۔ جو اجلاس منعقدہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۷ء میں حسب منشاء قاعدہ (۵) قواعد شاخہائے مرتبہ صدر انجمن احمدیہ قادیان دربارہ انتخاب عہدہ داران جدید عمل میں آئی ہے سو میں حسب ہدایت طبع شدہ انتخاب عہدہ داران جلسہ منعقدہ ۱۳ اکتوبر کو اس عریضہ کے شامل کر کے ارسال خدمت کرتا ہوں۔ اس انتخاب عہدہ داران کی اطلاع آپ کیخدمتمیں اسلئے دیجاتی ہے۔ کہ تا آئندہ آپ حسب منشاء قاعدہ نمبر ۱۰ قواعد شاخہائے اپنی تمام انجمنوں کے ہر قسم کے چندے انجمن ضلع کی معرفت صدر انجمن احمدیہ قادیان کیخدمت میں ارسال کریں۔ اور آئندہ بہ پابندی قواعد جدید کوئی رقم کسی قسم کی براہ راست انجمن احمدیہ صدر قادیاں میں ارسال کرنے سے اجتناب کریں تاکہ انتظام مجوزہ صدر احمدیہ قادیاں احسن طریق سے حسب منشاء قواعد عمل میں آوے آپ قواعد جدیدہ متعلقہ شاخہا کے قاعدہ نمبر (۶) میں ہر ایک عہدہ دار منتخبہ کے فرائض ملاحظہ کرینگے۔ اور انتخاب طبع شدہ مشمولہ عریضہ ہذا سے آپ کو وہ معزز عہدہ داراں معلوم ہونگے جو باتفاق رائے جلسہ منعقدہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۷ء میں مقرر ہوئے ہیں۔ بہ پابندی قواعد جدید آپ کو ضروری ہوگا کہ آپ آئندہ ہر ایک عہدہ دار کے متعلق اس کے فرائض کا لحاظ رکھیں

(۲) نیز مجھے ہدایت کیگئی ہے کہ میں حسب منشاء رزولیوشن نمبر (۱) اجلاس منعقدہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۷ء انجمن ضلع سیالکوٹ آپکی خدمتمیں صدر انجمن احمدیہ قادیاں کے کارڈ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۷ء کی نقل پیش کروں جو اپنے مقاصد و اغراض کی تکمیل کیواسطے سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیاں نے انجمن ضلع سیالکوٹ کے پاس ارسال فرمایا ہے

وھوھذا:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان۔ بخدمت سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ سیالکوٹ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (۱) مجلس ناظم صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اپنے اجلاس ع۱۹ منعقدہ ۲۹ ستمبر ۱۹۰۷ء میں بروئے رزولیوشن ع۱۵ یہ پاس کیا ہے کہ انجمن احمدیہ سیالکوٹ کو انجمن ضلع مقرر کیا جاوے۔ اسکا علاقہ ضلع سیالکوٹ ہوگا۔ اسلئے بروئے فیصلہ رزولیوشن مذکورہ آپکی خدمتمیں عرض کیا جاتا ہے کہ تعطیلات دسمبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پہلے اپنے ضلع میں انجمن کی شاخیں قائم کر کے رجسٹرات مندرجہ قواعد کی تکمیل کریں۔ اور چندہ کی وصولی کریں۔ اور ہر طرح کی تکمیل سے دفتر ہذا کو مطلع کر کے ممنون فرماویں (۲) بروئے قاعدہ ع۱۲ قواعد شاخہائے صدر انجمن احمدیہ قادیاں بجٹ اخراجات و آمد صدر انجمن احمدیہ برائے ۱۹۰۸ء ارسال ہے۔ براہ مہربانی جسقدر جلد ممکن ہو قاعدہ مذکورہ بہت جلد اپنے ضلع کی انجمنوں کی رائے کیساتھ واپس ارسال فرماویں والسلام

[illegible] ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۷ء سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

دُم دار سیارے اور شہاب ثاقب

(رقم زدہ اکبر شاہ خان اکبر احمدی نجیب آبادی ثم قادیانی)

درس قرآن مجید میں چند مرتبہ اوستاذ نا سیدنا مولانا حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ مسلمانوں سے بڑھکر کوئی قوم ہیئت و ریاضی کا دعوے نہیں کر سکتی کیونکہ مسلمانوں کی آسمانی کتاب نے متعدد مقامات پر اجرام فلکی اور اُن کے مشاہدہ و حساب کی طرف توجہ دلائی ہے یہ مسلمانوں کی بدنصیبی اور اُن کا اصل مذہب سے بے خبر رہنا ہے جو وہ علم ہیئت اور ریاضی سے ناآشنا ہونے ہی کو اپنے لئے ایک خاص امتیاز تصور کرتے ہیں شاید حکیم الامت کے اسی قسم کے ارشادات کا یہ اثر ہوا کہ میری نسبت یہ معلوم کرنے کے بعد کہ اس کو علم ہیئت سے کچھ تعلق ہے کبھی کبھی نماز عشا کے بعد بورڈنگ ہاؤس کے بعض نہایت ذہین اور متین لڑکوں نے آسمان پر ستاروں کے نام و مقام مجھ سے دریافت کئے سب سے پہلے شاید مارچ مہینہ میں مَیں نے چند لڑکوں کو اُن کی خواہش پر سہیل یمن آسمان پر دکھایا۔ پھر بنات النعش یعنے دُب اکبر کے ذریعہ سے قطبی ستارہ کی شناخت کا قاعدہ بتایا۔ پھر مئی سنہ ۰۷ء سے جولائی سنہ ۰۷ء تک دو لڑکوں کو مریخ کی عجیب و غریب حرکات یعنے اُس کا اول مغرب کی طرف تیزی سے سفر کرنا پھر یکلخت مشرق کی جانب تیزی سے واپس ہونا مشاہدہ کرایا۔ پھر ایک لڑکے کو صبح کی نماز کے وقت سیریس یعنے کلب الجبار مشہور ستارہ بتایا۔ اُنھیں ایام میں آسمان پر دُم دار سیارہ نمودار ہوا اس لئے ہماری سب کی توجہ اور بھی آسمان کی جانب مبذول ہو گئی۔ یہ اس قسم کی باتیں ہائی کلاسوں کے چند شریف الطبع لڑکوں سے نماز عشا یا نماز فجر کے وقت کبھی کبھی اب بھی ہوا کرتی ہیں۔ اس وقت کہ رات کے بارہ بجے کا وقت ہے اور ستارہ سیریس اُفق مشرق سے نمودار ہو چکا ہے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ نیند تو آتی ہی نہیں بورڈنگ کے تمام کمروں میں سناٹا ہے۔ سب سو رہے ہیں اس تنہائی اور اطمینان کے وقت کو غنیمت جانکر لاؤ علم ہیئت کے متعلق ایک الساد لحیب عام فہم مضمون لکھ ڈالیں جس میں دقیق اور باریک باتیں نہ ہوں اور الحکم یا بدر جیسے معزز صحائف میں جگہ پانے کے قابل بھی ہو۔ اول توجہ میں آیا کہ مریخ کے متعلق ایسا دلچسپ مضمون بآسانی لکھا جا سکتا ہے پھر جب لکھنے بیٹھا اور لکھتے لکھتے انھیں سطروں تک پہنچا تو خیال بدل گیا۔ دُم دار ستاروں اور شہاب ثاقب کے متعلق مضمون مریخ سے بھی زیادہ دلچسپ اور سلیس معلوم ہوا لہذا مضمون کی پیشانی جو پہلے ہی مریخ لکھ لی تھی کاٹ کر دُم دار سیارے اور شہاب ثاقب لکھدی۔ دُم دار سیاروں کے ساتھ شہاب ثاقب کی دُم اس لئے لگانی پڑی کہ دونوں کو ایک دوسرے سے کچھ اس قسم کا تعلق ہے کہ تنہا ایک کے بیان میں اس قدر زیادہ لطف نہیں آ سکتا جو دونوں کا ذکر کرنے میں آتا ہے۔ اس وقت میرے بکس میں میری ایک پرانی کاپی ہے جس میں علم ہیئت کے متعلق یادداشتیں لکھی ہوئی ہیں اور ایک چھوٹا سا رسالہ نظام شمسی ہے اور ایک معمولی سی مشہور کتاب اسٹار لینڈ ہے۔ اس مذکورہ بالا سامان اور اپنی قوت حافظہ کی مدد سے یہ مضمون لکھنا شروع کرتا ہوں۔ اگر میرے پاس میری تمام کتابیں اور کافی سامان ہوتا تو شاید اس سے بہتر مضمون لکھ سکتا جواب لکھ سکوں گا۔

فضائے عالم میں جس قدر سیارے پائے جاتے ہیں اُن میں بعض کے اجسام تو مضبوط اور منجمد ہوتے جیسے زمین یا چاند یا مریخ وغیرہ بعض کے اجسام نرم اور بعض کے رقیق بھی ہوتے ہیں مثلاً مشتری، سیلے، نیپچون وغیرہ سوم وہ سیارے عموماً رقیق اور منجمد دونوں اجزاء سے مرکب ہوتے ہیں۔ سو دُمدار سیارے بھی آفتاب کے گرد گردش کرتے ہیں۔ دوسرے تمام سیارے تو لنڈورے ہوتے ہیں اور ان کے بڑی لمبی شاندار دُم بھی لگی ہوئی ہوتی ہے۔ دوسرے تمام سیارے اپنے مقررہ راستوں میں آفتاب کے گرد دورہ کرتے اور مقررہ اوقات میں اپنے دورہ کو پورا کر لیتے ہیں۔ لیکن دُم دار سیارے عموماً کچھ ایسے لہری اور بے ہنگم ہوتے ہیں کہ جدہر کو جی چاہتا ہے چلدیتے ہیں کبھی مشتری سے مصافحہ کرنے کے لئے بڑھے چلے گئے اور اُس کے چاروں چاندوں کے بیچ میں ہو کر نکل گئے۔ کبھی دبیر ناک سے جا چخ کیا اور اُنا سامنہ لیکر چلے آئے کبھی اس بیچاری بوڑھی زمین سے ٹکر لڑنے کو موجود ہو گئے اور قریب پہنچے تو کترا کر اپنی دُم سے زمین کا سر سہلاتے ہوئے نکل گئے۔ اس آوارہ گردی کی وجہ سے ان کے دورے کی ٹھیک تعین نہیں ہو سکتی چنانچہ ہیئت دان لوگ اس بات کی پیشگوئی بہت ہی کم کر سکتے ہیں کہ کب دُم دار سیارہ نمودار ہوگا۔ دوسرے سیارے تو عموماً بیضوی شکل میں آفتاب کے گرد دورہ کرتے ہیں مگر ان کا دورہ عجیب شکل کا ہوتا ہے یعنے تسبیح کے دانے ہاتھ کی اُنگلیوں کے گرد گردش کرتے ہیں مگر اُن کی گردش اس قسم کی ہوتی ہے کہ ایک طرف تو وہ اُنگلی سے مس کرتے ہوئے نکلتے ہیں اور دوسری طرف اُنگلی سے بہت فاصلہ پر نیچے کی طرف چلے جاتے ہیں اسی طرح دُم دار سیارے بھی آفتاب کے بہت ہی قریب سے آکر اُس کے گرد ہوتے ہوئے دوسری طرف اتنی دور چلے جاتے ہیں کہ دوربین کے ذریعہ سے بھی نظر نہیں آ سکتے اور سیکڑوں برس تک غائب رہتے ہیں۔ پھر یکلخت تیزی سے آفتاب کی طرف آتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ خیال صحیح معلوم ہوتا ہے کہ دُم دار سیارے ہمارے اس نظام شمسی کی حد سے باہر کسی دوسرے آفتاب کی سرحد میں بھی چلے جاتے ہیں اور ہمارے نظام شمسی کی بہت سی تاثیرات دوسرے نظام میں اور اس دوسرے نظام کی تاثیرات ہمارے نظام میں لاتے ہیں اور اس طرح گویا ڈاک کے ہرکارے یا پیغام رساں کی طرح اثر رسانی کا کام کرتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دُم دار سیارے جو بعض سیکڑوں ہزاروں برسوں کے بعد لوٹ کر آتے ہیں کئی کئی آفتابوں کے گرد گھوم گھام کر آتے ہوں بعض دُم دار سیارے ایسے بھی بھلے مانس ہیں جو مقررہ اوقات میں آفتاب کے گرد اپنا دورہ پورا کر لیتے ہیں اور اسی وجہ سے اُن کے نمودار ہونیکے اوقات بھی مقرر ہیں۔ ایسے پابند اوقات دُم دار سیاروں میں سب سے زیادہ شاندار اور معزز ہیلے کا دُم دار سیارہ ہے جو کبھی ۷۵ کبھی ۷۶ کبھی ۷۷ برس کے بعد نمودار ہوا کرتا ہے۔ ہیلے ایک ہیئت دان کا نام تھا اُس نے سنہ ۱۶۸۲ء میں جبکہ یہ نمودار ہوا تھا اس سیارہ کی گردش کے باقاعدہ ہونے کا حال تحقیق کیا تھا اسی لئے یہ ہیلے کا دُم دار سیارہ مشہور ہے۔ کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۴۵۶ء سنہ ۱۵۳۱ء سنہ ۱۶۰۷ء سنہ ۱۶۸۲ء سنہ ۱۷۵۹ء سنہ ۱۸۳۵ء میں شاندار دُم دار تارے نمودار ہوئے۔ حقیقت میں وہ ایک ہی ہیلے کا دُمدار سیارہ تھا جو اپنے مقررہ اوقات میں نمودار ہوتا رہا۔ اس لئے اب ہم کو سنہ ۱۹۱۰ء کے قریب زمانہ میں پھر اُس کے نمودار ہونے کا انتظار کرنا چاہئے۔ ایسے دُم دار سیارے جن کی نسبت قوی خیال ہے کہ وہ بڑے ہی جہاں نیاں جہاں گشت اور بہت سے بزرگوں کے مرید یعنے کئی آفتابوں کے گرد طواف کرنیوالے اور بہت سے نظاموں کی خبر لانیوالے ہیں اُن میں سے ایک وہ دُم دار سیارہ تھا جو

۱۶۸۲ء میں نمودار ہوا تھا (اس کا بیان آگے بھی آئے گا)۔ ایسے چھوٹے دُم دار سیارے جو مقررہ اوقات میں اپنا دورہ آفتاب کے گرد پورا کرتے ہیں مگر بغیر دوربین کی مدد کے بآسانی نظر نہیں آسکتے اُن میں انکیے کا دُم دار سیارہ زیادہ مشہور ہے جو تقریباً تین سال میں اپنا ایک دورہ پورا کرتا اور تین برس کے بعد بذریعہ دوربین نظر آتا ہے۔ اُن چھوٹے دُم دار سیاروں میں جو بیچارے فوت ہو چکے ہیں سب سے زیادہ مشہور بیلا کا دُم دار سیارہ ہے۔ بیلا ایک ہیئت دان کا نام ہے جس نے یہ دُم دار سیارہ دریافت کیا تھا۔ یہ سیارہ بھی دوربین کے ذریعہ سے دیکھا جاتا تھا اور ساڑھے سات برس میں اپنی گردش آفتاب کے گرد پوری کر لیتا تھا۔ ۱۸۶۵ء میں ہیئت دانوں کو آخری مرتبہ اُس جان نار کی صورت دیکھنی نصیب ہوئی تھی ۱۸۷۲ء میں جبکہ اُس کا انتظار تھا تو ٹھیک اُسی مقررہ وقت پر اُسی کے راستہ پر اُسی کے آنیکی سمت سے چھوٹے چھوٹے بہت سے ٹکڑوں یا ریزوں کا ایک غول آتا ہوا نظر آیا اور بیلا کا البیلا دُم دار کہیں نظر نہ آیا۔ بات یہ ہوئی کہ کہیں راستہ میں اُس کی کسی زبردست سیارے سے مٹھ بھیڑ ہو گئی اور دُم دار سیارہ اُس سے ٹکرا کر پارہ پارہ ہو گیا۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کے بعد بھی اُس کے ریزوں میں وہی گردش برابر قائم رہی اور وہ ہمکو اسی راستہ میں بجائے دُم دار سیارے کے ۱۸۷۲ء میں نظر آئے۔ پھر انھیں ٹکڑوں میں سے اکثر کو ہماری زمین نے اپنی طرف کھینچ لیا جس نے شہاب ثاقب کی کثرت کا وہ عظیم الشان نظارہ دکھائی دیا جس نے دُنیا کے تمام ہیئت دانوں کو حیران و مبہوت بنا دیا تھا اور وہی ہمارے سید و مولی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا زمانہ تھا (شہاب ثاقب دُم دار سیاروں کے ٹکڑے ہوتے ہیں یہ بات آگے چلکر بخوبی سمجھ میں آ جائے گی)۔ دُم دار سیاروں کی مختصر سی ہسٹری جو اس وقت میں لکھ سکتا ہوں یہ ہے۔

۱۴۵۶ء میں ہیلے کا دُم دار سیارہ بہلول خان لودی کے زمانہ میں جبکہ بہلول خان اور سلطان الشرق (سلطان جونپور) کے درمیان میدان کارزار گرم تھا نمودار ہوا اور زمین کے اس قدر قریب آگیا کہ چاند اور زمین کے درمیان حائل ہو کر چاند کو نظر سے چھپا دیا تھا۔

۱۵۳۱ء میں ہیلے کا دُم دار سیارہ ہمایوں کے زمانہ میں جبکہ بہادر شاہ بادشاہ گجرات نے ملک مالوہ فتح کر کے اپنی سلطنت کو وسیع کیا تھا نمودار ہوا۔

۱۶۰۷ء میں ہیلے کا دُم دار سیارہ جہانگیر کے زمانہ میں نمودار ہوا جبکہ ملک بنگالہ میں ایک قسم کی طائف الملوکی ہو رہی تھی اور جنگ و پیکار کا بازار خوب گرم تھا۔

۱۶۸۰ء میں اورنگ زیب کے عہد میں ایک نہایت شاندار اور تمام تاریخی دُم دار سیاروں میں سب سے زیادہ عجیب و غریب دُمدار سیارہ نمودار ہوا۔ اُسی سال سیواجی مرہٹہ لقمہ نہنگ اجل ہوا۔ یہ دُم دار سیارہ چار مہینے تک نمودار رہا تھا اس کی رفتار فی منٹ ۱۵ ہزار میل تھی یعنے تقریباً ڈیڑھ منٹ میں وہ ہماری زمین کے گرد پورا چکر لگا سکتا تھا۔ یہ سیارہ ۱۱۰۶ء میں بھی نمودار ہوا تھا ۱۶۸۰ء میں پانسو چھہتر برس کے بعد اپنا ایک دورہ پورا کر کے آیا تھا۔ اس دُم دار سیارہ کی نسبت خیال ہے کہ یہ ہمارے آفتاب کے سوا اور بھی دوسرے آفتابوں کے گرد چکر لگایا کرتا ہے

وہ نہایت تیزی کے ساتھ ہمارے نظام شمسی کی حدود میں داخل ہوا اور آفتاب کی طرف بڑھا چلا گیا حتیٰ کہ آفتاب کے آدھے قطر کے فاصلہ پر آفتاب کے قریب پہنچکر عطارد کے دورہ کے درمیان آفتاب کے گرد پھرنا شروع کیا پھر یکایک وہاں سے ایسا اُلٹے دُم بھاگا کہ ہمارے نظام شمسی کی حدود سے باہر چلا گیا اور غائب ہو گیا۔ خدا جانے اس وقت وہ کہاں گشت کر رہا ہوگا اور کون سے آفتاب کی حدود میں ہوگا۔ آئزک نیوٹن نے حساب لگا کر معلوم کیا تھا کہ جس وقت وہ سورج سے بہت ہی قریب تھا اُس وقت اُس کی حرارت گرم لوہے سے دو ہزار درجہ زیادہ تھی۔

۱۶۸۲ء میں ہیلے کا دُم دار سیارہ اورنگ زیب کے عہد میں نمودار ہوا۔ اسی مرتبہ ہیلے نے اُس کی آمد کے زمانہ کا باقاعدہ ہونا معلوم کیا۔

۱۷۵۸ء میں ہیلے کا دُم دار سیارہ عالمگیر ثانی کے عہد میں نمودار ہوا اور اس سال غازی الدین نے اپنی لیاقتوں اور ریشہ دوانیوں سے ہند کے اکثر صوبوں میں بڑی بدامنی پیدا کر رکھی تھی۔

۱۷۷۰ء میں ایک بڑا تیز روشاندار دُم دار نمودار ہوا وہ جب آفتاب کی قدمبوسی سے فارغ ہو کر واپس جا رہا تھا تو زمین کے اسقدر قریب ہو کر گذرا کہ زمین کی کشش نے اُس کی رفتار کو سُست کر دیا تھا لیکن جب کشش زمین کے پنجہ سے بچکر تیزی کیساتھ بھاگا تو سیدھا سماۃ مشتری کے گھر میں جا گھسا مشتری کے گرد اُس کے چار چاند برابر گشت کرتے رہتے ہیں یہ دُم دار اُن کے بیچ میں جا گھسا تو تھا بیڈھب مگر کچھ ایسا چالاک اور گرگ باران دیدہ تھا کہ اُن چاروں کے بیچ میں سے ادھر اُدھر کترا کر اور دُم دبا کر صاف بچکر نکل آیا ورنہ مشتری کے چاروں چوکیدار ایسے تنومند ہیں کہ اُن میں سے کسی ایک ہی کا مُکا اُسکے سر پر لگتا تو کھوپڑی پاش پاش ہو جاتی۔ اسی سال امیر الامرا نواب نجیب الدولہ کا (جو پانی پت کی لڑائی اور عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی کے انتقال کے بعد آٹھ نو برس سے دہلی میں حکومت کر رہا تھا) انتقال ہوا اور شہزادہ عالی گہر الہ آباد سے آکر دہلی کے تخت پر بیٹھا اور شاہ عالم لقب اختیار کیا۔ اسی سال ملک بنگالہ میں ایسا عظیم الشان قحط پڑا کہ ایک تہائی باشندے فاقوں کے مارے مر گئے۔

۱۸۱۱ء میں ایک دُم دار اکبر ثانی بادشاہ دہلی اور ارل آف منٹو وائسرائے کے زمانہ میں نمودار ہوا جس کی دُم کی لمبائی نوے لاکھ میل تھی۔

۱۸۳۵ء میں ہیلے کا دُم دار سیارہ نمودار ہوا۔

۱۸۵۸ء میں جبکہ ہند سے عظیم الشان بغاوت کا فتنہ فرو ہو رہا تھا ایک نہایت شاندار دُم دار نمودار ہوا تھا اسی سال ملک ہند کمپنی کے قبضہ سے نکلکر بادشاہت انگلستان کے قبضہ میں آیا۔

۱۸۶۱ء میں ایک دُم دار نمودار ہوا جو ۱۸۵۸ء والے دُمدار سے چھوٹا تھا اُس نے ہماری [illegible] اُلٹا ہی تھی اُسکی دُم کے اندر دو گھنٹہ تک ہماری زمین رہی تھی بے خیر گذری [illegible] اور مفصلہ حصہ لیتے سر بچ گیا تھا ورنہ خدا جانے کیا آفت برپا ہوتی؟ [illegible] بخیر گذشت۔ اس کی دُم سے زمین یا زمین والوں کو کوئی کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا تھا۔ اسی سال لارڈ کیننگ نے اسٹار آف انڈیا کا خطاب قائم کیا تھا۔ اسی سال شاہزادہ البرٹ اور ابو ظفر سراج بہادر شاہ نے وفات پائی۔

۱۸۸۲ء میں ایک نہایت ہی شاندار دُم دار نمودار ہوا تھا جسکی دُم اُنیس کروڑ میل لمبی تھی اسی سال کی ۱۷ ستمبر کو وہ ہماری زمین اور آفتاب کے بیچ میں اس طرح ہو کر گذرا تھا کہ آفتاب اور وہ دُمدار اور ہماری زمین تینوں ایک خط مستقیم میں تھے۔ دوربین سے بہت ہی اچھا نظر آتا تھا اُن اجرا کو ایکدوسرے سے کوئی تعلق نہ تھا مگر سب علیحدہ علیحدہ اپنا

اپنا سفر طے کرتے چلے جاتے تھے۔ اُس دُم دار کا سر ایک نہیں تھا بلکہ پانچ چھ چھوٹے چھوٹے تارے اسطرح جڑے ہوئے معلوم ہوتے تھے جیسے ایک لڑی میں موتی پاس پاس جڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ میری عمر اُس وقت تقریباً تین سال کی تھی میں اپنی نانی صاحبہ مرحومہ کے پاس اندر کے دالان میں رات کو سویا کرتا تھا ایک روز صبح ۴ بجے کے قریب جبکہ لوگ نماز فجر کی تیاریاں کر رہے تھے میں بھی بیدار ہو گیا اور اُٹھکر نانی صاحبہ کے ہمراہ باہر صحن میں چلا آیا اُسوقت میں نے آسمان کے مشرقی حصہ میں عمر بھر میں پہلی مرتبہ دُم دار تارا دیکھا یہ نظارہ میرے لئے نہایت عجیب اور ہیبت ناک نظارہ تھا اور مجھکو نہایت اچھی طرح سے ابتک یاد ہے۔ بس پھر اُسکے بعد میں نے اُس کو کبھی دوبارہ نہیں دیکھا۔ اسوقت اگر یہی دُم دار یا اسی طرح کوئی دوسرا شاندار دُم دار نظر آئے تو میں اُس کو بڑی دلچسپی کیساتھ راتوں کو اُٹھ اُٹھکر دیکھا کروں۔ ایک اور دُم دار جس کی دم بہت لمبی تھی اسی کے قریب زمانہ میں نمودار ہوا تھا جو ستارہ ذوالسنین کے نام سے مشہور ہے۔ مجھکو اسوقت اُس کے نمودار ہونے کی صحیح تاریخ اور ماہ وسال یاد نہیں ہے اس کو بمبئی وغیرہ بہت سے مقامات میں دیکھا گیا تھا اور اُس زمانہ کے اخبارات میں اسکا ذکر شائع ہوا تھا۔ یہ وہی ذوالسنین ستارہ تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی نمودار ہوا تھا۔

۱۹۰۷ء میں یعنے اسی سال جو دُم دار نمودار ہوا تھا اگرچہ اُس کی دم بھی شیطان کی آنت کی طرح بہت طویل تھی مگر یہ کچھ شاندار نہ تھا اور ۱۸۸۲ء والے دُم دار کی گرد کو بھی نہ پہنچتا تھا۔

۱۹۱۰ء میں پھر ہیلے کے دُم دار سیارے کے نمودار ہونے کا انتظار ہے۔ دُم دار سیارے جس قدر آفتاب سے زیادہ قریب ہوتے ہیں اُسی قدر اُنکی دم طویل اور شاندار ہو جاتی ہے۔ دم دار تارہ کی دم اُس کی رفتار کی سیدھ میں پیچھے کو نہیں ہوتی دمدار تارہ چاہے کسی سمت کو جاتا ہو مگر جس سمت میں آفتاب ہوتا ہے اُس کے مخالف سمت میں اُس کی دم ہوتی ہے۔ دُم دار سیاروں میں عموماً کاربن سوڈیم اور لوہا یا اجزا ضرور ہوتے ہیں۔ حرارت آفتاب سے کاربن اور اُس کے رقیق اجزا پگھل کر اور بھاپ بن کر اُڑتے ہیں وہی اُس کی دم ہوتی ہے۔ جُوں جُوں وہ آفتاب کے قریب آتا جاتا ہے حرارت آفتاب تیز ہوتی جاتی ہے اور لوہا وغیرہ تمام اجزا بھاپ بن کر اُڑنے لگتے اور اُس کی دم کو شاندار بنا دیتے جاتے ہیں۔ پھر جب آفتاب سے فاصلہ زیادہ ہوتا جاتا ہے تو دُم بھی گھٹتی جاتی ہے۔ ہمارے نظام شمسی میں اول عطارد اُس کے بعد زہرہ پھر زمین پھر مریخ پھر مشتری وغیرہ کے دورے ہیں ان تمام سیاروں کے دوروں میں ایک خاص اندازہ کی موافق فصل ہے مگر مریخ اور مشتری کے دوروں کے درمیان اسقدر زیادہ فاصلہ ہے کہ خواہ مخواہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ انکے درمیان میں ایک سیارہ اور ہونا چاہیے۔ اسی خیال نے ہیئت دانوں کی توجہ اسطرف مبذول کی کہ وہ ان دونوں کے درمیان میں کوئی سیارہ تلاش کریں چنانچہ بڑی کوششوں کے بعد۔ پالس۔ جونو۔ وسٹا وغیرہ چار نہایت چھوٹے چھوٹے سیارے ملے۔ اعلیٰ درجہ کے ہیئت دانوں کا خیال ہے کہ یہ چاروں سیارے کسی ایک بڑے سیارہ کے ٹکڑے ہیں جو کسی سیارے سے ٹکرا کر یا اور کسی وجہ سے ٹوٹ گیا ہے۔ دُم دار سیاروں میں اس طرح ٹکرا کر ٹوٹ جانے کا احتمال سب سے زیادہ ہے چنانچہ وہ اکثر ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں جیسا کہ پہلے بیلا کے دُم دار کا حال بیان ہو چکا ہے۔ معمولی سیارے یا دُم دار سیارے جب ٹوٹتے ہیں تو اُن کے ٹکڑوں میں بھی وہی گردش وہی حرکت اور وہی تمام ادائیں باقی رہتی ہیں جو سالم سیارہ میں ہوتی ہیں۔ معمولی سیاروں کے ٹکڑے تو اپنے اپنے مقررہ دوروں میں باقاعدہ گردش کرتے ہیں (مثلاً پالس۔ جونو وغیرہ) کیونکہ سیارے باقاعدہ گردش کے عادی ہیں۔ مگر دُم دار سیارے چونکہ ہمیشہ ٹیڑھے راستوں میں چلنے کے عادی ہوتے ہیں اس لئے ٹوٹنے کے بعد اُن کے ننھے ننھے بچے بھی انھیں کی طرح شتر بے مہار کی مانند بادہوائی پھرتے رہتے ہیں۔ اول تو عرصہ دراز کے بعد دُم دار سیارہ اپنی دُم کے ذریعہ سے اپنی مادہ کو کم کرتا کرتا خود ہی چھوٹا اور تاریک ہو جاتا ہے پھر جب ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے تو اُن ٹکڑوں میں کوئی دُم وغیرہ باقی نہیں رہتی۔ منجمد مادہ کے تو ٹکڑے ہو جاتے ہیں رقیق اور دُم بنانے والا مادہ فضا میں منتشر یا اُن ٹکڑوں میں جذب ہو کر نابود ہو جاتا ہے لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی بڑا دُم دار سیارہ ٹوٹتا ہے تو اُس کے نہایت بڑے بڑے ٹکڑوں میں دُم بھی تقسیم ہو جاتی ہے اور ہر ایک ٹکڑا ایک چھوٹا سا دُم دار سیارہ بن جاتا ہے مثلاً ۱۸۸۲ء میں نمودار ہونے والے تارے کے وہ چند ٹکڑے جو لڑی کے موتیوں کی طرح معلوم ہوتے تھے اگر کسی صدمہ سے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں تو ظن غالب ہے کہ اُن میں سے ہر ایک ٹکڑا ایک چھوٹا سا دُم دار بن جائیگا۔ ہیئت دان اس بات سے واقف ہیں کہ بعض اوقات دوربین کے ذریعہ سے دیکھا گیا ہے کہ چھوٹے چھوٹے کئی کئی دُم دار سیاروں کا ایک غول آفتاب کی طرف آتا ہوا نظر آتا ہے۔ وہ تمام چھوٹے چھوٹے دُم دار سیارے جو ایک ساتھ ہی پاس پاس سفر کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں یقیناً کسی ایک بڑی دُم دار سیارے کے ٹکڑے ہوتے ہیں۔ دُم دار سیاروں کے لاتعداد اور نہایت چھوٹے چھوٹے تاریک ٹکڑے جو اکثر کئی کئی پونڈ کے وزنی ہوتے ہیں فضا میں آوارہ پھرتے رہتے ہیں۔ زمین کے چاروں طرف کئی سو میل بلند ہوا کا ایک غلاف لپٹا ہوا ہے۔ اُن ٹکڑوں میں سے جب کوئی کمبخت کا مارا زمین کے قریب ہو کر گذرتا ہے تو زمین اُس کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ ایسے ٹکڑوں کی رفتار عموماً بندوق کی گولی کی رفتار سے سو گنی زیادہ تیز ہوتی ہے اُنکی اپنی رفتار پر جب زمین کی کشش کا اثر ہوتا ہے تو وہ زمین کیطرف اسی تیزی سے متوجہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن عمودی حالت میں زمین کی طرف نہیں آتے۔ ہاں اگر اُنکی اپنی ذاتی رفتار کا کسی جانب کو میلان نہ ہوتا تو بے شک وہ زمین پر عمودی حالت میں گرتے ہوئے معلوم ہوتے۔ وہ جب ہوا کے سمندر کو غضبناک تیزی سے طے کرنے لگتے ہیں تو ہوا کے ذرات کی رگڑ سے کاربن۔ لوہا وغیرہ جن سے وہ مرکب ہوتے ہیں اول گرم ہوتے ہیں پھر سرخ انگارے کی مانند ہو جاتے ہیں پھر حرارت کی زیادتی سے سفید ہو جاتے ہیں پھر رقیق پھر ہوائی شکل میں بن کر اکثر زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی ہوا میں مل جاتے ہیں اور انھیں کو شہاب ثاقب کہتے ہیں۔ یہاں یہ خدشہ پیدا ہوتا ہے کہ لوہے کے پگھلنے اور ہوائی شکل میں تبدیل ہو جانے کے لئے تو نہایت ہی سخت حرارت کی ضرورت ہے ہوا میں اس قدر حرارت کہاں سے آتی ہے۔ اس کا جواب باسانی اس طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ بندوق کی گولی جب نشانے پر جا کر لگتی ہے تو فوراً اُس کو چھونے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گرم ہے اُس کی تمام حرارت باروت کے جلنے سے تو ہے نہیں کیونکہ جب باروت مشتعل ہوئی تو اُس کے بعد گولی اُس مشتعل باروت کی مصاحبت میں اس قدر کم عرصہ تک رہی کہ جس کا تصور بھی بمشکل ہو سکتا ہے اتنی دیر میں سیسہ کی گولی ایک طرف سے دوسری طرف تک تمام گرم نہیں ہو سکتی

دراصل گولی کی وہ گرمی بندوق کی نال اور ہوا کی رگڑ کے باعث ہے۔ فرض کرو کہ بندوق سے نشانہ تک کا فاصلہ طے کرنے میں ہوا کی رگڑ سے گولی میں صرف ایک درجہ حرارت پیدا ہوتی ہے تو شہاب ثاقب کی رفتار چونکہ بندوق کی گولی سے سوگنی زیادہ ہے لہذا اُس میں ۱۰۰ × ۱۰۰ یعنے دس ہزار درجے حرارت پیدا ہو جائے گی اور دس ہزار درجے کی حرارت لوہے کو پگھلا کر ہوائی شکل میں تبدیل کر دینے کے لئے کافی ہے۔ بعض اوقات شہاب ثاقب کے کچھ جلے ہوئے حصے راکھ کی شکل میں زمین پر گرتے ہیں چنانچہ یکم اکتوبر ۱۹۰۷ء کو جب میں نجیب آباد گیا تھا تو وہاں میں نے مکرمی مولوی حکیم منشی علی صاحب سے سُنا کہ چند روز ہوئے ایک شہاب ثاقب نمودار ہوا اور اُس کے کسی قدر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بشکل خاکستر نواب میاں جان خان کے صحن میں گرے اور کئی شخصوں نے اُن کو دیکھا۔ اگر ہوا اس طرح رستہ ہی میں ان آسمانی گولوں کا کام تمام نہ کر دیا کرتی تو زمین پر رہنے والے جاندار ہمیشہ سخت اندیشہ اور خطرہ کی حالت میں رہتے اور اکثر ان کا نشانہ بنا کرتے۔ نجم الثاقب کے بالمقابل ان کل نفس لما علیہا حافظ نے اس وقت مجھکو بڑا ہی لطف دیا۔ شہاب ثاقب کے ذرات جو ہوا میں مل جاتے ہیں ہوا کو کثیف کرتے ہیں اور جب ان کی کثرت ہوتی ہے تو ہوا زیادہ کثیف ہو کر بیماریاں پیدا کرتی ہے۔ حکمائے متقدمین بھی شہاب ثاقب کی کثرت کو امراض وبائی کا موجب خیال کرتے تھے علم ہیئت کے عجائب و غرائب پر غور کرنے سے اُس ورار الوراء ذات باری تعالےٰ کی اس قدر عظمت و جبروت انسان کے دل پر طاری ہوتی ہے اور مومن کے ایمان میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ جس کا اظہار دشوار ہے۔ شہاب ثاقب کے متعلق مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی نہایت مشہور و معروف کتاب آئینہ کمالات اسلام میں ایسی عجیب بحث لکھی ہے جو دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے اس وقت اگر میرے پاس آئینہ کمالات اسلام کا وہ حاشیہ جو والسماء والطارق کے متعلق کتاب مذکور کے ابتدائی جزوں میں ہے ضرور مطالعہ کریں۔

۱۳ نومبر ۱۹۰۷ء کو زمین گردش کرتے کرتے ایک ایسے مقام پر پہنچنے والی ہے جہاں اس کو بہت سے شہاب ثاقب ملنے ممکن ہیں۔ اس لئے ۱۳ نومبر کی شب میں آسمان پر غیر معمولی طور سے تارے ٹوٹنے کا تماشا نظر آئے تو تعجب نہیں۔

آسمان میں جب دُم دار سیارے نمودار ہوتے ہیں یا شہاب ثاقب کی کثرت ہوتی ہے تو زمین پر بھی کوئی نہ کوئی غیر معمولی حادثہ واقع ہوتا ہے یا کسی عظیم الشان شخص کا ظہور ہونے والا ہوتا ہے۔ یعنے جب خدا تعالےٰ آسمان پر غیر معمولی نظارے دکھاتا ہے تو زمین پر بھی عظیم الشان حیرت انگیز واقعات ظاہر فرماتا ہے چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے وقت آسمان پر عجیب و غریب ستارے اور ایک ذوالسنین نمودار ہوا تھا۔ وہی ذوالسنین مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کے وقت دُنیا کے اکثر مقامات پر دیکھا گیا۔ حضرت نبی کریم سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت بھی آسمان پر بڑی کثرت سے شہاب ثاقب ٹوٹتے ہوئے نظر آئے تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کے وقت بھی ایسی ہی کثرت سے ۱۸۸۳ء میں شہاب ثاقب نظر آئے تھے جن کا ذکر بیلا کے دُم دار سیارہ کے بیان میں پہلے بھی ہو چکا ہے۔ خدا تعالےٰ کی عظمت اور اُس کے مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی شان کس قدر دل پر چھا جاتی ہے جب اس بات پر غور کیا جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی سنت پوری کرنے (جو وہ ماموروں کی بعثت کے وقت کیا کرتا ہے) یعنے غیر معمولی شہاب ثاقب کی کثرت دکھلانے کے لئے ایک مشہور و معروف دُم دار سیارہ کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا اور تمام ہیئت دانوں کو ششدر و حیران بنا دیا۔ وہ خدا کہ جس نے اپنے مامور کی نشانی کے لئے عظیم الشان اجرام سماوی کے تہ و بالا کر دینے اور توڑ ڈالنے میں دریغ نہیں فرمایا کیا ان زمینی متکبروں کے (جو مسیح موعود کے دشمن ہیں) سر کچل ڈالنے اور اپنے مامور کی صداقت پر صداقت دکھانے میں دریغ فرما سکتا ہے؟

صبح کو رمضان المبارک کی تیرھویں تاریخ ہے۔ صبح کے وقت نکلنے والے ستارے اُفق مشرق سے سر نکال کر جھانکنے لگے ہیں میں اب سحری کے چند لقمے کھاتا ہوں اس کے بعد نماز فجر کی تیاری اور بعد نماز فجر انشاء اللہ تعالےٰ اپنے فرائض میں مصروف ہوں گا۔ یہ تمام رات اختر شماری ہی میں گذر گئی۔ میری اکثر راتیں اسی طرح آنکھوں ہی میں کٹ کر نکل جاتی ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ میں بجائے اس مضمون لکھنے کے نماز ہی پڑھتا۔ اے میرے خدا میری خطاؤں کو معاف فرما میری مدد کر۔ مجھکو نیک توفیق دے۔ گناہوں کے بد نتائج سے مجھ کو محفوظ رکھ۔ آمین۔ اللھم اسئلک العفو والعافیۃ فی الدنیا والآخرۃ۔ (راقم اکبر نجیب آبادی)

حقیقت نماز شائع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہو چکی ہے اِس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کُل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنیکے علاوہ حضرت اقدس کے کُل دعاوی پر ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ جولائی ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے کم ہے یعنے معہ محصولڈاک عہ اور علاوہ محصول صرف ایکروپیہ۔ درخواست ذیل پتہ پر آنی چاہئے۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام ۔ حصہ دوم ۔ یہ بینظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعوےٰ کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو نمبروار توڑا ہے قیمت ۱۲؍ ست بچن ۱؍ ۔ آریہ دھرم ۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کیساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پہ کرتے ہیں قیمت ۸؍ ۔ نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط ۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲؍ ۔ فیصلہ آسمانی قیمت ۲؍ ۔ نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب قیمت ۴؍ ۔ ایڈیٹر الحکم کی تالیفات تفسیر القرآن پارہ اول ۔ اس تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (۱۲؍) سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۱۲؍ حصہ دوم ۴؍

المشتہر
مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں ۔ اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالےٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے ۔ اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا ۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور اُن کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اُترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشا راز ادائے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے ۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر اُن اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت ۔

(نوٹ) ۔ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و نرخ اُجرت سے مطلع فرمائیں ۔

المشتہر
فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ ۔ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے ۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہمنے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون تیار کی ہے جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالےٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیے قیمت فی بکس ایک روپیہ ۔

طلا طلسمی ۔ پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اُٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ ۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ ۔

سرمہ سلیمانی ۔ آنکھوں کی کُل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸؍

سنون دندان ۔ دانتوں کی کُل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام فی بکس ۴؍

المشتہر
حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

(۱)

نا اُمید

صرف ایک ہی لفظ "موت" اس سے زیادہ خوفناک ہے۔ آپ نے کسی اخبار میں ایک ایسا قصہ کہ جس کو آخر میں کسی چیز کا اشتہار پایا ہوگا ضرور پڑھا ہوگا؟ کیا اس سے آپ کو اس چیز مشتہرہ کی عمدگی کا کامل یقین ہوگیا تھا۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ آپ کو کبھی یقین نہ آیا ہوگا کیونکہ وہ اشتہار ایک اجنبی شخص کے تجربہ کو جو کسی دوسرے شہر میں رہتا ہے ظاہر کرتا ہے۔ لیکن جبکہ اس قسم کا تحریری بیان کلکتہ کے ایک نامی طبیب ڈاکٹر پی سی رائی صاحب مارواڑی ہندو ہسپتال کے ہاؤس سرجن (مطب نمبر ۱۴۲ ہریسن روڈ) نے کیا ہو جن کو مثل ایک کامیاب معالج کے کلکتہ باشندوں سے پہچان کروانے کی ضرورت نہیں تب تو وہ بیان قابل اعتبار ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں ڈوان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلس) بہت عمدہ ہیں۔ ایک استسقا (جلندہر) کا مریض جو لاعلاج سمجھا جاتا تھا ان گولیوں کے استعمال سے اچھا ہوگیا۔ مرض کی معمولی علامات موجود تھیں۔ پیٹ میں پانی کا جمع ہونا اور پاؤں اور چہرہ پر ورم وغیرہ کہ جن کی وجہ سے مریض کو ایسی تکلیف ہوتی تھی کہ اس کے پیٹ میں نشتر لگایا گیا اور ۲۶۰ تولہ پانی نکالا گیا۔ تین ہفتہ میں اس طرح تین مرتبہ کیا گیا۔ سے تمام دن میں صرف ۱۵ تولہ پیشاب آتا تھا۔ اس حالت میں اسے ڈوان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلس) کھلانی شروع کیں جن کی وجہ سے ۲۴ گھنٹے میں ۸۰ تولہ پیشاب آنے لگا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں استسقا (جلندہر) کی تمام علامتیں دور ہوگئیں اب وہ بالکل تندرست ہے۔ ڈوان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلس) متعدد جو امراض کے لئے مفید ثابت ہوئی ہیں۔ ان میں اوپر کا واقعہ بہت عجیب ہے کیونکہ جلندہر جب اس نوبت پر پہنچ جاتا ہے۔ تو مہلک ہوتا ہے اگر یہ بیان مارواڑی ہسپتال میں قلمبند نہ ہوتا کہ جہاں سے کل حال دریافت کیا جاسکتا ہے تو ضرور شک کرنے کا موقع ہوتا جلندہر بھی مثل درد پشت پیشاب کے امراض اور وجع مفاصل (گٹھیا) گردوں کے مرض کی وجہ سے ہوتا ہے جن کے لئے ڈوان کی درد پشت اور گردے کی گولیاں مجرب دوا ہیں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈوان کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پاس سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ۔ یا چھ شیشیوں کے عنہ اگر آپ اپنی فرمائش کے ساتھ اس اشتہار کو بھیجینگے اور نام اخبار سے مطلع فرمائینگے۔ تو آپ کی فرمائش کی تعمیل بغیر وی۔ پی خرچ کے کی جائے گی۔

ڈوان کا مرہم (ڈوونس اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے۔ اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا جیسا جون بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ بادہ۔ کھرجوا۔ کیڑ۔ جیٹھ۔ داد۔ اور جلد کی سب طرح سوزش نمکین بثورا اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکانداروں کے پاس قیمت دو روپیہ فی ڈبیا۔

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۳ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۳ روپیہ اور دوم مبلغ ۲؍ مبلغ عنہ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں۔

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سب سے بہترین درکشمیر کی لکڑی کی ۱؍ ہینڈل کا کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہے قیمت ۴ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھے ریشوں دار کشمیر کی لکڑی ۲؍ کین ہینڈل مع دو ربڑ کے میچ کیلئے نہایت عمدہ ہے۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا۔ کرکٹ بیٹ آل کین لکڑی جیسا مضبوط اور پائیدار پریکٹس کیلئے ۴؍ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۱؍

بچوں کے کرکٹ سٹ	۱۲-۱۳ برس کی عمر کیواسطے دو سٹ ایک سٹ ٹرکس	
	ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ	۲؍
	۱۰-۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹیں ایک بال فی بکس	۱؍
فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار ۲		۱؍
	۵	۱؍
بچوں کے لئے فٹ بال ۲ مع بلیڈر		۱؍
	۳	۱؍
کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے		۱؍
	دھاگے کے میچ	۱؍
	پریکٹس	۱؍
کرکٹ وکٹیں	فی کاپی	۱؍

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مال از قسم پریکٹس بیٹ۔ پریکٹس وکٹ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت میں اس سے بہت کم ہے۔ میں اس کو کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیازمند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ضلع کانگڑہ ۲۵ ؍

بچوں کی صحت

والدین کی بڑی فکر کی بات ہے اگر بچہ چڑچڑا ہے معدہ ضعیف ہے تو اسکو

اسکاٹ املشن

بچائیں از نقصان ہاں

اگر چند قطرے دودھ میں ملا کر دئے جائیں تو بچہ میں تغیر معلوم ہو۔ بچہ خوش باش نہ چڑچڑا ہو اور غذا جو صحت کی نشانی ہے مزے سے کھائے۔

ہاتھ سے نہ چھونا چاہئے

سب دوا فروش بیچتے ہیں (اسکاٹ اینڈ بوان لمیٹڈ) دواسازان لنڈن انگلینڈ

نمبر ۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۳ شوال ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

واقعات حقیقیہ کا انکار ٹھیک نہیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

اسی لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کیف تکفرون باللّٰہ وکنتم امواتًا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم۔ یعنی تم لوگ اللہ تعالےٰ کی ہستی کا انکار کر ہی کس طرح سکتے ہو جبکہ تم پر موت طاری تھی پھر اس کے بعد تم کو زندگی عطا کیگئی تھی۔ اور اس کے بعد پھر ایک اور زمانہ آئیگا جبکہ تم پر موت وارد ہوجائے گی اور اس کے بعد پھر تم لوگوں کو زندگی عطا کیجا دیگی۔ اس آیت سے صاف طور پر دو ایسے زمانوں کا پتہ لگتا ہے جس میں اللہ کریم نے صحابہؓ کی روحانی زندگی کو اپنی ہستی کا ایک زندہ ثبوت گردانا ہے میرے خیال میں جن صاحبان کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کی نطفہ کے وقت یا اس سے پہلے جو حالت ہوتی ہے۔ وہ ایک موت ہی ہوتی ہے۔ آخر خدا تعالےٰ اپنی حکمت کاملہ سے ہستی کا جامہ پہناتا ہے اور عدم سے وجود میں لاتا ہے اور یہی وہ زندگی ہے جس کا بیان آیت کنتم امواتًا فاحیاکم میں پایا جاتا ہے اور آیت ثم یمیتکم ثم یحییکم سے مراد وہ موت اور حیات ہے کہ جب انسان اس دنیا فانی سے کوچ کر جاتا ہے اور خاک میں خاک اور روح میں روح ملجاتی ہے۔ تب قیامت کو دوبارہ خدا تعالیٰ از سر نو زندگی بخشے گا"۔ وہ ایک حد تک راستی پر ہیں اور ان معنوں سے مجھے انکار نہیں میں مانتا ہوں کہ موت اور حیات دو ایسے وسیع المعانی لفظ ہیں۔ جن کے بیسیوں معنی ہوسکتے ہیں۔ لیکن یہ معنے میرے جیسے کم فہم آدمی کو آیت مطہرہ کے منشا کے مطابق معلوم نہیں ہوتے۔ اس لئے کمال سادگی اور آزادگی خیالات کیوجہ سے اتنا کہنے کو جی چاہتا ہے کہ اس طرح کی موت اور حیات مراد لینے سے ثبوت ہستی باریتعالیٰ پر کوئی کامل اکمل دلیل پیدا نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اسطرح سے دوسرے درجہ پر یعنے ثم یمیتکم ثم یحییکم میں جو موت اور حیات ہے۔ وہ تو ابھی برائے نام اور صرف وعدہ ہی وعدہ ہے خدا ہی جانے کہ کب قیامت ہوگی اور کب یہ واقع ظہور میں آئے گا اور قیامت کے منکر کا تو پھر خدا ہی حافظ۔ باقی رہی پہلی دلیل۔ اسپر بھی یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ لوگوں کا اس بات پر بکلی اتفاق نہیں کہ ہماری روح ہماری پیدائش سے پہلے موجود تھی یا نہیں۔ گو ہمیں تو خبر ہی تب ہوئی جب سانس لینے لگے بلکہ اس سے بھی کئی برس بعد۔ اور پھر ہم لوگوں کو جو زندگی عطا بھی کیگئی۔ تو وہ بھی والدین کے ذریعہ سے خدا کی تو ہمیں خبر بھی نہیں۔ کہ کب زندہ کیا اور کس وقت اپنی ہستی کا ثبوت ہمیں دیا؟ اور پھر کروڑہا حیوانات بھی اسی طرح بلکہ اس سے بھی عجیب وغریب حالتوں میں تبدیل ہوکر پیدا ہوتے ہیں۔ ہماری کوئی خصوصیت نہیں اور پھر اور بھی وہم وگمان سے بڑھکر حیرت انگیز ترقیات نباتات کی پیدائش میں دیکھنے میں آتی ہیں۔ مگر اس سے یہ بات کہاں سے گلے کا ہار بن گئی۔ جو ہم ایک خدا ہی ضرور مان لیں اور اس کے ماننے بغیر ہمارا چھٹکارا نہیں ہوتا۔ اور ساتھ ہی ان معنوں پر یہ شک بھی پیدا ہوسکتا ہے کہ جیسے والدین کے ذریعہ سے پیدا کرنے کے اس وقت خدا تعالیٰ نے وہنگیا دہانگی سے اپنی ہستی منوانی چاہی ہے۔ ویسے ہی دوبارہ پیدا کرتے وقت بھی اللہ تعالیٰ والدین سے ہی سلسلہ حیات

شروع کریگا - بغیر اس کے محال - اور اگر آپ کہیں کہ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا تو مہربانی کرکے کوئی نظیر پیش کریں تا کہ اسپر ہی قیاس کر لیا جاوے - اور پھر ان معنوں پر شاید کسی کو یہ خیال ہی پیدا ہو جاوے - کہ جیسے دوسری موت یعنے ثم یمیتکم سے پہلے ایک حیات فاحیاکم یقینی طور پر موجود ہے ویسے ہی پہلی موت یعنے کنتم امواتاً سے پہلے بھی ایک حیات ضرور ہوگی جس سے کچھ بو تناسخ کی بھی آتی ہے - ایسے ہی ان معنوں پر اور بھی کئی اعتراض پیدا ہو سکتے ہیں جن کا بیان کرنا موجب طوالت ہوگا - غرض جس طور پر ہمارے نام کے رہبر اور لیڈر اس آیت کو ثبوت ہستی باریتعالیٰ میں پیش کرتے ہیں - اس طرح سے تو آیت الٹی وبال جان ہو جاتی ہے اور خدا تعالےٰ کے منکر کو عجیب در عجیب پھندوں میں پھنساتی ہے -

میرے اپنے خیال میں قرآن مجید ایک روحانی کلام ہے اور روحانی مخلوق کے ذریعہ سے ایک روحانی شخص صلعم کے منہ سے نکلی ہے - اس لئے اسکو لغت اور دوسرے پیچ در پیچ جالوں میں پھنسانے کی حاجت نہیں - اور نہ ہی ایسی سر دردیوں سے کوئی روحانی فائدہ پہنچا کرتا ہے -

معزز ناظرین بات تو بالکل صاف ہے کہ اللہ کریم اس ضلالت اور گمراہی کی موت کو یاد دلاتا ہے - جو ان لوگوں پر آنحضرت صلعم کے دعوٰی نبوت سے پہلے طاری تھی جیسے موتہا ۱۴/۱ و ۲۱/۵، ۶، ۸ و ۲۴/۱۸ ضلال مبین ۲۸/۱۱ اور قست قلوبہم ۲۷/۱۸ وغیرہ آیات سے ظاہر من الشمس ہے - اور پھر اس زندگی کو اپنی ہستی کے لئے بطور ایک زندہ گواہ کے پیش کرتا ہے جو قبل از وقت خدائی وعدوں کے مطابق ظہور میں آئی تھی - جیسا کہ یحی الارض ۲۷/۱۸ لما یحییکم ۹/۱۷ اور وایدہم بروح منہ ۲۸/۴ اور اسی قسم کی دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے - ہاں ایک شبہ ان معنوں پر بھی پیدا ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ پہلی موت اور حیات میں تو ہم نے مان لیا کہ روحانی موت اور روحانی حیات مراد ہے - اور آیت لما یحییکم ۹/۱۷ اس بات کی تائید ہی کرتی ہے - لیکن چونکہ محمد رسول اللہ وفات پا چکے ہیں اور نہ ہی ان کے بعد کوئی نیا یا پرانا رسول آ سکتا ہے - کیونکہ وہ خاتم النبین ہیں - اس لیے دوسری موت اور حیات کے یہ معنے ہرگز نہیں ہو سکتے - مگر میرے نزدیک یہ شبہ بہت جلدی دور ہو سکتا ہے اور عقلمندوں کے لئے ایک لاجواب جواب دیا جا سکتا ہے - بشرطیکہ حق کی پیاس بھی ہو - اور میرے خیال میں جو جواب میں اپنی ناقص سمجھ کے مطابق ذیل میں درج کروں گا وہ بذات خود ایک ایسا جواب ہے جو خدا تعالےٰ کی ہستی کا ایک زندہ ثبوت ہے -

ناظرین اخبار! قرآن کریم کو بنظر غور پڑھنے سے محمد رسول اللہ صلعم کی دو بعثتیں ثابت ہوتی ہیں - لیکن چونکہ وہ جسمانی طور پر وفات پا چکے ہیں اسلئے دوسری دفعہ بھی محمد رسول اللہ صلعم ہی مبعوث ہوں گے لیکن بروزی اور ظلی طور پر جیسے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے -

بعثت اول - ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منہم یتلوا علیہم ایتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتب والحکمۃ ۲۸/۱۱
یعنے وہی عزیز اور حکیم اللہ ہے جس نے امیوں کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول مبعوث کیا - جو اللہ کی آیات کی ان پر تلاوت کرتا ہے - اور ان لوگوں کا تزکیہ کرتا ہے - اور انکو الہٰی کتاب اور الہٰی حکمت کی باتیں سکھاتا اور سمجھاتا ہے اور پھر فرمایا -

(بعثت دویم) و اخرین منہم لما یلحقوا بہم وھو العزیز الحکیم ۲۸/۱۱ - اور انہیں صحابہ میں سے ایک گروہ صحابہ کا آخریں بھی ہوگا لیکن وہ لوگ ان لوگوں سے ملے نہیں بلکہ بعد میں پیدا ہوں گے - اور یہی رسول آیات اللہ کی تلاوت انپر کرے گا - اور ان لوگوں کا تزکیہ کریگا اور الہٰی کتاب اور الہٰی حکمت کی باتیں انہیں سکھائیگا اور یہ کوئی مشکل کام نہیں بلکہ خدا سب پر غالب ہے اپنے اس کام کو اپنی حکمت سے سرانجام دے گا - اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا -

مندرجہ بالا آیات کو بنظر غور دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی خدا تعالےٰ نے دو بعثتیں رکھی ہیں ایک جسمانی طور پر اور ایک ظلی اور بروزی طور پر - لیکن چونکہ آخری بعثت کے وقت جو لوگ مخالفت کریں گے ان کا نام قرآن کریم میں یہود رکھا گیا ہے جیسا کہ حملوا التورات اور اس قسم کی دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہ اس وقت نصارٰے کا عام غلبہ ہوگا اور عیسٰے پرستی کا بہت شور برپا ہوگا - اور نیز امن اور آزادی کا زمانہ ہوگا - اس لئے دوسری دفعہ آنحضرت صلعم بحیثیت حضرت عیسٰی کے آئیں گے اور نہایت حلیمی فروتنی مسکینی اور انکساری سے اپنے جمالی نام احمد کا ظہور فرمائیں گے ایسا ہی اس آخری زمانہ کے لئے قرآن کریم میں بہت سے اشارات بھی پائے جاتے ہیں - مثلاً نہروں کا کثرت سے کھودا جانا - رسالوں کتابوں اشتہاروں اور اخباروں کی عام طور پر اشاعت ہونا - چاند اور سورج کو ماہ رمضان میں گہن لگنا - عیسٰے پرست لوگوں کا حکمران ہونا - میل ملاپ اور دیگر تعلقات کو قائم کرنے کے لئے بہت سے ذرائع اور اسباب کا پیدا ہو جانا - ایسی ایسی سواریوں کا نکلنا جن سے اونٹوں کی وقعت کم ہو جانا - مختلف مذاہب کے آپس میں بحث مباحثوں کا بہت شور برپا ہو جانا - طاعون کا کثرت سے پھیلنا - زلزلوں کا بار بار زور سے آنا وغیرہ وغیرہ بہت سے نشانات ہیں جن کو تفصیل سے بیان کرنے کی یہاں ضرورت نہیں - بلکہ میں اپنے اصلی مقصود کی طرف توجہ کرکے کہتا ہوں کہ جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ آنحضرت صلعم کی دو بعثتیں ہیں تو اس سے ایک علیحدہ ثابت ماننا پڑے گا کہ آیت وکنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم میں انہیں دو زمانوں کیطرف اشارہ ہے جن میں اللہ کریم محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ سے لوگوں کو روحانی طور پر زندہ کرے گا - اور اپنی ہستی پر ایک لاجواب اور دنداں شکن دلیل قائم کریگا - گو یہ سچی بات ہے کہ نصف حصہ اس دلیل کا پہلی صدی میں ہی ظہور میں آچکا تھا - اور آنحضرت صلعم کی پہلی بعثت میں ہی دنیا پرست لوگ ایک قادر اور توانا مالک الکل اور خالق الکل ہستی پر ایمان لے آئے تھے اور دنیا نے ایک انقلاب عظیم کا چہرہ دیکھا تھا لیکن حقیقی کمال اسی صورت میں ظہور میں آئے گا - جبکہ دونو پہلو ہر طرح سے پورے ہوں گے اور بعثت ثانی کا نورانی جلوہ نظر آئے گا - اور جیسے چاند جب چڑھتا ہے تو گو اسکی حالت ایک حد تک ظاہر کرتی ہے کہ ایک وقت یہ اپنے پورے کمال کو پہونچیگا - لیکن حقیقی کمال اس کا تبھی سمجھا جاتا ہے جب چودہویں تاریخ آجاتی ہے - اور نورانی چاند پردوں کو چیرتا ہوا اپنا کامل چہرہ دکھاتا ہے - اسی طرح آنحضرت صلعم کے نور کے کامل جلوہ یعنے بعثت ثانی کے لئے چودہویں صدی مقرر ہے اور کل موعودہ آثار اولیاء اللہ کے الہامات اور اہل کشوف کے رؤیات اور کلام الٰہی کے استدلات سب کے سب چودہویں صدی کا پتہ بتاتے ہیں -

(باقی آئندہ)

اشارہ تھا اور علاوہ اس کے اور کئی الہام تھے جن میں بصراحت اس لڑکے کے مرنے کی خبر دی گئی تھی اور صرف یہی نہیں تھا
کہ زبانی اپنی جماعت کو یہ پیشگوئیاں بتلائی گئی تھیں بلکہ یہ پیشگوئیاں اس واقعہ سے کئی سال پہلے اخبار بدر اور الحکم میں شائع کر دی
گئی تھیں جس کا خلاصہ مضمون یہی تھا کہ مبارک احمد قبل اس کے کہ جو بلوغ کی عمر کو پہنچے فوت ہو جائیگا اور باوجود اس کے کہ میرے کئی اور
لڑکے تھے جو اس کے حقیقی بھائی تھے مگر میں نے خدا سے الہام پا کر صریح طور پر پیشگوئی میں شائع کیا تھا کہ قبل از بلوغ وفات پانیوالا مبارک احمد
ہے اور صاف اور کھلے لفظوں میں لکھا تھا کہ مبارک احمد نابالغ ہونے کی حالت میں ہی فوت ہو جائیگا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ تو خدا تعالی کی طرف سے
ایک عظیم الشان نشان تھا جو خدا نے کھلے کھلے طور پر خبر دے دی کہ مبارک احمد بلوغ کی عمر تک نہیں پہونچیگا اور خوردسالی میں ہی فوت ہو جائیگا
اب کوئی ایماندار سوچے کہ کیا یہ کسی اعتراض کی جگہ تھی یا کہ یہ موت تو پہلے ہی سے مقرر ہو چکی تھی اور اخباروں میں شائع ہو چکی تھی اسلئے یہ ایک بڑا بھاری نشان تھا
کیونکہ ایسے عمیق غیب پر انسان کا علم محیط نہیں ہو سکتا مگر تعصب کا کیا علاج متعصب انسان اندھا ہو جاتا ہے اور اس وقت اُسپر یہ شعر صادق آتا ہے
؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ۔ عیب نماید ہنرش در نظر ۔ لیکن خدا کی قدرت پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا ساتھ ہی
خدا تعالے نے یہ الہام کیا ۔ انا نبشرک بغلام حلیم ۔ ینزل منزل المبارک ۔ یعنے ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے
خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائم مقام اور اس کا شبیہ ہوگا پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو۔
اس لئے اُس نے بمجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دی تا یہ سمجھا جاوے کہ مبارک احمد فوت نہیں
ہوا بلکہ زندہ ہے اور ایک الہام میں مجھے مخاطب کر کے فرمایا ۔ انی اریحک ولا اجیحک واخرج منک قوما
یعنی میں تجھے راحت دونگا اور میں تیری قطع نسل نہیں کرونگا اور ایک بھاری قوم تیری نسل سے پیدا کرونگا یہ خدا کا کلام ہے
جو اپنے وقت پر پورا ہوگا۔ اگر اس زمانہ کے بعض لوگ لمبی عمر پائیں گے تو وہ دیکھیں گے۔ کہ آج جو خدا کی طرف سے یہ پیشگوئی
کی گئی ہے وہ کس شان اور قوت اور طاقت سے ظہور میں آئے گی۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں وہ خدا جس نے ابراہیم علیہ السلام کو اور پھر
موسیٰ علیہ السلام کو اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کو اور سب کے بعد ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جانی اور خونی دشمنوں سے بچایا وہ مجھے
بھی بچائے گا اور وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ دشمن اپنے کردار کی سزا پائینگے کیونکہ خدا شریر کو دوست نہیں رکھتا جو شخص تقویٰ سے کام
نہیں لیتا اور بدزبانی میں حد سے بڑھ جاتا ہے وہ آخر پکڑا جاتا ہے مگر خدا متقی کے ساتھ ہوتا ہے یہ بھی جاننا چاہئے کہ معمولی سلسلہ موت کا
ہر ایک بد اور نیک پر محیط ہے کسی خاص فرقہ سے مخصوص نہیں اگر ہماری اولاد میں سے کوئی مر گیا یا آئیندہ مرے تو دشمنوں کے لئے یہ خوشی کی بات نہیں کیونکہ یہ موت ہر ایک کے
ساتھ لگی ہوئی ہے بلکہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ ہمارے گھر کے عزیزوں میں سے یا ہمارے بہت قریب متعلقین میں سے بعض کی اجل قریب ہے سو ایسے واقعات دشمن کیلئے
خوشی کی جگہ نہیں کیونکہ موت فوت سے کسی نبی کا خاندان مستثنیٰ نہیں۔ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی لڑکے فوت ہو گئے یہاں تک کہ خبیث فطرت کافر نے

نحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ابتر رکھا مگر آخرکار خدا نے فتح اور نصرت کے تمام وعدے پورے کئے یہانتک کہ اُن عرب کے کافروں کا نام و نشان نہ رہا جو

ن حضرت کو معدوم کرنا چاہتے تھے اور جزیرہ عرب اسلام سے بھر گیا یہ سچ ہے کہ العاقبۃ للمتقین۔ سو خدا کا یہ وعدہ ہے کہ وہ مجھ سے بھی ایسا ہی کریگا جیسا کہ

نحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ایک دن آتا ہے کہ جن متعصب اور جانی دشمنوں کا منہ دیکھتے ہو پھر نہیں دیکھو گے وہ جڑ سے کاٹے

جاوینگے اور اُن کا نام و نشان نہیں رہیگا۔ اس بارہ مین اُن دنوں میں جو کچھ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ پیشگوئی اسجگہ لکھتا ہوں چاہیئے کہ میری جماعت اس کو یاد رکھیں

ور اس کو اپنے گھروں کے نظارہ گاہ جگہوں پر چسپان کریں اور اپنی عورتوں اور لڑکوں کو اس سے اطلاع دیں اور جہانتک ممکن ہو نرمی اور آہستگی سے اپنے واقفکاروں کو

س امر پر مطلع کریں۔ کیونکہ یہ دن آنیوالے ہیں اور خدا نے سب کچھ دیکھا ہے اور اب وہ ہم میں اور ہمارے ان مخالفوں میں جو تکفیر اور گالیوں سے باز نہیں آتے فیصلہ کریگا وہ حلیم ہے مگر

س کا غضب سب سے بڑھکر ہے اور وہ سزا دینے میں دھیما ہے مگر اس کا قہر بھی ایسا ہے کہ فرشتے بھی اُس سے کانپتے ہیں اور اس پیشگوئی میں ہمارے مخاطب صرف وہ لوگ

ہیں جنہوں نے حد سے زیادہ مجھے ستایا اور گالیاں دینے اور بدزبانی میں حد سے زیادہ بڑھ گئے بلکہ بعض نے ان میں سے میرے قتل کے فتوے دئیے کہ وہ سب لوگ چاہتے

ہیں کہ میں قتل کیا جاؤں اور زمین سے نابود کیا جاؤں اور میرا تمام سلسلہ پراگندہ اور نابود ہو جائے مگر خدا جو میرے دل کے حالات کو جانتا ہے وہ وہی فیصلہ کریگا جو اس کے علم کے موافق

ہے اس نے مجھے اپنے فیصلہ کی خبر دی ہے اور وہ یہ ہے۔ الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل اٰثک بمنزلۃ

فی الاسلام انزلنا واخترناک۔ ترجمہ۔ تو نے دیکھ لیا یعنی تو ضرور دیکھیگا کہ اصحاب الفیل یعنی سو جو بڑے حملے والے تھے اور جو آئے دن تیرے پر حملہ کرتے ہیں اور

چاہا کہ اصحاب الفیل نے خانہ کعبہ کو نابود کرنا چاہا تھا وہ تجھے نابود کرنا چاہتے ہیں اُن کا انجام کیا ہوگا ہے یعنی اُنکا انجام وہی ہوگا جو اصحاب الفیل کا ہوا۔ پھر فرمایا۔ وینصرک

رجال نوحی الیھم من السماء یاتون من کل فج عمیق یعنی تیری مدد وہ لوگ کرینگے جن کے دلوں میں ہم الہام کرینگے وہ دور دراز جگہوں سے تیرے پاس آئینگے

یہ استعارہ کے رنگ میں خدا تعالیٰ نے مجھے بیت اللہ سے مشابہت دی کیونکہ آیت یاتون من کل فج عمیق خانہ کعبہ کے حق میں ہے اور پھر فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ اسلام کی چکی

ہے اور اس چکی میں جو پڑیگا وہ آخر کو پیسا جائیگا یعنی تجھ سے لڑنیوالے اور تیرے پر حملہ کرنیوالے سلامت نہیں رہینگے اور پھر فرمایا کہ تیرے مخالفوں کا اخزاء اور افناء تیرے ہی ہاتھ سے

رکھا یعنی جو لوگ تجھے رسوا اور ہلاک کرنا چاہتے ہیں وہ آپ ہی رسوا اور ہلاک ہو جائیں گے اور پھر فرمایا۔ اِنی انا ربک الرحمٰن۔ ذوالعزۃ والسلطان من عاد اولیائی فکانما

من السماء۔ اِنی موجود فانتظر۔ سینالھم غضب من ربھم وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا

انی امرت لکم فافعلوا ما تومرون۔ الیوم یوم البرکات یاعیسٰی اللہ انی معک۔ والضحٰی واللیل اذا سجی ما ودعک ربک وما قلی یعنی میں

ہوں صاحب عزت اور سلطنت جو شخص میرے ولی سے دشمنی کرے گویا وہ آسمان سے گر گیا میں موجود ہوں پس میرے فیصلہ کا منتظر رہ جو لوگ عداوت سے باز نہیں آتے عنقریب اُن پر

بھی نازل ہوگا ہم عذاب نازل نہیں کرتے مگر اسحالت میں کہ جب پہلے رسول آجاوے یعنی دنیا پر عذاب شدید نازل ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول آگیا ہے اور پھر فرمایا کہ عذاب سے

نجات پائینگے جنہوں نے دلوں کو پاک کیا اور وہ لوگ سزا پائینگے جنہوں نے اپنے نفسوں کو گندہ کیا اور پھر فرمایا میں تیری نسل کو جڑ سے معدوم نہیں کرونگا بلکہ جو کچھ کھویا گیا وہ خدائے کریم

دیگا ان کو کہدے کہ میں تمہارے لئے مامور ہو کر آیا ہوں پس وہی کرو جو میں حکم کرتا ہوں یہ برکت کے دن ہیں ان کا قدر کرو۔ اے خدا کے بندے میں تیرے ساتھ ہوں مجھے

روشن کی قسم ہے اور اس رات کی جو تاریک ہو جو تیرے رب نے تجھے دشمن نہیں پکڑا اور پھر اردو میں فرمایا کہ ہر ایک حال میں تمہارے ساتھ موافق ہوں اور تیرے منشا کے

مطابق۔ اور پھر فرمایا۔ لکم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا **خیر و نصرت و فتح انشاء اللہ تعالےٰ** وضعنا عنک وزرک الذی

انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک۔ انی معک ذکرتک فاذکرنی وسع مکانک حان ان تعان وترفع بین الناس

انی معک یا ابراہیم انی معک ومع اھلک انک معی واھلک انی انا الرحمان فانتظر قل یاخذک اللہ یعنی تمہارے لئے دنیا اور

آخرت میں بشارت ہے تیرا انجام نیک ہی خیر ہی اور نصرت اور فتح انشاء اللہ تعالےٰ ہم تیرا بوجھ اتار دینگے جس نے تیری کمر توڑ دی اور تیرے ذکر کو اونچا کر دینگے میں تیرے

ساتھ ہوں مینے تجھے یاد کیا ہے سو تو مجھے بھی یاد کر اور اپنے مکان کو وسیع کر دو وہ وقت آتا ہے کہ تو مدد دیا جاویگا اور لوگوں میں تیرا نام عزت اور بلندی سے لیا

جائیگا میں تیری ساتھ ہوں اے ابراہیم اور ایسا ہی تیرے اہل کیساتھ اور تو میرے ساتھ ہے اور ایسا ہی تیرے اہل میں رحمان ہوں میری مدد کا منتظر رہ اور اپنے

دشمن کو کہدے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لیگا اور پھر آخر میں اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑہا دونگا یعنے دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے

دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کرونگا اور تیری عمر کو بڑہا دونگا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔

یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے جسمیں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا ہے اور دشمن پر

غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائیگا اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہوگی اور دشمن جو میری

موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کیطرح نابود اور تباہ ہوگا خدا ایک قہری تجلی کریگا اور وہ جو جھوٹھ اور شوخی سے باز

نہیں آتے انکی ذلت اور تباہی ظاہر کریگا مگر میری طرف ایک دنیا کو جھکا دیگا اور میرا نام عزت کے ساتھ دنیا کے ہر ایک کنارہ میں پھیلا دیگا

سو چاہیئے کہ میری جماعت کے لوگ اس پیشگوئی کے منتظر رہیں اور تقویٰ و طہارت سے پاک نمونہ دکھاویں۔

اس پیشگوئی کیساتھ یہ پیشگوئی بھی ہے کہ ایک سخت طاعون اس ملک میں اور دوسرے ممالک میں بھی آنیوالی ہے جسکی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی

وہ لوگوں کو دیوانہ کیطرح کریگی معلوم نہیں کہ اس سال یا آیندہ سال میں ظاہر ہوگی مگر خدا مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میں تجھے اور تمام ان لوگوں کو

جو تیری چاردیواری کے اندر ہیں بچاؤنگا۔ گویا اسدن یہ گھر نوح کی کشتی ہوگا جو شخص اس گھر میں داخل ہو جائیگا وہ بچایا جائیگا اور خدا نے فرمایا میں روزہ

بھی رکھونگا اور افطار بھی کرونگا اور اس گھڑی تک جسکو بجز خدا کے کوئی نہیں جانتا میرا عذاب دنیا کے شامل حال رہیگا اور طاعون دور نہیں

ہوگی اور کبھی دور نہیں ہوگی جبتک کہ لوگ اپنی اصلاح کر کے نیکی اور خدا کیطرف رجوع نہ کریں خدا چاہتا ہے کہ زمین گناہ سے پاک ہو جائے سو اس لئے ایک طرف اس نے طاعون اور

کئی اور عذاب بھیجے اور دوسری طرف اپنے راہ کی منادی کرنیوالا بھیجا۔ تا زمین کو گناہ سے پاک کرے۔ والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ۔

خاکسار

میرزا غلام احمد۔ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء

ہماری جماعت کو لازم ہے کہ اس پیشگوئی کو خوب شائع کریں اور اپنی طرف سے چھاپ کر مشتہر کریں اور یادداشت کیلئے اشتہار کے طور پر اپنے گھر کی نظرگاہ میں چسپاں کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تبصرہ

مجھے اس تحریر کے لئے اس بات نے مجبور کیا ہے کہ میں مامور ہوں کہ امر معروف اور نہی منکر کروں اور سننے والوں کو ان امور پر قائم کروں جن سے ان کا ایمان قوی اور معرفت زیادہ ہو اور صراط مستقیم پر قایم ہو جاویں واضح ہو کہ مینے اس ہفتہ کے اخبار عام میں اس کے پہلے کالم میں ہی پڑھا ہے کہ بعض کوتہ اندیش لوگوں نے میرے فرزند مبارک احمد کی وفات پر بڑی خوشی ظاہر کی ہے بلکہ دوسرے بعض اخبار و نمیں بھی بڑے زور سے اس واقعہ کو ظاہر کر کے یہ رنگ اس پر چڑھایا ہے کہ گویا انہیں کسی کا مباہلہ میں فتحیاب ہونا اس سے ثابت ہوتا ہے ہم اسجگہ زیادہ لکھنا نہیں چاہتے کیونکہ جھوٹ کی سزا دینے کے لئے خدا تعالیٰ کافی ہے واضح ہو کہ مینے کسی سے ایسا مباہلہ نہیں کیا جس سے کسی دوسرے فریق کی اولاد کو اسطرح پر معیار صدق و کذب بنایا جاوے کہ اگر اس فریق کا لڑکا مر گیا تو وہ جھوٹا ٹھہرے گا بلکہ میں ہمیشہ یہی چاہتا ہوں کہ وہی شخص نابود ہو جس کے گناہ ہی جس نے خدا پر افترا کیا ہے یا صادق کو کاذب ٹھیراتا ہے ہاں اگر کسی کی اولاد مباہلہ کے وقت حاضر ہو کر خود مباہلہ سے حصہ لے اور افترا کے حامی یا تکذیب کے حامی ہو جاویں جیسا کہ قرآن شریف سے ہی سمجھا جاتا ہے تب وہ کاذب ہونے کی حالت میں عذاب میں بھی شریک ہوں گے جیسا کہ وہ مقابلہ میں شریک ہو گئے ورنہ بموجب حکم آیت لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ خدا ایک کے گناہ کے لئے دوسرے کو ہلاک نہیں کرتا میرا لڑکا مبارک احمد نابالغ تھا اور ابھی نو برس کی عمر کو نہیں پہونچا تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا اور خدا نے اسکی وفات سے کئی برس پہلے دو مرتبہ اسکی نسبت خبر دی تھی کہ ابھی وہ بالغ نہیں ہو گا جو فوت ہو جائیگا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ دشمن اس دن خوش ہو گا اور اپنا وار کریگا مگر ساتھ ہی دشمن کی بد انجامی کی بھی خبر دی تھی کہ آخرکار وہ غضب الٰہی کے نیچے آئے گا اور میری نسبت یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ دن تلخ زندگی کے ہوں گے اور ساتھ اس کو میرے دل کی حالت کو ان الفاظ سے ظاہر کیا تھا۔ کہ انی مع اللہ فی کل حال یعنے میں ہر ایک حال میں خدا کے ساتھ ہوں اور جو اسکی رضا ہے وہی میری رضا ہے اور یہ بھی میرے گھر کے لوگوں کو خدا نے مخاطب کر کے مجھے یہ الہام کیا تھا کہ ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر اور یہ بھی انکی نسبت الہام تھا کہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ یعنی اے اہل بیت خدا تمہیں ایک امتحان کے ذریعہ سے پاک کرنا چاہتا ہے جیسا کہ حق ہے پاک کرنے کا۔ اس الہام میں بھی اسی مصیبت کیطرف

266

خدا کی تازہ وحی

۶ اور ۷ نومبر کو خدا تعالے نے مخاطب کر کے فرمایا۔ ساھب لک غلامًا زکیا۔ رب ھب لی ذریتہ طیبة۔ انا نبشرک بغلام اسمه یحیی۔ الم ترکیف فعل ربک باصحٰب الفیل۔ اخذھم اللہ بقی وحده لاشریک معه۔ قل جاء الحق وزھق الباطل۔ موت قریب ان اللہ یحمل کل حمل من خدمک خدم الناس کلھم۔ ومن آذاک اذی الناس جمیعا۔

آمدن عید مبارک بادت۔ عید تو ہے چاہو کرو یا نہ کرو۔ ترجمہ۔ میں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جسکا نام یحیٰی ہے (معلوم ہوتا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ زندہ رہنے والا) تو دیکھیگا کہ تیرا رب ان مخالفوں سے کیا کریگا جو تیرے معدوم کرنے کیلئے حملے کرتے ہیں۔ خدا انکو پکڑیگا اور یہ خدا کا بندہ اکیلا رہیگا اسکے ساتھ کوئی شریک نہ ہوگا حق آگیا اور باطل بھاگ گیا یعنے باطل بھاگ جائیگا۔ ایک شخص کی موت قریب ہے۔ خدا ہر ایک بوجھ کو آپ اٹھائیگا اس کے معنے اب تک معلوم نہیں ہوئے۔ آیندہ خدا قادر ہے کہ تفصیل ظاہر کر دے) جو شخص تیری خدمت کرتا ہے اس نے ایسا کام کیا کہ گویا سارے جہان کی خدمت کی اور جو شخص تجھے دکھ دیتا ہے اس نے ایسا کام کیا گویا ساری دنیا کو دکھ دیا۔ اس کے بعد ایک اور الہام ہے جس کے اظہار کی اجازت نہیں شائد بعد میں اجازت ہو جائے اس کا پہلا فقرہ یہ ہے۔ **"دیکھ میں ایک نہایت چھپی ہوئی بات پیش کرتا ہوں"**۔ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء روز یکشنبہ کو الہام ہوا۔ **ایک وبا پڑیگی** یہ معلوم نہیں کس قسم کی وبا ہوگی۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس علیہ السلام کی صحت خدا کے فضل وکرم سے توم کیلئے راحت افزا ہے۔ آپ ہر روز صبح کے وقت سیر کو تشریف لے جاتے ہیں

(۲) حکیم الامۃ کا درس قرآن کریم حسب معمول بڑی مسجد میں ہوتا ہے۔

(۳) حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب بھی بخیریت تمام اپنے دینی کام میں مصروف ہیں

(۴) ناظرین کو عید مبارک ہو۔ دارالامان میں عید جمعہ کے دن ہوگی حضرت حکیم الامۃ نے خطبہ عید پڑھا جو آیندہ اشاعت میں طبع ہو سکے گا۔ انشاء اللہ تعالے۔

مبارک باد

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مہربانی فرما کر مفصلہ ذیل خبر اپنے اخبار گوہر بار میں شائع فرما کر ممنون فرماویں خدا کے فضل وکرم سے بتاریخ ۶ نومبر ۱۹۰۷ء بوقت ۷ بجے صبح بروز چہارشنبہ مطابق ۲۹ ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ الھ اس عاجز کی چھوٹی بیوی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے جسکا نام حضرت مسیح موعود نے صلاح اللہ رکھا ہے فالحمد للہ علی ذالک۔ خلیفہ رشید الدین ایل ایم ایس سول اسسٹنٹ سرجن اضلاع متحدہ ہم جناب ڈاکٹر صاحب کو صدق دل سے مبارکباد دیتے ہوئے دعا کرتے ہیں [illegible]

کلماتِ طیّبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

ایک شخص نے دریافت کیا کہ مُردے کو کھانے کا ثواب پہنچتا ہے یا نہیں۔ اور ساتھ ہی مختلف اشیا کے نام لے کر تفصیل وار پوچھنا شروع کر دیا۔ کہ ان کا ثواب بھی پہنچتا ہے یا نہیں حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ طعام کا ثواب پہنچتا ہے بشرطیکہ حلال کا

مُردہ کو طعام کا ثواب پہنچتا ہے

طعام ہو قرآن شریف جس طرز سے حلقہ باندھکر پڑھتے ہیں۔ یہ تو سنت سے ثابت نہیں۔ مُلاں لوگوں نے اپنی آمدن کے لئے یہ رسمیں جاری کر دی ہیں۔ ہاں اگر خدا چاہے تو مُردہ کے حق میں دعا بھی قبول ہو جاتی ہے لیکن یاد رکھو کہ اپنے ہاتھ سے ایک پیسہ دینا بھی بہتر ہوتا ہے بہ نسبت اس کے کہ کوئی دوسرا آدمی اس کے عوض میں بہت سا مال خرچ کر دے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے وہ نیتوں کو جانتا ہے اور وہی ثواب پہنچانے والا ہے جب یہ بات ثابت ہے کہ مُردوں کو بھی ثواب مِل جاتا ہے تو پھر تفصیلوں کی کیا ضرورت

اُس عالم کی تفصیل نہیں ہو سکتی

ہے۔ ایک صحابی کا بیٹا دعا مانگا کرتا تھا کہ یا اللہ مجھے بہشت بھی دے اور انار اور انگور بھی دے صحابی نے کہا کہ جب بہشت مِل گیا تو انار انگور سب چیزیں اسی میں آگئیں۔ اس کی تفصیلوں کی ضرورت کیا ہے۔ اس عالم کی تفصیلیں ہو نہیں سکتیں۔ وہ تو ایک پوشیدہ اور مخفی عالم ہے۔

فرمایا۔ آج کل دُنیا کی عجیب حالت ہو رہی ہے تم لوگ اچھی طرح سے نظر ڈال کر دیکھ لو۔ شہروں اور بازاروں میں جا کر دیکھ لو۔ لاکھوں اور کروڑوں آدمی اِدھر

دُنیا کی حالت

سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر محض دُنیا کی خاطر مارے مارے پھرتے ہیں ایسے آدمی تھوڑے نکلینگے جو دین کی غرض سے پھرتے ہوں۔ حالانکہ خدا تعالےٰ نے تو یہی دعا سکھلائی تھی۔ کہ صراط الذین انعمت علیہم کہ یا الٰہی وہ راہ دکھا اور اُسی راہ پر چلنے کی توفیق دے جس پر چلنے سے منعم علیہ گروہ میں شامل ہو جاویں

زندگی کی اصل غرض

اصلی مقصد انسان کا تو دین ہونا چاہیئے۔ اسی واسطے میں کہتا ہوں کہ جو لوگ یہاں دین کی خاطر آتے ہیں۔ اُن کو کچھ دن ضرور ٹھہرنا چاہیئے شاید کوئی مفید کلمہ اُن کے کانوں میں پڑ جاوے۔ بعض لوگوں کی کوشش اور تدبیریں محض دُنیا کمانے کی خاطر ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ بڑی بڑی پنشنیں پا لیتے ہیں لیکن

دُنیا کی غرض ختم ہونے میں نہیں آتی

پھر بھی بس نہیں کرتے اندر ہی اندر اسی جستجو میں لگے رہتے ہیں کہ اب کوئی خطاب ہی مِل جاوے لیکن جونہی یہ مال و متاع چھوٹتا نظر آتا ہے اور موت سر پر آجاتی ہے تب ہاتھ ملتے

دُنیا کی محبت کا آخری نتیجہ دُکھ ہے

ہیں کہ او ہو یہی دُنیا تھی جس کے لئے ہم مارے مارے پھرتے تھے اور ہر وقت اسی کے فکر اور غم میں مبتلا رہتے تھے۔ اور اُس وقت سخت دُکھ اور پریشانی ہوتی ہے۔ اور اسی میں جان نکل جاتی ہے

فرمایا۔ جب ایک چیز کی کثرت ہو جاوے تو پھر اس کی قدر نہیں رہتی۔ پانی اور اناج جیسی کوئی چیز نہیں۔ اور یہ سب چیزیں آگ ہوا مٹی پانی ہمارے لئے نہایت ہی

ایک چیز جب کثرت سے مِل جاوے تو پھر انسان غلطی سے اُس کی بے قدری کرتا ہے

ضروری ہیں۔ مگر کثرت کی وجہ سے انسان ان کی قدر نہیں کرتا لیکن اگر جنگل میں ہو اور کروڑہا روپیہ بھی پاس ہو مگر پانی نہ ہو تو اس وقت کروڑہا روپیہ بھی ایک گھونٹ کے بدلے دینے کو تیار ہوتا ہے۔ اور

دُنیا کچھ چیز نہیں اللہ بڑی چیز ہے

آخر بڑی حسرت سے مرتا ہے دُنیا کی دولت چیز ہی کیا ہے جس کے لئے انسان مارا مارا پھرتا ہے۔ ذرا سی بیماری آجاوے۔ پانی کی طرح روپیہ بہایا جاتا ہے مگر سکھ ایک منٹ کے لئے بھی نہیں آتا۔ جب یہ حال ہے تو انسان کی یہ کس قدر غفلت ہے کہ اُس حقیقی کارساز کی طرف توجہ نہ کرے جس کا بنایا ہوا یہ سب کارخانہ ہے اور اُس کا ذرہ ذرہ جس کے تصرف اور اختیار میں ہے۔

فرمایا۔ لوگ تلاش کرتے ہیں کہ ہمیں حقیقت ملے۔ لیکن یہ بات جلد بازی سے

جلد بازی اچھی نہیں

سے حاصل نہیں ہوا کرتی۔ جب انسان کی روح پگھل کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے۔ اور اسی کو اپنا اصلی مقصود خیال کرتی ہے۔ تب اس کے لئے حقیقت کا دروازہ بھی کھولا جاتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ خدا کے فضل پر موقوف ہے اور صحبت صادقین سے یہ باتیں حاصل ہوا کرتی ہیں۔

فرمایا۔ لوگ دُنیا کا حساب و کتاب کس قدر محنت سے یاد رکھتے ہیں۔

عمر کا حساب رکھو

لیکن عمر کا حساب نہیں رکھتے۔ اور خیال بھی نہیں کرتے کہ اب عمر کا کس قدر حصہ باقی رہ گیا ہے اور اس کا اعتبار کیا ہے۔

فرمایا۔ دُنیادار دُنیا کے ہم و غم میں ایسا غرق ہوتا ہے کہ انجام کا اُسے بھولے سے بھی خیال نہیں گذرتا۔ اور جس طرح ایک خارش والا بس نہیں کرتا۔ جب تک کہ

دُنیادار کی حالت کا مختصر نقشہ

خون نہ نکل آوے۔ اسی طرح وہ بھی سیر نہیں ہوتا۔ اور کتے کی طرح اپنا خون آپ پیتا ہے اور جانتا نہیں کہ دُنیا کی زندگی چیز ہی کیا ہے۔ اسی واسطے اللہ کریم نے مسلمانوں کو غیر المغضوب علیہم ولا الضالین والی دعا سکھائی ہے۔ کہ جو لوگ اسی دُنیا کے کیڑے ہوتے ہیں اور اسی دُنیا کی خاطر رسولوں اور نبیوں کا انکار کر دیتے ہیں۔ اور پھر اسی دُنیا میں ہی ان پر عذاب نازل ہوتا ہے ان میں شامل ہونے سے بچا۔ یہ بڑے خطرہ کا مقام ہے۔

عبرت حاصل کرو

دیکھو اب تو مرنے کے لئے نئے نئے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ بہت سی ایسی بیماریں نکل آئی ہیں۔ جو بالکل نئی ہیں۔ اور پھر طاعون کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے۔ گھر کے گھر خالی ہو گئے ہیں۔ اور دُنیا میں ایک نیا ہی آ گئی ہے۔

بوقت ظہر ۔ ۲۲ ۔ اکتوبر

فرمایا۔ ہماری جماعت میں کوئی بیس پچیس بلکہ تیس کے قریب ایسے آدمی ہوں گے جو الہام کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ مجھے اُن کے جنون کا ہی اندیشہ

ملہم اور جنون

رہتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اپنی حالت کا مطالعہ کرے اور اپنے اس معاملہ کو دیکھے جو وہ خدا کے ساتھ رکھتا ہے اور حدیث النفس کا خیال نہ رکھے۔ ایسے لوگوں کے خط جب مجھے آتے ہیں تو بجائے اس کے کہ میں خوش ہوؤں۔ اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں ان کو جنون نہ ہو جاوے۔ جب وہ خط میں پڑھتا ہوں تو بدن کانپ جاتا ہے اللہ کریم

کاہن اور مجنون کی کیوں تردید کی

نے کاہنوں اور مجنونوں کی جو تردید کی ہے تو اسی واسطے کہ آخر ان کو بھی بعض باتیں معلوم ہو جایا کرتی ہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ اپنے تعلق کو خدا سے پاک کرے۔ زانی فاسق فاجر تو ابھی توبہ کر سکتے ہیں۔ مگر ایسے لوگ کبھی توبہ نہیں کرتے کیونکہ وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہیں۔ اور ایسی باتوں سے اکثر پاگل ہو جاتے ہیں۔

فرمایا۔ موقع کے مناسب حال بعض اوقات الزامی جواب دینے پڑتے ہیں۔

الزامی جواب دینے کی وجہ

جب دل بہت دُکھایا جاتا ہے تو عیسائیوں کو متنبہ کرنے کے لئے کہ اگر جواب انہیں باتوں کو کہا جاتا ہے تو

ایسا جواب ہم بھی دے سکتے ہیں۔ انہیں کی کتابوں سے وہ باتیں پیش کی جاتی ہیں اور ایسے جواب قرآن مجید میں بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ وہ جواب صرف پادریوں کو متنبہ کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ ورنہ حضرت عیسیٰؑ کو تو ہم خدا کا رسول اور خدا کا مقبول اور برگزیدہ سمجھتے ہیں۔

۲۳- اکتوبر بوقت سیر

• ایک شخص نے سوال کیا کہ آں حضرت صلعم پر کافروں نے جو جادو کیا تھا۔ اُس کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے۔

جادو شیطان کی طرف سے ہے

حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ جادو بھی شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ رسولوں اور نبیوں کی یہ شان نہیں ہوتی کہ ان پر جادو کا کچھ اثر ہو سکے۔ بلکہ ان کو دیکھکر جادو بھاگ جاتا ہے جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لا یفلح السّٰحر حیث اتی ۱۶/۱۲۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ کے مقابل پر جادو تھا۔ آخر موسیٰ غالب ہوا کہ نہیں۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ آں حضرت صلعم کے مقابلہ پر جادو غالب آگیا۔ ہم اس کو کبھی نہیں مان سکتے۔

آنکھ بند کرکے بخاری اور مسلم نہ مانو

آنکھ بند کرکے بخاری اور مسلم کو مانتے جانا یہ ہمارے مسلک کے برخلاف ہے۔ یہ تو عقل بھی تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایسے عالی شان نبی پر جادو اثر کر گیا ہو۔ ایسی ایسی باتیں کہ اس جادو کی تاثیر سے (معاذ اللہ) آں حضرت صلعم کا حافظہ جاتا رہا یہ ہو گیا اور وہ ہو گیا کسی صورت میں صحیح نہیں ہو سکتیں۔ معلوم ہوتا ہے کسی خبیث آدمی نے اپنی طرف سے ایسی باتیں ملا دی ہیں۔

خبیثوں کی کرتوت

گو ہم نظر تہذیب سے احادیث کو دیکھتے ہیں لیکن جو حدیث قرآن کریم کے برخلاف آں حضرت صلعم کی عصمت کے برخلاف ہو اس کو ہم کب مان سکتے ہیں۔ اُس وقت احادیث کے جمع کرنے کا وقت تھا۔ گو انہوں نے سوچ سمجھکر احادیث کو درج کیا تھا مگر پوری احتیاط سے کام نہیں لے سکے۔ وہ جمع کرنے کا وقت تھا لیکن اب نظر اور غور کرنے کا وقت ہے۔

آثار نبی جمع کرنا کار ثواب ہے

آثار نبی جمع کرنا بڑے ثواب کا کام ہے لیکن یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جمع کرنے والے خوب غور سے کام نہیں لے سکتے۔ اب ہر ایک کا اختیار ہے کہ خوب غور اور فکر سے کام لے۔ جو ماننے والی ہو وہ مانے اور جو چھوڑنے والی ہو وہ چھوڑ دے۔ ایسی بات کہ آں حضرت صلعم پر (معاذ اللہ) جادو کا اثر ہو گیا تھا۔

ایمان کا خیال رکھو

اس سے تو ایمان اُٹھ جاتا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے اذ یقولُ الظّٰلمون ان تتبعون اِلّا رجلًا مسحورًا ۱۵/۵ ایسی ایسی باتیں کہنے والے تو ظالم ہیں نہ کہ مسلمان۔ یہ تو بے ایمانوں اور ظالموں کا قول ہے کہ آنحضرت صلعم پر (معاذ اللہ) سحر اور جادو کا اثر ہو گیا تھا اتنا نہیں سوچتے کہ جب (معاذ اللہ) آنحضرت کا یہ حال ہے تو پھر امت کا کیا ٹھکانا وہ تو پھر غرق ہو گئی۔ معلوم نہیں ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جس معصوم نبی صلعم کو تمام انبیاء مس شیطان سے پاک سمجھتے آئے ہیں۔ یہ اُن کی شان میں ایسے ایسے الفاظ بولتے ہیں۔

فرمایا۔ یہ بات ہمارے تو وہم و قیاس میں بھی نہ تھی۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہمارا نام مریم رکھا ہے اور پھر اس میں نفخ روح کرکے عیسیٰؑ پیدا کیا ہے۔

فرمایا۔ پہلے عیسیٰؑ کے وقت تو ابن حلال مریم میں شک تھا لیکن یہاں ابن مریم میں شک کیا گیا ہے۔

فرمایا۔ باوجود براہین احمدیہ کے ریویو لکھنے کے کسی نے اس پر جرح نہیں کی کہ کیوں مریم نام رکھا۔ اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ اسی کتاب میں یا عیسیٰؑ انی متوفیک و رافعک کا الہام بھی درج ہے مگر اس طرف کسی نے ذرا بھی توجہ نہ کی۔

آریوں کی مذہبی کانفرنس

ڈاکٹر چرنجیو بھاردواج صاحب جو لاہور کی وچھو والی آریہ سماج کے سکرٹری ہیں ایک چٹھی اخبار الحکم میں چھاپنے کیلئے بھیجتے ہیں میں اُن کی چٹھی کو چھاپ دینے میں کوئی ہرج نہیں سمجھتا لیکن میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ آریہ سماج وچھووالی اس قسم کے تماشوں سے کیا فایدہ اُٹھانا یا فایدہ پہنچانا چاہتی ہے ڈاکٹر صاحب کے اعلان سے مترشح ہوتا ہے کہ چند گھنٹے اس مقصد کے لئے نکالے جاویں گے کیونکہ ۲ دسمبر کی شام کو خاص جلسہ ہوگا۔ چند منٹوں میں کوئی شخص ”الہامی کتاب“ کے مضمون پر کس قدر گفتگو کر سکتا ہے یہ ظاہر امر ہے۔ اگر آریہ سماج وچھووالی کو مذہبی کانفرنس ہی کا شوق تھا تو اُس کے لئے کئی دن رکھے ہوتے تاکہ جو لوگ اس مضمون پر کچھ کہنا چاہتے وہ پورے اطمینان سے کہہ سکتے۔ اور عجیب بات ہے کہ اس جلسہ میں وہ لوگ بھی مدعو ہیں جو سرے سے خدا تعالیٰ کے منکر ہیں وہ کسی الہامی کتاب پر کیوں گفتگو کرنے لگے۔ غرض یہ اشتہار بجز ایک نمایشی ہستی کے اور کوئی پہلو نہیں رکھتا۔ اور نہ اس قسم کے جلسوں سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا ہے۔ تاہم میں ڈاکٹر صاحب کی استدعا کے موافق اُن کی چٹھی کو ذیل میں درج کر دیتا ہوں اور وہ یہ ہے:۔

اوم

مہاشہ ور۔ نمستے

کرپا کرکے مضمون ذیل کو اپنے قیمتی اخبار میں جگہ دیکر مشکور فرماویں

دھرم چرچا

آریہ سماج لاہور وچھووالی کے تیسویں سالانہ جلسہ کے موقع پر بتاریخ ۲ر دسمبر ۱۹۰۷ء بروز سوم وار بوقت شام دھرم چرچا کے لئے ایک خاص جلسہ کیا جاوے گا۔ جس میں سناتن دھرمی۔ مسلمان۔ عیسائی۔ سکھ۔ جینی۔ دیو سماجی۔ برہمو سماجی۔ اور ویدک دھرم اوپمی ہر مذہب کے وِدوان مہاشہ مفصلہ ذیل مضمون پر اپنے اپنے مذہبی عقاید کے بموجب مہذبانہ طور پر تقریر فرماویں گے۔ امید ہے۔ کہ مندرجہ بالا مذاہب کے عالم لوگ اس نادر موقع پر عوام الناس کو فایدہ پہنچانے سے دریغ نہیں فرماویں گے اس لئے جو جو بھائی دھرم چرچا میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ کرپا کرکے ۱۵ نومبر ۱۹۰۷ء تک اپنے ارادہ سے سکرٹری آریہ سماج کو اطلاع بخشیں۔ تاکہ مناسب انتظام کیا جاوے۔

مضمون

کوئی پستک (کتاب) ایشور وکت (الہامی) ہو سکتی ہے

اگر ہو سکتی ہے۔ تو کون سی

چرنجیو بھاردواج۔ ایف آر ایس وغیرہ

سکرٹری آریہ سماج وچھووالی۔ لاہور

انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت مختلف مقامات پر احمدی انجمنیں قائم ہو رہی ہیں اور تجربتاً بعض مقامات پر انجمنہائے ضلع بھی قائم ہوگئی ہیں جیساکہ کسی گذشتہ اشاعت میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ اسی بناء پر صدر انجمن کے ماتحت قادیان دارالامان میں انجمن احمدیہ قائم ہوگئی ہے اور ضلع گورداسپور کے لئے وہی انجمن ضلع ہے بعض لوگ بیرونی مقامات سے انجمن احمدیہ قادیان کے قواعد مانگتے ہیں اور سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے مجھ سے ان قواعد کی نقل بھی مانگی ہے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ عام اطلاع کے لئے ان قواعد کو یہاں چھاپ دوں تا اگر ان سے کوئی فائدہ بیرونی انجمنیں اٹھانا چاہیں تو اٹھا سکیں۔ مجھے یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ ہر ایک انجمن کے قواعد اسکی مقامی ضرورتوں کے لحاظ سے ہونگے۔ البتہ عام قواعد سب کے یکساں ہیں اور وہ خود صدر انجمن احمدیہ کی مجلس ناظم نے تجویز کر دیئے ہیں وہ قواعد جو قواعد مذکورہ کے قاعدہ ۱۱ کے ماتحت انجمن احمدیہ قادیان نے اپنے لئے تجویز کئے ہیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور کی تمام انجمنہائے احمدیہ کے لئے انجمن ضلع ہوگی۔ اور اس ضلع میں جہاں کوئی انجمن احمدیہ ہوگی وہ اس انجمن کی شاخ ہوگی۔

(۲) اس انجمن کے مقاصد اور کام حسب ذیل ہونگے۔

ا قادیان میں رہنے والے افراد سلسلہ احمدیہ کی فہرست تیار رکھنا اور ان سے دینی ضروریات کے واسطے ماہوار اور وقتی ضرورتوں کے چندوں کا وصول کرنا۔

ب مفصلات میں جہاں جہاں مناسب ہو شاخوں کا مقرر کرنا اور ضلع گورداسپور کے کل احمدی افراد کی فہرست تیار کرنا اور آئندہ اسے مکمل رکھنا۔

ج ایک لائبریری بنانا جس میں حتے الوسع سلسلہ کی تمام کتب اور اخبارات مہیا کی جاویں اور حسب ضرورت دیگر مفید دینی کتب رکھی جاویں۔

د قادیان میں جلسوں کے موقع مہمانوں کی رہائش اور کھانا کھلانا وغیرہ انتظامات میں ناظمان لنگر و مہمانخانہ کی امداد کرنا۔

ہ احمدی احباب جو قادیان میں رہتے ہیں ان کے حقوق کی نگہداشت کرنا اور اگر احمدیوں میں باہم کوئی تنازعہ ہو تو اس کا فیصلہ کرنا اور ان کی ضروریات کے واسطے مناسب اشیاء کے بہم پہونچانے کی تجاویز کرنا۔

و جو دوکاندار احمدی محلہ میں دوکان رکھتے ہوں انکی نگرانی کرنا۔

ز جس حصہ قادیان میں احمدیوں کی رہائش اور آمد و رفت کثرت سے ہو اس کے راستوں کی صفائی اور روشنی کا انتظام کرنا۔ اور ایسے امور کیطرف گورنمنٹ کو توجہ دلانا جو عام طور پر صحت کے واسطے ضروری اور مفید ہوں۔

ح احمدیوں کو خصوصاً اور دوسرے مسلمانوں کو عموماً حضرت امام کے حکم اطاعت و شکریہ برٹش گورنمنٹ و مخالفت جہاد کیطرف توجہ دلاتے رہنا۔

ط اس کے علاوہ ہر ایک کام جو صدر انجمن احمدیہ اس کے سپرد کرے اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق اس کو سرانجام دینا اس انجمن کا فرض ہوگا۔

(۳) ہر ایک احمدی جو انجمن ہذا کے قواعد کی پابندی کرے اس انجمن کا ممبر ہوگا۔

(۴) انجمن کے انتظامی کاروبار کو سرانجام کرنے کے لئے ایک کارکن کمیٹی انجمن ہذا کے ممبروں میں سے تجویز ہوگی جس کے ممبروں کی تعداد بیس سے زیادہ نہ ہوگی مگر مندرجہ ذیل امور انجمن کے اجلاس عام میں طے ہونگے۔

ا عہدیداران انجمن و ممبران کارکن کمیٹی کا تقرر سالانہ یا بوقت ضرورت

ب انجمن ہذا کے لئے نئے قواعد بنانا یا موجودہ قواعد میں ترمیم و تنسیخ کرنا۔

ج بجٹ سالانہ ضروریات مقامی کا منظور کرنا۔

د مفصلات میں شاخوں کا تقرر۔

ہ بجٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ پر غور کرنا۔

و ضلع کے واعظ یا محصل کا تقرر۔

ز لائبریری کے لئے کتابوں اور رسالوں اور اخباروں کی منظوری دینا۔

نوٹ (۱) اجلاس عام کا کورم پچیس ممبروں کا ہوگا۔

نوٹ (۲) اجلاس عام انجمن ہذا میں کوئی ایسی بات پیش نہ ہوگی جو کارکن کمیٹی کی معرفت نہ آئی ہو۔

(۵) کارکن کمیٹی کا اجلاس کم از کم ایک بار ہر ماہ میں ں سے زیادہ ضرورت کے لحاظ سے ہوگا۔ اور اس کا کورم ے ممبروں کا ہوگا۔

(۶) کارکن کمیٹی کا فرض ہوگا کہ ہر سہ ماہی کے بعد ایک رپورٹ اجلاس عام انجمن میں پیش کرے۔

(۷) سکرٹری کارکن کمیٹی کا فرض ہوگا کہ اجلاس کی اطلاع معہ ان امور کے جو اجلاس میں پیش ہونیوالے ہوں ایک روز پہلے ہر ایک ممبر کارکن کمیٹی کو دے۔ ایسا ہی جب انجمن کا اجلاس عام ہو تو اسکی اطلاع سکرٹری تمام ممبران انجمن کو مع ان امور کے جو انجمن میں پیش ہونیوالے ہیں دیگا اور جہاں قواعد شاخہائے صدر انجمن احمدیہ کے رو سے ضرورت ہو کافی وقت پہلے شاخہائے انجمن احمدیہ قادیان کے میر مجلسوں اور سکرٹریوں کو ایسی اطلاع دے گا۔

(۸) کارکن کمیٹی کے ممبروں میں ضروری ہوگا کہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ یا دیگر دفاتر اور مختلف محلہ جات میں سے ایک ایک ممبر منتخب کیا جائے۔ ان کے علاوہ کل عہدیداران انجمن کارکن کمیٹی کے ممبر ہوں گے۔

(۹) بالفعل حسب ذیل دفاتر اور محلہ جات کے لئے ایک ایک ممبر تجویز کیا جاوے گا۔ مدرسہ۔ میگزین۔ و دیگر دفاتر صدر انجمن الحکم۔ بدر۔ مہمانخانہ۔ بورڈنگ ہوس۔ الدار۔ محلہ احمدی و متفرق مہاجرین۔ احمدی ساکنین قادیان ہر محلہ۔ ڈیرہ نواب صاحب درسگاہ مولوی نورالدین صاحب۔

(۱۰) قادیان کے چندوں کی وصولی کی نگرانی محاسب انجمن نہیں

ممبران کے ذریعہ کرے گا جو اپنے اپنے دفتر یا اپنے اپنے چندے کی وصولی کے ذمہ وار ہوں گے اور جو تغیر یا کمی بیشی چندے کی ایسے ممبران کے ماتحت دفاتر یا محلوں میں ہوگی اسکی اطلاع وہ باقاعدہ محاسب کو دیں گے۔

(۱۱) انہی ممبران کا فرض ہوگا کہ سکرٹری انجمن کو رجسٹر افراد سلسلہ احمدیہ کے تیار کرنے میں مدد دیں۔ اور جو ممبران کے دفاتر یا محلوں میں سے وقتاً فوقتاً خارج ہوتے رہیں یا جو نئے ممبر داخل ہوتے رہیں انکی اطلاع بھی سکرٹری کو دیتے رہیں۔

نوٹ۔ قاعدہ ۱۰ و ۱۱ کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ممبران انجمن کے اہل و عیال یا دیگر متعلقین بھی اسی دفتر یا محلہ کے متعلق سمجھے جاوینگے جس کے متعلق خود ایسا ممبر ہے۔

(۱۲) کارکن کمیٹی بجٹ کے مطابق ہر ایک خرچ کی اجازت دے سکیگی۔

(۱۳) علاوہ ان فرائض و اختیارات کے جو عہدیداران کے لئے قواعد شاخہائے صدر انجمن احمدیہ میں تجویز کئے گئے ہیں؛ سکرٹری کا فرض ہوگا کہ ہر ایک مد کا روپیہ یا ہوار اس مد میں داخل کرتا رہے اور محاسب کا فرض ہوگا کہ ہر ایک چندہ دہندہ کو ایک رسید اپنی دستخطی دے جس کا مثنیٰ دفتر محاسب میں موجود رہے۔

(۱۴) ان عہدیداران کے علاوہ جن کا ذکر قواعد شاخہائے صدر انجمن احمدیہ میں ہے حسب ذیل دیگر عہدیدار اس انجمن میں ہوں گے۔

نائب میر مجلس۔ جو میر مجلس کی غیر حاضری میں میر مجلس کا کام کرے گا۔

چودہری۔ جو انجمن کے مقاصد مندرجہ قاعدہ ۲ ضمن (و) و (ہ) کی تکمیل کرے گا۔

مہتمم حفظان صحت۔ جو انجمن کے مقصد مندرجہ قاعدہ ۲ ضمن (ذ) کی تکمیل کرے گا۔

(۱۵) ممبران کے لئے ضروری ہوگا کہ مندرجہ ذیل مدات یعنے لنگر۔ مدرسہ میگزین۔ ضروریات مقامی کے لئے الگ الگ چندہ دیں۔ یا انہیں اختیار ہوگا سب کے لئے اکٹھی ایک رقم تجویز کر دیں۔

جو ممبران اکٹھی رقم دیں گے ان کے چندوں کی تقسیم مختلف مدات میں حسب ذیل طریق پر ہوگی۔

ضروریات مقامی ایک چوتھائی۔

باقی تین چوتھائی حسب ہدایت صدر انجمن نصف لنگر میں اور نصف مدرسہ اور میگزین بحصہ نسبت ۵ و ۳۔

(۱۶) جو لوگ وصیت کے قواعد کے ماتحت ۱/۱۰ ماہوار آمد کا دیتے ہیں انہیں صرف مقامی ضروریات کے لئے چندہ دینا لازمی ہوگا۔

یعقوب علی جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

موسم سرما آگیا ہے

ہماری جماعت اس امر سے ناواقف نہیں ہے کہ قادیاں میں جو لوگ رہتے ہیں انہیں سے بعض یتیم بچے ہیں اور بعض مسکین اور نادار ہیں اور اکثر اوقات ایسے لوگ مہمانخانہ میں آتے رہتے ہیں جن کے پاس سردی سے بچنے کے لئے کوئی سامان اور انتظام نہیں ہوتا اور مہمانخانہ کے مہتمم کو انکی بے سامانی کی حالت دیکھکر سخت تکلیف ہوتی ہے اس لئے موسم سرما کی آمد پر خاص طور پر بعض احباب کو رضائیوں وغیرہ کے بنوانے کے لئے یاددہانی کیجاتی ہے مگر جو کام مجموعی طور پر کل قوم کے کرنے کے ہوں وہ کسی فرد واحد یا چند دوستوں پر ڈالدینے سے تکلیف مالایطاق کے نیچے آجاتے ہیں۔ اور یہ ہم لوگوں کا فرض ہے کہ قومی ضروریات کو قوم کے کانوں تک پہونچاویں اور انہیں بار بار یاد دلاتے رہیں۔

میں اس امر کو ہرگز معیوب نہیں سمجھتا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی تحریک کیجاوے کیونکہ جو کام خود ہم نے کرنے ہیں وہ تب ہی ہو سکتے ہیں کہ ہم سب انکی نوعیت اور حالت سے آگاہ ہوں۔ اس لئے ہر شخص کو چاہئیے کہ جہانتک اس سے ممکن ہو ہر قسم کے کپڑے زنانہ ہوں یا مردانہ اور نئے یا پرانے اور رضائیاں یہاں بھیجدے۔ اس قسم کے کپڑے حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب کے پاس جمع ہوتے ہیں اور وہ نہایت حزم و احتیاط اور کفایت سے مناسب موقع خرچ کرتے ہیں۔ اس بات کی پروا نہیں کرنی چاہیئے کہ نیا ہے یا پرانا۔ یہاں سب کام دیجاتے ہیں۔

اسکے ساتھ ہی مجھے یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ ہر صاحب جو ان دنوں قادیاں دارالامان آنیکا عزم فرماویں انکا فرض ہونا چاہیے کہ وہ اپنا بستر ضرور ساتھ لاویں تاکہ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ مہمانخانہ اسقدر رضائیاں اور بستر مہیا نہیں کر سکتا۔ اسلئے اس بات کو کبھی بھی بھولنا نہیں چاہیئے کہ موسم سرما میں سفر کرتے وقت بستر اور لحاف لیتے آویں۔ احمدی انجمنیں احباب کو ایسے مقاصد سے آگاہ کرنا اپنا فرض سمجھیں۔

عصر جدید کی راستبازی

عصر جدید ایک شیعہ ایڈیٹر کا ماہواری رسالہ ہے جو شیعوں کے مرکز لکھنؤ سے میرٹھ مالیر کوٹلہ وغیرہ کی ہوا کھا چکنے کے بعد نکلنے لگا ہے۔ اس کے تازہ نمبر میں عبرت کے عنوان سے ایک مختصر سا نوٹ حضرت صاحبزادہ مبارک احمد . . . . کی وفات پر نکلا ہے۔ اور خود ایڈیٹر صاحب کا لکھا ہوا ہے اس نوٹ میں لائق اور وکیل ایڈیٹر لکھتا ہے کہ "چند روز قبل وفات دسوم دہام سے پیشگوئی ہوئی تھی بلکہ وہ الہام باقی ہے کہ نو دن کے بعد بخار ٹوٹ گیا اور صحت ہو جائے گی"۔

اب اگر راستبازی اور حیا کوئی چیز ہے اور ضرور ہے بلکہ من الایمان ہے تو ایڈیٹر عصر جدید بتائیں کہ اور صحت ہو جائے گی یہ پیشگوئی کب کیگئی تھی اور کہاں شائع ہوئی تھی۔ صاحبزادہ صاحب کے متعلق جو پیشگوئیاں تھیں وہ بعینہٖ الحکم میں درج کر دیگئی تھیں اور آپ کی وفات انہیں پیشگوئیوں کے موافق ہوئی۔ اب یہ خود ساختہ پیشگوئی خواجہ صاحب کو دکھانی چاہئے ورنہ شرم کرنی چاہئیے۔

میرے مقدمہ سرقہ بالجبر کا فیصلہ ہو گیا

مجھ پر حملہ کرنیوالوں کا چالان ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو بمقام بٹالہ سردار غلام حیدر خان صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں پیش ہوا۔ سردار غلام حیدر خان اس ضلع میں ایک نہایت نکتہ رس اور عدل گستر۔ دیانتدار مجسٹریٹ ہیں اور سب سے بڑی خوبی جو اس عدالت میں ہے وہ یہ ہے کہ مقدمہ کو بلا وجہ لمبا نہیں کیا جاتا بلکہ جس قدر جلد ممکن ہو اس کے فیصلے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مقدمات کی طوالت فریقین مقدمہ کو جس قدر زیر بار کرتی ہے وہ ایک نمایاں بات ہے اور اس طرح پر اس عدالت میں مقدمات کی طوالت کے بد نتائج سے فریقین کو بہت آرام ملتا ہے۔ یہ تجربہ ہے صاحب ممدوح کی مستعد اور ہوشیار طبیعت کا۔ بعض مجسٹریٹوں میں ایک یہ بھی نقص ہوتا ہے کہ اُن کا مزاج بہت گرم ہوتا ہے اور بات بات پہ ایک یا دوسرے فریق کو ایسے گھورتے اور دباتے ہیں کہ گویا اسے کچا کھا جائیں گے مگر برخلاف اس کے سردار صاحب کے مزاج میں تحمل۔ اعتدال اور خوش خوئی ہے جس کی وجہ سے فریقین پوری آزادی کے ساتھ اپنے مطالب کو عرض کر سکتے ہیں۔ یہ ساری باتیں خاندانی وجاہت اور تربیت کا نتیجہ ہیں۔ بہرحال ۲۷ اکتوبر کو ۱۱ بجے کے قریب بمقام بٹالہ مقدمہ پیش ہوا جسکو بابو پورن لال صاحب ضلع گورداسپور کے لائق اور قابل کورٹ انسپکٹر نے پیش کیا۔ میں پیشتر ازیں ایک سے زیادہ مرتبہ بابو صاحب موصوف کے متعلق لکھ چکا ہوں کہ وہ اپنے فرائض نہایت قابلیت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اُن کو مقدمات میں علی العموم کامیابی ہوتی ہے۔ ملزموں کی طرف سے بابو کاہن چند اور میاں محمد بخش وکلا ر ہے۔ عدالت نے بعد لینے بیانات استغاثہ وشہادت استغاثہ ملزموں پر فرد قرارداد جرم لگا دیا اور ۳۰ اکتوبر کو صفائی لیکر ایک ملزم کو جس نے مجھ پر چھوی کا حملہ کیا تھا دو سال قید اور پچاس روپیہ جرمانہ کیا اور باقی تین کو ایک ایک سال قید اور چالیس چالیس روپیہ جرمانہ کیا۔ دو ملزم کسی پہلے سرقہ بالجبر میں جو میرے مقدمہ کی تفتیش میں ثابت ہو گیا ماخوذ تھے اور اس طرح پر یہ ملزم اپنے کیفر کردار کو پہنچے۔ اب یہ رستہ خدا کے فضل سے صاف ہو گیا ہے میں اس مقدمہ کی کامیابی پر میاں خدا بخش صاحب انسپکٹر بٹالہ کو مبارکباد دیتا ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے مجھکو بلا سے محفوظ رکھا اور ظالموں کو سزا دی۔ چونکہ ابھی تک بعض بد وضع لوگ ان دیہات میں موجود ہیں اس لئے یا تو ایسے مشتبہ چال چلن کے آدمیوں سے سنگین ضمانتیں لی جائیں اور یا اگر مناسب ہو تو نہر کے پل پر ایک تعزیری چوکی ان دیہات کے لئے بٹھائی جاوے اور اس کا خرچ اُن سے لیا جاوے پھر یہ درست ہو جائینگے۔ مجھکو اس معاملہ پر زیادہ زور اس لئے بھی دینے کی ضرورت ہے کہ زیادہ کثرت کے ساتھ ہماری جماعت کے لوگ مختلف جگہ سے وقت بے وقت آتے ہیں۔ اور کبھی وہ راستہ سے بھی ناواقف ہوتے ہیں چنانچہ نواں ضلع گجرات سے مجھے ایک خط ملا ہے کہ وہاں کی جماعت آرہی تھی تو اُن پر بھی حملہ آور ہوئے تھے مگر اُن کی کثرت دیکھکر بھاگ نکلے۔ بہرحال ان بد وضع لوگوں کا کچھ انتظام مزید ہونا چاہئیے۔ جو ہمارے ضلع کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر اور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کی توجہ سے بعید نہیں۔

بٹالہ ایم۔ بی سکول کا ایک شرمناک مقدمہ

بٹالہ کے ایم۔ بی سکول کا ایک ٹیچر پنڈت رام لال ایک شرمناک

مقدمہ کی علت میں پکڑا گیا ہے۔ پہلے جب الزام پنڈت مذکور پر لگایا گیا تو معمولی تفتیش کے بعد کارروائی آگے نہ چلی لیکن صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور نے جو بڑے غیور اور ایسے معاملات میں پورا نوٹس لینے والے ہیں۔ مزید تفتیش کے لئے ضلع گورداسپور کی پولیس کے ایک نہایت ہوشیار اور باخبر پولیس آفیسر بابو غلام محمد صاحب انسپکٹر ضلع گورداسپور کو خصوصیت سے اس مقدمہ کی تفتیش کے لئے مقرر کیا۔ جنھوں نے ایک مہینے کی گویا کالعدم کارروائی میں پھر نئی روح پیدا کر دی اور مقدمہ پورے طور پر برآمد کر لیا۔ جن لڑکوں کے ساتھ اس پنڈت نے فعل ناجائز کیا ہے ان کے بیانات تحریری قلمبند ہو چکے ہیں۔ پنڈت جی مہاراج حوالات میں گاتیری کا پاٹھ کرتے ہیں یہ مرض علی العموم مدرسوں میں پھیلا ہوا ہے اور اس کے لئے قابل عبرت سزاؤں کا دیا جانا ضروری ہے۔ چونکہ خلاف وضع فطری ایسا جرم ہے جس میں دونوں فریق ملزم ہوتے ہیں اس لئے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں ان لڑکوں کے لئے سفارش فرمائی ہے اور لڑکوں کے بیانات سے پایا گیا ہے کہ جبراً ارتکاب کیا گیا ہے۔ ام ترحلقہ کے انسپکٹر صاحب لالہ جگل کشور صاحب بھی دل سے چاہتے ہیں کہ ایسے بد وضع مدرس کو خطرناک سزا دی جاوے کیونکہ معلم اصلاح عادات اور اخلاق کے لئے مامور ہوتے ہیں نہ کہ اُن کی اخلاقی حالت کو وہ خود بگاڑنے والے ٹھیریں۔ بہر حال یہ مقدمہ خود صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کی عدالت میں ہوگا اور امید کی جاتی ہے کہ حق اور انصاف کی پوری تائید ہوگی اور اس مقدمہ کے فیصلہ پر جملہ مدرسین اور طلبا کے لئے خاص عبرت کا موقع ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ چاہے تو یہ وبا کسی قدر رک جاوے گی۔ جس کے لئے ضلع گورداسپور کے صاحب ڈپٹی کمشنر اور بابو غلام محمد صاحب انسپکٹر خاص شکریہ کے مستحق ہوں گے۔

ریلوے حادثے

چند دنوں میں ریلوے کے کئی سخت حادثے وقوع میں آئے ہیں۔ ایک گوشہ الکھپتا اسٹیشن پر جو لاہور اور بھٹنڈہ کے مابین ہے ہوا ہے جس کا حال پچھلے ہفتہ کاری میں نذر ناظرین ہو چکا ہے۔ دوسرا جگادھری اور کالکا کے درمیان ہوا ہے جس میں کئی جانیں غارت ہو گئیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حادثہ ایک یوروپین (یا یوروشین) ڈرائیور کی بدولت ہوا ہے جو ہر وقت شراب میں مدہوش رہتا تھا۔ تیسرا تصادم گریٹ انڈین پننسلا ریلوے کے اسٹیشن اٹارسی کے متصل اسپیشل ٹرین اور مسافر گاڑی میں ہوا ہے۔ یہ حادثہ بھی سخت تھا۔ دونو کے انجن چکنا چور ہو گئے۔ اسپیشل ٹرین میں مہاراجہ صاحب گوالیار سوار تھے جو بمبئی سے واپس آ رہے تھے۔ گو سراہائینس مہاراجہ صاحب کی گاڑی کا ٹوٹ کر قلع قمع ہو گیا۔ مگر شکر ہے کہ انہیں کوئی گزند نہیں پہونچی حکام ریلوے کو چاہئیے کہ اس آئے دن کی تصادم کا جلد انتظام کریں اور وجوہ سبب معلوم کریں کہ کیوں یہ وقوعے ہوتے ہیں۔ ورنہ پھر یہ نتیجہ ہوگا کہ اہل ملک ریل کی سواری کو ہی خطرناک سمجھ کر چھوڑ بیٹھیں گے۔ (ہفتہ کاری)

جوشِ اُلفت

کہتے ہیں جوشِ اُلفت یکساں نہیں ہے رہتا۔ دلبر مرے پیارے ہر دم گھٹا یہی ہے

یہ شعر تو نکلا ہے نا اُس مبارک دل سے جس کی نظر کے سامنے دُنیا کی چاہت و محبت و اُلفت کچھ حیثیت ہی نہیں رکھتی ہے۔ دُنیا کی چیزوں سے دل لگانا مولا کریم کی رضا کو اور خود مولا کریم کو جو اصل مقصود ہے (جس کے لئے ہے کہ ۔ع خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است ۔) بھولنا بسرنا مادی دُنیا کے پتلے اور ہلاکت کے کیڑے کا کام ہے۔ اُس دل میں مولا کریم کی چاہت اور محبت کچھ ایسی انوکھی قسم کی گھسی ہے کہ کیا بتاؤں اور کیا سناؤں؟ اُس کو سوائے اُس کے (مولا کریم کے) کوئی اچھا ہی نہیں لگتا۔ اُس کے سوا کوئی چیز اُس کی نظر میں ہی نہیں آتی۔ اُس کو اُس کے عشق کی کچھ ایسی لگن لگی ہے کہ نہ اپنے ہی اچھے لگتے ہیں اور نہ بیگانے ہی بھلتے ہیں۔ مگر وہی جو اُس پیارے ناں دل و جان اُس پیر واری کا شیدائی ہو اُس کے عشق کا متوالا ہو اُس کو ہی مقصودِ اصلی خیال کرتا ہو دنیا کی چیزوں سے بیزار ہو۔ بتلائے! کہ ایسے دل کی نسبت ظاہر بیں اور خشک فلاسفر کیا رائے لگا سکتا؟ بجز اس کے کہ اس کو جنون ہو گیا ہے یا کسی مرض میں گرفتار ہے۔ مگر نہیں نہیں خبردار!! خبردار!! کہیں ایسا لفظ نہ کہنا چھوٹا مُنہ بڑی بات۔ اُف غضب کر دیا ہائے رُ بُھس میں چنگاری لگا دی۔ خوب یاد رکھو سچی بات یہی ہے۔ ع ۔ دیوانہ مت کہو تم عقل رسا یہی ہے۔

دُنیا میں تو ہم دیکھتے ہیں کہ حُسن اور خوبصورتی اور اعضاء کی درستگی اور بناوٹ قد کی موزونی چال ڈھال کی عمدگی جس کے لئے شاعر تو ہزاروں طرح کی مثالیں اِدھر اُدھر سے دھر گھسیٹ کر رائی کا پہاڑ بنا دیتے ہیں مگر مشکل تو یہ درپیش ہے کہ ہم کو شاعری سے بالکل مس نہیں۔ یعنے شاعری سے تو ہوئے ہم محض نابلد اس لئے شاعروں کیسے جوڑ توڑ ملانے ہم سے مشکل ہے کیونکہ حضرات شعراء اشاروں کنایوں میں ہی ہزار ہا ایسی ایسی گُلکاریاں کر جاتے ہیں کہ باید و شاید۔

خوبصورتوں اور حسینوں میں دُنیا پرست مادے دنیا کے کیڑے صرف چند باتیں ہی دیکھا کرتے ہیں گویا کہ اُن کی ظاہر بیں نظر صرف چند باتوں کو ہی خوبصورتی کا دار و مدار سمجھتی ہے یعنے ناک کان کی درستگی چہرہ کی خوبصورتی لبوں کی باریکی قد کی موزونی کمر کی باریکی وغیرہ ایسا ہی اجزا کے خواص و تاثیر اور اجرام سماوی کی چال ڈھال ان سب کو درست پا کر اول الذکر تو ایسے لٹو ہو جاتے ہیں کہ جان دینا بھی گوارا کر لیتے ہیں صدقے ہوتے ہیں واری ہوتے ہیں کہ کہیں معشوق صرف زبان سے چند صلواتیں ہی سُنا دے تاہم جان میں جان آئے مگر یہ مادی معشوق خدا اُن سے بچائے ایسے اول درجہ کے جفا کار ظالم خشک اور ترش رُو اور بدمزاج ہوتے ہیں کہ الاماں! الاماں!! ان میں مروت نہیں۔ ان میں وفا نہیں۔ ان میں حلم نہیں۔ ان میں ہمدردی نہیں۔ ان میں مہر نہیں۔ ان میں رحم نہیں۔ ان میں خلق نہیں۔ ان میں حیا نہیں۔ ان میں اُنس نہیں۔ ایسا ہی مادی اشیاء اور تاثیر کو اب پر اپنے خیال اور اعتقاد کے مطابق بھروسا رکھنے والے کے ساتھ ان مادی اشیاء و وغیرہ کا ایسا ہی سلوک ہے جو اوپر مذکور ہوا اگر فی الحقیقت ان میں مہر و وفا یا حق دوستی ادا کرنیکا مادہ ہوتا تو ہرگز ہرگز ممکن نہ تھا کہ اپنی ساری عمر کے بندہ اور پرستار اور عاشق زار کو جس نے ان کے اوپر ایسا ہی بھروسا یقین کر لیا تھا جیسا کہ مولا کریم پر رکھنا چاہیئے تو یہ چیزیں اس کے ساتھ حق دوستی کو خوب نبھاتیں اور ہرگز ایسا وقت اُن کے لئے نصیب نہ ہوتا کہ ساری عمر کے تجربے در بابُرد ہو کر وہ اشیاء محض بے کار بے تاثیر ہو کر اُس کی نعش کو دُنیا پرستی کی سزا کی چار لاتیں لگاتیں اس لئے یقینی طور پر ان مادی اشیاء کی نسبت بھی یہی فتویٰ لگانا پڑا کہ ان میں مروت نہیں۔ ان میں مہر نہیں۔ ان میں وفا نہیں۔ ان میں ہمدردی نہیں۔ ان میں اُنس نہیں۔ ان میں رحم نہیں۔ ان میں حیا نہیں غرض کہاں تک گنوں اور کہاں تک اپنے پیارے ناظرین کا دماغ چاٹوں ایک عیب ہو تو بیان کیا جاوے اور ضبطِ تحریر میں لایا جاوے۔ انسانی پتلا اور مادی اشیا جہاں کسی قدر خوبی رکھتے ہیں تو وہاں ہزاروں طرح کے عیب سے بھی بھرپور ہیں اور اُن کے عیب و ثواب پر قلم اُٹھانا بھی ٹیڑھی کھیر اور ایک خاصے دفتر کی ضرورت ہے اور کسی قدر علم کی بھی ضرورت ہے فرصت کی بھی حاجت اور ہم ہوئے ان تمام باتوں سے دور و مہجور بتلایئے کہ کیسے اس اہم کام کو نبھا سکیں۔؟

پیارے ناظرین! اس مادی معشوق کے بالمقابل عارفوں نے ایک اور معشوق کا بھی کھوج لگایا ہے وہ کیا ہے؟ اُس کے وصف کیا ہیں؟ بس کچھ نہ پوچھو! وہ تو ایسا ہے کہ اُس کے احسان کو۔ اُس کی مروت کو۔ اُس کے وفا کو۔ اُس کے رحم کو۔ اُس کے خُلق کو۔ اُس کے لطف کو۔ اُس کی بخشش کو۔ اُس کی ہمدردی کو۔ اُس کی مہر کو۔ اور بالآخر اُس کے حق دوستی ادا کرنے وغیرہ کو دیکھکر زبان کیا دل بے اختیار بول اُٹھتا ہے۔ ع ۔ دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے ❖

جس طرح زمین میں ایک قوتِ کشش ہونے کی وجہ سے اوپر پھینکنے والی چیز نیچے کو فوراً اُتر آتی ہے اسی طرح حُسن اور خوبصورتی میں بھی ایک طرح کی کشش ہوتی ہے جو کہ اپنی طرف اپنی استعداد والی طبیعتوں کو کھینچتی ہے یہی وجہ ہے کہ مادی دنیا کی طرف دل لگانے والے اکثر کسی نہ کسی کے خواہ وہ انسانی قسم کا بت ہو خواہ مادی اور حسی اشیاء کا بُت ہو فریفتہ و عاشق زار ہو کر مولا کریم سے ایسے ہی دور و مہجور ہو جاتے ہیں کہ گویا اُن کا اُس کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اور یہی راز ہے الزانی لاینکح الازانیۃ او مشرکۃ میں کا یعنے اپنی استعداد والی طبیعت کی خواہش و چاہت مگر حُرم ذالک علی المؤمنین کہکر مومن کو اس کی طرف سے نفرت دلا کر یہ ظاہر کیا ہے کہ مومن کا اصل مقصود بالذات اور ہی ہوتا ہے یعنے اللہ تعالےٰ کی رضا جوئی اور اُس کی رضا کا تابع ہونا یہی وجہ ہے کہ باریک بین اور فیلسوف یعنے فلسفہ الٰہیہ کے اوراق کے مطالعہ کرنے والے حضرات منبع خوبصورتی و حُسن و جمال کے دیوانہ اور شیدا ہو جاتے ہیں یعنے اگر اُنکی نظر سے خوبصورت سے خوبصورت انسان۔ پرند۔ یا اشیاء کی خوص و تاثیر پر پڑتی ہے تو وہ اُس منبع خیر و خوبی کی طرف اپنے خیالات کو منتقل کر لیتے ہیں اور اُن کے دل بے اختیار ہو جاتے ہیں اُس یگانہ کے لئے جس نے ان مادی چیزوں کو بنایا اور اس طرح اُن کا علم جُوں جُوں کسی کی خیر و خوبی سے آگاہی حاصل ہے توں توں حضرت احدیت اکی نسبت بیش از بیش ہوتا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ پھر اُس کے عشق کے ایسے دیوانے و متوالے ہو جاتے ہیں کہ مادی اور حسی تیلا کوئی اُن کے خطرے میں ہی نہیں آتا کیوں آئے اور کیونکر اُن کی نظروں میں مادی اور حسی کی وقعت بیٹھے؟ جس حالت میں کہ وہ اصل حقیقت سے آگاہ ہو گئے مثلاً یہی غور کرنا چاہیئے کہ یہ ایک مسلم امر ہے کہ چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے جو کہ خود ایک روشن کرہ ہے جنکا اس روشن کرہ سے تعلق پیدا ہو جاوے تو پھر وہ چاند یا کسی دوسرے اُس کی امثال کو کب خطرے میں لا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولا کریم کے عاشق اور اُس کے شیدائی ساری دُنیا کو ہیچ سمجھ لیتے ہیں جو کہ فی الحقیقت ہیچ ہے اور اس لئے مادی اور حسی اشیاء سے دل لگانا ہی اپنی ہتک کا موجب خیال

کرتے ہیں اللہ ہے بھی سچ جو چیز کہ چند روزہ ہے جس کے وجود کے لئے یہ سبق رٹا جاتا ہے کہ آج ہے کل نہیں اُس کے ساتھ دل لگانا اول درجہ کی نالائقی اور سخت درجہ کے خسران میں پڑنے کی دلیل ہے۔ اللہ اللہ!! یہ عشق اور یہ محبت اور یہ جوش کہاں سے آگیا اور کدھر سے آکود اکس کونے میں رکا ہوا بیٹھا تھا کیوں دنیا کی محبت کو بالکل سرد کر دیا کیوں نہ یہ خیال ڈالدیا یا پٹی پڑھا دی کہ بس جو کچھ ہے یہی مادی اور حسی چیزوں میں ہی سب عیش ہے سب لطف ہے سب سرور ہے۔ مادی اور حسی معشوقوں سے کوئی چیز بڑھکر نہیں اور نہ ہو سکتی ہے۔ کم بخت دُنیا پرست دنیا کی اشیاء کو ہی خوشی اور سرور کا موجب یقین کر لیتا ہے اور اُسی کو دیکھکر لٹو ہوا جاتا ہے اور خیالات کے گھوڑوں کی اگاڑی پچھاڑی چھوڑ کر سرپٹ چھوڑ دیتا ہے مگر مادی دنیا ہی تو آخر کار اُس کی وفاداری کی بالکل قدر نہیں کرتی اور نہ رتی بھر اُس پر احسان کرتی ہے بلکہ وقت پڑے پر صاف اور کورا جواب دیکر اپنی بے وفائی کو روز روشن کی طرح ظاہر کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باریک بین اور فلسفہ الٰہیہ کے شیدائی حضرات ابتدا سے ہی اس کی جالوں کو تاڑ جاتے ہیں وہ اس کے پھندوں میں ہی نہیں پھنستے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس کے پھندے میں پھنسنا سخت درجہ کی گستاخانہ حرکت کا ارتکاب کرنا ہے۔ ارے میاں! ساری حقیقی لذتیں سرور تو صرف ایک ذات والا صفات میں ہیں جسکے علم اور اشارے سے یہ تمام چیزیں پیدا ہوئی ہیں پھر ہم کو کیا پڑی ہے کہ ان نامراد چیزوں سے دل لگا دیں کیوں نہ اُس کو ہی دل دیں جو دل لینے کا اہل ہے جو دل لیکر دل کی پوری قدر کریگا دنیا کی طرح بیوفائی نہیں کریگا کیونکہ اُس کے لئے یہ ایک سچا فلسفہ ایک عارف کی زبان سے نکلا ہے کہ ؎ جس نے دل تجھکو دیا ہو گیا سب کچھ اُسکا ٭ سب نثار کرتے ہیں جب ہو گئے شناخوان تیرا ٭ پھر بتلائیے اکہ اُس کو کیوں نہ دل دیں؟ مگر دُنیا پرست نے سخت بُرا کیا جو مادی اور حسی اشیاء کو دل دیدیا کاش! وہ اب بھی واپس لینے کی کوشش کرتا تو اُس کے لئے بہتر ہوتا۔ عارفان الٰہی کا دُنیا پرستوں کو خدا کی طرف دعوت کرنا بھی اسی ہمدردی پر مبنی ہے جو ان کے دل میں ہوتی ہے یعنے اُن کا دل ہی چاہتا ہے کہ وے اُدھر ہی متوجہ ہوں جو کہ قدر کرنے والی ذات ہے بے قدروں کی طرف رجوع کرنا در اصل اچھا کام ہی نہیں یہی وجہ ہے عارفان الٰہی دُنیا پرستوں کی حالتِ زار پر آٹھ آٹھ آنسو بہاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے کاش! تمہارے گوشِ ہوش وا ہوتے تمکو حقیقت پر نظر ہوتی تو سچی لذت سچے سرور سچے لطف سچے ذوق کے خواہاں ہوتے اور چند روزہ فانیوں سے دل لگانا ہی موجب تباہی خیال کرتے تو وہ وہ تیرے پُر راز کھلتے وہ وہ تجکو لذتیں اور سرور ملتے کہ مادی اور حسی معشوق کی چاہت کے خواب و خیال میں بھی وہ بات میسر نہ ہوتی اور اس کے حاصل ہونے سے دُنیا کی محبت تیرے دل سے ایسی دور ہوتی جیسے کہ گدھے کے سر سے سینگ۔ مگر کون کہے اور کون سمجھائے جس دل میں دنیا نے چاہت کی دھاک بٹھائی یا جس دل میں دُنیا کی الفت کا نامراد زنگ بیٹھا اُس نے کیا خاک اُس طرف آنکھ اُٹھائی ہے اُس نے کیا خاک حقیقی منعم اور سچے قدردان معشوق کو دل کی نظر بھر کر دیکھنا ہے؟

یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ جس طرح دو دل ایک سینہ میں نہیں رہ سکتے اُسی طرح دو کی محبت والفت بھی صرف بناوٹی بات ہے دو محبتیں اور الفتیں ایک دل میں جمع ہونا ایسا ہی مشکل جیسے کہ ایک اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکلنا یعنے دُنیا کی اور مولا کریم رب العالمین فیض بخش فیضرسان غفور معطی رحمٰن رحیم خلق مالک رازق کی۔

کہنے کو تو صرف دو آنکھیں ہیں مگر کیا کہیں اور کیا ذکر سنائیں کہ ان کی بدولت ہی سارا مزا ہے یہ نہ ہوں تو کوڑی کام کے نہیں ٹھوکریں کھانا اور در بدر پھرنا ایک سہل بات ہو جاتی ہے (اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے آمین) ایسا ہی کہنے کو تو دل و دماغ چھوٹے چھوٹے عضو ہیں مگر اُن سے کیسے مفید کام لئے جا سکتے ہیں اور انسانی ہستی کے لئے یہ کیسے بہا در مددگار ہیں ایسا ہی کہنے کو تو صرف ایک جوڑی ہاتھ اور ایک جوڑی پیر ہیں مگر کیا کہیں کہ اُن کے نہ ہونے سے جو علتیں اور دقتیں پیش آسکتی ہیں اُس کے خیال کا سماں ہی دل میں لانے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ایسا ہی زبان ناک کان ہوا پانی زمین آسمان چاند سورج ستارے بلکہ ہر قسم کے میوے اور اناج وغیرہ وغیرہ ہزاروں لاکھوں کروڑوں اربوں ایسے ایسے روحانی و جسمانی انعام اُس مالک بے چون و چرا نے عطا کئے ہیں کہ جن کی تہ تک پہنچنا تو ہوا نا عقدہ لاینحل اُن کی تفصیل اور گنتی کرنی بھی امر غیر ممکن ہے۔ یہ تمام اشیاء بغیر محنت اور ہمارے اعمال کے پیدا کی ہیں جن سے ہم کثرت سے فوائد اخذ کرتے ہیں۔ دُنیا کے معشوقوں میں بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اول تو قابو میں ہی نہیں آتے اور اگر آگئے تو بس کیا ہے جیبیں خالی اور کھوکھلی اور ساری عمر کا کنونڈا رہا سوا الگ۔ مگر معشوق ازل کی شان ہی نرالی ہے اُس کا طرز ہی جدید ہے اُس کی ادا ہی نیا رنگ رکھتی ہے اُس میں مادی اور حسی معشوقوں کی طرح کج خلقی نہیں اور نہ حُسن کا غرہ ہے کیونکہ غرہ ہونے سے ہمدردی کافور ہو جاتی ہے اسی لئے تو اُس لم یزل لایزال نے جہاں کہیں اپنے حسن کا ذکر کیا ہے وہاں رحمٰن و رحیم اپنی صفت کو ضرور بیان کر دیا ہے تا کہ عارف کامل اور عاشق صادق اُسکے حُسن کو غرہ سے خالی پا دے دیکھو! اور غور کرو! ہم صرف دو آیتیں ہی آپ کے روبرو پیش کرنا اپنے مطلب کی تائید کے لئے کافی خیال کرتے ہیں کہ ایک جگہ فرمایا الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمٰن الرحیم۔ دوسری جگہ فرمایا کہ هو الذی لا اله الا هو علم الغيب والشهادة هو الرحمن الرحيم یعنے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ تمام جہان کا رب ہے تمام چیزوں کو پیدا کیا اُن کی کُنہ اور حقیقت سے واقف ہے اُن کے پیدا کرنے اور عدم کرنے پر قادر ہے جیسا اُن کو حسن و جمال عطا فرمایا اُس سے کہیں بڑھکر اور چڑھکر حسن و جمال رکھتا ہے یعنے ایسا کہ خود اپنے حسن و جمال کو لیس کمثلہ شیء اور لا تضربوا للہ الامثال کے ذریعہ پیش کرتا ہے مگر پھر بھی الرحمٰن اور الرحیم ہے ایسا ہے اگرچہ نہ تو اُس کے سوا کوئی معبود ہے اور نہ معشوق ہے اور نہ مقصود ہے اور نہ مطلوب ہے اور غیب اور نہاں در نہاں چیزوں کو خوب جانتا ہے مگر باوجود اِن تمام حسن اور خوبی کے الرحمٰن اور الرحیم ہے غرہ نہیں کرنا چاہتا جو اُس کی طرف ایک قدم اُٹھائے وہ دو قدم اُٹھاتا ہے اور جو اس سے زیادہ بڑھتا تو وہ مالک اُس سے زیادہ بڑھتا ہے ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عاشق زار اُس کے حسن کا تو پہلے سے ہی گرویدہ ہوتا ہے اُس کے احسانات سونے پر سہاگے کا کام دیکر اُس کو ایسا بیخود اور از خود باختہ کر دیتے ہیں کہ آخر کار چلا اُٹھتا ہے کہ ؎ کہتے ہیں جوش الفت یکساں نہیں ہے رہتا۔ دل پر تیرے پیارے ہر دم گھٹا ہی ہے ٭ ہوا دل پر ہر دم یہی گھٹا نہ رہے اور کبھی جوش الفت یکساں نہ رہے میری جان صدقے میرے باپ ماں تیرے پیاری تمیز تو وہ وقت ہی نہیں تا کہ جوش الفت یکساں نہ رکھ سکے تمہارا تو یہ حال ہے جو تم نے خود بیان کر دیا ہے ؎ ہم ہوئے دلبر کے اور دلبر ہمارا ہوگیا ٭ عشق میں پورے اُترے جیسے تم ہو وفا بھی ویسی تمہارے معشوق ازل میں ہی تیلاہی کہ جوش الفت کیسے کم ہو تم اُس معشوق ازل کے احسانوں کو ایک آن بھی بھول نہیں سکتے تم کہ جسنے تم کو کیا سے کیا بنا دیا یہاں تک کیا کہ انت منی وانا منک بھی فرما دیا اور یہ عشق کی منزل کی منتہی ہے

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام - حصہ دوم - یہ بےنظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو نمبروار توڑا ہے قیمت ۴ر ست بچن ۱۰ر - آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ر سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ر فیصلہ آسمانی قیمت ۲ر۔ نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ر ایڈیٹر الحکم کی تالیفات - تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (۸ر) سلک مروارید حصہ اول - سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر حصہ دوم ۴ر

المشتہر
منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق بےنظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اور اگر مبتلا طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔ تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشار ادائے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت۔

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و زر اجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر
فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمائیے پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگی۔ اور ہر قسم کی باہ کی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم کہیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگا لیجئے پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلا طلسمی - پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتی ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہونچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اسکو مفید پائیں گے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانیوالا قیمت ایک تولہ ۱۲ر

منجن دنداں - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی منجن کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر
حکیم محمد حسین خلف حکیم سرافراز حسین مالک کارخانہ حمیدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کیا یہ سچ ہے

ہمارے ہموطن حق بات پر بحث کر سکتے ہیں لیکن اسے چھپا نہیں سکتے ذیل میں جو رائے دی گئی ہے اس میں مثل دیباچہ کے کچھ زیادہ بڑہانا اسکی قیمت اور وزن میں کم کرنے سا ہوگا بمبئی کے باشندوں کو ایسی تسلی بخش ثبوت سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے ان کی عقلوں پر چھوڑ دینا چاہیئے اس کا مطلب یہ ہے چیز جیسے ظاہر کی گئی ہے ویسی ہی ہے۔ ڈاکٹر ڈک صاحب۔ ایف۔ آر۔ آئی۔ ایم۔ ای۔ طبیب اور معالج سیکرٹری نرسنز میشنل پنشن فنڈ جن کا طبی علاج اور مشورہ دینے کا مقام فلپس اینڈ کمپنی عطاران بہائیکھلہ کی دوکان ہے فرماتے ہیں ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) کے فوائد کا بیان کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں اور خاکسار ایک مریض کا واقعہ جو میری نظروں سے گذرا ایک خاتون معہ اپنی لڑکی کے جسکی عمر سترہ سال کی تھی میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مینے سنا ہے آپ چند امراض کے خاص معالج ہیں اس لئے لڑکی کو ساتھ لائی ہوں۔ یہ ہمیشہ پیشاب کے وقت درد کی شکایت کرتی ہے اسکو نیند برابر نہیں آتی۔ اور اشتہا بھی بالکل کم ہے مینے تین طبیبوں کا علاج کیا لیکن اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا بیس روز سے پیشاب میں جلن اور سر میں سخت درد کی شکایت کرتی ہے مینے اس کا علاج ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) سے شروع کیا اور اس کو تھوڑے ہی عرصہ میں کامل شفا ہو گئی۔ اب اس کی صحت اچھی ہے۔ اور ہر ایک شکایت سے اس کو نجات ہے۔ یہ گولیاں گردوں پیشاب اور مثانہ کے امراض کو اور ان سے ہوتی ہوئیں تمام بیماریوں کو دور کرتی ہیں۔ اور تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے عہ؎ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جسمیں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپکی فرمایش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کی کیجائیگی۔

ڈون کا مرہم (ڈون اینٹمنٹ) ایک مرتبہ لگانیسے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبہ چیاجن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ بادہ۔ کھرجوا۔ کیڑا۔ چنبہ۔ داد۔ اور جلد کی سب طرحکی سوزش نمکین۔ ثبور اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکانداروں کے پاس۔ قیمت دو روپیہ فی ڈبیا۔

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پیس جاتا ہے وزن تخمیناً ۸ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت بدرجہ اول فی من پختہ ۸ روپیہ اور دوم مبلغ ۷ مبلغ ۵۰ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں۔

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدہے ریشے دار کشمیر کی لکڑی کے ۳ بینڈل کاک کین اور دو رابڑ بنے ہوئے نہایت پائدار ہے قیمت ۳ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ۔ سیدہے ریشہ دار کشمیر کی لکڑی کے ۲ کین بینڈل معہ دو ربڑ کے میچ کے لئے نہایت عمدہ ۲ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی بینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۱ کرکٹ بیٹ۔ آل کین لکڑی چیدہ مضبوط اور پائدار پریکٹس کیلئے ۱۲ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۸

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲۔۱۳۔ برس کے واسطے دو سٹ ایک سٹ ٹرکس ایک بال لکڑی کے کا بکس فی سٹ ۔/۷
" ۱۰ و ۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس ۔/۵

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائیڈ پائدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار ۶ ۔/۸
" " " " ۵ ۔/۸
بچوں کے لئے فٹ بال ۲ معہ بلیڈر ۔/۴
" " ۳
کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے ۔/۲
" دہاگے سے بیچ ۔/۱
" پریکٹس ۔/۱
کرکٹ ولس فی کاپی ۔/۱

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکٹ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم پریکٹس بیٹ۔ پریکٹس وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہونچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم ہیں اسکو کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں
نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ٹیرہ ضلع کانگڑہ ۱۹۰۷ء

احتیاط سے علاج بہتر ہے

ایک قوی الجثہ شخص کو طاعون چیچک ہیضہ یا امراض جگر سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیماری ہمیشہ کمزوروں یا ان لوگوں پر حملہ کرتی ہے جو کہ ضعف سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اسکاٹس املشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات کو قوی اور مضبوط بنا کر انسداد امراض کرتا ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔

اسکاٹ اینڈ براؤن لمٹیڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن
ہمیشہ اس نشان کا ماہی گیر کا املشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے۔

نمبر ۴۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۰ شوال ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات پر توجہ کرو

لنگر خانہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شاخوں میں سے ایک شاخ ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا اہتمام فرماتی ہیں لنگر خانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور اس کے اخراجات ایک سو روپیہ یومیہ سے بھی متجاوز ہو چلے ہیں بعض اوقات لنگر خانہ کی ضروریات حضرت اقدس کی توجہ اور اوقات میں سخت خلل کا موجب ہوتی ہیں ان دنوں جبکہ **گرانی** عالمگیر ہو رہی **اخراجات** لنگر کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے حضرت حجۃ اللہ ایسی تحریکوں کے عادی نہیں اس لئے **یکمشت رقوم** لنگر خانہ کی امداد کیلئے بہت جلد بھیجکر ثواب حاصل کرنا چاہیے لنگر خانہ کی ضروریات میں سے مہمانخانہ کی توسیع بھی ہے اور نئے اور پرانے مہمانخانہ میں مہمانوں کے لئے جگہ کی سخت تنگی ہے + نئے مہمان خانہ میں سے باورچی خانہ اس کی متصل کی سفید زمین میں منتقل کرنے کیلئے جدید کچے مکانات بنوائے جا رہے ہیں مگر قلت فنڈ کیوجہ سے فی الحال انکو روکنا پڑا ہے اور اگر بہت جلد یہ مکانات مکمل نہ ہو جائیں تو آنیوالے **سالانہ جلسہ** پر مہمانوں کے آنے کیلئے تکلیف پیدا ہوگی اس لحاظ سے بہت جلد ان مکانات کی تکمیل کیلئے بھی روپیہ بھیجنا چاہیے۔ ایک **حق پرست** اور **حق جو** قوم کے لئے ضرورت نہیں ہوتی کہ اسکو زمانہ کے عرفی الفاظ میں توجہ دلائی جاوے حضرت اقدس کے اوقات گرامی میں ایسے امور کو حارج نہیں ہونے دینا چاہیے اس لئے بہت جلد ایسے امور پر توجہ کرنی چاہیے۔ یاد رہے کہ لنگر خانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست **حضرت اقدس** علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام آنا چاہیے اور ضروریات لنگر خانہ کو سب سے اول نصب العین رکھنا چاہیے۔

مسلمان برّ اعظم یورپ کے
انگریزی مضامین مقتبسات

پیرس (دار السلطنت فرانس) کے نامور میگزین "دنیائے اسلام" میں اس عنوان سے ایک مضمون چھاپا گیا ہے۔ مضمون نگار لکھتا ہے کہ انگریزی مقبوضات یورپ میں جسقدر مسلمان موجود ہیں انکی صحیح صحیح تعداد معلوم کرنی مشکل ہے۔ شاید اُن کی تعداد ایک ہزار ہو۔ اور اگر مسلمان ملاح اور وہ ترک اور عرب اور مصری مسلمان بھی شامل کرلئے جائیں جو چند روز یا چند ہفتے کے لئے قیام کرتے ہیں تو شائد انکی تعداد اس سے دو چند یا سہ چند ہو جائے۔ کیونکہ ہر ایک انگریزی بندرگاہ میں تقریباً پچاس سے دو سو تک مسلمان پائے جاتے ہیں۔

جو مسلمان قیام پذیر ہیں۔ اور جو اکثر تاجر ہیں۔ یا ہوٹلوں کا اہتمام کرتے ہیں یا طالب علم ہیں وہ چند ایرانیوں اور چند ہندوستانی مسلمانوں کے سوا سب کے سب سُنّی مذہب کے ہیں مسلمانوں کی بڑی تعداد لورپول میں ہے۔ جہاں شیخ الاسلام عبد اللہ کوئیلیم رہتے ہیں۔ اس نامور شخص کی سرگرمی سے اخیر بیس سال کے عرصہ میں چھ سو کے قریب انگریز مسلمان ہو چکے ہیں۔ شیخ عبد اللہ کوئیلیم ۱۸۵۶ء میں لورپول میں پیدا ہوئے۔ اسی شہر میں تعلیم پائی۔ اور ۱۸۷۸ء میں وہ وکیل بنائے گئے۔ ۱۸۸۴ء میں وہ اول اول مراکو کی سیر و سیاحت کو گئے۔ اس سے ایک سال بعد انہوں نے مذہب اسلام قبول کیا اور ۱۸۸۷ء میں لورپول میں ایک اسلامی انجمن کی بنیاد ڈالی۔ اسوقت سے دنیائے اسلام کے ساتھ اُن کا تعلق بڑھتا گیا۔ ۱۸۹۱ء میں انہوں نے شہنشاہ کجکلاہ ایران سے ملاقات کی ۱۸۹۱ء میں وہ قصر یلدز میں سلطان کے مہمان ہوئے۔ ۱۸۹۳ء میں انہوں نے مراکو کا دوسری بار سفر کیا۔ اور سلطان مراکو سے ملاقات کی۔ اور فاس کے اسلامی مدرسے تحصیل علم کی سند حاصل کی۔ ۱۸۹۴ء میں وہ سلطان عبد الحمید خاں کیطرف سے لاغوس (افریقہ) کو گئے اور انہوں نے سلطانی تمغہ وہاں کے فرمانروا محمد شتا بے کو پہنایا۔ ۱۸۹۵ء میں انکی ملاقات پرنس نصر اللہ سے ہوئی۔ جو امیر عبد الرحمٰن خانصاحب مرحوم فرمانروائے افغانستان کے بیٹے ہیں۔ ۱۸۹۰ء میں وہ لورپول میں سلطان کیطرف سے نائب کونسل مقرر ہوئے ۱۸۹۸ء اور ۱۹۰۰ء میں جلالتمآب سلطان عبد الحمید خاں کی حضور میں حاضر ہونیکا پھر انکو اتفاق ہوا۔ آخری سن میں دار السلطنت فرانس میں شاہ ایران مظفر الدین شاہ سے انکی ملاقات ہوئی۔ سلطان عبد الحمید خاں نے انکو اعزاز و احترام کے کئی تمغے اور نشان عطا فرمائے ہیں۔ امیر افغانستان نے بھی انکو سونے کا میڈل اور (۱۵۰۰) پونڈ کا عطیہ مرحمت کیا ہے۔

انگریز مسلمانوں کی طرف سے ایک ہفتہ وار اخبار "ہلال" کے نام سے انگریزی زبان میں نکلتا ہے جو لورپول سے شایع کیا جاتا ہے۔ یہ اخبار [illegible] سال سے نکلتا ہے اور اس کے ۱۶ صفحے ہوتے ہیں اسمیں عام طور پر دنیا کے مسلمانوں کے اور خاص طور پر انگلستان کے مسلمانوں کے حالات درج کئے جاتے ہیں۔ انگریز مسلمانوں کیطرف ہی ۲۴ صفحات کا ایک ماہوار رسالہ بھی نکلتا ہے جسکا نام "اسلامی دنیا" ہے جسمیں مختلف مضامین درج کئے جاتے ہیں۔ اس کے ایڈیٹر خود شیخ الاسلام عبد اللہ کوئیلیم ہیں۔ لورپول کی اسلامی انجمن ایک قدیم شاندار عمارت میں ہے۔ اسی عمارت میں ایک مدرسہ اور ایک کتب خانہ اور ایک عجائب خانہ اور ایک کیمیا خانہ اور ایک کمرہ مطالعہ کتب و اخبارات کے لئے ہے۔ انکی پشت پر مسجد ہے جسمیں انگریز مسلمان جمع ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔ بُدھ کی شام کو یہ مسلمان جمع ہو کر اخلاقی اور تمدنی مضامین پر بحث کرتے ہیں۔ اور انجمن کے انتظامی معاملات پر غور کرتے ہیں۔ اتوار کی شام کو مذہبی لیکچر سنتے ہیں۔ علاوہ اس کے ایک یتیم خانہ بھی ہے جس میں ہر مذہب اور ہر گروہ کے یتیم بچے پرورش پاتے ہیں شیخ عبد اللہ کوئیلیم چاہتے ہیں (۴۵۰۰) پونڈ کے خرچ سے ایک شاندار مسجد لورپول میں تعمیر کرائیں مگر اسقدر روپیہ بر دست موجود نہیں ہے۔ انکی تمنا ہے کہ دنیائے اسلام اس کام کے لئے فیاضی سے چندہ دے۔

جزائر برطانیہ میں جو مسلمان ہیں اُن میں سے صرف لورپول میں ۴۲۰ سُنّی مسلمان ہیں جنمیں سے ۴۰۰ مسلمان انگریز قوم کے ہیں۔ بیس ترک اور مصری اور مراکشی اور حبشی مسلمان ہیں۔ تمام جزائر برطانیہ میں صرف یہی ایک شہر ہے جسمیں مسجد ہے۔ مانچسٹر میں ۸۰ مسلمان ہیں ان میں سے ۷۷ سُنی ہیں۔ ان کی تقسیم اسطرح ہوتی ہے کہ منجملہ ان کے (۴۵) ترک اور شامی ہیں ۲۰ مغربی ہیں اور ۱۲ انگریز ہیں۔ باقی ۸۰ مسلمانوں میں ۳ شیعہ ہیں۔ جو ایران کے باشندے ہیں۔

ساوتھ پورٹ میں ۱۲ سُنی مسلمان ہیں جن میں سے چھ انگریز ہیں اور ایک ہندوستانی۔ لنڈن میں ۱۶۲ مسلمان ہیں اُن میں سے ۱۰۷ مسلمان سُنی اور ۵۵ شیعہ ہیں۔ سنیوں میں سے ۷۰ ہندوستانی ۲۵ ترک اور ۱۲ انگریز ہیں۔ شیعوں میں ۵۰ ہندوستانی اور ۵ ایرانی ہیں۔
لنڈن میں جو مسلمان ہیں اُنہیں سے اکثر وہ ہیں جو تحصیل علم کے لئے یہاں آئے ہیں اولڈہم اور براڈفورڈ میں بھی کچھ مسلمان ہیں۔ کال میں ۹ سُنی مسلمان ہیں جن میں سے ۵ عرب اور ۴ ترک ہیں۔ اسکاٹ لینڈ میں ۵ مسلمان۔ اڈنبرا میں۔ اور ۲۰ گلاسگو میں اور چند مسلمان اور شہروں میں ہیں۔ آئرلینڈ میں ۱۲ مسلمان ہیں جنمیں سے ۱۱ انگریز ہیں۔ اور ایک خاص آئرش اور ایک مصری مسلمان ہے۔ جزیرہ مین میں ۱ مسلمان ہے۔ جزائر تارتھ مین میں ایک مسلمان ہے۔ جبرالٹر میں ۶۰ مسلمان ہیں انہیں سے اکثر مراکو کے باشندے ہیں اور سب سُنی مسلمان ہیں یہاں ایک مسجد بھی ہے۔ مالٹا میں بھی ۴۰ مسلمان ہیں انہیں سے ۳۵ طرابلس (شمالی افریقہ) کے رہنے والے ہیں اور باقی ٹیونس اور الجزائر کے مسلمان ہیں۔ یہ بیچارے مسلمان باربرداری اور مزدوری کا کام کرتے ہیں۔ اور نہایت محنتی اور جفاکش ہیں۔ اور مالٹا والے مزدور ویسی کم اجرت پر کام کرتے ہیں۔ ہر سال مالٹا میں تقریباً (۱۵۰) مسلمانوں کی آمد و رفت ہوتی ہے۔ جبرالٹر پر مسلمانوں کا قبضہ ۷۱۱ء سے ۱۳۰۲ء اور ۱۳۳۳ء سے ۱۴۶۲ء تک رہا اور مالٹا پر ان کا تسلط ۸۷۰ء سے ۱۰۹۰ء تک تھا۔ مالٹا کی زبان میں مسلمانوں کی زبان کا عنصر آج تک موجود ہے اور مالٹا والوں کے خط و خال میں عربی خط و خال کی جھلک پائی جاتی ہے ۱۸۴۷ء میں دولت عثمانیہ نے پانچ ہزار پونڈ کے صرف سے ایک عالیشان مسجد تعمیر کرائی تھی ۱۸۷۴ء میں شکستگی کے مسلمانوں کے اس جزیرہ میں ایک شاندار قلعہ بھی بنایا تھا۔

(انسٹیٹیوٹ گزٹ علی گڑھ)

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

فرمایا۔ یہ لوگ کہتے ہین۔ کہ ہم انبیاء کو گالی نکالتے ہیں حالانکہ کسی وفات یافتہ کہنا گالی نہیں ہوتی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وفات پاگئے تو اور کون ہے جو زندہ رہے انہوں نے خود مر کر دکھایا کہ سب نبی فوت ہوگئے ہیں اور پھر معراج کی رات میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسٰے کو وفات یافتہ انبیاء مین دیکھا۔ اصل میں گالی

انبیاء کو کون گالی نکالتا ہے

تو یہ لوگ نکالتے ہیں۔ جو افضل الرسل سید المعصومین کو (معاذ اللہ) شیطانی مس سے آلودہ سمجھتے ہین اور حضرت عیسٰے کو پاک سمجھتے ہین۔ کتنے اندھیر کی بات ہے۔ کہ یہ لوگ باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء سمجھتے ہین انہین کا کلمہ پڑھتے اور انہیں کی اُمت سے ہونے کا دعوے کرتے ہین مگر پھر اُنہین سے نافرمان ہو کر انہیں

مسلمان ہو کر آنحضرت صلعم پر الزام لگانا

پر الزام لگاتے ہین۔ یہ آخری زمانہ ہے اگر عیسائی ہدایت پا جائین تو پا جائیں مگر یہ لوگ اپنے اس عقیدہ سے باز نہین آئین گے۔ بلکہ اُسی کی تائید پر زور دین گے۔ اتنا نہین سوچتے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بے موقع تائید

سے معجزہ مانگا گیا تھا اور او ترقی فی السماء یعنی آسمان پر چڑھ جاؤ کہا گیا تھا۔ تو خدا تعالےٰ نے یہی جواب دیا تھا۔ کہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ پ۱۵ یعنی خدا اس سے پاک ہے۔ کہ وہ اپنے وعدے کا تخلف کرے۔ میں تو ایک بشر رسول ہون۔ بشر رسول آسمان پر نہین جایا کرتے۔ اب یہ لوگ جو حضرت عیسٰے

بشر آسمان پر جا ہی نہیں سکتا

کو آسمان پر چڑھاتے ہین تو اس سے معلوم ہوا کہ اسے بشر بھی نہین سمجھتے۔ کیونکہ بشر کے لئے تو خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کہ وہ آسمان پر نہین جاسکتا۔ اصل میں یہ لوگ اسلام کے سخت دشمن ہین جس شخص کو آنحضرت صلعم کا پاس نہین وہ بے ایمان ہے۔ خدا تعالیٰ تو ایک مؤمن کا بھی پاس

آنحضرت صلعم کا پاس کرو

کرتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ واللہ ولی المومنین پ۱۵ واللہ ولی المتقین پ۲۵ افسوس کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلعم پر کیسے کیسے الزام لگائے۔ مشرق سے لے کر مغرب تک چاروں طرف دوڑ و کسی سچے مسلمان کا یہ عقیدہ نہین ہوسکتا کہ حضرت عیسیٰ تو مس شیطان سے پاک مین لیکن آں حضرت صلعم (معاذ اللہ) پاک نہین۔ اس بات کا ہمین کوئی جواب دے۔ بشرطیکہ وہ ایماندار ہو۔ کہ کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یونس سے بھی گئے گذرے ہوگئے؟ افسوس کہ ان لوگوں نے دین کا ستیاناس کر دیا۔ جب کافروں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسمین کھائی تھین کہ آپ ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ کر دکھا دین اس کے بعد ہمارا آپ سے کوئی جھگڑا نہین ہوگا بلکہ ہم آپ پر ایمان لے آئین گے۔ تو ہمین بتلاؤ۔ کہ آنحضرت صلعم نے آسمان پر چڑھنے سے کیوں انکار کر دیا تھا اور کیوں کہہ دیا تھا کہ بشر آسمان پر نہین جاسکتا اور پھر ان لوگون کے پاس اگر کسی بشر کے آسمان پر جانے کی نظیر

وہ نظیر پیش نہ کرسکے

موجود تھی۔ تو وہ پیش کر دیتے۔ کیوں وہ اس جواب کے سنتے ہی خاموش ہوگئے۔ ہمین بتلاؤ۔ کہ جب انہون نے آسمان پر چڑھتے دیکھ کر ایمان لانے کا وعدہ کیا تھا تو کیون نہ آنحضرت صلعم نے آسمان پر چڑھ کر دکھایا۔ یہ کیوں کہدیا کہ سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا پ۱۵ سبحان کا لفظ اس واسطے بولا گیا ہے۔ کہ سبحان کے معنے ہین۔ ہر عیب سے مُبرا

سبحان کے معنے

لیکن وعدہ کو توڑنا تو سخت عیب ہے۔ خدا نے وعدہ کیا ہوا تھا۔ کہ الم نجعل الارض کفاتا احیاءً وامواتا پ۲۹ جس کا یہ

مطلب ہے کہ ہم نے زمین کو زندوں اور مُردوں کے سمیٹنے کے لئے کافی بنایا ہے اور اس مین ایک کشش ہے۔ جسکی وجہ سے زمین

زمین مین ایک کشش ہے

والے کسی اور جگہ زندگی بسر کر ہی نہین سکتے۔ اب اگر بشر آسمان پر گیا ہوا مان لیا جاوے۔ تو نعوذ باللہ ماننا پڑیگا۔ کہ خدا نے اپنا وعدہ توڑ دیا۔ غرض اسی کی تائید کے واسطے سبحان کا لفظ بولا گیا ہے۔ کہ اللہ بے عیب ہے، وہ وعدہ خلافی نہین کیا کرتا اور میں تو ایک بشر ہون بشر آسمان پر نہین جاسکتا اور پھر دیکھو کہ فلما توفیتنی مین حضرت عیسٰے کا صاف طور پر اقرار موجود ہے کہ عیسائیون کے بگڑنے

اور نہین تو حضرت عیسٰی کا ہی کہا مانو

کی مجھے خبر نہین۔ اب ان لوگون کی یہ عجیب قسم کی مولویت ہے کہ حضرت عیسٰے تو قیامت کے دن اقرار کرین گے کہ مین دوبارہ زمین پر نہین گیا اور عیسائیوں کے بگڑنے کا جب ان سے سوال کیا جائیگا تو وہ کانون پر ہاتھ دھرین گے اور اپنی بے خبری جتلائین گے لیکن یہ ہین کہ ان کو دوبارہ اُتار رہے ہین اب انصاف سے بتلاؤ۔ کہ کیا یہ تمہاری اپنی بنائی ہوئی باتین ہین۔ سوچو تو سہی۔ کہ وہ تو بیچارے بار بار خدا تعالےٰ کے سامنے اقرار کرتے ہین کہ مجھے خبر نہین کہ عیسائیون نے مجھے پوجا ہے۔ یا کسی اور کو۔ اور آپنے خدا یا خدا کا بیٹا بنائے جانے سے لاعلمی ظاہر کرین گے۔ مگر یہ لوگ کہتے ہین کہ قیامت سے پہلے دُنیا مین نازل ہون گے۔ کسر صلیب کرین گے۔ لڑائیاں کرینگے

کیا حضرت عیسٰے نے جھوٹ بولا

اور سب مشرکون کو قتل کر کے مسلمان کر دین گے جس سے ماننا پڑتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ خدا کے سامنے جھوٹ بولین گے اور باوجود عیسائیون کے اعتقاد سے خبر رکھنے کے لاعلمی ظاہر کرین گے اور پھر یہ بھی یاد رکھو۔ کہ جو شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے اس کے لئے

مامور من اللہ کی صداقت کے چند نشان

چند نشان ہوا کرتے ہین۔ جن سے اس کی سچائی پرکھی جاتی ہے۔

پاک تعلیم

اوّل یہ کہ وہ پاک اور صاف تعلیم لے کر آتا ہے۔ جب اس کی تعلیم گندی ہوگی۔ تو اس کو قبول کون کرے گا۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کیسی پاک ہے۔ اس مین ذرا بھی شک وشبہ نہین اور کسی قسم کے شرک کی گنجائش نہین۔ دوسرے یہ کہ اُس کے ساتھ بڑے بڑے نشان ہوتے ہین اور وہ نشان ایسے ہوتے ہین۔ کہ بحیثیت مجموعی دُنیا مین کوئی

نشانات الٰہیہ

بھی ان کا مُقابلہ نہیں کرسکتا۔

سابقہ پیشگوئیوں کا وقوع

تیسرے یہ کہ گذشتہ انبیاء کی جو پیشگوئیاں اُس کے متعلق ہوتی ہین۔ وہ اس پر صادق آتی ہین۔

حالت زمانہ

چوتھی بات یہ ہے۔ کہ اس وقت زمانہ کی حالت خود ظاہر کرتی ہے کہ کوئی مامور من اللہ آوے۔ پانچوین بات یہ ہے۔ کہ سچے مدعی

مدعی کا تقویٰ اور کشش

کا صدق اور اخلاص استقلال اور تقوے نہایت اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے اور اس مین ایک کشش ہوتی ہے جس سے وہ اوروں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

امتحان کرلو

تمام قرآن مجید مین یہی موٹی باتین ہین جن سے کسی مامور کی سچائی کا پتہ لگتا ہے۔ اب جس کو ایمان کی ضرورت ہے۔ وہ یہی پانچ علامتین پیش کر کے ہمارا امتحان کرلے اور پھر دیکھو۔ کہ یہ لوگ خود بھی اس بات کو مانتے ہین کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آیا کرتا ہے۔ لیکن افسوس کہ بقول ان کے چودہوین صدی کے سر پر کوئی مجدد نہ آیا۔ حالانکہ چوتھائی حصہ صدی کا گذر بھی گیا ہے اور ہزارہا لوگ دین اسلام سے مُرتد بھی ہو چکے ہین۔ ہر ایک خاندان اور ہر ایک قوم کے لوگ عیسائی بن چکے ہین ایک وقت وہ تھا کہ اگر ایک مسلمان بھی مُرتد ہو جاتا تھا تو قیامت برپا ہو جاتی تھی۔ لیکن اب تو ہر ایک قوم سادات مغل۔ قریش پٹھان اور ہر ایک طبقہ کے لوگ عیسائی مذہب مین موجود ہین اور مخلوق پرستی کا وہ طوفان برپا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی۔ ایسا سننے مین نہین آیا۔ تو اب بتلاؤ۔ کہ جن صدیون مین

ایسا طوفان نہ تہا۔ اُن مین تو مجدد آتے رہے لیکن جب صدی مین اسلام کو نیست و نابود کرنے کے ہزارہا سامان پیدا ہوگئے اور لاکہون انسان مُرتد ہوگئے اور بے دینی اور فسق و فجور حد سے زیادہ بڑہ گیا اور صدی مین سے پچیس برس گذر بھی گئے۔ اس مین کوئی مجدد نہ آیا اور جو دعوے کرتا ہے۔ کہ اس صدی کا مجدد

اس صدی کو کیا ہوگیا

مَین ہون تو اُسے دجال سمجھا جاتا ہے اور کذاب اور مفتری خیال کیا جاتا ہے۔ ان لوگون کو چاہیئے تہا کہ ہمارے

انجام کو دیکھو

انجام کو دیکھتے۔ ہم نے ایک سو ساٹھ نشانات کتاب حقیقۃ الوحی مین نہایت ہی اختصار کے ساتھ درج کئے ہین اب ان کو چاہیئے کہ کسی جہوٹے مین وہ نشانات ثابت کرین۔

تعلیم کی نسبت سُن لو۔ کہ ہم ان تمام ناپاکیون کو دور کرتے ہین جو آنحضرت صلعم پر لگائی جاتی ہین۔ یہ لوگ کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مس شیطان سے پاک نہین۔ ہم کہتے ہین کہ وہ افضل الرسل سید المعصومین رحمۃ للعالمین

سب سے بڑہکر پاک نبی

اور خاتم النبیین ہین اور مس شیطان سے سب سے بڑہکر پاک ہین اور تمام کمالات نبوت انہین کی ذات پاک پر ختم ہوگئے ہین۔ اسی طرح یہ لوگ کہتے ہین۔ کہ حضرت عیسےٰ آسمان پر زندہ موجود ہین۔ ہم ایمان لاتے ہین۔ کہ کوئی بشر آسمان پر نہین جا سکتا۔ قرآن مجید مین صاف طور پر سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا ۱۵/۱۰ لکھا ہے اور پھر اسی قرآن مجید مین فلما توفیتنی بھی درج ہے۔ اگر حضرت عیسےٰ دوبارہ دنیا مین آئے ہوتے۔ کسر صلیب کی ہوتی۔ کافرون کو قتل کیا ہوتا تو کیا اُن کو قیامت کے دن خدا کے حضور مین یہی جواب دینا چاہیئے تہا۔ کہ مجھے عیسائیون کے بگڑنے کی خبر نہین ؟ باوجودیکہ دوبارہ آکر انہون نے کافرون اور مشرکون کو مسلمان کیا۔ اپنے ذاتی مشاہدہ سے تمام حالات معلوم کر لئے۔ مگر خدا کے روبرو کہین گے کہ مجھے عیسائیون کے بگڑنے کی خبر نہین۔ کیا وہ خدا کے عرش کے سامنے جہوٹ بولین گے۔ اور خدا خاموش ہو رہے گا۔ کیا خدا اتنا بھی نہ کہے گا۔ کہ تم کیون جہوٹ بولتے ہو۔ تم تو دوبارہ دُنیا مین گئے تھے۔ عیسائیون کو تم نے مسلمان کیا تہا پھر یہ کیوں کہتے ہو کہ اس کی خبر نہین۔ ہم تو دیکھتے ہین کہ ادنےٰ عدالتون

حلف دروغی

مین بھی انسان حلف دروغی کے باعث پکڑا جاتا ہے۔ تو کیا خدا کی درگاہ مین جہوٹ کی پُرسش نہین ہوگی ؟ افسوس کہ ان لوگون نے خدا تعالےٰ کی ذات بابرکات اور صفات کو بٹہ لگایا۔ قرآن مجید کی توہین کی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ تمام راستبازون کی توہین کی۔ اب ایسے مذہب کو کون قبول کرے۔ ایسی باتین تو وہی بولیگا جس کو خدا کا خوف نہ ہو۔ دوسرا شخص ایسی باتون کو کب مان سکتا ہے بار بار ہم سے پوچہا جاتا ہے۔ کہ تمہارے نبی اور رسول ہونے کی دلیل کیا ہے

اوّل تو ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ ہمارا دعوےٰ صرف نبی یا رسُول ہونے کا نہین ہے اور نہ ہم کسی شریعت لانے کے مدّعی ہین بلکہ ہمارا یہ دعوےٰ ہے کہ مین ایک پہلو سے اُمتی ہوں اور ایک پہلو سے نبی ہوں اور وہ نبوت براہ راست نہیں بلکہ اُمتی ہونے کی کامل برکات نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض تامہ نے مجھے یہ درجہ نبوۃ بخشا ہے اور در حقیقت وہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ مین جو میرے آئینہ صافیہ مین جلوہ نما ہوئی ہے اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ میرے پاس بھی اپنی اس قسم کی نبوت کے وہی دلائل ہین جو سب انبیاء کے پاس ہوتے چلے آئے ہین۔ بعض انبیاء کے پاس تو صرف ایک دلیل تہی کہاں لکھا ہے۔ کہ اُن کے پاس پچاس یا ساٹھ نشان تھے بلکہ اکثر انبیاء کے لئے تو یا اس سے بھی کم نشان ہوا کرتے تھے۔ لیکن ہم نے تو نہایت اختصار کے ساتھ ایک سو ساٹھ

نشان ۱۸۷

نشان حقیقۃ الوحی مین لکھدئے ہین۔ اور پھر خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ابھی بڑے بڑے نشانون کا وعدہ کرتا ہے۔ کم ازکم یہ لوگ کچھ مُدت کے لئے کف لسان اختیار کرتے اور ہمارے انجام کو دیکھتے۔ مگر افسوس کہ بغیر کسی یقینی علم اور پختہ دلیل کے ہماری تکفیر اور تکذیب پر آمادہ ہوگئے حالانکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ولا تقف ما لیس لک بہ علم ۱۵/۴

اور اگر حضرت عیسیٰ کے مرنے پر ان لوگون کو طیش آتا ہے۔ تو یہ سچی بات ہے۔ کہ وہ مر گئے ہین اور سب انبیاء مرتے ہی آئے ہین۔ آخر یہ لوگ بھی تو مانتے ہین۔ کہ وہ دوبارہ آکر مرینگے۔ پھر تکفیر کے کیا معنے ؟ باقی رہا یہ کہ عیسائیوں کو جواب دیتے وقت بعض اوقات سخت الفاظ استعمال کئے جاتے ہین۔ تو یہ بات بالکل صاف ہے۔ جب ہمارا دل بہت دُکھایا جاتا ہے اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے ناجائز حملے کئے جاتے ہین۔ تو صرف متنبہ کرنے کی خاطر انہین کی مسلمہ کتابون سے الزامی

الزامی جواب

جواب دئے جاتے ہین۔ ان لوگون کو چاہیئے۔ کہ ہماری کوئی بات ایسی نکالین۔ جو حضرت عیسےٰ کے متعلق ہم نے بطور الزامی جواب کے لکھی ہو اور وہ انجیل مین موجود نہ ہو۔

آخر یہ تو ہم سے نہین ہو سکتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین سُنکر چُپ رہین۔ اور اس قسم کے جواب تو خود قرآن مجید مین پائے جاتے ہین جیسے لکھا ہے الکم الذکر ولہ الانثیٰ ۲۷/۵ فاستفتہم الربک البنات ولہم البنون ۲۳/۳۔ وہ لوگ فرشتون کو خدا کی بیٹیان کہتے تھے۔ خدا فرماتا ہے۔ کہ کیا تمہارے بیٹے اور ہماری بیٹیان۔ غرض الزامی رنگ کے جواب دینا تو طریق مناظرہ ہے۔ ورنہ ہم حضرت عیسےٰ کو خدا تعالےٰ کا رسول اور ایک مقبول اور برگزیدہ انسان سمجھتے ہین اور جن لوگون کا دل صاف نہین ان کا فیصلہ ہم خدا پر چھوڑتے ہین۔

نہیں اور دوائیں دے دے کر روپیہ کماتا ہے تو وہ بھی بطلان سے مال کماتا ہے۔ وہ مال طیب نہیں بلکہ حرام مال ہے۔ اسی طرح جتنے جعلساز جھوٹے اور فریبی لوگ ہوتے ہیں اور دھوکوں سے اپنا گذارہ چلاتے ہیں وہ بھی بطلان سے مال کھاتے ہیں۔ ایسا ہی طبیبوں کے ساتھ بیماری بھی ہوتے ہیں۔ جو جھوٹی چیزیں دیکر سچی چیزوں کی قیمت وصول کرتے ہیں۔ اور بے خبر لوگوں کو طرح طرح کے دھوکے دیتے ہیں۔ اور پھر پیچھے سے کہتے ہیں کہ فلاں تھا تو دانا مگر ہم نے کیسا اُلّو سا بنا دیا۔ ایسے لوگوں کا مال حلال مال نہیں ہوتا بلکہ وہ حرام ہوتا ہے اور بطلان کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ مومن کو ایک مثال سے باقی مثالیں خود سمجھ لینی چاہئیں۔ میں نے زیادہ مثالیں اس واسطے نہیں دی ہیں کہ کہیں کوئی نہ سمجھ لے کہ ہمیر بدظنیاں کرتا ہے۔ اسی واسطے میں نے اپنے پیشہ کا ذکر کیا ہے۔ میں اسے کوئی بڑا علم نہیں سمجھتا میں اسے ایک پیشہ سمجھتا ہوں طبیبوں سے حکما لوگ ڈرتے ہیں اس لئے انھوں نے اس پیشہ کا نام صنعت رکھا ہے۔ یاد رکھو یہ بھی ایک کمینگی کا پیشہ ہے اس میں حرامخوری کا بڑا موقع ملتا ہے۔ اور طب کے ساتھ بیماری کی دوکان بناتا اس میں بہت دھوکہ ہوتا ہے۔ صحت کا اندازہ ایسے لوگوں کو ہوتا ہے نہ مریض کی پوری تشخیص ہوتی ہے۔ اور پھر نہایت ہی معمولی سی جنگل کی سوکھی ہوئی بوٹی دیکر مال حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ بھی سخت درجہ کا بطلان کے ساتھ مال کھانا ہے وہ جو میں نے اپنے جیبوں کا ذکر کیا ہے چند روز ہوئے ایک عمدہ کتاب بڑی خوشنما بڑی خوبصورت اور دل لبھانے والی اس کی جلد تھی جس پر رنگ لگا ہوا تھا۔ اس کو جو کہیں رکھا تو اور چیزوں کو بھی اس سے رنگ چڑھ گیا۔ جس سے ہمیں بہت دکھ پہنچا۔ غرض! اس جلدگر نے جو جلد کی قیمت لی ہے حقیقت میں وہ حلال مال نہیں بلکہ بطلان سے حاصل کیا ہوا ہے۔ اسی طرح اور بھی پیشے ہیں مگر ان کا ذکر میں اس واسطے نہیں کرتا کہ کسی کو رنج نہ پہنچے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حکام تک مال نہ پہنچاؤ۔ بعض لوگ یونہی لوگوں کو وسوسے ڈالتے رہتے ہیں اور لوگوں کو ناجائز طور پر پھنسانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے بعض لوگ ان سے ڈر جاتے ہیں۔ اور نقصان اٹھا لیتے ہیں۔ غرض روزہ جو رکھا جاتا ہے تو اس لئے کہ انسان متقی بننا سیکھے ہمارے امام فرمایا کرتے ہیں۔ کہ بڑا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جس نے رمضان تو پایا مگر اپنے اندر کوئی تغیر نہ پایا۔ پانچ سات روزے باقی رہ گئے ہیں ان میں بہت کوشش کرو۔ اور بڑی دعائیں مانگو۔ بہت توجہ الی اللہ کرو اور استغفار اور لاحول کثرت سے پڑھو۔ قرآن مجید سن لو سمجھ لو سمجھا لو۔ جتنا ہو سکے صدقہ اور خیرات دے لو۔ اور اپنے بچوں کو بھی تحریک کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں توفیق دے۔ آمین۔

مُجربات نورِ دین

حضرت حکیم الامتہ مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا نام طبی دُنیا میں جس عزت اور وقعت کی نظر سے لیا جاتا ہے وہ امر ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے آپ کو دینی علوم میں خاص قسم کی قابلیت اور فہم عطا کیا ہے اسی طرح علم طب میں آپکو خاص مذاق اور حذاقت عطا فرمائی ہے میں نے اپنے ذاتی اور عام فایدہ کے لئے آپ کے طبی مجربات کو جو ہر قسم کے ڈاکٹری۔ یونانی اور ویدک معالجات پر مشتمل ہیں آپ کی بیاض سے جمع کیا ہے اور آپ ہی کی تجویز اور ارشاد سے اس کو مرتب کیا۔ جس کی اصلاح بھی آپ نے زبانی ہے سلسلہ ایسا آسان اور عام فہم کیا گیا ہے کہ ہر شخص اس سے فایدہ اُٹھا سکتا ہے۔ ہر مرض کے اسباب۔ علامات۔ اور مختلف مجرب اور آسان علاج اس میں لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب اپنے مضمون کے لحاظ سے کیسی جامع اور مفید ہوگی وہ اسی سے ظاہر ہے کہ حضرت حکیم الامت کے مجربات ہیں۔ حضرت ممدوح کی مجربات قطع نظر اس کے کہ بیش قیمت اور مفید مجموعہ ہے آپ سے محبت رکھنے والوں کے لئے ایک علمی یادگار ہے اس لئے امید کی جاتی ہے کہ ہر شخص اس مفید مجموعہ کو بہت جلد خرید لیگا۔ فی الحال پہلی جلد تیار ہے قیمت ۱۰/ علاوہ محصولڈاک۔

حقیقت نماز شائع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے۔ نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں۔ آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے یعنی مع محصولڈاک ۱۲/ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ۔ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

اخبار مفید روزگار

یہ ہفتہ وار پرچہ ہندوستان کے عظیم الشان شہر بمبئی سے شائع ہوتا ہے۔ سوشیل اور پولٹیکل معاملات پر نہایت متانت سے بحث کی جاتی ہے۔ گورنمنٹ عالیہ کا سچا جان نثار اور رعایا کا خدمت گذار ہے رعایا کی شکایت کو مناسب پیرایہ میں حکام تک پہنچانا اس کا اعلےٰ فرض ہے۔ مراسلت میں ملک کے مستند اور اعلےٰ پایہ والے حضرات کے مضامین ہوتے ہیں۔ چیدہ چیدہ خبریں اور تجارتی خبریں بھی ہوتی ہیں۔ اسلامی واقعات کی خبروں اور تجارتی خبروں کے دینے میں مفید روزگار ہندوستان کے اخبارات سے سبقت کرتا ہے۔ اللوا۔ المویّد۔ الحرام۔ المنار۔ منظوم وغیرہ کے ترجمے ہوتے ہیں۔ بڑی بڑی لائق اور ذی علم اسپر تنظر عنایت رکھتے ہیں باوجود ایسے قیمت صرف عہ سالانہ پیشگی نامہ نگاروں کو انعام بھی تقسیم ہوتے ہیں۔ مینجر دفتر اخبار مفید روزگار سے طلب فرمائیے۔ بمبئی

خطبہ جمعۃ الوداع

(از حضرت حکیم الامت یکم نومبر ۱۹۰۷ء)

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ ۔ اما بعد ۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ شھر رمضان الذی اُنزل فیہ القرآن .... الآیۃ .... ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون ؏

رمضان کے دن بڑے بابرکت دن ہیں ۔ اب یہ گذرنے کو ہیں ۔ یہ دن پھر ہم کو اس رمضان میں نہیں آئے گا ۔ نہیں معلوم آئندہ رمضان تک کس کی حیاتی ہے اور کس کی نہیں ۔ اللہ تعالےٰ نے اس مہینے میں خاص احکام دئے ہیں اور اُن پر عمل کرنے کی خاص تاکید کی ہے ۔ جو لوگ مسافر ہیں یا بیمار ہیں ۔ ان کو تو سفر کے بعد اور بیماری سے صحتیاب ہو کر روزے رکھنے کا حکم ہے ۔ مگر دوسرے لوگوں کو دن کے وقت کھانا پینا اور بیوی سے جماع کرنا منع ہے ۔ کھانا پینا بقائے شخص کے لئے نہایت ضروری ہے اور جماع کرنا بقائے نوع کے لئے سخت ضروری ہے اس مہینہ میں خدا تعالیٰ نے دن کے وقت ایسی ضروری چیزوں سے رُکے رہنے کا حکم دیا تھا ۔ ان چیزوں سے بڑھکر اور کوئی چیزیں ضروری نہیں ہیں بے شک سانس لینا ایک نہایت ضروری چیز ہے مگر انسان اس کو چھوڑ نہیں سکتا ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مہینہ اس واسطے بنایا ہے کہ جب انسان گیارہ مہینے سب کام کرتا ہے اور کھانے پینے بیوی سے جماع کرنے میں مصروف رہتا ہے تو پھر ایسی ضروری چیزوں کو صرف دن کے وقت خدا تعالےٰ کے حکم سے ایک ماہ کے لئے ترک کر دے ۔ اور پھر دیکھو جہاں ایک طرف ان ضروری اشیاء سے منع کیا ہے دوسری طرف تدارس قرآن ۔ قیام رمضان اور صدقہ وغیرہ کا حکم دیا ہے ۔ اور اس میں یہ بات سمجھائی ہے ۔ کہ جب ضروری چیزیں چھوڑ کر غیر ضروری چیزوں کو خدا کے حکم سے اختیار کیا جاتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کے برخلاف غیر ضروری چیزوں کو حاصل کیا جاتا ہے ۔ رمضان کے مہینہ میں دعاؤں کی کثرت تدارس قرآن قیام رمضان کا ضرور خیال رکھنا چاہئیے ۔ حدیث شریف میں لکھا ہے ۔ من قام رمضان ایماناً واحتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ

مگر افسوس کہ بعض لوگ کہتے ہیں ۔ کہ رمضان میں خرچ بڑھ جاتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے ۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ لوگ روزہ کی حقیقت سے ناواقف ہوتے ہیں ۔ سحرگی کے وقت اتنا پیٹ بھر کر کھاتے ہیں کہ دوپہر تک بدہضمی کے ڈکار ہی آتے رہتے ہیں اور مشکل سے جو کھانا ہضم ہونے کے قریب پہنچا بھی تو پھر افطار کے وقت عمدہ عمدہ کھانے ٹھونس کے وہ اندھیر مارا اور ایسی شکم پُری کی کہ وحشیوں کی طرح نیند پر نیند اور سستی پر سستی آنے لگی اتنا خیال نہیں کرتے کہ روزہ تو نفس کے لئے ایک مجاہدہ تھا ۔ نہ یہ کہ آگے سے بھی زیادہ بڑھ چڑھکر خرچ کیا جاوے اور خوب پیٹ بھر کے کھایا جاوے ۔ یاد رکھو اسی مہینہ میں ہی قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا تھا ۔ اور قرآن مجید لوگوں کے لئے ہدایت اور نور ہے اسی کی ہدایت کے بموجب عمل درآمد کرنا چاہئیے ۔ روزہ سے فارغ البالی پیدا ہوتی ہے ۔ اور دُنیا کے کاموں میں سکھ حاصل کرنے کی راہیں حاصل ہوتی ہیں ۔ آرام تو یا مر کر حاصل ہوتا ہے یا بدیوں سے بچ کر حاصل ہوتا ہے اس لئے روزہ سے بھی سکھ حاصل ہوتا ہے اور اس سے انسان قرب حاصل کر سکتا اور متقی بن سکتا ہے ۔ اور اگر لوگ پوچھیں کہ روزہ سے کیسے قرب حاصل ہو سکتا ہے ۔ تو کہہ دے

فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون ۔ یعنے مَیں قریب ہوں اور اس مہینہ میں دعائیں کرنے والوں کی دعائیں سُنتا ہوں چاہئیے کہ پہلے وہ ان احکاموں پر عمل کریں جن کا مَیں نے حکم دیا اور ایمان حاصل کریں تا کہ وہ مراد کو پہنچ سکیں ۔ اور اس طرح سے بہت ترقی ہو گی ۔ بہت لوگ اس مہینہ میں اپنی بیویوں سے صحبت کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے ۔ مگر خدا تعالیٰ چونکہ جانتا تھا کہ قوی آدمی ایک مہینہ تک صبر نہیں کر سکتا ۔ اس لئے اُس نے اجازت دیدی کہ رات کے وقت اپنی بیویوں سے تم لوگ صحبت کر سکتے ہو ۔ بعض لوگ ایک مہینہ تک کب باز رہ سکتے ہیں ۔ اس لئے خدا نے صبح صادق تک بیوی سے جماع کرنے کی اجازت دے دی ۔ بدنظری ۔ شہوت پرستی ۔ کینہ بغض ۔ غیبت اور دوسری بد باتوں سے خاص طور پر اس مہینہ میں بچے رہو ۔ اور ساتھ ہی ایک اور حکم بھی دیا ۔ کہ رمضان میں اس سنت کو بھی پورا کرو کہ رمضان کی بیسویں صبح سے لیکر دس دن اعتکاف کیا کرو ۔ ان دنوں میں زیادہ توجہ الی اللہ چاہئیے ۔ اور پھر رمضان کے بعد بطور نتیجہ کے فرمایا ۔ ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون یعنے ناحق کسی کا مال لینا ایسا ضروری نہیں ۔ جیسے کہ اپنی بیوی سے جماع کرنا یا کھانا پینا ۔ اس لئے خدا تعالیٰ سکھاتا ہے کہ جب تم خدا کی خاطر کھانے پینے سے پرہیز کر لیا کرتے ہو تو پھر ناحق کا مال اکٹھا نہ کرو ۔ بلکہ حلال اور طیب کما کر کھاؤ اکثر لوگ یہی کہتے ہیں ۔ کہ جب تک رشوت نہ لی جاوے اور دروغ فریب اور کسی طرح کی بد دیانتیاں عمل میں نہ لائی جاویں ۔ روٹی نہیں ملتی ۔ یہ ان کا سخت جھوٹ ہے ۔ ہمیں بھی تو ضرورت ہے ۔ کھانے پینے پہننے سب اشیا کی خواہش رکھتے ہیں ہماری بھی اولاد ہے ان کی خواہشوں کو ہمیں بھی پورا کرنا پڑتا ہے ۔ اور پھر کتابوں کے خریدنے کی بھی ہمیں ایک دھت اور ایک فضولی ہمارے ساتھ لگی ہوئی ہے ۔ گو اللہ کی کتاب ہمارے لئے کافی ہے اور دوسری کتابوں کا خرید کرنا اتنا ضروری نہیں مگر میرے نفس نے ان کا خرید کرنا ضروری سمجھا ہے ۔ اور گو مَیں اپنے نفس کو اس میں پوری طرح سے کامیاب نہیں ہونے دیتا مگر پھر بھی بہت سے روپئے کتابوں پر ہی خرچ کرتے رہتے ہیں ۔ مگر دیکھو ہم بڈھے ہو کر تجربہ کار ہو کر کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انسان کو اس کی ضرورت سے زیادہ دیتا ہے ۔ بد سے بد پیشہ طبابت کا ہے جس میں سخت جھوٹ بولا جا سکتا ہے اور حد درجہ کا حرام مال بھی کمایا جا سکتا ہے ایک راکھ کی پڑیا دیکر طبیب کہتا ہے کہ یہ سونا کا کشتہ ہے ۔ فلانی چیز کے ساتھ اسے کھاؤ ۔ اور ایسے ہی طرح طرح کے دھوکے دئے جا سکتے ہیں ۔ جس طبیب کو پوری فہم نہیں پوری تشخیص

نہیں اور دوائیں دے دے کر روپیہ کماتا ہے تو وہ بھی بطلان سے مال کماتا ہے۔ وہ مال طیب نہیں بلکہ حرام مال ہے۔ اسی طرح جتنے جعلساز جھوٹے اور فریبی لوگ ہوتے ہیں اور دھوکوں سے اپنا گذارہ چلاتے ہیں وہ بھی بطلان سے مال کھاتے ہیں۔ ایسا ہی طبیبوں کے ساتھ پنساری بھی ہوتے ہیں۔ جو جھوٹی چیزیں دیکر سچی چیزوں کی قیمت وصول کرتے ہیں۔ اور بے خبر لوگوں کو طرح طرح کے دھوکے دیتے ہیں۔ اور پھر پیچھے سے کہتے ہیں کہ فلاں تھا تو دانا مگر ہم نے کیسا اُلّو سا بنا دیا۔ ایسے لوگوں کا مال حلال مال نہیں ہوتا بلکہ وہ حرام ہوتا ہے اور بطلان کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ مومن کو ایک مثال سے باقی مثالیں خود سمجھ لینی چاہئیں۔ میں نے زیادہ مثالیں اس واسطے نہیں دی ہیں کہ کہیں کوئی نہ سمجھ لے کہ ہم بدظنیاں کرتا ہے۔ اسی واسطے میں نے اپنے پیشہ کا ذکر کیا ہے۔ میں اسے کوئی بڑا علم نہیں سمجھتا میں اسے ایک پیشہ سمجھتا ہوں طبیبوں سے حکما لوگ ڈرتے ہیں اس لئے انھوں نے اس پیشہ کا نام صنعت رکھا ہے۔ یاد رکھو یہ بھی ایک کمینگی کا پیشہ ہے اس میں حرامخوری کا بڑا موقع ملتا ہے۔ اور طب کے ساتھ پنساری کی دوکان بنانا اس میں بہت دھوکہ ہوتا ہے۔ صحت کا اندازہ ایسے لوگوں کو ہوتا ہے نہ مریض کی پوری تشخیص ہوتی ہے۔ اور پھر نہایت ہی معمولی سی جنگل کی سوکھی ہوئی بوٹی پکر مال حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ بھی سخت درجہ کا بطلان کے ساتھ مال کھانا ہے وہ جو میں نے اپنے جیون کا ذکر کیا ہے چند روز ہوئے ایک عمدہ کتاب بڑی خوشنما بڑی خوبصورت اور دل لبھانے والی اس کی جلد تھی جس پر رنگ لگا ہوا تھا۔ اس کو جو کہیں رکھا تو اور چیزوں کو بھی اس سے رنگ چڑھ گیا۔ جس سے ہمیں بہت دکھ پہنچا۔ غرض ایسی جلد گرنے جو جلد کی قیمت لی ہے حقیقت میں وہ حلال مال نہیں بلکہ بطلان سے حاصل کیا ہوا ہے۔ اسی طرح اور بھی پیشے ہیں مگر ان کا ذکر میں اس واسطے نہیں کرتا کہ کسی کو رنج نہ پہنچے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حکام تک مال نہ پہنچاؤ۔ بعض لوگ یونہی لوگوں کو وسوسے ڈالتے رہتے ہیں اور لوگوں کو ناجائز طور پر پھنسانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اس لئے بعض لوگ ان سے ڈر جاتے ہیں۔ اور نقصان اٹھا لیتے ہیں۔ غرض روزہ جو رکھا جاتا ہے تو اس لئے کہ انسان متقی بننا سیکھے ہمارے امام فرمایا کرتے ہیں۔ کہ بڑا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جس نے رمضان تو پایا مگر اپنے اندر کوئی تغیر نہ پایا۔ پانچ سات روزے باقی رہ گئے ہیں ان میں بہت کوشش کرو اور بڑی دعائیں مانگو۔ بہت توجہ الی اللہ کرو اور استغفار اور لاحول کثرت سے پڑھو۔ قرآن مجید سن لو سمجھ لو سمجھا لو۔ جتنا ہو سکے صدقہ اور خیرات دے لو۔ اور اپنے بچوں کو بھی تحریک کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں توفیق دے۔ آمین۔

ابھی نہیں ہیں دور سے یہ بدگمانیاں
بھیجا اُسے سلام رسولِ کریم نے
آزادہ ور رسیدہ ہے جذباتِ ارض سے
حق کا فدائی اور فنافی الرسول ہے
آیاتِ بینات فزوں ہیں شمار سے
کردی ہیں ختم دیں کی آکر لڑائیاں
پہونچی ہے ریل دوستو دیکھو حجاز تک
کسرِ صلیب کردیا عیسےٰ کو مار کر
طاعون و زلزلے کی شہادت زمین پہ ہو
آخر کو منہ کی کھا کے گرا چاروں شانے چت
تفسیر لکھ سکے نہ مقابل میں گولڑوی
کرسی نشین بٹالوی ایسا ہوا ذلیل
مہدی خونی کا تو ہے انکار کر چکا
پہونچا مراد اپنی کو ہیں کا وہ نکتہ چیں
ثابت ہوا عدالتِ اعلےٰ میں کرم دیں
لدھیانوی فنا ہوا۔ امرتسری مرا
مرزا فقیر فوت ہوا دوالمیال میں
آتھم مرا۔ ڈوئی مرا۔ اور لیکھرام بھی
ہارگئی ہے مت کو اٹھایا نہ فائدہ
آنکھوں سے دیکھئے ہیں نشانہ پہ بیٹھتے
کہتے ہو مہدی نکلیں پہاڑوں کے غار سے؟
اوپر سے اُترے آمیں کونسی پر ندا ور ہو؟
ہونگے لباس زرد میں نازل دمشق میں؟
خنزیر ماریں توڑیں صلیب اور نکالدیں؟
دجال کانا آسکے تو ادہم مچائیگا ؟
کہلائیگا رسولِ خدا اور خدا بھی وہ؟
مردے جلا کے زندوں کو آکر ملائیگا؟
پاس اسکے سیم و زر ہو زیادہ شمار سے؟
غرضیکہ چندروز خدائی کریگا وہ ؟
یاجوج پھیل جائیں گے ساری زمین پہ؟
برتینگے ہاتھ پاؤں کو اوزار کی جگہ؟
وہ کچھ ظہور ہو کہ رسولِ کریم نے؟
مذہب ہی کیا وہ جسمیں ہوں قصے کہانیاں
وہ معتبر ہے جو ہو روایاتِ عمرو زید؟
زندہ رسول۔ زندہ کتاب۔ اور زندہ دین
آنکھوں سے دور کردو تعصب کی پٹیاں
ماموریق سے کرتے ہیں جو مقابلہ
خاصانِ حق اک ہی ایسا بتائیے
کوئی نبی۔ ولی تو بتاؤ کہ جو نہ ہو
گھر سے نکالا اور چڑھایا صلیب پر
توبہ کرو ابھی تو درِ توبہ باز ہے

پاس آکے جانچو تجربہ اور امتحان کر
اور خود خدا سے پوچھتا اسکی زبان سے
نازل ہوا ہے گویا ملک آسمان سے
ملہم من اللہ واقف سرِ نہاں سے
اور پیشگوئیاں ہیں زیادہ بیان سے
ہوگا ہی جنگ و جدل تو قلم و زبان سے
او ٹوٹیگی ٹانگ وٹھہ گئی سارے جہان سے
اور مارڈالے کتنے ہی خنزیر جان سے
شمس و قمر گواہیاں دیں آسمان سے
جس نے مباہلہ کیا اس پہلوان سے
لاہور گرچہ پہونچے بڑے عزّو شان سے
کرسکتا کچھ نہیں لئے ہاتھہ اور زبان سے
باقی ہے انتجا دامام الزمان سے
حسرت سے ہاتھہ ملتا گیا اس جہان سے
ویسا ہی جیسا نکلا مسیح کی زبان سے
غرضیکہ جو اڑا وہ گرا آسمان سے
جمونی بے چراغ گیا خان ومان سے
لاہوری اور قصوری گئے اس جہان سے
طاعون اور زلزلے جیسے نشان سے
نکلے ہی تیر جتنے کہ اسکی کمان سے
اُتریں مسیح ناصری پھر آسمان سے؟
پاس آکے دیکھ سے کو دیکھیں نردبان سے؟
مینار پر وہ اُترے ہوئے آسمان سے؟
سیف و سناں سے کفر کو سارے جہان سے؟
وہ گدھے پہ کو وہ کس آن بان سے؟
مومن پھریں گے بھاگتے اس عالیشان سے؟
سورج جس کو جائیگا نکلے جہان سے؟
چھکڑے ہوں اسکے ساتھہ لدے آب نان سے؟
پھر عیسےٰ اس کو ماینگے آخر کو جان سے؟
ماجوج بڑھے ہوں میں تھے وہم و گمان سے ؟
اور اوڑھنے بچھونے کا لیں کام کان سے؟
عملاً کیا ہے اور نہ کہا ہے زبان سے؟
مذہب ہے وہ جو زندہ ہو تازہ نشان سے
یا جو براہِ راست ہو حق کی زبان سے ؟
زندہ خدا ملے گا تو دارالامان سے
پہونچے گا تم کو نور یہ قادیان سے
کرتے ہو جنگ خالق ہر دو جہان سے
جو بچ رہا ہو خلقِ خدا کی زبان سے
نالاں مخالفین کے دست و زبان سے
اور زہر دیکے مارے ہیں کتنے ہی جان سے
بولو نہ ان کے حق میں کبھی بد زبان سے

طاعت کرو شرایط بیعت کو مان لو | گر دو جہاں میں رہنا ہے امن و امان سے
پوری کبھی تو ہوگی تیری التجا گلاب | تائید حق کئے جا تو قلم و زبان سے

گلاب الدین احمدی رہتاسی

واقعات حقہ کا انکار ٹھیک نہیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

اور آیت **اکملت لکم دینکم** ۶؎ بھی اس واقعہ عظیمہ کی طرف رہنمائی کرتی۔ کیونکہ دین کی تکمیل دو ہی حصوں میں تقسیم ہو سکتی ہے۔ ایک حصہ کا نام تو **تکمیل ہدایت** ہے اور دوسرے حصہ کا نام **تکمیل اشاعت** ہے۔ اسمیں کچھ شک نہیں اور کسی مسلمان کو بھی اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ **تکمیل ہدایت** تو پہلی بعثت میں ہی ہو چکی تھی۔ اور ہر ایک طرح کی دینی ہدایت ہمارے لئے قلمبند ہو چکی تھی اور ایک ایسی جامع کتاب ہمارے پاس موجود ہو گئی تھی جس میں دین اسلام کے ہر ایک ضروری مسئلہ کا کامل بیان ہے۔ اور ان سب احکام کی ہر طرح سے تفصیل موجود ہے جن کو اللہ تعالےٰ نے ہماری ہدایت کے لئے ضروری سمجھا ہے۔ مگر یہ بات کسی عقلمند سے پوشیدہ نہ ہوگی کہ **تکمیل اشاعت** اس زمانہ میں نہیں ہوئی تھی۔ **امریکہ۔ افریقہ اور یورپ** وغیرہ بر اعظم تو در کنار **ایشیا** میں بھی پورے طور پر اشاعت نہیں ہوئی تھی۔ ان دنوں ملک تو اسلامی سورج ایشیا کے ایک الگ تھلگ حصہ اور تقریباً تمام دنیا کے نقطہ مرکز پر اپنی شعاعیں دکھا رہا تھا۔ اور زبان حال سے ایک ایسے زمانہ کیطرف اشارہ کر رہا تھا جبکہ تمام دنیا اس حقیقی آفتاب سے روشنی حاصل کر کے ایک نورانی چمک دکھائیگی۔ اور الفاظ **الیوم اکملت** بھی ایک ایسے زمانہ کا پتہ دیتے ہیں جبکہ دین اسلام باطنی اور ظاہری طور پر اپنے پورے کمال کو پہونچ جاوے گا۔ اور جیسے یہ اپنے آپ میں پورے طور سے کمال کو پہونچا ہوا ہے ویسے ہی یہ عملی اور ظاہری طور پر اور دل کو کمال حاصل کر کے دکھا دے گا۔ اور جیسے آج کے **دن** ہدایت کامل ہو چکی ہے ویسے ہی ایک **دن** آوے گا جبکہ اشاعت بھی کامل ہو جائیگی اور طرح طرح کے سامانِ اشاعت ظہور میں آئیں گے۔ کئی طرح کی چھاپنے والی مشینیں۔ ڈاکخانے۔ چھاپہ خانے۔ تارگھر۔ ریل گاڑیاں۔ سٹیم انجن۔ فونوگراف فوٹوگراف وغیرہ ظہور میں آئیں گے۔ اور دین اسلام کی ہر طرح سے تکمیل اشاعت ہو کر **ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کله** ۲۸؎ والی آیت کا کامل طور پر ظہور ہو جاوے گا اور دنیا اللہ تعالےٰ کے ہزار ہا برسوں کے قبل از وقت کئے ہوئے وعدوں کو اپنے مقرر کردہ وقت پر پورا ہوتے دیکھی گی۔ اور دین اسلام ہر پہلو سے کامل اکمل طور پر اپنا جلوہ دکھائیگا اور آنحضرت صلعم کا کامل بروز الٰہی وعدہ کے مطابق مبعوث ہو کر مذاہب فاسدہ کا رد کرے گا اور نشانات الٰہیہ اور براہین قاطعہ

مذاہب باطلہ کا بطلان ثابت کر کے ان کا قلع قمع کر دے گا اور مشرق سے لیکر مغرب تک دین اسلام کی سچائی کا ڈنکا بجا دے گا۔ اور دین حق کو سب ادیان باطلہ پر غالب کر کے دکھا دے گا۔

غرض یہ تو آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی کے متعلق اور اسی کی تائید میں مختصر طور پر میں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جس سے یہ بات ایک حد تک قدر دانوں کے نزدیک قابل قدر معلوم ہوتی ہے۔ کہ آیت زیر قلم یعنے **ثم یمیتکم ثم یحییکم** میں آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی کا ہی صاف طور پر اشارہ پایا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں دہریہ لوگ کثرت سے ہوں گے اور خدا تعالےٰ کی ہستی سے منکر ہونے کی مرض عام طور پر دنیا میں پھیلی ہوئی ہوگی۔ اور کچھ کچھ لوگ جو زبانی اور علمی طور پر خدا تعالےٰ کی ہستی کے قایل ہوں گے۔ انکی عملی حالتیں اس بات کی گواہی دیتی ہونگی کہ وہ حقیقت میں خدا پر یقین نہیں رکھتے۔ اور وہ ایسے امن اور آزادی کا زمانہ ہوگا۔ کہ ایک خبیث سے خبیث خدا تعالےٰ کا منکر بھی اپنے دلایل کو عام طور پر علانیہ شایع کر سکے گا۔ اس لئے ایسے خطرناک زمانہ کے آزاد مشرب سوفسطائی اور نام کے مسلم لوگوں کے لئے اس آیت میں اللہ تعالےٰ اپنی ہستی کا ایک عظیم الشان اور لاجواب دندان شکن ثبوت دیتا ہے کہ

ایک بیکس یتیم انسان کے ساتھ قبل از وقت حفاظت اور کامیابی کے وعدے کر کے اور دنیا کے فرزندوں کو انکی بد اعمالیوں کیوجہ سے اسکی مخالفت پر کمر بستہ کر کے اور ہزار ہا اس کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے پیدا کر کے آخر اپنے وعدوں کے مطابق اسے صحیح سلامت رکھنا اور پھر حسب قبل از وقت وعدوں کے مطابق مظفر و منصور کرنا اور پھر یہ کہ اس کے متبعین کو روحانی زندگی عطا کرنا اور روح القدس سے مدد دینا۔ کیا یہ میری ہستی پر ایک ایسا زندہ اور بین ثبوت نہیں ہے جس کا تم لوگ کسی طرح سے انکار کر ہی نہیں سکتے ہو؟ اور پھر اس پاک اور معصوم رسول خاتم النبین سے ایک ایسے سلسلہ کی بنیاد ڈالنا اور اسکی اقبالمندی اور فتحمندی کی ۱۳۰۰ برس پہلے خبر دینا اور پھر اس کا وعدہ کے مطابق مقررہ وقت پر ظہور کرنا اور ان سب باتوں کو جو قبل از وقت آنحضرت صلعم کی معرفت بتائی گئی تھیں صاف طور پر پورا کرنا کیا یہ ایسا صاف اور صریح نشان میری ہستی پر نہیں ہے جسمیں کسیطرح سے بھی شک و شبہ کی گنجایش نہیں؟ اور پھر فرمایا **ثم الیہ ترجعون** یعنے یاد رکھو کہ اگر تم اب بھی انکار ہی کرتے رہوگے۔ تو آخر تم لوگونکو ہماری درگاہ میں تو ضرور ہی حاضر ہونا پڑیگا۔ اسوقت تو سب لوگونکو معلوم ہو جائیگا۔ کہ تمہارا انکار کن وجوہات پر مبنی تھا۔ اور یہ کہ تمہارا کانشنس تمہاری اس حرکت پر تمہیں ملزم کیا کرتا تھا یا نہیں؟ الغرض آیت **کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ** ۱/۳ خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایک صاف اور روشن دلیل ہے جس سے کسی طرح بھی انکار نہیں ہو سکتا۔

اب پیشتر اس کے کہ میں ان فلسفی دلایل کیطرف رجوع کروں جن سے ماننا پڑتا ہے کہ ایک خدا بھی ہونا چاہیئے اور جو مسئلہ جبالادلایل سے ملکر بفضل خدا ہونا چاہئے ہے سے ہے تک پہنچ جاتے ہیں انشاء اللہ چند ایک اور دلایل اس قسم کے پیش کرونگا کوشش کرونگا۔ جن کے آگے چون و چرا کی بالکل گنجایش نہیں۔ سو واضح رہے کہ آپ لوگوں میں جو صاحب میرے مضمون کو غور سے پڑہتے رہے ہونگے وہ خوب جانتے ہونگے کہیں اکثر جگہ مختلف پیرایوں میں زمانہ موجودہ کیطرف اشارہ کرتا آیا ہوں کیونکہ میرے نزدیک آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی کا یہی زمانہ ہے اور وہ کرشن عیسٰے اور مہدی علیہم الصلوٰۃ والسلام جنکے آخری زمانہ میں نزول کرنیکا مختلف مذاہب میں کسی نہ کسی رنگ میں وعدہ پایا جاتا ہے۔ میرے نزدیک وہ آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی کیطرف اشارہ ہے اور حقیقت میں وہ ایک ہی موعود شخص کے مختلف صفات کیوجہ سے مختلف اسماء ہیں۔ ورنہ اصلی کرشنؑ یا عیسٰےؑ یا مہدیؑ یا دوسرے انبیاء اپنے اپنے وقتوں میں اپنا اپنا مفوضہ اور مفروضہ کام کر کے اس خاکی جسم کو یہاں ہی چھوڑ کر چلدیئے تھے اور ان کا دوبارہ آنا حقیقت میں ایک اور شخص کا آنا ہے جو انکی صفات کے رنگ میں رنگین ہوگا اور ہندوؤں کے لئے بحیثیت کرشنؑ کے اور عیسائیوں کے لئے عیسٰےؑ اور مسلمانوں کے لئے مہدی ہوگا لیکن وہ ہوگا ایک ہی شخص۔ یا مثال کے طور پر یوں سمجھ لینا چاہیئے کہ موضع دار الفنا میں تین شخصوں نے ملکر ایک قطعہ زمین کا خرید کیا اب ان تینوں نے اس مشترکہ کہیت میں بیج بونے کی ٹہانی ان میں سے ایک کہنے لگا کہ ہو نہ ہو میں تو گندم بوؤں گا۔ دوسرا بولا کہ بہائی یہ تو ہوئی نا تمہاری اپنی مرضی میں تو نہ ہی گیہوں کے سوائے کسی اور چیز کا بیج ڈالوں گا اور نہ کسی اور کو ہی کوئی دوسرا بیج بونے دونگا۔ غرض یہ کہنا ہی تہا کہ دونوں کی آپس میں خوب جوت پیزار ہوئی۔ ایسی شوراشوری دیکہکر تیسرے نے موقع کو غنیمت جانا اور آپے سے باہر ہو کر یوں اکڑکر بولا کہ تم دونوں ہی نالایق ہو اور فضول بکواس کرتے ہو۔ میں تو کنگنی کا بیج ڈالوں گا دوسرے بیج ڈالنے محض بیوقوفی ہے۔ ہوتے ہوتے اس معاملہ پر ان کا عجیب گہمسان سا مچ گیا۔ اور شور و غل سے قیامت برپا ہونے لگی آخر چار و ناچار ان کو اپنے اپنے حصے کرنے پڑے اور کہیت کی بانٹ اور تقسیم کرنی پڑی۔ الغرض مار پیٹ کرتے کراتے انہوں نے اپنا اپنا بیج بو ہی دیا لیکن جب انگوری نکلی اور سبز سبز پتیاں نمودار ہوئیں اور آخر پودے پہل دینے پر آئے تو ان کا بہاڑ اور ماحصل واحد تہا جس سے ان بیوقوفوں کو اپنی غلطی کا اقرار کرنا پڑا۔ یہی حال موجودہ لوگوں کا ہے۔ کہ پیشگوئی تو ایک خاص انسان کے لئے ہی اور ایک اوتار کے ہی مختلف نام زبان زد خلایق تھے مگر ان لوگوں نے بیوجہ وہ کہلبلی مچا رکہی ہے کہ تو بہلی بس یہ ہے کہ ؎

اول سے ہی بشر کو ہے رغبت خلاف کی + لینا تہا کام منہ کا۔ شکم میں یہ ناف سی
گل ہائے رنگا رنگ سے ہے رونق چمن + اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

غرض ایک ہی موعود شخص ہے جس نے آخری زمانہ میں نزول کرنا تہا اور جس نے چھٹے ہزار کے آخیر پر پیدا ہو کر ساتویں ہزار کے سر پر ظہور کرنا تہا اور سینکڑوں اور ہزاروں سچی باتوں کے علاوہ ایک بزرگ کے پنجابی شعر ؎

پچھے اک ہزار دے گذرن ترے سو سال
عیسٰے ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال

کو بھی سچا کرتا تہا۔ اور اسی واقعہ عظیمہ کو قرآن مجید نے ایک اور طرز سے بھی ادا کیا ہے یعنے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی حضرت موسٰیؑ کے ساتھ مشابہت تامہ ثابت کر کے خدا تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے اپنی پاک کلام کے ذریعہ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جیسے حضرت موسٰی علیہ السلام سے ایک سلسلہ شروع ہوا تہا اور تیرہ سو برس کے بعد حضرت عیسٰے علیہ السلام پر آکر ختم ہوا تہا ویسے ہی اسے میری امتی نبی تجھ سے بھی ایک سلسلہ شروع ہوگا۔

آریوں میں جوتی پیزار

اخبار عام لکھتا ہے

لالہ لاجپت رائے اور آریہ سماج

معلوم ہوتا ہے کہ لالہ لاجپت رائے کی جلاوطنی کے اصل باعث کے خیال سے آریہ سماج لاہور میں ایک اور ناچاقی کی فیلنگ کی آگ اندر ہی اندر سلگ رہی ہے ناگوار بات اس خط سے معلوم ہوتی ہے جو لالہ امیر چند صاحب نے اخبارات میں شائع کی ہے۔ لالہ صاحب آریہ سماج لاہور کے ممبر ہیں اور نیز ڈی اے وی کالج لاہور کی انتظامی کمیٹی کے بھی ایک ممبر ہیں اور ان پر الزام لگایا جاتا ہے کہ لالہ لاجپت رائے کی جلاوطنی کا اصلی باعث آپ ہی ہیں۔ وہ کیسے؟ وہ ایسے کہ اخبار ٹربیون لاہور میں دو خطوط علی التواتر شائع کئے گئے تھے اور ان خطوط کا راقم نہ معلوم کون تھا۔ راقم کی جگہ پر ایک آریہ لکھا گیا تھا۔ لیکن لالہ ملک راج بھلہ صاحب کو بیقین واثق ہے کہ ان دونوں خطوط کا اصل راقم بھی امیر چند تھا اور اس نے جان بوجھکر اپنے اصل نام کی جگہ پر "ایک آریہ" کا فرضی نام درج کیا تھا۔ لالہ ملک راج بھلہ صاحب یقین کرتے ہیں کہ انھیں دونوں خطوط کے باعث لالہ لاجپت رائے کی گرفتاری اور جلاوطنی وقوع میں آئی ہے اور چونکہ راقم ان خطوط کے آپ کے خیال میں لالہ امیر چند سمجھے جاتے ہیں لہذا لالہ امیر چند پر الزام دھرا جاتا ہے کہ ذمہ وار ان کے یہی حضرت ہیں۔ اگر یہ بات صحیح ہے۔ اگر لالہ ملک راج بھلہ کا خیال واقعی درست ہے کہ لالہ لاجپت رائے انہیں دونوں خطوط کی وجہ سے جلاوطن کئے گئے ہیں اور ان خطوط کا اصل راقم ہے لالہ امیر چند پر جہاں تک ناراضی اور افسوس اور رنج ظاہر کیا جائے بالکل بجا اور روا ٹھیرتا ہے۔ بلکہ بہر حالت ہیں قدرتی اور لازم ہے۔ واضح ہو کہ لالہ ملک راج بھلہ صاحب جو لالہ امیر چند پر ایسا سخت اور شرمناک الزام لگاتے ہیں کوئی ایسے ویسے معمولی نہیں ہیں بلکہ وہ لالہ ہنسراج بی اے کے بڑے اور حقیقی بھائی ہیں۔ کون لالہ ہنسراج بی اے جو کہ ڈی اے وی کالج لاہور کے واجب التعظیم پرنسپل ہیں اور آریہ سماج لاہور کے پریذیڈنٹ ہیں اور نیز جو کہ آریہ پراویشک پرتی ندہی سبھا پنجاب کے بھی پریذیڈنٹ ہیں اور اس باعث جن کا رعب وداب تمام آریہ سماج میں مسلمہ طور پر بھاری پایا جاتا ہے۔ پس آریہ سماج کے ایسے جلیل القدر بزرگوار کے برادر مکرم و حقیقی کا ایک ممبر سماج اور ممبر کالج کمیٹی پر اس طرح کا سنگین الزام عاید کرنا۔ لالہ امیر چند کے لئے واقعی ایک سخت مصیبت اور عظیم بدنامی کا باعث ہو سکتا ہے۔ ہر چند لالہ امیر چند نے اس الزام سے صاف انکار کر دیا ہے اور وہ لاتے ہیں کہ لالہ ملک راج بھلہ صاحب کا خیال بالکل غلط ہے۔ ہر چند وہ بڑے زور سے کہتے ہیں کہ وہ ان دونوں خطوط کے نہ تو راقم ہیں اور نہ جانتے ہیں کہ وہ خطوط کس نے لکھے اور بھیجے تھے لیکن لالہ ملک راج بھلہ صاحب بالکل کہتے ہیں کہ لالہ امیر چند اگر سچے ہیں تو بذریعہ عدالت کے اپنے دعوے کو صحیح ثابت کریں ورنہ ان کی زبانی باتیں ہرگز قابل یقین کے نہیں ہیں اور ان کا عذر محض فرضی اور بناوٹی ہے۔ اس کے دوسرے معنے یہ بھی ہیں کہ اگر لالہ امیر چند عدالت میں چارہ جوئی کریں تو اس وقت لالہ ملک راج صاحب مزید اور کافی ثبوت بہم پہنچا کر لالہ امیر چند کو جھوٹا ثابت کریں گے لیکن لالہ امیر چند صاحب اس معاملہ کو اس درجہ تک طوالت دینا نہ تو مناسب سمجھتے ہیں اور نہ ضروری خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے اس بارہ میں ایک خط اخبار ٹربیون اور دیگر اخبارات میں بھی شائع کرایا ہے جس میں آپ لکھتے ہیں کہ:-

جناب عالی کچھ دن ہوئے ہیں لالہ ملک راج بھلہ کو ڈی اے وی کالج کے احاطہ میں ملا جب انھوں نے لالہ نہال چند اور دیگر بعض شرفاء کے سامنے مجھ پر الزام لگایا کہ ان دونوں خطوط کا لکھنے والا میں ہوں جو (کچھ عرصہ ہوا) "ایک آریہ" کے نام سے اخبار ٹربیون میں نکلے تھے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ وہ دونوں خطوط لالہ لاجپت رائے کی جلاوطنی کا باعث تھے۔ میں نے انھیں جواب دیا کہ آپ مجھ پر جو الزام لگاتے ہیں وہ بالکل غلط ہے تب انھوں نے کہا کہ اجلاس عدالت میں اس الزام کو غلط ثابت کرو۔ زبانی انکار کو کون مانتا ہے۔ بہر حال میں اس بات کو نہ تو ضروری خیال کرتا ہوں اور نہ مناسب سمجھتا ہوں کہ عدالتی چارہ جوئی کے ذریعہ سے الزام ہذا کو غلط ثابت کر کے اپنے چلن کی صفائی کروں لیکن چونکہ لالہ ملک راج بھلہ۔ لالہ ہنسراج بی اے کے برادر حقیقی ہیں جو کہ ڈی اے وی کالج کے پرنسپل ہی نہیں ہیں بلکہ آریہ سماج لاہور کے پریسیڈنٹ ہیں اور ان مناصب کے کارن ظاہر اور باطن طریقہ سے ان کا دباؤ بڑا ہے اور اس لئے ان کی بات اور رائے کو آریہ سماجیوں کا ایک بڑا حصہ مثل ایک آدمی کے صحیح مان لیتا ہے اور چونکہ اس بات کا خوف غالب ہے کہ جو الزام مجھ پر ایسی زبردستی سے خواہ مخواہ عاید کیا جاتا ہے کہ آریہ سماج کے نقیض نقصان پہنچانے کا باعث ہو۔ لہذا میں ہر خاص و عام پر واضح کر دینا مناسب و ضروری سمجھتا ہوں کہ ان دونوں خطوط کے لکھنے یا شائع کرانے سے میرا مطلق کچھ تعلق یا واسطہ نہیں تھا اور مجھکو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ان دونوں خطوط کا راقم کون ہے۔

میں آپ کا شکر گذار ہوں گا اگر آپ براہ مہربانی اس خط کو شائع کر دیں گے۔ اس معاملہ پر رائے زنی کرنا بظاہر آسان کام نہیں ہے۔ ابیر آیندہ غور کر سکتے ہیں اور ہر ایک صاحب بجائے خود نتیجہ نکال سکتے ہیں *

مختصر نوٹ

لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کی رہائی | قیصر ہند کی سالگرہ کی مبارک تقریب پر لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کو رہا کر دیا گیا ہے اور وہ اپنے وطن لاہور کو واپس آرہے ہیں۔ گورنمنٹ کی اس فیاضی اور فراخدلی کی بیحد تعریف کرنی چاہیئے جو اس نے پولیٹیکل قیدیوں کی رہائی سے دکھائی ہے امید کیجاتی ہے کہ ایسی محسن گورنمنٹ کے خلاف آواز اٹھانے میں آیندہ یہ لوگ نہایت احتیاط سے کام لیں گے اور گورنمنٹ کے اس احسان کو کبھی نہ بھولیں گے۔ اور یقیناً اپنے رویہ کو بدل لیں گے جبکہ ہز اونر سر ڈنزل ابیٹسن کی گورنمنٹ نے یہانتک فیاضی اور رحم سے کام لیا ہے کہ مذکورہ بالا پولیٹیکل قیدیوں کی رہائی تک کے لئے تحریک کی ہے تو کیا انکی مہربانی اور عنایت سے یہ توقع جایز نہیں کہ وہ ہندوستان کے ایڈیٹر لالہ دینا ناتھ کی جوانی پر رحم کرکے اسے بھی معاف کر دیں۔ جسقدر تنبیہ اسکو ہو چکی ہے وہ کسی صورت میں کم عبرت انگیز نہیں اور آیندہ زندگی میں اسے کافی سبق دے سکیگی۔

*

طاعون اور گورنمنٹ پنجاب | پنجاب میں خصوصیت سے طاعون نے جو تباہی اور بربادی کی ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں ہے ہر قسم کی ضروری اور مناسب تدابیر انسداد طاعون کے لئے اختیار کی گئیں مگر شامت اعمال نے اس بلا سے خلاصی نہیں ہونے دی۔ گورنمنٹ نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اب پھر گورنمنٹ پنجاب نے حال میں ایک اور نہایت ضروری ریزولیوشن جاری کیا ہے جسمیں وہ طریق بتایا گیا ہے جس کے موافق آیندہ وبا طاعون کے انسداد کے لئے کارروائی کیجائیگی۔ میں اس مقام پر یہ امر ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جہاں انسداد وبا طاعون کے لئے ہر قسم کی تدبیروں سے کام لیا جاتا ہے کیوں اس امر کیطرف توجہ نہیں کیجاتی جو خدا تعالےٰ کے مرسل مسیح موعودؑ نے پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگ اپنے اندر سچی تبدیلی پیدا کریں اور ہر قسم کے فسق و فجور سے باز آئیں۔ اگر اس تجویز کو ان تدابیر کے ساتھ ملا دیا جاوے اور لوگ عملی اصلاح کیطرف متوجہ ہوں تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید ہے کہ وہ اس بلا سے نجات بخشیگا۔ اور اگر ایک طرف ان تجاویز کو تو عمل میں لایا جاوے اور ہر قسم کی بدعملیوں اور بدکاریوں کے بند کو توڑ دیا جاوے تو یہ امر غضب الٰہی کے اور بھی بھڑکانے کا موجب ہوگا۔ ایسے مواقع پر تو قدرتی طور پر خشیت اور خضوع پیدا ہونا چاہیئے چہ جائیکہ بیباکی اور بد روشی میں ترقی کیجاوے وقت بہت نازک ہے اسلئے اس سے پہلے کہ بلا نازل ہو اسکی فکر کرنی چاہیئے۔ صدقات اور خیرات سے بھی کام لینا چاہیئے۔ جو لوگ عملی تبدیلی کیطرف توجہ کریں گے وہ گورنمنٹ کو اس کے مقاصد انسداد وبا میں بہت بڑی مدد دینے والے ٹھہریں گے کیونکہ اس اصلاح سے جرایم میں بھی کمی واقعہ ہو جائیگی۔ اسوقت ایک نہیں دو خطرناک بلائیں سامنے ہیں۔ طاعون اور قحط اور دونوں کا نتیجہ خطرناک موت ہے پس خدا تعالےٰ ہی کے فضل کو ڈھونڈنا چاہیئے اور اسکو جذب کرنیوالے امور میں خشوع خضوع اور صدقہ و خیرات کو بہت بڑا دخل ہے اس کے ساتھ ہی میں یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ احمدیوں کا فرض ہے وہ گورنمنٹ کو جہانتک ان سے ممکن ہی انسداد طاعون کی تدابیر میں پوری مدد دیں ان کا امام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) دل سے اس امر کو پسند کرتا اور چاہتا ہے۔

اب میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس ریزولیوشن کا خلاصہ یہاں درج کر دوں پنجاب میں گذشتہ سال جسقدر سختی کے ساتھ وبا طاعون کا زور رہا اس کا ذکر کرکے ریزولیوشن میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ عوام الناس کو کامیابی کیساتھ وبا طاعون سے بچنے کی تدابیر میں امداد دینے پر لوکل گورنمنٹ کی توجہ نہایت مصروف غور رہی ہے پنجاب گورنمنٹ نے ابھی ایک مختصر کمیٹی شوریٰ مقرر کی ہے۔ اس کمیٹی میں دو ممبر دیسی بھی ہیں یہ کمیٹی وبا طاعون کے دفعیہ کیلئے گورنمنٹ پنجاب کو مشورہ دیگی۔ پنجاب میں پلیگ اسٹاف تو پہلے ہی سے موجود ہے۔ جسمیں کئی انگریز ڈاکٹر کمیشن یافتہ ہیں اور بہت سے اسسٹنٹ سرجن اور ہسپتال اسسٹنٹ ڈاکٹر معہ ضروری کمپونڈروں اور دیگر ادنیٰ ملازموں کے مقرر ہیں۔ حال میں اس عملہ میں اور بھی زیادتی کر دیگئی ہے۔ ریزولیوشن میں تحریر ہے کہ وبا طاعون سے بچنے کیلئے ابھی تک علمی تجربہ اور سائنٹیفک تحقیقات سے جہانتک معلوم ہوسکا۔ خلو مکانات ٹیکہ طاعون۔ موش کشی۔ اور مکانات کو گرمی پہنچا کر ڈس انفکٹ کرنے سے بڑھکر اور کوئی کارگر تدبیر دریافت نہیں ہوئی۔ سب سے بہتر یہ تدبیر ہے کہ طاعون زدہ محلوں کو بالکل خالی کر دیا جائے۔ گو بڑے عرصہ تک مکان کو چھوڑے رکھنے میں تکلیف ضرور ہوتی ہے اور جو مال و اسباب مکان میں چھوڑا جائے اس کا چوروں کے ہاتھ سے محفوظ رہنا بھی مشکل ہے اور غریب لوگوں کو نقل مکان کرنا بہت دشوار ہے۔ اسیطرح بعض فرقہ مذہبی اور ذاتی خیالات سے بھی نقل مکان پسند نہیں کرتے۔ مگر طاعون سے بچنے کیلئے بظاہر اسباب سب سے بہتر تدبیر یہی ہے۔ گورنمنٹ مذکورہ بالا تمام مشکلات کو رفع نہیں کر سکتی۔ اسلئے ہز آنر لفٹنٹ گورنر نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کی اختیار میں کچھ رقم صرف کرنے کے لئے دیدینگے۔ اس رقم کے خرچ سے وہ دیہات میں لوگوں کو مکانات کو خالی کر دینے کی ترغیب دینگے۔ اس بارہ میں کوئی مقررہ قاعدہ وضع نہیں کیا جاسکتا۔ جن دیہات میں زمیندار اپنے مکانات اور اسباب کی حفاظت کے لئے زاید چوکیدار مقرر نہیں کر سکتے۔ گورنمنٹ انکی مکانات خالی کر دینے پر اپنی طرف سے زاید چوکیداران کے مال و اسباب کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیگی۔ ان چوکیداروں کو گاؤں کا نمبردار ملازم رکھیگا جن مقامات میں مکانات کو بڑے پیمانہ پر خالی کیا جائیگا۔ وہاں گورنمنٹ چوروں کی نگرانی رکھنے کے لئے پولیس کے ٹپرول مقرر کر دیگی۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ چھپر ڈالنے کا اسباب مہیا کرنیکا صرف اپنے ذمہ لیلیگی۔ جن دیہات میں گورنمنٹ سے نقد امداد لئے بغیر کامیابی کیساتھ مکانات کو دیہاتی خالی کر دیں گے۔ انکو گورنمنٹ انعام بھی دیگی۔ اسیطرح سے ان تدابیر کے اختیار کرنے کی راہ میں جسقدر مذہبی معاشرتی رکاوٹیں حایل ہوں۔ انکی دور کرنیوالوں کو بھی انعام دیا جائیگا + شہروں کی نسبت میونسپل کمیٹیوں کو گورنمنٹ نے یہ ہدایت کر دی ہے کہ باشندوں کی رہایش کے لئے جگہ مقرر کرنے اور وقتی رہنے کیلئے چھپر بنا کر طاعون زدہ محلوں کے لوگوں کو مکانات چھوڑ دینے کی ترغیب دیجائے یہ سب نہایت عمدہ ہیں اگر انپر عمل کیا جاوے تو اس مہلک مرض کا کچھ نہ کچھ انسداد ضرور ہو سکتا ہے۔ اس ریزولیوشن میں پھر ٹیکہ طاعون کے لگانیکی نسبت آسانیاں کر دینے اور چوہوں کو ہلاک کرنے کی تدبیر کا ذکر ہے۔ اسکے بعد مکانات کو گرمی پہنچانیکا فائدہ بیان کیا گیا ہے غریبوں کو ایندھن یا کوئلہ اپنے مکان کو گرمی سے ڈس انفکٹ کرنیکیلئے مفت دیئے جائیں گے۔ گورنمنٹ نے طاعون کا مقابلہ کرنے میں ان تدابیر کے اختیار کرنے کیلئے پبلک سے بھی امداد طلب کی ہے اور وہ ان تدابیر پر عملدرآمد کرنے میں سرکاری حکام کے ہاتھ بٹائیں۔ ڈاکٹروں کو ہدایت کر دیگئی ہے کہ وہ تمام طاعونی مریضوں کا علاج کریں گورنمنٹ نے ہر ایک ضلع کو کہ جہاں طاعون کا سخت زور ہوگا ان تدابیر کے اختیار کرنے کیلئے بیس بیس ہزار روپیہ امداد دینے کا ارادہ کر لیا ہے + آخر میں تمام میونسپل کمیٹیوں اور لوگوں کو اس بات سے آگاہ کیا گیا کہ طاعون سے بچنے کیلئے صفائی کا خیال رکھنے کی بہت ضرورت ہے۔ اور اصول حفظان صحت اور شہروں کے گلی کوچے اور مکانات کی صفائی پر خاصکر توجہ دینی ضروری ہے۔

نمبرہ کی قیمت ۲ اشتہار صفحہ ۱۲ پر دیکھو۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - ۱۱ نومبر ۱۹۰۶ء بوقت ظہر

سائیں عالم دین صاحب ساکنہ وناروال نے اپنے مجاہدات کا حال سنایا اور طرح طرح کے الہامات اور کشوف بیان کئے اور ایسے ایسے حیرت انگیز مقامات کا ذکر کیا جہاں وہ خود بخود پہنچ کر کُل نبیوں اور پیغمبروں سے اپنے آپ کو افضل اور اعلےٰ سمجھتے تھے - اور (معاذ اللہ) بذات خود خدائی کے دعویدار بن بیٹھتے تھے اور کبھی خیال کرتے تھے کہ میں خالق اور مخلوق میں درمیانی واسطہ اور وسیلہ ہوں اور خلقت میری محتاج ہے اور پھر اپنے آپ کو بالکل بے پرواہ اور بے نیاز سمجھتے تھے بیان کرتے تھے کہ آئندہ مجھ سے کچھ نشان ظاہر ہوں گے - اور عجیب تر یہ کہ حضرت اقدس سے مخاطب ہو کر یہ بھی کہنے لگ جاتے تھے کہ میں آپ کو مسیح اور مہدی سمجھتا ہوں اور ایسا اولوالعزم امام مانتا ہوں کہ جیسا نہ آگے کبھی ہوا اور نہ ہوگا اور ساتھ ہی آنحضرت صلعم کی اتباع کا بھی دم بھرتے تھے - غرض ایک فقرہ تو ایسا بولتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا - کہ سائیں صاحب اپنے آپ کو تمام دنیا سے اعلےٰ اور زکی النفس خیال کرتے ہیں اور ساتھ ہی کُل ذات اور کُل فعل والے سبقوں کی عجیب عجیب تجلیات سناتے تھے - لیکن پھر باتوں ہی باتوں میں اپنے آپ کو حقیر ذلیل اور کچھ کا کچھ سمجھنے لگ جاتے تھے - غرض بیچارے (خدا اپنے فضل و کرم سے ان پر رحم کرے) پیچ در پیچ مشکلات میں پھنسے ہوئے تھے اور زیچ اوج کی مقرر کردہ منزلوں کو طے کرتے کرتے عجیب و غریب آثار چڑھاؤ میں مشغول تھے اور مصیبت پر مصیبت یہ تھی کہ اس قسم کے معاملات سے اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگ گئے تھے - اور خود ستائی اور کبریائی کی منازل میں بھی کافی گذر کر چکے تھے - اسی لئے وہاں کے احمدی احباب نے سائیں صاحب کو مخبوط الحواس اور پاگل خیال کرکے نماز کے لئے امام بنانا چھوڑ دیا - اور ان کے پیچھے نماز کا ادا کرنا ناجائز جانا - سائیں صاحب موصوف کی اس قسم کی سرگذشت سُن کر -

حضرت اقدس نے فرمایا - اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں مختلف طبقات کے انسان پائے جاتے ہیں - مگر مسلمان تو انسان اُسی صورت میں رہ سکتا ہے جب سچے دل سے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاوے اور پورے طور سے اس پر کاربند ہو جاوے - اور اس کے بعد قرآن شریف پر ایمان رکھے کہ وہ خدا تعالےٰ کی سچی اور کامل کتاب ہے - اور وہی ایک کلام ہے جس پر خدا کی مُہر ہے - انسان کو اُسی کے مطابق عمل درآمد کرنا چاہئیے - اور اسی کے بتائے ہوئے احکام پر چلنا اور آنحضرت صلعم کے دکھائے ہوئے نمونہ پر کاربند ہونا ہی صراط مستقیم ہے اس کے سوائے کوئی تجربہ کشف رویا یا الہام بغیر مُہر کے جائز نہیں - جبتک کسی الہام پر خدا کی مُہر نہ ہو وہ ماننے کے لائق نہیں ہوتا - دیکھو قرآن شریف کو عربوں جیسے اشد کافر کب مان سکتے تھے اگر خدا کی مُہر یہ اُس پر نہ ہوتی - ہمیں بھی اگر کوئی کشف رویا یا الہام ہوتا ہے تو ہمارا دستور ہے کہ اُسے قرآن مجید پر عرض کرتے ہیں اور اسی کے سامنے پیش کرتے ہیں اور پھر یہ بھی یاد رکھو کہ اگر کوئی الہام قرآن مجید کے مطابق بھی ہو لیکن کوئی نشان ساتھ نہ ہو تو وہ قابل قبول نہیں ہوتا - قابل قبول الہام وہی ہوتا ہے جو قرآن مجید کے مطابق بھی ہو اور ساتھ ہی اس کی تائید میں نشان بھی ہوں اگر ایک شخص کہے کہ میں بادشاہ کے دربار سے فلاں عہدہ حاصل کرکے آیا ہوں لیکن اس کے ساتھ کوئی نشان نہ ہو اور بادشاہی سامان اور فوج سپاہ سے بالکل خالی ہو تو صرف یہ کہنے سے کہ مجھے فلاں عہدہ مل گیا ہے اس کی کچھ عزت نہیں ہوگی - ہمارا تو یہی ایمان ہے کہ آں حضرت صلعم وہ معصوم

ہمارے نبی کریم معصوم اور خاتم الانبیاء تھے

نبی ہے کہ جس پر تمام کمالات نبوت کے ختم ہوگئے ہیں - اور ہر ایک طرح کا کمال اور درجہ انہیں پر ختم ہو گیا ہے - اور ان پر وہ کامل اور جامع کتاب نازل کی گئی جس کے بعد قیامت تک کوئی اور شریعت نہیں آئیگی - وہ ایسی کلام ہے جس پر خدا کی مُہر ہے اور جو ہزاروں فرشتوں کے ساتھ اور اُن کی حفاظت میں آں حضرت صلعم پر نازل ہوئی تھی - اگر کوئی الہام ہو یا کشف ہو یا وحی ہو جب تک وہ اُس کے ساتھ مطابقت نہ رکھیگی من جانب اللہ نہیں ٹھیر سکتی - ہاں اگر کوئی الہام یا وحی اُس کے مطابق ہو اور ساتھ ہی اپنی تائید میں نشانات بھی رکھتی ہو تو سب سے پہلے ہم اس کو قبول کریں گے - ہمارا مقدور نہیں کہ ایک ذرہ بھر بھی چون و چرا کریں - الہام کشف یا رویا تین قسم کے ہوتے ہیں -

الہام کی تین قسمیں

۱- اول وہ جو خدا کی طرف سے ہوتے ہیں - اور وہ ایسے شخصوں پر نازل ہوتے ہیں جن کا تزکیہ نفس کامل طور پر ہو چکا ہوتا ہے اور وہ بہت سی موتوں اور محویت نفس کے بعد حاصل ہوا کرتا ہے - اور ایسا شخص جذبات نفسانیہ سے بکلی الگ ہوتا ہے اور اس پر ایک ایسی موت وارد ہو جاتی ہے جو اُس کی تمام اندرونی آلائشوں کو جلا دیتی ہے - جس کے ذریعہ سے وہ خدا سے قریب اور شیطان سے دور ہو جاتا ہے - کیونکہ جو شخص جس کے نزدیک ہوتا ہے اُسی کی آواز سُنتا ہے -

۲- دوسرے حدیث النفس ہوتا ہے جس میں انسان کی اپنی تمنی ہوتی ہے اور انسان کے اپنے خیالات اور آرزوؤں کا اس میں بہت دخل ہوتا ہے اور جیسے مثل مشہور ہے بلی کو چھیچھڑوں کی خوابیں وہی باتیں دکھائی دیتی ہیں جن کا انسان اپنے دل میں پہلے ہی سے خیال رکھتا ہے - اور جیسے بچے جو دن کو کتابیں پڑھتے تورات کو بعض اوقات وہی کلمات اُنکی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں یہی حال حدیث النفس کا ہے -

۳- تیسرے شیطانی الہام ہوتے ہیں - ان میں شیطان عجیب عجیب طرح کے دھوکے دیتا ہے کبھی سُنہری تخت دکھاتا ہے اور کبھی عجیب و غریب نظارے دکھا کر طرح طرح کے خوش کن وعدے دیتا ہے - ایک دفعہ سید عبد القادر رحمۃ اللہ کو شیطان اپنے زرین تخت پر دکھائی دیا اور کہا کہ میں تیرا خدا ہوں میں نے تیری عبادت قبول کی - اب تجھے عبادت کی ضرورت نہیں رہی جو چیزیں اب اوروں کے لئے حرام ہیں وہ سب تیرے لئے حلال کر دی گئی ہیں - سید عبد القادر رحمۃ اللہ نے جواب دیا کہ دور ہو اے شیطان جو چیزیں آں حضرت صلعم پر حلال نہ ہوئیں وہ مجھ پر حلال کیسے ہو گئیں - پھر شیطان نے کہا کہ اے عبد القادر تو میرے ہاتھ سے علم کے زور سے بچ گیا ورنہ اس مقام پر کم لوگ بچتے ہیں -

یہ سُن کر سائیں صاحب بول اُٹھے کہ میں کیا ہوں اور کس مرتبے پر ہوں - اور میرا کیا حال ہے؟ -

حضرت اقدس نے فرمایا - مجھے کچھ علم نہیں کہ تم کس مرتبہ پر ہو توبہ و استغفار بہت کرو - اور یہ باتیں میں صرف تمہارے لئے نہیں کہتا بلکہ ہر ایک کیلئے کہتا ہوں - ہماری جماعت میں کوئی پچاس ساٹھ آدمیوں کے قریب ہونگے جو اس قسم کے دعوے کرتے ہیں - دیکھو

جماعت کے لئے نصیحت

آنحضرت صلعم نے جو صاحب وحی ہونے کا دعوےٰ کیا تھا تو وہ بے نشان نہیں تھا۔ کافروں نے جب ثبوت مانگا تھا کہ آپ کی وحی کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل کیا ہے تو اُن کو جواب دیا گیا تھا۔ قل کفی باللہ شہیدا بینی و بینکم ومن عندہ علم الکتٰب ۱۳/۱۲ یعنے یہ لوگ کہتے ہیں کہ تو خدا کا رسول نہیں انکو

دو گواہیاں کہدے کہ میرے پاس دو گواہیاں ہیں - ۱- ایک تو اللہ کی کہ اُس کے تازہ تازہ نشانات میری تائید میں ہیں -اور دوسرے وہ لوگ جن کو کتاب اللہ کا علم دیا گیا ہے وہ بتا سکتے ہیں کہ مَیں سچا ہوں -یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا نام غیب بھی ہے - وہ نہاں در نہاں اور پوشیدہ سے پوشیدہ ہے کسی کا حق نہیں کہ کسی بات کو خدا کا الہام سمجھ لے۔ جبتک کہ خدا کا فعل اسپر شہادت نہ دے - شہادت بغیر تو کوئی کام نہیں چلتا - اگر شہادتوں یعنے خدا کے نشانوں سے یہ بات ثابت ہو جاوے کہ یہ الہام خدا کی طرف سے ہے تو سب سے پہلے ایمان لانیوالے ہم ہیں -اپنا قیل و قال تو قابل اعتبار نہیں ہوتا خدا کے فعل کی اس کے ساتھ شہادت ہونی چاہیئے ہماری جماعت کے مولوی عبداللہ صاحب تیما پوری اپنے خطوط کے ذریعہ سے بہت کچھ الہامات اور کشوف لکھا کرتے تھے آخر نتیجہ یہ ہوا تھا کہ چند دنوں کے بعد اُن کو جنون ہو گیا تھوڑے دن گذرے ہیں کہ قادیان میں آکر ایسے الہامات سے انھوں نے توبہ کی اور نیز میری بیعت کی مَیں مانتا ہوں کہ مکالمات الٰہیہ حق ہیں اور خدا کے اولیا مخاطبات اللہ سے شرف پاتے ہیں لیکن یہ مقام بغیر تزکیہ نفس کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا اور بغیر تزکیہ نفس کے شیطان ان سے کھیل رہا کرتا ہے - علاوہ اس کے سچے الہام کے لئے ہمیں تین گواہ ہوئے ہیں - (۱) اپنی پاک حالت (۲) خدا کے نشانوں کے ساتھ گواہی (۳) تیسرے الہام کی کلام الٰہی سے مطابقت۔

یہاں پر پھر سائیں صاحب کہنے لگے کہ پھر میرے ایمان کا کیا حال ہے ؟-

حضرت اقدس نے فرمایا -میرا کام تو ایک حق بات کا پہنچا دینا ہے آگے فائدہ اور نقصان صرف تمہارے لئے ہوگا دوسرے کا اس سے کوئی تعلق نہیں -تم توبہ اور استغفار بہت کرو- اور رو رو کر خدا سے دعائیں مانگو-

سائیں صاحب بولے کہ پھر یہ جو مجھے سیر ہوتے ہیں- اور عجیب عجیب مقامات دیکھنے میں آتے ہیں کیا یہ یونہی ہیں -اور کیا ان کی اصلیت کچھ بھی نہیں ؟

ہم کس سیر کے قائل ہیں حضرت اقدس نے فرمایا- ایسی سیروں کا تو مَیں قائل ہی نہیں -ہم تو آں حضرت صلعم کی سیر کے قایل ہیں جنھوں نے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے سر جھکا دئے -قرآن مجید میں صاف لکھا ہے کہ شیطان کی طرف سے بھی وحی ہوتی ہے اور خدا کی طرف سے بھی ہوتی ہے جو وحی خدا کی طرف سے ہوتی ہے -اُس میں ایک تاج عزت پہنایا جاتا ہے اور خدا کے بڑے بڑے نشان اس کی تائید میں گواہ بن کر آتے ہیں -

سائیں صاحب نے آدابِ رسول کا لحاظ نہ کر کے پھر قطع کلام کیا اور بولے کہ پھر میرے اختیار میں کیا ہے ؟

حضرت اقدس نے فرمایا- کہ تم قال اللہ اور قال الرسول پر عمل کرو- اور ایسی باتیں زبان پر نہ لاؤ جن کا تمہیں علم نہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولا تقف ما لیس لک بہ علم ۱۵/۴ تم نیکی کی طرف پورے زور سے مشغول ہو جاؤ اور اعمال صالحہ

تزکیۂ نفس بجا لاؤ اگر تمہاری حالت اس لائق ہو گئی اور تم نے پورے طور پر اپنا تزکیہ نفس کر لیا تو پھر خدا کے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بھی حاصل ہو سکتا ہے اکثر لوگ آجکل ہلاک ہو رہے ہیں اُنکی یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی حالت کا مطالعہ نہیں کرتے اور اُس تعلق کو نہیں دیکھتے جو وہ خدا سے رکھتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ کس زور سے خدا کی طرف جا رہے ہیں- اور کیسے کیسے مصائب کے نیچے ثابت قدم نکلے ہیں اور ابتلاؤں میں پورے اُترے ہیں - انسان کو چاہیئے

انسان کا کام صرف اعمال صالحہ کر کے دکھانا ہے کہ اپنا فرض ادا کرے اور اعمال صالحہ میں ترقی کرے الہام کرنا اور رویا دکھانا یہ تو خدا کا فعل ہے اس پر ناز نہیں کرنا چاہیئے اپنے اعمال کو درست کرنا چاہیئے خدا فرماتا ہے ان الذین آمنوا وعملوا الصٰلحٰت اولٰئک ھم خیر البریۃ ۳۰/۲۲

خیر البریہ کون ہیں یہ نہیں کہا کہ جن کو کشوف اور الہامات ہوتے ہیں وہ خیر البریہ ہیں - یاد رکھو ایسی باتیں ہرگز زبان پر نہ لاؤ - جو قال اللہ اور قال الرسول کے برخلاف ہوں - اس قسم کے الہامات کچھ چیز نہیں - دیکھو بارش کا پانی سب کو خوش کرتا ہے مگر پرنالہ کا پانی لڑائی

کمیاب مثالیں ڈالتا ہے -اور فساد پیدا کرتا ہے - جن الہامات کی تائید میں خدا کا فعل نہیں ہوتا اور نشانات الٰہیہ گواہی نہیں دیتے وہ ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے پرنالہ کا پانی - مثلاً ایک شخص ایسا ہے کہ نہ اُس کے سر پر پگڑی ہے اور نہ پاؤں میں جوتی - پھٹے پرانے کپڑے اور ابتر سی حالت ہے اور پھر کہے کہ مَیں بادشاہ ہوں اور اس ملک کی سب فوجیں میرے کہنے پر عمل کرتی ہیں تو ایسا شخص سوائے سودائی کے اور کون ہو سکتا ہے - یاد رکھو کہ قول بغیر فعل کے کچھ چیز نہیں اور یہ آیت کہ قل کفی باللہ شہیدا بینی و بینکم ومن عندہ علم الکتٰب ۱۳/۱۲ اس میں ایک عجیب نکتہ ہے - یعنے اگر خدا میری گواہی دیتا ہے تو مانو ورنہ نہ مانو- اسی طرح براہین احمدیہ میں وہ الہام درج ہے جو خدا نے مجھے کیا تھا اور وہ یہ ہے کہ قل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتم مومنون - قل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتم مسلمون - یعنے ان کو کہدے کہ میرے پاس میری سچائی پر خدا کی گواہی ہے - پس کیا تم خدا کی گواہی

خدا کی شہادت قبول کرتے ہو یا نہیں - دیکھو براہین احمدیہ میں یہ سلسلہ الٰہی شروع بھی ہوا تھا - کہ ساتھ اسکے خدا کی شہادت بھی موجود ہو گئی - سارے انبیا اولیا کا اسی پر اتفاق ہے کہ بغیر کسی شہادت کے دعوےٰ کرنا جنون ہے -

سائیں صاحب نے کہا کہ مَیں تو آپ کو مسیح اور مہدی مانتا ہوں اور دوسرے لوگوں کے پیچھے نماز بھی نہیں پڑھتا ہوں یہ احمدی لوگ میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اسکی بابت کیا حکم ہے؟

حضرت اقدس نے فرمایا - اگر توبہ کر لو اور زبان بند رکھو اور قال اللہ و قال الرسول کے برخلاف کوئی بات نہ کہو تو پھر یہ نماز پڑھ سکتے ہیں بغیر دلائل قویہ اور براہین قاطعہ کے دعویٰ کرنا ایسا ہی ہے جیسے اپنے آپکو آگ میں ڈالنا - یہ کہنا کہ مَیں فلاں نبی ہوں یا فلاں رسول سے افضل ہوں یہ کفر کے کلمات ہیں - دلیر تو کسی کی حکومت نہیں زبان سے ہی انسان کافر ہو جاتا ہے - دنیا میں زبان سے ہی سب کام چلتے ہیں دیکھو عورت اور مرد کا آپس میں نکاح

زبان کو قابو میں رکھو ہوتا ہے تو صرف زبان سے ہی اقرار لیا جاتا ہے اور صرف اتنا کہنے سے کہ مَیں تجھے طلاق دیتا ہوں انکا یہ سب رشتہ ٹوٹ جاتا ہے - ایسی دعویٰ کرنے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی تکذیب کرتا ہے - اگر خدا کا خوف ہو تو پھر انسان ایسا نہیں کرتا - اگر آپ زبان کو بند رکھیں تو بہتر ورنہ یاد رکھو اسکا نتیجہ تمہارے حق میں اچھا نہیں ہوگا - ؎

ہرچہ دانا کند کند ناداں - لیک بعد از کمال رسوائی

سائیں صاحب نے کہا - تو کیا مَیں یہ سب باتیں جھوٹ کہتا ہوں - حضرت

مشنری لیڈی کی شکایت

صوبجات متحدہ آگرہ سے کسی مشنری لیڈی نے اخبار انگلشمین کلکتہ میں ایک چٹھی چھپوائی ہے۔ اس میں وہ لکھتی ہے۔ کہ میں دس سال سے اپنا کام کر رہی تھی۔ عورتوں کی طرف سے کہ جن کا اور جن کے بچوں کا میں علاج کرتی تھی اور اُن کے رشتہ دار مردوں کی طرف سے میرے ساتھ اچھا سلوک ہوتا تھا۔ چونکہ میں کسی قدر ڈاکٹری سے واقف تھی اس لئے ہر ایک گھر میرے لئے کھلا تھا۔ اگرچہ میں جس مشن سے متعلق ہوں اس نے کچھ بہت تعداد عیسائی نہیں بنائی لیکن جو کام وہ کر رہا ہے وہ نیک ہے۔ مجھے عورتوں کو سکھلانے پڑھانے کی کوئی اجازت نہ تھی۔ اور میرا خیال تھا کہ میں کئی معاملات میں ان کی واقفیت بڑھا رہی ہوں۔ میں انھیں پسند کرتی تھی اور وہ مجھے چاہتی تھیں۔ اور میرے دل پر ہندوستانی عورتوں کی خانگی زندگی کا ایسا اثر ہوتا تھا کہ جو ظاہر نہیں ہو سکتا۔ لیکن اب یکلخت تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ اب میری طرف غصہ اور شبہ کی نظریں ڈالی جاتی ہیں جو دروازے میرے لئے ہمیشہ کھلے تھے وہ اب بند کر لئے جاتے ہیں۔ اور جہاں کہیں میں جاتی ہوں یہی معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں مخبر ہوں۔ کہ جس کی ہر ایک حرکت پر نگاہ رکھنی چاہئے اور جس کی کسی بات کا اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔

اس تبدیلی کی وجوہات تلاش کرتے مشنری لیڈی کو پتہ لگا ہے کہ یہ سب ایک عورت کی کارستانی ہے جو پہلے پہل اسی مشنری لیڈی کے پاس آئی اور یہ معلوم کر کے کہ لیڈی اکثر عورتوں سے آشنا ہے اس سے درخواست کی۔ کہ وہ اس کے لیکچر کے لئے جو ہندو فلاسفی پر ہوگا عورتوں کو بلوا دے۔ عورتوں سے تعارف حاصل کر کے اس عورت نے لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ جیسا کہ مجھے بعد میں معلوم ہوا ہے۔ اس کا اثر یہ تبدیلی تھی۔ ایک خاندان کے ایک ممبر سے معلوم ہوا کہ ساری خرابی اس کی پیدا کی ہوئی تھی۔ اس نے صرف یہی نہیں کہا کہ طاعون اور قحط گورنمنٹ کے پیدا کئے ہوئے ہیں بلکہ اور بھی کئی جھوٹی باتیں پھیلائیں۔ جس خاندان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسکے ممبر نے مشنری لیڈی سے پوچھا کہ گورنمنٹ اس کھانڈ میں جو ہمارے لئے بنتی ہے گائے کی ہڈیاں کیوں ملاتی ہے۔ مشنری لیڈی نے کہا اس قسم کا کوئی فعل گورنمنٹ نہیں کرتی۔ لیکن اس نے کہا نہیں گورنمنٹ ایسا کرتی ہے کیونکہ بی بی کہتی ہے۔ اس نے پھر کہا گورنمنٹ کنوؤں میں زہر کیوں ڈلواتی ہے۔ اور جب اس کا جواب بھی نفی میں ملا تو اس نے کہا بی بی ایسا ہی کہتی ہیں۔

مشنری لیڈی شکایت کرتی ہے کہ اس عورت نے سب کے دلوں میں زہر بھر دیا ہے۔ خاتمہ پر مشنری لیڈی درخواست کرتی ہے کہ گورنمنٹ کو ایسے مفسدانہ خیالات کی اشاعت کا انتظام کرنا چاہئے۔ بات دراصل یہ معلوم ہوتی ہے کہ مدراس کے گذشتہ واقعہ کو لیکر جو اخباروں میں چھپتا رہا اور جس میں مشنری لیڈی ایک کنواری لڑکی کو پھسلا کر لے گئی تھیں۔ مشنری لیڈیوں کے داؤ گھاٹ اور زہریلے اثر اور اسرار کے نتیجے سے کسی نے عورتوں کو آگاہ کیا ہوگا۔ اور مشنری لیڈی کی بے تکلف آمد و رفت سے لوگ محتاط ہو گئے ہوں گے۔ مشنری لیڈی نے اس کے ساتھ ہی ایک کہانی بھی سنی سنائی باتوں پر بنا ڈالی کہ عورتیں مفسدانہ خیالات کی اشاعت کر رہی ہیں۔ جب مشنری لیڈیاں موقعہ پا کر شریف خاندانوں سے پانچ کنواری لڑکیوں اور نوجوان بیواؤں کو پھسلا کر دام فریب میں لے آتی ہیں۔ اور اس قسم کے کسی واقعہ کو خاص شہرت ملتی ہے تو مشنری لیڈیوں سے بے تکلف راہ و رسم رکھنے والے گھر محتاط ہو جاتے ہیں۔ اور وہ یقین کر لیتے ہیں کہ ان کے گھر پر بھی ان مشنری لیڈیوں کے ذریعے وہی مصیبت وارد ہو سکتی ہے۔ لیکن بہت مدت نہیں گذرتی کہ وہ خیال دھوئیں کا بادل بن کر اڑ جاتے ہیں۔

عیسائی مذہب کے زرّین اصول کا موجد مسیح نہ تھا

علم الاخلاق کی گہرائی تک پہنچنے والے اصول بدیہ شہادت پیش کرتے ہیں جو اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ احکام عشرہ میں وہ اعلیٰ درجہ کا فرمان جو عیسائی دنیا میں اخلاق کا زرین اصول یا سنہری قاعدہ مانا جاتا ہے اور جس کو حضرت مسیح نے بالکل سادہ الفاظ میں متعدد موقعوں پر دوہرایا۔ "تو اپنے ہمسایہ سے ایسی محبت کر جیسی اپنی ذات خاص سے کرتا ہے"۔ دہریہ اصلیت رکھتا ہے ہر چند مارک کے خیال میں اس سے زیادہ دقیق کوئی دوسرا حکم نہیں ہے۔ اور متیھو فرمان مذکورہ کو تمام مذہبی قانون اور پیغمبروں کی تلقین کا لب لباب بتلاتا ہے۔ مگر ہم اس کی تردید میں بالکل سچے اور تاریخی واقعات پیش کرتے ہیں کہ اس فرمان پر ترک وضع کرنے کی عزت مسیح کا حصہ نہیں ہو سکتی جیسا کہ پیشوایان مسیحی مذہب آجتک تسلیم کئے ہوئے ہیں اور بلا تنقید اس کو اپنے مذہب کا سنگ بنیاد جانتے ہیں یہ سنہری اصول مسیح سے پانچ صدی پیشتر ایجاد ہو چکا تھا اور بہت سے یونانی اور مشرقی دانشمند اس کو علم اخلاق کا بہترین اصول قائم کر چکے تھے مثلاً پٹیکس متوطن مائیٹالین جو یونان کے سات دانشمندوں میں سے ایک رکن سمجھا جاتا ہے مسیح سے (۶۲۰) برس پیشتر یہ الفاظ کہہ چکا تھا "اپنے ہمسایہ کے ساتھ وہ بات نہ کر جو تو اس کی طرف سے گوارا کرنا نہیں چاہتا۔ پھر کنفوشیس چین کا زبردست فلاسفر اور چینی مذہب کا بانی جو جسمانی خدا اور بقائے روح سے منکر ہے ۵ صدی قبل مسیح کہہ چکا تھا" ہر شخص کیساتھ وہ بات کر جو تو اپنے ساتھ کرانا چاہتا ہے اور وہ بات مت کر جو اپنے ساتھ کرانا نہیں چاہتا" یہ زرین اصول جو احکام عشرہ میں باقی کام احکام کی بنیاد مانا گیا ہے اس کی پیشین گوئی خود ارسطو بھی اپنی زبان سے چوتھی صدی قبل عیسوی کے وسط میں کر چکا تھا "ہمکو اوروں کیساتھ ایسا کرنا چاہئے جیسا ہم اوروں سے اپنے ساتھ کیا جانے کی تمنا رکھتے ہیں۔ بالکل ایک معنی اور تقریباً یکساں الفاظ میں زرین اصول کو دیگر مشاہیر تھیلس۔ ایسوکریطہ۔ ارسطیبس۔ فیثاغورث کا مقلد سیکٹس اور اسی طرح کلاسیکل قدامت کے دوسرے فلاسفر مسیح سے کئی صدیاں پیشتر اپنے اپنے الفاظ میں پیش کر چکے ہیں اسی طرح ایک قدیم ایرانی ضرب المثل ہے۔ آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند۔ ان شہادتوں کے انبار سے صاف ظاہر ہے کہ سنہری اصول متعدد النسب حیثیت رکھتا ہے یعنی وہ مختلف اقوام کے چکر میں پڑکر پشت در پشت اپنے الفاظ میں جزوی ترمیم کے ساتھ چلا آیا ہے اور اس کی ایجاد کا حق مدعیوں میں سے کسی واحد شخص کی ملک نہیں ہو سکتا۔

کارخانہ الحکم کا رعایتی اعلان

مفصل اشتہار الحکم مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء میں ضمیمہ شائع ہو چکا ہے

تفسیر سورۃ بقرہ:- یہ تفسیر ایڈیٹر الحکم نے حضرت حکیم الامتہ مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید سے لئے ہوئے نوٹوں، انکی پرانی یادداشتوں اور تحریروں سے لئے ہوئے نوٹس کی بنا پر مرتب کی ہے۔ اور سلیس اور آسان زبان میں قرآن کریم کے حقایق اور معارف کو بیان کرنیکی کوشش کی ہے بڑے بڑے محبوں اور تعلیم یافتہ لوگوں نے اسکو نہایت قدر کی نظر سے دیکھا ہے قیمت ۱۲ رعایتی قیمت عہ (صرف ۳۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہو گی)

حقیقت نماز:- کتاب کا مضمون نام سے ظاہر ہے اسمیں نماز کی حقیقت۔ ارکان نماز کا فلسفہ۔ نماز کے متعلق ضروری مسائل مخالفوں کے اعتراضوں کے جواب اور آخری پارہ قرآن مجید کی چند سورتوں کی تفسیر لکھی گئی ہے عام طور پر اس کتاب کو پسند کیا گیا ہے قیمت عہ رعایتی قیمت ۱۲ر (ایکہزار درخواستوں کی تعمیل ہو سکے گی)

سلک مروارید ہر دو حصہ:- یہ ایک عجیب مذہبی رسالہ ہے جو مستورات کے فائدہ کیلئے لکھا گیا ہے اور قصہ کے پیرایہ میں لکھا گیا ہے اسمیں مستورات کو عیسائی عورتوں کی ہتھکنڈوں سے آگاہ کرنیکی طریق اور اسلام کی عظمت انکو دلوں پر قایم کی گئی ہے۔ قابل دید یہ رسالے ہیں۔ قیمت ہر دو حصہ ۸ر رعایتی قیمت ۵ر

مراۃ الجہاد:- مسئلہ جہاد پر ایک مبسوط اور مفصل بحث۔ اس مسئلہ پر آریوں اور عیسائیوں کے اعتراضوں کے دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں خصوصاً لیکھرام مقتول آریہ کے رسالہ جہاد کا جواب ہے۔ قیمت ۸ر رعایتی قیمت عہ

مجربات نوردین:- حضرت حکیم الامتہ مولوی حکیم نورالدین صاحب کے طبی مجربات یہ وہ نایاب مجموعہ ہے جسے سالہا سال تک آپ نے زر کثیر اور اپنی عمر کا ایک گرانمایہ حصہ خرچ کر کے جمع کیا ہے اور اسمیں صرف وہ نسخہ جات ہیں جو آپ کے صدہا مرتبہ تجربہ کئے ہیں۔ ایسے مجربات کو اطبا ہمیشہ چھپایا کرتے ہیں مگر حضرت حکیم الامتہ کی فیاض اور نفع رسان طبیعت نے انہیں عام کر دیا ہے کارخانہ الحکم نے انہیں چھپوایا ہے دو جلدیں طیار ہیں۔ ان مجربات کو پڑھکر ہر شخص اس فن سے فایدہ اٹھا سکتا ہے۔ کیونکہ نہایت ہی مختصر صاف اور سلیس طرز پر لکھا گیا ہے قیمت ہر دو حصہ ۱۲ر رعایتی قیمت عہ

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء:- ۱۸۹۷ء کے اس جلسہ کی مکمل رپورٹ ہے جو قادیان میں ہوا تھا۔ اس میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین زبردست تقریروں کے علاوہ حضرت حکیم الامتہ اور مولوی عبدالکریم مرحوم کی تقریریں بھی شامل ہیں یہ رپورٹ نہایت گرانقدر حقایق کا مجموعہ ہے اور روحانی اصلاح کے لئے ایک مفید رپورٹ ہے قیمت عہ رعایتی قیمت ۶ر (صرف ۲۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہو سکے گی)

برہان الحق:- ایک عیسائی نومسلم کی تصنیف جس میں اس نے عیسائیت کے اصولوں پر نہایت عمدہ بحث کی ہے اور اس رسالہ کا جواب عیسائی نہیں دے سکے قیمت ۳ر رعایتی قیمت ۲ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب:- حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف قیمت ۲ر رعایتی قیمت ار (صرف ۳۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہو گی)

نور القرآن حصہ دوم:- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک زبردست اور صلیب شکن تصنیف جو فتح مسیح ایک زبان دراز عیسائی کے اعتراضوں کے جواب میں لکھی گئی ہے اور اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان اور قرآن مجید کی عظمت اور اسلام کی خوبیوں کو عیسائی مذہب کے مقابلہ میں دکھایا ہے قیمت ۴ر رعایتی قیمت ۳ر

آریہ دھرم:- آریوں کے مسئلہ نیوگ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زور قلم کا نتیجہ قیمت ۴ر رعایتی قیمت ۳ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط:- مضمون نام سے ظاہر ہے یہ رسالہ حضرت اقدس کی تقریر اور آپ ہی کے ایک خط کا مجموعہ ہے۔ تین مرتبہ چھپ چکا ہے قیمت ۲ر رعایتی قیمت ار (صرف ۳۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہو گی)

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں:- یہ وہ مضامین ہیں جو حضرت اقدس ع نے اپنی بعثت اور ماموریت سے پہلے ملک کے مشہور اور زبردست اخبارات اور رسایل میں شایع کی ہیں قیمت ۲ر

لاکھوں روپیہ کمانیکا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالامال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق بے نظیر سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضل تعالےٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہو گا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور اُن کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اُترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔ **تعمیم افادہ کے لئے** بشرط حلفی اقرار عدم افشار ادائے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر اُن اشخاص سے جو ایجنٹ ہوکے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت۔

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و نرخ اُجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ۔ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بگڑی ہوئی بو کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہمنے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند سے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی بابیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلا طلسمی:- پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فایدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ عہ۔

سرمہ سلیمانی:- آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸ر

سنون وندان:- دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

مقامی شہادت صداقت ظاہر کرتی ہے

کلکتہ کے ایک دوسرے طبیب اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں اور ان طبیبوں بیانات میں جو سلسلہ وار ان کالموں میں شایع ہوتے ہیں اپنی شہادت کا اضافہ کرتے ہیں - ایسے اشخاص کی شہادت کی بہ نسبت جو کہ ہزاروں میل کے فاصلہ پر ہیں اس قسم کی رائے جیسی کہ ذیل میں درج ہے زیادہ معتبر ہوتی ہے - کلکتہ کے لوگوں کو کلکتہ کی شہادت زیادہ مفید اور قابل یقین ہوگی - امر وڈاکٹر ایس سی - سین - ایل - ایم - ایس (جن کا دواخانہ ۴۲ ہارین روڈ پر واقع ہے اور جنھوں نے سرکاری اور ریلوے کے اسپتالوں اور شفاخانوں میں بوجہ ملازمت اچھا تجربہ حاصل کیا ہے اور جو فی الحال کلکتہ کی ٹرامو ے کمپنی کے طبیب ہیں) کی شہادت سے زیادہ اچھی اور کس کی ہوگی - وہ کہتے ہیں - میں نے ڈوون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلس) گردوں اور پیشاب کے امراض میں لوگوں کو استعمال کرائی ہیں - اور مجھے تجربہ سے معلوم ہوا کہ وہ بہت مفید ہیں - کیونکہ ایسے مرضوں میں ان کے استعمال سے جلد تسکین ہوتی ہے پشت میں درد ہونا اس کی نشانی ہے - کہ گردے کمزور اور خراب ہوگئے ہیں ایسی حالت میں اگر اُن کی قوت سے زیادہ اُن سے کام لیا جائے تو وہ درد سر - تکان - مزاج کا چڑچڑاپن اور پٹھوں کی بیماری وغیرہ کا باعث ہوتے ہیں - اگر لاپروائی کی گئی تو استسقا (جلندر) وجع مفاصل (گٹھیا) پیشاب کے امراض اور اسی قسم کی مہلک بیماریاں نمودار ہونے کا احتمال ہوتا ہے - ڈوون کی درد پشت اور گردے کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلس) گردوں اور مثانہ کی بیماریوں کے لئے مجرب دوا ہیں - اور انھیں ہر فرد بشر بغیر کسی قسم کی آئندہ خرابی کے خوف کے استعمال کر سکتا ہے - تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈوون کی اور یہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۰ (عہ) اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بغیر وصولی ویلیو پی ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی -

---

ڈوون کا مرہم (ڈوونس اینٹمنٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر دفعہ تو ایک ہی ڈبیا چھاجن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سنج بادہ - کھرچا - کھیر - جیٹھ - داد - اور جلد کی سب طرح کی سوزش نمکین تبور اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے - تمام دوکانداروں کے پاس قیمت دو روپیہ عا فی ڈبیا -

---

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۴ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۴ روپیہ اور دوم مبلغ ؏ مبلغ ۱۰ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے - بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں -

مستریان مولا بخش و غلام حسین

بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ - سیدھی ریشہ دار کشمیر کی لکڑی کے بینڈل کاک کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پایدار ہے قیمت ۸ روپیہ - کرکٹ بیٹ سیدھی ریشہ دار کشمیر کی لکڑی کے کین ہینڈل سہ دو ربڑ کے میچ کیلئے نہایت عمدہ ۶ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۶ - کرکٹ بیٹ ۳ ال کین لکڑی جیدہ مضبوط اور پایدار پریکٹس کے لئے ۱۲ - کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۳

بچوں کے کرکٹ سٹ } ۱۲-۱۳ برس کیواسطے دو سٹ ایک سٹ ٹرکس ایک بال لکڑ یکا بکس فی سٹ	۱
" ۱۰ و ۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس	۱
فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پایدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پایدار نمبر ۶	۱
" " " نمبر ۵	۱
بچوں کے لئے فٹ بال نمبر ۴ معہ بلیڈر	۱
" نمبر ۳	۸
کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے	۵
" " دھاگے کے بیچ	۱
" " پریکٹس	۸
کرکٹ ویلس فی کاپی	۴

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ } السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مال از قسم پریکٹس بیٹ - پریکٹس وکٹ - فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا - میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے - اور قیمت میں اس سے بہت کم - میں اس کو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں - نیازمند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ٹیرہ ضلع کانگڑہ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء

۱۸۶۹ء سے ۱۹۰۶ء تک
وقت کا امتحان

پینتیس سال سے زیادہ تک اسکاٹس املشن نے فاضل طبیبوں کے مجوزہ ہر سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر کھانسی - زکام - گوشت اور بھوک کی کمی کا ہے اور ماں باپ بیٹے دونوں کے لئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے -

ماہی گیر نشان

ہمیشہ خریدا جاتا

فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود رہتا ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینو فیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا املشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

کیا یہ سچ ہے

ہمارے ہموطن حق بات پر بحث کر سکتے ہیں لیکن اسے جھٹلا نہیں سکتے ذیل میں جو رائے دی گئی ہے اس میں مثل دیباچہ کے کچھ زیادہ بڑھانا اسکی قیمت اور وزن میں کم کرنے سا ہوگا بمبئی کے باشندوں کو ایسی تسلی بخش ثبوت سے فائدہ حاصل کرنے کے لیئے ان کی عقلوں پر چھوڑ دینا چاہیئے اس کا مطلب یہ ہے چیز جیسے ظاہر کی گئی ہے ویسی ہی ہے۔ ڈاکٹر ڈگ صاحب۔ ایف۔ آر۔ آئی۔ ایم۔ ای۔ طبیب اور معالج سیکرٹری نرسنز نیشنل پنشن فنڈ۔ جن کا طبی علاج اور مشورہ دینے کا مقام فلپس اینڈ کمپنی عطاران بہائیکہلہ کی دوکان ہے فرماتے ہیں ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) کے فوائد کا بیان کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں اور خاصکر ایک مریض کا واقعہ جو میری نظروں سے گذرا ایک خاتون معہ اپنی لڑکی کے جسکی عمر سترہ سال کی تھی میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مینے سنا ہے آپ چند امراض کے خاص معالج ہیں اس لیئے لڑکی کو ساتھ لائی ہوں یہ ہمیشہ پیشاب کے وقت درد کی شکایت کرتی ہے اسکو نیند برابر نہیں آتی۔ اور اشتہا بھی بالکل کم ہے مینے تین طبیبوں کا علاج کیا لیکن اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا بیس روز سے یہ پیشاب میں جلن اور سر میں سخت درد کی شکایت کرتی ہے مینے اس کا علاج ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) سے شروع کیا اور اس کو تھوڑے ہی عرصہ میں کامل شفا ہوگئی۔ اب اس کی صحت اچھی ہے۔ اور ہر ایک شکایت سے اس کو نجات ہے۔ یہ گولیاں گردوں پیشاب اور مثانہ کے امراض کو اور ان سے ہوتی ہوئیں تمام بیماریوں کو دور کرتی ہیں۔ اور تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے عہ؁ اگر آپ اپنی فرمائش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جسمیں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپکی فرمائش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کی کیجائیگی۔

ڈون کا مرہم (ڈون اینٹمنٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیہ چاہے بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ بادہ۔ کھرجوا۔ کیڑ۔ چنبہ۔ داد۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش تسکین۔ شور اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکانداروں کے پاس قیمت دو روپیہ فی ڈبیا۔

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پیس جاتا ہے وزن تخمیناً ۴ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ ۴۰ روپیہ اور دوم مبلغ ۳۵ روپے مبلغ عہ؁ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں۔

مستریاں مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدھے ریشے دار کشمیری لکڑی کے ہینڈل کاک کین اور دوہرے بنے ہوئے نہایت پائدار ہے قیمت ستے روپیہ۔ کرکٹ بیٹ۔ سیدھے ریشہ دار کشمیری لکڑی کے عہ کین ہینڈل معہ دو ربڑ کے میچ کے لئے نہایت عمدہ عا کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا عا کرکٹ بیٹ آل کین لکڑی چیدہ مضبوط اور پائدار پریکٹس کیلئے عہ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے عہ

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۰، ۱۲، ۱۴ برس کے واسطے دو سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال لکڑی کے کا بکس فی سٹ ۔۔۔ سے

〃 ۱۰ والا سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس صہ

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائیڈ پائدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار عہ ۔۔۔ سے

〃 〃 〃 عہ ۔۔۔ صہ

بچوں کے لیئے فٹ بال عہ معہ بلیڈر ۔۔۔ للعہ

〃 عہ ۔۔۔ سے

کرکٹ بال گسٹ سوان نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے ۔۔۔ عہ

〃 دہاگے کے بیچ ۔۔۔ سے

〃 پریکٹس ۔۔۔ سے

کرکٹ ولس فی کاپی ۔۔۔ سہ

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم پریکٹس بیٹ۔ پریکٹس وکٹ۔ فٹ بال پہونچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم۔ میں اسکو کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور تحصیل ضلع کانگڑہ

احتیاط سے علاج بہتر ہے

ایک قوی الجثہ شخص کو طاعون چیچک ہیضہ یا امراض جگر سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیماری ہمیشہ کمزوروں یا ان لوگوں پر حملہ کرتی ہے جو کہ ضعف سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اسکاٹس املشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات کو قوی اور مضبوط بنا کر انسداد امراض کرتا ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا فروخت کے لیئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹیڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان کا ماہی گیر کا املشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱؍ ۔ آریہ دھرم ۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ جوابدیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴؍

نماز پر تقریر اور رسالہ وحدت وجود پر خط ۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲؍ ۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲؍ ۔ نور القرآن حصہ دوم ۔ عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴؍ ۔ فیصلہ آسمانی ۔ قیمت ۲؍

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات ۔ تفسیر القرآن پارہ اول ۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ ۱؎ ۔ سالک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴؍ ۔ حصہ دوم ۴؍ حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۔ ۲؍ ۔ برہان الحق قیمت ۳؍ محامد المسیح ۔ قیمت ۳؍ ۔ خطبات کریمیہ قیمت ۴؍ ۔ تفسیر سورۃ تبت ۔ قیمت ۳؍ ۔ نمونہ قرآن مجید ۔ ۳؍

المشتہر

مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

نمبر ۴۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۷ء مطابق ۷ شوال ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات پر توجہ کرو

لنگر خانہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شاخوں میں سے ایک شاخ ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا اہتمام فرماتے ہیں لنگر خانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور اس کے اخراجات ایک سو روپیہ یومیہ سے بھی متجاوز ہو چلے ہیں بعض اوقات لنگر خانہ کی ضروریات حضرت اقدس کی توجہ اور اوقات میں سخت خلل کا موجب ہوتی ہیں ان دنوں جبکہ گرانی عالمگیر ہو رہی ہے اخراجات لنگر کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے حضرت حجۃ اللہ ایسی تحریکوں کے عادی نہیں اس لئے یکمشت ہر قوم لنگر خانہ کی امداد کے لئے بہت جلد بھیجکر ثواب حاصل کرنا چاہیئے لنگر خانہ کی ضروریات میں سے مہمان خانہ کی توسیع بھی ہے اور نئے اور پُرانے مہمان خانہ میں مہمانوں کے لئے جگہ کی سخت تنگی ہے۔ نئے مہمان خانہ میں سے باورچی خانہ اس کے متصل کی سفید زمین میں منتقل کرنے کیلئے جدید پکے مکانات بنوائے جا رہے ہیں مگر قلت فنڈ کی وجہ سے فی الحال التوا کرنا پڑا ہے اور اگر بہت جلد یہ مکانات مکمل نہ ہو جاویں۔ تو آئندہ سالانہ جلسہ پر مہمانوں کے اترنے کیلئے تکلیف پیدا ہوگی اس لحاظ سے بہت جلد ان مکانات کی تکمیل کے لئے روپیہ بھی روپیہ بھی بھیجنا چاہیئے ایک حق پرست اور حق جو قوم کیلئے ضرورت نہیں ہوتی کہ اسی زمانہ کے عرفی الفاظ میں توجہ دلائی جاوے۔ حضرت اقدس کے اوقات گرامی میں ایسے امور کو خارج نہیں ہونے دینا چاہیئے اس لئے بہت جلد ایسے امور پر توجہ کرنی چاہیئے اس بہت جلد ایسے امور پر توجہ ہونی چاہیئے یاد رہے کہ لنگر خانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست حضرت اقدس کے

سرپرستان الحکم سے ایک ضروری مشورہ

میں اس امر کو ہمیشہ اپنے لئے موجب فخر و مباہات اور باعث سعادت و نجات تقین کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے یہ توفیق دی کہ آج سے قریباً گیارہ سال پیچھے (جبکہ احمدی قوم کی تعداد سینکڑوں کے اندر محدود تھی جب اس پر ہر قسم کے حملوں کی یورشیں ہو رہی تھیں) اجرائے الحکم کا نہایت نازک اور خطیر بوجھ اٹھاؤں۔ سرپرستان الحکم میں ایک معقول تعداد ایسے بزرگوں کی ہے جو یوم اشاعت سے اس کے ساتھ چل رہے ہیں اور جن دشوار گذار اور پر خطر راستوں سے وہ ہو کر نکلا ہے وہ ساتھ رہے اگرچہ بعض بعض مقامات اور قدم پر اس کا ساتھ ناگوار بھی معلوم ہوا مگر اس میں کوئی ایسی طاقت جذب اور دلربائی تھی کہ وہ اسکی آبلہ پائی۔ کمزوری اور بے کسی کو دیکھتے ہوئے بھی اس کے عزم اور ہمت کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر ساتھ نہ چھوڑنے پر مجبور تھے اور آج انہیں اور مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ وہ پودا جو غیر ذی زرع وادی میں لگایا گیا تھا نشو و نما پا رہا ہے اور اس کے شیریں پھل دل و دماغ کو لذت اور سرور بخشتے ہیں اس کامیابی کو دیکھ کر بے اختیار میرا سر اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جاتا ہے۔

اور للہ الحمد

کہنا پڑتا ہے اگرچہ جس مقام پر الحکم پہونچنا چاہیئے وہ منزل ابھی دور ہے لیکن دوسری منزل کے ساتھ ساتھ اس کے پاؤں میں قوت اور عزم میں صلابت پیدا ہوتی جاتی ہے جس پر نظر کر کے یہ کہہ دینا مشکل نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور تائید اسی طرح شامل حال رہا تو وہ دن دور نہیں کہ میں اور میرے وہ سرپرست اور وفادار دوست جو یوم اول سے میرے ساتھ ہیں اپنے ہاتھ سے لگائے ہوئے پودے کو اس قابل دیکھیں کہ لاکھوں انسان اس کے سایہ میں اتر کر اس کے شیریں پھلوں سے سیر ہوں اور حمد الٰہی کے گیت گائیں۔ یہ مضمون میں نے اس غرض سے لکھنا نہیں چاہا کہ سرپرستان الحکم کو الحکم کے اجرائے اور اس کے تدریجی نشو و نما کی تاریخ سناؤں۔ بلکہ اس مضمون کو میں الحکم کی دس سالہ رپورٹ میں انشاء اللہ لکھوں گا اسوقت میں ایک نہائت ضروری غور طلب امر اپنے ناظرین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جس کی تحریک کئی دن سے میرے قلب میں ہو رہی ہے میں امید کرتا ہوں کہ سرپرستان الحکم اس کو نہائت غور سے پڑھیں گے۔

جسطرح پر آج سے گیارہ سال پیشتر ایک ہفتہ وار اخبار کی ضرورت تھی وہ ضرورت اب ہفتہ وار سے بڑھ کر یومیہ ضرورت سمجھی جاتی ہے اور باقی رہا قومی اخبارات میں ایک روزانہ پرچہ کی ضرورت کا اظہار مختلف صورت میں ہوا ہے اس سے پہلے الحکم کے روزانہ کر دینے کے لئے بھی ایک دو مرتبہ تہیہ کیا گیا مگر سال گذشتہ میں تو بڑے زور سے طیاری بھی کی گئی لیکن ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے وہ ارادہ بھی مجھے ملتوی کرنا پڑا اس لئے کہ میں دیکھتا تھا کہ جبکہ ہفتہ وار اخبار کے لئے بہت سی مشکلات اور دقتیں ہیں تو روزانہ اخبار کے لئے تو ان مشکلات کا سات گنا بڑھ جانا ضروری ہے مگر اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان مشکلات میں سے چھپائی کی مشکلات کو آسان کر دیا ہے تو یہ تحریک میرے دل میں جوش زن ہے سال گذشتہ میں جب روزانہ کی ضرورت کا اعلان کیا گیا تھا تو میں نے ایک سو درخواستوں کے آ جانے پر اس کے اجرا کا بندوبست کر دینا چاہا اور ایسی قلیل اشاعت میں دو روپیہ ماہوار قیمت رکھی گئی تھی مگر اب جہاں روزانہ کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے اس کے ساتھ ہی عالمگیر قحط کی ڈراؤنی شکل میرے سامنے ہے اور قومی ضروریات کا ایک انبار جو نظر آتا ہے ایسے حالات میں میں حوصلہ نہیں کرنا چاہتا کہ قوم کے افراد کو خواہ ان کی تعداد کتنی ہی تھوڑی کیوں نہ ہو ایک جدید خرچ کے لئے تحریص دلاؤں البتہ یہ خیال ہے۔ کہ ہفتہ وار کی بجائے ہفتہ میں دو مرتبہ کر دیا جائے تو اس انداز سے اس وقت بھی ہمارے ہاتھ میں گویا ہفتہ میں تین بار اخبار کی حیثیت کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایک ہفتہ وار اخبار بدر اور دوسرا دو بارہ۔ اسطرح پر ہفتہ میں تین اشاعتیں ہو جاتی ہیں اور اس طریق سے اخراجات کا بھی بہت بوجھ نہیں پڑتا اس صورت میں اگر اخبار ہفتہ میں دو بار کر دیا جائے تو اس کی ہر ایک اشاعت ۱۲ اور ۸ صفحوں کی ہوگی اور قیمت میں عہ کا اضافہ کیا جائیگا۔ مگر ہفتہ میں اخبار کا دو بار کر دینا ہی نرا کافی نہیں جبتک کہ اس کی اشاعت کا دائرہ وسیع نہ ہو جسقدر خریداروں میں اضافہ ہوگا اسی قدر اس کے اخراجات میں کمی ہو سکتی ہے۔ اسلئے میں تمام سرپرستان الحکم سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک دو دو جدید خریدار دسمبر ۱۹۰۷ء تک بہم پہنچا دے اور جو مندرجہ بالا تجویز کے ساتھ متفق ہوں وہ مجھے ۱۷۔ دسمبر تک اطلاع دیں جو صاحب متفق ہوں انہیں ضرورت اطلاع کی نہیں ۱۰۔ دسمبر ۱۹۰۷ء کا پرچہ حسب معمول وی پی بھیجا جاویگا اس میں اضافہ قیمت شامل نہیں ہوگا بلکہ وہی پرانی قیمت وصول کی جائیگی اور ۱۷۔ دسمبر ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں اسی تجویز کے عملدرآمد کا قطعی فیصلہ شائع کر دیا جائیگا۔ انشاء اللہ العزیز۔ اگر معقول درخواستیں آئیں تو پھر روزانہ کے سوال پر بھی غور ہو سکیگا۔ بہرحال خریداروں کی تعداد کے بڑھانے کے لئے پوری سعی کرنی چاہیئے۔ آخر میں مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے۔ کہ بعض احباب سہل انگاری سے مطبع کے مرسلہ وی پی واپس کر دیتے ہیں کیا سال بھر کی دماغ سوزی اور جگر کاری کا یہی صلہ ہونا چاہیئے قومی اخبارات اس قسم کے نقصان برداشت کرنیکی طاقت نہیں رکھتے میں امید کرتا ہوں کہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کا پرچہ جن احباب کی خدمت میں بذریعہ وی پی پہونچیگا وہ اسے فوراً وصول کریں گے جس کے معنی سال آئندہ کے لئے انکی خدمت گذاری کے لئے طیاری کرسکیگا چنانچہ اس سال وہ دیکھ چکے ہیں کہ کاغذ وغیرہ کا اکٹھا ذخیرہ جمع کرنیکی وجہ سے مشکلات کا سامنا ہوا ہے میں چاہتا ہوں کہ سال آئندہ کے لئے سال بھر کا کاغذ اکٹھا لیا جاوے اس میں ہر شخص ممکن امداد سے دریغ نہ کریگا۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ رسال نو سے انشاء اللہ اخبار بڑی سایز کے تقطیع پر شائع ہوگا کیونکہ مشین کے آ جانے کی وجہ سے چھپائی کی دقت نہ ہوگی

تازہ الہامات

قذف فی قلوبھم الرعب

ترجمہ - خدا تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

وعد غیر مکذوب

ترجمہ - یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا یعنے ضرور پورا ہو کر رہے گا۔

فرقہ بھگت رام نمازی

صرف مسلمانوں اور عیسائیوں میں ہی فرقہ بندی نہیں ہے اور نہ انہی دونو مذاہب سے ہی جدید فرقے نہیں نکلتے ہیں۔ پھر دیگر مذاہب کا بھی یہی حال ہے۔ ہندوؤں میں سے بھی جدید فرقے وقتاً فوقتاً نکلتے رہتے ہیں۔

ضلع میانوالی کی تحصیل عیسیٰ خیل میں تیس سال کا عرصہ قریباً گذرتا ہے کہ ایک نیا فرقہ ہندوؤں میں سے نکلا ہے۔ اس کا بانی ایک شخص بھگت وستی رام گذرا ہے۔

اس کا اصل مسکن اور جائے ولادت موضع کلور تحصیل عیسیٰ خیل ہے اور پھر وہ تحصیل عیسیٰ خیل میں ہی آکر رہتا رہا۔ وہ ایک ناخواندہ شخص تھا۔ عادات میں بالکل سادہ اور صابر و بُردبار غریب جفاکش۔

اگر کوئی شخص اس کو گالی دیتا۔ تو وہ نہایت نرمی سے کہتا "پھر کہو کیا اچھی بات کہی ہے"۔

۲۲ یا ۲۳ سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ وہ خدا کی مرضی سے مرگیا۔ اِسوقت دیہات ذیل میں اُس کے چیلے اور پیروکار موجود ہیں۔ بنوں۔ مروٹ کمر شانی۔ سلطان خیل۔ کلور۔ عیسیٰ خیل۔ پہاڑ پور۔ جلال پور۔ کندل وغیرہ وغیرہ۔

لوگوں کا تخمینہ ہے اُس کے مریدوں اور پیروکاروں کی تعداد اِس وقت ۴۔۵ ہزار کے قریب ہوگی۔

اُس کے مرید یا پیروکاراں سب کے سب ہنود ہیں۔ کسی دوسری قوم کا کوئی شخص نہیں ہے

یہ لوگ مسلمانوں کیطرح قبلہ رو ہو کر یا ہر چہار طرف چھ نمازیں پڑھتے ہیں۔ پانچ نمازوں کا وہی وقت ہے جو مسلمانوں میں مروج ہے اور چھٹی نماز بوقت چاشت کے پڑھی جاتی ہے۔ گویا یہ نماز اشراق ہے۔

نماز میں سجود۔ قعود۔ جلسہ۔ قیام وغیرہ اسی طرح کیا جاتا ہے جیسے عموماً مسلمان کرتے ہیں۔ وضو بھی قبل از نماز کیا جاتا ہے۔ استنجا بھی کرتے ہیں۔ کبھی کبھی اکٹھے ہو کر بھی نماز پڑھتے ہیں۔ نماز میں ہرے رام ہرے رام کرتے ہیں۔

گرنتھ صاحب پر اعتقاد ہے اور اُسے اکثر پڑھتے ہیں۔ مُردے دفن کرتے ہیں۔ جلاتے نہیں ہیں۔

تایا۔ چاچا۔ ماموں کی لڑکیوں لڑکوں کے ساتھ مسلمانوں کیطرح شادیاں کرنا ان میں منع نہیں ہے۔ دو تین خاندانوں میں یہ عمل ہو بھی گیا ہے۔

ان میں چھوت بہت کم ہے۔ جسطرح دیگر اہل ہنود مُردہ وغیرہ کی سخت چھوت کے عادی ہیں یہ نہیں ہیں۔

بھگت وستی رام نے اپنے اعتقادات اور تعلیمات میں ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ چونکہ بھگت موصوف خود پڑھا لکھا نہیں تھا۔ اسواسطے دوسروں کو خود مضمون لکھا دیتا تھا۔ رفتہ رفتہ وہ ایک کتاب یا دستور العمل بن گیا۔ ہمیں اب تک اُس کتاب کے دیکھنے کا موقع نہیں ملا ہے۔ اگر کسی وقت کتاب ملگئی۔ تو ہم انشاء اللہ اُس کی تعلیمات یا اعتقادات کا خلاصہ نذر ناظرین کرینگے۔ بالفعل اسی قدر پر کفایت کرتے ہیں۔

راقم ایک واقف۔

ملتا نہیں

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں ۔۔۔ ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں

معرفت خالق کی عالم میں بہت دشوار ہے ۔۔۔ شہرِ تن میں جبکہ خود اپنا پتا ملتا نہیں

غافلوں کے لطف کو کافی ہے دنیاوی خوشی ۔۔۔ عاقلوں کو بے غمِ عقبےٰ مزا ملتا نہیں

کشتی دل کی الٰہی بحرِ ہستی میں ہو خیر ۔۔۔ ناخدا ملتے ہیں لیکن باخدا ملتا نہیں

غافلوں کو کیا سناؤں داستان عشق یار ۔۔۔ سننے والے ملتے ہیں درد آشنا ملتا نہیں

زندگانی کا مزا ملتا تھا جنکی بزم میں ۔۔۔ اُنکی قبروں کا بھی اب مجھکو پتا ملتا نہیں

صرف ظاہر ہوگیا سرمایۂ زیب و صفا ۔۔۔ کیا تعجب ہے کہ باطن باصفا ملتا نہیں

پختہ طبعوں پر حوادث کا نہیں ہوتا اثر ۔۔۔ کوہساروں میں نشان نقش پا ملتا نہیں

جنازہ غایب پڑھ دیا جاوے

میاں محمد حسن صاحب جہلم کی احمدی جماعت کے ایک معزز رکن تھے۔ گذشتہ ہفتہ میاں صاحب مرحوم بعارضہ بخار بیمار ہو کر وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم باوجود ایک متمول اور معزز مسلمان ہونیکے غریب دوست اور شریف نواز تھا۔ مرحوم کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی صرف لڑکیاں ہیں

جن میں سے ایک میرے مکرم بھائی ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب نومسلم انچارج تعلیم الاسلام ڈسپنسری قادیان کے گھر میں ہے۔ حضرت اقدس کے ساتھ میاں صاحب مرحوم کو مخلصانہ تعلقات تھے۔ انکی وفات سے جہلم کی احمدی انجمن کو ایک قابلقدر رکن کے جاتے رہنے کا صدمہ پہونچا ہے مگر رب کریم سے امید ہے کہ وہ نعم البدل عطا فرمائے گا۔ مجھے اور تمام دوستوں کو میاں صاحب مرحوم کے پس ماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگاں کو صبر جمیل عطا فرماوے (آمین) مرحوم کے لئے جنازہ غایب پڑہا جاوے۔

لاہور آریہ سماج کا دہرم پرچار

کسی گذشتہ اشاعت میں سکرٹری صاحب آریہ سماج لاہور کا مرسلہ اشتہار دہرم پرچار میں نے چھاپ دیا ہے اور اسپر اسوقت کے مناسب حال ریمارک بھی کیا تھا۔ اس موقع کو زیادہ بارونق بنانے کے لئے آریہ سماج نے چار دن رکھے ہیں یعنی ۲۸ نومبر ۱۹۰۷ء سے ۱ دسمبر ۱۹۰۷ء تک اور ان چار دنوں میں ہر روز ۳ گھنٹے وقت رکھا گیا ہے یعنی ۶ بجے شام سے لیکر ۹ بجے رات تک ہر ایک تقریر کنندہ کو ۲۰ منٹ وقت دیا جاویگا اور داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہوگا جسکی قیمت ۴ ہوگی۔ میں اس طریق داخلہ کو پسند کرتا ہوں کیونکہ اس طرح صرف وہی لوگ داخل ہو سکیں گے جنکو مذہبی تحقیقات کے ساتھ دلچسپی اور مذاق ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ ۴ قیمت ٹکٹ کی وجہ سے یہ بھی ممکن کیا یقینی امر ہے کہ ایسے لوگوں کی کثیر تعداد شامل نہ ہو سکے گی جو مذاہب اور مذہبی تحقیقات سے دلچسپی رکھنے کے باوجود ان ایام قحط سالی میں ۴ بھی خرچ کرنے کے قابل نہیں ہیں اس لحاظ سے اگر لاہور کی آریہ سماج مناسب سمجھے تو ٹکٹ داخلہ کی قیمت ۴ کی بجائے ۱ کردے۔ تو کثرت سے لوگ آسکیں گے۔ اس کے ساتھ ہی اس روپیہ کے مصرف کا سوال بھی قابل غور ہے وہ روپیہ جو ٹکٹوں کی فروخت سے جمع ہو۔ آریہ سماج کے کسی فنڈ میں داخل نہیں ہونا چاہیئے۔ اور نہ کسی اور انسٹیوشن کی ضروریات میں صرف ہو بلکہ اس روپیہ کو اس انجمن تحقیق مذاہب کے مقاصد پر صرف کر دیا جاوے اور وہ اسطرح جبکہ جسقدر مشہور لیڈراں مذاہب کی تقریریں ہوں ان سب کو یکجا چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا جاوے اور مفت تقسیم کرنے میں سنجیدہ پبلک کا لحاظ رکھا جاوے۔ یہ نہیں کہ اشتہاری طبیبوں کے اشتہاروں کی طرح تقسیم ہو بلکہ اس کا عام اعلان مختلف اخبارات میں کیا جاوے اور جو لوگ چاہیں محصول ڈاک [illegible] بھیجکر منگوالیں۔ اگر لاہور کی آریہ سماج فی الحقیقت سچائی کی اشاعت کی خواہشمند ہے تو مجھے امید ہے کہ میری اس تجویز کو سرسری نظر سے نہ دیکھے گی بلکہ اسپر غور کر کے عملدرآمد کی سعی کرے گی انشاء اللہ اس طریق سے یہ غرض بہت وسیع اور مفید ہو سکے گی دیکھنا چاہیئے کہ آریہ سماج اس مفید تحریک سے کہاں تک فایدہ اٹھائے گی۔ علاوہ بریں مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ اگر کسی مقرر کی تقریر یا تحریر دو گھنٹہ میں ختم نہ ہو سکے تو سچائی اور صداقت کے اظہار کی عظمت کو مدنظر رکھکر اسے اور وقت دے دینا خلاف مصلحت نہ سمجھا جائے۔ حتی الوسع ہر ایک تقریر کنندہ کو اپنے مضمون کو وقت مقررہ کے اندر ختم کر دینے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنی وسعت معلومات کی بناپر اپنے مضمون کو زیادہ وضاحت اور قوی دلایل سے بیان کرنے پر قادر ہو۔ اور ضیق وقت کی وجہ سے اس کا مضمون ادہورا رہا جاتا ہو تو آریہ سماج کو فراخدلی سے کام لینا چاہیئے اور اپنے اصول "ست کے قبول کرنے کو سدا تیار رہنا چاہیے" کے موافق کچھ وقت ضرور اسے بڑہا دینا چاہیئے۔ اور ایسی صورتیں شاذ ہی ہونگی اور یہ بھی ممکن ہے ایسا موقع پیش ہی نہ آوے تاہم اگر ایسا کرنے پڑے تو آریہ سماج کو تنگ خیالی سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ اور یہ وقت ایسا ہے کہ اس میں مثلاً اگر ایک گھنٹہ اور اضافہ ہو جاوے تو پبلک بڑے شوق سے سن سکتی ہے۔ بہرحال یہ ضروری امور ہیں جو آریہ سماج لاہور کی توجہ کے لئے عرض کر دیئے ہیں اور کافی وقت ان پر وچار کرنے کا باقی ہے اس کے ساتھ ہی میں ایک اور امر بھی بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر صرف طلبا کالج کو قیمتاً ٹکٹ لینے سے مستثنے کر دیا جاوے تو ہرج نہ ہوگا صرف کالج کے طلبا وہ اپنے کالج کے کسی پروفیسر کا سارٹیفکٹ پیش کر دیں۔

*

آخر میں میں احمدی قوم کو یہ بشارت سنانی چاہتا ہوں کہ ہمارے سید و مولا اتا امام ہمام علیہ السلام نے بھی بعض سخت مخالف اور دشمنان سلسلہ کی استدعا اور حمیت وحمایت اسلام کے خیال سے ارادہ فرمایا ہے کہ اگر صحت اچھی رہی تو انشاء اللہ العزیز اس تقریب کے لئے ایک تحریر مضمون مقررہ پر لکھیں گے۔ جسکو غالباً ہمارے سلسلہ کے درخشندہ رکن حضرت مولوی محمد علی صاحب پڑہیں گے۔ اللہ تعالے اپنے فضل وکرم سے مولوی صاحب موصوف کی مدد کرے اور اعلائے کلمۃ الحق کے واسطے ان کے وجود کو ممتاز فرماوے۔ اس وقت خود مولوی صاحب کی صحت بھی بفضلہ اعلی اچھی نہیں تاہم وہ خدمت دین اور احیاء ملت کے لئے اپنی صحت کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

امید کیجاتی ہے کہ حضرت اقدس کا مضمون ۳۰ یا ۱ دسمبر ۱۹۰۷ء کی شام کو پڑہا جاوے۔ صحیح اور یقینی رائے آئندہ اشاعت میں درج ہو سکے گی۔ انجمن احمدیہ لاہور کو بجائے خود ایسے موقع پر اپنے احباب کی آمد کا منتوقع رہنا نامناسب نہ ہوگا۔ اس لیے ان کے فروکش ہونے کے لئے امید ہے وہ مناسب انتظام زیر نظر رکھے گی۔ جو لوگ جانا چاہیں وہ سکرٹری انجمن احمدیہ [illegible]

دارالامان کا ہفتہ

۱- حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت کی صحت بفضل خدا تعالےٰ کے فضل سے قوم کے لئے مژدہ راحت افزا ہے

۲- بزرگان ملت صحت و عافیت سے خدمت دین میں مصروف ہیں۔

۳- بعض ضروری کاموں کے انصرام کی وجہ سے حضرت مولوی محمد علی صاحب جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ڈیڑہ ماہ کی رخصت بحیثیت سکرٹری لی ہے حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب آپکی جگہ کام کریں گے۔ اور چھ سال کی لگاتار محنت کے بعد ایڈیٹر ریویو کی حیثیت سے تین ماہ کی رخصت مولانا ممدوح نے لی ہے۔

* نوٹ - سکرٹری آریہ سماج لاہور نے ہمیں بھی دعوت دی تھی - ایڈیٹر

ہندوستان میں خیرات کا مسئلہ

اس میں شک نہیں ہے کہ ہندوستان میں مسئلہ خیرات نہایت ہی ضروری اصلاح طلب ہے کیونکہ آج کل اس ملک کی قریباً تمام خیرات ٹھیک طور پر استعمال نہیں ہوتی اگرچہ ہندو اور مسلمان ہر دو اصحاب کی مذہبی کتابوں میں خیرات کے متعلق بہت ہی ٹھیک قاعدے واضح طور پر بیان کئے گئے ہیں مگر ملک میں عام جہالت پھیلی ہوئی ہونے کے باعث لوگ مذہبی اصولوں سے بھی ناواقف ہیں۔ اور اس لئے ہم سوشل پولیٹیکل اور تمدنی برائیوں میں پھنسکر افلاس اور جہالت کا شکار ہو رہے ہیں۔ اگرچہ اس ملک کے لوگ دیگر مہذب اور تعلیم یافتہ قوموں اور ملکوں کی نسبت زیادہ فیاض اور رحم دل ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہماری قومی فیاضی اور خیرات ٹھیک طور پر ان طریقوں میں استعمال نہیں کی جاتی جن سے قومی ترقی اور بہبودی بڑھے یورپ امریکہ اور جاپان جیسے مہذب اور آزاد ممالک میں لوگ اپنی خیرات اور فیاضی کو تعلیم کی ترقی کی طرف اور اُن لوگوں کی امداد کی طرف مائل کرتے ہیں۔ جو اپنی معذوری کے باعث خود دیانت داری سے نہیں کما سکتے۔ مثلاً قومی مدرسوں۔ کالجوں۔ اور یونیورسٹیوں کے قیام یا یتیموں اور محتاج خانوں کی پرورش میں فیاض لوگ اپنی خیرات کو صرف کرتے ہیں۔ اور نیز ان مہذب قوموں میں اس بات کی بڑی پابندی ہے کہ ملک میں سستی یا جہالت نہ پھیلے۔ اس لئے انھوں نے دو قاعدے قانوناً باندھ رکھے ہیں۔ اول تو تعلیم ان مہذب ممالک میں لازمی ہے اور ابتدائی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔ اِن مہذب ممالک کی گورنمنٹیں اپنے تمام لوگوں کو علم کی روشنی سے بے بہرہ رکھنا ایک گناہ کبیرہ سمجھتی ہیں کیونکہ بغیر تعلیم کے نہ لوگ مذہبی پابندیوں کو جان سکتے ہیں اور نہ ملکی و قومی ترقی کے وسایل سے واقف ہو سکتے ہیں۔ بلکہ وہ اس مصرع کے پورے مصداق ہوتے ہیں کہ ؎ بے علم نتواں خدا را شناخت۔ اس لئے ان ممالک میں ابتدائی تعلیم بالکل مفت ہونے کے علاوہ لازمی بھی ہے۔ یعنے ہر ایک بچے کو سولہ برس تک ضرور ہی حسب الحکم سرکار تعلیم حاصل کرنی پڑتی ہے اور اس لئے علم کی روشنی سے وہاں کے لوگ منور ہو کر محب وطن تمام اور ملک و قوم کے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ اگر یورپین اقوام دیگر قوموں پر حکومت کر رہی ہیں تو اس کا بڑا بھاری سبب یہی ان کی تعلیمی ترقی ہے نیز انھوں نے اپنے ممالک میں بھیکھ مانگنا بھی جرم قرار دے رکھا ہے۔ کیونکہ بھیکھ مانگنے سے انسان اور قوم سست بن جاتی ہے یوروپ کے قریباً تمام ممالک میں بھیکھ مانگنا ایک جرم ہے۔ اور اس لئے کوئی شخص بھی وہاں بھیکھ نہیں مانگ سکتا۔ کیونکہ اس جرم کی سزا چھ ماہ قید ہے۔ مگر نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہندوستان میں معاملہ بالکل برعکس ہے۔ یہاں نہ تو تعلیم کی ترقی ہے اور نہ بھیکھ مانگنے کی کمی۔ ہندوستان میں تعلیم یافتہ اصحاب بمشکل ۲ فی صدی ہوں گے۔ اور باقی ۹۸ فی صدی لوگ جاہل اور علم کی روشنی سے بے بہرہ ہیں اس لئے وہ حیوانوں جیسی زندگی بسر کر رہے ہیں یعنے نہ تو اُن کو ملک اور قوم کی حالت اور اُس کی ضرورتوں سے واقفیت ہے اور نہ اس کی بہبودی اور ترقی میں کوئی دلچسپی۔

ہندوستان میں بھیکھ مانگنے کی حالت یہ ہے کہ پچھلی مردم شماری سنہ ۱۹۰۱ء کے مطابق اس ملک میں ۵۲ لاکھ آدمی ایسے دکھائے گئے ہیں جو صرف بھیکھ پر گذارہ کرتے ہیں اور اگر چار روپے ماہوار بھی ایک آدمی کی خوراک اور پوشاک وغیرہ میں خرچ ہو تو ہندوستان کو صرف ان بھیکھ منگوں کی پرورش میں قریباً ۲۵ کروڑ روپیہ سالانہ خرچ کا پڑتا ہے۔ اگر محتاج و مسکین لوگ یعنے یتیم اندھے لنگڑے لولے اور بیمار بھیکھ مانگیں تو اتنا قابل اعتراض نہیں مگر آج کل کے بھک منگوں میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو جوان اور مضبوط ہیں مگر دیانتداری سے کما کر کھانے اور محنت کرنے سے جی چُراتے ہیں اور چونکہ ان مضبوط اور جوان لوگوں کو مفت میں بغیر محنت اور مشقت کے تمام ضروریات انسانی صرف بھیکھ مانگنے سے میسّر ہو جاتی ہیں اس لئے یہ بالکل سست و آرام طلب ہو کر ملک اور قوم کے لئے ایک بڑا بھاری بوجھ بن گئے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جو لوگ اصلی خیرات کے مستحق تھے وہ خیرات سے محروم ہو رہے ہیں یعنے قومی مدرسے اور کالج اور محتاج خانے اور یتیم خانے کافی امداد نہ ملنے سے بہت ہی بُری حالت میں ہیں اس میں شک نہیں کہ ہندوستان میں بھیکھ مانگنے والوں کی بڑی بھاری تعداد ہونے کا یہ بھی باعث ہے کہ لوگوں کو دیانتداری سے کمانے کے ذرائع اور وسایل بھی پورے میسّر نہیں ہیں یعنے ملک کے ہر قسم کے کارخانجات صنعت اور حرفت جن سے لوگ دیانتداری سے کما کر اپنی پرورش کرتے تھے آجکل بالکل معدوم ہو گئے ہیں۔ اور ہم اپنی انسانی ضروریات کے لئے غیر اقوام کے محتاج بن گئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہر سال اسی ملک سے ایک ارب پچیس کروڑ روپیہ سالانہ غیر ملکوں۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ اٹلی وغیرہ کو چلا جاتا ہے جس سے ہندوستان مفلس ہو گیا ہے اور اسی افلاس کے باعث قحط اور پلیگ یہاں کے مستقل اور بن بُلائے مہمان بن گئے ہیں جن سے ہر سال ۲۰ لاکھ جانیں ضایع ہوتی ہیں۔ اور ان کے یتیم بچے بھی پادریوں کی کوشش سے عیسائی مذہب اختیار کر لیتے ہیں ان تمام بُرائیوں کا صرف یہی ایک علاج ہے کہ ہم اپنی خیرات اور فیاضی کو صرف قومی مدرسوں اور کالجوں کے قایم کرنے اور ترقی دینے میں صرف کریں جس سے علم کی روشنی ملک کے تمام فرقوں میں پھیلے اور وہ اپنی ضروریات زندگی کے لئے اپنے ملک کی پیداوار یعنے مختلف کارخانہ جات صنعت اور حرفت کی تیار شدہ اشیاء پر منحصر رہیں جس سے نہ صرف ہمارے ملک سے ایک سو پچیس کروڑ روپیہ ہر سال غیر ممالک کو جانا موقوف ہو جائے۔ بلکہ وہی روپیہ ہندوستان میں نئے نئے کارخانے صنعت و حرفت کے جاری کرنے میں صرف کیا جائے جن میں ہندوستان کے مزدوری پیشہ لوگوں کو دیانتداری سے کمانے کے وسایل میسّر ہوں "ہمت مرداں مدد خدا" اس لئے ہمیں ان دونوں ضروری سوشل اصلاحوں کی تکمیل میں کمر ہمت باندھ کر مستعد ہو جانا چاہیئے۔

(راقم ٹولا رام گنگا رام از مقام لاہور۔ مورخہ ۱۳ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء) (وکیل)

ضرورت دعا

ڈاکٹر محمد صدیق صاحب احمدی وٹرنری ٹانگ شان ملک چین اپنے حقیقی بھائی بابو محمد عظیم اللہ صاحب کے دعا صحت کامل کی درخواست کرتے ہیں جو ایک عرصے سے بیمار چلے آتے ہیں۔ ناظرین سے گذارش ہے کہ وہ بابو صاحب موصوف کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ صحت کامل عطا فرماوے۔

حقیقت نماز شائع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے۔ نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں۔ آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے۔ کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے یعنے مع محصول ڈاک عہ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ۔ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

اشتہار مظہر الاسرار

معہ ۲۰ روپیہ انعام عام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعلنا من امۃ محمد نبی اخر الزمان * وجعلنا من اھل السنۃ والجماعۃ بالفضل والاحسان وابعدنا عن الرفض والتشیع والطغیان * وحفظنا عن الاعتزال والالحاد والمیلان والصلوٰۃ والسلام علی من ارسل الی کافۃ الناس لتبلیغ الاحکام القراٰن * وعلی آلہ واصحابہ الذین قمعوا عرق الملحدین والمبتدعین بالسیوف والسنان *

اما بعد چونکہ آجکل ہمارے بعض ناعاقبت اندیش فتنہ پسند علماء عوام کو ہمارے برخلاف اکسانے میں روز بروز ترقی کر رہے ہیں اور انکی اس مخالفت کا اصل سبب صرف یہی ایک بات ہے۔ کہ ہم فرقہ احمدی (محمدی) از روئے قرآن شریف و قدیم سنت اللہ کے **وفات مسیح** کے قائل ہیں۔ اور بشارت وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحت لیستخلفنھم فی الارض..... الخ (سورہ نور)۔ اور حدیث ینزل فیکم ابن مریم (الی) کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم اور حدیث ان اللہ یبعث علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (دیکھو مشکوٰۃ) کا مصداق ایک امتی محمدی کو قرار دیتے ہیں۔ اور ہمارے مخالفین فرقہ حنفیہ وہابیہ حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ بجسم عنصری الآن کما کان موجود علی السماء یقین کرتے ہیں۔ مگر اب تک معلوم نہیں ہوا کہ ان لوگوں کے عقاید کی بنیاد کس چیز پر ہے۔ اگر کتب قصص وروایات اہل کتاب ہیں تو پھر ان سے ہمیں کوئی شکایت نہیں کیونکہ اہل کتاب اہل قرآن کی مخالفت اس سے بیشتر بھی کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی کرتے ہیں۔ اور اگر ان کے عقاید کی بنیاد آیات بینات قرآن کریم ہیں۔ تو پھر براہ عنایت حیات مسیح قرآن شریف سے بپابندی شرائط ذیل ثابت کریں۔ اور مبلغ بیس روپے انعام لے لیں۔ اگر مثبتین کئی صاحب ہوں تو یہ انعام باہم تقسیم کر سکتے ہیں۔ شرائط یہ ہیں :-

(۱) خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال سمع النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قوما یتدارؤن فی القراٰن فقال انما ھلک من کان قبلکم بھذا ضربوا کتاب اللہ بعضہ ببعض وانما نزل کتاب اللہ یصدق بعضہ بعضا فلا تکذبوا بعضہ ببعض فما علمتم منہ فقولوا وما جھلتم فکلوہ الی عالمہ رواہ احمد وابن ماجہ۔ دیکھو مشکوٰۃ باب العلم۔ اب اس آیۃ اور حدیث نبویہ سے یہ ثابت ہوا کہ کسی آیت کے ایسے معنی کرنے جائز نہیں ہیں جس سے تعارض بین الآیات واقع ہو۔ اس لئے مدعیان حیات مسیح علیہ السلام صرف قرآن شریف ہی سے کوئی ایسی آیت پیش کریں جس سے حیات مسیح بجسم عنصری علی السماء ثابت ہو جاوے۔ اور یہ آیت کسی دوسری آیت قرآن کے خلاف بھی نہ ہو *

(۲) چونکہ بنیاد عقاید یقینیات ہیں نہ ظنیات۔ اس لئے اس بحث میں بجز آیات بینات اور کچھ پیش نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ تفاسیر اور کتب احادیث میں فریقین کے لئے روایات بکثرت موجود ہیں۔ جن سے فیصلہ مشکل ہے۔ صرف قرآن شریف سے ہی حیات مسیح ثابت کر کے انعام مذکورہ حاصل کر کے اپنی صداقت کا ثبوت دیدیں *

بالآخر یہ عرض ہے کہ جس صاحب کو یہ اشتہار مسمی بہ مظہر الاسرار پہنچے۔ وہ اپنے گاؤں یا شہر کے مولوی یا مفتی۔ قاضی صاحب کو اسکے جواب لکھنے پر آمادہ کریں۔ اگر وہ جواب باصواب سے کسی حیلہ و بہانہ سے پہلو تہی کریں تو پھر انکو یہ نصیحت کریں کہ وہ آیندہ فرقہ احمدی (محمدی) کی تکفیر اور بدگوئی اور عداوت سے باز آجاویں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اس کا جواب تحریری دینا ہوگا۔ زبانی ہرگز قبول نہ کیا جاویگا۔ فقط (نوٹ) جو کوئی اشتہار ہذا کا کچھ جواب لکھے اس کی ایک کاپی میرے نام ارسال فرماویں تاکید اً تاکید

المشتہر

محمد یمین احمدی از مقام داتہ ڈاکخانہ مانسہرہ ضلع ہزارہ

(مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

اگر بپابندی شرائط بالا کسی نے جواب تحریری دیا تو مبلغ ۲۰ روپیہ میری طرف سے ملیگا۔ راقم شاہ ولی خان مدرس مدرسہ داتہ *

تاریخ تولد مولود مسعود سید قمر الزمان سلمہ الرحمٰن

مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۰۷ء کو بعد نماز صبح اور پھر آخیری ہفتہ ماہ جولائی ۱۹۰۷ء میں ایک شخص کے پاس ایک خوبصورت چالاک لڑکا دیکھا میں نے اس شخص سے پوچھا یہ لڑکا کون ہے اس نے جواب میں کہا کہ یہ سید سرور شاہ صاحب کا لڑکا ہے۔ پھر میں نے پوچھا اسکا نام کیا ہے اس نے کہا اسکا نام سید قمر الزمان۔ ایسا ہی دو تین دفعہ محمد ایوب شاہ فرزند کلاں سید محمد سرور شاہ صاحب نے اس کو دیکھا۔ آخر خداوند تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۷ء بعد نماز عصر سید قمر الزمان سلمہ الرحمٰن صاحب تولد ہوئے اور جیسے خوابوں میں دکھائی دے چکے تھے ویسا ہی پائے گئے الحمد رب السمٰوت ورب الارض رب العلمین ولہ الکبریاء فی السمٰوات والارض وھو العزیز الحکیم۔ پس خداتعالیٰ کی اس عنایت کے شکریہ میں چند نسخے رسالہ عصمت انبیاء اور رسالہ دافع البلاء کے للہ تقسیم کئے جاتے ہیں۔ غریب احمدی بھائی صرف محصول ڈاک بھیجکر مفت منگوالیں اور اس مولود مسعود کی سلامتی فی الدارین کیلئے دعا فرماویں۔ امید کہ سید قمر الزمان کے ماموں صاحبان بھی خداتعالیٰ کی اس عنایت کے بدلہ میں کچھ تبلیغ الاسلام میں حصہ لینگے فقط

محمد یمین احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ داتہ ضلع ہزارہ

(مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۰۷ء)

حضرت مسیح موعود کی ایک تازہ تحریر

الہام کی فلاسفی

اپنی جماعت کے ایک دوست نے اپنے بعض الہامات اور پھر انہیں ایک وقت شیطانی دخل کا اور اپنی خوابوں اور مکاشفات کا ذکر کرتے ہوئے ایک تحریر حضرت اقدس مسیح موعود کی خدمت میں بھیجی جس کے جواب میں حضرت اقدس نے ان کو ایک خط لکھا ہے جس میں وضاحت کے ساتھ حضور نے بیان فرمایا ہے۔ کہ سچا الہام کن لوگوں کو ہوسکتا ہے۔ عام فائدہ کے واسطے وہ خط شایع کیا جاتا ہے ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں نے یہ تمام خط پڑھ لیا ہے۔ میں اس بات سے انکار نہیں کرتا۔ کہ انسان مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہوسکتا ہے ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بڑا مشکل امر ہے۔ جبتک انسان فنا کی حالت تک نہ پہونچے۔ اور وہ خدا کی سخت آزمایشوں کے وقت صادق نہ ٹھہرے اور کئی موتیں اسپر وارد نہ ہوں اور کئی قسم کی تلخیاں خدا کی راہ میں نہ اٹھاوے اور جبتک کہ ہرایک قسم کی نفس پرستی اور عجب یا شہرت کی خواہش اس سے دور نہ ہو اور جب تک کہ سچی تبدیلی اس میں پیدا نہ ہو اور جب تک کہ خدا کی رضاجوئی کے نیچے ایسا محو نہ ہو۔ کہ کچھ بھی نہ رہے اور جب تک کہ وہ خدا کو وہ استقامت نہ دکھاوے کہ بارش کیطرح اسپر بلائیں برسیں اور وہ صابر رہے اور جب تک کہ اس کا حقیقی تعلق خدا سے نہ ہو جاوے۔ کہ تمام نفسانی پر وبال جھڑ جائیں اور تمام سفلی خواہشیں جل جاویں اور جبتک کہ نفس لوامہ کا جنگ ختم نہ ہو جاوے اور جب تک یہ آگ اس میں پیدا نہ ہو۔ کہ وہ خدا کی رضا کو اپنی تمام اور کامل مراد بناوے اور دوسری تمام مرادیں اور حقیقت معدوم ہو جاویں اور جب تک ایک تپش اور خلش لازمی طور پر خدا کی محبت میں اس کے سینے میں پیدا نہ ہو جائے اور جب تک کہ وہ درحقیقت خدا کے لئے ذبح نہ ہو جائے اور جب تک کہ اوس کی ہستی پر ایک بھاری انقلاب نہ آوے اور جب تک کہ وہ خدا کے مقابل پر سخت امتحانوں کے وقت اور اس کے جلال ظاہر کرنے کے لئے ہرایک محل میں اور ہرایک حالت میں فدا ہونے کے لئے طیار نہ ہو اور جبتک کہ ریا کی تمام جڑیں اور عجب کی تمام جڑیں اور نفسانی غضب کی تمام جڑیں اور نفسانی حسد کی تمام جڑیں اور نفسانی خودنمائی کی تمام جڑیں اس کے دل سے بکلی دور نہ ہو جاویں اور جبتک کہ خدا کی ہیبت ایسے زور سے اسپر اثر نہ کرے کہ دوسرے تمام وجود ایک مرے ہوئے کیڑے کیطرح محسوس ہوں نہ انکی ستایش سے خوش ہو نہ انکی مذمت سے رنج پہونچے اور جب تک کہ ایک سچی اور پاک قربانی اپنے تمام وجود اور تمام قوتوں کی خدا کے سامنے پیش نہ کرے اور جبتک کہ نہ معمولی روح سے بلکہ اس کے ساتھ زندہ ہو اور جب تک کہ اس کے لئے ہر ایک تیاہی اپنے ہاتھ سے کرنے کے لئے طیار نہ ہو اور جب تک سچی اور کامل محبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس میں پیدا نہ ہو اور جب تک کہ وہ سچے اور کامل طور پر اعلاء کلمۃ الاسلام پر عاشق نہ ہو تب تک ہرگز ہرگز مکالمات الٰہیہ سے مشرف نہیں ہوسکتا اسی کیطرف خداتعالیٰ نے ان دو مختصر لفظوں میں اشارہ فرمایا ہے قد افلح من زكها وقد خاب من دسها۔ ایسے لوگونکی دماغی بناوٹ بھی ایک خاص ہوتی ہے۔ جسقدر انپر غم پڑتے ہیں اور جسقدر وہ متواتر نہایت سنگین امتحانوں کے ساتھ آزمائے جاتے ہیں اور ایک لمبا سلسلہ ناکامی کا دیکھنا پڑتا ہے اور کسی شخص کا دل اور دماغ ایسا نہیں ہوتا۔ اور اگر اُن کے مسلسل غموں میں سے کچھ تھوڑا غم بھی دوسرے پر پڑے تو وہ تو وہ مرجاتا ہے اور یا دیوانہ ہو جاتا ہے۔ پس مکالمات الٰہیہ کی اپنے نفس سے خواہش نہیں ظاہر کرنی چاہیئے خواہش کرنے کے وقت شیطان کو موقع ملتا ہے اور ہلاک کرنا چاہتا ہے بلکہ اپنا مدعا اور مقصود ہمیشہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ کی مرضی کیموافق تزکیہ نفس حاصل ہو اور اسکی مرضی کے موافق تقوےٰ حاصل ہو اور کچھ ایسے اعمال حسنہ میسر آجاویں کہ وہ راضی ہو جائے۔ پس جس وقت وہ راضی ہوگا تب اُس وقت ایسے شخص کو اپنے مکالمات سے مشرف کرنا اگر اسکی حکمت اور مصلحت تقاضا کرے گی۔ تو وہ خود عطا کردے گا اصل مقصود اس کو ہرگز نہیں ٹھہرانا چاہیئے کہ یہی ہلاکت کی جڑ ہے بلکہ اصل مقصود یہی ہونا چاہیئے کہ قرآن شریف کی تعلیم کے موافق احکام الٰہی پر پابندی نصیب ہو اور تزکیہ نفس حاصل ہو اور خدا تعالےٰ کی محبت اور عظمت دل میں بیٹھ جائے اور گناہ سے نفرت ہو خدا تعالےٰ نے یہی یہی دعا سکھائی ہے کہ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم۔ پس اسجگہ خدا نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ تم یہ دعا کرو کہ ہمیں الہام ہو۔ بلکہ یہ فرمایا ہے کہ تم یہ دعا کرو۔ کہ راہ راست ہمیں نصیب ہو۔ ان لوگوں کے راہ جو آخر کار خدا تعالےٰ کے انعام سے مشرف ہوگئے۔ بندہ کو اس سے کیا مطلب ہے کہ وہ الہام کا خواہشمند ہو اور نہ بندہ کی اس میں کچھ فضیلت ہے۔ بلکہ یہ تو خدا تعالیٰ کا فعل ہے نہ بندہ کا عمل صالح تا اسپر اجر کی توقع ہو اور پھر جبکہ انسان کے ساتھ یہ آفتیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ کہ کبھی حدیث النفس میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسی کو الہام سمجھنے لگتا ہے اور کبھی شیطان کے پنجہ میں پھنس جاتا ہے اور اسی کو الہام سمجھنے لگتا ہے۔ پس کسقدر یہ خطرناک راہ ہے۔ بغیر خدا کی زبردست شہادتوں کے ایسے الہام کب قبول کے لایق ہیں۔ سخت بدقسمت وہ لوگ ہوتے ہیں کہ کبھی اپنی حالت کا مطالعہ نہیں کرتے کہ کن باتوں میں وہ خدا کے نزدیک پاس یافتہ ٹھہر سکتے ہیں اور کن کن آزمایشوں کے بعد ان کا صدق خدا کے نزدیک ثابت ہوسکتا ہے۔ ان سخت گھاٹیوں کے طے کرنے سے پہلے ہی الہام کے خواہشمند ہو جاتے ہیں اس سے پرہیز کرنا چاہیئے اور توبہ اور استغفار میں مشغول ہونا چاہیئے۔ الہام بغیر پورے تقوےٰ اور پوری جانفشانی اور پوری محویت کے طفل تسلی ہے۔ اور سخت خطرناک اور زہر قاتل ہے۔ انسان جس سے قریب ہوتا ہے اسی کی آواز سنتا ہے۔ پس پہلے خدا سے قریب ہو جاؤ اور شیطان سے دور۔ تا خدا کی آواز سنو۔

خاکسار مرزا غلام احمد

(بدر)

تجارتی کمپنی

منشی غلام محمد صاحب پھلواری نے ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۷ء کے بدر میں "احمدی قوم کا اخباری اور تجارتی پہلو" کے عنوان سے ایک چھوٹا سا مضمون لکھا تھا اور اس معاملہ پر انہوں نے مجھے بھی متوجہ کیا تھا پھر بذریعہ تاکیدی خط کے بھی انہوں نے مجھ سے خواہش کی کہ میں بھی اس مضمون پر اپنی رائے کا اظہار نہیں کرتا۔

میں نے اس مضمون کے تمام پہلوؤں پر غور کیا ہے۔ تجارت فی نفسہ ایک عمدہ اور مفید پیشہ ہے اور حضرت حکیم الامت مولانا نور الدین فرمایا کرتے ہیں کہ قرآن کریم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تجارت کو زراعت پر بھی فضیلت حاصل ہے۔ لیکن ایک مشترکہ سرمایہ سے کوئی کمپنی قائم کر کے کام کرنا میں قدر مفید اور نفع بخش ہے اسی قدر اس میں مشکلات اور دقتیں بھی ہیں۔ مشترکہ سرمایوں سے کام کرنیوالوں کی کامیابی اگر اصول تجارت کو ملحوظ رکھ کر کام کیا جاوے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت یقینی ہوتی ہے اور یورپ کی قوموں نے تجارتی رنگ میں جس قدر ترقی کی ہے وہ بھی ایک نمایاں بات ہے۔

تجارت کے مختلف پہلوؤں کو چھوڑ کر اگر صرف تیغ ہی کو لیا جاوے تو یہ نہایت مفید اور مبارک ہے مسلمانوں کے لئے اس سلسلہ میں ایک میدان وسیع ہے کہ اگر چند متمول اور سرمایہ دار ملکر یہ کام کرنا چاہیں اور دیانت امانت۔ استقلال ہمت صبر اور محنت کو ہاتھ سے نہ دیں بلکہ کام کریں تو یہ غریب بھی نہ ہو گا بلکہ منافع کے علاوہ دینی خدمت بھی ہو سکتی ہے۔ اور اس زمانہ میں جبکہ اشاعت کتب اور ذرائع اشاعت کی سہولت ہو گئی ہے یہ تجارت بہت مفید ثابت ہو سکتی ہے مسلمانوں کی کتابوں کی اشاعت اور طبع سے جس قدر فائدہ پہنچایا اور خود اٹھایا وہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے اور اور یورپ یا مسلمان قوموں نے بھی جہاں تجارت کتب کے کام کو وسیع پیمانہ پر ہاتھ میں لیا ہے خدا تعالیٰ نے ان کے کاروبار میں برکت دی ہے اور اس کا قوت بہر حال انفرادی طاقت سے بڑھکر ہوا کرتی ہے مگر مشترکہ سرمایوں سے کام کرنے میں جہاں دستور اصول تجارت کی پابندی کی ضرورت ہے وہاں اعتبار۔ حسن ظن ایک فریق کی طرف سے اور ایثار اور مروت دوسرے کی طرف سے ہونی لازمی ہے۔

چونکہ ابھی تک ہم لوگ اس مقام تک نہیں پہنچے اس لئے مشترکہ سرمایوں سے کام کرنے کی روح بھی ہم میں پیدا نہیں ہوئی۔ اور بعض وقت ناتجربہ کاری اور جلد بازی بھی نقصان پہنچاتی ہے جبکہ سرمایہ دار سرمایہ لگا کر چند ہی روز میں بہت بڑے فایدہ اور نفع کا متمنی ہو جاتا ہے حالانکہ ایسے امور میں ایک وقت تک انتظار کرنا پڑتا ہے پس منشی غلام محمد صاحب اگر ایسے اشخاص سے آگاہ اور واقف ہیں جو نہایت حوصلہ اور بردباری کے ساتھ اپنا سرمایہ تجارت میں ملکر لگانا چاہتے ہوں تو ان کے لئے مبارک ہے وہ اپنی ذمہ واری پر یا کسی ایسے شخص کی ذمہ واری پر جس کی دیانت اور امانت پر انہیں پورا اطمینان ہو یا اطمینان کرنے کے قوی وجوہات ہوں کوئی کام شروع کر سکتے ہیں۔

اگر کوئی ایسا انتظام منشی غلام محمد صاحب کر سکتے ہوں تو سب سے پہلا آدمی جو ان کو اس مقصد میں اپنی ذمہ واری کے بوجھ سے الگ رہکر مدد دینے کو طیار ہو سکتا ہے وہ میں ہوں۔

بارہا میرے دل میں یہ خیال آیا ہے اور اس خیال نے مجھے مضطرب کیا ہے کہ ہر چند الحکم ایک قومی اخبار سمجھا جاتا ہے مگر اس کا تعلق فی الحقیقت میری شخصیت اور ذات سے وابستہ ہے۔ اور کسی قومی کام کا فرد واحد کے وجود سے وابستہ ہونا کسی حالت اور صورت میں خطرہ سے خالی نہیں ہو سکتا اس کی موت فوت بیماری غیر حاضری وغیرہ امور کا اثر اسپر ضرور پڑتا ہے۔ اس لئے کیا اچھا ہوتا اگر کوئی ایسی صورت ہوتی کہ وہ ایک شخص کی ملکیت سے نکل کر بہت سے مالکوں کی ملکیت میں ہوتا جن میں سے ہر ایک اپنے ذاتی تعلق کی وجہ سے اس کی بہتری اور ترقی کی سعی کرتا۔

اور ایک شخص جو اس کی منیجری۔ ایڈیٹری اور مالکیت کے بکھیڑوں میں رہکر بہت تھوڑا وقت اس کی بہتری اور بھلائی کے لئے دے سکتا ہے شاید کسی ایک حصہ میں خود بہ حیثیت منیجر یا ایڈیٹر کام کرتا اور اسی پہلو سے اس کو خدا کے فضل سے عمدہ پیمانہ پر لیجا سکتا ہے مگر جب اسے سارے بکھیڑے خود ہی کرنے ہوں تو سمجھ میں آ سکتا ہے کہ کس قدر نقص اس میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ بہر حال میں دل سے چاہتا ہوں کہ ایسے لوگ پیدا ہوں جو قومی ضرورتوں کا احساس قومی رنگ میں کریں۔

تالیف اور طبع کتب کا میدان جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں بہت وسیع ہے اگر چند آدمی ملکر اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں تو یہ بہت انشاء اللہ مفید ہو سکتا ہے۔ اسلامی دینی کتب کا سلسلہ خاص اشاعت چاہتا ہے خود قرآن مجید کی اشاعت ایک اہم کام ہے اور بہت ضرورت ہے جو کام پر نہیں شخص نے اس مقدس کتاب کی اشاعت کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لیا ہے خدا تعالیٰ نے اس کو ضائع نہیں کیا۔ ایسا ہی کتب احادیث کی اشاعت وسیع کام ہے۔ اور خود حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تالیفات کی اشاعت ایک ضروری کام ہے اگر یہ کتابیں نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر چھپا کر سستے داموں بیچی جاویں تو ان کی بڑی اشاعت ہو سکتی ہے مگر یہ سب کام سرمایہ کی ایک معقول تعداد چاہتا ہے مختصر یہ کہ اگر منشی غلام محمد صاحب اور جیسا کہ انہوں نے ظاہر کیا ہے کہ احباب نے اطمینان بخش خطوط لکھے ہیں اور اس کام میں حوصلہ افزا تحریریں سے کام لیا ہے تو ان کے لئے مبارک ہے مگر یہ ضروری امر ہے کہ تمام پہلوؤں کو سوچ کر اس میدان میں قدم رکھنا چاہئے اور ذمہ وار اشخاص کی ذمہ واریت سے کام کرنے کا حوصلہ کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی امر موجب فتنہ و ابتلا ہو جس کی برداشت کے لئے اس ابتدائی زمانہ میں ہم طیار نہیں اور خدا نکرے کہ اس قسم کے کسی ابتلا کا ہم نشانہ ہوں۔

اسی مضمون کے ضمن میں ایک نہایت ضروری امر پر بھی قوم کے سر برآوردہ اشخاص کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ

قرآن مجید کی اشاعت ہے

خدا تعالیٰ نے علمی اور عملی رنگ میں اس سلسلہ کو ممتاز فرمایا ہے اس لئے کہ اس نے اپنا رسول اور برگزیدہ امام اسی قوم میں نازل فرمایا مگر اب تک جو چوتھائی صدی سے زیادہ عرصہ گذرنے کو آیا ہماری جماعت کی طرف سے

قرآن مجید معرا یا مترجم

بھی چھپا کر شائع نہ ہوا۔ اور اس ضرورت کو ایک سے زیادہ مرتبہ محسوس کیا گیا۔ اشتہار ہوئے۔ کچھ نہ کچھ روپیہ بھی وصول ہوا جو من بعد واپس کیا گیا۔ میں نے باوجود اپنی علمی اور عملی کم بضاعتی کے سب سے پہلے اس ضرورت کو محسوس کر کے اپنی طاقت کے موافق بزرگان ملت کی ہی خوشہ چینی کر کے اس ضرورت کو پورا کرنا چاہا اور تفسیر کے رنگ میں کچھ پیش بھی کیا جسپر ہر طرف سے صدائے احسنت و مرحبا بھی اُٹھی اور آئندہ کام کرنے کے لئے حوصلہ بھی دلایا گیا لیکن وہ کام اس کے بعد بعض مشکلات کی وجہ سے معرض التوا میں آیا۔ پھر مدرسہ تعلیم الاسلام کی مجلس ناظم نے ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترجمہ چھاپنے کا اعلان کیا لیکن خدا تعالیٰ کی مشیت اور مرضی یہی تھی کہ یہ کام ابھی معرض التوا میں رہے اس کے بعد میرے مخدوم ہمارے ایک مکرم دوست اور بھائی نے بڑے زور شور سے حکیم الامۃ کے ترجمہ قرآن مجید کا اعلان کیا اور ایک پارہ شائع بھی کیا اگرچہ جس رنگ میں انہوں نے اس

پارہ کو شائع کیا وہ اُن کی ناتجربہ کاری کی وجہ سے جس طرز اور تقطیع پر چاہیے تھا نہ نکل سکا۔ تاہم غنیمت تھا مگر پھر اب خاموشی ہے۔

بہرحال یہ کام بہت ضروری ہے اگرچہ یہ آسان کام نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر متفق سعی سے کیا جاوے تو اللہ تعالیٰ اسے آسان اور بابرکت کردیگا۔ فی الحال اگر کسی جدید ترجمہ کو نہ بھی شائع کیا جاوے تو میری رائے میں پہلے ترجمہ جو ہوچکے ہیں مثلاً شاہ عبدالقادر صاحب یا شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ ان میں سے کوئی ایک ترجمہ ساتھ دیدیا جاوے اور اُن مقامات پر جن کی حقیقت اللہ تعالیٰ نے ہمارے امام کے ذریعہ کھولی ہے مختصر نوٹ دے دئیے جاویں اور نہایت خوشخط اور صاف ایک حمایل چھاپ دی جاوے ایسا ہی اسکے شروع میں ایک محنت سے طیار کی ہوئی فہرست ہو جو اپنے مقاصد کو مدنظر رکھکر بنائی جاوے اس قسم کی حمایل بہت مفید اور بابرکت ہوسکتی ہے انشاء اللہ العزیز اور اگر یہاں قادیان ہی میں اس کے چھلپنے کا بھی انتظام ہو تو مجھے یقین ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کا ترجمہ بھی چھپ سکتا ہے

حضرت حکیم الامۃ ترجمہ کرچکے ہوئے ہیں۔ یہ کام ایک زرِ خطیر کو چاہتا ہے میرے ہاتھ میں اس وقت نہیں ورنہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے توفیق پاکر اسے ضرور شروع کردیتا اس کے لئے یک مشت روپیہ کی حاجت ہے تاکہ یکدم ایک ہی قسم کا کاغذ خرید لیا جاوے۔ اور ایک عمدہ اور اعلیٰ خوشنویس کی خدمات لی جاویں یہ لوگ معقول پیشگی لئے بغیر کام نہیں کرتے۔ ایسا ہی دو تین تصحیح والے اس طرح پر ایک معقول تنخواہ کا عملہ اس مطلب کے لئے رکھنا پڑتا ہے اگر صرف خریداران الحکم ہی توجہ کریں اور وہ زیادہ نہیں چار چار روپیہ اس کے لئے جمع کرادیں تو یہ حمایل چھپ سکتی ہے یا کوئی سرمایہ دار اپنے طور پر یہاں یہ کام شروع کردے۔ میں انکو اس کام میں انشاء اللہ مدد دے سکونگا۔ اس ضرورت کو محسوس کرنے والے بہت سے دل پیدا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ خود توفیق دے۔ آمین۔ آخر میں حضرت امامؑ کے اس شعر پر اسکو ختم کردیتا ہوں

اے بے خبر بخدمتِ قرآں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

ضروری اطلاع

خریداران الحکم کو حسب معمول سابق ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کا پرچہ بقایا اور ۱۹۰۸ء کی سالانہ قیمت وصول کرنیکے لئے وی پی کیا جائیگا۔ جو خریدار کسی وجہ سے ۱۰ دسمبر کا الحکم وی پی وصول نہ کرسکتے ہوں اُن کو ضروری ہے۔ کہ وہ ۸ دسمبر تک اطلاع دیں۔ کہ انکی نام کس تاریخکا الحکم وی پی کیا جائے۔ تاکہ مطبع واپسی وی پی کی زیر باری سے محفوظ رہے۔ یاد رہے کہ اسکے سوا الگ اطلاع اور نہیں کی جاوے گی ——— ایڈیٹر

حضور انور رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین

آپ ہمارے سچے آقا اور عظیم محسن ہیں۔ حضور نے اس دُنیا میں ظہور فرماکے ہم پر وہ وہ احسان کئے ہیں کہ ہم انھیں نہیں گنوا سکتے۔ نہ صرف ہمارے باپ دادا بلکہ ہماری صدہا پشتیں حضور کی غلامی کا فخر رکھتی ہیں حضور نے نہ تنہا تمام دُنیا میں توحید کا ڈنکا بجا کے ہمارے لئے عالی ہمت بننے اور اپنے ارادہ میں مستقل رہنے کا ایک جیتا جاگتا نمونہ قائم کردیا ہے۔ حضور کے بازو میں لاریب نور قضا چھپا ہوا تھا۔ اسی روحانی قوت سے حضور نے اس کرۂ ارض کو اپنے ہاتھ میں اُٹھالیا اور تمام دُنیا کو دکھادیا کہ خداوند تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور اپنے ارادہ کے پورے ایسے ہوا کرتے ہیں۔

حضور نے ایک ایسی ناہنجار قوم میں زندگی کی روح پھونکی جو ہمیشہ سے مُردہ چلی آتی تھی جس نے نہ کبھی زندگی پائی اور نہ کبھی نبی نوع انسانی میں شمار ہونے کے قابل بنی۔ وحشی۔ ناخدا ترس۔ پانی کے گھونٹ پر صدہا سال جنگ قائم رکھنے والے۔ جاہل۔ قمار باز۔ بُت پرست۔ دختر کش۔ مردم خوار اور درندے انسانوں کو وہ فضیلت بخشی اور اُن کی مذموم عادات ایسی کھوئیں کہ وہ متمدن اقوام جن کے قدیم مہذب قوموں کے اُستاد ہوگئے۔ حضور نے آناً فاناً میں اُن کی وحشت کو تہذیب سے بدل دیا۔ اور اُن کی جہالت کو علم سے۔ اور بُت پرستی کی جگہ خدا پرستی قائم کردی۔ حضور انور کے صدقہ سے صدیق جیسے رقیق القلب۔ پاکباز۔ راست گو اور سچے ہمدرد بنی نوع کا ظہور ہوا جن کی اطاعت پر لاکھوں بندگان خدا نے سر جھکادیا اور فاروق اعظم جیسے شیر خدا۔ جری۔ اولوالعزم۔ مدبر۔ سپاہ سالار اور بارعب انسان بنادئے جنھوں نے کسریٰ اور قیصر کی قدیم اور زبردست سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور جن کے فوجی افسروں نے ایران اور روم کی اُن شایستہ فوجوں کو فاش شکستیں دیں جن کا لوہا تمام دُنیا ہزار ہا سال سے مانتی چلی آتی تھی اور جن کی دہشت سے کسی کو دم زدن کا یارا نہ ہوتا تھا۔

حضور کا ایک ایسے خاندان میں ظہور ہوا جو مثل اپنے ہموطنوں کے کم تعلیم یافتہ بُت پرست اور بھوت پریت کی زبردست قوتوں کا قایل تھا جو کعبہ کے بتوں پر قربانی کا جانور چڑھانا اور نیاز نذر ماننا اپنا خاص مذہب تصور کرتا تھا۔ یہ واقعی ایک حیرت انگیز بات تھی کہ حضور ایسے لوگوں میں پرورش پاکر اُن ہی کی آوازیں حضور کے کانوں میں گونجتی رہیں اور اُن ہی میں ہوش سنبھالیں اور مثل عربی بچوں کے جانوروں کے گلّہ کو چرائیں۔ بکریوں کا دودھ دوہیں اور پہاڑوں پر سارا سارا دن گذار دیں اور پھر جب حضور انور اپنی ناہنجار قوم سے خطاب کریں تو معلوم ہو کہ قدرت کی آغوش روحانی کا پرورش کیا ہوا اور فطرت کا لاڈلا فرزند بول رہا ہے۔ ایسی ناہنجار قوم کو جو آج تک نہ کسی کی مغلوب ہوئی تھی اور نہ کسی پر غالب حضور نے جزیرہ نمائے عرب سے نکال کے دُنیا کی شائستہ قوموں کے آگے پیش کیا اور وہ ان عربوں کا تمدن اُن کی تہذیب۔ اُن کی آزادی خیال۔ ان کی مذاہب غیر کے ساتھ رواداری دیکھ کے سکتہ میں رہ گئیں۔ اور بخوشی اپنے ممالک کی کنجیاں اُن کے قدموں پر نثار کردیں۔

حضور کی مقدس پیدایش ایک ایسے پُر آشوب زمانہ میں ہوئی تھی کہ دُور دُور تک بُت پرستی کی تاریکی نے فطرت کے نورانی چہرہ کو چھپا رکھا تھا۔ عربوں کا سوائے مختلف باطل معبودوں کے کوئی سر دھرنہ رہا تھا۔ حضرت موسیٰ کی تعلیم گاؤ خورد ہوچکی تھی۔ توریت کو دیمک لگتی چلی تھی۔ دوسری طرف نصرانیت دم توڑ رہی تھی اور خداوند مسیح کی بھیڑوں میں تن پرست بھیڑئے پیدا ہوکے ان کا نوالہ تمام کررہے تھے۔

گئے۔ خانقاہیں اور کُل معابد زناکاری کے گھر یا بازاری عورتوں کے اڈّے بن رہے تھے اور پیشوایان یہود و نصاریٰ کے دل ایسے سیاہ ہو گئے تھے کہ وہ جہالت کو نجات کی کنجی سمجھنے لگے تھے۔ اخلاق کی ایسی زبون ترین حالت اور روحانیت کے اس انتہائی تنزل کے زمانہ میں اگر کیسے ہی زبردست دل و دماغ والے انسان سے کہا جاتا اور اس کا کلیجہ شق ہو جاتا۔ مگر حضور نے نہ صرف ان ارد گرد کی قوموں کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا بلکہ یہ دعویٰ کیا کہ مَیں تو عالم کی رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں حضور کی تنہائی بے بسی اور بے یار و مددگار رہنے نے دشمنوں کو آپ پر ہنسوایا اور جس طرح قدیم سے چلا آتا تھا کہ خدا کے برگزیدہ۔ خالص اور صادق پر جاہل قوم پھبتیاں کستی اور اُن کا مذاق اُڑاتی ہے اسی طرح حضور کا بھی ٹھٹھہ اُڑایا گیا اور ہر طرح حضور کو چڑایا اور اذیت دی گئی مگر مرحبا ہے اس غیر معمولی اور لاجواب استقلال کو کہ حضور کا قدم اپنی جگہ سے مطلق نہیں ڈگمگایا اور روز بروز حضور کے استقلال میں ایک زور۔ تمکنت اور جوش پیدا ہوتا گیا اور اخیر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کُل ٹھٹھے۔ ہنسیاں اور پھبتیاں مغلوب ہو گئیں اور سب نے حضور کی اطاعت میں اپنی گردنیں خم کر لیں حضور کو خاتم النبیین کا لقب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا جس کے یہ معنے تھے کہ نبوت کا خاتمہ ہو گیا اور اب علوم معرفت کی ایسی تکمیل ہو گئی ہے کہ آیندہ کسی نبی کے بھیجنے کی ضرورت نہیں رہی۔ لہٰذا یہ بات قدرتی طور پر لازم آئی کہ حضور میں وہ کُل اوصاف ہوں جو اور انبیاء سابقین کی ذات میں ودیعت ہوئے تھے اور اس کے علاوہ معرفت کی بھی پوری تکمیل آپ کی ذات اقدس و اطہر میں کر دی جائے اور وہ غیر معمولی کامیابی بھی آپ کو نصیب ہو جو کسی نبی کو اپنی زندگی میں نصیب نہ ہوئی تھی عام فہم کے مطابق ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے بتدریج اپنی معرفت اور رحمت کا دروازہ خلقت پر کھولا اور ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچی کہ وہ آخر میں پورا پورا کھول دیا گیا اور صاف طور سے آسمانی آواز نے دین خدا کی تکمیل اور نعمت اللہ کے پورے ہونے کی بشارت دیدی جس کے ظاہری معنے یہ ہیں کہ جس طرح اس دُنیا کے کُل کام بتدریج کمال اور عروج کو پہنچتے ہیں اسی طرح روحانی سبق بھی اس کی الف۔ بے۔ تے سے شروع ہوا اور پھر حضور انور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر اُس کی تکمیل ہو گئی اور سبق پورا ہو گیا۔

انبیاء کے بعثت کی غایت اگرچہ ایک ہی بتائی گئی ہے لیکن تلقین میں فرق ہے اور وہ ایسا باریک ہے کہ باطنی مبصر کی آنکھ اُسے اچھی طرح دیکھ سکتی ہے جو کچھ سرکشی۔ تمرّد۔ نافرمانی انبیا کی کی گئی ہے اس کے پڑھنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں مگر سب سے زیادہ وحشی پن۔ ناانسانیت اور سنگدلی جو حضور انور سے برتی گئی اُسکے پڑھنے سے تو دل دہل جاتا ہے اور کلیجہ ہلنے لگتا ہے۔ تقاضائے قدرت یہی تھا کہ جس طرح خداوند تعالیٰ نے حضور کو خاتم النبیین بنایا اور حضور کی اقدس و اطہر و مُبارک ذات پر اپنے دین اور نعمت معرفت کی تکمیل کر دی اسی طرح تمام قسم کی مخالفتوں سختیوں۔ جفا کاریوں۔ مظالم اور بے دردیوں کی بھی تکمیل ہوتی اور ایسی تکمیل کہ جور و ظلم کی حد ختم ہو جاتی تاکہ کسی قسم کی چھوٹی بڑی مخالفت باقی نہ رہ جاتی۔ کیونکہ دوسرے نبی کے آنے کی ضرورت رکھی گئی اور نہ حکم دیا گیا پھر مخالفت کا حصّہ کس کی ذات کیلئے محفوظ رکھا جاتا۔ ساتھ ہی اسکے کامیابی بھی پوری عطا کی گئی اور ایسی کامیابی جو کسی نبی کو اپنی زندگی میں مُیسّر نہ ہوئی۔ ہم دل سے اسے معصوم نبی اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ حضور بے شک کُل انبیاء کے سرتاج ہیں اور سب سے زیادہ بارگاہ خداوندی میں تقرب کے لحاظ سے حضور ممتاز کئے گئے ہیں ہم پیغمبروں میں کسی قسم کی تفریق نہیں کرتے کیونکہ وہ ایک ہی مقصد اعظم کی تکمیل کے لئے دُنیا میں مبعوث ہوئے تھے مگر یہ ضرور کہتے ہیں کہ وہ مقصد اعظم اے فخر کائنات تیری پاک ذات سے حاصل ہوا۔ (کرزن گزٹ)

تبصرہ جلد منگالو

تبصرہ کو بصورت اشتہار جیسا کہ حضرت اقدس کی منشاء ہے عام نظر گاہوں وغیرہ پر لگوانے اور عام مشتہر کرنے کیلئے چھاپا ہے۔ ذیل کے نرخ سے مل سکتا ہے۔ قیمت ۱۰۰ اشتہار ؏ قیمت ۵۰۰ اشتہار للعہ قیمت ۱۰۰۰ اشتہار سے ؏ ۱۰۰ سے کم قیمت فی پرچہ ۔ر کے حساب سے چارج ہوگی محصولڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست بنام مینیجر الحکم قادیان۔

۲۶ و ۲۷ و ۲۸ نومبر کے متعلق اطلاع

الحکم کے ساتھ رعایتی کتابوں کا جو اعلان شائع کیا جا رہا ہے اسکے متعلق بعض احباب کو مغالطہ ہوا ہے اور انھوں نے دریافت کیا ہے کہ آیا قادیان اس تاریخ کو منی آرڈر پہنچ جانا چاہیے یا اپنے مقام سے روانہ کیا جاوے اسلئے عام غلط فہمی کو رفع کرنیکے لئے اطلاع دیجاتی ہے کہ مندرجہ بالا تاریخوں کو اپنے اپنے مقام سے منی آرڈر روانہ کر دینا چاہیے قادیان خواہ وہ کسی تاریخ کو پہنچے۔ مینیجر

ضروری یاددہانی

سالانہ جلسہ قریب آ رہا ہے اس لئے تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے ہاں سے آنیوالے احباب کی تعداد سے فوراً اطلاع دیدیں تاکہ ضروری انتظام کے لئے غور کرنیکا موقع ان لوگوں کو ملسکے جو اس تقریب پر خدمت احباب پر مامور ہوتے ہیں۔ عین وقت پر مہمانوں کے اُتارنے اور اُنکے لئے جگہ کی تجویز میں دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے جہاں جہاں احمدی انجمنیں قائم ہیں وہ اپنی ضلع کی انجمن کے سکرٹری صاحب کو اُسقدر تعداد سے اطلاع دیں جسقدر احباب قادیان آنیوالے ہوں۔ انجمن کے ضلع کے سکرٹری صاحبان راقم الحروف کو اطلاع دیدینگے۔ اور اسطرح پر انتظامی امور میں سہولت ہوگی۔ ایسی تمام اطلاعیں ۵ اڈسمبر ۱۹۰۷ء تک مجھ پہنچ جانی ضروری ہیں۔

ایسا ہی تمام احمدی بھائی یاد رکھیں کہ جو احباب قادیان آئیں وہ اپنا بستر اور لحاف ساتھ لائیں لحافوں اور بستروں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اس میں ہرگز فروگذاشت نہ کی جاوے۔

پہلے بھی لکھا گیا ہے اور اب پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ **مہمان خانہ** میں غریب اور نادار مہاجرین اور بعض مسکین اور یتیم طلباء اور بعض دوسرے نادار طلباء کے لئے لحافوں اور گرم کپڑوں کی حاجت ہے جو احباب اس کار خیر میں حصّہ لیں وہ عند اللہ ماجور رہوں گے۔

یعقوب علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

احمدی بہنوں کے لئے کچھ

ایک عرصے سے ہمارے دل میں یہ خواہش جوش زن تھی کہ کچھ نہ کچھ کبھی نہ کبھی اپنی احمدی بہنوں کیخاطر بھی لکھا جایا کرے۔ اور اس تحریک کی زیادہ تر محرک تو خواہرہ مکرمہ محترمہ اہلیہ صاحب ملک کرم الٰہی صاحب ہیں جن کے مضمون الحکم و وکیل میں دیکھے گئے تھے مگر کم فرصتی ایک ایسا مرض ہے کہ وہ انسان کو بہت سے کام کاج سے روکدیا کرتا ہے۔ ہم آج کے روز ایک مضمون تحریر کرتے ہیں جو اگرچہ ایک خط کی صورت میں ہے۔ مگر نتیجہ خیز ضرور ہے۔ اور ہماری خواہش ہے کہ گاہ گاہ اس طور سے یا کسی اور طور سے جو پھر خیال میں آوے گا اپنی احمدی بہنوں کے لئے (انشاء اللہ تعالیٰ بشرط زندگی و توفیق) جو خطوط اور رقعوں کے علاوہ معنے و نتیجہ خیز باتیں ہونگی اور اس کے ضمن میں بعض قرآنی آیات کے معانی و مطالب بھی موقع و محل کے لحاظ سے سنائے جائیں گے۔ مگر یہ ضروری امر ہے کہ ہم احمدی بہنوں سے یہ دریافت کریں جو اہل قلم ہیں کہ وہ اس طرز تحریر کو جو اسطرح شایع ہو پسند کرتی ہیں کہ نہیں۔ ہماری اس عرض کا جواب دینا بذریعہ الحکم کے خواہرہ مکرمہ اہلیہ صاحبہ ملک کرم الٰہی صاحب آف بھیرہ اور محترمہ اہلیہ صاحبہ اکمل آف گولیکی اور عزیزہ احمدی خاتون صاحبہ اور ایسے ہی دوسری اہل قلم اور تعلیم یافتہ بہنوں کو ضروری اور لازمی ہے۔ تاکہ آیندہ کو اگر ناپسند ہو تو ہم لکھنے سے باز رہیں۔ فی الحال اس تحریر کے ساتھ بطور نمونہ کے ہم ایک مضمون کا خط کے طور پر پیش کرتے ہیں جو کہ ذیل میں درج ہے

خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی۔

نند* کا خط بھاوج کے نام

جناب بھاوج صاحبہ مکرمہ معظمہ دام عصمتہٗ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

گذارش یہ ہے کہ میں آپ سے رخصت ہوکر مع الخیر اپنے سسرال میں پہونچی سب کو تندرست پایا اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کیا کہ بارے اس نے ہر ایک آفت سے محفوظ رکھا۔ جب سے کوٹ لکھپت میں اور چھاونی دکلانور کے درمیان ریل گاڑیاں لڑی ہیں تب سے گاڑی میں بیٹھتے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ یوں تو مولا کریم کی مرضی ہے ہم سب اسی کے بندے ہیں اور عاجز بندے ہیں گنہگار ہیں ایک گناہ کے مرتکب نہیں دو کے نہیں بلکہ انبار در انبار گناہوں سے لدے ہیں جس گناہ کی سزا میں مولا کریم وہ ہر پکڑ سے بجا ہے کوئی اس کے لئے روک تھام نہیں اور نہ اسپر کوئی حرف آسکتا ہے مگر تاہم اس کا یوں خیریت سے پہونچا دینا اور ہم کو استغفار کرنے اور گناہوں سے پاک ہونے اور متقی بننے کا موقع عنایت کرنا ہی اسکی عنایت ازلی سے کم نہیں۔ چھوٹے بھائیوں اور بہنوں اور آپ کی جدائی سے بہت رنج ہے خصوصاً والدین کا چلتے وقت کا رونا یاد کرکے اب تک دل بھر آتا ہے بلکہ سچ پوچھو تو دل بیتاب ہو جاتا ہے یوں تو انسانی خلقت کی نسبت ہی اس کے خالق مالک کا ارشاد ہے کہ خلق الانسان ضعیفا مگر اس کا زیادہ پتہ تو غریب عورت ذات کے ہی حصہ میں آیا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کی کمزور ہوتی ہیں سو جیسے اونکی فطرت کمزور ویسے ہر ایک قویٰ کمزور اسی لئے تو وہ ذرا سے غم و الم کو بھی رائی کے پہاڑ کی مثال بہت بڑا سمجھ لیتی ہیں اسمیں شک نہیں کہ اکثر ایسی کمزوریاں لاعلمی یعنے علم سے بے بہرہ ہونے سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ مگر جس کے نصیب میں خدا تعالیٰ نے کچھ نہ کچھ علم کا حصہ مقرر کیا ہے انکی کیا بات ہے اسمیں شک نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور اس کا خاص فضل ہے کہ میں کچھ تھوڑا بہت ٹوٹا پھوٹا لکھنا پڑھنا جانتی ہوں مگر جہاں تک اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھتی ہوں اپنے آپ کو بہت کمزور خیال کرتی ہوں یہی وجہ ہے کہ والدین کا رونا یاد کرکے اب تک میرا دل بھر آتا ہے تاہم کیا کریں مجبور ہیں کچھ اپنے بس کی تو بات ہے نہیں مولا کریم کی یہی مرضی ہے اور اس نے یہی چاہا ہے کہ ایک کی لڑکی جب پل پلا کر بڑے ہوکر اس کے گھربار کو خیرباد کہدے اور دوسرے اجنبی کے گھر کو جاکر آباد کرے وہ اپنوں کو چھوڑکر بیگانوں کو اپنا بنا وے اور انکی اپنی بنے اور اپنوں سے ایسی دور ہو جاوے جیسے کہ دودھ کی مکھی۔ دودھ کی مکھی کی مثال اگرچہ کسیقدر مکروہ معلوم ہوگی۔ لیکن اگر غور سے دیکھو تو یہ مثل ہر طرح سے ٹھیک آتی ہے وجہ یہ کہ جسطرح دودھ میں پڑی ہوئی مکھی کو جب نکال کر پھینک دیا جاوے تو پھر اس کا دودھ سے کچھ ایسا تعلق نہیں رہتا جیسا کہ دودھ میں ہونے کی حالت میں تھا ایسا ہی بیاہی بیٹی کا ماں باپ کے گھر پر کچھ زور نہیں چل سکتا۔ ایک وقت تھا کہ میرے ہی ہاتھ میں سب کچھ تھا اور سب کام کاج میں ہی منتظم تھی مگر اب وہ وقت ہے کہ خداوند کریم نے وہ تمام کام آپکے سپرد کرا دیا اور ہم کو اوس سے بالکل بے دخل کرا دیا اب اول تو ہمارا میکے میں جانا ہی نہیں ہوتا اور اگر جاتے ہیں تو صرف مہمانوں کیطرح چند روز یا غایت کار مہینہ دو مہینے رہکر پھر آپ کو اور بھائی بہنوں والدین کو کلپتا اور گریہ زاری کرتا ہوا چھوڑکر آنا ہی پڑتا ہے کیونکہ بیگانے پوتوں کے ساتھ تعلق پیدا ہونے کا نتیجہ ہی یہ ہوتا ہے کہ اپنوں کی محبت کو سرد کرنا پڑتا ہے۔

پیاری بھاوج! میری طبیعت اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ میں اکثر فرصت کے وقت بعض امور کیطرف توجہ کرکے سوچا کرتی ہوں۔ اور مفید مطلب و نتیجہ خیز باتوں کی ٹوہ میں رہا کرتی ہوں پھر ان مفید اور نتیجہ خیز باتوں کو اپنے تک محدود رکھنا ادنیٰ درجہ کی خود غرضی خیال کرکے یہ خواہش ہوتی ہے کہ بہنوں کی خدمت میں بھی ان کو پہنچا دوں چنانچہ اکثر دفعہ ایسا کرتی ہوں کہ خطوں کے ذریعہ تحریر کرکے اپنی بہنوں اور سہیلیوں کی خدمت میں ایسی ایسی باتیں لکھتی رہتی ہوں مگر افسوس ہماری طبیعتیں ایک جیسی تو ہوتی نہیں ہیں ہماری اکثر بہنیں اور سہیلیاں دنیا پرستی کیطرف زیادہ مائل ہیں اسلئے اکثر دفعہ وہ مجھکو پاگل اور وہمی خیال کرتی ہیں اور کئی تو ایسی بھی ہیں کہ لکھ بھیجتی ہیں کہ بی بی! اگر تم ایسے ہی خیال میں پکا رہنا چاہتی تھیں تو تم نے شادی ناحق کی تم کو تو چاہئے تھا کہ کنواری مریم کیطرح رہبانیت اختیار کرنے کا عزم بالجزم کر لیتیں اور رات دن اسی وہم اور خیال میں مبتلا رہتیں۔ مگر مجھکو ان بہنوں کی حالت زار پر سخت رونا آتا ہے بلکہ اگر سچ پوچھو تو بعض دفعہ انکی حالت پر ملالت پہ آٹھ آٹھ آنسو بھی

* پنجابی زبان میں خاوند کی ہمشیرہ۔ منہ

گرہی پڑتے ہیں اگرچہ بہتیرا روکتی ہوں۔ وجہ یہ کہ ان بہنوں نے اسلام کی حقیقت کو سمجہا ہی نہیں بلکہ اگر میں یہ کہدوں کہ ان کے لایق شوہروں نے جنکو ہم اپنا معزز دینی بہائی یقین کرتے ہیں ان کو سمجہانے سے کسقدر پہلوتہی کی ہو یا یہ کہ انکی نصیحت پر ان بہولی بہالی صورتوں نے کان نہ دہرے ہوں تو بے جا نہ ہوگا۔ اس لئے مجہکو یہ وہم خیال کرلیتی ہیں اور ایسے لفظ اپنی زبان اور زبان قلم سے نکالتی ہیں کہ جن کا نکالنا عقلاً وشرعاً اون کے لئے جائز نہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ اسلام ہاں پیارا اسلام وہ سچا دین الٰہی ہے کہ وہ کسی قوائے انسانی کی بے حرمتی کرانا نہیں چاہتا اور نہ چاہتا ہے کہ کسی قوای سے ایسا زیادہ کام لیا جاوے جو اسراف میں داخل ہو اس لئے تو اس نے رہبانیت کی جڑ کاٹ دی اور ایسا ہی کثیر التعدادی کے سبق پڑہانے سے کنارہ کشی کی یہی وجہ ہے کہ اوس نے ہر ایک کام کے لئے حدود قائم کئے یعنے جہاں اسلام نے لا رھبانیۃ فی الاسلام کا حکم دیا وہاں صرف چار تک بیویاں کرنے کی بہی حد باندہ دی جس سے اسراف کا بہی بندوبست ہوگیا اور قوائے انسانی کی بیحرمتی کا بہی قلع قمع ہوگیا۔ مگر دوسرے ادیان میں آذ بتا کر کچھ نہ کچھ ایسی بات رکہدی ہے کہ نہ دہری جائے اور نہ اوٹہائی جائے ؎

کچھ وہ سر پہ پڑا ہے کہ اوٹہائے نہ اوٹہے
بات بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائی نہ بنے

جب میں آپ سے رخصت ہوکر ریل گاڑی میں اسوار ہوکر روانہ ہوئی ہوں تو رنج وغم تو تہا ہی ماں باپ کی جدائی بہائیوں بہنوں اور آپ جیسی مخلصہ بہاوج کو چھوڑ کر آنا دلپر بہت کچھ غم والم کے پہاڑ توڑ رہا تہا کچھ راستہ تو میں اسی ہم وغم میں مبتلا رہی مگر کچھ دیر کے بعد میری طبیعت نے پلٹا کہایا اور میری طبیعت دوسری طرف رجوع ہوئی یعنے یہ خیال دل میں آنے لگا کہ دیکہو! خداوند کریم کی حکمت ومصلحت کو کہ ماں باپ کی گود میں سپلے پوسوں کو کسطرح جدائی صرف ایک بندۂ خدا کے سبب نصیب ہوتی ہے اپنے بہائیوں بہنوں خویش اقربا ذرا دیر میں سب کے سب چہوڑ کر اونسی ایک دم کنارا ایسی بے مروتی کرنا کونسے اخلاق میں داخل ہے کیا یہ کوئی نیکی ہے کیوں نہ ہم اس کو اعلے درجہ بدی۔ بدعہدی بے وفائی بے مروتی۔ خود غرضی مان لیں کیا ماں باپ کا یہ احسان تہوڑا ہے کہ اونہوں نے گودیوں میں کہلایا اور ہر طرح کے ناز ونعم میں پالا پوسا سو طرح کا دکہ اٹہایا تکلیف اٹہائی اگر بیمار ہوگئی تو اپنے پر روٹی کہانا پینا حرام کر لیا۔ بیمار کے لئے سو طرح کی دوڑ دہوپ کی کبہی کچھ دوائی پلائی کبہی کچھ اور اس فکر میں اپنی جان پر رنج وغم کے پہاڑ توڑے سوا الگ وہ ائی دار ومیں جو روپیہ پیسہ پانی کیطرح بہایا اس کا حساب کتاب نہیں باوجود ایسی اعلے درجہ کی خدمت کے صرف ایک آدمی کے بچنے کیخاطر اون سے طوطا چشمی کرنا اخلاقی گناہ تو ضرور ہونا چاہئے کیا جس نے بچپن سے ہماری خاطر تواضع کرنیکا ٹہیکہ لیا تہا اور ہم کو طرح طرح کا سکہہ وآرام دیا اوس کے احسانوں کا یہی بدلا ہونا چاہئے تہا کہ ہم ایسے بے مروت ہوجاتے اور اون کے رونے دہونے کو خاطر میں نہ لاتے اور نہ ان کے کلیجے کا خیال کرتے اور نہ کڑہنے پر ترس کہاتے اور یوں اون کو روتا اور کڑہتا چہوڑ کر چلے آتے ایک بندہ خدا کی خاطر۔ کیا اس بندہ خدا کے سرخاب کا پر لگا ہے جسکی خاطر ہم کو اون کے تمام احسان پس پشت ڈالنے پڑے؟

نہیں نہیں پیاری بہن! یہ دنیا کی بے ثباتی کا نظارہ ہے اور خدا کی وحدانیت ثابت کرنے اور انسان کو خبردار کرنے کے لئے ایک نہایت ہی عجیب وغریب اشارہ ہے اور اس سے ایک عارف کے لئے دریائے معرفت الٰہی کے راز کی ایک نہر ظاہر ہوتی اسمیں شک نہیں کہ ماں باپ کی محبت والفت اپنے بچوں اور بچیوں سے بہت زیادہ ہوتی ہے اور وہ ہرگز ہرگز نہیں چاہتے کہ اونکی آنکہوں سے اوٹ اون کا جایا جائی ہو مگر اصل پوچہو تو یہ دنیا ہی بے وفا ہے اس کے ساتہہ دل لگانا ہی گمراہی کی دلیل ہے اس نے کسی کے ساتہہ مروت نہیں کی۔ احسان نہیں کیا۔ رحم نہیں کیا۔ مہر نہیں کی۔ شفقت نہیں کی۔ لطف نہیں کیا۔ بلکہ یہ ہمیشہ سے جانی دشمن مخالف ومعاند اور سیاہ دشمن کیطرح کبہی مال بیری رہے کبہی عزت کی۔ کبہی اولاد کی۔ کبہی جان کی۔ اور ان میں سے آخر کار ایک نہ ایک کو لیکر ہی چہوڑتی ہے اور کبہی ہی بہوکے گہڑیال کیطرح سیر نہیں ہوتی جبتک کہ سب کو کہینچکر اپنے پیٹ کی بہٹی میں نہ بہرلے۔ آہ صد آہ۔ یہ دنیا کیا ہے؟ ناپائیدار۔ بے ثبات۔ بے وفا۔ غدار ہے۔ اور اس کے ساتہہ دوستی لگانیوالے کا انجام کبہی اچہا نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔

میں آپ سے ہزل سے نہیں بلکہ جد وصدق سے کہتی ہوں کہ اگر بایک بین اور فیلسوف بنکر دنیا کے کرشموں پر نظر کروگے تو ایکبار بحر حیرت کی غواص ہوجاؤگی اور ایسی حیرت میں محو ہوجاؤگی کہ کبہی دنیا کی محبت الفت اور عشق کا نام نہ لوگی۔ آج کل کے نئی روشنی کے دلدادہ ناولوں کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ جسکا پڑہنا ہمارے نزدیک زہر ہلاہل کے استعمال سے کم نہیں ہے اگر اونپر نظر کیجاوے تو دنیا کی بے ثباتی کے ہزاروں لاکہوں ایسے نقشے کہچے ہوئے ہیں کہ دل کانپ اٹہتا ہے اور بدن کے رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہیں کہ یہ کیسے کیسے اچہوں اچہوں کو خراب خستہ ذلیل ورسوا اور دربدر خاک بسر کرتی رہی ہے مگر وہ بزرگ نام وہ مبارک اور قابل تعظیم اور قابل تقلید صورتیں اونپر واری جاؤں۔ اونپر قربان جاؤں۔ اونپر صدقے جاؤں جنہوں نے اس کو سو طلاقیں دیدی ہیں وہ اس کے ہتہکنڈوں سے بال بال بچ گئے جنہوں نے اسکی چال ڈہال کو نظر تعمق (گہری) سے دیکہہ لیا اور اس کے ساتہہ دل لگانا ہی موجب خسران خیال کرکے محبوب حقیقی کے والا وشیدا ہوگئے۔ والا وشیدا کیا ہوگئے بلکہ اصل پوچہو تو وہ حضرات تر گئے یعنے کامیابی کا سہرا اون کے ماتہے پہ باندہا گیا۔

ہم نے تو یہ سمجہا ہے کہ اللہ تعالےٰ رب العلمین نے والدین کو اپنے پالی پوسی لڑکی دوسروں کے بیٹوں کے حوالے کرنیکا حکم دینے سے یہ فلسفہ سمجہایا ہے کہ جسطرح لڑکی محض ایک وجود کیخاطر اپنے خویش واقارب بہائی بہن کی محبت کو بالائے طاق رکہکر اسکی ہاں میں ہاں ملانا اور اس کا ادب وحرمت کرنا باعث فخر ونجات یقین کرتی ہے اسی طرح اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہئے کہ جسقدر قوی ہم کو عطا کئے گئے ہیں اونکو بمنزلہ خویش واقارب اور بہائی بہن کے خیال کرنا ایک حد تک ٹہیک ہے جب اللہ تعالیٰ سے دل لگایا جاوے تو صرف وہ کام اختیار کیا جاوے جو اوسکی مرضی کے مطابق ہو ہمارا ہر ایک اعضا نفسانی خواہش سے

ایسا ہی دور و مہجور ہو جیسا کہ لڑکی ماں باپ اور خویش و اقارب سے دور ہو جاتی ہے وہ اپنوں کی محبت کو سرد کر دیتی ہے اور بیگانوں کی محبت کو اپنے سینے سے بھر لیتی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ لڑکی کے سسرال والے جیسے بیگانے ہوتے ہیں ویسے اللہ تعالیٰ کی پاک ذات ہمارے لئے بیگانہ ذات نہیں ہے بلکہ وہ وہی ہے جو ہمارا خالق ہے مالک ہے رازق ہے کہیں ہے معطی ہے فیض بخش ہے فیض رساں ہے ہماری حقیقت اور کنہ کو جانتا ہے اور ہمارے دلی خیالات کا علم رکھتا ہے مگر تاہم ہماری روحانی اور جسمانی بناوٹ سے وراء الورا تو ضرور ہے وہ لیس کمثلہ شیء ہے اور اس کے لئے لا تضربوا للہ الامثال ہے پس وہ ہماری ہیئت کذائی سے تو ضرور اجنبی ہے یعنے ہمارے جیسا تو ہرگز ہرگز نہیں ہے ہم ہر ایک بات کے محتاج وہ ہر ایک بات و احتیاج سے مبرا و منزہ۔ پس اس لحاظ سے بلا تشبیہ ہم اوسکی نسبت اجنبی کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں جس کے یہ معنے نہیں ہونگے کہ وہ ہماری حقیقت یا کنہ سے بے خبر ہے بلکہ یہ کہ وہ ہماری ذات پات اور ہماری طرح پابندیوں اور عجز و انکسار سے بری اور محض بری ہے۔ تو ہاں لڑکی کو دوسروں کے سپرد کرنے سے یہ سمجھایا گیا کہ جسطرح ایک لڑکی کے لئے خاوند کی محبت ماں باپ خویش اقارب کی محبت سے زیادہ رکھنی ضروری اور لازمی ہے اور اسکی مرضی کی تابعدار ہونا ضروری اور لابدی ہے اسیطرح اللہ تعالیٰ کا پورا تابعدار رہنا اسکی مرضی کو ہر ایک امر میں مقدم رکھنا ہی زیبا اور فرض منصبی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ جب لڑکی بیاہی جاتی ہے تو ماں باپ سے بھائیوں بہنوں کی جدائی کے سبب سے اس کا دل بوجہ اس کے کہ اون کے ساتھ رہی ہے اور پلی ہوتی ہے بہت ہی کڑھتا ہے رنج و غم سے اون کا دل بھر جاتا ہے اور بار بار یہ خیال آتا ہے کہ سسرال والے خبر ہے کس قماش کے آدمی ہیں کسطرح اونمیں گذارہ ہوگا خیر ہے عمر عزیز کیسے کٹیگی کیا کیا مصیبتیں اور دکھ اور تکلیفیں و سختیاں جھیلنی پڑینگی اور جن میاں سے واسطہ پڑا ہے وہ خبر ہے کیسے مزاج کے ہوں گے غرض اسطرح کے ہزاروں خیالات آتے ہیں۔ مگر قربان جاؤں مولا کریم کی عنایتوں کے کہ اس نے ان تمام خیالات کا پہلے سے ہی قلع قمع کر دیا اور اس وہم میں مبتلا ہونے سے ہی بچا لیا۔ یعنے کہیں تو اپنے کو رحمٰن ظاہر کیا کہیں رحیم کہیں نعم المولیٰ و نعم النصیر کہیں تواب الرحیم۔ کہیں خیر الوارثین۔ کہیں القادر کہیں فعال لما یرید کہیں غفور وغیرہ جس سے یہ تمام خدشات اور وہم کافور ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک وجود خدا تعالیٰ کیطرف رجوع کرتا جیسا رجوع کرنیکا حق ہے اور اسکی ہر ایک صفت پر ایمان لاتا ہے تو پھر وہ اس قسم کے رنج و غم بالکل نہیں کرتا یعنے نہ تو مادی اور جسمی تعلقات کے چھوڑنے کا اسکو رنج و غم ستاتا ہے اور نہ کسی دکھ تکلیف کا خیال آتا ہے بلکہ خوشی خوشی ہر ایک دکھ درد کو بھی اس پیاری ہستی کے لئے برداشت کرنا ہی موجب راحت اور عین سرور کے خیال کرتا ہے اسکو نہ بھائیوں بہنوں ماں باپ کی جدائی کا رنج ہوتا ہے اور نہ خویش اقارب کے لئے اسکا جی کڑھتا ہے بلکہ یہ جدائی اس کے لئے خوشی اور سرور کا موجب ہوتی ہے کیونکہ تنہائی میں محبوب ازلی کی باتوں سے جو لذت ملتی ہے وہ دنیاوی تعلقات اور جسمی چیزوں یا رشتوں میں کہاں برخلاف اس کے ماں باپ بھائی بہن کی جدائی غم و الم کے پہاڑ ڈھاتی ہے رنج و غم سے دل بیتاب ہو جاتا ہے جدائی سے بہت بری حالت ہوتی ہے مگر کیا کریں یہ دنیا کا سلسلہ ایسا ہی بنایا گیا اور اس کے لئے یہ امر ضروری قرار دیا گیا کہ وہ اپنوں کو چھوڑے اور بیگانوں سے تعلق پیدا کرے اور بیگانوں کے گھر کو بسائے اپنے خاوند سے سچی محبت کرے سچا دل لگائے اوسکی پوری وفادار ہو اوس سے پوری ہمدردی کرے اوس کے مال اور جان کو ایسی ہی عزیز سمجھے جیسے کہ اپنی پیاری جان کو عصمت اور پرہیزگاری اختیار کرے اور امانت میں خیانت کا خیال ہی دل میں نہ لاوے اور در اصل امانت میں خیانت کرنیکا شیوہ ہی بہت برا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس سے ہر مومن و مومنہ کو بچا دے (آمین)

محبت الٰہی کے ترقی کرنے اور اس کے فلسفہ کو سمجھنے کے لئے یہ ایک نہایت عمدہ اور قابل قدر اشارہ ہے اور ایسی ہی دنیا کی بے ثباتی کا اعلےٰ درجہ کا نقشہ ہے مگر اس سے فائدہ اٹھانیوالیاں۔ بی بیاں بہت کم ہیں اور در اصل دنیاوی تعلقات ہی اس قسم کے ہیں کہ انسان کو غفلت میں ڈالدیتے ہیں لیکن ہاں اگر ہم مولا کریم سے استمداد کریں اور حتے الوسع کوشش کریں تو غفلت سے ضرور بضرور بچ بھی سکتے ہیں اور یہ ظاہر ہی ہے کہ غفلت میں پڑنا مولا کریم کو بھولنا بسرنا نتیجہ ہوتا ہے بدی اور بدکاری اختیار کرنے اور گناہ میں مبتلا ہونے کا۔ یہ تو مولا کریم نے ہی اپنے پاک کلام قرآن مجید میں فرما دیا ہے کہ ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین یعنے جو الرحمٰن کے ذکر سے یاد سے اغماض کرتا ہے اوسپر ایک شیطان تعینات کر دیا جاتا ہے جو کہ اوس کے ساتھ رہتا ہے خیال کرو کہ شیطان کا ساتھ رہنا سخت گمراہی اور ہلاکت کے گڑھے میں اوندھے منہ گرنے پر دال ہے۔ کیونکہ وہ نامراد تو راضی ہی نہیں ہوتا اس بات سے کہ کوئی اپنے رب کریم الرحمٰن کی یاد میں رہے اور اوس کے احسانوں کے ذکر سے رطب اللسان رہے چونکہ وہ حسب فرمان ایزدی انسانی نسل کا کھلا ہوا دشمن ہے اس لئے وہ اس غفلت سے بہت سا فائدہ اٹھاتا ہے اور وہ وہ کام کرا دیتا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ وہ کمبخت تو یہ چاہتا ہی نہیں کہ کوئی پاکی و طہارت اختیار کرے مولا کریم کا ہو جائے اور مولا کریم کی رضا کا تابعدار ہو جاوے اس لئے تو بعض حضرات نے غفلت سے بچنے کیخاطر اور ہوشیار رکھنے کیخاطر ان پیارے لفظوں سے چونکایا ہے کہ "جو دم غافل سو دم کافر" اسمیں شک نہیں کہ یہ بالکل سچی بات کہی ہے ہماری سمجھ میں اس کا فلسفہ یہی آیا ہے اور تجربے نے شہادت دی ہے کہ ذرا غفلت ہوئی نہیں کہ حضرت شیطان آ موجود ہوئے اور اونگھنے کو ٹھیلتے کا بہانے والا معاملہ کر کے لگے تباہی اور خسران مبین کی اتھاہ گنڈ میں دھکیلنے (اللہ تعالےٰ محفوظ رکھے آمین) یہی وجہ ہے کہ شیطان کی اس آخری جنگ کے میدان مارنیوالے بہادر فاتح و مظفر انسان نے (خدا تعالےٰ کے لاکھ لاکھ سلام ہوں اوسپر) ایسے ایسے کاری حربے شیطان کشی کے لئے بتلائے ہیں کہ بایدو شاید۔ اور اسی لئے تو شیطان اپنے لاؤ لشکر سمیت خدا کے برگزیدہ کے کیمپ پر حملہ آور ہوا ہے مگر ہر میدان میں منہ کی کہ تباہی اور ہلاکت کی جانگداز بستی میں داخل ہونا اور فی النار و السقر ہونا اوسکی قسمت میں لکھا ہے۔ بھلا خیال کرو کہ جہیں بہادروں اور نبرد آزماؤں سے مقابلہ ہوا کرتا ہی پہاڑ سے ٹکر لگانا اپنے سر کا پھوڑنا ہے۔ توپ اور بندوق کے منہ کے سامنے آنا اپنے بدن میں چھید کرانا اور اپنے بدن کے پرخچے اوڑانا ہے۔

پیاری بہن! قرآن ہی ایک عجیب و غریب کتاب ہے یہ نہ آتی تو نہ معلوم انسانی نسل کی کیا درگت لگتی اسی کی برکت سے ہزاروں ترگئے اسی کے ذریعہ ہزاروں معشوق ازل سے واصل ہوگئے یعنے اللہ تعالیٰ کا پاک چہرہ اون کو اسی آئینہ کے ذریعہ نظر آیا۔ اسی مبارک کتاب کی یہ برکت ہے کہ جہاں آیت ومن یعش عن ذکر الرحمٰن الخ بیان کیگئی ہے وہاں ساتھہ ہی اس کا علاج بھی بتلایا گیا یعنے کہا گیا کہ واما ینزغنك من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ انه ھو السمیع العلیم یعنے جب تم کو کوئی شیطانی وسوسہ گدگدایا کرے تو تم خدا تعالیٰ کی پناہ مانگنے لگا کرو اور وہ خدا تعالیٰ ہر ایک فریادی کی فریاد سنتا ہے اور جانتا ہے کہ اوس نے کس غرض سے فریاد کی ہے پس وہ بہتر سے بہتر سامان مہیا کر کے شیطانی حملہ سے بچا لیتا ہے اور یہی راز ہے استغفار کا کہ استغفار پڑھنے والے پر لازم ہے کہ اس کا دل ان ہو کہ آج تک بلکہ اسوقت کے جسقدر گناہ ہیں اونکو وبال اور ضرر سے بچایا جاوے اور آیندہ کو ابھی اور اس سے زیادہ خطرناک گناہوں سے بچایا جاوے اور مولا کریم اپنی رضامندی کا تابعدار بناوے اور شیطان کی رضامندی کے کاموں سے بالکل دور و مہجور کر دے اسمیں شک نہیں کہ اس قسم کی استغفار بہت کچھ مفید ہوتی ہے بشرطیکہ انسان خود بھی ایاك نعبد وایاك نستعین کا خیال ذہن نشین کر کے گناہوں اور بدیوں و بدکاریوں سے کنارہ کشی کرے دعا مانگنا استغفار کرنا جیسا ہمارا کام ہے ویسا ہی بدیوں سے اجتناب کرنا اور نیکی کیطرف مائل ہونا بھی ہمارے لئے ضروری اور لازمی امر ہے اگر ہم صرف منہ سے استغفار اور ایاك نعبد و ایاك نستعین اور اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم پڑھتے ہیں مگر اپنے حال کو درست نہیں کرتے تو دراصل ایسا کام کر رہے ہیں جو حلف دروغی میں پکڑے جانیکا کام ہے (بچا لیوے اللہ بچا لینا آمین) اگر ایسا کرو گے تو پھر تمہاری وہ مثل ہوگی کہ ع

نہ الی الذی نہ اودے الذی + ع نہ ادہر کے ہوسئے نہ اودہر کے ہوسکے

اللہ تعالیٰ مجھکو اور آپ کو اور کل مومنوں کو اور مومنات کو اس سے بچاوے آمین + سو پیاری بہن! سچا فلسفہ یہی ہے کہ ہم اور ہمارے والدین اس عمدہ نتائج اخذ کریں اور وہ کام کریں جو مولا کریم کی رضا کا موجب ہوں لڑکی کا ماں باپ کو چھوڑنا اور ایک کا ہونا اوسکی رضا کا ہر وقت طالب رہنا لاریب اسی سبق کو لئے ہوئے ہے اور سمجھدار کے لئے گویا ہدایت کے صحیفہ کا ایک زریں ورق ہے۔ مبارک وہ ہے جو اس سے فائدہ حاصل کریں اور میں تو یہی دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے سب مومن بھائیوں اور بہنوں کو اس کے سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور ایسے ہی انکی نظر کو وسعت اور دلی خیالات کو وسعت دے تاکہ اس سے وہ بات حاصل کرلیں جو خلقت انسانی کی اصل غرض ہے۔

پیاری بہن! جانتی ہو کہ انسانی خلقت کی غرض کیا ہے وہ کس لئے پیدا کیگئی اوس کا فرض منصبی کیا ہے۔ سو ہماری سمجھ میں تو یہی آیا ہے بموجب فرمان ایزدی کے کہ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون ۔ یعنے جنوں اور انسانوں کی پیدایش اور بناوٹ محض اس لئے کیگئی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی رضامندی پر چلیں یعنے اوسکی تابعداری کریں اوس کے بلائے بولیں اوسکے چلائے چلیں اوسی کے حکم کے اندر اون کا ہر ایک قول و فعل ہو یہ تو تھی اصل غرض اور اس سے مقصود یہ تھا کہ انسانوں اور جنوں کو فائدہ پہونچایا جاوے اور قدرت نمائی کیجاوے اور صنعت و حرفت کے میدان کو گرمایا جاوے پھر اس غرض کے پورا کرنے کے لئے اور اور سامان کی بھی ضرورت تھی جو کہ اس کے لئے لازم ملزوم کا حکم رکھتے تھے مثلاً زندگی کو قایم رکھنے کے لئے غذا اور قوائے انسانی اکے حاجات کے مطابق دوسری چیزیں ہوا۔ چاند۔ سورج زمین آسمان اناج میوجات وغیرہ وغیرہ تاکہ وہ اس کے ذریعہ تر و تازہ رہ سکے مگر اس کو مقصود بالذات نہ سمجھے یعنے کیجا طور فرمایا کہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ ع خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است + ہوا چاند سورج زمین آسمان کی غرض پر اگر کچھ اپنے خیالات ظاہر کرنے لگوں تو ڈرتی ہوں کہ خط لمبا ہو جاویگا۔ ویسے ہی تم کو فرصت کم ہے کیسے پڑھ سکوگی اور کیسے جواب دے سکوگی اسلئے اس کو نظر انداز کرتی ہوں مگر یہ اشارہ کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتی کہ یہ بھی صنعت و حرفت اور قدرت نمائی کی دلیل سے باہر نہیں ہیں ہوا کا چاند کا سورج کا زمین کا ظاہرا فائدہ جو کچھ ہے وہ انسان کی بھلائی و بہبودی ظاہر کرتا ہے مگر اس کے ظاہری فوائد کے علاوہ اون کے وجود سے جو جو روحانی و جسمانی سبق ایک عارف حاصل کرسکتا ہے وہ بھی ایک رتبہ کے لطیفے سے کم نہیں۔

ہم نے تو سمجھا ہے کہ جسطرح انسانی خلقت لیعبدون کیلئے پیدا کیگئی ہے اسیطرح اس کے ہر ایک تعلق میں اس کا یہ نظارہ موجود ہے ماں باپ سے تعلق ہے تو میاں بی بی سے تعلق ہے تو ماں باپ خویش اقارب سے جدائی ہے تو میاں بی بی سے جدائی ہے تو غرضیکہ باریک نظر سے دیکھو تو یہ تمام جنکا حضرت انسان کے ساتھہ تعلق ہے وہ ع ہر ورق صفحہ ہدایت کا مصداق ہے ایک وہ وقت ہوتا ہے کہ لڑکی اپنے خاوند اور ساس کے خاطر اپنے پیارے ماں باپ اور عزیزوں کو چھوڑتی ہے اور ایک وہ وقت ہوتا ہے کہ میاں یا بی بی باوجود ایسے گاڑھے محبت و تعلق کے ان تعلقات کا کچھ بھی پاس نہ کر کے ایکدوسرے سے ایسا جدا ہوتے ہیں اور ایسی بے مروتی دکھاتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ یہ تمام دلیل ہے دنیا کی بے ثباتی کی اور یہ اسبات کا سبق پڑھا رہی ہے کہ اصل مقصود کو ہاتھہ سے نہ دیا جاوے اور خلقت کی غرض کے پہلو کو مد نظر رکھکر ہر ایک کام کیا جاوے یعنے مولا کریم کی محبت کا بیج سینے میں اس قسم سے بویا جاوے کہ وہ بڑھے اور پھولے اور پھلے اور اس کا مقابلہ کوئی دنیوی تعلقات ہرگز ہرگز نہ کرے۔ اگر پہلے ہی سمجھ جاوے تو بہتر ہے اور پہلے سمجھنے والا دنیا کو خوشی سے چھوڑتا ہے۔ دیکھو ہمارے سید و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت انکی زبان مبارک سے کیا ہی مبارک کلمے نکلے تھے یعنے یہ کہ میں اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس جاتا ہوں۔ یہ تھا دنیا سے محبت نہ کرنیکا نتیجہ اور دنیوی زندگی میں مولا کریم کی رضا کو ہر ایک قول و فعل میں مقدم رکھنے کا نتیجہ۔ مگر دنیا پرست مادی دنیا کے شیدائی آخرکار ناکامی و نامرادی سے مرتے ہیں اور سینکڑوں حسرتیں سینے میں لیجاتے ہیں اور یہ ہوتا ہے دنیا پرستی کا نتیجہ۔ اللہ تعالیٰ مجھکو اور آپ کو اور ہر ایک اس کے پڑھنے والے کو ہر ایک آفت سے بچاوے اور وہ کام کراوے جو ہماری پیدایش کی اصل غرض ہے آمین ثم آمین۔ آپکے بچوں اور بھائیوں بہنوں کو پیار۔ والدین اور آپکے میاں کو سلام

کارخانہ الحکم کا رعایتی اعلان

مفصل اشتہار الحکم مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء میں ضمیمہ شائع ہو چکا ہے

تفسیر سورہ بقرہ - یہ تفسیر ایڈیٹر الحکم نے حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید سے لئی ہوئے نوٹوں اُن کی پرانی بابد اشتوں اور تحریروں سے لئے ہوئے نوٹس کی بنا پر مرتب کی ہے - اور سلیس اور آسان زبان میں قرآن کریم کے حقایق اور معارف کو بیان کرنیکی کوشش کی ہے - پڑھے ہوئے بڑے بڑے مجیوں اور تعلیم یافتہ لوگوں نے اسکو نہایت قدر کی نظر سے دیکھا ہے قیمت ۱؎ رعایتی قیمت عہ/ صرف ۵۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی -

حقیقت نماز - کتاب کا مضمون نام سے ظاہر ہے - اسمیں نماز کی حقیقت - ارکان نماز کا فلسفہ - نماز کے متعلق ضروری مسائل مخالفوں کے اعتراضوں کا جواب اور آخری پارہ قرآن مجید کی چند سورتوں کی تفسیر لکھی گئی ہے عام طور پر اس کتاب کو پسند کیا گیا ہے قیمت معہ رعایتی ۲؎ (ایکہزار درخواستوں کی تعمیل ہو سکے گی)

مسلک مروارید ہر دو حصہ - یہ ایک عجیب مذہبی رسالہ ہے جو مستورات کے فائدہ کیلئے لکھا گیا ہے اور قصہ کے پیرایہ میں لکھا گیا ہے اسمیں مستورات کو عیسائی عورتوں کے ہتھکنڈوں سے آگاہ کرنیکے لئے اور اسلام کی عظمت انکے دلوں میں قائم کی گئی ہے - قابل دید یہ رسالے ہیں قیمت ہر دو حصہ ۸؍ رعایتی قیمت ۵؍

مرأۃ الجہاد - مسئلہ جہاد پر ایک مبسوط اور مفصل بحث - اس مسئلہ پر آریوں اور عیسائیوں کے اعتراضوں کے دندان شکن جواب دئے گئے ہیں خصوصاً لیکھرام مقتول آریہ کے رسالہ جہاد کا جواب ہے - قیمت عہ رعایتی قیمت معہ

مجربات نورالدین - حضرت حکیم الامۃ مولوی حکیم نورالدین صاحب کے طبی مجربات یہ وہ نایاب مجموعہ ہے جو سالہا سال تک آپ نے زر کثیر اور اپنی عمر کا ایک گرانمایہ حصہ خرچ کر کے جمع کیا ہے اور اسمیں صرف وہ نسخہ جات ہیں جو آپ نے صدہا مرتبہ تجربہ کئے ہیں - ایسے مجربات کو اطبا ہمیشہ چھپایا کرتے ہیں مگر حضرت حکیم الامۃ کی نیاضی اور نفع رسانی طبیعت نے انہیں عام کر دیا ہے کارخانہ الحکم نے انہیں چھپوایا ہے دو جلدیں طیار ہیں - ان مجربات کو پڑھکر ہر شخص اس فن سے فائدہ اٹھا سکتا ہے - کیونکہ یہ نہایت ہی مختصر - صاف اور سلیس طور پر اسے لکھا گیا ہے قیمت ہر دو حصہ عہ رعایتی قیمت معہ

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء - ۱۸۹۷ء کے اس جلسہ کی مکمل رپورٹ ہے جو قادیان میں ہوا تھا - اس میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین زبردست تقریروں کے علاوہ حضرت حکیم الامۃ اور مولوی عبدالکریم مرحوم کی تقریریں بھی شامل ہیں یہ رپورٹ نہایت گرانقدر حقایق کا مجموعہ ہے اور روحانی اصلاح کیلئے ایک مفید مذہبی لٹریچر ہے قیمت معہ رعایتی قیمت ۴؍ صرف ۲۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہو سکے گی)

برہان الحق - ایک عیسائی نومسلم کی تصنیف جس میں اس نے عیسائیت کے اصولوں پر نہایت عمدہ بحث کی ہے اور اس رسالہ کا جواب عیسائی نہیں دے سکے قیمت ۳؍ رعایتی قیمت ۲؍

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب - حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف قیمت ۲؍ رعایتی قیمت ۱؍ صرف ۳۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی ا

نورالقرآن حصہ دوم - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک زبردست اور صلیب شکن تصنیف جو فتح مسیح ایک زبان دراز عیسائی کے اعتراضوں کے جواب میں لکھی گئی اور اس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان اور قرآن مجید کی عظمت اور اسلام کی خوبیاں کو عیسائی مذہب کے مقابلہ میں دکھایا ہے قیمت ۴؍ رعایتی قیمت ۳؍

آریہ دھرم - آریوں کے مسئلہ نیوگ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زور قلم کا نتیجہ قیمت ۴؍ رعایتی قیمت ۳؍

عاجز تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - مضمون نام سے ظاہر ہے یہ رسالہ حضرت اقدس کی تقریر اور آپ ہی کے ایک خط کا مجموعہ ہے - تین مرتبہ چھپ چکا ہے قیمت ۲؍ رعایتی قیمت ۱؍ صرف ۳۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی)

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں - یہ وہ مضامین ہیں جو حضرت اقدس نے اپنی بعثت اور ماموریت سے پہلے ملک کے مشہور اور زبردست اخبارات اور رسائل میں شائع کئے ہیں قیمت ۲؍

لاکھوں روپیہ کمانیکا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نور ہی شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں لیکر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں - اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالےٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے - اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سردرد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا - تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور اُن کے لئے جن کو بیہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اتارنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء ادائے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی عہ دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و زر اُجرت سے مطلع فرمائیں -

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری ہی آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ - پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے - قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں - قیمت فی بکس ایک روپیہ -

طلا طلسمی - پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ - قیمت چھ ماشہ دو روپیہ عہ -

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کُل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸؍

سنون دندان - دانتوں کی کُل بیماریوں کو دفع کر کے قامت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام فی بکس ۴؍

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ طب گڈھ ضلع دہلی

ہر ایک کے فائدہ کے لئے

ہر ایک اخبار میں آپ ایسے اشخاص کے بیانات پڑھینگے جو کسی دور دراز شہر میں رہتے ہیں اور جن کو کسی عجیب علاج یا اکسیر دوا سے شفا حاصل ہوئی یا بہت فائدہ ہوا۔ لیکن ہم بمبئی کے صرف مشہور طبیبوں اور باشندوں کے بیانات شائع کرتے ہیں کیونکہ بمبئی کی خلایق کو بمبئی کی ہی شہادت چاہئے ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب (طبیب نارتھ کوٹ پولیس ہسپتال کہ جن کو بمبئی کی خلایق ایک نہایت تجربہ کار طبیب جانتی ہے) سے زیادہ معتبر کس کی شہادت ہوگی۔ وہ فرماتے ہیں ۔ میں نے ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلس) کا استعمال کیا جن سے گردوں کی شکایات میں اعلیٰ درجہ کا فایدہ حاصل ہوا۔ گردوں اور پیشاب کی کسی قسم کی شکایت کی پہلی علامت معلوم ہونے پر اُن گولیوں کا استعمال کرنا چاہئے کیونکہ بے پروائی کرنے سے تو یہ امراض مہلک ہو جاتے ہیں۔ یہ گولیاں گردوں کو قوت بخشتی ہیں۔ اور خون میں سے ان زہریلے مادوں کو نکالنے میں مدد کرتی ہیں کہ جن کی وجہ سے درد پشت ۔ وجع مفاصل (گٹھیا) جلندہر (پیشاب کی بیماری اور گردوں کے دیگر امراض پیدا ہوتے ہیں۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے دس روپیہ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بغیر ویلیو پے ایبل خرچ لینے کے کی جاے گی۔

ڈون کا مرہم (ڈوونس اینٹمنٹ ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا چھاجن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ بادہ ۔ کہر جواے کیڑے۔ چیٹہ ۔ داد ۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش ۔ نمکین ۔ ثبور ۔ اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے ۔ تمام دوکانداروں کے پاس قیمت دو روپیہ فی ڈبیا۔

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۲ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۲۰ روپیہ اور دوم مبلغ ۱۸ مبلغ ۱۰ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے ۔ بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں۔

مستریان مولابخش و غلام حسین
بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدھے ریشے دار کشمیر کی لکڑی کا معہ ہینڈل کاک کین اور ربڑ کے نیچے ہوئے نہایت پائیدار ہے قیمت ۷ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھے ریشے دار کشمیر کی لکڑی کا معہ کین ہینڈل اور ربڑ کے بیچ کیلئے نہایت عمدہ ہے۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا۔ کرکٹ بیٹ۔ آل کین لکڑی جیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کے لئے ۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے

بچوں کے کرکٹ سٹ { ۱۲-۱۴ برس کے واسطے دو سٹ ایک سٹ ٹرکس
" ایک بال لکڑ یکا بکس فی سٹ
" " ۱۰ اولاسٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس
فٹ بال عمدہ کاڑہنڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار معہ
" " " "
بچوں کے لئے فٹ بال معہ بلیڈر
کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے
" " دھاگے کے بیچ
" " " پریکٹس
کرکٹ ولس فی کاپی

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سائیفکیٹ { السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ مال از قسم پریکٹس بیٹ ۔ پریکٹس وکٹ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا ۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے ۔ اور قیمت میں اس سے بہت کم ۔ میں اس کو کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں ۔ نیازمند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ٹیرہ ضلع کانگڑہ ۲/۱۱/۰۶

بچوں کی صحت

والدین کی بڑی فکر کی بات ہے

اگر بچہ چڑچڑا ہے معدہ ضعیف ہے تو اس کو

اسکاٹ املشن

بچانا ضروری نہیں

اگر چند قطرے دودھ میں ملا کر دئے جائیں تو بچہ میں تغیر معلوم ہو ۔ بچہ خوش بشاش نہ چانگلا ہو اور غذا جو صحت کی نشانی ہے مزے سے کھائے ۔

ہاتھ سے نہ چھونا چاہئے

سب دوا فروش بیچتے ہیں (اسکاٹ و بون (محدود) دوا سازان لنڈن انگلینڈ

نمبر ۴۳ قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۷ء مطابق ۲۳ شوال ۱۳۲۵ھ جلد ۱۱

لنگرخانہ کی ضروریات پر توجہ کرو

لنگرخانہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شاخوں میں سے ایک شاخ ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا اہتمام فرماتے ہیں۔ لنگرخانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور اس کے اخراجات ایک سو روپیہ یومیہ سے بھی متجاوز ہو چلے ہیں۔ بعض اوقات لنگرخانہ کی ضروریات حضرت اقدس کی توجہ اوقات میں سخت خلل کا موجب ہوتی ہیں۔ ان دنوں جبکہ گرانی عالمگیر ہو رہی ہے اخراجات لنگر کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ حضرت حجۃ اللہ ایسی تحریکوں کے عادی نہیں اس لئے یکمشت رقوم لنگرخانہ کی امداد کیلئے بہت جلد بھیجکر ثواب حاصل کرنا چاہئے۔ لنگرخانہ کی ضروریات میں سے مہمانخانہ کی توسیع بھی ہے اور نئے اور پرانے مہمانخانہ میں مہمانوں کیلئے جگہ کی سخت تنگی ہے۔ نئے مہمان خانہ میں سے باورچی خانہ اس کے متصل کی سفید زمین میں منتقل کرنے کے لئے جدید کچے مکانات بنوائے جا رہے ہیں مگر قلت فنڈ کی وجہ سے فی الحال انکو روکنا پڑتا ہے اور اگر بہت جلد یہ مکانات مکمل نہ ہو جائیں تو آنیوالے سالانہ جلسہ پر مہمانوں کے اترنے کیلئے تکلیف پیدا ہوگی۔ اس لحاظ سے بہت جلد ان مکانات کی تکمیل کے لئے بھی روپیہ بھیجنا چاہئے۔ ایک حق پرست اور حق جو قوم کے لئے ضرورت نہیں ہوتی کہ اسے زمانہ کے عرفی الفاظ میں توجہ دلائی جاوے۔ حضرت اقدس کے اوقات گرامی میں ایسے امور کو حارج نہیں ہونے دینا چاہئے اس لئے بہت جلد ایسے امور پر توجہ کرنی چاہئے۔ یاد رہے کہ لنگرخانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام آنا چاہئے اور ضروریات لنگرخانہ کو سب سے اول نصب العین رکھنا چاہئے +

المفتی

خاص قابل توجہ حضرات مُفتی صاحبان نامدار و ایڈیٹر صاحبان اخبار

یہ بات خوب ظاہر ہے کہ پیاری احمدی جماعت میں ہر یک فرقہ کے اہل اسلام داخل ہو کر حضرت خلیفۃ اللہ فی الارض جناب معلی القاب سید الثقلین محبوب رب المشرقین مولانا مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے دامن عاطفت میں پناہ لیتے اور سلک وحدت میں منسلک ہوتے ہیں۔ اور اسی نعمت خداداد کی بدولت باوجود حضرت اقدس امام والاکرام مشارٌ الیہ کی ذات و اتباع کی معرفت باوجود مختلف خیالات تحقیقات حاصل رکھنے کے دوسرے مُسلمان فرقوں کی طرح اختلاف اعتقادیات کا جوش کبھی بھی اظہار اور عمل میں نہیں لاتے بلکہ خوش ہیں کہ ہمارے ہر ایک بھائی کا فروعی اعتقاد و تعامل جو بھی ہے درست ہے اور مسنون و مدلل ہے۔ یہ صفت اس زمانہ میں عموماً غیر اقوام کے مقابلہ میں کیا اور خصوصاً عوام اہل اسلام کے مقابلہ میں کیا یا تو صحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھی یا اب اصحاب بروز محمد رسول اللہ مسیح موعود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہے (فللہ الحمد علی ذالک) اور فی الحقیقت رسول اللہ اور امام برحق کا اصلی کام اور مقصد مبعوث ہونے کے یہی ہوتا ہے۔ اور یہی اُس کی کامیابی اور عنایت ہوتی ہے اور نیز یہی دلیل صداقت ہوتی ہے۔

قال اللہ عزوجل۔ لقد من اللہ علے المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین پ ۴ ع ۸، واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا م واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعدآء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانا ج وکنتم علے شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا ط پ ۴ ع ۱۰)

اس کے بعد جب دیکھا جاتا ہے کہ دوسرے مُسلمان فرقوں میں باوجود متحد الخیالات اور اعتقادیات ہونے کے آپس میں وحدت نہیں ہے بلکہ وہ اختلاف کی مہلک وبا میں مُبتلا و ہلاک ہو رہے ہیں۔ کیوں ہو رہے ہیں اتو اس کے بظاہر دو سبب معلوم ہوتے ہیں۔ (اوّل) اختلاف فتاویٰ۔ (دوم) عدم اتباع امام الزمان ع۔ اور یہ دونوں سبب وہی پُر غضب سبب ہیں جو کہ بدنصیب بنی اسرائیل کو اور نصاریٰ کو تباہ کرنے والے اور مغضوب آلٰہی و ضال و مضل بتانے والے نیز بہتر فرقے کر دینے والے تھے۔ الامان الامان۔

اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ جماعت احمدی کو اُس ہادی مطلق جل شانہ نے جہاں ایک عظیم الشان امام برحق علیہ السلام مسیح موعود ع جیسا مقتدا بخشا اور اُس کی اتباع کی توفیق بخشی ہے۔ وہاں پر دوسرا سبب اختلاف فتویٰ کی روک کا **المفتی** بھی عطا فرمایا ہے جس میں حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء خلیفہ برحق کے خصوصیت کے ساتھ فتویٰ اجرا ہوتے ہیں اور فروعی اختلافات کو جڑ سے کھودتے ہیں اور بفحوائے آیۃ کریمہ فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم الخ اور قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی الخ کا قطعی فیصلہ دیتے ہیں۔ جن کا مخزن فی الحال **الحکم** اور بدر اخبارات ہیں۔

اب توجہ کے قابل یہ امر ہے جو کہ خاکسار راقم کی رائے ناقص میں بلا تصفیہ امور مندرجہ ذیل غیر ضروری اور قابل احتیاط ہے۔ وہ یہ کہ ہمارے بعض اخبارات وغیرہ نے فی الحال بلا عزم بعض اوقات میں دیگر مفتیوں کے فتویٰ یعنے مشن احمدی کے علاوہ فروعی مسائل میں جن کو تعامل سے ہی خاص تعلق ہوتا ہے بعض احباب اور مخالف اصحاب کی رائے کے بموجب ایک ہی امر میں مختلف تحریریں اور فتوے شائع کر رہے ہیں مثلاً اکمل آف گولیکے صاحب کی تحریر۔ اور فتوے حضرت حکیم الامۃ صاحب دام حشمتہم کا بیس رکعت تراویح کے بارہ میں شائع شدہ ہیں۔ اگرچہ امید ہے کہ واقف کار عالموں نے ان کی تطبیق کر لی ہو گی کیونکہ ممکن ہے لیکن پھر بھی بظاہر عجیب حیرانی پیش آنے کا پیش خیمہ ہے۔ ماسوائے اس کے ایک فتویٰ یا تحریر دوسرے فتوے یا تحریر کی بے اعتباری یا تردید و تکذیب کئے دیتے ہیں جن کا اثر لکھنے والوں پر بھی جا کر پڑتا ہے جو کہ ٹھیک نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی نقص اس پہلو میں مخفی ہونگے۔ چونکہ ایسے مادۂ اختلاف و مضر کو قبل از وقت روک لینا ازبس ضروری اور سہل ہے۔ اس لئے حضرات مفتی صاحبان غیر از امام (علیہ السلام) کی اور نیز ایڈیٹران اخبارات کی خدمت عالی میں عاجزانہ و مؤدبانہ عرض ہے کہ۔

(۱) آں صاحبان ایدہم اللہ تعالیٰ اول تو اپنے فتوؤں کی ڈیوٹی متعلق مشن احمدی سے ہی خاص رکھیں اور فروعی مسایل متعلقہ تعامل کے فتوؤں کی ڈیوٹی حضرت اقدس امام حکم و عادل علیہ السلام پر چھوڑ دیں کیونکہ یہ اہم کام حضور عالی کی ہی ذات بابرکات سے خاص ہے (۲) یا سب حضرات متفق ہو کر ایک کتاب یا حسب ضرورت کئی کتابیں حدیث یا فقہ کی حضرت امام عالی مقام علیہ السلام سے منظور کرا لیں جو کہ دستور العمل عوام بھی ہو جائیں اور بوقت ضرورت مفتیوں کیلئے بھی بغرض مفید ہوں اور فتوؤں کو کام آئیں۔ (۳) یا حضرات مفتی صاحبان فتوے دیتے وقت دریافت فرما لیا کریں کہ امر پیش آمدہ میں ہمارے حضرت امام علیہ السلام کا فتوے تو پہلے نہیں ہوا اگر ہو چکا ہے تو سائل کو حوالہ دید ینا ہی کافی سمجھیں۔ اور جو نہ ہوا ہو اور خود فتویٰ دینا ضرور ہو تو اپنے فتوے پر حضور والا امام ہمام علیہ السلام سے بھی استمزاج حاصل کر لینا ضروری سمجھیں اور فتوے میں اُس اجازت کا حوالہ و تذکرہ بھی لازمی جانیں (۴) حضرات مفتی صاحبان اپنا فتویٰ لکھتے وقت یہ بھی دیکھ لیں کہ اس سے پہلے اس امر میں کوئی دوسرا بھائی بھی کچھ لکھ چکا ہے یا نہیں اگر لکھ چکا ہے اور وہ تحریر حضرت امام حکم کے استمزاج کے حوالے سے ہے تو اُسکا حوالہ و تذکرہ ہی کافی ہے۔ اور اگر وہ از خود ہے یا منسوخ ہے یا قابل تنقیح ہے یا لائق منسوخی و اصلاح ہے تو اُس تحریر و فتویٰ پر کھلے الفاظ میں مناسب ریمارک دیا جاوے تا کہ پیارے احمدی بھائی کی تردید و تکذیب کا کسی وقت میں کسی طرح موقعہ پیدا نہ ہو اور اختلاف کا بیج نہ بکھرے۔ (۵) ضرورت و اجرائے فتوے سے پہلے ہی ایسا انتظام کر دینا ضرور چاہئے کہ جماعت احمدی ایک دستور العمل کے تحت خود یا اپنے مقامی علماء کی معرفت اپنا تعامل بلا اختلاف جاری رکھ سکے۔ (۶) ایڈیٹر صاحبان بھی کوئی فتوے یا تحریر دربارہ مسائل تعامل درج اخبارات فرماتے ہوئے اگر مذکورہ بالا امور کو مدنظر رکھکر اشاعت میں لائیں تو قابل اجر عمل ہوگا اور قوم پر احسان بیکران بھی۔

اُمید ہے کہ اس ناچیز گذارش پر جو کہ محض نیک نیتی اور بضرورت و احتیاط کیساتھ حوالہ قلم کی گئی ہے ہمارے مفتیان عالی وقار اور ایڈیٹران نامدار اپنی اپنی توجہ مبذول فرما کر متفق ہونگے اور اس عقدہ کے حل کرنے میں قابل شکریہ سعی عمل میں لائینگے اور بھولے بھالے جماعت احمدی کو اختلاف کی آیندہ وباء میں مبتلا ہونے سے پہلے ہی بچے رہنے کا موقع دلائینگے اور پھر اس بارہ میں خاکسار راقم سے کچھ زیادہ روشنی بھی پیدا کرینگے۔ نیز گذشتہ بعض مختلف فیہ فتوؤں مندرجہ اخبارات میں حتی الوسع و مکرر توجہ دیکر وحدت پیدا کرانے کی بھی کوشش بلیغ فرمائینگے۔ والسلام۔ معروضہ خاکسار بھائی احمدیوں کا غلام

وجود باری اور توحید

خدا کی ذات و صفات اور اس کے وجود کا مسئلہ تمام مذاہب کی جان ہے اور بقیہ تمام مسائل مذہبی فروعات اور اس کا ضمیمہ کہلائے جاتے ہیں لیکن اگر غور سے دیکھا جاوے اور تاریخ عالم کی ورق گردانی کیجاوے تو جو جو ٹھوکریں دنیا کی تمام قوموں نے اس راس المسایل میں کہائی ہیں اور اس مسئلہ کے متعلق جن غلطیوں میں تمام اہل مذاہب بلکہ تمام عالم باستثنا اسلام کے پڑے ہیں وہ حد بیان سے باہر ہیں بلکہ اگر یوں کہا جاوے کہ مذہبی مسایل میں جسقدر اہم المسائل وجود باری کا مسئلہ ہے اوسیقدر اہم ترین غلطیاں اوس کے سمجھنے میں انسانوں سے ظہور میں آئیں تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔

انسان کی فطری حالت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سب سے اول انسان کرہ ارض پر تخلیق کیا گیا ہوگا تو وہ بہی مثل اور بہایم کے جنگل اور میدانوں میں مارا مارا پہرتا ہوگا۔ اوس میں نہ اپنی حفاظت کا ادراک ہوگا اور نہ لوازمات آسایش کے بہم پہونچانے کی قابلیت ہوگی نہ وہ اپنے سے زبردست دشمنوں کا مقابلہ کرسکتا ہوگا۔ اور نہ اون کے حملوں سے اپنی حفاظت کی اوس میں قدرت ہوگی۔ لیکن خطروں کے وقت وہ ضرور اپنے سے کسی بالاتر طاقت کی پناہ چاہتا ہوگا۔ جسطرح چارپایوں اور بہائم حتی کہ چیونٹیوں تک کی حرکات سے آج اس امر کا مشاہدہ ہوتا ہے کہ وہ بہی خطرہ کے وقت اپنے سے کسی بالاتر قوت کی حفاظت و پناہ میں اپنے آپ کو دینا چاہتے ہیں۔ یہ تو خدائے قدیر کے وجود و ہستی کی ایک دلیل ہے۔ لیکن یہ امر انسانی ادراک سے بالاتر ہے کہ وہ ذات واجب الوجود کیا ہے؟ اوس کے اوصاف و صفات کیسے ہیں؟ اور کن کن صفات سے وہ موصوف ہوسکتا ہے۔ یہ تمام امور ادراک بشری سے باہر تہے پس اُس زمانہ کے انسانوں نے ہر اپنے سے بالاتر طاقت کو اپنا رب اور رازق بنالیا اور جب تک اوس کے سچے مرسلوں نے دنیا میں آنکر اوصاف باریتعالے کو نہ بتلایا انسان اپنے سچے خالق کو نہ پہچان سکا۔ لیکن تمام گذشتہ شریعتوں کو ان کے متبعین نے کچھ ایسا غلط سلط کر دیا کہ وجود باری کی نسبت صحیح عقائد تقریباً معدوم ہوگئے۔ اور ملت عیسوی کے پیرو تین خدا ماننے لگے اور پہر تین کو ایک اور ایک کو تین کہنے لگے حالانکہ اجتماع النقیضین خود انکی سمجھ میں بہی نہ آیا اور جب بالکل مجبور ہوئے تو کہنے لگے کہ عقیدہ کا سمجھ میں کچھ ضروری امر نہیں ہے۔

مصری کئی کروڑ خداؤں کو تسلیم کرتے تہے۔ پارسیوں کی سمجھ میں نہیں آتا تہا کہ نیکی و بدی کا خدا ایک کیونکر ہوسکتا ہے اس لئے انہوں نے نیکی و بدی کے دو خدا علیحدہ علیحدہ مقرر کئے۔ ہندوؤں کے یہاں کم سے کم تین خدا تہے۔ برہما۔ بشن۔ مہیش۔ یہود البتہ ایک خدا کے قایل تہے۔ لیکن جن اوصاف سے وہ لوگ خدا کو نسبت دیتے تہے وہ ایک معمولی انسانی صفت سے بہی کمتر تہی۔ مثلاً یہودیوں کا خدا ایک رات یعقوبؑ سے کشتی لڑ رہا اور جب اوس کو نیچا دکہا نہ سکا تو صبح کے وقت یعقوب کے پاؤں کی نس چڑہا کر اوس سے اپنا پیچھا چھڑایا۔ اور اس طرح وہ ہوکر دے کر وہ آسمان پر چڑہ گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ اُن قوموں کا تذکرہ ہے کہ جو خدا کے وجود کو تسلیم کرتی تھیں لیکن ان کے علاوہ بہت سی وہ قومیں بہی تہیں جو سرے سے خدا کی قایل ہی نہیں۔ مثلاً زندیق۔ دہریہ۔ مادیین۔

خلاصہ یہ ہے کہ دنیا اسی قسم کی عالمگیر تاریکی میں مبتلا تہی اور انسانی دلوں کو اسی قسم کے توہمات نے مسخر کر رکہا تہا کہ ان غلط خیالات و معتقدات کے تاریک پردہ کو چاک کر کے دفعتہً اسلام نے اپنا نورانی چہرہ دنیا کو دکہلایا اور بتلایا کہ جن غلط معتقدات میں تم مبتلا ہو اور جن محدود اوصاف کے ساتھہ اس افضل ترین عالم ذات کو منسوب کرتے ہو اُن سب سے وہ خدائے حی و قیوم ارفع و اعلےٰ ہے۔

اسلام نے جس خدا کو دنیا سے متعارف کرایا وہ خدا واحد محض ہے اور زمان و مکان جہت و اشارہ تحت و فوق ہر قسم کی قیود اور خصوصیات سے مبرا و منزہ ہے یہ وہ تقدیس و تنزیہہ تہی جس پر یورپ نے بہی حیرت ظاہر کی اور یورپ کا مشہور فاضل گبن کہ اُٹہا کہ جب زمان و مکان جہت و اشارہ تمامی خصوصیات کو علیحدہ کر لیا جاوے تو پہر خیال کے لئے کیا باقی رہتا ہے؟ بے شبہ اسلام کو ایسی ہی وسیع الخیالی کی بنیاد قایم کرنا تہی جو جسمانی خصوصیات سے بالکل مبرا ہو۔ اور اسی بنا پر اسلام نے ہر قسم کی بت پرستی کو خواہ وہ اشارۃً ہی کیوں نہ ہو ناجائز قرار دیا کیونکہ اسلام نے خدا کی جو پاک و منزہ خیال قایم تہا وہ ایسا نہ تہا کہ خدا کا تصور بغیر جسمانی پیکر و صورت کے انسانی دلوں میں نہ آسکے۔ ہندو مصری صابی۔ رومن کیتھلک عیسائی سب خدا کے تصور کے لئے تمثیل کے محتاج تہے اور اسی وجہ سے طرح طرح کی بت پرستیوں میں مبتلا تہے لیکن اسلام میں باوجود صدہا فرقوں کے پیدا ہو جانے کے کسی فرقہ کو آج تک بت پرستی کا خیال ہی نہ آسکا۔ دنیا میں آج تمام دیگر مذاہب کے لوگ جسقدر روشنضمیر اور بلند خیال ہوتے جاتے ہیں وہ توحید خالص کے قریب آتے جاتے ہیں۔ علوم و فنون اور خیالات کی وسعت جسقدر بڑہتی جاتی ہے اسیقدر خدا کی نسبت جسمانی قیود کا خیال مٹتا جاتا ہے۔ دیکھئے آریہ سماج کے بانی نے بہی جب ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی تو اونہوں نے بہی ایک ایسا خدا دنیا کے سامنے پیش کیا جو جسمانی قیود سے مبرا ہے۔ لیکن چونکہ وہ اسلامی تعلیم کو بخوبی نہ سمجھ سکے تہے اس لئے مسئلہ توحید میں اسلام کی صحیح نقل ہی نہ کر سکے۔ اور جس خدا کو اونہوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا اوس کے ساتھہ ہی ازلیت میں اس کے دو اور شریک بہی کر دیئے یعنے جسطرح خدا کو انادی اور غیر مخلوق بتلایا اوسیطرح اوس کے ساتھہ مادہ اور روح کو بہی ازلی اور انادی اور غیر مخلوق ٹہہرایا۔ علاوہ ازیں سوامی دیانند اپنے پرمیشور کو تحت و مکان سے بہی مستثنےٰ نہ کر سکے اسی کا سبب ہے کہ آریہ پرمیشور کو ہر اعلےٰ و ادنیٰ کثیف و غلیظ نجاست بول و براز تک میں بہی متمکن مانتے ہیں بخلاف اس کے اسلام نے نہایت وضاحت کے ساتھہ بتلا دیا کہ جس خدا کو عالم کے سامنے پیش کرتا ہوں نہ صرف خود بلکہ اس کا علم ہر جگہ محیط ہے۔ اسلام نے جس خدا کو پیش کیا ہے اُس کو ان الفاظ کے ساتھہ پیش کیا ہے کہ:—

"اللہ (وہ ذات پاک ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ (کارخانہ عالم کا) سنبھالنے والا نہ اوس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ اوسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کی جناب میں (کسیکی) سفارش کرے جو کچھ لوگوں کو پیش (آ رہا ہے) وہ اور جو کچھ اون کے بعد (ہونیوالا ہے) وہ اس کو (سب) معلوم ہے اور لوگ اسکی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتے مگر جتنی وہ چاہے" پھر آگے چلکر ارشاد ہوتا ہے کہ:-

"آسمانوں اور زمین کی حفاظت اوسپر مطلق گراں نہیں ہے وہ بڑا عالیشان اور عظمت والا ہے" (سورہ بقر رکوع ۳۴)

اور آگے ارشاد ہوا ہے کہ:- "وہ اللہ ایسا (پاک ذات) ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پوشیدہ اور ظاہر (سب کا) جاننے والا وہی بڑا مہربان (اور) رحم والا ہے۔ وہ اللہ ایسا (پاک ذات) ہے کہ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں (تمام جہان کا) بادشاہ ہے پاک ذات ہے (تمام) عیبوں سے بری ہے امن دینے والا ہے نگہبان ہے زبردست ہے بڑا دباؤ والا ہے۔ بڑی عظمت رکھتا ہے یہ لوگ جیسے جیسے شرک کرتے ہیں اللہ (کی ذات) اوس سے پاک ہے وہی اللہ (ہر چیز کا) خالق (ہر چیز کا) موجد ہے (مخلوقات کی طرح طرح کی) صورتیں بنانیوالا ہے (اوسکی اچھی اچھی صفتیں ہیں اور اسی سبب سے) اوس کے اچھے ہی اچھے نام ہیں۔ جو (مخلوقات) آسمانوں اور زمین میں ہے (سب ہی تو) اوسکی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے" (سورہ الممتحنہ رکوع ۴)

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ:- "کہو کہ وہ اللہ ایک اللہ بے نیاز ہے نہ اوس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اوسکی برابری کا ہے" (سورۃ الاخلاص)

ایک اور مقام پر فرمایا ہے کہ:-

"آسمان اور زمین میں کسقدر بیشمار نشانیاں ہیں لیکن یہ لوگ انپر گذر جاتے ہیں اور انکی طرف رُخ نہیں کرتے"

دوسری جگہ وارد ہوا ہے کہ:-

"بعض لوگ ایسے ہیں جو خدا کے باب میں بے علمی کے ساتھ جھگڑتے ہیں کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے"

ایک تیسرے مقام پر آیا ہے کہ:-

"اگر آسمانوں اور زمین میں کئی خدا ہوتے تو دونوں میں فساد پڑ جاتا"

آیات متذکرہ بالا تقریباً ہر ایک فرقہ یعنے پارسیوں۔ عیسائیوں ہندوؤں اور آریوں وغیرہ کے لئے معارضہ میں جنکی تشریح تحصیل حاصل ہے۔

"تاہم مختصراً سمجھ لیجئے کہ نہ تو خدا کو کسی نے جنا۔ اور نہ خدا نے کسی کو جنا اوسکی ذات توالد اور تناسل (جو لازمہ بشریت ہے) کے سلسلہ سے بالکل مبرا ہے اس لئے باپ بیٹے اور روح القدس کا سلسلہ بالکل مہمل ہے۔

اور بیشمار خدا تو درکنار اگر صرف دو خدا بھی ہوتے تو اختلاف ارادہ سے نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔ اس لئے وہ ذات پاک بے شک واحد محض ہے۔ پس کئی کروڑ یا نیکی و بدی کے دو جدا جدا خداؤں کا عقیدہ باطل ہے۔

اب رہا وہ خدا جو اپنے ایک بندے سے کشتی لڑکر بازی نہ لیجا سکا وہ خدائی کے قابل نہیں ہو سکتا۔ ایسے ہی وہ بھی خدا نہیں ہو سکتا جس کے مثیل بھی مثل اوس کے ازلی و ابدی ہوں۔

رہا وجود باری سے انکار وہ بھی جہالت محض ہے کیونکہ جب نظام عالم کا مترتب کرنیوالا کوئی نہیں تو یہ عالم کہاں سے ظہور میں آیا کیونکہ علت بدون معلول اور فعل بغیر فاعل ناممکن ہے

آخرکار ایک ایسے خدا کا وجود تسلیم کرنا پڑتا ہے جو تمام عیوب و نقایص سے منزہ اور تمام اوصاف اور ہر ایک قسم کی قابلیتوں۔ قوتوں۔ قدرتوں میں وحید اور فرد ہو اوس کا کسی شعبہ اور کسی نوع میں کوئی شریک نہ ہو چنانچہ اس مسئلہ کو کس خوبی سے اسلام نے حل کر دیا ہے کہ اگر کوئی بھی اس اللہ پاک کا کسی قسم کا بھی شریک ہوتا تو یہ نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔

اسی مسئلہ کو اگر فلاسفر اور منطقی شخص کے سامنے منطقی پیرایہ میں پیش کیا جائے تو پہلے مقدمات ذیل کو ذہن نشین کرانا ہوگا۔

(۱) عالم میں گو بظاہر ہزاروں لاکھوں اشیا نظر آتی ہیں لیکن عالم ایک شئے واحد ہے اور یہ تمام اشیا اوسکی ذاتیات اور اجزا ہیں جسطرح انسان میں ہاتھ پاؤں۔ ناک۔ کان۔ آنکھ۔ منہ۔ اور بہت سے اندرونی اعضا موجود ہیں۔ تاہم انسان ایک شئے واحد ہے۔

(۲) ایک چیز کی دو علت تامہ نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ علت تامہ کے یہ معنے ہیں کہ اوس کے وجود کے ساتھ بلا انتظار کسی اور چیز کے معلول وجود میں آ جائے اس لئے اگر ایک معلول کے لئے دو علت تامہ ہوں ایک بالکل بیکار ہوگی۔

(۳) خدا عالم کی علت تامہ ہے۔

اب استدلال کے مقدمات یہ ہیں۔ عالم ایک شئے واحد ہے اور شئے واحد کی دو علت تامہ نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے عالم کی بھی دو علت تامہ نہیں ہو سکتیں۔ خدا عالم کی علت تامہ ہے اور علت تامہ متعدد نہیں ہو سکتی اس لئے خدا بھی متعدد نہیں ہو سکتا"

پس جس پاکیزہ عنوان سے خداوند عالم کو واحد محض اسلام نے بتلایا ہے اوس عنوان کی نظیر خود اسلام ہی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ خدا کے اقرار و اعتراف کا دل پر جو اخلاقی پڑتا ہے وہ بغیر توحید کامل کے پیدا نہیں ہو سکتا۔

اطاعت۔ انقیاد۔ خشوع و خضوع۔ توکل اخلاص کی حالت اوسی وقت دل پر طاری ہو سکتی ہے جب یہ خیال ہو کہ ہماری تمام حاجتوں۔ تمام ضرورتوں ساری امیدوں۔ کل خواہشوں کا کوئی ایک ہی مرکز ہے۔ انسان میں استقلال ارادہ۔ دلیری۔ بے نیازی کے اوصاف بھی توحید کامل کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتے۔

غور کیجئے کہ جو شخص ایک کے سوا اور کوئی دوسرا بھی حاجت روا مانتا ہے اس کا سر ہر ایک آستانہ پر جھکنے کے واسطے طیار رہتا ہے۔ یہ مضمون اگرچہ اوس درجہ مکمل نہیں ہو سکا ہے جس پایہ کا مضمون ہے تاہم غور کرنے اور سبق حاصل کرنے کے واسطے کافی ہے۔

(ضیاء الاسلام مراد آباد)

مسئلہ سود پر مولانا شبلی نعمانی سے خط و کتابت

آجکل دُنیا میں جہاں اور ہزاروں طرح کی بدیاں و بداہ کاریاں پھیلی ہوئی ہیں وہاں یہ کوشش بھی برابر جاری ہے کہ کسی طرح مذہبی آڑ میں ہمارے لئے وہ تمام باتیں جائز ہو جاویں جو اور قوموں کے نزدیک جائز اور حلال مطلق ہیں اس لئے کوئی صاحب تو یہ تجویز پیش کرتے ہیں نماز کمتی کی جاوے روزے اُڑا ئے جاویں قرآن کا کچھ حصہ نکالا جاوے۔ حج کے بجائے دوسرے کام جائز قرار دئیے جاویں پردہ کی رسم کو بالائے طاق رکھکر کھلے مُنہ ہوا کھانے کی اجازت دی جاوے۔ سود کو حلال کیا جاوے کیونکہ یہی ایک بڑا بھارا مسلمانوں کی نکبت و افلاس کا ذریعہ ہے۔ غرضیکہ جتنے مُنہ اُتنی باتیں ہیں سب کو قلم بند کر کے اُن پر خامہ فرسائی کرنا موجب طول طویل ہے بھلا کہاں سے ایسی فرصت لادیں جو اس کو نبھاویں۔ پیسہ اخبار میں آجکل سود کا مسئلہ چھڑا ہوا ہے جس پر آئے دن مضامین نکلتے رہتے ہیں انجمن نعمانیہ کا فتویٰ شائع ہو گیا انجمن مستشار العلماء کے فتوے کا ابھی انتظار ہی دیکھیے وہ ٹولی کیا ارشاد فرماتی ہے مولوی نذیر احمد خان صاحب دہلوی ایل ایل ڈی بھی مجتہدانہ طور پر فیصلہ کر چکے اور اقرار کر چکے کہ مسئلہ سود مسلمانوں کی آنکھوں کا ٹیپنٹ ہے خیر اس پر تو کسی فرصت کے وقت میں ناظرین کی توجہ مبذول کرنے کے قابل ہو سکینگے فی الحال مولانا شبلی نعمانی ناظم ندوۃ العلماء کی جو رائے ہے وہ ناظرین کی دلچسپی کی خاطر پیش کی جاتی ہے۔ مولانا اس بات کے قائل ہیں کہ **غیر اقوام سے سود لینا شرعاً جائز ہے** مگر شرعی دلیل ہمارے خیال میں آپ کے پاس کوئی نہیں۔ مولانا سے جو کچھ ہماری خط و کتابت اس بارہ میں ہوئی ہے اُس سے ناظرین اچھی طرح حال معلوم کر سکینگے اور اُس نتیجہ پر پہنچ سکینگے کہ کیونکر ایسے وقت کسی ایسے وجود کی ضرورت ہے جو اسلام کی سچے دین کی رکھوالی کے لئے آوے کیونکہ اس کے اصولوں کو ملیامیٹ کرنے کی اب حد ہو گئی دوست بن کر جڑوں میں پانی دینا سیکھنا ہو تو اُن حضرات سے سیکھے جو فی زمانہ علماء کہلائے جاتے ہیں یا اصلاح کنندہ پہلے تو ہمیں ان علماء کی اس حالت پر رونا آتا تھا کہ انھوں نے صفات اللہ کے ساتھ حضرت عیسیٰ کی صفات کو بھی شریک کر کے بڑے بھاری شرک کی بنیاد ڈالی جس نے ایک عالم کو عیسائی بننے پر مجبور کیا اور سیکڑوں کو مرتد کرا دیا مگر مسئلہ سود کے ذریعہ جو ان حضرات نے اسلام پر بغلی گھونسے مارے ہیں وہ نہایت ہی خطرناک معاملہ ہے اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اگر اس وقت اپنے فضل و کرم سے اپنا موعود نہ بھیجتا تو نہ معلوم یہ حضرات اسلام کی کہاں تک نوبت پہنچانے کے لئے زور مارتے اب میں تمہید کو زیادہ لمبا کرنے کے بدون ہی اصل خط و کتابت کو درج کرتا ہوں جس سے ناظرین بہت کچھ نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔ (خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی)

میرا پہلا خط (۱)

جناب مولانا المکرم! السلام علیکم۔ واضح باد کہ چونکہ آپ نے روم مصر و شام کا سفر کیا ہے اور وہاں کے حالات آپ کے چشم دید ہیں۔ بنا برین گذارش ہے کہ براہ مہربانی مندرجہ ذیل امور سے اطلاع دیکر مشکور فرما دیں۔

(۱) کیا ترکوں اور مصریوں اور شامی مسلمانوں کے اپنے بنیک[*] ہیں یا نہیں؟ (۲) اگر بنیک ہیں تو کیا اُن میں سود لینے دینے کا رواج ہے یا کہ نہیں؟ (۳) اگر سود لینے دینے کا رواج ہے تو کیا وہ مسلمان مالک بنیک یا دوسرے مسلمان جو ان بنیکوں سے سود کا لین دین جاری رکھتے ہیں کچھ اس کی حرمت و حلت پر بھی کبھی کچھ خامہ فرسائی کرتے ہیں یا کہ نہیں؟ اور کہ کیا وہاں بھی انٹرسٹ اور ربوا پر کچھ طبع آزمائیاں ہوتی ہیں کہ نہیں فقط خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی۔

[*] اس سوال کے دریافت کرنے کی ضرورت اس وجہ سے پڑی تھی کہ اخبار وطن میں ڈپٹی سردار احمد صاحب نے یہ دعوےٰ کیا تھا کہ ترکوں اور ایرانیوں کے ہاں سودی بنیک جاری ہیں اور وہ سود کو لینے دینے میں کچھ عیب نہیں سمجھتے۔ یہ صرف آگاہی کے لئے تھا ورنہ ناظرین خیال کر سکتے ہیں کہ قرآن شریف کے ہوتے ہوئے ترکوں شامیوں یا مصریوں کا رویہ ہمارے لئے اور ہر ایک مسلمان کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ منہ

مولانا کا پہلا خط میرے خط کے جواب میں

مصر و شام بلکہ خود مکہ معظمہ میں سود کا لین دین عام طور پر جاری ہے لیکن اس کا نام بدل دیا ہے جیسے فائنس کہتے ہیں میں نے خود بیت المقدس کی عدالت کی ایک ڈگری دیکھی تھی جس میں سود دلایا تھا۔ باقی رہا جواز و عدم جواز کی وجہ تو یہ بڑا لمبا قصہ ہے۔ **میں تو غیر قوموں سے سود لینا شرعاً جائز سمجھتا ہوں**۔ میرا ایک رسالہ بھی اسپر ہے لیکن ابھی چھپا نہیں۔ شبلی ۲۸ اگست ۱۹۰۶ء

میرا دوسرا خط (۲)

جناب مولانا المکرم۔ السلام علیکم۔ آپ کا کارڈ ملا تھا اور اُسپر کچھ عرض کرنی تھی مگر کم فرصتی مانع رہی اس لئے اب اُس عرض کو گذارش کرتا ہوں۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ میں غیر اقوام سے سود لینا شرعاً جائز سمجھتا ہوں اور کہ میرا اسپر ایک رسالہ بھی ہے لیکن ابھی چھپا نہیں۔ چونکہ رسالہ چھپا نہیں اس لئے عرض کرنی پڑی کہ غیر اقوام سے سود لینا آپ کے نزدیک کس طرح شرعاً جائز ہے؟ میں آپ کی اس عنایت کا کمال مشکور ہوں گا اگر ایک مفصل خط میں اُن تمام دلائل سے جو سود کے غیر اقوام سے لینے کے متعلق ہیں اطلاع دیں۔ (خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی)

مولانا کا دوسرا خط

۹ نومبر ۱۹۰۶ء

مضمون تفصیل طلب ہے خط میں ادا نہیں ہو سکتا۔ شاہ عبد العزیز صاحب کے متعدد فتوے ہیں وہ نظر سے گذرے ہونگے۔ ان میں صاف جواز کو ثابت کیا ہے میرا رسالہ ابھی صاف نہیں ہوا کاتب لکھ رہا ہے طیار ہو لے تو شاید چھپنے کی نوبت آئے۔ **اصول یہ ہے کہ جس مُلک میں احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جا سکتی وہاں وہ معاہدات و معاملات جائز ہو جاتے ہیں جو اور قوموں میں جائز ہیں**۔ ہدایہ شامی وغیرہ میں اس کی تصریح ہے۔ شبلی

ندوہ لکھنؤ

میرا تیسرا خط (۳)

جناب مولانا صاحب! تسلیم۔ جناب کا کارڈ پہنچا کمال مشکور ہوا ....

اس کارڈ میں جو جناب نے ایک اصل تحریر فرمایا ہے اُس کے متعلق کچھ تھوڑا سا دل میں وسوسہ پیدا ہو گیا ہے جو کانٹے کی طرح میرے دل میں کھٹک رہا ہے اگر اس کو بھی حل کر دیں تو بعید از عنایت نہ ہوگا۔ آپ کو معلوم ہے کہ قرآن کریم کے بالکل صاف الفاظ سود کی ممانعت میں موجود ہیں جو کہ یہ ہیں **احل اللّٰہ البیع و حرم الربوا** اسی کے مطابق ہم لوگوں کے رگ و ریشہ میں یہ بات پیوست ہو گئی ہے کہ سود کا لینا دینا بالکل **حرام** ہے۔ آپ نے اپنے اصل میں ظاہر فرمایا ہے کہ اصول یہ ہے کہ جس ملک میں احکام شرعیہ میں پابندی **جبراً نہیں کرائی جا سکتی وہاں وہ معاملات و معاہدات جائز ہو جاتے ہیں جو اور قوموں میں جائز ہیں**۔ قطع نظر **لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی**

الا یہ کہ یہ بات قابل گذارش ہے کہ یہ اصل صرف جواز سود کے لئے ہی ہے یا کہ دوسرے اوامر و نواہی قرآن کے متعلق بھی؟ یعنے اگر کوئی من چلا اس اصول کو مدنظر رکھکر نماز سے روزہ سے یا حج و زکواۃ سے انکار و فرار کر دے تو کیا کوئی اس کے لئے تسلی بخش جواب موجود ہو سکتا ہے یا کہ نہیں؟ اگر ہے تو کون سا اور کیا؟ نیز یہ بتلاویں کہ اُس کے جواز (سود کے اور اس کے (یعنے ترک نماز روزہ وغیرہ) عدم جواز کی کیا دلیل ہے؟ اور اگر یہ اصول صرف جواز سود کے لئے ہے تو اسپر شرعی دلیل کیا ہے؟ جس حالت میں کہ احل اللہ البیع و حرم الربوا کا صاف مفہوم اور صریح حکم موجود ہے جن کا موٹی عقل والا بھی مطالب سمجھ سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر یہ اصول درست ہے تو کیا مندرجہ ذیل کا امور کرنیکے لئے مسلمان تیار ہو جاویں یعنے اُن کو ذیل کے کام کرنے سے کون سی بات مانع ہو۔

(۱) بعض قوموں کے نزدیک اس حالت میں کہ اولاد نہیں ہوتی یا صرف لڑکیاں ہوتی ہیں لڑکا نہیں ہوتا یا شہوت دور کرانے کی ضرورت درپیش ہے یہ امر جائز قرار دیا گیا ہے کہ اپنی عورت کو دوسروں کے پاس اولاد حاصل کرنے یا شہوت دور کرانے کے لئے جانا نہ صرف جائز بلکہ موجب ثواب بھی گردانا و مانا گیا ہے کیا مسلمان اس ملک کے محض اس لئے کہ اُن سے احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی یہ کام جسکا نام اس کو جائز قرار دینے والی قوم کے نزدیک "نیوگ" ہے جائز ہو گا؟ (ب) ایسا ہی بعض کے نزدیک شراب پینا اور شراب میں ڈبل روٹی بھگو کر جب تک ایک نو مریدمعہ بزرگان دین کے اُس کو کھا پی نہ لیں دینی سرٹی فیکٹ حاصل نہیں ہو سکتا تو کیا مسلمان اُن ملکوں کے جس میں اُن سے احکام شرعیہ میں پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی اُن کے لئے بھی یہ معاملات و معاہدات جائز ہو جائینگے؟ (ج) ایسا ہی بعض کے نزدیک ہر قسم کے سوئر خواہ کالا ہو خواہ سفید سبز ترکاریوں کی طرح ہیں تو اُن مسلمانوں کے لئے جن سے احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی یہ حرام مطلق حلال محض ہونگے؟ (د) ایسا ہی بعض کے نزدیک یعنے اُن کے عقائد کے رو سے انسانوں کو خدا بنانا اور پتھر پرستی کرنا یا خدا کے لئے بیٹے بیٹیاں تجویز کرنا جائز مانا گیا ہے تو کیا وہ مسلمان جن سے اُن کے ملکوں میں (جہاں وہ سکونت رکھتے ہیں اور اسلامی حکومت نہیں ہے) احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی یہ معاملات و معاہدات جائز ہونگے؟ غرضیکہ میری سمجھ ناقص میں اگر یہ اصول جواز سود کے لئے صحیح مانا جاوے تو مذکورہ بالا تمام معاملات و معاہدات مسلمانوں کے لئے جائز و موجب ثواب ہو جاتے ہیں۔ غور فرماویں کہ ہندوستان۔ فرانس۔ جرمن۔ اٹلی۔ آسٹریلیا۔ آسٹریا۔ روس وغیرہ میں اسلامی سلطنتوں میں احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی تو ان سلطنتوں کے رہنے والے مسلمان اس طرح پر مذہب و ملت یعنے احکام شرعیہ کی عدم پابندی کے مجاز ہیں؟ براہ مہربانی مفصل کیفیت یعنے جواب باثواب سے مطلع فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور فرماویں ...... خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی۔

مولانا کا تیسرا خط

مکرمی۔ تسلیم۔ قرآن پاک میں ربوا کا لفظ ضرور آیا ہے لیکن اس کی کچھ حقیقت بیان نہیں کی گئی احادیث میں کسی قدر تفصیل ہے لیکن اسقدر کہ حضرت عمر اکثر فرماتے رہے کہ رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا لیکن یہ نہ بتا گئے کہ سود کن کن حالتوں میں حرام ہے۔ اس بنیاد پر سود کے متعلق جس قدر تفصیل احادیث سے ثابت ہو گی وہی حرام ہو گی۔ آپ نے جو صورتیں لکھی ہیں وہ قیاسی مع الفارق ہے میں نے جو اصول لکھا ہے وہ صرف اُن معاملات سے متعلق ہے جن میں دوسروں سے ضروری تعلق ہے مثلاً خرید و فروخت وغیرہ۔

آں حضرت (صلعم) جب مکہ میں تھے تو آپ نے حضرت ابوبکر کو اجازت دی کہ وہ فتح روم پر بازی لگائیں چنانچہ وہ کئی اونٹ جیتے فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ اس کی یہ وجہ تھی کہ مکہ میں اُس وقت تک اسلام جاری نہ تھا۔

غرض جن ممالک میں اسلامی احکام جاری نہیں ہیں وہاں ان معاملات میں جنکا تعلق دوسروں سے مجبوراً پڑتا ہے اُسی طرح معاملہ کرنا ہو گا جس طرح دوسری قومیں کرتی ہیں۔ شراب پینا یا دوسرے کو اپنی بیوی سپرد کرنا ذاتی معاملہ ہے کسی دوسرے سے اس کا تعلق جبریہ نہیں ہو سکتا یعنے دوسرا شخص اسپر مجبور نہیں کرتا۔ یہ میری ذاتی رائے نہیں بلکہ درمختار وغیرہ سے تمام کتابوں میں لکھا ہے۔ والسلام

شبلی ۱۹ نومبر ۱۹۰۶ء

میرا چوتھا خط (عہ)

جناب مولانا المکرم۔ السلام علیکم۔ آپ کا مجھکو ملا چونکہ حسب تسلی کی تمنا تھی حاصل نہ ہو سکی اس لئے کچھ اور عرض کرنی تھی مگر کم فرصتی مانع رہی جسکو کہ اب پورا کرنا مناسب سمجھتا ہوں آپ کا پہلا کارڈ جو مجھکو ملا تھا اُس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ میں غیر اقوام سے سود لینا شرعاً جائز سمجھتا ہوں جسپر میں نے عرض کی تھی کہ آپ سود لینا غیر اقوام سے شرعاً جائز سمجھتے ہیں تو اُس کا ثبوت قرآن و حدیث سے عنایت فرمائیے جس کا جواب جناب کی طرف سے یہ ملا تھا کہ مضمون تفصیل طلب ہے خط میں ادا نہیں ہو سکتا۔ شاہ عبد العزیز کے متعدد فتوے ہیں اور اُن میں جواز ثابت کیا گیا ہے اور کہ اصول یہ ہے کہ جس ملک میں احکام شرعیہ میں پابندی جبراً نہیں کرائی جاسکتی وہاں وہ معاملات و معاہدات جائز ہو جاتے ہیں جو دوسری قوموں میں جائز ہیں اس اصول پر جو کچھ میں نے عرض کی اور اُس کے جواب میں جو کچھ جناب نے ارشاد فرمایا اُس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سود کا غیر اقوام سے لینا شرعاً جائز ہونے کی دلیل جناب کے پاس نہیں ہے ورنہ ضرور پیش کرتے کیونکہ میری منشا اُس طول طویل و مسلسل خط و کتابت سے بجز اس کے اور کیا تھی اور اب تک ہے کہ یہ اصول (جو آپ نے تحریر فرمایا ہے) درایت و روایت کے لحاظ سے محض غلط ہے آپ فرماتے ہیں کہ اس اصول کی منشا صرف یہ ہے کہ جن میں دوسروں سے ضروری تعلق ہے مثلاً خرید و فروخت وغیرہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک خرید و فروخت وغیرہ بغیر سود لینے دینے کے چل نہیں سکتی حالانکہ یہ اصول بمذاہب باطل ہے کیونکہ صحابہ کرام میں اکثر سوداگری پیشہ ہی تھے بعد نزول آیت الربوا کے بھی وہ سوداگری کرتے رہے مگر سود لینا دینا قطعاً بند کر چکے تھے علاوہ ازیں جس طرح شراب پینا یا دوسرے سے نیوگ کرانا ذاتی معاملات کے سبب جبراً نہیں کیا کرایا جا سکتا ایسا ہی خرید و فروخت وغیرہ بھی جبراً نہیں کرائی جا سکتی

عہ اس خط و کتابت میں ابتداء چونکہ حتی الوسع اختصار پر کفایت کی گئی ہے اس لئے صرف یہ ایک ہی ریت ضبط تحریر میں لائی گئی تھی۔ منہ

٭ دیکھا ناظرین! یہ ہیں آج کل کے علماء کی چالیں پہلے تحریر فرماتے ہیں کہ غیر قوموں سے سود لینا شرعاً جائز ہے اور اُس کے لئے اصول اختراع کیا کرتے ہیں مگر معقول گرفت کی جاتی ہے تو اُس کو محدود کرتے ہیں مگر پھر بھی شرعی دلیل کوئی نہیں پیش کرتے ہماری تو سمجھ میں بھی نہیں آتا کہ یہ اصول صرف خرید و فروخت تک کیوں اور کس دلیل سے محدود ہو سکتا ہے؟ اگر محدود نہیں ہوتا تو اس ملک میں زنا کرنا شراب پینا وغیرہ ترک صوم صلواۃ سب کچھ جائز ٹھہرتا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ اسکے جواز اور اسکے عدم جواز کا راز مولانا فاش کر دیتے۔ منہ

اگر فرماویں کہ ایک سوداگر کو دوسرے سوداگر سے بعض اشیاء کا لینا ضروری ہوتا ہے تو عرض ہے کہ یہ ضرورت صحابہ کو بھی لاحق ہوتی تھی جنھوں نے ربوا کو بھی چھوڑا اور سوداگری کو بھی جاری رکھا پھر آپ فرماتے ہیں کہ "قرآن پاک میں ربوا کا لفظ بے شک آیا ہے لیکن اس کی کچھ حقیقت بیان نہیں کی گئی احادیث میں کسی قدر تفصیل ہے لیکن سعتدرکہ حضرت عمرؓ اکثر فرماتے رہے کہ رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا لیکن یہ نہ بتاگئے کہ سود کن کن حالتوں میں حرام ہے" اسپر عرض ہے کہ اگر قرآن نے ربوا کی کچھ حقیقت نہیں بیان فرمائی تھی اور نہ حدیث میں اس کی کافی تشریح تھی تو صحابہ کرام نے کس بناپر ربوا کو چھوڑا تھا جس کا لازمی نتیجہ آج تک ہم لوگوں میں پشت بہ پشت یہ چلا آتا ہے کہ سود کو حرام مطلق خیال کرتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ جب تک ایک شخص ایک کو بُرا نہ سمجھے اور اُس کی بُرائیاں اُس کو نہ سمجھائی جاویں وہ اُس بدی کو نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر کیا وجہ تھی کہ باوجودیکہ قرآن میں اس کی کچھ حقیقت بیان نہیں کی گئی اور احادیث میں کافی اس کی تشریح نہیں کی گئی اور حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کا یہ ایمان تھا (بقول آپکے) کہ آں حضرت صلعم نے نہیں بتلایا کہ سود کن کن حالتوں میں حرام ہے صحابہ نے کیوں اس کام کو چھوڑ دیا؟ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے قرآن میں جسقدر سود کی حقیقت و تشریح کی ضرورت تھی مذکور ہے آپ غور کرتے تو ضرور مل جاتی خیال فرماویں کہ ایک جگہ تو فرمایا کہ "یا ایھا الذین اٰمنوا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضٰعفۃ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون" دوسری جگہ فرمایا کہ "وما اٰتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ وما اٰتیتم من زکوٰۃ تریدون وجہ اللہ فاولٰئک ھم المضعفون" تیسری جگہ فرمایا کہ "یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون"

اب خود ہی غور فرماویں کہ اس سے بڑھکر اور کس حقیقت کی ضرورت درکار ہے جو قرآن بیان فرماتا؟ اگر فرماویں کہ اس میں اس قدر حقیقت بیان نہیں کی جسقدر ضرورت تھی تو عرض ہے کہ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ کیوں فرمایا جس حالت میں کہ اُن کو اس کی حقیقت ہی معلوم نہیں؟ رہا حضرت عمرؓ کا قول سو اُس کے بارہ میں عرض ہے کہ اول تو قرآن کی آیات بینات کے سامنے کسی دوسرے کا قول قابل سند نہیں ہو سکتا۔ دوم حضرت عمرؓ وہ شخص ہے جو حسبنا کتاب اللہ کہنے کا مدعی تھا سوم اُس قول کا ماخذ یہ نہیں جو آپ نے فرمایا ہے اُس سے اگر کچھ نکلتا ہے تو یہی کہ سود کو چھوڑ دیں" غور کریں ابن ماجہ میں حضرت عمر رضؓ کے قول کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں کہ "وان اٰخر ما نزلت اٰیۃ الربا وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض ولم یفسرہا لنا فدعوا الربا والریبۃ یعنے آخری وحی جو نازل ہوئی وہ ربا کی آیت ہے پس ربا و ریبہ چھوڑ دو"

اب کون ایسا دل وگردہ والا ہے کہ ان الفاظ سے یہ نتیجہ اخذ کرسکے جو جناب نے اخذ کیا ہے؟

※ حدیثوں کے متعلق سیرۃ النعمان حصہ دوم میں مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ حدیثوں کے سُننے اور قلم بند کرنے کو صاف صاف منع فرماتے تھے پس جس حالت میں کہ قرآن میں اُس کی حقیقت نہیں۔ احادیث سُننے کا حکم نہیں تھا کیونکر مسلمان سود کے حرام ہونے کے قائل ہوگئے اور کیونکر قرآن اولے کے مسلمانوں نے اس امر کو چھوڑا تھا جس کا اثر آج تک ہم لوگوں تک پہنچا ہے فتدبروا ولا تکن من الغافلین۔ منہ (یہ نوٹ پہلے خط میں نہیں ہے)

علاوہ بریں اگر سود کی آیات سُنا کر آں حضرت صلعم کو اتنی فرصت نہیں ملی کہ اُس کی تفسیر کرتے تو اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ شریعت حقہ کی تبلیغ جیسی آں حضرت صلعم کو کرنی تھی نہیں کی اور کہ شریعت آں حضرت صلعم کے ذریعہ کامل نہیں ہوئی بلکہ ناکمل ہونے کی حالت میں آں حضرت صلعم نے انتقال فرمایا حالانکہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ کا جو کچھ ماخذ ہے اُس سے تکمیل شریعت ثابت ہوتی ہے پس کس طرح یہ دلیل قابل صحت ہو کر آں حضرتؐ صرف الربوا سُنا کر چل دئے اور یہ نہ بتلا گئے کہ الربوا کہتے کس کو ہیں۔ مزید براں احادیث پر جب غور کیا جاتا ہے تو اُس میں جس کثرت سے ربا کی تشریح اور حقیقت بتلائی گئی اور ممانعت فرمائی گئی ہے کہ اُس کا اس جگہ نقل کرنا موجب طول طویل ہے اور کہ اگر اُس حدیث پر بھی غور کی جاوے کہ جس میں حجۃ الوداع کے خطبہ کے متعلق ذکر ہے تو اُس میں بھی پہلے سود ہی کا ذکر کرکے آیت قرآنی سے استدلال کرکے اُس کی ممانعت کو ثابت کیا گیا ہے چنانچہ اُس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ "عن سلیمان ابن عمرو عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع یقول الا ان کل ربا من ربا الجاھلیۃ موضوع لکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون الا وان کل دم الحارث بن عبد المطلب ..... قال اللھم ھل بلغت قالوا نعم ثلاث مرات قال اللھم اشھد ثلاث مرات یعنے سلیمان بن عمرؓ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ اُس نے کہا کہ میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلعم کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ دیکھو! ہر ایک ربا رباجاہلیت کا موقوف کیا جاتا ہے ہاں راس المال لینے کا حق تمہیں ہے نہ تم دوسروں پر ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جاوے۔ دیکھو! ہر ایک خون جاہلیت کے خون سے موقوف کیا جاتا ہے اور پہلا خون جسکو میں موقوف کرتا ہوں حارث بن عبد المطلب کا خون ہے..... اسکے بعد آپ نے پکارکر فرمایا کہ کیا تم نے لوگوں تک پیغام پہنچا دیا ہے سب نے کہا ہاں اور تین دفعہ آپ نے یونہی پکارا اور یہی جواب کل حاضرین نے آپکو دیا۔ اسکے بعد آپ نے تین دفعہ فرمایا کہ اے اللہ گواہ رہ یعنی اس بات پر کہ میں نے ان لوگوں کو پیغام پہنچا دئے ہیں اور یہ اسکا اقرار کرتے ہیں۔ حدیث کے یہ الفاظ ابو داؤد سے لئے گئے ہیں جہاں سے آپ چاہیں تو ملاحظہ فرما سکتے ہیں اب اس حدیث سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ ربوا کی حقیقت سمجھکر ہی صحابہ نے ربوا کو چھوڑا تھا کیونکہ یہاں صحابہ کو یہ اقرار ہے کہ جو پیغام لیکر آپ آئے تھے آپ نے ہم کو پہنچا دئے ہیں اور ہم نے اُن کو سمجھ لیا ہے اور سمجھکر ہی اُنپر عمل درآمد کیا ہے یعنے کل اوامر و نواہی سے ہم کو پوری واقفیت و آگاہی ہوچکی ہے پھر بتلائے کہ کیونکر کوئی مسلمان باوجود ان دلایل کے جواز سود کا قائل ہوسکتا ہے؟ اگر باوجود ان براہین ساطعہ کے اب بھی آپ کے نزدیک غیر اقوام سے سود لینا شرعاً جائز ہے تو خاکسار اُن دلایل کے سننے کا اب تک محتاج ہے آپ براہِ مہربانی اُن دلائل سے اس خاکسار کو آگاہ فرماویں ہاں یہ بات الگ ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ نے آپ کو روپیہ عطا کیا ہے اور آپ اسکو اس راہ سے ترقی دینا چاہتے ہیں تو دے سکتے ہیں کوئی آپ کو روک نہیں سکتا۔ لیکن اگر آپ شرعاً جائز ہونے کا ارشاد فرماوینگے تو اُس کا ضرور بضرور آپ کو ثبوت قرآن و حدیث سے دینا پڑے گا کیونکہ مسلمانوں کے یہ بات رگ و ریشہ میں پیوست ہوگئی ہے کہ سود کا لینا دینا ہر دو حرام مطلق ہیں جسپر کہ حدیث ذیل خاصی گواہی دیتی ہے کہ لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٰکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدہ پھر کس طرح سے مسلمان اسکے جواز شرعاً کے قائل نہ ہوں والسلام خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی

اس خط کا جواب آج تک مولوی صاحب نے بالکل نہیں دیا۔

(خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

حضرت عیسیٰ کی وفات پر ایک اور شہادت

ابن جریر کی ایک روایت کہ حضرت عیسیٰ مر گئے

اسلامی دنیا کیا بلکہ یورپ امریکہ کی کتاب خوان دنیا بھی ابن جریر علیہ الرحمۃ کے نام سے واقف ہے۔ کیونکہ آپ کی کتابیں نہایت عزت کے ساتھ اُن ممالک میں چھاپی جاتی اور شایع کیجاتی ہیں۔ ابن جریر تیسری صدی کے ایک بڑے مفسر اور مشہور مورخ مجتہد مطلق گذرے ہیں اور صاحب علوم مذہب اسلامیہ میں آپ کا ایسا رتبہ تھا اور لوگ یہانتک آپ کے قایل ہوے کہ ایک خاص فرقہ آپ کے نام پر جریریہ کہلاتا تھا۔ اہل حدیث کے نزدیک آپ سب سے بڑے قابل اعتبار مفسر قرار دیئے گئے ہیں ایک ضخیم تفسیر قرآن شریف اور ایک ضخیم کتاب تاریخ کی آپ کی تصانیف میں سے بہت کثرت سے چھاپی اور پڑھی جاتی ہے۔ آپ نے اپنی کتاب تاریخ طبری کے صفحہ ۷۳۹ جلد دوم میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق ایک روایت لکھی ہے جو ذیل میں درج کیجاتی ہے۔ اس جگہ ہم یہ بحث نہیں کرنا چاہتے کہ یہ روایت صحیح ہے یا اسپر کوئی جرح ہوسکتی ہے۔ یہ غلط ہو یا صحیح ہو۔ بہرحال اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تیسری صدی میں ایسی روایات کا ایک ایسے بزرگ عالم کی قلم سے نکلنا اور اس کثرت سے شایع ہونا اور اُسپر کسی مسلمان عالم کا اظہار مخالفت نہ کرنا اس امر کو پایہ ثبوت پر پہونچاتا ہے کہ اس وقت تک جب یہ کتاب شایع ہوئی مسلمانوں کے علماء سب کے سب نہیں تو اس کثرت کے ساتھ وفات مسیح کے قایل تھے۔ کہ اس کے برخلاف قلم اُٹھانا کسی نے ضروری نہ سمجھا۔ اور اُن کے نزدیک حضرت عیسےٰ کے مرجانے کا قائل ہونا کوئی ایسا امر نہ تھا جس کیوجہ سے وہ باہمی اختلاف ڈالنے کی کوشش کرتے اور وہ اس زمانہ کے علماء کی طرح حضرت عیسےٰ کے ایسے شیدائی نہ تھے۔ کہ اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو خود ہی کہتے پھریں کہ وہ فوت ہوگئے اور اگر حضرت عیسےٰ کے متعلق کوئی کہے کہ وہ مر گئے تو جھٹ اپنے کفر کے بقچہ کو کھولکر سارے کا سارا اسپر الٹ دیں اور ایسے نیلے پیلے ہوجاویں کہ گویا عیسےٰ ہی ان کا خدا ہے۔ اور اس کے مرنے سے وہ نابود ہوجاویں گے۔ اس امر کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بزرگ مصنف تیسری صدی میں گذرے ہیں۔ اور تین ہی صدیاں قرون اولیٰ میں داخل ہیں اور ان کے بعد فیج اعوج ہے جو تفسیریں فیج اعوج میں لکھی گئیں اُس کی روایتیں اس کے مقابل پر کوئی قدر نہیں رکھ سکتیں۔ اب ہم اصل روایت بمعہ ترجمہ اس جگہ نقل کرتے ہیں۔

عن ابن سلیم الانصاری ثم زرقی قال کان علیٰ امرأة منا نذر لتظهرن علی راس الجماء جبل بالعقیق من ناحية المدینه قال فظهرت معها اذا استوینا علی راس الجبل اذا قبر عظیم - علیه حجران عظیمان حجر عند راسه وحجر عند رجلیه فیهما کتاب بالمسند لا ادری ما هو فاحتملت الحجرین معی حتی اذا کنت ببعض الجبل منهبطا ثقلا علی فالقیت احدهما وهبطت بالاخر فعرضته علی اهل السریانیه هل یعرفون کتابه فلم یعرفوه وعرضته علی ما یکتب بالزبور من اهل الیمن ومن یکتب بالمسند - فلم یعرفوه قال فلما لم اجد احدا من یعرفه القیته تحت التابوت لنا فمکث سنین ثم دخل علینا ناس من اهل ماه من الفرس یبتغون الخرز قلت لهم هل لکم من کتاب فقالوا نعم فاخرجت الیهم الحجر فاذا هم یقرؤنه فاذا هو بکتابهم

هذا قبر رسول الله عیسےٰ ابن مریم عم ارسل الی هذه البلاد - فاذا هم کانوا اهلها فی ذٰلک الزمان نات عندهم فدفنوه علےٰ راس الجبل -

"ترجمہ - ابن سلیم انصاری کہتے ہیں کہ ہماری مستورات میں سے ایک عورت نے جبل جما پر جانے کی نذر مانی تہی اِس وجہ سے مجھے بہی اس کے ساتھ اُسپر جانیکا اتفاق ہوا۔ جب ہم پہاڑ کی چوٹی پر پہونچے۔ تو وہاں ایک بڑی عظیم الشان قبر دیکھی۔ جس کے دونوں طرف یعنے سر اور پاؤں کی جانب دو بڑے بڑے پتھر پڑے تہے۔ جن پر کچھ لکھا تھا۔ چونکہ میں اس کتبہ کو پڑھ نہ سکا۔ ان دونوں پتھروں کو مینے ساتھ اٹھا لیا اور اس وجہ سے کہ وہ پتھر بہاری تہے میں نے ایک کتبہ کو اترتے ہوئے پہاڑ پر ہی پھینک دیا۔ دوسرا کتبہ جو میں ساتھ لایا تھا مینے اپنے ہاں کے سریانی عالموں اور اسیطرح بعد ازاں اہل یمن کے زبور نویسوں کی خدمت میں پیش کیا اور اس وجہ سے کہ ان میں سے اس کو کوئی نہ پڑھ سکا وہ کتبہ ہمارے گھر میں کئی سال پڑا رہا اور مدت کے بعد ہمارے یہاں ملک فارس کے چند اہل ماہ آئے باتوں ہی باتوں میں اس کتبہ کا ذکر اذکار آگیا تو میں نے ان کو یہ کتبہ نکال کر دیا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ ہمارے عیسےٰ بن مریم رسول اللہ عم کی قبر کا کتبہ ہے۔ جو ہمارے بلاد میں رسول کرکے بھیجے گئے تھے۔ ان کے مرنے کے بعد انکو اس پہاڑ پر دفن کیا گیا ہے۔ کتبہ پر یہ عبارت لکھی تہی

یہ حضرت عیسےٰ کی قبر ہے۔ جو ان بلاد میں رسول بھیجے گئے تہے۔ (بدر)

تبصرہ جلد منگالو

تبصرہ کو بصورت اشتہار جیسا کہ حضرت اقدس کی منشاء ہے عام نظرگاہوں وغیرہ پر لگوانے اور عام مشتہر کرنے کے لئے چھاپا ہے۔ ذیل کے نرخ سے مل سکتا ہے۔ قیمت ۱۰۰ اشتہار ۸؎ قیمت ۵۰۰ اشتہار للعہ قیمت ۱۰۰۰ اشتہار ۸؎۔ ۱۰۰ سے کم قیمت فی پرچہ ۸؎ کے حساب سے چارج ہوگی محصولڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست بنام منیجر الحکم قادیان۔

نظم

ابتدا اسازم بنام پاک رب العلمین — مبتلا مانند زبان در وصف ختم المرسلین
حبذا طالع بدنیا یافتم دارالامان — ہاتف غیبی دہد مژدہ جنان القادیان
مہدی دین محمد جلوہ فرما بر زمین — نو بہے آمد کہ از حالات بحق المسلمین
دولت دارین بر ما شد عیاں از ستتر — مدتے دیرین بپے از پیش گوی معتبر
کاشف الاسرار ما کان المعاو المبین — والی مرزا غلام احمد مسیح الصدق دین
بلغ اللہم رحمت خاص برآں پاک ذات — آنکہ یکبار پسلماناں را باب نجات
یاور یاراں دینی صاحب والاہمم — منتخب نفسے بتخصیص الجلال والشیم
رونق راہ ہدایت بیکساں را دستگیر — خوئے آں کنز الکرامت محرم روشن ضمیر
نائب دین محمد قاضی حاضر جواب — نطقہ بحر الدلالت قبلۂ ام الکتاب
وارث شرف پیمبر بر خلایق برترین — گفت مولٰی کانش من یا شیم یا رب بجنیں
رحمتے رحمٰن بر انسان نازل رحماں — مرہم مجروح دل صاحبدلانِ عاشقاں
مرحبا اے شوکت انسان آدم را جگر — با خلف ہمچوں مشرف چوں نباشد بوالبشر
حجت عیلی بدست وشکل روح اللہ را — تا فرو بر دند یکب عالم بجو د افواہ را
مقبض ہر مدعی بر مقتدی را پیشوا — لا ابالی از ہمہ موجود الا ماسوا
داور دیوان حق فعل شرارت را لئیم — ماحی راہ ضلالت در صراط مستقیم
افسر فوج شریعت اختر برج نیر — دعوت اسلام تا مشرق بمغرب مشتہر
ہادی کامل کہ بر ادیان ہر اقوام را — صدق را صادق بود ناسخ ہمہ اوہام را
مظہر نوری بشکل اشرف ایں ناسوت را — بلبلے ترنم کناں از روضۂ لاہوت را
دارو سے بنواز اے ہر زخم بالمرض طبیب — کر بطفیلش تا شفاے سرمدی باشد نصیب
یا الٰہی دہ مرا توفیق قبل انہدام — پاک کن چشم بدیدار مشرف السلام
مخلوط وصف پاک بمولا تو چوں شدی
احمد کبیر نور محمد ہ احمدی

(بیعنے الراقم خاکسار اے۔ کے۔ نور محمد احمدی مقام نمبر ۴۳ ہنٹگمری ڈسٹرکٹ منٹگمری)

غزل از اکبر نجیب آبادی

مندرجہ ذیل غزل اکبر صاحب نے اسوقت ارسال کی تھی جبکہ آپ نجیب آباد تھے آج کاغذوں میں سے ملگئی ہے۔ جو درج ذیل ہے۔ ایڈیٹر

باغ جہاں سے رتبہ میں کم قادیاں نہیں — بدبخت وہ جو شایقِ دارالاماں نہیں
میں حال دل کہوں تو کہوں کس سے آجکل — ہمدرد کوئی شہر میں اسرار داں نہیں
لنگسر گئے ہیں ڈاکٹر عبد المجید خاں — عبد العلیم خاں بھی تو اکبر یہاں نہیں
کیا لطف شعر گوئی ہو حاصل مجھے یہاں — موجود جبکہ مضطر جادو بیاں نہیں
ای بزدلو جو ہو سکے تم سے وہ کر دکھاؤ — مجھکو تمہارے ہاتھ سے خوف زیاں نہیں
غرّاتے ہیں مگر نہیں کر سکتے کچھ بھی یہ — ان بزدلوں میں شرم کا نام نشاں نہیں
جینے کا اوسپہ اڑ کی پہونچنا محال ہے — یہ آسماں ہے گھر کا ترے سائباں نہیں
ہم ایک کے عوض میں سناتیں ہیں دو کو سو — اوسکی ہی کیا زباں ہے ہماری زباں نہیں
ترکی بترکی چاہیں تو دیسکتے ہیں جواب — لیکن ہیں ہم تو حکیم امام زماں نہیں
شہزادہ سے یہ حلم کے اکبر سبق ملا — ایام اشتی ہیں یہ وقت سناں نہیں

ضروری اطلاع

خریداران الحکم کو حسب معمول سابق ۱۰ ڈسمبر ۱۹۰۷ء کا پرچہ بقایا اور ۱۹۰۸ء کی سلانہ قیمت وصول کرنے کے لئے وی پی کیا جائیگا۔ جو خریدار کسی وجہ سے ۱۰ ڈسمبر کا الحکم وی پی وصول نہ کر سکتے ہوں **اُن کو ضروری** ہے۔ کہ وہ ۸ ڈسمبر تک اطلاع دیں۔ کہ اُن کے نام کس تاریخ کا الحکم وی پی کیا جائے۔ تاکہ مطبع واپسی وی پی کی زیر باری سے محفوظ رہے۔ یاد رہے کہ اس کے سوا الگ اطلاع اور نہیں کیجاویگی۔ ایڈیٹر

ضروری یاددہانی

سالانہ جلسہ قریب آرہا ہے اس لئے تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے ہاں سے آنیوالے احباب کی تعداد سے فوراً اطلاع دیدیں تاکہ ضروری انتظام کے لئے غور کرنیکا موقع ان لوگوں کو مل سکے جو اس تقریب پر خدمت احباب پر مامور ہوتے ہیں۔ عین وقت پر مہمانوں کے اُتارنے اور اُن کے لئے جگہ کی تجویز میں وقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے جہاں جہاں احمدی انجمنیں قائم ہیں وہ اپنے ضلع کی انجمن کے سکرٹری صاحب کو اس قدر تعداد سے اطلاع دیں۔ جس قدر احباب قادیان آنیوالے ہوں۔ انجمن کے ضلع کے سکرٹری صاحبان راقم الحروف کو اطلاع دیدینگے۔ اور اس طرح پر انتظامی امور میں سہولت ہوگی۔ ایسی تمام اطلاعیں ۱۵ ڈسمبر ۱۹۰۷ء تک مجھے پہنچ جانی ضروری ہیں۔

ایسا ہی تمام احمدی **بھائی یاد رکھیں** کہ جو احباب قادیان **آئیں وہ اپنا بستر اور لحاف ساتھ لائیں** لحافوں اور بستروں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اس میں ہرگز فروگذاشت نہ کیجاوے پہلے بھی لکھا گیا ہے اور اب پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ **مہمان خانہ** میں غریب اور نادار مہاجرین اور بعض مسکین اور یتیم طلبا اور بعض دوسرے نادار طلبا کے لئے لحافوں اور گرم کپڑوں کی حاجت ہے جو احباب اس کار خیر میں حصہ لیں وہ عند اللہ ماجور ہوں گے۔

یعقوب علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

قرآن شریف سے آنحضرت صلعم کی شفاعت کا ثبوت

قرآن شریف میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بارہ میں مختلف مقامات میں ذکر فرمایا گیا ہے جیسا کہ ایک جگہ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم۔ ترجمہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔ اب دیکھو کہ یہ آیت کس قدر صراحت سے بتلا رہی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا جس کے لوازم میں سے محبت اور تعظیم اور اطاعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کا ضروری نتیجہ ہے کہ انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اُس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اگر کوئی گناہ کی زہر کھا چکا ہے تو محبت اور اطاعت اور پیروی کے تریاق سے اُس زہر کا اثر جاتا رہتا ہے۔ اور جس طرح بذریعہ دوا مرض سے ایک انسان پاک ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی ایک شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے اور جس طرح نور ظلمت کو دور کرتا ہے اور تریاق زہر کا اثر زائل کرتا ہے اور آگ جلاتی ہے ایسا ہی سچی اطاعت اور محبت کا اثر ہوتا ہے۔ دیکھو آگ کیونکر ایکدم میں جلا دیتی ہے۔ پس اسی طرح پر جوش نیکی جو محض خدا کا جلال ظاہر کرنے کے لئے کی جاتی ہے وہ گناہ کا خش و خاشاک بھسم کرنے کے لئے آگ کا حکم رکھتی ہے **جب ایک انسان سچے دل سے ہمارے نبی صلعم پر ایمان لاتا ہے اور آپ کی تمام عظمت اور بزرگی کو مان کر پورے صدق و صفا اور محبت اور اطاعت سے آپکی پیروی کرتا ہے یہانتک کہ کامل اطاعت کی وجہ سے فنا کے مقام تک پہنچتا ہے** تب اس تعلق شدید کی وجہ سے جو آپکے ساتھ ہو جاتا ہے وہ آلہی نور جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترتا ہے اُس سے یہ شخص بھی حصہ لیتا ہے تب چونکہ ظلمت اور نور کی باہم منافات ہے وہ ظلمت جو اُس کے اندر ہے دور ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کوئی حصہ ظلمت کا اُس کے اندر باقی نہیں رہتا اور پھر اس نور سے قوت پا کر اعلیٰ درجہ کی نیکیاں اس سے ظاہر ہوتی ہیں۔ اور اُس کے ہر ایک عضو میں سے **محبت الٰہی کا نور** چمک اُٹھتا ہے۔ تب اندرونی ظلمت بکلی دور ہو جاتی ہے اور علمی رنگ سے بھی اس میں نور پیدا ہو جاتا ہے **آخر ان نوروں کے اجتماع سے گناہ کی تاریکی اُس کے دل سے کوچ کرتی ہے** یہ تو ظاہر ہے کہ نور اور تاریکی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ایمانی نور اور گناہ کی تاریکی بھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی اور اگر ایسے شخص سے اتفاقاً کوئی گناہ ظہور میں نہیں آیا تو اس کو اس اتباع سے یہ فایدہ ہوتا ہے کہ آیندہ گناہ کی طاقت اُس سے مسلوب ہو جاتی ہے اور نیکی کرنے کی طرف اُس کو رغبت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ اُس کی نسبت اللہ تعالیٰ آپ قرآن شریف میں فرماتا ہے **حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان** یعنے خدا نے پاک روح نازل کر کے ہر ایک نیکی تمہیں پیاری لگائی اور کفر اور فسق اور عصیان تمہاری نظر میں مکروہ کیا۔

لیکن اگر اس جگہ یہ سوال ہو کہ وہ نور جو بذریعہ نبی علیہ السلام کے پیروی کرنے والے کو ملتا ہے جس سے گناہ کے جذبات دور ہو جاتے ہیں وہ کیا چیز ہے سو اس سوال کا یہ جواب ہے۔ کہ وہ ایک **پاک معرفت** ہے جس کے ساتھ کوئی تاریکی شک و شبہ کی نہیں۔ اور وہ ایک **پاک محبت** ہے جس کے ساتھ کوئی نفسانی غرض نہیں اور وہ ایک **پاک لذت** ہے جو تمام لذتوں سے بڑھکر ہے جس کے ساتھ کوئی کثافت نہیں۔ اور وہ ایک زبردست کشش ہے۔ جس پر کوئی کشش غالب نہیں۔ اور وہ ایک **قوی الاثر تریاق** ہے جس سے تمام اندرونی زہریں دور ہوتی ہیں۔ یہ پانچ چیزیں ہیں جو نور کے طور پر روح القدس کے ساتھ سچی پیروی کرنے والے کے دل پر نازل ہوتی ہیں۔ پس ایسا دل نہ صرف گناہ سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے بلکہ طبعاً اُس سے متنفر بھی ہو جاتا ہے۔ ان پانچ چیزوں کی طاقت کا جدا جدا بیان تو بہت طول چاہتا ہے۔ مگر صرف پاک معرفت کی خاصیتوں کو کسی قدر تفصیل سے بیان کرنا اس حقیقت کے سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ کیونکر پاک معرفت گناہ سے روکتی ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ انسان بلکہ حیوان بھی نقصان رساں چیز کی نسبت علم صحیح اور یقینی پا کر اُس کے نزدیک نہیں جا سکتا۔ چور کو اگر یہ اطلاع ہو کہ اُس جگہ میں نقب زنی سے پکڑا جاؤں گا۔ تو وہ ہرگز اس بات پر جرأت نہیں کر سکتا کہ نقب لگاوے بلکہ اگر ایک پرند بھی اس بات کو تاڑ جاوے کہ یہ چند دانہ جو میرے لئے زمین پر پھیلائے گئے ہیں۔ اُن کے نیچے دام ہے تو وہ ان دانوں کے نزدیک نہیں آتا۔ ایسا ہی مثلاً اگر ایک نہایت عمدہ لطیف کھانا پکایا گیا ہو مگر کسی شخص کو یہ علم ہو جائے کہ اس کھانے میں زہر ہے تو وہ کبھی اُس کھانے کے نزدیک نہیں آتا۔ پس ان تمام مشاہدات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ انسان جب ایک موذی اور نقصان رساں چیز کی نسبت پورا علم حاصل کر لے تو کبھی اُس چیز کی طرف رغبت نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی شکل سے بھاگتا ہے لہٰذا یہ امر قابل تسلیم ہے۔ کہ اگر انسان کو کسی ذریعہ سے اس بات کا علم ہو جاوے کہ گناہ ایسی مہلک زہر ہے جو فی الفور ہلاک کرتی ہے۔ تو بلاشبہ انسان بعد اس علم کے گناہ کا مرتکب ہرگز نہیں ہوگا۔

لیکن اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسا ذریعہ ہے۔ کیا عقل وہ ذریعہ ہو سکتی ہے تو اس کا یہی جواب ہے کہ عقل ہرگز کامل ذریعہ نہیں ہو سکتی جبتک کوئی آسمانی مددگار نہ ہو۔ کیونکہ دل میں یہ یقین ہو تا کہ گناہ کے لئے واقعی ایک سزا ہے جس سے انسان بچ نہیں سکتا۔ یہ **یقین کامل طور پر اُس وقت ہو سکتا ہے کہ جب کامل طور پر معلوم ہو** کہ خدا بھی ہے جو گناہ پر سزا دے سکتا ہے لیکن مجرد عقلمند جس کو آسمان سے کوئی روشنی نہیں ملی خدا تعالیٰ پر کامل طور پر یقین نہیں کر سکتا کیونکہ اُس نے خدا تعالیٰ کے کلام کو نہیں سنا اُس لئے اُس کو خدا تعالیٰ کی نسبت بشرطیکہ وہ زمین و آسمان کی مخلوقات پر غور کر کے صحیح نتیجہ تک پہنچ سکے۔ صرف اس قدر علم ہو سکتا ہے کہ ان تمام مصنوعات کا کوئی صانع ہونا چاہئے لیکن اس یقینی قطعی علم تک نہیں پہنچ سکتا کہ وہ صانع موجود بھی ہے اور ظاہر ہے کہ ہونا چاہئے۔ اور ہے میں بڑا فرق ہے۔ یعنے جو شخص صرف اسی قدر علم رکھتا ہے کہ فقط ہونا چاہئے کے مرتبہ پر آکر ٹھہر گیا ہے پھر اور اسکے آگے اسکی نظر کے سامنے تاریکی ہی تاریکی ہے وہ اُس شخص کی مانند نہیں علم کے رو سے ہرگز نہیں کہ جو اُس صانع حقیقی کی نسبت صرف یہی نہیں کہتا کہ ہونا چاہئے بلکہ اُس نور کی شہادت سے جو اسکو دیا گیا ہے محسوس بھی کر لیتا ہے کہ وہ ہے بھی اور یہ نہیں کہ صرف وہ آسمانی نور ہی خدا کی ہستی کا مشاہدہ کراتا ہے بلکہ اس آسمانی نور کی ہدایت سے اسکی فہم اور عقلی قوائے بھی ایسی تیز ہو جاتے ہیں کہ انکا قیاسی استدلال بھی اعلیٰ سے اعلیٰ ہوتا ہے ... دوسری

تازہ الہامات

۲۶ نومبر ۱۹۰۷ء - ۱ - بلا ر نا گہانی

۲ - ایک عربی لفظ بجزی الہام ہوا جس کے معنے ہیں تو آن کی چیخیں سنے گا - ۳ - یا اللہ فتح -

۲۹ نومبر ۱۹۰۷ء (۱) اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سَاحِرٍ

(۲) وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قوم یا گروہ اپنے دجل و فریب سے میدان مقابلہ میں سلسلہ کی عظمت کو مٹانا چاہتی ہے مگر خدا تعالیٰ اسے بامراد نہیں کریگا بلکہ حق کی عظمت ظاہر ہوگی

قرآن مجید کے ترجمہ کی اشاعت کا سوال

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں تجارتی کمپنی کے عنوان سے جو آرٹیکل مینے لکھا تھا - اُس نے قرآن مجید کے ترجمہ کی اشاعت کے سوال کو زندہ کر دیا اور یعنی ہوئی آرزو میں نئی جان ڈالدی ہے جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس ضرورت کو کس حد تک محسوس کیا جاتا ہے میرے پاس جو خطوط آئے ہیں اُن میں سے ایک ہی بزرگ کا خط میرے لئے پورے اطمینان اور تسلی کا موجب ہوا ہے اُس کے اخلاص اور محبت پر پورا یقین رکھتا ہوں کہ وہ اس کام کو اٹھانے کا اگر بوجھ اٹھائیگا تو کر گذریگا - اس بزرگ کا نام چودھری رستم علی ہے ان کا نام دیدینا ہی اس امر کی گارنٹی سمجھنا چاہیے کہ وہ اس سلسلہ کی ضروریات اور خدمت کے لئے کس طرح پر وقف ہے -

چودھری صاحب خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے اس تجارتی طریق پر روپیہ جمع کر لینے کا یقین رکھتے ہیں اور وہ یقیناً جمع کر سکتے ہیں ایسا ہی میرے ایک اور مکرم اور مخلص دوست ہیں جن کا نام میں اس وقت مصلحتاً ظاہر نہیں کرتا اُنھوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ ایسی حمایل شریف کیلئے چار سو یا پانچسو کاپیوں کے خرید لینے کے ذمہ دار ہیں اور انکا روپیہ بھی پیشگی دیدینے کی سعی کریں گے -

بہرحال ایسے بزرگ قوم میں موجود ہیں اور یہ کام فی الحقیقت ضروری اور نہایت ضروری ہے چونکہ اس کی اشاعت کے لئے روپیہ بہم پہنچانے کی صورت تجارتی صورت ہے اس لئے قوم پر اس کا کوئی بوجھ نہیں ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے - جن بزرگوں نے مجھے اس تحریک میں مدد دینے کی خواہش ظاہر کی ہے انھوں نے اس کام کا [illegible] اس لئے بجائے فرداً فرداً جواب دینے کے میں اخبار میں اس سوال کو حل کر دینا چاہتا ہوں ترجمہ کے لئے فی الحال جیسا کہ [illegible] ہوا ہے [illegible] مرحوم بادشاہ رفیع الدین صاحب مرحوم کا ترجمہ ہوگا اور اس کے ان مقامات پر جہاں کوئی امر خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے خلاف ہوگا نوٹ کے ذریعہ اصلاح کی جاویگی اور ایسا ہی بعض مشکل مقامات کو بذریعہ نوٹ صاف کیا جاویگا -

ترجمہ کے اول ایک فہرست مضامین کی ہوگی جو نہایت محنت اور کوشش سے طیار ہوگی اور یہ فہرست سلسلہ کی ضروریات اور صداقت اسلام کے پہلو کو مد نظر رکھکر طیار کرنی پڑیگی - مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت اس عنوان کے ضمن میں اُن آیات کا حوالہ دیا جاویگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلایل ہیں یا ضرورت نبوت کا عنوان ہوگا - یا قیامت - ملائکہ قرآن کریم کی ضرورت معجزات کی حقیقت - احیاء موتیٰ کی حقیقت - مردے واپس نہیں آتے - وفات مسیح - ابطال الوہیت - رد کفارہ - رد تثلیث - قدامت روح و مادہ کا رد غرض اس قسم کے ضروری عنوانوں پر مشتمل وہ فہرست ہوگی جو ہر ایک مناظر اور ہر مسلمان کیلئے ہر وقت ایک مفید حربہ ہوگی ایسا ہی میں چاہتا ہوں کہ اس حمایل پر لغت بھی ہو لغت والی حمایل یا قرآن مجید آجتک چھپا ہی نہیں گیا اگرچہ یہ کام بھی محنت طلب ہے مگر خدا تعالیٰ کے محض فضل کی بات ہے میرے پاس اس کا قریباً مکمل میٹیریل موجود ہے اور میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ظاہر کرتا ہوں یہ عطیہ مجھے حضرت حکیم الامت سے ملا ہوا ہے خود حضرت حکیم الامت نے اپنی حمایل شریف جس پر دونوں آپ نے درس دیا ہے اور اس پر لغت بھی لکھا ہے میری درخواست پر مجھ کو عطا فرمائی تھی جزاہ اللہ احسن الجزاء اور ایسا ہی اس حمایل شریف کے ساتھ صرف وہ لغات القرآن ہوگی جو بخاری نے لکھی ہے اور فوز الکبیر میں شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اسے دیا ہے وہ اگرچہ کسی قدر نامکمل ہے مگر خدا تعالیٰ ہی کے فضل سے اس کی تکمیل کا سامان بھی ہو رہا ہے اس طرز کی حمایل شریف بالکل نرالی اور مفید حمایل شریف ہوگی - اس کی اشاعت کیلئے کم از کم تین مصلح ہونگی جن میں سے دو حافظ اور ایک جید اور مسلم فاضل مولوی صاحب ہونگے - ان کو کم از کم ڈیڑھ سال تک کام کرنا ہوگا - نوٹوں کی ترتیب اور فہرست کی طیاری اور لغت اور لغات القرآن کی تکمیل کے لئے مجھے بھی پورا وقت اُن کے ساتھ دینا پڑیگا ایسی حالت میں ایک مستقل اڈیٹر جو ان سب اڈیٹر کے علاوہ اخبار کے لئے مجھے رکھنا پڑے گا نوٹوں کی ترتیب بہت مشکل کام ہے مگر اس میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ جن مقامات پر نوٹ لکھے جائینگے اس مقام کے حسب حال حضرت اقدس کی جو تحریر ہوگی اسی کو مقدم کر کے لکھا جاویگا - ایسا ہی کسی مشکل مقام کی شرح میں حضرت اقدس کی تحریر کو درج کرنا بھی ضروری ہوگا - اور یہ ایسی محنت کا کام ہے کہ حضرت اقدس کی کل تحریروں اور تقریروں کو زیر نظر رکھنا پڑیگا ۔ ڈیڑھ سال میں یہ حمایل شریف انشاء اللہ العزیز طبع ہو سکتی ہے -

کم و بیش سات ہزار روپیہ میں یہ حمایل پانچہزار انشاء اللہ العزیز چھپ جاینگی - اور جو حمائلیں چار چار روپیہ میں بک رہی ہیں اُن سے ہزار درجہ بہتر اور مفید ہونگی قرآن مجید اور حمائلیں چھاپنے کیلئے لوگ زمانہ کی ضروریات اور اسلامی خدمت کے خیال کو بہت کم مد نظر رکھتے ہیں اس موقعہ پر مجھ اس اعتراف میں کوئی شرم نہیں کہ ان ضروریات کو ایک حد تک ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے چھپوائے ہوئے قرآن مجید اور حمائلوں میں ملحوظ رکھا گیا ہے -

ورنہ اکثر لوگوں نے ایسے قرآن مجید چھپوائے ہیں جو محض رکھنے کے کام کے ہیں - یا نوبت یہانتک پہنچی ہے کہ بس اور یا کوشش کیجاتی ہے کہ کہیں کسی ایک یا دوسری صنعت کا خیال رکھا جاوے بعض ایسے ہیں کہ ہر صفحہ الف سے شروع ہوتا ہے بعض ایسے ہیں کہ ہر صفحہ پر ایک آیت ختم ہو جاتی ہے کسی میں التزام ہے کہ بسم اللہ کا ہر جگہ طغرا ہو یا [illegible] رنگ کا ہو اس قسم کی بیسیوں صنعتوں سے کام لیا گیا ہے میں بجائے خود اس کو قرآن مجید کی ایک خدمت سمجھتا ہوں اور اس کی حفاظت کا ایک سامان - لیکن اس خدمت میں ضروریات قوم کو مد نظر رکھنا بھی بڑا ہی اہم کام ہے بہرحال میرے اپنے خیال میں سات ہزار کے صرف سے ایک ایسی جامع اور خوبصورت حمایل پانچہزار چھپ سکتی ہے جو چار روپیہ پر ہر ایک شخص نہایت خوشی سے لے لیگا - اور اگر تین روپیہ بھی اس کا ہدیہ ہو تو اس میں انشاء اللہ العزیز فایدہ ہی فایدہ ہے میں یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ممکن ہے خرچ کرتے وقت اس سے بھی کم خرچ ہو - اور جس قدر تعداد میں زیادہ چھپے گی اُسی قدر کم خرچ آئیگا اور اگر صرف پچاس پچاس ایسی حمایل کے ہمیشہ موجود رکھی جاویں - جو ایک بار چھپکر پڑی رہیں تو ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ مثلاً چار ہزار روپیہ کے صرف اڑھائی ہزار کے قریب چھاپ لی جاوے اور پھر ضرورتاً چھپوائی جاتی رہے - یہ صورت ہے اخراجات کی اب اسکے بعد اگر کوئی صاحب کچھ دریافت کرینگے تو انہیں جواب الگ خط میں دیدیا جاوے گا ۔

قوم کے تعلیم یافتہ اصحاب پڑھیں

میرے محترم بھائی مفتی محمد صادق صاحب نے "بدر" میں ایک آرٹیکل لکھکر قوم کے نوجوانوں کو متوجہ کیا ہے اور سلسلہ کی ضروریات کو پیش کرکے گویا اپیل کیا ہے کہ وہ بھائی جنکو محض خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ موقع حاصل ہے کہ وہ سلسلہ کی ضروریات کے کسی شعبہ میں اپنی خدمات پیش کر سکیں اس تقریب پر آگے بڑھیں اور آنیوالی نسلوں کے لئے ایک نمونہ باقیات الصالحات کا رہنے دیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے اس اپیل کا ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا۔ میں بجائے خود کافی یقین کرتا تھا کہ اس کے بعد کسی تحریک کی ضرورت نہ ہوگی۔ لیکن۔ دیوسماج ہائی سکول موگہ کے متعلق لالہ امرادسنگھ انسپکٹر آف سکولز کی میں نے یہ رائے پڑھی کہ موگہ دیوسماج ہائی سکول کے کسی بھی اوستاد کو تیس روپیہ سے زیادہ تنخواہ نہیں ملتی۔

اس رائے کو پڑھکر میرے دل میں جوش پیدا ہوا کہ اس فقرہ کو اپنی قوم کے گریجوئیس کے سامنے رکھدوں وہ انسٹیٹیوشن جو خدا پرستوں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے منکروں کی ہے اس میں کام کرنیوالوں کے اندر قربانی کا اس قدر جوش اور شوق ہو کہ وہ دنیوی ترقیوں کی خواہشوں پر لات مارکر صرف قوت لایموت پر گذارا کرنے کے لئے بیٹھ جائیں اور ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین کے اسوہ حسنہ پر ایمان رکھنے والوں کے سامنے جب ایسی تحریک کی جاوے تو وہ اس کا جواب خاموشی سے دیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے کام کرنیوالوں کی ضرورت ہو اور اس کے لئے اشتہار دیا جاوے اور اس کا جواب خاموشی ہو۔

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں میںنے حضرت مولوی محمد علی صاحب کی رخصت سہ ماہ کا اعلان کیا تھا۔ اس کو پڑھکر بعض دوستوں نے پوچھا کہ مولوی صاحب اس عرصہ میں کہاں رہیں گے کسی نے پوچھا کہ یہ رخصت کیوں لی جاتی ہے۔

جس جوش اور محبت کے جذبہ سے ایسے استفسارات ہوئے ہیں اس سے یقین ہوتا ہے کہ قوم مولوی صاحب موصوف کے لئے دل میں کسقدر عزت اور عظمت رکھتی ہے مگر کیا اس عزت اور عظمت کا نتیجہ ہونا چاہئے کہ ان کو مجبور کر دیا جاوے کہ وہ اپنی رخصت کو منسوخ کرالیں۔ یہ جملہ تشریح طلب ہے۔ اس لئے میں اسکو کھولکر بتانا چاہتا ہوں

مولویصاحب ممدوح پر سلسلہ کی خدمات کا اس قدر بوجھ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ فرمانے کی ضرورت پیش آئی کہ مولویصاحب کا کوئی مددگار مقرر کیا جاوے۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے کے منہ سے یہ الفاظ نکلے میں یہ تو پورے ہو کر رہیں گے مگر مبارک ہوگا وہ وجود جس کو ایسے وجود کی اعانت کا مرتبہ ملیگا۔ مجھے ضرورت نہیں کہ ان ذمہ واریوں کی تفصیل دوں جو مولویصاحب کے سر پر پڑی ہوئی ہیں۔ کام کی کثرت اور لگاتار محنت نے انکی صحت پر جیسا کہ قانون قدرت ہے اچھا اثر نہیں کیا۔ دشمنان [illegible] بھی [illegible] تو بہر خوش ہوتے ہیں اور حامیان حق کے دلوں پر چوٹ لگتی [illegible] ایک تردد پیدا ہو جاتا ہے اس لئے میں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ مولویصاحب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں اور بدستور کام کرتے ہیں مگر لگاتار محنت انسان کو تھکا ضرور دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ قانون قدرت نے دن اگر کام کے لئے پیدا کیا ہے تو رات آرام کیلئے مقرر کی تاکہ صبح کو پھر تازہ دم ہو کر انسان کام کرنے لگے۔ غرض سوچا گیا تھا کہ ۔۔۔۔۔ سالہا سال کی پیہم محنت کے بعد تین ماہ تک مولویصاحب کو کچھ وقت اور فرصت دیجاوے اس تین ماہ کے عرصہ میں یہ نہیں تھا کہ وہ قادیاں سے باہر جانیوالے تھے یہ بھی نہ تھا کہ وہ صرف بیکار رہنے والے تھے اور سیر و تفریح میں اوقات گذارنے کے لئے رخصت لی تھی بلکہ مقصد اس رخصت سے یہ تھا کہ وہ ایک وسیع مطالعہ کے لئے وقت پیدا کر کے بعض نہایت خطیر مگر ضروری مضامین اور تصانیف کے لئے طیار ہو جاتے کیونکہ جہانتک مجھے مولوی صاحب کے حالات معلوم کرنے کا موقع ملا ہے اور میں نے ان کے خدمت دین کے ارادوں کو ٹٹولا ہے وہ ایک بہت بڑا مقصد اپنے سامنے رکھتے ہوئے ہیں اور فی الحقیقت

یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا

کے دین کی خدمت کرنیوالے کے سامنے جو عظیم الشان مقصد ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے یورپ کے متعصب اور عیسائی مصنفوں نے اسلام پر جس جس پہلو سے اعتراض کیا ہے یہ خدا کا بندہ چاہتا ہے کہ اسی رنگ سے اسلام کی عظمت اور صداقت کو روز روشن کیطرح دکھایا جاوے اور جس جس طرف سے عیسائیت کا زہر پھیلایا جاتا ہے اس پہلو سے اس کا تریاق پیدا کیا جاوے منجملہ ان مقاصد کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لائف بھی ایک اہم مقصد ہے جس کیلئے یورپ کے تمام ان مصنفوں کی تصنیفات کو پڑھنا ضروری ہے جنہوں نے اسلام پر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کچھ لکھا ہے۔ پھر انکی تحریروں کی تنقید اور تحقیقات یہ چھوٹا سا کام نہیں۔ یورپ میں ایسی تصانیف کے لئے بہت بڑے اجتماع ہوتے ہیں اور متعدد اشخاص میٹیریل جمع کرتے ہیں اور اسکو مرتب کرتے ہیں۔ یہاں ایک ہی وجود

یک سر و ہزار سودا

کا مصداق ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں پھر میں اصل مطلب سے دور جا رہا ہوں رخصت لینے اور دینے سے غرض یہ تھی کہ ان تین ماہ کے اندر ان کو مطالعہ کے لئے کافی وقت ملیگا۔ اور پھر تازہ دم ہو کر وہ اس اسلامی خدمت کے لئے آمادہ ہوں گے۔ مگر یہ رخصت مشروط تھی یا ہے کہ کوئی اہل علم اور اشاعت اسلام اور خدمت دین کا جوش رکھنے والا نوجوان جو انگریزی کی اعلیٰ قابلیت رکھتا ہو اور مضمون نویسی پر قادر ہو ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے لئے اپنی خدمات پیش کریگا حوصلہ کرے مفت نہیں بلکہ تنخواہ پر ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ فی الحال صرف تین ماہ کے لئے۔

یہاں قادیاں میں ایک اور وجود اس خدمت کو سرانجام دے سکتا ہے یعنے مولوی شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ اور ان کی خدمات تین ماہ کے لئے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کی حیثیت سے لیتے ہیں مدرسہ کے لئے ایک ہیڈ ماسٹر کی ضرورت آپڑتی ہے مجلس ناظم نے خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے مولویصاحب کی رخصت منظور کر لی اور مولوی شیر علی صاحب کا تقرر بحیثیت ایڈیٹر تجویز کر لیا۔ اپنی قوم کے نوجوانوں پر انکی خادم مجلس ناظم نے امید کی تھی اور اب بھی ہے کہ انہیں سے کوئی نہ کوئی ضرور اس امید کو ثابت ہونے کا اور وہ مدرسہ کی ہیڈ ماسٹری یا رسالہ کی ایڈیٹری کیلئے اپنی خدمات پیش کر دے [illegible] مستعد ہوگا بلکہ اپنی سعادت سمجھیگا کہ [illegible] خدمت دین [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] دوستوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ اگر وہ مولوی محمد علی صاحب کی [illegible] اپنے دل میں عظمت اور عزت رکھتے ہیں اور وہ [illegible] [illegible] [illegible] موقعہ پر

بہت سی کام ہیں۔ تین ماہ کا عرصہ کوئی لمبا عرصہ نہیں۔ اگر ہمارے تین گریجویٹ جو تعلیم کے کام سے بھی پوری دلچسپی رکھتے ہیں اس کام میں مدد دیں تو یہ تین ماہ مکمل سکتے ہیں۔ ابھی تک انہیں کوئی حکم نہیں دیا گیا صرف تحریک ہے وہ اس سعادت سے حصہ لیں ورنہ خوب جانتے ہیں کہ یہ دن گذر جائینگے اور خدمات کیلئے یہ زمانہ نہیں ہوگا

شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنین ایام را

آدمیوں کی کمی نہیں رہیگی کام کرنیوالے آجائیں گے وہ کام چاہیں گے اور انہیں نہیں ملیگا۔ مگر اس وقت جو آمادہ ہونگے وہ خدا تعالے کے حضور اور اس کے مامور کے حضور وہ حصہ پائیں گے جو ہر ایک کو میسر نہیں آتا یہ وقت ہے ضرورت کا مینے اور پتا یا ہے کہ دیو سماج کے سکول میں تیس روپیہ سے زیادہ کا کوئی استاد نہیں یہ کس قدر غیرت کا مقام ہے کہ ہم تنخواہ اور معقول تنخواہ لیکر بھی کام کرنیکی جرأت نکریں اور اگر کسی دل میں یہ تحریک نہیں ہوگی تو مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ ہمارا محترم مخدوم جو سید القوم خادمہم کے موافق مخدوم بنا ہے اپنی غیرت اور حمیت دینی کے مقابلہ میں اپنی صحت کی پروا نہ کرتا ہوا اپنی رخصت کو منسوخ کرانے پر مجبور ہوگا۔ قوم کے نوجوانو! دیکھو یہ اپیل اور تحریک ابھی تک کسی بزرگ کیطرف سے بھی نہیں ہوئی آپ کو معمولی طور پر بیدار کیا گیا ہے اس لئے کہ ہم جانتے ہیں تم میں بیداری کی حس ہے اور زندگی کی روح کام کر رہی ہے اپنی اولوالعزمی اور زندگی کا ثبوت دو۔ اور جیسے ہوا تم کھڑے ہو مضمون نویسی کی مزاولت ہے تو ریویو اور ایڈیٹر میگزین کو مدد دو جنہیں تعلیم کا تجربہ ہے تو مدرسہ کی خدمت کرو جنہیں تلاوتی اور تجارتی صیغہ کا تجربہ ہے تو اسی شعبہ میں مدد دو۔ ایک وقت تھا کہ جانیں دینے کے لئے لوگ طیار ہوتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے ہمارے لئے ایسا امتحان نہیں رکھا اب اس کا بدل روپیہ اور وقت سے کر دیا ہے جو تمہارے پاس ہے اور جو تم دے سکتے ہو دو۔ جو وقت دے سکتے ہیں وہ وقت دینے میں تامل نہ کریں۔ جنہیں روپیہ دینے کا موقع ہے وہ روپیہ دیں۔ بہرحال یہ وقت ہے مدد کا۔ خدا کرے کہ آپ اس وقت کو شناخت کریں اے اللہ تو خود دلوں میں تحریک فرما۔ اور ان لوگوں کے دل میں القا کر جو تیرے دین کی نصرت اور حمایت کے لئے سچا جوش رکھتے ہیں اور فی الحقیقت وہ مفید وجود ہیں۔ یہ ضرورت بھی ضرورت ہے پوری ہو کر رہے گی اور خدا تعالےٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو چن لے گا جو واقعی اس مقصد کے لئے مفید ہوگا۔ جو صاحب اپنی خدمات پیش کریں وہ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان کو لکھیں۔

ڈائری

الہام منسوخ بھی ہو جاتے ہیں

فرمایا۔ خدا تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے ہمارا تجربہ ہے کہ بعض دفعہ ایک الہام ہوتا ہے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہوتا ہے مگر وہ [illegible] امر ہوتا ہے اور [illegible] بسا اوقات مثلاً ایک [illegible] کے بعد وہ منسوخ ہو جاتا ہے اور وہ [illegible] خدا تعالیٰ کے دوسرے حکم سے [illegible] جاتی ہے۔

فرشتوں کے ذریعہ سے الہام

فرمایا۔ بعض الہامات کے وقت اگرچہ فرشتہ نظر نہیں آتا [illegible] الفاظ کے معانی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام فرشتہ کے ذریعہ سے نازل ہوا ہے مثلاً الہامات میں [illegible] کہ قال ربک

اور ومانتنزل الا بامر ربک۔

تاریخ قادیان

فرمایا کہ اس قادیان میں پانچ سو حافظ قرآن شریف کے رہتے تھے۔ اس وقت اسجگہ کا نام اسلام پور تھا۔ اب یہاں کیا۔ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں بھی اس قدر تعداد حفاظ کی نہیں ملسکتی۔ اسجگہ کی اسلامی شوکت کو سکھوں نے خراب کر دیا تھا۔ یہاں بہت سے سکھ رہتے تھے جن میں سے بعض نے سید احمد صاحب کے ساتھ بھی لڑائیاں کی تھیں مگر رفتہ رفتہ وہ سب مر گئے اور اب دو چار باقی ہوں گے۔

حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا۔ کہ دارا شکوہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ اس زمانہ میں کسی ایک شہر میں تیس ہزار حافظ قرآن شریف کے موجود تھے۔

جہاد

فرمایا۔ جہاد کا مسئلہ بھی ہمارے مولویوں نے کچھ الٹا ہی سمجھا ہے۔ قرآن شریف اور احادیث اور آنحضرتؐ کے سوانح سے کہیں ایسا نہیں معلوم ہوتا۔ کہ کوئی اس قسم کا جہاد اسلام میں جائز ہو۔ یا کبھی کیا گیا ہو کہ کفار کو زبردستی مسلمان بنایا جاوے۔ ۱۳ سال تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے کفار کے ہاتھوں سے دکھ اٹھایا۔ جب کفار کی زیادتیاں حد سے بڑھ گئیں تب اجازت ہوئی کہ ان لوگوں کو قتل کرو جو تم کو قتل کرتے ہیں اور بسبب مظلوم ہونے کے مسلمانوں کو بھی اجازت دیگئی کہ ہاتھ اٹھائیں سارا خلاصہ جہاد کا یہی ہے اور جزیہ جو بہت ہی قلیل رقم کا ٹیکس ہے خود اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ کفار کو اپنے ماتحت امن کے ساتھ رکھنے کا اسلامیوں کو حکم تھا۔

اسلام نے مذہبی جنگ کو قطعاً بند کیا ہے

اسی بات پر حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ قرآن شریف میں جو یہ آیت ہے۔ ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوٰت ومسٰجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا ولینصرن اللہ من ینصرہ۔ ان اللہ لقوی عزیز۔ اس آیت سے بھی ثابت ہوا ہے۔ کہ مذہب کیخاطر جنگ کرنا اور دوسرے مذاہب کو تلوار کے ذریعہ سے منہدم کرنے کی کوشش کرنا جائز نہیں۔ اللہ تعالےٰ تمام مذاہب کے نشانات کو قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اور جو سچا ہے اور اسکی خاص نصرت فرماتا ہے وہ خود بخود فروغ پکڑتا ہے۔ اس کو کسی جہاد کی ضرورت نہیں۔

طریقہ انبیاء

فرمایا۔ آجکل یہ حالت ہے کہ رات کے وقت جسکی زبان پر ایک لفظ جاری ہوا وہ سمجھتا ہے کہ میں ملہم ہو گیا اور اسپر فخر کرنے لگتا ہے اور اپنے نفس کی حالت کو نہیں دیکھتا کہ وہ کیسی ہے۔ سارا قرآن شریف کو پڑھ کر دیکھو۔ انبیاء کہیں نہیں یہ لکھا کہ کسی شخص پر خدا تعالیٰ اسی واسطے خوش ہوا کہ اسپر الہام ہوتا تھا بلکہ انبیاء کی تعریف خدا نے قرآن شریف میں اسوجہ سے کی ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے حضور میں صدق اور وفا کا کمال دکھایا اور اعمال صالحہ بجا لائے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کیا۔ یہ ایک نہایت مکروہ طریق ہے جو ایک خواب پر انسان فخر کرتا ہے۔ یہ ایک زہرناک غلطی ہے۔ یہ باتیں انسان کے واسطے نازش کے [illegible] انسان کا تو یہ کام ہے کہ اپنے تمام قوے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے [illegible] اللہ تعالےٰ کے تمام حکموں پر عمل کرے۔ تب وہ خدا کا ولی ہوگا۔ بغیر [illegible] نہیں مانا جا سکتا۔ بغیر دلیل کے تو پیغمبر بھی جس ماننے [illegible] نے بھی اللہ تعالےٰ سے عرض کی تھی کہ مجھے کوئی دلیل [illegible] دنیا کے آگے پیش کروں۔

(بدر)

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱۰ ار - آریہ دہرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام کرتے ہیں قیمت ۴ ر -

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ ر - سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ ر - نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ ر - فیصلہ آسمانی قیمت ۲ ۰ ر -

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (عہ) سلک مروارید حصہ اول - سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ ر حصہ دوم ۴ ر حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲ ۰ ر - برہان الحق قیمت ۳ ر محامد المسیح قیمت ۳ ر خطبات کریمیہ قیمت ۴ ر - تفسیر سورۃ تبت - قیمت ۳ ر - نمونہ قرآن مجید - ۳ ر

المشتہر

منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالامال ہو سکتے ہیں اس تریاق بینظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و دیگر امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سردرد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اتر نا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء راز کے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہونے یا سیکھنے کے ارادے سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و اجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہار دینگی گرم بازاری مشتہروں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزما دیکھو پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہوں گے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگا کے بعد پسند ہو طلب فرمائیں۔

قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلا طلسمی - پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو امراض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائیں گے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیں قیمت چھ ماشہ عا دو روپیہ

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸ ر

سنون دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴ ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلڈنگ ضلع دہلی

ڈاکٹر صاحب کیا فرماتے ہیں

کلکتہ کے باشندے ان کو اچھی طرح جانتے ہیں اور ان کی ذیل کی تحریر کلکتہ کے باشندوں کے لئے بہت اچھی سند ہے کیونکہ انھوں نے جو کچھ لکھا ہے اپنے ذاتی تجربہ سے لکھا ہے۔ ڈاکٹر اے۔ کے۔ مکرجی صاحب ایل۔ ایم۔ ایس ہندوستان کے طبیبوں اور جراحوں کے مدرسہ کے علم تشریح کے معلم اور واخانہ ۱۲-۱۸ اویل مستری کی گلی ہرین روڈ لکھتے ہیں۔ گردوں مثانہ اور پیشاب کی بیماریوں کے مریضوں کو جن کو اب تک کوئی عمدہ دوا دستیاب نہیں ہوئی ناامید نہ ہونا چاہیے بلکہ وہ لوگ ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوڈنس بیک ایک کڈنی پلیس) استعمال کریں کیونکہ جن مریضوں کو دوسری دواؤں نے فایدہ نہیں کیا وہاں ان گولیوں نے مرض کو دور کیا ہے۔ پشت میں درد ہونا گردوں کے خراب ہوجانے کی نشانی ہے۔ کیونکہ یہ درد درحقیقت گردوں میں ہوتا ہے۔ دوسری علامتیں یہ ہیں۔ جگر آنا۔ دردسر۔ مرطوب۔ ورم۔ اور نظر کا دھندلا ہونا وغیرہ۔ ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں براہ راست گردوں اور پیشاب کے اعضا پر اثر کرتی ہیں۔ اور اس وجہ سے درد پشت وجع مفاصل گنٹھیا پیشاب کی شکایات اور گردوں کی بیماریوں کے اصل سبب کو دور کرتی ہیں۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈوڈن کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۴ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۱ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بغیر ویلیو۔ پی ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی۔

ڈوڈن کا مرہم۔ ڈوڈنس اینٹمنٹ ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہوجاتی ہے۔ اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا جیاجن بواسیر اباہر نکلی ہوئی یا خونی اسرخ بادہ۔ کھرجا۔ کیڑ۔ چنبہ۔ داد۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش نمکین۔ ثبور اور خارش وغیرہ کو بہت جلد بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کیلئے کافی پائی گئی ہے تمام دوکانداروں کے پاس قیمت دو روپیہ فی ڈبیا۔

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۴ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۴۰ روپیہ اور دوم مبلغ ۳۸ مبلغ ۳۵
بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدھی ریشہ دار کشمیر کی لکڑی کا معہ ہینڈل کا کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہے قیمت ۲ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھی ریشہ دار کشمیر کی لکڑی معہ کین ہینڈل معہ دو ربڑ کے میچ کے لئے نہایت عمدہ ۴۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۲ کرکٹ بیٹ۔ آل کین لکڑی چیدہ مضبوط اور پائیدار پرکٹس کے لئے ۱۲ کرکٹ بیٹ معمولی پرکٹس کے لئے ۱۲

بچوں کے کرکٹ سٹ	۱۲-۱۳ برس کے واسطے دو سٹ ایک سٹ ڈکس ایک بال لکڑ یا فی بکس فی سٹ	۱۲
	۱۰-۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس	۱۵
فٹ بال عمدہ کائنڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈ نہایت پائیدار	۶	۱۴
" " "	۵	۱۵
بچوں کے لئے فٹ بال	۴ معہ بلیڈر	۱۱۴
کرکٹ بال گٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے	۳	۲
"	۳ دھاگے کے میچ	۲
" "	پرکٹس	۱۲
کرکٹ وکٹس	فی کاپی	۱۴

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم پرکٹس بیٹ۔ پرکٹس وکٹ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت میں اس سے بہت کم۔ میں اس کو کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیازمند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ڈیرہ ضلع کانگڑہ ۵ جون ۱۹۰۶ء۔

سنہ ۱۸۶۹ء سے سنہ ۱۹۰۶ء تک
وقت کا امتحان

سینتیس سال سے زیادہ تک اسکاٹس املشن نے فاضل طبیبوں کے مجوزہ ہر سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج تمام جہان میں مستند علاج امزاج جگر۔ کھانسی۔ زکام۔ گوشت اور بھوک کی کمی کا ہے اور باپ بیٹے دونوں کے لئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے

ماٹرش سے نہیں چھوا جاتا

فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا املشن جو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

نمبر ۴۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۴ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات پر توجہ کرو

لنگر خانہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شاخوں میں سے ایک شاخ ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا اہتمام فرماتے ہیں۔ لنگر خانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور اس کے اخراجات ایک سو روپیہ یومیہ سے بھی متجاوز ہو چکے ہیں۔ بعض اوقات لنگر خانہ کی ضروریات حضرت اقدس کی توجہ اور اوقات میں سخت خلل کا موجب ہوتی ہیں۔ ان دنوں جبکہ **گرانی** ما لگ ہو رہی ہے **اخراجات** لنگر کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ حضرت حجۃ اللہ ایسی تحریکوں کے عادی نہیں اس لئے **یکمشت تو ہم** لنگر خانہ کی امداد کیلئے بہت جلد بھیجکر ثواب چاہیے۔ لنگر خانہ کی ضروریات میں مہمانخانہ کی توسیع بھی ہے اور نئے اور پرانے مہمانخانہ میں مہمانوں کیلئے جگہ کی سخت تنگی ہے۔ نئے مہمانخانہ میں سے باورچی خانہ اس کے متصل کی سفید زمین میں منتقل کرنے کے لئے جدید کچے مکانات بنوائے جا رہے ہیں۔ اگر قلت فنڈ کی وجہ ترقی العمال کو روکنا پڑتا اور اگر بہت جلد یہ مکانات مکمل نہ ہو جائیں تو آنے والے **سالانہ جلسہ** پر مہمانوں کے اترنے کیلئے تکلیف پیدا ہوگی۔ اس لحاظ سے بہت جلد ان مکانات کی تکمیل کیلئے روپیہ بھیجنا چاہیئے۔ ایک **حق پرست اور حق جو** قوم کے لئے ضرورت نہیں ہوتی کہ اسے زمانہ کے عرفی الفاظ میں توجہ دلائی جاوے۔ حضرت اقدس کے اوقات گرامی ہیں ایسے امور کو ضائع نہیں ہونے دینا چاہئے اصلی بہت جلد ایسے امور پر توجہ کرنی چاہیئے یاد رہے کہ لنگر خانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست **حضرت اقدس** علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام آنا چاہیئے اور ضروریات لنگر خانہ کو سب سے اول نصب العین رکھنا چاہیئے۔

سرپرستان الحکم سے ایک ضروری مشورہ

(بار ثانی)

میں اس امر کو ہمیشہ اپنے لئے موجب فخر و مباہات اور باعث سعادت و نجات یقین کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے یہ توفیق دی کہ آج سے قریباً گیارہ سال پیچھے (جبکہ احمدی قوم کی تعداد بہت تنگ رقبہ کے اندر محدود تھی جب اس پر ہر قسم کے حملوں کی یورشیں ہو رہی تھیں) اجراء الحکم کا نہایت نازک اور خطیر بوجھ اٹھاؤں۔ سرپرستان الحکم میں ایک معقول تعداد ایسے بزرگوں کی ہے جو یوم اشاعت سے اس کے ساتھ چل رہے ہیں اور جن دشوار گذار اور پرخطر راستوں سے وہ ہو کر نکلا ہے وہ ساتھ رہے اگرچہ بعض بعض مقامات اور قدم پر اس کا ساتھ ناگوار بھی معلوم ہوا مگر اس میں کوئی ایسی طاقت جذب اور دلربائی تھی کہ وہ اسکی آبلہ پائی۔ کمزوری اور بے بسی کو دیکھتے ہوئے بھی اس کے عزم اور ہمت کو بڑھتے ہوئے دیکھکر ساتھ نہ چھوڑنے پر مجبور رہتے اور آج انہیں اور مجھے یہ دیکھکر خوشی ہوتی ہے کہ وہ پودہ جو غیر ذی زرع وادی میں لگایا گیا تھا نشوونما پا رہا ہے اور اس کے شیریں پھل دل و دماغ کو لذت اور سرور بخشتے ہیں اس کامیابی کو دیکھ کر بے اختیار میرا سر اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جاتا ہے

اور للّٰہ الحمد

کہنا پڑتا ہے اگرچہ جس مقام پر الحکم پہونچنا چاہئے وہ منزل ابھی دور ہے لیکن دوری منزل کے ساتھ ساتھ اس کے پاؤں میں قوت اور عزم میں صلابت پیدا ہوتی جاتی ہے جس پر نظر کر کے یہ کہہ دینا مشکل نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور تائید اسیطرح شامل حال رہا تو وہ دن دور نہیں کہ میں اور میرے وہ سرپرست اور وفادار دوست جو یوم اول سے میرے ساتھ ہیں اپنے ہاتھ سے لگائے ہوئے پودے کو اس قابل دیکھینگے کہ گو ہر انسان اس کے سایہ میں آکر اس کے شیریں پھلوں سے سیر ہوں اور حمد کے گیت گائیں۔ یہ مضمون میں نے اس غرض سے لکھنا نہیں چاہا کہ سرپرستان الحکم کو الحکم کے اجراء اور اس کے تدریجی نشوونما کی تاریخ سناؤں۔ یہ داستان تو میں الحکم کی دس سالہ رپورٹ میں انشاء اللہ لکھونگا اس وقت میں ایک نہایت ضروری غور طلب امر اپنے ناظرین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جسکی تحریک کئی دن سے میرے قلب میں ہو رہی ہے میں امید کرتا ہوں کہ سرپرستان الحکم اس کو نہایت غور سے پڑھیں گے۔

جسطرح آج سے گیارہ سال پیشتر ایک ہفتہ وار اخبار کی ضرورت تھی وہ ضرورت اب ہفتہ وار سے بڑھکر بہ نسبتہ ضرورت سمجھی جاتی ہے اور باقی رہا قومی اخبارات میں ایک روزانہ پرچہ کی ضرورت کا اظہار مختلف صورت میں ہوا ہے اس سے پہلے الحکم کے روزانہ کر دینے کے لئے بھی ایک دو مرتبہ تہیہ کیا گیا مگر سال گذشتہ میں تو بڑے زور سے طیاری بھی کی گئی لیکن ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے وہ ارادہ مجھے ملتوی کرنا پڑا اس لئے کہ میں دیکھتا تھا کہ جبکہ ہفتہ وار اخبار کے لئے بہت سی مشکلات اور دقتیں ہیں تو روزانہ اخبار کے لئے تو ان مشکلات سے کا سات گنا بڑھ جانا ضروری ہے مگر اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان مشکلات میں چھپائی کی مشکلات کو آسان کر دیا ہے تو یہ تحریک میرے دل میں جوش زن ہے سال گذشتہ میں جب روزانہ کی ضرورت کا اعلان کیا گیا تھا تو میں نے ایک سو درخواستوں کے آجانے پر اس کے اجرا کا بندوبست کر دینا چاہا اور ابھی قلیل اشاعت میں دو روپیہ ماہوار قیمت رکھی گئی تھی مگر اب جہاں روزانہ کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے اس کے ساتھ ہی عالمگیر قحط کی ڈراؤنی شکل میرے سامنے ہے اور قومی ضروریات کا ایک انبار جو نظر آتا ہے ایسے حالات میں جب حوصلہ نہیں کرتا چاہتا کہ قوم کے افراد کو خواہ انکی تعداد کتنی ہی تھوڑی کیوں نہ ہو ایک جدید خرچ کے لئے تحریص دلاؤں البتہ یہ خیال ہے کہ ہفتہ وار کی بجائے ہفتہ میں دو مرتبہ کر دیا جاوے تو اس اندازے سے اس وقت ہی ہمارے ہاتھ میں گویا ہفتہ میں ۳ بار اخبار کی حیثیت کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ ایک ہفتہ وار اخبار ہوا اور دوسرا دوبارہ اسطرح ہر ہفتہ میں تین اشاعتیں ہو جاتی ہیں اور اس طریق سے اخراجات کا بھی بہت بوجھ نہیں پڑتا اس صورت میں اگر اخبار میں دو بار کر دیا جاوے تو اسکی ہر ایک اشاعت ۱۲ اور ۱۶ صفحوں کی ہوگی اور قیمت میں عہ کا اضافہ کیا جاوے گا۔ مگر ہفتہ میں اخبار کا دو بار کر دینا بھی نا کافی نہیں جب تک کہ اس کی اشاعت کا دائرہ وسیع نہ ہو جسقدر خریداروں میں اضافہ ہوگا اسی قدر اس کے اخراجات میں کمی ہو سکتی ہے۔ اس لئے میں تمام سرپرستان الحکم سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک دو دو جدید خریدار دسمبر ۱۹۰۷ء تک بہم پہونچاوے اور جو مندرجہ بالا تجویز کے ساتھ متفق ہوں انہیں ضرورت اطلاع کی نہیں ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کا پرچہ جو حسب معمول وی پی بھیجا گیا ہے اس میں اضافہ قیمت شامل نہیں ہے بلکہ وہی پرانی قیمت وصول کی گئی ہے اور ۱۷ دسمبر ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں اس تجویز کے عملدرآمد کا قطعی فیصلہ شایع کر دیا جائیگا انشاء اللہ العزیز اگر روزانہ کے لئے درخواستیں آئیں تو پھر روزانہ کے سوال پر بھی غور ہو سکیگا بہرحال خریداروں کی تعداد بڑھانے کے لئے پوری سعی کرنی چاہئے۔ آخر میں مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ بعض احباب سہل انگاری سے مطبع کے مرسلہ وی پی واپس کر دیتے ہیں کیا سال بھر کی دماغ سوزی اور جگر کاری کا یہی صلہ ہونا چاہئے قومی اخبارات اس قسم کے نقصان برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کا پرچہ جن احباب کی خدمت میں بذریعہ وی پی پہونچیگا وہ اسے فوراً وصول کریں گے جس سے کارخانہ سال آیندہ کے لئے انکی خدمت گذاری کے لئے طیاری کر سکیگا چنانچہ اس سال وہ دیکھ چکے ہیں کہ کاغذ وغیرہ کا اکٹھا ذخیرہ جمع کرنے کی وجہ سے مشکلات کا کم سامنا ہوا ہے میں چاہتا ہوں کہ سال آیندہ کے لئے سال بھر کا کاغذ اکٹھا لیا جاوے اس لئے ہر شخص ممکن امداد سے دریغ نہ کریگا۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ سال نو سے انشاء اللہ اخبار بڑی سائیز (تقطیع) پر شایع ہوگا کیونکہ مشین بڑی آجانے کی وجہ سے چھپائی کی دقت نہ رہیگی اور چھپائی بھی عمدہ ہوتی جائیگی۔

الغرض اخبار کو باوقعت اور مؤقت الشیوع اور کثیر الاشاعت بنانا بدو ناظرین کی سعی کو چاہتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل کا محتاج ہے ساری توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ ہو نعم المولیٰ و نعم الرفیق ۔

لاہور میں مذہبی کانفرنس

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ امسال لاہور کی اندرونی آریہ سماج نے اپنے سالانہ جلسہ کی تقریب پر مذہبی مباحثہ کو مذہبی کانفرنس کی صورت میں تبدیل کردیا تھا۔ اس قسم کی مذہبی کانفرنس کی آریہ سماج میں گوجرانوالہ کے گوروکل کے پچھلے سالانہ جلسہ میں بنیاد رکھی گئی تھی ورنہ اس سے پہلے دہرم پرچار مباحثہ مذہبی کے لئے آریہ سماجوں میں ایک وقت رکھا جاتا تھا جہاں دس دس پندرہ منٹ میں سوال و جواب ہوا کرتے تھے میں متعدد مرتبہ ظاہر کرچکا ہوں اور قادیان کی آریہ سماج کے ایک سالانہ جلسہ کی تقریب پر جبکہ پنڈت رام بھجدت چودہری بھی موجود تھے مجھے عام جلسہ میں کہنے کی ضرورت پڑی تھی کہ یہ طریق نہایت فضول اور نامعقول ہے کہ مرغوں اور بٹیروں کیطرح مقابلہ ہوتا ہے یا قماربازوں کیطرح چند منٹوں میں مذہب جیسے عظیم الشان اور انسانی زندگی کے مقصد اعظم کا فیصلہ کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے اگر آریہ سماج حق جوئی کا کچھ بھی مادہ رکھتی ہے جیساکہ وہ ظاہر کرتی ہے تو اسکی بہترین صورت اختیار کرنی چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ ایک مضمون مقررہ پر ایک مذہب کا معتقد اپنا مضمون دل کھولکر پڑہے اور پھر دوسرا تیسرا علے ہذا القیاس۔ اس وقت آریوں کو میرا یہ کہنا ناگوار معلوم ہوا تھا۔ مگر سالہا سال کے تجربہ نے آخر ان کو اس اصل کی خوبی کو عملی طور پر تسلیم کرنے کے لیے مجبور کردیا۔ اور جس کانفرنس کی بنیاد گوجرانوالہ میں رکہی گئی تھی لاہور میں اسپر کام شروع کیا گیا ابتدا اس کانفرنس کو بھی بہی پرانا اکہاڑا بنانے کا خیال رکہا گیا تہا مگر میں نے جب اسپر ریمارک کیا تو لاہور کی اندرونی سماج (جس سے مراد گوروکل پارٹی ہے) نے دو گہنٹہ وقت مقرر کردیا۔ اور داخلہ بذریعہ ٹکٹ مقرر کیا۔

اس کانفرنس کے لئے پہلے راجہ دہیان سنگہ کی حویلی تجویز ہوئی تہی مگر بعد میں نامعلوم وجوہات کی بنا پر آریہ سماج کو اپنے ہی مندروا قعہ وچھووالی میں اس کا اہتمام اور انصرام کرنا پڑا۔ یہ کانفرنس ۲ دسمبر ۱۹۰۷ء سے لیکر ۴ دسمبر ۱۹۰۷ء تک ہر روز چار گہنٹہ ہوتی رہی۔ مضمون جسپر مضامین پڑہے جانے تجویز ہوئے تہے وہ

کیا کوئی کتاب الہامی ہوسکتی ہے اور اگر ہے تو کونسی ؟

تہا۔ ۲ دسمبر ۱۹۰۷ء کو سناتن دہرم اور عیسائیوں کیطرف سے مضمون پڑہا گیا اور ۳ دسمبر ۱۹۰۷ء کو برہموؤں اور مسلمانوں کیطرف سے اور ۴ دسمبر کو خود آریوں کیطرف سے۔

جیساکہ الحکم کے پڑہنے والوں کو معلوم ہے حضرت اقدس حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھی آریہ سماج لاہور نے مضمون مذکور پر تقریر کرنے کے لیے التماس کیا تہا اور بعض سخت مخالف بھی بذریعہ تحریر درخواست کرچکے تہے کہ حضرت اقدس اس مضمون پر لکہیں اگرچہ بڑے محرک تو یہی لوگ تہے مگر خود حضرت اقدس کی حمیت و غیرت اسلام کسی ایسے موقع کو ہاتہ سے جانے نہیں دیتی جہاں اسلام کی سچائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی عظمت اور جلال کے ظاہر کرنے کی تقریب ہو۔

لیکن تو تومیں میں کے مباحثوں اور جلسوں کو کبہی حضرت اقدس نے پسند نہیں فرمایا بلکہ عموماً ایسے مناظروں اور مباحثوں کو

مذہبی قماربازی

کے نام سے نامزد کیا کرتے ہیں۔ موجودہ کانفرنس نے جب موزون صورت اختیار کرلی تو حضرت حجۃ اللہ نے بھی اس تقریب پر ایک

جامع مضمون

لکہنے کا ارادہ فرمایا اور وعدہ کرلیا کہ انشاء اللہ العزیز ہم مضمون لکہیں گے چنانچہ آریہ سماج نے ۳ دسمبر ۱۹۰۷ء کی شام کو ۸ بجے سے دس بجے تک مضمون مذکور کے پڑہنے کے لئے مقرر کیا جس کا عام اعلان ۳۰ نومبر کو کرسکا۔

بہرحال ۳ دسمبر کو وہ مضمون پڑہا گیا۔ اور اس مضمون کو سننے کے لئے ہماری اپنی جماعت کے بہی بہت سے احباب جنہیں موقع مل سکا اور وقت پر اطلاع ہوسکی لاہور پہنچ گئے۔ اپنی جماعت کے لئے لاہور کی انجمن احمدیہ نے باوجودیکہ وقت نہایت ہی تنگ تہا مگر حتے الوسع نہایت سعی اور سرگرمی سے مختلف مقامات پر احباب کو اطلاع دی کہ

انہوں نے اپنے بہائیوں کے اترنے کیلئے پورا انتظام کیا ہے

خوش قسمتی سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مشہور و معروف وکیل جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب اور جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور کے مکانات ریلوے سٹیشن سے بہت ہی قریب حال میں تعمیر ہوئے ہیں جو بہت وسیع اور فراخ ہیں اس لئے انجمن احمدیہ لاہور نے ان مکانات کو مہمانوں کے اترنے کے لئے تجویز کیا۔ اور سب احباب وہیں ٹہرے۔

اس تقریب پر انبالہ۔ لودہیانہ۔ کپورتہلہ۔ قادیان۔ سیکہواں۔ ہرسیاں اوجلہ۔ امرتسر۔ اجنالہ۔ وزیرآباد۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ۔ ضلع گجرات اور کئی مقامات سے احباب حاضر ہوئے تہے اور کئی سو کا مجمع تہا۔ مگر نہایت خوشی اور مسرت سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ لاہور کی جماعت نے اس موقع پر جس فراخدلی اخوت اور مہمان نوازی کے ساتھ

اپنے بہائیوں کی مدارات کی

وہ نہایت ہی قابل قدر اور شکر گذاری کے لایق ہے کچھ شک نہیں انہوں نے اپنے فرض کو ادا کیا ہے مگر قابل غور یہ بات ہے کہ کیا ایسی محبت اور یگانگت اور ایثار پیدا ہوسکتا ہے جب تک کسی قوم کا تزکیہ کرنیوالا

کوئی مزکی نہ ہو

دنیا میں اس وقت برادر ہڈ (اخوت) کے لئے ہر طرف سے چیخ پکار ہو رہی ہے اور ہر پلیٹ فارم سے اسی کی صدائیں آتی ہیں مگر کوئی بتائے کہ کیا جس طریق پر اخوت کا رنگ پیدا کرنے میں خدا کا برگزیدہ رسول کامیاب ہوا کوئی اور بھی ہے؟ میں دعوی سے کہتا ہوں کہ اسکی نظیر نہیں ملے گی اور یہ ایک ادنی ثبوت ہے ہمارے امام کی صداقت کا

بہرحال

جماعت لاہور نے اپنے بہائیوں کو مہمان نہیں بہائی بناکر رکہا اور کسی قسم کی تکلیف احباب کو نہیں ہوئی جس کے لئے میں بحیثیت خادم قوم جماعت کی طرف سے انجمن احمدیہ لاہور کا شکریہ ادا کرکے کہتا ہوں

جزاہ اللہ احسن الجزا فی الدنیا و فی الآخرۃ

حضرت اقدسؑ کا مضمون پڑھنے کے لئے حضرت حکیم الامۃ مقرر ہوئے تھے اور چونکہ حضرت حکیم الامت بوجہ پیرانہ سالی اور بعض امراض کے متواتر حملوں کی وجہ سے ضعیف ہوگئے ہیں اس لئے یہ بھی تجویز ہوا تھا کہ کچھ حصہ مضمون کا حضرت حکیم الامۃ پڑھیں اور کچھ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور پڑھیں۔

اس موقعہ پر میرے محسن و مخدوم حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی تصویر آنکھوں کے سامنے آتی اور اپنی یاد سے دل میں ایک چوٹ لگا جاتی ہے ؎

دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں جانے کیا یاد آیا

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا کہ ایک عام مجمع میں حضرت مسیح موعودؑ کا مضمون پڑھا جانیکو تھا۔ اور ابھی حضرت اقدسؑ نے مضمون لکھا بھی نہ تھا کہ مضمون کے پڑھنے کا سوال قابل غور ٹھہرا۔ حضرت حجۃ اللہ کے حضور مختلف نام پیش کئے گئے مگر حضرت اقدسؑ نے صرف دو شخصوں کو منتخب فرمایا۔

حضرت حکیم الامۃ اور مولوی محمد علی صاحب

حضرت حکیم الامۃ کے متعلق تو فرمایا کہ اس وقت اگر مولوی عبدالکریم صاحب بھی زندہ ہوتے تو ہم یہی مولوی صاحب ہی کو ترجیح دیتا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ مولوی عبدالکریم صاحب بھی مولوی صاحب ہی کے شاگرد اور خوشہ چین تھے۔

فی الحقیقت حضرت حکیم الامۃ کی وسعت معلومات آپ کی وجاہت آپکی ثقاہت اخلاص اور مذہبی دنیا کے حالات سے آگاہی اسپر قادر الکلام اور قوی القلب ہونا ایسے منصب کے ہر طرح قابل ٹھہراتا ہے۔ بڑے سے بڑے مجمع اور کسی مقرر اور سپیکر کا کوئی اثر اور رعب آپ کے قلب پر نہیں پڑ سکتا۔ جو دل خشیت الٰہی سے معمور ہو وہ حقیقی علوم کا مورد ہو جاتا ہے اور دنیا کے کسی انسان کا اسپر رعب نہیں پڑ سکتا۔ مولوی محمد علی صاحب کے متعلق فرمایا کہ بے شک یہ اس قابل ہیں ان کے بیان میں ایک شیرینی ہوتی ہے اور ان کے معلومات بھی وسیع ہیں اور میں پسند کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ یہ مضمون پڑھیں لیکن مولوی صاحب کی صحت ان دنوں اچھی نہ تھی۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جہیر الصوت اور ایسے جلسوں میں بولنے کے عادی ہیں اس لئے حضرت حکیم الامۃ کے معین وہ قرار پائے۔

۲۰ر نومبر ۱۹۰۷ء کو حضرت اقدسؑ نے مذکورہ بالا مضمون پر قلم اٹھایا اور ۲ر دسمبر کی صبح تک چند گھنٹوں میں ۲۸ صفحہ کا ایک مبسوط مضمون لکھ دیا۔ چند گھنٹے اس لئے کہا ہے کہ حضرت اقدسؑ نے ان ایام میں اپنے معمولات کو نہیں چھوڑا ہمارے سیر کے لئے نکلتے تھے اور دوسرے ضروری کام ڈاک کا پڑھنا اور نمازوں کے لئے باہر آنا۔ لنگر خانہ کی ضروریات کا تہیہ اور دعاؤں کے لئے اوقات غرض جو مشاغل حضور کے پہلے تھے ان میں کوئی کمی نہیں آئی اور چند گھنٹوں میں یہ رسالہ لکھا گیا۔ پھر اسکی کاپیاں اور پروف بھی آپ ہی پڑھتا ان کے ساتھ تھا اور ان ساری باتوں کے ساتھ ساتھ یہ کیسی تائید الٰہی ہے کہ ایسے سامان تاویاں میسے گاؤں میں میسر آگئے کہ ادھر حضرت اقدسؑ مضمون کی تحریر سے فارغ ہوئے اور ادھر چند ہی گھنٹے بعد کل مضمون

چھپ کر طیار ہوگیا

ایسی تائید الٰہی صادق کے سوا کاذب کو نہیں مل سکتی۔ اس تائید سے قرآن کریم کی صداقت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر

میرا ایمان تازہ ہوگیا

۲ر دسمبر کو ۱۰ بجے کے قریب حضرت اقدسؑ نے حضرت حکیم الامۃ کو روانہ فرمایا اور خود مشایعت کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ یہ امر بھی حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کا ایک کھلا نشان ہے اور

اخلاقی معجزہ ہے

ہر ایک آنکھ اسے نہیں دیکھ سکتی اور ہر ایک دل اسکو نہیں سمجھ سکتا۔

ناظرین

ان تمہیدی امور کے بیان کے بعد اب میں ضروری سمجھتا ہوں کہ کانفرنس کے پنڈال میں چلیں۔ ۲ر دسمبر کے جلسہ میں میں موجود نہ تھا۔ اس لئے اسکے متعلق میری چشمدید واقعات کی بنا پر کوئی رائے نہیں تاہم جو کچھ معتبر ذرائع سے میں نے سنا وہ یہ ہے کہ

حاضری معمولی تھی۔ سناتنی بزرگ کا مضمون حاضرین کی دلچسپی اور توجہ حاصل نہ کر سکا۔ ادا سے ادھورا ہی چھوڑ دینا پڑا۔ اور یہ بھی مجھے معلوم ہوا ہے کہ آریہ سماج کی اس کانفرنس کیطرف سے اعلان کیا گیا کہ جسقدر مضمون سنایا گیا ہے اتنا ہی رپورٹ میں شائع ہوگا۔ اس امر کے بیان کرنے کی مجھے اس لئے ضرورت پڑی کہ آریہ وکیل کے مضمون کا ایک حصہ بھی مجلس میں پڑھا نہیں گیا اس لئے وہ بھی رپورٹ میں درج نہیں کیا جائے گا اسپر مفصل بحث اصل مقام پر کریں گے۔

سناتنی کے بعد پادری علی بخش صاحب اور ریورنڈ ٹھاکر داس نے اپنے اپنے مضامین پڑھے پادری علی بخش اور ٹھاکر داس کے مضامین میں ویسا ہی فرق بتایا جاتا ہے جتنا یسوع کی الوہیت اور انسانیت میں۔ اول الذکر کا مضمون عیسائیت کے نئے رنگ میں تھا اور ٹھاکر داس کا پرانی عیسائیت کا ویسا ہی نمونہ تھا جیسا کہ دونوں بولنے والے نئی اور پرانی پود کے نمونے ہیں مگر علی بخش صاف بولنے والا اور گھبرانے والا نہ تھا برخلاف اس کے جن لوگوں نے پادری ٹھاکر داس کو اس کی تصنیفات میں دیکھا ہے وہ اس کی اس تقریر کو سنکر سخت مایوس ہوئے اور انہوں نے بولتے ہوئے ٹھاکر داس اور تحریر و نظم میں نمودار ٹھاکر داس کو متغایر پایا۔

اس کانفرنس میں دراصل معرکہ کا دن تو وہی دن تھا جس روز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مضمون پڑھا جانے کو تھا یعنی

۳ر دسمبر ۱۹۰۷ء

حاضری

آریہ مندر میں آج پانچ بجے ہی سے لوگ جانے شروع ہوئے اور یہ یقین ہو چکا تھا کہ ۹ بجے کے بعد جگہ کا ملنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہو جائیگا۔ چنانچہ ۶ بجتے بجتے آریہ مندر کا صحن اس کے کمرے اسکی گیلری اسکی چھت قریباً بھر چکی تھی۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ آج کے جلسہ کے لئے یہ مندر

بالکل ناکافی تھا

اور آریہ سماج کے ممبر باوجودیکہ جانتے تھے اور اس سے پہلے وہ لاہور میں حضرت اقدسؑ کے لیکچروں کی تقریب پر مخلوق کے اجتماع کو دیکھ چکے تھے پھر بھی وہ بہترین انتظام کرنے کے ناقابل رہے میں صحیح تعداد نہیں بتا سکتا مگر اتنا کہدینا ہی کافی ہے کہ اس سے پہلے کہ برہمو سماج کا مضمون ختم ہو جگہ نہ ہونے کیوجہ سے ٹکٹ داخلہ کی فروخت بند کرنی پڑی تھی اور آریہ سماج کے ناظم مجبور تھے کہ

امڈ آنے والی خلقت کے لئے دروازہ بند کردیں

روشنی کا انتظام کافی تھا۔ مگر سپیکروں کے بیٹھنے کے لئے کوئی موزوں انتظام نہ تھا اور پلیٹ فارم جو اس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا وہ ایسا ناکافی تھا کہ اسپر صرف سپیکر ہی کھڑا ہو سکتا تھا۔ رپورٹروں کے لئے بھی کوئی انتظام نہ تھا حالانکہ ایسے بڑے جلسہ میں یہ انتظام ازبس ضروری تھا۔ مینے لالہ کیدارناتھ صاحب سکرٹری آریہ سماج لاہور کو جب اس نقص پر توجہ دلائی تو وہ بیچارے بجز افسوس کے ساتھ اس فروگذاشت کو تسلیم کرنے کے کچھ نہ کہہ سکے۔

مخالفت کے اشتہار

اس امر کا بیان کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفوں نے قلمی اشتہار چسپاں کر دیئے تھے کہ لوگ اس جلسہ میں نہ جائیں مگر ان اشتہار دینے والوں کو شاید شرم تو نہ آئی ہوگی جب انہیں یہ معلوم ہوا ہوگا کہ اس قدر کثرت اور اژدہام تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی اور جلسہ کے ناظم ٹکٹ بند کر دینے پر مجبور تھے یہانتک کہ جب برہمو سماج کے وکیل اپنا مضمون پڑھ چکے تو کثرت کیوجہ سے لوگوں کا دم گھٹنے لگا۔ اور ناظمان جلسہ کو اوپر کا سائبان قدرتی فضا کے لئے چھوڑ دینا پڑا

برہمو کا مضمون

ٹھیک ۶ بجے برہمو سماج کیطرف سے مضمون شروع ہوا۔ یہ مضمون شرد سے پرکاش دیوجی پڑھنے والے تھے مگر انکی ناسازی طبیعت کے باعث یہ مضمون لالہ رگھوناتھ سہائے بی۔ اے۔ برہمو نے پڑھا۔ اور کچھ شک نہیں قابلیت کے ساتھ پڑھا۔

مضمون نگار نے اپنے مضمون کو ہادی یا پیغمبر کی ضرورت کی تمہید سے شروع کیا۔ اور اصل سوال کا جواب دیتے وقت کہا کہ اس سوال کا جواب بہ حیثیت برہمو ہونے کے یہ ہے کہ ہمارے اعتقاد کے موافق بہت سی کتابیں الہامی ہیں اور ایک بڑی ضخیم الہامی کتاب صحیفۂ نیچر ہے جو ساری کی ساری الہامی ہے جسکی ادھوری نقل کتابوں میں ہے۔

پھر اس سوال کا جواب دینے سے پہلے کہ "الہامی کتاب کونسی ہے؟" انہوں نے خدا تعالیٰ اور الہام کے متعلق عام اختلاف رائے بیان کیا اور خصوصیت سے دیو سماج کیطرف سے جو اعتراض ہوتے ہیں ان کا ذکر کیا مگر دیو سماج کا نام نہیں لیا۔

خدا تعالیٰ کے منکروں کے مختلف مغالطوں کے بعد مضمون نگار نے خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق اپنا یقینی عقیدہ بیان کیا اور ایک مثال کے ذریعہ واضح کیا کہ جسطرح ایک ہی شخص باپ۔ بیٹے۔ شوہر۔ بھائی۔ آقا وغیرہ مختلف حیثیتوں میں ظاہر ہو سکتا ہے اسیطرح گویا اقوام عالم نے اپنی ودیا اور معرفت کے موافق خدا تعالیٰ کو سمجھا ہے اس سے خدا تعالیٰ کی نفی نہیں ہوتی۔

ازاں بعد الہامی کتابوں کے متعلق منکرین کے اس اعتراض کا ذکر کیا کہ جسطرح وہ خدا تعالیٰ کے انکار کے لئے مغالطہ پیش کرتے ہیں ویسے ہی مانی ہوئی الہامی کتابوں کو لیکر ان کے طریق عبادت اور خدا تعالیٰ کی صفات وغیرہ کے بیان میں ان کے باہمی اختلاف سے لازم آتا ہے کہ وہ ایک ہی ہستی کیطرف سے نہیں اس مغالطہ کو بھی اسی مثال کے ذریعہ رد کرکے کہا کہ

ہم برہمو سب الہامی کتابوں کو خواہ وہ اس ملک کی ہوں یا کسی اور کی سنسکرت کی ہوں یا عربی کی لاطینی کی ہوں یا یونانی کی انکو اپنی کتب مقدسہ تسلیم کرتے ہیں اور انپر جو ناجائز حملہ کیا جاتا ہے اس سے گریز کرتے ہیں۔

بظاہر براہموؤں کا یہ قول بڑا ہی خوشکن ہے اور آریوں کے مقابلہ میں تو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ عملی معیار پر اگر براہمو پورے نہیں اترتے ایک طرف تو وہ کتب مقدسہ یقین کرتے ہیں لیکن دراصل وہ اپنے دل و دماغ کو ان کتابوں پر حکم قرار دے لیتے ہیں جو باتیں انہیں پسند آ جاتی ہیں وہ لے لیتے ہیں اور باقی کو چھوڑ دیتے ہیں اس صورت میں ان کا یہ عقیدہ عملی نظر سے کوئی وقعت نہیں رکھتا تاہم آریہ سماج کے مقابل میں قابل قدر ہے اور صلحکاری کے لئے ایک تحریک کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے خدا تعالیٰ کی نسبت اپنی کمزوری معرفت کا ذکر کیا اور اسی ضمن میں خدا تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ الہام قرار دیا۔ یہ بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر وہ یقین جو عین الیقین کے رنگ میں ہوتا ہے وہ الہام ہی کے ذریعہ ہوتا ہے مگر براہمو لوگ الہام کو صرف اپنے ہی ضمیر کی آواز یا استشارہ قرار دیتے ہیں اور اس لئے وہ سچی معرفت اور حقیقی گیان کو حاصل نہیں کر سکتے۔

آخر میں صاف طور پر کہدیا کہ شروع میں انسانی دل میں گیان کی چنگاری روشن ہوتے ہی اس ضخیم کتاب پر نظر پڑی اور گویا عجائبات قدرت ملاحظہ کائنات کو دیکھکر خدا تعالیٰ پر نظر پڑی جسکو ہمارا ناستک معترض کہتا ہے کہ انسان نے ایشر کو گھڑا ہے یہ عقیدہ جس شکل میں پیش کیا گیا ہے اس صورت میں ناستک معترض کا اعتراض وزندار ہے۔ اور یہ گویا خدا پر احسان ہے حالانکہ یہ بات غلط اور خطرناک گستاخی ہے حضرت مسیح موعودؑ نے اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اس لئے یہاں مجھے بحث کرنے کی حاجت نہیں

آخر میں برہم سماج کا عقیدہ درباره الہامی کتب یوں ظاہر کردیا کہ دوسری الہامی کتابوں کو غلطی سے خالی اور کسی کو ختم المرسلین نہیں مانتے اور سلسلہ الہام کا دروازہ کسی خاص کتاب میں بند نہیں کر دیتے اور ایسا ہی برہم دھرم کے بانی کیشب بابو دیوندرناتھ۔ موزمدار وغیرہ کو اپنا ہادی اور مہان پرش اعتقاد انکی تعلیم کو الہامی یقین کرتے ہیں۔

یہ ہے خلاصہ براہمو سپیکر کی تقریر کا۔ جو مینے اپنے طور پر لکھا ہے۔ برہم سماج کا یہ عقیدہ بہت سی غلطیوں اور کم فہمیوں کا مجموعہ ہے اور حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے لیکچر میں ان سب باتوں کا جواب دیا گیا۔

ماسٹر رگھوناتھ سہائے نے اپنا لیکچر ایک ہی گھنٹے میں ختم کر لیا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا مضمون پڑھا جانے کو تھا مگر جیسا کہ میں اوپر کہہ آیا ہوں منڈوا کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اور نیچے اوپر کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ آریہ سماج کے لیڈر ملک اور ناظمان جلسہ نے شامیانہ کو اتار دینا ضروری سمجھا کیونکہ دم گھٹنے لگا تھا۔ چند منٹ اس مقصد کے لئے صرف ہو سکے۔ اور

حضرت حکیم الامۃ پلیٹ فارم پر آئے پلیٹ فارم پر آپ کا کھڑا ہونا تھا کہ چاروں طرف ایک سناٹا اور خاموشی طاری ہو گئی اور لوگ ہمہ شوق منتظر بیٹھے تھے۔ حضرت حکیم الامۃ نے پوری بلند آواز سے لیکچر کو پڑھنا شروع کیا۔

لیکچر کا ایک ایک حرف اور جملہ باطل کو کچلتا ہوا تھا۔ جب کوئی آیت قرآنی آتی تھی تو مجلس پر ایک وجد سا طاری ہو جاتا تھا میں نے اپنے کانوں ایک معزز اور اہل الرائے شخص سے سنا ہے (جو اس نے ایک مشہور اخبار کے دفتر میں بیان کیا اور میں یہ بھی ظاہر کرتا ہوں کہ وہ احمدی نہیں) کہ

مولوی صاحب کی تلاوت قرآن مجید تو سخت سے سخت دلوں کو بھی ہلا دیتی ہے

یہ بات بحضور دل یاد رکھنی چاہیے کہ خدا تعالےٰ کے ماموروں اور مرسلوں کا طرز بیان اور طریق خطاب دنیا کے دوسرے لوگوں کے طرز بیان سے بالکل الگ اور ممتاز ہوتا ہے دنیا کے خود ساختہ لیڈر اور ریفارمر جو کچھ کہتے ہیں اس میں ایک تکلف اور بناوٹ ہوتی ہے مگر خدا تعالےٰ کے مرسل جب بولتے ہیں تو انہیں ایک سادگی اور آمد ہوتی ہے نہ کہ آورد وہ گویا ایک مشین ہوتے ہیں اس میں ان کا اپنا کوئی دخل نہیں ہوتا اور علاوہ بریں وہ اپنی تقریر کے وقت ان تمام بیماروں اور بیماریوں کو مدنظر رکھتے ہیں جو عام طور پر پھیلی ہوئی ہوتی ہیں جن کے علاج اور اصلاح کے لئے اللہ تعالےٰ انہیں مامور کرتا ہے اس لحاظ سے ان کا بیان جامع اور مانع ہوتا ہے یہی وجہ ہے جو بعض احمقوں اور کلام الٰہی کے طرز بیان سے محض ناآشناؤں نے قرآن مجید پر یہ اعتراض کیا ہے کہ

آیتوں میں باہم ارتباط نہیں

ایک مضمون شروع کر کے اسے ختم نہیں کرتا اور دوسرا اس میں شروع کر دیتا ہے اگرچہ یہ یقینی امر ہے کہ آیات میں ایک محکم اور بلیغ ارتباط ہوتا ہے اور یہ ان کا قصور فہم ہے جو معترضین کو معلوم نہیں ہو سکتا مگر ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ حق کا کام باطل کو کچلنا ہوتا ہے اس لئے جس راہ سے باطل کو آتے دیکھتا ہے وہ ساتھ ہی ساتھ اس کو اور اس کے انڈے بچوں کو کچلتا ہوا چلتا ہے جس طرح ایک تیز رو پانی جب بہتا ہے تو ہر قسم کے خس و خاشاک کو ادھر ادھر سے صاف کرتا ہوا نکلتا ہے۔ پس خدا تعالےٰ کے ماموروں اور مرسلین کے کلام میں یہ ایک خصوصیت ہوتی ہے وہ اصل مقصد سے کبھی الگ نہیں ہوتے۔

بہرحال

ابتداً خدا تعالےٰ کی حمد اس رنگ میں کی گئی جس سے اس باطل اعتقاد کا رد مقصود تھا کہ خدا تعالےٰ نے روح اور مادہ کو پیدا ہی نہیں کیا گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ ادا کیا گیا جس کے عہد معدلت مہد میں مذہبی آزادی دی گئی ہے اس کے بعد نفس مضمون

دنیا میں کوئی الہامی کتاب ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کون؟

پر بحث اٹھائی۔ اور اس کے ضمن میں خلاصۃً الہام کے متعلق لوگوں کے عقائد کا ذکر کیا اور پھر الہام کے ماننے والوں میں ان کا ذکر کیا جو کہتے ہیں کہ اب نہیں ہوتا اس کے بعد اپنا مذہب الہام کے متعلق بیان فرمایا اسکے ضمن میں اسلام کی عالمگیر تعلیم اور تمام قوموں اور اقطاع عالم میں نبیوں کی بعثت پر لطیف بحث فرمائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن مجید کی ہدایت اور روحی کی شوکت اور جلال کو پر شوکت الفاظ میں ادا کیا۔ اور ثابت کیا کہ صرف صرف

اسلام ہی ایک مذہب ہے جس کے ذریعہ اس زمانہ میں نبوت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔

اسی بحث میں امن عامہ اور عام صلحکاری کی ہدایت فرمائی۔

قرآن کریم کی تعلیم کے عالمگیر ہونے کی بحث نہایت ہی پر لطف تھی اس کا مقابلہ انجیل اور وید سے کر کے دکھایا گیا تھا اس کے بعد مسئلہ جہاد کے متعلق غلط فہمیوں کی اصلاح کر کے دکھائی گئی تھی اور ثابت کر دیا تھا کہ اسلام کے پھیلانے کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی اور نہ اٹھائی جائے گی۔ جہاد کی بحث کے ضمن میں مسیح موعود اور مہدی مسعود کے متعلق جو یہ غلط خیال پھیلایا گیا تھا کہ وہ کافروں سے جنگ کرے گا اسکی اصلاح فرمائی۔ اور واقعی طور پر بتایا کہ وہ نشانات اور آیات کے ساتھ اسلام کو پھیلا رہا ہے۔ یہ سلسلہ ایک دانشمند اور دقیقہ رس انسان کی نظر میں باہم مربوط اور مسلسل ہے اور سلک گہر کی طرح ہم رشتہ ہے

اس کے بعد اس ضرورت پر بحث کی کہ الہامی کتاب کی ضرورت کیوں ہے؟ پھر الہامی کتاب کے اخص امتیازی نشان کے بیان میں فرمایا کہ اس میں الٰہی طاقت ہو نزاں بعد وید کے دعوی قدامت پر دلچسپ تنقید فرمائی۔ اس کے بعد کھلے کھلے الفاظ میں فرمایا کہ

امتیازی نشان جو الہامی کتاب میں ہونا چاہیے وہ صرف قرآن مجید میں ہے

اور اس کے ثبوت میں ظاہر فرمایا کہ قرآن مجید میں یہ طاقت ہے کہ اس کا سچا پیرو خدائی طاقت کے نمونہ معجزات کے رنگ میں دکھاتا ہے اور اس کے لئے اپنے با وجود کو پیش کیا اور ان کثیر التعداد نشانات اور معجزات میں سے بعض کا ذکر فرمایا جو اللہ تعالےٰ نے

آپ کے ہاتھ پر ظاہر فرمائے ہیں

پھر قرآن شریف کے بعض دوسرے معجزات اور اسکی اعلےٰ اور اکمل تعلیم اور ہدایت کا ذکر فرمایا اور دوسرے مذاہب سے مقابلہ کر کے دکھایا جس کے ضمن میں نجات کی حقیقت بتائی اور اس کے ساتھ ہی **شفاعت** کی فلاسفی سمجھائی۔ اور گناہ سے بچنے کا ذریعہ بتایا کہ خدا تعالےٰ کی سچی معرفت اور اس پر حقیقی یقین ہو جو صرف قرآن مجید پیدا کرتا ہے اسی طرح یہ پاکیزہ اور معرفت اور نور سے بھرا ہوا مضمون جس میں باطل کو ہر پہلو سے کچلا گیا تھا دس بجے کے قریب ختم ہو گیا۔ اخیر میں اس مضمون کے لکھنے کے وقت جو الہامات حضرت کو ہوئے تھے وہ درج تھے ان کے ترجمہ کے متعلق عام لوگوں نے خواہش ظاہر کی جس پر حضرت حکیم الامۃ نے کھڑے ہو کر بیان فرمایا کہ جب ملہم نے ترجمہ نہیں دیا تو مجھے کوئی حق نہیں کہ میں ان کا ترجمہ کروں لیکن حاضرین کی پر زور خواہش اور آرزو کی بھی میں قدر کرتا ہوں اس لئے میں اپنے فہم اور سمجھ کے موافق ان کا ترجمہ سنا دیتا ہوں مگر یاد رہے کہ ملہم جس پر یہ وحی ہوئی ہے میرے اس ترجمہ کا پابند نہیں اور نہ اس پر یہ ترجمہ حجت ہو سکتا ہے اصل وہی ہوگا جو وہ خود پیش کریگا جب چاہیگا۔ یا یہ کہ جب خدا تعالیٰ اس پر کھولیگا۔ بہرحال ترجمہ حاصل بالمطلب کے طور پر یہ ہے۔

کہ تیرے مخالفوں اور منکروں نے تیرے خلاف جو منصوبہ کیا ہے اور چاہا ہے کہ تیری عظمت اور تیرے اقبال اور ان سچائیوں کو جو تو پیش کرتا ہے پامال کریں یا در کھ وہ باریک در باریک تجویزیں اور منصوبے تیرے خلاف

کرتے ہیں اور کریں گے مگر وہ یقیناً یقیناً ان میں بامراد نہیں ہوں گے خواہ وہ کسی رنگ میں حملہ کریں جس طرز سے حملہ کریں گے اسی رنگ میں نامراد رہیں گے تو میرے حضور میری روح کیطرح ہے تو مجھ سے بمنزلہ اس ستارہ کے ہے جو قوت اور روشنی کے ساتھ شیطان پر حملہ کرتا ہے گویا تیرے کلام اور بیان میں وہ اثر اور روشنی ہے کہ شیطانی باتیں اس کے سامنے ٹھیر نہیں سکتی ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ

حق آگیا ہے اور باطل اپنی نحوستوں کو لیکر بھاگ گیا

ترجمہ کو لوگوں نے نہایت شوق سے سنا۔ اس کے بعد حضرت حکیم الامۃ نے اپنی جماعت کیطرف سے حاضرین کا شکریہ ادا کیا کہ آپ لوگوں نے نہایت توجہ۔ استقلال اور خاموشی کے ساتھ اس مضمون کو سنا اور فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ اسپر غور کریں گے۔

پھر لالہ کاشی رام وید جو پریسیڈنٹ تھے کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور یہ بھی فرمایا کہ میں ہنسی یا اعتراض کے رنگ میں نہیں کہتا بلکہ سچے دل سے کہتا ہوں کہ

جسطرح دو آریوں کے حق میں مرزا صاحب کی دعا قبول ہوئی ہے آپ ہمارے لئے بھی دعا کریں کہ ہم کو بھی ہدایت نصیب ہو

اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

مضمون کے متعلق عام رائیں مضمون ختم ہو چکا اور جلسہ برخاست ہو گیا تو میں عام رائے سننے کے لئے مجمع میں ادھر اُدھر پھرنے لگا۔ عام طور پر مضمون کی پسندیدگی کا اظہار ہوتا تھا۔ اور لوگوں کی زبانوں پر تعریفی لفظ تھے۔

جبکہ مضمون پڑھا جاتا تھا ایک حصہ میں ایک نوجوان کہہ اٹھا کہ جو کچھ لکھا ہے سچ لکھا ہے پاس والے نے کہا کہ پھر اٹھکر مسلمان ہو جاؤ۔

مختلف مذاق مختلف خیال کے لوگ مجمع میں موجود تھے ایک آریہ صاحب نے جو پلیٹ فارم کے پاس کھڑے تھے چند شخصوں کے سامنے جن میں پولیس کے رپورٹر بھی تھے کہا کہ اصل مضمون پر بہت ہی بحث نہیں کی اس کے جواب میں ایک سکھ صاحب نے کہا یہ بالکل غلط ہے سارا مضمون اصل ہی مضمون پر تھا کونسا حصہ ایسا تھا جس کو تم بے تعلق کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ اپنے دعوی پر بحث شروع کر دی تھی۔ سکھ صاحب نے فرمایا تم سمجھے ہی نہیں انہوں نے پہلے بیان کیا تھا کہ الہامی کتاب میں یہ قوت اور طاقت ہونی چاہیے کہ وہ امتیازی نشان دکھانے کی قوت اپنے پیرؤں میں پیدا کر دے۔ اور پھر انہوں نے کہا ہے کہ کامل اور اکمل کتاب قرآن شریف ہے اور وہ یہ قوت دیتا ہے چنانچہ مجھے قرآن شریف کی پیروی سے یہ طاقت ملی ہے اور مجھ سے یہ نشان ظاہر ہوتے ہیں اس لئے وہ منکرین کو دو ماہ کی دعوت بھی کرتے ہیں اسپر وہ آریہ صاحب بالکل خاموش ہو گئے۔

اصل یہ ہے کہ دل اللہ تعالے ہی کے ہاتھ میں ہیں اس مضمون کا اثر دلوں پر کیسا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا کے مامور نے جو بیج بویا ہے وہ رائیگاں نہیں جائیگا۔

پیسہ اخبار کی نادانی پیسہ اخبار نے ۳ر دسمبر ۱۹۰۷ء کے جلسہ کے متعلق حسب ذیل رائے دی ہے۔ ناظرین الحکم اس بات سے بے خبر نہیں کہ پیسہ اخبار سلسلہ عالیہ احمدیہ کا قدیم دشمن ہے اور اس لئے اس کے مشن اپنی ضرور فوق آجاوے اگر وہ مخالفت کا رنگ اختیار نہ کرے۔ بہرحال میں ذیل میں انکی رائے درج کر کے اسپر ریمارک کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

دھرم چرچا۔ مذہبی مباحثہ کا جلسہ بسرپرستی آریا سماج شہر لاہور ۳ دسمبر کی شام کو سماج مذکور کے مندر واقع وچھو والی میں ٹھیک ۷ بجے شروع ہوا اور ۱۰ بجے شب تک قایم رہا خلقت کا ہجوم پہلے دن سے کہیں زیادہ اور اس قدر عظیم تھا۔ کہ مندر کا سارا صحن۔ دالان کمرے بالائی برامدے اور سب سے اوپر والی چھت کے کنارے لوگوں سے بھر گئے۔ اندر کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی آخر کار گیٹ بند کر دینے پڑے اتنے بڑے اژدہام میں خوش انتظامی تو دشوار تھی۔ تاہم غنیمت ہے کہ کسی قسم کی بدمزگی نہ ہونے پائی۔ کارروائی جلسہ کا افتتاح مسٹر روشن لال صاحب پریسیڈنٹ کی ایک مختصر تقریر سے ہوا بعد پہلے گھنٹہ میں برہمو سماج کے ایک قایم مقام نے اپنا لیکچر بلند آواز سے پڑھا جو جملہ مذاہب کی کتب مقدسہ کو قابلقدر ماننے کے خیالات پر مشتمل تھا اس کے بعد حکیم مولوی نورالدین صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے بالترتیب ایک ایک گھنٹے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ایک مطبوعہ لیکچر جسکی ضخامت ۴۴ صفحہ تھی سنایا جسکے ابتدائی حصہ میں اسلام کی عالمگیر تعلیم صلح جوئی و امن پسندی پر قابل تعریف بحث کیگئی تھی اور مذاہب غیر کو توجہ دلائی گئی تھی کہ وہ اسلام جسطرح اپنے پیرووں کو سابق پیغمبروں کی تعظیم اور کتب ہائے مقدسہ کی تکریم کا حکم دیتا ہے۔ اسیطرح وہ بھی بزرگان اسلام کو ناگوار لفظوں میں یاد کر کے مسلمانوں کا دل نہ دکھائیں۔ مگر چونکہ نصف لیکچر کے بعد سے مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ شروع ہو گئی تھی اور اصل مضمون مقررہ پر بہت ہی مختصر و ناکافی بحث کیگئی تھی۔ اس لئے لوگوں کو شکایت رہی۔ اور حاضرین پر لیکچر کا وہ خوشگوار اثر نہ پڑسکا جو خالص مذہب اسلام و قرآن کے محامد و فضائل کے ذکر سے متصور تھا۔

اسپر ہمارا ریمارک مضمون کے آخر میں منشی محبوب عالم صاحب نے جو رائے ظاہر کی ہے وہ ایسی کوتاہ اندیشی اور ناواقفی پر مبنی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس لیکچر کو ہرگز نہیں سنا اور بغیر سننے اور پڑھنے کے ایسی رائے ظاہر کرنا ایڈیٹر پیسہ اخبار کی متانت اور منصب کے صریح خلاف ہے۔ منشی محبوب عالم کا یہ کہنا کہ اصل مضمون مقررہ پر بہت ہی مختصر اور ناکافی بحث کیگئی تھی ظاہر کرتا ہے کہ ان سے زیادہ اس سکھ نے ہی لیکچر کو توجہ سے سنا جس نے متذکرہ بالا آریہ کو جواب دیا ہے اس کا فیصلہ آسان ہے منشی محبوب عالم پیسہ اخبار میں اس لیکچر کو پورا چھاپ دیں ناظرین خود فیصلہ کرلیں گے کہ

جھوٹا کون ہے؟

اس سارے لیکچر کا نفس ناطقہ تو اسی سوال کا جواب ہے کہ الہامی کتاب کون ہو سکتی ہے؟

یہ لوگ ہیں جو اسلام کو ذلیل کرتے ہیں اور اس کو بدنام کرنے کی پروا نہیں کرتے چونکہ خود کچھ کر نہیں سکتے۔ لاہور کی حمایت اسلام یا کسی اور مجلس کے دل میں یہ جوش اور تحریک نہ ہوئی کہ اس میدان مقابلہ میں قرآن مجید کی عظمت اور جلال کو ظاہر کرنے کے لئے سینہ سپر ہو کر نکلیں جو نکلا اسکی مخالفت کے لئے یہ اسلام کے نادان دوست آمادہ ہو گئے

مضمون کا ایک ایک جملہ ایک ایک سطر قرآن مجید کی عظمت اور

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اعلان کر رہی ہے مگر اسلام کے نادان دوست کر رہے ہیں کہ نا کافی بحث کی گئی ہے

اگر کوئی کافی بحث منشی محبوب عالم خود کر کے دکھا دیتے تو انہیں نا کافی کہنے کا حق تھا مگر چینگڑ محلہ میں بیٹھے ہوئے رائے زنی کرنا کا ہی کام ہے۔ حضرت اقدسؑ نے قرآن مجید کی خصوصیتوں اور امتیازی نشانوں میں سے یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ اپنے سچے متبعین کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ ان پر بھی خدا کا کلام اترتا ہے اور ان کو امتیازی نشان دیئے جاتے ہیں اور پھر اس صداقت کو نئے دعوے کے رنگ میں نہیں بیان کیا

بلکہ

اپنے وجود با وجود کو بطور آیت اللہ پیش کیا ہے کہ اس صداقت کا میں زندہ گواہ ہوں یہ خصوصیت ہے جو اسلام اور صرف اسلام ہی کو دی گئی ہے دوسرے مذاہب اس سے عاری ہیں اس کو پیسہ اخبار اپنے مشن کی تبلیغ کہتا ہے۔

اپنا مشن کیا ہے؟

قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نبی اور زندہ کتاب ثابت کرنا۔

پھر اس تبلیغ سے بیزار کیوں ہوتے ہو؟ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر جیسے ہی لوگ تھے بلکہ اس کے رہنما اور گورو جنہوں نے قرآن مجید کے طرز بیان پر بھی حملہ کیا تھا۔

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

غرض لیکچر مذکور چند روز میں شائع ہو جائیگا اوس وقت پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو اپنی ناواقفی کا علم یقیناً ہو جائیگا کیونکہ اس وقت اس نے جو کچھ لکھا ہے خود سنکر ہی نہیں لکھا۔

یہاں میں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس لیکچر کو کثرت سے شائع کریں تا کہ حق ظاہر ہو اور خدا کی مجید کتاب کی عظمت کا اظہار ہو۔ لیکچر کے لئے تمام درخواستیں مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے نام بمقام قادیاں ہوں۔

۴ر دسمبر ۱۹۰۷ء کی روئداد

۴ر دسمبر ۱۹۰۷ء کو صرف آریہ سماج کا لیکچر تھا جس کے لئے ڈاکٹر چرنجیو بھاردواج مقرر ہوئے تھے اور ۷ بجے کر لیکچر شروع ہونیکو تھا عام حاضری اگرچہ گذشتہ ایام کی سی نہ تھی مگر معقول تھی۔ چونکہ مسلمانوں کو شب گذشتہ میں خاص طور پر کہا گیا تھا کہ آپ تشریف لائیں اس لئے مسلمان بھی کثرت سے موجود تھے۔

اور لیکچرار نے اپنا مضمون پڑھنا شروع کیا جس کو سنکر سخت مایوسی اور افسوس ہوا اول اس لئے کہ جن امور کا جواب بارہا مسلمانوں کی طرف سے دیا جا چکا تھا انہیں اعتراضوں کو انہوں نے دوہرانا شروع کیا۔ اور ابھی ہم ۲۴ گھنٹہ بھی اس عالمگیر صلح اور امن کی ہدایتوں کو سننے پر نہ گذر رہے تھے جو حضرت مسیح موعودؑ نے پیش کی تھیں مگر آریہ لیکچرار نے ان باتوں کی کچھ بھی پروا نہ کر کے اور نہ اپنے اشتہار کو مد نظر رکھکر

مسلمانوں کے مسلم راستباز نبیوں پر حملے شروع کر دیئے

انہوں نے اپنے اعلان اور دعوتی خطوط میں وعدہ کیا تھا کہ تہذیب اور شائستگی کو ہاتھ سے نہیں دیا جاوے گا مگر مضمون پڑھتے وقت ان باتوں کو بھول گئے۔

جس دلیری اور بے باکی سے انہوں نے ناپاک حملے کئے ہیں ان پر ایک مبسوط ریویو کی حاجت ہے جو میں انشاء اللہ اگلی اشاعت میں لکھونگا اور جس پر مقامی حکام کی سخت توجہ درکار ہے۔

آریہ سماج نے مسلمانوں پر سخت ظلم کیا ہے کہ انہیں اپنے گھر بلا کر اور ان کا بہت سا روپیہ خرچ کرا کر ان کے مقدسوں کو گالیاں دیں اور انکی سخت دلشکنی کر کے انہیں روحانی دکھ پہونچایا۔ آریہ سماج کی یہ حرکت سخت نفرت کے قابل ہے اس سے مضمون کا اندازہ ہو سکتا ہے میں اگلی اشاعت میں انشاء اللہ مفصل لکھونگا۔

ٹھیک ۹ بجے یہ گالیوں سے بھرا ہوا مضمون ختم ہو گیا جلسہ کے اختتام پر ایک صاحب نے اپنی چٹھی کے حوالہ سے تین منٹ مانگے مگر اس کو نہ دیئے گو سبھا نائک نے بہت زور دیا۔ وقت نہ دینے کے مباحثہ پر تو دس منٹ سے زیادہ گذر گئے مگر اسے تین منٹ نہ دیئے گئے۔

جو حق پسندی پر صریح ظلم ہے

بہر حال جس محبت اور صلح کے ساتھ آغاز ہوا تھا نہایت خطرناک کینہ اور عداوت کو آریوں نے پیدا کر کے اس جلسہ کو ختم کیا جس کے نتائج اچھے نہیں ہو سکتے۔

زلزلہ کا دہکا

۳ر دسمبر ۱۹۰۷ء کی رات کو حضرت اقدسؑ کے مضمون میں زلزلہ کی پیشگوئیاں پڑہی گئیں اور ۴ر دسمبر ۱۹۰۷ء کو ۱۲ بجے کے قریب سخت دہکا لگا۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ دہرم سالہ میں ۴ر دسمبر کو ۱۲ بجے دن کے زلزلہ کا زور کا جھٹکا محسوس ہوا جس سے لوگ سراسیمہ ہو کر گھروں سے باہر نکل گئے معلوم ہوتا ہے کوہستان کانگڑہ میں زور کا زلزلہ آیا ہوگا جس کے سبب سے کئی پہاڑ پھٹ گئے۔ سات مختلف مقامات سے ملبہ میں سے دہوئیں کے بادل اٹھے جو پاؤ گھنٹے تک رہے۔ اس زلزلہ سے چمبہ میں بہت نقصان ہوا۔ نگروٹہ کے قرب میں بہت سے گھر گر پڑے ہیں۔

تازہ الہامات

مندرجہ ذیل الہامات حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کو اس لیکچر کی تصنیف کے وقت ہوئے جو ۳ر دسمبر کو لاہور میں پڑھا گیا

انت منّی بمنزلۃ النجم الثاقب یعنے تو مجھ سے بمنزلہ اس ستارہ کے ہے جو قوت اور روشنی کے ساتھ شیطان پر حملہ کرتا ہے۔ اور یہ ساڑھے پانچ بجے صبح کا وقت ہے روز دوشنبہ ۲ر دسمبر ۱۹۰۷ء۔

انھم ما صنعوا ھو کید ساحرٍ ولا یفلح الساحر حیث اتٰی۔ انت منّی بمنزلۃ روحی۔

انت منی بمنزلۃ النجم الثاقب۔

جاء الحق وزھق الباطل۔

سوڈانی عرب

ہر ایک زمانہ میں سوڈان کے عربی قبایل اپنے خلق و اوصاف کی وجہ سے دنیا میں مشہور رہے ہیں چونکہ ان کا ملک بہت گرم ہے اس لئے مصری اور شامی عربوں سے اپنے رنگ و خط و خال میں امتیاز رکھتے ان کے چہرہ کا رنگ نہایت درجہ پر گندم گون ہوتا ہے اور بال بڑے بڑے ہوتے ہیں ان کی عورتوں کا رنگ بیشتر گندم گون ہوتا ہے یا کچھ گندم گون زردی مایل رہتا ہے مصر کے آثار قدیمہ کے عجایب خانہ میں ملکہ ایتھوپیا آمن رائیس کا سٹیچو بالکل سوڈانی عورتوں کے خط و خال کا نمونہ ہے۔

زیب و زینت | ہر ایک قبیلہ کے لوگ زیب و زینت کے اعتبار سے باہمی امتیاز رکھتے ہیں۔ اپنے رخساروں پر نقطہ دار لکیریں کھینچنا خاص زینت میں شمار ہوتا ہے۔ نیز ہر ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے نوعیت میں گو متحد ہو مگر کیفیت میں کچھ نہ کچھ فرق رکھتا ہے جسکی وجہ سے بآسانی دیکھتے ہی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ فلاں شخص کس قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ قبیلہ شایقیہ کے مرد اپنے دونوں رخساروں پر تین تین افقی لکیریں کھینچتے ہیں۔ قبیلہ عمودی بھی تین ہی لکیریں کھینچتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ انکی لکیریں عمودی ہوتی ہیں۔ قبیلہ عابدلاب تین لکیریں کھینچنے کے بعد نیچے ایک افقی خط کھینچ دیتا ہے جس کا مونہہ زیادہ چوڑا ہوتا ہے اس کے رخساروں پر بجائے تین کے چار خط ہوتے ہیں۔ عورتوں کا حال اس سے جداگانہ ہے۔ جس عورت کا کوئی بچہ نہیں جیتا۔ وہ اپنے چہرہ پر خفیف خفیف خطوط کھینچتی ہے۔ اور دوسرے قبایل انہیں تینوں مذکورہ قبایل کی پیروی کرتے ہیں۔ نوبہ اور بربری لوگ بھی یہی کرتے ہیں۔ عام طور پر چہروں کو لکیر دار کرنا اور ہونٹوں کو رنگنا خوبصورتی میں داخل سمجھا جاتا ہے۔

خوبصورت مرد | ان کے مذاق میں خوبصورت مرد وہ کہلاتا ہے جو میانہ قامت گندمی رنگ۔ کشادہ سینہ۔ متوسط کمر۔ طویل گردن۔ پست شانے۔ ونار یدار رخسار چکنی بلند ناک سامنے کے کھلے ہوئے دانت۔ کشادہ ابرو۔ شریف عادات کا ہو۔

حسین عورت | حسین عورت وہ ہے جو میانہ قامت مایل بطول ہو۔ رنگ زردی مایل۔ گیسو دراز۔ آنکھیں سیاہ۔ پلکیں دراز۔ ستواں ناک۔ متوسط ہونٹ جو رنگ سے منقش ہو۔ گردن لمبی۔ سینہ چوڑا اور زیادہ ابھرا ہوا۔ پتلی کمر۔ انگلیاں باریک۔ چھوٹے پاؤں۔ نرم بدن والی ہو۔ رقص کی حالت میں اگر پیچھے کیطرف جھکتا ہو تو سر قدم تک پہنچ جائے۔ چلنے میں شاخ درخت کیطرح لچک پیدا ہو۔ اور خندہ رو ہو۔ الجیریا کی عورتیں سوڈانی نقطۂ خیال سے زیادہ خوبصورت ہوتی ہیں۔

اخلاق | عربوں کے عادات و اخلاق کیطرح سوڈانی عرب بھی ضیافت و کرم و مروت اور جرأت و شہامت میں مشہور ہیں۔ عزت و آبرو کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ کینہ اور حسد ہمسایوں کی حفاظت نسب پر فخر کرنا اُن کا خاص شیوہ ہے۔ موت کو بڑی حقارت اور بے پروائی سے دیکھتے ہیں۔

اگر قحط پڑتا ہے اور بھوک کا غلبہ ہوتا ہے تو ایک سوڈانی عرب اپنا دروازہ بند کر کے بال بچوں سمیت گھر میں بیٹھ جاتا ہے اور تڑپ تڑپ کر مر جاتا ہے مگر کسی سے سوال کرنے کی ذلت برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر کسی مریض کی حالت سخت درجہ تک پہنچ جاتی ہے تو وہ اپنی تکلیف کا اظہار ہرگز نہیں کرتا۔ اگر کسی کو زخم لگ جائے تو وہ اپنی بیقراری اور صدمہ کا اظہار مونہہ تک نہیں لاتا۔ اگر کسی کو قتل کے لئے ماخوذ کیا جاتا ہے تو وہ مطلق موت سے ہراساں نظر نہیں آتا۔ اگر کسی مریض نے تکلیف ظاہر کی یا درد سے چیخ اٹھا یا موت سے آہ و بکا کی۔ تو اسکی اولاد ہمیشہ کے لئے اپنے باپ کی بزدلی پر مطعون کیجاتی ہے۔ اگر راستہ میں کوئی سوڈانی جا رہا ہے۔ اور دفعۃً اُس کے پیچھے شور و غوغا بلند ہو تو وہ یہ نہیں کرتا کہ جاتے جاتے سر موڑ کر دیکھے۔ بلکہ بڑی پھرتی سے پیچھے کیطرف مڑ جاتا ہے کہ گویا وہ جنگ کے لئے تیار ہے اگر پیچھے سے کوئی کتا پاؤں میں لپٹ کر کاٹ کھاتا ہے تو یہ بزدلی کی بات ہے کہ وہ اسے ہٹائے بلکہ کوئی دوسرا رہگذر اگر آ گیا تو وہ کتے کو مار کر بھگا دیتا ہے۔

ان کے نزدیک یہ بڑے عیب میں داخل ہے کہ قتل سے بھاگنے کی کوشش کیجائے۔ اگر کسی نے کوئی جرم واجب القتل کیا تو وہ ایسی جگہ پر نہایت صبر و استقلال کے ساتھ موت کا منتظر کھڑا رہتا ہے

قبیلہ ضبیانہ کی ایک روایت مشہور ہے کہ عبدالرسول نامی ایک سوڈانی عرب کو اپنی بیوی سے عشق تھا۔ اور اسکی بیوی کو اُس کے ماموں سے بڑی نفرت تھی۔ اُس نے عبدالرسول کو آمادہ کیا کہ اُسے قتل کرے۔ چنانچہ ایک دن موقع پاکر عبدالرسول نے اپنے ماموں کا کام خنجر سے تمام کر دیا اور اُس کی لاش کی جگہ منتظر کھڑا رہا۔ کہ اس کے بھائی بدلہ لیں۔ تمام بھائی اور بھی جمع ہو گئے مگر چونکہ قاتل عبدالرسول عزیز قریب تھا۔ لہذا اسپر ہاتھ نہیں ڈالتے تھے۔ اتنے میں عبدالرسول کی ماں آئی اور اپنے بھائی کی لاش پر گریہ و بکا کرنے لگی۔ اور اپنے بیٹے عبدالرسول سے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تو میرا اور اپنے باپ کا بیٹا ہے۔ تو اپنا کام تمام کرے۔ فوراً اُس نے خنجر سے اپنا کام اسی جگہ ختم کر ڈالا۔ جب جا کے اُسکی ماں کو تسکین ہوئی اور اپنے بیٹے کی بڑی تعریف کی۔

الغرض دونوں لاشیں ایک ہی قبر میں دفن ہوئیں۔ میدان جنگ سے بھاگ جانا ان کے نزدیک خواہ مقتضائے وقت ہی کیوں نہ ہو۔ مگر بڑی حقارت اور ذلت سے دیکھا جاتا ہے اگر کسی قبیلہ کو شکست ہو گئی تو یہ نہیں ہوتا کہ بچے کھچے لوگ بھاگ جائیں۔ یا لڑتے ہوئے بھاگیں۔ فوراً اپنے گھوڑے کو قتل کر کے زین و فرش بچھا کر بیٹھ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دشمن آکر اس کا کام تمام کر دیتا ہے۔ وادی نیل کے عرب اور مشرقی سوڈان کے قبیلے بھی یہی عادت رکھتے ہیں۔ مغربی سوڈان میں البتہ دستور ہے کہ اگر موقع اسی کا ہو تو بھاگ جانا ہوشیاری میں داخل ہے۔

عورتوں کی عزت اور احترام اُن کے دلوں میں بہت ہے۔ اگر کوئی عورت کسی مرد کے سامنے جا کر اپنا برقع اتار دے اور اُس سے اپنی ضرورت کے لئے مدد مانگے تو اسپر فرض ہے کہ سب سے پہلے اسکی فرمایش پوری کر دے خواہ کتنی مصیبت کیوں نہ برداشت کرنی پڑے مگر کام سے مونہہ نہیں موڑ سکتا۔

ضیافت اور مہمانداری کا یہ حال ہے کہ ہر ایک مقام پر ایک چھوٹا سا مکان مہمانوں کے قیام کے لئے بنا رہتا ہے۔ ہر ایک مہمان کو وہیں ٹھہراتے ہیں اگر کوئی مسافر آ گیا تو بڑی برکت سمجھی جاتی ہے اور ہر ایک گھر میں ایک عید ہو جاتی ہے۔ لوگ جوق جوق مسافر کے پاس مبارکباد دینے کے لئے دوڑے آتے ہیں

اور ہر ایک گھر سے باری باری کھانا بھیجا جاتا ہے مہمانی کا یہ حال الجیریا اور مشرقی سوڈان میں ہے۔ مغربی حصہ میں ہر ایک مکان کا ایک حصہ مہمانوں کیلئے ہمیشہ الگ رہتا ہے اپنے مہمانوں کے دل بہلانے میں بڑی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس کے سامنے طرح طرح کے جنگی کرتب دکھاتے ہیں۔ کوئی تلوار کو دو انگلیوں سے پکڑ کر اٹھاتا ہے کوئی اسکی دھاری کیطرف سے پکڑ کر اٹھاتا ہے۔ کوئی عمودی شکل بنا رہا ہے طرح طرح کے بڑے بڑے پتھر کندھوں اور پشت اور انگلیوں پر اٹھا کر مہمان کو خوش کیا جاتا ہے۔

بطلان سوڈانیوں کی ایک مشہور رسم بطلان کے نام سے مشہور ہے۔ یورپ میں جنگ ڈویل جسطرح سے کیجاتی ہے ویسا ہی سوڈانیوں میں یہ رسم بطلان کے نام سے مشہور ہے اور یہ اکثر عورتوں ہی کی بابت کیجاتی ہے۔ بطلان کا طریقہ یہ ہے کہ جن دو شخصوں میں رقابت پیدا ہوتی ہے تو وہ دونوں ایک ایک مضبوط موٹے ڈنڈے ہاتھ میں لے کر سامنے آتے ہیں۔ اُن کے بیچ میں ایک تخت بچھا دیا جاتا ہے اور وہ کپڑے والے ایک دوسرے کی برہنہ پشت پر اپنی قوت بھر زور سے مارتا ہے۔ لوگ اس کے گرد بڑی بھیڑ سے مجمع لگائے رہتے ہیں اور لڑنے والوں کے عزیز و وارث بھی موجود رہتے ہیں۔ انہیں سے جو صدمات ضرب سے آخر کو گر جاتا ہے اسکی شکست ہوتی ہے۔ اُس کے ورثا اُس کو اٹھا لیجاتے ہیں۔ یہ رسم عوام الناس میں بیمار اور خصوص قبیلہ ابی حرز میں زیادہ رواج ہے۔ جو غالب رہتا ہے۔ عورت اُسی کا حق سمجھی جاتی ہے۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بطلان میں شریک ہونیوالے دو سے زیادہ بھی ہو جاتے ہیں اور ڈنڈے لیکر ایک صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انہیں سے پہلے ایک صف کے سامنے آتا ہے اور ہر ایک کے ڈنڈے لگا کر اپنی جگہ پر کھڑا ہو جاتا ہے اسیطرح سب باری باری مارتے اور کھاتے ہیں کبھو کبھی جس عورت کی بابت یہ لڑائی ہوتی ہے۔ وہ بھی تماشا دیکھنے کو موجود رہتی ہے۔ اگر اُن میں سے اثنائے جنگ میں کسی کی جرأت اور صبر سے محبت اُس کے دل میں آئی تو وہ اپنا کنگن اتار کر اسی مجمع میں اُس کو حوالے کر دیتی ہے یہ اسکا ثبوت ہے کہ اس مرد سے اسے محبت ہے۔ اس وقت یہ خوش نصیب یا بد نصیب شخص کنگن اپنی ہتھیلی پر رکھکر ہاتھ بلند کرتا ہے۔ اور اپنی محبوبہ کے سر پر رکھکر کہتا ہے۔ کہ کامیابی کی تم مجھے خوشخبری دو۔ میں بھی دس بھتوں کا بھائی ہوں۔ اسوقت فوراً مجمع میں حرکت ہوتی ہے۔ اور حریف اس کو نیچا دکھانے کی سعی کرتے ہیں۔ اس خاص وقت کا طریقہ جنگ بدل جاتا ہے اور ایک ایک شخص بکر آپس میں کندھوں پر ہاتھ رکھکر ڈنڈے اس کے لگاتے ہیں۔ جب تک ہاتھ شل نہیں ہوتا بار بار مارے جاتے ہیں۔ جب تھک جاتے ہیں تو دوسرے کی باری آتی ہے۔ بس اسی میں جو کہ ہار گیا اسے کامیاب سمجھنا چاہیئے

اگر کوئی نوجوان شخص کسی عورت پر عاشق ہو گیا تو اظہار عشق کا یہ طریقہ ہے کہ فوراً چھری نکال کر اپنے بازو اور پشت سے خون نکالکر عورت کا سر اور کپڑا بالکل اس سے رنگین کر دیتا ہے اُس وقت ایک دوسرا شخص اُس کو اس حرکت سے باز رکھتا ہے۔ اور خون لیکر اسکی معشوقہ کی پیشانی پر لگا دیتا ہے۔ بس عشق کی تکمیل ہو گئی۔ عورت بھی بھولی نہیں سماتی اور اپنے عاشق کو صادق سمجھ لیتی ہے اور اپنی ہمجولیوں میں بڑے فخر اور ناز سے اپنے عاشق کی داستان بیان کرتی ہے۔

ان کے عشق و محبت کا حال بھی عجیب و غریب ہے اور اس میں ابنائے بادیہ کی غیرت و حمیت کا پورا پورا خمیر موجود ہے۔ چونکہ وہ عورتوں اور اپنے معشوقوں کی آنکھ کی تشبیہ ہرن سے دیتے ہیں۔ اس لئے کبھی وہ ہرن نہیں مارتے۔ اور نہ اوس کا گوشت کھاتے ہیں۔ اگر کسی شکاری نے ہرن پکڑ لیا ہے تو فدیہ دیکر اُسے چھوڑا دیتے ہیں میدان جنگ میں بڑی پامردی سے اترتے ہیں اور اپنی معشوقہ کا نام لے کر بڑی جرأت سے مشغول بہ پیکار ہوتے ہیں عورتیں بھی اپنے مردوں کو خوب خوب بڑھاوے دیتی اور غیرت دلا کر لڑاتی ہیں۔

مہدی کا فتنہ جو آخر میں برپا ہوا اُس کا نتیجہ سوڈانیوں نے بہت بھگتا۔ اور اُن میں اب قابل نفرت خصلتیں پیدا ہو چلی ہیں جو قانوناً واجب الترک ہیں۔ اور ابنائے بادیہ کے لئے اعلےٰ خصایل سے بہت بعید ہیں۔ مکر و دغا و کذب و تملق کا رنگ پھیل گیا ہے۔ (دبدبۂ آصفی)

ضروری یاد دہانی

سالانہ جلسہ قریب آرہا ہے اس لئے تمام احمدی انجمنوں کیخدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے ہاں سے آنیوالے احباب کی تعداد سے فوراً اطلاع دیدیں تاکہ ضروری انتظام کے لئے غور کرنیکا موقع ان لوگوں کو ملسکے جو اس تقریب پر خدمت احباب پر مامور ہوتے ہیں عین وقت پر مہمانوں کے اتارنے اور رکھنے کیلئے جگہ کی تجویز میں دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے جہاں جہاں احمدی انجمنیں قائم ہیں وہ اپنے ضلع کی انجمن کے سکرٹری صاحب کو اُسقدر تعداد کی اطلاع دیں جسقدر احباب قادیان آنیوالے ہوں۔ انجمن کے ضلع کے سکرٹری صاحبان راقم الحروف کو اطلاع دیدیں گے۔ اور اسطرح ہم انتظامی امور میں سہولت ہوگی۔ ایسی تمام اطلاعیں ۱۵ر دسمبر ۱۹۰۷ء تک مجھے پہنچ جانی ضروری ہیں۔

ایسا ہی تمام احمدی بھائی یاد رکھیں کہ جو احباب قادیان آئیں وہ اپنا بستر اور لحاف ساتھ لائیں لحافوں اور بستروں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اسمیں ہرگز فروگذاشت نہ کیجاوے۔

پہلے بھی لکھا گیا ہے اور اب پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ مہمانخانہ میں غریب اور نادار مہاجرین اور بعض مسکین و یتیم طلبار اور بعض دوسرے نادار طلباء کیلئے لحافوں اور گرم کپڑوں کی حاجت ہے جو احباب اس کارِ خیر میں حصہ لیں وہ عنداللہ ماجور ہوں گے

یعقوب علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱ار - آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت
حجۃ اللہ نے طشت ازبام کردیا ہے - خصوصیت کیساتھ
جوابدیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر
نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - حضرت مسیح موعود
نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود
کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول
ہوا ہے قیمت ۲ر - سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب
قیمت ۲ر - نورالقرآن حصہ دوم - عیسائیوں کا عجیب رد
قیمت ۴ر - فیصلہ آسمانی - قیمت ۲ر
ایڈیٹر الحکم کی تالیفات - تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم
اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت
فی پارہ (عہ) سلک مروارید حصہ اول - سلسلہ عالیہ
احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی
غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش
کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر - حصہ دوم ۴ر
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲ر - برہان الحق قیمت ۳ر
محامد المسیح قیمت ۳ر - خطبات کریمیہ قیمت ۴ر - تفسیر سورہ
[illegible]بت قیمت ۳ر - نمونہ قرآن مجید ۳ر

المشتہر
منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد
ہیڈ ویٹرنری اسسٹنٹ (؟) شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں
منگاکر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالامال ہوسکتے ہیں - اس تریاق
بینظیر و سریع الاثر - مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال
کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے
کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں
ملاکر بدن پر مالش کی جائے تو سردرد و بخار چند منٹ میں دور اور سر ساد و گلٹی کا
خطرہ کافور اور تمام جسم میں چند صحت و سرور حاصل ہوگا - تمام مریضوں بالخصوص
بچوں اور ان کیلئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اتر نا محال
ہوجاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے - تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار
عدم افشا و ادائے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے - قیمت فی شیشی
دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہوکے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ
منگائیں - نصف قیمت
(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و اجرت سے مطلع فرمائیں -

المشتہر
فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری ... [illegible] ... آجکل یہ سماں دکھا رہی ہے
... [illegible] ... نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ ... [illegible]
... [illegible] ... مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ
سے عام طور پر ضعف کی شکایت ... [illegible] ... کیلئے ہر ایک ... [illegible]
... [illegible] ... انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع
ہوجائے اور ہر قسم کی ... [illegible] ... بارہیں کے ... [illegible]
... [illegible] ... اول نمونہ مفت منگا کر ... [illegible] ... فرمائیں - قیمت فی
بکس ایک روپیہ

ملّا طلسمی - پیرانہ سالی کے آثار اور جوانی کی ... [illegible] ... اور غلط کاریوں سے
جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ
ہمارے اس ملا طلسمی سے فایدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ
اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ - قیمت ... [illegible]
سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت
بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ... [illegible]
سنون دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر
آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴ر

المشتہر
حکیم محمد ... [illegible] ... حکیم ... [illegible] ... کارخانہ احمدیہ ... [illegible] ... ضلع دہلی

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۷

قیمت پیشگی سالانہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۴۵ قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ر دسمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۱ر ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات

کچھ دنوں سے متواتر لنگر خانہ کی ضروریات کیطرف قوم کو توجہ دلا رہا ہوں اس تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ احباب میں بیداری کی حس پیدا ہوئی ہے۔ چنانچہ سیالکوٹ کی جماعت نے ایکہزار روپیہ یکمشت چندہ جمع کرنے کی تجویز کی ہے اور نصف کے قریب وہ بھیج چکی ہے ایسا ہی گجرات سے ماسٹر ہدایت اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ وہاں کی جماعت بھی ضروریات لنگر خانہ کیلئے یکمشت چندہ کر رہی ہے اسیطرح میں یقین کرتا ہوں کہ بعض دوسرے مقامات پر بھی یہ تحریک کم و بیش اپنا اثر کر رہی ہے۔ سالانہ جلسہ اب بالکل قریب ہی ہے اس نمبر کے پہونچنے کے بعد دوسرا نمبر سالانہ جلسہ ہی کو شروع ہونیکے دن پہونچیگا جبکہ شاید بہت سے بھائی اپنے گھروں سے دارالامان کے ارادے سے نکل کھڑے ہونگے وہ مکانات جنکا میں ذکر کرتا رہا ہوں قریباً طیار ہو گئے ہیں۔

اب بار بار اس امر کے ذکر کرنے کی حاجت نہیں معلوم ہوتی کہ قحط سالی کیوجہ سے جبکہ ۸ سیر روپیہ کی گندم بمشکل ملتی ہے لنگر خانہ کے اخراجات تین ہزار روپیہ سے متجاوز ہو گئے ہیں۔ ایسا ہی مہمانوں کی اور ضروریات بڑھ رہی ہیں کیونکہ آنیوالے لوگوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ بار بار یاتون من کل فج عمیق کی وحی بتا رہی ہے کہ فوج در فوج لوگ آنیوالے ہیں اور اس قریب زمانہ میں اس وحی کا کثرت سے ہونا دلالت کرتا ہے کہ وہ دن قریب ہیں اگرچہ اسکے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کو بشارت دی ہوئی ہے یاتیک من کل فج عمیق مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جن کے اموال ایسے کاموں میں صرف ہوں جو خدا تعالیٰ کے مسیح موعود کے اپنے ہاتھ سے سر انجام پاتے ہیں پس اس وقت ضرورت ہے کہ یکمشت رقوم بھی جاویں اور ماہواری چندوں کا باقاعدہ التزام ہو لنگر خانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام آنا چاہیے۔ آخر میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ قحط سالی کیوجہ سے ماہواری اخراجات بڑھ گئے ہیں اور دو چند سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔

کیا لاہور کی آریہ سماج خونی منظر کی محرک نہیں؟

گورنمنٹ خبردار رہے!!!

گذشتہ شورش اور فتنہ پردازی میں آریہ سماج کے متعلق جس عام رائے کا اظہار ہوا ہے اور گورنمنٹ نے جس فرزانگی اور سیاسی دانشمندی کے ساتھ ملک اور اہل ملک کو آنیوالی مصیبت سے بچایا ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں گورنمنٹ کی اس عطوفت اور مراحم خسروانہ کا جو اس نے آریہ سماج کے ساتھ دکہائی ہے ان لوگوں کو ایسا شکرگذار ہونا چاہیے تہا کہ آئندہ کے لئے وہ اپنی شوخی اور بے باکی کے رویہ کو بالکل بدل لیتی مگر گورنمنٹ کے متعلق اگر کسی مصلحت سے وہ خاموشی اختیار کر رہی ہے تو

مسلمانوں کے خون کی پیاسی ہو رہی ہے

آریہ سماج کے لیڈروں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ آریہ سماج کی شورش کو ظاہر کرنیوالے مسلمان تہے اور مسلمانوں نے گورنمنٹ کے کان بہرے ہیں جس پر لالہ لاجپت رائے کو جلاوطن کیا گیا۔ مگر

گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ اس کا ذمہ وار کون ہے گورنمنٹ نے پوری تحقیقات سے کام لیا اور اپنے تمام معتبر ذرائع کی بنا پر وہ اس نتیجہ پر پہونچی جس پر پہونچی لیکن ان اخوان الشیاطین کو مسلمانوں سے پہلے ہی کچھ کم کینہ اور دشمنی نہ تہی جو اس پر اس شورش کے نتائج نے جلتی آگ پر تیل کا کام کیا۔ آریہ سماج نے مسلمانوں کو بہڑکانے اور جوش دلانے کے لئے تمام حیلوں کو استعمال کرنا شروع کیا تا کہ مسلمان جوش میں اگر کوئی ایسی حرکت کر بیٹھیں جس سے وہ بہی بدنام اور معتوب ہوں مسلمانو کے ملکی اور مذہبی لیڈروں کو اس موقع پر بڑی جد و جہد کرنی پڑی اور اپنی قوم کو سمجہایا کہ وہ ان لوگوں سے ہر آئینہ الگ رہیں چنانچہ

مسلمان الگ رہے

مسلمانوں کے اس الگ رہنے کی پولیسی نے ہی سماجیوں کو بہڑکایا اور جوش دلایا اور انہوں نے مسلمانوں کے بزرگوں اور رہنماؤں کو کوسنا شروع کیا چنانچہ آریہ اخباروں میں جہاں ایک طرف قوم کو بہڑکانے کے لئے سکہہ گروؤں کے حالات لکہنے شروع کئے وہاں ساتہہ ہی مسلمان بادشاہوں خصوصاً محی الدین اورنگ زیب علیہ الرحمۃ کی نسبت نہایت ہی ناشایستہ اور دل دکہانے والے الفاظ استعمال کر کے مسلمانوں کے دل دکہانے کا ذریعہ اختیار کیا گیا۔

آریہ سماج کا مذہبی لٹریچر جو مسلمانوں اور عیسائیوں اور دوسرے مخالف مذہب والوں کے خلاف شایع ہوا ہے پہلے ہی سے امن عامہ کو توڑنے والا اور دوسری قوموں کو سخت جوش دلانیوالا ہے مگر ان ایام میں خصوصیت سے یہ رنگ اختیار کیا گیا اسکی غرض بہی وہی

مسلمانوں کو جوش دلانا تہا

مگر اس غرض کی تکمیل کے لئے ایک اور حیلہ تجویز کیا گیا اور وہ یہ تہا کہ پچہلے سالانہ جلسہ پر جو نومبر کی آخری تاریخوں میں ہوا لاہور کی آریہ سماج نے ۲ر دسمبر ۱۹۰۷ء لغایت ۴ر دسمبر ۱۹۰۷ء تک ایک مذہبی کانفرنس کی بنیاد رکہی جس میں مختلف مذاہب کے لیڈروں کو شمولیت کی دعوت کیگئی اور بذریعہ اشتہارات عام طور پر شایع کیا کہ نہایت ادب اور تہذیب کے ساتہہ مضمون مقررہ پر مضامین پڑہے جائیں گے۔ اس موقعہ پر حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہی دعوت کیگئی۔

یہ امر کسی سے مخفی نہیں اور گورنمنٹ کے ذمہ وار افیسر بہی جانتے ہیں کہ حضرت اقدس کبہی ایسے جلسوں میں شامل نہیں ہوتے اور نہ ہونا پسند کرتے ہیں بلکہ وہ مباحثات کو نفرت بڑہانے کا ذریعہ اور ملک کے امن عامہ کے خلاف سمجہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ نے کئی سال گذرے گورنمنٹ آف انڈیا کو ایک خاص قانون مذہبی مناظرات اور مباحثوں کے متعلق مرتب کرنے کی طرف توجہ دلائی تہی اور چاہا تہا کہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۸ کی توسیع کیجاوے

لیکن

آریہ سماج نے اس مرتبہ جبکہ نہایت تہذیب اور رعایت ادب کے ساتہہ مضمون مقررہ پر مضمون پڑہنے کا وعدہ کیا اور ہر طرح سے اطمینان دلا دیا کہ نکتہ چینی اور بدگوئی نہیں ہوگی اور یہ یقین کر کے کہ ان لوگوں نے گذشتہ تادیب سے اپنا طرز بیان بدل لیا ہوگا تو انکی درخواست پر آپ نے بہی مضمون لکہا اور اسی بنا پر مختلف شہروں سے ہماری جماعت کے کئی سو آدمی شریک جلسہ ہوئے۔

سناتن دہرم والوں، برہموؤں اور عیسائیوں نے ہر طرح سے حفظ مراتب کو نگاہ رکہا اور کسی قسم کا دل آزار فقرہ یا جملہ انکی تحریر میں نہیں آیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرف سے جو مضمون پڑہا گیا وہ تو

امن عام اور صلح اور سلامتی کا پیغام تہا

جو شہزادہ امن کیطرف سے دیا گیا تہا۔ چنانچہ اس میں بڑی صراحت اور تفصیل کے ساتہہ ہندوؤں اور آریوں کے مسلمہ بزرگوں کی عزت اور عظمت کا نہایت صدق دلی سے اعتراف کیا گیا تہا۔ اور مختلف فرقوں اور قوموں کے درمیان عام اتحاد اور اتفاق کی محکم تجویز بتائی تہی۔ اور صاف طور پر فرمایا تہا کہ

ہم اس بات کا اعلان کرنا اور اپنے اس اقرار کو تمام دنیا میں شایع کرنا اپنی ایک سعادت سمجہتے ہیں کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے نبی سب کے سب پاک اور بزرگ اور خدا کے برگزیدہ تہے ایسا ہی خدا نے جن بزرگوں کے ذریعہ سے پاک ہدایتیں آریہ ورت میں نازل کیں اور نیز بعد میں آنیوالے جو آریوں کے مقدس بزرگ تہے جیسا کہ راجہ رام چندر اور کرشن یہ سب کے سب مقدس لوگ تہے اور انہیں سے تہے جن پر خدا کا فضل ہوتا ہے مگر ہم ان شکایات کے لئے کسی کے آگے روویں اور کسی سے اس بات کا انصاف طلب کریں کہ دوسری قومیں ہم سے یہ معاملہ نہیں کرتیں

دیکہو یہ کیسی پیاری تعلیم ہے جو دنیا میں صلح کی بنیاد ڈالتی ہے اور تمام قوموں کو ایک قوم کیطرح بنانا چاہتی ہے یعنی یہ کہ

دوسری قوموں کے بزرگوں کو عزت سے یاد کرو

بار بار اس اصل پر زور دیا گیا اور سمجہایا گیا مگر دوسرے ہی دن آریہ سماج نے

ان تمام باتوں کو ملیا میٹ کر دیا گیا۔ حالانکہ آریہ ورت کے کسی رشی منی پر کوئی حملہ نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ انکی عزت اور تعظیم کیگئی تہی۔ اور آریہ سماج نے لیڈر سن چکے تھے اور وہ چہپا ہوا لیکچر بہی ان کو دیا گیا تہا مگر

آریوں نے ہم پر سخت ظلم کیا

۴ دسمبر کی شام کو جب انہوں نے اپنا مجوزہ مضمون پڑہا۔ تو اس میں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبیوں اور راستبازوں اور مقدس لوگوں پر وہ دل آزار حملے کیے گئے اگر حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور امن اور سلامتی کی ہدایتوں کو پڑہا اور سنا ہوا نہ ہوتا تو

آریہ سماج کے مندر میں خون کی ندیاں بہ جاتیں

آریہ سماج نے ہم سے وعدہ کیا تہا کہ وہ ادب اور تہذیب سے مضمون پڑہیگی اور کسی پر حملہ نہیں کیا جائیگا کوئی دل آزار فقرہ نہیں بولا جائے گا ہم نے اس وعدہ کی پوری رعایت کی اور کرنی چاہیے تہی مگر آریہ سماج نے اس کو توڑ کر ہم کو اپنے گہر بلا کر مہمان نوازی کے عام اخلاق کو بالائے طاق رکھکر اور قانون انگریزی کی بہی پروا نکرتے ہوئے

نہایت گندے۔ نہایت ناپاک اور دل آزار حملے کئے

کیا آریہ سماج نے ہماری قوم کا کئی ہزار روپیہ جو اس مطلب کے لئے اسے خرچ کرنا پڑا تباہ کرا کے ہم کو سخت دکھ نہیں دیا۔ سینکڑوں آدمی اپنے کاروبار چہوڑ کر راستہ اور سفر کی تکلیفیں برداشت کر کے وہاں پہونچے اور لاہور کی جماعت کو ایک کثیر خرچ اپنے بہائیوں کے لئے خرچ کرنا پڑا مگر آریہ سماج کے لیڈروں نے گہر بلا کر

ہمارے مقدسوں اور مسلمہ بزرگوں کو گالیاں دیں

جو طریق آریوں نے اس مرتبہ اختیار کیا۔ اسکی نظیر کسی قوم میں نہیں پائی جاتی میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جب سے برٹش راج کا پرچم ہندوستان پر لہرانے لگا ہے اور جب سے مذہبی آزادی اور تحریر و تقریر کی آزادی کا عطیہ گورنمنٹ نے دیا ہے عیسائیوں نے باوجود اسلام کے مخالف ہونے کے کبہی اسطرح اشتہار دیکر اور مسلمانوں کو اپنے گہر بلا کر اور ادب اور متانت کی گفتگو کا وعدہ کر کے دل آزار الفاظ میں حملے نہیں کئے۔ یہ پہلا موقع ہے اور اندیا بہر میں اسکی نظیر یہی جلسہ ہے کہ مسلمانوں کو مدعو کر کے اور ان کو اپنی شائستگی کا یقین دلا کر اسطرح چہرا دکہہ دیا جو آریہ سماج کی تاریخ میں یادگار رہیگا۔

اس سے بڑہکر اور کیا ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ بندہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسکو (اگرچہ یہ غلطی ہے) روئے زمین کی بڑی بڑی سلطنتیں اور شاہنشاہ اپنا نجات دہندہ سمجہتے ہیں معاذ اللہ معاذ اللہ

قانون قدرت کے خلاف پیدائش رکہنے والا

کہا گیا۔ خدا تعالیٰ کے ایک قدوس بزرگ کی شان میں اس قسم کا بیجا حملہ جسقدر دکہہ دینے والا ہو سکتا ہے اس کا اندازہ قلم نہیں کر سکتا۔

ایسا ہی تمام راستبازوں حضرت ابراہیم۔ حضرت موسیٰ حضرت داؤد حضرت نوح حضرت آدم علیہم السلام سب پر نام بنام حملہ کیا اور ان کی بے ادبی دل آزار الفاظ میں کی ہمارے لئے نزاہ رفتن نہ پائے ماندن والا معاملہ ہو رہا تہا۔ بیشک توہین صرف عیسائیوں کی ہی نہ تہی بلکہ مسلمانوں کی بہی تہی

کیونکہ مسلمان سچے دل سے ان سب کو اپنا امام اور پیشوا یقین کرتے ہیں پہر یہی نہیں بلکہ

راستبازوں کے سردار اور مقدسوں اور معصوموں کے امام

سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک شان پر دیدہ دلیری اور بے باکی کے ساتھ

دل آزار اور ناپاک حملے کئے گئے

آریہ سماج کے لیڈر ۴ گہنٹہ پیشتر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق سن چکے تہے کہ

"رجوع خلایق اور قبولیت کا یہ عالم ہے کہ آج کم سے کم بیس کروڑ ہر طبقہ کے مسلمان آپ کی غلامی میں کمربستہ کہڑے ہیں اور جب سے خدا نے آپ کو پیدا کیا ہے بڑے بڑے زبردست بادشاہ جو ایک دنیا کو فتح کرنیوالے تہے آپ کے قدموں پر ادنے غلاموں کیطرح گرے رہے ہیں اور اس وقت کے اسلامی بادشاہ بہی ذلیل چاکروں کیطرح آنجناب کی خدمت میں اپنے تئیں سمجہتے ہیں اور نام لینے سے تخت سے اتر آتے ہیں"

اور ایسا ہی انہوں نے صاف طور پر سنا تہا کہ

"خاص کر ہمارے مقدس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تو گندی گالیاں دیتے ہیں صرف وہ زبان سے تو صلح صلح کرتے ہیں مگر کسی زبان کو تلوار کیطرح کہینچکر ہمارے اس پیارے نبی پر چلاتے ہیں جس کے قدموں کے نیچے ہماری جانیں ہیں"

ایسا ہی انکو کہول کر بتا دیا گیا تہا کہ

"ہم اس اصول کو اپنے ہاتہ میں لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ آپ گواہ رہیں جو ہم نے مذکورہ بالا طریق کے ساتہ آپ کے بزرگوں کو مان لیا ہے کہ وہ خدا کیطرف سے تہے اور آپ کی صلح پسند طبیعت سے ہم امیدوار رہیں کہ آپ بہی ایسا ہی مان لیں۔ . . . . اور اگر اس طریق سے صلح نہ ہو تو آپ یاد رکہیں کہ کبہی صلح نہ ہوگی بلکہ روز بروز کینے بڑہتے جاویں گے۔ مسلمان وہ قوم ہے جو اپنے نبی کریم کی عزت کے لئے جان دیتے ہیں اور وہ اس بے عزتی سے مرنا بہتر سمجہتے ہیں کہ ایسے شخصوں سے دلی صفائی کریں اور ان کے دوست بن جائیں جنکا کام دن رات یہ ہے کہ وہ ان کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں اور اپنے رسالوں اور کتابوں اور اشتہاروں میں نہایت توہین سے ان کا نام لیتے ہیں اور نہایت گندے الفاظ سے ان کو یاد کرتے ہیں آپ یاد رکہیں کہ ایسے لوگ اپنی قوم کے بہی خیر خواہ نہیں ہیں کیونکہ وہ انکی راہ میں کانٹے بوتے ہیں اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ہم جنگل کے سانپوں اور بیابان کے درندوں سے صلح کر لیں تو یہ ممکن ہے مگر ہم ایسے لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو خدا کے پاک نبیوں کی شان میں بدگوئی سے باز نہیں آتے"

ان تمام باتوں کو سن لینے کے بعد آریہ سماج کے لیڈروں کو ایسی حرکت سے باز رہنا چاہیے تہا جو انہوں نے کی ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو اشتعال دلانے اور بہڑکانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکہا اور مسلمان ان آزردہ الفاظ کو

جو اُن کو گھر بلا کر اُن کے مقدسوں کی شان میں بولے گئے سُن کر اس بے غزتی کو گوارا نہیں کر سکتے جو اُن کی ہوئی ہے۔ گرچہ

قانون برطانیہ کے ادب

اور احترام کی وجہ سے وہ اس جلسہ میں بیکس ہو کر بیٹھے رہے۔ اور امن عامہ میں کوئی خلل نہیں آنے دیا مگر میں اس بات کے کہنے سے نہیں رُک سکتا کہ جب وہ الفاظ شائع ہوں گے

تو عام فساد کا اندیشہ ضرور ہے

کیا یہ سچ نہیں کہ لیکھرام اپنی زبان درازی ہی کی وجہ سے قتل ہوا۔ کیا یہ درست نہیں کہ سرحدی علاقہ میں اگر ایک آریہ کو وہاں سے نہ نکال دیا جاتا تو اُس کی جان کی خیر نہ تھی۔ اس لئے میں گورنمنٹ کی خیر خواہی کی بنا پر جو ہمارا مذہبی فرض ہے یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ ڈاکٹر چرنجیو سکرٹری آریہ سماج لاہور کی اس تقریر کے نوٹس لے جو ۴ دسمبر ۱۹۰۷ء کی شام کو اُس نے پڑھی۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ پولیس کے رپورٹر موجود تھے اور اُن کا فرض تھا کہ وہ ان کلمات کو نوٹ کریں جو انھوں نے مسلمانوں کی دل آزاری کے لئے عمداً بیان کئے اور اگر انھوں نے ایسا نہیں کیا تو لاہور پولیس کا فرض ہے کہ وہ

امن عامہ کے قائم رکھنے کے لئے اس مضمون کو حاصل کرے اور اس کی اشاعت روک دے اور اس پر پورا نوٹس لے۔ اس مضمون کی اشاعت کے بعد ڈاکٹر مذکور ممکن ہے اصل مضمون کو تلف کر دے مگر پولیس رپورٹر اُن دل آزار الفاظ اور فقروں کو بھول نہ گئے ہوں گے اور حاضرین کی ایک کثیر تعداد کو یاد ہوگا۔ ایسا ہی مجھے امید رکھنی چاہیئے کہ سر ڈینزل ابٹسن کی ذمہ وار اور بیدار مغز حکومت اپنی پنجابی رعایا کو اُس خطرہ سے بچانے کے لئے توجہ فرمائے گی جو ایسے

دل آزار اور اشتعال دہ مضمون کی اشاعت سے متصور ہے

میں اس سے زیادہ سردست کچھ لکھنا نہیں چاہتا۔ ہاں مسلمانوں کی خدمت میں ایک لفظ کہونگا اور یہی کہ وہ نہایت حوصلہ اور صبر سے اُس نتیجہ کو دیکھیں جو گورنمنٹ کی توجہ کے بعد پیدا ہو۔ ہے جس صبر اور حلم سے تم نے اب تک کام لیا ہے اسی کو اپنا شعار بناؤ۔ آریہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بھڑکائیں اور جوش دلائیں۔ انھوں نے جوش دلانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا اور بے شک تمہاری غیرت اور حمیت دینی مقتضی ہے کہ تم اپنا انصاف آپ کر لو مگر نہیں

برٹش راج مظلوموں کی حمایت کرتا ہے

اپنا دُکھڑا گورنمنٹ کے سامنے رکھو۔ ہم امید ہے کہ وہ ضرور سُنیں گی

ریویو

شری دیو گورو بھگوان کے دربار میں میری اپیل

نام کا ایک ہی صفحہ کا رسالہ دسمبر ۱۹۰۷ء کے اندر سے قائم ہوا۔ بابا بی۔اے مشنری آریہ نے شائع کیا ہے اور اس کی قیمت رکھی ہے اس رسالہ کو ادنیٰ درجہ کا کاغذ لگایا گیا ہے اور اس طرح یہ روپیہ کمانے کا اچھا خاصہ لٹکا ہے اس رسالہ میں دیو سماج کے بعض کرم چاریوں کے خطوط اور ڈائریاں حاصل کر کے ان کے چال چلن پر حملے کئے ہیں اور ان کے اس اعتراض کا نزکی بہ ترکی جواب دیا ہے جو وہ خدا پرستوں کی کمزوریوں کو دیکھ کر کیا کرتے ہیں۔ میں اس قسم کے جوابات کو پسند نہیں کرتا۔ نہیں معلوم کہ محترم بابا نے یہ کاغذات کس طرح پر حاصل کئے ہیں۔ ہاں یقین نہیں کر سکتا کہ کسی جائز طریق سے ان کاغذات کو حاصل کیا گیا ہو۔

میں دیو سماج کے ممبروں کی اس پالیسی کو بھی ناپسند کرتا ہوں جو وہ کسی شخص کی کمزوری کو مد نظر رکھ کر خدا تعالیٰ پر حملے کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے منکر ہی سہی مگر اس کے یہ معنے نہیں ہونے چاہئیں کہ وہ ایسے رنگ میں مخالفت کا اظہار کریں جو اخلاقی پہلو سے بھی گرا ہوا ہو۔ محترم بابا نے اس جواب میں استہزا اور تمسخر کو اختیار کیا ہے جس کے لئے میری ذاتی رائے یہی ہے کہ بہتر تھا وہ اس رنگ کو اختیار نہ کرتا۔ دیو سماجیوں کو جواب دینے کی خاطر اگر اس نے ان کاغذات کو ناجائز وسایل سے حاصل کیا ہے تو یہ اور بھی شرمناک امر ہے کیا اس نے اسلام کو اسی لئے چھوڑا تھا کہ وہ ایسے دوسروں کے مال پر خواہ وہ کسی حیثیت کا ہو دست تصرف دراز کرنے سے روک سکتا تھا۔ محترم بابا کا یہ فعل سنجیدہ پبلک پسند نہیں کرے گی۔ اور ایسے اعتراض کرنے سے پہلے اس کو اب آریوں کے کرم محترم کو دیکھ لینا چاہئے تھا۔ کتاب مذکور ۲ قیمت پر منیجر اندر لاہور سے ملیگی۔

سوانح عمری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ چھوٹی سی سوانح عمری شردھے پرکاش دیو جی پر چارک برہمو سماج لاہور نے حال میں شائع کی ہے۔ مسلمانوں نے اردو زبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف لکھنے کی طرف بہت کم توجہ کی ہے جو ایک نہایت افسوسناک امر ہے۔ شردھے پرکاش دیو نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مختصر سی سوانح عمری جس رنگ میں لکھی ہے وہ نہایت قابل قدر کام ہے اگرچہ ایک ایسے شخص کے قلم سے جو مسلمان نہیں بلکہ برہمو ہے آں حضرت کی لائف کا لکھا جانا تعجب انگیز امر ہے مگر جس سپرٹ سے انھوں نے اس کتاب کو لکھا ہے وہ بہر حال قابل شکر گذاری ہے یہ بالکل سچ ہے کہ اس کتاب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ کے بہت سے پہلوؤں پر سیر کن بحث کی حاجت ہے مگر ایک برہمو کے قلم سے نکلی ہوئی سوانح عمری متعصب عیسائیوں اور آریوں سے کروڑوں درجہ بے تعصبی سے لکھی گئی ہے۔ ایسی کتاب قابل قدر ہے اور پڑھنے کے لائق ہے عمدہ طور پر چھاپی گئی ہے قیمت ۵

منیجر برہمو پرچارک لاہور سے منگواؤ۔

آپ جلسہ پر آتے ہیں تو آپکا فرض کیا ہونا چاہیئے؟

سالانہ جلسہ بالکل قریب ہے اور الحکم کی اس اشاعت کے بعد دوسرا نمبر اسی روز نکلیگا جبکہ قادیان میں سالانہ جلسہ کی تقریب پر بہت سے احباب آپہنچے ہوں گے اور اکثر راہ میں ہونگے یہ سالانہ اجتماع کی تقریب ہماری جماعت میں ایک قسم کی عید کی تقریب ہے جبکہ دور دراز اور ہر گوشہ ملک سے احباب جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے مل کر انھیں مسرت ہوتی ہے وہ اپنے آقا کے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسیحا دم کلمات سے اپنی بہت سی بیماریوں سے شفا پاتے ہیں۔ میں اس وقت چند ایسی باتیں پیش کرتا ہوں جو میرے خیال اور سمجھ میں اس قابل ہیں کہ ہماری قوم کے ہر فرد کو ان پر غور کرنا چاہیئے خصوصاً جبکہ قادیان کی سرزمین پاک میں وہ داخل ہوتے ہیں۔ اور ایسی تقریب پر جبکہ ہزاروں انسان ایک جگہ جمع ہوتے ہیں سب سے اول جو مقصد ہر آنے والے بھائی کے دل میں مرکوز ہونا چاہیئے وہ یہ ہو کہ جس طرح سے ممکن ہو اس کے ساتھی اور رفیق کو آرام ملے یعنے ان میں ایک دوسرے کے لئے ایثار اور مروت ہو۔ ایسے بڑے مجمعوں میں کئی قسم کی فروگذاشتیں ہو سکتی ہیں ہو سکتا ہے کسی کو وقت پر کھانا نہ ملے حسب دلخواہ اُترنے کے لئے جگہ نہ ہو یا اور کسی قسم کی تکلیف ہو اس لئے ایسے وقت میں ہر شخص کو اپنی جگہ یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ آپ ہی مہمان اور آپ ہی میزبان ہے ایسی صورت میں یہ امر مد نظر رہے کہ جہاں تک ہو سکے دوسرے کو آرام پہنچے۔ ان معمولی باتوں پر کبھی بھی کوئی آواز کسی کے کان میں شکایت کی نہیں آنی چاہیئے۔ اس لیے کہ یہاں آنے کا مقصد آرام اور آسایش نہیں بلکہ یہ باتیں ہر شخص کو علی قدر مراتب اپنے گھر میں بہترین طور پر حاصل ہوتی ہیں یہاں آنے کی غرض تو وہ ہے جو

دوسری جگہ پوری نہیں ہوتی

یعنے خدا تعالیٰ کے ساتھ عبودیت کا مستحکم رشتہ قائم کرنے کی سبیل ہاتھ آجاوے اور ان امراض نفس سے نجات ملے جن میں ہم گرفتار ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مقصد کو حاصل کر سکیں جس کے لئے خدا تعالیٰ نے

اپنا موعود خلیفہ ہم میں نازل کیا ہے

پس اس مقصد کے حصول کی راہ میں آنی اور فانی ضروریات کے لئے بیجا جِدّ و جہد اور اس سلسلہ میں بیجا رنج و تعب یہاں نامناسب ہے۔ بلکہ ہر حالت میں ہمارے نصب العین وہ غرض اور مقصد ہو جس کے لئے سفر کیا گیا ہے۔ اور اخراجات اور سفر کی تکالیف برداشت کرکے اتنے میلوں کے فاصلہ پر ہم آئے ہیں۔ اس کے بعد دوسرا امر جس پر مجھے توجہ دلانے کی ضرورت ہے یہ ہے کہ آپ لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی ہماری کسی غلطی یا کمزوری سے متاثر ہونے کی حاجت نہیں اور نہ یہ سوال تمہاری راہ میں آنا چاہیئے۔ ہم لوگ جو یہاں رہتے ہیں بے شک ان میں سے ایک گروہ اس قسم کا ہے جو حضرت امام علیہ السلام کی صحبت سے بہت متاثر اور سابقین اور اولین کا گروہ ہے اور بہت سے ہم میں ایسے بھی ہیں جو ابھی بہت سی روحانی امراض میں مبتلا ہیں اور خدا تعالیٰ کے محض فضل اور اُس کے برحق خلیفہ کی

نظر مسیحا اثر

سے شفا پا رہے ہیں اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنی امراض کا فکر کرنا چاہیئے نہ دوسروں کے امراض پر نظر اگر ایک سر درد کا بیمار جو رات بھر ایک کھانسی میں مبتلا بیمار کے پاس رہے صبح کو اُٹھکر اپنے دوسرے ہم نشین کی شکایت کرے تو اُس کی یہ شکایت دانشمندوں کے نزدیک قابل توجہ نہ سمجھی جاویگی۔ پس اسی طرح یہ اگر روحانی امراض کے مختلف مریض ایک دوسرے کی شکایت کریں تو یہ بھی نازیبا بات ہے۔ اور اگر ہم شکایات ہی کے سلسلہ میں پڑ جائیں تو لیجیئے

اصل مقصد کو کھو بیٹھینگے

ان دو باتوں کے بعد تیسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ نہایت اہم اور نہایت ہی ضروری ہے۔

اگر ہم یہاں جمع ہوں اور کچھ حضرت اقدس علیہ السلام کی باتیں سُنیں اور کچھ بزرگان ملت کے مواعظ اور تقریریں سُنیں اور پھر عام طور پر ایک میلے کی طرح اِدھر اُدھر پھر کر اپنے وقت کو بسر کرلیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت سا راحصہ

اپنے وقت کا ضایع کرینگے

ہمارا کام دو حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے ایک شخصی مفاد پر اور ایک **قومی مفاد** پر۔ شخصی مفاد سے میری مراد اپنی ذاتی **اصلاح** اور بہتری ہے اور **قومی مفاد** سے میری غرض ان امور سے ہے جن کا اثر قوم پر پڑتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو ایک شخص سے شروع کرکے اسپر ہی ختم ہی نہیں کردیا بلکہ اسکو ایک

کثیر جماعت اور قوم کا باپ بنا دیا ہے

وہ بجائے خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانند ابراہیم ہو کر ایک **اُمّت** ہے اس لئے یہ ضروری بات ہے کہ ہم جب سال میں **ایک مرتبہ** ایک جگہ ہاں اس جگہ جو خدا تعالیٰ کے فیض اور فضل کے نزول کا مقام ہے جمع ہوں تو صرف اپنی ذاتی بھلائی کے سوال ہی کو سوچ کر الگ نہ ہو جائیں بلکہ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ

ان امور پر غور کرنے کے لئے کافی وقت نکال سکیں جو **قومی کاموں کی اصلاح** کے سوال پر غور کرنے کا وقت ہو۔ بجائے اس کے جو ہم دو دو چار چار کی منڈلیوں میں اِدھر اُدھر پھر کر اپنا وقت گذاریں ہمیں مناسب ہے کہ سلسلہ کی ضروریات پر متفقہ رائے زنی کریں۔

ضروریات سلسلہ میں سب سے اول ہمیں **لنگر خانہ** کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے یہ وہ شاخ ہے جو خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شاخوں میں سے ایک عظیم الشان شاخ ہے لنگر خانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور چونکہ اس کا کوئی مستقل خرچ تجویز نہیں ہو سکتا اور نہ اس کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے اس لیے کہ نہ تو آنے والے مہمانوں کی حد بست ہو سکتی ہے اور نہ ان کی حیثیتوں کا کوئی تشخص ہو سکتا ہے کہ کس قسم کے مہمان آئینگے اور نرخ اجناس کا کوئی قطعی فیصلہ ہو سکتا ہے اس لئے کوئی تخمینہ یا بجٹ لنگر خانہ کا پیش نہیں کیا جا سکتا تاہم اندازہ اور قیاس کسی حد تک ہو سکتا ضرور ہے میں نے اخبار کے پہلے صفحہ پر **تین ہزار** ماہوار کا سرسری اندازہ درج کردیا ہے مگر یہ بالکل سچی بات ہے کہ یہ ضروریات کے لئے بہت کم ہے۔

اس کے بعد مدرسہ ہے جو آپ کے بچوں کی تعلیم کے لئے آٹھ سال سے زیادہ عرصہ سے قائم ہے۔ مدرسہ کی ضروریات کا بجٹ آپ پڑھ چکے ہیں۔ مگر اتنا ہی آپ کا کام نہیں کہ مدرسہ کی ضروریات کا علم حاصل کریں اور انکے پورا کرنے کی فکر کریں۔ آپ کا فرض ہونا چاہیئے کہ ان صورتوں پر غور کریں جو مدرسہ کے لئے زیادہ مفید اور مؤثر ہو سکیں۔ قوم کے بچوں کی قسمتیں ایک طرح پر تمہارے ہاتھ میں دی گئی ہیں۔ اس لئے یہ آپکا فرض ہے کہ انکے لئے ہر مناسب پہلو پر غور کریں۔ میں **صنعتی تعلیم** کے پہلو کو ہمیشہ پسند کرتا رہا ہوں۔ میں ہمیشہ اپنی رائے نیک نیتی کے ساتھ پیش کرنے سے پرہیز نہیں کیا کرتا مجھے اسپر اصرار نہیں رہا اور نہ ہوگا کہ ضرور اسے واجب التسلیم سمجھا جاوے تاہم

مسئلہ تعلیم کا حل

ایک مشکل سوال ہے جو اس زمانہ میں تمام قوموں کے سامنے ہے یہ کہدینا بہت

آسان ہے کہ یہ دُنیاداروں کی باتیں ہیں مگر میں کہوں گا کہ جب دُنیوی مقاصد کو ملحوظ رکھکر دُنیوی تعلیم کے سلسلہ پر ہزاروں روپیہ سال بھر میں خرچ کر دیا جاتا ہے تو کیوں ضروری نہیں کہ اس مفید پہلو کو نظرانداز کر دیا جاوے۔

قوم کو ہر قسم کے افراد کی ضرورت ہے اس لئے کہ قوم بجائے خود مختلف قسم کے افراد کے مجموعہ کا نام ہوتا ہے تو پھر کیوں یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ قومی ضرورتوں کا سارا مدار صرف انگریزی اور رسمی تعلیم ہی پر آگیا ہے۔

آپ کو اگر اعلیٰ درجہ کے انگریزی دان گریجویٹس کی ضرورت ہے تو لوہاری اور نجاری کے فن میں ہوشیار مستریوں کی بھی حاجت ہے۔ یہ مضمون بہت تفصیل طلب ہے گورنمنٹ کو خود مسئلہ تعلیم پر غور کرنے کی ضرورت پڑی ہے اور یونیورسٹی نے جو اصول اس بارہ میں اختیار کیا ہے وہ تمہاری نظروں سے پوشیدہ نہیں ہونا چاہیئے اور ایسا ہی دوسری قومیں اس عقدہ کو جس طرح پر حل کر رہی ہیں

اس پر بھی غور کرنا چاہیئے

تتبع اور تقلید کا سوال ایک روشن خیال اور محقق جو قوم کے سامنے نہیں آنا چاہیئے اسے ہر حکمت کو اپنا ہی حق سمجھنا چاہیئے۔ اور فی الحقیقت یہ سچ ہے

الحکمۃ ضالۃ المومن

حکمت مومن کی گم گشتہ متاع ہوتی ہے۔

مدرسہ کے ضمن میں ہی ضرورت ہے ایسے سپیکروں اور محرروں کی جو خدمت دین کے ایسے پہلوؤں میں کام کر سکیں۔ پچھلے دنوں حضرت مولوی محمد علی صاحب کی رخصت کے سوال پر ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری کیلئے چار لاکھ کی جماعت میں ایک فرد کے سوا دوسرے پر نظر نہ پڑنا کیسا افسوسناک امر ہے حالانکہ بیسیوں ایسے آدمی ہونے چاہئیں تھے۔ بعض لکھ سکتے ہیں مگر جرأت نہیں بعض ایسے ہیں کہ ان کے لئے مشق کی ضرورت ہے مگر انھیں توجہ نہیں۔ ایسا ہی بولنے والوں کا حال ہے۔ بہت تھوڑے آدمی نکلینگے جو اس مقصد کو پورا کر سکیں اس لئے اس سوال پر بھی غور کرنا چاہیئے۔

پھر **اشاعت** سلسلہ کا سوال ہے میری اپنی سمجھ میں اس مقصد کی دو شاخیں ہیں۔ **بیرونی اشاعت** اور **اندرونی اشاعت** یا یہ کہو کہ جیسے ہمارے امام کی دو شاخیں ہیں۔ ایک شان عیسویت۔ دوسری شان مہدویت۔

اسلام کو ممالک غیر میں شائع کرنا اس زمانہ میں بہت ضروری اور اہم فرض ہے اور یہ کام میگزین کے ذریعہ ہو رہا ہے اندرونی اشاعت کا کام دو اخبارات اور دو رسالے کر رہے ہیں۔ جن میں سے صرف اردو میگزین **قومی** رسالہ کہلایا جا سکتا ہے۔ باقی دو اخبار **الحکم** اور بدر اور **تشحیذ الاذہان** شخصی اخبار اور رسالہ کہلانے چاہئیں۔

باوصف اس کے کہ میرا اخبار الحکم سے تعلق ہے اور اس کے نفع و نقصان کا اثر میری ذات پر پڑتا ہے مگر میں امر حق کے کہنے سے کبھی رک نہیں سکتا **اردو اشاعت** کا موجودہ طریق قوم کے لئے گراں ضرور ہے اگر کوئی ایسی صورت ممکن ہو کہ ان سب اخبارات اور رسالجات کو متحد کر کے **قومی** رنگ میں کسی اخبار کو چلایا جاوے تو شاید زیادہ سودمند اور ارزاں طریق نکل آوے۔ مگر ضرورت موجود ہے۔ کبھی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض مقاصد کے لئے ضروری ہے اس لئے موجودہ صورت میں ... رکھکر ان کو زیادہ مفید اور اشاعت ... [illegible]

کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اس کے بعد بعض دوسری قومی ضرورتوں کا سوال ہے مثلاً **یتیم خانہ** وہ ایک نامکمل صورت میں پڑا ہے۔

ایسا ہی **تعلیم نسوان** کے مسئلہ کی طرف توجہ بکار ہے۔ ہم نے اپنی مستورات کے متعلق کیا کیا ہے؟ اس سوال کا جواب میرے پاس نہیں بجز اس کے جو یہ کہدیں کہ قادیان میں ایک چھوٹا سا سکول جاری کیا ہے یہ سچ ہے کہ ابتدائی حالت نہایت ناقابل اطمینان اور ڈرانے والی ہوتی ہے مگر یہ بھی تو ہمارا فرض ہونا چاہیئے کہ اس کی حفاظت اور اہتمام کے لئے پوری کوشش کریں۔

ایسا ہی ایک اور مشکل ہے اور وہ بھی بجائے خود قابل غور ہے اور وہ قوم کی بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کی امداد کی کسی معقول صورت کا تجویز کرنا ہے

غرض

قوم کی مختلف ضرورتوں پر بڑے غور سے بحث کرنی چاہیئے اور باہم تبادلہ خیالات کر کے اُن کے لئے کوئی راہ اختیار کی جاوے۔ ان سب کے علاوہ ایک معمولی امر کی فروگذاشت سے بھی ایک غیر محسوس نقصان قوم کو پہنچ جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ باہم احباب میں تعارف بھی نہیں ہوتا۔ اور اس سے جو فوائد پہنچ سکتے ہیں نہیں پہنچ سکتے۔

خلاصہ

پس آپ آئیں اور اپنی بھلائی کے ساتھ سلسلہ کی ضروریات پر غور کریں اور اُن کو پورا کرنے کی فکر کیجئے اپنی رائے ہیں جو مفید سمجھا عرض کر دیا ممکن ہے کہ ان میں سے بعض باتیں اہل الرائے لوگوں کی نظر میں بالکل فضول ہوں لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اگر غور کے بعد وہ اس رائے پر بھی پہنچینگے تو میں اپنی **محنت کا صلہ** یقین کرونگا کیونکہ میرا مقصد ضروریات قوم پر توجہ کرنے کا تو پورا ہو جائے گا۔

آخر میں پھر باادب التماس کرتا ہوں کہ آپ اگر اپنی قومی ضروریات کے مختلف شعبوں اور صیغوں میں جو یہاں جاری ہیں پوری دلچسپی لیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین!

ضروری یاددہانی

سالانہ جلسہ قریب آرہا ہے اس لئے تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ جلد سے جلد ان سے آنیوالے احباب کی تعداد سے فوراً اطلاع دیدیں تاکہ ضروری انتظام کیلئے غور کرنیکا موقع ان لوگوں کو ملے جو اس تقریب پر خدمت احباب پر مامور ہوتے ہیں عین وقت پر مہمانوں کے اُتارنے اور ان کی جگہ کی تجویز میں دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسلئے جہاں جہاں احمدی انجمنیں قائم ہیں وہ اپنے ضلع کی انجمن کے سکرٹری صاحب کو اس قدر تعداد کی اطلاع دیں جس قدر احباب قادیان آنیوالے ہوں۔ انجمن کے ضلع کے سکرٹری صاحبان راقم الحروف کو اطلاع دیدینگے۔ اور اسطرح پر انتظامی امور میں سہولت ہوگی۔ ایسی تمام اطلاعیں **جلسہ** سے پہلے مجھے پہنچ جانی ضروری ہیں

ایسا ہی تمام احمدی بھائی یاد رکھیں کہ جو احباب قادیان آئیں وہ اپنا بستر اور لحاف ساتھ لائیں لحافوں اور بستروں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اس بات کو ہرگز فراموش نہ کیا جاوے۔ پہلے بھی لکھا گیا ہے اور اب پھر یاد دلایا جاتا ہے کیونکہ مہمان خانہ میں غریب اور نادار مہاجرین اور بعض مسکین اور یتیم طلبا اور بعض دوسرے نادار طلباء کے لئے لحافوں اور گرم کپڑوں کی حاجت ہے جو احباب اس کار خیر میں حصہ لیں وہ عند اللہ ماجور ہونگے۔ یعقوب علی سکرٹری

مسئلہ سود پر مولانا نذیر احمد خانصاحب ایل ایل ڈی کی خدمت میں ایک نیاز نامہ

جناب مولانا المکرم! السلام علیکم۔ چند روز ہوئے کہ آپ کی کتاب الحقوق الفرائض حصہ دویم ایک دوست کے ذریعہ مجھ کو دیکھنے کو ملے اس میں آپ نے سود کے متعلق جو کچھ خامہ فرسائی فرمائی ہے۔ اس کی نسبت بجائے اس کے کہ میں کچھ فوائد نقل کرتا یا وہ تحریر میرے لئے اطمینان قلبی کا باعث ہوتی اولٹی اسکے برخلاف بہت سے ایسے امور پیدا ہوگئے ہیں کہ جنکا حل ہوجانا میرے نزدیک ضروری امر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ خط و کتابت جناب کے قیمتی اوقات میں ہرج واقع کرے مگر تاہم ایک نفس کا بھلا کرنا اور اسکو ایک امر کے سمجھانے سے پہلو تہی کرنا بھی ضروری اور لازمی امر اور علماء اسلام کی شان کے شایان ہے اور یہ ظاہر کرنا بھی مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ اس عرض میں میرا ہی بھلا مقصود نہیں ہے بلکہ بنی نوع میں بہتوں کا بھلا ایک یقینی بات ہے۔ وجہ یہ حرمت سود مسلمانوں کے رگ وریشہ میں ایسی پیوست ہوئی ہے کہ گویا ان کی گھٹی میں یہ بات اُن کو پلائی گئی ہے۔

سود کے متعلق جسقدر آج تک علماء عصر نے فتاوے دئے ہیں اُن میں سے اکثر باوجود ملازمت سرکاری اور قلیل الفرصت ہونے کے مجھکو دیکھنے کو ملے ہیں اور اُن پر اپنے خیالات کو غور کرنے کا اچھے طرح موقع میسر آگیا ہے۔ مگر جہاں تک میری عقل نے میرے یاری کی ہے میں بہ وثوق کہہ سکتا ہوں کہ یہ تمام فتوے معقول دلایل سے سراپا دور و مہجور ہیں اور یقیناً ان میں اسبات کی کوئی جھلک نہیں کہ جس سے طالب صادق کے لئے اطمینان قلبی کا موجب ہوسکے۔

یہ امر ظاہر ہے اور عقل سلیم نے اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے کہ القرآن مجید نے جسقدر احکام ظاہر کئے ہیں وہ انسانی ہستی کے لئے امر ممکن ہیں یعنی اُن کے کرنے پر لاریب بفضل اللہ وہ قادر ہے ان میں کوئی تکلیف مالایطاق کا مصداق نہیں اور کہ وہ انسانوں کی بہبودی اور بہتری کا صرف ذریعہ اور کامل و مکمل بنانے کا سچا آلہ ہیں ہلاکت اور تباہی کی راہوں سے دور رکھنا اور گمراہی و ضلالت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سے بچانا اُن کا مقصود اصلی ہے اور انسانی ہستی کو وہ بنانا ملحوظ خاطر ہے کہ جو اُس کی ہستی کی اصل غرض ہے۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انسان نے محض دنیا دولت و ثروت بٹورنے کی خاطر ہی جنم نہیں لیا کہ وہی تدبیریں اختیار کی جاویں۔ یا اسلام وہی تدبیریں بتلاتا۔ جو دنیا کی دولت کے تدوین کے لئے ضروری اور لابدی تعیین مگر یہ بات اس لئے نہیں بتلائی گئی کہ اُس کی پیدائیش کا اصل منشا تو یہ تھا۔ جو کہ آیت ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون میں ظاہر کیا گیا پس اس کے لئے جسقدر کافی و وافی تھی وہی مناسب تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس فرض کو پورے کرنے کی خاطر اسلام نے جو مسایل پیش کئے ہیں ان میں کوئی بھی ایسا نہیں جو ناممکن التعمیل ہو ہاں یہ بے شک ہے کہ بعض مسایل اس قسم کے ہیں کہ جن کا تعلق صرف ہمارے ذاتیات تک محدود ہے اور بعض ایسے ہیں کہ جن کا تعلق بادشاہ اسلام کے ساتھ ہے جیسے کہ رجم زانی یا قطع ید سارق وغیرہ۔ یہ اس قسم کے احکام ہیں کہ ان کی تعمیل کے اہل وہی حضرات ہیں اس کے علاوہ جسقدر احکام ہیں نماز ہے تو روزے ہیں تو زکوٰۃ ہے وغیرہ ان میں ہمکو کوئی بات ایسے نظر نہیں آتی کہ وہ ناممکن التعمیل ہو۔ ربوا ۔ زنا ۔ شرک ۔ شراب خوری ۔ قمار بازی وغیرہ عیوب سے بچنا نہ صرف ممکن بلکہ قرین قیاس ہے۔ نماز کے پڑھنے کا حکم ہوا۔ تو روزہ رکھنے کا حکم ہوا۔ تو زکوٰۃ دینے کا حکم ہوا۔ تو آنحضرت صلعم نے انکی تعلیم کرکے ہمکو دکھلا دیا۔ کہ ایسے عمل کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی ربوا کے ترک کرنے کا حکم ہوا۔ تو زناکاری اور شراب خوری کی بدعادات کے چھوڑنے کا حکم ہوا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عمل درآمد کرکے بتلا دیا کہ اس طرح سے ہم نے ان کاموں کو چھوڑا تھا۔ اور حکم آلہی کی تعمیل یوں کی تھی۔ اسی مسئلہ سود پر اگر غور کی جاوے اور صحابہ اور تبع تابعین کی سیرت و لائیف کے اوراق کا مطالعہ کیا جاوے تو اون کے سیرت و لائیف میں یہ کہیں نظر نہیں آتا کہ بعد حرمت ربوا اونہوں نے اس کے یہ معنے گھڑے ہوں کہ اس ممانعت سے صرف ۲ روپیہ سیکڑہ کی ممانعت ہے۔ ایک روپیہ سیکڑہ کی نہیں۔ ہم جہانتک صحابہ کرام کی لایف پر غور کرتے ہیں۔ تو ہمکو تو یہی نظر آتا ہے کہ اُن میں اکثر تجارت پیشہ ہی تھے اگر تجارت کا کام بغیر سود کی داد و ستد کے چلنا دوبھر تھا۔ تو صحابہ کی تجارت کس طرح چلتی رہی؟ ہمارے خیال میں تو یہی آتا ہے۔ اور واقعات حقہ اسپر شاہد ہیں کہ سود کے ترک کرنے سے ہی صحابہ کی تجارت کو وہ عروج ہوا۔ کہ وہ دنیا کے مالک بن گئے۔ قرآن نے جو احل اللہ البیع و حرم الربوا فرمایا ہے اس نے بھی تو آخر کچھ رنگ دکھلانا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کے ترک کرنے سے تعامل کے طور پر مسلمان آج تک سود کو حرام مطلق خیال کرکے اوس سے کنارہ کرنا عین ایمانداری سمجھتے ہیں۔ اور اس سے اس امر کا حقہ روشنی پڑتی ہے۔ کہ سود کے عدم جواز و حرام ہونے پر صحابہ کرام ایسے ہی بہ وثوق ایمان رکھتے تھے جیسے کہ تعامل کے طور پر مسلمانوں میں یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ سود کا لینا دینا ہر دو حرام مطلق۔

آپ نے اس کے جواز کے جو کچھ دلایل تحریر فرماتے ہیں اسکو پڑھکر مجھکو سخت افسوس ہوا ہے اور دلایل کی کمزوری نے مجھکو یہ نیاز نامہ تحریر کرنے کے لئے مجبور کیا ہے جس سے میرا منشا یہ ہے کہ آپ انپر نظر ثانی کرکے جواب باصواب سے ممنون و مشکور فرماویں۔ تو بعید از عنایت سے غایت نہ ہوگا۔

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ نقد کا سود یہی متعارف سود ہے کہ زید نے مثلاً خالد سے ایک ہزار روپیہ اس اقرار سے قرض لیا کہ چھ مہینے میں یکمشت یا باقساط تمہارے ہزار روپیہ کے ادا کر دونگا اور ایک روپیہ سیکڑہ ماہانہ کے حساب سے سود دونگا۔ سوا اس میں کچھ کلام نہیں کہ قرآن میں ایسے ہی سود کی مناہی ہے لیکن یہاں اشتباہ یہ واقع ہوا ہے۔ کہ قرآن میں ایک جگہ تو اضعافاً مضاعفہ یعنی سود در سود کی مناہی ہے۔ دوسری جگہ مطلق سود کی تو جس صورت میں مطلق سود منع تھا تو سود در سود بدرجہ اولیٰ منع ہوگا۔ اس کے لئے

حکم خاص کی کیا ضرورت تھی؟ یہ اشتباہ امام رازی کی تفسیر سے رفع ہو جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عرب کے لوگوں میں سود در سود کا رواج تھا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ قرآن میں جہاں مطلق سود کی مناہی ہے۔ وہاں بھی سود سے سود در سود مراد ہے۔ چونکہ مطلق سود کو الربوا معرف باللام فرمایا ہے۔ نحو کے قاعدے سے وہی ربوا سمجھا جاویگا۔ معھود فی الذھن۔ جو کہ عرب میں مروج تھا۔

الفرائض صفحہ نمبر ۳۴۴۔

اب صاف ظاہر ہے کہ جواز سود کی یہ توجیہ اس قسم کی ہے کہ اگر اس کو درست تسلیم کیا جاوے تو دوسرے امور میں اس کو زینت اصول قرار دیکر فیصلہ کر لینے کی کوئی وجہ انصافاً مانع نہیں ہو سکتی۔ جیسے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جس صورت میں مطلق سود حرام تھا تو سود در سود بدرجہ اول حرام ہوگا۔ اس کے لئے حکم خاص کی کیا ضرورت تھی۔ اسی طرح اس اصول کو مد نظر رکھکر ایک شخص آیت لا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ الخ کو پیش کر کے اس کے توجیہ اس آیت سے کرے کہ الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیۃ لا ینکحھا الا زان وحرم ذالک علی المومنین۔ یعنی یہ ظاہر کرے کہ مشرک عورت سے متعلق ہے۔ مذکورہ بالا آیت سے کیونکہ اگر زنا مطلق حرام تھا۔ تو آیت لا تقربوا الزنا کے بعد اس دوسری مؤخر الذکر آیت کی کیا ضرورت تھی۔ وجہ یہ کہ زنا حرام ہوا۔ تو مشرکہ عورت ہو خواہ زانیہ ہو۔ سب ایک جیسے ہی ہیں اس لئے دوسری آیت کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر چونکہ دوسری آیت آئی ہے۔ اس لئے اس کو وہی زنا مراد ہے جو مشرکہ عورت یا زانیہ یعنی کسی سے ہو۔ ورنہ دوسری ایسی عورتیں اس سے مراد نہیں ہو سکتیں۔ جو کنواری اور بیوہ ہوں اور بد قسمتی سے یہاں بھی زنا معرف باللام ہے۔ آپ کے مسلمہ نحو کے قاعدے سے جب دیکھتے ہیں۔ تو معہود فی الذھن وہی زنا تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ آپکی دلیل کو تسلیم کرنے کی حالت میں جو کہ عرب میں مروج تھا۔ اور اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ عرب میں مشرکہ عورتیں بکثرت موجود تھے۔ اور ان میں زنا کا پیشہ تھا یعنی زنا کی کثرت تھی۔ ایسا ہی ایک جگہ آیا ہے کہ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما۔ مگر دوسری جگہ آیا ہے کہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان۔ تو اس سے مگر ایک آپ جیسا نکتہ رس یہ نکتہ نکال لیوے۔ کہ خمر اور میسر شیطانی حرکات کا موجب ہوں تب ہی حرام ہیں اور اگر شیطانی حرکات تک نہ پہنچیں تو جائز نہیں۔ اور چونکہ یہاں بھی خمر میسر معرف باللام ہے۔ نحو کے قاعدے سے معہود فی الذھن وہی استعمال خمر اور میسر تسلیم کیا جانا جناب کی دلیل کو تسلیم کے بعد ضروری ہوتا ہے۔ جو کہ عرب میں مروج تھے۔ اور کہ جس سے خرابیاں واقع ہوتی تھیں ورنہ کمتر درجہ کا ہرگز ہرگز نہیں پس بتلائے انکے جواز اور اسکے عدم جواز کی کیا دلیل ہو سکتی ہے؟

ہم حضرت رازی یا کسے اور کی کوئی دلیل کیسے قبول کریں جب حالت میں کہ ہم قرآن کا یہ نظام پاتے ہیں کہ اس نے ہر ایک بدی کو تدریجاً رد کیا ہے۔ خیال فرمائیے۔ کہ اول اول خمر کے بارے میں صرف یہ حکم آیا کہ لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ جب اس کے عادی ہو گئے تو فرمایا یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما۔ اس میں پہلے حکم کے بموجب زیادہ تشریح موجود ہے اور خمر اور میسر کے منافع کو جہاں تسلیم کیا گیا ہے وہاں اس کے عیب کی بھی تشریح کر دی گئی ہے۔ جب اس کے بھی عادی ہو گئے تو صاف سنا دیا کہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ بتدریج ایک بدی کی جڑھ کاٹی گئی ایک آیت دوسری آیت کی نہ تو نقیض ہے اور نہ کوئی اور نتیجہ نکالنا مناسب ٹھہر سکتا ہے بلکہ یہ مختلف حالتوں کے لئے مختلف نسخے ہیں ایسے ہی سود کے متعلق کیا گیا کہ اول اضعافاً مضاعفۃ کہکر سود در سود کو روکا جب اس کے عیب سے آگاہ ہو گئے۔ اور اس کی عادت پڑ گئی تو مطلق سود کو حرام کر کے صاف حکم سنا دیا کہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین یعنی اگر تم مومن ہو تو جو کچھ بھی سود تم نے لینا ہے چھوڑ دو ان کنتم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ یعنی اگر باوجود سمجھانے عیب سود خوری کے باز نہیں آتے تو خدا اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس سے خدا اور رسول سے لڑنے کی شان نہیں وہ مومن ہی کیسے ہو سکتا ہے۔ اسی لئے تو فرمایا کہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین۔ یعنی اگر مومن ہو تو سود کو چھوڑ دو کیا معنے کہ مومن کی شان ہی نہیں کہ سود کھاوے پس نہ تو ایک آیت دوسری آیت کی نقیض ثابت ہوتی ہے اور نہ غیر ضروری بلکہ ایک ٹھیک یہ ہے کہ ہر ایک مرض آہستہ آہستہ دور ہو سکتا ہے یک دم دور ہونا غیر ممکن ہے۔ اور روزمرہ کا تجربہ اس کی تردید کرتا ہے۔ قانون قدرت میں ہم کو یہ بات صاف طور پر نظر آتی ہے۔ کہ بدی بھی ابتداً تھوڑی تھوڑی کر کے ترقی پکڑ کر اول درجہ کا بدکار بنا دیتی ہے۔ اسی طرح نیکی کا بھی حال ہے۔ دیکھو اگر ایک شخص افیون کھانا شروع کرتا ہے تو اول چاول یا خشخاس کے دانے کے برابر شروع کرتا ہے۔ پھر یہ تدریج ترقی کرتے کرتے ماشوں تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ ایسا کرے کہ اول روز ہی ماشہ بھر کھا لے تو پہلے ہی روز دنیا سے کوچ کر جاوے۔ ایسے ہی افیون چھوڑنے والے یا دوسرے نشے باز بھی آہستہ آہستہ ہی چھوڑا کرتے ہیں۔ ورنہ ضرور بضرور تکلیف ہونا ایک لازمی بات ہے کیونکہ ان کی طبیعت اس کی عادی ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ ان کی غذا بن جاتی ہے۔ اس لئے اس کے وقت پہ نہ میسر آنے کی طبیعت میں بے کلی پیدا ہوتی ہے پس اسکا نتیجہ جو کچھ ہے وہ صاف ہے اور یہ سود در سود کے حکم اور مطلق سود کے حکم کا راز سمجھنے کے لئے کافی سے زیادہ ہے مبارک وہ جو اس پر غور کریں۔

ہم جہاں تک باریک نظر اور عقل سلیم سے غور کرتے ہیں۔ ہمارا ایمان تو قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے پر بیش از بیش ہوتا جاتا ہے اور اس حکمت خداوندی پر ہمارے دل اسکی صداقت سے بھر جاتے

ہیں کہ اوس نے مطلق سود اور سود در سود کی منا ہی کر کے اپنے ہمہ دانی و صداقت اور ہمہ مسلم کا ثبوت دیا ہے وجہ یہ کہ اگر ہم آپ کی دلیل کو ہی بفرض محال سچا تسلیم کر لیں یعنی یہ مان لیں کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں صرف سود در سود کا ہی رواج تھا۔ دوسرے قسم کے سود کا رواج نہ تھا۔ تاہم ان ہر دو آیات کا ہونا قرآن کریم کی صداقت کی بڑی دلیل ہے یعنی عالم الغیب خدا کو معلوم تھا کہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ جس میں انٹرسٹ اور یوژری کے سوال پیدا ہو کر اول الذکر کو حلال محض ثابت کرنے پر زور لگایا جاویگا۔ اور آخر الذکر کو حرام۔ لہذا قرآن کریم نے ہر دو کا حرام ہونا دلائل قاطع سے ثابت کر کے اپنے صداقت کو اظہر من الشمس کر دیا یعنی بقول آپ کے اضعافا مضاعفہ سے تو آنحضرت کے وقت کے رائج سود کی حرمت کے ثابت کر دی اور دوسری آیت سے جسکو آپ مطلق سود کے ذکر میں پیش کر کے سود در سود کا استدلال کرتے ہیں۔ ہمارے اس زمانے کے سود کو حرام کر دیا۔ گویا کہ پہلی آیت زمانہ حال یعنی آنحضرت صلعم کے زمانے کے واسطے تھی اور دوسری آیت زمانہ استقبال کے واسطے یعنی جس میں ہم اور آپ ہیں۔ پس اس دلیل سے بھی سود کا حرام ہونا ہی نکلتا ہے۔ حلال ہونے کی کوئی تدبیر نہیں سوجھتی اس میں شک نہیں کہ یہ قرآن کریم کا بڑا احسان ہے کہ اس کی تعلیم ہر زمانے کے لئے کافی ہے اور اس نے کسی بدی و بدکاری کے روکنے سے اغماض نہیں کیا۔ خواہ وہ بدی زمانہ حال یعنی اس کے نزول کے وقت میں پھیلی ہو۔ خواہ آئندہ کسی زمانے میں پھیلے اس نے برابر ہر ایک کے ورد کرنیکا سیٹرپیچ کر دیا ہے اور یہ اس کے عالم الغیب خدا کی طرف سے ہونے کی بڑی بھاری دلیل ہے جو کسی دوسری کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ یہ کتنی بڑی بات ہے اور کیسا کچھ نتیجہ خیز امر ہے۔ کہ اگر قرآن شریف صرف ایک ہی شق کو لیتا یعنی سود در سود کا ہی صرف ذکر اور ممانعت کرتا یا صرف مطلق سود کو ہی منع فرماتا سود در سود سے اغماض کر جاتا تو خوش فہم حضرات اس سے کیا کچھ نہ نتائج اخذ کرتے دیکھئو! باوجودیکہ دو آیتیں دو فرمانوں اور دو حالتوں پر دلالت کرتی ہیں مگر آپ ہیں تو صرف ایک ہی حالت میں اسکو وہی گھسیٹتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جس حالت میں سود منع تھا تو سود در سود بدرجہ اولیٰ منع ہو گا اس کے لئے حکم خاص کی کیا ضرورت تھی اور اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ صرف سود در سود کی ممانعت ہے دوسرے قسم کے سود کی جسکو انگریزی میں انٹرسٹ کے نام سے پکارا گیا ہے ممانعت نہیں حالانکہ اس پر ہزاروں ایسے اعتراض پیدا ہو سکتے ہیں۔ کہ اگر کم شرح کا سود جائز ہے تو کمتر درجہ پر زنا۔ جوا۔ شراب۔ چوری۔ وغیرہ کیوں جائز نہیں۔ کیونکہ جیسا کہ آپ کے خیال میں سود کے متعلق دو آیتیں ہیں جس سے کہ آخرکار یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف سود در سود ہی ناجائز ہے ایسے ہی شراب کے بارے میں نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔ غور فرماویں کہ ایک جگہ آیا ہے کہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان اور دوسری جگہ آیا ہے یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما۔ کیا اس سے ایک شخص یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ کہ شراب اور جوا اس شیطانی حرکات کا موجب ہوں جب بھی حرام ہیں۔ ورنہ تھوڑی مقدار چونکہ خرابی کا باعث نہیں ہوتی اس لئے

جائز ہیں۔ اور قرآن شریف بھی منافع للناس کہکر اس کے نفع کو تسلیم کرتا ہے اگرچہ اثمھما اکبر من نفعھما کہا ہے مگر وہ کثرت کے لئے ہے نہ کہ کم مقدار کے لئے بتلائے کہ اس کے جواز اور اس کے عدم جواز کی کیا دلیل ہے!

ہم نے جہاں تک غور کیا ہے ہماری سمجھ میں تو یہی آتا ہے کہ ابتداءً ہر ایک بدی اور بدکاری تھوڑی تھوڑی کی جاتی ہے مگر رفتہ رفتہ کر کے وہ انسان کو اول درجہ کا عادی بنا دیتی ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ "سود کے لین دین میں کوئی عقلی اور اخلاقی برائی تو سمجھ میں نہیں آتی پھر مذہبی منا ہی کس مصلحت پر مبنی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ سود کے بارہ میں عقل اور مذہب ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔ عقل تو سود کے جواز کا فتوے دیتی ہے اور مذہب ہے کہ سود کے نام سے چڑتا ہے یہیں سے ہم عقل کی حکومت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مذہب نے بہتیرا غل مچایا مگر سود کا رواج ذرا بھی تو موقوف نہ کر سکا۔ اکیلا اسلام ہی سود کا دشمن نہیں یہود نصاریٰ سب ہیں تو مذہباً اس کے مخالف ہیں اور پھر کھلم کھلا سود لیتے ہی ہیں۔ اور دیتے بھی ہیں یہانتک کہ روم و مصر میں بھی برابر سود کا لین دین ہو رہا ہے۔" الحقوق والفرائض صفحہ ۲۳۹

ہمارے تو سمجھ میں بھی نہیں آتا کہ جناب کے نزدیک عقلی اور اخلاقی برائی کس کو کہتے ہیں ایک شخص کو ایک ہزار روپیہ دینے میں اور اس سے گیارہ سو نقد وصول کر لیں آپ کے نزدیک نہ عقلی برائی ہے اور نہ اخلاقی مگر اس کے نفع و ضرر سے وہ آگاہ ہو سکتے ہیں کہ جس نے مثلاً ایک ہزار روپیہ لئے تو ہوں۔ تجارت میں لگانے کے لئے اور بدقسمتی کہ تجارت میں گھاٹا آگیا ہو۔ تو اس وقت عقلی اور اخلاقی بدی اور برائی کا قافیہ تنگ ہو جاتا ہے اس کے علاوہ جس طرح سود کے لین دین میں عقلی اور اخلاقی برائی سمجھ میں نہیں آتی ایسے ہی شراب۔ اور زنا و جوے کے بارے میں کونسی اخلاقی و عقلی برائی ہے شاید فرماویں۔ کہ زناکاری میں حقوق العباد کے تلف ہونے کا اندیشہ ہے میں کہتا ہوں۔ کہ کسبی و کنواری اور بیوہ سے زنا کرنے میں یہ بات ہرگز نہیں ہے۔ رہا جوا اگر اسکو بھی حقوق العباد کی ضمن میں لاکر آپ رد کرینگے تو ایک اسکا قائل اس پر یہ دلیل لا سکتا ہے کہ جیسے ہمارا روپیہ دوسرے کے ہاتھ میں جانا اس میں ممکن ہے ایسے ہی دوسرے کا ہمارے ہاتھ میں آنا پس اس میں اگر حق العباد کے تلف ہونے کا جرم ہے تو سود خوری میں بھی یہ بات موجود ہے کہ ایک بندہ خدا کی گاڑھے پسینے کی کمائی ایک مفت خورہ اڑا کر فقیر کرتا ہے۔ رہی شراب اس میں کسی کی نہ تو حق تلفی ہے اور نہ کچھ اور برائی ظاہراً نظر آتی ہے اگر ہے تو صرف صرف اپنے پیسہ کا نقصان ہے مگر لطف اور ذوق جو آتا ہے جو سرور حاصل ہوتا ہے وہ کیسا عجیب و غریب ہے اور یہ ظاہر ہے کہ شراب کے جسقدر آج تک فوائد ظاہر ہوئے ہیں ان سے ایک باخبر انسان انکار نہیں کر سکتا ہے۔

ہمارے تو یہی سمجھ میں آیا ہے کہ انسان محض دولت جمع کرنیکی خاطر پیدا نہیں ہوا ہے۔ مگر اوسکا جنم اس مادی دنیا میں یعبدون کے لئے ہوا ہے۔ اسی لئے القرآن المجید نے اس کے لئے وہی سبیل ظاہر فرمائی کہ جس سے اس کے اس مقصد میں نقص لازم نہ آوے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے سود خوری۔ جوا۔ شراب وغیرہ سے منع فرمایا۔ کیونکہ ان تمام میں پڑنے سے انسان ایک طرح کے فتنہ میں پڑ جاتا ہے اور اصل مقصود کے فوت ہو جانے کا اندیشہ لازمی بات ہو جاتی ہے۔ قرآن شریف نے ہمکو یہ حکم دیا ہے کہ تم دن رات میں پانچ وقت یہ کہا کرو کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ یعنی جو کہ قویٰ تو نے اے مولا کریم اعطاء فرمائے ہیں اُن کو ہم بے کار یا بے فائدہ تصور نہیں کرتے ہیں بلکہ ان سے کام لیتے ہیں اور تیرے اس عنایت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جو تو نے ہمکو ایسے عجیب و غریب لاثانی قویٰ عطا فرمائے ہیں تجھ سے مدد بھی مانگتے ہیں یعنی خواہش کرتے ہیں کہ اے مالک ایسا وقت یا لمحہ پیش نہ آوے جو تیرے اس عطا کو محض بے سود خیال کر کے ایسا کام شروع کر دیں جو نستعین یعنی امداد طلبی کے برخلاف ہو۔ اس میں شک نہیں کہ تجارت جس میں نفع و ضرر دونوں صورتیں ہوتی ہیں وہ اگر بے ایمانی دغا بازی سے پاک صاف ہو تو وہ بھی خدا تعالےٰ سے امداد طلبی کی ایک سبیل ہے مگر سود خوری تو ایسا وتیرہ ہے کہ جس میں صرف ایک ہی پہلو ہے دوسرے پہلو کا نام و نشان نہیں یعنی صرف فائدہ ہی فائدہ ہو اور ہر وقت بڑھوتری کی کیا امید بلکہ یقین ہے جس سے انسان کا محنت و مشقت سے جی چرانا نہ صرف ممکن بلکہ قرین قیاس ہے اسکی نیت ہمیشہ دوسرے کے مال پر لگے رہتے ہیں۔ جو اپنے گاڑھے پسینے سے کمائی کرتے ہیں مگر کسی وجہ سے اگر وہ نادار ہو گئے مگر سود خور میاں کو کسی طرح کی فکر و محنت کرنے کی نہ تو حاجت ہے اور نہ ضرورت بلکہ انکو کسی قسم کے خسارہ کا خواب و خیال ہی نہیں۔ پس نہ تو اسکو توکل کرنے کی ضرورت ہو اور نہ امداد طلبی کی حاجت ہے توکل کے معنے ہم یہی سمجھتے ہیں۔ کہ محنت بھی کرنا اور امداد بھی طلب کرنا جو صرف خشک توکل کرتا ہے اور محنت نہیں کرتا وہ خدا کو آزماتا ہے اور جو نری محنت کو باعث چین خیال کرتا ہے اور امداد طلبی کا خیال کرنا بُرا سمجھتا ہے وہ دہریت کے خمیر سے مرکب ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جو شخص تجارت کرتا ہے اور ایک رقم کثیر یا کچھ اسباب یا مال خرید کر کسیقدر منافع پر تھوڑا تھوڑا یا جسقدر فروخت ہوتا ہے۔ وہ توکل کا پہلو کسی نہ کسی صورت میں مدنظر ضرور رکھتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے گندم (کنک) فی روپیہ بیس ۲۰ سیر کے حساب سے خریدے اور وہ اٹھارہ ۱۸ سیر کے حساب سے بیچکر دو سیر فی روپیہ فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے مگر یہ ممکن ہے کہ گندم کا نرخ اس سے زیادہ ارزاں ہو جاوے اور اسکو فائدہ کی بجائے نقصان ہووے اس لئے خریدنے کے وقت اُسکا توکل ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تجارت کو پسند کر کے حکم دیا کہ احل اللہ البیع مگر سود خوری میں کوئی توکل کی صورت نہیں بلکہ ہمیشہ اور ہر حالت میں فائدہ کی ہی امید کیا بلکہ یقین ہے خواہ روپیہ ایک سوداگر پیشہ نے لیے ہوں اور اسکو کسی وجہ سے نقصان بھی آیا ہو۔ اس سود خور کو اس کی کچھ پرواہ نہیں بلکہ وہ تو رقم مع سود لیکر ہی اس غریب کا پیچھا چھوڑیگا۔ خواہ وہ گھر بیچ کر دے چہ دے اور ضرور دے رقم مع خرچہ عدالت سے لے لیا جاویگا۔ یہی وجہ ہے کہ اس امر کو خدا نے ناپسند فرمایا حرم الربوا کا حکم صادر فرما کر اس تباہ کن مرض کے روکنے کیلئے قرار واقعی علاج تجویز کیا مگر آپ تو ایسے تباہ کن مرض کو نہ اخلاقی برائی میں جگہ دیتے ہیں اور نہ عقلی برائی میں حالانکہ ایک انسان کا سود کے پیچ میں آکر گھر بار اور جائداد کو کھو بیٹھنا نہ صرف اخلاقی بلکہ بڑے سے بڑی عقلی برائی ہے مگر سمجھائیں کسکو اور بتائیں کسکو کہاں تو یہ حالت ہے کہ سود خوری کے بارے میں عقل و مذہب کی لڑائی نے آپ کے آگے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ عقل کی حکومت زبردست ہے کیوں؟ اس لئے کہ مذہب نے بہتیرا ہی غل مچایا مگر سود کے رواج کو ذرا بھی تو موقوف نہ کر سکا مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مذہب سود کو نہ روک سکا تو کیا زنا کو چوری کو ڈکیتی کو سینہ زوری کو جوئے شراب اور عیاری وغیرہ کو روک سکا؟ تو ان سب کا جواب نفی میں ہی ملتا ہے وجہ یہ کہ اگر مسلمان سود خور اور سود دینے والے موجود ہیں تو زنا کاری کرنے والے چوری کرنے والے جواری شرابی وغیرہ بھی بہت سے ایسے ہیں جو اپنے کو مسلمانوں کا فرزند اور مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ تو اب یہ امر دریافت طلب ہے کہ مذہب نے ان کو کیوں نہ روکا۔ آخر کار یہی کہنا پڑتا ہے کہ مذہب نے بہتیرا غل مچایا مگر ان کے کاموں کو ہرگز ہرگز نہ روک سکا۔ اکیلا اسلام ہی زناکاری چوری۔ عیاری۔ ڈکیتی وغیرہ کا دشمن نہیں یہودی نصاریٰ کے علاوہ ہندو وغیرہ بھی تو مذہباً اس کے دشمن ہیں پھر کھلے خزانے دھڑلے سے کرتے بھی ہیں تو کیا اس سے مذہب کا قصور لازم آویگا؟ ہرگز ہرگز نہیں! وجہ یہ کہ مذہب کا کام صرف یہ ہے کہ ایک فعل کے عیب و ثواب پر بوثوق بحث کر دے پس اگر مذہب کے ذمہ یہ کام بھی ہوتا ہے۔ کہ فرداً فرداً ہر ایک کو بالاکراہ والجبر ہر ایک عیب سے روکتا اور ہر ایک ثواب کا کام کراتا تو لا محالہ ہم اس اسبات کے تسلیم کرنے کے لائق ہو جاتے اور تجربہ اسبات پر شہادت دیتا کہ فی الواقع بدی اور بدکاری کا روکنا اسطرح ہوا کرتا ہے۔ وجہ یہ کہ جب صرف اس کے ذمہ یہ بات ڈالی گئی کہ وہ ہر ایک نیکی و بدی اور بدکاری کے عیب و ثواب پر بحث کرا دے اور اسکے اثر سے یہ فائدہ پہنچا کہ ایک عالم محض اس کے پیروی کرنے سے گرداب ضلالت میں اوندھے منہ گرنے سے بچ گیا۔ اور جو گرے ہیں وے صرف ان راہوں سے اغماض کرنے کی وجہ سے گرے ہیں تو کیوں نہ ہم یہ بات مان لیں۔ کہ ضرور بضرور وہ بدی اور بدکاری کے دروازے کو ایسا بند کرتا کہ گویا قفل فولادی لگا دیتا مگر جبر واکراہ کا نہ تو اسکو اذن ہی دیا گیا۔ اور نہ اسمیں یہ قوت رکھی گئی اس لئے اُس کے ذمہ جو ڈیوٹی ڈالی گئی تھی وہ ادا کر دی اور ادا کرتا ہے جو اس پر غور کرتے ہیں۔ وے فائدہ اُٹھاتے ہیں اغماض کرنے والے اوندھے منہ چاہ ضلالت میں گر کر ناکامی اور نامرادی کی مجسم تصویر بنکر خسران مبین کے وارث بنتے ہیں۔ بتلائیے کہ مذہب کا کیا قصور ہے؟ قصور ہے تو ہماری کرتوتوں کا نہ کہ مذہب کا۔ پس مذہب کے سر اسکا الزام لگانا کیسی نادانی کی دلیل خیال کی جاوے!۔

اس میں شک نہیں کہ انسانی ہستی کے لئے عقل ایک روشن چراغ ہے اور اس کے وجود سے اُسکے بہتری کے بہت سے آرام و سلسلہ میسر ہو سکتے ہیں اور ہوتے ہیں اور یقیناً اس روشن چراغ نے ہی انسانی ہستی کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف بخشا ہے۔ مگر تاہم یہ بات ماننے کو کبھی تیار نہیں ہیں کہ مجرد عقل ہی

کسی بات کا تصفیہ ہی کر سکتی کے قابل ہے یہی خیال فرمائیے کہ آپ بھی صاحب عقل و فراست ہیں اور ہم کو بھی خدائے تعالیٰ نے عقل اور سوچنے کا مادہ دیا ہے آپ کی عقل سود کے جواز کا فتوی دیتی ہے مگر ہمارے عقل تجربہ صحیحہ کی مدد سے اسکو دیکھ دیتی ہے اور اس کو ایک خطرناک اور بنی آدم کے لئے تباہ کن فعل یقین کراتی ہے۔ اب کہاں سے ایسا جج تلاش کریں جو ہماری اور آپ کی عقل کا موازنہ کرکے آپ کے عقل اور ہماری عقل سے محض کورے ہونے کا فیصلہ کرے؟ لیکن نہ تو ہم ایسے بھولے میاں ہیں کہ عقل کو بالائے طاق رکھیں اور نہ ایسے ہیں کہ عقل کو ہر ایک امر میں رہبری کا قرار واقعی ہی ذریعہ دین۔ وجہ یہ کہ ہمارے نزدیک عقل کے ساتھ ساتھ تجربہ صحیحہ بھی کچھ چیز ہے۔ سو جب ہم ان ہر دو کو لے کر غور و خوض سے کام لیتے ہیں تو لا محالہ ہم کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ اے کاش! اگر سود کا چلن دنیا میں نہ ہوتا تو یہ سیکڑوں اور ہزاروں خاندان جو ہلاکت میں غرق ہو کر خراب و خستہ ہوئے ہیں نہ ہوتے۔ یہ سود کے چلن کے اٹھنے ہی ان کو فضول خرچی عیاشی اور تماش بینی کا فریفتہ اور گرویدہ کر دیا جس سے ان کی بنائی عزت اور جائداد کو بیگانے ہاتھوں میں جانا پڑا۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہمارے دین کے علمار جو قرآن فہمی کا دم مارتے ہیں جن کو یہ گمان ہے کہ ہر ایک مجتہد بن سکتا ہے۔ بجائے اس کے کہ ایسے امور کو روکیں جو تباہی اور ہلاکت کا پیش خیمہ ہے الٹا ایسے امور کے لئے دلیری دلاتے ہیں۔ جو کہ فلاکت و نکبت کا نہ صرف ذریعہ ہے بلکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہو کہ انہیں کے اثر سے نکبت و ادبار نے آدبوچا ہے۔ باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

خاکسار محمد حسین لاہور چھاونی۔

دہرم چرچا کے جلسہ میں آریہ سماج کی شیرین زبانی

لاہور کے "دہرم چرچا" کے جلسہ میں مختلف مذاہب کے لکچروں کے بعد ۴ دسمبر ۱۹۰۷ء کو آریہ سماج کیطرف سے جو تقریر ہوئی اس میں بجائے اس کے کہ وید کا الہامی ہونا ثابت کیا جاتا یا آریہ دہرم کی کچھ خوبیاں ظاہر کی جاتی۔ لیکچرار صاحب نے (جیسا کہ قدرتی طور پر اس گروہ سے توقع ہو سکتی ہے) تمام انبیاء کرام و کتب مقدسہ خصوصاً حضرت سید الانبیاء بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قرآنی تعلیم کے خلاف انہی خود تراشیدہ لغو اعتراضات کو دہرایا۔ جو پنڈت لیکھرام مقتول اور دہرم پال وغیرہ علم عربی سے بے بہرہ ہونے کے سبب وضع کئے تھے۔ اور جن کے بیسوں معقول اور دندان شکن جواب علمائے اسلام کی طرف سے شایع ہو چکے ہیں۔ جن میں صاف اور مدلل طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ جن الفاظ کے معانی کو آریہ صاحبان محل اعتراض خیال کرتے ہیں۔ وہ عربی لغت اور محاورہ کے رو سے محققین اسلام کے نزدیک مسلم نہیں۔ پھر انہیں باتوں کو بار بار سو دو اعتراض ٹھہرا کر بغلیں بجانا شاید آریہ صاحبان کے لئے باعث ناز ہو تو ہو مگر کوئی عقلمند و انصاف پسند روا نہ رکھیگا۔ آریہ صاحبان بھی فی الحقیقت معذور ہیں۔ اگر وہ غیر مذاہب پر ناجائز حملے چھوڑ کر صرف وید مقدس کی خوبیاں ہی بیان کرنی چاہیں تو کیا بیان کریں کیونکہ مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ اپنی موجود تعلیم سے جسکو وید کی تعلیم ظاہر کرتے ہیں آریہ صاحبان کسی روحانی منزل پر نہیں پہنچ سکے۔

آریہ لیکچرار صاحبان کو مناسب تھا کہ اسلام وغیرہ پر غیر مسلمہ اعتراضات تھوپنے کی بجائے وہ وید کی تعریف یوں فرماتے کہ وید وہ الہامی کتاب ہے جسکی سچی اطاعت سے فلاں فلاں زمانوں میں فلاں فلاں لوگ مقربان الٰہی بن گئے تھے جس کے ثبوت میں وہ زمانہ حال کے چند نمونے بھی پیش کرتے جو ایک حق پسند طبیعت کے لئے سود مند ہوتا کیونکہ اگر بقول آریہ صاحبان آج ویدوں میں وہ صداقت باقی نہیں جو کسی پہلے زمانہ میں تھی تو ایک طالب حق کے لئے ایسی کتاب کا عدم و جود برابر ہے۔ ہاں الہامی کتاب درحقیقت وہی ہو سکتی ہے جو اپنے سچے متبع کو ملہم اور قرب الٰہی بنا دینے میں ہر زمانے میں مقناطیسی اثر رکھتی ہو۔ سو یہ فضیلت اور عزت قرآن مجید کو حاصل ہے جس کے سچے پیرو۔ ہر ایک عہد میں اس کمال سے مستفیض ہوتے رہے ہیں اور جن کے زندہ نمونہ اب بھی دنیا میں موجود ہیں چنانچہ جلسہ مذکور کے اس لکچر میں جو جناب میرزا غلام احمد صاحب ارسال کیا تھا اس امر کو بوضاحت تمام ثابت کیا گیا ہے۔

علاوہ بریں یہ ہر ایک معقول مذہب کا مسلمہ اصول ہو کہ جس جماعت کے نزدیک مقدسوں کی توہین اور درشت زبانی جزو دین یا عبادت سمجھی جاوے وہ جماعت روحانیت سے بالکل بے نصیب رہتی ہے چنانچہ آریہ صاحبان کی مذہبی تعلیم اپنی موجودہ صورت میں اس نتیجہ کی گواہ ہے لیکن آریہ سماج کے لئے وہ وقت بہت ہی مبارک ہوگا۔ جب ان کا کوئی خیر اندیش ریفارمر بد زبانی اور بیجا حملوں سے روک کر صرف اُن کی مذہبی خوبیاں بیان کرنے پر انہیں قانع کر دے ورنہ یہ تو ایک مجرب بات ہے کہ جو مذہب اپنی ذاتی خوبیوں کے لحاظ سے تہی دست ہو اور جسکا سرمایہ سوائے بے معنی اور دل آزا نکتہ چینی کے کچھ نہ ہو۔ یقیناً اس کے لئے باد فنا گھات میں بیٹھی ہے جو ایک نہ ایک دن اس کا کام تمام کر دے گی۔

آخر میں یہ بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جلسہ مذکورہ کے دلخراش لکچر سے نہ صرف مسلمانوں کو صدمہ پہنچا ہے بلکہ ہندو کمیونٹی کے دیگر صلح جو فرقوں کے اکثر نیک نیت اصحاب بلکہ چند شریف طبع آریہ بھی اس کی طرف سے شاکی پائے گئے۔ حالانکہ آریہ لکچرار نے برہمو سناتن دہرمیوں سکھوں۔ وغیرہ کے مضامین یا عقاید کی ذرا بھی تردید نہیں کی جس سے شبہ ہوتا کہ شاید اب آریہ سماج ان فرقوں کے معتقدات سے کچھ اتفاق ہو چلا ہے۔ لیکن جب ہم آریہ گروہ کے گذشتہ لٹریچر پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ اتفاق مبنی بر نفاق ہے ورنہ ان سب فرقوں کی تردید میں آج تک

ہزار صفحے سیاہ نہ کئے جاتے اور نہ ان کے بزرگوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناکر ان کی دل آزاری کیجاتی بہرحال نتیجہ میں یہ ظاہر کرنا ضرور ہے کہ مد وہرم چرچا،، کو اگر واقعی دلچسپی و نتیجہ خیز بنانا منظور ہے تو آریہ ماجان، . . . . اس قسم کی دل آزاری کے طریق کو ترک کردیں اور اپنی اپنی مذہبی تعلیم کی خوبیاں بیان کرنے دیں۔

خاکسار ماسٹر ولی اللہ اسسٹنٹ ماسٹر دیال سنگھ ہائی سکول لاہور

واعظین کو وعظ اور ناصحین کو نصیحت۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر تو فرائض انسانی میں سے ایک فرض ہے جو ہر ایک شخص کے لئے علی قدر مراتب ضروری اور لازمی ہے اس معاملہ میں کلام مجید میں ازحد تاکید پائی جاتی ہے۔ ابتدائے آفرینش سے ہی وعظ ونصیحت کا سلسلہ جاری ہے۔ سب سے بڑا اور ناصح تو خود اللہ تعالےٰ جل جلالہ عم نوالہ ہی ہے جس نے اپنے نہایت ہی پیارے انسانوں رسولوں۔ نبیوں کی معرفت بذریعہ الہام ووحی ہمیشہ ہمیشہ اپنی مخلوقات کی دستگیری اور مشکلکشائی فرمائی۔ رسالت نبوت کا عہدہ ہی محض خیر خواہی خلایق کے لئے مقرر ہوا۔ قصص الانبیاءؑ پڑھنے اور سننے سے ایک دانشمند اور منصف مزاج آدمی کو بخوبی پتہ لگتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی فطرت ہی کچھ ایسی قسم کی بنائی گئی ہے کہ وہ خالق اور مخلوق میں گویا درمیانی واسطہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے وہ محبت اور پیار کہ والذین آمنوا اشد حبا للہ کے پورے مصداق اور مخلوق الٰہی کے ایسے خیر خواہ کہ ان کی بہبودی اور بھلائی میں کوئی دقیقہ بھی اٹھا نہیں رکھتے۔ لوگوں کیطرف سے ٹھٹھہ مخول تمسخر سے شروع ہوکر گالی گلوچ۔ بدزبانی۔ بدگوئی بلکہ ایذا رسانی تکلیف دہی تک نوبت پہنچتی ہے۔ حتیٰ کہ گھر بار مال جان تک اللہ تعالیٰ کی محبت اور مخلوق الٰہی کی خیر خواہی میں صرف کردینے تک سے دریغ نہیں کرتے یا یوں کہو کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو اس خوبی اور خوش اسلوبی سے ادا کرتے ہیں کہ ذرہ ذرہ سے صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کی آواز آنے لگ جاتی ہے۔ پہلی نبوتیں اور رسالتیں تو صرف بطور طوطیہ وتمہید کی تھیں۔ اور اب کی تعلیمیں بھی مختص القوم اور مختص الزمان ہی تھیں جنکا خلاصہ تھا۔ یاقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہٍ غیرہ۔ مگر ہماری سرکار جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر سب کے سب مراتب مناقب انسانی تکمیل کو پہنچ کر خاتمہ کی نوبت پہنچ گئی۔ اور حکم ہوا۔ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ علیکم جمیعا۔ انسانی کمال خواہ کسی قسم کا ہو ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں موجود ہوگا۔ اسی لئے تو فرمایا گیا۔ کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اب حضور والا کی مہر منیر براہ راست نبوت اور رسالت کا دروازہ بند ہوگیا۔ یہی معنے ہیں خاتم النبین کے۔ مگر الحمد اللہ والمنت کہ فنا فی الرسول ہوکر یا دوسرے لفظوں میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا متبع ہوکر اور آپ کے قدم بقدم چلکر۔ رویا۔ الہام۔ مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مستفیض ہوسکتا ہے۔ چنانچہ ہر صدی کے سر پر ایک نہ ایک مجدد۔ دین اسلام کی حفاظت واصلاح وتجدید کی ضرور آتا ہے جو آیت استخلاف کے مطابق سچا جانشین اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مانا جاتا ہے گویا بروزی رنگ میں خود جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ظہور ہوتا ہے۔ اب میں اصل مضمون کیطرف رجوع کرتا ہوں کہ وعظ وپند اصلی تو نبیوں اور رسولوں اور ان کے حقیقی جانشینوں ہی کا کام ہے یا جو لوگ ان کے پورے پورے پیرو اور تابعدار ہوں۔ جنہوں نے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ کا سبق اچھی طرح یاد کرلیا ہو۔ ان کا وعظ حالی ہوتا ہے۔ نہ صرف قالی۔ وہ تصنع اور بناوٹ سے کوسوں دور ہوتے ہیں ریاکاری سے سخت بیزار۔ وعظ سے پہلے ان اجری الا علیٰ رب العلمین کی آواز بلند کرتے ہیں نبض شناس طبیبوں کیطرح مرض تشخیص کرکے علاج شروع کرتے ہیں۔ ڈاکٹروں اور جراحوں کی طرح درشتی اور نرمی دونوں سے کام لیتے ہیں نہ کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت کا ڈر ہوتا ہے نہ کسی کی شاباش اور واہ واہ کا خیال۔ یہ نہیں کہ آجکل کے واعظین کیطرح اس روحانی اور اصلی کام کو نفسانی اور نقلی بناکر اپنا الو سیدھا کرتے پھریں۔ جہاں گئے وہاں کے لوگوں کے خیالات ومعتقدات کو مدنظر رکھتے ہوئے سریلی اور رسیلی آواز سے لگے زمین وآسمان کے قلابے ملانے۔ نہ توحید نہ رسالت نہ امامت نہ قیامت نہ عمل صالح کی ترغیب نہ اعمال بد سے ترہیب نہ اخلاص وریا میں فرق نہ سنت وبدعت میں تمیز نہ عبادت کی عملت غائی نہ گناہ اور نافرمانی کی فلاسفی نہ تقویٰ و طہارت کے فائدے نہ فسق وفجور کے نقصان۔ غرض کوئی کام کی بات تو چھیڑی تک نہیں۔ مگر مجلس وعظ کو ایسا گرمایا کہ کبھی ہنسایا کبھی رلایا۔ مسایل ایسے ایجاد بندہ اور خود تراشیدہ کہ سوال از آسمان جواب از ریسمان نہ سر نہ پیر۔ عجائبات کا مجموعہ نادرات کا ذخیرہ۔ نہ آنکھوں نے دیکھے نہ کانوں نے سنے کبھی کسی مخالف فرقہ پر نوک جھونک کبھی کسی فریق مقابل پر اشارے کنارے نہیں نہیں کھلم کھلا پھبتیاں اور دل لگیاں۔ اور دل کھول کر اور جی بھرکر دوسروں پر بہتان بندیاں۔ مجلس اور اہل مجلس کو لوٹ لوٹ ہی تو کردیا۔ سامعین بھی جیسی روح ویسے ہی فرشتے عقل کے اندھے گانٹھ کے پورے۔ چاروں طرف سے مرحبا جزاک اللہ کے ساتھ ساتھ ہی لگے روپے پیسے اور کپڑے پھینکنے۔ آج ایک محلہ کی مسجد میں تو کل دوسرے محلہ کے کسی رئیس کے مکان کی چھت پر۔ غرض شہر شہر۔ گاؤں گاؤں۔ محلہ محلہ۔ گھر گھر واعظ ہوا۔ کسیکو معلوم تک نہ ہوا کہ پیدا کس لئے ہوئے ہیں اور ہمارے فرائض منصبی کیا کیا ہیں۔ عقائد صحیحہ اور اعمال صالح کس چیز کا نام ہے۔

(باقی آئندہ)

اخبار الحکم کی ہفتہ میں دوبار اشاعت کا فیصلہ

جیساکہ گذشتہ اشاعتوں میں لکھاجاتارہا ہی ناظرین الحکم سے اس سوال کے متعلق استصواب کیاگیا تھا۔ مَیں بڑی خوشی سی ظاہر کرتاہوں کہ ایک بھی کارڈ اسکی خلاف دفتر اخبار الحکم میں نہیں پُہنچا۔ اس بناپر یہ قطعی فیصلہ ہوجانا چاہئے تھاکہ الحکم کو مستقل طورپر ہفتہ میں دوبار کردیا جاتا۔ کیونکہ ناظرین الحکم بخوشی خاطر مزید اخراجات کو برداشت کرنے پرآمادہ ہیں۔ تاہم مَیں نے مناسب سمجھاہے کہ فی الحال امتحاناً تین ماہ کے لئے الحکم کو ہفتہ میں دوبار کردوں اور اگراس عرصہ میں اسکی خدمات پسندیدہ ہوئیں اور عملی طورپر اس کی قدر کی گئی جس کی خدا کے فضل سے مجھے سرپرستان الحکم سے توقع ہے توپھر یہ اجرا مستقل کردیاجائے گا (انشاءاللہ العزیز) ورنہ نہیں اگرچہ یہ آزمایشی صورت انوکھی اور نرالی نظر آئیگی مگرمَیں اس میں کوئی قباحت نہیں دیکھتا اس لحاظ سی آیندہ الحکم جوجنوری ۱۹۰۸ءسی شائع ہوگا اگراس اشاعت کاموقعہ میری زندگی میں آیاتواس کی اشاعت کی تاریخیں حسب ذیل ہوں گی

۲ - ۶ - ۱۰ - ۱۴ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۶ - ۳۰

اورہردواشاعتوں کے مضامین کی ترتیب مناسب اورمعقول ترمیم اوراضافہ کے ساتھ ہوگی اوراخبارکو اُس رنگ پر لیجانیکی سعی کیجاویگی جوا سکی اشاعت کا دائرہ وسیع ہوسکے یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے وابستہ ہیں اسی پر بھروسہ ہےاوروہی کارساز ہے۔ آخرمیں مجھو اپنے ناظرین سی پھر یہ عرض کرناہے کہ آپ لوگ کوشش کریں کہ اس کاحلقہ اشاعت وسیع ہو۔ اوراس طرح پر اس سی فایدہ اُٹھانے والوں کی تعداد میں معقول اضافہ ہو۔

یعقوب علی ایڈیٹر ومالک الحکم

آریوں کا سفید جھوٹ

آجکل اخبارات میں یہ خبر گشت کررہی ہے کہ ضلع اٹاوہ کے چند راجپوت خاندان جو دوسو برس سے مسلمان ہوگئے تھے پھر بمقام آگرہ شدھ کرلئے گئے۔ وہ معدودے چند مسلمان جوآریہ حضرات کی چالاکیوں اور غلط بیانی میں جسارت کرنے کی عادت سے آگاہ ہیں اُن کے علاوہ باقی سب اہل اسلام اس خبرکو لفظ بلفظ سچا مان کر اظہار افسوس کررہے ہیں اگر حقیقت پرسے پردہ اُٹھادیاجائے اور اصل حالات بتلائے جائیں تواُن کو معلوم ہوجائیگا کہ یہ خبربھی آریہ غلط بیانی کے رنگ سے رنگی ہوئی ہے جن لوگوں کوگذشتہ سال متواتر اخبار راجپوت گزٹ لاہور۔ یا اخبار مسافر آگرہ کو دیکھتے رہنے کا اتفاق ہواہے اُنہیں خوب معلوم ہے کہ مذکورہ بالا راجپوتوں کے شدھ کرنے کی تجویز ایک عرصہ سے زیر بحث تھی۔ راجپوت گزٹ کے ان مسلسل آرٹیکلوں سے جوراجپوتوں کواس بات پرآمادہ کرنے کے لئے لکھے گئے تھے کہ وہ اپنے بھائیوں کو اپنے ساتھ ملانے پر رضامند ہوں۔ پتہ چلتاہے۔ کہ یہ لوگ جواس وقت شدھ کئے گئے ہیں۔ مذہباً مسلمان نہ تھے بلکہ شاہان اسلام کے زمانہ میں ان لوگوں نے اپنی جبلی اخلاقی کمزوری کے باعث طمع زر سے یاکسی اور مصلحت سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی اوراس کے لئے اُنھوں نے سوائے اس کے کہ گوشت کھانا شروع کردیا اورکوئی بات ہندو مذہب کے برخلاف نہ کی۔ اگرچہ اس زمانہ میں تواکثر ہندو لوگ علانیہ گوشت کھاتے ہیں۔ مگر قدیم زمانہ میں ان لوگوں کواس نعمت خدا سے بہت نفرت تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ دیگر راجپوتوں نے ان گوشت خور راجپوتوں کو ذات بدر کردیا اور انہیں مسلمان کہنے لگے۔ ظاہر ہے کہ صرف گوشت کھانے سے کوئی شخص مسلمان نہیں بن سکتا۔ جب تک کہ خدا کی وحدانیت آنحضرت صلعم کی رسالت قیامت اور ملایک وغیرہ پرایمان نہ لائے کوئی شخص یہ دعوےٰ نہیں کرسکتا کہ مَیں مسلمان ہوں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ان راجپوتوں کو صرف گوشت خوری سے مسلمان تسلیم کیاجائے۔

پیارے مسلمانو! خبردار ہوکہ یہ آریہ لوگوں کی محض افترا پردازی ہے جوآپ کو اسلام کی کمزوری دکھانے کے لئے ایسی غلط خبریں مشہور کرتے ہیں ورنہ خیال رہے

کہ وہ شخص جو ایک دفعہ اسلام کے سیدھے سادے موافق فطرت اصولوں کو سمجھ چکا ہے۔ کبھی ایسا بے وقوف نہیں ہو سکتا کہ نیوگ سے مخرب اخلاق اور نتائج سے لاتعلق اور قانون قدرت کے برخلاف مسایل پر آسنا و صدقنا کہنے کو تیار ہو جاوے۔

گذشتہ سال جب ایک دفعہ انہی راجپوتوں کے مسلمان کرنے کی تجویز کے متعلق اخبار مسافر آگرہ نے ایک نوٹ بعنوان "عظیم الشان شدھی اور آریہ توجہ کریں" شایع کیا تھا تو ہم نے اس کے جواب میں اخبار ضیاء الاسلام امرتسر مطبوعہ ۔ جلد ۲ میں ایک طویل مضمون شایع کروایا تھا جس میں ہم نے راجپوت گوت کے مختلف مستند کتب کے حوالجات سے یہ ثابت کر دیا تھا کہ یہ راجپوت جن کے شدھ کرنے کی تجویز ہے مذہباً مسلمان نہیں بلکہ صرف ہندو لوگ انہیں طنزاً مسلمان کہتے ہیں۔ اور یہ آریہ مت کی اخلاقی تعلیم کا اثر ہے۔ آریہ مہاشے ان کو مسلمان بنا کر علانیہ جھوٹ بولتے ہوئے بھی نہیں شرماتے۔ ہمارے اس مضمون کے جواب میں اخبار مسافر آگرہ نے پھر ایک تین مضموں کا طول و طویل مضمون "شدھی عظیم الشان اور مسلمان پریشان" یا انہی کے مترادف الفاظ تھے کے عنوان سے شایع کیا تھا جس کے جواب میں ہم نے پھر اخبار ضیاء الاسلام میں ایک مضمون "عظیم شدھی اور مسافر کا اپنی غلطی پر بے جا اصرار" چھپوایا تھا جن لوگوں نے مذکورہ بالا آرٹیکلوں کو پڑھا ہے وہ بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ آیا آریہ حضرات نے اس خبر کے مشہور کرنے میں صداقت سے کام لیا ہے یا شرمناک غلط بیانی سے ہم اپنے بیان کی تائید میں اس سے بڑھکر اور کیا واضح ثبوت پیش نہیں کر سکتے کہ جن راجپوتوں کے شدھ ہونے کی خبر ہے ان کی عادات و رسومات بالکل ہندوانہ تھیں ان میں کوئی بات ایسی نہ پائی جاتی تھی جو انہیں عام ہندوؤں سے علیحدہ کرکے مسلمانوں میں شامل کرتی ہو۔ حتے کہ ان کے نام بھی اسلامی نام نہ تھے۔ بلکہ بالکل ایسے ہی تھے جیسے اہل ہنود کے اکثر ہوتے ہیں اگر وہ آریہ حضرات جو یہ ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ مذکورہ بالا راجپوت صاحبان پہلے اسلام مذہب رکھتے تھے ان راجپوتوں کی کم از کم ایک بھی ایسی عادت۔ رسم یا روش پیش کردیں جس سے ان کے مسلمان ہونے کا ثبوت ہو سکے تو ہم مانیں کہ واقعی وہ اپنے چیلے کچھ نہ کچھ سچائی کا پاس رکھتے ہیں اور اگر وہ یہ نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو ہم اعلان کئے دیتے ہیں کہ جس مذہب کے عام پیرووں کو چھوڑ کر پیشواؤں میں بھی ایسی صریح دروغگوئی کی جرأت موجود ہے۔ وہ مذہب کبھی بھی مذہب حق نہیں ہو سکتا کیونکہ خداوند کریم خالق کون و مکان جسے دنیا میں امور رکھنا پسند ہے وہ کبھی بھی اپنے بندوں کو ایسی بداخلاقی کی تعلیم نہیں دے سکتا۔ (الراقم اخفر ہوشیار پور علی)

ایک سرکاری اطلاع

ایک سرکاری اطلاع بدیں مضمون شائع ہوئی ہے اور ہمارے پاس بھیجی گئی ہے کہ ۱۳ نومبر کو جلالپور جٹاں ضلع گجرات (پنجاب) میں کئی اشخاص کو طاعونی ٹیکہ لگایا گیا تھا۔ ٹیکہ کا لگانے والا پبلک میڈیکل افسر گجرات تھا۔ ۱۵ نومبر کو ان میں سے ایک لڑکا مسمی محمد شفیع بیمار پڑ گیا۔ مرض تشخیص کیا گیا تو تشنج نکلا۔ ۱۸ تاریخ کو اسے شفاخانہ میں داخل کرا دیا گیا۔ دو یورپین ڈاکٹروں نے اس کا علاج کیا۔ مگر وہ جانبر نہ ہو سکا اور ۲۱ تاریخ کو اس نے داعی اجل کو لبیک کہدیا۔ ٹیکہ لگانے کے وقت اوزاروں کے صاف کرنے کے متعلق جس قدر احتیاطیں تھیں سب برتی گئی تھیں۔ مزید برآں ٹیکہ لگے ہوئے مقام کی سوزش کا نہ ہونا۔ اور ٹیکہ لگنے و علامات مرض ظاہر ہونے کے درمیان قلیل ہی عرصہ کا گذرنا اس خیال کی تردید کے لئے زبردست ثبوت ہیں کہ ٹیکہ اس مرض کا باعث نہیں ہوا۔ چھ اور بھی اشخاص کو اسی شیشی سے ٹیکہ لگایا گیا تھا۔ لیکن وہ سب کے سب اب تک اچھے خاصے ہیں۔ لڑکے کی مرض کا باعث غالباً وہ چوٹ ہے جو اسے کرکٹ کھیلتے وقت چند روز قبل لگ گئی تھی۔ اگرچہ اس کی موت کا باعث طاعونی ٹیکہ ہرگز نہیں تاہم واقعات پر نظر کرکے گورنمنٹ نے اس کی ماں کی درخواست کو منظور فرما کر غمزدہ ماں پر ترس کھایا ہے۔ اور اسے کچھ رقم عطا فرمائی ہے۔ حضور لفٹنٹ گورنر نے ذاتی طور پر بھی اس کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار کیا ہے ٹیکہ کا کام گجرات کے ضلع میں عارضی طور پر بند ہوگیا تھا۔ مگر اب پھر جاری ہے۔

سالانہ جلسے کے متعلق اطلاع

۱۔ مہمانوں کے لئے چارپائیوں کا کوئی انتظام نہیں ہوگا۔ بعض خاص اور اشد ضروری حالات کے ماتحت اگر کوئی استثنائی صورت ہو تو قابل اعتراض نہ ہوگی عام طور پر فرش پر سونے کا انشاء اللہ معقول انتظام ہوگا۔

۲۔ مہمانوں کو ان کی فرودگاہ بتلانے کے لئے منشی اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی مامور ہونگے جو ان کو مدرسہ کے بڑے دروازے پر ملینگے۔ حتی الوسع ضلعوار جماعتوں کو اتارنے کا انتظام کیا جاویگا۔ اور ہر جماعت کے ڈیرہ کے لئے عام ضروریات مہیا کرنے کیلئے والنٹیر لگینگے۔ جو اطلاع ہونے پر فوراً انتظام کرینگے اس لئے اپنی ضروریات کے لئے والنٹیر مقررہ کو اطلاع دینی ہوگی۔

۳۔ ہر آنے والی جماعت اپنی جماعت سے ایک شخص کو اپنا امیر مقرر کرلے وہ اپنے رفقاء کی ضروریات اور آسایش کے متعلق مقرر شدہ والنٹیر کو اطلاع دیتا رہے گا اس طرح پر وہ جماعت گویا خود ذمہ دار ہوگی۔ اور اسے تکلیف بھی نہ ہوگی۔

۴۔ ہر ضلع کی جماعت ہر پندرہ آدمیوں پر ایک کارکن آدمی جو مضبوط اور جفاکش ہو قادیان کی خادم جماعت کو کام کرنے کے لئے دیگی۔

۵۔ جن مکانوں میں احباب فروکش ہونگے ان میں جو ضروری اشیاء ان کی تحویل میں خادمان قادیان کی طرف سے دی جائینگی۔ وہ ان کی احتیاط اور حفاظت کے لئے ذمہ دار ہونگے۔

۶۔ مہمانوں کو کھانا کھانیکے لئے ان اوقات مقررہ کی پابندی لازمی ہوگی جو پہلے سے ان کو بتا دئیے جاویں گے۔ اگرچہ بعض احباب اپنے مقررہ اوقات پر کھانے کے عادی ہوتے ہیں لیکن امید ہے وہ اتنے بڑے مجمع کے انتظام کو قائم رکھنے کی خاطر اور ضابطہ اور قواعد کی پابندی کے خیال سے ان باتوں کا لحاظ رکھینگے۔ تاہم خادمان قادیان بھی ایسے امور کا پورا لحاظ کریں گے جو کسی اشد بے ضابطگی کے بدوں اپنے احباب کی آسایش اور آرام کا موجب ہوں۔

فی الحال یہ علم باتیں بطور لکھدی ہیں بعض ضروری امور اور ہدایت ضرورتاً یہاں پہنچ جانے پر بھی دی جا سکیں گی۔

یعقوب علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

آج ۱۶ دسمبر ۱۹۰۷ء تک رعایتی کرایہ کا فیصلہ نہیں ہوا آج تار دیا گیا ہے امید ہے کوئی فیصلہ ہو سکے۔

الہامات اگلے ہفتہ میں درج ہوں گے — ایڈیٹر

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱۰ر - آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت ازبام کردیا ہے خصوصیت کے ساتھ جوابدیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ر - سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ر - نور القرآن حصہ دوم - عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ر - فیصلہ آسمانی - قیمت ۴ر -

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات - تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (عہ) ۴ر سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر حصہ دوم ۴ر - حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲ر - برہان الحق قیمت ۳ر محامد المسیح قیمت ۱ر خطبات کریمیہ قیمت ۴ر - تفسیر سورہ نبت قیمت ۱ر - نمونہ قرآن مجید - ۳ر

نمبر ۴۶ قادیان دارالامان مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۲۶ ذیقعد ۱۳۲۵ھ جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات

کچھ دنون سے متواتر لنگر خانہ کی ضروریات کیطرف قوم کو توجہ دلا رہا ہون اس تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ احباب مین بیداری کی حس پیدا ہوئی ہے چنانچہ سیالکوٹ کی جماعت نے ایکہزار روپیہ یکمشت چندہ جمع کرنیکی تجویز کی ہے۔ اور نصف کے قریب وہ بھیج چکی ہے۔ ایسا ہی گجرات سے ماسٹر ہدایت اللہ صاحب نے مجھے لکھا ہے کہ وہان کی جماعت بھی ضروریات لنگر خانہ کیلئے یکمشت چندہ کر رہی ہے اسیطرح مین یقین کرتا ہون کہ بعض دوسرے مقامات پر بھی یہ تحریک کم و بیش اپنا اثر کر رہی ہے۔ سالانہ جلسہ اب بالکل قریب ہے۔

اور یہ نمبر انشاء اللہ اس وقت شایع ہوگا جبکہ بہت سے بھائی اپنے گھرون سے دارالامان کے ارادہ سے نکل کھڑے ہونگے وہ کچھ مکانات جنکا مین ذکر کرتا رہا ہون قریبا تیار ہو گئے ہیں۔

اب بار بار اس امر کے ذکر کرنیکی حاجت نہیں معلوم ہوتی کہ قحط سالی کیوجہ سے جبکہ ۸ سیر روپیہ کی گندم بمشکل بک رہی ہے لنگر خانہ کے اخراجات تین ہزار روپیہ سے متجاوز ہو گئے ہیں ایسا ہی مہمانونکی دیگر ضروریات بڑہ رہی ہیں کیونکہ آنیوالے لوگونکی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ بار بار یاتون من کل فج عمیق کی وحی بتا رہی ہے کہ فوج در فوج لوگ آنیوالے ہیں اور اس قریب زمانہ میں اس وحی کا کثرت سے ہونا دلالت کرتا ہے کہ وہ دن قریب ہے اگرچہ اسکے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کو بشارت دی ہوئی ہے یاتیک من کل فج عمیق مگر وہ مبارک ہونگے وہ لوگ جنکے اموال ایسے کامون مین صرف ہون جو خدا تعالیٰ کے **مسیح موعود** کے اپنے ہاتھ سے سر انجام پاتے ہیں پس اس وقت ضرورت ہے کہ یکمشت رقوم بھیجی جاوین اور ماہواری چندونکا باقاعدہ التزام ہو لنگر خانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام آنا چاہیے آخر مین پھر یاد دلاتا ہون کہ قحط سالی کیوجہ سے ماہواری اخراجات بہت بڑھ گئے ہین اور دو چند سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔

واعظین کو وعظ اور ناصحین کو نصیحت

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

ایمان باللہ و ایمان بالملائکہ و ایمان بالکتب و ایمان بالرسول و ایمان بالقیامہ وغیرہ وغیرہ سے مطلب پورا مراد ہی کیا ہے۔ نہ ہاتھ پاؤن کی زیادتیاں اور گنہگاریاں تبلائی گئی - نہ آنکھ - کان اور زبان کی خطاکاریاں جتلائی گئیں۔ سامعین اہل مجلس کو ندامت اور شرمندگی اور گریبان میں منہ ڈالنا تو درکنار - الٹا خوشامدی وعظ نے اور بھی شوخ اور متکبر اور زبان بنا دیا کہان وہ مامورین من اللہ اور ان کے سچے تبعین کی بے لاگ - جگری اور اصلی وعظ و نصیحت اور کہان یہ مبتدعین خوش الحان کی محض مردہ اور خشک سمع خراشی پر از فضیحت اور ان کے حاشیہ نشین مولو خوان جو طبلہ اور سارنگی کے ساتھ نعت خوانی کر کے لوگون کو رقص اور وجد میں لاتے ہیں جن لوگون نے عرسون اور میلون کے موقون پر خانقاہون اور درگاہون پر جاکر دیکھا ہو گا - وہ بخوبی جانتے اور مانتے ہیں کہ اس قوالی اور مولو خوانی نے بڑے بڑے واعظون - مولویون - پیرزادون کی زبان پر گویا مہر لگادی ہے حتی کہ پیر و مرشد روشن ضمیر سجادہ نشین رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی سر جھکائے خاموش بیٹھے ہیں۔ اشاعت دین اور تائید اسلام اور پیغام الہی یعنی قرآن مجید کے مضامین بیان کرنیکے یا تو وہ مجاز نہیں یا اس سے دلچسپی اور مناسبت نہیں رکھتے یا کسر شان سمجھتے ہیں۔ ایک اور اُن کے ہمسائے محرم شریف کے ہیرو - کتاب خوان - مرثیہ خوان سوزخوان وغیرہ وغیرہ دو دو تین تین ملکر کیسا سمان باندھتے ہیں کہ حد ہی تو کر دیتے ہیں - نظم و اشعار - مجرے - سلام - مرثیے - وقت وقت کے راگون یعنی جوگ بہاگ - سورٹھ - کونسیہ - کاندہرا - رام کلی - بھیرون جنگلہ - سندہڑا - پیلو وغیرہ وغیرہ میں موقع بموقع ایسا ادا کرتے ہیں کہ بڑے بڑے گوئیے بھی کان پکڑتے ہیں - عوام الناس بلکہ خواص بھی ایسی ایسی مجلسون اور محفلون (لِلتَّدَوُّبِی) زبان سے بھی ان کو متنبہ کرنا چاہیئے تو فوراً ہی ناک منہ چڑھا کر - نیچری یا وہابی یا مرزائی بلکہ کافر کا بڑکتا ہوا لقب دیتے ہوئے نیچے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑجاتے ہیں - قرآن مجید بھی صرف رسم کے طور پر پڑھا پڑھایا جاتا ہے - مرے ہوؤن کے چوتھے - چالیسوین اور تیسرے دن قل کی رسم اور اکثر کے موقع پر ختم کیا جاتا ہے - یا بیماری اور تنگی کے موقعون پر ختم سے برکت اور آسانی حاصل کیجاتی ہے بعض لوگ ہر روز منزل بھی پڑھتے ہیں - خوبصورت اور قیمتی کپڑون کی جولیان اور غلاف اپر چڑھاتے ہیں رمضان میں تراویحون میں بھی اکثر سنایا جاتا ہے مگر یہ ساری محبت اور دلچسپی اوراق اور حروف ہی تک محدود اور مقید ہے - معانی و مطالب - معارف - و حقایق سے کچھ واسطہ ہی نہین - بڑے بڑے قرآن خوانون اور ورد و وظائف کے دلدادون اور پابندون کو شادی - غمی - ختنہ - وغیرہ وغیرہ کے موقعون پر دیکھا گیا ہے کہ جس جگہ ہر روز بلاناغہ قرآن مجید کی تلاوت کیجاتی تھی - اسی جگہ پر شیطانی مجلس آراستہ کر کے بہت کچھ روسیاہی حاصل کی ہے - کوئی شخص حکام کے حکم کو خوش آوازی سے ہر روز پڑھے اور سنے اور سنائے مگر عمل نہ کرے - تو اس ملازم کا کیا حشر ہو گا - یہی حال ہم لوگون کا ہے جو صرف حروف ہی کے بار بار دہرانے کو عبادت سمجھتے ہیں اور بس - الغرض وعظ و پند کی کایا ہی پلٹ گئی ہے - ان ساری باتون کو دیکھتے دیکھتے اور غور کرتے کرتے بعض وقت بے اختیار رونا آجاتا ہے کہ الٰہی یہ کیسا اندھیر ہو گیا ہے - کیا تھا اور کیا ہو گیا - مگر اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ احسان اور کروڑ کروڑ شکر کہ اسی نے چودہوین صدی کا مجدد مسیح موعود مہدی مسعود ملہم و مامور من اللہ خلق خدا کی اصلاح کے لئے - فنا فی الرسول اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم انہی کے لباس سے ملبس اور انہی کے اخلاق سے متخلق کر کے دنیا میں بھیجا گویا دوبارہ خود جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تشریف لے آئے ہیں - عیسیٰ پرستی کا فتنہ چونکہ سب سے بڑھ چڑھ کر ہے اسکی اصلاح کی مناسبت سے تو مسیح موعود اور اندرونی فسادون اور جھگڑون کے دور کرنیکے لحاظ سے محمد مہدی کے نام سے پکارا اور یاد کیا گیا ہے - اب میں نہایت ادب سے دست بستہ محض خدا کے لئے خیر خواہانہ جمیع بزرگان ہر فرقہ و جملہ معززین - علما - فضلا - سجادہ نشین - واعظین - مولو خوان - مرثیہ خوان - پیر و فقیر اور ان کے ماننے والون کی خدمت میں عرض کرتا ہون کہ کیا واقعی طور پر یہ ساری خرابیان فرقہ ہائے اسلام میں نہیں ہیں جو بیان کی گئی ہیں - اگر ہیں اور ضرور ہیں تو اب حقیقی اور اصلی مصلح اور وعظ کی واعظ و نصیحت پر کان نہیں دہرنا چاہیئے؟ خدا کے لئے ساری کدورتیں اور بیجا رنجشین اور نفسانیتین - اور تعصب اور بدظنیان - بدگمانیان - دل سے نکال کر ٹھنڈے دل سے قبر و قیامت کو پیش نظر رکھکر موت کو سر پہ تصور کر کے سوچیں اور اچھی طرح سوچیں کہ منہاج نبوت اور معیار رسالت سے اگر اس شخص کو پرکھا جاوے تو اسکی لائف یعنی سوانح ایک بے داغ بے لاگ پاک دل اور نیک نہاد لوگون کیطرح - دوست و دشمن - اپنے بیگانے کی زبانی ثابت نہیں ہوتی؟ اسکی تعلیم میں حقانی اور روحانی چمک دمک نہیں پائی جاتی؟ اس کی کلام میں روحانیت اور اطمینان نہیں پایا جاتا؟ اللہ تعالےٰ کا جلال اور جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ظاہر کرنے کے لئے اس میں تڑپ اور جوش نہیں پایا جاتا؟ غیر قومون کے مقابلہ میں دینی اسلام کا بول بالا کرنیکی خاطر ہر وقت سینہ سپر نہیں رہتا؟ آریون - برہموئن - سکھون - عیسائیون - اور اسلام کے بگڑے ہوئے فرقون میں اس نے ہلچل نہیں ڈالدی! کیا یہ شخص پچیس تیس سال سے ڈنکہ کی چوٹ نہیں کہہ رہا کہ اسلام جیسا زندہ مذہب اور قرآن مجید جیسی زندہ کتاب اور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا زندہ رسول کوئی نہیں اور مقابلے کے لئے تحریر سے تقریر سے مال سے جان سے بہمہ وجوہ تیار ہے بلکہ اپنی طرف سے سب کچھ قربان ہی کر چکا ہوا ہے - رویا صادقہ - کشف - الہام - وحی - وغیرہ فیوض سے مستفیض نہیں؟ اس کی صدہا پیشگوئیان پوری نہیں ہوئیں! اللہ تعالےٰ کیطرف سے نشان پر نشان اور تائید پر تائید اور نصرت پر نصرت اس کو عطا نہیں ہوئی؟ جہان بھر کے زیرک - ذکی - ذہین - فہیم - ہر فرقہ اور ہر مذہب و ملت سے فوج فوج اور گروہ گروہ اس کے خادمون اور مریدون میں شامل نہیں ہوئے؟ اور شامل ہوتے ہی زبان سے قلم

مسئلہ سود پر مولانا نذیر احمد خانصاحب ایل ایل ڈی کی خدمت میں ایک نیاز نامہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

اگر مسلمان حضرت جابر رضی کی بیان کی ہوئی حدیث کا خیال رکھتے یا ہمارے دین کے معاملہ فہم اسکی جیسی اشاعت کرنے کا حق تہا ادا سمجھانے کا حق تہا۔ حق ادا کرتے تو امید نہیں کہ ہم کو یہ ذلت کچھ نا پہنچتا۔ اور ان کی بہت سی جائدادیں جو فضول خرچی عیاشی وغیرہ کے باعث بنئے مہاجنوں کے ہاتھوں چلی گئی ہیں نہ جاتیں۔ اور نہ یہ روز بد ہمکو دیکھنا پڑتا۔ مگر آہ۔ صد آہ!! کہ بجائے اس رسم بد روکنے کے ہمارے دین کے علماؤں کے دماغوں میں یہ خبط سما گیا ہے۔ کہ سود کے نہ لینے سے ہی مسلمانوں کو ادبار اور افلاس و نکبت کا منہ دیکھنا پڑا۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ اگر بالفرض ہی سود کے نہ لینے سے ہی یہ حالت ہوئی ہوتی تو کیا اس کے اثر سے صحابہ کرام رض کو حصہ لینا ضروری نہ تہا اور ضرور تہا مگر سوچے کون اور سمجھائے کون؟ یہاں تو یہ حالت ہے کہ جابر رض نے بڑا کہا اور بہت برا کہا جو سود لینے والے اور دینے والے اور سود کی دستاویز لکھنے والے اور گواہوں وغیرہ کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا۔ کیا یہ خوش فہمی داد دینے کے قابل نہیں؟ مگر اے ہمارے جابر رض! تیرے پر ہزار رحمتیں ہوں خدا تجھکو جنت کی سلسبیل کا پانی پلاوے اور خدا کی رحمت کی بے حساب تجھپر بارشیں ہوں۔ اور پانی میں مغفرت کے تو ہمیشہ نہاتے رہے اور تجھ کو خدا ہمیشہ سے بڑا اعلیٰ مقام دے کہ تو نے حق بات کہی اور صداقت [illegible] تو نے حضرت رسول اللہ [illegible] جو کچھ جہان کے سردار محبوب رب [illegible] ہوئے کلمے سنے تھے۔ اسکا [illegible] کیا جس کے نتیجے [illegible] تو آج ہم نے دیکھ لیا نہ صرف ہم نے بلکہ جس نے زمانے کے نشیب و فراز پر نظر کی دوربین لگا کر دیکھا وے اس کے قائل ہو گئے یعنی ان کو اس کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا کہ جس نے تیرے اعلان کی پیروی کی وہ ادبار اور نکبت سے بچ گیا۔ اور جس نے تیرے اعلان کو نظر حقارت سے دیکھا اور اس پر عمل درآمد کرنے سے اغماض کیا اور سود کی روپیہ لئے ان کا ایسا خانہ خراب ہوا کہ خدا کسی دشمن کا نہ کرے۔ مگر اے میرے پیارے!! اے میرے محبوب!! اگرچہ زمانے سے جہاں اور بہت سی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں وہاں تیرے پر شکستہ چینی کرنے والے اور تیرے اعلان کی بے قدری کرنے والے بھی اسلام میں بہت پیدا ہو گئے ہیں۔ مگر میری روح تیری قدر کرتی ہے اور حق کی قدر کرتی ہے تو نے ہمدردی کا حق ادا کر دیا۔ تو نے پوری غمخواری کی تو نے لوگوں کے مالوں اور عزتوں کے بچانے کا پورا انتظام جمع کیا جس سے بہتوں کو فائدہ پہنچا اللہ تعالیٰ تجھکو اس خیر کا اجر کثیر دے اور ہمکو تیرے اعلان کی تائید اور اسپر عمل کرنے کی توفیق رفیق نصیب کرے آمین ثم آمین۔

ہم تو جہاں سوچتے ہیں اور تجربہ صحیحہ کی شہادت طلب کر کے غور و خوض سے کام لیتے ہیں مسلمانوں کے ادبار اور نحوست اور تباہی کا ذریعہ اسی رسم بد کو پاتے ہیں اگر مسلمان اپنے دین کی ہدایت پر عمل کرتے تو کاہے کو ان خرابیوں کا شکار ہوتے مگر مشکل تو یہ پڑ گئی کہ ایک طرف تو سود دینے والے موجود تھے۔ دوسری طرف مذہبی احکام نظر انداز کئے گئے نتیجہ یہ نکلا کہ سودی قرضے لے کر فضول خرچی عیاشی کی گرم بازاری ہوئی مگر بقول آنکہ ع۔ نتیجہ فعل بد کا فعل بد ہے۔ بالآخر افلاس اور نکبت نے اپنی بھیانک شکل دکھلائی اور جو کچھ ماں باپ یا خویش اقارب سے ترکہ میں ملا تہا۔ نقد ہی تو عیاشی اور فضول خرچی میں اڑا دی باقی رہی جائداد اس کو سودی روپیہ پر گروی رکھکر بال بال سودی قرضے میں بندہ گیا جسکا بالآخر نتیجہ یہ نکلا کہ بزرگوں کا تمام اندوختہ بنئے مہاجنوں کے باپ دادوں کی جاگیر ہو گیا۔

ہمارے تو خیال ہی میں اور سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ اسلام نے صرف ایک ہی پہلو پر زور دیا ہو۔ یعنی اس امر پر کہ مسلمان کچھ روپیہ ہی جمع کرنے کے وسائل بہم پہنچانے چاہیئے خواہ وہ دوسرے کے تباہی اور ہلاکت کا ذریعہ کیوں نہ ہوں۔ اسلام کا منشاء تو جہاں تک غور کیا جاتا ہے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تدبیر کی جاوے کہ جس سے روپیہ بنتا سوا رہے نہ تو کوئی ایسا ہو جاوے کہ تمام غریب اور متوسط درجہ کے غربا کی تمام کی تمام جائدادیں اس کے قبضے میں آجاویں اور وے اس کے قرضے سے بال بال بندہ جاویں اور نہ بالکل مفلس قلاش ہو جاوے اور سب کو کھو دیوے یہی وجہ ہے کہ اوسنے کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ جیسی پاک تعلیم دیکر ہمکو ایسی حرکات سے بچانے کا ذریعہ بتایا جو کہ مفلسی اور تنگدستی کا ذریعہ ہے اور امیروں اور صاحب جائداد صاحب وسعت اصحاب کو زکواۃ دینے کا حکم دیا اور غریبوں یتیموں اور مسکینوں کی پرورش کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور [illegible] کرنے کا حکم دیا اور دوسرے طرف [illegible] کی بے ثباتی [illegible] ظاہر کیا کہ یہ تمام چیزیں چند روزہ فانی ہیں اس لئے ان سے وہ کام لو کہ جس کے لئے دراصل یہ چیزیں ہیں مثلاً اگر ایک آدمی کو مال و دولت کثرت سے خدائے تعالیٰ نے عطا کی ہے تو وہ محض اس لئے نہیں ہے کہ مزے کرے اور گل چھرے اڑائے یا چور نگ بن جاوے اور کسی اپنے بنی نوع کو خاطر میں نہ لاوے بلکہ رات دن اسی فکر میں منہمک رہے کہ کسی طرح یہ روپیہ بڑھے اور ترقی کرے نہیں نہیں! بلکہ یہ اس کی ایک آزمایش کا ذریعہ ہے جس سے اسپر بہت سے حقوق واجب ہو جاتے ہیں یعنی اس روپیہ اور شے سے وہ کام لینا جس کے لئے وہ عطا کیا گیا ہے یعنی حق بحقدار رسانیدن پر عمل درآمد کرنا۔ اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام رض اگر دولت اکٹھی کرنی چاہتے تو بہت کچھ اکٹھی کر سکتے تھے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن نے جو دنیا کی بے ثباتی کے نقشے کھینچے تو اسکا ان وجودوں پر ان مبارک وجودوں پر وہ اثر پڑا کہ جسکا ایک نمونہ جناب آدم ثانی حضرت مولانا سیدالاسلام ابوبکر صدیق علیہ الصلواۃ والسلام کی مبارک لائف کا ایک زرین ورق ہے کہ تمام اندوختہ کو راہ خدا میں خرچ کر دیا اور صرف ایک کمبل رکھ لیا

گر نتیجہ جانتے ہو کیا ہوا ؟ کیا اس سے ابو بکر قلاش ہو گیا یا اُسپر ادبار نکبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ؟ ہرگز ہرگز نہیں بلکہ اوس تمام دولت و ثروت و حشمت کا مالک وہی بنایا گیا جس نے زر سے پیار نہیں کیا تھا بلکہ مولا کریم کی چاہت و محبت و الفت سے اسکا سینہ ایسا منور ہو گیا تھا جیسے ایک قندیل۔ اس میں شک نہیں کہ جس نے دنیا کی دولت کو لات ماری ہے اس کی قدم اس مادی دنیا کی دولت و ثروت چوما کرتی ہے اور جو اسکا غلام بنتا ہے وہ طرح طرح کے عذاب کے شکنجوں میں گرفتار رہ کر رنج و محن کا وارث ابدی بنتا ہے۔

آپ جیسے متبحر عالم کا یہ فرمایا کہ مذہب نے بہتر ایک عمل بچایا مگر وہ سود کے رواج کو ذرا بھی تو موقوف نہ کر سکا اکیلا اسلام ہی سود کا دشمن نہیں یہودی نصاریٰ سبھی تو مذہباً اس کے مخالف ہیں اور پھر کھلم کھلا خزانے و ہر طرح سے بھی لیتے ہیں اور دیتے بھی ہیں یہاں تک کہ روم و مصر میں بھی برابر سود کا لین دین جاری ہے۔ نہایت ہی قابل افسوس کارروائی ہے۔ کیا حضرت! روم و مصر کا روپیہ اور یہود اور نصاریٰ کا چلن ہمارے لئے حجت ہو سکتا ہے! ہرگز ہرگز نہیں! ہم تو یہی کہینگے کہ روم و مصر جو ادبار کی حالت میں ہیں یا ان میں جو کچھ کمزوریاں ہیں وہ اسلامی احکام کی بے قدری کرنے کی وجہ سے ہی ہیں آخر اسلامی سلطنت سات آٹھ سو برس جو ہندوستان میں ... اور ترقی کے معراج تک پہنچی ہے وہ سود خوری سے تو ہرگز نہیں پہنچی ہے بلکہ اسلامی احکام زیر نظر رکھنے اور اُنپر عمل درآمد کرنے کی وجہ سے ہی اسلام نے اپنے پیرووں کو بادشاہ اور دنیا کا فاتح و مظفر و منصور بنا دیا۔ مگر روم و مصر نے اپنے بزرگوں کا جنکے وے جانشین ہوئے ہیں رد تیہ چھوڑ دیا۔ اور یورپ کی تقلید اختیار کی محض اس لئے کہ یہ کامیابی کا زینہ ہے مگر انکی وہ مثل ہوئی کہ ع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ اودھر کے ہوئے۔ پس میرے خیال میں اگر آپ روم و مصر کا حوالہ ہی نہ دیتے تو بہتر تھا کیونکہ روم و مصر ہمارا قبلہ و کعبہ تو ہیں نہیں کہ ان کا رویّہ ہمارے لئے حجت ہو سکے جس کے واسطے ہم قرآنی احکام کو پس پشت ڈال کر روم و مصر کے روپیہ کے گرویدہ ہو جاویں۔

ہم تو جہاں تک غور کر کے سوچتے ہیں ہماری عقل تو یہی فیصلہ کرتی ہے کہ سود کا چلن نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک مہلک مرض کی طرح سراسر خرابی سے مملو ہے۔ سود کا منشا تو یہ ہے کہ مال میں بہتری ہوتی جاوے جسمیں تو محنت کی ضرورت اور نہ ہاتھ پاؤں سے کام لینے کی حاجت ہو یہی وجہ ہے کہ بہتیرے مہاجن جنہوں نے محض سود خوری کا دتیرہ اختیار کر رکھا ان کے پیٹ ایسے پھول جاتے ہیں کہ ان سے اٹھنا بیٹھنا دوبھر ہو جاتا ہے منجملہ دیگر وجوہات کے سود کی حرام مطلق ہونے کی ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس سے آدمی سست کاہل اور نکما ہو جاتا ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ جب بیٹھے بیٹھائے سودی روپیہ سے فوائد حاصل ہوتے رہیں اور کافی رقم ماہانہ آتی رہے تو محنت کرے ان کی بیزار ہے کیونکہ یہاں یہ تو ڈر ہی نہیں ہے کہ سستی اور کاہلی سے کہیں گھاٹا نہ آوے بلکہ یہاں تو ہمیشہ بڑھوتری کی ہی امید ہے۔ اگر کسی قرضدار نے قرضہ دینے میں تاخیر کی تاہم اصل رقم معہ سود کے کہیں نہیں جا سکتی۔

معہ بیاج ... پر معہ سود و خرچہ وغیرہ کے ملجانا ایک لازمی بات ہے اور اگر بفرض محال اس صورت میں بھی کسی قسم کی دشواری پیش آگئی یعنی قرضدار کے پاس روپیہ نہ ہوا تو گھر بار معہ اسباب قرق کر کر گھر بار سے بے دخل کر دینا سود خور کے نزدیک ایک سہل سی بات ہے پس بتلائے کہ اسکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ سوداگری کے لئے مال خریدے محنت و تکلیف برداشت کرے پھر ایسے ہی اسکو فروخت کرنیکا ناگوار بوجھ برداشت کرے۔

اس میں شک نہیں کہ اپنے کمائی سے انسانی قویٰ کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے قرآن شریف کا منشا یہ ہے کہ تمام قویٰ کو مناسب موقع پر استعمال کیا جاوے اور ان سے وہ کام لیا جاوے کہ جس کے لئے وے بنائے گئے ہیں اس لئے ان سے ایسے کام سے منع فرمایا جسکا وجود ہی باعث خرابی ہو۔ قرآن نے احسان کرنے مروت کرنے کی تعلیم محض اس لئے نہیں دی کہ ہم اسکو پس پشت ڈالکر خود غرضی میں مبتلا ہو جاویں بلکہ اس لئے کہ اسپر عمل درآمد کریں اور بنی نوع انسان کو اسکے ذریعہ سے فایدہ پہنچاویں اگر روپیہ ہے تو غریبوں اور ناداروں کا بھلا کرنا اور انکی دستگیری کرنی وقت پڑے پر ان کی مدد کرنی نہ صرف ضروری بلکہ نہایت ہی ضروری و لازمی ہے مگر جسکو سود خوری کا چسکا لگ گیا وہ نہ تو احسان کر سکتا ہے اور نہ اسکی آنکھوں میں مروت آسکتی ہے یہی وجہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے سود خوری کے واسطے فرمایا کہ یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات اور فی الحقیقت سود کی رسم مٹانے کے لایق ہی ہے کیونکہ اس سے نہ صرف ایک اخلاقی گناہ سرزد ہونا ممکن ہے بلکہ بہت سا خود کرنا چاہئے کہ اگر ہمکو خدا نے دولت دی ہے تو وہ اس لئے تو ہے ہی نہیں کہ اسکو سینت سینت کر رکھیں ایسا کہ اسکو ہوا نہ لگے۔ بلکہ محض اس لئے ہے کہ اس سے اپنا کام بھی نکالیں اور غریبوں اور ناداروں کا کام بھی نکالیں مگر سود خوری کا لالچ ایسے وقت کہ اگر دولت ہے اور بدقسمتی سے سود خوری کا مہلک مرض لگ گیا ہے تو یہ سکھلاتا ہے کہ ایسے دینے سے اتنا نقصان ہوگا اور سودی دینے سے اتنا فائدہ پس وہ مثلاً سکی نیکی اور اخلاقانہ کارروائی کو چھوڑ دیتا ہے جس سے احسان و مروت ایسی کافور ہو جاتی ہے کہ خدا کی پناہ۔ کیا اس کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ اپنے ایک ہم جنس کی غریبی ناداری تنگدستی پر رحم کرتا اور اسکی بیکسی پر کچھ تو نظر شفقت کرتا تو سب کچھ مگر سود خوری کا چسکا جو اسکو لگا ہوا تھا اس کے لالچ نے اسکو ایسے پاکیزہ اخلاق سے روک دیا کہ جسکا ہونا ایک ایسے ذاتیں ضروری اور لابدی ہے کہ جسکو دولت و مال عطا کیا گیا ہے پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سود خوری سے خود غرضی۔ طمع۔ لالچ۔ قطع رحمی۔ بے مروتی۔ ناحق شناسی۔ کنجوسی۔ تنگدستی بخیلی وغیرہ بداخلاقیاں پیدا ہو کر انسان کو ایک وقت ایسے درجہ تک پہنچا دیتی ہیں کہ اول درجہ کا بے رحم۔ ظالم۔ جابر۔ وغیرہ ہو جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ دوسروں کی جائداد دن کو قرق کرانے میں ذرا بھی نہیں جھجکتا اور ذرا نہیں اس کے ظلم و ستم سے بھرے ہوئے دل میں قرضدار کی غریب اولاد کا ترس آتا کہ وے آفت کے مارے اور بدقسمتی کے مارے کہاں رات بسر کرینگے کیسے اپنے زندگی کاٹینگے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالے نے ایسے اخلاق سوز اور اخلاق کے خرمن میں آگ لگانے والی رسم کا قلع قمع کیا اور صاف فرمایا کہ یمحق اللہ الربوا۔ کیونکہ اس سے بندگان الہی کی ہلاکت اور تباہی پوری پوری ہو جاتی ہے چند روپیہ لیکر بیڑا غرق ہو جانا امر ممکن ہے لطف یہ کہ حضور کے آگے سود کے لینے دینے میں کوئی اخلاقی برائی تو سمجھ میں نہیں آتی مگر ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا یہ اخلاقی بھلائی ہے۔ یا یہ کہ اخلاق کا اعلےٰ نمونہ ہے کہ ایک شخص نے سودی روپیہ لیا اور بعض وجوہات سے ادا نہ کرسکا میاں سود خوار نے نالش ٹھوکدی قرضدار کے پاس کچھ تو تھا ہی نہیں آخر سود خوار صاحب کی نظر غریب کی مکان رہایش پر لگی لہذا ڈگری ہوئی پر اسکو قرق کرا کے چلتے ہوئے اور نہ اس غریب کے بال بچون کی اور اس کے بے گھرے بے درے ہونے کا خیال کیا اور نہ اس کے افلاس اور تنگدستی پر رحم کھایا۔ شاید آپ کے نزدیک یہ اعلیٰ درجہ کا اخلاق ہو تو ہو پر ہم تو اسکو سود خوری کی اخلاقی برائی میں لا کر سود کو مضر ہونے کے لئے ایک ایسی معقول دلیل تصور کرتے ہیں کہ جس سے رحم۔ شفقت علی خلق اللہ۔ احسان۔ مروت۔ عطاء۔ فیض وغیرہ کا کافور ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اور قطع رحمی۔ بد اخلاقی بلکہ کج خلقی بے رحمی ظلم و ستم۔ بلکہ جور و ظلم غریب کشی پر دال تصور کرینگے۔ غرضکہ جہان تک ہم غور کرتے ہیں ہماری سمجھ میں تو عقلی اور اخلاقی برائی نہ ایک نہ دو بلکہ بہت سی سمجھ میں آتی ہیں گو آپ ہیں تو عقلی اور اخلاقی برائی سے ہی منکر ہیں مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کس عقل اور اخلاق کی کسوٹی سے اسکو پرکھتے ہیں جو وہ آپ کو شاہ راہ سے کوسوں دور لیجاتی ہے۔ جس سے کہ آپ کو سود خوری کے جواز پر کوئی عقلی اور اخلاقی گناہ نظر نہیں آتا حالانکہ ہماری تحقیقات اسکو سراسر بد اخلاقی اور بے عقلی یقین کراتی ہے۔ کہ ایسی بات کا رواج دیا جاوے کہ جس سے بنی نوع انسان فتنہ میں پڑ کر تباہی اور ہلاکت کی جانگداز بیٹھی کا کندا بنین۔

پھر آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ "اسلام کے علاوہ تمام دوسرے ادیان میں ہم ایسی رخنے نکال سکتے ہیں مگر سود کے مسئلے نے ہماری ساری شیخی کر کری کر دی اور منہ پر مہر لگا دی۔ دوسرے ادیان کے رخنے انکی آنکھوں کا ناخنہ ہیں تو سود کا مسئلہ اسلام کی آنکھ کا ٹینٹ ہے۔ قرآن میں تو مسلمانوں کو صرف سود لینے کی مناہی ہے اتنی مناہی نے ہی مسلمانوں کو معتدبہ نقصان پہنچایا کہ جس کے پاس بزرگون کی متروکہ دولت تھی کچھ اور نہ کرتے تو سود کے ذریعہ سے اسکو بڑھاتے شرعیہ ممانعت نے یہ بھی نہ کرنے دیا" الحقوق والفرائض حصہ دوم صفحہ ۱۴۱

سچ ہے مولانا! شریعت نے بہت برا کیا جو مسلمانوں کو معتدبہ نقصان پہنچایا اور ان کو بزرگوں کی متروکہ دولت کو بذریعہ سود کے ترقی دینے سے روک کر صریح خسارہ میں ڈالا۔ جبھی تو آپ کو یہ بات تسلیم کرنی پڑی کہ اگر دوسرے ادیان کے رخنے انکی آنکھوں کا ناخنہ ہیں تو سود کا مسئلہ اسلام کی آنکھ کا ٹینٹ ہے کیوں نہ ہو اسلام نے کام ہی ایسا برا کیا ہے جو اسکے روشن اور چمکتی ہوئی آنکھوں کا نام ٹینٹ رکھا گیا ہے اگر اسلام سود کے جواز کو حرام نہ کرتا اگر اسلام بیع کو حلال نہ کرتا تو نہ مسلمانوں کو بقول آپ کے نقصان اٹھانا پڑتا اور نہ اسلام کی روشن آنکھیں ٹینٹ اپنا نام رکھاتیں۔ مگر اسلام کی بد قسمتی افسوس صد افسوس

کہ اسکی بد قسمتی کا اثر جناب کے وجود با وجود پر بھی اثر کئے بدون نہ رہا اس نے آپ کی ساری شیخی کر کری کر دی اور آپ کے منہ پر مہر لگا دی۔ مگر سوال یہ درپیش ہوتا ہے کہ جب مہر لگ گئی تھی تو جواز سود کی تدبیرین کیسے آپ بیان کر سکے ساری شیخی کی کر کری کو تو ہم مان لیتے ہیں اور شرح صدر سے مان لیتے ہیں مگر مہر لگنے کے بعد جواز سود کی تدبیرین بیان کرنا ثابت کرتا ہے کہ مہر تو ہرگز ہرگز نہیں لگی ہو نہ ہو ایسا ہوا کہ کسی مجلس میں یا کسی سود خور حضرت سے مقابلہ کے وقت اسکی حرمت کی توجیہ کرنے سے آپ قاصر ہو گئے ہونگے یعنی اسوقت آپ سے اس کی گرفت اور اعتراضون کا جواب شاید نہ بنے کے حالت میں آپکو خاموش ہونا پڑا ہوگا اس لئے اس مضمون کے لکھنے وقت وہ سمان آنکھون کے سامنے پھرنے سے آپ مہر کا لفظ نکال بیٹھے ورنہ فی الحقیقت ہم کو مہر لگ جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی وجہ یہ کہ اگرچہ آپ نے سود خوری کے لئے بہت ہاتھ پیر مارتے ہیں تاہم اسباب کا تو ضرور اقرار کرنا پڑا یا یون سمجھئے کہ حرمت سود پر جو اسلام نے جا بجا قرآن پاک میں ارشاد فرمائے ہیں اس کے اقرار کا پیالہ تو ضرور آپ کو پینا پڑا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نہ حرام کا اقرار کرنے سے آپ کے منہ پر مہر لگی اور نہ حلال ثابت کرنے کی آپ کے منہ پر مہر لگی اور نہ حلال ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پیر مارنے اور زبان ہلانے سے آپ مہر لگی کے مصداق ثابت ہوتے ہیں۔ رہا شیخی کا کر کری ہونا اسکو تو ہم تسلیم ہی کر چکے ہیں۔ مگر مولوی صاحب اسلام بیچارہ بھی کیا کرے وہ تو اپنا نام ہی اب اسلام رکھانے سے آپ جیسے وجودون کی واویلا دیکھکر پچتا رہا اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ اے کاش! میرا نام اسلام نہ رکھا جاتا تو بہتر تھا۔ کیونکہ میرے اسلام نام نے ہی مجھکو مجبور کیا ہے کہ میں ایسی تمام رخنون کا قلع قمع کرون جن سے قوی انسانی کی بیحرمتی ہوتی یا جن سے بنی نوع انسان پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں یا ہلاکت اور تباہی کی اچانک یا بے وقت لاٹھی ٹوٹتی ہے۔ ع۔ اب پچتائے ہوت کیا جب چڑیان چگ گئین کھیت۔ آپ کی ساری شیخی کی کر کری ہونیکا جب خیال آتا ہے اور آپ کے منہ پر مہر لگنے کا آپ کے قول کے بموجب جب سمان آنکھون کے سامنے پھرتا ہے تو بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ اے کاش! اسلام اگر ہمدردی کا سبق نہ دیتا اور قوائے انسانی کو بر محل و موقع استعمال کرنے کی تعلیم نہ دیتا اور انسان کو کاہل سست اور بے کار بیٹھے رہنے کی تعلیم دیتا اور کوشش و محنت کرنے کا سبق نہ پڑھاتا یا ظلم و ستم اور جور کو جڑ سے اکھیڑنے کا بندوبست نہ کرتا دوسرے کی امداد کرنی یعنی غریبوں ناداروں تیموں بیکسون بیکسون کی خبرگیری کا حکم نہ دیتا قطع رحمی۔ بے مروتی بے رحمی لالچ۔ طمع۔ حرص۔ دوسرون کا مال ہضم کرنے کا سبق پڑھاتا تو نہ تو اسکی روشن آنکھیں ٹینٹ کہلاتین اور نہ اس کے وجود پر کوئی کسی قسم کا اعتراض کرتا مگر اسلام نے کام ہی ایسا کیا ہے کہ ایک طرف ان باتون سے روکنا چاہا جو ہلاکت اور تباہی کا پیش خیمہ ہیں دوسری طرف غمخواری اور ہمدردی کے پہلو کو مد نظر رکھا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اسکا یہ خیال کہ روپیہ بٹا ہوا رہے اور دنیا کی تمام دولت چند ایک کے پاس نہ جاوے اور اسطرح بنی نوع انسان تباہی و خسران میں نہ جاوین ضرور قابل قدر تھا مگر زمانے کی نیرنگیاں فلک

الافلاک کے ظلم وستم نے آخرکار ہمارے اسلام پر بھی حملہ کر ہی دیا۔ پہلے تو ہم نے یہی سمجھا تھا کہ یہ صرف مادی دنیا ہی کے عاشقون اور عشق مزاجون کا ہی دل جلایا کرتا ہے اور ان کو ہی طرح طرح کی ٹھوکرین کھلایا کرتا ہے مگر اب معلوم ہوا کہ یہ چرخ کہن غمخوارون ہمدردون کا بھی جانی دشمن ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ دنیا میں یہی سلسلہ جاری ہے یا یون سمجھو کہ مادی دنیا کی کہانیاں بڑی نامرادیاں ہیں یہ ہمیشہ سے ہر ایک کے ساتھ چلتی اغیار والا معاملہ کرتی رہی ہے اور کبھی بھی اس نے کسی سے وفاداری نہیں کی دیکھو کہ جب اسلام نے عرب جیسے ظلمت کدے میں جنم لیا اور یہ حضرت علیہ السلام اگلے اپنی ہمدردی دکھلانے یعنی آپ کے دل نے جوش مارا کہ عرب کے بوت پتھر پرستی کو چھوڑ دین اور خدا پرستی اختیار کرین اخلاق رذیلہ کو چھوڑ کر اخلاق کیسے کیسے حیوان اور بہادر پوت نہ تیغ کنگ گئے کیسے کیسے ان کی درگت بنائی گئی گئی ... وقع تو ان کو اپنی جان کے ہی لالے پڑ گئے پر یہ غضرت نہ ہمدردی سے ہوا اور نہ غمخواری کا خبط ان کے دماغ سے دور ہوا بلکہ جون جون ان کے فرزند زیادہ سے زیادہ ان کے مقصد ادا کرنے میں کام آئے تون تون ان حضرت کا غمخواری ایک آگ تھی اور ان کے بہادر فرزندون کا انکے مقصد ادا کرنے میں جانیں دینا تیل کا کام دیتا تھا جس سے کہ ہمدردی اور غمخواری کی آگ ان کے سینہ میں اور بھی بھڑکتی تھی۔ آخرکار وہ وقت بھی آگیا کہ کامیابی کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا اور ان کو دولہا بنایا گیا یہ کامیاب اور بامراد ہوئے اور ان کے مخالفت کرنے والی مادی دنیا معہ اپنے دنیا پرست فرزندون کے ناکامی اور نامرادی کی مجسم تصویر بنکر اور لوگون کو کرشمہ نامرادی اور ناکامی دکھلا کر حرف غلط کی طرح مٹ گئے۔ غرضکہ ہمدردون کے ساتھ ایسا ہی ہوا کرتا ہے وجہ یہ کہ ان کے اندر ہی ایک طرح کا عشقی مادہ سرایت کر گیا ہوتا ہے اور اس لئے اس کی ہمدردی کی بے قدری کرنے والے جہان پیدا ہوتے ہیں وہان قدردان بھی کسی نہ کسی قدر ضرور ہوتے ہیں مگر یہ حق ہے کہ ابتدا میں بے قدرون کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور قدردان تھوڑے ہی مگر ہوتے دونون فریق ضرور ہیں اس لئے بے قدر ان حضرات زیادہ سے زیادہ نکتہ چینیان کرنا ہی باعث فخر خیال کرتے ہیں کیونکہ ان کی ظاہر بین آنکھ کو عیب ہی عیب نظر آتا ہے ثواب کی کوئی توجہ کی طرف نہ تو وہ خیال ہی کرتے ہیں اور نہ سوچتے ہیں بس جو منہ میں اور خیال میں آتا ہے کہہ اُٹھتے ہیں ورنہ بات تو سیدھی سی ہے کوئی پیچ دار بات نہیں تجربہ اور مشاہدہ گواہ ہے کہ سود خورون کو ذریعہ کسقدر ظلم ڈھائے گئے ان کے وجود کیسے خرابی کا باعث اور ہلاکت کا ذریعہ ہوئے انہی کی ہی بدولت بدچلنی اور عیاشی کی جرأت ہوئی جس کے باعث بزرگون کی متروکہ دولت کہڑے کہڑے آنکھون کے سامنے نیلام و قرق ہو کر بنئے مہاجنون کے باپ دادون کی جاگیر ہو گئی وہ جو ایک وقت خود ایسے تھے کہ کسی آپنے سے ہیٹے غریب نادار کو خطرے میں نہیں لاتے تھے ہر وقت دولت کے نشہ میں مخمور رہتے امیری اور دولت اور صاحب جائداد ہونیکا نشا۔ اب ایسے پڑے مکھیان مار رہے ہیں کہ کوئی پوچھتا ہی نہیں کہ میان تم کس باغ کی مولی ہو؟ مگر کیا کرین بشومی اعمال نے یہ روز بد دکھایا اگر اسلام کے تابعدار منتو احل اللہ البیع وحرم الربوا کو زیر نظر رکھتے تو آج ہلاکت اور تباہی کی مجسم تصویر بنکر باعث عبرت ہوتے

اس میں شک نہیں کہ آپ کی بیان کی ہوئی تدبیرون پر مسلمانون کے سود لینے سے یہ تو ضرور ہوگا کہ مسلمانون کی جائدادین جو آئے دن بنئے مہاجنون کے ہاتھون جاتی ہیں نہ جاوینگی مگر یہ تو ضرور ہوگا کہ بنئے مہاجنون کے قائمقام مسلمان ہو کر۔ ع۔ مرے کو مارین شاہ مدار + والی مثال کو پورا کرینگے جس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ نہ تو ہمدردی ہوگی اور نہ سودی روپیہ لینے کا چلن بند ہوگا اور نہ عیاشی اور فضول خرچی کے روکنے کا سدباب ہوگا مگر کہے کون اور سمجھائے کون یہان تو یہ حالت ہے کہ شریعت اسلام نے بُرا کیا اور بہت بُرا کیا کہ سود کے لینے کو منع کیا جس سے مسلمانون کو معتدبہ نقصان پہنچا بزرگون کی متروکہ دولت کو سودی پیسہ لیکر بہا تے تو واری نیارے ہو جاتے ہیں مسلمان مسلمان بھائی کا گلہ کاٹنے کسی ہندو کافر مشرک کو یہ موقع ہی نہ ملتا مگر مسلمانون میں جو اہل دولت تھے سود کی ممانعت کر کے اسلام نے لٹیا ڈبو دی اس میں شک نہیں کہ دنیا نے اس وقت اپنی بہار اور جوبن کی جھلک ایسی دکھلائی ہے اور وہ ایسی عروس حسین مہ جبین سرو قد سیمین عذار نرگس چشم سنبل زلف بنکر نکلی ہے کہ زاہد صد سالہ بھی اسکو دیکھکر لٹو ہوا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر طرف سے دنیا پرستی کی آوازون نے ہمارے مغز کو چاٹ لیا ہے۔ مگر دین کا ظرف ایسا خالی رہ گیا ہے کہ اس میں خال خال کوئی نظر آتا ہے مگر ہے ضرور اس لئے ہر ایک کیسہ وسیم و دینار کی طرف ہی جھکتا ہے فائدے کی بات ہے کہ جس طرف کی کشش زیادہ ہوتی ہے اسی طرف جھکنا لازمی امر ہے الناس علی دین ملوکھم تو سنا اور پڑھا ہی تھا مگر اب مشاہدہ نے اسکو سچ کر کے دکھلا دیا پتلون کوٹ کالر نکٹائی کی بہار تو دیر سے قول مذکورہ بالا کی تصدیق کرتی تھی مگر یہ امید کم تھی کہ جبہ پوش حضرات پر بھی الناس علی دین ملوکھم حملہ کئے بدون نہیں رہیگا مگر مشاہدہ نے یہ بات بھی آسان کر دی کہ وہ جو دین کے سمجھنے کے دعوے دار تھے جن کو دعوے تھا کہ ہر ایک مجتہد بن سکتا ہے اس بات کی طرف مطلق نہ دھیان کر کے کہ اسلام نے سود کو کیون حرام کیا ہے اس کے جواز کی وہ وہ تدبیرین پیش کیں کہ تو بہ ہی بھلی۔

اس کے بعد آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ”سب سے آسان تدبیر جو سوجھ پڑتی ہے۔ وہ یہی ہے کہ ہم اپنی خاص حالت کی وجہ سے اپنے تئین حکم ممانعت سود کا مامور بہ اور مخاطب ہی قرار نہ دین تو یہ اس سے بدرجہا بہتر ہوگا کہ مامور بہ اور مخاطب بنکر بیباکی اور شوخ چشمی کے ساتھ خلاف حکم کرین۔ معتقدات اور عبادات کے علاوہ معاملات کا اڑنگا ہمارے پیچھے ایسا لگا ہے کہ ہم حکم تشریع کی تعمیل کرنا چاہین بھی تو نہیں کر سکتے ایک آدھ ہو تو کہی جاوے۔ رجم زانی قطع ید سارق مسلمانون کے مقابلہ میں نامسلم کی شہادت میعاد سماعت حدود وغیرہ احکام شرعی ہیں کہ انگریزی عملداری میں معطل ہیں قانون شریعت کو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی اب نہ ہندوستان میں پورا اسلام ہے اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں“ الحقوق والفرائض حصہ دویم صفحہ نمبر ۴۴

اس میں شک نہیں کہ یہ بہانہ بہت عمدہ دستیاب ہوا ہے۔ مگر ہمارے خیال میں اس سے بہت ہی آزادی کی صورت نکل آوی۔ اور سارے جھگڑون بکھیڑون سے پاک ہونے کی سبیل تیار ہو گئی

کیون جب قانون شریعت کو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی اور ہندوستان میں بہ وجہ اس کے کہ رجم زانی اور قطع ید سارق وغیرہ امور ادا نہیں ہوتے اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں تو جو جی میں آئے کر گذرنا نہ صرف ضروری بلکہ نہایت ہی ضروری و لازمی بات ہے۔ اب ایک شخص اپنے کو نماز کا روزہ کا حج کا زکوۃ کا مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھے تو کوئی بھی عیب کی بات نہیں کیلئے خدا نے دھڑلے سے زنا کرے۔ بدمعاشی عیاشی کرنے کی کوئی رکاوٹ نہیں۔ ہان انگریزی قانون کا خیال کرے ایسا نہ ہو کہ اس کے شکنجہ میں قابو آجائے ورنہ شریعت کیطرف سے تو فکر ہی اس کو تو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی وہ پائی بھی اور کس مپرسی کی حالت میں پڑ گئی اسی طرح نکاح طلاق وغیرہ قواعد کی تو ضرورت ہی نہیں مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک کے ہم مامور بہ اور مخاطب نہیں خیال کئے جا سکتے تو دوسرے کے مامور بہ اور مخاطب کیسے یقینی ہو سکتے ہیں اور اسی طرح تمام کا منشا یا ہوا جاتا ہے پھر مولوی صاحب الحقوق والفرائض کی تصنیف کا ناگوار بوجھ بھی اٹھانا کیا ضرورت تھا کیا وہ قانون شریعت جو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی تھی جسمیں سے بعض امور کہ ہم مامور بہ مخاطب ہی نہیں جس کو کسی نے لباس پہنے کا حق رکھتا تھا؟ ہرگز نہیں! پھر آپ یہ کیا کر بیٹھے؟ تبلائے کہ آپکو اس اصول کو مدنظر رکھکر ایک شخص اپنے آپ کو زنا کا چوری کا عیاری کا ٹھگی کا ڈکیتی کا مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھکر یہ کام شروع کردے تو اسکو تاویل کرنیکو لئے کیا دلیل ہو سکتی ہے یعنی اسکو عدم جواز اور سود کے جواز ہونیکی کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ ہماری تو سمجھ میں آتا ہے کہ اس کو مذہب سے تمام اور معتقدات کے علاوہ معاملات کا اڑ لگا ہوا ہے پھر لگا ہے کہ ہم حکم شرع کی تعمیل کرنا چاہئیں تو نہیں کر سکتے کیونکہ تجربہ صحیحہ شاہد ہے کہ اگر چاہئیں تو کر سکتے ہیں اور اگر نہ چاہئیں تو نہیں کر سکتے ہیں۔ خود دیکھئے کہ! کیا ایک شخص چاہے تو زناکاری کرنے سے نہیں رک سکتا؟ بےشک رک سکتا ہے ایسے ہی شراب خوری قمار بازی عیاشی سے بھی رک سکتا ہے ایسا ہی اگر ایک شخص دوسرون کے حال و مال پر رحم کرنا چاہئے تو سود کھانے سے بےشک پرہیز کر سکتا ہے بشرطیکہ لالچ کا پتلا نہ بن گیا ہو اور قطع رحمی کے مرض نے اس میں اپنا گھر نہ کر لیا ہو۔ ایسا ہی اگر ایک شخص چاہئے تو سودی روپیہ لینے سے پرہیز کر سکتا ہے۔ ہماری تو سمجھ میں آتا ہے کہ مذکورہ بالا معاملات انسان چاہے تو کر سکتا ہے اور نہ چاہئے تو نہیں کر سکتا اور اسی طرح تمام قرآن کے اوامر و نواہی کا حال ہے یعنی قرآن نے ایسے ہی امور پیش کئے ہیں کہ جنپر بفضل اللہ انسان عمل درآمد کر سکتا ہے پھر بتلائے کہ اڑ لگنے کی کیا دال گل سکتی ہے؟ یہ بات الگ ہے کہ جب دولت زیادہ ہو گئی تو بقول اس کے کہ دولت میں ڈوب گئے خدا کو بھول گئے۔ اپنے حالت کو حکم ممانعت سود کا مامور بہ مخاطب بننے سے انکار کر دیا یا زنا اور شراب وجوئے کے مامور بہ اور مخاطب بننے سے منکر ہو گئے اور ننگی کھل چہرے اوڑا اڑائے روز شوق سے اور مزے سے اوڑائے مگر مامور بہ اور مخاطب تو ضرور ہیں۔ غضب! کہ آیا تو قرآن مامور بہ اور مخاطب بنانے کے لئے مگر آپ یہ پٹی پڑھاتے ہیں کہ سب سے آسان تدبیر جواز سود کی یہ ہے کہ اپنی حالت کا خیال کرکے اس کے مخاطب بننے اور مامور بہ ہونے سے منکر ہو جاؤ۔ حالانکہ یہ اصول تمام بدیون اور بدکاریون کے لئے بہت اصول ہو سکتا ہو۔ ہاں رجم زانی قطع ید سارق وغیرہ یہ ایسے حکم ہیں کہ انکا تعلق بادشاہ اسلام سے ہو ہم سے اسکی بازپرس نہیں ہوتی کیونکہ ہم اس کی اہل نہیں ہیں مگر حکم ممانعت سود کو زنا کو چوری کو ڈکیتی کو شراب خوری قمار بازی کو تو ضرور مخاطب و مامور بہ ہیں اگر ہم ایسے خوش فہم ہو جاوین کہ صرف حالت اور دولت کے . . . . .

نشہ میں ایسے مجبور مطلق ہو جاوین کہ سود کی ممانعت کا اپنے تئین مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ ایک ایسا وقت بھی ہمارے پر آجانا ممکن ہو کہ ہم اپنے کو نماز کا روزہ کا حج کا زکوۃ وغیرہ کا بھی مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھکر اباحت اختیار کرلیں اور یہ تو آپ نے فیصلہ ہی کر دیا ہے کہ اب ہندوستان میں نہ وہ اسلام ہے اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں اس لئے جو جی میں آئے کر گذرو۔ کیا ایسی باتیں اور فتاوے بدکاری کے سیلاب کا بند کھول نہیں دیتے۔ کیا ایسے فتاوے دنیا کے لئے تباہ کن مواد اکٹھا نہیں کرتے ہماری تو یہی سمجھ میں آتا ہے۔ یہانتک ہمنے طور خوض سے کام لیا ہے کہ ایسے اشارے ان لوگون کے لئے جنہون نے بدی اور بدکاری کا وتیرہ اختیار کر رکھا ہے بہت ہی مفید ہو سکتے ہیں۔ مسلمان نوابون اور امیرون میں سے اکثرون نے جو احکام شریعت سے اغماض کرکے ہر ایک بات میں اعتدال سے باہر قدم رکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بھی کسی آپ جیسے مہربانون نے سبق پڑھائے ہیں۔

چونکہ خط امید سے زیادہ لمبا ہو گیا ہے اس لئے سردست بس کرتا ہون جواب آنے پر اگر ضرورت پڑی تو کچھ اور بھی عرض شاید کر سکون بشرطیکہ تسلی نہ ہوئی ورنہ زیادہ لکھنے کی کیا ضرورت کیونکہ ہم نے تو صرف ایک مسئلے کے عیب و ثواب سے آگاہی حاصل کرنی ہے وبس لمبے جھگڑون سے اپنے کو کیا واسطہ اور مطلب کیونکہ نہ تو ہمارا یہ کام ہے اور نہ ہمیں اتنی فرصت ہے۔ فقط خاکسار عاجز۔ محمد حسین از لاہور چیانی۔

۱۷ ردسمبر ۱۹۱۰ء

استفسار بمعہ جواب۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت جناب حضور حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

عرض بندہ عاجز چنان است کہ خود این عاجز بجناب حضور مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام عریضہ کردہ بودم در باب بیان نمودن معانی صفاتِ اللہ تعالے مثل وجہ اللہ۔ و نور۔ و محیط۔ و نحن اقرب۔ و ھو معھم این ما کانوا۔ و از طرف حضور علیہ السلام چنین جواب باصواب آمد کہ آنچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرمودہ است بر آن ایمان آرید و تفاصیل آن حوالہ بخدا کنید۔ الغرض من ایمان آوردہ ام بفرمودہ۔ اللہ تعالے و تفصیل آن حوالہ بخدا میکنم و کردہ ام۔ لیکن مطلب من فقط ہمین است کہ آنچہ اللہ تعالے جل شانہ فرمودہ است مثلاً وجہ اللہ۔ اللہ نور السموٰت والارض۔ الا انہ بکل شیء محیط۔ ونحن اقرب الخ ھو الاول والآخر والظاھر والباطن الخ۔ ما یکون من نجویٰ ثلثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنیٰ من ذالک ولا اکثر الا ھو معھم این ما کانوا۔ نزد من بندہ از روی لغت معانی آیات مکتوبہ چنین ہستند۔ روی خدا و نور آسمانہا است و نور زمین است۔ آگاہ باش او بہر چیز گردا گرد است۔ ما نزدیک ہستیم۔ او اول است و آخر است و آشکارہ است و نہان است نیست ہیچ گروہ گمر

کیون جب قانون شریعت کو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی اور ہندوستان میں بہ وجہ اس کے کہ رجم زانی اور قطع ید سارق وغیرہ امور ادا نہیں ہوتے اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں تو جو جی میں آئے کر گذرنا نہ صرف ضروری بلکہ نہایت ہی ضروری ولازمی بات ہے۔ اب ایک شخص اپنے کو نماز کا روزہ کا حج کا زکوٰۃ کا مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھے تو کوئی بھی عیب کی بات نہیں کھلے خزانے دھڑلے سے زنا کرے۔ بدمعاشی عیاشی کرنے کی کوئی رکاوٹ نہیں۔ ہان انگریزی قانون کا خیال کرے ایسا نہ ہو کہ اس کے شکنجے میں تا ہو آجائے ورنہ شریعت کیطرف سے فکر ہے اس کو تو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی وہ بالکل نکمی اور کس مپرسی کی حالت میں ہے۔ اسیطرح نکاح طلاق وغیرہ قواعد کی کم قدری بھی ضرور ہی ہے مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک کے ہم مامور بہ اور مخاطب نہیں خیال کیئے جاسکتے تو دوسرے کے مامور بہ اور مخاطب کب یقینی ہو سکتے ہیں اور ایسی ہی تمام کا منشا پایا ہوا جاتا ہے پھر مولوی صاحب الحقوق والفرائض کی تصنیف کا ناگوار بوجھ برداشت کرنا چہ معنی وارد کیا وہ قانون شریعت جو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی تھی جسمیں سے بعض امور کو ہم مامور بہ مخاطب ہی نہیں تھے کسی نکو لباس پہننے کا حق رکھتا تھا؟ ہرگز نہیں، پھر تو یہ کیا کر بیٹھے؟ بتلایئے کہ آپکے اس اصول کو مدنظر رکہکر ایک شخص اپنے آپکو زنا کا چوری کا عیاری کا ٹھگی کا ڈکیتی کا مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھکر یہ کام شروع کر دے تو اسکو قائل کرنیکے لئے کیا دلیل ہو سکتی ہے یعنی اسکو عدم جواز اور سود کے جواز ہونیکی کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ ہماری تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اس کو ذریعہ سے تمام اور معتقدات کے علاوہ معاملات کا اڑ لگا لئے تو پتہ لگا ہے کہ ہم حکم شرع کی تعمیل کرنا چاہئیں تو نہیں کر سکتے کیونکہ تجربہ صحیحہ شاہد ہے کہ اگر چاہئیں تو کر سکتے ہیں اور اگر نہ چاہئیں تو نہیں کر سکتے ہیں۔ خود کہیئے کہ! کیا ایک شخص چاہے تو زناکاری کرنے سے نہیں رک سکتا؟ بے شک رک سکتا ہے ایسے ہی شراب خوری قمار بازی عیاشی سے بھی رک سکتا ہے ایسا ہی اگر ایک شخص دوسرون کے حال و مال پر رحم کرنا چاہیئے تو سود کہانے سے بے شک پرہیز کر سکتا ہے بشرطیکہ لالچ کا پتلا نہ بن گیا ہو اور قطع رحمی کے مرض نے اس میں اپنا گھر نہ کر لیا ہو۔ ایسا ہی اگر ایک شخص چاہیئے تو سودی روپیہ لینے سے پرہیز کر سکتا ہے۔ ہماری تو سمجھ میں آتا ہے کہ مذکورہ بالا معاملات انسان چاہے تو کر سکتا ہے اور نہ چاہیئے تو نہیں کر سکتا اور اسی طرح تمام قرآن کے اوامر و نواہی کا حال ہے یعنی قرآن نے ایسے ہی امور پیش کئے ہیں کہ جنپر بفضل اللہ انسان عملدرآمد کر سکتا ہے پھر بتلایئے کہ اڑ سکنے کی کیا وال گل سکتی ہے؟ یہ بات الگ ہے کہ جب دولت زیادہ ہو گئی تو بقول کسی کے کہ دولت میں ڈوب گئے خدا کو بھول گئے۔ اپنے حالت کو حکم ممانعت سود کا مامور بہ مخاطب بننے سے انکار کر دیا یا زنا اور شراب وجوئے کے مامور بہ اور مخاطب بننے سے منکر ہو گئے اور لنگوٹی چھوڑے اوڑھانے اوڑھ آئے اور طوق سے اور مزے سے اوڑھے مگر مامور بہ اور مخاطب تو ضرور ہین۔ غضب! کہ آیا تو قرآن مامور بہ اور مخاطب بنانے کے لئے مگر آپ یہ پٹی پڑھاتے ہیں کہ سب سے آسان تدبیر جواز سود کی یہ ہے کہ اپنی حالت کا خیال کرکے اس کے مخاطب بننے اور مامور بہ ہونے سے منکر ہو جاؤ۔ حالانکہ یہ اصول تمام بدیون اور بدکاریون کے لئے زرین اصول ہو سکتا ہے۔ ہاں رجم زانی قطع ید سارق وغیرہ یہ ایسے حکم ہیں کہ انکا تعلق بادشاہ اسلام سے ہے ہم سے اسکی بازپرس نہیں ہوتی کیونکہ ہم اس کے اہل نہیں ہیں مگر حکم ممانعت سود کو زنا کو چوری سے ڈکیتی کے شراب خوری قماربازی تو ضرور مخاطب و مامور بہ ہیں اگر ہم ایسے خوش فہم ہو جاوین کہ صرف حالت اور دولت کے . . . . .

لئے میں ایسے مجبور اور اس ہو جاوین کہ سود کی ممانعت کا اپنے تئین مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ ایک ایسا وقت بھی ہمارے پر آجاتا ممکن ہے کہ ہم اپنے کو نماز کا روزہ کا حج کا زکوٰۃ وغیرہ کو بھی مامور بہ اور مخاطب سمجھکر بالحقت اختیار کریں اور یہ تو آپنے فیصلہ ہی کر دیا ہے کہ اب ہندوستان میں نہ وہ اسلام ہے اور نہ ہم پورے مسلمان ہے اس لئے جو جی میں آئے کر گذرو۔ کیا ایسی باتیں اور فتاویٰ بدکاری کے سیلاب کا بند کہول نہیں دیتے۔ کیا ایسے فتاوے دنیا کے لئے تباہ کن سوا اکہتا نہیں کرتے ہماری تو یہی سمجھ میں آتا ہے یعنی ان تک ہمنے طور خوض سے کام لیا ہے کہ ایسے اشارے ان لوگون کے لئے جنہون نے بدی اور بدکاری کا وتیرہ اختیار کر رکھا ہے بہت ہی مفید ہو سکتے ہیں۔ مسلمان نوابون اور امیرون میں سے اکثرون نے جو احکام شریعت سے اغماض کرکے ہر ایک بات میں اعتدال سے باہر قدم رکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بھی کسی آپ جیسے مہربانون نے سبق پڑھائے ہیں۔

چونکہ خط امید سے زیادہ لمبا ہو گیا ہے اس لئے سردست بس کرتا ہون جواب آنے پر اگر ضرورت پڑی تو کچھ اور بھی عرض شاید کر سکون بشرطیکہ تسلی نہ ہوئی ورنہ زیادہ لکھنے کی کیا ضرورت کیونکہ ہم نے تو صرف ایک مسئلے کے عیب و ثواب سے آگاہی حاصل کرنی ہے وبس لمبے جھگڑون سے اپنے کو کیا واسطہ او مطلب کیونکہ نہ تو ہمارا یہ کام ہے اور نہ ہمیں اتنی فرصت ہے۔ فقط خاکسار عاجز۔ محمد حسین از لاہور چیانی۔

۱۷ر دسمبر ۱۹۱۱ء

استفسار بمعہ جواب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت جناب حضور حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

عرض بندہ عاجز چنان است کہ خود این عاجز بجناب حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عریضہ کردہ بودم درباب بیان نمودن معانی صفات اللہ تعالےٰ مثل وجہ اللہ۔ ونور۔ ومحیط۔ ونحن اقرب۔ وھو معھم این ما کانوا۔ واز طرف حضور علیہ السلام چنین جواب باصواب آمدہ آنچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرمودہ است بر آن ایمان آرید و تفاصیل آن حوالہ بخدا کنید۔ الغرض من ایمان آوردہ ام بفرمودہ۔ اللہ تعالےٰ و تفصیل آن حوالہ بخدا میکنم و کردہ ام۔ لیکن مطلب من فقط ہمین است کہ آنچہ اللہ تعالےٰ جل شانہ فرمودہ است مثلاً وجہ اللہ۔ اللہ نور السمٰوٰت والارض۔ الا انہ بکل شیء محیط۔ ونحن اقرب الخ۔ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن الخ۔ مایکون من نجویٰ ثلثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنیٰ من ذالک ولا اکثر الا ھو معھم این ما کانوا۔ نزد من بندہ از روی لغت معانی آیات مکتوبہ چنین ہستند۔ روی خدا نور آسمانہا است و نور زمین است۔ آگاہ باش او بہر چیز گرداگرد است۔ ما نزدیک ہستیم۔ او اول است و آخر است و آشکارہ است و پنہان است نیست ہیچ سرگوشی

او چہارم آن است و پنجم مگر او ششم آن است و نہ کمتر ازین و نہ زیادہ ۔ ہر خدا ہمراہ آنہا است ہر جاکہ باشند علم آوردن بہ تفصیل و حقیقت آن حوالہ بخدا میکنیم زیراکہ چنانچہ او بی مثل است ہمین طور ہر صفت او بی مثل است العرض وخواست معانی از مسیح موعود علیہ السلام ازین سبب میکنم کہ مفسرین دیگر طور میگویند۔ مثلاً از وجہ توجہ و از نوربصر و از احاطہ او احاطہ علم او و از قرب او قرب قدرۃ او و از ظاہر غالب و از معنی معیت علم او ہمراہ میگیرند و میگویند کہ فرمودۂ خدا این است لہذا فیصلہ میخواہم کہ کدام معانی صحیح ہستند و فرمودۂ خدا کدام معانی است یعنی آن معانی صحیح است کہ کمبن معلوم نمیشود و دیگر تفصیلش حوالہ میکنیم و یا معانی دیگر تفاسیر صحیح است کہ ہر صفت را تاویل دادہ است فقط والسلام

العارض غلام محمد افغان۔

جواب از طرف حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

واضح باد کہ مذہب ما ہمین است کہ درین امر ہیچ دخل نمی باید او چراکہ خدا تعالےٰ فرمودہ است کلا لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار و آنانکہ دخل دادہ اند آنان اگر خطا کردہ اند معذور بقول خود خواہند شد و این قدر کافی است کہ امنا بہ کل من عندنا۔ والسلام۔

مرزا غلام احمد۔

حقیقت نماز شایع ہوگئی۔

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ شایع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑہنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنیکے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۲ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں آخری پارہ کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کو کم ہے یعنی سعہ محصولڈاک عہ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ خواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان۔

رسالہ

ردّ چکڑالوی

الموسوم ظہیر نمبر اوّل

یہ ایک عجیب و غریب رسالہ ہے جو پڑہنے والیکو عام فہم عبارت میں تدبر اور تفکر سے کام لینے کی ہدایت کرتا اور غور اور خوض کرنیکی عادت ڈالتا ہے اور جس میں علمی اور عقلی طور پر صرف قرآن کریم سے ہی استدلال کر کے چکڑالوی کے خیالات کا قلع قمع کیا گیا ہے اس کا طرز بیان بالکل ایک نئے رنگ کا ہے جو پڑہنے والے کے اندر بفضل خدا ایک نئی روح پہونکدیتا ہے اور ایسی سادگی سے لکھا گیا ہے کہ ختم کئے بغیر چہوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ الغرض یہ لاجواب رسالہ جس کا ایک ایک فقرہ قابل قدر ہے ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں ہونا چاہیے۔ اور ہر ایک شخص کو خواہ وہ عیسائی ہو یا آریہ برہمو ہو یا دہریہ اس کے مصنف منشی محمد ظہیر الدین صاحب کے باریک اور عمیق خیالات سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

یہ رسالہ حضرت حکیم الامت نے بھی دیکھا ہے اور اس پر آپ نے یہ رائے دی ہے۔ "جو میں نے اس رسالہ کو دیکھا ہے اور جہان تک مجھے بحمد اللہ فہم ہے عزیز محمد ظہیر الدین نے اس کے لکھنے میں بہت کوشش کی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص سے زور لگایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی محنت کو مثمر بثمرات نیک کرے" نورالدین۔ ۷ جون ۱۹۰۲ء

یہ رسالہ دفتر الحکم قادیان سے ۵ر میں مل سکتا ہے۔ چودہ جلدون کے خریدار سے صرف للعہ روپیہ لئے جاوینگے محصول ڈاک ہر صورت بذمہ خریدار۔

"چیستان مرزا" کا حل۔

۲۱ر۔ دسمبر ۱۹۰۲ء کو تیار ہو چکا ہے۔ تجویز ہوئی ہے کہ اس کو رسالہ کی صورت میں شایع کیا جاوے۔ کاپی لکہی جارہی ہے۔ ایڈیٹر مرقع امرتسر جن کی درخواست پر یہ مضمون لکہا گیا ہے مطمئن رہیں کہ انشاء اللہ یہ چہپا ہوا رسالہ ان کی مقرر کردہ تاریخ کے اندر اندر ان کو ضرور پہنچ جاوے گا۔ گہبرائیں نہیں۔

ناظرین یہ جواب اس مضمون کا ہے جس کو ایڈیٹر صاحب نے دسمبر ۱۹۰۲ء کے مرقع میں انعامی رقم مبلغ پانسو روپیہ کے وعدہ پر شایع کیا ہے۔ والسلام۔

فضل دین مدرس قادیان۔

خطبۂ جمعہ

از حکیم الامت ۔۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ ۔ اما بعد ۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔
انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاہدوا باموالہم وانفسہم فی سبیل اللہ اولٰئک ہم الصٰدقون ۲۶/۱۴

قرآن میں بہت جگہ پر اس قسم کا ذکر پایا جاتا ہے کہ اکثر لوگ اس قسم کے بھی ہوا کرتے ہیں کہ زبان سے تو وہ بڑے بڑے دعوے کیا کرتے ہیں مگر عملی طور پر کوئی کارروائی نہیں دکھلاتے زبان سے وہ ایسی ایسی باتیں بھی کہہ لیتے ہیں جن کو اُن کے دل نہیں مانتے ۔ چنانچہ قرآن کریم کے شروع میں ہی لکھا ہے ۔ ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الاخر وما ہم بمومنین ۱/۲ ایسے لوگ اللہ پر ایمان لانے اور آخرت پر ایمان لانے کے زبانی دعوے تو بہت کرتے ہیں مگر ان کے دل مومن نہیں ہوتے اسی لئے باوجود اس کے کہ وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لانے کا دعوے کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو مومنوں میں سے نہیں سمجھتا ۔ وہ لوگ تو کہتے ہیں کہ ہم کو اللہ پر اور آخرۃ پر ایمان ہے مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما ہم بمومنین کہ وہ اللہ کے نزدیک مومن نہیں ہیں ۔ ایسے ہی ایک اور جگہ قرآن کریم میں لکھا ہے ۔ اذا جاءک المنٰفقون قالوا نشہد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشہد ان المنٰفقین لکٰذبون ۲۸/۱۴ کہ بہت سے آدمی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اے محمد صلعم تو ہمارا رسول ہے لیکن ہم قسم کھاتے ہیں کہ یہ لوگ جو اس قسم کے دعوے کرتے ہیں تو یہ صریح جھوٹے ہیں اور منافق ہیں کیونکہ ان کا عمل اور اعمال ان کے دلی ایمان کے خلاف ہیں ۔ اور جو باتیں یہ زبان سے کہتے ہیں اُن کے دل ان باتوں کو نہیں مانتے اسی واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاہدوا باموالہم وانفسہم فی سبیل اللہ اولٰئک ہم الصادقون ۔ کہ مومن وہی لوگ ہوتے ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور ایمان لاتے ہیں اللہ کے رسول پر اور اگر ان پر کچھ مشکلات آ پڑیں تو کوئی شک و شبہ نہیں لاتے بلکہ جاہدوا باموالہم وانفسہم فی سبیل اللہ وہ اپنے مالوں اور جانوں سے خدا تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتے کہ کسی اور کی کمائی سے یا کسی اور کا مال حاصل کر کے خدا کی راہ میں خرچ کر دیں ۔ کیونکہ وہ سوچتے ہیں کہ پھر ان کو کہاں سے دونگا اس لئے وہ خود کما کر اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۔

آج کل قحط کا زور ہوتا جاتا ہے مومن کو چاہیئے کہ اپنی روٹی کا ایک حصہ کسی ایسے شخص کو دیدیا کرے جس کے پاس روٹی نہیں ۔ اگر اس میں سے نہیں دے سکتا تو کوئی پیسہ ہی سہی کہ وہ بیچارہ خرید کر کے ہی کھالے ۔ مومن آدمی کو تو خدا کی راہ میں جان دینے سے بھی دریغ نہیں ہوتا ۔ دیکھو آجکل سردی کا موسم ہے کسی مفلس کو اوڑھنے کے لئے کپڑا دینے سے تم کو دریغ نہیں کرنا چاہیئے ۔ مومن کو جوں جوں ضرورتیں پیدا ہوتی رہیں سب میں شرکت لازمی ہے ۔ اسی واسطے میں نے یہ آیات پڑھی ہیں کہ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں اللہ پر اور اللہ کے رسول پر ایمان ہوتا ہے اور وہ اپنے مال اور جانیں خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں کیونکہ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ہمارا خرچ کرنا ضائع نہیں جائیگا ۔ اور ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو خدا کے نزدیک بھی صادق اور سچے مومن ہوتے ہیں ۔ اور پھر اسکے آگے فرمایا قل اتعلّمون اللہ بدینکم ۔ کہ کیا تم لوگ زبانی دعوے کرنے سے اللہ تعالیٰ کو اپنی دینداری جتلانی چاہتے ہو؟ اللہ کے نزدیک تو تب ہی صادق ٹھہر سکو گے جب عملی طور پر دکھوں دردوں اور مصیبتوں میں ثابت قدم رہو گے اور اپنے مالوں اور جانوں سے دوسروں کی غمخواری کرو گے اور محتاجوں اور غریبوں کی امداد کرو گے ۔ یاد رکھو دوسروں کی غمخواری بہت ضروری ہے لیکن یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی ہی توفیق سے ہو سکتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے ۔ آمین ۔ ایک اور ضروری بات جو اس زمانہ کیلئے نہایت ضروری ہے میں بیان کرنی چاہتا ہوں ۔ کہ حضرت صاحب نے ایک دفعہ بہت سے زمینداروں کو اکٹھا کر کے بتایا تھا ۔ کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس ملک پنجاب میں سیاہ رنگ کے پودے لگائے گئے اور پودے لگانے والوں نے مجھے بتایا ہے کہ یہ طاعون کے پودے ہیں آخر وہ پودے لگے اور لوگوں نے اس کے پھل بھی کھائے اب حضرت صاحب نے پھر فرمایا ہے اور پے در پے الہامات ہوئے ہیں ۔ کہ عنقریب طرح طرح کی نئی نئی بلائیں وبائیں اور بیماریں پھیل جائینگی اور عالمگیر قحطوں اور زلزلوں سے دنیا پر سخت درجہ کی تباہی آئیگی اور شدت سے طاعون اور دوسری آفات دُنیا کو گھیر لینگی اور وہ وقت نہایت ہی قریب ہے جبکہ اس قسم کے خطرناک مصائب دُنیا کو بدحواس اور دیوانہ سا بنا دینگے اب دیکھو چار بلاؤں کا مقابلہ دُنیا کو کرنا پڑیگا ۔ ایک تو خاص وبائیں دوسرے شدت سے ایک نئی قسم کی طاعون تیسرے سخت زلزلے چوتھے قحط شدید ۔ اور دوں کو جانے دو ان میں سے ایک قحط کو ہی لو ۔ گو بچے تو اس بات کو نہیں سمجھ سکتے مگر وہ لوگ جن کے کنبے ہیں خوب سمجھتے ہیں کہ کن کن تکلیفات کا سامنا ہو رہا ہے آگے ربیع کا موسم آیا ہے اس میں اور بھی مشکلات نظر آتے ہیں ۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی وبائیں ہیں طاعون ہے زلزلے ہیں ۔ اس لئے چاہیئے کہ استغفار اور لاحول اور الحمد اور درود شریف بہت پڑھو اور صدقہ اور خیرات بہت دو اور دعاؤں میں کثرت سے لگے رہو ۔ مگر افسوس کہ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ "او کیا ہے ۔ مرنا تو ہے ۔ کیا تم نے نہیں مرنا؟ آخر سب نے ہی مرجانا ہے بات ہی کیا ہے ۔" مگر خوب یاد رکھو کہ جس کے گھر پر مصیبت آتی ہے وہی جانتا ہے کہ اس قسم کی باتیں کس موقع پر انسان مُنہ سے نکالا کرتا ہے ۔ افسوس کہ اکثر لوگوں میں بدظنی کا مادہ بہت بڑھ گیا ہے مگر وہ یاد رکھیں کہ اُن کی بدظنیوں سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچیگا مگر اُن کو نقصان پہنچ گیا ۔ میرا کام کہنا ہے سو وہ تو میں کسی نہ کسی صورت میں کہہ ہی دونگا ۔ اکثر آدمی کہہ دیتے ہیں ۔ کہ "میاں! یہ سب باتیں

کہنے کی ہوا کرتی ہیں ان کو دیکھا ہوا ہے ہمیشہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں کیا انہوں نے مر کر دیکھا ہوا ہے۔ اس قسم کے وعظ کرنے کی تو ان کی ایک عادت ہے۔ مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ باتیں میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ قرآن کریم میں لکھا ہے۔

ولقد ارسلنا الی امم من قبلک فاخذنٰھم بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون۔ فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم وزین لھم الشیطان ما کانوا یعملون۔ فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذنٰھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون۔ فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین ۝

سو میں نہایت ہی درد بھرے دل سے کروڑوں دفعہ تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ استغفار اور لاحول کثرت سے پڑھو۔ اور صدقہ اور خیرات بہت کرو۔ اور رو رو کر خدا سے دعائیں مانگو کہ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین۔ یہ نہایت ضروری باتیں ہیں جو میں تمہیں پہنچا دیتا ہوں۔ دیکھو چار بلائیں سامنے ہو رہی ہیں قحط کو تو خود تم بھی محسوس کر رہے ہو اگر انسان بڑی محنت بھی کریگا تو کس قدر کمائے گا۔ عام لوگ تو ۸ یا ۹ روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں کما سکتے۔ آجکل چھ سیر روپیہ کا آٹا بکتا ہے اور ہر ایک چیز گراں ہو گئی ہے۔ اس لئے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ بدصحبتوں سے کنارہ کش رہو۔ بعض صحبتوں میں بیٹھکر انسان پھر انہیں کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے اور بعض طبیعتیں ہوتی ہیں کہ وہ دوسروں کا اثر جلدی قبول کر لیتی ہیں۔ کسی نے نظم سنائی تو اور اگر کسی نے نثر سنائی تو کسی نے نکتہ چینی کی تو اور اگر کسی نے غیبت شروع کر دی تو ایسی طبیعتوں کے لوگ سب کے شریک ہو جاتے ہیں۔ بقدر طاقت اور مقدرت کے انسان کو چاہئے کہ ایسی صحبتوں سے کنارہ کش رہے جن کا اس پر برا اثر پڑتا ہو۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بہت لحاظ رکھو۔ میں یہ اللہ کے لئے نصیحت کرتا ہوں۔ نمازوں میں بہت دعائیں کرو۔ میں خود بھی مانگتا ہوں۔ اس لئے تمہیں بھی کہتا ہوں کہ تم بھی مانگو۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عنایت کرے۔ آمین۔ (الحکم)

قومی اخبارات سے کیا مراد ہے

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں سالانہ جلسے کے متعلق قوم کی توجہ منعطف کراتے ہوئے میں نے قومی اخبارات کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے اس حصہ سے کہ صرف (ایک ہی رسالہ میگزین یا قومی رسالہ کہلانے کا مستحق ہے) بعض دوستوں کو غلط فہمی واقع ہوئی ہے اور سمجھ لیا گیا ہے کہ اخبارات کو بجائے خود چھوڑ کر رسالہ تشحیذ الاذہان (جو ہمارے قابل قدر نوجوانوں کی مذہبی دلچسپی اور اشاعت اسلام کے لئے حقیقی جوش کا نتیجہ ہے) ذاتی یا شخصی رسالہ ہے میری اس سے ہرگز یہ مراد نہیں بلکہ میں نے یہ بحث صرف اس اصول کو مدنظر رکھکر کی ہے کہ **صدر انجمن احمدیہ** کے ماتحت یا اس کی ملکیت میں صرف ایک ہی رسالہ نکلتا ہے اور باقی اخبارات شخصی ہیں۔ اس شخصی سے یہ سمجھ لینا کہ قوم کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں سخت غلطی اور خوش فہمی ہوگی۔ اخبار الحکم اور بدر قومی اخبارات کہلاتے ہیں بلکہ میں یہ امر فخر سے ظاہر کرتا ہوں کہ گورنمنٹ اخبار الحکم کو احمدی قوم کا آرگن سمجھتی ہے اور اس کی تحریروں پر باضابطہ نوٹس لیا جاتا ہے۔ تاہم میں اس اعتراف میں کوئی شرم نہیں سمجھتا اور نہ اس غلط فہمی میں کسی کو رکھنا جائز سمجھتا ہوں کہ یہ اخبارات اپنے مالی انتظام کے لحاظ سے بہرحال شخصی ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ تشحیذ الاذہان ایک ایسا رسالہ ہے جو اس پہلو سے شخصی کہلایا جا سکتا ہے لیکن اس کی آمد فی انجمن تشحیذ الاذہان کی اغراض ہی کے لئے وقف ہے اور کسی فرد واحد کو اس سے واسطہ نہیں۔ اور ساتھ ہی اس امر کا اظہار بھی نامناسب نہیں کہ میں نے اخبارات یا رسالجات کو متمدد کرنے کی طرف جو ایما کیا ہے وہ قوم کی مالی حالت کے لحاظ پر کر کے کیا ہے والا میں نے اسی مضمون میں صاف لکھ دیا ہے کہ صورت موجودہ بھی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض مقاصد کے لئے بہت ضروری ہے اس لئے موجودہ صورت میں رکھکر بھی ان کو زیادہ مفید اور طاقتور بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اطلاع

میں اس نمبر کے ساتھ ناظرین الحکم سے ۲ جنوری ۱۹۰۸ء تک رخصت ہوتا ہوں اس لئے کہ یہ سال کا آخری نمبر ہے اور حسب معمول ۳۱ دسمبر ۱۹۰۷ء کو تعطیل رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو الحکم کے ذریعہ ۲ جنوری ۱۹۰۸ء کو ناظرین سے پھر ملاقات ہوگی جو سال نو کا پہلا نمبر ہوگا اور چہار روزہ اشاعت کا بھی پہلا ہی نمبر ہوگا۔

واقعاتِ حقّہ کا انکار ٹھیک نہیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

جیسے فرمایا اللہ کریم نے ولقد اٰتینا موسی الکتاب وقفّینا من بعدہ بالرسل واٰتینا عیسی ابن مریم البینٰت وایدناہ بروح القدس ۱۱ یعنے یہ سچی بات ہے کہ موسےٰؑ کو ہم نے اپنی کتاب دی تھی اور پھر اس کے بعد پے در پے کئی رسول بھیجکر اس کتاب کی تجدید کی تھی اور مریم کے بیٹے عیسےٰؑ کو ہم نے کھلے کھلے دلائل اور معجزات عطا کئے اور روح القدس سے اس کی ہم نے تائید کی تھی۔

اس آیت سے صاف طور پر اظہر من الشمس ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب دے کر اور پے در پے اسی کتاب کے حکموں پر چلنے والے اور اسی دین کی طرف لوگوں کو بُلانے والے کئی اور رسول بھیجکر ایک عظیم الشان **روحانی سلسلہ** شروع کیا تھا اور پھر اس سلسلہ کو حضرت عیسےٰؑ بن مریم پر ختم کیا تھا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر یہ سلسلہ ختم ہو گیا تھا تو اس کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد کسی اور نبی کا قرآن مجید میں ذکر تک نہیں جس کو اس سلسلہ کے ختم کرنے والا مانا جاوے۔ اور نہ ہی تواریخ پتہ دیتی ہے کہ کوئی ایسا رسول بھی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوا تھا جس نے حضرت موسیٰؑ کی کتاب پر عمل درآمد کرنے کا دعوے کیا ہو اور توریت شریف سے ایک لفظ کے بھی بڑھانے اور گھٹانے کو کفر سمجھا ہو۔ اور پھر خدا تعالیٰ سورہ مائدہ کے گیارہویں رکوع میں صاف طور پر تفصیل سے بیان کرتا ہے کہ ہم نے موسےٰ علیہ السلام کو اپنی کتاب یعنے توریت دی اور اور اس کے بعد اُسی کتاب کی تجدید کے واسطے اور نبی بھیجے جو اس کتاب پر عمل درآمد کرتے اور لوگوں کو بھی اُسی کتاب پر چلنے کا حکم کرتے تھے۔ اور اسی کتاب کے مطابق ہی وہ نبی فیصلہ کیا کرتے تھے۔ اور ان سب انبیا کے آخیر پر عیسےٰ بن مریم بھیجے گئے تھے جو انھیں کے نقش قدم پر چلتے تھے جیسے فرمایا وقفّینا علیٰ آثارہم بعیسی ابن مریم ۔

غرض یہ ماننا پڑتا ہے اور اس میں ذرہ بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے ایک سلسلہ شروع کر کے عیسےٰؑ بن مریم پر اس سلسلہ کو ختم کیا تھا۔ اب اس سلسلہ کو ہم اپنے دماغ میں جگہ دیکر قرآن مجید کی اور آیات پر غور کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس **سلسلہ** کے نمونہ پر ایک اور عظیم الشان سلسلہ قائم کر کے اپنی ہستی **کا ثبوت** دینا چاہتا ہے۔ جیسے فرمایا اللہ حکیم نے انّا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا ۲۹/۱۴ یعنے اے لوگو ہم نے محمد صلعم کو تمہاری طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور وہ تم پر اس بات کا شاہد ہے کہ ہماری تعلیم اور ہمارے احکام سے تم لوگوں کو اس نے خبردار کر دیا ہے اور جس کام کے لئے یہ بھیجا گیا ہے اس کو اس نے کامل طور پر ادا کر دیا ہے اور یہ اسی طرح کا رسول ہے جس طرح کا رسول ہم نے فرعون کی طرف بھیجا تھا یعنے جیسے موسےٰؑ ایک خاص **کتاب** کا مالک تھا ویسے یہ بھی ایک خاص عظیم الشان اور **کامل اور مفصل کتاب** لے کر آیا ہے۔ اور جیسے موسےٰؑ کے مقابل پر آخرکار **فرعون** اور اُس کا لشکر **تباہ** اور **برباد** ہوا تھا۔ ویسے ہی اس کے **مخالفوں** کا بھی **ناش** ہوگا اور اس کے مکذب نہایت ہی بُری طرح سے **نامراد** اور **ذلیل و خوار** ہوں گے۔ اور جیسے موسےٰؑ ہر طرح سے **فتح** اور **نصرت** حاصل کر کے بادشاہ بن گئے تھے یہ بھی اس سے ہزار ہا گنا بڑھ کر خدائی وعدوں کے مطابق **مظفر و منصور** اور **کامیاب و کامگار** ہوگا۔

اور جیسے حضرت موسےٰؑ کے بعد ایک **سلسلہ روحانی خلفا** کا شروع کیا گیا تھا اور مورخوں اور علم ریاضی کے ماہروں کے مسلمہ حساب بموجب موسےٰؑ سے تقریباً چودہ سو برس بعد وہ سلسلہ عیسےٰؑ بن مریم پر ختم ہوا تھا۔ ویسے ہی اس افضل الرسل سید المعصومین اور خاتم الانبیاء کے بعد بھی یقیناً ایک **روحانی سلسلہ** شروع ہوگا جو ایک عیسےٰؑ بن مریم پر تقریباً اتنی ہی مدت بعد آن کر ختم ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

الغرض کوئی **نیچری** ہو یا **دہریہ** برہمو ہو یا آریہ یہ بات تو اُس کو ہر صورت ماننی پڑے گی بشرطیکہ حق کی تلاش ہو کہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ ایک سلسلہ کا **ابتدا** اور **انتہا** بتا کر اور روحانی خط م ع بتا کر اسی کے نمونہ پر ایک دوسرا خط م ع قائم کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اور اُس کو لفظ بلفظ پورا کر کے اپنی ہستی کا کامل ثبوت دینا چاہتا ہے کیونکہ صدہا برسوں کے قائم شدہ **سلسلہ** کے نمونہ پر ایک اور **سلسلہ** قائم کرنے کا وعدہ کرنے اور پھر اسی طرح پورا کر کے اپنی زندہ ہستی کا ثبوت دینا ایک ایسی بات ہے جس سے سوائے اُس شخص کے جس کو حق کے لینے سے نفرت ہو اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

اب معزز ناظرین کی دلچسپی کے لئے میں ثابت شدہ اور مانے ہوئے خط م ع کا نقشہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔

م = (موسےٰؑ) ——— تقریباً چودہ سو برس کا عرصہ ——— ع = (عیسےٰؑ)

سلسلۂ روحانی جو موسیٰؑ سے شروع ہو کر عیسےٰؑ پر ختم ہوا

مندرجہ بالا نقشہ اُس سلسلہ کو ظاہر کرتا ہے جس کا ذکر میں مفصل طور پر اوپر درج کر چکا ہوں۔ جس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے اپنی ہستی کا ثبوت دینے کے لئے ایک سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شروع کر کے اور اپنی پاک کتاب عنایت فرما کر پے در پے اُسی کی تائید میں اور رسول بھیجنے شروع کئے جن کے آخیر پر عیسیٰؑ بن مریم کو بھیجکر اُس سلسلہ کو ختم کر دیا۔ لیکن اب میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس خط کے نمونہ پر ایک دوسرا خط م ع یعنے م = (محمدؐ) سے شروع ہو کر اور پہلے خط کی طرح ہر بات کی خیر و برکات اور فتوحات اور تائیدات الٰہیہ کو ساتھ لیتے ہوئے تقریباً اسی قدر عرصہ میں

ع ۔ (یعنی امر) پر قائم ہو۔ قائم کرنے کا وعدہ کیا ہے جس پر آیت ۔
وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم
فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم الخ ومن کفر بعد ذالک
فاولئک ھم الفسقون ۔ پورے طور پر روشنی ڈال رہی ہے ۔ اب
سوچنے اور سمجھنے والی بات جو ہے اور جس کے لئے میں نے اس مضمون
کو شروع کیا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اس طرح سے ہزاروں برس پیشتر
ایک سلسلہ کا قائم کرنا اور پھر اسی کے نمونہ پر ایک اور سلسلہ اس کا
مثیل قائم کرنے کا وعدہ کرنا کیا یہ انسان کی کسی اندرونی طاقت یا قوت
کا کام ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی متعصب سے متعصب اور دین اسلام
کا دشمن بشرطیکہ شرم اور حیا والا ہو۔ کہہ سکتا ہے کہ یہ سب انسانی منصوبہ
ہے؟ کیا کوئی انسانی دل و دماغ قبول کر سکتا ہے کہ یہ سب انسانی
کارسازی اور بشری محنت اور علمیت کا نتیجہ ہے؟ کیا کوئی ایسا انسان
تمام روئے زمین پر موجود ہے یا کسی بشر کے وہم و گمان میں بھی یہ جرأت
اور اس قسم کا حوصلہ اور جوش پیدا ہو سکتا ہے اور کبھی بھولے سے بھی
کوئی شخص اس قسم کے دعوے کرنے کا اپنے دل میں خیال لا سکتا ہے؟
ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!! ہرگز نہیں!!! غرض یہ ایک دعویٰ ہی ایک
ایسا عظیم الشان دعوےٰ ہے جو خدا کی ہستی کے منکروں اور دیگر اقسام کے
ناستکوں اور دہریوں کے لئے ایک کاری حربہ ہے اور یہ ایک ایسا
پرزور شان و شوکت والا اور اپنے ساتھ بڑی بڑی اقتدار کی پیشگوئیاں رکھنے
والا دعوےٰ ہے جس کے سنتے ہی ایک دہریہ کا دل دھڑکتا جان تڑپتی اور
دم گھٹنے لگتا ہے اور بدحواسی سے اُسے چکر آنے لگتا ہے اور بے اختیار
ہو کر اس کا دل بول اٹھتا ہے کہ کوئی مالک الکل اور خالق الکل قادر
و توانا ہستی موجود ہے ۔ جو جیسی چاہتی ہے کرتی ہے اور نہ صرف
اس زمین کو بلکہ اس سے لکھو کہا درجہ بڑھ کر کروڑوں اور اربوں کرّوں
کو ایک کٹھ پتلی کی طرح نچاتی ہے اور محض اپنے حکم سے ان کے مقررہ
محوروں میں انہیں گردش دئے جاتی ہے اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے
کے لئے جیسی سامان چاہتی ہے پیدا کر دیتی ہے ۔
معزز ناظرین گو میں اس مضمون پر کافی بحث کر چکا ہوں اور منکرین
ہستی باری تعالیٰ کی زبان بند کرنے کے لئے بفضل خدا کافی دلائل
دے چکا ہوں ۔ مگر میں اس مضمون کو اپنی طرف سے ایک حد تک مکمل
کرنے کے لئے اب یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ خدائے تعالیٰ نے
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت بتایا تھا اور دنیا کو ہلا دینے والا
اتنا بڑا عظیم الشان دعوےٰ کیا تھا ۔ آیا وہ پورا بھی ہوا ہے یا نہیں ۔
سو واضح رہے کہ یہ بڑی عام فہم اور موٹی بات ہے اور کسی ذی ہوش کو
اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہمارے نبی کریم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی یتیمی اور بے کسی کی حالت سے اپنے مولا کی مدد سے وہ
عروج حاصل کیا جس سے ان سب کو کچھ دشمنوں حاسدوں مخالفوں اور
مکذبوں کو سر جھکا کر اطاعت قبول کرنی پڑی جو پہلے طرح طرح کے دکھ دیتے
اور آنحضرت صلعم کے ذلیل خوار کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے ۔ اور
ہمارے نبی کریم صلعم اس اعلیٰ معراج پر پہنچے کہ جسمانی طور پر تو ایک عظیم الشان
بادشاہ بن کر دنیا کی ایک طاقتور سلطنت کے بانی ٹھہرے اور روحانی
طور پر قیامت تک کے لئے کامل دین دیا اور خلفاء کے باپ ٹھہرے اور خدا تعالیٰ

کی طرف سے ایک ایسی کامل اکمل اور مفصل کتاب ان پر نازل کی گئی
جس کے بعد قیامت تک کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں ہو سکتی ۔ اور
جس میں دین اسلام کے اُن کل مسائل کا بیان ہے جن کی کہ ہم کو ضرورت ہے
اور جن کا بیان کرنا خدا تعالیٰ کے علم میں ہمارے لئے ضروری ہے اور
ہر ایک ایسی ہدایت کو کمال تک پہنچا یا گیا جس کا دین کی ایک کامل
کتاب میں پایا جانا لازمی ہے ۔ اور آپ کے بعد خلفاء کا وہ سلسلہ جاری ہوا
کہ جس کا آخری خاتم یعنی خاتم الخلفاء بفضل خدا اس وقت ہمارے پاس
زندہ موجود ہے ۔ مبارک وے جو اس سے زندگی حاصل کریں ۔
ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم
چونکہ ان کی صداقت کے دلائل اسی مضمون میں میں اس سے پیشتر بیان کر چکا
ہوں اسلئے اس وقت مختصر طور پر وہی دلائل لکھتا ہوں جن سے ان کا مثیل مسیح
ہونا ثابت ہوتا ہے ۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

خاکسار محمد ظہیر الدین عفی اللہ عنہ

دانائی کی باتیں

ایک دانا کا قول ہے کہ اگر کسی شخص کو تم بے ضرورت بولتا دیکھو تو
جان لو کہ وہ دیوانہ ہے ۔ اس لئے ہر ایک عقلمند کو "پہلے بات کو تولو پھر
منہ سے بولو" والی مثل پر عمل کرنا چاہیئے جب کوئی شخص کسی میٹنگ یا
کلب سوسائٹی یا مجلس میں کسی امر پر گفتگو کر رہا ہو اور اس کے بیان میں
خواہ کئی ایک نقص بھی ہوں ۔ تاہم جب تک وہ اپنے سلسلہ سخن یا تقریر
کو ختم نہ کر لے ۔ تم اپنی رائے مت دو اور اپنے معلومات کو ظاہر کرنے کی
کوشش مت کرو ۔ کیونکہ داناؤں کے نزدیک دوسرے کا قطع کلام
کر کے اپنی واقفیت اور لیاقت کا اظہار کرنا بیوقوفی ہے
اگر تمہارے روبرو کسی ایسے امر پر بحث ہو رہی ہو جس میں تم کو
کچھ واقفیت نہیں تو تم ہرگز اس میں دخل نہ دو اور بن بلائے کبھی نہ
بولو ۔ کیونکہ جو شخص بن پوچھے سوال کا جواب دیتا ہے وہ احمق ہے
اگر کچھ آدمی اپنے راز کی باتیں کر رہے ہوں تو تم ان کی طرف کان
مت لگاؤ ۔ ماسوا اس سے پہلے کہ تم کسی اور کو سنوارنے کی خواہش کرو
اپنے آپ کو سنوار لو ۔

خریداران کو اطلاع

اکثر دیکھا جاتا ہے ۔ کہ خریدار خط و کتابت کرتے وقت
نمبر خریداری نہیں دیتے جس سے تلاش نمبر میں بہت سا وقت
ضایع جاتا ہے ۔ عام طور پر اطلاع دیجاتی ہے ۔ کہ خریدار خط و کتابت
کے وقت نمبر خریداری درج کیا کریں ۔

مینیجر

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱۰؍ - آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴؍ نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲؍ - سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲؍ - نور القرآن حصہ دوم - عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴؍ - فیصلہ آسمانی - قیمت ۲؍

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات - تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (۴؍) سالک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴؍ - حصہ دوم ۴؍ حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲؍ - برہان الحق قیمت ۳؍ محامد المسیح - قیمت ۳؍ - خطبات کریمیہ قیمت ۴؍ - تفسیر سورہ تبت - قیمت ۳؍ - نمونہ قرآن مجید - ۳؍

المشتہر

منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور